عشقِ ستم .....علیشےخان

ڈھلتا ہوا سورج سوات جیسے خوبصورت شہر میں ایک دلکش نظارہ پیش کر رہا تھا۔ ہر طرف گھما گھمی تھی کہ اچانک آس پاس کے لوگوں کی نظروں کا مرکز ایک طرف سے آنے والی لینڈ کروزر اور دوسری طرف سے آنے والی مرسڈیز بنی تھی۔
دونوں گاڑیاں اپنی پوری رفتار سے آ رہی تھی اور ان دونوں گاڑیوں میں بیٹھے ہوئے وجود بھی اپنی زیرک نگاہوں سے دور سے ہی ایک دوسرے کو پہچان چکے تھے۔ اسی لیے تو ان دونوں مغرورشہزادوں میں سے کسی نےبھی اپنی گاڑی کی رفتار کم کرنے کی کوشش نہیں کی۔ آس پاس کے کچھ لوگ ان گاڑیوں کے آپس میں زوردار تصادم کے لیے آنکھیں پھاڑے کھڑے ہو چکے تھے۔

اور ایک زوردار دھماکے کی آواز کے منتظر تھے لیکن دونوں تیز رفتار گاڑیوں نے بالکل آدھی انچ کے فاصلے پہ اپنی گاڑیوں کو بڑی مہارت سے بریک لگائی۔

یوں دونوں گاڑیوں میں سے کسی ایک کا بھی نقصان نہیں ہوا۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جسے وہ دونوں اِس کام میں بہت تجربہ رکھتے ہوں۔

لیکن اچانک سےانکی گاڑیوں کے ٹائیرزکے چرچرانے کی آواز سے فضا میں ایک اِرْتِعاش پیدا ہوا۔ دونوں وجود ایک دوسرے کو اپنی خوبصورت آنکھوں سے جیسے قتل کر دینے کے دَر پہ تھے۔ ایک طرف نیلی آنکھوں میں سرخی چھائی تھی تو دوسری طرف سبز آنکھوں میں۔

چونکہ یہ ایک ون وے روڈ تھا، اسلیئے دونوں نے ہی ایک دوسرے کو راستہ دینے کی زحمت نہیں کی تھی جیسے یہ ان کی شان کے خلاف ہو اور نا ہی دونوں میں سے کسی نے اپنی گاڑی کو ریورس کیا۔ بلکہ وہ دونوں تو جیسے بہت فرصت سے سینہ تانے ایک دوسرے کو اپنی سرخی چھائی آنکھوں سے گھورنے کا کام انجام دے رہے تھے اور یہ سرخی غصے کی بدولت تھی۔۔ دونوں نے ہی ایک دوسرے کو زیر لب ڈھیروں گالیوں سے نوازا تھا۔ دونوں کا موڈ ایک دوسرے کو دیکھ کے اِس قدر خراب ہو چکا تھا کہ بس نہیں تھا ایک دوسرے کو گاڑی سمیت بائیں جانب والی کھائی میں پھینک دیں۔ اِس وقت وہ دونوں اپنے گارڈز کو ساتھ نہیں لائے تھے۔

وقت گزرتا جا رہا تھا، لوگ دونوں سرداروں کو ایک دوسرے کے مقابل بےحد دلچسپی سے دیکھ رہے تھے (یہ راستہ دونوں قبیلوں کےدرمیان تھا اور یہ راستہ دونوں قبیلوں کےلوگ استعمال کر سکتے تھے)۔

KOH NOVELS - URDU

لوگ ان دونوں کے گاڑیوں سے باہر نکلنے کا انتظار کر رہے تھے۔ البتہ کسی میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ ان کو ایک دوسرے کو راستہ دینے کا مشورہ فراہم کر سکیں۔ کیونکہ لوگ بہت اچھی طرح سے ان سَر پھرے خانوں کے غصے سے واقف تھے۔۔۔

وہ دونوں ابھی ایک دوسرے کو غصے سے گھور رہے تھے کہ ایک سبز آنکھوں والی پری کے ہنسنے کی کھلکھلاہٹ دونوں کے کانوں نے سنی۔ جہاں وہ پری ہنستے ہوئے ان کے ہی سامنے والے خوبصورت سرسبز باغ سے بھاگتے ہوئے آ رہی تھی کہ اس کی نظر سامنے اپنے لالہ کی گاڑی پہ پڑی اور اِس کے پیچھے پیچھے ہی زلیخہ(ملازمہ) بھی بھاگی آ رہی تھی۔ جو شاید اِس کے ساتھ چھپن چھپاي کھیل رہی تھی لیکن سامنے اپنے سردار کو دیکھ کر اسکے اوسان خطا ہوئے۔

اِس ہنسی کی آواز وہ لاکھوں میں بھی پہچان سکتا تھا۔ اس نے بےساختہ اپنی نیلی سرخی چھائی آنکھیں موندی جیسے اِس ہنسی کو اپنے دل میں اُتَار رہا ہو اور وہی پہ سبز آنکھوں والے شہزادے نے یہ منظر بہت مشکل سے ضبط کیا۔

اگلے ہی لمحے وہ سبز آنکھوں والا شہزادہ اپنی گاڑی سے اترا اور ایک نظر اس سبز آنکھوں والی پری کو دیکھا اور اشارے سے پاس بلایا۔ جب کے آنکھوں میں غضب کی سرخی تھی۔ وہ اپنے لالہ کے بلانے پہ اپنے چھوٹے چھوٹے قدم لیتی، سبز آنکھوں میں پانی جمع کیے اپنے لالہ کے سینے سے جا لگی۔ وہ اس کی آنکھوں میں غصہ محسوس کر چکی تھی۔ وہ تو شکر تھا وہ اپنی مورے کے کہنے پہ آج اپنی کالی بڑی سی چادر سےاچھے سے اپنا چہرہ ڈھکے ہوئے تھی۔ جس سے صرف اس کی سبز خوبصورت آنکھیں ہی نظر آ رہی تھی۔

لالہ!! سبز آنکھوں والی پری نے اپنے لالہ کے سینے سے تھوڑا سا سر آٹھا تے، اِس کی غصے سے ہوتی لال آنکھوں میں اپنی سبز آنکھیں گاڑتے معصومیت سے پکارا کہ فارس خانزادہ کو بےساختہ اپنی چھوٹی سی پری کی پُکار پہ نرم ہونا پڑا۔ اس نے ایک گہرا سانس فضا میں لیا اور اپنے لب اس چھوٹی سی پری کے ماتھے پے رکھے۔

لالہ کی جان! اس نے اپنی بھاری مردانہ آواز میں جواب دیا (نیلی آنکھوں والا شہزادہ جو ابھی تک اسی کی ہنسی کے زیر اثر تھا)۔ اِس آواز سے اپنی آنکھیں کھول کے باہر کا منظر دیکھنے لگا۔ جہاں وہ چھوٹی سی لڑکی اپنے قیامت نوخیز سراپے اور چہرے کو چادر کے پیچھے چھپائے، اپنے لالہ کے سینے سے لگے بالکل دو قدموں کے فاصلے پہ کھڑی تھی۔ اِس کی نیلی آنکھیں بالکل سپاٹ تھی اور پہلے والی سرخی ان میں پِھر سے چھائی، اگلے ہی لمحے وہ گاڑی سے باہر نکلا۔ سفید رنگت جس میں غصے کے باعث سرخیاں گھلی تھی، نیلی آنکھیں، بھورے بال، بھوری گنھی بیئرڈ اور مونچھیں، اِس

کے پٹھانی نقوش پہ بے حد جچ رہی تھیں۔ 6 فٹ 2 انچ سے نکلتا قد، چوڑے اور مضبوط کسرتی سینے کا حامل یہ شخص چہرے پہ ہمہ وقت رہنے والا غصہ اور رعب سجائے ہوے واقعی ہی کوئی شہزادہ معلوم ہوتا تھا۔ ہر دیکھنے والا اِس کے حسن کو دیکھ کے یہ ضرور سوچتا کہ خدا نے واقعی ہی اسے فرصت سے بنایا ہے۔ وہ اِس وقت اسکن پینٹ کے ساتھ برائون شرٹ اور چاکلیٹ برائون جیکٹ میں ملبوس تھا۔

وہی دوسری جانب سبز آنکھوں والا شہزادہ بھی اِس کی ٹکر کا تھا۔ گوری رنگت، سنہرےخوبصورت بال، گنھی مونچھیں اور سنہری بیئرڈ، پٹھانی نقوش، لمبا قد، چوڑا مضبوط سینہ، چہرے پر بلا کی سختی اور رعب و جلال تھا۔ کوئی بھی شخص اِس سے بات کرنے سے پہلے سو بار ضرور سوچتا۔ فارس خان اِس وقت بلیک پینٹ وائٹ شرٹ اور بلیک لیدر جیکٹ میں ملبوس بہت ہینڈسم لگ رہا تھا۔

اب اس پری کی آنکھیں اپنے لالہ کی آنکھوں کے تعاقب میں سامنے اٹھی، جہاں وہ نیلی آنکھوں والا شہزادہ پوری شان سے کھڑا اسی کو دیکھنے میں مصروف تھا۔ اس کے دیکھنے کا انداز اِس قدر شدت پسند تھا کے اِس کے ماتھے پہ ننھے ننھے پسینے کے قطرے نمودار ہوئے۔ کتنے سالوں بعد وہ اِس ظالم نیلی آنکھوں والے سردار کو دیکھ رہی تھی۔ دونوں کی آنکھوں کا زبردست تصادم ہوا، دھڑکنیں تیز ہوئی۔ بےساختہ لبوں نے اِس ظالم کے نام کی مالا جپھی۔ اِس کے منہ سے بےساختہ " ساحر خانزادہ " اتنی کم آواز میں ادا ہوا تھا کہ وہ خود بھی نا سن سکی ۔ گلابی لبوں نے جیسے بس اس کو دیکھتے ہوئے بےساختہ حرکت کی لیکن اِس کی حرکت کو کالی چادر نے چھپا لیا تھا .

ساحر خانزادہ!! وہ اس کی نیلی آنکھیں اپنی جان سے پیاری چھوٹی بہن پہ دیکھتے، اتنی زور سے دھاڑا تھا کہ وہ پری جو ابھی تک اپنے لالہ کے ساتھ لگی ہوئی تھی اپنے لالہ کی دھاڑ سے اچھل پڑی تھی۔ کانوں پہ ہاتھ رکھ لیے اورآنکھوں سے گرم سیال بہنا شروع ہوا۔

آواز نیچی رکھو فارس خانزادہ!! وہ بھی اونچی آواز میں دھاڑا اور غصے سے آس پاس کے لوگوں کو دیکھا۔ جو تماشہ دیکھنے میں مصروف تھے۔ اِس کے دیکھنے کا انداز ہی لوگوں کو خوف میں مبتلا کر گیا کہ لوگ اپنے اپنے راستوں کی طرف چلےگئے۔ اب کوئی بھی وہاں نہیں تھا۔

اور تم اپنی نظریں قابو میں رکھو ساحر خان۔ فارس خان نے اپنی جان سے پیاری بہن کو اپنی چوڑی پشت کے پیچھے چھپایا اور اب وہ دونوں ہی ایک دوسرے کے مقابل سینہ تانے کھڑے تھے۔ دونوں کا قد اور جسامت بالکل ایک جیسی تھی اور دونوں بلا کے خوبصورت تھے۔

KOH NOVELS - URDU

میری ہی چیزوں کو مجھ سے چھپانے کی ناکام کوشش مت کروں میں جیسے چاہے، جہاں سے چاہے، اپنی ملکیت کو دیکھنے کا حق رکھتا ہوں۔ وہ انتہائی بےباک اور گھمبیر لہجے میں بولا کہ فارس خان نے خود پر سے قابو کھوتے ایک زور دَار مکا ساحر خان کے خوبصورت چہرے پہ جڑ دیا اور وہی وہ ننھی سی جان جو ساحر خان کی معنی خیز بات سے گلابی سے سرخ ہوئی اب تھر تھر کانپنا شروع ہو چکی تھی۔

اب وہاں لوگ نا ہونے کے برابر تھے۔

یو سالے کمینے، ساحر خان کا غصہ فارس کے مکا مارنے سے ساتویں آسْمان پہ جا پہنچا۔ اس نے بھی جوابی کاروائی کرتے فارس کی جیکٹ کو گریبان سے پکڑتے، اس کے ناک پہ مکا جڑا کہ اس کی ناک سے خون بہنا شروع ہو گیا۔

فارس خانزادہ نے بنا رکے دو مکے پِھر سے ساحر کے منہ پے جھڑے اور

ابھی ساحر خانزادہ پِھر سے کوئی جوابی کاروائی کرتا کہ وہ ننھی سی جان دونوں کے چہرے لہو لہان دیکھتے جلدی سے دونوں کے درمیان آتے اپنے لالہ کے سینے سے لگی اور ساحر کا ہاتھ وہی ہوا میں رک گیا۔ آنکھیں شدت ضبط سے لال انگارہ ہوئی، غصے کے باعث سانسیں پھولی ہوئی تھیں جو اِس پری کو اپنی گردن پہ محسوس ہو رہی تھی۔ وہ اِس کے بےانتہا قریب کھڑا تھا۔ اس کے بدن کی خوشبو اسے پاگل کرنے کے لیے کافی تھی جس کی نرمی وہ محسوس کرنا چاہتا تھا۔

لالہ ! روتی خوبصورت بھیگی آواز کی پُکار نے ساحر خانزادہ کو ہوش کی دُنیا میں لا پٹکا۔

لالہ کی جان! گاڑی میں بیٹھو، فارس خان نے اپنی پری کے کانپتے وجود کو محسوس کرتے لہجے کو بہت مشکل سے نرم بنانے کی کوشش کی۔

نہیں لالہ ہم آپ کے بنا یہاں سے نہیں جائیں گیں۔ بھیگی آواز نے اب کی بار ساحر خان کے غصے میں اضافہ کیا، جس نے لالہ لالہ کی رٹ لگا رکھی تھی۔

اوکے میرا بچہ! ہم چل رہے ہیں بس رونا بند کرو۔ جلدی سے آنسو صاف کروں میری زر۔ فارس خان اپنے لہجے میں دُنیا جہان کی محبت سموئے بولا۔ جو صرف اِس کی بہن کے لیے تھی، باقیوں سے بات کرتے تو وہ ایک رعب و جلال والا جوشیلا سردار تھا۔

ساحر خانزادہ نے ان دونوں بہن بھائیوں کے پیار محبت پہ پہلو بدلہ تھا۔

دل نے بےساختہ اِس خوبصورت چہرے کو دیکھنے کی خواہش کی۔ جس کی چادر سے آوارہ لٹیں نکلنے کو بےتاب تھی۔ اگلے ہی لمحے ہوا کے تیز جھونکے سے اِس سبز پری

KOH NOVELS - URDU

کی چادر ڈھلک کے کندوں پہ آئی۔ بھیگے ہوئے سفید اور گلابی چہرے نے اپنا دیدار کروایا۔ سبز آنکھیں بند تھی لمبی مڑی ہوئی پلکیں لرز رہی تھی اور ان خوبصورت آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ بہہ رہے تھے۔ آوارہ لیٹو نے ہوا کی وجہ سے اُڑنا شورو کیا، شفاف چہرے پہ بےانتہا معصومیت تھی اور تھوڑی پہ ایک موٹا سا کالا تل قدرتی تھا۔ جس پہ ساحر کے دل نے شدت سے اپنے لب رکھنے کی خواہش کی لیکن اس نے اپنے دل کو ڈپٹا۔ سبز پری گلابی لب مسلسل روتے کاٹ رہی تھی۔ ساحر خان نے اِس کی حرکت پہ غصے سے اسے گھورا۔ نظریں تھی کے دیدار سے ہٹ ہی نہیں رہی تھی جیسے پیاسے کو کنواں مل گیا ہو۔ وہ ان گزارتے سالوں میں کئی گنا زیادہ حَسِین ہو گئی تھی، جوانی کا حسن اِس پہ ٹوٹ کے برسا تھا۔

ساحر نے بےساختہ اپنی نظریں اِس کے چہرے سے ہٹاتے ادھر اُدھر نظر دوڑائی۔ یہ دیکھنے کے لیے کہ کسی اور نے تو اِس خوبصورت چہرے کو دیکھنے کی جُرات نہیں کی۔ اگر ایسا ہوا تو ساحر خانزادہ آج اِس خوبصورت چہرے کا حشر بگاڑنے اور اِس کو دیکھنے والی آنکھوں کو پھوڑنے کا اِرادَہ رکھتا تھا لیکن خوش قسمتی سے وہاں اب کوئی زی روح نہیں تھا۔

فارس نے ساحر کی نظریں اپنی بہن پہ محسوس کرتے اِس کی جانب دیکھا اور اِس کی ڈھلتی ہوئی چادر کو اِس کے سر پہ ٹھیک کرتے، اس کا چہرہ ڈھکا اور غصے سے مٹھیاں بینچھی۔

ساحر نے ناگواریات سے فارس کو دیکھا جو اس کے دیدار یار میں رکاوٹ بن رہا تھا۔

آج کے بعد زرلاشتہ خان اگر میں نے اِس وقت تمہیں یوں سوات کی سڑکوں پہ گھومتے دیکھا تو یقین مانو تمہاری ٹانگیں توڑنے میں سیکنڈ سے بھی کم وقت لگاوں گا۔

اور اگر تمہاری چادر سے نکلے ہوئے ایک بھی بال پہ کسی غیر مرد کی نظر پڑی تو تمہارا سر دھڑ سے الگ کر دوں گا۔ ساحر خان شدید غصے کے عالم میں دھاڑا کہ زرلاشتہ کے ہاتھوں کی گرفت فارس خان کی شرٹ پہ بےساختہ مضبوط ہوئی۔ جس کا اندازہ فارس کو اپنے سینے کے بالوں کے کھینچنے پے ہوا۔ اِس کی یہ حرکت ساحر سے بھی مخفی نا رہی۔

فارس خان نے اب کی بار شدید غصے سے ساحر خان کو گھورا، جیسے نظروں سے سالم نگل جانا چاہتا ہو۔ جو اِس کے سامنے اِس کی بہن پہ حق جتا رہا تھا لیکن اب کی بار فارس نے کوئی جوابی کارروائی نہیں کی تھی کیوں کے زرلاشتہ بہت ڈر چکی تھی۔

اور دوسری جانب زرلاشتہ تو سالوں بعد ساحر خان کے منہ سے اپنا پورا نام سننے کے بعد ایسی تھی جیسے کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔ آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ اس کی کالی چادر کو بھگو رہے تھے۔ شکوہ کناں زخمی نظریں اس نے ساحر خانزادہ کی طرف اٹھائی، جو سالوں بعد اس پہ ایسے حق جتا رہا تھا جیسے دونوں کے بہت اچھے تعلقات ہوں۔ لیکن ساحر خانزادہ نے ان سبز نظروں کا پیغام پڑتے بےساختہ اپنی نظریں چرائی۔

فارس خانزادہ میرا اُدھار رہا تجھ پہ اگلی بار میدان میں اپنے حفاظتی اقدامت کے بغیر آنا (اشارہ زرلاشتہ کی طرف تھا)۔ ساحر خان نے مٹھیاں بینجھتے اپنے غصے پہ قابو پایا اور اگلے ہی لمحے ضبط کے آخری مراحل کو چھوتے، تیزی سے اپنی گاڑی کی طرف گیا۔ بس نہیں تھا کہ زرلاشتہ کو اپنے سینے میں شدت بھری گرفت میں بینچ لے لیکن نہیں اسے اِس خاندان کو صفائے ہستی سے مٹانا تھا۔ اس نے بڑی مہارت سے ایک ہاتھ سے سٹیرنگ کو سنبھالتے، فارس خان کے بالکل پاس سے تیز رفتار میں گاڑی موڑی کہ زرلاشتہ پِھر سے اچھلی اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ ان کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ اگر یہاں زرلاشتہ نہ آتی تو یقینا وہ دونوں اپنی گاڑیاں ایک دوسرے کے سامنے سے نا ہٹاتے چاہے شام سے رات اور رات سے صبح ہو جاتی۔ لیکن وہ دونوں اپنی لڑائی میں عورت کو شامل کرنا اپنی بزدلی سمجھتے تھے۔

اب فارس کا دھیان اپنی چھوٹی بہن کی طرف آیا، جو اِس کے سینے میں گُھس جانا چاہتی تھی۔ اِس کے کانپتے وجود کو دیکھتے فارس نے اِس کا سر سہلاتے اسے نارمل کرنے کی کوشش کی اور ایک گہرا سانس لیتے اسے دیکھا۔

"زر" لالہ کی جان میں نے کتنی دفعہ منع کیا ہے یوں اِس وقت حویلی سے نکلنے سے فارس خان بے بسی سے بولا۔

لالہ آپ نے اکیلے آنے سے منع کیا تھا لیکن آج تو ہم زلیخہ کے ساتھ تھے نا زرلاشتہ نے بڑی معصومیت سے اپنی سبز آنکھوں سے اپنے لالہ کو دیکھتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی زلیخہ کی طرف اشارہ کیا جو تھوڑا دور منہ میں اپنا دوپٹا ڈالے اپنی بڑی بڑی آنکھوں کو پھیلائے اِس سارے تماشے کو کب سے دیکھ رہی تھی۔ اب فارس اور زرلاشتہ کو اپنی طرف دیکھتا پا کے جلدی سے بوکھلاتے سیدھی ہوئی۔

فارس نے اپنا آئی برو اچکاتے زلیخہ کی طرف دیکھا۔

و۔و۔ وہ ل۔ لالہ میں نے منع کیا تھا زر بی بی کو لیکن ان کی ضد پہ میں ان کو خانم بی کی اِجازَت سے تھوڑی دیر کے لیے باہر لے ائی۔

زلیخہ نے جلدی سے اپنی صفائی پیش کی تا کے فارس خان کے قہر سے بچ سکے جو اِس کو بارہا زرلاشتہ کو اکیلے باہر لانے سے منع کر چکا تھا۔

فارس خان نے تاسف سے سر نفی میں ہلایا اور زرلاشتہ کو اپنے بازو کے حالے میں لیتے، اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گیا۔ ساتھ ہی زلیخہ کو بھی گاڑی میں بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

فارس خانزادہ نے زرلاشتہ کی چادر سر سے ٹھیک کرتے، نرمی سے اِس کے ماتھے پہ لب رکھے اور اِس کو گاڑی میں بٹھایا۔ زلیخہ بھی زرلاشتہ کے ساتھ ہی بیٹھ چکی تھی۔

فارس خانزادہ نے گاڑی کو حویلی کی طرف موڑا جب کے دماغ میں ساحر خان کے الفاظ ابھی تک گھونج رہے تھے ۔

(میری ہی چیزو ں کو مجھ سے چھپانے کی ناکام کوشش مت کروں میں جیسے چاھے، جہاں سے چاھے ،اپنی ملکیت کو دیکھنے کا حق رکھتا ہوں۔)

(آج کے بعد زرلاشتہ خان اگر میں نے اِس وقت تمہیں یوں سوات کی سڑکوں پہ گھومتے ہوئے دیکھا تو یقین مانو تمھاری ٹانگیں تورنے میں سیکنڈ سے بھی کم وقت لگاوں گا۔)

آں ساحر خان ن ! ! !

ساحر خان کی حق جتاتی باتوں کو یاد کرتے، فارس خان کا غصہ پھر سے ضبط کی انتہاوں کو چھو رہا تھا کہ بےساختہ اس نے اپنی گاڑی کی سپیڈ بڑھای اور اپنا ہاتھ زور سے سٹیرنگ پہ مارتے دھاڑا۔ لیکن یہ بھول چکا تھا کے پیچھے دو ڈرپوک صنف نازک بیٹھی ہوئی ہیں۔ جب کے پیچھے بیٹھی زلیخہ اور زرلاشتہ نے خوفزدہ ہوتے، ہلکی سی چیخ مارتے ایک دوسرے کو زور سے گلے لگایا۔

یہ منظر شیشے سے دیکھتے فارس نے خود پہ قابو پایا تھا اور گاڑی کی سپیڈ تھوڑی سی کم کرتے ساحر کو دل میں بہت سی گلیوں سے نوازا۔ جو اپنی باتوں سے اِس کے دل میں اگ لگا کے جا چکا تھا لیکن ایک بات فارس خانزادہ سوچ چکا تھا کے وہ اپنی بہن پہ ساحر خانزادہ کا سایہ بھی پڑھنے نہیں دے گا۔

عشقِ ستم ... قسط 2

فارس خان نے غیض و غضب کے عالم میں لال حویلی کے وسیع پورچ میں اپنی گاڑی کو بریک لگائی تھی لال حویلی اپنی خوبصورتی کی مثال آپ تھی۔

وہ جلدی سے گاڑی سے اترتے ہوئے مردان خانے کی طرف بڑھا تھا ،جب کے زرلاشتہ اور زلیحہ فارس خان کو اتنے غصے میں مردان خانے میں جاتے ہوئے دیکھ کے زنان خانے کی طرف بڑھی تھیں ۔جہاں سامنے ہی زرمینہ خان(فارس کی مورے) ، ورده خان (فارس کی چچی) ، اور ایک خوبصورت سی گول مٹول سی لڑکی پلوشہ بیٹھیں تھیں (جو کے فارس کی پھپھو کی بیٹی تھی لیکن اب وہ انتقال کر چکی تھی) اور ملازموں کی فوج بھاگ دوڑکے لال حویلی میں کام کرنے میں مشغول تھی ۔

زرلاشتہ بھاگتے ہوئے اس کمرے کی جانب بڑھی تھی ،جہاں سے مردان خانے کی ہر بات کی صاف آواز سنائی دیتی تھی۔

اِس کو یو بھاگتے ہوئے دیکھ کے زلیخہ(یہ زرلاشتہ کی دوستوں کی طرح ہی تھی)اور پلوشہ بھی اِس کے پیچھے بھاگی تھی جب کے خانم بی اور ورده بیگم حواس

باختہ سی ان کی طرف بڑھی تھیں ۔

نہیں رکھنا ہمیں بڑی حویلی والوں سے کوئی تعلق سمجھ میں کیوں نہیں آتی آپ کو میری ایک بات آج جس طرح وہ ساحر خانزادہ میری بہن پہ حق جتانے والی باتیں کر رہا تھا ،وہ سالا میے گا میرے ہاتھوں، . . . فارس خانزادہ کی دھاڑتی آواز پوری ہویلی میں گونج رہی تھی۔ اس کا غصہ کسی طور پہ کم نہیں ہو رہا تھا وہ اتنی زور سے دھاڑا تھا کے حویلی میں زنان خانے میں موجود سب خواتین اچھلی تھیں۔

یا اللہ خیر !! خانم بی نے اِس کی دھاڑ پہ اپنے دل پے ہاتھ رکھا تھا۔

جب کے فارس خان کی بات پہ زرلاشتہ کی حالت جیسے مرنے والی ہوئی تھی۔

تعلق توڑنے کا مطلب جانتے ہو فارس خان ؟ ؟ جہانگیر خان نے پوتے کو غصے میں دیکھتے ہوئے استفسار کیا۔

دادا جان میں سب جانتا ہوں مجھے اس سفاک اور ظالم حویلی کے مکینوں سے کوئی تعلق نہیں رکھنا جن کی وجہ سے ہماری حویلی میں جنازے اُٹھے تھے ۔فارس خانزادہ پِھر سے دھاڑا تھا

مت بھولو فارس خان جنازے ان کی حویلی میں بھی اُٹھے تھے ۔کوئی فائدہ نہیں ان دشمنی کو بڑھانے کا پہلے ہی ہم سب بہت نقصان اٹھا چکے ہیں۔

دادا جان ! آپ سب کچھ بھول سکتے ہیں میں نہیں ۔ آپ اپنی بہن کے گناہ گاروں کو معاف کر سکتے ہیں میں نہیں ،آپ اپنے بیٹوں کے قاتلوں کو معاف کر سکتے ہیں لیکن میں اپنے بابا جان اور چاچو کے قاتلوں کو ہرگز معاف نہیں کر سکتا ۔ فارس خان کو اپنے

سارے نقصان یاد آئے تھے۔ شدید غم و غصے کے عالم میں اس نے مردان خانے میں شیشے کے ٹیبل پہ پڑے ہوئےخوبصورت گلدان کو زمین پہ پٹکا تھا۔اِس وقت وہ کوئی بپھرا ہوا شیر لگ رہا تھا۔

اپنے غصے پہ قابو رکھو فارس خانزادہ !!صبح بڑی حویلی سے مراد خان نے اپنے خاص ملازم کے ہاتھ پیغام پہنچایا ہے وہ لوگ اپنی امانت واپس چاہتے ہیں ۔ جہانگیر خان نے صبح کے آئے پیغام کو فارس خان کے گوش گزار کیا تھا جسے سنتے ہوئے فارس خان جلتے توے پے بیٹھا تھا۔

کون سی امانت دادا جان !کون سی امانت ؟ ؟ میں مر جاؤ گا لیکن اپنی جان سے پیاری بہن کو اس سفاک حویلی کے لوگوں کے درمیان نہیں بھجوں گا ۔ سنا آپ نے اب کی بار اس نے شدید غصے سے شیشے کے ٹیبل کو پٹکا تھا ۔سبز آنکھیں لال انگھارا ہو رہی تھی خوبصورت سفید چہرہ غصے کی ذیادتی سے سرخ پڑا تھا ،جب کے زرلاشتہ تو یہ سب سن کے دم سادھ گئی تھی آنکھوں کے سامنے وہ ظالم سردار آیا تھا جس نے تقریباً پچھلے آٹھ سالوں سے اِس کی خبر تک نہیں لی تھی اور وہ اس سے عشق کر بیٹھی تھی اب تعلق توڑنے سے بہتر تھا ابھی زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔

سبز آنکھوں سے پانی کسی دریا کی طرح بہہ رہا تھا اِس کی حالت دیکھتے ہوئے پلوشہ نے جلدی سے زرلاشتہ کو گلے لگایا تھا۔

مت بھولو فارس خان ہماری امانت بھی ان کی حویلی میں موجود ہے اگر وہ اپنی امانت لیں گیں تو اپنی امانت ہم بھی نہیں چھوڑیں گیں ۔

جہانگیر خان کی اِس بات سے فارس سکندر خان کے منہ پہ تالا لگا تھا آنکھوں کے آگے چھم سے ایک خوبصورت نازک سراپا آیا تھا ۔

ابھی فارس خان کچھ بولتا کے مردان خانے میں رایان خانزادہ ماتھے پہ بل ڈالے داخل ہوا تھا اس کا ضبط سے سرخ چہرہ بتا رہا تھا کے وہ ساری باتیں سن چکا ہے ۔سرخ و سفید رنگت شہد رنگ آنکھیں ، شہد رنگ بال ، پٹھانی نقوش ، نیچلے لب پہ خوبصورت سا تل ، 6 فٹ سے نکلتا قد ، مضبوط اور ورزشی سینہ جو اس کے کسرت سے جم کرنے کا ثبوت دیتا تھا سفید شلوار قمیض میں ملبوس اس کی قمیض سینے اور بازوئوں سے چپکی ہوئی اِس خوبصورت مرد کو اور دلکش بنا رہی تھی (وہ فارس خانزادہ سے تین سال چھوٹا تھا لیکن حد سے زیادہ ضدی تھا فارس خان اور ساحر خان دونوں ہم عمر تیس سال کے نوجوان تھے جبکہ رایان خان ستائیس سال کا تھا)۔

KOH NOVELS - URDU

لالہ ٹھیک بول رہے ہیں ہیں دادا جان ہم زر کو کبھی بھی بڑی حویلی نہیں جانے دیں گے ۔ رایان خان بھی غصے کی شدت سے دھاڑا تھا جس نے بھی میری بہن کی طرف آنکھ اٹھا کے دیکھا اس کا قتل مجھ پہ واجب ہو گا چاھے مجھے خون بہا میں خود کو ہی پیش کیوں نا کرنا پڑے ۔میں اپنے سینے پہ گولیاں کھانے کو تیار ہوں لیکن زر کو کبھی بھی کسی صورت وہاں نہیں ببھجوں گا۔

جہانگیر خان نے اپنے دونوں پوتوں کو دیکھ کے تاسف سے سر ہلایا تھا جو جان لینے اور دینے پہ تلے ہوئے تھے وہ دونوں ایک ساتھ کھڑے دو بپھرے ہوئے شیر لگ رہے تھے۔

اب کی بار مردان خانے میں موجود سب لوگ زنان خانے سے آتی ہوئی اونچی آوازوں کو سنتے ہوئے باہر کی جانب بھاگے تھے۔

" زرلاشتہ " پلوشہ کے ساتھ لگے بے ہوش وجود کو دیکھتے ہوئے بےساختہ مورے ، ورده خان ، زلیخہ اور پلوشہ کی چیخیں گھونجی تھیں۔

فارس اور رایان تیزی سے زنان خانےکی طرف بھاگے تھے۔

فارس کو شدت سے کسی انہونی کا احساس ہوا تھا۔

" زر " رایان خانزادہ نے جلدی سے آگے بڑھتے ہوئے پلوشہ کے بازوئوں میں موجود زرلاشتہ کو اپنی باہوں میں اٹھایا تھا جس میں ان سب کی جان بستی تھی۔

فارس خان نے جلدی سے ملازمہ کو بھجتے ہوئے حکیمہ کو بلانے کا کہا تھا۔

رایان نے زرلاشتہ کو بیڈ پہ لٹایا اور جلدی سے اس کے اوپر پانی کا چھڑکاؤ کیا

زر لالہ کی جان آنکھیں کھولو فارس نے اِس کے بال سہلاتے ہوئے زرلاشتہ کو پیار سے مخاطب کیا تھا ،جو صبح سے کافی کچھ برداشت کر چکی تھی ابھی بھی فارس خان جانتا تھا وہ سب سن چکی ہو گی اور وہ اپنی بہن کی آنکھوں میں ساحر خانزادہ کی محبت کے دیپ جلے ہوئے کب سے دیکھتا آیا تھا لیکن وہ اسے اس ظالم کے حوالے کبھی نہیں کرے گا۔

فارس خان اپنی بہن کی حالت کو دیکھتے ہوئے ساحر خانزادہ کو قتل کرنے کا اِرادَہ رکھتا تھا۔

بھیگی ہوئی سبز آنکھیں بند تھی سفید چہرہ زَرْد پڑ رہا تھا رونے کی وجہ سے چھوٹی سی ناک لال ہو رہی تھی وہ خوبصورتی کا ایک مجسمہ تھی۔

حکیمہ نے زرلاشتہ کو ایک انجیکشن لگایا تھا اور کچھ دواؤں کا پرچہ فارس خان کو دیا تھا۔

زلیخہ حکیمہ کو باہر تک چھوڑ آئی تھی اب وہ سب زرلاشتہ کے اٹھنے کا انتظار کر رہے تھے۔

جب کے پلوشہ ایک سائڈ پہ کھڑی اپنے آنسو بہا رہی تھی اور پھولے ہوئے گالوں کو بے دردی سے صاف کر رہی تھی ۔

آپ سب باہر جائیں ان شا اللہ زر کو ہوش آ جائے گا اس کو سکون آوار انجیکشن دے دیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے اب وہ کچھ دیر آرام کرے گی ، فارس خان نے اپنی بھاری آواز میں سب کو مخاطب کیا تھا جب کے پلوشہ کی روتے ہوئے (اپنی جان سے پیاری بہن جیسی دوست کو اِس حالت میں دیکھتے ہوئے) ہچکی بنی تھی۔

ہچکیوں کے ساتھ روتی ہوئی آواز پہ رایان خان نے نظریں اٹھا کے پلوشہ کی جانب دیکھا تھا جو روتے ہوئے اپنے گلابی لبوں پہ ظلم ڈھا رہی تھی ۔اس کی چادر سر سے ڈھلک کے کندھوں پہ آ رہی تھی ۔ رایان خانزادہ نے بےساختہ نظروں کا زاویہ بدلتے ہوئے باہر کا رخ کیا تھا پتہ نہیں کیوں اسے اِس گول مٹول لڑکی سے عجیب سی چڑ تھی جو بچوں جیسی حرکتیں کرتی تھی۔ اِس کو دیکھتے ہی رایان خانزادہ کے چہرے پہ ناگواریات چھا جاتی تھی۔

پلوشہ !! فارس خان نے پلوشہ کو مخاطب کیا تھا جسے وہ زر کی طرح ہی اپنی بہن سمجھتا تھا۔

لالہ وہ زرر . . اس نے روتے ہوئے اپنے گول مٹول سے سفید ہاتھ کی انگلی سے زر کی جانب اشارہ کیا تھا (پلوشہ ا یک صحت مند گلابی سی گول مٹول سی لڑکی تھی)۔

میرا بچہ یہاں آ جاؤ وہ بالکل ٹھیک ہو جائے گی کچھ کھایا نہیں تھا اس لئے کمزوری سے بے ہوش ہو گئی تھی ۔فارس خان نے بات گول کرنے کی کوشش کی تھی لیکن پلوشہ بچی نہیں تھی جو بات نا سمجھتی وہ بھی چُپ کر کے اپنا سر ہاں میں ہلاتے ہوئے باہر چلی گئی تھی ۔جب کے اب کمرے میں صرف فارس خان اور زرلاشتہ خان تھے۔

فارس خان نے اپنی زر کے ماتھے پہ پیار کرتے ہوئے باہر کی جانب قدم لیے تھے ۔

.....

رات کے کھانے کا وقت تھا اور وہ اِس وقت بہت سکون سے اپنے کمرے میں آرام فرما رہا تھا کمرا بہت نفیس اور خوبصورت تھا بلیک اور وائٹ کلر کے امتزاج کا یہ وسیع

KOH NOVELS - URDU

کمرہ سعد خانزادہ کی ملکیت تھا ،جو کے اِس حویلی کا لاڈلہ بگڑا ہوا اور سب سے چھوٹا پچس سالہ شہزادہ تھا۔ جس نے کمرے کو کمرا کم اور کباڑخانا زیادہ بنایا ہوا تھا پوری وارڈروب سے کپڑے باہر بکھرے ہوئے تھے جب کے شیشہ دو حصوں میں تقسیم تھا ۔جس کی کرچیاں نیچے زمین پہ بکھری ہوئی تھی۔ بیڈ شیٹ نیچے زمین پہ سلامی پیش کر رہی تھی اور وہ تکیے کو اپنے مضبوط سینے میں ایک محبوبہ کی طرح بینچھتے ہوئے خواب و خرگوش کے مزے لوٹ رہا تھا ۔آج صبح بابا جان نے اس کو نیند سے جلدی اٹھا دیا تھا تا کے وہ جرگے میں ان کے ساتھ جائے تا کے اسے بھی اِس کے لالہ کی طرح ایک ذمہ دار انسان بنا سکیں جس کی وجہ سے اس نے سارا غصہ اپنے کمرے کی چیزوں پہ نکالا تھا۔

کیونکہ سعد خان کو اپنی نیند بہت پیاری تھی اِس کو بھی غصہ اپنے لالہ کی طرح وراثت میں ملا تھا وہ غصے میں جتنا جلد ی ایکشن کر تا تھا اتنی ہی جلدی اس کا غصہ اتر بھی جاتا تھا لیکن اتنا ہی وہ سب کو خوش رکھنے والا لڑکا تھا حویلی میں گل بہار اور سعد خانزادہ کی وجہ سے اچھی رونق لگی رہتی تھی۔

لالہ !لالہ !لالہ ! اٹھو جلدی !! ایک میٹھی سریلی آواز نے اِس شہزادے کی نیند میں خلل ڈالا تھا لیکن اس نے آنکھیں کھولنے کی زحمت ابھی بھی نہیں کی تھی۔

لالہ !لالہ !اٹھ جائیں نہیں تو بعد میں مجھ پر غصہ مت کرنا کے میں نے بتایا نہیں کہ آپ کے ہٹلر لالہ نے اِس حویلی میں اپنا بھاری اور وزنی قدم رکھ لیا ہے ۔ اِس شرارتی لڑکی نے اپنے لالہ کے ہلکے گرے بالوں کو مٹھی میں بھرتے ہوئے آہستہ سے جھٹکا دیا تھا ۔جس کی وجہ سے اس نے اپنی کرسٹل گرے آنکھیں کھولی تھی جن میں نیند کی وجہ سے سرخی چھائی ہوئی تھی ۔وہ خوبصورت پٹھانی نقوش سرخ و سفید رنگت والا لڑکا جو اپنے دراز قد سمیت پورے بیڈ پہ پھیل کے سو رہا تھا اب اپنے ہٹلر لالہ کا نام سن کے جلدی سے سیدھا کھڑا ہوا تھا ۔جب کے اِس کی اِس حرکت کو دیکھتے ہوئے وہ شرارتی لڑکی کھلکھلا کے ہنسی تھی ۔اس کی ہنسی بھی اسی کی طرح خوبصورت تھی ۔ وہ سفید رنگت کی گلابی اور سفید لڑکی اتنی خوبصورت تھی کے جو دیکھتا بس دیکھتا ہی رہ جاتا چھوٹی سی ناک نیلی آنکھیں اور گول چہرے کی یہ لڑکی اِس حویلی کی جان تھی ۔جو اپنی شرارتوں سے اِس حویلی کے مکینوں کو ہنساتی رہتی تھی لیکن اندر سے وہ کتنی غمگین تھی یہ صرف وہ اور اس کا خدا جانتا تھا وہ اپنا غم چھپانا خوب جانتی تھی۔

سعد خان نے اپنی بہن کی ہنسی کی آواز پے اس کی طرف دیکھا جس کی نیلی آنکھیں بھی شرارتی تاثر پیش کر رہی تھیں ۔دل میں بےساختہ اپنی بہن کے ہمیشہ خوش رہنے کی دعا کی تھی لیکن مصنوعی خفگی سے اسے گھورا تھا۔

KOH NOVELS - URDU

کیا یار ابھی میں سویا تھا گل ۔کہا ہیں ہٹلر لالہ ۔جھوٹ بولا نا تم نے ۔ سعد خانزادہ نے اپنی ہلکی گرے بلیک بیئرڈ پے ہاتھ پھیرتے ہوئے ناراضگی سے کہا تھا۔

اِسنے ہنستے ہوئے اپنے سر کو نفی میں ہلایا تھا

نہیں لالہ آپ کی ہونے والی بِیوِی کی قسم وہ حویلی میں آ چکے ہیں اور رتیشا (ملازمہ) بتا رہی تھی کے بہت غصے میں لگ رہے ہیں ابھی وہ مردان خانے میں بابا جان اور دادا جان کی طرف حاضری دینے گئے ہیں اور پِھر جب ان کو پتہ چلتا کے آپ مغرب کے وقت سو رہے ہیں تو ان کے ہاتھوں سے آپ کو کسی نے نہیں بچانا تھا سوائے میرے ۔اسی لیے تو میں آپ کی فکر میں بھاگی بھاگی چلی آئی نہیں تو کچھ دیر بعد مسجد میں اعلان ہوتا کے ساحر خانزادہ نے اپنے چھوٹے لاڈلے بھائی سعد خانزادہ کو مغرب کے وقت بے خبر سونے کی وجہ سے جان سے ہلاک کر . . . اور اسی طرح گل بہار جو کے بولنا شروع ہو چکی تھی اور ابھی وہ کچھ اور گوہر افشانی کرتی کے دروازہ کھلنے کی آواز پے وہ دونوں آنے والی ہستی کو دیکھنے کے منتظر تھے۔

اور آنے والا کوئی اور نہیں بلکہ ساحر خانزادہ تھا جس نے ایک نظر ان دونوں کو دیکھ کے دوسری نظر پورے کمرے میں دوڑائی تھی جس کا کوئی حَال نہیں تھا کوئی شک نہیں تھا ساحر خان غصے میں اپنے کمرے کا حَال اِس سے بھی زیادہ برا کرتا تھا لیکن ساحر خان ایک نفاست پسند شخص بھی تھا جس کو گند سے سخت الرجی تھی۔

ساحر نے آنکھوں میں نرمی لیے اپنی نیلی آنکھوں والی چھوٹی سی شہزادی کو اپنے پاس بلانے کا اشارہ کیا جو بھاگتی ہوئی اِس کے سینے سے لگی تھی ، ساحر خان نے نرمی سے لب اِس کے ماتھے پے رکھے تھے اور اِس کو بازو کے حالے میں لیا تھا۔

چھوٹے خان!! . . ساحر خان کی آواز اور نظروں میں واضح تنبیہ تھی جسے محسوس کرتے ہوئے سعد خانزادہ (جو کے بلیک ویسٹ میں ملبوس اپنے کسرتی سفید سینے کی نمائش کر رہا تھا جس میں اِس کے سفید پھولے مسلز والے بازو اور سینے کے بال واضح نظر آ رہے تھے)نے جلدی سے اپنی وائٹ ٹی شرٹ اٹھا کے پہنی تھی کیوں کے ساحر خان کو اِس کا شرٹ لیس وجود بہن کے سامنے ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا۔

وہ لالہ میں سو رہا تھا تو اس لیے شرٹ . . ... ارےنہیں میں سو تو نہیں رہا تھا اِس وقت میں بالکل بھی نہیں سوتا یہ بات آپ بھی جانتے ہیں اور میں بھی لالہ میں بس فریش . . . وہ انتہائی معصوم چہرہ بنا کے کسی چھوٹے سے بچے کی طرح صفائی دے رہا تھا جیسے اسکول کی ٹیچر کو بتا رہا ہو کے میں نے ہوم ورک کیا تھا لیکن میری کاپی گھر رہ گئی ہے ۔جب کے گل بہار اپنی ہنسی کنٹرول کرنے کی کوشش میں اپنے گلابی چہرے کو سرخ کر چکی تھی ۔سعد خان نے اسے ایک گھوری سے نوازا تھا۔

چھوٹے خان اگلے پانچ منٹ میں تم مجھے نیچے کھانے کے ٹیبل پہ چاہیے ہو نہیں تو میری جوتی ہو گی اور تمھارا سر ، اور تیس سیکنڈ تم ضائع کر چکے ہو ، ساحر خان اپنے چھوٹے بھائی کے بہانوں سے بَخُوبی واقف تھا ۔اس لئے اس کی بات کاٹ کے اپنا حکم صادر کیا جو کے اِس کی شخصیت کا خاصا تھا وہ بس حکم کرنا جانتا تھا ۔

یار لالہ 5 منٹ میں تو میرے بال . . . چھوٹے خان ن !! تیس سیکنڈ اور گزر چکے ہیں ساحر خان نے پِھر سے اپنی مضبوط مردانہ کلائی پہ برانڈڈ واچ سے ٹائم دیکھتے ہوئے سعد خان کو باور کروایا تھا۔

ان کا نام ساحر خانزادہ نہیں بلکہ ہٹلر حکم خان ہونا چاہیے تھا ۔ سعد خان آہستہ آواز میں منہ میں بڑبڑاتے ہوئے جلدی سے باتھ روم کی جانب بڑھا تھا کیونکہ جانتا تھا بحث فضول تھی لیکن آتے ہی اس کے ڈانٹنے کی وجہ سے زور سے دروازہ بند کرنا نہیں بھولا تھا جب کے ساحر اور گل بہار نے اِس کی بڑبڑاہٹ واضح سنی تھی اِس کی اِس حرکت پہ ساحر نے غصے سے دروازے کو گھورا تھا جیسے ساری غلطی دروازے کی ہو ، اور اب کی بار گل بہار سے ہنسی ضبط نہیں ہوئی تھی بلکہ اِس کا خوبصورت دلکش قہقہ کمرے کی زینت بنا تھا ۔

کیسی ہو میری چھوٹی سی گل ؟آج ساحر خان تین دنوں بعد گھر آیا تھا ۔وہ کسی کام کے سلسلے میں اسلام آباد گیا ہوا تھا اور ابھی راستے میں ہی اس کا ٹکراؤ فارس خان سے ہوا تھا جس کے بعد اس کا موڈ بری طرح سے خراب ہو چکا تھا اور بابا جان کے خفیہ گارڈز سے یہ خبر کسی طریقے سےدادا جان اور بابا جان کو پہنچ چکی تھی اور مردان خانے میں ابھی وہ انہی کی نصحیتیں سن کے آ رہا تھا کہ یہ دشمنی اب ختم کر دینی چاہیے وغیرہ وغیرہ ۔لیکن ساحر خانزادہ ان کی باتوں کو اگنور کرتے ہوئے صرف ایک ہی بات بول کے آیا تھا کہ اسے اِس خاندان کو اِس روئے زمین سے غائب کرنا ہے اس کے لیے چاہے اسے اپنی جان ہی کیوں نا دینی پڑے ۔ دادا جان اور بابا جان اِس کے غصے سے مضطرب نظر آ رہے تھے ۔اِس کے بعد حویلی میں آ کے وہ اپنی مورے(نگینہ خان) سے ملا تھا جو اِس کو دیکھ کے ہی اِس کے خوبصورت چہرے کے صدقے واری جا رہی تھی۔ چھوٹے خان اور گل بہار کے پوچھنے پہ پتہ چلا کے گل بہار سعد خانزادہ کو اُٹھانے گئی ہے جس کے باعث اسے یہی آنا پڑا ۔

میں ٹھیک ہوں لالہ جان ۔آپ کیسے ہیں ؟میں نے آپ کو ان تین دنوں میں اتنا یاد کیا اور آپ کو پتہ ہے مورے مجھے کتنی بار بلاوجہ ڈانٹ چکی ہیں اور تو اور سعد لالہ نے بھی مجھے اتنا تنگ کیا اور میری مانو بھی بیمار. . . وہ پتہ نہیں ساحر خان کو کیا کیا بتاتی جا رہی تھی ،جب کے ساحر خان اِس کی باتوں پے بس مسکرائے جا رہا تھا ۔جس سے اِس کا ڈمپل بار بار اپنے درشن کروا رہا تھا وہ بہت کم مسکراتا تھا جتنا وہ اپنے

گھر والوں سے پیار کرتا تھا اتنا ہی سب اِس کے غصے سے خائف رہتے تھے ، ملازم اِس کی ایک آواز پہ دوڑے چلے آتے تھے ۔ساحر خانزادہ کی بات آج تک کسی نے نہیں ٹالی تھی ۔اِس کی ہر بات حرف آخر ہوتی تھی حویلی کا سب سے بڑا بیٹا ہونے کی وجہ سے اس نے بہت پیار اور احترام سمیٹا تھا ۔

لالہ کی جان !میں آپ کی ساری باتیں سنوں گا ابھی جا کے ڈائننگ ٹیبل پہ بیٹھیں۔ میں تب تک چینج کر کےآتا ہوں ، ساحر خان نے مسکراتے ہوئے گل بہار سے بولا ۔بدلے میں اس نے بھی مسکراتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا اور باہر کی جانب چلی گئی۔

ساحر خان کا چہرہ پھر سے پہلے جیسا سپاٹ ہوا تھا ۔نیلی آنکھوں کے سامنے وہ ہی سبز زخمی اور شکوہ کناں نظریں آئی تھی ، جسے ساحر بہت مشکل سے اگنور کرتے ہوئے اپنے کمرے کی جانب بڑھا تھا۔

بڑی حویلی کے ڈائننگ روم کی سربراہی کرسی پہ مراد خان (دادا جان) اپنے پورے رعب و جلال کے ساتھ بیٹھے تھے ۔جب کے ان کی دائیں جانب ان کے بڑے بیٹے حَیدَر مراد خان بیٹھے تھے اور ان کے ساتھ ہی ان کی بیگھم (نگینہ خان) بیٹھی تھی ،ساتھ ہی گل بہار براجمان تھی ۔جب کے دوسری جانب حَیدَر خانزادہ کی چھوٹی بہن روشنہ خان جو کے بیوہ تھی ،ان کے ساتھ ایک گوری رنگت ، پٹھانی نقوش کالی گہری آنکھیں اور پھولے نرم گلابی گالوں والی شرمیلی سی لڑکی بیٹھی تھی جس کا نام پری وش تھا وہ اپنے نام کی طرح ہی بہت خوبصورت تھی۔ وہ سفید لباس میں واقعی ہی کوئی پری محسوس ہورہی تھی ۔اِس کے ساتھ ہی اِس کی بڑی بہن بیٹھی تھی جس کا نام ہرا خان تھا ۔وہ بھی خوبصورتی میں کسی سے کم نا تھی یا یو کہا جائے حسن اِس نے بھی اپنے خاندان سے وراثت میں لیا تھا تو غلط نہ تھا۔ پری وش اور ہرا خان روشنہ خان کی بیٹیاں ہیں۔

ابھی سب باتوں میں مصروف تھے جب سعد خانزادہ اپنے خوبصورت چہرے پہ مسکراہٹ سجائے بلیک ٹراوزر اور بلیک ہی ٹی شرٹ میں آ کے اپنی اپھو جان کے پاس بیٹھا تھا ۔اس نے سب کو سلام کرتے ہوئے پری وش پہ ایک گہری نظر ڈالی تھی ۔جسے محسوس کرتے ہوئے پری وش کے ہاتھ کپکپائے تھے ۔یہ دیکھتے ہوئے سعد خانزادہ محضوظ ہوا تھا اور اب وہ بے شرموں کی طرح بیٹھ کے اپنی منگ پہ نظریں جمائے اس کو دیکھ رہا تھا اور وہاں پری وش اِس کے یوں بےباکی سے دیکھنے پہ گلابی پڑتی جا رہی تھی ۔جسے محسوس کرتے ہوئے حَیدَر خان نے گلا کھنکھارتے ہوئے سعد خان کو مخاطب کیا تھا ، سعد خان نے اپنی حفت مٹانے کے لیے اپنے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرا تھا ۔ابھی وہ بابا جان کی پکار کا کوئی جواب دیتا کے ساحر خانزادہ بلیک شلوار قمیض پہنے بازو کہنیوں تک فولڈ کیے اپنے پورے رعب و جلال کے ساتھ اپنے دادا جان کی

بائیں جانب سعد خانزادہ کے ساتھ آ کے براجمان ہوا تھا ۔سب جو باتوں میں مصروف تھے ساحر خانزادہ کے آنے سے خاموشی چھائی تھی دادا جان نے بےساختہ اپنے دونوں پوتوں کی نظر اتاری تھی جو بلا کے خوبصورت تھے ۔وہی ہرا خان کی نظریں ساحر خان کے چہرے پہ ٹِکّی تھی جسے ساحر خان بھی محسوس کر چکا تھا۔

کھانا شروع کریں سب ، ساحر اپنی رعب دار آواز میں بولا ۔ساحر اور گل بہار نے اپنی نیلی آنکھیں اپنے باپ سے چرائی تھی ،ساحر خان سیم اپنے بابا جان کی کاپی تھا جب کے سعد خان نے اپنی خوبصورت کرسٹل گرے آنکھیں اپنی مورے سے چرائی تھی اور نقوش اپنے لالہ ساحر خانزادہ سے چرائے تھے .

اسی طرح خاموش ماحول میں کھانا کھایا جا رہا تھا ،جب کے سعد خانزادہ وقفے وقفے سے ایک نظر پری وش پے ڈالتا جو اِس کی نظریں خود پے محسوس کرتے ہوئے کانپتے ہاتھوں سے کھانا کھا رہی تھی وہ بچپن سے اس کی منگ تھی اور وہ ہمیشہ اسے اپنی کرسٹل گرے آنکھوں کے حصار میں لیے ہوئے شرمانے پہ مجبور کر دیتا تھا۔

لالہ مجھے دو دنوں تک ایک ہفتے کے لیے دوستوں کے ساتھ گھومنے جانا ہے ۔سعد خان نے ساحر خان کو دیکھتے ہوئے اسے مخاطب کیا تھا کیوں کے وہ چاھے جتنا مرضی بڑا ہو جائے لیکن ساحر کے لیے وہ ایک بچہ ہی تھا اسی لیے اسے ہر کام سے پہلے ساحر سے اِجازَت درکار ہوتی تھی۔

کہاں جانا ہے چھوٹے خان ؟ ساحر خان نے سنجیدگی سے استفسار کیا ! ! جب کے اِس کے جانے کا سن کے ایک وجود کے چہرے پہ اُداسی چھائی تھی اور اس نے کھانے سے ہاتھ ہٹا لیے تھے جسے سعد خان نے اچھے سے محسوس کیا تھا۔

جب کے باقی سب ان دونوں بھائیوں کی گفتگو ملاحظہ کر رہے تھے۔

ترکی !! سعد خان نے پری وش کی اُداسی محسوس کرتے ہوئے سنجیدگی سے جواب دیا تھا

کوئی خاص وجہ ؟ ساحر خان کی طرف سے پِھر سے سوال آیا تھا۔

لالہ ایگزامس ختم ہوئے ہیں تو سب دوستوں نے سیر و تفریح کا پلان بنا لیا ۔

ہمم ٹھیک ہے چھوٹے خان لیکن تم ہر جگہ گارڈز اپنے ساتھ رکھو گے ساحر خان کی بات پہ سعد خان نے ہاں میں سر ہلایا تھا ۔جب کے دل میں وہ گارڈز کو کوس رہا تھا جو ہر وقت اِس کے سر پہ سینگ کی طرح سوار رہتے تھے۔

KOH NOVELS - URDU

سجاول کب آ رہا ہے ؟ حَیدَر خان نے اپنے بھتیجے کے متعلق ساحر خان سے استفسار کیا تھا جو ان کے چھوٹے بھائی کا سنجیدہ اور خوبصورت چاکلیٹ برائون آنکھوں والا شہزادہ تھا وہ ساحر سے تین سال چھوٹا تھا ۔ وہ سالوں سے بیرون ملک تھا اور اس نے وہی پہ اپنا بزنس بھی سیٹ کیا تھا۔

اگلے ہفتے !! ساحر خان نے مختصر سا جواب دیا تھا وہ اپنے بابا جان سے اکھڑ ا سا رہتا تھا۔ وجہ ان کے غلط نشانے سے اس کی ونی کی گئی بہن تھی جسے اس خاندان نے آٹھ سال سے نہیں دیکھا تھا ۔ اور حیدر خان نے اسے اس دشمنی کو یہی روکنے کی قسم دے رکھی تھی لیکن اب ایسا لگتا تھا، سب قسمیں اور وعدے جلد ہی ٹوٹنے والے تھے ۔

ہمم !!حَیدَر خان اپنے بڑے بیٹے کو سب کے بیچ کھانا کھاتے دیکھ کے کافی خوش نظر آ رہے تھے وہ کم ہی سب میں بیٹھ کے کھانا کھاتا تھا ۔ورنہ وہ سرداری کا عہدہ سنبھالنے اور کبھی اسلام آباد بزنس سنبھالنے کی وجہ سے کافی مصروف رہتا تھا اور جتنا وہ بچپن میں ان کے قریب رہا تھا اب اتنا ہی دور رہتا تھا۔

جب کے کھانے کے دوران گل بہار بھی پری وش کی اُداسی محسوس کر چکی تھی اور وجہ بھی وہ کچھ کچھ سمجھ چکی تھی اور اب اس کو اپنی نیلی شرارتی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔

عشقِ ستم ... قسط 3

سورج کی روشنی اس کے سفید چہرے پہ پڑی تھی ،جس کی وجہ سے اِس کی نیند میں خلل پڑا تھا ۔اس نے ناگواری سے سبز آنکھیں کھولی تھی ،جب کے دماغ پہ اثر ڈالنے سے رات کا واقعہ یاد کرتے ہوئے رات کی ساری باتیں زرلاشتہ کو پِھر سے یاد آنے لگی تھی اور وہ خوبصورت نیلی آنکھیں بھی جن سے کل اِس کا زوردار تصادم ہوا تھا ۔وہ پِھر سے آنسو بہاتی انہی باتوں کو سوچتے ہوئے چھت کو گھورے جا رہی تھی گرم سیال آنکھوں سے بہتا ہوا بالوں میں جذب ہو رہا تھا ۔جس کے نام کے ساتھ وہ بچپن سے وہ اپنا نام سنتی ائی تھی ۔جس نے بچپن سے ہی اِس کے دل کی دُنیا پہ قدم رکھا تھا جب وہ محبت کا لفظ تک نہیں جانتی تھی اور اب جب وہ اِس کے عشق میں گوڈے گوڈے ڈوب چکی تھی تو کیا ان دونوں کے جدا ہونے کا وقت آ چکا تھا ؟ ؟ کیا ساحر خانزادہ زرلاشتہ خان کو اِس عشق کے راستے پہ یو ں تنہا چھوڑ دے گا ؟ لیکن کیا ان کی غیرت یہ گوارہ کرے گی کہ وہ اپنی ملکیت سے دستبردار ہو جائے ؟ کیا وہ بھی ہم سے پیار کرتے ہوں گے جتنا ہم کرتے ہیں؟ نہیں وہ تو ہمیں سوچنا بھی گناہ سمجحتے ہوں

گے ۔لیکن وہ کل اِس طرح سے ہم پہ حق کیوں جتا رہے تھے ؟ کیا مقصد ان کی غیرت تھی یا مجھ پہ غصہ نکالنا ؟

زرلاشتہ خود سے ہی سوال جواب کرتے ہوئے اپنا دل اور دُکھی کر رہی تھی ۔

ابھی وہ یہ سب سوچ ہی رہی تھی جب اِس کے دروازے پہ کھٹکٹھکا ہوا تھا۔

آ جائیں !! مدھم آواز میں آنے والے کو اِجازَت دی گئی تھی اور جلدی سے اپنے آنسو صاف کیے تھے۔

فارس خانزادہ نے اندر داخل ہوتے ہوئے بغور اپنی زر کے رونے کے باعث گلابی چہرے کو دیکھا تھا وہ قدم بڑھاتے ہوئے اِس کے سرہانے کے پاس جا کے بیٹھا اور پیار سے اِس کے بالوں میں انگلیاں سہلائی۔

کیسا ہے میرا بچہ ؟ پیار سے پوچھا گیا تھا۔

ٹھیک ! زر نے نظریں نیچی کیے ایک لفظی جواب دیا تھا۔

ناراض ہو اپنے لالہ سے ؟

نہیں تو ! پِھر سے مختصر جواب آیا تھا۔

فارس خان نے ہاں میں سر ہلاتے ہوئے گہری سانس فضا کے سپرد کی تھی۔

محبت کرتی ہو اس سے ؟ وہ جانتا تو تھا لیکن پِھر بھی اپنی بہن کے منہ سے سننا چاہتا تھا وہ بچپن سے اپنے بہن بھائیوں کی ہر بات سنتا تھا اس لئے ابھی بھی بنا کسی جھجک کے اِس نے زر سے استفسار کیا ۔

جب کے اِس کے سوال پہ زرلاشتہ کی دھڑکنیں کسی دھونکنی کی مانند چلی تھیں ۔سبز آنکھوں میں نمی آئی تھی ۔تو کیا اِس کے لالہ بھی اِس راز سے واقف ہو چکے ہیں؟ جو بات وہ اب تک خود سے بھی چھپاتی آئی تھی۔ اِس نے نظریں چرائی تھی ۔

جواب دو زر ؟ ؟ محبت کرتی ہو ساحر خانزادہ سے ؟ فارس خان نے پِھر سے اپنا سوال دہرایا تھا

اب کی بار زرلاشتہ نے روتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا تھا۔

اپنے لالہ سے زیادہ اس سے محبت کرتی ہو ؟ پِھر سے سوال آیا تھا۔

KOL NOVELS - URDU

جب کے اِس سوال پہ زرلاشتہ کو اپنی سانسیں بند ہوتی ہوئی محسوس ہوئی تھی بےساختہ اپنی سبز آنکھوں سے اپنے لالہ کو دیکھا تھا جو اِس سے بے انتہا محبت کرتا تھا اور نفی میں سر ہلایا ۔

لیکن دل نے اِس کی بات کی نفی کی تھی ، دل تو اس ظالم سردار سے عشق کا دعوے دار تھا ۔تو عشق میں بھلا محبوب سے زیادہ محبت کسی اور سے ہو سکتی ہے ؟

تمھارا لالہ کچھ بھی غلط نہیں ہونے دے گا زر لالہ کی جان مجھ پہ بھروسہ رکھو اور میں اب تمہیں یوں آنسو بہاتے ہوئے نہ دیکھوں اور میری ایک بات یاد رکھنا زر کبھی بھی محب نا بنو محبوب بنو کیوں کے اس دنیا میں محب کی قدر کرنے والے بہت کم لوگ ہوتے ہیں ۔فارس خان نے نرمی سے کہتے ہوئے زرلاشتہ کو بہت کچھ باور کروایا تھا۔

زرلاشتہ اٹھتے ہوئے اپنے لالہ کے سینے سے لگی تھی ، اور اِس کی باتوں پہ ہاں میں سر ہلایا تھا۔

چلو میرا بچہ اٹھ کے فریش ہو جاؤ اور پھر سب سے مل کے ناشتہ کرتے ہیں سب بہت پریشان ہیں تمہارے لیے ۔فارس خان نے نرمی سے بولتے ہوئے اِس کے ماتھے پہ اپنے لب رکھے تھے جب کے زرلاشتہ نے دھیرے سے ہاں میں سر ہلایا اور باتھ روم کی جانب چلی گئی ۔

فارس خان بھی اب زرلاشتہ کو بہتر دیکھتے ہوئے پرسکون سا اپنے کمرے کی جانب بڑا تھا لیکن دماغ بہت سی سوچوں میں الجھا ہوا تھا۔

. . . . . .

سعد خانزادہ زنان خانے میں داخل ہوتے ہوئے کسی کی تلاش میں نظریں گھما رہا تھا لیکن وہ ظالم بنی پتہ نہیں اِس سے کہاں چھپتی پِھر رہی تھی۔

اہم اہم !لالہ جان !کس کو ڈھونڈھ رہے ہیں اپنے عقب سے آتی ہوئی شرارتی آواز پہ سعد خان نے چہرہ موڑتے ہوئے گل بہار کو گھورا، جو اپنی شرارتی نیلی آنکھوں سے اسے تنگ کرتے یہاں بھی آن پہنچی تھی۔

ہاں وہ میری آج رات کی فلائٹ ہے تو میں تمہیں ہی ڈھونڈ رہا تھا پیکنگ کروانے کے لیے ، سعد خان نے دانت پیستے ہوئے گل کو گھورا تھا جو مورے کے سامنے اِس کو ذلیل کروانے پہ تلی ہوئی تھی ۔ اب جان بوجھ کے اِس کو پیکنگ کا بولا تھا کیوں کے وہ جانتا تھا کام کرتے ہوئے اِس نیلی شہزادی کی جان جاتی ہے۔

کیاااا!! میں کیوں کروں پیکنگ جب حویلی میں ڈھیر سارے ملازم موجود ہیں تو مورے میں بول رہی ہوں میں کسی کے کام نہیں کروں گی ، لالہ کی شادی کروائیں تا کے یہ اپنی دلہن کے کام کریں اور ان کی دلہن ان کے . . میرے سے اتنے کام نہیں ہوتے میں بھی انسان ہوں ملازم سمجھا ہوا ہے مجھے !! وہ اونچی آواز میں ہاتھ نچاتے ہوئے غصے سے بولتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بڑھی تھی۔

جب کے اِس کی باتوں پہ سعد خان اور مورے نے آنکھیں پھیلا کے حیرانگی سے اسے جاتے ہوئے دیکھا تھا جو ایک گلاس پانی کا اٹھا کے نہیں پیتی تھی اور اب ایسے اٹیٹیوڈ دکھا رہی تھی جیسے اِس حویلی کی ساری ذمہ داری اِس کے نازک کندھوں پہ ہو۔

چھوٹے خان تم جاؤ میں رتیشا (ملازمہ) کو بولتی ہوں تمھاری پیکنگ کر دے ، سعد خانزادہ نے ان کی بات پہ سر ہلاتے ہوئے پلر کی اوٹ سے گلابی آنچل کو دیکھا تھا بےساختہ اِس کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی تھی ۔ وہ پورے دو دن بعد آج نظر آئی تھی لیکن ابھی بھی خود کو پلر کے پیچھے چھپائے ہوئے صرف اِس کی آواز سن رہی تھی۔

سعد خان نے ایک نظر اپنی مورے کو دیکھا جو آنکھیں بند کر کے تسبیح میں مشغول ہو چکی تھی اور دوسری نظر اس گلابی آنچل پہ ڈالی۔

اگلے ہی لمحے وہ دبے قدموں سے پلر کی دوسری سائڈ سے اِس کے سر پہ پہنچا تھا ۔ سعد خان نے پری وش کو کندھوں سے تھامتے ہوئے اس کا روخ اپنی جانب موڑا تھا اور تیزی سے اس کے منہ پہ ہاتھ رکھا تھا تا کے وہ چیخ نا سکے جب کے پری وش تو آنکھیں پھاڑے اپنی گہری کالی آنکھوں سے اِس کرسٹل گرے آنکھوں والے شہزادے کو دیکھ رہی تھی جو اِس کے بےانتہا قریب کھڑا تھا ۔ اتنا قریب کے اس کی گرم سانسیں پری وش کے چہرے کو جھلسا رہی تھیں ۔وہ خود کو سعد خان سے چھڑوانے کے لیے مزاحمت کر رہی تھی اور نروٹھے پن سے اس کو دیکھتے ہوئے اپنی گردن بار بار دائیں بائیں ہلا رہی تھی ۔تا کے اس کا مضبوط مردانہ ہاتھ ہٹا سکے ایسے کرتے ہوئے وہ ناراض ناراض اتنی کیوٹ لگ رہی تھی کے سعد خان نے بےساختہ اپنی ہنسی پہ قابو پایا تھا اور نرمی سے اپنا ہاتھ اس کے منہ سے ہٹایا۔

پری جان !! سعد خانزادہ نے بہت محبت سے پری وش کے کان کے پاس گھمبیر لہجے میں سرگوشی کی تھی کے بے ساختہ اِس کی دھڑکنیں تیز ہوئی تھی ، وہ مکمل اِس کے حصار میں لب کاٹتے ہوئے ناراضگی سے نظریں نیچے کیے کھڑی تھی۔

پری جاناں !!. . . اب کی بار سعد خان نے اِس کے گال پہ اپنے لب رکھتے ہوئے اور محبت سے پکارا تھا کے پری وش نے اِس کے چوڑے سینے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے اسے

خود سے دور کرنے کی ناکام کوشش کی تھی ۔وہ اِس کے سامنے چھوٹی سی پری ہی تو لگ رہی تھی جو بمشکل اس کے سینے تک آ رہی تھی۔

پری جان ! کچھ تو بولو اب کی بار سعد خان نے دوسرے گال پہ بھی اپنے لب رکھے تھے ۔ پری وش آج سہی معائنوں میں بوکھلائی تھی آج تو سعد خان کے تیور ہی الگ تھے ۔

جج .. ج.. جی . . . پری وش ! مدھم آواز میں جلدی سے بولی اور اس کے سینے پہ اپنے بازوں کا دباؤ ڈالتے ہوئے پِھر سے پیچھے کرنے کی کوشش کی لیکن اس پہ تو جیسے اُلٹا اثر ہو رہا تھا ۔وہ اور قریب آیا تھا ، دونوں کے بیچ انچ بھر کا فاصلہ تھا اور وہ مکمل اِس کے گال پہ جھکا ہوا تھا ۔ جب کے پری وش اب کانپنا شروع ہو چکی تھی ۔

چھ . چھ . چھوٹے خا.. خان ن.. کو . کوئی آ جائے گا . . . پری وش نے ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے کپکپاتے لبوں سے یہ الفاظ ادا کیا تھے۔

اچھا ہے نا کوئی آ جائے تا کے سب کو پتہ چلے سعد خانزادہ کا اب اپنی پری کے بغیر گزارا نہیں ہے۔ سعد خان مسکراتے ہوئے بولا تھا اب کی بار اس کی ناک پہ اپنے نرم گرم لب رکھے تھے۔

جب کے اِس کی بےباک باتوں اور حرکات سے پری وش سرخ پرتی جا رہی تھی ، ناراضگی تو کہیں دور جا سوئی تھی وہ تو اِس وقت بس سعد خانزادہ کے حصار سے نکلنا چاہتی تھی۔

امم . مجھے مورے بلا رہی تھیں کب سے ۔ پری وش نے جلدی سے بہانہ بنایا تھا ۔ اس کو یہ ڈر تھا کوئی بھی ان کو یوں اتنے قریب نا دیکھ لے ، جب کے سعد خان تو سینہ تانے اپنی پری جان کے ساتھ رومینس میں مصروف تھا۔

چلی جانا . . . پہلے مجھے اپنی پری جان کی ناراضگی تو دور کر لینے دو ۔سعد خان نے اپنی کرسٹل آنکھیں ان خوبصورت بڑی بڑی کالی انکھوں میں ڈالتے ہوئے کہا تھا کے پری وش مسلسل لب کاٹے ادھر اُدھر دیکھنا شروع ہو گئی تھی۔

سعد خان نے ناگواریت سے اِس کی اِس حرکت کو دیکھتے ہوئے اِس کے گلابی لبوں کو اپنے انگھوٹے اور انگلی کی مدد سے اِس کے دانتوں سے آزاد کروایا تھا۔

آہاں . . . ان پہ اتنا ظلم مت کرو پری جان !! ابھی تو ان کی نرمی کو سعد خانزادہ نے محسوس ہی نہیں کیا ۔ سعد خان کے اتنے بےباک جملے پہ پری وش کو اپنے کانوں سے دھوئیں نکلتے ہوئے محسوس ہوئے تھے ۔ شدید بےبسی نے آن گھیرا تھا ،آنکھوں کے گوشے نم ہونے لگے تھی ۔اس ننھی سی جان سے اِس کی اتنی شدت بڑی سرگوشیاں

KOH NOVELS - URDU

کہاں برداشت ہو رہی تھیں ۔اِس کی خوبصورت کالی آنکھوں میں نمی دیکھتے سعد خانزادہ نے اپنے جذبات پہ قابو پاتے ہوئے تھوڑا سا فاصلہ قائم کیا تھا لیکن ابھی بھی اس کے کاندھوں سے ہاتھ نہیں ہٹائے تھے۔

میرا جانا ضروری ہے پری جان اپنے دوستوں سے وعدہ کر چکا ہوں ، جلدی آنے کی کوشش کرو گااور اپنی ناراضگی ختم کرو اور میرے سینے سے لگ کے مجھے رخصت کرو ایسے تمھاری ناراضگی کی وجہ سے بےسکون رہوں گا ۔ سعد خان لہجے کو التجایا بناتے ہوئے بولا تھا چھوٹے خان میرا دل بہت گبھرا رہا ہے آپ مت جائیں ۔پری وش اب باقاعدہ روتے ہوئے اِس کے سینے سے لگی تھی زور سے اس کی شرٹ کو سینے سے مٹھیوں میں بینچھا تھا ۔واقعی ہی صبح سے اِس کا دل گھبرا رہا تھا اور بار بار سعد خان کا خیال دل میں آ رہا تھا کہ کہی اسے کچھ ہو نا جائے۔

اِس کی اِس حرکت پہ سعد خان کو ٹوٹ کے اپنی پری جان پہ پیار آیا تھا ۔

پری جان اپنے دل و دماغ سے سارے وہم نکال دو کچھ نہیں ہو گا ۔ اپنے چھوٹے سے دماغ پہ اثر نا ڈالوں اور چلو اب اپنی مورے کی بات سن کے کچھ دیر بعد میری پیکنگ کروانے میں مدد کروانا ۔سعد خان نے اِس کا چہرہ اپنے سینے سے تھوڑا سا اوپر کرتے ہوئے اِس کے ماتھے پہ لب رکھے تھے اور نرمی سے اِس کے آنسو اپنے ہاتھوں کے پوروں سے صاف کیے تھے۔

پری وش نے ہاں میں سر ہلایا تھا اسے پہلے بھی اِس کے چھوٹے چھوٹے کام اپنے ہاتھوں سے کرنے کی عادت تھی وہ دونوں جانتے تھے وہ ایک دوسرے سے بےانتہا محبت کرتے ہیں ، اسی لیے تو وہ دونوں ایک پل میں ہی ایک دوسرے کے دل کا حال جان جاتے تھے اور سعد خانزادہ تو اپنی معصوم سی پری سے عشق کر بیٹھا تھا۔

. . . . .

فلائٹ میں کچھ گھنٹے رہ گے تھے جب پری وش سعد خانزادہ کے کمرے میں اس کی پیکنگ کرنے آئی تھی ۔ جب کے واشروم سے پانی گرنے کی آواز پہ اس کو اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ نہا رہا ہے ۔ پری نے یہ دیکھتے ہوئے شکر ادا کیا تھا کے وہ اس کے پاس نہیں ہے نہیں تو اپنی بےباک حرکتوں سے وہ اِس کی جان سولی پے لٹکائے رکھتا تھا۔

وہ اِس کے سارے گرم کپڑے ، جرابیں، گرم ٹوپیاں ، گرم کوٹ ، گرم گلوز ، اور شوز ایک ایک چیز کو پیک کر رہی تھی ۔کیونکہ گل بہار سے پوچھنے پہ اس کو پتہ چلا تھا کے ترکی میں بہت سردی ہے۔ اسی لیے وہ اس کی ضرورت کی ہر چیز رکھ رہی تھی جب دروازہ کھلنے کی آواز پہ اِس نے اپنا چہرہ موڑ کے دیکھا تھا ۔ جہاں وہ گرے

ٹراوذر میں ملبوس تھا اور تولیے سے اپنے ہلکے گرے گھنے بالوں کو صاف کر رہا تھا ۔ جب اِس کی نظر اپنی پری جان پہ پری تھی جس نے اس کے لیے تِین سفری بیگ پیک کر دیے تھے جیسے وہ ایک ہفتے کے لیے نہیں ایک سال کے لیے ملک سے باہر جا رہا ہو ۔

جب کے اِس کو شرٹ لس دیکھتے ہوئے پری وش نے جلدی سے اپنی نظریں پِھر سے پیکنگ کی جانب مرکوز کی تھی ۔ سفید گال دہک اُٹھے تھےاور ہاتھوں میں کپکپاہٹ واضح تھی ۔ جسے سعد خان محسوس کرتے ہوئے مسکرایا تھا اور پیچھے سے جا کے اِس کو اپنے حصار میں لیا تھا۔

پری جان میں صرف ایک ہفتے کے لیے جا رہا ہوں ۔سعد خان نے ہلکا سا قہقہ لگاتے ہوئے پری وش کے کان میں سرگوشی کی تھی۔

جب کے پری وش کی دھڑکنیں معمول سے بھری تھیں وہ آج صبح سے اسے شرمانے لجانے پے مجبور کر رہا تھا۔

جی . جی . جی میں جانتی ہوں . . . پری وش نے مزاحمت کرتے ہوئے اِس کے حصار سے نکلنا چاہا ۔

اب تمہارے بغیر رہنا موت کے برابر لگنے لگا ہے پری جان آ کے لالہ سے تمہیں اپنی دسترس میں لینے کی بات کرو گا ۔ سعد خان نے پِھر سے پری وش کے کانوں میں سرگوشی کی تھی جب کے اِس کی اِس بات سے پری وش کا دل کانوں میں دھڑکا تھا چہرہ بانپ چھور رہا تھا ۔

آ . آپ ک . کو د.د. دیر ہو رہی ہے . . پری وش نے سعد خان کو وقت کا احساس دلایا تھا جب کے پری وش کے کانپتے وجود کو دیکھتے ہوئے سعد خان کو اِس پہ رحم آیا تھا اس نے سر ہلاتے ہوئے اِس کے ماتھے پے اپنے لب رکھے تھے اور زور سے اسے اپنے سینے میں بینچھا تھا۔

اپنا خیال رکھنا پری جان . . سعد خان نے بہت پیار سے اِس کے کان میں سرگوشی کی تھی

پری وش کی آنکھیں اِس کے جانے کے خیال سے پِھر سے نم ہونے لگی ۔

آ . آپ بھی چھ . چھوٹے خا . خان . . اِس کی نم آواز کو محسوس کرتے ہوئے سعد خان نے اِس کی تھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھتے ہوئے اس کے چہرے کو نرمی سے اٹھایا تھا اور نا میں سر ہلایا مطلب مت رو، سعد خان نے اپنی مضبوط چوڑی ہتھیلی پری وش

KOH NOVELS URDU

کے لبوں پے رکھتے ہوئے اِس کے لبوں کے مقام پہ اپنی ہتھیلی پے لب رکھتے ہوئے اپنی محبت کا اظہار کیا تھا۔

زہ تاسرہ مینہ کوم (مجھے تم سے محبت ہے). . .

اور ساتھ ہی پری وش کو اپنے حصار سے آزاد کیا تھا کیوں کے وہ جانتا تھا اِس سے زیادہ یہ نازک جان برداشت نہیں کر پائے گی اور ایسا ہی ہوا تھا پری وش اِس کی اِس بےباک حرکت سے گرتی پڑتی جلدی سے دھرکتے دل سے بھا گتے ہوئے اِس کے کمرے سے نکلی تھی۔

سعد خان آسودگی سے مسکرایا تھا پتہ نہیں کیوں اِس کا دل بھی جانے کا نہیں کر رہا تھا ،دل اُداس ہو رہا تھا لیکن دوستوں کے اصرار پہ اس نے مجبوراً ہامی بھر دی تھی۔ اس نے گھڑی پہ نظریں دوڑاتے ہوئے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرے اور جلدی سے الماری کی جانب بھرا ، بلیو پینٹ کے ساتھ وائٹ شرٹ پکڑے وہ ڈریسنگ روم میں بند ہوا تھا ، چینج کر کے وہ ڈریسنگ مرر کے سامنے آیا اور جلدی سے اپنے لایٹ گرے بال جیل سے سیٹ کرتے ہوئے اس نے اپنی برانڈڈ واچ اپنی مضبوط کلائی پہ پہنی تھی نیچے وائٹ برانڈڈ شوز پہنتے ہوئے وہ دس منٹ میں تیار ہو چکا تھا اب وہ اپنے بیگز کی طرف بھرا اور پیکنگ کے لیے تین بیگ دیکھتے ہوئے پھر سے اِس کا دلکش قہقہ فضا میں بلند ہوا تھا لیکن جو بھی تھا اس کی پری جان نے اتنی محنت سے ہر چیز کی پیکنگ کی تھی تو وہ کسی صورت بھی ان کو نظر انداز نہ کرتا اس نے گارڈ کو بلواتے ہوئے سارے بیگ گاڑی میں رکھوائے تھے اور خود نیچے کی جانب بڑا تھا جانتا تھا اب پری وش اِس کے سامنے نہیں آئے گی لیکن اب اسے باقی گھر والوں کی دعائیں بھی تو لینی تھی تا کے وہ خیر خیریت سے پہنچ سکے۔

حویلی کے تمام افراد سے مل کے سعد خان نے گل بہار کو پھر سے اپنے سینے سے لگاتے ہوئے بابا جان سے شریر لہجے میں ساحر خانزادہ کے بارے میں استفسار کیا تھا ۔

ہٹلر لالہ کہاں ہیں؟ بابا جان۔

جس پہ حَیدَر خان نے اِس کو مصنوعی گھوری سے نوازا۔

اچھا اب یوں ظالم محبوبہ کی طرح گھوریں تو مت بتا دیں کہا ہے آپ کا لاڈلا اور خونخوار(جان بوجھ کے ہونہار لفظ بگاڑا تھا) سپوت اب کی بار اس نے آنکھ مارتے ہوئے بابا جان سے پوچھا تھا۔

انسان بنو سعد خان ڈیرے پہ ہےوہ۔

اوکے ڈارلنگ جو حکم . . اس نے اپنے بابا جان کا پارا ہائی کرنے کی کوشش کی تھی اور اِس بار واقعی ہی وہ اس کے بےباک لفظ پہ غصے سے سرخ پڑے تھے اِس سے پہلے کے وہ اِس کی طرف قدم بڑھاتے وہ جلدی سے اپنی گاڑی کی طرف بڑھا تھا لیکن جاتے جاتے ادھر اُدھر دیکھنا نہیں بھولا تھا اور وہ اپنے کمرے کی کھڑکی سے نم آنکھوں سے اسے جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ سعد خان نے آنکھوں سے آنسوں صاف کرنے کا اشارہ کیا تھا جس پہ پری وش نے آنسو صاف کرتے ہوئے کھڑکی بند کی تھی وہ گہری سانس لیتے ہوئے گاڑی میں بیٹھا تھا۔

جب کے باقی سب حویلی والے اِس کے بھاگنے کے انداز کو دیکھتے ہوئے زور سے ہنسے تھے جسے دیکھتے ہوئے حَیدَر خان بھی مسکرا اُٹھے لیکن وہ نہیں جانتے تھے ابھی بہت سے غم ان کے منتظر تھے ۔

اِس کے بعد سعد خان ڈیرے پہ اپنے لالہ سے ملنے گیا تھا جس نے اسے زور سے سینے میں بینچتے ہوئے اِس کے ماتھے پہ لب رکھتے ہوئے پیار سے اِس کے بال بیگھاڑتے اسے بھیجا تھا اور ہر وقت گارڈز کو پاس رکھنے کی ہدایت بھی کی تھی جس پہ سعد خان نے ساحر خان کو ہر طرح سے مطمئن کیا تھا۔

ساحر خان سعد خان کو بہت کم خود سے دور جانے دیتا تھا کیوں کے سعد خانزادہ میں اِس کی جان بستی تھی وہ نہیں چاہتا تھا وہ اِس کے کسی بھی دشمن کی نظر میں آ جائے اور وہی سعد خان بھی اپنے لالہ پے جان وارتا تھا

. . . . .

وہ وائٹ ٹی شرٹ اور وائٹ پینٹ میں ملبوس ییلو کلر کی لیدر جیکٹ پہنے تیزی سے لال حویلی کے زینے اُتَر رہا تھا ۔جس کی وجہ سے اس کے شہد رنگ بال بے ترتیب ہو رہے تھے ، شہد رنگ آنکھوں میں نیند نا پوری ہونے کی سرخی چھائی تھی جو اِس کی آنکھوں کو مزید دلکش بنا رہی تھی ہاتھ میں برانڈڈ واچ پہنے اور آئی فون پکرے وہ شاید کسی سے کال پہ بات کر رہا تھا ۔جس کی وجہ سے وہ سامنے آنے والے وجود کو نا دیکھ پایا اور شدید ٹکراؤ کی وجہ سے جلدی سے اس نے سامنے والے وجود کو اپنی باہوں میں بھرا تھا ۔جس کی وجہ سے اِس کا برانڈڈ اور قیمتی فون زمین پہ گر گیا ۔جب کے سامنے موجود وجود نے اِس کی شرٹ کے کالر پہ اپنے گلابی گول مٹول ہاتھوں سے گرفت مضبوط کی تھی۔

واٹ دا ہیل ؟ ؟ ؟ اپنے سامنے پلوشہ کو دیکھ کے صبح صبح رایان خانزادہ کا موڈ بری طرح خراب ہوا تھا . . . جس کے باعث وہ غصے سے دھاڑا تھا۔

KOH NOVELS - URDU

آہہ . . . اِس کی اتنی اونچی دھاڑ پہ پلوشہ نے اپنی ڈارک براؤن آنکھیں کھول کے سامنے خود کو بچانے والی ہستی کو دیکھا تھا جس کی غصے کے باعث سانسیں پھولی ہوئی تھی اور وہ گرم سانسیں اِس کو اپنی گردن اور چہرے پے محسوس ہو رہی تھی۔

دھیان کہاں ہوتا ہے تمھارا ؟ ؟ آنکھیں کسی کو کرائے پہ دے آتی ہو جو ہر کسی سے ٹکراتی پھرتی ہو ؟ ؟ رایان خانزادہ نے پھر سے غصے سے استفسار کیا تھا۔

غلطی خود کی ہے اور کیسے مجھے ڈانٹ رہے ہیں ان کو تمیز نہیں ہے کسی کیوٹ سی لڑکی سے بات کرنے کی ، پلوشہ خود سے ہی دل میں مخاطب ہوتے ہوئے چہرے کے زاویے بگھاڑ رہی تھی جب کے برائون آنکھوں میں نمی جمع ہونا شروع ہو چکی تھی اِس کے ڈانٹنے کی وجہ سے ۔

کس مراقبے میں چلی گئی ہو ؟ اپنی اتنی لمبی زُبان بھی کرائے پے دے آئی ہو کیا ؟ ؟ اب کی بار مقابل نے اِس کے ہر وقت زیادہ بولنے پہ چوٹ کرتے ہوئے آئی برو اچکایا تھا اور جھٹکا دے کے اسے خود سے دور کیا تھا جس کی وجہ سے وہ پچھلی دیوار سے جا لگی۔

آہہ . . . اِس کے اِس طرح سے خود سے دور جھٹکنے پہ پلوشہ اب باقاعدہ رونا اسٹارٹ کر چکی تھی کیوں کے اِس کی کمر پہ چوٹ آئی تھی۔

میں فارس لالہ کو شکایت لگاؤں گی ۔وہ غصے سے اپنی برائون آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے اپنی روتی ہوئی آنکھوں کو بے دردی سے صاف کرتے ہوئے وہاں سے بھاگ گئی۔ جب کے اِس کے اِس طرح سے بے دردی سے گال اور آنکھیں صاف کرنے سے اِس کے سفید بھرے بھرے گال گلابی ہو چکے تھے . . .

بدتمیز سٹوپڈ گرل . . . رایان خانزادہ اِس کے جواب پے اس کو بدتمیز کہتا ہوا سر جٹکھتے ہوئے مردان خانے کی جانب چل دیا .

. . . . . .

عشقِ ستم۔۔ قسط 4

وہ صوفے پہ بیٹھے نیچے زمین پہ جھکے ہوئے اپنے شوز پہن رہا تھا جب اس کا موبائل رنگ ہوا۔ اس نے جھنجھلاتے ہوئے چہرہ اوپر اٹھا کے موبائل کی اسکرین پہ نمبر دیکھا ، اِس کے ایسے چہرہ اُٹھانے سے ڈارک چاکلیٹ برائون سلکی بال ماتھے پے بکھرے تھے ، نمبر پہ نظر پڑتے ہی ڈارک برائون آنکھیں مسکرائی تھیں ، جس نے اِس کے خوبصورت وجیہ چہرے کو اور دلکش بنایا تھا

اسلام وعلیکم۔۔ فون آٹھا تے ہوئے سنجیدگی سے سلام کیا تھا ، سنجیدگی اِس کی شخصیت کا خاصا تھی وہ زیادہ گھلنے ملنے والا انسان نہیں تھا۔ اس نے اپنی زندگی میں بہت غم دیکھے تھے۔ جسکی وجہ سے وہ کبھی اپنے خول سے باہر نہیں آیا تھا بہت سی صنف نازک صرف اس کی ایک نظر کی منتظر تھیں لیکن اس کا دل ویران یا شاید پتھر ہو چکا تھا جس کو آج تک کسی کی ادا نہ بھائی تھی۔

وعلیکم اسلام! کب تک پہنچوں گے سجاول خانزادہ ؟ مقابل کی آواز اِسپِیکَر سے گھونجی تھی۔

کل تک۔ اس نے اپنے سلکی بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے سنجیدگی سے جواب دیا تھا۔

ٹھیک ہے ایئرپورٹ پہ آنے سے پہلے مجھے اطلاع کر دینا میں خود تمہیں لینے آؤ گا ۔ اِسپِیکَر سے پِھر سے ساحر خان کی سنجیدہ آواز گھونجی تھی۔

میں خود آ جاوں گالالہ!! آپ کو میری فکر کرنے کی ضرورت نہیں!!سجاول نے لہجے کو بے تاثر بناتے ہوئے جواب دیا تھا۔ سجاول خان میں اپنی بات کو دہرانے کا عادی نہیں ہوں۔ اب کی بار سخت لہجے میں باور کروایا گیا تھا۔ میں بھی اسکول کا چھوٹا بچہ نہیں ہوں ،جسے آپ لینے نہیں آئیں گے تو وہ گم ہو جائے گا ۔میں یہاں آیا بھی اکیلا تھا اور واپس بھی اکیلا آؤں گا ۔ سجاول خانزادہ نے اپنی برائون ہلکی بیئرڈ پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے اب کی بار ضدی لہجے میں جواب دیا تھا۔ لیکن آوازمدہم تھی۔کب تک ناراض رہنے کا ارادہ ہے؟ اب کی بار ساحر خان نے شاید مسکراتے ہوئے پوچھا تھا۔ وہ صرف اپنی فیملی کے لوگوں کا ایسا لہجہ برداشت کرتا تھا۔ ورنہ ساحر خانزادہ اپنے آگے بولنے والوں کی زبان کاٹ کے رکھ دیتا تھا۔ جب تک اپ میرا ساتھ نہیں دیں گے۔ سجاول نے سنجیدگی سے جواب دیا تھاہم ٹھیک تم آؤ پھر اس پہ بات کریں گے۔ اب کل ایرپورٹ پہ ملتے ہیں۔ ساحر خان نے اس کی بات کا مختصر سا جواب دیتے آخر میں پِھر سے باور کروایا کہ لینے اس کو ساحر خانزادہ ہی آئے گا۔ جاتا بھی کیوں نا وہ اس کو سعد خانزادہ کی طرح عزیز تھا اور سجاول کتنے سالوں بعد پاکستان کی سرزمین پہ قدم رکھ رہا تھا۔

سجاول نے الوداعی کلمات کہتے فون بند کیا تھا اور اب اٹھ کے ڈریسنگ مرر کے سامنے جاتے خود کو دیکھا تھا۔

گوری سفید رنگت ، کھڑی ناک ، چاکلیٹ برائون بال ، برائون آنکھیں اور ہلکی برائون بیرڈ ، باڈی بلڈر وجود ، چھ فٹ سے اونچا قد ، وہ اِس وقت برائون پینٹ اور اسکن شرٹ پہنے ہوئے کوئی انگریز ہی لگ رہا تھا۔ س دفعہ ہار لال حویلی والوں کا مقدر بنے گی اور جو بھی میرے راستے میں آئے گا اسے میں چِیر کے رکھ دوں گا۔ لیکن اِس دفعہ

اپنی امانت سجاول خانزادہ کسی صورت ان کے پاس نہیں چھوڑے گا ۔ سجاول خانزادہ غصے سے چیخا تھا، وہ اِس دفعہ خود مرنے یا لال حویلی والوں کو مارنے کا اِرادَہ رکھتا تھا ۔

سجاول خان نے سالوں بعد پاکستان کی زمین پہ قدم رکھ کے گہرا سانس فضا کے سپرد کیا تھا، بےساختہ دردناک ماضی کسی فلم کی طرح آنکھوں کے پردے میں لہرایا تھا۔

وہ گرے پینٹ ، وائٹ شرٹ اور گرے جیکٹ میں ملبوس اتنا پیارا لگ رہا تھا کہ ہر کوئی ایک دفعہ ٹھٹھک کر اِسے ضرور دیکھتا تھا۔ سجاول آس پاس کے لوگوں کی نظریں خود پہ بخوبی محسوس کر رہا تھا لیکن وہ ان سب کا عادی تھا۔ اِس لیے نظرانداز کرتے ہوئے آگے بڑھ گیا۔

سجاول خانزادہ ابھی کسی کو فون ملا رہا تھا، جب اِس کا ٹکراؤ کسی لمبے چوڑے وجود سے ہوا۔

سوری ایکچولی . . . ابھی سجاول خانزادہ مزید کچھ بولتا جب سامنے کھڑے وجود کی شہد رنگ آنکھوں کو دیکھتے ساکت ہوا تھا۔ (سجاول انیس سال کا تھا جب وہ بیرون ملک گیا تھا۔ تب اس نے جوانی کی دہلیز پہ قدم رکھا تھا اور اب وہ بھرپور نوجوان تھا۔ ان دونوں کا ایک دوسرے کو پہچاننا اس لیے بھی مشکل نہ تھا کیونکہ وہ اچھے دشمن تھے اور اچھے دشمن ہونے کی وجہ سے وہ دور رہ کے بھی ایک دوسرے کے پل پل کی خبر رکھتے تھے)۔ وہی مقابل کا حال بھی اِس سے محتلف نہ تھا لیکن اس نے جلدی سے اپنی حیرانگی پہ قابو پاتے ہوئے سجاول خان کو طنزیہ مسکراہٹ سے دیکھا تھا۔

اچھی چھپن چھپائی کھیل رہے تھے سجاول خانزادہ ۔ امید کرتا ہوں اِس دفعہ دشمنی نبھانے کی تھوڑی سی ہمت خود کے وجود میں پیدا کر کے آئے ہو ؟ رایان خانزادہ نے استہزایا لہجے میں کہتے ہوئے سجاول خان کو سلگایا تھا۔

اگر سجاول خانزادہ ڈر کے چُھپ جائے تو لعنت ہے اس کے خان ہونے پہ۔ پیچھے سے وار کرنا خانزادوں کے خون میں نہیں تم لوگوں کی آنکھوں کے سامنے اپنی امانت کو لے کے جاؤں گا اور تم لوگ دیکھتے رہ جاؤ گے۔ جو میرے سامنے آئے گا خدا کی قسم میری گولی ہو گی اور اس کا سینہ۔ سجاول خان طیش کے عالم میں دبا دبا غرایا تھا کہ آس پاس کے لوگ ان دونوں لمبے چوڑے خوبرو نوجوانوں کی طرف متوجہ ہوئے تھے لیکن ان کی باتیں نہیں سن پا رہے تھے ۔

KOI NOVELS URDU

ہاں تم بیشک اپنی ناجائز امانت بقول تمہارے تمہاری ۔۔ ابھی رایان خان استہزایا لہجے میں مزید کوئی گوہر افشانی کرتا، جب سجاول خان نے غصے سے بے قابو ہوتے ہوئے رایان خانزادہ کی جیکٹ کو پکڑ کے زور سے اپنی طرف کھینچتے زور دَار مکا اس کے ناک اور گال کے درمیان رسید کیا تھا۔ ابھی وہ دونوں ایک دوسرے سے گتھم گھتا ہوئے ہی تھے، جب دور سے آتے ساحر خانزادہ نے اپنا سیاہ چشمہ اتارا تھا اور جلدی سے آگے بڑھتے ہوئے ایک نظر آس پاس ایئرپورٹ کے لوگوں کو دیکھا تھا۔ جو کھڑے ہوئے تماشہ دیکھنے میں مصروف تھے اور دوسری نظر ان دو بپھرے شیروں کو اور تیزی سے اپنی پوری طاقت سے دونوں کے کاندھوں کو پکڑتے ہوئے ایک دوسرے سے دور جھٹکا تھا۔۔۔

دونوں نے اِس حرکت کو انجام دینے والی ہستی کو دیکھا تھا لیکن اپنے سامنے ساحر خانزادہ کو دیکھتے ہوئے دونوں کی آنکھیں پھیلی تھیں۔ سجاول سالوں بعد اپنے سامنے اپنے نیلی آنکھوں والے سب سے خوبصورت لالہ کو دیکھ رہا تھا۔ جو اِس وقت بلیو پینٹ اور بلیو ہی چیک شرٹ کے بازو کوہنیوں تک فولڈ کیے ہوئے تھا۔ جب کے رایان خانزادہ اس کو سوات اور اسلام باد میں کافی دفعہ دور دور سے دیکھ چکا تھا یاں یوں کہا جائے وہ اس پہ نظر رکھنےکے بہانے ڈھونڈتا تھا تو غلط نہ تھا۔ لیکن رایان نے بھی اس خوبصورتی کے شاہکار کو عرصے بعد اتنے قریب سے دیکھا تھا۔ جس سے وہ بچپن میں بار بار اس کا ڈمپل دیکھنے کی فرمائش کرتے تھے اور وہ ان کی اِس فرمائش پہ نرمی سے مسکرا دیتا۔ لیکن اب تو وہ ڈمپل اور وہ نرمی ڈھونڈنے سے بھی اس کے چہرے پہ نہیں مل رہی تھی ۔ لیکن سجاول خان جلدی سے خود کو کمپوز کرتے ہوئے کسی بچے کی طرح اپنے لالہ کے گلے لگا تھا۔ ایسا لگتا تھا ساری ناراضگی دور جا سوئی ہو۔ جس سے رایان خانزادہ کے کلیجے میں جی بھر کے آگ لگی تھی، جو کام وہ بچپن میں سب کو جلانے کے لیے کرتا تھا کہ ساحر لالہ سب سے زیادہ رایان خانزادہ سے پیار کرتا ہے۔ آج وہ کام سجاول خانزادہ کر کے رایان خانزادہ کا غصہ ساتویں آسْمان پہ پہنچا رہا تھا۔

ساحر خانزادہ ہی تو تھا جس سے رایان خانزادہ (سجاول، ضرار، سعد خان اور حتی کے سب کو جیلس کرنے کے لیے) اپنا ہر لاڈ اٹھواتا تھا۔ جان بوجھ کے اس کے سینے سے لپٹ کے سوتا تھا۔ چاھے وہ کتنا بھی بڑا کیوں نا ہو جائے لیکن اب تو ان سب میں وہ شخصیت ڈھونڈنے سے بھی نہیں مل رہی تھی۔ وہ سب ایک بھرپور جوان اور طاقتور مرد بن چکے تھے۔ ایک پل کو رایان خانزادہ کا دل چاہا کے ساری دشمنیوں آگ میں جھونک کے جلدی سے ساحر خانزادہ کے سینے سے لپٹ جائے۔ اس کی گردن میں گلٹی

KOH NOVELS - URDU

بھر کے معدوم ہوئی تھی اور ساحر خان کا بھی حَال رایان خان سے مختلف نہ تھا۔ وہ اسے سجاول اور سعد سے بڑھ کے عزیز تھا لیکن دونوں کی انا آڑے آ رہی تھی ۔

رایان خانزادہ نے اپنے شہد رنگ بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے خود کو کمپوز کیا تھا اور لمبے لمبے ڈگ بھڑتا تیزی سے وہاں سے نکلا تھا۔ وہ یہاں داور خان (ماموں کے بیٹے کو جو چھوٹی حویلی کا اکلوتا وارث تھا) کو لینے آیا تھا۔ جوایک ہفتے کے لیے اپنی میٹنگ کے سلسلے میں ملک سے باہر تھا لیکن اس کا ٹکراؤ اچانک سجاول سے ہو گیا تھا۔ ساحر خانزادہ کی نیلی آنکھوں نے دور تک رایان خانزادہ کی چوڑی پشت کا پیچھا کیا تھا۔ اس طرح سب کے درمیان تماشے کی وجہ؟؟ ساحر خان نے گہرا سانس لے کے سجاول کو خود میں بینچھتے ہوئے اِس کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے استفسار کیا تھا۔ آگ لگانے والی باتیں اس نے شروع کی تھی لالہ، آپ جانتے تو ہیں یہ خوبی اس میں بچپن سے پائی جاتی ہے۔۔ سجاول خان نے دانت پیستے ہوئے اپنی صفائی دی تھی جیسے دانتوں کے نیچے رایان کی گردن ہو لیکن دانستہ رایان خانزادہ کی بکواس کا زکر نہیں چھیڑا تھا۔ ساحر نے مسکراتے ہوئے اس کے بال بگارے تھے۔ جس سے آس پاس کے لوگوں نے مہبوت ہو کے اس کا ڈمپل دیکھا تھا۔ ہمم! گھر چلتے ہیں دادا جان اور سب تمھارا انتظار کر رہے ہیں۔۔ ساحر خان سنجیدگی سے بولا تھا جس پہ سجاول نے بھی سنجیدگی سے سر ہلایا اور اِس کے ساتھ باہر کی جانب قدم بڑھائے تھے۔

اسلام وعلیکم دادا جان۔۔۔ فارس خان نے مردان خانے میں داخل ہوتے ہوئے دادا جان کو سلام کیا، جنہوں نے اس سے دیکھتے دل میں ماشااللہ بولا اور سر ہلاتے ہوئے سلام کا جواب دیا تھا۔ فارس خان اِس وقت لائٹ پستہ شلوار قمیض پہ ڈائمنڈ کف لنکس پہنے اور آف وائٹ مردانہ شال گلے میں لیے ہوئے تھا، یہ رنگ اِس کی سفید رنگت پہ بَخُوبی جچ رہا تھا۔

مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے داداجان! اپنے سنہرے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے فارس خان نے اپنی بات کا آغاز کیا تھا۔ ہاں بولو خان میں سن رہا ہوں۔۔ دادا جان نے فارس کی بات کا موضوع جاننا چاہا!

آپ مراد خانزادہ کو پیغام پہنچائے ہم انہیں ان کی امانت دینے کو تیار ہیں۔۔ فارس خان نے اپنی پیشاوری چپل کو فرش پہ کھروچتے، اپنی آدھی بات کہی تھی جس کو سن کے دادا جان اپنے سر پھرے پوتے کو حیرانگی سے دیکھ رہے تھے۔ جو کل تک ساحر خانزادہ اور اس کے خاندان کو مرنے مارنے پہ تلا ہوا تھا اور آج اچانک اسے کیا ہوا تھا؟ وہ

KOH NOVELS - URDU

سمجھنے سے قاصر تھے۔ خان لیکن کل تک تو تم۔۔ ابھی دادا جان اپنی بات بولتے، جب فارس خان نے ان کو ہاتھ کے اشارے سے چُپ کروایا تھا۔

اور بدلے میں ہمیں اپنی امانت بھی چاہیے"۔ اب فارس خان نے اپنی بات مکمل کی تھی۔"

یہ سب تو ٹھیک ہے خان لیکن اِس سب کے پیچھے تمھارا مقصد کیا ہے؟ جہانگیر خان اِس سب کی وجہ جاننا چاہتے تھے۔ مقصد جو بھی ہو جیسا آپ چاہتے تھے ویسا ہو رہا ہے تو آپ کو اور کیا چاہیے؟ فارس خان نے آئی برو اچکاتے ہوئے استفسار کیا تھا ۔

لیکن رایان ۔۔جہانگیر خان کو اپنے دوسرے پوتے کا خیال آیا جو بے حد ضدی تھا۔ اس کو سمجھانا میرا کام ہے ابھی مجھے کچھ ضروری۔۔ ابھی فارس خان اپنی بات مکمل کرتا جب حویلی میں تیز فائرنگ کی آواز گھونجی تھی۔ فارس خان تیزی سے مردان خانے والے کمرے سے اپنی گن اٹھا تے ہوئے باہر کی جانب بھاگا تھا، جہاں سامنے ہی ساحر خانزادہ ہاتھوں میں بندوق لیے کھڑا تھا۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی لال حویلی میں اپنا قدم رکھنے کی؟؟ فارس خان شدید غصے سے دھاڑا تھا۔

ویسے ہی جیسے تمھاری ہمت ہوئی چھوٹے خان پہ حملہ کروانے کی!!۔ ساحر خان اس سے بھی ڈبل آواز میں دھاڑا تھا۔ نیلی آنکھیں شدت ضبط سے لال انگارہ ہورہی تھی۔ ابھی کچھ دیر پہلے ہی جب وہ سجاول کے ساتھ گھر پہنچا تھا۔ سجاول سب سے مل کے بیٹھا ہی تھا، جب گارڈز نے آ کے اطلاع دی کہ سعد خانزادہ کی گاڑی پہ شدید فائرنگ ہوئی ہے۔ جس سے ایک گولی اس کی پسلی میں اور دوسری گولی بازو میں لگی ہے۔ جب کے یہ خبر سنتے ہوئے حویلی میں قہرام مچا تھا۔ خانم بی، گل بہار اور پری وش کی چیخیں حویلی کے در و دیوار ہلا رہی تھی۔ جب کے ہرا خان اور اپھو جان کی بھی آنکھیں چھوٹے خان کی حالت کا سن کے اشکبار تھیں۔

سجاول، ساحر اور حَیدَر خان مراد خان کو تسلی دے کے جلدی سے اپنی اپنی گاڑیوں کی طرف بڑھے تھے اور اسپتال کا رخ کیا تھا۔ وہاں جا کے ان کو پتہ چلا کے خون کافی بہہ چکا ہے اور سعد خان کا آپریشَن ابھی تک جاری ہے۔ حَیدَر خانزادہ جیسے مضبوط اعصاب کے مالک شخص کی آنکھیں اپنے شرارتی بیٹے کو اِس حَال میں دیکھ کے بےساختہ نم ہوئی تھیں۔ کیسے وہ ان کو تنگ کرتے ہوئے ہنستے مسکراتے ہوئے گیا تھا اور اب کیسے خون میں لتھڑا پڑا تھا۔ سجاول خان نے آگے بھڑتے ہوئے ان کو گلے لگایا تھا اور اپنی ڈارک برائون آنکھوں جن میں شدت ضبط سے سرخ ڈورے نظر آ رہے تھے، سختی سے میچا تھا اور ساحر خان کو بے ساختہ لال حویلی والوں کا خیال آیا تھا کہ یہ حرکت وہی اپنی دشمنی کی آڑ میں کر سکتے ہیں۔ وہ پہلے ہی کسی ایسے موقعے

کی تلاش میں لگتے تھے۔ اسی لیے وہ کسی کو بتائے بغیر پہلی فرصت میں اپنی گاڑی کو تیز رفتار سے چلاتے ہوئے لال حویلی پہنچا تھا۔ جہانگیر صاحب کو بےساختہ کئی سالوں پہلے والا واقعی یاد آیا تھا جب ساحر کی جگہ اس کا باپ اور فارس کی جگہ سکندر اور علی خانزادہ(داور کا باپ) ہاتھوں میں بندوقیں لیے کھڑے تھے۔۔ جب کے زرلاشتہ، پلوشہ بھاگ کے زنان خانے کے دروازے کی طرف آئی تھی، پیچھے ہی شور سنتے خانم بی اور وردہ خان بھی آئی تھی۔ آگے کا منظر دیکھتے ہی سب کی چیخیں بلند ہوئی تھیں، جہاں وہ دونوں ایک دوسرے پہ بندوقیں تانے کھڑے تھے۔۔ بکواس بند کرو اپنی ساحر خان!!۔ میں سب سے پہلے قتل کرنے کی شروعات تم سے کروں گا اور پھر کسی اور کو اِس دشمنی کی بھینٹ چڑھائوں گا۔۔ ساحر خان کی بات سن کے فارس خان کا دل چھوٹے خان کو یاد کر کے بےساختہ دھڑکا تھا۔ وہ شدید غصے میں اِس کے الزام پہ چیخا تھا۔ وہ بھلا کس دل سے سعد خان پہ حملہ کروا سکتا تھا، جس میں اس کی اور پورے سوات کی جان بستی تھی۔ دل تو کر رہا ہے فارس خان اپنی بندوق کی ساری گولیاں میں ابھی اور اسی وقت تمہارے سینے میں اُتار دوں، لیکن نہیں تمہیں اتنی آسان موت میں نہیں دوں گا۔ اگر چھوٹے خان کے حادثے کے پیچھے لال حویلی کے کسی بھی مکین کا ہاتھ ہوا تو میں قسم کھاتا ہوں وہ انسان موت کو ترسے گا لیکن میں اس کو پل پل تڑپا تڑپا کے موت دوں گا۔۔۔ ساحر خان کا دماغ شدید غم و غصے سے پھٹنے کے دَر پہ تھا۔ غصے سے گردن اور ہاتھوں کی نیلی رگیں نظر آ رہی تھی۔ اس کی دھاڑ پہ ہر کسی پہ لرزش تاری ہوئی تھی۔ ساحر خان نے غصے سے ایک اور ہوائی فائر کیا تھا۔۔ جسے دیکھتے ہوئے زرلاشتہ اور پلوشہ کی چیخیں بلند ہوئی تھیں۔ زرلاشتہ بھاگتے ہوئے اپنے لالہ کے سینے سے لگی تھی۔

آ ۔ آپ ک ۔ کو خد ۔ خدا کا واسطہ ہے خان ہمارے لالہ کو کچھ مت کہیے گا ان ک ۔کا کو ۔ کوئی قصو۔ قصور نہیں۔۔۔ زرلاشتہ روتے ہوئے ہاتھ جوڑتے جو منہ میں آیا معصومیت بھری آواز سے ساحر خان سے بول رہی تھی۔ وہ اِس وقت چادر کے بغیر نیلے رنگ کے لباس میں ملبوس ساحر خان کے آگے کھڑی اس کے اتنے شدید غصے میں بھی ہوش اڑا چکی تھی۔ وہ اپنا نازک سراپا لیے اس کے سامنے ہاتھ جوڑتے کوئی ٹوٹی ہوئی گڑیا معلوم ہو رہی تھی۔ جب کے ساحر خانزادہ کا غصہ (اِس کے اتنے ملازموں کے سامنے چادر کے بغیر آنے پہ) ساتویں آسمان پہ پہنچا تھا۔ وہی ملازموں نے اپنی نظریں جھکائی تھیں۔

آہہ۔۔ ساحر خانزادہ نے غصے سے چیختے ہوئے اپنی دوسری گن بھی ویسٹ بیلٹ سے نکالتے ہوئے دونوں ہاتھوں سے ملازموں کے پاؤں میں فائر کیے تھے جس سے سب

ملازم اچھلے تھے۔ دفعہ ہو جاؤ یہاں سے سب کے سب کسی ایک نے بھی اپنی نظر اٹھا کے یہاں دیکھا تو آنکھیں نکال کے ہتھیلی پہ رکھ دوں گا۔

فارس خان نے ساحر خان کو ملازموں پہ اتنا غصہ کرتے دیکھ کے ایک نظر زر کو دیکھا تھا اور اسے ساری سچویشن سمجھ آ گئی تھی۔

زر اندر جاؤ لالہ کی جان سب ٹھیک ہے۔ فارس خان نے پلوشہ کو چادر لانے کا اشارہ کیا تھا۔ تمھاری ہمت کیسے ہوئی چادر کے بغیر سب ملازموں کے سامنے آنے کی زرلاشتہ خانن!!!؟ ؟ ؟ ہمت بھی کیسے ہوئی تمھاری یوں زنان خانے سے باہر آنے کی؟۔ وہ اتنی زور سے چیخا کہ اِس کی آواز پوری لال حویلی میں گھونجی تھی۔ جب کے جہانگیر خان اتنے سالوں بعد اِس نیلے شہزادے کو شدید غصے میں اپنے سامنے دیکھ کے حیران تھے۔ جو غصے میں اپنے باپ سے دو نہیں بلکہ چار ہاتھ آگے تھا۔ شکل صورت میں بھی اس کی کاپی تھا اور اس سے کہی زیادہ رعبدار تھا۔ وہ اور فارس خان کھڑے ہوئے بالکل ایک سے لگ رہے تھے۔ ایک جیسا قد کاٹھ ، جسامت ، رعب ودبدبہ۔۔۔

زرلاشتہ اور پلوشہ پھر سے اچھلی تھیں، اِس کی دھاڑ پہ پلوشہ نے جلدی سے چادر فارس خان کو پکڑائی تھی۔ آواز نیچی رکھو اپنی ساحر خان، تمہیں کوئی حق نہیں ہے میری بہن سے اتنی اونچی آواز میں بات کرنے کا اور یوں ہماری حویلی میں بغیر کسی ثبوت کے الزام لگانے کا۔ حق کی بات تو تم مت کروں فارس خان!!!۔ ساحر خانزادہ اِس پوری حویلی کے ایک ایک مکین سے زیادہ زرلاشتہ ساحر خانزادہ پہ حق رکھتا ہے۔۔۔ ساحر خان نے شدید غصے سے زر کو فارس کے حصار سے نکالتے ہوئے اپنی طرف کھینچا تھا۔ جس سے وہ لہرا کے اِس کے چوڑے مضبوط سینے سے آ لگی۔ ساحر خان نے اِس کی کمر پہ اپنی گرفت مضبوط کی تھی، یہ سب ایک پل میں ہوا تھا۔ بےساختہ روتے ہوئے زرلاشتہ خان کی چیخ بلند ہوئی تھی۔ آج پھر غصے سے بھری سرخ نیلی آنکھوں اور بھیگی ہوئی سبز آنکھوں کا زوردار تصادم ہوا تھا۔ ساحر خان کی نظروں کا مرکز زرلاشتہ خان کے گلابی کپکپاتے ہونٹ بنے تھے جہاں سے چیخ بلند ہوئی تھی۔ ابھی ساحر خان جھکتے ہوئے اِس کے ہونٹوں کو سب کے سامنے اپنے لبوں کی قید میں جکڑتے ہوئے اِس کی چیخ بند کرواتا، کہ فارس خان نے اِس کو زرلاشتہ پہ جھکتے دیکھ کے سب کے سامنے اِس کی بےباک حرکت کو محسوس کرتے جلدی سے زر کو کلائی سے پکڑتے ہوئے اپنی چوڑی پشت کے پیچھے چھپایا تھا۔ اور اپنے ہاتھ میں پکڑی چادرکو زر کے وجود پہ ڈالا تھا۔ ساحر خان شدید بدمزہ ہوا تھا۔ جب کے باقی سب نے دور ہونے کی وجہ سے ساحر کی اِس بےباک حرکت کو محسوس نہیں کیا تھا۔ زرلاشتہ سے تو نظریں اٹھانا محال تھا جب کے فارس نے آگے بڑھتے ہوئے زوردار مکا ساحر کے جبڑے پہ جڑا تھا۔ اپنی حد میں رہو ساحر خان اور جس بندوق سے تم

ہمیں ڈرانے کی کوشش کر رہے ہو اِس سے میں بچپن سے کھیلتا آیا ہوں۔۔ فارس خان کا بس نہیں تھا ساحر خان کو ابھی کچھ کر دے۔ جو انتہا کا بےباک تھا، جسے کسی چھوٹے بڑے کے آس پاس ہونے کا بھی لحاظ نہیں تھا۔ ساحر خان کو اِس کا مکا مارنا اتنا ناگوار نہیں گزرا تھا، جتنا زر کو اِس سے دور کرنا سلگایا تھا۔ ساحر خان نے اپنے اگلے پچھلے حساب برابر کرنے کے لیے پےدرپے دو مکے فارس کے جبڑے پہ جڑے تھے اور اِس کے بازوؤں اور ٹانگوں کو اپنی ٹانگوں اور بازوؤں سے لاک کرتے ہوئے زور سے اپنے دانت فارس خان کے کرتے کے دو کھلے بٹنوں سے نظر آتی سفید گردن میں گھاڑے تھے۔۔ فارس خان نے اپنی سبز آنکھوں کو زور سے میچتے ہوئے اپنے درد پہ قابو پایا تھا۔ جب کے ساحر خان ابھی تک اِس کی گردن میں کسی محبوبہ کی طرح دانت گھاڑے کھڑا تھا اور پیچھے ہٹنا بھول چکا تھا۔ تقریباً مزید دو منٹ بعد ساحر خان نے پیچھے ہٹتے ہوئے اس کے کان میں سرگوشی کی تھی۔ یہ میری بیوِی کو مجھ سے دور کرنے کی سزا ۔۔ اِس کے فارس کی گردن میں دانت گھاڑنے والی حرکت سب نے دیکھتے ہوئے آنکھیں پھیلائی تھیں۔ گویا وہ اس پاگل پٹھان کو سمجھنے کی سعی کر رہے ہوں ،البتہ زرلاشتہ ساحر خان کی سرگوشی سنتے ہوئے کانوں کی لوں تک سرخ پڑی تھی۔ اِس کے خود کو بیوِی کہنے پہ دل کانوں میں دھڑکا تھا۔ فارس خان نے اپنی پوری طاقت سے اپنے بازو اور ٹانگیں ساحر خان کی گرفت سے چھڑوائ تھیں۔ ابھی فارس خان ساحر کو ایک اور مکا جڑتا کہ وہ اِس کا وار ضائع کرتے، پھر سے ایک فائر زرلاشتہ کے پاؤں کے قریب کرتے ہوئے باہر کی جانب بڑھا تھا۔ جب کے اِس کے اپنی پاؤں کے پاس فائر کرنے سے زرلاشتہ جو شرم سے سرخ پڑ رہی تھی، اب روتے ہوئے ہوش و حواس سے بیگانہ ہوئی تھی۔ جب کے باقی سب تو حیرانگی سے ساحر خان کو جاتا دیکھ رہے تھے۔ جو کسی طوفان کی طرح آیا اور چلا گیا۔ اب سب زرلاشتہ کی جانب بھاگے تھے، جس کا بے ہوش وجود فارس خان نے بروقت سنبھال لیا تھا۔۔ فارس خان جلدی سے زرلاشتہ کو اپنی باہوں میں اٹھائے ہوئے زنان خانے کی طرف بڑھا اور حکیمہ کو بلانے کا پیغام بیجھا تھا۔ دل میں ساحر خانزادہ کو دوسوں گالیوں سے نوازا تھا۔

عشقِ ستم ... قسط 5

ساحر خانزادہ نے گاڑی کی رفتار بڑھائی تو اِس کے آگے پیچھے اِس کے گارڈز نے بھی اپنی گاڑیوں کی سپیڈ بڑھا دی۔۔ دماغ میں بچپن کا منظر گھوما، جب وہ داور، ضرار، سعد، زرش اور پلوشہ کے ساتھ کھیل رہی تھی۔ تو وہ کیسے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے اسے سب سے دور لے گیا تھا اور اس چھوٹی سی پری کو اٹھا کے جھولے پہ بٹھایا تھا۔

وہ جو اِس کو سب سے دور کرنے پہ رونا سٹارٹ کرنے ہی والی تھی کہ اِس کے جھولے پہ بٹھانے سے چہکی تھی۔ اس کو جھولے بہت پسند تھے۔

لالہ . . . امیں تب تے تاتھ تھیلنا تا (لالہ ہمیں سب کے ساتھ کھیلنا تھا)۔ زرلاشتہ ہونٹ لٹکاتے ہوئے ساحر خانزادہ سے مخاطب ہوئی تھی۔

تاشو میں نے تمہیں کتنی بار منع کیا ہے مجھے لالہ نہیں بولا کرو۔۔ ساحر خان نے اپنے بڑے ہونے کا رعب جمایا۔ وہ اسے پیار سے تاشو بولتا تھا۔

لالہ نہیں تہیں تو اور تیا تہیں؟(لالہ نہیں کہیں تو اور کیا کہیں؟) معصومیت بھرے لہجے میں انگلی تھوڑی پہ رکھتے ہوئے پوچھا گیا۔ اِس کی اِس ادا پہ ساحر کو ٹوٹ کے پیار آیا۔ وہ بےساختہ مسکرا دیا اور زرلاشتہ تو اِس کے ڈمپل کی دیوانی تھی، چہکتے ہوئے اپنی سفید چھوٹی سی انگلی اس کے ڈمپل پہ رکھی جس سے اس کی مسکراہٹ اور گہری ہوئی۔

تم مجھے خان بولا کرو جیسے مورے بابا جان کو بولتی ہیں۔۔ اب کی بار ساحر خان نے اِس کا جھولا ہلکا سا جھولاتے ہوئے جواب دیا تھا۔

ٹک اے عم اب آپ تو خان بولیں دیں اب امیں سب تے ساتھ تھیلنے دے۔(ٹھیک ہے ہم اب آپ کو خان بولیں گے اب ہمیں سب کے ساتھ کھیلنے دیں)۔ وہ جلدی سے اس کی بات مانتے ہوئے اپنے مطلب کی بات پہ آئی تھی۔ تم صرف میرے ساتھ کھیلوں گی تاشو اور کسی کے ساتھ نہیں۔۔۔ نہیں تو میں تم سے ملنے نہیں آیا کروں گا۔۔ ساحر خان نے سخت لہجے میں دھمکی دی تھی اور اِس کی اِس دھمکی سے زرلاشتہ کی سبز آنکھیں لبا لب پانیوں سے بھری تھیں۔ وہ ہونٹ باہر نکالتے ہوئے اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھ منہ پہ رکھتے زاروقطار رونا شروع ہو گئی تھی جسے دیکھتے ہوئے ساحر خان بوکھلا گیا۔

تاشو۔۔ کیا ہوا ہے چُپ کروں پلیز۔۔۔ساحر خان نے اِس کے منہ سے چھوٹے چھوٹے ہاتھ ہٹانے چاہے جو زرلاشتہ نے جٹھک دیے۔ اِس کے ہاتھ جھٹکنے والی حرکت پہ ساحر خان نے اپنے ماتھے پہ چھوٹے چھوٹے بل لیے اِس کو ناگواری سے دیکھا تھا۔ اس کو بچپن میں بھی اِس کا خود سے دور جھٹکنا پسند نہ تھا لیکن پھر خود پہ قابو پاتے ہوئے زبردستی زرلاشتہ کے ہاتھ ہٹائے تھےاور اِس کے آنسو صاف کیے۔

اممم اب آپ تو خان بھی نہی بولے دے۔ آپ دندے ہیں آپ عم سے نہیں ملے دے نا عم آپ سے باٹ نہی ترے دے اور داور لالہ تو خان بولا تریں دے (ہم اب کو خان بھی نہیں بولیں گے۔ آپ گندے ہیں۔ آپ ہم سے نہیں ملیں گئے نا ہم آپ سے بات نہیں کریں گے اور

داور لالہ کو خان بولا کریں گے)۔ وہ معصومیت بھرے لہجے میں روتے ہوئے اپنی آخری بات سے ساحر خان کو سلگا گئی تھی۔

وہ ساحر خان سے بہت زیادہ اٹیچ تھی وہ جب بھی اس سے ملنے آتا تھا پُورا دن زرلاشتہ کے ساتھ گزارتا تھا اور اپنی تاشو کو تو وہ کسی کے ساتھ کھیلنے بھی نہیں دیتا تھا کجا کے اِس کا داور کو خان بولنا کیسے برداشت کرتا لیکن ابھی زرلاشتہ کو چُپ کروانا زیادہ ضروری تھا۔

ساحر خان نے اپنے ہاتھوں کی چھوٹی چھوٹی مٹھیاں بھینچتے ہوئے زبردستی مسکرا کے اپنا ڈمپل دیکھاتے اپنے کان پکڑے تھے۔ جس پہ زرلاشتہ روتے ہوئے بھی ہنس پڑی تھی اور اِس کے ڈمپل کو اپنی سفید انگلی سے چھوا تھا۔ لیکن جب اس کو یاد آیا کہ وہ خان سے ناراض ہے تو اپنی انگلی پیچھے کرتے ہوئے اپنا منہ موڑ کے بیٹھ گئی۔ اِس کے اِس طرح کرنے پہ ساحر خان جلدی سے جگہ بناتے اِس کے ساتھ بیٹھا تھا۔ وہ ساحر سے سات سال چھوٹی تھی۔

سوری تاشو میں نے مذاق کیا تھا میں تم سے ہمیشہ ایسے ہی ملوں گا جیسے ابھی ملنے آتا ہوں۔ لٹرلی آئی واز جسٹ کڈنگ! ساحر خان نے ہتھیار ڈالے تھے کیونکہ وہ اپنی تاشو کی زیادہ ناراضگی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ اور اِس کے اتنا سا منانے پہ وہ کھل کے ہنسی تھی۔ وہ مان گئی تھی، ایسی ہی تھی وہ، جلدی ناراض ہو جانے والی اور پھر جلدی مان جانے والی۔۔ ٹک اے خان عم نے آپ تو معاف تیا (ٹھیک ہے خان ہم نے آپ کو معاف کیا)۔ زرلاشتہ ہنستے ہوئے کسی فلم ایکٹریس کی طرح بولی تھی۔ جب کے اِس کے اِس طرح ادا دکھانے پہ ساحر خان کا دلکش قہقہ ہوا میں گھونجا تھا۔ جب کے دور ساتھ کھڑی زرمینہ خان اور نگینہ خان ان کو دیکھ کے مسکرائی تھیں اور ان کو دونوں کے نکاح کا اپنا کیا ہوا فیصلہ بالکل درست لگا تھا۔

KOH NOVELS - URDU

اچانک گئیر لگاتے ہوئے ساحرخان کا ہاتھ میوزک سسٹم پہ لگا تھا۔ جس سے گونجنے والے الفاظ نے ساحرخان کے دل کا حال بیان کیا تھا۔ اور اسے خیالوں کی دنیا سے باہر نکال کے پٹکا تھا۔

دھول اُڑتی ہے یا تنہائی،

دھول اُڑتی ہے یا تنہائی،

اااااااااااا---

دھول اُڑتی ہے یا تنہائی،

ہر پل تڑپت من سودائی

ساحر خان نے گانے کے ہر بول پہ گاڑی کی رفتار بڑھائی تھی۔

دور میں تجھ سے ہوں،

نہ رب لبیا نہ تو

اب کی بار شدت ضبط سے آنکھیں میچ کے کھولیں، پتہ نہیں کیسے ایک آنسو آنکھ سے نکل کے داڑھی میں جذب ہوا تھا۔

ساحر خان کی آنکھوں کے آگے بار بار زر کا نازک سراپا لہرا رہا تھا اور اس کی روتی ہوئی التجایا آواز اور جیسے اس نے اپنے گلابی کپکپاتے ہونٹوں سے سالوں بعد خان بولا، ساحر خان کسی صورت بھول نہیں پا رہا تھا۔

پیرا وے پیرا وے پیرا،

میں ہو جاؤں نہ باغی،

پیرا وے پیرا وے پیرا،

میں ہو جاؤں نہ باغی---

اس کے گلابی لب یاد کرتے، حلق میں کانٹے چبھے تھے۔ اگر آج فارس خان اس کو زرلاشتہ سے دور نا دھکیلتا تو کوئی شک نہیں تھا وہ اس کے گلابی ہونٹوں کا جام پیتے پیتے ان کو بری طرح سے زخمی کر دیتا اور وہ نازک جان تو اِس کی سب کے سامنے اِس حرکت پہ اللہ کو پیاری ہو جاتی---

اپنی بےاختیاری یاد کرتے ساحر خان نے لب کاٹتے ہوئے اپنے بھورے بالوں میں ہاتھ پھیرا تھا اور گاڑی پِھر سے ہسپتال کی جانب بڑھائی تھی۔

KOH NOVELS - URDU

چار دن بعد:

ساحر خان نے ہسپتال کے کمرے میں داخل ہوتے سامنے بیڈ پہ دیکھا تھا، جہاں سعد خانزادہ سجاول کی کسی بات پہ مسکرا رہا تھا۔ دروازہ کھلنے کی آواز پہ دونوں نے گردن موڑ کے ساحر خان کو دیکھا، جس کی نیلی آنکھیں سرخ ہو رہی تھی۔

ساحر خان قدم بڑھاتے ہوئے سعد خان کے پاس پہنچا اور اس کے ماتھے پہ اپنے لب رکھے۔ جب کے سعد خان ساحر خان کے چہرے پہ خود کے لیے بے انتہا فکرمندی دیکھتے ہوئے مسکرا دیا۔

لالہ۔۔۔ سعد نے ساحر کو پکارا جو اِس کے زخموں کا جائزہ لے رہا تھا۔

کیسے ہو چھوٹے خان ؟ اب کی بار اس کے ماتھے پہ پڑے سلکی لائٹ گرے بالوں کو اپنے ہاتھ سے پیچھے کرتے ہوئے پوچھا۔

لالہ میں بالکل ٹھیک ہوں اب بس مجھے گھر جانا ہے!۔ سجاول لالہ تو میری کوئی بھی بات نہیں مان رہے۔ آتے ہی اپنا رعب جمانا شورو کر دیا ہے مجھ معصوم جان پہ جیسے میں ان کی بیوی ہوں اور ان کی آنکھیں دکھانے پہ " جی سائیں جیسا آپ کا حکم " والی لائن بولو گا۔۔۔ سعد خان منہ بناتے ہوئے بولا، جس پہ سجاول اور ساحر خان ہنسے تھے۔

لیکن ساحر خان اچانک ہنستے سنجیدہ ہوا تھا۔ کیسے ہوا تھا یہ سب چھوٹے خان ؟ اور اِس سب کے دوران گارڈز کہاں مر گے تھے؟ کیا تم گارڈز کے ساتھ نہیں تھے؟؟ ساحر خان کے سوالات کی بوچھاڑ شروع ہو چکی تھی۔

لالہ راستے میں کافی ساری گاڑیوں نے میری اور گارڈز کی گاڑیوں کا راستہ روکا تھا اور اچانک فائرنگ شورو کر دی۔ سجاول لالہ کے آنے کا سن کے میں دو دن پہلے آ رہا تھا اور اِس بات کو میرے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا۔ لیکن اِس بات سے ثابت ہوتا ہے ہمارے کچھ ایسے چھپے دشمن ہیں جن کو ہم نہیں جانتے اور وہ ہمارے پل پل کی خبر رکھ رہے ہیں! میں حالات جاننے کے لیے گاڑی سے نکلا۔۔۔ ابھی سعد خان اپنی بات مکمل کرتا جب ساحر اور سجاول خانزادہ دھاڑے تھے۔

چھوٹے خان تم باہر کیوں نکلے؟؟ سجاول اور ساحر اکھٹے بولے۔

اگر تمہیں کچھ ہو جاتا تو میں پوری دُنیا کو آگ لگا دیتا۔۔۔ ساحر خان کا بس نہیں تھا ابھی وہ لوگ اِس کے سامنے ہوں اور وہ انہیں جہنم رسید کروا دے۔

لالہ میں چُھپ کے گاڑی میں نہیں بیٹھ سکتا تھا۔۔ اور ویسے بھی ان میں سے کتنے لوگوں کو میں جہنم رسید کروا چکا تھا اور کچھ کی ٹانگوں پہ فائر کیے تھے جنہیں سمندر خان (خاص ملازم) نے فارم ہاؤس قید کر رکھا ہے۔۔۔ سعد خان نے اب کی بار وہ بات بتائی جس سے ساحر خان کو فخر محسوس ہوا کہ اس نے شیر کی طرح سب کا مقابلہ کیا تھا۔

ٹھیک ہے اب ان لوگوں کو میں دیکھ لوں گا تمہیں ان کاموں میں پڑنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور اگر اِس سب کے پیچھے لال حویلی والوں کا ہاتھ ہوا تو وہ لوگ

KOH NOVELS - URDU

اب سے اپنی الٹی گنتی گننا شروع کر دیں۔۔ ساحر خان نہیں چاہتا تھا کہ سعد خان ان دشمنیوں کے جھنجھٹ میں پڑے اِس لیے اس کو اِس سب سے دور رہنے کا کہا تھا۔

ٹھیک کہہ رہے ہیں لالہ مجھے بھی ان سب کے پیچھے لال حویلی والوں کا ہاتھ۔۔

لالہ وہ لوگ لال حویلی سے نہیں تھے۔ ابھی وہ اپنی بات مکمل کرتا جب سعد خان سنجیدگی سے بولا تھا۔

تم اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتے ہو چھوٹے خان ؟ سجاول خان نے آئی برو اچکاتے ہوئے استفسار کیا تھا، جب کے ساحر خان کی آنکھوں میں بھی یہی سوال تھا۔

کیوں کے مجھے ہسپتال میں لانے والے رایان لالہ تھے اور فارس لالہ مجھ پہ آنچ بھی برداشت نہیں کر سکتے تو اتنی شدید فائرنگ کیسے کروا سکتے ہیں؟ اب کی بار سعد خان نے سجاول اور ساحر خانزادہ کے سروں پہ دھماکہ کرتے ہوئے پرسکون انداز میں سائڈ ٹیبل پہ پڑا ہوا سیب اٹھا کے منہ میں ڈالا تھا۔

رایان سکندر خانزادہ ؟؟؟ ساحر اور سجاول نے یک زبان ہو کے پوچھا۔

جس پہ سعد خان نے آنکھیں پٹپٹاتے ہاں میں سر ہلایا تھا۔

ہو سکتا ہے رایان خان نے پہلے خود تم پہ حملہ کروایا ہو اور پِھر خود پہ شک نا جانے کی وجہ سے تمہیں ہسپتال بھی پہنچا دیا ہو۔۔ سجاول نے پرسوچ انداز میں کہا جس پہ سعد خان نے نفی میں سر ہلایا تھا۔

رایان لالہ نے بھی یہی کہا تھا۔۔ سعد خان نے سسپینس کرئیٹ کرتے ہوئے سیب دانتوں میں کترا تھا۔ جس پہ ساحر اور سجاول اسے گھور کے رہ گے جو خوامخواہ بات لمبی کر رہا تھا۔ جب کے ان کے یوں گھورنے پہ اس نے جلدی سے سیب کا ٹُکڑا نگلا۔

وہ میرا مطلب ہے رایان لالہ نے بھی یہی بولا تھا کہ جب تمہارے سجاول لالہ کو معلوم ہو گا کے تمہیں ہسپتال پہنچانے والا میں ہوں تو اس آدھے انگریز کی الٹی کھوپڑی کی سوئی گھوم پِھر کے میرے پہ ہی اٹکے گی۔ اس لئے اس کو میرا ایک پیغام دے دینا کے رایان خانزادہ کی بندوق سے نکلی ہوئی گولی کی پہلی حق دار اس کی الٹی کھوپری ہے نا کے چھوٹا خان!!۔ سعد خان نے کسی طوطے کی طرح ساری بات ان کے گوش گزر کی۔ جیسے سنتے ساحر خان نے اپنی بےساختہ آنے والی مسکراہٹ کو اپنے انگوٹھے سے ناک رب کرتے ہوئے روکا تھا، جب کے سجاول خان نے اِس کی بات پہ دانت پیسے تھے۔

تمہیں گولیاں لگیں تھیں اور تم اس سالے کے ساتھ گپیں ہانک رہے تھے؟؟ سجاول خان نے سلگھتے ہوئے استفسار کیا تھا۔

وہ لالہ وہ کیا ہے نا کہ۔۔۔ سعد خان نے شرمانے کی اداکاری کی جسے دیکھتے ہوئے ساحر نے پیار سے اِس کے سلکی بکھرے بالوں کو پِھر سے اپنے ہاتھوں کی انگلیوں سے سنوارا۔

سعد خان تم میرے ہاتھوں مروں گے اب اگر تم نے کوئی نوٹنکی کی تو۔۔۔ سجاول خان غصے سے بولا جب کے اب کی بار اِس کے غصے کو محسوس کرتے ہوئے، سعد خان نے ساحر کی گردن میں منہ چھپایا تھا اور پِھر تھوڑا سا منہ باہر نکالتے ہوئے آنکھ ماری تھی۔

وہ لالہ رایان لالہ نہیں چاہتے تھے کہ مجھے کچھ ہو اس لئے مجھے آنکھیں بند کرنے نہیں دے رہے تھے۔ کیوں کے انہیں معلوم تھا ابھی تو میری شادی بھی نہیں ہوئی اور میری منگ گھر پہ بیٹھی خود کو رو رو کے ہلکان کر رہی ہو گی۔۔۔ اب کی بار سعد خان کا لہجہ آخر میں گمبھیر ہوا تھا، جب کے آنکھوں کے سامنے پری وش کا نازک سراپا لہرایا تھا اور دماغ میں اس کی آخری باتیں۔۔۔

سجاول خان نے سعد خان کے شرمانے پہ لعنت بھیجتے، سلگھتے ہوئے قدم باہر ڈاکٹر کے کیبن کی جانب بڑھائے تھے۔ جب کے ساحر اور سعد کا مشترکہ قہقہ کمرے میں گھونجا تھا۔

نا تنگ کیا کرو اسے پٹو گے اس کے ہاتھوں۔۔ ساحر خان نے سعد خان کے سر پہ چپت لگاتے ہوئے کہا تھا۔

مزہ اتا ہے لالہ آپ نے دیکھا نہیں تھا، رایان لالہ کی باتیں سنتے ہوئے وہ کیسے سرخ پڑ رہے تھے۔۔ ہاہاہا سعد خان کا پِھر سے قہقہ گھونجا تھا۔ جب کے ساحر خان نے تاسف سے سر نفی میں ہلایا تھا۔۔۔ سعد خان ایسا ہی تھا وہ سجاول خان کا جینا حرام کر کے رکھتا تھا۔ چاھے وہ ملک سے باہر ہی کیوں نا ہو۔ وہ فون پہ بھی اس کو سلگھانے سے بعض نہیں آتا تھا کیوں کے سجاول کم گو اور سنجیدہ تھا اور سعد خان چاہتا تھا کہ وہ اپنے دل کی ہر بات اس سے یا ساحر خان سے بلاجھجھک شیئر کیا کرے۔ سعد خان ہر رشتے کو لے کے بے حد حساس تھا۔

رایان خان چھوٹی حویلی سے واپسی کے راستے پہ تھا، جب کتنی ہی اسلحے سے لیس) گاڑیاں اس کے قریب سے فراٹے بھرتے ہوئے گزری تھیں لیکن رایان خان کو اِس سب نے حیران نہیں کیا بلکہ حیران وہ سامنے والے منظر کو دیکھ کے ہوا تھا۔ جہاں سعد

خانزادہ اپنے دراز قد سمیت خون میں لتھڑا نیچے گرا تھا اور اس کے گارڈز اسے گھیرے ہوئے تھے۔ یہ سب دیکھتے ہوئے رایان خان کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں قید کیا تھا۔ وہ جلد سے اپنی گاڑی کو بریک لگاتے ہوئے سعد خان کی جانب بھاگا تھا اور گارڈز کو اچھی خاصی جھاڑ دلاتے ہوئے اِس کو اپنی گاڑی میں بٹھایا تھا اور زیادہ سے زیادہ اسے باتوں میں مصروف کرنے کی کوشش کرتے ہوئے گاڑی کی رفتار بڑھائی تھی۔ تا کے سعد خان اپنی آنکھیں نا بند کرے اور پِھر بڑی حویلی والوں کو ان کے گارڈز سے جلدی اطلاع پہنچانے کا بول کے وہ ان کے آنے سے پہلے ہی ہسپتال سے نکلا تھا)۔

عشق ستم.... قسط6

زرلاشتہ کو ہوش آیا تو خود کو کمرے میں اکیلا پایا۔ تو وہ ستمگر اس کو اپنی یادوں کے حصار میں چھوڑ کے پِھر سے جا چکا تھا۔

(یہ میری بِیوِی کو مجھ سے دور کرنے کی سزا) بےساختہ اس کی سرگوشی پِھر سے کانوں میں گھونجی تھی۔ تو کیا وہ ہمیں اب بھی اپنی بِیوِی مانتے ہیں کیا انہوں نے ہماری سالوں پہلے کی کہی گئی باتوں کے لیے معاف کر دیا ہو گا ؟؟ دل خوش فہم ہوا تھا اس پہ جھکنے والی حرکت یاد آتے، وہ کانوں کی لوں تک سرخ پڑی تھی اور گلابی ہونٹوں پہ شرمیلی مسکراہٹ آئی تھی---

لیکن پِھر سر جٹھکتے وہ شیشے کے سامنے گئی تھی۔ ابھی وہ کمرے میں بغیر چادر کے تھی۔ خود کو شیشے میں بغیر چادر کے نیلے لباس میں دیکھتے، ڈھیروں شرم نے آن گھیرا تھا۔ اور جس طرح بےباکی سے وہ اسے گھور رہا تھا یاد کرتے ہوئے زرلاشتہ کے کانوں سے دھوئیں نکلے تھے۔

وہ بھی تو بلیو پینٹ شرٹ میں تھے اور کتنے خوبصورت لگ رہے تھے۔

او اور پہ پہ تضاد پورِي د قیامت د غصہ څوک" (اور اوپر سے تضاد ان کا غصہ ہائے " قیامت) ۔ دماغ تھا کہ اس کے خیالوں سے باہر نکلتا ہی نہیں تھا۔

لیکن پِھر سر جھٹکتے ہوئے وہ فریش ہونے کی غرض سے واشروم کی طرف بڑھی تھی۔

فارس خان اپنے کمرے میں ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا اپنی برانڈڈ واچ اتارنے کے بعد اپنی اوف وائٹ مردانہ شال اُتَار رہا تھا۔ جب نظر ساحر خان کے گردن پہ دیے گے

KOH NOVELS - URDU

نشان پہ پڑی جہاں خون جم چکا تھا۔ فارس خان نے بےساختہ اس نشان پہ انگلی پھیری تھی۔

سالا ، کمینہ ، جنگلی بلا۔۔ اور زیر لب اس کو کتنی ہی گالیوں سے نوازا تھا۔

کیا وہ بھی اسی کی طرح ابھی تک جنگلی بلی ہو گی جیسے بچپن میں تھی؟؟ بےساختہ وہ نازک سراپا اِس کی آنکھوں کے سامنے پِھر سے لہرایا تھا۔

کب یہ ہجر کی گھڑیاں ختم ہوں گی اور میں تمہیں اپنی شدتوں سے روشناس کرواؤں گا۔

بےساختہ بچپن کے خیالات دماغ کے پردوں پہ لہرائے تھے۔ جب فارس خان اس ننھی سی جان کو اپنی سبز آنکھیں غصے سے دکھاتا تھا۔ تو وہ اس کے رعب جمانے پہ کیسے اسے اپنے دانتوں سے زخمی کر جایا کرتی تھی اور کبھی اِس کے سنہرے بالوں کو جھٹکے دیتی تھی۔۔

اور وہ بچپن میں کیسے اپنی مورے کی بڑی بڑی چادریں اوڑھ کے شرارت سے سب کو تنگ کرتی تھی اور جب کوئی اس کا ساتھ نہیں دیتا تھا تو اپنی نیلی آنکھوں میں جھوٹ موٹ کا پانی لا کے بالآخر فارس خان کے پاس آتی تھی۔

ایک گہرا سانس لیتے فارس خانزادہ نے شدت ضبط سے اپنی سبز سرخ ڈوروں والی آنکھوں کو میچا تھا اور پِھر چھوٹے خان کا خیال آیا تھا وہ کیسا ہو گا؟ ٹھیک تو ہو گا وہ؟ کیا اس کو ہوش آیا ہو گا؟ یہ سارے سوال دماغ میں ایک ساتھ آئے تھے۔ دِل نے بےساختہ چھوٹے خان کی صحت یابی کی دعا کی تھی۔۔

دل میں ایک خیال سمایا کہ فارس خان جو چھوٹے خان کی تکلیف کو سوچتے ہوئے تڑپ اٹھا تھا کیا وہ بڑی حویلی والوں سے دشمنی نبھا سکے گا؟۔ کیا ان کو موت کے گھاٹ اتارنا آسان ہو گا؟ ساحر خان جو بچپن سے اِس کا جگر، اِس کا دوست تھا کیا وہ اس کی جان لے سکے گا؟؟۔ کیا وہ خود سے کیا ہوا وعدہ پورا کرے گا؟ جو اس نے بڑی حویلی میں صف ماتم بچھانے کا کیا تھا۔۔

آہہہ۔۔۔ فارس خان نے غصے سے ساری ڈریسنگ ٹیبل کی چیزیں زمین کی زینت بنائی تھی۔

سب سے پہلے میں حَیدَر خان کے سینے میں گولیاں اتاروں گا۔ تا کے میرے بابا کی روح کو سکون مل سکے اور اگر ساحر خان تم میرے راستے میں آئے تو تمہیں بھی چِیر کے رکھ دوں گا۔ وہ شدید غصے سے دھاڑا تھا۔

جب کے پیچھے کھڑا رایان خانزادہ جو ابھی اِس کے کمرے میں داخل ہوا تھا اِس کی دھاڑ پہ استہزایا مسکرایا تھا۔

جب بڑی حویلی میں زر جائے گی اور لال حویلی میں فارس خان کی منکوحہ آئے گی تو آپ کیسے انہیں موت کے گھاٹ اتاریں گیں؟؟ رایان خان نے بےتاثر لہجے میں پوچھا تھا اس کو اپنے لالہ کا فیصلہ شدید ناگوار گزرا تھا۔ وہ کسی صورت زر کو بڑی حویلی جانے نہیں دینا چاہتا تھا جو اس کے باپ کے قاتل تھے۔

رایان یہ فیصلہ لینا ضروری تھا۔ بہتر ہے تم بھی اِس فیصلے کو جتنی جلدی ہو سکے قبول کر لو۔ فارس خان نے اسکی طرف دیکھتے خود پہ قابو پاتے سنجیدگی سے جواب دیا تھا۔

کیا آپ کے پاس اِس بات کی گارنٹی ہے کہ فارس خانزادہ اپنے عشق کو پا کے یہ دشمنی اسی طرح بر قرار رہے گی؟؟۔ رایان خان کے سوال نے فارس خانزادہ کو شدید حیرت میں ڈالا تھا وہ کیسے جانتا تھا کے وہ اس ظالم لڑکی سے عشق کر بیٹھا ہے؟؟

ایسا نہیں ہے رایان، یہ دشمنی کبھی ختم نہیں ہو گی لیکن ہماری دشمنی میں قصور ہماری عورتوں کا نہیں ہے۔ جو ہمارے نام بیٹھی ہیں اور ویسے بھی اگر میں یہ فیصلہ نا لیتا تو سجاول آ چکا ہے، جو پلوشہ کو کسی صورت بھی اب لال حویلی میں برداشت نہیں کرے گا۔ اِس لیے ان سب کا آغاز شاید ابھی ہی ہونا تھا، فارس خان نے اب کی بار پوری تفصیل رایان خان کے گوش گزار کی تھی۔

اچھا ہے وہ اپنی ناجائز بہن ہماری حویلی سے لے جائے لیکن---

ابھی وہ بات مکمل کرتا کہ فارس خان چیخا تھا۔

بکواس بند کرو اپنی رایان خانزادہ!! اِس میں اس معصوم کا کوئی قصور نہیں تھا اور خبردار آج کے بعد پلوشہ کے لیے میں نے تمہارے منہ سے یہ غلیظ الفاظ سنے، فارس کی دھاڑ پہ رایان خان نے آئی برو اچکا کے فارس خان کو دیکھا تھا۔

ہمم!! لیکن آپ کا فیصلہ مجھے ہرگز منظور نہیں ہے۔ زر میری بھی بہن ہے میں اسے کسی صورت بڑی حویلی جانے نہیں دوں گا۔ ابھی رایان خان اپنی بات مکمل کرتے باہر جاتا کہ فارس خان کی بات نے اس کے قدم جکڑے تھے۔

تمہارے اِس فیصلے سے تمہاری پھولوں جیسی بہن ٹوٹ سکتی ہے رایان خان۔ وہ اس سالے (ساحر خان) سے محبت کر بیٹھی ہے۔ ہمارا ایک غلط فیصلہ ہماری گڑیا کو توڑ سکتا ہے اور میں اپنی بہن کی آنکھوں میں مزید ایک آنسو برداشت نہیں کروں گا۔ فارس

خان اپنی بات کہتے ہوئے باتھ روم کی جانب بڑھا تھا اور رایان خان پہ تو حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹے تھے تو گویا یہ وجہ تھی فارس کے اس فیصلے کے پیچھے۔

وہ اپنی شدت سے سرخ ہوتی شہد رنگ آنکھوں کو میچتے ہوئے باہر نکلا تھا۔ جب اپنے سامنے بھیگی برائون آنکھوں کو برستے دیکھ کے رکا تھا۔ جس کا گول مٹول سراپا رونے کی شدت سے لرز رہا تھا، وہ شاید کسی صدمے کی ضد میں تھی۔

رایان خان کو شدت سے احساس ہوا کہ وہ اپنے بارے میں پوری نہیں تو آدھی حقیقت ضرور جان چکی ہے۔ ابھی وہ لب کاٹتے ہوئے اس کی طرف آیا ہی تھا کہ وہ ہمیشہ کی طرح اپنے گلابی پھولے پھولے گالوں کو بے دردی سے صاف کرتے ہوئے بھاگ گئی تھی۔ رایان خان کے دل کو کچھ ہوا تھا۔ (پلوشہ زرلاشتہ کے پاس جا رہی تھی جب اپنا نام سن کے وہ ٹھٹھک کے رکی تھی)۔

سنتی ہے تو سن لے، اِس کو بھی پتہ چلنا چاہیے کہ اِس کے ناجائز وجود کی ہی وجہ سے تو میری اپھو جان کو بے دردی سے قتل کیا گیا تھا اور اسی کی وجہ سے تین خاندان بکھرے تھے۔

وہ پھر بے حس بن کے سوچتا ہوا وہاں سے نکلا تھا۔

جب کے پلوشہ خان کمرے میں جا کے اپنی حقیقت پہ اتنی شدت سے پھوٹ پھوٹ کے روئی تھی کہ اگر کوئی بھی اِس ٹوٹی بکھری، حسِین پھولی ہوئی گول مٹول لڑکی کو اِس قدر روتے ہوئے دیکھ لیتا تو عشق کر بیٹھتا۔

ک۔ کی۔کیا مہ۔ میں ن۔ن۔ ناجائز ھو۔ ہوں؟ یہ سوچتے ہوئے بھی وہ کانپ اٹھی تھی وہ سجاول لالہ کا نام کیوں لے رہے تھے؟ کیا سجاول لالہ میرے۔۔۔ آگے سے اس سے سوچنا محال تھا۔ بس نہیں تھا زمین پھٹے اور وہ اس میں سماں جائے۔۔۔ وہ روتے روتے بیڈ پہ اوندھے منہ گری تھی اور اس دنیا سے روٹھی ہوئی لڑکی کو ابھی سنبھالنے والا کوئی نہ تھا۔

سعد خان گھر آ چکا تھا سب لوگ اس کے کمرے میں اس کے سرہانے بیٹھے ہوئے تھے سوائے پری وش اور سجاول کے۔ سجاول ڈیرے پہ تھا اور پری وش اپنے کمرے میں، سعد خان کی نظریں بھٹک بھٹک کے کمرے کے دروازے پہ جا رہی تھیں کہ شاید اب وہ آئے اور اس کے بے چین دل کو قرار دے جائے لیکن اس کا انتظار انتظار ہی رہا۔

میں نے لال حویلی والوں کو کل کھانے کی دعوت پہ بلایا ہے۔ مراد خان نے اپنی بات کا آغاز کرتے ہوئے سب پہ حویلی کی چھت گرائی تھی۔ سب حیرت زدہ سے مراد خان کو دیکھ رہے تھے۔ ساحر خان کادماغ بھک سے اڑا اور پارا غصے سے ہائی ہوا تھا۔

دادا جان آپ ہوش میں تو ہیں؟؟ وہ شدید غصے سے گرجا کہ گل بہار جو سعد خان کے سرہانے بیٹھی تھی، جلدی سے اس کے سینے سے لگی تھی۔

ہاں ہم ہوش میں ہیں۔ ہم نے لال حویلی والوں سے تمھاری منکوحہ مانگی تھی۔ ہم چاہتے ہیں ہمارے جیتے جی ہم تمھاری اولاد کو دیکھ سکیں اور بدلے میں انہوں نے فارس خان کی امانت مانگی ہے۔ دادا جان کی بات پوری ہوتے ہی ہرا خان حیران نظروں سے کبھی ساحر خان اور کبھی مراد خان کو دیکھ رہی تھی۔ جب کے باقی سب نے تو جیسے منہ سی لیے تھے کچھ بولنے کو تھا ہی نہیں، گل بہار پہ کپکپاہٹ تاری ہوئی تھی۔ دادا جان کی بات پوری ہوتے ہی ساحر خان نے غصے کے عالم میں اپنے پاس پڑا ہوا شیشے کا میز پٹکا اور گلدان اٹھا کے ڈریسنگ مرر پہ دے مارا۔ پورے کمرے میں شیشے کی کرچیاں پھیلی تھیں۔ میں کسی صورت زرلاشتہ سے شادی نہیں کروں گا اور نہ ہی لال حویلی والوں سے کوئی تعلق رکھوں گا۔ فارس خان نے اگر میرے گھر کی عزت کی طرف آنکھ اٹھا کے دیکھا بھی تو میں اس کی آنکھیں نکال دو گا۔ ساحر خان کا غصہ کسی صورت کم نہیں ہو رہا تھا جبکہ سفید رنگت میں سرخیاں گلی تھی۔ ٹھیک ہے پھر تم اسے طلاق دے دو اور ہم تمھاری شادی ہرا خان سے کروا دیں اور فارس خان کو میں جانتا ہوں وہ اپنی منکوحہ کبھی نہیں چھوڑے گا۔ جب کے مراد خان کی بات پہ ہرا خان کا چہرہ کھل اٹھا تھا۔ باقی سب نے ساحر خان کے غصے کی شدت سے سرخ چہرے کو دیکھتے ہوئے بے ساختہ جھرجھری لی تھی۔ مراد خان نے ساحر خان کی دکھتی رگ پہ ہاتھ رکھا تھا۔

تو میں کیا بے غیرت ہوں جو اپنی عورت کو طلاق دوں گا؟؟۔ خان مرتے مر جاتے ہیں لیکن اپنی ملکیت سے دستبردار نہیں ہوتے تو میں کیسے زرلاشتہ ساحر خانزادہ کو طلاق دے دوں؟؟۔ آپ نے سوچا بھی کیسے؟؟۔ ساحر خان کسی صورت خوش نہیں تھا نہ زرلاشتہ خان کو اَپنانا چاہتا تھا نہ چھوڑنا چاہتا تھا۔ اس کی آواز حویلی کے دَر و دیوار ہلا رہی تھی جب کہ گل بہار سعد خان کے سینے سے لگی آنسو بہا رہی تھی اور وہ اس کے گال صاف کرتے ہوئے اس کو چڑیل ، ڈائن، اور پتہ نہیں کیا کیا بول کے ہنسانے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔ آخر تم چاہتے کیا ہو ساحر خان؟؟۔اب کی بار حَیدَر خان نے سخت لہجے میں پوچھا تھا۔ جو کب سے اپنے سپوت کا غصہ ملاحظہ کر رہے تھے۔ میں نہ زرلاشتہ خان کو چھوڑوں گا، نہ اپناوں گا، یہی اس خاندان کی سب سے بڑی ہار ہو گی۔ ساحر خان بے حس بنا بولا جب کے دل اس بات پہ سینے کی دیواروں سے پٹک رہا تھا۔

ہمم ٹھیک ہے پھر ہم لال حویلی والوں کو فارس خان کی دلہن دے دیں گیں۔ کیونکہ ہم ان سے وعدہ کر چکے ہیں اور تم یہ بات بھی جانتے ہو کے خان اپنی زُبان سے نہیں پھرتے۔ اب کی بار حَیدَر خان کا لہجہ حتمیہ تھا۔ وہ اپنی بات کہہ کے جا چکے تھے۔ وہ بھی ساحر خان کے باپ تھے، ان کو پتہ تھا اس کو کیسا سیدھا کرنا ہے۔ ساحر خان کی گردن میں گلٹی اوبھر کے معدوم ہوئی تھی۔ گل بہار اپنے بابا جان کی بات سن کے روتے ہوئے کمرے سے نکلی تھی۔ جب کے ساحر خان کا وجود تو جیسے زلزلوں کی ضد میں تھا۔ اس کا بس نہیں تھا لال حویلی والوں کو زندہ زمین میں گاڑ دے۔ اہہہ۔۔۔ اب کی بار وہ غصے سے سائڈ ٹیبل کو پٹکتے ہوئے باہر نکلا تھا۔ جب کے سعد خان آنکھیں پھاڑے اپنے کمرے کی اتنی بری حالت دیکھ رہا تھا۔ اگر یہی جو میں نے خود اپنے کمرے کی یہ حالت کی ہوتی تو آپ کے اس پوتے نے ہٹلر حکم خان بننے میں دیر نہیں لگانی تھی۔ سعد خان نے ماحول کا تناؤ کم کرنے کی غرض سے برا سا منہ بنا کے دادا جان سے شکایت کی تھی جس پہ وہ سوچوں میں گم اسکو دیکھ رہے تھے۔

کم سوچیں داداجان آپ کو پوتے چاہیے نہ آپ میرے سے ایک ڈیل کر لیں۔ اب کی بار سعد خان کی پخ پہ داداجان کیا مورے، اپھو جان اور کمرے میں موجود ہرا خان بھی متوجہ ہوئی تھی۔(ہرا خان سعد سے چار سال بڑی تھی) ان سب کے متوجہ ہونے پہ سعد خان کی کرسٹل گرے آنکھیں چمکی تھیں۔ کیسی ڈیل؟ داداجان نے استفسار کیا تھا۔ آپ بس نکاح کے ساتھ میری رخصتی بھی رکھیں آپ کے لیے پوتوں کی لائن نہ لگا دی تو میرا نام بھی سعد خانزادہ نہیں۔ وہ ان کو آنکھ مارتے ہوئے بولا تھا۔ جب کے اس کی اتنی بے باک بات پہ سب خواتین اس کو گھور کے باری باری کھسکی تھیں۔

خانا خراب کا بچہ !تمیز تو چھو کے نہیں گزری۔ جب کے داداجان جو جوتا اتارنے والے تھے، اس کے زخموں پہ رحم کھاتے ہوئے بڑبڑاتے باہر کی جانب بڑھے تھے - پیچھے سعد خان کے قہقہے کمرے کی زینت بن رہے تھے۔

رات کے پہر سب کے سو جانے کے بعد پری وش ہمت کرتے ہوئے سعد خان کے کمرے کی طرف بڑھی تھی۔ دل صبح سے اس کو دیکھنے کو بیچین تھا لیکن وہ اس سے اِس دفعہ سخت ناراض تھی۔ جو وعدہ کر کے گیا تھا کہ وہ سہی سلامت اس کے پاس ہو گا لیکن اس کے حادثے کی خبر نے تو پری وش کے وجود سے جان کھینچ لی تھی۔

وہ آرام سے دروازہ کھولتے ہوئے اندھیرے میں داخل ہوئی تھی اور چھوٹے چھوٹے قدم آٹھاتے ہوئے سعد خان کے بیڈ کے پاس گئی تھی۔

KOH NOVELS - URDU

وہ گرے آنکھوں کو موندے بیڈ پہ اپنے پورے وجود کو پھیلا کے سو رہا تھا۔ ہلکی سی نائٹ بلب کی روشنی میں وہ سرخ و سفید رنگت میں شرٹ لس سوتے بہت حَسِین لگ رہا تھا۔

سعد خان کمرے میں ہر وقت شرٹ لس رہتا تھا۔ اس کا کہنا تھا کے یہ باڈی میں نے چھپانے کے لیے تھوڑی بنائی ہے!! اسکو خود کی باڈی بہت پسند تھی۔

اِس کو شرٹ لس دیکھتے پری وش کے گال شرم سے دہک اُٹھے تھے۔ لیکن جب نظر اس کے بازو اور پیٹ کے گرد بندھی پٹی پہ پڑی تو کالی خوبصورت آنکھوں نے پھر سے آنسو بہانے شروع کیے تھے۔ وہ اپنی ہچکیوں کو روکتے ہوئے باہر کی جناب بڑھی تھی۔ ابھی رخ موڑا ہی تھا کہ سعد خان نے اِس کو کلائی سے پکڑتے ہوئے اپنے بالکل پاس بیڈ پہ گرا کے اسے اپنے حصار میں لیا تھا۔ یہ سب ایک لمحے میں ہوا تھا۔ پری وش رونا بھول چکی تھی اور حیران ہوتے ہوئے اِس کو جاگتے دیکھ رہی تھی۔ لیکن پھر اِس کو خود سے پیچھے کرتے ہوئے اس نے شدید مزاحمت شروع کی تھی۔ سعد خان نے اِس کی کلائیوں کو پکرتے ہوئے اِس کے ماتھے پہ شدت سے اپنے ہونٹ رکھے تھے۔

فرصت مل گئی اپنے بیمار(ہونے والے) شوہر کے پاس آنے کی؟؟۔ سعد خان نے جان بوجھ کے شکوہ کیا تھا جب کے وہ جانتا تھا وہ کیوں نہیں آئی تھی۔

پری وش نے کوئی جواب نہیں دیا تھا وہ سپاٹ چہرہ لیے لب کاٹتے ہوئے اپنے آنسو روک رہی تھی۔

پری نے اٹھنا چاہا لیکن سعد خان اِس کی کوشش کو ناکام بنا چکا تھا۔

آخری دفعہ معاف کر دو پری جان۔ سعد خان نے معصومیت بھرے لہجے میں معافی مانگی تھی۔

اور ابھی وہ آگے ہو کے اِس کے گلابی نرم گالوں پہ پیار کرتا کہ وہ اِس کو اپنی پوری طاقت سے خود سے دور کرتے ہوئے روتے ہوئے باہر کی جانب بڑھی تھی۔ مطلب صاف تھا اِس دفعہ وہ اس کو معاف کرنے کا اِرادَہ نہیں رکھتی تھی۔

سعد خان نے اپنے ہلکے گرے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے اپنے زخموں کے دکھ جانے پہ گہری سانس فضا کے سپرد کی تھی اور سائڈ ٹیبل کے دراز سے سگریٹ نکال کے سلگایا تھا۔ نیند تو اب آنکھوں سے کوسوں دور تھی کیونکہ پری جان شدید ناراض تھی۔

KOH NOVELS - URDU

لال حویلی کے تمام مکین ناشتے کے ٹیبل پہ بیٹھے تھے، جب فارس خان نے پلوشہ کی کمی محسوس کی تھی۔

زر بچے پلوشہ کہاں ہے؟؟ فارس خان نے نرم لہجے میں استفسار کیا تھا۔ جب کے رایان نے ایک نظر پورے ڈائینگ ٹیبل پہ دوڑائی تھی۔ وہ کہی نہیں تھی اسے بےساختہ رات والی باتیں یاد آئی تھیں۔

وہ لالہ انہیں بہت تیز بخار ہے ہم ان کو کمرے میں ناشتہ دے آئے ہیں۔

کیا ہوا اسے؟ کب سے ہے بخار؟ حکیمہ کو بلایا؟ فارس خان نے ایک ساتھ کتنے سوال کر ڈالے تھے۔ وہ اسے زر کی طرح عزیز تھی۔ جب کے رایان خان نے اس کی اتنی فکر پہ آنکھیں گھمائی تھی اور پھر سے ناشتہ کرنے میں مصروف ہو گیا۔

جی لالہ حکیمہ نے کچھ دوائیں دی ہیں اب وہ کافی بہتر ہے۔ زرلاشتہ نے نرم لہجے میں جواب دیا تھا جب کے فارس نے ہاں میں سر ہلایا تھا۔ وہ ناشتے کے بعد اس کے پاس جانے کا ارادہ رکھتا تھا۔

زر اپنا ناشتہ کرتے ہوئے اٹھ کے باہر نکلی تھی جب جہانگیر خان نے اپنی بات کا آغاز کیا تھا۔

ساحر خان زرلاشتہ سے ابھی شادی نہیں کرنا چاہتا۔ مراد خان نے آج کھانے کی دعوت پہ بلایا ہے۔ تا کے وہ تمھاری اور گل بہارکی شادی کی تاریخ رکھ سکیں۔

ساحر کے نام پہ زر ٹھٹھک کے باہر رکی تھی اور اگلی بات پہ اس کے پاؤں کے نیچے سے زمین کھسکی تھی۔

جب کے فارس خان جو سب کچھ اپنی بہن کے لیے ہی کر رہا تھا، اب ساحر خان کا جواب سن کے اس کا دماغ بھک سے اڑا تھا۔ کنپٹی کی رگیں سلگ اٹھی تھیں ۔اس نے غصے سے اپنا چمچ پلیٹ پے پٹکا تھا۔

وہ ایسا کیسے کر سکتا ہے دادا جان؟؟۔ اور بڑی حویلی والے اتنی آسانی سے اپنی بیٹی کو میرے ساتھ رخصت کیوں کریں گے جب ساحر خان ہی زرلاشتہ سے شادی نہیں کرنا چاہتا؟؟۔ فارس خان نے غصے سے استفسار کیا تھا۔ جب کے رایان خان بھی سوالیہ نظروں سے جہانگیر خان کو دیکھ رہا تھا۔

سجاول بدلے میں اپنی بہن چاہتا ہے، جس کا ہم نے اسے سالوں پہلے دینے کا وعدہ کیا تھا۔ اب وہ وقت آن پہنچا ہے کہ اسے اس کی امانت واپس کی جائے۔

KOH NOVELS - URDU

اب کی بار طیش میں آنے کی باری رایان خان کی تھی۔ اس کی شہد رنگ آنکھیں غصے سے لال ہوئی تھیں۔ بےساختہ اس دن والا واقعی یاد آیا تھا جب اس نے بولا تھا کے"میں تم سب کی آنکھوں کے سامنے اپنی امانت کو لے جاؤں گا اور تم دیکھتے رہ جاؤ گے"۔

دادا جان ہماری عورتیں لاوارث نہیں ہیں کے ہم ان کا سودا کرتے پھریں۔ رایان خان غصے کی شدت سے چیخا تھا۔

رایان ٹھیک کہہ رہا ہے دادا جان۔ پلوشہ کسی صورت وہاں نہیں جائے گی۔ یہ میں نے آپ کو سالوں پہلے بھی بولا تھا اور آج بھی بول رہا ہوں۔ وہ میری پھپھو جان کی نشانی ہے میں اسے کہی نہیں جانے دو گا۔ فارس خان سخت لہجے میں بولا تھا(وہ جانتا تھا اب یہ ناممکن ہے لیکن پھر بھی اپنی طرف سے ایک کوشش کرنی چاہی تھی)۔

ہم وعدہ کر چکے ہیں بہتر ہے تم دونوں بھی خود کو اِس فیصلے کے لیے تیار کر لو اور آج تم دونوں میرے ساتھ بڑی حویلی چل رہے ہو۔

میں کسی صورت بڑی حویلی میں قدم نہیں رکھوں گا۔ رایان خان غصے سے گلاس زمین پہ پٹکتے ہوئے باہر کی جانب بڑھا تھا۔

تم بھی میری عزت کا جنازہ ایسے ہی نکالو گے؟ اب کی بار جہانگیر خان نے دوسرے پوتے کو ایموشنل بلیک میل کیا تھا۔

فارس خان کو آج پہلی بار کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے اس کی بہن تو یہ خبر سنتے ہی جیتے جی مر جائے گی۔ یہ سوچتے ہوئے فارس نے اپنی سبز سرخ لہو رنگ آنکھیں غم و غصے سے میچی تھیں۔

ٹھیک ہے میں چلوں گا آپ کے ساتھ کچھ سوچ کے اس نے ہاں میں سر ہلایا، جب کے اِس کا جواب سنتے ہوئے جہانگیر خان تھوڑا مطمئن ہوئے تھے۔

جب کے باہر کھڑی زرلاشتہ خان سے دو قدم چلنا محال تھا۔ دل شیشے کی کرچیوں کی مانند بکھرا تھا، سانسیں بند ہونے کے دَر پہ تھی، ساری آوازیں آنا بند ہوئی تھیں۔ کانوں میں صرف یہی فقرہ گونج رہا تھا کہ ساحر خان زرلاشتہ سے شادی نہیں کرنا چاہتا اس کے بعد اس نے کچھ نہیں سننا تھا اور نہ اس نے سنا تھا۔

یا اللہ مجھے موت دے دے!! دل نے شدت سے یہی دعا کی تھی اور وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتے ہوئے روتے ہوئے اپنے کمرے کی جانب بڑھی تھی۔

اِس وقت بڑی حویلی کے مردان خانے میں جہانگیر خان ، مراد خان ، حَیدَر خان ، اور فارس خان براجمان تھے۔ سجاول اور ساحر نے آج کے دن حویلی میں قدم نہیں رکھا تھا۔ وہ دونوں واقف تھے کے آج لال حویلی والوں کو دعوت پہ بلایا گیا ہے۔

جب کے فارس خان کی مورے اور چچی زنان خانے میں خانم بی(نگینہ خان) اور سب خواتیں کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔ آج وہ لوگ سالوں بعد ملے تھے۔ عورتیں تو خوشی کے آنسو بہا رہی تھی۔ جب کے فارس خان صرف اپنے دادا جان کی وجہ سے اِس حویلی میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے کسی سے گلے ملنا تو دور ہاتھ ملانے کی زحمت بھی نہیں کی تھی۔ صرف منہ سے سلام کیا تھا اور بار بار حَیدَر خان کو دیکھتے ہوئے غصے سے پہلو بَدَل رہا تھا۔

ابھی مراد خان اپنی بات کا آغاز کرتے کہ سعد خان مردان خانے کے کمرے میں داخل ہوا تھا۔ سامنے فارس خان کو دیکھتے ہوئے اِس کی گرے آنکھیں خوشی سے چمکی تھیں۔ وہ فارس خان سے ساحر خان جتنا ہی پیار کرتا اور وہی فارس خان کی چھوٹے خان میں جان بستی تھی۔

فارس خان سفید شلوار قمیض پہ کالی چادر لیے اور کالی ہی پشاوری چپل پہنے ٹانگ پہ ٹانگ رکھ کے اپنے ہاتھ کی مٹھی بنائے ہونٹوں پے رکھتے ہوئے اپنے پورے رعب و جلال کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔

سعد خان اپنی آنکھوں کے ہم رنگ گرے رنگ کی شلوار قمیض پہنے اور گرے ہی مردانہ شال گردن کے گرد لٹکائے بہت دلکش لگ رہا تھا۔ وہ اپنے کمرے میں آرام کر رہا تھا۔ جب فارس خان کا سنتے ہوئے اس سے رہا نہیں گیا تھا اور وہ اپنی پسلیوں میں ہوتی درد کو نظرانداز کرتے ہوئے تیار ہونے کے لیے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا تھا تا کے اپنے لالہ سے مل سکے۔

لالہ!! سعد خان تیز تیز قدم اٹھا ہوئے فارس خان کے پاس پہنچا تھا۔ جو اپنے چھوٹے خان کو دیکھتے ہوئے اپنی کرسی سے اٹھا تھا۔ سعد خان زور سے فارس خان کے گلے لگا تھا۔ کون سا درد، کیسا درد، سب بھول گیا تھا۔ آج سالوں بعد وہ اپنے لالہ سے مل رہا تھا۔ آنکھوں کے گوشے نم ہوئے تھے وہ رشتوں کے معاملے میں حد سے زیادہ حساس تھا (ٹھیک ہے مانا قتل ہوئے تھے لیکن وہ ہم نے ایک دوسرے کے تھوڑی کیے تھے وہ تو خون کے بدلے تھے۔ سعد خان نے ہمیشہ کی طرح ابھی بھی یہ بات شدت سے سوچی تھی)۔

وہی فارس خان بھی سعد خان کے گلے لگنے پہ ساکت ہوا تھا اور پِھر اپنے بازوں کا حصار اس کے گرد باندھا تھا۔

KOH NOVELS - URDU

کیسے ہو چھوٹے خان؟؟۔ فارس خان نے اپنے جذبات پہ قابو پاتے ہوئے اِس کی طبیعت کا پوچھا تھا۔

آپ کو دیکھ کے بالکل ٹھیک ہو گیا ہوں جانم اور پیار سے فارس خان کے گال پہ لب رکھتے ہوئے ایک بار پِھر اس کے سینے سے لگا تھا۔

فارس خان نے گھور کے سعد خان کو دیکھا تھا جو بے شرمی میں ساحر خان پہ ہی گیا تھا۔

جب کے باقی سب خوش ہوتے ہوئے دونوں کے پیار کو دیکھ رہے تھے۔

چھوٹے خان تمہیں ڈاکٹر نے بیڈ سے اٹھنے سے منع کیا تھا۔ ابھی پسلیوں کا زخم کچا ہے۔ تم کیوں یہاں آ گئے میں فارس خان کو خود حویلی لانے والا تھا، تا کے وہ خانم سے بھی مل لے مراد خان کو پوتے کی فکر ستائی تھی۔

ڈارلنگ!! میں بالکل ٹھیک ہوں آپ پریشان مت ہوں اور لالہ آپ چلیں میرے ساتھ میں آپ کو خانم بی کے پاس لے چلوں۔ وہ آج صبح سے آپ کو یاد کر رہی ہیں، جب سے آپ کے آنے کا پتہ چلا۔ سعد خان فارس خان کو دیکھتے ہوئے خوشی سے بولا تھا جس پہ اس نے آرام سے سر ہاں میں ہلایا تھا۔

جب کے باقی بڑے سعد خان کے نکاح کی بات کر رہے تھے اور پوری لال حویلی کو سعد خان کے نکاح پہ آنے کا خصوصی انویٹیشن دیا گیا تھا۔ جسے جہانگیر خان نے خوش ہوتے ہوئے قبول کیا تھا اب وہ بھی چاہتے تھے ان کے پوتے اِس دشمنی کی بھینٹ نا چڑھیں۔

فارس خان نے ابھی زنان خانے میں قدم رکھا ہی تھا کہ سب خواتین خوشی سے چہکی تھیں۔ خانم بی آگے بڑھتے ہوئے فارس خان کے سینے سے لگی آنسو بہا رہی تھیں ۔

" نہ مورے د خواهش نه زما به څو ساله خو یاده شو." (نہ مورے کی یاد نہ آئی اتنے سال؟) ان کی زبان پہ ایک ہی شکوہ تھا۔ جس کا فارس کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ اس نے پیار سے ان کا سر سہلاتے ہوئے وہاں پہ اپنے لب رکھے تھے۔

" کاش زه خپل دړه شپه ته ریکل شم، چې زه ته مر که مورے لرم." (کاش اپنا دل چیر کے دکھا سکتا آپ کو مورے)۔ اس نے ان کے کان میں سرگوشی کی تھی جسے سن کے وہ دیوانا وار اسے چوم رہی تھیں۔ ان کو دیکھتے ہوئے سب کی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔

وہ بچپن سے انہیں اپنے بیٹوں کی طرح عزیز تھا اور وہ بھی انہیں بچپن سے مورے بولتا تھا۔ پری وش اور ہرا خان نے بھی آگے بڑھ کے فارس خان سے سلام کیا تھا۔ اس

نے پیار سے ان کے سروں پہ ہاتھ رکھا تھا۔ سعد خان نے گہری نظروں سے اپنی پری جان کو دیکھا تھا، جو ہلکے گلابی رنگ میں ملبوس اس کی طرف دیکھ بھی نہیں رہی تھی وہ ابھی تک ناراض تھی۔

فارس خان نے کسی کی تلاش میں نظریں دوڑائی تھی لیکن اس کا تو دور دور تک یہاں نام و نشان نہیں تھا۔ اس کی کمی محسوس کرتے ہوئے فارس خان کو عجیب سی گھٹن نے آن گھیرا تھا۔ اس نے اپنے کرتے کے اوپری دو بٹن کھلے تھے، جس سے اِس کا سفید مردانہ سینہ چھلک رہا تھا۔ جب کہ اِس کے پاس بیٹھا ہوا سعد خان اِس کی بے چینی محسوس کرتے ہوئے اپنی مسکراہٹ پہ قابو پا رہا تھا۔

گل بہار کو صبح سے خبر تھی کہ آج فارس خان حویلی میں آ رہا ہے۔ صبح سے اس کا دل کانوں میں دھڑک رہا تھا لیکن اس نے فارس خان کے سامنے نا آنے کا اپنے دل سے عہد کیا تھا اور وہ نہیں ائی تھی۔ وہ نیلی آنکھوں والی پری بے حس بنی ہوئی تھی۔ ویسے بھی وہ فارس خان کے ساتھ مزید اپنا تعلق نہیں رکھنا چاہتی تھی۔ جس کے ساتھ نے ہمیشہ اسے اذیت پہنچائی تھی۔ وہ اِس سے نفرت کرنے لگی تھی۔

عشقِ ستم ... قسط 7

سعد خان فارس خان کو جوس پکڑا رہا تھا جب اس نے جان بوجھ کے تھوڑا سا جوس اِس کے سفید کرتے پہ گرا دیا تھا۔

اوپس معاف کیجیے گا لالہ!! مجھے پتہ نہیں چلا اور یہ آپ پہ گر گیا۔ آئیں میں آپ کو باتھ روم تک لے جاؤں۔ سعد خان معصومیت بھرے لہجے میں بولا تھا جب کہ آنکھوں میں شرارت ناچ رہی تھی۔

فارس خان نے ہاں میں سر ہلایا تھا اور اِس کے ساتھ باتھ روم کی جانب بڑھ گیا۔

ابھی فارس خان سعد خان کے کمرے میں داخل ہوتا جب سعد خان نے دروازہ بند کرتے ہوئے اپنا ہلکا سا چہرہ باہر نکالا تھا۔ جب کے فارس خان تو اِس نوٹنکی کی حرکتیں دیکھ رہا تھا، جو کب سے اس کو زچ کیے جا رہا تھا۔

لالہ وہ کیا ہے نا کہ میں خود فریش ہونے جا رہا ہوں اور میرے کمرے میں بس ایک ہی باتھ روم ہے۔ آپ ایسا کریں وہ کونے والے کمرے میں جا کہ اپنا کرتا صاف کر لیں اور ساتھ ہی فارس خان کے منہ پہ دروازہ بند کر دیا۔ جب کہ فارس خان نے غصے سے اپنی پشاوری چپل سعد خان کے کمرے کے دروازے پہ ٹھوکی تھی اور دانت پیستے ہوئے

کونے والے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ حویلی میں گزرے سالوں میں بہت تبدیلیاں آگئی تھی اس کو مزید خوبصورت بنایا گیا تھا۔

وہ اس کمرے میں داخل ہوا، جس کا پورا ڈیکور پنک کلر کا تھا اور جگہ جگہ ٹیڈی بیئرز پڑے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کسی چھوٹے بچے کا کمرا ہو۔

بڑی حویلی میں اتنے چھوٹے بچے کس کے ہیں؟؟۔ وہ خود سے مخاطب ہوتے ہوئے واشروم کی جانب بڑھا تھا۔ جب سفید لباس میں بھیگے بالوں کے ساتھ نیلی آنکھوں والی سفید گول چہرے والی لڑکی باہر نکلی تھی۔ نہانے کی وجہ سے وجود اور بال ابھی تک گیلے تھے۔ جو اِس کے کپڑوں کو بھگو رہے تھے۔ دوپٹے کے بغیر اس کا وجود سارے جسم کی رعنائیاں ظاہر کر رہا تھا۔ جب کہ دونوں ایک دوسرے کو سالوں بعد دیکھ کے اپنی اپنی جگہ اسٹل ہوئے تھے۔ دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں کھوئے تھے البتہ فارس خان کے سرخ لبوں نے ہلکی سی حرکت کی تھی "بہار"۔

جسے دیکھتے ہوئے گل بہار ہوش میں آئی تھی اور جلدی سے خود کو کمپوز کرتے ہوئے چیخی تھی۔

کون ہو تم؟(وہ اِس کو پہچان چکی تھی جان کے انجان بن رہی تھی۔ بہار اس کو صرف ایک ہی شخص بولتا تھا اور وہ تھا فارس خانزادہ) اور میرے کمرے میں کیا کر رہے ہو؟ تمھاری ہمت کیسے ہوئی میرے کمرے میں آنے کی؟؟۔ وہ اپنے دوپٹے کے لیے نظریں دوڑا رہی تھی۔ جب کے فارس خان بےباکی سے اِس کے وجود کو دیکھ رہا تھا۔ اب اس کو ساری سمجھ آ چکی تھی کہ کیوں سعد خان نے اِس کے کرتے پہ جوس گرایا تھا اور کیوں اسے اپنے کمرے میں لے جانے کی بجائے اِس کے کمرے میں بھیجا تھا۔ دل کیا تھا ابھی چھوٹا خان اِس کے سامنے ہو اور وہ اس کا منہ چوم لے، آہ لیکن چھوٹے خان تم اپنی بہن کے لیے بہت مشکلات بڑھا گئے ہو۔ وہ دل ہی دل میں سعد خان سے مخاطب ہوا تھا۔

تم۔ تمہیں سنائی نہیں دے رہا نکلوں باہر میرے کمرے سے نہیں تو میں لالہ کو بلا لوں گی تم کس حق سے میرے کمرے میں کھڑے ہو؟ گل بہار غصے سے چیخی تھی۔ دروازہ بند تھا اِس لیے آوازیں باہر نہیں جا رہی تھی۔

جب کے فارس خان بغور اِس کے گلابی لبوں کی حرکت دیکھ رہا تھا۔ ابھی وہ مزید کچھ بولتی کہ وہ ایک ہاتھ اِس کی کمر میں ڈالتے ہوئے اسے اپنے پاس کھینچ چکا تھا، جس سے وہ لہرا کے اِس کے سینے سے لگی تھی۔

KOH NOVELS - URDU

آہہ--- اِس کے چٹانی سینے سے ٹکرانے پہ گل بہار کی نیلی آنکھیں پھیلی تھیں۔ جب کے فارس اپنا دوسرا ہاتھ اِس کی گردن کے پیچھے رکھتے ہوئے اِس کے گلابی لبوں پہ شدت سے جھکا تھا اور اپنے شدت بھرے لمس سے گل بہار کی ساری سانسیں خود میں قید کی۔ جب کے گل بہار تو اِس اچانک افتاد پہ بوکھلائی تھی اور اپنی کلائیوں سے اِس کو پیچھے کرتے ہوئے سخت مزاحمت کرنے لگی۔ جو اِس کے لبوں کا جام پیتے پیتے کسی اور ہی جہاں میں پہنچ چکا تھا اور اِس کی مزاحمت محسوس کرتے ہوئے اِس کی دونوں کلائیوں کو ایک ہاتھ سے پکڑتے ہوئے اِس کی کمر کے پیچھے باندھا تھا۔ جب کے گل بہار کو لگا اب اگر وہ سانس نہیں لے گی تو مر جائے گی۔ جو اِس کی ساری سانسیں شدت سے خود میں کھینچتا جا رہا تھا۔ اب وہ اپنے پاؤں فارس خان کے پاؤں پہ مارتے ہوئے اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن فارس خان نے اس کو کمر سے تھام کے تھوڑا سا اٹھاتے اپنے پاؤں پہ کھڑا کیا تھا۔ جب کے پیچھے وہ اب بھی نہیں ہوا تھا لیکن بالآخر اسے اس کے کانپتے وجود پہ رحم آ ہی گیا، جو بےہوش ہونے کے دَر پہ تھی۔ اب کی بار اس نے اپنی سانسیں رفتہ رفتہ اس کو بخشی تھی اور مزید دو منٹ بعد وہ اس سے پیچھے ہٹا تھا اور اِس کے لب دیکھے جو گلابی سے سرخ پڑھ چکے تھے۔ ایسے جیسے ان سے خون چھلک رہا ہو، دونوں کی سانسیں پھول چکی تھیں۔

اب پتہ چلا کون ہوں میں؟ مسزفارس خانزادہ!! اس نے آئی برو اچکاتے ہوئے پوچھا تھا۔

جب کے اِس کے اٹیٹیوڈ پہ گل بہار نے شدید غصے سے اِس کے سینے پہ مکے مارے اور اِس کے کھلے بٹنوں سے چھلکتی سفید گردن پہ آگے بڑھتے ہوئے زور سے دانت گاڑھے تھے۔ وہ ایسی ہی تھی غصے کی تیز اسے بالکل پتہ نہیں چلتا تھا وہ غصے میں کیا کر رہی ہے اور کیا بول رہی ہے۔ جب کے فارس خان کو اِس کی اداؤں پہ ٹوٹ کے پیار آ رہا تھا۔ اس کی انہی اداوں سے تو اسے عشق تھا۔ اس نے پیچھے شیشے میں اپنا اور اِس کا عکس دیکھا جو پاؤں اٹھاتے ہوئے اپنے چھوٹے چھوٹے سفید موتیوں جیسے دانت فارس خان کی گردن میں گاڑھے کھڑی تھی۔ فارس خان کے لب مسکرائے تھے۔ گل بہار کو اچانک ہوش آیا تھا اور وہ جلدی سے فارس خان کی گردن سے پیچھے ہٹتے ہوئے اس کے پاؤں سے نیچے اتری تھی۔ گال دہک کے لال ہو چکے تھے اور لبوں پہ خون لگا ہوا تھا۔ اِس وقت فارس خان کو وہ کوئی ویمپائر لگی تھی۔ جو مزے سے اِس کا خون چوس کے پیچھے ہٹی تھی۔ اب کی بار فارس خان نے اپنی گردن پہ نظریں گھمائی تھی۔ جہاں اِس کے دیے گئے زخم سے خون رس رہا تھا لیکن اِس کے دیے گے زخم سے فارس خان کو بالکل تکلیف نہیں ہوئی تھی بلکہ ایک میٹھا سا احساس ہو رہا تھا۔ جب کے گل بہار اپنے غصے کو کوس رہی تھی جو اِسے ہمیشہ غلط ٹائم پہ آتا تھا۔(اسے

غصہ فارس خان کی گردن پہ پہلے سے موجود دانتوں کے نشان کو دیکھ کے آیا تھا۔ جو ساحر خان کا دیا گیا تھا لیکن گل باہر نہیں جانتی تھی اسے وہ نشان دیکھ کے شدید حسد ہوا تھا) نظر اپنے دیے گے زخم پہ گئی تو جلدی سے اپنی نظریں جھکائی تھی۔ کیونکہ فارس خان کی آنکھوں میں دیکھنا محال تھا، جو انکھوں میں جذبات کا ٹھاٹھے مارتا سمندر لیے کھڑا تھا۔

شوہر بیویوں کے وجود پہ اپنی شدتوں کے نشان چھوڑتے ہیں اور یہاں میری والی اکلوتا پیس ہے جو مجھے اپنی شدتوں سے روشناس کروا رہی ہے۔ آئی لائک اٹ!! خوب جمے گی شادی کے بعد ہماری۔ فارس خان بےباکی سے پھر سے جھکتے ہوئے اِس کے ہونٹوں پہ لگا خون اپنے ہونٹوں سے چنتے ہوئے پیچھے ہٹا تھا اور سرگوشی کرتے ہوئے گل بہار کو آنکھ ونک کی تھی۔ میرے کمرے سے باہر نکلو!! نفرت ہے مجھے تم سے کوئی حق نہیں ہے تمہارا مجھ پہ وہ غصے سے بولی تھی۔ نیلی آنکھوں کے گوشے نم ہوئے تھے جو سالوں بعد آ کے اِس پہ کیسے حق جتا رہا تھا۔ اِس کی اِس بات پہ فارس خان نے شدت سے اپنے دانت اِس کے پھولے ہوئے گال پہ گاڑھے تھے۔ مجھے مجبور مت کرو کہ میں ابھی تمہیں اپنی شدتوں سے روشناس کروا کے بتاؤں کہ میں تم پہ کتنا حق رکھتا ہوں فارس خان غصے سے بولا تھا۔ اور کوئی بات نہیں تم اپنے حصے کی نفرت کر لو میں تمہیں ڈبل پیار کر لوں گا۔ فارس خان نے پھر سے اِس کے لبوں کو اپنی قید میں لیا تھا۔ دل تھا کے جام پینے سے بھر ہی نہیں رہا تھا۔ اب کی بار لمس میں شدت جنون اور غصہ تھا۔ جو اسے اِس کے نفرت کے اظہار کرنے پہ آیا تھا۔ اِس کی شدت سے گھبراتے ہوئے گل بہار نے زور سے اِس کے کرتے کو مٹھیوں میں جکڑا تھا۔ فارس خان غصے سے اِس کے نچلے لب پہ دانت گاڑتے ہوئے پیچھے ہٹا تھا۔ گل بہار نے نڈھال ہوتے اِس کے سینے سے سر ٹکایا تھا۔ نیلی آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ گرتے ہوئے اِس کے سفید کرتے کو بھگو رہے تھے۔ فارس خان نے اِس کی کمر پہ ہاتھ باندھ کے اسے اپنے حصار میں لینا چاہا لیکن وہ پل میں اِس سے دور ہوئی تھی۔ شکوہ کناں نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے بیڈ سے اپنا دوپٹہ پکڑتے ہوئے اچھی طرح سے اپنے سینے پہ پھیلایا تھا۔ جب کے اِس کی یہ حرکت فارس خان کو سولگا گئی تھی۔ فارس خان نے آگے بڑھتے ہوئے اِس کا دوپٹہ گلے سے نکالتے ہوئے دور ہوا میں اچھالا تھا اور اس کو بیڈ پہ دھکا دیتے ہوئے اِس پہ مکمل طور پہ ہاوی ہوا تھا۔ نیلی آنکھیں حیرانگی سے اِس کی حرکت پہ پھیلی تھیں۔ فارس خان کے ہاتھ اِس کے پورے بدن پہ گردش کر رہے تھے۔

تمھاری ہمت کیسے ہوئی خود کو مجھ سے چھپانے کی ہاں؟؟ وہ اِس کے جبڑے کو پکڑتے ہوئے سختی سے استفسار کر رہا تھا۔ تکلیف کی شدت سے نیلی آنکھیں برس رہی

تھی۔ جسے دیکھتے ہوئے فارس خان نے اپنی گرفت میں نرمی کی تھی اور جھک کے اِس کی آنکھوں پہ لب رکھے۔ دل میں خود کو کوسا تھا کیا ضرورت تھی پہلی بار میں ہی اتنا غصہ کرنے کی۔

اِس کے نرم تاثر محسوس کرتے ہوئے گل بہار پِھر سے شیرنی بنی تھی۔

ہٹو پیچھے نکلو میرے کمرے سے باہر ابھی کے ابھی نہیں تو میں تمہارا قتل کر دوں گی۔ وہ اس کو اپنی پوری طاقت سے خود پر سے پیچھے کرنے کی کوشش میں تھی، جب کے فارس خان اِس کی حرکتوں سے محظوظ ہو رہا تھا۔ بہت جلد تم میرے کمرے میں میری دسترس میں ہو گی۔ پِھر تم چاہو گی بھی تو تمہیں میری شدتوں سے آزادی نہیں ملے گی۔ فارس خان اِس کے کان کی لو کو دانتوں میں دباتے سرگوشی کرتے اِس پر سے اٹھا تھا اور باتھ روم کی جانب قدم بڑھائے تھے۔ جب کے گل بہار تو اس کی دیدہ دلیری پہ منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی۔ باتھ روم سے اپنا کرتا صاف کرنے کے بعد وہ ڈریسنگ مرر سے ہیئر ڈرائر اٹھا کے اپنا کرتا خشک کرنے لگا۔ ساتھ ساتھ گہری نظروں سے اپنی شیرنی کو بھی دیکھ رہا تھا۔ جو بے دردی سے آنکھیں صاف کرتے ہوئے پِھر سے دوپٹہ خود پہ لپیٹ رہی تھی اور ساتھ ساتھ اِس کی نظروں سے پزل ہو رہی تھی۔ کرتا خشک کرنے کے بعد وہ پِھر سے گل بہار کے پاس آیا۔ جب کے اسے پِھر سے اپنے پاس آتے دیکھ کے گل بہار دیوار کے ساتھ جا لگی۔ فارس خان محظوظ ہوتے ہوئے آگے بڑھا تھا اور اس کے دوپٹے سے اپنی گردن پہ لگے ہوئے خون کو صاف کر کے اس نشان پہ انگلی پھیری تھی۔ جس پہ خون جم چکا تھا لیکن وہ نشان صاف نظر آ رہا تھا۔ فارس خان نے اپنی مردانہ شال سے اس نشان کو چھپایا تھا اور آگے بڑھتے ہوئے شدت سے اپنے لب گل بہار کے ماتھے پہ رکھے تھے۔ جب کے گل بہار کب سے اِس کی بےباک حرکتوں پہ پہلو بَدَل رہی تھی۔ اِس کے اتنے پاس آنے سے اس کی تیز پرفیوم کی خوشبو گل بہار کو اپنے حواسوں پہ چھاتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ ابھی وہ اس کے اور قریب آ کے آدھے انچ کا فاصلہ بھی ختم کرتا کہ گل بہار نے اِس کے سینے پہ ہاتھ رکھتے اسے روکا تھا۔ فارس خان نے اِس کے دونوں ہاتھوں کو تھامتے ہوئے لبوں سے لگایا تھا اور پِھر سے اِس کو شدت سے خود میں بینچھتے ہوئے اپنے گرم نرم لب اِس کے ماتھے پہ رکھے تھے۔ اس وجود کے پاس آکے ایسا سکون ملا جو بیان کرنا مشکل تھا۔ میرا دل میرے بس میں نہیں ہے بہار۔ دل چاہ رہا ہے تمہیں آج ہی اِس دُنیا سے چھین کے اپنی پناہوں میں قید کر لو۔ جہاں تم سانسیں بھی میری مرضی سے لو۔ دل چاہ رہا ہے آج ہی اپنے اور تمہارے درمیان سب فاصلوں کو ختم کر دو اور تمہاری روح کی گہرائیوں میں اُتَر جاؤں۔ قسم خدا کی بہت مشکل سے ہجر کاٹا ہے بہار۔ ایک ایک پل تمہاری یاد ستائی ہے۔ فارس خان لہجے میں دُنیا جہاں کا پیار سموئے تھکے ہوئے لہجے

میں بولا تھا۔ گل بہار کے دل کو کچھ ہوا تھا آج کتنے سالوں بعد اِس نے اِس کو" بہار" نام لے کے پکارا تھا لیکن وہ بے حس بنی سپاٹ چہرہ لیے کھڑی رہی۔۔ فارس خان نے ایک نظر جھک کے اپنے سینے سے لگی مزاحمت کرتی اپنی منکوحہ کو دیکھا تھا اور اِس کے گال پے جھکتے ہوئے اپنے دانتوں کے نشان پہ نرمی سے اپنے لب رکھے تھے اور اِس کو اپنے حصار سے آزاد کرتا ہوا باہر نکل گیا (کیونکہ اگر وہ کچھ دیر اور رکتا تو باہر یقیناً سب اس کی اتنی دیر غیر موجودگی کا استفسار ضرور کرتے)۔ جہاں سامنے سعد خان اپنے کمرے کے دروازے سے ٹیک لگائے موبائل میں مصروف تھا۔ فارس خان نے آگے بڑھتے ہوئے اِس کی گردن کے گرد لٹکی گرے شال کو سینے سے پکڑ کے اپنی طرف کھینچا تھا اور اسے خود میں بینچھتے اپنے لب اِس کے ماتھے پہ رکھے تھے۔ جب کے سعد خان جو موبائل میں مصروف تھا اِس کے اچانک پیار جتانے پہ بوکھلا گیا اور جلدی سے اپنا آئی فون گرنے سے بچایا تھا۔

کیا یار لالہ اندر ملاقات سے دل نہیں بھرا جو پِھر کسی محبوبہ کی طرح مجھے اپنے سینے سے لپٹا لیا ہے، سعد خان شرارتی لہجے میں بولا تھا۔ اِس کی اِس بات پہ فارس خان نے جان بوجھ کے اپنا حصار تنگ کیا تھا۔ شرم کرو بہنوئی کے سامنے بہن کے بارے میں کیسی باتیں کر رہے ہو!! فارس خان نے اسے شرم دلانی چاہی تھی۔ آہہہ یار لالہ!! میری پسلیاں پہلے ہی زخمی ہیں یار رحم کریں۔ سعد خان معصومیت بھرے لہجے میں بولا تھا۔ اب کی بار فارس خان پیچھے ہوا تھا اور سنجیدگی سے اسے لیے اِس کے کمرے میں بڑھا تھا اور اِس کو لے جا کے بیڈ پہ لٹایا تھا۔ فون پکڑ کے سائڈ ٹیبل پہ رکھا۔ ابھی وہ اِس کے گلے سے اِس کی گرے شال نکلتا (جو اس پہ بے انتہا جچ رہی تھی) اِس سے پہلے ہی سعد خان جلدی سے بولا تھا۔ یار لالہ خدارا میری عزت مجھ سے مت چھینیں!! سعد خان نے کسی دُکھی ہیروین کی طرح دہائی دی تھی۔ فارس خان نے گھور کے اِس کی طرف دیکھا تھا۔ جب کے اِس کی گھوری پہ سعد خان نے گڑبڑاتے ہوئے معصومیت سے اپنے گلابی ہونٹوں پہ انگلی رکھی۔ جسے دیکھتے ہوئے فارس خان کا دلکش قہقہ گھونجا تھا " نوٹنکی" فارس خان نے اِس کے سر پہ چپت لگاتے ہوئے اس کی شال اتار کے سائیڈ پہ رکھی تھی۔ اب آرام کروں میں تمہیں حویلی میں یا حویلی سے باہر گھومتے پھرتے نا دیکھوں۔ میری نظر تم پہ ہی ہو گی فارس خان سخت لہجے میں بولا تھا۔ سعد خان نے منہ بناتے ہاں میں سر ہلایا تھا۔ ابھی فارس خان دروازے کی طرف بڑھتا جب سعد خان نے پِھر سے اس کو پکارا تھا۔

لالہ !! فارس خان نے اِس کی پُکار پہ رک کے آئیبرو اچکایا تھا۔

وہ آپ کی گردن پہ یہ نشان!! کیا کسی مچھرنی؟؟۔۔ سعد خان نے بےباک لہجے میں جملہ اَدُھورا چھوڑا تھا۔ اِس کی اتنی بےباک بات پہ فارس خان کا چہرہ سرخ پڑا تھا۔ اپنی کالی

KOH NOVELS - URDU

مردانہ شال کو گردن میں مفلر کی طرح گھما کے اپنے گھنے سنہری بالوں میں ہاتھ پھیرا تھا اور پاس صوفے سے پڑا ہوا کشن اٹھا کے سعد خان کے منہ پہ مارا تھا جس سے اس کا دلکش قہقہ کمرے میں گھونجا تھا۔ بغیرت انسان یہ بغیرتی تمہیں اس سالے ساحر خانزادہ سے تحفے میں ملی ہے تمہارا کوئی قصور نہیں ہے۔ فارس خان سرخ چہرے سے باہر کی جانب بڑھا تھا جب کے سعد خان کے قہقہے پھر سے اسٹارٹ ہو چکے تھے۔تھوڑی دیر بعد فارس خان اور جہانگیر خان اپنی حویلی کی طرف روانہ ہو چکے تھے۔

پلوشہ خان کسی اُداس پری کی طرح پوری حویلی میں بھولائی بھولائی پھر رہی تھی۔ وہ زنان خانے کے لاؤنج میں نیچے ٹیبل پہ سر رکھے بیٹھی ہوئی تھی اور زمین کو اپنی گول مٹول سفید انگلی سے کھروچ کے پتہ نہیں کیا تلاش کر رہی تھی۔ آنسو تھے کہ بار بار دغا دیتے برستے جا رہے تھے۔ رایان خان اپنے شہد رنگ بالوں میں ہاتھ پھیرتے، اپنے کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا کہ نظر اِس سوگوار حسن پہ اٹکی، قدم بےساختہ اس کی طرف بڑھے تھے۔ وہ اس کے سامنے زمین پہ پنجوں کے بل بیٹھا تھا۔ پلوشہ اپنے خیالوں میں اتنی گم تھی کہ اِس کے پاس بیٹھنے کی خبر بھی نہ ہوئی تھی۔ رایان خان نے اِس کی ڈھلکتی چادر کو اس کے سر پہ دیا تھا۔ جب کہ کسی کے لمس اور جانی پہچانی پرفیوم کی مہک کو محسوس کرتے ہوئے پلوشہ نے اپنی بھیگی ڈارک برائون آنکھیں اٹھا کے سامنے اِس ستمگر کو دیکھا جو ہمیشہ اپنے لفظوں سے اِس سے تکلیف پہنچاتا تھا۔ رایان خان جو اِس کی آنکھوں میں کھو گیا تھا، اچانک ایک دم سے ہوش میں آ کے پیچھے ہٹا تھا۔

کیوں پوری حویلی میں اپنی نحوست پھیلای ہوئی ہے تم نے؟؟ کیا بتانا چاہ رہی ہو تم سب کو؟۔ تم دُنیا کی کوئی پہلی ناجائز اولاد نہیں ہو جو یوں ماتم منا رہی ہو۔ یہ کہتے اپنے باپ کی لاش جب رایان خان کی آنکھوں کے آگے لہرائی، تو وہ بے حس بنا اِس پہ دبا دبا غرایا جبکہ اِس کی دھاڑ پہ پلوشہ خان اچھلی تھی۔

م۔ مجھ ۔مجھے معلوم ہے میں ایک کچ۔ کچرے کا ڈ۔ڈھیر ہوں جس۔ جسے اس کی ماں نے بھی مجبوری میں جنم دیا ہو گا ا۔ اور وہ مجھ سے اس قدر تنگ آ گئی تھی کہ مجھے اِس دُنیا میں پیدا کرتے ہی دُنیا چھوڑ کے چلی گئی۔ خدا کے لیے بار بار میرے لیے ناجائز لفظ مت استعمال کریں۔ باخدا جب جب آپ یہ لفظ بولتے ہیں میرے دل میں درد اٹھتا ہے میں ایم۔ میں آپ کے سامنے ہاتھ جوڑتی ہوں، میں اِس حویلی میں نہیں رہوں گی ل۔ لیکن خدارا مجھے ایسے مت بولیں۔ پلوشہ خان کا لہجہ اتنا ٹوٹا ہوا تھا کہ کسی کو بھی اِس کی حالت پہ رحم آ جاتا۔ وہ ہاتھ جوڑتے معصومیت سے بولتے ہوئے کوئی گول مٹول

خوبصورت گڑیا لگ رہی تھی۔ رایان خان کا دل اِس کے الفاظ سے جیسے کسی نے مٹھی میں جکڑا تھا۔ وہ بنا کوئی جواب دیے شہد رنگ بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے وہاں سے نکلا تھا۔ پلوشہ خان اپنی سوجی ہوئی آنکھوں سے مزید روتے ہوئے نیچے زمین پہ بیٹھی تھی -

---

ایک ہفتہ کیسے گزرا پتہ ہی نہیں چلا۔ پری وش اِس واقعے کے بعد سعد خان کے سامنے نہیں آئی تھی اور خود سعد خان نے بھی سارے بدلے نکاح کے بعد لینے کا سوچا، جو اپنی ناراضگی سے اس کو پل پل تڑپا رہی تھی۔

جب کے پلوشہ اب بہت کم بولتی تھی۔ وہ حویلی میں بھولائی بھولائی سی پھرتی تھی اور زرلاشتہ بھی زیادہ تر اپنے کمرے میں اس ستمگر کی یادوں میں رہتی تھی یا کبھی پلوشہ کے ساتھ بیٹھ کے اس کی اُداسی کی وجہ جاننا چاہتی جسے وہ ہمیشہ ٹال جاتی تھی۔ ساحر خان، حَیدَر خان اور مراد خان سے ناراض ناراض اکھڑا سا رہتا تھا۔ جو لال حویلی والوں سے اچھے تعلقات بنانے کی جدوجہد میں تھے۔ سجاول خان نے سب سے وعدہ لیا کہ وہ پلوشہ کو اپنے پاس لے آئیں گیں، جس پہ سب فلحال راضی ہو گے تھے۔ رایان خان نے بڑی حویلی میں قدم نا رکھنے کی تو جیسے قسم کھائی ہوئی تھی۔ اگلے دن سعد خان خود لال حویلی میں اسے اپنے نکاح پہ آنے کا خصوصی وعدہ لے کے گیا تھا۔ ویسے بھی چھوٹا خان دونوں حویلیوں کا لاڈلا تھا۔ وہ سب اِس کی بات کم ہی ٹالتے تھے اور فارس خان کا عشق ان دنوں گل بہار کو شدت سے سوچتے ہوئے بڑھتا ہی جا رہا تھا۔

اور آج سعد خان کے نکاح کا دن بھی آن پہنچا تھا ساری ذمہ داری سجاول اور ساحر خان نے سنبھل رکھی تھی۔ جب کے سعد خان کسی دلہن کی طرح سب سے اپنے نخرے اٹھوا رہا تھا۔ حتٰی کہ اِس کے نکاح کا سوٹ بھی ساحر خان نے خود آرڈر کیا تھا۔

آج ہی لال حویلی میں زرش اور ضرار خان آئے تھے، جنہیں دیکھتے ہوئے سب بہت خوش تھے۔

ضرار زمان خان، فارس خان کے چاچو کا بیٹا تھا اور زرش خان ضرار زمان خان کی بہن تھی۔ وہ دونوں پڑھائی کے لیے آسٹریلیا گئے تھے اور وہی پہ ضرار نے اپنا بزنس سیٹ کیا تھا، جو اب وہ پاکستان سیٹ کر کے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے پاکستان آ گیا تھا۔

ضرار خان سرخ و سفید رنگت کا مالک، ہیزل رنگ آنکھیں جو ہر وقت سنجیدہ رہتی تھیں، کالے گھنے بال ، گھنی مونچھیں اور ہلکی بئیرڈ کے ساتھ وہ واقعی ہی پٹھان لگتا تھا۔ وہ خوبصورتی میں فارس یا رایان سے کم نہ تھا بلکہ ان کی ٹکر کا تھا اور زرش بھی اپنے بھائی کی طرح ہیزل آنکھوں کے ساتھ سرخ و سفید رنگت، تیکھے نقوش لیے شہزادی لگتی تھی۔ زرش غصے کی تیز اور ایک اوپن مائنڈڈ لڑکی تھی۔ اس کی ڈریسنگ ایسٹرن اور ویسٹرن مکس ہوتی تھی۔ وہ پابندیوں میں رہنا نہیں جانتی تھی۔ وہ بچپن سے ہی بہت ضدی تھی اور ضرار خان نے بھی اپنی بہن پہ کبھی کوئی روک ٹوک نہیں کی تھی۔

آج ان دونوں کے آنے سے ان کی ماں وردہ خان کافی خوش تھیں اور زرش کو اِس حویلی کے اصولوں پہ رہنے کی تلقین بھی دے رہی تھی۔ جس نے ان کی باتوں پہ اپنی تیکھی ناک کو چڑہاتے ہوئے منہ بنایا تھا جس پہ وہ تاسف سے سر نفی میں ہلا کے رہ گئی تھی۔ آج ہی ضرار اور زرش خان کو سعد خان کے نکاح اور بڑی حویلی سے اچھے تعلقات کی خبر معلوم ہوئی تھی۔ جس پہ زرش تو کچھ نہیں بولی تھی لیکن ضرار خان نے خوب ہنگامہ مچایا تھا۔ جس کو دیکھتے ہوئے جہانگیر خان نے پوتے کو مشکل سے شانت کرتے کچھ وقت کے لیے چُپ رہنے کا کہا اور آج رات چھوٹے خان کے نکاح میں جانے کو بھی کہا تھا۔ جس پہ وہ دھاڑا کہ وہ اس حویلی میں کسی صورت قدم نہیں رکھے گا۔ چاہے سعد خان کو چھوڑ کے اس کے باپ کا دوسرا نکاح ہی کیوں نا ہو۔ جب کہ اِس کی اِس بات پہ جہانگیر خان نے تاسف سے اپنا سر نفی میں ہلایا تھا۔ ایک پوتا سیر تو دوسرا سوا سیرتھا۔

عشق ستم قسط 8

سعد خان چہرے پہ مسکراہٹ سجائے، چھ فٹ سے نکلتا قد لیے اسکن شلوار قمیض پہ میرون اسٹائلش سی واسکٹ پہنےہوئے تھا، جس پہ ہلکا سا گولڈن کام ہوا تھا۔ واسکٹ اس کے سینے سے چپکی ہوئی تھی ۔ اِس کا باڈی بلڈر وجود آج انتہائی دلکش لگ رہا تھا۔

وہ گرے آنکھوں میں چمک لیے لائٹ گرے بالوں کو جیل سے سیٹ کیے، سرخ و سفید رنگت پہ خوبصورت سی مسکراہٹ سجائے ہاتھ میں برانڈڈ واچ پہنے اور اپنے دائیں بازو کے پھولے مسز پہ میرون اور اسکن کلر کا " ماشااللہ " کا بازوبند پہنے خود کو ڈریسنگ مرر میں دیکھ رہا تھا۔ پاؤں میں میرون کھسہ پہنا ہوا تھا۔ اِس کی ساری ڈریسنگ ساحر خان نے کی تھی۔ اس نے دل ہی دل میں ساحر خان کی پسند کو سراہا تھا۔

دروازہ کھولتے ہوئے ساحر اور سجاول خان اندر داخل ہوئے تھے۔ چھوٹے خان کو دیکھتے ہوئے دونوں نے بےساختہ دل ہی دل میں ماشااللہ بولا تھا۔

ساحر خان بلیک شلوار قمیض پہ بلیک ہی مردانہ شال لیے پاؤں میں بلیک پشاوری چپل پہنے سرخ و سفید رنگت پہ مسکراہٹ سجائے ہوئے تھا، جس سے اس کا ڈمپل واضح ہو رہا تھا۔ نیلی آنکھیں، بھورے بالوں کو خوبصورتی سے سیٹ کیے گھنی بھوری بیئرڈ اور گھنی مونچھوں کے ساتھ انتہا کا پیارا لگ رہا تھا۔ کالا رنگ اِس کی شخصیت پہ بہت جچتا تھا۔

جب کے سجاول خان سفید شلوار قمیض پہنے لائٹ برائون مردانہ شال گلے میں ڈالے، پاؤں میں برائون ہی پشاوری چپل پہنے برائون ہلکی بیئرڈ مونچھوں کے ساتھ اور برائون ہی بالوں کے ساتھ ایک خوبصورت سا پٹھان لگ رہا تھا۔ سجاول شلوار قمیض بہت کم پہنتا تھا لیکن جب بھی پہنتا تھا انتہائی دلکش لگتا تھا۔ زیادہ سال امریکہ میں رہنے کی وجہ سے وہ پاکستان میں بھی زیادہ تر پینٹ شرٹ یا جیکٹ ہی پہنتا تھا۔

سعد خان شیشے میں ان دونوں کا عکس دیکھتے مسکراتے ہوئے ان کی طرف بڑھتے ہوئے دونوں کے گلے لگا تھا۔

ماشااللہ بہت خوبصورت لگ رہے ہو! سجاول خان نے شاید آج پہلی دفعہ سعد خان کی تعریف کی تھی نہیں تو سعد خان ہمیشہ اسے چڑاتا تھا۔ جس کی وجہ سے سجاول اِس کے ساتھ منہ بنائے رکھتا تھا۔

نا کریں لالہ!! مجھے شرم آ رہی ہے۔ سعد خان کی نوٹنکیاں آج بھی عروج پہ تھی اور ہمیشہ کی طرح اس نے اداکاری کرتے ہوئے ساحر خان کی گردن میں چہرہ چھپایا تھا۔ وہ ساحر خان جتنا قد لیے لمبا چوڑا خوبصورت مرد ابھی بھی ساحر خان کے سامنے بچہ بنتا تھا۔ ساحر خان نے پیار سے اِس کے سر پہ چپت رسید کی تھی اور اپنی جیب سے ڈھیروں نوٹ نکال کے سعد خان کے سر سے وارے تھے۔ اِس کے ماتھے پہ پیار کیا۔ سجاول خان نے بھی سعد خان کو گھورتے ہوئے ساحر خان والا عمل ہی دوہرایا تھا۔ سعد خان اپنے بھائیوں کی اتنی محبت پہ خود کو دُنیا کا خوش قسمت بھائی تصور کر رہا تھا۔

ویسے رایان لالہ نے ٹھیک بولا تھا سعد خان نے پھر سے سجاول کو تپانے کی اپنی سی سعی کی تھی۔

اسکی بات پہ دونوں نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا تھا ۔

KUH NOVELS - URDU

یہی کے آپ آج قسم سے واقعے ہی مجھے آدھے انگریز اور آدھے خان لگ رہے ہیں۔ سعد خان کی پخ پہ ساحر خان کا قہقہ گونجا تھا۔ جس سے دونوں نے مہبوت ہو کے اس کا ڈمپل دیکھا تھا، جو کتنے دن بعد اپنے درشن کروا رہا تھا۔

سجاول خان نے منہ بناتے ہوئے دونوں کو گھورا تھا، جس پہ ساحر نے اسے بھی اپنے ساتھ لگایا تھا۔

چلو اب مولوی صاحب آ گئے ہوں گے!! نکاح کا ٹائم بھی ہو گیا ہے نیچے چلتے ہیں۔ ساحر خان نے اب کی بار ان کو وقت کا احساس دلوایا تھا۔ سعد خان نے مسکراتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا تھا۔ آج تو مسکراہٹ اس کے چہرے پہ جیسے چپک گئی تھی اور ہوتی بھی کیوں نہ آخر وہ اپنی بچپن کی محبت اور منگ کو پانے جا رہا تھا۔ اس کے انگ انگ سے سرشاری ظاہر ہو رہی تھی۔ بڑی حویلی کو دلہن کی طرح سجایا گیا تھااور سعد خان کا نکاح مردان خانے اور پری وش کا زنان خانے میں ہونا تھا۔

ج لال حویلی کے تمام مکین بڑی حویلی میں جمع تھے سوائے ضرار خان کے وہ اپنی ضد کا پکا تھا اسے نہیں آنا تھا تو وہ نہیں آیا تھا۔ نکاح میں زیادہ تر مرد حضرات نے شرکت کی تھی جو تمام مردان خانے کی طرف تھے۔ لال حویلی اور بڑی حویلی کے مردوں کے علاوہ کسی بھی مرد کو زنان خانے میں جانے کی اِجازَت نا تھی۔

پری وش میرون اور گولڈن کلر کا لہنگا پہنے سرخ و سفید چہرے پہ ڈارک میک اپ کیے میرون ہی ڈارک لپسٹک لگائے، ہیوی جیولری کے ساتھ باریک سی نتھ پہنے انتہا کی خوبصورت لگ رہی تھی۔ اس پہ ٹوٹ کے روپ آیا تھا ہر کوئی اِس چھوٹی سی دلہن کو دیکھ کے بےساختہ ماشااللہ بولتا۔ پلوشہ، زرش، گل بہار، زرلاشتہ خان، اور ہرا خان بیٹھی اس کو سعد خان کے نام سے بار بار چھیڑتی جس پہ اس کے گال دہک اٹھتے۔ وہ واقعی ہی آج آسمان سے اتری ہوئی حور لگ رہی تھی۔

ایک ہی دن میں سب لڑکیوں کی بچپن کی طرح واپس سے دوستی ہو چکی تھی۔ وہ سب ایک دوسرے کو پا کے بے انتہا خوش تھیں لیکن ہرا خان نے زرلاشتہ خان کو مخاطب کرنا بھی ضروری نا سمجھا تھا۔ جسے زرلاشتہ نے محسوس تو کیا لیکن اگنور کر دیا۔

پلوشہ اور زرلاشتہ نہیں آنا چاہ رہی تھی لیکن خانم بی کے اصرار پہ ان کو آنا پڑا تھا۔

ساحر، سجاول، اور سعد خان اکٹھے اپنے درازقد اور چوڑی جسامت کے ساتھ مردان خانے میں داخل ہوئے تھے۔ سب لوگ ان کے گلے مل رہے تھے۔ جب کے فارس خان

ساحر خان کو اگنور کرتے ہوئے سعد خان کے گلے لگا تھا۔ سعد خان لال حویلی والوں کو اپنے نکاح پہ دیکھ کے چہک اٹھا تھا۔

رایان خان سعد خان کو گلے لگانے کے بعد جھجکتےہوئے ساحر خان کے گلے لگا تھا۔ وہ اتنے سارے لوگوں میں ساحر خان کو اگنور نہ کر سکا۔ البتہ سجاول خان کی طرف دیکھنا بھی اس نے گوارہ نا کیا تھا اور یہی حَال سجاول کا تھا، وہ اِس کو اگنور کرتے ہوئے فارس خان سے ملا تھا۔

لوگ حیرانگی سے لال حویلی اور بڑی حویلی کے مکینوں کو آپس میں ملتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔

فارس خان بلیک شلوار قمیض پہنے بلیک ہی کالی مردانہ شال گلے میں ڈالے، پاؤں میں پیشاوری چپل پہنے اپنی سبز خوبصورت آنکھوں کے ساتھ اپنے گھنے سنہری بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے سرخ و سفید رنگت والا پٹھان (بالکل ساحر خان کی کاپی) لگ رہا تھا۔ دونوں کا قد بالکل ایک جتنا تھا صرف آنکھوں اور بالوں کا رنگ مختلف تھا۔ قدرتی دونوں کی میچنگ ہوئی تھی، جسے دیکھتے ہوئے ساحر خان کا بس نہیں تھا ابھی جا کے اپنا لباس تبدیل کر کے اِس لباس کو اگ لگا دے لیکن مجبوری تھی نکاح کا وقت ہو چکا تھا۔ اس لیے اس نے اپنی خواہش کو دل میں دبایا تھا۔

رایان خان نیوی بلیو شلوار قمیض پہنے گلے میں اوف-وائٹ مردانہ شال پہنے، شہد رنگ بال اور شہد رنگ آنکھوں میں سنجیدگی لیے سرخ و سفید رنگت کے ساتھ انتہائی پرکشش لگ رہا تھا۔ اِس کے نچلے لب پہ تل اِس کو سب سے منفرد اور خوبصورت بنا رہا تھا۔ وہ اپنی پشاوری چپل کو زمین پہ کھروچتے ہوئے ایک ہاتھ میں آئی فون پکڑے اپنے آئی برو کو مسل رہا تھا۔ وہ کافی سالوں بعد بڑی حویلی آیا تھا۔ اس کو سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ کیسے ری ایکٹ کرے۔ اس کے ساتھ ایک چھوٹا سا چار سال کا خوبصورت سا بچہ گرے کرتا شلوار پہ گرے ہی چھوٹی سی شال رایان کی طرح گلے میں مفلر کی طرح ڈالے، اس کے دوسرے ہاتھ کی انگلی پکڑے کھڑا اپنی بڑی بڑی سنجیدہ کرسٹل گرے آنکھوں سے

سب کو ٹکر ٹکر دیکھ رہا تھا۔ وہ اتنا خوبصورت بچہ تھے کہ سب کے ساتھ ساتھ ساحر خان بھی اس بچے کی ڈیسنٹ پرسنیلٹی سے کافی مرعوب ہوا تھا۔

چاچو!! اب وہ بچہ رایان کا ہاتھ ہلا کے اسے اپنی طرف متوجہ کر رہا تھا۔

جی چاچو کی جان !! رایان خان نے پیار سے جواب دیتے ہوئے جھک کے اس چھوٹے سے شہزادے کو اٹھایا تھا۔

چاچو پہلے مجھے نیچے اتاریں سب کے سامنے مجھے بچوں کی طرح اٹھا لیا ہے۔

وہ بچہ خود کو قطآ بچہ کہلوانا پسند نہیں کرتا تھا۔ یہ اس کی باتوں سے ثابت ہو رہا تھا۔

تیری تو!! پہلے زمین سے تو اگ لے۔ رایان خان نے ہنستے ہوئے اِس کے پیٹ میں گدگدی کی تھی۔ جس سے وہ بچہ اپنی ہنسی دبا رہا تھا۔ وہ آس پاس کے لوگوں پہ اپنا امپریشن خراب نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن بچہ تھا۔ آخر کتنا کنٹرول کر سکتا تھا رایان خان کی مسلسل گدگدی پہ کھلکھلا کے ہنس پڑا۔ جس سے اِس کی کرسٹل گرے آنکھیں بھی مسکرائی تھی۔

یار چاچو کر دیا نا میرا امپریشن خراب اتاریں اب مجھے نیچے۔ وہ بچہ اپنے سیاہ بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے منہ بنا کے بولا تھا۔ اس کی زُبان بالکل صاف تھی، وہ دوسرے بچوں کی طرح بالکل توتلا نہیں بولتا تھا۔

یہ لے اُتَار دیا میرے باپ اب بتا مجھے کیوں بلا رہا تھا ؟ رایان خان نے مسکراتے ہوئے اسے نیچے اتارا تھا۔

ییس آئی وانٹڈ ٹو آسک فرام یو دیٹ، واٹ اِز یور رلیشن ود دیٹ گروم ؟ (جی میں آپ سے پوچھنا چاہتا تھا کہ آپ کا اس دلہے کے ساتھ کیا تعلق ہے؟)وہ فر فر انگریزی بول رہا تھا۔

ہی اِز مائی برادر لائک فرینڈ (وہ میرا بھائی جیسا دوست ہے)۔ رایان خان نے سوچ سوچ کے جواب دیا تھا۔

اینڈ واٹ اباؤٹ ادرز؟ (اور باقی سب سے)؟ وہ سنجیدگی سے مزید سوال پوچھ رہا تھا۔

درام لیٹ اٹ گو، دا نکاح سرمنی اِس جسٹ اباؤٹ ٹو اسٹارٹ("درام اس کو چھوڑو، نکاح کی تقریب شروع ہونے والی ہے")۔ رایان خان آنکھوں میں سرخی لیے نرمی سے بولا تھا۔ اِس معصوم کے سوال اِس کے دل پہ وار کر رہے تھے اس لیے وہ جواب گول کر گیا۔

او کے بٹ ڈونٹ یو تھنک دیٹ دا گرومزہیز، سیم کرسٹل گرے آئیز آر لائک می۔ لائک اٹس آ گڈ کو انسیڈینس !(ٹھیک ہے لیکن آپ کو نہیں لگتا کہ دولہے کے بال اور سیم کرسٹل گرے آنکھیں میری طرح ہیں مطلب کیا حسین اتفاق ہے)۔ درام خوشی سے رایان خان کا ہاتھ ہلا کے اسے آگاہ کر رہا تھا، جب کے اِس کے سوال پہ رایان خان کے منہ پہ تالا لگا تھا۔ اس کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔

KOH NOVELS URDU

اِس کی ذہانت سے بھری معصوم باتیں اور معصوم سے انگلش ایکسنٹ پہ پیچھے کھڑا ساحر خان جو کب سے اِس کی باتیں سن رہا تھا، اِس کو ٹوٹ کے اِس بچے پہ پیار آ رہا تھا۔ جو رایان خان کو سٹیج پہ سب کے ساتھ بیٹھنے کا بولنے آیا تھا اور اِس کے امپریشن کی فکر پہ اس نے بہت مشکل سے اپنا قہقہ دبایا تھا۔ وہ کافی دیر سے ان کے پیچھے کھڑا تھا۔

یس اٹ اِز (ہاں تمہاری طرح ہیں) رایان خان نے سوچ میں گم اسے مختصر سا جواب دیا تھا۔

رایان۔!! ساحر خان نے سنجیدگی سے اسے پکارا تھا اِس پُکار پہ رایان خان نے کرب سے آنکھیں بند کی تھیں۔ کتنے سالوں بعد اِس شخص کے منہ سے اپنا نام سنا تھا۔

جی؟ رایان خان نے منہ اسکی طرف موڑتے ہوئے مختصر سا جواب دیا تھا۔

سعد تمہیں بلا رہا ہے!! چلو نکاح شروع ہونے والا ہے۔ ساحر خان نے خود پہ قابو پاتے ہوئے سنجیدگی سے آگاہ کیا تھا۔

سعددد اوکے!! رایان خان سعد پہ زور دیتے ہوئے اپنی شہد رنگ آنکھوں میں سرخی لیے درام کو لے کے سٹیج کی طرف بڑھا تھا(مطلب صاف تھا سعد بلا رہا تھا آپ نہیں)۔

ساحر خان نے دانستہ سعد کا نام لیا تھا ابھی کے وہ خود اسے بلانے آیا تھا۔ وہ اسے الگ تھلگ کھڑا اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ رایان خان سالوں بعد اس کی حویلی آیا تھا۔ وہ اس کو اگنور نہیں کر سکتا تھا جو بچپن سے اس کا لاڈلا تھا۔ ساحر خان کی نظروں کا مرکز باربار درام بن رہا تھا پتہ نہیں وہ کس کا بیٹا تھا، کیسا کھنچاؤ تھا کہ وہ اس کے پاس جانے سے خود کو روک نہ پایا۔ اب بھی وہ جا کے رایان خان کی بائیں جانب کھڑا ہوا تھا۔ درام اس کے بلکل ساتھ کھڑا تھا۔ صرف ساحر ہی نہیں بڑی حویلی کے ایک ایک مرد کو یہ بچہ اپنا اپنا سا لگ رہا تھا۔

نکاح ہو چکا تھا اور ہر طرف مبارکباد کا شور اٹھا تھا۔ سب چھوٹے خان کے گلے لگتے ہوئے اسے نکاح کی مبارک دے رہے تھے، جو سعد خان اپنے بتیس دانت دکھاتے ہوئے سر ہلاتے ہوئے وصول کر رہا تھا۔

ڈو یو ہیو آ لومیرج؟ جسٹ آسکنگ بکاز یو آر سمائلنگ ٹو مچ (کیا آپ کی لو میرج ہے؟ صرف اس لیے پوچھ رہا ہوں کیونکہ آپ بہت مسکرا رہے ہیں)۔ رایان خان کے ساتھ مبارکباد دیتے درام خان نے سعد خان کو مسکراتے ہوئے مخاطب کیا تھا۔ اس کے سوال پہ سب کی آنکھیں پھیلی تھیں سوائے فارس اور رایان کے کیونکہ وہ اس بچے کی رگ رگ سے واقف تھے۔

KOH NOVELS - URDU

اس کے سوال پہ سب کے قہقے گونجے تھے۔

نو اٹس بھیک میں مانگی ہوئی میرج!! ڈو یو انڈرسٹینڈنگ مائی انگلش؟ سعد خان نے اپنے ترلے کر کر کے نکاح کروانے پہ چوٹ کرتے ہوئے ہنس کے جواب دیتے ہوئے اسے اٹھایا تھا۔ سب کے قہقے پھر سے گونجے تھے۔

واٹ؟؟ اس نے اپنی بڑی بڑی گرے آنکھیں پھیلائی تھیں!

یس یس انگریز کی اولاد!! سعد خان نے مسکرا کے اس کی اپنے جیسی آنکھیں چومی تھیں۔

انکل ڈونٹ کس می پلیزز ڈونٹ اٹیک اون مائی فیوچر اینڈ یور کرنٹ وائفز رائٹس، اینڈ ہیلپ می گیٹ ڈاؤن۔(انکل پلیز مجھے مت چومیں، اپنی اور میری مستقبل کی بیوی کے حقوق پہ ڈاکہ مت ڈالیں اور مجھے نیچے اتارنیں میں مدد کریں)۔ درام دونوں ہاتھ اٹھا کے بولا تھا۔ درام کی بات پہ سب کی آنکھیں پھر سے پھیلی تھیں۔

اس کو یہ سب باتیں کون سکھاتا تھا سب حیران تھے۔

فارس نے ان سب کو حیران دیکھتے ہوئے آگے بڑھ کے درام خان کو سعد خان سے پکڑ کے نیچے اتارا تھا۔ (کیونکہ وہ اس کی عادت سے واقف تھا اسے سوائے ماں باپ کے کسی سے اپنے لاڈ اٹھوانا پسند نہ تھا)۔ جس پہ اس نے اپنے کپڑے جھاڑتے ہوئے "تھینک یو" بولا تھا۔ اس کی آواز پہ سب اپنی اپنی حیرانگی سے باہر نکلے تھے۔

دا څوک څه پیسو وو؟ (یہ کس کا پیس ہے)؟ سعد خان نے اب کی بار صدمے سے پشتو میں پوچھا تھا۔ جس پہ سب کے قہقے پھر سے گونجے تھے۔

زه زما پلار لور وم (میں اپنے بابا جان کا پیس ہوں)۔ درام نے سکون سے اپنی چھوٹی سی شال ٹھیک کرتے ہوئے پشتو میں ہی جواب دیا تھا۔ اس کے گلابی ہونٹوں پہ پشتو کے الفاظ اتنے خوبصورت لگ رہے تھے کہ سب کو ٹوٹ کے اس پہ پیار آیا تھا۔ سب کو یہی لگا تھا اس کو صرف انگریزی آتی ہے لیکن درام نے سب کو غلط ثابت کیا تھا۔
ساحر خان باربار کن اکھیوں سے اس بچے کو دیکھ رہا تھا جو اب سلیقے سے اپنے کالے گھنے بال ٹھیک کرتے ہوئے رایان کی طرف بڑھا تھا۔

رایان خان نے اسے ہنستے ہوئے اپنے پاس بٹھایا تھا۔

فارس خان اور رایان خان کتنی بار سعد خان کے سر سے پیسے وار چکے تھے۔ وہ اتنا پیارا اور شرارتی سا دلہا لگ رہا تھا کہ سب بار بار اس کی نظر اتارنے پہ مجبور ہو جاتے۔

یار لالہ بس کر دیں!! جیسے آپ لوگ میرے صدقے اتَار رہے ہیں مجھے ایسا لگ رہا ہے میں ہی پری وش ہوں۔ میرے نہیں اس ٹڈے (درام) کے صدقے اتاریں۔ ان کے بار بار پیسے وارنے پہ سعد خان جھنجھلاتے ہوئے بولا تھا۔ جب کے اِس کی بات سنتے ہوئے اب کی بار سب کا مشترکہ قہقہ کتنی دیر گھونجا تھا۔ سب نے حیرت سے ان کو اکھٹے ہنستے ہوئے دیکھا تھا۔ جہانگیر خان حَیدَر خان اور مراد خان آج اپنے بچوں کو ساتھ دیکھ کے کافی خوش لگ رہے تھے۔ لیکن وہ یہ نہیں جانتے تھے ان کو ہنسانے کی وجہ وہ چھوٹا سا پٹھان (درام) تھا۔

اب کی بار نکاح کی باری پری وش کی تھی حَیدَر خان، ساحر، فارس، رایان اور سجاول خان مولوی صاحب کے ساتھ زنان خانے میں پری وش کے کمرے میں داخل ہوئے تھے، وہاں ابھی کوئی بھی لڑکی نا تھی۔ درام سعد خان کے پاس بیٹھا تھا۔ نکاح کے بعد حَیدَر خان کے بعد سب لڑکوں نے اِس کے سر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بھائیوں جیسا مان بخشا تھا۔ وہ اپنے نکاح پہ لال حویلی سے آئے ہوئے فارس اور رایان لالہ کو دیکھ کے بہت خوش ہوئی تھی۔ سب کی اپنے لیے اتنی محبت دیکھ کے اِس کی آنکھیں بار بار نم ہو جاتی۔ ساحر خان نے پری وش کو سینے سے لگایا تھا۔ وہ اِس کے لیے گل بہار جیسی ہی تھی۔

زنان خانے کے لاؤنج میں زرلاشتہ خان، جو گل بہار کے ساتھ باتوں میں مصروف تھی۔ اچانک نظر اٹھا کے سامنے اپنے ظالم شہزادے کو دیکھا تھا جو بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے پری وش کے کمرے سے نکل رہا تھا۔ کالے لباس میں ملبوس وہ اِس کو اپنا مزید دیوانہ بنا گیا تھا۔ خود پہ نظریں محسوس کرتے ہوئے ساحر خان نے بےساختہ سامنے دیکھا تھا، جہاں وہ نفیس سے خوبصورت سے لال فراک میں اچھی طرح سے سر پہ دوپٹا جمائے لائٹ سے میک اپ میں اتنی حَسِین لگ رہی تھی کہ ساحر خان کا نظریں ہٹانا محال ہوا تھا۔ نیلی آنکھوں کے سبز آنکھوں کے ساتھ ٹکرانے کی دیر تھی کہ زرلاشتہ نے آنکھوں میں نمی لیے اپنی آنکھیں پھیری تھی اور رخ موڑ کے پلوشہ کے ساتھ کسی بات کا آغاز کیا تھا۔ اِس کا آنکھیں پھیرنا مقابل کے تن بدن میں آگ لگا گیا تھا۔ چہرہ غصے سے سرخ ہوا تھا۔ اِس کے رخ پھیرنے سے نظریں بھٹک کے اِس کی پچھلی دھودیا سفید گردن پہ آئی تھیں، جس کا ڈیپ گلا ٹسلز کی صورت میں بندھا گیا تھا اور دھودیا گردن کو عیاں کر رہا تھا۔ جسے سرخ نیٹ کا دوپٹا بھی چھپانے سے قاصر تھا۔ ساحر خان کا اِس کو اتنے ڈیپ گلے کی فراک میں دیکھ کے غصے سے برا حَال ہوا تھا۔ دل میں شدت سے خیال آیا تھا اگر اِس کی جگہ کسی اور کی نظر اِس کی سفید عیاں ہوتی گردن پہ پڑھ جاتی تو؟ فارس خان اور رایان خان کی غیرت کہاں مر گئی تھی؟ کنپٹی کی رگیں سلگ اٹھی تھیں۔ وہ بغیر کسی کا لحاظ کیے آگے بڑھتے ہوئے اِس کی

کہنی سے پکڑ کے اپنی طرف کھینچتے ہوئے اسے اپنے کمرے میں لیے بند ہوا تھا۔ سب خواتین نے اِس کی بےباکی پہ منہ پہ ہاتھ رکھتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔ جب کے خانم بی اپنے سپوت کی اِس حرکت پہ جی بھر کے شرمندہ ہوئی تھی۔ ہرا خان کے تن بدن میں چنگاریاں بھری تھیں۔ فارس اور رایان خان ابھی کمرے سے باہر نکلے تھے انہیں معلوم نہیں تھا ساحر خان کیسے ان کی بہن کو سرعام اپنے کمرے میں لے کے گیا تھا۔ نہیں تو کوئی شک نہیں تھا یہاں فارس اور ساحر کی جنگ ہوتی۔

فارس اور رایان خانم بی اور اپھو جان سے مل رہے تھے۔ جب کے سجاول خان اپنے کمرے کی جانب بڑھا تھا۔ خانم بی سے ملتے ہوئے فارس خان کی نگاہ بھٹک بھٹک کے گل بہار پہ جا رہی تھی۔ جو بلیک خوبصورت سی میکسی پہنے دوپٹا سر پہ لیے اپنی نیلی آنکھوں اور سرخ و سفید تیکھے سے نقوش لیے سموکی میک اپ کیے ڈارک، ریڈ لپسٹک لگائے دُنیا کی حَسِین ترین لڑکی لگ رہی تھی۔ فارس خان کا بس نہیں تھا اسے خود میں چھپا کے اِس سرخ لپسٹک سے سجے لبوں کو اپنی گرفت میں لے لے۔ وہ وہی خانم بی کے پاس بیٹھ گیا تھا اور گل بہار کو اپنی گہری نظروں کے حصار میں لیے ہوئے تھا۔ جسے محسوس کرتے ہوئے وہ گلابی سے سرخ پڑھ رہی تھی لیکن بظاہر لاپرواہ بنی بیٹھی تھی۔ جب کے رایان خان کو اتنی عورتوں میں بیٹھنا عجیب لگ رہا تھا۔ اِس لیے جلدی سے مردان خانے کی طرف بڑھا تھا اس نے کسی ایک بھی لڑکی پہ نگاہ غلط ڈالنا گوارہ نہ کی تھی۔ وہی پلوشہ کی نظر بھٹک بھٹک کے اِس ستمگر پہ جا رہی تھی۔ جو نیوی بلیو شلوار قمیض میں ملبوس مردانہ شال لیے کوئی جاگیردار لگ رہا تھا لیکن پِھر اِس بے حس ظالم کے الفاظ سوچتے ہوئے اِس کا خیال ذہن سے جھٹکا تھا۔

فارس خان بھی کچھ دیر خانم بی کے پاس بیٹھنے کے بعد ایک آخری گہری نظر گل بہار پہ ڈالتے ہوئے مردان خانے کی طرف بڑھا تھا۔

ساحر خان نے زرلاشتہ خان کو اپنے کمرے میں لاتے ہوئے دروازہ بند کر کے اِس کو زور سے اِس کے ساتھ پن کیا تھا اور اپنے مضبوط مردانہ ہاتھ اِس کے دائیں بائیں رکھے تھے۔ جن کی غصے سے سبز رگیں نظر آ رہی تھی۔ جب کے زرلاشتہ خان تو اس کے پل میں تولا پل میں ماشہ روپ سے پریشان سی تھی۔

ساحر خان اِس کو دوپٹے کے بوجھ سے آزاد کرتے ہوئے، اوپر سے نیچے تک دیکھ رہا تھا۔ وہ لال فراک میں ملبوس تھی جو اوپر سے فٹنگ میں تھی اور گلا بھی تھوڑا سا ڈیپ تھا۔ ساحر خان نے بےباکی سے اِس کے وجود کا جائزہ لیا تھا۔ جب کے اِس کے اِس طرح سے خود کو دیکھنے پہ زرلاشتہ خان کے گال شرم سے دہک اُٹھے تھے۔ اس نے

جلدی سے اپنا رخ دروازے کی طرف موڑا تھا۔ جس سے ساحر خان کی نظر اِس کی دھودیا سفید گردن اور بیک کے ڈیپ گلے پہ پڑی تھی۔

زرلاشتہ خان تمھاری ہمت کیسے ہوئی اتنا بیہودہ لباس پہننے کی؟؟؟ جواب دو مجھے؟؟ ساحر خان نے پل میں اسے بازو سے کھینچتے ہوئے اپنے سامنے کیا تھا۔ جب کے زرلاشتہ اپنے بازو پہ اِس کی سخت گرفت محسوس کرتے ہوئے روہانسی ہوئی تھی۔

ی۔ یہاں پہ۔ پے کو۔ کوئی غیر۔ غیرمرد نہیں تھا، اور ہمارا لب۔لباس ب۔بھی خراب ن۔نہیں ہے۔ وہ ہمت کر کے معصومیت بھرے لہجے میں بولی تھی۔ اِس کے اتنا کہنے کی دیر تھے کہ ساحر خان نے ایک جھٹکے سے اِس کی ٹسلز کی ڈوری کھینچی تھی۔ جس سے اِس کی فراک کاندھوں سے نیچے کھسکی تھی۔ ابھی فراک مزید نیچے کھسکتی کہ زرلاشتہ نے جلدی سے اپنی فراک کو کاندھوں سے تھاما تھا اور بےیقینی سے ساحر خان کی طرف دیکھا تھا۔ اسے اِس کی سرخ نیلی آنکھوں سے خوف آ محسوس ہو رہا تھا۔

ساحر خان نے زر کی گردن کی طرف جھکتے ہوئے شدت سے اپنے دانت اِس کی بیوٹی بون پہ گھاڑے تھے بےساختہ زرلاشتہ سسکی تھی۔

اِس کی سسکی پہ ساحر خان نے اپنی خمار الود آنکھوں کو اٹھاتے ہوئے اِس کے لائٹ پنک لپسٹک سے سجے ہونٹوں کو دیکھا تھا۔ جہاں سے سسکی برآمد ہوئی تھی اور دو انگلیوں میں اِس کے نچلے لب کو پکڑ کے وہاں اپنے دانت شدت سے گھاڑے تھے۔ بےبسی سے زرلاشتہ خان کی آنکھوں سے آنسو بہے تھے۔

شکر که زرلشته خان تاسو ته هیڅ کوم مرد له نظر نه لری په پری نه ته، تاسو ته ساحر خان په تاسو دا خوبصورت حضور چاولې او بسپورم (شکر کرو زرلاشتہ خان تمہارے پہ کسی غیرمرد کی نظر نہیں پڑی ورنہ ساحر خان تمہارے اِس خوبصورت وجود کو جلا کے راکھ کر دیتا)۔ اِس کی بات پہ زر کو بےساختہ اِس ستمگر کی باتیں یاد آئی تھیں۔ جس نے کہا تھا کہ وہ زرلاشتہ خان سے شادی کسی صورت نہیں کرے گا۔ زرلاشتہ نےاپنا پورا زور لگا کے اِس کو خود سے دور جھٹکا تھا۔ جس پہ اس نے اپنی غصے کی شدت سے لال ہوتی آنکھوں سے اسے دیکھا تھا اور اپنے بھورے بالوں میں ہاتھ پھیر کے اپنے غصے پہ قابو پانے کی کوشش کی تھی۔

آئندہ سے تم تب تک سرخ رنگ نہیں پہنوں گی، جب تک تم مکمل میری دسترس میں نہ آ جاؤ۔ ساحر خان سے زرلاشتہ کی اتنی خوبصورتی برداشت نہیں ہو رہی تھی جو آج گلاب لگ رہی تھی۔

KOH NOVELS - URDU

زہ پہنیرم، ہمیشہ پہنیرم۔(ہم پہنیں گیں، ہمیشہ پہنیں گیں)۔ اِس کی اِس بات پہ زرلاشتہ خان نے روتے ہوئے اپنی بھیگی سبز آنکھوں سے اسے دیکھا تھا اور ضدی لہجے میں کہتے ہوئے اپنا دوپٹہ نیچے سے اٹھانا چاہا کہ ساحر خان نے اِس کو بازو سے پکڑ کے اس کا رخ موڑتے ہوئے اِس کی پشت سختی سے اپنے سینے پہ لگائی تھی۔ اِس کی پچھلی دھودھیا سفید گردن پہ بھوسوں کی بوچھاڑ کی تھی۔ ابھی وہ گردن سے کمر تک کا فاصلہ طے کرتا جب زرلاشتہ خان نے سخت مزاحمت شروع کی، جسے محسوس کرتے ہوئے ساحر خان نے اِس کی پچھلی گردن پہ زور سے اپنے دانت گاڑھے تھے، زر نے بےساختہ آنکھیں میچی تھیں۔

خا۔۔ خان ہم جا۔ جانتے ہیں، کے آ۔آپ ھم۔ ہمیں نہیں چاہتے اس لئے آپ ھم۔ ہمیں اِس بے مقصد اور انچاہے رشتے سے آزاد۔۔۔ ابھی زرلاشتہ اپنی بات مکمل کرتی کہ ساحر خان نے جھٹکے سے اِس کا رخ موڑتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ اِس کے گالوں پہ رکھتے، شدت سے اِس کے گلابی لبوں کو اپنی قید میں لیا تھا۔ اِس کے لمس میں اتنی شدت تھی کے زر کی آنکھیں باہر ابلنے کے در پہ تھیں۔ وہ اپنی سبز آنکھوں کو بڑا کیے حیرانگی سے اِس کی حرکت دیکھ رہی تھی۔ جب کے ساحر خان شدید غصے کے عالم میں اِس کی سانسوں کو کھینچ رہا تھا۔ جیسے اسے یہ باور کروانا چاہتا ہو کہ وہ سانس بھی اِس کی مرضی کے بغیر نہیں لے سکتی کجا کے اِس کو اِس رشتے سے آزاد کرنا۔ وہ کبھی اس کے گلابی ہونٹوں پہ اپنے دانت گھاڑتا اور کبھی ان کو شدت سے چومتے ہوئے زرلاشتہ خان کو مارنے کے در پہ تھا۔ زَر کو لگا اگر وہ ابھی اِس سے دور نہ ہوا تو وہ مر جائے گی لیکن ساحر خان تو جیسے آج ہی اِس کے گلابی لبوں کا سارا رس پینا تھا۔ پھر بالآخر اِس کے کانپتے وجود اور ٹپ ٹپ گرتے آنسوؤں کو محسوس کرتے ہوئے، اِس پہ ترس کھایا تھا اور نچلے لب پہ دانت گھاڑتے ہوئے اس سے دور ہوا تھا۔ زرلاشتہ خان کھینچ کھینچ کے فضا سے سانس لینے کی کوشش کر رہی تھی۔ ساحر خان نے اِس کے زخمی لبوں کو دیکھتے ہوئے اپنی کچھ سانسیں اسے دی تھیں اور نرمی سے اِس کے زخم کو چومتے ہوئے پیچھے ہٹا تھا۔

تمہیں مجھ سے آزادی قیامت تک نہیں ملے گی زرلاشتہ خان۔ نہ میں تمہیں چھوڑوں گا اور نا ہی میں تمہیں کبھی اپناؤں گا۔ یہی تمھاری سب سے بڑی سزا ہو گی۔ ساحر خان بے حس بنا دھاڑا تھا جب کے اِس کی اِس بات پہ آج پہلی بار زَر کو شدید غصہ آیا تھا جو جب چاھے اِس پہ حق جتاتا، جب چاھے پابندی لگاتا، جب چاھے زبردستی اِس سے اِس کی سانسیں چھین لیتا اور اب یو اسے نا اپنانے کی بات کر رہا تھا۔

ہم کوئی لاوارث نہیں ہیں ساحر خان، آج شاید پہلی بار زرلاشتہ نے اسے اِس کے پورے نام سے بلایا تھا۔ ساحر خان نے بغور اِس کا چہرہ دیکھا تھا جو غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔ چھوٹی سی ناک غصے سے پھول رہی تھی۔

ہم جہانگیر خان کی پوتی ، سکندر خان کی بیٹی، اور فارس خان کی بہن ہیں، رایان خان کی لاڈلی ہیں۔ ہمیں نہیں پتہ تھا آپ بھی باقی روایتی مردوں کی طرح اپنی ہی عورت کو اِس بے وجہ دشمنی کی بھینٹ چڑھائیں گے۔ ہمیں نہیں پتہ تھا کے ساحر خانزادہ کی منکوحہ کی اوقات صرف اتنی سی ہے کے وہ ساری زندگی اس کے نام پہ بیٹھی رہے۔ جس سے زمانہ اس پہ تانے کسے بہت بہت شکریہ ہمیں ہماری اوقات دکھانے کے لیے۔ صرف عورت کے سر پہ چادر دینا اور پابندیاں لگانا ہی غیرت کا نام نہیں ہے بلکہ اپنی عورت کو تحفظ بھرے حصار میں رکھنا اصل غیرت ہے۔ وہ چیختے ہوئے آنسوؤں کو بے دردی سے رگڑتے ہوئے دھاڑی تھی۔ آج اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا تھا۔ پتہ نہیں کہاں سے اس میں یہ سب الفاظ بولنے کی ہمت آئی تھی۔ آج وہ غصے سے پھٹ پڑی تھی لیکن آنسو تھے کہ ہمیشہ کی طرح آج بھی دغا دے رہے تھے۔

جب کے اِس کی باتیں سن کے ساحر خان کچھ پل کے لیے ساکت ہوا تھا۔ غصے کی شدید لہر اِس کے اندر دوڑی تھی اس نے اِس کی غیرت پہ وار کیا تھا۔ اِس کی یہ بات ساحر خان کا میٹر شارٹ کر گئی تھی۔ ساحر خان نے اِس کی تھوڑی پہ چمکتے موٹے سیاہ تل پہ اتنی شدت سے دانت گاڑھے تھے کہ زرلاشتہ خان کی روتے روتے ہچکیاں بند گئی تھیں۔ اس نے اِس کے سینے پہ اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کے مکے برسائے تھے۔

ساحر خان سرخ لہو رنگ آنکھوں سے پیچھے ہٹا تھا۔

تم نے میری غیرت پہ وار کر کے اچھا نہیں کیا زرلاشتہ ساحر خان۔ اب میں تمہیں اپنے تحفظ بھرے حصار میں ایسا بینچھوں گا کہ تم گھٹ گھٹ کے سانسیں بھی میری مرضی سے لو گی۔ تمھاری رخصتی بھی لوں گا اور تمہارے سر پہ سوتن بھی لاؤں گا۔ پِھر تو تمہیں میری غیرت پہ کوئی سوال نہیں ہو گا نہ جب میں تمہیں بھی تمہارے پورے حقوق دوں گا اور اپنی من چاہی بِیوِی کو بھی ؟؟

زرلاشتہ خان کو لگا تھا وہ کوئی پگھلا ہوا سیسہ اس کے کان میں انڈیل رہا ہے۔ اس کے کان پھٹنے کے دَر پہ تھے، تو کیا وہ انچاہی تھی؟

خا۔ خان ک۔ کیوں۔ ک ۔کیوں ھم ۔ہمیں ات۔اتنی تکلیف دے رہے ہیں کیوں رحم نہیں آتا آپ کو ہم پے ۔۔ وہ شدتوں سے روتے ہوئے چیخی تھی کہ ساحر خان کے دل کو کچھ ہوا تھا لیکن بے ساختہ سالوں پہلے کا واقعی یاد آیا تھا۔ جب اِس نے ساحر خان کے اوپر اپنے

خاندان کو ترجیح دی تھی۔ اِس نے ساحر خان کے نکاح میں ہوتے ہوئے اسے دھتکارا تھا اور ایک دفعہ نہیں باربار دھتکارتے ہوئے فارس خان کا ہاتھ تھاما تھا۔ یہ یاد ہمیشہ سے ساحر خان کو سلگاتی تھی۔

زرلاشتہ خان تم اِس سے بھی زیادہ کی حق دار ہو یہ تکلیف اس تکلیف کے آگے کچھ نہیں جو تم نے مجھے سالوں پہلے دی تھی۔ جس کی شدت مجھے آج بھی محسوس ہوتی ہے۔ اِس کی بات پہ زرلاشتہ خان ساکت ہوئی تھی برستی ہوئی آنکھوں کا پانی تھما تھا اور نظریں اٹھا کے اسے دیکھا تھا، جو ان باتوں کو ابھی تک اپنی انا کا پہاڑ بنائے بیٹھا تھا۔

ساحر خان نے اب کی بار مکمل اِس کے وجود کا جائزہ لیا تھا۔ گلابی ہونٹ اِس کی شدتوں سے سرخ تھے، ٹھوڑی پہ چمکتے تل پہ اِس کے دانتوں کے نشان واضح تھے۔ اگلی اور پچھلی گردن پہ بھی ساحر خان کی جنونیت کے نشان رقم تھے سرخ فراک کاندھوں سے نیچے کھسک رہی تھی۔ لیکن سینے سے فٹ ہونے کی وجہ سے وہ مزید نیچے نہ کھسک سکی۔ دوپٹے کے بغیر اِس کا رعنائیاں ظاہر کرتا وجود ساحر خان کا امتحان لے رہا تھا۔ اس نے اپنے جذبات پہ قابو پاتے ہوئے اِس کے سفید موتیوں کو چنا تھا جو آنکھوں سے ٹوٹ ٹوٹ کے گالوں پہ گر رہے تھے زرلاشتہ نے اسے پیچھے دھکیلا تھا۔

ساحر خان نے ضبط سے پیچھے ہٹتے ہوئے اِس کا رخ موڑتے فراک کو کاندھوں سے ٹھیک کرتے ہوئے ٹسلز باندھے تھے۔ اِس کے لمس کو اپنے کاندھوں اور گردن پہ محسوس کرتے ہوئے زرلاشتہ خان پہ کپکپاہٹ تاری ہوئی تھی۔ ساحر خان نے اِس کے بکھرے ہوئے شہد رنگ بالوں کو سمیٹا تھا۔ ماتھے پہ بھوسا دینے کی شدید خواہش کو دل میں دباتے ہوئے اس نے اپنے گلے سے اپنی کالی مردانہ شال اِس کے سر اور وجود پہ اچھی طرح سے پھیلائی تھی اور اِس کی تھوڑی پہ اپنی شدت کے نشان دیکھتے ہوئے اسے بھی اپنی چادر میں چھپایا تھا۔ اِس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے باہر نکلا تھا، وہ سر جھکائے اِس کی باتوں کو سوچتے ہوئے اِس کے ساتھ کسی کٹی ہوئی پتنگ کی طرح چلتی جا رہی تھی۔ ساحر خان اسے زنان خانے کے لاؤنج میں خانم بی کے پاس بٹھایا اور آس پاس کی کچھ کھڑکیوں کو غصے سے بند کیا تھا۔ جو شاید نکاح میں موجود خواتین نے مردان خانے کے مناظر دیکھنے کے لیے کھولیں تھیں اور سختی سے انہیں دوبارہ نہ کھولنے کا حکم دیتے ہوئے وہ مردان خانے کی جانب بڑھا تھا۔ خانم بی نے پشتو میں کچھ بڑبڑاتے ہوئے اسے ڈانٹا تھا جو ہر وقت غصے میں رہتا تھا۔ جب کے باقی سب عورتیں اور لڑکیاں اس کے غصے سے خائف ہوتے، زرلاشتہ خان کو رشک بھری اور معنی خیز نظروں سے دیکھتے ہوئے مسکرا رہی تھیں۔ اِس کا سفید گلابی چہرہ دہک کے

لال انگارا ہو رہا تھا۔ جب کے زرش پلوشہ اور گل بہار اِس کو چھیڑ رہی تھیں لیکن زرلاشتہ خان کا دل تو اس کی سوتن والی بات پہ کسی ویرانے کی طرح بنجر ہوا پڑا تھا۔

عشقِ ستم..... قسط 9

ساحر خان ہمیشہ کی طرح سپاٹ چہرہ لیے مردان خانے میں داخل ہوا ۔ لیکن فارس خان کو اکیلے ٹیبل پہ بیٹھ کے موبائل میں مصروف دیکھ کے اِس کی آنکھیں چمکی تھیں۔

فارس خان کال پہ بات کرنے ایک سائڈ پہ آیا تھا لیکن سگنلز ٹھیک نا آنے کی وجہ سے کال ڈسکونیکٹ ہو چکی تھی۔ اِس لیے وہ وہی ٹیبل پہ بیٹھ کے ٹیکسٹ کرنے لگا۔

فارس خان نے محسوس کیا تھا جیسے کوئی اِس کے ساتھ آ کے بیٹھا ہو اس نے نظریں اٹھا کے اپنے سامنے بیٹھے ساحر خان کو دیکھ کے اپنی حیرانگی پہ قابو پایا تھا۔

جانتے ہو ابھی کہاں سے آ رہا ہوں؟ ساحر خان نے بات کا آغاز ایسے کیا تھا جیسے دونوں میں بہت اچھے تعلقات ہوں اور دونوں ایک دوسرے کو کوئی بات بتائے بغیر نا رہ سکیں۔ جس پہ فارس خان نے آئی برو اچکایا تھا۔

تمھاری بہن کو اپنی شدتوں سے روشناس کروا کے آ رہا ہوں۔ جس کا ثبوت تمہیں اس کے وجود پہ میری چادر دے دے گی۔ ویسے بہت نازک ہے اپنے لالہ کی جان (فارس کے بار بار اس کو لالہ کی جان بولنے پہ چوٹ کیا تھا)۔ جس سے میری شدتوں کی ایک جھلک بھی برداشت۔۔ ابھی ساحر خان اپنی بات مکمل کرتا، جب فارس خان نے زور سے اپنی پیشاوری چپل اِس کے پاؤں پہ ماری تھی۔ وہ سب کے سامنے ابھی اِس کے منہ پہ مکے مار کے لوگوں کو باتوں کا موقع نہیں دینا چاہتا تھا۔ جب کے اِس کی باتوں سے اِس کے سفید چہرے کا رنگ سرخ ہوا تھا۔ وہ جانتا تھا ساحر خان سب سے زیادہ بےباک اور بے شرم ہے لیکن وہ اتنا بغیرت نہیں تھا جو اس کے منہ سے اپنی بہن کے بارے میں اتنی بےباک باتیں سنتا۔

اپنی بکواس بند کرو ساحر خان میں تمھاری زُبان کاٹ دوں گا!! فارس خان دھبے دھبے لہجے میں غرایا تھا۔

قسم خدا کی!! کیا نشہ تھا اس کی قربت کا۔ ابھی تک سر پہ چڑھ کے ناچ رہا ہے۔ فارس خان کو سلگا کہ اسے عجیب کمینی سی خوشی ہوتی تھی۔

فارس خان کا بس نہیں تھا ساحر خان کو کچھ کر دے، جو اِس کے سامنے بیٹھ کے بے شرمی اور بےباکی کے ریکارڈ توڑ رہا تھا۔

فارس خان نے خود پر قابو کھوتے ہوئے ساحر خان کو ہمیشہ کی طرح جبڑے پہ مکا جھڑا تھا۔ جب کے باقی سب جو فارس اور ساحر کے ساتھ بیٹھنے سے خوش تھے۔ فارس خان کی اِس حرکت پہ سمجھ چکے تھے۔ وہ دونوں کبھی نہیں سدھر سکتے۔ وہ دونوں ساتھ بیٹھ کے کالے لباس میں کوئی جڑوا شہزادے معلوم ہو رہے تھے۔

واللہ، هغه د سرخ رنګه کې هغه ګلاب وه چې په ژمن کې دی(واللہ سرخ رنگ میں وہ کوئی گلاب لگ رہی تھی)۔ ساحر خان بدلے میں اسے بھی مکا جھڑتے ہوئے آنکھ ونک کرتے رایان اور سعد خان کی طرف بڑھا تھا۔ جو دور سے ان دونوں کو دیکھ کے تاسف سے نفی میں سر ہلا رہے تھے۔ جب کے فارس خان کا اِس کی بےباک باتوں سے پارا ہائی ہوا تھا۔ سفید گردن کی نیلی رگیں واضح ہو رہی تھی۔ اس نے خود کو پرسکون کرنے کے لیے اپنے کرتے کے اوُپری دو بٹن ہمیشہ کی طرح کھولے تھے۔ جس سے اِس کا سفید مردانہ سینہ نظر آ رہا تھا۔ اِس کو اِس طرح غصے میں دیکھ کے ساحر خان کو کمینگی سی خوشی ہو رہی تھی۔ جب کے فارس خان زنان خانے کی طرف بڑھا تھا، تا کے پلوشہ، زرش اور زرلاشتہ کو گھر لے کے جا سکے۔

سجاول اپنے کمرے میں جا رہا تھا جب ایک نازک مومی وجود اس سے ٹکرایا تھا۔ جسے اس نے جلدی سے گرنے سے بچانے کےلئے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالا تھا۔ جب کے زرش خان گرنے کے ڈر سے اپنی ہیزل آنکھوں کو میچے اِس کے سفید کرتے کو مٹھیوں میں دبوچتے کھڑی تھی. جس سے سجاول خان کے سینے کے بال کھینچے جا رہے تھے. خود کو گرتے نہ دیکھ کے اس نے اپنی ہیزل آنکھیں کھول کے سامنے والے کی ڈارک برائون آنکھوں میں دیکھا تھا۔ وہی سجاول خان بھی اِس کی ہیزل آنکھوں کو دیکھ کے تزبزب کا شکار ہوا تھا اور ایک ہی نظر میں اِس کا جائزہ لیا تھا۔ جو میرون کلر کی اسٹائلش سی فٹ میکسی میں سر پہ دوپٹے کے بغیر تھی۔ اِس کی میکسی ایسٹرن اور ویسٹرن دونوں لکس دے رہی تھی۔ بہت سی عورتیں اِس کے باہر سے پڑھ کے آنے پہ ٹونٹ کر رہی تھیں اور کچھ تو اِس کی ڈریسنگ پہ منہ پہ ہاتھ رکھ کے اِس کو آنکھیں پھیلائے دیکھ رہی تھیں اور کچھ اِس خوبصورت تیکھی سی لڑکی کو انگریزنی/گوری بھول رہی تھی۔ زرش خان ان سب باتوں سے واقف تھی اور اپنی ماں کے بار بار آنکھیں دکھانے پہ بھی اس نے سر پہ دوپٹا نہیں لیا تھا۔ بس گلے کی زینت بنایا ہوا تھا جب کے پاؤں میں گولڈن کلر کی نفیس سی ہیل پہن رکھی تھی۔ سجاول خان نے اِس کی ڈریسنگ کو دیکھ کے اپنی نگاہیں پھیری تھی۔ اس کو بالکل پسند نہیں تھا عورتوں کا اپنے وجود کی نمائش کرنا۔

KOH NOVELS - URDU

تھینکس فور سیونگ می ، زرش خان نے خوش اخلاقی سے شکریہ ادا کیا تھا۔ جس پہ سجاول خان نے سر ہلاتے ہوئے اِس کو چھوڑا تھا اور وہاں سے اپنے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔ جب کہ زرش تو اِس بندے کا اٹیٹیوڈ دیکھ کے رہ گئی۔ پہلی بار کسی نے اسے اگنور کیا تھا۔ وہی وہ بھی اپنی تیکھی سی ناک کو چڑہاتے ہوئے باہر لاؤنج کی طرف بڑھی تھی۔

فارس خان زرلاشتہ اور پلوشہ کو تلاش کرتے ہوئے گل بہار کے کمرے کی طرف آیا تھا۔ خانم بی نے بتایا تھا وہ سب اسی کے کمرے میں ڈیرا جما کے بیٹھی ہیں۔ جب کے پری وش اپنے کمرے میں جا چکی تھی۔ وہ اتنے ہیوی لباس میں بہت تھک چکی تھی۔ ابھی صرف نکاح ہوا تھا رخصتی ساحر خان کی شادی کے بعد طے ہوئ تھی۔

فارس خان نے دروازہ کھٹکھٹایا تھا۔ جس پہ گل بہار نے اپنی خوبصورت سی آواز میں اسے اندر آنے کی اِجازَت دی تھی۔ لیکن اندر آنے والی ہستی کو دیکھ کے گل بہار کی سیٹی گم ہوئی تھی۔ وہی زرلاشتہ اور پلوشہ بھی فارس خان کو یہاں دیکھ کے حیران ہوئی تھی۔ جب کے زرلاشتہ کو شرم نے آن گھیرا تھا، کیونکہ وہ اِس وقت ساحر خان کی چادر اوڑائے ہوئے تھی۔

لالہ کیا سوچیں گے، یہ سوچ کے ہی زرلاشتہ کا ننھا سا دل دھڑکا تھا۔ جب کے فارس خان کی نظر جب زرلاشتہ پہ پڑی تو اسے ساحر خان کی کالی مردانہ شال میں دیکھ کے بےساختہ اس کی ابھی کچھ دیر پہلے والی بےباک باتیں یاد آئی تھیں۔ دل میں اسے ڈھیر ساری گالیوں سے نوازا تھا۔

چلو زر اور پلوشہ بچے باہر سب سے مل لو پھر حویلی چلتے ہیں وقت کافی ہو چکا ہے۔ فارس خان نے زر سے نظر ہٹا کے ایک گہری نظر گل بہار پہ ڈالتے ہوئے زرلاشتہ اور پلوشہ کو مخاطب کیا تھا۔ جسے دیکھتے ہوئے دونوں نے سرّ ہاں میں ہلایا تھا اور اب وہ دونوں گل بہار سے مل رہی تھیں۔ جب کے فارس خان ابھی بھی وہی کھڑا تھا، جسے دیکھتے ہوئے زرلاشتہ نے گل بہار کے کان میں سرگوشی کی تھی۔ جس سے وہ کانوں کی لوں تک سرخ پڑی تھی۔ زرلاشتہ خان نے اپنا حساب برابر کیا تھا۔ جو وہ اسے کب سے اپنے لالہ کے نام سے چھیڑ رہی تھی اور اس کو ساحر خان کی چادر میں دیکھتے ہوئے معنی خیز جملے کہتے ہوئے تنگ کر رہی تھی۔ اب دونوں اس کو معنی خیز نظروں سے دیکھتے ہوئے باہر کی طرف بڑھی تھی۔ جب کے اِس سب کے دوران فارس خان پوری طرح سے اپنی شیرنی کی طرف متوجہ تھا جو شعلہ جوالا بنی اِس کے ہوش اڑا رہی تھی۔

KOH NOVELS - URDU

ان دونوں کے باہر نکلتے ہی فارس خان نے اپنے پاؤں کی مدد سے دروازہ بند کیا تھا اور گل بہار کی جانب قدم بڑھائے تھے۔ جسے دیکھتی ہوئے گل بہار پہ کپکپاہٹ تاری ہوئی تھی۔

وقت کافی ہو چکا ہے باہر زر اور پلوشہ تمھارا انتظار کر رہی ہوں گی تـتو جا۔ جاؤ یہا۔ یہاں سے۔۔ گل بہار لہجے کو مضبوط بناتے ہوئے بولی تھی۔ جب کے ذہن میں اِس کا پچھلی بار کا کمرے میں آنے والا سارا منظر گھوم رہا تھا۔

چلا جاؤں گا پہلے تمھاری خوبصورتی کو تو سراہ لوں۔ وہ سبز آنکھوں میں خماری کی سرخی لیے اِس کی جانب بڑھا تھا۔ وہ دونوں کالے لباس میں ملبوس اتنے خوبصورت لگ رہے تھے کہ بےساختہ ایک دوسرے کو دیکھ کے ان کے دل کی دھڑکنوں نے سپیڈ پکڑی تھی۔

ابھی گل بہار بھاگتے ہوئے واشروم کی طرف جاتی، جب فارس خان نے سرعت سے اِس کی کلائی تھامی تھی اور نرمی سے اپنی جانب کھینچتے ہوئے اپنے نرم گرم حصار میں قید کیا تھا۔ گل بہار نے اپنی پوری طاقت سے خود کو چھڑوانے کی کوشش کی تھی۔

نہ تھکاو خود کو بہار، تم تب تک خود کو مجھ سے دور نہیں کر سکتی جب تک میں نا چاہوں۔ فارس خان مسکراتے ہوئے بولا تھا۔ جب کے گل بہار جو غصے کی تیز تھی، آج پھر سے اِس کو خود پہ ہیوی ہوتے دیکھ کے جھک کے اپنے دانت اِس کے بازو میں گاڑے تھے۔ جن کے سلیوز کوہنیوں تک فولڈ تھے۔ لیکن فارس خان کو تو جیسے بالکل فرق نہیں پڑا تھا البتہ اس کی مسکراہٹ ضرور گہری ہوئی تھی۔

گل بہار نے چہرہ اٹھا کے اسے دیکھا تھا۔ جو ایک انچ بھی اِس سے دور نہ ہوا تھا وہ غصے سے چیخی تھی۔

فارس خان نفرت ہے مجھے تم سے کیوں آ جاتے ہو بار بار میرے سا۔۔ گل بہار بدتمیز لہجے میں بولی تھی۔ فارس خان نے اِس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی اچانک جھک کے اِس کی بولتی بند کی تھی۔ اِس کی سانسوں کو بری طرح خود میں الجھایا تھا۔ وہ اِس کے لپسٹک سے سجے ہونٹوں کو اِس قدر شدت سے چوم رہا تھا کہ اِس کے اتنے شدید لمس اور ہاتھوں کی بےباک حرکت سے گل بہاہر کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی تھی۔ وہ مسلسل خود کو پیچھے کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ جس سے فارس خان کی گرفت اِس پہ اور مضبوط ہوئ۔ اِس کو پیچھے ہٹتے نہ دیکھ کے گل بہار نے اِس کے سفید چھلکتے مردانہ سینے کے بال کھینچے تھے۔ لیکن فارس خان کو بالکل فرق نہ پڑا تھا۔ اب کی بار اس نے اِس کے سینے پہ اپنی انگلی اور انگھوٹے کی مدد سے چھوٹی چھوٹی چٹکیاں کاٹنی شروع کی تھیں۔ فارس خان نے اِس کے وجود کو گرنے سے بچانے

کے لیے اِس کی کمر پہ گرفت مضبوط کرتے ہوئے اسے اپنے پاؤں پہ کھڑا کیا تھا۔ اِس کی ادائیں فارس خان کو مزید اپنا دیوانہ بنا رہی تھی۔ وہ اِس کے نچلے لب کو اپنے ہونٹوں میں دباتے ہوئے پیچھے ہٹا تھا۔

مجھے تمہارے لبوں سے اپنا نام ادا ہوتا اتنا خوبصورت لگا کے میں خود کو تمہارے ان پنکھڑیوں جیسے نرم ہونٹوں پہ پیار کرنے سے روک نہیں پایا اور آئندہ سے مجھے تم نہیں بولنا مجازی خدا ہوں میں تمہارا۔ فارس خان نے بےباک لہجے میں کہتے ہوئے آخر پہ سخت لہجہ اپنایا تھا۔

گل بہار کی ساری ریڈ لپسٹک ہونٹوں کے اردگرد پھیل چکی تھی۔ سانسیں بےانتہا پھولی ہوئی تھیں گل بہار نے غصے سے اِس کے سفید سینے کو اپنے دانتوں کا نشانہ بنایا تھا۔ جیسے اپنا بدلہ لینا چاہ رہی ہو۔ جب کے فارس خان تو آج پھر اپنی شیرنی کی جُرات پہ عش عش کر اٹھا دل میں ایک میٹھا سا احساس ہوا تھا۔ اس کو گل بہار پہ ٹوٹ کے پیار آ رہا تھا۔ جو اپنی پوری شدت آزماتے ہوئے اِس کی گردن پہ ظلم ڈھا رہی تھی۔ فارس خان نے آرام سے اِس کی کمر سہلانا شروع کی تھی۔ جس کی سانسیں غصے سے پھول رہی تھی لیکن وہ حد سے زیادہ ضدی اور غصے کی تیز تھی۔ فارس خان کے دل نے قبول کیا تھا وہ واقعی ہی ساحر خان کی بہن تھی۔ جو اپنا بدلہ کبھی نہیں چھوڑتی تھی۔

فارس خان کے ہاتھوں کو اپنی کمر پہ محسوس کرتے ہوئے گل بہار ایک آخری بار زور سے اپنے دانت فارس خان کے سینے پہ گھاڑتے ہوئے پیچھے ہٹی تھی اور اِس کے سینے پہ مکے مارتے ہوئے اپنا سر اِس کے کندھے سے ٹکایا تھا۔

میں بولو گی تمہیں تم۔۔ کیا کر لو گے تم؟؟ گل بہار تو جیسے میدان میں اُتَر چکی تھی۔

رخصتی کے بعد بتاؤں گا کہ میں کیا کیا کر سکتا ہوں۔ اگر ابھی بتایا تو تمہارے ساحر لالہ شاید رخصتی سے پہلے ہی ماموں۔۔۔

فارس خان انتہائی بےباک لہجے میں جملہ ادھورا چھوڑتے ہوئے گل بہار کو کانوں کی لوں تک سرخ کر چکا تھا۔ اس کی سرخ رنگت دیکھتے ہوئے فارس خان کا قہقہ فضا میں گھونجا تھا۔

دا خوبصورت اداونه مه کورو نه ښکاره کولی، هغه که د پارس خان تاسو ته نیکمرغه نه شو (اتنی خوبصورت ادائیں مت دیکھاؤ بہار۔۔۔ کہیں فارس خان تم پہ قربان نا ہو جائے)۔ کیوں خود کی چھوٹی سی جان کے لیے مشکلات پیدا کر رہی ہو۔ وہ اِس کے بھورے بالوں کو کیچر سے آزاد کرتے ہوئے ان کی خوشبو خود میں اُتار رہا تھا۔

KOH NOVELS - URDU

اب کی بار گل بہار نے اِس کے سینے پہ دانتوں کے نشان پہ اپنی انگلی پھیری تھی۔ جہاں سے ہلکا ہلکا خون رس رہا تھا لیکن پِھر اس دن اِس کی گردن پہ پہلے سے موجود دانتوں کے نشان اور اِس ستمگر کی جدائی یاد آتے ہوئے، وہ اِس کے باڈی بلڈر سینے سے نظریں چراتے ہوئے پیچھے ہٹی تھی۔ اِس کا چہرا پِھر سے سپاٹ ہوا تھا۔

ایک بار رخصتی ہو لینے دو جان فارس میں تمھاری ساری ناراضگیاں اپنے طریقے سے دور کروں گا۔ وہ اِس کے کانوں کی لوں کو لبوں میں دباتے ہوئے پیچھے ہٹا تھا اور اِس کے ڈریسنگ ٹیبل سے ٹشو اٹھاتے ہوئے اپنے ہونٹوں پہ لگی گل بہار کی لپسٹک صاف کرتےہوئےبعد میں اسی ٹشو سے گل بہار کے لبوں کے اردگرد پھیلی لپسٹک بھی صاف کی۔ وہ اِس کے ماتھے کو ہونٹوں سے چھوتے ہوئے باہر بڑھنے ہی لگا تھا کہ گل بہار نے تیزی سے اِس کے آگے آتے ہوئے سپاٹ چہرے سے اِس کے کرتے کے کھلے بٹن بند کیے تھے۔

ہر وقت جون سینہ بننے کی اور اپنے وجود کی نمائش کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی، وہ لہجے کو سپاٹ بناتے ہوئے بولی تھی۔ وہ نہیں چاہتی تھی اِس کے خوبصورت مردانہ سینے پہ اِس کے علاوہ کسی اور لڑکی کی نظر بھی پڑے اور اب فارس خان کی گہری نظریں خود پہ محسوس کرتے ہوئے وہ ادھر اُدھر نظریں گھماتے ہوئے اِس کے آگے سے پیچھے ہٹی تھی۔

فارس خان اِس کی ان کیوٹ اداؤں کے آگے خود کو ہارتا ہوا محسوس کر رہا تھا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا، اسے اپنے ساتھ کسی اور جہاں میں لے جائے جہاں صرف وہ اور اِس کی بہار ہو اور کوئی دشمنی باقی نا رہے۔۔

گرمی لگ رہی تھی اِس لیے بٹن کھولے تھے جان فارس۔۔ اس نے گمبھیر لہجے میں بولتے ہوئے اِس کی غصے سے سرخ پڑتی ناک پہ اپنے لب رکھے تھے۔ جب کے اِس بات پہ گل بہار اپنی تیکھی ناک کو چڑہاتے ہوئے اسے پیچھے دھکا دے کے باتھ روم کی جانب بڑھی تھی۔

فارس خان تو اِس کے اٹیٹیوڈ پہ عش عش کر اٹھا اور ہلکا سا ہنستے ہوئے اپنے سنہرے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے باہر نکلا تھا۔

فارس خان باہر نکلتے ہوئے زرلاشتہ، پلوشہ اور زرش کو لے کے اپنی گاڑی کی جانب بڑھ رہا تھا جب سامنے اسے ساحر خان دکھائی دیا۔ اب ساحر خان کو تپانے کی باری فارس خان کی تھی یہ سوچ آتے ہی فارس خان کے کلیجے میں ٹھنڈ پڑی تھی۔

KOH NOVELS - URDU

بچے آپ لوگ گاڑی میں جا کے بیٹھو وہ نرمی سے ان سے بولا تھا۔ جس پہ تینوں سر ہلاتے ہوئے گاڑی کی طرف بڑھی تھیں۔

رکو ساحر خان!! ساحر جو ملازموں کو کھڑا ہو کے کوئی خاص ہدایت دے کے جا رہا تھا۔ فارس خان کی پکار پہ آئی برو اچکاتے ہوئے اِس کے نزدیک آیا تھا۔ جب کے زرلاشتہ جو گاڑی میں بیٹھنے والی تھی، فارس خان کے اِس طرح اچانک ساحر خان کو مخاطب کرنے سے اس کی ننھا سا دل خوف سے دھڑکا تھا کہ کہی وہ دونوں پھر سے نہ جھگڑ پڑیں۔ جب کے ساحر خان ایک نظر زرلاشتہ کو دیکھ کے نظریں پھیرتے فارس خان کی جانب بڑھ رہا تھا۔

زرلاشتہ جو اسے اپنی گہری نظروں کے حصار میں لیے ہوئے تھی، ساحر خان کے نظریں پھیرنے سے اس کو تکلیف ہوئ تھی۔ جو ساحر خان نے بھی محسوس کی تھی لیکن وہ بے حس بنا رہا۔

گاڑی ته وسوه، راشه ولاړ شه. (گاڑی میں بیٹھو جا کے) وہ اپنا چہرہ اسکی چادر سے ڈھکے ہوئے تھی۔ لیکن پھر بھی ساحرخان نے دور دور کھڑے ملازم اور مردان خانے کے دروازے میں کھڑے کچھ مردوں کو دیکھ کے اس سے غصے سے کہا تھا۔ جس پہ اسکی آنکھوں میں نمی دوڑی تھی۔

زر بچے گاڑی میں بیٹھو۔۔ فارس خان نے ساحرخان کی نظروں کے تعاقب میں دیکھتے نرمی سے زرلاشتہ خان کو بولا تھا۔

جی۔ لالہ!!

زرلاشتہ خان اس ظالم سے نظریں پھیر کے گاڑی میں بیٹھی تھی۔

مان گیا ساحر خان!! تمھاری بہن بالکل تمھاری طرح جنگلی بلی ہے۔ یقین نہیں آتا تو یہ دیکھو فارس خان اپنے کرتے کے بٹن کھولتے ہوئے گل بہار کے دیے گے نشان پہ انگلی پھیرتے ہوئے ساحر خان کو تپانے کی کوشش کرر ہا تھا اور ساحر خان واقعی ہی تپ گیا تھا۔ اس نے سرعت سے اِس کی گردن سے نظریں ہٹا کے نگاہوں کا زاویہ بدلتے ہوئے اپنے لب کچلے تھے۔ وہ بچہ نہیں تھا جو فارس خان کی بات کا مطلب نا سمجھتا۔

فارس خان تمھاری ہمت کیسے ہوئی میری بہن کے قریب بھی جانے کی۔ ساحر خان اس کا گریبان پکڑتے ہوئے غصے سے غرایا تھا۔ جب کے ان کی آوازیں گاڑی میں بیٹھی پلوشہ ، زرلاشتہ اور زرش کو نہیں جا رہی تھیں۔ کیونکہ وہ ان سے تھوڑا دور تھے۔ وہ حیرانگی سے انہیں لڑتا ہوا دیکھ رہی تھی۔ جب کے زر تو باقاعدہ آنسو بہانا شروع ہو چکی تھی۔ جو اس کا سب سے پسندیدہ کام تھا۔

ہمت تو مجھ میں بہت کچھ کرنے کی ہے۔ وہ جب میرے بچے تمہیں ماموں بول کے پکارے گے تو تمہیں بہت اچھے سے میری ہمت کا اندازہ ہو جائے گا۔ فارس خان بھی بےباکی میں ساحر خان سے کم نہ تھا فرق صرف اتنا تھا کہ فارس خان جگہ اور لوگوں کا لحاظ کر لیتا تھا، نہیں تو دونوں ایک دوسرے کی ٹکر کے تھے۔

فارس خان کی بات پہ ساحر خان کا رنگ غصے سے لال سرخ ہوا تھا۔ اس نے زور سے فارس کے پیٹ پہ مکے برسائے تھے۔ ابھی ساحر خان غصے سے فارس کا حشر بگاڑتا کے سعد خان جو اپنے کمرے کی طرف جا رہا تھا، جلدی سے ان دونوں کے درمیان میں آیا تھا۔

کیا یار لالہ!! جب سے میرا نکاح شروع ہوا ہے آپ لوگوں کی ریسلنگ ہی ختم نہیں ہو رہی۔ اگر آپ دونوں نے ایسے ہی لڑنا تھا تو مجھے پہلے بتاتے میں نکاح کی جگہ ڈبلیو ڈبلیو ای رکھ لیتا اور مولوی کی جگہ امپائر بلا لیتا پھر پڑ جاتی آپ دونوں کے کلیجوں میں ٹھنڈ۔ سعد خان دانت پیستے ہوئے بولا تھا جب کہ اِس کی اِس بات پہ فارس اور ساحر نے اسے گھورا تھا۔

چلو چھوٹے خان اب میں چلتا ہوں لیکن اپنے ساحر لالہ کو کھانے میں نمک تھوڑا کم دیا کرو بیچارے کا بی پی جلدی شوٹ کر جاتا ہے۔ فارس خان ایسے بول رہا تھا جیسے وہ ساحر خان کا واحد ہمدرد ہو۔ جب کے ساحر خان کا بس نہیں تھا فارس خان کو دھنک کے رکھ دے۔ وہ واقعی ہی ایسا کر گزرتا اگر سعد خان آ کے ان کو ایک دوسرے سے الگ نہ کرواتا۔

فارس خان اب کی بار قہقہ لگاتے ہوئے ساحر خان کو آنکھ ونک کر کے سعد خان سے ملا تھا۔ ساحر خان کو مزید چڑاتے وہ ہنستے مسکراتے اپنی گاڑی میں بیٹھتے ہوئے اسے زن سے بھگا کے لے گیا۔ جس پہ ساحر اپنی مٹھیاں بھینچ کے رہ گیا۔ جب کے سعد خان تو حیرانگی سے فارس کو قہقہے لگاتا ہوا دیکھ رہا تھا وہ کبھی اتنا نہیں ہنستا تھا۔ وہ تو ایک سنجیدہ سا بندہ تھا اب کی بار سعد خان نے ساحر خان کے خوبصورت چہرے پہ نظر ڈالی تھی جو غصے سے سرخ پر رہا تھا۔ سعد خان سمجھ چکا تھا وہ دونوں ایک دوسرے پہ لفظوں کے تیر چلا رہے تھے۔

چلو جی شادی کی ایک ذمہ داری آج میرے پہ کیا کم پڑی تھی جو لالہ مجھے آپ کو نمک کم دینے کی ذمہ داری بھی سونپ گئے؟ میں معصوم جان کیا کیا کروں۔ سعد خان ہنستے ہوئے معصوم لہجے میں بولا تھا۔ ابھی ساحر خان اِس کی جانب بڑھتا جب وہ سرعت سے ہنستے وہاں سے بھاگا تھا۔ جس پہ ساحر خان نے غصے سے اپنے پاس

پڑے ہوے گملے کو اپنی پشاوری چپل سے ٹھوکر ماری تھی اور اپنے بھورے بالوں میں ہاتھ پھیرا تھا۔

تمہیں میں چھوڑوں گا نہیں بےغیرت خان!! ساحر خان فارس خان کو اپنے سے انداز میں مخاطب کرتے چیخا تھا۔ جس پہ آس پاس کے ملازم اِس کی طرف متوجہ ہوئے تھے لیکن وہ اگنور کرتے ہوئے غصے سے اندر کی جانب بڑھ گیا۔

عشقِ ستم.... قسط10

فارس خان کے جاتے ہی رایان خان بھی ساحر اور سعد خان سے مل کے درام خان ، خانم بی اور ورده خان کو لے کے بڑی حویلی سے نکلا تھا۔ ان کے ساتھ ہی آگے پیچھے گارڈز کی لاتعداد گاڑیاں نکلی تھیں۔ ساحر خان لاکھ کوشش کے باوجود درام کو مخاطب نہ کر سکا پتہ نہیں کیوں؟۔

فارس خان کی گاڑی کے پیچھے ہی رایان کی گاڑی آ کے رکی تھی۔ سب لوگ اپنے کمروں کی طرف بڑھ گئے تھے۔ جب کہ پلوشہ جو سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اوپر اپنے کمرے کی طرف بڑھ رہی تھی، وہی ضرار خان بھی سیڑھیوں سے نیچے اتر رہا تھا۔ دونوں کا زوردار تصادم ہوا تھا کہ ضرار نے پلوشہ کو بچانے کے لیے جلدی سے اِس کی نازک کمر میں ہاتھ ڈالا تھا۔ پلوشہ نے بھی گرنے کے ڈر سے جلدی سے ضرار کو کاندھوں سے تھاما تھا۔ ابھی وہ دونوں اسی پوزیشن میں تھے کہ رایان خان جو اسی طرف آ رہا تھا، ان دونوں کو ایک دوسرے کے اتنے قریب کھڑا دیکھ کے اس کے سینے میں آگ لگی تھی۔ غصہ اتنا شدید آیا تھا کہ شہد رنگ آنکھیں لہورنگ ہوئی تھیں۔ آج کل اسے ان دونوں پہ شدید غصہ رہتا تھا۔ جو اکثر اوقات باتیں کرتے پائے جاتے تھے۔
شکریہ مجھے بچانے کے لیے لالہ۔ پلوشہ نے مدھم آواز میں مسکراتے ہوئے ضرار کو شکریہ کہا تھا۔ جس پہ ضرار بھی بدلے میں مسکرا دیا اور اسے نرمی سے کھڑا کیا تھا۔ ان سے دور کھڑا رایان خان یہ سب دیکھ رہا تھا۔ جسے ان کی باتوں کی آواز نہیں آ رہی تھی لیکن ان کی مسکراہٹ نے جیسے جلتی پہ تیل کا کام کیا تھا۔

وہ اوف وائٹ لانگ فراک پہنے ہوئے تھی۔ جس میں اِس کا پھولا ہوا روئی جیسا نرم سراپا اور کیوٹ لگ رہا تھا۔ آج سجاول جانتا تھا پلوشہ بڑی حویلی آئی تھی لیکن وہ خود اس کے سامنے نہیں گیا تھا۔ کیونکہ وہ چھوٹے خان کے نکاح پہ کوئی تماشہ نہیں چاہتا تھا۔ اگر وہ پلوشہ سے مل لیتا تو یقیناً اس کو ساری زندگی کے لیے اپنے پاس رکھ لیتا۔ جس سے پِھر شاید وہاں جنگ کا میدان بن جاتا، اس لئے دل کو ڈپٹتے ہوئے وہ اس کے سامنے نہیں آیا تھا۔

ضرار سیڑھیاں اترتے ہوئے رایان کا غصے سے سرخ چہرہ دیکھ رہا تھا۔ اسے سمجھ نہیں آئی تھی وہ کیوں اسے گھور گھور کے دیکھ رہا ہے۔ ضرار نے آئی برو اچکا کے استفسار کرنا چاہا۔ جس پہ رایان خان نے اسے زیر لب گالی دی تھی۔ جسے ضرار بھی سمجھ چکا تھا لیکن پھر کندھے اچکاتے ہوئے باہر کی جانب بڑھ گیا۔ ضرار خان رایان سے کچھ مہینے ہی بڑا تھا۔ وہ الگ بات تھی رایان نے اسے کبھی بڑے ہونے کا درجہ نہ دیا تھا۔ جس پہ ضرار اِس سے کافی چڑا رہتا تھا۔ وہ چاہے جتنا مرضی رایان پہ اپنا رعب جمانے کی کوشش کرتا لیکن رایان خان اپنے الفاظوں سے اس کی ستھری کر دیتا تھا۔ جس پہ وہ اپنا سا منہ لے کے رہ جاتا اور اب تو وہ سالوں بعد پاکستان آیا تھا۔ فارس اور رایان سے شدید ناراض تھا جو دشمنی بھول کے بڑی حویلی کی تقریبات مناتے پھر رہے تھے۔ اِس لیے رایان خان کو اگنور کرتے ہوئے باہر کی جانب بڑھا تھا۔

اب رایان خان کی نظروں کا مرکز پلوشہ خان تھی۔ جس کا اب کی بار دوپٹہ وائٹ ہیل میں اٹکا تھا۔ رایان خان اِس کے پاس آتے ہوئے استہزایا ہنسا تھا جس پہ پلوشہ خان نے نظریں اٹھا کے حیرانگی سے اسے دیکھا تھا۔

اگر تم اپنا وزن کچھ کم کر لو تو یوں گرتی پھرتی نا رہو۔ تمہارا وجود تو خود کے لیے ہی نا قابل برداشت ہے یہ سوچو ہم تم جیسی لڑکی کو یہاں کیسے برداشت کر رہے ہیں!! پلوشہ خان کی آنکھوں کے گوشے اِس کی اتنی جلی کٹی باتوں پہ نم ہوئے تھے۔ وہ بری طرح سے اپنے لب کچلتے ہوئے اپنے آنسو اندر اتار رہی تھی۔ رایان خان اِس کی ہر حرکت غور سے دیکھ رہا تھا۔

آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں میرے جیسی ناجائز لڑکی کو اِس حویلی والوں نے یہاں رکھ کر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ میں دعا کرتی ہوں میرا اللہ آج مجھے سوتے ہوئے ہی موت دے دے۔ یہ دنیا تو بہت بڑی ہے لیکن افسوس اِس دُنیا کے لوگوں کے دل بہت چھوٹے اور بے حس ہیں۔ پلوشہ خان سپاٹ لہجے میں بولی تھی اِس کی باتیں مقابل کے دل پہ کراہ وار کر گئی تھیں۔ وہ چاہے اسے خود کچھ بھی کہے لیکن اس کا خود کو ناجائز کہنا رایان خان کو آگ لگا گیا تھا۔

بکواس بند کروں اپنی!! اپنے فلسفے جا کے کسی اور کو سناؤں۔ جن پہ ان کا کچھ اثر بھی ہو، رایان خان غصے سے غرایا تھا۔ جس پہ پلوشہ خان بےساختہ دو قدم پیچھے لیتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بھاگی تھی۔

اِس کی خاموشی رایان خان کو بری طرح کھل رہی تھی۔ وہ اسے پہلے کی طرح غصے سے آنکھیں دکھا کے فارس لالہ کی دھمکیاں نہیں دے رہی تھی۔ اپنے آنسو اِس کے سامنے بہانے سے روک رہی تھی۔ وہ لڑکی جو خود سے بےانتہا پیار کرتی تھی، اب

KOH NOVELS - URDU

خود کو اپنی ہی زبان سے ناجائز جیسا غلیظ لفظ بول رہی تھی۔ رایان خان اپنے بالوں میں اضطرابی کیفیت میں ہاتھ پھیرتے ہوئے اِس کے پیچھے ہی اِس کے کمرے کی طرف بڑھا ابھی وہ اپنے کمرے کا دروازہ بند کرتی جب رایان خان نے اِس کی کلائی کو پکڑ کے دروازہ بند کرتے ہوئے اسے اِس کے ساتھ پن کیا تھا۔ وہ اپنی خوبصورت بڑی بڑی برائون آنکھوں کو پھیلائے حیرانگی سے اسے اپنے کمرے میں دیکھ رہی تھی۔ رایان خان کا دل ان آنکھوں میں ڈوب کے ابھرا تھا۔ اب کی بار نظر اِس کی چھوٹی سی ناک سے ہوتی ہوی گلابی ہونٹوں پہ گئی تھی۔ جنہیں وہ کاٹ کاٹ کے سرخ کر چکی تھی۔ اِس کی اِس حرکت پہ رایان خان نے زور سے اپنے ہاتھ کا مکا بنا کے دیوار پہ مارا تھا۔

ڈیم اٹ!!وہ غرایا تھا، پلوشہ خان اِس کی دھاڑ پہ اچھلی تھی۔ اب کی بار وہ آنکھیں بند کیے اپنے نیچلے لب کو زور سے دانتوں میں دبا چکی تھی۔ یہ دیکھتے ہوے رایان خان غصے سے اِس کے ہونٹوں کو دانتوں کی قید سے الگ کرتے ہوئے پیچھے ہٹا تھا۔

پلوشہ خان اِس کی گرم سانسیں اپنے ہونٹوں پہ محسوس کر چکی تھی اور اِس کی اگلی حرکت پہ وہ دم ساد گئی تھی۔ رایان خان اِس کے نچلے لب کو اپنے انگھوٹے سے سہلا رہا تھا۔

یہ۔ یہ آ ۔آپ کی۔ کیا۔۔۔

شششش!! کیا کر رہی تھی تم ضرار کے ساتھ ؟؟ رایان خان غصے سے نیچی آواز میں غرایا تھا

امم۔ میں؟؟؟ پلوشہ خان نے اپنی گول مٹول سی سفید انگلی کو بےساختہ اپنے سینے پہ رکھ کے پوچھا تھا۔ رایان خان کی نظر بھی بھٹک کے اِس کی انگلی کے تعاقب میں اٹھی تھی۔ لیکن اگلے ہی پل وہ جلدی سے اپنی نگاہیں پھیر چکا تھا۔ کیونکہ پلوشہ کا دوپٹا اِس کھینچا تانی میں نیچے زمین کو سلامی دے رہا تھا اور گلا تھوڑا سا ڈیپ ہونے کی وجہ سے جسم کے دلکش خدوخال نمایاں ہو رہے تھے۔

رایان خان کی اِس حرکت پہ اس نے خود پہ ایک نظر ڈالی تو سٹپٹاتے ہوئے جلدی سے نیچے جھک کے اپنے دوپٹا اٹھا کے خود پہ اوڑھا تھا۔ وہ کانوں کی لوں تک سرخ پڑچکی تھی۔ اِس کے چہرے پہ شرم و حیا کے یہ رنگ رایان خان کو بہت بھلے لگے تھے۔ لیکن پھر اِس کا ضرار سے ٹکرانا، مسکرانا یاد آیا تھا اگر اس کے سامنے اِس کا دوپٹا کھسک جاتا تُو؟؟ اِس سے آگے کا سوچتے ہوئے رایان خان کا پارا ایک دم ہائی ہوا تھا۔ اس نے اِس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے ہوئے ایک جھٹکے میں اسے اپنی طرف کھینچا تھا۔

تمہیں ڈریس پہننے کی تمیز بھی میں سکھاؤں کیا؟؟؟ رایان خان غصے سے دھاڑا تھا۔

رایان خان کا لہجہ ایسا تھا جیسے وہ اس کا تمیز کا ٹیچر ہو یا اسے بچپن سے تمیز وہی سکھاتا آرہا ہو۔ اِس کی بات پہ پلوشہ کا گلابی چہرہ مزید سرخ پڑا تھا۔

و۔ وہ آ۔ آپ پلیز جائیں یہاں سے کوئی آ جائے گا اور پتہ نہیں آپ کو میرے کمرے میں دیکھ کے ک۔کیا سمجھ سمجھے گا۔ اِس کے الٹے جواب پہ رایان خان کا دل کیا اِس کی گردن مڑور دے۔

ڈیم اٹ !!! تمہیں میں آئندہ ضرار کے نزدیک بھٹکتے بھی نہ دیکھوں تم اس سے دور رہو گی سنا تم نے؟؟ وہ غراتے ہوئے بولا تھا اور آخر میں اپنی بات پہ اِس کی تائید چاہی تھی۔

کے۔ کیوں؟؟ آپ میری زندگی کو کنٹرول نہیں کر سکتے۔ وہ پر اعتماد لہجے میں بولی تھی آنکھوں میں وہی پہلے والا غصہ آیا تھا جو پہلے ہوتا تھا۔ جسے رایان خان پہلے تلاش کرنا چاہ رہا تھا۔

کیوں کہ میں نہیں چاہتا تم اپنی اداؤں میں میرے بھائی کو پھنساو۔ اب کی بار رایان خان ٹھنڈے لہجے میں بولتے پلوشہ کا دل بری طرح سے دکھا گیا تھا۔ یہ الفاظ پلوشہ کے دل پہ کارا وار کر رہے تھے۔

فکر نا کریں ناجائز ضرور ہوں لیکن طوائف نہیں ہوں جو ہر کسی کے لیے دل بھلانے کا سامان بنوں!! پلوشہ خان نے پتہ نہیں کس دل سے یہ الفاظ ادا کیے تھے نہیں تو رایان خان کے الفاظ پہ اس کا دل کیا تھا زمین پھٹے اور وہ اس میں سماں جائے۔

رایان خان کا اسے خود کا طوائف سے موازنا کرنا آگ بھگولا کر گیا تھا۔ وہ شدید غصے کے عالم میں جھکتے ہوئے اِس کے گول مٹول سے پھولے گلابی گال پہ زور سے اپنے دانت گھاڑ چکا تھا۔ پلوشہ خان اِس کے لمس پہ ساکت ہوئی تھی وہ کرنٹ کھا کے پیچھے ہٹنے والی تھی، جب رایان خان نے اِس کی کمر میں ڈالے ہاتھ سے اسے مزید اپنے قریب کیا تھا اور دانتوں کا زور بڑھاتے ہوئے پیچھے ہٹا تھا پلوشہ سسکیاں بھر رہی تھی۔

رایان خان نے شدید طیش کے عالم میں اپنے گلے سے اپنی اوف وائٹ مردانہ شال اُتار کے صوفے پہ پھینکی تھی۔

تمھاری ہمت کیسے ہوئی اپنی زبان سے یہ بکواس کرنے کی؟؟ رایان خان شدید غصے کے سبب پھولی ہوئی سانسوں کے درمیان چیخا تھا۔ جب کے پلوشہ خان اسے ناسمجھی سے دیکھ رہی تھی جو کسی حَال میں اِس سے خوش نہیں ہوتا تھا۔

میرا دل کر رہا ہے میں تمہارے ہونٹوں کو ابھی اپنی گرفت میں لے کے تمھاری سانسیں پی جاؤ اور تم سانس لینے کے لیے بھی تڑپو۔ میں تمہارے ہونٹوں پہ اپنی ایسی شدت دکھاؤں کے تمہیں تمہارے الفاظوں کے سارے مطلب سمجھ آ جائیں! ! ڈیم اٹ، وہ چیخ رہا تھا۔ جب کے اِس کی اتنی بےباک باتوں پہ پلوشہ نے اپنے ہونٹوں پہ ہاتھ رکھا تھا اور جلدی سے نفی میں سر ہلاتے ہوئے پیچھے ہٹی تھی۔

رایان کا غصہ ابھی بھی کسی صورت کم نہیں ہو رہا تھا۔ وہ اسے بیڈ پہ دھکا دیتے ہوئے، اِس پہ ہیوی ہوا تھا۔ پلوشہ خان آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی جس کے تیور ہی آج الگ تھے۔

رایان نے اِس کے بال اپنی مٹھی میں جکڑے تھے۔ آئندہ اگر میں نے تمہارے خود کے لیے تمہارے منہ سے ایسے گھٹیا الفاظ سنے زبان کاٹ کے رکھ دوں گا اور دوسرے گال پہ بھی اپنے دانت زور سے گاڑھے تھے۔ پلوشہ خان نے اسے اپنے گول مٹول ہاتھوں سے پھولی سانسوں کے درمیان پیچھے کیا تھا۔

آپ!! آپ سمجھتے کیا ہیں خود کو کیوں حق جاتا رہے ہیں مجھ پہ؟؟ آخر چاہتے کیا ہیں مجھ سے؟؟ پلوشہ خان اب کی بار غصے سے چیخی تھی۔

منگ ہو تم میری ڈیم اٹ !!! میں تمہارا منہ توڑ دوں گا، اب اگر میرے سامنے زبان چلائی تو وہ اپنا سارا وزن اِس پہ ڈالتے حلق کے بل چیخا تھا۔

اِس کے باڈی بلڈر وجود کے وزن سے پلوشہ کو لگا اس کی سانسیں رک جائے گی۔ آج پہلی بار اس نے پلوشہ کے سامنے اقرار کیا تھا کے وہ اس کی منگ ہے پلوشہ کی آنکھیں ساکت ہوئی اِس کے اقرار پے۔ وہ تو سمجھتی تھی شاید وہ اِس کا اِس سے یہ حوالہ بھول ہی گیا ہو گا۔ وہ تو اِس کے لیے انچاہا وجود ہو گی لیکن آج رایان خان کے اقرار پہ اِس کا دل شدت سے دھڑکا تھا جسے رایان خان نے بھی محسوس کیا تھا۔

حیرت ہے آپ ایک ناجائز وجود کو اپنی منگ کا درجہ دے رہے ہیں؟؟ پلوشہ خان نم لہجے میں بولی تھی۔

قسم خدا کی پلوشہ خان ابھی اگر تمہارے منہ سے ایک اور بار اپنے لیے یہ گھٹیا لفظ نکلا میں قسم کھاتا ہوں ابھی کے ابھی بغیر کسی جائز رشتے کے تمہارے ہونٹوں پہ بےدردی سے اپنی شدت کی مہر لگا دوں گا۔ ریان خانزادہ اس کا جبڑا اپنی آہنی گرفت میں لیے اپنے ہونٹ اس کے بالکل قریب لائے غرایا تھا۔ پِھر سے اس کی بےباک بات پہ پلوشہ خان کی سیٹی گم ہوئی تھی۔ اس نے جلدی سے اپنے گلابی بھرے بھرے ہونٹ میچے تھے اِس کی اِس حرکت پہ رایان خان نے اپنی مسکراہٹ ضبط کی تھی۔

KOH NOVELS - URDU

آ ۔آپ جے۔ جائیں یہ۔ یہاں سے ۔۔ پلوشہ خان منہ موڑتے ہوئے بولی تھی۔

رایان خان نے اِس کے گالوں پہ اپنے دانتوں کے نشان دیکھتے ہوئے ان پہ شدت سے اپنے لب رکھے تھے۔ اس کے گال اتنے نرم اور پھولے ہوئے تھے کہ رایان خان کو لگا جیسے وہ کوئی روئی چھو رہا ہو۔ پلوشہ خان تو اِس کے پل پل بدلتے روپ پہ پریشان تھی۔

رایان خان پیچھے ہٹتے ہوئے اِس پر سے اٹھا تھا اسے اپنی گہری نظروں کے حصار میں لیتے ہوئے وہ اپنے جذبات سے نظریں چراتا ہوا باہر کی جانب بڑھا تھا۔ جب کے پلوشہ خان پیچھے کچھ بھی سمجھ نہ آنے پہ شدتوں سے رو دی تھی۔ اس کی زندگی اسے کس موڑ پہ لے کے جا رہی تھی وہ سمجھنے سے قاصر تھی۔

کچھ دیر بعد پلوشہ خان اپنا رونا دونا ختم کرتی ہوئی باتھ روم میں بڑھنے ہی والی تھی کہ اس کی نظر صوفے پہ پڑی ہوئی رایان خان کی مردانہ شال پہ گئی تھی۔ آنکھوں کے سامنے وہ منظر آیا جب وہ سنجیدگی سے خانم بی سے ملتے ہوئے کوئی شہزادہ لگ رہا تھا۔ کیسے سب لڑکیوں کی نظریں اس کے نچلے لب کے تل پہ ٹکّی تھیں۔ اس نے اِس کی شال کو چوما تھا لیکن پِھر اس ظالم کے اپنے بارے میں الفاظ یاد آتے ہوئے آنکھیں نم ہوئی تھیں۔ اس نے اِس کی شال کو اپنی الماری میں محفوظ رکھا تھا اور باتھ روم کی طرف چل دی۔

وہی رایان خان اپنی کیفیت سمجھ نہیں پا رہا تھا۔ وہ اپنے کمرے میں بند ہو کے اپنے بیڈ پہ اوندھے منہ گرا تھا۔ جب کہ دل خواہش کر رہا تھا اس روئی جیسے وجود کو اپنے سینے میں بینھچ کے اپنی تھکاوٹ اُتارے لیکن پِھر ٹھنڈی آہ بار کے رہ گیا۔

یا اللہ! مجھے یہ دشمنی نبھانے کی توفیق عطا فرما تا کہ میں اپنے بابا جان اور چاچو جان کی روح کو سکون پہنچا سکوں، اپنی اپھو جان کا بدلہ لے سکوں، رایان خانزادہ نے شدت سے دعا کی تھی۔

اور وہی فارس خان اور ساحر خان کی رات آنکھوں میں کٹ رہی تھی نیند کسی صورت نہیں آ رہی تھی۔ آنکھوں کے سامنے اپنی اپنی منکوحہ کے نازک اور دلکش سراپے لہرا رہے تھے۔ ساحر خان اپنے ٹیرس پہ شرٹ لیس کھڑا سیگرٹ پہ سیگرٹ پھونک رہا تھا، وہ سبز شکوہ کناں آنکھیں اس کی جان لینے پہ تلی ہوئی تھیں۔

سعد خان بڑے حق سے آج پری وش کے کمرے میں داخل ہوا تھا۔ دل کب سے اس کو دیکھنے کے لیے پاگل ہو رہا تھا۔ وہ زنان خانے کی طرف آنے کی کتنی بار کوشش

کرنے ہی لگتا کہ حیدر خان اِس کو روک کے کبھی کسی دوست سے ملواتے کبھی کسی سے جس پہ وہ اپنا سا منہ لے کے رہ جاتا۔ اب بھی وہ بہت مشکل سے جان چھڑوا کے اپنی پری جان کو دیکھنے اس کے کمرے میں آیا تھا۔ جو سر تا پاؤں سعد خانزادہ کے لیے پور پور سجی کھڑی تھی۔ وہ انتہا کی حَسِین پری لگ رہی تھی کہ سعد خان کی نظریں اسے دیکھ کے ساکت ہوئی تھیں۔ جب کے پری وش نے کمرے میں کسی کی موجودگی کو محسوس کر کے ڈریسنگ مرر میں دیکھا تھا۔ جہاں اسے اپنے پیچھے چھوٹے خان کا عکس نظر آیا تھا۔ اس کی بےباک نظروں سے وہ سَر تا پیر سرخ پڑی تھی۔ اِس وقت وہ دوپٹے کے بوجھ سے آزاد اپنی جیولری اتارنے والی تھی کہ سعد خان اندر داخل ہوا تھا۔

سعد خان کی آنکھوں میں اپنی پری جان کو دیکھ کے شرارت ناچی تھی۔

تم!! تم کون ہو؟ اور میری پری جان کے کمرے میں کیا کر رہی ہو؟ سعد خان نے جان بوجھ کے لہجے کو سخت بنایا تھا۔

اِس کا اتنا کہنا تھا کے پری کی آنکھیں لبا لب پانیوں سے بھری تھیں۔

کیا میں زیادہ اوور لگ رہی ہوں؟ کیا میں اتنی بری لگ رہی ہوں کہ وہ مجھے پہچان تک نہیں پا رہے؟ پری وش دل ہی دِل میں خود سے مخاطب ہوئی تھی۔ آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ بہنا شروع ہوئے تھے۔

سنا نہیں تم نے؟ کون ہو تم؟؟ اور پری کہاں ہے؟ سعد خان نے بلند آواز میں پوچھا تھا۔ جس سے پری روتے روتے اچھلی تھی۔ جسے دیکھتے ہوئے سعد خان جلدی سے آگے بڑھا اور اس کو کمر سے تھامتے ہوئے بالکل اوپر اٹھایا تھا۔ پری وش جو سعد خان کے سینے تک بمشکل آتی تھی اب سعد خان کے بازؤں میں اس سے اونچی لگ رہی تھی۔ سعد خان نے اسے پیار سے خود پہ جھکا کے اس کی ناک سے اپنی ناک ملائی تھی اور اِس کے ماتھے پہ اپنے لب شدت سے رکھے تھے۔ "نکاح مبارک پری جان" پری وش تو حیرانگی کے عالم میں یہ سب دیکھ رہی تھی آنسو تو کب کے بند ہو چکے تھے۔

پری جان ، میں تیرے قربان ۔۔ سعد خان ہلکا سا گنگھناتے ہوئے بولا تھا۔

سعد خان نے اِس کے آنسو اپنے لبوں سے چنے تھے۔ جب کہ پری وش نے گرنے کے ڈر سے اپنی باہوں کا ہار سعد خان کی گردن کے گرد ڈالا تھا۔ یہ منظر اتنا خوبصورت لگ رہا تھا اور وہ دونوں بالکل ایک دوسرے کے وجود کا حصہ لگ رہے تھے۔

پری وش سمجھ چکی تھی وہ پہلے اسے تنگ کر رہا تھا۔ خفگی سے اپنی ناک چڑھائی تھی جب کے سعد خان اِس کے ایکسپریشنز کو دیکھتے ہوئے اسے لیے بیڈ کی جانب

بڑھا تھا۔ خود بیڈ پہ لیٹتے ہوئے پری وش کو خود پہ جھکایا تھا اور گہری نظروں سے اس کا ایک ایک نقوش دیکھنے لگا۔ وہی پری وش بھی اپنے خوبصورت سے شریک حیات کی آنکھوں میں دیکھ کے اللہ کا بے پناہ شکر ادا کر رہی تھی۔ جس نے ان دونوں کی محبت کو نکاح کی صورت میں ایک پاکیزہ رشتے میں باندھ دیا تھا۔

پری وش نے جان بوجھ کے پہلی والی بات پہ ناراض ہوتے ہوئے اپنا چہرہ موڑا تھا۔ اسے سعد خان سے ناراض ہونے میں بہت مزہ آتا تھا اور سعد خان کو اسے منانے میں!!۔

پری جان تم نے سوچ بھی کیسے لیا کے تمہارا خان تمہیں نہیں پہچانے گا؟؟ تم چاہے رات میں مجھے بھوتنی بن کے ڈرانے کی کوشش ہی کیوں نا کرو۔ میں پھر بھی تمہیں پہچان جاؤں گا جاناں۔ پری وش جو اِس کے کسی رومینٹک جملے کو سوچتے ہوئے شرم سے سرخ پر رہی تھی، اِس کی اِس بات پہ منہ کھولے اسے دیکھے گئی۔ جب کے اِس کے یوں آنکھیں پھیلا کے منہ کھولنے والی ادا مقابل کو بھا گئی تھی۔ اس نے بےساختہ پری وش کا چہرے اپنی طرف جھکایا تھا، ابھی وہ اس کے ہونٹوں کو اپنے قبضے میں لیتا کہ پری وش نے اپنی ہتھیلی سعد خان کے ہونٹوں پہ رکھی تھی۔ جو سعد خان نکاح سے پہلے ہمیشہ اپنے اور اِس کے ہونٹوں کے درمیان دیوار کی صورت میں رکھتا تھا۔ اِس کی اِس حرکت پہ سعد خان نے آئی برو اچکایا تھا۔ پری وش کا نازک وجود ہولے ہولے لرز رہا تھا۔ سعد خان نے اِس کے ہاتھوں کو تھام کے اپنے لبوں سے چوما تھا۔

پری جان ن!! آج مت روکو ان پنکھڑیوں جیسے ہونٹوں کی نرمی کو محسوس کرنے سے، بہت انتظار کروایا ہے انہوں نے مجھے۔ سعد خان نے کہتے ہوئے اچانک سے پری وش کی گردن میں اپنا بازو ڈالتے اسے خود پہ جھکایا تھا اور نرمی سے اِس کے ہونٹوں کو چومتے وہ کسی اور جہاں میں پہنچ چکا تھا۔ پری وش سے نظریں اٹھانا محال تھا۔ اچانک سعد خان کے لمس میں شدت آئی تھی۔ پری وش نے اِس کے سینے پہ اپنی چوڑیوں سے بھری کلائیاں ہلکے سے مارتے ہوئے مزاحمت کی تھی لیکن اُلٹا سعد خان کی شدت میں بےانتہا اضافہ ہوا تھا۔ اس نے اِس کی کلائیوں کو پکڑتے ہوئے کروٹ بَدَل کے پری وش کو اپنے نیچے کیا تھا اور خود اِس پہ ہیوی ہوا تھا لیکن اِس دوران اِس کے ہونٹوں کو ابھی بھی نہیں چھوڑا تھا۔ بالآخر اس کے کانپتے وجود پہ رحم کھاتے ہوئے وہ پیچھے ہٹا تھا۔ پری وش کی کالی زلفوں کو جوڑے کی قید سے آزاد کرتے ہوئے اس کی گردن میں چہرہ چھپایا اور اِس کی پوری گردن پہ اپنے بھوسوں کی بوچھاڑ کرتے ہوئے اسے اپنے لمس سے مہکا رہا تھا۔ آج وہ سہی معنوں میں پری وش کے ہوش اڑا رہا تھا۔ ابھی وہ گردن سے نیچے تک کا فاصلہ طے کرتا جب پری وش نے جلدی سے اِس کے کاندھوں کو تھاما تھا۔

چھو۔ چھوٹےخاخان ب۔ بس کر۔ کریں پل ۔ پلیز میں مر جاؤں گی۔ پری وش شرم سے سرخ ہوتے ہوئے بولی تھی وہ رونے کے در پہ تھی۔ جب کے اِس کی فریاد پہ سعد خان نے اپنی خمارآلود آنکھوں کو اٹھا کے اِس کی گہری سیاہ آنکھوں میں دیکھا تھا اور جھک کے اِس کی آنکھوں پہ اپنے لب رکھتے اس سے پیچھے ہٹا تھا۔ تا کے وہ اپنا سانسیں بَحال کر سکے۔

سعد خان نے اپنے سینے سے چپکی ہوئی واسکٹ کے بٹن کھولتے ہوئے اسے اُتار کے صوفے پہ پھینکا تھا اور اپنے کرتے کے بٹن کولے تھے۔ پری وش نے ایک نظر اِس کے گلے میں نظر آتی سلور چین کو دیکھتے ہوئے اپنی نظریں جھکائی تھیں۔

سعد خان ایک بار پِھر سے پوری طرح سے پری وش پہ سایہ فگن ہوا تھا اور اس کا چہرہ تھوڑی سے پکڑ کے اوپر اٹھایا تھا۔

پرې جان، زه د کلبې د خواشې، زما جانوري سکون تاسو دی.(پری جان میرے دل کا قرار--- میری روح کا سکون ہو تم)۔

باخدا تم اتنی حَسِین لگ رہی ہو میرے دل چاہ رہا ہے، آج ہی اپنے اور تمہارے درمیان سے سارے پردے ہٹا دوں۔ اِس کی بےباک باتوں سے پری وش تھر تھر کانپ رہی تھی۔ اِس کے چہرے پہ اپنی قربت کے رنگ دیکھتے ہوئے سعد خان خود پر سے قابو کھوتے ہوئے پِھر سے اِس کے سرخ ہونٹوں پہ جھکا تھا اور شدت سے اِس کی سانسیں خود میں اتاری تھی۔ وہ اِس کے نچلے لب پہ اچھی طرح سے اپنی شدتیں نچھاور کر رہا تھا۔ پری وش کی آنکھیں پھیلتی جا رہی تھیں، سعد خان نے اِس سے پیچھے ہٹتے ہوئے اِس کی آنکھوں پہ ہاتھ رکھا تھا اور جھک کے ایک بےباک شرارت کرتے ہوئے اِس کے دل کے مقام پہ اپنے لب رکھے تھے۔ پری وش نے اِس کی اِس حرکت پہ اِس کے کرتے کو سینے سے اپنی مٹھیوں میں دبوچا تھا اور وہاں ہلکی سی چٹکی کاٹی تھی۔ سعد خان کا دلکش قہقہ کمرے میں گھونجا تھا۔

امید ہے اب تمھاری ساری ناراضگیاں ختم ہو چکی ہوں گی پری جان۔ اس نے اِس کے کانوں کی لو کو چومتے ہوئے سرگوشی کی تھی۔ جس پہ پری وش نے جائے پناہ ڈھونڈتے ہوئے اسی کی گردن میں اپنا چہرہ چھپایا تھا۔ اِس کی اِس حرکت پہ سعد خان کو ٹوٹ کے پیار آیا تھا۔ اس نے کروٹ بدلتے ہوئے پری وش کا سر اپنے سینے پہ رکھا تھا۔

اتنے دن سے تمھاری بے رخی نے بہت تڑپایا تھا پری جان لیکن تمہیں اپنے لیے پور پور سجے دیکھ کے میرا سارا غصہ جاگ کی مانند بیٹھ گیا ہے۔ تمہارے اِس حسن نے

مجھ پہ جادو کر دیا ہے۔ سعد خان اِس کے کان میں محبت بڑی سرگوشیاں کر رہا تھا جس سے پری وش کے ہونٹوں پہ شرمیلی مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا۔

سعد خان نے جھک کے اِس کے ماتھے پہ اپنے لب رکھے تھے اور اِس کے گرد اپنا حصار بندھا تھا۔

چھو۔چھوٹےخا۔ خان کو ۔کوئی آ جائے گا اب جائیں یہاں سے، پری وش ہلکی آواز میں منمنائی تھی۔

کچھ دیر سکون چاہتا ہوں جاناں!! چُپ کر کے لیٹی رہو میرے پاس، سعد خان اپنے جزبات پہ قابو پاتے محبت سے بولا تھا۔

لیک۔ لیکن امم۔ مجھے چینج۔ ابھی وہ اپنی بات مکمل کرتی جب سعد خان نے ایک بار پِھر سے اِس کی سانسوں کو اپنی قید میں لے کے اِس کی بولتی بند کی تھی۔

عشق ستم.... قسط 11

لگ گئی نا نظر میرے بچے کو! کتنی بار بولا ہے اسے اتنا تیار کر کے نہیں بھیجا کریں کہیں بھی۔ اللہ تعالی نے صرف آپ کو ہی حسین اور ذہین بچہ نہیں دیا جو ہر جگہ نمائش کرتے پھرتے ہیں اس کی۔ خبردار!! خبردار! جو اب میرے بچے کو آپ یا رایان لالا کہیں لے کے گئے تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔ بیا خان درام کو اپنی گود میں بٹھائے سینے سے لگائے کب سے اپنی کرسٹل گرے انکھوں سے آنسو بہاتے ہوئے سامنے بیٹھے داور خان کو اپنی شہادت والی انگلی اٹھا کے ڈانٹے جا رہی تھی۔ جو اپنی بھوری انکھوں سے بغور اس کے تیور دیکھ رہا تھا۔ داور خان دراز قد، سرخ و سفید رنگت کا مالک بھوری انکھوں کے ساتھ کالے گھنے بال اور گھنی بیرڈ مونچھیں لیے ایک خوبصورت سا نوجوان تھا۔ درام نے اپنے خوبصورت نقوش باپ سے ہی چرائے تھے۔ جب کہ اپنی کرسٹل گری انکھیں ماں سے چرائی تھیں۔

داور خان چھوٹی حویلی کا اکلوتا وارث تھا۔ جسے اللہ نے درام نوازا تھا اور داور کو اپنا بچہ اتنا پیارا لگتا تھا کہ وہ ہمیشہ اس کی اپنی جیسی ڈریسنگ کرتا تھا۔ اس کی الماری میں ڈھیروں کی تعداد میں اپنے جیسی کپڑے جوتے رکھے ہوئے تھے اور جتنا وہ ذہین تھا داور خان اسے جان بوجھ کے اس سے بڑی بڑی اور پیاری پیاری باتیں سکھاتا تھا۔ جس سے ہمیشہ درام کو نظر لگ جانے پہ کلاس داور خان کی ہی لگتی تھی۔

جواب کیوں نہیں دے رہے اب؟؟ منہ میں دہی جمائی ہوئی ہے کیا؟؟ اب اس وقت میرے بچے کا بخار کیسے اترے گا، نہ ہی اس وقت کوئی ڈاکٹر۔۔وہ روتے ہوئے مزید اپنا حلق پھاڑتی جب داور گڑبڑاتے ہوئے اس کے قریب ہوا تھا۔

تم رونا تو بند کرو یار!! کچھ نہیں ہوا میرے شیر کو بالکل ٹھیک ہے وہ، داور خان نے درام کو انکھوں سے اشارہ کیا تھا کہ باپ کی سائیڈ لے۔

یس مورے ائی ایم ال رائٹ ڈونٹ سکالڈ مائی بابا جان پلیز۔۔۔ (جی مورے میں ٹھیک ہوں برائے مہربانی میرے بابا جان کو مت ڈانٹیں)۔ وہ اپنی معصومیت بھری اواز میں نقاہت سے بولا۔ جس پہ داور کو اس پہ ٹوٹ کے پیار آیا تھا، جبکہ بیا خان جھک کے روتے روتے اسے چوم رہی تھی۔ جب سے درام آیا تھا اس کے سر میں شدید درد تھا۔ آج صبح سے درام لال حویلی میں تھا اور پھر جب سب کو سعد خان کے نکاح میں جاتے دیکھا تو اس نے بھی ضد کی تھی کہ وہ بھی جائے گا۔ جس پہ ریان خان اسے اپنے ساتھ لے گیا اور فون پہ داور کو اطلاع کر دی کہ وہ درام کو اپنے ساتھ کسی میٹنگ پہ لے کے جا رہا ہے۔ اس نے سعدخان کے نکاح کا نہیں بتایا تھا ایسے داور اسے کسی صورت وہاں جانے نہیں دیتا اور ریان خان درام کی کوئی بات نہیں ٹالتا تھا۔

بابا جان!! درام خان نے اپنی چھوٹی چھوٹی باہیں باپ کی طرف پھیلائی تھیں۔ جسے دیکھتے ہوئے اس نے جلدی سے اپنے بیٹے کو اپنے حصار میں لیا تھا۔

دس لیڈی از کرائنگ ٹو مچ ، آئی ول ناٹ ٹاک ود ہر اینی مور۔ (یہ عورت بہت زیادہ رو رہی ہے، سو اس لیے اب میں ان سے مزید بات نہیں کروں گا)۔

اس نے اونچی آواز میں ماں کو دیکھ کے گویا اپنی ناراضگی کا اعلان کیا تھا تاکہ وہ اپنے آنسو صاف کرے لیکن اب کی بار بیا خان اپنے منہ پہ دونوں ہاتھ رکھتے ہوئے زوروں سے روئی تھی۔ پتہ نہیں اپ نے کیا جادو کر دیا ہے میرے بیٹے پہ جو وہ اب اپنی ماں سے بات ہی نہیں کرنا چاہتا، ٹھیک ہے میں ہی چلی جاتی ہوں یہاں سے آپ دونوں بیٹھ کے اپنا رومینس کریں۔

بیاخان روتے ہوئے اٹھنے ہی والی تھی جب داور اور درام گڑبڑائے تھے اور داور بیچارا تو اس کے الزام پہ اس کو دیکھ کے رہ گیا۔ ابھی بیاخان اٹھ کے جاتی جب داور نے اس کی کلائی پکڑتے اسے اپنے حصار میں لیا تھا۔ درام اپنی گرے انکھوں سے ٹکڑ ٹکڑ انہیں دیکھ رہا تھا۔ داور نے بے اختیار ہوتے ہوئے اس کی بھیگی پلکوں پہ اپنے لب رکھے تھے کہ درام کے سامنے اس کی اس حرکت پہ بیا کی سیٹی گم ہوئی تھی۔ وہ مزاحمت کرتے ہوئے اس سے دور ہونا چاہ رہی تھی لیکن داور کی گرفت مضبوط تھی وہ اس کا آنسوؤں سے بھرا چہرہ دیکھ کے اب کی بار درام کی موجودگی کے باعث اپنی

KOH NOVELS URDU

ہتھیلیوں سے صاف کرتے ہوئے پیچھے ہٹا تھا۔ جبکہ درام نے اگے بڑھتے ماں کے دونوں گالوں کو چوما تھا "سوری مورے" وہ اپنے کانوں کو دونوں ہاتھ لگائے بولا تھا جس پہ بیا اور داور دونوں مسکرا دیے۔

بیا نے آگے بڑھتے اپنے بیٹے کا ماتھا چوما تھا۔ اس کا ہے ہی کون تھا؟ ان دونوں کے سوا جو اس کی کل کائنات تھے۔ داور اپنے بیٹے کو اپنے کندھے سے لگائے کھڑا ہوا تھا کچھ نہیں ہوا اسے معمولی سا بخار ہے لیکن پھر بھی ہم درام کی مورے کی تسلی کے لیے ڈاکٹر پہ چلتے ہیں۔ چلو چادر لے کے اؤ!! داور خانزادہ نرمی اور پیار سے بیاخان کا بازو پکڑتے ہوئے بولا تھا۔ جس پہ وہ جلدی سے اپنی چادر لینے گئی تھی۔ جبکہ درام نے باپ کی گردن میں چہرہ چھپایا تھا بابا جان مائے آئیز اینڈ ہیڈ ہرٹ سو مچ۔

بابا جان میرے سر اور انکھوں میں شدید درد ہے ۔ درام خان ماں کے جانے کے بعد درد کے باعث آنسو کنٹرول کرتے ہوئے بھاری آواز میں بولا تھا۔ جس پہ داور کے دل کو کچھ ہوا تھا۔ اس نے اس کا چہرہ اپنی گردن سے باہر نکالتے ہوئے چوما تھا۔ بابا کی جان آئی پرامس اٹ ول بی آل رائٹ ہم چل رہے ہیں نہ ڈاکٹر کے پاس داور کے جواب پہ درام نے پھر سے باپ کے سینے سے سر ٹکایا تھا۔ درام اور بیا خان میں داور خان کی جان بستی تھی۔

ڈاکٹر کو چیک کروانے پہ ڈاکٹر نے معمولی سا بخار بتاتے درام کو انجیکشن لگایا تھا۔ جو اس نے بنا روئے دھوئے لگواتے ہوئے ڈاکٹر کو بھی حیران کیا تھا۔ ڈاکٹر کے پاس سے گاڑی تک آنے تک درام خان باپ کے کندھے سے سر لگائے سو بھی چکا تھا۔ شاید انجیکشن نے اسے آرام پہنچایا تھا۔ داور نے گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولتے ہوئے اپنے شیر سے بیٹے کو احتیاط سے لٹایا تھا اور دروازہ بند کرتے ہوئے فرنٹ سیٹ پہ بیٹھا تھا۔ اس وقت رات کا ڈیڑھ بج رہا تھا۔ سڑکیں خالی تھیں، داور خان نے گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے بیا کو ایک ہاتھ سے پکڑتے ہوئے اپنی طرف کھینچا تھا۔ جس سے وہ لہرا کے اس کی چٹانی سینے سے آ لگی۔

ہو گئی تسلی معمولی سا بخار ہے بس تمہارے بیٹے کو۔ وہ اس کی چادر کے اوپر سے ہی اس کے لبوں کو چومتے بولا تھا لیکن شاید ایسے اسے لطف نہیں ایا تھا۔ اس لیے چادر کو سرکاتے ہوئے اس کے گلابی پتلے ہونٹوں کو اپنی گرفت میں لیا تھا۔ وہ پوری شدتوں سے اس کی سانسیں چراتے ہوئے کچھ دیر پہلے اس کے آنسو بہانے کا بدلہ لے رہا تھا۔ سانس بند ہونے پہ بیا نے داور کے گلے میں موجود بھوری مردانہ شال کو جھٹکا تھا۔ جس سے وہ اس پہ رحم کھاتے ہوئے اس سے پیچھے ہٹا تھا۔ اس وقت روڈ خالی تھا اور گاڑی کے شیشے بھی سیاہ تھے۔ جس سے باہر کا کوئی بھی شخص ان کو دیکھ نہیں سکتا تھا۔

KOH NOVELS URDU

اب اگر تم کبھی روئی نہ تو لگاؤں گا کھینچ کے دو کان کے نیچے!! داور نے اس کی کرسٹل گرے انکھوں کو دیکھتے ہوئے شدت سے اپنے لب اس کی انکھوں پہ رکھتے اسے اپنے سینے میں بھینچا تھا۔ اس کی اتنی محبت پہ بیا خان کی انکھیں نم ہوئیں تھیں۔ اس نے اس کے گلے میں اپنے بازؤں کا ہار ڈالتے ہوئے اس کے گالوں پہ اپنے لب رکھے تھے۔ جس پہ داور مسکرایا تھا۔ میری جان!!ایسا پیار گھر جا کے جتانا تاکہ میں تمہارے اس پیار میں کچھ اپنی شدتیں شامل کرتے ہوئے تمہیں خود میں مکمل قید کر لوں۔ داور اس کے کان میں بے باک سرگوشی کرتے ہوئے اس کے کان کی لوں کو چومتے ہوئے اس سے دور ہوا تھا۔ بیا خان شادی کے اتنے سالوں بعد بھی اس کی بے باک بات پہ سرخ پڑی تھی۔ داور نے اس کی چادر پھر سے سر پہ ٹھیک کرتے ہوئے اسے اپنے کندھے سے لگاتے گاڑی حویلی کی جانب بڑھائی تھی اور ایک نظر شیشے میں اپنے سوئے ہوئے بیٹے کو دیکھ کے بے اختیار اللہ کا شکر ادا کیا تھا۔۔۔

سعد کے نکاح کے اگلے روز ساحر خان اپنے فارم ہاؤس گیا تھا۔ جہاں سعدخان پہ حملہ کرنے والے چار آدمیوں کو قید کر رکھا تھا۔ ساحر خان نے اس حملے کے پیچھے ان کا مقصد جاننے کے لیے انہیں دھنک کے رکھ دیا تھا۔ ٹانگوں میں تو پہلے ہی سعدخان فائر کر چکا تھا لیکن جو دھلائی ان کی ساحر خانزادہ نے کی تھی۔ وہ اس کے پاؤں پڑھتے ہوئے اس سے اپنی موت مانگ رہے تھے۔ سعدخان پہ حملہ کروانے کا مقصد اور ان کے پیچھے ان کے لیڈر کا نام سن کے ساحر خان ساکت ہوا تھا۔ وہ غصے سے پاگل ہوتے ہوئے وہاں سے نکلا تھا۔۔

آج ساحر خان اسلام آباد میں اپنی کسی میٹنگ کے سلسلے میں آیا ہوا تھا۔ ابھی وہ میٹنگ ختم کر کے باہر نکل کر اپنی گاڑی تک پہنچا ہی تھا، جب اس کے بالکل سامنے رایان خان بلو پینٹ شرٹ میں وائٹ بریندڈ جیکٹ پہنے کسی سے فون پہ بات کر رہا تھا۔ (مطلب یہ میری جاسوسی کے لیے یہاں بھی پہنچ گیا ابھی پرسوں تو ملے تھے ساحر نے تاسف سے سوچا تھا)۔ یہ بندہ اس کی جاسوسی کسی سائے کی طرح کرتا تھا لیکن اچانک ساحرخان کو رایان خان کے سینے کے مقام پہ سرخ لیزر کے نشان نے حیران کیا تھا۔ ساحر کا رایان سے فاصلہ کوئی زیادہ نہ تھا۔ ساحرخان بجلی کی سی تیزی سے اس تک پہنچا تھا اور اسے اپنے حصار میں لیتے ہوئے رخ موڑا تھا۔ بہت بچنے کی کوشش کے باوجود بھی ایک گولی ساحر خان کے کندھے پہ لگی تھی۔ لیکن گولی کی آواز نہیں تھی۔ شاید کسی سلنسر لگی گن سے فائر کیا گیا تھا۔ ساحر خان نے اپنی نیلی آنکھیں میچتے ہوئے اپنے درد پر قابو پایا تھا۔ جبکہ رایان خان اچانک کسی کے خود کو گلے لگانے پہ

حیران ہوا تھا۔ اس کا فون اس کے ہاتھ سے چھوٹ کے گرا تھا لیکن اپنے ساتھ لگے ساحر خان کو دیکھ کہ وہ ساکت ہوا تھا۔

لالا!! اس کی وائٹ شرٹ کو بھگوتے لال سرخ خون کو دیکھ کر رایان خان حلق کے بل چیخا تھا۔ وہ پاگل ہوا تھا اور اسے خود سے دور کرتے ہوئے پھرتی سے اس کے بازو کا جائزہ لیا تھا۔

تم ٹھیک ہو ساحر خان نے بھاری اواز میں پوچھا تھا۔ جب کے سالوں بعد اس کے منہ سے لالہ سنتے ساحر خان کا دل دھڑکا تھا۔ میں ٹھیک ہوں لیکن اپ ٹھیک نہیں ہیں۔ یہ سب کیسے -- چلے میری گاڑی میں بیٹھے ہم ہسپتال-- رایان خان کے منہ سے جملے ٹوٹ ٹوٹ کے ادا ہو رہے تھے۔ وہ لمحے کے گیارویں حصے میں ساری سچویشن سمجھ چکا تھا کہ اس کی جان بچاتے بچاتے ساحر کو گولی لگی ہے، کیونکہ گولی کے لگنے پہ ساحر خان کے وجود نے جھٹکا کھایا تھا۔ ابھی وہ مزید بولتا جب ساحر خان نے اپنے بھورے بالوں میں ہاتھ پھیر کے "میں ٹھیک ہوں" کہا تھا، لیکن سامنے کھڑے رایان خان نے اس کی ایک بھی سنے بغیر اپنی وائٹ جیکٹ اتار کے اس کے بازو پہ باندھی تھی۔ جہاں سے خون ابل ابل کے باہر آ رہا تھا اور اسے اپنی پوری طاقت سے بنا اس کی کوئی بھی بات سنے اپنی گاڑی میں بٹھایا تھا۔ خود فکر مندی سے فرنٹ سیٹ پہ بیٹھتے گاڑی زن سے ہاسپٹل کی طرف بڑھائی تھی۔ جبکہ ساحر خان نے اسے گھور کے اپنا سر سیٹ کی پشت سے ٹکایا تھا۔

سعد خانزادہ کے نکاح کو ہفتہ گزر چکا تھا۔ اب وہ بڑے دھڑلے سے اپنی پری جان پہ حق جتاتا تھا۔ جس پہ پری وش شرم سے لال ہوتی رہتی تھی۔ وہیں ساحر خان کو زرلاشتہ کا خود کی غیرت پہ کیا گیا وار نہیں بھولتا تھا۔ اب وہ جلد از جلد اسے اپنی دسترس میں لینا چاہتا تھا۔ بڑی حویلی میں سب ناشتہ کر رہے تھے۔ جب حیدر خان نے بات کا آغاز کیا تھا۔ جہانگیر خانزادہ نے اج دعوت پہ بلایا ہے تاکہ گل بہار اور فارس خانزادہ کی شادی کی تاریخ رکھ سکیں۔ حیدر خان نے سب کو مخاطب کرتے ہوئے کن اکھیوں سے اپنے بڑے سپوت کے تاثرات جاننے چاہے تھے۔ لیکن وہ بے تاثر چہرے کے ساتھ اپنا ناشتہ کر رہا تھا جیسے اس سے ضروری کوئی کام ہی نہ ہو۔ وہ اس کے کوئی بھی اعتراض نہ اٹھانے پہ کافی حیران ہوئے تھے۔ ٹھیک ہے نیک کام کرنے میں دیری کیسی مراد خان نے بھی گفتگو میں حصہ لیا تھا جبکہ سجاول غصے سے اپنی بھوری ڈارک براؤن آنکھیں ساحر خان پہ گاڑ کے بیٹھا تھا، جسے ساحرخان بھی بخوبی نوٹ کر رہا تھا۔ ساحر خان نے ایک نظر سجاول کو دیکھا تھا، جو جیسے اس کے اپنی طرف دیکھنے کے ہی انتظار میں تھا اور اس کے دیکھنے پہ اپنی سحر زدہ انکھوں میں

ناراضگی لیے منہ موڑ لیا۔ اس کے اس انداز پہ ساحر خان نے اپنی مسکراہٹ ضبط کی تھی۔ ٹھیک ہے آپ لوگ آج جا ہی رہے ہیں، تو لگے ہاتھ ایک اور نیکی کا کام کرتے آئے گا۔ اس کی بات پہ سب نے خوش فہم ہو کہ اسے دیکھا تھا، جیسے وہ اپنی اور زرلاشتہ کی شادی کی بات کرے گا لیکن ساحر خان کی اگلی بات پہ سب کے ہاتھ کھانے کے پلیٹ پہ ساکت ہوئے تھے۔ (گل بہار تو کب کی اپنے کمرے میں اٹھ کے جا چکی تھی اور سعدخان ہمیشہ کی طرح سو رہا تھا)۔ آپ لوگ آج پلوشہ کو بڑی حویلی میں ہر صورت لے کے ائیں گے۔ وہ اب سے ہماری حویلی میں رہے گی۔ آج جائیں اور جہانگیر خانزادہ کو ان کا سالوں پہلے سجاول خانزادہ سے کیا ہوا وعدہ یاد کروائیں۔ ساحر خان اپنے ازلی حکمیہ انداز میں بولا تھا۔ جس سے سجاول خان کے کلیجے میں ٹھنڈ پڑی تھی۔ وہ جانتا تھا ساحر خان کی بات اب کوئی نہیں ٹالے گا۔

تم جانتے ہو خان ایسا نہیں ہو سکتا۔ حیدر خان سخت لہجے میں بولے تھے۔ کیوں نہیں ہو سکتا تایا جان وہ بہن ہے میری سجاول خان دبے دبے لہجے میں غرایا تھا۔ دیکھو سجاول پلوشہ اپنے بارے میں حقیقت نہیں جانتی۔ ہم اس کو کیا کہ کے اس حویلی میں لائیں گے۔ وہ معصوم سی بچی حقیقت جاننے کے بعد ٹوٹ جائے گی۔ حیدرحان کا التجائیہ انداز میں بولے تھے۔

اپ لوگ فکر نہ کریں رایان خانزادہ کی بدولت وہ سب کچھ جان چکی ہے۔ سجاول خان نے سب کے سروں پہ دھماکہ کیا تھا۔ ساحر خان نے حیرانگی سے سجاول کی طرف دیکھا تھا وہ خود اس کی بات پہ شاک ہوا تھا۔ اسے رایان خان سے ایسی امید ہرگز نہیں تھی۔ رایان خان نے ایک دن سجاول خان کو نیچا دکھانے کے لیے بتایا تھا کہ وہ اپنی ساری حقیقت جان چکی ہے اب اگر تم ایڑی چوٹی کا زور بھی لگا لو گے۔ تو بھی وہ کبھی تمہارے پاس نہیں ائے گی۔ کیونکہ یقیناً وہ تمہارے باپ سے نفرت کرتی ہوگی جس نے میری اپھو جان کو بےدردی سے قتل کیا تھا۔ (لیکن رایان خان نے تھوڑی سی جھوٹ کی ملاوٹ کی تھی کیونکہ وہ ابھی اپنے بارے میں پوری حقیقت نہیں جانتی تھی)۔ جس پہ وہ دونوں گھتم گھتا ہوئے تھے آس پاس کے لوگوں نے انہیں کافی مشکل سے چھڑوایا تھا۔

یہ تم کیا کہہ رہے ہو سجاول!! ساحر خان نے سخت لہجے میں پوچھا تھا۔

ٹھیک کہہ رہا ہوں لالا!! اس لیے میں چاہتا ہوں کہ پلوشہ کو جلد سے جلد اس حویلی میں لایا جائے۔ کیونکہ مجھے امید ہے وہاں ہر کسی کو دیکھ کے اس سے نفرت محسوس ہوتی ہوگی۔ اور میں اپنی بہن کی زندگی میں مزید کوئی دکھ نہیں چاہتا سجاول سنجیدہ لہجے میں بولا تھا۔ جبکہ حیدر اور مراد خان کے الفاظ ختم ہو چکے تھے۔ وہ اس بچی کو کیا منہ دکھائیں گے۔

تمہیں کیا لگتا ہے سجاول خان!! وہ اس حقیقت کے بعد یہاں بڑی حویلی میں آ کے خوشی سے رہ پائے گی؟ حیدر خان نے سنجیدگی سے پوچھا تھا۔ وہ رہے گی۔ ہم سب اسے بہنوں سے بھی بڑھ کر پیار دیں گے۔ جس کی وہ معصوم گڑیا حقدار ہے۔ ساحرخان مضبوط لہجے میں بولا۔

ہمم ٹھیک ہے فارس کی شادی کے بعد اس پہ بات کریں گے حیدر خان نے ٹالنا چاہا تھا۔ لیکن وہ بھول چکے تھے سامنے ان کا ضد کا پکا سپوت بیٹھا ہوا ہے اور مزید وہ بار بار فارس خان(بقول اس کے بےغیرت خان) کی شادی کا ذکر کر کے اسے آگ بھگولا کر رہے تھے۔ بابا جان مجھے آج پلوشہ اس حویلی میں چاہیے تو مطلب چاہیے !! اب کی بار ساحرخان کی آواز بلند ہوئی تھی۔

بہن کے معاملے میں تم دونوں کی غیرت جاگ اٹھی ہے کہ اسے اپنی حویلی میں ہونا چاہیے۔ تو ساحر خان تمہارا اپنی منکوحہ کے بارے میں کیا خیال ہے؟ کیا وہ تمہاری غیرت نہیں ہے جسے تم نے ساری زندگی نہ اپنانے کا فیصلہ کیا ہے؟ حیدر خان نے ساحرخان کی دکھتی رگ پہ ہاتھ رکھا تھا۔

آج پھر ساحرخان کی غیرت پہ وار ہوا تھا اور وہ اس کے اپنے باپ نے کیا تھا۔ جبکہ وہ تو صرف زرلاشہ سے بدلہ لے کے اسے بھی وہ تکلیف محسوس کروانا چاہتا تھا جو اس نے پچھلے آٹھ سالوں سے کی ہے۔ اور اب اس کی دفعہ ہر کوئی اس کی غیرت کو للکار رہا تھا۔ یہ بات ساحرخان کو آگ لگا چکی تھی۔ ابھی حیدر خان مزید بولتے جب وہ غصے سے اپنے سامنے پڑے ہوئے برتنوں کو نیچے پھینکتے ہوئے اٹھا تھا۔

بس کریں بابا جان!! مجھے اپنی گستاخی کرنے پر مجبور مت کریں۔ وہ اتنی اونچی آواز میں دھاڑا تھا کہ اس کی آواز پوری حویلی میں گونجی تھی۔ خانم بی نے باپ بیٹے کے مقابل آنے پہ اپنے دل پہ ہاتھ رکھا تھا۔ گل بہار بھی بھاگتی ہوئی اپنے کمرے سے آئی تھی سعد خان ہڑبڑا کے سوتے سے اٹھا تھا اور جلدی سے اپنی شرٹ پہنتے ہوئے نیچے بھاگا تھا۔

زرلاشتہ خان ساحرخان کی غیرت تھی، ہے اور ہمیشہ رہے گی، آپ لوگ کیا سمجھتے ہیں؟ میں اسے اس دشمنی کی بھینٹ چڑھاؤں گا؟ وہ ساحر خان جو زرلاشتہ ساحر خان پہ !!!اپنا آپ وار دیتا تھا، وہ اسے اس دشمنی کی وجہ سے چھوڑے گا۔ ڈیم اٹ

میں کسی وجہ سے چپ تھا لیکن پہلے زرلاشتہ خان نے میری غیرت پہ وار کر کے اچھا نہیں کیا تھا اور آج بابا جان آپ نے میری ضبط کی طناطوں کو توڑا ہے۔ جس کا خمیازہ اس کا نازک وجود میری شدتیں برداشت کرتے ہوئے جھیلے گا اور اس چیز کا اندازہ آپ لوگوں کو اس کے وجود سے آتی ساحر خان کی مہک سے ہوگا۔ اس کی آخری

بے باک بات سے سب کے چہرے سرخ پڑے تھے۔ سجاول خان نے سب لڑکیوں کو اندر جانے کا اشارہ کیا تھا۔ جس پہ وہ سب سٹپٹاتے ہوئے اپنے اپنے کمروں میں بھاگی تھی۔ لیکن ہراخان کا دل ساحرخان کی باتوں سے ضرور جل چکا تھا۔

مجھے اب وہ اپنی دسترس میں چاہیے! تاکہ میں آپ لوگوں کو جلد سے جلد دادا دادی بنا کے آپ لوگوں کے شکوے شکایت دور کروں۔ پھر یقینا کسی کو میری مردانگی اور غیرت پہ کوئی مسئلہ نہیں ہوگا؟ سجاول خان اور سعدخان نے ساحر خان کی بےباک باتوں پہ لب کاٹتے ہوئے اپنی مسکراہٹ ضبط کی تھی۔ وہیں پہ مراد خان، خانم بی، روشنہ خان، اور حیدر خان کا چہرہ سرخ پڑا تھا۔ زبان تالو سے چپکی تھی۔ ہر سو خاموشی رہی صرف ساحر خان کی گرج پوری حویلی میں گونج رہی تھی۔ حیدر خان نے اپنے بڑے سپوت کو گھور کے دیکھا تھا۔ جو اب اپنے گھنے بھورے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے غصے سے کرسی کو ٹھوکر مارتے ہوئے باہر نکلا تھا۔ وہیں پہ سعدخان نے بھنگڑے ڈالنے شروع کیے تھے۔

ہائے ہٹلر لالا مان گئے، پھرے، پھرے، سعدخان اپنے منہ سے بار بار اپنی ہتھیلی بجھا رہا تھا اور سجاول کی جیب سے فون نکال کر پشتو سونگ پہ ڈانس کرتے ہوئے ساتھ ساتھ سجاول کو بھی شامل کر رہا تھا اور وہیں سجاول اسے گھور کے خود سے پیچھے کرتے ہوئے باہر کی جانب بڑھا تھا۔ جس پہ سعد خان پھر سے منہ بنا کے ڈانس کرنا شروع ہو گیا۔ جسے دیکھتے ہوئے سب مسکرا دیے اور وہیں سب نے سکون کا سانس لیا تھا کہ وہ کسی طریقے مانا تو شادی کے لیے۔ لیکن وہ یہ نہیں جانتے تھے اس سب کا خمیازہ واقعے ہی زرلاشتہ خان کو بھگتنا پڑے گا۔

گل بہار اپنے کمرے میں بیٹھ کے فارس کو سوچ رہی تھی۔ وہ تو اس سے ساری زندگی معاف نہ کرنے کا ارادہ رکھتی تھی اب اس اچانک شادی سے وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی وہ کیسے ری ایکٹ کرے اور نہ ہی وہ اپنے بڑوں کے کیے گئے فیصلے پہ انکار کر کے ان کی عزت میں کمی کرنا چاہتی تھی۔ کر لو فارس خان مجھ سے شادی!! میں نے بھی تمہارا جینا حرام نہ کیا تو میرا نام بھی گل بہار نہیں۔ تم دیکھو یہ بہار کیسے تمہاری زندگی میں خزاں کے موسم لے کے آتی ہے۔ گل بہار نے اپنی تیکھی ناک کو چڑھاتے ہوئے دل میں سوچا تھا اور اپنی نیلی انکھوں کو بیزاری سے گھمایا تھا۔

عشقِ ستم ... قسط 12

بڑی ہویلی سے مراد خان، حیدر خان خانم بی، روشنہ خان، سجاول خان، سعد خان اور پری وش لال ہویلی میں دعوت پہ جا رہے تھے۔

سعد خان، سجاول اور پری وش ایک گاڑی میں تھے جبکہ باقی سب دوسری گاڑی میں تھے۔ سجاول خان ڈرائیونگ کر رہا تھا جبکہ سعد خان فرصت سے پری وش پہ شیشہ سیٹ کیے اُسے اپنی گہری نظروں کے حصار میں لیے ہوئے تھا۔ سعد خانزادہ کالی شلوار قمیض میں غضب ڈھا رہا تھا اور وہی پری وش لائٹ ٹی پنک نفیس سے تھوڑے سے امبوئڈرڈ ڈریس میں اپنے چہرے پہ معصومیت لئے کوئی پری پیکر لگ رہی تھی اور سعد خان کی گہری نظریں خود پہ محسوس کرتی ہوئی لال ہو رہی تھی۔ جو سجاول کا لحاظ بھی نہیں کر رہا تھا۔

اب کی بار پری وش نے نظریں اٹھا کے سامنے شیشے میں دیکھا، جہاں سے سعد خان اُسے دیکھے جا رہا تھا۔ اس کے اچانک نظریں اٹھانے پہ اُس نے اپنے ہونٹوں کو گول کر کے اسے کس کا اشارہ دیتے ہوئے آنکھ ونک کی تھی۔ جس پہ پری وش سٹپٹاتے ہوئے باہر کھڑکی کی جانب دیکھنے لگی۔

سعد خان!!! میرے ہاتھ کے نیچے ہی بیٹھے ہو تم، میں تمہارا حشر بگاڑ دوں گا۔ اب اگر کوئی فضول حرکت کی تو!! سجاول خان جو اسے کب سے اگنور کرنے کی کوشش کر رہا تھا، اس کی اس حرکت پہ بھنا اٹھا تھا جس پہ سعد خان نے منہ بنایا تھا۔ سجاول خان اس وقت بلیک پینٹ پہ وائٹ ٹی شرٹ پہنے بلیک جیکٹ میں ملبوس آنکھوں پہ سیاہ چشمہ لگائے غضب ڈھا تھا۔

اب آپ کی بیوی نہیں ہے تو میں کہاں سے لا کے دو؟؟ کیوں بلاوجہ تپ رہیں ہیں، " مجھے اپنی والی کو پیار کرنے دیں!! ششش! ہمیں ڈسٹرب نہیں کریں۔ سعد خان بے باکی سے بولتے ہوئے پھر سے پری وش کو اپنی ہاتھ کی ہتھیلی منہ پہ رکھ کے شیشے سے دیکھنے لگا جیسے وہ کوئی ڈراما دیکھ رہا ہو۔ جب کے سجاول خان کا بس نہیں تھا کہ اسے ابھی گاڑی سے باہر پھینک دے۔ وہی پری وش اس کی بے باک باتوں پہ رو دینے کو تھی۔ وہ خود میں سمٹ رہی تھی۔

لال ہویلی آئی تو سجاول اور پری وش نے شکر ادا کیا تھا کہ اس نوٹنکی کے ساتھ مزید بیٹھنا نہیں پڑے گا۔

وہ سب زنان خانے کے لاؤنج میں جمع تھے۔ جب کے اب ان کے ساتھ فارس خان، جہانگیر خان، فارس کی مورے اور وردہ خان بھی بیٹھی تھیں۔

ابھی وہ سب باتوں میں مصروف ہی تھے، جب رایان خان بلیک پینٹ اور بلیک ہی پلین ٹی شرٹ پہنے اپنے شہد رنگ بالوں میں اپنے ہاتھوں کی کنگھی بناتے ہوئے تیز تیز سیڑیاں پھلانگتے ہوئے نیچے اتر رہا تھا۔ جب سامنے بڑی ہویلی والوں میں سجاول خان کو دیکھ کے ٹھٹھکا تھا۔ اُسے یقین نہیں تھا سجاول بھی لال ہویلی میں قدم رکھے گا۔

وہ قدم بڑھاتے ہوئے ان کے پاس گیا اور صرف سعد خان سے گلے ملا تھا۔ جو اسے دیکھتے ہوئے خود جلدی سے اُٹھتے ہوئے اس کی طرف بڑھا تھا۔ حیدر خان، مراد خان اور سجاول خان کی طرف اُس نے دیکھنے کی زحمت بھی نہیں کی تھی۔ جس پہ وہ تینوں اس کے آٹیٹیوڈ پہ بل کھا کے رہ گئے۔ وہ خانم بی کی طرف بڑھتے ہوئے اُن سے ملا تھا اور پری وش کے سر پے مسکراتے ہوئے ہاتھ رکھا تھا جس پہ وہ بھی مسکرا دی۔

رایان!!!! فارس خان کے لہجے میں واضح تنبیہ تھی جسے محسوس کرتے ہوئے اس نے بہت مشکل سے صبر کے گھونٹ پی کے مراد خان اور حیدر خان سے ہاتھ ملایا تھا جیسے بڑا احسان کر رہا ہو۔ سجاول خان کی طرف وہ اب بھی نہیں بڑھا تھا۔ کچھ معملوں میں وہ بہت ضدی تھا۔ فارس خان کی بھی نہیں سنتا تھا۔ وہی سجاول خان موبائل میں ایسے مصروف تھا جیسے اس کو استعمال کرنے کے علاوہ اور کوئی ضروری کام ہی نہ ہو۔ لیکن یہاں ہوتی ہر ایک حرکت پہ اس کی نظر تھی۔اُس کو ان سب سے کوئی فرق نہیں پڑھ رہا تھا۔ وہ یہاں صرف ایک مقصد کے لئے آیا تھا جو وہ ہر حال میں پورا کرنے والا تھا۔

فارس خان اور ساحر خان کی شادی کی تاریخ ڈیرھ ماہ کے بعد کی رکھی گئی تھی۔ فارس خان ساحر خان کے اتنی جلدی مان جانے پہ ٹھٹھکا ضرور تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ ساحر خان کے دماغ میں اب کیا چل رہا ہوگا جو وہ اتنی جلدی مان گیا کیونکہ اس کے ہر فیصلے کے پیچھے کوئی نہ کوئی مقصد ضرور ہوتا تھا۔ ابھی رایان خان وہاں سے اُٹھ کے جاتا، جو فارس کے کہنے پہ بہت مشکل سے ابھی تک بیٹھا ہوا تھا جب سجاول کے الفاظ پہ ٹھٹک کے رکا تھا۔ اُس کے قدم جیسے زمین نے جکڑ لیے تھے۔ اس کے دماغ میں پہلے کیوں نہیں آیا کہ وہ اس مقصد کے لئے یہاں آیا ہوگا!!

ہم یہاں ایک اور کام کے لئے بھی آئے ہیں۔ سجاول خان موبائل سائیڈ پہ رکھ کے سنجیدگی سے مخاطب ہوا تھا۔

کیسا کام برخوردار؟ جہانگیر خان نے استفسار کرنا چاہا وہی پہ فارس خان نے بھی آبرو اٹھایا تھا۔

KOH NOVELS - URDU

لالا آپ پہلے پلوشہ خان کو بلائیں!!۔ اُس کے سامنے ہی ہر بات ہو گی۔ سجاول خان فارس سے مخاطب ہوا تھا۔ جب کہ باقی سب چپ کر کے بات جاننے کی کوشش کر رہے تھے وہی رایان خان اس کی طرف بڑھا تھا۔

کیوں؟؟؟ پلوشہ خان سے کیا کام ہے تمہیں؟ ہم سے بات کرو جو کرنی ہے۔ رایان خان غصے سے بولا تھا جسے سجاول خان نے سرے سے نظر انداز کرتے ہوئے فارس خان کو پھر سے پکارا تھا۔ فارس خان اور رایان خان لمحے کے گیارویں حصے میں سمجھ چکے تھےکہ سجاول خان کیا بات کرنا چاہتا ہے۔

رایان خان غصے سے بیچ وتاب کھاتے ہوئے واپس سے فارس خان کے ساتھ بیٹھا تھا اور بے چینی سے اپنی ٹانگ ہلائے جا رہا تھا۔ سعد خان بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے پری وش کو تار رہا تھا جو سب جانتا تھا ابھی یہاں کیا ہونے والا ہے اسلئیے اصل فلم کے شروع ہونے کا انتظار کر رہا تھا۔

پلوشہ خان آئی تو سامنے بڑی حویلی والوں کو دیکھ کر کنفیوز سی ان سے مل رہی تھی۔ اس نے ایک نظر سجاول خان کو دیکھا تھا جو اپنی ڈارک براؤن آنکھیں لئے سرخ وسفید رنگت والا شہزادہ لگ رہا تھا۔

پلوشہ خان نے غور سے سجاول خان کو دیکھا تھا اس نے محسوس کیا تھا کہ اس کی آنکھیں سیم اس کے جیسی ہیں۔ اس نے اسے بچپن میں دیکھا تھا، اب وہ شش وپنج کا شکار ہو چکی تھی کہ یہ خوبصورت پٹھان کون ہے۔ جب سجاول خان نے اٹھ کے پلوشہ خان کے سر پہ ہاتھ رکھا تھا۔

کیسی ہو گڑیا؟" سجاول خان نے پیار سے پوچھا تھا۔"

میں ٹھیک... پلوشہ خان کنفیوز ہوتے ہوئے بولی تھی۔"

سجاول خان اپنے سامنے اتنے سالوں بعد اپنی گول مٹول سی خوبصورت بہن کو دیکھتے ہوئے بہت خوش ہوا تھا۔ وہی رایان خان گہری نظروں سے لائٹ براؤن سوٹ میں پلوشہ کو دیکھ رہا تھا۔ اس کا دل بہت بے چینی سے دھڑکتا سینے کی دیواروں کے ساتھ پٹک رہا تھا۔

پلوشہ بچے یہ سجاول خان ہے، آ جاؤ بچے میرے پاس!! " فارس خان نے اسے کنفیوز " دیکھ کر اپنے پاس دائیں جانب بیٹھایا تھا، جب کہ رایان خان اس کے بائیں جانب صوفے کے ساتھ کرسی پہ بیٹھا اسی کو دیکھ رہا تھا۔

ہاں برخوردار کرو، جو بات کرنا چاہتے ہو؟" جہانگیر خان نے پھر سے سجاول خان کو " مخاطب کیا تھا۔

KOH NOVELS URDU

جیسے کہ آپ لوگ جانتے ہیں، آپ لوگوں نے کچھ سالوں پہلے مجھے میری بہن لوٹانے " کا وعدہ کیا تھا۔ آج میں اپنی امانت واپس لے کر جانا چاہتا ہوں۔ میں نے سالوں سے اپنی بہن کا انتظار کیا ہے۔ اس کے لئے تڑپا ہوں۔ آج میں ہر حال میں اسے لے کر جاؤں گا!!" سجاول خان کے لہجے میں غم، غصہ اور ضدی پن بھی تھا۔ جسے ابھی دروازے پہ کھڑی زرش خان نے بھی محسوس کیا تھا۔ جو گھٹنوں تک آتی لانگ ٹاپ کے نیچے وائٹ پینٹ اور گلے میں چھوٹا سا مفلر لیے یہاں آ رہی تھی۔ جب کہ اس کی بات پہ لال ہویلی کے مکینوں کے سر پہ دھماکا ہوا تھا۔ وہی رایان خان ہتھے سے اکھرتے ہوئےکھڑا تھا۔

یہ کیا بکواس ہے، سجاول خان؟؟؟" رایان خان غرایا تھا۔"

وہی جہانگیر خان اپنے سالوں پہلے والا یاد کرتے ہوئے سوچ میں پڑے تھے اور ایک نظر اپنی نواسی کو دیکھا تھا، جو انہیں بیٹی کی طرح ہی عزیز تھی۔

سجاول، ہم اس پہ آرام سے بات کریں گے، ابھی بہت سے راز ایسے ہیں جن سے پردہ " نہیں اُٹھا اور نہ ہی پلوشہ کوئی حقیقت جانتی -- ابھی فارس خان اپنی بات مکمل کرتا، جب سجاول خان اٹھ کے رایان خان کے مقابل کھڑا ہوا تھا۔

لالا پلوشہ سب جانتی ہے کیونکہ آپ کا بھائی رایان خانزادہ اس گھٹیا راز سے پردہ اُٹھا چکا ہے!! جسے سوچنا بھی میں گناہ سمجھتا ہوں۔ سجاول خان غصے سے دھاڑا تھا۔ وہی رایان خان نے فارس خان سے نظریں چراتے ہوئے اپنے شہد رنگ بالوں میں ہاتھ پھیرا تھا۔

رایان؟؟؟" فارس خان کا لہجہ سوالیہ تھا۔"

ابھی رایان کچھ بولتا جب پلوشہ جلدی سے بولی: "لالا انہوں نے مجھے کچھ نہیں بتایا تھا۔ میں نے ایک دن دروازے سے آپ کی اور ان کی باتیں سن لی تھی اور مجھے اپنی حقیقت جاننے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بہت سے بچے اس دنیا میں ناجائز پیدا ہوتے ہیں، کوئی بات نہیں، اگر میں بھی ایک گناہ کی نشانی ہوں تو، مجھے معلوم ہے میں اپنی ماں کے لئے بھی ایک انچاہا وجود تھی جو مجھے پیدا کرتے ہی۔!!" اب پلوشہ مزید کچھ بولتی جب سجاول خان نے اٹھ کے اسے اپنے حصار میں لیتے ہوئے اپنے سینے سے لگایا تھا۔ سب خواتین کی آنکھیں پلوشہ کی باتوں پہ نم ہو رہی تھیں۔ وہی پری وش حیرانی سے یہ سب سن اور دیکھ رہی تھی۔ وہ اس بارے میں کچھ نہیں جانتی تھی لیکن اب سجاول اور پلوشہ پہ غور کرتے ہوئے، اس نے محسوس کیا تھا کہ دونوں کے کافی نقوش ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔ وہ حیرانی سے آنکھیں پھیلائے، منہ کھولے، دونوں کو دیکھ رہی تھی۔ جب کہ سعد خان اس کا کھلا منہ دیکھ کے اتنی سنجیدہ صورتحال میں

KOH NOVELS - URDU

ہنسی روکنے کے چکر میں لال سرخ ہو رہا تھا۔ دل چاہ رہا تھا کہ ابھی اس کے کھلے منہ کو اپنے ہونٹوں سے بند کر دیں لیکن ہائے یہ ظالم سماج۔!!

بس کرو میری گڑیا، تم ایک انمول موتی ہو۔ میری جان، خود کو اتنے گھٹیا الفاظ مت کہو۔ میں تمہیں کسی چیز کی کمی نہیں ہونے دوں گا۔ ہمیشہ اپنے پاس رکھوں گا۔ ہر قدم میں تمہارے ساتھ کھڑا ہوں گا۔ پلیز میرے ساتھ چلو پلوشہ!! میں ساری زندگی اپنی بہن کے ہوتے ہوئے بھی اس کے بغیر کیسے رہا ہوں یہ صرف میں اور میرا خُدا جانتا ہے۔ خُدا کے لئے میرے ساتھ چلو.." سجاول خان کا لہجہ اور الفاظ اتنے منت بھرے تھے کہ سب کو اس خوبصورت نوجوان پہ ترس آیا تھا۔ سوائے رایان خان کے جس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ سجاول کو ہویلی سے باہر پھینک دے۔ وہ صرف پلوشہ کے جواب کے انتظار میں تھا۔ جب کہ وہی فارس خان ملامتی نظروں سے رایان کو دیکھ رہا تھا جسے دیکھتے ہوئے رایان پہلو بدل رہا تھا۔

پلوشہ خاموشی سے سجاول کی باتوں پہ آنسو بہا رہی تھی۔ وہ خود ہمیشہ سے ایسے باپ جیسے لمس کے لئے ترسی تھی۔ کوئی شک نہیں تھا اُسے اس ہویلی سے بہت پیار ملا تھا لیکن سجاول خان کے حصار میں اسے ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ اس کے تمام غموں کو سمیٹ رہا ہو۔ پلوشہ اگر تم میرے ساتھ نہیں گئی تو میں ہمیشہ کے لئے اس ملک سے دور چلا جاؤں گا۔ جس نے ہمیشہ مجھے غم دیئے ہیں۔ پلوشہ کو خاموش دیکھتے ہوئے سجاول خان نے پھر سے پکارا تھا۔ جب کہ اس کی بات پہ جہاں پلوشہ تڑپی تھی، وہی سعد خان کا چہرا سپاٹ ہوا تھا۔ وہ اپنے ہر رشتے سے بہت پیار کرتا تھا سجاول خان کا ایسے کہنا بھی اس سے برداشت نہیں ہوا تھا، کجا کہ اس کا ہمیشہ کے لئے پاکستان سے جانا۔

"لالا!!" پلوشہ خان روتے ہوئے اس کے گرد حصار باندھتے ہوئے نفی میں سر ہلا رہی تھی۔ سجاول خان کو لگا جیسے اس نے پوری دنیا فتح کر لی ہو۔ وہ اپنی بہن کے تاثرات سے ہی جان چکا تھا کہ وہ اس کے ساتھ جانے کے لئے راضی ہو چکی ہے۔ اس کے لالہ پکارنے سے دل میں ایک سکون کی لہر دوڑی تھی بے ساختہ دل میں اپنے رب کا شکر ادا کیا تھا۔

"لالا میں آپ کے ساتھ چلوں گی، ہے نہ فارس لالا اور نانا جان میں چلی جاؤں؟" پلوشہ خان نے حامی بھرتے ہوئے جہانگیر خان اور فارس خان کو دیکھ کے اتنی معصومیت سے پوچھا تھا کہ سب اس کے لہجے پہ مسکرا دیے تھے۔

"جی، میرا بچہ، آپ جاسکتی ہیں، ہم سب آپ سے ملنے آئیں گیں۔" فارس خان نے اس کے قریب آتے ہوئے اسے خود سے لگاتے ہوئے اس کے بالوں پہ ہلکے سے لب رکھے

KOH NOVELS - URDU

تھے۔ وہ اس کے لئے بلکل زر جیسی تھی۔ وہ اسے کیسے یہاں سے بھیج رہا تھا صرف وہ جانتا تھا۔ لیکن سجاول خان کے آگے وہ ہار گیا تھا۔ وہ سجاول کو مزید دکھی نہیں دیکھ سکتا تھا، جس نے اپنی پوری زندگی میں بہت غم دیکھے تھے۔ اس لئے لمحے کے گیارویں حصے میں فیصلہ کیا تھا۔

" رایان خان کا دل جیسے ویران ہوا تھا، کیا وہ یہاں سے ہمیشہ کے لئے چلی جائے گی؟" یہ سوچتے ہوئے دل بےساختہ دھڑک رہا تھا۔ اُسے یقین نہیں آ رہا تھا جسے وہ ہر روز اپنے الفاظوں سے زچ کرتا تھا۔ وہ ایسے خاموشی سے چلی جائے گی اور آخر میں اس پہ اتنا بڑا احسان بھی تو کر رہی تھی۔ جو کسی کو رایان خان کے گھٹیا اور بے حس الفاظ کے بارے میں نہ بتایا تھا جو وہ ہمیشہ اس کے لئے استعمال کرتا تھا۔

"تو کیا سجاول خان جیت گیا؟؟؟"

" رایان ہاں وہ جیت گیا لیکن نہیں میں اسے پلوشہ کو لے کے جانے نہیں دوں گا!!۔۔ خان کی بات پہ سب نے اس کی طرف دیکھا تھا۔

" سجاول خان نے آبرو اچکاتے ہوئے استفسار کیا کیوں؟؟؟ کیوں نہیں لے کے جا سکتا؟؟" تھا۔

کیونکہ تم اتنے سالوں بعد اپنی رام کہانیاں سنا کے اسے افسردہ کر کے اپنے ساتھ لے کے جانے کا حق نہیں رکھتے سجاول۔ وہ ہمیشہ سے اسی ہویلی میں رہی ہے اور ساری زندگی یہی رہے گی!!! کچھ نہیں لگتی پلوشہ تیری وہ تمہارے باپ کی اولاد نہیں ہے اور نہ ہی تم اس کے خونی بھائی ہو، بلکہ تمہارے باپ نے میری اپھو جان کو بےدردی سے قتل کیا تھا۔ تو تم کس حق سے پلوشہ کو ساتھ لے کے جا سکتے ہو؟؟؟" رایان خان دھاڑا تھا۔ جب کہ فارس خان رایان کے رد عمل پہ حیران ہوا تھا۔ اُس دن تو وہ بول رہا تھا وہ جہاں مرضی جائے اسے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ لیکن آج؟ جب کہ پلوشہ اس حقیقت پہ حیرانگی سے سب کو دیکھ رہی تھی۔ تو کیا سجاول کے باپ ہی اس کی ماں کا قاتل تھا؟۔۔ ان سب باتوں سے لال ہویلی میں موجود تمام لوگوں کے پرانے غم تازہ ہو رہے تھے۔ جب لال ہویلی میں صف ماتم بچھی تھیں۔

اچھا!! اگر میں اس پر حق نہیں رکھتا تو، تو کون سے حقوقوں کی سندیں لئے پھر رہا ہے؟ تو کیوں پلوشہ پہ اتنا حق جاتا رہا ہے؟ میں جانتا ہوں میرا باپ کیسا تھا۔ آرے میں تو اُسے باپ پکارنا بھی پسند نہ کروں، لیکن پلوشہ میری ماں کے وجود کا حصہ تھی۔ اس حقیقت کو کوئی جٹھلا نہیں سکتا۔ میں پلوشہ کو دنیا کی ساری خوشیاں دینے کی کوشش کروں گا۔ تاکہ وہ اپنا سیاہ ماضی بھول جائے۔ سجاول خان بھی اونچی آواز میں دھاڑا تھا۔ جب کہ پلوشہ خان ان دونوں لمبے چوڑے پبھرے شیروں کو آمنے سامنے دیکھ کے حلق

تر کرتے ہوئے فارس خان کے سینے میں چھپی تھی۔ اپنی ماں کا پورا ماضی جانتے ہوئے اس کے وجود سے جیسے جان نکل رہی تھی۔ فارس نے اس کے بالوں کو سہلاتے ہوئے اسے پرسکون کرنے کی کوشش کی تھی۔

"منگ ہے وہ میری ڈیم اٹ!! اس کی منزل میں ہوں، اس کے جسم و جاں کا مالک بھی میں بنوں گا۔ میں تجھے ایسے پلوشہ کو یہاں سے لے جانے نہیں دوں گا۔" رایان خان غصے سے چیخا تھا۔ جب کہ پلوشہ خان کا دل اس کی باتوں پہ سینے کی دیواروں کو پٹک رہا تھا۔ آنکھوں سے شفاف موتی پھسلتے ہوئے گلابی گالوں پہ بہ رہے تھے۔

"تو کیا تیرا باپ بھی مجھے قبر سے آ کر پلوشہ خان کو یہاں سے لے جانے سے نہیں روک سکتا اور اس لفظی رشتے کو میں نہیں مانتا۔ میں اپنی گڑیا کی شادی تجھ جیسے بے حس سے ہر گز نہیں ہونے دوں گا۔" جب کہ اپنے باپ کا ذکر سجاول خان کے منہ سے اس طرح سنتے ہوئے رایان خان نے ایک زور دار مکا سجاول کے منہ پہ جڑا تھا۔

"بکواس بند کر اپنی سجاول خان خبردار!! خبردار!! اگر تو نے میرے باپ کے بارے میں ایک لفظ بھی مزید بولا تو۔ نہیں تو میں تیری لاش کے اتنے ٹکڑے کروں گا کہ تیری پوری ہویلی کے مکین بھی سمیٹ نہیں پائیں گیں اور تو شادی کی بات کرتا ہے؟ میرے بچے بھی تیری بہن سے ہوں گے۔ لکھ کے رکھ لے میری بات۔ رایان خان کی آخری بے باک بات پہ سب کے چہرے سرخ ہوئے تھے۔ حیدر خان کو وہ بے باکی میں ساحر خان کی کاپی لگا تھا، جب کہ فارس خان نے لب کاٹتے ہوئے ایک نظر پلوشہ کو دیکھا تھا جو شرم و حیا سے لال سرخ ہوتے ہوئے کپکپا رہی تھی۔ سجاول خان نے رایان کی بات پہ اسے زوردار مکا جڑا تھا۔ ابھی وہ دونوں آپے سے باہر ہوتے ہوئے گتھم گتھا ہوتے، جب فارس اور سعد خان جلدی سے ان دونوں کی طرف بڑھے تھے۔ دونوں کو ایک دوسرے سے الگ کرتے ہوئے تھاما تھا۔ جب کہ زرش خان تو سجاول خان کے شیر جیسے روپ پہ دل ہار بیٹھی تھی۔

"بس کرو تم دونوں، اور رایان اب مجھے تمہاری آواز نہ آئے۔" فارس خان سخت لہجے میں بولا تھا۔

جب کے باقی سب ہویلی کے مکین حیرانگی سے دونوں کو لڑتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔

"اب ہمیں چلنا چاہیے!! حیدر خان نے اجازت چاہی تھی وہ ان دونوں کو مزید تماشوں سے باز رکھنا چاہ رہے تھے۔

"چلو پلوشہ۔ سجاول خان پلوشہ سے پیار سے مخاطب ہوا تھا جو کافی ڈری ہوئی لگ رہی تھی۔

KOH NOVELS - URDU

ج۔جی، لالا۔ میں زرلاشتہ دیدہ سے مل کے آتی ہوں۔ ایسے وہ ناراض ہو جائیں گی۔ پلوشہ خان معصومیت سے بولی تھی، جس پہ سجاول نے مسکراتے ہوئےہاں میں سر ہلایا تھا۔

پلوشہ خان زر سے ملنے جا چکی تھی جب کے رایان خان تیزی سے بغیر کسی کا لحاظ کیے لمبے لمبے ڈگ بڑھتے اس کے پیچھے بڑھا تھا۔ سجاول خان اس کو گھور کے اس کی طرف بڑھنے ہی والا تھا۔ جو یقیناً اس کی بہن کو پھر سے ڈرائے دھمکائے گا۔ لیکن فارس خان نے اسے بازو سے پکڑ کے نفی میں سر ہلایا تھا جس پہ وہ بیچ وتاب کھا کہ رہ گیا تھا۔ وہ جلد از جلد اپنی گڑیا کو اپنی ہویلی میں لے جانا چاہتا تھا۔

پلوشہ نے زر کو اپنی حقیقت نہیں بتائی تھی۔ اس میں اتنی ہمت ہی نہ تھی اس حقیقت کو بار بار یاد کرنے کی۔ اس نے صرف یہ بتایا تھا کہ وہ اپنے سجاول لالا کے پاس جا رہی ہے ہمیشہ کے لئے اور وہ سب سے ملنے آیا کرے گی۔ باقی بات وہ خانم بی سے پوچھ لے اور زور سے اس کے گلے لگی تھی۔ جب کے زرلاشتہ تو حیرانگی سے اسے ملتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ وہ اپنی چادر ٹھیک کر کے باہر لاونج کی طرف بڑھی تھی۔

پلوشہ خان آنسو بہاتے ہوئے باہر کی طرف بھاگی تھی۔ جب رایان خان نے اسے کلائی سے تھامتے ہوئے ساتھ والے کمرے میں دروازہ بند کرتے ہوئے اس کے ساتھ پن کیا تھا۔

تم نہیں جاؤ پلوشہ خان!! تم باہر جا کے انکار کرو گی۔ رایان خان حکمیہ لہجے میں بولا تھا۔ جب کہ پلوشہ خان کو اب کی بار شدید غصہ آیا تھا۔ جو ہمیشہ اسے ہویلی والوں پہ بوجھ کہتا تھا، آج جب وہ جا رہی تھی تو پھر بھی وہ ہر کسی سے لڑائی لے رہا تھا۔ آخر کار وہ چاہتا کیا تھا اس سے؟ کیوں اسے سکون سے رہنے نہیں دیتا تھا؟ پلوشہ خان غصے سے سوچ رہی تھی۔

میں جاؤں گی اور ضرور جاؤ گی۔ پلوشہ خان لہجے کو پُر اعتماد بناتے ہوئے بولی تھی۔ اس کے ٹکے سے جواب پہ رایان خان کا پارا مزید ہائی ہوا تھا۔ اس نے زور سے دروازے پہ مکا مارا تھا۔ ڈیم اٹ!! تم جاؤ گی تو میری ایک بات لکھ کے رکھ لو پلوشہ خان تمہارا نام اس ڈیرڈ ماہ کے اندر اندر میرے نام کے ساتھ ساری زندگی کے لئے نہ جُڑا تو میں بھی اپنے باپ کا نہیں۔ رایان خان غصے سے چیخا تھا اس کی دھاڑ پہ پلوشہ نے آنکھیں میچی تھیں۔ اور ایک اور بات!!! جن گلابی ہونٹوں سے تم میری خلاف ورزی کر رہی ہو نا، خدا کی قسم، جس دن تمہارا نام میرے نام کے ساتھ جڑے گا پلوشہ خان میں ان ہونٹوں کو اتنی شدت سے خود میں جکڑوں گا کہ تمہیں سانس لینے کی مہلت بھی نہیں دوں گا۔ تم مجھ سے پناہ مانگو گی لیکن رایان خان تمہیں نہیں بخشے گا۔ میں تمہاری ساری سانسوں کو ایسے پی جاؤں گا جیسے تم ابھی میری خلاف ورزی کر کے میرا خون خشک کر چکی ہو!! اس کی حد سے زیادہ بےباک گفتگو پہ پلوشہ خان کے کانوں

سے دُھوئیں نکلے تھے۔ ابھی وہ کرنٹ کھا کر گرتی کہ رایان خان نے اس کو کمر سے تھامتے ہوئے خود میں بینچا تھا۔ دونوں کا دل ایک ہی لے پہ دھڑکتا ہوا دونوں کو بخوبی محسوس ہورہا تھا۔ وہ جو مدہوش ہو رہا تھا، پلوشہ کی مزاحمت سے ہوش میں آیا تھا۔
پلوشہ خان تم۔ ارے نہیں تم تو خان بھی نہیں ہو، جانتی ہو تمہارا باپ کون تھا؟ رایان خان اپنے جذبات کو پرے رکھتے ہوئے اس سے بےحسی سے استفسار کر رہا تھا۔ پلوشہ خان کو لگا وہ کوئی پگھلا ہوا سیسہ اس کے کانوں میں انڈھیل رہا ہے! بہت کوشش کے باوجود بھی آنسو گالوں پہ پھسلے تھے۔ خان نہیں ہوں تو انسان تو ہیں نا؟ پلوشہ رندھی ہوئی آواز میں اسے شکوہ کناں نظروں سے دیکھتے بولی تھی۔ اس کے جواب پہ رایان خان ایک پل کے لئے ساکت ہوا تھا۔

پلوشہ خان، تم نہیں جاؤ گی، سجاول کے ساتھ۔ رایان خان نے اضطرابی کیفیت میں اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے پچھلے جملے کو مکمل کیا تھا۔ پلوشہ!! آج سے صرف پلوشہ ہوں میں، پلوشہ خان چیختے ہوئے بولی تھی۔ ہاں سو تو ہے، لیکن اگلے مہینے تک تو تم پلوشہ رایان خانزادہ بن جاؤ گی نا۔ اس کے اس جواب نے ریان خان کے دل پہ وار کیا تھا لیکن ایسا کیا تھا جو وہ اس لڑکی کو اپنے الفاظ سے تکلیف دینا نہیں چھوڑ سکتا تھا؟ ہاہاہا، جو لڑکی خان نہ ہونے کے ساتھ ساتھ اس دنیا میں لایا گیا ایک انچاہا وجود ہے، حیرت ہے، رایان خان اس کے ساتھ کس ولی کا نام لگا کے نکاح کرے گا؟ جس کے پاس اس کے باپ کا نام تک نہیں ہے؟ پلوشہ خان مصنوئی ہنستے ہوئے استہزایا لہجے میں بولی تھی۔ دانستہ اس نے خود کے لئے ناجائز لفظ استعمال نہیں کیا تھا۔ وہ اس دن کی رایان خان کی دھمکی نہیں بھولی تھی۔ آنسو آنکھوں سے پھسلتے سرخ عارضوں پہ گرتے جا رہے تھے۔ رایان خان ساکت ہوا تھا، یہ لڑکی کیوں اس دنیا سے اتنی روٹھی ہوئی تھی؟ دل تو کب کا خود سے دغا کر چکا تھا، لیکن آج! آج رایان خانزادہ کی انا کا بت بھی اس کے آگے ہار چکا تھا لیکن وہ رایان ہی کیا جو کسی بات کا سیدھے طریقے سے اقرار کر لے۔کیونکہ رایان خان کو کبھی کبھی احسان کرنا اچھا لگتا ہے! اور ویسے بھی تم بچپن سے میری منگ بنا کے میرے سر پہ تھوپ دی گئی ہو۔ رایان خان سینے میں پٹکتے دل کی آواز کو نظرانداز کرتے استہزایا لہجے میں بولا تھا۔ ویسے مجھ پہ ایک احسان کریں گے؟ کیوں کے آپ کو تو احسان کرنا اچھا لگتا ہے نا؟ پلوشہ خان بھیگی براؤن آنکھوں سے بولی تھی۔ جس پہ رایان خان نے آبرو اُچکاتے ہوئے اس کی بات کا مقصد جاننے کی کوشش کی تھی۔ مجھے کسی کوٹھے پہ بیچ دیں۔ شاید وہاں کے لوگوں کے لئے میں اتنی ناقابل برداشت نہ ہوں۔ کیونکہ بدلے میں بہت سے مردوں کی راتیں رنگ... مفلوج ہوتے دماغ سے پتہ نہیں کیا کیا بکے جا رہے تھی۔

KOH NOVELS - URDU

پلوشہ خان!!! بکواس بند کرو اپنی!!رایان خان غصے سے حلق کے بل چیخا تھا، اس کے اتنا غرانے پہ پلوشہ خان ڈر کے اچھلی تھی۔ چلتی زبان کو پل میں بریک لگی تھی، اس نے جلدی سے اپنے گلابی بھرے بھرے ہونٹوں پہ اپنے ہاتھ رکھے تھے۔ کوئی پتہ نہیں یہ بےباک سر پھرا پٹھان غصے میں کیا کر جائے۔ دروازہ ساؤنڈ پروف ہونے کی وجہ سے آواز باہر نہیں جا رہی تھی۔ اس نے غصے سے بےقابو ہوتے ہوئے اس کا سر پیچھے دروازے سے مارا تھا۔ جس سے پلوشہ خان کو اپنا سر گھومتا ہوا محسوس ہوا تھا۔ رایان خان نے اس کے بال اپنی مٹھی میں جکڑتے اس کے ہونٹوں پہ خفاظتی اقدامات(پلوشہ کے گلابی ہاتھ)دیکھتے نیچے جھکتے اپنے دانت اس کی گردن میں اتنی شدت سے گھاڑے تھے کہ پلوشہ خان کی ہچکیاں بندھی تھیں۔ اس کی ہچکیوں کی آواز سنتے ہی اس نے اپنا چہرا اٹھاتے اس کی بھیگی آنکھوں میں دیکھتے اس کی گردن کو اپنے ہاتھ کی آہنی گرِفت میں لیا تھا۔ پلوشہ خان کو اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ وہ اس کے ہاتھ ہٹانے کی سعی کر رہی تھی لیکن وہ رایان خان کے غصے کو ابھی ٹھیک سے نہیں جانتی تھی وہ غصے میں ایسے ہی پاگل ہوتا تھا۔ آج پلوشہ نے اسے پہلی بار اتنے زیادہ غصے میں دیکھا تھا۔ تم! تمہاری ہمت کیسے ہوئی اپنے منہ سے اتنے گھٹیا الفاظ نکالنے کی؟؟ اپنے الفاظ کے معنی جانتی ہو تم پلوشہ خان؟ رایان غصے نے سرخ لہو رنگ آنکھوں سے چیختے ہوئے پلوشہ کی گردن پہ اپنے ہاتھ کی گرِفت بڑھاتے پلوشہ خان کے کانوں کے پاس چیخا تھا۔ پلوشہ خان نے بے بسی سے اس کے سینے پہ اپنے ناخن زور سے گھاڑتے اسے پیچھے کرنا چاہا تھا، اس کی مرنے جیسی حالت دیکھتے رایان خان نے اس کی گردن سے ہاتھ ہٹائے تھے اور اس کے زمین بوس ہوتے وجود کو تھامتے اسے گرنے سے بچایا تھا۔ جانتی ہو پلوشہ خان، مجھے لگتا تھا شاید میں تمہیں اپنے الفاظوں سے تکلیف دیتا ہوں لیکن نہیں۔ میں غلط تھا، تم نے ہمیشہ خود کے بارے میں ایسے گھٹیا الفاظ بول کے مجھے دوگنا تکلیف دی ہے۔ پلوشہ تم ایسا کیسے بول سکتی ہو؟ تمہاری زبان کیوں نہیں کانپی؟ وہ غصے سے اس کے کان کے پاس چیخا تھا۔ بس نہیں تھا اس وجود کو اپنی شدتوں سے اس کے الفاظ کے مطلب سمجھائے۔ جبکہ پلوشہ خان نے اپنے سر اور گلے میں ہونے والی تکلیف سے اس کے سینے پے سر ٹکایا تھا۔ آج وہ اسی ظالم کے سینے سے لگ کے پتہ نہیں اپنے کس کس غم کو یاد کر کے شدتوں سے روئی تھی۔ وہ اتنا روئی تھی کہ رایان خان اتنے غصے میں بھی اپنے لبوں سے اس کے آنسو چُننے پہ مجبور ہوگیا تھا۔ اس کے لمس پہ پلوشہ خان کانپتے ہوئے پیچھے ہٹی تھی۔ اس کے پیچھے ہٹتے ہی رایان خان کے دماغ میں اس کے پھر سے کچھ دیر پہلے والے الفاظ گھومے تھے جس پہ اُس نے پاس پڑا ہوا واس سامنے شیشے پہ مارا تھا۔ اس وجود کو مزید تکلیف دینے کا مطلب تھا خود کو تکلیف دینا اسلیئے اب اپنا غصہ ان بےجان چیزوں پہ نکال رہا تھا۔

KOH NOVELS - URDU

پلوشہ تم نے یہ الفاظ استعمال کر کے اچھا نہیں کیا، میں تمہیں تمہارے الفاظوں کے ایسے مطلب سمجھاؤں گا کہ تم میرے قہر سے پناہ مانگو گی لیکن رایان خانزادہ کو تم پہ رحم نہیں آئے گا۔ شاید تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ تم یہاں سے چلی جاؤ کیونکہ تمہیں دیکھ کے مجھے تمہارے یہی گھٹیا الفاظ یاد آئیں گے۔ جن کا تمہیں مطلب سمجھاتے پتہ نہیں میں کیا کر جاؤں! رایان خان اس کے گلے پہ اپنے دانتوں اور انگلیوں کے نشان دیکھتے ہوئے غصے سے بولتے باہر نکلا تھا۔ پیچھے پلوشہ خان نے اس کی بے حسی پہ اپنی آنکھیں غصے سے رگڑی تھی دل نے کہا تھا وہ ایک آخری بار اسے پھر سے روکے گا لیکن نہیں! وہ ظالم تو اسے زخم دے کے جا چکا تھا جبکہ رایان خان اپنے غصے میں راستے میں آئی ہر چیز کو زمین بوس کرتے ہوئے لال ہویلی سے باہر نکلا تھا۔ پیچھے لاونج میں بیٹھے سب افراد نے اس کے اتنے غصے سے جھرجھری لی تھی۔ فارس خان اس کے اتنے سخت ردعمل پہ ابھی تک حیران ضرور تھا! رایان خان ڈیرے پہ غصے سے سگریٹ پھونک رہا تھا۔ اُسے سمجھ نہیں آ رہی تھی وہ پلوشہ کو اپنے نکاح میں کیسے لے؟ ابھی تو سب اس کے خلاف ہوں گے۔ فارس اور ساحر دونوں اس سے شدید ناراض ہوں گے اور ان کے بغیر تو یہ کام ناممکن تھا۔ وہ جب بھی پلوشہ کا چہرہ دیکھتا تھا اُسے اپنی خوبصورت اپھو جان یاد آتی تھی۔ اُسے لگتا تھا اگر پلوشہ اس دنیا میں نہ آتی تو وہ اُسے کبھی چھوڑ کے نہ جاتی اور اُسے لگتا تھا ان دونوں خاندانوں کی دشمنی کی جڑ وہ لڑکی ہے۔ اس لئے وہ چاہ کے بھی اُس سے نرم نہیں ہو پاتا تھا۔

پلوشہ کے الفاظ کسی بھٹی کی مانند اس کے پورے وجود کو راکھ کر رہے تھے۔ انھیں سوچ میں گم اس کا سگریٹ اس کے ہاتھ کی انگلی کو جلا چکا تھا۔ جس سے وہ ہوش کی دنیا میں آیا تھا۔ اسے نیچے پھینک کے اپنے پاؤں سے مسلا تھا۔ اب کی بار رایان خانزادہ نے اپنی کالی ٹی شرٹ اُتارتے ہوئے صوفے پہ پھینکی تھی سائیڈ ڈرار سے سگریٹ نکال کے پھر سے سلگایا تھا۔ غصے میں جو تکلیف اسے دے کے آیا تھا اس پہ دل ابھی تک سینے کی دیواروں سے پٹک رہا تھا۔ کسی میسج کے نوٹیفکیشن پہ اس کی نظر اپنے موبائل پہ پڑی تھی۔ وہاں پہ اپنی اور ساحر خان کی والپیپر پکچر دیکھ کے اُسے بےساختہ ساحر خان کا خیال آیا تھا۔ لالا کو کال کر کے نکاح کا بول لیتا ہوں۔ وہ تو میری ایک پکار پہ زمین آسمان ایک کر دیں گے۔ رایان خان خوش فہم ہوا تھا لیکن اگلے ہی لمحے یہ خوش فہمی غلط فہمی میں تبدیل ہوئی تھی۔ جب سعد خان کے الفاظ دماغ میں گھونجے تھے کہ ساحر لالا سخت ناراض اور غصے ہیں آپ پے!! آہہہ۔ رایان خان کا بس نہیں تھا ہر چیز اُلٹ پلٹ کے رکھ دے۔ اس نے ساحر خان کے نمبر پہ فون کیا تھا جو کاٹ دیا گیا تھا مطلب وہ اس سے بات بھی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ لالا!! اب کی بار رایان نے میسج کیا تھا جو سین ہو چکا تھا لیکن ریپلائی نہیں آیا تھا۔ غضب بیستی کر رہے ہیں یار!! رایان خان نے خود سے کہتے ہوئے غصے سے موبائل بیڈ پے پھینکا تھا۔

KOH NOVELS - URDU

پلوشہ کو لال ہویلی میں آئے ہفتہ ہو چکا تھا۔ اس کو اس ہویلی سے ڈھیر سارا پیار ملا تھا۔ سجاول خان، سعد خان اور سب اس کے نخرے اٹھانے میں لگے ہوئے تھے۔ اسے گڑیا گڑیا کہتے نہیں تھک رہے تھے اور وہی گل بہار منہ بنا کے پلوشہ کے سامنے بیٹھی ہوئی تھی اور اپنی تھیکی ناک چڑھاتے ہوئے سجاول، ساحر اور سعد خان کو دیکھ رہی تھی۔ جو جان بوجھ کے اپنی توجہ پلوشہ پہ کئے ہوئے تھے۔ سعد خان سب کو ہنسانے کا کام انجام دے رہا تھا۔ سجاول خان پلوشہ کو سینے سے لگایے بیٹھا ہوا تھا اور ساحر خان اسے مسکرا کے دیکھتا ہوا اپنے ڈمپل کے آج کئی دنوں بعد درشن کروا رہا تھا۔ یہ تینوں کی منصوبہ بندی تھی تاکہ گل بہار کو تھوڑا تنگ کیا جا سکے۔

گل بہار نے زور سے کھانسنا شروع کیا تھا کہ کوئی تو اسے پانی مانگوا کے دے گا لیکن وہ تینوں اب بھی پلوشہ کی طرف متوجہ تھے۔ یہ دیکھتے ہوئے گل بہار کی نیلی آنکھیں لبا لب پانیوں سے بھری تھیں۔ اس کو پلوشہ سے شدت سے حسد ہوئی تھی جو آتے ہی اس کے سب لالہ پہ قبضہ جمائے بیٹھی تھی۔

اب کی بار وہ ٹیبل پہ سر رکھ کے بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کے رونا شروع ہوئی تھی۔ جسے دیکھتے ہوئے وہ چاروں بھوکھلا گئے تھے۔ ساحر خان جلدی سے اٹھ کے گل بہار کے پاس گیا تھا اسے اپنے ساتھ لگانا چاہا لیکن وہ اس سے دور ہوئی تھی۔

" مجھ‌مجھے نہی‌نہیں کر۔ کرنی، اب کی‌کسی سے با۔ بات، میری شادی ہو جائے گی نہ،پھر آپ سب کو میری یاد آئے گی، میں کسی سے ملنے بھی نہیں آیا کروں گی۔" وہ یہ سب اتنی معصومیت سے اپنی تیکھی ناک چڑھائے نیلی آنکھوں میں پانی اور غصہ لیے بول رہی تھی کہ سب نہ مشکل سے اپنی مسکراہٹ ضبط کی تھی۔

کیا ہوا گل، میری جان، میرے پاس تو آو؟ ساحر خان نے پیار سے پکارا تھا۔

نہیں، مجھے آپ سے بھی بات نہیں کرنی، آپ سب لوگوں نے اس پلوشہ کی بچی کے ساتھ ٹیم بنا لی ہے۔ میں بابا جان کو بتانے جا رہی ہوں۔ ابھی گل بہار اٹھی ہی تھی جب جلدی سے ساحر خان نے اسے پکڑتے ہوئے اپنے سینے سے لگایا تھا۔

پلوشہ، سجاول اور سعد خان کے قہقے گونجے تھے، جس پہ ساحر نے سب کو غصے سے گھورا تھا۔

گل بہار ان کے قہقے لگانے پہ اور تیزی سے رونا شروع ہو گئی تھی۔

بس کرو لالا کی جان!! ہم مذاق کر رہے تھے قسم سے۔ اب کی بار اس کی ایک طرف پہ سجاول خان آکے بیٹھا تھا۔

KOH NOVELS - URDU

آرے کوئی میری چڑیل کے لیے پانی تو لا دو، کہاں مر گیے سارے؟" اس کا گلا خراب " ہے۔ تم لوگوں کو آواز نہیں آ رہی۔ جلدی سے پانی لے کے آو۔ سعد خان ہنستے ہوئے گل بہار کو اور تنگ کر رہا تھا۔ جس پہ وہ خفت کا شکار ہوئی تھی اور سب کو نروٹھے پن سے دیکھا تھا۔ جب کہ پلوشہ خان سعد خان کا ساتھ دیتے ہوئے قہقے لگا رہی تھی۔ وہ یہاں پہ ان سب کو پا کے بہت خوش تھی لیکن اپنے ماضی کی وجہ سے اندر ہی اندر دکھی بھی رہتی تھی۔

خوش تو وہ بڑی ہویلی میں بھی تھی لیکن فارس خان زیادہ تر سنجیدگی اختیار کیے رکھتا تھا۔ زرلاشتہ خان ساحر خان کی یادوں میں اداس رہتی تھی اور رایان خان اپنی باتوں سے اس کا جینا حرام کیے رکھتا تھا جبکہ یہاں سب کے سب اس کے نخرے اٹھا رہے تھے۔

ہنسنا بند کرو موٹی, گل بہار روتے ہوئے چیخ رہی تھی۔ جس پہ سب کا مشترکہ قہقہ گونجا تھا۔ گل بہار نے خفگی سے اپنی نیلی آنکھوں والے لالا کو دیکھا تھا۔ جس پہ اس نے لب دبا کے اپنی ہنسی روکی تھی اور ایک ہاتھ سے اپنا کان پکڑا تھا۔ یہ مومنٹ اتنا پیارا تھا کہ گل بہار اپنے آپ کو مسکرانے سے روک نہ پائی اور نم آنکھوں سے اپنے لالا کے سینے پہ سر رکھا تھا۔ جس سے وہ بے تحاشا پیار کرتی تھی۔

سوری گل!! اب کی بار سجاول، سعد اور پلوشہ اکھٹے بولے تھے۔

مجھے نہیں بات کرنی کسی سے، میرے لئے ساحر لالا کافی ہیں ہنہہ۔ گل بہار نے ساحر خان کی گردن میں اپنا چہرا چھپایا تھا جس پہ وہ مسکرا دیا۔

یہ سب سعد خان کمینے کی وجہ سے ہوا ہے۔ گل قسم خدا کی یہ اس کا آئیڈیا تھا تمہیں تنگ کرنے کا سجاول نے اپنی صفائی پیش کی تھی۔

ہاہ نہیں گل، لالا الزام لگا رہے ہیں مجھ پہ!! اب کی بار سعد خان معصومیت سے بولا " "تھا۔

گل میرا تو کوئی قصور نہیں ہے، دیکھو تم نے مجھے موٹی بولا میں نے پھر بھی کچھ " نہیں بولا۔" پلوشہ خان اپنے گول مٹول سفید چہرے پر دنیا جہاں کی معصومیت سجائے بولی تھی۔

اب کی بار ساحر خان اور گل بہار دونوں کے مشترکہ قہقے گونجے تھے اور وہی سب مسکرا دیے کیونکہ اب گل بہار مان چکی تھی۔ اور حیدر خان جو ابھی کچھ دیر پہلے مردان خانے سے یہاں آئے تھے، رک کے ان کی حرکتیں ملاحظے کرتے ہوئے مسکرا دیے۔ کتنے وقت بعد ان کی ہویلی میں یوں خوبصورت اور دلکش قہقے گونج رہے تھے، بے ساختہ انہوں نے اپنے بچوں کو ہمیشہ خوش رہنے کی دعا دی تھی۔

KOH NOVELS - URDU

عشقِ ستم قسط 13

زرش خان، لال رنگ کا گھٹنوں تک آیا ٹاپ پہنے، نیچے سفید ٹائٹ پینٹ اور گلے میں لال مفلر لیے اپنے بھورے بالوں کو کھولے گاڑی میں تیز موسیقی لگائے ڈرائیو کر رہی تھی۔ جب وقت پہ بریک نہ لگانے کی وجہ سے اس نے اپنی گاڑی اپنے آگے چلتی ہوئی کالی مرسیڈیس میں ٹھوکی تھی۔

خانہ خراب! زرش خان آج کل پشتو سیکھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ جو وہ آسٹریلیا میں رہنے کی وجہ سے بھول چکی تھی۔ اب بھی جنجھلاتے ہوئے خود کو کوسا تھا۔

سجاول خان جلدی سے بریک لگاتے ہوئے گاڑی سے باہر نکلا تھا، تاکہ اپنی پسندیدہ گاڑی کا نقصان کرنے والی ہستی سے دو دو ہاتھ کر سکے۔ جب کہ زرش خان جو جھک کے سیٹ سے نیچے گرا اپنا فون اٹھا رہی تھی، شیشہ نوک ہونے پہ جلدی سے سیدھی ہوئی تھی۔ جس سے اس کے بھورے بالوں کا منہ کے آگے سایہ سا ہو گیا تھا۔ زرش خان اپنے سامنے سجاول خان کو دیکھتے ہوئے حیران ہوئی تھی اور پھر جلدی سے ہوش میں آتے ہوئے اپنی گاڑی سے باہر نکلی تھی۔

اسے جس دن پتہ چلا تھا کہ رایان اسے آدھا انگریز بولتا ہے۔ اس نے اس کی بات پہ ہنستے ہوئے پوری طرح رضامندی دی تھی اور اب اپنے سامنے اس لمبے چوڑے آدھے انگریز کو سفید جینز کے ساتھ کالی ٹی شرٹ پہنے دیکھ کے جس میں اس کے پھولے مسلز واضح ہو رہے تھے، زرش کا دل زور سے دھڑکا تھا۔ اب کی بار اسے ہوش سجاول کے اپنے سامنے چٹکی بجانے پہ آیا تھا۔

میڈم؟ آپ کو اگر ڈرائیونگ نہیں آتی تو آپ سڑک پہ گاڑی لے کے کیوں گھوم رہی ہیں؟ سجاول خان سنجیدگی سے اپنا غصہ کنٹرول کرتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔ اس نے ابھی تک زرش کو نہیں پہچانا تھا۔

Oh hello, how r u?

(آہ! ہیلو، آپ کیسے ہیں؟)جب کہ زرش جو اسے پہچان چکی تھی، اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے انگریزی میں اس کا حال پوچھنا اپنا فرض سمجھا تھا۔

What? Do u know u destroyed my favourite car badly??

(کیا؟ کیا آپ جانتی ہیں آپ نے میری پسندیدہ گاڑی کو برباد کر دیا ہے)؟ سجاول خان نے بھی انگریزی میں استفسار کیا تھا۔

اوہ ماڑا! کیا تم نے مجھے پہچانا نہیں خاناں؟ زرش خان پشتو اور اردو مکس کرتے ہوئے بولی تھی۔

جب کہ اس کے اُلٹے جوابوں پہ سجاول کا دماغ بھک سے اُڑا تھا۔ اس نے اپنی آنکھوں پہ لگا ہوا سیاہ چشمہ اُتارتے ہوئے اسے گھور کے دیکھا تھا۔ جب کہ زرش تو اس کی ہر آدا پہ دل ہار رہی تھی۔ یہ نہیں تھا کہ وہ دل پھینک تھی، اُسے اس شخص نے پہلی نظر کے عشق میں گرفتار کیا تھا۔ اتنے سال آسٹریلیا میں رہتے ہوئے بھی اس نے اپنی حدود نہیں توڑی تھیں۔

No I don’t recognize u madam! Are u a celebrity??

نہیں، میڈم، میں نے آپ کو پہچانا نہیں! کیا آپ کوئی معروف شخصیت ہیں؟) اب کی بار) سجاول خان نے دانت پیستے ہوئے پوچھا تھا۔

خاناں تم بھول گئے؟ اس دن سعد لالا کے نکاح پہ میرا تم سے ٹکر ہوا تھا اور تم نے مجھ کو بچایا تھا؟ زرش چہک کے بولی تھی۔

اس کے یوں حوالہ دینے سے سجاول خان اسے پہچان چکا تھا۔ ایک نظر اسے دیکھ کے اس نے پھر سے اپنی ڈارک براؤن آنکھوں پہ سیاہ چشمہ چڑھایا تھا۔ اور تاسف سے سر ہلاتے ہوئے اپنی گاڑی کی طرف بڑھا تھا۔ اس لڑکی سے بحث بیکار تھی، جو اپنی ہی ہانکے جا رہی تھی۔

خاناں!! اس کے یوں باربار خاناں پکارنے پہ سجاول خان نے دانت پیستے رخ موڑ کے اسے دیکھا تھا۔

جو میں نے تم کی گاڑی کا نقصان کیا ہے ، یہ رہا اس کا پیسہ!! زرش کو اس سے باتیں کرنا اچھا لگ رہا تھا، اسلیئے بات بڑھاتے ہوئے اپنے ریڈ والٹ سے پیسے نکالتے اس کی طرف بڑھائے تھے۔ جب کہ سجاول خان تو ابھی تک اپنے گاڑی سے نکلنے پہ پچھتا رہا تھا۔

اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے، آپ اگلی بار احتیاط کیجیے گا! سجاول خان جان چھڑانے والے انداز میں بولا تھا۔ اسے لڑکیوں سے انتہا کی چڑ تھی۔ ابھی بھی اس لڑکی کی بقول اسکے فضول باتوں سے اس کا میٹر شارٹ ہو رہا تھا۔ جس کو کنٹرول کرتے ہوئے اس نے اپنے ڈارک براؤن بھورے بالوں میں ہاتھ پھیرا تھا۔

KOH NOVELS - URDU

Aww!! how sweet!

(آہ!! کتنی پیاری بات ہے)! زرش خان لہجے میں پیار سموئے بولی تھی۔ جب کے اب کی بار سجاول خان کوئی بھی جواب دیے بغیر جلدی سے اپنی گاڑی میں بیٹھا تھا۔ تاکہ اس باتونی لڑکی سے جان چھڑوا سکے اور اپنی گاڑی زن سے بھگا لے گیا۔ جب کے زرش ابھی تک اس سحرزدہ آنکھوں والے شہزادے کے خیالوں میں گم تھی۔ جب پیچھے سے آتی تیز ہارن کی آوازوں پہ اس نے اُچھلتے ہوئے پیچھے گاڑیوں کی لائن دیکھی اور ناک چڑھاتے ہوئے گاڑی میں بیٹھی تھی۔

سعد خانزادہ بلیک شرٹ کے اوپر مسٹرڈ کلر کی برانڈڈ جیکٹ جبکہ گلے میں سلور چین پہنے چہرے پہ سنجیدہ تاثرات لئے ہویلی کے لاؤنج سے اوپر اپنے کمرے میں جا رہا تھا۔ جب کِچن سے پری وش کی آواز سُنتے ہوئے اس کے قدم اُس جانب بڑھے اور دروازے پہ رک کے اُسے دیکھا۔ جو کالی شلوار قمیض میں ملبوس کالا ہی دُوپٹہ سلیقے سے سر پہ جمائے بہت خوشی سے اپنے پسندیدہ کپ کیکس کو بیک کر رہی تھی، جو وہ صرف اپنے ہاتھ کے ہی کھاتی تھی۔

پری وش کی حرکتیں بلکل بچوں سی تھیں۔ اُس کی اور سعد خان کی جوڑی بلکل پرفیکٹ تھی۔ اس وقت کِچن میں کچھ ملازمہ موجود تھیں، جنہیں سعد خان نے باہر جانے کا اشارہ کیا تھا۔ وہ سب شرماتی ہوئی پری وش کو معنی خیز نظروں سے دیکھ کے جا چکی تھی، جب کہ پری وش پوری دلجمی سے اپنے کام میں مصروف تھی۔

سعد خان دبے پاؤں چلتا ہوا اس کے پیچھے کھڑا ہوا تھا۔ اُس کے سر سے دُوپٹا اتار کے پاس کرسی پہ پھینکا اور بالوں کو کیچر سے آزاد کرتے، ان میں اپنا چہرہ چھپایا تھا۔ یہ سب اس نے ایک لمحے میں کیا تھا۔ پری وش کی دھڑکنیں تیز ہوئی تھی۔ وہ اس کی خوشبو سے ہی اسے پہچان چکی تھی کہ آنے والا کوئی اور نہیں سعد خان زادہ ہے۔

چھو۔۔ چھوٹے خا۔خان کو۔ کوئی آ جائے گا۔ پری وش اپنا رخ اس کی طرف کرتے ہوئے اسے خود سے پیچھے کرتے بولی تھی۔ سعد خان نے اس کے پیچھے کرنے والی حرکت پہ اسے غصے سے گھور کے دیکھا تھا اور اس کو بازو سے زور سے پکڑے اپنی طرف کھینچا کہ وہ لہرا کے اس کے چٹانی سینے سے لگی تھی۔

آئندہ سے کبھی مجھے خود سے دور مت جٹھکنا، شدید ناگوار گزرتی ہے مجھے تمہاری یہ حرکت سعد خان سخت لہجے میں بولا تھا۔ جب کہ پری وش اس کے اتنا سنجیدہ لہجے

اور اس کی سخت گرفت پہ سہمی تھی۔ وہ کپ کیکس کو پہلے ہی اوون میں بیک کرنے کے لئے رکھ چکی تھی۔

لیکن میں تو بس اسلئے بول رہی تھی کہ کوئی آ نا جائے۔ پری وش نے اپنے آنسوؤں کو خود کے اندر اُتارتے ہاں میں سر ہلایا تھا۔ لیکن ساتھ ہی یاد آیا اوون میں کپ کیک رکھے ہوئے ہیں۔ اس کے سر ہلانے پہ سعد خان جو اس کی گردن پہ جھکنے ہی والا تھا، اس کی اگلی حرکت سعد خانزادہ کے غصے کو ساتویں آسمان پہ پہنچا چکی تھی۔

پری وش انجانے میں اسے پھر سے خود سے دور کرتی، ہڑبڑاتے ہوئے اوون کے پاس آئی تھی اور جلدی سے اپنے کپ کیک نکال کے دیکھے تھے کہ کہیں وہ جل نہ گئے ہوں۔ لیکن انجانے میں سعد خان کے غصے کو ہوا دے چکی تھی۔

سعد خان نے آگے بڑھتے ہوئے اس کے ہاتھ سے کپ کیک پکڑ کے زور سے زمین پے پھینکتے تھے اور اس کی گردن میں ہاتھ ڈالتے ہوئے نیچے جھک کے سختی سے اس کے ہونٹوں کو اپنی گرفت میں لیا تھا۔ وہ غصے سے اس کے نچلے لب پہ اپنے دانت گھاڑے جا رہا تھا اور شدت سے پری وش کی ساری سانسیں کھینچ کے اس کے ہونٹوں کو بری طرح زخمی کر رہا تھا۔ پری وش کو لگا اب اگر اس کو سانس نہ آئی تو وہ مر جائے گی لیکن اس بار اس نے مزاحمت کرنے کی جرآت نہیں کی تھی۔ وہ سعد خان کے اس رویے سے بہت سہم چکی تھی۔ آنکھوں سے آنسوں بل بل کے گر رہے تھے۔

سعد خان اپنا سارا غصہ اس کے ہونٹوں پہ اُتارتے، اس کی گردن پہ جھکتے شدت سے دانت گھاڑ چکا تھا۔ وہ جگہ جگہ اپنے دانت گھاڑتے پری وش کو سسکیاں لینے پے مجبور کر چکا تھا۔ سعد خان نے اب کی بار مزید نیچے جھکتے اس کے دل کے مقام پے اپنے دانت گھاڑے تھے۔ اب کی بار وہ ضبط نہ کرتے کانپتے ہوئے ہچکیوں سے رونا شروع کر چکی تھی۔ جس سے سعد خان ہوش میں آیا تھا۔ وہ جو اس پہ پوری طرح سے جھکے ہوئے تھا اب کی بار جھٹکے سے سر اٹھا کے اس کی کالی گہری آنکھوں میں دیکھا اور اس کی آنکھوں میں ڈر کے ساتھ ساتھ آنسو دیکھتے ہوئے اس کی نظر اس کے ہونٹوں کے زخم پہ گئی تھی۔ جہاں سے خون رس رہا تھا، وہاں سے ہوتے ہوئے اس کی گردن پہ اپنی شدتوں کے نشان دیکھتے سعد خان نے اپنے لب کاٹے تھے۔ خود کو ڈھیر سی ملامت کی تھی جو غصے میں ہر چیز بھول جاتا تھا۔ پری وش اسے شکوہ کناں نظروں سے دیکھتے ہوئے ہچکیوں سے روتے ہوئے وہاں سے اپنا دُوپٹا اٹھاتے ہوئے بھاگی تھی۔

سعد نے ایک نظر نیچے کِچن میں بکھرے ہوئے کپ کیکس کو دیکھا تھا اور ایک نظر اپنی روتی بلکتی نازُک منکوحہ کو جو اب وہاں سے اوجھل ہو چکی تھی۔

آہہہ۔۔" سعد نے اپنے پاس پڑی ہوئی کرسی کو زور سے نیچے پٹکا تھا اور اپنے گھنے " سیاہ بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے اپنی پچھلی گردن کو سہلایا تھا۔

سعد پری کے پیچھے اس کے کمرے تک گیا تھا۔ جس کا دروازہ اب کی بار بند تھا۔ سعد خان نے دروازہ کٹھکٹھایا تھا لیکن پری وش نے دروازہ نہیں کھولنا تھا تو نہیں کھولا تھا۔

آہ!! کیا ضرورت تھی اپنا غصہ اس پہ اُتارنے کی سعد خان۔" سعد پری وش کے " دروازے پہ ٹھوکر مارتے ہوئے باہر کی جانب بڑھا تھا۔ اب ہویلی میں سکون کیسے میسر آتا، اس کا سکون تو پری وش ہچکیوں سے روتے برباد کر چکی تھی۔

زرلاشتہ خان کو بھی مورے سے پلوشہ خان کے ماضی کا پتہ چل چکا تھا۔ وہ جو پہلے ہی اداس اداس رہتی تھی، پلوشہ کے جانے سے اور اکیلی اور اُداسی محسوس کر رہی تھی۔ ابھی کے زرش بھی یہی تھی لیکن وہ اپنی مرضی کی مالک تھی۔ زیادہ تر گھومنا پھرنا پسند کرتی تھی لیکن زرّ سے پیار بھی بہت کرتی تھی۔ جب سے زرلاشتہ کو پتا چلا تھا فارس خان کے ساتھ اس کی بھی شادی کی تاریخ رکھی گئی ہے، اس کو کوئی خوشی نہیں ہو رہی تھی۔ دل ویران تھا کیونکہ دل کا سکون اور چین تو اس کے بے رحم پٹھان نے لوٹ لیا تھا جو اس پہ سوتن لا کے بٹھانے کا بول چکا تھا اور اس کو شاید صرف اپنی ضرورت کا سامان بنانے کا ارادہ رکھتا تھا۔ یہ سوچتے ہوئے اسکی سبز آنکھوں سے آنسو بہے جا رہے تھے، جب زرلاشتہ کا کمرہ نوک ہوا تھا۔

آ جائیں۔۔!! زرّ نے اپنے آنسو صاف کرتے اپنی خوبصورت آواز سے آنے کی اجازت دی تھی اور سامنے فارس خان کو دیکھ کے جلدی سے اس کے اِحترام میں اٹھ کے کھڑی ہوئی تھی۔ فارس خان نے اپنی بہن کو خود سے لگاتے ہوئے اس کے ماتھے پہ لب رکھے تھے۔

کیسی ہو میری زرّ؟ سارا سارا دن کمرے میں کیوں بند رہتی ہو؟" فارس خان نے اس کو " اپنے ساتھ نرمی سے بٹھاتے پیار سے پوچھا تھا۔ جس پہ زرلاشتہ کی آنکھوں سے پھر سے آنسو نکلے تھے۔

"لا لا!! روتے ہوئے پکارا گیا تھا۔"

جی، لالہ کی جان؟" فارس نے ہنوز پیار سے جواب دیتے ہوئے اس کے آنسو صاف " کیے تھے۔

لا لا ہمیں پلوشہ یاد آ رہی ہے زرّ نے اپنی اُداسی کو اس بات کے پیچھے چھپایا تھا۔"

زرّ بچے میں تمہاری شادی کے لئے صرف تمہاری پاکیزہ محبت کی وجہ سے مانا " ہوں، نہیں تو تم جانتی ہو میں کبھی بھی بڑی ہویلی کے مکینوں سے ہاتھ نہیں ملاتا۔ اب مجھے صحیح سے بتاؤ، کیا بات پریشان کر رہی ہے؟" فارس خان فکرمندی سے پوچھ رہا تھا۔

اس کی اتنی فکر پہ زر اپنے آنسو روک نہ پائی۔ آپ کا شکریہ لالہ جان ہمیشہ میرے " لئے اتنا سب کرنے کے لئے!! آپ اور رایان لالہ دونوں میرے لئے سب سے بڑھ کر ہیں۔ میں آپ دونوں سے بہت پیار کرتی ہوں۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہا، میں آپ دونوں کے بغیر کیسے رہوں گی۔ زرّ روتے ہوئے بول رہی تھی وہی فارس خان کی آنکھوں کے گوشے بھی نم ہوئے تھے۔ جب کہ دروازے پہ کھڑا رایان جو زرلاشتہ سے ملنے آیا تھا ان کی طرف بڑھا۔

آہم۔ آہم۔ میں بھی یہاں ہوں، رایان خان شوخ لہجے میں بولتے ہوئے زرّ کے پاس بیٹھا " تھا۔ جو اس کو دیکھتے ہوئے اپنے آنسو صاف کرتی مسکرا دی اور اس کے سینے سے لگی تھی۔ رایان خان نے اس کے بالوں پہ اپنے لب رکھے تھے۔ بس میرا بچہ چپ۔!! رایان خان نے اس کے آنسو اپنے انگھوٹے سے صاف کیے تھے۔

زر یار! تم کون سا نیل کے ساحل پہ جا رہی ہو؟ اپنے ساحر لالہ کے پاس ہی جا رہی ہو " نا۔ ہم ملتے رہیں گے اپنے بچے سے اور اب تو تم کافی دیر ہو نا ہمارے پاس۔ ہم یہ دن سب سے خوبصورت بنائیں گے۔ رایان خان مسکراتے ہوئے بولا تھا۔ جس پے زر مسکرائی تھی لیکن فارس خان نے رایان خان کو سرے سے اگنور کیا تھا۔

"زر--- رایان نے زر کو معصومیت سے پکارا تھا۔"

جی لالہ!! زر نے اپنی خوبصورت سبز آنکھیں اُٹھا کے رایان کو دیکھا تھا۔ جس پہ اس " نے فارس کی طرف اشارہ کیا تھا۔ جو دائیں طرف سے زر کو اپنے حصار میں لیے بیٹھا تھا۔

"زر نے نا سمجھی سے آبرو اٹھایا تھا۔"

زر لالہ مجھ سے ناراض ہیں میری سفارش کرو نا میرا بچہ--!! رایان خان زر کے کان " میں بولا تھا۔ لیکن اس کی سرگوشی فارس خان بھی سن چکا تھا۔ وہ پلوشہ والی بات سے ابھی تک ناراض تھا۔ ابھی فارس اٹھا ہی تھا کہ باہر جا سکے لیکن رایان خان تیزی سے کھڑے ہوتے۔ اس کے گلے میں اپنے ہاتھوں کا حصار باندھ گیا۔

KOH NOVELS - URDU

سوری لالہ!! معاف کر دیں نا، کیوں بیویوں کی طرح ناراض ہو رہیں ہیں؟؟ رایان خان " معصومیت سے بولتے اتنا کیوٹ لگ رہا تھا کہ اگر کوئی اس اٹیٹیوڈ والے بندے کو بچہ بنتا دیکھ لیتا تو یقیناً غش کھا جاتا۔۔ زرلاشتہ مسکرا رہی تھی۔

"ہٹو پیچھے، مجھے کام ہے، فارس خان سنجیدگی سے بولا تھا۔"

رایان خان نے فارس کے گال پہ لب رکھے تھے۔ وہ دونوں لمبے چوڑے خوبصورت پٹھان اس وقت نظر لگ جانے کی حد تک پیارے لگ رہے تھے۔

لالہ!! مان جائیں نا اب۔" اب تو زرلاشتہ بھی رایان خان کی اتنی معصوموں والی " ایکٹنگ پہ فدا ہو چکی تھی۔ اسلئیے جلدی سے اس کی حمایت کی تھی۔ جسے سنتے ہوئے فارس نے رایان کو گھور کے دیکھتے ہوئے اس کے گرد اپنے ہاتھوں کا حصار باندھا تھا۔

شکریہ میرا بچہ۔!! رایان خان زیر لب بولا تھا۔ جسے سمجھ کے زرلاشتہ بھی ان دونوں " "کے ساتھ آ لگی تھی، یہ منظر بہت خوبصورت اور مکمل تھا۔

ساحر خان اپنے کمرے کی بالکونی میں کھڑا تھا۔ آنکھوں کے آگے بار بار زرلاشتہ کا دلکش سراپا آ رہا تھا۔ وہ سونا چاہتا تھا کیوں کہ صبح اس کی اسلام آباد میں بزنس سے متعلق ایک اہم میٹنگ تھی لیکن اُسے نیند نہیں آ رہی تھی۔

ساحر خان نے سائیڈ ڈرار سے نیند کی گولی لیتے پانی حلق میں انڈھیلا تھا کیوں کہ صبح اسے دور کا سفر اور میٹنگ کرنی تھی جس کی لیے سونا ضروری تھا۔

وہ اپنی شرٹ اُتارتے ہوئے بیڈ پہ لیٹنے کے انداز میں گرا تھا۔ وہ آج سارا دن ڈیرے پہ تھا جس کی وجہ سے کافی تھک بھی چکا تھا۔ زرلاشتہ کو سوچتے سوچتے اس کی آنکھ لگ چکی تھی اور کچھ نیند کی گولی نے اثر دکھایا تھا۔

تقریباً رات کے 3 بجے رایان خان کی گاڑی بڑی ہویلی کے گیٹ پہ رکی تھی۔ ملازموں نے اسے حیران ہوتے اتنی رات کو یہاں دیکھا تھا لیکن پھر جلدی سے دروازہ کھولا تھا کیوں کہ اب سب جانتے تھے کہ لال ہویلی اور بڑی ہویلی کے تعلقات پہلے سے بہتر ہو چکے ہیں۔ اسی لئے رایان کو جلدی سے اندر جانے دیا کیوں کہ وہ جانتے تھے کہ یہ سرپھرا پٹھان غصے کا بہت تیز ہے۔

رایان خان سب ملازموں کی حیران کن نظروں کو اگنوا کرتے آگے بڑھا تھا اور سیڑھیاں چڑھتے ہوئے ساحر خان کے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔

KOH NOVELS - URDU

سجاول خان جو ابھی جاگ رہا تھا، گاڑی کی آواز پہ کمرے کی کھڑکی پہ کھڑے ہو کے نیچے دیکھنے لگا۔ اُسے لگا شاید سعد یا ساحر ہوں گیں کیوں کہ کبھی کبھی اتنی دیر تک وہی آتے تھے لیکن نیچے گاڑی سے رایان خان کو نکلتے دیکھ کے وہ حیران ہوا تھا۔

یہ اس وقت چوروں کی طرح یہاں کیا لینے آیا ہے؟؟ سجاول خان غصے سے سوچتے ہوئے اپنے کمرے سے باہر نکلا تھا۔

لیکن ابھی وہ نیچے جاتا جب سامنے ہی رایان خان اپنی پاکٹ سے کوئی سوئی نما چیز نکالتے بڑی مہارت سے ساحر خان کے کمرے کے دروازے کا لاک کھولتے اندر بڑھا تھا اور مڑتے ہوئے دروازہ بند کرنے ہی والا تھا۔ جب سامنے سجاول خان کو دیکھ کے اس کا موڈ بری طرح خراب ہوا تھا۔

تم رات کے اس وقت یہاں کیا کر رہے ہو رایان خان؟؟ سجاول خان غصے سے پوچھ رہا تھا۔

شششش، میری جان کمرے میں سو رہی ہے۔ بس جانو کو مِس کر رہا تھا تو رومانس کرنے آ گیا۔

So Don’t disturb us

رایان خان دل جلانے والی مسکراہٹ سے سجاول کو دیکھتے ہوئے بول رہا تھا۔ ایسے جیسے وہ واقعی ساحر خان کے ساتھ رومانس کرنے آیا ہو۔

ابھی سجاول خان اسے ساحر کے کمرے سے پکڑ کے باہر نکلتا۔ جب رایان خان نے اس کو آنکھ مارتے ہوئے اس کے منہ پہ دروازہ بند کرتے لاک کیا تھا۔ سجاول خان نے غصے سے آنکھیں میچی تھیں۔

ہہنہ۔۔ لالا کا سپون (چمچہ)! سجاول خان بڑبڑاتے ہوئے کمرے کے دروازے پہ ٹھوکر مارتے ہوئے غصے سے اپنے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔

رایان خان حیران ہوا تھا کہ ساحر خان تو نیند کا بہت کچا تھا۔ پھر اب تک ان کے شور سے جاگا کیوں نہیں تھا؟ لیکن پھر سائیڈ ٹیبل پہ سگریٹ، پانی کا گلاس، اور نیند کی گولیوں پہ نظر پڑتے وہ سمجھ چکا تھا کہ اُسے نیند نہیں آ رہی ہوگی جس وجہ سے وہ گولی لے کے سویا ہوگا۔ ایک گہرا سانس بڑھتے ہوئے اس نے ساحر خان کو دیکھا تھا جو شرٹ لیس تکیے کو خود میں بینچھے سو رہا تھا۔ سرخ و سفید چہرہ جس میں ہر وقت غصے کی سرخیاں گلی ہوتی تھیں۔ اب نائٹ بلب کی روشنی میں پرسکون لگ رہا تھا۔ نیلی گہری آنکھیں بند تھیں۔ وہ واقعی ہی کوئی سویا ہوا شیر لگ رہا تھا۔

KOH NOVELS - URDU

رایان خان نے اپنی شرٹ اُتارتے ہوئے سوفے پہ پھینکی تھی۔ اب وہ بلیک پینٹ میں اور بلیک ہی ویسٹ میں تھا۔ جس سے اس کے پھولے مسلز واضح نظر آ رہے تھے اور سفید سینے پہ شہد رنگ بال اس کی خوبصورتی میں اور اضافہ کر رہے تھے۔ وہ قدم بڑھاتے ہوئے ساحر خان کے بیڈ کی طرف بڑھا تھا۔ اس کے بازو سے تکیے کو نکال کے نیچے پھینکتا وہ اس کے سینے سے لپٹ چکا تھا۔ جیسے وہ بچپن میں سوتا تھا۔ ساحر خان کو محسوس ہوا جیسے اس کے پاس کوئی موجود ہو لیکن گہری نیند اور جانے پہچانے لمس کی وجہ سے آنکھیں نہ کھول پایا لیکن ماتھے پہ بل ضرور پڑے تھے۔ رایان خان نے اس کے ماتھے پہ بل دیکھ کے ان پہ اپنے لب رکھے تھے اور پھر ایک نظر اُس کے شرٹ لیس وجود کو دیکھتے ہوئے اپنے اور اس کے بازؤں کے مسلز کا موازنہ کیا تھا۔

ہاں، زیادہ نہیں، بس ایک آدھ انچ کا ہی فرق ہے۔ رایان خان منہ بناتے ہوئے خود سے بولا تھا۔ جیسے اپنی ساری جم میں کرنے والی محنت ضائع ہوتی ہوئی محسوس ہوئی ہو کیونکہ ساحر خان کے بازو کے مسلز اُس سے ایک انچ بڑے لگ رہے تھے۔ لیکن پھر سب باتوں کو پس پشت ڈالتا وہ واپس سے اس کے سینے سے لپٹ گیا اور کچھ ہی دیر میں وہ بھی خوابِ خرگوش کے مزے لیتے لیتے سو چکا تھا۔

عشقِ ستم... قسط 14

ساحر خان کی آنکھ خود پہ وزن محسوس کرتے ہوئے کھلی تھی۔ اس نے حیرانگی سے اپنے اوپر کسی لمبے چوڑے وجود کو لیٹے دیکھا تھا۔ لیکن اس لمبے چوڑے وجود کے سونے کے اسٹائل سے اور اپنے اوپر لیٹے ہوئے وجود کے شہد رنگ بالوں کو دیکھتے وہ سمجھ چکا تھا، ایسی جرأت کون کر سکتا ہے۔

ساحر خان کے ہونٹوں پہ ایک خوبصورت سی مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا۔ رایان خان چاہے جتنا مرضی باڈی بلڈر کیوں نہ بن جاتا۔ لیکن ساحر خان کے لئے وہ ابھی بھی بچہ تھا۔ اُسے اس لمبے چوڑے وجود کا وزن بالکل برا نہیں لگ رہا تھا۔ آج وہ ڈھیروں سال بعد اس کے ساتھ اس اسٹائل میں سویا تھا۔

ساحر خان نے اس کے ماتھے سے اس کے شہد رنگ بالوں کو پیار سے پیچھے کیا تھے۔ رایان خان نے ساحر خان کے گرد اپنی گرفت مضبوط کرتے ہوئے اس کی گردن میں چہرہ چھپایا تھا۔

ہٹو میرے اوپر سے!! ساحر خان اس کے بالوں سے ہاتھ ہٹاتے لہجے کو سپاٹ بناتے ہوئے بولا تھا۔

KOH NOVELS - URDU

رایان خان نے اس کی گردن پہ ہلکے سے اپنے لب رکھے تھے (وہ واقعی ہی اسے بیویوں کی طرح منا رہا تھا)۔ ساحر خان کو اس کی حرکت پہ گدگدی محسوس ہوئی تھی۔

پیچھے ہٹو! یہ کیا بغیرتی کر رہے ہو صبح صبح؟ ساحر خان تپے لہجے میں بولا تھا۔

رات سے آپ کے ساتھ رومانس کرنے کا دل کر رہا تھا لیکن رات آپ جلدی سو گئے تھے تو آپ کی نیند کا فائدہ نہیں اُٹھا سکتا تھا ڈارلنگ!! رایان خان نے بے باکی سے بولتے ہوئے اس کی گردن سے چہرہ اٹھاتے ہوئے اس کی نیلی آنکھوں میں دیکھتے آنکھ ونک کرتے ہوئے کہا تھا۔ ساحر خان نے اسے غصے سے گھور کے دیکھا تھا۔ اب کی بار رایان نے اس کی دونوں آنکھوں پہ اپنے لب رکھے تھے۔ ساحر خان نے اسے جٹھکے سے خود سے دور کیا تھا۔

رایان سکندر خانزادہ کیا میں پوچھ سکتا ہوں تم اس وقت میرے کمرے میں ایسی چھچھوری حرکتیں کیوں انجام دے رہے ہو؟ ساحر خان پھر سے سپاٹ لہجے میں بولا تھا۔

رایان خان پھر سے اس کے ساتھ لپٹا تھا۔

معاف کر دیں نا لالا!! ویسا ہی بچپن والا اسٹائل جب ہمیشہ وہ کوئی غلطی کر کے اس کے ساتھ لپٹ کے یہی الفاظ دہراتا تھا۔

مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی رایان!!تم نے پلوشہ کو حقیقت بتا کے اچھا نہیں کیا۔ اس میں اس معصوم گڑیا کا کوئی قصور نہیں تھا، ساحر خان نے شکوہ کیا تھا۔

لالا وہ سب غصے میں۔۔ ابھی رایان مزید بولتا جب ساحر خان نے اسے کروٹ لیتے ہوئے خود کے نیچے کیا تھا اور اس کی گردن پہ زور سے اپنے دانت گھاڑے تھے۔

آہ لالا۔۔ یار۔۔۔ ہٹیں۔۔ رایان خان مصنوعی درد ظاہر کرتے ہوئے چیخا تھا۔

یہ میری بیوی کے حق پہ نظر رکھنے کی (اشارہ خود کی طرف تھا) اور میری بہن (پلوشہ) کو اُداس کرنے کی سزا!! ساحر خان اپنے بھورے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے اس پر سے اٹھا تھا۔

رایان نے اس کے تکیے کو اپنی باہوں میں بھرا تھا۔

کیا مطلب ہے آپ کا اب رایان خان کا اپ پہ کوئی حق نہیں رہا؟ رایان خان نروٹھے پن سے بولا تھا۔

KOH NOVELS - URDU

نہیں مجھ پہ سارا کا سارا حق تمہاری بہن کا اور اس کے پورے وجود پہ سارا کا سارا حق ساحر خانزادہ کا ہے۔ ساحر خان بےباکی سے بولتے ہوئے شیشے کی طرف بڑا تھا، جس میں رایان خان کا سرخ پڑتا چہرہ واضح تھا۔

لالاااا۔۔۔ رایان خان اپنی بہن کے بارے میں اس کی سرعام بے باک بات پہ چیخا تھا۔ جس پہ ساحر خان کا دلکش قہقہ کمرے میں گونجا تھا۔

تو آپ پہ حق جمانے والی کوئی اور آ جائے گی اور میرا یہاں سے کٹ جائے گا یہ بات میں جانتا ہوں تو بس پھر میرے نکاح کا بھی انتظام کریں اپنی شادی پہ۔۔ رایان خان اوندھے منہ لیٹتے ہوئے بولا تھا جس پے ساحر خان نے شیشے سے اس کی چوڑی پشت کو گھورا تھا۔

اس کی نظریں خود پہ محسوس کرتے ہوئے رایان خان نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے اپنے شہد رنگ بالوں میں ہاتھ پھیرا تھا۔

کام کی بات پہ آو رایان خان، پہلے ہی تم مجھے رات سے بہت تنگ کر چکے ہو۔۔ ساحر خان اسے گھورتے ہوئے بولا تھا، وہ رایان خان کی رگ رگ سے واقف تھا۔

مجھے آپ کی گڑیا پلوشہ خان آپ کی شادی کے دن اپنے نکاح میں چاہیے۔ ریان خان نے بھی بغیر کسی لگی لپیٹی کے اپنی بات مکمل کی تھی۔

وجہ؟؟ ساحر خان نے آبرو اچکاتے ہوئے پوچھا تھا۔

جوانی!! رایان خان نے ایک لفظی جواب دیا تھا جس پہ ساحر خان کا دل کیا اس کی گردن مروڑ دے۔

سجاول نہیں مانے گا۔۔ ساحر خان نے رایان کو حالات سے آگاہ کیا تھا۔

سجاول سے اجازت کون لے گا؟؟؟ رایان خان نے مصنوعی حیران ہوتے ہوئے پوچھا تھا جس پہ ساحر نے اسے پھر سے گھورا تھا۔

ہم سب سے زیادہ سجاول خان پلوشہ پہ حق رکھتا ہے اور وہ اُسے اتنے سالوں بعد ملی ہے، وہ کبھی بھی اُسے اپنے سب سے بڑے مخالف کے ساتھ نکاح میں نہیں دے گا۔۔ ساحر خان نے اسے تفصیلی سمجھایا تھا۔

کیا مطلب ہے مجھے نہیں دے گا تو کسے دے گا؟؟؟ وہ منگ ہے میری۔۔ اگر اب کی بار اُس نے میرے کسی بھی معاملے میں ٹانگ آرائی نا میں اُس کو اُسی ٹانگ سے معذور کر دوں گا۔۔ رایان خان غصے سے بستر سے اٹھتے ہوئے چیخا تھا۔

KOU NOVELS - URDU

اپنے غصے کو کنٹرول کرنا سیکھو رایان خان، وہ کبھی نہیں مانے گا اور میرے خیال سے ابھی پلوشہ بھی نہیں مانے گی۔ ساحر خان جس سے خود کا غصہ کنٹرول نہیں ہوتا تھا، رایان خان کو غصے پہ قابو پانے کی ہدایت کر رہا تھا۔

لالا مجھے پلوشہ چاہیے۔ رایان ضدی لہجے میں بولا تھا جو اُس کی ذات کا خاصہ تھا۔

اتنی بھی کیا جلدی آ گئی ہے رایان، آرام سے اس بارے میں بات کریں گے ابھی چلو فریش ہو جاؤ نیچے چل کے ناشتہ کرتے ہیں۔ ساحر خان کی بات ٹالنے پہ رایان خان نے اپنی شرٹ اٹھا کے پہنی تھی، پھر فون، گلاسز اور گاڑی کی چابی اٹھائی تھی۔

ساحر خان اس کو گھور کے دیکھے جا رہا تھا جو اس کی بات کو نظرانداز کیے باہر کی جانب بڑھنے ہی والا تھا۔ جب ساحر نے اسے پکڑ کے واش روم میں دھکیلا تھا اور اپنے کمرے والی وارڈروب سے بلیک شلوار قمیض اس کے منہ پہ ماری تھی، جس پہ رایان نے اسے سپاٹ چہرے سے دیکھا تھا۔

یہ ڈرامے بعد میں کرنا جیسا تم چاہتے ہو ویسا ہی ہو گا۔ لیکن تم ناشتہ کیے بغیر یہاں سے نہیں جاؤ گے۔ ساحر خان حکمیہ لہجے میں کہتے ہوئے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا رایان خان اگر ایک دفعہ ناراض ہو جائے تو اس اٹیٹیوڈ بوائے کو منانا آسان نہیں تھا اور رایان میں اس کی جان بستی تھی، وہ اتنے سالوں بعد اس کے قریب ہوا تھا۔ اب کی بار وہ اسے پھر سے خود سے دور نہیں کرنا چاہتا تھا، اس نے رایان خان کو جلدی اسلئیے معاف کر دیا تھا کہ حقیقت تو ایک نہ ایک دن کھلنی تھی، اگر زیادہ دیر بعد کھلتی تو شاید پلوشہ کو زیادہ دکھ ہوتا اور وہ رایان خان کے نکاح پہ اتنی جلدی زور دینے پہ وہ سمجھ رہا تھا شاید پلوشہ اس کی منگ ہونے کے ساتھ ساتھ محبت بھی ہے، جسے وہ اپنی دسترس میں چاہتا ہے اور اگر دیکھا جائے تو اس میں کوئی برائی نہیں تھی، وہ بچپن سے اس کی تھی۔

اور پیچھے رایان خان جس سے ہنسی روکنا مشکل ہو رہی تھی، لیکن چہرے کے تاثرات بالکل سپاٹ تھے، اب کی بار زور سے دروازہ بند کر کے ہنسا تھا، لیکن آواز باہر جانے نہیں دی تھی۔ اس میں کوئی شک نہیں تھا، اگر رایان خان کوئی اداکار ہوتا تو ضرور ترقی کرتا۔ وہ جانتا تھا کہ ساحر خان اس سے بہت محبت کرتا ہے، اس کی بات ہر حال میں مانے گا۔

ساحر خان سجاول سے بھی بہت محبت کرتا تھا لیکن رایان بچپن سے ہی ہر وقت ساحر کے ساتھ چمٹا رہتا تھا۔

KOH NOVELS - URDU

وہ دونوں بلیک شلوار قمیض میں ملبوس بلیک ہی مردانہ شال لیے اکٹھے ڈائننگ روم میں داخل ہوتے ہوئے کوئی بات کر رہے تھے، جب کہ باقی سب ان دونوں لمبے چوڑے مضبوط جسامت کے خوبصورت پٹھانوں کو اتنی صبح کے وقت ایک ساتھ اوپر سے آتے ہوئے اور ایک ہی جیسی ڈریسنگ میں دیکھ کے حیران تھے۔

رایان بچے خیریت اتنی صبح صبح؟ خانم بی پیار سے رایان خان سے پوچھتے اس کی طرف بڑھتے ہوئے اس سے مل رہی تھی۔ جب کہ پلوشہ منہ کھولے اُسے صبح صبح یہاں دیکھ رہی تھی، سوائے سعد خان کے سب یہاں موجود تھے جو اپنے کمرے میں ہمیشہ کی طرح اپنی نیند پوری کر رہا تھا۔ اس نے پری وش کی ناراضگی کی وجہ سے پوری رات جاگ کے گزاری تھی۔ جو خود کو کمرے میں بند کیے بیٹھی تھی اور اب زبردستی کی مسکان چہرے پہ سجائی بیٹھی تھی۔

جی وہ، لالا نے بلایا تھا رات میں۔۔۔ رایان خان نے سارا ملبہ ساحر خان پہ ڈالا تھا۔ جس پہ ساحر نے اُسے گھورا تھا۔ جب کہ باقی سجاول خان، مراد خان اور حیدر خان سے ملنے کی زحمت اس نے ابھی تک نہیں کی تھی اور سوائے پلوشہ کے سب لڑکیوں کے سروں پہ ہاتھ رکھ کر گہری نظروں سے پلوشہ کو اوپر سے نیچے تک دیکھتے ہوئے آنکھ ماری تھی۔ جو حیرانگی سے اپنی آنکھیں پھیلائے اسے یہاں دیکھ رہی تھی اور اب اس کی اس حرکت پہ سٹپٹاتے ہوئے یہاں وہاں دیکھا تھا۔ جسے دیکھتے ہوئے سب لڑکیوں نے معنی خیز نظروں سے پلوشہ کو دیکھا تھا وہ سب جانتی تھیں، پلوشہ خان رایان خانزادہ کی منگ ہے۔ ان سب کے ایسے دیکھنے پہ پلوشہ سرخ پڑی تھی، رایان خان کی ایسی حرکت بڑوں میں سے کسی نے بھی نہیں دیکھی تھی۔

رایان کو صبح صبح یہاں ایسی حرکتیں کرتے دیکھ کے سجاول خان کا خون کھول رہا تھا۔

بیٹھو رایان خان، ناشتہ کرو گے یا میں اپنے ہاتھوں کا کرواوں؟ ساحر خان اس کی بے باک حرکت پے ایک ایک لفظ چباتے ہوئے بولا تھا۔

ساحر خان کی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے رایان خان اپنے شہد رنگ بالوں کو ماتھے سے پیچھے کرتے ہوئے کرسی پہ بیٹھا تھا۔ سجاول خان نے ساحر خان کی طرف ناراضگی سے دیکھا تھا جو اسی کے پاس بیٹھنے والا تھا لیکن رایان نے جان بوجھ کے ساحر کا ہاتھ پکڑ کے اُسے اپنے پاس بٹھایا تھا۔ ساحر نے ایک نظر سجاول کو اور ایک نظر رایان کو دیکھا تھا۔

KOH NOVELS URDU

سالا حرکتیں ایسی کر رہا ہے جیسے پہلے دن کی دلہن ہو اور اپنے سسرالیوں سے ڈر کے اپنے شوہر (ساحر) میں پناہ چاہتی ہو۔ سجاول خان نے جلے کٹے دل سے سوچا تھا۔
" "سجاول، یہاں آو۔" ساحر خان نے سجاول کو پاس بلایا تھا۔

لالا، صبح صبح میرا کچھ کھانے کا دل نہیں چاہ رہا یار، پھر کبھی آؤں گا۔" رایان خان اس کا دھیان سجاول سے ہٹاتے اسے مزید جلاتے ہوئے بولا تھا۔ ساحر نے اسے گھورتے ہوئے اس کی پلیٹ میں ناشتہ رکھا تھا۔ "چپ کر کے کھاؤ، نہیں تو میں تمہاری ایک بات نہیں مانوں گا، رایان سکندر خان!!" اشارہ نکاح کی طرف تھا۔ ساحر خان سنجیدگی سے بولا تھا جب کہ رایان خان نے دل جلانے والی مسکراہٹ سے سجاول کو دیکھا تھا۔ سجاول کا ان دونوں کا رومینس دیکھتے ہوئے اب کی بار بس ہوئی تھی۔ وہ اپنا چمچ زور سے پلیٹ میں پٹکتے ہوئے باہر کی جانب بڑھا تھا۔ "سجاول، ناشتہ کرو واپس آ کے۔۔ " ساحر خان نے بلند آواز میں اسے پکارا تھا۔

آپ کریں اپنی محبوبہ کے ساتھ ناشتہ، میں زہر کھا لو گے باہر سے۔۔" سجاول خان غصے سے چیختے ہوئے باہر کی طرف نکلا تھا۔ جب کہ باقی سب لڑکیاں حیرت سے اپنے اتنے سنجیدہ بھائیوں کو یوں بچوں والی حرکتیں کرتے دیکھ رہی تھی۔ سجاول خان کی بات پہ سوائے رایان اور ساحر کے سب کا مشترکہ قہقہ گھونجا تھا۔ ساحر خان اپنا سر پکڑ کے رہ گیا۔ ان کی حرکتوں پہ حیدر خان کو خوشگوار حیرت ہوئی تھی۔

رایان خان تو ایسے ناشتہ کر رہا تھا، جیسے اُسے سجاول کی کسی بات سے کوئی فرق نہ پڑا ہو البتہ اُس کے کلیجے میں ٹھنڈ پڑ چکی تھی۔ مراد خان اور حیدر خان کو آج جرگے پہ جانا تھا، اسلئے وہ جلدی سے ناشتہ کرتے ہوئے وہاں سے نکلے تھے۔ جب کہ خانم بی اور روشنہ خان بھی رایان کو پیار کرتے ہوئے اپنے کمروں کی طرف بڑھی تھیں۔ "لالا، آپ کی میٹنگ تھی نا، تو آپ کب جائیں گے؟" رایان نے سر کجھاتے ہوئے آہستہ آواز میں پوچھا تھا، جب کہ نظریں پلوشہ خان کی طرف تھیں جو سر جھکائے پلیٹ میں چمچ گھما رہی تھی، وہ پلوشہ سے ملنا چاہتا تھا۔

اس کی بات اور نظروں کا مطلب سمجھتے ہوئے، ساحر خان کا دل کیا اس بے باک انسان کو اس ہویلی سے باہر پھینک دے جو صبح سے ہر کسی کا دل جلا رہا تھا۔ تم بھی میرے ساتھ ہی چل رہے ہو، رایان خانزادہ۔ ساحر خان ایک سائیڈ کا مسکراتے ہوئے بولا تھا جس پہ رایان خان منہ بنا کے رہ گیا۔

کچھ دیر بعد ساحر خان اپنا فون لینے اپنے کمرے میں گیا تھا کہ رایان نے سب لڑکیوں کو وہاں سے جانے کا اشارہ کیا تھا۔ گل بہار اپنی شرارتی آنکھوں سے رایان کو دیکھتے

KOH NOVELS - URDU

وہاں سے جا رہی تھی، جس پہ رایان نے مسکراتے ہوئے اس کے سر پے ہلکی سی چپت لگائی تھی۔

ان سب کو یوں اچانک اٹھتے دیکھ کہ پلوشہ بھی اٹھنے ہی والی تھی، جب رایان نے اسے ہاتھ پکڑ کے روکا تھا۔ پلوشہ خان اس کی نظروں سے کانپ رہی تھی، آج اس کے دیکھنے کا انداز بہت مختلف اور نرم تھا۔ وہ ابھی یہی سوچ رہی تھی جب رایان نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے ہوئے اسے خود کے قریب کرتے اپنے سینے میں بینچھا تھا۔ اس کے دونوں پھولے ہوئے گلابی گالوں پہ ہمیشہ کی طرح اپنے دانت گھاڑے تھے۔

" کیسی ہو میری وشہ؟" (رایان خان نے اس کے خوبصورت چہرے کو دیکھتے ہی اسے ایک نئے خوبصورت نام سے نوازا تھا، جس پہ پلوشہ نے اپنی بڑی بڑی ڈارک براؤن آنکھوں میں حیرانگی لیے اسے دیکھا تھا۔ جیسے شاید اُسے غلطی لگ گئی ہو)۔

اس کی حیرانگی دیکھتے ہوئے رایان خان نے اپنی مسکراہٹ روکتے ہوئے اسے پھر سے پکارا تھا۔

" وشہ، کیسی ہو؟" (رایان خان نے اس کے چاکلیٹی براؤن بالوں کی لٹ کو اپنے ہاتھ پہ لپیٹتے ہوئے پھر سے پکارا تھا)۔ اس کے پھر سے اتنے پیار سے "وشہ" پکارنے سے پلوشہ کے نرم گال سرخ پڑے تھے۔

" میری بات نا مان کے تم نے اچھا نہیں کیا تھا، وشہ میں اپنے وعدے کے مطابق تمہیں اپنی دسترس میں لے کے دکھاؤں گا۔" (رایان خان اس پہ اپنی گرفت سخت کرتے ہوئے بول رہا تھا شاید وہ اسکی آواز سننا چاہتا تھا۔ پلوشہ کو لگا اس کی پسلیاں ٹوٹ جائیں گی، اور وہی رایان خان نے پچھلے دو ہفتے پلوشہ کو دیکھے بغیر کیسے گزارے تھے۔ یہ صرف وہی جانتا تھا یا اس کا خدا، آج اس کو اپنے سامنے اپنے اتنے قریب دیکھ کے رگو و پے میں سکون کی لہر دوڑی تھی۔)

پلوشہ خان اس کے حصار میں کانپتی مزاحمت کرتے یہاں وہاں دیکھ رہی تھی کہ کوئی آ نہ جائے۔

" ہٹیں پیچھے مجھے نہیں کرنا آپ سے نکاح۔" پلوشہ خان شدید مزاحمت کرتے ہوئے اس کے ہاتھ جھٹکنے کی کوشش کر رہی تھی۔ جب رایان خان نے اس کے گول مٹول نرم ہاتھوں کو اپنے ایک ہاتھ سے پکڑتے اسے مزید اپنے سینے میں بینچھا تھا اور اس کے گلابی گال پہ پیار سے اپنے لب رکھے جیسے اُس دن کے تھپڑ مارنے کا ازالہ کر رہا ہو۔

ہٹیں پیچھے۔۔ پلوشہ خان کو اس کے اس دن کے دیئے گئے زخم یاد آئے تھے، اس لئے اب کی بار نم لہجے میں بولی تھی۔

رایان خان نے شاید الٹا سنا تھا، وہ مزید نزدیک ہوتے ہوئے اس کی براؤن سرخ ڈھوروں والی آنکھوں میں کچھ تلاش کر رہا تھا۔ اس کے یوں دیکھنے پہ پلوشہ کی پلکیں لرزی تھیں۔ رایان خان کو اس کی شرم و حیا ہی تو پسند تھی، اس نے بےخود ہوتے اس کی آنکھوں پہ اپنے لب رکھے تھے۔ جس سے پلوشہ کے وجود پہ کپکپاہٹ تاری ہوئی تھی، وہ اپنے نازک ہاتھوں سے اسے خود سے دور کرنا چاہ رہی تھی۔ رایان خان کو اس کا وزن آج پہلے سے کم لگ رہا تھا، شاید یہ اس کا وہم تھا یا سچ میں ایسا ہی تھا۔

"لالا، آ جائیں گے ہٹیں پلیز، چھوڑیں مجھے۔۔" اب کی بار پلوشہ اس کی گہری نظروں پہ سرخ پڑتی روہانسی ہوتے بولی تھی۔

آج کل تمہارے یہ گلابی ہونٹ بہت بک بک کر رہے ہیں وشہ،"

"ایک بار میری سخت گرفت میں آ جائیں، ان کو سانسیں بھی نہ لینے دو۔۔

رایان خان حد سے زیادہ بے باک ہوتے گمبھیر لہجے میں بولا تھا، پیچھے کھڑا ساحر خان جو ابھی آیا تھا اس کی پلوشہ سے اتنی نزدیکی اور اس کی بے باک بات پہ سٹپٹایا تھا۔ گویا وہ جان چکا تھا رایان خان بے باکی میں اس کی کاپی تھا۔

"رایان خانزادہ، میں گاڑی میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ اگر اگلے تیس سیکنڈ کے اندر اندر تم گاڑی میں نہیں آئیں تو میں اپنے ہاتھوں سے تمہارا اتنا حسین چہرہ بگاڑنے میں پل نہیں لگاؤں گا۔۔۔" ساحر خان سرخ چہرے سے کہتے ہوئے باہر نکلا تھا۔

پلوشہ خان شرم سے سر تا پیر سرخ ہوتے اس کی ڈھیلی پڑتی گرفت سے خود کو چھڑواتے وہاں سے بھاگی تھی، جب کہ رایان خان مسکراتے ہوئے اپنا سر کجھاتے ہوئے جلدی سے ساحرخان کے پیچھے گیا تھا۔

ساحر خان گاڑی خود ڈرائیو کر رہا تھا جب کہ رایان خان جو اُس کے ساتھ والی سیٹ پہ بیٹھا تھا، اُس کے فون پہ فارس کی کال آئی تھی۔

السلام علیکم جی لالا؟...

جی بس پہنچ رہا ہوں ہویلی۔۔ دوسری طرف سے شاید اُس کی ہویلی میں غیر موجودگی کا پوچھا گیا تھا۔

کیوں کیا ہوا زر کو؟ رایان خان نے فکرمندی سے استفسار کیا تھا۔

اب کی بار زر کے نام پہ ساحر کے کان کھڑے ہوئے تھے، اُس نے ایک ہاتھ سے رایان کے ہاتھ سے فون لیتے ہوئے اسپیکر پہ ڈالا تھا۔

بخار میں تپ رہی ہے ابھی تھوڑی دیر پہلے کمرے میں بےہوش پڑی تھی۔ تم جلدی سے ہویلی پہنچو، مجھے دادا جان کے ساتھ جرگے میں پہنچنا ہے، میرا وہاں جانا بہت ضروری ہے۔

ساحر خان نے اپنی گاڑی کی سپیڈ خطرناک حد تک تیز تھی جس پہ رایان نے فارس کو جلد آنے کا کہہ کے ایک نظر ساحرخان کے چہرے پہ ڈالی تھی جو اس وقت انتہائی سرخ اور سپاٹ تھا۔

ساحر خان نے بیس منٹ کا فاصلہ پانچ منٹ میں طے کرتے گاڑی لال ہویلی کے پورچ میں کھڑی کی تھی اور بغیر رایان کے گاڑی سے نکلنے کا انتظار کیے لمبے لمبے ڈگ بڑھتے ہوئے ہویلی کے زنان خانے کی طرف بڑھا تھا۔ جب کہ رایان خان حیرانگی سے ساحر خان کو دیکھ رہا تھا جو اس کے ہوتے آج سالوں میں پہلی بار لال ہویلی میں آیا تھا کیوں کہ جب وہ پہلی بار غصے میں یہاں آیا تھا تو رایان موجود نہیں تھا۔

آج بھی رایان کو یقین نہیں تھا کہ وہ لال ہویلی میں کبھی قدم رکھے گا۔ لیکن ابھی اُس کے چہرے پہ زر کی تکلیف کا سن کے اُس کے تاثرات سے وہ جان چکا تھا، وہ صرف زرلاشتہ کی وجہ سے یہاں آیا ہے۔ رایان خان خود بھی ساحر خان کے پیچھے گیا تھا۔ جب کہ آگے کھڑا فارس خان حیرانگی سے ساحر اور رایان کو صبح صبح ایک جیسی ڈریسنگ میں ایک ساتھ آتے دیکھ رہا تھا۔

ساحر خان فارس کو اگنور کرتے ہوئے زرلاشتہ کے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔ جہاں زرش، وردہ خان اور خانم بی پہلے سے موجود زرلاشتہ کے سرہانے بیٹھی تھیں جس کی آنکھیں ابھی تک بند تھیں۔

خانم بی اور وردہ خان حیرانی سے ساحر کو لال ہویلی میں دیکھ کے اس سے مل رہی تھی۔

عشقِ ستم... قسط 15

ساحر نے زرش کے سر پہ ہاتھ رکھا تھا۔

کیا ہوا ہے اس کو؟ ساحر خان نے زرلاشتہ کے زرد پڑتے چہرے کو دیکھ کے بات کا آغاز کیا اور بنا جھجکے آگے بڑھتے زرلاشتہ کے ماتھے پہ لب رکھتے اس کا بخار چیک کیا تھا۔ کتنے سالوں بعد اس کے ماتھے پہ بوسہ دیا تھا، دل پہلو میں دھڑکا تھا۔

پتہ نہیں بیٹا، سارا دن کمرے میں بند رہتی ہے اور آئے روز اپنے آپ کو بخار کر لیتی ہے۔ اب بھی ہوش نہیں آ رہا، حکیمہ بھی ابھی دیکھ کے گئی ہے، خانم بی پریشان لہجے میں بولی تھی۔

ہم، اب اس کے ہوش ٹھکانے آ جائیں گے، آپ پریشان مت ہوں۔۔ ساحر خان نے اب کی بار بےاختیار ہوتے زرلاشتہ کے پھولے گالوں پہ اپنے لب رکھے تھے۔ پتہ نہیں ان سبز آنکھوں کو بند دیکھ کے کیسی بے چینی نے آن گھیرا تھا۔

باقی سب اس کی بےباکی پہ آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہے تھے، جو اپنے طریقے سے زرلاشتہ کو اٹھانے کی کوشش کر رہا تھا۔ جب کہ پیچھے کھڑے فارس خان نے دانت کچکچاتے ہوئے دل میں ساحر خان کو ڈھیر ساری گالیوں سے نوازا تھا اور رایان خان اپنے لب دبائے ساحر کو دیکھ رہا تھا، جو بغیر کسی کا لحاظ کئے رومانس کرنا شروع ہو چکا تھا۔

ابھی ساحر خان مدہوشی میں جھک کے زرلاشتہ کے گلابی سوکھے لبوں کو چھوتا، جب فارس خان دھاڑا تھا۔

!!!ساحر خانننن

رایان خان سٹپٹاتے ہوئے اپنے شہد رنگ بالوں میں ہاتھ پھیرتے وہاں سے نکلتے اپنے کمرے کی طرف بڑھا تھا، کیونکہ ساحر کی موجودگی میں زر کا حال پوچھنا ناممکن بات تھی۔

ساحر خانزادہ بدمزہ ہوتے پیچھے ہٹا اور مصنوعی سی حیرت میں سب کو دیکھا تھا۔

آپ سب لوگ ابھی تک یہی ہیں؟ ابرو اُچکاتے ہوئے پوچھا گیا تھا۔

جب کہ باقی سب آنکھیں پھیلائے اپنی بے عزتی پہ فوراً سے پہلے وہاں سے رفو چکر ہوئے تھے۔ خانم بی تو اپنے داماد کو دیکھ کے رہ گئی، وہ سب مزید اس کی بےباکی نہیں دیکھ سکتے تھے۔ جب کہ زرش خان کی تو اس اتھرے بندے کو رومانس کرتے دیکھ کے آنکھیں پٹھی تھیں۔ وہ آنکھوں پہ ہاتھ رکھتے ہوئے وہاں سے کھسکی تھی۔

KOH NOVELS - URDU

تمہیں انویٹشن دینا پڑے گا جانے کے لئے یا تمہیں شوق ہے ہر کسی کی پرائیویسی میں کباب میں ہڈی بننے کا؟ ساحر خان آبرو اُچکاتے ہوئے فارس خان سے استفسار کر رہا تھا۔

سالے، نکل باہر میری بہن کے کمرے سے ابھی کے ابھی... فارس خان اس کی باتوں پہ تپتے ہوئے دھاڑا تھا۔ جب کہ ساحر خان اس کی بات کو نظرانداز کرتے زرلاشتہ کی سفید گردن پہ جھک کے اپنے بوسوں کی بوچھاڑ شروع کر چکا تھا۔

فارس خان شدید غصے کے عالم میں پاس ڈریسنگ ٹیبل پہ پڑی شیشے کی پرفیوم اس پہ پھینک چکا تھا۔ جو ساحر خان زرلاشتہ کی گردن پہ جھکے ہوئے ہی کیچ کر چکا لیکن چہرہ اب بھی نہیں اٹھایا تھا۔

فارس خان کی سبز آنکھوں میں غصے سے سرخی چھائی تھی۔ وہ اس پہ لعنت بھیجتے غصے سے دروازہ زور سے بند کرتے وہاں سے نکلا تھا۔ اگر اپنے لالہ کے سامنے اس کی اتنی بےباکی زرلاشتہ دیکھ لیتی تو وہ ضرور اللہ کو پیاری ہو جاتی۔

ساحر خان نے قہقہ لگاتے زرلاشتہ کی گردن سے اپنا چہرہ اٹھا کے اس کے معصوم چہرے پہ نظریں دھڑائی تھیں۔ اس کے بخار سے تپتے چہرے کو دیکھ کے وہ پھر سے سنجیدہ ہوا تھا۔

زرلاشتہ ساحر خان۔ ساحر خان سایہ بنتے زرلاشتہ کے اوپر سایہ فگن ہوا تھا اور اس کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کان کی لو کو دانتوں میں دبایا تھا۔

لیکن زرلاشتہ کی آنکھیں ہنوز بند تھیں، ساحر خان اب کی بار اس کے گلابی ہونٹوں کو فوکس میں لیے تیزی سے ان پہ جھکا تھا۔ اس کی کمر کے نیچے ہاتھ ڈالتے ہوئے اُسے تھوڑا سا اوپر اٹھاتے وہ اور شدت سے اُس کی ساری سانسیں خود میں کھینچ رہا تھا۔

زرلاشتہ خان کو لگا تھا وہ مرنے کے قریب ہے۔ اپنی سانسیں بند ہوتی محسوس کرتے ہوئے اس نے آہستہ آہستہ اپنی سبز آنکھیں کھولنی شروع کی تھی، اپنے ہونٹوں پہ کسی کو جھکے دیکھ کے اس کے چودہ تبق روشن ہوئے تھے۔ لیکن وہ اس لمس اور اس شخص کی محسوس خوشبو سے اسے پہچان چکی تھی--- اس کے سینے پہ زور سے ہاتھ مارتے ہوئے خود سے پیچھے کرنا چاہا تھا لیکن وہ

جو جھکا تھا پیچھے ہٹنا بھول چکا تھا۔ وہ اس کی مزاحمت پہ اس کے لبوں پہ اپنی گرفت اور بڑھاتا جا رہا تھا۔ بالآخر زرلاشتہ نے بےبسی اور نقاہت سے اپنی مزاحمت ترک کر دی تھی۔ ساحر خان کو جب لگا اس کا وجود بے جان ہو رہا ہے وہ اس کے نچلے لب کو لبوں میں دباتے پیچھے ہٹا تھا۔

KOH NOVELS - URDU

زرلاشتہ کی سانسیں بہت زیادہ پھول چکی تھیں۔ اس کے تیز تیز سانس لینے سے اس کے جسم کے خدوخال ایک خوبصورت منظر پیش کر رہے تھے۔ ساحر خان بے خود ہوتے، اس کی گردن پہ جھکا تھا۔ وہاں پہ پھر سے اپنے بوسوں کی بوچھاڑ کی، پھر زر کے کانپتے وجود پہ رحم کھاتے اپنے سر کو اس کی گردن سے اٹھا کے اس کی خوبصورت بھیگی سبز آنکھوں میں دیکھا تھا۔

ابھی تو تمہارے اس جسم نے میری شدتوں کی ایک جھلک بھی نہیں دیکھی، ابھی سے خود کو بیمار کیے بیٹھی ہو؟ ساحر خان گمبھیر آواز میں بولا تھا۔ زرلاشتہ خان تو اس کو یوں اچانک اپنے کمرے میں دیکھ کے پریشان تھی، اوپر سے تضاد اس کی بے باک باتیں---

خا۔خان آ۔آپ یہاںیہاں کیسے؟" وہ منمناتے ہوئے بولی تھی۔

ساحر خان نے جواب دینے کی بجائے پھر سے جھک کے شدّت سے اس کے ہونٹوں کو چوما تھا۔

دیکھیں آپ جائیں یہاں سے کوئی آ جائے گا---" اس کے پیچھے ہونے پہ زرلاشتہ " روہانسی ہوتے بولی تھی۔

تم میں وہ مزا نہیں ہے، زرلاشتہ خان۔ تم ساحر خان کی منکوحہ کہیں سے بھی نہیں " لگتی---" ساحر خان استہزایا لہجے میں کہتے ہوئے اپنے بھیگے ہونٹوں کو ٹشو سے صاف کرتے ہوئے اُس کے اوپر سے اٹھا تھا۔

زرلاشتہ کا چہرا اتنی سبکی اور اہانت پہ سرخ پڑا تھا، سبز آنکھوں نے پانی کا دریا بہانا شروع کیا تھا۔ زرلاشتہ نے بے یقینی سے ساحر خان کو دیکھا جو دن بہ دن کتنا بے حس ہوتا جارہا تھا۔ وہ اس کو اپنے بدلے کی آڑ میں ہمیشہ دتھکار کے ایک نئی تکلیف سے دو چار کرواتا تھا۔

زرلاشتہ نے ضبط سے اپنی بھیگی سبز آنکھوں کو بند کیا تھا، جس سے شفاف موتی اس کے گالوں پہ بہے تھے۔

ان آنسوں کو میری شدت بھری قربت کے لئے سنبھال کے رکھو، بقول تمہارے جب میں " تمہیں اپنے تحفظ

بھرے حصار میں لیتے اپنی غیرت اور مردانگی کا اندازہ کرواؤں گا تب یہ آنسوؤں جیسا ہتھیار شاید تمہاری تکلیف کم کرنے کے لئے تمہارے کام آجائیں۔" ساحر خان سرد لہجے میں بولا تھا ۔

KOH NOVELS - URDU

زرلاشتہ میں اور ہمت نہیں تھی، اس کی جلی کٹی باتوں کو سننے کی۔ وو جان چکی تھی کہ وہ یہ شادی بھی صرف اس کو اذیت دینے کے لئے کر رہا ہوگا۔ اس لئے اپنے آنسوؤں کو رگڑ کے صاف کرتے وہ اپنا چہرا موڑ چکی تھی اور اس کی یہی حرکت ساحر خان کو ہمیشہ کی طرح سلگا اٹھی تھی۔

ساحر نے اس کے جبڑے کو پکڑتے ہوئے اس کا رخ واپس سے اپنی طرف موڑا، پھر سے اس کے وجود پے قابض ہوئے اس کے بخار سے دہکتے گرم ہونٹوں کو اپنی گرفت میں لیا تھا۔ لیکن اس دفعہ گرفت میں نرمی تھی، وہ خود پہ ملامت کر رہا تھا۔ جو زرلاشتہ کو اتنے بخار میں کب سے پرانی باتوں کو یاد کرواتے غصے میں اسے اپنے عمل اور لفظوں سے تکلیف پہنچائے جا رہا تھا۔

زرلاشتہ اس کی نرم گرفت پہ حیران ہوئی تھی۔ یہ پہلی بار تھا جو وہ اس کے ہونٹوں پہ اپنا جنون نہیں دکھا رہا تھا، لیکن لمس میں آگ سی تپش تھی۔

زرلاشتہ کے دل میں اس کے کچھ دیر پہلے والے الفاظ ابھی تک کسی سوئی کی طرح چب رہے تھے ("تم میں وہ مزا نہیں ہے زرلاشتہ خان.. تم ساحر خان کی منکوحہ کہیں سے بھی نہیں لگتی..")۔

زرلاشتہ خان نے اپنا پورا زور لگا کے ساحرخان کو اپنے ہونٹوں سے جدا کیا تھا اور غصے سے پھولی سانسوں کے درمیان اُسے دیکھا تھا، جس پہ ساحر خان نے سردمہری سے آبرو اُچکایا تھا۔

ہم میں وہ مزا نہیں ہے جو آپ چاہتے ہیں تو پھر کیوں ہمارے ہونٹوں کا حشر بگاڑ رہے ہیں؟ جائیے کسی ایسی لڑکی سے شادی کیجئے جو آپ کی بیوی بننے کے لائق ہو، جس میں مزا ہو۔

زرلاشتہ مضبوط لہجے میں غصے سے بول رہی تھی لیکن اُس کی آواز رُندھ چکی تھی۔ زرلاشتہ کا غصہ بھی ایسا ہوتا تھا جیسے وہ پیار سے بات کر رہی ہو۔ اس کی باتوں اور انداز پہ ساحر خان کو اس پے ٹوٹ کے پیار آ رہا تھا۔ بےساختہ اُس نے اپنی مسکراہٹ ضبط کرنے کے لئے اپنے نچلے لب کو دبایا تھا۔

تو گویا وہ ساحر خان کی پہلے والی بات کو قربت کے مزے سے تشبیہ دے چکی تھی، جب کے ساحر کا اشارہ اُس کے ڈرپوک ہونے پہ تھا۔ ساحر خان کا دل کیا وہ اس کی باتوں اور انداز پہ قہقے لگائے لیکن پھر اپنا چہرہ سپاٹ بناتے ہوئے گویا ہوا تھا۔

فکر نہ کرو دادا جان کو مجھ سے زیادہ جلدی ہے میری دوسری شادی کی، وہ ہرا خان کو میرے لئے پسند کر چکے ہیں۔

KOH NOVELS URDU

ساحر خان کے الفاظ زرلاشتہ خان کی روح تک کو چھلنی کر چکے تھے، آنکھوں میں آئی نمی کو پیچھے دھکیلنے کے لئے اُس نے اپنا نچلے لب کاٹا تھا۔ جسے دیکھتے ساحر خان کو اپنے حلق میں کانٹے چبھتے محسوس ہوئے تھے۔

زرلاشتہ خان نے اب کی بار کوئی جواب نہ دیا تھا نہ ہی آنسو بہائے تھے۔ نظریں اس کے کرتے کے بٹنوں پہ ٹکی تھیں، جو کھلے ہونے کی وجہ سے اس کا سفید برہنہ سینہ اور اس پہ تضاد بھورے مردانہ بالوں کو ظاہر کرتے، اس کی خوبصورتی میں اور اضافہ کر رہے تھے۔

ساحر خان نے زرلاشتہ کی نظریں اچھی طرح سے خود پہ محسوس کی تھی، دل نے شدت سے خواہش کی تھی کہ زرلاشتہ خان ابھی اس کے سینے پہ پیار بھرا بھوسا دے۔ لیکن اس کی حرکتیں بھوسے لینے والی نہیں بلکہ جوتے کھانے والی تھی اور بےچاری زرلاشتہ خان جیسی معصوم لڑکی کہاں ساحر خان کو جوتے مار کے اسے جھیل سکتی تھی۔ ان باتوں کی گواہی ساحر خان کا دل اور ضمیر باری باری دے رہے تھے، جس پہ ساحر خان نے اپنے بھورے بالوں میں ہاتھ پھیرا تھا۔

ہٹیں ہم پر سے ہمیں فجر کی قضاء نماز آدا کرنی ہے۔۔ زرلاشتہ خان کی سپاٹ آواز نے کافی دیر بعد ان دونوں کے درمیان خاموشی کو توڑا تھا۔

نماز؟ اس حالت میں؟ ساحر خان نے گمبھیر آواز میں پوچھا تھا۔

کیا مطلب؟ زرلاشتہ خان کنفیوز سی بولی تھی، اس کو ساحر خان کا "اس حالت میں" کہنا سمجھ نہیں آیا تھا۔

میرا مطلب جیسے تم بےہوش ہو رہی ہو، رنگت زرد پر رہی ہے، آنکھیں بار بار میچتی ہو، ایسے لگتا ہو جیسے تم اپنے درد پے قابو پا رہی ہو۔ مجھے تو لگا تھا تمہیں گرلز پراب۔۔۔ ساحر خان کسی ڈاکٹر کی طرح بولتے ہوئے بےباکی سے نیا شوشہ چھوڑ رہا تھا۔

ابھی ساحر مزید بےباکی دکھاتا جب زرلاشتہ نے اُس کے ہونٹوں پہ اپنا نرم ونازک ہاتھ رکھا تھا۔

زرلاشتہ اس کی باتوں کا مطلب سمجھتے کانوں تک سرخ پڑی تھی۔ کہیں بھی جائے پناہ نہ پاتے، وہ اسی کے سینے میں اپنا چہرہ چھپا گئی۔ ساحر خان کے ہونٹوں کو دلکش مسکراہٹ نے چھوا تھا۔ وہ جان بوجھ کے اس کو زچ کرنا چاہ رہا تھا اور وہ اس سے شرماتے ہوئے اسی کے سینے میں چھپ رہی تھی۔

KOH NOVELS - URDU

آپ کو شرم نہیں آتی ہم سے ایسی باتیں کرتے ہوئے۔" زرلاشتہ غصے سے بولی تھی "
لیکن اس کا غصہ بھی اس کی میٹھی آواز میں کہا غصہ لگتا تھا ایسے لگتا تھا ہر وقت
بولتے ہوئے اس شہزادی کے منہ سے پھول جڑ رہے ہیں۔

نہیں یہ تمہارا ڈیپارٹمنٹ ہے میں بے شرم ہی ٹھیک ہوں۔۔" ساحر خان بالوں میں ہاتھ "
پھیرتے ہوئے بولا تھا اور نیچے جھک کے اپنی بیرڈ زرلاشتہ کے دائیں گال پہ رگڑی
تھی۔

زرلاشتہ بیرڈ کی چبھن محسوس کرتے شرم سے دوہری ہو رہی تھی، وہ اس کا دھوپ
چھاؤں والا رویہ سمجھ نہیں پا رہی تھی۔

دوا لی؟" ساحر خان نے اس کے بائیں گال پہ بھی اپنی گھنی بھوری بیرڈ رگڑتے اس "
کے دونوں گرم گلابی گالوں پہ اپنے لب نرمی سے رکھتے ہوئے پوچھا تھا۔ جس پہ
زرلاشتہ نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ اس کا نرم لہجہ پاتے ہی آنکھوں سے آنسو گالوں پہ
پھسلے، جنہیں ساحر خان نے اپنے لبوں سے چنا تھا۔

اب کی بار اس کے کندے سے شرٹ تھوڑی سی کھسکاتے وہاں اپنے لب رکھے تھے۔ "
زرلاشتہ جو پہلے ہی بخار میں تپ کے گلابی پڑ رہی تھی، ساحر خان کی بےباکی سے
اس کا چہرہ بانپ چھوڑ دہا تھا۔" ساحر خان اب کی بار اس کی شرٹ درست کرتے اس
کے نچلے ہونٹ کو چوم کے اس پر سے اٹھا اور دروازہ کھول کے باہر دیکھا جہاں سے
رایان گلاسز لگائے ہوئے باہر کی جانب بڑھ رہا تھا۔

رایان...." ساحر خان نے اُسے بلند آواز میں پکارا تھا۔"

"جی لالا؟"

زرلاشتہ کے لئے ناشتہ منگواؤ، اس کو دوا کھانی ہے، جس کے لئے ناشتہ کرنا "
"ضروری ہے۔۔

ہمم..." رایان خان نے سر ہاں میں ہلاتے زلیخہ کو ناشتہ لانے کا بولا اور خود "
زرلاشتہ کا حال پوچھنے اندر جانے ہی والا تھا، جب دروازے پہ کھڑے ساحر خان نے
اپنا بازو آگے کرتے ہوئے اسے روکا تھا اور اپنی آبرو اُچکایا تھا۔

مجھے زر کی طبعیت جاننی ہے لالا..." رایان خان اس کے راستہ روکنے پہ بھنا اٹھا "
تھا۔

میرے آنے کے بعد وہ بالکل ٹھیک ہو چکی ہے، تم اب جا سکتے ہو رایان خان۔" ساحر "
خان دل جلانے والی مسکراہٹ کے ساتھ بولا تھا۔

KUH NOVELS - URDU

جب کے زرلاشتہ خان تو کب سے حیران پریشان ساحر خان کو دیکھ اور سن رہی تھی۔ اُسے لگا تھا وہ ناولز کے ہیروز کی طرح چھپ چھپا کے آیا ہوگا۔ لیکن وہ تو سرعام اس کے لئے ناشتہ مانگوا رہا تھا اور رایان خان کی باتوں سے بھی ایسا لگ رہا تھا۔ جیسے وہ ساحر خان کے کمرے میں موجودگی کے بارے میں جانتا ہو، ساحر خان زرلاشتہ خان کی سمجھ سے باہر ہوتا جارہا تھا شرم و حیا سے وہ کوئی سرخ گلاب لگ رہی تھی۔

کیوں ایسا کونسا جادو کیا ہے آپ نے؟ رایان خان نے دانت پیستے ہوئے پوچھا تھا۔

اپنی قربت کا جادو۔۔ اپنی شدتوں سے تمہاری بہن کے ایسے ہوش ٹھکانے لگائے ہیں کہ اب شادی سے پہلے ایک بار بھی بےہوش ہو گئی تو میرا نام بھی ساحر خانزادہ نہیں۔۔ ساحر خان نچلا لب کاٹتے ہوئے بےباکی کے سارے ریکارڈ توڑتے ہوئے بولا تھا۔

لالا یاررررر کیا ہےےےےے فارس لالا صحیح آپ کا منہ سجاتے ہیں!!! رایان خان اس کے جواب پہ سٹپٹاتے ہوئے اپنے سوال پوچھنے پہ پچھتایا تھا اور سرخ چہرے سے چیختے ہوئے باہر کی جانب بڑھا تھا۔ جب کے ساحر خان جو اس کی چیخنے پہ قہقہ لگا کے اس کا مزید دل جلا رہا تھا، فارس خان کے ذکر پہ منہ بناتے ہوئے دروازہ زور سے بند کیا تھا۔

زرلاشتہ خان تو اپنے لالا کے ساتھ ساحر خان کی بےباک باتیں سنتے ہوئے شرم سے کروٹ لیتی ہوئی اپنا چہرہ تکیے میں چھپا چکی تھی۔ گال دہک کے لال انگارا ہو رہے تھے، اس کو اپنے کانوں سے دھوئیں نکلتے محسوس ہو رہے تھے۔ اب اس کے دروازے بند کرنے پہ زور سے اچھلی تھی لیکن چہرہ ہنوز تکیے میں چھپایا ہوا تھا۔

ابھی ساحر خان اپنی شرمیلی منکوحہ کی طرف بڑھتا جب دروازے ناک ہوا۔تھا۔

ساحر نے دروازے کھولتے سامنے ملازمہ سے ناشتہ لیتے پھر سے دروازے کو بند کیا تھا، جب کہ وہ ملازمہ تو حیرانگی سے ساحر خان کو زرلاشتہ خان کے کمرے میں دیکھ رہی تھی۔ لیکن اپنے منہ پہ اس کے دروازے کو بند کرنے پہ ہڑبڑاتے ہوئے وہاں سے بھاگی تھی۔

ساحر خان نے ناشتے کی ٹرے سائیڈ ٹیبل پہ رکھتے زرلاشتہ کی کمر میں ہاتھ ڈالتے، اس کے پیٹ پہ باندھا تھا اور ایک جٹھکے میں اسے اٹھاتے ہوئے اپنی گود میں بٹھایا تھا۔ اس کے شرم سے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھ کے اپنی مسکراہٹ روکی تھی اور ناشتے کی ٹرے اس کے سامنے رکھی تھی۔

ناشتہ کرو۔۔ ساحر خان حکمیہ لہجے میں بولا تھا۔

مجھے بھوک نہیں ہے! زرلاشتہ جانتی تھی وہ اس کی موجودگی میں ناشتہ نہیں کر پائے گی۔ اس لئے کھانے سے انکار کر دیا۔

ساحر خان نے اپنے ہاتھوں سے چھوٹا سا نوالہ بنا کے اس کے ہونٹوں کے قریب کیا تھا، زرلاشتہ نے سر جھکائے نفی میں سر ہلایا تھا۔

منہ کھولو زرلاشتہ خان۔۔ ساحر خان سخت لہجے میں بولا تھا۔ اس کے لہجے میں غصہ محسوس کرتے زر نے جلدی سے اپنا منہ کھولتے اس کے ہاتھوں سے نوالا لیا تھا۔ وہ بالکل بچوں کی طرف اپنے چہرے سے اپنے بال دونوں ہاتھوں سے پیچھے کرتے اس کے ہاتھ سے نوالے لیتے اپنے چھوٹے چھوٹے موتیوں جیسے دانتوں سے چبا رہی تھی۔ اس کی اداؤں کو دیکھتے ہوئے ساحر خان کی گردن میں گلٹی ابھر کے معدوم ہوئی تھی، اسی طرح ساحر خان اسے آرام آرام سے ناشتہ کروا رہا تھا۔ جب ساحر خان کے پھر سے نوالے ہونٹوں کے پاس کرنے پہ اس نے نہ میں سر ہلاتے ہوئے نقاہت اور دکھتے سر سے ساحر خان کی گردن میں چہرہ چھپایا تھا۔ زرلاشتہ خان ہمیشہ سے اس کی قربت میں سکون پاتی تھی اور اب ساحر خان جس طرح سے اس کے لاڈ اٹھا کے اسے ناشتہ کروا رہا تھا۔ زرلاشتہ خان اس کی اتنی سی محبت پہ خود کو ہواؤں میں اڑتے ہوئے محسوس کر رہی تھی، وہ کچھ دیر کے لئے اس کی کڑوئے الفاظ بھول چکی تھی۔

زرلاشتہ کے اس طرح سے اچانک اپنے نزدیک آنے پہ ساحر خان کا دل دھڑکا تھا۔ اس نے نوالا ٹرے میں رکھتے اس کے چہرے کو زرا سا اپنی گردن سے باہر نکالتے اس کے آگے دوا کی تھی۔ وہ جانتا تھا میڈیسن سے اس کی جان جاتی ہے لیکن اس کے لئے کھانا ضروری تھا۔

زرلاشتہ نے منہ بناتے ہوئے پھر سے نفی میں سر ہلاتے اس کی گردن میں چہرہ چھپایا تھا۔

زرلاشتہ خان میں یہاں تمہارے نخرے اٹھانے نہیں آیا جلدی سے منہ کھول کے دوا لو، ساحر خان نے جان بوجھ کے سخت لہجے اپنایا تھا۔ وہ جانتا تھا اب کی بار وہ سیکنڈ سے پہلے دوا کھائے گی اور ایسا ہی ہوا تھا۔ زرلاشتہ خان کو اس کے الفاظ سے سبکی کا احساس ہوا تھا۔ اس کی سرد نیلی آنکھوں میں دیکھتے جلدی سے سہمتے ہوئے، انسو اپنے اندر اتارتے وہ اس کے گود سے اتر کے اس سے ذرا فاصلہ بنا کے بیٹھی اور بغیر نخرے دکھائے دوا کھائی تھی۔

ساحر خان کو اس کا خود سے دور ہونا اور اس کی آنکھوں میں اپنے لئے ڈر بلکل نہیں بھایا تھا۔ لیکن وہ جس کام کے لئے آیا تھا وہ کام وہ زرلاشتہ کو ناشتہ کروا کے اور دوا کھلا کے انجام دے چکا تھا۔

KOH NOVELS - URDU

زرلاشتہ کی سبز آنکھوں کے گوشے پھر سے نم دیکھ کے ساحر خان نے گہرا سانس ہوا کے سپرد کیا تھا۔ یہ لڑکی اپنے انسوں سے اسے کمزور بنا کے چھوڑے گی۔ زرلاشتہ نے نظریں جکھائے اپنی شہادت والی انگلی کو زور سے دانتوں میں دبائے اپنے انسو گالوں پہ بہنے سے روکے تھے۔

ساحر خان اس کے دانتوں میں دبائے اس کی انگلی کو نکالتے اپنے ہونٹوں میں دبا چکا تھا جس پہ اس کے دانتوں کے نشان بن چکے تھے۔ جو وہ بار بار اپنے انسو روکنے کی کوشش میں اپنے دانتوں میں زور سے دبائی، اس کی اس حرکت پہ زر کے گال دہکے تھے۔

زرلاشتہ خان میرے نرم لہجے کو پا کے یہ مت سمجھنا کہ میں نے تمہیں معاف کر دیا، بلکہ اس سب کے پیچھے میرا مقصد تم سے صحیح سلامت شادی کر کے تمہیں اپنی نفرت بڑی قربت سے روشناس کروانا ہے۔ ساحر خان اپنے نرم لہجے کو محسوس کرتے اب کی بار بےحسی سے بولا تھا۔ جس پہ زرلاشتہ اپنے حد سے زیادہ چکراتے سر اور اس کے بے حس الفاظ کو نظر انداز کرتے اٹھ کے وضو کرنے کی نیت سے واش روم کی طرف بڑھ ہی رہی تھی، جب زوردار چکر آنے پہ وہ لڑکھڑائی تھی۔ جسے دیکھتے ساحر خان ایک ہی جست میں اس کے پاس پہنچا تھا اور اسے اپنی گود میں اٹھا کر بیڈ کی طرف بڑھا تھا۔ اس کے اپنے سامنے انسو نہ بہانے پہ ساحر خان کو عجیب بے چینی نے آن گھیرا تھا۔

کیا تکلیف ہے اب یہاں بیٹھنے میں؟ ساحر خان نے دانت پیستے ہوئے اسے پھر سے اپنی گود میں بٹھاتے پوچھا تھا۔ جس پہ زرلاشتہ نے اپنی بڑی بڑی سبز آنکھیں اٹھا کے اسے دیکھا تھا۔ کتنے ہی شکوے تھے ان بھیگی آنکھوں میں، جس سے ساحر خان نے نظریں چراتے اس کے شہد رنگ بالوں میں اپنا چہرہ چھپایا تھا، زرلاشتہ کی دھڑکنوں نے سپیڈ پکڑی تھی۔

" کچھ بولو گی یا لگاؤ تمہارے ہوش ٹھکانے! اس کی مسلسل خاموشی پہ ساحر خان نے اس کی گردن پہ دانت گھاڑتے استفسار کیا تھا۔

کیک کھانا ہے! آٹھ سالوں بعد فرمائش کی بھی تھی تو کیا کی تھی!! آہ! سارے پرانے زخم پھر سے تازہ ہوئے تھے۔ بچپن میں ساحر خان جب بھی زرلاشتہ کے بیمار ہونے پہ اس کو دوا کھلاتا تو اس کے بعد اس کے لئے چاکلیٹ کیک بھی لے کے آتا تھا۔ جو وہ اکیلی بیٹھ کے اس کے سامنے کھاتی تھی، وہ دوا صرف ساحر خان کے ہاتھ سے کھاتی تھی کیونکہ اس کے بعد زرلاشتہ کی ہر خواہش ساحر خان پر پوری کرنا فرض ہوتا تھا۔

KOH NOVELS - URDU

اس کی فرمائش پہ ساحر خان نے اس کی گردن پہ اپنے دانتوں کا دباؤ بڑھایا تھا، گلے میں گلٹی سی بھر کے معدہوم ہوئی تھی۔

سسسس... زرلاشتہ نے اس کی اتنی شدت پہ سسکی لیتے اسے خود سے دور کرنا چاہا تھا لیکن ساحر خان کو دور نہیں ہونا تھا تو وہ نہیں ہوا تھا۔

میری دوسری شادی کی خبر کی خوشی میں کیک کھانا ہے زرلاشتہ خان کو؟ اپنی منمانی کرتے وہ پیچھے ہٹا اور سنجیدہ چہرے سے آبرو اچکاتے ہوئے استفسار کیا تھا۔ اس کے اس جواب پہ کتنے ہی آنسو اندر اتارنے کے باوجود پلکوں کی باڑ توڑتے زرلاشتہ خان کے گالوں پہ گر رہے تھے۔ ساحر نے پھر سے جھکتے ہوئے اس کے آنسو شدت سے پیئے تھے۔

نہیں۔۔ کھاکھانا کچ‌کچھ نہی۔ نہیں کھا۔ کھانا ہم‌ہمیں زہر لا دیں جسے کھا کے ہم م‌مر۔۔ ابھی زرلاشتہ خان اس کی بات پہ اپنے بچوں والوں غصے سے اپنا جملہ مکمل کرتی، جب ساحر خان نے جھکتے ہوئے اس کے الفاظ چنے اور شدت سے اس کی سانسیں خود میں انڈھیلی تھیں۔ زرلاشتہ خان نے اس کی اتنی شدت پہ اس کے کالے کرتے کے کالر پہ اپنی گرفت مضبوط کی تھی، جس پے ساحر خان مزید بےخود ہوتے اس کے لبوں پہ اپنی گرفت بڑھا رہا تھا۔

زرلاشتہ نے اس کے کندوں پہ ہاتھ مارتے اسے خود سے دور کرنا چاہا جب وہ اس کے کپکپاتے وجود کو دیکھتے پیچھے ہٹاتا تھا۔

شادی کے دن تک خود کو میری شدتوں کے لئے تیار کر لینا زرلاشتہ ساحر خان۔۔ اب تمہاری جان بخشی کسی صورت نہیں ہو گی۔۔ وہ گمبھیر لہجے میں بولتے زرلاشتہ کے دل کے مقام پہ اپنے ہونٹ رکھتے اسے خود سے دور کرتے وہاں سے نکلا تھا، مزید اس نازک وجود کے پاس رکنا محال تھا اس کے بدن کی خوشبو اسے پاگل کرنے کے لئے کافی تھی۔

وہ اسے اپنے الفاظ سے تکلیف جب کہ اپنے لمس سے سرخ گلابی چھوڑتے وہاں سے نکلا تھا اگر مزید وہاں رکتا تو یقیناً اپنے جذبات کھو بیٹھتا۔

ساحر خان کے جانے کے کچھ دیر بعد خانم بی ورده خان اور زرش خان زرلاشتہ کے کمرے میں آئی تھیں۔ اس کے بکھرے بال، گردن اور چہرے پہ ساحر خان کی شدتوں کے نشان انہیں بھوکلانے پہ مجبور کر چکے تھے۔

زرلاشتہ خان جو ابھی تک ساحر خان کے خیالات میں گم، اس کی بے حس باتیں، اس کی شدت بھری قربت کو سوچے جا رہی تھی کہ اپنے پاس کسی کی موجودگی محسوس

KOH NOVELS - URDU

کرتے پٹ سے آنکھیں کھولی اور ان کو اپنی طرف یوں معنی خیز نظروں سے دیکھتا پا کے خود پہ ایک نظر دوڑائی اور شرم سے سرخ ہوتے ہوئے جلدی سے پاس پڑی ہوئی چادر خود پہ لی تھی۔ اس کی جلدبازی پہ سب کا مشترکہ قہقہ گھونجا تھا۔ جسے سنتے ہوئے زرلاشتہ نے کمفرٹر میں اپنا چہرہ چھپایا تھا، اس سے ان کا سامنا کرنا محال تھا... خانم بی تو اپنی بیٹی کے صدقے واری جا رہی تھی۔ وہ اور ورده خان اس پر سے پیسے وارے جا رہی تھی جب کہ زرش خان اس کے کان میں سرگوشیاں کرتے ہوئے اسے چھیڑ رہی تھی۔۔ لیکن کوئی اس کے دل سے پوچھتا وہ ظالم اسے اپنے الفاظ سے کتنے غم دے کے جا چکا تھا۔

دادو جان یہ لیں پانی پیئے اب۔۔ درام خان اپنی دادی کو دوائی کھلانے کے بعد اپنے چھوٹے ہاتھوں سے پانی پکڑا رہا تھا۔ جس پہ گل بانو بیگم (داور کی ماں) اسکے صدقے واری جا رہی تھی۔

دادو جان بابا جان کو آ لینے دیں۔ آج واللہ، میں آپ کی شکایت لگاؤں گا۔" وہ ان سے " روٹھتے ہوئے منہ موڑ کے بیٹھا تھا۔ وہ واللہ بولتے ہوئے اتنا پیارا لگا تھا کہ گل بانو نے دل میں اپنے پوتے کی نظر اُتاری تھی۔

نه د شکایتونو کې ورسپرې؟ (نہ کیا شکایت لگائے گا تو دادی کی؟) انہوں نے پشتو میں استفسار کیا تھا۔

تاسو د چټپټي مخلوقونه کښې غوره نه کوئ (یہی کہ آپ چٹپٹی چیزیں کھانا نہیں چھوڑتی۔۔۔)۔ ابھی وہ مزید کچھ بولتا جب داور خان لاؤنج میں داخل ہوا تھا۔ جہاں اس کا خوبصورت بیٹا اپنی دادی سے ناراض ہو رہا تھا۔ جب کہ اس کی بیوی ساتھ والے صوفے پہ بیٹھی اسے مسکرا کے دیکھ رہی تھی۔

بابا جان۔۔" درام خانزادہ باپ کو دیکھتے اپنی بات چھوڑ کے بھاگتے، داور کے پاس آیا " تھا جس پے داور نے گھٹوں کے بل بیٹھتے ہوئے اسے زور سے اپنی سینے میں بینچھا تھا۔

بابا کی جان، کیسا ہے میرا شیر۔۔ آج داور تین دن بعد گھر

آیا تھا، وہ کام کے سلسلے میں کراچی گیا ہوا تھا۔

میں ٹھیک ہوں لیکن آپ کی مورے ٹھیک نہیں ہیں۔ وہ کسی سیانے کی طرح داور خان کے گلے میں باہیں ڈالتا اُسے بتا رہا تھا، جس پہ اُسے درام پہ ٹوٹ کے پیار آیا تھا۔ اُس نے چٹا چٹ اس کا پورا منہ چوم ڈالا، اس کی گھنی بیئرڈ اور مونچھوں کی چبھن سے

درام خان کھلکھلا کے ہنسا تھا۔ جس پہ سب مسکرا دیے۔ جب کہ بیا خان تو اس کے اچانک آنے پہ حیران تھی، اسے ہفتے بعد آنا تھا لیکن شاید کام جلدی ختم ہونے پہ وہ پہلے ہی آچکا تھا۔

داور خان بیا کو اپنی گہری نظروں کے حصار میں لیتے، اپنی مورے کی طرف بھرا تھا۔ ان سے مل کے وہ بیا خان کے پاس بیٹھا تھا۔

داور خان اس کے ساتھ صوفے پے یوں بیٹھا کہ وہ مکمل (شرمیلی سی) اس کے حصار میں نظر آ رہی تھی، جب کہ درام ابھی بھی داور کے سینے سے لپٹا ہوا تھا۔

کیا ہوا ہے درام کی دادی جان کو؟ بیوی کو دیکھتے ہوئے اس نے درام سے استفسار کیا۔ جس پہ درام نے باپ کا چہرا موڑ کے خود کی طرف کیا کہ اس کی بات غور سے سنے۔

داور نے مسکراتے ہوئے درام کی طرف دیکھا تھا۔"

Help me get down Baba Jan! Then I will tell u what your moray did!

میری نیچے اترنے میں مدد کریں بابا جان، پھر میں آپ کو بتاؤں گا کہ آپ کی مورے " نے کیا کیا ہے!" وہ سنجیدگی سے انگریزی میں بولا تھا۔ جس پہ اس کی دادی کو کچھ سمجھ تو نہیں آیا لیکن وہ یوں اس کے فرفر انگریزی بولنے پے ہمیشہ کی طرح صدقے واری جا رہی تھی۔

داور نے اس کی بات پہ سر ہلاتے اسے نیچے اُتارا تھا۔

درام بھاگ کے اپنی دادی کے کمرے کی طرف بڑھا جہاں سے کچھ بچے ہوئے سموسے، برگر، شوارمے کے چھوٹے سے ٹکڑے(ثبوت کے طور پر) ان کے کمرے سے ساری چٹ پٹی چیزوں کے شاپرز اور ڈبے لے کے باپ کے پاس آیا جو وہ چھپا کے رکھتی تھیں۔ جس پہ گل بانو بیگم گڑبڑائی تھی جب کہ داور اور بیا نے منہ کھولے اپنے چھوٹے سے ڈیٹیکٹو بیٹے کو دیکھا تھا۔

یہ دیکھیں بابا جان، آپ کی مورے جب یہ ساری چٹپٹی چیزیں کھائیں گی ! تو کیسے ہو " گا ان کا بلڈ پریشر کنٹرول؟" درام ان سب شاپرز کو ٹیبل پہ پھینکتے اپنے ہاتھ اٹھاتے سنجیدگی سے بولا تھا۔ داور نے اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے اپنی گھنی بیرڈ پہ ہاتھ پھیرتے ایک نظر اپنی مورے کو دیکھا، جو چادر کو ماتھے پہ مزید کھینچ رہی تھی اور ایک نظر بیٹے کو جو تاسف سے سر ہلا تھا۔

KOHINOOR-E-URDU

"درام!! ایسے نہیں کرتے بیٹا، کسی کے کمرے کی یوں پوچھے بغیر تلاشی نہیں لیتے، "
"بیا خان نے اسے آنکھیں دکھائی تھی۔

Don’t stare at me like this moray!

(میری طرف اس طرح مت گھوریں مورے!) بابا جان نے مجھے بولا تھا کہ میں دادو جان کا خیال رکھوں۔ میں نے پورے 3 دن ان کو اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلایا ہے، میڈیسن دی ہے! (درام اپنے چھوٹے ہاتھ ان کو دکھاتے ہوئے بولا تھا) اور آج پھر بابا کے آنے کے وقت ان کی طبعیت خراب ہو گئی تو میرا امپریشن تو خراب ہو گیا نا۔ درام کو ہمیشہ کی طرح اپنے امپریشن کی فکر لگی تھی جب کہ اس کے یوں تر تر بولنے پہ داور خان نے مشکل سے اپنا قہقہ ضبط کیا تھا۔

آ جا میرے شیر میرے پاس، جو تیری دادی کو یہ چیزیں پہنچاتی/ پہنچاتا ہے نا اُس کی میں اور درام اکھٹے کلاس لیں گے آج پکا! آ جا میرے پاس۔ داور نے معاملہ ختم کرتے اپنی باہیں پھیلائی جس پہ درام نے ایک روٹھی سی نظر اپنی دادی پے ڈالی تھی۔۔

جو خود اس سے روٹھ چکی تھی شاید اور بھاگ کے پھر سے داور کے سینے سے لگا تھا۔

وہ اس وقت گھٹنوں تک آتی گرے شارٹ کے ساتھ وائٹ ٹی شرٹ میں ملبوس بے حد خوبصورت لگ رہا تھا۔ درام زیادہ تک اپنی کرسٹل گرے آنکھوں کے ساتھ میچنگ کے کپڑے پہننا پسند کرتا تھا۔

درام نے اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں میں باپ کا چہرہ بھرا اور اس کے گالوں پہ اپنے لب رکھے تھے۔

بابا جان دادی تو ناراض ہو گئی ہیں! وہ اپنے باپ کے کان میں سرگوشی کرتے بولا، داور نے ہلکے سے قہقہ لگاتے اپنی بیرڈ اس کے گالوں پہ رگڑی تھی۔

جب ایسے کام کرے گا تو تجھے وہ جوتوں کے ہار ہی پہنا سکتی ہیں میری جان! داور نے بھی اس کے کان میں اتنے ہی ہلکے سے سرگوشی کی تھی جس پہ درام نے اب کی بار روٹھی ہوئی نظر باپ پہ ڈالی تھی۔ داور نے اپنا ایک کان پکڑ کے اس کے ماتھے پہ پیار کرتے اس کے گھنے بال ماتھے سے پیچھے کیے تھے۔ جس پہ وہ مسکرا دیا، ان دونوں کے پیار پہ گل بانو اور بیا خان صدقے واری جا رہی تھی لیکن ان کی باتیں سننے سے قاصر تھیں۔ وہ دونوں خوبصورتی کے اعلیٰ شاہکار تھے۔

چل اب منا لے دادی کو، میں ذرا تیری مورے سے مل لو۔ داور شرارتی انداز سے اس کے کان میں بولا جس پہ درام نے ہاں میں سر ہلاتے اپنے باپ کے گال پہ ہلکے سے

اپنے چھوٹے سے دانت گھاڑے تھے۔ وہ اپنے ماں باپ کے پیار میں کبھی بھی کباب میں ہڈی نہیں بنتا تھا۔ وہ ایک سمجھدار بچہ تھا۔ داور نے ہنستے ہوئے اسے گل بانو کے پاس بٹھایا جب کہ بیا خان کو کمرے میں آنے کا اشارہ کیا تھا۔

بیا شرم سے سرخ پڑتے ایک نظر درام کو دیکھتے داور کے پیچھے گئی تھی، جب کہ درام اب اپنی دادو کو پشتو میں منانے کی کوشش کر رہا تھا۔ (گل بانو داور خان کی ماں تھی، وہ بلڈ پریشر کی مریض تھی لیکن چٹ پٹی چیزوں کے بغیر ان کا گزارا نہ تھا۔ جو وہ ملازموں کو رشوت دے کے چوری چوری منگواتی تھی جس پہ درام کافی بار ان کی چوری پکڑتے داور سے شکایت لگا چکا تھا).

بیا آہستگی سے دروازہ کھولتے ہوئے اندر داخل ہوئی جہاں داور سامنے ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑا اپنی کوٹ اتار کے ٹائی ڈھیلی کر چکا تھا۔

داور نے لمبے لمبے قدم اٹھاتے اس کی طرف بڑھتے اسے ہمیشہ کی طرح اپنے سینے میں بینچھا تھا۔ بیا خان نے بھی اس کے گرد اپنے بازؤں کا حصار باندھا تھا، وہ دونوں ایسے ہی تھے۔ ایک پل بھی ایک دوسرے کے بغیر گزرانا مشکل ہوتا تھا لیکن داور کو ہمیشہ کام کے سلسلے میں کہیں نہ کہیں جانا پڑتا تھا۔

کیسی ہو میری جان؟ داور نے پیار سے پوچھتے ہوئے اس کے ماتھے پہ اپنے نرم گرم لب رکھے تھے۔

ٹھیک ہوں آپ نے اپنے بیٹے کی حرکتیں دیکھی ہیں۔۔

وہ آہستہ آواز میں اس کی شرٹ کے بٹنز پہ انگلی پھیرتے بولی، جس پہ داور کا قہقہ بے ساختہ تھا۔

اچھی بات ہے نا میرا شیر گھر میں رونق لگا کے رکھتا ہے تم مجھے میرے بیٹے کی شکایتیں نہیں لگاؤ بلکہ شوہر کتنے دن بعد تھکا ہارا آج گھر آیا ہے اس سے جتنا ہو سکے پیار کرو۔۔ داور خان اس کے گالوں پہ اپنے لب رکھتے شوخ لہجے میں بولا تھا۔ جس پہ بیا نے اپنی گرے کرسٹل آنکھوں سے اسے گھور کے دیکھا تھا۔ داور خان نے اس کی آنکھوں پہ اپنے لب رکھتے انہیں بوجھل کیا تھا۔ بیا خان کی پلکیں لرزی تھیں جبکہ داور خان آج بھی اس کی شرم و حیا دیکھ کے بےخود ہوتے اس کے ہونٹوں پہ جھکا تھا۔ وہ جی بھر کے اپنی تشنگی مٹا رہا تھا، یہ تین دن اُسے تین سال کے برابر لگے تھے۔ داور کی اتنی شدت پہ بیا نے اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں جکڑا تھا، جس پہ داور اپنی گرفت مزید بڑھاتے اسے اپنی باہوں میں بھرتے بستر کی جانب بڑھا تھا۔

KOH NOVELS - URDU

عشقِ ستم..... قسط 16

سجاول خان اپنا کاروبار پاکستان میں سیٹ کروا چکا تھا، جس کے بعد آج کل وہ اپنی پرسنل سیکرٹری کے لئے انٹرویوز لے رہا تھا۔ زرش خان جو(سجاول پہ دل ہارنے پہ) اس کی پوری طرح سے جاسوسی کرتی رہتی تھی، وہ یہ بات بھی جان چکی تھی۔

اسی لیے وہ آج پنک کلر کے اسٹائلش ٹاپ پہ وائٹ مفلر گلے میں ڈالے جب کے نیچے وائٹ ٹائٹ جینز پہنے اپنی ہیزل آنکھوں کو گھماتے ہوئے اپنی باری کا انتظار کر رہی تھی۔ ساتھ ساتھ اپنے بھورے بالوں (جو اسٹیپ کٹنگ میں کندھوں سے تھوڑے نیچے تک آتے تھے) کو ہاتھ سے سیٹ بھی کر رہی تھی۔ ہونٹ جو پہلے سے گلابی تھے ان پہ لائٹ پنک گلوز لگا کے انہیں مزید گلابی بنایا گیا تھا۔

مس زرش زمان خان!! اپنے نام کی پکار سنتے وہ سجاول کے آفس کی طرف بڑھی تھی۔ جو کسی فائل پہ جھکا ہوا تھا، وہ اس وقت براؤن فورپیس میں ملبوس تھا۔

Miss Zarish, Have a seat!

مس زریش، بیٹھیے!)۔ سجاول خان ابھی تک ہنوز اس کے ڈاکومنٹس پہ جھکا ہوا تھا۔) جب کہ زرش جو اس کے بولنے سے پہلے ہی بیٹھ چکی تھی، اس کی نرم پکار پہ جان وارتے ہوئے ایک بار پھر اپنی سیٹ سے اٹھ کے سر کو ہلکا سا خم دیتے ٹانگ پہ ٹانگ جمائے بیٹھی تھی۔ جسے پتہ نہیں سجاول جیسے چیل جیسی نظر رکھنے والے انسان نے غور کیا تھا یا نہیں۔

So yeah! Miss Zarish r u ready for your interview?

تو ہاں! مس زرش کیا آپ اپنے انٹرویو کے لئے تیار ہیں؟) سجاول خان نے چہرہ اٹھاتے) اپنے مضبوط ہاتھ ٹیبل پہ رکھتے سنجیدگی سے پوچھا، جب کہ زرش تو اس کے خوبصورت براؤن بالوں کو دیکھ رہی تھی جو اس کے سر اٹھانے سے ماتھے پہ بکھرے تھے۔ شاید اس کے بال زیادہ سلکی تھے جو جیل سے بھی ٹھیک سے سیٹ نہیں ہوتے تھے۔ زرش نے دل میں سوچا جب کہ سجاول خان اپنے سامنے پھر سے اسی دن والی لڑکی کو دیکھ کے حیران ہوا تھا لیکن جلد ہی اپنی حیرانگی پہ قابو پاتے اسے دیکھا جو پھر سے کسی مراقبے میں جا چکی تھی۔

Miss Zarish are u listening me?

KOH NOVELS - URDU

مس زرش، کیا آپ میری باتیں سن رہی ہیں؟) سجاول نے اب کی بار اپنی مضبوط) انگلیوں کو ٹیبل پہ تھوڑا سا بجاتے اسے مخاطب کیا تھا۔

خاناں! مجھے اس جاب کے لئے کسی انٹرویو کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے تم اس انٹرویو کو چھوڑو اور مجھے کنٹریکٹ پیپر دو جس پہ مجھے 25 سال اس کمپنی میں جاب کرنے کے لئے سائن کرنا ہے! زرش خان سکون سے اپنے بالوں کی لٹ کو اپنی انگلی پہ گھماتے بولی تھی۔

Whattt??

کیا؟؟؟) سجاول خان بلند آواز میں بولا تھا۔)

یس، آدھے انگریز آئی مین خاناں مجھے کنٹریکٹ پیپر دوں اب!! زرش خان کا اطمینان ہنوز برقرار تھا، جب کہ اس کے خود کو آدھا انگریز بولے جانے پہ سجاول خان کا دماغ بھک سے اڑا تھا۔

You can go from here! This job is not suitable for u!

آپ یہاں سے جا سکتی ہیں، یہ جاب آپ کے لئے مناسب نہیں ہے۔) سجاول خان غصے) پہ قابو پاتے بولا تھا۔

جب کے زرش نے اس کی بات کو اگنور کرتے اپنے پنک وائلٹ سے آئی فون نکالتے ساحر خان کو فون ملا کے اسپیکر پہ رکھا تھا۔

اسلام علیکم، ساحر لالا، کیسے ہیں آپ؟ زرش خان چہک کے بولی جب کہ سجاول خان اس پاگل لڑکی کو حیرانگی سے دیکھ رہا تھا، جو شاید نہیں یقیناً اس کے پورے خاندان کو جانتی تھی۔

وہ لالا، میں نے آپ سے جاب کی بات کی تھی نہ، تو میں ابھی سجاول خاناں کے دفتر میں موجود ان کے سامنے ہی بیٹھی ہوں، آپ پلیز ان کو تفصیل سے سب سمجھا دیں۔ زرش خان نے ساحر خان کے سلام کا جواب دینے پہ ساری تفصیل اس کے گوش گزر کی تھی، جس پہ اُس نے سجاول کو فون دینے کو کہا تھا۔

سجاول نے دانت پیستے اس کے ہاتھ سے فون تھاما تھا۔

سجاول، زرش خان رایان کی کزن اور ضرار کی بہن ہے۔ وہ کافی سالوں سے آسٹریلیا میں ایک ورکنگ وومن کے طور پر رہی ہے۔ آج کل پاکستان میں خود کو مصروف رکھنے کے لئے کوئی جاب ڈھونڈ رہی ہے اور تم بھی خود کے لئے کوئی سیکرٹری ڈھونڈ رہے ہو تو مجھے لگتا ہے، تم دونوں ایک دوسرے کے لئے بہترین آپشن ہو سکتے

KOI NOVELS URDU

ہو۔ اس لئے تم زرش کو اس جاب کے لئے ہائر کر لو اور یہاں اسے کوئی بھی تکلیف نہیں ہونی چاہئے، گاٹ اٹ؟؟

اور ابھی مجھے کچھ کام ہے، بعد میں بات ہو گی۔ ساحر خان نے سجاول کی ایک بھی سنے بغیر اسے تفصیل سمجھا کے فون رکھ دیا تھا، جس پہ سجاول خان غصے سے بل کھا کہ رہ گیا۔ جبکہ اس کا رایان خان کے ساتھ حوالہ یاد آتے سجاول کا بس نہیں تھا کہ اس لڑکی کو اپنے آفس سے اٹھا کے باہر پھینک دے۔

آپ کل سے 9 بجے اپنی جاب پہ آ سکتی ہیں مس زرش، اب آپ جا سکتی ہیں۔ سجاول خان صبر کے گھونٹ پیتے اپنی ٹائی کو تھوڑا سا ڈیلا کرتے بولا تھا، یہ لڑکی کتنی ناقابلِ برداشت تھی کوئی اس کے دل سے پوچھتا!

خاناں، وہ تو میں ویسے بھی آؤں گی لیکن پہلے مجھے میرے 25 سال کا کنٹریکٹ تو دو۔ زرش خان اس سے ایسے مخاطب ہو رہی تھی جیسے وہ دونوں بہت اچھے دوست ہوں۔

دیکھیں مس زرش، میں کام کے معاملے میں کوئی بھی کوتاہی برداشت نہیں کرتا۔ آپ کی جاب ابھی عارضی ہے، اسلئے پہلے مجھے ایک ہفتہ آپ کی مہارتوں کو چیک کرتے ہوئے آپ کو ایک سال کا مستقل کنٹریکٹ دینا ہوگا۔ سجاول خان کا ضبط اب انتہاؤں کو چھو رہا تھا۔ لیکن وہ کسی صنف نازک سے بدتمیزی سے پیش نہیں آتا تھا، اسی لئے لہجے کو ہموار رکھا تھا۔

کیا مطلب میں عارضی ہوں؟ مطلب ساحر لالہ کی سفارش تمہارے لئے کوئی معنی نہیں رکھتی؟ رکو زارا، میں ساحر لالہ کو پھر سے فون۔۔۔ ابھی وہ پھر سے ساحر کو فون ملاتی ، جب سجاول نے ایک سال کا کنٹریکٹ پیپر پٹکنے کے انداز میں اس کے سامنے پھینکا تھا۔ جس پہ زرش فتح یابی سے مسکرا دی اور قلم سے ایک سال کو کٹ کر کے اُسے 25 سال بناتے ہوئے اُس نے کنٹریکٹ پیپر پہ اپنے سائن کیے تھے۔

واٹ دا ہیل!!

Miss Zarish you wasted the contact paper!

کنٹریکٹ پیپر پہ اس کی اس حرکت کو دیکھ کے سجاول خان غصے سے بلند آواز میں بولا تھا۔

Allah Hafiz Khana! Nice to meet u!

KUH NOVELS - URDU

(خدا حافظ، خاناں تم سے مل کر خوشی ہوئی)۔ صبح پھر ملیں گیں۔ جب کے زرش اس کے غصے کو سرے سے نظرانداز کرتے اپنی ہانکتے باہر کی جانب بڑھی تھی۔ اس کے جانے کے بعد سجاول نے غصے سے ٹیبل پہ پڑے پیپر ویٹس دیوار پے دے مارے اور اپنے گہرے بھورے بالوں میں ہاتھ پھیرتے انہیں اوپر کو اٹھایا جو باربار ماتھے پہ بکھر جاتے تھے۔

.....

فارس اور ساحر کی شادی کے دن قریب آتے جا رہے تھے۔

آج خانم بی نے سب کو بازار جانے کا کہا تاکہ جو جو تیاریاں باقی رہ گئی ہیں وہ سب مکمل ہو جائیں۔ گل بہار تو نہیں جانا چاہ رہی تھی لیکن اپنی مورے کے بار بار کہنے پہ وہ انکار نہ کر سکی۔

سوائے پری وش کے سب اپنی اپنی چادریں لئے سعد خان کا انتظار کر رہی تھیں کہ کب وہ آئے اور انہیں شاپنگ پہ لے جائے۔

ہرا خان تو ساحر خان کی شادی سے بالکل خوش نہ تھی، لیکن گل بہار اُس کی بہنوں کی طرح تھی۔ وہ اُس کی شادی میں کوئی بدمذگی نہیں چاہتی تھی، اسیلئے ہر کام میں بھڑچڑھ کے حصہ لے رہی تھی۔

پری وش دو دن سے سعد خان کے سامنے نہیں جا رہی تھی اور آج بھی سب نے اُسے کتنی ہی بار شاپنگ پہ جانے کا کہا تھا۔ لیکن اُس نے اپنی طبعیت خراب ہونے کا بہانہ بنایا اور ساتھ میں یہ بھی بولا کہ اُس کے پاس بہت سے کپڑے ہیں وہ کوئی بھی پہن لے گی۔

وہ پورے دو دن سے اپنے کمرے میں بند تھی، پوری ہویلی والے اُس کی اُداسی محسوس کر رہے تھے۔

KOH NOVELS - URDU

پلوشہ ، سجاول لالہ کو فون کرو اور بتاؤ کہ ہم کب سے سعد لالہ کا انتظار کر رہے ہیں لیکن وہ ابھی تک نہیں آئے میں اب مزید انتظار نہیں کر سکتی۔ گل بہار غصے سے بولی تھی کیونکہ جانتی تھی کہ پلوشہ سجاول کی لاڈلی ہے اور اس کے فون کرنے پہ سعد خان کو ڈانٹ ضرور پڑے گی اور گل بہار کا اس دن والا بدلہ پورا ہو جائے گا جو اُس نے سب کے ساتھ اسے تنگ کرنے کا پلان بنایا تھا۔

ابھی پلوشہ سعد کی حمایت میں کچھ بولتی کہ سعد خان وہاں ٹپک پڑا۔

میری بھوتنی بریکنگ نیوز بننے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ راستے میں ٹریفک تھی، اسلئے لیٹ ہو گیا۔ چلو گاڑی میں بیٹھو سب، عجیب مجھے تم سب لڑکیوں کے ساتھ ذلیل ہونے کے لئے چھوڑ دیا ہے۔۔ سعد خان دانت پیستے ہوئے بولا اُسے سخت چڑ تھی شاپنگ کرنے سے، حتیٰ کہ اُس کی خود کی شاپنگ ساحر خان کرتا تھا۔ لیکن آج ساحر کے ہی حکم دینے پہ وہ سب کو شاپنگ پہ لے کے جا رہا تھا۔ کیونکہ وہ لوگ گھر کی عزتوں کو ڈرائیور کے ساتھ اکیلے شاپنگ پہ کبھی نہیں بھیج سکتے تھے۔

بھوتنی بولیں اپنی بیوی کو، مجھے پہلے ہی آپ پہ بہت غصہ ہے مزید مجھے مت تپائیے۔ گل بہار غصے سے بولی۔ تمہارے غصے کو تو فارس لالا ٹھیک کریں گے، ان سے زیادہ غصہ کس کا ہو سکتا ہے بھلا۔ چلو اب چپ چاپ گاڑی میں بیٹھو میری چڑیلوں۔ سعد خان گل بہار کو سلگاتے ہوئے بولا جبکہ نظریں اپنی منکوحہ کی تلاش میں یہاں وہاں گھومائی تھیں لیکن وہ ظالم آج بھی نہیں تھی۔

پری کہاں ہے؟ سعد خان نے بالاخر سر کجھاتے اپنے دل کا سوال پوچھ ہی لیا تھا۔ "اہمم پری جان؟" پلوشہ خان شریر لہجے میں بولی، اس نے ایک دن سعد کو پری کو "پری جان" کہتے ہوئے سن لیا تھا اور پلوشہ خود اس وقت رایان خان کی نکاح والی دھمکی کو بلائے ہوئے تھی۔ یہ اسے صرف رایان خان کی دھمکی ہی لگی تھی اور نہ ہی ساحر خان نے ابھی تک ہویلی میں رایان اور پلوشہ کے متعلق کوئی ایسی بات کی تھی۔ سعد خان نے پلوشہ کو گھورا تھا۔

لالا، وہ نہیں جا رہی ہم نے اُسے کتنی بار بولا ہے، لیکن وہ بول رہی ہے کہ اُس کے " پاس بہت سے کپڑے پڑے ہیں۔" پلوشہ خان، سعد کے آنکھیں دکھانے پہ معصومیت سے آنکھیں ٹپٹپاتے ہوئے بولی تھی۔

ہمم!! تم لوگ جا کے گاڑی میں بیٹھو، میں ابھی آتا ہوں۔ سعد خان سنجیدگی سے بولا تھا۔ " وہ سب سر ہلاتی، باہر کی جانب بڑھ چکی تھی۔ سعد خان نے اپنا رخ پری وش کے کمرے کی طرف کیا۔ دروازے کے ہینڈل پہ ہاتھ رکھ کے گھمایا تو وہ کھلتا چلا گیا، آج خوش قسمتی سے اس نے دروازہ بند نہیں کیا تھا۔

دروازہ کھلنے کی آواز پہ پری وش جو گھٹنوں پہ سر ٹکائے آنکھیں موندے بیٹھی تھیں۔ اب کی بار آنکھیں کھول کے آنے والے کو دیکھا تھا۔ وہی سعد خان نے پورے دو دن بعد آج اپنی پری جان کا دیدار کیا تھا۔ نظریں اس کے چہرے کا ایسے طوائف کر رہی تھیں جیسے پیاسے کو کنواں مل گیا ہو۔ بغیر دوپٹے کے کالے بالوں کو چوٹی میں قید کئے، جن سے سیاہ لٹیں نکلتی اس کے چہرے کے گرد حالہ کئے ہوئے تھیں۔ اپنے خوبصورت چہرے پہ اداسی سجائے وہ واقعی ہی کوئی پری معلوم ہو رہی تھی۔ سعد خان کی نظریں

اس کے چہرے سے ہوتے ہوئے نیچے گردن کی طرف گئی جہاں پہ ابھی تک اس کی شدتوں کے مدہم نشان واضح تھے جن کو دیکھتے ہوئے سعد خان نے اپنے لب کاٹے تھے۔ پری وش ایک نظر سعد کو دیکھتے پھر سے اپنا چہرا گھٹنوں میں رکھ کے آنکھیں موند گئی جیسے اس کے آنے سے کوئی فرق نہ پڑا ہو۔ سعد خان نے آیبرو اچکاتے اپنی پری جان کے اٹیٹیوڈ کو دیکھا تھا جو اس کے قد سے اونچا تھا۔ سعد خان چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے اس کی طرف بڑھا تھا، گاڑی کی چابی اور والٹ کو سائیڈ ٹیبل پہ رکھتے ہوئے اس کے بالکل قریب بیٹھا تھا۔ پری وش نے ابھی بھی کوئی ردعمل نہیں دیا تھا، نہ ہی نظریں اٹھا کے دیکھا تھا۔ سعد خان نے اس کے چہرے سے لٹو کو سائیڈ پہ کرتے ہوئے اس کی تھوڑی پہ ہاتھ رکھے اس کا چہرہ اٹھایا، پری وش نے ہمیشہ کی طرح اپنی تھوڑی کو دائیں بائیں ہلاتے کیوٹ طریقے سے اسے خود سے دور کرنے چاہا۔

پری جان۔" سعد خان نے اُسے اتنے پیار سے پکارا کہ پری وش کی آنکھیں نم ہوئیں " تھیں۔ لیکن ابھی بھی ڈیھٹ بنی بیٹھی تھی اس کی طرف نظر اٹھا کے بھی نہیں دیکھ رہی تھی۔

چلو شاپنگ پہ چلیں، لالا کی شادی قریب آ رہی ہے نا۔ سعد خان نے بات کا آغاز کرنا چاہا۔ پری وش نے سر جھکائے نفی میں سر ہلایا۔ سعد خان نے بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگاتے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے، اسے اپنے مضبوط چٹانی سینے پہ گرایا تھا۔ پری وش نے کوئی مزاحمت نہ کی تھی، اس دن مزاحمت کا اِنجام وہ دیکھ چکی تھی۔ اس لئے ابھی بھی مزاحمت کی بجائے دائیں بائیں نظریں گھمائی تھیں۔ سعد خان کو ابھی بھی نہیں دیکھا اور یہی چیز سعد خان کو تکلیف دے رہی تھی۔ اس کی پری جان اس کی طرف دیکھ بھی نہیں رہی تھی۔ "ناراض ہو؟" سعد خان نے اس کے گرد بازوؤں کا حصار باندھے پوچھا تھا، ہنوز سر جھکائے ہی نفی میں سر ہلایا گیا۔ سعد خان نے جھک کے اس کی کالی گہری آنکھوں میں دیکھنا چاہا جو وہ بند کیے بیٹھی تھی، وہ تھوڑا سا اور جھکتے اپنی شدتوں کے نشانوں پہ اپنے لب رکھ گیا۔ اس کا لمس محسوس کرتے پری وش نے کرنٹ کھا کے پیچھے ہونے چاہا لیکن سعد خان نے اسکے گرد اپنا حصار مضبوط کیا تھا۔

مجھے معاف کر دو پری جان۔ اس دن میری دوست سے لڑائی ہو گئی تھی اور پھر تمہارا خود سے دور جھٹکنا مجھے پسند نہیں آیا تھا اور تم تو جانتی ہو نا کہ تمہارے خان کو فضول میں ہی غصہ آتا ہے۔ معاف کر دو نا، میرا بچہ؟ سعد خان پیار سے اس کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے بولا۔

پری نے کوئی بھی جواب دیے بغیر، اس کی گرے ٹی شرٹ سے جانکتی سلور چین کو ہاتھ کی انگلی میں گھمانا شروع کیا تھا۔

جو کپ کیک میں نے گرائے تھے، آج اس سے ڈبل ٹرپل لے کے دوں گا اپنے بچے کو پکا۔ اب معاف کر دو نا اپنے خان کو پری جان؟ سعد خان نے ایک اور کوشش کی وہ اسے بچوں کی طرح منا رہا تھا۔

تو کیا جب بھی آپ کو غصہ آئے گا تو یوں اتاریں گے مجھ پہ؟ پری وش بچوں کی طرح ہونٹ باہر نکلتے روہانسے لہجے میں بولی تھی۔ جس پہ سعد خان کو اس پے ٹوٹ کے پیار آیا تھا۔

غصہ تو نہیں پیار کیا تھا میں نے اپنی پری جان کو، شدت بھرا پیار۔۔ سعد خان مسکراتے ہوئے بولا تھا۔

نہیں، اتنی زور سے مجھے یہاں کاٹا تھی۔۔ پری وش نے آنکھوں میں آنسوں لیے اپنی " انگلی اپنے گردن کے نشانوں پہ رکھی تھی۔

اچھا اور کہاں کاٹا تھی؟ اب کی بار سعد خان شریر لہجے میں بولا جانتا تھا اب پری وش کی زبان کو بریک لگے گی۔

پری وش نے اپنی نظریں یہاں وہاں گھماتے اس پر سے اُٹھنا چاہا لیکن سعد خان نے اس کی کمر پہ اپنا حصار مضبوط کرتے جھک کے اس کی گردن پہ اپنے بھوسوں کی بوچھاڑ کی تھی، جیسے مرہم رکھ رہا ہو۔ پری وش کی دھڑکنیں تیز ہوئیں تھی۔ سعد خان نے اب کی بار اپنی خمار آلود کرسٹل گرے آنکھیں اُٹھا کے اس کے لبوں کو فوکس کیا اور بے انتہا نرمی اور پیار سے انہیں چوما جیسے اپنے اس دن والے لمس کی تکلیف کا ازالہ کر رہا ہو۔ وہ دھیرے دھیرے کبھی اس کے نچلے لب کو چومتا اور کبھی اوپر والے لب پہ اپنا نرم اور پیار بھرا لمس چھوڑتا، اور وہی پری وش اپنے ہاتھوں کی گرفت سعد خان کی شرٹ اور سلور چین پہ مضبوط کر چکی تھی۔ سعد خان اس کے چہرے کے ہر نقش کو اپنے پیار کے لمس سے مہکاتے پیچھے ہٹا تھا۔

اس دن اگر غصہ کیا تھا، آج اس سے زیادہ پیار بھی تو کیا ہے؟ پری جان، اب تو معاف کر دو گی نا اپنے خان کو؟ سعد خان گمبھیر آواز میں بولا، پری وش کو لگا اس کا دل دھڑک دھڑک کے باہر آجائے گا۔ وہ تیز تیز سانس لیتی ہوئی اس کے سینے سے سر ٹکا گئی تھی۔

اگر ابھی بھی نہیں مانی تو میں تھوڑا سا اور پیار۔۔ ابھی سعد خان اپنی بات مکمل کرتا، جب پری وش جلدی سے بولی تھی۔

KOH NOVELS - URDU

نہیں، میں تو مان گئی۔۔۔ میرا مطلب میں تو آپ سے ناراض تھی ہی نہیں، چھو۔ چھوٹے خا۔خان۔۔۔ پری وش گڑبڑاتے جلدی سے بولی تھی۔ کہیں وہ پھر سے ہی شروع نہ ہو جائے۔

اس کی بات پہ ہلکا سا قہقہ لگاتے سعد خان نے نرمی سے جھک کے اس کے دل کے مقام پہ اپنے ہونٹ رکھے تھے۔ پری وش کو لگا آج وہ اپنے نرم لمس سے اس دنیا سے کوچ کروا دے گا۔ آج اس کے لمس میں بےانتہا پیار اور بے چینی تھی۔

سعد خان نے آنکھوں میں شرارت لیے اس کے کان میں ایک بے باک سرگوشی کی جس پہ پری وش نے اس کی چین کو زور سے کھینچا تھا۔ سعد خان جان بوجھ کے خود کو ڈھیلاچھوڑتے ہوئے مکمل اس پہ جھکااور اس کی گردن میں منہ چھپا کے ایک گہرا سانس بھرا تھا۔

آپ گئے نہیں، سب کو شاپنگ پہ لے کے؟ پری وش اس کو خود سے دور کرنے کے چکر میں ہلکان ہو رہی تھی۔

پری وش کے یاد کروانے پہ سعد خان نے جٹھکے سے اپنا سر اٹھایا تھا۔

آہ شیٹ۔۔۔ پری جان، جلدی سے اٹھ کے چادر لو! وہ چڑیلیں کب سے گاڑی میرا انتظار " کر رہی ہیں۔ گل تو پہلے ہی میری جان لینے پہ تلی ہے۔ سعد خان جلدی سے اس کو اپنے بازؤں میں اٹھاتے ہوئے کھڑا ہوا تھا۔

مجھے نیچے تو اُتاریں اور میں نہیں جا رہی، آپ لوگ جائیں۔ وہ پتہ نہیں کیا سوچ رہی " ہوں گی..." پری روہانسی ہوتے بولی۔ اُسے شرم آ رہی تھی، وہ سب ان دونوں کے بارے میں باہر اکٹھا جانے پہ پتہ نہیں کیا سوچیں گے۔

سعد اس کی بات کو نظر انداز کرتے اسے اٹھاتے وارڈروب کی طرف آیا اور ایک ہاتھ سے اسے بچوں کی طرح اٹھاتے اس نے دوسرے ہاتھ سے وارڈروب کھول کے اس کی چادر تلاش کرنی چاہی۔ لیکن سامنے پری وش کی ذاتی چیزوں پہ نظر پڑتے اس نے شرارتی نظروں سے پری کو دیکھا۔ جو اس کے تعاقب میں نظریں اٹھاتے ہوئے کانوں کی لوں تک سرخ پڑتی اس کی گردن میں چہرا چھپا گئی تھی۔

سعد قہقہ لگاتے ہوئے اس کی چادر باہر نکالتے اسے اٹھائے ڈریسنگ مرر کی طرف بڑھا، اور اسے نرمی سے ڈریسنگ ٹیبل پہ بٹھایا۔ اس کی کڑہائی والی مہرون چادر اس کے سر پہ اُوڑھتے ہوئے سینے اور پشت پہ اچھی طرح سے پھیلائی، سعد خان نے اس کا چھوٹا سا وجود پوری طرح سے چادر میں چھپا دیا تھا۔

KOH NOVELS URDU

چھوٹے خان، وہ مجھے تنگ کریں گیں۔۔ پری وش رونے والی ہو چکی تھی، وہ ہونٹ باہر نکالتے معصومیت سے بولی۔

"کوئی تنگ نہیں کرے گا میری پری جان کو بلکہ دیکھنا، وہ سب تمہیں دیکھ کے کیسے خوش ہوں گی۔ وہ اس کے نچلے ہونٹ پہ شدت سے بوسہ دیتے پیچھے ہٹا تھا۔"

چلو، اب چپ چاپ چلو۔ نہیں تو میں تمہیں اٹھا کے لے جاؤں گا۔۔ سعد خان مسکراتے ہوئے شرارت سے بولا، اس کی اس بات پہ پری وش جلدی سے اس کے کندھوں پہ ہاتھ رکھ کے سہارا لیتے ڈریسنگ مرر سے نیچے اُتری اور باہر کی طرف دوڑ لگائی تھی۔

سعد خان اس کی رفتار دیکھ کے پھر سے قہقہ لگا اُٹھا۔

پلوشہ گل بہار اور ہرا خان سعد کے انتظار میں آدھی ہو چکی تھیں۔ وہ غصے سے تپی بیٹھی تھی جب پلوشہ خان کا فون رنگ ہوا، وہ تینوں فون کی طرف متوجہ ہوئیں تھیں سامنے اسکرین پہ "فارس لالہ" لکھا دیکھ کے اور اُس سبز آنکھوں والے مغرور شہزادے کی خوبصورت تصویر (جو شاید بےدہانی میں لی گئی تھی) دیکھ کے گل بہار کی دھڑکنیں تیز ہوئیں تھیں۔ ہرا خان نے معنی خیزی سے گل بہار کو دیکھا تھا جس پہ وہ سرخ پڑی تھی۔ پلوشہ خان نے جلدی سے مسکراتے ہوئے فون کان سے لگایا تھا۔

السلام علیکم لالہ، کیسے ہیں آپ؟ پلوشہ چہکتے ہوئے بولی تھی۔

وعلیکم السلام۔ میرا بچہ، میں ٹھیک ہوں۔ تم کیسی ہو؟ فارس خان پیار سے بولا تھا۔

میں بھی ٹھیک ہوں اور ہم سب آپ کی شادی کی خریداری پہ جا رہے ہیں لالا۔ میں آپ کو اور زر کو بہت یاد کر رہی ہوں۔ پلوشہ پہلے چہکتے ہوئے اور آخر میں اداسی سے بولی تھی۔

ہم سب بھی آپ کو بہت یاد کر رہے ہیں۔ میری گڑیا اور زر تم سے ناراض ہیں، تم ہویلی ملنے بھی نہیں آئی۔ فارس خان جیسے آج فرصت سے اپنی گڑیا سے بات کر رہا تھا۔ اس کی آواز اسپیکر سے باہر آ رہی تھی۔

لالا، وہ۔۔ ابھی پلوشہ کچھ بولتی جب فارس پھر سے بول اُٹھا۔

کون کون جا رہا ہے شاپنگ پہ؟ فارس خان نے ایک اُمید کے تحت پوچھا۔ اس کے پوچھنے کی دیر تھی کہ گل بہار نے اشارے سے اپنی انگلی نفی میں ہلاتے اسے اپنے بارے میں بتانے سے منع کیا تھا، لیکن وہ پلوشہ ہی کیا جو گل بہار کی سن لے۔

KOH NOVELS - URDU

گل بھابھی جان، (بھابھی جان پہ زور دیا گیا تھا جس پہ دوسری جانب فارس کے لب مسکرائے تھے اور یہاں گل اُسے اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے غصے سے گھور رہی تھی)، ہرا دیدہ اور میں سعد لالا کے ساتھ جا رہے ہیں۔ پلوشہ خان مسکراتے ہوئے بولی تھی جس پہ گل نے اسے ناراضگی سے دیکھا تھا۔

اممم۔۔ سہی، سعد سے میری بات کرواو زرا۔

ابھی پلوشہ یہاں سعد کی غیر موجودگی کا بتاتی جب سعد اور پری وش سامنے سے اکھٹے آتے دکھائی دئے۔ ان کو ساتھ آتے دیکھ کے سب کے چہروں پہ مسکراہٹ کھلی تھی، وہ دونوں ایک ساتھ بے انتہا پیارے لگ رہے تھے۔ سعد خان اتنا لمبا چوڑا جب کے پری وش چھوٹی سی، ان کا ہائٹ ڈیفرنس بہت کیوٹ لگ رہا تھا۔ پری وش کو معلوم تھا پیچھے جگہ نہیں ہوگی لیکن وہ پھر بھی گاڑی کے پیچھے والا دروازہ کھول رہی تھی جب گل نے لاک کر کے اسے آگے بیٹھنے کا کہا تھا۔

ہائے میری ننھی سی پری بھابھی جان! بہت نوازش آپ کی جو ہمارے ترلے منتوں کو لات مارتے اپنے شوہر کی ایک پکار پہ آپ دوری چلی آئی ہیں۔ گل بہار دانت پیستے ہوئے بولی۔ جس پہ پری نے روہانسے ہوتے سعد خان کو دیکھا جس پہ اس نے کندھے اُچکائے تھے اور فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولتے ہوئے اسے اندر بٹھایا۔ جب کہ دوسری طرف فارس خان اپنی بہار کی آواز سن کے سکون سے آنکھیں موند گیا تھا، دل بےساختہ دھڑکا تھا بس نہیں تھا ابھی اُسے خود میں سما لے۔

ابھی سعد خان ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھا ہی، جب پلوشہ نے سعد خان کو اپنا فون تھمایا تھا۔

لالا سے بات کریں۔۔۔ پلوشہ خان جلدی سے بولی تھی۔ جس پہ سعد خان نے فون پکڑ کے فارس کا نمبر دیکھتے ایک ہاتھ سے فون کان پہ لگایا اور دوسرے ہاتھ سے پری وش کی چادر پکڑ کے چہرے کے آگے کرتے اشارے سے اُسے چہرہ ڈھکنے کا کہا جو پری وش بھول چکی تھی۔ اس نے جلدی سے اپنا چہرہ ڈھکا تھا، جب کہ سعد خان اب ایک ہاتھ سے فون پکڑے فارس سے کچھ بات کرتے ہوئے دوسرے سے گاڑی اسٹارٹ کرتے زن سے بھگا چکا تھا۔

پیچھے وہ سب جان بوجھ کے سرگوشیاں کرتے پری وش کو چھیڑ رہی تھیں جس پہ وہ صدا کی شرمیلی سر تا پیر سرخ پڑھ رہی تھی۔

ساحر خان جو ڈیرے پہ بیٹھا ایک ہاتھ سے سگریٹ سلگا رہا تھا اور دوسرے سے فون پہ کچھ پیغامات پڑھ رہا تھا، اچانک فون پہ "ضدی خان" کا نام جگمگایا۔ جس پہ اس کے لب مسکرائے تھے، اسے یقین تھا کہ آج نہیں تو کل رایان خان ضرور فون کرے گا۔

لالا، آپ مجھ سے کیا ہوا وعدہ ایسے بھول نہیں سکتے!! سلام دعا کے بعد رایان خان غصے سے بولا تھا۔

کون سا وعدہ رایان خانزادہ؟؟ ساحر خان نے اسے تپانا اپنا فرض سمجھا تھا۔

لالاااا۔۔ رایان خان واقعی تپتے ہوئے چیخا اور ساتھ ہی کوئی چیز زور سے زمین پہ پٹکی جس کی آواز ساحر خان نے بغور سنی تھی۔

اچھا بتاؤ، کیا مسئلہ ہے؟ کیوں فون کیا؟ ساحر خان قہقہ لگاتے ہوئے بولا تھا۔

یاد آ رہی تھی مجھے جان کی تو سوچا کیوں نہ رومانٹک باتیں کر لوں آپ کے ساتھ۔۔ وہ ساحر خان کے قہقے پہ دانت کچکچاتے ہوئے بولا تھا۔ اس کی اس بات پہ ساحر خان کا دلکش قہقہ پھر سے فضا میں بلند ہوا تھا۔

اب تو آپ کی پسلیوں سے بھی قہقے نکلیں گے اپنی رخصتی کے قریب آنے پہ۔۔۔ رایان خان پھر سے غصے سے بولا کیوں کہ ساحر خان کے قہقے اس کا دل جلانے کا سامان بن رہے تھے۔

اس کی بات پہ ساحر خان کی نظروں کے سامنے اپنی منکوحہ کا معصوم اور بخار سے تپتا چہرہ لہرایا تھا۔

ظاہر ہے تقریباً دس ماہ تک تو میرے بچّے (بچہ) بھی اس دنیا میں آ جائیں گیں، اب تم بتاؤ، میرے بچوں کے چاچو بننا پسند کرو گے یا ماموں؟ ساحر خان سنجیدگی لیکن بے باکی سے پوچھ رہا تھا۔

اس کی بات پہ رایان کا چہرہ سرخ ہوا جو ہمیشہ کی طرح اپنی بہن اور اس کے رشتے کے بارے میں آج بھی ساحر خان سے بے باکی سے بھرپور باتیں سن رہا تھا۔۔ رایان نے بے ساختہ اپنے نچلا لب دبایا تھا۔۔ اس کی خاموشی اور غصے سے پھولی سانسوں کو سنتے ساحر خان پھر سے ہنسا تھا۔ آج اس کا ڈمپل بار بار اپنے درشن کروا رہا تھا کیونکہ اسے دیکھنے والا ابھی کوئی نہیں تھا۔

اچھا، اب سمجھا تم نے اپنے نکاح کے لئے فون کیا ہوگا؟؟ بالآخر ساحر خان نے رایان خان پہ رحم کیا تھا۔ نہیں تو کوئی بعید نہیں تھی، اب رایان خان کے غصے کا نشانہ اس کا پورا کمرہ اور سب سے پہلے اس کے ہاتھ میں پکڑا فون بنتا۔

KOH NOVELS - URDU

نہیں میں نے یہ بتانے کے لئے فون کیا کہ اگر آپ کی مہندی والے دن پلوشہ خان کا نام میرے ساتھ نہ جڑا تو آپ سب کے سامنے اسے لے اُڑوں گا۔ پھر بعد میں آپ سب کو میری اور پلوشہ کی خبر دیتے رہئیے گا۔ اب کی بار سلگانے کی باری رایان خان کی تھی۔

مجھے دھمکی دے رہے ہو رایان خان؟؟ ساحر خان آبیرو اچکاتے بولا تھا۔

دھمکی نہیں حالات سے آگاہ کر رہا ہوں اور قسم خُدا کی میں ایسا کر کے دکھاؤں گا، اگر پلوشہ میری نہ ہوئی تو--- رایان خان سنجیدگی سے بولا تھا۔

بکواس بند کرو رایان خان! یہ فضول سوچیں اپنے دماغ سے نکالو۔ ساحر خان اپنی زبان سے نہیں پھرتا، نکاح وعدے کے مطابق اپنے مقررہ وقت پہ ہوگا۔ ساحر خان نے غصے سے اس کی سنے بغیر کھٹاک سے فون بند کیا۔

عشقِ ستم... قسط 17

تقریباً 10 بجے سجاول خان بلیو فورپیس میں ملبوس، اپنے براؤن بالوں میں ہمیشہ کی طرح ہاتھ پھیرتے سنجیدگی سے اپنے دفتر میں داخل ہوا لیکن سامنے کا منظر دیکھ کے اس کا دماغ بھک سے اُڑا۔

منظر کچھ یوں تھا کہ سامنے بیٹھی صنفِ نازک پنک کلر کے لیڈیز پینٹ کوٹ میں ملبوس سجاول خان کی کرسی پہ بیٹھی سکون اور اطمینان سے اپنا ناشتہ کر رہی تھی۔ ساتھ ہی اپنے اسٹیپ کٹنگ بھورے بالوں کو گردن سے جھٹک کے چہرے سے پیچھے کرنے کی کوشش بھی جاری تھی۔ (اس کے بال ضرار خان کی طرح سیاہ ہی تھے، لیکن اسے سجاول خان کے بالوں کا رنگ شدت سے پسند آیا، اسی لیے اس نے سیم اپنے بال سجاول جیسے ڈائی کروائے تھے پھر بھی اسے اپنے بال پسند نہیں آئے تھے۔ سجاول کے بالوں کے رنگ کی بات الگ ہی تھی کیونکہ وہ قدرتی تھے)۔

Miss Zarish what is this behaviour?

(مس زرش، یہ کیا رویہ ہے؟؟) سجاول خان غصے سے دھاڑا یہ لڑکی اسے ہمیشہ غصے کی آخری حد پہ لے جاتی تھی۔

For real Khana! What is this behaviour? Look at the clock it's 10: 02 am, you are about 1hour late!

(سچ میں یہ کیا رویہ ہے خاناں؟ گھڑی کی طرف دیکھو۔ اب 10:02 ہو چکے ہیں،تم تقریباً ایک گھنٹے لیٹ ہو!) زرش نے بھی سینڈوچ کی آخری بائٹ لیتے انگریزی میں سوال کیا۔ وہ ایسے سوال کر رہی تھی جیسے سجاول اس کا بوس نہیں بلکہ وہ سجاول کی باس لیڈی ہو۔

Miss Zarish stand up!!

(کھڑی ہو جائیں مس زرش!!) سجاول خان پھر سے دھاڑا تھا۔

Just wait 2 minutes khana!

(بس دو منٹ رکو، خاناں---) زرش کا اطمینان ہنوز برقرار تھا۔ وہ ایک مسکراہٹ کے ساتھ اس کی کرسی سے ٹیک لگائے اب کافی کے چھوٹے چھوٹے سپ لے رہی تھی۔

I said! Stand up Miss Zarish

(میں نے کہا کھڑی ہو جائیں مس زرش!!) سجاول خان کی آواز بلند ہوئی تھی لیکن دروازہ بند ہونے کی وجہ سے باہر نہیں جا رہی تھی۔

اب کی بار زرش اپنا پنک پینٹ کوٹ جھاڑتے ہوئے کافی کا کپ اس کی میز پہ رکھتے، اس کے سامنے آ کے کھڑی ہوئی تھی۔

ہاں بولو نا خاناں--- زرش خان انکھوں میں محبت لئے مسکراہٹ کے ساتھ استفسار کر رہی تھی۔

مس زرش، پہلی بات میں نہ آپ کا دوست ہوں اور نہ ہی کوئی سو کالڈ بوائےفرینڈ جو آپ مجھے اپنے من پسند ناموں سے پکار رہی ہیں، آپ آج سے مجھے سر بلائیں گی جیسے باقی سب بولتے ہیں۔

دوسری بات یہ میرا آفس ہے اور میں یہاں کا بوس ہوں۔ میں صبح کے دس بجے آؤں یا رات کے دس بجے، آپ مجھ سے کسی بھی قسم کا سوال پوچھنے کا حق نہیں رکھتی۔ تیسری بات آپ کی جگہ یہ نہیں وہ وہاں ہے یا پھر باہر سب ایمپلائز کے ساتھ (وہ اپنی مضبوط انگلی سے کونے کے ٹیبل کی طرف اشارہ کرتے بولا جہاں پہ اس کے دفتر میں سجاول کی پرسنل سیکرٹری کا ایک چھوٹا سا کیبن موجود تھا، لیکن پرسنل سیکرٹری کے لئے ایک علیحدہ دفتر کا انتظام بھی تھا جو دوسرے ایمپلائز کے دفاتر کے ساتھ تھا) اور آپ نیکسٹ اپنا ناشتہ گھر سے کر کے آئیں گی--- سجاول خان بلند آواز میں پوری تفصیل زرش کے گوش گزر کر رہا تھا۔ جو اپنی ٹھوڑی پہ ہتھیلی رکھے اسے سن کم اس

KOH NOVELS - URDU

کے نقوش پہ غور زیادہ کر رہی تھی۔ لیکن اس کی یہ حرکت سجاول خان کو مزید زچ کرنے کے لئے کافی تھی۔

لاسٹ بٹ ناٹ دا لیسٹ! آپ کو میرا منیجر آپ کی جوب سے متعلق ساری تفصیل سمجھا چکا ہو گا، تو مجھے اس ہفتے کی میری تمام سکیجولڈ میٹنگز کی تفصیل چاہیے!! وہ اسے نظرانداز کرتے ہوئے اب کی بار اپنی بات کہتے جا کے اپنی کرسی پہ جا کے بیٹھا تھا۔

بڑا ہی کوئی میٹھا بولتے ہو تم، خاناں، اوہ آئی مین سر خاناں! قسم سے اگر میرے بال تھوڑے سے لمبے ہوتے نا تو میں ابھی اپنی دو چوٹیاں بنا لیتی کیوں کہ ایسا لگ رہا ہے کہ میرا کسی سکول میں نیا نیا داخلہ ہوا ہے اور آج میرا پہلا دن ہے۔ زرش خان ہلکا سے قہقہ لگاتے اس کی طرف رخ موڑتے بول رہی تھی۔

مس زرش، میری سکیجولڈ میٹنگز؟؟ سجاول خان اس کی فضول باتوں کو اگنور کرتے تپے لہجے میں اپنے سوال کا جواب چاہ رہا تھا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس لڑکی کی گردن مروڑ دے جو صبح صبح اس کا بی پی شوٹ کر رہی تھی۔

زرش خان سر ہلاتے ہوئے اپنے ٹیبل سے ایک فائل اٹھا کے اس کے پاس لائی، جو کچھ دیر پہلے اسے منیجر نے ہی تھمائی تھی۔

وہ ایک مسکراہٹ کے ساتھ یہ فائل سجاول خان کو پکڑا رہی تھی۔ سجاول خان اس کو بلاوجہ مسکراتے دیکھ کے پھر سے تپا تھا، اس نے اپنی ٹائی تھوڑی سی ڈھیلی کرتے فائل کھول کے اپنی آج کی میٹنگ چیک کی تھی۔

مس زرش، آج ہماری سلطانز کے ساتھ بہت اہم میٹنگ ہے۔ آپ سب کی پریزنٹیشنز کو پروف ریڈ کریں گی اور پورے 2 بجے تک جو بھی ایمپلائے میٹنگ میں شرکت کر رہا ہے، سب کی تفصیلات میرے ٹیبل پہ ہونی چاہیے

You can go now!

(آپ اب جا سکتی ہیں۔۔۔) سجاول خان ایک نظر فائل کو دیکھ کے دوسری نظر زرش پہ ڈالے سنجیدگی سے بولا جس پہ زرش خان نے بھی سنجیدگی سے سر ہلایا تھا۔

اوکے سر خاناں! وہ اپنے کوٹ کو جھٹک کے ٹھیک کرتے، اپنی سفید ہیل کو ٹک ٹک کرتے اس کے حکم کی تکمیل کرنے افس کا دروازہ کھول کے باہر نکلی تھی۔ کام کے معاملے میں وہ سنجیدہ تھی لیکن اپنی منمانی کرتے ہوئے اسے "خاناں" کہنا ابھی بھی نہیں بھولی تھی۔

اس کے جانے کے بعد سجاول خان نے غصے سے اپنا نیلے کوٹ اُتار کے سامنے صوفے پہ پھینکا اور اپنے ٹیبل پہ شان سے پڑے اس کے کافی کے مگ کو زمین کی زینت بنایا تھا۔ دل میں ساحر خان کو جی بھر کے کوسا تھا، جس نے یہ مشکل اس کے گلے میں کسی پٹے کی طرح ڈال دی تھی۔

مال میں پہنچتے سعد خان نے اپنی لوکیشن فارس خان کو بیجھ دی تھی۔ جس پہ وہ کچھ ہی دیر بعد وائٹ پینٹ کے اوپر لائٹ گرین شرٹ پہنے،(جو اس کی سرخ و سفید رنگت اور سبز آنکھوں کے ساتھ بے حد جچ رہی تھی)پہنچےوالا تھا۔ ابھی وہ لوگ گل بہار کے لئے کوئی لہنگا دیکھ رہے تھے اور ساتھ ساتھ سعد کی مدد بھی لے رہے تھے۔ جو فارس خان کی پڑھائی گئی پٹی کے مطابق ہر لہنگے کو رجیکٹ کرتا یا گل بہار کو تنگ کرتے ہوئے فارس خان کے آنے کا انتظار کررہا تھا، لیکن ساتھ ساتھ باقی لڑکیاں اپنی خریداری بھی کر رہی تھی۔

" لالاااآا" فارس خان پہ وہاں سب سے پہلی نظر پلوشہ خان کی پڑی وہ اسے دیکھ کے خوشی سے اچھلی تھی۔ جب کہ باقی سب نے بھی اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا، جو اپنی وائٹ پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتے انہیں کی طرف آ رہا تھا۔ شرٹ کے بازوئوں کو سفید کوہنیوں تک فولڈ کیا ہوا تھا، جب کہ شرٹ کے اوپر والے دو بٹن اس نے ہمیشہ کی طرح کھولے ہوئے تھے جس سے اس کا تھوڑا سا سفید مردانہ سینہ چھلک رہا تھا۔ باقی سب کو اسے یہاں دیکھ کے خوشگوار حیرت ہوئی تھی، جب کہ گل بہار تو اسے آنکھیں پھاڑے یہاں لیڈیز شاپ پہ دیکھ کے حیران تھی۔

فارس خان آگے بڑھتے سعد خان سے بغلگیر ہوا۔ پھر سب لڑکیوں کے سروں پے ہاتھ رکھتے ایک نظر اپنی منکوحہ کو دیکھا جو کالی شال میں اپنا وجود اور چہرہ چھپائے سعد خان کے پیچھے چھپنے کی کوشش کر رہی تھی۔

لالا اپ یہاں؟؟" پلوشہ خان چہکتے ہوئے بولی تھی۔"

جی میری گڑیا! اگر میں نہ آتا تو آپ کی بھابھی کو شاپنگ کون کرواتا؟ وہ گل بہار کو دیکھتے سنجیدگی سے بولا تھا۔

اس کے جواب پہ سب لڑکیاں نے شرارتی نظروں سے گل بہار کو دیکھا تھا۔

" چلے پھر آپ اپنی بیگم کو شاپنگ کروائیں، ہم کباب میں اتنی زیادہ ہڈیاں سوٹ نہیں کرئیں گیں۔۔ بالآخر سعد خان نے شرارتی لہجے میں کہتے وہاں سے نکلنے کی کی تھی۔

اس کی بات پہ سب نے قہقہ لگایا سوائے گل بہار کے جو سعد خان کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ جو اسے فارس خان کے پاس چھوڑ کے جانے والا تھا۔ جس پہ سعد خان معصومیت سے اسے بائے کا اشارہ کرتے سب کو اپنے ساتھ لے کر وہاں سے غائب ہوا تھا۔ ابھی گل بہار بھی تیزی سے ان کے پیچھے بھاگتی، جب فارس خان نے سرعت سے اس کی کلائی پکڑتے اسے خود کی طرف کھینچا تھا۔ وہ قدرے سائیڈ پہ کھڑے تھے جہاں اکا دکا لوگ ہی تھے۔

اس کے کھینچنے پہ گل بہار اس کے چٹانی سینے سے ٹکرائی تھی۔

چھوڑو مجھے۔۔ مجھے باقی سب کے پاس جانا ہے۔" گل بہار دانت پیستے ہوئے بولی تھی۔

چلی جانا، پہلے اپنے شوہر کو تو وقت دے دو جو اپنے سب کام چھوڑ کے اپنی ہونے والی بیوی کو خصوصاً شاپنگ کروانے آیا ہے۔ فارس خان گمبھیر لہجے میں بولا تھا۔

میں نے نہیں بلایا تھا زبردستی کے ہونے والے شوہر کو ہٹو پیچھے۔۔"

میری کلائی چھوڑو۔۔" گل بہار غصے سے میچی آواز میں غرائی تھی۔

فارس خان نے یہاں وہاں ایک نظر دیکھتے کسی کو بھی اپنی طرف متوجہ نہ پاتے، ذرا سا جھک کے اس کی چادر سے ڈھکے ہوئے ہونٹوں پہ اپنے ہونٹ شدت سے رکھے۔ جس پہ گل بہار کی سیٹی گم ہوئی تھی اس کی یوں باہر کھلے عام بے باکی پہ وہ اپنی نیلی آنکھوں کو پھیلا کے اسے دیکھ رہی تھی۔ جلدی سے اس کے سینے پہ دونوں ہاتھوں سے دباو ڈالتے اسے خود سے دور کیا تھا۔ فارس خان مسکراہٹ روکتے پیچھے ہٹا تھا۔

اب اگر تم نے یہاں سے جانے کی بات کی تو مجھ سے اچھے کی امید مت رکھنا، نتیجاآ " میں یہاں سب کو بیوی کے ساتھ رومانس کرنے کی عملاً کلاس دے کے جاؤں گا۔۔۔" فارس خان اس کے کان کے پاس جھکتے بے باکی سے بولا تھا۔ اس کی سرگوشی پہ گل بہار نے غصے اور بے بسی سے اس کے سینے کے بالوں کو ہمیشہ کی طرح نوچا جس پہ فارس خان مصنوعی کراہا تھا اور اسے اپنے بازو کے حلقے میں لیتے، دکان کی دوسری طرف آتے سارے لہنگوں پہ نظر دوڑانا شروع کی تھی۔۔۔ گل بہار کا بس نہیں تھا وہ یا تو سعد خان کو کچھ کر دے یا پھر سامنے لٹکے ہوئے لوہے کے ہینگرز سے فارس خان کے سر کا خون نکال دے۔۔ وہ شدید غصے کے عالم میں مجبوری میں فارس خان کی دھمکی کے زیرِ اثر وہاں کھڑی تھی کیونکہ وہ جانتی تھی یہ صرف دھمکی نہیں تھی، وہ بے باک انسان ایسا کر کے بھی دکھائے گا۔۔

ایک سیلز گرل بلیک جینز اور بلیک ٹائٹ سی شرٹ پہنے، ان کے پاس آئی تھی۔

Sir how can I help you?

سر، میں آپ کی کس طرح مدد کر سکتی ہوں؟) وہ لڑکی ایک ادا سے فارس خان کو) مخاطب کرتے ہوئے بولی جب کہ ساتھ کھڑی گل بہار کو اس نے نظر انداز کیا تھا۔

اس بوتیک کی سب سے ریسنٹ کلیکشنز دکھائیں۔ فارس خان سنجیدگی سے بولا، جس پہ اس سیلز گرل نے اپنے دانتوں کی نمائش کرتے سر کو خم دیا اور اسے لہنگے دکھانا شروع کیے تھے۔ جب کہ ساتھ ساتھ وہ فارس خان کو بھی تاڑ رہی تھی جو اپنی پرسنالٹی کے ساتھ پورے ماحول پہ چھایا ہوا تھا۔ ہر لڑکی اس کی طرف متوجہ ضرور ہو رہی تھی۔ جس پہ گل بہار غصے اور بے چینی سے پہلو بدل رہی تھی۔ بس نہیں تھا اپنے سامنے اس سیلز گرل کی آنکھیں نکال دے۔ جب کہ فارس خان سنجیدگی سے اپنی بیوی کے لئے اسی کی طرح کا کوئی خوبصورت سا لہنگا دیکھنے میں مصروف تھا۔

اب کی بار گل بہار کی نظر سیلز گرل کے تعاقب میں فارس خان کی طرف اٹھی تھی، جہاں وہ اس کے مضبوط مردانہ سینے کی کٹ لائن پہ نظریں جمائے اسے کچھ اشتیاق سے دیکھتے مزید کلیکشنز دکھا رہی تھی۔

گل بہار کا غصے سے میٹر گھوما تھا۔ اس نے اپنی پوری طاقت سے فارس خان کو بازو سے پکڑتے اپنی طرف موڑا تھا۔ جس پہ فارس خان نے حیرانگی سے آئبرو اُچکایا تھا وہ گل بہار کی آنکھوں میں انتہا کا غصہ دیکھ کے حیران ہوا تھا۔ اس کی نیلی آنکھیں بالکل ساحرخان کی طرح سرخ ہو رہی تھی۔ گل بہار نے اب کی بار فارس خان کو کالر سے پکڑ کے خود پہ جھکاتے اس کی شرٹ کے اوپر والے کھلے بٹن بند کیے تھے اور ساتھ ہی اپنی انگلی اور انگھوٹے سے اس کے سینے پہ ایک زور دار چٹکی کاٹی، جس کی تکلیف سے فارس خان یہاں صرف لب بینچ کے رہ گیا۔ وہ حیران پریشان سا گل بہار کی حرکتیں دیکھ رہا تھا جب کہ سیلز گرل جو اپنے دل کو تسلی دینے کے لئے گل بہار کو فارس خان کی بہن مانے ہوئے تھی، یہ دیکھتے ہوئے اس نے منہ بنایا تھا۔

چلو یہاں سے مجھے نہیں لینا، یہاں سے کچھ بھی--- گل بہار اپنی پوری طاقت سے فارس کو کھینچتے ہوئے باہر لے جانا چاہتی تھی۔جس پہ فارس خان نے خود کو ڈھیلا چھوڑا تاکہ اس کا زیادہ زور نہ لگے نہیں تو وہ کیوں اس جیسے باڈی بلڈر کو ایک انچ بھی ہلا سکتی تھی--

وہ ناسمجھی کی حالت میں اس کے ساتھ باہر کی طرف بڑھ رہا تھا۔ لیکن اس کی حرکتیں یاد کرتے کچھ کچھ سمجھ چکا تھا اور گل بہار کا ردِ عمل کو دیکھتے اس سے اپنی مسکراہٹ ضبط کرنا مشکل تھی۔

بہار میری جان، کیا ہو گیا ہے؟ انجان بنتے ہوئے پوچھا گیا تھا۔

میں بتاو؟ کیا ہوا ہے؟ تم واقعی نہیں جانتے کیا ہوا ہے؟ وہ شدید غصے سے بولی تھی۔

مجھے واقعی نہیں پتا تمہیں کیا ہوا ہے بہار۔۔۔ بتاو تو؟ وہ اس کی غصے سے پھولی ہوئی سانسوں کو محسوس کرتے پھر سے انجان بنتے ہوئے بولا تھا۔

گل بہار نے آس پاس دیکھتے اسے کونے میں ایک دیوار کے ساتھ دھکیلا تھا اور خود اس کے پاؤں پے کھڑی ہوئی۔ اس سب کھینچا تانی میں اس کے منہ سے چادر ڈھلک گئی تھی۔ جس پہ فارس نے یہاں وہاں دیکھا، گویا اس کا چہرا کسی نے دیکھا تو نہیں لیکن وہاں کوئی زی روح نہ تھی۔ وہ قدرے الگ اندھیرے والی جگہ تھی، گل بہار نے اس کی شرٹ کے بٹنز پہلے کی طرح کھولتے ہوئے زور سے اس کے سینے پہ اپنے دانت گھاڑے تھے۔ فارس خان کی آنکھیں حیرت سے پھیلی تھی، اس کی بیوی اسے ہمیشہ ہر ملاقات میں حیران کرتی تھی۔ یہ تو شکر تھا یہاں اس جگہ پہ کوئی نہیں تھا۔ اس نے جلدی سے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے گرنے سے بچایا جو غصے میں بےقابو ہو رہی تھی۔

آہ، بہار ہوا کیا ہے؟ بتاؤ تو۔۔ فارس خان نے ہلکا سے کراہتے اسے نرمی سے کاندھوں سے پکڑ کے پیچھے کرنے کی کوشش کی تھی، لیکن وہ تو اس کے ساتھ کسی جھونک کی طرح چپک چکی تھی۔ اس کے پیچھے کرنے پہ اس نے اپنے دانتوں کا دباؤ بڑھایا تھا۔۔ فارس خان کے لب مسکرائے تھے۔

ہوا کیا ہے بہار بےبی کو؟ وہ پیار سے اسے بچوں کی طرح پچکارتے بولا۔ اب کی بار گل بہار پیچھے ہٹی تھی لیکن پیر اب بھی اس کے پاؤں پہ جمے تھے، غصے سے سانس اور پھول چکی تھی۔

تم سمجھتے کیا ہو، خود کو؟ کسی فلم کے ہیرو ہو؟ ہر جگہ خود کی نمائش کرو گے تو لوگ تمہیں اپنی سو کالڈ فلموں میں کاسٹ کریں گے؟ ان بٹنز کو کھول کے کیا دکھانا چاہتا ہو تم، فارس خان؟ اگر میں خود کے وجود کو ڈھانپ کے رکھتی ہوں تو تمہیں بھی کوئی ضرورت نہیں ہے ہر وقت خود کی نمائش کرنے کی۔ اگر میں ابھی غیر مردوں کے سامنے بغیر دوپٹے کے خود کی نمائش۔۔ ابھی گل بہار مزید کچھ بولتی، فارس خان جو کب سے اس کا غصہ ملاحظہ کرتے محضوظ ہو رہا تھا، اس کی آخری بات تو جیسے سر پہ لگی اور تلوں پہ بجھی تھی۔ اس نے شدید غصے کے عالم میں جھکتے ہوئے اس کے بولتے ہونٹوں کو اپنی قید میں لیا تھا۔۔ اس کی زبان سے یہ بات سننا اس کے دل میں آگ لگا چکا تھا۔ اس نے گل بہار کی کمر پہ اپنے ہاتھوں کی گرفت خطرناک حد تک مضبوط کی تھی اور سائیڈ بدلتے ہوئے گل بہار کو دیوار کے ساتھ لگایا۔ لیکن اس

KOH NOVELS - URDU

سب کے بیچ اس نے گل بہار کے ہونٹوں کو آزادی نہیں دی تھی بلکہ اپنی گرفت میں اتنی شدت دکھائی تھی کہ گل بہار جیسے ابھی ہوش کی دنیا میں لوٹی تھی اور اپنے غصے میں کی گئی اپنی ہر حرکت پہ کئی بار خود پہ ملامت کی، کہ کیا ضرورت تھی اپنے دل کی باتیں اس کے سامنے کرنے کی... اور اب اس دیو کو خود سے الگ کرنے کے لیے اس کے سینے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے زور بڑھایا تھا۔ جس کے بدلے میں وہ کبھی اس کے نچلے لب پہ دانت گھاڑتا اور کبھی شدت سے اس کے بالائی لب کو چومتا، بالآخر اپنا سارا غصہ نکالتے وہ اس سے پیچھے ہوا تھا۔ گل بہار نے پھولی سانسوں کے درمیان دیوار کے ساتھ ٹیک لگائی، وہ فارس خان کے وجود کے آگے بلکل چپ چکی تھی۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی یہ الفاظ بولنے کی بہار؟ تم سر سے پیر تک فارس خان کی ہو۔ " اگر تمہیں کوئی دوپٹے کے بغیر تو کیا، چادر میں بھی نظر بھر کے دیکھے، میں اس کی جان لے لوں گا اور تمہارے اس نازک وجود کو جلا کے رکھ دوں گا۔ سوچ سمجھ کے بولا کرو۔" وہ شدید غصے میں اس کے دونوں اطراف پہ ہاتھ مارتے غرایا تھا، جس پے گل بہار کو اپنی غصے میں بولی ہوئی بات یاد آئی۔ اس نے اپنا نچلا لب ہونٹوں میں دبایا تھا، لیکن اپنے ہونٹوں پہ فارس خان کی شدت سے ابھی تک جلن محسوس ہوئی، جس پہ اس نے درد سے آنکھیں میچ کے کھولی تھی۔

آگ لگی نہ تمہیں ان الفاظ سے؟ تم مرد صرف عورتوں کو اپنا غلام سمجھتے ہو، صرف وہ تمہاری ملکیت ہیں اور تم لوگ جہاں پہ مرضی منہ مارتے پھرو۔

بکواس بند کرو اپنی گل بہار۔ فارس خان شدید غصے کے عالم میں اس کے کان کے پاس مکا مارتے ہوئے نیچی آواز میں غرایا تھا جس پہ گل بہار ڈر کے اچھلی تھی۔

کہا پہ منہ مارا ہے میں نے؟ جواب دو مجھے اپنی بکواس کا..." فارس خان اس کے " جبڑے کو دبوچتے غصے سے بولا تھا۔ اس کی سخت گرفت پہ ناچاہتے ہوئے بھی گل بہار کی آنکھوں سے آنسو گالوں پہ پھسلے تھے۔ اسکی آنسوؤں سے بھری آنکھوں کو دیکھتے فارس خان پل میں پگھلا تھا۔ اس کے جبڑے کو چھوڑتے خود کو نارمل کرنے کے لئے اپنے گھنے سنہری بالوں میں ہاتھ پھیرا تھا۔ اتنا تو وہ سمجھ چکا تھا کہ اس کی بیوی اپنا غصہ اتارنے کے چکر میں بنا سوچے سمجھے بول کے فارس خان کو غصہ دلانے کا فن رکھتی تھی۔

ابھی!! ابھی تم وہاں سیلز گرل کے ساتھ کیسے گپے ہانک رہے تھے؟ اور یہاں آ کے مجھ پہ تشدد کرتے تمہیں ذرا شرم نہیں آ رہی؟ اور وہ کیسے تمہاری خواہش پوری کرتے تمہارے سینے پہ نظریں جمائے کھڑی تھی!!! گل بہار غصے سے روتے ہوئے بولی۔

جب کے اس کے لفظ تشدد پہ فارس خان کا دماغ گھوما تھا لیکن آخری بات پے اس سے اپنی مسکراہٹ ضبط کرنا مشکل لگا تھا۔

ابھی میں نے تم پہ تشدد کیا تو نہیں لیکن اب اگر تم نے اپنے نازک ہونٹوں سے مجھے 'تم' پکارا نہ گل بہار میں ان گلاب کی پنکھڑیوں کا رس بہت سختی سے پیتے تمہاری ساری سانسیں خود میں اُتار لوں گا... فارس خان سنجیدگی اور بے باکی سے اس کے ہونٹوں پہ نظریں جمائے بولا۔ جس پہ گل بہار نے رونا بول کے جلدی سے اپنے چہرے کو چادر سے ڈھکا لیکن اس کے حفاظتی بند اپنے سامنے فارس خان کو انتہائی ناگوار گزرے تھے۔ اسلئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے اس کی چادر ہٹائی تھی اور جھک کے نرمی سے اس کے نچلے لب کو چوما تھا جہاں پہ اس کے دانتوں کے نشان تھے۔ اس کی مونچھوں کی چبھن اور اس کے پاس سے تیز پرفیوم کی مہک محسوس کرتے گل بہار کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی تھی۔

عادت ہے ان بٹنز کو کھولنے کی بہار بےبی، لیکن جلد بدل لوں گا۔ فارس خان اب کی بار اس کے کان کی لوں کو ہونٹوں میں دباتے نرمی سے سرگوشی کر رہا تھا۔

اس کی سرگوشی پہ گل بہار کے گال دہکے جسے دیکھتے فارس خان نے اس کے دونوں گالوں پہ نرمی اور پیار سے باری باری بوسہ دیا تھا۔ پھر اس کی ناک تھوڑی اور ماتھے پہ بوسہ دیتے وہ پیچھے ہٹا تھا جب کے بہار زور سے اس کی شرٹ کو جکڑے کھڑی تھی۔

اس کو ایک نظر دیکھ کے فارس خان نے ذرا سا جھک کے اس کی چادر گردن سے اپنے دانتوں میں لے کے ہٹائی اور اس کی شہ رگ پہ اپنے سلگھتے لب رکھے تھے، گل بہار سے نظریں اٹھانا محال ہوا تھا۔ فارس خان نے مزید جھکتے اس کی گردن پہ اپنے ہونٹ جا بجا رکھے تھے اور پوری طرح سے اس کی گردن کو اپنے لبوں سے مہکاتے پیچھے ہٹا تھا۔

بہار بےبی! مجھے لگتا ہے اب ہمیں شاپنگ کر لینی چاہیے کیونکہ اگر ایک اور منٹ بھی ہم یوں تنہائی میں رہے تو میں تمہیں اپنی شدتوں سے سرخ گلاب بننے پہ مجبور کر دوں گا۔ جس کے لئے تمہیں تمہاری شادی تک مصنوعی رنگ لگانے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ فارس خان گہرا سانس لیتے اپنے سنہری بالوں میں ہاتھ پھیرتے بولا، جب کے اس کی بے باکی پہ گل بہار کے ہونٹوں پہ شرمیلی سی مسکراہٹ آئی تھی جسے اس نے چھپانے کی ناکام کوشش کی اور دل میں سوچا کہ یہ شدتیں کیا کم تھی جو وہ مزید کی بات کر رہا تھا۔

KOH NOVELS - URDU

فارس خان نے نرمی سے اس کے ہاتھوں کو پکڑتے اپنی شرٹ کے اوپر والے کھلے بٹنز پہ رکھا اور بند کرنے کا اشارہ کیا۔ جس پہ گل بہار نے اپنی ناک چڑھاتے ان کو بند کیا تھا۔ فارس خان نے جھکتے ہوئے اس کی چھوٹی سی تیکھی ناک سے اپنی کھڑی ناک ملائی تھی اور پھر نرمی سے اس پہ اپنے لب رکھے۔ اس کی ناک چڑھانے والی ادا پہ اسے ہمیشہ سے اس پہ ٹوٹ کے پیار آتا تھا۔ اب کی بار اس سے پیچھے ہٹتے، وہ اس کی چادر ٹھیک کرتے اسے بازوئوں کے گھیرے میں لے کے وہاں سے نکلا تاکہ گل بہار کی شاپنگ کر سکے۔

تقریباً دو بجے میٹنگ روم میں سب سلطان انڈسٹریز کے ممبرز کے ساتھ مصافحہ کر کے بیٹھتے تھے۔

سجاول خان ٹیبل کی بوس چیئر پہ، زرش اس کی دائیں جانب گردن اکڑا کے بیٹھی تھی جب کہ سلطانز اس کی بائیں جانب غرور سے بیٹھتے تھے۔

پریزنٹیشنز کے دوران کچھ مائنر مسٹیکس تھیں جس پہ سجاول خان شدید غصے سے زرش خان کو گھور رہا تھا جس پہ وہ ہنوز گردن اکڑائے اسے ایک مسکراہٹ کے ساتھ دیکھ رہی تھی۔ جب کہ دل میں اس کے غصے سے سرخ پڑتے چہرے سے خائف بھی ہو رہی تھی لیکن زرش اپنے تاثرات چھپانا جانتی تھی اور وہ چھپا رہی تھی۔

سلطانز شاید اس پراجیکٹ کی ڈیلنگ کے لئے نہیں اپنی کمپنی کی غرور کے ساتھ نمائش کرنے آئے تھے جو اس سال کی ٹاپ کمپنیوں میں آ رہی تھی۔ وہ مائنر مسٹیکس کو بھی بڑا بنا کے سجاول خان کو بتا رہے تھے اور آخر میں وہ بنا ڈیل کے اس پراجیکٹ کو تقریباً رجیکٹ کرتے ہوئے جا چکے تھے جس پہ سجاول خان کے سفید چہرے میں سرخیاں گھلی تھی۔

Miss Zarish come to my office right now!!

مس زرش خان آفس میں فوراً آئیں!!) وہ شدید غصے کے عالم میں اونچی آواز میں) دھاڑتے اپنے آفس کی طرف بڑھا تھا۔ زرش خان بظاہر اطمینان سے گردن اکڑا کے اس کے پیچھے گئی تھی لیکن اندر سے اس کے غصے سے وہ کچھ خوفزدہ بھی تھی جب کہ باقی ایمپلائز تو اس کے غصے پہ دم سادھ کے رہ گئے تھے۔

مس زرش، جب آپ کو سوائے باتیں بنانے کے کچھ کرنا نہیں آتا تو آپ مجھے پہلے بتا سکتی تھی تاکہ میں یہ کام بھی کسی اور سے کہ دیتا، میں نے آج تک اتنی ڈل اینڈ

مسٹیکن پریزنٹیشنز نہیں سنی جتنی آج ہماری کمپنی نے پرفارم دی ہیں!! سجاول خان شدید غصے سے دھاڑا تھا۔

لیکن سر خاناں ۔۔۔ ابھی زرش اپنی صفائی میں کچھ بولتی جب سجاول خان ٹیبل پہ ہاتھ مارتے پھر سے دھاڑا تھا۔

Get out from my office now!

آپ اپنا باقی کام اپنے آفس میں جا کے کر سکتی ہیں۔۔ زرش خان کو آج تک اس کی ماں کے سواہ کسی نے نہیں ڈانٹا تھا۔ وہ اپنے بھائی کی بہت لاڈلی تھی اور آج سجاول خان جس طرح سے اسے بے عزت کر رہا تھا وہ ضبط سے اپنے آنسو اندر اتارتے ہوئے سر کو خم دیتے اپنے سیپرٹ آفس کی جانب بڑھی تھی۔ کمال کا ضبط تھا زرش خان کا چہرے پہ مسکراہٹ ہنوز چپکی ہوئی تھی جس سے سجاول خان کو عجیب سی چڑ رہتی تھی۔

اس کے جانے کے بعد سجاول خان نے ہمیشہ کی طرح کوئی نہ کوئی چیز زمین بوس کی تھی اور اس بار اس کا نشانہ اپنا آئ فون تھا۔ جو اس نے زور سے زمین پہ مارتے اس کے ٹکڑے کیے تھے، وہ جب سے آئی تھی اس کا صرف نقصان کروائے جا رہی تھی، سجاول کو شدت سے احساس ہوا کہ وہ جلد ہی اسے غریب کر کے چھوڑے گی۔

زرش خان نے سجاول کا غصہ ایمپلائز پہ اتارتے ان پہ روعب جمایا کہ وہ ایک پریزنٹیشن ٹھیک سے نہیں دے سکے اور وغیرہ وغیرہ، جس پہ وہ سب بیچارے سر جھکا کے رہ گئے۔

فارس اور گل بہار نے شاپنگ کر کے علیحدہ سے ہوہلی آنا تھا۔ جب کہ سعد خان پری وش، پلوشہ خان، اور ہرا خان کو شاپنگ کروا چکا تھا۔

اب وہ لوگ آئس کریم پارلر کے پاس گاڑی روک کے اپنے پسندیدہ فلیور کی آئس کریمز کھا رہے تھے۔۔ آج سعد خان کو لگ رہا تھا کم از کم ان لڑکیوں نے اس کا ادھا اکاؤنٹ خالی کر دیا ہو گا جس طرح سے وہ ہر چیز خرید رہی تھیں۔ جب کہ پری وش تو بس شرماتے ہوئے ہر چیز دیکھ رہی تھی۔ اس کی شرم و حیا کو دیکھتے سعد کو لگا آج وہ خریداری کے بغیر گھر جانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اسلیئے اس نے اپنی اور اس کی خریداری خود کرتے ہوئے ایک جیسے رنگوں کے کپڑے میچ کئے تھے۔ جس پر پری وش شرماتے ہوئے بولی کہ سب ہمیں دیکھ کے کیا سوچیں گے۔

جس پر سعد خان نے مسکراتے اس کے کانوں میں بےباک سرگوشیاں کی تھی۔

اور اب بھی وہ اس کے سامنے بیٹھے چھوٹے بچوں کی طرح آئس کریم کھانے میں مگن تھی۔ سعد خان نے گاڑی قدرے الگ جگہ پہ کھڑی کی تھی جہاں سے اگر یہ چادریں چہرے سے ہٹا بھی لیں تو کوئی دیکھ نہ سکے اور ویسے بھی گاڑی کے شیشے بھی بلیک تھے، اسلئے وہ سب قدرے پرسکون ہو کے آئس کریم کھانے میں مگن تھیں۔

پلوشہ اور ہرا آئس کریم کھاتے ہوئے اپنی شاپنگ ڈسکس کر رہی تھی۔ جب کہ سعد خان پاس بیٹھی اپنی چھوٹی سی منکوحہ کو آئس کریم کھاتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ جس کے ہونٹوں اور گالوں پہ چاکلیٹ لگ چکی تھی۔ سعد خان کا بس نہیں تھا پری وش کے چہرے کو اپنے ہونٹوں سے صاف کرے۔ لیکن پیچھے بیٹھی اپنی بہن جیسی کزنز کو دیکھتے اس نے منہ بنایا جو اس وقت اُسے کباب میں ہڈی سے کم نہیں لگ رہی تھی۔

پری وش کی آئس کریم ختم ہوئی تو اس نے بچوں کی طرح اپنا نچلا لب باہر نکالا جیسے رونے کی تیاری پکڑ رہی ہو اور یہی سعد خان کی بس ہوئی تھی۔ اس نے گہرا سانس بھرتے اپنی نظروں کا زاویہ بدلا تھا۔

پری وش نے اب کی بار چہرہ اٹھاتے سعد خان کو دیکھا جو گاڑی سے باہر دیکھ رہا تھا، اور دوسری نظر پیچھے پلوشہ اور ہرا خان کو دیکھا جو ابھی تک اپنی آئس کریم کھا رہی تھی۔

اور چاہیے؟ ہرا خان جو کہ پری وش کی آئس کریم سے دیوانگی کے بارے میں جانتی تھی، نرمی سے مسکراتے ہوئے بولی۔ جس پہ پری نے دھیرے سے ہونٹ باہر نکالتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا۔ جس پہ پلوشہ اور ہرا جو پہلے ہی سعد خان کی بے چینی اور تڑپ سے محظوظ ہو رہی تھی، اب کی بار قہقہ لگا اٹھی۔ پری وش نے اب کی بار ان کے یوں ہنسنے پہ غصے سے اپنی ناک پھلائی تھی۔ سعد خان بھی اب کی بار ان کی طرف متوجہ ہوا اور اپنی پری جان کی غصے سے سرخ ہوتی ناک کو حیرانگی سے دیکھا تھا۔

چھوٹے خان-- وہ غصے سے اپنی شرم کو بلائےتاق رکھتے ہوئے بولی تھی۔

جی، میرا بچہ؟ سعد خان تو جیسے اس کے یوں پکارنے پہ دل سے نثار ہوا تھا۔

سعد خان کے جواب پہ پلوشہ اور ہرا خان نے "اوہ" کی آوازیں نکالی تھی، جس پہ پری وش کے گال دہک کے لال ہوئے تھے۔ لیکن پھر بھی ابھی وہ ان کے مذاق اڑانے پر غصے میں تھی، اس لئے وہ اب اپنی پاور دکھانا چاہ رہی تھی۔

مجھے اور آئس کریم چاہیئے ہر فلیور میں -- پری وش بچوں کی طرح نیچے کارپٹ پہ پیر مارتے ہوئے بولی اور سعد خان کو لگا تھا آج وہ اپنی اداؤں سے اس کا قتل کر دے

KOH NOVELS - URDU

گی۔ اس نے آنکھوں میں ڈھیروں محبت لیے سر ہاں میں ہلایا تھا اور اپنے جذبات پہ قابو پاتے گہرا سانس بھرتے گاڑی سے نکلا تھا۔

اب پلوشہ اور ہرا خان، پری وش کو کبھی میرا بچہ، اور کبھی پری جان بول کے تنگ کر رہی تھیں، جس پہ وہ شرم سے دوہری ہو رہی تھی اور اپنی حرکت پے خود کو کوس رہی تھی۔

سعد خان ایک بڑے سائز کی آئس کریم کی ٹرے لے کے آیا، جس میں ہر فلیور کی آئس کریم کے اسکوپس تھے۔

سعد خان نے گاڑی میں بیٹھتے وہ ٹرے پری وش کی گود میں رکھی تھی اور سامنے سے ٹشو پکڑ کے پری وش کے گال اور ہونٹ صاف کیے جو اسے کب سے بیچین کر رہے تھے۔

پری وش جو پلوشہ اور ہرا کو اپنی پاور دیکھانے پہ شیطانی سا مسکرا کے دیکھ رہی تھی، سعد خان کی اس حرکت پہ پری وش شرمیلی اور پیاربھری نظروں سے اپنے خان کو دیکھ رہی تھی۔ اس کے دیکھنے پہ سعد خان نے جھک کے اس کے ماتھے پہ شدت بھرا بھوسا دیا تھا اور پھر جھکتے اس کی آنکھوں پہ اپنے لب رکھے، جو اس کے اتنے سے پیار پہ نم ہو چکی تھیں۔ پری وش سے شرم سے نظریں اٹھانا محال ہوا تھا۔ سعد ابھی مدہوشی میں مزید جھکتا، جب اُسے پیچھے بیٹھی چڑیلوں کا خیال آیا۔ اب کی بار انہیں شیشے سے دیکھتے، وہ ہلکا سا ہنسا تھا کیونکہ ہرا اور پلوشہ دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں پہ ہاتھ رکھے ہوئے تھے۔ سعد خان نے مسکراتے گاڑی سٹارٹ کرتے ہویلی کی جانب بڑھائی تھی۔۔

بالآخر ہویلی کے پورچ میں گاڑی آ کے رکی تھی جس پہ پلوشہ اور ہرا اپنے شاپنگ بیگز اٹھاتے جلدی سے اندر بھاگی تھی، پری وش بھی اپنی آئس کریم کی ٹرے اٹھائے دروازہ کھولنے ہی والی تھی۔ جب سعد خان نے اس کے ہاتھ سے ٹرے پکڑ کے سامنے ڈیش بورڈ پہ رکھی اور ایک ہی جست میں پری کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اُسے خود پہ گراتے بغیر کسی دیری کے اُس کے کریم سے بھرے ہونٹوں کو اپنی گرفت میں لیا تھا۔ یہ سب سیکنڈز میں ہوا تھا جس پہ پری وش کی آنکھیں حیرت سے پھیلی تھیں۔

سعد خان بیتابی سے اس کے ہونٹوں پہ لگی کریم صاف کر رہا تھا اور اسکی کمر پہ دباؤ ڈالتے اُسے مزید خود کے قریب کر رہا تھا۔ جس پہ پری وش نے ہمیشہ کی طرح اپنے ہاتھ اس کے گلے میں پہنی سلور چین پہ رکھے تھے۔

KOH NOVELS - URDU

سعد خانزادہ نے اس کے نچلے لب کو اپنے لبوں میں بے قراری سے دبایا، بس نہیں تھا وہ اس کے ہونٹوں کو کھا جائے۔ اس کی شدت پہ پری وش نے اس کی چین کو جھٹکا دیا تھا۔ جس پہ سعد خان ہوش میں آیا تھا اور اس کی سانسوں کو آزادی بخشتے اس کے گالوں پہ لگی کریم کو اپنے ہونٹوں سے صاف کیا۔ اب کی بار سامنے ٹرے سے تھوڑی سی آئس کریم سٹک پہ لگاتے اس نے پری وش کی گردن پہ لگائی تھی اور نیچے جھکتے ہوئے اس کی گردن کو اپنی شدت کا نشانہ بناتے آئس کریم صاف کی تھی، جس پہ پری وش کی جان نکلنے کے در پہ تھی۔ پھر سے اپنی چین پہ کھنچاؤ محسوس کرتے ہوئے سعد نے اپنی پری جان کے نرم ہاتھوں کو اس کی کمر کے پیچھے باندھا تھا اور چہرا جھکاتے ہوئے پھر سے اس کی سانسوں کو اپنے قبضے میں لیا تھا۔ پوری طرح سے اس کی سانسیں چراتے، وہ پیچھے ہٹا تھا پری وش نے گہرے سانس بھرتے، اس کے سینے پہ سر ٹکایا تھا جس پہ سعد خان کے لب مسکرائے تھے۔

پری وش نے غصے سے اس کی سلور چین کو کھینچا تھا۔ جس پہ سعد کے منہ سے ہلکی سی کراہ نکلی تھی۔ اس کے بار بار چین کھینچنے پہ سعد خان کی سفید گردن پہ کچھ سرخ نشان پڑ چکے تھے۔ اس کی کراہ پہ پری وش نے جلدی سے اس کی شرٹ گلے سے تھوڑی پیچھے کرتے اس کی سرخ ہوتی گردن کو دیکھا تھا۔ بےساختہ اس کی آنکھیں لبا لب پانیوں سے بڑی تھی۔ یہ سوچ کے کہ "کے وہ کیسے اپنے خان کو تکلیف دے سکتی تھی؟" پری وش نے بھیگی آنکھوں سے جھک کے اس کی گردن پہ اپنے لب رکھے تھے۔ جبکہ سعد خان نے حیرانگی سے اپنی چھوٹی سی پری جان کو دیکھا جو آج اسے اپنے انوکھے روپ دکھا رہی تھی۔۔

مجھ۔مجھے معا۔معاف ک۔کر د۔دیں چھوٹے خان، میں نے آپ کو تکلیف دی نا، وہ معصومیت سے اب کی بار اس کی سرخ گردن پہ انگلی پھیرتے ہوئے بھیگی آنکھوں سے بولی تھی۔ سعد کو اس پہ ٹوٹ کے پیار آیا۔ اس نے جھک کے اس کی بھیگی آنکھوں سے آنسو چنتے اسے خود میں زور سے بھینچا تھا۔

نہیں میری جان، مجھے بالکل تکلیف نہیں ہوئی، بلکہ تمہارے مرہم نے مجھے بےحد " سکون پہنچایا ہے، اتنا کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ پری جان، میرا دل کر رہا ہے کہ میں تمہیں کھا جاؤں۔" تم جانتی ہو، تم کب سے یوں بچوں کی طرح آئس کریم کھاتے ہوئے میری شدتوں میں اضافہ کر رہی تھی۔ قسم خدا کی، اگر اس وقت ہرا دیدہ اور پلوشہ نہ ہوتی تو میں اُسی وقت تم پہ اپنی شدتیں نچھاور کر کے تمہیں اپنے انداز سے آئس کریم کھلاتا اور خود بھی کھاتا۔ سعد خان پری وش کے کانوں میں بے باک سرگوشیاں کر رہا تھا۔ جس پہ پری وش نے اپنے نازک ہاتھ کا مکا اس کے چٹانی سینے پہ مارا تھا اور شرم سے اپنا چہرا اس کی گردن میں چھپایا تھا۔

KUN NOVELS - URDU

سعد خان نے ایک دفعہ پھر سامنے سے دوسری آئس کریم اسٹک سے چاکلیٹ آئس کریم لیتے ہوئے پریوش کے ہونٹوں کے آگے کی تھی اور اُسے کھانے کا اشارہ کیا، جس پہ پری وش نے اس کی گردن سے چہرا نکالتے جھجھکتے ہوئے اپنی فیورٹ آئس کریم کھائی اور سعد خان نے بھی بغیر دیری کئے اس کے سر کے پیچھے ہاتھ رکھتے اس کے لبوں پہ اپنا تسلط جماتے اپنی زبان اور ہونٹوں سے پری وش کے منہ سے آئس کریم چھینتے ہوئے خود کھائی تھی۔ جس پہ پری وش شرم سے دوہرے ہوتے اپنی بڑی بڑی آنکھیں پھیلا کے اس کا منہ دیکھ کے رہ گئی۔ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا وہ ایسا کرے گا نہیں تو وہ اسکے ہاتھ سے آیسکریم کبھی نہ کھاتی۔اب وہ اس کی گود سے نکلنے کی مزاحمت کرنے لگی، جس پہ سعد خان نے ہنس کے سامنے سے ٹشو اٹھا کے اپنا اور اس کا چہرا، گردن صاف کرتے پری وش کی چادر ٹھیک کی اور اس کے ماتھے پہ ہونٹ رکھتے اسے اس کی سیٹ پہ بٹھایا تھا۔ پری وش جلدی سے دروازہ کھولتے ہوئے باہر کی طرف بھاگی تھی، لیکن اپنی آئس کریم لے جانا نہ بھولی تھی۔ یہ دیکھتے ہوئے سعد خان کی نا ختم ہونے والی ہنسی شروع ہوئی تھی۔

<u>ماضی:</u>

حاکم خان کی تین اولادیں تھیں۔ جن میں سب سے بڑے ہاشم خانزادہ، ان کے بعد جہانگیر خانزادہ اور سب سے چھوٹے مراد خانزادہ تھے۔ حاکم خانزادہ نے اپنے جیتے جی تینوں بیٹوں کے نام الگ الگ ہویلی کی اور تینوں کو الگ الگ کاروبار دیا تاکہ کل کو ان میں اور ان کی اولادوں میں کوئی بدمذگی پیدا نہ ہو۔

تینوں ہویلیاں رقبے کے لحاظ سے ایک جیسی تھیں لیکن ان کے ڈیزائنز کو دیکھتے ہوئے لوگوں نے انہیں مختلف نام دے رکھے تھے۔ تینوں ہویلیاں سوات کی مشہور ہویلیوں میں سے تھیں۔(بڑی ہویلی، لال حویلی ، چھوٹی ہویلی)۔

ہاشم خانزادہ جو سب سے بڑے تھے ان کی دو اولادیں تھیں علی خانزادہ، اور نگینہ خان۔

جب کہ جہانگیر خانزادہ کی تین اولادیں سکندر خانزادہ، زمان خانزادہ، اور ملالہ خان تھیں۔

مراد خانزادہ جو سب سے چھوٹے تھے ان کی بھی تین اولادیں تھیں حیدر خانزادہ، اسد خانزادہ اور روشنہ خان۔

علی خانزادہ کی شادی گل بانو سے کی گئی، جنہوں نے ایک خوبصورت بیٹے کو جنم دیا۔ جس نے پورے سوات سے خوب پیار لوٹا تھا، وہ تھا چھوٹی ہویلی کا اکلوتا وارث "داور خانزادہ"۔

سکندر خانزادہ کی شادی زرمینہ خان سے کی گئی جو بچپن سے ان کی منگ تھی۔ جن سے ان کے دو خوبصورت بیٹے اور ایک معصوم سی بیٹی تھی۔ سب سے بڑا فارس خانزادہ، پھر رایان خانزادہ اور سب سے چھوٹی زرلاشتہ خان، جس میں پوری لال ہویلی کی جان بستی تھی۔

حیدر خانزادہ کی شادی ان کی پسند سے علی خانزادہ کی بہن نگینہ خان سے کی گئی۔ جن سے اللہ نے ان کو چار خوبصورت اولادوں سے نوازا تھا، سب سے بڑا ساحر خان، دوسرے نمبر پہ بیاخان، پھر سعد خانزادہ اور سب سے چھوٹی گل بہار تھی۔

ساحر خانزادہ بچپن سے ہی زرلاشتہ خان کو پسند کر کے اس کے باپ سکندر خانزادہ سے اچھے تعلقات بنا چکا تھا۔ جس پر انہوں نے بچپن میں ہی زرلاشتہ خان کو ساحر خانزادہ کی بے حد ضد پہ اس کے نکاح میں دیا تھا۔ اور کچھ ان کو یہ بارہ سالہ نیلی آنکھوں والا بچہ بھی اپنی بیٹی کے لئے بہت پسند تھا اور وہی فارس خانزادہ کی ماں زرمینہ خان نے بچپن سے ہی گل بہار کو فارس کے لئے مانگ لیا تھا۔

بارہ سال کے فارس خانزادہ اور ساحر خانزادہ کا نکاح دو چھوٹی سی چار سال کی شہزادیوں گل بہار اور زرلاشتہ خان سے کروایا گیا۔ پورا سوات ان دونوں شہزادوں کے نکاح پہ بے تحاشہ خوش تھا۔ حیدر خانزادہ اور سکندر خانزادہ نے دونوں خاندانوں میں سردمہری ہونے کے باوجود اپنے بیٹوں کے نکاح کو دھوم دھام سے کرتے شدید فائرنگ کے ساتھ ساتھ پیسہ بھی پانی کی طرح بہایا تھا۔

ملالہ خان اسد خانزادہ کی بچپن کی منگ تھیں، ملالہ خان حسن کی دیوی تھی۔ جسے ان کے بھائیوں نے سینچ سینچ کے لاڈلی بنا کے پالا تھا۔ جسے اسد خانزادہ کے نکاح میں دیا گیا تھا، اسد خان بچپن سے اپنی منگ کو لے کے حد سے زیادہ پوزسیسوو تھے اور شک کرنا ان کی فطرت میں تھا۔ ان کا ایک خوبصورت سا بیٹا سجاول خانزادہ تھا، جس نے سارے نقوش اور آنکھوں کا رنگ تک اپنی خوبصورت ماں سے چڑایا تھا۔

زمان خانزادہ کی شادی وردہ خان سے کی گئی، جن کے دو ہیزل آنکھوں والے پیارے سے بچے تھے، بڑا ضرار خانزادہ اور چھوٹی اور لاڈلی زرش خان تھیں۔

روشنہ خان کے شوہر بہادر خانزادہ(ساحر خان کے دوست) تھے، ان کی دو پیاری سی بیٹیاں تھیں بڑی ہرا خان جب کہ شادی کے کئ سالوں بعد انہیں اللہ نے پری وش سے نوازا تھا جو بچپن سے ہی سعد خانزادہ کے نام لکھ کے چکی تھی۔

.....

عشقِ ستم ..... قسط 18

فارس خان نے آج گل بہار کا جی بھر کے جینا حرام کیا تھا اور اُسے ہر رنگ میں ڈھیروں سوٹ لے کے دیئے تھے۔ جب کے شادی کے بھاری کامدار جوڑے الگ تھے۔ گل بہار نے اتنے بھاری جوڑوں پہ غصے سے انکار کیا، جس پر فارس خان نے اس کے کان میں بے باک سرگوشیاں کرتے اس کی زبان بند کروائی تھی۔

آج گل بہار غصے اور شرم سے گلابی سے سرخ ہو رہی تھی، جسے دیکھ کے وہ جی بھر کے محضوظ ہو رہا تھا۔

اور اب بالآخر سعد خان سے اپنے وعدے کے مطابق ساحر خان کے حویلی آنے سے پہلی ہی اُسے بڑی حویلی کے گیٹ پہ باحفاظت چھوڑ گیا تھا۔ گل بہار نے بھی اسے اندر آنے کی دعوت نہیں دی اور ناک چڑھاتے اپنے بیگز اُٹھاتے باہر نکل رہی تھی۔ جب فارس نے جھٹکے سے کلائی پکڑتے واپس سے گاڑی میں کھینچتے ایک بار پھر چادر ہٹاتے ایک شدت بھرا بھوسا گل بہار کے لبوں پہ دیا اور اس کی ناک پے لب رکھتے آنکھ مارتے پیچھے ہوا تھا۔

فارس خان! تم اپنی ان چھچھوڑی حرکتوں سے میرے دل میں اپنے لئے نفرت کم نہیں کر سکتے!! میں تمہارے الفاظ ساری زندگی نہیں بھولوں گی، یہ مت سمجھنا مجھے یہ شادی کرنے کے لیئے کسی نے مجبور کیا ہے بلکہ میں یہ شادی صرف اس لیئے کر رہی ہوں تاکہ تم اپنی خواہش کے مطابق مجھے جلد از جلد طلاق دے دو۔ تاکہ مجھے ساری زندگی تمہاری شرط یا سودا بن کے نہ گزارنا پڑے، گل بہار غصے سے چادر درست کرتے پیر پٹکتی اپنے آنسو خود کے اندر اتارتی بڑی حویلی میں داخل ہوئی تھی۔ جب کے فارس خان اسکے الفاظ پہ ساکت ہوا تھا کچھ بولنے کو تھا ہی نہیں وہ اپنے دو جملوں سے اس کی زبان بند کروا گئی تھی۔ جو اپنے چند لفظوں سے اگلے کا منہ بند کروانے کا فن رکھتا تھا، اس نے بے بسی اور غصے سے سٹیرنگ پہ ہاتھ مارتے گاڑی زن سے بھگائی تھی۔ وہ جانتا تھا اُس کا دل ان آٹھ سالوں میں بہت دکھا ہوگا لیکن وہ اسے کیسے یقین دلائے، اگر ترپی ان آٹھ سالوں میں گل بہار تھی تو فارس خان بھی پل پل اپنے عشق کے لئے تڑپا تھا...

یہ نہیں تھا کہ وہ ساحر خان سے ڈرتا تھا اور اسلئے اس کے آنے سے پہلے گل بہار کو حویلی چھوڑ گیا تھا، بلکہ سعد خان نے زبردستی اس سے وعدہ لیا تھا کہ وہ شادی تک کوئی ہنگامہ نہیں چاہتا، اسلئے گل بہار کو وقت پر حویلی میں ہونا چاہئیے کیونکہ ساحر خان گھر میں آتے ہی گل بہار سے ضرور ملتا تھا۔

جس پر فارس خان نے بھی حامی بھر لی جب اُسے گل بہار مل رہی تھی تو اور کیا چاہیے تھا۔

تمام لوگ بڑی حویلی کے ڈائننگ ٹیبل پہ بیٹھے رات کا کھانا کھا رہے تھے، جب ساحر خان نے بات کا آغاز کیا تھا۔

دادا جان مجھے آپ سب کو کچھ بتانا ہے۔۔۔ ساحر خان اپنے بھورے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا۔

ہاں بولو خان ہم سن رہے ہیں۔۔۔ مراد خان نے پوتے کی بات کا مقصد جاننا چاہا تھا۔

جیسا کہ سب جانتے ہیں کہ پلوشہ خان رایان خانزادہ کی منگ ہے۔ تو میں چاہتا ہوں کہ میری مہندی سے ایک دن پہلے ان کو نکاح کے مضبوط بندھن میں باندھ دیا جائے۔ یہ رایان کی خواہش بھی ہے۔

ساحر خان کی بات پہ سب نے چونکتے سر اٹھایا تھا۔ سجاول خان نے غصے سے کانٹا اپنی پلیٹ میں پٹکا تھا۔ جب کہ پلوشہ کو لگا پوری حویلی کی چھت اُس کے سر پہ آن گری ہے۔ تو گویا اس نے اپنی قسم پوری کر کے دکھائی تھی۔ پلوشہ کے گلے میں گلٹی اوبھر کے معدوم ہوئی۔

ایسا کبھی نہیں ہوگا، لالا! آپ جانتے ہیں میں کسی صورت پلوشہ کو رایان خان کے حوالے نہیں کروں گا۔۔ سجاول خان سرخ ڈارک براؤن آنکھوں میں شدید غصہ لیے بولا تھا۔

پلوشہ خان اس کی بچپن کی منگ ہے سجاول اور ایک نہ ایک دن دونوں کا نکاح ہونا ہی ہے تو ابھی کیوں نہیں؟؟ ساحر خان سنجیدگی سے بولا تھا۔

لیکن خان اتنی اچانک سب کیسے ہوگا اور لال حویلی کے لوگ۔۔ ابھی حیدر خان مزید کچھ بولتے جب ساحر خان نے ان کی بات کاٹی تھی۔

سب کچھ ہو جائے گا۔۔۔ میرا مقصد صرف آپ لوگوں کو اس بات سے آگاہ کرنا تھا تاکہ سب لوگ ذہنی طور پر تیار ہو جائیں۔۔

KOH NOVELS - URDU

لیکن لالا آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں؟ میری اور پلوشہ کی مرضی جانے بغیر؟ سجاول خان غصے سے چیختے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

جب تمہارا نکاح کروں گا تب تمہاری مرضی بھی پوچھ لوں گا اور جہاں تک رہی پلوشہ کی بات تو مجھے نہیں لگتا اُسے اپنے لالا کے فیصلے کے بارے میں کوئی اعتراض ہوگا !! کیوں پلوشہ بچے؟؟ ساحر خان قدرے ریلیکس انداز سے پوچھ رہا تھا کیوں کہ وہ پلوشہ کی آنکھوں میں رایان خان کی محبت کی تحریر بہت پہلے سے پڑھ چکا تھا۔ ساحر خان کی بات پہ سب کی نظریں اب کی بار پلوشہ پہ مرکوز ہوئی۔ پلوشہ خان کو سردی میں بھی پسینے آ رہے تھے۔ اُسے سمجھ نہیں آیا کہ وہ کیا جواب دے۔۔ وہ کیسے خود کو ایک ایسے شخص کو سونپ سکتی ہے جو اس سے نفرت کرتا ہو۔ یہ سوچتے ہوئے اُس کی آنکھیں بھیگی تھی جس پہ اس نے نظریں جھکائی تھی۔

جیس۔ جیسے آ۔آپ س۔سب کو ٹھی۔ٹھیک لگے لالا۔۔ وہ رندھی ہوئی آواز میں کہتے وہاں سے تقریباً بھاگی تھی کیوں کہ وہ ساحر خان کا مان نہیں توڑنا چاہتی تھی۔

پلوشہ کے جواب پہ سجاول نے غصے سے سامنے پڑے برتن زمین پہ پٹکے تھے۔

" آپ کو ہمیشہ وہ کمینا ہی کیوں نظر آتا ہے لالا؟؟ میں جانتا ہوں وہ صرف یہ نکاح میری بہن کو ازیت دینے کے لئے کرے گا۔۔ سجاول کا بس نہیں تھا ابھی رایان خان سامنے ہو اور وہ اسے کچھ کر دے۔

سجاول کے سوال پہ ساحر نے دل میں رایان کو دوسو گالیوں سے نوازا تھا، جس کی ضد کو پورا کرتے وہ سجاول کو اچھا خاصہ ناراض کر چکا تھا۔

سجاول ٹھنڈے دماغ سے سوچو، پلوشہ کو آج یا کل رایان کا ہونا ہی ہے۔ کیونکہ خان اپنی منگ نہیں چھوڑتے اور رایان خان کو تم جانتے ہو۔ وہ اپنی ٹوٹی ہوئی چیزیں بھی کسی کو نہیں دیتا، کیا گرنٹی ہے کہ اس کی کسی اور سے شادی کی جائے اور وہ پلوشہ کی حقیقت جانتے ہوئے اسے خوش رکھے گا؟ پلوشہ صرف تمہاری ہی نہیں، میری بھی بہن ہے۔ وہ میرے لئے بالکل گل بہار کی طرح ہے، میں کبھی اس کا برا نہیں چاہوں گا۔۔ بھروسہ رکھو۔۔ ساحر خان نے شاید آج پہلی دفعہ کسی کو اتنی تفصیل دی تھی۔

بدلے میں سجاول نے کچھ نہیں کہا صرف اپنے سلکی بالوں میں ہاتھ پھیرتے غصے سے اسے ناراض نظروں سے دیکھتے باہر کی جانب بڑھا۔ کیوں کہ وہ جانتا تھا ساحر خان فیصلہ لے چکا ہے اور وہ ایک انچ بھی پیچھے نہیں ہٹے گا۔

وہی بڑی حویلی میں رایان خان فارس کو اپنے اور پلوشہ کے نکاح کے فیصلے کے بارے میں پہلے ہی آگاہ کر چکا تھا، جس پہ فارس خانزادہ کو نکاح کا جان کے خوشگوار حیرت ہوئی تھی۔

جب کہ جہانگیر خان نے مراد خان اور حیدر خان کے ساتھ مشترکہ فیصلہ کرتے ہوئے اس نکاح پہ اپنی رضامندی ظاہر کی تھا۔

زرش خان کو سجاول خانزادہ کے دفتر میں کام کرتے ایک ہفتہ ہو گیا تھا، لیکن اس کی حرکتیں ہنوز قائم تھیں۔ جب وہ چہرے پہ مسکراہٹ لئے اسے سر "خاناں" بول کر اپنے الفاظ سے زچ کرتی تھی۔ جس کا غصہ سجاول خان اس کے کام میں غلطیاں نکالنے پر تقریباً روز اس پر اتار رہا تھا۔ وہ شدید غصہ ہوتا جس پر زرش کا دل اندر سے تیزی سے دھڑکتا رہتا لیکن چہرے پہ مسکراہٹ ہوتی تھی۔ سجاول خان خود اس کے اتنے ضبط پہ حیران تھا، اگر وہ پہلے دن سے اس کے غصے پر کوئی ردِعمل دیتی تو شاید سجاول خان کبھی اس پر اتنا غصہ ظاہر نہ کرتا۔ لیکن وہ تو اس کے غصے میں بولے گئے جملوں کو بھی سنہری حروفوں کی طرح اپنے دل اور دماغ میں نقش کرتی تھی۔ اس کا عشق دن بدن بڑھتا جا رہا تھا۔ زرش خان کبھی کبھی شدت سے سوچتی تھی کہ اگر وہ اُس کا نہ ہوا تو یا تو وہ خود کشی کر لے گی یا سجاول خان کی اُلٹی کھوپری میں گولی مار کے سب ختم کر دے گی۔ زرش کو اس کے غصیلے انداز سے بھی عشق ہوتا جا رہا تھا۔ وہ خود کو خوش قسمت لڑکی سمجھتی، جس کے ساتھ سجاول خان ہر روز کوئی نہ کوئی بات تو کرتا چاہے غصے میں ہی کیوں نہ ہو۔

سجاول خان بلیک فورپیس میں ملبوس، اپنے ٹیبل پہ بیٹھے لیپ ٹاپ پہ ٹھک ٹھک کچھ ٹائپ کرتا جا رہا تھا۔ اس کے ڈارک براؤن بال ہمیشہ کی طرح اس کے ماتھے پہ بکھر رہے تھے۔ سرخ و سفید خوبصورت سا چہرہ ہمیشہ کی طرح سنجیدہ تھا، ٹائی کچھ ڈھیلی کی گئی تھی۔ زرش خان اس کے بلکل سامنے اپنی کونے والی ٹیبل پہ بیٹھی چپکے سے اس کے ہر عمل کی ہر روز کی طرح ڈھیروں تصاویر لیے جا رہی تھی۔

مس زرش!" سجاول خان نے ہنوز لیپ ٹاپ پہ جھکے اسے پکارا تھا، اس پکار پہ زرش " خان جان وارتے اپنا فون ٹیبل پہ رکھ کے اس کے پاس آئی تھی۔

زرش خان بلیک پینٹ کوٹ کے ساتھ بلیک ہائی ہیل پہنے، گلے میں خوبصورت سا پینڈنٹ جب کے کان میں چھوٹے سے نفیس سے ڈائمنڈ ٹوپس پہنے ہوئے تھی۔

وہ اپنے چہرے پہ مسکراہٹ سجائے، اس کے ٹیبل تک آئی تھی۔ اس کی مسکراہٹ بہت خوبصورت تھی جس سے اس کی خوبصورت ہیزل آنکھیں بھی مسکراتی تھیں۔ آج قدرتی دونوں کی میچنگ ہوئی تھی جس پہ زرش خان کچھ ایکسٹرا ہی خوش نظر آ رہی تھی۔

یس سر خاناں؟" زرش خان نے اپنے بلانے کا مقصد جاننا چاہا۔"

مس زرش، کچھ فائلز میں آپ کو میل کر رہا ہوں جن میں یہ ایڈیٹنگز ٹھیک سے ہونی چاہئیے۔ ساتھ میں اسے ایک پرچہ تھماتے سجاول خان سنجیدگی سے بول رہا تھا اور مجھے یہ کام ایک گھنٹے میں چاہیے بغیر کسی غلطی کے گاٹ اٹ۔ سجاول خان ہمیشہ کی طرح حکمیہ لہجے میں بولا تھا۔

اوکے، سر خاناں!! جواب میں زرش خان نے مسکراتے ہوئے اس سے پرچہ تھاما تھا۔

You know you are looking much handsome in this black outfit!!

آپ جانتے ہیں آپ بہت خوبصورت لگ رہے ہو اس کالے لباس میں!!") زرش خان لاکھ ") روکنے کے بعد بھی آج اس کی تعریف کرنے سے خود کو روک نہ پائی تھی۔ وہ اسے لگ ہی اتنا پیارا رہا تھا کہ زرش کا دل چاہا کہ اس کے صدقے اُتارے!۔

اس کے یوں پیار سے تعریف کرنے پہ سجاول خان نے حیرانگی سے لیپ ٹاپ سے اپنا چہرہ اٹھا کے اسے دیکھا۔ جو اس کا جواب سنے بغیر اب اپنی بلیک ہیل کو ٹک ٹک (harsh)کئے اپنے ٹیبل کی طرف بڑھ رہی تھی۔ شاید اُسے سجاول خان سے کسی ہارش جواب کی امید تھی، لیکن سجاول خان بِنا کچھ بولے اسے نظر انداز کیے پھر سے اپنے کام کی طرف متوجہ ہوا تھا۔ وہ اپنی تیکھی ناک چڑھاتے لیپ ٹاپ پہ سجاول خان کی میل کی گئی تقریباً 100 فائلز کی تعداد دیکھ رہی تھی۔ جن کی ایڈیٹنگ اُسے 1 گھنٹے میں کرنی تھی زرش خان نے غصے سے ایک نظر سجاول پہ ڈالتی تھی۔ اور بڑبڑاتے ہوئے اس کی نقل اُتاری تھی (1 گھنٹے میں ہو جانا چاہیے بغیر کسی غلطی کے، گاٹ اٹ؟)۔ اس کے بڑبڑانے کی آواز پہ سجاول خان نے چہرہ اٹھا کر ایک نظر اسے دیکھا تھا۔ جس پر وہ جلدی سے اپنے چہرے کے زاویے درست کرتے ہوئے لیپ ٹاپ پہ جھکی تھی۔ سجاول خان صرف اسے گھور کے رہ گیا۔۔۔

تقریباً دو گھنٹے تک زرش خان نے ایڈیٹنگ کا کام مکمل کیا۔

سر خاناں، پلیز اپنی میلز چیک کر لیں، میں ساری فائلز آپ کو سینڈ کر چکی ہوں۔ زرش خان تھک چکی تھی لیکن بظاہر مسکراتے اس سے کہ رہی تھی۔

KOI NOVELS URDU

بہت شکریہ آپ کا مس زرش، ایک گھنٹے کے کام کو اتنی جلد انجام دینے کے لئے!
سجاول خان طنز کرتے اس کی بھیجی ہوئی فائلز کھول رہا تھا۔ لیکن اگلے ہی لمحے اس کا چہرہ سرخ ہوا تھا، اس نے سرخ چہرے کے ساتھ ایک ایک کر کے کوئی بیس فائلز تیزی سے کھولی تھی۔ لیکن سب فائلز کی فارمیٹنگ اس کی مرضی کے مطابق نہیں تھی۔ سجاول کے مطابق یہ تمام فائلز آج کی 15 منٹ کے بعد کی میٹنگ کےلئے انتہائی ضروری تھیں۔ اس کے غصے سے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھ کے زرش خان کو اپنے اردگرد خطرے کی گھنٹیاں بجتی محسوس ہوئی تھی۔

What the hell is this Miss Zarish??

ایک کام بھی آپ سے ٹھیک سے نہیں ہوتا؟ وہ اپنے لیپ ٹاپ کی ایل-سی-ڈی کو زور سے اس کے کی بورڈ پہ مارتے اٹھا۔

But.. Sir Khana what I did? I...

ابھی وہ مزید کچھ بولتی جب سجاول خان نے ایک ہی جست میں اس تک پہنچتے اس کے بازو کو زور سے موڑا، ایسا کرتے وہ اس کے انتہائی قریب ہوا تھا۔ اس کی غصے سے پھولی ہوئی سانسیں زرش خان کو اپنے چہرے پہ محسوس ہو رہی تھیں جس سے اسے تپش کا احساس ہو رہا تھا۔

15 منٹ بعد میری میٹنگ ہے اور وقت دیکھیں، 2:45 ہو چکے ہیں۔ تو کیا 3 بجے جو میٹنگ ہو گی اس میں آپ ان فائلز کی جگہ اپنی مسکراہٹ کی نمائش کریں گی مس زرش؟؟ سجاول خان نے اس کے ہر وقت مسکرانے پہ چوٹ کی تھی۔

Sorry to say but it’s not a Colgate ad miss Zarish!

جس میں مسکرا کے آپ اپنے دانتوں کی نمائش کریں گی۔

It’s a deal! My project deal..

سجاول خان اس کے بازو کو شدید غصے سے موڑتے اونچی آواز میں دھاڑا۔ بہت ضبط کے باوجود بھی زرش خان کی آنکھوں سے آنسو نکل کے گالوں پہ پھسلے تھے۔ سجاول خان جو اس پہ غصہ کیے جا رہا تھا، اس کی ہیزل آنکھوں سے آنسو نکلتے دیکھ کے وہ ساکت ہوا تھا۔ وہ آج پہلی بار اس کے سامنے روئی تھی۔ اُس کی بھیگی آنکھیں اتنی خوبصورت لگ رہی تھیں کہ سجاول خان کا دل ان میں ڈوب کے اُبھرا تھا۔ سجاول خان نے جھٹکے سے اس کا بازو چھوڑا، وہ غصے میں اسے کچھ زیادہ ہی تکلیف دے چکا تھا۔ زرش نے اس کی ڈارک براؤن آنکھوں میں دیکھتے، اپنا بازو دوسرے ہاتھ سے مسلتے ٹیبل کی طرف اپنا رخ کیا اور اپنی ہیزل آنکھوں سے آنسو بے دردی سے صاف

کیے تھے۔۔۔ سجاول خان نے اپنے لب کاٹتے بغور اس کے تاثرات اور حرکتیں دیکھی تھیں اور اپنے ڈارک براؤن بالوں میں ہاتھ پھیرتے خود کے غصے پہ قابو پایا تھا۔

Miss Zarish you just have 10 minutes to format these files.

سجاول خان نے ٹیبل سے اپنا آئی فون اٹھاتے پھر سے ازلی حکمیہ لہجے میں کہا جو اس نے پچھلے ہفتے ہی نیا لیا تھا۔ جواب میں زرش نے سنجیدگی سے لیپ ٹاپ پہ کام کرتے ہوئے صرف سر ہلایا تھا۔

سجاول نے اس کے کوئی بھی جواب نہ دینے پہ حیرانگی سے موبائل سے نظر اٹھا کے اسے دیکھا تھا۔ ایسا اج پہلی بار ہوا تھا جب زرش نے اس کی کسی بات کا جواب نہ دیا تھا۔ نہیں تو وہ تو اس کے کچھ نہ بولنے پہ بھی اپنی بے فضول باتوں سے اس کا سر کھائے رکھتی تھی۔

Miss Zarish you just have 9 minutes now! GOT IT?

سجاول خان پھر سے بولا جس پہ زرش نے اس بار دو دفعہ ہاں میں سر ہلایا۔ سجاول خان شاید اس کے منہ سے کچھ سننا چاہتا تھا لیکن زرش کو نہیں بولنا تھا تو وہ نہیں بولی۔ سجاول نے پھر سے اپنے ڈارک براؤن بالوں کو اوپر اٹھاتے اپنے لیپ ٹاپ کو آن کیا تھا لیکن ایک گہری نظر اس حسن پہ ضرور ڈالی جس کی مسکراہٹ اب بالکل غائب ہو چکی تھی۔

کچھ دیر بعد سجاول خان کے ساتھ اپنی ہیل کو ٹک ٹک کرتے زرش خان میٹنگ روم میں داخل ہوئی جہاں مخالف پارٹی انہیں دیکھ کر اٹھی تھی۔ وہ کوئی غیر ملکی پارٹی تھی، جس میں زیادہ تر لڑکیاں شامل تھیں۔

ٹیبل کی طرف بڑھتے سجاول خان سے لڑکیوں نے ہاتھ ملانے کے لئے اپنے ہاتھ بڑھائے تھے۔ ہاتھ ملانا میٹنگ سے پہلے ایک فارمل کلچر تھا جو زرش کو ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا۔ جب سے وہ اس آفس میں آئی تھی اگر کوئی بھی لڑکی سجاول کی طرف ہاتھ بڑھاتی تو زرش خان اس سے پہلے ہی ایک زہریلی مسکراہٹ کے ساتھ وہ ہاتھ تھام کے اتنی زور سے دباتی کے سامنے والی لڑکی کبھی اپنے ہاتھ کو دیکھتی اور کبھی زرش خان کو۔ اس کی یہ حرکت سجاول خان بھی بہت بار محسوس کر چکا تھا، جس پہ کئی دفعہ سجاول اسے غصے میں کبھی ڈانٹ بھی دیتا لیکن دل میں وہ اس کا شکرگزار تھا۔ کیونکہ اسے لڑکیوں سے ہاتھ ملانا خود بھی پسند نہیں تھا۔

لڑکیوں کے اپنی طرف بڑھتے ہاتھوں کو دیکھ کے سجاول خان نے ایک نظر زرش خان کو دیکھا، جو کچھ فائلیں ٹیبل پہ رکھتے ہوئے اب کی بار پروجیکٹر پہ غور کر رہی تھی

کہ وہ ٹھیک سے سیٹ ہے یا نہیں۔ وہ جان بوجھ کے ان لڑکیوں کی حرکتوں کو نہیں دیکھ رہی تھی کیونکہ جانتی تھی کہ دل تو اس کا ہی جلنا ہے۔ سجاول خان کون سا اس کی طرح اس کے عشق میں گوڈے گوڈے ڈوبا ہو گا۔

سجاول خان نے ان کے بڑھے ہوئے ہاتھوں کو نہ محسوس انداز میں ہلکے سے تھامتے اچھے طریقے سے انگریزی میں ان کا ویلکم کیا، جس پہ وہ سب بھی نارمل طریقے سے مسکراتے ہوئے واپس ٹیبل پہ بیٹھی تھیں۔ زرش ہنوز پروجیکٹر پہ جھکے ہوئے تھی، جس سے اس کا کوٹ پیچھے پشت سے کھینچاو پڑنے کی وجہ سے ٹائٹ ہوتے اس کی بل کھاتی کمر کو ایک خوبصورت شیپ دے رہا تھا۔ سجاول نے نظروں کا زاویہ بدلتے پھر سے فارن پارٹی کی طرف دیکھا، جہاں کچھ مردوں کی نظریں بلیک پینٹ کوٹ میں ملبوس زرش خان پہ بھی ٹکی تھیں۔ سجاول خان استہزایا مسکرایا تھا۔ اسے سخت ناگوار گزرتی تھیں وہ لڑکیاں جو خود کی نمائش کرتی تھیں اور اسے زرش خان بھی ابھی خود کی نمائش کرتی ہی محسوس ہو رہی تھی۔

آج زرش خان کو بھی پریزنٹیشن دینی تھی جو وہ سنجیدگی سے اپنے ہاتھوں اور چہرے پہ اچھے اور کانفیڈنٹ اکسپریشنز سے فر فر انگریزی میں دے رہی تھی۔ وہ تمام فائلیں بھی دس منٹ میں ٹھیک کر چکی تھی، جن کی اس میٹنگ میں کوئی خاص ضرورت پیش نہ آئی تھی۔ شاید سجاول خان کو زرش پہ غصہ کرنے کا کوئی بہانہ چاہیے تھا۔ زرش خان دل میں سوچتے استہزایا مسکرائی تھی۔ زرش کا موڈ صبح جتنا اچھا تھا اب اتنا ہی خراب ہو چکا تھا۔ اس کی پریزنٹیشن پہ فارن پارٹی نے اسکی کافی تعریف کی جس پہ وہ پھیکا سا مسکرائی تھی۔ سجاول خان نے اس کی پھیکی مسکراہٹ بھی بغور دیکھی تھی۔

میٹنگ اپنے اختتام پہ پہنچ چکی تھی، زرش خان تیز تیز قدم اٹھاتے اپنی بلیک ہیل کو ٹک ٹک کرتے سجاول سے پہلے اس کے آفس میں پہنچی تھی۔

سجاول جو ابھی اپنے آفس کے درمیان میں ہی آیا کہ اس کی نظر زرش پہ پڑی، جو اپنی چیزیں سنجیدگی سے بیگ میں ڈالتے اپنے فون اور گاڑی کی چابی اٹھا رہی تھی۔ ابھی آفس کا آف ٹائم نہیں ہوا تھا تو پھر وہ کہا جا رہی تھی؟ سجاول نے دل میں سوچا تھا۔

سر تقریباً میرا آج کا سارا کام مکمل ہو چکا ہے جو میں آپ کو میل بھی کر چکی ہوں۔ اگر کوئی مسٹیک ہوگی تو میں کل ایڈٹ کر دوں گی! ابھی مجھے ضروری کہیں جانا ہے--- زرش خان کا دل پتہ نہیں کیوں بھر رہا تھا۔ اپنے آنسوؤں کو ضبط کرتے وہ بولی جسے سجاول نے بھی بخوبی نوٹ کیا تھا۔ سجاول خان نے اس کی حالت دیکھتے اسے جانے دیا تھا۔ اسے اپنے غصے پہ ابھی شدت سے غصہ آ رہا تھا جو زرش کی مائنر

مسٹیکس پہ اس کا دل دکھا چکا تھا۔ سجاول خان نے شدت سے نوٹ کیا کہ آج زرش نے اسے ہمیشہ کی طرح "گڈ بائے خاناں" بھی نہیں کہا جو وہ عموماً روز اسے بول کے جاتی تھی، جس پہ سجاول خان کو کوئی جواب نہیں دیتا تھا۔

آہہہ، یہ لڑکی اس کے حواسوں پہ سوار کیوں ہو رہی ہے۔ سجاول خان نے خود پہ اور زرش پہ لعنت بھیجتے پھر سے اپنے کام پہ توجہ دی تھی۔ وہ ایک مضبوط اعصاب کا مالک تھا۔ جسے عشق تو دور، محبت بھی اتنی جلدی نہیں ہو سکتی تھی۔ یہ سجاول کا ہمیشہ سے ماننا تھا، جب بھی سعد خان اس کو لوو میرج کرنے پہ زور دیتا تھا۔۔۔

رایان خان کمرے میں تکیے کو سینے میں بینچھے شرٹ لیس سو رہا تھا۔ جب چار سالہ درام خانزادہ نے اس کے بیڈ پہ چڑھتے اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے اس کا چہرہ تھپتھپایا تھا۔

ہممم۔۔ رایان خان نے اپنی نیند خراب ہونے پہ برا سا منہ بنایا لیکن آنکھیں اب بھی بند ہی رکھیں۔

چاچو۔۔ اب کی بار درام خان نے اس کی آنکھیں اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے کھولتے اسے پکارا۔ جس پہ رایان خان نے اپنی شہد رنگ آنکھوں کو دھیرے سے کھولتے اس کی طرف دیکھا۔ آنکھوں میں نیند کی سرخی چھائی ہوئی تھی، جو اس کی آنکھوں کو مزید خوبصورت بنا رہی تھی۔

Wow beautiful eyes!!

درام خان نے اس کی آنکھوں کو دیکھتے اس کی تعریف کی تھی۔

درام (سالے)، تم نے مجھے صرف یہ بتانے کے لئے اٹھایا ہے؟ رایان خان دانت پیستے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے بولا۔

نو... میں نے آپ کو اس لئے اٹھایا ہے کیونکہ مجھے پلوشہ پوری ہویلی میں نظر نہیں آ رہی، مجھے ان کے ساتھ کھیلنا تھا۔۔۔ درام خان نے کیوٹ سا منہ بناتے معصومیت سے اسے اٹھانے کی تفصیل بتائی تھی۔

اس کی بات پہ رایان خان کی نیند بھک سے اُڑی، پلوشہ کا گول مٹول سا سراپا رایان خانزادہ کی آنکھوں کے سامنے آتے اس کے چہرے پہ مسکراہٹ بکھیر چکا تھا۔ وہ ظالم لڑکی یہاں سے جانے کے بعد ایک بار بھی پلٹ کے نہیں آئی تھی۔

Chachu! Why are you smiling? Tell me where is palwasha?

KOH NOVELS - URDU

درام خان نے اب کی بار اس کے برہنہ کندے کو ہلاتے ہوئے پوچھا تھا۔

رایان خان نے ایک نظر گھڑی کی طرف دیکھا تھا جہاں صبح کے نو بج رہے تھے۔ یقیناً آج سکول سے چھٹی کی وجہ سے ہمیشہ کی طرح داور خان ہی اسے لال ہویلی چھوڑ گیا ہوگا۔ اور رایان خان جو پوری اتوار کو سو کے اپنی نیند پوری کرتا تھا،

درام خان ایک منٹ میں اُس کی نیند اپنی باتوں سے بھاگا چکا تھا۔

چھوٹی بہن ہے تیری پلوشہ؟ ہاں؟ چچی بولا کر اُسے-- رایان نے درام کو پکڑتے زبردستی اسے اپنے سینے سے لگاتے دانت پیستے ہدایت دی تھی۔

What are you saying chachu?

میں ہمیشہ سے انہیں پلوشہ ہی بولتا ہوں۔ بابا جان بولتے ہیں اپنی فیوچر وائف کے ساتھ کوئی بھی دوسرا رشتہ نہیں بناتے۔ ایسے وہ آپ کو ماموں بنا دیتی ہے اور پلوشہ سے میں بڑے ہو کے شادی کروں گا تو میں کیوں بولوں ان کو چچی؟ درام خان کسی سیانے کی طرح تاسف سے سر ہلاتے رایان خان کو عقل کی بات بتا رہا تھا۔ جس پہ رایان خان نے اسے جھٹکے سے خود سے دور کیا، درام خان تو اس کا بھی باپ نکلا----

درام تجھے شرم نہیں آ رہی؟ مطلب بالکل شرم نہیں آ رہی؟ رایان خان نے آنکھیں نکالتے کچھ روعب سے پوچھا تھا۔

No chachu why should I be ashamed? You should be ashamed because you are not wearing your shirt!

نہیں چاچو مجھے کیوں شرم آنی چاہئے؟ شرم تو آپ کو آنی چاہئے کیونکہ آپ نے شرٹ) نہیں پہنی ہوئی۔) درام خان جیسے فرصت سے اُسے سلگھا رہا تھا، آخرکار بیٹا کس کا تھا وہ!!

میرا باپ نہ بن اور خبردار جو تو نے میری پلوشہ پہ کوئی بری نظر رکھی سمجھا وہ صرف میری ہے-- رایان خان اس کے پھولے گال پہ ہلکے سے دانت گھاڑتے ہوئے بولا۔

نہیں پلوشہ میری ہے--- درام خان بھی اپنا بدلہ اُتارتے ہوئے اس کے گال پہ اپنے چھوٹے چھوٹے موتیوں سے دانت گھاڑتے بلند آواز میں بولا تھا۔

میری ہے میں نے بولا نا بکواس نہیں کر، اپنے سائز کی ڈھونڈ کوئی اپنے لئے... رایان خان اسے آنکھوں دکھاتے ہوئے بولا تھا۔

KOH NOVELS - URDU

درام خان نے اس کے چہرے کو اپنے دونوں ہاتھوں میں بھرا، جس پہ رایان خان نے اس میسنے کو گھورا جو کبھی بھی بغیر مطلب کے اسے اتنی پیار بھری نظروں سے نہیں دیکھتا تھا۔۔

چلے، ټهک ده، تاسو پلوشه سره د خوشحاله کولای" شه، زه تاسو دواړې ډیره لوري کشماله سره د خوشحاله کولای شم

چلیں ٹھیک ہے آپ پلوشہ سے شادی کرلیں، میں آپ دونوں کی بیٹی کشمالہ سے شادی) کر لوں گا)۔۔ وہ اس کے گال پہ پھر سے اپنے دانت گھاڑتے، اسے پشتو میں اس کی بات کا جواب دے کہ زبان دکھاتے ہوئے بھاگا، جس پہ رایان خان کا چہرا سرخ پڑا تھا۔۔ رایان خان کی آنکھیں حیرت سے پھٹی تھیں۔ وہ دو منٹوں میں اس کی بیٹی کا نام رکھ کے اپنا رشتہ بھی طے کر چکا تھا، جو ابھی تک اس دنیا میں آئی ہی نہیں تھی۔۔ وہ ان سب سے زیادہ بے باک ہونے والا تھا... رایان خان نے دل میں سوچا تھا اور مسکراتے ہوئے دروازے کو دیکھا جہاں سے وہ ٹڈّہ بھاگ کے گیا تھا۔ درام کا قد اپنی عمر کے لحاظ سے لمبا تھا، وہ اپنے قد اور اپنی باتوں سے چار سال کا کہیں سے نہیں لگتا تھا۔

اس کا مقصد ہر اتوار کو رایان خان کی نیند خراب کرنا ہوتا تھا، کیونکہ اُسے رایان خان کو تنگ کرنے میں مزہ آتا تھا۔ جس میں وہ کم ہی کامیاب ہوتا کیونکہ رایان خان اسے بھی اپنے سینے میں بینھچ کے اپنے ساتھ ہی سلا لیتا تھا۔ لیکن درام کو کل ہی اپنے بابا جان سے پتہ چلا تھا کہ رایان چاچو کی پلوشہ سے شادی ہو رہی ہے۔ جس سے درام جو خود بڑے ہو کے پلوشہ سے شادی کرنا چاہتا تھا، اس کا چھوٹا سا دل ٹوٹ چکا تھا اور وہ صبح ہی صبح رایان خان کے ساتھ ولن کا کردار ادا کر رہا تھا۔ لیکن جب اُسے پتا چلا کہ اس کی دال اب نہیں گلنے والی تو لگے ہاتھ اس نے رایان خان کی بیٹی کے ساتھ اپنا رشتہ خود ہی طے کر لیا، کیونکہ اُسے لگتا تھا پلوشہ کی بیٹی بھی اُسی کی طرح پیاری سی گول مٹول سی ہو گی۔۔۔

KOH NOVELS - URDU

ماضی:

دلاور شاہ اسد خان کا ایک عیاش اور بے حد خوبصورت دوست تھا۔ اگر کہا جائے کہ دلاور شاہ کو اللہ نے فرصت سے بنایا تھا تو غلط نہیں تھا۔ لیکن دلاور شاہ جتنا خوبصورت تھا اس کے کام اتنے ہی بدصورت تھے، وہ لڑکیوں کو ٹشو کی طرح استعمال کر کے پھینک دیتا تھا۔۔

اسد خان نے اپنے بڑے بھائی (حیدر خان) کی شادی پہ اپنے جگری دوست دلاور شاہ کو بھی دعوت دی تھی۔ شادی میں تمام مردوں اور عورتوں کا الگ الگ انتظام کیا گیا لیکن پھر بھی دلاور شاہ کی نظر زنان خانے کی کھلی کھڑکی سے ہنستی چہکتی حسن کی دیوی پہ پڑ چکی تھی اور اُسی وقت دلاور شاہ کے دل نے اس لڑکی کو چھونے کی خواہش کی تھی۔ لیکن یہ لڑکی خان خاندان سے تھی کوئی ایری گیری لڑکیاں کی طرح نہیں تھیں۔ جو دلاور شاہ کو پلیٹ میں کھانے کی طرح ہر گز نہیں مل سکتی تھی۔ اُسے تو اس حسن کی دیوی کو ایک نظر بھر کے دیکھنے کے لئے بھی نکاح کرنے کی ضرورت تھی۔ دلاور شاہ یہ نہیں جانتا تھا کہ یہ حسن کی دیوی ملالہ خان اسد خان کی بچپن سے منگ ہے۔ ابھی دلاور شاہ اِسی حسن میں کھویا ہوا تھا جب پیچھے کھڑے سکندر خان نے اپنی کھردری انگلیاں دلاور شاہ کے کندھے میں تقریباً کھبائی تھیں۔ اس نے ابھی اس کا اپنی بہن کو دیکھنا محسوس نہیں کیا تھا لیکن اسکا زنان خانے کی کھڑکی کی طرف کھڑے ہونا سکندر خان کو اگ بگولا کر چکا تھا۔ اندر اس کے خاندان کی عزتیں تھیں اور دلاور شاہ کیسے دھڑلے سے یہاں کھڑا تھا۔

آپ کا تعارف؟ اور آپ یہاں پہ کھڑے کیا کر رہے ہیں؟ مردان خانہ اس طرف ہے۔۔۔ " سکندر خان کا لہجہ سخت تھا جسے محسوس کرتے ہوئے دلاور نے اس کا ہاتھ اپنے کندھے سے جھٹکا اور ایک مسکراہٹ کے ساتھ اپنا تعارف کرواتے مردان خانے کی طرف بڑھا جب کہ اپنا دل وہ ملالہ خان کو دے آیا تھا۔

حیدر خان کی شادی کے کچھ دن بعد لال ہویلی میں دلاور شاہ نے اپنے باپ کے ذریعے ملالہ خان کو اپنے نکاح میں لینے کا پروپوزل لال ہویلی بھجوایا تھا۔ جہانگیر خان نے صاف انکار کرتے یہ بتایا کہ وہ بچپن سے اسد خان کی منگ ہے۔ جس پہ دلاور شاہ نے شاہ ولا میں خوب طوفان برپا کیا تھا، وہ شاہ خاندان کا اکلوتا وارث تھا اپنے باپ کا لاڈلا جس کی بات آج تک کسی نے نہیں ٹالی تھی۔ وہ لڑکی جو کچھ دن پہلے اس کے دل کو بھا گئی تھی اب وہ اس کی ضد بنتی جا رہی تھی، اس کو آج اسد خان سے شدید نفرت محسوس ہوئی تھی۔

حیدر خان کی شادی کے ایک سال بعد اسد خان کی شادی کی گئی تھی۔ دلاور شاہ کے کتنے ہی ہاتھ پیر مارنے پہ بھی ملالہ خان اس کو نہیں ملی کیونکہ اس کے محافظ بھائی اُسے اس دنیا سے چھپا کر رکھتے تھے۔ وہ جانتے تھے ان کی بہن کتنی خوبصورت ہے۔

اسد خان کی شادی پہ بھی دلاور شاہ صرف اس وجود کو کسی سازش کے ذریعے حاصل کرنے گیا لیکن سامنے ہی سکندر خان، حیدر خان، زمان خان، بہادر خان، اسد خان اور علی خان کو ایک جھٹ کی شکل میں کھڑے دیکھ اس کے گلے میں گلٹی اوبھر کے معدہوم ہوئی تھی۔ جب تک یہ شیروں جیسے دوست اکٹھے تھے ان کے خاندان کی عزت

کی طرف کوئی آنکھ اٹھا کے بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اس بات کا اقرار دلاور شاہ نے دل میں کیا تھا۔

اسد خان کی شادی کے اگلے ہی روز دلاور شاہ بیرون ملک جا چکا تھا تا کہ اس حسین پری کو بھولنے کی کوشش کرے لیکن وہ لڑکی دلاور شاہ کے دل کے ساتھ ساتھ دماغ کے نہاں خانوں میں بھی قید ہو چکی تھی۔ اس لڑکی کا جوڑ دلاورشاہ کو اس کو دیکھنے کے بعد سے کوئی نہیں لگی تھی۔ ساڈے چھ سال بیرون ملک میں رہتے ہوئے، دلاور شاہ کی ہمت جواب دے گئی تھی۔ وہ لڑکی جیسے اسکا جنون اور جنون سے پتہ نہیں کن مراحل کو طہ کر رہی تھی۔ پھر دلاور شاہ نے چٹانوں سی سختی لئیے پاکستان کی سرزمین پہ قدم رکھا تھا۔ اُسے ملالہ خان چاہئیے تھی اور شدت سے چاہئیے تھی۔

دلاور شاہ نے بڑی ہویلی پہ ایک ایک منٹ کی جاسوسی کروانا شروع کی تھی۔ اس نے بڑی مکاری سے بڑی ہویلی کے کچھ ملازم خرید لئے تھے۔ جو اُسے انکی پل پل کی خبر دیتے، وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اسد اور ملالہ کا ایک سے ڈیڑھ سال کا خوبصورت سا بیٹا سجاول خان تھا۔ لیکن اس بات نے بھی اس کا دل موم نہیں کیا تھا اُسے صرف ملالہ خان کے جسم تک رسائی چاہئیے تھی، وہ ہوس کا بوچاڑی تھا۔

ملالہ خان اپنے بیٹے سجاول خان کے ساتھ کچھ دن کے لئے لال ہویلی میں رہنے گئی۔ لیکن سجاول خان دو دن پہلے ہی اپنے بابا جان اسد خان کے پاس جا چکا تھا۔ سجاول خان اسد خان کا لاڈلا تھا اور وہی وہ بھی اپنے بابا سے بےحد پیار کرتا تھا۔ آج ملالہ کی بڑی ہویلی میں واپسی تھی۔ اُسے کسی ملازمہ کے ہاتھ تھوڑی دیر پہلے ہی اطلاع دی گئی تھی کہ اسد خان کسی کام میں مصروف ہیں اس لئے وہ اسے لینے ہویلی کے کسی پرانے اور اعتماد والے ملازم کو بھیجیں گے اور صرف اس کے ساتھ ہی ملالہ خان بڑی ہویلی جائیں گی۔ ملالہ خان نے اس بات پہ عجیب سے انداز میں ہاں میں سر ہلایا، ایسا کبھی نہیں ہوا تھا کہ اسد خان اسے لینے کسی اور کو بھیج دیتے۔ لیکن جو بھی تھا اگر وہ کسی اور کے ساتھ جاتی تو اسد خان گھر میں نیا ہنگامہ شروع کر لیتے کہ اس کی بات سے انکار کیوں کیا وغیرہ وغیرہ۔۔ اسد خان جہاں ملالہ خان سے پیار بہت کرتے تھے، وہی اُن کی شکی طبعیت کی وجہ سے ان کے رشتے میں کافی پچیدگیاں تھیں لیکن ملالہ خان ایک صبر والی لڑکی تھی۔ وہ اپنے رشتے کو جوڑنا جانتی تھی اس لئے بنا بحث کیے وہ اسد خان کی ہر بات آرام سے مان جاتی تھیں۔ سکندر خان اور زمان خان اس بات سے واقف نہ تھے کہ ان کی بہن کسی ملازم کے ساتھ بڑی ہویلی جائے گی، نہیں تو وہ اپنا ہر کام پس پشت ڈال کے پہلے اپنی لاڈلی کو خود چھوڑنے جاتے۔۔۔

عشقِ ستم ... قسط 19

مزید 10 دن زرش خان کو سجاول خان کے دفتر میں گزر چکے تھے۔ پچھلی بار ڈانٹنے کے اگلے دن سجاول نے زرش کی پریزنٹیشن کی تعریف کی، جس پہ وہ خوشی سے مسکرا دی۔ وہ اس کی تھوڑی سی عنایت پہ ویسے ہی خوشی سے چہک رہی تھی۔ اُس نے جواب میں اُسے "تھینک یو خاناں" کہا تھا۔ اُس دن کے بعد سجاول اسے بلاوجہ نہیں ڈانٹتا تھا۔ اگر کچھ غلط ہو جائے تو سختی سے ہدایت دیتا تھا، لیکن بلا فضول کا غصہ اس نازک جان پہ نہیں اتر رہا تھا۔ جسے وہ کچھ ہی دیر میں بری طرح سے توڑنے والا تھا۔

زرلاشتہ خان پلوشہ خان سے شدید ناراض تھی، جو یہاں سے جانے کے بعد اس سے پلٹ کے ملنے تک نہ آئی تھی۔ زرلاشتہ کے یہ الفاظ فارس خان نے شاپنگ والے روز ہی پلوشہ کو بتائے تھے، اسی لئے اب پلوشہ خان اپنی زر دیدہ سے ملنے جا رہی تھی۔ وہ سفید خوبصورت سی پیروں کو چھوتی فراک کے ساتھ سفید ہی نفیس سینڈل پہنے ہوئے تھی، جو اس کے گلابی اور سفید پھولے پیروں پہ بےحد جچ رہی تھی۔ بغیر میک اپ کے وہ اپنی ماں کی طرح بے انتہا خوبصورت تھی کہ اُسے میک اپ کرنے کی ضرورت ہی نہ پڑتی تھی۔ وہ ایسی ہی پھولی ہوئی گلابی گول مٹول سی پیاری لگتی تھی۔ اُس نے کانوں میں بلکل چھوٹے سے نفیس سے ٹاپس پہنے تھے۔ اس کے بال جو نہانے کی وجہ سے ابھی تک تھوڑے سے گیلے تھے، انہیں کھلا چھوڑتے ہوئے سر پہ اچھی طرح سے دوپٹا جمایا تھا۔ بیڈ پہ رکھی ہوئی اپنی کالی کڑھائی والی شال اٹھا کے خود کے وجود پہ اچھی طرح سے اوڑتے وہ اپنے کمرے سے باہر نکلی تھی۔ جہاں سامنے ہی ساحر خان نیلے کرتے شلوار میں ملبوس سامنے صوفے میں نیم دراز موبائل میں گم تھا۔ آج اتوار تھا اور ساحر خان صرف اتوار کے دن ہی حویلی میں نظر آتا تھا۔۔۔

لالا، پلوشہ جھجھکتی ہوئی ساحر خان کے پاس آ کے کھڑی ہوئی۔ جس پہ ساحر خان جو صوفے پہ نیم دراز تھا، ٹھیک سے بیٹھتے ہوئے مسکرا کے اسے دیکھتے آبرو اچکاتے ہوئے اس کے بلانے کا مقصد جاننا چاہا تھا۔

وہ لالا زر دیدہ مجھ سے ناراض ہیں اور سجاول لالا حویلی میں نہیں ہیں اور سعد لالا ابھی تک سو رہے ہیں (دوپہر کے چار بج چکے تھے لیکن سعد خان رات دیر سے سونے کی وجہ سے ابھی تک سو رہا تھا)۔۔۔۔ ابھی پلوشہ مزید اپنی بات لمبی کرتی جب ساحر خان نے کھڑے ہوتے اس کے سر پہ ہاتھ رکھا تھا۔

KOH NOVELS - URDU

چلو گڑیا، میں چھوڑ آتا ہوں حویلی۔۔ ساحر خان نے نرمی سے بولتے اپنی اوف وائٹ مردانہ شال اٹھا کے گلے میں ڈالی تھی۔ پلوشہ مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہی تھی، جو اس کی بات دو جملوں میں خود ہی سمجھ چکا تھا۔

لالا پہلے مجھے آپ سے بہت ڈر لگتا تھا، لیکن آپ بہت اچھے ہیں۔۔ پلوشہ خان اپنے گول مٹول ہاتھوں کو آپس میں مسلتے ہوئے چہرہ جھکا کے بولی تھی۔ اس کی بات پہ ساحر خان نے اسے حیرانگی سے دیکھتے ہوئے ہلکا سا قہقہ لگایا تھا۔

اچھا ڈر کیوں لگتا تھا؟؟۔ ساحر خان نے اسے نرمی سے اپنے سینے سے لگا کے چادر سے ڈھکے سر پہ لب رکھتے مسکرا کے پوچھا تھا۔ وہ اس کے لئے گل بہار جیسی تھی۔۔ وہ چاہتا تھا وہ اس سے جھجھکنا بند کر دے اور کھل کے اس سے اپنی ہر بات کر سکے۔ اس کے اتنے سے پیار پہ پلوشہ کی آنکھیں نم ہوئی تھی اور وہ اس کے بازو کے گھیرے میں باہر جاتے اسے وہ سب بتا رہی تھی۔ جب کیسے وہ لال حویلی میں آ کر فائرنگ کر رہا تھا۔ اس دن سے وہ اس سے بہت زیادہ ڈر چکی تھی، جس پہ ساحر خان وہ دن یاد کرتے ہوئے ہنس دیا۔ جب اس نے زرلاشتہ خان کے پاؤوں میں فائر کرتے اُسے بےہوش کیا تھا۔ دانستہ پلوشہ نے اسے آٹھ سال پہلے والا واقعہ یاد نہیں کروایا کیونکہ وہ نہیں چاہتی تھی اسکے ساحر لالا کبھی بھی وہ بھیانک دن یاد کریں۔ حالانکہ وہ اس دن پہلی بار ساحر خان سے بہت زیادہ ڈری تھی۔ لیکن وہ یہ بات نہیں جانتی تھی ساحر خان کو اٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے وہ دن نہیں بھولتا تھا۔

آج زرش خان ڈارک میرون کلر کے کوٹ پہ میرون کلر کی ہی لپسٹک لگائے، اسٹیپ کٹے بالوں کو ہمیشہ کی طرح سٹریٹ کئے، نفیس سی جیولری پہنے پاؤں میں نفیس سی ہیل پہنے ہوئے تھی۔ اپنی ہیزل آنکھوں میں چمک لیے آج وہ کچھ زیادہ ہی خوبصورت لگ رہی تھی۔ میرون رنگ اس کی سفید رنگت پہ بے انتہا جچ رہا تھا۔ آفس میں کتنے ہی کالیگز اس کی تعریف کر چکے تھے، جسے وہ مسکرا کے وصول کر رہی تھی۔ اب انتظار اُسے اپنے "خاناں" کا تھا، زرش کی آفس میں کچھ دوستیں بھی بن چکی تھیں۔ جو جانتی تھیں کہ آج وہ سجاول خان کو شادی کیلئے پروپوز کرنے والی ہے۔ جس پہ دل میں تو وہ اس کی اتنی تیاری اور خوبصورتی پہ جیلیس ہو رہی تھی، لیکن بظاہر اسے وہ مسکرا کے اچھے سے جواب دے رہی تھی۔

زرش خان نے سجاول کے آفس کا پورا کمرہ خوبصورتی سے سجایا ہوا تھا۔ جگہ جگہ گلاب کے پھولوں سے سجائی گئی تھی، سجاول خان کی چیئر کے اوپر والی جگہ پہ کچھ یوں لکھا گیا تھا:

Khanaa will you be my forever Jannah?

زرش خان نے ایک ایک چیز خود سجائی تھی، اس کا دل آج دھڑک دھڑک کے پاگل ہو رہا تھا۔ سجاول خان کے نرم لہجے نے اسے اتنی ہمت دی کہ وہ اس سے اپنی فیلنگز کا اظہار کر سکے۔

سجاول خان گرے فورپیس میں اپنے آفس میں انٹر ہوا، جہاں سب آج کچھ غور سے سجاول خان کو اور اس کے آفس کو دیکھ رہے تھے۔ کیونکہ کچھ کچھ خبر تو پورے آفس میں پھیل چکی تھی کہ آج زرش خان سجاول خانزادہ کو پروپوز کرنے والی ہے۔ سجاول خان کو ان سب کی نظریں عجیب لگیں تھیں لیکن وہ ان کو اگنور کرتے اپنے آفس کی طرف بھاگا تھا۔

ابھی اس نے دروازہ کھولا ہی تھا جب گلاب کے پھولوں کی خوشبو اس کے نتھنوں سے ٹکرائی تھی۔ سجاول خان حیرانگی سے دروازہ کھولتے اندر داخل ہوا اور سامنے اپنی کرسی کے اوپر لکھی ہوئی تحریر پہ ایک نظر ڈالے دوسری نظر اپنے پورے آفس میں دھڑاتے اس کا دماغ بھک سے اڑا تھا۔ ابھی وہ غصے سے مڑنے ہی والا تھا، جب کسی صنف نازک نے اسے پیچھے سے اپنے حصار میں لیا۔ سجاول خان کو اپنی مرضی سے چھونے کی جرات آج پہلی بار کسی لڑکی نے کی جو زرش خان تھی اور یہی اس کی سب سے بڑی غلطی تھی۔

You know what you are the most beautiful feeling in the world. I just love spending time with you, the every single second I spent with you is just so close to my heart. I just love u Khanaa and I really do, you are always in my mind 24/7, I can't live without u, Khana will u be my Jannah for---

ابھی زرش خان انگریزی میں مزید کچھ بولتی، جب سجاول خان نے اسکے بازو کو اپنی کمر سے ہٹا کے اپنے آگے کرتے ایک زور دار تھپڑ اس کے نازک گال پہ جڑا تھا۔ وہ جو آنکھیں موندے اس کی پشت کو اپنے حصار میں لیے پتہ نہیں کیا کیا بول رہی تھی، جب چٹاخ کی آواز سے اپنی گال پہ زوردار پڑنے والے تھپڑ پہ وہ زمین پہ منہ کے بل گری تھی۔ اس کے بھاری تھپڑ سے زرش خان کو زمین گول گول گھومتی محسوس ہو رہی تھی۔ اس نے بے یقینی سے نظریں اٹھا کے سجاول خان کو دیکھا تھا۔ سیاہ مادہ آنکھوں سے نکلتا گالوں پہ پھسلتا جا رہا تھا، زرش خان کو اپنا جواب مل چکا تھا۔

سجاول نے کہنی سے پکڑ کے نیچے زمین سے اٹھاتے، اس کے جبڑے کو اپنے ہاتھ کی گرفت میں بری طرح سے دبوچا۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی یہ سب کرنے کی؟ تمہیں کیا لگتا ہے میں تم جیسی لڑکی سے " شادی کروں گا جو خود کی نمائش کتنے ہی مردوں کے سامنے کرتی ہے؟ جو کسی نامحرم کے ساتھ لپٹے اس سے اپنی دو دن کی محبت کا اظہار کر رہی ہے؟ تم خان نہیں خانوں کے نام پہ ایک دھبہ ہو، اگر ہماری ہویلی میں سے کسی لڑکی نے یہ حرکت کی ہوتی۔ خُدا کی قسم میں اس کا وجود گولیوں سے بھون ڈالتا۔ میں نے 2 دن نرمی سے کیا بات کر لی، تم نے سمجھ لیا سجاول خان تم جیسی لڑکی کے عشق میں گرفتار ہو گیا ہے؟" دروازہ ٹھیک سے بند نہ ہونے کی وجہ سے اس کی آواز کمرے کے باہر تک جا رہی تھی۔ اس کے رد عمل پہ زرش خان کی ہچکیاں بندھی، سجاول خان کی کھردری انگلیاں اسے اپنے جبڑے میں دھنستی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں اسے لگا اس کا جبڑا ٹوٹ جائے گا۔

زرش خان تم ایک دل پھینک لڑکی ہو تمہاری یہ حرکت اس بات پہ مہر لگا چکی ہے! مجھ سے پہلے جانے تم کتنے ہی مردوں کو یوں پروپوز کر--- ابھی سجاول خان مزید بولتا جب زرش خان دھاڑی تھی۔

بس! میری محبت کو اتنا بے مول مت کرو کہ میں تمہیں کبھی معاف کرنے کا حوصلہ " پیدا نہ کر سکوں سجاول خان!!"۔ میں دعا کرتی ہوں تمہیں بھی کسی سے محبت ہو اور شدت سے ہو پھر جب وہ تمہیں اس طرح ٹھکرائے تمہیں زرش خان پل پل یاد آئے--- زرش خان اپنی شہادت کی انگلی اٹھاتے ہچکیوں سے روتی یہاں سے بھاگی تھی۔ وہ اس دنیا سے بھاگ جانا چاہتی تھی۔ اسے ہر کوئی اپنا مذاق اڑاتا ہوا محسوس ہو رہا تھا، زرش خان کا دل چاہا ابھی زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔

اس کے جانے کے بعد سجاول خان نے اپنے افس کی ایک ایک چیز زمین بوس کی تھی۔ گلاب کے پھولوں کو بے دردی سے نیچے زمین کی زینت بناتے اپنی کرسی کے اوپر والی جگہ پہ لکھی گئی تحریر کو نوچ کے زمین پہ پھینکا تھا۔ زرش خان کی اس حرکت پہ سجاول خان کا پورا جسم بھٹی کی مانند سلگ رہا تھا۔ اسے اس لڑکی سے عجیب سی گن آ رہی تھی جو خود کے جذبات کی کیسے اس کے پورے دفتر میں نمائش کر رہی تھی۔ اسی لئے آج تمام ملازمین اسے عجیب نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ سجاول خان کا شدید رد عمل اس وجہ سے بھی تھا کہ سب نے اس کے کردار کو کن نظروں سے دیکھا ہو گا۔ لیکن وہ اتنی پڑھا لکھا سلجھا ہوا نوجوان یہ بھول چکا تھا کہ سامنے کھڑی صنف نازک کی بھی کوئی عزت نفس تھی۔ جو اس نے روندھی تھی اور برے طریقے سے روندھی تھی---

---

KOH NOVELS - URDU

ماضی:

ملالہ خان کو آدھے راستے سے ہی شک ہوگیا کہ یہ ملازم اسے بڑی ہویلی لے کے نہیں جا رہا۔ جس پہ وہ چیختے رو رہی تھی اپنی زندگی کی بھیک مانگ رہی تھی۔ لیکن اس انسان کو ترس نہیں آیا بلکہ ڈھکی میں بیٹھے کچھ مردوں نے اس کی کنپٹی پہ گن رکھے اسے خاموشی سے اپنے ساتھ چلنے کو کہا۔ ملالہ خان شدت سے رب کے آگے دعا گو تھی کہ کسی طریقے سے ان کے محافظ بھائی اور شوہر ان کے پاس پہنچ جائیں۔ لیکن ساری دعائیں قبول نہیں ہوتی اس بات کا یقین ملالہ کو آج ہوا تھا۔

روتی بلکتی ملالہ خان کو دلاور شاہ کے کمرے کی زینت بنایا گیا، جسے دلاور شاہ نے جانے کتنی بار بے مول کرتے نوچا تھا۔ ملالہ خان کی چیخیں عروج پہ تھیں۔ اس نے اس انسان کو کون کون سا واسطہ نہ دیا لیکن دلاور شاہ کو اس حسن کی دیوی کے آنسوؤں پہ بلکل ترس نہیں آیا تھا۔

دلاور شاہ نے پتہ نہیں ملالہ خان کو کس پاتال میں چھپا رکھا تھا کہ بڑی ہویلی، لال ہویلی اور چھوٹی ہویلی کے شیروں کے ڈھونڈنے سے بھی نہیں مل رہی تھی۔ سکندر خان، زمان خان، اسد خان، حیدر خان اور بہادر خان نے ملالہ خان کی تلاش میں دن رات ایک کی لیکن ملالہ کو نہیں ملنا تھا تو نہیں ملی تھی۔

ملالہ خان کو ایک کمرے میں قیدیوں کی طرح بند کیا گیا۔ جس سے دلاور شاہ اپنے پورے 6 سے 7 سال کی تڑپ کا بدلہ لے رہا تھا۔ پورے 8 مہینے سے ملالہ کے پیٹ میں ایک ناجائز وجود پل دے رہا تھا، جسے وہ غصے میں کتنی بار مارنے کی کوشش کر چکی تھی لیکن اس کی جان ہمیشہ بچا لی جاتی تھی۔ 5 ماہ پہلے وہ کسی طریقے سے دلاور شاہ کی قید سے آزاد ہوتے ایک بوڑھی سی عورت کے گھر میں پناہ لے چکی تھی۔ جو مسلمان تھی ان کا تعلق بنگلہ دیش سے تھا۔ دلاور شاہ نے ملالہ کو سکندر خان، زمان خان اور اسد خان کی سوچ سے بھی دور چھپایا تھا لیکن بدقسمتی سے وہ پانچ مہینے پہلے دلاور شاہ کے پاس سے فرار ہو چکی تھی۔ وہ جانتا تھا وہ پاکستان جا کہ اپنے مجرم دلاور شاہ کا نام بتائے گی تو وہ اُسے بھون کے رکھ دیں گے۔ اسی لئے اُس نے ملالہ کے فرار ہونے کے اگلے دن اسد خان کو ملالہ اور اپنی فوٹوشاپ کی ہوئی تصاویر بھیجنا شروع کر دی تھی۔ کیونکہ وہ اسد خان کی شکی طبعیت سے واقف تھا وہ جانتا تھا کہ ان تصاویر سے اسد خان کو یہی لگے گا وہ خود دلاور شاہ کی محبت میں گرفتار ہو کے اس کے پاس گئی ہو گی اور دلاور شاہ کا ہوا میں لگایا ہوا تیر درست تھا۔ اسی دن سے اسد خان نے ملالہ خان کی تلاش بند کر دی تھی اور اپنے دل میں خود سے وعدہ کیا کہ جس دن ملالہ خان اسے ملے گی وہ اسے گولیوں سے بھون دے گا اور اس نے ایسا ہی کیا تھا۔ بیس دن کی پلوشہ کے ساتھ اس بنگالی عورت نے ملالہ کو کسی

طریقے پاکستان بھیجوایا کیونکہ ملالہ کی طبعیت کافی خراب رہتی تھی اس کی حالت جیسے مرنے کے قریب تھی۔ وہ بہت مان سے سب سے پہلے اپنے شوہر کی ہویلی آئی تھی۔

اسے ہویلی میں داخل ہوتے ملازم حیرانی سے دیکھ رہے تھے لیکن وہ سب پرانے ملازم تھے جو ان خوبصورت آنکھوں والی شہزادی کو پہچانتے تھے! ہاں وہ ملالہ خان تھی۔

ملالہ خان چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے زنان خانے کی طرف بڑھی تھی۔ جہاں پہ اسد خان کی مورے، حیدر خان کی بیوی نگینہ خان، روشنہ خان(جو اپنے ماں باپ سے ملنے آئی تھی) اور اسد خان بیٹھے تھے۔ جب کے سجاول خان اپنی دادی کے سینے سے لگے بیٹھا تھا۔

سجاول کی نظر دروازے پہ اپنی ماں پہ پڑی اور اس سات سال کے بچے کی آنکھوں سے آنسو دریا کی طرح بہے تھے۔ اسد خان ان پانچ مہینوں میں سجاول خان کے چھوٹے سے دماغ میں کتنی بار یہ باتیں ڈال چکا تھا کہ اس کی ماں اچھی عورت نہیں ہے۔ وہ اسے چھوڑ کے کسی کے ساتھ بھاگ چکی ہے لیکن کوئی سجاول کے دل سے پوچھتا کہ اس کی ماں کتنی پاکباز اور اس کے باپ سے عشق کرنے والی عورت تھی۔ وہ ہمیشہ سجاول کو باپ کا فرمانبردار بننے کی نصیحتیں کرتی تھی اور اسے ہمیشہ سے یہی کہتی تھی کہ تمہارا باپ غصے کا تیز ہے۔ اگر کبھی وہ مجھ پہ ہاتھ اٹھا بھی دے تو تم کبھی باپ کے آگے کھڑے نہیں ہو گے۔ جس پہ سجاول خان سمجھداری سے سر ہلاتا، اسی لئے سجاول خان ماں کی نصیحتوں پہ عمل کرتے ہوئے باپ کے غلط الفاظ پہ بھی اس کو نہیں ٹوکتا تھا۔ اسے پچھلے ایک سال سے اپنی ماں کا انتظار تھا اور وہ اس کے سامنے تھی۔ سجاول خان بجلی کی سی تیزی سے دادی کے پاس سے اٹھتے ماں کی ٹانگوں سے جا کے لپٹا تھا۔ ملالہ خان نے روتے روتے نیچے بیٹھتے پورے بارہ مہینے بعد اپنے جگر کے ٹکڑے کو سینے سے لگایا تھا۔ سجاول کے تیزی سے یہاں سے بھاگ کے جانے پہ سب نے رخ موڑا، جہاں روتی ملالہ خان چھوٹی سی گول مٹول سی پلوشہ خان کو زمین پہ لٹائے اپنے بیٹے کو سینے میں بینچھے بیٹھی تھی۔

مورے--- میں نے آپ کو اتنا یاد کیا۔۔ میں ہر روز آپ کو بلاتا تھا لیکن آپ میری بات نہیں سنتی تھی مورے۔ کیوں؟ کیا آپ مجھ سے ناراض تھی؟ سجاول خان معصومیت سے روتے اپنی ماں کے سینے سے لگے اُس سے ان بارہ مہینوں کا حساب مانگ رہا تھا۔ جس پہ ملالہ خان کے پاس اسے بتانے کے لئے کچھ نہیں تھا وہ ابھی ان باتوں کو سمجھنے کے لیے بہت چھوٹا تھا۔ وہ ہچکیوں سے بُری طرح رو دی جب سجاول خان کی نظر اس چھوٹی سی گول مٹول براؤن آنکھوں والی بچی پہ پڑی، جو اتنی چھوٹی ہونے کے ساتھ ساتھ اپنی بڑی بڑی براؤن آنکھوں سے انہیں پٹر پٹر گھور رہی تھی۔

اوہ واؤ مورے! کیا آپ میرے لئے بہن لینے گئی تھی؟ اسی لئے آپ مجھ سے دور تھیں۔ اس پری پیکر کو دیکھتے سجاول خان نے معصومیت سے ماں سے پوچھا۔

جس پہ انہوں نے روتے روتے ہلکا سا ہاں میں سر ہلایا تھا۔ جب کے باقی سب دم سادھے ملالہ خان کے ساتھ ساتھ اس بچی کو دیکھ رہے تھے، نگینہ خان کو شدت سے کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔

ملالہ!! نگینہ خان سب سے پہلے ہوش میں آتے، اس کی طرف بھاگی اور زور سے اس کے گلے لگی تھی۔ وہ اس کی بہنوں کی طرح تھی۔ جب کے اسد خان بھاگ کے اپنے کمرے سے اپنی رائفل لینے گیا۔ سجاول خان اب اس چھوٹی سی پلوشہ کو گود میں اٹھائے صوفے کی طرف بڑھا، کیونکہ وہ جان چکا تھا اس کی ماں اس کے لئے بہن لینے گئی تھی۔ جس کی سجاول ہمیشہ سے ضد کرتا کہ اسے بھی بیا جیسی بہن لا کے دے، وہ جانتا تھا اب اسکی ماں کہی نہیں جائے گی۔ وہ سب سے ملنے دینے کے بعد ان سے ڈھیروں باتیں کرنا چاہتا تھا،جب کے ملالہ خان روتے ہوئے اپنے پہ بیتی ساری کہانی ہچکیوں سے بتا رہی تھی۔ جسے سنتے ہوئے نگینہ خان کے رونگٹے کھڑے ہوئے تھے۔ جب کے اسد خان کی مورے بھی روتے ہوئے اسے سینے سے لپٹا رہی تھیں۔ روشنہ خان الگ آنسو بہا رہی تھی، جب اسد خان شدید غصے کے عالم میں اپنی بندوق لیے ملالہ خان کے سامنے آیا جو اس کی مورے کے ساتھ لگی آنسو بہا رہی تھی۔

اپنے ڈرامے بند کرو ملالہ خان! تمہیں شرم نہ آئی ایک بیٹے کے ہوتے کسی دوسرے مرد کے ساتھ رنگرلیاں مناتے؟؟ ایسا کیا تھا دلاور شاہ کے پاس جو تمہارے شوہر میں نہ تھا؟؟ بولو اسد خان نے غصے سے دھاڑتے اپنی پسٹل کا رخ اس کی طرف کیا۔ سب کی چیخیں بلند ہوئی تھیں جن میں سب سے پہلی سجاول خان کی تھی "بابا جان"۔ سجاول خان حیران پریشان سا اپنے باپ کو دیکھ رہا تھا۔

لیکن اس کا باپ آج کسی کی سننے کے موڈ میں نہیں تھا وہ پتا نہیں ملالہ خان کو مزید کون کون سے غلیظ لفظوں سے پکار رہا تھا۔ ملالہ کا دل کیا ابھی زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے ایسا کون سا گناہ کیا تھا اس نے جس کی سزا ختم ہونے کو نہیں آ رہی تھی؟؟ آنسو بے مول ہوتے ملالہ خان کی آنکھوں سے گرتے جا رہے تھے جب اسد خان نے شدید تیش کے عالم میں اپنی مورے کے حصار میں کھڑی ملالہ خان کے بازو پہ فائر کیا، ملالہ خان جھٹکا کھاتے زمین پہ گری تھی۔

کوئی حیدر کو بلاؤوو... اسد لالا آپ کو خدا کا واسطہ ہے ایسا نہیں کریں۔ سجاول کو ہی دیکھ لیں، لالا اس کی پوری بات تو سنیں۔ نگینہ خان اونچی آواز میں روتے ملالہ خان کے آگے کھڑی ہوئی تھی۔ وہ چیختے سب ملازموں کو بول رہی تھی کوئی حیدر کو

KOH NOVELS URDU

بلاؤ، بابا جان کو بلاؤ۔۔ مراد خان اور حیدر خان آج ہویلی میں نہیں تھے، وہ کسی خاص مسئلے پہ جرگے میں فیصلہ کر رہے تھے۔

آگے سے ہٹو نگینہ خان!! اسد خان غصے سے دھاڑا تھا۔۔ نگینہ خان نفی میں سر ہلاتے روتے ہوئے ہاتھ جوڑتے ملالہ خان کی زندگی کی بھیک مانگ رہی تھی۔۔ جب کہ ملالہ خان اپنے بازو پہ ہاتھ رکھے نیچے زمین پے پڑی تھی۔ سجاول خان نے پلوشہ کو کسی ٹرانس کی کفیت میں صوفے پہ لٹائے بھاگ کے اپنے باپ کے ہاتھوں کو پورے زور سے پکڑا تھا۔

بابا جان! آپ میری مورے کے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے ہٹائیں اس بندوق کو!! سجاول خان اپنا پورا زور لگاتے اسد خان کا رخ موڑنے کی کوشش کرتے ہوئے دھاڑا تھا، پتا نہیں کیسے اس سات سال کے بچے کی آواز اتنی گرج رہی تھی۔۔

اسد خان نے اپنے ہاتھوں کو ایک ہی جھٹکا دے کے سجاول خان کو خود سے دور کرتے، نگینہ خان کے پیچھے زمین پہ بیٹھی روتی ہوئی صدمے کی کیفیت میں ملالہ خان کو بازو سے پکڑتے اپنے سامنے کھڑا کیا اور اپنی بندوق کی ساری گولیاں ملالہ خان کے وجود میں ایک جھٹکے سے اُتاری تھیں، ہویلی گولیوں کی آواز سے گونج رہی تھی۔

لیکن کسی بھی مرد ملازم کو زنان خانے میں آنے کی اجازت نہ تھی چاہے کوئی مرتا مر جائے۔ ہویلی میں قہرام مچا تھا۔ سجاول خان جو باپ کے جٹھکنے پہ زمین پہ گرا تھا اپنی مورے کو خون میں لت پت دیکھ کے اپنے کانوں پہ ہاتھ رکھتے ہوش وحواس سے بیگانہ ہوا تھا۔ اسد خان اپنی بندوق غصے سے پھینکتا ہویلی سے نکلا تھا۔ نگینہ خان میں صدمے سے اٹھنے کی ہمت بھی نہ تھی لیکن وہ پھر بھی ہمت سے اٹھتی ملالہ خان کے مردہ وجود کو ہلا رہی تھیں۔ روشنہ خان دھاڑیں مار مار کے روتے بے ہوش سجاول خان کو اٹھا رہی تھیں۔ اب کی بار نگینہ خان اپنے پردے کی پروا کئے بغیر باہر کو بھاگی تھی۔ شاید اب بھی وہ ملالہ کو بچا سکے۔ جب سامنے سے تیزی سے آتے کالے کرتے شلوار میں حیدر خان (جو زنان خانے کی طرف ہی آ رہے تھے) سامنے اپنی بیوی کو بغیر پردے کے روتے بھاگتے دیکھ کے ان کا دل شدت سے دھڑکا تھا۔ ملازموں سے آدھی ادھوری صورتحال ان تک پہنچ چکی تھی۔

نگینہ خان حیدر خان کو دیکھتے ان کے سینے سے لپٹی دھاڑیں مار مار کے روتے ہوئے ابھی ہوئی آدھی ادھوری صورتحال ٹوٹ ٹوٹ کے جملے ادا کرتے ہوئے بتا رہی تھی۔۔ حیدر خان اسے سنبھالتے ہوئے اندر کی طرف بڑھ رہے تھے۔ جب سامنے ملالہ خان کو خون میں لت پت دیکھ کے حیدر خان سارا معاملہ سمجھ چکے تھے۔ حیدر خان

جیسے مضبوط اعصاب کا مالک یہ سب دیکھتے اندر سے پوری طرح سے ہل چکا تھا۔ (اس وقت باقی بچے سکول تھے، آج سجاول خان نے ویسے ہی چھٹی کی تھی۔)

لال ہویلی میں جب ملالہ کی موت کی خبر پہنچی، وہاں پہ سب کی چیخیں بلند ہوئی تھیں۔ ملازموں کے منہ سے سنتی کہانیوں پہ سکندر خان اور زمان خان کو قطعی یقین نہیں آ رہا تھا۔ وہ دونوں اپنی اپنی گاڑیوں کو ہوائی جہاز کی طرح دوڑاتے بڑی ہویلی میں پہنچے تھے لیکن وہاں جا کے اپنی بہن کی میت دیکھتے ان دونوں چھ فٹ کے نوجوانوں کی ہستی ہلی تھی، نازو میں پلی چھوٹی سی بہن بار بار آنکھوں کے سامنے گھوم رہی تھی---

اسد خان تم مر جاؤ--- نگینہ خان روتے ہوئے اونچے اونچے اسد خان کو بدعائیں دے رہی تھیں--- تمام ملازموں کی باتوں پہ دھیرے دھیرے مہر لگی تھی۔ سکندر خان دھاڑتے ہوئے مردان خانے کی طرف بڑھا تھا۔

اسد خان!!! سکندر خان کی آواز پوری ہویلی میں گرج رہی تھی، لیکن اسد خان بزدلوں کی طرح فرار ہو چکا تھا۔

حیدر خان سامنے لے کے آ اپنے بھائی کو، اگر میں نے ابھی اس کے وجود میں اپنی بندوق کی ساری گولیاں نہ اتاری تو میرا نام بھی سکندر خانزادہ نہیں--- سکندر خان طیش کے عالم میں دھاڑ رہا تھا۔ اس کے لہجے میں غصہ، کرب، بےبسی کیا کچھ نہیں تھا۔

سکندر میری بات--- ابھی حیدر خان کچھ بولتے، جب سکندر خان جو ہوائی فائر کر کے ان سب کو ڈرا دھمکا کے اسد خان کا پوچھنے والا تھا غلطی سے اس کی بندوق سے نکلی ہوئی گولی بہادر خان کے دماغ میں جا لگی۔ جو اپنے پورے قد کے ساتھ زمین بوس ہوا تھا، مردان خانے میں افراتفری پھیلی تھی--- خود سکندر خان بھی حیران تھا۔ اس نے یہ تو نہیں چاہا تھا لیکن یہ قسمت نے کیسا کھیل کھیلا تھا۔ جو آدمی ابھی دو دن پہلے اپنی پری وش کی پیدائش پہ بےانتہا خوش ہوتے مٹھائیاں اور پتہ نہیں کیا کیا بانٹ رہا تھا اُس کی جان سکندر خان کے ہاتھ سے گئی تھی۔

دونوں ہویلیوں میں قہرام مچا تھا۔ سب کی سمجھ سے باہر تھا جو گولی اسد خان کو لگنی چاہئیے تھی وہ بہادر خان کو کیوں لگی تھی---

ان دو قتلوں کے دس دن بعد جرگہ بٹھایا گیا لیکن مراد خان اور جہانگیر خان جو دونوں بھائی تھے، ان دونوں نے معاملہ ختم کرتے نہ کوئی خون بہا لیا تھا نہ کوئی ونی، کیوں کے قتل دونوں طرف سے ہوئے تھے۔ ایک طرف بیٹی کا قتل تو دوسری طرف داماد کا قتل۔ جہانگیر خان نے بڑی ہویلی والوں سے ان کی بیٹی کے وجود کی آخری نشانی

پلوشہ خان مانگی تھی اور اُسے اپنے پوتے رایان خان کی منگ بنانے کا اعلان کیا۔ جس پہ بڑی ہویلی والوں کو کوئی اعتراض نہ تھا لیکن سجاول خان کو جب پتا چلا اُس کی ڈول اس کے پاس نہیں رہے گی اُس نے شدید ہنگامہ کیا۔ جس پہ سب نے اُسے سمجھایا کہ وہ روز لال ہویلی جا کے اپنی ڈول کے ساتھ کھیل سکتا ہے۔ جس پہ سجاول خان اُداسی سے مان گیا۔ وہ اتنی سی عمر میں جان چکا تھا کہ بہت سے راز ایسے ہیں جو وہ ابھی نہیں جانتا اور اُسے دیر سے پتا چلیں گے۔۔ اپنی مورے کے قتل کو یاد کرتے وہ ابھی بھی کبھی کبھی روتے ہوئے بے ہوش ہو جاتا تھا۔ اس دن کے بعد دونوں ہویلیوں میں عجیب سی سردمہری تھی۔ سکندر خان اور حیدر خان جو جگری دوست تھے اب ایک دوسرے کو منہ لگانا پسند نہیں کرتے تھے لیکن ایک دوسرے کے بچوں سے اتنا ہی پیار کرتے تھے۔۔۔

اسد خان پتا نہیں کہاں چھپا بیٹھا تھا لیکن سکندر خان نے جرگے میں قسم کھائی تھی وہ اسد خان کو قتل ضرور کرے گا بدلے میں اسے خون بہا میں چاہے خود کو ہی پیش کیوں نہ کرنا پڑے۔۔۔ جس پہ حیدر خان جو پہلے ہی بہن کے بیوہ ہونے پہ غم و غصہ سے پاگل تھا اب کی بار دھاڑا تھا "سکندر خان اگر تم نے میرے خاندان میں مزید کسی ایک انسان کا خون بھی بہایا تو تمہارا قتل مجھ پے واجب ہوگا"۔

وہ دونوں گھتم گھتا ہوئے، جس پہ جرگے میں موجود باقی سب نے انہیں ایک دوسرے سے الگ کیا تھا۔ جہاں سکندر خان شدید غصے میں تھا وہی زمان خان بھی جوان بہن کی موت کے غم میں نڈھال اور شدید غصے میں تھا۔ وہ بھی خود سے وعدہ کر چکا تھا کہ جس دن وہ اسد خان کو دیکھے گا اُسی دن اُس پہ اپنی پوری بندوق خالی کرے گا۔

عشقِ ستم... قسط 20

ساحر خانزادہ کی گاڑی تیزی سے لال حویلی کے پورچ میں آ کے رکی۔ ساحر خان اور پلوشہ خان زنان خانے کی طرف بڑھے تھے۔ جہاں سامنے ہی لاونج میں فارس خان، رایان خان، زرمینہ خان، وردہ خان، بیٹھے تھے... سامنے سے پلوشہ خان اور ساحر خان کو آتا دیکھ سب کو خوشگوار حیرت ہوئی تھی۔ پلوشہ کو دیکھ کے رایان خان کا دل پہلوں میں شدت سے دھڑکا تھا۔ رایان خان تو حیرت سے ساحر خان کو دیکھ رہا تھا جو آج پھر لال حویلی میں آ کر اسے حیران کر چکا تھا۔ اس کے گلے لگتے اس نے گہری نظروں سے سفید فراک کے اوپر کالی کڑھائی والی چادر لیے لرزتی پلکوں سے فارس خان کے سینے سے لگی اپنی منگ کو دیکھا تھا۔۔۔

ساحر خانزادہ فارس خان کو اگنور کرتے سب سے ملتے زرمینہ خان کے پاس بیٹھا، جو اس کی مورے کی طرح ہی اس سے دیوانہ وار پیار کرتیں تھیں۔ آج جب ساحر خان نے انہیں عرصے بعد سینے سے لگایا اور وہ آنسو بہاتے اس کے ساتھ لگی تھی۔ نہیں تو ساحر خان اب تک جتنی دفعہ حویلی میں آیا تھا، اپنی بے باکی اور دہشت سے سب کو لرزا کے رکھتا اور سعد خان کے نکاح پہ بھی وہ زنان خانے میں لال حویلی کے مکینوں سے نہیں ملا تھا۔

زرمینہ خان اسے پشتو میں روتے سب بتا رہی تھی کیسے وہ ان آٹھ سالوں میں اسے یاد کرتی رہی ہیں۔ جس پہ ساحر خان ان کے بال سہلاتے فارس خان کو سخت نظروں سے دیکھ کے صرف لب بینچ کے رہ گیا۔ جب کہ فارس خان اپنی مورے کو ساحر خان کے سینے سے لگے دیکھ کے جیلیس ہوتے خونخوار نظروں سے دیکھتے اپنے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔ فارس خان اپنی ماں کے پیار میں رایان خان کی شراکت بھی برداشت نہیں کرتا تھا یہ تو پھر ساحر خان تھا۔

جب کہ پلوشہ خان رایان خان کی نظروں سے کنفیوز ہوتے، وہاں سے نکلنے کی کر رہی تھی۔ جب زرلاشتہ خان اپنی معصومیت بھری آواز میں اپنی مورے کو پکارتے کالی شلوار قمیض میں ملبوس سر پہ اچھی طرح سے دوپٹا جمائے اسی طرف آ رہی تھی۔ لیکن سامنے پلوشہ اور ساحر خان کو دیکھ کے اس کی سبز آنکھیں پھیلی تھی۔ وہ پلوشہ کے صوفے تک آ چکی تھی جب اسے یاد آیا وہ اس سے ناراض ہے۔ تو اپنا منہ موڑ کے کھڑی ہو گئی جو بچپن سے اس کی ناراض ہونے کی عادت تھی۔ اس کی یہ حرکت بغور ساحر خان نے لب کاٹتے دیکھی جس کی نظریں خود پہ محسوس کرتے زرلاشتہ کانپی تھی۔ پلوشہ خان اب اس کے گلے سے لگی اسے منا رہی تھی۔ جب کہ زرلاشتہ خان خود پہ ساحر خان کی نظروں محسوس کرتے لرز رہی تھی اور ساتھ ساتھ پلوشہ کو اسکی باتوں کے جواب بھی دے رہی تھی۔ ساحرخان اور رایان خان اب اپنی والیوں کو سرعام گھور رہے تھے۔ زرمینہ خان پہلے ہی ساحر خان کے چپ کروانے پہ نارمل ہوتے، پلوشہ سے مل کے ورده خان کے ساتھ نماز ادا کرنے جا چکی تھیں۔

زرلاشتہ خان سے ملتے، پلوشہ خان کے سر سے کالی کڑھائی والی شال پھسل کے کندھوں پہ گری، جس سے اس کے لمبے گہرے ڈارک براؤن کھلے بال پنکھے کی تیز ہوا سے ہلکے سے اڑنا شروع ہوئے تھے۔ رایان خان فرصت سے اپنی مانگ کو تاڑے جا رہا تھا، جب اپنے پیروں پہ کوئی وزنی سا دباؤ محسوس کرتے اس نے ایک نظر اپنے پیروں کو دیکھتے ساحر خان کو دیکھا۔ جو اسے کھا جانے والی نظروں سے گھور کے دیکھ رہا تھا اور اپنی پشاوری چپل سے اس کے پاؤں پہ دباؤ ڈالے ہوئے تھا۔ رایان خان نے آبرو اچکا کے ساحر خان کو دیکھا تھا۔

میں تمہاری آنکھیں نکال دوں گا رایان خان اب اگر تم نے میری بہن کی طرف دیکھا بھی تو۔۔۔ ساحر خان اس کے کان کے پاس غصے بھری سرگوشی کرتے بولا، جس پہ رایان خانزادہ نے اس کے کان میں اہستہ آواز میں بے باک سرگوشی کی تھی۔۔۔

جو حکم دیکھنے میں وقت ضائع نہیں کروں گا، بلکہ ڈائریکٹ سینے سے لگا کے اسے چو۔۔۔ ابھی رایان خان مزید بے باک ہوتا جب ساحر خان نے سرخ چہرے کے ساتھ اس کی گردن میں ہاتھ ڈالتے اپنے شکنجے میں لیا تھا، جس پے رایان خان ہنستے ہوئے اسے مزید تپا رہا تھا۔ ساحر خان نے اسے ایک جھٹکے سے پیچھے صوفے پہ پھینکتے اس کی سفید گردن پہ اپنے دانت گھاڑے، جو ساحر خان کی غصے میں کی جانے والی شاید پسندیدہ حرکت تھی۔ رایان خان نے مصنوعی سا کراہتے، یہاں وہاں دیکھا جہاں سے پلوشہ اور زرلاشتہ خان بھاگتی غائب ہو رہی تھی۔ البتہ پلوشہ خان نے رایان خانزادہ کے قہقہ لگا کے ہنسنے پہ اسے مہبوت ہو کے دیکھا ضرور تھا۔ وہ بہت کم ہنستا تھا اور اس کے سامنے تو صرف غصے میں ہی رہتا تھا، اس کے ہنسنے سے اس کے نچلے لب پہ تل ایک الگ اور خوبصورت سا منظر پیش کرتا تھا۔

اب رایان خان اور ساحر خان کی نہ ختم ہونے والی لڑائی اور بے باک باتیں تھی جو وہ ایک دوسرے کا منہ بند کروانے کے لئے کر رہے تھے، لیکن دونوں ہی ایک دوسرے کے آگے ہار نہیں رہے تھے۔۔۔

پلوشہ خان اپنے کمرے میں زرلاشتہ کی گود میں سر رکھے اُسے ڈھیر ساری باتیں سنا رہی تھی اور زرلاشتہ خان کی بھی سن رہی تھی۔ وہ دونوں سہیلیوں جیسی بہنیں آج کافی دن بعد مل کے اپنی اپنی اداسی بھول چکی تھیں۔ رکو میں نے صبح فروٹ ٹرائیفل بنایا تھا لالا کے لئے میری موٹو! میں لے کے آتی ہوں تمہیں بہت پسند ہے نا میرے ہاتھ کا۔۔۔ زرلاشتہ خان اپنی معصومیت بھری آواز میں خوش ہوتے پلوشہ خان کو بتا رہی تھی۔ جس پہ اس نے منہ میں پانی لیے سر ہلایا تھا۔ ساحر خان جو اب تک رایان خان کو اپنے شکنجے میں لیے ہوئے تھا، سامنے کچن میں اکیلی جاتی زر کو دیکھ کے اس کی آنکھیں چمکیں تھیں۔ رایان خان کو چھوڑ کے سیدھے کھڑے ہوتے اس نے اپنا نیلا شلوار سوٹ ٹھیک کرتے، اپنے بھورے بالوں میں ہاتھ پھیرا اور گہری نظروں سے کچن میں جاتی زر کو دیکھا جو شاید یہ سمجھ رہی تھی کہ ساحر خان جا چکا ہو گا۔ رایان خان جو اسے سلگانے کے لئے پھر کسی بات پہ قہقہ لگا رہا تھا، اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھتے اس نے لب کاٹتے اپنی مسکراہٹ ضبط کی تھی۔ یہ سوچ کر کہ اب جب ساحر

خان زرلاشتہ کے پیچھے جائے گا تو وہ سکون سے اپنی وشہ سے مل سکے گا۔ وہ جانتا تھا کہ ساحر خان اس کی بہن کو دیکھ کے اس کی پیچھے پاگل نہ ہو، ایسا ہو ہی نہیں سکتا اور وہی ہوا تھا۔ ساحر خان لمبے لمبے ڈگ بھرتے زرلاشتہ خان کی پیچھے گیا تھا۔ جس پہ رایان خان چمکتی آنکھوں سے اپنے کلف لگے سفید سوٹ کی سلوٹیں درست کرتے پلوشہ کے کمرے کی جانب بڑھا، جہاں پہ یقیناً اب پلوشہ اکیلی ہو گی۔

زرلاشتہ خان کچن میں فریج کھولے کھڑی فروٹ ٹرایفل نکال رہی تھی۔ جب اُسے اپنے پیچھے محضوض جانی پہچانی خوشبو محسوس ہوئی، زرلاشتہ خان کا دل دھڑکا۔ تو کیا وہ ابھی تک لال حویلی میں تھا؟ زرلاشتہ نے کپکپاتے وجود کے ساتھ مڑنا چاہا۔ لیکن مڑنے کی ہمت ہی نہ ہوئی تھی۔ اس وقت کچن میں کام کرتی زلیخہ اور چند ایک ملازمین تھیں۔ جنہیں ساحر خان انکھوں کے اشارے سے باہر بھیج چکا تھا۔۔ ساحر خان مضبوط قدم اٹھاتا، اس کے پیچھے کھڑا ہوا۔ زرلاشتہ خان کا پورا وجود کانپ رہا تھا۔ اُسے اس ظالم انسان کی گرم سانسیں اپنی گردن پہ محسوس ہو رہی تھی۔ اُس کا دُوپٹا اس وقت کچن میں پڑی کرسی پہ تھا۔ وہ اس وقت صرف کالی شلوار قمیض میں ملبوس تھی، زرلاشتہ خان کو مڑنے میں ڈھیروں شرم آ رہی تھی۔ ساحر خان نے ایک نظر کچن کی کھلی ہوئی کھڑکیوں کو دیکھا۔ جہاں سے اکا دکا مرد ملازم گزر رہے تھے اور پھر اس کے کرسی پہ پڑے ہوئے دوپٹے کو! ڈھیروں مرد ملازم اس راستے سے گزر کے مردان خانے کی طرف آتے جاتے تھے۔ ساحر خان نے غصے سے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کے اس کا رخ اپنی طرف موڑا کہ فروٹ ٹرایفل کا باؤل چھن سے زرلاشتہ خان کے پاؤوں میں گر کے ٹوٹا۔ لیکن ساحر خان نے شاید غصے میں باؤل کی گرنے کی آواز تک نہ سنی اور اس کی کمر پہ ہاتھ کا دباؤ ڈالتے، اسے مزید خود کی طرف کھینچا تھا۔ شیشے کی کتنی ہی کرچیاں زرلاشتہ خان کے پاؤں میں زور سے کھبی تھیں لیکن اُسے درد برداشت کرنے کی عادت ہو چکی تھی اس لئے اب بھی لب کاٹتے اپنے آنسوؤں کو روکا تھا۔۔

تم سے ایک دوپٹہ تک سنبھالا نہیں جاتا زرلاشتہ خان؟؟ کتنے ہی ملازم اس راستے سے گزرتے ہیں اور تم ساحر خانزادہ کی عزت ہو کے یوں ننگے سر سے گھوموں، تو لعنت ہے پھر ساحر خان اور زرلاشتہ ساحر خان پہ۔۔ وہ غصے سے نیچی آواز میں غرایا۔ اس کے غصے سے تو اس نازُک وجود کی جان جاتی تھی۔ کانپتے وجود کے ساتھ اُس نے اپنی چیخ نکلنے سے روکی تھی، پاؤں سے خون کسی پانی کی طرح رس تھا۔ اب کی بار شدید برداشت کرتے ہوئے بھی آنسو اُس کی خوبصورت آنکھوں سے نرم گالوں پہ

پھسلے۔ ابھی ساحر خان مزید اس پہ غصہ نکالتا، جب اس کی نظر اس کے پاؤں پہ پڑی، جہاں زرلاشتہ خان کے پاؤں پہ ٹرایفل گرا ہوا تھا اور اس پہ تضاد اس کے نازک پاؤں سے پانی کی طرح بہتا خون دیکھ کے ساحر خان پاگل ہوا تھا۔ اُس نے جلدی سے اسے ان شیشے کی کرچیوں سے پیچھے ہٹایا اور جھک کے اس کے نرم و نازک وجود کو اُٹھاتے اسے کرسی پہ بٹھایا۔ زرلاشتہ خان اس کو کندھوں سے تھامے پیاسی نظروں سے دیکھے جا رہی تھی۔ کتنے سالوں بعد اپنے لئے اس ظالم کی آنکھوں میں فکرمندی دیکھی تھی۔ زرلاشتہ خان اپنا درد بھولتے اپنے شہزادے کے چہرے کا طواف کر رہی تھی، جو اس کے پاؤں پہ جھک کے چھوٹی چھوٹی کرچیوں کو لب کاٹتے نکال رہا تھا۔ ساحر خان دل میں اپنے غصے کو ڈھیروں گالیاں دے رہا تھا۔۔۔

مجھے بتا نہیں سکتی تھی کے تمہیں چوٹ لگی ہے؟ اُسے اب کی بار ایک بڑی سی کرچی کو نکالنا تھا، جسے دیکھتے ساحر خان کا دل دھڑکا۔ اُس نے ایک نظر اُٹھا کے زرلاشتہ خان کو دیکھتے سنجیدگی سے پوچھا (جو اسے اپنی پیار بھری بھیگی سبز آنکھوں سے بنا جواب دیے دیکھے جا رہی تھی)۔ ساحر خان نے ٹرانس میں اس کی آنکھوں میں دیکھتے اس کے سر کے پیچھے اپنے بائیں ہاتھ کو رکھ کے خود پہ جھکاتے اس کے لبوں پہ شدت سے اپنے لب رکھتے، اپنے دائیں ہاتھ سے اس بڑی سی کرچی کو کھینچتے اس کی چیخ کو اپنے ہونٹوں میں دبایا تھا۔ جس پہ زرلاشتہ خان نے خاموشی سے آنسو بہاتے، اس کے کندھوں کو چھوڑ کے اس کے کالر پہ اپنی گرفت مضبوط کی۔ ساحر خان نے پیچھے ہٹتے کرسی سے اس کا کالا دوپٹا کھینچ کے دو حصوں میں پھاڑ کے اس کے دائیں پاؤں پہ باندھا، جو شدید زخمی ہوا تھا۔ جب کے دوسرے پاؤں پہ صرف چند کھروچیں ہی تھیں، شاید وہ چوٹ لگتے وقت اس پاؤں کو اٹھا چکی تھی۔

ہاتھ ٹوٹے ہوئے ہیں تمہارے؟ کوئی فرشتہ(جن) دیکھ لیا تھا جسے دیکھ کے تمہاری روح پرواز ہوگئی تھی؟ ساحر خان نے ہنوز گھٹنوں کے بل اس کے پاؤں کے پاس بیٹھتے دانت پیستے غصے سے پوچھا۔ خود کو جن کہنا ناگوار لگا اسی لئے اس کی جگہ فرشتے کا لفظ استعمال کیا کیونکہ ساحر خان خود کو جن کسی اینگل سے نہیں لگتا تھا۔ زرلاشتہ خان نے کوئی بھی جواب دیے بغیر معصومیت سے اپنا پسندیدہ مشغلہ آنسو بہانا جاری رکھا۔ جسے دیکھتے ساحر خان نے پھر سے اس کا چہرا خود پہ جھکاتے اس کے آنسو شدت سے پیئے۔ وہ جانتی تھی مقابل کو اس کے آنسو بہانا پسند نہیں، تو پھر کیوں اس کے سامنے ان آنکھوں کو ہر وقت بھگائے رکھتی تھی؟ ساحر خان کی اتنی شدت پہ زرلاشتہ خان کی گرفت اس کے کالر پہ مضبوط ہوئی جس پہ ساحر خان نے بےخود ہوتے مزید جھکتے اس کے لرزتے ہونٹوں کو اپنی قید میں لیا۔ وہ شدت سے اس کی سانسیں خود میں انڈھیلتے اسے نڈھال ہونے پہ مجبور کر رہا تھا۔ خون اس کا بہا تھا اور

تکلیف ساحر خان کو ہوئی۔ جس کا بدلہ وہ اس کے نازک ہونٹوں سے لے رہا تھا۔ اس کی بڑھتی شدت پہ زرلاشتہ خان نے اس کی گردن کے گرد لٹکی آف وائٹ شال کو جٹکا دیا تھا۔ اس کے نڈھال وجود کو دیکھتے ساحرخان اسکے ہونٹوں کو آزادی بخشتے پیچھے ہٹا تھا۔ زرلاشتہ خان نے گہری گہری سانسیں لیتے نظریں جکھائی تھیں، شرم و حیا سے اُس کا چہرا لہو چھلک رہا تھا اُس سے نظریں اٹھانا محال ہوا تھا... ساحر خان اس کے ہاتھ اپنی چادر سے جھٹکتے کھڑا ہوا تھا، اس کا ہاتھ جھٹکنا زرلاشتہ خان نے بخوبی محسوس کیا تھا۔ ساحر خان نے چادر گلے سے نکالتے اس کے پورے وجود کو اس سے ڈھانپتے پھر سے باہوں میں اُٹھایا۔ جس سے زرلاشتہ خان نے کپکپاتے ہوئے اسے دیکھا۔۔۔

خا۔خان۔ کو۔کوئی آ۔آ۔۔۔ زرلاشتہ خان ابھی مزید کچھ بولتی، جب ساحر خان نے جھک کے نرمی سے اپنے دانت اس کے ہونٹوں پہ گھاڑتے اسکے نچلے ہونٹ کو زرا سا اپنے دانتوں میں لے کے کھنچا۔ مزید نیچے جھکتے اس کی تھوڑی پہ خوبصورت سیاہ موٹے سے تل پہ اپنے دانت گھاڑتے اسے کانپنے پہ مجبور کیا۔

وہ کیوں تھا اتنا بےباک؟ زرلاشتہ خان دل میں صرف سوچ کے رہ گئی۔۔ بقول تمہارے میں تو تمہارا خان نہیں تھا نا؟ ساحر خان نے کچن سے نکل کے اس کے کمرے کی طرف چلتے آہستہ آواز میں استفسار کیا،(جس پہ زرلاشتہ خان جو گرنے کے ڈر سے اس کے گلے میں اپنی بانہیں ڈالے ہوئے تھی) اس کی بات پہ اس نے لب کاٹتے آنسو روکے اس کی طرف دیکھا جو اب اسے نہیں دیکھ رہا تھا۔

Who are you? And how dare to touch and hold my zar ani?

درام خان جو صبح سے ابھی تک یہیں تھا، رایان خان نے اُسے کچھ دیر پہلے ہی اپنے کمرے میں سلایا۔ جو صبح سے باتیں کر کر کے اس کے کان کھائے جا رہا تھا۔ وہ ابھی جاگا ہی تھا، جب اپنی زر آنی کو کسی کی باہوں میں دیکھ کے اس چھوٹے سے پٹھان کی غیرت جاگی۔ جب ساحر خان نے جانی پہچانی آواز پہ نظریں اٹھا کے بغور اُسی دن والے بچے کو دیکھا۔ جو سفید شلوار قمیض پہنے، اپنے سفید چھوٹے سے پاؤں میں پشاوری چپل پہنے اپنی گرے کرسٹل آنکھوں میں نیند کی سرخی لیے اس سے سنجیدگی اور بلند آواز میں پوچھ رہا تھا۔۔

اس کے انداز پہ ساحر خان نے اپنی مسکراہٹ ضبط کی، اسے یہاں دیکھ ساحر خان کو خوشگوار حیرت ہوئی لیکن یہ اتنا تیز بچہ کس کا تھا؟ آج بھی ساحر خان کی سمجھ سے باہر تھا۔ جب کہ زرلاشتہ خان نے درام کی موجودگی میں سرخ پڑتے ساحر خان کی باہوں سے نیچے اُترنے چاہا، جب ساحر نے اس کی کمر پہ اپنی گرفت مضبوط کی تھی۔۔

Hello! I’m asking from you that how dare you to touch my ani??

اب کی بار درام خان نے پاس آتے اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھ زرلاشتہ کی ٹانگوں پہ رکھتے، اُسے نیچے اُتارنا چاہا۔

Your ani’s foot got injured so that’s why I hold her because she had severe pain in her foot, she couldn’t walk even a footstep!

پتہ نہیں کیوں ساحر خان نے آج پہلی بار کسی بچے کو اتنا تفصیلی جواب دیا تھا۔

But you don’t have rights to hold her, you should have to call her lala to help her.

درام خان کو پھر بھی اس کا یوں زر کو اُٹھانا پسند نہ آیا، اس لئے وہ منہ بناتے فرفر انگریزی میں بولا۔ جس پہ ساحر خان نے آبرو اُچکاتے ایک نظر درام کو اور دوسری نظر زرلاشتہ کو دیکھا۔ زرلاشتہ خان تو بس اس گھڑی کو پچھتا رہی تھی، جب وہ پلوشہ (موٹی) کے لئے فروٹ ٹرایفل لینے گئی تھی۔ وہ بار بار نیچے اترنے کی مزاحمت کر رہی تھی جسے ساحر خان کامیاب ہونے نہیں دے رہا تھا۔

I have rights because your ani is my personal property---

ساحر خان درام کو آنکھ مار کے بولتے زرلاشتہ کے کمرے کی طرف بڑھا اور اسے احتیاط سے بیڈ پہ لیٹایا۔ اس کی بات پہ زرلاشتہ خان کا چہرا لہو چھلکا رہا تھا۔ جب کہ درام خان اس کی بات پہ اُلجھتے اس کے پیچھے آیا۔

Listen! What just you said? And ani why you didn’t hide your face from him? Ani how can you do this?

درام خان کو ابھی اس کے پردے کا خیال آیا۔ اسی لئے جلدی سے زرلاشتہ خان کے پاس جاتے اُس نے اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے زرلاشتہ خان کا چہرا ساحر خان کی چادر سے ڈھکا، جو زرلاشتہ کے وجود پہ تھی اور اس کے سر کو ڈھکنے کی بھی کوشش کی۔ ساحر خان کو درام خان کی یہ واحد حرکت ناگوار گزری تھی، جو وہ اس کی بیوی کو اسی سے چھپا رہا تھا۔ لیکن وہ اس کی چھوٹی چھوٹی پیاری باتوں پہ لب کاٹتے بہت مشکل سے اپنی مسکراہٹ ضبط کر رہا تھا۔ جس سے اس کا ڈمپل بار بار ہلکا سا اُبھر کے معدوم ہو رہا تھا۔ (جسے زرلاشتہ خان پیاسی نظروں سے دیکھ رہی تھی، اس کے ڈمپل کی تو وہ دیوانی تھی)۔ ابھی ساحر خان درام خان کو کوئی جواب دیتا، جب فارس خان اندر داخل ہوا۔ جو کب سے اپنے کمرے سے باہر نکلتے سیڑیوں پہ کھڑا ان کی گفتگو ملاحظہ کر رہا تھا۔ یہ منظر دیکھتے فارس خان کا چہرہ سرخ پڑا تھا۔ یہ انسان

KOH NOVELS URDU

کیسے بے باکی سے اس کی بہن کو باہوں میں لئے پوری ہویلی میں گھومتا پھر رہا تھا۔ فارس خان کا بس نہیں تھا اُسے اٹھا کے ہویلی سے باہر پھینک دے لیکن ابھی وہ صرف زر کا پاؤں دیکھنے آیا تھا۔ جس کا اُسے ساحر خان کا درام کو جواب دینے پہ پتہ چلا کہ اس کی لاڈلی بہن کو کوئی چوٹ آئی ہے۔

Chachu, thank god you came here...

فارس کو یہاں دیکھ کے درام خان نے گہرا سانس بھرتے شکر ادا کیا۔ جب کہ زرلاشتہ کو لگا آج وہ شرم سے لال ہوتے ہوتے مر جائی گی۔ وہ جو آنکھیں پھیلائے درام کی باتیں اور حرکتیں سن اور دیکھ رہی تھی، اب یہاں فارس کو آتے دیکھ اسے ڈھیروں شرم نے آن گھیرا کیونکہ اس کے وجود پہ آج پھر ساحر خان کی چادر تھی۔

Chachu who is he? And what he is doing with my ani here?

درام خان اب کی بار فارس خان کے پاس آ کے اس کا ہاتھ ہلا کے اس سے ساحر خان کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔ اس کے سوال سن کے فارس خان کو کوئی جواب نہیں مل رہا تھا، اس نے گھور کے ساتھ کھڑے ساحر خان کو دیکھا۔

Chachu! Are you listening? Tell me?

اب کی بار درام خان اس کے کوئی بھی جواب نہ دینے پہ جھنجھلا کے پوچھ رہا تھا۔ اور ساحر خان چیلنجنگ انداز میں فارس خان کو دیکھتے، زرلاشتہ کے بیڈ پہ اس کے پاؤں والی سائیڈ پہ نیم دراز ہوا۔ جیسے یہ کہہ رہا ہو کہ دو اب اسے جواب کہ میں کون ہوں؟؟...جب کہ زرلاشتہ خان ہنوز نظریں جھکائے ہوئے تھی۔

Dram let it go! Just tell me what happened with your ani?

فارس خان نے بات کو گول کرنے کی کوشش کی۔

I'll tell you but Firstly answer my question!

درام خان نے سنجیدگی سے پوچھا تھا۔

He..he...amm... Zrr ani and him are nikkahfied...Now keep quiet dram..

فارس خان نے دانت کچکچاتے اسے جواب دے کے خاموش رہنے کا کہا۔ کیوں کہ وہ جانتا تھا درام خان کے سوالات اب ختم نہیں ہوں گے۔ درام نے خاموش کروانے پہ اس پہ ایک روٹھی ہوئی نظر ڈالی، جب کہ ساحر خان نے فارس خان کو دیکھ کر دل جلانے

والا قہقہ لگایا اور ہاتھ بڑھا کے زرلاشتہ کے چہرے سے چادر ہٹائی۔ جو درام نے پردے کی صورت میں زر کا چہرہ ڈھکا تھا۔ اس کی اس حرکت پہ زرلاشتہ خان (جو اس کے ہنسنے پہ کن اکھیوں سے اس کے ڈمپل کو دیکھ رہی تھی) نظریں جھکاتے ہوئے اپنی شہادت والی انگلی ہمیشہ کی طرح اپنے دانتوں میں دبا گئ۔ ساحر خان نے درام کو اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا، جس پہ وہ مضبوط قدم اٹھاتے اس طرف آیا تھا۔

Do u know where is First aid box?

ساحر خان نے انگریزی میں درام خان سے پوچھا جس پے اس نے سر ہاں میں ہلایا تھا۔

Ok then bring it to me, then I'll Bandage your zrr ani's foot...

ساحر خان نے اس کا گال تھپتھپاتے ہوئے کہا، جس پہ درام خان اب کی بار سامنے ڈریسنگ مرر کے دراز سے فرسٹ ایڈ باکس نکال رہا تھا۔ وہ اب قدرے پرسکون تھا کہ یہ آدمی کوئی غیر نہیں تھا جس نے اس کی زر آنی کو ٹچ کیا، بلکہ وہ اس کا شوہر تھا لیکن ان کا نکاح کب ہوا؟ یہ سوال درام خان کے چھوٹے سے دماغ میں گردش ضرور کر رہا تھا۔ جب کہ فارس خان کو ساحر خان ابھی بھی اگنور کیے ہوئے تھا جو زرلاشتہ کے پاس کھڑا اس کی چوٹ کی وجہ پوچھ رہا تھا۔

"زرلالا کی جان کیا ہوا ہے پیر پہ؟"

لا۔لالا، وہ فرفروٹ ٹرا۔ ٹرایفل کا باؤل میرے ہاتھ سے گر کر ٹوٹ گیا تو یہ چوٹ لگ گئی۔ زرلاشتہ اُسے بات گول کر کے نظر جھکائے جواب دے رہی تھی۔ چلو میری جان، ہم ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں۔۔ زیادہ درد تو نہیں ہو رہا؟ فارس خان نرمی سے اس کے سر پہ ہاتھ رکھے پوچھ رہا تھا۔ جب کے ساحر خان جو درام خان سے فرسٹ ایڈ باکس پکڑ رہا تھا اس کی بات پہ گھور کے دیکھا۔ کوئی ضرورت نہیں ہے اسے کسی ڈاکٹر کی، میں کافی ہوں اس کے لئے، تم بھی اب جا سکتے ہو۔ ساحر خان سنجیدگی سے بولتے زرلاشتہ خان کے پیروں سے اس کا باندھا ہوا کالا دوپٹہ اتار رہا تھا۔ زرلاشتہ خان نے شرم سے لال ہوتے اپنا پیر پیچھے کرنا چاہا، جب ساحر خان نے اس کی پنڈلی کو پکڑ کے اس کا پیر اپنی تھائی پہ رکھا۔ زرلاشتہ خان نے دہکے گالوں اور کپکپاتے وجود سے اپنے درد پے قابو پاتے، ایک نظر ساحرخان کو دیکھ کے فارس خان کی بات پہ نفی میں سر ہلایا تھا۔ چھوڑو اسے، میں خود لگا لوں گا اپنی بہن کو مرہم... فارس خان نے بہن کے شرم سے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھ کے ساحر خان کے ہاتھ سے سفید پٹی پکڑنی چاہی، جبکہ ساحر خان نے اس کا وہی ہاتھ پکڑ کے زور سے دبا کے موڑا تھا۔ ان دونوں کی حرکتیں درام خان حیرانگی اور نہ سمجھی سے دیکھ رہا تھا۔ میں نے بولا نہ میں کافی ہوں اس کے لئے--- ساحر خان غراتے ہوئے بولا۔

KOH NOVELS - URDU

میں نے بھی بولا نا میں اپنی بہن کو مرہم خود لگاؤں گا۔۔۔ فارس خان بھی اسی کی طرح غراتے ہوئے بولا، دونوں کے چہرے سنجیدہ تھے۔

ساحر خان نے غصے سے اپنے پاس پڑی پائیوڈین کو ایک ہی جٹھکے میں کھول کے فارس خان کی سفید ٹی شرٹ پہ پھینکا۔ زرلاشتہ خان نے اس کی حرکت پہ بمشکل اپنی چیخ دبائی تھی، وہ حیرانگی سے دونوں کو دیکھ رہی تھی۔ فارس خان نے ایک نظر اپنی شرٹ پہ گری پائیوڈین دیکھ کے فرسٹ ایڈ باکس سے چھوٹی سی کینچی اٹھائی ہی تھی جب چھوٹے سے درام خان کی غصے سے آواز بلند ہوئی۔

Just stop it! Zrr ani is hurting and you both are fighting??

درام خان زرلاشتہ کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کے غصے سے بولا، جس پہ دونوں نے ایک دوسرے کو گھورنا بند کر کے ایک نظر درام کو دیکھا۔ جو اپنی کرسٹل گرے آنکھوں میں غصہ لئے زرلاشتہ کے آنسو صاف کر رہا تھا اور دوسری نظر زرلاشتہ کو جو نظریں جھکائے آنسو بہا رہی تھی، اس کے پاؤں سے ہلکا ہلکا خون رستا ہوا بیڈشیٹ کو بھگو رہا تھا۔

ساحر خان نے لب کاٹتے اس کا آنسوؤں سے بھیگا چہرہ دیکھا۔ اگر ابھی یہاں درام خان نہ ہوتا تو وہ فارس کا بھی لحاظ کیے بنا اس کے آنسو اپنے لبوں سے چن لیتا۔ جبکہ فارس خان نے ساحر خان کے ہاتھ سے پٹی کھینچ کے اپنے سنہری بالوں میں ہاتھ پھیر کے انہیں اوپر اٹھاتے خود زرلاشتہ کے قدموں میں بیٹھتے اس کے پیر کو پکڑنا چاہا۔ جب زرلاشتہ نے اپنا پیر پیچھے کرتے اپنے لالہ کے ہاتھوں کو پکڑ کے چوما، وہ کب یہ چاہتی تھی کہ اس کے لالہ اس کے پاؤں کو ہاتھ لگائیں۔ میں ٹھیک ہوں لالا۔۔۔ وہ اپنے آنسو صاف کرتے بولی، ان دونوں کا پیار دیکھ کے ساحر خان کو آٹھ سال پہلے والا واقعہ یاد آیا۔ تب بھی تو یہی کمرہ تھا، اور ان ہی دونوں وجودوں نے اسے روح کی گہرائیوں تک زخمی کیا تھا۔ ساحر خان کو اپنا دم یہاں گھٹتا ہوا محسوس ہوا۔ وہ ایک جٹھکے میں اُٹھتے، وہاں سے لمبے لمبے ڈگ بھرتے نکلا تھا۔۔۔ زرلاشتہ، فارس اور درام خان نے حیرانگی سے اسے غصے سے جاتے دیکھا تھا۔۔ فارس خان اس کی رگ رگ سے واقف تھا، وہ اس کے چٹانی تاثرات سے ہی سمجھ چکا تھا وہ اب کیا سوچ کے یہاں سے نکلا ہے۔

اس کے یوں اچانک چلے جانے سے زرلاشتہ کو اپنا دل ویران ہوتا ہوا محسوس ہوا تھا۔ جب تک وہ یہاں تھا اسے کوئی درد محسوس نہیں ہو رہا تھا اور جب وہ گیا تو اسے اپنے پیروں میں شدید درد محسوس ہوا تھا۔ فارس خان نے اس کے بار بار نہ نہ بولنے کے باوجود بھی اچھی طرح سے اس کے پاؤں پہ بینڈیج کرتے اسے پین کلر دیتے اس کے

ماتھے پہ اپنے لب رکھے تھے اور اسے آرام کرنے کا کہ کے وہ اپنی شرٹ بدلنے کی غرض سے اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔ زرلاشتہ نے فارس سے کہا وہ پلوشہ کو یہی بھیج دے۔ وہ اس سے باتیں کرنا چاہتی ہے، جس پہ درام تو پلوشہ کی آمد کا سن کے خوشی سے جھوم اٹھا اور زر کے پاس ہی رک گیا کہ وہ پلوشہ کے ساتھ کھیلنا چاہتا ہے جس پہ فارس اور زرلاشتہ مسکرا دیے۔۔۔ (پلوشہ کو رات کو لال حویلی سے جانا تھا وہ آج کا پورا دن زرلاشتہ کے ساتھ گزارنے آئی تھی)۔

ماضی:

مزید کچھ دنوں بعد سکندر خان اور زمان خان نے اپنی بہن کے گناہگار"دلاور شاہ" کو بھی ڈھونڈ نکالا تھا۔ دونوں نے اُسے اتنی عبرتناک موت دی تھی کہ دیکھنے والا کانپ ضرور جاتا۔ سکندر خان نے اُس کے مرے ہوئے وجود پہ بھی اپنی دوسری بندوق کی گولیاں خالی کی تھیں۔ دونوں حویلوں میں عجیب سی سردمہری رہتی تھی۔ جب مزید دو سال بعد ساحر خان اور فارس خان کا اِکٹھا نکاح رکھا گیا۔ وہ دونوں بارہ سال کی عمر میں ہی اچھا خاصہ قد کاٹھ نکال چکے تھے۔ جب کہ ان کی دونوں شہزادیوں سی چھوٹی چھوٹی دلہنیں ان کے مقابلے میں بونی بونی سی تھیں۔ ساحر خان کی خوشی دیکھنے والی تھی۔ اُس کا ڈمپل آج بار بار اپنے درشن کروا رہا تھا۔ اُسے چھوٹی سی عمر میں زرلاشتہ خان سے محبت یا عشق ہوا جو آج نکاح کی صورت میں اسے مل رہا تھا۔ جب کہ فارس خان کو گل بہار سے کوئی دھواں دار محبت نہیں تھی لیکن وہ چھوٹی سی جنگلی بلی اسے اچھی ضرور لگتی تھی۔ بچے کسی بھی حقیقت سے ابھی ٹھیک سے واقف نہیں تھے۔ ساحر خان اور فارس خان سجاول خان کو جتنا ہو سکتا تھا خوش رکھنے کی کوشش کرتے تھے۔ لیکن وہ اُداس سا بس اپنی گول مٹول سی بہن کے ساتھ کھیل کے زیادہ وقت گزارنا پسند کرتا تھا۔ اتنے سالوں بعد تعلقات کچھ اچھے ہوئے تھے۔ حیدر اور سکندر جو کبھی آپس میں بات کر لیا کرتے تھے ان دس سالوں بعد پھر سے سب برباد ہوا تھا۔ جس دن سکندر خان اور زمان خان کو پتا چلا کہ اسد خان جو بیرونِ ملک چھپا ہوا تھا اب پاکستان میں قدم رکھ چکا ہے۔ وہ دونوں بھائی اکٹھے جیپ میں اُس کی تلاش میں نکلے اور بالکل اُسی طرح اس کے وجود میں گولیاں اُتاری جس طرح اس نے ان کی نازو پلی بہن کو قتل کیا۔ سکندر خان نے اسد خان کی لاش تحفے میں بڑی حویلی میں بھیجی، اپنے سگے بھائی کو خون میں لت پت دیکھتے حیدر خان پاگل ہوا تھا۔ جب کہ اپنے بیٹے کی لاش دیکھتے حیدر خان کی مورے بھی اُسی دن خالق حقیقی سے جا ملی۔۔۔ حیدر خان کا غم دوگنا ہوگیا۔ جب کہ ساحر خان جو ابھی بائیس سال کا تھا، اپنے چاچو کی حقیقت کچھ سال پہلے جان چکا تھا۔ اپنی ہلکی سی بھوری بیئرڈ پہ ہاتھ پھیرتے، اس

KOH NOVELS - URDU

نے دل میں اللہ کا شکر ادا کیا تھا کہ اس کے غلیظ اور بزدل چاچو کے مرنے سے دھرتی سے تھوڑا سا بوجھ کم ہوا ہے۔ جب کہ سجاول خان جس نے ابھی جوانی کی دہلیز پہ قدم رکھتے انیس سال کا ہوا تھا، باپ کی موت پہ ایک آنسو نہیں بہایا تھا۔ اس کے سامنے اپنی ماں کا خون میں لت پت وجود آیا اُسے اب اپنے باپ سے شدید نفرت تھی جو بیان نہیں کی جا سکتی تھی! سکندر خان نے جرگے میں کھائی گئی قسم کے مطابق اسد خان کو موت کے گھاٹ اُتارا تھا۔ جب کہ حیدر خان جو اپنی مورے اور اسد خان کو دفنا کے آرہا تھا، وہ بڑی حویلی آنے کی بجائے سیدھا لال حویلی گیا۔ اُس کی نیلی آنکھیں شدید غم و غصے سے لہو رنگ ہو رہی تھیں، سامنے ہی مردان خانے سے نکلتے علی خان، زمان خان اور سکندر خان تھے۔ حیدر خان نے شدید تیش کے عالم میں اپنی گن سکندر خان کی طرف بڑھائی اور اُس نے اپنی گن سے ابھی گولی نہیں چلائی تھی۔ لیکن پتہ نہیں کیسے دو وجود ایک ساتھ زمین بوس ہوئے۔ وہ تھے علی خان اور زمان جہانگیر خان (کسی نے بہت چالاکی سے حیدر خان کی گن کے ساتھ کی سیم گن بدلائی تھی اور دو گولیاں اُس میں پہلے سے ہی خالی رکھی تھیں جو بھی تھا وہ ان کے ہر عمل سے پہلے سے ہی واقف تھا)۔ اس وقت اندھیرا تھا کوئی بھی اندازہ نہیں لگا سکتا تھا کہ گولی حیدر خان کی بندوق سے لگی ہے یا کسی اور کی بندوق سے۔۔۔ سکندر خان اپنے اتنے نقصان پہ پاگل ہوا تھا اُس نے کسی ٹرانس کی کیفیت میں دونوں کے وجود کو ہلایا تھا لیکن ان دونوں کے سینے اور دماغ پہ فائر کیا گیا تھا۔ جس پے وہ اُسی لمحے اس دنیا فانی کو چھوڑ کے جا چکے تھے۔ اس دفعہ پھر سے دو حویلوں میں صف ماتم بچھی تھیں۔ داور خان کی ماں گل بانو اپنے جوان شوہر کی موت پہ غم و غصے سے پاگل ہوئی تھی۔ نگینہ خان نے بھائی کے قتل پہ اپنے شوہر حیدر خان سے شکوہ کناں نظروں سے منہ موڑ لیا۔ جس پہ وہ بے بسی سے اسے دیکھ کہ رہ گئے۔ حیدر خان کی کوئی بھی صفائی اس وقت کام نہ آ رہی تھی، پھر سے کہرام مچا تھا۔۔۔

3 دن بعد جرگہ بٹھایا گیا۔ زمان خان اور اسد خان کا فیصلہ خون کے بدلے خون پہ ہوا، جو ان سب کے بقول حیدر خان نے زمان خان کو مار کے اسد خان کا خون بہا لیا تھا۔ جب کہ ہاشم خان جو علی خان کے باپ تھے انہوں نے خون بہا کی جگہ ونی مانگی۔ جو بھی تھا وہ اپنے بھتیجے اور داماد حیدر خان کو موت کے گھاٹ نہیں اُتار سکتے تھے۔ حیدر خان نے اپنی صفائی دی کہ انہوں نے ایک بھی گولی نہیں چلائی لیکن سب سے بڑا ثبوت اس وقت ان کی بندوق تھی جس سے گولیاں چلائی گئی تھیں۔ حیدر خان نے اپنا کوئی قصور نہ ہوتے ہوئے بھی خود کو خون بہا میں پیش کیا تھا لیکن جرگے میں بیا خان جو کہ سترہ سال کی تھی اُسے داور خان کی ونی بنانے کا فیصلہ کیا گیا تھا... داور خان اس وقت تئیس سال کا خوبصورت سا نوجوان تھا۔ ساحر خان کو جرگے میں جانے سے روکنے کے لئے حویلی کے سب مکینوں نے اپنی طاقت آزماتے ہوئے اسے ایک

KOH NOVELS - URDU

کمرے میں بند کیا تھا۔ وہ جانتے تھے وہ وہاں جا کے اپنے غصے سے کسی کو نقصان ضرور پہنچا دے گا۔ (حیدر خان اور مراد خان تو پہلے ہی جرگے میں جا چکے تھے پیچھے سعد خان، سجاول خان اور خواتین ہی تھیں) جس پہ وہ کمرے کے دروازے کو ڈھیروں چیزیں مارے کھولنے کی کوشش کر رہا تھا۔ جوان خون تھا جوش تو مرنا ہی تھا۔ سب جیسے جانتے تھے کہ یہی فیصلہ ہونا تھا اسی لئے ساحر خان کو بند کیا گیا جو اپنی بہنوں سے بے تحاشہ محبت کرتا تھا۔ ساحر خان کے دماغ نے تیزی سے کام کیا، اُس نے اپنی الماری سے گن نکالتے یکے بعد دیگرے دروازے کے لاک پہ فائر کرتے اسے جڑ سے اکھاڑا تھا۔ حویلی کے سب مکین اس کے کندھے پکڑے اسے روکنے کی کوشش کر رہے تھے، نگینہ خان روتے ہوئے اس کے آگے ہاتھ جوڑ رہی تھی۔ ساحر خان نے شدید غصے کے عالم میں ان سب کے پاؤں کے پاس فائر کیے۔ جس پہ سب چیختے پیچھے ہٹے تھے۔۔ ساحر خان شدید غصے کے عالم میں سرخ لہو رنگ آنکھیں لئے جرگے میں پہنچا تھا۔

حیدر خان نے اپنے جوان بیٹے کے ہاتھ میں بندوق دیکھتے زور سے آنکھیں میچی تھی، وہ جانتے تھے وہ جتنا غصے کا تیز ہے وہ یہاں پہ حشر برپا کرے گا۔ کسے چاہئے میری بہن ونی میں؟؟ سالے سامنے آ میرے داور خان میں تجھے جہنم کی سیر کرواؤں!! ساحر خان کسی کا بھی لحاظ کیے بغیر جرگے میں چیخا تھا۔ سب مرد اس بہادر نوجوان کو دیکھ کے رہ گئے، ابھی یہاں داور خان موجود نہ تھا وہ تو شاید جرگے کے فیصلے کے بارے میں بھی نہیں جانتا تھا۔ ساحر خانزادہ یہ جرگے کا فیصلہ ہے جو آپ کو ہر صورت ماننا ہوگا!! ہاشم خان اس کی بدتمیزی پہ دھاڑے تھے۔ میں اپنے آپ کو ابھی اسی وقت آپ کے بیٹے علی خان کے بدلے خون بہا میں پیش کرتا ہوں۔ نانا جان اُتاریں میرے سینے میں پوری کی پوری بندوق کی گولیاں ساحر حیدر خان آف بھی نہیں کرے گا، لیکن میں اپنی بہن ونی ہرگز ہونے نہیں دوں گا۔۔ ساحر خان ہاشم خان کے مقابل کھڑے ہوتے اتنی اُونچی آواز میں دھاڑا کہ سب نے اس خوبصورت نیلی آنکھوں والے نوجوان کے غصے پہ جھرجھری لی۔ جب کہ اس کی بات پہ حیدر خان کا دل دھڑکا تھا۔ خان۔۔۔ ابھی حیدر خان کچھ بولتے جب ساحر پھر سے دھاڑا تھا۔

بابا جان! میں کسی کو کچھ کر دوں گا، ابھی میری بات مت ٹوکیں۔۔ ساحر خان نے غصے سے حیدر خان کی طرف دیکھتے بندوق ہاشم خان کے ہاتھ میں تھمائی تھی۔ اپنے بیٹے کے بدلے میں لیں میری جان خون بہا میں نانا جان! ساحر خان ان کی آنکھوں میں آنکھیں گھاڑتے مضبوط لہجے میں بولا وہ اس وقت سفید کرتے شلوار میں ملبوس تھا۔

بکواس بند کرو اپنی ساحر خان!! حیدر خان دھاڑے اس کی بات پہ ان کا دل جیسے کوئی مٹھی میں دبوچ رہا تھا۔ بابا جان، مجھے اپنی گستاخی پہ مجبور مت کریں!!! ساحر خان

دوگنی آواز میں دھاڑا، چلائیں گولیاں نانا جان مجھ پہ!! مجھے امید ہے اس دشمنی کا اختتام مجھ پہ ہی ہوگا-----

---

عشقِ ستم..... قسط 21

یہ دیکھیں زر دیدہ یہ میرا فیورٹ فراک تھا، جو آج میں لے کے-- دروازہ کھلنے کی آواز پہ (پلوشہ جو اپنی الماری کھولے اپنے پرانے سوٹ دیکھ رہی تھی) مڑتے ہوئے زرلاشتہ کو کچھ بتا ہی رہی تھی جب دروازے پہ کھڑے رایان خانزادہ کو دیکھ کے اس کی سیٹی گم ہوئی تھی۔ اس نے جلدی سے اپنا سفید باریک نیٹ کا دوپٹا اٹھا کے خود پہ اوڑھا جو اس کے وجود کو چھپانے کے لیے ناکافی تھا، جب کے کالی شال تو اس کی باہر لاؤنج میں ہی گر گئی تھی۔

رایان خان بغور اس کی حرکتیں دیکھتے اس کی طرف قدم بڑھا رہا تھا۔ آپ یہاں کیا---- ابھی پلوشہ مزید کچھ بولتی جب رایان نے اس کی بات کاٹتے، اس کے ہاتھ سے اس کی اوف وائٹ فراک پکڑی جو اس نے سعد خان کے نکاح پہ پہنی تھی۔

یہ فراک تو مجھے بھی بہت پسند ہے اور اس میں تو تمہارا وجود اور بھی دلکش لگتا ہے۔ ۔رایان خان کے بے باکی سے یوں بولنے پہ پلوشہ کو اس دن کی ساری کاروائی یاد آئی، اس دن کی اس کی قربت کا سوچ کے پلوشہ کے گال دہکے تھے۔

رایان خان نے اس کے بالکل نزدیک آتے اسے کمر سے پکڑ کے اپنی طرف کھینچ کے اپنے سینے میں بینچھا تھا۔ لیکن افسوس تم اس فراک کو اب دوبارہ پہنے کے قابل نہیں رہو گی۔ کیونکہ اس فراک پہ رایان خانزادہ کے علاوہ کسی دوسرے کا لمس موجود ہے۔ رایان خان نے اسے اس کا اس دن ضرار سے ٹکرانا یاد کروایا اور فراک کو زور سے نیچے زمین پہ پھینکا۔ پلوشہ کو اس دن اس کے اپنے اور ضرار کے بارے میں بولے گئے الفاظ یاد آئے، جس پہ اس نے نم انکھوں سے اس سے دور ہٹنے کی مزاحمت شروع کی تھی۔

رایان خان نے اس کی مزاحمت نظرانداز کرتے اس کے نازک روئی جیسے وجود کو کمر سے تھام کے تھوڑا سا اوپر کرتے اپنی باہوں میں اٹھایا جیسے کسی بچی کو اٹھایا ہو۔ پلوشہ خان اس کے چٹانی سینے پہ ہاتھ رکھے مزاحمت کر رہی تھی، لیکن اس نے اسے نیچے نہیں اتارا تھا۔ بلکہ اس کی گردن میں چہرہ چھپاتے اس کی خوشبو میں گہرا سانس بھرا۔ پلوشہ خان کو لگا کہ اس کے لمس پہ اس کی سانسیں رک جائیں گی۔ رایان خان خود کے جذبات پہ قابو پاتے، ہلکے سے لب اس کی شہ رگ پہ رکھتے پیچھے ہوا

KOH NOVELS - URDU

تھا۔ آج تمہارا وزن کم لگ رہا ہے؟ رایان خان نے اپنا آج کا اور اس دن کا خدشہ آخر ظاہر کر ہی دیا۔ اس کی بات پہ پلوشہ نے حیرانگی سے اسے دیکھا جو ہر وقت اپنی گہری نگاہوں سے اس کا جائزہ لیتا اور اب اپنے لفظوں سے اس کو بے ہوش کرنے کے در پہ تھا۔ وہ می۔ میں ڈائٹنگ پہ ہوں اب نیچ۔نیچے اُتاریں مجھے۔۔ پلوشہ خان نم لہجے میں جواب دیتے نیچے اُترنے کی کوشش کرنے لگی۔ جس پہ رایان خان نے اس کی کمر پہ اپنی گرفت مضبوط کی، اس کے جواب پہ ساری خماری بھک سے اُڑی تھی۔

اس نے اس کا جبڑا دبوچتے اس کے چہرے کو اپنے قریب کیا تھا۔

کیووونن؟؟ رایان خان نے غصے سے وجہ پوچھی۔ تاکہ خود کے وجود کو سنبھال سکوں، میں تو اپنے وجود کے لئے ہی سب سے بڑی مشکل ہوں نا۔۔ پلوشہ نے سپاٹ انداز میں رایان کے ہی الفاظ اسے واپس لٹائے۔ رایان خان کچھ پل اس کی بھیگی ڈارک براؤن آنکھوں میں دیکھتا رہا۔ بکواس کی تھی میں نے میری بھالو تم ایسے ہی اچھی لگتی ہو میری ٹڈی!!۔۔۔ رایان خان نرمی سے بولتے اس کے پھولے ہوئے اسٹرابیری جیسے گالوں پہ اپنے دانت گھاڑ گیا، جبکہ اس کے اسے ٹڈی اور بھالو کہنے پہ پلوشہ کی ناک غصے سے پھولی تھی۔ ہٹیں۔۔۔ ذر دیدہ آ جائیں گی۔۔۔ وہ پھر سے مزاحمت کرتے بولی۔

رایان خان نے اسے تھوڑا سا خود پہ جھکاتے، اس کے ماتھے پہ اپنے ہونٹ شدت سے رکھتے اسے نیچے اُتارتے ایک بار پھر سے اپنے سینے میں بینچھا تھا۔ اسے سینے سے لگا کے رایان خان کو جو سکون ملتا تھا وہ رایان خانزادہ بیان نہیں کر سکتا تھا۔ خبردار!! جو تم نے ڈائیٹنگ کرنے کی کوشش بھی کی تم مجھے ساری زندگی ایسے ہی موٹی چاہیئے ہو تاکہ میں تمہیں اٹھا کے باڈی بلڈنگ کر سکوں۔۔۔ رایان خان کے پھر سے بے باکی سے بولنے پہ پلوشہ حیرانگی سے اپنی بڑی بڑی آنکھیں پھیلائے اسے دیکھ رہی تھی اور شرم و حیا سے سرخ بھی پڑ رہی تھی۔ رایان خان نے اس کی پھیلی آنکھوں پہ لب رکھنے چاہے، جب پلوشہ نے اسے اپنی پوری طاقت سے خود سے دور کیا۔ یہ یہ۔ ٹ۔ٹھیک نہی۔نہیں ہے ابھی ہمارا نک۔نکاح نہی۔نہیں ہوا، آپ یوں میر۔میرے قر۔قریب نہیں آ سکتے۔۔ پلوشہ خان شرم و حیا سے روہانسے ہوتے ہوئے بولی۔ کیسا لگا تھا سن کے میری وشہ کو جب میں نے اپنی قسم پوری کر کے دکھائی تھی؟؟ رایان خان آبرو اچکاتے دل جلانے والے انداز میں پوچھ رہا تھا۔ جس پہ پلوشہ نے کوئی بھی جواب دیے بغیر لب کاٹتے نظریں جھکائی تھی۔ پلوشہ کا دل و دماغ ابھی بھی کچھ بہت غلط سوچ رہا تھا۔ وہ یہ ماننے کو تیار ہی نہیں تھی کہ یہ انسان جو اس سے سیدھے منہ بات نہیں کرتا تھا اب اتنا پیار کیسے جتا رہا تھا۔ ویسے ابھی تو مجھے ایک اور قسم شدت سے پوری کرنی ہے لیکن اس کے لئے تو واقعی پہلے نکاح کرنا ضروری ہے۔۔ رایان خان اپنی

KOH NOVELS - URDU

انگلی اور انگوٹھے کی مدد سے اس کے ہونٹوں کو اس کے دانتوں سے آزاد کرواتے، اس کے کان میں بے باک سرگوشی کرتے اسے آنکھ مارتے اس کی الماری کی طرف بڑھا۔۔۔ جب کے پلوشہ جو اس کی سرگوشی پہ زمین میں کہیں گھس جانا چاہتی تھی، اب اس کو اپنی الماری کی طرف بڑھتے دیکھ کہ پلوشہ خان کے طوطے اُڑے تھے۔ آ۔آپ جا۔جائیں ا۔اب یہا۔یہاں سے۔۔۔ وہ کپکپاتے ہونٹوں سے بولی تھی۔

رایان خان نے اس کی بات کو اگنور کرتے اس کی الماری کا ایک چھوٹا سا خانہ کھولا اور اس میں سے اپنی کالی اور آف وائٹ مردانہ شال، اپنے ڈھیروں جوتے جو اس نے ایک ایک دفعہ پہن کے رکھ دیے تھے، اپنی گاڑی کے پھینکے ہوئے مختلف اور خوبصورت کی رنگز ، اپنی ختم ہوئی پرفیومز کی خالی شیشیاں، اپنی کچھ برانڈڈ گھڑیاں اور بھی اپنی چھوٹی چھوٹی چیزیں، ایک ایک کر کے باہر نکلتے پلوشہ کو اپنی گہری نظروں سے دیکھتے اس کے بیڈ پہ رکھی۔ جب کے پلوشہ خان تو شرمندگی سے کبھی آنکھیں پھیلا کے اور کبھی نظریں جھکا کے اسے دیکھتی۔۔۔ مجھے نہیں پتا تھا میری وشہ کو میری چیزیں اتنی پسند ہیں؟؟ رایان خان گھمبیر لہجے میں اس کے قریب آتے ہوئے بولا، پلوشہ خان کو کوئی بھی ڈھنگ کا بہانہ نہیں سوجھ رہا تھا۔ وہ اپنی انگلیاں مسلتے، اپنی چوری پکڑی جانے پہ اپنے آنسو روک رہی تھی۔۔۔ کس وقت چوری کرتی تھی تم میری یہ چیزیں؟؟ رایان خان اس کی تھوڑی کو پکڑ کے اس کا چہرہ اوپر اٹھاتے جان بوجھ کے لہجے کو تھوڑا سخت بناتے ہوئے بولا، بس اسی بات کی دیر تھی اور پلوشہ نے اپنی بڑی بڑی ڈارک براؤن آنکھوں سے زاروقطار آنسو بہانا شروع کئے تھے جسے دیکھ کے رایان خان بوکھلا گیا۔۔۔ وشہ ۔ وشہ سٹاپ کرائینگ ۔۔۔ رایان خان اس کے آنسوؤں کو اپنی انگلیوں کی پوروں سے صاف کرتے بولا تھا۔ میں نے کچھ بھی چوری نہیں کیا۔۔۔ یہ آف وائٹ شال، آپ خود اس دن میرے کمرے میں چھوڑ کے گئے تھے اور یہ بلیک شال باہر لاؤنج میں صوفے پہ پڑی تھی تو میں نے اٹھا لی اور یہ کی رنگز مجھے درام نے۔۔۔۔ ابھی وہ مزید روتے ہوئے کسی سکول کے بچے کی طرح اسے اپنی صفائی دیتی، جب رایان خان نے اسے اپنے کندھے سے لگاتے پیار سے ہاتھوں سے پھر سے اس کے آنسو صاف کئے۔

بس بس چپ کچھ نہیں ہوتا۔ میرا سب کچھ تمہارا ہی تو ہے، سب لے لو۔۔۔ رایان خان اس کا سر سہلاتے اسے چپ کروانے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن پلوشہ کو تو بس اپنی چوری پکڑی جانے کا غم کھائے جا رہا تھا۔ اس نے ان میں سے کچھ چیزیں خود اس کے کمرے سے اٹھائی تھی جو وہ استعمال کر کے رکھ دیتا تھا لیکن پھینکتا کم ہی تھا۔۔۔ وشہ۔۔۔ پلوشہ کے ابھی بھی ہچکیوں سے رونے پہ رایان خان نے اسے تھوڑا سا پیچھے کرتے بے بسی سے پکارا تھا۔ پلوشہ نے اسے خود سے پیچھے کرتے اپنے چہرے پہ

روتے ہوئے ہاتھ رکھے تھے۔ وہ اپنے دل میں سوچ رہی تھی اگر اسے پتہ چل ہی گیا تھا تو اس کے سامنے تفتیش کرنا کوئی ضروری تھا۔۔ اب اس سے سامنا کیسے کرے یہ سوچ سوچ کے اس کے آنسو بہے جا رہے تھے وہ کیا سوچتا ہو گا۔

وشہ چپ بلکل چپ!!! اب اگر تم نے رونا بند نہ کیا نا میں تمہیں لگاؤں گا رکھ کے ایک کان کے نیچے۔۔ رایان خان اس کے اتنی سی بات پہ اتنا رونے پہ اس کے سر پہ کھڑے ہو کے غرایا۔ جس پہ پلوشہ خان نے ایک سیکنڈ میں رونا بند کیا اور دھیرے دھیرے اپنے چہرے سے اپنے ہاتھ ہٹائے تھے۔ اس کا اس دن کا تھپڑ یاد کرتے پلوشہ نے نم انکھوں سے اسے دیکھتے سہمتے ہوئے پیچھے کی طرف قدم بڑھائے تھے۔۔ اس کا گلابی چہرا رونے سے سرخ پڑ چکا تھا، ڈارک براؤن آنکھوں میں سرخ ڈورے در آئے تھے، وہ اس کے یوں غرانے پہ سہمی تھی، جسے رایان نے بھی محسوس کیا تھا۔ (آدم خور کی اولاد دکھا دی نا اپنی اوقات) پلوشہ نے اس کے پھر سے نرم سے سخت لہجے پہ دل میں روتے ہوئے سوچا اور منہ کے زاویے بھی کچھ بگاڑے جو اس کا ہمیشہ سے کام تھا۔ یہ ساری چیزیں تم رکھ لو، میں تمہیں اور بھی دے دوں گا۔ اب اچھے بچوں کی طرح آنسو صاف کرو۔ رایان خان پھر سے نرم ہوتے ہوئے اسے بچوں کی طرح پچکار رہا تھا۔

(کیوں میں نے کوئی دکان ڈالنی ہے ان کی چیزوں کی) پلوشہ خان سر جھکایے تلملاتے ہوئے سوچ رہی تھی۔ وہ اپنے آنسو صاف کرتے کوئی بھی جواب دیے بغیر باہر بڑھنے ہی والی تھی جب رایان نے اس کی پشت کو اپنے سینے سے لگایا تھا۔ (رایان خان کچھ دن پہلے پلوشہ کو یاد کرتے اس کے کمرے میں آیا۔ وہ اس کا کوئی دوپٹا نکال ہی رہا، جب اس کی نظر اس شیشے کے خانے سے نظر آتی، اپنی چیزوں پہ پڑی۔ اس نے حیران ہوتے اپنی چیزیں یہاں دیکھی تھی۔ وہ ایک ایک چیز کو دیکھتے مسکرائے جا رہا تھا۔ وہ اس سمجھ چکا تھا اس کی جو چیزیں غائب ہوتی تھیں اسکے پیچھے اسکی ٹڈی کا ہاتھ تھا اور جب وہ اپنی چیزیں غائب ہونے پہ پوری ہویلی میں شور مچاتا تو وہ کیسے میسنوں کی طرح آنکھیں گمائے کندھے آچکا دیتی۔ جیسے اسکا ان سب سے کوئی لینا دینا ہی نہ ہو ابھی کہ اصل فساد کی جڑ یہی بھالو تھی۔ اس کی چیزیں اتنے سلیقے اور پیار سے رکھی گئی تھی جنہیں شاید پلوشہ اپنے ساتھ لے کے جانا بھول چکی تھی۔ رایان خان نے مسکراتے ہوئے سب چیزیں ویسے ہی رکھی اور اس کا دوپٹا نکالتے اس کے بیڈ کی طرف بڑھا، بستر پہ لیٹتے بھی اس کی آنکھوں کے سامنے صرف پلوشہ خان آئے جا رہی تھی۔ رایان خان نے اس کے دوپٹے کو ناک کے پاس کرتے اپنے چہرے پہ پھیلا کے اس کو خوشبو کو محسوس کرتے سکون سے آنکھیں موندی تھیں)۔ کہاں جا رہی ہو؟ رایان خان آج اُس سے ایسے باتیں کر رہا تھا۔ جیسے وہ دونوں شروع سے بہت اچھے

KUH NOVELS URDU

دوست ہیں۔ پلوشہ خان اس کے نرم لہجے پہ آج پھر حیران ہو رہی تھی۔ و۔وہ ز۔زر د۔دیدہ ک۔کے پا۔پاس۔۔۔ پلوشہ منمناتے ہوئے بولی تھی۔

شرم نہیں آتی کسی کی پرائیویسی میں جھانکتے ہوئے؟ رایان خان اسے شرم دلانے والے انداز میں بولا جس پہ پلوشہ پھر سے روہانسے ہوتے اپنے پیٹ پہ بندھے اس کے ہاتھ ہٹا رہی تھی۔ می۔میں ک۔کب۔۔ پلوشہ اس کے الزام لگانے پہ تڑپی تھی۔

ابھی جا تو رہی ہو ساحر لالا اور اپنی زر دیدہ کی پرائیویسی خراب کرنے۔۔۔ رایان خان اس کے کان میں بےباکی سے بولا، ساتھ ہی اس کے کان کی لو کو دانتوں میں دبایا۔ پلوشہ خان کی زبان پہ تالا لگا تھا، یہ انسان کتنے آرام سے ہر بےباک بات کہہ جاتا ہے اس نے دل میں سوچا تھا۔ چھو۔۔چھوڑیں مجھمجھے خانم بی کے پاس جانا ہے۔۔ اب پلوشہ شدید مزاحمت کرتے اس کے ہاتھ ہٹا رہی تھی، جیسے وہ اپنے چوڑے سینے میں اسے چھپائے کھڑا تھا کہ اس کا پورا وجود لرز رہا تھا۔ اب شاید رایان خان کو بھی اس پہ ترس آ ہی چکا تھا۔ اس نے اس کا چہرہ اپنی طرف موڑ کے اس کے ماتھے پہ شدت سے اپنے لب رکھتے اسے چھوڑا تھا۔ پلوشہ خان بھاگتی دروازے کی طرف گئی، ابھی اس نے دروازہ کھولا ہی جب فارس خان اپنی ٹی شرٹ چینج کرتے اس کے سامنے تھا وہ شاید اسے زر کا پیغام دینے آیا تھا۔ پلوشہ بچے زر تمہیں اپنے کمرے میں بلا۔۔۔۔ ابھی فارس مزید کچھ بولتا، جب اس کی نظر کمرے میں موجود رایان خان پہ گئی۔ جو اب ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑا اپنے شہد رنگ بال درست کر رہا تھا۔ فارس خان نے دوسری نظر سرخ پڑتی پلوشہ پہ ڈال کے اسے جانے کا راستہ دیا۔ جس پہ وہ پوری بات سنے بغیر سرخ پڑتے زرلاشتہ کے کمرے کی طرف بھاگی تھی۔ فارس خان نے اپنی سبز آنکھوں میں غصہ لئے رایان خان کو گھور کے دیکھا تھا۔۔۔ فارس خان کے گھور کے دیکھنے پہ رایان خان نے ہنوز ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑے ہوتے اسے آنکھ ماری، جس پہ فارس خان اس پہ لعنت بھیجتے باہر کی طرف بڑھا تھا۔ وہ ہمیشہ یہ بات کیوں بھول جاتا تھا کہ اسکے گھر میں بھی ساحرخان کی ایک ڈٹو کاپی موجود ہے۔ آج ساحر خان اور رایان خان اپنی بے باکی سے فارس خان کا خون جلا چکے تھے اب وہ کچھ دیر سکون چاہتا تھا جو اُسے حویلی سے باہر جا کے نصیب ہو سکتا تھا ۔۔ اس کے یوں جھنجھلا کے جانے پہ رایان خان کا دلکش قہقہ کمرے کی زینت بنا تھا۔

ماضی:

ٹھیک ہے اگر تم چاہتے ہو ہم خون بہا لیں تو اپنے باپ کو پیش کرو۔ نہیں تو اپنی بہن بیا خان کو میرے پوتے داور خان کے ساتھ ونی کرو۔ ہاشم خان نے جان بوجھ کے ایسے

بولا وہ جانتے تھے یہ بیٹا مرتا مر جائے گا لیکن باپ پہ انچ نہیں آنے دے گا۔ اور ایسا ہی ہوا ان کی بات پہ اس چھ فٹ دو انچ نوجوان کی ہستی ہلی تھی۔ لیکن آپ کا فیصلہ صرف ونی یا خون بہا تک--- ابھی ساحر خان مزید بولتا جب ہاشم خان نے اس کی بات کاٹی تھی۔ ساحر خان جرگے کی یہ روایت سالوں سے چلی آ رہی ہے، جو آپ کے خاندان کی دفعہ تبدیل نہیں کی جا سکتی------ ہاشم خان تب کے سخت اور اصول پسند سردار تھے۔ وہ اپنے خاندانوں پہ آئی بات پہ جرگے کے فیصلے کسی صورت تبدیل نہیں کر سکتے تھے۔ نہیں تو انہیں انصاف پسند کون کہتا اور ابھی اپنے لاڈلے نواسے کے سینے میں گولیاں اُتارنے سے بہتر تھا وہ خود مر جاتے--- اسی لئے انہوں نے اس کے سامنے یہ شرط رکھی تھی۔ میں خود کو خون بہا میں پہلے سے پیش کر چکا ہوں تایا سرکار!! ابھی ساحر خان مزید کچھ بولتا جب حیدر خان کی آواز گھونجی تھی۔ ان کی بات پہ ساحر خان نے شکوہ کناں نیلی آنکھوں سے باپ کو دیکھا اور وہی پہ مراد خان جو کب سے بیٹے اور پوتے کی حرکتیں ملاحظہ کر رہے تھے، اب کی بار انکی دھاڑ نے اس فیصلے کا اختتام کیا جب انہوں نے داور خان کے ساتھ اپنی پوتی کو ونی میں دینے کا اعلان کیا تھا---

ساحر خان اس فیصلے پہ اپنے چکراتے سر اور دھڑکتے دل سے ہارا ہارا سا بڑی حویلی پہنچا تھا۔ سب کو نظرانداز کرتے وہ بیا خان کے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھا اور اس کے ہاتھوں پہ سر ٹکاتے، اپنی بہن کی جوانی برباد ہونے پہ شدتوں سے رویا۔ اس کے آنسوؤں پہ اس کی ماں (نگینہ خان) کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں جکڑا، سب کی آنکھیں نم ہوئیں تھی۔

"مې په بیا خان کا معاف کړه--- خپل لاله ته معافی وکړه۔ زه تاسو لپاره هیڅه نه کولې شم بیا زه له تاسو سره شکست وخله---"

"(مجھے معاف کر دو بیا خان--- اپنے لالا کو معاف کر دو۔ میں تمہارے لئے کچھ نہ کر سکا بیا میں ہار گیا---)"۔ وہ ہنوز اس کے ہاتھوں پہ اپنا سر رکھتے روتے ہوئے یہی الفاظ دہرائے جا رہا تھا۔ جب کہ بیا خان ساکت ہوئی، وہ جانتی تھی ایک ونی کی گئی لڑکی کے ساتھ کیسا سلوک کیا جاتا ہے۔ وہ کبھی دوبارہ اپنے خاندان سے نہیں مل سکتی، اسکا شوہر اسے اپنی درندگی کا نشانہ بناتا، اس کے گھر والے اسکے ساتھ ایک نوکرانی سے بھی برا سلوک رکھتے تھے۔ نازوں اور لاڈوں میں پلی بیا خان یہ سب بھلا کیسے برداشت کر سکتی تھی، بیا خان نے شدتوں سے اپنے مرنے کی دعا کی تھی--- وہی وہ اپنے لالا کے اس طرح رونے پہ تڑپی تھی۔ وہ آج پہلی بار رویا تھا۔ وہ جانتی تھی اُس نے اپنی جان کی بازی لگائی تھی اسے بچانے میں لیکن شاید اس کی قسمت ہی خراب تھی--- بیا خان ساحر خان کے سینے سے لگ کے شدتوں سے روئی تھی--- وہ اس کے

KOH NOVELS - URDU

سینے سے چپکی دھاڑیں مار مار کے رو رہی تھی۔ اُس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ اپنے لالا اور حویلی والوں کے بغیر کیسے رہے گی۔ وہی ساحر خان کی نیلی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز تھیں۔۔۔ حیدر خان نے حویلی میں داخل ہوتے یہ منظر نم آنکھوں سے دیکھا، جب ساحر خان کی نظر حیدر خان پہ پڑی وہ غصے سے ان کے مقابل کھڑا ہوا تھا۔

آپ! آپ نے اپنے قاتل بھائی کے بدلے کے لئے برباد کر دیا میری بہن کی جوانی کو بابا جان اس کے لئے میں آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گا، سنا آپ نے کبھی نہیں۔۔۔ ساحر خان سرخ لہو نیلی آنکھوں سے حلق کے بل گرجا تھا۔ خان میری با... ابھی حیدر خان مزید بولتے جب ساحر خان لمبے لمبے ڈگ بھرتے بغیر ان کی سنے وہاں سے نکلا تھا، جس پہ وہ آنکھیں میچتے اپنی بیٹی کے پاس آئے تھے۔

سترہ سالہ بیا خان کو تئیس سالہ داور خان کے نکاح میں کالے جوڑے میں ونی کیا گیا۔ داور خان بچپن سے بیا خان سے محبت کرتا تھا لیکن وہ نہیں جانتا تھا کہ اُس کی محبت ایسے اس کے نام پہ ونی کی جائے گی۔ اپنی محبت کی اتنی بدنامی اور بربادی کب چاہی تھی اس نے کہ اُس کی محبت کا باپ ہی اس کے باپ کا قاتل نکلے گا۔۔۔ نکاح کی رات ہی داور خان نے کچھ بھی سمجھ نہ آنے پہ بیرون ملک جانے کا فیصلہ کیا تھا۔

نکاح والے دن:

وہ ونی میں آئی لڑکی ہے، میرے شوہر اور تمہارے باپ کی قاتل کی بیٹی ہے۔ داور خانزادہ اس کے ساتھ بھی وہی سلوک ہوگا جو ہر ونی میں آئی گئی لڑکی کے ساتھ ہوتا ہے۔ گل بانو روتے ہوئے دھاڑی تھیں۔ وہ بہت چھوٹی ہے مورے، میں ایسا کچھ نہیں چاہتا۔ آپ جانتی ہیں مجھے اپنے باپ کی موت کا بدلہ صرف حیدر خان کے سینے میں گولیاں اتار کے لینا تھا، اس میں بیا خان کا کوئی قصور نہیں ہے۔ میرے ہاتھ صرف دادا جان کی قسم نے باندھے تھے۔ داور خان غصے سے بولا وہ اپنے باپ کی موت پہ پاگل ہوتے حیدر خان کے سینے میں گولیاں اتارنے جا رہا تھا کہ ہاشم خان نے اسے اپنی قسم دے کے روکا اور ونی کی صورت میں بیا خان سے نکاح کی قسم دی تھی۔ سترہ سال کی ہے کوئی دودھ پیتی بچی نہیں ہے، جو اس رشتے اور شوہر کے حقوق نہ سمجھ سکے۔ اب کی بار داور خان کی دادی گرجی ان کی باتوں سے تنگ آکے داور خان غصے سے اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔ جہاں وہ کالے لباس میں سکڑی سمٹی سی دیوار کے ساتھ لگی نیچے زمین پہ بیٹھی تھی۔ اس کو اتنے غصے میں اپنی طرف آتا دیکھ بیا خان کا دل دھڑکا وہ کھسکتی ہوئی پیچھے کو ہوئی۔

KOH NOVELS - URDU

داور خان نے ایک نظر اس سوگوار حسن پہ ڈالی جو اپنی کرسٹل گرے آنکھوں میں ڈھیروں آنسو اور خوف لئے پیچھے کو کھسکتی جا رہی تھی۔ دوپٹا شاید اس نے تھوڑی دیر پہلے ہی غصے سے اُتار کے پھینکا تھا۔ داور خان نے اس کے وجود سے نظریں چرائی تھیں۔ اٹھو، نیچے زمین سے--- داور خان سپاٹ لہجے لیے سنجیدگی سے بولا جس پہ بیا خان ہنوز ڈر اور خوف سے پیچھے کھسکتی جا رہی تھی۔

بیا خان! تم نے سنا نہیں، اٹھو یہاں سے---اب کی بار داور خان دھاڑا تھا۔

بیا خان کے کپکپاتے ہونٹوں سے اس کی دھاڑ پہ چیخ بلند ہوئی۔ وہ منہ پہ ہاتھ رکھتے جلدی سے کھڑی ہوئی اور اپنے دوپٹے کو یہاں وہاں تلاش کرنا چاہا جو داور خان بھی محسوس کر چکا تھا۔ بیڈ پہ جاؤ---!! داور خان نے بیڈ کی طرف اشارہ کرتے حکمیہ لہجے میں کہا، جس پہ بیا نے مزید تیزی سے روتے نفی میں سر ہلایا تھا۔ وہ بہت معصوم سی گڑیا تھی، جس پہ اگر تھوڑی سی بھی سختی کی جاتی تو وہ ٹوٹ جاتی داور خان نے دل میں سوچا۔ داور خان قدم بڑھاتے ہوئے اس تک پہنچا اور اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے نرمی سے اپنے سینے میں بینچھا۔ جس پہ بیا خان دھڑکتے دل کے ساتھ ساکت ہوئی تھی۔ اس نے تو کچھ اور سوچا تھا اور یہ خان اسے نرمی سے سینے سے لگائے کھڑا اب اس کی بھیگی کرسٹل گرے آنکھیں چوم رہا تھا۔ ڈرو مت بیا خان! مجھے اتنا بغیرت نہیں سمجھو کہ میں اس رات کے اندھیرے میں تمہاری ذات کی نسوانیت کو روندھوں گا۔ تم عزت ہو میری۔ میرا بدلہ تم سے نہیں تمہارے باپ سے ہے بیا خان۔ میں یہاں صرف مورے اور دادی جان کی وجہ سے ہوں، جو اپنے شوہر اور بیٹے کی موت سے پاگل ہو رہی ہیں۔ انہیں صرف یہ یقین دلانے کے لئے ہو کہ میں تم سے اپنے حقوق لے چکا ہوں۔ داور خان نے لب کاٹتے یہ جملہ بولا اس کے لفظ حقوق پہ بیا خان نے شدید مزاحمت شروع کی تھی۔

لیکن میں ایسا نہیں کروں گا۔ بیا پرسکون ہو کے سو جاؤ۔ میں صرف اس کمرے میں جاگ کے رات گزاروں گا، جس میں تم بخفاظت سو سکتی ہو۔ مجھے محافظ سمجھو، اپنی عزت کا لُوٹیرا نہیں۔ تم داور خان کی محبت ہو۔ اگر تم میری محبت نہ بھی ہوتی تو میں تب بھی تمہیں کبھی نہ روندھتا بیا خان کیونکہ داور خان کبھی اتنا گر نہیں سکتا۔ بیا خان حیران ہوئی تھی وہ داور خان کی محبت تھی، اس بات سے وہ انجان تھی۔ داور خان نے اس کے ماتھے پہ بوسہ دیتے ان سرگوشیوں سے بیا خان کے وجود میں جیسے جان ڈال دی تھی۔ وہ جو بےجان ہو رہی تھی، ایسے لگا جیسے داور خان نے اسے اس کی سانسیں لوٹا دی ہوں۔ وہ اس کے گرد ہاتھ باندھے شدت سے روئی، اور اس کی بہت زیادہ شکرگزار تھی۔ (بیا اور داور بچپن میں ساتھ کھیلتے تھے۔ لیکن جوں جوں بیا اور گل بہار بڑی ہوئ، ساحر خان نے اپنی بہنوں کو سب سے چھپا کے رکھ لیا)۔ نہیں تو ونی میں آئی

گئی لڑکیوں کے ساتھ کہاں اتنا نرم رویہ اختیار کیا جاتا تھا۔ داور نے اس کے بال اور کمر سہلاتے اسے چپ کروانا چاہا، جس پہ بیا خان اپنی بےاختیاری پہ شرمندہ ہوتے پیچھے ہٹی تھی۔ میری آسٹریلیا کی فلائٹ ہے بیا، میں تمہارے اٹھنے سے پہلے ہی چلا جائوں گا۔ اس لئے تمہیں مورے اور دادی جان کے چند سوالات کا سامنا کرنا ہو گا، جس پہ تم ان پہ یہی ظاہر کرو گی کہ میں تم سے اپنے حقوق لے چکا ہوں۔ بیا خان کا چہرہ شرم و حیا سے سرخ پڑا۔ داور خان اس کے روئے روئے چہرے پہ اپنی بات پہ ان خوبصورت رنگوں کو دیکھ کے مبہوت ہوا تھا۔ تم پہ کوئی بھی ہاتھ نہیں اٹھائے گا میں سب کو منع کر چکا ہوں۔ اگر جو کوئی سختی سے بات کر لے تو نظر انداز کر دینا ٹھیک؟ اب سو جاؤ آرام سے، میں ٹیرس پہ جا رہا ہوں۔ داور خان نے اس کے خوبصورت چہرے اور اس پے تضاد اس کے روئے روئے گلابی چہرے سے نظریں چراتے اپنا جملہ مکمل کیا، جس پہ بیا خان اپنی انگلیوں کو مسلتے دھیرے سے سر ہلاتے بیڈ کی جانب بڑھی تھی۔ داور خان پہلے ہی ٹیرس کی طرف بڑھ چکا تھا۔ اپنے گلے سے کالی چادر نکالتے داور نے ٹیرس پہ پڑی کرسی پہ زور سے پھینکی۔ آنکھوں کو میچتے اس نے اپنی جیب سے سگریٹ اور لائٹر نکال کے سلگھاتے گہرے گہرے کش لیے تھے۔ باپ کی میت یاد کرتے آنکھوں کے گوشے نم ہوئے تھے۔ اپنے باپ کی موت کے دن سے جو آنسو روکے ہوئے تھے، اب قطار در قطار اس اندھیرے میں اس کی انکھوں سے پھسلتے جا رہے تھے جنہیں داور خان نے روکا نہیں تھا۔ داود خان نے بیا کو اتنا ریلیکس کر دیا تھا کہ ماں باپ، بہن بھائیوں سے جدائی پہ روتے روتے اس کی خود ہی نیند کے لئے آنکھیں بند ہو گئی تھیں۔ جب کہ داور خان نے پوری رات جاگ کے کاٹی، صبح کے چھ بجے وہ ٹیرس سے کمرے کی طرف آیا۔ جب نظر اپنے بیڈ پہ گٹھری بن کے سوئے اس نازک سے وجود پہ گئی جو بغیر چادر کے سردی سے کانپ رہی تھی۔ داود خان نے الماری سے ایک موٹی سی چادر نکال کے اس کے وجود پے اچھی طرح سے ڈالی۔ اُسے خود پہ جی بھر کے غصہ آیا، جس نے رات میں اسے ایک چادر تک نہ دی تھی اور نہ ہی اس نے مانگی تھی۔ داور خان نے اس کے خوبصورت چہرے کو دیکھا جہاں پہ آنسوؤں کے مٹے مٹے نشان تھے۔ ابھی تو اس نے اس کے ساتھ کچھ کیا بھی نہ تھا اور وہ شاید آدھی رات تک شدتوں سے روتی رہی تھی۔ اگر جو وہ اس نازک وجود سے اپنے حقوق رات میں لے لیتا تو وہ یقیناً اللہ کو پیاری ہو جاتی۔ داور خان نے دل میں سوچتے اس کی انکھوں پہ اپنے لب رکھے، پھر اس کی چھوٹی سی سرخ ناک پہ لب رکھتے اس نے اس کے دونوں نرم گالوں کو اپنے لمس سے مہکایا۔ بیا خان، ساحر خان کی ہی طرح کچی نیند کی مالک تھی۔ وہ اپنے قریب داور خان کی موجودگی محسوس کرتے اُٹھ چکی تھی لیکن آنکھیں ہنوز بند تھیں۔ اس کے دل نے گواہی دی تھی کہ یہ غیرت مند پٹھان اس کے ساتھ کچھ برا نہیں کرے گا اور ویسا ہی ہوا۔ وہ اتنے پیار

KOH NOVELS - URDU

سے اس کے چہرے پہ اپنی ہونٹ رکھ رہا تھا کہ بیا خان کے پورے وجود پہ کپکپاہٹ تاری ہوئی تھی۔ چہرہ لہو چھلک رہا تھا۔ اس کے چہرے پہ پھر سے شرمیلے اور خوبصورت رنگ دیکھ کے داور خانزادہ نے بےخود ہوتے اس کے کپکپاتے ہونٹوں کو بے حد نرمی سے چوما۔ جس پہ بیا خان کی بند آنکھوں پہ سایہ فگن گھنی پلکیں لرزی، داور خان جان چکا تھا کہ وہ جاگ چکی ہے۔

"زه تا سره مینه کوم مېري جان، خپل خیال وکړئ"

"(مجھے تم سے محبت ہے میری جان اپنا خیال رکھنا)"۔ داورخان نے اس کے کان میں ہلکے سے سرگوشی کرتے اس کے کان کی لو کو دانتوں میں دبایا اور ایک آخری بار اسکے ہونٹ شدت سے چومتے اس کی ساری سانسوں کو خود میں انڈھیل کے پیچھے ہٹا۔ بیا خان سے آنکھیں کھولنا محال ہوا تھا۔ وہ زور سے اپنی آنکھیں میچے ہوئے تھی، داور خان خود پہ قابو پاتے اس کے پاس سے اُٹھا اور اپنی ضروری چیزیں لیتے تیزی سے اس کمرے سے باہر نکلا۔ وہ مزید اس نازک وجود کے پاس رک کے اپنے جوان جذبات پہ قابو نہیں کھونا چاہتا تھا۔ پیچھے اس کے اتنی نرمی سے چھونے پہ بیا خان کی آنکھیں نم ہوئیں تھیں۔ اس نے کہاں سوچا تھا کہ یہ خان اس ونی کی گئی لڑکی کے ساتھ اتنی نرمی برتے گا۔۔ اس کے جانے کے اگلے روز واقعی ہی داور کے کہے کے مطابق چند سوالات کرخت لہجے میں پوچھے گئے۔ جس پہ بیا خان نے سرخ چہرے سے نظریں جھکائے، داور کے سمجھانے کے مطابق جواب دیئے۔ گل بانو (جو علی خان کی بیگم تھی) اور ہاشم خان کی بیوی نے شروع کے سالوں میں بیا کے ساتھ سرد رویہ ہی اختیار رکھا لیکن داور کے سختی سے منع کرنے پہ کسی نے بھی اسے جسمانی نقصان نہ دیا تھا۔ جب کہ داور جو گیا پورے تین سال بعد اپنی دادی کے انتقال پہ لوٹا۔ ان تین سالوں میں بیا نے ہر دن اور ہر رات اس شہزادوں سی آن بان لئے شخص کو سوچا تھا۔ وہ ان تین سالوں میں اس سے عشق کر بیٹھی اور کہیں نہ کہی اس کے آنے کا انتظار بھی کر رہی تھی۔ داور نے آسٹریلیا سے آنے کے بعد بھی بیا کو اس کی اجازت سے چھوا۔ داور خان نے بیا خان پہ اتنا پیار برسایا جتنا اس نے اپنے خوابوں میں بھی نہ سوچا تھا۔ مزید درام خان کی پیدائش پہ (گل بانو جو سرد سی رہتی تھی) اس سے نرم رویہ اختیار کرنے لگی۔ لیکن بیا کو اپنے خاندان سے ملنے کی اجازت اب بھی نہ تھی۔ کیونکہ ہاشم خان اپنی سرداری پہ کوئی بات برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ اور نہ ہی بیا خان داور سے یہ ضد کرتی تھی جس پہ وہ بے بس ہو البتہ وہ چھپ چھپ کے اپنی حویلی والوں کی یاد میں روتی ضرور تھی۔

عشقِ ستم ..... قسط 22

پلوشہ جب سے زر کے کمرے میں آئی، اس کے پاؤں پہ چوٹ دیکھ کر بوکھلاتے ہوئے رونا شروع ہو چکی تھی۔ رایان خان جو یہاں سے گزرتے باہر کی طرف جا رہا تھا، اپنی وشہ کے رونے کی آواز سنتے پریشان ہوتے اندر کی طرف بڑھا۔ جہاں درام خان اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے پلوشہ کے آنسو صاف کر رہا تھا اور زرلاشتہ بوکھلاتے ہوئے اسے یقین دلا رہی تھی کہ وہ ٹھیک ہے۔ لیکن زرلاشتہ کے پورے پاؤں پر پٹی دیکھ پلوشہ اس کی تکلیف کا سوچتے ہچکیوں سے رو رہی تھی اور یہ سوچتے کہ اس کی تکلیف کہ پیچھے وجہ تو وہی تھی کیونکہ وہ اسی کےلئے فروٹ ٹرایفل لینے گئی تھی۔

رایان خان کو اس وقت درام سے شدید حسد محسوس ہوا۔ وہ اندر کی طرف بڑھا، جب زرلاشتہ کے پاؤں پر نظر پڑتے پریشان ہوتے اس کی طرف آیا۔

"زرر کیا ہوا تمہیں؟؟۔۔ اور یہ کیسے ہوا؟" رایان پریشانی سے پوچھ رہا تھا۔ جس پہ زرلاشتہ نے اسے بھی فارس والا جواب دے کہ پلوشہ کو بے بسی سے دیکھا جو روئی جا رہی تھی۔ پلوشہ ایسی ہی تھی دوسروں کی تکلیفوں کو خود کے دل پہ لینے والی۔ رایان نے زرلاشتہ کی چوٹ کا سن کے اسے سینے سے لگائے ماتھے پہ لب رکھے اور گہری نظروں سے اپنی منگ کو دیکھا جو اس کے سامنے آج دو دفعہ ہچکیوں سے رو چکی تھی۔

"زر خیال رکھا کرو نا میرا بچہ اپنا۔" رایان خان کے فکرمندی سے کہنے پہ زرلاشتہ نے مسکرا کے سر ہلایا اور اسے پلوشہ کی طرف دیکھ کے بے بسی سے چپ کروانے کا اشارہ کیا۔

"درام تو ادھر آ جا آنی کے پاس تیرے سے چپ نہیں ہوگی وہ۔" رایان خان درام کو آنکھیں دکھا کے دانت کچکچاتے بولا۔ اُسے کہا منظور تھا کہ کوئی اُس کی وشہ کے قریب بھی بھٹکے اور درام تو پھر اُس کی وشہ سے شادی کا اُمیدوار تھا۔ درام بھی بدلے میں رایان خان کو آنکھوں دکھا کے پلوشہ کی گال پہ لب رکھتے خاموشی سے زر کے پاس بیٹھا۔ لیکن اپنی حرکت سے اچھی طرح رایان خانزادہ کو سلگا چکا تھا۔ جب کہ پلوشہ خان رایان کی بات پہ غور کیے بغیر چہرہ جھکائے آنسو بہائے جا رہی تھی۔

"کیا چاہتی ہو اپنی بہن کے سامنے تمہارے آنسو اپنے ہونٹوں سے چن لوں؟؟"۔ رایان خان پلوشہ کے کان کے پاس بہت ہلکے سے سرگوشی کرتے بولا جو پلوشہ کے علاوہ کسی نے نہیں سنی تھی۔ اس کی سرگوشی سنتے پلوشہ نے رونا بھول کے حیرت سے اپنے اتنے قریب کھڑے رایان خان کو دیکھا۔

"وہ کب اس کے اتنا قریب آ کے کھڑا ہوا؟" پلوشہ خان نہیں جانتی تھی۔

اس کی اپنی طرف حیرانگی سے دیکھنے پہ رایان خان نے آبرو اُچکا کے اسے دیکھا۔ جس پہ پلوشہ نے اس کی دھمکی کے زیرِ اثر اپنی پھولی سی گالوں سے رگڑ کے آنسو صاف کیے اور بھیگی پلکوں کو بھی انگلیوں کی پوروں سے صاف کیا۔

رایان خان کو اس کا اپنی گول مٹول گالوں کو زور سے رگڑنا ہمیشہ سے پسند نہ تھا اور اب بھی یہ حرکت ناگوار گزری تھی۔ لیکن بہن کے سامنے وہ اس کی حرکت پہ بھلا کیا سزا دے سکتا تھا۔

"گڈ گرل، اب مجھے روتی ہوئی نظر نہ آئے میری وشہ۔۔۔" رایان خان نے پھر سے اس کے کان میں سرگوشی کی۔ جس پہ پلوشہ کے گال دہکے، جب کہ اس کی یہ سرگوشی زرلاشتہ بھی سن چکی تھی اور معنی خیز نظروں سے پلوشہ کو دیکھ رہی تھی۔ جو اب لرزتی پلکوں سے نظریں جھکائے ہوئے تھی۔ جب کہ درام خان اپنے پورے کان لگا کے رایان خان کی باتیں سننے کی کوشش کر رہا تھا۔ جو وہ اس کی پلوشہ کو چپ کروانے کے لئے بول رہا تھا لیکن افسوس درام خان ناکام رہا اسی لئے منہ بنا کے رایان خان کو دیکھا۔ رایان خان درام کو آنکھ مارتے، زرلاشتہ کو اپنا خیال رکھنے کا بول کے اپنے شہد رنگ بالوں میں ہاتھ پھیرتے باہر کی طرف بڑھا۔ درام خان اب رایان سے بدلہ لینے کے لیے اپنے خرافاتی دماغ میں کچھ پلان کر رہا تھا۔ جب کہ زرلاشتہ پلوشہ کے کان میں بار بار "میری وشہ" بول کے اُسے مزید شرمانے لجانے پے مجبور کر رہی تھی۔

ساحر خان فارم ہاؤس میں اپنے کمرے کی تمام لائٹس بند کر کے سگریٹ جلاتے زرلاشتہ کے پاؤں پہ لگی چوٹ کو سوچے جا رہا تھا جو اس کی وجہ سے لگی تھی۔ اس نے اپنے سفید پاؤں پہ کتنی ہی بار سگریٹ داغتے خود کو تکلیف دی تھی۔ وہ ابھی تک نیلے کرتے شلوار میں ملبوس زرلاشتہ کو سوچ رہا تھا، جب کوئی اس کے کمرے میں داخل ہوا۔ وہ جو بھی تھا شاید ساحر خان کے یہاں ہونے کا پہلے سے جانتا تھا۔ آنے والے نے بھی لائٹ آن نہیں کی کیونکہ کھڑکی کھلی ہونے کی وجہ سے کمرے میں ہلکی ہلکی سی چاند کی اور باہر جلی لائٹس کی روشنی آ رہی تھی۔ جس سے ایک دوسرے کے چہرے واضح دیکھے جا سکتے تھے۔

اس وجود نے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے ساحر خان کی طرف اپنے قدم بڑھائے۔ ساحر خان پرفیوم کی خوشبو سے اسے پہچان چکا تھا۔ وہ اب حیران کم ہی ہوتا تھا اِسی لئے ہنوز آنکھیں موندے نیم دراز رہا۔

"ساحر یہ تیرے پاؤں پہ کیا ----" آنے والے وجود نے اپنے آئی فون کی ٹارچ آن کی جب نظر اس کے سگریٹ سے داغے ہوئے سفید پاؤں پہ پڑی۔ جسے دیکھ کے اس نے چیختے پوچھنا چاہا جب ساحر خان اس کی بات کاٹتے کھڑا ہوا تھا۔

"تیری ہمت کیسے ہوئی یہاں آنے کی؟؟ ہاں؟ نکل یہاں سے--!!" ساحر خان دھاڑا لیکن آنے والے نے اس کی دھاڑ کو نظر انداز کرتے اسے زور سے اپنے گلے سے لگایا۔ ساحر خان نے مذاحمت کرتے اسے پیچھے دھکیلنا چاہا لیکن وہ وجود بھی شاید اسی کی طرح صدا کا ڈھیٹ تھا جو ایک انچ بھی پیچھے نہ ہٹا تھا۔

"معاف کر دے نا میری جان---" اس وجود نے اس کے کان کی لو پہ ہلکے سے لب رکھتے سرگوشی کرتے اسے منانا چاہا جب ساحر خان نے اسے اپنا پورا زور لگا کے خود سے دور دھکیلا تھا۔

"یہ چھچھوری حرکتیں میرے ساتھ نہیں کر اور نکل یہاں سے---" ساحر خان نے ہنوز غصے سے اس کے سینے پہ ہاتھ مارتے اسے پیچھے دھکیلنا چاہا جب اس وجود نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ کے اس کی کمر پے موڑے تھے۔

"تو میں اور یہ اندھیری رات، ایسے موقع بار بار نہیں ملتے میری جان۔ کیا خیال ہے لوٹ لو تیری عزت اس اندھیری رات میں؟" اس وجود نے شوخ ہوتے بےباک سرگوشی کی اور اس کے ڈمپل والے گال پہ اپنے لب رکھے۔ ساحر خان جی بھر کے تلملایا، اس نے اپنے ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کرتے اپنی ٹانگ اس کے گھٹنے پہ ماری۔ جب سامنا وجود لڑکھراتے پیچھے بیڈ پہ گرا۔ ساحر خان نے غصے سے جھکتے اپنے دانت اس کی سفید گردن میں زور سے گھاڑے۔

"نہ کیا کر میری بیوی شکی نظروں سے دیکھتی ہے مجھے---" اس کے پھر سے بےباکی سے بولنے پہ ساحر خان نے اپنے دانتوں کا زور بڑھایا۔ جس پہ وہ وجود کراہا، ساحر خان جی بھر کے اپنا غصہ اس پہ اتارتے پیچھے ہٹا۔

"پیر دکھا اپنا--- " وہ وجود اب سنجیدہ ہوتے اس کا پیر پکڑ رہا تھا۔ جب ساحر خان نے اس کے ہاتھ کو جٹکا، ساحر خان کو منانا اس وجود کو دنیا کا مشکل ترین کام لگتا تھا۔ ابھی اسے مزید پتہ نہیں کون کون سے پاپڑ بیل کے ساحر خانزادہ کو منانا تھا۔ اس وجود نے اب کی بار اس کے ہاتھوں کو ایک ہاتھ میں پکڑتے، دوسرے ہاتھ سے اس کا پیر آگے کیا تھا۔

"سالے نکل یہاں سے---" ساحر خان چیخ رہا تھا۔ سامنے بیٹھے وجود نے اس کے دودھیا پیر پہ سگریٹ کے نشان دیکھ کے تاصف سے سر ہلایا اور اسے چھوڑ کے لائٹ جلاتے

اس کے پورے کمرے میں فرسٹ ایڈ باکس خود ہی ڈھونڈنا شروع کیا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا ساحر خان اسے مزید گالیاں تو دے سکتا ہے لیکن فرسٹ ایڈ باکس کا نہیں بتائے گا۔ اس کے لائٹ جلانے پہ ساحر خان نے بیڈ پہ اوندھے منہ گرتے اپنے چہرے پہ تکیہ رکھا۔ وہ جانتا تھا یہ انسان صدا کا ڈھیٹ ہے اپنی من مرضی کر کے ہی جائے گا۔ آخرکار اس شخص نے کچن کی طرف راہ لیتے ساحر خان کے لئے کچھ بنانے کا سوچا۔ جو بھی تھا آج رات وہ اس کے پاس سے جانے والا نہیں تھا۔ اس کا اندازہ ساحر خان کو بھی ہو چکا تھا لیکن وہ ہنوز اوندھے منہ لیٹا رہا۔

فارس خان اور رایان خان دونوں ہی رات میں ہویلی میں موجود نہیں تھے صرف ضرار خان ہی تھا جو میرون شلوار قمیض پہنے اپنی ہیزل آنکھوں میں سنجیدگی لئے سیڑیوں سے نیچے اُتر رہا تھا۔ اس کے کالے گھنے بال اس کے تیزی سے سیڑھیاں اترنے پہ اُوپر کو اُچھل رہے تھے۔ جب خانم بی نے اسے پکارا۔ وہ پلوشہ کو یہاں دیکھ کے بہت خوش ہوا اور اس کے سر پہ ہاتھ رکھتے اس کا حال پوچھا جس پہ پلوشہ نے اسے مسکراتے ہوئے جواب دیا تھا۔

"ضرار تم پلوشہ کو بڑی ہویلی چھوڑ آو بیٹا۔۔ نہ رایان گھر ہے اور نہ ہی فارس۔۔" خانم بی اسے دیکھتے پیار سے بولی جب کہ ان کی بات سے ضرار کی ہیزل آنکھوں میں سرخی چھائی لیکن خود کو کمپوز کرتے اس نے ہاں میں سر ہلایا اور اسے باہر آنے کا کہتے وہ خود باہر کی جانب بڑھا۔

پلوشہ سب سے ملتے اپنی کالی کڑھائی والی چادر سے اچھی طرح سے چہرا اور وجود ڈھک کے باہر کی جانب بڑھی، رایان دو گھنٹے پہلے ہی درام کو چھوٹی ہویلی چھوڑنے گیا کیوں کہ بیا خان اپنے جگر کے ٹکڑے کو کہیں بھی رات رکنے نہیں دیتی تھی جب کہ فارس خان ڈیرے پہ تھا۔ ضرار خان کی گاڑی بڑی ہویلی کے پورچ میں آ کے رکی، پلوشہ نے گاڑی سے اترتے اسے اندر آنے کا بولا جس پہ ضرار نے نرمی سے انکار کر دیا۔ پلوشہ نے بھی زیادہ اصرار نہیں کیا، وہ جانتی تھی ضرار خان اپنی ضد کا پکا ہے۔ وہ پتا نہیں اسے بڑی ہویلی چھوڑنے کیسے آ گیا حالانکہ اُسے بڑی حویلی کے مکینوں سے سخت نفرت تھی۔ ضرار خان اپنی گاڑی ریورس کر ہی رہا تھا، جب اس کی نظر زنان خانے والے کمرے کی کھلی کھڑکی پہ پڑی۔ جہاں پہ ایک خوبصورت سی گہری کالی آنکھوں والی لڑکی اپنے دراز قد کے ساتھ ہلکے گلابی رنگ میں کھڑکی کے پاس کھڑی اُداسی سے چاند کو دیکھ رہی تھی۔ ضرار خان کی اس پہ نظر پڑی اور ہٹنے سے انکاری ہوئی۔ وہ سرخ و سفید پٹھانی اپنے سر پہ اچھے سے دوپٹا جمائے، کوئی سوگوار سا حسن معلوم ہو رہی تھی۔ لیکن ضرار خان کو ہوش اپنے

پیچھے کسی کی گاڑی کے ہارن سے آیا۔ جو ابھی بڑی ہویلی کے پورچ میں تیزی سے آ کے رکی اور سجاول خانزادہ اپنے دراز قد کے ساتھ سیاہ مرسیڈیز سے نکلا۔ البتہ اس نے ایک نظر ضرار کی گاڑی اور اندر موجود ضرار خان پہ ضرور ڈالی۔ جو اپنے چہرے پہ چٹانی تاثرات سجائے، ہیزل آنکھوں میں سرخی لئے اپنی گاڑی کو تیزی سے ریورس کرتے زن سے بڑی ہویلی سے نکلا۔ سجاول خان یہاں ضرار کو دیکھ کے حیران ہوتے اندر کی طرف بڑھا۔ جہاں پلوشہ ہنوز کالی کڑھائی والی چادر لئے گل بہار کو کسی بات پہ تنگ کر رہی تھی۔

"کہاں جا رہی ہے میری گڑیا؟؟" سجاول نے پیار سے پوچھتے پلوشہ کو سینے سے لگایا۔ کیونکہ یہ کالی چادر وہ کہیں باہر جاتے ہوئے ہی اوڑھتی تھی۔

"کہیں بھی نہیں لالا، بڑی ہویلی گئی تھی۔ زر دیدہ مجھ سے بہت ناراض تھی نا اور ابھی ضرار لالا ہی مجھے----" پلوشہ خان اب اُسے ساری تفصیل بتا رہی تھی۔ جو وہ اور گل بہار مسکراتے ہوئے سن رہے تھے، جب کہ زر کو چوٹ لگنے والی بات پہ گل بہار پریشان ضرور ہوئی تھی۔

درام خان ایک اوورسائز فل سلیوز کالی ٹی شرٹ کے ساتھ اوورسائز کالے ٹراؤزر میں ملبوس اپنے دادا جان حاشم خان کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ سب اس وقت زنان خانے کے لاؤنج میں موجود تھے۔

"بابا جان رایان چاچو اور فارس چاچو کی شادی پہ ہم سب جائیں گے نا؟۔" درام خان نے دوسرے صوفے پہ داور خان کو بیٹھے دیکھ کے کہا جو بیا خان کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ جس پہ داور نے کوئی بھی جواب دیے بغیر اپنے دادا جان کو دیکھا جو نظریں چرا رہے تھے۔

KOH NOVELS - URDU

“Baba Jan I’m asking something!!”

"(بابا جان، میں کچھ پوچھ رہا ہوں!!)" درام خان نے اپنی بات کا جواب نہ پا کے اب کی بار اپنی بات پہ زور دیتے ہوئے پوچھا۔ بیا خان اس سب سے ناواقف تھی وہ حیرانگی سے داور اور درام کو دیکھ رہی تھی ۔

It’s not confirm yet Dram, we will talk later.

داور نے نرمی سے جواب دیا۔

But why? And you know zrr ani is nikkahfied! I met with her husband yesterday…

درام خان انہیں فرصت سے بیٹھتے مزید تفصیل بتا رہا تھا جس پہ سب کی آنکھیں پھیلی، یہ بات درام کیسے جانتا تھا؟؟

Who told you about this Dram?

داور خان نے سنجیدگی سے پوچھا۔ جب کہ بیا خان تو صرف اس کی بات

“I met with her husband”

پہ اُلجھی تھی۔ تو کیا ان دونوں ہویلیوں کے تعلقات ٹھیک ہو چکے تھے وہ ان سب پرانی باتوں سے لاعلم تھی؟؟

کیا ساحر لالا اس کے درام سے مل کے اسے پہچان چکے ہوں گے؟؟ بیا خان کی آنکھوں سے آنسو گالوں پہ پھسل رہے تھے۔ درام خان ابھی کوئی جواب دیتا، جب اس کی نظر اپنی مورے پہ پڑی وہ بھاگتا ہوا ان کے پاس آیا۔

Moray? What happened? Are you alright?

اس نے بے چینی سے ماں کو روتے دیکھ کے پوچھا، جس پہ داور خان نے بھی بیا کو بے بسی سے دیکھتے اپنے دادا جان کو دیکھا جو اب وہاں سے اٹھ کے باہر کی طرف جا رہے تھے۔ جب کہ گل بانو اپنے کمرے میں موجود تھی۔ اب یہاں صرف داور، بیا اور درام خان تھے۔ درام زر آنی کے ہزبینڈ کیسے تھے؟ وہ آپ سے ملے تھے؟ انہوں نے آپ سے باتیں کی تھی؟ اتنے سالوں بعد اپنے لالا کا زکر سن کے بیا خان شدید بے بس ہوئی ورنہ اس ہویلی میں بڑی ہویلی والوں کا زکر کرنا منع تھا۔ بیا خان درام کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے روتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔ جس پہ درام خان حیرانگی سے ماں کی باتیں سن کہ اب اپنے بابا جان کو دیکھ رہا تھا، جو ان دونوں کو دیکھتے لب کاٹ رہا تھا۔

Yes moray we talked but not too much… Just tell me what happened with you?

درام خان اب کی بار سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔ درام وہ کیسے تھے؟؟ ان کی آنکھوں کا کلر کیا تھا؟ بیا خان نے ٹرانس کی کیفیت میں پوچھا۔

He has ocean blue eyes…. Okay his eyes were beautiful more than us but why are you crying like this moray??

KOH NOVELS URDU

درام خان بیا کے آنسو صاف کرتے فکرمندی سے پوچھ رہا تھا۔ داور خان نے بیا کے گرد اپنا حصار باندھتے ہوئے اسے سینے سے لگانا چاہا۔ لیکن وہ مزاحمت کرتے اس سے دور ہوتے اپنے کمرے کی طرف بھاگی تھی۔ درام خان نے اب کی بار اپنے بابا جان کو دیکھ کے اس سب کی وجہ پوچھی۔ جس پہ داور بات کو گول کرتے اسے اٹھا کے چومتے رایان اور فارس کی شادی کی شاپنگ کے لئے باہر لے گیا۔ وہ آ کے بیا خان کو منانے کا ارادہ رکھتا تھا۔ لیکن درام کا دماغ ہنوز الجھا ہوا تھا۔ داور خان کچھ گھنٹوں بعد درام کو شاپنگ کروا کے اسے اس کی دادی کے پاس چھوڑے، اپنے کمرے میں آیا۔ کمرے کی لائٹ جلا کے اپنی نازک جان بیوی کو دیکھا جو بیڈ پہ اوندھے منہ گری ابھی تک رو رہی تھی۔ رونے سے اسکا پورا وجود لرز رہا تھا ۔ وہ مضبوط قدم اٹھاتے اس کی طرف بڑھا اور بیڈ پہ بیٹھتے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کے اسے ایک ہی جھٹکے سے اپنی گود میں بٹھایا۔ سوجھے پپوٹیں، سرخ ڈوروں والی کرسٹل گرے آنکھیں لیے وہ ہنوز اپنے کپکپاتے ہونٹوں سے ہچکیاں بھرتے داور خان کو تکلیف دے رہی تھی۔ وہ اس کی گود سے اُٹھنے کی مزاحمت کیے جا رہی تھی لیکن داور خان کی گرفت مضبوط تھی۔ داور خان نے اس کا چہرا تھوڑی سے پکڑ کے اوپر اُٹھایا اور نرمی سے اس کی آنکھوں پہ اپنے ہونٹ رکھے۔ بیا ہنوز اس سے دور ہونا چاہ رہی تھی۔ آج پہلی بار وہ اپنی ہویلی والوں کو لے کے داور سے ناراض ہوئی تھی۔

"کیا حالت بنائی ہوئی ہے اپنی ہاں؟ کیوں میری آنکھوں پہ ظلم ڈھا رہی ہو؟" داور خان نے ہنوز اس کی آنکھوں پہ لب رکھے پیار سے پوچھا۔ اس کی گرم سانسیں اپنے چہرے پہ محسوس کرتے، بیا خان نے اس کے چہرے پہ ہاتھ رکھتے اسے پیچھے کرنا چاہا۔ جب داور نے اب کی بار مزید نیچے جھکتے اس کے گلابی پتلے ہونٹوں کو شدت سے اپنی گرفت میں لیتے اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ایک ہاتھ میں پکڑا۔ اس کے ہونٹوں پہ اپنی گرفت مضبوط کرتے ہمیشہ کی طرح اس کے رونے کی سزا دیتے اس کی سانسیں چراتے پیچھے ہٹا۔

"اب ایک اور آنسو مجھے بہا کے دکھاؤ پھر تم دیکھو میں کیا کرتا ہوں تمہارے ساتھ۔۔" داور خان نے پیار سے اپنی ناک اس کی ناک سے سہلاتے اسے دھمکی دی جس پہ بیا خان اپنے آنسو روک چکی تھی۔ وہ صرف دھمکی نہیں دیتا تھا وہ جو کہتا تھا کر کے بھی دکھاتا یہ بیا خان اچھے سے جانتی تھی۔

"بتاؤ کیا چاہتی ہے میری بیا؟ میں ہر کسی سے لڑ کر تمہاری خواہش پوری کروں گا۔ لیکن تمہاری آنکھوں میں داور خان کو مزید ایک آنسو بھی برداشت نہیں ہے۔۔۔" داور خان نرمی سے بولتے آخری جملہ سختی سے بولا۔ مجھے لالا کے پاس جانا ہے۔ آپ جانتے ہیں وہ میرے بغیر نہیں رہ سکتے تھے اور میں ایک دن بھی ان سے دور نہیں

رہی تھی۔ اب آٹھ سال گزر چکے ہیں داور، میرے سے مزید برداشت نہیں ہوتا۔ مجھے پل پل اپنی مورے، بابا جان، اپنا چھوٹا خان اور اپنی چھوٹی سی جنگلی بلی یاد آتی ہے۔ میں اب اگر ان سے نہ ملی تو میں مر۔۔۔ وہ شدت سے روتے اس کے سینے سے لگی۔ اس کے آنسو داور خان کا کرتا بھگو رہے تھے۔ داور کے دل کو کچھ ہوا۔ ابھی وہ اپنی بات مکمل کرتی جب داور خان اس کے ہونٹوں کو پھر سے اپنی گرفت میں لیتے اسے پیچھے بیڈ پہ دھکا دیتے اس پہ حاوی ہوا۔ اس کے نچلے لب پہ اپنے دانت گھاڑتے، اس کی گردن پہ اپنے بھوسوں کی بوچھاڑ کرتے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کے اسے تھوڑا سا اوپر کو اٹھاتے اس کی پٹھانی فراک کی زپ نیچے کی طرف کھسکھائی۔ اس کی فراک کو نیچے کھسکھاتے اس نے اس کے کندھوں پہ اپنے لب رکھے۔

"میں نے منع کیا تھا نہ ایک بھی آنسو بہانے سے۔۔۔؟؟" داور خان اس کے کان میں سرگوشی کرتے اس کی کان کی لو کو دانتوں میں دبا گیا، جس پہ بیا خان اپنے رونے پہ پچھتائی اور اپنے آنسو جلدی سے صاف کیے تھے۔ داور خان نے اس کا پورا چہرا اپنی لمس سے مہکاتے، اس کے نچلے لب کو پھر سے اپنی گرفت میں لیا۔ بیا خان نے پیار سے داور خان کو دیکھ کے اس کے گلے میں اپنے دونوں بازؤں کا ہار پہنایا۔ یہ انسان اس کی آنکھوں میں کبھی بھی آنسو برداشت نہیں کرتا تھا، وہ جان چکی تھی وہ اس کی بات نہیں ٹالے گا۔۔۔

داور خان اس کے کان میں پیار بھری سرگوشیاں کرتے اس پہ جھکتا چلا گیا۔ اب بیا تھی اور داور کی شدتیں جو اس نازک جان کو برداشت کرنی تھیں۔ (داور خان پہلے ہی اپنی ماں، دادی اور دادا جان کے خلاف جا کے اس کے لیے بہت کچھ کر چکا تھا۔ اس لئے بیا خان نے کبھی بھی اس سے اپنی ہویلی جانے کی ضد نہیں کی اور وہی پہ داور خان اپنے دادا جان سے بار بار اس بات پہ ناراض ہو چکا تھا کہ بیا کو قید نہ کیا جائے۔ اسے اسکی ہویلی والوں سے ملنے دیا جائے لیکن ہاشم خان اسے ہمیشہ اپنی عزت اور اصولوں کی کہانیاں سنا کے خاموش کروا دیتے تھے لیکن آج اپنے لالا کا زکر سن کے بیا خان کی بس ہوئی تھی)۔

ماضی:

19 سالہ سجاول خان (جس کا دل آج بھی ہمیشہ کی طرح غموں سے چور تھا) اس نے لندن سے پڑھائی مکمل کرنے کے بعد اپنا بزنس سیٹ کرنے کا فیصلہ کیا۔ جس پہ سب نے حامی بھری تاکہ وہ اس ماحول سے نکل سکے۔ سجاول خان اپنے نانا (جہانگیر خان) سے یہ وعدہ لینا نہیں بھولا کہ وہ جب بھی پاکستان آئے گا اسے اپنی بہن واپس چاہیے

اور ہر صورت چاہیے۔ جس پہ جہانگیر خان نے بھی اپنے غموں سے چور جوان نواسے کو دیکھتے وعدہ کیا۔ ایک پل کے لئے جہانگیر خان کے دل نے اقرار کیا کہ انہوں نے پلوشہ خان کو اپنے پاس رکھ کے اپنے نواسے کے ساتھ زیادتی کی ہے۔ اس کے پاس کوئی تو اپنا رشتہ ہونا چاہیے جو اس کے بہت قریب ہو، جس پہ وہ اپنا حق جتا سکتا لیکن تب بیٹی کی یاد میں پاگل ہوتے انہوں نے پلوشہ کو مانگا۔ مزید چھ مہینے بعد کسی نے ہوشیاری سے سکندر خان کا قتل کیا اور شک پھر سے حیدر خان پہ گیا۔ لیکن وہ شک شک ہی رہا کیونکہ جرگے میں کوئی بھی ثبوت حیدر خان کے خلاف نہیں تھا۔ فارس خان اور رایان خان اپنے باپ کی موت کا سن کے غصے سے پاگل ہوئے تھے۔ انہیں بھی شک کہی نہ کہی حیدر خان پہ ہی تھا۔ سکندر خان کے قتل پہ لال ہویلی میں ایک بار پھر سے صف ماتم بچھی تھیں۔ جب زرلاشتہ خان کے کانوں میں یہ خبر پڑی کہ اُس کے باپ کا قاتل ساحر خان کا باپ ہے۔ لیکن جرگے میں اُسے کوئی سزا سنائی نہیں گئی، وہ شدید بدگمان ہوئی تھی۔ ساحر خان (جو سکندر خان کی موت کی خبر پہ نڈھال سا تھا) اُسے یقین تھا چاہے کچھ بھی ہو جائے اُس کا باپ سکندر خان کا قتل کبھی نہیں کر سکتا کیونکہ وہ دونوں جگری یار تھے۔ ساحر خان خود کے وجود میں ہمت پیدا کرتے لال ہویلی سے سردمہری ہوتے ہوئے بھی زرلاشتہ خان سے ملنے کے لئے لال ہویلی جاتا۔ جس پہ کوئی بھی اُسے روک نہیں سکتا تھا۔ اس کی اور فارس خان کی دوستی میں زمان خان کے قتل کے بعد کافی دراڑیں آ چکی تھی۔ جب کہ آج اپنے باپ کی لاش دیکھتے رایان خان بھی بڑی ہویلی کے لوگوں سے دور ہو گیا تھا۔ رایان خان کی ساری عادتیں اپنے باپ پہ تھی وہ انہی کی طرح ضدی اور ان کا بہت لاڈلا تھا۔ جوان ہوتے ہی باپ کا سایہ ان کے سروں سے کھینچا گیا، کوئی ان کے دل کا حال تو پوچھتا جو کرچیوں کی طرح ٹوٹ چکا تھا۔ ساحر خان زنان خانے میں بغیر کسی کا لحاظ کیے داخل ہوتے زرلاشتہ خان تک پہنچا۔ جو اس وقت پندرہ سال کی تھی، وہ اپنے باپ کی میت پہ دھاڑیں مار مار کے رو رہی تھی۔ ساحر خان نے اسے کلائی سے پکڑ کے نیچے زمین سے کھڑا کیا، اس کا رونا تو وہ بچپن میں برداشت نہیں کرتا تھا کجا کے اب اتنی شدت سے رونا۔ ساحر خان اسے کلائی سے پکڑتے اس کے کمرے کی طرف بڑھا، جس پے وہ کٹی ڈال کی طرح روتی بلکتی اس کے ساتھ کھینچتی جا رہی تھی۔ کتنی ہی خواتینوں کی آنکھیں پھٹی، کچھ نے رشک بھری اور کچھ نے حسد بھری نظروں سے ساحر خان اور زرلاشتہ خان کو دیکھا۔ سب ان کے نکاح سے واقف تھے لیکن پھر بھی کچھ خواتین عادتاً باتیں بنانے سے باز نہ آ رہی تھیں۔ کمرے کا دروازہ بند کرتے بائیس سالہ ساحر خان نے پندرہ سالہ زرلاشتہ خان کو شدت سے اپنے سینے سے لگاتے اس کے بالوں میں اپنی انگلیاں سہلائی تھی۔

"آپ! آپ کے بابا جان قاتل ہیں ہمارے بابا جان کے۔۔۔" زرلاشتہ خان روتے ہوئے اسے خود سے دور کر رہی تھی۔ جب ساحر خان نے اس کے آنسو صاف کرتے اس کے ماتھے پہ اپنے لب رکھے۔

"تاشو، ایسا نہیں ہے، یہ کسی کی سازش ہے۔۔۔" ابھی ساحر خان مزید کچھ بولتا، جب وہ اس کے سینے پہ ہاتھ مارتی اس سے دور ہوئی تھی۔

مجھے ابھی اپنے بابا جان کے پاس جانا ہے۔ یہ سب آپ کے بابا نے کیا ہے، میں انہیں کبھی معاف نہیں کروں گی۔ زرلاشتہ خان شدت سے آنسو بہا رہی تھی۔ ساحر خان کو اس کی باتوں پہ غصہ نہیں آیا، وہ جانتا تھا جو وہ سن رہی ہے وہی بول رہی ہے۔ ساحر نے اس کی مزاحمت کو نظرانداز کرتے اسے پھر سے اپنے ساتھ لگایا، اس کے آنسوؤں کو اپنے ہاتھوں کی پوروں سے چنا۔ ساحر کبھی بھی اپنی حد سے نہیں بڑھا تھا، اس نے اپنی حد ابھی صرف سینے سے لگا کے ماتھے پہ بھوسا دینے تک کی مقرر کی تھی۔ اس سے زیادہ یہ نازک اور چھوٹی سی جان برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ زرلاشتہ خان کے آنسو ساحر خان کے اتنا پچکارنے کے بعد بھی بند نہیں ہو رہے تھے۔ وہ بار بار بول رہی تھی کہ اُسے باہر جانا ہے لیکن ساحر خان اسے روکے ہوئے تھا۔ ابھی جنازے میں کافی وقت تھا، وہ جانتا تھا وہ باہر جا کے رو رو کے اپنا حال برا کر لے گی۔

"خان، ہمیں باہر جانے دیں، آپ کو ہماری قسم!" زرلاشتہ خان نے تھک ہار کے ساحر خان کو اپنی قسم دی جس پہ اس نے بےبسی سے دیکھا۔

"اچھا ٹھیک ہے لیکن وعدہ کرو میری تاشو روئے گی نہیں باہر جا کے؟" ساحر خان نے اس کا چہرہ صاف کرتے وعدہ لینا چاہا اور ساتھ ہی اپنی گرفت تھوڑی سی ڈھیلی بھی کی۔

"ہم آپ کی تاشو نہیں ہیں۔۔" زرلاشتہ خان اسکے ہاتھ جھٹکتے روتے ہوئے اس کی ڈھیلی پڑتی گرفت پہ باہر کی جانب بھاگی۔ جب کہ ساحر خان کا دل زرلاشتہ خان کی الفاظ پہ بند ہونے کے در پہ تھا۔ اس نے ایک نظر اپنے جھٹکے ہوئے ہاتھ کو دیکھا اور دوسری نظر اس دروازے کو جہاں سے زرلاشتہ خان گئی تھی۔

عشقِ ستم..... قسط23

ماضی:

لال ہویلی کے تمام لوگ بڑی ہویلی سے تقریباً قطع تعلق کر چکے تھے۔ صرف ساحر خان تھا جو اپنی منکوحہ کو اس دشمنی کی بھینٹ نہیں چڑھانے والا تھا۔ کیونکہ وہ اسے

ہر حال میں چاہیے تھی۔ تقریباً ان 30 دنوں میں ساحر خان ہر روز زرلاشتہ خان کے پاس جاتا۔ جس پہ وہ بےرخی سے رخ موڑے بیٹھی رہتی۔ اگر جو وہ اسے اپنے حصار میں لے لیتا تو وہ شدید مزاحمت کرتے اُسے غصے سے بولتی کہ وہ اس کی تاشو نہیں ہے اور نہ ہی وہ اس کا خان ہے، اُسے اس کا ہاتھ لگانا اچھا نہیں لگتا۔ اُسے کراہیت محسوس ہوتی ہے اس سے۔ اس کی انہی چھوٹی چھوٹی باتوں سے ساحر خان کا دل بری طرح سے ٹوٹتا تھا۔ فارس خان کو اپنے باپ کی موت کی وجہ سے ساحر خان کا لال ہویلی میں آنا شدید ناگوار گزرتا تھا۔ رایان خان ساحر خان کے سامنے ہی نہیں جاتا تھا۔ وہ سب کہیں نہ کہیں حیدر خان کو اپنے باپ کا قاتل مانتے، جب کہ ضرار خان اپنی بہن کو لے کے اس پچیدہ ماحول سے بہت دور آسٹریلیا میں جا بسا تھا۔ ساحر خان ابھی لال ہویلی میں داخل ہوا ہی جب زرلاشتہ خان (جو آج سب کے ساتھ کافی دنوں بعد لاؤنج میں بیٹھنے والی تھی) سامنے آتے ساحر خان کو دیکھ کے اپنے پاؤں واپس موڑ گئی۔ اس کی یہ حرکت ساحر خان کو شدید ناگوار گزری تھی۔ لیکن وہ پھر بھی اپنے غصے پہ قابو پاتے اس کے پیچھے گیا۔ جب کہ زرمینہ خان بغور ساحر خان کو دیکھ رہی تھی، جو ان کی بیٹی سے جان وارنے کی حد تک عشق کرتا تھا اور زرلاشتہ ان کے سمجھانے کے باوجود بھی اس کی قدر نہیں کر رہی تھی۔۔۔ ساحر خان نے زور سے دروازہ بند کرتے اسے کلائی سے پکڑتے اپنی طرف کھینچا، جس پہ زرلاشتہ نے اسے ناگواریت سے دیکھتے اپنا ہاتھ جٹھکنا چاہا لیکن ساحر خان کی گرفت مضبوط تھی۔

"تاشو تم میرے ساتھ ایسا کیوں کر رہی ہو؟؟ ہاں؟ تم کیسے اپنے خان سے یوں منہ موڑ سکتی ہو؟" ساحر خان اپنا غصہ دبائے کرب زدہ لہجے میں بولا۔

"کیونکہ آپ ایک قاتل باپ کے بیٹے ہیں۔ کیوں آ جاتے ہیں بار بار ہمارے پاس، آپ کو دیکھ کے ہمیں اپنے بابا جان کا کفن میں لپٹا ہوا وجود یاد آتا ہے۔ آپ کے باپ نے ہمارے خاندان کے تمام بچوں کو یتیم کیا ہے!! ہم آپ کے کچھ نہیں لگتے اور نہ ہی آپ ہمارے خان ہیں۔۔۔" چھوڑیں مجھے زرلاشتہ خان چیخی تھی۔ بکواس بند کرو اپنی زرلاشتہ خان! میں تمہیں صفائیاں پیش کر کر کے تھک چکا ہوں۔ تم کیوں اتنی خود غرض ہوتی جا رہی ہو؟ تاشو تمہیں صرف اپنا غم کیوں نظر آ رہا ہے؟ ساحر خان غصے اور بےبسی سے بولا۔ تو چھوڑ دے پھر ہمیں ہمارے حال پہ تاکہ آپ کو ہمیں کوئی بھی صفائی نہ دینی پڑے اور مجھے تاشو نہیں بولیں میں زرلاشتہ خان ہوں۔ زرلاشتہ اپنے معصوم سے لہجے کو مضبوط بناتے بولی لیکن آواز میں معصومیت چھلک رہی تھی۔ اس کے جواب پہ ساحر خان نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے قریب کیا جس پہ زرلاشتہ خان کا وجود ہولے ہولے لرزنے لگا۔ مجھ سے شادی کر لو زرلاشتہ خان! میں وعدہ کرتا ہوں جب تک تم 18 سال کی نہیں ہو جاؤ گی تب تک تمہاری مرضی کے بغیر تمہارے قریب

بھی نہیں آؤں گا۔ تاشو میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا۔ مجھے پتا نہیں کیوں ایسا لگتا ہے ہماری محبت اس دشمنی کی بھینٹ چڑ جائے گی۔ تمہارا خان تمہارے بغیر مر جائے گا تاشو۔ ساحر خان بےبسی سے ٹوٹ ٹوٹ کے جملے ادا کر رہا تھا۔ اسے اپنے اور زرلاشتہ کے رشتے کے بارے میں بہت سے وہم و گمان تھے۔

بس کریں خان!! میں ہرگز اپنے باپ کے قاتل کے بیٹے سے شادی نہیں کروں گی۔ وہ اونچی آواز میں چیخ رہی تھی۔ جس پہ زرمینہ خان، وردہ خان، پلوشہ، رایان اور فارس خان بھاگتے ہوئے آئے۔ مجھ سے نہیں کرو گی تو کس سے کرو گی شادی؟ ہاں بولو؟ نکاح میں ہو تم میرے!! ساحر خان اس کی کمر پہ دباؤ ڈالتے اسے مزید اپنے نزدیک کرتے ہوئے دھاڑا۔ میری بہن کو چھوڑ ساحر خان!! فارس خان اسے زرلاشتہ خان سے الگ کرتے ہوئے دھاڑا۔ لیکن ساحر خان کی گرفت مضبوط تھی۔ اس نے پوری قوت سے اُلٹے ہاتھ سے فارس کے جبڑے پہ مکا جھڑا۔ زرلاشتہ خان، زرمینہ خان ، وردہ خان اور پلوشہ خان کی چیخیں بلند ہوئی۔ تو ہمارے معاملے میں نہ بول فارس خان!! ساحر خان دھاڑا۔ کیوں نہیں بولیں وہ ہمارے معاملے میں، وہ لالا ہیں ہمارے!! آپ کیسے ہمارے لالا پہ ہاتھ اٹھا سکتے ہیں؟ فارس خان کی کوئی بھی جوابی کاروائی کرنے سے پہلے ہی زرلاشتہ خان معصومیت سے چیخی اس کی آواز روندھ رہی تھی۔ تمہیں میری محبت نظر کیوں نہیں آتی زرلاشتہ خان؟ کیا اپنا دل چیر کے دکھاؤں تمہیں کہ ساحر خانزادہ زرلاشتہ ساحر خان سے عشق کر بیٹھا ہے؟ کیوں اتنی بے حس ہوتی جا رہی ہو تم دن با دن؟ ساحر خان حلق کے بل چیخا۔ بس کر دیں۔ محبت محبت کی رٹ سے تنگ آ گئی ہوں میں۔ میری جان چھوڑ دیں آپ۔ مجھے آپ نہیں پسند، آپ بھی اپنے بابا کی طرح برے ہیں۔ زرلاشتہ خان اس کے دل پہ کاری وار کر رہی تھی۔ خبردار زرلاشتہ خان! اگر تم نے میرے باپ کے بارے میں آج کے بعد ایک لفظ بھی بولا تو زبان کاٹ کے ہاتھ میں پکڑا دوں گا۔ ساحر خان کے اتنے چیخنے پہ فارس خان (جو کب سے اسے غصے سے گھور رہا تھا) نے اپنی پوری طاقت سے اسے زرلاشتہ سے دور کرتے گال پہ مکا جھڑا۔ وہ دونوں بائیس سالہ نوجوان جو جگری دوست تھے، آج ایک دوسرے کی جان کے دشمن بنے ہوئے تھے۔

بس کرو تم دونوں۔ کیوں ایک دوسرے کی جان کے دشمن بن چکے ہو؟ زرمینہ خان روتے ہوئے بلند آواز میں بولی۔ ہمیں۔۔ ہمیں طلاق چاہیے آپ سے خان۔۔۔ زرلاشتہ خان بے حسی سے بولی۔ جس پہ لڑتے ہوئے فارس خان اور ساحر خان ساکت ہوئے تھے۔ رایان خان نے لب کاٹتے ساحر خان کا غصے کی شدت سے سرخ پڑتا چہرہ دیکھا۔ سب جانتے تھے یہ نیلی آنکھوں والا شہزادہ زرلاشتہ خان سے عشق کرتا ہے۔ زرمینہ خان نے بیٹی کی بات پہ منہ پہ ہاتھ رکھ لیا۔

KOH NOVELS - URDU

ابھی ساحر خان آگے بڑھتے زرلاشتہ خان کا چہرہ تھپڑوں سے سرخ کرتا، جب اس کے شدید غصے سے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھ فارس خان نے اسے زرلاشتہ سے دور دھکیلا اور خود اس کے سامنے ڈھال بن کے کھڑا ہوا تھا۔ ساحر خان طلاق دے میری بہن کو ابھی کے ابھی!! فارس خان اپنی لاڈلی بہن کے روتے سسکتے وجود کو دیکھ کے چیخا۔ اسے اپنی بہن کو مزید دکھوں سے باز رکھنا تھا۔ اس کے الفاظ پہ ساحر خان نے زور سے فارس خان کا سر پیچھے دیوار پہ مارا۔ رایان خان نے آگے بڑھتے اپنی پوری طاقت سے دونوں کو الگ کیا جب کہ زرلاشتہ، پلوشہ، زرمینہ اور ورده خان کی چیخیں پوری ہویلی میں گونج رہی تھیں۔ تو بیس بار مر کے زندہ بھی ہو جائے گا نا فارس خان اور اکیسویں دفعہ بھی آ کر اگر مجھے زرلاشتہ ساحر خان کو طلاق دینے کا کہے گا تو میں تجھے دھنک کے رکھ دوں گا لیکن تیری بہن کو طلاق کسی صورت نہیں دوں گا۔ بلکہ اب تیری بہن کی ساحر خان کے ساتھ رخصتی ہو گی!! ساحر خان کی آواز پوری ہویلی میں گونج رہی تھی--- ورده خان نے اس ساری صورت حال کی خبر کچھ دیر پہلے کسی طریقے جہانگیر خان کو پہنچائی جنہوں نے ابھی کے ابھی مراد خان کو بڑی ہویلی کے سب مکینوں سمیت لال ہویلی میں بلایا۔ تاکہ آج ہی ہر فیصلے پہ مہر لگا کے دونوں ہویلیاں اپنے اپنے راستے پہ چل دیں۔ مراد خان، حیدر خان، زرمینے خان، سعد خان اور گل بہار ساحر خان کی اتنی گرجدار آواز پہ زرلاشتہ کے کمرے کی طرف بڑھے جہاں سے آوازیں آ رہی تھیں۔ منظر کچھ یوں تھا کہ ساحر خان چیزیں پٹکتے ہوئے دھاڑ رہا تھا۔ جب کہ فارس خان جو ساحر خان کے گریبان تک پہنچے کی کوشش میں تھا، رایان خان اُسے اپنی پوری طاقت لگا کر ساحر خان سے دور کر رہا تھا۔ ان دونوں لمبے چوڑے وجودوں کو ایک دوسرے سے باربار الگ کرنا کوئی آسان کام نہیں تھا۔ جو اس وقت رایان خان اکیلے انجام دے رہا تھا اس کا پورا وجود تھک چکا تھا۔

"خان! یہ سب کیا ہے؟" حیدر خان اونچی آواز میں دھاڑے۔

"ساحر خان! تجھے میری بہن کو طلاق دینا ہو گی۔ وہ نہیں چاہتی تجھے اور تیرے خاندان کو میں اُسے کبھی بھی اس انچاہے رشتے میں بندھنے نہیں دوں گا۔" فارس خان بڑی ہویلی والوں کو دیکھ کے اپنی پوری قوت کے ساتھ چیخ رہا تھا۔ اس کے سر سے خون نکلتا ہوا اس کی سفید گال سے ہوتے سفید گردن تک ٹپک رہا تھا۔ ابھی ساحر خان اس کی پھر سے طلاق طلاق کی رٹ پہ کوئی چیز دے مارتا، جب پیچھے کھڑے حیدر خان نے اسے زور سے پکڑتے قابو کیا۔

"چھوڑیں مجھے بابا جان، آج اس سالے کا قتل مجھ پہ واجب ہے۔" ساحر خان ابھی مزید دھاڑتا جب جہانگیر خان (جو ابھی وہاں آئے تھے) نے اپنی روابدار آواز میں سب کو بیٹھنے کا کہا۔ سب بیٹھ چکے تھے سوائے فارس خان اور ساحر خان کے جو ایک

دوسرے کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ زرلاشتہ خان اور گل بہار کے آنسوں کسی دریا کی طرح بہہ رہے تھے۔

"مجھے زرلاشتہ خان کی رخصتی چاہیے۔" کسی کے بھی بولنے سے پہلے ساحر خان بلند آواز میں نیلی سرخ لہو رنگ آنکھوں سے بولا جس پہ سب بڑوں نے اسے گھور کے دیکھا تھا۔

"برخودار ایسا ممکن نہیں ہے، جب تک زرلاشتہ 18 سال کی نہیں ہو جاتی۔" جہانگیر خان روعب دار آواز میں بولے تھے۔

"میں رخصتی کے بعد زرلاشتہ خان کے 18 سال کے ہو جانے تک اس کے قریب نہیں جاؤں گا۔ میں قسم کھاتا ہوں، مجھے صرف زرلاشتہ ساحر خان اپنی ہویلی میں چاہئے۔" ساحر خان اب کی بار دھاڑا تھا۔

"مجھ مجھےآ۔ آپ سے طلاطلاق چاہیے۔" زرلاشتہ خان نے سب بڑوں کی موجودگی میں یہ الفاظ پھر سے پتا نہیں کس دل سے دہرائے۔ سامنے کھڑے حیدر خان کو دیکھ کےاسے اپنے پیارے باپ کی میت یاد آئی جس کے وہ قاتل تھے۔ اپنا منہ بند کرو زرلاشتہ خان! ورنہ جس طرح سے میں تمہارا منہ بند کرواؤں گا تم ان سب کی موجودگی میں برداشت نہیں کر پاؤ گی۔

ساحر خان کی اتنی بے باکی پہ سب کے چہرے سرخ پڑے۔ فارس خان کا بس نہیں تھا اُسے ابھی شوٹ کر دے۔

میری بہن کو طلاق چاہیے دادا جان۔ وہ اس سے کوئی تعلق نہیں رکھنا چاہتی۔ یہ میری بہن کو طلاق دے بدلے میں میں اس کی بہن کو طلاق دے کے اپنے اور بڑی ہویلی والوں کے درمیان سارے رشتے ختم کرنا چاہوں گا، جو میرے باپ چاچا کے قاتل ہیں۔ فارس خان کی بات پہ گل بہار کا دل کرچی کرچی ہوا۔ یہ دل جو فارس خان کے نام سے دھڑکتا تھا، اُس نے دھڑکنا بند کرتے شدت سے دعا کی کہ وہ اسی وقت مر جائے۔

فارس خان کی بات پہ جہانگیر خان اور مراد خان میں نظروں کا تبادلہ ہوا، دونوں کی آنکھوں میں ایک دوسرے کے لئے بے حد سردمہری تھی۔

"فارس درست کہہ رہا ہے۔ ہمارے تعلق پہلے بھی کچھ اچھے نہیں ہیں۔ اسی لئے ساحر خان میری پوتی زرلاشتہ خان کو اس کی خواہش کے مطابق ابھی تلاق دے کیونکہ میں اپنے بچوں کو مزید ان انچاہے رشتوں میں قید نہیں کرنا چاہتا۔" جہانگیر خان سردمہری سے بولے۔ حیدر خان نے اپنے بڑے خوبصورت جوان بیٹے کو دیکھا جو اپنی منکوحہ پہ نیلی سرخ لہو رنگ آنکھیں گھاڑے کھڑا تھا۔

KOH NOVELS - URDU

ساحر خان نے آگے بڑھتے اسے کلائی سے پکڑ کے بیڈ سے اُٹھاتے اپنی سامنے کھڑا کیا۔

"طلاق چاہیے تمہیں مجھ سے زرلاشتہ خان؟" ساحر خان کسی امید کے تحت پوچھ رہا تھا۔ جس پہ زرلاشتہ خان نے نظریں جھکائے آنسو بہاتے دھیرے سے "ہاں" میں سر ہلایا۔ ساحر خان نے اب کی بار اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے نزدیک کرتے پھر سے پوچھا۔ "طلاق چاہیے زرلاشتہ خان کو ساحر خان سے؟" جس پہ زرلاشتہ خان نے ہنوز لرزتے دھیرے سے پھر "ہاں" میں سر ہلایا۔

"دور رہ کے بات کر میری بہن سے ساحر خان۔۔" فارس خان چیخا جسے ساحر خان نے نظر انداز کرتے، اسے مزید خود کے نزدیک کیا۔ جب کہ باقی سب نے اس کے زرلاشتہ کو خود کے اتنا نزدیک کرنے والی حرکت پہ نظروں کا زاویہ بدلنا چاہا۔ زرمینہ خان اور نگینہ خان اپنے بچوں کی حالتوں پہ آنسو بہا رہی تھیں، کس نے سوچا تھا ایسا کچھ ہو جائے گا!۔

"اپنی زبان سے اقرار کرو زرلاشتہ خان طلاق چاہیے تمہیں مجھ سے؟" ساحر خان اب کی بار اتنی اُونچی آواز میں دھاڑا کہ زرلاشتہ خان اس کے حصار میں ڈر کے اُچھلی۔ ساحر خان نے دل میں خواہش کی کہ زرلاشتہ خان اب کی بار انکار کر دے۔ لیکن زرلاشتہ خان نے اس کی سوچ پہ پانی پھینکتے ہچکیوں سے کہا۔

"ہا۔ ہاں، ہم۔ ہمیں آ۔آپ سے طلا۔طلاق۔۔۔۔۔" ابھی وہ اپنے الفاظ مکمل کرتی، جب ساحر خان نے بغیر کسی کا لحاظ کیے جھکتے ہوئے زور سے اپنے دانت اس کے پھولے گلابی گال پہ گھاڑتے ہوئے اس کی کمر پہ اپنی گرفت خطرناک حد تک سخت کی۔ اس کے نازک گالوں پہ تھپر برسانا ساحر خان کو دنیا کا مشکل ترین کام لگا۔ مزید جھکتے اس نے اپنی دانتوں کو اس کے تھوڑی کے سیاہ موٹے تل پہ اتنی شدت سے گھاڑا کہ زرلاشتہ خان نے اس کے سینے پہ ہاتھ مارتے سسکیاں بھری تھیں۔ یہ سب کچھ سیکنڈ ز میں ہوا تھا۔۔ اس نازک جان نے پہلے اس کی ایسی شدت کو کہاں برداشت کیا تھا، وہ تو ہمیشہ سے اس کے ساتھ نرمی برتتے اسے نرمی سے سینے سے لگاتا تھا۔۔۔

"خان۔۔۔ساحر خان۔۔ لالا۔۔" اس کی بے باک حرکت پہ حیدر خان، فارس خان اور رایان خان چیخے تھے۔

"فارس اور رایان نے آگے بڑھتے اسے اپنی بہن سے دور کیا جو غصے سے جنونی اور پاگل ہو رہا تھا۔ رایان خان نے زرلاشتہ کو اپنے سینے سے لگایا۔ فارس خان نے ساحر کے گریبان کو پکڑتے ایک زور دار مکا اس کے جبڑے پہ جھڑا۔۔ حیدر خان نے دونوں کو ایک دوسرے سے مشکل سے الگ کیا۔

" زرلاشتہ ساحر خان میں ساحر حیدر خانزادہ اپنے پورے ہوش وحواس میں تمہیں---" اس کے اتنا سا بولنے پہ زرلاشتہ خان کو لگا وہ مر جائے گی۔ اس نے رایان خان کی شرٹ پہ اپنی گرفت مضبوط کی۔ زرمینہ، گل بہار پلوشہ اور نگینہ خان کی چیخیں بلند ہوئی تھیں۔

"خان---" نگینہ خان نے روتے اس کے منہ پہ ہاتھ رکھا، ساحر خان نے اپنی مورے کے ہاتھوں کو لبوں سے لگاتے اپنا جملہ مکمل کیا--- زرلاشتہ ساحر خان میں ساحر حیدر خان اپنے پورے ہوش وحواس میں تمہیں ایک بار نہیں بلکہ کئی سو بار خود کے لئے دل و جان سے قبول کرتا ہوں--- رہی تمہاری خواہش کی بات جو مرتے دم تک پوری نہیں ہو گی۔ زرلاشتہ خان میں پھر بھی اپنے عشق کے صدقے تمہیں آج سے خود سے دستبردار کرتا ہوں۔ زرلاشتہ خان جو ساحر حیدر خان تم سے اپنی جان وارنے کی حد تک عشق کرتا تھا، وہ ساحر خان آج کے بعد تمہیں اپنی شکل بھی نہیں دکھائے گا۔ تم نے اگر ساحر خانزادہ کو تڑپ تڑپ کے یاد نہ کیا تو، میں بھی اپنے باپ کا نہیں--- ساحر خان شدید کرب و غصے سے دھاڑا لیکن نیلی آنکھوں سے ایک ساتھ کئی آنسو ہلکی بھوری داڑھی پہ پھسل رہے تھے-- وہ ساحر خان جو آج تک صرف اپنی بہن کے ونی ہو جانے پہ رویا تھا۔ آج اپنے عشق سے جدا ہونے پہ اس کا دل کر رہا تھا، وہ دھاڑیں مار مار کے روئے لیکن اس نے اپنے آپ کو بے تحاشہ کمپوز کیا---

زرلاشتہ خان سے نظریں اٹھانا محال تھا۔ اس نے آج پہلی بار ساحر خان کو اپنے سامنے آنسو بہاتے دیکھا تھا۔ ساحر کے آنسو اس کا دل چیر رہے تھے۔ وہ شدت سے روتے رایان خان کے سینے میں گھس جانا چاہتی تھی۔ ساحر خان کی باتوں پہ وہاں بیٹھے ہر فرد کے رونگٹے کھڑے ہوئے تھے--- اپنے جوان بیٹے کی آنکھوں میں آنسو دیکھ حیدر خان کا دل چاہا وہ اُسے اپنے سینے میں بینچ لیں۔ لیکن جانتے تھے وہ صدا کا ضدی ابھی خود سے دور جھٹک دے گا۔ ساحر خان اپنی بات کہتے لمبے لمبے ڈھگ بھرتے لال ہویلی سے باہر نکلا۔

فارس خان اب تمہاری باری ہے ہماری پوتی کو طلاق دینے کی!! مراد خان فارس خان کو دیکھتے کرخت لہجے میں بولے۔ فارس خان نے ایک نظر اپنی نیلی آنکھوں والی منکوحہ کو دیکھا۔ وہ جو سمجھتا تھا شاید اُسے محبت نہیں ہے، وہ صرف اُسے اپنی شریکِ حیات ہونے کے رشتے کی حد تک پسند ہے۔ اس کی نیلی آنکھوں سے جھل مل گرتے آنسو کو دیکھ فارس خان کا دل شدت سے دھڑکا تھا۔ گل بہار نے اسے دیکھ روتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔ فارس خان لاکھ کوشش کے باوجود بھی گل بہار کو طلاق نہ دے سکا--- میری ایک شرط ہے! جس دن ساحر خان میری بہن کو طلاق دے گا، میں اُسی وقت آپ کی پوتی کو طلاق دے دوں گا۔ لیکن جب تک میری بہن ساحر خان کے نام پہ

بیٹھی رہے گی، اُس کی بہن بھی تب تک فارس خان کے نام پہ بیٹھی رہے گی۔ فارس خان کے الفاظ سن کے گل بہار کو لگا وہ پگھلا ہوا سیسہ اس کے کانوں میں انڈھیل رہا ہے۔ گویا وہ اُس کے لئے صرف ایک شرط، ضمانت یا سودا ہے؟!! اسی طرح اس دن سے لال ہویلی اور بڑی ہویلی والوں کا ہر طرح کا تعلق ٹوٹا تھا۔ وہ ایک دوسرے کے دشمن بن چکے تھے۔ فارس خان اور رایان خان نے ان ۸ سالوں میں پل پل حیدر خان کے خلاف ثبوت تلاش کرنے چاہے لیکن کوئی بھی سرا ہاتھ نہ لگا۔ ساحر خان اور زرلاشتہ خان ایک دوسرے کی یاد میں پل پل تڑپتے تھے۔ کتنے ہی آنسوؤں سے ہر رات وہ اپنے اپنے تکیوں کو بھگوتے لیکن دونوں اپنی اپنی بات کے پکے تھے۔ ایک دفعہ بھی ایک دوسرے کو مڑ کے نہ دیکھا۔ فارس خان ان ۸ سالوں میں گل بہار کے عشق میں فنا ہو جانا چاہتا تھا۔ وہ ہر دربار، ہر مزار پہ اپنی محبت کے مل جانے کی منتیں مانگتا تھا۔ گل بہار کو فارس خان اور اس کی آخری ملاقات میں بولے گئے الفاظ سے شدت سے نفرت محسوس ہوتی تھی، وہ ہر رات اس کے الفاظوں کو یاد کرتے سو نہیں پاتی تھی۔

رایان خان بچپن میں اس گول مٹول سی براؤن آنکھوں والی لڑکی کو کسی کے ساتھ کھیلنے نہیں دیتا تھا۔ حتٰی کے سجاول خان کے ساتھ بھی نہیں لیکن سجاول خان رایان خان سے لڑ جھگڑ کے اپنی گڑیا کے ساتھ کھیل لیتا تھا۔ رایان خان کو صرف پلوشہ خان کو ہی دیکھنا پسند تھا۔ اُس کی معصوم معصوم حرکتیں رایان خان کو اچھی لگتی تھی۔ لیکن وہ خود اس کے ساتھ نہیں کھیلتا تھا کہ کہی کھیلتے ہوئے وہ اس نازک سی موٹو کو کوئی نقصان نہ پہنچا دے۔ رایان خان بچپن سے سنتا آیا تھا وہ اس کی منگ ہے۔ لیکن جب 16 سال کی عمر میں اُس نے ساری پرانی حقیقت سنی، رایان خان کو لگا کہ یہ لڑکی صرف نفرت کی حقدار ہے۔ جس کی وجہ سے تین خاندان برباد ہوئے ہیں۔ وہ اپنی اپھو جان سے بہت پیار کرتا تھا اور ان کے قتل کی بڑی وجہ یہ ناجائز وجود تھا۔ اُسے ان ڈارک براؤن آنکھوں کا خود کو غصے سے دیکھ کے اپنی بھیگی آنکھوں کو رگڑنا اچھا لگتا اور اس کا فارس لالہ کو شکایت لگانے کی دھمکی دینا بھی لیکن وہ لگاتی نہیں تھی۔ رایان خان کا دل چاہتا وہ بار بار اس کے منہ سے ایسے بھولے سے الفاظ سنے۔ جس پہ وہ اسے اپنے الفاظوں سے تکلیف دیتا تھا۔ اس نے آج تک کسی کے سامنے پلوشہ کا اپنی منگ ہونے کا اقرار نہیں کیا تھا۔ لیکن اس کے لال ہویلی سے جانے کی خبر کا سن کے رایان خان جلتے توے پہ بیٹھا۔ اُس کے دل نے اقرار کیا کہ وہ اس سے محبت کر بیٹھا ہے اور شدت سے کر بیٹھا ہے۔ جس پہ اس نے سب کے سامنے اس کو اپنی منگ ماننے کا اقرار کرتے اسے روکنا چاہا لیکن پلوشہ خان اس دفعہ سجاول خان کے

پاس جا چکی تھی اور رایان خان کچھ نہیں کر سکا۔ مراد خان (جو سب سے چھوٹے تھے) نے سعد خان کے نکاح پہ ہاشم خان کو پیغام پہنچا کہ چھوٹی ہویلی کے سب مکینوں کو بلایا لیکن انہوں نے داور کو بتائے بغیر مراد خان کی دعوت کو ٹھکرا دیا۔ مراد خان نے ایک اور کوشش کرتے انہیں ساحر اور گل بہار کی شادی میں شراکت کی دعوت دی اب دیکھنا یہ تھا ہاشم خان یہ دعوت قبول کرتے ہیں یا نہیں--- وہ سب بالآخر سالوں بعد ایک دوسرے کو پانے جا رہے تھے۔ کون جانے کس نے مزید ٹوٹنا تھا اور کس نے جڑنا تھا----

---

عشقِ ستم .....قسط 24

داور خان اگلے ہی روز اپنے دادا کو ناراض کرتے بیا خان اور درام خان کو بڑی ہویلی میں چھوڑ کے گیٹ سے ہی چلا گیا۔ بیا نے آنکھوں میں آنسو لیتے اسے اندر آنے کا کہا۔ جس پہ اس نے وعدہ کیا کہ وہ کل مہندی پہ ضرور آئے گا۔ آج کی رات وہ اپنے گھر والوں کے ساتھ گزار سکتی ہے۔ وہ چاہتا تھا کہ بیا اکیلے میں سب سے مل کے اپنا دل ہلکا کر لے۔ وہ اس کے سینے سے لگتی درام خان کو لئے بڑی ہویلی میں داخل ہوئی۔ داور خان نے درام کو سمجھایا کہ یہ اس کی مورے کا خاندان ہے۔ جس سے ہماری کچھ ناراضگی تھی، اسلئے ہم ان سے نہیں ملتے تھے۔ جس پہ درام خان الجھ سا گیا۔ وہ یہاں پہلے بھی آ چکا تھا درام خان نے دل میں سوچا، کیونکہ درام خان باتیں کم ہی بھولتا تھا۔ بیا خان درام خان کو لے کے بڑی ہویلی کے زنان خانے میں پہنچی۔ وہاں سب ابھی ناشتہ کر کے اٹھ ہی رہے تھے، جب اپنے سامنے بھیگی کرسٹل آنکھوں والی بیا خان کو دیکھ کے سب اپنی جگہ ساکت ہوئے تھے۔ بیاااا میری جان۔ ساحر خان سب سے پہلے ہوش میں آتے تیز تیز قدم اٹھاتے اپنی بہن کی طرف بڑھا اور زور سے اسے اپنے سینے میں بینچھ لیا۔ بیا خان آج بھی اس کے سینے سے لگے دھاڑیں مار مار کے رو رہی تھی۔ بیا کو دیکھ کے سب کی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔ وہ باری باری سب سے مل کے شدتوں سے رو دی اور چھوٹا سا درام خان ماں کو اتنا روتے دیکھ پریشان ہو رہا تھا۔ ساحر خان نے بیا سے ملنے کے بعد درام خان کو اٹھا کے اپنے سینے میں بینچھا (اسے کل ہی رایان خان سے فون پہ پتہ چلا کہ درام خان داور کا بیٹا ہے۔ جس پہ اس نے ساکت ہوتے فون رکھا تھا)۔ ساحر خان نے بیا اور داور کی پل پل کی خبر رکھی تھی۔ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ داور نکاح کے بعد 3 سال تک آسٹریلیا میں رہا ہے اور وہ یہ بھی کہ ان کا ایک بیٹا ہے لیکن وہ بیٹا درام ہو سکتا ہے یہ ساحر خان نے نہیں سوچا تھا---

Mamu Jan! Moray is crying---

KOH NOVELS - URDU

درام خان نے ساحر خان کے کان میں سرگوشی کی۔ درام خان کو داور اور بیا کچھ کچھ رشتے تو سمجھا ہی چکے تھے جسے وہ ذہین سا بچہ سمجھ بھی گیا تھا۔

Mera bacha! We will make her keep quiet.

اس کے اتنے پیار سے "ماموں جان" بولنے پہ ساحر خان نے نثار ہوتے اس کی دونوں گالوں کو چومتے اپنی گھنی بھوری بیرڈ اس کے گالوں پہ رگڑتے جواب دیا۔۔ اب بیا خان اپنے بابا جان سے مل رہی تھی جو نم انکھوں سے اسے سینے سے لگاتے بار بار معافی مانگ رہے تھے۔ جبکہ سعد خان جو ابھی اٹھ کے نیچے آ ہی رہا تھا، سامنے بیا خان اور درام خان کو دیکھ کے اُسے اپنی انکھوں پہ یقین نہیں آیا وہ چھوٹے چھوٹے قدم اُٹھاتے ان سب کے پاس آیا۔ جب بیا خان اپنے سامنے اتنے لمبے چوڑے سعد خان کو دیکھ کے حیران ہوئی تھی۔ وہ اس کا چھوٹا خان ہی تھا لیکن وہ اب چھوٹا تو نہیں رہا تھا۔ اب تو بیا خان اس کے سامنے بچی لگ رہی تھی کیونکہ وہ اچھا خاصا قد کاٹھ نکال چکا تھا۔

چھوٹے خان۔۔ بیا خان اپنی خوبصورت سی آواز میں اسے پکارتی، اس کے سینے سے لگی۔ سعد خان نے نم انکھوں سے اس کے گرد اپنے بازو باندھے۔ وہ اس کی دیدہ تھی، ہاں وہ بیا دیدہ ہی تھی۔ سعد خان کی نم آنکھیں دیکھ کے پری وش کے آنسو تیزی سے گالوں پہ پھسلے۔ ساحر خان نے سعد کو انکھوں سے بیا خان کو چپ کروانے کا اشارہ کیا جو اسے اب اپنے ساتھ لگائے صوفے پہ بیٹھا تھا۔ اب سب ہی صوفوں پہ بیٹھ چکے تھے، صرف ساحر خان ہی تھا جو درام کو اٹھائے کھڑا تھا اور حیرانی کی بات یہ تھی کہ درام بھی اسے خود کو نیچے اتارنے کا نہیں کہہ رہا تھا۔ نہیں تو وہ کہا برداشت کرتا تھا کہ اسے اس کے ماں باپ کے علاوہ کوئی اٹھائے۔۔ سب نے بیا خان کو بہت مشکلوں سے چپ کروایا۔ سجاول خان پلوشہ کو سینے سے لگائے، گل بہار کا سر سہلا رہا تھا۔ وہ دونوں بھی رو رو کے پاگل ہو رہی تھی۔ حیدر خان اپنی بیٹی کے ساتھ ہوئی ناانصافی کی معافی مانگ رہے تھے۔ جس پہ بیا خان نے ان کے ہاتھ پکڑتے روتے روتے داور کی اس سے بےتحاشہ محبت کا بتایا، کہ اس نے کیسے ہمیشہ پہلے دن سے ہی اسے کسی غیرت مند شوہر کی طرح رکھا اور آج بھی وہ صرف داور کی وجہ سے یہاں ہیں۔ ہویلی کے سب مکین داور خان کے بہت شکرگزار تھے۔ ساحر خان نے آسمان کی طرف دیکھتے اللہ کا شکر ادا کیا کہ اس کی بہن غلط ہاتھوں میں نہیں گئی۔ ماموں جان مجھے مورے کے پاس جانا ہے۔۔ درام خان ماں کو روتے دیکھ اپنے آنسو روکتے بھاری آواز میں بولا۔ جس پہ ساحر خان نے اس کے بال اوپر کو اٹھاتے ہاں میں سر ہلاتے اسے بیا خان کی گود میں بٹھایا اور خود بیا کے پاس بیٹھتے اسے اپنے ساتھ لگاتے چپ کروایا۔ درام نے بھی اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے بیا کے آنسو صاف کرتے اسے بابا جان کو فون کرنے کی دھمکی دی۔ جس پہ بیا خان روتے روتے جھینپ گئی اور باقی سب

پرسکون ہوتے مسکرا دیے۔ ساحر خان اپنی بہن کو پا کے بہت خوش تھا۔ ہویلی والے بھی بہت خوش تھے اور وہی پہ درام خان سب سے بے تحاشہ پیار بٹور رہا تھا۔ کبھی کوئی اُسے گود میں اٹھا رہا تھا تو کبھی کوئی۔۔۔ درام خان پلوشہ کو یہاں دیکھ حیران نہیں تھا کیوں کہ وہ پہلے سے ہی جانتا تھا کہ پلوشہ اپنے لالہ کے پاس رہتی ہے۔ آج کا دن سب نے بیا خان اور درام خان کے ساتھ گزارنا تھا۔ گل بہار چھوٹے سے درام خان کو گود میں بٹھائے اُسے گدگدی کر رہی تھی۔ وہ اپنے آنی بن جانے پہ بے تحاشا خوش تھی۔ جب کے سعد خان صبح سے درام خان کو باہر لے جا کے اپنے دوستوں کو اتنا پیارا اور ذہین سا بھانجا دکھا رہا تھا۔ درام خان ایک ہی دن میں سب کے ساتھ بہت گل مل گیا تھا۔

آخر کار آج نکاح اور مہندی کا دن بھی آ گیا۔ مہندی اور نکاح کا فنکشن بڑی ہویلی میں مشترکہ رکھا گیا۔ فارس اور ساحر کے نکاح بچپن میں ہو چکے تھے، اب صرف پلوشہ اور رایان کا نکاح باقی تھا۔ پوری ہویلی کو کسی دلہن کی طرح موتیے، گیندے اور گلاب کے پھولوں سے سجایا گیا تھا۔ ایک ساتھ کتنی ہی گاڑیاں بڑی ہویلی کے بڑے سے پورچ میں آ کے رکی۔ ہویلی کو اتنی خوبصورتی سے سجایا گیا کہ ہر کوئی ٹھٹھک کے ایک دفعہ اس خوبصورت سجاوٹ کو دیکھتا ضرور تھا۔ اس سب کے پیچھے سجاول خان اور سعد خان کا ہاتھ تھا۔ ساحر خان تو اپنی شادی پہ لاپروا بنا پھر رہا تھا۔ اُسے ان سب چیزوں سے کوئی لینا دینا نہیں تھا۔ وہ کل سے صرف بیا اور درام خان کے ساتھ لگا ہوا تھا۔ ان کی چھوٹی چھوٹی باتوں کو غور سے سن رہا تھا۔ وہی پہ لال ہویلی کو بھی بہت خوبصورتی سے سجایا گیا۔ پلوشہ اور گل بہار کے ڈھیروں شادی کے جوڑے لال ہویلی سے بھیجے گئے تھے۔ فارس خان پہلے ہی گل بہار کو اتنی شاپنگ کروا چکا تھا کہ گل بہار کی سمجھ سے باہر تھا کہ وہ کیا پہنے۔۔۔ پلوشہ سفید کھلے گرارے کے اوپر گھٹنوں تک آتی سفید کرتی (جس پہ گولڈن اور میرون گوٹے کا کام تھا) میں انتہائی دلکش لگ رہی تھی۔ ایک بازو پہ ماشاءاللہ کا بازو بند پہنا ہوا تھا۔ جب کہ سر پہ سفید دوپٹے تھا، اس پہ بھی میرون اور گولڈن کام ہوا تھا۔ لائٹ سی ڈائمنڈ جیولری اور لباس میں قدرے ہیوی دوپٹا لئے، میک اپ کے نام پہ صرف لبوں پہ میرون رنگ کی لپسٹک لگائے، وہ اپنے گول چہرے پہ ماتھا پٹی پہنے کوئی خوبصورت سی پٹھانی معلوم ہوتی تھی۔ ہر کوئی اسے خوبصورت پٹھانی کا لقب دے رہا تھا۔ جس پہ پلوشہ کے دماغ میں رایان خان کے الفاظ گونج رہے تھے۔ (ارے تم تو خان بھی نہیں ہو، جانتی ہو تمہارا باپ کون تھا؟)۔ وہ تو خان بھی نہیں تھی تو پھر سب کیوں اسے خوبصورت حسین پٹھانی بول کے اس کے زخموں پہ نمک چھڑک رہے تھے، پلوشہ خان نے ڈھیروں آنسوؤں کو خود کے اندر

اُتارا۔ ہرا خان ایک سرخ جالی دار نفیس سا دوپٹا پہلے ہی پلوشہ پہ گھونگھٹ کی صورت میں دے چکی تھی۔ ساحر، سجاول، فارس اور سعد خان مولوی کے ہمراہ پلوشہ کے کمرے میں داخل ہوئے۔ (ساحر خان رات کو ہی سجاول خان کو منا چکا تھا اور اُس کو پوری طرح سے مطمئن کیا کہ رایان خان پلوشہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ اور وہ نہیں چاہتا کہ اُس کا بھائی اُس کی شادی پہ یوں منہ لٹکائے پھرتا رہے۔ جس پہ سجاول نے مسکرا کے اُسے گلے لگایا تھا۔ ساحر خان نے اس کے ڈارک براؤن بال بکھرتے ہوئے اسے ماتھے پہ بھوسا دیتے خود میں بھینچا)۔ پلوشہ نے اپنے آنسوؤں کا گولہ حلق سے اتارتے رایان خان کو اپنے لئے قبول کیا۔ آنسوں ٹپ ٹپ اس کے رخساروں کو بھگو رہے تھے، اسے قبول کرتے پلوشہ کو اس کا ایک ایک زہریلا لفظ یاد آیا تھا۔ نکاح کے بعد سجاول خان نے آگے بڑھتے نرمی سے پلوشہ کو اپنے سینے سے لگاتے اس کے بالوں پہ اپنے لب رکھے۔ پلوشہ بھی اپنے لالہ کے گرد حصار باندھتے جی بھر کے روئی تھی۔ وہ کچھ ہی دنوں میں بڑی ہویلی والوں کو بہت عزیز ہو چکی تھی، البتہ روشنہ خان اس سے کچھ اکھڑی اکھڑی سی رہتی تھی۔ ساحر خان، سعد خان اور فارس خان نے بھی یہی عمل دہراتے اپنی گڑیا کو ڈھیر ساری دعائیں دی تھی۔

سجاول خان اور سعد خان بلیک کلر کی شلوار قمیض پہ براؤن مردانہ شال گلے کے گرد لٹکائے پاؤں میں بلیک ہی پشاوری چپل پہنے اپنے دراز قد چوڑے کندھوں اور مضبوط چٹانی سینے سے انتہائی دلکش لگ رہے تھے۔ ساحر کی چونکہ آج مہندی تھی تو اس کے بلیک کرتے پہ نفیس سی گولڈن مردانہ کڑھائی کی گئی تھی۔ وہ بلیک ہی مردانہ شال گلے کے گرد لٹکائے اپنی نیلی آنکھوں میں سرخی لیے اپنے دراز قد اور چوڑی جسامت کے ساتھ بےحد دلکش لگ رہا تھا۔ وہی پہ چھوٹا سے درام خان نے بھی بلکل ساحر خان کی طرح کی میچنگ کی تھی۔ جس پہ بیا خان پہلے ہی اس کی نظر اُتار چکی تھی۔ وہ چھوٹا سا پٹھان کالے لباس میں چھوٹی سی کالی شال گلے کے گرد لٹکائے اتنا پیارا لگ رہا تھا کہ ہر کوئی اُسے پیار کرنے سے خود کو روک نہ پاتا اوپر سے اس کی پیاری پیاری ذہین باتیں تھی کہ الامان۔۔۔

جب کے فارس خان، رایان خان اور ضرار خان سفید رنگ کے کلف لگے سوٹ پہنے، آف وائٹ مردانہ شال لیے اور پشاوری چپل پاؤں میں پہنے ایک جیسی ڈریسنگ میں اپنے دراز قد اور باڈی بلڈر وجود کے ساتھ پورے ماحول میں غضب ڈھا رہے تھے۔

رایان خان اور فارس کے کرتے پہ ہلکی سی کڑھائی تھی چونکہ ایک کا نکاح اور ایک کی مہندی تھی اسلئے ان کی ڈریسنگ تھوڑی سی منفرد کی گئی تھی۔ ضرار خان نے آج اس ہویلی میں صرف فارس اور رایان کے قسم دینے کی وجہ سے قدم رکھا۔ چونکہ ان

کی شادی تو آج یا کل ہو کے ہی رہنی تھی۔ اس لئے اپنے دل کو سمجھاتے وہ یہاں آ چکا تھا لیکن اس کی ہیزل آنکھوں میں غضب کی سرخی تھی۔ وہ سنجیدہ چہرہ لئے رایان خان کے ساتھ کھڑا تھا۔ جو داور خان سے فون پہ بات کرتے اُسے جلدی آنے کا کہہ رہا تھا۔ اب کی بار ساحر، فارس، سجاول اور سعد مولوی کے ساتھ مردان خانے میں داخل ہوتے رایان کے پاس آئے اور وہی پہ ہاشم خان اور داور خان اپنی روعب دار شخصیت کے ساتھ مردان خانے میں داخل ہوئے۔ ہاشم خان داور خان کے قسم دینے پہ آج بڑی ہویلی میں آئے تھے۔ دل سے تو وہ بھی راضی تھے، اپنے چھوٹے لاڈلے بھائی سے آج آٹھ سال بعد ملنے کو لیکن بظاہر داور خان کو یہ دکھا رہے تھے جیسے وہ داور پہ کوئی احسان کر رہے ہوں جبکہ گل بانو زنان خانے کی طرف جا چکی تھیں۔

داور اور ہاشم خان کو یہاں دیکھ کر سب حیران ہوئے تھے سوائے رایان خان کے جو اس بارے میں پہلے سے ہی واقف تھا کہ وہ آئیں گے۔ ساحر خان، حیدر خان اور مراد خان کو اپنی آنکھوں پہ یقین کرنا مشکل ہوا تھا۔ انہیں یقین نہیں تھا کہ ہاشم خان اور داور خان آئیں گے لیکن ہاں دل نے کہیں نہ کہیں ان کے آنے کا فتویٰ ضرور دیا تھا۔ داور خان اور ہاشم خان سفید کرکراتے کلف لگے سوٹ میں ملبوس تھے۔ داور خان آف وائٹ مردانہ شال گلے کے گرد لئے ہوئے تھے۔ داور خان آگے بڑھتے بڑے ہونے کا حق ادا کرتے نرمی سے مسکراتے سب کے گلے لگا۔ بہت سے ایسے راز تھے جن سے ہویلی کے تقریباً سب لڑکے واقف ہو چکے تھے۔

لالا۔۔۔ ساحر خان نے کسی ٹرانس کی کفیت میں داور خانزادہ کے گرد سختی سے اپنے ہاتھ باندھتے اسے پکارا۔ وہ اور داور بچپن میں گہرے دوست تھے۔ داور خان اس سے ایک سال بڑا تھا۔ سب اُسے لالا بولتے تھے سوائے ساحر خان کے وہ ہمیشہ اس کا نام لے کے پکارتا لیکن آج کسی ٹرانس کی کفیت میں اس کے منہ سے لالا کا لفظ ادا ہوا تھا۔ جسے سنتے داور خان کا دل دھڑکا تھا۔ داور خان سب سے بڑا ہونے کے ناطے بچپن میں سب کا اچھے سے خیال رکھتا تھا اور آج وہ 8 سالوں بعد مل رہے تھے۔ سب سے ملنے کے بعد داور نے اپنے چھوٹے سے پٹھان کو اٹھایا۔ جس سے وہ کل سے نہیں ملا تھا۔ وہی درام نے بھی باپ کو یہاں دیکھ کے خوش ہوتے اس کے گالوں پہ اپنے لب رکھتے اس کی گردن میں اپنا چہرہ چھپایا تھا۔ رایان خان نے روح تک سرشار ہوتے اپنی وشہ کو دل و جان سے اپنی شریک حیات کے طور پہ قبول کیا تھا۔ نکاح کے بعد گلے ملنے کا سلسلہ شروع ہوا۔ ساحر خان نے اس کے سر سے ڈھیر سارے نوٹ وار کے دیے۔۔۔

اب کی بار فارس خان، ساحر کو پیچھے کرتے اپنے چھوٹے بھائی سے ملا۔ جس پہ ہر وقت ساحر خان اپنا قبضہ جمائے رکھتا تھا، بدلے میں ساحر نے اُسے اپنی سرخ نیلی

آنکھوں سے گھورا۔ ضرار خان خوشدلی سے رایان خان کو نکاح کی مبارکباد دیتے اُس کے گلے ملا۔ سجاول خان نے صرف فارمیلٹی کی حد تک اسے گلے لگایا، جس پہ رایان نے حیران ہوتے اسکے گرد اپنے ہاتھ باندھے۔ جب اسے اپنی کانوں میں سجاول خان کی دھمکی بھری سرگوشی محسوس ہوئی۔

"جس دن تمہاری وجہ سے میری گڑیا کو کوئی بھی تکلیف ہوئی، رایان خان اسی دن تمہارا قتل مجھ پہ واجب ہو گا۔"

"اتنا پیار کروں گا اسے کہ اس کے وجود پہ میری شدتوں کے نشان---" ابھی رایان خان اپنی مسکراہٹ دبائے مزید بے باک ہوتا، جب سجاول خان اس کی کمر میں زوردار مکہ جھڑتے جٹھکے سے سرخ چہرہ لیے پیچھے ہوا۔ رایان خان نے اس کا سفید چہرہ شدید سرخ ہوتے دیکھ اپنا بے ساختہ امڈ آنے والا قہقہ دبایا تھا۔ سب ان دونوں جانی دشمنوں کو گلے لگتے دیکھ کے حیران ضرور تھے۔ سعد خان درام خان کے ہاتھ میں نوٹوں کی گڈی پکڑائے اسے اُٹھاتے رایان کو مبارکباد دے رہا تھا۔ درام خان نے ہنستے رایان خان پہ پیسے اچھالے۔ رایان خان نے زور سے اس کے گالوں کو چوما جسے دیکھ کے سب مسکرائے جا رہے تھے جبکہ درام خان نے منہ بنا کے زور سے اپنے گال رگڑے۔ ساحر خان مسکراتے ہوئے چھوٹے سے درام کو پیار سے دیکھ رہا تھا۔ جس سے آج اس کا ڈمپل پھر سے اپنے درشن کروا رہا تھا۔ ساحر خان نے رایان خان کا نکاح ہوتے ایک ہی جٹھکے میں ڈھیروں ہوائی فائر نکالے۔ جس پہ درام نے بھی بندوق پکڑنے کی ضد کی لیکن داور خان اُسے پیار سے پچکارتے، ساحر خان کو گھور کے دیکھ رہا تھا۔ جس نے فائرنگ کا شوشہ چھوڑا جبکہ ساحر نے اسے آنکھ مارتے سر کو خم دیا کہ اب سنبھالو اپنے بیٹے کو۔۔

نکاح کے بعد اب فارس اور ساحر کی مہندی تھی۔ ضرار خان، رایان خان، سجاول خان، سعد خان اور ان کے دوستوں نے جی بھرکے ہوائی فائرنگ اور آتش بازی کی۔ داور خان صرف درام کی وجہ سے خود کو فائرنگ کرنے سے روکے ہوئے تھا۔ نہیں تو وہ بھی ان سب کی طرح فائرنگ اور آتش بازی کا شوقین تھا۔ درام خان باپ سے ناراض ہوتے ساحر خان کے پاس آیا اور اس کی ٹانگ ہلاتے اسے نیچے جھکنے کا کہا۔ جس پہ ساحر نے جھکنے کی بجائے اسے پھر سے اٹھا لیا اور درام خان کو ابھی اپنا مطلب نکالنا تھا اسی لئے اس نے نیچے اترنے کی ضد نہیں کی۔ ماموں جان مجھے بھی گن چلانا سکھائیں نا--- درام خان معصومیت سے کیوٹ سا منہ بناتے ہوئے بولا۔ جس پہ ساحر خان نے قہقہ لگاتے اپنی گن سے چپھا کے میگزین نکالتے اسے پکڑائی، لیکن درام ایک انوکھا بچہ تھا جس نے اس پہ روٹھی نظر ڈالتے اس کی آنکھوں کے سامنے

خالی میگزین والی جگہ کی۔ جس پہ ساحر خان نے پھر سے حیران ہوتے قہقہ لگایا۔ چھوٹا سا درام اسے ہمیشہ ہنسانے کا سبب بنتا تھا۔ حیدر خان دور سے اپنے بیٹے کو ہنستے دیکھ مسکرائے، وہ کافی ٹائم بعد ایسے کھل کے ہنس رہا تھا۔

درام نہیں کرو تمہارا باپ میرا قتل کر دے گا۔۔ ساحر خان نے خود پہ داور کی غصے بھری نظریں محسوس کرتے اس کے کان میں سرگوشی کی۔ پہلے وعدہ کریں مجھے گن چلانا سکھائیں گے۔۔ درام خان نے بھی اس کان میں سرگوشی کی۔ جس پہ ساحر خان نے وعدہ کرتے اس کے گالوں پہ پیار کرتے اپنی گن پکڑنی چاہی لیکن درام نے اسے گن نہیں دی۔ وہ اپنے باپ کو گن دکھاتے روٹھی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ نظروں کا مطلب صاف تھا "کہ آپ نہ دیں گن مجھے میرے ماموں جان نے دے دی ہے"۔ جس پہ داور خان جو دل میں مسکرایا بظاہر انہیں گھور کے دیکھ رہا تھا۔۔ آج ہویلی میں ملازم تک بہت خوش تھے۔ پوری ہویلی گولیوں کی آوازوں سے تھرتھرا رہی تھی۔ لڑکیاں شدید فائرنگ کی آوازیں سنتے اپنے دلوں کو تھامے بیٹھی تھیں۔ زرلاشتہ خان (جو زنان خانے میں گل بہار کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی) چڑیا سا دل رکھتی تھی، اُسے لگا وہ اتنی فائرنگ کی آوازیں سنتے مر جائے گی۔ وہ ڈر کے ہر کسی میں چھپ رہی تھی۔ خانم بی نے غصے سے مردان خانے میں ساحر خان کو خاص ملازم کے ہاتھ پیغام پہنچایا کہ ہویلی میں فائرنگ بند کروائیں اور اپنے شوق جا کے ڈیرے پہ پورے کریں۔ ورنہ کہیں زرلاشتہ خان کی ڈرتے ڈرتے طبیعت نہ بگڑ جائے۔ جس پہ ملازم نے ساحر کے پاس جاتے زرلاشتہ کی جگہ آپ کی منکوحہ بول کے اسے پیغام پہنچایا۔ ورنہ کوئی بعید نہیں تھی کہ ساحر خان اپنی بیوی کا نام اس کے منہ سے سنتے اس کی زبان کاٹ دیتا۔۔ فارس خان کب سے سب کو فائرنگ کرنے سے منع کر رہا تھا لیکن ساحر خان ضد سے کسی کو بھی رکنے نہیں دے رہا تھا۔ اب کی بار اس ملازم کی بات سنتے ساحر خان (جو کب سے اپنے بھائیوں اور دوستوں کو آتش بازی اور فائرنگ کرتے دیکھ کے محضوظ ہو رہا تھا) کو اپنی جان سے پیاری نازک منکوحہ کا خیال آیا، جو صدا کی ڈرپوک تھی۔ اس نے سب کو فائرنگ سے منع کرتے آدھی رات کو ڈیرے پہ جا کے یہ سب کرنے کا منصوبہ بنایا۔ ساحر خان خود فائرنگ اور آتش بازی کا بے حد شوقین تھا، صرف اپنی منکوحہ کی حالت کے پیش نظر یہ سب رکوا رہا تھا۔ اس سے قدرے فاصلے پہ کھڑے فارس خان نے بھی ملازم کے پیغام کی سرگوشی سنی اور اب وہ ساحر کو دیکھ کے تاسف سے سر ہلا رہا تھا۔ جو کب سے اس کی بات سننے کی بجائے ضد لگائے جا رہا تھا۔۔ فارس خان زرلاشتہ کے ہر ڈر سے اچھی طرح واقف تھا۔ اسی لئے سب کو منع کر رہا تھا لیکن وہ ساحر خان ہی کیا جو فارس خان کو جیتنے دے۔ لیکن اس کی بہن کے آگے وہ ہمیشہ ہار جاتا تھا اس بات کا اقرار فارس خان نے دل میں کیا۔۔ سب لڑکوں نے ساحر کی ڈانٹ سنتے اپنی اپنی گنز سائیڈ پہ رکھ دی۔۔۔

KOH NOVELS-URDU

داور خان نے اپنے روٹھے ہوئے بیٹے کو ساحر خان کے کندھوں سے پکڑتے خود سے لگایا۔ وہ دل میں ساحر کو ڈھیر ساری گالیاں دے رہا تھا۔ جو پہلی ہی ملاقات سے اس کے بیٹے کا فیورٹ بن چکا تھا اور آج اسی کی وجہ سے وہ اپنے باپ سے روٹھا ہوا تھا۔ میں درام خانزادہ کو گن لے کے دوں گا اس کی پسند کی جب وہ اٹھارہ سال کو ہو جائے گا پرامس۔۔۔ داور خان پیار سے کان میں ہلکے سے سرگوشی کر تے اسے منا رہا تھا۔

What?? You mean after 14 years!!۔۔۔

درام چیخا جس پہ داور نے اسے آنکھیں دکھائی۔۔۔ آپ نہ ہی لے کے دیں مجھے گن میں اپنے ماموں جان سے لے لوں گا۔ ویسے بھی انہوں نے مجھ سے وعدہ کیا ہے وہ مجھے گن چلانا سکھائیں گے۔۔ درام خان منہ بناتے بولا جس پہ داور خان ماموں بھانجے کا دو دنوں کا پیار دیکھ کے رہ گیا۔ اب کی بار سب فارس خان اور ساحر خان پہ پیسوں کی بارش کر رہے تھے۔ چھوٹا سا درام خان جی بھر کے باپ کا پیسہ اڑا رہا تھا۔ فارس خان اور ساحر خان اپنی روعب دار شخصیت اور سحرزدہ نیلی اور سبز آنکھوں کے ساتھ پورے ماحول پہ چھائے ہوئے تھے۔ رایان خان اس وقت اپنے نکاح کو بھولے، اپنے دونوں بھائیوں کی مہندی جی بھر کے انجوائے کر رہا تھا۔ وہ رات میں تفصیل سے اپنی منکوحہ سے نپٹنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔ سب مہندی کی رسم کیلئے اصرار کر رہے تھے لیکن فارس اور ساحر نے انہیں ان سب چونچلو ں سے منع کر دیا۔ تیز آواز میں جو ڈھول پہلے بج رہے تھے، وہ بھی ساحر خان نے زرلاشتہ کے ڈر کے خیال سے ہویلی سے باہر ڈیرے پہ بھجوا دیے۔

سعد خان منہ بناتے ساحر اور فارس خان سے ناراض ہو رہا تھا کیونکہ وہ مہندی کی رسم کرنا چاہتا تھا۔ جس پہ ساحر خان بے باکی سے قدرے اونچی بھاری آواز میں بولا کہ وہ پہلے یہ رسم اپنی بیوی کے ساتھ کرے گا۔ پھر کوئی بھی اس کے ساتھ یہ رسم کر سکتا ہے۔ جس پہ فارس خان نے غصے سے پاس پڑا ہلدی سے بھرا پیالہ ساحر خان کے چہرے پہ اچھالا لیکن ساحر خان نے بجلی کی سی تیزی سے اپنا چہرہ پیچھے کیا، جس سے اس کے کالے کرتے کے بازوؤں پہ اپٹن کی چھینٹیں پڑی تھیں۔ ساحر کی آنکھیں غصے سے لال ہوئی تھیں۔ سب دم سادھے ان کو دیکھ رہے تھے کہ اب کون سی نئی لڑائی شروع ہونے والی ہے۔ رایان خان نے بیزاری سے دونوں کو دیکھا جو اپنی مہندی والے دن بھی ایک دوسرے کو چڑائے بغیر اور دوسروں کو ہارٹ اٹیک دیے بغیر نہیں رہ سکتے تھے۔ وہ اب ساحر خان کی بے باکی کا اچھی طرح سے عادی ہو چکا تھا کیوں کہ وہ خود بے باکی میں ساحر خان کی کاپی تھا۔ ساحر خان نے بھی بدلے میں اپٹن کا باول فارس خان کے چہرے پہ پھینکا۔ جس کے چھینٹیں فارس کے سفید سوٹ پہ گرے کیونکہ وہ بھی اپنا چہرہ بچا چکا تھا۔ صرف گالوں پہ تھوڑے سے چھینٹے گرے

KOH NOVELS URDU

تھے۔ وہ دونوں جو سب کو مہندی کی رسم نہیں کرنے دے رہے تھے، خود ہی ایک دوسرے کی اچھے سے رسم کر چکے تھے۔ پلوشہ، بیا، زرلاشتہ اور گل بہار، زرش، پری وش اور ہرا خان کے زور ڈالنے پہ ہویلی کے اس کمرے میں آئی جہاں سے مردان خانے کا سارا منظر نظر آتا تھا لیکن یہاں سے زنان خانہ نظر نہیں آتا تھا۔ وہ کب سے یہاں کھڑی ان سب کی حرکتیں دیکھ رہی تھیں۔ ان کے ساتھ دوسری کزنز اور کچھ سوات کی عورتیں اور لڑکیاں بھی موجود تھیں۔ زرلاشتہ خان ساحر خان کی بے باک بات پہ کانوں کی لوں تک سرخ پڑی کیوں کہ ساحر خان کی آواز قدرے اونچی تھی اور مردان خانے کی کھڑکی بھی ان کے بالکل پاس تھی۔ جہاں زنان خانے کی طرف سے دیکھا جا سکتا تھا، وہ شیشہ ہی ایسا تھا کہ مردان خانے میں موجود مرد آنکھیں لگا کے بھی وہاں کسی کی موجودگی محسوس نہیں کر سکتے تھے۔ جب کہ باقی سب زرلاشتہ کو چھیڑنے میں لگ چکی تھیں اور وہ معصوم دھڑکتے دل کے ساتھ بار بار نظریں جھکا رہی تھی جیسے ساحر اس کے سامنے ہو۔ رایان خان کو دیکھ کے پلوشہ کا دل بے ساختہ پہلو میں دھڑکا۔ وہ پلوشہ کو دنیا کا حسین ترین مرد لگ رہا تھا اور اسکے ہنسنے سے اسکے نچلے لب کا تل بھی کسی جگنو کی طرح جگمگا رہا تھا۔ پری وش بلیک میں، جب کے بیا خان گرین اور ہرا خان بیلو کلر کے لہنگے کرتی پہنے آسمان سے اُتری پریاں لگ رہی تھیں۔ جب کے زرش (جس نے آج پہلی بار اپنے فارس لالہ کی شادی کے لئے لہنگا خریدا تھا) بہت مشکل سے اسے سنبھالے پھر رہی تھی۔ وہ کبھی اتنی خالص ایسٹرن ڈریسنگ نہیں کرتی تھی لیکن وہ اس خوبصورت نارنجی اور گولڈن لہنگے میں بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔ البتہ اس کی آنکھیں اُداس اور سوجھی ہوئی تھیں، جیسے ساری رات روتی رہی ہو لیکن سب کے پوچھنے پہ اس نے سر درد کا بہانہ بنایا تھا۔ جب کے زرلاشتہ اور گل بہار جو گرین، بیلو اور نارنجی رنگ کے امتزاج کا لہنگا کرتی زیب تن کیے ہوئے تھی۔ لائٹ سے میک اپ میں موتیے اور گیندے کے پھولوں کی جیولری اور ماتھا پٹی پہنے بے تحاشہ حسین لگ رہی تھیں۔ وہ دونوں کبھی ایک دوسرے کو دیکھتی تو کبھی اپنے شوہروں کو جو ایک دوسرے پہ اپٹن کا باول الٹ چکے تھے۔

ابھی فارس خان ساحر کا گریبان پکڑ کے اُسے ہمیشہ کی طرح مکا جھڑتا، جب سعد خان اور رایان نے آگے بڑھتے انہیں ایک دوسرے سے الگ کیا۔ ضرار اور داور خان چونکہ ان دونوں کی ایسی لڑائی پہلی بار دیکھ رہے تھے، اسی لئے وہ اپنی حیرت کو چھپانے کی ناکام کوشیش کر رہے تھے۔ سعد خان اب کی بار ساحر اور فارس کے درمیان بیٹھ کے انہیں گھور رہا تھا۔ اب اگر آپ دونوں نے کوئی بھی لڑائی کی نہ لالا تو میں آپ دونوں کی رخصتی کینسل کروا کے کل اپنی بیوی رخصت کروا لوں گا۔ اس کے معصومیت اور غصے بھرے لہجے میں انگلی اٹھا کے کہنے پہ سب کا مشترکہ قہقہ گھونجا۔ جب کے پری وش جو کب سے بڑے جوش سے اپنے لالا کو لڑتے دیکھ رہی

تھی، سعد خان کی بات پہ شرم سے سرخ ہوتے منہ پہ ہاتھ رکھ گئی۔ سعد نے ٹشو پکڑتے فارس اور ساحر کا چہرہ صاف کیا، اب باری باری سب بڑے رسم کر رہے تھے۔ رایان خان نے رسم کرتے ساحر خان کی تیل سے چڑ جانتے ہوئے اس کے منع کرنے کے باوجود جی بھر کے اسے تیل لگایا اور اپنی دونوں ہتھیلیوں پہ اپٹن لگاتے ساحر خان کی بھوری گھنی بیرڈ پہ اچھی طرح سے ملا، پھر اسے کیک کھلانے کے لئے اس کے سامنے کیا۔ جس پہ ساحر نے اسے گھورتے اپنا تھوڑا سا منہ کھولا لیکن رایان نے اسے کھلانے کی بجائے کیک فارس خان کے ہونٹوں کے پاس کرتے اسے کھلا دیا۔ درام خان اس کی حرکت پہ کھلکھلا کے ہنسا جبکہ داور خان اپنے بیٹے کو اتنا خوش دیکھ اندر تک سرشار ہوتے دل میں ماشاءاللہ بولتے اسکی نظر اتار رہا تھا۔ ساحر خان نے زور سے اس کی کمر پہ مکا جھڑا اور رایان خان کا قہقہ گھونجا۔ جس پہ پلوشہ خان نے آج بھی اس کے نچلے لب کے تل کو مبہوت ہو کے دیکھا۔ لیکن ساحر خان کی اس کے کان میں کی گئی اگلی سرگوشی پہ اس کا چہرہ سرخ پڑا۔ اٹس اوکے میں ویسے بھی تمہاری بہن اور اپنی بیوی سے کیک کھانا اور اسے اپنے انداز میں کھلانا چاہ رہا تھا۔ ساحر خان نے نچلا لب دباتے رایان کے کان میں بےباک سرگوشی کی جو صرف رایان خان ہی سن سکتا تھا۔ اب کی بار رایان کا سرخ چہرہ دیکھتے ساحر کے قہقے لگانے کی باری تھی۔ ساحر خان سکون سے ریلیکس انداز میں رایان کو مزید زچ کرنے کے لئے اس کی آف وائٹ شال کو پکڑتے اپنی اپٹن سے بھرا چہرہ صاف کر رہا تھا۔ جس پہ رایان خان اپنی شال چھڑواتے چیختے وہاں سے اٹھا۔ سب لڑکیاں حیرت سے لڑکوں کو مردان خانے میں دیکھ رہی تھیں، جو لڑکیوں سے زیادہ انجوائے کرنے کا فن رکھتے تھے۔ اب کی بار داور، سجاول اور ضرار نے بھی تھوڑے سے شوخ طریقے سے رسم کی۔ جب کے زرش اپنی ہیزل آنکھوں میں ڈھیروں اُداسی اور نمی لئے اس بے حس ڈارک براؤن آنکھو ں والے کالے لباس میں ملبوس شہزادے کو دیکھ رہی تھی۔ جب سجاول نے درام خان کو اٹھاتے اس کی کسی بات پہ ہنستے اپنے سلکی ڈارک براؤن بالوں میں ہاتھ پھیرا تھا۔ بے ساختہ اس کی خوبصورت سی ہنسی پہ زرش خان کا دل دھڑکا۔ اس نے آج پہلی دفعہ اسے یوں ہنستے ہوئے دیکھا۔ وہی بیا خان نے اپنی بہنوں کے اتنے پیارے نصیبوں پہ ان کے ماتھے پہ پیار سے لب رکھتے انہیں ہمیشہ خوش رہنے کی دعا دی۔

سعد خان (جو کہ ہمیشہ سے ہر کام انوکھے طریقے سے کرتا تھا) نے ان کے بالوں میں تیل لگانے کی بجائے اپنے کالے کرتے کی جیب سے چھوٹی سی کنگھی نکالی اور اسے اچھی طرح سے ہلدی میں ڈبو کہ پہلے ساحر اور پھر فارس کے بالوں میں پھیرا یوں کہ ان دونوں کے خوبصورت بال بدصورت رنگ میں رنگ چکے تھے، لیکن وہ دونوں پھر بھی بے تحاشہ خوبصورت لگ رہے تھے۔ دونوں نے غصے سے سعد خان کو دبوچا،

KOH NOVELS URDU

لیکن وہ ہنوز ان دونوں کے درمیان معصومیت سے انہیں دیکھ رہا تھا۔ اس کی معصومیت پہ دونوں نے چھوٹے خان کو چھوڑتے موقع دیا لیکن اب کی بار سعد خان نے حد کرتے سامنے پڑا کیک ان کو کھلانے کی بجائے اپنی ہتھیلی پہ لگا کے ان دونوں کی گالوں پہ ملا۔

چھوٹے خان ن! فارس اور ساحر بیک وقت غصے سے چیختے اس پہ لپکے لیکن ضرار خان بروقت قہقہ لگاتے سعد کو اپنے پاس کھینچ چکا تھا۔ ضرار خان کی ہیزل آنکھوں میں کچھ دیر پہلے جو غصے کے باعث سرخی تھی، وہ اب مدھم ہو چکی تھی۔۔ مردان خانے میں سب کے قہقے گونج رہے تھے۔ جب کہ سب کے رسم کرنے کے بعد فارس خان اور ساحر خان نے سکون کا سانس لیتے مردان خانے کے کمرے کی طرف رخ کرتے اچھی طرح سے شاور لیتے پھر سے وہی کپڑے پہنے کیونکہ ابھی انہیں اپنی اپنی بیویوں سے ملنا تھا۔

اب کی بار زرش نے اپنی اداسی سائیڈ پے رکھتے اپنی بہنوں کی شادی کو ٹھیک سے انجوائے کرنے کا ارادہ کرتے، سب لڑکیوں کے درمیان ہنگامہ کیا کہ جب تک لالا لوگ یہاں رسم کرنے نہیں آ جاتے ہم لوگ ڈانس کرئیں گیں۔ وہ سب لاونج میں آ گئی جس پہ خانم بی نے ان کو منع کیا لیکن پری وش نے بھی زرش کا ساتھ دیتے موبائل کو بلوٹوتھ سے کنیکٹ کرتے میوزک آن کیا تھا۔ زرش اور پری وش کسی پشتو گانے پہ ہلکا ہلکا رقص کر رہی تھیں، جب کہ باقی سب ہلکی ہلکی تالیاں بجا رہے تھے۔ زرلاشتہ اور گل بہار کی بیٹھ بیٹھ کر کمر اکڑ چکی تھی لیکن ساحر اور فارس یہاں پر آنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔ چونکہ سب کے کہنے پہ مشترکہ مہندی تھی تو ان کے زنانہ خانے میں آنے پر ہی سب نے لڑکیوں کی رسم شروع کرنی تھی۔ وہ الگ الگ پھولوں سے سجائے گئے جھولوں پر بیٹھی ہوئی تھیں۔

جب کہ اب کی بار پلوشہ بھی اپنا نکاح بھولے زرش اور پری وش کے ساتھ مل کر خوب انجوائے کر رہی تھی۔

پلوشہ اور پری وش ڈولکی بجاتے کوئی پشتو گانا گا رہی تھی۔

بی بی شیرینی زړای ګلی را باند ی وا

چوہ سورشال جوړہ لاسونہ بی بی شیرینی

KOH NOVELS - URDU

بی‌بی شرینی جان منی شور ایمانا

جان و جانانی و چه مهربانی بی بی شیرینی

یا می ده زانهه ده سره زان که،یا می سور شا ل که

او چه دی پروت په زولفو یمه، بی‌بی شیرینی

جب کہ زرش اپنے دوپٹے سے بے نیاز رقص کرنے میں مصروف تھی۔ سجاول خان جو اپنے کمرے سے فون لینے جا رہا تھا، سامنے لاونج کے بیچ و بیچ زرش خان کو یوں دوپٹے سے بے نیاز سینے سے فٹ سی کرتی میں رقص کرتے دیکھ کے ٹھٹھکا تھا۔ رقص کرتے اس کے نشیب و فراز نمایاں ہو رہے تھے۔ سجاول خان نے نظروں کا زاویہ بدلا، لیکن پتہ نہیں کیوں اسے زرش خان کا یوں بے دھڑک رقص کرنا دل میں آگ لگا چکا تھا۔ اسے اس کا یوں لڑکیوں کے سامنے ڈانس کرنا نہ بھایا تھا۔ کجا کہ اگر کوئی اور مرد اسے یہاں سے گزرتا دیکھ لیتا تو؟ اسی سوچ پہ سجاول خان کا غصہ ساتویں آسمان پہ پہنچا۔ یہ کیا تماشا ہے؟ سجاول خان غصے سے غرایا۔ جس پہ سب دم سادھے رکی تھیں، ہرا خان نے جلدی سے میوزک بند کیا۔ جب کہ زرش نے آیبرو اٹھاتے سجاول کے غصے کو ملاحظہ فرمایا۔

کیا مطلب؟ کیا تماشا ہے؟ کیا لڑکیاں انجوائے نہیں کر سکتی؟ زرش اس کی طرف آتے تنک کے مضبوط لہجے میں بولی، جب کہ پری وش اور پلوشہ نے سجاول کو غصے میں دیکھتے زرش کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور ہرا خان نے اس پہ دوپٹہ اچھالا۔ یوں بےدھڑک ہو کے رقص کرنے کو تم انجوائے کرنے کا نام دے رہی ہو؟ سو ملازم آج یہاں وہاں گھوم رہے ہیں، سامنے سے کھڑکیاں تم لوگوں نے کھول رکھی ہیں، یہ کیا تماشا لگا رکھا ہے یہاں؟ سجاول خان مزید غصے سے دھاڑا۔ اس کے دھاڑنے پہ زرش ایک پل کو خوفزدہ ہوئی، اس دن اس کا بے حسی سے تھپڑ مارنا شدت سے یاد آیا، لیکن پھر وہی ازلی بے نیازی اور انا آڑے آگئی۔

خود پہ کبھی غور کیا ہے تم مردوں نے؟ آدھی آدھی رات تک ڈیرے پہ طوائفوں کو بلوا کے ان کے رقص دیکھتے ہوئے تم لوگوں کی غیرت کہاں جاتی ہے؟ زرش ایک بولڈ

لڑکی تھی، جسے اب تک ٹھیک سے اپنے خاندان کے اصولوں کا ہی نہیں پتا تھا۔ اس کی بات پہ سب عورتوں نے منہ پہ ہاتھ رکھے، جب کہ سجاول خان نے غصے سے بےقابو ہوتے اس کے جبڑے کو زور سے اپنے ہاتھ میں دبوچا۔ بکواس بند کرو اپنی! میری بہنوں کے سامنے تمہیں یہ بے باک اور فضول گفتگو کرتے شرم نہیں آ رہی؟ وہ پھر سے دھاڑا۔ جس پہ زرش خان کی ہیزل رنگ آنکھوں میں نمی امڈی لیکن اس نے لب کاٹتے اپنے آنسوں گالوں پہ بہنے سے روکے۔ زرش کی ہیزل آنکھوں میں پانی دیکھتے سجاول خان کا دل ڈوب کے اُبھرا۔ پلوشہ جلدی سے بھاگتی سجاول کے پاس آئی اور اس کے ہاتھ کو پکڑے اسے اِلتجایا دیکھا۔ سجاول خان نے ایک نظر پلوشہ پہ ڈال کے دوسری نظر زرش خان کو دیکھتے بے ساختہ اپنے ہاتھ کی گرفت ڈھیلی کرتے، میوزک سسٹم کو ایک جٹھکے میں نیچے پھینکتے اپنے کمرے کی راہ لی، زنان خانے کے لاؤنج میں خاموشی چھا گئی۔ (تینوں ہویلیوں کے مردوں نے آج تک ڈیرے پہ عورتوں کو بلوا کے ان کا رقص نہیں دیکھا تھا۔ یہ ان تینوں خاندانوں میں اصول تھا، وہ دوسروں کی عزت کو اپنی عزت سمجھتے تھے۔ اسی لئے سجاول کو اس کی بات ناگوار گزری لیکن زرش نے چونکہ سن رکھا تھا کہ ڈیروں پہ یہی کچھ ہوتا ہے، اسلئے وہ غصے میں بول گئی۔ جس پہ وردہ خان اس سے غصہ تھی کہ وہ ضرار کی بے جا ڈیل کی وجہ سے انتہا کی ضدی اور منہ پھٹ ہو چکی ہے۔ اس کی بات پہ انہوں نے کتنی شرمندگی اٹھائی لیکن زرش خان اپنے آنسوں کو ہنوز گالوں پہ بہنے سے روکتے اپنے نچلے لب کو کاٹتے اپنی ماں کو بولی کہ اُسے ابھی اور اِسی وقت اپنی ہو یلی جانا ہے۔ اُسے لگا جتنا وہ اس بے حس انسان کا سامنا کرے گی اتنی ہی کمزور ہوتی جائے گی)۔۔

سجاول خان اپنے کمرے سے فون لے کے آ چکا تھا اور اس کی ضد ایک نظر ملاحظہ کرتے کب کا وہاں سے جا چکا تھا۔ وردہ خان نے بہت منتوں سے اپنی بیٹی کو واسطے دے کے رسم تک یہاں رکنے کا کہا اور ابھی جو کچھ بھی ہوا وہ ضرار خانزادہ کو بتانے سے منع کیا۔ وہ جانتی تھی ان کی اناپرست اور ضدی باتوں کو وہ دل پے لے چکی ہوگی۔ لیکن وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ یہی شخص ان کی ضدی اور انا پرست بیٹی کی عزت نفس بہت پہلے بری طرح روندھ چکا ہے۔

اب کی بار خانم بی کے بار بار پیغام پہنچانے پہ بالآخر تینوں ہویلیوں کے لڑکے زنان خانے کی طرف آئے۔ وہ بھرپور جوان مرد اپنے دراز قد کے ساتھ چہرے پہ سنجیدگی لئے اپنی روعب دار شخصیت کے ساتھ اکٹھے زنان خانے میں داخل ہو رہے تھے۔ وہی زرمینہ، نگینہ، گل بانو اور وردہ خان نے اپنے شہزادوں کو دیکھ کے بےساختہ ماشاءاللہ بولا۔ بہت سی لڑکیوں کا مرکز ضرار خان بنا جسے سب نے تقریباً پہلی بار یہاں دیکھا

تھا۔ باقیوں کو تو سب ہی جانتے تھے لیکن یہ خوبصورت ہیزل آنکھوں والا پٹھان سب کو بہت دلکش لگا۔ زرش نے سجاول کو دیکھتے نگاہوں کا زاویہ بدلا، اس کا نگاہیں پھیرنا جسے سجاول خان بھی محسوس کر چکا تھا۔ پتہ نہیں کیوں اس کا اٹیٹیوڈ سجاول خان کو ایک آنکھ نہیں بھایا۔ وہ اس کی نظروں میں رہنے کا عادی تھا اور اس واقعے کے بعد پچھلے ایک ہفتے سے زرش آفس نہیں آ رہی تھی۔ اب یوں اس سے نگاہیں پھیر گئی جس سے سجاول خان بے چین ہوا۔

وہ سب لڑکے جس سنجیدگی اور روعب سے آ کے بیٹھے۔ کہیں سے پتہ نہیں چل رہا تھا کہ وہ ابھی مردان خانے میں کیا کیا حرکتیں کر کے آئے ہیں۔ ساحرخان اور فارس خان اچھی طرح سے رگڑ رگڑ کے اپنے اپنے بال اور منہ دھو کے آئے تھے۔ جب کہ رایان خان کی شال جو ساحر خان نے اپنا اپٹن صاف کر کے خراب کر دی، اُسے اب کمرے سے اپنی آف وائٹ شال منگوا کے دی، جسے اپنے گلے میں ڈالتے رایان نے دل جلانے والی مسکراہٹ سے سجاول کو دیکھا، جو ہمیشہ ان کے رومینس پہ غصے میں رہتا تھا۔ اُسے ساحر خان کا رایان خان کو اتنی توجہ دینا انتہائی ناگوار گزرتا تھا۔۔۔

"عشقِ ستم ۔۔۔ قسط 25"

داور خان زرمینہ خان اور نگینہ خان سے ملتے، خوشدلی سے روشنہ خان اور ورده خان سے بھی ملا۔ جب کہ باقی سب لڑکیوں کے سروں پہ اس نے ہاتھ رکھتے انہیں بھائیوں والا مان بخشا اور اپنی بیوی کو گہری نظروں سے دیکھا۔ جو شاید کل سے رو رو کے اپنی آنکھیں پھر سے سوجھا چکی تھی اور درام نے بھی ماں کے رونے کی شکایت باپ کو لگائی۔ سب سے مل کے وہ بیا خان کے پاس جا کے بیٹھا، جو ایک نظر اسے مسکرا کے دیکھنے کے بعد نظریں جھکا چکی تھی۔ وہ اس وقت لہنگے میں کتنی خوبصورت اور دلکش لگ رہی تھی کوئی داور خان سے پوچھتا۔ درام خان بھی دوسری طرف سے اپنے بابا جان کے پاس آ کے بیٹھا۔ وہ ایک ساتھ بیٹھے ایک خوبصورت سی فیملی لگ رہے تھے۔۔۔ سب انہیں دیکھ کے ماشاءاللہ بول رہے تھے۔ بیا نے ہاتھ بڑھاتے، درام خان کے گلے سے کالی شال نکال کے اپنی گود میں رکھی۔ اُسے اپنا بیٹا اتنا پیارا لگ رہا تھا کہ وہ نہیں چاہتی تھی کہ اُسے اسکی اپنی یا کسی دوسرے کی نظر لگے۔ ایسا کرتے وہ داور خان کے کچھ نزدیک ہوئی جو اُسے گہری نظروں سے دیکھے جا رہا تھا۔ آج تو خود میرے بیٹے کو کالا لباس پہنایا ہے، اب اگر اسے نظر لگی نا تو پھر مجھ سے ناراض مت ہونا۔۔۔ داور خان اس کے کان میں سرگوشی کرتے بولا تھا۔ میں نے کب؟ وہ

تو چھوٹے خان نے ضد کی کہ درام بھی ان سب کے ساتھ میچنگ کرے گا۔ میرے منع کرنے کے باوجود اسے شوپنگ پہ لے کے گیا اور پھر خود ہی تیار بھی کر دیا۔ بیا خان درام کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے اسے جواب دے رہی تھی، جو اپنے بابا جان کے آئی فون پہ سب کی ویڈیو ریکارڈ کر رہا تھا۔ لیکن پتا نہیں اُس کے دل میں کیا سمائی جو باپ کا فون اُس کی گود میں رکھ کے وہ منہ بنا کے گویا ہوا۔ بابا جان مجھے بھی نیا موبائل لے کے دیں۔ وہ دونوں سرگوشیوں میں باتیں کر رہے تھے جب درام کی آواز ان کے کانوں میں پڑی۔ اوکے بابا کی جان ماموں کی شادی ختم ہو لینے دو پھر لے کے دو گا۔ داور اس کے بال ماتھے سے پیچھے کرتے اسے اپنی گود میں بٹھاتے بولا۔

نہیں ابھی درام چھوٹا ہے نا ابھی نہیں۔۔ بیا خان نے دونوں باپ بیٹے کو سمجھانا چاہا، جس پہ درام نے روٹھی نظروں سے باپ کو دیکھا۔

میں بچہ نہیں ہوں بابا جان! مجھے ابھی موبائل چاہیے، وہ ضدی لہجے میں بولا۔ درام دیکھو ابھی تو ایونٹ چل رہا ہے نا۔ میں اپنے بیٹے کو کل تک لے دوں گا پرامس۔ داور ہنوز پیار سے بولا جب کہ بیا پیار سے اپنے شوہر کو دیکھ رہی تھی جسے ہر رشتہ اچھے سے نبھانا آتا تھا۔ آج بیا کو داور پہ بے انتہا پیار آ رہا تھا، وہ صرف اس انسان کی وجہ سے اپنے ماں باپ، بہن بھائیوں سے ملی تھی۔

بابا جان مجھے ابھی چاہئے، وہ بھی نیو ماڈل کا آئی فون رایان چاچو جیسا۔ درام باپ کے سفید کرتے کے بٹنز کے ساتھ کھیلتے، کیوٹ سا منہ بناتے ہوئے بولا۔ درام میرا پیارا بیٹا۔۔ ابھی داور اُسے مزید پچکارتا، جب بیا نے درام کو آنکھیں دکھاتے اسے جھڑکا۔ درام فضول میں ضد نہیں کرتے۔ بابا بول رہے ہیں نا، کل لے دیں گے۔ بیا تھوڑے سخت لہجے میں بولی۔ اُسے درام کو کبھی کبھی ڈانٹنا پڑتا جب وہ بے تحاشہ ضد کرتا تھا۔ بس اسی بات کی دیر تھی اور درام خان کی کرسٹل گرے آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو چمکے تھے۔ اُس نے سب سے اپنے آنسو چھپانے کے لیے باپ کی گردن میں چہرہ چھپایا۔ درام بہت کم روتا تھا اور اب بھی اُسے پتا نہیں کیوں رونا آ رہا تھا۔ وہ خود سمجھ نہیں پا رہا تھا۔ بیا... درام کو ایسے ڈانٹنے پہ داور نے بو کھلاتے ہوئے اسے پکارا اور اپنے لاڈلے بیٹے کے چہرے کو اپنی گردن سے باہر نکالنا چاہا جو ہنوز اس کی گردن میں منہ گھسیرے ہوئے تھا۔

اچھا ہم چل رہے ہیں درام کا فون لینے، پہلے میرا شیر اپنے گندے آنسو تو صاف کرے... داور خان اس کے کان میں پیار سے بول رہا تھا، جب ضدی سے درام خان نے اس کی گود سے اکڑتے ہوئے نکلنا چاہا۔ داور نے اسکے آنسوؤں سے بھرے گالوں کو چوما، جب اس نے اپنا چہرہ جٹھکتے پیچھے کیا۔ ساحر خان کی اچانک نظر بیا، درام اور داور پہ پڑی، جو کونے والے صوفے پہ بیٹھے ایک خوبصورت سی فیملی لگ

KOH NOVELS URDU

رہے تھے۔ اس کی نظر جب داور کی گردن میں چہرہ چھپائے درام پہ پڑی (جس کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو تھے) وہ تیزی سے ان کے پاس آیا۔ اس کا چھوٹا سا بانجھا کیوں رو رہا تھا، جسے ہر وقت اپنے امپریشن کی فکر لگی ہوتی تھی؟ ساحر خان نے پریشان ہوتے سوچا۔ وہ تیز قدم اٹھاتے ان تک گیا۔ درام!! میرا بچہ ... ساحر خان نے اسے داور خان سے پکڑتے اپنے سینے سے لگایا۔ دوار خان خود بیٹے کا بھیگا چہرا دیکھ پریشان ہوا تھا۔ کیا ہوا ہے اسے؟ ساحر خان نے داور خان کو دیکھتے وجہ پوچھی، جس پہ اس نے درام کی فون کیلئے ضد اور بیا کی ڈانٹ کا بتایا۔ بس اتنی سی بات اور میرا بیٹا ایسے رو رہا ہے؟ ہم ابھی ارجنٹ آرڈر کر لیتے ہیں درام کا فون۔۔ ساحر خان نے اس کا خوبصورت بھیگا چہرہ صاف کرتے، اس کے گالوں پہ پیار کیا۔ جس پہ درام نے رویا رویا سرخ و سفید چہرہ لیے روٹھی ہوئی نظر ماں باپ پہ ڈال کے ساحر خان کے گلے میں بازو ڈالے۔ وہ آج کل ساحر خان کا لاڈلا بنا ہوا تھا۔ آرڈر کرنے والا خیال داور کے دماغ میں کیوں نہیں آیا، اُس نے خود کو کوسا اور ساحر سے درام کو پکڑتے لینا چاہا۔ جب اُس نے ساحر خان کی گردن میں اپنا چہرہ چھپایا، وہ اپنے ماں باپ سے ناراض ہو چکا تھا۔ بیا کے مطابق اُسے نظر لگی تھی اور آج درام کو واقعی بہت بری نظر لگی تھی۔ اسی لئے وہ بات بات پہ ضد کر رہا تھا۔ درام خان کی حرکت پہ ساحر خان دوار کو دیکھ کے قہقہ لگاتے اسے لیے پاس پڑے صوفے پے بیٹھا۔۔ اپنی جیب سے فون نکال کے اس کی پسند کا فون آرڈر کر کے دیا۔ جس پہ درام کے آنسو تو خشک ہو چکے تھے لیکن کھڑی ناک ابھی تک گلابی تھی اور اوپر سے تضاد اس کی کرسٹل گرے آنکھوں میں سرخ ڈورے تھے۔ اُس نے پیار سے اپنے ماموں جان کے ڈمپل والے گال پہ لب رکھے۔۔۔ میرا شہزادہ بیٹا۔۔ ساحر خان نے اسے زور سے اپنے سینے میں بینچھا۔ سب ہویلیوں کے لڑکے صوفوں پہ بیٹھے اور اب ان ماموں بھانجے کے پیار کو دیکھ سب مسکرا رہے تھے۔۔

ماموں جان اگر آپ کی بیٹی کے گال پہ آپ جیسا ڈمپل ہوا تو درام اُس سے شادی کر لے گا۔۔ درام کے دل میں پتا نہیں کیا سمائی جو ساحر خان کے ڈمپل کو دیکھ اُسے اپنی شادی یاد آئی تھی۔ ساحر خان کو اپنی نازک جان بیوی کا خیال کرتے بے ساختہ کھانسی کا دورہ پڑا۔ اس نے درام کی بات پہ داور خان کو دیکھا، نظروں کا مطلب صاف تھا "یہ سکھا رہے ہو اپنے بیٹے کو"۔ جب کہ درام کی بات سنتے سب نے حیرانگی سے قہقہ لگایا۔ کسی کو بھی یقین نہیں تھا کہ وہ اپنے سب سے اتھرے ماموں سے یہ بات کہہ ڈالے گا، جب کہ داور خان نے لب کاٹتے بیا کو دیکھا جو آنکھیں پھاڑے درام کی بات سن رہی تھی۔ ٹھیک ہے جیسے پیارا سا درام کہے گا ویسا ہی ہو گا۔ ساحر خان نے درام کی جواب طلب آنکھوں میں دیکھتے بمشکل اپنی مسکراہٹ روکتے جواب دیا جس پہ درام کی آنکھیں چمکی تھیں۔ درام تجھے تو میرا داماد نہیں بننا تھا؟ رایان خان نے آس پاس

KOH NOVELS - URDU

نظریں دوڑاتے پلوشہ کو تلاش کرنے کی کوشش کی لیکن درام کی بات سن کے اُس کی تو جیسے آنکھیں اور کان پٹھنے کے در پہ تھے، جو کل تک اسکی پلوشہ اور پھر اسکی ابھی تک دنیا میں نہ آنے والی بیٹی کشمالہ سے شادی کا امیدوار تھا۔ اب کیسے پارٹی بدل رہا تھا یہ ٹڈا جو آج نظر لگ جانے کی حد تک پیارا لگ رہا تھا۔۔ چاچو آپ مجھے گن لے دیں پھر میں شاید آپ کا داماد بن جاؤں۔۔ اسکی سوئی ابھی تک گن پہ اٹکی ہوئی تھی۔ درام ہنوز ساحر خان کے ساتھ لگے اسے جواب دے رہا تھا۔ جب کہ رایان خان اس آفت کے جواب پہ حیران ہوا کہ کل تک وہ اس کی بیٹی کو دنیا میں لا کے اس کے ساتھ اپنا رشتہ بھی طہ کر چکا تھا اور اب اپنے ماموں کے ایک ڈمپل کو دیکھ کے اس کا دین ایمان بدل چکا تھا، درام کی بات پہ پھر سے سب کا مشترکہ قہقہ گونجا تھا۔ یہ ٹڈا چار چار شادیاں کرے گا لکھوا لو مجھ سے سب، ایک ناراض ہو گی تو دوسری کے پاس جوتے کھانے جائے گا۔ رایان خان جل کے بولا، جس پہ پھر سے سب ہنس دیے جب کہ G-45درام خان نے اس بات پہ منہ بنایا تھا۔ درام! تم میرے دوست بن جاؤ، میں تمہیں (بنا میگزین کے۔۔ یہ سجاول نے دل میں بولا) لے کے دوں گا پکا وعدہ۔ سجاول خان اس چھوٹے سے پٹھان کو دیکھ اپنی سنجیدہ شخصیت سائیڈ پہ کرتے شوخ لہجے میں بولا۔ داماد؟ درام خان نے سجاول خان کی بات کی تصحیح کرنا چاہی کہ وہ اسکا بھی دوست نہیں داماد ضرور بننا چاہے گا، جس پہ سب سے پہلا قہقہ رایان خان کا تھا۔ بیٹا، اس آدھے انگریز کی شادی تو ہو لینے دے پہلے، مجھے لگتا ہے یہ سنگل ہی مرے گا۔۔ رایان خان اپنے شہد رنگ بالوں میں ہاتھ پھیرتے سجاول خان کا توا لگاتے ہوئے بولا۔ جس پہ نہ چاہتے ہوئے بھی سب کا قہقہ بلند ہوا تھا۔ جن میں ساحر خان اور فارس خان کا قہقہ بھی شامل تھا۔ سجاول نے ایک نظر کچھ فاصلے پہ دوسری سائیڈ پہ پڑے صوفوں پہ بیٹھی زرش خان پہ ڈالی، جو ہنوز اپنے نچلے لب پہ دانتوں کا زور بڑھائے اپنے فون میں مصروف تھی اور دوسری ناراض نظر اُس نے ساحر خان پہ ڈالی جو رایان کی بات پہ قہقہ لگا رہا تھا۔ جس پہ ساحر خان نے کندھے اچکاتے لب کاٹتے اپنا دھیان پھر سے درام خان کی طرف کیا۔ سب لڑکیاں اور عورتیں جن تک ان کی آوازیں جا رہی تھیں وہ ان کی باتوں سے محضوظ ہوتے اپنے قہقے روک رہی تھیں۔

درام خان نے اپنی آنکھیں مسلتے اپنی جمائی روکتے، اپنی باہیں سجاول خان کی طرف پھیلائی جسے دیکھتے سجاول خان نے نثار ہوتے ہوئے اسے اپنے سینے میں بینچھا۔ چھوٹا سا درام یہ سمجھ چکا تھا کہ اس کے رایان چاچو اور سجاول ماموں کی آپس میں نہیں بنتی، اسی لئے اب رایان خان کی باتوں کا بدلہ کسی طریقے تو لینا ہی تھا۔ وہ درام خان جو کسی کی گود میں جانا پسند نہیں کرتا تھا، دو دنوں میں اتنے سارے رشتے ملنے پہ سب سے گل مل گیا اور سب سے اچھا خاصہ پیار بٹور رہا تھا۔ جب کہ رایان خان نے سجاول اور درام کو گھور کے دیکھتے نظروں کا زاویہ بدلا جہاں سامنے ہی اس کی نظر

اپنی نئی نویلی منکوحہ پہ پڑی۔ جو آج خوبصورت سی گول مٹول سی پٹھانی لگ رہی تھی۔ زرلاشتہ اور گل بہار(جن کو خانم بی نے تھوڑی دیر کے لئے آرام کرنے کا کہا) نے جب اپنے شوہروں کی آمد کا سنا تو ہوش و حواس اڑے تھے۔ خانم بی اور باقی بچیوں کے اصرار پہ ساحر اور فارس کی رسم زرلاشتہ اور گل بہار کے ساتھ رکھی گئی، جس پے پہلے اٹیٹیوڈ دکھاتے دونوں نے منع کیا لیکن پھر پری وش اور پلوشہ کے اصرار پہ ماننا پڑا۔

زرلاشتہ اور گل بہار کے لہنگے کو پری وش اور ہرا خان سہارا دیتے باہر لا رہی تھی، جب کہ ان کے ساتھ ہی پلوشہ خان گجروں کی ٹوکری لئے لاؤنج کی طرف آ رہی تھی۔ فارس اور ساحر نے جب نظریں اٹھا کے اپنی اپنی منکوحہ کو دیکھا تو دل پہلو میں ایسا دھڑکا جیسے ابھی سینے سے باہر آ جائے، وہ گھونگٹ سے چہرہ چھپائے بہت خوبصورت لگ رہی تھیں جنہیں دیکھ کے پریوں کا گمان ہوتا تھا۔ فارس خان نے اپنے جذبات پہ قابو پاتے اپنی نظروں کا زاویہ بدل دیا، جب کہ ساحر خان ڈھٹائی سے ٹکٹکی باندھے اپنی بیوی کو اوپر سے نیچے تک گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ گھونگٹ والا دوپٹہ تھوڑا باریک تھا، جس سے تھوڑا تھوڑا چہرہ چھلک رہا تھا۔ گل بہار اور زرلاشتہ کو الگ الگ جھولوں پہ بٹھایا گیا، خانم بی کے کہنے پہ فارس خان اور ساحر خان بھی ان کے ساتھ جا کے بیٹھ گئے۔

ساحر کے ساتھ بیٹھنے پہ زرلاشتہ کا وجود کانپ گیا لیکن فارس کے بیٹھتے ہی اس کی پیاری سی نازک بیوی نے اپنی ہیل اس کے پاؤں پہ ماری۔ اس کی حرکت کسی نے نہیں دیکھی تھی لیکن فارس نے درد سے اپنے لب ضرور بینچھ لئےاور گل بہار بہت غصےمیں تھی۔ اتنا غصہ کیوں؟ فارس خان نے اس کی تیکھی ناک پہ غصہ دیکھنے کی کوشش کی لیکن سر پہ لیے اس کے گھونگٹ کی وجہ سے ناکام رہا۔ گل بہار نے غصے سے کوئی جواب نہ دیا تھا، جس پہ فارس نے اپنا ہاتھ اس کے دوپٹے کے میں ڈالتے اس کی کمر کو زور سے جکڑا جیسے جواب طلب کرنا چاہتا ہو۔ اس کی حرکت پہ گل بہار کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی تھی۔ جواب دو؟ فارس خان نے مسکراہٹ روکتے پھر سے استفسار کیا تھا۔

"و-وہ تم۔ تمہیں شرشرم نہی-نہیں آتی؟ بیوی کب سے تیار بیٹھی آکڑ گئی ہے اور خود تمھارے مزے نہیں ختم ہو رہے۔ اگر خانم بی کا حکم نہ ہوتا تو میں کبھی بھی تمہارے لئے اتنی دیر تو کیا، ایک منٹ بھی نہ بیٹھتی۔" گل بہار پہلے کچھ کپکپاتے، پھر ایک دم غصے سے دبے دبے لہجے میں بولا۔ وہ انجانے میں اپنے منہ سے ہی اس کی بیوی ہونے کا اقرار کر چکی تھی، جس پہ فارس نے اپنی مسکراہٹ روکی تھی۔

KOH NOVELS - URDU

"بہار بےبی ابھی اتنا مت بولو، نہیں تو سب کے سامنے تمہارے ہونٹوں کی خیر نہیں..." فارس خان نے اس کے کان میں بے باک سرگوشی کی، جس پہ گل بہار نے ایک نظر سب کو دیکھتے، فارس کو دیکھا۔ وہ آج بھی اپنی سفید قمیض کے اوپر والے بٹن کھولے ہوئے تھا۔ جسے دیکھ گل بہار کا بس نہیں چلا اس ڈھیٹ انسان کا کچھ کر دے لیکن جو بھی تھا وہ بے تحاشہ پیارا لگ رہا تھا۔

ابھی کوئی بھی ان کی طرف متوجہ نہیں تھا، سب نے کچھ دیر ان کو ساتھ بیٹھنے کا موقع دیا۔ لڑکے تو کھانا کھانے لگے کیونکہ ہلے گلے میں وہ کھانا بھول ہی گئے تھے۔ جب کہ لڑکیاں رسم کے لئے مہندی کی پلیٹیں سجا رہی تھی۔۔ صرف ایک رایان ہی تھا جو ہر چیز بھلائے، دھڑکتے دل سے پلوشہ کو دیکھ رہا تھا جو ادھر ادھر پھولوں کی تھال لیے پھر رہی تھی۔ ساحر اور فارس نے ابھی کھانا کھانے سے منع کر دیا یہ کہتے ہوئے کہ وہ بعد میں کھا لیں گے۔ اس کے یوں خود کی طرف دیکھنے پہ فارس خان نے ہلکا سا قہقہ لگایا۔ وہ اسکی نظروں کا مطلب سمجھ چکا تھا۔

"جب تم میرے بٹن اپنے ہاتھوں سے بند کرتی ہو، یقین مانو بہار میری روح میں سکون اترتا ہے۔ اس لئے میں یہ بٹن اب جان بوجھ کر بند نہیں کرتا۔" فارس خان کی سرگوشیاں ابھی تک جاری تھیں جس پہ گل بہار غصے اور شرم سے سرخ ہو رہی تھی۔ اب صرف ہویلیوں کے ہی لوگ اور کچھ کزنز بڑی ہویلی میں موجود تھیں۔ کسی کو بھی اپنی طرف متوجہ نہ پا کے فارس نے سعد خان کو تھوڑی دیر لائٹ اوف کروانے کا میسج کیا۔ جس پہ سعد نے ایک ہاتھ سے پلیٹ پکڑے، کھانا کھاتے ضرار کو اپنی جیب سے فون نکالنے کا اشارہ کیا۔ ضرار خان نے سنجیدگی سے اپنے دوسرے ہاتھ سے اسکی جیب سے فون کے ساتھ ساتھ ایک ہزار کے نوٹوں کی گڈی نکالتے درام کی طرف اچھالی، جسے سجاول کی گود میں بیٹھے درام نے خوشی سے کھلکھلاتے کیچ کیا۔ سعد خان نے حیرانگی سے ایک نظر ضرار کو اور دوسری نظر درام کو دیکھا۔ یہ مجھ سے سروسز لینے کی فیس تھی، ہیزل آنکھوں والا ضرار خانزادہ اس کے کالے کرتے سے نادیدہ گرد جھاڑتے پھر سے اپنی پلیٹ کی طرف متوجہ ہو چکا تھا۔ سعد خان نے منہ چڑھتے اپنے فون پہ فارس کے میسجز اور کالز کو دیکھا۔ میسج پڑتے ہی سعد خان نے فارس خان کو اپنے کھانے کی پلیٹ دکھاتے آنکھوں سے اشارہ کیا کہ وہ کھانے میں مصروف ہے ابھی اسے ڈسٹرب نہ کرے۔ فارس خان نے بدلے میں اسے گھور کے دیکھا۔ جس پہ سعد خان منہ بناتے اٹھ کے باہر گیا اور ساتھ ہی 2 منٹ بعد صرف حویلی کے زنان خانے کی لائٹ بند ہوگئی۔ اس طرح یوں اندھیرا چھانے پہ سب حیران تھے، ساحر خان جو ابھی زرلاشہ کے پاس بیٹھا ہی اپنے فون کی ٹارچ آن کر کے باہر کی طرف گیا۔ فارس خان نے موقع ملتے ایک جٹھکے میں گل بہار کو کمر سے دبوچتے اس

کا گھونگھٹ پلٹایا۔ اتنی روشنی تو وہاں تھی ہی کہ انسان ساتھ بیٹھے وجود کو دیکھ سکے لیکن دور سے ان کو کوئی بھی اتنے اندھیرے میں نہیں دیکھ سکتا تھا۔

اس کے یوں اتنا قریب کھینچنے اور گھونگھٹ پلٹنے پہ گل بہار کے غصے کی جگہ شدید حیرانگی نے لے لی، جب کہ فارس خان اس کی اتنی خوبصورتی پہ سٹل ہوا۔ وہ اتنی خوبصورت لگ رہی تھی کہ فارس خان کا دل کیا اُسے ان سب سے کہیں دور لے جائے۔ گل بہار نے اس کے سینے پہ ہاتھ رکھتے پیچھے ہونا چاہا لیکن فارس خان نے بنا وقت ضائع کئے سامنے سے تھوڑا سا اپٹن اپنی ہتھلی پہ لیتے اس کے گلابی مومی گالوں پہ لگایا اور خود اپنا چہرہ اس کے چہرے کے بے حد نزدیک کرتے اپنی بیرڈ زدہ گالیں اس کی نرم گالوں پہ رگڑی۔ جس سے اس کی سنہری بیرڈ پہ بھی اپٹن لگ چکا تھا، گل بہار شرم و حیا سے سرخ پڑ گئ۔ پیچھے ہٹو فارس ابھی وہ مزید بولتی، جب فارس خان نے اس کے بولتے ہونٹوں کو اپنی قید میں لیا کہ گل بہار کا دل گویا کانوں میں دھڑکا۔ گل بہار نے اس کے سینے پہ چٹکی کاٹتے اسے پیچھے کرنے کی کوشش کی لیکن فارس خان گھونٹ گھونٹ اس کے ہونٹوں کا جام پیتے ان پہ اپنی پوری شدت دکھاتے اپنی مرضی سے پیچھے ہٹا۔

"بہت خوبصورت لگ رہی ہو بہار بےبی، دل چاہ رہا ہے تمہیں آج ہی اٹھا کے لے جاؤ۔" فارس خان سرگوشی کرتے ہوئے بولا۔

"پلیز پیچھے ہٹ جاؤ، اگر لائٹ آ گئی تو سب کیا...۔" گل بہار اب کی بار منت بھرے لہجے میں بولی۔

"بہار بےبی سب کو چھوڑ کے مجھ پہ توجہ دو، جب تک میں نہیں چاہوں گا لائٹ آن نہیں ہو گی۔" فارس خان سرگوشی کرتے اس کی گردن پہ جھکا، لیکن میسج ٹون پہ پیچھے ہٹتے سامنے پڑا فون دیکھا۔

"لالا بی الرٹ!! ساحر لالا ملازموں کو ڈانٹتے خود مین سوئچ کی طرف گئے ہیں۔ مجھے امید ہے پورے 120 سیکنڈ تک لائٹ آ جائے گی۔" ساتھ بیٹھی گل بہار نے یہ میسج پڑھتے، دانت کچکچاتے سعد خان کو برا بھلا کہا۔ جو ہمیشہ سے اسے اس دیو کی قید میں چھوڑ جاتا تھا، اسے کبھی کبھی لگتا جیسا سعد خان اس کا سوتیلا بھائی ہو۔ جبکہ فارس خان نے ساحر خان کو دل میں گالیاں دیتے، گل بہار کا گھونگھٹ درست کیا اور خود ویسے ہی بیٹھا جیسے پہلے جھولے کے پیچھے ہاتھ رکھتے ایک ٹانگ لمبی کیے ہوئے تھا۔ ایسے لگتا تھا جیسے وہ گل بہار کو اپنے حصار میں لیے ہوئے ہو۔۔۔ لائٹ آنے پہ سب نے سکون کا سانس لیا، جب کہ ساحر خان کی نظر اندر آتے ہی فارس خان کے مسکراتے چہرے اور اپٹن سے رنگی سنہری بیرڈ پہ پڑی۔ اُسے اچھی طرح سے یاد

تھا وہ آتے ہوئے اپنا چہرا صاف کر کے آیا تھا۔ وہ لمحے کے گیارویں حصے میں پوری بات سمجھا، اس کا مطلب یہ سب اس بے غیرت خان کا کیا دھرا تھا؟ یہ سوچتے ہی ساحر خان کا غصے سے برا حال ہوا، نیلی آنکھیں غصے سے سرخ ہوئی۔ خود کی طرف ساحر خان کو دیکھتے پا کے فارس خان نے اسے آنکھ ونک کرتے سامنے سے ٹشو لئے اپنی گالوں پہ لگا اپٹن صاف کیا۔ جو اس نے صرف ساحر خان کو دیکھانے کے لیے ابھی تک صاف نہیں کیا تھا۔ ساحر خان اسے غصے سے دیکھتا زرلاشتہ کے پاس جا کے قدرے فاصلے پہ بیٹھا۔ زرلاشتہ خان نے اس کا فاصلے سے بیٹھنا شدت سے نوٹ کیا لیکن وہ لاتعلق بنا اپنے فون میں مگن ہو گیا۔ زرلاشتہ نے ایک نظر گل بہار اور اپنے فارس لالہ کو دیکھا، جو ایک دوسرے کے ساتھ خوش دکھائی دے رہے تھے۔ فارس گل کے کان میں سرگوشیاں کرتے اُسے شرمانے اور ہلکا سا کانپنے پہ مجبور کر رہا تھا، جب کہ ساحر خان نے اسے ایک نظر دیکھنے تک گوارا نہ کیا تھا۔ وہ ساحر خان کی قربت میں بوکھلا جاتی تھی لیکن اس کی بے رخی اُس کا دل چیر رہی تھی۔ آنسو ٹپ ٹپ اس کی آنکھوں سے گرتے ہتھیلیوں کو بھگو رہے تھے۔ ساحر خان نے اسے مخاطب نہ کیا، لیکن وہ زرلاشتہ کی ایک ایک حرکت نوٹ کر رہا تھا۔ اس کے آنسوں پہ غصے سے اس کے ہاتھ اور گردن کی نیلی رگیں واضح ہوئی، لیکن وہ ابھی بھی بے حس بنا بیٹھا رہا۔ اب زرلاشتہ کا وجود رونے سے ہچکولے لے رہا تھا، وہ اپنے آنسو پینے کی بہت کوشش کر رہی تھی لیکن آنسو ہمیشہ کی طرح دغا دے رہے تھے۔ اب سب نے باری باری رسم کرنا شروع کی، ساحر خان کے سپاٹ چہرے کو دیکھتے سب اس سے کم ہی شرارت کر رہے تھے۔ جبکہ فارس خان کے خوشگوار موڈ کو دیکھتے سب ڈرتے ڈرتے اس سنجیدہ شخص سے شرارت کر رہے تھے جس پہ وہ مسکرا دیتا۔ زرلاشتہ کا دل پتہ نہیں کیوں کرچی کرچی ہو رہا تھا۔ جس کے لئے تیار ہوئی، اس نے تو اسے مخاطب کرنا تک مناسب نہ سمجھا۔ زرلاشتہ نے اپنے پاس کھڑی پری وش کو آہستگی اسے کمرے میں لے جانے کا کہا۔ اس کی سرگوشی ساحر خان سن چکا تھا، جس پہ اس نے زور سے اس کی کمر کو جکڑا اور پری وش کو دیکھ کے نفی میں سر ہلاتے وہاں سے جانے کا اشارہ کیا۔

"کس چیز کا ماتم منا رہی ہو زرلاشتہ خان؟؟" ساحر خان دبے دبے لہجے میں اس کے کان کے قریب غرایا۔

اس کے غصے سے قریب آنے پہ زرلاشتہ کا دل اچھل کے حلق میں آیا۔ ساحر خان نے اس کی کمر پہ گرفت اتنی سخت کی کہ زرلاشتہ کو لگا اس کی کمر آج ٹوٹ جائے گی۔"میں اس وقت صرف اپنے گھر والوں کی خوشیوں کی خاطر تمہارے پاس بیٹھا ہوں اور تمہارا اپنی غیرت پہ کیا گیا وار میں آج بھی نہیں بھولا۔ میں تو تمہاری طرف ایک

نگاہ ڈالنا پسند نہ کروں گا، شادی تو بہت دور کی بات تھی۔" ساحر خان کے زہر اُگلنے پہ زرلاشتہ کی آنکھیں بے یقینی سے پھیلی تھیں۔ آنکھوں کے سامنے کچھ دن پہلے کا واقعہ آیا، جب وہ فکرمندی سے اس کے پاؤں کی چوٹ دیکھ رہا تھا۔ زرلاشتہ نے اب کی بار دل کو سخت بناتے اپنے ہاتھوں سے گھونگٹ میں چھپے سفید گال زور سے رگڑے، لیکن کوئی جواب نہ دیا۔ ساحر خان کو اس کی یہ حرکت انتہائی ناگوار گزری۔

"تمہارے جسم کو تکلیف دینے کا حق بھی صرف مجھے ہے زرلاشتہ خان، تمہارے خود کو تکلیف دیتے ہاتھ میں توڑ دونگا۔" ساحر خان غصے سے اس کے کان میں غرایا، لیکن چہرے کے ایکسپریشنز ایسے رکھے جیسے وہ اس کے کان میں کوئی پیار بھری سرگوشی کر رہا ہو۔ زرلاشتہ نے بغیر اثر لئے سامنے سے ٹشو اٹھا کے گھونگھٹ کے نیچے لے جاتے اپنے ہونٹوں سے لپسٹک صاف کرنا چاہی، جس پہ ساحر خان نے ایک جٹھکے سے اس کے ہاتھ کو اپنی گرفت میں لیا۔ کیا چاہتی ہو سب کے سامنے تمہاری لپسٹک اُتارنے کا کام میں اپنے ہونٹوں سے انجام دوں؟؟ ساحر خان کا غصے سے پارا مزید ہائی ہوا، اس کی بات پہ زرلاشتہ کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی۔ یہ مینٹل انسان کیا چاہتا تھا، زرلاشتہ خان جیسے معصوم دماغ کی سمجھ سے باہر تھا۔ زرلاشتہ نے مذاحمت کرتے اپنا ہاتھ چھروانا چاہا اور یہاں ساحر خان کی بس ہوئی۔

اس نے غصے سے اپنا چہرا اس کے گھونگھٹ سے کے اندر کیا۔ ہلکے سے بیک گراؤنڈ میوزک میں اس کے چاند سے روئے روئے چہرے کو دیکھ ساحر خانزادہ نے زور سے اپنے دانت اس کے ہونٹوں پہ گھارڑ کے اسکے نچلے لب کو تھوڑا سا دانتوں میں لے کے کھنچا، جس پہ زرلاشتہ نے سسکی بھری۔ اتنی پاس آ کے ساحر خان کے دل نے اپیل کی کہ اس کے ہونٹوں کا جام بھی پی لے، جس کا وہ دیوانہ تھا لیکن اس طرح زرلاشتہ کی لپسٹک اس کے ہونٹوں پہ لگ جاتی۔

پھر نظر اُس کے تھوڑی پہ چمکتے سیاہ موٹے تل پہ پڑی، جس پہ ساحر خان نے شدت سے اپنے دانت گھاڑے۔ اب کی بار ساحر خان نےاسکے خوبصورت چہرے کو آنکھوں میں بسائے، اپنے جذبات پہ قابو پاتے اپنا چہرا اس کے گھونگھٹ سے باہر نکالا۔ سب نے ساحر خان کے چہرے کو زرلاشتہ کے گھونگھٹ میں چھپے دیکھا، لیکن اندر کیا کیا یہ حرکت کسی نے نہیں دیکھی تھی۔ البتہ ساحرخان کی اس بے باک حرکت پہ سب نے نظروں کا زاویہ ضرور بدلا تھا۔ جبکہ لڑکوں نے سمجھتے اپنے لب دانتوں تلے دبائے اور درام کا چہرہ ضرار خان نے ساحر خان کی بے باک حرکت پہ اپنی طرف موڑا کیونکہ وہ ضرار کی گود میں تھا۔ داور خان نے ساحرخان کی بے باک حرکت پہ بیا خان کا کھلا منہ دیکھ نچلہ لب دباتے قہقہ روکا۔

KOH NOVELS - URDU

فارس خان کا چہرہ ساحر خان کی اس حرکت پہ سرخ پڑا، جسے دیکھ کے ساحرخان نے اسے آنکھ مارتے اپنے بھورے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔ گویا اُس سے اپنا بدلا لیا ہو، زرلاشتہ خان اسکی اتنی بے باکی پہ کانپی اور شرم و حیا سے اُس کا برا حال ہو گیا۔ ساحر نے اب کی بار اس کی کمر پہ ٹکے اپنے ہاتھ کو اس کی کرتی کی ڈوریوں میں اُلجایا۔ زرلاشتہ سے سانس لینا مشکل تھا، وہ اپنا سانس روکے بیٹھی رہی۔ سانس لو زرلاشتہ خان!! نہیں تو میں تمہیں اپنے طریقے سے سانسیں دوں گا۔ وہ مزید بے باک ہوا۔ خا۔ خان... زرلاشتہ نے گہرا سانس لیتے اسے بے بسی سے پُکارا (پہلے وہ اسکی بے رخی پہ آنسو بہا رہی تھی اور اب اسکی قربت بھی اس سے برداشت نہیں ہو رہی تھی)۔ جس پہ ساحر خان نے اس کی تھوڑی سی برہنہ کمر (جو دوپٹے سے چھپائی گئی تھی) پہ اپنا ہاتھ پھیرتے اسے مزید کانپنے پہ مجبور کیا۔ جس پہ زرلاشتہ نے جھولے پہ پڑے کشنز پہ اپنے ناخن زور سے گھاڑے۔

زرش خان ایک ہاتھ سے موبائل استعمال کرتے، دوسرے ہاتھ سے کوک کا گلاس تھامے گھونٹ بھررہی تھی کہ اچانک سے اس کا گلاس لڑکھرایا جس سے اس کے پیٹ پہ کوک گر گئی۔ جو اس کی لہنگے کی کرتی کو برباد کر چکی تھی۔ زرش خان نے غصے سے بیچ وتاب کھاتے اپنا بڑا سا دوپٹہ (جو اس نے سر کی بجائے گلے میں لے رکھا تھا) اتارتے سائیڈ پہ پھینکا۔ فون اور گلاس سامنے ٹیبل پہ رکھتے، وہ صوفے سے اٹھتی اندر کی طرف بڑھی۔ وہ منہ اٹھائے جلدی میں بائیں جانب والے پہلے ہی کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ وہ کمرے میں دھیان دیے بغیر سیدھا واشروم کی طرف گئی۔ اگر وہ اس کمرے کی دیواروں کو دیکھ لیتی تو اسے دائیں جانب دیوار پہ لگی سجاول خانزادہ کی بڑی سی پورٹریٹ ضرور نظر آجاتی۔ جس میں وہ سیاہ پینٹ پہ سیاہ ہی ٹی شرٹ کے ساتھ سیاہ جیکٹ پہنے ہیوی بائیک پہ بیٹھے ایک ہاتھ سے اپنا گلوز ٹھیک کرتے دائیں ٹانگ کو نیچے زمین کی طرف لمبا کیے اپنے دھیان بیٹھا ہوا تھا۔ اسکے ہاتھوں کی رگیں بہت دلکش دکھائی دے رہی تھیں، اسکی تصویر شاید اچانک لی گئی تھی۔ جس میں وہ بے تحاشہ ہینڈسم لگ رہا تھا۔ اگر زرش یہ تصویر دیکھ لیتی تو ایک بار پھر اس پہ دل ضرور ہار بیٹھتی۔ ابھی وہ واش روم کا دروازہ کھولتے اندر کی طرف بڑھتی، جب سجاول خان دروازہ کھولتے واش روم سے گھٹنو تک آتی چاکلیٹ براؤن شارٹس میں باہر نکلا۔ وہ شاید ابھی نہا کے نکلا تھا۔ جس کا ثبوت اس کے سفید چٹانی چھوڑے سینے پے پانی کی ننی ننی بوندیں دے رہی تھی۔ اوپر سے اس کے ڈارک براؤن سلکی گیلے بال ماتھے پے بکھرے ہوئے تھے، جنہیں دیکھ کے زرش خان کی دھڑکنوں نے سپیڈ پکڑی تھی۔ گال دہکتے لال ہوئے تھے اس نے آج پہلی بار اسے شرٹ لیس دیکھا تھا۔

سجاول خان زیادہ دیر شلوار قمیض نہیں پہن سکتا تھا۔ وہ زیادہ تر پینٹ شرٹ یا شارٹس اور ٹی شرٹ میں کنفرٹیبل رہتا تھا۔ اسی لئے اس نے سوچا کہ وہ ڈیرے پے جانے سے پہلے شاور لے کے کپڑے تبدیل کرلے لیکن اپنے سامنے کھڑی زرش خان کو دیکھ کے اس کی ڈارک براؤن آنکھوں میں سرخی بڑھی تھی۔ وہ حیرانی سے اسے اپنے کمرے میں دیکھتے واش روم سے نکلا تھا اور اس کی کہنی کو اپنی آہنی گرفت میں لیتے خود کے قریب کیا۔ وہ جو سجاول خان میں کھوئی ہوئی تھی، اس کی شدید گرفت پے ہوش میں آئی تھی۔ تم یہاں میرے کمرے میں اس وقت کیا کر رہی ہو زرش خان؟ سجاول خان غرایا۔

و.وو، م.میں م.میری... ابھی زرش کچھ بولتی، جب سجاول نے اس کی بات کاٹی تھی۔ کہیں تم بھی ڈرامے کی تھرڈ کلاس ہیروئنز کی طرح اپنی دو دن کے محبت کا بدلہ لینے کے لئے میرے کمرے میں تو نہیں آئی؟ سجاول خان ابرو اچکا کے دھاڑا۔ جس پے زرش خان نے نہ سمجھی سے اسے دیکھا اور اپنا بازو چھروانا چاہا۔ ہاں ڈالو شور اکٹھا کرو سب کو اب یہاں... ڈرامے میں بھی تو تھرڈ کلاس ہیروئنز اپنی محبت کی ناکامی میں لڑکے کے کمرے میں گھس کے اپنی عزت کے لوٹ جانے کا الزام لگاتی ہیں... چلو شاباش تم بھی لگاؤ میں بھی دیکھتا ہوں کون تم جیسی لڑکی کا یقین کرے گا... سجاول خان حد سے زیادہ سفاک اور بے حس بناتے ہوئے غرایا۔ جس پے زرش خان نے اپنا بایاں ہاتھ اٹھا کے اسے تھپڑ مارنا چاہا، جب سجاول نے اس کا نرم و نازک ہاتھ اپنی گرفت میں لیتے کمر کی طرف موڑا... جس پے زرش خان نے سسکی بھری، اس کا دل آج بھی اس کی باتوں سے کرچیوں میں ٹوٹا تھا۔ مجھ پے ہاتھ اٹھانے سے پہلے اپنے اندر میرا سامنا کرنے کی ہمت تو پیدا کرلو زرش خان۔ ہاہاہاہا تم تو پچھلے ایک ہفتے سے اپنا منہ چھپاتی اپنی ہویلی میں قیام پذیر ہو ویسے کیوں؟ اتنا برا لگ گیا میرا ریجیکٹ کرنا چ... سجاول خان پہلے غصے سے بولتے آخر میں مذاق اڑاتے لہجے میں بولا... زرش کی ہیزل آنکھیں جو ہر وقت مسکراتی رہتی تھی پتا نہیں انہیں کس کی نظر لگ گئی جو اب ہر وقت بھیگنے کو تیار ہوتی... ابھی بھی اس نے لب کاٹتے کتنے ہی آنسوں کو اپنے اندر اتارا لیکن ناچاہتے ہوئے بھی آنسو گلوں پے پھسلتے...

کیا محبت کرنا اتنا بڑا جرم ہے؟ زرش خان نے دل میں شدت سے سوچا۔

میں معافی چاہتی ہوں جناب، مجھے نہیں پتا تھا کہ یہ آپ کا کمرہ ہے۔ بس میری شرٹ گندی ہوگئی تھی، اسی لئے میں یہاں آئی تھی--- زرش خان بھیگے لہجے کو مضبوط کرنے کی ناکام کوشش کرتے انگریزی میں بولی... زرش خان کی بات پے سجاول خان کی نظر اس کی کرتی پے پڑی، جو پیٹ سے ساری گیلی ہوتے اس کے جسم کے ساتھ چپک چکی تھی۔ اس کا فارمل اور بھیگا لہجہ محسوس کرتے سجاول خان نے اس کے

بازوں پے اپنی گرفت ہلکی کرتے اس کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھا، جو شاید آنسو روکنے کے باعث ہو رہا تھا... مجھے چھوڑ دیں مہربانی کرکے... زرش خان درد سے سسکی لیتے بولی۔ جس پے سجاول خان نے اپنا نچلا لب کٹتے اسے جھٹکے سے چھوڑتے اپنے ڈارک براؤن بالوں میں ہاتھ پھیرا... اور واش روم کے راستے سے سائیڈ ہوتے اسے اندر جانے کی جگہ دی... جس پے زرش خان پلٹی نہیں بلکہ مضبوط بناتے چہرے پے چٹانی تاثر لئے واش روم کی طرف بڑھی، سجاول خان نے اپنے غصے کو کوستے اپنی وارڈروب سے اسکن ٹی شرٹ نکالتے پہنی۔ جو اس کے گیلے سینے سے چپکتی اس کی چھوڑی جسامت اور ایبز کو نمایاں کر رہی تھی۔ اس پے تضاد اس کے دودھیہ سفید بازوؤں کے پھولے مسلز اسے مزید دلکش بنا رہے تھے... زرش خان واش روم استعمال کرتے باہر نکلی، وہ ہنوز دوپٹے کے بغیر تھی... اس کی کرتی جو پہلے ہی سینے سے فٹ تھی اب مزید گیلی ہوتی اس کے پیٹ کو نیم برہنہ کر رہی تھی... جسے ایک نظر دیکھتے سجاول خان نے پہلو بدلا۔ ایک دوپٹہ تک ٹھیک سے لیا نہیں جاتا اور دعوے کرتی ہے محبت کے... سجاول خان نے اپنی وارڈروب سے کالی شال نکالتے اس پے پھینکتے گہرا طنز کیا، جسے زرش خان نے اوڑنے کی بجائے اس کے بیڈ پے پھینکا... بقول تمہارے میں کتنے ہی مردوں کو پرپوز کر چکی ہوں تو اس حسن سے تو مجھے مزید مردوں کو آنکھیں سینکنے کا موقع دینا چاہئے نا... کیوں کے میں تو ایسی ہی ہو... زرش خان مضبوط لہجے میں بولتی تیز تیز قدم اٹھاتی اس کے کمرے سے نکلی، اس کے الفاظ پہ سجاول خان کو اپنا پورا جسم بھٹی کی مانند سلگتا ہوا محسوس ہوا۔ اسے زرش خان کے الفاظ نے اندر تک ہلا کے رکھ دیا، اس کا بس نہیں تھا وہ اس کا منہ توڑ کے رکھ دے... اس نے غصے سے اپنے بالوں کو مٹھی میں جکڑا...

عشق ستم...قسط26

ضرار خانزادہ منہ میں چونگم چباتے یہاں وہاں دیکھ رہا تھا، جب اس کی نظر سیڑھیوں پہ بیٹھی دیےجلاتی صنف نازک پہ پڑی۔ وہ آنکھوں میں محبت لئے اسے دیکھے جا رہا تھا۔ لاکھ نظریں ہٹانے کے باوجود وہ اس سے نظریں نہیں ہٹا پا رہا تھا،لیکن اگلے ہی پل وہ تیز تیز قدم اٹھاتے اس کی طرف بڑھا اور جلدی سے اس کو کہنی سے پکڑکے سیڑھیوں سے اٹھاتے اپنی طرف کھنچا اور سکینڈز میں اس کا دوپٹہ کھنچتے دور پھینکا۔ اس کی حرکت پہ وہ صنف نازک شدید غصے اور شاک کی ملی جلی کیفیت سے اسے دیکھ رہی تھی۔ ان کی طرف ابھی کوئی متوجہ نہیں تھا اور ویسے بھی ہرا خان ضرار خانزادہ کے لمبے چوڑے وجود کے آگے بلکل چھپ چکی تھی۔ وہ دونوں ایک دوسروں کو پہچان چکے تھے۔ ضرار یہ کیا بد تمیزی-- ابھی وہ مزید بولتی، جب ضرار خان نے

اس کا رخ زمین پہ پڑے دوپٹے کی طرف گیا، جس کی ایک پوری سائیڈ بری طرح جل چکی تھی۔ جسے دیکھتے ہراخان نے اپنے منہ پہ ہاتھ رکھا۔ اگر ضرار خان بروقت اس کا دوپٹہ دور نہ کرتا تو وہ یقینا بری طرح جل جاتی۔ دیا جلاتے اس کے دوپٹے کو آگ لگ چکی تھی جو اس نے تو نہیں دیکھا لیکن ضرار خانزادہ نے دیکھ لیا، جو کب سے اسے ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا تھا۔ اسیلئے وہ تیزی سے اس کی طرف آیا۔ ہراخان نے دوپٹے سے نظر ہٹاتے ضرار خان کی طرف دیکھا، جو اسے کہنی سے پکڑتے اپنے قریب کھڑا کیے ہوئے تھا۔ ہراخان جلدی سے اسکے چوڑے سینے پہ ہاتھ کا دباو ڈالتے دور ہوئی۔ جس پہ ضرار خان نے اپنے کالے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے اس کے نازک سراپے سے نظریں چرائیں۔ وہ اس وقت لہنگا کرتی پہنے خوبصورت پٹھانی لگ رہی تھی۔ تم مجھے آرام سے بتا سکتے تھے نا--- ا۔ایسے می۔ میرا دوپ۔دوپٹہ--- اپنے دوپٹے کو جلا دیکھ ہراخان اپنے بال دونوں طرف سے آگے کرتے، اپنے سینے پہ ہاتھ باندھتے، پریشان سی کچھ بولنا چاہ رہی تھی--- جب تک آپ کو بتاتا آپ جل چکی ہوتی--- ضرار خانزادہ اس کی حرکت پہ زیر لب مسکراتے بولا اور اپنے گلے سے اپنی آف وائٹ شال اتارتے اسے تھمائی، جسے ہراخان نے جھجکتے ہوئے پکڑ کے خود پہ اوڑھا۔ اس کو اپنی شال میں ڈھکے دیکھ ضرار خان روح تک سرشار ہوا، ضرار کو وہ دنیا کی حسین ترین لڑکی لگ رہی تھی۔ "کیسی ہیں آپ---؟؟" ضرار خانزادہ نے اس سے بات کا آغاز کرنا چاہا۔ ضرار خانزادہ ستائیس سال کا تھا، جبکہ ہراخان انیتس سال کی تھی لیکن وہ اپنے چہرے کے نقوش اور خوبصورتی سے بیس، بائیس برس کی صنف نازک لگتی تھی۔ ہراخان ابھی شادی نہیں کرنا چاہتی تھی اور سب سے بڑا بہانہ اس کے پاس پڑھائی کا تھا کیونکہ وہ پی۔ایچ۔ڈی کر رہی تھی۔ "تم کیسے ہو؟ پاکستان آ کر کیسا لگا۔؟" ہراخان نے مضبوط لہجے میں جواب دیتے سوال بھی کیا، وہ ایک کانفیڈنٹ لڑکی تھی۔

"اپ کے سامنے ہوں بس ایک مرض لاحق ہو گیا ہے جس کی دوا اگر مجھے نہ ملی تو کبھی کبھی ایسا لگتا ہے کہ مر بھی سکتا ہوں." ضرار خان اس کے چہرے کو دیکھ کسی ٹرانس کی کیفیت میں بولا. کیس؟؟کیسا مرض؟ کیا تم دوا لے رہے ہو؟ ہرا خان فکر مندی سے بولی. وہ اس کا چھوٹا کزن تھا، اسے رایان، سعد اور سجاول کی طرح عزیز تھا.

اس کے یوں پوچھنے پہ ضرار خان جو ہوش کو چکا تھا، ہوش میں اتے اپنا قہقہ بمشکل دبا گیا۔ اب اس کو کیا جواب دیتا کہ تم سے عشق ہو گیا ہے اور تم ہی اس کی دوا ہو! تو وہ یقینا بنا جھجکے اس کا سفید چہرہ اپنے نازک ہاتھ کے تھپڑ سے سرخ کر دیتی. بولو بھی ضرار تم ٹھیک ہو؟ ویسے لوگ اکثر جو باہر سے اتے ہیں نہ انہیں پاکستان کا پانی سوٹ نہیں کرتا، ڈائریا ہو جاتا ہے۔ کچھ دن میں انسان کو واقعی کمزوری سے ایسا لگتا ہے وہ مر جائے گا۔ سجاول کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوتا ہے تم ایسا کرو کسی ڈاکٹر--- ہرا

خان اپنی ہی دھن میں فکر مندی سے پتہ نہیں کیا کیا بولے جا رہی تھی جبکہ ضرار خان اپنی ہزل انکھوں کو پھیلائے اس کی باتیں سنتے اپنا قہقہ ضبط کرنے کی کوشش میں سرخ ہو رہا تھا۔ اس کی باتوں پہ تھوڑا سر کو خم دیتے مسکرائے جا رہا تھا، ایسا کرتے وہ اتنا پیارا اور دلکش لگا کہ ہرا خان اس کی بچوں جیسی حرکت دیکھ کے اپنی بات بیچ میں ہی چھوڑ کے کھلکھلا اٹھی. تم میری بات سن بھی رہے ہو یا نہیں؟ ہرا خان ہنستے ہوئے بولی، ضرار خان کو اس کی ہنسی دنیا کی خوبصورت ترین ہنسی لگی لیکن اس کی انکھوں میں کچھ اداسی ضرور تھی جو ضرار خان نے شدت سے محسوس کی۔اپ بہت خوبصورت ہیں سات پردوں میں چھپا کر رکھا کریں خود کو۔ ضرار خان اس کے قریب ہوتے اس کے کان میں سرگوشی کرتے وہاں سے مڑتے اپنی جگہ پہ گیا۔ وہ مزید اس کے سامنے کھڑے رہ کے اپنے جذبات کا اشتہار نہیں لگانا چاہتا تھا۔ جبکہ ہرا خان اپنی بات کا الٹا جواب سن کے پھر سے ہنسی، اس نے اس کی بات کو اتنا سیریس نہیں لیا تھا کیونکہ ایسی تعریفیں وہ حویلی میں ہر کسی کے منہ سے خود کے لیے سنتے ہی رہتی تھی۔ وہ اپنا دوسرا دوپٹہ لینے اپنے کمرے کی طرف بڑھی.

رایان خان کی نگاہیں بھٹک بھٹک کے اپنی نئی نویلی منکوحہ پہ جا رہی تھی جو سب سے بے نیاز پھولوں کی تھال لیے گھومتی شاید اپنے نکاح کو بھی بھولے ہوئے تھی لباس اس نے اب تک نہیں بدلا تھا البتہ ہیوی دوپٹہ اتار کے ساتھ کوئی اور ایبرائڈریٹ قدرے ہلکا دوپٹہ میچ کر لیا، جس سے اب وہ خود کو پرسکون محسوس کر رہی تھی۔ اس کی مہرون لپسٹک سے سجے ہونٹوں کو دیکھ رایان خان کا بس نہیں تھا وہ اس کے ہونٹوں کو ابھی جکڑ لے، اپنے نچلے لب کو بے دردی سے کاٹتے وہ بہت مشکل سے اپنے جذبات پہ قابو کئے بیٹھا تھا. جبکہ ضرار خان نے سیکنڈ سے پہلے اپنی بہن کی اداسی کو محسوس کیا، وہ درام کو داور خان کو پکڑاتے زرش کے پاس گیا اور اسے کندھے سے پکڑ کے صوفے سے اٹھاتے، نرمی سے اپنے سینے سے لگایا۔ زرش کی انکھیں بھیگی۔ کیا ہوا میرے بچے کو؟ اداس کیوں ہو؟ اور یہ انکھیں کیوں ریڈ ہو رہی ہیں؟--- ضرار خان نے نرمی سے پوچھا جس پہ زرش نے نفی میں سر ہلایا. کچھ نہیں لالا بس سر میں درد ہے--- زرش اپنے انسو اندر اتارتے بولی، جس پہ ورده خان نے سکون کا سانس لیا کہ اس نے سجاول کے ساتھ ہوئی لڑائی کے بارے میں اسے نہیں بتایا۔ باقی سب رسم کرنے میں مصروف تھے لیکن سجاول جو اب کپڑے تبدیل کر کے آ چکا تھا، اس کی نگاہیں بار بار زرش پہ جا رہی تھیں جو اب سینے پہ اچھی طرح سے لئے اپنے بھائی کے سینے سے لگی کھڑی تھی اور اب تھکی تھکی لگ رہی تھی۔ بس ابھی کچھ دیر میں چلتے ہیں گڑیا--- ضرار نے نرمی سے بولتے اس کے سر پہ لب رکھتے

اسے اپنے ساتھ لگایا، جس پہ زرش نے ہاں میں سر ہلایا. ضرار خان کی نظریں سامنے رسم کرتی ہرا خان پر گئیں، جو ہنستے ہوئے گل بہار کو تنگ کرتے رسم کر رہی تھی۔ ان دونوں بہن بھائیوں کو پہلی نظر کا عشق ہوا تھا جو پتہ نہیں ان کے نصیب میں لکھا بھی تھا یا نہیں۔ یہ تو وقت نہیں بتانا تھا۔ ضرار خان کے دل کو نازک سے ہرا خان پہلے ہی دن بھائی تھی۔ جب وہ اداس سی چاند کو دیکھ رہی تھی۔ وہ اس پٹھانی کے سارے غم خود میں سمیٹ لینا چاہتا تھا۔ وہ کب سے اپنے گہری نظروں کے حصار میں لیے ہوئے تھا لیکن ہرا خان ضرار خان کی نظروں سے بے نیاز ابھی تک رسم کر رہی تھی۔

رسم کے بعد پلوشہ اپنے کمرے کی طرف کچھ لینے گئی، رایان خان جو اسی پہ ہی نظر جمائے ہوئے تھا سب کو رسم میں مصروف پا کے پیچھے گیا۔ پلوشہ خان اپنے دراز سے کچھ ڈھونڈ رہی تھی، جب اسے اپنے پیچھے دروازہ بند ہونے کی اواز ائی۔ پلوشہ نے چونکتے ہوئے پیچھے دیکھا لیکن اپنے پیچھے رایان خان کو دیکھتے اس کے ہوش اڑے۔ رایان خان نے اپنی گول مٹول سے منکوحہ کو گہری نظروں سے دیکھا جو تمام ہتھیاروں سے لیس اپنی بڑی بڑی ڈاک براؤن انکھیں پھیلائے اسے دیکھ رہی تھی. رایان خان نے اگے بڑھتے، اس کی کمر میں ہاتھ ڈالے اپنے قریب کیا اور اسے زور سے اپنے سینے میں بھینچا، جس سے پلوشہ خان کے گال دہکے۔ نکاح مبارک ہو میری وشہ۔۔ وہ اس کے ماتھے پہ شدت سے بوسہ دیتے، اس کے کان میں بولا۔ اس کے یوں بولنے پہ پلوشہ کا چہرہ لہو چھلک رہا تھا۔ اس کے چہرے پہ شرم و حیا کے رنگ دیکھتے رایان خان نے اسے مزید سختی سے اپنے سینے میں بینچھا۔ یان!!! اس کی اتنی سخت گرفت پہ بے ساختہ پلوشہ کے منہ سے اس کا نام ایسے ادا ہوا جیسے وہ بچپن میں اپنی توتلی زبان سے پکارتی تھی۔ جبکہ اس کے "یان" بولنے پہ رایان خان ساکت ہوا تھا۔ کتنے سالوں بعد اپنی ٹٹڈی کی زبان سے یہ نام سن رہا تھا۔ وہ دل و جان سے اس پہ نثار ہوا۔ اسے اپنی گول مٹول سی بھالو پہ ٹوٹ کے پیار آیا۔ ایک بار پھر سے بولو۔۔۔۔۔ رایان خان فرمائشی انداز میں بولا، جس پہ پلوشہ کو اپنی زبان کی بے اختیاری پہ جی بھر کے افسوس ہوا۔

پلوشہ نے اس کی بات پر کان نہیں دھرے، جس پر رایان خان نے اسے تھوڑی سختی سے پکارا۔ "یایان۔۔ وہ جلدی سے ڈرتے ہوئے بولی۔ تمہارے منہ سے یہ نام مجھے اتنا اچھا لگ رہا ہے کہ میرا دل چاہ رہا ہے میں جی بھر کے تمہارے ان نرم و نازک ہونٹوں پہ اپنا پیار نچھاور کروں، وہ اس کے نچلے لب پہ اپنا انگوٹھا رب کرتے خمار آلود آواز میں بولا۔۔۔ اس کی بے باک بات پہ پلوشہ خان کو بے ساختہ اس کی لال ہویلی میں کھائی

قسم یاد آئی، اس نے سختی سے اپنے ہونٹ میچے۔ رایان خان نے اس کی حرکت پہ اپنی مسکراہٹ دبائی۔

رایان خانزادہ نے اس کی گردن سے دوپٹہ نکالتے اس کے لمبے چاکلیٹ براؤن بالوں کو ہاتھ بڑھا کے کھولا اور اس کے بالوں کی خوشبو میں گہرا سانس بھرتے اس کی گردن میں منہ گھسیرا۔ اج وہ اس کا محرم بن کے اندر تک سرشار تھا۔ رایان خان نے اس کی گردن پہ پورے استحقاق سے بوسے دیتے اپنے دانت گاڑے۔ رایان خان بہت شدت پسند تھا اور اج اسے اپنی منکوحہ پہ ٹوٹ کے شدت بھرا پیار ا رہا تھا۔ ابھی وہ گردن سے نیچے تک کا سفر طے کرتا، جب پلوشہ خان سسکتے اس سے دور ہوئی، اس کے دور ہونے پہ رایان خان نے اپنی خمار الود شہد رنگ انکھوں سے اسے دیکھا۔ "وہ س۔ سب با۔ باہر کیا سو۔ سوچ ر۔ رہے ہوں گے۔ کوئی ا جائے گا۔" پلوشہ جلدی سے گڑبڑاتے ہوئے معصومیت سے بولی۔ اس کی معصومت نے رایان خان کو مسکرانے پر مجبور کیا۔ وہ اپنی مسکراہٹ چھپاتے اس کی شرٹ کو کندھے سے ہٹاتے جھکا اور وہاں اپنے لب عقیدت سے رکھے۔ میری خوبصورت پٹھانی۔۔۔ وہ پیار سے اس کی ماتھا پٹی کو چھوتے اس کے کان میں گمبھیر اواز میں بولا، جس پہ پلوشہ خان کے دماغ میں رایان خان کے پہلے زہریلے اواز پھر سے گونجے۔ ("ارے تم تو خان بھی نہیں ہو، جانتی ہو تمہارا باپ کون تھا؟") پلوشہ نے اپنا پورا زور لگا کے اسے خود سے دور کیا جس پہ رایان خانزادہ نے ائی برو اچکاتے کر دے اسے دیکھا۔ اپ کو کیا لگتا ہے میں اپ کی ان دو ٹکے کے پیاری باتوں سے اپ کی زہریلے الفاظ بھول جاؤں گی۔ وشہ میری بات۔۔۔ رایان نے کچھ بولنا چاہا جب وشہ نے اس کی بات کاٹتے بلند اواز میں اپنی بات جاری رکھی۔ وہ الفاظ اج بھی میرے کانوں میں گونجتے ہیں۔ صاف صاف کیوں نہیں کہتے اپ بھی مجھے ایک نا جائز وجود سمجھ کے مجھ پر اپنے ہاتھ صاف کرنا چاہتے ہیں، یقینا اپ بھی مجھے ویسے ہی نوچنا چاہتے ہیں جیسے میری ماں کو نوچا گیا۔

اپ نے بھی یہ نکاح مجھ سے بدلہ لینے کے لیے کیا ہوگا تاکہ اپ میرے جسم کو نوچ کے اپنے باپ چچا کے قتل کا بد۔۔۔ ابھی پلوشہ مزید کچھ بولتی، جب رایان خان کا ہاتھ اٹھا لیکن وہ اپنے ہاتھ کی مٹھی بناتے ہوا میں ہی روک چکا تھا۔ اج پھر سے اس کے نرم روئی جیسے گالوں پر تھپڑ مارنے کی ہمت رایان خان میں نہیں تھی۔ پلوشہ خان شدید بدگمان ہوتے اج پھر اپنے مفلوج ہوتے دماغ سے بہت کچھ غلط بول چکی تھی۔ پلوشہ نے اس کا ہاتھ اٹھانے پر روتے اپنے دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر رکھے۔ اسے لگا اج پھر اس کا بھاری ہاتھ اس کے چہرے کی زینت بنے گا، لیکن جب تھپڑ پڑنے کی اواز نہ ائی تو ڈرتے ڈرتے اپنے ہاتھوں کو نیچے کر کے سامنے کھڑے رایان خان کو دیکھا۔ جس کا سفید چہرہ لہو جھلک رہا تھا اور اس کے اٹھائے ہوئے ہاتھ کی مٹھی بینچی ہوئی تھی۔

اس کے الفاظوں نے رایان خان کا دل کسی تیز دھار اری کی طرح چیرتے اسے زخمی کیا۔ رایان خان نے اپنے اس ہاتھ کو زور سے اس کے پیچھے دیوار پر مارا جس پر لگے کیل سے اس کا ہاتھ بری طرح سے زخمی ہوا۔

رایان خان نے اسکے بالوں کو زور سے مٹھی میں جھکڑتے بنا کسی توقف کے غصے اور شدت سے اس کے مہرون لپسٹک سے سجے بھرے بھرے ہونٹوں کو اپنی قید میں لیا۔ پلوشہ تو انکھیں پھیلائے رایان خان کو دیکھ رہی تھی، جو اس کی سانسیں ایسے پی رہا تھا، جیسے کب کا پیاسا ہو۔ پلوشہ نے اپنا پورا زور لگا کے اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کی لیکن رایان خان ادھا انچ بھی پیچھے نہیں ہٹا۔ وہ اس کی کمر پر گرفت اور مضبوط کرتے اس کے ہونٹوں پہ اپنے شدت کا گہرا رنگ چڑھا کے اسے اس کے الفاظوں کی سزا دینا چاہتا تھا۔ وہ اس کے الفاظوں پر شدید غصے سے پاگل ہوا تھا۔ پلوشہ خان چیخنا چاہتی تھی لیکن اس کی چیخیں رایان خان کے ہونٹوں میں ہی کہیں دب رہی تھی۔ جو شدت سے اس کی سانسیں چراتے اسے پیچھے بیڈ پہ دھکا دے کے اس کے اوپر گر چکا تھا۔ لیکن اس کے ہونٹوں کو ابھی تک ازاد نہیں کیا تھا۔ بے بسی سے پلوشہ کی انکھوں سے انسو گر کے بے مول ہو رہے تھے۔ جنہیں محسوس کرتے رایان خان نے اس کے ہونٹوں پہ زور سے اپنے دانت گاڑے، پلوشہ کو جب لگا وہ مر جائے گی تو اس نے بے بسی سے رایان کے ہونٹوں سے سانسیں کھینچی، جسے محسوس کرتے رایان خان نے بدلے میں اسے اپنی چند سانسیں دیں۔ جس پہ پلوشہ کو تھوڑی ڈھارس ملی لیکن اگلے ہی لمحے رایان نے پھر سے بے دردی سے اپنی دی ہوئی سانسیں چھین لی۔ پلوشہ کے جسم میں اس کی اتنی سفاکیت پہ کپکپاہٹ طاری ہوئی۔ پلوشہ نے پھر سے اس سے سانسیں کھینچی اور یہ سلسلہ کوئی ادھے گھنٹے تک چلتا رہا لیکن رایان خانزادہ نے ایک پل کیلیے بھی اپنے ہونٹ پلوشہ کے ہونٹوں سے نہیں ہٹائے، بلکہ اپنی گرفت میں مزید شدت دکھائی۔

رایان خان اپنی شدت بڑھاتے اس کے گلابی ہونٹوں کا رس پی رہا تھا۔ اس کے ہونٹوں کا نشہ ہی ایسا تھا کہ رایان خان پیچھے ہٹنا بھول چکا تھا اور کچھ پلوشہ کے بولے گئے الفاظ کا اثر تھا۔ وہ جانتی تھی وہ غصے کا بے حد تیز ہے لیکن پھر بھی اس کے سامنے ایسے الفاظ انجانے میں یا پھر جان کے بول دیتی۔ پلوشہ خان بار بار اس کا کولر جھنجھور رہی تھی۔ اس پہ بالاخر وہ رحم کھاتے اس کے نچلے لب پر دانت گھاڑتے پیچھے ہٹا، دونوں کی سانسیں بے حد پھول چکی تھی۔ پلوشہ خان اپنے ہونٹوں پہ جلن محسوس کرتے اور سانس نہ انے پہ پھوٹ پھوٹ کے روئی۔ اس کے ہونٹوں کے کناروں پہ خون کی بوندیں تھیں۔ ایک منٹ کے لیے پلوشہ کو لگا وہ دمے کی کوئی مریض ہو، رایان خان نے شدید غصے سے جھکتے اس کے گردن پر اپنے دانت گھاڑے۔ اس کے

الفاظ سے رایان خان کا غصہ اس کے حواسوں پر سوار ہو رہا تھا، اس کا پورا جسم کسی بھٹی کی مانند سلگ رہا تھا، اس کے اتنی زور سے گردن پہ دانت گھاڑنے پہ پلوشہ خان نے سسکی بھری. پلوشہ رایان خانزادہ تم میرے نکاح میں ہوتے اتنے گھٹیا الفاظ کیسے استعمال کر سکتی ہو؟ جانتی ہو اگر رایان خان کو تمہیں نوچنا ہوتا تو وہ یہ نکاح کبھی نہ کرتا، وہ تمہیں سب سے چھپ کے بزدلوں کی طرح نکاح کرکے ادھیڑ کے رکھ دیتا۔ تم نے رایان خان کو اتنا گرا سمجھ لیا ہے، جو اپنے نام کی عورت کو بدلے کیلیے استعمال کرے گا؟ رایان خان اس کے بالوں کو جھٹکا دیتے شدید غصے کے سبب پھولی سانسوں سے غرایا۔ رایان خان کی شہد رنگ انکھوں میں تکلیف اور شدید غصے کی سرخی چھائی۔ پلوشہ خان نے روتے ہوئے اپنے ہونٹوں پہ ہاتھ رکھے وہ بہت غلط بول چکی تھی جسکا اقرار وہ دل میں کر چکی تھی۔ رایان خان کو اتنے غصے میں دیکھ کے پلوشہ کی جان پہ بنی تھی۔ اسے اپنی گردن اور ہونٹوں پہ شدید جلن محسوس ہو رہی تھی۔ بتاؤں تمہیں جسم کو نوچنے کا مطلب کیا ہوتا ہے؟ رایان خان نے غراتے ہوئے اس کے بالوں کو جھٹکا دیتے اسے اپنے قریب کیا۔ غصے کے باعث اس کی گردن اور کنپٹی کی رگیں سلگ کے ابھری، لیکن نہیں پلوشہ خان تم جانتی ہو تم رایان خان زادہ کے لمس، اس کی قربت کے لائق نہیں ہو۔۔۔ تم ایک ظالم لڑکی ہو۔۔۔ رایان خان اسے کسی اچھوت کی طرح بیڈ پہ دھکا دیتے اٹھا. وہ شدید غصے سے پلوشہ کی بے ترتیب حالت کے پیش نظر دروازہ زور سے بند کرتے باہر کی طرف بڑھا۔ وہ اتنے غصے میں بھی دروازہ بند کرنا نہیں بھولا تھا کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کے بغیر دوپٹے کے وجود پہ کسی کی غلطی سے بھی نظر پڑے۔ جو بھی تھا وہ اس کی تھی اور اج تو ویسے بھی تینوں ہویلیوں کے مرد یہاں جمع تھے۔ یہاں سے گزرتے کسی کی بھی نظر اس کے وجود پر پڑ سکتی تھی۔ پلوشہ خان شدید غصہ اور بدگمان ہوتے اپنے مفلوج دماغ سے بہت کچھ غلط بول چکی تھی۔ جس کا اقرار وہ پھوٹ پھوٹ کے روتے دل میں کر چکی تھی۔

ساحر نے زرلاشتہ کے اتنی سردی میں بھی پسینے سے بھیگتے وجود پہ رحم کھاتے، اپنا ہاتھ اس کی برہنہ کمر سے پیچھے کیا۔ اس کا دوپٹہ پیچھے سے ٹھیک کرتے اپنے سامنے پڑا موبائل اٹھایا اور اپنے بھورے بالوں میں ہاتھ پھیرتے اپنی جگہ سے اٹھا۔ زرلاشتہ کو لگا اس کے مزاحمت کرنے پہ وہ ناراض ہو گیا ہے۔ جس پہ انسو پھر سے اس کی انکھوں سے بہتے اس کے سفید مومی ہاتھوں کو بھگو رہے تھے۔ ساحر خان نے ابھی سب لڑکوں کو ڈیرے پہ چلنے کا کہا ہی تھا جب رایان خان شدید غصے سے سرخ چہر لیے زنان خانے سے نکلا۔ جسے صرف ساحر خان اور ضرار خان نے جاتے ہوئے دیکھا۔ وہ اسے اتنے غصے میں دیکھ حیران ہوئے تھے کیونکہ رایان خان کا موڈ تو اج

اچھا خاصا تھا۔ چونکہ تقریبا رسم ہو چکی تھی، جس پہ سب ہی اٹھ چکے تھے سوائے فارس خان کے جو گل بہار کے کان میں غصے سے اس کے بے باک بھائی کی بدتعریفیاں کر رہا تھا۔ جس پہ گل بہار غصے سے بیچ و تاب کھاتے اس کے پاؤں پہ اپنی ہیل مار رہی تھی اور اپنے ناخن اس کے ہاتھوں پہ گھاڑ رہی تھی۔ اپنے لالا کی سائیڈ لینے کی سزا میں تمہیں کل کی رات دوں گا بہار بےبی۔ جسٹ ویٹ اینڈ واچ۔۔۔فارس خان گھمبیر لہجے میں سرگوشی کرتے گل بہار کو لال سرخ کرتے سامنے پڑی اپنی گاڑی کی چابی اور فون اٹھاتے باہر کی جانب بڑھا۔ کچھ دیر تک سب لڑکے اپنی گنز اور گاڑی کی چابیاں لیتے باہر کی جانب بڑھے۔ اس وقت کافی رات ہو چکی تھی، درام خان کا ائی فون ساحر خان کے ارجنٹ ارڈر پر ابھی کچھ دیر پہلے ہی ایا تھا۔ جس پر وہ کھلکھلا کے ہنستے خوش ہوا تھا۔ سب اسے اتنا خوش دیکھ کے مسکرا رہے تھے۔ وہ ابھی کچھ دیر پہلے ہی ماں کے سینے سے لگ کے سو چکا تھا۔ بیا نے اسے کتنی مشکل سے مسکے لگا لگا کے منایا اور سلایا تھا تاکہ وہ بھی باپ کے ساتھ ڈیرے پہ جانے کی ضد نہ کرے۔کیونکہ وہ اج بے تحاشہ ضد کر رہا تھا۔ جس پہ داور مسکرائے جا رہا تھا۔ اب بھی داور جھک کے بیا کے سینے سے لگے درام خان کے ماتھے اور گالوں کو ہولے سے چومتے اور بیا کے ماتھے پہ بوسہ دیتے پیچھے ہوا۔ جس پہ بیا شرمیلا سا مسکرائی۔ واپسی پہ میرے ساتھ چل رہی ہو تم اور درام۔۔۔داور خان لہنگے میں سجی سنوری اپنی بیوی کو دیکھ کے سرگوشی میں بولا۔ اس نے آج دوسری دفعہ لہنگہ پہنا تھا، ایک دفعہ پہلے تب جب ان دونوں کے ملن کی رات تھی اور ایک دفعہ اج وہ گرین لہنگے میں غضب ڈھا رہی تھی۔

"نہیں ابھی کب! ابھی تو لالہ کی شادی تک یہی رہیں گے نا ہم۔۔۔" بیا خان نظریں جھکائے سرگوشی میں بولی۔ "اچھا زیادہ زبان نہیں نکل ائی، دو دن بھائیوں کے پاس رہ کے؟" داور خان نے اس کے کان میں سرگوشی کی جس پہ بیا اسے دیکھتے ہوئے مسکرائی۔ "میں کچھ نہیں سن رہا ڈیرے سے انے کے بعد میرے ساتھ چل رہی ہو تم حویلی، صبح پھر چھوڑ جاؤں گا تمہیں اور درام کو یہاں۔۔" داور خان ناراض لہجے میں بولا، جس پہ بیا نے اسے بلیک میل کیا کہ وہ کتنے سالوں بعد اپنے ماں باپ بہن بھائیوں سے ملی ہے۔ وہ شادی کے بعد ہی ائے گی۔ لیکن میرا کیا جسے تمہارے بغیر نہیں نہیں اتی؟ جانتی ہو کل پوری رات نہیں سویا میں۔۔ داور ہنوز ناراض لہجے میں سرگوشیاں کر رہا تھا، جس پہ بیا نے شرماتے اس کی رت جگہ بھوری انکھوں کی سرخی کو دیکھا. تو اپ بھی یہی رک جائیں نا شادی تک۔۔ بیا نظریں جھکائے درام کے بالوں میں انگلیاں الجھاتے بولی۔ گھر داماد سمجھا ہوا ہے مجھے؟ بس چل رہی ہوں تم اج ہی واپس پہ میرے ساتھ۔ میں مزید کچھ نہیں سن رہا۔۔۔ داور کچھ شوخ اور کچھ روٹھے لہجے میں اپنی بات کہتے اس کی کان کے لوں کو دانتوں میں کاٹتے باہر کی جانب بڑھا۔۔ خانم بھی

اور باقی سب عورتوں نے انہیں اتنی فائرنگ سے منع کیا، جس پہ سب نے ان کی بات ایک کان سے سن کے دوسرے خان سے نکالی۔ ساحر خان نے سب لڑکوں کے جانے کے بعد اپنی چابی ٹیبل سے اٹھانے کے لیے ہاتھ بڑھایا ہی تھا، جب اس کی نظر زر لاشتہ کہ مومی سفید ہاتھوں پہ گرتے انسوؤں پہ پڑی۔ ساحر خان جانتا تھا وہ کیوں رو رہی ہے۔ انسو صاف کرو زرلاشتہ خان، نہیں تو اگر میں نے تمہارے یہ موتی اپنے ہونٹوں سے سب کے سامنے نہ چنے تو میرا نام بھی ساحر خانزادہ نہیں--- اس نے بے باکی سے نیچے جھک کے زرلاشتہ کے کان میں سرگوشی کی۔ زرلاشتہ نے ایک نظر کالے سوٹ میں ملبوس اپنے ظالم شہزادے کو دیکھتے جلدی سے اپنے انسو صاف کرتے نظریں جھکائی۔ جس پہ ساہر خان اپنی چابی اٹھاتے تیزی سے باہر کی جانب بڑھا۔ کتنا مشکل تھا اس کے اتنے قریب سے یوں اٹھ کے چلے آنا کوئی ساحر خان سے پوچھتا!۔ زرلاشتہ خان، زرش خان، زرمینہ خان، ورده خان اور گل بانو کو حیدر خان گارڈز کے ہمراہ بڑی حویلی چھوڑ کے ائے چاہے ساتھ جہانگیر خان اور ہاشم خان تھے لیکن وہ کافی عمر کے تھے۔ ایسے میں خدا نہ کرے اگر کوئی حادثہ پیش ا جاتا تو؟ جب کہ حیدر خان بہت مضبوط اعصاب اور روعبدار شخصیت کے مالک تھے لیکن چونکہ ان کے اولادیں ڈیرے پہ عیاشی کر رہی تھی، اسی لیے انہیں خود سب کو باحفاظت حویلی پہنچانا تھا۔ سب نے انہیں بڑی حویلی رہنے کا اصرار کیا لیکن سب اپنی اپنی حویلی میں جا کر ارام کرنا چاہتے تھے۔ پہلے ہی شادی کی وجہ سے بڑی حویلی میں بہت رش پڑا ہوا تھا.

رایان خان ڈیرے کے لاؤنج میں نیم دراز سا سگرٹ سلگا رہا تھا۔ جب اسے ایک ساتھ کتنی ہی گاڑیوں کے رکنے کی اواز ائی، وہ سمجھ چکا تھا کہ سب لڑکے ا چکے ہیں لیکن ہنوز لیٹا رہا۔ پلوشہ کے الفاظ نے اسے جتنی تکلیف دی تھی، اسے اپنا سینہ پھٹتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ پلوشہ نے اس کی محبت کی توہین کی تھی، جو رایان خان کسی صورت بھول نہیں پا رہا تھا. سب رایان خان کو وہاں پہلے سے موجود دیکھ حیران ہوئے اور سب سے زیادہ حیران انہیں رایان خان کے پاؤں کے پاس پڑے چار ادموعے وجودوں نے کیا۔ ساحر خان کو اچھی طرح یاد تھا، جب اس نے ان بندوں کو ڈیرے پہ پہنچایا تھا وہ وجود صحیح سلامت تھے اور اب ان کے اچھی خاصی دلائی ہوئی تھی۔ جو یقینا رایان خانزادہ نے کر کے اپنا غصہ اتارا تھا۔

"رایان یہ تم نے کیا کیا؟؟ ابھی ان سے بہت سے راز اگلوانے تھے اور تم انہیں پہلے ہی مار کے کام تمام کر چکے ہو؟؟" ساحر خان غرایا۔ اسے لگا شاید رایان خان ان چاروں کو مار چکا ہے۔ "مرے نہیں ہیں سالے زندہ ہیں---" رایان خان ہنوز نیم داراز سگریٹ کے کش لیتے اپنے پاوں کی ٹھوکریں انہیں مارتے غصے سے بولا۔ جس پر ان وجودوں نے

سسکیاں بھری۔ داور خان، سجاول جان، فارس خان اور ضرار خان نے آگے بڑھتے ان کی حالت چیک کی۔ سعد خان نے نیم اندھرے کو روشنی میں بدلتے لاونج کی تمام لائٹیں جلائی، جس پہ رایان خان صوفے پہ اوندھے منہ ہوتے لیٹا۔ اسکے چہرے پہ تکلیف کے اثار تھے، وہ نہیں چاہتا تھا کہ کوئی بھی اسکے چہرے پہ تکلیف دیکھے۔ وہ پلوشہ اور اپنا معاملہ کسی سے بھی ڈسکس نہیں کرنا چاہتا تھا۔ ساحر خان نے بغور اسے دیکھا، اسے وہ ٹھیک نہیں لگا یا پھر اسکا وہم تھا۔ "کیا اگلا ہے، ان دونوں نے رایان؟" داور خان نے پہلی بار لب کشائی کی۔ "دانیال شاہ، عالیان شاہ۔۔" رایان خان نے چار لفظوں میں انہیں پوری تفصیل سمجھائی اور وہ سب سمجھ بھی چکے تھے۔ یہ نام سنتے ہی سب کے چہروں پہ چٹانوں سی سختی ائی۔ کچھ مزید راز ان چاروں ادموعے وجودوں سے نکلواتے ساحر خانزادہ، ضرار خانزادہ اور فارس خانزادہ نے ان چاروں کو اپنی بندوقوں سے بھون ڈالا اور بعد میں ان کی لاشیں دانیال شاہ اور عالیان شاہ کو تحفے میں پہنچانے کا ارادہ کیا۔ لیکن ان سب کے دلوں کو سکون نہیں پہنچا تھا۔ یہ تو صرف رایان خان اور سعد خان پہ حملہ کروانے کا بدلہ تھا، ابھی تو بیت سے بدلے باقی تھے۔

پری وش ابھی تک اپنے کمرے میں بیٹھی سعد خان کا انتظار کر رہی تھی۔ وہ جانے سے پہلے اسے کچن میں ملا تھا اور اسے گہری نظروں سے دیکھتے شرم و حیا سے سرخ ہونے پہ مجبور کر رہا تھا۔ وہ دونوں ایک جیسے رنگ کے لباس میں ایک خوبصورت سا جوڑا دکھائی دے رہے تھے۔ ہر کوئی ان کی تعریف کر چکا تھا، جس پہ پری وش شرماتے ہوئے سر جھکا جاتی۔ اس وقت سعد خان بہت جلدی میں تھا اس لیے اس کی گردن پہ بوسے دیتے اس کے کان میں سرگوشی کی کہ وہ اس کے انے کا انتظار کرے چاہے کتنا بھی وقت کیوں نہ ہو جائے لیکن یہ کپڑے نہیں بدلے۔ اگر اسے نیند ائے تو وہ سو جائے، وہ اسے خود جگا دے گا۔ وہ کس طرح جگائے گا وہ اس کا طریقہ بخوبی سمجھتی تھی۔ اسی لیے اپنی نیند سے بوجھل انکھیں ابھی تک کھولے جاگ رہی تھی۔ لیکن پھر اہستہ اہستہ اسے غصہ انے لگا کہ وہ خود ڈیرے پہ عیاشیاں کرے اور وہ اس کا انتظار کرے، چاہے کتنا بھی وقت کیوں نہ ہو جائے، یہ کہاں کا انصاف تھا؟ اور کچھ زرش والی باتیں بھی دماغ میں گھوم رہی تھیں جب اس نے سجاول لالا کو ڈیرے پہ طوائفیں لانے کا طعنہ دیا تھا تو کیا واقعی۔۔۔؟؟ نہیں نہیں ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔؟ لیکن اگر ایسا ہوا تو۔۔۔؟؟ یہ سب سوچتے ہی بلاخر اس کی انکھ لگ چکی تھی۔۔۔ ادھی رات تک ڈیرے پہ اتش بازی، فائرنگ اور تیز اواز میں ڈھول اور موسیقی چلتی رہی۔ پورے سوات کو پتہ تھا کہ اج دو شہزادوں کی شادی کا آغاز ہو چکا ہے۔ بالاخر صبح کے ساڑھے چار بجے وہ سب تھکے ہارے حویلی لوٹے، جس پہ ساحر خان کو حیدر خان

سے کافی جھڑکیں سننے کو ملی لیکن وہ صدا کا ڈھیٹ ایک کان سے سنتے دوسرے کان سے نکال کے بنا جھجکے زرلاشتہ کے متعلق استفسار کر رہا تھا کہ وہ کہاں ہے؟ جیسے وہ اس وقت اپنی ڈھیٹ سرتاج کے انتظار میں بیٹھی ہوگی جو پہلے اس سے بے رخی برت رہا تھا۔

پیچھے کھڑے رایان خان، فارس خان اور ضرار خان کو بھی یہی جاننا تھا کہ لال حویلی کی خواتین کس کمرے میں بند ہیں؟ لیکن حیدر خان کے جواب پہ وہ تینوں شرمندگی سے لب دبا کے رہ گئے۔ جبکہ داور خان ان سب کی بے عزتی پہ مسکراتے بیا خان کے کمرے کی طرف بڑھا تاکہ اسے چھوٹی ہویلی لے کے جا سکے۔ چھوڑ ایا ہوں میں خود واپس بچیوں کو تم لوگوں کو اپنی عیاشیوں سے فرصت ملے تب کچھ کرونا؟ بچیاں کب سے انتظار کر کر تھک چکی تھی، بلاخر مجھے ہی جا کے چھوڑنا پڑا۔ وہ غصے سے کہہ کر نماز پڑھنے چل دیے، وہ ابھی فجر پڑھنے کے لیے اٹھے ہی تھے، جب سامنے شیطانوں کی ٹولی کو اکٹھے آتے دیکھا۔ ساحر خان تو ان کے جواب پہ غصے سے اپنی کالی شال صوفے پہ پٹکتے اپنے کمرے کی طرح بڑھا۔ جب کہ رایان، فارس اور ضرار بھی کندھے اچکاتے اپنی ہویلی کی طرف بڑھے۔ سعد نے ان کو شرارت سے رکنے کا بولا جس پہ وہ مسکراتے ہوئے اس سے مل کے اپنی اپنی گاڑیوں کی طرف بڑھے۔ جو بھی تھا وہ اپنی غیر ذمہ داری پہ شرمندہ ضرور تھے۔ سجاول خان کو ایک پل کیلیے پھر سے زرش خان کا خیال آیا، اس کی لبالب پانیوں سے بھری ہیزل آنکھیں سجاول کی آنکھوں کے پردوں پہ لہرا رہی تھیں۔ لیکن وہ سر جھٹک کے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ جب کہ سعد خان انگڑائی لیتے ہوئے اپنی پری جان کے کمرے کی طرف بڑھا، وہ جانتا تھا وہ یقینا اس سے ناراض ہو چکی ہوگی۔

ساحر خان کمرے میں جاتے ہی دروازہ کٹاک سے بند کرتے، اپنا نیوی بلیو ٹراؤزر الماری سے لیتے واش روم میں بند ہوا۔ اتنی سردی میں بھی برف کی طرح ٹھنڈے پانی کے نیچے نہاتے وہ اپنے اندر اٹھتے ابال کو کم کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس کے سامنے زرلاشتہ خان کا چاند سا مکھڑا ا رہا تھا اور جیسے وہ اپنے ہونٹ باہر نکال کے آنسو بہا رہی تھی، ساحر خان کسی صورت بھول نہیں پا رہا تھا۔ لیکن زرلاشتہ خان نے اسے کم سزا نہیں دی اٹھ سال۔۔۔ پورے اٹھ سال اس کے عشق نے ہی اسے عشق کرنے کی سزادی تھی۔ وہ اٹھ سال اسے آٹھ سو سال صدیاں لگی تھیں۔ جن میں وہ ہر روز پل پل تڑپتے اسے یاد کرتا تھا۔ وہ اپنی زندگی کے یہ بیتے ہوئے سال اپنے انے والے زندگی میں شاید کبھی نہیں بھول سکتا تھا۔ وہ پتہ نہیں کب تک ٹھنڈے پانی کے نیچے کھڑا بھیگتا رہا، وقت بیتنے کا پتہ ہی نہیں چلا، ایک پل کو اس کا دل کیا کسی ماہ سن کے

KOH NOVELS - URDU

کبوتر کی طرح اڑ کےوہ اپنی تاشو کے پاس چلا جائے۔ لیکن دوسرے ہی پل وہ بے حس بنتے اپنا ٹراوزر پہنے اپنے کمرے کی بالکونی میں شرٹ لیس کھڑا سیگرٹ پہ سیگرٹ پھونکنا شروع ہو گیا۔ اب یہ رات ایسے ہی کٹنی تھی اور ساحر خان نے سلگھتے ہوئے کاٹنی تھی۔ وہی پہ زرلاشتہ نے بھی یہ رات اپنا تکیہ بھگوتے اسکے زہریلے الفاظ یاد کرتے ہچکیوں سے روتے کاٹی تھی۔

سعد خان نے اہستہ سے دروازے کے ہینڈل کو موڑا اور دروازہ اس کی توقع کے عین مطابق کھلتا چلا گیا۔ سعد خان کی نظر اپنے پری جان پہ پڑی جو سامنے بیڈ پہ کسی گٹھری کی طرح سمٹ کے سو رہی تھی۔ وہ ابھی بھی اسی لہنگا چولی میں ملبوس تھی البتہ جیولری نیچے زمین پہ شاید غصے سے پھینکی تھی۔ سعد خان کمرے کا دروازہ بند کرتے محظوظ ہوتے آگے بڑھا۔ وہ بغیر قدموں کی چھاپ پیدا کئے اپنی جان سے پیاری منکوحہ کے بالکل قریب بیٹھا اور جھک کے اس کے چہرے کو ہلکی سی روشنی میں دیکھا، وہ اپنی گرم سانسیں اس کے چہرے پہ چھوڑ رہا تھا۔ اسکے اتنے قریب انے پہ بھی وہ خواب خرگوش کے مزے لیتے سو رہی تھی۔

سعد خان نے ذرا سا جھک کے اس کے گلابی لبوں کو ہلکا سا چوما لیکن وہ اب تک نہیں کسمسائی۔ اب کے بار سعد خان نے اس کے کالے سلکی بالوں کو کھولتے ہوئے بکھیرا اور جھک کے ان کی خوشبو کو سانسوں میں لیتے اپنے اندر اتارا۔ پری وش کے وجود میں ابھی بھی کوئی حرکت نہیں ہوئی۔ سعد خان نے اب کی بار اس کی گردن پہ جھک کے اپنی بیرڈ اور مونچھیں رگڑی اور تھوڑا سا سر اٹھا کے پری وش کو دیکھا لیکن وہ ہنوز ایسے ہی سوئی پڑی تھی۔ یہ دیکھتے سعد خان کو تھوڑا سا غصہ ایا کہ کوئی بھی اس کے قریب ائے گا اور ویسے ہی گہری نیند میں سوئی رہے گی؟ اس نے غصے سے جھک کے اس کی گردن پہ اپنے دانت گاڑے۔ پری وش کی انکھوں میں ہلکی سی جنبش ہوئی لیکن وہ پھر سے پرسکون ہو کے سو چکی تھی۔ شاید وہ اج کافی تھک چکی تھی اور سعد خان کا لمس اس کے لیے نیا نہیں تھا۔ اب کی بار سعد خان نے اس کے گردن پہ دانتوں کا دباؤ بڑھاتے جٹھکے سے سر اٹھا کے بری طرح سے اس کی سانسوں کو قید کیا۔ اس کی گرفت میں اتنی شدت تھی کہ پری وش کی نیند بھگ سے اڑی۔

اپنی سانسیں بند ہونے پہ اس نے پٹ سے انکھیں کھولتے سعد خان کو خود پر جھکے دیکھا، جو اتنی شدت سے اس کی سانسیں پی رہا تھا کہ پری وش لمحے کے گیارھویں حصے میں سمجھ چکی تھی کہ وہ غصہ ہے۔ پری وش نے اسے کندھوں سے پکڑ کے خود سے دور کرنا چاہا۔ جس پہ سعد خان نے اس کی کلائیوں کو ایک ہاتھ میں جکڑتے، اس پر اپنا پورا وزن ڈالتے مزید تیزی سے اس کے ہونٹوں پر اپنی گرفت مضبوط کی۔

پری وش کو جب لگا وہ سانس نہیں لے پائے گی، تو اس نے عادت سے مجبور، اس کے گلے میں لٹکی سلور چین کو پکڑ کے کھنچا۔ جس پہ اس نے اپنی گرفت میں تھوڑی سی نرمی کی لیکن پھر نچلے لب کو اپنے ہونٹوں میں زور سے دباتے ہوئے بالاخر پیچھے ہٹا۔ جس پہ پری وش نے انکھوں میں پانی لیے شکوہ کناں نظروں سے اسے دیکھا۔ اس کی انکھوں میں پانی دیکھ کے سعد خان کا غصہ جاگ کی طرح بیٹھا۔ ویسے بھی وہ اپنا غصہ اور جنون اس کے گلابی لبوں اور گردن پہ دکھا چکا تھا۔ سعد خان نے پری وش کی کمر میں ہاتھ ڈال کے کروٹ لیتے اسے خود کے اوپر کیا۔ دوپٹہ تو پہلے ہی اس کے تن پر موجود نہ تھا۔ لیکن اس کے یوں اچانک خود کے اوپر کرنے پہ اس کی بلیک کرتی (جو پیٹ تک بمشکل ا رہی تھی یا کبھی کبھی تھوڑی سی اوپر اٹھ جاتی، جس کو وہ پورے فنکشن میں دوپٹے سے اچھی طرح سے کور کیے ہوئے تھی۔) اب سعد خان کے سامنے اپنی کرتی کے بے ترتیبی پہ وہ خفت کا شکار ہوئی۔ سعد خان اس نرم و نازک بدن کی رعنائیاں چھلکتے نشیب و فراز کو استحقاق بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ پھر نظریں نیچے جاتے اس کے تھوڑے سے برہنہ پیٹ پر گئیں۔ سعد خان کا دل جیسے کانوں میں دھڑکا۔ وہ اس کے اتنا قریب تھا لیکن ابھی اس کے وجود کو حاصل نہیں کر سکتا تھا۔ ٹھنڈی اہ بھرتے ہوئے اس نے اس کی گردن میں اپنا چہرہ چھپایا۔ جبکہ پری وش سے نظریں اٹھانا محال ہوا۔ سعد خان نے تھوڑی دیر پہلے گردن پہ دیے گئے زخم پر اپنے لب شدت سے رکھے۔ جس پہ پری وش کو جلن محسوس ہوئی۔ اس نے سسکی بھری جس پہ سعد خان نے محظوظ ہوتے اپنا سر اٹھا کے اسے دیکھا۔ میرا انتظار نہیں کیا؟ وہ گمبھر لہجے میں بولا۔ جس پہ پری وش کو اپنا کیا ہوا انتظار اور وہ باتیں بھی یاد ائیں جو وہ سونے سے پہلے سوچ رہی تھی۔ اچانک سے پھر سے اسے غصہ ایا۔ جس کے برعکس اس کی چھوٹی سی ناک سرخ ہوئی۔ اس نے اپنی انگلی سعد خان کی چین میں الجھاتے اسے ذرا سا کھینچا اور خود مزید اس پہ جھکی۔ جس سے اس کے سلکی کالے بال دونوں پہ سایہ کر گئے۔ جبکہ سعد خان دم سادھے اپنی منکوحہ کی ادائیں دیکھ رہا تھا۔ کہاں تھے؟ وہ غصے بھری اواز میں بولی۔ ڈیرے پہ بتایا تو تھا--- سعد خان نے محظوظ ہوتےجواب دیا، آج وہ پوری بیوی بنی ہوئی تھی۔ پری وش نے اس پر سے نظریں ہٹاتے ایک نظر گھڑی کو دیکھا۔ جو اب صبح کے تقریبا پانچ بجا رہی تھی اور پھر سعد خان کی طرف مڑی۔ رات سے صبح تک ڈیرے پہ تھے؟ کیوں ایسا کیا تھا ڈیرے پہ؟ وہ ایک ہاتھ سے اس کی چین مروڑے جبکے دوسرے سے اس کے کالر کو جٹھکا دیتے بولی۔ سعد خان سمجھ گیا کہ وہ کیا سوچ رہی ہے۔ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ قہقے لگائے لیکن اپنی پری کو جلانا اس نے اپنا فرض سمجھا۔

نا پوچھو اتنا حسن تھا کہ ابھی بھی آنے کو جی نہیں چاہ رہا تھا۔ سعد خان آہ بھرتے آفسوس سے بولا، جیسے وہ واقعی ہی گھر جلدی آ کر پچھتا رہا ہو۔ اس کی اس بات پہ

پری وش کا دل کرچیوں میں تقسیم ہوا۔ وہ اپنی چیزوں اور لوگوں کے معاملوں میں بہت زیادہ پوزسیسوو تھی۔ سعد خان کی یہ بات اسکو انتہا کا غصہ دلا چکی تھی۔ کیسا حسن میں پوچھتی ہوں آپکی جرات کیسے ہوئی کسی کی طرف دیکھنے کی؟ وہ غصے سے چیخی۔ جس پہ سعد خان کی نطریں اس کے گلابی ہونٹوں پہ ٹکی، جو اسکی شدت سے لہو چھلکا رہے تھے۔ اب خود نظر پڑھ ہی جاتی ہے۔ میں اپنی آنکھوں پہ پٹی تو باندھنے سے رہا۔ تمہیں پتا ہے بہت دور سے ایسا حسن منگوایا تھا۔ ایک گھنٹے کا اتنا چارج۔۔۔ ابھی وہ مزید کچھ بولتا، جب پری وش اچانک اس پر سے اٹھ کے اس سے دور ہوئی تھی اور بیڈ پہ اوندھے منہ گرتے پھوٹ پھوٹ کے روئی۔ جسے دیکھ کے سعد خان نے بھوکلاتے ہوئے اسے کاندھوں سے تھام کے اپنی طرف موڑا۔ اور اس کی بے ترتیب کرتی سے نظریں ہٹانے کی ناکام کوشش کی۔ پری وش کے رونے میں تیزی آئی۔ ا۔اپ کا۔د۔دل مجھ سے بھر چکا ہے نہ اب میں جانتی ہوں۔ میں ہی پاگل تھی جو اپ کا انتظار کر رہی تھی۔ وہ اچانک سے اس کے ہاتھوں کو پیچھے کرتے روتے ہوئے بیڈ سے اٹھی۔ ابھی وہ ڈریسنگ روم کی طرف بڑھتی جب سعد خان نے پھرتی سے اٹھتے اس کی کمر کو جکڑتے اسے پیچھے دیوار سے لگایا. سعد خان نے نرمی سے اس کی طرف دیکھتے اس کی انکھوں سے گرتے موٹے موٹے انسوں کو اپنے لبوں سے چنا پری وش کے الفاظ اسے تکلیف دے گئے تھے. میرا بچہ میں مذاق کر رہا تھا۔ مورے کی قسم!! میں تو تمہارے علاوہ کسی کی طرف انکھ اٹھا کے بھی نہ دیکھوں اور تم دل بھرنے کی بات کر رہی ہو؟ وہ صفائی دیتے ہوئے بولا جو بھی تھا، وہ ہمیشہ کی طرح اپنی شرارت سے اپنی چھوٹی سی جان کو تکلیف پہنچا چکا تھا. اس کے یوں میری قسم کھا کے کہنے پہ اس نے غصے سے اسے پیچھے جھٹکا۔ یعنی وہ اس کی نیند برباد کر کے طرف اسے جلانا چاہ رہا تھا اور وہ کتنی پاگل تھی جل بھی چکی تھی.

اس کے جھٹکنے پہ سعد خان نے ناگواری سے اسے دیکھا لیکن اسے ابھی اپنا غصہ نہیں دکھانا تھا بلکہ اپنے چھوٹے سے دماغ کی منکوحہ کو وہ مان بخشنا تھا۔ جس مان سے وہ اس سے روٹھ رہی تھی کہ وہ اسے منا لے گا۔ سعد خان نے پھر سے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے خود کے قریب کیا. اتنی جیلسی؟؟ سعد خان نے اسے خود سے لپٹائے، اس کی گردن میں منہ دے کے سرگوشی کی۔ جس پہ وہ کانوں کی لو تک سرخ پڑی اور اسے خود سے دور کرنا چاہا. جس پہ سعد خان نے ذرا کی ذرا اس کی گردن سے سر اٹھا کے اس کے ہونٹوں کو پیار سے چوما۔ میری چھوٹی سی جان کو کیا کیا خیال ارہے تھے کہ کیا ہو رہا ہوگا ڈیرے پہ؟ اب کی بار سعد خان نے اسے بچوں کی طرح اٹھائے، ڈریسنگ مرر پر بٹھاتے اپنے دونوں ہاتھ اس کے اعتراف میں رکھے. پری وش کچھ نہیں بولی، صرف اس کی سلور چین پر نگاہیں مرکوز کیے بیٹھی رہی اسے سعد خان کی سفید گردن میں یہ چین بہت دلکش لگتی تھی۔ اس کے جواب نہ دینے پہ سعد

KOH NOVELS URDU

خان نے گہری سانس بھری، وہ کافی ناراض تھی اس سے. پری جان؟ وہ گمبھیر لہجے میں اسے کندھوں سے تھامے ہوئے بولا۔ نہیں ہوں میں پری جان، پری وش نام ہے میرا--- وہ غصے سے اپنی چھوٹی سی انگلی دکھاتے ہوئے بولی۔ جس پہ سعد خان نے اس کے تیور دیکھتے اس کی انگلی کو تھام کے چوما اور نرمی سے اس کی گردن کے گرد باہیں ڈالتے اسے گلے سے لگاتے اس کا غصہ کم کرنا چاہا. اب پکا تنگ نہیں کروں گا پری جان، قسم خدا کے مذاق کر رہا تھا لالہ سے پوچھ لینا سب ساتھ تھے--- اور تمہیں اپنے خان پہ اتنا بھی بھروسہ نہیں ہے کیا؟ پری وش نے پیچھے ہونا چاہا لیکن سعد خان نے اسے مزید خود میں بھینچتے ہوئے سرگوشی کی، اس کی سرگوشی پہ پری وش کچھ شرمندہ سی ہوئی وہ اپنے غصے میں اس پر شک کر بیٹھی تھی. اگر یہی شک سعد خان اس پہ کرتا تو کیا وہ اس سے اتنی نرمی برتتی؟؟ نہیں کبھی نہیں----

دل میں سوچتے پری وش کی انکھیں نم ہوئیں. وہ مزاحمت ترک کرتے اپنا چھوٹا سا حصار اس کی گردن کے گرد ڈالے پھر سے روئی۔ اب ہمیشہ مجھے تنگ کرتے ہیں چھوٹے خان--- جان نکل گئی تھی میری اپ کی بات پہ--- اور مجھے اپ بہت سارا یقین ہے۔ سنا اپ نے؟ وہ روتے ہوئے بچوں کی طرح شکوہ کرتے غصے سے بولی، جس پہ سعد خان مسکرا دیا. میرا بچہ میری جان میں کیا کروں تمہیں دیکھتے ہی جب تک میں کوئی شرارت نہ کر لوں مجھے سکون نہیں ملتا... سعد خان نے معصومیت سے بولتے اس کے نم ہونٹوں کو پھر سے چوما۔ جس پہ پری وش کے گال دہکے جبکہ لہو چہرہ لہو چھلک رہا تھا۔ ہٹے ہٹیں--- پیچھے نما۔ نماز کا وقت ہو گیا ہے--- وہ شرم سے اسے خود سے پیچھے کرتے ہوئے بولی۔ ہائےےےےے---- کب وہ دن آئیں گے جب تم میری باہوں میں میری شدتوں سے بکھر کے مجھ میں سمٹو گی اور پھر ایسے بولو، اب تو چھوڑ دیں فجر کا وقت ہونے والا ہے--- سعد خان شرارت سے گھمبیر لہجے میں اسکے کان میں شکوہ کرتے بولا۔ جس پہ پری وش سے نظریں اٹھانا محال ہو رہا تھا۔ اس کا بس نہیں تھا وہ آڑ کے باتھ روم میں بند ہو جائے-- جاجائیں بھی۔ا۔اب آ۔آپ کو سو۔سونا بھی تو ہے--- وہ معصومیت سے یہاں وہاں دیکھتے بولی۔ خوشوی ز۔ ہ یم،زمازہ! زہ تا سو پہ قربا؛۔ کیم، پری جان۔(بہت حسین لگ رہی ہو، میرا دل!! میں قربان جائوں تم پہ پری جان---) وہ پھر سے گمبیر لہجے میں بولتے ایک اخری بوسہ اسکے دل کے مقام پہ دے کے پیچھے ہٹا اور نرمی سے اسے ڈریسنگ ٹیبل سے اتارا۔ جس پہ پری وش شرم سے سرخ ہوتے بنا دیری کیے بھاگ کے واشروم میں بند ہوئی۔ سعد خان ہلکا سا قہقہ لگاتے ہوئے اپنے لائٹ گرے بالوں میں ہاتھ پھیرتے اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔

عشق ستم .... قسط 27

بیا خان بلیک کلر کی میکسی پہنے ڈریسنگ میرر کے سامنے کھڑی تیار ہو رہی تھی۔ جب داور خان کمرے کا دروازہ کھولتے اندر آیا۔ سامنے ہی اپنی حسین بیوی کو تیار ہوتے دیکھ کے اس کا دل پہلو میں دھڑکا لیکن وہ اسے نظر انداز کیے درام خان کی طرف آیا جو اپنے کپڑوں کو سلیکٹ کرنے میں ہلکان ہوئے جا رہا تھا۔

Thank God Baba Jan you came here!!

درام خان اپنے باپ کو دیکھ کے خوشی سے بھاگتا اس کی طرف گیا۔ کالی شلوار قمیض میں ملبوس داور خان نے جھکتے اپنے بیٹے کو اٹھاتے چوما۔ جب کے شیشے سے داور خان کو دیکھتے بیاخان مسکراتے اپنی لپسٹک سامنے ٹیبل پہ رکھتے اس کی طرف بڑھی۔ وہ جانتی تھی داور خان اس سے ناراض ہے اسی لئے تو اس کی طرف دیکھ بھی نہیں رہا تھا۔

Baba Jan please help me to decide my dress between these both!!

درام خان داور خان کے گال سے اپنا گال جوڑتے کیوٹ سا منہ بناتے بولا۔ جس پہ داور نے اس کے گرے اور کالے لباس میں سے گرے کلر چنا۔ وہ نہیں چاہتا تھا آج پھر اُس کا بیٹا بلیک کلر پہنے اور اُسے کل کی طرح نظر لگ جائے۔

Thank you Baba jan you are the best....

درام خان اس کی گردن میں چہرہ چھپائے پیار سے بولا۔ رات وہ اس سے ناراض ہو رہا تھا، اب اُسے جی بھر کے اپنے باپ پہ پیار آ رہا تھا۔ وہ ایسا ہی تھا جب بھی داور ایک یا دو دن کام کے معاملے میں حویلی سے دور رہتا تب اسے اپنے باپ پر ایسے ہی پیار آتا تھا۔ جب کے بیا خان ان کے پاس ہی بنا دوپٹے کے کھڑی داور خان کو دیکھ رہی تھی۔ جو اپنے بیٹے کے ساتھ باتوں میں مصروف تھا اسے ابھی بھی نہیں دیکھ رہا تھا۔ (رات جب اس نے چھوٹی ہویلی چلنے کا بولا تو بیا خان نے اسے نیند میں ہی منع کیا اور اُسے بھی یہی روکنے کو کہا۔ اس نے داور کا انتظار بھی نہیں کیا اور لباس تبدیل کرتے سو بھی چکی تھی۔ جس پر داور خان کو شدید غصہ آیا اور پھر سے اس کی شادی تک روکنے کی رٹ سنتے وہ غصے اور ناراضی سے بڑی ہو یلی سے نکلا۔ جس پہ بیاخان کی نیند بھک سے اڑی اور وہ اس کے یوں جانے کے بعد سے ہی اُٹھی اسے ڈھیروں فون کر چکی تھی لیکن داور خان نے ایک بھی کال نہیں اُٹھائی تھی)۔ اس کو اپنی طرف متوجہ نہ پا کے بیا خان نے اس کے بازو پہ ہاتھ رکھا۔ جب داور خان نا محسوس انداز میں اپنا بازو چھڑواتے درام خان کو اُٹھائے بیڈ پہ بیٹھا اور یہی پہ اس کی نازک بیوی کی آنکھیں لبالب پانیوں سے بھری تھیں۔ وہ جو بلیک میکسی پہ اپنے پہلے ہونٹوں کو

بھرا بھرا بنائے ان پر سرخ لپسٹک لگائے ہوئے تھی، غصے سے ڈریسنگ میرر کے سامنے سے ٹشو اٹھاتے اپنی لپسٹک کو اچھی طرح سے پونچھے وہ واشروم کی طرف بڑھی۔ داور خان اپنے بیٹے کے ساتھ باتوں میں لگے بھی اس کی ہر حرکت نوٹ کر رہا تھا۔ اسے شدید ناگوار گزرا اس کا اپنے نازک ہونٹوں سے یوں رگڑ کر لپسٹک صاف کرنا۔۔ جب کے بیا خان واشروم سے اپنا باقی میک اپ بھی دھو کر گیلا چہرہ لیے باہر نکلی اور اپنے لمبے لائٹ گرے بال (جو اس نے کھول رکھے تھے) غصے سے سامنے سے کیچر اٹھاتے اپنا جوڑا بنایا۔ وہ ایسی ہی تھی داور خان کے ناراض ہونے پہ خود ہی ناراض ہو کر بیٹھ جاتی تھی۔ جس پہ داور خان اسے دیکھ کہ رہ جاتا ابھی بھی اس کی حرکتوں پہ داور خان کا دل سینے کی دیواروں سے پٹک رہا تھا۔۔ اب کی بار بیا خان نے سپاٹ چہرہ لیے بیڈ سے اپنا دوپٹہ اُٹھاتے اپنے رعنایاں چھلکتے وجود پر اچھی طرح سے اوڑھا اور یہی پہ دوار خان کی بس ہوئی۔ اُس نے درام کے کان میں کچھ بولا۔ جس پہ وہ اپنے بابا جان کے گالوں پہ اپنے چھوٹے چھوٹے دانت گھاڑتے سعد خان کے کمرے کی طرف بڑھا۔۔ اور بیا خان جو سر پہ دو پٹہ اوڑھتے درام کے پیچھے ہی باہر جانے والی تھی۔ داور خان نے اسے کہنی سے پکڑتے اپنے قریب کرتے اپنے پاؤں سے دروازے کو ٹھوکر مارتے دروازہ بند کیا۔۔۔ چھوڑیں مجھے۔۔ بیا خان اپنے آنسو روکتے، اپنے بازو چھڑوانے کی کوششوں میں ہلکان ہو رہی تھی۔ جب داور خان نے اس کی کرسٹل گرے آنکھوں پہ شدت سے اپنے لب رکھے تھے۔ وہ جو اس سے ناراض تھا اس کی بیوی ہی الٹا اس سے ناراض ہو چکی تھی۔۔

داور خان کی گھنی مونچھوں اور بیئرڈ کی چین اپنے چہرے پر محسوس کرتے بیا خان نے کپکپاتے ہوئے پیچھے ہٹنے کی کوشش کی لیکن داور خان اس کی کمر پہ اپنی گرفت مضبوط کر چکا تھا۔ بیا خان کو کچھ دیر پہلے خود کا اگنور کیے جانا شدید ناگوار گزرا تھا۔ وہ کب داور کی اگنورینس برداشت کر سکتی تھی۔ داور خان نے مزید نیچے جھکتے اس کی غصے سے سرخ پڑتی ناک پر اپنے لب رکھے۔۔۔

ہٹیں پیچھے۔۔ میں نہیں بلاتی آپ کو۔۔۔ بیا خان بچوں کی طرح شکوہ کرتی، اسے خود سے دور کر رہی تھی۔ داور خان نے جھکے سے اس کا دوپٹا اتارتے اس سے الگ کیا اور اس کے کیچر میں بندھے بالوں کو کھولتے اس کی گردن میں منہ گھسیرے وہاں پہ اپنی بیئرڈ رگڑی۔ اس کی بیئرڈ کی چبن سے بیا کو گدگدی محسوس ہوئی، جس پہ اس نے اپنی مسکراہٹ چھپائی۔۔۔ داور خان نے اپنے دونوں ہاتھ اس کی کمر میں ڈالتے اسے مزید اپنے قریب کیا۔

ناراض شاید میں تھا تم سے؟؟ نا جانے وہ کون سا دن ہو گا جس دن میری بیوی خود ناراض ہوئے بغیر مجھے منائے گی۔۔۔ داور خان اس کی گردن پہ دانت گھاڑتے، شکوے

اور ناراضی سے بولا جس پہ بیا خان کو اس پہ ٹوٹ کے پیار آیا۔۔ منا تو رہی تھی آپ خود ہی مجھے دیکھنا پسند نہیں کر رہے تھے۔۔ بیا خان منہ بناتے اسے خود سے دور کر رہی تھی۔ جب کے بیوی کی بات پر داور خان کا دماغ بھک سے اڑا، اس نے جھٹکے سے اپنا چہرہ اسکی گردن سے اٹھا کے اس کی طرف دیکھا۔ جو روٹھا سامنہ بنا کے اسے دیکھ رہی تھی۔ کیسے منارہی تھی تم مجھے؟ لپسٹک اتار کے؟ میک اپ کو دھو کے؟ خود پہ دو پٹہ اوڑھ کے خود کو مجھ سے چھپاتے ہوئے؟ یا پھر اس کمرے سے نکل کے تم نے مجھے ابھی منانا شروع کرنا تھا؟ داور خان نے اسے اس کی ہر حرکت گنواتے، تپے لہجے میں استفسار کیا۔ جس پہ بیا خان نے اپنی ہنسی چھپانے کی ناکام کوشش کی۔۔ داور خان نے اسے شکوہ کناں نظروں سے دیکھتے جھک کے اسے گود میں اُٹھاتے ڈریسنگ مرر تک لے جاتے اس پہ بٹھایا۔ بیا خان نے اس کی شکوہ کناں نظروں میں اپنی مسکراتی کرسٹل گرے آنکھیں گھاڑتے، اس کی گردن میں اپنی باہیں ڈالیں اسے خود پہ جھکایا اور اس کی گھنی بیئرڈ والے گالوں پہ پیار سے اپنے ہونٹ رکھتے اپنے گال اس کے گالوں کے ساتھ جوڑے۔۔۔۔ بس وہ اتناہی منا سکتی تھی، یہ بات داور خان جانتا تھا۔ اسی لئے اس کی حرکت پہ اپنی مسکراہٹ چھپاتے ڈریسنگ ٹیبل سے سرخ لپسٹک اُٹھاتے، اس کے ہونٹوں پہ نفاست سے لگائی۔ جس پہ بیا خان نے شرماتے ہوئے نظریں جھکائی اور وہی داور خان نے لپسٹک لگاتے، بنا کسی دیری کے اس کے پتلے نازک ہونٹوں اپنی گرفت میں لیا ۔۔۔ بیا خان کی آنکھیں پھیلی تھی، اس کی اتنی شدت پہ اس نے اس کے کالے کرتے کے کالر کو زور سے سے اپنی مٹھیوں میں جکڑا اور داور خان جو پورے دو دنوں بعد اس کے ہونٹوں کا جام پی رہا تھا، پیچھے ہٹنا بھول چکا تھا۔۔ بیا خان نے اب کی بار اس کی گردن کے گرد لٹکی کالی شال کو جھٹکا دیا۔ جب داور خان اس کے نچلے ہونٹ کو اپنے ہونٹوں میں دباتے پیچھے ہٹا۔۔۔ بیا خان نے پھولی سانسوں کے درمیان اپنا سر اس کے چٹانی سینے سے لگایا، اس کے ہونٹوں سے لپسٹک مکمل طور پر غائب ہو چکی تھی۔ بیا خان کو ویسے بھی کسی میک اپ کی ضرورت نہ تھی۔ داور خان اسے اپنے لمس سے لال گلابی کرتے، اس کا میک اپ اچھی طرح کر سکتا تھا اور وہ کر رہا تھا۔۔ جب اس کے فون پہ فارس خان کی کانفرنس کال کا نوٹیفکیشن رنگ ہوا۔ داور خان نے بیا خان کی گردن پہ جھکتے، ایک ہاتھ سے فون اٹھا کے سپیکر پہ کیا۔ لیکن ہنوز بیا کی گردن پہ لب رکھتے وہ اب اسکی شہہ رگ کی طرف بڑھ رہا تھا۔۔

ساحر خان شیشے میں کھڑا اپنے بال سیٹ کر رہا تھا۔ جب اس کے فون پہ "بے غیرت خان کالنگ" کا نوٹیفیکیشن رنگ ہوا۔ فارس خان اُس دن اسے فارم ہاؤس جا کے منا چکا

تھا۔ جس پہ ساحر خان بھی منہ بناتے نیم راضی ہو ہی گیا، لیکن منہ سے سے اقرار ابھی بھی نہیں کیا اور وہی دونوں کی لڑائی اب بھی جاری رہتی تھی، ساحر خان نے منہ چڑھا کے فون اُٹھاتے اسپیکر پہ کیا۔۔۔ ہاں بول؟ بے غیرتی کم پر گئی ہے جو کسی سے ادھار لے کے دو؟ ساحر خان اپنے بھورے بالوں میں برش کرتے سلگھانے والے الفاظ میں بولا، ساحر خان نے ابھی تک غور نہیں کیا کہ کانفرنس کال کی گئی ہے۔۔ جس میں داور، سجاول، رایان، ضرار اور سعد خان بھی شامل تھے۔۔ جب کے ساحر خان کی بات پہ سب نے اپنا قہقہ روکا۔ وہ سب ہی شاید فارس خان کے جواب کا انتظار کر رہے تھے۔ داور خان جو بیا کی گردن پہ جھکا ہوا تھا، سر اٹھا کے بیا کو دیکھا۔ جو اپنے لالا کی بھاری آواز سنتے آنکھیں پھیلائے لب دبا گئی تھی۔۔۔ جب کے داور خان نے ہلکی آواز میں ہنستے، بیا کے دانتوں میں دبے ہونٹ چومے تھے۔۔ نہیں کسی سے لے کے دینے کی کیا ضرورت ہے جب"دی ون اینڈ آنلی ساحر بے غیرت خان"

یہاں موجود ہے؟؟۔ فارس خان نے بھی اپنے چمکتے کالے شوز پہنتے اسے سلگایا۔ اب کی بار سب کا مشترکہ قہقہ گونجا، جس پہ ساحر خان نے ایک نظر اپنے فون پہ دیکھتے اپنے گلابی لب کاٹے۔ اب وہ جان چکا تھا یہ کانفرنس کال ہے لیکن ساحر خان جیسے ڈھیٹ کو اب بھی کیا فرق پڑنا تھا! تمیز سے بات کر، بہنوئی سے سالے۔۔ اور بکواس کرو کیوں فون کیا ہے؟ ساحر خان رعب دار آواز میں ہنوز اپنے بھورے بال درست کرتے بولا۔ میں نے فون سالے کو یہ بتانے کے لئے کیا ہے کہ میرے اور اس کے دوسرے سالے غائب ہیں اب بکواس کرو۔ سب سالوں کہاں ہو تم لوگ؟ لالا(دوار خان) آپ کو نہیں بول رہا کچھ ،اپ بس پیارے سے درام کو تیار رکھیں وہ میری گاڑی میں بیٹھے گا۔۔۔ فارس خان آج شاید اچھے موڈ میں تھا جو مسکراتے سب کو سلگانے کے بعد داور خان کی عزت رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ ابھی داور خان اور باقی سب نے اکٹھے کچھ بولنا ہی چاہا، جب ساحر خان کی آواز سپیکر میں گھونجی۔

ایک منٹ۔۔۔ جب میرے بچے تجھے ماموں بولیں گے نا تو انہیں رایان کی کیا سجاول کی شادی پہ بھی اپنی گاڑی میں کیا اپنی گود میں بٹھائی، ابھی درام خانزادہ میری بہن کا بیٹا ہے جو صرف ساحر خان کی گاڑی میں بیٹھے گا۔ تو دس مہینوں تک انتظار کرلے ویسے میں پوری کوشش کروں گا ان نو مہینوں میں تجھے ماموں بنانے کی۔۔ ساحر خان حد سے زیادہ بے باک ہوتے اب اپنی گھنی بھوری بیئرڈ سیٹ کر رہا تھا۔ جس پہ سعد خان کا چھت پھاڑ قہقہ گونجا۔ جب کے باقی سب نے اپنے لب دباتے مسکراہٹ روکی، سوائے رایان اور فارس خان کے جن کے چہرے سرخ ہو چکے تھے۔ ساحر خان تیرے پیدا ہونے پہ لعنت اور تیری زندگی کے گزرے تیس سالوں پر بھی لعنت۔ فارس خان کی دھاڑ پہ سب کا قہقہ گونجا۔ باقی سب بھی شاید تیار ہوتے اپنے اپنے فون اسپیکر پہ کئے

فرصت سے انہیں سن رہے تھے۔ داور خان نے بیا کو منہ پہ ہاتھ رکھتے دیکھ جلدی سے فون اسپیکر سے ہٹاتے کان سے لگایا۔۔۔ بکواس بند کرو تم دونوں اور رہی تم دونوں کے سالوں کی اور درام خان کی بات تو بے غیرتوں تم دونوں ہی اس لائق نہیں ہو کہ کوئی تم لوگوں کی برات لے کے جائے۔۔۔ اکیلے جاؤ اپنے سڑے ہوئے منہ لے کے۔ داور خان تپے ہوئے لہجے میں بولتے فون رکھ چکا تھا۔ جب کے اس کی بیوی ابھی تک شاک کی کفیت میں اپنی کرسٹل گرے آنکھیں پھیلائے ہوئے تھی، کیا یہ اس کے ساحر اور فارس لالا تھے ؟ اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ وہ رعب دار انسان اتنے بے باک ہو سکتے ہیں !

جی داور لالا ٹھیک کہ رہے ہیں ہم نہیں جارہے آپ دونوں کی برات لے کے۔۔۔ رایان، سجاول، ضرار اور سعد خان نے ایک ہی کورس میں کہہ کے فون کٹھاک سے رکھا۔ ساحر اور فارس نے حیرانگی سے ایک ساتھ موبائل پر سنتی ہوئی آوازوں کو دیکھ کے کال بند کر کے انہیں پھر سے فون ملایئے لیکن کسی ایک سالے اور بھائی نے بھی ان کا فون نہیں اُٹھایا۔ جس پہ وہ دونوں سر پکڑ کے رہ گئے۔ فارس خانزادہ اور ساحر خانزادہ کی برات سوات کے سب سے مہنگے اور بڑے ہوٹل میں منعقد کی تھی۔ پردوں کو مد نظر رکھتے عورتوں اور مردوں کا الگ الگ اچھے سے انتظام کیا گیا تھا۔ فارس خانزادہ بلیک مرسیڈیس جبکہ ساحر خانزادہ سفید لینڈ کروزر میں دھوم دھام سے اکٹھے اپنی برات لے کے پہنچے تھے۔ ان کے آگے پیچھے تیز رفتار میں کتنی ہی ہیوی بائیکس تھیں۔ جن میں سب سے آگے رایان خانزادہ اور سجاول خانزادہ تھے، جنہوں نے شاید آپس میں کوئی ریس لگائی ہوئی تھی۔ دونوں ہی ایک دوسرے کو آگے نکالنے نہیں دے رہے تھے۔ وہ دونوں اچھے بائیک رائیڈرز تھے۔ جب کے ان کے پیچھے ضرار خانزادہ، سعد خان، داور خانزادہ اور اُس کے ساتھ اسی کی بائیک پہ بیٹھا اس کا پیارا سا بیٹا درام خان تھا۔ ان سب کے دوستوں کی ہیوی بائیکس تیز رفتار میں چلتی ایک خوبصورت منظر پیش کر رہی تھی۔ جب کے ساحر خان اور فارس خان کی گاڑی کے سائیڈز پر تیز انار چلائے گئے تھے، ہوٹل کے چھت سے دور تک کا منظر اچھے سے نظر آ رہا تھا۔ فارس اور ساحر ہو یلی والوں کے ساتھ نکلے لیکن راستے میں انہیں ان سب نے ہیوی بائیکس کے ساتھ جوائن کرتے ہوائی فائرنگ کی۔ ایک پل کو سب ٹھٹھکے، ہویلی کی عورتوں نے اپنی چیخیں دبانے کے لئے منہ پہ ہاتھ رکھے کیونکہ سب کو لگا کہ یہ ان کے دشمنوں کی حملہ کرنے کی چال ہے۔ جب کے فارس اور ساحر خان نے ان سب کمینوں کو پہچانتے غصے سے اپنی گن سے ان کے ٹائیرز کے پاس فائر کیے، کتنا سلگایا تھا ان سب نے ان دونوں کو۔۔۔ جن پر ان سب نے قہقے بلند کرتے اپنی اپنی بائیک کی سپیڈ بڑھائی۔ مراد خان، جہانگیر خان، ہاشم خان اور حیدر خان نے جی بھر کے ان سب پہ

لعنتیں بھیجی--- بیا خان اپنے بیٹے کو داور کے ساتھ بیٹھے دیکھ، کچھ پریشان ہوئی کہ وہ گر نہ جائے۔

فارس خان بلیک شیروانی میں اپنی سبز آنکھوں کے ساتھ پورے ماحول پہ چھایا ہوا تھا جبکہ ساحر خان سفید شیروانی میں اپنی نیلی آنکھوں میں سرخی لئیے بہت دلکش لگ رہا تھا۔ ان دونوں کے دراز قد اور چوڑی جسامت پہ شیروانی بہت جچ رہی تھی۔ البتہ دونوں نے ہی کلا نہیں پہنا، بلکہ فارس نے اپنے سنہری بال جبکہ ساحر خان نے اپنے بھورے بالوں کو سلیقے سے جیل سے سیٹ کیا ہوا تھا۔ برائڈل روم ہوٹل کے اوپر والی منزل پہ تھا، جہاں سے سب لڑکیاں بڑے شوق سے اتنی شاندار برات دیکھ رہی تھیں۔ آج بھی پورا سوات گولیوں سے تھر تھرا رہا تھا--- جبکہ زرلاشتہ خان اور گل بہار اپنے دل تھامے میرون اور گولڈن کلر کے امتزاج کے بھاری لہنگوں کو سنبھالتی، کھڑکیوں کے پاس کھڑی اپنا چہرہ اچھے سے جالیدار گھونگھٹ سے ڈھکے اپنی اپنی برات آنکھیں پھاڑے دیکھ رہی تھیں۔ دل تو شدت سے پہلو میں تب دھڑکا، جب فارس خان اور ساحر خان اپنی اپنی گاڑیوں سے نکلے--- ساری ہیوی بائیکس ایک دم سے رکی اور سب نے کتنے ہی ہوائی فائر کیے--- ایسے برات لانے کا آئیڈیا سعد خان اور ضرار خان کا تھا کیونکہ وہ دونوں بہت کریییٹو مائنڈ تھے۔ داور خان ، رایان خان اور ضرار خان ایک جیسے سیاہ کالے لباس پر کالی مردانہ شال لیے اپنے لمبے چوڑے وجود کے ساتھ بہت دلکش لگ رہے تھے۔ جب کے درام خان گرے سٹائلش سی پینٹ اور سفید ٹی شرٹ پہ خوبصورت سی گرے جیکٹ جبکہ گلے میں سعد خان کی طرح کی سلور چین پہنے کوئی شہزادہ لگ رہا تھا۔ (درام کو اپنی جیسی سلور چین سعد خان نے پہنائی تھی جو چھوٹے سے درام کی سفید گردن میں بہت دلکش لگ رہی تھی)، جب کے سعد خان اور سجاول خان میرون شلوار قمیض پہ سکن کلر کی مردانہ شال لئے اپنے دراز قد اور باڈی بلڈر سرخ و سفید وجود کے ساتھ خوبصورت سے پٹھان لگ رہے تھے۔ آج بھی ان سب سر پھرے پٹھانوں نے پیسہ پانی کی طرح بہاتے، اندھا دند فائرنگ کی تھی۔ انہوں نے کتنی ہی دیر ساحر خان اور فارس خان کو ایک ہی جگہ پہ کھڑا کیے پیسے اڑایے تھے۔ جبکہ فارس اور ساحر خان شو پیس بنے صرف انہیں گھور کے رہ گئے۔ بچے اچھل اچھل کے پیسے پکڑنے کی کوشش کر رہے تھے لیکن وہ سب تو شاید خاندان کی پہلی دھوم دھام سے کی شادی پہ پاگل ہو چکے تھے۔ چھوٹا سا درام بھی اپنے باپ کے کندھے سے لگا داور خان کا پیسا اڑا رہا تھا۔ وہ چھوٹا سا پٹھان پیسے پھینکتا اتنا پیار الگ رہا تھا کہ سب اسے رشک بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ جبکہ اوپر کھڑکی پہ کھڑی بیا خان، پلوشہ خان اور پری وش اپنے اپنے شوہروں کی اتنی شاندار انٹری پر دل ہار بیٹھی تھیں۔ جبکہ زرش خان کی نگاہ میرون شلوار قمیض پہنے اپنے "خاناں" پہ ٹکی تھی، جو ایک ہی دفعہ میں کتنے پیسے پھینکتے مسکرا کے اپنے لالہ کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے سلکی

ڈارک براؤن بال آج بھی اس کے ماتھے پہ ہمیشہ کی طرح بکھرے ہوئے تھے۔ زرش خان نے کتنی ہی کوشش کی اس سے نگاہیں ہٹانے کی لیکن نگاہیں تھیں کہ ہٹ ہی نہیں رہیں تھیں۔ اسے میرون سوٹ میں دیکھ کے زرش خان کی آنکھوں میں مرچیں بھری۔ اس کی آنکھوں میں اس دن کا منظر لہرایا، جس دن زرش خان نے میرون پینٹ کوٹ پہن کے اسے پرپوز کیا۔ جس پہ سجاول خان نے اسے کتنا بے عزت کیا تھا۔ زرش خان نے لب کاٹتے اپنے آنسوروکنے کی کوشش کی جو ہیزل آنکھوں سے باہر آنے کو بیتاب تھے۔۔ ضرار خان آج بھی اپنی ہیزل آنکھوں اور خوبصورت نقوش سے کتنی ہی لڑکیوں کی نظروں کا مرکز بنے ان کے دل دھڑکا رہا تھا، سوائے ایک لڑکی کے جس سے وہ محبت کرتا تھا !

ہرا خان سب کو دیکھتے خوش تھی البتہ اس کی آنکھوں میں آج بھی کہیں اداسی ضرور تھی۔۔ آخر کار مشکلوں سے ان لڑکوں نے فارس اور ساحر خان کو اسٹیج تک جانے دیا، یہ صرف وہ دونوں ہی جانتے تھے کہ کیسے اسٹیچو کی طرح کھڑے رہ رہ کے ان کی گردنیں آکڑ چکی تھیں۔۔

زرش خان اپنی دوست سے فون پر بات کرتے عورتوں والی سائیڈ سے نکلتے کچھ سائیڈ پہ آ کھڑی ہوئی کیونکہ اتنے شور سے اسے دوسری طرف کی آواز نہیں آ رہی تھی۔۔ جہاں پہ وہ کھڑی تھی وہاں سے سارے مردوں کی نگاہ کا مرکز بن رہی تھی۔ لیکن زرش خان ان سب کی نظروں سے انجان اپنے ہاتھوں سے اپنے بال پیچھے کو پھینکتے بات کر رہی تھی۔ اس کا دوپٹہ بھی انجانے میں بے ترتیب ہو چکا تھا۔ زرش خان سرخ ٹائٹ سی نفیس میکسی میں میک اپ کے نام پہ لبوں پہ سرخ لپسٹک لگائے، لائٹ سی ڈائمنڈ جیولری، جب کے پاؤں میں گولڈن نفیس سی ہیل پہنے، گلے میں دو پٹہ لئے ہوئے تھی۔ وہ ہیزل آنکھوں میں اداسی لئے ایک مرجھایا گلاب لگ رہی تھی۔۔۔ زرش خان نے چونکہ شادی پر ایسٹرن ڈریسنگ کرنی تھی (جو اس سے سنبھالی نہیں جاتی تھی) اسی لئے اس نے اپنے کپڑے بالکل فٹ لئے تاکہ اسے بار بار اپنے کپڑوں کے ساتھ الجھنا نہ پڑے۔۔ سجاول خان (جو ساحر خان کے بلانے پر اسٹیج کی طرف بڑھ رہا تھا) کونے میں کھڑی زرش خان کو تنگ سے لباس میں یوں نظارے کرواتے دیکھ اس کا دماغ بھک سے اڑا۔۔۔ اُس نے آس پاس نظریں دھڑاتے کتنے ہی مردوں کی نگاہوں کو اُس پہ محسوس کیا۔ سجاول خان تنے نقوش اور غصے سے پھولی سانسوں سے اس کی طرف بڑھا، جو اپنے دھیان میں فون پے لگی ہوئی تھی۔۔ ہوش تب آیا جب سجاول خان نے سختی سے کہنی سے پکڑتے تیزی سے یہاں سے اوپر کی طرف جاتے پہلے ہی کمرے

میں بند کیا۔۔ زرش خان حیرانگی سے اس کے تنے نقوش اور اپنی کہنی پہ اس کی سخت گرفت دیکھ رہی تھی۔ اسی کھینچا تانی میں اسکا فون اور دو پٹہ نیچے زمین پر گر چکا تھا (کال اب بند ہو چکی تھی)۔۔ دوپٹے کے بغیر اس کے جسم کے خوبصورت خد و خال بے حد دلکش لگ رہے تھے۔۔ " یہ کیا بد تمیزی ہے؟؟" ہیزل آنکھوں والی زرش خان نے بلند آواز میں کہتے ایک نظر کمرے کے بند دروازے اور دوسری نظر سجاول خان کو دیکھا۔ جو دروازے پہ دونوں ہاتھ اس کے اردگرد رکھتے سرخ چہرے کے ساتھ اپنی پھولی ہوئی سانسوں کی تپش سے اس کا چہرہ جلسا رہا تھا۔۔۔ یہی تو میں تم سے پوچھنا چاہتا ہوں، زرش خان کے یہ کیا بد تمیزی ہے؟؟؟ سجاول خان زور سے اس کے کان کے پاس ہاتھ مارتے اپنی بھاری آواز میں غرایا۔۔۔

واٹ دا ہیل؟ تم مجھے یوں جانوروں کی طرح کھینچ کے اوپر لاتے مجھ سے ہی بد تمیزی کے بارے میں پوچھ رہے ہو؟؟ زرش خان بھی بلند آواز میں غرائی، جس پہ سجاول خان نے اچانک اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے خود کے قریب کیا۔ تمہاری ہمت کیسی ہوئی اتنے بے ہودہ لباس میں یوں عورتوں والی سائیڈ سے نکلنے کی زرش خان؟ وہ آج پہلی بار اس کے نام سے مس ہٹائے بغیر اسے اس کے پورے نام سے پکار رہا تھا۔ جس پر زرش خان کا دل دھڑک دھڑک کے پاگل ہو رہا تھا لیکن وہ خود کو مضبوط بنائے کھڑی رہی۔۔ کیوں کیا ہے میرے لباس کو؟ اور تم ہوتے کون ہو مجھ سے ایسے بات کرنے والے؟ زرش خان اپنی کمر سے اس کے ہاتھ ہٹانے کی ناکام کوشش میں غرائی۔ اس کی بات پہ سجاول خان کی کنپٹی کی رگیں سلگ اٹھی۔ وہ اتنے بے ہودہ لباس میں کتنی کنفر ٹیبل تھی، یہ سوچتے سجاول خان کا غصہ ساتویں آسمان پہ پہنچا۔

" ہاں کیا ہے تمہارے لباس کو، یہ تو بلکل پرفیکٹ سائز اور فٹنگ میں ہے نا رائٹ! تو پھر نیچے دوسرے مردوں کو نظارے کروانے سے بہتر ہے تم مجھے اپنی اس خوبصورتی کے نظارے کروا لو، میں شاید تمہاری اس خوبصورتی کو سراہ بھی دوں۔۔۔" سجاول خان بھی کم بے باک نہیں تھا، اس کی بات پر زرش خان کے گال دہک کے لال ہوئے۔ سجاول کی نظریں خود کے جسم یہ محسوس کرتے اُس نے ایک نظر خود پہ ڈالی اور اپنے دوپٹے کو زمین پر سلامی دیتے دیکھ زرش خان نے شرم سے منہ موڑا، کیوں کہ دوپٹہ نیچے گرا ہوا تھا اور وہ اپنے ڈیپ گلے کی وجہ سے جھکتے سے قاصر تھی۔۔" دیکھنے دو نا مجھے اتنی خوبصورتی اب رخ کیوں موڑ رہی ہو؟ سجاول خان نے اس کی کمر پر دباؤ ڈالتے اس کا رخ پھر سے اپنی طرف موڑا۔ جس سے وہ اسکے چٹانی مضبوط سینے سے ٹکرائی، لیکن اب کی بار سجاول خان نے اس کے رعنایاں چھلکتے وجود کو نہیں دیکھا۔۔ اس کی بے باک باتوں پہ زرش خان کانوں کی لوں تک سرخ پڑی۔ وہ وہ ... میں۔ میرا۔۔ دوپٹہ ... وہ اپنے دوپٹے کو دیکھتی روہانسے لہجے میں

کچھ بولنے کی کوشش کر رہی تھی، جب سجاول خان نے اس کے ڈیپ گلے کو ایک نظر دیکھتے نیچے جھک کے اس کا دوپٹا اٹھاتے اس کے سر اور سینے پہ اچھا طرح سے اوڑھایا۔ زرش خان سے نظریں اُٹھانا محال تھا۔ زرش جیسی بولڈ لڑکی کے چہرے پہ اتنے خوبصورت شرمیلے رنگ دیکھ کے سجاول خان حیران تھا۔ اس کے سر پہ دو پٹا دیتے سجاول خان کی ڈارک براؤن آنکھیں زرش خان کی اداس ہیزل آنکھوں سے ٹکرائی۔ وہ اس سرخ دوپٹے کو سر پر اوڑھے اتنی خوبصورت لگ رہی تھی کہ کوئی بھی شخص اس پر دل ہار جاتا لیکن سامنے سجاول خانزادہ تھا۔ دو پٹا سر پہ اوڑھنے اور خود کو ڈھکنے کے لیے ہوتا ہے زرش خان! یوں گلے کی زینت بنانے کے لیے نہیں !! سجاول خان سخت لہجے میں بولا، جس پہ زرش خان کی وہی ضد اور انا آڑے آئی۔ کیوں ؟ کیوں نہ بناوں ؟ میری مرضی میں جیسے بھی گھوموں۔۔۔ تم مجھ پہ حکم چلانے والے ہوتے کون ہو؟ وہ اپنی آنکھوں کی اداسی کو ایک طرف رکھتے اسے جواب دے رہی تھی۔ ہمارے خاندان کی عزت ہو تم زرش خان! تم یوں گھٹیا لباس پہن کے مردوں کے سامنے جاتے، ہماری عورتوں کا نام خراب نہیں کر سکتی۔۔۔ سجاول خان پھر سے دروازے پہ زور سے ہاتھ مارتے غرایا۔ اس کی بات پہ آج بھی زرش خان کا دل کرچیوں میں تقسیم ہوا۔ ابھی کچھ دیر پہلے چہرے پہ جو شرم و حیا کے رنگ تھے وہ سجاول کی اس بات پہ غائب ہو چکے تھے۔ جسے سجاول خان بھی شدت سے محسوس کر چکا تھا۔ پھر ایسا کرو اپنا پورا زور لگوا کے مجھے اپنے خاندان سے نکلوا دو سجاول خان پھر شاید تمہارے خاندان کی عورتوں کا نام خراب ہونے سے بچ جائے کیونکہ میں تو ایسی ہی خراب لڑکی ہوں۔۔۔ زرش خان اس کے سینے پہ اپنے نازک ہاتھوں کا دباؤ بڑھاتی اسے خود سے دور کرتی تیزی سے باہر کی جانب بڑھی۔ اس کے الفاظ پر سجاول خان نے غصے سے پاگل ہوتے پورے کمرے کو تباہ کر دیا۔

عشقِ ستم ..... قسط 28

بچپن کا نکاح ہونے کے باوجود ساحر خان اور فارس خان کا نکاح ایک دفعہ پھر سے پڑھوایا گیا۔ جس پہ فارس خان نے تو پورے دل سے مسکراتے ہوئے اپنی بہار کو قبول کیا۔ جب کے ساحر خان کے دماغ میں زرلاشتہ کے زہریلے الفاظ گھونج رہے تھے (آپ ہمیں نہیں پسند، آپ ایک قاتل باپ کے بیٹے ہیں، ہم آپ کی تاشو نہیں ہیں نہ ہی آپ ہمارے خان ہیں، آپ بھی اپنے بابا کی طرح برے ہیں، ہمیں آپ سے طلاق چاہیے)۔ ساحر خان نے اپنے دل میں اٹھتے درد کو دباتے، اپنی آنکھیں میچتے زرلاشتہ خان کو ایک بار پھر سے اپنے نکاح میں قبول کیا۔

ضرار... ہرا خان عورتوں والی سائیڈ پہ کھڑی پردے کے چھوٹے سے سراخ سے ہلکی آواز میں ضرار خان کو بلانے کی کوشش کر رہی تھی جو اپنے فون پہ کسی سے بات کر رہا تھا۔ ضرار کے آس پاس کوئی بھی نہیں تھا، اسی لئے ہرا خان اُسے پکار رہی تھی۔ اُس کی آواز بالکل سرگوشی جتنی تھی جو ضرار خان نے نہیں سنی تھی۔ ضرار خانزادہ۔۔ اس دفعہ ہرا نے کچھ غصے میں چڑتے، اس کے پورے نام سے پکارا اور ضرار خان تو اس آواز، اس پکار پہ دل و جان سے قربان ہوتے ہوئے مڑا۔ خود کو پکارنے والی کو دیکھنا چاہا لیکن درمیان میں پردہ آرہا تھا۔ ضرار خان پردے کا اسٹینڈ تھوڑا سا سائیڈ پہ کرتے آگے کو جھکا۔ ایسے کہ ہرا خان بالکل اس کے آگے چھپ گئی، کوئی بھی دوسرا مرد اس پہ نظر بھی نہیں ڈال سکتا تھا۔ ہرا خان گولڈن اور بلیک کلر کی کامبنیشن کی خوبصورت سی میکسی میں ملبوس لائٹ سا میک اپ کیے سر پہ اچھے سے دوپٹا جمائے، پاؤں پہ نفیس سی گولڈن اور بلیک ہیل پہنے بے تحاشا خوبصورت لگ رہی تھی۔

"جی بولیں زہ نصیب..." ضرار خان اسے دیکھتے اپنے لہجے میں دنیا بھر کا پیار سموئے بولا۔ اگر اس وقت کوئی اس سنجیدہ مزاج انسان کو اتنے پیار سے بات کرتے دیکھ لیتا تو ضرور غش کھا کے مر جاتا۔

اس کے یو ں بولنے پہ ہرا خان نے اسے آنکھیں دکھائیں، (وہ یہی سمجھتی تھی شاید ضرار خان بھی سعد کی طرح اس کے ساتھ مذاق کرتا ہے) اسکے آنکھیں دکھانے پہ ضرار خان نے اسے جان وارنے والے انداز میں دیکھا۔

"میں کب سے بلارہی ہوں تمہیں میرا منہ تھک گیا ہے بول بول کے..." ہرا خان بڑے ہونے کا روب جماتے ہوئے بولی۔ معافی چاہتا ہوں میں کال پہ مصروف تھا بولیں کیسے یاد کیا آپ نے اس خادم کو ضرار خان اپنی ایک کوہنی پردے کے اسٹینڈ پہ ٹکاتے شوخ لہجے میں بولا، ایسا کرتے وہ کالے لباس پہ کالی ہی چادر لیے بے تحاشا ہینڈسم لگ رہا تھا۔ (اگر جو اس وقت میرے پاس نکاح کا پرمٹ ہوتا تو میں یہی منہ ضرور چوم لیتا... ضرار خان نے دل میں سوچا)۔

اوپر برائیڈل روم میں زرلاشتہ اور گل بہار کب سے بھوکی بیٹھی ہیں، انہوں نے صبح سے بس تھوڑا سا ناشتہ کیا تھا تو ایسا کرو۔ ابھی ہرا مزید کچھ بولتی جب ضرار نے اس کی بات کاٹی۔ میں ان کے کھانے کے ساتھ ان کے شوہروں کو بھی اوپر پہنچا چکا ہوں جو کل رات سے بھوکے ہیں۔ ویسے بھی آپ لڑکیوں نے کون سا کھانا ہوتا ہے چڑیوں کی طرح چُگھنا ہی ہوتا ہے۔ آپ اتنی سی بات پہ اتنا پریشان مت ہوں۔۔ ضرار خان ان سب کی صحت پہ چوٹ کرتے شوخ لہجے میں بولا۔۔۔ جس پہ ہرا خان نے اسے پھر سے آنکھیں دکھائی۔ اب ہم لڑکیاں تم مردوں کی طرح دس دس بندوں کا تو

کھانا کھانے سے رہی نا، ہم نے کون سے تم لوگوں کی طرح باڈی بلڈنگ کے شوق رکھے ہوئے ہیں یا پھر ہم نے کون سی کہیں جا کے کشتی لڑنی ہے... ہرا خان اس کی بات پہ تپے لہجے میں بولی، جس پہ ضرار خان نے ہلکا سا ہنستے اسے دیکھتے اس کے آگے پیچھے نظریں دوڑائی لیکن یہاں آس پاس اکا دکا ہی لڑکیاں تھی وہ بھی دور دور---

"شادی کریں گی مجھ سے؟" ضرار خان ہنوز شوخ لہجے میں بولا۔

ہاااا!! شرم کرو کنواری لڑکی دیکھی نہیں اور لائن مارنا شروع ہو گئے-- بدلے میں ہرا اس کے سر پہ چپت لگاتے ہنستے ہوئے بولی (وہ ہنوز اس کی باتیں مذاق میں لے رہی تھی)۔

لو جی کیا شرمیلے لڑکے خوبصورت لڑکیوں پر لائن نہیں مار سکتے؟ یہ تو کسی کتاب میں نہیں لکھا ہے--- ضرار خان منہ بناتے اس کے تھوڑا سا قریب ہوتے بولا۔

"تم اور شرمیلے؟؟" بیٹا تم جن لوگوں کے ساتھ گھومتے ہو نا وہ بے شرمی کے اسکول میں پرنسپل رہ چکے ہیں--- (اشارہ باقی لڑکوں کی طرف تھا جو سب کے سب بے باک تھے)۔ ہرا خان ہنستے ہوئے بولی، جس پہ ناچاہتے ہوئے بھی ضرار خان کا قہقہ بلند ہوا، وہ واقعی ہی ٹھیک بول رہی تھی۔

"ایک منٹ---" ہرا خان کچھ شاک ہوتے ہوئے بولی، جس پہ ضرار خان جو قہقہ لگا رہا تھا اس کی شاکڈ شکل دیکھ کے سنجیدہ ہوا۔

"2 منٹ گزر چکے ہیں زہ نصیب، کچھ بول بھی دیں کون سے مراقبے میں چلی گئی ہیں---" اس کو ہنوز اپنی گال کی طرف دیکھتا پا کے ضرار خان اس کے آگے چٹکی بجاتے بولا۔

"ضرار پھر سے مسکراو جلدی---" ہرا خان ہنوز شاکڈ لہجے میں بولی۔

"کیوں؟" اس کی بات پر ضرار خان نے حیران ہوتے پوچھا---

"مسکراو تو پلیززز---" ہرا پھر اشتیاق سے بولی۔ جس پہ ضرار خان اس کے چہرے کے کیوٹ زاویے دیکھ کے خود ہی مسکرا دیا۔ وہ اس وقت کوئی چھوٹی سی بچی لگ رہی تھی۔

"ہاااا ! یہ کیا بات ہوئی، تم نے کہیں نکلی ڈمپل کی سرجری تو نہیں کروائی ہوئی آسٹریلیا سے؟" ہرا خان شکی انداز میں اس کے گال دیکھتے ہوئے بولی۔

"واٹ ٹٹٹٹٹ ؟؟؟ ضرار خان اس کے الزم پہ تڑپا"۔

KOH NOVELS - URDU

"دیکھو جب تم ہنس رہے تھے نہ تو تمہارے گال پہ گھڑا نمودار ہوا لیکن جب تم مسکرائے تو کوئی بھی ڈمپل کیا اسکا نام و نشان بھی نہیں تھا۔ یہ کیا بات ہوئی بھلا؟" ہرا خان جیسے فرصت سے اس سے باتیں کر رہی تھی۔ (وہ بچپن میں بھی ضرار کے ساتھ بہت باتیں کرتی تھی کیونکہ وہ اس کی کوئی بات نہیں ٹالتا تھا اور اس کی ہر چھوٹی سی بات کا بھی جواب دیتا تھا)۔

Oh my god!! Have I a dimple??

Oops too shocking!

ضرار خان مصنوعی سا حیران ہوتے انگریزی میں بولا جس پہ ہرا نے نروٹھے پن سے اسے دیکھا وہ سمجھ چکی تھی وہ اس کا مذاق اُڑا رہا ہے۔ 19 سال تک پاکستان میں رہا ہوں جس میں اپنے 10 سال تو یقیناً میں نے بڑی ہویلی میں آتے جاتے گزار دیے تھے--- آپ اتنے سالوں میں بھی نہ پہچان پائی کہ ضرار خان جب ہنستا ہے صرف تب ہی اس کا ڈمپل نظر آتا ہے اور میں کیا پاگل ہوں جو مسکراتے ہوئے اپنے اتنے مہنگے ڈمپل کے درشن کرواؤں-- اس کے روٹھے چہرے کو دیکھ کے ضرار خان شریر ہوتے اس کے چہرے پہ پھونک مارتے بولا جس پہ ہرا خان مسکرا دی۔

"اب تم اتنا کنجوسی سے تو ہنستے تھے... تو مجھے الہام تھوڑی ہونا تھا تمہارے آدھے آدھورے سستے (مہنگے) ڈمپل کا؟" ہرا خان اس کے ڈمپل والے گال پہ ہلکا سا تھپڑ مارتی وہاں سے بھاگی جس پہ ضرار خان کھل کے مسکرا دیا اور اپنے ہاتھ کی انگلیوں سے اس گال کو چھوا جہاں پہ ہرا ابھی چپت لگا کے بھا گی تھی۔ (ضرار خان کی دائیں گال پر ڈمپل تھا جو صرف تب ہی نظر آتا جب وہ کھل کے ہنستا تھا اور ہرا درست تھی ضرار واقعی ہی بہت کم ہنستا تھا---)

پلوشہ خان کچھ دیر پہلے ضرار خان کے کہنے پہ زرلاشتہ اور گل بہار کو الگ الگ برائیڈل روم میں بیٹھا کے جا چکی تھی--- جس پہ زرلاشتہ خان بہت حیرانگی سے انگلیاں موڑ رہی تھی--- ابھی وہ سانس لینے کے لئے اپنا گھونگھٹ اٹھانے ہی والی تھی جب دروازہ کھولتے ساحر خان اندر داخل ہوا۔

اپنے شہزادے کی مخصوص خوشبو محسوس کرتے زرلاشتہ کے گھونگھٹ تک جاتے ہاتھ تھمے۔ اس نے حیرانگی سے دروازے کی طرف دیکھا جہاں سے وہ سفید اور تھوڑے سے سلور ٹچ کی شیروانی میں ملبوس اسی کی طرف ہی آ رہا تھا--- اس کے

چہرے پہ سنجیدگی اور بھورے بال نفاست سے سیٹ دیکھ کے زرلاشتہ خان کا دل دھڑکا۔

ساحر خان نے کمرے میں آتے ہی اپنی شیروانی اُتار کے زرلاشتہ کے پاس پڑی کر سی پہ پھینکتے، اپنی گردن کے پیچھے ہاتھ رکھتے اسے دائیں اور بائیں گھمایا۔ اب وہ کرکراتے سفید کلف لگے شلوار قمیض میں ملبوس تھا۔ ساحر خان نے اب کی بار اپنی سفید قمیض کے بازوؤں کو کہنیوں تک فولڈ کیا۔۔۔ ساحر خان کو کن اکھیوں سے دیکھتے زرلاشتہ خان کا وجود کانپا، جب کے دل دھڑک دھڑک کے باہر آنے کو بیتاب تھا۔ وہ یہاں کیوں آیا تھا، زرلاشتہ خان ابھی تک سمجھ نہیں پائی تھی۔

ساحر خان زرلاشتہ خان کے صوفے پہ جا کے اس سے فاصلہ بنا کے بیٹھ گیا، جسے زرلاشتہ نے بھی شدت سے محسوس کیا۔

ساحر خان نے اس کے سنگ مرمر کی طرح تراشے گئے وجود سے نظریں چراتے سامنے پڑے کھانے کے ٹیبل کو ایک ہاتھ سے آگے کی طرف کھینچا۔۔ تھوڑی سی مٹن کڑاہی ایک پلیٹ میں ڈالتے اس نے تھوڑے سے وائٹ رائس سائیڈ پہ ڈالے... وہ رات سے بھوکا تھا اسے بھوک بھی شدیت لگی تھی۔ لیکن اپنے لئے پور پور سجی زرلاشتہ خان کو دیکھ کے اس کو اپنی ساری بھوک غائب ہوتی محسوس ہوئی۔ پھر بھی اس کو اگنور کرتے وہ تھوڑا تھوڑا کھا رہا تھا۔۔ وہی پہ زرلاشتہ خان کے پیٹ میں بھوک سے چوہے اچھل کود کر رہے تھے... لیکن اس کو یوں اکیلے کھانے میں مگن دیکھ کے زرلاشتہ خان کی آنکھیں بھیگی۔۔۔

اس کے وجود کو اتنا کپکپاتے دیکھ ساحر خان نے زور سے چمچ پلیٹ میں پٹکا۔

"کیا تکلیف ہے تمہیں؟ کیوں ہر وقت وائبریشن پہ رہتی ہو؟" ساحر خان لہجے کو سخت بناتے اپنی بھاری آواز میں بولا۔ اس کی دھاڑ پہ زرلاشتہ نے اپنی نفیس سی ہیل میں مقید پاؤوں کو اندر کی طرف موڑتے، ہاتھوں کی انگلیوں کو زور سے بینچھتے اپنی کپکپاہٹ پہ قابو پانے کی کوشش کی۔۔ اس کی یہ حرکت بغور ساحر خان نے بھی دیکھی۔

"اور یہ کیا تم گھونگھٹ لے کے بیٹھی ہو؟ ہم نارمل کپلز تو ہیں نہیں جو میں پیار بھری باتیں کرتے تمہارا گھونگٹ پلٹوں گا اور تم مجھے شرما کے دکھاؤ گی۔۔۔۔۔" ساحر خان بے حس بنتے بولا جس پہ زرلاشتہ خان کے آنسو گالوں سے گرتے اسکے سفید مومی ہاتھوں کو بھگو رہے تھے۔ زرلاشتہ خان نے اپنے ہاتھ اپنے دوپٹے میں چھپاتے اپنے آنسوؤں کو ساحر خان سے چھپانے کی ناکام کوشش کی۔

KOH NOVELS URDU

"کھانا کھاؤ گی یا بھیجھ دوں واپس؟" ساحر خان اس کے کوئی بھی جواب نہ دینے پہ تپے لہجے میں بولا۔۔ اس کو ہنوز خاموش دیکھ کے ساحر خان نے اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے ایک جھٹکے میں اپنی گود میں بٹھایا۔۔۔ جب کے اس اچانک افتاد پہ زرلاشتہ خان نے حیران ہوتے اس کے سفید کرتے کو اپنی مٹھیوں میں جھکڑا۔

ساحر خان نے اس کی کمر پہ گرفت مضبوط کرتے اس کا گھونگھٹ ایک ہی جھٹکے میں پلٹا اور پھر اسی طرح ساحر خان کو اپنی دنیا بھی پلٹتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔ ساحر خان کا اس پر سے نظریں ہٹانا محال ہوا تھا۔ اس نے شدت سے دعا کی کہ وقت ابھی رک جائے اور وہ اپنی پوری زندگی صرف اس معصوم اور خوبصورت چہرے کا طواف کرتا رہے۔۔

وہ برائیڈل میک اپ میں لبوں پہ بلڈ ریڈ لپسٹک لگائے، سونے کے زیور میں لدی میرون اور گولڈن لہنگے میں ملبوس اس کے لئے پور پور سجی بیٹھی اتنی خوبصورت لگ رہی تھی کہ ساحر خان کا دل دھڑک دھڑک کے سینے سے باہر آنے کو بیتاب تھا۔۔ اس کی مسلسل خود پہ نظریں محسوس کرتے زرلاشتہ خان کی پلکیں لرز رہی تھی۔۔

ساحر خان کی نظروں کا مرکز اس کے کپکپاتے گلابی ہونٹ بنے، جن پہ اس کی خوبصورت نتھ کا موتی بار بار جھولتے اپنا لمس بکھیر رہا تھا۔ ساحر خان کو اس موتی سے شدید رقابت محسوس ہوئی، اس کے ہونٹوں کو دیکھتے ساحر خان کو اپنے حلق میں کانٹے چبھتے محسوس ہوئے لیکن اپنے کرتے پہ اس کے ہاتھوں کی مضبوط ہوتی گرفت پہ ساحر خان ہوش میں آیا۔

ہوش میں آتے ہی اُس نے چہرے کو سپاٹ بنائے اپنے کرتے سے اس کے ہاتھ جھٹکتے پیچھے کئے۔ اس کا جھٹکنا محسوس کرتے زرلاشتہ نے ہمیشہ کی طرح اپنے لب کاٹتے اپنے آنسوں گالوں پہ بہنے سے روکتے، ایک نظر اپنی سبز آنکھیں اٹھا کے اسے شکوہ کناں نظروں سے دیکھتے پھر سے جھکا گئی۔۔ ساحر خان نے اس کی کمر پہ گرفت مضبوط کرتے اس کا چہرہ اپنی طرف جھکایا۔

کیسا لگ رہا ہے اپنے نا پسندیدہ شخص سے شادی کرکے زرلاشتہ خان؟ میں تو تمہیں پسند نہیں تھا نا؟ کیسا لگا تھا ایک بار پھر اسی نا پسندیدہ شخص کو اپنے نکاح میں قبول کرتے ہوئے؟ ساحر خان اس کی خوبصورتی سے نظریں چراتے اس کے کان میں غرایا۔ جس پہ زرلاشتہ خان نے سہمتے اپنی صفائی میں کچھ بولنا چاہا لیکن کپکپاتے ہونٹوں نے کچھ بھی بولنے سے انکار کر دیا۔ اسکے سامنے اسکی زبان کہاں اسکا ساتھ دیتی تھی، اس کے پھر سے کوئی جواب نہ دینے پہ ساحر خان نے اسکا دوپٹا پیچھے کرتے

اپنی نظریں اس کے نازک سراپے میں اُلجھائی۔ وہ اس کی پسند کے لباس میں ملبوس تھی....

(ساحر خان نے یہ لہنگا لال ہویلی میں زرلاشتہ کے نام بھیجا تھا۔ وہ لہنگا دیکھتے کانوں کی لو تک سرخ پڑگئی اور باقی سب نے بھی اسے شرارتی نظروں سے دیکھتے معنی خیز جملے کسے۔ کیونکہ لہنگے پہ چھوٹا سا صرف سینے کو ڈھکنے کے لئے نفیس مہرون اور گولڈن کلر کا بلاؤز تھا۔ جس کی باریک اور نفیس سی اسٹرپس کندھوں پہ سہارے کے لئے تھیں۔ اس چھوٹے سے بلاؤز میں اُس کے جسم کے سارے خدوخال نمایاں ہو رہے تھے برہنہ بازو، پیٹ اور بیک لیس ہونے کی وجہ سے برہنہ ہوتی کمر۔۔۔ لیکن ساحر خان نے اپنی خوبصورت بیوی کے جسم کو ڈھکنے کے لئے اوپر ایک نفیس اور خوبصورت میرون اور گولڈن جیکٹ بھی بھیجی تاکہ کوئی بھی اس کی بیوی کا جسم نہ دیکھ سکے۔ وہ پوری آستین والی نفیس سی جیکٹ تھی جو دیکھنے میں کہیں سے بھی جیکٹ نہیں لگ رہی تھی بلکہ لہنگے کا ہی حصہ لگتی تھی۔ وہ اس کا پورا پیٹ بازو اور کمر ڈھانپے ہوئے تھی۔ اس جیکٹ میں صرف اس کی سفید گردن نظر آ رہی تھی۔۔ پہلے تو لہنگا پہنتے اس نے شرم سے انکار کیا لیکن زرش نے اُسے اپنے ہینڈسم ساحر لالہ کو کال کر کے بتانے کی دھمکی دی۔ جس پہ اُس نے بھیگی بلی بنتے بقول زرلاشتہ کے یہ بیہودہ لہنگا زیب تن کیا تھا۔۔۔)

اس کے سراپے کو دیکھتے ساحر خان کا خود پہ قابو پانا مشکل ہو گیا۔ جیکٹ میں ہی اسکا سراپا اتنا دلکش لگ رہا تھا، جب یہ جیکٹ اسکے تن سے اترے گی پھر تو وہ اسکو پورا کا پورا اپنا دیوانہ کر کے چھوڑے گی۔۔۔ لیکن کچھ دیر پہلے اسے پتہ چلا کہ اس کی بیوی صبح سے بھوکی ہے جسے سوچتے ساحر خان نے خود پہ قابو پاتے اپنی ہی پلیٹ سے چاولوں کا چمچ لے کے اس کی طرف بڑھایا۔ لیکن زرلاشتہ خان نے ہنوز چہرہ جھکائے اس کی گود سے نکلنا چاہا۔ وہ اس کی ہاتھ جٹھکنے والی حرکت ابھی تک یاد رکھے ہوئے تھی۔۔۔ اس کے مزاحمت کرتے وجود کو دیکھتے ساحر خان نے اس کی سفید گردن پہ اپنے دانت گھاڑتے ایک نظر اسے دیکھا، جس کا جسم بقول ساحر خان کے پھر سے وائبریشن پہ لگ چکا تھا۔

اب اگر تم نے اپنا منہ نہ کھولا، زرلاشتہ خان تو میرے ہونٹوں کا نشانہ تمہارے نازک لب بنیں گیں۔۔۔ ساحر خان نے اس کی گردن کی خوشبو میں سانس بھرتے اپنا چہرہ اُٹھاتے پھر سے چمچ اس کی طرف بڑھاتے خمارآلود آواز میں دھمکی دی۔ جس پہ زرلاشتہ خان نے جلدی سے اپنا منہ کھولتے سرخ لپسٹک سے رنگے ہونٹ وا کئے اور شرماتے ہوئے اس کے ہاتھوں سے نوالے لیا۔۔۔ اس کے چہرے کے شرمیلے رنگ ساحر خان جیسے مضبوط اعصاب کے مالک کو کمزور بنانے پہ تلے ہوئے تھے... وہ

اسے کتنے ہی نوالے کسی ٹرانس کی کیفیت میں کھلا چکا تھا جبکہ اس کی نظریں مسلسل اپنے ہونٹوں پہ محسوس کرتے زرلاشتہ خان کی پلکیں بار بار لرز رہی تھیں اور چہرہ بھانپ چھوڑ رہا تھا۔۔ ساحر خان نے چمچ پلیٹ میں رکھتے اسے خود پہ جھکاتے اس کی لبوں کے کنارے پہ لگے چاولوں کو اپنے ہونٹوں سے چنا۔۔ زرلاشتہ خان جو اس افتاد پہ اس کے کندھوں کو تھامنے والی تھی، کچھ دیر پہلے اس کی ہاتھ جٹھکنے والی حرکت کو سوچتے اس نے اپنے ہاتھوں کی مٹھی بناتے انہیں اپنی گود میں رکھا۔ ساحر خان اس کے چہرے پہ جھکے ہوئے بھی اس کی یہ حرکت دیکھ چکا تھا۔ اس نے اس کے لبوں سے چاول چنتے، اس کی سانسیں خود میں انڈیلتے اس کے نچلے لب پہ نرمی سے اپنے دانت گھاڑے۔۔ لیکن اس سب میں اُس کی لپ سٹک خراب ہونے نہیں دی۔۔ ساحر خان کی نیلی آنکھوں میں خماری کی وجہ سے بے حد سرخی چھائی، جسے دیکھتے زرلاشتہ خان پوری طرح لرز چکی تھی۔ جب کے اس کی دانت گھاڑنے والی حرکت پہ اس نے سسکی بھری۔۔۔

ساحر خان نے بے خود ہوتے اس کی تھوڑی کے سیاہ موٹے تل پہ اپنے دانت گھاڑنے کے بعد اس کے دہکتے گالوں پہ اپنا پیار نچھاور کرتے، کتنی ہی بار ان پہ پیار سے اپنے لب رکھتے انہیں اپنے لمس سے مہکایا۔ پھر اس کی چھوٹی سی سرخ ناک کو اپنے لبوں سے چومتے وہ اس کی آنکھوں کو چوم گیا۔ لیکن آج بھی اس کے ماتھے پہ بھوسا دینے والی شدید خواہش کو وہ اپنے دل میں دبا گیا۔ جس کی خواہش شدت سے زرلاشتہ خان کو بھی تھی۔ (ساحر خان نے ایک ماہ پہلے زرلاشتہ کی بیہوشی میں اس کے ماتھے پہ اپنے لب رکھے تھے لیکن زرلاشتہ خان اس سے ناواقف تھی)۔

اس کے آنکھوں کو اتنے پیار سے چومنے پہ زرلاشتہ خان کی آنکھیں بھیگی۔ جس پہ ساحر خان ہوش میں آتے اس سے پیچھے ہٹا اور اپنے دل کی بے اختیاری پہ لعنت بھیجتے وہ اسے خود سے دور کرتے اُٹھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کا دل اس کے سامنے بے اختیار ہو۔ وہ اسے نظر انداز کرنا چاہتا تھا لیکن خدا گواہ تھا کہ زرلاشتہ خان کی خوبصورتی کو نظر انداز کرنا ممکن نہیں تھا۔۔ زرلاشتہ خان (جو شرم سے سرخ پڑ رہی تھی) اس کے یوں جھٹکنے پہ تیزی سے آنسو بہاتے اسے دیکھا جو اب اس کی طرف سے رخ موڑے سگریٹ سلگھا چکا تھا۔۔۔

کھانا کھاؤ جلدی سے رخصتی کا وقت ہونے والا ہے۔۔ ساحر خان ہنوز چہرہ موڑے سپاٹ لہجے میں بولا۔ جس پہ زرلاشتہ نے کوئی بھی جواب نہ دیتے اپنی شہادت والی انگلی ہمیشہ کی طرح اپنے آنسو روکنے کی غرض سے اپنے دانتوں میں دبائی۔۔۔ ابھی ساحر خان اسے کچھ بولتا جب دروازے پہ دستک ہوئی۔۔۔

رایان خان تک کسی ملازم نے اس کی مورے کا پیغام پہنچایا۔ جس پہ وہ اپنی مورے کی بات سنتے عورتوں والی سائیڈ پہ آیا اور سیدھے انہیں کے ٹیبل کی طرف جا رہا تھا، جب کوئی صنفِ نازک شاید جان بوجھ کے اس سے ٹکرائی۔ رایان خان نے ہاتھ بڑھاتے اسے کہنی سے پکڑتے گرنے سے روکا۔ جس پہ اس لڑکی نے جان بوجھ کے رایان خان کے قریب ہوتے اس کے سینے سے قمیض کو مٹھیوں میں دبوچا۔ جس سے اسکی قمیض کے اوپری دو بٹن ٹوٹتے زمین پہ گر گئے۔ جس سے رایان خان کا مردانہ سفید چٹانی سینہ نمودار ہوا۔ وہ لڑکی رایان خان کو باہر دیکھتے ہی باقی لڑکیوں کی طرح اس پہ دل ہار بیٹھی اور ابھی رایان خان جب عورتوں والی سائیڈ پہ آیا تو اسے اس سے ٹکرانے کا اور اس کے قریب جانے کا اچھا بہانہ مل گیا۔۔۔ اس منظر کو پلوشہ خان نے شدید غصے سے دیکھا۔ جو زرمینہ خان کے پاس بیٹھتے درام خان سے کوئی بات کر رہی تھی اور درام پلوشہ کے ساتھ ساتھ اپنی ماں کو بھی خوشی سے کچھ بتا رہا تھا۔۔۔

پلوشہ خان مونگیا اور گولڈن رنگ کی نفیس سی میکسی کے ساتھ گولڈن رنگ کی لائٹ جیوئلری اور پاؤں میں گولڈن ہیل پہنے ہوئی تھی۔ جب کے سر پہ اچھی طرح سے دوپٹا اوڑھا تھا۔۔۔

خود پہ نظروں کی تپش محسوس کرتے رایان خان کی نظریں پلوشہ کی طرف اٹھی جو اسی کی طرف گھورتی آنکھوں سے اس لڑکی کو دیکھ رہی تھی۔ رایان خان نے پلوشہ کو ایک نظر دیکھنے کے بعد اپنے قریب کھڑی لڑکی کے ہاتھ اپنے سینے سے ہٹاتے اسے خود سے دور کیا۔ کیونکہ وہ اسکے برہنہ سینے پہ انگلیاں پھیرنے ہی والی تھی۔ سب کی نظریں اگنور کرتے وہ اپنی مورے کی طرف بڑھا، جو شاید اس سے کھانے کا پوچھ رہی تھی کہ کب کھلے گا۔۔ رایان خان ان کے کان میں جواب دیتے ابھی تک پلوشہ خان کی نگاہیں خود پہ محسوس کر رہا تھا، جو بالکل اس کی مورے کے پاس بیٹھی اس کے دل کا شاید امتحان لے رہی تھی۔ وہ اتنی خوبصورت لگ رہی تھی کہ رایان خان کا دل بار بار اسے دیکھنے کی اپیل کر رہا تھا۔۔۔ دل کو لاکھ سمجھانے کے بعد بھی رایان خان نے اپنی مورے کو جواب دیتے اسے کن اکھیوں سے دیکھا، جو اپنے لب کاٹے اپنی سرخ ڈھوروں سے بھری ڈارک براؤن آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ وہ میک اپ کے نام پر صرف ہلکی سی پیچ لپسٹک لگائے ہوئی تھی۔۔۔ رایان خان کی پرفیوم کی خوشبو پلوشہ خان کو اپنے حواسوں پہ چھاتی محسوس ہوئی، لیکن رایان خان اسے اور اس کی نظروں کو اگنور کیے ہوئے تھا۔ رایان خان کو کالے لباس میں دیکھ کے پلوشہ خان کی آنکھوں کے سامنے نکاح سے ایک مہینے پہلے کا منظر لہرایا، جب وہ بڑی ہویلی کے لاونج میں کھڑا اسے سینے سے لگائے اس کے کان میں پیار بھری سرگوشیاں کر رہا تھا۔۔ پلوشہ خان پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ غائب دماغی سے درام

خان کی باتیں سن رہی تھی۔۔۔ اسے اس لڑکی سے شدید حسد محسوس ہو رہا تھا جو ابھی اس کے "یان" کے سینے سے ٹکرائی تھی۔۔۔ وہ لب کاٹتے اپنے آنسو روک رہی تھی۔

درام خان جو اپنی کیوٹ کیوٹ باتیں کرتے سب کی مسکراہٹ کی وجہ بن رہا تھا، اچانک اس کی نظر رایان پہ پڑی، جو زرمینہ خان کے کان میں جھکتے ان کی بات کا جواب دے رہا تھا۔ رایان چاچو۔۔۔ درام خان نے اسے دیکھتے ہی پکارا۔ جس پہ رایان خان نے پلٹتے اس کی طرف مسکرا کے دیکھتے ابرو اُچکایا۔۔۔ درام خان نے اسے ہاتھ سے اسکا کان اپنے پاس کرنے کا اشارہ کیا۔ جس پہ رایان خان نے اپنا کان درام خان کی طرف کیا، ایسے کرتے وہ پلوشہ خان کے بہت قریب ہو گیا۔۔۔ اس کی پرفیوم کی خوشبو اپنے اتنے قریب محسوس کرتے پلوشہ خان نے دہکے گالوں سے اسے دیکھتے، ایک نظر سب کو دیکھا۔ جو اس نئے نویلے جوڑے کو مسکرا کے دیکھ رہے تھے۔ چاچو مجھے آپ کے اور پلوشہ کے ساتھ تصویریں بنانی ہیں، تاکہ میں کل کو کشمالا کو دکھا سکوں کہ میں اسکے ماما بابا کا کتنا فیورٹ ہوں۔ درام خان اس کے کان میں دھیرے سے بولا، جس پہ رایان خان نے سرخ چہرے سے اس ٹڈے کو اٹھاتے اسے آنکھیں دکھاتے یہاں سے نکلنا چاہا۔ جب درام نے اس کی گود میں اکڑتے اس کے اور پلوشہ کے ساتھ تصویریں بنانے کی بلند آواز میں ضد کی۔ جس پہ پلوشہ نے درام کو حیرانگی سے دیکھتے بیا کو دیکھا، جو اب مسکرا کے رایان خان کو پلوشہ کے ساتھ بیٹھنے کا کہ رہی تھی۔ جس پہ رایان درام کو انکھیں دکھاتے اپنی گود میں لیے پلوشہ کے ساتھ والی کرسی پہ بیٹھا، جس پہ پہلے درام بیٹھا ہوا تھا۔ درام خان نے رایان کو اپنا نیا آئی فون پکڑاتے اسے سیلفی لینے کا حکم جاری کیا۔ ابھی رایان خان اس ٹڈے کا حکم مانتے کیمرہ آن کر ہی رہا تھا، جب درام خان نے ایک نیا شوشہ چھوڑا۔ پلوشا آپ اپنی چیئر پاس کریں نا جیسے بابا ماما کے ساتھ بیٹھتے ہیں۔ آپ بھی ویسے ہی رایان چاچو کے ساتھ بیٹھیں۔ درام خان کی بات پہ پلوشہ خان کیا بیا خان بھی اپنے بیٹے کی بات پر کانوں کی لو تک سرخ ہوگئی۔ پلوشہ نے دہکے گالوں کے ساتھ نفی میں سر ہلایا، جب درام نے اب کی بار رایان خان کو اپنی چیئر پلوشہ کے ساتھ کرنے کا کہا۔ رایان خان نے اپنے گلابی لب کاٹتے ایک نظر درام کو دیکھتے اس پورے ٹیبل پہ بیٹھی حویلی کی عورتوں کو دیکھا جو اشتیاق سے انہیں دیکھ رہی تھیں۔ رایان خان کے دماغ میں پلوشہ کی کل والی باتیں ابھی تک چل رہی تھیں۔ اس نے اپنے شدید غصے پہ قابو پاتے پلوشہ کی کرسی ایک ہی ہاتھ سے پکڑ کے اپنی طرف کھینچی، جس نے گرنے کے ڈر سے اس کے کالے کرتے کے کالر کو تھاما۔ کرسی کو جھٹکا لگنے سے پلوشہ کا دوپٹہ بے ترتیب ہوتے سر اور شانوں سے مزید پھسلا۔۔۔ رایان خان کی نظریں اس کے بھرے بھرے ہونٹوں سے ہوتے اسکے دوپٹے کی بے ترتیبی پہ گئی۔

KOH NOVELS URDU

زرش خان جو ابھی غصے سے تپتے نیچے آئی اس نئے نوالے جوڑے کو مسکرا کے دیکھتے اس نے ہوٹنگ کی۔ البتہ سجاول خان کا دیا گیا سرخ دوپٹا ابھی بھی اس کے سر پہ موجود تھا۔ زرش کے یوں ہوٹنگ کرنے اور رایان کی غصیلی نظریں خود پہ محسوس کرتے، پلوشہ نے نامحسوس انداز میں اسکی کالی شال سے اس کا برہنہ سفید سینہ ڈھکتے اس کے کالر کو چھوڑا۔ جس پہ کتنی ہی لڑکیاں نظریں جمائے ہوئے تھیں لیکن اسکی یہ حرکت رایان خان محسوس کر چکا تھا۔ جب کے درام خان نے انہیں دیکھتے مسکرا کے اپنے رایان چاچو کے گال پہ لب رکھتے سیلفی لینے کا بولا۔۔ سیلفی لیتے رایان نے کیمرے سے پلوشہ کی طرف دیکھا، جو نظریں جھکائے اپنے سینے سے دوپٹا ٹھیک کرتے سر کو ڈھکتے اب اپنے گول مٹول ہاتھوں کو مسل رہی تھی۔ رایان خان نے ایک سیلفی کلک کرتے موبائل واپس درام کو پکڑنا چاہا۔ جس پہ اُس نے رایان کو مسکرا کے دیکھتے، اب اپنے دوسرے پوز میں سیلفی لینے کو کہا۔۔ لیکن درام کی یہ مسکراہٹ پیاربھری نہیں بلکہ شیطانی تھی جو صرف رایان خان سمجھتا تھا اور وہ سمجھ چکا تھا۔ اگلے ہی پل درام خان نے رایان کی سوچ پہ مہر لگاتے، اس کی وشہ کے گول مٹول چہرے کو اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں میں بھرتے اس کے گال پہ اپنے لب رکھتے رایان کو سیلفی بنانے کا کہا۔ رایان خان ہمیشہ یہ بات کیوں بول جاتا تھا کہ درام خان اس سے کبھی بھی مخلص نہیں ہو سکتا وہ صرف اسے سلگانے والے کام ہی کر سکتا ہے۔۔۔ رایان خان نے درام کی اس حرکت پر نامحسوس انداز میں اس کی گرے جیکٹ کے اندر ہاتھ ڈالتے اس کی کمر پہ زور سے چٹکی کاٹی۔ جس کا مطلب سمجھتے درام کھلکھلایا۔ چھوٹا سا درام خان بھی جانتا تھا کہ رایان اپنی چیزوں پر کسی کی نظر برداشت نہیں کرتا لیکن وہ اپنے لب ہنوز پلوشہ خان کے گال پہ رکھے ہوئے تھا جو ابھی تک نظریں جھکائے ہوئی تھی۔ رایان خان نے جلدی سے سیلفی لیتے درام خان کو اس سے دور کرتے اٹھایا اور اس کے ہاتھ میں اس کا موبائل پکڑتے یہاں سے نکلا۔ جب کے درام خان مزید ہنس کے رایان خان کے گالوں پہ اپنے چھوٹے چھوٹے دانت گھاڑتے اسے تنگ کر رہا تھا۔ جو اس کا کام تھا اور رایان خان اسے انکھیں دکھا کے اسے کندھے سے لگائے اس کے بال ٹھیک کر رہا تھا۔۔ جبکہ پلوشہ خان ان سب کی معنی حیز نظروں اور معنی خیز جملوں سے سرخ پڑتے اس گھڑی کو کوس رہی تھی جب وہ درام کے پاس آ کر بیٹھی تھی۔۔۔

گل بہار اکیلی برائیڈل روم میں بور ہوتے اپنا گھونگٹ پلٹتے کھانے میں مصروف تھی اور ساتھ ساتھ اپنی فون میں لگی ہوئی تھی۔ دروازہ کھلنے کی آواز پہ سامنے موجود ہستی کو اپنی طرف آتے دیکھ اس کا موبائل اس کی گود میں گرا۔ اس نے جلدی سے

اپنے چہرے پہ گھونگٹ پلٹا... جس پہ فارس خان نے محضوظ ہوتے قہقہ لگایا۔ اس نے ابھی ٹھیک سے اس کا چہرہ دیکھا ہی نہ تھا کہ اس کی ظالم محبوبہ اپنا چہرہ پھر سے گھونگٹ سے ڈھک چکی تھی۔

"تم... تم یہاں پے کیا کر رہے ہو، نکلو یہاں سے فارس خان۔۔۔"

گل بہار صوفے سے اٹھتے چیختے ہوئے تیزی سے واش روم کی طرف بڑھنے ہی والی تھی، جب فارس خان نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنی طرف کھینچتے ایک ہی جھٹکے سے اس کا گھونگٹ پلٹا۔ گل بہار اپنی نیلی آنکھوں میں غصہ لئے کسی شیرنی کی طرح اسے گھور رہی تھی۔ اس کے لہنگے کا رنگ زرلاشتہ خان کی طرح ہی تھا لیکن اس کا سٹائل مختلف تھا۔ گل بہار خوبصورت سونے کی جیولری کے ساتھ ماتھا پٹی اور نتھ پہنے برائیڈل میک اپ میں فارس خان کے ہوش اڑا چکی تھی۔۔۔ فارس خان نے اس کی کمر پہ اپنی گرفت مضبوط کرتے اس کے ماتھے پر اپنے ہونٹ شدت سے رکھے۔۔۔ جس پر گل بہار نے اپنی آنکھوں میں آئی نمی کو پیچھے دھکیلتے اس کی بلیک شیروانی کو اپنی مٹھیوں میں دبوچا۔

"تم جانتی ہو، بہار ایسا کوئی دربار، ایسا کوئی مزار اور ایسی کوئی نماز میں نے نہیں چھوڑی جس میں تمہیں اپنی دعاؤں میں نہ مانگا ہو۔ یقین کرو میں نے تمہیں اتنا چاہا ہے جتنا تم سوچ بھی نہیں سکتی۔ تم میرے دل میں بستی ہو، جب بھی میں تمہارے قریب آتا ہوں میری ہر دھڑکن تمہارا ورد کرتے دھڑک دھڑک کے پاگل ہوتی ہے۔ یقین کرو بہت محبت ہے تم سے بہار۔۔۔ آج میں تمہیں اپنی دسترس میں لے کر روح تک سرشار ہوں۔۔" فارس خان اس کے کان میں گمبھیر آواز میں پیار بڑی سرگوشیاں کر رہا تھا لیکن گل بہار کے دماغ میں اس کی صرف ایک ہی بات گھوم رہی تھی۔ ("ساحر خان میری بہن کو طلاق دے اور میں اس کی بہن کو طلاق دے کر اپنے اور بڑی ہویلی کے تمام تعلقات کو ختم کرنا چاہوں گا") گل بہار نے اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کی۔ جب فارس خان نے اسے مزید سمیٹتے اس کی تیکھی ناک کو چومتے اس کے گلابی گالوں کو بہت پیار سے چوما۔ پیچھے ہٹو، فارس خان! میں تمہارے لئے صرف ایک سودا تھی اور ہوں، میں تمہاری محبت کبھی بھی نہیں تھی۔ اگر تمہیں مجھ سے اتنی سی بھی محبت ہوتی تو تم کبھی مجھے طلاق ---- ابھی گل بہار روتے ہوئے مزید کچھ بولتی، جب فارس خان نے جھکتے اس کے بولتے میرون لپ سٹک سے سجے ہونٹوں کو اپنی قید میں لیا۔ جس پہ گل بہار کی آنکھیں پھیلی۔ اس نے کب سوچا تھا کہ یہ دیو ابھی ہی اس کا میک اپ خراب کرنا شروع کر دے گا۔ ابھی تو انہیں حویلی بھی پہنچنا تھا، وہ اپنا میک اپ خراب ہونے پر سب کو کیا جواب دے گی۔ گل بہار اسے خود سے پیچھے کرنے کی تگ و دو میں پاگل ہو رہی تھی۔ جب فارس خان نے اپنی شدت بڑھاتے اس کے نچلے ہونٹ

کو اپنے ہونٹوں میں دباتے، مزید شدت سے چوما۔ اس کی اتنی شدت پہ گل بہار کا دل اچھل کے حلق میں آیا، اس نے اس کے سینے پر چٹکیاں کاٹتے اسے خود سے پیچھے کرنے کی کوشش کی۔ جب فارس خان پوری طرح سے اس کی سانسیں چراتے پیچھے ہٹا۔ گل بہار کی لپ سٹک اس کے ہونٹوں سے بالکل غائب تھی۔ بلکہ اس کے ہونٹ فارس خان کی شدت سے لہو چھلکاتے مزید خوبصورت لگ رہے تھے۔ گل بہار سے نظریں اٹھانا محال ہوا، اس کے پورے وجود میں کپکپاہٹ تاری تھی۔ فارس خان نے جھک کے اپنی خوبصورت دلہن کو گود میں اٹھاتے صوفے کی طرف رخ کیا اور اسے اپنی گود میں لے کے بیٹھتے اس کا چہرہ تھوڑی سے اٹھاتے اپنی طرف موڑا، جس پہ گل بہار نے اپنی نیلی بھیگی آنکھوں سے اسے گھورا۔

"تمہارے سارے شکوے حویلی جا کے دور کر دوں گا بہار بے بی۔ ابھی خود کو میری شدتوں کے لئے تیار کرو اور کچھ کھا لو۔۔۔" فارس خان نے اس کے کان میں بے باکی سے بولتے اس کی کان کی لو کو دانتوں میں دبایا۔

فارس خان نے تھوڑا سا کھانا پلیٹ میں نکالتے نوالہ بناتے اس کی طرف بڑھایا ہی، جب گل بہار نے نوالہ کھانے کی بجائے غصے سے اس کے نچلے ہونٹ کو زور سے اپنے دانتوں میں لے کر کچلا۔ اس کی حرکت پہ فارس خان کے ہاتھ سے چمچ پلیٹ میں گرا۔ اس نے حیران ہوتے اپنی شیرنی کو دیکھا جو آج پھر اسے اپنی حرکت سے حیران کر چکی تھی۔ فارس خان نے اس کے ہونٹوں کو دوبارہ اپنی قید میں لینا چاہا۔ جب گل بہار اس کے نچلے گلابی لب پہ زخم چھوڑتے پیچھے ہٹی۔

"یہ میرا میک اپ خراب کرنے کی سزا تھی، فارس خان! تمہیں بالکل شرم نہیں آئی میرا میک اپ خراب کرتے ہوئے۔ اب میرا خراب میک اپ دیکھ کے سب لوگ کیا سوچیں گے، میں کیا جواب دوں گی سب کو؟؟" گل بہار نے اس کی سینے پہ ہاتھ مارتے غرائی، جس پہ فارس خان نے ہلکا سا قہقہ لگاتے اس کی گردن میں منہ گھسیرا۔ بول دینا میرے شوہر کو میرے ہونٹوں پہ شدت سے پیار آ رہا تھا۔ پھر میں نے اس سے دور ہونا چاہا ہی جب اس نے میرے ہونٹوں کو چوم لیا۔ میں قسم کھاتا ہوں پھر کوئی بھی تم سے مزید تفصیل نہیں مانگے گا۔۔ فارس خان بے باک لہجے میں بولتے اس کی گردن پہ اپنے دانت گھاڑ گیا۔۔ اس کی بات پہ گل بہار کانوں کی لو تک سرخ پڑی۔۔۔

"اگر تم مجھے میک اپ خراب کرنے پہ ہمیشہ ایسی ہی سزا دو گی بہار تو میں تمہارا میک اپ سو دفعہ بھی خراب کرنے کو تیار ہوں..." فارس خان کی پھر سے بے باک سرگوشی پہ گل بہار (جو ہمیشہ کی طرح اپنے غصے کی وجہ سے اپنی کی گئی حرکت سے حیران ہو چکی تھی) شرمندگی سے فارس خان کو دیکھا جو اس کی گردن پہ

KOH NOVELS - URDU

اپنے بھوسوں کی بوچھاڑ کر رہا تھا۔۔ ابھی گل بہار مزید کچھ بولتی، جب دروازے پہ دستک کی آواز پہ گل بہار اچھل کے فارس خان کے اوپر سے اٹھتی ایک طرف ہو گئی۔۔

فارس خان نے بدمزہ ہ ہوتے ایک نظر دروازے کو دیکھتے گل بہار کے چہرے پر اچھی طرح سے گھونگٹ دیا۔ جس پہ گل بہار کی پلکیں لرزی۔ فارس خان نے اپنے ہونٹوں کو ٹشو سے اچھی طرح صاف کرتے، دروازہ تھوڑا سا کھولتے باہر کی طرف جھانکا۔ جہاں ضرار خان کھڑا گھور کے اسے دیکھ رہا تھا جس پہ فارس خان نے ایبرو اچکایا اور وہیں پر ساحر خان نے بھی اپنے دروازے پر دستک دینے والی ہستی کو دیکھتے باہر کی طرف جھانکا، اب اس بار پیچھے سے دروازہ کھلنے کی آواز پہ ضرار نے ساحر خان کو گھور کے دیکھا۔ اس نے بھی فارس خان کی ہی طرح آیبرو اچکاتے اسے دیکھا تھا۔۔

"کیا آپ دونوں نے ہویلی کی بجائے یہیں پر اپنی گولڈن نائٹ منانے کا پلین کیا ہے؟؟ نیچے سب رخصتی کا بول بول کر میرے کان کھا رہے ہیں اور آپ دونوں کا کھانا ہی ختم نہیں ہو رہا۔۔" ضرار خان کی بے باک بات پر اندر بیٹھی گل بہار اور زرلاشتہ خان شرماتے ہوئے کپکپائی، جب کہ فارس خان نے اپنے سنہری بالوں میں ہاتھ پھیرتے ساحر خان کو دیکھا جو اب اپنی شیروانی اتارے صرف سفید لباس میں ملبوس تھا۔

"تو چل، ہم آ رہے ہیں۔۔ ہماری دلہنوں نے کون سا اسٹیج پر بیٹھ کے سب سے گفٹ بٹورنے ہیں تو گاڑیاں تیار کروا شاباش۔۔ " ساحر خان نے حکمیہ لہجے میں کہتے اس کا کندھا تھپتھپایا۔

"نوکر سمجھا ہوا ہے مجھے؟ اپنی شادی پہ آپ لوگوں کو میں نے ایسے نہ گھمایا نہ لالا، تو میرا نام بھی ضرار خان نہیں۔۔ " ضرار ان دونوں کو دیکھ کے چیختے ہوئے وہاں سے باہر کی طرف بڑھا۔۔ جب کے اسکے انداز پہ فارس خان اور ساحر خان نے اپنے لب کاٹتے مسکراہٹ روکی، ضرار خان اور سعد خان واقعی ہی صبح کے گن چکر بنے ہوئے تھے ۔۔

عشقِ ستم ..... قسط 29

پورا فنکشن اختتام پذیر ہوا، زرلاشتہ خان اور گل بہار رخصتی پہ اپنے لالہ کے گلے لگ کے بےتحاشا روئی۔ سعد خان جو ہر وقت گل بہار کو چھیڑتا رہتا تھا، اس وقت آنسوں ضبط کرنے کے چکروں میں اس کا چہرہ لال سرخ ہو رہا تھا۔ گل بہار اس کے سینے سے کتنی ہی دیر لگے آنسو بہاتی رہی۔ پری وش سعد خان کے سرخ اور آنسو ضبط

کرتے چہرے کو دیکھ کے شدتوں سے آنسو بہا رہی تھی وہ سعد خان سے بہت پیار کرتی تھی۔

"بس کرو چڑیل، سارا میک اپ خراب کر رہی ہو رو رو کے۔۔۔ اس دفعہ سعد خان نے گہرا سانس لے کے خود کو کمپوز کرتے اپنی گل کو چھیڑا، روتے روتے اسے گھور کے دیکھتے وہ ساحر خان کے گلے لگ کے ایسے روئی جیسے وہ کبھی بڑی ہویلی واپس نہیں آئے گی۔"

بس کرو میرا بچہ!! اگر اس (بغیرت خان) فارس خان نے تمہیں کچھ بھی بولا تم سیدھا اپنے لالہ کو بتاؤ گی میں خود اس سے نپٹ لوں گا۔۔۔ ساحر خان نے پیار سے اسے چپ کرواتے ہوئے شے دی، جس پر فارس خان اسے گھور کے رہ گیا آگے اس کی بیوی اس پہ کم ظلم ڈھاتی تھی جو وہ اسے اور شیرنی بنانے پہ تلا ہوا تھا۔ گل بہار نے ساحر کی بات پر روتے ہوئے سر ہلایا۔ جس پر فارس نے اسے بھی گھور کے دیکھا۔ زرلاشتہ خان فارس سے مل کے بے تحاشا روتے، رایان خان کو ڈھونڈ رہی تھی لیکن رایان خان کو اس وقت وہاں پہ کھڑا ہونا دنیا کا مشکل کام لگا۔ اپنی پھولوں سی بہن کو رخصت کرنا ایسا دل چیر دینے والا منظر تھا کہ وہ وہاں ایک سیکنڈ کھڑا نہ ہو پایا۔ ضرار خان نے زرلاشتہ کے سر پہ قرآن کا سایہ کیا جب کے سجاول خان نے گل بہار کے!۔ ان دونوں کے وجود چادر سے اچھی طرح ڈھکے گئے تھے۔ اسی طرح زرلاشتہ خان اور گل بہار باقی سب سے مل کے روتے ہوئے اور سب کی آنکھیں نم کر کے اپنے اپنے مجازی خُدا کے ساتھ رُخصت ہو چکی تھی۔

رخصتی کے بعد سب لوگ اپنی اپنی گاڑیوں میں ہویلی روانہ ہو رہے تھے۔۔۔ گل بہار اور فارس خان ایک گاڑی میں جب کے ساحر خان اور زرلاشتہ خان بھی الگ گاڑی میں تھے۔۔ فارس خان تو پھر گل بہار کو چھیڑتے اسے چڑا رہا تھا، جب کی ساحر خان بالکل خاموشی سے تیز رفتار میں اپنی گاڑی ایسے چلا رہا تھا جیسے وہ اکیلا سفر کر رہا ہو۔

سعد خان کو اپنا جسم ٹوٹتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ اسی لئے وہ سجاول کی گاڑی میں فرنٹ سیٹ پہ آنکھیں موندے نیم دراز تھا۔ صبح سے گن چکر بنے رہنے سے اور اپنی لاڈلی بہن کو رخصت کرتے اُسے شدید بخار ہو چکا تھا لیکن وہ ظاہر نہیں کروا رہا تھا۔۔۔ پری وش، پلوشہ اور ہرا بھی سجاول کی گاڑی میں پیچھے والی سیٹ پہ بیٹھی ہوئی تھیں۔۔۔ پری وش کو اپنا خان ٹھیک نہیں لگ رہا تھا۔ وہ جب بھی اس کے پاس ہوتا اسے اپنی حرکتوں سے بوکھلا کے رکھتا اور اب وہ اسی کے ساتھ میچنگ کے کلر میں

میرون میکسی زیب تن کیے اتنی پیاری لگ رہی تھی لیکن وہ اس کی طرف دیکھ بھی نہیں رہا تھا۔ پارلر سے ہوٹل تک چھوڑتے ہوئے تو وہ اسے اپنے لمس اور بے باک باتوں سے سرخ کئے ہوئے تھا، اب سعد خان کو ایسا کیا ہوا تھا وہ سمجھنے سے قاصر تھی۔۔۔ پری وش نے سب سے چھپا کے اپنا چھوٹا سا ہاتھ آگے سیٹ کی طرف بڑھاتے سعد خان کے بازو پہ رکھا، وہ جو آنکھیں موندے ہوئے تھا اس نازک ہاتھ کے لمس کو پہچانتے اُس نے اپنی کرسٹل گرے آنکھیں وا کرتے اسے شیشے سے دیکھا۔ سعد خان کی کرسٹل آنکھوں میں بے انتہا سرخی چھائی ہوئی تھی جسے دیکھتے پری وش شدید پریشان ہوئی، پری وش نے اشارے سے سعد خان سے پوچھا "کیا ہوا ہے؟"

جب سعد خان نے نفی میں سر ہلاتے پھر سے آنکھیں موندے پری وش کے چھوٹے سے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں رب کیا۔۔۔ پری وش کو اُس کا ہاتھ کسی توے کی طرح گرم محسوس ہوا۔۔۔ وہ جان چکی تھی کہ وہ بخار میں تپ رہا ہے۔ لیکن ابھی ان کی ہویلی آنے والی تھی اسی لئے وہ خاموشی سے آنسو بہاتی اس کے ہاتھوں میں اپنا ہاتھ دیئے بیٹھی رہی، وہ گھر جا کہ اسے دوا دینے کا ارادہ رکھتی تھی۔ سجاول خان کی گاڑی بڑی ہویلی کے پورچ میں آ کے رکی، جب سعد خان نے پری وش کا ہاتھ اپنے لبوں سے لگاتے ہوئے چھوڑا۔ اس وقت بہت اندھیرا تھا، اسی لئے کسی نے بھی پری وش کا ہاتھ سعد خان کے ہاتھ میں نہیں دیکھا تھا نہیں تو ضرور ان دونوں کا ریکارڈ لگایا جاتا۔ سب گاڑی سے اترتے اندر کی طرف بڑھ رہے تھے، جب پری وش نے سعد خان کے ہمراہ کھڑے ہوتے اس کی طرف دیکھا۔ سعد خان جانتا تھا وہ اسے دیکھ کہ ضرور پریشان ہے اسی لئے نظریں گھماتے یہاں وہاں دیکھا۔ سب اپنے اپنے کمروں کی طرف بڑھ چکے تھے۔ سعد خان نے جھکتے اس کی نم انکھوں پہ اپنے ہونٹ رکھے اور نفی میں سر ہلاتے اسے مزید آنسو بہانے سے باز رکھا۔ آپ کو اتنا تیز بخار ہے اور آپ نے بتایا بھی نہیں۔۔۔ پری وش ہچکی بھرتے شکوہ کرتے بولی، جس پہ سعد نے تاسف میں سر ہلاتے اسے باہوں میں اٹھائے اپنے کمرے کی طرف رخ کیا۔ پری وش نے اس کی گرم سفید گردن میں چہرہ چھپاتے انسو بہانے شروع کیے، وہ ایسی ہی تھی سعد خان کو تکلیف میں دیکھتے آنسوؤں کا دریا بہائے رکھتی تھی۔ کچھ نہیں ہوا میرا بچہ میں بالکل ٹھیک ہوں ۔۔۔ سعد خان اپنے کمرے کا دروازہ پاؤں کی ٹھوکر سے بند کرتے پیار اور نقاہت سے بولا۔ جس پہ پری وش نے اس کی گود سے نیچے اُترنا چاہا، لیکن سعد خان نے اس کی کمر پہ گرفت مضبوط کرتے اسے بیڈ پہ بٹھایا۔ یار پری جان رونا تو بند کرو۔۔۔ سعد خان اس کے آنسوؤں کو اپنے لبوں سے چنتے بےبسی سے بولا۔ جھوٹ نہیں بولیں۔۔۔ جھوٹے۔۔ خان۔۔۔ پری وش اپنی انگلی اٹھائے غصے سے روتے بچوں کی طرح بولی، جس پہ سعد خان نے اسے پیار سے دیکھتے سر کو خم دیتے اپنی مسکراہٹ روکی۔

بیٹھے یہاں پر جلدی--- پری وش نے اسے دیکھتے بیڈ کی طرف اشارے کرتے حکمیہ لہجے میں کہا، جس پہ سعد خان خاموشی سے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کے بیٹھے بغور اپنی منکوحہ کے تیور دیکھ رہا تھا جو میرون میکسی میں غضب ڈھا رہی تھی۔ پری وش اٹھتے ڈریسنگ مرر کی طرف بڑھی اور اپنی میکسی کا دوپٹا سنبھالتے اس کے ڈرارسے فرسٹ ایڈ باکس نکالتے، اس کی طرف بڑھی۔ تھرمامیٹر نکال کے اس نے سعد خان کی زبان کے نیچے رکھا اور پھر کسی ڈاکٹر کی طرح اس کا بخار چیک کیا۔ پری وش کی حرکتیں بالکل بچوں جیسی تھیں، جس پہ سعد خان جو اپنے جسم میں اٹھتے درد سے نڈھال ہو رہا تھا، اس کی حرکتیں دیکھ کے اُسے اپنا سارا درد غائب ہوتا ہوا محسوس ہوا۔

یہ دیکھیں جھوٹے--- 103 بخار ہے، آپ کا نام چھوٹے خان نہیں جھوٹے خان ہونا چاہئے تھا--- پری وش نے اسکا اتنا بخار دیکھ کے روتے ہوئے ہچکیاں بھری اور پھر پین کلر نکالتے اس کی طرف بڑھائی--- جسے سعد خان نے اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے اس کے ہاتھ سے دوائی پکڑتے منہ میں ڈالی اور ساتھ ہی پری وش نے ایک ہاتھ سے اپنے آنسو صاف کرتے سائیڈ ٹیبل سے پانی کا گلاس اُٹھا کے اس کے ہونٹوں سے لگایا---

"ڈاکٹر صاحبہ، اب کچھ میٹھا ہو جائے؟؟" سعد خان پانی پینے کے بعد اپنی چھوٹی سی ڈاکٹر کو دیکھتے شوخ لہجے میں بولا، جس پہ پری وش نے نہ سمجھی سے اسے دیکھا اور سعد خان نے بغیر کسی دیری کے اسے خود پہ گراتے کروٹ بدلتے ایک ہاتھ سے اس کے گلے سے دوپٹا نکالتے دوسرے سے اس کے جبڑے کو اپنی نرم گرفت میں لیتے اس کے ہونٹوں کو اپنی قید میں لیا جو کب سے اسے بے چین کیے ہوئے تھے--- اتنے بخار میں بھی اس کی ایسی حرکت پہ پری وش کی آنکھیں پھیلی--- اُسے اُس کے لمس میں آگ سی تپش محسوس ہو رہی تھی۔ اس نے سعد خان کو آنکھیں دکھاتے اس کی سلور چین کو کھینچتے اسے پیچھے کرنا چاہا، جب سعد خان اسے آنکھ مارتے اس کی ساری سانسیں چراتے پیچھے ہٹا--- یہ مین دوا تو آپ بھول ہی گئی تھی میری ڈاکٹر صاحبہ--- سعد خان اب کی بار اس کی گردن پہ اپنے لب رکھتے معصومیت سے بولا۔ جس پہ پری وش اس کے کمرے میں آنے پہ پچھتائی، وہ ہمیشہ یہ کیوں بھول جاتی تھی کہ یہ نوٹنکی کسی بھی حال میں اسے اپنی شدتوں سے بوکھلانے کا فن رکھتا تھا۔

ہٹیں پیچھے زر دیدہ آ گئی ہوں گی، سب ان کے پاس ہوں گے اور میں یہاں--- تو پھر سب کیا سوچیں گے--- پری وش چہرہ جھکائے بولی جس پہ سعد خان نے اسے زور سے اپنے سینے میں بینچھا۔ کچھ دیر بعد چلی جانا۔ ابھی مجھے سونے دو۔ سعد خان کو اس کے وجود سے بہت سکون پہنچتا تھا، اسی لئے اس نے اس کے گرد حصار بناتے سونا چاہا جب پری وش پھر سے بولی، لیکن آپ تنگ--- ابھی پری وش مزید بولتی، جب سعد

خان نے پھر سے اس کے ہونٹوں کو پیار سے چوما۔ نہیں کرتا اب تنگ پکا بس کچھ دیر میرا سر دبا دو۔۔۔ سعد خان تھکے ہوئے لہجے میں کروٹ بدلتے اسے خود کے اوپر کرتے اس کے گرد سختی سے اپنا حصار باندھ گیا۔۔ جس پہ پری وش نے بھی اس کے سینے پہ سر رکھتے ایک نظر گھڑی کو دیکھتے اپنے نازک مومی ہاتھ سے اس کا سر دبانا شروع کیا۔۔۔ وہ اسکے سینے پہ لیٹے اسکا سر دباتے اس کے چہرے کے ایک ایک نقش کو آنکھوں کے راستے دل میں اتار رہی تھی۔۔ سعد خان کو اس کی نرم و نازک انگلیوں سے بہت سکون پہنچا اور وہ کچھ ہی دیر میں سو گیا۔ اس کی نیند کے باعث بھاری سانسیں محسوس کرتے پری وش نے اس کی گردن میں پہنی سلور چین پہ لب رکھنے کے بعد پیار سے اس کے لائٹ گرے بال ماتھے سے پیچھے کرتے وہاں پہ اپنا بوسہ دیتے آرام سے اس پر سے اُٹھی اور اچھی طرح سے اس پہ کمبل اُڑھاتے وہ کمرے کی لائٹ بند کرتے باہر کی طرف بڑھی۔۔۔ اس کے جانے کے بعد سعد خان بند آنکھوں سے مسکرایا۔ وہ سو چکا تھا اور اس کے پیار بھرے لمس سے ایک سیکنڈ میں اس کی نیند کھل چکی تھی لیکن وہ آنکھیں ہنوز بند کیے ہوئے تھا۔ وہ اللہ کا بے حد شکرگزار تھا جس نے اسے اتنی پیار کرنے والی شریک حیات دی تھی۔

زرلاشتہ خان کو پری وش اور پلوشہ خان نے ساحر خان کے کمرے میں بٹھایا۔ ساحر خان کا کمرہ بہت خوبصورتی سے گلاب اور موتیے کے پھولوں سے سجایا گیا تھا، پورے کمرے میں خوبصورتی سے کینڈل لائٹس جگہ جگہ رکھی گئی تھی۔ ساحر خان کے کمرے کا ماحول اس وقت خوابناک تھا اور اسکے پیچھے بھی سعد خان اور سجاول خان کا ہاتھ تھا۔ انہوں نے اپنے لالا کی شادی میں کوئی کمی نہیں چھوڑی تھی۔

زرلاشتہ خان کو ساحر خان کا انتظار کرتے کرتے رات کے 2 بج چکے تھے لیکن وہ ابھی تک نہیں آیا تھا۔ بیٹھے بیٹھے زرلاشتہ خان کی کمر اکڑ چکی تھی لیکن وہ ساحر خان کا مزید دل نہیں دکھا سکتی تھی، اسی لئے وہ کب سے بیٹھی اس کا انتظار کیے جا رہی تھی۔ کلک کی آواز سے دروازہ کھلا اور وہ پھولوں کی سیج میں سجی سنوری اپنی گھونگھٹ لیے بیٹھی دلہن کو کن اکھیوں سے ایک نظر دیکھ کے اسے اگنور کرتے اپنا ٹراؤزر لیتے واشروم میں بند ہوا، جس پہ زرلاشتہ خان کا رنگ پھیکا پڑا۔ کتنی ہی دیر ٹھنڈے پانی سے شاور لینے کے بعد وہ شرٹ لیس سا بیڈ کی طرف آیا۔ گھونگھٹ کے پیچھے سے ساحر خان کو شرٹ لیس دیکھتے وہ شرم سے سرخ پڑی۔ وہ اسے سالوں بعد ایسے شرٹ لیس دیکھ رہی تھی۔ اس کا سفید چوڑا سینہ مزید چٹانی اور مضبوط ہو چکا تھا۔ اس کو اپنی طرف آتا دیکھ کے اس کا دل گویا کانوں میں دھڑک رہا تھا لیکن ساحر خان اس کی طرف آنے کی بجائے سائیڈ ٹیبل کی طرف آتے اپنا سگریٹ اور لائٹر لیتے

اسے اگنور کرتے بالکونی کی طرف بڑھ گیا۔ جب زرلاشتہ خان کی آنکھوں میں نمی کے ساتھ ساتھ شدید غصہ چھایا۔۔ مزید آدھا گھنٹہ گزر چکا تھا اور وہ ابھی تک ٹیرس پہ کھڑا سگریٹ پھونک رہا تھا۔۔ اس کی بے رخی دیکھتے زرلاشتہ خان کی آنکھوں سے پانی سمندر کی طرح بہہ رہا تھا، دل کو ٹھوکا سا لگا۔۔

زرلاشتہ خان ساحر خان کی ستمگری پہ آنسو بہاتے تیزی سے پھولوں سے سجے بیڈ سے اٹھی اور خود کو ایک نظر ساحر خان کی پسند کے جوڑے میں دیکھ کے استہزایا مسکرائی، جو شاید صرف دکھاوے کے لئے سب کے سامنے اس پر پیار جتاتا تھا لیکن اس کا دل چیرنے کا کوئی بھی موقعہ ضائع نہیں کرتا تھا۔

اس نے آہستہ سے اپنا دوپٹا اُتار کے صوفے پہ رکھا اور اپنی جیولری اُتارنی شروع کی۔ ابھی وہ جھومر اُتار کے ٹکہ اتارنے ہی والی تھی کہ ساحر خان اپنی نازک جان بیوی کے چھوٹے سے دل کا خیال کرتے پھر سے کمرے میں داخل ہوا۔ وہ جانتا تھا وہ رو رہی ہوگی، اس نے ایک نظر بیڈ پہ دیکھا جہاں سے وہ غائب تھی۔

ساحر خان نے حیرانگی سے اسے تلاش کرنے کے لئے آنکھیں یہاں وہاں گھمائی۔ جہاں وہ نازک سی جان ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بغیر دوپٹے کے کھڑی اپنی جیولری اُتارنے میں مصروف ساتھ ساتھ آنسو بہا رہی تھی۔ وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھا اور اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کے اس کا رخ اپنی طرف موڑا۔ جس پہ زرلاشتہ نے غصے سے اس کے ہاتھ جھٹکنے چاہے لیکن ساحر خان نے اسے کھینچ کے مزید اپنے قریب کیا۔

یہ تم روتے ہوئے کیا ظاہر کرنا چاہتی ہو زرلاشتہ خان کہ تم پہ یہاں بہت ظلم ہو رہا ہے؟؟ تم ہمیشہ ہی کیوں بھول جاتی ہو، یہ سب جو بھی ہوا ہے اسکے پیچھے وجہ تم تھی۔ میں نہیں پسند تھا نہ تمہیں تو اب یہ آنسو بہا بہا کے کیا ظاہر کرنا چاہتی ہو تم؟؟۔۔ ساحر خان غصے سے دھاڑا۔۔

"چھوڑیں ہمیں۔۔۔ آپ چراغ لے کے بھی ڈھونڈیں گے نا تو آپ کو ہمارے جیسی بیوی نہیں ملے گی، لیکن آپ بہت بےقدرے ہیں خان۔۔ آپ کو ہماری قدر نہیں ہے، ہم دعا کرتے ہیں ہم مر جائیں اور آپ ہماری قبر پہ فاتحہ پڑھ کر ہمیں یاد کرتے اشک بہائیں لیکن ہم آپ کو نہ ملیں۔۔۔" زرلاشتہ خان کا دل اس کی باتوں اور اگنورینس پہ شدید دکھی تھا۔ جس پہ وہ بچوں کی طرح اپنا نچلا ہونٹ مروڑتی خود کو بدعائیں دیتی بولی جبکہ ساحر خان جو اس کی پہلی بات پہ اپنی مسکراہٹ ضبط کر رہا تھا اس کے باقی کے الفاظ پہ ساحر خان کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں جھکڑا۔۔۔

"زرلاشتہ خان تم۔۔ " ابھی ساحر خان اس کا جبڑا دبوچتے مزید کچھ بولتا جب زرلاشتہ خان دھاڑی۔۔

KOH NOVELS - URDU

"نہیں ہیں زرلاشتہ نہ پکارا کریں ہمیں اس نام سے شدید زہر لگتا ہے ہمیں آپ کے لبوں سے ادا ہوتا یہ نام۔۔ تاشو ہیں ہم صرف آپ کی تاشو۔۔" زرلاشتہ خان ہنوز آنسو بہاتے اس کے برہنہ سینے پہ ہاتھ مارتے غرائی، جس پہ ساحر خان نے حیران ہوتے اسے دیکھا جو آج غصے سے بھپری شیرنی بنی ہوئی تھی۔۔۔

بکواس بند کرو اپنی کیا بچوں کی طرح ری ایکٹ کر رہی ہو؟؟ تمہیں کیا لگتا ہے میں نے تمہارے نخرے اٹھانے کے لئے تم سے شادی کی ہے۔۔ ہنہ زرلاشتہ خان یہ مت سمجھنا تم اب بھی میری محبت ہو، بلکل نہیں تم صرف ساحر خان کی ضرورت ہو۔ مجھے صرف اپنی تھکن اتارنے کے لیے تمہارے وجود کی ضرورت ہوگی اور جب جب۔۔ ابھی ساحر خان استہزاء لہجے میں مزید اس کا دل دکھاتا، جب زرلاشتہ خان نے ایک جھٹکے سے اپنی لال نفیس سی جیکٹ اُتارتے دور اُچھالی۔ اب وہ صرف لہنگے اور چھوٹے سے سینے تک آتے میرون اور گولڈن بلاؤز میں تھی۔۔

"اسکی اس حرکت پہ ساحر خان کی چلتی زبان کو بریک لگی!"

ٹھیک ہے، کر لیں ہمارے وجود سے اپنی ضرورت پوری۔ ہمیں اندازہ ہے ہم آپ کے لائق نہیں ہیں، لیکن چلیں آپ نے ہمیں اپنی ضرورت سمجھا ہمارے لئے یہی اعزاز کی بات ہے۔ اور رہی نخرے اٹھوانے کی بات تو ہمارے بھائیوں نے شائد ہمیں بہت ڈیل دے کے بگاڑ دیا ہے، کوشش کرو گے ہم کہ ہر کسی کو نخرے دکھانے سے پرہیز کریں۔ زرلاشتہ خان سپاٹ چہرے سے بولتی اس کے قریب ہوئی۔ اس کی سبز آنکھیں یہ الفاظ بولتے مسلسل بھیگ رہی تھیں۔

اس کے منموہنے چہرے اور خوبصورت بدن سے ساحر خان کا نظریں ہٹانا محال ہوا۔ زرلاشتہ خان کے الفاظ سے ساحر خان کی زبان پہ تالا لگا اور مزید وہ اپنے تن سے جیکٹ اُتار کے اسے گنگ کر چکی تھی۔

اس نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے مزید خود کے قریب کیا اور جھکتے اس کے گالوں پر پھیلے آنسوؤں کو اپنے ہونٹوں سے چنا۔ ساحر خان نے اس کی سبز بھیگی آنکھوں پہ شدت سے کتنی ہی دیر لب رکھے اور بے تحاشا شدت سے اس کے آنسوں کو چنا۔ جس پہ زرلاشتہ خان کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی۔

زرلاشتہ نے اس کے برہنہ سینے اور کندھے پہ اپنے کانپتے ہاتھ رکھنے چاہے لیکن نہیں رکھے۔

وہ اتنی دیر سے غصے سے بولتے اور روتے وقت اپنا نچلا ہونٹ بچوں کی طرح مروڑے اسے بےچین کیے ہوئے تھی۔ ساحر خان نے ایک ہاتھ اس کی برہنہ کمر پہ

رکھتے اور دوسرا ہاتھ اس کے سر کے پیچھے رکھتے شدت سے جھکتے اس کے نچلے ہونٹ پہ دانت گھاڑ کے اس کے بالائی لب کو چوما اور پھر پوری شدت سے اس کے دونوں ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں جکڑتے وہ اس کی ساری سانسیں رفتہ رفتہ پی رہا تھا۔ وہ اپنا سارا غصہ اس کے نازک ہونٹوں پہ اتارتے زرلاشتہ خان کو کانپنے پہ مجبور کر چکا تھا۔ وہ اپنی آنکھیں بند کیئے اس کی شدت سہہ رہی تھی۔

ساحر خان نے اس کے بےجان ہوتے وجود کو دیکھتے اسے اپنے پاؤں پہ کھڑا کرتے، اس کے ہونٹوں پہ اپنی گرفت مضبوط کی اور مزید شدت سے انہیں چومتے وہ جیسے زرلاشتہ خان کو یہ کہنا چاہتا تھا کہ وہ ہی تو اس کے لائق ہے۔ اسے اس کے بھائیوں سے پہلے ساحر خان نے ہی تو بگاڑا تھا، وہ یہ بات کیسے بول سکتی ہے کہ وہ ساحر خان کے لائق نہیں ہے--- لیکن ساحر خان نے ابھی اس بات کا اقرار زبان سے نہیں کرنا تھا اور اس نے نہیں کیا---

اس کے لمس میں اب کی بار شدید پیار اور شدت محسوس کرتے زرلاشتہ خان کی آنکھیں پھر سے نم ہوئی۔ ساحر خان نے اس کے وجود پہ رحم کھاتے بالآخر اس کے ہونٹوں کو آزادی دی اور اسے زور سے اپنے سینے میں بینچھا۔

ساحر خان کو سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ زرلاشتہ کے ساتھ کیسے ری ایکٹ کرے۔ ایک طرف اسے اس پر اتنا پیار آ رہا تھا کہ دل کر رہا تھا وہ اس کے نازک وجود پہ اپنی شدتیں نچھاور کرتے اسے بوکھلا کے رکھ دے اور دوسری طرف اسے زرلاشتہ خان کے سالوں پہلے کے الفاظ نہیں بھولے تھے--- اپنے بھورے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ساحر خان نے ذہن سے کچھ دیر کے لئے ساری باتیں ہٹاتے اپنی نازک جان بیوی کو اٹھا کے ڈریسنگ مرر پہ بیٹھایا اور سپاٹ چہرے سے ایک ایک کر کے اس کی جیولری اتارنی شروع کی--- زرلاشتہ خان جو کب سے شیرنی بنی ہوئی تھی اب شرم سے لال ہوتے اپنے جیکٹ اُتارنے پہ پچھتا رہی تھی۔ وہ آنکھیں جھکائے اپنے ہاتھ کی انگلیاں موڑ رہی تھی۔ وہ بے شک اسکے لمس میں پیار پا کے ریلیکس ہو چکی تھی لیکن یہ بھی حقیقت تھی کہ کچھ دیر پہلے کے ساحر خان کے الفاظ اس کے دل و دماغ پہ نقش بھی ہو چکے تھے--

اس کو خود میں سمٹتے دیکھ کے ساحر خان نے اس کی جیولری اُتارتے ایک نظر اسے دیکھا، جو اس کے نزدیک ہوتے اپنے کانپتے ہوئے وجود کے ساتھ اسکے وسیع سینے میں چھپنا چاہتی تھی۔ ساحر خان نے سردی کے موسم کو مدنظر رکھتے کمرے میں ہیٹر آن کیا۔

پہلے تو بڑی جانسی کی رانی بنی ہوئی تھی--- نکل گئی ساری ہوا؟ اب کی بار ساحر خان اس کے جوڑے میں بندھے بالوں کو پنو ں سے آزاد کرتے اس کے کان میں طنز کرتے سرگوشی میں بولا۔ جب زرلاشتہ کوئی بھی جواب دیے بغیر ہنوز اپنی انگلیاں موڑتی رہی---

ساحر خان نے اس کی حرکتوں کو دیکھتے اس کے جوڑے میں مقید بال ایک جھٹکے میں کھولتے ان میں اپنا چہرہ چھپایا۔ اس افتاد پہ زرلاشتہ نے اس کے کندھوں کو تھامنا چاہا لیکن پھر پہلے کی طرح اپنے ہاتھوں کی مٹھی بناتے اپنی گود میں رکھی۔ وہ اسے اب ہاتھ بھی سوچ سوچ کے لگا رہی تھی کہ کہیں پھر سے نہ جھٹک دے۔ وہ بھی تو آٹھ سالوں پہلے اسے ایسے ہی جٹھکتی تھی۔ ساحر خان نے اس کے ہاتھوں کو پکڑتے اپنے گلے کا ہار بنایا اور جھک کے اس کے سینے پہ ایک بے باک شرارت کی۔ جس پہ زرلاشتہ خان نے چیخ مارتے اس سے دور ہونا چاہا لیکن ساحر خان کی گرفت اس کی کمر پہ مضبوط تھی۔ اس کے یوں حواس باختہ ہونے پر ساحر خان نے مشکل سے اپنا قہقہ دبایا۔

تمہاری تو چیخیں ابھی ہی میرے کان پھاڑ رہی ہیں، جب میری ضرورت کا سامان بنو گی تب تو پورے سوات کو نیند سے جگا دو گی۔ ساحر خان سپاٹ چہرے لیے بے باکی سے بولا، اس کی پھر سے ضرورت والی بات پہ زرلاشتہ کا دل تو دکھا لیکن اس کی یوں بےباکی پہ وہ سرخ بھی پڑی۔ ساحر خان نے اس کے وجود سے نظریں چراتے زرلاشتہ کے بھانپ چھوڑتے چہرے کو دیکھا۔ وہ مزید اس لباس میں ساحر خان کا سامنا نہیں کر سکتی تھی اور یہ بات وہ سمجھ بھی چکا تھا اسی لئے اس پہ رحم کھاتے اسے ڈریسنگ مرر سے اُتارا۔ وہ جانتا تھا کہ اس نقلی جانسی کی رانی کی ساری ہوا نکل چکی ہے--- جاؤ چینج کرو جا کے ضرورت والا کھیل پھر کسی دن کھیل لیں گیں، ابھی تو آدھی رات ویسے ہی گزر چکی ہے--- اس کے پھر سے اتنی بے باکی سے بولنے پر زرلاشتہ خان اپنی سبز آنکھیں پھیلائے جلدی سے اپنے لہنگا تھمتے گرتی پڑتی واش روم کی طرف بھاگی۔ اس کی سپیڈ پہ ساحر خان نے ہلکا سا مسکراتے اپنے بھورے بالوں میں ہاتھ پھیرا، جو بھی تھا وہ اسے اپنی دسترس میں لے کے روح تک سرشار ضرور تھا---

زرلاشتہ خان جو واش روم میں کھڑی اپنی دھڑکنیں درست کر رہی تھی، سامنے لٹکی بے ہودہ نائٹی کو دیکھ کے وہ اپنی جگہ سے اُچھلی--- وہ شاید زرمینہ خان نے رکھوائی ہو گی، لیکن پھر وہ ساحر خان کی بات یاد کرتے ہوئے استہزایا مسکرائی۔ ہاں وہ ایک ضرورت ہی تھی اسے یہ بات نہیں بھولنی تھی--- اور اُسے شاید اب پوری زندگی صرف ضرورت بن کے ہی رہنا تھا--- زرلاشتہ خان نے واش روم سے منسلک ڈریسنگ مرر

کی وارڈروب سے ایک سفید لباس نکالتے اپنا لہنگا بدلا۔ بلاؤز کے باریک ٹسلز کھولتے خود کو شیشے میں دیکھتے اُسے شدید شرم محسوس ہو رہی تھی۔ وہ کانوں کی لو تک سرخ پڑتی جا رہی تھی۔ وہ کچھ دیر پہلے اُس کے سامنے اس حال میں تھی یہ سوچ سوچ کے اس کا وجود ہولے ہولے کانپتا جا رہا تھا۔ ٹسلز کھلنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی جس پہ وہ پھر سے اپنا نچلا لب مروڑتے روہانسی ہو رہی تھی۔ لیکن چاہے جو بھی ہو جائے وہ اس بے باک انسان سے مدد لینے کے لئے نہیں جانے والی تھی۔ زرلاشتہ خان نے روہانسے ہوتے اسی لہنگے کے بلاؤز پہ سفید قمیض زیب تن کی اور وضو کرتے باہر کی جانب بڑھی۔ ٹسلز اور بلاؤز کے امبوئیڈرڈ کام سے اسے شدید چبن ہو رہی تھی۔ لیکن وہ برداشت کرتے الماری سے جائے نماز لیتے اپنے سر پہ حجاب اسٹائل میں دوپٹا اوڑھتے شکرانے کے نوافل ادا کرنے لگی۔ جو بھی تھا اس نے ساحر خان کو ان سالوں میں اللہ سے کب کب نہیں مانگا، اب جب وہ اُسے مل گیا تھا تو چاہے وہ اُس کی ضرورت کا سامان تھی، لیکن پھر بھی اُسے اپنے اللہ کو نہیں بھولنا تھا۔ ساحر خان جو صوفے پہ نیم دراز سا اپنی بیوی کو سفید لباس میں بغیر میک اپ کے دھلے ہوئے شفاف چہرے سے دیکھتے، پھر سے ہوش کھو رہا تھا۔ اُس کی نظر اس کی سفید قمیض سے نظر آتے لہنگے والے بلاؤز اور اس کی کمر پہ ٹسلز والی ابھری ہوئی جگہ پہ ٹکی۔

(یہ کتنی پاگل ہے۔۔۔اللہ ایسی پاگل بیوی میرے علاوہ کسی کو نہ دے۔) ساحر خان نے تاسف سے سر ہلا کے سگریٹ کا گہرا کش لیتے سوچا۔ وہ اس کی نماز مکمل ہونے کا انتظار کر رہا تھا۔ زرلاشتہ خان نے انسو بہاتے اپنے دل میں اللہ سے باتیں کرتے پتا نہیں کون کون سی دعائیں مانگی اور اب اپنے انسو صاف کرتی وہ جائے نماز رکھتے بیڈ کی طرف بڑھنے ہی والی تھی جب ساحر خان نے ایک ہی جست میں کھڑے ہوتے اسے کہنی سے تھامتے اپنی طرف کھینچا۔۔۔۔

جس پہ زرلاشتہ نے اپنی سبز سرخ ڈھوروں والی آنکھیں اٹھا کے اسے دیکھا۔۔ زیادہ پسند آ گیا ہے لہنگے کا بلاؤز جو ابھی تک اُتارا نہیں؟ ساحر خان نے ایبرو اچکاتے اسکی کمر پہ ہاتھ پھیرتے استفسار کیا، جس پہ زرلاشتہ نے شرم سے سرخ پڑتے اس کی طرف دیکھا۔ یہ انسان کتنا بے باک تھا ہر وقت اپنی ایکسرا کرتی آنکھوں سے اس کا جائزہ لئے رکھتا تھا، وہ ہمیشہ کی طرح صرف سوچ کے رہ گئی۔۔ وہ ا۔اس کے ٹس۔ٹسلز۔۔۔ ابھی زرلاشتہ مزید کچھ بولتی جب ساحر خان نے اس کی قمیض میں ہاتھ ڈالتے اس کے ٹسلز کو جٹھکے سے توڑا۔ جب کے اس کی حرکت پہ زرلاشتہ خان دہکے گالوں سے منہ کھولے صرف اسے دیکھ کے رہ گئی۔ ساحر خان نے اس کے کھلے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں دباتے اس کا منہ بند کیا۔ جس پہ زرلاشتہ خان کی سبز آنکھیں پھیلتی ہی جارہی تھی۔۔۔ ساحر خان نے پیچھے ہٹتے اسے واش روم میں جانے کا

اشارہ کیا، جس پہ وہ فٹ سے بھاگتے واش روم کی طرف بھاگی اور اپنی دھڑکنوں کو درست کرتے بلاؤز چینج کرتے ہاتھ میں پکڑا۔ جس کے ٹسلسز ٹوٹنے کی وجہ سے اس کی بیک خراب ہو چکی تھی--- اس کی شادی کا جوڑا خراب ہو چکا تھا اور یہی پہ سدا کی نرم دل زرلاشتہ خان کی آنکھیں لبالب پانیوں سے بھری۔ اُسے ساحر خان پہ شدید غصہ آیا، جو اس کی شادی کا جوڑا خراب کر چکا تھا--- وہ اپنی بھیگی آنکھیں صاف کرتے واشروم سے نکلتے اب بیڈ کی طرف بڑھی اور جھٹ سے لیٹتے اس نے کمبل سے خود کو ڈھکتے سونے کے لئے آنکھیں بند کی۔ جب ساحر خان اپنا چوتھا سیگڑیٹ نیچے مسلتے بیڈ کی طرف آتے اس کی سائیڈ پہ کھڑا ہوا۔ دوسری طرف چلو یہ میری جگہ ہے!! ساحر خان اس پر سے کمبل اُتارتے سپاٹ لہجے میں بولا۔ جس پہ زرلاشتہ نے حیرانگی سے اسے دیکھا جو بچوں کی طرح آ کے پھر سے اس سے لڑائی شروع کرنے والا تھا۔

لیکن ہم بھی اپنے بیڈ پر اسی طرف سوتے تھے، ہمیں دوسری طرف نیند نہیں آتی--- زرلاشتہ خان چہرہ جھکائے منمناتے ہوئے بولی---

زیادہ زبان نہیں چل رہی تمہاری آج؟؟ اور یہ میرا مسئلہ نہیں ہے زرلاشتہ خان اٹھو یہاں سے جلدی--- ساحر خان شاید چاہتا تھا وہ اس سے باتیں کرے لیکن وہ تو لمبی تان کے سونے والی تھی۔ اس کی بات پر زرلاشتہ خان ہاں میں سر ہلاتے اس کی جگہ سے پیچھے ہوتے دوسری طرف فاصلے سے لیٹی اور اپنی آنکھوں پہ کہنی رکھتے کمبل خود پہ اُوڑھایا--- اس کے اتنی جلدی مان جانے پہ ساحر خان کو جی بھر کے اس پہ غصہ آیا۔ اُسے لگا وہ بچپن کی طرح اُس سے ضد کرے گی لیکن وہ تو اب کوئی بھی نخرہ نہیں دکھا رہی تھی--- ساحر خان نے تپتے ہوئے اس پر سے کھینچ کہ کمبل ہٹایا۔ جس پہ زرلاشتہ نے نیند سے بھری سبز آنکھوں کو وا کیے، پھر سے اس کی طرف حیرانگی سے دیکھا جن میں ساحر خان کا دل ڈوب کے اُبھرا۔

یہ میرا کمبل ہے اور میں اپنا کمبل کسی کے ساتھ شئیر نہیں کرتا تم کوئی دوسرا کمبل لے آؤ الماری سے جا کے--- ساحر خان بیڈ پر لیتے غصے سے بولا وہ ابھی بھی شرٹ لیس تھا اور زرلاشتہ خان کب سے اس کے برہنہ سینے سے نظریں چرائے ہوئے تھی۔ اس کے نیا شوشا چھوڑنے پر زرلاشتہ خان نے اپنے آنسو خود کے اندر اُتارتے اپنے تھکے وجود سے اٹھنے کی کوشش کی تاکہ الماری سے کوئی کمبل لے آئے لیکن اس میں اب اٹھنے کی بلکل ہمت نہیں تھی۔ اسی لئے وہ اس کی طرف سے منہ موڑتے بنا کمبل کے پھر سے آنکھیں موند چکی تھی۔ ساحر خان نے اب کی بار اس کے سر کے نیچے سے تکیہ کھینچا، جس پہ زرلاشتہ نے اب کی بار رخ موڑ کے حیرانگی سے اسے دیکھا۔ میں دو تکیے لے کے سوتا ہوں، سو تم اگر ایڈجسٹ کر سکتی ہو تو ویلنگڈ

نہیں تو ڈریسنگ روم سے لے آنا۔۔۔ ساحر خان نے اس کی حیران سبز آنکھوں میں دیکھ کے جواب دیتے یہ تکیہ بھی اپنے سر کے نیچے رکھا۔ زرلاشتہ خان اپنی آنکھوں سے آنسو پیچھے دھکیلتے پھر سے کوئی بھی جواب دئیے بنا رخ موڑ کے آنکھیں موند چکی تھی۔۔ پورے 30 منٹ گزر چکے تھے ساحر خان نے نہ تو خود کمبل لیا تھا اور نہ ہی اسے لینے دیا تھا۔ وہ اس کے رخ موڑنے والی حرکت پہ ابھی تک تپتے ہوئے نیم دراز اس کی پشت کو گھورے جا رہا تھا۔۔ اس کے وجود کو ہلکے ہلکے لرزتے دیکھ کے اب کی بار ساحر خان کی بس ہوئی۔ اُس نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے خود پہ گراتے، کمبل اٹھاتے خود پر اور اس پہ اوڑھا۔

ساحر خان نے اس کی بھیگی آنکھوں پہ لب رکھتے اسے خود میں بینچھتے اس کی کمر کو سہلایا۔ جو کب سے ہچکیاں بھرتے سو چکی تھی لیکن اس کا وجود اب بھی ہولے ہولے لرز رہا تھا۔ ساحر خان نے اپنے لبوں سے اس کی آنکھوں کے کناروں پہ ٹھہرے ہوئے آنسوں چنتے، سائیڈ لیمپس بند کیے۔ ساحر خان جانتا تھا وو آج بہت تھک چکی تھی اور اب شدید تھکاوٹ کی وجہ سے نہیں جاگے گی جس کا ثبوت اس کی بھاری ہوتی سانسیں دی رہی تھی۔۔۔ ساحر خان نے جھک کے اسے دیکھتے شدت سے اپنے لب اس کے ماتھے پہ رکھتے اسے مزید خود میں بینچھنا چاہا۔۔ اور مزید جھکتے اس کے گلابی گالوں پہ اپنے لب رکھتے اس کی گردن پہ اپنے لب رکھے، وہ کب سے اس کے چہرے اور گردن کو اپنے لمس سے مہکا رہا تھا۔ اس نازک وجود کو اپنے اتنے قریب پا کے اس کی آنکھوں سے نیند کوسو دور تھی۔۔۔ اب اُسے شاید باقی کی رات یوں ہی جاگ کے گزارنی تھی۔۔

درام خان اپنے باپ کی گردن میں باہیں ڈالے اُس کے سینے پہ لیٹا ہوا تھا جب کے بیا خان اپنا ڈریس چینج کرنے ڈریسنگ روم میں گئی ہوئی تھی۔ آج سب بہت زیادہ تھک چکے تھے۔ بیا خان داور کی پھر سے ناراضگی کے ڈر سے آج چھوٹی ہویلی میں آ چکی تھی، سعد اور ساحر نے رکنے کا بولا بھی لیکن اُس نے پیار سے اپنے بھائیوں کو منع کر دیا۔ بابا جان۔۔۔ درام خان ہنوز داور کے سینے پہ لیٹا اُسے پکار رہا تھا۔ جی میری جان۔۔۔ داور نے پیار سے جواب دیتے اس کے چہرے کی طرف جھکتے اپنے خوبصورت بیٹے کے ماتھے پہ بوسہ دیا۔ درام اب چینج کر کے اوورسائز بلیک ٹراؤزر اور بلیک ہی ٹی شرٹ میں ملبوس تھا۔

بابا جان، جب آپ ہویلی میں نہیں ہوتے نا تو میں آپ کو بہت مس کرتا ہوں۔ درام نے پیار سے اس کی گردن میں چہرہ چھپاتے اپنی بات کا آغاز کیا۔ بابا کی جان، کام بھی تو ضروری ہے نا، اب میں آپ کے سعد ماموں کی طرح سارا سارا دن بیڈ پہ سوتے

ہوئے تو نہیں گزار سکتا نا۔ داور نے اس کے بال سنوارتے اسے پیار سے جواب دیا۔ وہ جانتا تھا کہ اس کا بیٹا اس سے بہت زیادہ پیار کرتا ہے۔

اگر آپ ہر وقت ہویلی میں نہیں رہ سکتے تو پھر مجھے بھائی یا بہنا لا دیں تاکہ میں اس کے ساتھ کھیل سکوں۔ درام خان اپنا چہرہ اس کے سینے سے اٹھاتے کیوٹ سا منہ بناتے بولا۔۔۔ جس پہ داور نے قہقہ لگاتے واشروم کے دروازے سے نکلتی بیا خان کو دیکھا۔ جو درام کی بات اور داور کے معنی خیز اشارے سےسرخ ہوتے انکھیں پھیلا چکی تھی، باپ کے قہقہ لگانے پہ درام نے بھی مسکراتے اب کی بار اپنی مورے کو دیکھا۔ مورے میں ٹھیک بول رہا ہوں نا؟ مجھے بھی بہنا چاہیے چھوٹی سی تا کہ میں اس کے ساتھ کھیل سکوں، کیوں کہ رایان چاچو بولتے ہیں ابھی کشمالا کے آنے میں بہت وقت ہے۔ درام خان اپنی پوری بات ان کے گوشوگوزار کرتے ہوئے بولا۔ جس پہ داور اور بیا خان نے آچنبے سے بیٹے کو دیکھا جو اب اپنے باپ کے سینے پہ تھوری ٹکائے لیٹا ہوا تھا۔ کشمالا کون؟ بیا اور داور نے یک زبان نا سمجھی سے پوچھا۔ رایان چاچو کی بیٹی جس سے میں بڑا ہو کے شادی کروں گا۔ درام خان اپنی ماتھے پہ ہاتھ مارتے انہیں پتے کی بات بتاتے ہوئے بولا جس پہ داور خان کا فلک شگاف قہقہ پھر سے کمرے کی زینت بنا۔ جب کہ بیا خان اپنے چھوٹے سے بیٹے کی اتنی پکی باتیں سن کے ہمیشہ کی طرح داور کو گھور رہی تھی جس پہ اس نے کندھے اُچکاتے درام خان کے گالوں کو چوما۔ ابھی کل تک تو میرے شیر کو ساحر ماموں کی ڈمپل والی بیٹی سے شادی کرنی تھی، اب یہ اچانک سے فلپ کیوں؟ داور خان نے مسکراتے ہوئے درام سے استفسار کیا۔ جس پر ابھی درام کوئی جواب دیتا جب بیا خان ان کی بات کاٹتے ہوئے بولی۔ ہاں سکھائیں سکھائیں، بیٹے کو ایسی باتیں۔ اس کی ایسی بے باک باتوں پہ تو ایسے مسکراتے ہیں جیسے وہ آپ کو کوئی حدیث بیان کر کے سنا رہا ہو۔ کیا سے کیا بنا رہے ہیں سب میرے معصوم سے بیٹے کو۔ بیا خان تپے ہوئے لہجے میں بولی۔ جس پہ داور نے اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے درام خان کو دیکھا، جو واقعی ہی ماں کے خود کو معصوم کہنے پر اب معصوم سی شکل بنا کے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا جیسے اس سے بڑا معصوم واقعی ہی اس دنیا میں کوئی پیدا نہیں ہوا۔ جس پہ داور خان کی کیا بیا خان کی بھی ہنسی چھوٹ گئی اور درام اپنے ماں باپ کو ہنستے دیکھ کے مسکراتے ہوئے اپنے بابا جان کی گردن میں چہرہ چھپا گیا۔

عشقِ ستم .....قسط 30

گل بہار بہت تھک چکی تھی، جس کی وجہ سے زرمینہ خان نے زریش کو گل بہار کو فارس کے کمرے میں چھوڑنے کا کہا۔ ویسے بھی فارس خان کی سنجیدہ طبیعت کو دیکھتے انہیں زیادہ رسمیں کرنا مناسب نہ لگا۔

زریش خان مسکراتے ہوئے گل بہار کو اس کے کمرے تک چھوڑتے، اسے ریلیکس کرتے اپنے کمرے کی طرف بڑھی۔۔۔

زریش کے جاتے ہی گل بہار نے تیزی سے اپنے چہرے سے گھونگٹ پلٹتے فارس خان کے کمرے کی طرف نظریں دوڑائی تھیں۔۔۔ اس کے کمرے کا انٹیریئر وائٹ اور گرے کامبنیشن کا تھا جسے مزید خوبصورت بناتے ہوئے رایان خان نے اس کے کمرے میں گلاب کے پھولوں کی ڈیکوریشن کروائی تھی۔ کمرے میں مدھم روشنی والی رنگین لائٹنگ بھی کروائی گئی، جو کمرے میں رومانٹک سا ماحول پیدا کر رہی تھی۔

گل بہار نے ہر چیز کو ایک نظر دیکھتے بڑے پیار سے کمرے میں لگی فارس خان اور ساحر خان کی ایک بڑی سی پورٹریٹ دیکھی، جو فارس خان نے فارم ہاؤس پہ زبردستی ساحر خان کی گردن میں ہاتھ ڈالتے سیلفی لی تھی۔۔۔ جس میں اوندھے منہ لیٹا ساحر خان نیلی شلوار قمیض میں اپنی نیلی ہی آنکھوں میں سرخی لئے اسے گھور کے دیکھ رہا تھا۔ جب کے فارس خان نے اپنی مسکراتی سبز آنکھوں سے اس کی گردن کو اپنے شکنجے میں لیا ہوا تھا۔۔۔ گل بہار ان دونوں کی اتنی پیاری تصویر دیکھ کے حیران ہوئی۔ وہ دونوں تو ہر وقت ایک دوسرے کی جان کے دشمن بنے ہوتے تھے، پھر یہ تصویر کس وقت لی گئی تھی۔ گل بہار نہیں جانتی تھی لیکن جہاں بھی لی تھی، گل بہار نے ان دونوں کی تصویر کو دیکھ کے دل میں ان کی نظر اتارتے اپنی تیکھی ناک چڑھاتے واشروم کی طرف اپنا رخ کیا۔۔۔ اور پھر پانچ ہی منٹ کے بعد وہ فارس خان کے ارمانوں پہ پانی پھیرتے اپنا لہنگا تبدیل کرتے گلابی سوٹ میں ملبوس فریش ہو کے واشروم سے نکلی۔ جس میں اس کا سرخ و سفید چہرہ دھمک رہا تھا۔۔۔

گل بہار کی ساری جیولری ڈریسنگ میرر کے آگے پڑی تھی، جب کے لہنگا اور اس کا دوپٹا صوفے پہ پڑا سلامی دے رہا تھا... گل بہار انگڑائی لیتے بیڈ کی طرف بڑھتے اس پہ تقریباً گرتے اوندھے منہ لیٹی۔۔۔۔

ہائے اللہ کمر ٹوٹ گئی میری۔۔۔ کتنے گھنٹوں سے ایک ہی جگہ بیٹھتے اس کی کمر اکڑ چکی تھی۔ اسی لئے اب اُسے اس بیڈ کا نرم سا گدا کسی جنت سے کم نہیں لگ رہا تھا۔۔۔

ٹھیک 12 بجے مردان خانے میں موجود اپنے سب دوستوں سے فارغ ہوتے فارس خان اپنے کمرے کی طرف بڑھا اور اس کی پہلی نظر اپنے بیڈ پر سوئی ہوئی اپنی متائے جان پہ پڑی، جو اسکے بیڈ پہ آری ترچھی لیٹی لباس بدل کیے اس کے ارمانوں پہ پانی پھیر

KOH NOVELS - URDU

کے سو چکی تھی... فارس خان شدید تپتے اپنا نیلا ٹراؤزر لے کے واشروم میں بند ہوا--- گرم پانی سے فریش ہونے کے بعد وہ ٹاول سے اپنے بال پونچھتا اسے صوفے پہ اچھالتے باہر کی طرف بڑھا جہاں وہ اوندھے منہ بیڈ پہ گری پڑی تھی۔

بالکل اپنے لالہ کی طرح سونے کا سٹائل--- فارس خان صرف سوچ کے رہ گیا۔

فارس خان نے اس کی طرف بڑھتے نرمی سے اس کا چاند سا چہرہ موڑتے اسے سیدھا کر کے لیٹایا اور خود اس کے اوپر سایہ فگن ہوا لیکن اپنا وزن اس پر نہیں ڈالا---

فارس خان نے اس کا میک اپ سے دھلا شفاف چہرہ دیکھتے، اس کے چہرے پہ پھونک ماری۔ جس سے گل بہار کی پلکوں میں ہلکی سی جنبش ہوئی--- گل بہار شکل سے جتنی معصوم لگتی تھی اتنی ہی وہ فارس خان کے لئے ظالم شیرنی ثابت ہوتی تھی--

اس کے چہرے سے نظریں ہٹاتے فارس خان نے اس کے سراپے پہ نظریں جمائی، وہ گلابی سادھی سی قمیض کے ساتھ چست ہی گلابی پجامہ پہنے سو رہی تھی۔ جب کے دوپٹا اس کے وجود کے نیچے دبا ہوا تھا---

فارس خان نے پیار سے اس کے ماتھے پہ بوسہ دیتے اس کے پھولے گلابی گالوں کو چھوا، جس سے پھر اس کے وجود میں کچھ جنبش ہوئی اور وہ بچوں کو طرح کچھ آوازیں نکالتے اپنے ہاتھ چلاتے پھر سے سو چکی تھی--- اس کی حرکت پہ فارس خان نے حیران ہوتے اپنا قہقہ روکا۔ وہ ایسے کرتے ہوئے اتنی کیوٹ لگ رہی تھی کے فارس خان کو ٹوٹ کے اس پر پیار آیا۔

فارس خان نے اس کی گردن پہ اپنی گھنی سنہری بیرڈ اور مونچھیں رگڑتے اس پہ شدت سے اپنے لب رکھے۔ جس پہ گل بہار نے پٹ سے آنکھیں کھولتے اپنے اوپر جُھکے اس شرٹ لیس دیو کو دیکھا۔ اس کی ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی آنکھ لگی تھی اور وہ آ کے ایک ہی منٹ میں اپنی بےباک حرکتوں سے جگا چکا تھا۔

گل بہار نے غصے سے اس کے بُرہنہ کندھوں کے پھولے مسلز پہ اپنے ناخن زور سے گھاڑے--- فارس خان ہنوز اس کی گردن پہ جھکے اس کی حرکت پہ مسکرایا۔ اس کی شیرنی جاگ چکی تھی اور یہی تشدد اس کے جاگنے کی علامت تھا---

فارس خان ہٹو میرے اوپر سے ورنہ میں تمہارا قتل کر دو گی--- وہ اس کے کان کے پاس غصے سے غرائی، جس پہ فارس خان نے اس کی گردن سے چہرہ اٹھاتے اس کی نیلی سرخ ڈوروں والی آنکھوں میں اپنی سبز مسکراتی آنکھیں گھاڑی---

وہ تو تم مجھے آٹھ سال پہلے ہی کر چکی تھی اپنی ان پیاری آنکھوں میں آنسوں لے کے--- فارس خان اس کی آنکھوں پہ لب رکھتے گمھبیر آواز میں بولا اور وہی گل بہار

نے اپنی نیلی آنکھوں سے پانی پیچھے کو دھکیلتے اس کے کندھوں پہ ہاتھ رکھتے اسے پیچھے کو دھکا دیا لیکن فارس خان پیچھے ہونے کی بجائے مزید اس پہ جھکا۔۔

معاف نہیں کر سکتی ہو؟ بے بسی سے پوچھا گیا۔

زلیل کر سکتی ہوں۔ شیرنی کی طرح غراتے ہوئے جواب دیا گیا۔

شدید محبت ہے تم سے۔ اب کی بار لہجے میں کرب اور پیار سے بتایا گیا۔

شدید نفرت ہے تم سے۔۔۔ پھر سے شیرنی کی طرح غراتے ہوئے جواب دیا گیا لیکن آنکھوں نے گل بہار کے جواب کا ساتھ نہیں دیا۔

جانتا ہوں میں غلط تھا بہار لیکن۔۔۔۔ ابھی فارس خان مزید کچھ بولتا جب گل بہار نے اس کی بات کاٹی۔۔۔۔

لیکن تب تم نے ایک شوہر نہیں بلکہ ایک سوداگر بنتے سوچا تھا، جس نے مجھے صرف ایک شرط سمجھا تھا۔ مت بولو فارس خان میں ابھی بھی تمہارے لئے صرف ایک شرط ہوں اور ساری زندگی ایک شرط ہی رہو گی اس لئے میرے قریب آنے کی جرات بھی مت۔۔۔ اور یہی فارس خان نے شدت سے جھکتے اس کے باقی کے الفاظ اس کے ہونٹوں سے چن لئے۔ فارس خان نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے تھوڑا سا اٹھاتے مزید شدت سے اس کے ہونٹوں کو چومتے اس کی بات کی تصیح کرنا چاہی کہ وہ جب چاہے اس کی سانسوں سے قریب تر آ سکتا ہے کیونکہ وہ صرف اس کی ہے۔۔

گل بہار نے اس کی شدت پہ اس کے سینے پہ مکے برساتے اسے پیچھے کرنا چاہا لیکن فارس خان اپنی منمانی کرتے پیچھے ہوا۔۔۔ گل بہار کی سانسیں بہت زیادہ پھول چکی تھی، جس کے باعث فارس خان نے کروٹ لیتے اسے اپنے سینے پہ لیٹاتے اس کی کمر کے گرد حصار باندھا۔۔

میں تمہارے اتنے قریب آ جاؤں گا بہار کے تمہیں سانس لینے کے لئے بھی فارس خان کی ضرورت پڑے گی۔۔۔ مجھے تمہاری ساری سانسیں کھینچ کے تمہیں اپنی ایک ایک سانس دینا تو قبول ہے بہار لیکن تمہارے پاس ہو کے بھی دور رہنا قبول نہیں ہے۔ یہ بات اپنے دماغ کے اندر فٹ کر لو، فارس خان نے اس کے لبوں کے پاس اپنے لب رکھتے ایک ایک لفظ شدت بھرے انداز میں بولا جس پہ گل بہار کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی۔۔۔

گل بہار جو اس کے الفاظ میں کھوئی ہوئی تھی، اس کی گرم سانسوں کی تپش اپنے ہونٹوں پہ محسوس کرتے ہوش میں آئی اور اس نے جھکتے ہوئے اس کے برہنہ کندھوں

KOH NOVELS - URDU

پہ اپنے دانت زور سے گھاڑے، جس پہ فارس خان نے اپنے درد پہ قابو پاتے اپنے لب بینچھ لیے---

میں لعنت بیجھتی ہوں فارس خان تمہاری ایک ایک سانس پہ--- اگر جو میں نے تمہیں تمہارے قریب رہتے ہوئے ذلیل نہ کر دیا تو میرا نام بھی گل بہار نہیں یہ بات تم بھی اپنے دماغ میں فٹ کر لو--- گل بہار اس کے دھمکی دینے والے انداز پہ غصے سے اس کے کانوں کے پاس چیخی---

اور اگر جو میں نے ابھی تمہیں انہیں لعنت بھیجی ہوئی سانسوں کو کھینچنے پہ مجبور نہ کر دیا تو میرا نام بھی فارس سکندر خانزادہ نہیں--- اس کے بات پہ شدید تپتے فارس خان اپنا جملہ مکمل کرتے ہی اس کے سر کے پیچھے ہاتھ رکھتے اسے خود پر جھکاتا اتنی شدت سے اس کی سانسیں پینے لگا کہ گل بہار کے وجود میں کپکپاہٹ تاری ہوگئی۔

گل بہار نے اپنے ہونٹ فارس خان کے لبوں سے جدا کرنا چاہے لیکن فارس خان نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے مزید قریب کرتے مزید شدت سے اس کی سانسیں کھینچی--- وہ گھونٹ گھونٹ بھرتے اس کے لبوں کا جام پیتے جیسے آج ہی اس کی نرم گلاب سی پنکھڑیوں کا رس نچوڑنا چاہتا تھا--- گل بہار کا وجود نڈھال ہو چکا تھا لیکن گل بہار بھی اپنی ضد کی پکی تھی۔ اس نے اس سے ایک بھی سانس نہیں کھینچی تھی۔ فارس خان نے اس کی ڈھٹائی دیکھتے اس کے نچلے لب پہ دانت گھاڑتے مزید شدت سے اس کی سانسیں خود میں انڈھیلی۔ گل بہار نے نم آنکھوں سے فارس خان کے ہونٹوں کو چھوتے اس سے چند سانسیں کھینچی، جس پہ فارس خان نے فتح یابی سے مسکراتے اسے اپنی سانسیں بخشتے اس کے ہونٹوں کو آزادی بخشی۔

گل بہار کی شکوہ کناں آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ گرتے فارس خان کا چہرہ بھگو رہے تھے--

بہت ضدی ہو تم بہار--- اس کی آنکھوں کا شکوہ پڑتے فارس خان نے اس کے کان میں سرگوشی کرتے اس کے کان کی لو کو دانتوں میں لے کے کاٹا اور اسے مزید خود پر جھکاتے اس کے آنسو اپنے ہونٹوں سے چنے---

گل بہار نے مزید تیزی سے آنسو بہاتے اپنے ہاتھوں سے اسے خود سے دور کیا، اسے اپنے ہونٹ جلتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے--

تم ایک شوہر ابھی بھی نہیں بن پائے فارس خان--- تم ابھی بھی صرف ایک انا پرست انسان ہو جسے صرف اپنی اونچی ناک پیاری ہے--- گل بہار اپنی ضد کے ہار جانے پہ شدید دکھی ہوئی، جس پہ فارس خان نے خود کو کوسا جو اس کے الفاظ پہ غصے سے

KOH NOVELS - URDU

پاگل ہوا تھا۔۔ وہ کیوں یہ بات ہمیشہ بھول جاتا کہ اس کی ضدی بیوی اپنا غصہ اتارنے کے چکروں میں ہمیشہ سے اسے جان بوجھ کے اپنے الفاظوں سے غصہ دلاتی ہے۔

اچھا سوری۔۔۔

سوری نا۔۔۔

ائی ایم سوسوری بہار۔۔۔

I lost and my bahar won.. now okay??

فارس خان نے اس کے گلے کے گرد ہاتھ ڈالتے اس کے نچلے ہونٹ کو کتنی ہی بار پیار سے چومتے یہ لفظ دہرائے۔۔ اس کے اب کی بار اتنا پیار جتانے پہ نہ چاہتے بھی گل بہار کے گال دہک کے گلابی ہوئے تھے۔ جنہیں چھپانے کے لئے اس نے اپنے چہرے کو اسکے سینے میں چھپایا اور زور سے اپنے دانت اس کے سینے پر گھاڑے۔ جس پہ فارس خان نے تاصف سے نفی میں سر ہلاتے اس کے بالوں میں انگلیاں چلائی، اس کی بیوی کی انوکھی ہی حرکتیں تھیں۔

ابھی تو میں نے تمہیں جی بھر کے دیکھا بھی نہیں تھا اور تم نے لباس بھی تبدیل کر دیا؟ فارس خان نے اس کی خاموشی پہ بات کا آغاز کرنا چاہا۔۔ جس پہ گل بہار نے اس کے سینے پہ اپنے دانتوں کے نشان پہ انگلی پھیرتے کوئی بھی جواب نہیں دیا۔ وہ اب کی بار اس کے سینے کے سنہری بالوں کو اپنی انگلیوں میں الجھائے ان کے ساتھ کھیل رہی تھی۔۔ فارس خان نے اسے اپنے کام میں مصروف دیکھتے پاس پڑے سائیڈ ٹیبل کے درازر کی طرف ہاتھ بڑھاتے ایک چھوٹی سی ڈبی نکالتے گل بہار کی آنکھوں کے آگے کی جسے بہار نے حیرانگی سے تھامتے اس کے سینے پہ تھوڑی ٹکاتے ہوئے کھولا اور اندر نفیس سی ڈائمنڈ چین کے ساتھ چھوٹے سے ٹاپس دیکھتے اسے خوشگوار حیرت ہوئی۔ وہ چین بہت مختلف اور خوبصورت ڈیزائن کی تھی۔ اس پہ چھوٹی سی انگریزی رائٹنگ میں "بہار بےبی" لکھا تھا اور اس کے ساتھ ہی چھوٹے سے ہیرے جڑے تھے، جو اس چین کو چمکاتے اسکی خوبصورتی میں اضافہ کر رہے تھے۔ گل بہار نے نیلی آنکھوں میں چمک لیے ایک نظر فارس کی طرف دیکھتے چین ڈبی سے باہر نکالی۔

یہ میری بہار بےبی کا شادی کا تحفہ ہے۔۔ فارس خان اتنے پیار سے اس کے کان میں بولا کہ بہار اسوقت ساری بے رخی بھولتے آنکھوں میں اشتیاق لئے اس خوبصورت چین کی تعریف کر گئی۔۔۔

بہت خوبصورت ہے، ہائے اللہ..... وہ بچوں سی خوشی سے بولی۔ اس وقت وہ یہ بات بھول چکی تھی کہ وہ اس شخص سے نفرت کی دعویدار ہے۔۔۔

اب مزید خوبصورت لگ رہی ہے۔ فارس خان نے اس کے ہاتھ سے چین پکڑتے پیار سے اس کے گلے کی زینت بناتے اس پہ اپنے لب رکھتے سرگوشی کی۔۔۔

اور ساتھ ہی ایک دوسری ڈبی بھی اس کی طرف بڑھاتے اسے آنکھوں سے کھولنے کا اشارہ کیا۔ اس ڈبی کو کھولنے پہ گل بہار کی آنکھیں بے ساختہ نم ہوئیں۔ وہ چین کی ہی طرح کی خوبصورت سی باریک ڈائمنڈ بریسلیٹ تھی جس پہ نفیس سا "جانِ فارس" لکھا گیا تھا اور بالکل چین کی طرح خوبصورت سے چھوٹے چھوٹے ہیرے اس کے ارد گرد جڑے ہوئے تھے۔۔۔

فارس خان نے اس کی نم آنکھوں کو دیکھتے وہ بریسلیٹ بھی اس کے ہاتھ سے تھامتے پیار سے اس کی کلائی کی زینت بنائی اور اس کی شدت پہ اپنے لب رکھے۔۔۔ گل بہار نے اپنی بے خودی پہ افسوس کرتے اپنی نم آنکھوں کو چھپانے کے لئے پھر سے اس کے سینے پہ سر ٹکاتے آنکھیں موندھی۔۔۔

فارس خان نے اس کی تھکاوٹ اور آنکھوں میں نیند کی وجہ سے چھائی سرخی کو دیکھتے اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے اسے سونے دیا۔

وہ جانتا تھا یہ لوہا آہستہ آہستہ پگھل ہی جائے گا اور وہ اپنی کوشش جاری رکھتے اسے پیار سے خود میں سمیٹتے ان گزرے 8 سالوں کے سارے غم بلانے پر مجبور کر دے گا۔۔۔

فارس خان نے جھکتے اس کی بند نیلی آنکھوں کو چومتے سائیڈ لیمپس آف کیے خود بھی اس کے گرد حصار باندھتے سونے کے لئے آنکھیں موندی۔

صبح کے 10 بج رہے تھے۔ جب ساحر خان کے دروازے پہ دستک ہوئی اور ایسا شاید پہلی بار ہی ہوا تھا کہ کسی نے یوں دستک دیتے صبح صبح ساحر خان کی نیند میں خلل ڈالا ہو۔ نہیں تو وہ اپنی مرضی سے سونے اور جاگنے کا مالک تھا۔۔۔ ساحر خان کی آنکھ زرلاشتہ کے چہرے کا دیدار کرتے صبح 7 بجے ہی لگی تھی۔۔۔ ابھی دستک کی آواز پہ ساحر خان کیا زرلاشتہ خان بھی اپنی آنکھیں مسلتے بیدار ہوئی۔ جب ایک دفعہ پھر سے دروازے پر ہوئی دستک پہ زرلاشتہ خان اپنی پوزیشن کو دیکھتے اچھلی۔ ابھی وہ ساحر خان کے اوپر سے اٹھتے جلدی سے اس سے دور ہوتی، جب ساحر خان نے اس کی کمر پہ اپنی گرفت مضبوط کرتے آنے والے کا مقصد پوچھا۔۔۔

لالہ لال حویلی سے ناشتہ آیا ہے اور ماموں جان (حیدر خان) نیچے ناشتے پہ آپ کو اور زر دیدہ کو بلا رہے ہیں۔۔۔ پری وش نے تھوڑی سی اونچی آواز میں اپنا پیغام اس طرف پہنچایا۔

ٹھیک ہے گڑیا تم جاو ہم آ رہے ہیں۔۔۔ ساحر خان نے اپنی نیند کی وجہ سے سرخ ہوتی نیلی آنکھوں کو کھولتے بند دروازے کی طرف دیکھتے بھاری آواز میں جواب دیا۔ جس پہ پری وش سر ہلاتے نیچے کی طرف چلی گئی۔۔

سونے کی تمیز نہیں ہے تمہیں؟؟ ساحر خان کنفیوز سی ذرلاشتہ خان کو دیکھتے دبے دبے غرایا، جیسے وہ خود نیند میں آ کر اس پہ چڑھ کے لیٹی ہو۔۔۔

و۔وہ۔ ہم۔ ہمیں نہی۔ نہیں پ۔ پتہ ہم کی۔ کیسے و۔ وہاں س۔سے یہ۔یہاں۔۔۔ ہم۔ہمیں نیند میں پتہ نہیں چلا۔۔۔ معاف کیجئے گا اس کے سخت لہجے پہ زرلاشتہ خان روہانسے ہوتے بولی۔ وہ اس پر سے اٹھنا چاہتی تھی اسے لگا وہ شاید نیند میں اس کے کمبل میں گس کر غلطی سے اس پہ لیٹ چکی ہو گی۔ وو اس بات سے ناواقف تھی کہ جو بندہ اسے ڈانٹ رہا ہے، وہی اسے اپنے سکون کے لیئے ایسے لے کے سویا ہے۔

ایسے تو معاف میں اپنے باپ کو بھی نہیں کرتا تم تو پھر میری نام نہاد بیوی ہو۔۔ تو ایسے میں ساری رات اپنی نیند خراب کرنے کی وجہ سے تمہیں سزا دینا تو بنتی ہے نا؟ ساحر خان نے اس کی سبز آنکھوں میں دیکھتے جیسے اسے آگاہ کیا کہ وہ اسے اس کے ناکردہ جرم کی سزا دیے بغیر نہیں چھوڑے گا۔ وہ اس کا پھر سے رات والا دبنگ سٹائل دیکھنا چاہتا تھا لیکن وہ تو پھر سے بھیگی بلی بن چکی تھی۔

دیکھیں ہمیں سچ میں۔۔۔ ابھی زرلاشتہ مزید بولتی جب ساحر خان نے اس کی تھوڑی پہ چمکتے سیاہ موٹے تِل پہ اپنے دانت گھاڑے۔ جس پہ زرلاشتہ نے سسکی بھرتے اس سے دور ہونا چاہا۔ جب ساحر خان نے اسے خود پہ جھکاتے اس کے ہونٹوں کو اپنی شدت بھری گرفت میں لیتے گھونٹ گھونٹ بھر کے اس کے ہونٹوں کا جام پیا۔ زرلاشتہ خان نے مزاحمت کرنا چاہی جب ساحر خان اس کے گلابی ہونٹوں پہ نرمی سے اپنے دانت گھاڑتے اس کے ہونٹوں کو آزادی بحشتے اسکی گردن کی طرف جھکا۔

اور وہاں پہ جگہ جگہ اپنے بوسوں کی بوچھار کرتے، اس نے اپنے دانت گھاڑے۔ جس پہ زرلاشتہ نے سسکیاں بھری۔ ساحر خان ابھی اس کی گردن سے مزید نیچے جھکتا، جب اُسے وقت کا خیال آیا۔

باقی کی سزا ناشتے کے بعد یہی سے شروع کروں گا۔

وقت دیکھتے اس نے زرلاشتہ پہ اپنی گرفت ڈھیلی کرتے اس کے کان میں سرگوشی کرتے اس کی کان کی لو کو دانتوں میں دبایا۔ وہ جانتا تھا ابھی اس کا اور زرلاشتہ کا نیچے جانا ضروری ہے۔

ابھی زرلاشتہ خان اس پر سے اٹھتے گرتے پڑھتے فریش ہونے کی غرض سے واش روم کی طرف بڑھی، جب ساحر خان نے تیزی سے اسے کمر سے پکڑتے واش روم کے دروازے سے ہٹایا جس پہ زرلاشتہ نے اسے حیرانگی سے دیکھا۔

یہ میرے کمرے کا واش روم ہے تو پہلے میں نہاؤں گا، اسلئیے وہاں بیٹھ کے انتظار کرو۔ ساحرخان اس موم کی گڑیا کو ہلکا سے دھکا دیتے اسے صوفے کی طرف اشارہ کرتے اپنی وارڈروب کی طرف بڑھا اور اپنا بلیک اوورسائز ٹریک سوٹ پکڑتے اس کی روہانسی شکل دیکھتے واش روم کی طرف بڑھ ہی جب ساحر خان کی انکھیں چمکی۔ ہاں اگر تم جلدی نہانا چاہتی ہو تو میرے ساتھ نہا۔۔ ساحر خان نے چہرے کو سپاٹ بناتے اسے دیکھتے دانستہ جملہ ادھورا چھوڑا۔ جب کے زرلاشتہ خان صبح صبح اس کی بے باک بات سنتی کانوں کی لو تک سرخ ہوتے منہ پہ ہاتھ رکھ چکی تھی۔ جس پہ ساحر خان جس کا اس کے ردعمل پہ اپنی مسکراہٹ ضبط کرنا مشکل ہوا تھا، سپاٹ چہرے کہتے واش روم کی طرف بڑھ چکا تھا۔ پیچھے زرلاشتہ خان کو as “u wish سے " ابھی تک اپنے کانوں سے دھواں نکلتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

ساحر خان کو نہاتے 10 منٹ گزر چکے تھے جب ایک بار پھر سے دروازے پہ دستک ہوئی۔۔ زرلاشتہ نے سر پہ دوپٹہ ٹھیک کرتے دروازہ کھولا، جہاں پہ سامنے ہی مسکراتی ہوئی زرش خان بلیک شلوار قمیض پہ شانوں پہ سرخ دوپٹہ پھیلائے اسے مسکرا کے دیکھ رہی تھی۔

زرلاشتہ خان اسے دیکھتے ہی زور سے اس کے گلے لگی۔ جس پہ زرش خان نے مسکراتے ہوئے اس کا گال چوما۔ بہت خوبصورت لگ رہی ہو تم۔۔ زرلاشتہ اسے آج شلوار قمیض میں دیکھ کر بہت خوش ہوئی اور اسے اندر آنے کو کہا۔ وہ جب سے پاکستان آئی تھی، زرلاشتہ نے آج پہلی بار اسے شلوار قمیض میں دیکھا تھا۔ اس کے تعریف کرنے پہ زرش خان ہلکا سا ہنستے اندر کی طرف بڑھی۔ زرش اور زرلاشتہ کی عمر میں کوئی زیادہ فرق نہیں تھا، زرش خان 22 جبکہ زرلاشتہ خان 23 سال کی تھی، وہ ایک دوسرے کو نام سے ہی پکارتی تھی۔ تم تیار نہیں ہوئی اب تک؟ زرش خان زرلاشتہ کو سادہ سے سفید جوڑے میں دیکھتے اس سے پوچھتے بیڈ کی طرف بڑھی۔

وہ خا۔ خان ابھی فریش ہو رہے ہیں۔۔ زرلاشتہ خان اس کے پاس بیٹھتی سر جھکائے بولی۔ جب اس کے دوپٹا کھسکنے پہ زرش خان کی نظر اس کی گردن کے سرخ نشانات

پہ گئ۔ زرش خان نے بوکھلا کے ہلکا سا مسکراتے زرلاشتہ کو دیکھا۔ جس پہ زرلاشتہ خان اس کی نظروں کا تعاقب اور معنی خیز ہنسی دیکھ کے کانوں کی لوں تک سرخ پڑتے اپنا دوپٹا جلدی سے ٹھیک کر گئی جہاں ساحر خان کے دانتوں کے نشان تھے۔

"موت ا جائے غالب،

لیکن اتنا شدت پسند بندہ میری قسمت میں نہ آئے ۔۔"

زرش خان نے شعر کا ستیاناس کرتے زرلاشتہ خان کے کان میں ہنستے سرگوشی کی، جس پہ زرلاشتہ نے اسے گھورتے آنکھیں دکھائی۔۔۔

اچھا یہ تو بتاو کیا دیا تمہیں تمہارے خان نے منہ دکھائی میں؟ زرش خان معنی خیزی سے شوخ لہجے میں پوچھ رہی تھی جس پہ زرلاشتہ خان کی آنکھوں میں رات کا ایک ایک منظر لہرایا اور اُسے یاد نہیں تھا کے ساحر خان نے اسے کوئی تحفہ دینا تو دور تحفے کا نام بھی لیا ہو۔ ساحر خان جو ابھی شرٹ لیس نہا کے باہر نکل ہی رہا تھا، زرش کی آواز پہ جلدی سے شرٹ پہنتا باہر نکلا۔

بتاؤ بھی تمہیں پتہ ہے فارس لالہ نے گل بھابھی کو اتنی پیاری ڈائمنڈ چین اور بریسلٹ دی ہے جس پہ جانِ فارس اور۔۔۔۔ زرش اسے ہنوز خاموش دیکھتے پھر سے اپنا سوال دوہرا رہی تھی۔ جب اُسے گل بہار کی خوبصورت سی منہ دکھائی یاد آئی، جو وہ یہاں آنے سے پہلے ابھی دیکھ کے ہی آئی تھی۔ ابھی وہ زرلاشتہ کو گل بہار کی منہ دکھائی کے بارے میں خوشی سے مزید کچھ بتاتی جب ساحر خان نے دروازہ کھولتے مسکرا کے اسے دیکھتے اس کے سر پہ ہاتھ رکھا۔

کیسی ہو بچے؟ ساحر خان نے اسے منہ دکھائی کے موضوع سے ہٹاتے اس کا حال پوچھا۔ جس پہ زرش نے مسکراتے ہوئے اسے جواب دیتے اس کا بھی حال پوچھا۔

میں بھی ٹھیک ہوں تم بتاؤ آفس کیسا جا رہا ہے کوئی پریشانی؟؟ ساحر خان نے زرش خان سے پوچھتے ایک نظرگم سم بیٹھی زرلاشتہ خان کو دیکھا۔

ساحر خان کے آفس کے بارے میں پوچھنے پہ زرش خان کی آنکھوں میں سجاول خان کو پرپوز کرنے والا منظر لہرایا، اس منظر کو یاد کرتے زرش خان کو ہمیشہ ایسے تکلیف ہوتی جیسے سینے سے خون رس رہا ہو۔ اپنے جزبات اور آنسوؤں پہ قابو پاتے زرش خان اسے خوشدلی سے جواب دے رہی تھی۔ جاؤ فریش ہو جاو نیچے سب انتظار کر رہے ہوں گے۔۔ اور زرش بچے وقت کافی ہو گیا ہے اس کی مدد کر دو کپڑے نکالنے میں۔۔۔۔ زرلاشتہ کو ہنوز ایک ہی جگہ بیٹھے لب کاٹتے سوچوں میں گم دیکھتے ساحر خان نے زر کا کندھا ہلاتے اسے پکار کے زرش کو اس کی مدد کرنے کا بولا۔۔۔ جس پہ

زرلاشتہ خان اسے شکوہ کناں نظروں سے دیکھتے بیڈ سے اٹھتے الماری کی طرف بڑھی، زرش خان بھی اس کے ساتھ ہی الماری کی طرف بڑھتے اسے ایک سرخ لال کلیوں والی نفیس سی پٹھانی فراک نکال کے دے رہی تھی۔۔ جس پہ خوبصورت سا سلور امبرائیڈ کام ہوا تھا اور ساتھ ہی اس کی الماری سے کوئی میچنگ جوتا نکالتے اس کی جیولری بھی نکال رہی تھی۔۔ زرش خان کی چوائس بھی اپنے لالہ ضرار خان کی طرح بہت اچھی تھی۔ وہ بھی اسی کی طرح کریئٹو مائنڈڈ تھی وہ 2 منٹ میں اس کا سارا سامان نکال چکی تھی۔ زرش یہ بہت ہیوی فراک ہے۔۔ ابھی زرلاشتہ رہانسے ہوتے مزید بولتی جب زرش خان نے اس کی بات کاٹی۔۔ کوئی ہیوی نہیں ہے بھئی ایک دن کی دولہن ہو یہ سب تو چلتا ہے نہ اب بس فریش ہو کے بال کھولتے آگے سے ٹوئسٹ کر لینا اور میک اپ کی تو میری پیاری سی زر کو ویسے ہی ضرورت نہیں ہے بس ہلکی سی لپسٹک لگا کے جلدی سے نیچے آو، سب کب سے آئے ہیں تمہارا انتظار کر رہے ہیں اب۔۔۔ زرش خان اپنی بات کہتے زرلاشتہ کے کمرے سے نکلی جب کے ساحر خان زرلاشتہ کی شکوہ کناں نظروں کو دیکھتے اپنا فون اٹھاتے کب سے ٹیرس پہ جا چکا تھا۔ وہ ان دونوں کی یہاں ہونے والی گفتگو نہیں سن رہا تھا۔۔

(گل بہار کا ناشتہ 9 بجے کے قریب نگینہ خان، پلوشہ اور سعد خان لے کے گئے تھے اور سعد خان کی طبعیت اب بہتر ہو چکی تھی) جن سے ملتے ہوئے زرش خان، ضرار خان، جہانگیر خان اور زرمینہ خان زرلاشتہ کا ناشتہ لیے بڑی حویلی میں آ چکے تھے۔۔ (ناشتہ لانا شادی کی اگلی صبح ان کے خاندان کی ایک خوبصورتی سی رسم تھی۔۔) زرلاشتہ خان زرش کے دیئے گئے جوڑے کو زیب تن کیے اپنے گیلے بالوں کے ساتھ واش روم سے باہر نکلی اور وہی پہ ساحر خان جو ٹیرس پہ کھڑا کب سے اپنی میلز اور مسجز چیک کر رہا تھا ابھی کمرے میں قدم رکھتے ہی اسکی نظر اپنی نئی نویلی دلہن پہ گئی جو سرخ پٹھانی فراک میں اتنی خوبصورت لگتی اس کے ہوش اڑا چکی تھی۔۔

گیلے بال جو اب وہ ہیر ڈرائیر سے جلدی سے خشک کر رہی تھی اس کی قمیض کو سینے اور پیچھے کمر سے گیلا کر چکے تھے۔ جس سے بغیر دوپٹے کے کھڑی زرلاشتہ خان کے دلکش جسم کے خدوخال نمایاں ہو رہے تھے۔ اس کی فراک سینے اور کمر سے گیلی ہوتی اس کے جسم سے چپک چکی تھی، ساحر خان کا اس پر سے نظریں ہٹانا محال ہوا۔ وہ بغیر میک اپ اور زیور کے ہی کوئی حور لگ رہی تھی۔۔ خود پہ نظروں کی تپش محسوس کرتے زرلاشتہ نے ڈریسنگ مرر سے اپنے پیچھے کھڑے ساحر خان کو دیکھا جو موبائل پہ مصروف تھا... اس کے سر اٹھانے پر ساحر خان اسے اگنور کرتے جان بوجھ کے اپنی نظریں موبائل پہ مرکوز کر چکا تھا۔ زرلاشتہ خان

KOH NOVELS - URDU

نے اس کا پھر سے رات والا رویہ دیکھتے اپنے بالوں کو خشک کرتے ان کا ڈیلا سا جوڑا بنایا اور اب جھک کے وہ اپنی سینڈل پہن رہی تھی۔ جس پہ ساحر خان کی نظر اس کی سینے سے چپکی فراک سے نمایاں ہوتے نشیب و فراز پہ پڑی۔ وہ اس کے دودھیا سفید بدن کی خوبصورتی دیکھتے شدید بے چین ہوا۔ کس کی شادی پہ جانا ہے تمہیں جو تمہاری تیاری ہی ختم نہیں ہو رہی؟ جلدی کرو بابا جان انتظار کر رہے ہیں۔۔۔ ساحر خان اپنی بے چینی کو اپنے غصے میں چھپاتے بولا۔ اس کو پتہ نہیں کیوں اس کا سب کے سامنے ایسے سج سنور کے جانا پسند نہیں آ رہا تھا۔ وہ صرف اس کی تھی اور اسی کے سامنے ایسے تیار ہو سکتی تھی۔۔ اس کی دھاڑ پہ زرلاشتہ خان جلدی سے اچھل کے سیدھی کھڑی ہوئی اور اس کی سرخ لہو نیلی آنکھوں میں دیکھتے اس نے بیڈ پہ پڑا دوپٹہ اٹھا کے خود پہ آوڑھا۔ وہ ابھی باہر بڑھنے ہی والی تھی جب ساحر خان نے اسے بازو سے پکڑتے جھٹکے سے شیشے کے سامنے کھڑا کیا۔ ایسے جاؤ گی باہر سب کے سامنے؟؟ ساحر خان اس کی کمر اور سینے پہ اشارہ کرتے ہوئے دھاڑ کے بولا۔ جس پہ اس کی گیلی ہوتی فراک چپک چکی تھی اور یہ باریک سا دوپٹہ اس کی خدوخال کو چھپانے کے لئے ناکافی تھا۔ خود پہ نظر پڑتے زرلاشتہ خان کے گل دہکے تھے اُسے ڈھیروں شرم آئی۔ وہ کب سے اس کے سامنے ایسے ہی کھڑی تھی اور نیچے بھی ایسے ہی جا رہی تھی۔ وہ کتنی پاگل تھی، اپنے بالوں میں الجھے وہ خود پہ نظر ڈالنا تو بھول ہی چکی تھی۔۔ وہ ہم۔ہمیں پ۔پتہ۔۔ زرلاشتہ خان مزید آدھا ادھورا کچھ بولنا چاہ رہی تھی، جب ساحر خان نے الماری کھولتے زرلاشتہ کی بری(وری) کے رکھے ہوئے سامان میں سے اس کے کپڑوں سے ملتی جلتی سامنے لٹکی نفیس سی ویلوٹ کی شال میں سے ایک سرخ شال اس پہ پھینکی۔

اچھے سے اوڑھو خود پہ ایسے کے تمہارے وجود کے کسی ایک حصے پہ بھی کسی کی نظر نہ پڑے۔۔ ساحر خان غصے سے بولا جب کہ صبح ہی صبح اس کے یوں بات بات پہ غصہ کرنے پہ زرلاشتہ خان کا دل بھر رہا تھا۔۔ اپنی آنکھوں میں آنسو لئے اس نے خود پہ پھینکی گئی شال اچھے سے اوڑھی۔۔ ساحر خان سرخ لباس میں اس کے دھمکتے سرخ و سفید چہرے کو دیکھتے بہت مشکل سے خود کے جذبات پہ قابو پا رہا تھا۔ جب نظر اس کی نم ہوتی انکھوں پہ گئی تھی۔۔ کیا دکھانا چاہتی ہو سب کو زرلاشتہ خان کے ساحر خان نے ایک ہی رات میں بہت ظلم کر دیا ہے تم پر؟؟؟ ساحر خان اسے کمر سے پکڑتے خود کے نزدیک کرتے اس کے کان میں غرایا۔ جب زرلاشتہ نے اپنی ہچکی پہ قابو پاتے چہرہ جھکاتے اپنے آنسو صاف کئے۔۔ اس کے یوں رگڑ کے اپنے آنسو صاف کرنے پہ ساحر خان نے اس کا چہرہ تھوڑی سی پکڑ کے اوپر اٹھاتے اس کی سرخ ڈھوڑوں والی سبز آنکھوں میں دیکھتے اس کے گلابی ہونٹوں کو اپنی گرفت میں لیا، شدت سے اس کی سانسیں پیتے وہ اسے بھوکھلانے پہ مجبور کر چکا تھا۔ ساحر

KOHNOVELS-URDU

خان اس کے ہونٹوں کو اپنی مضبوط گرفت میں لئے اسے کندھوں سے پیچھے کرتے دیوار سے لگا چکا تھا، زرلاشتہ خان نے اس کی بڑھتی شدت پہ اس کی بلیک ہڈی کو اپنی مٹھیوں میں دبوچا۔ جب ساحر خان اپنی ہڈی سے اس کے ہاتھ جھٹکتے پیچھے ہوا۔

زرلاشتہ خان نے اپنے جھٹکے ہوئے ہاتھوں کو دیکھتے اپنی بھیگی آنکھوں سے ساحر خان کو دیکھا۔ جو خود تو جب چاہے اس کے قریب آ سکتا تھا لیکن اگر جو زرلاشتہ خان اسے چھو لے تو اس کے آٹھ سالوں پہلے جھٹکنے اور دھتکارنے کا بدلہ یوں اسے خود سے جھٹک کے لیتا تھا۔ ایک نظر زرلاشتہ کے گلابی چہرے اور ڈھکے ہوئے سراپے کو دیکھ کے ساحر خان نے اس کی چادر گلے سے نیچے کھسکھاتے وہاں پہ اپنے لب رکھتے ہلکے سے دانت گھاڑے۔ جس پہ زرلاشتہ خان نے اس کی بے باکی پہ سٹپٹاتے پیچھے ہونا چاہا ہی جب ساحر خان نے اس کی چادر درست کرتے باہر کی جانب قدم بڑھائے۔ زرلاشتہ خان نے اپنا نچلا لب کاٹتے اس کے پیچھے قدم بڑھائے۔

ساحر خان نے یہاں سے نکلنا ہی بہتر سمجھا وہ یہاں مزید کھڑے رہ کے اس کی آنکھوں میں دیکھ کے پگھلنا نہیں چاہتا تھا۔

زرش خان جو زرلاشتہ کے کمرے سے باہر نکلتے، ابھی لاونج کی طرف بڑھنے ہی والی تھی۔ جب اچانک سے اسکی زوردار ٹکر سجاول سے ہوئی۔ جو ڈارک برائون ٹرائوزر پہ بلیک ہڈی پہنے ایک ہاتھ میں فون استعمال کرتے، جبکہ دوسرے میں سرخ بڑا سا سیب پکڑتے اسے دانتوں سے کترتے اپنے دھیان اپنے کمرے کی طرف جا ہی رہا تھا۔ جب خود سے ٹکراتے کسی مومی وجود کو اس نے جلدی سے گرنے سے بچانے کیلیے اپنی باہوں میں بڑھا تھا۔ جبکے سیب اور اسکا آئی فون اسکے ہاتھ سے گر کے سنگ مرمر کے پتھر پہ گرتے اپنی اسکرین گنوا چکا تھا۔ اس اچانک افتاد پہ وہ دونوں بوکھلائے، زرش خان جسکا زوردار تصادم اسکے چٹانی سینے سے ہوا۔ اسے لگا اسکا سر کسی پتھر سے ٹکرایا ہو، اس نے اپنا سر اٹھاتے، خود سے ٹکرانے والے وجود کو دیکھا۔۔۔

عشقِ ستم ..... قسط 31

زرش خان کا زوردار تصادم کسی کے چٹانی سینے سے ہوا، اسے لگا اس کا سر کسی پتھر سے ٹکرایا ہوا۔ اس نے اپنا سر اٹھاتے، خود سے ٹکرانے والے وجود کو دیکھا۔ جب کے سجاول خان اپنے سینے سے لگی کالے لباس میں ملبوس زرش خان کو دیکھ کے

حیران ہوا، وہ ابھی سب سے مل کے ہی آرہا تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا، کہ زرش خان بھی ناشتہ لے کے آئی ہے۔ ڈارک براؤن آنکھوں کی ہیزل آنکھوں سے ٹکڑنے کی دیر تھی، جب زرش خان ایک جٹھکے میں اس سے دور ہوئی۔ جب کے سجاول خان تو اس حسن میں کھو چکا تھا جس پہ کالی شلوار قمیض کمال لگ رہی تھی۔ اس نے آج پہلی بار اسے ہوں شلوار قمیض میں دیکھا تھا۔ ویسے تو شادی پہ بھی زرش نے ایسٹرن ڈریسنگ ہی کی تھی لیکن بقول سجاول خان کے وہ تنگ اور بے ہودہ لباس تھے۔ اس کے خود سے جٹھکے سے پیچھے ہونے پہ سجاول خان کی نظر اپنے آئی فون پہ پڑی۔ جس کی سکرین اور بیک کیمرہ بری طرح سے ڈیمج ہو چکے تھے۔ اور آج پھر اس کے ٹوٹنے کی وجہ مس زرش ہی تھی، سجاول خان اسے دل میں "تباہی " کا لقب دے چکا تھا۔

تمہیں چلنے کی تمیز نہیں ہے؟ سجاول خان نے اپنی غلطی ہوتے ہوئے بھی جان بوجھ کے زرش خان کو دیکھ کے سخت لہجے میں استفسار کیا تھا۔ زرش خان جو اسے اگنور کرتے ہوئے جا رہی تھی، اس کی آواز پہ رخ موڑتے اسے دیکھا اور اس کے تھوڑا سا نزدیک آ کے کھڑی ہوگئی۔ تمیز تو ہے لیکن بس مردوں سے ٹکرانے کا شوق ہے۔ زرش خان اس کے سینے پہ انگلی بجاتے سپاٹ لہجے میں بولی۔ اسکے جواب پہ سجاول خان کا سرخ و سفید چہرہ غصے سے مزید سرخ ہوتے لہو چھلکا رہا تھا۔ مس زرش آپ شاید بھول رہی ہیں کہ آپ میری پرسنل سیکرٹری کے طور پہ 25 سال تک میری کمپنی میں جاب کے لیے سائن کر چکی ہیں! اور آپ تقریباً دو ہفتے سے آفس سے غائب ہیں۔ سجاول خان جان بوجھ کے اس کی بات کو اگنور کرتے پھر سے اس کا باس بنتے مس زرش پہ آ چکا تھا۔ آج کل کوئی نیا باس جو ڈھونڈ رہی ہوں آخر کو اپنے اتنے حسن کے جلوے کروانا تو بنتا ہے نا؟ زرش خان آیبرو اچکاتے مسکرا کے بول رہی تھی۔ اس کی مسکراہٹ بہت پھیکی اور لہجے میں ٹوٹے کانچ سی کرچیاں تھیں! سجاول خان کے دل کو کچھ ہوا تھا، پتہ نہیں کیوں ایک دم سے اسکا دل زور سے دھڑکا تھا۔ اسے اسکی بات شدید ناگوار گزری، وہ جو اپنی بات کہہ کے پھر سے مڑنے والی تھی سجاول خان نے اسے کہنی سے پکڑ کے خود کے بے حد قریب کیا۔ پھر سے آنکھیں چار ہوئیں۔ میں تمہارا منہ توڑ دوں گا اگر آئیندہ سے تم نے ایسی بکواس کی تو!! سجاول خان اس کا جبڑا پکڑ کے اپنے نزدیک لاتے اس کے کان میں غرایا۔

میرے ایسا بولنے سے تو تمہارے خاندان کا نام خراب ہو (oh i seeکیوں او آئی سی) گا نا! چچ چچ ! ویسے اپنے ہی خاندان کی لڑکی کی عزت نفس روندھتے ہوئے نام روشن ہوتا ہے کیا؟ سوچنے والی بات ہے ویسے! زرش خان کی زبان ابھی بھی بند نہیں ہو رہی تھی اور وہ اپنی اسی زبان کی وجہ سے سجاول خان کو پرپوزل والے دن کا حوالہ دیتے لاجواب کر چکی تھی۔ سجاول خان کی گرفت اس کے جبڑے پہ ہلکی پڑی۔

جن لوگوں میں اپنی عزت نفس خود کے نزدیک ہی ختم ہو چکی ہو، میرا نہیں خیال کہ انکی عزت نفس کوئی دوسرا مزید روندھ سکتا ہے۔۔ ہنہ۔۔ وہ سجاول ہی کیا جو زرش خان کے آگے ہار مان جائے۔ ویسے سلیوٹ ہے آپ کو سر جو ایک بے عزت، خراب اور گری ہوئی لڑکی سے اتنی دیر سے بات کر رہے ہیں اور اسے اپنے آفس آنے کے لئے بھی دعوت دے رہے ہیں۔ خیال رکھیے گا کہیں یہی گری ہوئی لڑکی آپ کے آفس کے لیول کو ہی نہ گرا دے، آخر کو کتنے ہی مردوں کے ساتھ میرے۔۔۔ ابھی زرش خان خود کے بارے میں مزید غلط الفاظ بولتی جب سجاول خان نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اس کے جبڑے اور نازک سی کمر پہ گرفت اتنی مضبوط کی کہ زرش خان مزید کچھ بول ہی نہیں پائی۔

مس زرش خان کل صبح آپ میرے آفس میں موجود ہوں کیونکہ آپ میری کمپنی کے کانٹریکٹ پہ اپنی مرضی سے سائن کر چکی ہیں۔ پہلے اس باس کو اپنے حسن کے جلوے اچھی طرح سے کروا لیں، باقی آپ اپنے دوسرے شوق کسی پارٹ ٹائم جاب میں بھی پورے کر سکتی ہیں! گاٹ اٹ؟؟ سجاول خان کی غصے سے پھولی اور گرم سانسیں زرش خان کو اپنے ہونٹوں اور گردن پہ محسوس ہو رہی تھیں!! اس کے یوں بے رخی اور غصے سے بولنے پہ زرش خان دل میں اپنی محبت پہ استہزایا مسکرائی۔ تو وہ واقعی ہی اسے اچھی لڑکی نہیں سمجھتا تھا۔

زرش خان اسکی بات کا کوئی بھی جواب دیے بغیر مزاحمت کرتی اسکی چٹانی گرفت سے خود کو چھڑواتی ڈائننگ روم کی طرف بڑھی۔ سجاول خان کو اس کا یوں پھر سے ایٹیٹوڈ دکھانا شدید ناگوار گزرا تھا۔ وہ جو ناشتہ عموماً آفس میں ہی صرف چائے پی کے کر لیتا تھا، پتہ نہیں کس احساس کے تحت اس نے بھی اس کے پیچھے ہی ڈائننگ روم میں قدم بڑھائے۔

سب ڈائننگ ٹیبل پہ بیٹھے ہوئے تھے، جب تیز قدم لیتا دراز قد ساحر خان اور اس کے پیچھے چھوئی موئی سی چھوٹے چھوٹے قدم لیتی زرلاشتہ خان ڈائیٹنگ روم میں داخل ہوئی۔ ساحر خان باپ کی گھورتی نگاہوں کو نظر انداز کرتے سب سے مل کے ضرار خان سے مل رہا تھا۔ جو لائٹ پستہ شلوار قمیض پہ کالی شال گلے کے گرد لٹکائے اپنی ہیزل آنکھوں کے ساتھ غضب ڈھا رہا تھا۔ جبکہ زرلاشتہ اپنے گھر والوں سے ملتی آنسو بہا رہی تھی۔ ساحر خان سب سے مل کے حیدر خان کی دائیں طرف بیٹھتے زرلاشتہ کو اپنی گہری نظروں کے حصار میں لئے ہوئے تھا، جو سرخ لباس میں دھمکتی اپنے چہرے کو مزید گلابی اور سرخ کر رہی تھی۔ بہت مشکل سے نیچے آنا ہوا ہے تمہارا

اور کیا آتے ہوئے شرم بھی کمرے میں ہی چھوڑ آئے ہو؟ حیدر خان نے سرگوشی میں سنجیدگی سے اس کے لیٹ آنے اور اب یوں سرعام زرلاشتہ کو گھورنے پہ چوٹ کی۔

لگتا ہے اپنی شادی کی اگلی صبح مورے کی جگہ آپ نے شرما کے گزاری تھی خیر--- اور رہی دیر سے آنے کی بات تو سمجھا کریں، دادا بننے کی بھی تو پھر آپ کو ہی جلدی ہے نا۔۔ ساحر خان بے باکی سے بولتا حیدر خان کو آنکھ ماری گیا۔ اس نے اپنے باپ کو بھی نہیں بخشا تھا۔ وہ ہنوز زرلاشتہ کو تارتے سرگوشی میں بولا اور اس کی سرگوشی صرف اس کے پاس بیٹھے ضرار خان اور حیدر خان نے ہی سنی تھی۔ جس پہ دونوں کے چہرے اسکی اتنی بے باکی پہ سرخ پڑے تھے۔ ضرار خان جو جوس کا گلاس منہ کو لگا رہا تھا ساحر خان کی بات پہ اس کے منہ سے اچھلتا ہوا اس کے کپڑوں اور سامنے سے تھوڑے سے ٹیبل کو گنداکر چکا تھا۔ ضرار خان نے اپنے قہقے کو کھانسی کے لبادے میں چھپایا، سب نے حیران ہوتے ضرار خان کو دیکھا جسے اچانک پتہ نہیں کیا ہوا تھا۔ سجاول خان نے ایک نظر ضرار کو دیکھتے حیدر خان کو دیکھا جن کا سفید چہرہ بے تحاشا سرخ تھا۔ وہ خود سمجھنے سے قاصر تھا لیکن ان دونوں کے درمیان میں بیٹھے ساحر خان کو دیکھ کے وہ بہت کچھ سمجھ چکا تھا۔ آخر کو وہ اپنے لالا کی بے باکی سے اچھی طرح سے واقف جو تھا۔

ضرار تمہارے تو کپڑے گندھے ہو گئے ہیں آرام سے پینا تھا نا جوس، ایسا کرو سجاول کے کمرے میں جا کے چینج کر آو۔ سب کو یوں اپنی سائیڈ دیکھتا پا کے ساحر خان بلند آواز میں بولا۔ جس پہ ضرار خان نے اسے گھور کے دیکھا جو خود ہی اس سب کی وجہ تھا اور اب کیسے روعب جھاڑ رہا تھا۔ سب نے بھی ساحر خان کی تائید کی سوائے حیدر خان کے جو ابھی تک یہی سوچ رہے تھے کہ ان کی یہ ڈھیٹ اور بے باک اولاد کس پہ چلی گئی ہے۔ خود ضرار خان نے بھی یہاں سے اٹھنا چاہا کیونکہ وہ کسی کی تلاش میں تھا۔ ضرار خان یہاں سے اٹھتے ڈائننگ روم سے باہر کی طرف بڑھا۔ ابھی وہ سجاول کے کمرے کی طرف بڑھ ہی رہا تھا، جب اسکی نظر اپنے کمرے سے نکلتی ہرا خان پہ پڑی۔

لال ہویلی میں تمام افراد ناشتہ کرتے ہلکی ہلکی باتوں میں مصروف تھے۔ گل بہار کی منہ دکھائی کی زرش، پلوشہ، زرمینہ خان، وردہ خان اور یہاں تک کے نگینہ خان بھی بہت تعریف کر چکی تھیں۔ جس پہ وہ اپنے دہکے گالوں کو فارس خان سے چھپانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔ گل بہار نے جو فارس خان کو تڑی لگائی تھی کہ وہ اس کا جینا حرام کر دے گی تو غلط نہیں لگائی تھی۔ اس نے صبح صبح اسے اتنی سردی میں بھی ٹھنڈے پانی سے جگایا تھا۔ پہلے تو ترس آیا کہ اسکی نیند خراب نہ کریں پھر جب

اسکا رات میں اپنی نیند خراب کرنا یاد آیا تو وہ پھر سے اسکی ظالم شیرنی بن چکی تھی۔ صبح صبح خود پہ ٹھنڈے پانی کی دھار پڑتے دیکھ کے فارس خان نے ہڑبڑاتے اپنی سبز آنکھیں کھولتے اسے گھورا۔ جو آنکھیں ٹپٹپاتے اسے معصومیت سے دیکھ رہی تھی۔ فارس خان نے ایک ہی جٹھکے میں اس معصوم شیطان کو خود پہ گراتے اسکے ہونٹوں کو اپنی قید میں لے لیا۔ جس پہ گل بہار نے اپنے ناخنوں سے اس پہ تشدد کیا، اسی سب میں انہیں نیچے ناشتے کا بلاوا آ چکا تھا لیکن ابھی گل بہار کا بدلہ باقی تھا۔ جس پہ وہ غصے سے سبز پٹھانی فراک میں تیار ڈائننگ ٹیبل پہ فارس خان کے ساتھ مجبوراً بیٹھے اسے غصے سے گھورتی جا رہی تھی۔ جس پہ فارس خان سب سے چھپا کے اسے آنکھ ونک کرتے سرخ ہونے پہ مجبور کر دیتا، فارس خان بار بار اپنی بیوی کو جان وارنے والے انداز میں دیکھ رہا تھا۔

نگینہ خان اپنی بیٹی کے اتنے پیارے نصیب پہ بار بار اس کی نظر اتارنے پہ مجبور ہو رہی تھی۔ جبکہ پلوشہ خان تو گم سم سی بیٹھی پلیٹ میں چمچ گماتی بار بار یہاں وہاں نظریں دوڑاتے کسی کی تلاش میں تھی اور اس کی تلاش مکمل ہوئی جب رایان خان چاکلیٹ براؤن گرم ٹریک سوٹ میں شہد رنگ آنکھوں میں سرخی لئے اپنے شہد رنگ بالوں کو ماتھے سے پیچھے کرتے اندر داخل ہوا۔ وہ کن اکھیوں سے پلوشہ کو دیکھتے سب سے مل رہا تھا، اس وقت ایک پلوشہ کے ساتھ ہی سیٹ خالی تھی جس پہ مجبوراً رایان خان کو بیٹھنا پڑا۔ اس کے بیٹھنے پہ پلوشہ جو نفیس سے زنک کلر کے ڈریس میں سر پہ دوپٹہ جمائے ہوئے تھی، اپنی ڈارک براؤن آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی جو اسے اگنور کرتا اپنا نچلہ لب دباتے اپنے آئی فون میں گم ہو چکا تھا۔ پلوشہ خان کی نظریں اسکے نچلے ہونٹ کے تل پہ گئی۔ جس سے نظریں ہٹاتے اس نے ایک آملیٹ کے ساتھ دو ٹوسٹ اس کی پلیٹ میں رکھتے اس کے تھوڑا سا آگے کھسکائے۔ وہ جانتی تھی وہ صبح ناشتے میں کیا کھاتا ہے، جس پہ رایان خان نے فون چھوڑتے اپنے آگے سے یہ پلیٹ دور کرتے دوسری پلیٹ میں اپنا ناشتہ ڈالا۔ پلوشہ خان نے اسے زخمی نظروں سے ایک نظر دیکھتے پھر سے اپنی پلیٹ میں چمچ گھمانا شروع کیا۔ کچھ ہی دیر بعد پلوشہ اپنے لئے جوس ڈالنے ہی لگی، جب ساتھ ہی رایان خان نے سعد خان سے کوئی بات کرتے جوس کے جگ کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ دونوں کے ہاتھ ٹکرائے، آنکھیں چار ہوئیں، رایان خان جگ سے ہاتھ ہٹاتے پیچھے کھینچ چکا تھا۔ پلوشہ نظریں جھکائے گلاس میں جوس انڈھیلتے اسکے آگے رکھ کے اپنا ڈالنے ہی والی تھی جب رایان خان نے پھر پہلے ہی کی طرح وہ گلاس پہلے والی پلیٹ کی طرف کھسکایا جو ابھی تک اپنی نا قدری پہ رو رہی تھی۔ اس کے پھر سے بے رخی برتنے پہ پلوشہ خان کی آنکھیں ڈبڈبائی۔ وہ اس کی پیار بھری سرگوشیوں کی عادی ہو چکی تھی۔ اب اس کا یوں اگنور کرنا برداشت سے باہر تھا۔ پلوشہ نے آنکھوں میں آنسو لئے، بغیر جوس ڈالے جگ ویسے

KOH NOVELS - URDU

ہی واپس رکھا۔ رایان خان نے اسے دیکھے بغیر خود کےلئے دوسرے گلاس میں جوس ڈالا۔ وہ اپنے آنسو چھپانے کے لیے نظریں جھکاتے وہی جوس کا گلاس پکڑتے گھونٹ بھر چکی تھی جس کی ریان خان نے نا قدری کی تھی۔ آنسو کنٹرول کرنے کی کوشش میں پلوشہ خان کے بھرے بھرے گلابی ہونٹ کپکپائے۔ رایان خان جو جوس کے گھونٹ بھر رہا تھا کن اکھیوں سے اسے دیکھتے اسکی نظر اسکے کپکپاتے ہونٹوں پہ گئی، جنہیں دیکھتے رایان خان کی پیاس بڑھی۔ رایان خان جان چکا تھا وہ اسکے اگنور کرنے پہ ہرٹ ہو رہی ہے۔

آنسو صاف کرو۔۔۔ اسکی آنکھوں میں آنسو دیکھتے رایان خان (جو صدا کا ضدی تھا) اپنی وشہ کے آگے ہارتے اسکے ہاتھ سے وہی جوس کا گلاس پکڑتے ایک سانس میں ختم کرتے اس کے کانوں میں سرد سی سرگوشی کر گیا۔ پلوشہ کے گال دہکے تھے، یہ سوچتے ہوئے کہ وہ اسکا جھوٹا پی چکا تھا۔ اسے اسکے آنسوؤں سے اتنا کچھ ہو جانے کے بعد بھی تکلیف ہوئی تھی۔ سعد خان جو کب سے بغور دونوں کی کیوٹ سی لڑائی دیکھ رہا تھا رایان خان کی حرکت پہ کھل کے مسکراتے اسے شریر نظروں سے دیکھا جو اب اپنے ہونٹ ٹشو سے تھپتھپا رہا تھا۔

رایان خان ایک نظر سعد کو گھور کے دوسری نظر پلوشہ پہ ڈالتے باہر کی جانب بڑھا۔ جسے دیکھتے پلوشہ بھی اپنے پہلے والے کمرے میں جانے کا بہانہ کرتے وہاں سے اٹھتی رایان خان کے پیچھے گئی۔ جو اپنے کمرے کی الماری کے آگے کھڑا کپڑے تلاش کر رہا تھا۔ پلوشہ خان ہمت کرتے اس کے کمرے کا دروازہ تھوڑا سا بند کرتے اس کی طرف چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے اس کی پشت پہ اپنا سر رکھتے اس کے گرد اپنے ہاتھ باندھ گئی۔ رایان خان اسکا لمس پہچانتا تھا وہ ساکت ہو گیا۔

یایان ۔۔۔ پلوشہ نے اسے بھیگے لہجے میں پکارا، رایان خان جو اسکے ہاتھ اپنے پیٹ سے ہٹانے والا تھا اسکے یوں پکارنے پہ اس کا دل دھڑکا۔ رایان خان نے ایک ہاتھ سے الماری بند کرتے دوسرے ہاتھ سے اسے اپنی پشت سے آگے کی طرف کرتے الماری کے ساتھ لگایا۔ پلوشہ خان اس کی شہد رنگ آنکھوں میں بے تحاشہ سرخی دیکھتے اپنا سانس تک روک گئی۔ کیا کرنے آئی ہو یہاں؟ ہمم؟؟ حیرت ہے ویسے خود ہی اپنی عزت کے لٹیرے کے پاس چلے آئی ہو! رایان خان نے اس کے دائیں بائیں ہاتھ رکھتے بھگو کے طنز مارا، پلوشہ خان ہنوز سانس روکے ہوئے تھی۔ جواب دو پلوشہ خان کیا لینے آئی ہو یہاں؟؟ کیا میری محبت کو حوس کا نام دینے کے بعد میری حالت دیکھنے آئی ہو؟؟ تو دیکھ لو نہیں مرا میں اور نہ ہی کوئی مرتا ہے۔ لیکن ہاں تمہاری محبت اب ایک ناسور بن کے مجھے روز زندہ لاش بننے پہ مجبور ضرور کرے گی! رایان خان اس

کے کانوں کے پاس الماری پہ زور سے ہاتھ مارتے دھاڑا، جس پہ پلوشہ خان ڈر کے اچھلی۔

یان۔۔ وہ۔۔۔ پلوشہ نے سہمتے اس کی ہڈی کو سینے سے دبوچتے کچھ بولنا چاہا لیکن حلق میں آنسوؤں کا گولا اٹک رہا تھا۔ پلوشہ سے اس کی دو دن کی بے رخی بھی برداشت نہیں ہو رہی تھی۔ وہ ایسی ہی تھی اپنی غلطی پہ جلدی معافی مانگ لینے والی۔ رایان خان اس کے کپکپاتے ہونٹوں سے بات مکمل ہونے کا انتظار کر رہا تھا، جب پلوشہ نے اس کے پیروں پہ چڑھتے اس کے گلے لگتے دھواں دار رونا شروع کیا۔

یایان مجھمجھے معامعاف کر دیں نا ۔پلیز مجھے وواقعے ہی پپتہ ننہیں چلا تتھا، تتو میں نے وہ سب بول ددیا۔۔۔ وہ اسکی گردن میں چہرہ چھپاتے پھوٹ پھوٹ کے رو رہی تھی۔ اسکے رونے اور یوں معافی مانگنے پہ رایان خان کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں جھکڑا تھا۔ آپ اچھے ہیں، وہ اس دن پتہ نہیں میرے منہ سے اتنے برے الفاظ کیسے نکل گئے۔ وہ ابھی بھی بچوں کی طرح روتے ٹوٹ ٹوٹ کے لفظ ادا کر رہی تھی۔ رایان خان نے اس کے ان الفاظوں کو پورے دو دن شدت سے سوچا۔ اسکے الفاظ اسکے دماغ میں نقش ہو چکے تھے، اس نے ابھی تک اس کے گرد ہاتھ نہیں باندھے تھے۔ یان میں نے دو دن سے ٹھیک سے کچھ کھایا بھی نہیں ہے۔ کچھ کھایا ہی نہیں جاتا، آپ بار بار میری آنکھوں کے سامنے آ جاتے ہیں۔ مقابل جانتی تھی وہ اس کے کھانے پینے پہ کمپرومائز برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ پلوشہ اسکی گردن کو اپنے آنسوؤں سے بھگوتے اس کے چہرے کو ہاتھوں میں بھرتے اس کے نچلے لب کے تل پہ اپنے کپکپاتے ہونٹ رکھ چکی تھی۔ جس پہ رایان خان جو اسکے کچھ نہ کھانے پہ ہی پگھل چکا تھا، اس کے ہونٹوں کا نرم لمس محسوس کرتے رایان خان نے جلدی سے اس کی کپکپاتی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے تھاما۔ وہ اس کی ہمت پہ شدید حیران ہوا جو اسکو منانے کے چکروں میں خود کو مشکل میں ڈال چکی تھی۔ ابھی وہ دہکے گالوں سے پیچھے ہٹتی جب رایان خان نے اس کے ہونٹوں کو اپنی گرفت میں لیتے شدت سے انہیں چوما۔ پلوشہ خان نے بغیر کسی مزاحمت کے اسکے گلے میں اپنے ہاتھ ڈالے۔ جسے دیکھتے رایان خان نے مزید بے خود ہوتے اس کے ہونٹوں پہ اپنی شدت بڑھاتے، اس کی کمر پہ اپنا ہاتھ پھیرتے اس کی ساری سانسیں خود میں انڈھیلتے اسکے ہونٹوں کا جام پینے میں مشغول ہوگیا۔ جب پلوشہ کے کانپتے وجود کو دیکھتے رایان خان اسے اپنی چند سانسیں بخشتا اسکے ہونٹوں کو ازادی بخشتے اسے سینے سے لگا چکا تھا۔ کیوں نہیں کھایا کچھ میری وشہ نے؟ رایان خان نے اپنے سینے سے لگی اپنی منکوحہ کو دیکھتے پیار سے پوچھتے اس کے چہرے پہ آئے بال پیچھے ہٹائے۔ آپ ناراض تھے نہ اسلیے، وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتی آنسو بہاتے بولی۔ رایان خان نے اس کی آنکھوں کو

چومتے اس کے ماتھے پہ بھوسہ دیا۔ میری بھی غلطی ہے مجھے نکاح سے پہلے ہماری ساری پرانی باتیں کلئیر کرنی چاہیے تھیں۔ وشہ مجھے اچھا لگتا تھا تمہارے منہ سے فارس لالا کی دھمکی سننا، تمہاری آنکھوں میں میرے الفاظ سے غصہ، میرے سامنے آنسو بہا دینا، ایسا لگتا تھا جیسے تم بہت مان سے مجھ سے یہ سب شکوے کرتی ہو اور کچھ سارا ماضی جاننے کے بعد میری طبیعت عجیب سی چڑچڑی ہو چکی تھی۔ مانا میں تمہیں اپنے الفاظ سے تکلیف دے جاتا تھا لیکن تم مجھے ڈبل تکلیف دیتی تھی وشہ خود کو یوں برا بھلا بول کہ شاید مجھے تم سے بچپن سے پیار تھا، یا پھر تمہارے لال ہویلی سے جانے کے بعد تم سے شدید محبت ہوئی تھی۔ یہ بات میں خود نہیں جان پایا لیکن یقین مانو تم مجھے بہت پسند ہو، تمہاری باتیں، تماری حرکتیں مجھے بہت پسند ہیں، میں تم سے اپنے گزرے سالوں کے برے رویے کے لیے معافی بھی مانگتا ہوں لیکن وشہ میں نےکبھی بھی تمہیں ہوس کی نظر سے--- ابھی رایان خان بے بسی سے مزید کچھ بتاتا جب پلوشہ اپنے الفاظ ایک دفعہ پھر سے یاد کرتی شرمندہ ہوتے اسکے لبوں پہ اپنے ہاتھ رکھ کے نفی میں سر ہلا چکی تھی۔ رایان خان کے الفاظ نے اسے روح تک سرشار کیا تھا۔ رایان نے اسے مسکرا کے دیکھتے اسکے آنسو صاف کیے، جب پلوشہ کو یاد آیا وہ ابھی تک اس کے پاؤں پہ کھڑی ہے۔ وہ پیچھے ہٹنے ہی والی تھی، جب ایک بار پھر سے رایان نے اسے اپنے سینے سے لگایا۔

کل آپ مجھے کیسے اگنور کر رہے تھے، پلوشہ نے اس کی ہڈی پہ انگلیوں سے ڈیزائن بناتے اس سے شکوہ کیا۔ کس نے کہا میں اگنور کر رہا تھا؟ میں تو یہ بھی بتا سکتا ہوں کے تم نے اپنے کپڑوں کے ساتھ میچنگ کون سی کی تھی۔ رایان خان اسکے کان میں بے باک سرگوشی کرتے اسے سرخ کر چکا تھا۔ پلوشہ کو تصویر کھینچنے کے دوران اپنے سینے سے کھسکتا دوپٹا یاد آیا جس پہ وہ دھڑکتے دل سے نظریں جھکا گئی۔ اس کے سرخ پڑتے بھرے بھرے گالوں کو دیکھتے رایان خان نے نرمی سے ان پہ اپنے دانت گھاڑے--

اور آ۔آپ نے ک۔کل ا۔اس لڑ۔لڑکی کو ا۔اپنی با۔باہوں میں بھی ت۔تو بھر۔بھرا تھا، وہ جا۔جان بوجھ کے آپ سے ٹکرائی تھی، وشہ ہنوز اس کے سینے پہ انگلیوں سے ڈیزائن بناتے منہ بناتے بولی۔ جس پہ رایان خان نے محضوض ہوتے ہنستے اسکی گردن پہ اپنے لب رکھے۔

اللہ کو مانو وشہ، اگر میں اسے نا بچاتا تو رایان خان سے ٹکڑ کی وجہ سے اس لڑکی کا سر لوہے کی کرسی سے لگنے سے اس کی جان چلی جاتی اور تمہارا یان پھانسی چڑھ جاتا، رایان خان اس کے کان میں شوخ لہجے میں بولا، جس پہ پلوشہ نے پھر سے منہ بنایا۔

میں آپ کو بچا لیتی۔۔ وہ پورے کانفیڈنس سے بولی۔۔

اچھاااااااااااا!!! رایان خان نے اچھا کو لمبا کرتے اسے خود کے قریب کیا۔

ہاننننننننں!!!! پلوشہ نے بھی اس کے سینے پہ تھوڑی ٹکاتے درام خان کی نقل کرتے ہاں کو لمبا کیا، جیسے وہ رایان خان کو تپاتے الفاظوں کو کھینچتے جواب دیتا تھا۔

پہلے خود کو تو بچا لو۔۔ رایان خان اس کی حرکت پہ مسکراتے، اسے آگاہ کرتے نیچے جھکتے اپنے سینے سے لگی وشہ کے ہونٹوں کو اپنی شدت بھری گرفت میں لیتا اسے آنکھیں پھیلانے پہ مجبور کر چکا تھا۔

پلوشہ اس کا سکون تھی، وہ خود کو خوش قسمت سمجھتا تھا۔ اسکی محبت اسے آسانی سے مل چکی ہے۔ نہیں تو محبت جب عشق اختیار کر جائے اور وہ نہ ملے تو ہر پل انسان کا کیا حال ہوتا ہے اس کی سب سے بڑی مثال اس کے پاس ساحر خان اور فارس خان تھے۔ لیکن وہ نہیں جانتا تھا اسے ابھی اسکی محبت ٹھیک سے نہیں ملی، ابھی اسکی محبت نے بھی عشق اختیار کرنا تھا اور رایان خان نے پل پل تڑپنا تھا اور شاید اسکی وشہ نے بھی، وہ دونوں ایک دوسرے کے حصار میں سکون سے کھڑے اس بات سے نا واقف تھے کے تاریخ ایک بار پھر سے خود کو دہرا سکتی تھی۔

ضرار خان نے سجاول کے کمرے میں جانے کی بجائے ہرا خان کے کمرے کی طرف رخ کیا۔ وہ جو باہر نکل رہی تھی، ضرار خان نے اسے نرمی سے کندھوں سے تھامتے واپس سے اس کے کمرے میں خود کے ساتھ کھینچا۔ ہرا خان نے اس اچانک افتاد پہ بوکھلاتے ضرار خان کو دیکھا۔۔۔

ضرار یہ کیا۔۔۔ ابھی وہ مزید کچھ بولتی جب ضرار نے اس کے کندھے چھوڑتے اسکی بات کاٹی۔۔۔

وہ میرے کپڑوں پہ جوس گر گیا ہے، صاف تو کر دیں زرا۔۔ ضرار خان اسے دیکھتے جان بوجھ کے بچوں کی طرح نچلا ہونٹ باہر نکالتے بولا۔ ایسے کرتے وہ اتنا کیوٹ لگ رہا تھا کہ ہرا خان نے اپنی ہنسی روکتے اس کے کپڑوں کا حال دیکھا، پستہ قمیض اور کالی شال پہ جوس کا داغ پڑ چکا تھا۔

تو سجاول کا پہن لو نہ بچے! اب تو ویسے بھی یہ داغ نہیں اتریں گیں۔ ہرا خان نے اسے جان بوجھ کے بچہ بولا جس پہ ضرار خان چیخا۔۔

بچے؟؟؟؟ ضرار خان کے چیخنے پہ ہرا نے مسکراہٹ روکتے ہاں میں سر ہلایا۔

KOH NOVELS - URDU

اب بتائیں زرا کون ہے بچہ۔ کس کے آگے؟ ضرار خان اس کے بالکل اس کے پاس کھڑا اپنے ہاتھ سے اس کے اور اپنے قد کی طرف اشارہ کرتے بولا۔ کہاں وہ چھ فٹ دو انچ اور کہاں ہرا خان ساڑھے پانچ فٹ بھی پوری نہیں تھی، لیکن لڑکیوں کے لحاظ سے اس کا قد اچھا تھا۔ اب وہ ہی زیادہ لمبا تھا اس میں ہرا کا کیا قصور تھا، جس پہ ہرا خان نے نروٹھے پن سے اسے دیکھا۔

جو بھی ہے بڑی تو میں ہوں نا تم سے تمہیں کیا ہے میں تمہیں بچہ بولو یا کاکا؟؟؟ ہرا خان اسے آنکھیں دکھاتی بولی۔

(ہاں وہ تو ہوں گے نہ ہم دونوں کے بچے اور کاکے پھر کبھی غلطی سے بھی مجھے بچہ نہیں بولیں گی، آخر کو کام جو اتنا بڑا انجام دے گا یہ معصوم سا بچہ۔) ضرار خان نے بے باکی سے دل میں مسکراتے ہوئے سوچا۔

اچھا بھئ ہم تو آپ کے ہی ہیں کچھ بھی بولیں، لیکن پہلے میرا سوٹ صاف کریں! ضرار خان مسکراتے ہوئے بولا۔

سجاول کا پہن لو نا۔۔۔ ہرا خان اسے مفت مشورے سے نواز رہی تھی۔

نہیں مجھے یہی صاف کروانا ہے وہ بھی آپ سے ابھی۔۔۔ ضرار خان ضدی لہجے میں بولا۔

ہرا خان اسے آنکھیں دکھاتے کچن سے پانی کے باؤل میں ڈش واش لیتے پھر سے اپنے کمرے میں آئی۔

ابھی تک بچپن جیسی ضد کرتے ہو اور پھر بولتے ہو بچہ نہ بولوں!! ہرا خان کسی کاٹن کے کپڑے سے اس کی شال صاف کرتے تپتے ہوئے بولی۔

ویسے تو میری کوئی بات نہیں ٹالتی لیکن ہمیشہ شادی والی بات کیوں ٹال جاتی ہیں ؟؟ ضرار خان اسے اپنے کام میں مصروف دیکھتے منہ بناتے ہوئے بولا۔

ابھی تم بچے ہو نا اس لئے!! ہرا خان اس کی ہر بار کی طرح شادی کی بات کو مزاق میں لیتے ہنستے ہوئے بولی۔۔۔

کسی دن یہی بچہ آپ کو لے اڑے گا اور خیال رکھیے گا کہیں اسی بچے کو ساجن جی نا بلانا پڑھ جائے۔۔ ضرار خان نے بھی اسے ہنستے ہوئے مزید سلگایا۔

اتنے بھی برے دن نہیں آ گئے میرے۔۔۔ وہ پھر سے اس کے کرتے کو صاف کرتے ہنستے ہوئے بولی۔

KOH NOVELS - URDU

ہرا خان کے الفاظ پہ ضرار خان کا چہرہ سپاٹ ہوا، اس نے ہرا کے چہرے کو ٹھوری سے پکڑتے اوپر اٹھایا۔ جس پہ ہرا خان نے حیرانگی سے اس کا سپاٹ چہرا دیکھا۔

آپ میری ہی دلہن بنیں گی ہرا، میں آپ کو کسی کا ہونے نہیں دوں گا لکھ کے رکھ لیں میری بات۔ آپ ضرار خانزادہ کا عشق ہیں، اور آپ جانتی تو ہیں پھر میری ضدی طبیعت کو۔ میری محبت کو ضد بننے پہ مجبور نہیں کیجئے گا، یہی آپ کے اور میرے لئے اچھا ہو گا۔ ضرار خان ہرا کی شاک شکل دیکھتے اپنا کرتا اس کے ہاتھ سے چھڑواتے باہر کی جانب بڑھا، ہرا خان تو جیسے کسی صدمے کی زد میں تھی۔ وہ اس بار چاہ کے بھی ضرار خان کی باتوں کو مذاق میں نہ لے سکی کیونکہ اسکی آنکھوں میں سچائی جب کے چہرے پہ چٹانوں سی سختی تھی۔

ہرا خان ہوش میں آتے اپنا غصہ اس پانی کے باؤل پہ نکالتے باہر کی طرف بڑھی، جہاں سب لوگ اب لاؤنج میں بیٹھے ہوئے تھے سوائے زرمینہ خان اور زرلاشتہ خان کے جو اپنی ماں کو اپنے کمرے میں لے کے گئی تھی تاکہ کچھ دیر سکون سے ان کے ساتھ باتیں کر سکے۔ وہ ایک ہی دن میں اپنی مورے کو یاد کرتے کتنے ہی آنسو بہا چکی تھی۔ سب بچیاں تو تقریباً نکاح کے رشتے میں بندھ چکی ہیں، ہرا بیٹی کے بارے میں کیا سوچا ہے؟؟ جہانگیر خان نے مراد خان کو دیکھتے استفسار کیا۔۔ سوچا تو ہے ساحر اور فارس کے ولیمے کے کچھ دن بعد سجاول اور ہرا کا نکاح یا پھر چھوٹا سا منگنی کا فنکشن رکھ لیا جائے، روشنہ کو تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ سجاول سے ابھی پوچھ لیتا ہوں! ہاں، بھئ بولو برخوردار؟ مراد خان نے چائے کے گھونٹ بھرتے انہیں جواب دیتے سجاول سے بھی پوچھ ڈالا، جس پہ سجاول خان، زرش خان، ضرار خان اور دروازے پہ کھڑی ہرا خان کے سر پہ دھماکا ہوا۔ جب کے ساحر خان بغور ان سب کی شاک شکلیں دیکھ رہا تھا۔

KOH NOVELS - URDU

عشقِ ستم..... قسط 32

مراد خان نے چائے کے گھونٹ بھرتے انہیں جواب دیتے سجاول سے بھی پوچھ ڈالا۔ جس پہ سجاول خان، زرش خان، ضرار خان اور دروازے پہ کھڑی ہرا خان کے سر پہ دھماکا ہوا تھا۔ جب کے ساحر خان بغور ان سب کی شاکڈ شکلیں دیکھ رہا تھا۔

زرش خان کو لگا کوئی اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ انڈھیل رہا ہو، جب کہ ضرار خان جس نے ابھی کچھ دیر پہلے چائے کے گھونٹ بھرنے ہی شروع کیے تھے۔ اسے لگا وہ گرم چائے اسکے ہونٹوں کی بجائے اس کا دل جلا کے راکھ کر چکی ہے۔ دونوں بہن بھائیوں کی تکلیف حد سے سوا تھی جو ناقابلِ بیان تھی۔ قسمت نے کیسا کھیل کھیلا

تھا دونوں کے ساتھ، دونوں ہی سمجھنے سے قاصر تھے۔ زرش خان پھٹی پھٹی آنکھوں سے سجاول خان کو دیکھ رہی تھی، جب کہ ضرار خان بنا پلک جھپکتے دروازے پہ کھڑی ہرا خان کو۔ خود پہ زرش خان کی شاکڈ نظریں جب کہ اپنے دادا جان کی جواب طلب آنکھیں محسوس کرتے سجاول خان کو اصل بے بسی کا مطلب آج سمجھ میں آیا تھا۔ لیکن دادا جان ہرا دیدہ کے لئے میں نے آج تک ایسا۔۔۔ ابھی سجاول خان سوچ سوچ کے کوئی لب کشائی کرتا جب مراد خان نے اس کی بات کاٹی۔ ہاں مانا دو ڈھائی سال بڑی ہے تم سے اور تم نے ایسا کبھی نہیں سوچا تو اچھی بات ہے نہ شادی کے بعد سوچ لینا۔ ویسے بھی ایک ہی گھر میں رہتے ہوئے تم دونوں ایک دوسرے کو بہتر طریقے سے جانتے ہو۔ مراد خان نے اب کی بار اسے تفصیل سمجھاتے چائے کا گھونٹ بھرا۔ دادا جان ہم اس بارے میں بعد میں بات کریں گیں اور ابھی میرا شادی کا کوئی پلین نہیں ہے۔ ابھی مجھے پاکستان میں اپنا بزنس سیٹ کرنا ہے۔۔۔ سجاول خان نے سنجیدگی سے جواب دیتے ایک نظر زرش کو دیکھا۔ جس کی ہیزل آنکھوں میں بے تحاشہ سرخ ڈورے تھے، وہ لب کاٹتے اپنے آنسو گالوں پہ بہنے نہیں دے رہی تھی۔ برخودار ہم ابھی صرف ہرا کو تمہاری منگ بنائیں گیں لیکن کہیں تمہیں ہرا بیٹی کے خود سے بڑے ہونے پہ اعتراض تو نہیں ہے؟؟ مراد خان راعب اور سنجیدگی سے اس کی بات پہ بھڑکے جس پہ سجاول خان گڑبڑایا۔ دادا جان یہ کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ یار، جیسے آپکو ٹھیک لگے آپ کر لیں۔۔۔ سجاول خان ان کی بات پہ برا مانتے بولا۔ وہ بھلا اپنے گھر کی عزت بناتے وقت عمر کو ایشو کیوں بنائے گا۔ سجاول خان اپنی بات کہہ کے جا چکا تھا، جب کہ زرش خان سے اب وہاں بیٹھنا محال ہوا۔ وہ زرلاشتہ کے پاس جانے کا بہانہ کرتے اپنے آنسو روکتے وہاں سے نکلی۔

ضرار خان نے کسی ٹرانس کی کیفیت میں دروازے پہ کھڑی ہرا خان کو دیکھتے نفی میں سر ہلایا۔ نظروں کا مطلب صاف تھا کہ انکار کر دے۔ لیکن ہرا خان تو جیسے گم سم سی کھڑی مڑنے ہی والی تھی، جب ضرار خان نے ایک ہی جست میں اس کو کہنی سے پکڑتے خود کے قریب کرتے ایک نظر سب کو دیکھا۔ ساحر خان اب زرا سا صوفے پہ نیم دراز ہو چکا تھا، وہ جیسے جان چکا تھا اب کیا ہو گا۔

ضرار یہ کیا طریقہ ہے؟ اس کی حرکت پہ حیدر خان اور جہانگیر خان روعب سے بولے۔ ضرار چھو۔۔۔ ابھی ہرا یا کوئی اور مزید بولتا جب ضرار خان کی دھاڑ بلند ہوئی۔ مجھے ہرا خان اپنے نکاح میں چاہیے کیونکہ میں انہیں بچپن سے ان سے مانگتا آیا ہوں اس لحاظ سے تو یہ میری منگ ہوئی نا اور آپ سب تو جانتے ہیں جب خان اپنی منگ نہیں چھوڑتے تو ضرار خان کیسے چھوڑ سکتا ہے؟ ہاں اگر آپ سجاول خان کی لاش

KOH NOVELS URDU

دیکھنا چاہتے ہیں تو پھر شوق سے اپنے فیصلے پہ قائم رہیے گا کیونکہ مجھے انہیں شادی کی پہلی رات ہی بیوہ کرنے میں کوئی آر محسوس نہیں ہو گی۔

ضرار--- ساحر خان نے اس کی آخری بات پہ اسے آنکھیں دکھاتے بلند آواز میں جھڑکا، جب کہ باقی سب دم سادھے ضرار خان کو دیکھ رہے تھے۔ جس کی ہیزل آنکھیں لہو چھلکا رہی تھیں۔ مجھے یہ پسند ہیں لالا یہ مجھے چاہیئے (ساحر خان کو اس کا انداز بالکل رایان خان جیسا لگا جیسے اس نے پلوشہ سے نکاح کی ضد کی تھی) ورنہ جیسا میں نے کہا ہے میں کر بھی گزروں گا۔ لالا یہ عشق چیز ہی ایسی ہے کہ انسان کو اچھے برے کی ہوش نہیں--- ابھی ضرار مزید کچھ بولتا، جب اس کے قریب کھڑی ہرا خان نے اپنے نازک ہاتھ کا تھپڑ ضرار خان کے سفید گال پہ جڑا۔ ہرا کے ریکشن پہ سب اپنی اپنی جگہوں سے کھڑے ہوئے سوائے ساحر خان کہ جو ہنوز نیم دراز تھا۔ وہ ضرار خان کا ضبط دیکھنا چاہتا تھا۔ میں کوئی گڑیا یا چیز ہوں؟ جسے تم ضد کر کے پا لو گے ضرار خان؟؟ کیا سمجھا ہوا ہے تم نے مجھے؟؟ تم میرے نانا جان کے فیصلے سے انکار کرنے والے ہوتے کون ہو؟؟ ہاننں؟؟ ہرا خان دھاڑی تھی۔ ضرار خان کے سفید گال پہ ہرا خان کی نازک انگلیوں کا نشان چھپتا اس کا گال سرخ کر چکا تھا، ضرار خان نے مٹھیاں بینچھتے اسکی کالی گہری آنکھوں میں اپنی آنکھیں گھاڑی--- میں اس فیصلے سے انکار کرنے والا کون ہوتا ہوں تو سنے پھر--

میں آپ سے شادی کا امیدوار ہوں--

عشق کرتا ہوں آپ سے آج سے نہیں شاید بچپن سے -- شادی کے بعد بھی ڈھیروں تھپڑ کھانے کو تیار ہوں۔ لیکن ایک شرط ہے، تشدد جب آپ کے ہاتھ کریں گے تو پھر مرہم بھی آپ کے ہونٹ رکھیں گے ابھی والا ادھار رہا آپ پہ---(ضرار خان کی زومعنی بات سے سب کے چہرے سرخ پڑے، پتہ نہیں کس احساس کے تحت ہرا خان کے گال دہکے جبکہ پلکیں لرزی۔) اور سجاول خان کو بھی بتا دیجیئے گا اس کی بھی ایسی کی تیسی جو اس نے میری منگ پہ حق تو دور نظر رکھنے کی جرات بھی کی--- یہاں پہ سجاول خان کو ناپاتے وہ اپنی لہو رنگ آنکھوں سے سب کو دیکھ کے دھاڑ کے بولا۔ ضرار خان کسی کی بھی رضامندی کے بغیر ہی ہرا خان کو اپنی منگ بناتے سب کو اپنی باتوں سے شاک میں ڈالتا کب سے جا چکا تھا۔ جہانگیر خان پوتے کی بے باکی پہ جی بھر کے شرمندہ ہوئے۔ حیدر خان نے ضرار کی بے باک بات پہ ساحر خان کو گھور کے دیکھا نظروں کا مطلب صاف تھا۔ تم پروفیسر ہو سب کے ان سب کو تم نے ہی خراب کیا ہے۔ بدلے میں ساحر خان نے نچلا لب دباتے انجان بنتے کندھے اچکائے تھے۔ ہرا خان اس کی بات پہ غصے سے بھری اپنے کمرے کی طرف جا چکی تھی۔ (ہرا خان ساحر خان کو پسند کرتی تھی وہ جانتی نہیں تھی اسے ساحر خان سے صرف اٹریکشن ہے یا کوئی

KOH NOVELS - URDU

دھواں دار محبت لیکن ہاں وہ اسے پسند ضرور تھا۔ لیکن ہرا خان ساحر خان کی شادی کے بعد سے اسکی طرف کم ہی دیکھتی تھی مخاطب تو وہ پہلے بھی اس سے کم ہی ہوتی تھی۔ اب تو اسے مخاطب کرنا بھی چھوڑ چکی تھی کیونکہ اس نے ایک دن خود سے سوچا کہ وہ اب کبھی بھی ساحر خان کو محبت یا پسند بھری نظروں سے دیکھ کے اپنے ہونے والے شوہر کے حقوق کے ساتھ زیادتی نہیں کرے گی۔ وہ اپنے محرم کی تھی اور اسے خود کو سینچ سینچ کے رکھنا تھا اور وہ رکھ رہی تھی۔ ساحر خان بھی خود کے لئے ہرا خان کی پسند سے واقف تھا لیکن اس کا دل تو پہلے ہی اس کی تاشو چرا چکی تھی۔) پھر ایک فیصلہ لیا گیا، جس سے صرف مراد خان، حیدر خان ، جہانگیر خان اور ساحر خان ہی واقف تھے اور یہ فیصلہ ضرار خان جیسے ضدی انسان کی ہٹ دھرمی پہ اور ساحر خان کی حمایت کی وجہ سے لیا گیا تھا۔

سب کے جانے کے بعد زرلاشتہ خان تھکی سی اپنے کمرے میں آئی۔ وہ اس ہیوی فراک سے بہت تھک چکی تھی۔ وہ کہاں اتنے بھاری سوٹ زیب تن کر سکتی تھی۔ زرلاشتہ خان ساحر خان کو اگنور کرتے ڈریسنگ مرر کے آگے جاتے اپنی سر سے دوپٹا سرکاتے گولڈ کی جیولری اتارنا شروع کر چکی تھی۔ جو اس نے اپنی مورے کے منہ دکھائی کا پوچھنے پہ ان کو دکھائی تھی۔ وہ جیولری اسے نگینہ خان نے دی تھی لیکن زرلاشتہ اپنی مورے کو پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی اسی لئے ساحر خان کا نام لے کر کے انہیں یہ جیولری دکھائی۔ جس پہ انہوں نے زبردستی اسے وہ جیولری پہنائی کہ ساحر کو اچھا لگے گا۔ وہ ان کی بات پہ دل میں استہزایا مسکرائی۔ ساحر خان جو کھڑکی کے پاس کھڑا سیگرٹ پھونک رہا تھا، بغور اپنی بھیگی بلی کا ایٹیٹوڈ چیک کر رہا تھا۔

ساحر خان نے سیگرٹ کھڑکی سے باہر پھینکتے اس کی طرف قدم بڑھائے، جو ہنوز اپنا گولڈ کا چوکر اتار رہی تھی لیکن ابھی بھی خود کے وجود کو اچھی طرح سے ریڈ شال میں چھپائے ہوئے تھی۔

جانتی ہو دادا جان آج میری دوسری شادی کی تاریخ بھی رکھ چکے ہیں (دانستہ اس نے اب ہرا خان کا نام نہیں لیا تھا کیونکہ وہ اب کسی اور کی ہو چکی تھی)۔ بہت جلدی ہے انہیں میرے ڈھیر سارے بچوں کو کھلانے کی اسی لئے میں تم سے شادی کرنے سے قبل ہی شرط رکھ چکا تھا کہ انکے پوتے اور پوتیاں تو بس میری من پسند بیوی سے ہی اس دنیا میں آئیں گیں اور دیکھو انہوں نے تو میرے ولیمے کا انتظار بھی نہیں کیا اور دوسری شادی کی تاریخ بھی رکھ دی۔۔ چچ۔چچ۔۔۔ ساحر خان ڈریسنگ مرر سے ٹیک لگاتے زرلاشتہ خان کے منموہنے چہرے کو دیکھتے استہزایا ہنستے ہوئے بولا۔ زرلاشتہ

خان کو لگا وہ اس کے الفاظ پہ زندہ لاش بن چکی ہے۔ اس کے الفاظ دل چیر دینے والے تھے۔ کوئی اگر جو زرلاشتہ سے پوچھ لیتا تو وہ اپنا دل چیر کے دکھا دیتی، اس کے لبوں نے کچھ بھی بولنے سے انکار کیا تھا۔ چوکر پہ رکھے ہاتھ کپکپائے تھے، ہری آنکھوں سے پانی دریا کی طرح بہتا ہوا اس کے گلابی گالوں کو بھگو چکا تھا۔ زرلاشتہ خان کا پورا وجود کانپتے ہوئے لڑکھرایا، ابھی ساحر خان اسے تھامتا جب وہ اس کے خود کو چھونے سے پہلے ہی پیچھے ہٹی اور اپنی ہری آنکھوں سے آنسو بے دردی سے صاف کرتے اسکی نیلی آنکھوں کو شکوہ کناں نظروں سے دیکھا۔ اچھا لگا جان کہ پھر تو آپ کو آج اپنے ولیمے پہ ہی دوسری نکاح بھی کر لینا چاہیے--- زرلاشتہ خان لہجے کو مضبوط بناتے بولی اور اپنے کانپتے وجود کو کمپوز کرتے اپنا چوکر اتارنا چاہا، جو اس کی کامدار شال کے ساتھ اٹک چکا تھا۔ ساحر خان بغور اس کے تاثرات دیکھ رہا تھا۔ ارے ویسے آئیڈیا برا نہیں----- ابھی ساحر خان مزید کچھ بولتا جب زرلاشتہ خان نے شدید غصے اور کرب سے اپنی گردن سے چوکر کھینچ کے اترا۔ زرلاشتہ خان کی حرکت پہ ساحر خان نے اپنے الفاظ ادھورے چھوڑے۔ زرلاشتہ کی گردن پہ کچھ سکریچز اور خون کی بوندیں نمودار ہوئی۔ جنہیں دیکھتے ساحر خان کا پارہ ہائی ہوا، زرلاشتہ خان نے اپنی تکلیف کو نظر انداز کرتے سپاٹ چہرے سے اپنے کانوں سے نوچ کے ائیرنگز اتارے۔ ساحر خان کی برداشت اب ختم ہوئی، اس نے اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتے ایک جٹھکے سے اسے خود کے نزدیک کیا۔ زرلاشتہ ساحر خان تم ہوتی کون ہو خود کو تکلیف دینے والی۔ ساحر خان اس کا جبڑا دبوچتے دھاڑا۔ زرلاشتہ خان نے اسے کوئی بھی جواب دیے بغیر اپنی چوڑیاں اتارنی شروع کی، وہ اب اسکی طرف دیکھ بھی نہیں رہی تھی۔ اسکا جبڑا ساحر خان کی گرفت میں تھا لیکن وہ ہنوز نظریں جھکائے بے دردی سے اپنی چوڑیاں اتار رہی تھی۔

چوڑیاں ٹوٹنے کی آواز پہ ساحر خان کی نظر اسکے ہاتھوں پہ گئی۔ جس پہ چوڑیاں ٹوٹتی زخم چھوڑ چکی تھی۔ اس نے غصے سے پاگل ہوتے اس کا جبڑا چھوڑتے اسکے ہاتھوں کو اپنی گرفت میں لیا۔

تم پاگل ہو؟؟ یہ کیا کر رہی ہو تم زرلاشتہ خان!! تم شاید بھول رہی ہو کے تمہیں تکلیف دینے کا حق بھی صرف ساحر خان کا ہے۔ تم میری دسترس میں آکے خود پہ اپنا سارا حق کھو چکی ہو۔ ساحر خان اس کا خود کو مزید تکلیف دینا کسی صورت برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

چھوڑیں ہمارے ہاتھ۔ اپنے یہ حق بھی اپنی دوسری بیوی پہ جا کے جتائیں۔ جسے آپ اپنی بیوی کا درجہ دیں گیں، ہم سے محبت کرنا تو آپ کی غلطی تھی نا بقول آپ کے تو جائیے کسی دوسرے وجود سے خود کو راحت پہنچائے ہم آپ کو نہیں روکیں گیں اور

ویسے بھی ہم ہوتے کون ہیں آپ کو روکنے والے۔۔۔ زرلاشتہ خان اپنے ہاتھ چھڑوانے کی تگ و دو میں چیختے استہزایا لہجے میں بولی۔

ساحر خان نے اس کے تن سے سرخ شال ایک جھٹکے میں اتار کے کھینچی اور خود اس کی گردن پہ جھکتے اس کی زخمی گردن پہ مرہم رکھنا شروع کیا۔ زرلاشتہ خان شدید مزاحمت کر رہی تھی، جب ساحر خان نے ایک ہاتھ سے اس کی کمر میں دباؤ ڈالتے اپنے دوسرے ہاتھ سے اس کے وجود کے پورپور کو چھونا کیا۔ جس پہ زرلاشتہ خان مزاحمت چھوڑتے اسکے لمس پہ سرخ پڑ گئی۔ ساحر خان نے اسکی گردن پہ اپنے ہونٹوں کی مزید شدت بڑھاتے گردن سے فراک تھوڑی سی نیچے کھسکھاتے اسکے کندھے کے نیچے لب رکھے۔ زرلاشتہ خان نے اس کے لمس پہ دہک کے لال ہوتے ہوئے، اسکی بے حس باتوں کو سوچتے پھر سے مزاحمت شروع کی۔ جب ساحر خان نے اس سے پیچھے ہٹتے اس کی دونوں کلائیوں کو اپنے سامنے کرتے اس کے زخموں پہ شدت سے اپنے لب رکھے۔ چھوڑیں ہمیں۔۔۔ زرلاشتہ خان ہنوز اپنی کلائیاں چھرواتے چیخ رہی تھی۔ جب ساحر خان نے اسکے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں بھرتے اسکے بولتے ہونٹوں کو اپنی گرفت میں لیا۔ زرلاشتہ خان نے اپنا چہرا سپاٹ بنایا اور مزاحمت بھی ترک کی۔ جیسے اسے اسکے پیار بھرے لمس سے بالکل فرق نہ پڑ رہا ہو۔ اس کے چہرے پہ شرم و حیا کے رنگ نہ دیکھتے ساحر خان غصے سے اس کے نچلے لب پہ دانت گھاڑتے پیچھے ہٹا۔ڈیم اٹ۔۔۔ ساحر خان نے اس کے سپاٹ چہرے کو دیکھتے دھاڑتے ہوئے اس کا رخ موڑ کے ایک ہی جٹھکے میں اسکی پٹھانی فراک کی زپ نیچے کھسکائی۔ زرلاشتہ خان نے اس اچانک افتاد پہ چیخ مارتے اپنی فراک کو سینے سے مزید نیچے کھسکنے سے بچانے کے لئے تھاما۔ اس نے پچھلی بار ساحر خان کے منع کرنے کے بعد سرخ رنگ واقعی آج پہنا تھا اور وہ اسی دن کی طرح اسکی جان کا دشمن بن چکا تھا۔ ساحر خان نے اسے دیوار کے ساتھ لگاتے جھکتے ہوئے اسکی سفید برہنہ کمر پہ اپنی شدتوں کے نشان چھوڑ نا شروع کئے۔ وہ اس کے چہرے پہ پھر سے پہلے والے رنگ دیکھنا چاہتا تھا۔ زرلاشتہ خان کا یہ ٹھنڈا ریکشن ساحر خان کو کسی صورت قبول نہیں تھا۔ اسے وہی زرلاشتہ خان چاہیے تھی جو اس کے لمس پہ بوکھلا جاتی تھی۔

ساحر خان اتنی شدت سے زرلاشتہ خان کی کمر چومتے اس پہ دانت گھاڑ رہا تھا کہ زرلاشتہ خان کے کانوں سے شرم سے لال ہونے کی وجہ سے دھواں نکلا، لیکن اب ساحر خان کو کون روکتا جو اس کے وجود کو دیکھتے بے خود ہو چکا تھا۔ ساحر خان نے زرلاشتہ خان کے وجود کا کانپنا محسوس کر کے اس کمر سے اپنے ہونٹ ہٹاتے اس کا رخ اپنی طرف موڑا۔ زرلاشتہ خان کا شرم سے سرخ پڑتا چہرہ دیکھ کے فتح یابی

سے دل میں مسکراتے اس کے سینے سے پکڑی فراک اس کے ہاتھوں سے چھڑوائی۔ جس کے مزید نیچے کھسکنے پہ زرلاشتہ خان نے پھر سے چیختے اپنی فراک تھامی، اس کے یوں بھوکھلانے پہ ساحر خان نے لب دبا کے اپنا قہقہ روکا۔

میری اتنی سی شدت تو تم سے برداشت نہیں ہوتی، خود سوچو اپنے شوہر کے حقوق دیتے تو تم اللہ کو پیاری ہو جاؤ گی۔ ساحر خان اس کے دونوں کانوں کی لوں پہ اپنے لب رکھتے سرگوشی میں بولا اور اس کے کان کی لوں کو ہاتھ کی پوروں میں لے کے نرمی سے سہلایا۔ جن سے زرلاشتہ خان نے نوچ کے کانٹے اتارتے زخمی کیا تھا۔ زرلاشتہ خان کا چہرہ تو قدرتی اسکے لمس اور بے باک باتوں سے سرخ پڑ چکا تھا لیکن وہ ہنوز سپاٹ چہرہ بنائے اپنے تاثرات چھپائے ہوئے تھی۔ ساحر خان پھر سے اس کے بولنے کا انتظار کر رہا تھا لیکن اس کے کوئی بھی جواب نہ دینے پہ ساحر خان نے اس کے دائیں بائیں ہاتھ رکھتے اس کے چہرے کو اپنی نظروں کے راستے دل میں اتارتے اسکے نچلے ہونٹ کو نرمی سے اپنے دانتوں میں لے کے کھینچا۔ جب دروازے پہ دستک ہوئی۔

زرلاشتہ خان نے اس کے حصار میں اچھلتے پیچھے ہونا چاہا لیکن پیچھے دیوار تھی۔ ساحر خان نے ایک نظر زرلاشتہ کو دیکھتے بدمزہ ہوتے دروازے پہ دیکھا۔

کون ہے؟ ساحر خان نے بیزاری سے بلند آواز میں پوچھا۔۔۔

مایم، ساحر دروازہ کولایہ، زرہ بچہ پارلر تہ ولاړہ کومی۔

(میں ہوں ساحر دروازہ کھولو ، زر بچے کو پارلر لے کے جانا ہے)۔۔۔ باہر سے نگینہ خان کی آواز آئی وہ لال حویلی سے کب کی آچکی تھیں۔

ساحر خان نے اس کا رخ موڑتے اپنے دانتوں سے اس کی فراک کی زپ بند کرتے، دروازے کی طرف قدم بڑھائے۔ زرلاشتہ خان نے بھوکلاتے نیچے زمین پہ گرا اپنا سرخ دوپٹا اٹھا کے خود پہ اوڑھا، اس کی شال اس سے کافی دور گری ہوئی تھی۔

یه په څه ګه ځوایه شي، که زرګه بلایئ شي دا چې وایه شي۔

(یہ کیوں جائے گی کہیں، گھر بلائیں جسے بلانا ہے،) ساحر خان دروازہ کھولتے اپنی مورے کو اندر آنے کا راستہ دیتے بولا۔ نگینہ خان نے ساحر خان کی بات پہ تاصف سے سر ہلاتے زرلاشتہ کو تلاش کرنا چاہا۔ جو چھوئی موئی سی خود پہ باریک سا دوپٹا اوڑھے دیوار کے ساتھ لگی کھڑی تھی۔ زرلاشتہ خان کے چہرے پہ ساحر خان کی شدتوں کے نشان دیکھتے نگینہ خان کی نظریں اس کی سفید گردن پہ پڑی۔ جو نیٹ کے سرخ دوپٹے میں بھی ساحر خان کی شدتوں کو ظاہر کر رہی تھی۔ اور کچھ اسکی فراک کی بے ترتیبی دیکھتے نگینہ خان نے اپنی مسکراہٹ چھپاتے زرلاشتہ خان کو اپنے

سینے سے لگایا۔ ساحر خان نے اپنی مورے کی مسکراہٹ پہ اپنی بیئرڈ کھجائی۔ وہ دیکھ چکا تھا انکی نظروں نے کیسے اسکی بیوی کا معائنہ کیا ہے۔ زرلاشتہ خان کا دہکتا، جب کہ اپنی ماں کا مسکراتا چہرہ دیکھ کے ساحر خان صوفے پہ گری شال کو زرلاشتہ کے وجود پہ پھینکتے واشروم کی طرف بڑھا۔ نگینہ خان زرلاشتہ کو پیار سے ٹریٹ کرتے، اس کا آج کا لباس نکالتے دعائیں دے رہی تھیں اور کچھ اہم باتیں بھی سمجھا رہی تھیں۔ جنہیں وہ سرخ پڑھتی سن رہی تھی۔ جب کہ ساحر خان (جو واشروم میں اپنی بڑھی ہوئی گھنی شیو درست کر رہا تھا) اپنے باریک کانوں سے واشروم کے کھلے دروازے سے اپنی مورے کی سرگوشیاں سنتے اپنی بیوی کا ریکشن سوچتے اپنا قہقہ روک رہا تھا۔ جو اسے زومعنی باتیں سمجھا رہی تھیں۔ وہ جانتا تھا ان کی باتوں سے اس کی جان سے پیاری نازک بیوی کی روح پرواز ہو رہی ہو گی۔

گل بہار اپنے کمرے میں کھڑی فارس خان کو تنگ کرنے کا بہانہ سوچ رہی تھی تا کہ اس سے اپنا بدلہ لے سکے۔ وہ ابھی اپنے ولیمے کا سوٹ دیکھ ہی رہی تھی، جب دروازہ کھولتے فارس خان داخل ہوا۔ ایک نظر گل بہار کو دیکھتے فارس خان نے دوسری نظر گھڑی پہ دوہرائی، جو رات کے ساڑھے چھ بجا رہی تھی۔

وہ حیران ہوتے اسکی طرف بڑھا جو اسے دیکھ کے اپنی تیکھی ناک چڑھا رہی تھی۔ بہار تم ابھی تک تیار کیوں نہیں ہوئی ہو؟؟ بیوٹیشن کب سے باہر لاؤنج میں بیٹھی انتظار کر رہی ہے۔۔ فارس خان نے اس کی کہنی پکڑتے استفسار کیا۔

اچھاااا!! تو تم اتنی دیر سے باہر بیوٹیشن کو دیکھ رہے تھے، بیوی کا کوئی خیال ہے تمہیں ؟؟؟ گل بہار اسکی بات پہ غصے سے پتتے ہوئے بولی، فارس خان نے اس کی بات پہ مسکراتے اسکی کمر میں اپنے دونوں ہاتھ ڈالتے خود کے قریب کیا۔

ہاں ہے تو وہ پیاری ویسے۔۔۔ ابھی فارس خان اسے جیلس کرنے کے لئے مزید کچھ بولتا، جب گل بہار نے اس کے گلابی ہونٹوں کو اپنی انگلیوں کی چٹکی میں مسلتے اس کی زبان بند کروائی۔ وہ اس کی بات پہ شدید تپی تھی، جس پہ فارس خان نے اس کی انگلیوں کو اپنے دانتوں میں نرمی سے دبایا۔ آہہ چھوڑو میرے ہاتھ۔۔ گل بہار اپنی انگلیاں اس کے دانتوں میں دبی دیکھ کے غصے سے چیخی۔ تیار کیوں نہیں ہوئی ابھی تک؟ فارس خان اس کی مصنوعی چیخیں دیکھتے اس کے ہاتھوں کی انگلیوں کو اپنے ہاتھوں میں سہلاتے پوچھنے لگا۔ مجھے نئے کپڑے لا کے دو، یہ کپڑے پہننے کو میرا دل نہیں کر رہا اور جب تک میرے نئے کپڑے نہیں آئیں گئیں، میں تیار نہیں ہوں گی۔ گل بہار ناز سے بولی، جس پہ فارس خان نے شاکڈ ہوتے اپنی بیوی کو اور اس کے ولیمے

کے سوٹ کو دیکھا۔ بہار تم ہوش میں تو ہو ٹائم دیکھو یار، کچھ ہی دیر میں فنکشن سٹارٹ ہو جائے گا۔ ایسے میں اتنی جلدی تمہارا سوٹ کیسے ارینج ہو گا یار، فارس خان اسے دیکھتے بے بسی سے بولا۔ مطلب تم نہیں لا کے دے رہے مجھے سوٹ؟؟ ایک ہی دن میں بیوی کے خرچوں سے تنگ آگئے ہو؟ جاؤ پھر بغیر دلہن کے میری حویلی میں ولیمہ لے کے جانا۔ اگر جو میرے لالا نے تمہیں حویلی سے باہر نہ نکالا میرا بھی نام گل بہار خان نہیں!! گل بہار اسے خود سے دور کرتی غصے سے بولتے الماری کی طرف بڑھی، جب کے فارس خان اس کی ضد کو ماتھا مسلتے ہوئے ملا خطہ کر رہا تھا۔ اچھا ٹھیک ہے، میں آرڈر کر دیتا ہوں تم ناراض نہیں ہو! فارس خان فون نکالتے، الماری میں گھسی بیوی کو دیکھتے بولا۔

مجھے ابھی خود جا کے لا کے دو، نہیں تو مجھے قسم ہے جو میں نے تمہیں ولیمے پہ یہی پھٹا ہوا لباس پہننے پہ مجبور نہ کیا تو۔ گل بہار نے الماری سے اپنا سر نکالتے دھاڑتے ہوئے جھٹکے سے اس کا بلیک پھٹا ہوا فورپیس اس کی طرف پھینکا، جو وہ آج ولیمے پہ پہننے والا تھا۔ اپنے کترے ہوئے سوٹ کو دیکھ کے فارس خان کی آنکھیں پھٹی تھیں!---

بہار یہ کیا کیا تم نے، یار بہار تم--- میں کیا--- فارس خان ابھی تک شاکنگ کیفیت میں اپنی شیرنی کو دیکھ کے کچھ بولنا چاہ رہا تھا۔ اس نے تو سوچا تھا وہ ابھی اپنے کمرے میں جائے گا تو اسے اپنی بیوی ایک سجے سنورے روپ میں ملے گی اور یہاں تو فارس خان کی گنہگار آنکھوں کو کیا کیا دیکھنا پر رہا تھا۔

ہاں میں نے ہی کیا ہے سب اب کیا سزا دو گے مجھے؟؟ گل بہار بچپن کی طرح اپنی آنکھوں میں جھوٹے آنسو لاتی اسے دیکھتی چیخی۔ جبکہ فارس خان جیسا روعب دار انسان اپنی بیوی کے آنسوؤں پہ گڑبڑایا، وہ تیز قدم اٹھاتے اسکی طرف بڑھا۔

ٹھیک ہے ہم چل رہے ہیں نا شاپنگ پہ، رونا بند کرو پہلے۔ وہ اسے پیار سے سینے سے لگاتے بولا۔ فارس خان جانتا تھا وہ جھوٹا رو رہی ہے لیکن پھر بھی اسے اپنی محبت کا مان بھی تو بخشنا تھا، اس کی بات پہ گل بہار نے روتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔

نہیں چاہئے تمہاری بھیک---- چھوڑو مجھے--- وہ غصے سے چیختی خود کو چھڑوانا چاہ رہی تھی، جب فارس خان نے مزید قریب کرتے اسکے آنسو پیار سے صاف کرتے اسکے ہونٹوں کو چوما۔ گل بہار کی رنگت سرخ پڑی، وہ ہنوز مزاحمت کرتے پیچھے ہونا چاہ رہی تھی۔ جب فارس خان نے اس کے ہونٹوں کو اپنی سخت گرفت میں لیتے اسکی سانسیں خود میں انڈھیلتے اسے کمر سے تھام کے تھوڑا اوپر اٹھایا۔ گل بہار نے اپنے ناخنوں سے اسکی سفید گردن کو نوچا، یہ دونوں بہن بھائی پتا نہیں کیوں اسکی

گردن کے دشمن تھے۔ فارس خان اسکے لبوں پہ اپنی شدت بڑھاتا صرف سوچ کے رہ گیا۔ اسکے بے جان وجود کو دیکھتے فارس خان نے اسکے ہونٹوں کو آزادی بخشی۔

بھیک نہیں ہے یہ میری بہار بے بی کا حق ہے، آئی سمجھ--- فارس خان اسکی تھوڑی کو نرمی سے پکڑتے پیار سے بولا۔ فارس خان جیسے غصیلے انسان کو ابھی اگر کوئی اتنی پیار سے بات کرتا دیکھ لیتا تو ضرور اللہ کو پیارا ہو جاتا۔

ت۔تو جاؤ پھر میرے نئے کپڑے لے کے آؤ ابھی---- گل بہار اس پہ روعب جھاڑتے بولی، آخر کو بہن کس کی تھی وہ---

اب تم تو ساتھ نہیں جا رہی نا تو مجھے پہلے تمہارا سائز چیک کرنے دو، فارس خان اپنی مسکراہٹ چھپاتا اس کے جسم کے خدوخال اپنی انگلیوں سے چھوتا زومعنی انداز میں بولتا گل بہار کو سرخ کر چکا تھا۔

فارس خان میں تمہارا خون پی جاؤں گی، وہ غرائی تھی۔ جس پہ فارس خان نے اپنے ہونٹ اسکے ہونٹوں کے قریب کیے۔

میرے ہونٹ پی جاؤ میرے خون سے زیادہ ٹیسٹی ہوں گے شرط لگا لو۔ وہ بے حد بے باک ہوا، گل بہار سے نظریں اٹھانا محال ہوا۔ وہ اپنی شرم چھپانے کے لئے اس کے پاؤں پہ اپنے پیر رکھتے اس کی گردن پہ دانت گھاڑ گئی۔

فارس خان کا دلکش قہقہ کمرے کی زینت بنا، وہ ہنوز اس کا جسم چھو رہا تھا۔

تمہیں شرم نہیں آتی اتنی فضول گوئی کرتے ہوئے، گل بہار اسکی گردن پہ زور سے دانت گھاڑتے چیخی۔ فارس خان نے ہلکا سا کراہتے اپنی گردن کو ہاتھ سے چھو کے آنکھوں کے سامنے کیا، جس پہ ہلکا سا خون لگ چکا تھا۔

(کھا جاؤ میری گردن تم دونوں بہن بھائی، جنگلی جانوروں) فارس خان نے دل میں تپتے ہوئے سوچا۔

تمہارے ساحر لالا کہتے ہیں جس مرد کی شادی ہو جائے اس میں شرم ختم ہو جاتی ہے، تم نے مجھے بے شرم بنا دیا ہے بہار۔۔ چچ چچ۔۔ فارس خان اپنی بے شرمی کا سارا ملبہ ساحر خان پہ ڈالتے بولا۔

تم۔تم۔ فارس خان میرے لالا پہ۔۔ ابھی گل بہار مزید بولتی جب دروازہ کھولتے زرمینہ خان بیوٹیشن کے ساتھ اندر داخل ہوئی۔ ان دونوں کو اتنے قریب کھڑے دیکھتے وہ بوکھلا گئی۔۔ وہ نہیں جانتی تھیں فارس خان اندر ہے اسی لئے وہ یوں ہی آچکی تھیں۔ گل بہار اپنی بات بیچ میں چھوڑتے خود کو فارس خان سے چھڑواتی پیچھے ہٹی۔ فارس

KOH NOVELS - URDU

خان نے ایک نظر اپنی شرم سے سرخ ہوتی مورے اور ان کے ساتھ کھڑی بیوٹیشن کو دیکھتے نا محسوس انداز میں رخ موڑتے اپنی شرٹ کے اوپری بٹن بند کئے، جہاں گل بہار کے موتیوں سے دانت زخم بنا چکے تھے۔

آئے نا مورے۔۔۔ گل بہار خفت زدہ سی زرمینہ خان کو دیکھتے سرخ چہرے سے بولی۔

وہ بیٹا مجھے یاد نہیں رہا دروازہ کٹھکٹھانا۔۔۔ زرمینہ خان اسکے پاس آتی مسکراتے ہوئے بولی۔

ارے نہیں کوئی بات نہیں مورے آپ بیٹھیں نا۔۔۔ گل بہار زرمینہ خان کو دیکھتے شرمیلا سا مسکراتے بولی۔ جب کے جینز اور شرٹ میں ملبوس بیوٹیشن کو دیکھتے، گل بہار نے رخ موڑ کے کھڑے فارس خان کو دیکھتے غصے سے اپنی نیلی آنکھوں سے کمرے سے جانے کا اشارہ کیا، جب کہ فارس خان تو بس اپنی بیوی کی اداؤں پہ دل ہار رہا تھا۔ جو اسکی مورے کے سامنے شرمیلی جبکہ اس کے لئے ہنوز جنگلی بلی ہی تھی۔

مورے آپ اس کو ابھی تیار نہیں کروائیے گا میں اسکا نیا ڈریس لینے جارہا ہوں۔ جو مجھے پسند آئے گا میں فون پہ تصویر سینڈ کر دوں گا پھر اس لحاظ سے اسے تیار کروا دیجیے گا۔۔ فارس خان ڈریسنگ مرر سے گل بہار کو پیار بھری نظروں سے دیکھتے اپنی چوڑی کلائی پہ برینڈڈ واچ پہنتے بولا۔

بیٹا لیکن وقت تو پہلے ہی بہت ہو چکا ہے، یہ ڈریس اتنا پیارا تو ہے کیوں گل بیٹا؟؟ زرمینہ خان وقت دیکھتی پریشانی سے بولتی آخر میں گل بہار سے استفسار کرتے بولی، جس پہ گل بہار نے اچھی بہوؤں کی طرح آنکھیں ٹپٹپاتے ان کی تائید کی۔۔۔

جی مورے مجھے تو بہت پسند ہے، وہ بس ان کو نہیں پسند۔۔۔ گل بہار نظریں جھکائے شرمیلا سا مسکرائے اپنے دوپٹے کے کونے کو مروڑتے بولی۔ جب کہ فارس خان کی آنکھیں اپنی شیرنی کو دیکھ کے پھٹی، جو اسے اتنی تمیز سے مخاطب کر رہی تھی۔ اس کا بس نہیں تھا ابھی اسکے ہونٹوں کو شدت سے چوم لے جو اسے اتنی تمیز سے پکار رہے تھے۔

کوئی حال نہیں فارس تمہارا، اب جاؤ بھی ابھی تک یہی کھڑے ہو اور جلدی سے کرنا سب۔۔۔ زرمینہ خان تاصف سے مسکراتے ہوئے بولی، ان کو اچھا لگا تھا بیٹے کا ان کی پیاری سی بہو پہ پیار جتانا۔۔ جب کہ بیوٹیشن تو اس خوبصورت سی لڑکی کے اتنے پیارے نصیب پہ مسکراتے، انہیں دل میں خوش رہنے کی دعا دے رہی تھی۔

KOH NOVELS URDU

فارس خان بہت مشکل سے اپنی بہار بے بی کے شرمیلے روپ سے نظریں ہٹاتا باہر کی جانب بڑھا۔

زرش خان جب سے بڑی حویلی سے آئی تھی وہ آتے ہی اپنے کمرے کی لائٹیں، دروازے بند کرتے دوپٹا نوچ کے اپنے گلے سے نکالتی اوندھے منہ بیڈ پہ گری تھی۔ وہ آج بے حد ٹوٹی تھی، تکلیف شدید تھی۔ آنکھوں سے شفاف آنسو تیزی سے نکلتے تکیے کو بھگو رہے تھے۔ اس کا دم گھٹ رہا تھا اسے ایسا لگا جیسے اسے سولی پہ لٹکایا گیا ہو۔ زرش خان کو لگا وہ اتنی تکلیف سہتے سہتے مر جائے گی، آج وہ ہچکیوں سے رو رہی تھی۔ وہ کسی اور کا کو جائے گا یہ دیکھنے سے پہلے زرش خان مر نا جاتی، اس نے پھوٹ پھوٹ کے روتے اپنے کمرے کی حالت بگاڑ دی۔

اہہہہ!!! وہ اپنے بال نوچتے دبا دبا چیخ رہی تھی۔

یا اللہ! یا تو میرے دل سے اس کی محبت نکال دے یا مجھے موت دے دے۔۔۔ وہ اپنے ہاتھ اٹھاتے شدتوں سے روتے ہوئے بولی۔ اس کے دروازے پہ کب سے دستک ہو رہی تھی لیکن وہ ہنوز پھوٹ پھوٹ کے روئے جا رہی تھی۔

کلک کی آواز سے دروازہ کھولتا پریشان سا ضرار خان اندر داخل ہوا۔ وہ اسکے دروازہ نا کھولنے پہ فکرمند ہوا تھا اسے لئے ڈبلیکیٹ چابی سے دروازہ کھولتے اندر کی طرف بڑھا۔ جب اپنی بہن کی حالت دیکھتے وہ پاگل ہوا تھا، جو ہاتھ اٹھاتی اللہ سے دعائیں مانگ رہی تھی۔ ضرار خان دھڑکتے دل سے اس کے کمرے میں بکھری چیزیں پھلانگتا اسکی طرف بڑھا۔

زری۔۔۔ میرا بچہ کیا ہوا ہے؟ لالہ کی جان۔۔ ضرار خان اسے اپنے سینے سے لگاتا پریشانی سے بولا۔

لالہ مجھے عشق ہو گیا ہے، یقین کریں لالہ یہ عشق بہت جان لیوا ہے۔ مجھے ایسا لگ رہا ہے اگر وہ مجھے نہ ملا تو میں مر جاؤں گی۔ لالہ مجھے وہ لا دیں ، وہ اس کے سینے سے لگی دھاڑیں مارمار کے روتے بولی۔

زری چپ کر جاو۔۔۔ میرا پیارا بچہ ہے نا، میں لا کے دوں گا اپنے بیٹے کو۔۔۔ پہلے آنسو صاف کرو۔۔۔ ضرار خان اپنی جان سے پیاری بہن کی روتی سسکتی حالت دیکھ کے تڑپا تھا۔

KOH NOVELS - URDU

لالہ وعدہ کریں۔۔۔ آپ اسے میرا کر دئیں گئیں نا؟ زرش خان اپنے آنسو صاف کرتی اس کے سینے سے سر اٹھاتی روتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔۔ جس پہ ضرار خان نے ہاں میں سر ہلاتے اس کے ماتھے پہ بھوسا دیتے پھر سے اپنے سینے میں بینچھا۔

لالہ وہ مجھے پسند نہیں کرتا، وہ کسی اور کا ہو چکا ہے، وہ۔۔ وہ مجھے نہیں اپنائے گا لالہ میں اچھی لڑکی نہیں ہوں نا!!؟ زرش خان ہنوز آنسو بہاتے اپنے لالا کے سینے سے لگی اپنا دل ہلکا کر رہی تھی۔ جیسے وہ ہمیشہ کرتی تھی، ایک ضرار ہی تو تھا جو اسکی ہر ضد مانتا تھا۔۔۔

میرا بیٹا سب سے اچھا ہے۔۔ زری ایسے نہیں بولتے میری جان پلیز یوں مت رو۔۔ ضرار خان اپنے ہاتھوں سے اسکے بہتے آنسو صاف کرتے بے بسی سے بولا۔

لالہ میں نہیں رو رہی ، مجھے میری آنکھیں نہیں پسند، دیکھیں نہ کیسے پانی بہائے جا رہی ہیں۔ آپ جانتے ہیں نا میں آسانی سی نہیں روتی، لیکن پتہ نہیں کیوں یہ گندھی آنکھیں زرش خان کو رلا رہی ہیں، ضرار خانزادہ کی بہن کو۔۔۔۔ زرش خان ہنوز آنسو بہاتے کسی ٹرانس کی کیفیت میں پتا نہیں کیا کیا بولے جا رہی تھی۔ ضرار خان کے دل کو کچھ ہوا اس نے کب اپنی بہن کو اتنی تکلیف میں دیکھنا چاہا تھا۔۔۔

ضرار خان نے زور سے اپنی آنکھیں میچی تھیں، اسے بھی عشق ہوا تھا اور اس کے عشق نے بھی آج ہی اسے عرش سے فرش پہ پھینکا تھا۔ ضرار خان کا بھی دل کیا وہ اپنے عشق کی بے رخی پہ دھاڑیں مار مار کے روئے، لیکن وہ نہیں رو سکتا تھا اسے اپنی محبت کے لئے لڑنا تھا۔۔۔

زری مجھے اسکا نام بتاؤ میں وعدہ کرتا ہوں ، اگر وہ تمہیں نا ملا میں حشر برپا کر دوں گا۔۔ ضرار خان اپنے چہرے پہ چٹانوں سی سختی لئے بولا۔

اپنے لالہ کی غصے بھری آواز پہ زرش خان جو کھوئی کھوئی اس سے باتیں کر رہی تھی، جیسے ہوش میں آئی۔ وہ کب سے کیا کیا بھول چکی تھی، زرش خان نے سوچتے اپنے منہ پہ ہاتھ رکھتے اس کے سینے سے پیچھے ہٹتے نفی میں سر ہلایا۔

زری نام بتاؤ مجھے اس سالے کا، جس نے میری بہن کو اتنا دکھی کیا ہے۔۔ ضرار خان پھر سے غصے سے بولا۔ لالہ نہیں ۔۔۔۔ زری اسکے غصے سے ڈرتے بولی۔ وہ جانتی تھی اس کی ضد پوری کرنے کے لئے زمین آسمان ایک کر دے گا، لیکن سجاول خان اسکی ضد نہیں اسکا عشق تھا، وہ اس پہ آنچ بھی برداشت نہیں کر سکتی تھی۔۔۔ زری مجھے اس کا نام بتا دو، میں تمہاری ساری تکلیفیں دور کر کے اسے تمہارے قدموں میں لا کے رکھ دوں گا۔ ضرار خان اس بار اپنی ہیزل آنکھوں میں شدید سرخی لئے بولا۔

KOH NOVELS URDU

س۔سجاسجاول خا۔۔۔ ابھی زرش خان اسکا نام مکمل کر کے لیتی جب ضرار خان نے تیزی سے اٹھتے دروازے کی طرف اپنے قدم بڑھائے۔۔ وہ بہت غصے میں تھا۔ زرش خان بھاگتے ہوئے اس کے آگے آ کے کھڑی ہوئی۔ لالہ آپ کو قسم ہے میری اسے کچھ نہیں کہیے گا۔ اگر اسے ایک انچ بھی آئی لالہ میں مر جاؤں گی۔۔ زرش خان پھر سے اسکے سینے لگتی روتے ہوئے بولی، ضرار خان اس کے قسم دینے پہ شدید بے بس ہوا تھا۔

زری وہ تمہارا ہو جائے گا، تم اسکے لیے اب مزید ایک آنسو نہیں بہاؤ گی میں قسم کھاتا ہوں۔ وہ صرف میری زری کا بنے گا۔۔ ضرار خان پھر سے اسکے آنسو صاف کرتے بولا۔ وہ جانتا تھا زرش خان اسکے آفس میں کام کرتی ہے۔ وہ زری کو کسی کام کے لئے نہیں روکتا تھا اور اس کی بہن کی چوائس سجاول خان ہو سکتا تھا کیونکہ وہ تھا ہی اتنا خوبصورت کہ کوئی بھی اسے چاہ کے بھی اگنور نہیں کر سکتا تھا۔ یہ بات ضرار خان نے پہلے کیوں نہیں سوچی، اگر اسے زرا سا بھی پتہ ہوتا کہ سجاول خان اسکی بہن کے دکھ کی وجہ بنے گا وہ کبھی اسے اسکے آفس میں کام کیا اس کے سامنے بھی جانے نا دیتا۔ وہ اب زرش کو دلاسے دیتے اسے مضبوط بناتے اسکے آج کے فنکشن کے لئے کپڑے نکال رہا تھا۔ جب زرش نے جانے سے انکار کیا۔ میری زری جائے گی کیونکہ وہ تو اپنے لالہ کا سٹرانگ بیٹا ہے نا؟؟ ضرار خان بہن کی حالت پہ اپنے آنسو کنٹرول کرتا بھاری آواز میں بولا وہ اسے مضبوط بنانا چاہتا تھا۔ وہ اسے بتانا چاہتا تھا اس کا لالہ آج اسے غیرت کے نام پہ قتل نہیں کرے گا ، بلکہ ہر قدم پہ اسکے ساتھ ہو گا۔ اپنے لالہ کی اتنی محبت پہ زرش خان نے بھیگی آنکھوں سے سر ہلاتے اسکے گرد حصار بنایا۔ ضرار خان نے اس کے بال سنوارتے اسکے ماتھے پہ بوسا دیا۔ اپنی بہن میں اسکی جان بستی تھی، اگر جو زرش اسے اپنی قسم نا دیتی وہ اپنی بہن کی خوشی کے لئے مرنے مارنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ ابھی بھی اسکے ارادے چٹانوں جیسے مضبوط تھے، وہ سرپھرا پٹھان کسی بھی وقت کچھ بھی کر سکتا تھا۔

عشقِ ستم..... قسط33

پلوشہ خان پری وش کے کمرے میں تیار ہو رہی تھی کہ اچانک سے اس کا فون بجا جو ہرا خان کے بالکل پاس پڑا تھا۔ ہرا خان ابھی تک ضرار خان والی بات پہ گم سم سی تھی، اسے اپنے تھپڑ مارنے پہ بعد میں جی بھر کے افسوس ہوا۔ لیکن ضرار خان کی بے باکی یاد کرتے وہ ابھی بھی تپ اٹھی۔ وہ ہنوز غصے اور چڑچڑے پن میں پری وش کے بار ہا کہنے پہ بھی تیار نہیں ہو رہی تھی۔ جب اسکے پاس پڑے فون پہ "یان کالنگ" کے ساتھ کچھ ایموجیز جگمگا رہے تھے اور ڈی پی میں رایان خان اور درام خان کی

ایک کیوٹ سی تصویر تھی۔ جس پہ درام خان بیڈ پہ نیم دراز رایان خان کے گال پہ اپنے چھوٹے چھوٹے موتیوں سے دانت گھاڑے ایک آنکھ سے کیمرے میں دیکھتا اتنا کیوٹ لگ رہا تھا کہ ہرا خان اتنے غصے میں بھی اس چھوٹے سے پٹھان کو دیکھ کے مسکرا دی۔

ہرا خان نے جان بوجھ کے فون اٹھاتے سپیکر پہ کیا۔۔

ہو گئی میری وشہ تیار؟ فون اٹھاتے ہی پیار سے پوچھا گیا۔ جس پہ پلوشہ خان جو شیشے میں اپنے ہونٹوں پہ لائٹ سی لپسٹک لگا رہی تھی، رایان خان کی آواز پہ اس کا دل اچھل کے حلق میں آیا۔ لپسٹک چھوٹ کے ہاتھوں سے گری، پری وش اور ہرا خان نے مسکراتے اپنے اپنے ہونٹوں پہ انگلی رکھی، پلوشہ خان سے کچھ بھی بولنا محال ہوا۔

زبان کرایے پہ دے آئی ہو؟ رایان خان اپنے ڈریسنگ مرر کے آگے کھڑا خود پہ پرفیوم چھڑکتا شریر لہجے میں بولا۔ و۔وہ۔ ر۔رایان۔۔ ابھی پلوشہ مزید کچھ بولتی جب رایان خان نے اسکی بات کاٹی۔

وشہ ڈارلنگ کال می "یان" رائٹ ناؤ۔۔۔ رایان خان گمبھیر آواز میں بولا۔ جب پلوشہ نے دہکے گالوں سے آگے ہوتے ہرا خان سے اپنا فون پکڑنا چاہا لیکن ہرا اپنا ہاتھ لہراتے مسکراتے ہوئے اسے جواب دینے کا اشارہ کر رہی تھی۔

وشہ زندہ ہو؟؟؟ رایان خان نے اسکی مسلسل خاموشی پہ ہنوز شوخ لہجے میں استفسار کیا۔

یا۔یا۔یان ن۔۔ پلوشہ خان پری وش اور ہرا خان کی دبی دبی ہنسی دیکھتے روہانسے لہجے میں بولی۔۔۔

اگر جو ابھی تم میرے سامنے ہوتی وشہ تو یقین مانو تمہاری اتنی فرمانبرداری پہ تمہارے نازک ہونٹ شدت سے چوم لیتا۔ اسکی بے باک بات پہ پلوشہ خان کو کہیں چھپنے کی جگہ نہیں مل رہی تھی۔ اس کا سفید گول مٹول سا چہرہ شدید سرخ پڑ چکا تھا، جب کہ ہرا خان سٹپٹاتے اس کا موبائل سپیکر سے ہٹاتی پلوشہ پہ پھینکتے باہر کی جانب بھاگی۔ آج سے اس نے توبہ کی تھی وہ کسی کے بھی بندے کا فون نہیں سنے گی اور وہی پہ پری وش بھی اسے اسکے بے باک بندے کے پاس اکیلے چھوڑتے باہر کی جانب بھاگی۔ یان ن ن ن ن ن !!!!! ان دونوں کے جانے کے بعد پلوشہ خان منہ پھلائے چیخی۔

جی یان کی جان۔۔ رایان خان اس کے یوں چیخنے پہ مسکراتے ہوئے جواب دیتا اپنے شہد رنگ بالوں میں برش پھیرنے لگا۔

KUH NOVELS URDU

آ۔آپ بہت برے ہیں۔۔۔ مجھ سے بات نہیں کریں۔۔۔ وہ منہ پھلائے اس پہ ہنوز چیخ رہی تھی، جب رایان خان نے وائس کال کاٹتے ویڈیو کال کی۔۔۔ پلوشہ خان نے جھجھکتے ویڈیو کال اٹھائی، اسکی کال کاٹنے کا دل ہی نہیں کیا۔ اب اس کی بولتی زبان کو بریک لگ چکی تھی، حتٰی کہ اس سے نظریں اٹھانا محال ہوا تھا۔ رایان خان نے ٹی۔پنک لباس میں ملبوس اپنی وشہ کو دیکھتے اسے آنکھوں کے راستے دل میں اتارا، جو دوپٹا شانوں پہ لئے اپنے ڈارک براؤن بالوں کو خوبصورت سے سٹائل میں سنوارے ہوئے تھی۔ وہ اتنی خوبصورت لگ رہی تھی کہ رایان خان اس سے نظریں نہیں ہٹا پا رہا تھا۔ وشہ۔۔۔ میری طرف دیکھو۔۔۔ رایان خان نے پیار سے پکارا، جس پہ پلوشہ نے لرزتی پلکوں سے اسکی طرف دیکھ کے پھر سے اپنی نظریں جھکائی۔ وہ ڈارک گرے برانڈڈ شرٹ کے نیچے وائٹ پینٹ پہنے بے حد خوبصورت لگ رہا تھا۔ وہ ڈریسنگ مرر کے ساتھ موبائل لگائے اپنے دائیں بائیں مضبوط ہاتھ ٹیبل پہ رکھے خود تھوڑا سا جھکے اس سے بات کر رہا تھا۔ اس کے جھکنے سے اسکی سٹائلش شرٹ سے اس کا سفید مردانہ سینہ چھلکتا اسے مزید ہینڈسم بنا رہا تھا۔ کیا ہوا اتنی غصے میں کیوں ہو؟؟ رایان خان اس کا پھولا گلابی چہرہ دیکھتے ہنوز پیار سے استفسار کر رہا تھا۔ وہ کچھ نہیں ۔ ہرا دیدہ اور پری مجھے تنگ کر رہی تھیں۔ وشہ یہاں وہاں دیکھتے کنفیوز سی بتا رہی تھی، وہ آج پہلی بار اس سے یوں ویڈیو کال پہ بات کر رہی تھی۔

اسکی بات پہ رایان خان کا دلکش قہقہ کمرے میں گھونجا، وہ پہ بات پہلے سے ہی جان چکا تھا کہ اسکی وشہ کے پاس کوئی ہے۔ کیونکہ رایان خان کی سیکس سینس (six sense) بہت اچھی تھی اور کچھ اس نے دبی دبی ہنسی سنتے جان بوجھ کے یہ بے باکی کی تھی، کہ وشہ کے علاوہ وہاں بیٹھا ہر وجود رفوچکر ہو جائے اور واقعی ایسا ہی ہوا تھا۔ اس کے یوں ہنسنے پہ پلوشہ خان نے منہ پھلا کے اسے دیکھا، لیکن اس کی نظریں ہمیشہ کی طرح اسکے نچلے لب کے تل پہ ٹک چکی تھیں۔۔۔ پتا نہیں کیوں پلوشہ رایان خان نے اسکی نظریں (kiss here کو یہ تل بے حد ایٹریکٹ کرتا تھا۔ کس ہئیر(اپنے تل پہ محسوس کرتے اپنے ہونٹ موبائل کی اسکرین کے بے حد نزدیک کیے گمبھیر لہجے میں بولا، جب پلوشہ نے سٹپٹاتے جلدی سے فون کاٹا۔ رایان خان کا بےباک اور دلکش قہقہ ایک بار پھر اسکے کمرے کی زینت بنا۔ وہ اب جھکتے اپنے وائٹ برینڈڈ شوز پہنتے کندھوں پہ وائٹ ہی برینڈڈ جیکٹ رکھتے اپنے شہد رنگ بالوں میں ہاتھ پھیرتے باہر کی جانب بڑھا تھا۔

جبکہ پلوشہ ابھی تک اسکی بے باکی پہ اپنی دھڑکنیں درست کر رہی تھی اور کچھ اسے اپنی بے اختیاری پہ بھی افسوس تھا۔ وہ کیوں ہمیشہ سے اس کے تل کو دیکھ کے بے اختیار ہو جاتی تھی۔۔۔

سجاول خان اپنے کمرے میں ڈارک براؤن پینٹ پہ بلیک خوبصورت سی سٹائلش شرٹ پہ برینڈڈ چاکلیٹ براؤن جیکٹ پہنے تیار ہوتے مسلسل زرش خان کو سوچ رہا تھا۔ پتہ نہیں کیوں اسکی ہیزل آنکھوں کو یاد کرتے وہ بار بار بے چین ہو رہا تھا اور کچھ ہرا خان سے رشتہ جوڑنے کے فیصلہ پہ اسکا دل چپ سا تھا۔ دل کوئی فتویٰ نہیں دے رہا تھا اور یہی چیز سجاول خان کو کھٹک رہی تھی۔ ہرا خان اچھی خاصی خوبصورت اور پڑھیں لکھی لڑکی تھی لیکن اسکے دل کو کیوں نہیں بھا رہی تھی وہ یہ بات سمجھنے سے قاصر تھا۔ وہ ولیمے کے لئے بھی بہت بے دلی سے تیار ہو رہا تھا۔ بار بار زرش خان کا خوبصورت اور اداس سا چہرہ اسکی آنکھوں کے پردے پہ لہرا رہا تھا۔ آہہ زرش خان ڈیم اٹ!!! سجاول خان اپنے ڈارک براؤن بالوں میں ہاتھ پھیرتے چیخا، وہ کیوں بار بار اسکے خیالوں میں آکے اسے تنگ کر رہی تھی۔

زرلاشتہ خان ڈریسنگ روم سے پیور وائٹ ہیوی سی میکسی پہن کے سپاٹ چہرے سے آکے ڈریسنگ مرر کے آگے بیٹھی، جہاں نگینہ خان اور بیوٹیشن کھڑی اسی کا انتظار کر رہی تھی۔

میم یہ تو پہلے ہی بہت خوبصورت ہیں، ان کو تو میک اپ کی ضرورت ہی نہیں--- زرلاشتہ خان کی خوبصورتی دیکھ کہ بیوٹیشن خوشگوار حیرت سے کہتے مسکرا دی، جس پہ نگینہ خان نے مسکرا کے اپنی خوبصورت بہو کو دیکھا۔ زرلاشتہ خان بھی زبردستی سا مسکراتے ان کے پاس آکے بیٹھ گئی۔

بیوٹیشن اسے تیار کرنے کے لئے اس کا دوپٹا گلے سے اتار رہی تھی کہ اسکا میک اپ اسکے دوپٹے کو خراب نہ کر دے۔ جب زرلاشتہ نے جلدی سے سٹپٹاتے اپنا دوپٹہ تھامتے نگینہ خان کو دیکھا جو اسکی جیولری دیکھنے میں مصروف تھی۔ بیوٹیشن نے اسکے دوپٹا تھامنے پہ حیرانگی اور نرمی سے اسکے ہاتھ سے دوپٹا چھڑواتے زرلاشتہ کی روہانسی شکل دیکھی لیکن اگلے ہی پل اسکی گردن پہ نظر پڑتے بیوٹیشن سٹپٹائی۔ جس پہ ساحر خان کی بنائی گئی کتنی ہی لو بائٹس تھیں، زرلاشتہ خان نے دہکے گالوں کے ساتھ نظریں جھکائی۔

میم ڈونٹ وری میں ان ہائیکیز (hickeys) کو اچھے سے کور کر لوں گی، آپ پریشان مت ہوں--- بیوٹیشن زرلاشتہ خان کی شرم کو دیکھتے مسکراتے ہوئے بولی، جس پہ نگینہ خان بھی ان کی طرف متوجہ ہوئی اور ایک دفعہ پھر انکی نظریں اپنے بیٹے کی

بےباک کرتوت پہ پڑی۔ تو وہ دل میں ساحر خان کو کوستے پیار سے زرلاشتہ کو نارمل کرنے لگی جس کا شرما شرما کے برا حال ہو رہا تھا۔

بیوٹیشن واقعی ہی زرلاشتہ خان کی گردن پہ چھپے ساحر خان کی شدتوں کے نشان چھپاتے اسے اچھے سے تیار کر کے اس کا ایمبرائڈڈ لائٹ پستہ دوپٹا اچھے سے سر پہ سیٹ کیے جا چکی تھی۔ اب زرلاشتہ خان کمرے میں اکیلی ڈریسنگ مرر کے آگے بیٹھی اپنی انگوٹھیوں کے ساتھ کھیل رہی تھی۔ بار بار ساحر خان کی دوسری شادی کی بات یاد کرتے اسکا دل بھر رہا تھا، لیکن وہ اب نہیں روئے گی اس نے اپنے دل میں مضبوط ارادہ بنایا۔ اسی لئے اب سپاٹ چہرے سے بیٹھی اپنے آنسو روکے ہوئے تھی۔ ساحر خان جو ابھی تک صبح والے ٹریک سوٹ میں گھوم رہا تھا، حیدر خان کی جھڑک پہ منہ بناتے اپنے کمرے میں تیار ہونے کی غرض سے آیا۔ جب سامنے بیٹھی اپنی بیوی کو سجے سنورے دیکھ کے اس کے ہوش گم ہوئے۔ وہ ہمیشہ اسے اپنی خوبصورتی سے ٹھٹکا کے رکھ دیتی تھی۔ ساحر خان کا دل کیا اسے ابھی خود میں چھپا لے، وہ کیوں اسے اتنی خوبصورت لگتی تھی ساحر خان صرف سوچ کے رہ گیا۔

زرلاشتہ خان ساحر خان کی خوشبو سے ہی اسے پہچان چکی تھی لیکن اسنے نظریں اٹھا کے اس ستمگر کو دیکھا نہیں تھا۔ ساحر خان نے بغور اس کا خود کو نہ دیکھنا محسوس کیا، وہ اسے ہمیشہ اپنی نظروں کے حصار میں رکھتی تھی۔ اب اسکا یوں اگنور کرنا ساحر خان کو بری طرح سلگا چکا تھا۔ ساحر خان نے اس کی طرف قدم بڑھاتے ڈریسنگ مرر کی کرسی کے بالکل پاس آتے اس کے دائیں بائیں ڈریسنگ ٹیبل پہ ہاتھ رکھتے زرلاشتہ خان کے چہرے کو ٹکٹکی باندھے دیکھنا شروع کیا۔ اسکے یوں دیکھنے پہ زرلاشتہ خان کی پلکیں لرزی لیکن وہ ہنوز سپاٹ چہرہ بنائے اپنی چوڑیوں کو گن رہی تھی۔ اس کے تیور دیکھتے ساحر خان کی نظر اسکی دودھیا گردن پہ گئی، جس سے اسکی شدتوں کے نشان چھپائے گئے تھے۔ ساحر خان نے غصے سے اسکی چیر خود کی طرف موڑتے اسکی گردن پہ اپنی انگلیاں پھیرتے میک اپ کو اتار کے اپنے دیے گئے نشانوں کو ڈھونڈھنا چاہا۔ زرلاشتہ خان اس اچانک افتاد پہ بھوکھلاتی اسکی حرکت پہ غصے سے اس کا ہاتھ جٹھک گئی۔ وہ پہلے ہی اسکی بےباکی کی وجہ سے کتنی شرمندگی اٹھا چکی تھی۔ ساحر خان نے اپنے جھٹکے ہوئے ہاتھ کو دیکھتے ایک نظر اپنی بھیگی بلی کے غصے سے سرخ چہرے کو دیکھتے ائیبرو اچکایا۔

ہہمارا مہمیک آپ نہیں خراب کریں، زرلاشتہ نے اسکا ہاتھ جٹھکنے کی وضاحت دی۔۔۔ جب ساحر خان نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے ایک ہی جٹھکے میں اسے کرسی سے تھوڑا اوپر اٹھاتے اس کی گردن کو پھر سے اپنے شدت بھرے لمس سے مہکایا شروع کیا۔ زرلاشتہ خان نے اسے غصے سے خود سے دور کرنے کی تگ و دو کی۔ جب

ساحر خان نے اسکی گردن کی سائیڈ پہ زور سے اپنے دانت گھاڑتے اسے سسکی بھرنے پہ مجبور کیا، وہ ایک ہی منٹ میں اسے اپنے لمس سے بھوکھلا چکا تھا۔

آئندہ سے کبھی بھی میرے دیے گئے نشانوں کو یوں مجھ سے چھپانے کی غلطی مت کرنا۔ ساحر خان اس کی گردن سے پیچھے ہٹتے وارن کرتے لہجے میں بولتے اپنی دی گئی لو بائٹس پہ پھر سے اپنی انگلیاں پھیر گیا۔ جس پہ زرلاشتہ خان نے کوئی بھی جواب دیے بغیر خود کا پورا زور لگاتے اسے خود سے پیچھے کیا۔ ساحر خان کو اسکا رویہ کافی بےچین کر رہا تھا، وہ اب اسے پھر سے اگنور کیے سپاٹ چہرے سے اپنا دوپٹا درست کر رہی تھی۔

مسئلہ کیا ہے تمہارے ساتھ؟ تمہیں میری آواز نہیں آرہی؟؟ ساحر خان تپے لہجے میں اس کی کہنی پکڑتے بولا، زرلاشتہ خان ہنوز جواب نہیں دے رہی تھی۔

بکواس کر رہا ہوں میں؟ منہ میں زبان نہیں ہے تمہارے؟ ساحر خان اس کے ہونٹوں کو فوکس میں لئے اب کی بار گمبھیر لہجے میں بولا۔ زرلاشتہ خان بھی آج ڈھیٹ بنی چپ سادھ گئی، نہ آنسو بہا رہی تھی نہ ہی کچھ بول رہی تھی۔

بول رہی ہو کچھ یا بگاڑوں تمہارے ہونٹوں کا حشر؟؟ ساحر خان اسکے لائٹ سی لپسٹک میں سجے ہونٹوں کو اپنی انگلیوں کی چٹکی میں بھرتے بولا۔

بھگاڑ لیں ویسے بھی میرا تماشہ بنائے بغیر آپ کا دن اچھا کیسے گزرے گا۔ زرلاشتہ خان بغیر لڑکھڑائے اپنے آنسو خود کے اندر اتارتی استہزایا لہجے میں بولی، آج بھی اسکے چہرے پہ شرم و حیا کے رنگ نہ دیکھتے ساحر خان کا دل ڈوب کے ابھرا۔ یہ اسکی تاشو تو نہیں تھی جو بات بات پہ آنسوؤں کا دریا بہا لیتی تھی۔۔

کہتی تو تم ٹھیک ہو، لیکن وہ کیا ہے نہ ابھی میرا موڈ اچھا دن نہیں بلکہ اچھی رات گزارنے کا ہو رہا ہے۔ تو کیا خیال ہے پھر آج کی تھکاوٹ تمہارے وجود سے اتاری جائے مسز ساحر خان؟؟ ساحر خان اب کی بار اسکے نچلے ہونٹ کو اپنے دانتوں سے ہمیشہ کی طرح ہلکا سا کھینچتے بولا۔ چیزوں سے نہیں پوچھا جاتا ان کا استعمال۔۔۔ زرلاشتہ خان کے اتنے سے جملے نے ساحر خان کے پورے وجود میں چنگاریاں بھر دی، اس نے غصے سے پاگل ہوتے اس کے جبڑے کو اپنی گرفت میں لیا۔۔۔

تمہاری اس زبان نے آج جتنے جوہر دکھانے تھے دکھا لئے زرلاشتہ خان!! تم دیکھو آج رات میں تمہارے ہونٹوں کو کیسے خود کے ہونٹوں میں جھکڑتے تمہاری سانسیں بند کرتا ہوں اور کیسے میرے ہونٹ تمہارے پورے وجود پہ سفر کرتے تمہیں تمہارے ان الفاظ کے مطلب سمجھائیں گئیں۔ ساحر خان کی دھاڑ نے زرلاشتہ کے پورے وجود پہ

KOH NOVELS - URDU

کپکپاہٹ تاری کی۔ کیا وہ آج رات اسکی ضرورت کا سامان بنے گی، یہ سوچ ہی اسکو اندر تک ہلا کے رکھ چکی تھی۔ ساحر خان ابھی وقت کا خیال کرتے اس کا جبڑا چھوڑتے، وائٹ پینٹ لئے غصے سے واشروم میں بند ہوا (ان تینوں ہویلیوں میں ایک رواج تھا کہ دلہن ولیمے والے دن اپنی ہویلی نہیں جاتی بلکہ وہ شادی کے ایک ہفتے بعد تین دن یا ایک ہفتے کے لئے رہتی تھی)---

---

آپ کے ہزبینڈ بہت خوبصورت ہیں ماشاءاللہ! بیوٹیشن جو فارس خان کے بھیجے گئے ڈریس کو دیکھتے گل بہار کا میک اپ کر رہی تھی، اچانک پتا نہیں اسے کیا سوجھی جو فارس خان کی تعریف کر گئی۔ جب کہ گل بہار جو اپنے لئے کوئی میچنگ جیولری دیکھ رہی تھی، اسکی بات پہ اپنی جیولری پٹکتے اسے گھور کہ دیکھ رہی تھی۔ جس پہ بیوٹیشن گڑبڑائی، وہ اسکی آنکھوں میں جیلسی دیکھ چکی تھی۔

م۔میرا مطلب آ۔آپ کے ساتھ بہت خوبصورت لگتے ہیں وہ اور ماشاءاللہ آپ سے پیار بھی کتنا کرتے ہیں! وہ لڑکی اس شیرنی کے تاثرات دیکھتے جلدی سے گڑبراتے بولی، جس پہ گل بہار ناز سے مسکرا دی---

ہاں وہ اسکی لاڈلی تھی اور اس بات کا اقرار گل بہار دل سے کرتی تھی۔

کچھ دیر بعد فارس خان کچھ شاپنگ بیگز پکڑے کمرے میں داخل ہوا، وہ بہت جلدی میں لگ رہا تھا۔ بیوٹیشن اسکے کمرے سے کب کی جا چکی تھی، ابھی صرف اسکی بہار اپنی تیکھی ناک چڑھاتے اپنے بال ٹھیک کر رہی تھی۔

بہار جلدی سے تیار--- باقی کے الفاظ فارس خان کے منہ میں ہی رہ چکے تھے۔ جب گل بہار نے اپنا رخ موڑتے اسکی طرف دیکھا۔ وہ لائٹ سے میک اپ میں بالوں کا خوبصورت پرنسس جوڑا بنائے، اپنی نیلی سمندری آنکھیں لیے واقعی ہی کوئی شہزادی لگ رہی تھی۔ چہرے کے اردگرد آوارہ لٹیں جھولتی اس کے گول سے چہرہ کو مزید معصوم بنا رہی تھیں۔ وہ تو ابھی ہی غضب ڈھا رہی تھی جب وہ لاکھوں کی مالیت کا فارس کا لایا ہوا لباس زیب تن کرے گی تب تو فارس خان اپنا دل نکالتے اس کی ہتھیلی پہ رکھ دے گا۔ اتنی دیر کون لگاتا ہے؟ ٹائم دیکھ رہے ہو! مورے کی لالہ کی سو کالز آچکی ہیں۔ اب پکڑاو بھی میرا ڈریس، اسٹیچو کیوں بن گئے ہو؟ گل بہار اسے ایک ہی جگہ پہ جمے خود کی طرف تکتا پا کے تپے لہجے میں بولتی اس سے شاپنک بیگز پکڑ رہی تھی۔ اسکی تپی ہوئی آواز پہ فارس خان نے اس کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں بھرتے اسکے ماتھے پہ پیار اور شدت سے اپنے ہونٹ رکھے، ہمیشہ کی طرح اسکے یوں پیار جتانے پہ گل بہار نے اپنے آنسو پیچھے دھکیلے۔

KOI NOVELS - URDU

آؤ میں چینج کروا دوں بہار بے بی کو پھر وقت کم لگے گا۔ فارس خان نے اسکے مطلوبہ شاپنگ بیگز اسے پکڑاتے شوخ لہجے میں استفسار کیا، جب گل بہار اس کے سینے پہ چٹکیاں کاٹتی اپنے بیگز پکڑتی پھرتی سے واشروم میں بند ہوئی۔ کچھ سوچ کہ فارس خان سے اپنی ہنسی روکنا مشکل ہوا، وہ بس گل بہار کے چیخنے کے انتظار میں تھا اور اگلے ہی پل گل بہار شاپنک بیگز میں اپنی رائل بلیو ایمبرائیڈ میکسی کے ساتھ اپنی میچنگ کی پرسنل چیزیں دیکھتے سٹپٹاتے ہوئے چیخی۔ فارس خان بے شرم انسان میں تمہارا خون پی جاؤ گی۔۔ گل بہار کے چیخنے پہ فارس خان نے اپنے سنہری بالوں میں ہاتھ پھیرتے سلگھانے والا بلند قہقہ لگایا۔ جب ساتھ ہی اسے اپنے فون پہ ساحر خان کی بےشمار گالیوں کے وائس نوٹس اور ٹیکسٹ موصول ہوئے، جو خود تو ابھی تیار نہیں ہوا تھا لیکن اسے جلدی گل بہار کے ساتھ بڑی حویلی آنے کی ہدایت دے رہا تھا۔ کیونکہ آج ولیمے کا فنکشن بڑی ہویلی میں رکھا گیا تھا، فارس خان لب دبا کے اس کے وائس نوٹس کی آواز مدھم کر گیا، تا کہ اس کی بیوی اپنے لالہ کی اتنی اچھی زبان نہ سن سکے۔

آبھی جاؤ یار بہار! فارس خان اپنا نیا بلیو فورپیس نکالتے بلندآواز میں بولا۔

ساحر خان نہا کے واشروم سے شرٹ لیس نکلتا ڈریسنگ مرر کے آگے آ کے کھڑا ہوا، جہاں زرلاشتہ خان ابھی تک بیٹھی ہوئی تھی۔ شیشے سے اسے ایک نظر شرٹ لیس دیکھتے زرلاشتہ خان نے دہکتے گالوں سے سر جھکاتے اپنے وائٹ ایمبرائیڈڈ بازو پہ انگلیاں پھیری۔

ساحر خان نے اسکی کرسی کے پیچھے کھڑے ہوتے جان بوجھ کے آگے کو جھک کے ہیر برش اٹھایا، جس سے اسکے سینے اور بھورے بالوں میں ٹکی پانی کی کچھ بوندیں زرلاشتہ خان کی سفید گردن پہ گری زرلاشتہ خان کی پلکیں لرزی۔ شرٹ پکڑاو میری۔۔۔ ساحر خان کو اسکی خاموشی ہضم نہیں ہوئی، اسی لئے کسی طریقے بات کا آغاز کیا۔ زرلاشتہ خان نے خاموشی سے بیڈ پہ پڑی بلیک ڈریس شرٹ نظریں جھکائے اسکی طرف بڑھائی۔

پہناؤں یہاں آکے۔۔ ساحر خان نے اگلا حکم جاری کیا، جب زرلاشتہ نے اپنی گھنی پلکیں اٹھا کے اسے دیکھا جو اپنے خوبصورت بھورے بالوں کو سلیقے سے سنوار رہا تھا۔

پہ۔پہن لیں خود۔۔ وہ ہمت کرتی شرٹ اسکی طرف بڑھاتی لہجے کو مضبوط بناتی بولی تھی۔ جب ساحر خان نے ایک ہی جست میں اس سے شرٹ پکڑنے کی بجائے اسکا بازو کھینچ کے اپنے آگے کیا۔

زرلاشتہ ساحر خان مجھے لگتا ہے آج تمہارا باہر جانے کا کوئی ارادہ نہیں ہے؟ جب تک مجھے یہ شرٹ نہیں پہناؤ گی ، نا میں اس کمرے سے جاؤں گا اور نہ ہی تم جاؤ گی۔ اس لئے جتنی جلدی ہو سکے بغیر مزاحمت کے میرا حکم مانو۔ ساحر خان اسے کندھوں سے پکڑتے خود کے نزدیک کرتے سخت لہجے میں بولا، اسے شدید ناگوار گزر رہا تھا زرلاشتہ کا خود سے آنسو چھپانا۔

زرلاشتہ نے مزید کچھ بھی کہے بغیر نظریں جھکائے شرٹ پہنائی، اسوقت وہ ساحر خان کے چوڑے سینے میں بالکل سما چکی تھی۔

شرٹ پہنانے کے بعد اسنے پیچھے ہونا چاہا ہی جب ساحر خان نے اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتے خود کے بے حد نزدیک کیا۔

بٹنز ؟ ساحر خان آئیبرو اچکاتے بولا، جب زرلاشتہ خان نے اسکے بٹنز بند کرتے اسکے چوڑے سفید مردانہ سینے سے نظریں چرائی۔ ساحر خان نے اسے ہنوز اپنے حصار میں لئے سامنے پڑی پرفیوم خود پہ چھڑکی، زرلاشتہ خان نے کانپتے ہاتھوں سے اس کی شرٹ کے سارے بٹنز بند کیے۔ وہ ہنوز خاموش تھی نا کوئی بات کر رہی تھی اور نا ہی کوئی شکوہ، ساحر خان کو اپنی ایک جگہ پڑھی بات یاد آئی۔

,If a girl gets done with everything

She gets silent!

(اگر ایک لڑکی ہر چیز سے تنگ آ جائے تو وہ خاموشی اختیار کر لیتی ہے!)

اچھی لگ رہی ہو۔ پتا نہیں کس احساس کے تحت ساحر خان نے اپنی انا سائیڈ کرتے، اس کے گالوں پہ ہاتھ رکھتے نرمی سے اس کی تعریف کی اور اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ زرلاشتہ خان کسی حور سے کم نہیں لگ رہی تھی۔

کبھی کبھی ضرورت کی چیزیں اچھی بھی لگتی ہیں کوئی بری بات نہیں ہے۔ زرلاشتہ خان اپنے آنسو روکتی لہجے میں ٹوٹے کانچ سی کرچیاں لئے بولی، اسکے جواب نے ساحر خان کو لاجواب کیا تھا۔ اس نے جھکتے اس کی تھوڑی کے سیاہ موٹے تل پہ اپنے دانت نرمی سے گھاڑے۔۔۔

ساحر خان نے اس کے ہاتھوں کی مزاحمت پہ پیچھے ہٹتے وائٹ ویسٹ پہنتے، اس کی طرف وائٹ کوٹ بڑھاتے پہنانے کا اشارہ کیا۔ زرلاشتہ خان نے اس خوبرو جوان کو ایک نظر دیکھتے اپنے نازک ہاتھوں سے اسے کوٹ پہنایا۔ ساحر خان نے اس کا چہرہ موڑتے اسکی پشت سینے سے لگاتے شیشے میں اپنا اور اسکا مکمل عکس دیکھا۔ وائٹ فورپیس میں ساحر خان جبکہ وائٹ ہی ایمبرائیڈڈ میکسی میں زرلاشتہ خان۔۔ وہ دونوں

ایک مکمل اور خوبصورت کپل لگ رہے تھے۔ ساحر خان نے اسکی پچھلی گردن سے دوپٹا سرکاتے اپنی شدتوں کے نشان چھوڑنا شروع کیے، جب زرلاشتہ خان نے اپنے کانپتے وجود سے ڈریسنگ ٹیبل کو تھاما۔ ساحر خان نے مزید بے خود ہوتے اسکی وائٹ میکسی کی زپ کھسکانی چاہی، جب زرلاشتہ نے مزاحمت شروع کرتے اسے وقت کا احساس دلایا۔

ساحر خان نے اپنی نیلی آنکھوں میں خماری کی سرخی لیے اس کا دوپٹا ٹھیک کرکے اس کا رخ موڑتے اسکے سراپے کا جائزہ لیا۔ بیوٹیشن نے دوپٹے سے زرلاشتہ خان کا صرف کچھ پہلو ڈھکا تھا، جب کہ کچھ پہلو دوپٹے سے ندارد اسکے جسم کے خدوخال کو میکسی میں مزید خوبصورت شیپ دے رہا تھا۔ ساحر خان نے اس کے دوپٹے سے پنز کھولتے سپاٹ چہرے سے اسکے سینے کو اچھی طرح سے ڈھکتے نفاست سے اسکی پنز سیٹ کی، زرلاشتہ خان نے نظریں اٹھا کے اسکی طرف دیکھا جو لب دبائے اپنے کام میں مصروف تھا۔ اسکے ہاتھ اپنے جسم پہ محسوس کرتے زرلاشتہ خان کے وجود میں کپکپاہٹ تاری ہوئی، جب کہ اسکے ہاتھوں کے لمس کو اپنے وجود پہ گردش کرتے محسوس کرتے اسکے گال دہک کے لال ہوئے۔

آج رات تمہیں تمہارے الفاظ کا اچھا ٹریلر دکھاؤں گا زرلاشتہ خان، مووی پھر کسی دن پلے کریں گے۔۔ ساحر خان اس کے کان میں بے باک سرگوشی کرتے اسکی کان کی لوں کو لبوں میں دبائے اسے مزید سرخ کرتے اپنے بازو کے ہالے میں لئے باہر کی جانب بڑھا۔ جانتا تھا وہ بہت لیٹ ہو چکا تھا اور اسکا باپ اسے دل میں ڈھیر ساری گالیوں سے نواز رہا ہو گا۔

بابا جان جلدی کریں یار آپ ابھی تک تیار نہیں ہو کے دے رہے۔۔۔ درام خان باپ کو ہنوز شیشے میں بال بناتے دیکھ کے منہ بناتے بولا۔ داور خان کی آج ایک امپورٹنٹ میٹنگ تھی جس کی وجہ سے وہ لیٹ ہو چکا تھا اور اب اس کا بیٹا ہر دو منٹ بعد اسے جلدی تیار ہونے کی ہدایت دے رہا تھا۔ اسے شاید فنکشن میں جا کے سب کو تنگ کرنے کی کچھ زیادہ ہی جلدی تھی۔ بابا کی جان بس دو منٹ ۔۔۔ داور خان نے ہر بار کی طرح بیٹے کی تپی ہوئی شکل دیکھ کے ایک ہی جواب دیا اور اب کی بار تو بیا بھی تپی تھی۔ درام چھوڑو انہیں تم سعد ماموں کو فون کرو ہمیں آ کے لے جائیں انہیں اپنے کام سے فرصت ملے تو انہیں ہمارا خیال آئے نا۔۔۔ بیا خان سرخ ساڑھی میں ملبوس سجی سنوری سی تپ کے بولی۔ اسکی ساڑھی اسکے پورے وجود کو ڈھکے ہوئے تھی وہ فل سلیوز ساڑھی میں ملبوس ساتھ ریڈ شال بھی لئے ہوئے تھی۔ داور خان، درام کی موجودگی میں کب سے اپنی شعلہ جوالہ بنی بیوی کو دیکھتے ٹھنڈی آہیں بھر رہا تھا۔ وہ بے حد

خوبصورت لگ رہی تھی، اس کی بات پہ داور خان نے درام کو اپنی سائیڈ لینے کا اشارہ کیا۔ مورے بس دو منٹ تک جائیں گیں نا، اب اگر بابا جان ہمارے ساتھ نہیں جائیں گے تو ہماری فیملی پیاری کیسے لگے گی؟ چھوٹا سا درام خان جو باپ کی ہی طرح کی ڈریسنگ کئے بلیک پینٹ کے ساتھ وائٹ ٹی شرٹ پہ بلیک ہی برینڈڈ جیکٹ پہنے ہوئے تھا، اپنے گلے میں پہنی سعد خان کی طرح کی سلور چین کو اپنے ہاتھ میں گھوماتے بیا خان کو سمجھانے والے انداز میں بولا--- جس پہ بیا خان داور کو گھور کے اپنی ناک چڑھا گئی، داور خان نے شیشے میں اسکی ادائیں دیکھتے اپنے خوبصورت بیٹے کو اٹھاتے اسکی کرسٹل گرے آنکھوں پہ اپنے لب رکھے۔ جو ہمیشہ ماں کے سامنے اسکی سائیڈ لیتے اسکی بچت کروا دیتا تھا۔

Baba Jan look at moray! She is

Looking so perfect. Right!!

درام خان باپ کا چہرہ ماں کی طرف موڑتے آنکھوں سے اسے بیا کو منانے کا اشارہ کرتے بولا، جس پہ داور نے اپنے بیٹے کو جان وارنے والے انداز میں دیکھتے اپنی بیوی کو اپنے حصار میں لیا۔

ہاں بالکل درام کی طرح، اس کی مورے بھی بہت پیاری لگ رہی ہیں۔ داور خان نے اپنے حصار میں مزاحمت کرتی بیوی کو دیکھتے اسکے ماتھے پہ پیار سے بوسہ دیا اور پھر مزید بے خود ہوتے داور خان نے اسکے گالوں کو اپنے لمس سے مہکاتے اسکے ناک اور ٹھوڑی پہ اپنے لب رکھے۔ بیا نے درام کے سامنے اسکی بے باک حرکت پہ دہکتے گالوں سے اسے آنکھیں دکھائی، جس پہ داور خان نے درام کو دیکھتے قہقہ لگایا جو اسکے کندھے پہ سر ٹکاتے انہیں ٹکڑ ٹکڑ پیار سے دیکھ رہا تھا۔ اس نے دوسرے بچوں کی طرح شرماتے ہوئے اپنی آنکھوں پہ ہاتھ نہیں رکھے تھے۔میرا بے شرم بچہ! داور خان نے ہنستے درام کے گالوں پہ اپنی بیبرڈ رگڑتے اسے بے شرم کا لقب دیا۔

میرے بے شرم بابا جان---- درام خان بھی اپنا بدلہ اتارتے داور خان کے گالوں پہ اپنے دانت گھاڑ گیا، جس پہ داور خان اور بیا خان کا مشترکہ قہقہ گھونجا۔ درام ہمیشہ کی طرح انہیں خوش دیکھتے پورے دل سے مسکرا دیا---

---

عشقِ ستم... قسط 34

پری وش پلوشہ کے کمرے سے سٹپٹاتے ہوئے بھاگ رہی تھی کہ اپنی ہیل کی وجہ سے پاؤں مڑنے پہ زور سے گرتی، جب دو مہربان باہوں نے تیزی سے اسے اپنے حصار

میں لیا۔ وہ سعد خان تھا، جو گرے پینٹ کے ساتھ وائٹ ٹی شرٹ پہ سٹائلش اور خوبصورت سی جیکٹ پہنے پاؤں میں گرے اور وائٹ امتزاج کے جاگرز پہنے اپنی سلور چین کو ہاتھ میں گھوماتے باہر کی طرف بڑھ رہا تھا۔ جب گرے پٹھانی فراک کے ساتھ وائٹ ہیل پہنے اپنی منکوحہ کو تیزی سے بھاگتے دیکھ کے اسکی طرف بڑھتے اسے اپنی باہوں میں قید کیے گرنے سے بچا گیا۔ آرام سے۔۔ دھیان کہاں ہے تمہارا؟ ابھی گر جاتی!! سعد خان کا دل جیسے اچھل کے حلق میں آیا تھا۔ اگر وہ اسے نہ بچاتا تو وہ بری طرح سے گرتے خود کو چوٹ لگوا لیتی۔۔۔ وہ چھو۔چھوٹے خان چھوڑیں۔ کوئی دیکھ لے گا۔۔ پری اسکی بات ٹالتے اپنی فراک کو مزید نیچے کی طرف کھینچتے آپنی ہیلز اس سے چھپاتے یہاں وہاں دیکھتے بولی۔ سعد خان نے اس پہ غور کرنے کے لئے ابھی اسے سیدھا کھڑا کیا ہی، جب پری وش پھر سے لڑکھڑائی۔ سعد خان نے اس بار مزید تیزی سے اسے تھامتے کسی متائے جان کی طرح اپنے سینے میں بھینچا۔ پری لگ گئی نا چوٹ۔۔ سعد خان نے اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتے ایک ہی جھٹکے میں اسے اٹھاتے اپنے کمرے کا رخ کیا۔ م۔میں ٹھی۔ٹھیک ہوں۔۔۔۔ پری وش ہنوز اپنی فراک کے نیچے ہیلز چھپاتے اسکے گلے میں اپنا بازو ڈال گئی۔ اپنے کمرے کا دروازہ کھولتے سعد خان نے اسے اپنے بیڈ پہ بٹھایا اور خود اسکے قدموں میں بیٹھتے اسکی فراک پیروں سے اوپر اٹھاتے، اسکے پیروں کو تھامنا چاہا جو پری بار با اس سے چھپا رہی تھی۔ جب اسکے پاؤں میں سفید ہیل دیکھتے سعد خان کا میٹر شارٹ ہوا۔ پری وش نے ڈرتے ہوئے اسکا غصے سے سرخ پڑتا چہرہ دیکھا۔ سعد خان اسے کبھی بھی ہیلز نہیں پہننے دیتا تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا اسے کوئی چوٹ لگے کیونکہ وہ ہمیشہ بچپن میں ہیل پہننے کے شوق میں کتنی ہی بار گرتے اپنا نقصان کروا دیتی تھی۔ ابھی بھی شادی پہ اسکی بے جا ضد پر بھی سعد خان نے اسے کوئی ہیل لے کے نہیں دی اور اسے اپنی دوسری کوئی بھی ہیلز پہننے سے منع کیا۔ لیکن وہ اپنی منمانی کرتے سعد خان کے غصے کو ہوا دے چکی تھی۔ یہ کیا بکواس ہے؟؟ سعد خان نے ایک ہی جھٹکے میں اسکے پیروں سے ہیلز نکالتے زور سے دیوار پہ مارتے دھاڑتے ہوئے پوچھا۔ ایسا کرتے اس کے لائٹ گرے بال بے ترتیب ہوئے جب کہ کرسٹل گرے آنکھوں میں سرخی چھائی تھی۔ پری وش نے کانپتے ہوئے اسکے غصے سے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھا۔ وہ جانتی تھی سعد خان غصے میں ہمیشہ اچانک ریکٹ کرتا ہے اور آج وہ پتہ نہیں اس سے کیسے پیش آئے گا یہ سوچتے ہی اسکے آنسو گالوں پہ بہہ گئے۔ اس کے گالوں پہ پھسلتے آنسوؤں کو دیکھتے سعد خان نے اسے گھور کے دیکھتے بنا کچھ بولے اس کے پیر کا معائنہ کرتے اسے تھوڑا سا جھٹکا دیا تاکہ اسکی موچ نکال سکے۔ جس پہ پری وش کے منہ سے روتے چیخ برآمد ہوئی، سعد خان ہنوز غصے میں تھا لیکن وہ آج اپنا غصہ کنٹرول کئے ہوئے تھا۔

KOH NOVELS - URDU

اہہہ۔۔ پری وش نے درد کے باعث اس کی جیکٹ کو کندھوں سے دبوچتے سعد خان کے ناراض چہرے کو دیکھا، جو غصے سے پھولی سانسوں کے ساتھ اسکے دوسرے پیر کو ٹٹول رہا تھا لیکن اس پہ موچ نہیں آئی تھی۔ چھو۔چھوٹے خ۔خان۔۔۔ سعد خان نے اسکے پیر چھوڑتے اٹھنا چاہا، جب پری وش نے اسے خاموش دیکھتے آنسو بہاتے پکارا۔۔۔

مر گیا چھوٹا خان، اب کرلو اپنی منمانی۔۔۔۔ سعد خان اسے دیکھتے سپاٹ چہرہ سے بولتے بیڈ سے اٹھ چکا تھا، جب پری وش نے تڑپتے ہوئے بیڈ سے اٹھتے اسکے سینے پہ سر رکھتے اسے کے گرد حصار باندھا۔۔۔

ایسے تو نہیں بولیں ۔۔۔ وہ اسکے سینے سے سر اٹھاتے ہچکیوں سے روتے اسکی کرسٹل گرے انکھوں میں دیکھتے بولی۔۔۔

میری بات کی کوئی اہمیت ہے تمہاری نظروں میں؟ کیوں ہر وقت اپنی منمانی کرتی ہو؟ سعد خان اسکے آنسو اپنے ہاتھوں کے پوروں سے صاف کرتے شکوہ کناں لہجے میں بولا۔ سارے مجھے چھوٹو اور کبھی چھوٹی دنیا کہہ کے تنگ کرتے ہیں تو کیا میں ہیل بھی نہ پہنوں؟ وہ اسکے سینے پہ ہاتھ مارتے ہنوز چیخ کے روتے ہوئے اپنا سر ہلاتے اتنے کیوٹ طریقے سے بولی کہ سعد خان کا سارا غصہ اڑن چھو ہو گیا۔

خود تو اونٹ جتنے لمبے ہیں اور میری ہیل بھی توڑ دی۔۔ آپ جیلس ہوتے ہیں نہ میرے سے اسی لئے چاہتے ہی نہیں ہیں کےمیں ہیلز پہن کے آپ جتنی لمبی لگوں؟؟ پری وش کو اس کے چہرے پہ مسکراہٹ کا شائبہ ہوا۔ اسی لئے وہ اب اس کے غصے کو یاد کرتے روتے ہوئے اسکے سینے پہ ہاتھ مارتے بولی۔ جب کہ اسکی بات پہ سعد خان نے اس ٹٹڈی کو دیکھا، جو پانچ فٹ ایک انچ کی بھی پوری نہیں تھی اور یہ سوچ کے ہیلز پہنتی تھی کہ وہ ڈیڑھ انچ کی ہیلز پہن کے چھ فٹ ایک انچ جتنے سعد خان جتنی لمبی لگتی ہے۔ سعد خان سے مسکراہٹ روکنا محال ہوا، اس نے اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے تھوڑا سا اٹھاتے نیچے جھکتے پیار سےاپنی کھڑی ناک اسکی چھوٹی سی گلابی ناک سے ملائی جس پہ پری وش کے گال دہکے۔

ہاں میں نہیں چاہتا تم لمبی لگو کیوں کے تم مجھے چھوٹی سی دنیا ہی پسند ہو۔۔ وہ اب کی بار اپنے ہونٹوں سے اس کے گالوں پہ ٹکے آنسوؤں کو پیتے گمبھیر لہجے میں بولا، جس پہ پری وش شرم سے دوہری ہوئی لیکن اسکی بات پہ منہ پھلائے اسکی طرف دیکھا۔۔۔

یوں منہ نہ پھلاؤ۔۔۔ چلو کس کرتے ہیں۔۔ سعد خان اسکے پھولے منہ کو دیکھتے شوخ لہجے میں بولتا اسکے گلابی ہونٹوں کو اپنے لبوں میں قید کر گیا۔ پری وش نے اسکی جیکٹ کے نیچے پہنی سفید ٹی شرٹ کو زور سے اپنی مٹھیوں میں دبوچا۔ سعد خان

ہنوز جھکے پیار اور شدت سے اس کے لبوں کا جام پئے جا رہا تھا، جب اپنے سینے کے بال کھینچے جانے پہ اس نے بے خود ہوتے اسکے لبوں پہ اپنی شدت بڑھاتے انہیں زور سے چومتے اسکی کمر پہ اپنی گرفت بڑھاتے اسے مزید اوپر اٹھایا۔ پری وش نے لرزتی پلکوں اور دہکے گالوں سے اس کی سلور چین کو ہلکا سا کھینچتے اسے ہمیشہ کی طرح یہ سگنل دیا تھا کہ وہ اس سے زیادہ برداشت نہیں کر سکتی۔ سعد خان نے اسکے نچلے ہونٹ کو اپنے ہونٹوں میں دباتے اس کی سانسوں کو آزادی بخشی اور پیار سے اپنے لمس کے زیر اثر اسکا لہو چھلکتا چہرہ دیکھا۔۔ اسی لئے کہتا ہوں کے تم مجھے چھوٹی ہی پسند ہو کیونکہ اٹھا کے کس کرنے میں اپنا ہی مزہ ہے۔ اب اگر تم ہیلز پہن کے مجھ سے اونچی ہو جاؤ گی پھر تو تمہیں کرسی پہ بٹھا کے کس کرنا پرے گا۔۔ سعد خان ہنستے ہوئے اسکے کان میں بے باک سرگوشیاں کر گیا، جس پہ مزید شرم سے لال ہوتی پری وش نے اسکے سینے پہ اپنے نازک ہاتھ کے مکے مارتے اسکی گرے جیکٹ میں اپنا چہرہ چھپایا۔ وہ جانتی تھی وہ اسے تنگ کر رہا ہے۔سعد خان نے مسکراتے ہوئے اپنی شرمیلی سی پری جان کا چہرہ اٹھاتے جھک کے اسکی گردن پہ اپنا لمس چھوڑا۔۔

باہر س۔سب آ چکے ہوں گے۔۔ اسے رومینٹک موڈ میں آتے دیکھ کے پری وش بھوکھلاتے ہوئے بولی، جب سعد خان اسے اٹھاتے اپنے بیڈ پہ لٹاتے اس پہ سایہ فگن ہوا۔ اس کی گردن پہ نرمی سے اپنے دانت گھاڑتے اب کی بار اپنی لائٹ گرے بیئرڈ رگڑ رہا تھا۔ جس پہ پری وش کھلکھلائی۔ سعد خان نے اپنا چہرہ اٹھاتے اپنی نازک جان کی ہنسی دیکھتے اسکے ہونٹوں کو دو سیکنڈ کے لئے پیار سے چوما، پری وش نے نظریں جھکاتے اسکی سلور چین پہ مرکوز کی وہ شرم سے دوہری ہو رہی تھی۔

میری بات مانو گی؟ پیار سے پوچھا گیا۔۔

پری وش نے ہاں میں سر ہلاتے اسکی چین کو اپنی انگلیوں میں مڑورا۔۔

ہر بات مانو گی؟ ہنوز پیار سے پوچھا گیا۔۔۔

پری وش نے جھٹ سے ہاں میں سر ہلاتے اسکی گردن پہ اپنی انگلی سے گدگدی کرنا چاہی۔۔۔

ہمیشہ مانو گی؟ اب کی بار نچلے ہونٹ کو اپنے انگوٹھے اور انگلی میں بھرتے پوچھا گیا،

ہنوز ہاں میں سر ہلایا گیا۔۔

KOH NOVELS - URDU

کبھی ہیلز نہیں پہنو گی؟--- اب کی بار نچلے ہونٹ کو چومتے پوچھا گیا، جس پہ پری وش نے کچھ سوچتے ہاں اور ناں دونوں میں سر ہلایا---

ہمیشہ مجھ سے یونہی اپنی ہیلز ترواو گی؟ سعد خان نے تاصف سے سر ہلاتے پوچھا---

پری نے جھٹ سے بچوں کی طرح ہاں میں سر ہلایا---

مزہ آتا ہے مجھے لاڈ دکھا کے؟؟ اب کی بار چہرہ ہاتھوں میں بھرتے پوچھا گیا-----

پری نے اس کے گلے میں باہیں ڈالتے مسکراتے ہوئے سر ہاں میں ہلایا، جس پہ سعد خان نے بھی کھل کے مسکراتے اسکے ہونٹوں کو پھر سے اپنی قید میں لیتے اسکی سانسیں اپنے سینے میں اتارتے خود کو سیراب کیا--- ایک وہی تو اسکے لاڈ اٹھاتا تھا۔ باپ کا سایہ تو تب ہی اسکے سر سے چھین لیا گیا، جب وہ دو دن کی تھی۔ اس نے تو ٹھیک سے باپ کا لمس بھی محسوس نہیں کیا تھا۔

تمام لوگ تقریباً بڑی حویلی میں آ چکے تھے، سوائے گل بہار اور فارس خان کے جو ابھی تک راستے میں تھے۔

فارس خان بلیو فورپیس میں شہزادوں سی آن بان لئے ڈرائیونگ سیٹ پہ براجمان ڈرائیونگ کرتے ساتھ ساتھ ایک نظر اپنی خوبصورت بیوی پہ بھی ڈال لیتا، جو اسکے گیر پہ رکھے ہاتھ میں بار بار کبھی اپنی انگلی پھنسا رہی تھی--- تو کبھی اسکے ہاتھ پہ تھپڑ مارتے زبردستی اسکی انگلیاں بند کروا رہی تھی، جو شاید فارس خان جان بوجھ کے اسے تنگ کرنے کے لئے بار بار کھول رہا تھا---

اس وقت کافی اندھیرا تھا اور روڈ پہ بھی زیادہ گاڑیاں نہیں تھی--- فارس خان فل تیز سپیڈ میں اپنی گاڑی دوڑا رہا تھا، اسے کہی نہ کہیں خطرے کی گھنٹی بجتی محسوس ہو رہی تھی---

آرام سے چلاؤ گاڑی، میرا ایکسڈنٹ کروانے کا ارادہ ہے نا تمہارا--- گل بہار اس کے ہاتھ پہ پھر سے تھپڑ مارتے بولی۔ فارس خان نے گل بہار کی طرف مسکرا کے دیکھتے جواب دینا چاہا ہی کہ اس کے شیشے والی سائیڈ پہ ریڈ لیزر کا نشان دیکھتے، اس نے تیزی سے اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتے اپنی گود میں بٹھاتے ایک ہی جھٹکے میں سٹیرنگ گھماتے اپنی گاڑی کو گول دائرے میں دو تین چکر دے کے گھمایا--- یہ سب ایک پل میں ہوا، فضا میں ایک ساتھ کتنی گولیوں کی آوازیں بلند ہوئی۔ فارس خان کی سائیڈ کا شیشہ چکنا چور ہوا۔ جس کی وجہ سے ایک بڑا سا شیشہ بے دردی سے فارس خان کے پیٹ

میں دھنس گیا۔ فارس خان گل بہار کو مکمل خود میں چھپا چکا تھا۔۔ اس کی گاڑی کتنی ہی بار ڈسبیلنس ہوئی، جسے وہ اپنے جسم میں اٹھتے بےتحاشا درد ہونے کے باوجود قابو کر گیا۔۔ اس اچانک افتاد پہ گل بہار کا سر چکرا کے رہ گیا، گل بہار کا دل بند ہونے کے در پہ تھا۔۔۔ اس نے چیخ مارتے فارس خان کو دیکھا، جس نے آنکھیں میچتے اپنے درد پہ قابو کیا ہوا تھا۔۔۔

خان ن ن ن ۔۔۔۔ گل بہار کا ایک ہاتھ فارس خان کی گردن جبکہ دوسرا ہاتھ اس کے بازو پہ دھرا تھا۔ گل بہار روتے ہوئے چیخی، جب اسے فارس خان کے بازو پہ دھرا اپنا ہاتھ گیلا ہوتا محسوس ہوا۔ انگلیوں کو اپنی آنکھوں کے سامنے کرتی گل بہار دھاڑیں مارمار کے روتے فارس خان کو پکار رہی تھی (وہ ابھی یہ بات نہیں جانتی تھی کے اسکے بازو کے ساتھ اسکا پیٹ بھی بری طرح سے زخمی ہوا ہے) جو فلحال بغیر رکے اپنے زخمی بازو والے ہاتھ سے خطرناک حد تک اسپیڈ بڑھاتے ڈرائیو کر رہا تھا، اسے اسوقت اس راستے سے نکلنا تھا۔۔۔

بہار بے بی ریلیکس، سب ٹھیک ہے۔۔۔ فارس خان نے اپنے دوسرے ہاتھ سے اسکی کمر سہلاتے اسے خود میں بینچھتے ریلکس کرنا چاہا، جو اس کا خون دیکھتے پینک ہو رہی تھی۔۔

لیکن خان آپ کا خو۔خون۔۔۔ وہ روتے ہوئے اسکی تکلیف دیکھتے تم سے آپ پہ آ چکی تھی۔۔۔

فارس خان نے اس کے ہونٹوں کو اپنی گرفت میں لیتے گاڑی کی اسپیڈ مزید تیز کی۔۔ اسے اسوقت اپنا درد کم کرنے اور گل بہار کو چپ کروانے کا ایک یہی طریقہ ملا تھا۔۔۔ گل بہار نے اس کی شدت محسوس کرتے زبردستی اپنے ہونٹ اسکے ہونٹوں سے جدا کرتے اسکے بازو کے زخم کو ٹٹولنا چاہا، جس میں گولی دھنستی اسکے بازو سے تیزی سے خون بہائے جا رہی تھی۔۔

بہار بالکل چپ۔۔۔ میرا بچہ میں ٹھیک ہوں تم میرے فون سے اپنے ساحر لالا کا نمبر ملاؤ۔۔ بالآخر فارس خان اب قدرے گہما گہمی والے روڈ پہ آچکا تھا، وہ جانتا تھا یہاں اس پہ کوئی حملہ نہیں کر سکتا۔۔ وہ حملہ کرنے والوں سے ڈرتا نہیں تھا وہ سینہ تان کے انکا مقابلہ کر سکتا تھا لیکن اس وقت اسکے ساتھ اسکی بہار تھی، جس پہ وہ آنچ بھی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔۔۔ گل بہار نے روتے ہوئے اپنی سیٹ پہ بیٹھتے پھرتی سے ساحر خان کو فون ملاتے سپیکر پہ کیا، پہلی ہی بیل پہ فون اٹھا لیا گیا تھا۔

بے غیرت خان پہنچا نہیں ابھی تک میری بہن کو لے کے؟ ساحر خان نے فون اٹھاتے ہی رعب سے اپنی بھاری آواز میں بہن کے متعلق پوچھا۔

KOH NOVELS - URDU

ابھی گل بہار روتے ہوئے ساحر خان کو ساری سٹوری بتاتی، جب فارس خان نے گل بہار کے منہ پہ ہاتھ رکھا۔

بس پہنچ رہا ہوں تو حویلی کے پچھلے دروازے پہ آ۔۔ فارس خان ایک ہاتھ سے نامحسوس انداز میں گل بہار سے چھپاتے اپنے پیٹ میں دھنسا بڑا سا شیشہ نکالتے درد پہ قابو پاتے نقاہت سے بولا۔

وہ کیوں؟ تو ٹھیک ہے؟ تیری آواز کو کیا ہوا؟؟ ساحر خان مردان خانے سے نکلتے فکرمندی سے بولا، اسے فارس خان ٹھیک نہیں لگ رہا تھا۔

لیکن فارس خان ابھی کچھ بھی بتا نہیں سکتا تھا، اسی لئے فون کاٹ گیا اور اگلے ہی کچھ منٹ میں وہ حویلی کے پچھلے گیٹ پہ تھا جو زیادہ استعمال نہیں کیا جاتا تھا۔

کچھ دیر بعد ساحر خان پچھلے گیٹ پہ کھڑا پریشانی سے پھر سے فون کرنے والا تھا، جب اسے فارس خان کی گاڑی کے ٹائرز چرچرانے کی آواز آئی۔ وہ تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔ جب گل بہار اپنے لالہ کو دیکھتے گاڑی کا دروازہ کھولتے تیزی سے اسکے سینے سے لگتے اسے ساری کہانی روتے ہوئے سنا رہی تھی کہ کیسے گولی اسے لگنے والی تھی لیکن فارس خان نے اسے بچا لیا۔ ساحر خان کا دل بند ہوا، اس نے اپنی چھوٹی سی گل کو خاموش کرواتے اپنے قدم تیزی سے فارس خان کے دروازے کی طرف بڑھائے جو نڈھال سا اپنی سیٹ سے سر ٹکائے بیٹھا تھا۔

ساحر خان نے دھڑکتے دل سے دروازہ کھولتے فارس خان کے خوبصورت چہرے کو زرد پڑتے دیکھا۔ ساحر خان اسکی حالت دیکھ کے جان چکا تھا اسے صرف گولی ہی نہیں لگی، بلکہ وہ شدید زخمی بھی ہے۔

گل اندر جاؤ۔۔۔ ساحر خان گل بہار کو باہر گیٹ پہ کھڑے دیکھتے اندر زنان خانے کی طرف جانے کا بولا۔ جب اس نے روتے ہوئے نفی میں سر ہلایا، ساحرخان گل بہار کی ضدی طبیعت سے واقف تھا۔

اس نے اگلے ہی پل اپنا سفید کوٹ جھٹکے سے اتارتے، زمین پہ پھینکتے فارس خان کو اپنی پوری طاقت سے کاندھوں پہ اٹھاتے حویلی کا رخ کیا۔ پتہ نہیں ساحر خان میں اسوقت خود جتنے لمبے چوڑے وجود کو اٹھانے کی ہمت کیسے آئی، یہ بات وہ نہیں جانتا تھا۔ اسے اس وقت صرف فارس خان کی تکلیف دور کرنی تھی، وہ فارس خان کی حالت دیکھتے پاگل ہو رہا تھا۔ فارس خان کی شرٹ سے نچڑتا خون اس کی سفید ویسٹ کو گیلا کر چکا تھا لیکن ساحر خان کو ہوش کہاں تھی۔ وہ اسے سرخ چہرے سے

KOH NOVELS URDU

اٹھاتے حویلی کے پچھلے کمروں کی طرف بڑھا، جہاں اسوقت کوئی بھی نہیں تھا لیکن لائٹس ہر روز کی طرح مغرب کے وقت سے جلی ہوئی تھیں۔

ساحر خان نے کمرے کا دروازہ زور سے اپنے پاؤں کی ٹھوکر سے کھولتے، فارس خان کو سامنے پڑے بیڈ کے نرم گدے پہ لٹایا۔ میں جان لے لوں گا تیری جو تو نے اپنی آنکھیں بند کرنے کی کوشش بھی کی تو۔۔۔ ساحر خان فارس خان کا خون سے بھرا کوٹ اتارتے غصے سے بولا، فارس خان اسے مسکراتے ہوئے دیکھ کے اپنی بند آنکھوں کو کھلا رکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

لالہ اااا!! ساحر خان کے کوٹ اتارنے پہ گل بہار کی نظر فارس خان کی خون سے بھیگی سفید شرٹ پہ گئی، جسے اس کا لال سرخ خون پیٹ سے گیلا کرتا جا رہا تھا۔ وہ اسکی حالت دیکھ کے روتے ہوئے اونچی آواز میں چیختے اسکی طرف بڑھی۔ بہار میں ٹھیک ہوں آنسو صاف کرو یار۔۔۔ فارس خان اسے پھوٹ پھوٹ کے روتے دیکھ درد کے باعث بے بسی سے بولا۔ جب کہ ساحر خان جو اب فرسٹ ایڈ باکس لے کے انہیں کی طرف آرہا تھا، گل بہار کو دیکھ گہری سانس لے کے رہ گیا۔ وہ اسکے سامنے فارس خان کے زخموں پہ مرہم نہیں رکھ سکتا تھا۔ وہ تو ابھی ہی اسکی حالت دیکھ کے مرنے والی تھی، جب ساحر خان اسکے بازو سے گولی نکالے گا تب تو وہ واقعی ہی مر جائے گی۔

گل میری گڑیا لالہ کی بات مانتی ہے نا؟ ساحر خان اسے سینے سے لگاتے پیار سے بولا، جس پہ گل نے روتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا۔ تو ابھی زنان خانے والی سائیڈ پہ جاؤ کافی وقت ہو گیا ہے سب پریشان ہو رہے ہوں گیں اور بالکل بھی نہیں رونا میری گل نے۔۔۔ لالہ پہ بھروسہ ہے نہ میں سب ٹھیک کر دوں گا اور تم کسی کو کچھ نہیں بتاؤ گی۔۔۔ پہلے اپنے خون والے ہاتھ صاف کرو اور پھر داور لالہ کچھ دیر تک تمہارے پاس آئیں گے ان کو میرے کمرے سے دو لوز سے ڈریس دے کے یہاں بیجھو!! ساحر خان اسے ریلیکس کرتا اسکے آنسو صاف کرتے پیار سے بولا۔ جس پہ گل بہار نے بے بسی سے روتے فارس خان کو دیکھا، جو اسے التجائیہ نظروں سے ساحر کی بات ماننے کا اشارہ کر رہا تھا۔ گل بہار سر ہلاتے بھاگتے زنان خانے کی طرف گئی۔ اس کے جانے کے بعد ساحر خان سپاٹ چہرے سے فارس خان کی طرف بڑھا اور اسکی شرٹ ایک ہی جھٹکے میں چیرتے ہوئے نکالی۔ اب وہ اسکا بازو تھامتے گولی ٹٹول رہا تھا، فارس خان آنکھیں بند کیے اپنے درد پہ قابو پا رہا تھا۔ اس وقت ڈاکٹر کے آنے میں کافی وقت لگ سکتا تھا، اسی لئے ساحر خان خود ہی اسکی گولی نکالنے کے لئے فرسٹ ایڈ باکس سے اوزار نکال رہا تھا۔ ساحر خان نے کسی چھری نما اوزار سے اسکے بازو پہ گہرا سا کٹ لگاتے، اس کے بازو کے گوشت میں اپنی شہادت والی انگلی دنساتے گولی کو

KOH NOVELS - URDU

محسوس کرتے اپنی انگلی کو نکالا۔ اپنے دوسرے ہاتھ میں پکڑے ٹیوزر جیسے اوزار سے تیزی سے گولی اسکے بازو سے نکالتے سائیڈ ٹیبل پہ رکھی۔ ساحر خان کو اسوقت یہ کام دنیا کا مشکل کام لگا، وہ اپنے جگری یار کی حالت دیکھتے اس پہ حملہ کرنے اور کروانے والوں کو چیڑ پھاڑ کے کتوں کے آگے ڈالنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ فارس خان کے بازو سے خون ابل ابل کے باہر آ رہا تھا، ساحر خان نے اسکے بازو پہ تیزی سے کسی ماہر کی طرح بینڈیج کی۔ فارس خان اپنا نچلا لب زور سے دباتے اپنے درد پہ قابو پا رہا تھا، بازو کی بینڈیج کرتے ساحر خان نے گہرا سانس لیتے فارس کو دیکھا۔ جو اب اسکے گھورنے پہ پھر سے آنکھیں کھول کے اسے مسکرا کے دیکھ رہا تھا، ساحر خان نے اپنے آنسو خود کے اندر اتارتے اسکے پیٹ کے زخم کو ٹٹولا۔ گولی لگی ہے یہاں!؟؟ ساحر خان نے سنجیدگی سے پوچھتے اسکے پیٹ کی سائیڈ پہ ہاتھ رکھا، جس پہ فارس خان نے نفی میں سر ہلایا۔ ساحر خان نے خود کو کچھ ریلکس کرنے کے لئے اسکے جبڑے پہ مکہ جھڑا، جس پہ فارس خان نے اپنی ہری آنکھیں پھیلائے ساحر خان کی لہو چھلکتی نیلی آنکھوں میں غصے سے دیکھا ساری مسکراہٹ ایک جھٹکے میں غائب ہوئی۔ تجھے تیس مار خان بننے کا زیادہ شوق تھا؟ سب جانتے بوجھتے بھی تو اکیلا حویلی آ رہا تھا، گارڈز پہ فاتحہ پر دی تھی کیا؟؟ بول سالے؟ میرے سارے ولیمے کا نست مار دیا تو نے۔۔۔ ساحر خان اس کا جبڑا دبوچتے دھاڑا، جب اسکے الفاظ پہ فارس خان نے قہقہ لگاتے اسے مزید سلگایا۔۔۔ وہ ساحر خان کی آنکھوں میں خود کے لیے تکلیف اور آنسو کب سے دیکھ چکا تھا اور جانتا تھا وہ اب صرف اپنی فرسٹریشن نکالنے کے لئے ایسا بول رہا ہے! ابھی ساحر یا فارس مزید کچھ بولتے، جب داور خان دروازہ کھولتے اندر داخل ہوا۔ وہ ساحر خان کے ہاتھ میں فارس کا جبڑا دیکھتے پریشانی سے آگے بڑھا، ساحر خان اسے فون پہ کچھ دیر پہلے ہی ساری سیچویشن سے آگاہ کر چکا تھا۔ جس پہ وہ پریشان سا درام کو رایان خان کو پکڑاتے اس کے کہے کے مطابق گل بہار سے ساحر خان کی بلیک اور وائٹ نئی شلوار قمیض لیے یہاں آیا تھا۔ ساحر کیا کر رہا ہے یار وہ پہلے ہی تکلیف میں ہے! داور خان نے اس سے فارس خان کا جبڑا چھڑواتے تاصف سے کہا، جس پہ فارس نے بھی معصوموں والی شکل بنا کے دونوں کو دیکھا۔ نہیں مرتا یہ سالا اتنی جلدی۔۔ ساحر خان اسکا جبڑا چھوڑتے غصے سے بولتا اب اس کے پیٹ میں دھنسی کرچیاں نکالتے بڑے سے کٹ کو دیکھ رہا تھا جہاں سے فارس خان نے اس وقت کھینچ کے شیشہ نکالا تھا۔ ساحر خان نے اسے کمر سے تھوڑا اٹھاتے اس کے پیٹ اور کمر کے گرد تیزی سے بینڈیج باندھی۔ داور خان نے فارس کے سنہری بالوں میں انگلیاں پھیرتے اسکے ماتھے پہ پیار سے بھوسا دیا، وہ اسے تکلیف میں دیکھ کے شدید پریشان تھا۔

کچھ ہی دیر بعد سیاہ شلوار قمیض میں ملبوس فارس خان جب کہ اپنا فورپیس تبدیل کرتے سفید سوٹ میں ملبوس ساحر خان اور انکے ساتھ ہی بلیک پینٹ، وائٹ ٹی شرٹ پہ بلیک ہی جیکٹ پہنے داور خان اپنے دراز قد اور چوڑی جسامت کے ساتھ اکھٹے مردان خانے میں داخل ہوئے۔ سب جو ان کے انتظار میں تھے، انہیں دیکھ کے گھور کے رہ گئے۔ ساحر خان نے فارس کو کتنا ہی جھڑکا کہ وہ ان کے ساتھ نہیں جائے گا اسے ابھی آرام کرنا چاہیے، لیکن وہ ضد کرتے اپنے درد پہ قابو پاتے انکے ساتھ آ گیا۔ وہ نہیں چاہتا تھا آج کا فنکشن خراب ہو اور دشمنوں کو انکی خوشیاں برباد کرتے فتح دی جائے۔ ساحر خان نے اسے اپنی بلیک شلوار قمیض پہننے کے لئے دی، تاکہ اگر خون کا کوئی دھبہ بعد میں لگ بھی جائے تو کسی دوسرے کو محسوس نہ ہو۔۔۔

رایان خان اپنے لالہ کا سفید چہرہ زرد پڑتے دیکھ کے پریشان ہوتے اپنی ایکسرا کرتی آنکھوں سے اس کا جائزہ کے رہا تھا، جو سب سے ملنے کے بعد لیٹ آنے پہ اب اپنے دادا جان کی ناراضگی دور کر رہا تھا۔۔۔

رایان چاچو مجھے ماموں جان کے پاس جانا ہے۔ درام خان جو رایان کے کندھے کے ساتھ لگا اسکی شہد رنگ بییرڈ کو چھیرتے کب سے اسے تنگ کر رہا تھا، اب اپنے ساحر ماموں کو دیکھ کے اسکا دل اسکے پاس جانے کے لئے للچایا۔ جس پہ رایان خان نے اسے گھور کے دیکھا جو اپنے ماموں کو دیکھنے کے بعد اسے بھول جاتا تھا۔ درام نے اسکا ناراض چہرہ دیکھتے اسکے گالوں پہ اپنے دانت گھاڑے۔ ابھی رایان اسے ساحر کے پاس لے کے جاتا، جب ساحر خان خود ہی ان دونوں کے پاس آتے رایان سے بغلگیر ہوتے اس سے درام خان کو لے کے اپنے سینے میں بھینچ گیا۔

ماموں جان میں کب سے آپ کا انتظار کر رہا تھا۔۔ درام خان نے اس کے گلے میں باہیں ڈالتے اسے اپنے انتظار کرنے سے آگاہ کیا۔

سوری میرے شہزادے میں کسی کام سے گیا تھا اس لئے لیٹ ہو گیا۔۔ ساحر خان نے پیار سے اپنی بھوری گھنی بییرڈ اس کے گالوں پہ رگڑتے ان پہ اپنے لب رکھتے اسکی بات کا جواب دیا۔ رایان خان نے منہ بنا کے دونوں کو دیکھا، وہ سجاول کو ساحر خان کے پاس برداشت نہیں کرتا تھا۔ اب درام خان جو اسکا ڈمپل والا گال چومتے اسکے لالہ سے پیار جتا رہا تھا، اسے کس دل سے برداشت کرتا۔

(چالاک سالا) درام خان کوشیطانی نظریں اور مسکراہٹ خود کی طرف اچھالتے دیکھ کے رایان زیر لب بولا۔۔ جسے محسوس کرتے درام نے بھی اپنا سر ساحر خان کے کندھے سے ٹکاتے، اسے جوابا اپنے گلابی ہونٹوں سے زیر لب (داماد) بولتے اسکی بات کی تصیح کی۔ اب کی بار ساحر خان کا قہقہ گونجا جو کب سے دونوں کی حرکتیں

ملاحظہ کر رہا تھا۔ جبکہ رایان خان اس چالاک ٹڈے کو دیکھ کے آج بھی حیران ہوا تھا۔ جس میں پتا نہیں کون سا سافٹویئر انسٹال تھا، وہ کیوں تھا اتنا پیارا اور چالاک ۔۔۔ رایان خان صرف سوچ کے رہ گیا۔۔

ساحر خان درام کو اٹھاتے فارس خان کے پاس آیا، جو سب سے ملتے اپنا فون نکال کے اس میں گم ہو چکا تھا۔

اگر تو اگلے ایک منٹ میں اس صوفے پہ ٹک کے نہیں بیٹھا قسم خدا کی دوسرے ہی سیکنڈ تجھے سب کے سامنے دھنکنا شروع کر دوں گا۔۔ ساحر خان اسکے پاس آتے سرگوشی میں دھمکی دیتے بولا۔ جس پہ جوابا فارس خان نے اسے گھورتے درام خان کا چہرہ چومتے اسے لینا چاہا، جب ساحر خان نے اسکے پیر پہ اپنے پاؤں کا دباؤ ڈالتے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ ضد سے یہاں آ تو گیا تھا لیکن ساحر خان نہیں چاہتا تھا اسکا زخم مزید خراب ہو۔۔

اچھا تو چاہتا ہے میں بیٹھ جاؤں تاکہ میری باقی کی سلامیاں تو رکھ لے۔۔ فارس خان اپنے پیر سے اسکا پیر جھٹکتے اب کی بار درام کے ماتھے سے بال پیچھے کرتے ساحر خان کو دیکھ کے بولا۔۔۔

پندرہ سیکنڈ۔۔۔ جوابا ساحر خان نے اسے ائیبرو اچکاتے دیکھ کے وقت کا احساس دلایا کہ اسکا دیا ہوا ایک منٹ ختم ہونے والا ہے۔ جس پہ فارس خان اسے گھوری سے نوازتے تپ کے صوفے پہ بیٹھا، وہ جانتا تھا وہ اپنے کہے کے مطابق ایسا کر کے بھی دکھائے گا۔ اسکے یوں فرمانبرداری سے بیٹھنے پہ درام خان کھلکھلا کے ہنسا، جو کب سے ان کی سرگوشیاں سن رہا تھا۔ فارس خان نے درام کو گھور کے دیکھتے رایان خان والا لفظ استعمال کرتے "ٹڈے" کا لقب دیا، جس پہ وہ ہنستے ہوئے اسے مزید سلگا رہا تھا۔۔۔
سجاول خان جو کب سے خود پہ ضرار خان کی غصیلی نظریں محسوس کر رہا تھا سمجھنے سے قاصر تھا۔۔۔ اس سے ایسا کیا گناہ ہوا ہے جو وہ یوں اسے گھور رہا ہے یا شاید اسے اسکے کپڑے پسند آگئے تھے، جو وہ اسے اوپر سے لے کے نیچے تک گھورے جا رہا تھا۔ اسوقت اسکے دماغ میں زرش خان نہیں تھی، اب کی بار سجاول خان نے اسے ائیبرو آچکا کے اسکے غصے کی وجہ جاننی چاہی۔۔۔ وہ نہیں جانتا تھا وہ کیوں اسے گھورے جارہا ہے۔ وہ بھی رایان خان کی طرح اس سے چند ماہ چھوٹا تھا لیکن اسی کی طرح آج تک اس نے بھی اسے لالہ بولتے اسکی عزت میں اضافہ نہیں کیا تھا۔ اسکے آئیبرو اچکانے پہ ضرار خان کو زرش کی دی گئی قسمیں اور وعدے یاد آئے کہ وہ اس سے کوئی بھی بات نہیں کرے گا۔ اسے بھیک میں مانگی ہوئی محبت نہیں چاہیے اور نہ ہی وہ اسے کوئی نقصان پہنچائے گا۔ ضرار خان اپنی پچھلی گردن پہ ہاتھ پھیرتے اپنی غصے کو کنٹرول کرنے کی غرض سے صرف نظروں کا زاویہ بدل کے

رہ گیا۔ ضرار خان بلیو پینٹ کے ساتھ وائٹ ٹی شرٹ پہ بلیو ہی جیکٹ پہنے اپنی ہیزل آنکھوں میں سرخی لئے بےتحاشا ہینڈسم لگ رہا تھا۔ اب ضرار خان کی نظروں کا مرکز ساحر کے کندھے کے ساتھ لگا درام خان بنا، جو فارس خان کو سلگاتے ہوئے ہنس رہا تھا۔ اسے اپنا غصہ کنٹرول کرنے اور دھیان بٹانے کے لئے یہ چھوٹا سا پٹھان ہی چاہیے تھا۔ اسی لئے انکی طرف بڑھتے اس نے درام کے پاس آتے اسکے آگے اپنے ہاتھ پھیلائے اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا۔ درام نے اسکے بڑھے ہوئے ہاتھوں میں سمانا چاہا، جب ساحر نے اسے ضرار کو پکڑاتے فارس خان کے لئے کھانے کو کچھ ڈالتے اسکی طرف پلیٹ کھسکائی اور اس سے پہلے اسکے ہاتھ میں جوس کا گلاس تھمایا تا کہ اسکا انرجی لیول ڈاؤن نا ہو۔ وہ اسے پہلے بھی کتنی ہی بار زبردستی کمرے میں جوس پلوا کے لایا تھا۔۔

رایان خان دور سے ہی حیرانگی سے ساحر خان کو فارس کی خدمت کرتے دیکھ رہا تھا۔ اسے لگا یہ اسکی آنکھوں کا کوئی دھوکہ ہے کہ ساحر لالا فارس لالا کو اتنی عزت بخش رہے ہیں۔ اسکے شک پہ آہستہ آہستہ مہر لگتی جا رہی تھی کیونکہ دونوں کے لباس بدلے ہوئے تھے۔ فارس کا زرد پڑتا چہرہ جب کہ ساحر کا یوں فارس کا خیال رکھنا، فارس کا ٹک کے صوفے پہ نیم دراز ہونا وہ بہت کچھ سمجھ چکا تھا۔ کسی انہونی کے تحت اسکا دل شدت سے دھڑکا، وہ تیز تیز قدم اٹھاتا فارس خان کے پاس آکے بیٹھا۔

گل بہار گہرے سانس لیتی اپنے آنسو کنٹرول کرتی، زنان خانے کی طرف بڑھتی اپنے گھر والوں سے مل رہی تھی۔ اسے فارس خان کی تکلیف یاد کرتے جیسے رونے کا ایک اور بہانہ مل گیا تھا۔ وہ شدتوں سے روتی اپنی مورے سے مل رہی تھی، جو حیران سی اسے چپ کروا رہی تھی۔ ابھی صبح تو وہ خوش اور شرمیلی سی مسکراتی ان سے مل رہی تھی اب ایسا کیا ہوا تھا جو وہ ایسے رو رہی تھی۔ سب کی نظریں خود پہ محسوس کرتے گل بہار نے جلدی سے اپنی نیلی آنکھوں سے آنسو صاف کرتے انہیں زبردستی مسکراتے تسلی دی کہ وہ ٹھیک ہے۔ بس سب سے کبھی دور نہیں رہی تو ایک ساتھ سب کو بیٹھے دیکھ کے اسے رونا آ گیا اور وہی پہ زرلاشتہ بھی گل بہار کو روتے دیکھ کے اپنا پسندیدہ رونے کا مشغلہ انجام دے دہی تھی۔

تینوں ہویلیوں کے لڑکے جو اکھٹے ابھی زنان خانے میں تشریف لائے تھے، باری باری سب سے ملتے اپنی اپنی والیوں کو تلاش کر رہے تھے۔

ساحر خان اور فارس خان کی نظریں اپنی روتی ہوئی بیویوں پہ پڑی، جو اپنی اپنی ماؤں کے پاس بیٹھ کے آنسو بہا رہی تھیں۔

KOH NOVELS - URDU

فارس خان کو کالے لباس میں دیکھتے ہی گل اپنی مورے کے پاس سے اٹھتی بھاگتے ہوئے زور سے اس کے سینے سے لگی، سب کے سامنے اسکی اس حرکت پہ فارس خان نے حیرانگی سے اپنی جنگلی بلی کو دیکھتے لب دبا کے سب کو دیکھا۔ سب ہویلی کے لڑکے اب تک فارس خان پہ حملے کے بارے میں جان چکے تھے، ابھی کچھ ہی دیر پہلے وہ دشمنوں کو زیر کرنے کے لئے اکھٹے میٹنگ کر کے آئے تھے۔ سب نے فارس خان کو آرام کرنے کے ترلے لے ڈالے لیکن وہ جانتا تھا اسکی بہار رو رو کے اپنا برا حال کر چکی ہو گی۔ اسی لئے پہلی فرصت میں وہ سب کو اگنور کرتے ان کے ساتھ ہی زنان خانے کی طرف بڑھا۔ اس نے سب کو یقین دلانے کی ناکام کوشش کی کہ اب وہ بہتر ہے! زرلاشتہ خان ساحر خان کو تبدیل لباس میں دیکھ کے حیران ضرور ہوئی، لیکن پھر اسے اگنور کرتے اپنی مورے کے حصار سے نکلتے اپنے آنسو صاف کر گئی--- بہار بے بی سب دیکھ رہے ہیں، باقی کا رومینس ہم کمرے میں جا کے کریں گیں--- فارس خان اسکی کمر سہلاتے پیار سے اسکے کان میں سرگوشی کرتے بولا، جس پہ گل بہار سب کا خیال کرتی اسکے سینے پہ نامحسوس انداز میں اپنے دانت گھاڑتی شرمندہ سی پیچھے ہٹی۔ سب انہیں دیکھ کے دبا دبا سا مسکرا رہے تھے، جب کہ ساحر خان نظروں کا زاویہ بدلتے اپنی بیوی پہ نظریں جمائے ہوئے تھا۔ فارس خان اپنے ہاتھ سے اس کے آنسو صاف کرتے سب سے مل کے گل بہار کو صوفے پہ بٹھاتے اسکے پاس بیٹھا اور وہی پہ ساحر خان زرلاشتہ خان کے ساتھ بیٹھا، جو اسے دیکھتے ہی اپنے آنسو بےدردی سے صاف کرتی اسے اگنور کیے ہوئے تھی۔ سب ہلکی پھلکی باتوں میں مصروف تھے۔ چاچو مجھے مورے کے پاس جانا ہے--- درام خان ضرار کی گال کے ساتھ اپنا گال جوڑتے جمائی روکتے بولا، جس پہ ضرار نے اسکا گال چومتے بیا خان کی طرف رخ کیا۔ ہرا خان کب سے اسے کن اکھیوں سے دیکھ رہی تھی، اس نے آج صبح ہی اسکے ڈمپل والے گال پہ تھپڑ مارا تھا جس کی وہ اس دن تعریف کر رہی تھی۔ اب پتا نہیں کیوں اسے افسوس نےآن گھیرا تھا، وہ سمجھنے سے قاصر تھی۔ ضرار خان نے بیا کے پاس بیٹھی ہرا خان کو ایک نظر دیکھ کے درام کو بیا کو پکڑایا، بے دھیانی سے اسکا ہاتھ ہرا خان کے ہاتھ سے ٹچ ہوا۔ جس پہ ہرا نے لرزتی پلکوں سے اپنا ہاتھ پیچھے کیے ایک نظر پھر سے ضرار کے گال کو قریب سے دیکھا جس پہ اب اسکی انگلیوں کے نشان نہیں تھے۔ ہرا خان سکائے بلیو پٹھانی فراک میں ملبوس ہلکا سا میک اپ کئے سر پہ اچھے سے دوپٹا جمائے ضرار خان کی دھڑکنوں میں ادھم مچا چکی تھی--

---

KOH NOVELS URDU

زرش خان زنک کلر کی خوبصورت سی ہالف سلیوز ساڑھی پہنے لائٹ سے میک اپ میں پلوشہ کی کسی بات پہ ہنس رہی تھی۔ وہ اپنے بازوؤں کو ایک نفیس سی شال سے ڈھکے ہوئے تھی لیکن ابھی اپنے کالے بال درست کرتے اس کی شال بازوؤں سے کھسکی جس سے اسکے دودھیا بازو برہنہ ہو گئے۔ وہ اپنے بالوں کا رنگ پھر سے پہلے جیسا کروا چکی تھی، جس پہ سجاول خان نے آج غور کیا تھا۔ اس کے دودھیا بازوؤں سے نظریں ہٹانا سجاول خان کو دنیا کا مشکل کام لگا۔ وہ ساڑھی میں اپنے دھمکتے روپ سے سجاول خان پہ بجلیاں گرا چکی تھی۔ سجاول خان نے اسکی سوجھی خوبصورت ہیزل آنکھوں کو دیکھتے انگھوٹھے سے ناک رب کرتے اپنی نظروں کا زاویہ بدلنا چاہا، وہ چاہ کے بھی اس کے حسن سے نظریں نہیں ہٹا پا رہا تھا۔ اس نے اردگرد نظریں دوڑاتے کھڑکیوں اور دروازوں کو دیکھنا چاہا، خواہ کسی اور کی نظر وں کا مرکز تو اسکا دھمکتا دودھیا وجود نہیں تھا۔ زرش خان کی ساڑھی اس کی ہیل میں اٹک چکی تھی، جسے چھڑوانے کے لئے اسے جھکنا پڑا۔ جھکنے سے اس کی ساڑھی کا پلو بے ترتیب ہوتے اسکے نشیب و فراز واضح کر رہا تھا۔ جسے دیکھتے سجاول خان نے اپنی نظروں کا زاویہ بدلا، اسے اسکی خود سے اتنی بیگانکی پہ جی بھر کے غصہ آ رہا تھا۔ جو خود کے وجود کو ٹھیک سے چھپا بھی نہیں سکتی تھی۔ سجاول خان نے غصے سے اسکی طرف قدم بڑھائے، جو ہنوز اپنے پیر پہ جھکی ہوئی تھی۔۔

سجاول خان نے اس کے آگے سایہ بنتے پلوشہ کے کان میں کوئی سرگوشی کی، جس پہ اس نے جلدی سے بھوکھلاتے زرش کی ساڑھی کا پلو درست کیا۔ اب سجاول نے اسے اسکے بازو ڈھکنے کا اشارہ کیا، جس پہ پلوشہ نے حیرانگی سے سجاول کو دیکھتے اس کی شال سے اسکے بازو ڈھکے۔ زرش ہنوز یہاں سجاول خان کی موجودگی سے ناواقف تھی۔ زرش پلوشہ کی حرکت پہ ٹھیک ہوتے مسکرا کے پلوشہ کا شکریہ ادا کرنے ہی والی تھی، جب یہاں کھڑے سجاول خان کو دیکھتے اس نے اعتماد سے اپنا سر اٹھاتے پھر سے پلوشہ کو اپنی طرف متوجہ کرتے اپنے ساتھ باتوں میں مشغول کیا۔ پلوشہ بھی رایان خان کی نظریں خود پہ محسوس کرتی لرزتی پھر سے اسکے ساتھ باتوں میں مصروف ہو چکی تھی۔ زرش کے ایٹیٹوڈ دکھانے پہ سجاول خان اپنے سلکی ڈارک براؤن بالوں میں ہاتھ پھیرتا دوسری سائیڈ والے صوفوں پہ بیٹھا جہاں سب لڑکے براجمان تھے۔ وہ وہاں بیٹھ کے زرش خان کو ٹھیک سے دیکھ سکتا تھا۔

جب کہ ضرار خان ہرا خان کو دیکھ کے منہ پھلائے وہاں سے مڑتے اپنی پہلی والی جگہ پہ آیا، ہرا خان اس کے بچوں والے ریکشن پہ اپنی مسکراہٹ دبا گئی۔

مورے مجھے بابا جان کے پاس جانا ہے۔۔۔ درام خان اب لڑکیوں کے بار بار خود کو چومنے پہ تنگ آتے تپ کے بیا خان کے کان میں بولا، جس پہ بیا نے ہنس کے اسے پلوشہ کو پکڑایا کہ اسے داور کو پکڑا دے۔

پلوشہ نے درام کا گال چومتے اسے دوسری طرف والے صوفوں پہ بیٹھے داور خان کو پکڑایا۔ رایان خان نے پلوشہ کی حرکت پہ پہلو بدلتے درام کو گھور کے دیکھا، جو ایک نظر رایان کو اپنی شیطانی مسکراہٹ پاس کرتے بدلے میں پلوشہ کا گال بھی چوم چکا تھا۔ ایک پلوشہ اور بیا ہی تھی جس کے چومنے کا درام خان برا نہیں مناتا تھا۔ باقیوں کے چومنے پہ وہ بیزاری سے اپنے منہ کے زاویے بھگاڑتا تھا۔ رایان خان نے پھر سے درام کو گھور کے زیر لب سالا بولا، جس کی درام خان نے ہمیشہ کی طرح زیر لب داماد بول کے تصیح کی۔

پلوشہ کچن سے گل بہار کے لئے پانی لینے کی غرض سے گئی، جو آج رو رو کے پاگل ہوتے، ہچکیاں لیتے کچھ سکون سے فارس خان کے پہلو میں بیٹھی ہوئی تھی۔

رایان خان سب کو باتوں میں مصروف دیکھتے نظر بچا کے پلوشہ خان کے پیچھے ہی کچن کی طرف بڑھا، جو پہلے خود پانی پیتے اپنے سینے پہ ہاتھ رکھتی اپنی دھڑکنیں درست کر رہی تھی۔ جو کب سے رایان خان کے گھورنے پہ ادھم مچا رہی تھی۔ وہ کب سے خود کو اسکی شدت بھری نظروں کے حصار میں محسوس کر رہی تھی، رایان خان اسکو یوں تیزی سے پانی پیتے دیکھ کے مسکراتے اسکی طرف بڑھا۔

پلوشہ نے ابھی پانی کا گلاس اپنے ہونٹوں سے ہٹایا ہی جب رایان خان نے اسکے ہاتھ سے شیشے کا گلاس پکڑتے دوسرے ہاتھ سے اس کے جبڑے کو نرمی سے اپنے ہاتھوں میں پکڑتے اسکے بھیگے گلابی بھرے بھرے ہونٹوں کو اپنی گرفت میں لیا۔ اس اچانک افتاد پہ پلوشہ خان کی آنکھیں پھیلی تھیں، رایان خان نے گلاس پیچھے شلف پہ رکھتے اس کی کمر کو دبوچ کے اوپر اٹھاتے مزید شدت سے اس کی سانسیں خود میں انڈھیلی۔ پلوشہ خان نے اپنی سانس بند ہونے پہ اسکے سینے پہ مکے برسانا شروع کیے، جب رایان خان نے اس کی کلائیوں کو اپنے ایک ہاتھ میں پکڑے اسکے نچلے ہونٹ کو اپنے ہونٹوں میں دباتے شدت سے اسکے بالائی لب کو چوما۔ پلوشہ خان کو اپنی سانسیں رکتی ہوئی محسوس ہوئی، جب رایان خان نے اس پہ رحم کھاتے اسکے ہونٹوں کو ازادی بخشی۔ پلوشہ نے نڈھال ہوتے اسکے سینے سے سر ٹکاتے اپنے گول مٹول ہاتھوں سے اس کے سینے پہ مکے برسائے۔

رایان خان سینے سے لگی اپنی متاعِ جاں کو سانسیں درست کرتے دیکھ کے مسکرایا۔

جانتی ہو کب سے تمہارے یہ ہونٹ مجھے بے چین کیے ہوئے تھے۔۔ رایان خان اس کے ماتھے پہ بھوسہ دیتے سرگوشی میں بولا، جس پہ پلوشہ نے دہکتے گالوں سے اسکی وائٹ جیکٹ میں اپنا چہرہ چھپایا۔

رایان نے ہلکا سا قہقہ لگاتے اسے مزید خود میں بینچھتے، اسکا دوپٹہ گلے سے نکالتے پاس پڑی کرسی پہ پھینکا۔

خبردار جو تم نے اب اس سالے درام کو کس کی، تمہاری چھوٹی سی کس پہ بھی صرف رایان خان کا حق ہے۔۔۔ رایان خان کو اسکے درام کے گال چومنے والی حرکت یاد آئی، جس پہ وہ اسے آنکھیں دکھاتے بولا۔۔۔ لیکن یاایان وہ تو بچہ۔۔۔ ابھی پلوشہ مزید بولتی جب رایان نے اسکی بات کاٹی۔۔۔بچہ نہیں سالا پوری فلم ہے، جانتی ہو اسکی نظر ہماری ہونے والی بیٹی پہ ہے۔۔۔ رایان خان اسکے سراپے کو پورے استحقاق سے دیکھتا گمبھیر آواز میں بولتا اسے درام کے ارادوں سے آگاہ کر رہا تھا، جس پہ پلوشہ نے آنکھیں پھیلائے منہ کھول کے رایان خان کو دیکھا۔ اسکی ڈارک براؤن آنکھوں میں رایان خان کا دل ڈوب کے ابھرا۔ اس نے اسکے کھلے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں دباتے بند کیا، جس پہ پلوشہ کی پلکیں لرزی۔۔۔

آپ کو شرم نہیں آتی چھوٹے سے درام پہ الزام لگاتے ہوئے۔۔۔ پلو شہ خان ہنوز اسکی جیکٹ کو مٹھی میں دبوچے درام کی سائیڈلے رہی تھی، جب اسکے پھر سے درام درام کا ورد کرنے پہ رایان خان نے اپنی پینٹ کی پاکٹ سے آئی فون نکالتے درام کی واٹس اپ کھولیں۔ جس میں درام خان کی کیوٹ آواز میں بیجھے گئے ڈھیروں وائس نوٹس تھے اور تقریباً ہر دوسرے وائس نوٹ میں درام خان کشمالہ کے نام کی تسبیح کچھ یوں پڑھ رہا تھا۔

"چاچو کشمالہ کب آئے گی؟"

"چاچو کشمالہ میرے ساتھ سکول جائے گی نہ۔۔۔"

"چاچو پلوشہ کو بولیں جلدی سے ہاسپیٹل سے جاکے میری کشمالہ لے آئیں۔۔۔"

"رایان چاچو آج کشمالہ میرے خواب میں آئی تھی۔۔۔ "

"چاچو کشمالہ سے صرف درام خان شادی کرے گا۔۔۔"

"رایان چاچو آپ کو برا تو نہیں لگتا نہ میرا بار بار کشمالہ سے شادی کے بارے میں بولنا، ویسے لگ بھی جائے تو مجھے کیا"؟

KOH NOVELS - URDU

"چاچو میں کبھی کبھی سوچتا ہوں میری کشمالہ آپ پہ نہ چلی جائے، اگر ایسا ہوا تو میں کشمالہ کی جگہ ساحر ماموں کی بیٹی سے شادی کر لوں گا۔۔۔"

اسکے پاس جس دن سے اس کا ائی فون آیا تھا، وہ ہر وقت رایان خان کو اپنی کیوٹ سی آواز میں میسج کرتے تنگ کرتا رہتا جس پہ رایان خان جی بھر کے تپتا تھا۔

پلوشہ خان اس معصوم سے درام خان کی گوہر افشانیاں سنتے شرم سے لال ہوتے حیرانگی سے رایان خان کو دیکھ رہی تھی۔ اسے اپنے کانوں سے دھواں نکلتا محسوس ہوا، وہ بھی ان سب کی طرح ہی بے باک نکلا۔۔۔

رایان خان اسکے ری اکشن پہ ہنستا ہوا اسکے سینے میں اپنا سر گھسیر چکا تھا۔ پلوشہ خان نے شرم سے دہرے ہوتے رایان کو کندھوں سے پکڑتے پیچھے کرنا چاہا، جب وہ بے باک جسارتیں کرتا پلوشہ کو مزید لال سرخ کرتے اپنی مرضی سے پیچھے ہٹا۔

کیا خیال ہے پھر کروں دادا جان سے رخصتی کی بات؟؟ رایان خان اپنا چہرہ اسکے چہرے کے قریب لاتے مسکراتے ہوئے استفسار کر رہا تھا۔

وہ۔ یایان۔۔۔ ابھی پلوشہ مزید دہکتے گالوں سے کچھ بولتی، جب رایان خان جھکتے اسکے سرخ کشمیری گالوں پہ اپنے دانت گھاڑ گیا۔

میں کھا جاؤں گا تمہیں کسی دن وشہ۔۔۔ رایان خان اب کی بار اس کے گالوں پہ شدت سے اپنے لب رکھتے اسکی ناک چومتے بولا، جب پلوشہ نے اسے ایک نظر پیار سے مسکرا کے اس سے دیکھا۔

رایان خان نے اپنی وشہ کو آنکھوں کے راستے دل میں اتارتے کیمرہ آن کرتے، اس کو خود کے بے حد نزدیک کرتے اس منظر کو اپنے کیمرے میں ریکارڈ کیا۔

رایان خان نے اب کی بار اسکے ہونٹوں کو پیار سے چومتے اس منظر کو بھی اپنے فون میں ریکارڈ کرتے، اسکی گردن پہ اپنا لمس چھوڑتے ہوئے بھی ایک تصویر بنائی۔۔۔ پلوشہ خان سے نظریں اٹھانا محال ہوا۔

رایان خان اسکی نظریں اپنے نچلے ہونٹ کے تل پہ محسوس (bite here بائٹ ہیر) کرتے گمبھیر لہجے میں بولا، جس پہ پلوشہ نے سٹپٹاتے ہوئے اس کے حصار سے نکلتے بھاگنا چاہا لیکن رایان خان اسے پھر سے پکڑ کے اپنے سینے سے لگا چکا تھا۔

لالہ کی رخصتی کے بعد میں دادا جان سے اپنی رخصتی کی بات کروں گا، تیار رہنا میری شدتیں برداشت کرنے لئے وشہ ڈارلنگ۔۔۔ وہ اسکے کان میں سرگوشی کرتے کان کی لوں چوم گیا۔

لیک۔لیکن یا۔ یان۔ا۔ ابھی مجھے یونی میں ایڈمیشن لینا ہے، وہ اس کے سینے پہ ہاتھ رکھتی اسکی آنکھوں میں دیکھتی آس سے بولی۔۔۔

تو میرے پاس آکے پڑھ لینا، میں اپنی بالو کو ہر روز اپنی باہوں میں پڑھا کے سوؤں گا۔۔۔ رایان خان نے اسے مسکراتے ہوئے جواب دیا، جس پہ پلوشہ نے منہ بنا کے نفی میں سر ہلایا۔

اچھا ٹھیک ہے اس بارے میں بعد میں بات کریں گیں، جیسی میری وشہ چاہے گی ویسا ہی ہو گا۔۔ وہ پیار سے دیکھتے اسکے ماتھے پہ بھوسا دیتے اسے اپنے حصار میں لئے بولا، جس پہ پلوشہ بھی ناز سے مسکرا دی۔ رایان خان اس پہ پابندیاں نہیں لگانا چاہتا تھا، اگر وہ مزید پڑھنا چاہتی تھی تو وہ اسے نہیں روکے گا لیکن وہ کوئی بیچ کا راستہ بھی سوچنا چاہتا تھا اسی لئے اس مسئلے پہ بعد میں بات کرنے کو کہا۔

ہرا خان نے ضرار کو باہر دیکھتے اسکے پیچھے اپنے قدم بڑھائے، جب ضرار خان نے اپنے پیچھے کسی کی موجودگی محسوس کرتے ایک ہی جٹھکے میں اس وجود کو بازو سے پکڑتے اپنے آگے کرتے دیوار سے لگایا۔ یہ سب ایک جھٹکے میں ہوا، جس پہ ہرا خان بھوکھلائی۔۔۔ کیا چاہتی ہیں اب؟ کیا اتنی دیر سے میری گال پہ نظر رکھتے مجھے ایک اور تھپڑ سے نوازنا چاہتی ہیں، ایک دن میں ایک تھپڑ مارنے سے جی نہیں بھرا آپ کا۔۔ ضرار خان اس کی جھکی نظروں کو دیکھتے تپے ہوئے لہجے میں بولا، جس پہ ہرا خان مزید شرمندہ ہوئی۔۔۔ سوری ضرار میں تب غصے میں۔۔۔ ابھی ہرا اپنی انگلیاں مروڑتے اپنے لاڈلے کزن سے معافی مانگتی، جب اس نے اپنا تھپر والا سفید گال اسکے ہونٹوں کے پاس کیا۔معافی نہیں چاہیے مرہم چاہیے!! وہ اس کے گلابی ہونٹوں پہ نظریں جمائے اسکے دائیں بائیں دیوار پہ ہاتھ رکھتے گمبھیر آواز میں بولا، جس پہ ہرا خان نے دہکے گالوں سے اسے آنکھیں دکھائی۔ ہمیشہ کی طرح آج بھی ضرار خان کو اسکی آنکھیں دکھانے والی ادا بھا گئی۔

ہٹو پیچھے میری ہی غلطی ہے جو میں یہاں آگئی۔۔۔ ہرا خان اسکے چٹانی سینے پہ ہاتھ رکھتی اسے دور کرتی بولی۔ پہلے مرہم رکھیں ۔۔۔ ضرار خان ہنوز اسکے لبوں کو دیکھتے اپنی ضد پہ قائم تھا۔ ضرار تم پاگل ہو، ہٹو پیچھے کوئی آ جائے گا۔۔۔ ہرا خان کو اس سرپھرے پٹھان پہ جی بھر کے غصہ آیا، جو ہر وقت اپنی منمانی کرتا تھا۔ ہرا خان سے ناراض ناراض سا ضرار خان دیکھا نہیں جا رہا تھا اسی لئے پتا نہیں کس احساس کے تحت اسکے پیچھے چلی آئی اور اب اسے خود پہ بھی جی بھر کے غصہ آ رہا تھا۔

آنے دیں سب کو بھی تو پتا چلنا چاہیے کہ ضرار خان کو اپنی منگ کو اپنی دسترس میں لینے کی کتنی جلدی ہے--- وہ اپنا چہرہ اسکے نزدیک کرتا گھمبیر آواز میں بولا، ہرا خان ایسی سیچویشن کا پہلی دفعہ سامنا کر رہی تھی۔ اسکی گھمبیر آواز اور بے باک بات پہ ہرا خان کی پلکیں لرزی جبکہ گال دہک کے لال ہوئے۔ چاہے جانے کا احساس کتنا دلکش ہوتا ہے یہ احساس ہرا خان کو دھیرے دھیرے ضرار خان کی آنکھوں میں خود کا عکس دیکھتے ہو رہا تھا۔ ضرار خان نے اسکے چاند سے چہرے پہ اپنی قربت کے رنگ دیکھتے بے خود ہوتے اسکے ماتھے پہ بھوسا دیا۔ ابھی وہ مزید بے خود ہوتا، جب ہرا خان اسکے سینے پہ مکہ مارتی اسے خود سے دھکا دیتی یہاں سے بھاگی۔ جس پہ ضرار خان ٹھنڈی آہ بھرتے اپنے کالے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیر کے رہ گیا۔

فنکشن اختتام پزیر ہو چکا تھا، سب اپنی اپنی حویلی کی طرف بڑھ چکے تھے۔ فارس خان جاتے ہوئے خود ڈرائیو کر کے نہیں گیا، بلکہ وہ رایان خان کی گاڑی کی فرنٹ سیٹ پہ نیم دراز تھا۔ ساحر نے اسے رکنے کا کہا، جس پہ فارس خان نے اوورایکٹنگ کرتے یہ کہتے انکار کیا کہ وہ سب کچھ تو بن سکتا ہے لیکن "گھر جمائی" نہیں بن سکتا، یہ اس سے نہیں ہو پائے گا۔ جس پہ ساحر خان صرف اسے گھور کے رہ گیا۔

زرلاشتہ خان اپنے کمرے میں آتے اپنی سب چیزیں اتار کے نفاست سے رکھتے اپنا لباس تبدیل کرتے ڈریسنگ روم سے ایک تکیا اور چادر پکڑتے صوفے پہ لیٹ چکی تھی۔ وہ پھر سے ساحر خان کے بیڈ پہ لیٹ کے کل والا تماشہ کرئیٹ نہیں کروانا چاہتی تھی، وہ اگر دو تکیے لے کے سوتا تھا تو زرلاشتہ نے اسکے تکیے نہیں چھیڑے تھے۔ وہ اگر آپنا الگ کمبل لے کے سوتا تھا تو زرلاشتہ نے اس کمبل نہیں چھوا تھا اور اگر جو اسکے بیڈ پہ سونے سے وہ کل رات اپنے گڑیا جتنے وزن سے اسکی نیند خراب کر چکی تھی تو زرلاشتہ نے آج اسکے بیڈ کی طرف رخ بھی نہیں کیا تھا۔ وہ چھوئی موئی سی اس صوفے پہ سکون سے سو سکتی تھی۔

وہ صوفے پہ لیٹی اپنی آنکھوں پہ بازو رکھے ہوئے تھی، جب آج کے فنکشن میں ہرا خان کی شادی کی باتوں کا زکر یاد کرتے اسکی آنکھوں سے آنسو نکلتے کنپٹی میں جذب ہو رہے تھے۔ وہ ہنوز یہ سوچ رہی تھی کہ ساحر خان ہی ہرا خان سے دوسری شادی کرنے والا ہے کیونکہ ابھی حویلی میں ٹھیک سے اس بات کا واضح زکر نہیں ہوا تھا کہ ہرا کی شادی کس سے ہو رہی ہے۔ بس اسکی شادی کی شاپنگ کے متعلق ہی باتیں ہو رہی تھیں۔ زرلاشتہ خان لائٹ پستہ سادھے سی شلوار قمیض میں خود پہ کمبل اوڑھے

سوچوں میں گم اپنی ہری آنکھوں کو بہائے جا رہی تھی جب کمرے میں ساحر خان دروازہ کھولتا اندر داخل ہوا۔ ساحر خان کی خوشبو محسوس کرتے زرلاشتہ نے نامحسوس انداز میں اپنے بہتے آنسو صاف کیے، ساحر خان اسے صوفے پہ لیٹتے دیکھ کے غصے سے پاگل ہوتا اسکی طرف بڑھا۔ وہ اسکو آنسو صاف کرتے بھی دیکھ چکا تھا۔

یہ کیا تماشہ ہے؟ تمہیں کیا لگتا ہے اب میں فلم یا ناول کے ہیروز کی طرح تمہیں اٹھا کے بیڈ پہ لے کے جاؤں گا؟؟ ساحر خان اسکی آنکھوں سے کہنی ہٹاتے سخت لہجے میں بولا۔ کل کی طرح آپ کی نیند خراب نہ ہو جائے اسی لئے میں یہاں لیٹی ہوں۔ مجھے کوئی شوق نہیں ہے فضول کے چونچلے کرنے کا۔۔ وہ اس کے الزام پہ تڑپتے ہوئے اپنے معصوم لہجے کو مضبوط بناتے بولی، ساحر خان بغور کل سے اسکی چلتی زبان کے جوہر دیکھ رہا تھا۔ اسکی سرخ کناروں والی بھیگی آنکھوں میں سرخ ڈھورے دیکھ کے ساحر خان نے ایک ہی جھٹکے سے اس پر سے کمبل اتارا۔ کہہ تو تم ٹھیک رہی ہو تمہارے الفاظوں کی سزا میں میری کل کی نیند خراب کرنے کی سزا کا بھی اضافہ ہونا چاہیے۔ جس کا بدلہ آج میں تمہارے نازک وجود پہ سوتے لوں گا۔ ساحر خان ایک ہی جھٹکے میں اس کے اوپر لیٹتے بولا، اس لمبے چوڑے وجود کا وزن خود پہ برداشت کرتے زرلاشتہ خان کو لگا اسکی سانسیں بند ہو جائیں گی۔۔

عشقِ ستم...قسط35

کہہ تو تم ٹھیک رہی ہو تمہارے الفاظوں کی سزا میں میری کل کی نیند خراب کرنے کی سزا کا بھی اضافہ ہونا چاہیے۔ جس کا بدلہ آج میں تمہارے نازک وجود پہ سوتے لوں گا۔ ساحر خان ایک ہی جھٹکے میں اس کے اوپر لیٹتے بولا، اس لمبے چوڑے وجود کا وزن خود پہ برداشت کرتے زرلاشتہ خان کو لگا اسکی سانسیں بند ہو جائیں گی۔۔ نیلی آنکھیں ہری آنکھوں سے چار ہوئی، زرلاشتہ خان کے پورے وجود میں سنسنی دوڑی یہ سوچ کر کہ آج رات اسے ساحر خان کی ضرورت کا سامان بننا ہے۔ اس نے سہمی ہرنی سی آنکھوں سے ساحر خان کو دیکھا۔ زرلاشتہ خان تم شاید بھول رہی ہو مجھے تمہارے وجود سے آج ایک اچھی رات گزارنی تھی۔ کیونکہ دن میں تو تم مجھ سے بچ چکی تھی لیکن آج کی رات میں تمہیں ٹریلر دکھائے بغیر سونے نہیں دوں گا۔ تم اپنا لباس تبدیل کر کے اور اس صوفے پہ سو کے میری شدتوں سے بچ نہیں سکتی اور ویسے بھی تمہیں تو خود پہ ناز ہونا چائیے کہ ساحر خان اپنی دوسری شادی سے پہلےہی تمہیں اپنی قربت بخشنے کا موقع دے رہا ہے۔ ویسے یہ سب میں نے اپنی من چاہی بیوی کے لئے پلین کیا تھا... ساحر خان کے لفظوں کے تیر زرلاشتہ خان کا دل چیر چکے تھے، لاکھ چاہنے

کے باوجود بھی آنکھوں سے ایک ساتھ کتنے ہی آنسو گالوں پہ لڑکھتے گردن بھگو گئے۔ اس کی باتوں میں سب سے زیادہ ازیت دوسری شادی اور من چاہی بیوی کے الفاظ نے دی تھی۔ ہم جانتے ہیں ہم اور ہمارا وجود آپ کے شایان شان نہیں ہے، لیکن ہمیں یوں کسی کال گرل یا طوائف کا درجہ بھی مت دے۔۔۔ اور باقی کے الفاظ زرلاشتہ خان کے منہ میں ہی دب چکے تھے، جب ساحر خان نے شدید غصے سے پاگل ہوتے اس کے بال اپنی مٹھی میں جکڑتے اسکے نازک ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں قید کیا۔۔ اسکے لمس میں بے تحاشہ شدت اور غصہ تھا، وہ اسکی ہر آتی جاتی سانس کو خود میں انڈھیلتا اس کے لفظوں کی سزا دینا چاہتا تھا لیکن زرلاشتہ کے الفاظ ساحر خان کے دماغ میں بار بار گھونجتے اسے اپنی شدت بڑھانے پہ مجبور کر رہے تھے۔۔ وہ شدید غصے سے پاگل ہوا تھا، پورے وجود میں چنگاریاں سی بھری تھیں۔ اس کے آگ سی تپش لئے لمس سے زرلاشتہ کو لگا وہ مر جائے گئی۔ اس نے شدید مزاحمت کرتے اس کے سینے پہ مکے مارتے اسے خود پر سے ہٹانا چاہا لیکن ساحر خان اس کے ہونٹوں پہ زور سے اپنے دانت گھاڑتے کروٹ لیتا ایک ہی جھٹکے میں اسکے وجود کو اپنے سینے پہ لٹاتے مزید شدت سے اس کے ہونٹ دبوچ گیا۔ زرلاشتہ خان نے اب کی بار بے حال ہوتے اسکی سفید گردن میں زور سے اپنے ناخن گھاڑے، ساحر خان اس کے بے جان وجود کو دیکھتا خود کے غصے کو ضبط کرنے کی کوششوں میں اسکے ہونٹوں کو آزادی بخشی گیا۔ طوائف کا مطلب جانتی ہو تم زرلاشتہ خان؟؟ جانتی ہو ایک کال گرل کون ہوتی ہے؟؟ وہ کیسے کام انجام دیتے ہوئے ایک ہی وقت میں کتنے ہی مردوں کی راتیں رنگین کرتی ہے!؟؟ اور جانتی ہو ایک طوائف، طوائف کیسے بنتی ہے؟ انہیں ان کے محرم بے غیرت بنتے کوٹھوں پہ بیچ جاتے ہیں، جو کتنے ہی مردوں کے سامنے رقص کرتی اپنے وجود کی نمائش کرتے پیسے بٹورتی ہیں اور پھر جو مرد اسکی زیادہ بولی لگاتا ہے وہ اپنا پیسہ وصول کرتی اسکی رات رنگین کرتی ہے اور جانتی ہو جس نے پیسہ دیا ہو، وہ پوری رات اسے وحشیوں کی طرح نوچتے ادھیڑ کے رکھ دیتا ہے۔۔۔ اب مجھے بتاؤ زرلاشتہ خان تمہارے ساتھ ابھی تک ساحر خان نے ان میں سے کونسا گھٹیا کام انجام دیا ہے؟ جو تم خود کے لئے اتنے شرمناک اور گھٹیا الفاظ استعمال کر رہی ہو۔ ڈیم اٹ۔۔ ساحر خان اسکی گردن میں ہاتھ ڈالتے اسے خود پہ جھکاتے حلق کے بل چیخا، زرلاشتہ خان جو آنسو بہاتے اپنی پھولی ہوئی سانسوں کو درست کرنے کی تگ و دو میں حلقان ہو رہی تھی اسکی دھاڑ سے ڈرتے اسکے سینے میں اپنا چہرا چھپا گئی۔

بولو کیسے ہمت ہوئی تمہاری یہ بکواس کرنے کی؟؟ ساحر خان اس کے کوئی بھی جواب نہ دینے پہ مزید غصے سے پاگل ہوتے اسکے بالوں کو مٹھی میں جھکڑتے اسکا چہرہ اپنے سینے سے اٹھاتے خود کے قریب کرتے دھاڑا۔۔۔ کیونکہ ہم تو صرف ایک ضرورت ہیں نہ اور ایک طوائف بھی مرد صرف ضرورت کے وقت۔۔ زرلاشتہ خان

ابھی اسے اپنی معصومیت بھری آواز میں روتے مزید انفارمیشن دیتی جب ساحر خان نے اسکی بات کاٹی۔

بکواس بند کرو اپنی زرلاشتہ خان دیکھو میری آنکھوں میں!! کیا تمہیں ان میں اپنا عکس نظر نہیں آتا ؟؟ کیا یہ آنکھیں تم سے چیخ چیخ کے بیان نہیں کرتی کے تم ساحر خان کے لیے کیا ہو؟ کیا یہ تمہیں نہیں بتاتی کہ ساحر خان تمہارے نقش نقش کا دیوانہ ہے؟ کیا یہ تمہیں نہیں بتاتی کہ ساحر خان تم سے ایک پل کے لئے بھی دور نہیں جانا چاہتا ؟ کیا یہ نہیں بتاتی تمہیں کہ یہ سالا بکواس کرتا ہے تم اسکی ضرورت نہیں اسکا نشہ بن کے اسکے ہواسوں پہ چھا چکی ہو؟؟ بولو زرلاشتہ خان کیا تم نہیں جانتی تم میری کچی عمر کا عشق ہو؟ کیا یہ آنکھیں تمہیں نہیں بتاتی کہ تمہارے رونے سے ساحر خان کو بے تحاشہ تکلیف ہوتی ہے؟ کیا تم ان آنکھوں کا درد آج بھی نہیں پڑھ پائی زرلاشتہ خان، جنہوں نے آٹھ سال تمہاری ایک بھی جھلک دیکھے بنا پل پل تمہاری جدائی میں تڑپ تڑپ کے کاٹی ہے؟؟ تمہارے پیدا ہوتے ہی میں نے تمہیں اپنے نام کیا صرف جھک مارنے کے لئے کروایا تھا؟ ساحر خان اسکے ہونٹ اپنے ہونٹوں کے بے حد قریب کرتے شدت سے ایک ایک الفاظ چباتے ہوئے بولا، اسکا چہرہ غیظ و غضب اور اپنی تکلیف یاد کرتے بے تحاشہ سرخ ہو رہا تھا۔۔ اسکی سانسوں کی تپش سے زرلاشتہ خان کا پورا وجود تپ اٹھا تھا۔ اس کے الفاظوں کی تڑپ محسوس کرتے اسکی آنکھوں سے آنسو مزید شدت سے گرتے ساحر خان کا چہرہ گیلا کر رہے تھے۔۔ اسے ساحر خان کا ایک ایک لفظ اپنی روح میں اترتا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔ تو آپ کیا اندھے ہیں یا پھر آنکھیں خراب ہیں آپ کی؟ یا روزانہ ان آنکھوں میں تیزاب ڈال لیتے ہیں آپ، جو آپ کو میری آنکھوں میں چھپا ہوا درد نظر نہیں آتا؟ سب کچھ میں ہی کیوں دیکھوں؟ میں ہی کیوں برداشت کروں؟ میں نے بھی آپ جتنا ہجر کاٹا ہے، آپ سے زیادہ تکلیفیں میرے حصے میں آئیں ہیں۔۔ زرلاشتہ خان کے پہلے جملے پہ ساحر خان نے اتنے غصے میں بھی اپنی مسکراہٹ چھپائی۔۔ زرلاشتہ خان جتنی معصومیت اور کیوٹ طریقے سے اس کے سینے پہ مکے برسائے روتے ہوئے اپنا درد بیان کر رہی تھی، ایسا لگ رہا تھا وہ اسے کسی ڈرامے کی ایموشنل سٹوری بتا رہی ہو! ساحر خان نے اپنی مسکراہٹ چھپانے کی غرض سے اسے مزید خود پہ جھکاتے اسکی گردن میں اپنا چہرہ چھپایا۔۔

آپ بہت ظالم ہیں خان! بہت زیادہ، حد سے زیادہ، ہمیں کبھی کبھی یقین نہیں آتا کہ آپ ہم سے اتنی بے رخی کیسے برت سکتے ہیں؟ اور ہم آپ کی بے رخی سہتے ہوئے ابھی تک زندہ کیسے ہیں، کبھی کبھی ہمیں لگتا ہے ہم ایک زندہ لاش ہیں !! اسکے لہجے میں چھپا درد محسوس کرتے ساحر خان نے اسکی گردن پہ کتنی ہی بار پیار سے اپنے لب رکھے۔۔۔

اگر ظالم میں ہوں زرلاشتہ خان تو مظلوم تم بھی نہیں ہو ، تم نے ہی سکھایا ہے مجھے ظلم کرنا! اب اگر تمہاری آنکھیں زیادہ آنسو بہا لیتی ہیں تو تم ہر چیز سے آسانی سے بری الزمہ نہیں ہو سکتی!! ساحر خان اپنے لبوں سے اسکے آنسو چنتے اسکے کان میں بولا، اب کی بار لہجہ نہ زیادہ نرم تھا اور نا ہی سخت!

حیرت ہے ہم پندرہ سال تک آپ کو معصوم بننا تو نہیں سکھا پائے لیکن ہماری چند ہی باتوں نے آپ کو ظالم بننا سکھا دیا؟؟ زرلاشتہ خان نے روتے ہوئے گہرا طنز کیا، جس پہ ساحر خان نے آئیبرو اچکاتے اسے دیکھا اور شاید اسکے انداز پہ پھر سے اپنی مسکراہٹ دبائی----

تمہاری وہ چند باتیں ہی بہت جان لیوا تھیں زرلاشتہ خان، میں تمہارے الفاظ چاہ کے بھی نہیں بھول سکتا!! تم نے اس دن ساحر خان کو بے حد کمزور کیا تھا---- تم نے اس دن میرے سالوں کے عشق کو پل میں سب کے سامنے بےمول کیا تھا---- تم نے ساحر خان کو آنسو بہانے پہ مجبور کیا تھا---- میری بہن ونی کی گئی تھی زرلاشتہ خان لیکن تم نے مجھے ایک جھوٹی تسلی تک نہیں دی تھی، تم نے لوگوں کی باتوں پہ یقین کیا تھا---- تم نے بھی سب کی طرح اپنے باپ کے قتل کا الزام میرے باپ پہ لگایا تھا اور اس کی بے وجہ سزا تم نے ساحر خان کو سنائی تھی---- ساحر خان نے بھی اپنے عشق کی حد کرتے سب جانتے بوجھتے آٹھ سالوں کی ناراضگی کی سزا اپنے باپ "حیدر خان" کو سنائی----

بتاؤ کوئی ایک ثبوت کوئی ایک دلیل بھی تمہارے بھائی میرے باپ کو قاتل ثابت کرنے کے لئے لا سکےان آٹھ سالوں میں؟ نہیں نا؟؟ زرلاشتہ خان تم نے مجھے تم سے عشق کرنے کی بہت بڑی سزا دی ہے---- اگر تم نے یہ آٹھ سال باپ کے سائے کے بغیر گزارے تھے، تو زرلاشتہ خان میں نے اپنے باپ کے نزدیک رہتے ہوئے بھی ان سے بے رخی برتی تھی---- کیونکہ ان کی صرف ایک غلطی تھی کہ وہ اپنی مورے اور بھائی کو دفناتے ہوئے غصہ سے پاگل ہوتے لال ہویلی گئے تھے---- زرلاشتہ خان میں قسم کھاتا ہوں میرا باپ خود کو گولی تو مار سکتا تھا لیکن اپنے جگری یاروں کو نہیں مار سکتا تھا---- تم نے میری ایک صفائی نہیں سنی تھی، تم نے مجھے سو بار جھٹکا اور میں نے اتنی ہی بار تمہیں سینے سے لگایا تھا---- لیکن پھر بھی تم نے میرے عشق کو بری طرح ٹھکرایا تھا، ساحر خان کا دکھ بھی زرلاشتہ سے چھوٹا نہیں تھا---- اسکے لہجے میں ٹوٹے کانچ سی کرچیاں تھیں، مان ٹوٹنے کا درد تھا، عشق میں ٹھکرائے جانے کی تکلیف تھی جو زرلاشتہ خان کا دل چیر رہی تھی---- اسکی کہی ایک ایک بات سچ تھی، جسے یاد کرتے زرلاشتہ خان کی آنکھیں مزید تیزی سے آنسو بہا رہی تھیں-----

KOH NOVELS URDU

ہم۔ہم تب چھو۔چھوٹے تھے، کچ۔کچھ سمجھ نہیں پایا۔۔۔ ابھی زرلاشتہ خان ساحر خان کو کوئی دلیل دیتی جب اس نے اس کی بات کاٹی۔۔۔ مان لیا پندرہ سال کی تھی تم، بقول تمہارے تم چھوٹی تھی۔ کچھ سمجھ نہیں پائی، پھر ایک پندرہ سال کی چھوٹی بچی ہوتے تمہاری چھوٹی سی زبان پہ طلاق کا لفظ کیسے آیا؟؟ تم اتنی چھوٹی تھی تو اس رشتے کو ختم کرنے کی ہمت اس چھوٹی اور معصوم لڑکی میں کیسے آئی۔۔ یہ چھوٹی سی لڑکی یہ بات کیسے جان سکتی تھی کہ اس رشتے کی بنیادوں کو کھوکھلا کیسے کیا جا سکتا ہے۔۔ چلو مان لیا میرا باپ قاتل تھا لیکن اس میں میرا کیا قصور تھا؟ مجھے کس چیز کی سزا سنائی تھی تم نے زرلاشتہ خان؟؟ کیا میرا قصور صرف تم پہ حق جتانا تھا؟؟ ساحر خان نے اس دفعہ دھاڑتے ہوئے بھگو بھگو کے طنز مارے۔۔ جس پہ زرلاشتہ خان نے لاجواب ہوتے روتے ہوئے اس پر سے اٹھنا چاہا، جب ساحر خان نے اسکی کمر پہ گرفت مضبوط کرتے اسے مزید خود میں بینچھا۔ جواب دو اب میری باتوں کا۔ وہ اس کے کان میں غرایا۔۔ چھوڑیں ہمیں !! ہم آپ کی باتوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ جائیں اپنی عمر کی لڑکی سے دوسری شادی کریں، پھر دیکھیں وہ کیسے آپ کو تیر کی طرح سیدھا کرتے دن میں تارے دکھائے گی۔ زرلاشتہ خان کے بولنے کا انداز بالکل بچپن کی طرح اتنا کیوٹ تھا کہ ساحر خان کو اسکے آگے اپنا آپ ہارتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ اس نے بےخود ہوتے اس کی سیاہ ٹھوڑی پہ دانت گھاڑتے اسکے گلابی لب اپنی دسترس میں لئے، جو کب سے ایک کیوٹ شیپ میں زاویے بنا بنا کے بولتے اسے بےچین کیے ہوئے تھے۔ زرلاشتہ خان نے مزاحمت کرتے پیچھے ہونا چاہا، جب ساحر خان نے اسکے سر کے پیچھے ہاتھ رکھتے دوسرے ہاتھ سے اسکی کمر کو دبوچتے گھونٹ گھونٹ بھر کے شدت سے اس کے لبوں کا جام پینا شروع کیا۔ زرلاشتہ نے اسکے طنز مارنے کا بدلہ لیتے اسکے گلابی نچلے ہونٹ پہ زور سے اپنے چھوٹے چھوٹے موتیوں سے دانت گھاڑے اور ایسا آج پہلی بار ہوا تھا۔ جس پہ ساحر خان کو تکلیف ہونے کی بجائے گدگدی سی ہوئی، اس نے اپنی نیلی آنکھوں میں حیرانگی لیے اپنی معصوم سی تاشو کی اس ادا پہ اب کی بار اپنے دونوں ہاتھ اس کے گالوں پہ رکھتے مزید شدت سے انہیں چومتے اسے خود پہ جھکایا۔ زرلاشتہ کی اتنی سی حرکت اسے شے دیتے مزید بےخود کر گئی تھی۔ وہ کبھی اسکے بالائی لب کو چومتے اس پہ نرمی سے اپنے دانت گھاڑتا، تو کبھی یہی عمل اسکے نچلے لب پہ بھی دہراتا۔ اگر جو آج اس نے دوپہر میں کہا تھا کہ وہ اسکے ہونٹ اپنے ہونٹوں میں جھکڑ کے اسکی ساری سانسیں پی جائے گا تو وہ ایسا کر کے بھی دکھا رہا تھا۔ زرلاشتہ خان نے اپنی حرکت پہ جی بھر کے افسوس کرتے اس پر سے اٹھنا چاہا لیکن ساحر خان تو اسکے لبوں کا جام پیتا جیسے کسی اور جہان میں پہنچ چکا تھا۔ وہ اسکی ایک ایک سانس اپنے سینے میں انڈھیلتے خود کو سیراب کرتے اس کے بےجان وجود کو دیکھتے اسے اپنی چند سانسیں

بخشتا پیچھے ہوا۔ دوسری شادی تو میں کر ہی لوں گا کیوں کہ تم تو ابھی خود چھوٹی ہو، ایسے میں تو مجھے اپنے بڑھاپے میں جاکے بےبی پلینگ کرنی پڑے گی اور بابا جان اور دادا جان کو تو میرے بچے کھلانے کی بہت جلدی ہے وہ اتنا انتظار ہر گز نہیں کر سکتے۔۔۔ ساحر خان اس کی بات کا جواب بے باک انداز میں دیتے زرلاشتہ خان کو بے حد غصہ دلا چکا تھا، جس پہ وہ اپنا پورا زور لگا کے اس پر سے اٹھتی بیڈ کی طرف بڑھی اور تکیے پہ اوندھے منہ گرتی پھوٹ پھوٹ کے رونا شروع کر چکی تھی۔ کیونکہ جب اسے حد سے زیادہ غصہ آتا تھا وہ رو رو کے اپنا غصہ کم کرتی تھی، اسکے یوں پھر سے رونے پہ ساحر خان اپنے بھورے بالوں میں ہاتھ پھیرتے صوفے پر سے اٹھا۔ ویسے بھی صوفہ اس کے لمبے چوڑے وجود کے لئے بہت چھوٹا تھا، جس پہ وہ کافی مشکل سے ایڈجسٹ ہو رہا تھا۔

ساحر خان نے ایک نظر زرلاشتہ کو دیکھتے بیڈ کی طرف قدم بڑھاتے اسے تنگ کرنے کی غرض سے کل کی طرح اسکے سر کے نیچے سے تکیہ کھینچتے اسے اپنی سائیڈ سے آگے کو کسکھایا۔ آج وہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ گلے شکوے کر چکے تھے، اس لئے اب دل کچھ ہلکا تھا۔ لیکن زرلاشتہ خان کی جان تو ہمیشہ کی طرح اس کی دوسری شادی والی بات پہ اٹک چکی تھی، اس کا دل جل جل کے راکھ ہو رہا تھا۔ اس کے یوں اپنی سائیڈ سے پیچھے کرنے اور تکیہ کھینچنے پہ زرلاشتہ نے اپنی بھیگی آنکھیں اٹھاتے اس غصے سے دیکھا، جس پہ ساحر خان آبرو اچکاتے نیم دراز تھا۔ زرلاشتہ خان نے اپنی سائیڈ سے بیڈ شیٹ نکالتے غصے سے اسکا گولا بناتے ساحر خان پہ پھینکی۔

یہ بھی لے لیں یہ بیڈ شیٹ بھی آپ کی ہی ہے نہ اور اسے اپنے منہ پہ لپیٹنے کے بغیر تو آپ کو نیند نہیں آئے گی نہ؟ زرلاشتہ خان اب باقاعدہ اسکے نزدیک ہوتی غصے سے آنسو بہاتے اس پہ اپنی گولا بنائی گئی بیڈ شیٹ لپیٹ رہی تھی، جس پہ ساحر خان نے اوندھے منہ ہوتے اپنی مسکراہٹ چھپائی۔ زرلاشتہ خان اسکی ڈھیٹائی پہ اب کی بار ہچکیاں لیتی بیڈ سے اٹھی، وہ تو اسکے آنسوؤں پہ تڑپتا تھا نا تو اب کیوں سکون سے لیٹا ہوا تھا۔ وہ ایک نظر اس ظالم کو دیکھ کے اپنی پوری طاقت سے اپنی سائیڈ سے بیڈ کا گدا اٹھاتے اس پہ پھینکنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ یہ لے یہ بھی لے لیں میں بیڈ کے نیچے سو جاؤں گی، پھر سکون آجائے گا آپ کو!! وہ چیخ کے روتے ہوئے بولی جا رہی تھی، آج زرلاشتہ خان پھر سے شیرنی بن چکی تھی۔ وہ شروع سے گل بہار کی طرح ہی چلبلی سی تھی اسے تو ساحر خان کی جدائی نے بدل کے رکھ دیا تھا اور آج جب وہ اسکے پاس تھا تو وہ انجانے میں تقریباً اسے اپنا بچپن والا روپ ہی دکھا رہی تھی، جس سے وہ ابھی تک خود انجان تھی۔ وہ جو اپنی پوری نازک جان لگاتے اس پہ تقریباً اپنی

سائیڈ والا گدا پھینک چکی تھی، ساحر خان اسکی حرکت پہ حیرانگی سے اپنی نیلی آنکھیں پھیلائے سیدھا ہوا ہی کہ اسے اپنے سینے میں بھینچ کے ریلکس کرتے سلا سکے، لیکن اگلے ہی پل گدے میں سپرنگز ہونے کی وجہ سے گدا پھر سے پیچھے کو اچھلتا زرلاشتہ کے سر پہ لگ گیا۔ آہہہہ!! زرلاشتہ خان چیختے ہوئے رونا شروع کر چکی تھی۔۔۔ وہ نازک سی جان اس گدے اور گدے پہ لیٹے وجود کی اتنی ستمگری پہ زمین پہ بیٹھتے منہ پہ ہاتھ رکھ کے پھوٹ پھوٹ کے رونا شروع ہوگئی، یہ سب ایک پل میں ہوا تھا۔ ساحر خان جو اس کی دی گئی بیڈ شیٹ میں الجھ چکا تھا، ایک ہی جھٹکے میں بیڈ شیٹ کو خود سے دور کرتا تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔ اس اچانک افتاد پہ ساحر خان کا دل اچھل کے حلق میں آیا، دل شدت سے دھڑکا تھا۔

وہ اسکے پاس پہنچتا گھٹنوں کے بل بیٹھا، اس کے گھٹنوں سے اسکا چہرہ اٹھاتے ماتھے پہ پریشانی اور فکرمندی سے پھونکیں مار رہا تھا، جو پورا سرخ پر چکا تھا۔ زرلاشتہ خان کے سلکی شہد رنگ بال کھلتے ہلکے ہلکے اڑتے اس منظر کو مزید خوبصورت بنا رہے تھے۔ زرلاشتہ خان نے ہچکیاں بھرتے اس کے بازوؤں پہ اپنے ہاتھ مارتے اسے خود سے دور کرنے کی تگ و دو کی، جس پہ ساحر خان زبردستی اسے اپنی گود میں اٹھائے کھڑا کر گیا۔ وہ نہیں جانتا تھا وہ اس پہ غصہ نکالتی خود کو ہی چوٹ لگوا لے گی، نہیں تو کبھی بھی اسے تنگ کرنا شروع نہ کرتا۔

زرلاشتہ خان نے ہنوز روتے اپنی ٹانگوں کی سائیکل چلاتے اسکی گود سے نکلنا چاہا، جب ساحر خان اسے آنکھیں دکھاتے بیڈ کی طرف بڑھا۔ اسکے آنکھیں دکھانے پہ زرلاشتہ نے اپنی مزاحمت ترک کی، وہ جانتی تھی یہ انسان جلاد بننے میں وقت نہیں لگائے گا۔ ساحر خان اسے نرمی سے بیڈ پہ لٹاتے اس پہ سایہ فگن ہوا لیکن اپنا وزن اس نازک جان پہ نہیں ڈالا تھا اور اپنے ہاتھ سے نرمی سے اس کا ماتھا سہلاتے شدت سے اپنے لب رکھ گیا۔ آٹھ سال، پورے آٹھ سال بعد زرلاشتہ خان نے اپنی پیشانی پہ اسکے لمس کو محسوس کیا تھا، وہ اپنا درد بھول چکی تھی۔ وہ تو اپنی خواہش یوں پوری ہو جانے پہ حیران سی اپنی ہری آنکھوں کو مزید بھیگا رہی تھی۔ ساحر خان جانتا تھا وہ کیا سوچ رہی ہے، اس نے مزید بے خود ہوتے اس کے پورے چہرے پہ دیوانا وار اپنا لمس چھوڑنا شروع کیا تھا۔ وہ اسکے نقش نقش کو جانے کتنی بار دیوانوں کی طرح چوم رہا تھا۔ زرلاشتہ خان کے گال دہک کے لال ہوئے، اسکے لمس میں بے تحاشہ شدت اور پیار محسوس کرتے اس سے شرم سے نظریں اٹھانا محال ہوا تھا۔ پورے وجود میں ایک سنسنی سی دوڑی تھی۔ زرلاشتہ خان نے کانپتے ہوئے اسکے سفید کرتے کو اپنی مٹھیوں میں دبوچا اور آج ساحر خان نے اسکے ہاتھ نہیں جھٹکے تھے۔ وہ اب اسکی گردن کو اپنے لمس سے بھگوتا اسکے چہرے اور گردن پہ اپنی بھوری گھنی بیئرڈ اور مونچھیں

رگڑ رہا تھا۔ زرلاشتہ خان اسکے اتنے پیار پہ خود کو ہواؤں میں اڑتا ہوا محسوس کر رہی تھی لیکن زرلاشتہ خان نے دل میں عہد کیا کہ اب ناراض ہونے کی اسکی باری تھی، وہ بھی ساحر خان کو تنگ کرتے جی بھر کے اپنے بدلے لے گی۔ باقی کی لڑائی کل لڑ لینا تھوڑی سی بڑی کیا ہو گئی، اس بچی کے تو پر ہی نکل آئے ہیں۔ ساحر خان اسکے ماتھے کو پھر سے اپنے ہاتھ سے سہلاتے جان بوجھ کے مزاق اڑانے والے انداز میں بولا، جس پہ زرلاشتہ خان نے منہ پھلائے اپنا رخ موڑا۔ (ساحر خان تو اللہ کا شکر گزار تھا کہ زرلاشتہ ٹائم سے پیچھے ہو چکی تھی، جس پہ اس کو اتنی چوٹ نہیں لگی تھی۔ نہیں تو وہ نازک جان تو گدے کے نیچے دبتے اب تک مر چکی ہوتی)، ساحر خان نے کروٹ لیتے اسے خود پر لٹاتے اسکی بیوٹی بون پہ اپنے لب شدت سے رکھتے سائیڈ لیمپس آف کرتے اپنے حصار میں لیتے اسکے بالوں میں انگلیاں چلائی، جس پہ وہ جو کب سے غصے میں مشقت کرتے ساحر خان سے اپنے بدلے لے رہی تھی، کچھ ہی منٹ میں اس پر سے اٹھنے کی ناکام مزاحمت کرتے سو چکی تھی۔ اسکے سونے پہ ساحر خان نے اسے شدت سے کسی متاع جان کی طرح خود میں بینچھتے اسکے کھلے سلکی لمبے بالوں میں اپنا چہرہ چھپایا، وہ اسکی ادائیں یاد کرتے مسکرائے جا رہا تھا اور مسکراتے مسکراتے ہی اسکی بھی آنکھ لگ چکی تھی۔ کیونکہ وہ کل سے صرف ڈھائی گھنٹے ہی سویا تھا اور اب تو اسکا سکون اسکا عشق اسکے دل کا چین اسکی باہوں میں تھی تو وہ کیسے نا سوتا۔۔۔

گل بہار اپنے کمرے میں ادھر ادھر چکر لگاتی فارس خان کا انتظار کر رہی تھی، جو ابھی تک کمرے میں نہیں آیا تھا۔ وہ ابھی کچھ دیر پہلے ہی لال ہویلی میں پہنچے تھے، لیکن فارس خان تھا کہ کمرے میں آکے ہی نہیں دے رہا تھا۔ وہ کوئی ضروری کال سن رہا تھا، فارس خان کی خون سے بھیگی شرٹ اور اسکی تکلیف یاد کرتے گل بہار کی آنکھیں پھر سے نم ہوئی تھیں۔ وہ ابھی اپنی نم آنکھوں سے اسے ڈھونڈنے باہر جا ہی رہی تھی، جب اسکی زوردار ٹکر دروازہ کھول کے اندر آتے فارس خان سے ہوئی۔

آہہ۔۔۔ فارس خان نے اپنے پیٹ اور کندھے کے دکھنے پہ تکلیف سے آنکھیں میچتے آہ بھری، جس پہ گل بہار نے اس سے پیچھے ہٹتے بھوکھلاتے ہوئے شدت سے رونا شروع کیا وہ اسے انجانے میں تکلیف دے چکی تھی۔

مجھمجھے پتہ نہیں چلا اور تم۔۔۔ گل بہار نے اسے آنکھیں میچتے دیکھ کے روتے ہوئے کچھ کہنا چاہا، جب فارس خان نے اپنے درد پہ قابو پاتے آنکھیں میچتے اسے نرمی سے اپنے حصار میں لیا۔

کوئی بات نہیں بہار۔۔ آنسو تو صاف کرو۔۔ آج میرا جنگلی بچہ اتنا روتو کیوں بنا ہوا ہے؟ فارس خان اپنے پیر کی ٹھوکر سے دروازہ بند کرتے اس کا چہرہ تھوڑی سے پکڑ کے اپنے سینے سے اٹھائے پیار سے بولا۔ گل بہار نے فارس خان کی ہری آنکھوں میں تکلیف کے باعث ڈھیروں سرخی دیکھتے مزید شدت سے روتے ہچکی بھری، فارس خان نے جھک کے اسکے ہچکی بھرتے ہونٹوں کا جام پیتے اسکی سانسیں خود میں انڈھیلتے اسے آزادی بخشی۔

گل بہار اسکے سینے سے لگی اپنی سانسیں درست کر رہی تھی، جب اچانک اس کی نظر فارس خان کے بازو سے ٹپکتے سرخ لال خون پہ پڑی جو زمین پہ سرخ دھبے چھوڑتا جا رہا تھا۔

گل بہار نے ایک نظر زمین کو دیکھتے آنکھیں پھیلائے اسکے بازو کو دیکھنا چاہا، جب اگلے ہی پل اس نے چیختے ہوئے اپنا ہاتھ اسکے بازو سے پیچھے کیا۔ جو وہ پھر سے انجانے میں رکھتے اس کے زخم کو تکلیف دے چکی تھی، لیکن فارس خان نے اسکا ہاتھ پیچھے نہیں کیا۔

فارس ، تمتمہارا ۔خو۔خون ۔۔۔ میں پھر سے تمتمہیں ۔تکل۔تکلیف۔۔۔ گل بہار اس سے دور ہٹتے آدھا ادھورا جملہ بولتے ہاتھوں میں اپنا چہرہ چھپائے پھر سے رونا شروع ہو چکی تھی۔۔

بہار۔۔۔ فارس خان نے اسکے بار بار دھواں دار رونے پہ اسے بے بسی سے پکارا، لیکن وہ اس سے فاصلہ بنا کے کھڑے رو وہی تھی تاکہ پھر سے اسے تکلیف نہ پہنچا دے۔

اگر تم نے رونا بند نہیں کیا نہ بہار میں ابھی اپنی بینڈیج ایک جھٹکے میں کھینچ کے اتار دوں گا۔۔۔ اس کے مزید رونے پہ فارس خان لہجے کو سخت بناتے ہوئے بولا، اس کے ایسا بولنے پہ گل بہار جلدی سے اپنے آنسو گالوں سے رگڑتی اپنا سانس تک روک چکی تھی۔ کہاں منظور تھا اپنے محبوب شوہر کو تکلیف میں دیکھنا، وہ جانتی تھی اگر اس نے اسکی بات پہ عمل نہ کیا تو وہ ایسا کر کے دکھائے گا۔

فارس خان نے اس کی طرف قدم بڑھائے ہی، جب وہ مزید دور ہوئی۔ فارس نے ایک ہی جست میں اسے بازو سے پکڑ کے خود کے قریب کرتی نرمی سے اسکی بھیگی پلکوں سے لبریز نیلی آنکھوں کو شدت سے چوما، گل بہار ہنوز سانس روکے ہوئے تھی۔

سانس لو بہار!! فارس خان اسکے چاند سے چہرے کو دیکھتے گمبھیر لہجے میں بولتا اسکے ہونٹ چوم گیا، گل بہار کا چہرہ سرخ ہوا۔

KUH NOVELS - URDU

قمیض اتارو میں تمہاری بینڈیج چینج کر دوں!! گل بہار نے اسکی طرف دیکھتے اپنے آنسو پیچھے کو دھکیلتے مدھم آواز میں کہا۔

میں ٹھیک کر لوں گا ، جاؤ تم چینج کر آؤ کب سے اس ہیوی ڈریس میں ہو۔ فارس خان کو اسکی فکر ہوئی۔

قم۔قمیض اتارو تم نے سنا نہیں!! گل بہار کو پھر سے کہتے ہوئے شرم نے آن گھیرا، اسے لئے وہ اپنے لہجے کو پہلے کی طرح دبنگ بنانے کی ناکام کوشش کرتے بولی۔

رکو یار میں چینج کر کے آتا ہوں!! فارس خان جانتا تھا اسکے زخموں سے رستا اتنا خون دیکھتے اسکی بیوی مزید رو رو کے پاگل ہو جائے گئی اسی لئے اس نے پہلے واشروم میں جا کے اپنے زخموں سے خون صاف کرنے کے سوچا، جس پہ گل بہار نے کوئی جواب نہیں دیا۔

فارس خان اپنا بلیک ٹراوذر لئے واشروم میں بند ہوا، اس کے جانے کے بعد گل بہار نے پھر سے اپنے آنسو بہانا شروع کیے۔

فارس کی پوری قمیض خون سے بھیگ چکی تھی۔ فارس خان نے اپنے زخموں سے رستے اتنے خون کو دیکھتے لب دباتے اوپر کبرڈ سے ڈھیروں وائپس اکھٹے نکالتے اسے صاف کرنا شروع کیا، بالآخر کتنی ہی کوشش کے بعد وہ اپنا خون صاف کرکے ٹراوزر چینج کر چکا تھا۔ زخم ابھی بہت کچے تھے اگر وہ نہا لیتا تو وہ مزید خراب ہوتے اور اسے یہ زخم اپنے وجود پہ کسی گندگی سے کم نہیں لگ رہے تھے۔ جن سے اسے جلد از جلد جان چھڑوانی تھی، وہ اپنا منہ دھوتے اپنے سنہری بالوں میں ہاتھ پھیرتا واشرم سے باہر نکالا۔ جسے دیکھتے گل بہار نے جلدی سے اپنے آنسو صاف کیے، فارس خان اسے دیکھ کے تاصف سے سر ہلا کے رہ گیا۔

یہاں بیڈ پہ بیٹھو!! گل بہار اسکے سفید جسم پہ زخموں کے نشان اور خون کے ہلکے ہلکے دھبے دیکھتی گہری سانس لیتی اپنے آنسو خود کے اندر اتارتی بولی۔

فارس خان اسے گہری نظروں سے دیکھتا بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کے بیٹھا، اسکا پورا وجود کسی بھٹی کی مانند جل رہا تھا شدید درد برداشت کرتے اسے بخار ہو چکا تھا۔

گل بہار نے اس کے قریب بیٹھتے اسکے بازو کی بینڈیج کانپتے ہاتھوں سے اتارنا چاہی، جب فارس خان نے اسے پیار سے ٹوکتے سینے سے لگانا چاہا۔

نہیں اتارو میری بہار اب میرا زخم پہلے سے بہتر ہے! لیکن گل بہار اپنی مرضی کرتے اسکی بینڈیج اتار چکی تھی، تاکہ نئی صاف ستھری بینڈیج کر سکے لیکن اس کے بازو

پہ بڑا سا کٹ دیکھتے وہ چیخی تھی۔ فارس خان نے اسے بے بسی سے دیکھا جو اپنی ضد منواتے اب اس کے زخم کو دیکھتے پھر سے رونا سٹارٹ کر چکی تھی۔

کیا مصیبت ہے یار، چپ بھی کرو بہار مرا نہیں ہوں میں!! فارس خان اب کی بار غصے سے چیختے بیڈ سے اٹھا، گل بہار اسکے یوں اچانک سخت لہجے پہ لب دباتے اپنی ہچکیاں تک روک چکی تھی۔ فارس خان اسوقت شدید بخار اور ان زخموں کی وجہ سے چڑچڑا ہو رہا تھا۔ وہ بیڈ پہ پڑے فرسٹ ایڈ باکس سے سفید پٹی پکڑتا شیشے کی طرف بڑھا، گل بہار نے پھر سے اس کے قریب آتے اس کی مدد کرنا چاہی۔

وہاں پہ جاکے بیٹھو اور اب میں تمہیں ایک آنسو بہاتے نہ دیکھوں!! فارس خان نہیں چاہتا تھا وہ اس کا زخم دیکھتے پھر سے روئے اسی لئے بیڈ کی طرف اشارہ کرتے وہ پھر سے غصے سے بولا۔ گل بہار اب کی بار کچھ بھی کہے بغیر اسے شکوہ کناں نظروں سے دیکھتی الماری کی طرف بڑھی اور اپنی بالکل پلین سادھی سی لائٹ براؤن شلوار قمیض لئے واشروم گئی۔ اپنا ڈریس چینج کرتے اسکی نظر واشروم کے ڈسٹبن میں پرے خون سے بھرے وائپس پہ گئی، جس پہ وہ لب دبا کے اپنے آنسو روکتی لباس تبدیل کرتی باہر کی طرف بڑھی۔ جہاں فارس خان اب اپنے زخمی پیٹ کی بینڈیج تبدیل کر رہا تھا۔

وہ اسے ایک نظر دیکھتی خاموشی سے بیڈ کی طرف بڑھتے خود پہ کمبل اوڑھتے لیٹ چکی تھی۔ گل بہار کو اسکا بار بار خود کو غصے سے ڈانٹنے والا منظر یاد آرہا تھا، وہ تو اسکی فکر کر رہی تھی اور وہ الٹا اسے ہی ڈانٹ رہا تھا۔ یہ سوچتے گل بہار اوندھے منہ لیٹتے پھر سے روئے جارہی تھی، رونے سے اسکا وجود کمبل میں بھی لرز رہا تھا۔ جسے شیشے سے دیکھتے فارس خان نے خود کو دو سو صلواتیں سنائی، جو اپنی نازک اور ضدی بیوی کو ڈانٹ کے سب سے بڑا گناہ کر چکا تھا۔ اب اسے اسکے لالا کی طرح پتا نہیں کون کون سے پاپڑ بیل کے منانا تھا، وہ صرف سوچ کے رہ گیا۔ اپنی صاف ستھری بینڈیج کرتا وہ واشروم سے ہاتھ دھوتا کمرے میں ہیٹر تھوڑا تیز کر چکا تھا کیونکہ بخار کی وجہ سے اسے اب سردی سی محسوس ہو رہی تھی۔

اب کی بار وہ بیڈ کی طرف قدم بڑھاتے گل بہار کے قریب ہوتے اس پر سے تھوڑا سا کمبل ہٹاتے اسے اپنے بائیں ہاتھ سے سیدھا کر رہا تھا، جو روتے روتے اوندھے منہ سو چکی تھی۔ نیند میں بھی اس کا وجود وقفے وقفے سے ہولے ہولے ہچکیاں بھر رہا تھا، فارس خان نے بیڈ پہ چت لیٹتے اسے اپنے حصار میں لیا اور اس گلابی روئے روئے چہرے کو اپنے لمس سے مہکانا شروع کیا۔ فارس خان نے اس کی آنکھوں پہ لب رکھتے اسکی پلکوں پہ ٹھہرے آنسو اپنے ہونٹوں سے چنتے اسکی گلابی تیکھی ناک کو چوما۔ اب کی بار اس نے بے خود ہوتے اس کے گلابی لبوں کو چوما لیکن شدت کم ہی رکھی

کہ اسکی نازک سی جان کی نیند نہ خراب ہو جائے جو اللہ اللہ کرکے سوئی تھی۔ فارس خان نے اسے صبح منانے کا سوچتے سائیڈ لیمپس آف کرتے اسکے ماتھے پہ شدت سے بھوسا دیتے اسکے سینے میں اپنا چہرہ چھپاتے آنکھیں موندی تھی،(وہ کچھ دیر پہلے ہی پین کلر لے چکا تھا) اور اب درد میں کمی کے باعث کچھ ہی دیر میں اسکی آنکھ لگ چکی تھی۔

زرش خان سکن کلر کے لیڈز پینٹ کوٹ میں ملبوس کوٹ کے نیچے ایک وائٹ ویسٹ شرٹ پہنے اپنے دراز قد کے ساتھ اپنی سکن ہیلز کو ٹک ٹک کرتے ایس -کے(سجاول خانزادہ)انٹرپرائز میں قدم رکھ چکی تھی، آج اس کا ایک ایک رکھا قدم مضبوط تھا۔ خوبصورت سے تیکھے نین و نقوش والے چہرے پہ بے حد سنجیدگی جبکہ ہیزل آنکھوں میں چمک کی جگہ سرخ ڈھورے تھے۔ اس کو آج تقریباً دو ہفتے بعد آفس میں دیکھ کے سب ایمپلائز منہ کھولے اسکا اوپر سے نیچے تک معائنہ کر رہے تھے، جو اس دن کی طرح روتی بلکتی اور ٹوٹی ہوئی نہیں بلکہ آج وہ سنجیدہ اور رعب دار سی لگ رہی تھی۔ چہرے پہ جو مسکراہٹ ہر وقت رہتی تھی وہ آج کھوجنے سے بھی نہیں مل رہی تھی۔

زرش خان سب کی نظریں خود پہ محسوس کرتی انہیں اگنور کیے سجاول خان کے آفس کی طرف بڑھی تھی، جو ابھی تک آفس میں نہیں آیا تھا۔ زرش خان نے ایک نظر گھڑی کو دیکھتے سجاول کے آفس کے کارنر ٹیبل کو دیکھا، جو بالکل ویسا ہی تھا جیسا وہ چھوڑ کے گئی تھی۔ زرش خان اپنا آئی فون اور بیگ رکھتے باہر مینیجر سے آج کی میٹنگز کی ساری تفصیل لیتی، پھر سے اندر آفس میں آتی ایک فائل کمپائل کرچکی تھی۔ اب اس فائل کا ایک پرنٹ آؤٹ لیتے اپنے ٹیبل پہ رکھا، ابھی وہ اس پہ پیپر ویٹ رکھ ہی رہی تھی جب دروازہ کھولتے بلیو پینٹ کوٹ میں ملبوس دراز قد سجاول خان اپنے سلکی ڈارک براؤن بالوں کو ہاتھ سے ماتھے سے اوپر کی طرف اٹھاتے اپنی چوڑی جسامت کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ سامنے کارنر والے ٹیبل پہ کھڑی زرش خان کو دیکھتے وہ حیران ہوا، لیکن جلد ہی اپنی حیرانی پہ قابو پاتے وہ اپنے ٹیبل کی طرف بڑھا۔ جیسے اسکے آنے سے اسے کوئی خاص فرق نہ پڑا ہو، زرش خان بھی اپنے سپاٹ چہرے سے اسے ایک نظر دیکھتے پھر سے اپنی نظریں اپنے کام کی طرف متوجہ کر گئی۔

(اس کے نظریں پھیرنے پہ ایک منظر سجاول خان کی آنکھوں کے پردے میں شدت سے لہرایا تھا۔ جب وہ روزانہ اس کے آنے پہ "گڈمارننگ سر خاناں " کہتے ایک پیاری سی مسکراہٹ اپنے گلابی لبوں پہ سجائے، ہیزل مسکراتی آنکھوں میں چمک لئے اسکا استقبال کرتی تھی۔ جس کا جواب کبھی کبھی سجاول سپاٹ چہرے سے دے دیتا تھا اور

KOH NOVELS - URDU

کبھی تو جواب دینا بھی ضروری نہیں سمجھتا تھا) سجاول خان نے اپنی ڈارک براؤن بئیرڈ پہ ہاتھ پھیرتے تمام خیالوں کو جھٹکتے اپنا لیپ ٹاپ آن کیا۔ زرش خان اپنی ہیلز کو ٹک ٹک کرتی اس کے آفس سے نکلتی اب کی بار باہر اپنے سیپرٹ آفس کی طرف جا رہی تھی۔ جب سجاول خان کی "مس زریش" کی پکار پہ اس نے چہرہ موڑتے اسکی طرف دیکھا۔

میری آج کی میٹنگز ؟؟ سجاول خان اپنی بالوں میں ہاتھ پھیرتا اس سے اپنی آج کی میٹنگز کے بارے میں استفسار کر رہا تھا، جس کے بارے میں وہ پہلے سے ہی جانتا تھا لیکن شاید وہ اسکی آواز سننا چاہتا تھا۔

زرش خان نے بنا کچھ کہے اپنے ٹیبل سے ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی پرنٹ کیا ہوا پیج ایک فائل میں رکھتے اسکی طرف بڑھایا۔ مس زرش بول کے بتائیں! سجاول خان اب جان بوجھ کے اپنے لیپ ٹاپ پہ نظریں جمائے ٹائپنگ کرتا خود کو مصروف ظاہر کر رہا تھا۔

"بہرام خانزادہ انڈسٹریز " کے ساتھ آپ کی آج ایک بجے پہلی میٹنگ ہے! زرش خان سنجیدہ لہجے میں گنے چنے الفاظ بولتی پیپر اسکے ٹیبل پہ رکھتے باہر کی طرف بڑھ چکی تھی۔ ابھی زرش کو سجاول کے آفس سے کئے کچھ ہی وقت ہوا تھا ، جب زرش خان کے پاس پڑا انٹرکام بجا۔

یس سر؟ زرش خان کام میں مصروف ہنوز سنجیدہ لہجے میں بولی۔ مس زرش میرے آفس میں آئیں۔۔ سجاول خان نرم لہجے میں بولتا فون رکھ چکا تھا اور اگلے پانچ منٹ میں زرش خان اسکے آفس میں موجود تھی۔ مجھے بہرام خانزادہ انڈسٹریز کی ریٹنگ لسٹز اور ان کے پچھلے پانچ سالوں کا سارا ریکارڈ چاہیے، آپ یہی اپنے ٹیبل پہ بیٹھ کے یہ کام کر سکتی ہیں۔ سجاول خان ایک خوبصورت سا پن اپنے گلابی لبوں میں دبائے بولا۔ زرش خان نے ایک نظر اس پہ ڈالتے پھر سے اپنے ٹیبل سے ایک فائل اسکی طرف بڑھائی، جس میں وہ تمام ڈیٹا موجود تھا جو سجاول خان مانگ رہا تھا۔ اور کچھ؟ زرش خان اسے دیکھتی آئیبرو اچکاتے بولی۔ نتھنگ!! سجاول خان دل میں اسکے فٹافٹ ہر چیز اس کے ہاتھوں میں تھمانے پہ تپا لیکن اسے نرمی سے جواب دیا۔ جس پہ زرش خان سر کو خم دیتے اپنے بال کان کے پیچھے کرتی پھر سے اس کے کیبن سے جا چکی تھی وہ اس کا سامنا کم سے کم کرنا چاہتی تھی۔ کچھ ہی دیر بعد تمام سینئر۔ اسٹاف میٹنگ روم میں موجود بہرام خان انڈسٹریز کے میمبرز کے ساتھ مصافحہ کر رہے تھے۔ جبکہ بہرام خانزادہ سرخ و سفید خوبصورت سا نوجوان اپنی خوبصورت گرے آنکھوں کے ساتھ بللیک ٹیکسڈو میں ملبوس اپنی لمبی چوڑی جسامت لئے سجاول خان سے ملنے کے بعد نرم سا مسکرا کے اسکی کرسی سے کچھ فاصلے پہ کھڑی خوبصورت سی

زرش خان سے ہاتھ ملا رہا تھا۔ بہرام خانزادہ بھی خوبصورتی میں سجاول خان سے کم نہیں تھا، سجاول خان نے ان دونوں کے ہاتھ ملانے پہ پہلو بدلا۔

عشقِ ستم..... میگا اپیسوڈ 36

اب کی بار سب بیٹھتے زرش خان کی پریزنٹیشن سن رہے تھے، جو وہ فر فر انگریزی میں اعتماد طریقے سے دے رہی تھی۔ بہرام خان کی نظریں زرش خان کے گلابی ہونٹوں سے ہوتی، اس کی گردن میں جھولتے خوبصورت سے پینڈنٹ پہ تھیں۔ جو بار بار جھولتا ہوا کبھی اسکی سفید ویسٹ شرٹ کے گول گلے میں چلا جاتا تو کبھی باہر نکلتا اپنے درشن کرواتا۔ کوٹ کے تمام بٹنز کھلے ہونے کی وجہ سے اس کی سفید ویسٹ شرٹ جو بالکل فٹ اسکے وجود کے ساتھ چپکی ہوئی تھی، اس کے نشیب و فراز ظاہر کر رہی تھی۔ میٹنگ میں بیٹھا تقریباً ہر مرد ہی زرش خان کے خوبصورت نازک بدن کی دلکشی میں کھو رہا تھا۔ سجاول خان نے سب کی نظریں زرش خان پہ محسوس کرتے اپنی مٹھیاں بھینچی تھیں، اسکا بس نہیں تھا وہ ان سب کی آنکھیں نکال کے اپنے آفس کی دیواروں پہ چپکا کے زرش خان کا وجود بھی اسی پینٹ کوٹ سمیت راکھ کر دے۔ زرش خان کے ہاتھ سے پین چھوٹ کے زمین پہ گرا، جس سے وہ پریزنٹیشن دیتے کچھ اہم پوائنٹس ایل-سی-ڈی پہ لکھ رہی تھی۔ ابھی وہ جھکتے اس پین کو اٹھاتی، جب سجاول خان خود پر سے قابو کھوتے اپنی چئیر سے اٹھتا اسکے آگے دیوار بن کے کھڑا ہوا۔

Now you can sit miss Zarish!!

سجاول خان اسے دیکھتے اپنے غصے پہ قابو پاتے بولا۔

But sir I didn't completed my……

زرش خان اسکے اچانک حکم صادر کرنے پہ حیران سی اسے بتاتی کے اسکی پریزنٹیشن ابھی مکمل نہیں ہوئی، جب سجاول خان نے اپنی لہو رنگ ڈارک براؤن آنکھوں سے اسے گھورتے اسکی زبان بند کرواتے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ جس پہ زرش خان سنجیدگی سے کندھے اچکاتی اپنی جگہ پہ بیٹھ گئی۔ بہرام خان اسکے بالکل سامنے بیٹھا زرش خان کو دیکھے جا رہے تھا۔

اسکا ایٹیٹوڈ، اسکے بیٹھنے اٹھنے کا انداز بہرام خانزادہ کے دل کو بھا چکا تھا۔

سجاول خان نے بہرام خان کی نظروں کے تعاقب میں دیکھتے ڈارک براؤن بالوں اور اپنی پچھلی گردن پہ ہاتھ پھیرا، اسے کیوں زرش خان پہ اسکی نظریں ہضم نہیں ہو رہی تھیں سجاول خان جاننے سے قاصر تھا۔

سجاول خان نے جلدی سے میٹنگ کو اختتام پہ پہنچانے کی کوشش کی، بہرام خانزادہ انڈسٹریز کے ساتھ ڈیل کرنے کا سجاول خان کا اب ارادہ تو نہیں تھا لیکن اس پراجیکٹ کے بہت سے مرحلے پہلے ہی طے ہو چکے تھے اسی لئے اسے مجبورا اسکے ساتھ ڈیل فائنل کرنی پڑی۔

Your eyes are much beautiful!

بہرام خان نے اپنے بلیک کوٹ کا بٹن بند کرتے جاتے ہوئے اسکی آنکھوں کی تعریف کرنا اپنا فرض سمجھا، جس پہ زرش خان مسکرا دی۔

Aww thank you Mr.Khan same goes for u!!

بدلے میں زرش خان نے بھی اسکی گرے آنکھوں کی مسکراتے ہوئے تعریف کی۔ وہ اپنی آنکھوں اور مسکراہٹ کی تعریف سننے کی شروع سے عادی تھی، اسی لیے بہرام خان Mr.khan سننا کا تعریف کرنا اسے برا یا الگ سا نہیں لگا۔ اس کے منہ سے بہرام خان کو جتنا بھایا تھا اتنا ہی سجاول خان کو آگ لگا چکا تھا۔ سجاول خان نے خود پہ قابو پانے کی کوشش کرتے اپنی ٹائی ڈھیلی کی۔

And I must say your smile is more beautiful than your eyes!!

بہرام خان اپنی مسکراہٹ کو مزید گہرا کرتا فر فر انگریزی میں لگے ہاتھ اسکی مسکراہٹ کی بھی تعریف کر تے اسکی طرف مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا گیا کیونکہ اب میٹنگ ختم ہو چکی تھی۔ اب کی بار زرش نے کھلکھلا کے ہنستے ہوئے سر کو خم دیتے اسکے بڑھے ہوئے ہاتھ کو تھامتے اپنی تعریف وصول کی۔

سجاول خان ان کی باتیں سنتا اس منظر کو دیکھتے شدید غصے میں اپنے ہاتھ میں پکڑے پین کی نب زور سے اپنی ہتھیلی میں گھاڑ گیا۔ خون کی بوندیں اسکی سفید ہتھیلی سے شیشے کے ٹیبل پہ ٹپک رہی تھیں، میٹنگ روم خالی ہو چکا تھا۔

بہرام خان کب کا جا چکا تھا۔ ابھی زرش خان اپنی چیزیں سمیٹتی باہر کی طرف بڑھتی، جب سجاول خان نے اپنی چئیر سے اٹھتے ایک ہی جست میں اسے تھام کے پیچھے دیوار کے ساتھ لگایا۔ اس اچانک افتاد پہ فائلز چھوٹتی زرش خان کے ہاتھ سے زمین پہ گری، وہ حیرانگی سے اسکا غصے سے سرخ پڑتا چہرہ دیکھ رہی تھی۔

What is this behaviour! Leave me right now sir!!

زرش خان اسکی لہو رنگ آنکھوں میں دیکھتی غرائی، جب سجاول خان نے اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے خود کے بے حد نزدیک کرتے اسکا جبڑہ اپنی گرفت میں بھرا۔

بہت شوق ہے نا تمہیں اپنے وجود کی نمائش کرنے کا تو اس کوٹ کو پہننے کی بھی کیا ضرورت تھی تمہیں؟ ضرار خانزادہ کی غیرت کہاں مری ہوئی ہے جو وہ تم سے اتنا غافل ہے؟؟ سجاول خان اسکا جبڑا چھوڑتے اسکے پہلو سے اسکے سکن کوٹ کو اپنی مٹھی میں دبوچتے دھاڑا۔

اپنی حد میں رہو سجاول خان!! تم میرے لالہ کی غیرت پہ وار کرنے والے ہوتے کو ن ہو؟؟ وہ مجھ سے زیادہ مجھے جانتے ہیں، آنکھیں بند کر کے بھروسہ کرتے ہیں وہ مجھ پہ۔ تم یہ غیرت غیرت والا کھیل اپنی ہونے والی بیوی (ہرا خان) کے ساتھ جا کے کھیلو تو زیادہ بہتر ہو گا۔ میرے منہ لگنے کی ضرورت نہیں ہے، نہ ہی تم مجھے روکنے ٹوکنے کا حق رکھتے ہو!! زرش خان کو اسکے الفاظ بری طرح سے غصہ دلا چکے تھے۔

اسکے جواب پہ سجاول خان کا چہرہ مزید سرخ ہوا، اس نے اپنے زخمی ہاتھ کی مٹھی بناتے شدید غصے سے اسکے کان کے پاس دیوار پہ ماری۔

میں تمہیں کل سے ایسے لباس میں اپنے آفس میں نا دیکھو، تم میرے آفس میں کام کرتے اتنی گھٹیا حرکتیں انجام نہیں دے سکتی۔ سجاول خان اسکی باتوں کو اگنور کرتا اپنی بات پہ زور دیتے اسکے کوٹ کے بٹنز بند کرتا اس کے کان میں غرایا۔

KOH NOVELS - URDU

سجاول خان تم مجھے کنٹرول نہیں کر سکتے اور زرا مجھے بھی تو بتاؤ ایسی کون سی گھٹیا حرکتیں میں نے تمہارے آفس میں انجام دی ہیں جو تمہارے اندر اتنی آگ لگی ہوئی ہے؟؟ وہ اس کے ہاتھ اپنے کوٹ سے جھٹکتے اسے خود سے دور کرنے کی تگ و دو میں دھاڑی۔

ابھی اس بہرام خان کے ساتھ تم کیا کر رہی تھی؟؟ تمہیں زرا سی بھی شرم نہیں آئی اسے اپنے حسن کے جلوے کرواتے ہوئے؟؟ سجاول خان بہرام کی زرش پہ ٹکی بے

باک نظریں ابھی تک نہیں بھول پا رہا تھا۔ غصے سے اسکا پورا وجود کسی بھٹی کی مانند سلگ رہا تھا۔

ہاں کر رہی تھی میں فلرٹ اسکے ساتھ ایسی ہی لڑکی ہوں میں کیا کر لو گے تم؟؟ آج بھی اس کی باتوں سے زرش خان کا دل بے تحاشہ دکھا تھا، وہ اپنے آنسو خود کے اندر اتارتے اونچی آواز میں دھاڑی۔

آہہ زرش خان ن ن ن !!! میں کسی دن تمہاری اسی زبان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا، جو اتنا کڑوا اور زہریلا بولتے میرا میٹر شارٹ کرتی ہے!! سجاول خان کا بس نہیں تھا وہ ابھی اسے اپنی دسترس میں لے کے اپنی شدتوں سے اسکی چلتی زبان کو بریک لگائے!

میری نہیں اپنی بیوی کی زبان کاٹ کے فریم کروا کے اپنے کمرے میں لگوانا، اخر کو تمہیں بھی تو اپنے باپ کے نقش قدم پہ چلتے کوئی اعلی مثال قائم کرنی چاہیے نا!! زرش خان کے الفاظ نے سجاول خان کو کیا کیا یاد نہیں کروایا تھا۔

اس کی ماں کا روتا بلکتا وجود، ہاتھ جوڑتی ہوئی نگینہ خان ، ملالہ خان پہ اپنی بندوق تانےکھڑا اسد خانزادہ، باپ کے بازو پکڑتے دھاڑتا ہوا ایک سات سال کا بچہ، جس کے باپ نے اسےجھٹکتے ایک ہی پل میں اسکی ماں کے وجود کو لہو لہان کیا تھا۔۔۔۔

KOH NOVELS - URDU

زرش خان بھی لفظوں کے وار کرنے میں سجاول خان سے کم نہیں تھی۔ سجاول خان کا چہرہ تکلیف اور غصے سے سرخ پڑا تھا۔ وہ جو غصے میں اسے تھپڑ جڑنے کے لیے اپنا ہاتھ اٹھا چکا تھا، اسکے سہمے چہرے کو دیکھتے اپنے ہاتھ کی مٹھی بنا کے زور سے دیوار پہ مار گیا۔

Get lost from here zarish khan!!

سجاول خان اتنی اونچی آواز میں دھاڑا کہ ایک پل کو اس کے غصے اور تکلیف سے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھ کے زرش خان کو اپنے کہے الفاظ پہ افسوس ہوا۔ وہ جانتی تھی اس نے بچپن میں کیا کچھ برداشت نہیں کیا لیکن دوسرے ہی پل اسے اسکا اپنی عزت نفس کو روندھنا یاد آیا۔ ابھی اسکی نظر اس کے ہاتھ کی بنائی گئی مٹھی کی طرف گئی، چاہے اس نے ہاتھ اٹھایا نہیں تھا لیکن مقصد تو یہی تھا نا اور وہ کون سا پہلی دفعہ اسے تھپڑ جھڑنے والا تھا وہ دل میں استہزایا مسکرائی تھی۔ وہ اسکے سینے پہ اپنے ہاتھوں کا دباؤ ڈالتی بغیر کچھ کہے اسے خود سے پیچھے دھکیلتی تیزی سے باہر کی جانب بڑھی تھی۔

سجاول خان نے اس کے جاتے ہی پورے میٹنگ روم کا نقشہ بگاڑ کے رکھ دیا۔ وہ اپنا بلیو کوٹ اتارتے غصے سے زمین پہ پھینک چکا تھا لیکن ماں کا لہو لہان وجود ابھی بھی آنکھوں کے پردوں میں لہرا رہا تھا۔ سجاول خان نے گھٹن کے احساس سے ا اپنی ٹائی اتارتے سینے سے اپنی شرٹ کے بٹنز کھولے، پھر بھی سکون میسر نہیں آیا۔

وہ اپنا فون اور گاڑی کی چابی پکڑتے میٹنگ روم سے نکلتا اپنے ڈارک براؤن بالوں میں انگلیاں چلاتا تیزی سے سجاول خان انٹرپرائز سے نکلا تھا۔ آفس میں کام کرتی لڑکیوں کی نظروں کا مرکز سجاول خان کی شرٹ سے چھلکتا اس کا سفید مردانہ سینا بنا، جس پہ تضاد ڈارک براؤن بال اس کے سینے کی دلکشی میں اضافہ کر رہے تھے۔ جبکہ زرش خان ایک نظر سجاول خان اور دوسری نظر تمام لڑکیوں کی نظروں کے تعاقب میں دیکھتی پھر سے اپنے کام میں مصروف ہو چکی تھی۔ سجاول خان کب کا جا چکا تھا، وہ شاید سکون کی تلاش میں اپنی مورے کی قبر پہ گیا تھا لیکن لڑکیاں ابھی تک پاگل بنی اسی کے خیالوں میں کھوئی ہوئی تھیں۔

KOH NOVELS - URDU

داور ہٹیں بھی!! بیا خان کب سے داور خان کے چٹانی وجود کو خود پر سے اٹھا رہی تھی لیکن وہ تھا کہ اس پہ گرفت مضبوط کرتا پھر سے سو جاتا۔ وہ اسکی رات والی وائٹ ٹی شرٹ میں ملبوس تھی، جب کہ اسکی سرخ ساڑھی بیڈ کے دوسرے کونے پہ پڑی ہوئی تھی۔ وہ کب سے شرم سے سرخ ہوتے اسے اٹھا رہی تھی۔ سو جاؤ میری جان اور مجھے بھی سونے دو، پہلےہی تمہارے حسن نے میری نیندیں حرام کی ہوئی ہیں!! داور خان اسکی کلائیوں کو اپنے ہاتھوں کی گرفت میں لیتا اسکی گردن پہ اپنے دانت گھاڑتے اسے مزید اپنے سینے میں بھینچ گیا۔

درام کو سکول بھیجنا ہے اور صبح صبح آپ کا رومینس ہی ختم نہیں ہو رہا؟؟ چھوڑیں مجھے۔۔۔ بیا خان اب کی بار دانت کچکچاتے بولی، جس پہ داور خان نے اپنا قہقہ روکتے اسکی گردن سے اپنا چہرہ اٹھاتے اسکے دہکتے گالوں پہ اپنے لب رکھے۔ شادی کے اتنے سالوں بعد بھی داور خان کے پیار میں کوئی کمی نہیں آئی تھی۔ وہ اسے ابھی بھی ایسے ہی چھوتا تھا جیسے وہ کوئی موم کی گڑیا ہو اور زرا سی سختی پہ ٹوٹ جائے گی۔

میری جان ہمارے بیٹے کو سکول جانے کی کیا ضرورت ہے میں اس کو سب سکھا تو دیتا ہوں۔۔۔ داور خان اسکے تپے ہوئے چہرے کے نقوش اپنے ہونٹوں سے چھوتے بولا۔

ابھی بیا اسے جواب دیتی جب کمرے کے دروازے کے باہر سے درام خانزادہ کی کیوٹ سی آواز گونجی۔

بابا جان آپ نے مجھے بولا تھا نا صبح صبح آپ کو اور مورے کو ڈسٹرب نا کروں ایسے میری بہنہ جلدی آئے گی، تو میں آپ کو ڈسٹرب نہیں کر رہا !! اور آپ نے بولا تھا نا صبح صبح رایان چاچو کی نیند خراب کر کے انہیں اٹھانا ہے، ایسے کشمالہ جلدی آئے گی۔ تو میں نے انہیں بھی فون کر دیا ہے، میں ان کے ساتھ سکول جا رہا ہوں۔ آپ سو جائیں بابا جانی درام خان کو آپ بہت پسند ہیں اور مورے بھی۔ درام خان جانتا تھا اسکا باپ نیند میں بھی اسکی باتیں سن لے گا، اسی لئے وہ اسے آگاہ کر چکا تھا کہ وہ اسکا ہر حکم مان کے اب سکول روانہ ہو رہا ہے اور اس نے ان دونوں کو تنگ نہیں کیا۔ وہ انکے پیار میں کبھی بھی کباب میں ہڈی نہیں بنتا تھا۔ درام خان کی باتوں پہ بیا کی خونخوار نظریں خود پہ محسوس کرتے داور خان نے اپنا نچلہ لب دبایا، جب کے دل میں اپنے بیٹے کے پیار جتانے پہ وہ اس کے صدقے واری جا رہا تھا۔ بیا خان کو اسکا انوکھا بیٹا اور شوہر ہمیشہ اپنی باتوں سے حیران کرتے تھے۔ درام خان کی باتوں سے کہیں سے بھی وہ چار سال کا بچہ نہیں لگ رہا تھا۔ آپ اسے جو جو سکھا رہے ہیں نا مجھے ڈر ہے وہ اپنے سکول کے بچوں کو بھی خراب کر دے گا۔ میرے معصوم سے بچے کو عمر سے پہلے ہی بڑا بنا دیا ہے، میرے خدایا میں کہاں جاؤں!! بیا خان اسکی بات پہ روہانسے لہجے میں چیخی، اسکا بیٹا کیسے باپ کی بات کسی پیر فقیر کی طرح مانتا تھا وہ صرف سوچ کے رہ گئی۔ تم کہیں بھی نا جاؤں بس پوری طرح سے مجھ میں

سما جاؤ۔۔ داور خان اسکی باتوں میں سے اپنے مطلب کی بات ڈھونڈتا گمبھیر لہجے میں بولتا اسکے اوپر سایہ فگن ہوا، بیا خان کی پلکیں لرزی تھی۔

درام کا ناشتہ۔۔۔۔ ابھی وہ کوئی بہانہ بناتی جب داور نے اس کی بات کاٹی۔ اس کا ناشتہ مورے اسے کروا چکی ہوں گی، اب تم مجھے میرا ناشتہ کرنے دو۔ وہ بے باکی سے بولتے شدت سے اسکے ہونٹوں پہ جھکنے ہی والا تھا، جب بیا نے اس نے رخ موڑنا چاہا لیکن داور خان اس کے جبڑے کو اپنی نرم گرفت میں لیتا اسکے ہونٹوں کو اپنی شدت بھری گرفت میں لے چکا تھا۔ وہ ایک بار پھر اسے اپنی شدتوں سے بھوکھلانے پہ مجبور کر چکا تھا۔

رایان خان صبح صبح غصے سے چھوٹی حویلی کے پورچ میں کھڑا ہارن دیے جا رہا تھا۔ لیکن درام خان اسے تپانے کے لیے ڈھیٹ بنا اسکی گاڑی کے بالکل سامنے سیڑھیوں پہ بیٹھے اپنے شوز کے بندھے ہوئے تسمے پھر سے کھول کے بند کر رہا تھا۔

ٹڈے تو آرہا ہے یا جاؤں میں ؟؟ رایان خان اپنا چہرہ شیشے سے باہر نکالتے غرایا، یہ چھوٹا سی بلا ہمیشہ سے اس کی نیند کی دشمن تھی۔

جائیں پھر جب میں سکول نہیں پہنچوں گا بابا جان خود ہی آپ سے دو دو ہاتھ کرلیں گیں۔ درام خان جو سفید کالر شرٹ کے نیچے بلیک پینٹ ، بلیک ہی چمچاتے ہوئے شوز پہنے ہوئے تھا اب کی بار اپنی بلیک ٹائی ڈھیلی کرتے رایان خان کو اپنے جواب سے پھر سے سلگا چکا تھا۔

یہ ملازموں کی فوج تم لوگوں نے جھک مارنے کے لئے رکھی ہوئی ہے؟؟ رایان خان کا صبح صبح اس ٹڈے کی جوابی کارروائی کی وجہ سے بی پی شوٹ کر چکا تھا۔ اوپر سے وہ سکول کا یونیفارم پہن کے سٹائل ایسے مار رہا تھا، جیسے ڈیٹ پہ جا رہا ہو۔ وہ چھوٹا سا ٹڈہ سکول یونیفارم میں اپنی سرخ و سفید رنگت اور گرے آنکھوں سے بے تحاشہ خوبصورت لگ رہا تھا۔

جی چاچو!! درام خان اب کی بار بالآخر اٹھتے ہوئے اسے دیکھ کے شیطانی مسکراہٹ پاس کرتے تمیز کے دائرے میں رہتے ہوئے سلگانے والا جواب دیتے گاڑی کا فرنٹ ڈور کھول کے رایان خان کے ساتھ فرنٹ سیٹ پہ بیٹھا۔

اس کے بیٹھنے کی دیر تھی جب رایان خان نے ایک جٹھکے سے گاڑی کے دروازے لاک کرتے، اس کے چہرہ پہ زور زور سے اپنی شہد رنگ گھنی مونچھیں اور داڑھی

رگڑنا شروع کی۔ وہ جانتا تھا درام کو اسکی اس شدت بھری حرکت سے کتنی الجھن ہے۔ درام خان نے چیختے ہوئے اسے خود سے دور کرنا چاہا لیکن رایان خان اپنا بدلہ لیتے اسکا چہرہ پوری طرح سے سرخ کرتے پیچھے ہٹا۔ درام خان غصے سے اپنا چھوٹا سا بیگ پچھلی سیٹ پہ پھینکتا اپنی سیٹ پہ نیم دراز ہوا۔

اس کا بدلہ میں بڑے ہو کے آپ کی کشمالہ سے لوں گا، جب میری بیئرڈ آ جائے گی۔ درام خان تو غصے میں اپنی گرے آنکھوں پہ کالے گاگلز چڑھاتے ایسے ہی بول چکا تھا لیکن اس کی بے باک بات پہ رایان خان کا چہرہ سرخ پڑ چکا تھا۔ اس نے اپنے شہد رنگ بالوں میں ہاتھ پھیرتے گاڑی کی رفتار بڑھائی، تا کہ اس آفت کو جلدی سے سکول پہنچا سکے۔ وہ اسے مزید اپنے ساتھ برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

اسے سکول چھوڑنے کے بعد رایان خان نے اپنے چند ضروری کام کرتے گاڑی بڑی ہویلی کی طرف موڑی۔

گل بہار کی آنکھ اپنے سینے پہ پڑتی گرم سانسوں کی شدت محسوس کرتے کھلی۔ اس نے آنکھیں مسلتے بیڈ کی دوسری طرف دیکھنا ہی چاہا، جب اسکی نظر خود کے سینے پہ گرے فارس خان پہ پڑی۔ اس کے سونے کی پوزیشن دیکھتے وہ کانوں کی لوں تک سرخ پڑی تھی۔ اسے اس کا وجود آگ کی طرح گرم محسوس ہو رہا تھا، گل بہار نے ہاتھ بڑھاتے اسکے ماتھے پہ رکھتے بخار چیک کیا۔ اس کا بخار کی شدت اور تپش سے سرخ پڑتا چہرا دیکھ کے گل بہار شدید پریشان ہوئی۔ وہ اسکے زخموں کا خیال کرتے پھر سے اپنا سانس تک روک چکی تھی، وہ نہیں چاہتی تھی وہ زرا سی بھی ہلے اور فارس خان کے زخم دکھ جائیں! وہ اسکی رات کی ڈانٹ بھی یاد رکھے ہوئے تھی لیکن اسوقت اسے اسکے بخار کی زیادہ فکر تھی۔

گل بہار لب دباتے یہ سوچ رہی تھی کے وہ اسے اٹھائے کیسے، جب اچانک فارس خان نے اس پہ اپنی گرفت مضبوط کی۔ وہ اس کے اپنے ماتھے کو چھونے پہ ہی اٹھ چکا تھا، اسکی بڑھتی گرفت پہ گل بہار نے اسے دانت کچکچا کے دیکھا جو اسکا سانس بند کرنے کے در پہ تھا۔ کیا اس سے اسکے پیٹ کا زخم نہیں دکھ رہا تھا؟ گل بہار صرف سوچ کے رہ گئ!

فارس خان نے اسے پھر سے سانس روکے دیکھ اس کی گردن پہ اپنے لب رکھے۔

فارس خان اپنا بائیاں بازو اسکی کمر میں ڈال کے اسے تھوڑا سا اٹھاتے اسکی گردن سے اپنا چہرہ اٹھاتے اسے دیکھنے لگا۔ گل بہار نے کوئی بھی جواب دیے بنا اسکی گردن پہ

اپنی نظریں مرکوز کی تھیں۔ جہاں پہ دانت گھاڑنا اسکا پسندیدہ مشغلہ تھا، لیکن ابھی وہ اسکی رات کی ڈانٹ یاد کرتے خاموش ہو چکی تھی۔ فارس خان نے پیار سے اسکے گال پہ لب رکھتے اسکی تیکھی ناک سے اپنی کھڑی ناک ملائی۔

ناراض ہو؟؟ وہ پیار سے بولا، لیکن دوسری طرف سے ہنوز خاموشی تھی۔

بہار---- وہ اسکے کان میں سرگوشی کرتا اپنی گھنی سنہری بئیرڈ اور مونچھیں اسکے چہرے پہ رگڑ گیا، جس پہ وہ کسمسائی لیکن اسکے زخموں کی وجہ سے ہلی ابھی بھی نہیں تھی۔

اچھا سوری-----

سوری نا---

بہار ایم سوری------

آئی نو آئی ہرٹ مائی بہار بے بی!!-----

فارس خان کا اس سے معافی مانگنے کا ایک ہی سٹائل تھا، وہ اس کا نچلہ لب کتنی ہی بار چومتے اسے بنا رکے سوری بولتا رہتا جب تک کے وہ شرما نہ جائے۔

چھو-چھوڑو مجھے، دو ہی دن میں دل بھر گیا ہے نا مجھ سے تمہارا!! وہ اپنی نیلی آنکھوں سے آنسو بہاتی اسے احتیاط سے خود سے پیچھے کر گئی۔

بہار---- فارس خان اسکی بات پہ تڑپتے اسکا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھرتے اسکے گالوں پہ پھسلے آنسو اپنے لبوں سے چننے لگا۔

بہار بے بی تمہاری آنکھوں میں آنسو دیکھنا مجھے دنیا کا مشکل کام لگتا ہے!! تم کچھ بھی کرو بس آنسو نہیں بہایا کرو اور مجھے میری روتو بہار نہیں چاہیے، کہاں ہے میری جنگلی بلی؟؟ہمم؟؟ فارس خان پہلے بے بسی اور پھر شوخ لہجے میں بولتا اسے گدگدی کر گیا، نا چاہتے ہوئے بھی گل بہار کی ہنسی چھوٹ گئی۔ جس پہ وہ خود کو کوستے تھوڑا سا اوپر اٹھتے اسکی سفید گردن میں ہمیشہ کی طرح اپنے دانت گھاڑ گئی! وہ جی بھر کے اپنا رات والا غصہ اس پہ اتار رہی تھی، جس پہ فارس خان صرف مسکرا کے رہ گیا۔

میں نے تمہیں کل کے لئے ابھی معاف نہیں کیا لیکن تمہیں بخار ہے تو انسانیت کے ناطے میں تمہیں دوا تو دے ہی سکتی ہوں اس لئے اب ہٹو مجھ پر سے--- گل بہار اپنی تیکھی ناک چڑھاتے اسکی گردن پہ اپنے دانتوں کے نشانوں پہ انگلی پھیر کے بولی،

جس پہ فارس خان صرف اس ظالم کو دیکھ کے رہ گیا جو اسکی گردن پہ اتنا ظلم ڈھا کے بھی اس سے ناراض تھی۔

انسانیت گئی بھاڑ میں تم مجھے بس بیویوں والی دوائی دو دیکھو کیسے چٹکیوں میں ٹھیک ہوتا ہوں میں۔۔ فارس خان اپنے ہونٹ اسکے ہونٹوں کے پاس کرتے بولا اور اسکے ہونٹوں کو شدت سے دبوچ گیا۔ گل بہار نے غصے سے اسے دیکھتے اس کی گردن پہ اپنے ناخن گھاڑے۔ فارس نے مسکراتے ہوئے اس کے ہونٹوں کو مزید شدت سے چوما۔

ساحر خان کی آنکھ زرلاشتہ سے پہلے ہی کھل چکی تھی، اس نے گھڑی پہ نظریں دوڑائیں جو صبح کے گیارہ بجا رہی تھی۔ وہ دونوں رات کو لڑتے لڑتے کافی دیر سے سوئے تھےاور ابھی بھی سوتے ہوئے انہیں وقت کا پتہ ہی نہیں چلا۔ شاید وہ دونوں کافی سالوں بعد سکون کی نیند سوئے تھے۔ ساحر خان نے کچھ دنوں کے لئے اپنا کام اپنے بابا جان کے حوالے کیا ہوا تھا، اسی لئے آج کل اپنی شادی کے بعد وہ گھر ہی پایا جا رہا تھا۔ ساحر خان نے ٹائم سے نظریں ہٹاتے ایک نظر اپنی متاعِ جاں کو دیکھا، جس کی آج نیند پوری ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

ساحر خان نے اس اپنے سینے پہ پھیلتے سویا دیکھ کے مسکراتے اسکے ماتھے کو ٹٹولا، جس پہ شاید کل اتنی چوٹ نہیں لگی تھی جتنا وہ اسے رو کے دکھا رہی تھی۔

(میری معصوم تاشو) وہ دل میں بولا، اس کا دل اب پر سکون ہوتے آہستہ آہستہ صاف ہو رہا تھا۔ شاید وہ عنقریب ساری پرانی باتیں بھی بھول جائے!

ساحر خان نے اسے ایک نظر دیکھتے اپنی شہادت والی انگلی اسکے نقوش پہ پھیرنا شروع کی، جسے زرلاشتہ خان نیند میں ہی اپنے چہرے سے ہاتھ مارتے ہٹا رہی تھی۔ لیکن ساحر خان نے اپنی انگلی کی حرکت بند نہیں کی۔

زرلاشتہ خان نے نیند میں ہی اسکی انگلی پکڑی، اب کی بار ساحر خان نے اسکی کمر پہ اپنا دوسرا ہاتھ پھیرتے پیروں کے انگھوٹے اسکی پنڈلیوں پہ پھیرنا شروع کئے۔

زرلاشتہ خان نے اسکی حرکتوں سے تنگ آتے نیند کی سرخی کے باعث اپنی سرخ ڈھوروں والی ہری آنکھیں کھولے اسے دیکھا، ساحر خان کا دل ان آنکھوں میں ڈوب کے ابھرا۔

تمہاری تو نیند ہی ختم نہیں ہوتی، سب پتا نہیں نیچے اس نئے شادی شدہ جوڑے کے بارے میں کیا کیا سوچ رہے ہوں گے۔ اب انہیں کون بتائے یہ تو ابھی بھی کنوارے---

ابھی ساحر خان اسکے کان میں بے باکی سے مزید سرگوشی کرتا، جب زرلاشتہ نے شرم سے سرخ پڑتے اسکے منہ پہ اپنا ہاتھ رکھا۔ اسے صبح صبح اپنے کانوں سے دھوئیں نکلتے محسوس ہو رہے تھے۔ وہ شرم سے سرخ پڑتی اس پر سے اٹھ ہی رہی تھی، جب ساحر خان نے اس پہ اپنی گرفت مضبوط کی۔

ابھی سے یہ حال ہے تمہارا، جب میری شدتیں برداشت کرو گی تب تمہارا کیا بنے گا زرلاشتہ ساحر خان؟ وہ ہنوز اسکا ہاتھ اپنے لبوں سے ہٹاتے اس کے کان میں بے باکی سے بولا۔

کیا آپ ابھی بھی ہم سے پیار کرتے ہیں؟ پتا نہیں زرلاشتہ کے دل میں کیا سمائی جو وہ اس سے پوچھ بیٹھی۔

نہیں--- ساحر خان نے دل میں تپتے ہوئے بظاہر سنجیدگی سے جواب دیا، اسے شدید غصہ آیا تھا اس کے سوال پہ۔ اس کا دماغ خراب تھا جو اس نے رات کو اتنی تقریر کی اور پھر وہ اسکے پیار بھرے لمس سے بھی کچھ نہیں سمجھی تھی کیا؟ وہ صرف سوچ کے رہ گیا۔

سہی! ت۔تو آ۔آپ اب بھی ، دو۔دوسری شا۔ شادی کر۔کریں گے؟ زرلاشتہ خان اپنے آنسو خود کے اندر اتارتی بولی۔

کیوں اب ایسا کیا ہو گیا ہے جو میں اپنے فیصلے سے ہٹوں گا ؟ وہ ہنوز سنجیدگی سے بولتا اسے جلا رہا تھا۔

ت۔تو پھ۔پھر آ۔آپ کے بچ۔بچے ب۔بھی اسی من۔من چاہی بیوی سے ہوں گے؟ وہ اسے اسکی بات یاد کرواتے ہنوز اپنے آنسو خود کے اندر اتارتی اپنی نظریں جھکائے معصومیت سے پوچھ رہی تھی، جس پہ ساحر خان نے مشکل سے اپنا قہقہ دبایا۔

ظاہر سی بات ہے بچے تو میری من چاہی بیوی سے ہی ہوں گیں، تم یہ سب کیوں پوچھ رہی ہو ویسے؟ وہ اپنے بھورے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہنوز سنجیدگی اور سپاٹ چہرے سے جواب دیتے پوچھ رہا تھا۔

تو کیا ہم ساری زندگی دوسروں کی نظروں میں سوالیہ نشان بن کے گزاریں گے؟ طوائف اور کال گرل کے بارے میں تو آپ بہت جانتے ہیں! کیا یہ نہیں جانتے جس عورت کی کھوکھ میں دو ڈھائی سال تک کوئی وجود جنم نہ لے لوگ اسے بانجھ ----

زرلاشتہ خان ن ن ن !! وہ جو اپنے آنسو بہاتی بہت مشکل سے یہ الفاظ ادا کر رہی تھی، ساحر خان کی دھاڑ پہ اس نے اپنے الفاظ ادھورے چھوڑے۔ ساحر خان آج پھر اس کے الفاظ پہ غصے سے پاگل ہوا تھا، وہ کیسے خود کے بارے میں ایسے الفاظ استعمال کر

سکتی تھی؟ کیا اسے ساحر خان پہ بھروسہ نہیں تھا کہ وہ اسے کبھی بھی کسی کی نظروں میں بے مول نہیں کرے گا؟؟ ساحر خان کا پورا وجود غصے سے بھٹی کی مانند سلگ رہا تھا۔ اس کا سفید چہرہ غصے کی شدت سے سرخ پڑ چکا تھا۔

بہت پروا ہے نا تمہیں لوگوں کی؟ اور بہت شوق ہے تمہیں اپنی کھوکھ میں کسی دوسرے وجود کو پالنے کا، تو دیکھو ساحر حیدر خان کیسے تمہار یہ ا شوق پورا کرتا ہے!!
ساحر خان ایک جٹھکے میں کروٹ لیتا اس کے کمر میں ہاتھ ڈالتا اس کی زپ کو توڑتے اسکے کان میں غصے سے غرایا، اسے اتنے غصے میں دیکھ کے زرلاشتہ خان کا وجود کانپا۔

ساحر خان نے شدید غصے میں اسکی قمیض نیچے کو کھسکھائی، زرلاشتہ خان نے بھوکھلاتے ہوئے اپنی قمیض کو تھامنا چاہا۔ جب ساحر خان نے ایک ہاتھ سے اسکی کلائیاں دبوچتے اسکی گردن پہ جگہ جگہ اپنے دانت گھاڑے۔ زرلاشتہ خان نے خوف سے کانپتے ہچکیاں بھری، ساحر خان نے اسکے یوں رونے پہ اسکے لبوں کو اپنی شدت بھری گرفت میں لیتے ایک ہی جٹھکے میں اسکی قمیض اسکے تن سے الگ کی۔
زرلاشتہ خان کی قمیض دو حصوں میں چاک ہو چکی تھی، زرلاشتہ خان نے ڈر اور شرم سے کانپتے اپنے ہاتھوں کو اپنے سینے پہ لپیٹا۔ جب ساحر خان غیض و غضب سے اسکے ہونٹوں پہ اپنی شدت کا گہرا رنگ چڑھاتے جھکتے ہوئے اس کے پیٹ کو اپنے لبوں سے چھوتا اسے کانپنے پہ مجبور کر چکا تھا۔ اس کی سسکیوں پہ ساحر خان نے خمار آلود اور غصے سے شدید سرخی لئے اپنی نیلی آنکھیں اٹھاتے زرلاشتہ خان کی آنکھوں میں دیکھا،

جو اپنی ہری آنکھوں میں ڈر اور آنسو لئے اسے شکوہ کناں نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ اب کی بار ساحر خان کی نظروں کا مرکز اسکا حسین دودھیا سفید وجود بنا جسے وہ اس سے چھپانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔ ساحر خان اسکی شرم و حیا کو دیکھتے اپنے غصے پہ لعنت بھیجتا، ایک ہی جھٹکے میں اس پر سے اٹھتا کمبل اس پہ پھینکتے ٹیرس کی طرف بڑھا۔ اس کے حسین وجود سے نظریں چرانا کتنا مشکل تھا کوئی ساحر خان سے پوچھتا لیکن ابھی اسکی نازک بیوی اس سب کے لئے تیار نہ تھی۔ اس کی آنکھوں کا خوف یاد کرتے ساحر خان نے اپنی جیب سے سیگرٹ نکالتے سلگایا لیکن یہ بھی سچ تھا زرلاشتہ خان کی بات یاد کرتے اسکا وجود اب تک غصے سے کسی بھٹی کی مانند سلگ رہا تھا۔ اسکے یہاں سے جانے کے بعد زرلاشتہ خان اپنا دوپٹا خود پہ اوڑھتے جھٹکے سے واشروم میں بند ہوئی، شرم و حیا سے کانپتے اس سے چلنا محال ہوا تھا۔ وہ اس کمرے میں مزید نہیں رک سکتی تھی، اسی لئے اپنے کپڑے تبدیل کرتی وہ اس کی شدتوں کے سرخ نشان اپنے لبوں اور گلے سے چھپاتی باہر کی جانب بڑھی۔

KOH NOVELS - URDU

ساحر خان شدید سردی میں شرٹ لیس اپنے کمرے کے ٹیرس پہ کھڑا سیگرٹ پھونک رہا تھا۔

نیچے پورچ میں داخل ہوتی رایان خان کی گاڑی کو صبح صبح یہاں دیکھتے حیران ہوا تھا، جو بلیک گرم ٹریک سوٹ پہنے اپنے شہد رنگ بالوں میں ہاتھ پھیرتا شیشے میں ہاتھ سے اپنی گھنی بیبرڈ اور مونچھوں کو سنوارتا اندر کی طرف بڑھ رہا تھا۔ وہ جو کب سے غصے سے پاگل ہو رہا تھا اپنی نازک جان بیوی کا خیال کرتے وہ کمرے کی طرف بڑھا لیکن اسے کمرے میں نہ پاتے وہ سلگتا ہوا واشروم کی طرف بڑھا۔ وہ وہاں بھی نہیں تھی، ساحر خان غصے سے ٹھنڈے پانی سے شاور لیتا لائٹ براؤن شلوار قمیض پہ کالی مردانہ شال گلے میں ڈالتا نیچے کی طرف بڑھا۔

سجاول خان اپنی ماں کی قبر سے آنے کے بعد فریش ہوتا ابھی کچھ ہی دیر پہلے لباس تبدیل کیے پھر سے آفس میں داخل ہوا۔ وہ اپنے لیپ ٹاپ پہ جھکا غائب دماغی سے کوئی کام سر انجام دے رہا تھا، جب اسکا فون رنگ ہوا۔ زرش خان جو اس سے اگلی میٹنگ کے متعلق ایک ضروری فائل پہ سائن لینے آئی تھی، اسکے فون پہ ہرا خان کا نمبر جگمگاتا دیکھ کے اس کا دل ویران ہوا۔ سجاول خان اسکی طرف متوجہ ہوتے، ایک ہاتھ سے فون کان کو لگاتے دوسرے ہاتھ سے اس سے فائل تھام گیا۔

نہیں میں تو ابھی نکلا بھی نہیں ہوں آپ پہلے ہی یونیورسٹی سے باہر آ کے کیوں کھڑی ہیں ؟ اندر جائیے ابھی میں جب آؤں گا تو فون کر کے بلا لوں گا۔ میں شاید تھوڑا لیٹ ہو جاؤں اور اگر میں آدھے گھنٹے تک نا آ سکا تو یونی والے گرلز ہوسٹل میں چلی جائیے گا۔۔۔ سجاول خان ہرا خان سے مخاطب تھا جسے آج صبح ہی وہ یونیورسٹی چھوڑ کے آیا تھا کیوں کے اسے پی ۔ ایچ ۔ ڈی سے ریلیٹڈ کوئی فارم سبمٹ کروانا تھا۔ وہ دونوں ابھی بھی پہلے کی طرح ہی مخاطب ہوتے تھے۔ اس منہ بولے منگ کے رشتے پہ دونوں نے ہی غور کرنا مناسب نہ سمجھا تھا۔ زرش خان اسکے لہجے میں ہرا خان کے لئے فکر مندی اور عزت و احترام کو محسوس کرتی اپنے آنسوؤں کو خود کے اندر اتار رہی تھی، ایسی عزت اس نے زرش خان کو کب دی تھی بھلا!

جی مس زرش ؟ سجاول خان اب کی بار فون رکھتے سنجیدہ ہوتے اسے دیکھ کے اسکے آنے کا مقصد پوچھ رہا تھا، اس کے چہرے پہ ابھی تھوڑی دیر پہلے والی سرد ملاقات کی رمق تک نہ تھی۔

سائن!!! زرش خان اپنے حلق میں اٹکے آنسوؤں کے گولے کو خود کے اندر اتارتی صرف ایک ہی لفظ بول پائی۔ سجاول خان نے اس کے نم لہجے کو دیکھتے اپنی ڈارک

براؤن آنکھیں اٹھا کے اسے دیکھا لیکن اسکی ہیزل آنکھیں بالکل سپاٹ اور سرخی لئے ہوئے تھیں۔ سجاول خان نے اسے گہری نظروں سے دیکھتے تیزی سے اپنے سائین کرتے فائل زرش خان کی طرف بڑھائی تھی۔ زرش خان فائلز تھامتے تیز تیز قدموں سے اس کے آفس سے نکل چکی تھی لیکن اپنا موبائل وہ سجاول خان کے ٹیبل پہ بھول چکی تھی۔

اسکے موبائل پہ نظر پڑتے سجاول خان کو وہ سارے لمحات یاد آئے، جب وہ چوری چپکے اسکی تصاویر بناتی تھی۔ پتا نہیں کس احساس کے تحت سجاول خان نے ہاتھ بڑھاتے اسکا فون پکڑا۔ موبائل سکرین پہ ٹچ کرتے ہی زرش خان کے فون کا والپر نمودار ہوا تھا، جس پہ ایک کافی کے مگ کے ساتھ گلاب کے ٹوٹے اور مرجھائے ہوئے پھول تھے۔ سجاول خان کو اب کی بار اس کا خود کو پرپوز کرنا یاد آیا۔ اس نے بھی تو اپنے آفس میں سجائے گئے گلاب کے پھولوں کو ایسے ہی بے دردی سے نوچتے ہوئے توڑا تھا۔ سجاول خان کی گردن میں گلٹی اوبھر کے معدوم ہوئی۔

اس نے اب کی بار فون پہ پاسورڈ والی جگہ پہ "زرش " ٹائپ کیا، لیکن یہ پاسورڈ ٹھیک نہیں تھا۔ اب کی بار سجاول خان نے "زری" ٹائیپ کیا جو اس نے ضرار کے منہ سے اسے پکارتے سنا تھا لیکن پاسورڈ ہنوز غلط تھا۔ سجاول خان نے "ضرار" ٹائپ کرنے کے بعد اور بھی کچھ پاسورڈز ٹرائی کئے لیکن سب کے سب غلط تھے۔ اب کی بار سجاول خان کو یہ فون ان لاک کرنے کا مزید تجسس ہوا پتا نہیں کس احساس کے تحت سجاول خان کی انگلیوں نے کچھ ایسے الفاظ ٹائپ کیے۔" Khanaسجاول خان کی انگلیوں نے کچھ ایسے الفاظ ٹائپ کیے۔"

اور اسکے یہ ٹائپ کرنے کی دیر تھی فون کا لاک کھل چکا تھا۔ سجاول خان کی حیرت کی انتہا نا تھی۔ "خاناں" تو وہ سجاول خان کو پکار تی تھی، وہ بھلا اس بے حس کا نام اپنے فون کا پاسورڈ کیوں رکھے گی۔ سجاول خان نے ڈائریکٹ فون کی گیلری کھولی، جس پہ سامنے ہی سب سے اوپر "خاناں" کے نام سے ایک فولڈر تھا۔ سجاول خان کی انگلیاں اپنے آپ اس فولڈر پہ گئی، فولڈر کھلتے ہی سجاول خان کی مختلف زاویوں سے لی گئی ڈھیروں تصاویر نمودار ہوئی!۔

کہیں پہ وہ اپنے ڈارک براؤن بالوں میں ہاتھ پھیر رہا تھا۔

کہیں اپنی ڈارک براؤن گھنی بییرڈ مونچھوں پہ اپنا انگوٹھا رب کر رہا تھا۔

کسی تصویر میں وہ سیٹ پہ ٹیک لگا کے بیٹھتا اپنے گلابی لبوں میں خوبصورت سا پن دبائے اپنی لیپ ٹاپ سکرین کو دیکھ رہا تھا۔

KOH NOVELS URDU

کسی تصویر میں وہ سیگرٹ پھونکتا اپنے منہ سے دھواں نکال رہا تھا اور کسی میں وہ اپنی ٹائی ڈھیلی کرتے اپنی شرٹ کے اوپری بٹنز کھول رہا تھا۔ وہ سب تصاویر اتنی پرفیکٹ اور خوبصورت زاویوں سے لی گئی تھیں کہ سجاول خان کی حیرانگی سے آنکھیں پھٹی تھیں۔ وہ ہزاروں کی تعداد میں تصاویر تھیں جو ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھیں۔ اگر وہ ہر وقت اس کی تصاویر لیتی رہتی تھی تو اتنی جلدی آفس کا کام کیسے انجام دے لیتی تھی، جس میں غلطیاں بھی کم و بیش ہی ہوتی تھیں۔ اپنی تصاویر دیکھتے سجاول خان کی نظریں اپنی بلیک پینٹ کوٹ میں ملبوس تصاویر پہ گئی، بے ساختہ سجاول خان کو اس دن اپنی تعریف میں بولے گئے زرش خان کے الفاظ یاد آئے۔ سجاول خان کا دل پہلو میں دھڑکتا سینے کی دیواریں پٹک رہا تھا۔ سجاول خان نے دروازے کے قریب ہیلز کی ٹک ٹک سنتے جلدی سے اس کا موبائل آف کر کے ویسے ہی رکھا جیسے وہ چھوڑ کے گئی تھی۔

زرش خان اس سے اجازت لیتی کمرے میں آتے اسکے ٹیبل سے اپنا فون پکڑتے پھر سے باہر جا چکی تھی۔ سجاول خان بغور اسکی حرکتیں ملاحظہ کرتے اسکی آنکھوں کو بھی گہری نظروں سے دیکھا جو اسے روئی روئی سی لگی تھیں! لیکن زرش خان اسکی نظروں کو اگنور کرتی کب کی اسکے آفس سے جا چکی تھی۔ سجاول خان کو اپنا آفس اسکی باتوں کے بغیر ویران ویران سا محسوس ہو رہا تھا وہ شاید چاہتا تھا وہ اسے مسکرا کے دکھائے، اس سے باتیں کریں، اپنی ہیزل آنکھوں میں پہلے سی چمک اور محبت لیے اسے دیکھے لیکن وہ کچھ بھی تو نہیں کر رہی تھی۔

سجاول خان نے اپنے بال مٹھی میں دبوچتے چئیر کے ساتھ ٹیک لگاتے آنکھیں موندی---

---

ہرا خان جو سجاول کا فون کاٹتے پھر سے یونیورسٹی کی طرف بڑھ رہی تھی، جب کوئی لڑکا شاید جان بوجھ کے اس سے ٹکرایا۔ ضرار خان جسے خبر ملی تھی کہ آج ہرا خان اپنے کسی کام سے اپنی یونیورسٹی میں آئی ہے، وہ پہلی فرصت میں تیار شیار ہوتے اس سے ملاقات کی غرض سے اس کی یونیورسٹی کی طرف بڑھا۔ ابھی اس نے اسکی یونی کے گیٹ پہ گاڑی کو بریک لگائی ہی، جب اسکی نظر ہرا خان سے ٹکراتے وجود پر پڑی۔ ٹکرانے سے ہرا خان کے چہرے سے چادر کھسکتی اسکا چاند سا چہرہ واضح کر چکی تھی۔ اس لڑکے نے بے خود ہوتے ہرا خان کا ہاتھ پکڑتے اس سے بد تمیزی کرنا چاہی، جب ضرار خان اپنی ہیزل آنکھوں میں غصے کی ڈھیروں سرخی لئے تیزی سے دروازہ کھولتے ہرا خان کی طرف بڑھا۔

یہ کیا بتمیزی ہے چھوڑو مجھے-- ہرا خان اس لڑکے کے ہاتھ کو اپنی کلائی سے دور کرنے کی کوشش میں غرائی۔

جان من ہمیں بھی تو اس حسن کے نظارے کرواؤ کیا چھپایا ہے اس چادر میں--- ابھی وہ اپنا ہاتھ ہرا خان کی چادر کی طرف لے کے جاتا، جب بلیک پینٹ کے اوپر وائٹ ٹی شرٹ پہ بلیک جیکٹ پہنے ضرار خان نے شدید غصے سے اس کا وہی ہاتھ پکڑتے اس کی کمر کی طرف موڑا۔

آ تجھے میں بتاتا ہوں کیا چھپایا ہے!! ضرار خان اسکی ہاتھ کو سختی سے پشت پہ موڑتے اس کے گھٹنے پہ اپنی ٹانگ مارتے غرایا۔ ہرا خان ضرار خان کو یہاں دیکھ کے حیران جب کے اللہ کی شکرگزار ہوئی جس نےاس مشکل وقت میں پتا نہیں اسکی کس نیکی کے بدلے اس کے کسی اپنے کو اس کے پاس پہنچا دیا تھا۔

ضرار خان اس لڑکے کے ماتھے پہ اپنا سر مارتے اسے نیچے گرا چکا تھا۔ وہ لڑکا کوئی اتنا صحت مند نہیں تھا وہ کیسے اس بلیک بیلٹ لمبے چوڑے وجود کا مقابلہ کر سکتا تھا۔ ضرار خان چند منٹ میں اسے دھنک کے رکھ چکا تھا۔ وہ لڑکا لہو لہان ہوتے زمین پہ پڑا کراہ رہا تھا لیکن ضرار خان کا غصہ کسی صورت کم نہیں ہو رہا تھا۔ لوگ دور دور کھڑے اس لڑائی کا تماشہ دیکھ رہے تھے کسی میں بھی اتنی ہمت نہ تھی کے اس شیر کی لڑائی میں ٹانگ آڑا سکے۔ ضرار خان اسکے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو اپنی انگلیوں میں پھنسائے، انہیں ایک جھٹکے میں توڑ چکا تھا۔ اس لڑکے کی چینخیں بلند ہوئی۔

ضرار!! چھوڑو اسے وہ مر جائے گا-- ہرا خان جو کب سے ضرار کو روکنے کی کوشش کر رہی تھی، اب کی بار روتے ہوئے بلند آواز میں چیخی۔ وہ ضرار کا اتنا جنونی اور بے حس روپ دیکھ کے کانپی تھی۔ ضرار خان جو اب کی بار اپنی بلیک پینٹ کے بیلٹ سے پسٹل نکالتا اس پہ ٹکا چکا تھا، ہرا خان کی روتی آواز پہ اس نے مڑ کے اس کی طرف اور پھر ایک نظر تماشا دیکھتے لوگوں کو دیکھا۔

چہرہ ڈھکو اپنا ہرا خان!! ضرار خان ہرا خان کے کھلے چہرے کو دیکھ کے غرایا، جس پہ ہرا خان نے اپنے کانپتے ہاتھوں سے روتے ہوئے اپنا چہرہ ڈھکا!!

حبیسوں ایک سیکنڈ کے اندر اندر مجھے یہاں سے نکلتے نظر آؤ تم لوگ، نہیں تو ٹکرے ٹکرے کرتے کتوں کے آگے ڈال دوں گا! اور اگلے ہی پل ضرار خان ان لوگوں کے پیروں میں فائر کرتے دھاڑا، جس پہ تمام مرد اچھلتے ہوئے وہاں سے بھاگے تھے۔

ضرار خان نے اب کی بار اس لڑکے کی طرف رخ موڑتے اس کے ہاتھ پہ فائر کیا، جس سے اس نے اس کی منگ کو چھوا تھا۔ اس لڑکے کی چیخے بلند ہوئی وہ روتے ہوئے اس سے معافی مانگ رہا تھا۔ لیکن ضرار خان اسے پھر سے شوٹ کرنے والا تھا، جب ہرا کے الفاظ نے اسکے ہاتھ روکے۔

ضرار تمہیں میری قسم ہے رک جاؤ ---- وہ مر جائے گا ---- وہ اپنی گہری کالی آنکھوں کو برساتے اسکے نزدیک آتی اس کا پسٹل والا ہاتھ پکڑتے شدتوں سے ہچکیاں بھرتے بولی، جب ضرار خان زمین پہ لیٹے وجود کو نفرت اور غصے سے گھورتا ہرا خان کا ہاتھ پکڑتے تیز تیز قدموں سے اپنی گاڑی کی طرف بڑھا۔ ہرا خان ہنوز روتی بلکتی کانپتی اس کے ساتھ تقریباً دوڑتی ہوئی چل دی۔

عشقِ ستم..... قسط 37

ضرار خان اپنی گاڑی کی فرنٹ سیٹ کھولتے شدید غصے میں ہرا خان کو اس پہ دھکیلتے ڈرائیونگ سیٹ پہ آ کے بیٹھا۔ گاڑی سٹارٹ کرتے ہی اس نے بغیر ہرا خان کے روتے بلکتے وجود پہ نظر ڈالتے گاڑی ہوائی جہاز کی طرح دوڑائی۔ اس لڑکے کا ہرا خان کا ہاتھ پکڑنا اور پھر اس کی بے ہودہ بات یاد کرتے ضرار خان کی کنپٹی کی

رگیں سلگ اٹھی تھی اور جیسے ہرا خان کے چہرے سے کھسکتی چادر پہ سارے مرد اس پہ نظریں گھاڑے ہوئے تھے ضرار خان کسی صورت بھول نہیں پا رہا تھا۔

وہ بھی ایک خانزادہ تھا اور اپنے سے جڑے رشتوں کے بارے میں بے حد پوزسیسو تھا۔ وہ شروع شروع میں زرش خان کو بھی ماڈرن ڈریسنگ سے باتوں ہی باتوں میں روکنے کی کوشش کرتا تھا۔ لیکن وہ اس کے بے جا پیار کی وجہ سے حد سے زیادہ ضدی بن چکی تھی، اسے جس چیز سے منع کیا جاتا تھا وہ جان بوجھ کے وہی کام کر کے دیکھاتی تھی جس پہ ضرار خان ہنس دیتا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ضرار خان نے اسے ڈریسنگ پہ ٹوکنا بھی چھوڑ دیا تا کہ وہ اس کو قید سمجھتے اپنے باپ کی کمی محسوس نہ کرے اور باغی نہ ہو جائے اور کچھ اس نے کبھی بھی اپنی بہن کے حسین وجود پہ غور نہیں کیا تھا۔ وہ ابھی بھی اسکے لئے ایک بچی ہی تھی لیکن ہرا خان اسکی منگ تھی۔ اس کے پورے وجود پہ صرف اسکا حق تھا۔ اس لڑکے کی بات سنتے وہ جلتے توے پہ بیٹھا تھا۔

ہرا خان کب سے روتے اسے گاڑی کی سپیڈ کم کرنے کو کہہ رہی تھی، لیکن وہ اس کی ایک بھی سنے بغیر گاڑی کی سپیڈ مزید تیز کرتا کچھ ہی دیر میں گاڑی قدرے

سنسان روڈ کی طرف لاتے جھٹکے سے روک چکا تھا۔ جہاں سڑک پہ گاڑیاں نہ ہونے کے برابر تھی۔ اس کے اچانک بریک لگانے پہ ہرا خان کا سر ڈیش بورڈ پہ لگنے ہی والا تھا لیکن ضرار خان نے ایک جھٹکے میں اس کی کہنی پکڑتے اسے اپنی طرف کھینچ لیا۔ ہرا خان نے اپنی گہری کالی شکوہ کناں نظروں سے اسے دیکھا، ضرار خان نے اسکی خوبصورت آنکھوں میں

ڈھیروں آنسو دیکھتے، اس کے چہرے سے چادر کھسکھاتے اپنا دوسرا ہاتھ اسکی کمر میں ڈالتے مزید خود کے نزدیک کیا۔ ہرا خان کے وجود میں کپکپی طاری ہوئی، اس نے ضرار کی اتنی نزدیکی پہ دہکتے گالوں سے اسکے چٹانی سینے پہ ہاتھوں کا دباؤ بڑھاتے اسے پیچھے کرنا چاہا لیکن ضرار خان کی گرفت مضبوط تھی۔

باہر کیا کر رہی تھیں آپ؟؟ کس سالے نے آپ کو باہر کھڑا ہونے کا بولا تھا؟؟ جواب دیں مجھے!!! ضرار خان اس کی کہنی کو کمر پہ موڑتے اسے مزید اپنے سینے میں سماتے دھاڑا، ہرا خان نے اس کے انداز پہ ہچکی بھری۔ اس نے اسکا ایسا روپ پہلے کب دیکھا تھا بھلا ، وہ تو ہمیشہ اس کے ساتھ مسکراتے ہوئے پیش آتا تھا۔ اب کیوں کسی شیر کی طرح اس پہ دھاڑتے اسکے کان پھاڑنا چاہتا تھا۔

اسکے ہونٹ باہر نکال کے ہچکی بھرنے پہ ضرار خان کی نظر اسکے گلابی ہونٹوں پہ پڑی، اسے اپنے حلق میں کانٹے چبھتے محسوس ہو رہے تھے۔ اگر جو وہ اس کے نکاح میں ہوتی وہ اپنا سارا غصہ شاید اسکے انہی گلابی ہونٹوں پہ اتارتا۔

کیوں کھڑی تھی آپ باہر؟ اب کی بار وہ اسکی کہنی پہ اپنی گرفت نرم کرتے لہجے کو متوازن بناتے پوچھنے لگا۔

وہ سجاسجاول آ۔آنے والا تھتھا ۔مجھمجھے لینے۔۔۔ ہرا خان نے اسکے لہجے میں نرمی محسوس کرتے اپنی گہری کالی آنکھیں اس کی لہو رنگ ہیزل آنکھوں میں گھاڑتے اسے جواب دیتے اپنی گالوں سے آنسو صاف کیے، سجاول خان کے نام پہ ضرار خان کا میٹر پھر سے شارٹ ہوا۔

کیوں ؟ کس حق سے وہ آپ کو لینے آ رہا تھا؟؟ میں مر گیا تھا کیا؟؟ وہ ایک جھٹکے میں اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنی گود میں بٹھاتے اسکی کہنی پہ پھر سے اپنی گرفت مضبوط کرتا اس کے کان میں غرایا۔ ضرار خان کے دماغ میں ابھی کچھ دن پہلے مراد خان کے بولے گئے الفاظ گھونجے تھے، جب انہوں نے ہرا خان اور سجاول خان کے نکاح یا منگنی کی بات کی تھی۔ وہ غصے سے پاگل ہوتے یہ بھول چکا تھا کہ سجاول اسکا کزن بھی ہے!!

KOH NOVELS URDU

ہرا خان نے اب کی بار اپنے دوسرے ہاتھ سے اسکے سینے پہ مکے مارتے اسے خود سے دور کرنے کی تگ و دو کی، اسکی مرنے والی بات پہ ہرا خان کے دل کو کچھ ہوا۔

و۔وہ۔ میر۔میرا کزن ہے ۔جیس۔جیسے ت۔تم ہو۔۔ وہ اپنی کہنی پہ اسکی سخت ہوتی گرفت مضبوط کرتے اسکی جواب طلب آنکھوں میں دیکھ کے منمنائی۔

وہ میرے جیسا نہیں ہے!! ضرار خان غرایا، شدید ناگوار گزرے تھے اسے ہرا خان کے یہ الفاظ!! وہ اسے اور سجاول کو خود کے لئے برابر کیسے رکھ سکتی تھی۔

ہاں وہ تمہاری طرح جنگلی نہیں ہے۔ وہ بہت سویٹ ہے وہ مجھ پہ ایسے گندھے بچوں کی طرح غصہ نہیں کرتا۔۔ ہرا خان اسکی آنکھوں میں دیکھتی اسکا غصہ اتارنے کی کوشش کرتی لاڈ سے آنسو بہاتی کچھ غصے سے بولی، اگر جو زرش خان اس کے منہ سے سجاول خان کے لئے سویٹ کا لفظ سن لیتی تو یقیناً اسے سویٹ لفظ سے نفرت ضرور ہو جاتی۔

اسکے خود کو آج پھر (گندھا) بچہ کہنے پہ ضرار خان کا سارا غصہ اڑن چھو ہوا۔ وہ بچوں کی طرح ہونٹ باہر نکالتے انکھوں میں آنسو لئے اسے دیکھتی غصے سے بول رہی تھی۔ ضرار خان کی نظریں اب کی بار پھر سے ہرا خان کے گلابی ہونٹوں پہ پڑی اور اس پہ تضاد اسکی قربت میں اسکا سرخ پڑتا چہرا دیکھتے، ضرار خان نے اسکی کہنی کو نرمی سے اپنے ہاتھ سے سہلاتے بے خود ہوتے اسکے چہرے پہ جھکتے اسکے گلابی گالوں سے سفید شفاف آنسو اپنے ہونٹوں سے چنے۔ ہرا خان رونا بھول چکی تھی، وہ حیرانگی سے اس بے باک انسان کو دیکھ رہی تھی۔ جو ابھی اس پہ غصہ کر رہا تھا اور اب کیسے اپنی بے باک حرکتوں پہ اتر آیا تھا۔ اس کی کالی گھنی بیرڈ اور مونچھوں کی چبن اپنے گالوں پہ محسوس کرتی ہرا خان کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی۔ وہ مزاحمت کرتی پیچھے ہونے کی کوششیں کرنے لگی۔

ضر۔ضرار!!! ہرا خان نے شرم سے قندھاری ہوتے اس کے چہرے پہ ہاتھ رکھتے اسکا چہرہ خود سے دور کیا، جو اب اسکے گلابی گال پیار سے چوم رہا تھا۔

اچھا میں بچہ ہوں؟؟ وہ اب کی بار پھر سے چہرہ اسکے نزدیک کرتا، اسکی گلابی ہوتی ناک پیار سے اپنے ہونٹوں سے چھوتے بولا۔

ضر۔ضرار چھو۔چھوڑو مجھ۔مجھے۔ پلیز۔۔ ہرا خان پھر سے منمنائی، وہ بے تحاشہ کوشش کرتے ہوئے بھی اسکی گود سے اٹھ نہیں پا رہی تھی۔

پہلے یہ بتائیں سجاول خان اور ضرار خان کا کوئی مقابلہ ہے؟؟ ضرار خان اسکی کمر پہ اپنی گرفت مضبوط کرتا ائبرو اچکاتے استفسار کر رہا تھا، جس پہ ہرا خان نے اسے آنکھیں دکھاتے نفی میں سر ہلایا۔

وہ کیوں بھلا؟؟ ضرار خان نے وجہ جاننی چاہی، جس پہ ہرا خان نے اسے نروٹھی نظروں سے دیکھا۔

کیوں کے سجاول خان، ضرار خان کی طرح پاگل نہیں ہے، وہ سو--- ابھی وہ اسے کسی بچے کی طرح سبق سناتے مزید کچھ بولتی، جب ضرار خان نے نرمی سے اسکا جبڑااپنی گرفت پہ لیتے اسکی بات کاٹی۔

اگر جو ان گلابی لبوں نے مزید میری برائیاں کرتے سجاول خان کی تعریفوں میں پل باندھے، تو قسم لے لیں مجھ سے جو اسی وقت ضرار زمان خان نے ان نازک ہونٹوں کو اپنی گرفت میں نا لیا تو!! ضرار خان آیبرو اچکاتے اسکے ہونٹوں پہ نظریں جمائے بے حد بے باکی سے بولتا اسے کانپنے پہ مجبور کر چکا تھا۔ وہ جانتا تھا وہ جان بوجھ کے اسے تنگ کرنے اور مزید اسے سلگانے کے لئے سجاول خان کی جھوٹی تعریفیں بیان کرے گی۔ ہرا خان نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھتے اپنے ہونٹوں پہ دونوں ہاتھ جمائے، جس پہ ضرار خان نے زیر لب مسکراتے اس پہ اپنی گرفت ڈھیلی کی۔ جانتا جو تھا اب وہ مر تو جائے گی لیکن ایسی کوئی بات منہ سے نہیں نکالے گی۔

ابھی ضرار خان اسکے خوبصورت چہرے کو چادر سے چھپاتے گاڑی سٹارٹ کرنے ہی والا تھا، جب ہرا خان کے فون پہ سجاول خان کی کال آئی۔ ہرا خان کے فون اٹھانے سے پہلے ہی ضرار خان اسے تھامتے یس کرتا کان سے لگاتے، ہرا خان کی کہنی سے بازو تھوڑا اوپر کرتا اپنی انگلیوں کے سرخ نشان دیکھتا لب دباتے خود کے غصے کو کوستا اس کی کہنی کو پیار سے سہلاتا ہرا خان کی نروٹھی نظریں خود پہ محسوس کرتا سجاول خان کی بات سن رہا تھا۔

آ جائیں، میں آپ کی یونی کے باہر کھڑا ہوں!! سجاول خان اسے لینے اسکی یونیورسٹی کے باہر پہنچتا اسے فون کرتا سنجیدگی سے اسے اپنے آنے کی اطلاع دینے لگا۔

کیوں پہلے سالے کو کیا موت پڑی ہوئی تھی، جو وہ ابھی تشریف لایا ہے؟ ضرار خان ہنوز ہرا خان کے مزاحمت کرتے ہاتھ کی کہنی اپنے ہاتھ سے سہلاتا، سجاول خان کو جھاڑتے بولا جبکہ ہرا خان اسکی بات سے تزبزب کا شکار ہوئی۔

سجاول خان نے ہرا خان کے نمبر سے ضرار خان کی آواز سنتے دانت کچکچاتے اپنا فون کان سے ہٹاتے نمبر دیکھا، نمبر تو ہرا کا ہی تھا۔

تمہارے پاس یہ فون کیسے آیا؟؟ ہرا کہاں ہیں؟ سجاول خان الجھتے ہوئے واپس سے اپنی گاڑی میں بیٹھتا استفسار کرنے لگا؟ اس نے جان بوجھ کے ہرا کے ساتھ دیدہ نہیں لگایا تھا۔ اس نے ضرار خان کو جلانا اپنا فرض سمجھا تھا، کیونکہ اسکی عزت رایان خان اور سجاول خان پہ قطآ فرض نہ تھی۔ وہ ضرار خان کی بے باکی کی ساری کہانی اور خود کے لیے وارننگ بھی ساحر خان کے منہ سن چکا تھا، جس پہ اس نے کندھے اچکاتے ضرار خان کو دل میں صلواتوں سے نوازا۔ اگر وہ سیدھی طرح سے ہرا کے لئے اپنی پسند کا اقرار کر لیتا تو وہ اسی وقت انکار کر دیتا! وہ کون سا ہرا خان کے عشق میں گوڈے گوڈے ڈوبا ہوا تھا، وہ اسکے لئے اسکی بہنوں کی طرح تھی۔ کیونکہ فون میرے پاس ہے اور فون والی بھی میرے پاس ہی ہے! اب بہتر ہو گا جو تم مزید بکواس کرتے اپنی دیدہ اور ہونے والے بہنوئی کی رومینٹک لانگ ڈرائیو میں خلل نہیں ڈالو گے اور اپنی ہرا دیدہ کو یونی سے لانا تمہاری نوکری ہے نا؟ اگر جو تم آئیندہ سے اپنی نوکری سے لیٹ ہوئے، تو تمہیں تمہارے آفس میں بند کرکے تم پہ پٹرول چھڑک کے آگ لگا دوں گا!! ضرار خان پتا نہیں اپنا کون کون سا غصہ سجاول خان پہ اتارتے اس اچھی طرح سے یہ باور کرواتے کے وہ اسکی "دیدہ "ہے، کھٹاک سے فون بند کر چکا تھا۔ جس پہ سجاول خان اسکی بے باکی اور بتمیزی کے بعد فون کاٹنے پہ اپنا آئی فون ڈیش بورڈ پہ زور سے مارتے توڑ چکا تھا۔ ضرار خان اسے اپنی ہونے والی بیوی کے نوکر کا خطاب دے چکا تھا، یہ دونوں بہن بھائی اسے ہمیشہ سے شدید تپ چڑھاتے تھے۔ سجاول خان ان دو مہینوں میں جتنے فون توڑ کے خرید چکا تھا، اتنے فون اس نے اپنی زندگی کے گزرے سالوں میں کل ملا کے نہیں لئے تھے۔ ہرا خان ضرار خان کی باتوں پہ منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی، جس پہ ضرار خان نے اسے آنکھ مارتے جھک کے اسکی کہنی پہ اپنے لب کا مرہم رکھا۔ ہرا خان شرم سے سرخ پڑتے نروٹھے پن سے اس سے رخ موڑتے گاڑی سے باہر دیکھنا شروع ہو چکی تھی، وہ اس کا خود پہ غصہ کرنا ابھی تک نہیں بھولی تھی۔

ضرار خان نے اس کے چہرے کے بگڑے زاویے دیکھتے، اس کا ہاتھ پکڑتے مسکراتے ہوئے گاڑی سٹارٹ کی۔ آج ضرار خان کا اس کے ساتھ کچھ وقت گزارنے کا ارادہ تھا۔

رایان خان ابھی زنان خانے میں داخل ہوا ہی جب سیڑھیوں سے اترتی براؤن پٹھانی فراک میں ملبوس زرلاشتہ اسے دیکھتی تیزی سے بھاگتی اس کے سینے سے لگی۔ رایان خان نے اسکی حرکت پہ مسکراتے ہوئے اسے اپنے حصار میں لیا۔

کیسا ہے میرا بچہ؟ رایان خان اس کے ماتھے پہ اپنے لب رکھتے پیار سے بولا، زنان خانے میں موجود تمام لوگ صبح صبح یہاں رایان خان کو دیکھ کے حیران ہونے کے ساتھ ساتھ ان دونوں بہن بھائیوں کے پیار پہ مسکرا رہے تھے۔ حیدر خان اور مراد خان کچھ دیر تک جرگے میں جانے والے تھے، جبکہ خانم بی اور روشنہ خان بیٹھی تسبیح پڑھ رہی تھیں۔ پری وش انہیں مسکراتے ہوئے چائے کپوں میں ڈال کے دے رہی تھی، جبکہ سعد خان کو ہمیشہ کی طرح چار یا پانچ بجے اٹھنا تھا۔

ٹھیک ہوں! مجھے آپ سب کی بہت یاد آتی ہے سارا دن--- زرلاشتہ خان آنسو بہاتے اسکے سینے سے لگی معصومیت سے بولی، جس پہ رایان خان نے اپنی لاڈلی کی بات پہ بے بسی سے اس کے آنسو صاف کیے۔

کتنی مشکل سے زر کو چپ کرواتے رایان خان پری وش کے سر پہ مسکراتے ہوئے ہاتھ رکھتے سب سے ملا۔ اپنی منکوحہ کی تلاش میں نظریں یہاں وہاں دوڑائی لیکن وہ پتا نہیں کہاں چھپی بیٹھی تھی۔

زر رایان خان کے ساتھ لگی صوفے پہ بیٹھی ہوئی تھی۔

خیریت اتنی صبح صبح؟؟ حیدر خان نے رایان خان کو دیکھتے ہلکے ہلکے لہجے میں استفسار کیا۔

ٹڈے کو میرا مطلب درام کو سکول چھوڑنے گیا تھا تو سوچا زر سے بھی ملتا جاؤں، رایان خان گرم چائے کا گھونٹ بھرتے بولا۔ ساحر خان اپنے بھورے بالوں میں ہاتھ پھیرتا، نیلی آنکھوں میں سرخی لیے نیچے کی طرف آ رہا تھا۔ رایان کی بات سنتے اسکی نظر اس کے حصار میں روئی روئی سی اپنی خوبصورت بیوی پہ گئی، پتا نہیں کیوں ساحر خان کو اسکے رایان کے ساتھ بیٹھنے پہ بھی شدید جیلیسی ہوئی---

کیوں پہلے تم صبح صبح اپنی بہن کے ساتھ آٹھ کے چھم چھم کھیلتے تھے، جو تم سے رہا نہیں گیا اور یہ کام یہاں بھی کرنے آ گئے؟؟ ساحر خان اس کی طرف بڑھتے گہرا طنز کرتے بولا۔ رایان خان جو اس سے ملنے کے لئے کھڑا تھا، دانت کچکچاتے اسے دیکھنے لگا۔ زرلاشتہ خان ساحر خان کی موجودگی پہ ڈر اور شرم سے کانپتی نظریں جھکا چکی تھی۔ حیدر خان نے بیٹے کی بات پہ اسے گھور کے دیکھا۔

نہیں کافی دنوں سے آپ کے ساتھ رومینس کرنے کا وقت ہی نہیں ملا تو سوچا کیوں نا---- رایان خان نے بھی بدلے میں اسے سلگاتے اس سے بگلگیر ہوتے اسکے کان میں بے باک سرگوشی کرتے جملہ ادھورا چھوڑا۔

KOH NOVELS URDU

تمہیں آنے کی ضرورت نہیں تھی، تمہاری بہن کس لئے ہے بھلا؟ رات سے اسے اپنے حصار میں --- ابھی ساحر خان مزید بے باک ہوتے اسکے کان میں سرگوشی کرتا، جب رایان خان سرخ چہرہ لیے جھٹکے سے پیچھا ہوا۔ ساحر خان اور رایان خان کی بے باک سرگوشی اپنے باریک کانوں سے صرف حیدر خان ہی سن سکے، جنہوں نے سرخ چہرہ لئے دل میں دونوں پہ جی بھر کے لعنت بھیجی۔ رایان صرف ساحر خان کو گھور ہی سکتا تھا، جس پہ وہ اسے آنکھ ونک کرتا زرلاشتہ خان کی دوسری طرف صوفے پہ ایسے ہاتھ پھیلا کے بیٹھا جیسے اسے اپنے حصار میں لیا ہو! زرلاشتہ خان اسکے خود کے ساتھ جڑ کے بیٹھنے پر ہنوز ابھی کچھ دیر پہلے کمرے والا واقع یاد کرتی شرم سے کانپتی سرخ پڑ رہی تھی۔ دونوں کی قدرتی میچنگ ہوئی تھی، جس پہ سب نے اس خوبصورت جوڑے کو دیکھتے دل میں ماشاءاللہ بولتے ان کی نظر آتی۔

ناشتہ کر کے آئے ہو یا وہ بھی یہاں سے مفت میں کرنے کا ارادہ ہے؟ ساحر خان نے رایان خان کو پھر سے زرلاشتہ خان کے ساتھ بیٹھتے دیکھ تیلی لگانا اپنا فرض سمجھا۔

لالہ مجھے اگر پتا ہوتا کہ دا گریٹ ساحر حیدر خان اپنی حویلی میں صبح صبح لنگر کا انتظام کر کے رکھتا ہے تو راستے سے دو چار مسکین لوگ ہی پکڑ لاتا، تاکہ وہ آپ کی اس نیکی کو پورا کرتے آپ کے گناہوں کی لسٹ کو زیادہ نہیں تو تھوڑا سا کم کرنے کا باعث ہی بن جاتے! چچ چچ --- رایان خان کون سا اس سے کم تھا، بدلہ تو وہ چھوٹے سے ٹڈے سے لینا نہیں چھوڑتا تھا تو یہ تو پھر ساحر خان تھا! باقی سب ان کی نوک جھوک سنتے محضوظ ہو رہے تھے، سوائے زرلاشتہ کے جو اپنی کمر پہ ساحر خان کا رینگتا ہوا ہاتھ محسوس کر تے کانپ رہی تھی۔ ساحر خان کی یہ حرکت سب سے چھپی ہوئی تھی۔

ہنہ لنگر، اسے صبح صبح خود ناشتہ کرنے کی فرصت ملے تو وہ کوئی نیکی کا کام کرے نا--- حیدر خان نے بھی ساحر خان کو جھاڑنا چاہا جو پچھلے پورے ہفتے سے اپنا کام ان کے کندھوں پہ ڈالتا جان بوجھ کے ان کا ضبط آزماتے اپنی نیندیں پوری کر رہا تھا اور ساحر خان سے الجھنا ہی ان کی سب سے بڑی غلطی تھی۔ ساحر خان نے ایک نظر اپنے باپ کو دیکھتے یہاں بیٹھی پری وش کو دیکھا۔

پری گڑیا جاؤ سعد کو اٹھاؤ ، اسے بولو لالہ کے ساتھ ڈیرے پہ جانا ہے!! ساحر خان نے پہلے یہاں سے پری کو اٹھاتے پھر باپ کو جواب دینا اپنا فرض سمجھا۔

پری وش سر ہلاتی وہاں سے اٹھ کے سعد خان کے کمرے کی طرف بڑھی۔

آپ دونوں میری نیکیوں کی فکر نہ کریں، اپنی اولاد کو اس دنیا میں لانا بھی بہت بڑا ثواب کا کام ہے جو میں کوشش کرتے کما رہا ہوں اور رہی لنگر کی بات تو آپ کا پوتا یا

KOH NOVELS - URDU

پوتی تو آ لینے دیں یہاں لنگر کیا صدقوں کے ڈھیر لگا دوں گا!! ساحر خان کی اتنی بے باک بات پہ وہاں بیٹھے سب لوگوں کے چہرے سرخ پڑے۔ حیدر خان اپنے بے باک بیٹے سے الجھنے پہ شدید پچھتائے تھے۔ رایان خان نے فون پہ کسی کی جھوٹی کال سنتے خود کو مصروف ظاہر کرنا چاہا، جیسے اس نے اسکی بات سنی ہی نہ ہو۔ شرم سے کانپتی زرلاشتہ خان کو اپنے کانوں سے دھوئیں نکلتے محسوس ہو رہے تھے۔ روشنہ خان اور نگینہ خان نے اسکے حصار میں بیٹھی کانپتی زرلاشتہ خان کی حالت پہ افسوس کرتے اسے اپنے پاس بلایا، جس پہ ساحر خان اسکی کمر میں ہاتھ پھیرتا اس پہ اپنی گرفت ہلکی کر چکا تھا۔ زرلاشتہ خان ساحر خان کی بات پہ ابھی کچھ دیر پہلے والا واقع یاد کرتی اپنے آنسو خود کے اندر اتارتی، نگینہ خان اور روشنہ خان کے پاس پہنچی جو اسے لئے وہاں سے اٹھتی اندر کی طرف بڑھی تھیں۔ وہ سب ساحر خان کی مزید بے باکی برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ مراد خان تو صرف حیدر خان کی طرف افسوس بھری نظر ڈال کے رہ گئے ، جن کی اتنی افلاطون اور بے باک اولاد پتا نہیں کس پہ تھی۔ حیدر خان کو ساحر خان میں خود کی جھلک نظر آتی تھی۔ وہ بھی اپنے زمانے میں بے باک تھے لیکن اس لیول کے نہیں جس کے ریکارڈ ساحر خان توڑتا تھا۔

آپ کہاں جا رہے ہیں اب؟ آپ بھی باقی سب کی طرح شرما گئے کیا؟؟ ساحر خان حیدر خان کو بھی یہاں سے اٹھتے دیکھ کے ائبرو اچکاتے سنجیدگی سے بولا۔

جرگے پہ جا رہا ہوں اگر راستے میں مجھے شرم کے دو تین پیکٹ ملے تو تمہارے لیے لیتا آؤں گا بے غیرت انسان!! حیدر خان مراد خان کے ساتھ باہر کی طرف بڑھتے غصے سے بولے، جس پہ ساحر خان نے بے باک قہقہ لگاتے انہیں مزید سلگایا۔

سیڑھیوں سے آتی پلوشہ کو دیکھتے رایان خان جو ساحر خان کو گھور رہا تھا، اسکی آنکھیں چمکی۔

لالہ آپ ڈیرے پہ جا رہے تھے نا؟؟ رایان خان نے ساحر خان کو یہاں سے کھسکھانا چاہا۔ ساحر خان نے اس کی آنکھوں کی چمک دیکھتے یہاں وہاں نظریں دوڑائی، جہاں سے ساحر کو سامنے ہی سیڑھیوں سے اترتی پلوشہ خان نظر آئی۔ وہ اپنے دھیان اپنے سر پہ دوپٹا ٹھیک کرتی نیچے کی طرف بڑھ رہی تھی، اس نے ابھی تک رایان خان کو نہیں دیکھا تھا۔

نہیں میں آج کل اپنی نئی نئی رخصتی کی وجہ سے زیادہ تر گھر ہی پایا جاتا ہوں! تم بتاؤ اپنی حو یلی میں کب دفعہ ہو رہے ہو؟؟ ساحر خان اسے سلگاتے صوفے پہ نیم دراز ہوتے اس کی کمر پہ اپنا پیر مارتا اپنی بھاری ٹانگوں کا بوجھ اسکی مضبوط ٹانگوں پہ رکھ چکا تھا۔

KOU NOVELS - URDU

یہی کوئی آپ کی گڑیا سے ملاقات کرنے کے بعد!! رایان خان اسے بدلے میں آنکھ مارتا بے باکی سے وشہ کو تارتے بولا، جس نے خود پہ نظروں کی تپش محسوس کرتے لاونج میں بیٹھے رایان خان کو دیکھا تھا۔ وہ اس کے دیکھنے پہ ہی اپنے ہونٹ گول کرتا اسے کس کا اشارہ کرتے شرم سے لال ہونے پہ مجبور کر چکا تھا۔ ساحر خان جو صوفے پہ لیٹ چکا تھا، اس کی حرکت پہ اسکی کمر میں ٹانگ مارتے اسے پیچھے صوفے کی ڈھو سے لگا چکا تھا۔ پلوشہ خان اسے یہاں دیکھ کے حیران ہوئی اور ساحر خان کے سامنے اسکی بےباکی پہ الٹے پیر دوڑتی اپنے کمرے کی طرف بھاگی۔ جس پہ رایان خان نے منہ بنا کے اسکی پشت کو گھورا۔

پلوشہ کے یوں رایان خان کو اگنور کر کے بھاگنے پہ بے ساختہ ساحر خان نے رایان خان کے پھولے منہ کو دیکھتے اسے سلگانے کی غرض سے قہقہ بلند کیا۔ رایان خان ساحر کی طرح ہی اس کے صوفے کی دوسری طرف نیم دراز ہو چکا تھا۔ اپنی شہد رنگ گھنی بییرڈ پہ ہاتھ پھیرتا ایک جھٹکے میں صوفے سے اٹھتا سیڑھیوں کی طرف بڑھنے ہی والا تھا، جب ساحر خان نے ایک ہی جست میں کھڑے ہوتے اسے گردن سے پکڑتے صوفے پہ دھکیلا۔

کہاں؟؟؟ ساحر خان اپنی ٹانگ صوفے پہ رکھتا رایان خان کا جبڑا پکڑتے ایسے سوال پوچھ رہا تھا جیسے رایان خان اس کا قیدی ہو!!

اب واشروم بھی آپ کو بتا کے جاؤں؟؟ ایمرجنسی بھی کسی چیز کا نام ہے!! رایان خان اپنے چہرے کو سپاٹ بناتا اس کے ہاتھ سے اپنا جبڑا چھڑواتے سلگتے ہوئے بولا، جس پہ ساحر خان نے اپنا قہقہ روکا۔

"بیویاں بھی ایک ٹیرے انسان سے کیا کیا کرواتی ہیں" ساحر خان صرف سوچ کے رہ گیا۔ ہمم واشروم میں ہی جانا اگر تمہاری ٹانگیں مجھے کسی الٹی سمت جاتی نظر آئیں تو تمہیں ٹانگوں سے معذور کروا کے ویل چیئر پہ بٹھا دوں گا، پھر کروا لینا اپنی لنگڑی ٹانگوں کے ساتھ رخصتی!! ساحر خان اس کی گال تھپتھپاتے رعب سے بولا اور سامنے بھی رایان خان تھا، جو اسکی مزید غنڈہ گردی قطآ برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ وشہ سے ملنے جا رہا ہوں، حق حلال کی منکوحہ ہے میری--- کرلیں جو کرنا ہے، پھر بدلے میں میں بھی زرلاشتہ ساحر خان کو فارس لالہ پہ حملے کا بتاتے ایک ہفتے کے لئے لال حویلی نہ لے کے گیا تو میرا نام بھی رایان سکندر خان نہیں!! رایان خان اسکے ہاتھ اپنے گالوں سے ہٹاتا ایٹیٹوڈ سے کھڑا ہوتا، ساحر خان کے کندھوں سے نادیدہ گرد جھاڑتا اسے سلگاتے بولا۔ ساحر خان کی ساری غنڈہ گردی ہوا ہوئی، بات بیویوں پہ آچکی تھی اور یہی پہ ساحر خان کے گلے میں گلٹی اوبھر کے معدوم ہوئی۔ رایان خان سے کوئی امید نہیں تھی وہ بدلہ لیے بغیر بالکل نہیں رہتا تھا۔ ابھی ساحر خان رایان خان

کو پکڑتا، جب وہ بھاگتے ہوئے اسے آنکھ ونک کرتا سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ کمینا، بے غیرت، حبیس، ح۔ر۔ا۔م۔ی۔۔۔۔ اور بھی پتا نہیں ساحر خان اسے کون کون سی گالیاں بکتا اپنے بھورے بالوں میں ہاتھ پھیرتا اسکی پشت کو گھورتے غرایا، جس پہ رایان خان قہقہ لگاتا اسے مزید سلگاتا وشہ کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ رایان خان کے جانے کے بعد ساحر خان کھل کے مسکرایا، اس نے اسی وقت دل میں دونوں کو خوش رہنے کی دعا دی۔ اسے رایان خان پہ پورا بھروسہ تھا وہ کبھی بھی رخصتی سے پہلے کوئی ایسی حرکت انجام نہیں دے گا جس سے پلوشہ کو شرمندہ ہونا پڑے۔ اب کی بار ساحر خان کو اپنی ناراض بیوی کی فکر پڑی، جسے وہ اسکے الفاظوں کی کچھ زیادہ ہی سزا دے چکا تھا۔ وہ اپنی مورے کے کمرے کی طرف بڑھا لیکن بند دروازہ اسکا منہ چڑھا رہا تھا۔ وہ دروازہ کھٹکھٹائے بغیر اپنی مردانہ شال ٹھیک کرتا ڈیرے کی طرف بڑھ گیا۔ وہ آ کے زرلاشتہ خان سے ملنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

کیا کھائیں گی؟؟ ناشتہ کیا تھا؟ ضرار خان نے گاڑی کسی ریسٹورنٹ کے پاس قدرے سائیڈ پہ روکتے ہرا خان سے استفسار کیا، یہاں لوگ نہ ہونے کے برابر تھے اب تقریباً ڈھائی بجے کا وقت ہو چکا تھا۔

ہرا خان ہنوز گاڑی سے باہر دیکھتی اسے اگنور کر رہی تھی، وہ کب سے گاڑی چلاتے اسکا ہاتھ نرمی سے دباتے خود کی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

میں دو منٹ میں آتا ہوں۔۔ ضرار خان اسے دیکھتا گہری سانس بھرتا گاڑی سے باہر نکلا۔ ہرا خان اس کے جانے کے بعد ریسٹورنٹ کے دروازے کی طرف دیکھ رہی تھی، جہاں سے دراز قد ضرار خان اندر کی طرف جا رہا تھا۔

(ہائے اللہ جی اس بے باک بندے کے ساتھ تو گزارا مشکل ہو جائے گا) وہ اس کی بے باک باتوں سوچتی اپنا نچلہ لب دباتے خود سے مخاطب ہوئی۔

کچھ ہی دیر بعد ضرار خان کھانا پیک کروا کے ریسٹورنٹ سے نکل ہی رہا تھا جب اسکی نظر کچھ دور کھڑے گجرے اور پھول بیچتے بچے پہ پڑی۔ وہ کچھ سوچتے اس کی طرف بڑھا، دو گجرے اور ایک چھوٹا سا پھولوں کا بکے لیتا وہ اس بچے کو پانچ ہزار کا نوٹ تھماتا اپنی گاڑی کی طرف بڑھا گیا۔ وہ بچہ اسکی عنائیت پہ خوشی سے جھوم اٹھا۔

ضرار خان نے گاڑی کا دروازہ کھولتے کھانے کے شاپرز اور گجرے سامنے ڈیش بورڈ پہ رکھتے نیم دراز آنکھیں بند کر کے بیٹھی ہرا خان کے کندھے پہ ہاتھ رکھا، جس پہ اس نے ہڑبڑاتے ہوئے اپنی آنکھیں کھول کے اسے دیکھا۔

کھانا کھا لیں کیونکہ آپ کی شکل سے کہیں سے بھی نہیں لگ رہا کہ محترمہ ناشتہ کر کے آئی ہے!! ضرار خان اس کی چادر چہرے سے سرکاتے چکن چیز فرائز کا ڈبہ کھولتے اسے پکڑاتے بولا۔

نہیں کھانا مجھے، تم ٹھونسو بلڈوزر خان!!! آخر کار ہرا خان اپنے پہلے والے دبنگ سٹائل میں آ چکی تھی۔ وہ اس کا غصہ اور بے باک باتیں یاد کرتی اس کے باڈی بلڈر وجود پہ چوٹ کرتی غصے سے بولی، جس پہ بے ساختہ گاڑی میں ضرار خان کا قہقہ بلند ہوا۔ اس کے قہقہ لگانے پہ ضرار خان کے دائیں گال پہ بنے ڈمپل نے اپنے درشن کروائے۔ ہرا خان بے خودی میں اسکے خوبصورت ڈمپل کو دیکھے جا رہی تھی، جب ضرار خان نے اسکی نظریں اپنے گال پہ محسوس کرتے مسکراتے ہوئے اپنا ڈمپل والا گال اس کے آگے کیا۔

کس ہئیر!! ضرار خان گمبھیر آواز میں بولا، جس پہ ہرا خان نے سٹپٹاتے ہوئے نظروں کا زاویہ بدلا۔ ضرار خان نے اس کے شرم سے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھتے، لب دباتے اپنی مسکراہٹ روکتے اپنے ہاتھوں سے چکن فرائیز کا چمچ اسکے منہ کے آگے کیا۔ ہرا خان اسے آنکھیں دکھاتی منہ بنائے نوالہ لے چکی تھی، جب ضرار خان نے پھر سے اگلا نوالہ اسکے ہونٹوں کی طرف بڑھایا۔

م۔میں ک۔کھا۔ ل۔لوں ۔گ۔گی۔۔ ہرا خان اب کی بار شرم سے سرخ پڑتے بولی۔ وہ ضرار خان کے نکاح میں نہیں تھی، اسے اپنی حد سے نہیں بڑھنا تھا۔ لیکن اس بے باک بندے کا کیا کرے جو ہر وقت کی طرح ابھی بھی اپنی منمانی کرتے اس کے آگے سے نوالہ ہٹانے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ ضرار خان نے ہر ڈش نکالتے اسے ٹرائے کروائی۔ وہ اس کے لئے اتنا کچھ لے کر آیا تھا اور اس کے نہ نہ کرنے پہ بھی اسے کھلائے جا رہا تھا۔

اب کی بار ضرار خان نے ہرا خان کے آگے بریانی کا چمچ بڑھایا، ہرا خان کو لگا آج اسکا پیٹ پھٹ جائے گا۔

تم پاگل ہو چکے ہو ضرار!! اتنا سب کھانے پہ مجھے فوڈ پوائزنگ ہو جائے گی، ایسا لگ رہا ہے میرا معدہ میرے منہ کے راستے باہر آ جائے گا!! ہرا خان اب کی بار اس کا ہاتھ پیچھے کرتے چیخی اور ضرار خان کو بھی اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ اسے اتنا باہر کا کھانا کھا کے واقعے ہی فوڈ پوائزنگ ہو سکتی تھی اور وہ کیسے اسے مزے سے

کھلائے جا رہا تھا۔ اس کے چیخنے پہ ضرار خان نے مسکرا کے ہمیشہ کی طرح کیوٹ طریقے سے اپنے سر کو دائیں بائیں خم دیا، جس پہ ہرا خان دل میں مسکرائی۔

اسکے ہونٹوں کے گرد لگی چیز اور مائینر کو دیکھتے ضرار خان کو اپنی پیاس بڑھتی ہوئی محسوس ہوئی، ایسے جیسے حلق میں کانٹے سے چبھے ہوں۔ اس کا جبڑا نرمی سے پکڑتے اس نے ٹشو سے اس کے ہونٹ صاف کیے، جس پہ ہرا خان کی گہری کالی آنکھیں باہر نکلنے کے در پہ تھیں۔ اس کے گال دہک کے لال ہوئے۔

ضرار خان نے اب کی بار اس کا جبڑا چھوڑتے سامنے ڈیش بورڈ پہ پڑے گجرے شاپرز سے نکالتے پیار سے اسکے ہاتھوں میں پہناتے اپنے نرم گرم لب ان پہ رکھے۔ ہرا خان کی پلکیں لرزی، جب کہ اسکے لمس میں محبت اور احترام محسوس کرتے اسکی آنکھیں نم ہوئی۔

یہ چھوٹا سا سوری میری طرف سے، میں بہت روڈ ہو گیا تھا نا آپ سے۔ ضرار خان اسکی طرف چھوٹا سا بکے بڑھاتا اپنا نچلہ لب دباتے ایک کان پکڑتے کیوٹ سا منہ بناتے بولا، جس پہ ہرا خان آنکھوں میں آنسو لیے مسکراتی گلاب کے پھول تھام گئی۔

ارے ارے!! رو کیوں رہی ہیں، اب تو میں نے اتنا پیار بھی کیا ہے۔ ضرار خان اس کے نزدیک ہوتا اپنے ہاتھ کی پوروں سے اس کے آنسو صاف کرتے اس کے ماتھے پہ عقیدت سے بھوسا دیتے شوخ لہجے میں بولا، جس پہ ہرا خان نے زور سے اس کے چٹانی سینے پہ مکہ مارتے اسکی بلیک جیکٹ میں اپنا چہرہ چھپایا۔ اسکی پہلی پیش قدمی پہ ضرار خان کا دل شدت سے دھڑکا، ہیزل آنکھیں مسکرائی تھیں۔ وہ دھڑکتے دل سے اسکے گرد حصار باندھ گیا، جس پہ ہرا خان اپنی بے خودی پہ شرمندہ ہوئی۔ لیکن ضرار خان اسکی گردن میں گہرا سانس بھرتے پیچھے ہوا، ہرا خان سے نظریں اٹھانا محال ہوا۔ اس کے خوبصورت چہرے سے نظریں ہٹانا ضرار خان کو دنیا کا مشکل کام لگا۔ وہ گہری سانس بھرتا اسکی چادر درست کرتا گاڑی بڑی ہویلی کی طرف موڑ گیا!

ضرار خان کی سفید فارچنر لیجینڈر تیزی سے آکے بڑی ہویلی کے پورچ میں رکی، جب ہرا خان گاڑی کا فرنٹ سیٹ کھولتے گاڑی سے باہر نکلی۔ ضرار خان کو ہنوز گاڑی میں بیٹھے دیکھ وہ اس سے مخاطب ہوئی۔

آ جاؤ اندر۔۔۔ وہ منمناتے ہاتھوں میں پھولوں کے بوکے پہ ہاتھ پھیرتی نظریں جھکائے بولی، جس پہ ضرار خان نے یہاں پہ پہلے سے رایان خان کی کھڑی گاڑی کو دیکھتے دانت کچکچاتے۔

اس سالے کو بھی بیوی کے بغیر سکون نہیں ہے!! وہ دل میں بولتے ہرا خان کو دیکھتے مسکرا کے نفی میں سر ہلا گیا!

نہیں ابھی نہیں، اب ڈایریکٹ آپ کی بارات لے کے ہی آوں گا!! ضرار خان بے باکی سے بولا، جس پہ ہرا خان اسے ہمیشہ کی طرح آنکھیں دکھاتی اندر کی طرف بھاگی۔ ضرار خان اسے دیکھ کے مسکرا دیا۔

جبکہ ساحر خان جو ابھی رایان خان پہ لعنت بیجھتے ڈیرے کی طرف بڑھ ہی رہا تھا، سامنے ضرار خان کی گاڑی سے نکلتی ہرا خان کے ہاتھوں میں گجرے اور پھول دیکھتے اس نے اس کمینے پہ بھی جی بھر کے لعنت بھیجی جو اپنا ٹانکہ فٹ کرنے پہ لگا ہوا تھا۔

ساحر خان تو ایسے ہی بے باکی میں مشہور تھا، جب کے سب سے بڑے بے باک تو یہ سب سالے تھے۔۔۔ ساحر خان اپنے بھورے بالوں میں ہاتھ پھیرتا صرف سوچ کے رہ گیا۔

ضرار خان اپنی گاڑی تیزی سے ریورس کرتے بڑی ہویلی سے نکل چکا تھا، اس کی نظر ساحر خان پہ نہیں پڑی تھی کیونکہ وہ قدرے کونے والی گاڑی کے پاس کھڑا تھا۔

عشقِ ستم ..... قسط 38

پری وش اپنے دل کی دھڑکنوں پہ قابو پاتی، سعد کان کے کمرے کے دروازے کے ہینڈل پہ ہاتھ رکھے اسے کھولتی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی سعد خان کے بیڈ کے پاس آ کے کھڑی ہوگئی۔

کمرے میں شدید سردی ہونے کے باوجود بھی ہیٹر نہیں لگایا گیا تھا اور سعد خان شرٹ لیس اوندھے منہ گرا اتنے چل انداز میں سویا ہوا تھا۔ جیسے اسے سونے کے علاؤہ کوئی ضروری کام ہی نہ ہو اور وہ اس دنیا میں صرف اپنی نیند پوری کرنے آیا ہو! پری وش اسکی برہنہ چوڑی پشت کو دیکھتی شرم و حیا سے سرخ پڑی، اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی وہ اسے نیند سے کیسے جگائے؟

چھوچھوٹے خا۔ خان!! پری وش ہمت کرتی اس کے تھوڑے نزدیک آتی اس کے برہنہ کندھے کو ہلاتے دہکے گالوں سے پکارتی اسے اٹھانے کی کوشش میں تھی لیکن سعد خان کی گہری سانسیں سنتی وہ سمجھ چکی تھی وہ گہری نیند

میں سو رہا ہے۔ وہ پوری رات جاگتے صبح چھ یا سات بجے سو کے اپنی نیند پوری کرتا تھا کیونکہ اسے رات کے وقت جم کرنے کی عادت تھی جو ان کی ہویلی کے اوپر والے پورشن پہ ساحر خان نے بنوایا تھا۔ وہ جم ایک حال نما کمرہ تھا، جس میں ہر طرح کی جدید مشینری رکھی گئی تھی۔

چھوٹے خان!! اب کی بار پری وش اونچا بولتی اس کے کندھے کو تھوڑا سا زور سے ہلاتی بولی۔

کیا تکلیف ہے یار صبح صبح ؟؟ کوئی مر گیا ہے جو ایسے شور مچایا ہوا ہے؟؟ سعد خان اپنی نیند خراب ہونے پہ اپنے سینے میں دبوچا تکیہ زور سے زمین پہ پھینکتے دھاڑا۔ اسکی گرے آنکھوں میں نیند کی شدید سرخی کے ساتھ ساتھ اپنی نیند خراب ہونے کا غصہ بھی تھا۔

پری وش اسکی دھاڑ پہ چیختی دور ہٹی۔ سعد خان آج پھر اپنے غصے میں جلد ریکشن کی وجہ سے پری وش کو ڈرا چکا تھا۔ سعد خان جو اوندھے منہ تھا، پری وش کے چیخ مار کے ڈرنے پہ اسکی ساری نیند بھک سے اڑی۔ اس نے سیدھے ہوتے پری وش کے سہمے چہرے کو دیکھتے لب دباتے اپنے لائٹ گرے بالوں میں ہاتھ پھیرتے انہیں اوپر کو اٹھایا۔

و۔وہ سا۔ساحر لا۔لالہ آ۔آپ ک۔کو بلا رہے نیچے---- ڈیرے پہ---- پری وش جو صدا کی ایموشنل تھی، اس کے یوں غصہ کرنے پہ اپنے آنسو کنٹرول کرتی اسے آدھی ادھوری بات بتاتی اسکے کمرے سے باہر کی طرف بھاگی۔ سعد خان ایک ہی جست میں کھڑا ہوتا اس تک پہنچا، جو اپنے گالوں پہ بہتے آنسو صاف کرتی اس کے کمرے سے باہر نکلتی نیچے کی طرف بھاگ رہی تھی۔ سعد خان تیزی سے اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتا یہاں وہاں دیکھ کے کسی کو بھی نا پاتے، مزاحمت کرتی پری وش کو زبردستی اپنے برہنہ کندھے پہ ڈالتا اپنے کمرے کی طرف بڑھتا دروازہ کھٹاک سے بند کر چکا تھا۔

رایان خان جو سیڑھیوں پہ چڑھتا پلوشہ کے کمرے کی طرف جا رہا تھا، سعد خان کی حرکت پہ اپنے لب دباتا سیڑھیوں پہ ہی رک چکا تھا۔ اس بے شرم کو کھلے عام رومینس کرتے دیکھ کے اس کے دل کو تھوڑی تسلی ہوئی کہ وہ

KUH NOVELS - URDU

اکیلا ہی بے شرم نہیں ہے! بلکہ تینوں ہویلیوں میں ہی تقریباً برابر بے شرم پائے جاتے ہیں!!

وہ اپنے گھنے شہد رنگ بالوں میں ہاتھ پھیرتا اوپر کی طرف بڑھا۔ رایان خان اس وقت رف سے حلیے میں بھی نظر لگ جانے کی حد تک پیارا لگ رہا تھا۔

کیا ہے آپ نے مجھ پہ غصہ جھوٹے!!! پری وش کی کب سے ایک ہی رٹ تھی اور سعد خان اسکے پاس بیٹھا کب سے اسے یہ یقین دلانے کی ناکام کوشش کر رہا تھا کہ اس نے اس پہ غصہ نہیں کیا۔ پری جان میں نے بالکل بھی غصہ نہیں کیا اپنے بچے پہ، بس نیند کی وجہ سے میری آواز بھاری ہو گئی تھی--- وہ اب کی بار اپنا بہانہ مضبوط کرتے ہوئے بولا، اسکی پوری زندگی اس چھوٹی دنیا کو مناتے ہی گزر جانی تھی سعد خان صرف سوچ کے رہ گیا۔ اچھا؟ پھر میری آواز کیوں نہیں ہوتی بھاری؟؟ پری وش کو شاید اس کی بات پہ آدھا ادھورا یقین آ چکا تھا، اسی لئے اپنے آنسو صاف کرتی اسے دیکھ کے معصومیت سے بولی۔

کیونکہ تم چھوٹی میرا مطلب تم لڑکی ہو اور میں لڑکا ہوں اسلئیے، سعد خان اسے دیکھ کے اپنی مسکراہٹ پہ قابو پاتا اسے پتے کی بات بتاتے بولا۔ ہیں ایسے تو نہیں ہوتا جھوٹے خان!!! مجھے چھوٹی بچی نہ سمجھیں، میں نے خود آپ کی ان گندھی آنکھوں میں غصہ دیکھا تھا۔ ابھی تو آپ کو میری قدر نہیں ہے نا جب میں مر جاؤں گی پھر میری قدر آئے گی، پھر اپنے کمرے کی دیواروں پہ اپنا غصہ اترائیے گا اور اگر پھر بھی کلیجے میں ٹھنڈ نہ پڑی تو آ کے میری قبر پہ پتھر---- پری وش اسے ایموشنل بلیک میل کرتی غصے میں آنسو بہاتی پتا نہیں کیا کیا بولے جا رہی تھی، جب سعد خان نے اسکی باتوں پہ دہکتے سختی سے اس کے ہونٹوں کو اپنے لبوں میں دبوچا۔ اگر وہ اسے ایموشنل کر رہی تھی تو واقعی ہی اس کے لفظوں پہ سعد خان کے دل کو کچھ ہوا تھا۔ وہ ایسا کیسے بول سکتی تھی؟ وہ تو اس کے ساتھ پوری زندگی گزارنے کا ارادہ رکھتا تھا اور وہ اسکے غصے کا بدلہ یوں اتارتی مرنے کی

باتیں کر رہی تھی، اب وہ اسے ہمیشہ کی طرح اپنے طریقے سے منانے کا ارادہ رکھتا تھا۔

فارس خان اپنے زخموں کو اگنور کرتا، گل بہار کے کمرے سے جانے پہ ہی شاورلے چکا تھا۔ وہ اس وقت گرے شلوار قمیض پہ گرے ہی شال گلے کے گرد لٹکاتا شیشے میں کھڑا اپنے بال سنوار رہا تھا، جب کمرے کا دروازہ کھولتا ساحر خان (جو ابھی نیچے گل بہار سے مل کے سب سے ملتا فارس خان کا پوچھتا) اوپر اسکے کمرے میں آیا۔ وہ فارس خان کی طبیعت جاننے اور اسکی حالت کو یاد کرتے ڈیرے سے گاڑی موڑتا لال حویلی کے راستے پہ ڈال چکا تھا۔ گل بہار یہاں اپنے لالہ کو دیکھتی بے تحاشہ خوش ہوئی، جسے دیکھتے ساحر خان نے پیار سے سینے میں بینچھتے اس کے ماتھے میں بھوسا دیا۔ گل بہار تو ان کی حویلی کی رونق تھی جو اب پرائی ہوتی لال ہویلی آ چکی تھی---

فارس خان جو اپنے سنہری بال سنوار رہا تھا، ڈریسنگ مرر سے اپنے کمرے میں آتے ساحر خان کو دیکھ کے حیران ہوتے پلٹا---

ساحر خان اس کے خوبصورت کمرے پہ یہاں وہاں نظر دوڑاتے سامنے دیوار پہ اپنی اور اس کی اسی دن والی سیلفی کی پورٹریٹ دیکھ کے منہ چڑھاتا اس کی طرف بڑھا، ابھی کہ وہ دل میں اس تصویر کو دیکھ کے کافی خوش ہوا تھا۔

تو یہاں؟؟ فارس خان ہئیر برش رکھ کے اس کی طرف مڑتا ائیبرو اچکاتے کچھ حیرت سے پوچھنے لگا---

تو یہ چھوڑ یہ بتا کے تو کہاں؟؟ ساحر خان اس کے بیڈ پہ نیم دراز ہوتا اسے تیار ہوتے دیکھ کے دانت کچکچاتے پوچھنے لگا، اسے شدید تپ چڑھ رہی تھی یوں لاپرواہی سےچلتے پھرتے دیکھ کے۔ وہ اس کے گیلے سنہرے بالوں کو دیکھتا جان چکا تھا وہ ابھی ابھی نہایا ہے۔

KOH NOVELS - URDU

ظاہر ہے تم سب کے ساتھ پلین کے مطابق۔۔ فارس خان اپنی گرے شال کو مفلر کی طرح گلے میں اچھالتا سنجیدگی سے بولا، ساحر خان اسکی بات پہ سنجیدہ ہوتا بیڈ سے اٹھتا اسکی طرف بڑھا۔

جانتا ہے مجھے ایک چیز کا ابھی تک بہت افسوس ہے، ساحر خان اسکے پاس آتا افسوس سے سر ہلاتا اسے دیکھ کے بولا۔ جس پہ فارس خان نے اسکے سپاٹ چہرے کو دیکھتے آئیبرو اچکاتے اس کے افسوس کرنے کی وجہ پوچھنی چاہی۔

یہی کے تیرے بازو پہ نہیں سینے پہ گولی لگنی چاہیے تھی، تاکہ تو تھوڑی دیر کومہ سے ہی ہو کے آ جاتا تھوڑا مرنے کا تجربہ ہو جاتا تیرا چچ چچ ---- ساحر خان اس کے گلے سے شال نکال کے بیڈ پہ پھینکتا ہنوز سپاٹ چہرے سے بولا۔

اس کی بات پہ فارس خان نے غصے سے اس کے ہاتھ اپنے کالر سے پیچھے کئے جو اسکی قمیض کے بٹن کھول رہا تھا۔

اگر تو نے 5 سیکنڈ کے اندر اندر اپنی یہ قمیض نہ اتاری تو میں تیرا یہ نیا سوٹ برباد کرتے اسے ایک ہی جھٹکے میں چاک کر دوں گا۔۔ ساحر خان کو اسکے زخموں کا جائزہ لینا تھا، اسی لئے وہ اسے وارننگ دینے والے انداز میں بولتا مرر کے ساتھ ٹیک لگا چکا تھا۔

میرا میٹر شارٹ نہیں کر صبح صبح ساحر خان۔۔۔ مجھے ابھی کسی ضروری کام سے جانا ہے۔ فارس خان اسے دیکھ کے سنجیدگی سے پھر سے بیڈ سے اپنی شال اٹھانے ہی والا تھا، جب ساحر خان اس کے کالر سے پکڑتا اس کے نئے سوٹ کی قمیض واقعی ہی ایک جھٹکے میں چاک کر چکا تھا۔ ساحر خان جانتا تھا وہ کہاں جانے والا ہے اور وہ اسے اس زخمی حالت میں کسی صورت وہاں جانے نہیں دے سکتا تھا۔

ساحر رررر!! فارس خان اسکی حرکت پہ بلبلاتے ہوئے چیخا۔ جب ساحر خان اسکا غصہ اگنور کرتا، اپنی جیب سے چھوٹا سا چاقو نکالتے اس کی بلیک ویسٹ بھی چاک کر گیا۔ اس نے اس کی ویسٹ ہاتھوں سے اس لئے چاک نہیں

کی کیونکہ وہ اسکے باڈی بلڈر وجود اور چوڑے سینے کے ساتھ چپکی ہوئی تھی۔ اگر وہ اسے زور سے کھینچ کے پھاڑتا تو اسکے زخموں کو تکلیف ہو سکتی تھی اور ساحر خان اس کے زخموں پہ مرہم رکھنے آیا تھا اسے تکلیف دینے نہیں!

بیڈ پہ خود لیٹے گا یا یہ کام بھی میں خود کر لوں، ویسے بھی اپنی بیوی کو روز باہوں میں اٹھا کے مجھے اٹھانے کی کچھ زیادہ ہی پریکٹس ہو چکی ہے! ساحر خان آئیبرو اچکاتے اسکے غصے سے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھ کے بے باکی سے استفسار کر رہا تھا، جس پہ فارس خان اس کے گال پہ مکہ جھڑتا اس ضدی انسان کو دیکھتا غصے سے پیر پٹکتا بیڈ پہ لیٹ چکا تھا۔ ساحر خان اپنے گلے سے اپنی مردانہ شال نکالتا فارس خان کے بازو کو پکڑتا اسکے زخم کا جائزہ لے رہا تھا۔ زخم کافی خراب ہو چکا تھا اور ابھی جو فارس خان نے نہا کے اعلیٰ کام انجام دیا تھا، اس سے زخم گل بھی سکتا تھا۔

ساحر خان نے نچلہ لب دباتے پائیوڈین اور کاٹن کی مدد سے اسکا زخم صاف کرتے اچھی طرح سے صاف ستھری بینڈیج کی۔

چل آٹھ ڈاکٹر کے پاس چلیں ، تیرے نہانے کی وجہ سے زخم مزید خراب ہو چکا ہے! ساحر خان اسے حکم دیتے بیڈ سے اٹھا، جس پہ فارس خان جی بھر کے تپا۔ اسے ساحر خان کی بینڈیج سے کافی سکون مل چکا تھا وہ کسی ڈاکٹر کے پاس جانے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔ میں نہیں جا رہا میں نے بولا نا مجھے کام ہے، وہ اس کے حکمیہ انداز پہ اپنی ہری آنکھوں میں غصہ لئے بھڑک اٹھا! ٹھیک ہے تو نہیں جا رہا؟؟ ہے نا؟؟ ساحر خان آئیبرو اچکاتے اسے چیلنج دینے والے انداز میں بولا۔ ہاں نہیں جا رہا!! فارس خان بھی اسکی آنکھوں میں آنکھیں گھاڑتا کانفیڈنس سے بولا۔ ٹھیک ہے! مورے کی صبح سے طبیعت خراب تھی اور دادا جان کے دل میں رات سے درد ہے۔ گل کے جانے سے ہماری حویلی کافی بے رونق ہو چکی ہے، سارے اسے یاد کر رہے ہیں۔ میں یہ سب جا کے گل کو بتاؤں گا تو وہ یقیناً آج میرے ساتھ جا کے ایک ڈیڑھ ہفتے تک لال حویلی واپس نہیں آئے گئی اور ہماری حویلی میں بھی سب خوش ہو جائیں گے۔ تو تو ایسا کر آرام سے اپنا ضروری کام جا کے انجام دے--- ساحر خان اسے اچھی طرح سے سلگاتا اپنی شال بیڈ سے اٹھاتا گلے کے

گرد لٹکائے دروازے کی جانب بڑھ ہی رہا تھا، جب فارس خان بیوی کے جانے کا سن کے دھڑکتے دل سے اٹھتا اسے ایک ہی جست میں بیڈ پہ گرا چکا تھا۔ میں تیرا خون پی جاؤں گا ساحر خان اگر تو نےاس کمرے سے باہر جا کے کوئی بے غیرتی کی تو!! فارس خان غراتا ہوا اپنی الماری سے دوسرا سوٹ نکالتا واشروم میں بند ہوا، جس پہ ساحر خان فتح یابی سے مسکراتا بیڈ پہ گرتا اس کے کمرے میں لگی اپنی اور اسکی تصویر دیکھ رہا تھا۔ وہ جانتا تھا اسے لائن پہ کیسے لانا ہے۔

رایان خان پلوشہ کے کمرے کا دروازہ کھولتا اندر داخل ہوا۔ وہ بیڈ پہ بیٹھتی آنکھیں موندے گہرے سانس بھرتے، سرخ پڑتی اپنے دل کی دھڑکنیں درست کر رہی تھی۔ وہ ابھی تک رایان خان کی ساحر خان کے سامنے بے باکی بھول نہیں پا رہی تھی۔

اسکے چہرے پہ شرم و حیا کے رنگ دیکھتے رایان خان مسکراتے ہوئے دبے قدموں سے اس تک پہنچتا جھک کے اسکی دھڑکنوں کے مقام پہ اپنے لب رکھ گیا۔ پلوشہ خان جو اپنے اتنے قریب رایان خان کی خوشبو محسوس کرتی آنکھیں کھولنے ہی والی تھی، اسکی حرکت پہ اپنے گلابی بھرے بھرے لب کاٹتی دھڑکتے دل کے ساتھ اپنی آنکھیں میچ گئی۔ رایان خان اس کی تیز تیز دھڑکنوں کو محسوس کرتا اپنے ہونٹ پیچھے کرتا، اب کی بار اس کے چہرے پہ اپنی قربت کے رنگ دیکھتا پیار سے دیکھ رہا تھا۔ جب اسکی نظر اسکے دانتوں میں زور سے دبے گلابی لبوں پہ پڑی جنہیں وہ شرم سے سرخ پڑتی کاٹتی جا رہی تھی لیکن آنکھیں ہنوز میچی ہوئی تھی۔ رایان خان نے اسے گھورتے ہاتھ بڑھاتے اسکے ہونٹوں کو اپنے انگوٹھے کی مدد سے چھڑواتے اسکے نچلے لب کو اپنے انگوٹھے سے سہلایا۔

وشہ آنکھیں کھولو!! رایان خان اسکے کان پہ جھکتا گھمبیر آواز میں بولا، جس پہ پلوشہ نے دہکے گالوں کے ساتھ آہستگی سے اپنی آنکھیں کھولتے ایک نظر اپنے دائیں بائیں ہاتھ رکھ کے کھڑے رایان کو دیکھتے پھر سے نظریں جھکائی۔

تمہیں زرا ترس نہیں آتا اپنے عاشق شوہر کو یوں اگنور کرتے ہوئے؟ وہ اسے اس کی کچھ دیر پہلے والی حرکت یاد کرواتے بولا۔

م۔میں ک۔کب۔کی۔کیا؟ پلوشہ خان روہانسی ہوتی بولی۔

اچھا تو جو ابھی مجھے اگنور مار کے آئی ہیں میڈم وہ کیا تھا؟ رایان خان اسے آنکھیں دکھاتا پھر سے اس کے نچلے لب کو اپنے انگھوٹھے سے سہلاتے بولا۔

نہی۔نہیں تو۔۔۔ پلوشہ کو سمجھ نہیں آ رہی تھی وہ اسے کیسے بتائے وہ اسے اگنور کر کے نہیں بلکہ اس حرکت پہ شرمندہ ہوتے ہوئے آئی تھی۔

تو مطلب میں جھوٹ بول رہا ہوں؟ اپنے سے باتیں لگا رہا ہوں ہے نا؟ رایان خان چہرے کو جان بوجھ کے سپاٹ بناتا اسے ایموشنل بلیک میل کرتے ہوئے بولا۔

نہی۔نہیں تو۔۔۔۔ پلوشہ خان اپنے ہاتھوں کو مڑورتی ایک نظر اسے دیکھ کے اپنا سر دائیں بائیں ہلاتی بولی۔

میری ہی غلطی ہے جو صبح صبح تمہاری یاد میں تم سے ملنے آ گیا لیکن یہاں تو قدر ہی نہیں ہے۔۔ رایان خان اس کے کیوٹ ریکشن پہ دل میں ہنستا جب کہ چہرے کو سپاٹ بناتا اس کے لب سے اپنا انگوٹھا ہٹاتا بولا۔ وہ ابھی اسے تنگ کرنے کے لئے مڑنے ہی والا تھا، جب پلوشہ خان اسکی ناراضگی کے ڈر سے جلد سے اٹھتی اسکی پشت پہ سختی سے اپنے ہاتھ باندھ گئی۔

یا۔یان می۔میں ۔ن۔نے نہیں کیا اگ۔اگنور۔ سچی میں۔۔۔ پلوشہ خان آنسو بہاتی روہانسے لہجے میں اس کی پشت پہ اپنا سر ٹکاتی بولی، رایان خان اسکے کیوٹ انداز پہ کھل کے مسکرایا۔ جب کے اس کا نم لہجہ محسوس کرتے رایان خان نے اپنے سینے پہ دھرے اسکے ہاتھوں کو اپنے لبوں سے لگاتے رخ موڑتے اسے ایک ہاتھ سے گلے سے لگاتے دوسرا ہاتھ اسکی کمر میں ڈالتا تھوڑا سا اوپر اٹھا چکا تھا۔

میں مزاق کر رہا تھا یان کی جان۔۔۔۔۔ رایان خان اسکے ناراض ہونے سے پہلے ہی اس کا چہرہ اپنی طرف کرتا اس کے گلابی بھرے بھرے ہونٹوں کو اپنی

شدت بھری گرفت میں لے چکا تھا، جن سے "یان" سنتے اسے ہمیشہ کی طرح ان گلاب کی پنکھڑیوں پہ بے تحاشا پیار آتا تھا۔

وہ ایک ہاتھ سے اس کا دوپٹہ اتار کے دور پھینکتا آہستہ آہستہ چلتا پھر سے بیڈ تک آتا ہنوز بڑے پیار اور شدت سے اس کے ہونٹ چومتا اسے لئے بیڈ پہ گرا۔ پلوشہ خان نے اسکی شدت پہ اسکے سینے سے اس کی ہڈی کو اپنے گول مٹول ہاتھوں کی مٹھیوں میں دبوچا۔

رایان خان نے مزید بے خود ہوتے کروٹ بدلتے اسے خود کے سینے پہ لٹاتے، اسکے سر کے پیچھے ہاتھ رکھتے اسکے ہونٹوں کو مزید سختی سے اپنے لبوں میں دبوچا۔ پلوشہ خان کو اپنا سانس بند ہوتا محسوس ہوا، جب رایان خان نے اسے آنکھوں سے اپنا ساتھ دینے کا اشارہ کیا لیکن اسکے ہونٹ ابھی بھی نہیں چھوڑے تھے۔ پلوشہ خان نے شرم سے سرخ پڑتے اسکے ہونٹوں سے کچھ سانسیں اپنے سینے میں اتارتے خود کو پرسکون کرنے کی کوشش کی، جس پہ رایان خان فتح یابی سے مسکراتا ہوا اس کے نچلے لب کو بے قراری سے اپنے لبوں میں دباتا اسکی سانسوں کو آزادی بخش گیا۔

پلو شہ خان نے اپنی پھولی سانسوں کے تحت نڈھال ہوتے اسکے سینے سے اپنا سر ٹکایا اور پھر اپنے ہونٹوں پہ جلن محسوس کرتے اسکے سینے سے سر اٹھاتے اسے شکوہ کناں نظروں سے دیکھا۔

کیا کروں یار، انہیں دیکھتے ہی میں پاگل ہو جاتا ہوں اور پھر مجھے کس کرتے اپنی شدت کا اندازہ ہی نہیں ہوتا۔ رایان خان اس کی نظروں کا مطلب سمجھتا اسکے ہونٹوں پہ لگی خون کی بوند کو نرمی سے چنتے بے باکی سے بولا، جس پہ پلوشہ خان کے گال دہکے جب کے نظریں آج پھر سے رایان خان کے نچلے بھیگے لب کے تل پہ ٹکی۔ پلوشہ خان سمجھ نہیں پاتی تھی اسے یہ تل اس کے لب پہ دیکھتے اس کے اتنے قریب ہونے پہ حسد محسوس ہوتا ہے یا پھر اسے وہ کچھ زیادہ ہی پیارا لگتا ہے۔

رایان خان آج پھر اسکی نظریں اپنے تل پہ دیکھتا کھل کے مسکراتے اپنے ہونٹ اس کے پاس کر گیا۔

KUH NOVELS - URDU

چوم لو اسے اس دن کی طرح ---- وہ نکاح کے دو دن بعد کا حوالہ دیتے بے باک ہوا۔

پلوشہ خان اسکی بات پہ شرم سے سرخ پڑتی اسکی گردن میں اپنا چہرہ چھپا گئی۔ وہ اسکی ہڈی کی لیسس کو اپنی انگلیوں میں مڑور رہی تھی، جب رایان خان نے اسے مخاطب کیا۔

چلو تمہارا ایڈمیشن کروانے چلیں؟ رایان خان اسکی کمر کے گرد ہاتھ باندھتا اسکے کان میں بولا، جس پہ وشہ نے خوش ہوتے اپنی ڈارک براؤن آنکھوں میں چمک لیتے اسکی خمار آلود شہد رنگ آنکھوں میں دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں جزبات کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر دیکھتی پلوشہ خان نظریں جھکا گئی۔

ابھی؟ وہ ہنوز نظریں جھکائے پوچھ رہی تھی، رایان خان نے اس کے ڈارک براؤن بالوں کو کھولتے ان میں اپنا چہرہ چھپایا۔

ہمم۔ لیکن اگر تم نہیں چاہتی کہ ہمارا یہ رومینٹک مومنٹ ختم ہو تو پھر کسی دن چلے جائیں گے، ابھی ایڈمیشنز کی لاسٹ ڈیٹ دور ہے!! رایان خان اسکی گردن پہ لب رکھتا بے قرار ہوتے اپنی داڑھی اور مونچھیں اسکی گردن پہ رگڑ گیا۔

چھو۔چھوڑیں مجھ۔مجھے، ہم چل۔چلتے ہیں۔ آ۔آپ پہل۔پہلے لالہ سے پو۔پوچھیں-- پلوشہ خان اسکی بے باک جسارتیوں سے شرم و حیا سے سرخ پڑتی اپنے کپکپاتے ہونٹوں سے بولی، جس پہ ابھی رایان خان اسکی لالہ کی اجازت پہ تپتا ہوا اسے کچھ کہتا جب اس کا فون رنگ ہوا۔

بیوی ہو میری!! جب چاہے کہیں بھی لے کے جا سکتا ہوں--- کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے رایان خان کو---!! رایان خان اسے دیکھ کے منہ بنائے بولتا اس کے ہونٹوں کو پھر سے اپنی گرفت میں لے چکا تھا، لیکن بار بار بجتے فون پہ وہ بدمزہ ہوتا اسکے ہونٹوں کو آزادی بخشتا اپنے بلیک ٹراؤزر کی جیب سے فون نکال کے "لالا جان" کالنگ لکھا دیکھ کے لب کاٹتا فون یس کر کے کان کو لگا چکا تھا۔ ساحر خان اس کے رومینس میں کیوں ٹانگ آڑا رہا تھا، رایان خان صرف سوچ کے رہ گیا۔

KOH NOVELS - URDU

جی لالہ ! وہ پلوشہ خان کے بالوں میں چہرہ چھپاتے دوسری طرف ساحر خان کی کسی بات کا جواب دیتا بولا۔

ہمم ٹھیک پہنچ رہا ہوں---! رایان خان سنجیدگی سے جواب دیتا پلوشہ کی گردن سے چہرہ باہر نکالتے فون رکھ چکا تھا۔

وشہ ہم تمہارا ایڈمیشن کروانے پھر کسی دن چلیں گے ابھی مجھے لالہ سے کوئی کام ہے اور جانا ضروری ہے--- رایان خان اپنے سینے میں چھپی پلوشہ خان کے بال کان کے پیچھے کرتا سنجیدگی سے بولا۔ پلوشہ نے اس کا سنجیدہ لہجہ محسوس کرتے اپنا سر اٹھا کے اسے دیکھا۔

سب ٹھیک ہے نا یان؟؟ وہ فکرمندی سے پوچھنے لگی۔

جی یان کی جان سب ٹھیک ہے، اب اگر مجھے اتنے پیار سے پکاریں گی تو میرا جانے کا ارادہ کینسل بھی ہو سکتا ہے! رایان خان اس کے گال چومتا اسکے کان میں گھمبیر آواز میں بولا، جس پہ پلوشہ نے دہکے گالوں سے پیچھا ہٹنا چاہا جب رایان اسے اٹھاتے بیڈ سے کھڑا ہوا۔

ایک کس کر دو پھر میں جاؤں!! رایان خان اسے مزید تھوڑا سا اٹھاتا اس کا چہرہ اپنے چہرے کے پاس کرتا فرمائش کرتے بولا۔

پلوشہ خان نے شرم سے سرخ اور روہانسے ہوتے اسے دیکھتے اسکے دائیں گال پہ اپنے لب رکھے، لیکن رایان خان نے اب کی بار اپنے نچلہ ہونٹ تھوڑا سا باہر نکالتے اس کے ہونٹوں کے قریب کیا۔

یہاں پہ چاہئیے!!! وہ پھر سے بے باک ہوا۔ پلوشہ نے اس پر سے نیچے اترنا چاہا لیکن رایان خان نے اسکی کمر پہ اپنا دباؤ بڑھاتے اسے نروٹھی نظروں سے دیکھا، جس پہ پلوشہ نے بے بسی سے اسے دیکھا۔ لیکن وہ ہنوز نروٹھی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

پلوشہ نے دو سیکنڈ کے لئے اس کے نچلے ہونٹ کے تل پہ اپنے لب رکھتے جلدی سے پیچھے ہٹائے، وہ شرم سے قندھاری ہو چکی تھی۔ جسے دیکھتے رایان خان نے پیار سے اسے خود میں بینچھا، دونوں کے دل ایک ہی لے پہ شدت سے دھڑک رہے تھے۔

KOH NOVELS - URDU

رایان خان نے اسے نیچے اتارتے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالتے ایک چھوٹی سی ڈبی نکالتے پلوشہ کی طرف بڑھائی، جسے کھولتی پلوشہ خان اس پینڈنٹ پہ لکھی تحریر کو پڑھتی کانوں کی لوں تک سرخ پڑ گئی۔ جو بلیو ڈائمنڈ (جو سب سے مہنگا ڈائمنڈ ہے) تھا اور اس پہ "جان یان " لکھا گیا تھا۔ یہ میری طرف سے میری وشہ کو ہمارے نکاح کا تحفہ۔۔۔ وہ اسکے ہاتھ سے پینڈنٹ پکڑتا اسکی سفید گردن میں پہناتا اپنے نرم گرم لب اس پہ ثبت کر گیا۔ پلوشہ نے نم اور تشکر بھری نظروں سے اسے دیکھتے اس کے کندھے سے اپنا سر ٹکایا، جس پہ رایان خان مسکرا دیا۔ دوپہر کو یا رات میں کال کروں گا، وہ اسکے ماتھے پہ پیار اور عقیدت سے بھوسہ دیتا اس کی نم آنکھوں پہ ٹکے آنسوؤں کو اپنے ہونٹوں سے چن گیا۔ وہ اسکے اتنے پیار پہ ایموشنل ہو چکی تھی، کہاں سوچا تھا کے یہ انسان اس سے یوں جان وارنے کی حد تک پیار کرے گا۔

رایان خان اسکے دلکش اور روئی جیسے نرم وجود سے نظریں چراتا اپنے جزبات پہ قابو پاتا یہاں سے نکلا۔ پلوشہ خان نے اس پینڈنٹ پہ مسکراتے ہوئے اپنی انگلی پھیری، یہ اسکے من پسند شخص کی طرف سے دیا جانے والا پہلا تحفہ تھا اور اسے بہت عزیز تھا۔

عشقِ ستم..... میگا قسط 39

رایان خان ساحر خان کے فارم ہاؤس پہ پہنچا جہاں پہ داور خان، فارس خان، ساحر خان، سجاول خان، ضرار خان اور سعد خان پہلے سے ہی موجود تھے اور رایان خان سب سے لیٹ بالکل پہنچا تھا۔ ساحر خان نے رایان خان کی آمد پہ اسے گھور کے دیکھا، نظروں کا مطلب صاف تھا۔ "بڑی جلدی ختم ہوا رومینس"، جس پہ رایان خان اپنے شہد رنگ بالوں میں ہاتھ پھیرتا اپنی کھری ناک کو انگوٹھے سے رب کرتا ان تک آیا۔ جو سب کے سب نیم دراز اپنے اپنے موبائل فونز میں گم تھے، کہیں سے بھی پتا نہیں چل رہا تھا وہ ابھی کچھ دیر بعد کسی پہ چھاپا مارنے والے ہیں۔ لاونج کے ٹیبل پہ "باربی کیو" ، "چپلی کباب"، فرائیڈ فش" ، "مٹن کڑاہی" اور بھی ایسی ہی ڈشز رکھی گئی تھی۔ ان

میں سے کسی نے بھی ناشتہ اور لنچ نہیں کیا تھا، اسی لئے سب نے یہی پہ شیف سے اپنی اپنی پسند کے کھانے بنوائے تھے۔ وہ سب دیسی کھانوں کے شوقین تھے، لیکن اپنی فٹنس کا خیال رکھتے وہ یہ چیزیں صرف تھوڑی مقدار میں کھا رہے تھے۔

میرا بچہ آ گیا؟ گھر جمائی کا "آسکر ایوارڈ " لا کے دوں؟؟ سفید کرکراتے کلف لگے سوٹ میں ملبوس داور خان اپنے موبائل سے نظریں ہٹاتا رایان خان کے لیٹ آنے اور تقریباً آئے روز اسکے بڑی حویلی جانے پہ چوٹ کرتا بولا۔ اسکے بڑی حویلی آنے کی ساری انفارمیشن ساحر خان نے دی تھی۔ داور خان کے طنز پہ سب کا مشترکہ قہقہ گھونجا، جب کہ رایان خان نے لب کاٹتے ساحر خان کو گھور کے دیکھا جو اپنے بھورے بالوں میں ہاتھ پھیرتا اپنے ڈمپل کے درشن کروا رہا تھا۔

آپ میری فکر چھوڑیں، اپنا بتائیں! "رن مریدی " کے کتنے آسکرز اکھٹے کر چکے ہیں اب تک؟؟ رایان خان اپنا بدلہ لیتا اس پہ جوابا طنز کرتا سجاول خان کی پلیٹ سے فرائیڈ فش لے کے کھاتا بولا، جس پہ سجاول نے منہ چڑھاتے اس سے اپنی پلیٹ دور کی۔

یو، ب۔ل۔ڈ۔ی۔ گھر جمائی ، تمہیں تمیز نہیں ہے بڑوں سے بات کرنے کی؟؟ داور خان اسکے طنز اور سب کے یوں پھر سے چھت پھاڑ قہقہ لگانے پہ اپنا نچلہ لب دباتے رایان خان پہ پاس پڑا کشن پھینکتے غرایا، جو وہ ہنستے ہوئے کیچ کر چکا تھا۔ سب داور خان کے بیا خان سے بے تحاشہ پیار سے اچھی طرح سے واقف تھے۔

لو جی اب میں آپ سے بات کرنے سے پہلے وضو کر کے آؤں یا آپ کو آجی، سنیے جی کر کے پکاروں؟؟ رایان خان نے اسے مزید سلگانا اپنا فرض سمجھا، ابھی داور خان یا کوئی جوابی کارروائی کرتا جب فارس خان نے ان کی بات کاٹی۔

یار بس کرو پلیز، میرے اسٹیچز کھل جائیں گیں!! فارس خان ہنستا ہوا بھولا، ان کی باتوں سے سب کے قہقے چھوٹ رہے تھے جبکہ فارس خان کو ابھی

ڈاکٹر نے اسکے زخموں پہ اسٹیچز لگائے تھے اور ہنسنے کی وجہ سے اس کے پیٹ کا زخم دکھ رہا تھا۔

ہاں ہماری بنو نے بچہ پیدا کیا ہے آپریشن کروا کے اور ڈاکٹر نے اسے زیادہ ہنسنے سے منع کیا ہے! بس کرو یار۔۔۔ ساحر خان سپاٹ چہرہ بنائے اپنے بھورے بالوں میں ہاتھ پھیرتا اتنی بے باک بات آرام و سکون سے کہہ چکا تھا، اسکی بات پہ سب نے سرخ چہرے سے قہقہ لگایا۔ سوائے فارس خان کے جو سرخ چہرہ لئے اپنے پاس پڑی شیشے کی پلیٹ ساحر خان پہ پھینک چکا تھا اور وہ اگلے ہی پل اس پلیٹ کو کیچ کر چکا تھا۔

سو کمینے مرے ہوں گے تو مورے(نگینہ خان) نے تجھے جنم دیا ہو گا ساحر خان ن ن ن !! فارس خان سلگتا ہوا غرایا۔

اور تو واحد مرد ہو گا جس نے تیس سال کی عمر میں ایک بچے کو جنم دیا ہو گا!! ویسے پچھلے نو مہینوں کا کیسا ایکسپیرینس تھا تیرا؟؟ ساحر خان ابھی بھی باز نہیں آیا تھا۔ وہ منہ میں باربی کیو ڈالتا مصروف سا اس کا تجربہ پوچھ رہا تھا، اب کی بار فارس خان نے پاس پڑا شیشے کا گلاس اس پہ پھینکا جو ساحر خان کے پاس بیٹھا ضرار خان ہنستا ہوا کیچ کر چکا تھا۔

جب کے کالی شلوار قمیض میں ملبوس سعد خان تو کب سے ساحر خان کی بات پہ یہ سوچ سوچ کے قہقہے لگا رہا تھا کہ اگر مرد پریگننٹ ہوتے تو کیسے لگتے؟

ابھی ان میں سے کوئی جوابی کاروائی کرتا جب ساحر خان کا فون رنگ ہوا۔

ہمم ٹھیک ہے سمندر خان۔ تم گارڈز اور اسلحہ کی گاڑیاں تیار رکھو، ہم نکل رہے ہیں! ساحر خان سنجیدگی سے جواب دیتا اپنی جگہ سے کھڑا ہوتے سب کو اپنے مشن پہ جانے کا اشارہ دیتا بولا، جس پہ وہ سب بھی سنجیدہ ہوتے اپنے چہرے پہ چٹانی تاثرات لئے ساحر خان کے پیچھے باہر کی طرف بڑھے۔

KOH NOVELS - URDU

گل بہار جو ہاتھ میں فروٹس کی پلیٹ پکڑے کب سے گھڑی پہ وقت دیکھتی فروٹس کھا رہی تھی، بارہ کا ٹائم کراس ہوتے دیکھ اسکی بس ہوئی۔ اس نے فروٹس کی پلیٹ زور سے صوفے کے پاس پڑے ٹیبل پہ پٹکتے فارس خان کے نمبر پہ فون ملایا، جو بند جا رہا تھا۔ پتا نہیں گل بہار کے دل میں کیا سمائی جو وہ غصے سے اپنا فون بیڈ پہ پٹکتی الماری کی طرف بڑھی، الماری سے بلیک نیٹ کی نائیٹی نکالتی وہ غصے سے ڈریسنگ روم میں بند ہوئی۔ وہ یہ سب فارس خان کے لئے نہیں بلکہ اسے اپنے حسن کے جال میں گرا کے منہ کے بل پھینکنے کے لئے کر رہی تھی، تا کہ وہ اپنے دیر سے آنے پہ شدید افسوس کرے اور کبھی بھی آدھی رات حویلی سے باہر نہ گزارے۔

بلیک نیٹ کی پیروں کو چھوتی سلیولیس نائیٹی میں ملبوس گل بہار اپنے بھورے لمبے بال کیچر سے آزاد کرتی بیڈ پہ بیٹھی، اس نے خود کو ایک نظر بھی شیشے میں نہیں دیکھا تھا۔ اگر وہ خود کے نمایاں ہوتے وجود کو اس نائیٹی میں ایک نظر شیشے میں دیکھ لیتی تو شرم و حیا سے کانوں کی لو تک سرخ پڑتے آئندہ کبھی بھی یوں فارس خان کو منہ کے بل گرانے کے لئے شعلہ جوالہ بن کے نہ بیٹھتی۔ اس کا سراپہ کندن کی طرح دھمکتا ہوا اس کے دودھیا وجود اور نشیب و فراز نمایاں کر رہا تھا۔ وہ اس وقت واقع ہی کسی کو بھی اپنے حسن کے جال میں پھنسا سکتی تھی اور فارس خان تو پہلے ہی اپنی بیوی کے عشق میں گوڈے گوڈے ڈوبا ہوا تھا۔

مزید ایک گھنٹہ گزر چکا تھا اور گل بہار کی اب بس ہوئی۔ وہ اسے ایک بار پھر سے فون ملا رہی تھی، لیکن نمبر ہنوز بند تھا۔ ابھی وہ پھر سے اسے فون ملاتی جب آف وائٹ شلوار قمیض میں ملبوس فارس خان دروازہ کھولتا اندر داخل ہوا تھا۔ وہ ابھی دروازہ بند کر ہی رہا تھا، جب گل بہار نے اسے دیکھتے ہوئے غصے سے اپنا فون دروازے پہ دے مارا۔ فارس خان نے رخ موڑتے اپنی بیوی کا غصہ ملاحظہ کرنا چاہا، جو شدید غصے سے سرخ چہرہ لئے بلیک نائیٹی میں اپنا دودھیا سراپا لئے فارس خان کے ہوش اڑا چکی تھی۔ اس نے کہاں سوچا تھا کہ اسکی بیوی یوں اپنے حسن کے جلوے دکھاتی ہوئی اسکا استقبال کرے گی۔ فارس خان کے گلے میں گلٹی اوبھر کے معدوم ہوئی۔

KOH NOVELS - URDU

کہاں تھے تم؟؟ کس ماں کے ساتھ تھے؟؟ گل بہار چیخی۔ فارس خان نے اسکے چیخنے پہ جلدی سے پیر کی ٹھوکر سے دروازہ بند کیا لیکن دروازہ بد قسمتی سے تھوڑا سا کھلا رہ چکا تھا۔ جس سے آواز باہر تک جا رہی تھی اور اپنے اپنے کمروں کی طرف جاتے ضرار خان اور رایان خان فارس خان جیسے روعب دار انسان کی بیوی کے ہاتھوں بے عزتی ہوتے دیکھ ایک دوسرے کو دیکھتے قہقے بلند کر چکے تھے۔

بہار--- ابھی فارس کچھ بولتے اس کی طرف آتا جب وہ پھر سے چیخی۔

وہی پہ رکو اور جیب سے فون نکالو ابھی کے ابھی!!

اوکے اوکے کول ڈاؤن!! فارس خان اسے اتنے غصے میں دیکھ کے ٹھنڈا کرنے کی کوشش کرتے اپنا فون جیب سے نکال کے آن کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن فون بند تھا شاید اس کی بیٹری ڈیڈ ہو چکی تھی۔ فارس خان نے لب دبا کے گل بہار کو دیکھا۔

یہ آئی فون تم نے شوخیاں مارنے کے لئے رکھا ہوا ہے بس؟؟ میں پاگل تھی جو پچھلے دس گھنٹوں سے تمہیں فون پہ فون کر رہی ہوں؟؟ وہ اپنی نیلی آنکھوں میں بے تحاشہ سرخی لئے شیرنی کی طرح غرائی۔

بہار میری جان میری بات تو--- فارس خان پھر سے کچھ بولتے ہوے آگے بڑھ ہی رہا تھا، جب گل بہار نے فروٹس والی شیشے کی پلیٹ زور سے نیچے پھینکتے توڑی۔

نکلو میرے کمرے سے باہر ابھی کے ابھی!! وہ اپنی ہاتھ کی انگلی سے اسے دروازے کی طرف اشارہ کرتی باہر دفعہ ہونے کے لئے بولی۔

بہار دیکھو ہم سب ساتھ تھے، وقت کا پتا ہی نہیں چلا اور میرے فون کی بیٹری ڈیڈ ہو چکی تھی کیونکہ جلدی میں جاتے میں چارج لگانا بھول چکا تھا، پلیز مائے بے بی کول ہو جاؤ!! فارس خان وہی پہ کھڑے ہوتا اسے پیار سے پچکارتے صفائیاں دے رہا تھا۔

KOH NOVELS URDU

تو ابھی بھی وہی پہ جا کے باقی کی رات گزارو، جن کے ساتھ تم تھے! وہ ظالم بنی غرا رہی تھی۔ فارس خان کا اس کے وجود سے نظریں چرانا محال ہو رہا تھا اور وہ اسے باہر نکلنے کا کہہ رہی تھی۔

نکل رہے ہو یاں میں جاؤ کسی دوسرے کمرے میں؟؟ وہ اس کی نظریں اپنے وجود پہ محسوس کرتی پھر سے چیخی، جب فارس خان اپنی ضدی بیوی کے آگے ہار مانتا اپنی آنکھوں میں خمار کی سرخی لئے آف وائٹ مردانہ شال گلے سے نکال کے بیڈ پہ پھینکتا باہر کی جانب بڑھا اور اس کے پیچھے ہی اس کا تکیہ اور کمبل بھی اڑتے ہوئے اس کی پشت پہ آکے لگے۔ فارس خان جیسا غصیلہ انسان اپنے غصے پہ قابو پاتا آنکھیں میچتا دروازہ زور سے بند کرتا باہر لاؤنج کی طرف بڑھ ہی رہا تھا، جب اپنے اپنے کمروں کے دروازوں سے ٹیک لگائے ضرار خان اور رایان خان اسے دیکھتے پھر سے قہقہے بلند کر چکے تھے۔ فارس خان نے غصے سے اپنا تکیہ رایان خان پہ جبکہ کمبل کو گول مول کرتے ضرار خان پہ پھینکا، جو بنا اثر لئے مزید قہقہ لگا رہے تھے۔ میری جان---- یہ رایان خان بولا۔ نکلو میرے کمرے سے، یہ ضرار خان تھا۔ مائے بےبی کول ڈاون---- پھر سے رایان خان بولا۔ نکلتے ہو یا میں جائوں؟؟ ضرار خان اپنی بھاری آواز کو باریک کرتے شوخ لہجے میں غرایا۔

حرامیوں مرو تم لوگ، جس دن تم لوگوں کی شادیاں ہوں گی نا، مزہ تو مجھے تب آنا ہے!! فارس خان سلگتا ہوا لاونج کے صوفے پہ نیم دراز ہوا۔ آنکھیں بند کرنے پہ گل بہار کا چاندی کی طرح دھمکتا وجود آنکھوں کے پردے پہ لہرایا۔ وہ اگر چاہتا تو گل بہار کو دو سیکنڈ میں خاموش کروا کے اس پہ اپنی شدتیں نچھاور کر سکتا تھا لیکن اس نے ایسا نہیں کیا تھا اسے صرف اس کے جسم سے نہیں بلکہ اس کی روح سے بھی محبت تھی۔ وہ اسکا مان نہیں توڑنا چاہتا تھا، وہ اس پہ غصہ کرنے کا حق رکھتی تھی۔ ہاں وہ بھی اقرار کرتا تھا کہ وہ اس کی لاڈلی ہے اور اس کا ہر لاڈ اٹھانا اس پہ فرض ہے!۔

لالہ اب یوں لٹکی ہوئی شکل نہ بنائیں چلیں پتے (تاش) کھیلتے ہیں۔ رایان خان اور ضرار خان اسکے پاس بیٹھتے یک زبان ہوتے اسے مشورے سے نواز رہے تھے لیکن پتے کھیلنا فارس خان کو اپنا دھیان بٹانے کے لئے کچھ ٹھیک

KOH NOVELS - URDU

ہی لگا، اسی لئے وہ اٹھتا ہوا ان کے ساتھ پتے کھیلنے میں مصروف ہو گیا۔ وہ صبح سے کافی تھک چکا تھا اور اب تو اپنی ظالم بیوی کی بےرخی پہ زخموں میں مزید درد تھا۔ جبکہ اندر بیٹھی گل بہار کی نظر اچانک سامنے ڈریسنگ مرر میں نظر آتے اپنے وجود پہ پڑی، اس نے شرم سے سرخ پڑتے اپنے چہرے پہ ہاتھ رکھے۔ اس کا سارا وجود نیٹ کی نائیٹی میں دعوت کے نظارے پیش کر رہا تھا اور وہ کب سے اس کے سامنے کھڑا اسے تکے جا رہا تھا لیکن اس کے روکنے پہ ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھایا تھا۔ اگر فارس خان کی جگہ کوئی اور ہوتا تو وہ کبھی ایسا نہ کرتا ، بلکہ وہ مقابل کے وجود پہ قابض ہوتے اپنی رات حسین بناتا لیکن وہ فارس خانزادہ تھا اور اس کا جوڑ بھلا کون تھا!! گل بہار فخریہ سوچتی بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا چکی تھی۔ پتا نہیں کیوں فارس خان کے اسے اس طرح سے مان بخشنے پہ مسکراہٹ اس کے ہونٹوں سے جدا ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔ اسے اپنے شوہر پہ اس وقت ٹوٹ کے پیار ا رہا تھا، وہ اسے واپس بلانے کی غرض سے دروازے تک آئی لیکن باہر سے آتی رایان خان اور ضرار خان کی آواز سنتے وہ شرمندہ سی ہوتی لب دبا گئی۔ تو کیا وہ بھی اس سب سے واقف ہو چکے ہوں گیں؟

لالہ کیا سوچتے ہوں گے میرے بارے میں ہائے کہ کیوٹ سی معصوم سی گل بہار اتنی بتمیزی کرتی ہے؟؟ اور فارس کے زخم!! یااللہ میں کیسے بھول گئی!!۔ اب کیا کروں؟؟ وہ روہانسی ہوتی سوچتی کیوٹ سی شکل بناتی دروازے سے ٹیک لگا چکی تھی۔

زرلاشتہ خان ساحر خان کا انتظار کیے بغیر بیڈ پہ اپنی سائیڈ پہ ڈریسنگ روم سے دوسرا تکیہ اور کمبل لا کے لیٹ چکی تھی۔ اس کی صبح والی حرکت پہ وہ کافی ہرٹ ہوئی تھی اور اس سے بہت ڈر بھی چکی تھی، اسی لئے اس نے اسے خود سے دور لیٹنے کی غرض سے بیڈ کے درمیان میں بارڈر کی صورت میں کچھ بڑے بڑے تکیے رکھے تا کہ وہ رات کو انجانے میں پھر سے اسکے اوپر یا اسکے قریب نہ آ جائے! زرلاشتہ ابھی کچھ دیر پہلے ہی آنسو بہاتی سوگئی تھی۔

KOH NOVELS - URDU

کمرے کا دروازہ کھولتے ساحر خان کی پہلی ہی نظر بیڈ پہ سوئی اپنی بیوی اور درمیان میں بارڈر لائن کی طرف پڑی۔ وہ اپنا چہرہ اور پورا وجود اچھی طرح سے کمبل میں چھپائے سو رہی تھی۔ ساحر خان نے اپنا نچلہ لب کاٹتے دروازہ زرا زور سے بند کیا کہ شاید وہ جاگ جائے لیکن وہ تو ہنوز سوئی رہی۔ ساحر خان کو غصہ تو شدید آیا کہ وہ اسکا انتظار کیے بنا ہی سو چکی ہے اور اس پہ تضاد اسکی بنائی گئی بارڈر لائن کو دیکھتے اسکے خون میں ابال اٹھ رہا تھا۔ وہ اپنی مردانہ شال گلے سے نکال کے بیڈ پہ پھینکتا اپنی قمیض کے بٹن کھولتا الماری کی طرف بڑھا۔ وہ ایک دفعہ شاور لے کے خود کو پرسکون کر کے پھر زرلاشتہ خان کا علاج کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ وہ اپنا گرے ٹراؤزر پکڑتا واشروم میں بند ہوا، ہمیشہ کی طرح ٹھنڈے پانی سے شاور لیتے خود کو پر سکون کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

کچھ دیر بعد وہ واشروم سے نکلتے اپنے بھورے گھنے بال اور چٹانی سینہ ٹاول سے رگڑتے زرلاشتہ خان کی طرف بڑھا۔ ٹاول کو صوفے پہ پھینکتے وہ ایک جھٹکے میں اس پر سے کمبل اتارتا اسکے وجود پہ سایہ فگن ہوا، پاس پڑی بارڈر لائن کے تکیے غصے سے نیچے زمین پہ پھینکے۔ اسکے چہرے پہ آنسوؤں کے نشان دیکھتے ساحر خان کو گلٹ محسوس ہوا۔ ابھی اس نے اسکی گال پہ اپنے لب رکھے ہی، جب زرلاشتہ خان نے پٹ سے اپنی آنکھیں کھولیں۔ اس کے آنکھیں کھولنے سے کچھ آنسو جو سوتے ہوئے آنکھوں میں اٹک چکے تھے، تیزی سے پھسلتے کنپٹی میں جذب ہوئے تھے۔ خود پہ لیٹے ساحر خان کو دیکھ کے زرلاشتہ خان کی آنکھوں میں خوف جبکہ پورے وجود پہ کپکپاہٹ تاری ہوئی۔

اس کی اتنی سی جسارت پہ یوں بری طرح سے زرلاشتہ خان کے کانپتے وجود کو دیکھتے ساحر خان نے اسکے گال سے لب ہٹاتے اسکے چہرے کو دیکھا۔ اس کی ہری آنکھوں میں ساحر خان کے لئے بے تحاشہ خوف تھا جبکہ گلابی لب کپکپا رہے تھے۔ وہ اسکے صبح والے ریکشن سے اتنا ڈر چکی تھی، کہ اسے پیچھے ہٹنے کا بھی نہیں بول رہی تھی۔ بس سہمی ہرنی کی طرح اپنی ہری آنکھوں میں کچی نیند ٹوٹنے کے باعث سرخی لئے اسے دیکھ رہی تھی، اسکی آنکھوں کا خوف ساحر خان کو ایک آنکھ نہیں بھایا تھا۔

KOH NOVELS - URDU

اس نے ہاتھ بڑھاتے اس کے گلے سے دوپٹا نکالنا چاہا ہی، جب زرلاشتہ خان اپنے دوپٹے کو اپنی چھوٹی چھوٹی مٹھیوں میں دبوچ گئی۔

پل۔پلیز۔ نہی۔نہیں۔۔۔ زرلاشتہ خان نے اپنی ہری آنکھوں سے آنسو بہاتے اپنے کپکپاتے ہونٹوں سے اتنی کم آواز میں یہ الفاظ ادا کیے تھے کہ اگر ساحر خان اس سے تھوڑا سا فاصلے پہ ہوتا تو اسکے ڈرے سہمے الفاظ نہ سن پاتا! اس کے یوں رونے اور مزاحمت کرنے پہ اسے شدید تپ چڑھی، کیا وہ اسکی عزت کا لٹیرا تھا جو وہ اسکے حصار میں پڑی یوں آنسو بہا رہی تھی؟؟ ساحر خان نے گہرا سانس بھرتے اپنے غصے کو کنٹرول کیا اور اس کے ہاتھ آرام سے پیچھے کرتے اسکے گلے اور سینے پہ اچھی طرح سے اوڑھا گیا دوپٹہ بیڈ کی دوسری طرف پھینکا۔ زرلاشتہ خان نے اب کی بار اپنے ہاتھ اپنے سینے پہ باندھتے خود کو اس سے چھپانا چاہا، وہ ہنوز آنسو بہا رہی تھی۔ اسکی گردن پہ اپنی شدتوں کے لال سرخ نشان دیکھتے ساحر خان نے اپنے لب دباتے اسکی آنسو بہاتی ہری آنکھوں میں دیکھا۔ ساحر خان نے اسکے خود کے وجود کو چھپاتے ہاتھوں کو نرمی سے اپنے ہاتھوں میں لے کے رب کیا۔

پل۔پلیز ۔میر۔میرے۔سا۔ ساتھ کچھ۔۔۔ زرلاشتہ خان روتی ہوئی التجائیہ نظروں سے اسکی طرف دیکھتی ادھورا ادھورا سا کچھ بولنا چاہ رہی تھی۔

شش۔شش۔۔۔ کچھ نہیں کر رہا میں میرا بچہ!! بس چپ اب نہیں رونا۔۔ ساحر خان اسکی کانپتی حالت اور التجائیہ نظروں کو دیکھتا دھڑکتے دل سے اسکے آنسو صاف کرتا اسے پیار سے پچکار رہا تھا، اسکی حالت دیکھ کے وہ مزید گلٹی ہوا۔

زرلاشتہ خان اس کے ہاتھ اپنی گالوں سے ہٹانے کی تگ و دو میں تھی لیکن ساحر خان جھکتے اس کے آنسو شدت سے پی چکا تھا۔ اسے زرلاشتہ خان کا پورا وجود کسی بھٹی کی مانند سلگتا ہوا محسوس ہو رہا تھا، ابھی تو اس نے اسکے ساتھ کچھ کیا ہی نہیں تھا اور وہ ڈرتے ہوئے بخار چڑھا چکی تھی اور اگر وہ غصے میں کچھ غلط کر جاتا تو؟ اس سے آگے ساحر خان سے سوچنا محال ہوا۔

KOH NOVELS - URDU

اس نے کتنے سالوں بعد اسے یوں میرا بچہ کہہ کے پکارا تھا، زرلاشتہ خان سوچتے ہوئے مزید شدتوں سے رو دی۔۔ لیکن ساحر خان ہنوز اسکے چہرے پہ جھکا اسکی آنکھ سے پھسلتا ایک ایک آنسو اپنے ہونٹوں سے چنتا جا رہا تھا۔ زرلاشتہ خان اسے اپنے کانپتے ہاتھوں سے پیچھے کرنا چاہ رہی تھی لیکن ساحر خان اس کے آنسو پوری طرح سے خشک کرتا پیچھے ہٹا۔ اب زرلاشتہ خان صرف وقفے وقفے سے ہچکیاں بھر رہی تھی، وہ اب اس کے نرم لمس سے پھر سے خوش فہم نہیں ہونا چاہتی تھی۔ اسی لئے اپنے لب دانتوں میں چباتی اپنے آنسو خود کے اندر اتارنے کی کوششوں میں وہ نظریں جھکا گئی۔ زرلاشتہ نے اس کی طرف نظر بھر کے دیکھا تک نہیں تھا جسے ساحر خان نے بھی شدت سے محسوس کیا لیکن اب اسکے وجود کی کپکپاہٹ کم ہو چکی تھی۔

ساحر خان نے اسکی گرم ٹھوڑی پکڑ کے اسکا چہرہ اٹھایا کہ شاید وہ اسکی طرف دیکھے لیکن وہ نہیں دیکھ رہی تھی ہنوز نظریں جھکائے ہوئے تھی، جبکہ چہرہ جو پہلے ڈرا سہما سا تھا اب سپاٹ ہو چکا تھا۔ ساحر خان نے اسکی پلکوں پہ پھونک ماری، لیکن زرلاشتہ پھر بھی نظریں اٹھانے کی بجائے آنکھیں میچ گئی۔ زرلاشتہ کے گرم ہاتھ جو ساحر خان اپنے ہاتھوں سے رب کر رہا تھا اب کی بار ان پہ اپنے لب نرمی سے رکھے اور ہاتھ بڑھا کے اپنا موبائل پکڑتے سجاول خان کو تیزی سے کوئی میسج کیا جو ابھی تک حویلی نہیں آیا تھا۔

تمہیں بخار ہے! کوئی میڈیسن لی؟ زرلاشتہ خان کو درمیانے لیول کا بخار تھا لیکن ساحر خان کو اسکی کافی فکر تھی، وہ اس سب کا زمہ دار خود کو سمجھ رہا تھا اور تھا بھی وہی!!

ہاہاہا۔۔ ہمیں میڈیسن کی ضرورت ہی نہیں ہے! اچھی بات نہیں ہے اس زندہ لاش سے یہ نام کی روح بھی جلدی نکل جائے اور سب کو سکون مل جائے۔ ہم جانتے ہیں، ہم آپ کے سر پہ کسی بوجھ کی طرح تھوپ دیے گئے ہیں اور یہ بھی مانتے ہیں کچھ سال پہلے آپ سے طلاق مانگ کے غلطی کر چکے تھے۔ پھر ہم نے آپ کی غیرت پہ وار کر کے اچھا نہیں کیا اور پھر آپ سے

ایک تحفظ بھرا حصار مانگ کے غلطی کر بیٹھے اور آج صبح بھی آپ سے خوش فہمی میں غلط سوالات کر بیٹھے

اور یہ بھی جانتے ہیں کم عقل ہیں ہم اور کون چاہے گا ایک احمق اور کم عقل لڑکی کسی کی بیوی بنے--- کو شش کریں گے آپ کے سامنے کم سے کم آیا کریں تاکہ آپ کو اپنے گزرے آٹھ سال برباد ہونے کا بار بار افسوس نہ ہو اور جب آپ دوسری شادی کر لیں گے تو ہم کسی دوسرے کمرے میں شفٹ ہو جائیں گے--- ویسے بھی اب اکیلے سونے سے ڈر ہی نہیں لگتا اور اگر آپ چاہتے ہیں ہم ابھی اس کمرے سے چلیں جائیں تو ہم وعدہ کرتے ہیں ابھی آپ کے کمرے سے چلے جائیں گیں--- زرلاشتہ خان کا ایک ایک لفظ درد بھرا تھا، وہ اپنے آنسو روکنے کی کوشش میں ہلکان ہوتی شروع میں مصنوعی ہنستے ہوئے استہزایا لہجے میں یہ ساری باتیں کہہ چکی تھی اور ساحر خان نے اسے بولنے سے نہیں روکا تھا۔ وہ اس کے دل کا سارا درد جاننا چاہتا تھا، وہ جاننا چاہتا تھا اس کے دل میں کون کون سی باتیں اسے تنگ کرتی ہیں لیکن اس کے دل کا حال جانتے ہوئے تو ساحر خان کو لگا کوئی اس کا دل چیر رہا ہو۔ وہ ازیت کی انتہا پہ تھی، کہنے کو وہ اس کا عشق تھی لیکن اس نے انجانے میں اپنی باتوں سے اپنے عشق کو ہی کتنی تکلیف پہنچائی کہ اسے اپنی زندگی اچھی ہی نہیں لگ رہی تھی۔ وہ بار بار موت کو یاد کر رہی تھی۔ ساحر خان کسی ٹرانس کی کیفیت میں اس کے ہلتے لبوں کو دیکھتا اس کی درد بھری باتیں سنتا جا رہا تھا۔ وہ کیسے اس کے کمرے سے جانے کی بات کر سکتی تھی؟ وہ کیسے یہ بات بول سکتی تھی کہ وہ اسکے سامنے اب کم آیا کرے گی؟ اس کو کون بتائے کہ وہ تو ساحر خان کے جینے کی وجہ تھی، آگر وہ ان آٹھ سالوں کے بعد پھر سے اس کے سامنے نہیں آئے گی تو ساحر خان مر نہ جائے؟؟

معاف کیجئے گا پتا نہیں کیا کیا بول گئے ہم! شاید پھر سے آپ کو ہماری کوئی بات بری لگ گئی ہو، اب ہم ایک اور کوشش کریں گے کہ کم بولیں اور ویسے بھی--- وہ شاید مزید بولنا چا رہی تھی لیکن ساحر خان میں اسکی درد بھری باتیں سننے کی مزید ہمت نہ تھی وہ جھکتے ہوئے اسکے لبوں کو نرمی سے اپنے ہونٹوں میں قید کر گیا۔ وہ اتنے پیار اور نرم انداز میں اس کے ہونٹ چوم

رہا تھا کہ زرلاشتہ خان اس کی نرم گرفت پہ شدید حیران ہوئی۔ ساحر خان اس کی گردن پہ اپنی شدت کے نشانوں کو اپنی انگلیوں سے سہلاتے اپنے لمس میں مزید پیار لئے کبھی اسکے بالائی لب اور کبھی نچلے لب کو چومتا اسے کانپنے پہ مجبور کر رہا تھا۔ زرلاشتہ خان کوئی مزاحمت نہیں کر رہی تھی۔ آج بھی وہ اپنے چہرے سے شرم و حیا کے تاثرات کو پرے رکھتے چہرہ سپاٹ بنائے ہوئے تھے لیکن ساحر خان کے پیار بھرے لمس سے قدرتی اسکے نرم گلابی گال دہک کے سرخ ہو رہے تھے۔ ساحر خان اس کی کوئی بھی مزاحمت اور اسکے چہرے کے سپاٹ ریکشن کو دیکھتا ایک پل میں کروٹ لیتا اسے خود کے اوپر کرتا اسکے ہونٹوں کو شدت سے اپنے لبوں میں دبوچ گیا۔ اسکے لمس میں اچانک اتنی شدت محسوس کرتے زرلاشتہ خان کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی لیکن وہ بھی ڈھیٹ بنی اس سے بے رخی برتتی اسکے سینے پہ ہاتھ رکھنے کی بجائے زور سے بیڈ شیٹ کو اپنے ہاتھوں کی مٹھی میں دبوچ گئی۔ ساحر خان اسکے ہونٹوں پہ جھکا ہوا بھی اس کی یہ حرکت محسوس کر چکا تھا جو اسے شدید ناگوار گزری تھی۔ ساحر خان نے اسکے ہونٹوں کو آزادی بخشتے اس کے ہاتھوں سے بیڈ شیٹ چھرواتے اسے اپنے بے حد نزدیک کرتے اس کے بازو اپنے کندھوں پہ رکھ گیا۔

تم مجھ سے دور جانے کی بات کرتی ہو زرلاشتہ خان؟ میں تمہارے اتنا قریب آ جاؤں گا کہ تم چاہ کہ بھی مجھ سے دور نہیں جا سکو گی۔

تم کم بولنے کی بات کرتی ہو؟ میں تمہیں اپنے وجود کا حصہ بناتے تمہیں سسکیاں بھرنے پہ مجبور کر دوں گا اور پھر تمہارے سسکی بھرتے ہونٹوں کو پیار سے چوم لوں گا۔

تم اس کمرے سے جانے کی بات کرتی ہو؟ میں تمہیں شدت سے خود میں سما لوں گا۔

تم مرنے کی بات کرتی ہو؟ میں اپنی سانسیں تم میں انڈھیلتا تمہیں زندہ رہنے پہ مجبور کر دوں گا!

تم چاہتی ہو تمہارے وجود سے یہ روح نکل جائے؟ تو میں تمہاری روح کی گہرائیوں میں اترتے تمہاری روح میں اپنی روح شامل کر دوں گا۔

KOH NOVELS - URDU

تم تحفظ بھرے حصار کی بات کرتی ہو زرلاشتہ خان، میں تم پہ اپنی شدتیں نچھاوڑ کرتا تمہاری سانسوں کو بری طرح سے بکھیر کے تمہیں اپنے سینے میں سمٹنے پہ مجبور کر دوں گا، جو تمہاری سب سے محفوظ تخفظ گاہ ہے!!!

ساحر خان اپنے ہونٹ اسکے ہونٹوں کے قریب کرتا ایک ایک لفظ شدت بھرے انداز میں بولتا زرلاشتہ خان کو بھوکھلانے اور واقعی ہی اپنے سینے میں سمٹنے پہ مجبور کر چکا تھا، زرلاشتہ خان کو اسکی بے باک سرگوشیوں سے اپنے کانوں سے دھوئیں نکلتے محسوس ہو رہے تھے۔

ہری آنکھیں نیلی آنکھوں سے چار ہوئی، دونوں ایک دوسرے کی سرخی مائل آنکھوں میں کھو چکے تھے۔ نیلی آنکھوں میں خمار کی سرخی تھی جب کہ ہری آنکھوں میں آنسو کنٹرول کرنے کے باعث سرخی چھائی ہوئی تھی۔

سجاول خان جس کے دل کو آج صبح سے کسی صورت چین نہیں آ رہا تھا، ابھی بھی سب کے ساتھ حویلی جانے کی بجائے وہ اپنی گاڑی بلاوجہ سڑکوں پہ دوڑاتا ہوا ایک ہاتھ سے گاڑی چلاتا جب کہ دوسرے ہاتھ سے سیگرٹ پہ سیگرٹ پھونک رہا تھا۔

بہرام خان اور باقی سب مردوں کا زرش کو یوں تاڑنا وہ کسی صورت بھول نہیں پا رہا تھا۔ زرش خان کا بہرام خان سے مسکرا کے بات کرنا اس کے دل کو ابھی تک جلا کے راکھ کر رہا تھا۔ بہرام کا زرش کی تعریف کرنا، بدلے میں زرش کا مسکرا کے اسکی بھی تعریف کرنا اور پھر بہرام کے منہ سے اپنے گلابی لبوں کی خوبصورت مسکراہٹ کی تعرہف سن کے یوں ہنس کے اس سے ہاتھ ملانا، یہ تمام سینز سجاول خان کے دماغ میں گھومتے جا رہے تھے۔ سجاول خان کو اپنے پورے وجود میں چھنگاریاں بھرتی محسوس ہو رہی تھیں! وہ کیوں اس کے دماغ سے نہیں جا رہی تھی، سجاول کو بہرام سے کیوں جیلیسی ہو رہی تھی۔ اسے زرش خان کا یوں کھلے عام ماڈرن لباس میں گھومنا پھرنا پسند کیوں نہیں تھا، سجاول خان ان سب سوالوں کے جواب جاننے سے قاصر تھا۔

KOH NOVELS - URDU

پھر سے آج سکن پینٹ کوٹ میں زرش خان کے وجود کی عیاں ہوتی دلکشی پہ سب کی نظریں یاد کرتے، سجاول خان نے گاڑی کی سپیڈ خطرناک حد تک تیز کی۔ اس کی ڈارک براؤن آنکھیں لہو رنگ ہوئیں۔ ابھی وہ نیا سیگریٹ جلانے ہی والا تھا، جب اس کے کچھ دیر پہلے خریدے گئے نئے آئی فون پہ میسجز کے نوٹیفکیشن رنگ ہونے کی آواز آئی۔ سجاول خان نے ہاتھ بڑھاتے فون پہ ساحر خان کے میسجز دیکھتے سیگریٹ گاڑی سے باہر پھینکتے لب دبائے، ایک میسج میں وہ اسے چاکلیٹ فلیور کے کچھ کیک لانے کے لیے بول رہا تھا۔

اگلے میسج میں اسے کہا گیا کہ وہ جلدی گھر آئے اسکی بیوی بھوکی ہے اور وہ کوئی ناکام عاشق نہیں ہے جو رات دیر تک گاڑی سڑکوں پہ دوڑائے۔۔۔!!

سجاول خان اسکے میسج پڑھ کے کچھ محضوظ ہوتا گاڑی بیکری کی طرف موڑ چکا تھا، وہ نہیں جانتا تھا اتنی رات کو ساحر خان کی بیوی کی بھوک مٹانے کے لئے کون بیکری کھول کے بیٹھا ہو گا۔

سارے ایک سے بڑھ کے ایک رن مرید ہے!!! سجاول خان اپنے ڈارک براؤن بالوں میں ہاتھ پھیرتا بڑبڑایا۔

ساحر خان نے اسکی آنکھوں میں دیکھتے اسے نرمی سے گلے سے لگایا، زرلاشتہ خان اس کے اتنے نرم رویے پہ ابھی تک حیران تھی۔

کھانا کھایا تھا؟ وہ پیار سے پوچھ رہا تھا لیکن زرلاشتہ خان نے کوئی جواب نہیں دیا۔

ساحر خان نے گہری سانس بھرتے اسکے مرجھائے ہوئے چہرے کو دیکھا۔ وہ جان چکا تھا اس نے کچھ نہیں کھایا ہو گا اور اگر کھایا بھی ہو گا تو زیادہ سے زیادہ ایک یا دو چمچ سب کو دکھانے کے لیے۔

یہی پہ لیٹو، میں آتا ہوں اور اگر جو تم نے اس کمرے سے جانے کی کوشش بھی کی تو میں آپنے ایک ایک حرف پہ اسی وقت عمل کر کے دکھاؤں گا۔ ساحر خان اسے اپنے سینے سے بیڈ پہ منتقل کرتا پیار بھری دھمکی دیتا اسکی

KOH NOVELS - URDU

گردن کو اپنے لبوں سے چھوتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔ زرلاشتہ خان اسکی دھمکی پہ سانس روکے دہکے گالوں سے ہنوز لیٹی ہوئی تھی، اسے اب اتنی جلدی خوش فہم نہیں ہونا تھا اور نا ہی وہ ہو رہی تھی۔

ساحر خان سیڑھیوں سے تیز تیز نیچے اترتا کچن میں آیا۔ سامنے سٹوو پہ پڑے کھانے کے برتنوں کو دیکھتا وہ ان پر سے ڈھکن اٹھاتا کھانا تلاش کرنے کی کوشش کر رہا تھا جو کہ اس وقت ملنا مشکل تھا، کیونکہ حویلی کا بچہ ہوا کھانا رات کو سونے سے پہلے ہی قریبی دربار پہ پہنچا دیا جاتا تھا۔ اب کی بار وہ لب دباتا فریج کی طرف بڑھا کہ شاید کھانے کو کچھ مل جائے، لیکن فریج میں کچی چیزوں کا تو ڈھیر لگا ہوا تھا لیکن بدقسمتی سے آج کوئی بھی پکی ہوئی چیز نہ تھی۔

ساحر خان نےسوچا کیوں نہ وہ آج اپنے ہاتھوں سے کچھ بنا کے اپنی بیوی کو کھلا دے ، لیکن اسے تو کچھ بنانا آتا ہی نہیں تھا سوائے نوڈلز کے جو وہ بچپن میں زرلاشتہ کو اپنے ہاتھوں سے بنا کے دیتا تھا۔ کچھ سوچتے اس نے فارس خان کو کال ملانا چاہی کیونکہ وہ کوکنگ میں اچھا تھا، لیکن پھر موبائل رکھ دیا۔ کیونکہ وہ اسکی بے عزتی میں انٹرفیر نہیں کرنا چاہتا تھا جو اس وقت اسکی شیرنی بہن اس کے دیر سے آنے کی وجہ سے اس بے غیرت خان کی ستھری کر رہی ہو گی۔ وہ جانتا تھا اس کی بہن میں جیلیسی اور کیوٹ سا تھوڑی مقدار میں شک کیسے کوٹ کوٹ کے بھرا ہوا ہے۔ آج وہ سب ایک اہم کام انجام دے کے لیٹ ہی اپنی اپنی حویلی کی طرف روانہ ہوئے تھے۔ ساحر خان نے کچن کےتمام کیبنیٹ کھولتے نوڈلز کے پیکٹس تلاش کرنا چاہے جو بالآخر اسے مل چکے تھے۔ پانچ منٹ میں نوڈلز بناتے وہ اسے چھوٹے سے باؤل میں ڈال چکا تھا، باؤل کو نفاست سے ایک ٹرے میں ڈالتے اس نے اوپر خوبصورت سی گارنشنگ کی۔ کہنے کو تو اسے کچھ بنانا نہیں آتا تھا لیکن اس نے ہر کام بغیر گند پھیلائے نفاست سے کیا تھا۔ وہ ٹرے پکڑتا سیڑھیاں چڑھتے اوپر اپنے کمرے کی طرف بڑھ ہی رہا تھا۔ جب سیڑھیوں کے دائیں جانب والے کمرے میں جم کرتے سعد خان کی کھڑکی سے نظر ساحر خان پہ پڑی، جو ہاتھ میں ٹرے پکڑتا اپنے بھورے بالوں میں ہاتھ پھیرتا اپنے کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا۔ سعد خان اپنے ہاتھ سے ڈمبلز زمین پہ پھینکتا، اپنی

KOH NOVELS - URDU

ہنسی پہ قابو پاتا باہر کی جانب بڑھا۔ بڑی خدمتیں ہو رہی ہیں ؟؟ سعد خان اسکے بالکل سامنے آ کے کھڑا ہوتا اس کے ہاتھ میں نوڈلز دیکھتا اپنا ہاتھ داد دینے والے انداز میں اٹھاتا مسکرا کے بولا۔ اسکی بات سن کے ساحر خان نے اپنا نچلہ لب دباتے ابھی کوئی بے باک جواب دینا چاہا ہی، جب پیچھے سیڑھیوں پہ کھڑے سجاول خان نے سعد خان کے یوں چھاپا مارنے والے انداز پہ مسکراہٹ روکی جو اپنے ہاتھ میں چار پانچ کیکس کے شاپرز پکڑے کھڑا تھا۔

لالہ یہ کیکس--- سجاول خان نے ساحر خان کو سنجیدگی سے پکارتے کیک کے شاپرز اسکی طرف بڑھائے، جب ساحر خان نے مڑتے ہوئے مسکرا کے سجاول کو دیکھا جو اس وقت پتا نہیں کہاں سے لیکن اسکی بیوی کے لئے کیک ڈھونڈ ہی لایا تھا۔ جب کے سعد خان حیرانگی سے ساحر خان کو دیکھ رہا تھا جو آدھی رات کو یہ انوکھے انتظامات یقیناً اپنی بیوی کے لئے کر رہا تھا۔ آپ میں بھی داور لالہ کے رن مریدی والے جراثیم آ رہے ہیں، کبھی ہمارے لئے تو رات کے وقت یوں کیک نہیں منگوائے اور نا یوں ہمیں کبھی خود نوڈلز بنا کے دیے ہیں! سعد خان ساحر خان کو دیکھتا منہ بنا کے بولا۔کیونکہ تو میری بیوی نہیں ہے اور نا ہی مجھے تیرے وجود سے سکون حاصل کرنا ہے--- تیرے ساتھ میں ویسے کیک نہیں کھا سکتا جیسا مجھے میری بیوی کے ساتھ کھانا ہے ! سمجھ رہا ہے نا؟؟ اور میری ایک بات تم دونوں اپنے پلو سے باندھ لو، ساحر خان بے باکی سے بولتا دونوں کو اپنی طرف متوجہ کر رہا تھا جیسے بڑے پتے کی بات بتانے والا ہو۔ دونوں ناچاہتے ہوئے بھی سرخ چہروں کے ساتھ اسکی طرف متوجہ ہوئے۔ جب تک بیوی کو خوش نہیں کرو گے، وہ تم لوگوں کو خوش تو کیا قریب بھی پھٹکنے نہیں دے گی اور جب وہ خوش نہیں کرے گی تو شادی کے بعد بھی لٹکی ہوئی شکلیں لئےکنوارے ہی پھرو گے۔ اس لئے سیکھو کچھ مجھ سے ساحر خان سجاول خان کے ہاتھ سے کیک کے شاپرز پکڑتا، دونوں کےسرخ چہرے دیکھتا انہیں آنکھ ونک کرتا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

عشقِ ستم.....میگا قسط 40

ساحر خان اپنے ہاتھ میں نوڈلز اور کیک کے شاپرز پکڑتے کمرے کا دروازہ کھولتے اندر داخل ہوا، جب اس کی نظر بیڈ پہ پھر سے سو چکی زرلاشتہ خان پہ پڑی۔

ساحر خان مضبوط قدم اس تک پہنچا، نوڈلز کی ٹرے سائیڈ ٹیبلز پہ رکھتے اس نے کیک کے شاپرز صوفے کے آگے پڑے ٹیبلز پہ رکھے۔

وہ زرلاشتہ کے سرہانے بیٹھتا اس کا سر تکیے سے اٹھا کے اپنی گود میں رکھ چکا تھا۔ اس کے شہد رنگ بکھرے بالوں کو سمیٹتے اس نے جھک کے اس کے ماتھے پہ بھوسا دیا۔ زرلاشتہ خان کی آنکھ اس کے لمس سے کھل چکی تھی۔ اس کی آنکھ اس کے جانے کے بعد ابھی لگی تھی اور وہ پھر سے اسے جگا چکا تھا۔

زرلاشتہ خان نے اس کی گود سے اپنا سر پیچھے کرنا چاہا لیکن ساحر خان ایک ہاتھ اس کی کمر میں ڈالتا اسے تھوڑا اوپر کھینچتا اپنے شرٹ لیس سینے میں بھینچ چکا تھا اور ہاتھ بڑھا کے نوڈلز کا باؤل اس کے آگے کیا۔

کچھ کھا لو پھر میڈیسن کھانی ہے!! وہ کانٹے میں نوڈلز الجھاتا اس کے ہونٹوں کے پاس کر گیا، جب زرلاشتہ نے آنکھوں میں آنسو لئے سر نفی میں ہلاتے نظریں جھکائی۔

ہمیں نہیں پسند یہ اب۔۔۔ زرلاشتہ خان نے تو گزرے آٹھ سالوں میں نوڈلز چھکے بھی نہ تھے۔ ابھی کہ وہ درام کو کافی مرتبہ نوڈلز بنا کے دے چکی تھی لیکن خود ایک چمچ بھی نہیں کھاتی تھی، کیونکہ اسے تو کوئی بنا کے دینے والا ہی نا تھا۔

کیوں نہیں پسند؟ ساحر خان نے اسکے لہجے میں درد محسوس کرتے وجہ جاننے کی کوشش کرتے اسے مزید خود میں بینچھا۔

کوئی بنا کے ہی نہیں دیتا، اب تو اس کا ٹیسٹ بھی بھول گیا ہے!! وہ درد بھری مسکراہٹ کے ساتھ بولتی ہنوز نظریں جھکائے ہوئے تھی۔

KOH NOVELS - URDU

میں بنا کے دوں گا نا اپنی تاشو کو جب جب وہ بولے گی!! ساحر خان کے دل کو کچھ ہوا، وہ کیوں اتنی ناامیدی کی باتیں کر رہی تھی۔ وہ اس کے لاڈ اٹھانے والے انداز میں بولا۔

وہ کیوں آج اسے ساری پرانی باتیں یاد کروا رہا تھا، اس کے تاشو بولنے پہ وہ منہ پہ ہاتھ رکھتی بچوں کی طرح رو دی۔ اس دن جب اس نے اسے کہا تھا کہ وہ اسے زرلاشتہ نہیں تاشو بولا کرے تو اس نے اسے کیسی کڑوی باتیں سنائی تھیں، تو پھر اب کیوں اس کے ساتھ اتنے پیار سے پیش آ رہا تھا؟ کیا وہ اسے پھر سے اپنی عادت لگا کے دوسری شادی کرتے ہوئے اسے چھوڑ دینا چاہتا تھا؟ تا کہ وہ تکلیف کی انتہا کو محسوس کرے؟؟ زرلاشتہ خان بد گمان ہوتے سوچ رہی تھی۔ اس کے یوں رونے پہ ساحر خان نے باؤل سائیڈ پہ رکھتے، اس کے چہرے سے ہاتھ ہٹاتے اسے اپنی طرف موڑتے اسکے آنسو صاف کئے جو وہ ہر وقت کسی سمندر کی طرح بہاتی رہتی تھی۔

بس چپ۔۔۔ دیکھو اتنی پیاری آنکھیں کیسے ریڈ ہو رہی ہیں، یہ گندا بچہ کس کا ہے؟ جو ایسے رو رہا ہے!!

Where is my tashu??

ساحر خان ہنوز پیار سے بولتا اسکے گالوں پہ کتنی ہی بار اپنے لب رکھ چکا تھا۔ زرلاشتہ خان نے کسمساتے ہوئے اس کے برہنہ سینے پہ ہاتھ رکھتے اپنی پوری طاقت لگاتے اس سے دور ہونا چاہا لیکن اب کی بار ساحر خان نے بغیر دیری کئے اسکے منہ میں زبردستی نوڈلز ڈالے۔

وہی پرانا ذائقہ آہہ، زرلاشتہ خان کا دل کیا وہ اسکے اس وقتی پیار پہ دھاڑیں مار مار کے روئے، وہ کیوں کر رہا تھا ایسا؟ ابھی صبح تو اتنا بے حس بنا ہوا تھا، اب یوں اچانک اسے کیا ہوا تھا؟ وہ سمجھنے سے قاصر تھی۔

ساحر خان نے اس کی بار بار مزاحمت کو نظر انداز کرتے اسے زبردستی نوڈلز کھلائے۔ جسے وہ نظریں جھکائے نا چاہتے ہوئے بھی کھا رہی۔ پتہ نہیں اس کا دل کہیں نہ کہیں اندر یہ خواہش کیوں کر رہا تھا کہ یہ نوڈلز کبھی ختم نہ ہوں اور وہ یوں ہی انہیں کھاتی رہے۔

KOH NOVELS - URDU

ساحر خان اس کے قدرے ریلیکس تاثرات بغور دیکھ رہا تھا۔ اس نے باؤل کا آخری چمچ اسکی طرف بڑھایا، جسے دیکھ کے وہ جو اپنے ہونٹ وا کر چکی تھی۔ ساحر خان چمچ پیچھا کرتا اپنے منہ میں ڈال گیا۔ وہ زرلاشتہ کا آخری نوالہ تھا جو وہ کبھی کسی کو نہیں دیتی تھی۔! زرلاشتہ خان اسکی ستمگری پہ آنکھوں میں آنسو لئے ہنوز ہونٹ وا کیے اسکے منہ میں اپنی آخری نوالا دیکھ رہی تھی، ایسے کرتی وہ اتنی کیوٹ لگ رہی تھی کہ ساحرخان اپنی مسکراہٹ پہ قابو پاتا اسکے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں قید کرتا اس کا آخری نوالا اپنے طریقے سے اسے کھلا چکا تھا۔ جس پہ زرلاشتہ خان کانوں کی لوں تک سرخ پڑی۔

ساحر خان بیڈ سے کھڑے ہوتے اسے اپنے کندھے سے لگا کے اٹھاتا الماری کی طرف آتے فرسٹ ایڈ باکس نکالتا وہ ہنوز اسے اٹھائے صوفے کی طرف بڑھا۔ زرلاشتہ خان بار بار اس پر سے نیچے اترنے کی ناکام مزاحمت کر رہی تھی۔

وہ اسے لئے خود صوفے پہ بیٹھتا، اسے اپنی گود میں بٹھا چکا تھا۔

چھوچھوڑیں۔ہم۔ ہمیں ---- زرلاشتہ خان اس کی ڈھیٹائی پہ اب کی بار کچھ غصے سے بولی، ساحر خان اسکی بات اگنور کیے فرسٹ ایڈ باکس سے تھرمامیٹر نکالتا ایک نظر اس کے بخار سے دہکتے چہرے کو دیکھ کے رکا ساحر خان کی نیلی انکھیں چمکی۔

وہ جان بوجھ کے تھرمامیٹر اسکی زبان کے نیچے رکھنے کی بجائے اسکی قمیض کے گلے کے پاس لایا، ابھی وہ مزید اپنا ہاتھ بڑھاتا جب زرلاشتہ نے دہکے گالوں سے اس کا ہاتھ پکڑا۔

ارے بخار تو چیک کرنے دو، ایسے ہی کوئی دوا تھوڑی دوں گا؟؟ وہ کسی ڈاکٹر کی طرح بولتے اسکا ہاتھ جان بوجھ کے آرام سے پیچھے کر رہا تھا، جو زرلاشتہ خان اپنا پورا زور لگا کے پکڑے ہوئے تھی۔ وہ سمجھ چکی تھی یہ بے باک انسان اس کا بخار کیسے چیک کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

ہم۔ہمیں بخا۔بخار نہی۔نہیں ہے، ہم۔ہمیں چھوڑئیے۔ وہ اپنے چہرے کو سپاٹ بناتی اپنے شرمیلے تاثرات کو چھپاتی بولی، لیکن ساحر خان تو اسکے سپاٹ لہجے کو اگنور کئے بس اس کے شرم سے سرخ پڑتے چہرے کو اپنی آنکھوں میں بسائے ہوئے تھا۔

ساحر خان اسکی ایک بھی سنے بغیر اسکے ہاتھ کو نرمی سے دوسرے ہاتھ میں پکڑتا، اسکی شرٹ میں ہاتھ ڈالتا اسکی بغل کے نیچے تھرمامیٹر فٹ کر چکا تھا۔ زرلاشتہ خان اس کی بے باک حرکت پہ کانوں کی لوں تک سرخ ہوئی۔

ساحر خان نے اس کے دہکتے چہرے کو دیکھتے کچھ سیکنڈز گزرنے کے بعد اب کی بار تھرمامیٹر نکالنے کے لئے ہاتھ پھر سے بڑھایا ہی جب زرلاشتہ خان تیزی سے اپنی بغل سے تھرمامیٹر نکالتی اسکے ہاتھ میں تھما چکی تھی۔ اسکی جلدی بازی پہ ساحر خان نے مشکل سے اپنا قہقہ روکتے تھرمامیٹر میں اسکا بخار چیک کیا۔ ساحر خان کے تجربے کے مطابق نہ بخار کم تھا اور نہ ہی زیادہ۔

ا۔اب ہ۔ہو گی۔گیا نا بخا۔بخار چی۔چیک ۔ت۔تو ہم۔ہمیں ۔چھوڑیئے پلیز ہمیں سونا ہے۔۔ وہ اس بے باک انسان کے ساتھ مزید نہیں بیٹھ سکتی تھی، جو اپنے بے باک ہاتھوں کے لمس سے اسے کانپنے اور خود میں سمٹنے پہ مجبور کر رہا تھا۔

میری جان مجھے تمہاری نیند کی تم سے زیادہ فکر ہے۔ میں تمہیں خود میں سما کے سلا لوں گا، پہلے میڈیسن کھا لو۔۔ ساحر خان ایسے نارمل طریقے سے بول رہا تھا جیسے اس سے زیادہ کئیرنگ بندہ ہی اس پوری دنیا میں نہ ہو۔ زرلاشتہ خان اسکی باتوں پہ اپنے نچلے لب کو دانتوں میں کاٹتی سرخ کرتی جا رہی تھی اور اب کی بار اپنی بار بار ناکام ہوتی مزاحمت پہ اس نے نڈھال ہوتے اسکے برہنہ کندھے میں اپنا چہرہ چھپایا۔

ساحرخان نے مسکرا کے اسے دیکھتے اس کا چہرہ اپنی طرف کرتے بخار کی کچھ ہلکی پھلکی سی میڈیسن زرلاشتہ خان کے ہونٹوں کے آگے کی لیکن زرلاشتہ خان نے میڈیسن کھانے کی بجائے اسکی گردن میں اپنا چہرہ چھپایا۔

KUH NOVELS - URDU

وہ یہ گندی میڈیسن کھا کے اپنے منہ میں گھلتا نوڈلز کا ذائقہ قطآ خراب نہیں کرنا چاہتی تھی، جو اس نے اتنے سالوں بعد کھائے تھے۔

نہیں کھانی میڈیسن ؟؟ ساحر خان نے جھکتے اس کے کان میں سرگوشی کرتے پوچھا، جس پہ زرلاشتہ خان نے ہنوز اسکی گردن میں چہرا چھپائے فٹا فٹ نفی میں سر ہلایا۔ ساحر خان نے زبردستی اس کا چہرہ زرا سا پیچھے کرتے اس کے منہ میں کسی بچے کی طرح میڈیسن ڈالتے ہوئے پانی پلایا، جس پہ اس نے چیختے ہوئے اسکی گردن میں اپنے ناخن گھاڑے۔

اچھا اور کیک بھی نہیں کھانا؟؟ وہ اسکی غصے کے باعث پھولی گرم سانسیں اور تیز چھبتے ناخن اپنی گردن پہ محسوس کرتے خمار آلود آواز میں پوچھنے لگا۔ جانتا جو تھا وہ بچپن میں ہمیشہ میڈیسن کے بعد کیک کی ڈیمانڈ کرتی تھی جو ساحر خان پہ پوری کرنا فرض تھا۔

کیک کے نام پہ زرلاشتہ خان کی آنکھوں میں اس دن والا منظر آیا، جب اسکے لال حویلی میں بیمار ہونے پہ ساحرخان نے بے باکی سے اسکے کمرے میں آتے اسے اپنی شدتوں سے سرخ کیا لیکن اس کے کیک کی ڈیمانڈ کرنے پہ کیسے اس نے زہریلے الفاظ اپنے منہ سے نکالے وہ اسکے الفاظ کسی صورت بھول نہیں سکتی تھی۔

نہیں کھانا!! اپنی دوسری شادی کی خوشی میں اپنے دوسری بیوی کو کھلائیے گا یا اس کے ساتھ بیٹھ کے خود کھائیے گا، چھوڑیں ہمیں!!! زرلاشتہ خان اب کی بار اسکی گردن سے چہرہ باہر نکالتی اسکے اس دن والے الفاظ میں ردوبدل کرتی غصے سے بولتی اس سے الگ ہونا چاہ رہی تھی، جب ساحر خان نے محضوظ ہوتے اس کی کمر پہ گرفت مزید مضبوط کی اور سامنے ایک شاپر پکڑتے اس میں سے ایک خوبصورت چاکلیٹ کیک نکالتے اسکے سامنے کیا۔ وہ اسکا ریکشن دیکھتے جان چکا تھا کہ وہ کیا سوچ رہی ہے۔

پہلے مجھے اپنی پہلی بیوی کے ساتھ کیک کھانے کی پریکٹس تو کر لینے دو، پھر تمہاری دوسری باتوں پہ غور وفکر کا سوچوں گا۔ ساحر خان اس کے ہونٹوں پہ نظریں جماتا اپنی مسکراہٹ روکتا گمبھیر لہجے میں بولا۔ زرلاشتہ خان اسکے گال پہ ڈمپل کی جھلک دکھلانے پہ سمجھ چکی تھی کہ وہ

مسکراہٹ چھپا کے اسے تنگ کرنے کا سوچ رہا ہے اور زرلاشتہ بھی اسکے نرم ریکشن پہ شیرنی بنتی اسکے ہاتھ سے وہ کیک زمین بوس کر چکی تھی۔ ساحر خان اس سب کے لئے پہلے سے ہی تیار تھا، اس لئے بنا غصہ کیے دوسرا چاکلیٹ کیک اسکے سامنے کیا۔ زرلاشتہ خان نے پھر سے وہی عمل دہرایا، ساحر خان نے اب کی بار اسکی ٹھوری کے سیاہ موٹے تل پہ نرمی سے دانت گھاڑتے تیسرا چاکلیٹ کیک اسکے آگے کیا اور زرلاشتہ خان کو جیسے اب اس کھیل میں مزہ آرہا تھا۔ اسی لئے وہ اس کیک کو بھی بے دردی سے زمین بوس کر چکی تھی۔ وہ یہ نہیں جانتی تھی اسے بعد میں اپنے فیورٹ کیکس کو یوں زمین بوس کرنے کا کتنا پچھتاوا ہونا تھا۔

ساحر خان نے اس کے نچلے ہونٹ کو اپنے ہونٹوں میں دباتے چوتھا چاکلیٹ کیک اسکی طرف بڑھایا جب زرلاشتہ نے اسکی جسارت پہ لرزتی پلکوں سے یہ کیک بھی زمین بوس کیا۔ وہ کیک ایسے زمین بوس کر رہی تھی، جیسے پیچھے کیکس کی فیکٹری لدی ہو۔۔۔!!

اب ٹیبل پہ صرف ایک چاکلیٹ کیک رہ چکا تھا، یہ تو سجاول خان کی مہربانی تھی جو وہ اسکے دو کیکس کہنے پہ پانچ کیک اٹھا لایا تھا۔ نہیں تو اتنا دلچسپ کھیل اور اسکی کیوٹ حرکتیں ساحر خان کو آج رات دیکھنے کو کہاں ملتی۔۔۔!!

اگر تم نے اس کیک کو کوئی نقصان پہنچایا زرلاشتہ ساحر خان تو میں پوری رات تمہارے ان نازک ہونٹوں پہ تسلط جماتے تمہیں کھا جاؤں گا۔۔۔ ساحر خان اپنے ہونٹ اسکے بے حد قریب کرتا شوخ اور چیلنجنگ انداز میں بولا، زرلاشتہ جو مزے سے اس کیک کو بھی گرانے والی تھی اس کی بے باک بات پہ سرخ پڑتے ہوش میں آتے اپنے ہاتھ پیچھے کھینچے اور ایک نظر زمین پہ گرے اپنے فیورٹ چاکلیٹ کیکس کی ناقدری کو دیکھا۔ ساحر خان نے اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھتے اسکی پشت کو اپنے سینے میں بھینچتے اسکے پہلو سے ہاتھ گزارتے ٹیبل پہ پڑے چاقو سے کیک کو کٹ کرتے چھوٹا سا ٹکڑا اسکے ہونٹوں کی طرف بڑھایا۔ زرلاشتہ خان جو پہلے ہی اپنے کیکس کا اتنا نقصان ہونے پہ دکھی تھی، صدمے کی ضد میں بنا کسی مزاحمت کے اسکے ہاتھ سے کیک کھا چکی تھی۔ ساحر خان نے مسکراتے ہوئے اسکی پچھلی گردن میں سانس بھرتے اسے یوں ہی کیک کھلانا جاری رکھا اور وہ

کھائے جا رہی تھی۔ ساحر خان نے اب کی بار اسکی پچھلی گردن پہ دانت گھاڑتے اس کا صدمہ ختم کرنا چاہا، جب وہ ہوش میں آتی ایک نظر زمین پہ دیکھ کے اپنا چہرہ ساحر کی طرف موڑتی اپنے کیکس کے اتنے نقصان پہ اپنا نچلہ ہونٹ مروڑتی اسے دیکھنے لگی۔ جب ساحر خان نے اس کے کیوٹ ریکشن پہ اس کے ہونٹوں پہ لگا کیک اپنے ہونٹوں سے صاف کیا۔

زرلاشتہ خان اسکی بے باک حرکتوں پہ خود میں سمٹ رہی تھی، جب اسے اسکی کچھ دیر پہلے بولی گئی بات یاد آئی۔ تو کیا وہ یہ سب اپنی دوسری بیوی کے ساتھ بھی کرنے والا تھا؟ اور اسے صرف پریکٹس کے لئے استعمال کر رہا تھا؟؟ زرلاشتہ خان کا چھوٹا سا دماغ پھر سے بد گمان ہو چکا تھا۔ اس نے اسکے کندھوں پہ اپنے ہاتھوں کے مکے مارتے اسے دور کرنا چاہا لیکن ساحر خان اسے خمار آلود نظروں سے دیکھتا کیک پہ لگی ہوئی چاکلیٹ کو اٹھاتا، زبردستی اس کے ہونٹوں میں دبائے وہ چاکلیٹ کھاتا پھر سے اس کے ہونٹوں کو قید کر چکا تھا۔ زرلاشتہ خان تو بس اسکی بے باکیوں سے سرخ پڑتی جا رہی تھی، اب تو اسے خود سے دور کرنے کی بھی ہمت نہیں ہو رہی رھی کیونکہ وہ اسکی مزاحمت پہ اپنے لمس میں بے تحاشہ شدت پیدا کر لیتا تھا۔ بالآخر وہ اپنی من مرضی کرتا اس کے ہونٹوں کو اچھی طرح سے صاف کرتا پیچھے ہٹا اور نظریں اٹھا کے اپنی بیوی کی ہری سرخی چھائی آنکھوں میں دیکھتے پھر سے کیک کا ٹکڑا اس کی طرف بڑھایا، جب زرلاشتہ نے اس کا ہاتھ جھٹکا۔

ہم کوئی استعمال کی چیز نہیں ہیں، جسے آپ یوں استعمال کرتے اپنی دوسری بیوی کو خوش کرنے کی پریکٹس کریں گیں، اگر آپ میں اتنی ہی آگ لگی ہے تو جائیں کریں---- وہ جو بدگمان ہوتے پھر سے اپنی بھراس نکال رہی تھی، ساحر خان نے اسکی بات کاٹی۔

میرے اندر کی آگ تو صرف تم ہی بجھا سکتی ہو زرلاشتہ ساحر خان، کسی اور میں اتنا دم نہیں ہے کہ وہ ساحر خان کی شدتیں جھیل سکے۔ اسی لئے یہ فضول باتیں اپنے چھوٹے سے دماغ سے نکال لو۔ ساحر خان کو اسکے الفاظ پہ غصہ تو بہت آیا لیکن وہ اپنے غصے پہ قابو پاتا سنجیدگی سے بولتا صوفے پہ نیم دراز ہوتا اسے خود کے سینے پہ لیٹا گیا۔ اس کی باتوں پہ پھر سے شرم

سے سرخ پڑتے زرلاشتہ اس کے سینے پر اپنے ناخن گھاڑتے اس پر سے اٹھنے لگی لیکن ساحر خان اسے مزید خود میں سماتے اسکے گرد اپنے ہاتھ سختی سے باندھ گیا۔ اگر تم دو منٹ کے اندر اندر نہ سوئی اور یہاں سے اٹھنے کی زرا سی بھی کوشش کی تو میں تمہارے بخار کا لحاظ کئے بنا زرلاشتہ ساحر خان اسی وقت تم سے اپنے اندر کی آگ بجھانا شروع کر دوں گا۔۔ ساحر خان اس کے کان میں بے باک سرگوشی کرتا بولا، جس پہ زرلاشتہ خان اسی وقت اپنی مزاحمت ترک کرتی اس کے سینے پہ سر رکھ چکی تھی۔ لیکن اسکی نظریں ہنوز بچے ہوئے کیک پہ تھیں، کیک کو دیکھتے اسکی بھوک ہمیشہ کی طرح جاگ چکی تھی۔ کچھ دیر بعد زرلاشتہ خان نے ساحر خان کے سینے سے سر اٹھاتے اسکی بند آنکھوں کو دیکھتے شکر کیا، اسے لگا شاید وہ سو چکا ہے لیکن وہ یہ نہیں جانتی تھی وہ اس کی رگ رگ سے واقف جان بوجھ کے آنکھیں موندے ہوئے تھا۔ زرلاشتہ خان نے ٹیبل کی طرف ہاتھ بڑھاتے چاقو سے کیک کاٹتے آرام آرام سے کھانا شروع کیا۔ کچھ ہی دیر تک وہ ساحر خان سے فراموش ہوتی مزید ریلکس ہوتی اس کے برہنہ سینے پہ اپنی کہنیاں ٹکاتی ایک ہاتھ سے اپنے منہ پہ آئے بال پیچھے کرتی کیوٹ طریقے سے کیک کھا رہی تھی۔ کیک کھاتے بے دھیانی میں تھوڑا سا کیک ساحر خان کے سینے پہ گرا جسے زرلاشتہ خان جھکتے ہوئے اپنے ہونٹوں سے صاف کرتی کھا چکی تھی۔ یہ اس کا آخری کیک تھا اور وہ اسے بالکل بھی ضائع نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اسکی حرکت پہ ساحر خان کا دل سینے کی دیواریں پٹکتا پاگل ہوا، دل پہلو میں شدت سے دھڑکا تھا۔ وہ جو اب تقریباً کیک مکمل کر چکی تھی، کیک کی پلیٹ کو بھی نیچے زمین پہ پھینک چکی تھی تا کہ اس کے چوری چھپے کھانے کا ہر ثبوت ختم ہو جائے اور ساحر خان یہی سمجھے کہ یہ کیک رات کو کسی جناتی طاقت سے خود ہی نیچے گر چکا ہو گا۔ اب اپنے چاکلیٹ سے بھرے ہاتھوں کو دیکھ کے اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی وہ انہیں صاف کر کے کیسے اپنا آخری ثبوت ختم کرے لیکن پھر اس کی اچانک نظر ساحر خان کے بھورے بالوں پہ پڑی۔ جس پہ اس نے اپنی عقل مندی پہ اتراتے ہوئے مسکرا کے بڑے حق سے اس کے بالوں سے اپنے ہاتھ صاف کئے۔ وہ کب سے اپنی اتنی معصوم حرکتوں پہ ساحر خان کی جان مشکل میں ڈالے ہوئے تھی۔ اس کے ہاتھ اپنے بالوں میں الجھے دیکھ کے ساحر خان نے

KOH NOVELS URDU

بے خود ہوتے تیزی سے اس کے جبڑے کو اپنی نرم گرفت میں لیتے اسکے چاکلیٹ سے بھرے ہونٹوں کو اپنے لبوں میں دبوچا۔ زرلاشتہ خان کی حیرت سے آنکھیں پھٹی، کیا وہ جاگ رہا تھا؟؟ یہ بات سوچتے ہی زرلاشتہ خان کے پورے وجود میں کپکپاہٹ تاری ہوئی، شرم و حیا سے اس کے گال دہک کے لال ہوئے، اسکی بڑھتی شدت کو محسوس کرتے زرلاشتہ نے اسکے بالوں سے اپنی الجھی ہوئی انگلیاں نکالی!! ساحر خان اس کے لبوں کو پیار سے چومتا پیچھے ہٹا۔

تم نے کہیں پھر سے کیک تو نہیں کھایا؟ پہلے والا سارا ٹیسٹ تو میں ختم کر کے سویا تھا، اب تمہارے ہونٹوں پہ پھر سے چاکلیٹ کا ٹیسٹ کیسے آ گیا؟؟ ساحر خان انجان بنتے اپنی مسکراہٹ روکتا اس سے پوچھنے لگا، جس پہ زرلاشتہ خان کی جان ہوا ہوئی اور کچھ شکر بھی ادا کیا کہ وہ سو رہا تھا۔ اس نے جلدی سے نفی میں سر ہلاتے یہ اشارہ دیا کہ اس نے کیک بالکل بھی نہیں کھایا۔ (میری معصوم تاشو) جس پہ ساحر خان نے سر کو خم دیتے اپنا قہقہ روکتے اسے خود میں شدت سے سماتے اسکی گردن میں اپنا چہرہ چھپاتے آنکھیں موندی، اس کا بس نہیں تھا وہ ابھی اس نازک اور معصوم سے وجود پہ اپنی شدتیں نچھاوڑ کر دے لیکن ابھی وہ کہاں اسے جھیل سکتی تھی۔ زرلاشتہ خان بھی لرزتی پلکوں کے ساتھ اسکی سانسیں اپنی گردن پہ محسوس کرتی سونے کی کوشش کرنے لگی، اب وہ پورا کیک کھا کے خود کو پرسکون محسوس کر رہی تھی۔

سجاول خان آج کسی احساس کے تحت بلیک فورپیس پہنتا "سجاول خانزادہ انٹرپرائز" میں داخل ہوتا کتنی ہی لڑکیوں کے دل دھڑکاتا اپنے آفس کی طرف بڑھا، جہاں بلیو سکنی جینز کے اوپر وائٹ ٹی شرٹ کے ساتھ بلیو شارٹ سی جیکٹ پہنے زرش خان اپنے ٹیبل کے پاس کھڑی اپنی فائلز کو ترتیب دے رہی تھی۔ دروازے سے آتے سجاول خان کو ایک نظر دیکھتے زرش خان نے گھڑی پہ وقت دیکھا، وہ آج نو بجے ہی آفس آچکا تھا۔ وہ اس پہ دوسری نگاہ غلط ڈالے بغیر تھوڑا سا جھکتی اپنے ماؤس پیڈ کو چلاتی لیپ ٹاپ سے شاید کوئی پرنٹ نکال رہی تھی۔

KOH NOVELS - URDU

گڈ مارننگ مس زرش!! سجاول خان اس کے اگنور مارنے پہ اپنے لب کاٹتے اسے مخاطب کرتے اپنے ٹیبل کی طرف بڑھا۔ اس نے تو سوچا تھا وہ اسے بلیک پینٹ کوٹ میں ہینڈسم لگتا ہے اور وہ نظر بھر کے اسے دیکھ ہی لے گی لیکن وہ تو اسے گھاس بھی نہیں ڈال رہی تھی۔

مارننگ! زرش خان اسکے یوں صبح صبح خود کو پہلی دفعہ مارننگ وش کرنے پہ اپنی حیرانگی پہ قابو پاتی سپاٹ لہجے سے ہنوز لیپ ٹاپ کی طرف متوجہ اسے سرسری سا جواب دے چکی تھی۔ اس کے جھکنے پہ آج پھر سے اس کا پینڈنٹ کبھی گلے کے اندر جاتا تو کبھی باہر آتے ہوئے اپنے درشن کرواتا ہر کسی کی توجہ لینے کا کام کر رہا تھا۔ سجاول خان نے اس کے یک لفظی جواب پہ اس کی ڈریسنگ کو اوپر سے نیچے تک غور سے دیکھا تھا، اسے اتنی ٹائٹ پینٹ اور ٹی شرٹ میں دیکھ کے سجاول خان کو اپنے خون میں ابال اٹھتا ہوا محسوس ہوا۔ چھوٹی سی بلیو جیکٹ بھی اس کے خدوخال کو چھپانے سے قاصر تھی، وہ اپنی کرسی پہ بیٹھا اضطرابی کیفیت میں اپنی دائیں ٹانگ کو بے چینی سے ہلاتا اپنا غصہ کم کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

مس زرش---- زرش خان اس کے ٹیبل پہ اسکی آج کی رکھی گئی میٹنگز کا سکیجول رکھتے باہر جا ہی رہی تھی، جب سجاول خان نے اپنے ڈارک براؤن بالوں میں ہاتھ پھیرتے لہجے کو متوازن بناتے اسے مخاطب کیا۔

زرش خان نے مڑتے ہوئے سجاول کو دیکھ کے ائیبرو اچکاتے اسکے روکنے کا مقصد جاننا چاہا۔

یہاں پہ آ کے بیٹھیے، مجھے آج کی میٹنگز سے ریلیٹڈ کچھ چیزیں ڈسکس کرنی ہیں۔ سجاول خان اپنی بھاری آواز سے اسے مخاطب کرتے اب کی بار اپنا لیپ ٹاپ آن کرنے لگا۔ زرش خان سر کو خم دیتی اس کے بالکل سامنے والی چئیر پہ ٹانگ پہ ٹانگ رکھ کے بیٹھی، اس کے یوں بیٹھنے سے اس کی سکنی بلیو پینٹ مزید اس کے جسم کے ساتھ چپکتی اسکی دلکشی کو ظاہر کر رہی تھی۔

سجاول خان نے ایک نظر اسے دیکھتے اپنا نچلہ گلابی لب بے دردی سے اپنے دانتوں میں کچلتے اسکے سامنے اپنا لیپ ٹاپ کرتے کچھ سیمپلز دکھائے۔

ان ڈیزائینز کو چیک کریں اور مجھے بتائیں ہم ان میں کون کون سے چینجنگ کر کے اسے بہتر بنا سکتے ہیں! سجاول خان اسے کے منموہنے چہرے پہ نظریں ٹکاتے بولا۔

زرش خان ایک بار پھر سے اپنی حیرانگی پہ قابو پاتی اس کے لیپ ٹاپ پہ نظریں گھاڑتے ڈیزائینز دیکھ رہی تھی۔ وہ کافی حیران تھی سجاول خان کے یوں اس سے مشورہ لینے پہ، وہ کہاں کسی کی سنتا تھا۔ وہ تو اپنی مرضی کا مالک تھا، تو پھر آج اس سے یوں مشورہ کیوں مانگ رہا تھا۔

زرش خان سنجیدگی سے ان ڈیزائنز کو دیکھتی اسے چینجینگ کے کچھ آئیڈیاز دے رہی تھی، جب سجاول خان اس کے بولتے گلابی ہونٹوں کو دیکھتا اپنی چئیر سے اٹھتا اس کی کرسی کی بیک پہ آ کے کھڑا ہوا اور ہاتھ بڑھاتے لیپ ٹاپ کا رخ اس طرح سے موڑا کہ وہ دونوں بالکل ٹھیک سے اسکرین کو دیکھ سکیں۔ اس کے وجود سے تیز پرفیوم کی مہک محسوس کرتی زرش خان کا دل دھڑکا تھا، وہ اسکے اتنا قریب ٹیبل پہ اپنے مضبوط ہاتھ رکھے جھک کے کھڑا تھا کہ اگر زرش خان زرا سا بھی ہلتی تو اسکا سر اسکے سینے سے جا ٹکراتا!

ایڈیٹنگ سٹارٹ کریں، جو چینجز مجھے اچھے نہیں لگیں گیں میں آپ کو ساتھ ساتھ گائیڈ کرتا جاؤں گا۔۔ سجاول خان کی بھاری خوبصورت آواز جب زرش خان کی سماعتوں میں پڑی تو اس نے اپنے ہاتھوں کی کپکپاہٹ پہ اچھے سے قابو پاتے اس کے کہنے کے مطابق ایڈیٹنگ سٹارٹ کی۔ سجاول خان ہنوز ویسے ہی اسکی بیک پہ جھکے ہوئے تھا۔

سٹاپ آ سیکنڈ پلیز مس زرش۔۔۔ سجاول خان اسکے ہاتھ میں پکڑے ماؤس پہ ہاتھ رکھتا اس کے آئیڈیا میں کچھ اپنا آئیڈیا ملا رہا تھا، جب زرش خان نے اسکی اتنی سی قربت پہ دھڑکتے دل سے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچا۔ سجاول خان کو اسکی یہ حرکت شدید تپ چڑھا چکی تھی، اس دن تو وہ کیسے سرعام بہرام خانزادہ سے ہاتھ ملا رہی تھی اور اب یوں اسکے زرا سے ہاتھ پہ ہاتھ رکھنے پہ اسے موت پڑ رہی تھی۔ وہ اسے خشمگیں نظروں سے دیکھتا صرف سوچ کے رہ گیا۔

KOH NOVELS URDU

سر میٹنگ کا ٹائم۔۔ ابھی زرش خان کچھ بولتی جب سجاول خان کے آفس کا دروازہ ناک ہوا۔

یس کمنگ۔۔ سجاول خان نے زرش خان سے تھوڑا سا فاصلہ قائم کرتے آنے والے کو اندر آنے کی اجازت دی۔

سر مسٹر بہرام خان اور ان کے ممبرز میٹنگ روم میں آپ کا انتظار کر رہے ہیں!! سجاول خان کا منیجر اسے اطلاع دیتے اسکے سر کو خم دینے پہ جا چکا تھا۔

آج کل ان کے پراجیکٹ کے ڈیزائینز فائینل ہونے تھے، اسی لئے آج ان کی پھر سے "بہرام خانزادہ انڈسٹریز " کے ساتھ میٹنگ تھی۔

زرش خان اسکے پیچھے ہٹنے پہ دل میں شکر ادا کرتی اپنی کرسی سے کھڑی ہوتی ابھی اپنی فائلز پکڑ کے میٹنگ روم کی طرف جا ہی رہی تھی، جب سجاول خان نے اپنا بلیک کوٹ اتار کے اس پہ اچھالا۔ زرش خان نے آئیبرو اچکاتے اس کے کوٹ کو پکڑتے اسکی اس حرکت کا مقصد جاننا چاہا۔

اس برائے نام جیکٹ کو اتار کے اس کوٹ کو پہن کے پھر میٹنگ روم میں قدم رکھنا، ورنہ نتائج کی زمہ دار تم خود ہو گی زرش خان!! سجاول خان پھر سے مس زرش سے زرش پہ آتا اس پہ اپنا حکم جاری کرتے میٹنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

نتائج کی زمہ دار؟؟ مائے فٹ!! اسکے جانے کے بعد زرش خان اسکا کوٹ اس کے ٹیبل پہ پھینکتی غرائی۔ وہ اس کا کوٹ کبھی مر کے بھی نہ پہننے کا ارادہ رکھتی تھی، جس انسان نے اسے پورے آفس کے سامنے زلیل کیا تھا۔ وہ اس کا ہی کوٹ پہن کے اسکے آفس میں اپنا مزید تماشا نہیں بنانا چاہتی تھی، اسی لئے وہ کانفیڈنٹ ہوتی فائلز پکڑتی میٹنگ روم کی طرف بڑھی۔

بہرام خان جو سجاول خان سے ملتا زرش خان کی ہی تلاش میں نظریں گھما رہا تھا، دروازے سے آتی زرش خان کو دیکھ کے اسکی جان کو سکون ملا۔ اس خوبصورت اور دلکش لڑکی میں بہرام خان کی جان قید ہو چکی تھی۔

اسے اندر آتے دیکھ کے وہ اپنی چئیر سے اٹھتے زرش خان سے ہاتھ ملاتے اس کا حال پوچھ رہا تھا۔ جس کا وہ اسے مسکرا کے جواب دیتی سجاول کے دائیں جانب جبکہ بہرام خان کے بالکل سامنے بیٹھی اور ان کے درمیان میں ایک بڑا سا ٹیبل تھا جس کے اردگرد اور بھی بہت سے لڑکے اور لڑکیاں بیٹھی ہوئی تھیں۔!

زرش خان کو پھر سے اسی حلیے میں دیکھ سجاول خان کے اندر چھنگاڑیاں پھوٹی، اسے شدید غصے سے اپنا وجود کسی بھٹی کی مانند سلگتا محسوس ہوا اور آج پھر اسکا بہرام خان سے یوں مسکرا کے مصافحہ کرنا سجاول خان کو جلتے توے پہ بٹھا چکا تھا۔ بہرام خان سے لے کے ہر مرد زرش خان کے وجود پہ نظریں گھاڑے ہوئے تھا ، جو کھڑی ہوتے پراجیکٹرآن کرتی ایک ہاتھ سے ایل ۔ سی۔ ڈی پین پکڑ رہی تھی۔ سجاول خان نے انتہائی غصے اور اضطرابی کیفیت میں اپنی گھنی ڈارک براؤن بیرڈ پہ ہاتھ پھیرتے اپنے ناک کو انگوٹھے سے رب کیا۔ وہ اس کا علاج ان سب کے جانے کے بعد کرنا چاہتا تھا لیکن ان سب کی نظروں کا مرکز صرف زرش خان کے چہرے اور وجود کو دیکھتے وہ زور سے ٹیبل پہ ہاتھ مار کے اٹھتا کسی ایمپلائے کو اپنے پاس آنے کا اشارہ کرتا اس کے کان میں کچھ بولتا زرش خان کے پاس جا کے کھڑا ہو چکا تھا۔ سجاول خان کے غصے کو سب نے ایک نظر ملاحظہ کرتے نظریں پھر سے زرش خان کی طرف متوجہ کی۔ اس کے یوں ٹیبل پہ زور سے ہاتھ مارنے اور اتنا قریب آ کے کھڑے ہونے پہ ایک پل کو زرش خان کے ہاتھ کپکپائے لیکن وہ خود پہ قابو پاتی ایل سی ڈی پہ ٹچ کرتی کچھ ڈیزائین آگے کرتی سب کو دکھا رہی تھی۔ جب سجاول خان کا بھیجا گیا ایمپلائے اس کا بلیک کوٹ ہاتھ میں پکڑتے سجاول خان کی طرف بڑھتا اسے تھما چکا تھا۔

سجاول خان نے ایک ہی جھٹکے میں زرش خان کو کہنی سے پکڑتے اپنے بے انتہا قریب کرتے پہلے اسکی جیکٹ کی زپ بند کرتے اس کی چپکی ٹی شرٹ سے عیاں ہوتے وجود کو چھپانا چاہا لیکن اگلے ہی پل وہ اسکے بالکل سامنے کسی دیوار کی طرح کھڑا ہو چکا تھا۔ کیونکہ جیکٹ شارٹ سی تھی اور زپ بند کرنے سے اسکے نشیب و فراز واضح طور پہ نمایاں ہوتے اپنی دلکشی عیاں کر رہے تھے۔ زرش خان اور باقی سب دم سادھے سجاول خان کو

دیکھ رہے تھے۔ زرش خان نے اسکی سب کے سامنے ایسی حرکت دیکھتے آپنا بازو چھروانے کی ناکام کوشش کی، جو سجاول خان بری طرح سے جھکڑے زبردستی اسے اپنا کوٹ پہنا رہا تھا۔ بہرام خان کو اسکا یوں زرش کے قریب جانا انتہائی ناگوار گزرا، باقی آفس کے ایمپلائز نے حیرانگی سے نظروں کا تبادلہ کیا جب کہ لڑکیاں تو سجاول خان کی اس حرکت سے جل کے راکھ ہو چکی تھیں۔

Leave me sajawal Khanzada-----

زرش خان اسکی حرکتوں سے زچ ہوتی نیچی آواز میں غرائی۔

I will hold u this much tight in my arms that u

Can’t even move-----

(میں تمہیں اپنی باہوں میں اتنی مضبوطی سے جکڑ لوں گا کہ تم ہل بھی نہیں سکو گی)--- اس کے یوں سرگوشی میں غرانے پہ سجاول خان اسکے کان کے پاس اپنے خوبصورت انگلش ایسنٹ سے دبی دبی آواز میں غرایا۔ زرش خان کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی۔ وہ اسکی سرگوشی پہ حیرانگی سی اسے دیکھنے لگئی، جو سجاول خان بھی غصے سے یوں اچانک ہی کر چکا تھا۔

Is this a love spot Mr. Sajwal khan??

بہرام خان کو اسکی زرش خان سے اتنی نزدیکی کچھ ہضم نہیں ہو رہی تھی، اسی لئے اس پہ گہرا طنز کیا جس پہ زرش خان تزبزب کا شکار ہوئی۔ سجاول خان کے اسے پروٹیکٹ کرنے کے انداز سے یوں محسوس ہو رہا تھا، جیسے دونوں میں کوئی گہرا رشتہ جڑا ہو۔

Yes for me this is!!

سجاول خان زرش کو اپنے بڑے سے کوٹ میں اچھی طرح سے چھپاتا بہرام خان کو جواب دیتے ہوئے مڑا۔ زرش خان کا وجود ابھی بھی زلزلوں کی ضد میں تھا، اسے ساری آفس سٹاف کی تمسخر بھری نظریں خود پہ محسوس ہو

رہی تھی۔ وہ ایک جھٹکے میں اپنے ہاتھ میں پڑے پن کو ٹیبل پہ پھینکتی اپنے آنسو کنٹرول کرتی میٹنگ روم سے نکلی۔

Miss Zarish...Are you ok??

سجاول کی بات اگنور کرتے زرش خان کے یوں غصے سے جانے پہ بہرام خان نے اسکے پیچھے جانا چاہا ہی، جب سجاول خان نے اپنی کھردری انگلیاں اس کے کندھوں میں گھاڑتے اسے روکا۔

She is my fiance and she is just mad at me!! I will handle her, so u don't dare to interfere... And meeting is rescheduled to another date so u guys

Can go....

(وہ میری منگ ہے، اور مجھ پہ کچھ غصہ ہے، میں اسے سنبھال لوں گا تم دخل اندازی کرنے کی جرات بھی نہیں کرو--- اور میٹنگ کسی دوسری تاریخ پہ سکیجول کر دی گئی ہے، اب آپ سب جا سکتے ہیں!!)

سجاول خان بہرام خان کو وارننگ دینے والے انداز میں بولتا سب کو یہاں سے جانے کا کہہ رہا تھا، کیونکہ اب اس کا اتنے غصے میں اس میٹنگ کو جاری رکھنے کا کوئی موڈ نہیں تھا اور کچھ اسے زرش خان کا علاج شدت سے کرنا تھا۔

Finance کا لفظ استعمال کرتے اس نے بہرام خان کی زرش خان سے نظریں ہٹانا چاہی۔ وہ بچہ نہیں تھا جو بہرام خان کی آنکھوں میں زرش خان کے لئے پسندیدہ جزبات نہ دیکھ سکتا اور کچھ اس نے آفس والوں کے منہ بند کروانے تھے، جو زرش کو تحقیر پھری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ وہ صفائی دینے کا قائل نہیں تھا لیکن کبھی کبھی صفائی دینا بھی ضروری ہوتا ہے، شاید اس سے اگلے کا کردار بچ جائے۔!!

لیکن زرش خان اسکی باتوں سے بالکل انجان اس کے آفس میں آتی اسکا کوٹ ایک ہی جھٹکے میں اپنے وجود سے اتار کے زمین پہ پھینکتی اپنے ٹیبل پہ

سر رکھ کے پھوٹ پھوٹ کے رو رہی تھی، وہ اس دنیا سے اڑ کے کہیں چلے جانا چاہتی تھی تاکہ اس کے حصے میں مزید تکلیفیں اور دکھ نہ آئیں۔۔۔!!

وہ ابھی پھوٹ پھوٹ کے رو ہی رہی تھی، جب سجاول خان غصے سے اپنے آفس روم میں داخل ہوا۔ زرش خان نے زور سے دروازہ بند ہونے کی آواز پہ اپنی بھیگی سرخی چھائی ہیزل آنکھیں اٹھا کے اسے غصے سے دیکھا۔ وہ جو انتہائی غصے میں تھا اس کی بھیگی خوبصورت آنکھوں کو دیکھ کے اس کا دل ان میں ڈوب کے ابھرا، زرش خان اپنے آنسو بے دردی سے صاف کرتی اس تک پہنچی۔

تم۔تم سجاول خان کیا چاہتے ہو مجھ سے؟؟ کیوں سکون سے جینے نہیں دیتے مجھے؟؟ مسئلہ کیا ہے تمہیں میرے پہننے اوڑھنے سے؟؟ اور تم نے کس حق سے سب کے سامنے وہ گھٹیا حرکت میرے ساتھ انجام دی ہے؟؟ بولو؟؟ زرش خان اسکے قریب آتی چیخی، وہ یہ بھول چکی تھی کہ وہ اس وقت کوٹ کے بغیر اپنے رعنایاں چھلکتے وجود کے ساتھ سجاول خان کے سامنے کھڑی اس پہ غرا رہی تھی۔

کیونکہ میں تمہارے آفس کا باس ہوں اور میں نہیں چاہتا لوگ میری پرسنل سیکرٹری کے وجود پہ اپنی نظریں جماتے میرے آفس کا ماحول خراب کریں۔۔ تم کل سے اس طرح کے گھٹیا لباس میں میرے آفس میں قدم بھی نہیں رکھو گی ، سنا تم نے زرش خان؟؟!! سجاول خان اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتا اسے اپنے سینے کا حصہ بناتا اسکی بھیگی ہیزل آنکھوں میں دیکھ کے دھاڑا، پرسنل لفظ پہ خصوصاً زور دیا گیا۔

کیوں تمہارے آفس میں کس نے میرے ساتھ نازیبا حرکت انجام دی ہے جو تمہارے آفس کا ماحول خراب ہو رہا ہے؟؟ اور میں ایسا ہی لباس پہنوں گی روک کے دکھاؤ مجھے اور فضول میں میرے منہ نہ لگا کرو تم!! زرش خان اس سے ڈبل آواز میں دھاڑی، دروازہ ساؤنڈ پروف اور بند ہونے کی وجہ سے ان کی آوازیں باہر نہیں جا رہی تھی۔

اس کی بات پہ سجاول خان نے شدید غصے سے پاگل ہوتے اسے پیچھے ٹیبل پہ دھکا دیا، لیکن وہ اسکے سر اور کمر کے نیچے مضبوطی سے اپنا ہاتھ رکھ چکا تھا تا کہ اسے کوئی چوٹ نہ لگے۔

زرش خان میں سجاول خانزادہ تمہیں چیلنج کرتا ہوں کل تم ایسی ہی ویسٹرن ڈریسنگ میں میرے آفس میں قدم رکھو اور پھر تم دیکھو گی میں کیسے اسی وقت تمہارے ساتھ نازیبا حرکت انجام دیتے، تمہارے منہ لگتے تمہارے ان گلابی ہونٹوں کو زخمی کرتے تمہیں شدید بے بس کروں گا۔۔!! سجاول خان اپنا چہرہ اسکے نزدیک کرتا اس پہ جھکتا اسکے گلابی ہونٹوں پہ کاٹنے کی خواہش کو دل میں دباتے بے باکی سے غرایا، زرش خان کی باتیں اس کا میٹر بری طرح سے شارٹ کر چکی تھیں۔ وہ اسکا غصہ کم کرنے کی بجائے اسے مزید غصہ دلا رہی تھی، اسکی بات پہ زرش خان کا چہرہ شرم اور غصے سے سرخ ہوا۔ اس کی اتنی بے باک بات پہ اسے اپنے کانوں سے دھواں نکلتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ وہ اسکی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچتے اسے خود سے پیچھے پھینکنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن وہ اس پہ مزید جھکتا ہوا اس کی جیکٹ کی زپ ایک ہی جھٹکے میں کھول چکا تھا۔ جو اسے بار بار اس کے وجود کے خدوخال پہ متوجہ کرتی اسے بہکانے کی کوشش کر رہی تھی۔

ہٹو مجھ پر سے سجاول خان!! میں کوئی تھرڈ کلاس ہیروئین یا پھر کمزور لڑکی نہیں ہو جو تمہاری ان دو ٹکے کی دھمکیوں میں آ جاؤں گی اور سب سے پہلے اپنی نظریں سنبھالو جو بھٹک بھٹک کے میرے وجود کے آر پار ہو رہی ہیں، پھر دوسروں کی نظریں پہ بات کرنے کی جرات کرنا۔۔ زرش خان اسکی دھمکی اور اپنے وجود پہ اسکی بے باک نظریں محسوس کرتی غرائی، وہ ایسی ہی تھی منہ پھٹ۔۔ ہر بات منہ پہ کہہ جانے والی، اسکی بات پہ سجاول خان نے اسکے پہلو سے جیکٹ تھامتے اسے ٹیبل سے اٹھاتے خود کے بے حد نزدیک کیا۔

اب اگر اتنے حسن کے جلوے دیکھاؤ گی تو کون کافر دیکھنے سے انکار کرے گا۔۔۔ وہ لہجے کو گمبھیر بناتا اسے اوپر سے نیچے تک دیکھتا آئیبرو اچکاتے بولا، اس کی بات پہ وہ اس کے ہاتھوں سے اپنی جیکٹ چھڑواتی اسے

KOH NOVELS - URDU

اپنے سینے کے آگے کو کھینچتی خود کو چھپانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔

لیو می۔۔۔ وہ غرائی، جب سجاول خان نے اسے چھوڑتے جھک کے اپنا کوٹ نیچے زمین سے اٹھایا۔ زرش خان جو غصے اور طیش کے ملے جلے تاثرات لئے باہر جانے ہی والی تھی، سجاول خان اسے کہنی سے پکڑے پھر سے خود کے قریب کر چکا تھا۔

یہ کوٹ پہنو، تمہارے پاس صرف پندرہ سیکنڈز ہیں!! سجاول خان اپنی چوڑی مضبوط کلائی پہ پہنی گھڑی پہ ایک نظر دیکھ کے زرش خان کو چیلنجنگ انداز میں دیکھتا بولا۔

نہیں پہنوں گی، کیا کر لو گے؟؟ سامنے بھی زرش تھی، ضرار خان کی طرح اپنی ہٹ کی پکی!!

پانچ سیکنڈز ۔۔۔ سجاول خان نے اسے وارن کرتے اسکے نچلے گلابی لب کی نرمی کو اپنے انگھوٹھے سے محسوس کرنا چاہا ہی، جب زرش خان اس کا ہاتھ جھٹکتے غرائی۔

گزر گئے پانچ سیکنڈز!! اب ہٹو میرے راستے سے!! وہ اپنی ہیزل آنکھوں میں بے تحاشہ سرخی لئے غصے سے بولی۔

سجاول خان نے ایک ہی جست میں اس کے جبڑے کو سختی سے اپنے ہاتھ میں پکڑتے جھک کے اس کے دہکتے گلابی گالوں پہ اپنے دانت گھاڑتے انہیں اپنے لبوں میں دبایا۔ زرش خان کا دل دھڑکتا سینے کی دیواروں کے ساتھ پٹک رہا تھا، یہ اس کے ہونٹوں کا پہلا دہکتا ہوا لمس تھا جو زرش خان کسی صورت برداشت نہیں کر پا رہی تھی۔ اس کی گھنی بییرڈ اور مونچھوں کی چبھن اپنے گال پہ محسوس کرتےاس کے پورے وجود میں سنسنی سی دوڑی۔

گھٹیا انسان ہٹو پیچھے چیپ خان۔۔۔ چھوڑو مجھے!! وہ ہوش میں آتی اسے اپنے گال سے پیچھے کرنے کی تگ و دو میں غرائی، جو کسی جونک کی طرح اس سے چپک چکا تھا۔

پہلے اپنی زبان سے اقرار کرو تم حویلی جانے تک یہ کوٹ اپنے وجود سے نہیں اتارو گی، سجاول خان ہنوز اس کے چہرے کے پاس اپنا چہرہ کیے بولا۔

نہیں کروں گی اقرار !! میں مر جاؤں گی لیکن تمہاری بات نہیں مانوں گی سجاول خان ۔۔۔ وہ اسکے سینے پہ ہاتھوں کا دباؤ ڈالتی اسے پیچھے کرنے کی جدو جہد میں دھاڑی۔

میں مرنے تک کی نوبت ہی نہیں لاؤں گا زرش خان!! سجاول خان اب کی بار اسکے دوسرے گال پہ بھی اپنا شدت بھرا لمس چھوڑتا اسے کانپنے پہ مجبور کر چکا تھا۔

میں تمہارا منہ توڑ دوں گی سجاول خان اگر تم نے اب کوئی گھٹیا حرکت میرے ساتھ انجام دی تو!! زرش خان شدید تپتی اس کے گال پہ مکہ جھڑتے اسے شدید حیران کر چکی تھی۔ اگر زرش خان کے نازک ہاتھ کا مکہ اتنا زورآور نہیں تھا تو سجاول خان اس بات کا اقرار کرتا تھا کہ وہ اتنا ہلکا پھلکا بھی نہیں تھا۔ سجاول خان کو واقعی ہی یہ مکا اپنے گال پہ اچھی طرح فیل ہوا تھا۔

میں تمہاری اکڑ توڑ دوں گا، تم میرا منہ توڑ دینا!! نو پرابلم۔۔۔ سجاول خان اب کی بار اسکی ٹھوڑی پہ اپنے دانت گھاڑ چکا تھا۔ زرش خان تو اسکی بے باک حرکتوں پہ حیرانگی سے اسے دیکھ رہی تھی، جو ڈھیٹ ابن ڈھیٹ ثابت ہو رہا تھا۔

سجاول خان ابھی اس کی گردن کی طرف بڑھ ہی رہا تھا، جب زرش خان نے اپنی پوری طاقت سے اسے خود سے دور جھٹکا۔

میں تمہارے آفس میں کبھی بھی کام نہ کرتی سجاول خان لیکن کیا ہے نا زرش خان اپنی زبان سے کبھی نہیں مکرتی اسی لئے ابھی تک تمہارے اس دو ٹکے کے آفس میں کام کر رہی ہوں اور تم خود کو کسی فلم کے ہیرو قطآ مت سمجھنا جس کے پیچھے میں مر رہی ہوں!! اور یہ مت سمجھنا میں تمہارے ڈر سے یہ کوٹ پہن رہی ہوں! یا تم کبھی میری اکڑ توڑ سکتے ہو!! میں یہ کوٹ صرف اپنی عزت بچانے کی غرض سے اوڑھ رہی ہوں، جو مجھے

ابھی اس بند کمرے میں تمہارے پاس بالکل محفوظ نہیں لگ رہی!! زرش خان اسے ٹکا کے جواب دیتی وہ کوٹ پہن چکی تھی، اسکے الفاظوں پہ سجاول خان کو اپنا پورا جسم کسی بھٹی کی مانند سلگھتا ہوا محسوس ہوا۔ اس کا بس نہیں تھا اس کا چہرہ ابھی تھپڑوں سے سرخ کر کے رکھ دے۔ اگر زرش خان اپنی زبان سے نہیں مکرتی تو وہ اس بات سے کیسے مکر سکتی ہے کہ وہ مجھ پہ نہیں مرتی؟ کیا وہ اپنی محبت کا اقرار اتنی جلدی بھول چکی ہے؟ اور کیا زرش خان اتنی اندھی ہے جسے اس کی زندگی کے گزرے بائیس سالوں میں عزت بچانے والے اور عزت لوٹنے والوں کی پہچان تک نہیں ہو پائی؟؟ سجاول خان آیبرو اچکاتے دھاڑتا ہوا اسے لاجواب کر چکا تھا۔۔!

تم سے محبت کرنا میری زندگی کے گزرے بائیس سالوں کی سب سے بڑی غلطی تھی سجاول خان، تمہاری محبت میری زندگی کا ایک ناسور بن چکی ہے۔۔۔ میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی!! اسے یوں اس کی محبت کا اقرار یاد کروانا پتہ نہیں کیوں زرش خان کو کسی تھپڑ کی طرح لگا، زرش خان اپنی ہیزل آنکھوں سے آنسو پیچھے کو دھکیلتی اپنے لہجے میں ٹوٹے کانچ سی کرچیوں سے بولتی باہر کی طرف بھاگی۔ اسکی بات پہ سجاول خان کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں جکڑا، وہ دھڑکتے دل کے ساتھ کچھ ہی منٹوں میں بری طرح سے اپنا آفس روم تباہ و برباد کر چکا تھا۔۔!!

گل بہار جو بلیک نائیٹی میں سو چکی تھی، اچانک فجر کے وقت اسکی آنکھ کھلی۔ وہ دروازے کے ساتھ ٹیک لگاتی اپنے گھٹنوں پہ سر ٹکاتی پتہ نہیں کس وقت سو چکی تھی ، اسے خود بھی پتا نہیں چلا۔ ہلکا سا دروازہ کھولتے اس نے باہر جھانکا۔ وہاں اس وقت کوئی بھی نہیں تھا لیکن فجر کی اذانیں ہو رہی تھیں، اگر کوئی بھی اس وقت باہر سوئے ہوئے فارس خان کو دیکھ لیتا تو کیا سوچتا؟ اسی احساس کے تحت وہ جلدی سے ایک بڑی سے چادر اپنے وجود پہ اچھی طرح سے اوڑھتی باہر کی جانب بڑھی، فارس خان صوفے پہ آڑھا ترچھا سا نیم دراز سو رہا تھا۔ وہ اتنے چھوٹے سے صوفے پہ بمشکل ہی اپنے لمبے چوڑے وجود کو سنبھالے ہوئے تھا۔ ضرار اور رایان ابھی ایک گھنٹا پہلے ہی اس کے پاس سے اٹھ کے گئے تھے،، انہوں نے اسے کتنی ہی بار

اپنے کمرے میں جانے کا بولا لیکن اس نے جانے سے صاف انکار کرتے انہیں سونے کا کہا۔ جو صبح سے تھکے ہوئے تھے، وہ بھی اس ضدی انسان کی رن مریدی دیکھتے انگڑائیاں لیتے اپنے اپنے کمروں کی جانب بڑھے۔
فارس----- گل بہار اسکے سنہری بالوں میں ہاتھ الجھاتی فکرمندی سے مدھم آواز میں اسے اٹھا رہی تھی، جب فارس خان نے اس کی پہلی ہی پکار پہ اپنی سرخی چھائی ہری آنکھوں سے اسے دیکھا۔

عشقِ ستم..... قسط 41

فارس----- گل بہار اسکے سنہری بالوں میں ہاتھ الجھاتی فکرمندی سے مدھم آواز میں اسے اٹھا رہی تھی، جب فارس خان نے اس کی پہلی ہی پکار پہ اپنی سرخی چھائی ہری آنکھوں سے اسے دیکھا۔

ہمم؟ فارس خان اپنے بالوں میں اسکی الجھی انگلیوں سے سکون پاتا پھر سے آنکھیں بند کر چکا تھا، لیکن یہ بھی سچ تھا اس کا موڈ بری طرح سے خراب ہو چکا تھا۔

امم!! تم۔ی۔یہی ۔پہ س۔سو ۔۔گ۔گئے؟۔۔۔ گل بہار کو سمجھ نہیں آ رہی تھی اسے کیا بول کے یہاں سے اٹھائے۔۔۔!

کیوں اب تم کیا چاہ رہی ہو میں حویلی کے کوارٹر میں جا کے سو جاؤں؟؟ وہ دانت کچکچاتے ہنوز آنکھیں بند کیے بولا۔

اب۔اب ۔می۔میں ۔نے ایسا بھی نہیں کہا!! گل بہار منہ بناتے اپنی بار بار کندھوں سے ڈھلکتی چادر کو تھامتے ہوئے بولی لیکن فارس خان نے اب کی بار اپنی آنکھوں پہ کہنی رکھتے اسے کوئی جواب نہیں دیا۔

زیادہ ایٹیٹوڈ نا دکھاؤ مجھے اور اٹھو فورا یہاں سے!! گل بہار تو اسکی اگنورینس پہ تپ اٹھی، ساری فکرمندی ہوا ہوئی۔ وہ اس کے کان کے پاس غرائی، جس پہ فارس خان نے گڑبڑا کے آنکھوں سے بازو ہٹاتے یہاں وہاں دیکھا۔ خواہ یہ جاننے کی کوشش کی گئی کہ اب کی بار تو اس کی بے عزتی

کوئی نہیں سن رہا؟؟ لیکن وہاں کوئی بھی نہیں تھا وہ پھر سے اپنی آنکھوں پہ کہنی رکھ گیا۔

تم نے سنا نہیں فارس خان؟؟ اٹھو یہاں سے تم یہاں پہ آرام سے سو کے میرے سوالوں سے بچ نہیں سکتے۔۔۔ گل بہار اس کے یوں ریلکس ہو کے اگنور مارنے پہ تپے لہجے میں غرائی۔۔۔!!

(آرام سے سو کے؟؟) (ابھی اسے مزید لڑائی کرنی ہے؟؟) فارس خان نے دل میں حیران ہوتے سوچا۔۔۔

تمہیں میری آواز نہیں آ رہی ڈھیٹ خان؟!! وہ اس کا ہاتھ پکڑ کے اپنی پوری کوشش سے اٹھا رہی تھی، جب پاؤوں میں شال اٹکنے سے اس کا باڈی بلڈر وجود اٹھانے کی بجائے وہ اپنا نازک وجود اس پہ گرا چکی تھی۔ فارس خان کے پیٹ کے اسٹیچز بری طرح سے دکھے، وہ لب بھینچتے اچانک ہلکا سا کرایا۔ جس پہ گل بہار نے فکرمندی سے اسے دیکھا، وہ ہمیشہ اس کے زخم دکھا جاتی تھی۔۔۔ یہ سب ایک پل میں ہوا جو دونوں ہی سمجھ نہیں پائے۔

امم۔سور۔سوری۔۔۔۔ گل بہار روہانسی ہوتے منمنائی، اس کے وجود سے چادر ڈھلکتی نیچے گر چکی تھی۔ ابھی وہ اس کے اوپر سے اٹھ ہی رہی تھی، جب فارس خان نے اسکے نائیٹی سے نظر آتے دودھیا وجود پہ اپنی بے باک نظریں گھاڑتے اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے مزید سختی سے خود میں بینچھا۔ اسے اپنے زخموں کا سارا درد غائب ہوتا محسوس ہوا، اس کی نظریں اپنے وجود پہ محسوس کرتے گل بہار نے شرم و حیا سے سرخ پڑتے اپنا نچلہ لب دباتے اپنا وجود اس کے سینے میں چھپایا۔

بے۔بے شرم انسان چھو۔چھوڑو مجھے ۔کو۔کوئی ۔آ۔جائے گا۔۔۔ گل بہار اپنے یہاں آنے پہ پچھتاتی دہکتے گالوں سے اس پہ غصہ کرنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔

تم اپنی مرضی سے میرے پاس آئی تھی بہار، اب مجھے بے شرم بول کے زیادتی کر رہی ہو۔۔ فارس خان اسکی نائیٹی کے گہرے گلے میں اپنا چہرہ چھپاتا خمار آلود آواز میں بولا، جس پہ گل بہار کے پورے وجود میں سنسنی

سی دوڑی۔ وہ اس لاؤنج میں کتنا ریلیکس ہوتا اس کے ساتھ رومینس کر رہا تھا وہ روہانسی ہوتی صرف سوچ کے رہ گئی۔

د۔دیکھ۔دیکھو۔ می۔میں ۔ تم۔تمہیں ۔بلا۔بلانے۔ آ۔آئی تھی۔ کیونکہ ت۔تم ------ وہ اپنے چہرے پہ اسکی قربت کے رنگ لئے کپکپاتے ہونٹوں سے ابھی کچھ بول ہی رہی تھی، جب فارس خان نے اسکے ہونٹوں کو نرمی سے چٹکے میں مسلتے اسکی بات کاٹی۔

پوچھو کون سے سوال پوچھنے تھے تمہیں مجھے کمرے میں بلا کے؟؟ فارس خان اسکی بات کو بیچ میں ہی اچکتا اس کے گلے پہ اپنی ناک رگڑتا بولا۔ گل بہار سے نظریں اٹھانا محال تھا، اس کے پورے وجود پہ کپکپاہٹ تاری ہوئی۔

کچ۔کچھ۔نہی۔ نہیں -- پلی۔پلیز-- چھو۔چھوڑو۔فا۔فارس-- کوئی۔ آ --جائے گا-- وہ یہاں وہاں دیکھتی پریشانی سے بولی، اگر کوئی اس وقت انہیں یوں یہاں دیکھے گا تو کیا سوچے گا یہ سوچتے ہی گل بہار کی جان ہوا ہو رہی تھی۔

جو دیکھے گا، وہ وہی سے واپس چلا جائے گا۔ سب کی فکر چھوڑو اور اپنے سوال پوچھو--- فارس خان اب کی بار اس کی گردن پہ اپنے دانت گھاڑتا اپنی گھنی سنہری مونچھیں اور بییرڈ رگڑتا گھمبیر آواز میں بولا۔

گل بہار نے اس کے ہاتھوں اور لبوں کی بے باک جسارتیں اپنے جسم پہ محسوس کرتے اس کے سینے پہ چٹکیاں کاٹتے کچھ کہے بغیر اٹھنا چاہا ہی، جب فارس خان نے اسکی گردن میں ہاتھ ڈالتے اسکا چہرہ اپنے چہرے کے بالکل پاس کیا۔

جب تک اپنے یہاں آنے کی وجہ نہیں بتاؤ گی، تمہیں یہاں سے ہلنے بھی نہیں دوں گا بہار بے بی!! فارس خان نے گمبھیر آواز میں بولتے اسکی کمر پہ ہاتھ پھیرا، وہ اس کے منہ سے سننا چاہتا تھا کہ وہ اس کی فکر میں یہاں آئی ہے کیونکہ گل بہار کی آنکھیں صاف یہی پیغام دے رہی تھیں---!

می۔میں ۔تم۔تمہیں ۔یہا۔یہاں ۔سے ۔اٹھا۔اٹھانے ۔آ۔آئی تھی۔ی۔یہ صوفہ چھو۔چھوٹا--تھا--نہ-- تمہارے---لئے۔تو ۔تمہارے۔زخم-- دکھ۔جاتے-- گل بہار جلدی

میں اسے وجہ بتاتی ہنوز اسکے سینے پہ دباؤ ڈالتی اٹھنے کی کوششوں میں تھی۔

اچھا اااا!! اتنی فکر تھی میری بہار بے بی کو اپنے مجازی خدا کی؟؟ فارس خان نے اسکے کپکپاتے لبوں کو فوکس میں لیتے آئیبرو اچکاتے استفسار کیا، جس پہ گل بہار نے یہاں وہاں دیکھتے بے دھیانی میں زور زور سے ہاں میں سر ہلایا۔ فجر کا وقت تھا اور کوئی بھی نماز پڑھنے کی غرض سے یہاں سے گزر سکتا تھا لیکن اسکا بے باک بندہ یہ بات کیوں نہیں سمجھ رہا تھا، گل بہار شدید روہانسے ہوتے سوچ رہی تھی۔

فارس خان نے اسکے کیوٹ ریکشن کو دیکھتے اسے خود پہ جھکاتے اسکے کپکپاتے گلابی لبوں کو اپنی قید میں لیا، گل بہار کی آنکھیں پھیلی۔ وہ پیاسوں کی طرح اس کے لبوں سے اپنی تشنگی مٹانے میں مصروف ایک ہی جھٹکے میں کروٹ بدلتا اسے خود کے نیچے کرتا مزید شدت سے اس کے ہونٹ دبوچ چکا تھا۔ گل بہار کو اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہوا، اس نے اسکی گردن میں زور سے اپنے ناخن گھاڑتے اسے پیچھے کرنا چاہا لیکن وہ تھا کہ پیچھے ہٹنے کی بجائے مزید اسکے ساتھ چمٹتا اسکی ساری سانسیں خود میں قید کرتا جا رہا تھا۔

شدید بے بسی کے احساس سے گل بہار کی آنکھوں سے آنسو بہے جسے محسوس کرتے فارس خان نے نرمی سے اسے اپنی سانسیں بخشی اور مسکراتے ہوئے اسکے لبوں کو چھوڑا۔ لاؤنج اس وقت سنسان سا معلوم ہو رہا تھا، روشنی بھی بہت کم تھی۔ جس میں آنکھیں لگا کے ان دونوں کو پہچانا جا سکتا تھا، لیکن وہ دونوں قریب سے اچھے سے ایک دوسرے کے چہرے کے تاثرات دیکھ سکتے تھے۔

گل بہار نے اس کے مسکراتے چہرے کو دیکھتے ہمیشہ کی طرح اپنی سانسوں کے بند ہونے کا غصہ اسکی سفید گردن پہ اپنے دانت گھاڑتے اتارا، جس پہ فارس خان ہلکا سا ہنستے اسکے کانوں میں بے باک سرگو شی کرتے اسے کانوں کی لوں تک سرخ کر چکا تھا۔

KOH NOVELS - URDU

ابھی فارس خان اسکے چہرے کے شرمیلے تاثرات دیکھتے مزید کوئی جسارت کرتا، جب انہیں زرمینہ خان کی آواز آئی جو رایان اور ضرار کے کمرے کے باہر سے انہیں آوازیں دیتی نماز پڑھنے کی ہدایتیں کر رہی تھی۔ وہ ان سے صرف کچھ ہی فاصلے پہ تھی ، جب فارس خان نے اس اکورڈ سیچویشن پہ اپنا نچلہ لب دباتے خود کو کوسا جو کھلے لاؤنج میں گل بہار کے کہنے کے باوجود بھی رومینس کرنا شروع ہو چکا تھا۔

گل بہار کے طوطے اڑے، چہرہ فق ہوا۔ اس نے فارس کی ٹانگ پہ ٹانگ مارتے اسے اٹھنے کا سگنل دیا، جس پہ وہ جلدی سے اس پر سے اٹھتا اسے بازو سے پکڑ کے اٹھا ہی رہا تھا کہ کھڑی ہوتی گل بہار کے پیروں میں پھر سے اسکی زمین پہ پڑی شال اٹکی اور وہ چیخ مارتی پھر سے صوفے پہ گری۔

بہار ششش!! مرواؤ گی کیا؟؟ فارس خان سٹپٹاتے ہوئے اسکے منہ پہ ہاتھ رکھتا سرگوشی میں بولا۔

گل بیٹی!! زرمینہ خان کے کانوں میں گل بہار کی چیخ کی آواز پڑی، جس پہ وہ پریشان سی لاؤنج کی طرف آتی اسے اونچی آواز میں پکارتی اسی طرف آ رہی تھیں۔ انہیں لگا شاید وہ اندھیرے میں چلتی خود کو چوٹ لگوا چکی ہو گی۔

زرمینہ خان کی آواز پہ فارس خان ایک ہی جست میں جھکتا روہانسی سی گل بہار کی کمر میں ہاتھ ڈال کے اس کے نازک وجود کو اپنی باہوں میں اٹھاتا اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔ گل بہار اپنے ناخنوں سے اسکی گردن اور کھلے گریبان سے چھلکتے سفید سینے کو زخمی کرتی دبی دبی آواز میں غصے سے اسے باتیں سنا رہی تھی۔۔ جب فارس خان جھکتا اپنے لبوں سے اسکی بولتی بند کرتا اپنے کمرے کا دروازہ کھولتا اندر داخل ہوا۔

زرمینہ خان جو کچھ دیر پہلے ہی لاؤنج میں آ چکی تھیں، گل بہار کو فارس خان کی باہوں میں دیکھتی سرخ پڑتی سٹپٹاتی وہی پہ رک چکی تھیں۔ انہیں اپنی معصوم سی بہو پہ ٹوٹ کے پیار آ رہا تھا جو ان کے بے باک بیٹے کو رومینس کرنے کے طعنے دیتی اسے زخمی کر رہی تھی۔ سامنے زمین پہ پڑی بہار کی شال کو اٹھاتی وہ ہنستی ہوئی نماز پڑھنے کی غرض سے

پرئیر روم کی طرف بڑھی۔ گل بہار کے آنے سے لال حویلی میں کافی رونق لگ چکی تھی، وہ اپنی باتوں سے ہر کسی کو ہنسانے کا فن رکھتی تھی۔

درام تھوڑا سا پی لو صرف! میرا شیر بیٹا ہے نا؟؟ داور خان درام کو پچکارتے اسے سوپ پلوانے کی کوشش کر رہا تھا، جسے رات سے سخت بخار تھا لیکن درام خان نے نڈھال ہوتے داور خان کے سینے میں اپنا چہرہ چھپایا۔ اس سے اتنے شدید بخار میں بولا بھی نہیں جا رہا تھا، ابھی رات کو ہی داور خان اور بیا خان اسے ڈرپ لگوا کے لائے تھے لیکن درام خان کا بخار ابھی بھی ویسا ہی تھا۔

رات سے کچھ نہیں کھا رہا ، دیکھیں کیسے کمزور ہو گیا ہے!! دیکھیں اتنا سا منہ نکل آیا ہے اسکا!! بیا خان درام خان کے سفید چہرے کو بخار سے سرخ پڑتے دیکھ کے روتے ہوئے بولی۔ درام خان ایک صحت مند بچہ تھا، نہ ہی زیادہ موٹا اور نہ ہی زیادہ دبلا!! اور اسکی صحت ابھی بھی ویسی ہی تھی صرف چہرہ کبھی شدید بخار سے سرخ یا زرد پڑ جاتا لیکن بیا خان کو ہمیشہ کی طرح بس کسی بات پہ رونے کا موقع چاہیئے تھا۔

جس پہ درام خان نے ماں کے آنسو دیکھتے نقاہت کے باعث بھی داور خان کے سینے سے چہرہ باہر نکالتے داور کے ہاتھ سے سوپ پیا۔

مورے۔ آئی آیم فائن۔۔ پلیز ڈونٹ کرائے۔۔۔ وہ اپنی سرخی چھائی گرے آنکھوں میں فکرمندی لئے بیا خان کے آنسو اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے صاف کرتے بولا، جو اسکے بالکل پاس بیٹھی کب سے فکرمندی سے بات بات پہ روئے جا رہی تھی۔ داور خان نے اپنے اتنے سمجھدار اور حساس بیٹے کے ماتھے پہ بھوسا دیتے اسے شدت سے خود میں بینچھا اور اسکے ڈرپ والے ہاتھ کو پکڑتے اپنے لبوں سے لگایا۔ درام خان کو ہمیشہ نظر لگنے کی وجہ سے ہلکا ہلکا بخار ہو جاتا لیکن ایسا بخار اسے پہلی دفعہ ہی ہوا تھا، جس میں ڈرپ لگنے کی نوبت آئی ہو۔

KOH NOVELS - URDU

ابھی داور خان پھر سے سوپ کا چمچ درام کی طرف کرتا، جب ان کے کمرے کا دروازہ ناک ہوا۔

رایان آیا ہو گا۔۔۔ دوپٹہ اوڑھ لو۔۔۔ داور خان دروازہ کھٹکھٹانے کے سٹائل سے پہچانتا بیا کے اوپر اسکا دوپٹہ دیتے ہوئے بولا۔ رایان ہمیشہ اپنی گاڑی کی چابی سے دروازہ کھٹکھٹاتا تھا۔ ابھی کچھ دیر پہلے ہی رایان نے داور کو کسی کام کے تحت فون کرتے درام کے سکول جانے کا بھی پوچھا، جس پہ اس نے درام کے بخار کا بتاتے اسے اسکی آج کی سکول کی چھٹی کی وجہ بتائی۔ جس پہ رایان خان پریشان ہوتا ہوا فون بند کرتا پہلی فرصت میں چھوٹی حویلی پہنچا۔ درام اور رایان چاہے ایک دوسرے کو جتنا بھی چڑاتے تھے لیکن دونوں میں ایک دوسرے کی جان بستی تھی۔

آ جا رایان!! داور خان نے بیا کے روئے روئے چہرے کو گہری نظروں سے دیکھتے رایان کو اندر آنے کی اجازت دی۔ درام جو باپ کی گردن میں چہرہ چھپا چکا تھا، رایان کے نام پہ اپنا چہرہ اسکی گردن سے باہر نکالتے دروازے کی طرف دیکھا۔ ایسے رایان کو دیکھتے وہ اتنا کیوٹ لگ رہا تھا کہ سب کو اس پہ ٹوٹ کے پیار آیا۔

کیا ہوا ہے میرے ٹڈے کو؟؟ رایان خان اسے داور سے لے کر اٹھاتے اپنے سینے سے لگا کے پیار سے پوچھنے لگا۔

کشمالہ سے شادی کا بخار۔۔۔ درام خان بخار میں بھی اسے چڑانے سے باز نہیں آیا، اسی لئے اپنا گرم گال اس کے گال سے جوڑتا اسکے کان میں اپنے نقاہت زدہ لہجے کو شوخ بنانے کی ناکام کوشش کرتا سرگوشی کرتے بولا۔ جس پہ رایان نے اسے آنکھیں دکھا کے مصنوعی گھورا، وہ اسکی گھوری کا اثر لئے بنا اسکے گال پہ اپنے چھوٹے چھوٹے دانت گھاڑ گیا۔

رایان نے اس کا ڈرپ والا ہاتھ پکڑ کے نرمی سے سہلاتے داور کو دیکھا۔

کیا کہا ڈاکٹر نے؟ وہ اب داور سے مخاطب تھا۔

کل رات میں حویلی آتے لیٹ ہو گیا، اسے باہر لے کے جانے کا وعدہ میرے دماغ سے نکل گیا اور نواب نے غصے میں ٹھنڈے پانی سے شاور لے لیا۔ بیا

کو بھی بعد میں پتا چلا اور اب تیز بخار کے ساتھ ٹھنڈ بھی لگ گئی ہے۔ جیکٹ یا سویٹر پہناؤ تو تھوڑی دیر پہن کے اتار دیتا ہے--- داور رایان کے پاس کھڑا ہوتا اپنے کالے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا فکرمندی سے بولا۔

کیوں بے ٹڈے تیرے کون سے ڈولے شولے ہیں جس کے تو نے جیکٹ اتار کے لڑکیوں کو درشن کروانے --- ابھی رایان مزید کچھ بولتا جب اسے درام کا گرم دہکتا ہوا سر اپنے کندھے پہ ڈھلکتا محسوس ہوا، اسے شدت سے کسی انہونی کا احساس ہوا۔

درام----- رایان خان نے اسکا سر اپنے کندھے سے اٹھاتے اونچی آواز میں اسے پکارا۔

درام میرا شیر--- درام میرا بچہ----- داور اور بیا خان اسے بے ہوش دیکھ کے چیخے۔

درام کو اس حالت میں دیکھ کے تینوں کا دل جیسے کسی نے شدت سے مٹھی میں جکڑا۔

رایان خان پہلی فرصت میں درام خان کو اپنے سینے میں بینچھتا ایک بھی سیکنڈ کو ضائع کئے بنا تیزی سے کمرے سے نکلتا پورچ کی طرف بھاگا۔ وہ درام کو ہاسپٹل لے کے جانے میں ایک سیکنڈ کی بھی دیری نہیں کرنا چاہتا تھا۔ داور خان کا دل شدت سے دھڑک رہا تھا، اسے آج پہلی بار اپنے پیروں سے جان نکلتی محسوس ہو رہی تھی۔ اصل تکلیف کیا ہوتی ہے اگر جو کوئی ابھی داور خان سے پوچھتا تو وہ اسے بتاتا---

میرا درام--- یا اللہ میرا درام--- داور آپ نے دیکھا درام--- وہ --اسے-- بیا خان چیختی ہوئی کچھ بول رہی تھی لیکن اس سے بولا نہیں جا رہا تھا۔

بیا کچھ نہیں ہوا اسے--- شش یہاں بیٹھو-- میں درام کے پاس جاتا ہو اسے سہی سلامت لے کے آؤں گا--- بس زرا سا بخار ہے اسے--- داور خان اپنی روتی بیوی کو بیڈ پہ بٹھاتا اسے نارمل کرنے کی غرض سے جھنجھوڑتا ہوا بولا لیکن وہ ماں تھی، اسے اس کی باتیں کہاں سکون دے سکتی تھی۔ اس کی آنکھوں کے پردوں میں تو صرف درام کا بے ہوش وجود لہرا رہا تھا۔

KOH NOVELS - URDU

بیا کی چیخیں سنتی گل بانو جلدی سے ان کے کمرے کی طرف آئی، وجہ پوچھنے پہ داور نے انہیں درام کے ہلکے ہلکے بخار کا بتاتے اسے سنبھالنے کا کہا۔ وہ اپنی مورے کو زیادہ پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا جن کی درام خان میں جان تھی ، وہ روتی بلکتی بیا خان کو گل بانو کے پاس چھوڑتا بھاگتے ہوئے پورچ میں اپنی گاڑی کی طرف بڑھا۔ وہ اپنی گاڑی سٹارٹ کرتا ہوائی جہاز کی طرح دوڑاتے رایان خان کو کال کرتے اس سے ہاسپٹل کا پوچھ رہا تھا۔

رایان خان ہاسپیٹل پہنچتے ڈاکٹرز پہ دھاڑا، جس پہ وہ ہر کام چھوڑتے جلدی سے چھوٹے اور پیارے سے درام کی طرف بڑھے۔ وہ اسے فوری طور پہ ایمرجنسی میں لے کے گئے۔ درام خان کی سانسیں بہت ہلکی جبکہ ہرٹ بیٹ حد سے زیادہ تیز تھی، اسکا پورا وجود کسی بھٹی کی مانند سلگ رہا تھا۔

اسے ڈاکٹرز کے ہاتھ میں دینے کے بعد رایان خان نے گہرا سانس بھرتے دیوار سے ٹیک لگائی، وہ جانتا تھا اس نے دیر نہیں کی اور اس کے بہادر ٹڈے کو کچھ نہیں ہو گا۔ وہ اسے ہاسپٹل کیسے لے کے آیا تھا، یہ صرف وہ یا اسکا خدا جانتا تھا۔ اس نے راستے میں ایک ہاتھ سے گاڑی چلاتے دوسرے ہاتھ سے درام خان کو کتنی ہی دفعہ جھنجھوڑتے اسے واسطے دے دے کے چیختے ہوئے اٹھانے کی کوشش کی، لیکن آج اسکا ٹڈہ ڈھیٹ بنا اسکی ایک بھی پکار پہ نہیں اٹھا۔ رایان خان کی شہد رنگ آنکھوں سے ایک آنسو نکلتا ہوا زمین پہ گرا، اس نے اپنے گھنے شہد رنگ بالوں میں ہاتھ پھیرتے اپنے آنسو کنٹرول کیے۔

داور خان ابھی تیزی سے آتا رایان خان کی طرف پہنچا۔

کہاں ہے درام؟ وہ کیسا ہے؟ کیا بولا ڈاکٹر نے؟؟ داور خان نے اپنی سرخی چھائی بھوری آنکھوں سے رایان خان کو دیکھتے اونچی آواز میں کتنے ہی سوال کر دیے۔

لالہ وہ ٹھیک ہے! ابھی اسے ڈاکٹرز چیک کر رہے ہیں، آپ بیٹھے یہاں!! رایان خان داور خان کے تکلیف سے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھتا اسے نارمل کرتے ہوے بولا۔ وہ جانتا تھا داور اس وقت اس سب کا زمہ دار خود کو سمجھ رہا ہو

KOH NOVELS - URDU

گا! اگر وہ جلدی ہویلی آ جاتا تو درام اپنا غصہ ٹھنڈے پانی سے شاور لے کے نہ نکالتا۔ اور نہ اسے یوں بخار ہوتا۔۔۔۔

زرلاشتہ خان جو سکون سے ساحر خان پہ پھیلی لیٹی ہوئی تھی، اچانک کھڑکیوں سے ٹکراتی روشنی خود پہ پڑنے کی وجہ سے آنکھیں مسلتے اسکی پہلی ہی نظر اپنی گردن میں چہرہ چھپائے ساحرخان پہ پڑی۔ جو اس چھوٹے سے صوفے پہ بھی سکون سے آنکھیں موندے ہوئے تھا (کیونکہ اس کا سکون تو اس کی باہوں میں تھا،)۔

زرلاشتہ خان نے بھوکھلاتے ہوئے سرخ پڑتے اس کے سینے پہ ہاتھوں کا دباؤ ڈالتے اٹھنا چاہا لیکن ساحر خان اپنی نیلی آنکھوں میں نیند کا خمار لئے سرخ ہوتی آنکھوں کو کھولتے اسکی گردن سے چہرہ اٹھا کے اسے دیکھنے لگا۔ جو اپنا نچلہ لب دباتے اپنے شہد رنگ بال کان کے پیچھے کرتی اس پر سے اٹھنے کی کوششوں میں ہلکان ہو رہی تھی۔

ساحر خان نے اپنے انگھوٹھے کو بڑھاتے اسکا نچلہ گلابی لب اسکے دانتوں سے آزاد کرتے نفی میں سر ہلایا۔

ہم۔ہمیں چھو۔چھوڑیں!!! وہ اسکے ہاتھ اپنی کمر سے ہٹاتی دوپٹے کی تلاش میں یہاں وہاں نظریں گھماتی بولی، ابھی ساحر خان اسے کوئی جواب دیتا جب صوفے کے پاس پڑے ٹیبل کے اوپر پڑا اس کا فون بجا۔ ساحر خان نے زرلاشتہ خان کی ٹھوری کے سیاہ تل پہ دانت گھاڑتے ہاتھ بڑھا کے فون کان سے لگایا اور ساتھ ہی ٹائم پہ بھی نظریں دوڑائی۔

جہاں صبح کے گیارہ بج رہے تھے، فون پہ ضدی خان کا نام جگمگاتے دیکھ کے ساحر خان نے دل میں رایان کو دوسو صلواتوں سے نوازا جو صبح صبح اسکے رومینس میں خلل ڈالنے کا باعث بنا۔

ابھی وہ اسے کھڑی کھڑی سناتا جب سامنے سے سننے والی خبر پہ ساحر خان ایک جھٹکے میں زرلاشتہ کی کمر میں ہاتھ ڈال کے اسے خود پر سے اٹھاتا کھڑا ہوا۔

KOH NOVELS URDU

کیاااا!! تو کس ہاسپٹل میں ہے ابھی؟؟ ساحر خان اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے اونچی آواز میں پوچھنے لگا، جس پہ اس سے کچھ فاصلے پہ کھڑی زرلاشتہ جو اس اچانک افتاد پہ اپنے گرتے وجود کو سنبھال رہی تھی اسکی دھاڑ پہ پریشان سی اس کا چہرہ دیکھنے لگی۔

ہاں ٹھیک !! میں آتا ہوں!۔۔ ساحر خان اسے تیزی سے جواب دیتا فون کھٹاک سے بند کرتا الماری سے اپنی ہڈی نکالنے لگا۔ زرلاشتہ خان فون پہ رایان کا نمبر اور اسکی تصویر دیکھ چکی تھی، اس کے دماغ میں ابھی کچھ دیر پہلے والے الفاظ گھونجے جب وہ اس سے ہاسپٹل کا نام پوچھ رہا تھا۔ تو کیا اس کے رایان لالہ ٹھیک نہیں تھے؟ اس نے آنکھوں میں آنسو لیتے ساحر خان کو دیکھا، جو ہر چیز فراموش کرتے تیزی سے اپنی گاڑی کی چابیاں اٹھاتے باہر کی جانب بڑھ رہا تھا۔ اس نے منہ بھی نہیں دھویا تھا اور دوڑیں لگا دی، یہی چیز زرلاشتہ خان کو کھٹک رہی تھی۔

ک۔کیا ہوہوا ۔ہمارے لالہ کو۔۔ ہمیں بھی جانا ہے۔۔۔ زرلاشتہ خان بھاگتی اسکے بازو کو تھامتے روتے ہوئے بولی، جس پہ ساحر خان جو زرلاشتہ کو بھی فراموش کر چکا تھا اب اسے یوں روتے دیکھ گہرا سانس بھر کے رہ گیا۔

کچھ نہیں ہوا تمہارے لالہ کو۔۔ ابھی ساحر اسے مزید کچھ بتاتا جب وہ روتے ہوئے چیخی۔

ہم۔ہم نے خود سنا آپ رایان لالہ سے ہاسپٹل کا پوچھ رہے تھے، آپ نے سنا نہیں ہمیں بھی آپ کے ساتھ جانا ہے۔۔۔ زرلاشتہ خان اسکے بازو کو کھینچتے معصومیت سے روتے ہوئے بولی۔

میری جان وہ ٹھیک ہے ، بس درام کی تھوڑی سی طبعیت خراب ہے۔۔۔ ساحر خان اسے اپنے بازو کے حصار میں لیتا نرم لہجے میں بولتے اس کے آنسو صاف کرنے لگا۔

کیا ہوا درام کو؟ وہ ہاسپٹل میں کیوں ہے!! ہمیں اس کے پاس جانا ہے۔۔۔ زرلاشتہ خان چھوٹے سے درام کا سنتے مزید تڑپی۔

KUH NOVELS - URDU

ہاں ہم رات میں چھوٹی ہویلی چلیں گیں، آنسو صاف کرو۔ ابھی کسی کو بھی درام کے بارے میں نہیں بتانا ، نارمل ہو کے نیچے مورے کے پاس جا کے ناشتہ کر لو۔۔۔ ابھی میرا ہاسپٹل جانا ضروری ہے، نہیں تو میں اپنی تاشو کو اپنے ہاتھوں سے ناشتہ کرواتا۔۔۔ ساحر خان پیار سے اسکے ماتھے پہ بھوسا دیتے بولا، جس پہ زرلاشتہ خان کوئی بھی جواب دیے بنا اپنی نم آنکھوں کو صاف کرتی اس سے الگ ہوئی۔ وہ اسکے نرم لہجے پہ ابھی بھی کوئی ریکشن نہیں دے رہی تھی، ساحر خان اس پہ گہری نظر ڈالتے باہر کی جانب بڑھا۔ اسے ابھی جلد از جلد درام کے پاس پہنچنا تھا، جس میں کچھ ہی دنوں میں اس کی جان قید ہو چکی تھی۔

ہاسپٹل پہنچتے ہی ساحر خان تیز قدموں سے اپنے بھورے بالوں میں انگلیاں چلاتا چلڈرن وارڈز کی طرف بڑھا، جہاں سامنے ہی پریشان سے رایان خان، داور خان، فارس خان اور ضرار خان ایمرجنسی کے باہر کھڑے تھے۔ رایان خان نے ابھی کچھ ہی دیر پہلے ساحر کو فون کرنے کے بعد فارس کو بھی فون کیا، تا کہ داور خان اس مشکل وقت میں خود کو اکیلا محسوس نہ کرے۔ فارس خان گل بہار کو سوتا دیکھ کے پہلی فرصت میں رایان خان کا فون سنتے باہر کی طرف بڑھا۔ ضرار خان جو ڈائینگ روم میں بیٹھ کے ناشتہ کر رہا تھا وہاں سے گزرتے پریشان سے فارس خان کو یوں تیزی سے جاتے دیکھ کے ناشتہ چھوڑتا اسکے پیچھے آتا اس کی پریشانی کے بارے استفسار کرنے لگا، جس پہ فارس نے اسے درام کی طبیعت کی خراب طبیعت کا بتایا۔ ضرار خان نے پریشانی سے پہلی فرصت میں گاڑی سٹارٹ کی۔

ساحر خان لمبےلمبے ڈگ بھرتا داور خان کے پاس آتا زور سے اس کے گلے لگا۔ داور نے گہری سانس بھرتے اسکے گرد ہاتھ باندھے، باقی سب کا درام کی طبیعت کا سنتے یہ حال تھا وہ تو پھر درام کا باپ تھا اور درام اس کا بے تحاشہ لاڈلا تھا۔ داور کی تکلیف ان سب سے زیادہ تھی۔

کیا بتایا ڈاکٹر نے؟؟ ابھی ساحر خان کی بات کا کوئی جواب دیتا جب ڈاکٹرز ایمرجنسی روم سے باہر نکلتے داور کی طرف بڑھے، سامنے ان لمبے چوڑے

KOH NOVELS - URDU

خوبصورت نوجوانوں کو دیکھ کے ڈاکٹرز کو داور پہ رشک آیا جس کے پاس اتنے مضبوط سہارے تھے۔

کیسا ہے میرا بیٹا؟ ؟ داور خان ڈاکٹر کو اپنے پاس آتا دیکھ کے پریشانی سے پوچھنے لگا۔

وہ اب کافی بہتر ہیں، مسٹر رایان خان انہیں بہت اچھے وقت پہ ہاسپٹل لے آئے تھے۔ رات والی ڈرپ بچوں کے لئے تو کافی ہائی ڈوز تھی، لیکن اس ڈرپ نے درام خان پہ اتنا کوئی خاص اثر نہیں دکھایا اور بخار ان کے وجود سے ہوتا ان کے دماغ پہ چڑھ چکا تھا۔ اگر انہیں وقت پہ ہاسپٹل نہیں لایا جاتا ان کے دماغ کی کوئی وین بھی پھٹ سکتی تھی، کچھ دن آپ کو ان کا کافی خیال رکھنا پرے گا۔ بٹ ناؤ ہی از بیٹر--- ہم انہیں روم میں شفٹ کر رہے ہیں آپ ان سے مل سکتے ہیں مسٹرخان--- ڈاکٹر داور کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے مسکرا کے سب کو دیکھتے اپنی بات کہہ کے جا چکے تھے۔

سب نے آسمان کی طرف دیکھ کے تشکر بھری سانس بھری، سب کی جان میں جان آئی۔ داور نے شدت سے رایان کو گلے لگایا، جو اسکے بیٹے کو بچانے کی وجہ تھا۔ اگر رایان نہ ہوتا تو شاید داور اپنے بیٹے کی حالت دیکھتا دیر کر جاتا۔۔

زرش خان کے جانے کے بعد سجاول خان اپنے آفس کے اٹیچڈ واشروم میں کھڑا اپنے چہرے پہ پانی کے چھینٹے مارتے خود کو پرسکون کرنے کی کوشش کرنے لگا لیکن زرش خان کی آخری بات بار بار یاد کرتے اس کی آنکھوں کے پردوں میں پرپوزل والے دن کا واقع لہرایا۔ اس نے اس دن زرش خان کو کیا کیا نہیں بولا تھا۔ اگر جو اس نے اس کے ساتھ لپٹ کے اظہار محبت کرنے کو اتنا غلط مطلب دیا تھا، تو زرش خان بھی سو فیصد ٹھیک تھی۔ اب وہ کس حق سے اس کے قریب گیا تھا، وہ کس حق سے اسے روکتا تھا۔ اس کے آفس میں اور بھی تو بہت سی لڑکیاں تھیں تو وہ انہیں زرش خان کی طرح پروٹیکٹ کیوں نہیں کرتا تھا۔ اسے کیوں آگ لگتی تھی جب اس کے علاؤہ کوئی زرش خان کو نظر بھر کے دیکھتا تھا۔ اسے کیوں برا لگتا تھا اگر جو

زرش خان اس کے علاؤہ کسی سے مسکرا کے بات کر لیتی تھی۔ ان سب سوالوں کے جواب سوچتے سجاول خان کو لگا اس کے دماغ کی نسیں پھٹ جائیں گیں، اس نے زور سے شیشے پہ اپنا ہاتھ مارتے اسے چکنا چور کیا۔

وہ کیسے مجھ سے محبت کرنے کو ایک غلطی کا نام دے سکتی ہے؟ کیسے!!!!؟؟؟ سجاول خان چیخا لیکن اس وقت اسکی چیخ و پکار سننے کے لئے زرش خان نہ تھی، جیسے وہ زرش خان کا دل توڑ کے اسے خون کے آنسو رلاتے اس کے ساتھ نہ تھا۔

کسی بھی پل چین نہ ملنے پر سجاول خان نے واشروم سے نکلتے اپنے ہاتھ سے بہتے خون کو دیکھ کے اپنی بلیک ویسٹ نکالتے اسے اپنے خون پہ دبا کے رکھا۔ کچھ دیر بعد بھی خون رکتے نہ دیکھ سجاول خان نے لاپرواہی سے اپنی ویسٹ سامنے صوفے پہ اچھالتے ایک نظر اپنے آفس روم کی تباہی کو ملاحظہ کرتے اپنی ڈھیلی سی ٹائی نکالتے شرٹ کے اوپری بٹن کھولے اور ہاتھ بڑھاتے انٹرکام اٹھاتے زرش خان کو کال ملائی جو اپنی سرخ ہیزل آنکھوں کو رگڑتی اپنے پاس بجتے انٹرکام کو اگنور کرتی خود کو مصروف کرنے کی غرض سے ایک سفید پرچے پہ ٹوٹے ہوئے دل اور مرجھائے ہوئے پھول بنائے جا رہی تھی۔ آنکھوں سے آنسو نکلتے اس پرچے کو بھگوتے جا رہے تھے، وہ ابھی اپنے سیپرٹ آفس میں تھی۔ جہاں سے اسے کوئی بھی نہیں دیکھ سکتا تھا، وہ ہنوز سجاول خان کا کوٹ پہنے ہوئے تھے۔ فون بجتا جا رہا تھا، لیکن زرش خان ڈھیٹ بنی اپنے کام میں مصروف تھی۔ وہ اب اچھے سے اپنے آنسو صاف کرتی پھر سے مضبوط بن چکی تھی۔

سجاول خان غصے سے انٹرکام اٹھاتے سامنے دیوار پہ مارتا اپنے آفس روم سے باہر نکلا، مینجر کو اپنے روم کی صفائی کروانے کا بولتے وہ زرش خان کے آفس کی طرف بڑھا۔

مس زرش یہ فون میں نے آپ کے آفس کے ڈیکوریشن کے لئے قطآ نہیں رکھا۔ کب سے یہ بج کے بکواس کرے جا رہا ہے لیکن آپ نے اسے ایک بار بھی اٹھانا مناسب نہیں سمجھا،آپ کا دھیان کہاں ہے؟؟ سجاول خان اسے پیپر پہ جھکا دیکھ کے اس کے ٹیبل کے پاس آتا اپنے دونوں ہاتھ مارتے دانت

KOH NOVELS - URDU

کچکچاتے ہوئے بولا، زخمی ہاتھ میں درد کی ٹھیس سی اٹھی لیکن وہ اس وقت اسکی ہیزل آنکھیں دیکھنا چاہتا تھا۔

سجاول خان کی آواز پہ زرش خان نے نظریں اٹھا کے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔ ہیزل آنکھوں میں درد اور تکلیف کی شدید سرخی تھی، جسے سجاول خان ناچاہتے ہوئے بھی محسوس کر چکا تھا۔

کیوں اب تم کیا چاہتے ہو مجھ سے سجاول خان؟ تمہارے باپ کی نوکر نہیں ہوں جو ہر وقت تمہارے آگے پیچھے گھومتی رہوں!! زرش خان اسے ٹکا سا جواب دیتے اسکے کھلے گریبان سے چھلکتے سفید مردانہ سینے سے نظریں چراتی اپنے سامنے کوئی فائل کھول چکی تھی۔ سجاول خان اسکے جواب پہ جی بھر کے تپا، وہ کیوں اب اسے نظر بھر کے نہیں دیکھتی تھی؟ سجاول خان صرف سوچ کے رہ گیا۔

ہاں میرے باپ کی نہیں لیکن میری نوکر تو تم ہو نا آئی مین ایمپلائے!! اور فری میں آپ میرے آگے پیچھے نہیں گھومتی مس زرش خان--- اس پورے آفس کے ایمپلائز سے زیادہ سیلری آپ کے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر ہوتی ہے--- سجاول خان بھی کہاں زرش کے آگے ہار سکتا تھا، اسی لئے اسے سلگھاتے دل جلانے والا جواب دیتے بولا۔

حق حلال کی سیلری لیتی ہوں، حرام نہیں کما رہی یہاں سے!! اور اس مہینے سے مجھے اپنی سیلری ڈبل چاہئے، نہیں تو اپنی نئی پرسنل سیکرٹری کا انتظام کر لینا۔ زرش خان ایٹیٹوڈ سے بولتی اپنا لیپ ٹاپ آن کر چکی تھی۔

(صرف ڈبل؟؟ اتنی تو میں تمہاری مسکراہٹ کے صدقے تمہارے سر سے وار دوں زرش خان!!) پتا نہیں کیوں سجاول خان کے دل نے اسکی بات سے محضوظ ہوتے یہ بات سوچی، جس پہ سجاول نے اپنے سلکی بالوں میں ہاتھ پھیرتے جی بھر کے اپنے دل پہ لعنت بھیجی جو آج کل اسکے اختیار میں نہیں تھا۔ سجاول خان کی نظریں بھٹکتی اسکے سراپے پہ گئی ، اس کے نازک وجود کو اپنے بڑے سے کوٹ میں چھپا دیکھ کے ایک بھلا سا احساس ہوا۔ اسکی خاموشی اور اسکی نظریں اپنے وجود پہ محسوس کرتے زرش خان نے نظریں اٹھا کے اسے دیکھا، جو ٹیبل پہ دونوں ہاتھ رکھ کے جھکا اسے

KOH NOVELS - URDU

دیکھنے میں مصروف تھا۔ زرش خان کی نظریں اس کے زخمی ہاتھ پہ بھی گئی لیکن وہ اگنور کر چکی تھی۔

کوئی کام ہے آپ کو سررر؟؟!! زرش خان اسکی بے باک نظریں خود پہ محسوس کرتی دانت کچکچاتے ہوئے بولی۔

یس مس زرش!! بہرام خان انڈسٹریز کو میل کر دیں ، ہم ان کے ساتھ یہ پراجیکٹ کانٹینیو نہیں کرنا چاہتے----

We quit!

اسکی بات پہ زرش خان نے حیران ہوتے اپنی فائل سے نظریں اٹھاتے اسے دیکھا۔

Do u know it’s consequences، , Mr Behram khan is such a nice and experienced guy.. this deal will

Be a huge!

زرش خان نے فارمل لہجے میں استفسار کیا۔ اس ڈیل پہ کروڑوں روپے انویسٹ ہو چکے تھے، ڈیل کو چھوڑنا کڑوروں کا نقصان تھا۔ سجاول خان کڑوروں کا نقصان تو برداشت کر سکتا تھا لیکن بہرام خان کو زرش خان کے اردگرد برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

مس زرش میں اس آفس کا باس ہوں تو ظاہر ہے ہر بات جانتا ہوں گا!! آپ بس وہ کریں جتنا آپ سے کہا گیا ہے۔۔ پتا نہیں کیوں سجاول کو اس کا بہرام کی یوں تعریف کرنا سلگا چکا تھا، جس پہ وہ تپتا ہوا اسے جواب دیتا باہر کے جانب بڑھا۔

(تمہاری جیسی دس کمپنیاں میں کھڑی کر لو سجاول خان) زرش خان اسکے ایٹیٹوڈ پہ سلگتی ہوئی بڑبڑائی۔

شام کے پانچ بج رہے تھے، جب ساحر خان نے سعد کو فون کرتے درام کی طبیعت کا بتاتے سب کو چھوٹی ہویلی لانے کا حکم دیا، جس پہ وہ ساحر خان

کو اسے لیٹ بتانے پہ ناراض ہو رہا تھا۔ ساحر خان نے اسے مزید سونے کا طعنہ دیتے فون بند کیا۔

لال حویلی میں جب درام خان کے ہاسپٹل جانے کی خبر ملی تو گل بہار رو رو کے اپنا برا حال کر چکی تھی، جس پہ زرش خان (جو آج آفس سے جلدی آ کے چینج کر چکی تھی) درام کی خراب طبیعت اور گل بہار کے یوں رونے پہ اسے پیار سے چپ کرواتے سب کو لے کے چھوٹی حویلی پہنچی۔

درام خان ہاسپٹل سے ڈسچارج اپنی ضد پہ ہوا۔ وہ کتنی ہی بار غصے سے اپنی ڈرپ اتارنے کی کوشش کر چکا تھا، جس پہ داور یا ساحر خان اس کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لیتے۔ اس نے ضد کی کہ اسے اپنی مورے کے پاس جانا ہے، وہ جانتا تھا اسکی ماں آنسو بہا بہا کے خود کو پاگل کر چکی ہوگی۔ اسلئے وہ جلد از جلد اپنی حویلی میں جانا چاہتا تھا۔ اس چھوٹے سے درام خان میں عقلمندی اور رشتوں کے بارے میں احساس کوٹ کوٹ کے بھرا ہوا تھا۔
سجاول خان کو بھی حویلی میں آتے درام کی طبیعت کا پتا چلا، جس پہ وہ لب کاٹتے سعد خان اور باقی حویلی والوں کے ساتھ ہی نکلا۔ فارس، رایان ضرار اور ساحر خان، داور خان کے ساتھ پہلے ہی چھوٹی حویلی جا چکے تھے۔

ہلکے نیلے رنگ کی سادھی سی پٹھانی فراک میں ملبوس زرلاشتہ خان، نگینہ خان، وردہ خان، پری وش، پلوشہ اور ہرا خان کے ساتھ بیا اور داور کے بڑے سے کمرے میں داخل ہوئی۔ ان کے پیچھے ہی سعد خان، سجاول خان اور حیدر خان داخل ہوئے۔ زرلاشتہ خان بیا خان سے ملتی آنسو بہاتے درام خان کی بائیں جانب پہ بیٹھی اسکا ماتھا چوم رہی تھی۔

اوو آنی جان پلیز ڈونٹ کرائے، آئی ایم ال رائٹ۔۔۔ درام خان جو ابھی ماں کو اتنی مشکل سے خاموش کروا کے باپ کے ساتھ ٹیک لگاتا نیم دراز تھا، اب زرلاشتہ کو روتے دیکھ کے وہ ایک نظر اسکے پاس کھڑے ساحر خان کو دیکھتا بے بسی سے بولا۔ جس پہ زرلاشتہ نے اپنے آنسو صاف کرتے اسکے کالے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔ ساحر خان گہری نظروں سے اپنی روتی ہوئی بیوی کو دیکھ رہا تھا، اس کا بس نہیں تھا وہ ابھی اسکے آنسو شدت

سے پی لے لیکن سب کو ایک نظر دیکھتے وہ بدمزہ ہوتے اپنا نچلا لب کاٹ کے رہ گیا۔

پلوشہ خان زرلاشتہ کے پاس بیٹھتی درام خان کا ہاتھ چومتے اسے نم آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔

زیادہ غصہ آتا ہے ہمارے چھوٹے سے پٹھان کو؟؟ وہ اسکے گال پہ ہلکا سا تھپڑ مارتی نم آنکھوں سے بولی۔ اسکی اور درام کی بانڈگ سے سب ہی واقف تھے، درام نے اسکا ہاتھ پکڑ کے اپنے لبوں سے لگاتے شیطانی مسکراہٹ سے رایان خان کو دیکھا۔ جس پہ وہ پہلو بدل کے رہ گیا، یہ ٹڈا اس سے کبھی جو مخلص ہو جائے--

ابھی ہرا خان یا پری وش درام سے ملتی جب روتی ہوئی گل بہار اس کمرے میں داخل ہوتی درام کی طرف بڑھی۔ درام خان اپنے لئے ایک اور جوان اور خوبصورت لڑکی کو روتا دیکھ صرف اپنا ماتھا پیٹ کے رہ گیا۔ اس نے چہرہ موڑ کے باپ کی طرف دیکھا تھا، جو اپنی مسکراہٹ روکتا درام کی دائیں سائیڈ سے اٹھ چکا تھا تاکہ گل بہار یہاں آکے بیٹھ سکے۔

تم فارس خان تمہارے موبائل کے میں آج اتنے ٹکڑے کروں گی کہ تم یاد رکھو گے۔ بیوی اپنے بھانجے کے لئے رو رو کے پاگل ہو رہی ہے اور تم اتنے درام خان کے عاشق ہو جس سے اس کے بغیر رہا نہیں گیا اور ہاسپٹل سے یہاں بھی تشریف لے آئے اور ایک فون تک اٹھانے کا ٹائم نہیں ہے اس بزنس مین کے پاس؟--- تم مجھے آج کمرے میں داخل ہو کے دکھانا، تم باہر صوفے پہ سونے کے لائق ہو۔ تمہاری شکل ہی نہیں ہے بیڈ پہ---- ابھی گل بہار روتی مزید فارس خان کی عزت کا سب کے سامنے اچار ڈالتی، جب فارس نے اسکے قریب آتے تیزی سے اسکے منہ پہ ہاتھ رکھا۔ جو غصے میں چیخنا اور رونا شروع کرتی تھی تو منہ بند ہی نہیں کرتی تھی۔ سب نے فارس خان کی بے عزتی پہ اتنی سیریس سیچویشن میں بھی ہنسی روکی، ساحر خان کا دل اس کی اتنی بے عزتی پہ باغ باغ ہو چکا تھا۔ زرلاشتہ خان نے حیرانگی سے گل بہار کا اپنے سب سے سخت اور رعب دار لالہ پہ اتنا رعب دیکھا۔

KOH NOVELS - URDU

سب لڑکیاں آنکھیں پھاڑے گل بہار کی اتنی دیدہ دلیری کو داد دے رہی تھیں ، جب فارس خان کے اپنے منہ پہ رکھے گئے ہاتھ کو دیکھتی گل بہار نے ایک نظر سب کو دیکھتے فارس کے ہاتھ اپنے منہ سے جھٹکتے معصوم شکل بنائی۔ جس پہ سب کی ناچاہتے ہوئے بھی ہنسی چھوٹ چکی تھی، وہ ان سب کو تو اپنے غصے میں فراموش ہی کر چکی تھی۔ نگینہ خان اپنی بیٹی کی حرکت پہ جی بھر کے شرمندہ ہوئی جبکہ حیدر خان نے مسکرا کے اپنی شیرنی بیٹی کو دیکھا اور ہمدردی سے فارس خان کو دیکھا جو اپنے سنہری بالوں میں ہاتھ پھیرتا اپنا نچلہ لب کاٹتے بیڈ پہ درام خان کے پاس جاتی اپنی بہار کو گھور کے دیکھ رہا تھا۔

ہماری باری نہیں آنے والی درام سے ملنے کی!! اس ٹڈے کی اتنی تو گرل فرینڈز ہیں جو ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی!! سعد خان ہنوز سب کو چھوٹے سے درام سے ملتا دیکھ اونچی آواز میں مسکرا کے بولا۔

ماموں جان اپائنٹمنٹ لے کے آئیے ، پھر شاید آپ کی باری آ جائے۔۔۔ درام خان سب کو اپنے اردگرد دیکھ کے بہت بہتر ہو چکا تھا، اس لئے اپنی آواز کو بلند کرتا اب سعد خان کو چھیرتا ہوا بولا۔ جس پہ بیا خان اس کے پھر سے پہلے والے روپ کو دیکھتی دل سے اس پہ نثار ہوتی نم آنکھوں سے مسکرا دی۔۔

ٹڈے پہلے زمین سے تو اگ لے، پھر تیرے سے اپائنٹمنٹ بھی لے لوں گا اور اتنا خوش نہ ہو تو یہ جن سب کو تو اپنی گرل فرینڈز سمجھ کے خوش ہو رہا ہے نا یہ ساری بکڈ ہیں!! یو نو ٹیکن۔۔۔ سعد خان اب کی بار اسکا مزاق اڑاتا اسے تفصیل سے سمجھاتا بولا۔ سوری ٹو سے ماموں پھر تو آپ کی ٹیکن بھی آپ کو گھاس نہیں ڈال رہی، انہیں بھی درام خان زیادہ پسند ہے۔۔۔ (taken) درام خان اپنے پاس بیٹھی پری وش کا دیکھ کے ہنستا ہوا بولا، جس پہ سب کا چھت پھاڑ قہقہ گونجا جب کے پری وش نے جھینپتے ہوئے نظریں جھکائی۔۔۔

ہرا خان منہ کھولے درام خان کی باتیں سنتی اپنی آنکھیں پھیلائے جا رہی تھی، جس کا ریکشن دیکھتا ضرار خان مشکل سے اپنی مسکراہٹ پہ قابو پا رہا تھا۔ سب لڑکے باری باری کتنی ہی بار درام کے سر سے پیسے وار چکے تھے،

KOI NOVELS URDU

داور خان نے بیٹے کے ٹھیک ہونے پہ اللہ کی راہ میں کتنے ہی صدقے کے بکرے اور اونٹ زبخ کروائے تھے۔

عشقِ ستم..... قسط 42

پلوشہ خان لائٹ ییلو کلر کی فراک میں ملبوس خوبصورت سی بلیک شال سر پہ اوڑھے داور کے کمرے سے نکلتی کچن میں سب لڑکیوں کے پیچھے جا رہی تھی۔ رایان خان جو داور کے سامنے والے کمرے میں کھڑا اپنے شہد رنگ بالوں میں برش کر رہا تھا، شیشے سے داور کے کمرے سے مسکرا کے نکلتی وشہ کو دیکھتے برش ٹیبل پہ رکھتا تیزی سے دروازے کی طرف جاتا پلوشہ خان کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے ایک ہی جھٹکے میں اندر کھینچ کے دروازہ بند کر چکا تھا۔ وہ تو اللہ کی طرف سے یہاں اپنے بال بنانے آ گیا نہیں تو باقی سب لڑکے باہر لان کی طرف جا چکے تھے، شاید اللہ نے یہ وقت اس کے اور سکی منکوحہ کی ملاقات کے لئے مقرر کیا تھا۔

تم نے درام کو پھر سے کس کیا۔۔۔ پلوشہ خان جو اس اچانک افتاد پہ بوکھلائی تھی، رایان خان کی بات سنتے اس نے اپنی ڈارک براؤن آنکھیں اٹھا کے اسے دیکھا۔ رایان خان کو وہ اس وقت کالی شال اوڑھے یوں جھکی نظروں کو اٹھاتے اتنی پیاری لگی کہ بے ساختہ اس نے اسکے ماتھے پہ عقیدت سے لب رکھے جس پہ پلوشہ نے نظریں جھکائی۔

درام کو کس کیوں کیا تھا تم نے۔۔۔ ہمم۔۔۔ رایان خان جھک کے اسکی ڈارک براؤن آنکھوں پہ لب رکھتا اسکی کمر پہ گرفت مضبوط کرتا اسے مزید خود کے نزدیک کھینچتا جیلس انداز میں پوچھنے لگا، جس پہ پلوشہ خان نے اپنی مسکراہٹ روکی۔

بچہ ہے وہ۔۔۔ پلوشہ نے نظریں جھکائے اسے ہمیشہ والا جواب دیا۔

اس ٹڈے نے مجھے جیلس کرنے کے لئے کتنی بار تمہارے ہاتھ کو چوما تھا، تم نے نوٹ نہیں کیا اور بولتی ہو وہ بچہ ہے؟؟ رایان بچوں کی طرح شکوہ کرتے بولا، جس پہ پلوشہ نے مسکراہٹ دباتے اسکی سفید قمیض کے بٹنوں پہ

انگلیاں پھیری۔ اب وہ اسے کیا بتاتی کے اس وقت تم مجھے اتنے بڑے سے بچے لگ رہے ہو۔

آپ بھی تو تنگ کر رہے تھے اسے۔۔۔ پلوشہ خان ہنوز اسکے بٹنز پہ انگلی پھیرتی منمنائی۔

وشہ۔۔۔ رایان خان کے دل میں پتا نہیں کیا سمائی جو اس کے کان کے پاس جھکتے اسے انتہائی پیار سے پکارا، اس کے اتنے پیار سے پکارنے پہ پلوشہ خان کے گال دہکے۔

ج۔جہ۔جی۔جی؟؟ وہ سرخ پڑتے اس کی پکار کا مقصد جاننے لگی۔

کبھی کبھی میرا دل کرتا ہے میں تمہارے ساتھ گزارتے اپنے ایک ایک پل کو قید کرلو، رایان خان اس کی شال کو گردن سے ہٹاتے اب اس کی گردن پہ لب رکھتے اپنا چہرہ چھپا چکا۔ پلوشہ خان کے پورے وجود میں سنسنی سی دوڑی۔

س۔سب ۔کچ۔کچن ۔میں ۔ہیں۔اور۔۔میں۔۔۔ یہاں۔۔ سب ۔۔ کیا ۔۔۔سوچیں۔۔گے۔۔۔ پلوشہ خان اسکی بے باک جسارتوں پہ اسکی قمیض کو سینے سے دبوچے منمنائی۔

اتنی شدت سے مجھے تم پہ پیار آتا ہے کبھی کبھی میں تمہیں چھونے سے بھی ڈرتا ہوں، کہیں تمہیں میرے شدت بھرے لمس سے تکلیف نہ ہو جائے۔۔۔ رایان خان نے اس کی بات کو اگنور کرتے اس کے پھولے گلابی گالوں کو نرمی سے اپنے دانتوں میں لیا، پلوشہ خان اس کی بات پہ شرم سے سرخ پڑتی اسکے سینے میں اپنا چہرہ چھپا گئی۔

کچھ بولو گی نہیں ؟؟ رایان خان شاید اسے سننا چاہتا تھا اسی لئے اس کے وجود سے شال اتار کے بیڈ پہ پھینکتا اسے خود میں بینچھتے ہوئے بولا۔

آپ۔۔ کے ۔۔۔لمس۔۔۔سے۔۔۔مجھے۔۔۔۔کیوں ۔۔۔ تکلیف ۔۔۔ ہو ۔۔۔گی۔۔۔ بھلا ۔۔۔۔آپ۔۔۔میرے ۔۔۔۔محرم۔۔۔۔۔ہیں۔۔۔۔حق۔۔۔ ہے۔۔۔آپ۔۔۔کو۔۔۔ پلوشہ خان اس میں سمٹتی رک رک کے اپنا جملہ مکمل کرتی رایان کے چہرے پہ خوبصورت سی مسکراہٹ بکھیر گئی۔

KOH NOVELS-URDU

پھر ---تو---تم---بھی---میری---محرم---ہو---تمہارا
------بھی---تو---فرض------ہے----نا---اپنا---شدت---بھر---لمس---اپنے---شوہر
------کے ---چہرے--- پہ---چھوڑنا۔ رایان خان جان بوجھ کے اسے تنگ کرتے ہوئے اپنا چہرہ اسکے بے حد قریب کرتا اسکی نقل اتارتا رک رک کے بولا، جس پہ پلوشہ نے شرم سے سرخ پڑتے منہ پھولا کے اسے دیکھا۔

چھوڑیں مجھے--- سب کیا سوچیں گیں کے میں کہاں---- ابھی پلوشہ اسکے ہاتھ اپنی کمر سے ہٹاتی رہانسے ہوتے مزید بولتی، جب رایان خان نے اس کی بات کاٹی۔

سب یہی سوچیں گیں کہ رایان خان پلوشہ رایان خان کے عشق میں پاگل اسے اپنے پیار کی بارش میں بھگو رہا ہو گا--- رایان خان اس کے کان میں مزید بے باکی سے بولتا اسے کانپنے پہ مجبور کر گیا لیکن اس کے منہ سے پلوشہ رایان خان سن کے پلوشہ کے دل میں ایک الگ ہی سکون اترا جس پہ اس کی آنکھیں نم ہوئیں۔

یان-- آپ--- مجھے کبھی چھوڑیں گیں تو نہیں؟؟ پلوشہ خان اس کے سینے سے اپنا چہرہ اٹھا کے اسے دیکھتی نم لہجے میں بولی، جس پہ رایان خان نے ہمیشہ کی طرح اس کے منہ سے "یان" سنتے اس کے گلابی بھرے بھرے لبوں کو اپنی قید میں لیا۔ کیسی تشنگی تھی ان لبوں کی جو مٹائے نہیں مٹتی تھی، وہ اس کی کمر سے ہاتھ ہٹاتا اس کے گالوں پہ اپنے ہاتھ رکھتا اپنے لمس میں اتنی شدت اختیار کر چکا تھا کہ پلوشہ خان کا پورا وجود کپکپا گیا۔ اس نے مضبوطی سے اسکے کالر کو تھامتے خود کو زمین بوس ہونے سے بچایا۔

رایان خان اس کے کالر تھامنے پہ مزید بے خود ہوتا گھونٹ گھونٹ بھرتا اسکے لبوں کا جام پیتے کسی اور جہان میں پہنچ چکا تھا۔ پلوشہ خان نے اسکے کالر کو جھنجھوڑتے اسے ہوش میں لانے کی کوشش کی، جس کا شدت بھرا لمس برداشت کرنا اس کے بس سے باہر ہو چکا تھا۔ رایان خان نے اس کے کانپتے وجود کے زیر اثر اس کے لبوں کو آزادی بخشتا اسکی کمر کو نرمی سے سہلانے لگا، پلوشہ خان نے نڈھال ہوتے اس کے سینے سے سر ٹکایا۔

تمہارے کہنے پہ بھی نہیں چھوڑوں گا اور اگر جو کبھی غصے میں تمہارا ہاتھ جھٹک بھی دوں تو مجھے اس طرح کی ٹیپ کس کر دینا جس کا میں نے تمہیں ابھی ٹریلر دکھایا ہے، میرا سارا گندھا سا غصہ بھی بھاگ جائے گا۔۔۔ رایان خان ہنوز اسکی کمر پہ ہاتھ پھیرتے اسکے کانوں میں بے باک سرگوشیاں کرتے کپکپانے پہ مجبور کر گیا، پلوشہ خان سرخ پڑتی اپنے سوال کرنے پہ پچھتائی۔

آج سیم میچنگ نہیں کی۔۔۔ اووہ!!! بلیک شال کے ساتھ۔۔۔ ابھی رایان اسکے کندھے سے ڈھلکتی فراک سے نظر آتی سٹریپ کو دیکھ کے معنی خیزی سے بولتا مزید بے باک ہوتا، جب پلوشہ نے دہکے گالوں سے اسکے منہ پہ ہاتھ رکھتے اپنا لباس درست کرتے اسکے سینے میں چھپنا چاہا۔

رایان خان نے قہقہ لگاتے اس کے گول مٹول ہاتھوں کو اپنے لبوں سے لگایا اور اس کا رخ موڑ کے اس کی کھسکی ہوئی زپ کو اپنے دانتوں میں لے کے بند کیا، جس سے وہ کب کی چھیڑ چھاڑ کرتا اسے تنگ کر رہا تھا۔ پلوشہ خان نے سرخ پڑتے اپنا چہرہ موڑنا چاہا، جب رایان خان نے اسکی پشت کو اپنے سینے سے لگاتے اسکی سفید گردن پہ اپنا شدت بھرا لمس چھوڑنا شروع کیا۔

سب لڑکیاں اس وقت کچن میں کھڑی اکھٹے کوکنگ کر رہی تھیں ، ابھی کچھ دیر پہلے ہی درام خان باتیں کرتا کرتا سو چکا تھا۔ وہ کل رات سے ایک منٹ بھی نہیں سویا تھا، اس کے سونے پہ بیا نے سب کو یوں پہلی بار اپنی ہویلی میں اکھٹا دیکھ کے خود کچھ بنانے کا سوچا۔ سب نے اسے کافی منع کیا لیکن وہ سب کی باتیں ان سنی کرتی کچن میں آ گئی۔

جس پہ باقی سب لڑکیاں بھی اس کی مدد کروانے کچن میں آ چکی تھیں ، انہوں نے سب ملازموں کو کچن سے باہر بھیجتے خود کچھ بنانے کا سوچا۔ ورده خان، روشنہ خان، نگینہ خان اور زرمینہ خان سب گل بانو کے کمرے میں جا چکی تھیں، جب کے لڑکے موسم اچھا ہونے کی وجہ سے باہر لان میں بیٹھے تھے۔

KUH NOVELS - URDU

کیا روعب ہے بھئی ہماری گل کا اپنے بندے پہ--- زرش خان کو کچھ بھی بنانا نہیں آتا تھا، لائٹ براؤن سادھے مگر خوبصورت سے کرتے اور کیپری پہ شانوں پہ دوپٹا لئے ٹیبل پہ انگلیاں بجاتے اس نے گل بہار کو دیکھ کے ٹکڑا لگایا۔

رکھنا پڑتا ہے بھئی--- چلو میں تم سب کو شوہروں کو کنڑول کرنے کے طریقے بتاتی ہوں، دیدہ یہ پیاز آپ خود ہی کاٹ لیں میری تو آنکھیں باہر نکل جائیں گی۔ گل بہار زرش کو جواب دیتی اپنے ہاتھ میں پکڑا پیاز ہرا خان کو پکڑاتے کرسی پہ بیٹھ گئی۔

اس کی بات پہ سب لڑکیوں نے اپنے اپنے کام چھوڑ کے گل بہار کو دیکھا، جو اپنی چار دن کی شادی پہ سب کو بندے کنٹرول کرنے کی ٹپس دینے کا بول رہی تھی۔

ایسے نہ مجھے تم دیکھو، سینے سے لگا--- ایک دم سے سب کو اپنی طرف دیکھتا پا کے گل بہار نے ہنستے ہوئے گانے کی لائن بولنی سٹارٹ کی لیکن پھر اپنے پوزسیسوو ساجن کا سوچتے وہ اپنا نچلا لب دبا کے اپنی زبان کو بریک لگا گئی۔ سب لڑکیوں نے اسکی حرکت پہ اپنی مسکراہٹ ضبط کی، جب کہ ہرا خان اور بیا خان تیز تیز ہاتھ چلاتی ساتھ ساتھ کھانا بھی بنا رہی تھیں۔

چلیں دیدہ بتائیں نہ آپ نے کیسے کنٹرول کیا ہوا ہے فارس لالہ کو؟؟ یہ معصوم سی پری وش تھی، جو دانتوں سے سیب کترتی گل بہار کو دیکھتی پوچھ رہی تھی۔

پوچھ کون رہا ہے--- ہماری چھوٹی سی دنیا--!! جس کا بندہ پورا دن" پری جان" کی تسبیح پڑتے ہوئے نہیں تھکتا--- یہ پلوشہ خان تھی، جو ابھی کچھ دیر پہلے ہی رایان خان کو خود سے دھکا دیتی بھاگتی ہوئی یہاں آئی تھی۔ جس پہ سب نے اس کے سرخ چہرے پہ گالوں اور لبوں پہ اتنی سرخی اور دانتوں کے نشان دیکھتے اس پر معنی حیز جملے کسے، جس پہ وہ سرخ پڑتی جا رہی تھی اور اب وہ اپنا بدلہ اتارنے کی کوشش میں پری وش کو چڑانے کے لئے ہنستی بولی جو اسکا سب سے زیادہ ریکارڈ لگا رہی تھی۔

KOH NOVELS - URDU

پلوشہ اور پری وش میں کچھ دنوں کا ہی فرق تھا، اسی لئے دونوں ایک دوسرے کو تنگ کرنے کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتی تھیں۔ پلوشہ کی بات پہ سب لڑکیوں کا قہقہ گونجا، جس پہ پری وش نے چھینپ کے پلوشہ خان کو گھورا۔

اچھا تو پہلی ٹپ: شوہر کے دل میں جانے کا راستہ اس کے معدے سے ہوتا ہے۔۔۔!! سب کے خاموش ہونے پہ گل بہار اپنی ٹپ بتانے لگی۔ ابھی گل بہار مزید اپنی بات جاری رکھتی، جب معصوم سی زرلاشتہ نے اس کی بات کاٹی۔

اللہ اللہ جھوٹی۔۔ تم خود تو ایک گلاس پانی تک کا اٹھا کے نا پیو اور یہ چاہتی ہو کہ ہم سب اپنے شوہروں کے دل میں جانے کے لئے چوبیس گھنٹے کچن میں گھسے رہیں، کیا پاگل لگتے ہیں ہم تمہیں؟ زرلاشتہ خان سلاد بناتے اپنی ہری آنکھیں پھیلاتی گل بہار کو دیکھ کے معصومانہ انداز میں اپنے پٹھانی ایسنٹ میں بولی، اس کے انداز پہ سب لڑکیوں نے اپنی مسکراہٹ ضبط کی۔

میری جان، کون کافر تجھے کچن میں جانے کو بول رہا ہے، پہلے میری پوری بات تو سن لے۔۔۔ گل بہار اسے دیکھ کے پیار سے بولتی ٹیبل پہ اپنے ہاتھ رکھتی آگے کو جھکتی ہوئی بولی، جس پہ سب نے مزید غور سے گل بہار کو دیکھا۔ اس کے میری جان کہنے پہ زرلاشتہ خان کے گال دہکے، جب کہ بیا خان تاصف سے سر ہلاتے اپنی نوٹنکی بہن کو دیکھ رہی تھی۔

ہاں تو پہلی ٹپ سے شروع کرتے ہیں : شوہر کے دل میں جانے کا راستہ اس کے معدے سے ہوتا ہے۔۔۔ یہ بات جس نے بھی کہی ہے سو فیصد غلط کہی ہے۔۔۔۔ کیونکہ آپ نے شوہر کے دل میں نہیں جانا، بلکہ شوہر نے آپ کے دل میں آنا ہے تو اس کا مطلب کیا ہوا پھر؟؟ گل بہار نے کسی ٹیچر کی طرح اپنی بات میں ہنٹ شامل کرتے سب سے جواب طلب کرنا چاہا۔

ہم نے شوہر کے لئے کچن میں نہیں گھسنا بلکہ اسے ہمارے معدے کا خاص خیال رکھنا ہے۔۔۔ پلوشہ خان جس کی زبان رایان خان کے سامنے اٹک جاتی تھی اب کسی سیانی کی طرح گل بہار کی بات کا جواب دیتی ہوئی بولی۔

ہائے میری موٹو -- تو میرے نقش قدم پہ چلے گی لکھوا لے مجھ سے--- گل بہار اسکے صحیح جواب پہ خوش ہوتی پلوشہ خان کو داد دینے والے انداز میں بولی، جس پہ پلوشہ نے اس کے لفظ موٹو پہ منہ پھلا کے اسے دیکھا۔

"وشہ کال می یان رائٹ ناؤ "---- پتہ نہیں پری وش کو کیا سوجھی جو وہ پلوشہ خان کے پھولے منہ کو دیکھتی اسے اس دن رایان خان کی کال کے الفاظ یاد کرواتی اپنی باریک سی آواز کو بھاری بناتے ہوئے رایان خان کی ایکٹنگ کرتے بولی---- پری وش کی بات کا کچھ کچھ مطلب سمجھتے سب لڑکیوں کا مشترکہ قہقہ گونجا، جن میں سب سے بلند ہرا خان اور پری وش کا تھا--- جو اس دن رایان کی باتوں پہ سرخ پڑتی ہوئی بھاگی تھیں، جب کہ پلوشہ خان نے شرم سے سرخ پڑتے سٹپٹاتے ہوئے اپنے سامنے پڑی پلیٹ میں سے دو ثابت بڑے بڑے کھیرے اسکی طرف پھینکے جس پہ پری وش ہنستی گل بہار کے پیچھے چھپ گئی۔

اچھا بھئی دوسری ٹپ: اعتبار میاں اور بیوی کے رشتے کا دوسرا نام ہے!! یہ گھسی پٹی لائن بھی بالکل غلط ہے--

کیونکہ شوہر پہ اعتبار تو بالکل نہیں کرنا، یہ بندے اعتبار کے قابل نہیں ہوتے ان پہ چوبیس گھنٹے نگرانی کرنی پڑتی ہے--- گل بہار نفی میں سر ہلاتی انہیں کسی ماہر کی طرح نصیحتیں کر رہی تھی۔

ہاااا!! تمہارے لالہ تو پہلے ہی منہ سے آگ نکالتے ہیں اگر جو ہم نے ان کی نگرانی شروع کر دی وہ تو ہمیں کمرے سے ہی نکال دیں گیں--- زرلاشتہ خان اسکی دوسری ٹپ پہ روہانسی ہوتی بے خودی میں تیزی سے بول چکی تھی، جس پہ سب لڑکیوں کا چھت پھاڑ قہقہ گونجا اور ایک مشترکہ قہقہ کچن کی بیک سائیڈ والے لان پہ بھی گونجا--- جس پہ ساحر خان اپنے انگوٹھے سے اپنی کھری ناک رب کرتا اپنی مسکراہٹ روکنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔

لیکن لڑکیاں اپنی اپنی باتوں میں اس قہقے پہ نوٹس لئے بنا پھر سے شروع ہو چکی تھیں --

KUH NOVELS - URDU

سب کے یوں قہقہ لگانے پہ زرلاشتہ خان نے سرخ پڑتے روہانسی شکل بنائی، کہیں سے بھی نہیں لگ رہا تھا کہ یہ لڑکیاں ابھی کچھ دیر پہلے درام خان کے لئے اپنی آنکھوں سے پانی کی ٹینکیاں بہا رہی تھیں۔

اب اتنے جھوٹ بھی نا بولو زر بھابھی جان۔۔ سب نے دیکھا ہے کیسے تم نے اپنے اتنے اتھرے بندے کو اپنا دیوانہ بنایا ہوا ہے۔۔۔ گل بہار اسکے سرخ چہرے کو دیکھتی مزید ٹکڑا لگاتے ہوئے بولی، جس پہ زرلاشتہ خان اسکی بے باکی پہ اپنی ہری آنکھوں کو پھیلائے اسے دیکھتی بیا خان کے سینے میں اپنا چہرہ چھپا گئی۔۔۔

گل تنگ نہیں کرو ہماری زر کو۔۔ بیا خان زرلاشتہ کی کمر پہ پیار سے ہاتھ پھیرتی گل بہار کو آنکھیں دکھاتے ہوئے بولی۔

اوکے سوری جان من۔۔ گل بہار اپنی تیکھی ناک چڑھاتی بیا خان کو دیکھ کے معصومیت سے بولتی اپنی تیسری ٹپ شروع کر چکی تھی۔

اچھا جی تو تیسری ٹپ: اپنے شوہروں کو رات دیر تک ہویلی سے باہر تو بالکل بھی نہیں رکھنا۔۔۔ اگر آپ کا شوہر رات کے بارہ بجے تک ہویلی نہیں پہنچا، تو آپ لوگوں نے اسے اپنے کمرے میں تو بالکل بھی داخل نہیں ہونے دینا اور اسے اپنے حسن کے جال میں پھنسانے کے لئے ایسا دماغ لڑانا ہے کہ وہ ساری رات باہر لاؤنج کے صوفے پہ چاہ کے بھی نہ سو سکے۔۔ گل بہار کل رات والا منظر یاد کرتی مسکراتی اپنا نچلا لب دبا کے بولی، اسے اپنے بندے پہ پھر سے ٹوٹ کے پیار آیا جس کا ساری رات اس نے جینا حرام کیا تھا۔ گل بہار کے آخری بے باک جملے پہ سب لڑکیاں سرخ پڑی۔۔۔

اب حسن کے جال میں الجھانے کے طریقوں پہ بھی روشنی ڈال دیں۔۔ ٹیچر جی۔۔ زرش خان اسکی مسکراہٹ دیکھ کے معنی خیزی سے ہنستی ہوئی بولی۔

اب اتنی بھی بے شرم نہیں ہوں میں ۔۔ استغفرُاللہ ۔۔۔ گل بہار جان بوجھ کے شرمیلی سی آواز نکالتی اپنے چہرے کو دونوں ہاتھوں میں چھپاتی بولی، جس پہ پھر سے سب لڑکیوں کا قہقہ گونجا۔۔۔ باہر لان میں کرسی پہ نیم دراز فارس خان کا دل اپنی بیوی کی باتیں سنتے پہلو میں دھڑکا، وہ کیوں تھی اتنی کیوٹ۔۔

KUH NOVELS - URDU

فارس خان صرف سوچ کے رہ گیا۔ ضرار خان اور رایان خان رات والے واقعے پہ آہستہ آواز میں روشنی ڈالتے سب کو بتاتے فارس خان کا ریکارڈ لگوا رہے تھے، جب کہ ساحر خان اپنی بہن کی باتوں پہ ایسے مسکرا رہا تھا جیسے وہ کوئی لطیفے سنا رہی ہو--- لڑکے جو باہر بیٹھے ایک دوسرے پہ ہمیشہ کی طرح طنز کے تیر پھینک رہے تھے، کچن سے اتی لڑکیوں کی باتوں پہ ایسے خاموشی کی جیسے کلاس میں کوئی ٹیچر آ گیا ہو---

ہاں بے شرم تو تم سب ہو جو کب سے اسے مرشد بنا کے خود اسکی مریدیں بنی ہوئی ہو-- اسے تو شرم نہیں آنی تم سب ہی کچھ شرم کر لو-- ہرا خان اپنے بڑے ہونے کا رعب جماتی ان سب کو تڑی لگاتی بولی---

جس پہ سب کی سب تزبزب کا شکار ہوئی، جب کہ ضرار خان جو فارس خان کا ریکارڈ لگا رہا تھا ہرا خان کی رعب دار آواز پہ رکتے جان نثار کرنے والے انداز میں کھل کے مسکرایا---

اچھا تو چوتھی ٹپ: کسی بھی فنکشن میں جانے سے پہلے یہ کوشش ضرور کریں کہ آپ کا بندہ آپ سے زیادہ پیارا نہ لگ رہا ہو--- ابھی گل بہار مزید اپنی ٹپ جاری رکھتی جب زرش خان نے اسکی بات کاٹی۔

اور اپنے بندے کے گلے میں پٹا ڈال کے تو ضرور لے کے جائیں تاکہ وہ جس بھی الٹی سمت میں جائے اسی پٹے کو ٹائٹ کرتے اسکا گلہ دبا کے اسکا کام تمام کر دیں--- حلاس--- زرش خان اس کی ٹپ کو مزید خطرناک بناتی ٹیبل پہ ہاتھ بجاتی ایک ہاتھ سے اپنی گردن پہ چھڑی پھیرنے والا اشارہ کرتی ہنستے ہوئے بولی، جس پہ سب نے اس کے انداز پہ قہقہ لگایا سوائے زرلاشتہ خان کے جسے یہ فکر ہوئی کہ وہ ساحر خان کی گردن میں پٹا کیسے ڈالے گی؟؟ وہ شاید گل بہار کی باتوں کو کچھ زیادہ ہی سیریس لے رہی تھی---

جب کہ باہر لان میں سب کے ساتھ بیٹھے سجاول خان نے پتا نہیں کیوں زرش خان کی بات پہ جھرجھری سی لی وہ اسکی سوچ سے زیادہ خطرناک تھی۔

تم دونوں میں شرم ختم ہو چکی ہے؟؟ ہرا خان زرش اور گل بہار کی خطرناک ٹپس پہ آنکھیں پھیلائے بولی۔

KUHNOVELS - URDU

جب آپ شادی شدہ ہوں اور بندہ بھی آپ کا خان ہو نا تو شرم دفن ہوہی جاتی ہے--- گل بہار پھر سے ہنستی بے باکی سے بولی، جس پہ باہر بیٹھے سب پٹھانوں نے مشکل سے اپنا قہقہ روکا--- جب کہ فارس خان لال حویلی جا کے اپنی بیوی کے ہوش ٹھکانے کے ارادے رکھتا تھا جو ہر جگہ بیٹھ کے اس کی عزت کا فالودہ بناتی تھی---

کہیں تو اور بہار جڑوا تو نہیں ؟؟ فارس خان اپنے پاس بیٹھے ساحر خان کو دیکھتا اسکے کان میں بولا، جس پہ ساحر خان نے ایبرو اچکاتے اس کی پخ کی وجہ جاننی چاہی---

بالکل سیم ہیں، (genesمجھے لگتا ہے اس کی اور تیری بے باکی کی جینز (نا وہ جگہ کا لحاظ کرتی ہے اور نا تو کمینا--- فارس خان اسکے کان میں دبی دبی آواز میں غرایا، جس پہ ساحر خان نے اسے مصنوعی گھوری سے نوازتے خود سے دور کیا۔

یہ گل کی بچی ہماری بیویوں کو خراب کر کے چھوڑے گی--- سعد خان منہ بنا کے دہائی دیتی ہوئے بولا، جس پہ ساحر خان نے اسے بھی مصنوعی سا گھور کے دیکھا جب کہ باقی سب سعد خان کے انداز پہ ہنسے۔

اچھا تو خود جو کل یونیورسٹی سے واپسی پہ گجرے اور پھول پکڑ کے شرماتی اپنے کمرے میں جا رہی تھیں، وہ نہیں یاد آپ کو دیدہ؟؟ ہرا خان نے شاید پلوشہ کو کسی بات پہ چھیڑا تھا، جس پہ وہ منہ پھلاتی اسے بدلے میں تنگ کرتی ہوئی بولی۔ وہ اس کے نئے رشتے سے کچھ کچھ واقف ہو چکی تھی، ہرا خان کا چہرہ سرخ پڑا جب کہ باقی سب نے" اووہ" کی آواز نکالتے ہرا خان کو چھیڑنا شروع کیا۔ جب کہ زرش خان کے دماغ میں کل کا منظر لہرایا، جب سجاول خان فون پہ فکرمندی سے ہرا خان کو ہدایت دیتا یونی واپس جانے کا کہہ رہا تھا۔ زرش خان نے غور سے ہرا خان کے چہرے پہ شرمیلے سے رنگ دیکھے، تو کیا وہ گجرے اور پھول اسے سجاول نے لے کے دئیے ہوں گے؟؟ اس سے آگے زرش خان سے سوچنا محال ہوا۔

اسے یہاں پہ آکسیجن کی کمی محسوس ہوئی، تو کیا وہ دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے؟؟ یہ سب سوچتے زرش خان کا دل کرچی کرچی ہوا۔

KOH NOVELS- URDU

لڑکیوں کی باتوں سے لطف اٹھاتے تمام لڑکوں نے نئی ریلیزڈ مووی دیکھنے کا پلین بنایا، تمام لڑکے اس وقت ٹی-وی لاؤنج میں بیٹھے

مووی دیکھنے میں مصروف تھے۔ ساحر خان یہ Culpa Mia(My Fault) مووی پہلے ہی دیکھ چکا تھا، جس دن یہ ریلیز ہوئی تھی اسی لئے وہ جان بوجھ کے سب کو ہر آنے والا سین بتاتا ان کی مووی کا مزہ خراب کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ مووی رومانٹک اور ہوٹ سی تھی، جسے دیکھتے ساحر خان کا دل اسکی بیوی کے پاس جانے کے لئے مچلا جو اس وقت سب کے ساتھ ہنوز کچن میں تھی اسی لئے وہ سب کو تنگ کرتا اپنے جزبات پہ قابو پانے کی کوشش کر رہا تھا۔

اس سے اچھی کس تو میں ---- مووی میں ہیرو ہیروئین کے لپس لاک کئے اسے کس کر رہا تھا، جس پہ ساحر خان جو ہر سین پہ کوئی نہ کوئی شوشہ چھوڑ رہا تھا، اب کی بار بے خودی میں وہ بے باک بات کہنے ہی والا تھا۔ جب اسکے برابر والے صوفے پہ بیٹھے فارس خان نے اس کے منہ پہ ہاتھ رکھتے اسے گھور کے دیکھا۔ فارس خان کی ساری زندگی گل بہار اور ساحر خان کو سدھارنے میں لگ جانی تھی، وہ صرف سوچ کے رہ گیا۔ ساحر خان کی ادھوری بات کا مطلب سمجھتے سب نے لب دبا کے اپنی مسکراہٹ روکی۔

میرا مطلب ہے مووی چینج کرو، یہ میں دیکھ چکا ہوں--- سب کی دبی دبی مسکراہٹ اور فارس خان کی گھوری دیکھتے، ساحر خان نے اپنا نچلا لب دباتے ایل- ای- ڈی کا ریموٹ اٹھاتے رعب سے کہا۔

ساحر خان مووی چینج کرتا جان بوجھ کے مزید رومانٹک مووی لگا چکا تھا، تاکہ وہ اکیلا ہی اپنی بیوی کے پاس جانے کے لئے نہ تڑپے یہ سب سالے بھی تڑپیں ساحر خان کے مطابق ان سب کو بھی تڑپنا چاہئے۔

ابھی مووی آدھی بھی نہیں ہوئی تھی اور واقعی ہی سب کے دل اپنی اپنی بیویوں کے پاس جانے کے لئے مچلنا شروع ہو چکے تھے، جب کے سجاول

خان اور ضرار خان جو شدید سنگل تھے دونوں نے لب دبا کے ایک دوسرے کو دیکھا۔

رایان خان جو ساحر خان کی گود میں تکیہ رکھے اس پہ سر رکھ کے لیٹتا ہوا مووی دیکھ رہا تھا، اس کی اچانک نظر سجاول خان اور ضرار خان پہ پڑی اس کی شہد رنگ آنکھیں چمکی---

لالہ یہ کیا یار بچوں کے سامنے 18+ مووی لگا دی ہے آپ نے--- رایان خان ساحر خان کی طرف دیکھتا جان بوجھ کے تاصف سے سر ہلاتا بولا، جس پہ سب نے مووی چھوڑ کے داور خان کے کمرے کے بند دروازے کو دیکھا جہاں درام خان سو رہا تھا۔

کہاں ہے درام؟؟ سب نے یک زبان ہو کے پوچھا کیونکہ اس حویلی میں ایک وہی بچہ تھا۔

لالہ میں ان دونوں کی بات کر رہا ہوں، انہیں بھی درام کے ساتھ سونے بھیج دیں--- اب اتنے بڑے بچوں کے لئے فیڈر کا انتظام تو نہیں ہو سکتا نا ، ایسا کرو تم دونوں ایک دوسرے کا انگوٹھا چوستے سو جانا سکون کی نیند آئے گی۔ بیچاروں کی ترسی ہوئی شکلیں دیکھ کے مجھے بڑا ترس آ رہا ہے لالہ --- ہائے بندہ سب کچھ ہو لیکن شدید سنگل نہ ہو--- رایان خان لہجے میں مصنوعی دکھ شامل کرتا ضرار خان اور سجاول خان کو دیکھتا بولا، جس پہ سب کا چھت پھاڑ قہقہ گونجا سوائے سجاول اور ضرار کے-- جنہوں نے اپنے پاس پڑے کشن غصے سے رایان خان کی طرف پھینکے، جسے ہنستے ہوئے رایان خان اور ساحر خان کیچ کر چکے تھے۔

نہیں تو تو مجھے بتا--- تو نکاح کروا کے خود کو کون سا تیس مار خان سمجھ رہا ہے، پیچھے سے اوقات تو اتنی ہے ترس ترس کے بس بیوی کا دیدار ہی کر سکتا ہے!! داور خان ضرار اور سجاول کے پھولے منہ دیکھتا رایان خان کو ٹکڑا لگاتے بولا، پھر سے سب کا چھت پھاڑ قہقہ گونجا جس میں ضرار اور سجاول کا قہقہ سب سے بلند تھا۔

KOH NOVELS - URDU

ہم دیدار یار میں ہی بہت کچھ کرنے کا فن رکھتے ہیں ۔۔ اب آپ کے سامنے رومینس تو میں کرنے سے رہا جو آپ کو پروف دوں۔۔ رایان خان ابھی کچھ دیر پہلے والے اپنے اور وشہ کے لمحات یاد کر کے مسکراتا بے باکی سے بولتا سجاول خان کے سرخ چہرے کو دیکھ رہا تھا۔ ساحر خان نے رایان کی بات پہ اسے گھور کے دیکھتے اپنی گود سے ہٹانا چاہا، جس پہ وہ ہنستا ہوا پھر سے سر اس کی گود میں ٹکا گیا۔

میں نے تجھ جیسا کمینا انسان اپنی زندگی میں نہیں دیکھا رایان خان۔۔۔ سجاول خان اپنی بہن کے بارے میں اسکی بے باک بات سنتا ہوا غرایا۔

اور میں نے تجھ جیسا سنگل آدھا انگریز۔۔ مطلب اتنے سال انگریزوں میں رہ کے آیا ہے انہی سے کچھ سیکھ آتا چچ چچ۔۔۔ رایان خان اسے آنکھ مار کے مزید سلگھاتا اپنا دھیان مووی کی طرف مرکوز کر چکا تھا، ابھی سجاول اسے مزید کوئی جواب دیتا جب ساحر خان کی نظر داور خان کے کمرے کے دروازے پہ پڑی جس سے ابھی درام خان اپنے گھنے کالے بالوں میں ہاتھ پھیرتا نکل ہی رہا تھا۔ ساحر خان نے جلدی سے ریموٹ پکڑتے مووی بند کی، جس پہ سب نے ساحر خان کی نظروں کے تعاقب میں دیکھتے اپنی بے باک باتوں کو بریک لگائی۔

میرا شیر اٹھ گیا؟؟ داور خان صوفے سے اٹھتا درام خان کے پاس جاتا اسے اٹھا کے اپنے کندھے سے لگاتا پیار سے پوچھنے لگا، جس پہ درام نے نیند کا خمار لئے اپنی سرخی چھائی گرے آنکھوں سے اسے دیکھتے ہاں میں سر ہلاتے اس کے کندھے سے اپنا سر ٹکایا۔ جب کے رایان خان اس ٹڈے کی وجہ سے اپنی مووی کا اینڈ رہ جانے پہ اسے گھور کے رہ گیا۔

بیا لاؤنج میں ایک سوپ کا باؤل بجھوا دو۔۔ داور خان اونچی آوازسے بیا کو پکارتا درام کو لے کے صوفے پہ بیٹھا، جس پہ درام نے باپ کے کندھے سے چہرہ ہٹاتے اپنی گرے آنکھیں اس کی کالی آنکھوں میں گھاڑی۔

بابا جان آپ ٹھیک تو ہیں نا؟ آپ کیوں سوپ پئیں گے؟؟ درام خان لہجے میں مصنوعی فکرمندی شامل کرتا باپ کو دیکھ کے استفسار کرنے لگا، جس پہ

داور نے درام کو گھور کے دیکھا جو اسکا باپ بننے کی کوشش کر رہا تھا۔۔
جب کے باقی سب نے درام کی بات کا مطلب سمجھتے اپنی مسکراہٹ روکی۔

ابھی درام یا داور مزید کچھ بولتے، جب ہرا خان سوپ کا ایک باؤل پکڑتی اپنے سر پہ اچھے سے دوپٹا جمائے داور خان کے پاس آتی اسے سوپ کا باؤل پکڑانے لگی۔ ضرار خان نے درام سے نظریں ہٹاتے گہری نظروں سے ہرا خان کو دیکھا، جو اس کی نظروں کی تپش سے سرخ پڑتی ایک نظر اسے دیکھتی اپنا رخ پھر سے کچن کی طرف کر چکی تھی۔ میرا شیر منہ کھولے اپنا شاباش۔۔۔ داور خان اسکے منہ کے آگے سوپ کا چمچ کرتا نرمی سے اسکے ماتھے پہ بھوسا دیتے پیار سے بولا۔

بابا جان شیر سوپ نہیں پیتے۔۔۔۔۔ درام خان نے اسکی بات پہ عمل کرنے کی بجائے کیوٹ سا منہ بناتے اسے پتے کی بات بتاتے لاجواب کیا، جس پہ سب نے مشکل سے اپنی مسکراہٹ ضبط کی کیونکہ ابھی درام کو سوپ پلانا ضروری تھا اور وہ اس کی باتوں پہ ہنس کے اسے شے نہیں دے سکتے تھے۔

درام ۔۔۔۔open your mouth

داور خان دانت کچکچاتے ہوئے بولا۔

بابا جان یہ تو ، twinkle twinkle little star والی پوئم کی
سیکنڈ لاسٹ لائن ہے نا؟؟ اس کے بعد والی لائن میں بولوں؟؟

درام خان معصومیت سے داور خان کو سلگھاتا اسکا سوپ والا ہاتھ پیچھے کرتے بولا مطلب صاف تھا وہ سوپ نہیں پئیے گا، جس پہ سب کا ناچاہتے ہوئے بھی قہقہ گونجا، وہ کیسے اپنے باپ کو نچا رہا تھا جو سب کو اپنی انگلیوں پہ نچاتا تھا۔

داور خان کی گھوری پہ سب نے لب دبا کے اپنا قہقہ ضبط کیا۔

Dhram what u want?

داور خان سوپ کا پیالہ رکھتے جان بوجھ کے لہجے کو سنجیدہ بناتے پوچھنے لگا۔

Just a kiss of your's----

درام خان اس کی بات پہ لاڈ سے اسکے گالوں پہ اپنے لب رکھتا بولا----

It means u will not finish this soup?

داور خان نے ہنوز سنجیدگی سے استفسار کیا، جس پہ درام خان نے سر ہلاتے اس کی بات پہ مہر لگائی۔

As I kissed my Baba jan... Now I will be fine....

وہ باپ کو اپنے لاڈ سے پچکارتا مسکرا کے بولا، جس پہ داور نے کوئی بھی ریکشن دیے بنا اپنا فون نکال کے خود کو مصروف ظاہر کیا۔ درام خان نے بغور اپنے باپ کا ریکشن دیکھا۔ لالہ اس مووی سے مزے کی فلم تو یہ (درام) ہے-- رایان خان درام کی طرف دیکھتا ساحر خان کے کان میں ہنستے ہوئے بولا ، جس پہ اس نے مسکراتے ہوئے درام خان کو دیکھا۔ باقی سب بھی پیار سے باپ بیٹے کا لاڈ دیکھ رہے تھے، لیکن کسی کی بھی نظر ضرار خان پہ نہیں گئی جو کب کا یہاں سے اٹھ کے ہرا خان کے پیچھے جا چکا تھا۔ درام نے باپ کو فون پہ مصروف دیکھتے جان بوجھ کے اس کے فون پہ اپنی چھوٹی چھوٹی انگلیاں مارتے اسے اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا، لیکن داور خان کے سنجیدہ تاثرات پہ کوئی فرق نہیں پڑا۔ درام خان بہت ضدی تھا جس کی ضد صرف اس کے باپ کی خاموشی توڑ سکتی تھی اور داور خان اس بات کو اچھے سے جانتا تھا، اس لئے اسے ڈانٹے ڈپٹے بغیر وہ اسے جان بوجھ کے اگنور کر رہا تھا تاکہ وہ سوپ پئیے-- درام خان نے اب کی بار اپنا گال داور خان کی بییرڈ کے ساتھ رگڑتے اسے دیکھا، جو اب باقی سب سے ہلکی پھلکی باتوں میں مصروف ہو چکا تھا۔ ساحر خان کو درام کی کیوٹ حرکتوں پہ جی بھر کے پیار آ رہا تھا لیکن ابھی وہ باپ بیٹے کے بیچ میں دخل اندازی نہیں

کرنا چاہتا تھا۔ داور خان ان سب سے بہتر جانتا تھا کہ بیٹے کو بیلنس کیسے کرنا ہے۔

بابا جانی۔۔۔ درام نے اسے مخاطب کرتے اس کا چہرہ اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے اپنی طرف موڑنا چاہا، جو سجاول سے اس کے بزنس سے ریلیٹڈ کوئی بات شروع کر چکا تھا۔۔۔ داور نے پھر سے کوئی نوٹس نہیں دیا۔۔۔ درام نے اب کی بار داور خان کی سفید گردن پہ انگلیاں پھیرتے اسے گدگدی کرنی چاہی لیکن داور خان کے ریکشن پہ پھر کوئی فرق نہیں پڑا۔ جس پہ درام خان جو کچھ بخار کی وجہ سے اور کچھ اتنے سارے رشتوں کے پیار پہ سینسیٹو (sensitive) ہو چکا تھا، اپنے گلابی لب کاٹتے اس نے اپنے آنسو روکے، اس کا باپ اسے کبھی اتنا اگنور نہیں کرتا تھا جتنا ابھی کر رہا تھا۔

ہرا خان ابھی کچن میں جانے ہی والی تھی، جب ضرار خان نے تیزی سے اسکی کہنی پکڑتے اسے اپنی طرف کھینچا۔ ہرا خان نے بھوکھلاتے اسے دیکھا، جو اسے اپنے نزدیک کئے اپنی ہیزل آنکھوں سے تکے جا رہا تھا۔

ضرضرار، چھوڑو۔۔۔ ہرا خان اپنا بازو اسکی گرفت میں دیکھتے روہانسی ہوئی۔

نظریں کیوں چرا رہی ہیں مجھ سے؟؟ ضرار خان کب سے اسے خود سے نظریں چراتے دیکھ رہا تھا، اسی لئے سنجیدگی سے استفسار کیا۔

میں کیوں چراوں گی تم سے نظریں ۔۔۔ چھوڑو مجھے۔۔کوئی آ جائے گا۔۔۔ ہرا خان ہنوز نظریں جھکاتی بولی، اب اسے کیا بتاتی کے وہ اس کی آنکھوں میں نہیں دیکھ سکتی جہاں ہر وقت اس کے لئے جزبات کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر ہوتا ہے۔۔؟

ضرار خان نے اسکی بات اگنور کرتے اسکا چہرہ ٹھوری سے تھامتے اوپر اٹھا کے اسے دیکھا، جس پہ ہرا خان نے اپنی گہری کالی آنکھیں اسکی ہیزل آنکھوں میں گھاڑی۔ ضرار خان کی آنکھوں میں اس کے لئے بے تحاشہ پیار صاف دکھ رہا تھا، جس پہ ہرا خان نے لب کاٹتے پھر سے نظریں جھکائی۔۔۔

KOH NOVELS - URDU

آپ مجھے آنکھیں دکھاتی ہوئی پسند ہیں۔۔ یوں نظریں چراتی ہوئی نہیں ۔۔۔ لیکن اگر تو یہ نظریں شرم سے جھک رہی ہیں، پھر تو انہیں اپنے لبوں کے لمس سے مہکانا بنتا ہے۔۔۔ ضرار خان اسکے چہرے پہ اپنی قربت کے رنگ دیکھتا اس کا گلابی لب اپنے انگھوٹھے سے اس کے دانتوں سے آزاد کرواتا ، جھکتے ہوئے ہرا خان کی آنکھوں پہ اپنے لب رکھ گیا۔ ہرا خان کے پورے وجود میں کپکپاہٹ تاری ہوئی۔

ضرار چھوڑوو۔۔۔ دیکھو کوئی آ جائے گا۔۔۔ ہرا خان اس کے سینے پہ اپنے ہاتھوں کا دباؤ ڈالتی اسے خود سے پیچھے کرنے کی تگ و دو میں ہلکان ہوئی۔

آنے دیں۔۔ ڈرتا تھوڑی ہوں کسی سے ۔۔۔ منگ ہیں آپ میری۔۔۔ ضرار خان اپنے انگھوٹھے سے اس کے گلابی ہونٹوں کی نرمی محسوس کرتا اترا کے بولا، جس پہ ہرا خان کی پلکیں لرزی۔

بیوبیوی ۔۔ ت۔تو نہیں ۔۔ہو۔نا۔ابھی۔۔۔ ہٹو پیچھے۔۔۔ ہرا خان اپنے دبنگ سٹائل میں آتی اسکے انگھوٹھے کو اپنے ہونٹوں سے ہٹانے کی ناکام کوشش کرتی اسے آنکھیں دکھا کے بولی۔

اگر بیوی ہوتی تو کون کافر ان گلابی لبوں کی نرمی محسوس کرنے کے لئے ترپتا اپنے ہونٹوں کی پیاس نہ بجھاتا؟؟ ضرار خان اس کے لبوں کو چٹکی میں لے کے نرمی سے مسلتا ہوا بولا، جس پہ ہرا خان نے شرم سے لال ہوتے ہلکا سا کراہتے اسکے ہاتھ پہ تھپڑ مارا۔

وہ شرم و حیا سے کپکپا رہی تھی، جس پہ ضرار خان نے اسکے گال پہ شدت سے اپنے لب رکھتے اسے اپنے حصار سے آزاد کیا۔ جانتا تھا اس سے زیادہ وہ برداشت نہیں کر پائے گی، ہرا خان آزادی ملنے پہ سر پٹ یہاں سے دوڑی۔

داور کھانا لگ گیا ہے، مردان خانے سے دادا جان اور بابا جان کو بھی بلا دیں اور لالہ آپ سب بھی آ جائیں ۔۔۔ بیا خان داور اور باقی سب سے مسکرا کے مخاطب ہوئی۔

ساحر خان اپنی بہن کی محبت دیکھتے رایان کا سر اپنی گود سے پیچھے کرتے، اٹھتے ہوئے بیا کو اپنے بازو کے ہالے میں لیتے اس کے ماتھے پہ بھوسا دیتے ڈاییننگ روم کی طرف بڑھا اور اس کے پیچھے ہی باقی سب بھی تھے۔

داور اپنی گود میں بیٹھے درام کو صوفے پہ بٹھاتا مردان خانے کی طرف بڑھا، جس پہ درام خان اپنے آنسو پیچھے کو دھکیلتا داور خان کی پشت کو دیکھنے لگا جو کب سے اس سے بات نہیں کر رہا تھا اور اب بھی یوں اسے اٹھا کر اپنے ساتھ لے جانے کی بجائے یہی پہ بٹھا کے جا چکا تھا۔

داور خان مردان خانے سے حیدر خان اور ہاشم خان کو لے کے ڈاییننگ روم کی طرف بڑھا۔ باتوں میں مصروف حیدر خان اور ہاشم خان لاؤنج میں صوفے پہ بیٹھے درام کو دیکھ نہیں پائے، نہیں تو اپنے لاڈلے کو ساتھ لے کے جاتے۔ جب کہ داور ایک نظر درام اور دوسری نظر اس کے سوپ کے باؤل کو دیکھ کے ڈاییننگ روم میں بڑھ چکا تھا، درام نے ابھی تک سوپ نہیں پیا تھا۔

اور اب واقعی ہی زیادہ ہو چکا تھا، داور انجانے میں درام کو بری طرح ہرٹ کر چکا تھا۔ درام خان کی گرے آنکھوں سے آنسو قطار در قطار آنکھوں سے پھسلتے اسکے گالوں کو بھگوئے جا رہے تھے، درام خان نے شدید غصے سے اپنے ہاتھ میں لگی ڈرپ کو اتار کے زمین پہ پھینکا۔ ہاتھ میں درد کی ٹھیس اٹھی لیکن اسے اس کی تکلیف باپ کی اگنورینس سے زیادہ نہیں ہوئی، داور خان یہ بات بھول چکا تھا کہ درام خان اگر اس کی خاموشی پہ اپنی ضد توڑتا تھا تو وہ اتنا ہی غصہ خود پہ نکالتا ہوا خود کو نقصان دینے کی کوشش کرتا تھا۔ ڈرپ زور سے کھینچنے پہ درام خان کے سفید ہاتھ پہ خون کی بوندیں نمودار ہوئی، وہ غصے سے اپنے آنسو رگڑتا اپنا زخمی ہاتھ سامنے میز پہ مارتا سوپ کا باؤل لیتا ڈاییننگ روم کی طرف بڑھا۔ وہ سب کو اگنور کرتا

سپاٹ چہرے سے جا کے اپنی مورے کے پاس بیٹھا اور غصے سے سوپ کا باؤل ٹیبل پہ تقریباً پٹکتے چمچ سے پینا شروع کیا۔ وہ اپنا دوسرا زخمی ہاتھ سب سے چھپا چکا تھا، سب کی حیران نظریں درام خان کی گیلی سرخی چھائی گرے آنکھوں اور غصے کے باعث سرخ چہرے پہ تھی۔

داور خان نے اپنے ساتھ درام کے لئے ایک کرسی ہمیشہ کی طرح خالی رکھی لیکن درام خان آج اسکے ساتھ نہیں بیٹھا تھا۔ وہ بھی اپنی ماں کی طرح الٹا اسی سے ناراض ہو چکا تھا، سب نے پریشانی سے سیریس سے درام کو دیکھا۔ سجاول خان کی نظریں درام سے ہوتی اس کے بائیں سائیڈ پہ بیٹھی زرش خان پہ پڑی، جس کی ہیزل آنکھوں میں سرخ ڈورے تھے جب کے ناک بالکل درام خان کی طرح گلابی ہو رہی تھی۔ تو کیا وہ بھی روئی تھی؟ لیکن کیوں؟ سجاول خان نے دل میں سوچا۔

عشقِ ستم..... قسط 43

تو کیا وہ بھی روئی تھی؟ لیکن کیوں؟ سجاول خان نے دل میں سوچا۔ وہ اتنی سردی میں بھی ہلکا پھلکا سا سوٹ پہنے ہوئے تھی، جب کہ باقی سب لڑکیاں گرم شال یا سویٹر پہنے ہوئے تھیں۔۔۔ سجاول خان کو پتا نہیں کیوں زرش خان کی فکر ستائی، زرش خان نے خود پہ نظروں کی تپش محسوس کرتے نظریں اٹھائی۔۔ جہاں اس کے بالکل سامنے سجاول خان نرم تاثرات سے اسے ہی دیکھ رہا تھا، سجاول کو دیکھ کے زرش خان کو پھر سے کچھ دیر پہلے پلوشہ کا ہرا خان کو پھولوں اور گجروں والوں بات پہ چھیڑنا یاد آیا۔ اس نے اپنا نچلا لب زور سے دانتوں میں دباتے اپنے بال کان کے پیچھے کرتے نظریں پھیری، نہ چاہتے ہوئے بھی زرش خان کی آنکھیں شکوہ کر چکی تھیں۔۔ سجاول خان نے آج ان آنکھوں میں خود کے لئے شکوہ محسوس کیا لیکن آج وہ شکوہ کس بات کا تھا؟؟ سجاول خان سمجھنے سے قاصر تھا، اس کا دل آج پھر سے اس کی ہیزل آنکھوں میں ڈوب کے ابھرا۔ زرش کے نچلے لب پہ دانتوں کا دباؤ محسوس کرتے اس کی آنکھوں میں ناگوار تاثرات ابھرے، وہ

کیوں اپنے نازک گلابی لب یوں کاٹ کاٹ کے زخمی کر رہی تھی۔ اس کے لبوں کو دیکھتے سجاول خان کو اپنے حلق میں کانٹے چبھتے محسوس ہوئے۔

اس کی آنکھیں کیوں بار بار زرش خان کا طواف کرنا چاہتی تھیں؟ کیوں اسے دیکھ کے اسکا دل یوں شدت سے دھڑک رہا تھا؟؟ سجاول خان خود کو سمجھ نہیں پا رہا تھا۔

درام خان جو تیز تیز سوپ کے چمچ منہ میں ڈال رہا تھا، اسکی غصے سے پھولی سانسوں سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں تھا کہ وہ شدید غصے میں ہے۔ درام میرا بچہ آرام سے سوپ پیو۔۔ بیا خان درام کو غصے میں دیکھ کے حیران سی بولی، جس پہ درام رک کے ایک نظر داور خان کو دیکھتا ہوا پھر سے ویسے ہی سوپ پینا شروع کر چکا تھا۔ داور خان نے اس کی گرے سرخی چھائی آنکھوں کو دیکھتے اپنا نچلا لب دبایا۔

ساحر خان جو داور کے ساتھ بیٹھا اپنے بالکل سامنے بیٹھی اپنی خوبصورت اور معصوم سی بیوی کو تاڑنے میں مصروف تھا، بیا خان کی آواز پہ اس کی نظریں درام خان پہ پڑی۔ اس کے غصے کو ملاحظہ کرتے اس نے مسکراہٹ دبا کے داور خان کو دیکھا، جو بیٹے کو نرمی سے دیکھ رہا تھا لیکن اب کی بار درام خان اسے لفٹ نہیں کروا رہا تھا۔

ارے ہمارے ٹڈے کو سوپ اتنا پسند تھا تو پہلے بتاتا میں تیرے لیے پوری بالٹی بنوا دیتا سو پ کی۔ اب ایسا کر حوصلے سے پی نہیں بھاگ رہا کہیں یہ سوپ اگر ختم ہو گیا تو میں اور بنوا دوں گا(اپنی وشہ سے) ۔۔ رایان خان نے درام خان کی سوپ سے نفرت جانتے بوجھتے بھی اونچی آواز میں اسے سلگھاتے صرف اپنے آخری الفاظ("اپنی وشہ سے")منہ میں بولے،، جس پہ درام نے رایان خان کو غصے سے ایک نظر دیکھتے دوسری نظر پلوشہ پہ ڈالتے اس کو اشارے سے اپنے پاس بلایا۔ پلوشہ خان جو زرش کے پاس بیٹھنے والی تھی، درام کے اشارے پہ اس کے پاس اپنا کان کر گئی۔ اسے لگا درام کو شاید اسے کچھ بتانا ہو گا لیکن درام خان نے اس کے گال پہ زور سے لب رکھتے پھر سے اپنا سوپ پینا شروع کیا۔ وہ چھوٹا سا درام خان رایان خان کے لبوں کی حرکت بھی پڑھ چکا تھا۔ پلوشہ خان نے بھوکھلاتے ہوئے رایان کی

KOH NOVELS - URDU

طرف نظر کرتے اپنی نظریں جھکائی، جو خونخوار نظروں سے درام خان اور پلوشہ خان کو گھور رہا تھا

اور پلوشہ کے اپنی طرف دیکھنے پہ اس نے منہ بناتے دانت کچکچائے۔ درام خان کے انوکھے بدلے پہ سب نے حیران ہوتے مسکراہٹ دبائی، وہ جانتا تھا سب کی دہکتی رگ کونسی ہے۔۔ درام خان نے ان سب لڑکوں سے چار ہاتھ آگے نکلنا تھا۔۔ اس بات کا اقرار حیدر خان نے دل میں کیا۔۔۔

کچھ دیر بیٹھنے کے بعد سب اپنی اپنی ہویلی نکلنے ہی والے تھے، جب سعد خان کی اچانک نظر رایان خان کے کندھے پہ سر ٹکائے درام خان پہ گئی جو انجانے میں اپنے زخمی ہاتھ سے اپنے گھنے کالے بالوں میں انگلیاں پھیر رہا تھا۔ اس نے ترپتے ہوئے اسکا ہاتھ تھاما، جس پہ سب ہی اسکے ہاتھ کی طرف متوجہ ہوئے۔ وہ تو شکر تھا ادھر لڑکیاں نہیں تھیں، نہیں تو وہ پھر سے رو رو کے اپنی آنکھوں کی ٹینکیاں بہا لیتی۔۔۔

داور خان نے تڑپتے ہوئے اسکا ہاتھ تھامنا چاہا لیکن درام خان اپنا ہاتھ پیچھے کر چکا تھا۔ سعد خان نے جلدی سے فرسٹ ایڈ منگوا کے درام کے چھوٹے سے ہاتھ پہ بینڈیج کرتے اسے چوما، باقی سب نے بھی باری باری درام کو پیار کیا۔ وہ سب جان چکے تھے اس نے باپ کی اگنورینس کا بدلہ کیسے اتارا ہے۔۔

وہ ابھی ہی غصے کا اتنا تیز تھا بڑے ہو کے تو اس نے غصے میں اپنی حویلی کی اینٹ سے اینٹ بجا دینی تھی، ساحر خان اسے دیکھ کے صرف سوچ کے رہ گیا۔

میں اپنی بیٹی کی شادی تجھ سے کبھی نہیں کروں گا درام تو تو غصے میں اس کی بوٹیاں بنا کے میرے حوالے کر دے گا۔۔۔ رایان خان اسے دیکھ کے شرم دلانے والے انداز میں بولا، جس پہ سب کا ناچاہتے ہوئے بھی قہقہ گونجا۔۔۔ وہ سب بھی کشمالہ والے سین سے اب تک واقف ہو چکے تھے۔

Ok chachu I will simply kidnap her and then marry her---

KOH NOVELS - URDU

درام خان نے اس کی بات کا برا منائے بغیر اپنے کندھے اچکاتے جواب دیا، جس پہ سب نے حیرت سے پھٹی آنکھوں سے اس ٹڈے کے نہایت نیک خیالات سنے---

داور خان بیٹے کا ہاتھ دیکھ کے شدید پریشان ہوا لیکن اس نے بار بار زبردستی اس کا ہاتھ نہیں تھاما--- وہ جانتا تھا اگر وہ اسکا ہاتھ بار بار تھامے گا تو وہ بینڈیج بھی نہیں کروائے گا، درام کا غصہ اپنے باپ پہ ابھی تک ٹھنڈا نہیں ہوا تھا۔

ساحر خان اس وقت ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھا گاڑی کو سڑک پہ دوڑا رہا تھا، جبکہ اس کے ساتھ فرنٹ سیٹ پہ نیم دراز سا سجاول خان ساحر خان کی بے چینی محسوس کرتا اپنی مسکراہٹ پہ قابو پا رہا تھا جو بار بار شیشے میں زرلاشتہ خان کے چہرے کا طواف کر رہا تھا---

گاڑی کی پچھلی سیٹس پہ ہرا خان، زرلاشتہ خان اور پلوشہ خان تھیں --- جبکہ سعد خان، پری وش اور حیدر خان دوسری گاڑی میں تھے--- نگینہ خان اور روشنہ خان بیا کے اصرار پہ چھوٹی ہویلی میں ہی قیام پزیر تھیں، انہیں صبح آنا تھا۔ بیا نے سب کو چھوٹی ہویلی رکنے کا بولا لیکن ساحر خان اسے آرام سے سمجھا گیا۔

زرلاشتہ خان نے خود پہ نظروں کی تپش محسوس کرتے چہرہ اٹھا کے سامنے شیشے میں نیلی خوبصورت آنکھوں کو دیکھا، جو اپنی آنکھوں میں جزبات کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر لیے اسے دیکھ رہا تھا یا پھر اپنی دوسری بیوی کو؟ زرلاشتہ خان نے دل میں سوچتے ایک نظر اپنے ساتھ بیٹھی ہرا خان پہ دوڑائی جو پلوشہ کو ہلکی آواز میں شاید کسی بات پہ ڈانٹ رہی تھی---

وہ بھلا مجھے کیوں دیکھیں گیں جب ان کے پاس ان کی دوسری خوبصورت منگ موجود ہے؟ زرلاشتہ خان دل میں سوچتی استہزایا مسکرائی، ساحر خان نے بغور شیشے سے اس کا ہرا کو دیکھ کے استہزایا مسکرانا نوٹ کیا۔

KOH NOVELS - URDU

وہ سمجھ چکا تھا اس کی معصوم سی بھولے دماغ کی بیوی کیا سوچ رہی ہے--- اس نے لب دباتے گاڑی کی سپیڈ بڑھاتے کچھ دیر بعد ایک نظر پھر زرلاشتہ خان کو دیکھا، جو اب ہر چیز کو فراموش کرتی نچلا ہونٹ باہر نکال کے اپنی گرم شال پہ اپنی انگلیوں سے ڈیزائن بنا رہی تھی۔ شاید وہ اپنے سارے غم جان بوجھ کے یاد کرتی رونے کی کوشش کر رہی تھی، لیکن آج اس کی آنکھوں سے آنسو نہیں بہہ رہے تھے۔ دل شاید کچھ پر سکون تھا، آنسوؤں کے آج پھر سے دغا دینے پہ زرلاشتہ خان نے منہ بنا کے اپنی آنکھوں پہ اپنی ہتھیلیاں ماری--- جب وہ رونا چاہتی تھی تو اسکی آنکھیں رونے میں اس کا ساتھ کیوں نہیں دے رہی تھیں؟؟

اس کی معصوم حرکتیں دیکھتے ساحر خان کا دل کانوں میں دھڑک رہا تھا، گاڑی ڈسبیلنس ہوتے ہوتے بچی۔ گاڑی کو جھٹکا لگنے پہ سب لڑکیوں نے چیخ مارتے ایک دوسرے کو پکڑا--- سجاول خان نے لب دبا کے ساحر خان کو دیکھا جو اپنے بھورے بالوں میں ہاتھ پھیرتا پھر سے گاڑی سٹارٹ کر رہا تھا۔

سجاول لالہ آپ گاڑی ڈرائیو کر لیں--- اگر زندہ سلامت گھر پہنچنا چاہتے ہیں تو اور لالہ (ساحر خان) آپ یہاں پہ بیٹھ کے تاڑ لیں جسے تاڑنا ہے---- ان سے کچھ ہی فاصلے پہ گاڑی چلاتے سعد خان نے گاڑی کی سپیڈ تیز کرتے اسے ساحر خان کی گاڑی کے برابر کرتے اپنی گاڑی کا شیشہ نیچے کرتے بلند آواز میں ہانک لگائی----

جس پہ سجاول خان جو سرخ چہرے سے کب سے اپنی ہنسی روک رہا تھا، اسکا خوبصورت قہقہ گاڑی کی زینت بنا تھا--- جب کہ پلوشہ اور ہرا خان نے سعد خان کی ہانک سنتے ایک نظر ساحر خان کو دیکھ کے دوسری نظر زرلاشتہ خان کو دیکھا، جو ہنوز گاڑی کو جھٹکا لگنے کے صدمے میں ہرا خان کو تھامے ہوئے تھی۔ شاہد اس نے سعد خان کی بات بھی نہیں سنی تھی---

سالے بکواس بند کر اپنی--- ساحر خان گاڑی کی سپیڈ تیز کرتا غرایا، جس پہ سعد خان نے قہقہ لگاتے گاڑی پھر سے اس کے برابر کی۔

لالہ بابا جان کو بھی اپنی گاڑی میں فٹ کریں---- وہ کب سے خود کو کباب میں ہڈی فیل کر رہے ہیں یار--- سعد خان ایک نظر حیدر خان کو دیکھ کے دوسری

نظر پھر سے ساحر خان کی طرف دیکھتا بولا، جس پہ سعد خان کی بات سمجھتے سجاول خان کے ساتھ پلوشہ اور ہرا خان کا قہقہ بھی گونجا۔

جب کہ ساحر خان نے نچلا لب دبا کے اپنی مسکراہٹ روکتے سعد خان کو گھور کے دیکھا۔۔ سعد خان کے ساتھ بیٹھے حیدر خان جو کب سے اس کی بے باکیوں سے آنکھیں بند کر کے نیم دراز تھے، اس کی بات پہ آنکھیں کھولتے اسکے کندھے پہ مکا جھڑا اور ان کا مکا کافی زورآور تھا سعد خان اپنے کندھے میں درد محسوس کرتا مصنوعی سا چیخا۔۔۔

سعد خان کب سے جان بوجھ کے شیشے سے پری وش کو دیکھتا کبھی اسے آنکھ مار رہا تھا ، تو کبھی فلائنگ کس کر تا حیدر خان کو تنگ کر رہا تھا۔۔۔ جس پہ حیدر خان سلگھتے ہوئے آنکھیں موند چکے تھے، اب اپنے سے اونچی جوان اولاد کی دھلائی کرتے وہ کہاں اچھے لگ سکتے تھے۔

سعد خان کی اتنی اچھی خاطر تواضع پہ پیچھے خاموش نظریں جھکائے بیٹھی پری وش کی ہنسی چھوٹی جسے اس نے کھانسی کے لبادے میں چھپاتے ہوئے ہڑبڑا کے سامنے شیشے میں دیکھا، جہاں سعد خان اسے اپنی کرسٹل گرے آنکھوں سے گھور کے دیکھتے اس ہنسی کے بدلے لینے کے اشارے کر رہا تھا۔

زرلاشتہ خان اپنے کمرے کی الماری سے نائٹ سوٹ نکال ہی رہی تھی جب ساحر خان کمرے کا دروازہ کھولتے اندر داخل ہوا اور پہلی ہی نظر اپنی بیوی پہ پڑی جو الماری میں منہ دیے ہوئے تھی۔ ساحر خان مضبوط قدم اٹھاتا اس کے بالکل پیچھے آ کے کھڑا ہوا۔

ساحر خان کی مخصوص خوشبو کی مہک محسوس کرتے زرلاشتہ خان نے پلٹنا ہی چاہا، جب پلٹنے پہ اسکا سر زور سے اسکے سینے سے ٹکرایا۔ اس کے ہاتھ سے اس کے کپڑے چھوٹ کے زمین بوس ہوئے۔

KOH NOVELS - URDU

اللہ اللہ ہمارا سر ٹوٹ گیا۔۔ اسکے چٹانی سینے سے ٹکرانے پہ اپنے سر کے سامنے زمین کو گول گول گومتا ہوا محسوس کرتے، زرلاشتہ خان اپنے سر پہ ہاتھ رکھتے معصومیت سے روتے ہوئے چیخی۔

جس پہ ساحر خان جو اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتا اسے گرنے سے بچا چکا تھا، اسکی دہائی پہ اس نے مسکراہٹ روکی۔۔۔

اللہ اللہ کوئی ایلفی لاؤ میں اپنی تاشو کا سر جوڑ دوں بالکل اپنے سر کے ساتھ۔۔۔ ساحر خان نے مسکراتے ہوئے اسکے آنسوؤں کو اپنے لبوں سے چنتے اسکی نقل اتارتے اسکے کان میں سرگوشی کی۔۔۔

اسکی سرگوشی پہ زرلاشتہ خان نے اپنے سر کا رونا بھولتے، نظریں اٹھا کے اس نیلی آنکھوں والے شہزادے کا دیکھا جو مکمل اس کا نہیں تھا اور نہ ہی شاید کبھی ہو سکتا تھا۔۔۔ زرلاشتہ خان کے دل میں پھر سے اس کی دوسری شادی کا خیال سمایا، زرلاشتہ خان نے اسکی بات کا جواب دئیے بغیر پیچھے ہونا چاہا۔

جب ساحر خان نے ایک ہی جھٹکے میں اسے اپنے پیروں پہ کھڑا کیا اور اسکے نقش نقش کو گہری پیار بھری نظروں سے دیکھنا شروع کیا۔۔۔ اس کے یوں دیکھنے پہ زرلاشتہ خان تزبزب کا شکار ہوئی۔۔۔

ہمیں مت دیکھیں، زرلاشتہ خان اس سے پیچھے ہونے کی کوششوں میں سپاٹ چہرے سے بولی۔۔۔

اچھا تو پھر کسے دیکھوں؟ ساحر خان نے مسکرا کے بولتے اسکی مزاحمت کرتی کلائیوں کو اسکی کمر کے پیچھے باندھتے اسے اپنے مزید قریب کیا۔
اس کے جواب پہ زرلاشتہ خان کی ہری آنکھوں میں غصہ چھایا،

انہی کو جنہیں گاڑی میں دیکھ رہے تھے اور جنہیں آپ نے گجرے اور پھول لے کے دیتے ہیں۔۔۔ وہ اس کے سینے پہ ہاتھ مارتی اس سے دور ہونا چاہ رہی تھی، شاید اسے گل بہار کی باتوں نے کچھ بہادر کیا تھا اور وہ زرش خان کی طرح پلوشہ کی ہرا خان کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کو غلط مطلب دے چکی تھی۔۔۔

KOH NOVELS URDU

کسے لے کے دیئے میں نے گجرے؟؟ ساحر خان اس کی بات پہ حیران ہوتا استفسار کر رہا تھا، اس نے تو ابھی تک اپنی بیوی کو شادی کا تحفہ نہیں دیا تھا تو وہ کیوں کسی کو گجرے لے کے دے گا۔۔

ہمیں نہیں پتا۔۔ چھوڑیں ہمیں چینج کرنا ہے۔۔۔ زرلاشتہ خان منہ بنا کے غصے سے بولی، جس پہ ساحر خان کی نظریں اس کے غصے سے سرخ پڑتے چہرے سے ہوتی اسکے زمین پہ گرے کپڑوں کے ساتھ اسکی پرسنل چیزوں پہ پڑی۔۔۔۔

اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھتے زرلاشتہ خان کانوں کی لوں تک سرخ پڑی، اسے چھپنے کے لئے کوئی جگہ نہیں مل رہی تھی سوائے ساحر خان کے سینے میں ۔۔۔ لیکن وہ کیوں اس میں چھپے وہ اسکا تھوڑی تھا؟؟ زرلاشتہ خان نے دکھی دل سے سوچا۔

آؤ میں چینج کروا دوں۔۔۔ ساحر خان گمبھیر آواز میں بولتا، اس کی دھڑکنوں میں انتشار پیدا کر چکا تھا۔۔۔ وہ دھڑکتے دل سے اپنی کلائیاں اسکے ہاتھوں سے چھڑوانے کی کوششوں میں پیچھے ہونے کی کوشش کر رہی تھی، جب ساحر خان نے مسکراتے ہوئے جھک کے اس کے سینے پہ بے باک شرارت کی۔۔۔۔

زرلاشتہ خان کے منہ سے چیخ برآمد ہوئی، گال دہک کے لال جبکہ اسے اپنے کانوں سے دھواں نکلتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ زبان جو پہلے قینچی کی طرح چل رہی تھی، اب تالو سے چپک چکی تھی۔ ساحر خان جانتا تھا اسکی زبان کو بریک کیسے لگانی ہے۔

زرلاشتہ کے ایکسپریشنز ایسے تھے جیسے کسی کی لاش دیکھ لی ہو، اسکا کھلا منہ اور پھیلی آنکھیں دیکھتے ساحر خان نے ہنستے ہوئے اسکے گلابی لبوں کو قید کیا۔ اس اچانک افتاد پہ زرلاشتہ خان کی آنکھیں مزید پھیلی

لیکن ساحر خان جو صبح سے اپنی بیوی سے قریب ہوتے ہوئے بھی دور تھا ، اب اپنے اندر کی تڑپ بجھانے میں مصروف اس کے لبوں کو شدت سے چوم رہا تھا۔ اسکی اتنی شدت پہ زرلاشتہ خان کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی،

KUH NOVELS- URDU

اسکے دل کی تیز دھڑکن اپنے سینے پہ محسوس کرتے ساحر خان نے اپنے لمس میں نرمی شامل کرتے اسکی کلائیوں کو چھوڑتے پیچھے الماری کے ساتھ لگایا

لیکن زرلاشتہ خان کہاں اسکا نرم لمس بھی برداشت کر سکتی تھی۔ اسکے نرم لمس میں بھی آگ سی تپش تھی، زرلاشتہ خان نے اسکی گرے ہڈی کو سینے سے مٹھیوں میں دبوچا۔

ساحر خان اب اسکے بالائی لب کو چومتا ساتھ ساتھ اپنی مونچھیں رگڑتا اسے کپکپانے پہ مجبور کرر ہا تھا، اسکی مونچھوں کی میٹھی چبھن محسوس کرتے زرلاشتہ خان کانپی۔ اسکے کانپتے وجود کو دیکھتا وہ اسکے لبوں کو آزادی بخشتا اسکی گردن کی طرف بڑھا۔۔۔

زرلاشتہ خان اپنی پھولی سانسوں کو بحال کرنے کی غرض سے گہرے گہرے سانس بھر رہی تھی، ساحر خان اسکی گردن سے دوپٹا نکال کے نیچے زمین پہ پھینکتا وہاں پہ اپنا شدت بھرا لمس چھوڑنا شروع کر چکا تھا۔

چھوڑیں ہمیں ۔۔۔ کیوں ہمیں پھر سے توڑنے کے لئے آپ نے یہ وقتی پیار دینے کا نیا طریقہ اپنا لیا ہے؟؟ کیا چاہتے ہیں ہم آپ کی دوسری شادی تک آپ کے دل بہلانے کا سامان بنے رہیں ؟؟ اگر ایسا چاہتے ہیں تو سیدھے طریقے سے ۔۔۔۔ زرلاشتہ خان جو غصے سے روتے بولنا شروع کر چکی تھی،

ساحر خان نے اسے مزید بولنے نہیں دیا بلکہ پھر سے اسکی زبان کو اپنے طریقے سے بریک لگواتے ہوئے اسکے ہونٹوں کو دبوچا۔ کتنی دیر تک اسکی سانسوں سے کھلواڑ کرنے کے بعد وہ اسکے ہونٹوں پہ اپنے دانتوں سے زخم چھوڑتا پیچھے ہٹا۔۔۔

تمہارے ہوتے ہوئے کون کافر دوسری شادی کرے گا؟؟ دو دفعہ نکاح پڑھ چکا ہوں تم سے میری تو پہلی اور دوسری بیوی بھی تم ہی ہو زرلاشتہ ساحر خان اور کیا چاہتی ہو کتنی بار تمہیں اپنے نکاح میں لوں؟ اور رہی وقتی پیار کی بات تو تم مجھے موقع تو دو تمہیں اپنے پیار کی بارش میں خود کے ساتھ بھیگنے پہ مجبور نہ کیا تو میرا نام بھی ساحر خان نہیں۔۔۔ ساحر خان اپنی نیلی

KOH NOVELS URDU

آنکھیں اسکی ہری آنکھوں میں گھاڑتا اپنے دو جملے سے ہی اسے مان بخش چکا تھا، اسکے پہلے جملے پہ زرلاشتہ خان کی آنکھیں پھیلی جبکہ آخری بے باک الفاظ پہ وہ کانوں کی لوں تک سرخ پڑی---

آپ-- آپ نے خود ہمیں --- دوسری --شادی--کا---- وہ جملہ ادھورا چھوڑتے اپنی پھیلی آنکھوں سے کچھ بولنا چاہ رہی تھی-

تم مجھے آٹھ سال بے وجہ سزا دو اور میں تمہیں زرا سا تنگ بھی نہ کرو ں؟؟ یہ تو زیادتی ہوتی نا پھر میرے ساتھ-- ساحر خان اسے دیکھ کے آنکھ مارتا ہوا بولا----

تو کیا وہ اسے پچھلے مہینوں سے رلاتے ہوئے تنگ کر رہا تھا؟؟ اگر وہ دوسری شادی نہیں کر رہا تھا تو پھر ہرا خان کی شادی کی تیاریوں کی بات حویلی میں کیوں چل رہی تھی؟؟

ہرا دیدہ کی شادی--- ابھی زرلاشتہ خان اسے صدمے سے کچھ پوچھتی جب ساحر خان نے اسکی بات کاٹی-----

ضرار خانزادہ سے ہو رہی ہے، وہ اس سے شادی کا خواہش مند ہے-- ساحر خان نے ایک اور ادھورے سوال کا جواب دیتے اسکی جان میں جان ڈالی----

تو وہ گجرے اور پھول--- وہ پھر سے پلوشہ کی بات یاد کرتے ابھی بولنا ہی چاہ رہی تھی جب ساحر خان نے اسکا جملہ اچکا---

ضرار خان (سالے)نے ہرا خان کو دئیے تھے--- وہ دانت کچکچاتے ہوئے بولا، اسکی ایک حرکت کی وجہ سے آج اسکی بیوی اس سے اتنا بدگمان ہو چکی تھی-

تو آپ--- وہ پھر سے کچھ بولنا چاہ رہی تھی جب ساحر خان نے اسکی پھیلی آنکھوں میں دیکھتے مسکراتے ہوئے اس کی بات کو اپنا رنگ دیا---

تو میں تمہیں چینج کروا دوں، لو بھلا اس میں کہنے کی کیا بات ہے خادم حاضر ہے؟؟ وہ اپنے ڈمپل کے درشن کرواتا اسے اپنے نرم حصار میں لیتا

KUH NOVELS - URDU

شوخی سے بولا، جس پہ زرلاشتہ خان نے دھڑکتے دل سے اسے خود سے دور دھکا دیا۔

وہ کبھی بھی اسکو معاف نہیں کرنے والی تھی، جس نے اسے اتنا رولایا تھا۔

اسکی نم آنکھوں کا شکوہ پڑتے ساحر خان نے اسکے زمین پہ پڑے کپڑوں کو اٹھاتے ایک ہی جھٹکے میں الماری کے پاس بنے بورڈ پہ ہاتھ پھیرتے کمرے کی لائٹس آف کرتے اپنی بات پہ عمل کر کے دکھایا۔۔۔

کمرے میں اندھیرا ہو چکا تھا وہ دونوں ایک دوسرے کے وجود کو نہیں دیکھ سکتے تھے، زرلاشتہ خان نے چیخ مار کے اس سے دور ہونا چاہا۔ جب وہ اسکے ہونٹوں کو قید کرتا اس کا لباس تبدیل کروا چکا تھا۔

اس کے بے باک ہاتھوں کے لمس کو اپنے جسم پہ محسوس کرتے وہ کانوں کی لوں تک سرخ پڑی، اسکے کپکپاتے وجود کو محسوس کرتے ساحر خان نے لائیٹس آن کر کے اسے دیکھا۔ جو اب ہلکے گلابی رنگ کی فراک میں شرم و حیا سے گلابی پڑتی نظریں جھکائے ہوئے تھی، وجود ابھی تک لرز رہا تھا۔ جبکہ نظریں اٹھانا محال تھا،

ابھی تو میں نے کچھ کیا ہی نہیں تو جب میں کچھ ۔۔۔ ساحر خان نے اسکی ٹھوری کے سیاہ موٹے تل پہ دانت گھاڑتے گمبھیر لہجے میں ادھوری سرگوشی کرتے اسے مزید گلابی کیا۔

وہ کیوں تھا اتنا بے باک؟؟ زرلاشتہ خان ہمیشہ کی طرح صرف سوچ کے رہ گئی۔۔۔

ساحر خان نے پھر سے اسکے کپکپاتے لبوں کو فوکس میں لیا ہی جب زرلاشتہ خان اسے خود سے دور دھکا دیتی اپنے بیڈ کی طرف بڑھتی، ایک تکیہ اور کمبل اٹھا کے صوفے پہ پھینکا۔ ساحر خان آئیبرو اچکاتے اسے دیکھ رہا تھا،

آپ یہاں صوفے پہ سونے کے لائق ہیں۔۔ ہمارے بیڈ پہ آنے کی جرات بھی نہیں کیجئے گا، ورنہ ہم آپ کو کمرے سے نکال دیں گیں۔۔۔ وہ گلابی ہوتے غصے سے بولتی بیڈ پہ گری، گل بہار کی باتیں سنتے وہ اسی کی طرح کے دبنگ سٹائل میں آنے کی کوشش کرتے ساحر خان کو سبق سکھانا چاہتی تھی۔

KOH NOVELS - URDU

(آہہ گل میری جان تم نے یہ ٹپس میری معصوم تاشو کو دے کے بہت بڑی غلطی کی ہے) ساحر خان دل میں ہنستا گل بہار سے مخاطب ہوا۔۔

ساحر خان ایک نظر زرلاشتہ خان کو دیکھتا اپنی الماری سے بلیک ٹراؤزر نکالتا واشروم میں بند ہوا۔ زرلاشتہ خان نے دروازہ بند ہونے کی آواز پہ ایک آنکھ کھول کے واشروم کے دروازے کو دیکھتے خود کو داد دی، وہ سمجھ رہی تھی شاید ساحر خان بھی اس کے روعب میں آ چکا ہے جیسے اس کے فارس لالہ گل بہار کے روعب میں تھے۔ وہ ابھی تک اسکی کچھ دیر پہلے والی حرکت کو سوچتے شدید سرخ پڑ رہی تھی۔

پانچ منٹ بعد ساحر خان نہا کے شرٹ لیس سا واشروم سے باہر نکلا، زرلاشتہ خان جو ایک آنکھ کھولے ہنوز واشروم کے دروازے کو دیکھ رہی تھی اسے دیکھتے وہ پھر سے اپنی آنکھیں میچتے چہرے پہ غصے والے ایکسپریشنز لا چکی تھی۔ ساحر خان سے ہنسی روکنا محال ہو رہا تھا۔

وہ جان بوجھ کے صوفے کی طرف بڑھا، جس پہ زرلاشتہ خان جو آنکھوں پہ بازو رکھ کےاپنی آنکھیں تھوڑی تھوڑی کھولتے اسے دیکھ رہی تھی ، وہ تو جیسے خود کو "مس ورلڈ "سمجھنا شروع کر چکی تھی۔ مطلب اس کا بندہ اسکی ایک ہی دھاڑ پہ اس کا غلام بن چکا تھا؟؟ یہ سوچ ہی اتنی خوش کن تھی کہ زرلاشتہ خان کا دل مچل اٹھا کہ وہ ابھی گل بہار کو فون کر کے اس سے مزید ٹپس لینا شروع کر دے۔۔

لیکن اگلے ہی لمحے ساری خوش فہمی ہوا ہوئی، جب ساحر خان نے کمبل اور تکیے کو پکڑتے اس ہال نما کمرے کے آتش دان میں جھونکا اور پھر اپنے ہاتھوں کو جھاڑتے ایسے گہری سانس بھری جیسےوہ کسی بھاری زمہ داری کے بوجھ سے آزاد ہوا ہوں۔۔

زرلاشتہ خان کا دل کیا وہ ساحر خان کو بھی اسی آتش دان میں جھونک دے جو ہر کسی کو تیلی لگا کے اپنی ایک ہی حرکت سے کسی شعلے کی طرح بھڑکا دیتا تھا۔ ساحر خان اپنی تاشو کی ایک ایک حرکت نوٹ کرتا ہوا بیڈ کی طرف آیا، زرلاشتہ خان نے غصے سے اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچی-----

ساحر خان اپنی مسکراہٹ ضبط کرتا ایک ہی جھٹکے میں اسکے اوپر سایہ فگن ہوا۔ زرلاشتہ خان نے غصے سے اسکی سفید گردن کو اپنے ناخنوں کا نشانہ بنایا۔

نکلیں ہمارے کمرے سے باہر--- یہ ہمارا بیڈ ہے آپ یہاں نہیں سو سکتے---- وہ غرائی--- وہ جس طرح سے ساحر خان کی چیزوں پہ ملکیت ظاہر کر رہی تھی، اس کی معصوم حرکتوں سے ساحر خان کا دل شدت سے کانوں میں دھڑک رہا تھا۔

یہ بیڈ اور کمرا تمہارا ہی ہے---- میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں--- لیکن تم تو میری ہو نا؟؟ اس بات کو تو میں بالکل نہیں جھٹلا سکتا اس لئے میں تمہاری نہیں اپنی چیز پہ سو رہا ہوں-- اب مجھے تنگ نہیں کرو -- نہیں تو میں بدلے میں تمہیں تنگ کروں گا--- پھر تم رونا سٹارٹ کرو گی--- تو میں مجبوراً تمہارے آنسو پی جاؤں گا---- اور پھر جب تم ان کپکپاتے ہونٹوں سے مجھے برا بھلا بولنا چاہوگی تو میں ان نازک لبوں کو قید کرتا ہوا تمہاری ساری سانسیں پی جاؤں گا---- اور سانسیں پیتے پیتے کیا پتا میں بہکتا ہوا ساری رات تمہارے پورے وجود کو اپنے شدت بھرے لمس سے واقف کرواتا رہوں---- اور پھر صبح تمہارے سینے پہ سر رکھ کے سو جاؤ ں ---

اب تم دیکھ لو تمہیں مجھے تنگ کرنا ہے یا سکون سے سونے دینا ہے؟؟ ساحر خان اسے دیکھ کے آئیبرو اچکاتا بے باکی سے ایسے بول رہا تھا جیسے بزنس کی کوئی ڈیل سنا کر رہا ہو۔

اس کی بے باک باتوں پہ زرلاشتہ خان کا دل سینے کی دیواریں پٹکتا جیسے باہر آ جانا چاہتا تھا، وہ گلابی سے سرخ پڑتی اسکی گردن کو اپنے ناخنوں سے آزاد کر چکی تھی۔

آ۔آپ۔ یہا۔یہاں ۔سو۔سو۔جائیں--- یہ۔۔آپ۔۔کا ۔۔۔بھی۔۔بیڈ--- ہے---- زرلاشتہ خان ایک منٹ میں شیرنی سے بھیگی بلی بنتی بیڈ پہ اشارہ کرتی ہوئی بولی ، کہ یہ اسکا بھی بیڈ ہے وہ بھی یہاں سو سکتا ہے--

KOH NOVELS - URDU

نہیں اب تو یہ پورا کمرا ہی صرف میری تاشو کا ہے--- کوئی بھی اس سے یہ کمرہ نہیں چھینے گا۔ ساحر خان بھی نہیں--- بدلے میں صرف تم میری بن کے رہو۔۔ ساحر خان پیار سے اسے بچوں کی طرح پچکارتا اس کے گالوں پہ اپنے لب رکھ کے اسکی گردن میں اپنا چہرہ چھپا کے آنکھیں موند چکا تھا، اگر وہ مزید اسکے خوبصورت چہرے کو دیکھتا رہتا تو اپنے جزبات پہ بندھ باندھنا اس کے لئے مشکل ہو جاتا۔

زرلاشتہ خان دل میں گل بہار کو صلواتیں سناتی اس کے باڈی بلڈر لالہ کا وزن خود پہ محسوس کرتی روہانسی ہوتے اب صرف رونے کے در پہ تھی،

ہمارا ----سانس---- بند--- ہو ----جائے---- گا--- ہم۔پر۔سے---ہٹ---جائیں---پلیز---- زرلاشتہ خان بھرائی آواز میں منمناتی معصومیت سے بولی۔

اب اگر تمہاری زرا سی بھی آواز آئی تو میں واقع ہی تمہاری سانسیں اپنے طریقے سے بند کر دوں گا۔ ساحر خان کروٹ بدلتا اسے خود کے اوپر کرتا اسکے گرد حصار باندھ کے پھر سے اسکی گردن میں اپنا چہرہ چھپا گیا۔ وہ جانتا تھا وہ نازک جان کہاں اس کا وزن برداشت کر سکتی تھی۔

سانس بحال ہونے پہ زرلاشتہ خان نے سکھ کا سانس لیتے اب کی بار اسکے اوپر سے اٹھنے کی مزاحمت نہیں کی، وہ جانتی تھی وہ واقعی ہی اپنے کہے پہ عمل کرتے ہوئے اسے بھوکھلا کے رکھ دے گا۔

سب کے جانے سے کچھ دیر بعد داور خان گل بانو کو انکی دوا دے کے درام خان کے کمرے کی طرف بڑھا، جو ابھی کچھ دیر پہلے ہی نگینہ خان سے باتوں میں مصروف بیا کو بتا کے آیا تھا کہ وہ سونے جا رہا ہے۔ جس پہ بیا نے اسے مسکرا کے اپنے سینے میں پینچھتے اپنے پاس سونے کا بولا

لیکن درام خان نے اسے کہا وہ اپنے کمرے میں سونا چاہتا ہے۔ جس پہ بیا نے بھی اسے زیادہ فورس نہیں کیا اور اسے چومتے اس کے کمرے میں بیجھا، بیا کے ساتھ بیٹھی نگینہ خان نے بھی اپنے خوبصورت نواسے کے صدقے واری جاتے اسے چوما---

درام خان اپنا زخمی ہاتھ اپنی پینٹ کی جیب میں ڈالے اپنی مورے سے چھپائے ہوئے تھا، وہ جانتا تھا اسکی ماں اسکے ہاتھ پہ بینڈیج دیکھ کے پھر سے رونا شروع کر دے گی۔ درام خان جو پہلے کمزوری کے باعث چل پھر بھی نہیں پا رہا تھا، اب کافی بہتر ہو چکا تھا۔

درام خان اپنے کمرے کی لائیٹس آف کیے بیڈ پہ اوندھے منہ لیٹا تکیے کو اپنے بازو میں بینچھے ہوئے تھا، وہ اس وقت اپنے گرے نائٹ سوٹ میں ملبوس تھا۔

درام خان لائیٹس آف کر کے سوتا تھا اسے دوسرے بچوں کی طرح لائٹس آف کر کے سونے پہ بالکل بھی ڈر نہیں لگتا تھا۔ داور خان درام کے کمرے کا دروازہ کھولتا کمرے کی ایک لائٹ جلاتا ناراض سے درام خان کے بیڈ کی طرف بڑھا۔

درام۔۔ داور خان جانتا تھا وہ نہیں سویا ہوگا، اسی لئے اسکے پاس بیٹھتے اسکے کالے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے اسکے کان میں سرگوشی کی درام خان ہنوز اوندھے منہ لیٹا رہا۔۔

درام بابا کی جان۔۔۔۔ داور خان نے اسکے چھوٹے سے بینڈیج والے ہاتھ کو چومتے ہوئے پیار سے اسے پکارا،

Dharam is sleeping right now.....

(درام ابھی سو رہا ہے) باپ کے لہجے میں اتنا پیار محسوس کرتے درام خود کو جواب دینے سے روک نہیں پایا، وہ واحد ہستی تھی جس سے درام خان شاید اپنی مورے سے بھی زیادہ پیار کرتا تھا۔

Okay so should I go out? Am I disturbing dharam khan??

(اچھا؟ تو کیا مجھے یہاں سے باہر چلے جانا چاہیے؟ کیا میں درام خان کو ڈسٹرب کر رہا ہوں؟؟) داور خان نے درام خان کو ایموشنل بلیک میل کرتے اسے منانا چاہا،

باپ کے جملے پہ درام خان نے تڑپتے ہوئے اپنا چہرہ اٹھا کے داور خان کو دیکھا، نظروں کا مطلب صاف تھا کہ وہ کیسے اپنے باپ کی موجودگی سے ڈسٹرب ہو سکتا ہے؟

داور خان نے جھک کے اس کے ماتھے پہ بوسا دیتے اسے اٹھا کے اپنے سینے پہ لٹایا اور خود بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائی۔

تو درام خان ناراض ہے اپنے بابا سے؟؟ داور خان نے اس کے سر پہ لب رکھتے ہوئے پوچھا، کیسا سکون تھا اولاد میں کہ داور خان کا دل ہی نہیں چاہتا تھا کہ وہ اپنے بیٹے سے پیار کرنے میں کوئی کمی کرے---

Yes because his Baba Jan ignored him Infront of everyone....

(جی۔ کیونکہ درام خان کے بابا جان نے اسے سب کے سامنے اگنور کیا ہے) درام خان نے اسے صاف بتایا اسے اس کا یوں سب کے سامنے اگنور کرنا اسے اچھا نہیں لگا تھا۔

وہ بھی ماں کی طرح صرف باپ کی غلطیاں یاد رکھتا تھا ، اس نے خود کی حرکتیں نہیں گنوائی تھیں کے کیسے اس نے سوپ پینے سے انکار کرتے بہانے بنائے تھے۔ پھر ڈائیٹنگ ٹیبل پہ داور خان کو لفٹ بھی نہیں کروائی اور اس سے اپنا زخمی ہاتھ بھی چھڑوایا تھا--- داور خان نے اسکی بات پہ مسکراتے ہوئے سوچا---

Okay I'm sorry I did wrong.....

داور خان نے بیٹے کے آگے ہار مانتے اس کے چھوٹے چھوٹے کانوں کو پکڑتے یہ جملہ ادا کیا، جس پہ درام خان جو باپ کے کمرے میں آنے پہ ہی پگھل چکا تھا اس کے اس جملے پہ اس کے گلے کے گرد ہاتھ باندھ گیا...

No Baba Jan I'm sorry.. I disturbed you from night by taking shower with cold water in this much cold, it's okay if you forgot your promise it was not a big

Deal....

(نہیں بابا جان میں معذرت کرتا ہوں میں نے اتنی سردی میں رات کو ٹھنڈے پانی سے نہا کے آپ کو اتنا ڈسٹرب کیا ۔۔ کوئی بات نہیں تھی اگر آپ اپنا وعدہ بھول چکے تھے۔۔یہ کوئی بہت بڑی بات نہیں تھی۔۔) درام خان نے باپ کے گالوں پہ لب رکھتے فر فر انگریزی میں یہ لفظ ادا کیے۔۔۔

جس پہ داور خان اسے غصہ کنٹرول کرنے پہ لیکچر دیتا، اس کا ہاتھ تھام کے اس پہ لب رکھتا تاصف سے اسے دیکھتا شاید یہ وعدہ لے رہا تھا کہ وہ غصے میں دوبارہ کبھی بھی خود کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔۔۔

اس کی سب سے زیادہ تکلیف درام سے بھی زیادہ اس کے بابا جان کو ہو گی۔۔۔ جس پہ درام نے ہاں میں سر ہلاتے لاڈ سے اسکے گالوں پہ اپنے چھوٹے چھوٹے دانت گھاڑے۔۔۔۔

اب درام خان اور اس کا باپ تھا۔۔ اور ان کا کبھی نہ ختم ہونے والا پیار۔۔۔۔

فارس خان اپنا صبح والا ٹریک سوٹ چینج کر کے شاور لیتا ہوا لائٹ گرین ٹراؤزر میں ملبوس اپنے چٹانی سینے کو تولیے سے رگڑتا صاف کر رہا تھا، ساتھ ساتھ وہ کمرے کے دروازے پہ بھی اپنی نظریں دوڑا لیتا جہاں سے اس کی بیوی آ کے نہیں دے رہی تھی جو صبح سے اسے بے چین کئے ہوئے تھے۔۔۔

اسکی باتیں یاد کرتے فارس خان کے خوبصورت چہرے پہ پھر سے مسکراہٹ دوڑی، ابھی وہ مسکرا ہی رہا تھا جب گل بہار اپنی تیکھی ناک چڑھاتی کمرے میں داخل ہوئی۔۔۔ اسے ڈریسنگ مرر سے دیکھتے فارس خان اپنے چہرے پہ خفگی کے تاثرات سجاتے چہرہ اس کی طرف پلٹ گیا، اب اس کے چہرے پہ مسکراہٹ کا شائبہ تک نہ تھا۔

گل بہار نے اسکے ناراض چہرے کو دیکھتے دروازہ بند کرتے اپنی سکن گرم شال اتارتے ہوئے بیڈ پہ رکھی۔۔۔

KOH NOVELS - URDU

عشقِ ستم..... قسط 44

گل بہار نے اسکے ناراض چہرے کو دیکھتے دروازہ بند کرتے اپنی سکن گرم شال اتارتے ہوئے بیڈ پہ رکھی اور ائیبرو آچکا کے فارس خان کو دیکھا، جو اسے اگنور کرتا بیڈ پہ جا کہ لیٹتا آنکھوں پہ اپنی کہنی رکھ چکا تھا۔۔ تم زیادہ فری نہیں ہو رہے؟؟ کوئی نئی لڑکی دیکھ لی ہے تم نے؟؟ جو تمہارا آئے روز ایٹیٹوڈ ہی ختم نہیں ہو رہا ؟؟ گل بہار اپنے کھلے بال سمیٹتی اس کے یوں اگنور کرنے پہ تپ کے اونچی آواز میں اسے باتیں سناتی ہوئی بولی، جس پہ فارس خان کا دل کیا وہ اپنی خوبصورت بیوی کی گچی مرور دے۔ جس کا ہر وقت یہ ٹیچر والا جھوٹا روعب ختم ہی نہیں ہوتا تھا۔۔ نا تو کہیں یہ شرٹ اتار کے تم خود کو جون سینہ تو نہیں سمجھ رہے؟؟ گل بہار اس کے کوئی بھی جواب نہ دینے پہ اسکے قریب آتی اسکا بازو آنکھوں سے ہٹا کے اسکے کان میں غرائی۔۔ بے بی میں نے کیا کیا؟؟ فارس خان گڑبڑا تا مسکین سی شکل بنا کے اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لے کے بولا، اگر جو فارس خان کی بیوی اس پہ روعب جما کے خوش ہوتا تھی تو فارس خان اسے خوش کرنے کے لئے اسکے روعب میں آنے کی ایکٹنگ کیوں نہیں کر سکتا تھا؟ سب کچھ کر کے یہ جو تم میسنی شکل بنا لیتے ہو نا مجھے بڑا ۔۔۔ ابھی گل بہار غصے سے اپنی بات مکمل کرتی جب فارس خان نے اسکی بات کاٹی۔

پیار آتا ہے؟؟ وہ ہنوز ایسے بول رہا تھا جیسے وہ دنیا میں سب سے زیادہ گل بہار سے ڈرتا ہو۔۔ گل بہار نے دل میں اس کی ایکٹنگ کو داد دی۔ تمہاری شکل ہے پیار کے لائق؟؟ تمہیں زرا شرم نہیں آئی صبح بیوی کو رلاتے ہوئے؟؟ وہ اسکے ہاتھوں سے اپنا ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کرتی ہوئی منہ بنا کے بولی، جیسے ماں اپنے بچے کو معاف کرنے کے بعد بولتی ہے اچھا ٹھیک ہے آجاؤ میرے پاس میں نہیں ماروں گی۔۔ لیکن وہ پھر بھی مارتی ہے، اس وقت گل بہار بھی کچھ ایسی ہی لگ رہی تھی۔

(تو تمہیں زرا شرم نہیں آئی شوہر کی عزت کا سب کے سامنے اچار ڈالتے ہوئے؟؟ وہ دل میں دانت کچکچاتے ہوئے سوچ رہا تھا)۔۔۔

بے بی یہ سب تمہارے لالہ کی وجہ سے ہوا، وہ ہی ہم سب کو چھوٹی ہویلی لے کے گیا تھا بٹ نیکسٹ ٹائم آئی ول بی کئیرفل-- فارس خان چہرے پہ زبردستی کی مسکراہٹ سجاتا اسے منانے کی کوشش کرتے بولا۔ ابھی کے اسکے ناراض ہونے کی کوئی تک نہیں بنتی تھی، ناراض تو فارس خان تھا لیکن اسکی بیوی نے اسکی ناراضگی کو گھاس بھی نہیں ڈالی تھی-- خبردار جو میرے لالہ پہ الزام لگایا تو!! کیا میرے لالہ تمہیں اٹھا کے چھوٹی ہویلی لے کے گئے تھے؟؟ یا میرے لالہ نے تمہیں منع کیا تھا کہ گل بہار اگر فون کرے تو نہ اٹھانا ، نہیں تو گناہ ملے گا!! وہ اپنے لالہ پہ اس کا الزام سنتے ہوئے بچوں سی شکل بناتی اپنی آنکھیں ٹیڑھی کر کے جب کہ ہونٹوں کو مڑوڑتی بھنویں سکیر کے غصے سے بولی، اسکا انداز اتنا پیارا تھا کہ فارس خان کو ٹوٹ کے اس پہ پیار آیا--(لالہ کی چمچی-- وہ پھر سے دل میں تپا تھا---) نہیں میری جان فون کی بیٹری ڈیڈ ہو گئی تھی--- فارس خان ہنوز لہجے میں پیار سموئے بولا رہا تھا-- کیوں ایسی کون سی گرل فرینڈز ہیں تمہاری ، جن سے باتیں کرتے ہوئے تمہاری بیٹری ہی سلامت نہیں رہتی؟؟ اور تمہارے فون کو مرگی کے دوڑے پڑے رہتے ہیں؟؟ وہ اب کی بار پورا زور لگوا کے اپنے ہاتھوں کو چھروانے کی ناکام کوشش میں غرائی، جس پہ فارس خان کا دل کیا وہ اپنا سر پیٹ لے---- تم بھی جانتی ہو میری کتنی گرل فرینڈز ہیں-- اب ایسا تو ہو نہیں سکتا کہ بہار بے بی نے میرا فون بھی چیک نہ کیا ہو؟؟ فارس خان دانت کچکچاتے آئیبرو آچکا کے بولتا اسے جھٹکا دے کے اپنی گود میں گرا چکا تھا، جس پہ گل بہار جو اس کی بات پہ گڑبڑائی تھی کیونکہ وہ واقعی ہی اسکا فون چیک کرتی رہتی تھی اس اچانک افتاد پہ اس کے برہنہ کندھوں کو تھام گئی----

تم-تمہارے --فو--فون---میں---- حلیمہ، شائستہ ، شانزے- --اور بھی---کتنی--لڑکیوں --- کا-نمبر میں نے خود دیکھا، بیوی سے جھوٹ بولتے ہوئے شرم نہیں آتی تمہیں --- وہ پہلے گڑبڑا کے بولتی آخر میں چیخی تھی۔ آفس کلائنٹس ہیں وہ میری!!! ان کے نمبر کے ساتھ میں نے کلائنٹ بھی لکھا تھا ، اگر جو تم نے غور سے پڑا ہو تو!! وہ اسے آنکھیں دکھاتا ہوا بولا--- آنکھیں پھوڑ دوں گی میں تمہاری، تمہیں شرم نہیں آتی بیوی کو آنکھیں دکھاتے ہوئے--- وہ پھر سے

بچوں کی طرح منہ بناتے اسکی آنکھوں پہ اپنی ہتھیلی مارتی اسے شرم دلانے والے انداز میں بولی، جس پہ فارس خان نے اسکے انداز پہ اپنی مسکراہٹ ضبط کی---

اور بیوی کو شرم نہیں آتی شوہر پہ یوں گندے بچوں کی طرح چلاتے ہوئے--- وہ پیار سے اسکا چہرہ تھامتا ہوا اس کے گالوں پہ زور سے لب رکھتے اسے گلے سے لگا گیا، جس پہ گل بہار کے گال دہکے---

گل بہار نے اسکی گردن پہ جھکتے زور سے اپنے دانت گھاڑے، وہ شاید کسی بات کا بدلہ اتار رہی تھی جو وہ اپنے دانتوں کا زور بڑھائے جا رہی تھی--- فارس خان تو حیرانگی سے اسے دیکھ رہا تھا، ایسا بدلہ تو وہ ہمیشہ اپنی سانسیں بند کرنے پہ لیتی تھی--- تو ابھی تو فارس خان نے اس کے لبوں کو چھوا تک نہ تھا اور اس کی بیوی غصے میں تھی، فارس خان کو اپنے اردگرد خطرے کی گھنٹی بجتی ہوئی محسوس ہوئی۔ ایسا نشان میں نے یہی پہ دیکھا تھا، جب تم بڑی ہویلی میں زبردستی میرے کمرے میں گھسے تھے اور بولتے ہو تمہاری کوئی گرل فرینڈ نہیں ہے؟؟ اتنے تم شریف!! شکل دیکھی ہے اپنی، شکل سے ہی فلرٹر لگتے ہو--- گل بہار اسکی گردن پہ اپنے دانتوں کے نشان پہ انگلی مارتی جان بوجھ کے اس کی خوبصورت شکل کو نشانہ بناتے غصے میں بولی--- اسے اچانک فارس خان کی گردن پہ بنا ہوا دانتوں کا وہ نشان یاد آیا، جب وہ آٹھ سالوں بعد پہلی بار لال ہویلی گیا تھا اور وہ اس نشان کو پتا نہیں کیا کیا سمجھ رہی تھی ابھی کہ وہ ساحر خان کا غصے میں دیا گیا نشان تھا---

بہار بے بی وہ تمہارے لالہ --- ابھی فارس خان چکراتے سر سے اسکے الزاموں پہ اسے کوئی صفائی دیتا جب گل بہار نے اسکی بات کاٹی۔

ہاں لگا لو اس کا بھی الزام میرے لالہ پہ!! لیکن میں تمہیں ایک بات پہلے ہی بتائے دے رہی ہوں میرے لالہ کا ٹیسٹ اتنا گندہ نہیں ہے چیپ خان!!! وہ پھر سے اپنی شہادت والی انگلی اٹھائے غرائی، جس پہ فارس خان نے آئیبرو آچکا کے اسے دیکھا تھا نظروں کا مطلب صاف تھا پھر تمہارا ٹیسٹ اتنا گندہ کیوں ہے؟؟ جس پہ گل بہار نے اپنی تیکھی ناک چڑھاتے اسے گھور کے دیکھا، اس کی نظروں کا مطلب بھی صاف تھا یہ بات منہ سے بول کے بتاؤ

پھر میں تمہیں بتاؤں--- وہ دونوں اس وقت آنکھوں ہی آنکھوں میں بات کرتے بہت کیوٹ لگے تھے--- ویسے بندہ اگر شادی شدہ ہو؟ اور خان ہو؟؟ تو شرم دفن ہو ہی جاتی ہے؟ رائٹ؟؟ فارس خان کے دل میں پتا نہیں کیا سمائی جو وہ اسکی کمر پہ گرفت مضبوط کرتا اسے اپنے پاس کھینچتا آئیبرو اچکاتے ہوئے ایک سائیڈڈ مسکرا کے بولا، جس پہ گل بہار کے چہرے کا رنگ فق ہوا--- اس نے حیرانگی سے اسے دیکھا، جو اسے دیکھ کے زچ کرنے والے انداز میں مسکرا رہا تھا---! اس نے اس کی باتیں کہاں سنی تھیں؟ اور کس مقدار تک سنی تھیں-- یہ سوچ آتے ہی گل بہار کا چہرہ شرم و حیا سے چھلکنے لگا، اسے اپنے ہاتھ پیر پھولتے ہوئے محسوس ہوئے---

لیکن ابھی تو ہم نے شادی شدہ والا کوئی کام کیا ہی نہیں تو پھر تمہا--- ابھی فارس خان اس کے کان میں بے باک سرگوشی کرتے اسے شرم سے کانپنے پہ مجبور کرتا، گل بہار اس کے منہ پہ ہاتھ رکھتی اسکے برہنہ سینے میں اپنا چہرہ چھپا گئی۔ فارس خان کی خوبصورت مسکراہٹ گہری ہوئی---

کیا خیال ہے پھر؟؟ وہ اسکا ہاتھ اپنے لبوں سے ہٹاتا ان پہ پیار سے اپنے لب رکھتا زومعنی انداز میں پھر سے اسکے کان میں گھمبیر سرگوشی کرتا اسے کانپنے پہ مجبور کر چکا تھا---

میں---میں-- تم۔تمہارا۔من۔منہ---توڑ---دوں---گی۔فا۔فارس---خا۔خان--- وہ اسکے سینے کے سنہری بال کھینچتی مصنوعی سا غرائی، اس کی باتیں سنتے اسکی جان ہوا ہو رہی تھی اور وہ اسے تنگ کرتا ہوا اسکے کان میں مزید بے باک سرگوشیاں کرتا اسکا وجود لرزا چکا تھا۔ اچھا کچھ نہیں کر رہا میں ریلکس--- اسکے کانپتے وجود اور شرم و حیا سے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھتے فارس خان نے قہقہ لگاتے اسکے لبوں پہ اپنے لب رکھے، گل بہار شرم سے نظریں جھکائے اسکا کندھا تھام چکی تھی--- جس پہ فارس خان نے مزید بے خود ہوتے اسکی سانسوں پہ اپنی حکمرانی کرتے کتنی ہی دیر اسکی سانسوں کے ساتھ کھلواڑ کیا---

---

KOH NOVELS URDU

ابھی دو دن پہلے ہی گل بہار اور زرلاشتہ خان اپنی رخصتی کے ایک ہفتے بعد اپنی اپنی حویلی روانہ ہوئی، جس پہ وہ دونوں تو بے تحاشہ خوش تھیں لیکن ان کے بندے منہ لٹکائے گھوم رہے تھے لیکن ان کی بیویوں کی تو جیسے جوتی کو بھی پروا نہیں تھی--- ساحر خان نے اس ایک ہفتے میں زرلاشتہ خان کو جتنا اپنی بے باک باتوں سے تنگ کیا تھا اتنا ہی پیار بھی دیا تھا، جس پہ زرلاشتہ خان کبھی شیرنی بن جاتی اور کبھی بھیگی بلی کا روپ اختیار کر لیتی--- ساحر خان کو اسکی یہی معصوم ادائیں تو بھا جاتیں تھی لیکن زرلاشتہ خان اس کی ہر بات کا کم ہی اور مختصر سا جواب دیتی تھی--- وہ اس سے بے تحاشہ ناراض تھی اور کبھی بھی معاف نہیں کرنا چاہتی تھی--- جس پہ ساحر خان نے بھی معافی مانگنے کی زحمت نہیں کی تھی اور اسے کوئی بھی تحفہ نہ دینے کی تو جیسے اس نے قسم کھائی ہوئی تھی اور اس کی یہی حرکتیں زرلاشتہ خان کو مزید سلگھاتی تھیں--- اس نے بھی بدلہ لیتے پچھلے دو دنوں سے ساحر خان کا ایک بھی فون نہیں اٹھایا تھا۔۔

وہ جو دیوانوں کی طرح دن رات اسے کال کر رہا تھا، اسکی تڑپ دیکھتے زرلاشتہ خان کو شاید کچھ مزہ آ رہا تھا۔۔ وہ پھر سے بچپن جیسی شرارتی ہو رہی تھی۔۔ شاید ساحر خان کے یوں لاڈ اٹھانے کی وجہ سے--- اس کے فون نہ اٹھانے پہ ساحر خان بھی پھر جب اپنی آئی پہ آتا تو اسے کتنے ہی بے باک اور رومانٹک موویز کے کلپس بھیجتا reelsمیسج کرتے جان بوجھ کے ہاٹ اور نیچے ایک میسج لکھنا نہیں بھولتا تھا۔

“We will try this soon”

زرلاشتہ خان میسجز پڑھ کے سرخ گلابی اور پتا نہیں کیا کیا ہوتی رہتی لیکن اس کے ایک بھی میسج کا جواب نہیں دیتی تھی---

گل بہار کی تو پھر بات ہی الگ تھی، وہ لال ہویلی میں ہوتے ہوئے بھی فارس خان کی نگرانی نہیں چھوڑتی تھی--- اسے ہر پانچ منٹ بعد فارس خان کا میسج یا پھر "بہار بے بی" ہی کیوں نا ہو۔۔ اگر جو فارس "hiچاہیے تھا، چاہے وہ " خان اسے کبھی ایک گھنٹہ میسج کرنا بھول جاتا،

تو وہ اسکی اچھی خاصی کلاس لیتے ہوئے یہ الفاظ ضرور سناتی "کہ کس ماں کے ساتھ لگے ہوئے تھے تم جو تمہیں بیوی یاد نہ آئی؟؟" اور بدلے میں فارس خان مسکراتا ہوا بے باک باتیں کہتے اسکی زبان کو بریک لگوا دیتا۔ گل بہار کو وہ بہت اچھا لگتا تھا جب وہ اسکے ساتھ پیار بھری باتیں کرتا تھا۔ اسے اس کے پیار کی عادت ہو چکی تھی، لیکن شوہر کو تڑپانے کا مزہ بھی الگ ہی تھا اسی لئے وہ اسے سنا چکی تھی وہ دو ہفتوں تک نہیں آئے گی--- گل بہار اور زرلاشتہ خان اپنی طرف سے ایک سے دو ہفتوں کے لئے اپنی اپنی ہویلی میں ڈیرے جمانے آئیں تھیں لیکن شاید وہ ابھی تک اپنے شوہروں کو ٹھیک سے نہیں جانتی تھیں---

---

ساحر خان تم کیا سمجھتے ہو؟ دانیال شاہ کو اٹھوا لو گے اور عالیان شاہ تم لوگوں کو بخش دے گا؟ کیا میں نہیں جانتا کہ یہ سب تم تینوں ہویلی والوں کی ملی جلی سازش ہے؟؟ میں تم خانزادوں پہ ایسا وار کروں گا کہ تم لوگ اپنے پیدا ہونے پہ پچھتاؤ گے--

میں کیا پورا سوات جانتا ہے کہ تم تینوں ہویلیوں کی جان اس چھوٹے سے طوطے "درام خانزادہ" میں اٹکی ہے-- اگر ایک ہفتے کے اندر اندر تم لوگوں نے میرے دادا کو آزاد نہ کیا تو تم سب کو بہت بڑا خسارہ اٹھانا پڑے گا جو درام خانزادہ کی صورت میں ہو گا---- یہ ساحر خان کو پانچ دن پہلے موصول ہونے والا ایک پرائیویٹ نمبر سے کیا گیا میسج تھا، اس نمبر پہ دوبارہ کال نہیں ہو رہی تھی۔ نہ ہی لوکیشن ٹریس کی جا رہی تھی، ہویلی کے تمام لڑکے اس میسج سے واقف تھے اور تقریباً ہر روز ہی اس پہ ایک میٹنگ کرتے تھے۔ وہ سب درام خان کو خود سے زیادہ پروٹیکٹ کیے ہوئے تھے۔ ساحر خان نے داور خان کو یہ تک کہہ دیا تھا کہ وہ دانیال شاہ کو آزاد کرنے کے لئے تیار ہے، وہ درام خان کو کبھی بھی اس دشمنی کی بھینٹ نہیں چڑھنے دے گا لیکن داور خان کا کہنا تھا وہ سب اکھٹے ہیں اور عالیان شاہ اکیلا وہ کبھی بھی ان کی ہمت اور ان کے جھٹ کا مقابلہ نہیں کر سکتا --- وہ کبھی بھی کسی صورت دانیال شاہ کو نہیں چھوڑیں گیں جس نے ان کی ہویلیوں میں انتشار بھرپا کرواتے صف ماتم بچھوائی تھیں اور درام خان کے پاس جب اتنے

مضبوط سہارے اس کے باپ، چاچو اور ماموں کی صورت میں ہوں گے تو کوئی اس کا بال بھی بھیکا نہیں کر سکتا لیکن وہ عالیان شاہ سے ڈر کے کسی صورت نہیں بیٹھیں گیں--- داور خان نے کس طرح سے اپنے بیٹے کے بارے میں عالیان شاہ کی یہ دھمکی برداشت کی تھی یہ صرف وہ ہی جانتا تھا۔ ورنہ اس کا بس نہیں تھا "عالیان شاہ ابھی اسکے سامنے ہو اور وہ اسے اپنی بندوق سے بھون کے رکھ دے" اور باقی سب کا بھی حال اس سے کچھ مختلف نہ تھا--- وہ سب اسکے دھمکی بھرے میسج سے غصے سے پاگل ہوئے اور اس کا غصہ انہوں نے اسکے دادا پہ اتارا جو ایک ڈھیٹ اور شاتر انسان تھا۔ جس پہ انہوں نے اپنے ولیمے کے اگلے دن چھاپا مارا تھا، جو سوات میں اپنی شاندار سی ہویلی چھوڑے چالاکی سے ناران میں ایک چھوٹے سے گھر میں قیام پذیر اپنے پوتے کے ہاتھوں خانزادوں کو تباہ کروانے کی نئے سرے سے پلینگ کر رہا تھا اور اسکا پوتا یہاں نہ ہوتے ہوئے بھی اپنے ریسورسز سے سعد خان ، رایان خان اور فارس خان پہ بدترین حملہ کروا چکا تھا۔ تمام ہویلیوں کے خانزادہ اپنی طرف سے تو عالیان شاہ کو مات دینے کے لئے اپنی پوری جان لگا کے پلینگ کر رہے تھے۔ لیکن وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ عالیان شاہ بھی کوئی کچا کھلاڑی نہیں ہے، اس نے اس دفعہ ان سب کی سوچ سے بھی دور کی پلینگ کی تھی اور اس کی وارننگ میں صرف دو دن باقی تھے اور اس دفعہ واقعی ہی ہار شاید "خانزادوں" کا مقدر بننی تھی---- شاید---

---

زرش خان پورے پانچ دن سے آفس نہیں آئی تھی، جو بھی تھا وہ سجاول خان کے چیلنجنگ انداز کو واقع ہی سیریس لے چکی تھی اور آجکل جیسی وہ بے باک حرکتیں کر رہا تھا کوئی بعید نہیں تھی اگر وہ اگلے روز ویسٹرن ڈریسنگ میں اسکے آفس میں قدم رکھتی تو واقعی ہی غصے میں اس کے منہ لگتے اسکے ہوش ٹھکانے لگا دیتا اور کچھ وہ اسکے سامنے جا کے کمزور نہیں پڑنا چاہتا تھی۔ وہ اس سب سے چند دن بریک چاہتی تھی، وہ جب جب سجاول خان کو دیکھتی تھی اسے ہمیشہ سے اسکی بغل میں ہرا خان کا دلہن بنا عکس نظر آتا تھا جو اسے خون کے آنسو رونے پہ مجبور کر دیتا تھا۔ لیکن ابھی کل ہی ضرار خان نے اسے اپنی ہرا خان کے متعلق پسندیدگی کا بتاتے ساری بات

اسکے گوش و گزار کی، جسے سنتے زرش خان پہ حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹے تھے۔ وہ سجاول اور ہرا خان کی شادی کے بارے میں کیا کیا نہیں سوچ چکی تھی اور کتنی ہی بار اس نے سجاول خان کو اسکی منگ کے طعنے دیتے اس پہ جملے کسے تھے اور وہ بھی کتنا میسنا تھا کبھی بھی اپنی زبان سے اقرار نہیں کیا تھا کہ ہرا خان کی شادی اس سے نہیں بلکہ ضرار خان سے ہو رہی ہے۔ اگر جو ضرار خان کو پتا چلتا کہ زرلاشتہ خان اور اس کی لاڈلی بہن زرش خان اسکی منگ کو اپنے خیالوں میں کس کس کی دلہن بنا چکی ہیں، تو وہ پتا نہیں کیا کر جاتا۔۔ اور اگر جو ہرا خان کو پتا چلتا اس کی کزنز اسے اپنی اپنی لو سٹوری کی ولن بنا چکی ہیں۔۔ تو وہ ان کی واٹ لگا کے رکھ دیتی

اور کچھ زرش خان کو خود پہ افسوس بھی تھا کہ وہ اپنے دکھوں میں تو ہویلی میں ہر کسی سے جیسے بائے کاٹ کر چکی تھی جو اسے اپنے اکلوتے لالہ کی شادی کا سب سے آخر میں پتا چلا تھا۔ وہ اپنے لالہ کے لئے دل سے خوش تھی اور اس سے وعدہ بھی کر چکی تھی کہ وہ اس کی شادی کو سب سے خاص بنائے گی، جس پہ وہ مسکراتا ہوا اس کی باتیں سن رہا تھا۔

ضرار خان نے زرش خان کو سجاول خان کے آفس میں کام کرنے سے روکا نہیں تھا۔ وہ یہ نہیں چاہتا تھا کہ اسکی بہن یہ محسوس کرے کہ اسکا لالہ اسکی سجاول سے محبت جاننے کے بعد اس پر سے اعتبار کھو چکا ہے، اس لئے اسے سجاول کے آفس میں جاب کرنے سے منع کر رہا ہے بلکہ ضرار خان نے اسے اپنے سینے سے لگاتے مزید مضبوط بننے کا لیکچر دیا اور اس سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اپنی لاڈلی زری کو مزید بکھرنے نہیں دے گا۔

آج پانچ دن بعد زرش خان نے مزید مضبوطی سے "سجاول خانزادہ انٹرپرائز" میں قدم رکھا، وہ سفید پیروں کو چھوتی پٹھانی فراک میں ملبوس گلے میں سفید ہی دوپٹہ لئے اپنے کالے سٹریٹ خوبصورت بالوں کو کھولے ہوئے تھی۔ اس نے آج پہلی بار پٹھانی فراک زیب تن کی اور وہ اپنی ہیزل آنکھوں کے ساتھ چہرے پہ میک اپ کے نام پہ ہونٹوں پہ صرف سرخ آئیلی سا لپ گلوز لگائے ، ناک میں نقطے جتنی ہیرے کی لونگ پہنے اپنی سرخ و سفید رنگت کے ساتھ بے تحاشہ خوبصورت سی پٹھانی لگ رہی تھی۔ اس نے اپنی مورے

کے کہنے پہ زرلاشتہ اور گل بہار کے ساتھ بچپن میں ہی اپنا ناک بنوایا تھا لیکن اس میں لونگ پہننے کی زحمت کبھی نہیں کی۔ یہ لونگ اسے اس کے لالہ ضرار خان نے اسکی اسی سال کی سالگرہ پہ تحفے میں دی اور اس سے بولا تھا کہ جس دن وہ یہ لونگ پہنے گی اسکے لالہ کو اچھا لگے گا۔۔ ان کی ہویلی میں تقریباً سب پٹھانیاں ہی لونگ پہنتی تھی سوائے زرش خان کے۔۔۔ آج زرش خان جب تیار ہو رہی تھی ، پتا نہیں اسکے دل میں کیا سمائی کہ اس نے ضرار خان کی دی ہوئی لونگ نکال کے پہن لی۔ شاید وہ اس پٹھانی فراک میں دینا چاہ رہی تھی، لیکن اتنا بڑا دوپٹا (lookآج خود کو مکمل پٹھانی والی لک(اس نے آج بھی سر پہ لینے کی زحمت نہیں کی تھی۔

سجاول خان آج بھی نو بجے ہی اپنے آفس میں آ چکا تھا اور پچھلے پانچ دنوں کی طرح اپنی کرسی سے ٹیک لگائے زرش خان کے انتظار میں تھا۔ اس نے اسکے اکاؤنٹ میں اس کے کہنے پہ ڈبل کی جگہ ٹرپل سیلری ٹرانسفر کی تھی تا کہ اس کے پاس ان چھٹیوں کا کوئی بھی غیر ضروری بہانہ نہ ہو۔۔۔ لیکن اسے تو جیسے سیلری سے کوئی فرق ہی نہیں پڑتا تھا ، نہ وہ کمپنی کی کوئی کال اٹھا رہی تھی اور نہ ہی وہ سجاول خان کی کسی کال کا جواب دے رہی تھی۔ سجاول خان پچھلے کتنے ہی دنوں سے نہیں سویا تھا، اسکی آنکھوں کے پردوں میں سوتے جاگتے اٹھتے بیٹھتے صرف زرش زمان خان کا عکس لہراتا رہتا تھا۔ اسکی ڈارک براؤن سرخی چھائی آنکھیں راتیں جاگنے کی چغلی کر رہی تھیں، وہ اس وقت بلیک شلوار قمیض میں ملبوس بلیک ہی مردانہ شال گلے کے گرد لٹکائے پیروں پہ پشاوری چپل پہنے ہوئے تھا۔ اپنے ڈارک براؤن بالوں کو ماتھے سے پیچھے کرتا اپنی بڑھی ہوئی شیو پہ بے چینی سے ہاتھ پھیر رہا تھا جو اس پہ کمال جچ رہی تھی، اسکے دل کو چین کسی صورت میسر نہیں آ رہا تھا۔ سجاول خان بھی شاید آج اپنے آفس میں پہلی بار شلوار قمیض پہن کے آیا تھا، جس پہ ہر لڑکی اس خوبصورت پٹھان کو دیکھ دیکھ کے آہیں بھر رہی تھیں۔ زرش خان بمشکل اس پیروں کو چھوتی فراک کو سنبھالتے سجاول خان کے آفس روم میں داخل ہوئی۔ آفس میں قدم رکھتے ہی اس نے گہری سانس ہوا کے سپرد کی۔ زرش خان کی مخصوص خوشبو محسوس کرتے سجاول خان جو آنکھیں موندے ہوئے تھا، اس نے اپنی سرخی

چھائی ڈارک براؤن آنکھوں کو کھولتے سامنے دیکھا۔ جہاں وہ پریوں سا حسن لئے خوبصورت سی شہزادی اپنے دھیان کھڑی گہری سانس بھرتی شاید خود کو کسی بات پہ کوس رہی تھی۔

سجاول خان کی نظریں اٹھی اور انہوں نے اس حسن سے نظریں ہٹانے سے انکار کیا، وہ اتنی خوبصورت لگ رہی تھی کہ سجاول خان کا نظریں ہٹانا محال تھا۔ سجاول خان کا دل کیا وہ اسے پوری دنیا سے چھپا کے اپنے سینے میں قید کر لے، وہ اسے پانچ دنوں بعد دیکھ رہا تھا اور سجاول خان کی حالت ایسے تھی جیسے پیاسے کو کنواں ملا ہو۔ اس کی نظریں کسی عبادت کی طرح اس کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں، راستے میں وہ زبردستی مسکراتے ہوئے آفس کے کتنے ہی کولیگز سے اپنی تعریفیں بٹور کے آ چکی تھی۔ تو کیا وہ اسکے چیلنجنگ انداز سے ڈر کے ایسٹرن ڈریسنگ کر کے آئی تھی؟ سجاول خان نے محضوض ہوتے دل میں سوچا لیکن جو بھی تھا وہ اسے اس بات کا طعنہ نہیں دینے والا تھا۔ وہ مکمل لباس میں آئی تھی اس کے لئے یہی کافی تھا، لیکن اسکی فراک کا اوپری حصہ چست اور گلے میں دوپٹا دیکھتے اس نے بری طرح سے جبڑے بھینچے۔ آگر وہ دوپٹا سر پہ لے لیتی یا سینے پہ پھیلا لیتی تو اسے کون سی موت پر جانی تھی، سجاول خان دل میں صرف سوچ کے رہ گیا۔خود پہ نظروں کی تپش محسوس کرتے زرش خان نے نظریں اٹھا کے سامنے دیکھا، جہاں وہ شہزادوں سی آن بان لئے کالی شلوار قمیض میں ملبوس اپنے ڈارک براؤن سلکی بالوں میں ہاتھ پھیرتا اس پہ نظریں جمائے واقع ہی کسی ریاست کا شہزادہ لگ رہا تھا۔ زرش خان کا بھی حال اس سے کچھ الگ نا تھا، وہ بمشکل اس سے نظریں ہٹاتے اپنے ٹیبل کی طرف بڑھی۔ جو سارا حسن خود میں سموئے ہوئے تھا، اسے اتنا خوبصورت ہونے کا کوئی حق نہیں تھا زرش خان نے دل میں سوچا۔

دونوں کے دل ایک ہی لے پہ دھڑکتے ایک دوسرے کے چہرے کا طواف کرنا چاہ رہے تھے، لیکن زرش خان اپنی نظروں پہ قابو پاتی اپنا لیپ ٹاپ کھول چکی تھی۔ وہ اسے شلوار قمیض میں کتنا پیارا لگتا تھا زرش خان لفظوں میں بیان نہیں کر سکتی تھی۔ وہ اس وقت رایان خان کے مطابق واقع ہی آدھا انگریز اور آدھا خان لگ رہا تھا۔ لیکن وہ کیوں اس کے بارے میں یوں سوچ رہی

تھی؟؟ وہ کیسے اپنی ریجیکشن بھول سکتی تھی؟؟ وہ کیسے اپنی عزت نفس کا مجروح ہونا بھول سکتی تھی جو اسی خوبصورت انسان نے روندھی تھی---
کبھی نہیں--- زرش خان نے اسکی طرف نہ دیکھنے کا مضبوطی سے اپنے دل میں ارادہ باندھتے اپنا دھیان کام پہ لگایا تھا، لیکن سجاول خان خود کا کیا کرتا جس کا کام میں زرا دل نہیں لگ رہا تھا۔ وہ اپنی کالی شال کا ایک حصہ گلے میں کسی مفلر کی طرح ڈال کے اپنی کرسی سے کھڑا ہوتا زرش خان کے ٹیبل کی طرف بڑھا۔ زرش خان جو اپنے کام میں مصروف ہو چکی تھی ، سجاول خان نے ایک ہی جھٹکے میں اسکی کرسی پکڑ کے اپنی طرف کھینچتی اور اس کی کرسی کے دائیں بائیں ہاتھ رکھتے اسے ٹکٹکی باندھ کے دیکھنا شروع کیا جیسے وہ اسکی گرل فرینڈ یا بیوی ہو۔

What is this behaviour Mr. Sajawal khan??

Leave my chair....

زرش خان کو تو اسکی حرکت پہ جیسے پتنگے لگے، وہ اسے خود پہ جھکتے دیکھ کے غرائی۔

سجاول خان نے اسکی بات اگنور کرتے اپنا ہاتھ بڑھاتے اسکے گلابی ہونٹوں سے یہ سرخ رنگ اتارا، جو اسے بار بار اسکے ہونٹوں کی طرف متوجہ کر رہا تھا اور بھی ناجانے کتنے لوگوں کو کرے گا---

Are u mad sajawal khan??

وہ اس کی حرکت پہ پھر سے تپتی ہوئی غرائی اور اسکے ہاتھ کو غصے سے اپنے ہونٹوں سے پیچھے کیا جو ریلکس انداز میں اسکی لپسٹک اتار چکا تھا---
بہت خوبصورت ---

سجاول خان کسی ٹرانس کی کیفیت میں اسکی لونگ کو اپنے ہاتھ کی پوروں سے چھوتا اسکے کان میں گھمبیر آواز میں سرگوشی کر گیا۔ اسے اسکے ناک پہ یہ لونگ بری طرح سے اٹریکٹ کر رہی تھی۔ زرش خان اسکی تعریف پہ حیران سی اسے دیکھ رہی تھی، جو شاید آج پہلی بار اتنی نرمی سے اسکی طرف دیکھتا اسکے کان میں پیار بھری سرگوشی کر رہا تھا۔ زرش خان

KOH NOVELS - URDU

کو اپنے کانوں پہ یقین کرنا مشکل ہو رہا تھا، اسکی تعریف پہ پتا نہیں کیوں قدرتی اسکے گال دہک کے لال ہوئے تھے۔

سجاول خان نے حیرانگی سے اسکے گلابی ہوتے گال دیکھے کیا وہ اس سے شرما رہی تھی؟؟ لیکن اس کا چہرہ تو سپاٹ تھا اور وہ غصے سے اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کر رہی تھی، شاید یہ سرخی غصے کی تھی سجاول خان نے دل میں سوچا تھا-----

دور ہٹو سجاول خانزادہ---- زرش خان ابھی مزید چیختی اسے خود سے دور کرتی، جب زرش خان کے آئی فون پہ مسٹر بہرام خان کا نام جگمگایا۔ رنگ کی آواز پہ زرش کے ساتھ ساتھ سجاول خان کی نظریں بھی اس کے فون پہ پڑی، اس کے فون پہ بہرام خان کی کال آتے دیکھ کے سجاول خان نے حیرانگی سے اسکے فون کو دیکھتے زرش خان کو دیکھا وہ کیوں اسے فون کر رہا تھا؟؟ سجاول خان کا رواں رواں اس سے یہ سوال کر رہا تھا۔

یس مسٹر خان؟ زرش خان نے ہاتھ بڑھاتے فون یس کرتے کان کو لگایا، اس کے منہ سے آج پھر مسٹر خان سنتے سجاول خان کا پورا وجود کسی بھٹی کی مانند سلگ رہا تھا۔ آنکھوں میں شدید سرخی چھائی تھی، اس کا دل کیا کہ ابھی اور اسی وقت بہرام اس کے سامنے ہو اور وہ اس کا قتل کر دے جو ہنوز اس سے بے تکلفی بڑھانے کی کوشش کر رہا تھا۔

Yes I know... I will come at 12pm hope so....

دوسری طرف بہرام خان شاید یہ پوچھ رہا تھا کہ وہ کب آئے گی، جس پہ زرش خان اپنے چہرے پہ زبردستی کی مسکراہٹ لاتی نرمی سے بولی۔ سجاول خان نے غصے سے ہاتھ بڑھاتے اس کے کان سے فون کھینچنا چاہا، جب زرش خان نے اسے خود سے دور کرتے اپنی کرسی پیچھے کرتے بہرام خان سے بات جاری رکھتے اس کی ہلکی پھلکی باتوں کا جواب دیا۔ بہرام خان نے پہلی ہی میٹنگ پہ اس سے نمبر ایکسچینج کیا تھا اور زرش خان بھی اس کے لہجے میں تمیز، تہذیب اور نرمی دیکھتی اسے اپنا نمبر دے چکی تھی۔ بہرام خان نے بھی اس سے دوستی بڑھانے کی غرض سے لگے ہاتھ اسے اپنے کسی پراجیکٹ کی ہیلپ کے لئے ہائیر کرنا چاہا، جس پہ زرش خان نے

سوچنے کا وقت مانگا اور اسے بتایا کہ وہ جب بھی فری ہو گی اسے انفارم کر دے گی بس ڈیزائنز میں ہیلپ ہی کرنی تھی۔ اگر کچھ دن وہ اسکی ہیلپ کر دے گی اور اسکا بھلا ہو جائے گا۔ تو کیا جائے گا اور ویسے بھی وہ کون سا فری کر رہی تھی وہ اسے اچھی خاصی سیلری آفر کر چکا تھا۔ زرش خان نے کل ہی اسے فون کر کے بتایا کہ وہ صبح اس کے آفس اس کے پراجیکٹ پہ بات کرنے آئے گی ، وہ خود کو زیادہ سے زیادہ مصروف کرنا چاہ رہی تھی تاکہ اسے سجاول خان کو سوچنے کا موقع ہی نہ ملے۔۔ جس پہ بہرام خان نے خوشی سے اسے دعوت دی اور اب صبح ہی صبح وہ اسے فون کر کے یاد دلا چکا تھا کہ آج اسے "بہرام خانزادہ انڈسٹریز" آنا ہے۔۔۔ سجاول خان زرش خان کی حرکت پہ تپتا ہوا اس کی چئیر کو پھر سے اپنے نزدیک کھینچ چکا تھا اور اسے فون بند کرنے کا اشارہ کیا لیکن زرش خان آئیبرو آچکا کے اس کی بات اگنور کرتے ہنوز بہرام کی بات کا جواب دے رہی تھی۔ نہیں مسٹر خان آپ کو پک کرنے کی ضرورت نہیں ہے، میں خود آ جاؤں گی شکریہ۔۔۔ زرش خان اسے ہنوز نرمی سے جواب دے رہی تھی جس پہ سجاول خان نے تنگ آتے غصے سے تپتے اسکے کان سے فون کھینچتے زور سے سامنے دیوار پہ مارا جو سجاول کا شاید فیورٹ کام تھا۔۔۔ فون توڑنا۔۔۔ واٹ دا ہیل سجاول خان۔۔۔ زرش خان اس کی حرکت پہ حیرانگی اور غصے کے ملے جلے تاثرات لئے چیخی۔کیوں فون کیا اس سالے نے تمہیں؟؟ سجاول خان اسکی چیخ اگنور کرتا اس کی چئیر پہ مزید جھکتا ہوا اپنا چہرہ اس کے چہرے کے بے حد قریب کرتا دبی دبی آواز میں غرایا۔

میں تمہیں بتانا ضروری نہیں سمجھتی سجاول خان۔۔۔ وہ بھی غرائی اور اس کے ہاتھ اپنی کرسی سے ہٹانے کی کوشش میں وہ اسکے حکمیہ اور حق جتانے والے لہجے پہ غصے سے پاگل ہو رہی تھی۔

ڈیم اٹ ، تمہاری ہمت کیسے ہوئی اس کے ساتھ نمبر ایکسچینج کرنے کی؟؟ سجاول خان اپنا ہاتھ اسکی چئیر پہ مارتا شدید غصے سے غرایا۔کیوں تم میرے باپ ہو؟ جس سے اجازت کے بغیر میں کوئی کام انجام نہیں دے سکتی؟؟ زرش خان بھی اپنی ہیزل آنکھیں اسکی سرخی چھائی ڈارک براؤن آنکھوں میں گھاڑتی غرائی۔ اپنے لالہ سے اور اپنی مورے سے پوچھنا !! کون

KOH NOVELS - URDU

ہوں میں اور تم پہ کتنا حق رکھتا ہوں زرش خان!! اس لئے بکواس کرو کیوں فون کیا اس نے تمہیں ؟؟ وہ اسکے جبڑے کو اپنے ہاتھ میں جھکڑتا پھر سے غرایا۔ اسکی پہلی بات پہ زرش خان نے آنکھوں میں تحیر لئے اسکی طرف دیکھا جس کا چہرہ شدید غصے سے سرخ پڑ رہا تھا۔ کیوں ایسا کون سا حق رکھتے ہو تم مجھ پہ جو میرے علاوہ سب جانتے ہیں؟ زرا مجھے بھی تو بتاؤ سجاول خان ؟؟ کہیں تم میرے کسی زمانے کے بچھڑے ہوئے بھائی--- ابھی زرش خان اپنا جبڑا اس سے چھڑواتی مزید بولتی جب سجاول خان نے غراتے ہوئے اسکی بات کاٹی۔

بھائی مائے فٹ--- منگ ہو تم سجاول خانزادہ کی زرش زمان خان!!! سجاول خان اتنی اونچی آواز میں دھاڑا کہ زرش خان کو اپنے کان کے پردے پھٹتے ہوئے محسوس ہوئے۔ اسکا دل دھڑکنا بھول چکا تھا، وہ آنکھوں میں شدید حیرانگی لئے اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ ایسا کیسے بول سکتا تھا؟ ایسا کب ہوا تھا! اور اگر ہوا بھی تھا تو زرش خان کیوں نہیں جانتی تھی؟؟ بھائی مائے فٹ--- منگ ہو تم سجاول خانزادہ کی زرش زمان خان!!! بھائی مائے فٹ--- منگ ہو تم سجاول خانزادہ کی زرش زمان خان!!! بھائی مائے فٹ--- منگ ہو تم سجاول خانزادہ کی زرش زمان خان!!! زرش خان کو کتنی ہی بار اس جملے کی گونج اپنے کانوں میں سنائی دے رہی تھی ، اس کی بات قطآ اگنور کیے جانے کے قابل نہیں تھی۔

عشقِ ستم..... قسط 45

یہ کیا بکواس ہے سجاول خان؟؟ زرش خان مفلوج ہوتے دماغ کے ساتھ چیخی، جب سجاول خان نے اسکی نازک کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے چئیر سے اٹھاتے اپنے قریب کھڑا کیا۔ زرش خان کو اس کا لمس اپنی کمر پہ کسی کرنٹ کی طرح محسوس ہوا۔ وہ غصے سے پھولی سانسوں کے درمیان اس کے ہاتھ اپنی کمر سے ہٹاتی غراتے اس سے اسکی بات کا جواب طلب کر رہی تھی، وہ کیسے یوں آسانی سے اس کے ساتھ رشتہ جوڑ سکتا تھا۔

KOH NOVELS URDU

بکواس ہے یا حقیقت، تمہیں جلد پتا چل جائے گا جب تم میرے نکاح میں آؤ گی!! اب میری بات کا جواب دو--- بہرام نے تمہیں فون کیوں کیا تھا، سجاول خان اسے مزید اپنے نزدیک کرتا اسکے جبڑے کو اپنی گرفت میں لیتے دھاڑا۔

نکاح اور تم سے سجاول خان؟؟ مائے فٹ !! آئیندہ کبھی بھی میرا نام خود کے ساتھ جوڑنے کی غلطی بھی مت کرنا!! زرش خان اس کے ہاتھ سے اپنا جبڑا چھڑواتی شدید غصے سے کانپتی اپنی شہادت والی انگلی اٹھاتے، اسکی ڈارک براؤن سرخ ڈھوروں والی آنکھوں میں دیکھ کے غرائی۔

بہرام خان نے تمہیں فون کیوں کیا تھا زرش خان--- جواب دو مجھے ڈیم اٹ؟؟؟ سجاول خان اسکی بات اگنور کرتا اپنا چہرہ اس کے ہونٹوں کے پاس کرتا اتنی اونچی آواز میں دھاڑا کہ زرش خان کو لگا وہ کوئی صور پھونکنے والا فرشتہ ہو اور اسکے صور پھونکنے (دھاڑنے) سے اسکی موت واقع ہو جائے گی--- لیکن وہ فرشتہ نہیں وہ جن تھا---

اسکے لہجے اور الفاظ کی مضبوطی میں کچھ ایسا تھا جس سے زرش خان کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی تھی۔ پورے وجود میں سنسنی سی دوڑی تھی، اس نے اس کے سینے پہ دباؤ ڈالتے اسے خود سے دور کرنا چاہا لیکن سجاول خان غصے سے ان دونوں کے درمیان کا فاصلہ مزید کم کر چکا تھا۔

پراجیکٹ کے لئے ہائیر کیا ہے اس نے مجھے، اینڈ لیو می رائٹ ناؤ سجاول خان --- وہ اس کے سینے پہ مکے مارتی چلائی، زرش خان کا بس نہیں تھا وہ اسی کو کچھ کر دے-- وہ اس وقت شدید غصے میں تھی۔

کیوں تمہیں ہی کیوں؟؟ اور تم نے حامیِ کیوں بھری؟؟ سجاول خان غصے سے پاگل ہوتا پھولی سانسوں کے درمیان حلق کے بل چیخا، اسکی کنپٹی کی رگیں سلگتی ہوئی پھٹنے کے در پہ تھیں--

اپنے حسن کے جلوے دکھانے کے لئے--- سن لیا؟؟ اب چھوڑو مجھے--- زرش خان اپنی پوری طاقت سے اسکےگھٹنے پہ اپنی ٹانگ مارتی اس سے دور ہوتے بے حسی سے چیخی، اس کا لہجہ استہزایا تھا۔

KOH NOVELS - URDU

سجاول خان اسکا جواب سنتا پاگل ہوا۔ اس نے اسی کے الفاظ اسے اس طرح سے لٹائے تھے کہ سجاول خان کا بس نہیں تھا وہ اپنی زبان کاٹ دے جس نے کبھی زرش خان کے لئے اتنے بے حس الفاظ ادا کئے تھے، یا پھر زرش خان کی چمڑی ادھیڑ کے رکھ دے جو خود کے بارے میں پتا نہیں کیا کیا بول جاتی تھی۔

بکواس بند کرو اپنی زرش خان۔۔ تم وہاں نہیں جاؤ گی۔۔۔ سجاول خان اسکے کندھوں کو اپنے مضبوط ہاتھوں میں جھکڑتا پھر سے اپنے نزدیک کرتے مدھم آواز میں بولا، لیکن لہجہ سرد تھا۔ زرش خان کا دوپٹا اس کھینچا تانی میں کب کا زمین بوس ہو چکا تھا، جس کی اسے غصے میں ہوش تک نہ تھی۔

میں جاؤ گی سجاول خان۔۔ تم مجھے روک نہیں سکتے ۔۔۔ زرش خان اس کی قمیض کے کالر کو پکڑتی غرائی۔

میں ہی تو تمہیں روک سکتا ہوں زرش خان۔۔۔ تم میری عزت ہو، میری منگ ، میری عورت!! میں نہیں چاہتا تمہیں میرے علاؤہ کوئی دوسرا دیکھے ۔۔ سجاول خان سرخی چھائی آنکھوں سے اس کے وجود پہ نظریں گھاڑتا لہجے کو گھمبیر بناتا اس کے ہاتھوں سے اپنا گریبان چھڑواتا بولا، زرش خان خود کے بارے میں اسکی اتنی پوزسیسونس پہ حیران ہوئی۔

میں تو ایک دل پھینک لڑکی ہوں۔۔۔ پتا نہیں کتنے مردوں کی بانہوں میں بانہیں ڈالے انہیں پرپوز کر چکی ہوں۔۔۔۔۔ اپنے حسن کے جلوے جانے کتنے مردوں کو کرواتی ہوں۔۔۔ خراب لڑکی ہوں۔۔۔ تمہارے خاندان کی عزت کو خراب کرنے والی لڑکی ہوں۔۔۔ تم ایسی غلط لڑکی کو اپنی عزت کیسے بنا سکتے ہو سجاول خان؟؟ اپنی منگ ہونے کا درجہ کیسے دے سکتے ہو ایک ایسی لڑکی کو جو اپنے وجود کی نمائش جانے کتنے مردوں کے سامنے کرتی ہے؟؟ کیسے اسے اپنی عورت کا درجہ دے سکتے ہو؟ کیسے اس لڑکی کو اپنی عزت کا درجہ دے سکتے ہو جسے تم نے اپنے پورے آفس کے سامنے بے عزت کیا تھا؟؟ اس کی عزت نفس کو بری طرح سے مجروح۔۔۔ ابھی زرش خان اپنے آنسو پیچھے دھکیلتی مزید ازیت ناک الفاظ بولتی، جب سجاول خان نے اسکے لفظوں کی تاب نہ لاتے اسکے ہونٹوں پہ اپنے ہاتھ جمائے اسے

نرمی سے اپنے سینے میں بینچھا۔ آنسو کنٹرول کرتے کرتے زرش خان کا پورا وجود کپکپا رہا تھا، سجاول خان کے یوں اچانک نرمی سے سینے سے لگانے پہ وہ شدید حیران ہوئی لیکن جلد ہی اپنی حیرانگی پہ قابو پاتے اس نے اپنی پوری طاقت اسے خود سے دوڑ دھکیلنا چاہا۔

تم ایسی نہیں ہو، ان میں سے کچھ بھی نہیں ہو، سمجھی تم؟، یہ سب بکواس کی تھی سجاول خان نے--- تم میری خانم ہو-- صرف سجاول خان کی خانم-- اس کا ازیت سے بھرپور لہجہ محسوس کرتے سجاول خان کا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ چکا تھا، وہ اسے مزید خود میں بھینچتا جھک کے اسکے گال پہ پیار سے اپنے لب رکھتے بولا۔ وہ آج زرش خان کو حیران پہ حیران کرتا اسکی جان نکالنے کے در پہ تھا۔

زرش خان کی دھڑکنیں دوسو کی سپیڈ سے دوڑی تھیں -- وہ اسے اپنی "خانم " بول رہا تھا، آج شاید پہلی بار اس نے سجاول خان کے لہجے میں خود کے لئے اتنی عزت محسوس کی تھی۔ وہ سجاول خان کو سمجھ نہیں پا رہی تھی اسے یوں اچانک کیا ہوا تھا؟؟

یہ کیا طریقہ ہے سجاول خان تم یوں میرے قریب نہیں آ سکتے۔

Don’t u dare to touch me sajawal khan!! Leave me..

زرش خان اسکا چہرہ خود سے دور کرتی اسے سینے پہ ہاتھ مارتے اسے پوری قوت سے خود سے دور کرتی دھاڑی، سجاول خان نے اسے نرمی سے پیچھے دیوار کے ساتھ لگاتے اس کے دائیں بائیں اپنے ہاتھ رکھے---

ابھی سجاول خان کچھ بولتا جب دروازہ زور سے ناک ہونے کی آواز آئی، دروازہ کب سے ناک ہو رہا تھا لیکن وہ دونوں ایک دوسرے میں گم دروازے کی آواز نہیں سن پائے تھے۔

سر مسٹر بہرام خان آئے--- ہیں--- اور کافی دیر سے مس زرش کا انتظار کر رہے ہیں--- مینجر اس دفعہ بار بار دروازہ ناک کرنے پہ کوئی بھی جواب نہ پاتے پریشان سا اندر داخل ہوا لیکن سامنے سجاول خان کو زرش خان کے اتنے نزدیک کھڑا دیکھ کے وہ بھوکھلاتے نظریں جھکائے بولا۔

KOH NOVELS - URDU

جس پہ سجاول خان نے ایک نظر زرش خان کے بغیر دوپٹے کے وجود کو دیکھتے چہرہ موڑ کے قہر بھری نظروں سے مینجر کو دیکھا اور اس پہ تضاد بہرام خان کا نام سن کے اسکے پورے وجود میں پھر سے چھنگاڑیاں پھوٹی، اسکا پورا وجود کسی بھٹی کی مانند سلگا۔۔۔

میں آ رہی۔۔۔ ابھی زرش خان کچھ بولتی جب سجاول خان مینجر کو دیکھ کے بلند آواز میں دھاڑا۔۔۔

Outttttt!!!!!

مینجر اسکی دھاڑ پہ لرزتا ہوا وہاں سے بھاگا۔

میرا راستہ چھوڑو سجاول خان ۔۔ زرش خان چہرہ سپاٹ بناتے ہوئے بولی۔

تم اس سالے (بہرام خان) کے آفس میں کام نہیں کر سکتی زرش خان۔۔ تم میری پرسنل اسسٹنٹ ہو صرف سجاول خانزادہ کی۔۔ وہ اپنے الفاظوں پہ زور دیتے اس پہ جھکتے ہوئے بولا۔

میں تمہاری آفس ٹائمنگ میں اسکے آفس میں کام نہیں کروں گی۔۔ مجھے صرف آج کی ہالف لیو چاہیے جس کا فائن تم میری سیلری سے کاٹ سکتے ہو۔۔ ابھی زرش خان ہنوز اسکی آنکھوں میں اپنی آنکھیں گھاڑتی مضبوط لہجے میں بولتی اسے خود سے پیچھے دھکیلتی باہر کی جانب بڑھتی، جب بہرام خان سجاول خان کے آفس میں داخل ہوا۔

سر۔۔ یہ زبردستی۔۔ آپ کے آفس میں آ چکے ہیں۔۔ ہمارے روکنے کے باوجود۔۔ ابھی مینجر اپنی بات جاری رکھتا یا بہرام خان زرش خان پہ کوئی نگاہ ڈالتا جب سجاول خان نے زرش خان کی کہنی پکڑتے اپنی کالی شال گلے سے نکالتے اسکے اردگرد اوڑائی، وہ اسے مکمل طور پہ اپنی چادر میں چھپا چکا تھا۔

اگر یہ چادر تمہارے وجود سے اتری زرش خان مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔ سجاول خان نے اسکے کان میں سخت لہجے میں سرگوشی کرتے اپنا چہرہ موڑ کے بہرام خان کو دیکھا جو گرے ٹیکسڈو میں ملبوس اپنی سرخ و

سفید رنگت کے ساتھ گرے آنکھوں میں غصہ لئے سجاول خان کو زرش خان کے اتنے قریب کھڑا دیکھ رہا تھا۔

عمر اتنی ہو گئی ہے تمہاری لیکن عقل ابھی بھی گھٹنوں میں ہے تمہارے بہرام خان۔۔۔ آج کل تو بچے بچے کو پتا ہے کہ جب ایک کپل کمرے میں اکیلا ہو۔۔ تو یوں ناک کئے بغیر نہیں آتے۔۔ خیر اب آ ہی گئے ہو تو بکو کتنی چیریٹی چاہئے؟؟ ۔۔۔ ویسے مانا آج جمعرات تھی لیکن یوں صبح صبح اتنی شدت سے مانگنا ؟؟

کہ تم سے رہا ہی نہیں گیا ۔۔۔ خیر سمجھ سکتا ہوں لگاتار کتنے ہی پراجیکٹ میں لاس جو ہوا ہے۔۔۔ تو۔۔۔۔ ویسے یہ بزنس لاس بھی نہ انسان کو فقیر بنا دیتا ہے۔۔پہلے صرف سنا تھا۔۔۔ آج تمہیں دیکھ کے یقین بھی آ گیا۔۔۔ چچ چچ۔۔ سجاول خان اپنے چہرے سے غصے کے تاثرات بالکل زائل کرتا اس پہ خوبصورت سی مسکراہٹ سجاتا اپنے ٹیبل کے قریب جاتا اپنی چیک بک کے ایک چیک پہ سائن کرتا چہرہ افسوس سے دائیں بائیں ہلاتا پہلے بہرام خان کو تمیز سکھاتا اور بعد میں اس کے لاس پہ افسوس کرنے والے لہجے میں ایسے بول رہا تھا، جیسے وہ بہرام خان کا سب سے بڑا ہمدرد ہو اور واقعی ہی اس کے لئے بہت دکھی ہو۔۔۔ وہ اپنی اتنی سی باتوں سے بہرام خان کو اچھی طرح سے سلگھا چکا تھا۔

یہ لو میری طرف سے۔۔۔ کوئی بات نہیں ۔۔۔ پکڑ لو۔۔۔ ایک مسلمان بھائی ہی دوسرے(سالے) بھائی کے کام آتا ہے۔۔۔ سجاول خان اب باقاعدہ بلینک چیک اسکی طرف کرتا چہرے پہ مصنوعی فکرمندی طاری کرتا ایسے بول رہا تھا، جیسے مہمان جاتے وقت شرمیلے بچوں کو پیسے پکڑاتے ہوئے بولتے ہیں۔۔ رکھ لو کوئی بات نہیں چیز کھا لینا، ماما کو نا دینا۔۔۔

بہرام خان کا چہرہ اہانت کے احساس سے سرخ پڑ رہا تھا، وہ نہیں جانتا تھا سجاول خان کو اس کے یکے بعد دیگرے پراجیکٹس کے لاس کی خبر کیسے ہوئی ہے۔۔ لیکن جو بھی تھا سجاول خان کھڑے کھڑے اسکی اتنی بے عزتی کر چکا تھا کہ اس کا بس نہیں تھا وہ اس سجاول نامی بلا کا قتل کر دے۔۔۔

ارے ایک منٹ۔۔۔ ابھی بہرام خان نے غصے سے چیک پھاڑنے کے لئے سجاول خان کے ہاتھ سے لینا ہی چاہا، جب سجاول خان اپنے چہرے پہ اپنی وہی سلگھاتی ہوئی خوبصورت سی مسکراہٹ سجاتا اپنا چیک والا ہاتھ واپس سے پیچھے کی طرف کرتا زرش خان کے پاس آیا جو حیرانگی سے بہرام خان کی بلاوجہ اتنی بے عزتی ہوتے دیکھ رہی تھی۔ سجاول خان نے وہ چیک زرش خان کے سر سے کتنی ہی بار وارتے بہرام خان کی طرف بڑھایا۔۔۔

نظر جلدی لگ جاتی ہے نا میری خانم کو۔۔۔ ویسے بھی آج اس کا صدقہ دینا تھا۔۔۔ تو تم رکھ لو۔۔۔ اللہ تمہاری مشکلیں آسان کرے(تم پہ اپنا قہر نازل کرے)۔۔ سجاول خان پیار سے زرش خان کو دیکھ کے بولتا وہ چیک اب باقاعدہ بہرام خان کو تھما چکا تھا۔۔۔ وہ کسی صورت زرش خان کو بہرام خان کے آفس میں نہیں بھیجنا چاہتا تھا۔

میں مس زرش سے بات کرنے آیا ہوں مسٹر سجاول خان تم اپنا پیسا اپنے پاس سنبھال کے رکھو۔۔۔ بہرام خان تحمل کا مظاہرہ کرتا چیک سجاول خان پہ پھینک کے ایک نظر زرش خان کو دیکھتا ہوا بولا، بہرام خان ابھی اپنا غصہ نہیں نکال سکتا تھا وہ زرش خان جیسی سونے کی چڑیا کو اپنے ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہتا تھا جو ہر چیز میں پرفیکٹ تھی اور سب سے بڑھ کے اس کی خوبصورتی بہرام خان کو بھا گئی تھی جسے آج سجاول خان مکمل طور پہ اس کی نظروں سے چھپا چکا تھا۔ اب صرف وہ زرش خان کا خوبصورت چہرہ ہی دیکھ سکتا تھا، وہ سجاول خان کی منگ تھی اور بہرام خان سجاول خان سے بدتمیزی کر کے زرش خان پہ اپنا برا ایپمریشن نہیں ڈالنا چاہتا تھا۔ ویسے بھی بہرام خان جیسا زیرک نظر رکھنے والا شخص سمجھ چکا تھا ان کے رشتے میں کافی پیچیدگیاں تھی اور وہ بہت آسانی سے زرش خان کو حاصل کر سکتا تھا۔۔۔

ہاں آئیے مسٹر۔۔۔بہرام خان کے یوں خود کو متوجہ کرنے پہ زرش خان سجاول کے ریکٹ پہ ابھی شرمندہ سی کچھ بولتی، جب سجاول خان اپنے ٹیبل کے دراز سے پسٹل نکالتا بہرام خان کے قریب جاتا زرش کی بات کاٹ چکا تھا۔

KOH MOVIES - URDU

اتنی بھی کیا شرم--- جو تم چیک نہیں لینا چاہ رہے--- چلو کوئی نہیں --- فکر نہ کرو--- یہ چیک میرے پاس محفوظ رہے گا --- تمہارے مرنے پہ اپنی خانم کے صدقے کی دیگیں پکواتے ہوئے خوشی ہو گی مجھے--- کیوں خانم؟؟ سجاول خان بہرام کے سینے پہ اپنی گن کی نال گھماتا اپنی بات کے آخر میں زرش خان کو آنکھ مارتے ایسے بول رہا تھا جیسے دونوں میں بڑا پیار ہو اور وہ سجاول خان کی بات پہ شرماتے ہوئے نظریں جھکا کے سر ہاں میں ہلا دے گی---

لیکن زرش خان اسکی نظروں کا مطلب اور اسکے ہاتھ میں پکڑی پسٹل کو دیکھ کے غصے اور بے بسی سے سرخ پڑی تھی--- سجاول خان کی باتیں اور نظریں صاف کہہ رہی تھی، تم مجھے اس کے ساتھ جا کے یا اسے ادھر بٹھا کے دکھاؤ اسی گولی سے اس کی کھوپری اڑاوں گا---

تم پاگل ہو گن ہٹاؤ--- جبکہ بہرام خان تو حیرانگی سے اس سنکی اور پاگل انسان کو دیکھ کے دھاڑا، جو بہکی بہکی باتیں کرتا اس کی جان لینے پہ آ چکا تھا--- شاید---

جانتے ہو جب میں چھوٹا تھا، تمہارے گھنٹے جتنا --- نہیں شاید اس سے تھوڑا سا چھوٹا--- تو میں سکول میں اپنے فیورٹ بیٹ سے کرکٹ کھیلتا بیٹنگ کر رہا تھا، جب میں نے اپنی باری کھیل کی تو جو بچہ مجھے بالنگ کروا رہا تھا۔ اس نے مجھ سے میرا فیورٹ بیٹ مانگا تھا، کیونکہ وہ بھی اسی کے ساتھ کھیلنا چاہتا تھا۔ میں نے اسے دو دفعہ آرام سے منع کیا کہ میں اپنی چیز کسی کو نہیں دیتا، چاہے وہ مجھے پسند ہو یا ناپسند--- وہ دوسرے بیٹ سے کھیل سکتا ہے--- لیکن اس نے مجھ سے ضد لگاتے میرا فیورٹ بیٹ تھامنا چاہا تھا۔ پھر جانتے ہو میں نے کیا کیا؟؟ سجاول باری باری بہرام خان اور زرش کو دیکھ کے سٹوری لگاتا اچانک سے قہقہ لگا چکا تھا۔

میں نے وہی بیٹ اس کے سر پہ مار کے اس کا سر پھور دیا، اگلے تین دن اسپتال میں رہنے کے بعد وہ روتو بچہ اپنے ماں باپ کو بھی سکول میں لے آیا تاکہ میری شکایت لگوا کے مجھے سکول سے نکلوا سکے--- لیکن یہ کیا--- سجاول خان نے تو معصوم سی شکل بناتے اس سارے واقعے کو اسی روتو

بچے کے سر پہ ڈال دیا ،، جانتے ہو کیسے؟؟ سجاول خان پھر سے ہنسا جیسے وہ اپنی یاد سناتے ہوئے بہت انجوائے کر رہا ہو۔ ابھی کہ اسے کبھی کبھی دکھ ہوتا تھا کہ اس نے غصے میں اس بچے کے ساتھ زیادتی کر دی تھی۔

میں نے بولا یہ سب میں نے سیلف ڈیفنس میں کیا تھا، کیونکہ پہلے اس نے مجھے یہ بیٹ مارنے کی کوشش کی تھی۔ جس پہ میں نے ڈرتے ڈرتے یہی بیٹ اس کے سر پہ مار دیا تا کہ وہ مجھے مار نہ سکے اور پھر اسی روتو بچے کو میرے سامنے اس کی مورے سے اتنی ڈانٹ پڑی کہ ۔۔۔ اففففف۔۔۔ مزا آیا تھا ویسے !!! مزے کی ہے نا سٹوری؟؟ سجاول خان خوبصورت سا قہقہ لگاتا ہوا بہرام خان کو دیکھ کے اس کے سینے پہ اپنی گن کی نال کا دباؤ بڑھاتا ہوا بولا، جس پہ بہرام خان نے غصے اور بے بسی سے سرخ چہرے کے ساتھ ہاں میں سر ہلایا کہ شاید اب وہ یہ گن اس پر سے ہٹا دے۔ لیکن سجاول خان نے چہرہ موڑ کے پھر سے وارن کرتی نظروں سے زرش خان کو دیکھا۔ سجاول خان کی سٹوری سنانے کا مطلب صاف تھا کہ اگر وہ بچپن میں اس بچے کا سر پھاڑ کے اتنی آسانی سے بری الزمہ ہو سکتا ہے تو اب تو وہ پھر ستائیس سال کا تھا، اب تو اس کا نشانہ بھی اچھا تھا اور تعلق بھی اچھے تھے۔۔۔ پیسا بھی تھا۔۔۔ تو ایک دو قتل تو وہ آسانی سے بغیر کسی کیس میں آئے کر سکتا تھا۔

مسٹر خان میں آج کچھ بزی ہوں۔۔۔ آپ ۔۔۔۔۔ ابھی زرش شرمندگی سے اپنی بات مکمل کرتی جب بہرام خان شدید غصے سے سجاول خان کا ہاتھ پیچھے کرتا اس کے آفس سے نکلا، وہ سمجھ چکا تھا زرش خان انکار کرے گی۔۔۔ اور اب تو بہرام خان میں زرش خان کو پانے کی مزید تڑپ جاگ چکی تھی۔۔۔ وہ سجاول خان سے اپنی اس بے عزتی کا بدلہ ہر گز لینا نہیں بھول سکتا تھا۔

بہرام خان کے جانے کے بعد سجاول خان نے اپنی گن کا میگزین نکال کے اپنے ٹیبل پہ پٹکتے ہوئے پھر سے خوبصورت سا قہقہ لگایا کیونکہ میگزین میں ایک بھی گولی نہیں تھی اور وہ اپنی باتوں سے زرش خان اور بہرام خان کو بری طرح سے بھوکھلا اور غصے سے سلگا کے رکھ چکا تھا۔ زرش خان کا دل کیا وہ اس چالاک انسان کی یہ خوبصورت مسکراہٹ نوچ لے جو آج

KOH NOVELS - URDU

صبح صبح اس کا میٹر بری طرح سے شارٹ کر چکا تھا اور پتا نہیں کیوں بن پئے بہکی بہکی باتیں کر رہا تھا۔

زرش خان کو غصے سے اپنا پورا وجود کسی بھٹی کی مانند سلگتا ہوا محسوس کو رہا تھا۔ وہ کیسے اس کا دل توڑ کے اسے اپنی منگ بولتے ہوئے اور اب بہرام کے ساتھ اتنی بدتمیزی کرتا اسے سکون سے سلگا گیا تھا؟؟ اس کا بس نہیں تھا وہ اسی کی گن کی بھاری میگزین اس کے سر پہ مار کے اسکا سر پھوڑ دے---

خود پہ زرش خان کی غصیلی نظریں محسوس کرتے سجاول خان نے چہرہ اسکی طرف کرتے مسکرا تے ہوئے اسکی طرف قدم بڑھائے---

---

عشقِ ستم..... قسط46

رایان خان ڈارک براؤن شلوار قمیض پہ سکن شال گلے میں ڈالے پیروں پہ پشاوری چپل پہنے اپنے شہد رنگ بالوں میں ہاتھ پھیرتا بڑی ہویلی کے پورچ میں گاڑی کھڑی کرتا زنان خانے کی طرف بڑھا۔ وہ لاؤنج میں سب کو بیٹھا دیکھ کے سلام کرتا سب سے ملا، آج وہ تقریباً پانچ سے چھ دن بعد بڑی ہویلی آیا تھا۔

حیدر خان اور مراد خان اس وقت مردان خانے میں تھے۔۔ جب کہ سعد خان ، ساحر خان کے منع کرنے کے باوجود ضرار خان اور فارس خان کے ساتھ عالیان شاہ کا پتا لگانے نکل چکا تھا۔ ساحر خان سعد خان کو اس سب معاملے سے دور رکھنا چاہتا تھا وہ اس کے سامنے ابھی تک بچہ ہی تھی، حتیٰ کہ اس نے رایان، ضرار اور سجاول کو بھی اس مسلے سے دور رہنے کو کہا تھا لیکن انہوں نے اسکی ایک بھی بات پہ کان نہیں دھرے تھے۔ سعد خان جو پورا پورا دن سوتا رہتا تھا، اب اس کے خاندان پہ بات آئی تھی تو جیسے اس کی ساری نیندیں اڑ چکی تھیں۔ پہلے تو وہ چھوٹا تھا اپنے خاندان والوں کے لئے کچھ کر نہیں سکا تھا لیکن اس دفعہ وہ ہر اس انسان کو مارنے کا ارادہ رکھتا تھا، جو اس کے خاندان پہ میلی نگاہ بھی ڈالے گا۔۔

ساحر خان جو سفید کرکراتے کلف لگے سوٹ میں ملبوس کالی شال گلے میں ڈالے پیروں پہ پشاوری چپل جبکہ اپنی چوڑی کلائی پہ برینڈڈ واچ پہنے اپنی نیلی آنکھوں میں سرخی لئے بھورے بالوں میں ہاتھ پھیرتا تیزی سے سیڑھیاں اترتا باہر کی طرف بڑھ رہا تھا۔ سامنے لاؤنج میں سب سے ملتے رایان خان کو دیکھ کے وہ اس کی طرف بڑھا۔

کل بولا تھا تمہیں پلوشہ کے ایڈمیشن کے لئے!! اب تو آخری ڈیٹس ہیں ۔۔۔ کل کہاں تھے؟؟ ساحر خان نے اس سے بغلگیر ہوتے اپنی بھاری آواز میں استفسار کیا، جو بڑی ہویلی میں آنے کے بہانے ڈھونڈتا تھا لیکن کل اس کے کہنے پہ بھی نہیں آیا تھا۔ ضروری کام تھا!! وہ اس سے ملتا ہوا سنجیدگی سے مدھم آواز میں اسے اپنے نا آنے کا مقصد بتاتا بولا۔۔۔ وہ سب لڑکے آج کل بے حد سنجیدہ تھے، جب سے انہیں عالیان شاہ کے دھمکی بھرے میسجز موصول ہوئے تھے کیونکہ وہ سب درام خان پہ آنچ بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے۔۔۔ اسی لئے وہ سب ہر طریقے سے عالیان شاہ کا پتا لگانے میں مصروف تھے جو پتا نہیں کہاں چھپا بیٹھا تھا لیکن رایان خان کی سنجیدگی کی وجہ شاید کچھ اور بھی تھی۔

مورے پلوشہ کہاں ہے؟ ساحر خان یہاں پہ پلوشہ کو نہ دیکھتا استفسار کرتا رایان کے ساتھ صوفے پہ بیٹھا۔

کیا ضرورت ہے آگے پڑھنے کی، نکاح ہو تو چکا ہے اب ضرار کے ساتھ ہی رخصتی کروا کے ہاتھ پیلے کریں کیوں بھابھی۔۔۔ یہ روشنہ خان تھیں جنہیں پلوشہ خان سے شاید کچھ چڑ تھی، اس لئے پلوشہ کے ایڈمشن والی بات پہ اپنی ناگواری چھپاتی ہوئی بولی ۔۔ لیکن ان کی ناگواری رایان خان اور ساحر خان محسوس کر چکے تھے۔۔ وہ پلوشہ خان جیسی نا جائز لڑکی کے لئے رایان خان جیسے اتنے پیارے نصیب کو دیکھ کے کنچھی کنچھی سی رہتی تھیں کیونکہ وہ سمجھتی تھیں پلوشہ خان ہی ان تینوں خاندانوں کی بربادی کی وجہ ہے۔۔۔۔ ابھی روشنہ خان کی بات کا کوئی جواب دیتا جب سب کی نظر پلوشہ خان پہ پڑی، جو شاید گل بہار کے کمرے کی طرف جا رہی تھی۔ یہاں آؤ پلوشہ گڑیا۔۔۔ ساحر خان نے پلوشہ کو دیکھ کے نرم لہجے میں اپنے پاس بلایا۔ ساحر خان کی پکار پہ پلوشہ خان کی نظریں لاؤنج پہ پڑی، وہ رایان خان کو

ایک نظر دیکھ کے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی ساحر خان کی دائیں سائیڈ پہ نظریں جھکائے کھڑی ہوگئی۔ وہ اس وقت میرون سادھی سی پٹھانی فراک میں ملبوس سر پہ اچھے سے دوپٹہ جمائے نظریں جھکائے کھڑی تھی۔

رایان خان کی نظر پلوشہ خان کی سوجھی اور سرخ ڈھوروں سے بھری گلابی آنکھوں پہ پڑی، جسے دیکھتے اس نے اپنا نچلہ لب کچل کے نظریں اپنے فون پہ مرکوز کی۔ گڑیا ایڈمیشن کے لئے جانا ہے، چادر لے کے آؤ -- رایان تمہیں لے جائے گا۔۔ ساحر خان پلوشہ خان کو پیار سے مخاطب کرتے بولا، جبکہ روشنہ خان اپنی بات کا کسی سے بھی جواب نہ پاتی پلوشہ کو نخوت سے دیکھ رہی تھیں---- لالہ--- مجھ--- مجھے--- نہیں ---لینا---ایڈمیشن--- پلوشہ خان اپنے آنسو روکتی بھرائے لہجے میں رک رک کے بولی، جس پہ ساحر خان نے حیرانگی سے اسے دیکھا جو ابھی کچھ دن پہلے ہی سجاول اور ساحر سے آگے پڑھنے کی اجازت ملنے پہ خوشی سے ان کے سینے سے لگی مسکرا رہی تھی اور اب کیسے اداس سی تھی۔ رایان خان نے اس کا نم لہجہ محسوس کرتے اپنے نچلے لب پہ دانتوں کا زور بڑھایا۔ لیکن کیوں گڑیا؟؟ ساحر خان ایک نظر رایان کو دیکھ پلوشہ کو دیکھتا حیرانگی سے استفسار کرنے لگا۔
اگلے---سال--لے لوں گی-- وہ اپنے گول مٹول ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں الجھائے اس دفعہ اپنے لہجے کو سنجیدہ بنائے بولی۔ لیکن پلوشہ ایک سال ضائع کرنے سے کیا ہو گا--- کچھ بھی نہیں --- اچھا نہیں ہے تم اس سال گھر بیٹھ کے بور ہونے سے بہتر ایڈمیشن لے لو۔۔ اس دفعہ ہرا خان نے لب کشائی کی، جو کب سے اپنی ماں کے ناگوار لہجے پہ انہیں گھور رہی تھی۔ وہ جانتی تھی پلوشہ اپنے ایڈمیشن کی وجہ سے بہت خوش تھی، اسے پلوشہ کا یوں پڑھائی سے پیچھے ہٹنا پسند نہیں آیا تھا۔ وہ تو ایک اچھی سٹوڈنٹ تھی پھر کیوں کر اپنا سال فضول گھر بیٹھ کے ضائع کرے!! نہیں دیدہ---- ابھی پلوشہ کچھ بولتی جب رایان خان اس کی بات کاٹتا صوفے سے اٹھا۔ میں گاڑی میں انتظار کر رہا ہوں، چادر لے کے آؤ--- نہیں تو میں آ کے تمہیں اپنے طریقے سے لے کے جاؤں گا، جو تمہیں پسند نہیں آئے گا--- وہ اسے اوپر سے نیچے تک دیکھتا سنجیدہ لہجے میں زومعنی بات کہتا باہر کی جانب بڑھا، ساحر خان

نے سب کے سرخ چہرے دیکھتے ایک نظر پلوشہ خان پہ ڈالی جس کے گال دہک اٹھے تھے۔ وہ دل میں رایان خان کو گالیاں دیتا صوفے سے اٹھا۔

جاؤ گڑیا۔۔۔ مجھے ابھی کام سے جانا ہے نہیں تو میں تمہیں خود لے کے جاتا(کبھی بھی اس سالے کے ساتھ نہ بھیجتا)۔۔۔ ساحر خان اسکے سر پہ ہاتھ پھیرتا اس کے بالوں پہ لب رکھتا باہر کی جانب بڑھا، تاکہ رایان خان کو سیدھا کر سکے۔۔۔۔۔

کچھ دیر بعد پلوشہ خان اسی میرون ویلوٹ فراک پہ میرون ہی کڑھائی والی شال لیتی چہرہ ڈھکے رایان خان کی گاڑی کی طرف بڑھی، جو اپنی گاڑی کے ساتھ ٹیک لگاتا موبائل میں گم تھا۔ وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اسکی گاڑی تک آتی پچھلا دروازہ کھولنے ہی والی تھی، جب رایان خان نے ایک ہی جست میں فرنٹ ڈور کھولتے اسکی کہنی پکڑتے اسے اندر بٹھا کے دروازہ بند کیا اور خود ڈرائیونگ سیٹ پہ آ کے بیٹھتا گاڑی سٹارٹ کرتا تیزی سے بڑی ہویلی سے نکال چکا تھا۔

وہ خاموشی اور سنجیدگی سے تیز رفتار کے ساتھ ڈرائیونگ کرنے میں مصروف تھا، جبکہ پلوشہ خان اسکی اگنورینس پہ اپنے آنسو کنٹرول کرتی اپنی گود میں دھرے سفید گول مٹول ہاتھوں کی انگلیاں مڑوڑ رہی تھی۔ رایان خان نے اسے ایک دفعہ بھی مخاطب نہیں کیا۔

ایک نظر اپنے پہلو میں بیٹھی اپنی جان سے پیاری منکوحہ کو دیکھتے رایان خان نے بات کرنے کی غرض سے ہونٹ وا کئے ہی، جب اس کے فون پہ کسی کی کال آئی جسے وہ اٹھا کے کان سے لگا چکا تھا۔

کال کافی لمبی ہو چکی تھی، یونیورسٹی کا راستہ بھی آنے ہی والا تھا۔ پلوشہ خان کو یہاں اپنا وجود کسی فالتو چیز کی طرح محسوس ہو رہا تھا، ناچاہتے ہوئے بھی اسکی آنکھوں سے آنسو امڈے جسے اس نے جلدی سے چہرہ جھکائے صاف کیا۔

KOH NOVELS-URDU

گاڑی یونیورسٹی پہنچ چکی تھی، لیکن رایان خان ابھی بھی مسکراتا ہوا کسی سے فون پہ بات کر رہا تھا شاید اس کے کسی دوست کا فون تھا ۔۔ اسے مسکراتے ہوئے فون پہ بات کرتے دیکھ کے پلوشہ خان کو دو دن پہلے کا واقع یاد آیا، جب رایان خان اس پہ غصے سے دھاڑتا فون رکھ چکا تھا۔ شاید اسے صرف پلوشہ سے بات کرتے ہوئے ہی غصہ آتا تھا باقی سب سے بات کرتے وہ بالکل بھی تنگ نہیں ہوتا تھا۔۔ پلوشہ خان نے دکھی دل سے سوچا۔ دو دون پہلے۔۔ (رایان خان کی کال) وشہ بس میں نہیں چاہتا تم ابھی ایڈمشن لو۔۔ میں بعد میں تمہارا ایڈمشن کروا دوں گا۔۔ رایان خان اسے پیار سے سمجھاتا ہوا بول رہا تھا۔ لیکن ۔یان۔۔ایسے میری سٹارٹنگ کی کلاسس مس ہو جائیں گی۔۔ وہ مدھم آواز میں منمناتے ہوئے بولی وہ نہیں جانتی تھی، رایان خان اب اپنی بات سے پیچھے کیوں ہٹ رہا ہے وہ کافی دیر سے اس کے ساتھ اسی بحث میں مصروف تھا۔

وشہ میں سب مینج کر لوں گا۔۔لیکن میں تمہیں ابھی بہت سی باتیں نہیں بتا سکتا۔میری جان۔۔ میری بات سمجھنے کی کوشش کرو ۔۔ وہ ہنوز پیار سے بول رہا تھا، (وہ نہیں چاہتا تھا پلوشہ خان ، عالیان شاہ کی نظروں میں آئے۔۔)

کون سی باتیں ۔۔ مجھے جب تک بتائیں گے نہیں۔۔ میں بھی آپ کی بات۔۔۔ نہیں مانوں گی۔۔ پلوشہ خان اپنی بیڈ شیٹ پہ انگلیوں سے ڈیزائین بناتی منہ بناتے ہوئے رک رک کے بولی۔ وشہ ۔۔ نہیں بتا ۔۔ ابھی رایان خان کچھ بولتا جب پلوشہ نے اسکی بات کاٹی تھی۔۔۔ ٹھیک۔ہے۔نہ۔۔بتائیں۔ ۔۔میں بھی سجاول لالہ ۔۔۔کے۔۔ ساتھ ۔۔جا کہ ۔۔۔ایڈمشن کروا ۔۔آوں گی۔۔ وہ اسے چڑانے کے لئے اپنا لہجہ سیریس بناتی مدھم آواز میں بولی، لیکن اسکا بار بار اپنی بات کی مخالفت کرنا رایان خان کو اس دفعہ کافی غصہ دلا چکا تھا۔ سجاول خان کو چھوڑ کے اسکے مرے ہوئے باپ کے ساتھ جاؤ ۔۔ لیکن میری جان چھوڑو۔۔۔ حد ہے پیار کی زبان سمجھ ہی نہیں آتی۔۔ رایان خان شدید غصے میں دھاڑتا ہوا فون رکھ چکا تھا، جس پہ پلوشہ خان کے کان پھٹنے کے در پہ ہوئے۔ وہ اس کے غصے پہ حیران ہوتی آنکھوں میں آنسو لئے فون رکھ چکی تھی، پلوشہ خان اسکے یوں سخت رویے پہ پورے دو دن شدتوں سے روتی رہی تھی۔ تو کیا وہ اس سے اتنا تنگ تھا جو اپنی جان چھڑوانا چاہتا تھا؟؟ وہ جو اس سے اتنا پیار

سے پیش آتا تھا کیسے یوں اپنی بات سے اسے بے مول کر سکتا تھا؟؟ پلوشہ خان اپنے فون سے سم نکال چکی، تاکہ نہ وہ اس سے بات کرے اور نہ رایان خان تنگ ہو۔۔۔ وہ شاید واقع ہی کسی کو اپنا سمجھ کے زیادہ فری ہو جاتی تھی۔۔۔۔۔

وہ زور سے اپنی نم آنکھوں کو رگڑتی چہرے کو سپاٹ بنائے اپنی چادر درست کرتی گاڑی سے باہر نکلی، جب رایان خان بھی فون پہ الوداعی کلمات کہتے گاڑی کو لاک کرتے تیز قدموں سے اس کی طرف بڑھا جو نظریں جھکائے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی گیٹ کی طرف بڑھ رہی تھی۔

رایان خان اسکا مکمل جائزہ لیتا اسکے ساتھ قدم ملا چکا تھا، یہ صرف گرلز یونیورسٹی تھی لیکن پھر بھی یہاں بہت سے مرد استاد، صفائی والے اور گیٹ کیپرز تھے۔۔ وہ نہیں چاہتا تھا پلوشہ خان کے وجود پہ کسی بھی مرد کی نظر پڑے اور آج کل تو ویسے بھی بہت سے لڑکے اپنی بہنوں کے ایڈمیشنز کروانے کے بہانے دوسری لڑکیوں کو اوپر سے لے کے نیچے تک تاڑنے آتے تھے۔۔

رایان خان ریسیپشن کی طرف فارم لینے بڑھا، جس پہ پلوشہ خان بھی اسکے پیچھے پیچھے قدم اٹھاتی اسکے ہمقدم ہونے کی کوشش کر رہی تھی۔ اسے یہاں اتنے زیادہ مرد دیکھ کے گھبراہٹ ہو رہی تھی، جو سب ایڈمشن کروانے کے لئے اپنی بیٹیوں اور بہنوں کے ساتھ لمبی قطاروں میں کھڑے تھے۔ رایان خان ریسیپشن پہ بات کرتا ہوا بھی پلوشہ خان کی گھبراہٹ محسوس کر چکا تھا۔ جس پہ اس نے اسکا نازک گول مٹول گلابی ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھ میں تھا متے اسے اپنے بالکل نزدیک کھڑا کیا، پلوشہ خان نے نظریں اٹھا کے اسے دیکھا جو ہنوز ریسیپشن پہ بات کرنے پہ مصروف تھا۔ پلوشہ خان نے اپنا ہاتھ چھڑوانا چاہا، جب رایان خان نے اسکے ہاتھ پہ گرفت مزید مضبوط کی۔۔۔

یہ آپ کے ساتھ ہیں ۔۔۔آپ نے ایڈمیشن لینا ہے؟؟ ریسپشن پہ بیٹھی لڑکی پہلے رایان خان سے استفسار کرتی ساتھ ہی پلوشہ خان سے استفسار کر چکی تھی، جس پہ پلوشہ نے ہاں میں سر ہلایا تھا۔

KOH NOVELS - URDU

آپ کا نام؟؟ وہ لڑکی پلوشہ کو دیکھتی اب اس کا نام پوچھ رہی تھی جو اسے کمپیوٹر میں اینٹر کرنا تھا۔ پلوشہ۔۔۔ پلوشہ خان اپنے چہرے سے چادر کو ٹھیک کرتی مدھم آواز میں بولی جسے اس لڑکی نے بمشکل ہی سنا تھا۔ اوکے وہ لڑکی مصروف سے لہجے میں (your sir nameپلوشہ۔۔۔ یور سر نیم؟؟ (? بولی، جس پہ پلوشہ خان نے اپنے نچلے لب پہ دانتوں کا زور بڑھاتے اسے بے دردی سے کچلا۔ اس سوال کا جواب اس کے پاس ہمیشہ سے نہیں ہوتا تھا، اس نے اپنے آنسوؤں کو چھپانے کی غرض سے چہرہ جھکایا تاکہ کوئی بھی اس کے آنسو نہ دیکھ سکے۔۔۔۔

She is Mrs rayan khan..... My wife...

(یہ مسز رایان خان ہیں ۔۔۔میری بیوی۔۔۔) رایان خان مضبوط لہجے میں اپنی بھاری آواز میں جواب دے چکا تھا، اس کے جواب پہ پلوشہ خان کی دھڑکنیں تیز ہوئی۔ وہ جو نظریں جھکائے پتا نہیں اپنے کس کس غم کو یاد کرتے ہوئے روئے جا رہی تھی، رایان خان کی آواز پہ اس کے آنسو تھمے۔ وہ کیسے اسے ایک ہی سیکنڈ میں اپنا حوالہ دیتا معتبر کر چکا تھا، جس پہ اس لڑکی کو مزید کسی تعارف کی ضرورت نہیں تھی۔۔ اس نے دونوں کو دیکھ کے مسکراتے ہوئے اپنے کمپیوٹر میں "مسز رایان خان" کے نام کی اینٹری کرتے ایک فارم رایان کی طرف بڑھایا۔

رایان خان نے پلوشہ کو اپنے بازو کے حلقے میں لیتے وہی پہ کھڑے کھڑے اپنی خوبصورت رائیٹنگ میں تیزی سے فارم فل کرتے ایک نظر پلوشہ خان کو دیکھا، جو سب کے سامنے رایان خان کی اس حرکت پہ سرخ پڑتی اس سے دور ہونے کی مزاحمت کر رہی تھی۔ رایان خان نے اس پہ گرفت ڈھیلی کرتے وہ فارم جمع کروایا۔ جس پہ وہ لڑکی جو کب سے پلوشہ خان کو رشک بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی ، جس کے پاس اتنا خوبصورت اور پڑھا لکھا بندہ تھا۔۔۔ وہ آخر کار اس کی تعریف کر ہی چکی تھی۔۔۔۔

Your husband is so handsome... You are so lucky.....to have him... Mashallah....

وہ لڑکی مسکراتے پلوشہ کو دیکھ کے بولی، جس پہ اس نے ایک نظر رایان کو دیکھتے نظریں جھکائی جو اپنی مسکراہٹ روک رہا تھا۔

(اس لڑکی کے منہ سے اپنی تعریف سنتے ہوئے کیسے بتیسی نکل رہی ہے ان کی--- پلوشہ خان نے رایان کی مسکراہٹ کو دیکھتے غصے سے دل میں سوچا)،

I think she is angry with you? But she is so cutee... I just love your couple.....

وہ لڑکی اب رایان خان کی طرف دیکھتی بولی، جس پہ رایان خان سر کو خم دیتا شکریہ بولتا ہوا باقی سب چارجز کلئیر کرتا پلوشہ کو لے کے پھر سے اپنی گاڑی میں آ چکا تھا۔ جو آگے بیٹھنے کی بجائے گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولتی بیٹھ چکی تھی۔ پلوشہ خان کو ابھی اتنی جلدی نہیں پگھلنا تھا، اسے اپنے سارے غم یاد کرتے رایان خان کو دل میں مزید برا بھلا بنانا تھا۔ وہ اس وقت بلاوجہ رونا چاہتی تھی۔ رایان خان جو ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھنے ہی والا تھا ، اسے پیچھے بیٹھتا دیکھ کے وہ گہری سانس لیتا پیچھے والا دروازہ کھولتا خود بھی اس کے ساتھ بیٹھ چکا تھا جو اب ہچکیوں کے ساتھ رونے میں مصروف تھی۔ وشہ--- اس کے یوں رونے پہ تڑپتے ہوئے رایان خان نے ہاتھ بڑھاتے اسکے چہرے سے چادر ہٹائی، جسے دیکھنے کو چھونے کو وہ کب سے بے تاب تھا۔ گاڑی کے شیشے پیور بلیک تھے، کوئی بھی باہر سے ان دونوں کو نہیں دیکھ سکتا تھا--- میں --- نے--نہی---نہیں ----لینا---ایڈمیشن--- وہ شدید روتے ہوئے اسکا ہاتھ پیچھے کرتی پھر سے وہی ضد لگا چکی تھی، لیکن اب تو ایڈمشن ہو چکا تھا۔ رایان خان نے اسکے چہرے پہ نظریں دوڑائیں--- رونے کی وجہ سے گلابی چہرہ سرخ پڑ چکا تھا، گلابی ناک--- سوجھے پپوٹوں کے ساتھ روئی روئی گلابی اور سرخ ڈھوروں سے بھری ڈارک براؤن آنکھیں --- جب کے نچلے ہونٹ سے رستا ہوا خون -- جسے وہ شاید کب سے کاٹ کاٹ کے زخمی کر چکی تھی۔ پلوشہ خان کی چادر سر سے سرکتی کندھوں سے بھی سرک چکی تھی، جس پہ اس کے ڈارک براؤن ہلکے گیلے لمبے بال اسکی فراک کے اوپری حصے کو گیلا کرتے اس کے کپڑوں کو جسم کے ساتھ چپکاتے اسکے دلکش بدن کے خدوخال ظاہر کر رہے تھے۔

شاید اس نے رایان خان کے ہویلی آنے سے پہلے ابھی شاور لیا ہی تھا اور بال بھی نہیں سکھائے تھے جو ابھی تک نم تھے--- بس---شش--- چپ میرا بچہ----میری وشہ--- رایان خان اسکی حالت دیکھ کے تڑپتا اسے اپنے سینے سے لگاتا اسکے آنسو صاف کرتا نرمی سے اسے چپ کرواتا بولا۔

نہی--نہیں---می--میں ---اچ--اچھی---نہی--نہیں--ہوں---نا--

کو---کوئی ---بھی ---مجھے---پسند---نہیں---کرتا---میں ---
سب---سے---دور---چلی---جاوں---گی---تا--کہ ---میں---سب---کی ---جان
---چھوڑ---دوں----میں ---سب---

ابھی پلوشہ ہچکیوں سے روتی رایان خان کو خود سے دور کرنے کی کوششیں کرتی مزید کچھ بولتی، جب رایان خان اسکی باتوں پہ تڑپتا اسکے ہونٹوں کو شدت سے اپنے لبوں میں دبوچ چکا تھا۔ اس کی باتوں پہ رایان خان کا دل شدتوں سے دھڑکا تھا، وہ کتنی حساس تھی۔ وہ تو رایان خان کا اتنا سا غصہ برداشت نہیں کر سکی تھی، کیا وہ نہیں جانتی تھی رایان خان غصے سے کیسے پاگل ہوتا بد تمیز بنتا ہے--- اپنا غصہ کنٹرول کرنا رایان خان کے بس میں نہیں تھا--- لیکن وہ رایان خان کے غصے میں بولے گئے ایک بول کو کیسے دل پہ لگا چکی تھی، شاید وہ اس کے پیار کو پا کے بہت حساس ہو چکی تھی۔ رایان خان نے ایک ہی جھٹکے میں اسے اپنی گود میں بٹھاتے اسکی گردن میں ہاتھ ڈال کے خود پہ جھکاتے دوسرا ہاتھ اس کے گال پہ رکھتے مزید شدت سے ہونٹوں کو چوما۔ وہ اس کے ہونٹوں کو اپنی شدت بھری گرفت میں لیتا شاید اپنی تکلیف کا اندازہ لگوانا چاہ رہا تھا، جو اسے پلوشہ خان کے الفاظ سے پہنچی تھی۔ اسکے لمس میں آگ سی تپش اور شدت تھی۔

پلوشہ خان نے غصے سے آنسو بہاتے اس سے دور ہونا چاہا، جب رایان خان نے اتنے پیار سے اسکے لبوں کو چومتے اسکی گردن پہ اپنا ہاتھ سہلایا کہ پلوشہ خان کے گال دہک کے لال جبکہ ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی۔ وہ کتنی ہی دیر اسکی سانسوں سے کھلواڑ کرتا اس کے کانپتے اور مزاحمت کرتے وجود کو دیکھتے آخرکار اسکے ہونٹوں کو آزادی بخش گیا---

KOH NOVELS URDU

پلوشہ خان نے اسکی گود سے اٹھنا چاہا، جب رایان خان نے اسکی کمر پہ اپنے ہاتھ کی گرفت مضبوط کرتے اسے گلے سے لگایا۔۔۔

اتنا غصہ؟؟۔۔۔۔ وہ ایک ہاتھ اسکی کمر پہ پھیرتا اسے شانت کرنے کی غرض سے پیار سے بولا، جب پلوشہ نے کوئی بھی جواب دیے بغیر اپنی پوری طاقت سے اسے خود سے دور کرنے کی ناکام کوشش کی۔

رایان خان نے اس کا چہرہ ٹھوری سے پکڑتے ہوئے اٹھایا۔

سجاول خان نے مسکراتے ہوئے زرش خان کی طرف قدم بڑھائے، جو اسے شدید غصے سے دیکھ رہی تھی۔ وہ ابھی اپنا دوپٹا زمین سے اٹھاتی اس کی شال کو اپنے وجود سے نکال کے اس کے منہ پہ مار کے باہر بڑھنے ہی والی تھی، جب سجاول خان نے اسے بازو سے پکڑ کے اپنے روبرو کیا۔

چھوڑو مجھے سجاول خان۔۔۔ تم پہلے ہی اپنی حرکتوں سے مجھے بہت غصہ دلا چکے ہو۔۔۔ زرش خان چیخی۔ سجاول خان نے اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسکے گال پہ پھر سے لب رکھنا چاہا ہی، جب زرش خان نے رکھ کے اسکے خوبصورت چہرے پہ اپنے نازک ہاتھ کا تھپڑ جھڑا۔

Don’t you dare to touch me sajawal khan!!!

وہ شدید غصے سے غرائی، سجاول خان کا سفید چہرا سرخ پڑا۔ وہ شدید حیرانگی کے عالم میں زرش خان کو دیکھ رہا تھا۔ اسکی کمر پہ سجاول خان کی گرفت ڈھیلی پڑی۔۔۔ تو کیا یہ تھپڑ اس نے اسے اپنے قریب آنے پہ جھڑا تھا یا بہرام خان کی بے عزتی پہ؟؟ سجاول خان دل میں سوچتا ہوا شدید غصے سے پاگل ہوا۔ زرش خان جو اسکی ڈھیلی گرفت پہ اس سے آزاد ہونے ہی والی تھی ، سجاول خان نے ایک جھٹکے سے اسے پیچھے دیوار کے ساتھ لگاتے اسکے اطراف میں اپنے ہاتھ رکھتے اسے اپنی سرخ ڈھوروں والی ڈارک براؤن آنکھوں سے دیکھا۔ اس کی آنکھوں سے خون اترتا دیکھ کے زرش خان کا دل سہما لیکن اگلے ہی پل وہ خود کو مضبوط بنا چکی تھی۔

KOH NOVELS URDU

I want to touch you, Zarish Khan. And I will touch you with such intensity that you won't be able to bear it. I want to hold you and I will hold you so tightly in my arms that you won't even dare to move. I want to kiss you and I will kiss you so passionately and deeply that you will feel my breaths. I want to feel you. I don't know what's happening to me, but I can't share you. You are mine, Khanam. I'm just in love with you. I love you, Zarish Khan, and I really, really do. And I'm sorry for every single word that I used to hurt you. I just...

اور وہ سجاول خان جو اتنے دنوں سے اپنے دل کی بات خود سے بھی چھپا رہا تھا، آج وہ زرش خان کے تھپڑ کا بھی اثر لئے بنا اس کے سامنے اقرار کر گیا کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے اور شدید کرتا ہے--- ابھی سجاول خان اپنے خوبصورت برٹش انگلش ایسنٹ میں غصے اور شدت بھرے انداز میں مزید اپنی محبت کا اظہار کرتا، جب زرش خان نے دھاڑتے ہوئے اسکی بات کاٹی---

سجاول خان میں تمہیں ریجکٹ کرتی ہوں-- میں کسی راہ چلتے، لولے لنگڑے یا فقیر سے شادی کر لوں گی لیکن تم سے نکاح نہیں پڑھواوں گی-- میں تم سے نکاح کرنے سے پہلے اپنی موت کو گلے لگانا پسند کروں گی--- یہ وہ زرش خان نہیں ہے جو تم پہ مر مٹی تھی ، یہ وہ زرش خان ہے جو تم سے نفرت کرتی ہے اور شدید کرتی ہے اور تم معافی کی بات کر تے ہو؟؟ میں تم پہ لعنت بھی بھیجنا پسند نہیں کرتی سجاول خان معافی تو بہت دور کی بات ہے!!! زرش خان اسکے یوں محبت کے اظہار کرنے پہ اپنی ہیزل آنکھوں سے آنسو پیچھے کو دھکیلتی حلق کے بل چیخی۔ اسکی باتوں پہ سجاول خان کو اپنا سانس گھٹتا ہوا محسوس ہوا، اسے اس کی ہیزل آنکھوں میں شدید دکھ اور تکلیف تو نظر آئی لیکن سجاول خان نے اپنے لئے واقعی ہی آج ان خوبصورت آنکھوں میں محبت نہیں دیکھی تھی۔ ہاں اسے ان میں اپنے لئے بے حسی اور نفرت کا جذبہ ضرور نظر آیا تھا۔

KOH NOVELS-URDU

سجاول کو اپنا دم گھٹتا ہوا محسوس ہوا، وہ اس سے محبت نہیں کرتی تھی؟ اس نے اس پہ کسی راہ چلتے کو فوقیت دی، سجاول خان کو زرش خان کی اس دن کی تکلیف کی زرا سی جھلک محسوس ہوئی۔ جس دن سجاول خان نے اسکی عزت نفس روندھی تھی، تو کیا اس کا بھی دم ایسے ہی گھٹا تھا؟؟ کیا اسے بھی ایسے ہی سانس لینے میں دشواری ہوئی تھی جیسے ابھی سجاول خان کو ہو رہی تھی؟؟

نہیں اسے زیادہ تکلیف ہوئی تھی، سجاول خان کے دل سے آواز آئی---

زرش خان تم ایسا نہیں کر سکتی تم-- تم مجھ سے محبت ---- ابھی سجاول خان غصے اور بے بسی سے دیوانا ہوتا مزید کچھ بولتا جب زرش خان شدید غصے سے اپنے آنسو کنٹرول کرتی اسے خود سے دور کرتی اپنی پوری طاقت سے دھکا دیتی، اس کے آفس سے باہر کی جانب بڑھی۔ پیچھے سجاول خان نے غصے سے چیختے ہوئے ٹیبل پہ پڑا ہوا زرش خان کا لیپ ٹاپ زمین پہ مارتے کرسی کو زور سے ٹھوکر ماری۔وہ ایسا کیسے کر سکتی تھی؟؟ سجاول خان کو اس کی محبت بھری نظروں کی عادت تھی وہ بھلا کیسے اس کی آنکھوں میں خود کے لئے نفرت برداشت کر سکتا تھا؟؟ سجاول خان کو اپنے دماغ کی رگیں پھٹتی ہوئی محسوس ہوئی، اس کا بس نہیں تھا وہ زرش خان کے انکار پہ خود کو گولی ماری دے یا زرش خان کو---- وہ اپنے پورے آفس کی ایک ایک چیز کو تباہ کرتا اپنے ڈارک براؤن بالوں کو مٹھی میں جھکڑ چکا تھا۔

KOH NOVELS--URDU

ساحر خان ڈیرے پہ اپنے ضروری کام نپٹاتا گاڑی لال ہویلی کی طرف موڑ چکا تھا، وہ اس وقت لال ہویلی کے زنان خانے میں داخل ہو ہی رہا تھا جب ضرار خان اور فارس خان ایک ساتھ گاڑی سے نکلتے ہوئے ساحر خان کے پیچھے لپکے---

آ گیا رن مرید--- فارس خان اسے چڑاتا ہوا بلند آواز میں بولا، اس نے کافی دن بعد اتنا شوخ لہجہ اپنایا تھا۔ تیری تھوڑی بے عزتی نہیں ہوتی میری بہن سے---- لیکن مجال ہے جو تو اپنی اوقات میں رہ لے ---ساحر خان اسے آنکھیں دکھاتا

ہوا خود سے دور کرتا ہوا بولا، جو اسکی آنکھوں سے سیاہ برینڈڈ چشمہ نکالتا اپنی آنکھوں پہ لگا چکا تھا۔

ساحر خان کی بات پہ ضرار خان کا دلکش قہقہ فضا میں بلند ہوا۔۔ ڈمپل ابھرا تھا۔۔ لیکن ڈمپل کو دیکھنے والی ابھی یہاں موجود نہیں تھی۔۔۔ ضرار خان نے گہری سانس بھرتے دل میں سوچا۔ تیری بہن کو کوئی تھوڑا پیار نہیں کرتا میں ۔۔۔ ہر وقت اپنی شدتوں سے روشناس کرواتا اسے خود پہ نازاں بناتا ہوں۔۔اسی لئے تو سر پہ چڑھتی ہے۔۔ فارس خان اسکے کان میں مدھم آواز میں بے باک سرگوشی کرتا ساحر خان کا چہرہ سرخ کر چکا تھا۔ یو ۔۔۔بے غیرت خان!!! ساحر خان ابھی چیختا ہوا اس پہ جھپٹا ہی، جب فارس خان اسے خود سے دھکا دیتا آنکھ مارتا اندر کی جانب بڑھا لیکن ساحر خان اسے اتنی آسانی سے بخش نہیں سکتا تھا، وہ اسکا بدلہ اپنے طریقے سے اتارنے والا تھا۔۔۔

عشقِ ستم۔۔۔۔قسط 47

ساحر خان ضرار خان کے ساتھ زنان خانے کے لاونج میں داخل ہوا، جہاں سوائے زرش خان کے سب بیٹھے تھے۔۔ حتی کہ جہانگیر خان بھی پچھلے دو دنوں سے آپنا زیادہ تر وقت اپنی پوتی"زرلاشتہ خان" کے ساتھ گزارنا پسند کر رہے تھے۔

فارس خان اپنی آنکھوں سے ساحر خان کا چشمہ اتار کے سامنے ٹیبل پہ رکھتا، زرلاشتہ خان کو اپنے حصار میں لئے بیٹھا جسے پچھلے دو دن سے جب سے وہ لال ہویلی میں آئی تھی۔ وہ عالیان شاہ والے معاملے کی وجہ سے اپنی لاڈلی کو کم ہی وقت دے پایا تھا۔

لالہ۔۔ زرلاشتہ خان نے فارس خان کو مسکرا کے دیکھتے ہوئے اسکے سینے پہ سر رکھتے اسے ہمیشہ کی طرح احترام سے پکارا۔۔۔

لالہ کی جان!! رات میں جلدی سو گئی تھی؟ میں آیا تھا لیکن تم سو رہی تھی۔۔ پھر میں نے اپنے بچے کی نیند خراب کرنا مناسب نہیں سمجھا۔۔ فارس خان اس

کے بالوں پہ لب رکھتا پیار سے بولا، وہ رات میں زرلاشتہ خان کے ساتھ کچھ وقت گزارنے اس کے کمرے میں گیا لیکن وہ شاید جلدی سو چکی تھی۔

جی لالہ میں۔۔۔ ابھی زرلاشتہ خان اپنے معصومیت بھرے لہجے میں فارس خان کو مزید کوئی جواب دیتی جب اسکی نظر سامنے سے آتے نیلی آنکھوں والے شہزادے پہ پڑی، جو اپنے بھورے بالوں میں ہاتھ پھیرتا ضرار خان کے ساتھ کسی بات پہ مسکراتا ہوا اسی طرف آ رہا تھا۔

زرلاشتہ خان کو فارس خان کے حصار میں دیکھ کے ساحر خان کا دل کیا وہ اس بے غیرت خان (فارس) کا قتل کر دے جو کب سے اس کا خون تپا رہا تھا۔

آؤ برخودار۔۔۔۔ ساحر خان کو دیکھ کے جہانگیر خان بلند آواز میں بولے۔ جس پہ وہ زرلاشتہ خان کو اپنی گہروں نظروں سے دیکھتا جہانگیر خان، زرمینہ خان اور وردہ خان سے ملتا زرلاشتہ خان کے بائیں سائیڈ پہ آ کے بیٹھا۔۔۔۔

زرلاشتہ خان اس وقت پیچ کلر کی خوبصورت اور نفیس سی پٹھانی فراک میں ملبوس اپنے سر پہ اچھی طرح سے دوپٹا جمائے ساحر خان کو دیکھ کے نظریں جھکاتی بے تحاشہ خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔

اب سین کچھ یوں تھا کہ زرلاشتہ خان فارس خان اور ساحر خان کے درمیان میں نظریں جھکائے بیٹھی چھوئی موئی سی بچی لگ رہی تھی۔

فارس خان نے ساحر خان کو دیکھ کے غصے سے دانت کچکچائے، جو اس کے ہاتھ پہ زور سے نامحسوس انداز میں مکا جھڑ چکا تھا جو وہ زرلاشتہ خان کے پیچھے رکھے اسے اپنے حصار میں لئے ہوئے تھا۔ فارس خان سمجھ چکا تھا، وہ اسکی اتنی سی حرکت سے جیلیس ہو چکا ہے۔۔۔۔

جب کہ زرلاشتہ خان تو دل میں حیران سی ساحر خان کے یہاں آنے کی وجہ جاننا چاہ رہی تھی، جو اب فارس خان کا ہاتھ باقاعدہ اسکے گرد سے ہٹا کے اپنا مضبوط بازو صوفے پہ رکھ چکا تھا۔ اگر تو وہ اسے لینے آیا تھا، تو زرلاشتہ خان کا ابھی جانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

KOH NOVELS - URDU

ابھی سب میں ہلکی پھلکی باتیں جاری تھیں -- جب فارس خان نے زرا بلند آواز میں زرلاشتہ کو مخاطب کیا جو یہاں سے اٹھنے کے چکروں میں لگ رہی تھی، لیکن ساحر خان کی وجہ سے اٹھ نہیں پا رہی تھی۔

زر بچے کیا خیال ہے، آج اپنے لالہ کے ساتھ باہر جاؤ گی؟؟ کافی وقت ہو گیا میں اپنے بچے کو لےکے کہیں گیا نہیں --- ساتھ درام کو بھی لے لیں گے!!--- فارس خان ایک نظر ساحر خان کو چڑانے والے انداز میں دیکھتا اپنی بھاری آواز میں زرلاشتہ کو مخاطب کرتا بولا، ساحر خان نے اپنی غصے سے نیلی سرخی چھائی آنکھوں سے فارس خان کو دیکھا۔

جی لالہ!! ہم پہلے جھیل کنارے جائیں گیں اور پھر آئس کریم--- اور نہ گل ، زرش اور پلوشہ، پری وش اور ہرا دیدہ کو بھی ساتھ لے جائیں گیں---

زرلاشتہ خان جو بڑی ہویلی میں خود کو ایک قیدی کی طرح محسوس کر رہی تھی، اب فارس خان کی بات پہ وہ اپنے پاس بیٹھے ساحر خان کو بھی بھولتے کھلکھلا تے ہوئے بچوں سی خوشی سے بولی۔ جس پہ ساحر خان جو غصے سے فارس کو گھور رہا تھا، اس نے شدت سے زرلاشتہ خان کے لہجے میں حسرت محسوس کرتے خود کو کوسا۔ وہ عالیان اور دانیال شاہ کے چکروں میں زرلاشتہ خان کو کہیں باہر لے کے جانا تو بھول ہی چکا تھا۔ وہ جانتا تھا اس کی بھیگی بلی کتنی پھرنی بلی ہے۔

ہاں جیسے میری زر کہے گی ویسا ہی ہو گا--- فارس خان زرلاشتہ کے سفید چہرے کو خوشی سے گلابی پڑتا دیکھ کے اسکے ماتھے پہ بوسا دیتا پیار سے بولا، ساحر خان تو بغیر کسی کا لحاظ کیے اپنی معصوم سی بیوی کی معصوم حرکتوں کو بنا پلکیں جھپکائے دیکھے جا رہا تھا---

اہمم--اہمم--- ضرار خان نے مصنوعی کھانسی کرتے ساحر خان کا دھیان بٹانا چاہا، سب نے اس کے انداز پہ مسکراہٹ چھپائی----

کوئی کہیں نہیں جا رہا، کیوں کے زرلاشتہ خان میرے ساتھ جا رہی ہے-- اٹھو چادر لے کے آؤ ہم ہویلی چل رہے ہیں --- ساحر خان زرلاشتہ خان کی طرف دیکھ کے بلند آواز میں سنجیدگی سے حکمیہ لہجے میں بولا۔

ابھی زر کیوں جائے گی--- ابھی تو اس کو یہاں پہ آئے تین دن بھی پورے نہیں ہوئے---- اور نہ ہی میں اپنی بہن کے ساتھ ٹھیک سے وقت گزار پایا ہوں-- تو تو ایسا کر اکیلا ہویلی کو نکل---- فارس خان بھی سنجیدگی سے ساحر خان کو جھاڑتا ہوا بولا۔

کیوں جائے گی؟؟ کان یہاں کر--- بتاتا ہوں--- ساحر خان اپنی بھوری بیرڈ پہ ہاتھ پھیرتا سب کو اپنی طرف دیکھتا پا کے مدھم آواز میں فارس خان کا سوال دہرا کے اسے جواب دینے کے لئے اپنی طرف متوجہ کرتا بولا، اس کی مدھم گھمبیر آواز پہ زرلاشتہ خان کے دل کی دھڑکنوں نے سپیڈ پکڑی۔ فارس خان بے دھیانی میں اپنا کان ساحر خان کی طرف کر چکا تھا۔

دو ہفتے ہونے والے ہیں -- رخصتی کو---اور پھر میری اتنی محنت پہ بھی کوئی خوشخبری نہیں--- ڈاکٹر کو چیک اپ کروانا تو بنتا ہے نا پھر؟؟ وہ انتہائی بے باکی سے بولتا فارس خان کے ساتھ ساتھ ضرار خان اور زرلاشتہ خان کو بھی سرخ کر چکا تھا، جو اس کی سرگوشی سن چکے تھے--

جبکہ جہانگیر خان ، زرمینہ خان اور وردہ خان تو خوشگوار حیرت سے فارس اور ساحر خان کو دیکھ رہے تھے، وہ دونوں ایک صوفے پہ یوں کان میں بات کرتے بے حد خوبصورت لگ رہے تھے۔ انہوں نے کہاں ان کی اتنی دوستی دیکھی تھی، انہوں نے تو ہر وقت صرف انہیں ایک دوسرے کو مکے جھڑتے ہی دیکھا تھا۔

لیکن وہ یہ نہیں جانتے تھے ان میں کون سی بے باک باتیں چل رہی ہیں۔

ساحر خان کی سرگوشی سنتے ضرار خان سرخ چہرے کے ساتھ اپنے قہقے کو کھانسی کے لبادے میں چھپاتا وہاں سے نکلتا اپنے کمرے کی طرف بڑھا جبکہ فارس خان نے غصے سے اپنی ہری آنکھیں میچ کے کھولتے ہوئے لب دبا کے زرلاشتہ خان کو دیکھا، جو شرم سے لال سرخ ہوتی کپکپا رہی تھی۔ یہ جاننا مشکل نہیں تھا وہ ساحر خان کی سرگوشی سن چکی ہے۔

ان کے درمیان ابھی ایسا کچھ بھی نہیں ہوا تھا اور ابھی تو رخصتی کو بمشکل ڈیڑھ ہفتہ بھی نہیں ہوا تھا تو پھر وہ کیوں ہمیشہ اپنی بے باک باتوں سے ایسا

تاثر پیش کرتا زرلاشتہ کو بھوکھلائے رکھتا تھا۔ زرلاشتہ خان وہاں سے اٹھ کے بھاگنے ہی والی تھی، جب ساحر خان اس کی کلائی پکڑتا ہوا کھڑا ہوا۔

چادر لے کے آؤ زرلاشتہ خان!! میں انتظار کر رہا ہوں۔۔۔ ساحر خان روعب دار لہجے میں بولا، جس پہ زرلاشتہ خان نے ایک نظر سب کی دبی دبی مسکراہٹ دیکھتے گلابی پڑتے ساحر خان سے اپنا ہاتھ چھڑوانا چاہا۔

ہم۔ہمیں ۔۔۔ایک۔۔ہفتے۔۔۔تک۔۔۔یہی۔۔۔۔ ابھی زرلاشتہ خان اپنی بات مکمل کرتی جب فارس خان نے ساحر خان کو مخاطب کیا۔۔۔۔

میری بہن ابھی نہیں جانا چاہ رہی ساحر خان۔۔۔ ویسے بھی ہمارے ہاں رسم تین دن سے ایک ہفتے تک ہوتی ہے۔۔۔ تو تو یوں زبردستی نہیں کر سکتا۔۔۔ فارس خان اسے آنکھیں دکھاتا ہوا ایک ایک لفظ چبا کے بولا۔۔۔۔

آج کا پورا دن جب میں اپنی بیوی کے ساتھ باہر گزاروں گا تو یہ نام کی رسم کے تین دن بھی پورے ہو جائیں گے(جو سالی میرے گلے میں کسی ہڈی کی طرح اٹک چکی ہے)۔۔۔ تو بیچ میں اپنی ٹانگ نہیں آرا۔۔۔

ساحر خان ایک ہی جست میں اپنی کالی چادر زرلاشتہ خان کے وجود پہ ڈالتا اسے اوڑھنے کا اشارہ کر چکا تھا، زرلاشتہ خان کو اس کے تاثرات سے ڈر لگ رہا تھا۔ اسکی آنکھوں میں جزبات کا ٹھاٹھیں مارتے سمندر اور نیلی خمار آلود سرخی چھائی آنکھوں کو دیکھ کے زرلاشتہ خان کا دل دھڑک رہا تھا۔ اس کی آنکھیں اور ابھی کچھ دیر پہلے والی بے باک سرگوشیاں صاف یہ تاثر پیش کر رہی تھیں ، کہ وہ بہت جلد اس کے اور اپنے درمیان کے تمام پردے گرا دے گا۔۔۔۔

برخودار ہمیں کچھ دن تو اپنی پوتی کے بغیر گزارنے دو۔۔ دو تین دن تک فارس اسے بڑی ہویلی چھوڑ جائے گا اور ہماری لاڈلی بہو (گل بہار) کو بھی لے آئے گا۔۔ ہویلی میں رونق لگی رہے گی، جہانگیر خان اپنی پوتی کا روہانسا چہرہ دیکھتے سفارش کرتے ہوئے بولے۔۔ اور یہی ان کی سب سے بڑی غلطی تھی۔

KOH NOVELS - URDU

جب کے دو سے تین بعد گل بہار کو لانے پہ فارس خان کو کھانسی کا دوڑا پڑا۔۔ وہ تو اسے آج رات یا کل صبح میں ہی لانے والا تھا اور یہ دادا جان کیا بات کر رہے تھے بھلا۔۔۔۔ فارس خان صرف اپنے سنہری بالوں میں ہاتھ پھیر کے رہ گیا۔

آپ اپنے دوسرے پوتے پوتیوں کے ساتھ وقت گزاریں ، کیونکہ میرے باپ(حیدر خان) کو اپنے پوتے پوتیوں کو دیکھنے کی بہت جلدی ہے۔۔ میں انہیں زیادہ انتظار نہیں کروا سکتا۔۔ وہ مصروف لہجے میں بے باکی سے بولتا زرلاشتہ کے سر پہ اپنی چادر اوڑھا کے اس کا چہرہ ڈھکتا اسے ایک ہی جست میں اپنی گود میں اٹھاتا بنا کسی کا بھی لخاظ کئے زرلاشتہ خان کو لے کے یہ جا وہ جا، پیچھے سب ہونقوں کی طرح ایک دوسرے کو دیکھ کے رہ گئے۔۔

ساحر خان کی بات اور حرکت پہ سب کے چہرے سرخ پڑے، فارس خان کا بس نہیں تھا وہ اس بے باک انسان کا قتل کر دے۔ وہ اس کی اتنی سی بے باک بات کا کیسے ایک جھٹکے میں ڈبل ٹرپل بدلہ لے چکا تھا۔۔ اس کے ساتھ ساتھ سب کے چہرے سرخ کر کے۔۔۔۔

ساحر خان نے تو بے چارے حیدر خان کو یوں ہی بدنام کیا ہوا تھا، اگر جو انہوں نے ایک دفعہ بھی اس بے باک انسان سے اپنے پوتے پوتیوں کی فرمائش کی ہو تو حرام ہے ان پہ۔۔۔

جب کہ ساحر خان کی پھر سے بے باک بات اور حرکت پہ فارس خان کے شدید سرخ چہرے کو دیکھتے اوپر ریلنگ پہ کھڑے سیب کھاتے اپنے کالے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ضرار خان کا دلکش قہقہ فضا میں گونجا۔۔ فارس خان نے اپنے سامنے پڑی شیشے کی سیگریٹ کی ایش ٹرے اٹھا کے اوپر خود کو چڑاتے ہوئے ضرار خان پہ پھینکی، جو مزید زور کا قہقہہ لگاتا ہوا پیچھے ہٹ چکا تھا۔ ایش ٹرے زمین پہ گرتی زمین بوس ہو چکی تھی۔

زرمینہ خان اور وردہ خان جو پہلے ہی ساحر خان کی حرکت پہ ہونق بنی ہوئی تھی۔ فارس خان کی حرکت پہ ان کی چیخ بلند ہوئی، جس پہ فارس خان وہاں

سے اٹھتا دل میں ساحر خان کو ڈھیروں گالیوں سے نوازتا باہر کی جانب بڑھا جب اوپر کھڑے ضرار خان کی اونچی آواز اس کے کانوں میں پڑی---

ویسے تو بڑے جن بنے پھرتے ہیں-- ایسا روعب اپنی بیوی کو دکھائے-- تو مانو میں -- لیکن نہیں بھئی ماننا پڑے گا--- ساحر لالہ جیسا جگرا بھی کسی کسی میں ہوتا ہے-- ضرار خان ہنوز سیب کھاتا تاصف سے سر ہلا کے بولتا فارس خان کو مزید تپا چکا تھا، جس کا بدلہ وہ اس سے بعد میں لینے کا ارادہ کرتا ہوا مردان خانے کی جانب بڑھا جب کے ضرار کی بات پہ سب نے اپنا قہقہ دبایا---

زرمینہ خان نے اپنی بیٹی کو ہمیشہ خوش رہنے کی دعا دی، جس کا بندہ سب سے اتھرا اور بے باک تھا---

---

چپ!!!!!! ایک آواز نہ آئے اب تمہاری!! نہیں تو یہی پہ اپنے طریقے سے تمہاری سانسیں بند کر دوں گا--- اس کی بے باکی پہ زرلاشتہ خان جو کب سے شرمندہ سی آنسو بہاتی ساحر خان کی گود سے نیچے اترنے کی کوشش کر رہی تھی، اس کی ایک ہی دھاڑ پہ اس نے ہچکی بھرتے اپنے چادر سے چھپے چہرے پہ اپنے ہاتھ رکھے----

ساحر خان جو پورچ میں آ چکا تھا اسے ایک نظر دیکھتے، اپنی گاڑی کا دروازہ کھول کے اسے فرنٹ سیٹ پہ بٹھا چکا تھا۔ زرلاشتہ ہنوز اپنی آنکھیں میچے دھڑکتے دل سے اپنے چہرے پہ ہاتھ رکھے ہوئے تھے، اس کا وجود ابھی تک لرز رہا تھا۔

ساحر خان نے اس کے یوں فضول میں اتنا ڈرنے پہ غصے سے زور سے دروازہ بند کیا--- مطلب صاف تھا اب ڈرو اب تمہارا ڈرنا بنتا بھی ہے-- اب کی بار زرلاشتہ خان کے لبوں سے بلند چیخ برآمد ہوئی----

ساحر خان نے ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھتے گاڑی کے کالے شیشے اوپر چڑھاتے زرلاشتہ خان کو اپنی طرف کھینچتے اس کے چہرے سے چادر ہٹائی، جو پہلے اس نے ملازموں کی وجہ سے دی تھی۔

KOH NOVELS URDU

زرلاشتہ خان نے ہری نم آنکھیں اٹھاتے اسے شکوہ کناں نظروں سے دیکھا، جو اسے آتے ہی ڈرانا شروع کر چکا تھا۔۔ ہائے کتنے مزے میں تھی زرلاشتہ خان پچھلے دو دنوں سے۔۔ لیکن افسوس اب دیو پھر سے پری کو قید کرنے آ چکا تھا۔

کس بات کا رونا ڈالا ہوا ہے؟؟ ساحر خان نے ایک ہاتھ سے گاڑی ریورس کرتے دوسرے ہاتھ سے اسکے جبڑے کو نرمی سے پکڑتے اپنے قریب کرتے دانت کچکچاتے ہوئے پوچھا۔ اب انہیں باہر سے کوئی بھی نہیں دیکھ سکتا تھا، کیونکہ سائیڈ مرر کے ساتھ ساتھ ونڈ سکرین کا شیشہ بھی بلیک تھا۔

ہمیں آپ کے ساتھ نہیں جانا۔۔ ہمیں ابھی مورے ، لالہ کے پاس۔۔ ساحر خان اب لال ہویلی سے گاڑی نکالتا روڈ پہ دوڑا رہا تھا، جب زرلاشتہ خان غصے سے شیرنی بنی اس کے ہاتھ سے اپنا جبڑا چھڑواتے چیخ پڑی۔۔۔

ساحر خان نے ایک ہی جھٹکے میں اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنی گود میں بٹھاتے اسکے لبوں کو اپنی شدت بھری گرفت میں لیتے اس کے باقی کے الفاظ چنے، وہ پچھلے دو دنوں سے اس کو چھونے اور اپنی باہوں میں بھرنے کے لئے بے تاب تھا اور وہ ابھی بھی اس سے دور جانے کے بہانے ڈھونڈ رہی تھی۔

اس کی حرکت پہ زرلاشتہ خان کی ہری آنکھیں پھیلی۔۔۔ وہ گاڑی کی رفتار بڑھاتا ہوا اسکے لبوں پہ بھی اپنی شدت خطرناک حد تک بڑھا چکا تھا، زرلاشتہ خان کو لگا موت اس کے سر پہ ناچ رہی ہے۔۔ اگر ابھی ایکسڈنٹ ہو جائے! یا ان گاڑی کو کسی دوسری گاڑی کے ساتھ ٹکراتے ہوئے آگ لگ گئی وہ دونوں تو جل کے مر جائیں گیں۔۔۔ ہائے یہ سب سوچتے زرلاشتہ خان کا چھوٹا سا دل زوروں سے دھڑکا۔

اس نے ساحر خان کی گردن پہ اپنے ناخنوں کو گھاڑتے اسے خود سے دور کرنا چاہا، جو ایک آنکھ سے روڈ پہ دیکھتا ہوا گاڑی کو آٹو میٹک کرتے اسے مزید شدت سے خود میں بینچھتے اس کے گلابی ہونٹوں کو مزید سختی سے اپنے لبوں میں دبوچتا اسے خود میں سما لینا چاہتا تھا۔

KOH NOVELS - URDU

اس کے لگاتار بہتے آنسوؤں اور بے جان ہوتے وجود کو دیکھتے، ساحر خان نے اسکے لبوں کو آزادی بخشتے ایک نظر اسکے سرخ خون چھلکاتے لبوں کو دیکھتے سٹیرنگ سنبھالا۔۔۔ زرلاشتہ خان نے گہرا سانس بھرتے اس کے کندھے پہ سر ٹکایا، ساحر خان نے اسکی کمر پہ نرمی سے ہاتھ پھرتے اسے شانت کرنا چاہا لیکن زرلاشتہ خان کو تو الٹی اس پہ تپ چڑھی جو آتے ہی اس کی سانسوں پہ بری طرح سے حکمرانی کر چکا تھا۔۔۔

زرلاشتہ خان نے غصے سے اپنی بل کھاتی نازک کمر سے اس کا ہاتھ جھٹکتے اسے خود سے دور کر کے اس پر سے اٹھنا چاہا، جب ساحر خان نے اپنی مسکراہٹ دباتے بے باکی سے اپنے ہاتھ کو حرکت دیتے اسکے جسم کو چھونا شروع کیا تھا۔ اسکے ہاتھ کی بے باک حرکتوں پہ زرلاشتہ خان کا چہرہ دہک کے سرخ ہوا، وہ اس کی ڈھیلی گرفت محسوس کرتی ایک ہی جھٹکے میں اس پر سے اٹھ کے اپنی سیٹ پہ جا چکی تھی۔ جس پہ ساحر خان کا جاندار قہقہ گاڑی کی زینت بنا، اس کے قہقے پہ زرلاشتہ خان منہ بناتے ہوئے انگلیاں مڑورتی ہوئی مزید خود میں سمٹی۔۔۔

ساحر خان نے اپنی خفا بیٹھی بیوی پہ نظر ڈالتے اپنی گاڑی سوات کے مہنگے اور خوبصورت ہوٹل کی طرف بڑھائی اور ہاتھ بڑھا کے اس کا ہاتھ تھامنا چاہا لیکن وہ اپنے دونوں ہاتھوں میں سختی سے ایک دوسرے کی انگلیاں پھنسا چکی تھی۔ جس پہ ساحر خان نے زیر لب مسکراتے ہوئے گاڑی میں رومینٹک سونگ پلے کیا۔

KOH NOVELS URDU

"تیرے سامنے آجانے سے

یہ دل میرا دھڑکا ہے

یہ غلطی نہیں ہے تیری

قصور نظر کا ہے"

گانے کے بول پہ زرلاشتہ خان کا دل دھڑکا، جب کہ ساحر خان نے نرمی سے اسکے ہاتھوں کی مٹھیاں کھولتے اسکے ہاتھ کو اپنے سینے پہ رکھتے گاڑی کی رفتار بڑھائی۔ زرلاشتہ خان نے اپنے ہاتھ کے نیچے اسکے دل کی تیز

دھڑکن محسوس کرتے نظریں جھکاتے اپنا ہاتھ چھڑوانا چاہا لیکن ساحر خان اپنی گرفت مضبوط کر تا اسکی کلائی پہ لب رکھ چکا تھا۔

جس بات کا تجھ کو ڈر ہے

وہ کر کے دکھا دوں گا

ایسے نا مجھے تم دیکھو

سینے سے لگا لوں گا

ساحر خان نے اسکی طرف معنی حیز نظروں سے دیکھتے اسے شرم سے سرخ ہونے پہ مجبور کیا۔ اس کے یوں نظریں جھکانے والی ادا پہ ساحر خان نے اسے کھینچ کے اپنے پاس کرتے اپنے سینے سے لگاتے اس کے ماتھے پہ بھوسا دیا۔

تم کو میں چرا لوں گا تم سے

دل میں چھپا لوں گا

اب کی بار ساحر خان نے اپنی کھری ناک اسکی چھوٹی سی سرخ ناک سے ملاتے اسکی ٹھوری کے چمکتے سیاہ تل پہ اپنے لب رکھے، جس پہ زرلاشتہ خان اسکی مونچھوں اور بییرڈ کی چھبن محسوس کرتی کسمسائی----

وہ اس بے باک بندے کے ساتھ سفر کر کے پچھتا رہی تھی، اس کا ننھا سا دل ہنوز ایکسیڈنٹ کے خیال سے دھڑک رہا تھا۔ وہ سہی سلامت ہویلی پہنچنا چاہتی تھی، کیونکہ ہماری معصوم سی زر کو اپنی جان بہت پیاری تھی---- وہ موت سے بہت ڈرتی تھی-----

---

ضرار خان ابھی شاور لے کے واشروم سے نکلا تھا، وہ اپنا چٹانی مضبوط سینہ تولیے سے رگڑ کے صاف کرتا ہوا اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا بیڈ کی طرف بڑھتا اس پہ اوندھے منہ گرتا سونے کی کوشش کر رہا تھا۔

وہ پوری رات ویسے ہی ہرا خان کی یادوں میں نہیں سویا تھا اور پھر صبح سے فارس اور سعد کے ساتھ عالیان شاہ کا پتہ لگاتے وہ اب کافی تھک چکا تھا لیکن یہ کیا۔۔ آنکھیں بند کرنے پہ پھر سے آنکھیں دکھاتی ہرا خان کا عکس اس کی آنکھوں کے پردوں پہ لہرایا۔۔۔

آہہ ناٹ اگین۔۔۔ وہ پھر سے سونے کی کوشش میں ناکام ہوتا ہوا گہری سانس بھرتا اپنے دل کو کوستے ہوئے بلند آواز میں بولا، کسی بھی پل چین نہ پاتے ہوئے اس نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے سائیڈ ٹیبل سے اپنا فون اٹھاتے "جاناں" کے نام سے سیوڈ نمبر پہ کال ملائی لیکن اس کی کال بڑے سکون اور اطمینان سے کاٹی جا چکی تھی۔

جب سے ہرا خان اور ضرار خان کا نیا نیا رشتہ بنا تھا، وہ اس بے باک بندے کا فون ایسے ہی کاٹ جاتی تھی جو اسے ہر وقت فون کرتا اپنی بے باک باتوں سے بھوکھلا کے رکھ دیتا تھا۔

Pick up my call otherwise I will be at Bari haveli in next 10 minutes... I swear to god!!

(میرا فون اٹھائیں ، نہیں تو میں اگلے دس منٹ میں بڑی ہویلی میں موجود ہوں گا۔۔۔ میں خدا کی قسم کھاتا ہوں!!)

ضرار خان نے بار بار کال کاٹے جانے پہ دانت کچکچاتے وارننگ بھرا میسج لکھتے اب کی بار ویڈیو کال کی، جو اگلے ہی منٹ اٹھائی جا چکی تھی۔ ضرار خان بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتا فتح مندی سے مسکرایا۔۔۔

اس کے شرٹ لیس چوڑے سفید سینے کو دیکھتے ہرا خان نے لب دباتے ہوئے نظریں جھکائی، ضرار خان نے اس کی ادا پہ جان وارنے والے انداز میں اسے دیکھا۔۔۔۔

آپ کو کوئی حق نہیں ہے یوں میری نیند خراب کرنے کا!! ضرار خان دہائی دیتا ہوا لہجے کو سنجیدہ بناتا بولا۔۔۔

میں نے کب کی؟؟ ہرا خان حیرانگی سے آنکھیں پھیلائے اسکی ہیزل آنکھوں میں دیکھتی بولی---- اس کی کالی گہری پھیلی آنکھوں کو دیکھتے ضرار خان کا دل ان میں ڈوب کے ابھرا---

یہ پوچھیں کب نہیں کی!! ہر رات میرےخوابوں میں آتے ہوئے مجھ سے پوچھتی ہیں! ضرار خان نکاح کب کر رہے ہو میرے ساتھ؟ اب وہ اسے زچ کر تا اپنی بھاری آواز کو باریک بناتا بولا---

تم۔تمہیں ۔شرم۔نہیں آتی ہر وقت فصول بولتے ہوئے اور-- شرٹ-- پہنو؟ ہرا خان بھوکھلاتے ہوئے دہکے گالوں کے ساتھ لہجے کو مضبوط بنانے کی ناکام کوشش کرتی بولی، وہ اسے پہلی بار یوں شرٹ لیس دیکھ رہی تھی۔

آپ آ جائیں نہ میرے پاس اور سکھا دیں مجھے شرم-- یہ دیکھیں میرا بیڈ کتنا اداس ہے آپ کے بغیر-- ضرار خان بچوں کی طرح بولتا اب اسے اپنا خالی بیڈ دکھا رہا تھا، اسکی بات کا مطلب سمجھتے شرم سے سرخ پڑتے ہرا خان کی پلکیں لرزی----

اب اگر ایسی ادائیں دکھائیں گی، تو خود میں چھپا لوں گا آپ کو!! ضرار خان مزید بے باک ہوا----

ت۔تم ۔بھابھار میں جاؤ -- ہرا خان نے اس کی زومعنی باتوں پہ سرخ پڑتے خفگی سے فون رکھا، جس پہ ضرار خان نے قہقہ لگاتے فون سائیڈ پہ پھینکتے سونے کے لئے آنکھیں بند کی۔

اب دل کچھ پرسکون تھا، ویسے بھی وہ کل صبح جا کے اس سے ملنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ کل صبح وہ سب ضرار خان کی شادی کی تاریخ رکھنے بڑی ہویلی جا رہے تھے، صبح پھر سے سب نے بڑی ہویلی میں ڈیرھا جمانا تھا۔

رایان خان نے اس کا چہرہ ٹھوری سے پکڑتے اوپر اٹھایا، جو ہچکیاں بھرتی زور سے اپنے گلابی گالوں سے آنسوں رگڑتے ہوئے صاف کر رہی تھی۔
رایان خان نے پیار سے اسکی آنکھوں کو چومتے اسکے آنسو اپنے لبوں سے چنے---

KOH NOVELS URDU

پلوشہ خان بالکل خاموش خالی خالی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی، اس کے دماغ میں اسکے پھر سے اس دن والے الفاظ گونجے تھے۔۔

(میری جان چھوڑو۔۔۔ حد ہے پیار کی زبان سمجھ ہی نہیں آتی) رایان خان نے اسکی نظروں کا شکوہ پڑتے اس کی سانسوں میں گہری سانس بھری۔۔۔

جانتی ہو پچھلے دو دنوں سے کتنے فون کئے ہیں میں نے تمہیں ؟؟ رایان خان اسکے کان میں شکوہ کرتا ہوا بولا، اس نے پچھلے دو دنوں میں کتنے ہی فون اور مسیجز اسے کر ڈالے تھے لیکن کال کرنے پہ بار بار ایک ہی جواب سننے کو ملتا۔۔۔

"آپ کا مطلوبہ نمبر فالحال بند ہے۔۔ برائے مہربانی تھوڑی دیر بعد کوشش کیجئے"۔۔۔

پلوشہ خان نے کوئی بھی جواب دئے بنا نظریں جھکائی۔

فون کیوں بند کیا تھا؟ اسکی خاموشی کو توڑنے کے لئے اس نے اسے اپنے مزید نزدیک کرتے اس کے کان میں سرگوشی کرتے پوچھا۔

تا کہ۔۔۔ آپ۔۔۔مجھ۔سے۔۔بات ۔۔کرتے ۔۔تنگ ۔۔نہ ۔۔ہوں۔۔۔ وہ اپنے آنسو روکتی اسے جواب دیتے ہوئے پاس پڑی شال اٹھا کے اپنے رعنایاں چھلکتے وجود پہ اوڑھنے ہی والی تھی، جب رایان خان نے وہ شال اسکی پہنچ سے دور کرتے اسکے خوبصورت نرم و نازک سراپے میں اپنی نظریں الجھائی۔۔۔ اپنے وجود سے چپکی فراک سے نمایاں ہوتے خدوخال کو دیکھتے پلوشہ خان کے گال دہک کے لال ہوئے۔۔۔۔

کس کافر نے کہا ہے کہ رایان خانزادہ اپنی وشہ سے تنگ ہے؟؟ وہ اسکی گردن پہ لب رکھتا گھمبیر لہجے میں بولا۔۔۔

پلوشہ کو پتا نہیں کیوں پھر سے اپنے غم یاد آ رہے تھے، ابھی صبح روشنہ خان کا ناگوار لہجہ اور یونیورسٹی میں سر نیم کا پوچھے جانا سوچ کے پھر سے اسکی آنکھیں سے آنسوں چھلکتے رایان خان کے بالوں میں جزب ہوئے، جو اسکی گردن پہ لو بائٹ بنانے میں مصروف اسے اپنے شدت بھرے لمس سے روشناس کروا رہا تھا۔

KOH NOVELS URDU

اسکی ہچکیاں سنتے اور لرزتے وجود کو محسوس کرتے رایان خان نے جھٹکے سے اپنی خمار آلود سرخی چھائی شہد رنگ آنکھوں کو اٹھا کے اسے دیکھا، جو اپنے چہرے پہ ہاتھ رکھتی اپنی ہچکیاں دبانے کی کوشش کر رہی تھی۔

وشہ--- آئی ایم۔رئیلی سوری میری جان-- یقین کرو مجھے غصے میں پتا نہیں چلا اور میں نے تمہیں ڈانٹ دیا--- پلیز ایسے نہیں رو وشہ-- مجھے تمہارے رونے سے بہت تکلیف ہو رہی ہے -- رایان خان اسے یوں بچوں کی طرح روتے دیکھ کے بے بسی سے انتہائی نرم اور پیار بھرے لہجے میں بولا۔

می۔میرا --باباپ --کو۔کون تھا؟؟ اور پلوشہ خان نے اس سوال کا جواب طلب کرتے رایان خان کو بے حد حیران کیا، وہ اس وقت کیوں اپنے باپ کا پوچھ رہی تھی وہ سمجھنے سے قاصر تھا۔

وشہ تم--- ابھی رایان خان مزید بولتا جب پلوشہ نے اسکی بات کاٹی۔

مجھے بتائیں میرا باپ کون تھا، میری ماں کی عزت کو کس نے روندھا تھا؟؟ پلوشہ خان روتے ہوئے چیخی، رایان خان نے اس کی بات پہ اپنے نچلے لب کو زور سے دانتوں میں دبایا---

پلوشہ میری جان دیکھو ان سب باتوں کو--- رایان اس کے بکھرے ڈارک براؤن بال کان سے پیچھے کرتے پھر سے کچھ بولنا ہی چاہ رہا تھا جب پلوشہ پھر سے اس کی بات کاٹ چکی تھی۔

میں۔میں جانتی ہوں۔میرے انچاہے --وجود کی وجہ سے --تین تین ہویلیاں برباد--ہوئی تھیں-- آپ۔یاں---آپ ایسا کریں --مجھے چھوڑ--دیں--میں اچھی---نہیں ---ہوں---میں---گندا خون ہوں---میں بہت ---بری---ہوں---اور --میرا---باپ--- پلوشہ خان کے لہجے میں اتنی ازیت اور تکلیف محسوس کرتے رایان خان کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں جھکڑا، اس نے اسکے لبوں پہ ہاتھ رکھتے اسے مزید کچھ بولنے سے روکتے ہوئے زور سے گلے سے لگایا---

وشہ--میری جان--- تم ایک خوبصورت سا پھول ہو-- اللہ نے تمہیں رایان خان کی زندگی میں بہار لانے کے لئے اس دنیا میں بیجھا ہے--- تم کیسے خود کے لئے

KOH NOVELS - URDU

ایسے لفظ استعمال کر سکتی ہو؟؟ میرا بچہ!!! بولا نہ اس دن غلطی سے ڈانٹ دیا تھا۔۔تم جانتی ہو نہ تمہارے یان کو کتنا گندا غصہ آتا ہے!! آئی ۔ایم رئیلی سوری وشہ میں نے بہت ڈانٹا تھا نہ اپنے بچے کو؟؟ رایان خان تڑپتا ہوا اس کے کانوں میں پیار بھری سرگوشیاں کرتا اسکے پورے چہروں کو دیوانا وار چوم رہا تھا، پلوشہ خان نے نفی میں سر ہلایا۔۔ حلق میں اٹکے آنسوؤں کی گولے کی وجہ سے اس سے کچھ بھی ٹھیک سے نہیں بولا جا رہا تھا۔

نہی۔نہیں۔یان۔۔آپ۔۔ایسے۔۔بار۔۔بار۔۔۔ سوری۔۔۔نہیں۔۔کریں۔۔۔مجھے ۔۔بتا۔۔۔دیں ۔۔پلیز ۔۔۔۔آپ۔۔کو۔۔میری۔۔۔قسم۔۔۔!!میرا۔۔۔ باپ۔۔۔کون۔۔تھا۔۔۔اور۔۔میری ماں۔۔۔بری۔۔۔نہیں ۔۔۔تھی ناں؟؟ پلوشہ خان آنکھوں میں آنسو لیتی رایان خان کے گالوں پہ ہاتھ رکھتی آس سے پوچھ رہی تھی۔ رایان خان نے اسکے قسم دینے پہ بے بسی سے پلوشہ خان کو دیکھا، وہ کیوں ایسی باتیں کر رہی تھی وہ سمجھنے سے قاصر تھا۔ خیر بات اس کی ڈانٹ کے علاؤہ کچھ اور بھی تھی، جو پلوشہ یوں اتنی تکلیف میں تھی!

رایان خان نے پیچھے سیٹ سے ٹیک لگاتے پلوشہ خان کو اپنے سینے میں بھینچتے مدھم آواز میں اسے سارا ماضی بتانا شروع کیا، وہ اس کے قسم دینے پہ مجبور ہوتا خود کو بے بسی کی حد پہ محسوس کر رہا تھا۔

دلاور شاہ ، سجاول کے باپ اسد خان کا دوست۔۔۔۔۔۔ اس دردناک ماضی کو سنتے پلوشہ خان کا پورا وجود کپکپا رہا تھا، اس کے کپکپاتے وجود کو دیکھتے رایان خان درمیان میں ہی رک چکا تھا لیکن پلوشہ خان نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے اسے پوری بات بتانے کی ضد کی۔ رایان خان نے اسے خفا نظروں سے دیکھا، وہ کہاں اپنی وشہ کو تکلیف میں دیکھ سکتا تھا۔ پلوشہ خان اسکی خفا نظروں کو دیکھتی اس کے بیرڈ زدہ گالوں کے ساتھ اپنے گال جوڑ چکی تھی، اور اپنے آنسو صاف کرتے اسے اشارہ دیا کہ اب وہ نہیں روئے گی۔۔۔!!

دلاور شاہ کا نکاح اس کی کزن رائمہ شاہ کے ساتھ بچپن سے ہی ہو چکا تھا اور رخصتی اسد خان کی شادی کے دو سال پہلے ہوئی تھی۔ وہ اس کی خاندانی بیوی تھی جس سے اس کا ایک بیٹا عالیان شاہ تھا، لیکن دلاور شاہ ایک عیاش

پسند آدمی تھا۔ اپنے پاس اولاد جیسی نعمت ہوتے ہوئے بھی اس نے اپنی عیاشیاں نہیں چھوڑیں تھیں--- نو سالہ عالیان شاہ کے ہوتے ہوئے بھی اسے سات سالہ سجاول خان پہ ترس نہیں آیا تھا، وہ اسد خان کی شادی------ رایان خان اپنی جان سے پیاری وشہ کو خود میں سماتے ہوئے اسے باقی کا سارا دردناک ماضی بتا چکا تھا، جس پہ وہ جو کب سے اپنے آنسو روکے بیٹھی اب اسکے گلے سے لگتی ہچکیوں سے روتی ہوئی رایان خان کو شدید تکلیف اور ازیت میں مبتلا کر رہی تھی۔ اگر اس نے رایان کو اپنی قسم نہ دی ہوتی تو وہ اسے اس دردناک ماضی کا ایک لفظ بھی نا بتاتا---

یان--میری--مورے---اتنی--پاک ---تھی---نا---لیکن -پھر---بھی---یان---کیا---سب انہیں ----غلط---سمجھتے---ہیں---ابھی--- تک؟؟ پلوشہ خان ٹوٹے پھوٹے الفاظوں میں رایان خان کو دیکھتی استفسار کر رہی تھی۔

میری جان وہ میری وشہ کی طرح ہی پاک تھیں اور انہیں کوئی بھی غلط نہیں سمجھتا !! اب رونا بند---شش--- رایان خان پھر سے اس کی آنکھوں پہ لب رکھتا اسے معتبرکر رہا تھا۔

لیکن--یان---وہ---اپھو---جان---بولتی---ہیں----میری---مورے ---اچھی---نہیں---تھیں---ان ----کے---دلاور--

شاہ---کے ساتھ--- تعلق---تھے---اور---انہی---کی ---وجہ---سے---وہ---بیوہ---پلوشہ خان بے دھیانی میں بولتی ہوئی پھر سے رو چکی تھی، وہ آج آنسوؤں کا دریا بہا دینا چاہتی تھی----

تو رایان خان پوری بات اب سمجھا تھا، روشنہ خان کا رویہ پلوشہ خان کے ساتھ ٹھیک نہیں تھا۔ ان ہی کی باتوں کی وجہ سے پلوشہ خان اتنی ازیت میں تھی۔

وشہ -- آنی جان(روشنہ خان) کا رویہ تمہارے ساتھ ٹھیک ہے؟؟ رایان خان اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھرتا سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا، جس پہ پلوشہ خان نے گڑبراتے ہوئے زور و شور سے ہاں میں سر ہلایا---

میری قسم کھاؤ --- وہ ہنوز سنجیدگی سے بولا، جس پہ پلوشہ خان نے بے بسی سے اپنا نچلہ لب کچلتے اس کے سینے میں اپنا چہرہ چھپایا۔ وہ اس بات کا جواب نہیں دینا چاہتی تھی، لیکن رایان خان کو اس کا جواب مل چکا تھا۔

KOH NOVELS - URDU

اس کا اندازہ ٹھیک تھا، روشنہ خان پلوشہ خان کو اپنے الفاظوں سے ازیت پہنچا رہی تھیں اور کچھ وہ دو دن پہلے اپنی بھولی سی منکوحہ کو ڈانٹ کے مزید تکلیف میں مبتلا کر چکا تھا۔ رایان خان نے جھکتے ہوئے اس کے دانتوں میں دبے لب کو پیار سے اپنے ہونٹوں میں دباتے ہوئے چوما۔۔۔ پلوشہ نے اپنی نم آنکھیں اٹھاتے ہوئے اسے ایک نظر دیکھ کے پھر سے اس کے سینے میں اپنا چہرہ چھپاتے کچھ سکون حاصل کرنا چاہا۔۔۔۔

بہت ضدی ہو رہی ہو تم، ایسے گندھے بچوں کی طرح منہ بنا کے روتی ہو۔۔۔ رایان خان نے اس کے قسم دے کے سب پوچھنے پہ خفا ہوتے شکوہ کیا۔

آپ ۔اس۔لڑکی ۔۔کی تعریف پہ مسکرا ۔۔کیوں۔۔۔رہے۔۔تھے۔۔۔ پلوشہ خان اپنے لہجے کو پہلے جیسا بنانے کی ناکام کوشش کرتی رایان خان کو یہ یقین دلا رہی تھی کہ وہ ٹھیک ہے۔ رایان خان نے "سوال گندم جواب چنا " پہ زوردار قہقہہ لگاتے اسے خود میں شدت سے سماتے اسکے کان میں کچھ پیار بھری اور کچھ بے باک سرگوشیاں کرتے اس کا دھیان اس دردناک ماضی سے ہٹانا چاہا۔

درام خان اس وقت" آرمی یونیفارم " میں تیار باپ کے کندھے سے سر ٹکاتا ایک خوبصورت اور چھوٹا سا پٹھان لگ رہا تھا۔ آج اس کے سکول میں فن فئیر تھا، جس پہ درام کی ٹیچر نے اسے زبردستی ایک پلے میں فوجی کا کردار ادا کروایا تھا۔ وہ ابھی داور خان کے ساتھ سکول سے تھکا ہارا واپس آیا تھا۔

اس پہ آرمی یونیفارم بے تحاشہ جچ رہی تھی، بیا خان تو اسکی صبح سے سو دفعہ نظر اتارتے ہوئے اسے یہ یونیفارم پہننا کے سکول بھیجنے سے منع کر چکی تھی۔ جس پہ درام خان کا منہ بنتا دیکھ کے داور خان نے بیا کو پیار سے پچکار ا تھا۔ وہ جانتا تھا اس کا لاڈلا اس آرمی یونیفارم کو پہننے کے لئے کتنا بے تاب تھا جو وہ رات میں ہی داور خان کے ساتھ جا کے لایا تھا اور بیا خان نے بھی داور کو ہمیشہ کی طرح ایک ہی جواب دیا تھا اگر اس کے بیٹے کو نظر لگی تو وہ ان دونوں سے بات نہیں کرے گی۔ جس پہ داور نے دل پہ پتھر رکھتے اس کی بات پہ سر کو خم دیتے جتنی بھی سورتیں اسے آتی تھی، وہ اپنے بیٹے پہ پڑھ کے پھونک چکا تھا۔ جس پہ درام خان نے مشکل سے اپنا

قہقہ دبایا تھا۔
داور خان درام کو لے کے اپنے کمرے میں داخل ہوا، جہاں بیا خان الماری ٹھیک کرنے میں مصروف اپنے لمبے گیلے لائٹ گرے بال کان سے پیچھے کر رہی تھی۔ وہ شاید ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی شاور لے کے بیٹھی تھی۔
مورے --- درام کے پکارنے پہ بیا نے اپنا دوپٹا ٹھیک کرتے مسکرا کے چہرا موڑتے اپنے خوبصورت شوہر اور بیٹے کو نظر بھر کے دیکھا۔
آگیا میرا بچہ؟؟ بیا خان کپڑے وہی پہ چھوڑتی ان کی طرف بڑھی، جس پہ درام نے اپنی باہیں ماں کی طرف پھیلائی۔ بیا خان نے مسکراتے ہوئے اپنے اتنے حسین اور ذہین بیٹے کو چٹا چٹ چوما۔
اسے گہری نظریں سے دیکھتے داور خان نے ایک نظر درام کو دیکھتے اسکے سر پہ پہنی آرمی کیپ کو اسکے ناک تک لے جاتے بیا خان کی کرسٹل گرے آنکھوں کو چومتے اسکے گال اور ہونٹ پیار سے چومے، درام کے چہرے پہ اسکی کیپ آ چکی تھی جس سے وہ ان دونوں کو دیکھ نہیں پا رہا تھا۔
بیا خان داور کو گھور کے دیکھتی دہکتے گالوں سے پیچھے ہٹتے درام خان کو لے کے بیڈ کی طرف بڑھی، جو اب اپنی کیپ درست کرتا باپ کو گھور رہا تھا۔ جو بلاوجہ اسے پچھلے پورے ایک منٹ سے اندھا کر چکا تھا۔ اب درام کیا جانے کہ بیوی کو دیکھ کے داور خان کا رومینس جاگ چکا تھا۔
Moray you know what, my girlfriends were saying to me that I’m looking so much handsome in this outfit.. and one of my teacher said to me!! Dhram marry me
(مورے آپ جانتی ہیں ، میری گرل فرینڈز مجھے بول رہی تھیں کہ میں ان کپڑوں میں بہت ہینڈسم لگ رہا ہوں۔۔ اور میری ایک ٹیچر نے تو مجھے کہہ رہی تھی، درام مجھ سے شادی کر لو۔۔۔۔)
درام خان اپنے مورے کے سینے پہ سر رکھتا کیوٹ طریقے سے اسے آج کی ساری سٹوری سنا رہا تھا، یہ سچ تھا درام خان اپنی خوبصورتی اور زہانت کی وجہ سے اپنے پورے سکول میں مقبول ہونے کے ساتھ ساتھ بہت سی لڑکیوں اور ٹیچروں کا کرش بھی تھا۔
Aww and then what you said ?

بیا خان اسکے چھوٹے مگر مضبوط ہاتھ کو چومتی پیار سے بولی۔
I said I'm taken with my kashmala.. sorry I already have a fiance ...
(میں نے بولا میرا رشتہ میری کشمالا کے ساتھ تہہ کیا جا چکا تھا، معاف کیجئے گا میری پہلے سے ہی ایک منگیتر ہے۔۔۔)
اور یہی پہ داور خان کا قہقہ چھوٹا، جس پہ بیا نے اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے داور خان کو منہ بنا کے دیکھا۔ جس پہ اس نے اسے زومعنی اشارے کرتے اسے سرخ کیا۔۔ اور اب درام خان کی نا ختم ہونے والی باتیں شروع ہو چکی تھی، جس پہ بیا خان اور داور خان قہقے لگا رہے تھے۔

عشقِ ستم..... میگا قسط 48

سعد خان جو ابھی ابھی بڑی ہویلی کے زنان خانے میں داخل ہوتا ہوا اوپر اپنے کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا، اچانک اس کی نظر نچلے پورشن کے دائیں طرف والے دوسرے کمرے پہ پڑی۔ وہ جو پہلے ہی عالیان شاہ کی تلاش میں ناکامی کی وجہ سے غصے سے پاگل ہوا پھر رہا تھا، سامنے کا منظر دیکھ کے اس کا غصہ ساتویں آسمان کو پہنچا۔۔۔
وہ مضبوط اور تیز قدم اٹھاتا پری وش کے کمرے میں داخل ہوتا اس تک گیا، جو اپنی سفید برہنہ کمر لئے شیشے کے سامنے کھڑی اپنے الجھے ہوئے گیلے بالوں کو سلجھا رہی تھی۔
سعد خان نے زور سے دروازہ بند کرتے ایک ہی جست میں اس تک پہنچتے غصے سے اسے بازو سے پکڑتے ہوئے اپنی طرف کھینچا، جس پہ پری وش جو روہانسی ہوتی اپنے بالوں کو سلجھا رہی تھی۔ اس اچانک افتاد پہ اسکے لبوں سے چیخ برآمد ہوئی اور اس پہ تضاد سعد خان کی کرسٹل گرے آنکھوں میں غصے کی سرخی دیکھتے اسکا چھوٹا سا دل دھڑکا۔۔۔
چھو۔چھوٹے۔۔۔ ابھی پری وش کچھ بولتی جب سعد خان دھاڑا۔
یہ کیا بیہودگی ہے؟؟ وہ اسکا جبڑا اپنے ہاتھوں میں دبوچتے ہوئے غرایا، جس پہ چھوٹی سی پری وش نے خود سے اتنے لمبے سعد خان کو سر اٹھا کے دیکھا جو اسکا جبڑا اپنی آہنی گرفت میں لئے اس سے جواب طلب کر رہا تھا۔۔۔۔ اب بندہ پوچھے پری وش اسے جواب کیسے دے جو اسکے جبڑے کو

اپنی وحشی گرفت میں لئے اپنی کرسٹل گرے آنکھوں سے اسے غصے سے دیکھ رہا تھا۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی ، یوں اس حلیے میں خود سے لاپروا کھڑے ہونے کی --- وہ اپنا چہرہ اس پہ جھکاتا ہوا اتنی اونچی آواز میں دھاڑا کہ پھر سے پری وش کے لبوں سے چیخ برآمد ہوئی، اس نے ایک نظر اپنے حلیے پہ ڈالتے شرم سے سرخ ہوتے سعد خان کو دیکھا جو قہر برساتی آنکھوں سے اسکے سراپے کو گھورتا ہوا اسے غصے سے دیکھتا جواب طلب کر رہا تھا۔ پری وش نے اپنے نازک ہاتھ اسکے ہاتھ پہ رکھتے اپنے جبڑے کو آزاد کروانا چاہا---

وہ--می-میں--چھو-چھوٹے---خا-خان--وہ---اپنے جبڑے پہ سعد خان کی ڈھیلی گرفت محسوس کرتی وہ ہکلاتے ہوئے ادھورا سا کچھ بولنا چاہ رہی تھی جب وہ پھر سے غرایا---

تمہاری ہمت کیسے ہوئی یہ گھٹیا لباس زیب تن کرنے کی؟؟ جواب دو مجھے؟؟ وہ اسکے نچلے لب پہ زور سے کاٹتا اسکے لبوں کے پاس اپنے لب کرتے دھاڑا، جب پری وش نے سسکی بھرتے اسے دیکھا---

یہ-یہ --ہرا--دیدہ--کی---ساڑھی---ہے--انہیں---ان--کی دوست--نے---تحفے---میں---دی---تھی---لیکن---انہیں---پسند--نہیں---آئی--تو---میں---تو ---بس---یوں---ہی--پہن ---کے---دیکھ---رہی--تھی---میں--- پری وش چہرہ جھکائے روہانسی ہوتی آدھا ادھورا سا بول رہی تھی۔ وہ ابھی کچھ دیر پہلے ہی ہرا خان سے یہ ساڑھی لے کے آئی تھی ، وہ بور ہو رہی تھی تو اس نے سوچا کیوں نہ وہ ہرا خان کی ساڑھی پہن کے دیکھ لے جس پہ اس کی کب سے نظر تھی۔

(ہرا خان نے مسکراتے ہوئے اسے یہ کالی ساڑھی پکڑائی، کیونکہ وہ جانتی تھی وہ ابھی کچھ ہی دیر میں اسے منہ بنا کے واپس کرتے ہوئے ایک ہی فقرہ ہمیشہ کی طرح دہرائے گی---"دیدہ آپ کو کس نے کہا تھا اتنا لمبا ہونے کے لئے--مجھے اتنا شوق ہے کہ مجھے بھی اپنی بہن کے کپڑے پورے ہوں میں بھی انہیں پہن کے شوخیاں مارتے ہوئے سب کو دیکھاؤ کہ دیکھو مجھے بھی اپنی دیدہ کے کپڑے آتے ہیں---" جس پہ ہرا خان ہمیشہ کی طرح اسے اپنے سینے سے لگاتی مسکرا دیتی، اب وہ اسے کیا بتاتی کہ میری پری چھوٹی تو تم ہو ورنہ میں کہاں اتنی لمبی ہوں جتنا تم مجھے سمجھتی ہو---)

سعد خان نے پری وش کے جواب پہ اوپر سے لے نیچے تک اس پہ نظر دوڑائی، اگر جو اسے اس ساڑھی میں کچھ ٹھیک سے فٹ تھا تو وہ صرف اسکا بیہودہ سا بلاؤز تھا۔ باقی ساڑھی کا پلو نیچے گرا ہوا زمین کو سلامی پیش کر رہا تھا اور ساڑھی بھی اسے کافی لمبی تھی جس میں وہ بالکل الجھی ہوئی لیکن کیوٹ لگ رہی تھی۔ اس کا دودھیا سراپا اس کالی ساڑھی میں خوب دھمک رہا تھا۔

اس کے دودھیا سفید خوبصورت سراپے کو دیکھتا سعد خان اپنے ہوش کھو رہا تھا، اسے اس کی ابھی کچھ دیر پہلے خود سے یوں بیگانہ ہو کے دروازہ کھلا رکھ کے تیار ہونے والی حرکت یاد آئی---

پری وش کے کمرے کے دروازے کے بالکل سامنے ایک بڑی سی شیشے کی کھڑکی تھی، جو اس وقت کھلی ہوئی تھی وہاں سے اکا دکا ملازم گزرتے ہوئے پورچ تک جاتے تھے۔ اگر جو سعد خان کی جگہ کسی اور کی اس نازک وجود پہ نظر پڑ جاتی تو وہ اسکی چمڑی ادھیڑ کے رکھ دیتا--- یہی سوچ سوچ کے سعد خان کا پارا مزید ہائی ہوا۔

پہن کے دیکھ رہی تھی ۔ --یا دروازہ کھول کے سب کو کھلے عام پہن کے دکھاتے ہوئے اپنے وجود کے نظارے کروا رہی تھی؟؟ سعد خان اسکے بلاؤز کی سٹریپ کو اپنی انگلیوں میں دبوچتا شدید غصے سے غرایا--

جس پہ پری وش نے بے یقینی سے اس کی طرف دیکھا، وہ اپنے الفاظوں سے اسے شدید تکلیف پہنچا چکا تھا۔ اس نے اپنا نچلہ لب کاٹتے اپنے آنسو گالوں پہ بہنے سے روکے، وہ نہیں جانتی تھی اس کے کمرے کا دروازہ کھلا رہ گیا ہے وہ تو ابھی کچھ دیر پہلے ہی ہرا خان سے خوشی خوشی یہ ساڑھی لے کے آئی تھی اور اسی خوشی میں وہ دروازہ بند کر نا بھول چکی تھی لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں تھا وہ یہاں اپنے وجود کی نمائش کرنے کے لئے کھڑی تھی۔

جواب دو مجھے !!! ڈیم اٹ--- وہ اسکی خاموشی پہ اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتا اسے خود کے نزدیک کرتا مزید غصے سے چلایا۔

میں--مجھے---نہی---نہیں---پتا---چلا---میں---اتار---دیتی---ہوں-یہ---آپ---چھوڑیں---پلیز---میں---ابھی---اتار---دیتی ہوں---پکا---وعدہ---

وہ ساڑھی کا پلو کندھے پہ ڈالتی سر جھکائے آنسو بہاتی کیوٹ طریقے سے بول رہی تھی، سعد خان کے غصے سے ہی تو اس چھوٹے سے وجود کی جان

جاتی تھی۔ اسے کہاں معلوم تھا یہ جن ابھی ہویلی میں ہو گا، ان دونوں کی تو پچھلے دو دن سے ایک ہویلی میں رہتے ہوئے بھی ملاقات نہیں ہوئی تھی---

وجہ سعد خان کی مصروفیت---

سعد خان نے ہنوز غصے کے زیر اثر اسے اپنے حصار سے آزاد کیا، اسکے وجود کی گہرائیوں کو دیکھتے ملکیت کا احساس شدت سے ہوا لیکن وہ ابھی اس وجود کو حاصل نہیں کر سکتا تھا۔ شاید اسی وجہ سے وہ اس پہ بلاوجہ اتنی سی بات پہ کتنا غصہ کر چکا تھا۔

اس کے حصار سے آزادی ملتے ہی پری وش نے اپنے آنسو صاف کرتے ابھی دو قدم ہی اٹھائے جب ساڑھی کا پلو پھر سے کھسکا تھا، وہ اسی ساڑھی کے پلو میں الجھتی ہوئی بری طرح سے زمین پہ گر جاتی اگر جو سعد خان تیزی سے تھام نہ لیتا--- اسکی آنسوؤں سے لبریز کالی گہری آنکھوں کو دیکھتے سعد خان نے اس کا چہرہ تھامنا ہی چاہا لیکن پری وش جلدی سے اس کے حصار سے نکلتی ڈریسنگ روم میں بند ہوئی۔ اسکی برہنہ دودھیا پشت دیکھتے ہوئے سعد خان نے دھڑکتے دل سے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے اپنے غصے کو کنٹرول کیا۔

پری وش نے غصے سے اس فسادن ساڑھی کو اتارتے سادھی سی شلوار زیب تن کرتے روتے ہوئے دروازے کے ساتھ ٹیک لگائی، وہ روتی ہوئی اس ساڑھی پہ اپنے پیر مارتی اپنا غصہ اتار رہی تھی۔ باہر کھڑے سعد خان نے اسکی سسکیاں سنتے ہوئے اپنا نچلہ لب کاٹا۔

پری---- سعد خان دروازہ ناک کرتے اسکو مخاطب کر رہا تھا لیکن وہ تو جیسے اب اسے اپنی سسکیاں بھی نہیں سنانا چاہتی تھی، وہ اپنے منہ پہ ہاتھ رکھتی اپنی سسکیاں دبا رہی تھی۔

پری جان--- سعد خان نے اب کی بار لہجے کو نرم بناتے اسے پیار سے پکارا تھا لیکن پری وش ہنوز خاموشی سے اپنا سر اپنے گھٹنوں پہ رکھ چکی تھی۔ وہ اس وقت اس سے بالکل بھی بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔

ساحر خان نے گاڑی ایک شاندار سے ہوٹل کے پاس روکتے ایک نظر زرلاشتہ خان کو دیکھا، جو اس سے دور ہونے کی مزاحمت میں ناکام ہوتی اس کے کندھے پہ اپنا سر ٹکاتی کب کی سو چکی تھی۔ ساحر خان نے احتیاط سے اس

کا سر سیٹ سے لگاتے گاڑی سے باہر نکلتے سمندر خان سے ہوٹل کے بکڈ کمرے کی چابی لی، جو ساحر خان کے کہنے پہ کافی دیر پہلے اس ہوٹل کا روم بک کروا چکا تھا۔

ساحر خان نے دوسری طرف سے آتے زرلاشتہ کا دروازہ کھولتے، اپنی کالی چادر سے اس کا چہرہ اور وجود اچھی طرح سے ڈھکتے اسے پھر سے اپنی گود میں اٹھاتے دروازہ بند کیا اور قدم ہوٹل کی طرف بڑھائے۔ وہ ہوٹل شادی شدہ جوڑوں کے لئے تھا، وہاں اکثر نئے شادی شدہ جوڑے اپنا اچھا وقت گزارنے آتے تھے۔

زرلاشتہ خان کا چھوئی موئی سا وجود ساحر خان مکمل طور پہ اپنی مضبوط باہوں اور چوڑے سینے میں چھپا چکا تھا۔ کمرے میں قدم رکھتے ہی گلاب کی بھینی بھینی خوشبو نے ان کا استقبال کیا۔ پورا کمرہ کافی خوبصورتی اور رومینٹک انداز میں سجایا گیا تھا، کمرے کا ماحول بالکل خواب ناک تھا۔

ساحر خان نے کمرے کا دروازہ لاک کرتے ایک نظر پورے کمرے کی طرف دوڑائی، جو بہت کم وقت میں بہت اچھا سجایا گیا تھا۔

ابھی وہ قدم آگے بڑھانے ہی والا تھا جب گلاب کی بھینی بھینی خوشبو زرلاشتہ خان کے نتھنوں سے ٹکراتی اسے آنکھیں کھولنے پہ مجبور کر چکی تھی، آنکھیں ملتے ہوئے ایک نظر ساحر خان کو دیکھتے اس نے شاکڈ نظروں سے پورے کمرے کو دیکھا۔ کمرے میں رنگ برنگی رومینٹک لائیٹس سے روشنی کی گئی تھی، پورے کمرے میں چمکتی دمکتی روشنی، گلابوں کی بہکتی خوشبو اور کینڈلز کی رمانٹک روشنی سب نے اس مقام کو جادوئی اور خواب ناک بنایا تھا۔ اس خوبصورت سے کمرے کو دیکھ کے زرلاشتہ خان کی حیرت سے آنکھیں پھٹی--- اسکے یوں حیرت سے منہ کھول کے آنکھیں پھیلانے پہ ساحر خان نے اپنی مسکراہٹ دباتے، اس کے پاؤں سے چپل اتارتے اسے اپنی گود سے اتارتے ان گلاب کی پتیوں پہ کھڑا کیا۔ جنہیں زمین پہ دروازے سے لے کے بیڈ کے راستے تک بکھیرا گیا تھا، ساحر خان چاہتا تھا وہ ان گلاب کی پتیوں پہ چلتی ہوئی اپنے نرم و نازک پیروں سے ان کی نرمی کو محسوس کرتے خود کو راحت پہنچائے----

زرلاشتہ خان ٹرانس کی سی کیفیت میں قدم بڑھاتی ہر چیز کو اپنے ہاتھوں سے چھوتی ہوئی آنکھوں میں خوشی لئے انہیں دیکھ رہی تھی۔ گلاب کے

پھولوں کی وہ دیوانی ابھی ساحر خان کی زات کو بھی فراموش کر چکی تھی، اسے گلاب کی پھولوں میں الجھے دیکھ کے پتا نہیں کیوں ساحر خان کو اس گلاب سے بھی حسد محسوس ہوا۔ جس کی وجہ سے اس کی زات کو فراموش کیا جا رہا تھا۔

زرلاشتہ خان ٹیبل پہ پڑی گلاب کی پتیوں کو اپنے دونوں ہاتھوں کی مٹھیوں میں بھرتے کمرے کے وسط میں کھڑی گول گول گھومتی، ان گلاب کی پتیوں کو خود پہ پھینکتی خوشی سے کھلکھلاتے ساحر خان کو بھی کھل کے مسکرانے پہ مجبور کر رہی تھی۔ اس کے یوں گول گول گھومنے سے اس پہ اوڑھی گئی ساحر خان کی کالی چادر زمین بوس ہو چکی تھی، اب وہ صرف اس نفیس سی پیچ پٹھانی فراک میں ملبوس اپنا سر آسمان کی طرف اٹھائے گومے جا رہی تھی۔ شاید اسے یہ سب ایک خواب لگ رہا تھا، ساحر خان نے قدم آگے بڑھاتے ٹیبل پہ پڑی گلاب کی پتیاں اپنی مٹھیوں میں پکڑتے ہوئے زرلاشتہ خان پہ نچھاور کرتے اسے مزید کھلکھلانے پہ مجبور کیا اور ریموٹ کو پکڑتے ایک بٹن دبایا جس کی وجہ سے جومر میں سے گلاب کی پتیوں کی بارش ہوئی۔ زرلاشتہ خان اس خواب کو جی بھر کی انجوائے کر لینا چاہتی تھی، کیا پتہ وہ خود کو چٹکی کاٹے اور یہ خواب ختم ہو جائے۔۔

اسکے یوں خود سے بیگانہ ہونے پہ ساحر خان نے آگے بھرتے اسکے گالوں کو اپنے دونوں ہاتھوں سے تھامتے ایک ہی جٹھکے میں اس کے نرم گلابی ہونٹوں کو اپنے لبوں کی شدت بھری گرفت میں لیا، جن پہ کچھ گلاب کی پتیاں اٹک چکی تھی۔ جومر سے گلاب کی پتیوں کی بوچھاڑ ہنوز جاری تھی جو اس منظر کو مزید خوبصورت بنا رہی تھی۔۔۔ جی تو اب آ گئی تھی زرلاشتہ خان ہوش کی دنیا میں واپس۔۔۔ ساحر خان اپنی شدت بھری گرفت میں اس کے ہوش ٹھکانے لگا چکا تھا۔۔۔ ہاں جی بالکل۔۔۔۔۔

ساحر خان نے اسکے گلاب کی پنکھڑیوں سے بھی ملائم ہونٹوں کا رس نچورتے ، گھونٹ گھونٹ بھر کے اس کے لبوں کا جام پینا شروع کیا۔۔۔ اس کی بڑھتی شدت پہ زرلاشتہ خان نے اس کی سفید قمیض کے کالر کو تھامتے خود کو گرنے سے بچایا۔۔۔

ساحر خان نے مزید بے خود ہوتے ایک ہاتھ اس کی کمر میں ڈالتے جبکہ دوسرے ہاتھ کو اسکے سر کے پیچھے دھرتے اسے اپنے پیروں پہ کھڑا

کرتے مزید مضبوطی سے اس کے ہونٹوں کو اپنے لبوں میں دبوچا--- زرلاشتہ خان کو لگا اب اگر اسے سانس نہ ملی تو وہ واقعی ہی اس دنیا فانی سے کوچ کر جائے گی۔

ساحر خان جو اس کی سانسوں سے کھلواڑ کرتا اسکی ہر آتی جاتی سانسیں چرا رہا تھا۔ اسکے کانپتے وجود پہ رحم کھاتے اسنے اپنی سانسیں اسکے سینے میں اتارتے اسے اوپر اٹھاتے ہنوز اسکے لبوں کو اپنے لبوں میں دبائے اپنا رخ بیڈ کی طرف کیا لیکن اب وہ اس کے لبوں پہ گرفت نرم کر چکا تھا۔ وہ اسے لئے اس نرم و ملائم بیڈ کے گدے پہ گرا، جس کے اطراف کو سفید جالیدار نیٹ اور گلاب کے پھولوں سے سجایا گیا تھا۔ زرلاشتہ خان نے اسکا کالر جھنجھوڑتے اسے ہوش دلانا چاہی، جب ساحر خان نے اس کے بالائی لب کو پیار سے چومتے اسکے ہونٹوں کو آزادی بخشی----

خود پہ سایہ فگن ساحر خان کی خمار آلود سرخی چھائی نیلی آنکھوں میں جزبات کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر دیکھتے زرلاشتہ خان کے گلے میں گلٹی بھر کے معدوم ہوئی----

اس کے اوپر دائیں بائیں اپنی کہنیاں ٹکا کے لیٹے ساحر خان نے اپنی شدت کے زیر اثر اس کے لہو چھلکاتے ہونٹوں کو دیکھتے اسکے چہرے کے ہر نقوش کو اپنی آنکھوں کے راستے دل میں اتارا، اس نے اپنا وزن اس نازک وجود پہ نہیں ڈالا تھا لیکن پھر بھی زرلاشتہ خان کو اپنی سانسیں بند ہوتی محسوس ہو رہی تھیں-----

ساحر خان نے اسکی ہری آنکھوں کو پیار سے چومتے اب کی بار نظریں اس کے سراپے میں الجھائی، جسے دیکھتے زرلاشتہ خان نے شرم سے رخ موڑا کیونکہ اس کی پٹھانی فراک کا اوپری حصہ کافی چست تھا۔ ساحر خان نے اسکی شرم پہ مسکراتے ہوئے ایک ہی جھٹکے میں اسکی پشت سے فراک کی زپ نیچے کو کھسکھاتے زرلاشتہ خان کو حواس باختہ کیا، اس کے مڑنے سے پہلے ہی ساحر خان اسکی دودھیا سفید کمر پہ جھکتا اپنے بھوسوں کی بوچھاڑ کر چکا تھا۔ زرلاشتہ خان نے اسکے دہکتے لبوں کے لمس کی تاب نہ لاتے بیڈ شیٹ کو اپنے ہاتھوں کی مٹھیوں میں دبوچا۔ ساحر خان نے صرف یہی پہ بس نہیں کیا، اس کے ہونٹوں کے ساتھ ساتھ اسکے ہاتھوں کی بھی بے باک جسارتیں جاری تھیں جو زرلاشتہ خان کو کپکپانے پہ مجبور کر چکی

تھی۔ اس نے شرم سے سرخ پڑتے اپنا رخ موڑتے اسی کے سینے میں چہرہ چھپاتے گہرے گہرے سانس بھرے۔ ساحر خان نے قہقہ لگاتے کروٹ بدلتے اسے خود کے اوپر کیا، جس کی پٹھانی فراک کندھوں سے کھسکھنے کو بے تاب تھی۔ زرلاشتہ خان کی روہانسی شکل دیکھتے ساحر خان نے اسکی برہنہ کمر پہ اپنا ہاتھ پھیرا، جس پہ اسکے وجود پہ مزید کپکپی طاری ہوئی----

ہم۔ہمیں--چھو---چھوڑیں---- وہ اسے اتنی جلدی معاف کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی تھی، اسی لئے اپنے لہجے کو مضبوط بنانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے منمنائی۔

بہت موج مستی کر لی تم نے زرلاشتہ خان، اب شوہر کے حقوق ادا کرنے کا وقت ہے--- جن سے تم یوں جان نہیں چھڑوا سکتی--- ساحر خان اسکے کان میں گھمبیر سرگوشی کرتا اسے لرزنے پہ مجبور کر چکا تھا۔

ی۔یہ--آ۔آپ--کی--کیا--کہہ--رہ۔رہے--ہیں--ہمیں---چھو--چھوڑیں--پلی۔پلیز---- زرلاشتہ خان اسکے سینے پہ ہاتھوں کا دباؤ ڈالتی روہانسے انداز میں بولتی اس پر سے اٹھنا چاہا رہی تھی جب ساحر خان نے اسکی کمر پہ اپنی گرفت مضبوط کرتے اسے خود میں بینچھا---

اتنی بچی تو ہو نہیں جو تمہیں میری بات سمجھ میں نہ آئے---- ویسے بھی مورے تمہیں زبان سے کافی کچھ سمجھا چکی ہیں میں زبان سے سمجھانے میں مزید وقت نہیں لگاؤ گا بلکہ اب اپنے پریکٹیکل انداز میں سمجھاؤں گا--- ساحر خان نے بے باکی سے بولتے اسکی فراک کو کاندھوں سے مزید کھسکھانا چاہا، جب زرلاشتہ خان نے نفی میں سر ہلاتے اپنی فراک کو دونوں ہاتھوں کی مٹھیوں میں دبوچا---

آپ--ایسا --نہیں--کر---سکتے--- زرلاشتہ خان اپنے لہجے کو مضبوط بناتی بولی، جس پہ ساحر خان نے ائیبرو اچکاتے اسکی ہری آنکھوں میں اپنی نیلی آنکھیں گھاڑی---

ہمیں ---مورے---کے---پاس---رہنا---ہے---کچھ---دن--- وہ اس کی جواب طلب آنکھوں میں دیکھتی نظریں جھکائے بولی---

وہ اس سے پھر سے دور جانا چاہتی تھی؟ کیا وہ نہیں جانتی تھی اس نے پچھلے دو دن اس کے بغیر کیسے تڑپتے ہوئے گزارے ہیں؟ کیا وہ اس کی لاتعداد کالز اور میسجز سے بھی اسکی بے چینی کا اندازہ نہیں لگا پائی تھی؟؟

یہ دو دن ساحر خان کو دو صدیوں کے برابر لگے تھے وہ خود پہ حیران ہوا تھا وہ پچھلے آٹھ سال زرلاشتہ خان سے جدا رہنے پہ اب تک زندہ کیوں تھا؟؟

اب اگر تم نے مجھ سے دور جانے کی بات کی زرلاشتہ خان تو میں بہت برا پیش آؤ گا۔۔ ساحر خان اسکے بالوں کو نرمی سے اپنی مٹھی میں دبوچتا خود پہ جھکائے غرایا، جس پہ زرلاشتہ خان کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی تھی ۔۔۔

ہم۔۔آپ۔۔۔کی۔۔۔ضرورت۔۔۔۔نہیں۔۔۔ بنیں۔۔۔گے۔۔۔کبھی ۔۔۔نہیں۔۔۔۔ زرلاشتہ خان اس کی پرانی باتیں یاد کرتی اسے خود سے دور کرنے کی ناکام کوشش میں بلند آواز میں رک رک کے بولتی اپنے جملے سے ساحر خان کو غصہ دلا چکی تھی۔

ہاں کیونکہ تم میری ضرورت نہیں بلکہ میرے وجود کا حصہ بنو گی۔۔۔ لیکن اس سے پہلے تمہیں کچھ کھا لینا چائیے تاکہ میری شدتوں کو برداشت کرنے کے لئے تم میں کچھ انرجی آ سکے۔۔۔ ویسے بھی ابھی تو پورا دن اور پوری رات پڑی ہے تمہیں اپنے وجود کا حصہ بنانے کے لئے۔۔۔ ساحر خان اپنا غصہ ضبط کرتا لہجے کو نرم بناتا، اس کے کان میں بے باک سرگوشی کرتا اس کے گالوں پہ اپنے نرم گرم لب رکھ گیا۔۔۔ زرلاشتہ خان نے نفی میں سر ہلاتے اس پر سے اٹھنا چاہا، جب ساحر خان کروٹ لیتے اس خود کے نیچے کرتا اس کے کندھوں پہ اپنے دانت گھاڑتا پیچھے ہٹا اور اپنے بھورے بالوں میں ہاتھ پھیرتے انٹرکام سے کال کرتے کچھ کھانے کو منگوایا۔۔۔ زرلاشتہ خان کو اس کے ارادوں سے بہت ڈر لگ رہا تھا، وہ شرم سے سرخ پڑتی اپنا ہاتھ کمر پہ لے جاتی اپنی زپ بند کرنا چاہ رہی تھی۔ جب ساحر خان جو بیڈ کے سائیڈ ٹیبل کے پاس کھڑا مینو آرڈر کرنے میں مصروف تھا، اس نے اس کا وہی بازو اپنی گرفت میں لیتے نیچے جھکتے ہوئے اس کے دل کے مقام پہ بے باک شرارت کی۔۔۔ زرلاشتہ خان کانوں کی لوں تک سرخ پڑی، اس کے سرخی چھلکاتے خوبصورت چہرے کو دیکھتے ساحر خان نے مشکل سے اپنے جزباتوں پہ بندھ باندھا۔۔۔ ابھی فون رکھتے ساحر خان پھر سے زرلاشتہ خان کے ساتھ کوئی جسارت کرتا، جب ان کا دروازہ ناک ہوا۔۔۔ ساحر خان نے زرلاشتہ کا بازو چھوڑتے اپنے قدم دروازے کی طرف بڑھائے، دروازہ کھولتے وہ بالکل کسی دیوار کی طرح دروازے کے سامنے کھڑا ہوا تھا تا کہ سامنے کھڑے وجود کی غلطی سے بھی نظر اس کی بیوی پہ نہ پڑ جائے جو پہلے ہی بیڈ پہ

KOU NOVELS URDU

تقریباً چھپی ہوئی تھی----
کچھ منٹ بعد ساحر خان دروازہ بند کرتا بیڈ کی طرف آیا تھا، اب اس کے ہاتھ میں ایک بڑا سا ڈبہ اور کچھ شاپرز تھے---(یہ سب ساحر خان نے گاڑی میں بیٹھتے آرڈر کیا تھا، اور ایڈریس ہوٹل کا دیا تھا)
ساحر خان نے اپنے ہاتھ میں پکڑی تمام چیزوں کو بیڈ پہ رکھتے ایک نظر میرون کمبل میں چھپی اپنی جان سے پیاری بیوی کو دیکھتے ہوئے مسکراہٹ ضبط کی ، جو اس سے بچنے کے لئے چہرے تک کمبل اوڑھ چکی تھی۔
ساحر خان ابھی مسکراتا ہوا اس پر سے کمبل ہٹانے ہی والا تھا جب پھر سے دروازہ ناک ہوا، جس پہ ساحر خان نے بدمزہ ہوتے دروازے کو گھورا۔ وہ پھر سے دروازہ کھولتا پہلے کی طرح ہی کھڑا ہوا، فرق صرف اتنا تھا اب وہ سامنے کھڑے ویٹر کو گھوریوں سے بھی نواز رہا تھا۔ جو بیچارہ اس روعب دار بندے کی گھوریوں سے کانپتا ہوا کھانے والی ٹرے اس کے سامنے کر رہا تھا۔۔ کہ بھئی کھانا تو نے آرڈر کیا ہے اب مجھے کیا کہتا ہے۔۔
ڈھکن ہٹاو۔۔۔ ساحر خان اسے دیکھتا روعب سے بولا، جس پہ ویٹر نے جلدی سے ڈھکن ہٹاتے اسے دیکھا۔۔۔ ساحر خان نے ایک خالی پلیٹ میں ہر چیز کا ایک ایک چمچ اس پلیٹ پہ ڈالتے پھر سے تفتیشی نظروں سے ویٹر کو دیکھا، جس کی شاید آخری سانسیں چل رہی تھیں۔
اب یہ سب چکھ کے بتاؤ۔۔۔۔ ساحر خان اپنے بھورے بالوں پہ ہاتھ پھیرتا سنجیدگی سے بولا، جس پہ ویٹر نے حیرانگی سے اس کھسکے ہوئے بندے کو دیکھا۔۔ جو اپنا آرڈر کیا کھانا پہلے اس سے چکھوا رہا تھا، خیر ویٹر نے اس لمبے چوڑے خوبصورت نوجوان کا روعب دیکھتے اس کی پلیٹ میں ڈالی ہر چیز چکھ کے اسے دکھائی اور کنفیوز نظروں سے ساحر خان کو دیکھا۔۔۔
ساحر خان نے اس پہ زرا سا رحم کھاتے اس کے ہاتھ سے کھانا جھپٹنے کے انداز میں پکڑتے دروازہ زور سے بند کیا، جس پہ ویٹر اپنے ماتھے پہ آیا پسینا صاف کرتا وہاں سے نو دو گیارہ ہوا۔۔۔۔ ساحر خان عالیان شاہ کے دھمکی بھرے میسجز کے بعد ایک ایک قدم پھونک کے رکھنا چاہتا تھا۔ ہو سکتا تھا جیسے اس کے باپ نے سالوں پہلے بڑی ہویلی کے ملازموں کو خریدا تھا ، ویسے ہی وہ بھی اس ہوٹل کے سب ملازموں کو خرید لیتا اور اس کھانے میں زہر ڈھلوا کے ساحر خان اور زرلاشتہ خان کا کام تمام کروا دیتا،

لیکن عالیان شاہ شاید ان کی یہاں موجودگی کے بارے میں لاعلم تھا۔۔۔شاید۔۔۔

پلوشہ خان کو اچھی طرح سے نارمل کرتے ہوئے رایان خان گاڑی چھوٹی ہویلی کی طرف موڑ چکا تھا، تا کہ درام کے ساتھ کچھ وقت گزار کے پلوشہ خان کا دھیان بٹا سکے۔۔۔۔ وہ روشنہ خان سے خود بات کرنے کا ارادہ رکھتا تھا جنہوں نے اسکی منکوحہ کو اپنے الفاظوں سے بے تحاشہ تکلیف پہنچائی تھی۔۔۔ پلوشہ خان جو پھر سے گم سم ہو چکی تھی، گاڑی کے چھوٹی ہویلی کے پورچ میں رکنے پہ ہوش میں آئی اور حیرانگی سے رایان خان کو دیکھا، جو شیشے میں اپنے شہد رنگ بال سنوار رہا تھا۔۔۔۔

یان۔یہ۔۔چھوٹی ہویلی۔۔پلوشہ خان نے سوالیہ لہجہ اپناتے رایان خان کو دیکھا۔۔۔۔

جی یان کی جان ہم کچھ دیر درام کے ساتھ گزاریں گیں۔۔۔۔ وہ ٹڈہ ابھی کچھ دیر پہلے ہی مجھے فون کر کے چیلنج کر چکا تھا۔ کہ میں آج کچھ بھی پہن کے آجاؤ اس سے زیادہ پیارا نہیں لگ سکتا، تو مجھے اس چیلنج میں اس ٹڈے کو ہرانا ہے اور میری وشہ اس میں میرا ساتھ دے گی۔۔ رایان خان اس کی طرف پیار سے دیکھتا اپنی اسکن مردانہ شال کو ٹھیک کرتا نرم لہجے میں استفسار کر رہا تھا، جس پہ پلوشہ خان نے نظر بھر کے اپنے شہزادے کو دیکھا جو ڈارک براؤن شلوار قمیض پہ اسکن چادر لئے اپنی سرخ و سفید رنگت کے ساتھ بے حد خوبصورت لگ رہا تھا۔۔۔ اس کے آخری جملے پہ پلوشہ نے شرم سے نظریں جھکائی۔۔۔

دے گی نہ میری وشہ میرا ساتھ؟؟ رایان خان اس کا چہرہ ٹھوری سے اٹھاتا اس کے ماتھے پہ شدت بھرا بھوسا دیتے بولا، جس پہ پلوشہ نے دہکے گالوں سے ہاں میں سر ہلایا۔ رایان خان اس کے گلابی بھرے بھرے گالوں پہ نرمی سے اپنے دانت گھاڑ کے پیچھے ہٹتے اس کے وجود کو اچھی طرح سے اسکی میرون شال سے ڈھکنے لگا۔۔۔۔

سعد خان کافی دیر سے پری وش کو پیار سے پکارتا ڈریسنگ روم کا دروازہ کھٹکھٹا رہا، لیکن پری وش ہنوز خاموشی سے آنسو بہانے میں مصروف تھی----

سعد خان نے اب کی بار غصے سے دروازے پہ اپنے مضبوط پیر کی ٹھوکر ماری، شاید یہ جاننے کے لئے کہ اس کی چھوٹی سی دنیا زندہ ہے یا اس دنیا سے کوچ کر کے جا چکی ہے--- لیکن نہیں وہ زندہ تھی اور یہ سگنل اس کی پری جان کی اونچی سی چیخ اسے دے چکی تھی----

دروازہ کھولو پری جان، اگر میں دروازہ کھول کے اندر آیا تو بہت پچھتاؤ گی اور میں پچھتانے کا موقع دیے بغیر بہت کچھ کر جاؤں گا--- سعد خان لہجے کو گھمبیر بناتا بولا، جس پہ پری وش کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی---- اس نے تھوک نگلتے دروازے کو گھورا جیسے وہ دروازہ نا ہو گیا، سعد خانزادہ ہو گیا---

ٹھیک ہے تو تم نہیں کھولو گی، اب دیکھو میں کیا کرتا ہوں--- کچھ سیکنڈ انتظار کرنے کے بعد سعد خان نے دانت کچکچا کے بولتے اپنی جیب سے ایک سوئی نما چیز تلاشتے ہوئے ابھی دروازے کے لاک کے ساتھ چھیڑ چھاڑ شروع ہی کی، جب پری وش اپنے آنسو صاف کرتی جلدی سے زمین سے اٹھتی دروازہ کھول چکی تھی----

سعد خان نے فتح مندی سے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا، ویسے بھی اگر وہ دروازہ نہ کھولتی سعد خان اپنے کہے کے مطابق واقع ہی دروازے کا لاک کھول چکا ہوتا جو ساحر خان نے بچپن میں ان سب لڑکوں کو سکھایا اور اس نے خود شاید بچپن میں کسی ہالی ووڈ مووی سے سیکھا تھا----

وہ نظریں جھکائے کھڑی اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کی انگلیاں مڑورتے اپنے پیروں کی طرف دیکھ رہی تھی اور اب تو آنسو بھی نہیں بہا رہی تھی یا شاید آنسو کنٹرول کر رہی تھی--- سعد خان نے ایک نظر اسے دیکھتے دوسری نظر زمین پہ پڑی کالی ساڑھی پہ ڈالی، جس کی حالت اب دوبارہ پہنے جانے کے قابل تو بالکل نہیں تھی----

پری جان--- سعد خان نے اس کی طرف قدم بڑھاتے پیار سے اسے پکارا، لیکن وہ ہنوز خاموش سی اپنا نچلہ لب کاٹتی سرخ کر رہی تھی--- اس کے لب کاٹنے والی حرکت کو دیکھتے ہوئے سعد خان نے اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتے اپنی انگلی اور انگوٹھے کی مدد سے اس کا لب آزاد کرواتے اسے اپنے ہاتھ کی پوروں سے سہلایا---

کیوں کرتی ہو خود سے بڑے کام میری جان--- سعد خان نے جھک کے اسکی کان کی لوں کو دانتوں میں دبائے پیار سے استفسار کیا---

می۔میں۔ن۔نے۔۔جا۔جان۔۔کے۔۔۔دروازہ۔۔۔نہیں۔۔کھو۔کھولا۔۔۔ پری وش اپنے آنسو ضبط کرتی اسکے سوال کا الٹا جواب دیتے اپنی صفائی پیش کر رہی تھی-----

جانتا ہوں لیکن پہلے یہ بتاؤ خود سے لمبی ساڑھی پہن ہی لی تھی تو کیوں اتاری؟؟ میں نے اتارنے کو بولا تھا کیا ؟؟ لو جی کیا کہنے تھے سعد خانزادہ کہ پہلے اسے آدم خور بن کے ڈرانے کے بعد اب پیار سے کہا بھی جا رہا تھا !! تو کیا؟؟ پری وش کا جی کیا وہ اس جتنی لمبی ہو کے اسکی گردن اپنے ہاتھوں میں دبوچ لے۔۔ اس نے شدید غصے سے اس سے دور ہونا چاہا، جب سعد خان نے ایک ہی جست میں اسے ہمیشہ کی طرح اوپر اٹھاتے اپنے کندھوں کے برابر کیا--- پری وش اتنی چھوٹی نہیں تھی، لیکن ایسی حرکتیں کر کے اسے یہ ظاہر کروانا کہ وہ بہت چھوٹی ہے--- جس کی وجہ سے سعد خان کو اس سے بات کرنے کے لئے کافی جھکنا پڑ رہا تھا، اسی لئے اس نے اپنی مشکل آسان کرتے ہوئے اسے اٹھا لیا ----- یہ حرکتیں اس وقت پری وش کو مزید آگ بگولہ کر رہی تھیں۔ سعد خان اس وقت بھی اسے منانے کی بجائے اشاروں میں چڑا چکا تھا اور پری وش چڑ بھی چکی تھی---

آپ۔۔آپ نا۔۔کسی اونٹنی سے شادی کر لیں جا کے----- جب وہ رات کو آپ کے ساتھ سوتی آپ کو اپنی لمبی لمبی ٹانگیں مارے گی نا --- پھر آپ کو میری قدر آئے گی--- پری وش اس کی گردن پہ اپنے ناخنوں سے وار کرتی چیخی---

لیکن مجھے تو تمہارے ساتھ ہی سونا ہے--- تمہارے اس چھوٹے سے وجود کو خود میں پوری طرح سے سماتے ہوئے ۔۔ سعد خان اپنی ہنسی ضبط کرتا اسکے گال پہ پیار سے ہاتھ رکھتا گھمبیر آواز میں بے باکی سے بولا-----

KOH NOVELS URDU

اس کی زومعنی بات پہ پری وش کا چہرہ گلابی سے سرخ ہوا، اس نے اس کی گردن سے اپنے ناخن ہٹاتے اس پر سے نیچے اترنا چاہا لیکن سعد خان اسکی گردن میں بازو ڈالتا اس خود پہ جھکا گیا۔

معاف کر دو--- ہمیشہ کی طرح غصہ کرنے کے بعد معصوم بنتے اس کا کان پکڑتے ہوئے معافی مانگی--- اگر جو سعد خان میں غصے کے وقت فوراً ریکشن دینے والی گندھی عادت تھی، تو اس میں ایک اچھی عادت بھی تھی کہ ٹھنڈے ہوتے ہوئے اگر اسے احساس ہو جاتا تھا کہ وہ غلط کر چکا ہے وہ فوراً معافی مانگ لیتا تھا----

چھوڑیں مجھے---میں کٹی ہوں--آپ سے--پری وش ہنوز اس پر سے اترنے کی ناکام کوشش کرتی روتے ہوئے کیوٹ طریقے سے بولی---

کوئی بات نہیں میں تمہارے پیارے سے ہونٹوں پہ کس کر کے صلح کر لیتا ہوں--- سعد خان صلح کا جھنڈا لہراتا، اس کے جبڑے کو نرمی سے اپنے ہاتھ میں پکڑے پیار سے اس کے لبوں کو اپنی گرفت میں لیتا اسے بھوکھلانے پہ مجبور کر چکا تھا--- پری وش نے اس کی گردن میں پہنی سلور چین کو پکڑتے زور سے جھٹکا دیتے اسے ضدی انداز میں خود سے دور کرنا چاہا لیکن سعد خان اس کے ہونٹوں پہ اپنی گرفت مزید مضبوط کرتا اسکی کلائیوں کو اپنے ایک ہاتھ میں جھکڑ چکا تھا--- اس کے ہونٹوں کا شدت بھرا بوسہ لیتا وہ پیچھے ہٹا---

میں--میں--تو--بری--لڑکی--ہوں--نا--جو--اپنے--وجود--- کے نظارے ---کروا--رہی ---تھی--تو--پھر---کیوں--- ابھی پری وش روتے ہوئے مزید خود کو برا بھلا کہتے سعد خان کو تکلیف پہنچاتی، جب وہ شدت سے اس کے آنسو اپنے لبوں سے چنتا ہوا اسکی گردن پہ جھک گیا---

---

رایان خان اور پلوشہ خان گل بانو سے ملتے ان سے درام کا پوچھتے داور خان کے کمرے کی طرف بڑھے، گل بانو نے بتایا کہ وہ ابھی کچھ دیر پہلے ہی

سکول سے واپس آتا داور کے ساتھ اسی کے کمرے میں گیا ہے--- وہ ان دونوں کو ساتھ دیکھتے ماشاءاللہ بولنا نہیں بھولی تھیں----

رایان خان کے دروازہ کھٹکھٹانے پہ داور اور بیا جو درام جی باتوں پہ ہنس رہے تھے، کھلے دروازے پہ دستک سنتے ان دونوں کو سامنے کھڑے دیکھ کے خوشگوار حیرت سے مسکرائے----

پلوشہ رایان لالہ آپ دونوں ---آئیے نا--- بیا خان اپنے سر پہ دوپٹا ٹھیک کرتی درام کو داور کو پکڑاتے ان کی طرف بڑھی----

رایان مسکرا کے بیا کے سر پہ ہاتھ پھیرتے، اپنے ٹڈے کی طرف بڑھا--- پلوشہ خان نے بیا خان سے ملتے اپنا سر داور خان کے آگے کیا، جس پہ اس نے پیار سے ہاتھ پھیرتے اس کا حال دریافت کیا۔

لالہ یہ کس کا بچہ اٹھا لائے ہیں سکول سے؟؟ ہمارا ٹڈا کہاں ہے؟؟ رایان خان درام کو آرمی یونیفارم میں دیکھتا جان بوجھ کے بلند آواز میں سنجیدگی سے بولا، جس پہ درام خان جو ہر کسی کی طرح سے اس کے منہ سے بھی اپنی تعریفوں کے پہار سننا چاہتا تھا--- منہ بنا کے اسے دیکھتے پلوشہ کی طرف اپنے بازو پھیلائے، جس نے مسکراتے ہوئے اسے اٹھایا---

پتہ نہیں--- مجھے یہ درام سے پیارا لگا تو میں ایکسچینج کر کے لے آیا---- رایان کی بات پہ داور نے درام کو ایک نظر دیکھتے اپنی مسکراہٹ روکنے کی غرض سے لب دباتے کہا، جس پہ درام نے کیوٹ سا منہ بناتے پلوشہ کو دیکھا--- نظروں کا مطلب صاف تھا، میری سائیڈ لیں---

نہیں یہ تو میرا چھوٹا سا پٹھان ہے---ہمارا پیارا سا درام--- پلوشہ خان بے خودی میں درام کی کرسٹل گرے آنکھیں چومتی اس کی کیپ ٹھیک کرتے بولی، وہ اسے اس آرمی یونیفارم میں بے تحاشہ پیارا لگ رہا تھا---

اس کے پارٹی بدلنے اور اس پہ تضاد اس کی آنکھیں چومنے پہ رایان خان نے گھور کے اسے دیکھا، جو ابھی گاڑی میں شرماتے ہوئے اسکی سائیڈ لینے کی حامی بھر کے آئی تھی اور اب آ کے درام خان کی چمچی بن چکی تھی---

KOH NOVELS - URDU

نہیں یہ درام ہو ہی نہیں سکتا۔۔ وہ ٹڈا تو۔۔ابھی رایان مزید بولتا جب درام خان اسکی بات کاٹ چکا تھا۔۔۔

پلوشہ۔۔۔مالا کب آئے گی؟؟ درام خان اس کے گال کے ساتھ اپنا گال جوڑتا کیوٹ انداز میں بولتا سب کو حیرت میں مبتلا کر چکا تھا، اب یہ مالا کون تھی ؟؟

مالا کون؟؟ بیا، رایان، داور اور پلوشہ نے یک زبان ہوتے پوچھا۔۔

میری کشمالا۔۔ میں نے اب اس کا ایک نک نیم بھی رکھ دیا ہے۔۔ مالا ۔۔۔اچھا ہے نا؟؟ درام خان خوشی سے سب کو بتاتے ہوئے بولا، جس پہ سب نے تاصف سے سر ہلاتے ہوئے اسے دیکھا جبکہ پلوشہ خان نے شرم سے نظریں جھکائی۔۔۔

اب آ گیا یقین ؟ میں ہی درام خانزادہ ہوں!!! درام خان ، ان سب کے تاصف سے سر ہلانے پہ رایان اور داور خان کو منہ بنا کے دیکھتا ہوا غصے سے بولا، جو کب سے اسے پہچاننے سے انکار کرتے ہوئے چڑا رہے تھے۔۔

درام خان کے کیوٹ انداز پہ سب کا مشترکہ قہقہ گونجا، وہ سب سے تیز تھا۔۔۔

رایان خان کو تو اپنی بیٹی کی فکر ہوئی، جو ابھی تک اس دنیا میں آئی بھی نہیں تھی اور یہ شدت پسند ٹڈا اس پہ نظر رکھ چکا تھا۔۔۔

پلوشہ میں زیادہ پیارا لگ رہا ہوں یا رایان چاچو؟؟ درام خان اپنے لہجے میں دنیا بھر کا پیار سموتا رایان کو شیطانی مسکراہٹ سے دیکھتا جبکہ پلوشہ خان کو معصومیت سے دیکھتا استفسار کرنے لگا، جس پہ داور خان نے اپنے چھوٹے سے شیطان کو جان وارنے والے انداز میں دیکھا جو سب کا باپ تھا۔۔۔

بتائیں نا پلوشہ۔۔۔ اس کی خاموشی پہ درام خان اس کے گال پہ ہاتھ رکھتا پھر سے بولا، جس پہ پلوشہ نے بے بسی سے درام اور رایان کو ایک ایک نظر دیکھتے بیا کو دیکھا جو مسکراتے ہوئے اسے دیکھتی اشارے سے جواب دینے کا بول رہی تھی۔۔۔

KUH NOVELS URDU

درام--پیارا۔لگ--رہا-- پلوشہ روہانسے انداز میں بولتی پھر سے نظریں جھکا چکی تھی---

جس پہ رایان خان نے پہلو بدلتے درام اور پلوشہ کو گھورا اور مزید رایان خان کو جلتے توے پہ بٹھانے کی کسر کچھ وہ پلوشہ خان کے گالوں پہ لب رکھ کے "تھینک یو وشہ" کہتا پوری کر چکا تھا--جی جی--ہاں جی وہی --ارےوہی--- رایان خان کا ٹڈا--اور ہمارا چھوٹا سا پٹھان--- درام داور علی خان---

---

مورے آپ ایسا کیسے کر سکتی ہیں مجھ سے پوچھے بغیر؟؟ زرش خان اپنا بیگ زمین پہ پھینکتی غصے سے بولی، وہ سجاول خان کو ریجیکٹ کرنے کے بعد جلدی سے اس کے آفس سے نکلی--- اس سے وہاں کھڑے رہنا محال تھا، وہ جلد از جلد گھر جا کے اپنے اور سجاول کے رشتے والی بات پوچھنا چاہتی تھی--- وہ سب سے پہلے ضرار کے کمرے کی طرف گئی لیکن وہ اوندھے منہ گرا سکون کی نیند سو رہا تھا، جس پہ زرش خان کمبل ٹھیک کرتی اس کے ٹھنڈے کمرے میں ہیٹر آن کر کے دروازہ پھر سے بند کرتی ہوئی اپنی مورے کے پاس آئی--- اس کی مورے نے اس کی بات پہ مہر لگاتے ہوئے اسے غصے سے پاگل کیا کہ وہ واقعی ہی سجاول خان کی منگ ہے---

تمہارے لالہ نے کیا ہے سب، مجھے تو اینڈ ٹائم پہ بتایا ہے--ویسے بھی تم دونوں نے مجھے سمجھ ہی کیا رکھاہے--- ہمیشہ اپنی اپنی ضد پوری کر کے پھر مجھے آگاہ کرتے ہو--اور کیا برائی ہے سجاول خان میں --- گورا چٹا ہے ملالہ کے نقوشوں سے ملتا جلتا خوبصورت ہے--- اپنا بزنس ہے اور کیا چاہیے تمہیں ؟؟ ورده خان تو الٹا اس پہ بھڑکتے، اس کے ساتھ ساتھ ضرار کو بھی لتاڑ چکی تھی۔ جس نے اپنی منگ کا پورے خاندان میں خود اعلان کرتے آخری وقت پہ ماں کو بتایا تھا کہ وہ شادی کر رہا ہے---

جس پہ ورده خان نے ضرار خان کی بجائے ہرا خان کے اچھے نصیب کی دعائیں مانگی، جسے اتنا ضدی انسان مل رہا تھا--- انہیں ہرا خان کے بڑے ہونے سے کوئی اعتراض نہیں تھا، بلکہ وہ تو اس رشتے سے کافی خوش تھیں--

تو کیا یہ سب لالہ نے میری اس دن والی باتوں کی وجہ سے کیا ہے؟؟ یا خدایا!!! زرش خان دل میں سوچتی اپنے بال مٹھی میں جھکڑتی اپنے کمرے کی طرف بھاگی---

نہیں ---اسے سجاول سے شادی نہیں کرنی تھی وہ لالہ کو بتا دے گی--- وہ اب اس سے نفرت کرتی ہے--- وہ ہواس باختہ سی دل میں سوچتی اپنے بیڈ پہ گری---

---

عشقِ ستم.....قسط 49

فارس خان اپنی گاڑی بڑی ہویلی کے پورچ میں کھڑی کرتا تیزی سے زنان خانے کی طرف بڑھا----- وہ اس وقت نیوی بلیو شلوار قمیض پہ آف وائٹ شال گلے میں مفلر کی طرح ڈالے پیروں پہ پشاوری چپل جبکہ اپنی چوڑی مضبوط کلائی پہ برینڈڈ واچ پہنے اپنی سرخ و سفید رنگت کے ساتھ سنہری بال سلیقے سے سیٹ کیےبے حد خوبصورت لگ رہا تھا---

(وہ ساحر خان کے جانے کے بعد کچھ دیر مردان خانے میں اپنے کچھ دن پہلے لندن سے آئے دوست کے ساتھ گپ شپ لگا رہا تھا، لیکن دھیان اس کا سراسر فون پہ تھا جس پہ وہ اپنی بیوی کو تیار ہونے کے لئے کہہ رہا تھا کہ وہ کچھ ہی دیر میں اسے لینے آئے گا--- لیکن وہ آگے سے انکار کرتی ہوئی اسے چڑائے جا رہی تھی---

اس کے کچھ میسجز تو بہرام خان بھی اپنی زیرک نگاہوں سے پڑھ چکا تھا، جس پہ وہ اسکا اچھے سے ریکارڈ لگاتا ہوا اسے تنگ کر رہا تھا--- اس کا موڈ سجاول خان سے آفس میں ہوئی بدمزگی کی وجہ سے خراب سا تھا وہ فارس خان کو تنگ کر کے ٹھیک ہو چکا تھا، جو زیر لب مسکراتا ہوا اسے گھوریوں سے نواز رہا تھا---

بہرام خان اور فارس خان یونیورسٹی ٹائم کے دوست تھے، شروع شروع میں تو دونوں میں کافی لڑائیاں ہوتی تھیں لیکن آہستہ آہستہ ان کی یہی لڑائی ایک اچھی دوستی میں تبدیل ہو چکی تھی۔ بہرام خان کے اپنی شادی پہ نہ آنے کی

وجہ سے فارس خان پہلے تو کافی دن اس سے ناراض رہا تھا، لیکن بہرام خان آج لال ہویلی آ کے اسے منا چکا تھا کہ وہ ان دنوں کافی مصروف تھا جس کی وجہ سے وہ ایک بھی فنکشن اٹینڈ نہیں کر پایا تھا---)

زنان خانے میں داخل ہوتے ہی فارس خان ، نگینہ خان اور روشنہ خان سے ملتا ہوا حیدر خان اور مراد خان سے بھی ملا جو ابھی کچھ دیر پہلے آکے ہی وہاں بیٹھے تھے----

ایک رن مرید آگیا اور ایک رن مرید (ساحر خان) چلا گیا---- کیا کہنے ہیں ان کے--- فارس خان کو دیکھتے حیدر خان دل میں صرف یہی بات سوچ سکے، وہ فارس کی شکل دیکھ کے جان چکے تھے کہ اسے آج بڑی ہویلی کی یاد کیونکر آئی ہے--- لیکن جو بھی تھا انہیں اپنا داماد بے حد پسند تھا جو اتنا غصیلہ اور رعب دار ہو کے بھی اپنی بیوی کو سر آنکھوں پہ بٹھا کے رکھتا تھا لیکن وہ یہ نہیں جانتے تھے آج یہاں کیا ہونے والا ہے---

نگینہ خان تو ہمیشہ کی طرح فارس خان کے سینے سے لگی ایک ہی شکوہ کر رہی تھی کہ وہ انہیں بھول چکا ہے--- بڑی ہویلی میں چکر ہی نہیں لگاتا ، جس پہ وہ ان کے بچوں سے شکوے پہ نرمی سے ان کے بالوں پہ لب رکھتا انہیں اپنی مصروفیات کا بتا رہا تھا---

مورے یہ پلوشہ موٹی--- گل بہار جو سیڑھیوں سے اترتی بلند آواز میں شور ڈالتی نگینہ خان سے پلوشہ خان کی غیر موجودگی کے بارے میں استفسار کرنے ہی والی تھی، سامنے بیٹھے فارس خان کو دیکھتے اس کے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے---- ابھی تھوڑی دیر پہلے تو وہ اسے فون پہ چڑا رہی تھی اور وہ یہاں بھی آگیا؟؟ گل بہار نے اپنی انگلی منہ میں ڈالتے ہوئے سوچا----

اپنی جان سے پیاری بیوی کی آواز پہ فارس خان جو نگینہ خان کے ساتھ ساتھ سب سے باتوں میں مصروف تھا، اپنی ہری آنکھیں اٹھاتے سامنے سیڑھیوں کی طرف دیکھا تھا جہاں سے گل بہار کی آواز آئی تھی۔ وہ اس وقت رائل بلیو پٹھانی فراک پہ خوبصورت اور شارٹ سا آف وائٹ سویٹر جبکہ سر پہ اچھے سے دوپٹا اوڑھے اپنی گلابی اور سفید رنگت کے ساتھ بے تحاشہ حسین لگ رہی تھی---

بیٹی کو دیکھ کے حیدر خان نے مسکرا کے اپنی بانہیں وا کرتے اسے اپنے پاس بلایا، جس پہ وہ ایک نظر فارس پہ جبکہ دوسری نظر حیدر خان پہ ڈالتی بھاگتی ہوئی ان کے پاس آتی ان کے سینے سے لگی--- سب ان باپ بیٹی کے پیار پہ مسکرائے-----

فارس خان نے لب کاٹتے اسکی طرف دیکھا، جو اسے جان بوجھ کے اگنور کرتی باپ کے سینے میں چہرا چھپا چکی تھی--- فارس خان کا بس نہیں تھا اسے حیدر خان کے حصار سے لیتا ہوا خود میں چھپا لے، اس نے بے چینی سے اپنی آئیبرو انگوٹھے سے مسلی---

بہار مجھے کسی ضروری کام سے بھی جانا ہے تم ایسا کرو سب سے مل لو! پھر چلیں--- گل بہار جو اب اپنے باپ کو کسی بات پہ تنگ کر رہی تھی، فارس خان کی آواز کانوں میں پڑتے ہی اس نے حیدر خان کو دیکھ کے نفی میں سر ہلایا جس پہ انہوں نے کندھے اچکائے-----

تم ایسا --- میرا مطلب آپ ایسا کرو پہلے ضروری کام نپٹا آؤ میں کچھ دن تک آ جاؤں گی--- گل بہار جو اسے ہمیشہ کی طرح تم پکار کے جواب دینے والی تھی، ماں کی گھوری پہ لائن پہ آتی اسے تمیز سے سلگانے والا جواب دے چکی تھی--- جس پہ فارس خان نے دانت کچکچائے، جب کہ باقی سب نے مسکراہٹ دباتے ان دونوں ٹوم-اینڈ جیری کارٹونز کو دیکھنا شروع کیا-----

وہ تو میں نپٹا لوں گا لیکن ابھی تم ہویلی چل رہی ہو----- فارس خان سنجیدگی سے بولا---

لیکن مجھے ابھی کچھ دن رکنا ہے، ابھی دو دن تو ہوئے ہیں مجھے آئے ہوئے--- گل بہار اپنی مورے کی گھوریوں کو نظر انداز کرتی سینہ تان کے بولی---

پھر آ جائیں گیں، ابھی دادا جان اور باقی سب تمہیں یاد کر رہے ہیں--- فارس خان دل میں دانت کچکچاتے جبکہ بظاہر سنجیدگی سے بولا---

کیوں دادا جان اور باقی سب سے کی ہے میں نے شادی؟؟--- تمہیں نہی----- گل بہار جو اس کی بات پہ یہ سوچے بیٹھی تھی کہ وہ رومانٹک انداز میں بولے

گا دادا جان کے ساتھ ساتھ میں بھی تمہیں یاد کر رہا ہوں، لیکن اس کے الٹے جواب پہ ابھی وہ غصے میں آتی الٹا سیدھا بولی جب فارس خان کی دھاڑ پہ اس کی زبان کو بریک لگی---

بکواس بند کرو اپنی--- کیا الٹا سیدھا بولے جا رہی ہو؟؟ تمیز لحاظ ختم ہو چکا ہے تم میں ؟؟ وہ صوفے سے کھڑے ہوتے دھاڑا--- حیدر خان جو بیٹی کی بات پہ اسے ٹوکنے ہی والے تھے، فارس خان کی دھاڑ پہ انہوں نے ایک نظر گل بہار کو دیکھا جو بس رونے ہی والی تھی--- جبکہ باقی سب نے حیرانگی سے دونوں کو دیکھا، کہاں سوچا تھا سیچویشن اتنی سیریس ہو جائے گی----

جلدی اٹھو اور چادر لے کے آؤ--- فورا--- وہ اپنی ہری آنکھوں میں غصے کی سرخی لیے اپنے ہاتھ کی چٹکی بجاتا بولا---

نہیں جانا مجھے تمہارے ساتھ--- جاو کر لو جو کرنا ہے--- گل بہار اس کے رعب جمانے پہ باپ کے حصار میں شیرنی بنی بولی--- وہ واقعی ہی فارس خان کے بے جا پیار کی وجہ سے بد تمیز ہو رہی تھی، اس کا اندازہ وہاں بیٹھے ہر شخص کو ہو چکا تھا---

گل میرا بچہ ایسے بات نہیں کرتے--- حیدر خان اسے پیار سے سمجھاتے بولے

اور فارس تم بیٹھو، بیٹھ کے بات کرتے ہیں--- حیدر خان فارس خان کا شدید غصے سے سرخ ہوتا چہرہ دیکھ کے نرم لہجے میں بولے لیکن فارس خان ان کی بات ان سنی کرتا غصے سے گل بہار کو ان کے حصار سے کھینچ چکا تھا---

چلو میرے ساتھ--- وہ بھی ضد پہ آچکا تھا اسے سب سے ملنے کا موقع دیے بغیر وہ اسے کھینچتا ہوا اپنے ساتھ دھکیل رہا تھا جب گل بہار چیخی---

نہیں جانا مجھے تمہارے ساتھ فارس خان--- چھوڑو مجھے--- اپنی بہن پہ جا کے یہ روعب جماؤ جسے تم نے ہویلی میں اپنے سرہانے بٹھایا ہوا ہے--- مجھ پہ روعب جماتے شرم نہیں آ رہی تمہیں--- جب تک زر یہاں نہیں آئے گی میں بھی تمہارے ساتھ نہیں جاؤ گی--- ویسے بھی رسم ہے یہ--- وہ اس کے بازو پہ اپنے دانت گھاڑتی بلند آواز میں چیخی، جس پہ فارس خان جو رک کے

KOH NOVELS - URDU

سنجیدگی سے اسکی چیخ و پکار ملاخظہ کر رہا تھا نگینہ خان کے اگلے عمل پہ اس کے دل کو کچھ ہوا---

نگینہ خان نے گل بہار کی اتنی بد تمیزی پہ شرمندہ ہوتے اسے اپنی طرف کرتے اس کے منہ پہ زور دار تھپڑ جھڑا، چٹاح کی آواز پورے لاؤنج میں گونجی--- گل بہار نے اپنی گال پہ ہاتھ رکھے حیرت اور صدمے سے اپنی مورے کو دیکھا---

نگینہ!!!!---بہو---مورے--- حیدر خان اور مراد خان کے ساتھ ساتھ پری وش کے کمرے سے نکلتا سعد خان بھی ان کے عمل پہ دھاڑا، کہاں برداشت تھا اپنی نازوں میں پلی گل کے ساتھ ایسا سلوک ؟

فارس خان نے اپنا نچلہ لب بے دردی سے کاٹتے نگینہ خان کو دیکھا، جو غصے میں پھر سے گل بہار کو تھپڑ جھڑنے والی تھیں لیکن فارس خان ان دونوں کے درمیان میں آ چکا تھا---

مورے آپ ایسا کیسے کر سکتی ہیں؟؟ سعد خان چیختا ہوا شاکڈ سی گل بہار کے پاس آتا اسے اپنے حصار میں لے گیا---

تمیز ختم ہو چکی ہے اس میں، چھوٹے بڑے کا لحاظ نہیں رہا--- نگینہ خان گرجی-----

یہ سب تمہارے لاڈ پیار کی وجہ سے ہو رہا ہے، اسی لئے اتنی بگڑ رہی ہے یہ--- زیادہ ڈھیل دینے کی ضرورت نہیں ہے اسے--- اب کی بار وہ فارس خان کو مخاطب کرتی غصے سے بولی، جس پہ اس نے آنکھوں میں شکوہ لئے انہیں دیکھا--- اس نے کب چاہا کہ وہ اس کی لاڈلی بیوی کے ساتھ ایسا سلوک کریں-----

حیدر خان نے سعد خان کے حصار میں کھڑی اپنی بیٹی کو اپنے حصار میں لینا چاہا لیکن وہ آنکھوں میں ٹوٹے کانچ سی کر چیاں لیتی سب سے دور ہوئی--- اس نے اپنی آنکھ سے ایک آنسو نہیں بہایا، لیکن سب کو ازیت بھری نظروں سے دیکھا ضرور تھا--- وہ اپنے آنسو کنٹرول کرنے کے چکروں میں بری طرح سے کانپ رہی تھی-----

KOH NOVELS - URDU

مورے آپ--- آپ نے مجھے آج بتا دیا ہے، بیٹیاں شادی کے بعد واقع ہی پرائی ہو جاتی ہیں--- آپ---نے---یہ ------ گل بہار اپنی گال پہ ہاتھ رکھتی آدھا ادھوراسا بولتے زنان خانے سے باہر کی جانب بھاگنے ہی والی تھی ، جب سعد خان نے اسے زبردستی تھامتے ہوئے اپنے سینے سے لگایا----

گل ایسا نہیں ہے میری جان--- تم ابھی بھی ہم سب کی لاڈلی ہو، تم جانتی ہو نا مورے میں کبھی کبھی چنگیز خان والی روح آ جاتی ہے---- ہم دونوں اب مورے سے بات نہیں کریں گے، چلو میرے ساتھ--- سعد خان اسے پیار سے پچکارتا ہوا اپنے کمرے میں لے جا کے ریلکس کرنا چاہتا تھا، وہ کبھی بھی اپنی جان سے پیاری بہن کو یوں ناراض کروا کے نہیں بھیجنا چاہتا تھا---- لیکن گل بہار اس کی ایک بھی نا سنتے اس سے دور ہوئی---- پری وش اور ہرا خان جو ان سب آوازوں کو سنتی اپنے کمروں سے نکلی تھیں، حیرانگی سے یہ سب دیکھتی جلدی سے اس کے قریب آئی---- لیکن وہ ان سب کی پہنچ سے پھر سے دور ہو چکی تھی، وہ خود کو کسی کو ہاتھ لگانے کا موقع بھی نہیں دے رہی تھی---- فارس خان نے خود پہ لعنت بھیجی تھی، جس کی ضد اس کی ضدی بیوی کے ساتھ غلط وقت پہ جاگی تھی--- وہ ابھی اسے تسلی کے الفاظ بھی نہیں بول سکتا تھا وہ جانتا تھا وہ مزید بدتمیزی کرے گی----

بابا جان لالہ مجھے نہیں روکیں آپ کو میری قسم ہے--- گل بہار ان سب کی سفارشوں کو نظر انداز کرتی زنان خانے کا دروازہ پار کر چکی تھی---- فارس خان تیزی سے اس کے پیچھے بھاگا، پیچھے سعد خان نے غصے سے اپنے سامنے پڑی شیشے کی میز زمین پہ الٹائی---- سب خواتین کی چیخیں بلند ہوئی----

مورے آپ---- آپ کی وجہ سے میری گل ہم سب سے ناراض ہو کے گئی ہے---- سعد خان صوفے کے پاس پڑے شیشے کے واس کو زور سے سامنے ایل ای ڈی پہ مارتا دھاڑا، وہ جانتا تھا اسکی بہن کتنی ضدی ہے وہ آرام سے اپنی ناراضگی ختم نہیں کرے گی اور وہ بھلا کیسے اپنی چھوٹی سی گل کی ناراضگی کیسے برداشت کر سکتا تھا----

حیدر خان باہر تک گل بہار کے پیچھے گئے تھے، لیکن ناکام واپس لوٹتے ہوئے انہوں نے لاؤنج کا منظر دیکھتے تیزی سے قدم بڑھاتے سعد خان کو تھاما--- جو غصے میں اپنا ہاتھ لاونج پہ لگے شیشے پہ مارتا زخمی کر چکا تھا، غصہ تو ان سب کو وراثت میں ملا تھا--- پری وش کے ساتھ ساتھ سب کی چیخیں گونجی تھیں---

سعد خان خود کو زبردستی حیدر خان سے چھڑواتا، باہر کی جانب بڑھا--- جبکہ نگینہ خان سب کی ناراضگی اور تاصف بھری نظریں خود پہ محسوس کرتی شرمندہ سی آنسو بہا رہی تھیں---

لیکن نگینہ خان نے دل میں ایک چیز کا شدت سے شکر ادا کیا کہ سعد خان نے اتنے غصے میں بھی فارس خان کے ساتھ بدتمیزی نہیں کی--- نہیں تو اگر بہنوئی اور سالا آمنے سامنے آجاتے تو شاید حالات بری طرح سے بگڑ جاتے، اب انہیں اپنے دوسرے جن (ساحر خان) کا ڈر تھا جو اس ساری صورتحال کو جاننے کے بعد حویلی میں حشر برپا کر دے گا--- نگینہ خان سے یہ سب غصے میں ہوا تھا، وہ گل کی فارس خان جیسے روعب دار انسان کے ساتھ بد تمیزی برداشت نہیں کر سکی تھیں اور شاید وہ آٹھ سال پہلے والے واقعے سے کچھ زیادہ ہی ڈر چکی تھیں اسی لئے انہوں نے غصے سے سرخ پڑتے فارس خان کے ریکشن سے پہلے ہی گل بہار کو تھپڑ جھڑا-----

---

ساحر خان نے نرمی سے زرلاشتہ خان سے کمبل اتارتے اسے دیکھا، جو زور سے اپنی ہری آنکھیں میچے ہوئے تھی--- لیکن اس کی پلکوں میں بری طرح سے لرزش جاری تھی---

ساحر خان نے اسے دیکھ کے لب دباتے اپنی مسکراہٹ ضبط کی، جو سونے کی کافی اچھی ایکٹنگ کرنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی---

ساحر خان نے جگہ بنا کے اس کے پاس بیٹھتے اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتے خود پہ گرایا، جس پہ زرلاشتہ خان کے لبوں سے ہلکی سی چیخ برآمد ہوئی جس کا

گلہ ساحر خان نے اس کے ہونٹوں کو اپنے لبوں میں دباتے ہوئے گھونٹا۔۔۔
زرلاشتہ خان نے ہڑبڑاتے ہوئے آنکھیں کھولتے اسے دیکھا۔۔۔

کھانا کھا لو۔۔۔ ساحر خان اسکی تھوڑی پہ دانت گھاڑ کے پیچھے ہٹتا اس کے سامنے کھانے کی ٹرے کرتا بولا، جس پہ زرلاشتہ خان نے اسکی ابھی کچھ دیر پہلے والی بے باک سرگوشی یاد کرتے کانپتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔۔۔ جس پہ ساحر خان نے سر کو خم دیتے اس کے منہ میں ٹھونسنے واے انداز میں نوالا ڈالا، جسے زرلاشتہ خان نے مشکل سے نگلتے ہوئے اسے شکوہ کناں نظروں سے دیکھا۔۔۔ جو اسکی سنے بغیر اسکے منہ میں بچوں کی طرح نوالے ٹھونسے جا رہا تھا، اسکے یوں شکوہ کناں نظروں سے دیکھنے پہ ساحر خان نے اپنی ہنسی دباتے پھر سے ایک نوالا اس کے ہونٹوں کے پاس کیا۔۔۔ جسے کھاتے ہوئے زرلاشتہ خان نے جان بوجھ کے اس کی انگلی پہ اپنے چھوٹے چھوٹے موتیوں سے دانت گھاڑے، جس پہ ساحر خان نے اسے داد دیتی نظروں سے دیکھتے اچانک سے اس کے نچلے ہونٹ پہ اپنے دانت گھاڑتے اپنا بدلہ اتارا۔۔۔۔

زرلاشتہ خان نے روہانسے ہوتے اس کے سینے پہ زور سے مکے برسائے، جس پہ ساحر خان نے جھک کے اس کے دل کے مقام پہ اپنے لب رکھے، وہ انوکھے طریقے سے اپنے بدلے اتار رہا تھا۔۔۔

زرلاشتہ خان نے سٹپٹاتے ہوئے اس سے دور ہٹنا چاہا لیکن ساحر خان اس پہ اپنی گرفت مضبوط کر چکا تھا، اسے کھانا کھلانے کے بعد ساحر خان نے اس کے سامنے ابھی کچھ دیر پہلے والے آرڈر کئے ڈبے اور شاپرز رکھتے زرلاشتہ خان کو کھولنے کا اشارہ کیا۔۔۔

زرلاشتہ خان نے تھوک نگلتے پہلا ڈبہ کھولا، جس میں ایک خوبصورت سا سرخ اور گولڈن کلر کے امتزاج کا لہنگا اپنی قیمت خود بتا رہا تھا۔۔۔ اس بیہودہ لہنگے کو دیکھتی زرلاشتہ خان جان چکی تھی وہ اس سے کیا چاہ رہا ہے، اس نے بھیگی بلی کی طرح میاؤں میاؤں کئے بغیر ساحر خان کو دیکھتے شرم سے سرخ پڑتے اسکے سینے میں اپنا چہرہ چھپایا۔۔۔

جاؤ چینج کر کے آؤ، میں تم سے مزید یہ دوری برداشت نہیں کر سکتا تاشو--- ساحر خان پیار سے اسکے کان میں بولا، جس پہ زرلاشتہ خان منمناتے ہوئے چیخی---

ہم-ہم---نے---اب ---تک---آ-آپ--کو---معاف--نہیں--- کیا--- اسکے بچوں والے بہانے پہ ساحر خان نے اپنی مسکراہٹ روکتے جھکتے ہوئے سنجیدہ نظروں سے اپنے سینے میں چھپی اپنی تاشو کو دیکھا---

تم نے مجھ سے معافی مانگی تھی؟ میں نے تمہارے معافی نہ مانگنے پہ کوئی اعتراض کیا؟؟ نہیں نا؟؟ تو پھر میں تم سے معافی کیوں مانگوں اور کس بات کی ؟؟ ساحر خان ائیبرو اچکاتے حساب برابر کرتے بولا اور اس کی بات بھی بالکل درست تھی--- زرلاشتہ خان نے ہمیشہ اسے اپنی ہی ازیت اور اپنے ہی شکوے بتائے تھے لیکن کبھی بھی ساحر خان سے ان گزرے آٹھ سالوں کی معافی نہیں مانگی تھی--- زرلاشتہ خان اس جن سے کبھی نہیں جیت سکتی تھی، اس نے روہانسے ہوتے دل میں سوچا---

ہم---نہیں---پہنیں---گے---یہ--- وہ منہ بناتے ہوئے اس لہنگے کو دیکھتی بولی، ساحر خان کے لاجواب کرنے والے جواب پہ وہ تپ چکی تھی اور کچھ وہ کسی بات پہ کنفیوز سی تھی---

کوئی بات نہیں، میں اپنی تاشو کی بات کا احترام کرتا ہوں--- تم یہ پہن لو میری جان--- ساحر خان کو تو جیسے اس کے انکار سے کوئی فرق ہی نہیں پڑا تھا، اس نے دوسرا شاپنگ بیگ اس کے سامنے کرتے اتنے احترام اور پیار سے یہ جملہ ادا کیا کہ کنفیوز اور تپی سی زرلاشتہ خان اس شاپر کو یہی پہ کھولنے پہ مجبور ہو چکی تھی--- لیکن اگلے ہی پل اس نے چیختے ہوئے اس شاپر کو زمین پہ پھینکا، جس میں سے ایک نیٹ کی بیہودہ سی میرون نائیٹی نکلتی ہوئی زمین کو سلامی پیش کر چکی تھی--- ساحر خان نے لب دبا کے اپنا قہقہ روکتے اسے دیکھا، جو شرم و حیا سے کانپتی ہوئی اس کی گردن میں اپنا چہرہ چھپا چکی تھی---

کیا ہوا میری جان؟؟ اچھا یہ بھی پسند نہیں آیا تو چلو یہ دیکھ لو--- ساحر خان نے اسکے بالوں کو اپنی انگلیوں سے سہلاتے ہوئے ایک اور شاپر اس کے

سامنے کرتے اسے پکارا، جس پہ زرلاشتہ خان نے اسکی گردن پہ اپنے ناخن گھاڑتے اپنا چہرہ اس کی گردن میں گھسانا چاہا--- وہ اس بے باک انسان کی نظروں کا سامنا ہر گز نہیں کر سکتی تھی، بالآخر ساحر خان کا دلکش قہقہ اس کمرے کی زینت بنا--- جس پہ زرلاشتہ خان نے سرخ چہرہ لئے اس سے دور ہونا چاہا، لیکن ساحر خان کی گرفت سے آزادی پانا نا ممکن تھا---

خود چینج کرو گی یا یہ کام بھی اس دن کی طرح میں انجام دوں؟؟ ساحر خان اسکے کان میں سرگوشی کرتا ہوا بولا، جس پہ زرلاشتہ خان کی دھڑکنیں تیز ہوئی--- وہ اس سے بہت کچھ بولنا چاہ رہی تھی لیکن شرم آرے آ رہی تھی---

ساحر خان اسکی خاموشی اور شرم سے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھ کے اس کی فراک کی زپ کھسکھانے ہی والا تھا، جب زرلاشتہ خان کی سرگوشی سے بھی کم آواز کو سنتے ہوئے اس نے لب دباتے اسے دیکھا----

ہما--ہماری---طب-طبعیت--ٹھی---ٹھیک---نہی---نہیں---ہے---آ--آپ---سمجھ---کیوں---نہ ہ---نہیں ---رہے--- زرلاشتہ خان روہانسی ہوتی پھر سے اسکی گردن میں چہرہ چھپائے بولی، اسکی بات کا مطلب سمجھتے ساحر خان نے اسکی کمر کو سہلاتے اسے نارمل کیا--- جبکہ دل میں وہ جی بھر کے بدمزہ ہو چکا تھا، اسکی ساری تیاری پہ پانی پھر چکا تھا---

جب تک میری تاشو مجھے کچھ سمجھائے گی نہیں، میں کیسے سمجھوں گا میری جان؟؟ ساحر خان شوخ لہجے میں بولتا جان بوجھ کے اسکی زپ کے ساتھ چھیڑ چھاڑ شروع کر چکا تھا، جس پہ زرلاشتہ خان نے اسکی قمیض کو سینے سے مٹھیوں میں دبوچتے اس بے باک انسان کو روہانسے ہوتے دیکھا جو سب سمجھ کے بھی انجان بن رہا تھا--- اب تو ساحر خان کو بھی اس کے انداز پہ ترس آچکا تھا،

اچھا اب سمجھا میری تاشو کو گرلز---پرا---- ساحر خان کا بے باک جملہ مکمل ہونے سے پہلے ہی زرلاشتہ خان اسکے منہ پہ ہاتھ رکھ چکی تھی، ساحر خان نے اپنی شرمیلی بیوی کو دیکھتے ہوئے بیڈ پہ نیم دراز ہوتے اسے نرمی سے خود میں بینچھا جو ہنوز اس کے حصار میں لرز رہی تھی----

KOH NOVELS - URDU

ساحر خان نے اپنے جزبات پہ بند باندھتے اپنے ہونٹوں پہ دھرے اسکے ہاتھ کو چومتے ہوئے اسکی گردن پہ اپنی شدتیں بکھیرنا شروع کی----

یہاں کیا تکلیف ہے اب؟؟ زرلاشتہ خان جو اس پر سے اٹھنے کی تگ و دو میں تھی ، اس کی فضول مزاحمت پہ ساحر خان غرایا--- جس پہ زرلاشتہ خان کی سیٹی گم ہوئی، اس کی سرخی چھائی نیلی آنکھوں کو دیکھتے اور اس پہ تضاد اسکی بے باک بات کو سنتے ہوئے وہ اسکے سینے میں اپنا چہرہ چھپاتے اپنے ناخن اس کے سینے پہ گھاڑ چکی تھی---- جس پہ ساحر خان نے اس کا چہرہ خود پہ جھکاتے اسکے لبوں کو اپنے ہونٹوں میں قید کیا، وہ بے چینی سے اسکی ہر آتی جاتی سانس سے کھلواڑ کرتا شدت سے اسکے ہونٹوں کو دبوچ چکا تھا--- ویسے بھی ابھی اس کے علاؤہ وہ کر بھی کیا سکتا تھا----

---

گل بہار اپنی نیلی آنکھوں سے آنسو پیچھے دھکیلتی فارس خان کی گاڑی کے پاس آ کے کھڑی ہوئی، اس نے گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولنے کی کوشش کی تھی لیکن دروازہ لاک تھا---- فارس خان نے حیدر خان کو تسلی دی کہ وہ گل بہار کو زیادہ دیر تک ناراض نہیں رہنے دیتے گا----

فارس خان تیزی سے اپنی گاڑی کے پاس آیا، اسکی نظر ڈھلکتے ہوئے دوپٹے سے کھڑی اپنی بیوی پہ پڑی جو اپنے آنسو پیتی اسکی گاڑی کے دروازے پہ اپنی انگلیوں کے ساتھ ڈیزائن بنا رہی تھی---- وہ شاید اسی کے آنے کا انتظار کر رہی تھی----

فارس خان نے آگے بڑھتے چابی پہ بنے بٹن کو دباتے گاڑی کا لاک کھولتے اس کے سر پہ دوپٹا ٹھیک کرنا چاہا، جب وہ اسے خالی خالی نظروں سے دیکھتی تیزی سے اس سے دور ہوتی خود ہی اپنا دوپٹا ٹھیک کرتے پورے وجود پہ پھیلاتے ہوئے اپنا چہرہ بھی ڈھک چکی تھی----

بہار میری---- ------ گل بہار فارس خان کی بات سنے بغیر گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولتی اس میں بیٹھ چکی تھی، فارس خان جانتا تھا وہ جتنا اسے ریلیکس

KOH NOVELS - URDU

کرنے کی کوشش کرے گا وہ اتنی ہی ضدی بنے گی۔ اسی لئے وہ مزید بنا کچھ بولے سنجیدگی سے ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھتا گاڑی سٹارٹ کر چکا تھا۔۔۔۔۔

گل بہار ہنوز اپنے آنسو کنٹرول کرنے کی کوششوں میں ہلکان ہوتی شیشے سے باہر دیکھ رہی تھی، لیکن نگینہ خان کا تھپڑ مارنے والا سین بار بار اسکی آنکھو کے پردوں میں لہراتا اسے آنسو بہانے پہ مجبور کر چکا تھا۔۔۔۔

شیشے سے اس کی نیلی سمندری آنکھوں میں موٹے موٹے آنسوں دیکھتے فارس خان نے پہلو بدلتے اپنے سنہری بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔۔۔

فارس خان نے گہری سانس بھرتے گاڑی کی رفتار بڑھائی، وہ ہویلی جا کے اسے منانے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔

فارس خان کب سے کمرے میں چکر لگاتا گل بہار کے آنے کا انتظار کر رہا تھا، لیکن اس نے تو جیسے کمرے میں نہ آنے کی قسم کھا رکھی تھی۔۔۔ مزید ایک گھنٹے تک انتظار کرتے فارس خان نے شاور لیتے اپنا بلیک اوور سائزنائٹ سوٹ پہنے اپنے سنہری بالوں میں ہاتھ پھیرتا کمرے سے نکلا۔۔۔ اس وقت رات کے دس بج رہے تھے۔۔۔۔

لاؤنج کو خالی دیکھتے فارس خان زرمینہ خان کے کمرے کی طرف بڑھا اور سامنے کیا دیکھتا ہے کہ اس کی صدا کی ضدی بیوی اس کی مورے کے سینے سے لگی سو چکی ہے۔۔۔۔

فارس خان نے دانت کچکچاتے ہوئے اپنی مورے کو دیکھا، جنہیں بیٹے کی زرا فکر نہیں تھی اور وہ بہو کو شاباشی دیتی اپنے سینے سے لگا کے سکون سے سو رہی تھیں۔۔۔ گل بہار نے پتا نہیں یہاں سونے کے لئے کیا کہانی گھڑی تھی، وہ نہیں جانتا تھا لیکن وہ اسے یہاں سلانے والا ہر گز نہیں تھا۔۔۔۔

فارس خان نے آگے بڑھتے ہوئے احتیاط سے گل بہار کو زرمینہ خان کے حصار سے نکالتے ہوئے اپنی گود میں اٹھایا۔۔۔

KOH NOVELS - URDU

وہ اس کے خوبصورت چہرے پہ مٹے مٹے آنسوؤں کے نشان دیکھتے اسے دیوانہ وار چومتے ہوئے باہر کی جانب بڑھا، اس کے جانے کے بعد زرمینہ خان نے آنکھوں سے بازو ہٹاتے مسکراتے ہوئے دونوں کو خوش رہنے کی دعا دی تھی (گل بہار نے زرمینہ خان کو بتایا کہ اس کے سر میں شدید درد ہے وہ ان کے پاس سو کے سکون حاصل کرنا چاہتی ہے، جس پہ انہوں نے اپنی نازک حسین بہو کا ماتھا چومتے اسے سر درد کی دوا دیتے کھلے دل سے اپنے پاس سونے کی دعوت دی۔۔۔ کیونکہ وہ جانتی تھی ان کا بے باک بیٹا کبھی بھی گل بہار کے ہویلی میں ہوتے ہوئے اکیلا نہیں سوئے گا، گل بہار ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی آنسو بہاتی ان کے سینے سے لگی سو چکی تھی۔۔۔)

فارس خان ہنوز اس کا تھپڑ والا گال دیوانوں کی طرح چومتا اپنے کمرے کا دروازہ کھولتا اندر داخل ہوا، وہ اسے لئے بیڈ کی طرف بڑھا اسے بیڈ پہ احتیاط سے لٹاتے اس نے اسکے وجود سے دوپٹا اتارتے ہوئے سائیڈ پہ رکھا اور جھکتے ہوئے اسکی بند نیلی آنکھوں کو پیار سے چوما جن سے وہ کب سے آنسو بہا رہی تھی۔۔۔۔۔

اس کی آنکھیں چومنے پہ گل بہار نے کسمساتے ہوئے ہمیشہ کی طرح اپنی نیند خراب ہونے پہ بچوں کی طرح آوازیں نکالتے ہنوز آنکھیں موندے نیند میں اپنی ہتھیلیاں چلائی، اسکی اسی کیوٹ سی ادا کا تو فارس خان دیوانا تھا۔۔۔

میرا ضدی بچہ۔۔۔۔۔ فارس خان نے پیار سے اس کے ہونٹوں کو چومتے اس کے کان کے پاس سرگوشی کی، لیکن وہ شاید دوا کے زیر اثر گہری نیند سو چکی تھی جس پہ فارس خان نے بھی اسے اٹھانا مناسب نہیں سمجھا۔۔۔

اس کا گال اپنے ہاتھوں سے سہلاتے فارس خان نے اس کے بالوں کو سنوارتے اسکے سراپے میں نظریں الجھائی۔۔۔ فارس خان نے کمرے میں ہیٹر آن کرتے اپنی شرٹ اتارتے گل بہار کے چھوٹے سے آف وائٹ سویٹر کی زپ کھولتے اس کے سینے پہ اپنا سر رکھتے سکون سے آنکھیں موندی۔۔۔

بیوی شوہر کے سینے پہ سر رکھ کے سکون حاصل کرتی ہے لیکن فارس خان اور گل بہار کا ہر کیس الٹا تھا۔۔۔

زرلاشتہ خان اور ساحر خان کل رات نو بجے ہویلی میں واپس آئے، جس پہ ساحر خان نے لاؤنج میں گل بہار کو نہ پاتے اپنی مورے سے اس کے بارے میں استفسار کیا اور ساتھ میں ایک گہری نظر اپنی پٹھانی پہ بھی ڈالی جو بلاوجہ شرماتی ہوئی نگینہ خان کے ساتھ لگے نظریں جھکائے بیٹھی تھی---

وہ سو چکی ہے---- جواب نگینہ خان کی بجائے حیدر خان نے دیا، جس پہ ساحر خان نے اپنی چوڑی مضبوط کلائی پہ وقت دیکھتے حیرانگی سے حیدرخان کو دیکھا---

سو چکی ہے؟اتنی جلدی کیوں؟؟ ساحر خان ابھی گل بہار کے کمرے کی طرف جاتا، جب حیدر خان نے اسے اپنے پاس بیٹھنے پہ مجبور کیا---

اسے چھوڑو یہ بتاؤ تمہیں شرم نہیں آئی لال ہویلی میں بے شرمی دکھاتے ہوئے؟؟ وہ بلند آواز میں اسے سب کے سامنے لتاڑتے ہوئے بولے، ان کی بات پہ زرلاشتہ خان کا چہرہ شرم سے مزید سرخ ہوا---

حیدر خان نہیں چاہتے تھے اسے ابھی گل بہار والے سارے واقع کا پتا چلے نہیں تو وہ جانتے تھے وہ ابھی جا کے فارس خان سے بلاوجہ کی لڑائی لڑتا اپنی بہن کو واپس لے آئے گا اور وہ نہیں چاہتے تھے انہی چھوٹی چھوٹی باتوں کی وجہ سے ان کی بیٹی کا گھر خراب ہو----

لال ہویلی میں ساحر خان کی بے باکی کی ساری کہانی انہیں ضرار خان نے فون پہ سنائی کہ اسے تو بڑا بے باک اور بے شرم بول رہے تھے ابھی اگلے دن، اب سنبھالے اپنے جوان بیٹے کو ان کے ہاتھوں سے نکل رہا ہے وہ--- جس پہ انہوں نے اس بے باک انسان کو بھی گالیوں سے نوازتے ہوئے فون رکھا--- ضرار خان جو ہر وقت سنجیدہ رہتا تھا، آج کل ہرا خان سے رشتہ جڑنے پہ مسکراہٹ تو جیسے اس کے چہرے سے چپک چکی تھی--- وہ کسی کو بھی تنگ کرنے کا موقع اپنے ہاتھ سے جانے نہیں دے رہا تھا---

کیوں میں تو کپڑے پہن کے گیا تھا لال ہویلی--- ساحر خان ان کی بات کا مطلب سمجھتا ایک نظر سب کو دیکھتا حیدر خان کے قریب آتا سرگوشی میں

بولا، جس پہ ان کا چہرہ سرخ ہوا۔۔۔ وہ اسے اب کم آواز میں جھڑکتے اپنے پاس بیٹھنے پہ مجبور کر چکے تھے، جس پہ ساحر خان ان کے کانوں میں مزید بے باک سرگوشیاں کرتا ان کا سرخ چہرہ دیکھتا اپنے قہقے روک رہا تھا۔۔۔

سجاول خان کے علاوہ بڑی ہویلی کے تمام لوگ لاؤنج میں بیٹھے ناشتہ کرنے میں مصروف آج ضرار خان کی شادی کی تاریخ کے بارے میں پہلے خود کوئی تاریخ ڈیسائیڈ رہے تھے تاکہ بعد میں لال ہویلی والوں کے ساتھ سب فائینل کر سکیں۔۔۔

کہ اچانک ناشتہ کرتے ساحر خان کی نظر سعد خان کے سفید پٹی بندھے زخمی ہاتھ پہ گئی تھی، وہ آج پھر جلدی اٹھتا سنجیدگی سے ناشتہ کر رہا تھا۔۔۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ ساحر نے پھر سے گل بہار کی غیر موجودگی کو شدت سے محسوس کیا۔۔۔

چھوٹے خان تمہارے ہاتھ پہ کیا ہوا ہے اور گل کہاں ہے؟؟ ۔۔۔۔۔ ساحر خان نے ہر بات بیچ میں چھوڑتے فکرمندی سے سعد سے اسکی چوٹ کے بارے استفسار کرتے سب کو دیکھ کے گل کا پوچھا۔۔۔۔

عشقِ ستم۔۔۔۔۔ قسط 50

ساحر خان کی بات پہ سعد خان نے استہزایا نظروں سے سب کو دیکھا، مطلب لالہ ابھی تک کل والے واقعے سے لاعلم ہیں؟؟ انہیں کسی نے نہیں بتایا کہ ہماری گل ہم سے ناراض ہے؟؟

کیا آپ نہیں جانتے لالہ کل ہماری گل کے ساتھ اس ہویلی میں کیسا سلوک کیا گیا ہے؟؟ سعد خان کھانے سے ہاتھ کھینچتا اپنی مورے کو نظروں کے حصار میں لئے سنجیدگی سے ساحر خان سے استفسار کر رہا تھا، جس پہ ساحر خان کے ساتھ ساتھ زرلاشتہ خان نے بھی نا سمجھی سے سعد خان کو دیکھا۔ جب کہ باقی سب تزبزب کا شکار ہوئے تھے۔ تمہاری بات کا میں کیا مطلب لوں

چھوٹے خان؟؟ کھل کے بتاؤ مجھے پوری بات۔۔۔ ساحر خان کو کسی انہونی کا احساس ہوا، اسی لئے وہ روعب دار لہجے میں بولتا سب کو خوفزدہ کر چکا تھا۔۔۔

مورے نے ہاتھ اٹھایا ہے گل پہ۔۔۔ آپ جانتے ہیں وہ ان کے اس عمل پہ کتنی ازیت میں تھی؟؟ اس نے کہا کہ وہ واقعی ہی سب کے لئے پرائی ہو گئی ہے، لالہ آپ۔۔۔ ابھی سعد خان بلند آواز میں مزید کچھ بولتا جب نگینہ خان کا آنسوؤں سے بھرا چہرہ دیکھتے حیدر خان نے سعد خان کی بات کاٹی تھی۔۔۔ خان ٹھنڈے دماغ سے پوری بات سنو ، گل نے کل ۔۔۔

ابھی حیدر خان ساحر کا غصے سے سرخ ہوتا چہرہ دیکھ کے مزید لب کشائی کرتے، جب وہ تیزی سے کرسی کو ٹھوکر مارتا ڈاییننگ روم سے باہر نکلتا ٹی۔وی۔لاونج میں آیا۔۔۔

رتیشا(ملازمہ) میرا لیپ ٹاپ لے کے آو میرے کمرے سے۔۔۔ فوراً۔ سامنے دیوار سے ایل۔ای۔ڈی کو غائب دیکھتے ساحر خان اونچی آواز میں دھاڑا، ساحر خان کی گرج نے ہویلی کے ایک ایک مکین کے ساتھ ساتھ ملازموں کو بھی ہواس باختہ کیا۔۔۔

ڈاییننگ روم میں سب کا ناشتہ حرام ہوا تھا، وہ سب حیرانگی سے ساحر خان کے پیچھے آئے جو پوری بات سنے بغیر یہاں آ چکا تھا، جبکہ اس کی دھاڑ پہ زرلاشتہ خان لرزتی ہوئی ہر کسی میں چھپ رہی تھی۔۔۔

رتیشا تقریباً دوڑتی ہوئی ساحر خان کا لیپ ٹاپ پکڑا چکی تھی، اس نے تیزی سے لیپ ٹاپ آن کرتے ہویلی کے زنان خانے کی کل والی ریکارڈنگ آن کی۔۔۔ ہویلی میں تقریباً ہر جگہ کیمرے فکس تھے، جس کی ریکارڈنگ ساحر خان اپنے لیپ ٹاپ کے ساتھ کنیکٹ کر چکا تھا۔ وہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتا تھا کہ کل اس کی گل کے ساتھ کیونکر اتنا برا رویہ اختیار کیا گیا۔۔۔ جسے آج تک کسی نے ہاتھ تک نہیں لگایا تھا، کیمرے کی ریکارڈنگ آن ہو چکی تھی، نگینہ خان کے پاس کھڑی ان کے آنسو صاف کرتی زر نے حیرانگی سے کل والا منظر دیکھا۔۔۔ اتنی سی بات کیسے ایک پل میں بگڑ چکی تھی، ریکارڈنگ دیکھتی زرلاشتہ خان فارس خان کی دھاڑ کے ساتھ ساتھ گل بہار کے تھپڑ پڑنے پہ اپنی جگہ سے اچھلتی ہوئی ہلکا سا چیخی۔۔۔ ساحر خان کے نقوش جو کب سے تنے ہوئے تھے وہ کل کا پورا منظر دیکھنے

KOH NOVELS URDU

پہ سنجیدہ ہو چکے تھے، ماتھے کے بل کافی حد تک کم ہو چکے تھے--- کل کے اس واقعے کے آخر میں سعد خان کا شدید غصہ دیکھتے اس نے گھور کے سعد خان کو دیکھا، جو اپنے لائٹ گرے بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہنوز سنجیدہ تھا---

جبکہ باقی سب دم سادھے ساحر خان کو دیکھ رہے تھے، ناجانے اب وہ کیا کر جائے--- زرلاشتہ خان تو باقاعدہ آنسو بہاتی سوچ رہی تھی کہ ساحر خان اب اسکے لالہ اور اس کے ساتھ کیسا سلوک کرے گا؟

ناشتہ کریں سب جا کے !! اپنے لیپ ٹاپ کی سکرین کو بند کرتے ساحر خان نے سنجیدگی سے سب کو ناشتہ کرنے کا بولا اور خود وہ زنان خانے سے اٹھتا باہر بڑھنے ہی والا تھا، جب حیدر خان کی پکار پہ اس نے رخ پھر سے ان کی طرف موڑا---

کہاں جا رہے ہو تم خان؟---- حیدر خان روعب سے بولے،

لال ہویلی--- ساحر خان نے سنجیدگی سے جواب دیتے سب کو مزید ہواس باختہ کیا، زرلاشتہ خان نے اپنی ہری آنکھوں میں آنسو لیے اسکی طرف دیکھا---

کیوں خان تم جانتے ہو ایسا کرنے سے فارس اور--- ابھی حیدر خان اپنی بات مکمل کرتے جب ساحر خان نے ان کی بات کاٹی---

اگر تو آپ سب کو لگتا ہے کہ میں فارس خان کے ساتھ کوئی لڑائی یا خون خرابہ کرنے جا رہا ہوں تو اس خیال کو اپنے دل سے نکال دیں ، کیونکہ اگر گل بہار کی جگہ زرلاشتہ خان ہوتی اور فارس کی جگہ ساحر خان تو میں شاید مورے کے تھپڑ مارنے کی نوبت لائے بغیر خود ہی زرلاشتہ ساحر خان کو تھپڑ جھڑ دیتا--- اور چھوٹے خان یہ تمہاری آخری وارننگ تھی مورے سے بدتمیزی کرنے کی--- کل کو تمہاری بیوی سب کے سامنے تمہارے ساتھ ایسی زبان چلائے گی تو چاہے اسے گود میں اٹھا کے گول گول گھومنا لیکن تم کوئی حق نہیں رکھتے مورے سے یوں چیخ چلا کے بات کرنے کا--- انہوں نے گل کو تھپڑ مارا --- یہ ان کا حق ہے-- میں یا تم ان سے یہ حق چھین نہیں سکتے--- اگر انہوں نے اتنے سال ہمیں اتنے لاڈ پیار سے پالا ہے اس کا یہ مطلب نہیں ہے ان سے اونچے قد کاٹھ نکال کے ہم ان سے بد تمیزی شروع کر دیں--- گل کو تھپڑ مار کے ہم سے کئی زیادہ تکلیف ان کو ہوئی ہے جو ان کی سرخ آنکھیں بتا رہی ہیں--- جس کا اندازہ یہاں پہ کھڑا ایک شخص بھی نہیں لگا

سکتا اور رہی فارس خان کی بات تو وہ داماد ہے اس ہویلی کا اور گل بہار کا شوہر اور یہاں پہ کھڑا ہر شخص جانتا ہے کہ وہ اس سے جان وارنے کی حد تک محبت کرتا ہے---- جس کا گل نے ناجائز فایدہ اٹھایا ہے، میں کبھی نہیں چاہوں گا کہ گل بہار کل کو یہ حرکت کسی اور کے سامنے کرتے ہوئے خود پہ بدتمیزی کا ٹیگ لگواتے فارس خان کی عزت میں کوئی کمی کرے--- اور چھوٹے خان تم دیکھو میں آ کے تمہارا غصہ کیسے درست کرتا ہوں، پانچ سال رخصتی لٹکائی جائے گی تو خود ہی لائن پہ آ جاؤ گے تم---- ساحر خان روعب دار آواز میں ایک ایک لفظ پہ زور ڈالتا نگینہ خان اور فارس خان کو معتبر کرتا سب کے وجودوں میں جان ڈال چکا تھا جبکہ سعد خان کی وہ ستھری کر چکا تھا جو اپنی پشاوری چپل زمین پہ رگڑتا نچلا لب کاٹتے نظریں جھکائے ہوئے تھا--- البتہ ساحر خان کے آخری جملے پہ اس نے ایک نظر پری وش پہ ڈالتے ساحر خان کو ضرور دیکھا، جو اسے گھور کے زنان خانے سے باہر کی طرف بڑھ چکا تھا--- گل بہار کے تھپڑ کی تکلیف ساحر خان کو بھی ہوئی تھی اس کا دل بھی جیسے کسی نے مٹھی میں جھکڑا تھا لیکن گل اپنی جگہ غلط تھی اور بہت غلط تھی---

حیدر خان کے ساتھ وہاں کھڑے ہر مکین نے ساحر خان کی پشت کو فخر سے دیکھا، جو صرف جزباتی اور غصے کا تیز نہیں تھا--- بلکہ وہ ہر فیصلہ ہر رشتے کی نوعیت کو دیکھتا سمجھداری سے انجام دیتا تھا، ساحر خان کی باتوں نے سب کو نم آنکھوں سے مسکرانے پہ مجبور کیا--- جبکہ سعد خان کو بھی ساحر خان کی باتوں سے کچھ کچھ عقل آئی، جس کی وجہ سے وہ اپنی مورے کے گلے میں بانہیں ڈالتا انہیں بچوں کی طرح مناتا سب کو کھلکھلانے پہ مجبور کر چکا تھا---

زرلاشتہ خان جس نے ساحر خان کے دوسرے جملے پہ اسے سہم کے دیکھتے بے خودی سے اپنی گال پہ ہاتھ رکھا تھا، اس کے لہجے میں اپنے لالہ کی اتنی عزت دیکھ کے اس کا دل کیا وہ اپنے شہزادے کا گال چوم لے--- اسے فخر ہوا تھا ساحر خان کی سوچ پہ جبکہ گل بہار کی کل کی باتوں کا اس نے برا نہیں منایا تھا وہ جانتی تھی وہ ایسی ہی ہے باؤلی------

---

زرش خان جو آج پھر سے خود کو مزید مضبوط بناتی آفس کے لئے تیار ہو

رہی تھی، آفس جانے سے پہلے اسے بہرام خان سے بھی ملنا تھا--- جس سے اس نے رات میں فون پہ معزرت کرتے صبح آفس ٹائمنگ سے پہلے کافی پہ ملنے کا کہا، تاکہ وہ پراجیکٹ کے بارے میں کچھ نا کچھ ڈسکس کر سکیں--- بہرام خان کے لاس کا سننے کے بعد اسے انسانیت کے ناطے بہرام خان کی مزید فکر ہوئی--- کیا جائے گا اگر وہ ایک دو پراجیکٹس میں اسکی ہیلپ کر دے تو؟؟

ابھی وہ اپنے لبوں پہ لب گلوز لگائے ہی والی تھی، جب سجاول خان کی کل کی شدت بھری بے باک سرگوشی اس کے کانوں میں گونجی---

I want to kiss u and I will kiss u this much hard and deep that u will take
breaths in my breaths ....

زرش خان نے غصے سے اپنے ہونٹوں پہ لپ گلوز لگائے بغیر اسے ڈریسنگ ٹیبل پہ پٹکا، وہ آج وائٹ پینٹ پہ بلیو سٹائلش سی شرٹ پہ بلیو ہی لانگ کوٹ پہنے پاؤں میں برینڈڈ سفید جاگرز پہنے ہوئے تھی---- آج ضرار خان کی شادی کی تاریخ کے لئے سب کو دوپہر میں بڑی ہویلی جانا تھا لیکن اس نے سوچا وہ تب تک آفس سے آ جائے گی--- ویسے بھی وہ نہیں چاہتی تھی کہ سجاول خان یہ سوچے وہ اس کی منگ والی رٹ سے ڈر کے ہویلی میں چھپ کے بیٹھ چکی ہے--- وہ اس کا سامنا کرنا چاہتی تھی اسے بتانا چاہتی تھی کہ زرش خان دوسری لڑکیوں کی طرح کمزور نہیں ہے--- وہ چاہے رات کو اپنے تکیے پہ روتے ہوئے اسے جتنا بھی بھگوتی لیکن وہ یہ سب سجاول خان پہ ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی-----

---

آج پھر اپنے سینے پہ گرم سانسیں محسوس کرتے گل بہار کی آنکھ کھلی۔ انکھیں مسل کے کھولنے پہ خود پہ پھیل کے سوئے فارس خان کو دیکھ کے اس کا غصے سے برا حال ہوا۔ وہ رات کو زرمینہ خان کے پاس سوئی تھی یہ بے باک انسان اسے کس وقت اٹھا کے یہاں لے کے آیا تھا، وہ نہیں جانتی تھی لیکن اس کی حرکت پہ وہ شدید تپی تھی۔

وہ چہرے کو سپاٹ بناتی اپنا پورا زور لگاتی اسے خود سے دور کرنے کی کوششوں میں ہلکان ہو رہی تھی، لیکن وہ جان بوجھ کے اس پہ اپنی گرفت

مضبوط کرتا اسکی گردن پہ اپنی ناک رگڑے جا رہا تھا۔
مجھ پر سے ہٹیں--- وہ سپاٹ لہجے میں اسے تمیز سے پکارتی ہوئی بولی،
فارس خان نے اپنی نیند کے خمار سے سرخی چھائی ہری آنکھیں کھول کے اس کی طرف دیکھا، جس کا چہرہ بالکل سپاٹ اور سنجیدہ تھا۔
ناراض ہو؟؟ وہ اسکے گال پہ ہاتھ رکھتا پیار سے بولا، جس پہ گل بہار نے سنجیدگی سے نفی میں سر ہلاتے اسے خود سے دور کرنے کی مزاحمت کی۔
فارس خان کو اس کے چہرے کے سنجیدہ تاثرات ایک آنکھ نہیں بھا رہے تھے، اسے اس کے چہرے پہ صرف شرارتی تاثرات ہی اچھے لگتے تھے۔
پھر اتنا گندا منہ کیوں بنا رہی ہو؟؟ وہ اسکا جبڑا نرمی سے دبوچتا ہوا بولا، اس کے یوں کرنے پہ گل بہار کے گلابی ہونٹ پاؤٹ کی صورت اختیار کرتے اسے مزید کیوٹ بنا رہے تھے---
گل بہار نے کوئی بھی جواب دئیے بغیر اسے درد بھری نظروں سے دیکھا۔ وہ آنکھوں میں شکوہ لیے اسے دیکھ رہی تھی، جس پہ فارس خان نے بے بسی سے گہری سانس بھری، فارس خان اسکے پاؤٹ بنے ہونٹوں کا شدت سے بھرپور بوسہ لیتا اسکی سانسوں کے ساتھ بری طرح سے کھلواڑ کرتا پیچھے ہٹا--- لیکن گل بہار کے چہرے پہ شرم و حیا کے تاثرات کی بجائے سنجیدہ تاثرات تھے، اس نے اسکی جسارت پہ پہلے کی طرح ریکٹ کرتے اسکی گردن پہ دانت نہیں گھاڑے تھے اور یہی چیز فارس خان کو بے چین کر چکی تھی-----
مجھے--- واشروم--- جانا ہے، پیچھے ہٹیں--- وہ اپنا دوپٹا پکڑتی مدھم آواز میں بولی،
پہلے میری گردن پہ ہمیشہ کی طرح لو بائٹ بناؤ اور مجھ سے ٹھیک سے بات کرو--- وہ بے باکی سے بولتا اسکی پہنچ سے دوپٹا دور کرتا جبکہ اسکا آف وائٹ سویٹر اتار کے دور اچھال چکا تھا--- اسکی بات اور عمل پہ گل بہار کی پلکیں لرزی جبکہ گال قدرتی دہک کے لال ہوئے، لیکن وہ بغیر کچھ بولے ہنوز سنجیدہ سی نظریں جھکا چکی تھی--- فارس خان نے اسکی رائل بلیو پٹھانی فراک کے گہرے گلے پہ شدت سے اپنے لب رکھتے اسے بھوکھلانے پہ مجبور کیا، ابھی فارس خان مزید کوئی جسارت کرتا جب ان کے کمرے کا دروازا ناک ہوا۔ فارس خان کے پوچھنے پہ باہر کھڑی زلیخا نے ان تک ساحر

خان کا پیغام پہنچایا تھا کہ وہ فوراً گل بہار سے ملنا چاہتا ہے---
آ گیا سالا نمبر بڑھانے------ فارس خان نے دل میں دانت کچکچا کے سوچتے ہوئے ایک نظر گل بہار کو دیکھا، جو اسکی ڈھیلی پڑتی گرفت کو پاتی اسے خود سے دور دھکیلتی واشروم میں جا چکی تھی۔ اپنے رومینس میں حلل ڈلنے پہ فارس خان نے دل میں جی بھر کے ساحر خان کو صلواتوں سے نوازا اور تکیا اٹھا کے واشروم کے دروازے پہ مارا، جہاں گل بہار کیمسٹری کی ٹیچر کی طرح سنجیدہ سی شکل بناتی غا ئب ہوئی تھی-----

---

چاکلیٹ براؤن پینٹ پہ بلیک ٹی شرٹ اور چاکلیٹ براؤن ہی جیکٹ میں ملبوس سجاول خانزادہ بڑھی ہوئی ڈارک براؤن شیو کے ساتھ آنکھوں میں ویرانی لئے تیز رفتار میں اپنی گاڑی سڑک پہ دوڑاتا شاید آفس کے راستے پہ گامزن تھا، جب اسکی نظر روڈ کے دوسرے کنارے پہ رکی گاڑی میں بیٹھ کے مسکرا کے کافی پیتے بہرام خان اور زرش خان پہ پڑی--- یہ منظر دیکھتے سجاول خان کا چہرہ غصے سے لال جبکہ کنپٹی کی نیلی رگیں ابھر کے پھٹنے کے در پہ تھیں--- شدید غصے کے زیر اثر سجاول خان کے ہاتھ سے گاڑی چھوٹ کے ڈسبیلنس ہوئی، جس پہ اس نے بریک لگاتے ہوئے قابو پایا۔ بہرام خان کی کسی بات پہ مسکراتی زرش خان کو دیکھتے سجاول خان کو اپنا پورا جسم کسی بھٹی کی مانند سلگتا ہوا محسوس ہوا۔
سجاول کو لگا آج وہ اتنے شدید غصے میں بہت کچھ غلط کر جائے گا۔
سجاول خان نے غصے سے گاڑی پھر سے سٹارٹ کرتے ایک جھٹکے میں گول دائرے کی صورت میں گماتے دوسرے کنارے پہ کھڑی بہرام خان کی گاڑی کے بالکل پاس آ کے روکی۔ گاڑی کے ٹائرز کی بری طرح سے چرچرانے کی آواز پہ بہرام اور زرش خان بھی باہر کی طرف متوجہ ہوئے، سجاول خان اپنے سلکی بالوں کو ماتھے سے پیچھے کرتا اپنی گاڑی کا دروازہ زور سے بند کرتا بہرام خان کی گاڑی کی طرف بڑھا۔ زرش خان نے اسکے شدید غصے کے زیر اثر سرخ چہرے کو دیکھتے اور اسکے کل کے دھمکی بھرے ہنٹس (hints----) کو یاد کرتے تھوک نگلا

گل بہار کے واشروم جانے کے بعد فارس خان کی پھر سے آنکھ لگ چکی

تھی، جس پہ گل بہار ایک نظر سوئے ہوئے فارس خان کو دیکھتی اپنے بالوں کو کیچر میں باندھتی سر پہ اچھے سے دوپٹہ جمائے باہر کی طرف بڑھی--- سیڑھیوں سے اترتے ہی اس کی نظر ساحر خان پہ پڑی، جو بلیو ٹریک سوٹ میں ملبوس اپنے باڈی بلڈر چوڑے وجود کے ساتھ چھوٹے سے صوفے پہ نیم دراز اپنے فون میں گم تھا۔ باقی سب اپنے اپنے کمروں میں تھے اور شاید اس نے اپنے آنے کی خبر گل بہار کے علاؤہ کسی کو بھجوانا ضروری نہیں سمجھا تھا۔

اپنے بھورے بالوں میں ہاتھ پھیرتے اچانک ساحر خان کی نظر گل بہار پہ گئی، جو نظریں جھکائے اسی کے پاس آ رہی تھی۔ ساحر خان صوفے سے اٹھتا ہوا اپنی ناراض ناراض اور سنجیدہ سی گل کے پاس گیا۔

کیسی ہے میری گل--- وہ اسے سینے سے لگاتا اسکے سر پہ لب رکھتا بولا۔

ٹھیک، آپ بتائیں --- وہ اپنے آنسو ضبط کرتی مدھم آواز میں بولی،

میں ناراض ہوں اپنی گل سے جو مجھ سے ملے بنا لال ہویلی بھاگ آئی--- ساحر خان اس کے سر پہ پھر سے لب رکھتا پیار سے بولتا اسے صوفے پہ لے کے بیٹھا، گل بہار نے بنا کوئی جواب دیے اس کے سینے پہ سر ٹکائے اس کی بلیو ہڈی کے لیسس کو اپنی انگلیوں میں گھمانا شروع کیا۔

ایسے ناراض ہو کے آتے ہیں سب سے؟؟ ہمم؟ ساحر خان نے نرم لہجے میں استفسار کیا، جس پہ گل بہار نے سسکتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔

اچھا رونا بند کرو اور مجھے ایک بات بتاؤ--- ساحر خان اس کے آنسو اپنے ہاتھوں سے صاف کرتا اسکے سر پہ پیار سے تھپکی دیتا بولا---

ہمم---- حلق میں آنسوؤں کا گولہ اٹکنے کی وجہ سے گل بہار صرف ہنکارا ہی بھر پائی۔

کتنے سال کی ہے میری گل؟؟ وہ اب صوفے سے ٹیک لگاتا اس کی طرف دیکھ کے ہنوز پیار سے بولا، جس پہ گل بہار نے ناسمجھی سے اسے دیکھا جو اسکی عمر کے ساتھ ساتھ سالگرہ کی تاریخ جانتے ہوئے بھی اس وقت ایک غیر ضروری سوال کر رہا تھا۔

تئی-تئیس--- وہ اپنی گالوں پہ اٹکے آنسوؤں کو صاف کرتی نظریں جھکا کے بولی۔

ان تئیس سالوں میں مورے نے میری گل کو کتنے تھپڑ مارے ہیں؟؟ ساحر خان

کی بات پہ گل بہار کل کا منظر یاد کرتی پھر سے سسکی۔
ا ۔ایک۔۔۔ وہ اس کی جواب طلب آنکھوں میں دیکھتی اٹکتے ہوئے بولی،
گل انہوں نے ہمیں اتنے سال پالا کیا ہم ان کا ایک تھپڑ بھی برداشت نہیں کر سکتے؟؟ ساحر خان کے سوال پہ گل بہار کے دل پہ ضرب لگی، وہ ٹھیک ہی تو کہہ رہا تھا۔ اسکی مورے نے اسے آج تک صرف جان بوجھ کے ڈانٹا ہی ہو گا۔ کبھی بھی ہاتھ نہیں اٹھایا تھا، جیسے دوسری مائیں اٹھا دیتی تھیں۔ تو وہ کیوں ان کا ایک تھپڑ برداشت نہیں کر سکی؟ اس نے ساحر خان کے سوال پہ روتے ہوئے صرف ہاں میں سر ہلایا، بولنے کی ہمت ہی نہیں تھی۔
مانتا ہوں انہوں نے جزباتی ہوتے غلط کیا انہیں ڈانٹ دینا چاہیے تھا، لیکن گل ایسے سب سے ناراض ہو کے نہیں آتے۔۔۔ مورے بابا جان پوری رات نہیں سوئے یہ ان دونوں کی آنکھیں سرعام ثبوت دے رہی تھیں، چھوٹے خان نے ہویلی میں طوفان لاتے ہوئے خود کو الگ زخمی ۔۔۔ ابھی ساحر خان بے بسی سے اسے سب بتاتا جب گل بہار نے سسکتے ہوئے اسکی بات کاٹی،
کی۔کیا ہوا لالہ کو؟؟ وہ اپنی نیلی آنکھوں کو برساتی فکرمندی سے بولی، جس پہ ساحر خان نے نفی میں سر ہلاتے اس کے لاکھ پوچھنے پہ بھی صرف چھوٹی سی چوٹ کا بتایا۔ وہ یہ سب بتا کے اسے پریشان نہیں کر رہا تھا، بلکہ یہ سمجھانا چاہ رہا تھا کہ ضد اور بدتمیزی سے کتنے نقصان ہوتے ہیں۔
مجھے۔۔۔لالہ ۔۔۔کے۔۔۔پاس۔۔۔ابھی گل بہار روتی ہوئی سعد خان کے پاس جانے کی ضد کرتی، جب ساحر خان نے اسکی آنکھوں کو صاف کرتے اس کے ماتھے پہ بوسا دیتے نفی میں سر ہلاتے پیار سے پچکارا۔
پہلے میری بات سنو گل۔۔۔ جانتی ہو جب میں اور فارس دس سال کے تھے، ہم دونوں بابا جان اور سکندر چاچو کے ساتھ باہر گھومنے پھرنے گئے تھے۔ ہم نے کار ریسنگ والے جھولے پہ بیٹھتے ابھی ریسنگ سٹارٹ ہی کی، جب بابا جان کو خود کی طرف متوجہ کرتے ہوئے میری گاڑی غلطی سے کسی دوسرے لڑکے کی گاڑی کے ساتھ ٹکرائی۔ بدلے میں اس لڑکے نے مجھ سے بد تمیزی شروع کرتے ابھی ایک جملہ ہی بولا، جب میرے جوابی کارروائی کرنے سے پہلے ہی فارس خان نے اپنی چھوٹی سی گاڑی کو بریک لگاتے ہوئے اس لڑکے کو گاڑی سے باہر نکالتے اسکا حشر بگاڑا تھا۔ وہ غصے میں ہم سب سے زیادہ تیز تھا، اسے بابا جان نے بہت مشکل سے اس بچے سے

الگ کیا تھا جسے وہ ادھ مویا کر چکا تھا۔ تم جانتی ہو گل تم بہت خوش قسمت ہو ، فارس خان نے اتنے غصے کا تیز ہوتے ہوئے بھی تمہیں اتنے لاڈ پیار سے رکھا ہوا ہے۔ گل اسکی قدر کرنا میری جان وہ اپنے تمام رشتوں کو لے کے بہت کئیرنگ اور پوزسیسوو ہے۔ اگر وہ تمہارے رویے سے برا محسوس بھی کرے گا تو وہ تمہیں کبھی نہیں بتائے گا کیونکہ وہ تم سے پیار کرتا ہے۔ وہ تمہارے اس رویے کو بھی تمہارا لاڈ سمجھتے ہوئے برداشت کر جائے گا۔۔۔ میں یہ نہیں کہتا اس سالے سے بالکل بھی ضد نہ کرو۔۔۔ بلکہ جتنی ضد کرنی ہے کرو چاہے اس کے ناک میں دم کر دو لیکن صرف اپنے کمرے کی حد تک۔۔۔ میری جان میاں بیوی ایک دوسرے کا لباس ہوتے ہیں، اگر ان دونوں میں ناراضگی بھی ہو انہیں پھر بھی دوسروں کے سامنے نارمل ہی رہنا چاہیے تاکہ کل کو اس بات کو پکڑتے ہوئے آپ کو بعد میں کبھی بھی کوئی طعنہ نہ دے سکیں۔ محبت کا پہلا قانون عزت ہے گل۔۔۔ تم فارس کی اتنی سی عزت کرو گی نا(چٹکی جتنا اشارہ) تو وہ تمہیں سر آنکھوں پہ بٹھا لے گا میرہ ا عدہ ہے تم سے، میں نہیں چاہتا میری گل کے اس کیوٹ سے ضدی پن کو لوگ بدتمیزی کا نام دیں۔۔۔ سمجھ رہی ہو نا؟؟ ساحر خان اسے اپنے سینے سے لگائے مدھم آواز میں ایک ایک بات لہجے میں پیار سموئے بول رہا تھا، جس پہ گل بہار نے ہاں میں سر ہلاتے اس کے ہاتھوں پہ اپنے لب رکھتے انہیں آنکھوں سے لگایا۔

لالہ۔۔۔ آپ سب سے بیسٹ ہیں۔۔۔۔ وہ نم آنکھوں سے مسکراتی ہوئی بولی، ساحر خان کی ساری باتیں اسے اپنے دل پہ لگتی ہوئی محسوس ہوئی۔

لالہ کی جان۔۔۔ اب ایموشنل ہوتے ہوئے اس سالے کو اتنی جلدی معاف نہیں کردینا ، ساحر خان شوخ لہجے میں بولا۔ جس پہ گل بہار نے زور و شور کے ساتھ ہاں میں سر ہلایا، مطلب وہ اسے آسانی سے معاف کرنے والی نہیں تھی۔ لیکن صرف کمرے میں ناراض رہنا ہے سب کے سامنے نہیں ۔۔۔ وہ اپنی بات کی تصیح کرتے بولا، کوئی پتہ نہیں تھا وہ لالہ کی چہیتی اس کی بات پہ عمل کرتی پھر سے ہویلی کو سر پہ اٹھا لیتی۔ ساحر کی بات پہ گل بہار نے ہنستے ہوئے ہاں میں سر ہلایا۔

اور آج ضرار کی ڈیٹ فکس کرنے سب کے ساتھ آنا ہے میرے بچے نے ۔۔۔ وعدہ کرو آو گی نا؟ نہیں تو میں پھر سے خود لینے آ جاؤں گا ۔۔۔ ساحر خان

اسے مصنوعی آنکھیں دکھاتا بولا۔
میری اپنی ذاتی ہویلی ہے، میں نہیں آؤں گی تو کون آئے گا۔۔ وہ آنکھوں میں آنسو لیے کیوٹ طریقے سے بولی، جس پہ ساحر خان نے قہقہ لگاتے اسکی آنکھیں پھر سے صاف کی۔۔ وہ بچپن سے اگر کسی کی بات آرام و سکون سے سنتی اور سمجھتی تھی تو وہ ساحر خان تھا، ساحر خان نے اپنے بہن بھائیوں کو ہمیشہ سے اپنے پروں کے نیچے چھپا کے رکھا تھا۔ اسے انہیں یوں ہی سمجھانے کی عادت تھی، وہ جانتا تھا گل اسکی بات آرام سے سمجھ جائے گی۔ اسی لئے وہ پہلی فرصت میں لال ہویلی آیا تھا تاکہ اپنی ضدی بہن کو منانے کے ساتھ ساتھ سمجھا بھی سکے۔ آگر وہ گل بہار کو اسکی بدتمیزی پہ شے دیتا تو وہ مزید ضدی بنتی۔۔اور ساحر خان ایسا نہیں چاہتا تھا، وہ اپنے تمام بہن بھائیوں کو پرفیکٹ دیکھنا چاہتا تھا۔
سعد خان کے مطابق ان کے دو باپ تھے۔۔۔ ایک حیدر خان اور دوسرا ساحر خان۔۔۔

ساحر خان کے جانے کے بعد زرمینہ خان نے گل بہار کو اپنے ہاتھوں سے ناشتہ کروا کے اس کے سر درد کا پوچھا، جس پہ اس نے مسکرا کے انہیں تسلی دی تھی کہ وہ ٹھیک ہے۔۔
وہ تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد اپنے کمرے کا دروازہ کھولتی اندر داخل ہوئی، ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے تیار ہوتے فارس خان کو اگنور کرتی وہ اپنی الماری کی طرف بڑھی۔ وہ چاہے ساحر خان کی باتوں سے نارمل ہو چکی تھی، لیکن پھر بھی اسے فارس خان کا سب کے سامنے یوں اونچی آواز میں دھاڑ کے ڈانٹنا کافی برا لگا تھا۔ وہ چاہتا تو اسے پیار سے ٹوک بھی سکتا تھا، لیکن نہیں وہ جو اسے سب کے سامنے اپنے پیار کا مان بخشتا تھا۔ اسی نے اسے سب کے سامنے بری طرح سے ڈانٹتے اسکا مان توڑا تھا، جس کے لیے وہ دل سے دکھی تھی۔ اسکے اگنور مارنے پہ فارس خان نے لب دباتے ہوئے اسکی پشت جو گھور کے دیکھتے ٹاول ڈریسنگ مرر پہ پھینکا۔

عشقِ ستم..... میگا قسط 51
اسکے اگنور مارنے پہ فارس خان نے لب دباتے اسکی پشت کو گھور کے

دیکھتے ٹاول ڈریسنگ مرر پہ پھینکا۔ ابھی وہ گل بہار کی طرف بڑھتا، جب اس کے موبائل پہ میسج کا نوٹیفکیشن رنگ ہوا۔ فارس خان نے موبائل اٹھاتے ہوئے میسج اوپن کیا۔ وہ سب ہویلی کے لڑکوں کا گروپ تھا، جس میں ساحر خان نے عالیان شاہ کا نیا دھمکی بھرا میسج فارورڈ کیا۔

"کل میری وارننگ کا آخری دن ہو گا ساحر خان، اگر کل تک دانیال شاہ آزاد نہیں ہوا میں تم لوگوں کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا۔۔۔"

عالیان شاہ کا میسج پڑھ کے سب نے ساحر خان کو جواب دیتے، آج ضرار خان کی ڈیٹ فکسنگ کے بعد کچھ نئے مرحلے تہہ کرنے کا سوچا۔ جبکہ فارس خان کا چہرہ صبح صبح عالیان شاہ کی بکواس پڑھ کے غصے سے شدید سرخ ہو چکا تھا۔ اس کی کنپٹی کی نیلی رگیں ابھرتی ہوئی اس کے شدید غصے کا پتا دے رہی تھیں۔ اسکا بس نہیں تھا وہ ابھی جا کے دانیال شاہ کا کام تمام کر دے جسے عالیان شاہ آزاد کروانا چاہتا تھا، لیکن عالیان شاہ کو ڈھونڈنے کے لئے ایک وہی مہرہ تھا جسے وہ اتنی آسان موت نہیں دے سکتے تھے۔

گل بہار اپنی الماری میں گھسی پتا نہیں کیا تلاش کرنے میں مصروف تھی، جو وہ فارس خان کی موجودگی کو بھی فراموش کر چکی تھی۔

بہار۔۔۔ فارس خان نے اپنے سنہری بالوں میں ہاتھ پھیرتے اپنے غصے پہ قابو پانے کی ناکام کوشش کرتے اسے پکارا، جو ہنوز اسے اگنور کئے ہوئے تھی۔ وہ اسے کچھ دیر اپنے حصار میں لے کے اس کی قربت میں اپنا غصہ ختم کرنا چاہتا تھا لیکن بہار نے تو جیسے سنا ہی نہیں تھا۔ اس نے اسکی پکار کا جواب دینا ضروری نہیں سمجھا تھا۔

بہار میں تم سے مخاطب ہوں۔۔۔ فارس خان اپنے لب بھینچتا سخت لہجے میں بولا، لیکن گل بہار اپنی الماری سے اپنے کپڑے نکالتی سیلکٹ کر رہی تھی کہ وہ آج بڑی ہویلی جانے کے لئے کیا پہنے۔۔۔

وہ فارس خان کی پکار سنتی اسے جان بوجھ کے اگنور کر رہی تھی۔ لیکن وہ یہ نہیں جانتی تھی فارس خان جو پہلے ہی عالیان شاہ کی وجہ سے غصے میں تھا اسے اسکی اگنورینس مزید سلگا گئی تھی۔

وہ ایک ہی جست میں اس کے پاس پہنچتا، غصے سے اسکے ہاتھوں سے کپڑے کھینچتا زمین بوس کر چکا تھا۔

KOH NOVELS URDU

تمہیں میری آواز نہیں آ رہی؟؟ میں پاگل ہوں جو تمہیں کب سے منائے جا رہا ہوں؟؟ کیوں اتنی بد تمیز بنتی جا رہی ہو تم گل بہار؟؟

میں تمہیں آخری بار وارن کر رہا ہوں میرے پیار کا ناجائز فائدہ مت اٹھاؤ۔۔۔ میں بہت برا پیش آؤں گا۔۔ حد ہو گئی ہے تمہاری ناراضگیاں ہی ختم نہیں ہوتی۔۔۔ فارس خان اس کے ہاتھ کو زور سے دباتا اسکا جبڑہ اپنی سخت گرفت میں لیتے اسے جھنجھوڑتا شدید غصے سے دھاڑا۔

جس پہ گل بہار نے اپنی نیلی آنکھوں میں خوف اور تکلیف لئے اسے دیکھا، اسے آج فارس خان کی آنکھوں میں آٹھ سال پہلے والا غصہ نظر آیا۔ جب وہ ساحر خان سے بری طرح سے الجھا تھا، وہ آنکھوں میں حیرانگی لئے اس کا غصہ ملاخظہ کر رہی تھی۔ تو کیا اس کی خاموشی کو بھی اس کی بد تمیزی میں گنا جا رہا تھا؟

گل بہار نے اپنی نیلی آنکھوں سے بہنے کو بے تاب آنسوؤں کو بمشکل پیچھے کو دھکیلا،

فارس خان اس پہ دھاڑتا ہوا غصے سے اپنی بلیک شال صوفے سے اٹھاتا کمرے سے باہر نکلا۔ وہ جتنا گل بہار کے ساتھ پیار سے پیش آرہا تھا وہ اتنی اس کے سر پہ چڑھتے اسے اصل فارس خان بننے پہ مجبور کر رہی تھی۔ جو اس کے سامنے ہر وقت نرم مزاج بنا رہتا تھا۔

اس کے جانے کے بعد گل بہار نے اپنے دائیں ہاتھ کو اٹھاتے ہوئے اپنی آنکھوں کے سامنے کیا،

جو ابھی کچھ دیر پہلے ہی لاڈ سے ساحر خان کے لئے خود چائے بناتے ہوئے بری طرح سے جلا تھا۔ ساحر خان نے تو اسے منع بھی کیا تھا وہ چائے نہیں پئے گا لیکن گل بہار اسے لاڈ سے بولتی کچن میں خود اس کے لئے چائے بنانے جا چکی تھی جس پہ ساحر خان صرف مسکرا کے رہ گیا۔

لیکن وہ اپنا ہاتھ بری طرح سے جلاتی کچن میں اپنے پھوڑ پن پہ اچھے سے روتی اسے سب سے چھپا چکی تھی۔

لیکن ابھی فارس خان اس کے جلے ہوئے ہاتھ سے بالکل انجان اسکا ہاتھ زور سے دباتا اسکے ہاتھ سے سکن تک اتار چکا تھا۔ گل بہار کا ہاتھ شدید سرخ ہو چکا تھا، اپنے ہاتھ پہ شدید درد محسوس کرتے ہوئے گل بہار کی آنکھیں چھلکی۔ اس کا پورا ہاتھ درد کی شدت سے کانپتا ہوا اسے ہچکیاں

بھرنے پہ مجبور کررہا تھا، اس نے بے دردی سے اپنی نیلی آنکھیں رگڑی۔
ایک ہی دن میں سب کو اتنی بری لگنا شروع ہو گئی ہوں میں؟؟ سب اتنا تنگ آ چکے ہیں مجھ سے؟ ؟ فارس خان اب تم میری اسی ضد کو دیکھنے کے لئے نہ ترسے میرا نام بھی گل بہار نہیں --- وہ اپنے ہاتھ پہ کوئی بھی ائینٹمنٹ لگائے بغیر اپنے کپڑے لیتی واشروم میں بند ہوئی۔

سجاول نے تیزی سے زرش خان کی سائیڈ کا دروازہ کھولتے اسے شدید غصے سے بازو سے پکڑتے باہر کی طرف کھینچا، اسکے یوں اچانک سے کھینچنے پہ زرش خان اس کے چوڑے مضبوط سینے سے ٹکرائی۔ سجاول خان بہرام خان کے سامنے زرش خان پہ غصہ نکال کے اسکی عزت میں کمی نہیں کرنا چاہتا تھا، اسی لئے وہ اس کے بازو پہ اپنے ہاتھ کا دباؤ ڈالتا اسے لیے اپنی گاڑی کی طرف بڑھا۔ لیکن زرش خان تو اسکے یوں سر عام حق جتانے پہ بھڑکی۔

لیو می سجاول خان--- وہ اپنے بازو سے اسکا ہاتھ چھڑواتی غصے سے غرای، اسکی شیرنی سی غراہٹ سنتا بہرام خان محضوظ ہوتا اپنی گاڑی سے باہر نکلا۔

سجاول خان نے زرش خان کی بات کو اگنور کرتے ایک نظر رک کے اسے دیکھتے پھر سے اسے گھسیٹتے ہوئے قدم اپنی گاڑی کی طرف بڑھائے۔

تم نے سنا نہیں سجاول خان چھوڑو مجھے--- وہ اپنا پورا زور لگاتے ہوئے بھی اسے خود سے دور نہیں کر پا رہی تھی۔

چھوڑو مس زرش خان کو سجاول خانزادہ --- تم یوں انہیں ہراس نہیں کر سکتے، تم میری کلائنٹ کے ساتھ یوں پیش نہیں آ سکتے --- بہرام خان ان دونوں کے قریب آتا زرش خان کا ہمدرد بنتا چھبتے ہوئے لہجے میں بولا۔

اسکی دخل اندازی پہ سجاول خان کا غصہ ساتویں آسمان پہ پہنچا، اس نے زرش خان کا بازو چھوڑ کے اپنا رخ موڑتے پوری قوت سے اپنے مضبوط ہاتھ کا مکا بہرام خان کے ہونٹوں پہ جھڑا۔

خبردار !! خبردار جو تم نے میری خانم کا نام اپنی ناپاک زبان سے لینے کی جرات بھی کی تو!! نہیں تو تمہارے ٹکرے ٹکرے کر کے کتوں کے آگے ڈال دوں گا، سجاول خان حلق کے بل چیخا۔ اس کا مکا اتنا شدت اختیار کئے ہوئے

تھا کہ بہرام خان کے منہ سے خون فوارے کی طرح بل بل زمین پہ گرا، بہرام خان نے بنا دیری کئے اس پہ جوابی وار کرتے اپنی مضبوط ٹانگ سجاول خان کے پیٹ میں ماری۔ سجاول خان اس اچانک حملے پہ صرف اپنی جگہ سے لڑکھڑایا، جبکہ ان دونوں کو گھتم گھتا ہوتے دیکھ کے زرش خان نے اپنے ہونٹوں پہ ہاتھ رکھتے اپنی چیخیں دبائی۔

بہرام خان اور سجاول خان بری طرح سے الجھے، بہرام خان اور سجاول خان دونوں ہی باڈی بلڈر وجود کے مالک مضبوط مرد تھے جو ایک دوسرے سے قطآ ہار نہیں مان سکتے تھے۔

وہ تمہاری بیوی نہیں ہے سجاول خانزادہ ، میرے ہوتے ہوئے تم مس زرش خان کے ساتھ ہر وقت یوں غنڈہ گردی نہیں کر سکتے۔ بہرام خان اسکا کالر پکڑ کے اس کے سینے پہ زور سے مکا مارتے دھاڑا، اس کے منہ سے پھر سے زرش خان کا نام سنتے سجاول خان اپنی مضبوط ٹانگوں کے ساتھ اسکی ٹانگیں بری طرح سے لاک کر چکا تھا۔

تیری ایسی کی تیسی، تجھے میری پیار کی زبان سمجھ میں نہیں آئی تھی نہ آج میں تجھے گولی کی زبان سے سمجھاؤں گا۔ وہ بہرام خان کی مزید فضول گویاں سنتا شدید غصے سے اس سے اپنا کالر چھڑواتا اپنے بیلٹ سے گن نکالتا ہوا اسکے سر پہ رکھ چکا تھا، سجاول خان کے گن تھامے ہاتھ کی نیلی رگیں ابھرتی ہوئی اس کے شدید غصے کا پتا دے رہی تھیں۔

سجا۔سجاول---- زرش خان نے چیختے ہوئے اسکا بازو تھاما۔

سجاول خان نے زرش خان کا بازو جھٹکتے ہوئے گن کے ٹریگر پہ اپنا دباؤ بڑھایا، لوگ اس پاس اکھٹے ہو چکے تھے۔ لیکن سجاول خان کے ہاتھ میں گن دیکھتے ہوئے کسی میں بھی اتنی ہمت نہیں ہو رہی تھی وہ ان دونوں کو الگ کر سکے۔ کچھ لوگوں کے آگے بڑھنے پہ سجاول خان ان کے پیروں پہ فائر کر چکا تھا، جس پہ وہ سب اچھلتے ہوئے پیچھے ہٹے تھے۔

ایک باپ کا ہے تو گن ہٹا کے ہاتھوں سے بات کر--- بہرام خان غصے سے دھاڑا، وہ اپنی پوری طاقت کا زور آزماتا ہوا بھی سجاول خان کو خود سے دور نہیں کر پا رہا تھا۔ اسی لئے اس نے اسے بھڑکایا تھا تا کہ وہ گن پھینک دے جو آج پھر اسکی جان کا دشمن بن چکا تھا، جبکہ اسکی بکواس سنتے ہوئے سجاول خان نے گن پھینکتے اسی بری طرح سے دھنکنا شروع کیا تھا۔

پہلے اپنا ڈی ۔این۔اے۔ کروا لے جا کے۔۔ آج کل ایک چوتھی جنریشن بھی نکلی ہے کہیں تو اپنے خاندان کے لیے ایک سوالیہ نشان نا بن جائے۔۔۔ تو نے میرے ضبط کی طناطوں کو چھوا ہے بہرام خان۔۔۔ تیری موت آج میرے ہاتھوں لکھی جا چکی ہے۔۔۔کلمہ پڑھ لے۔۔۔ وہ اسے دیوانوں کی طرح پیٹتا ہوا حلق کے بل چیخا، بہرام خان نے جتنا اس کا مقابلہ کرنا تھا وہ کر چکا تھا۔ اب اس پہاڑ جیسے جنونی انسان کے سامنے اسکی ہمت جواب دے رہی تھی۔ بہرام خان کو آدھ مواہ دیکھتے کچھ لوگ ترس کھاتے ہوئے پھر سے ان کے قریب آتے سجاول خان کو بہرام خان سے دور کرنے کی کوششوں میں ہلکان ہو رہے تھے۔

خا۔خاناں ۔۔۔۔ زرش خان جو کب سے اسے" سجاول " پکارتی اس کے پاس چیختی اسے روکنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اب اسکے کندھے پہ اپنا ہاتھ رکھتی اپنی ہیزل رنگ آنکھوں میں آنسو لئے سہمتے ہوئے اسے اس نام سے پکار چکی تھی، جس نام سے اس نے نفرت کرنے کا دل میں عہد کیا تھا۔ اس کے منہ سے خاناں ابھی ادا ہی ہوا، جب سجاول خان نے بہرام کو چھوڑتے زرش خان پہ نگاہ ڈالتے یہاں وہاں دیکھا۔ جہاں ڈھیروں کی تعداد میں کھڑے مرد کچھ سجاول اور بہرام کو الگ کررہے تھے اور کچھ تماشائی بنے خوبصورت سی زرش خان کے وجود کو اوپر سے نیچے تک دیکھتے اپنی آنکھیں سینک رہے تھے۔ سجاول خان ادھ موئے بہرام خان کو اپنے پیر سے ٹھوکر مارتا ہوا زرش خان کی طرف بڑھا، جو سہمتی نظروں سے اسکی طرف دیکھتی تھوک نگل رہی تھی۔ سجاول نے شدید غصے سے آگے بڑھتے، اس کے کوٹ کے تمام بٹنز بند کرتے اسے اپنے ساتھ دھکیلا۔ زرش خان بہرام کو ترحم بھری نظروں سے دیکھتی سجاول کے ساتھ گھسیٹتی جا رہی تھی، جو اتنی سردی میں بھی پسینے سے بھیگ چکا تھا۔ سجاول خان کی سفید گردن پہ بہرام خان کے ناخنوں کے نشان چھپ چکے تھے، جبکہ سفید چہرہ غصے سے شدید سرخ ہوتے ہر کسی کو جھرجھری لینے پہ مجبور کر چکا تھا۔ اسے گاڑی کی فرنٹ سیٹ پہ دھکیلتے سجاول خان نے ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھتے تیز رفتار میں گاڑی سٹارٹ کرتے روڈ پہ دوڑائی، وہ سٹیرنگ پہ اپنی گرفت مضبوط کرتا اپنے غصے پہ قابو پانے کی ناکام کوشش کر رہا تھا جو اسے اس وقت زرش خان پہ آ رہا تھا۔ اسکی گردن اور ہاتھ کی ابھری رگیں

دیکھتے ہوئے زرش خان کے گلے میں گلٹی بھر کے معدوم ہوئی تھی، وہ سجاول خان کا وحشی روپ دیکھ کے بری طرح سے سہم چکی تھی۔ اس نے آج سے پہلے سجاول خان کو اس قدر شدید غصے میں کبھی نہیں دیکھا تھا۔ وہ جو گاڑی جہاز کی طرح دوڑا رہا تھا اچانک سے ایک سنسان روڈ پہ آتے، اس نے ایک جھٹکے میں گاڑی کو بریک لگاتے زرش خان کو اپنی طرف کھینچا۔ وہ بری طرح سے اس کے چٹانی سینے سے ٹکرائی۔

تمہیں میری بات سمجھ میں نہیں تھی؟؟ میں نے منع کیا تھا نا تمہیں؟ کہ مجھے وہ سالا تمہارے آس پاس بھٹکتا بھی نظر نہ آئے تو پھر تم کس حق سے اس کی گاڑی میں بیٹھی تھی زرش خان۔۔۔ جواب دو مجھے؟؟ وہ اسکا جبڑہ اپنے ہاتھ میں دبوچتا اپنا چہرہ اس کے قریب کرتا حلق کے بل دھاڑا، اس کی دھاڑ پہ زرش خان کے وجود میں سنسنی سی دوڑی۔ زرش خان نے اپنی بھیگی ہیزل آنکھیں اسکی شدید غصے سے سر خ ڈارک براؤن آنکھوں میں دیکھا تھا۔

اور یہ گھٹیا ڈریسنگ کرنا کب چھوڑو گی تم؟ کس طرح سے تمہارے منہ لگ کے تمہیں بتاؤں کہ تمہارے ہاتھ تک پہ کسی کی نظر برداشت نہیں ہے مجھے۔۔ اس کے کوئی بھی جواب نہ دینے پہ وہ اپنے لب اسکے لبوں سے مس کرتا اسکے کوٹ کو پہلو سے اپنی مٹھیوں میں دبوچتا ہوا جنونی انداز میں بولتا، زرش خان کا دل شدت سے دھڑکا۔ زرش خان نے اسکی بات اور اسکے عمل پہ سرخ پڑتے اپنا چہرہ اس سے دور کیا۔ زرش خان نے اپنے کوٹ کو اسکی مٹھیوں سے آزاد کرواتے ہوئے اس سے دور ہونا چاہا، جب سجاول خان نے نے ایک ہاتھ اسکی کمر میں ڈالتے اسے اپنے قریب تر کیا۔

س۔سجاو۔سجاول۔۔مجھ۔۔ مجھے۔۔تکل۔تکلیف۔ہو۔ر۔رہی۔۔ہے۔۔۔ اپنی کمر پہ اسکی اتنی سخت گرفت مضبوط کرتے زرش خان بھیگے لہجے میں بولی، جس پہ سجاول خان نے اسکی کمر کو اپنے ہاتھ سے سہلاتے ہوئے اسے ایک ہی جست میں اپنی گود میں بٹھاتے گہری سانس ہوا کے سپرد کی۔ اس کے ہاتھ کی بے باکی اپنی کمر پہ محسوس کرتے زرش خان کے گال دہک کے لال ہوئے۔

جانتی ہو مجھے کتنی تکلیف ہوتی ہے، جب تم میری بات رد کرتے ضد سے مجھے نیچا دکھانے کے لئے ہر وہ کام کرتی ہو جو مجھے نا پسند ہو!! زرش تم مجھے کب سمجھو گی میں تم پہ تمہارا سایہ پتا نہیں کیسے برداشت کرتا

ہوں، میرا بس چلے تو میں ان ہواؤں کو بھی تم سے ٹکرانے کے موقع نہ دوں۔ ہر پل تمہیں خود میں قید کر لوں۔۔۔ اگر جو میں اس وقت ان مردوں کے معجمے پہ نظر نہ ڈالتا جو ساری کی ساری تم پہ ٹکی ہوئی تھیں ، زرش خان باخدا میں آج بہرام خان کا قتل کر ۔۔۔۔ سجاول خان جو اپنا غصہ ضبط کرتا بے بسی اور نرم لہجے سے اسے اپنی کیفیات بتا رہا تھا، زرش خان اسکی بات کاٹ چکی تھی۔

میں تمہیں کیوں سمجھوں سجاول خان ؟؟ کیا لگتے ہو تم میرے؟ میں کیوں تمہاری پسند نا پسند کا خیال رکھو؟ تم مجھے قید نہیں کر سکتے! اس نام کے منگ کے رشتے سے میں انکار کر تی ہوں اور سو بار کرتی ہوں۔۔ میں تم جیسے وحشی انسان کے ساتھ کسی صورت شادی نہیں کروں گی۔ سجاول خان جس نے بہرام خان کا کوئی قصور نہ ہوتے ہوئے بھی اس کے ساتھ درندوں جیسا سلوک کیا ہے اور پاکستان میں تو بالکل نہیں جہاں ایک عورت آزاد گھوم پھر نہیں سکتی، جہاں ایک عورت کو کٹھ پتلی بنا کے اپنی انگلی کے اشارے پہ نچایا جاتا ہے۔ جہاں اسکی عزت نفس کو روندھا جاتا ہے ، سب کے سامنے اسکا تماشا بنایا جاتا ہے۔۔۔ میں ۔۔۔۔میں۔۔۔اس۔۔۔۔ملک۔۔۔۔سے۔۔۔۔بہت۔۔۔۔۔دور۔۔۔چلی۔۔۔ جاؤں ۔۔۔۔گی۔۔۔۔ پھر۔۔۔۔تمہیں۔۔۔۔ کوئی۔۔۔۔ زرش ۔۔۔۔۔خان۔۔۔نہیں۔۔۔ملے۔۔۔گی۔۔۔سجاول۔۔۔۔ جو ۔۔۔تمہارے۔۔۔خاندان۔۔۔کی۔۔۔۔ عزت۔۔۔ کا ۔۔۔۔تماشا۔۔۔۔بنواتی ہے۔۔۔ زرش خان کا شیرنی جیسا لہجہ آخر میں ناچاہتے ہوئے بھی بھیگ چکا تھا، جس پہ سجاول خان کی نظریں اسکی بھیگی ہیزل آنکھوں سے ہوتی ہوئے اسکے گلابی کپکپاتے ہونٹوں پہ گئی۔۔۔۔

زرش خان جس دن تم مجھ سے دور جانے کی غرض سے اس سوات کی پہنچ سے دور گئی میں قسم کھاتا ہوں اسی وقت خود سے اپنی سانسیں چھین لوں گا۔۔۔ اور بہرام خان تو کیا میں ہر اس شخص کے ٹکرے کر دوں گا جس نے ہمارے درمیان آنے کی کوشش تو کیا ایسا سوچا بھی تو۔۔۔۔ تم ایک دفعہ خود کو میرے نام کر کے تو دیکھو خانم اگر جو میں نے اپنا آپ تم پہ وار نہ دیا تو مجھے سجاول خانزادہ نہ کہنا۔۔ سجاول خان ایک ایک لفظ شدت پسند لہجے میں بولتا آخر میں بے بسی سے بولتا ہوا زرش خان کی زبان تالو سے چپکا چکا تھا۔۔۔ وہ بے انتہا شدت پسند تھا، جس کا ثبوت اسکے الفاظ ہر وقت دیتے تھے۔ اس کے پہلے جملے پہ زرش خان کے دل کو کچھ ہوا، وہ اس کی ڈھیلی

پڑتی گرفت پہ بنا کوئی جواب دیئے اسکے سینے پہ اپنے ہاتھوں کا دباؤ ڈالتی اسے خود سے دور کرتی اپنی سیٹ پہ جا کے بیٹھی۔ سجاول خان نے اسکی طرف جھکتے ہوئے اسکے ماتھے پہ شدت سے اپنے لب رکھتے اپنے غصے پہ قابو پانے کی کوشش کی، جو اسے ہر اس مرد پہ آ رہا تھا جن کی نظریں ابھی کچھ دیر پہلے زرش خان کے وجود پہ ٹکی ہوئی تھیں۔ اپنے ماتھے پہ اسکے نرم گرم لبوں کا شدت بھرا لمس محسوس کرتے زرش خان نے اپنی چھلکنے کو بے تاب ہیزل آنکھوں سے آنسوں پیچھے کو دھکیلتا اسکی طرف سے رخ موڑتے گاڑی کے شیشے سے باہر دیکھنا شروع کیا۔

سجاول خان نے اس کے منہ پہ نو لفٹ کا بورڈ دیکھتے اپنے اندر کے ابلتے لاوے پہ قابو پاتے اپنے ڈارک براؤن سلکی بالوں میں ہاتھ پھیرتے گاڑی کو پھر سے سٹارٹ کیا، وہ جتنے غصے میں تھا اس نے اس کا دس فیصد بھی زرش خان پہ نہیں اتارا تھا۔ اس وجود میں اسکی جان بس چکی تھی، اب اسے تکلیف دینے کا مطلب خود کو تکلیف دینا تھا۔۔۔

وہ گاڑی کو آفس کی طرف بڑھانے کی بجائے لال ہویلی کی طرف بڑھا چکا تھا تا کہ زرش خان کو اسکی ہویلی اتار سکے کیونکہ ابھی کچھ ہی دیر تک سب کو بڑی ہویلی آنا تھا، ایسے میں آفس جانے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔

فارس خان کے علاوہ اس وقت تمام لوگ بڑی ہویلی میں موجود تھے۔ داور خان ، بیا خان اور درام خان کو لے کے ابھی پہنچا تھا، جس پہ سب داور کو ملنے کی بجائے سب سے پہلے اپنے چھوٹے سے پٹھان کو مل رہے تھے۔ جو داور کی طرح سفید شلوار قمیض پہ براؤن شال گلے کے گرد لٹکائے اپنی کرسٹل گرے آنکھوں پہ براؤن ہی شیشے کا سٹائلش سا چشمہ چڑھائے ایسے تیار تھا، جیسے ضرار خان کی بجائے خدا نخواستہ اس کی شادی کی تاریخ فکس ہونی ہو۔۔۔

ساحر خان جو سب سے ملتا اوپر اپنے کمرے کی طرف بڑھتا زرلاشتہ خان کو دیکھنے جا رہا تھا، جسے وہ صبح ناشتے کے بعد سے دیکھ نہیں پایا تھا کہ اچانک فارس خان کی غیر موجودگی کو نوٹ کرتے ہوئے اسنے اسکا نمبر ملا کے کان کو لگایا۔۔۔

فون پہ ساحر خان کی طرف سے ڈھیروں صلواتوں کے ساتھ ساتھ ایک

غیرزمہ دار انسان کا لقب سنتے ہوئے تقریباً کچھ گھنٹوں بعد فارس خان اپنے کمرے میں داخل ہوا، کمرے میں کسی کو بھی نا پاتے اس نے بنا جھجکے واشروم کے بند دروازے کو کھولا لیکن وہ وہاں بھی نہیں تھی!! اس نے الماری سے اپنے کپڑے نکالتے ضرار خان کو فون ملاتے گل بہار کا پوچھا !! کیا وہ ان کے ساتھ ہی جا چکی ہے؟ جس پہ ضرار خان نے منہ بناتے ہوئے اسے جواب دے کے ساتھ ساتھ اپنی ناراضگی کا اظہار بھی کیا کہ وہ اس کے اہم دن پہ یوں غائب ہے اور وہ اسے اس بات کے لئے کبھی معاف نہیں کرے گا۔ جس پہ فارس خان نے مسکراتے ہوئے اسے ہنوز شدید سنگل کا طعنہ دیتے ہوئے فون بند کیا اور جلدی آنے کا وعدہ بھی کیا۔

فون بند کرتے ہی اس کے تاثرات سپاٹ ہو چکے تھے، اسے گل بہار پہ مزید غصہ آیا جو اس سے اجازت کے بغیر بنا پوچھے اور بنا بتائے باقی سب کے ساتھ بڑی ہویلی جا چکی تھی۔۔ کیا ہو جاتا اگر وہ اس کا زرا سا انتظار کر لیتی؟؟ وہ غصے سے سوچتا ہوا شروم کی طرف بڑھا۔

ساحر خان اپنے بھورے بالوں میں ہاتھ پھیرتا اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔ وہ رات سے ایک ہی بلیو ٹریک سوٹ میں ملبوس تھا، لیکن پھر بھی وہ اس رف سے حلیے میں بھی نظر لگ جانے کی حد تک پیارا لگ رہا تھا۔

کمرے کا دروازہ کھولتے، ساحر خان کی نظر ڈریسنگ مرر کے سامنے تیار ہوتی کالی پٹھانی فراک میں ملبوس زرلاشتہ خان پہ پڑی۔ جس پہ سلور شیشوں کا نفیس سا کام تھا، وہ میک اپ سے پاک چہرہ لئے اپنے لمبے شہد رنگ بالوں میں برش کرتی انہیں باندھنے کا سوچ رہی تھی۔ جب ساحر خان نے اس کی طرف قدم بڑھاتے اس کی پشت کو اپنے سینے سے لگاتے اپنے ہاتھ اسکے پیٹ پہ باندھتے اسے مکمل اپنے حصار میں قید کیا، اس اچانک افتاد پہ برش زرلاشتہ خان کے ہاتھوں سے چھوٹتا ہوا زمین پہ گرا۔

تمہیں کوئی حق نہیں ہے اتنا خوبصورت بن کے میرے دل پہ بجلیاں گرانے کا۔۔۔ وہ اسکے لمبے بال آگے کی طرف کرتا اسکی پچھلی گردن پہ شدت سے بوسے دیتا پیار بھرے لہجے میں بولتا زرلاشتہ خان کو سرخ کر چکا تھا، وہ شرمیلی سی مسکراہٹ لبوں پہ سجائے نظریں جھکا چکی تھی۔

صبح اتنی چیخیں اور اتنے آنسو کیوں بہائے جا رہے تھے۔۔۔ ساحر خان نے

اسے کندھے سے تھامتے اسکا رخ اپنی طرف موڑتے آبیرو اچکاتے ہوئے استفسار کیا۔۔ جس پہ زرلاشتہ خان نے اپنی ہری آنکھیں اٹھا کے اسکی نیلی خمار آلود آنکھوں میں دیکھتے اسکے سینے پہ اپنی انگلیوں سے ڈیزائن بنانے شروع کیے، اب اسے کیا جواب دیتی کہ وہ اس آدم خور کے غصے سے بری طرح سے ڈر چکی تھی؟

چپ کا روزہ رکھا ہوا ہے؟؟ اسکی مسلسل خاموشی پہ وہ اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتا اسے زمین سے اٹھاتا اپنی کھری ناک اسکی چھوٹی سی ناک سے ملاتا ہوا بولا، جس پہ زرلاشتہ خان نے بے خودی میں یا شاید اسے تپانے کے لئے ہاں میں سر ہلایا۔

اچھا تو کیا بغیر سحری کے رکھا ہے؟ ساحر خان نے جان بوجھ کے بات کو طول دیا، جس پہ زرلاشتہ خان نے پھر سے معصومیت سے ہاں میں سر ہلایا۔

افطاری میں میٹھا کھانا پسند کرو گی یقیناً؟؟ زرلاشتہ خان نے ساحر خان کے جملے کا مطلب جانے بغیر زور زور سے ہاں میں سر ہلایا، جس پہ ساحر خان نے زیر لب مسکراتے سر کو خم دیتے اسکے گلابی ہونٹوں کو فوکس میں لیتے ایک ہاتھ اسکے سر کے پیچھے رکھتے اسے خود پہ جھکاتے شدت سے اس کی سانسوں پہ اپنا تسلط جماتے زرلاشتہ خان کو بھوکھلانے پہ مجبور کیا۔ جو بڑے مزے سے سر ہاں میں ہلائے جا رہی تھی، اپنی سانسیں بند ہونے پہ زرلاشتہ خان نے زور سے ساحر خان کے سینے پہ مکے برسائے۔ جو اسکی آتی جاتی سانسوں کو خود میں قید کرتا جا رہا تھا، وہ اسکے لبوں کا شدت سے بھرپور بوسا لیتا اسکے نچلے لب کو ہلکا سا دانتوں میں لے کے کھینچتا اسکے لبوں کو آزادی بخشتے اسکے شرم سے سرخ پڑتے چہرے کو اپنی آنکھوں کے راستے دل میں اتار رہا تھا۔

پھر کیسی لگی افطاری ؟؟ ساحر خان اسکے سرخی چھلکاتے لبوں کو اپنے انگوٹھے سے سہلاتا گھمبیر لہجے میں بولا، جس پہ زرلاشتہ خان کوئی بھی جواب دیے بغیر اسکی گردن میں اپنا چہرہ چھپا گئی۔ وہ اسکی ہر شرارت کو ہر دفعہ اس پہ ایسا الٹاتا کہ وہ بیچاری صرف بھوکھلا کے رہ جاتی، وہ اس بندے کی بے باک سوچ کا مقابلہ ساری زندگی نہیں کر سکتی تھی۔

ساحر خان نے اسکے شرمانے پہ قہقہ لگاتے اس کا چہرہ اپنی گردن سے باہر نکالتے شرارت سے اسکے اگلے گہرے گلے سے نظر آتی گہرائیوں پہ اپنے

لب رکھتے اسے کانپنے پہ مجبور کیا، جس پہ وہ سٹپٹاتے ہوئے چیخ مارتی اس پر سے نیچے اترنے کی مزاحمت کرتی ساحر خان کو پھر سے قہقہ لگانے پہ مجبور کر چکی تھی۔ وہ اسکے لمس پہ ایسے ریکٹ کرتی تھی جیسے اس کا ہاتھ بجلی کی ننگی تاڑ پہ رکھ دیا گیا ہو۔۔۔ اس کی گہری نظروں کی تاب نہ لاتے زرلاشتہ خان نے اپنے بیڈ پہ پڑے دوپٹے کو بے بسی سے دیکھتے اس بے باک انسان کو دیکھا، جو اب اسے ڈریسنگ مرر پہ بٹھاتا اس کے دائیں بائیں ہاتھ رکھتا اسے اوپر سے نیچے تک اپنی گہری نظروں سے دیکھتا لرزنے پہ مجبور کر چکا تھا۔

میری تاشو کا شادی کا تحفہ۔۔۔ مطلب منہ دکھائی۔۔ بالآخر اپنی شرمائی لجائی بیوی پہ ترس کھاتے ساحر خان نے اس پر سے نظریں ہٹاتے اپنی جیب کو ٹٹولتے ایک ڈبی کو کھولتے اسکی طرف بڑھایا، جسے زرلاشتہ خان نے اپنی ہری آنکھوں میں حیرت اور خوشی لیتے ہوئے اسے تھاما۔۔ ساحر خان نے آنکھوں سے اسے کھولنے کا اشارہ کیا، زرلاشتہ خان نے دھڑکتے دل سے اس ڈبی کو ایک شرمیلی مسکراہٹ کے ساتھ کھولا۔ لیکن یہ کیا ڈبی میں صرف ایک چھوٹی سی ٹافی جتنی چاکلیٹ دیکھتے ہوئے اس نے اپنا منہ کھولتے ہوئے ساحر خان کو دیکھا، جو آنکھوں میں اشتیاق لئے اسکے تاثرات کا جائزہ لے رہا تھا۔

کنجوس مکھی چوس۔۔۔ سڑیل خان۔۔ زرلاشتہ خان اتنی خوبصورت ڈبی میں اس چھوٹی سی چاکلیٹ کو پکڑتی دانت کچکچا کے روہانسی ہوتی دل میں بولی، جب کہ منہ اس کا ہنوز کھلا ہوا تھا۔ جس سے وہ اپنے چہرے کے زاویے بگاڑتی اپنے ہونٹوں کو مڑوڑ رہی تھی۔ یہ چاکلیٹ تو اس کی انگلی جتنی بھی نہیں تھی جو اس کی شادی کا تحفہ تھی۔ اسے ساحر خان پہ شدید غصہ آیا جو آئے روز اس کے لئے بیہودہ کپڑوں کی شاپنگ تو ڈھیروں کے حساب سے کرتا پیسے اڑاتا تھا، لیکن ایک شادی کا مہنگا تحفہ لے کے دیتے تو جیسے اسے موت پڑ رہی تھی۔

پسند آیا میری تاشو کو تحفہ ؟؟ ساحر خان اسکے ہونٹوں کے مڑورنے والی ادا پہ آپنی مسکراہٹ دباتا آئیبرو اچکاتے ہوئے بولا، جس پہ زرلاشتہ خان نے ایک نظر اس چھوٹی سی چاکلیٹ کو دیکھ کے اس کا ریپر کھولتے غصے سے ساحر خان کا منہ زبردستی اپنے ہاتھوں سے کھولتے اسکے منہ میں تقریباً

ٹھونسی۔ نظروں کا مطلب صاف تھا یہ بھی خود ہی کھاؤ مجھ پہ اتنے پیسے ضائع کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ ساحر خان نے اسکی معصوم اداؤں پہ اسکے جبڑے کو اپنے ہاتھ کی گرفت میں لیتے اس چھوٹی سی چاکلیٹ کو آدھا اپنے دانتوں میں دبائے آدھا زرلاشتہ خان کے دانتوں میں دباتے اس کے گلابی ہونٹوں کو اپنی گرفت میں لیا۔۔۔۔

اب ایک عدد ساحر خان تھا ایک عدد اس کی بیوی تھی اور ایک عدد انکی شادی کا تحفہ تھا جسے ساحر خان نے انصاف سے آدھا آدھا بانٹنا تھا۔۔۔

کچھ دیر بعد سب کے مشورے پہ ضرار خان کی شادی کی تاریخ ایک ہفتے کے بعد تہہ ہوئی۔ ایک ہفتے کہ بعد نکاح تھا اور نکاح کے دو دن کے بعد شادی کے فنکشن سٹارٹ ہونے تھے۔ ضرار خان کالی شلوار قمیض پہ کالی ہی شال گلے کے گرد لٹکائے اپنی سرخ و سفید رنگت اور ہیزل مسکراتی ہوئی آنکھوں میں چمک لئے پیروں پہ پشاوری چپل پہنے لمبا چوڑا سا بے حد خوبصورت پٹھان لگ رہا تھا۔

سجاول خان اور زرش خان کے نکاح کو بھی چھیڑا گیا لیکن ضرار خان نے سب سے پہلے اپنی بہن سے مشورہ لینے کا وقت مانگا، جو اس وقت تمام لڑکیوں کے ساتھ زرلاشتہ خان کے کمرے میں بند تھی۔ ضرار خان کے زرش سے مشورہ کرنے پہ سب نے اسے سراہتے ہوئے وقت دیا، جب کہ سجاول خان نے اپنے ڈارک براؤن بالوں میں ہاتھ پھیرتے بے چینی سے پہلو بدلا۔۔۔۔

صبح کے وقت سب ہی ناشتہ بہت لائٹ کرتے تھے اسی لئے سب کے آنے پہ بڑی ہویلی کے بڑے سے ڈائینگ روم میں تقریباً دو بجے ہی دوپہر کے کھانے کا انتظام کیا جا چکا تھا۔ ڈاینگ ٹیبل پہ ہر طرح کے کھانے اور لوازمات موجود تھے جسے دیکھ کے تقریباً سب کی بھوک چمک اٹھی۔ ہرا خان کے علاوہ تینوں ہویلیوں کے مکینوں ڈائینگ ٹیبل پہ موجود تھے، ضرار خان کی متلاشی نگاہیں یہاں وہاں گھومتی ہوئی ہرا خان کو تلاش کر رہی تھی۔ اپنے لالہ کی بے چینی محسوس کرتے زرش خان نے دل سے مسکراتے ہوئے اسے ہمیشہ خوش رہنے کی دعا دی۔

کھانے کے دوران پستہ شلوار قمیض پہ آف وائٹ مردانہ شال لئے فارس خان کی نظر اپنے بالکل سامنے زرلاشتہ خان کے ساتھ بیٹھی گل بہار پہ پڑی اور

ہٹنے سے انکاری ہوئی۔ جس نے کب سے ابھی اپنا دیدار کروایا تھا، وہ سبز پٹھانی فراک میں ملبوس بنا میک اپ کے بھی ایک حسین پری لگ رہی تھی۔ البتہ اسکی نیلی آنکھوں سوجھی ہوئی اس کے دیر تک رونے کی چغلی ہر رہی تھیں، گہرا سبز رنگ اسکی سفید رنگت پہ کافی جچ رہا تھا۔ (گل بہار جب سے آئی تھی وہ خود ہی سب سے پہلے کی طرح ملتی سعد خان کو ہمیشہ کی طرح تنگ کرتی اپنی مورے کے ساتھ لگ کے بیٹھی تھی، جو اسے اپنے حصار میں لئے اسکے گلابی گال کو بار بار پیار سے چومتی اپنے تھپڑ کا ازالہ کرنے کی کوششوں میں گل بہار کو آنسو بہانے پہ مجبور کر چکی تھیں۔)

گل بہار اپنے جلے ہوئے دائیں ہاتھ کو سب سے چھپائے اپنے بائیں ہاتھ سے جوس تھامے دیرے دیرے گھونٹ بھرتی ناجانے کن سوچوں میں گم تھی، جب اپنے سبز دوپٹے کو سر سے سرکتے محسوس کرتے اس نے انجانے میں اپنے شدید سرخ دائیں ہاتھ سے دوپٹہ ٹھیک کیا۔ وہ انجانے میں اپنے اس ہاتھ کو حرکت دے چکی تھی، اسے اس ہاتھ کی تکلیف کی وجہ سے اپنا پورا جسم تکلیف میں محسوس ہو رہا تھا۔ اس نے اپنا نچلہ لب دباتے اپنی تکلیف پہ قابو پاتے پھر سے اس ہاتھ کو چھپایا، جبکہ فارس خان تو کب سے آنکھوں میں حیرانی لئے اسکے جلے ہوئے ہاتھ کو دیکھ رہا تھا جس پہ بڑے بڑے چھالے بنے ہوئے تھے اور گل بہار اسے سب سے چھپاتی کھانے کے نام پہ صرف جوس پی رہی تھی۔ فارس خان نے شدید بے چین ہوتے کھانے سے ہاتھ کھینچے، اس کا ہاتھ کب اور کیسے جلا تھا فارس خان سمجھنے سے قاصر تھا۔ وہ تو کچن میں بھی نہیں جاتی تھی پھر کیسے وہ اپنا ہاتھ جلا بیٹھی تھی؟ اور تو اور وہ تو اپنی چھوٹی چھوٹی تکلیفوں پہ پوری ہویلی کو سر پہ اٹھا لیتی تھی، پھر کیسے وہ اطمینان سے بیٹھی اس تکلیف کو خاموشی سے برداشت کر رہی تھی اور اپنی تکلیف کو سب سے چھپا بھی تو رہی تھی۔ جس سے فارس خان کو مزید بے چینی ہو رہی تھی، وہ سب کے سامنے اسکے جلے ہوئے ہاتھ کی وجہ نہیں پوچھنا چاہتا تھا ایسے اچھا خاصہ خوشگوار ماحول پریشانی میں ڈھل جاتا وہ کھانا ختم ہونے تک کا انتظار کر رہا تھا۔ حیدر خان کے متوجہ ہو کے کہنے پہ اس نے تھوڑا سا کھانے ڈالتے برائے نام کھانا شروع کیا جبکہ اس کا دیہان ہنوز اپنی بیوی کے جلے ہوئے ہاتھ پہ تھا۔

KOH NOVELS URDU

رایان خان اس وقت گرے شلوار قمیض پہ گرے ہی مردانہ شال گلے کے گرد لٹکائے اپنی شہد رنگ آنکھوں میں چمک لئے اپنے باکل ساتھ بیٹھی گرے پٹھانی فراک میں ملبوس پلوشہ خان کے کان میں وقفے وقفے سے بے باک سرگوشیاں کرتا اسے شرمانے پہ مجبور کر رہا تھا۔ تو کبھی ٹیبل کے نیچے سے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتا خود سکون سے کھانا کھاتا اسے روہانسا ہونے پہ مجبور کر رہا تھا، وہ کسی کا بھی لحاظ کئے بنا اپنی منکوحہ کے بالکل ساتھ بیٹھا تھا۔۔۔ رایان خان کے مطابق وہ اسکی حق حلال کی منکوحہ تھی جس کے پاس بیٹھنے سے اسے کوئی مائی کا لال نہیں روک سکتا تھا اور واقعی ہی کسی نے روکا نہیں تھا، صرف اس بے باک انسان کو تاصف بھری نظروں سے گھورا تھا۔ رایان اور پلوشہ اس وقت ایک جیسے کلر کی ڈریسنگ میں نظر لگ جانے کی حد تک پیارے لگ رہے تھے، پلوشہ خان نے رایان خان کے کہنے پہ گرے کلر کی پٹھانی فراک پہنی تھی۔ رایان نے اسے رات میں ہی فون پہ میچنگ کرنے کا کہا تھا جس پہ اس نے شرماتے ہوئے حامی بھری اور اب اسے خود پہ غصہ ا رہا تھا جس نے اس بے باک انسان کی بات مانی تھی۔

رایان چاچو میری پلوشہ کا ہاتھ چھوڑ دیں۔۔۔ کچھ انہیں بھی کھانے دیں ان کے حصے کا بھی آپ ہی کھائے جا رہے ہیں اٹس ناٹ فئیر۔۔۔۔ درام خان جو سجاول خان کے پاس بیٹھتا کانٹے سے فرائیڈ فش کھاتا ساتھ ساتھ سب کو نوٹس کر رہا تھا۔ سکون سے اپنے منہ میں فش کا چھوٹا سا پیس ڈالتا سلگاتے ہوئے بولا، جس پہ رایان خان نے سب کی نظریں خود پہ محسوس کرتے دانت کچکچا کے درام خان کو دیکھتے پلوشہ خان کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں دبا کے چھوڑا۔ جبکہ سجاول خان نے آنکھوں میں غصہ لئے رایان خان کو گھورا، وہ بھی کب سے رایان خان کی بے باک حرکتیں محسوس کر رہا تھا لیکن اس نے اسے سب کے سامنے جھاڑنا مناسب نہیں سمجھا تھا اور یہ کام چھوٹا سا ٹڈہ درام خان سکون سے کر چکا تھا۔۔۔

سب لڑکیوں کی معنی خیز نظریں خود پہ محسوس کرتے پلوشہ خان کن اکھیوں سے رایان خان کو غصے سے دیکھ رہی تھی، جو اب اپنے شہد رنگ بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہنوز درام خان کو گھورنے کا کام انجام دے رہا تھا۔ جبکہ داور خان نے بیٹے کی سر عام بے باک بات پہ لب دباتے اسے دیکھا تھا۔

KOH NOVELS - UPDU

اب ایسے گھور کے کیوں دیکھ رہے ہیں؟؟--- مورے بولتی ہیں اگر کوئی آپ کو گھور کے دیکھے تو اس کا مطلب ہے آپ اس کو پیارے لگ رہے ہو--- آپ کو اس کی نظر بھی لگ سکتی ہے-- اسی لئے سب ماشاءاللہ پڑھ کے مجھ پہ پھونک مار دیں-- مجھے رایان چاچو کی نیت خود پہ ٹھیک نہیں لگ رہی--- درام خان اپنی چھوٹی شال ٹھیک کرتا اپنے کالے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیر کے ایک نظر رایان پہ جبکہ دوسری نظر باقی سب پہ ڈالتا سنجیدگی سے بولا، جس پہ ڈائینگ ٹیبل پہ بیٹھے سب افراد جو رایان خان کو گھور رہے تھے درام خان کی بات پہ سب کا مشترکہ قہقہ گونجا سوائے رایان خان کے---

درام تم ٹڈے ہو نا ابھی تو --- بولو پینسل--- رایان خان اسے بچوں کی طرح پچکارتا دل میں دانت کچکچاتے جبکہ بظاہر پیار سے اپنے گال پہ ہاتھ رکھتا اسکو جھاڑنے ہی والا تھا، جب یہ کسر بھی درام خان ایک کڑک دار جواب دیتا پوری کر چکا تھا---

میرے رایان چاچو کی کبھی نا ہونے والی شادی کینسل--- درام خان بھی اسی کی طرح اپنے گال پہ ہاتھ رکھتا آنکھیں پٹپٹا کے قہقہ لگاتا ہوا بولا، جس پہ سب کا پھر سے چھت پھار قہقہ گونجا--- درام خان کا یہ انداز اتنا خوبصورت تھا کہ سب نے اسکی نظر اتارتے دل میں ماشاءاللہ بولا، جب کہ رایان خان سب کے سامنے اس چھوٹے سے ٹڈے کی اتنی اچھی جوابی کاروائی پہ اسے آنکھوں ہی آنکھوں میں بدلہ لینے کے اشارہ کرتا پھر سے کھانے میں مگن ہو چکا تھا۔ رایان خان کے بدلہ لینے والے اشارے پہ درام خان نے اپنی زبان کو بریک لگاتے اب اسے مزید چھیڑنا مناسب نہیں سمجھا تھا کیونکہ جانتا تھا وہ اسکی چیخوں کو نظر انداز کرتا اپنی گھنی شہد رنگ داڑھی اور مونچھیں شدت سے اس کے چہرے اور گردن پہ رگڑتا کیسے اسے سرخ کرے گا۔ جس سے اس کا باپ بھی اسے بچا نہیں پائے گا۔ جبکہ بیا خان نے زیر لب مسکراتے ہوئے اپنے چھوٹے سے طوفان کو دیکھا جو رایان خان کو کبھی نہیں بخشتا تھا، جس کی وجہ سے بیچارہ پلوشہ خان کے بھی سانس سوکھے رہتے تھے کیونکہ وہ ان دونوں میں بری طرح سے پھنس چکی تھی۔ داور خان تو بس اپنے بیٹے کے صدقے واری جا رہا تھا جو اس کے پیروں پہ پیر رکھتا ہوا کسی کو بھی سکون سے جینے نہیں دیتا تھا۔ رایان خان نے اپنی ساتھ بیٹھی کھینکھی کرتی پلوشہ خان کو بھی کان میں بے باک وارننگ دی، جس پہ اس

KOH NOVELS URDU

نے سرخ چہرہ لئے اپنے چہرے سے ہنسی کے تاثرات بالکل غایب کیے----
درام کی بات پہ ہنستے ہوئے نیلی شلوار قمیض میں ملبوس سعد خان کی نظر اپنی شرمیلی پٹھانی پہ پڑی، جو درام کو دیکھ کے اپنے منہ پہ ہاتھ رکھتی بچوں کی طرح اپنی ہنسی دبا رہی تھی۔ پری وش اس وقت ہلکے گلابی رنگ کی پٹھانی فراک میں ملبوس سعد خان پہ بجلیاں گرا چکی تھی----

---

کھانے کے بعد سب کے پھر سے باتوں میں مصروف ہونے پہ مسکراتی ہوئی زرش خان ضرار خان کو بہانے سے اوپر لے کے گئی، اس سے اپنے لالہ کی بے چینی بالکل برداشت نہیں ہو رہی تھی۔ اسی لئے وہ اس پہ رحم کھاتی اسے گل بہار کے کمرے کے دروازے کے باہر (جہاں اسکی منگ چھپی بیٹھی تھی وہاں) تک چھوڑتی اسکے سینے پہ سر رکھ کے اسے ہمیشہ خوش رہنے کی دعا دیتی وہاں سے بھاگی اور اسے یہ بھی بتایا کہ وہ صرف پندرہ منٹ کی ملاقات کر سکتا ہے---- وہ صرف اتنے منٹ تک ہی نیچے سب کو سنبھال سکتی ہے، جس پہ ضرار خان نے اپنی زری کے ماتھے پہ بوسا دیتے سر کو ہمیشہ کی طرح دائیں بائیں خم دیتے اسکی بات کی حامی بھری۔ اگر ضرار خان زرش خان کی ہر اداسی اور بے چینی نوٹ کر لیتا تھا تو اس کی بہن بھی کم نہیں تھی، جو اسکی ایک ایک حرکت پہ نظر رکھتی اسے ہمیشہ خوش دیکھنا چاہتی تھی۔ وہ چاہے اندر سے جتنی بھی اداس تھی لیکن وہ اپنے لالہ کے ان خوبصورت دنوں کو مزید خوبصورت بنانا چاہتی تھی جنہیں وہ ساری زندگی یاد رکھے۔ وہ جو مسکراتی ہوئی نیچے بھاگنے ہی والی تھی جب وہ بری طرح سے اوپر آتے ہوئے ڈارک براؤن شلوار قمیض پہ گلے کے گرد سکن شال میں ملبوس سجاول خان کے سینے سے ٹکرائی----

---

ہولے سے کمرے کا دروازہ کھول کے اندر داخل ہوتے ضرار خان نے ایک نظر واشروم کی طرف بڑھتی شرمائی شرمائی سی گلابی پٹھانی فراک میں ملبوس اپنی پٹھانی کو دیکھا، جس کے گالوں کو لڑکیوں نے شرارت کرتے ہوئے اپٹن میں رنگا تھا---- ہلکے ہلکے گلابی میک اپ میں سرخ و سفید چہرے پہ اپٹن سے بھرے گالوں سے ہرا خان اتنی خوبصورت لگ رہی تھی کہ ضرار خان کا نظریں ہٹانا محال ہوا تھا۔ ابھی ہرا خان ضرار خان کی موجودگی

سے انجان واشروم میں گھسنے ہی والی تھی، جب ضرار خان نے ایک ہی جست میں اس تک پہنچتے اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتے ہرا خان کا رخ موڑتے اپنی طرف کھینچا--- اس اچانک افتاد پہ ہرا خان نے بھوکھلاتے ہوئے اپنے سامنے کالے لباس میں ملبوس ضرار خان کو دیکھا، جو نظر لگ جانے کی حد تک پیارا لگ رہا تھا----

تم--- ضرار---یہاں---چھوڑو--- وہ اپنے لبوں سے لفظ توڑ توڑ کے ادا کرتی اسے خود سے دور کرنے کی کوششوں میں ہلکان ہوتی ہوئی بولی، جب ضرار خان نے اسکے چہرے کو اپنے دونوں ہاتھوں میں بھرتے اسکے ماتھے پہ شدت سے بھوسہ دیتے اسکے اپٹن سے بھرے گالوں سے اپنی بیبرڈ زدہ گالیں رگڑتے ہرا خان کو کپکپانے پہ مجبور کیا---

ضرار---دیکھو---کوئی---آجائے---گا--- ہرا خان اس کا چہرہ خود سے دور کرتی روہانسے لہجے میں بولی---

صرف ایک ہفتے کی دیر ہے اور آپ میری پناہوں میں ہوں گی، میری سانسوں میں سانسیں بھریں گی--- ضرار خان ایک پل کے لئے بھی آپ کو خود سے جدا نہیں کریں گا---

ضرار خان اسکی مزاحمت اگنور کرتا اسے اپنے سینے میں شدت سے بھینچتا گھمبیر آواز میں بولا، جس پہ شرمائی لجھائی ہرا خان نے اس کے سینے پہ اپنے ہاتھوں کو دباؤ ڈالتے اسے پھر سے خود سے دور کرنے کی ناکام تگ و دو کی----

مجھ-مجھے---چھوڑو--- ضار---نیچ-نیچے ---سب---کیا---سوچیں---گے--- ہرا خان بھوکھلاہٹ میں اسکے سینے پہ اپنے ہاتھوں کو دباؤ ڈالتی اسے ایک خوبصورت سے نک نیم سے پکار چکی تھی، جس سے اس نے ضرار کا نمبر سیو کیا تھا(کچھ اس طرح "ضار پاگل خان---")

اس کے ضار بولنے پہ ضرار خان نے آنکھوں میں خمار کی سرخی لئے بغور اسکے گلابی لبوں کی حرکت کو دیکھتے اسکے ہونٹوں کو اپنے انگوٹھے سے چھوتے اس کی نرمی کو محسوس کیا،

ضرار کی جان اس نام سے پکارتی آپ خود کے لئے بہت مشکلیں کھڑی کر چکی ہیں--- کم از کم نکاح سے پہلے آپ کو مجھے اتنے خوبصورت نام سے نہیں پکارنا چاہئے تھا--- ضرار خان اسکی گردن میں چہرہ چھپاتا اس کے گرد

اپنا حصار تنگ کرتا شدت اور پیار بھرے لہجے میں بولا، جس پہ ہرا خان نے اپنی زبان کی تیزی پہ لعنت بھیجتے ہوئے اس بے باک انسان کے بالوں کو مٹھیوں میں جھکڑا۔ جو اس کی گردن پہ اپنی گھنی بییرڈ رگڑتا اسے کپکپانے پہ مجبور کر رہا تھا۔

KOH NOVELS - URDU

عشقِ ستم..... میگا قسط 79

اف... اس آدھے انگریز کی شکل دیکھنے والی تھی ویسے... زرش خان نے اپنے کمرے میں آتے ہی خود سے مخاطب ہوتے ان گلاب کے پھولوں کے بکے کو ڈریسنگ مرر پہ رکھتے زوردار قہقہہ لگایا....

زرش خان نے بمشکل اپنا قہقہ روکتے ہوئے اپنے بالوں کو سمیٹا.... لیکن قہقہ روکنے کے چکروں میں اسے سجاول خان کا سرخ چہرہ یاد کرتے ہوئے پھر سے ہنسی آ رہی تھی.. وہ ابھی اپنے بال سمیٹتی لب دباتے ہوئے ہنس ہی رہی تھی جب سجاول خان دھاڑ کی آواز سے اسکے کمرے کا دروازہ کھولتے اندر داخل ہوا..... ڈریسنگ مرر سے نظر آتے سجاول خان کے عکس کو دیکھتی زرش خان کی ہنسی غائب ہوئی..... اس نے حیرانگی سے آنکھیں پھاڑے اسکی طرف دیکھا، جو پیر کی ٹھوکر سے زور سے دروازہ بند کرتا ہوا اسکی طرف بڑھ رہا تھا..

تو کیا وہ سب کے سامنے سرعام اس کے کمرے میں آیا تھا؟؟ اور اب اس طرح اسے ندیدوں کی طرح دیکھتا ہوا وہ غصے سے اسکی طرف کیونکر بڑھ رہا تھا؟ زرش خان نے گلابی ہوتے گالوں سے سوچتے ہوئے اپنا رخ موڑتے اسکی طرف دیکھا....

تم!! تم.. تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے کمرے میں آنے کی سجاول خان؟؟ اور یہ کیا طریقہ ہے میرے کمرے میں آنے کا؟؟ ناک کرنا کسی نے نہیں سکھایا تمہیں ؟؟ زرش خان چہرے کو سنجیدہ بناتی بلند آواز میں بولی، جب سجاول خان اسکے ڈریسنگ مرر پہ دھرے ان پھولوں کو دیکھتا پھر سے سیخ پا ہوا.... وہ زرش خان کی دھاڑ اگنور کرتا ان پھولوں پہ کسی شیر کی طرح جھپٹا.... اس نے ان پھولوں کی ایک ایک کلی کو بے دردی سے مسلتے ہوئے زمین کی زینت بنایا.... وہ پورے بکے کا حشر نشر کرتا اسے غصے سے زمین پہ پھینکتا زرش خان کی طرف بڑھا، جو پھٹی پھٹی نظروں سے سجاول خان کا جنونی روپ دیکھ رہی تھی....

کس نے جرآت کی ہے تمہیں پھول دینے کی؟؟ نام بتاؤ مجھے اس ح۔ر۔ا۔م۔ز۔ا۔د۔ے۔کا؟؟ اپنی ڈارک براؤن آنکھوں میں غضب کی سرخی لئے

سجاول خان اسے بازوؤں سے پکڑتے ہوئے خود کے بے حد نزدیک کرتا بولا نہیں بلکہ دھاڑا اور اتنی اونچی آواز میں دھاڑا کہ زرش خان کو لگا اسکے کان کے پردے پھٹ جائیں گے۔۔

لیو می(چھوڑو مجھے) سجاول خان!! کوئی مجھے پھول دے ، گلدستے دے یا پھولوں کے ہار پہنائے!! تم ہوتے کون ہو مجھ سے سوال جواب کرنے والے؟ کیا میں نے کبھی تمہاری لائف میں انٹرفیر کیا ہے جو تم ہر وقت میری زندگی میں دخل اندازی کرتے رہتے ہو؟؟ زرش خان اس سے اپنے بازو چھڑوانے کی تگ و دو کرتی غصے سے بولی۔۔۔

تمہیں پھولوں کے ہار دینا تو دور کی بات ہے خانم۔۔ مجھے تو یہ تک گوارا نہیں ہے کہ تمہارے مرنے کے بعد بھی میرے علاؤہ کوئی تمہاری قبر پہ پھول چڑھائے! ایسی کی تیسی اس سالے کی جو میرے علاؤہ کوئی تم پہ حق جتائے۔۔ لیکن تمہارے جیتے جی جو سالا تمہیں یہ پھول دینے کی غلطی کر چکا ہے، اسے میں ایک ہی گولی ماروں گا اور ڈائریکٹ دل کے درمیان میں ماروں گا اور اسکی لاش ایسی جگہ پہ دفناوں گا کہ اس کی قبر پہ پھول تو دور کوئی اس پہ فاتحہ پڑھنے بھی نہیں آ سکے گا!! سجاول خان اسے دیوار کے ساتھ لگاتا اسکے دائیں بائیں زور سے ہاتھ مارتا جنونی انداز میں غرایا۔۔۔ زرش خان نے اسکے جنونی انداز پہ بے ساختہ نا محسوس انداز میں تھوک نگلتے اسکے سینے پہ اپنے ہاتھوں کا دباؤ ڈالتے اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کی۔۔۔۔ سجاول خان نےاسکی کوشش کو ناکام بناتے اسکی بل کھاتی کمر کو اپنی سخت گرفت میں لیا۔۔۔۔

نکاح میں ہو تم میرے !! تمہاری زندگی میں تو کیا میں تمہارے وجود کی گہرائیوں میں بھی انٹرفئیر کرنے کا حق رکھتا ہوں۔۔۔ سجاول خان اسکے ہونٹوں کو زور سے اپنے انگوٹھے سے مسلتا، اسکی کچھ دیر پہلے والی کڑوی کسیلی بات کا جواب بے باکی سے دیتا زرش خان کو سرخ کر چکا تھا۔ اپنے ہونٹوں پہ اسکے انگوٹھے کا کھردرا لمس محسوس کرتے زرش خان نے سسکی بھرتے اسکا ہاتھ جھٹکا ۔۔۔

KOH NOVELS - URDU

اسکے ہاتھ جھٹکنے پہ سجاول خان نے غصے سے مٹھیاں بھینچتے اسکے خود سے چھڑوانے کی غرض سے مزاحمت کرتے وجود پہ اپنی نظریں گھاڑی۔۔۔ وہ اس وقت کالی پٹھانی فراک میں ملبوس چھوٹے چھوٹے ڈائمنڈ کے ٹاپس پہنے اپنے سرخ ہوتے گالوں سے سجاول خان کے دل کا چین و قرار سب لوٹ چکی تھی۔۔ بنا میک اپ کے بھی وہ اپنے سرخ ہوتے گالوں اور اس پہ تضاد دوپٹے سے ندارد اپنے رعنایاں چھلکتے وجود سے سجاول خان کے دل کی دھڑکنوں میں انتشار پیدا کر چکی تھی۔۔

پھول بھیجنے والے کا نام بتا دو خانم نہیں تو قسم خدا کی میں تمہارے ہونٹوں پہ بہت زور سے کس کرتے انہیں کتنے دنوں کے لئے سرخ لال چھوڑ دوں گا، پھر دیتی رہنا سب کو ہونٹوں کو سرخ کرنے کی بیوٹی ٹپس۔۔ سجاول خان اسکے لبوں پہ اپنے لب رگڑتا گھمبیر آواز میں دھمکی دیتا زرش خان کو ہیزل آنکھیں پھیلانے پہ مجبور کر چکا تھا۔۔ اسکی بے باک بات پہ تضاد اسکے ہاتھوں اور ہونٹوں کی بے باکی پہ زرش خان کے پورے وجود میں سنسنی سی دوڑی تھی۔۔ اسے سلگانے اور یہاں بلانے کا پلین تو اسکے گلے ہی پڑ گیا تھا۔۔ اب وہ اس شیر کو کیسے قابو کرے جو اس کی خانم کو پھول بھیجنے والے کو اپنا شکار بناکے ادھیڑ دینا چاہتا تھا!! زرش خان نے دھڑکتے دل سے خود کو کوستے ہوئے سوچا۔۔۔

پارسل پہ بھیجنے والے کا نام نہیں تھا۔۔ جاؤ یہاں سے سجاول خان باہر سب کیا سوچیں گے۔۔ زرش خان چاہ کے بھی اس سے سچ بولنے کی ہمت نہیں کر پائی کیونکہ وہ جانتی تھی وہ سچ کو سننے کے بعد صرف اس کے ہونٹوں تک نہیں رہے گا، بلکہ اسے یوں جھوٹ بول کے تپانے کی اچھی خاصی سزا دے کے جائے گا۔۔۔ لیکن سامنے سجاول خان تھا جو اس کے نظریں چرا کے بولنے پہ ہی جان چکا تھا کہ اس نے جان بوجھ کے جھوٹ بولتے ہوئے اسے تپایا ہے۔۔ وہ پہلے غصے میں اس کے تاثرات ٹھیک سے نہیں پڑھ پایا تھا۔

سجاول خان نے اسکے جھوٹ بولنے پہ شدید غصے سے تپتے ہوئے جھک کے اسکی دودھیا سفید گردن پہ زور سے دانت گھاڑے۔۔۔۔

KOH NOVELS - URDU

آہہ -- کیوں جنگلی بن رہے ہو؟؟ بولا نا نہیں پتا مجھے اسکا نام-- اپنے گردن پہ اسکے دانتوں کا بڑھتا دباؤ محسوس کرتے زرش خان سسکی بڑھتے دانت کچکچا کے غراتی، اسکی کالی اجرک کو سینے سے اپنی مٹھیوں میں دبوچ چکی تھی--- لیکن وہ تو اسکے ابھی بھی جھوٹ بولنے پہ اسکی بات کو اگنور کرتے مزید جنونی ہوتا اسکی گردن پہ جگہ جگہ لو بائٹ بناتا زرش خان کے ہوش پوش اڑا چکا تھا---- زرش خان نے دل میں عہد کیا کہ وہ آئیندہ اس جنونی پٹھان کو کبھی بھی جان بوجھ کے جیلس نہیں کرئے گی--

میں "سجاول مراد خانزادہ " ہوں---- نا میں جھوٹ بولتا ہوں اور نہ ہی مجھے جھوٹ سننے کی عادت ہے-- اسی لئے آئیندہ مجھ سے جھوٹ بولنے سے گریز کرنا زرش خان نہیں تو زبان کاٹ دوں گا تمہاری--- سجاول خان اسکے جبڑے کو اپنے ہاتھ کی گرفت میں لیتا غرایا---- وہ اسے پانے کی چاہ میں پہلے ہی تڑپ رہا تھا اور وہ تھی کہ اس کے ساتھ ایسے جھوٹ بولتی اسے مزید سلگھاتی جلتی پہ پٹرول کا انجام دے رہی تھی؟؟ سجاول خان نے دانت کچکچاتے ہوئے سوچا---- اسکے غرانے پہ زرش خان کا رنگ فق ہوا۔ تو کیا وہ جان چکا تھا اس نے جھوٹ بولا ہے؟؟ اور اگر جان ہی چکا تھا تو اسکا پول کھول کے یوں جنگلوں کی طرح دھاڑنے کی کیا ضرورت تھی؟؟ زرش خان نے شدید خفگی سے سوچتے ہوئے اپنا جبڑہ اس کے ہاتھوں سے آزاد کرواتے ہوئے اسے اپنی پوری قوت سے خود سے دور دھکیلا---

تم میری زبان کاٹو گے؟؟ ہمم؟ میں تمہارے اس ظلم سے پہلے ہی اپنے ہونٹ (چڑیا گھر) میں جا کے zooکاٹ دوں گی--- سجاول خان پھر کرتے رہنا "ذو"(-- زرش خان بھی اس کی بات پہ تپتی ہوئی اول فول (kiss بندریوں کو کس(بک چکی تھی اور پھر اپنی بات کو دماغ میں دہراتی وہ خود ہی سرخ پڑی تھی-- سجاول خان جو آج پھر اسکے منہ سے " بندری "کا ذکر سنتے اپنے تاثرات بگاڑ چکا تھا اسکی دھمکی دینے کے انداز پہ ناچاہتے ہوئے بھی اس کے ہونٹوں کو مسکراہٹ نے چھوا، جسے اس نے لب کاٹتے ہوئے ضبط کیا----

"خانا خراب ہو تیرا زرش خان"--- زرش خان نے اپنے چہرے کے شرمندہ تاثرات اور شدید سرخی کو چھپانے کے لئے بڑبڑا کے خود کو کوستے ہوئے اپنا رخ تیزی سے ڈریسنگ روم کی طرف کیا--- ابھی اس نے دو قدم ہی

اٹھائے، جب سجاول خان نے اسے کلائی سے پکڑتے ہوئے اپنی طرف کھینچتے اپنے سینے کا حصہ بنایا اور پھر اس کے مزاحمت کرنے سے پہلے ہی سجاول خان اسکے گالوں پہ اپنے ہاتھ رکھتے جھکتے ہوئے اسکے گلابی ہونٹوں کو اپنی گرفت میں لے چکا تھا۔۔ وہ قطرہ قطرہ اسکی سانسوں کو شدت سے پی رہا تھا، جیسے صدیوں کا پیسا ہو اور آج اسکے ہونٹوں کا سارا جسم پہ لینا چاہتا ہو۔۔۔ وہ اسکی ساری سانسیں خود میں انڈھیلتے اسکے ہونٹوں کو سرخ قندھاری کرتا پیچھے ہٹا۔۔۔ زرش خان نے اپنی سانسوں کو درست کرنے کی خاطر اسکے کندھے پہ اپنا سر ٹکایا، اسکی پیش قدمی پہ سجاول خان نے اسکی کمر کو نرمی سے سہلایا۔۔۔

تم بندری کی جگہ"سوات کی دوسری لڑکیوں " کا حوالہ بھی دے سکتی تھی خانم جو تمہارے خاناں پہ مرتی ہیں۔۔۔ سجاول خان نے بھی اسکے کان میں گھمبیر سرگوشی کرتے اسے سلگانے کی غرض سے اپنے اگلے پچھلے حساب بے باک کرنا اپنا فرض سمجھا۔۔۔

اس حوالے کو دینے سے پہلے میں تمہارے ہونٹوں پہ فاتحہ پڑھنا پسند کروں گی سجاول خان۔ انہیں کاٹ کے باہر ہویلی کے مین گیٹ کی گھنٹی کے اوپر نسب کرواتے، ایک اعلیٰ مثال قائم کروں گی۔۔۔ پھر شاید تمہارے ہونٹوں والی گھنٹی کسی نیوز کا اشتہار بنتے ہوئے سوات کی لڑکیوں میں ہی نہیں بلکہ پوری دنیا کی لڑکیوں اور بندریوں میں مقبول ہو جائے۔۔۔ ہر کوئی اسے خریدنے کے لئے مجھ سے کانٹیکٹ کرے گا لیکن افسوس میں اس پہ" ناٹ فار سیل "(not for sale) کا ٹیگ لگا دوں گی۔۔ چچ چچ!! زرش خان اسکے کندھے سے اپنا سر اٹھاتی اسکے بھیگے گلابی ہونٹوں کو اپنے ہاتھ کی انگلیوں کی چٹکی میں زور سے مسلتی۔ غصے سے اپنے نیک خیالات کا اظہار کرتی سجاول خان کے سینے پہ مکے جھڑ تے اسے خود سے دور کرتی، ڈریسنگ روم میں بند ہوئی۔۔۔ اپنی غنڈی کے اتنے خطرناک خیالات پہ سجاول خان نے ساکت ہو تے ڈریسنگ روم کے بند دروازے کو دیکھا، جہاں پہ وہ غائب ہوئی تھی۔۔

"میرے حصے میں ایک یہی پیس دینا تھا آپ نے؟؟" سجاول خان گہری سانس بھرکے اپنا سر پیچھے پھینکتا اوپر کی طرف دیکھتا دل میں اللہ سے مخاطب

ہوا--- ٹھیک ہے وہ اسکے جیلس ہونے پہ محضوظ ہوا، لیکن خود کا امیج ہونٹوں کے بغیر سوچتے ہوئے سجاول خان کے رونگٹے کھڑے ہوئے--- یہ تصور ہی بہت ڈراؤنا تھا۔

آج کل بلیک فراک کے ساتھ" ٹی پنک" کی میچنگ کون کرتا ہے؟ ؟ سجاول خان نے اسکے کمرے کے ڈریسنگ روم کے بند دروازے پہ اپنا ماتھا ٹکاتے بلند آواز میں بے باکی سے زومعنی بات بولتے اندر کھڑی زرش خان کو سر تا پاؤں سرخ کیا--- وہ جو پہلے ہی اپنے سینے پہ ہاتھ رکھتی اپنی تیز دھڑکنوں کو نارمل کر رہی تھی، اسکی زومعنی بات پہ بھوکھلاتے ہوئے خود پہ نظر ڈالتے اس نے جلدی سے اپنے کندھے سے نظر آتی ٹی پنک سٹریپ کو درست کیا---

چیپ خان--- یو گیٹ لاسٹ --- زرش خان شرم و حیا سے سرخ پڑتی ڈریسنگ مرر کے دروازے پہ اندر کی طرف سے ہاتھ مارتی غرائی--- وہ کتنا بے باک اور کتنا چالاک تھا--- زرش خان صرف سوچ کے رہ گئی-----

"اوکے مائن ہاٹ اسٹف ول میٹ ہو سون اگین"

--- سجاول خان (Okay Mine Hot, Stuff will meet u soon again)
فرمانبرداری سے کسی سعادت مند بچے کی طرح سر ہلاتا اسے بلند آواز میں جواب دیتا باہر کی طرف بڑھ چکا تھا کیونکہ جانتا تھا اب وہ اندر سے ہی چیخے گی چلائے گی لیکن باہر مشکل سے ہی آئے گی۔ زرش خان نے اسکی پھر سے بے باک بات پہ اپنے کانوں پہ ہاتھ رکھا، جہاں سے اسے دھواں نکلتا ہوا محسوس ہورہا تھا۔

تقریباً رات کے ڈیڑھ بجے قوالی نائٹ ختم ہوئی۔ ساحر خان کے علاوہ تقریباً سب ہی اپنی اپنی ہویلیوں میں روانہ ہو چکے تھے۔ کچھ دیر مردان خانے میں فارس ، رایان اور ضرار کے ساتھ عالیان شاہ کو ڈسکس کرتے رایان خان کے جذباتی پن کو ٹھنڈا کرتے اور اپنے دور سے آئے دوستوں کو کچھ وقت دینے کے بعد ساحر خان زنان خانے کی طرف بڑھا--- زنان خانے میں بھی تقریباً

اس وقت سب ہی جاگ رہے تھے۔۔ گل بہار اور زرش خان زرلاشتہ خان کے ساتھ لڈو کھیلنے میں مصروف تھیں کیونکہ باقی سب لڑکیاں کل جلدی آنے کا وعدہ کرتی ہوئی جا چکی تھیں۔ جبکہ زرمینہ خان اور وردہ خان جمائیاں لیتی، انہیں سونے کی ہدایت دیتی خود بھی صوفوں سے اٹھ رہی تھیں۔ جب سامنے سے آتے ساحر خان کو دیکھتی وہ مسکرائی۔۔۔۔۔

چلیں مورے اور آنی جان اب اجازت دیں۔۔۔ ہم چلتے ہیں۔۔۔ ساحر خان زرمینہ خان اور وردہ خان کو اپنے ساتھ لگاتا نرمی سے بولتا زرلاشتہ خان کو اپنی گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ جو گل بہار کو غور سے گوٹی چلاتے دیکھ رہی تھی شاید وہ اسکی چیٹنگ پکڑنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔۔۔ زرمینہ خان اور وردہ خان نے اسکا ماتھا چومتے اسے رکنے کو کہا، لیکن اس نے ان سے کل جلدی آنے کا وعدہ کرتے انہیں مطمئن کیا۔ جس پہ وہ مشکل سے ہی سہی لیکن اسے جانے کی اجازت دے چکی تھیں۔۔

چلو۔۔ باقی کا کل کھیل لینا آ کے۔۔۔ ساحر خان نے زرلاشتہ خان کی طرف بڑھتے اسکے ہاتھ سے گوٹیاں پکڑتے گل بہار کو پکڑاتے اسے صوفے سے اٹھایا۔۔۔۔

ہم ۔۔نے۔۔۔نہیں۔۔۔جانا۔۔ خان۔۔۔ ہمارے لالہ کی شادی ہے!! اس اچانک افتاد پہ زرلاشتہ خان بچوں کی طرح پیر پٹکتی اپنے لب مڑوڑتی روہانسی ہوتے معصومیت سے بولی۔۔۔۔ جس پہ ساحر خان نے اسے گھور کے دیکھا، جب کہ اسی طرف آتے فارس خان، رایان خان اور ضرار خان اپنی بہن کی معصومیت پہ اسے پیار سے دیکھتے ہوئے مسکرائے۔۔۔۔

ابھی شادی شروع نہیں ہوئی۔۔۔ کل پھر آئیں گیں۔۔۔۔ ساحر خان اسے آنکھیں دکھاتا دانت کچکچاتے ہوئے بولا، جس پہ وہ سامنے سے آتے اپنے تین تین لالہ کو دیکھتی شیرنی بنی۔۔۔۔

لالہ ہمیں پکڑ لیں ہم نے نہیں جانا۔۔۔ ہم نے آج گل اور زری کے ساتھ پوری رات شادی کی تیاریاں کرنی ہیں۔۔ زرلاشتہ خان ساحر خان کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑوانے کی ناکام کوشش کرتی ان تینوں کی طرف دیکھتے روہانسے ہوتے بولی، جس پہ انہیں ٹوٹ کے اپنی گڑیا پہ پیار آیا۔

چھوڑ میری بہن کا ہاتھ۔۔ تونے اگر یہاں رہنا ہے تو ٹھیک ہے نہیں تو میری بہن کو یہی چھوڑ جا۔ وہ شادی ختم ہونے سے پہلے یہاں سے نہیں جانے والی۔۔ فارس خان اپنی گڑیا کا روہانسا چہرہ دیکھتا ساحر خان کے قریب جاتا ہوا روعب سے بولا، جس پہ ساحر خان نے اسے آئیبرو آچکا کے دیکھا۔۔۔

اگر تو نے اپنی بہن کی"حمایت"میں مزید ایک لفظ بھی بولنے کی "حماقت" کی تواپنی بیوی کو تو میں جو لے کے جاؤں گا ہی جاؤں گا، اپنی بہن کو بھی میں یہاں نہیں رہنے دوں گا بے غیرت فارس خان۔۔ ساحر خان اپنے قریب کھڑے فارس خان کے کان میں سرگوشی کرتا اسے گل بہار کی دھمکی دے چکا تھا، جس پہ فارس خان نے اسے قہر برساتی نظروں سے گھورا۔۔۔ ابھی فارس خان مزید کچھ بولتا، جب رایان خان نے بات میں حصہ لیا۔۔

لالہ میری شادی تک رہنے دیں نا میری گڑیا کو۔۔ کیا جاتا ہے آپ کا؟؟۔۔ رایان خان زرلاشتہ خان کے پاس آتا لاڈ سے زرلاشتہ خان کو اپنے ساتھ لگاتا بولا۔۔۔

رایان خانزادہ جس شادی پہ تم اتنا اترا رہے ہو۔۔ تم یقیناً یہ بھی جانتے ہو گے کہ دو منٹ نہیں لگنے مجھے تمہاری رخصتی رکوانے میں۔۔!! ساحر خان اپنا آئیبرو اچکاتے اپنے ہاتھ کی چٹکی بجاتا، اب رایان خان کی طرف دیکھتا اسے بلند آواز میں دھمکی دیتے بولا۔ جس پہ ضرار خان نے پیٹ پکڑتے ہوئے قہقہ لگایا۔۔ جبکہ زرمینہ خان، وردہ خان، گل بہار اور زرش خان نے مشکل سے اپنی ہنسی دبائی۔۔۔ زرلاشتہ خان نے حیرت سے اپنا منہ کھولتے اور ہری آنکھیں کو پھیلاتے ہوئے اپنے بندے کے اتنے خطرناک خیالات کو ملاحظہ کیا۔ وہ اسکی کچھ دیر پہلے فارس خان کو دی گئی دھمکی کی سرگوشی بھی سن چکی تھی۔۔۔

چلو اب تم بتاؤ۔۔۔ یہاں رہ کےاپنے لالہ کی شادی کینسل ہونے پہ آنسو بہانے ہیں یا پھر آج میرے ساتھ جا کے کل پھر یہاں آکے مہندی کے فنکشن میں شامل ہونا ہے؟؟ ساحر خان زرلاشتہ خان کا ہاتھ چھوڑتا کندھے اچکاتے ہوئے گل بہار کو سینے سے لگاتا، زرلاشتہ خان کو بھی دھمکی دے چکا تھا۔ اسکے سرعام دھمکی دینے کے انداز پہ سب کے منہ کھلے۔۔ زرمینہ خان نے اپنے داماد کی دھمکیوں پہ تھوک نگلا۔۔۔۔ رایان خان نے دہلتے ہوئے ساحر

KOH NOVELS URDU

خان کی دھمکیوں کو ملاحظہ کیا، جبکہ فارس خان نے اپنی پچھلی گردن کو سہلاتے خود کو ساحر خان کے چہرے پہ مکا جھڑنے سے روکا---

مم۔مہندی---پہ آوں گی لالہ کی شادی نہیں کینسل کروائیے گا--- زرلاشتہ خان اپنے ہاتھ کی انگلی اٹھاتی ساحر خان کی دھمکی پہ بھوکلاتی، کیوٹ طریقے سے بولتی کسی کو بھی ملے بغیر زنان خانے سے باہر پورچ کی طرف بھاگی۔ جیسے اس کے لیٹ ہونے یا یہاں پہ رکنے پہ ساحر خان واقع ہی شادی کینسل کروا دے گا---

اووو۔گاڈ--- ضرار خان زرلاشتہ خان کی سپیڈ دیکھتا، اب ہنستے ہنستے صوفے پہ گر چکا تھا۔ جبکہ باقی سب نے حیرانگی سے زرلاشتہ خان کی پشت کو دیکھا، جو اپنے اتھرے بندے کی دھمکیوں سے اتنا ڈرتی تھی--- ساحر خان نے رایان خان اور فارس خان کو دیکھ کے فتح مندی سے مسکراتے ہوئے ان کے کالروں سے نادیدہ گرد جھاڑتے، اپنی معصوم سی بلی کے پیچھے اپنے قدم بڑھائے--- زرش خان جو کب سے کھانستی اپنا قہقہ ضبط کر رہی تھی، ساحر خان کے جاتے ہی ضرار خان کے ہاتھ پہ ہاتھ مارتی زوردار قہقہہ لگا چکی تھی---

درام بولو پینسل ؟؟ --- زرش خان نےرایان خان کی نقل اتارتے اپنی آواز کو بھاری بناتے، ضرار خان کو رایان خان کی پرانی بات کا حوالہ دیتے قہقہ لگایا----

میرے رایان چاچو کی کبھی نہ ہونے والی شادی کینسل--- ضرار خان نے سیم ٹو سیم درام خان کے انداز میں آنکھیں پٹپٹاتے اسکی نقل اتارتے رایان خان کو دیکھتے پھر سے قہقہ لگایا---

رایان خان نے ان دونوں نمونے بہن بھائیوں کو قہر برساتی نظروں سے گھورتے، ان پہ بلند آواز میں لعنت بھیجی--- اسکی ان دونوں سے کم ہی بنتی تھی۔ جبکہ فارس خان نے گل بہار کو آنکھیں دکھائی--- نظروں کا مطلب صاف تھا دیکھی تھیں اپنے لالہ کی حرکتیں ؟؟ جس پہ گل بہار نے اسے منہ پھولا کے دیکھا اور پھر بالآخر گل بہار بھی ان دونوں بہن بھائیوں کو یوں پاگلوں کی

طرح ہنستے دیکھ کے اپنی ہنسی پہ مزید قابو نہیں رکھ پائی--- وہ کھلکھلا کے ہنستی اپنے منہ پہ ہاتھ رکھ چکی تھی--

زرمینہ خان اور وردہ خان نے اپنے ہنستے مسکراتے بچوں کی بلائیں لیتے ہوئے انہیں ہمیشہ خوش رہنے کی دعا دی---

---

زرلاشتہ خان نے کمرے میں آتے ہی خود کو کہیں چھپانا چاہا، اسے ساحر خان کے ارادے ٹھیک نہیں لگ رہے تھے۔ وہ سارا راستہ اسکی سیٹ پہ جھک جھک کے اسکے کان میں بے باک سرگوشیاں کرتا اور اس پہ تضاد گاڑی میں انتہائی رومانٹک گانے لگاتا اسے شرم و حیا سے سرخ کرتا آیا تھا اور وہ نظریں جھکائے منہ پھولائے بیٹھی رہی--- لیکن اسکی باتوں سے زرلاشتہ خان کو لگ رہا تھا، آج وہ اسکی جان بخشی کسی صورت نہیں کرے گا--- لیکن کمرے میں آتے ہی سامنے کا منظر دیکھتی وہ مبہوت ہوئی--- ننھی منھی سی روشنیاں پورے کمرے کو جگمگا رہی تھیں۔ ایل ای ڈی کینڈل لائٹس سے پورے کمرے کو خوابناب بنایا گیا تھا۔ اپنے پیروں میں پھولوں کی موجودگی محسوس کرتے زرلاشتہ خان کا منہ کھل گیا۔ زرلاشتہ خان حیرانگی کے عالم میں ان پھولوں پہ چلتی ہوئی بیڈ تک آئی، جس کا پورا تھیم وائٹ اور میرون تھا۔ پورے بیڈ کو وائٹ اور میرون نیٹ سے کور کیا گیا تھا ۔ نیٹ کے اوپر لگے سفید اور گلاب کے پھولوں کے گلدستے زرلاشتہ خان کی دھڑکنیں بڑھا چکے تھے۔ بیڈ کے بالکل درمیان میں گلاب کے پھولوں سے لکھی "خان کی جان" کی تحریر کے ساتھ ایک بڑا سا دل بنایا گیا تھا۔ اس تحریر کو پڑھتے زرلاشتہ خان کا دل بھر آیا، جس پہ نتیجتاً اسکی آنکھوں سے آنسو بہے تھے۔ زرلاشتہ خان کی ہری آنکھوں کے ساتھ ساتھ اسکی ہتھیلیاں بھی بھیگ رہی تھیں۔ اس کا معصوم سا دل زوروں سے دھڑکتا ہوا پاگل ہو رہا تھا۔

زرلاشتہ خان تیزی سے دراز سے چاکلیٹ نکالتے اس کا ریپر کھول کے اپنے ہونٹوں میں دباتی صوفے کے پیچھے چھپ کے بیٹھ چکی تھی۔ وہ دھیرے دھیرے سے چاکلیٹ کھاتی اپنی دھڑکنوں کو نارمل کرنے کی کوشش کر رہی تھی، جو ساحر خان کی بے باک باتیں یاد کرتے ہوئے ایک سو بیس کی رفتار

سے دوڑ رہی تھیں اور اس پہ تضاد اپنے کمرے میں رومانٹک لائٹس کی جگمگ کرتی روشنی دیکھتے وہ کانوں کی لوں تک سرخ پڑ رہی تھی۔۔ (چاکلیٹ کھا کے اپنی ٹینشن کم کرنا زرلاشتہ خان کی اپنی ٹرک تھی۔۔)

تقریباً پانچ منٹ بعد ساحر خان اپنے کمرے میں داخل ہوا اور سامنے سے اپنی معصوم سی بلی کو غائب دیکھتے ہوئے ساحر خان نے ائیبرو اچکاتے پورے کمرے میں نظر دوڑائی، وہ کہیں بھی نہیں تھی۔۔ ساحر خان نےالماری کے شیشے سے نظر آتے زرلاشتہ خان کے عکس کو دیکھتے اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے اپنی کالی اجرک کو اتارتے صوفے پہ پھینکا۔۔۔ اس کے قدموں کی دھمک اپنے صوفے کے اتنے قریب سنتے زرلاشتہ خان اپنی ہری آنکھوں کو پھیلاتی اپنا سانس تک روک گئی۔۔

تاشو۔۔۔ ساحر خان نے اپنےکہنی تک فولڈ سلیوز کو نیچے کرتے اپنی کالی قمیض کے سینے سے سارے بٹن کھولتے زرلاشتہ خان کو پیار سے آواز دی۔ لیکن زرلاشتہ خان نے بجائے اسکی پکار کا جواب دینے کے روہانسی سی شکل بناتے پھر سے چاکلیٹ کھانا شروع کی۔۔۔

اگر تو تمہیں لگتا ہے کہ میں تمہارے ساتھ لڈو اور چھپن چھپائی کھیل کے اپنی گولڈن نائٹ کا مزید وقت ضائع کروں گا تو یہ تمہاری بھول ہے میری معصوم بلی۔۔ اسی لئے اگلے دس سیکنڈ میں صوفے کے پیچھے سے باہر نکل آؤ نہیں تو گیارہویں سیکنڈ پہ اگر میں تمہارے پاس آ گیا نا تو پھر تمہاری خیر نہیں ہونی۔۔۔ ساحر خان صوفے پہ بیٹھتا اپنے دودھیا پیروں کو کالی پشاوری چپل کی قید سے آزاد کرتا پیار بھری دھمکی دیتے بولا۔۔۔ اسکی دھمکی سنتے چاکلیٹ زرلاشتہ خان کے حلق میں اٹکی۔۔ وہ کیسے جانتا تھا وہ صوفے کے پیچھے ہے؟؟ زرلاشتہ خان نے حیرت سے پھٹی آنکھوں کو مزید پھیلاتے اپنی کھانسی روکنے کی غرض سے اپنے لبوں پہ ہاتھ جمایا۔ لیکن ساتھ ہی اسے اس کے دئیے گئے دس سیکنڈ یاد آئیے اور تقریباً آٹھ سیکنڈ گزر چکے تھے اور نویں ہی سیکنڈ پہ زرلاشتہ خان صوفے کے پیچھے سے کھڑی ہوتی مجرموں کی طرح نظریں جھکائے اسکے سامنے آ کے کھڑی ہو چکی تھی۔ جانتی جو تھی اسکا خود کے پاس آنا اس پہ بھاری پڑنا تھا۔ ساحر خان نے اسکا چاکلیٹ سے بھرا پھولا منہ دیکھتے اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے اپنے بھورے بالوں میں

ہاتھ پھیرتے صوفے سے اٹھتے اسکی طرف قدم بڑھائے۔۔۔ زرلاشتہ خان نے اسکے کھلے گریبان سے چھلکتے سفید چٹانی سینے سے نظریں چراتے اسکے خود کی طرف بڑھتے قدموں کو دیکھتے پیچھے کی طرف قدم بڑھائے۔۔۔
ساحر خان چاہتا تو اسکی بل کھاتی کمر کو ایک جست میں جھکڑتا، اسے خود کے قریب کھینچ لیتا۔ لیکن اس نے ایسا نہیں کیا تھا بلکہ اس نے ریلیکس انداز میں اسکی طرف قدم بڑھانا جاری رکھا اور وہی پہ زرلاشتہ خان نے بھی اپنے قدم پیچھے کو لینا جاری رکھا۔۔۔ ابھی ساحر خان نے مزید ایک قدم اسکی طرف بڑھایا ہی کہ زرلاشتہ خان اچانک سے پیچھے قدم لینے کے چکروں میں بیڈ پہ چت گری۔۔۔ ساحر خان فتح مندی سے مسکراتا ہوا اس پہ سایہ فگن ہوا۔۔۔ دونوں کی ٹانگیں بیڈ سے نیچے تھے۔۔ سفید نیٹ ان دونوں پہ سایہ کرتی اس منظر کو مزید دلکش اور رومانوی بنا رہی تھی۔۔

اسکے گلابی ہونٹوں کے گرد لگی چاکلیٹ کو دیکھتے، ساحر خان نے اسے نفاست سے اپنی زبان سے چنا۔۔۔ اسکی جسارت پہ زرلاشتہ خان نے تیز تیز دھڑکتے دل سے اسکی قمیض کو کندھوں سے مٹھیوں میں بھینچا۔۔۔

خا۔۔خان۔۔ہم۔۔ہمیں۔۔نی۔۔نیند۔۔آئی۔۔ ساحر خان نے اسے مزید بولنے کا موقع نہیں دیا۔ وہ اسکے ہونٹوں کو اپنی گرفت میں لیتا اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کے اسے تھوڑا سا اٹھاتا اسکی پٹھانی فراک کی زپ کھسکا چکا تھا۔۔۔ اپنے ہونٹوں پہ اسکی اتنی شدت برداشت کرتے زرلاشتہ خان کی ہتھیلیاں بھیگ چکی تھیں۔۔۔ ساحر خان اسکے نچلے ہونٹ کو بار بار نرمی سے اپنے دانتوں میں دبا کے ہلکا سا کھینچتا اسکی تھوڑی کے سیاہ موٹے تل پہ اپنے دانت گھاڑ چکا تھا۔۔ زرلاشتہ خان نے شرم و حیا سے سرخ لال ہوتے اسکی کالی قمیض کے کالر کو اپنی مٹھیوں میں جکڑا۔۔۔

تم دیکھتی جاؤ بس آج میں تمہاری اس نیند کی کیسے ایسی کی تیسی کرتا ہوں۔۔ ساحر خان اسکے کان کی لوں کو دانتوں میں دباتا اسکی برہنہ کمر پہ بے باکی سے ہاتھ پھیرتا گھمبیر آواز میں بولا۔۔۔ زرلاشتہ خان نے کسی سہمے کبوتر کی طرح اپنی آنکھیں میچتے اسکے سینے میں اپنا چہرہ چھپایا۔۔۔

KOHINOVELS.COM

اگر مجھے ایسے ہی شرم سے گلابی ہو کے دیکھاتی رہو گی۔ تو صبح تک تو کیا، کل دوپہر تک تمہاری جان نہیں چھوڑو گا۔۔ ساحرخان اسکے بال چومتا اسکے کان میں پھر سے بے باک سرگوشی کرتا اسے مزید اپنے سینے میں گھسنے پہ مجبور کر چکا تھا۔۔

ساحر خان نے پیچھے ہٹتے اسے ٹھیک طرح سے بیڈ کے تکیے پہ لٹاتے اسکی ٹانگیں اوپر کی۔۔۔ اسے پھر سے خود کے اوپر لیٹتے دیکھ کے زرلاشتہ خان نے رخ موڑتے، تکیے میں اپنا چہرہ چھپایا۔ وہ بھول چکی تھی ساحر خان اسکی زپ پہلے سے کھول چکا ہے۔۔ ساحر خان نے جھکتے ہوئے اسکی دودھیا سفید کمر کو اپنے لمس سے بھگونا شروع کیا۔۔۔ اسکے لمس پہ زرلاشتہ خان نے اپنا چہرہ پھر سے اسکی طرف موڑتے اسکے سینے میں اپنا چہرہ چھپایا۔۔۔ وہ اسے اس کا حق دینا چاہتی تھی لیکن اسکی شدت برداشت کرنا اس نازک جان کے بس سے باہر تھا۔۔

میں اسے تمہاری مزاحمت سمجھو یا شرم و حیا ؟؟ بار بار اپنے رومانس میں خلل پڑنے پہ ساحر خان دانت کچکچاتے ہوئے اسکے کان میں غرایا۔ جس پہ زرلاشتہ خان نے زور زور سے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

خا۔خان۔۔۔ہم۔۔ہمیں۔۔۔ڈر۔۔۔لگ۔۔۔رہا۔۔۔ہے۔۔۔آپ۔۔۔سے۔۔۔ زرلاشتہ خان معصومیت سے روہانسی ہوتی بولی۔ جس پہ ساحر خان کا فلگ شفاف بے باک قہقہ کمرے کی زینت بنا۔۔۔ زرلاشتہ خان نے اسکے قہقے پہ خود میں سمٹتے ہوئے شرم سے اپنی نظریں جھکائی۔۔۔

لگنا بھی چاہئے۔۔۔ تم نے اور تمہاری طبیعت خرابی نے جتنا میرا وقت ضائع کروایا ہے، میں آج کی رات اس سب کا حساب سود سمیت لوں گا جان من۔۔۔ ساحر خان اسکی چھوٹی سی ناک پہ اپنے دانت گھاڑتا گھمبیر آواز میں بولا۔۔۔۔ اسکی زومعنی بات پہ اتنی سردی میں بھی زرلاشتہ خان کے ماتھے پہ ننھے ننھے پسنیے کے قطرے نمودار ہوئے۔۔۔

ویسے تو تمہارے پور پور پہ میرا حق ہے ۔۔ تمہارے اتنا انتظار کروانے کے بعد میرا تم سے اجازت مانگنا بنتا تو نہیں ہے۔ لیکن میں پھر بھی تم سے تمہاری روح میں اترنے کی اجازت مانگتا ہوں زرلاشتہ ساحر خان؟ ؟ ساحر

خان اسکے ماتھے سے انگلی ٹریس کرتا اسکے سینے تک روکتا اجازت بھی اس انداز میں مانگ رہا تھا، جیسے زرلاشتہ خان پہ احسان کر رہا ہو۔۔ زرلاشتہ خان نے اسکے ہاتھوں کی بے باکی پہ گلال ہوتے اسکی خمار آلود نیلی آنکھوں میں دیکھا، جن میں اس کے لئے محبت کا ایک جہان آباد تھا۔۔ وہ مزید اس کی آنکھوں میں جزبات کے ٹھاٹھیں مارتے سمندر کو دیکھنے کی تاب نہ لاتی نظریں جھکاتے، اسکے گلے میں اپنے دونوں بازو ڈالتی اسکے سینے پہ اپنے لب رکھتی معصومیت سے اپنی گھنی پلکیں جھپکائیں ہاں میں سر ہلاتے اسے اجازت دے چکی تھی۔ وہ اپنے شوہر کے حقوقوں کو پورے دل سے ادا کرنے کے لئے خود کو تیار کرنے کا عہد باندھا چکی تھی۔۔

اس کے اتنے معصومانہ انداز میں اجازت دینے پہ ساحر خان کا دل سینے کی دیواریں پٹکتا ہوا باہر نکلنے کو بے تاب ہوا۔ اس نے جھکتے ہوئے اسکے ماتھے پہ عقیدت سے اپنے لب رکھتے اسکے نرم و نازک گلابی ہونٹوں کو اپنی قید میں لیتے اسے ریلیکس کرنے کی کوشش کی۔ جس کے چہرے پہ خوف و ڈر کی تحریر صاف رقم تھی ۔۔ ساحر خان نے اچانک سے اس کے ہونٹوں کو چھوڑتے سائیڈ ٹیبل پہ پڑے شیشے کے باؤل میں ہاتھ ڈالا۔ جس میں گلاب کی پتیوں کے اوپر دیا جلایا گیا تھا۔۔ ساحر خان نے اس میں سے کچھ گیلی گلاب کی پتیاں نکالتے اسکے ہونٹوں پہ نچوڑتے ان گلاب کی پتیوں کو اسکے ہونٹوں پہ پھینکتے پھر سے اسکے ہونٹوں کو اپنی گرفت میں لیا۔۔۔ اس دفعہ اسکے لمس میں شدت کے ساتھ ساتھ خود کے لئے ڈھیروں پیار محسوس کرتے، زرلاشتہ خان نے اسکی گردن میں اپنے بازوؤں کا حصار مضبوط کیا۔۔۔ اسکے اتنے رومانٹک انداز پہ اسکا دل ہتھیلی پہ دھڑک رہا تھا۔ اسکی ساری سانسوں کو خود میں انڈھیلتے ساحر خان نے اسکے ہونٹوں کو آزادی بخشتے، اس سے تھوڑا سا اوپر اٹھتے اپنا کالا کرتا اتار کے دور پھینکتے اسکی گردن میں اپنا چہرہ گھسیرا۔۔۔ اسکے گردن پہ اپنی شدتوں کے سرخ نشان چھوڑتے ساحر خان نے اسکی کالی فراک کندھوں سے نیچے کھسکاتے کمرے کی ایل سی ڈی لائٹس کو ریموٹ سے چینج کرتے بالکل مدھم سی رومانٹک لائٹس آن کی۔۔۔ سائیڈ ٹیبل پہ جلتی کینڈل کو اپنی پھونک سے بجھاتے ساحر خان نے خود پہ اور زرلاشتہ خان پہ میرون کمبل دیا۔۔۔ کمرے میں روشنی بالکل نہ ہونے

KOH NOVELS - URDU

کے برابر ہو چکی تھی۔ لیکن رنگ برنگی بالکل چھوٹی چھوٹی سی لائٹس جلتی کمرے کا ماحول خوابناک بنا رہی تھیں۔۔

ساحر خان نے زرلاشتہ خان کی فراک کو اس کے تن سے جدا کرتے بیڈ کی دوسری طرف پھینکتے بے تابی سے اسکی دھڑکنوں کے مقام پہ اپنے نرم گرم لب رکھتے زرلاشتہ خان کو بھوکلایا۔۔ زرلاشتہ خان نے سٹپٹاتے ہوئے اپنی آنکھیں میچتے اسکی برہنہ کمر پہ اپنے ناخن گھاڑے۔۔۔ ساحر خان نے اسکے پور پور پہ اپنے لب رکھتے مزید نیچے جھکتے اسکے پیٹ پہ اپنی گھنی بھوری بیئرڈ اور مونچھیں رگڑی۔ جس پہ زرلاشتہ خان کو گدگدی سی محسوس ہوئی۔۔۔

ہا۔ہا۔۔ہا۔۔۔خان۔۔۔ہاہاہا۔۔۔نہی۔۔نہیں۔۔۔کر۔۔کریں۔۔۔ زرلاشتہ خان کھلکھلاتی ہوئی معصومیت سے دہائی دیتے بولی، جس پہ ساحر خان نے چونکتے ہوئے اسکی طرف دیکھا اور پھر اسکی ہنسی پہ واری جاتے اسکے پیٹ پہ پھر سے وہی عمل دہرایا۔۔ زرلاشتہ خان بچوں کی طرح اپنے منہ پہ ہاتھ رکھتی اپنی ہنسی کو دباتی پھر سے چیخی۔ جس پہ ساحر خان نے اس پہ رحم کھاتے اسکے ہنسی دباتے ہونٹوں کو پھر سے اپنی قید میں لیا۔۔۔

اور پھر زرلاشتہ خان جو کھلکھلاتی ہوئی ہنس رہی تھی، ساحر خان کی شدتوں کی تاب نہ لاتی کچھ ہی منٹوں میں سسکیاں بھرتی آنسو بہانا شروع کر چکی تھی۔۔ وہ اس کی شدت کو برداشت کرتی نڈھال ہوتے اسکے کندھوں میں اپنے ناخن گھاڑتی اب ہچکیاں بھرنا شروع کر چکی تھی۔۔ جس پہ ساحر خان نے پیار سے اسکے دونوں گالوں کو بارہا چومتے اسکے آنسوؤں کو اپنے لبوں سے چنتے اسے ریلیکس کرنے کی خاطر اسکے بالوں میں اپنی انگلیاں سہلائی۔۔۔

آپ۔۔۔بہت۔۔برے۔۔۔ہیں۔۔۔۔ خان۔۔۔ زرلاشتہ خان اسکے نرم تاثرات دیکھتی اسکی گردن میں اپنے ناخن گھاڑتی روتے ہوئے بولی۔۔۔ جس پہ ساحر خان نے اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے اسکے گردن کے نیچے بے باک جسارت کر ڈالی۔۔

ساحر خان نے سائیڈ ٹیبل سے چاکلیٹ نکالتے اسکے ہونٹوں میں دباتے اسکا رونا بند کروایا، جو چاکلیٹ ملنے پہ بچوں کی طرح اپنے آنسو رگڑتی پھر سے

اسکی گردن میں اپنے ہاتھ ڈال چکی تھی۔۔ ساحر خان اسکی ان معصوم اداؤں کو دیکھتا ہوا بھی اگر زرلاشتہ خان پہ ٹوٹ کے نا برستا، تو اپنے دل کے ساتھ زیادتی کر جاتا جو اسکے ہر روپ سےبار بار عشق کر بیٹھتا تھا اور وہ اپنے دل کی سنتا اپنی شدتوں میں اضافہ کرتا اسکے حسن کو سراہنے میں زرا بھر بھی کنجوسی نہیں کر رہا تھا۔۔۔

ہم۔۔کل۔۔آپ۔۔۔کے۔۔۔ساتھ۔۔ ہویلی۔۔واپس۔۔نہیں۔۔۔آئیں۔۔۔ گے۔۔چاہے۔۔آپ۔۔۔لالہ۔۔۔کی۔۔۔شادی۔۔کینسل۔۔کروا۔۔دیں۔۔۔خان۔۔۔ہمارا۔۔۔دل۔۔۔باہر۔۔۔آ۔۔جائ ے۔۔۔گا۔۔۔بس۔۔۔کریں۔۔۔۔ زرلاشتہ خان کی چاکلیٹ ختم ہو چکی تھی، اسی لئے وہ روتی ہوئی پہلے اسے دھمکی لگاتی اور پھر مظلوموں کی طرح معصومیت سے دہائی دیتے بولی۔۔ جس پہ ساحر خان بے باکی سے ہنستا ہوا اسکے دل کے مقام پہ اپنی گھنی بییرڈ اور مونچھوں کو رگڑتا اسے مزید دہائیاں دینے پہ مجبور کر رہا تھا۔۔

اپنی بیوی کی روح کی گہرائیوں میں اترنے کے بعد کوئی کافر ہی گا، جو اسے خود سے دور کرے گا خان کی جان ۔۔۔ اسی لئے خود کو میری شدتیں برداشت کرنے کے لئے مینٹلی اور فزیکلی دونوں طرح سے تیار کر لو۔۔۔ ساحر خان اسکے کان میں اسکی دھمکی کا بے باک جواب دیتا، پاس پڑے پھولوں کو اسکے چہرے پہ پھینکتا زرلاشتہ خان کو جھینپ کے اپنے سینے میں پناہ لینے پہ مجبور کر چکا تھا۔۔

رات قطرہ قطرہ بھیگ رہی تھی اور زرلاشتہ خان ساحر خان کی شدتوں سے بے حال ہوتی اسی کی پناہوں میں بکھرتی ہوئی اسی کے سینے میں پناہ لیتی چھپ رہی تھی۔۔ ساحر خان اسکے پور پور پہ اپنی دیوانگی کی چھاپ چھوڑتا زرلاشتہ خان کو اپنا مزید دیوانا بنا چکا تھا، چاند بھی ان کے ملن پہ شرماتا ہوا بادلوں کی اوٹ میں چھپ چکا تھا۔۔۔ ساحر خان نے اپنے وعدے کے مطابق واقعی ہی وقفے وقفے سے کتنی ہی بار اسکے ہونٹوں کو اپنے لبوں کے پنجرے میں کسی طوطے کی طرح قید کرتے اسکے خود کو بددعائیں دینے کی سزا بھی آج ہی دی تھی۔۔

خان--ہم---خود---کو---کبھی---بددعا نہیں دیں گے---بلکہ---ہم---دعا---کرتے---ہیں---ہم---زیادہ---سال---زندہ---رہیں---اور---آپ---ہمیں---زیادہ---سارے---کیک---لا---کے---دیں--- جب تک زرلاشتہ خان نے معصومیت سے آنسو بہاتے یہ اعتراف نہیں کیا، تب تک ساحر خان نے اسکے ہونٹوں کو آزادی نہیں بخشی تھی--- اس کے اس اعتراف پہ ساحر خان کتنی ہی دیر ہنستا رہا، جس پہ اس نے اسے خفگی سے گھورتے ہوئے منہ موڑا---

فجر کی اذانیں شروع ہو رہی تھی--- زرلاشتہ خان ساحر خان کی شدتیں برداشت کرتی کب سے معصومیت سے آنسو بہاتی بہاتی سو چکی تھی--- ساحر خان نے سائیڈ لیمپ آن کرتے اسکے نقوش پہ محبت سے اپنی انگلی پھیرتے اسے نماز کے لئے اٹھانا چاہا، لیکن وہ تو جیسے آج صدیوں بعد سکون کی نیند سوئی تھی۔ اسکی پلکوں میں ذرا بھی جنبش نہیں ہوئی تھی۔ جس پہ ساحر خان نے اس کی گھنی مڑی ہوئی پلکوں پہ پھونک مارتے پیار سے اسکے گالوں پہ زور سے اپنے ہونٹ رکھے۔ جس پہ زرلاشتہ خان نے پٹ سے نیند کا خمار لئے اپنی ہری آنکھوں کو کھولا--- اسکی آنکھوں میں خفگی کی تحریر پڑھتے ساحر خان نے اپنا نچلہ لب دانتوں میں دباتے اپنی شدت کے زیر اثر اسکے سرخ ہوتے ہونٹوں پہ نرمی سے اپنا انگوٹھا پھیرا۔ جن کا اس نے پوری رات گھونٹ گھونٹ بھر کے جام پیا، لیکن پھر بھی تشنگی تھی کے مٹائے نہیں مٹ رہی تھی--- ندیدوں کی طرح اپنے لبوں پہ پھر سے اسکی نظریں محسوس کرتے زرلاشتہ خان نے شیرنی بنتے اپنے لبوں پہ دھرے اس کے انگوٹھے پہ اپنے دانت گھاڑے۔ جس پہ ساحر خان نے آئیبرو اچکاتے اسکی چھوٹی سی ناک کو اپنے دانتوں میں دبایا---

ہم---آپ---کو---نہیں---بلاتے---خان

---پیچھے---ہٹیں---ہم---پر---سے---ہمیں---نماز---پڑھنی---ہے--- زرلاشتہ خان منہ پھولاتی اسکا چہرہ اپنے چہرے سے دور کرتی معصومیت سے بولی---

جتنی نرمی سے میں نے تمہیں چھوا ہے اس کے بعد تمہارا یہ شکوہ بنتا نہیں تھا ویسے--- اب تم حد سے زیادہ نازک ہو تو اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے خان کی جان--- ساحر خان اسکے پھولے منہ کو دیکھتا اپنی ناک کو اسکی ناک

سے ملا کے رگڑتا دانت کچکچاتے ہوئے پیار سے بولا، جس پہ زرلاشتہ خان کانوں کی لوں تک سرخ پڑی۔۔

نما۔نماز۔۔کا۔۔ٹائم۔۔ہو۔۔گیا۔۔۔ہے۔۔ہٹیں۔۔۔ زرلاشتہ خان اب شدید روہانسے ہوتے بولی، جس پہ ساحر خان کو بھی اپنی معصوم سی بلی پہ ترس آ چکا تھا۔ وہ اس کے اوپر سے ہٹتا ہوا اسکے قریب ہی لیٹ چکا تھا۔۔

و۔وہاں۔۔پہ۔۔۔منہ۔۔کریں۔۔۔ زرلاشتہ خان اسے پھر سے خود کے قریب لیٹتا دیکھ کے خود پہ مزید کمبل دیتی اسکے چہرے کو دوسری طرف کرنے کی ناکام کوشش کرتی معصومیت سے بولی۔۔۔ جس پہ ساحر خان نے اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے اسے گھور کے دیکھا۔۔۔۔

اب میں سب کچھ دیکھ تو چکا ہوں، مجھے نہیں لگتا ہمارے درمیان ابھی بھی ان پردوں کی گنجائش ہے؟؟ ساحر خان اسے معنی خیز نظروں سے دیکھتا ہوا بے باکی سے بولا۔ جس پہ زرلاشتہ خان نے بے بسی سے خود سے کتنی دوڑ پڑی اپنی کالی فراک کو دیکھا۔۔۔

ہم۔ہمیں۔۔۔آپ۔۔۔سے۔۔۔شرم۔۔۔آ۔۔۔رہی۔۔۔ہے۔۔۔۔ہمیں۔یوں۔۔۔مت۔۔۔دیکھیں۔۔۔خان۔۔۔زرلاشتہ خان اپنے چہرے پہ اپنے دونوں ہاتھ رکھتی اب بس شرم و حیا سے سب رو دینے کو تھی۔۔

میری معصوم بلی۔۔۔ ساحر خان نے اسکے چہرے سے اسکے ہاتھوں کو ہٹاتے اسکے لبوں کو پیار سے چومتے اسے اسکا فراک پکڑاتے، اوندھے منہ ہوتے اپنا چہرہ تکیے میں چھپایا۔۔۔ جس پہ زرلاشتہ خان نے شکر کا سانس بھرتے تیزی سے اپنی فراک زیب تن کرتے واشروم میں دوڑ لگائی۔۔۔ اسکی سپیڈ پہ ساحر خان کا دلکش قہقہ کمرے کی زینت بنا، جسے زرلاشتہ خان نے واشروم میں سنتے ہوئے اپنے چہرے کو پھر سے دونوں ہاتھوں میں چھپایا۔۔۔

عشقِ ستم۔۔۔۔میگا قسط 80

صبح ناشتے کے ٹیبل پہ شرمائی لجھائی سی بیٹھی زرلاشتہ خان وقفے وقفے سے بار بار ساحر خان کو اپنی طرف دیکھتا پا کے کبھی شرما جاتی، تو کبھی

لب دانتوں تلے دباتی اپنے درست دوپٹے کو مزید درست کرتی۔۔۔ دونوں کی ہری اور نیلی آنکھوں میں رت جگے کی سرخی اور اس پہ تضاد زرلاشتہ خان کا شرم وحیاء سے سرخ پڑتا چہرہ دیکھتے نگینہ خان اور روشنہ خان بہت کچھ سمجھ چکی تھیں۔ جس پہ وہ مسکراہٹ دباتی اپنی معصوم سی بہو کو دیکھ رہی تھیں۔ جو سرخ گلابی سی ہوتی نیند کے ہچکولے لیتی بار بار جھولتے، ساحر خان کے کندھے پہ گر رہی تھی۔۔ ساحر خان نے زرلاشتہ خان کا سر پھر سے اپنے کندھے پہ گرتا دیکھ کے نا محسوس انداز میں اسکے پیٹ پہ اپنا ہاتھ پھیرا، جس پہ زرلاشتہ خان نیند میں کھلکھلائی۔۔۔

ہاہاہا۔۔خان۔۔۔نہیں کریں ہمیں گدگدی ہو۔۔۔ ساحر خان کو اپنی بیوی سے اس ریکشن کی قطآ توقع نہیں تھی۔ ساحر خان کو اپنی پوری تیس سالہ گزری زندگی میں شاید ہی کبھی اتنی حفت کا سامنا کرنا پڑا ہو گا جتنا اسے اپنی بیوی کے سب کے سامنے اس انوکھے ریکشن پہ کرنا پڑا تھا۔ اس نے چونک کے اسکی طرف دیکھتے تیزی سے اسکے منہ پہ ہاتھ رکھتے، اسے خاموش کرواتے کرسی پہ ٹھیک سے بٹھایا۔ جو شدید نیند کے زیر اثر بڑبڑاتی ہوئی پھر سے اسکے کندھے پہ سر ٹکاتی سو چکی تھی۔ ساحر خان نے خود پہ اور زرلاشتہ خان پہ سب کی مسکراتی نظروں کو اگنور کرتے، پھر سے اپنا ناشتہ شروع کیا۔۔۔

تمہیں ابھی بھی شرم نہیں آ رہی خان؟؟ ساحر خان کے پاس بیٹھے حیدر خان نے اسے ریلیکس انداز میں ناشتہ کرتے اور اسکے کندھے پہ نیند سے جھولتی زرلاشتہ خان کو دیکھتے تاصف بھرے انداز میں دانت کچکچاتے ہوئے پوچھا۔۔۔

کیوں؟ آپ کو مجھے اس دنیا میں لاتے ہوئے آئی تھی؟؟ ساحر خان نے ناشتے سے ہاتھ روکتے حیدر خان کے کان میں بے باک سرگوشی کرتے ان کا چہرہ سرخ کیا۔۔۔

بکواس بند کرو اور میری بہو کو کمرے میں لے کے جاؤ ۔۔۔ تمہاری بے غیرتیوں کی وجہ سے نیند سے جھول رہی ہے وہ اور تمہیں ابھی بھی ناشتے

KOH NOVELS - URDU

کی پڑی ہوئی ہے۔۔ حیدر خان اسے سرخ چہرے سے ڈپٹتے ہوئے مدھم آواز میں بولے۔۔۔

سونے دیں اسے یہی پہ ۔۔ آپ کو کیوں جیلسی ہو رہی ہے؟؟ اب آپ کی عمر نہیں رہی ایسی حرکتیں دیکھنے کی اسی لئے نظریں جھکائیں!! ناشتہ کریں!! اور جرگے پہ جائیں!! پھر رات میں پہ ہی سو جائیں ، آپ کو مورے کے کمرے میں سونے کی بھی اتنی کوئی خاص ضرورت پیش نہیں آنی چاہیے ۔۔۔ ساحر خان انہیں سلگاتا ہوا زرلاشتہ خان کی کمر پہ نا محسوس انداز میں بے باکی سے ہاتھ پھیرتا، اسکی فراک کی زپ کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرتا اسے ایک پل میں جگا چکا تھا۔ جو ساحر خان کی اس حرکت پہ سٹپٹاتی ہوئی اٹھی اور پھر سب کو مسکراتی نظروں سے اپنی طرف دیکھتی پا کے شرم و حیا سے سرخ پڑتی روہانسی ہوتی نگینہ خان کو دیکھ رہی تھی۔ جو آنکھوں سے اسے ریلیکس رہنے کا اشارہ کر رہی تھیں ۔۔ اب زرلاشتہ خان انہیں کیسے بتاتی کہ ان کا بیٹا اس کے پاس بیٹھا ہو اور وہ اسے نارمل اور ریلکس رہنے دے ۔۔ ایسا تو کسی کتاب میں نہیں لکھا ہے۔۔۔۔

میں دعا کرتا ہوں تمہارا بیٹا تم سے بھی اوپر کی چیز ہو خان اور جس طرح تم نے ہمیشہ مجھے میری بیوی سے دور رکھا تھا، وہ بھی تمہیں اپنی ماں(زرلاشتہ)کے آس پاس بھی پھٹکنے نہ دے۔۔۔ حیدر خان اسکی بات پہ تپتے ہوئے اسکے کان میں دبی دبی آواز میں غرائے، جو بچپن سے ابھی تک اپنے بابا جان کے اپنی مورے کے قریب جانے پہ جیلس ہوتا تھا۔۔

ہاں واقعی ہی درست فرمایا آپ نے ۔۔ میں نے آپ کو مورے سے دور رکھا تھا۔ اسی لئے تو نتیجتاً بیا حیدر خان، سعد حیدر خانزادہ اور گل بہار حیدر خان کی پیدائش ہوئی تھی ؟ یا انہیں اللہ نے ایسے ہی آپ کے لئے عرش سے فرش پہ پھینکا تھا؟ ساحر خان انکی بات پہ آئیبرو اچکاتے بے حد بے باکی سے گہرا طنز کرتا انہیں سرخ لال کر چکا تھا۔ جس پہ حیدر خان اسے شدید غصے سے گھورتے ہوئے مراد خان کے پیچھے مردان خانے کی طرف بڑھے۔ ان کے اس انداز میں اٹھ کے جانے پہ ساحر خان نے بمشکل اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے اپنی بیوی پہ نظر ڈالی۔ جو گلابی انار کلی فراک میں سر تا پاؤ سرخ پڑتی بمشکل ہی چھوٹے چھوٹے نوالے لے رہی تھی۔ اسے دیکھ کے اندازا

لگانا مشکل نہیں تھا، وہ شاید نہیں یقیناً ان باپ بیٹے کی سرگوشیاں سن چکی تھی--

مجھے ضروری کام سے جانا ہے ناشتہ کر کے سو جانا اور اگر تم نے مجھے رات میں اپنی نیند کا رونا دھونا سنایا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔ ساحر خان اسکے لئے گلاس میں دودھ ڈال کے اسکے ہاتھ میں پکڑاتا اسکے کان میں دھمکی بھری سرگوشی کرتے یہ جا وہ جا ہو چکا تھا۔ جس پہ زرلاشتہ خان نے بے حد خفگی سے اسکی پشت کو گھورتے دودھ واپس سے ٹیبل پہ رکھا۔۔ سجاول خان اور سعد خان تو ویسے ہی ناشتے کے ٹیبل پہ نہیں تھے، سب مردوں کو یہاں سے اٹھتے دیکھ کے نگینہ خان اور روشنہ خان نے پیار سے اپنی معصوم سی بہو کو گلے سے لگایا۔ جو ہنوز معصومیت سے ساحر خان کی نا نظر آنے والی پشت کو گھور رہی تھی، کیونکہ وہ تو کب کا جا چکا تھا۔۔

ایک دم سے نگینہ خان اور روشنہ خان کے یوں خود کے ساتھ لگانے اور اس پہ تضاد پیسے وارنے پہ زرلاشتہ خان کو چھپنے کے لئے کوئی جگہ چاہیے تھی۔ جس پہ وہ اپنے منہ پہ دونوں ہاتھ رکھتی نگینہ خان کے سینے میں اپنا چہرہ چھپا چکی تھی۔ نگینہ خان نے سامنے پڑا دودھ کا گلاس پھر سے زرلاشتہ خان کے ہاتھ میں پکڑایا، جس پہ زرلاشتہ خان نے معصومیت سے برا سا منہ بنایا۔۔

یہ ممانی جان اور مورے کو آئے دن کیا ہورہا ہے، جو کبھی گل اور کبھی زر دیدہ کے صدقے دے رہی ہیں؟ اور زر دیدہ یوں کیوں شرمائے جا رہی ہیں؟ پری وش نے ناسمجھی سے اس منظر کو دیکھتے ہوئے حیرانگی سے اپنی کالی گہری آنکھوں کو پھیلاتے پلوشہ خان سے مدھم آواز میں استفسار کیا، جس پہ پلوشہ خان سٹپٹائی---

مجھے کیا معلوم اپنے بندے سے پوچھنا ۔۔ لالہ ٹھیک سے سمجھائیں گے تمہیں --- پلوشہ خان اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے اسے سنجیدگی سے جواب دیتی اپنے ناشتے کی طرف متوجہ ہو چکی تھی، لیکن اچانک سے اسکی آنکھوں کے پردوں میں اپنے بندے کی خفا نظریں لہرائی۔ جب وہ رات میں اسکے اشاروں

کے باوجود اس سے نہیں ملی تھی ۔۔ پتا نہیں کیوں اسے تڑپتا دیکھ کے پلوشہ خان کو ایک کمینی سی خوشی ہوئی تھی۔۔ لیکن اب اسے اپنے یان پہ اتنا ہی ترس اور ٹوٹ کے پیار آ رہا تھا، جس کی اس نے کل سے کسی میسج اور کال کا جواب نہیں دیا تھا۔۔ جبکہ پری وش نے پلوشہ خان کے سنجیدہ جواب پہ سنجیدگی سے ہاں میں سر ہلایا، جیسے وہ واقعی ہی اس بات کا جواب سعد خان سے لینے کا رادہ رکھتی ہو۔۔

آج رات مہندی کا فنکشن تھا اور لال ہویلی میں مہمانوں کی آمد شروع ہو چکی تھی ۔۔ بڑی بہو ہونے کے ناطے گل بہار کو جلدی تیار ہونا تھا، تاکہ سب مہمانوں کو سرو کر سکے۔۔ وہ تیار ہونے میں جتنی جلدی کر رہی تھی، اسکے پاس رف سے حلیے میں کھڑا فارس خان اسکے کام میں اتنا ہی خلل ڈال رہا تھا۔۔

گل بہار اس وقت نارنجی اور سبز رنگ کے امتزاج کی چولی میں ملبوس کچھ دیر کے لئے لہنگے کی جگہ سکن ٹائٹس پہنے ڈریسنگ مرر کی چئیر پہ بیٹھی اپنے چہرے پہ ہلکی سی فاؤنڈیشن لگاتی اسے سیٹ کر رہی تھی۔ لیکن اسکے پیچھے کھڑا فارس خان ٹکٹکی باندھ کے اسے اوپر سے نیچے تک دیکھتا بار بار جھینپنے پہ مجبور کر رہا تھا ۔۔ ابھی تو وہ صرف اس کرتی کو پہنے ہی سیدھی فارس خان کے دل میں اتر رہی تھی، جب اس نے لہنگا پہننا تھا تب فارس خان کا پتا نہیں کیا بننا تھا۔۔ گل بہار خود کی اس ٹائٹس میں پہلے ہی ان کمفرٹیبل محسوس کر رہی تھی اور اوپر سے فارس خان کی خود پہ گہری نظروں کی تپش محسوس کرتے وہ بنا میک اپ کے ہی سرخ پڑ رہی تھی۔۔

گل بہار نے اسکی بے باک نظروں سے تنگ پڑتے چئیر کے پیچھے دھری چادر خود پہ اوڑھتے پھر سے اپنا میک اپ کرنا شروع کیا۔ لیکن فارس خان اسکی حرکت پہ تپتا ہوا اسکے جسم سے یہ چادر کھینچ کے اتارتا ہوا دور پھینک چکا تھا۔ جس پہ گل بہار نے اسے گھوری سے نوازتے پھر سے اپنا دھیان میک اپ کی طرف مرکوز کیا۔۔ فارس خان نے جھکتے ہوئے اسکے

کان میں بے باک سرگوشی کرتے آگے کی طرف جھکتے ہوئے اسکے لبوں کو زور سے چوما، جس پہ گل بہار نے سٹپٹاتے ہوئے نفی میں سر ہلایا تھا۔ فارس خان نے اسکے ناں میں سر ہلانے پہ ضدی انداز میں ہاں میں سر ہلاتے اسکے ہاتھ سے میک اپ چھڑواتے ڈریسنگ مرر پہ پٹکا۔۔

تم پاگل ہو فارس؟؟ سب مہمان آنے والے ہیں اور تم۔۔ گل بہار اسکی ضد پہ شرم و حیا سے سرخ پڑتی جملہ ادھورا چھوڑتی روہانسے لہجے میں بولی۔۔

آپ بولو۔۔ فارس خان اسے آنکھیں دکھاتا ہوا روعب سے بولا۔۔ وہ آج کل اسکی تم والی عادت ختم کروانے کے لئے اسے بار بار ایسے ہی ٹوکتا تھا، جس پہ وہ دانتوں میں زبان دیتی اپنی اس حرکت کو سدھارنے کی کچھ دیر کے لئے ناکام کوشش کرتی اور پھر سے آپ سے تم پہ آ جاتی۔۔

اچھا نا ابھی آپ پیچھے ہوں سب آ چکے ہوں گے نیچے۔۔ گل بہار اسکی سیاہ ہڈی کے لیسس کو اپنی انگلی میں گھوماتی منمناتے ہوئے بولی۔۔

تمہارے لئے شوہر کے حقوق سے زیادہ مہمانوں کا استقبال کرنا زیادہ ضروری ہیں؟؟ فارس خان اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتا اسے خود کے نزدیک کرتا گھمبیر آواز میں بولتا اسکی گردن پہ لو بائٹ بنا چکا تھا۔۔

شوہر کو بھی تو وقت کا خیال کرنا چاہیے نا یہ کوئی وقت نہیں ہے!! جائیں جا کے تیار ہوں۔۔ اور مجھے بھی سکون سے تیار ہونے دیں۔۔ گل بہار اسکے سینے پہ ہاتھوں کو دباؤ ڈالتی اسے الماری کی طرف گھسیٹنے کی ناکام کوشش کرتے دانت کچکچاتے بولی۔ جس پہ فارس خان اس کی کمر چھوڑتا بنا کچھ کہے ڈریسنگ مرر سے اپنا موبائل اٹھاتا صوفے پہ نیم دراز ہو چکا تھا۔۔ گل بہار نے اسکے آرام سے دور ہونے پہ گہری سانس بھرتے جلدی سے ہلکی سی لپ اسٹک اور بلش لگاتے اپنے بھورے بالوں کو لوز کرلز کئے۔۔ اس سب میں اس نے فارس خان کے چہرے کے ناراض تاثرات پہ غور نہیں کیا تھا۔۔ وہ یہی سمجھ رہی تھی کہ وہ اسکی بات مانتا ہوا اسے تیار ہونے کے لئے وقت دیتا صوفے پہ جا کے لیٹا ہے، لیکن وہ کیا جانے فارس خان صاحب ناراضگی سے منہ پھولا کے بیٹھ چکے تھے۔۔

KOH NOVELS URDU

کچھ دیر بعد گل بہار زرک کے کام والا اپنا سبز بھاری لہنگا زیب تن کرتی ڈریسنگ روم سے نکلتی پھر سے شیشے کے آگے جا ہی رہی تھی کہ فارس خان کو ہنوز صوفے پہ نیم دراز موبائل چلاتے دیکھتی وہ شرمیلا سا مسکراتی ہوئی اسکے پاس آ کے کھڑی ہوئی۔۔ وہ اس وقت دوپٹے سے ندارد لہنگے چولی میں لائٹ سے میک اپ پہ بالوں کو لوز کرلز ڈالے، فارس خان کا کچھ دن پہلے گفٹ کیا سونے کا نفیس اور ڈیسنٹ سا نیکلس پہنے بے تحاشہ خوبصورت پٹھانی لگ رہی تھی۔۔

کیسی لگ رہی ہوں؟؟ گل بہار اسے گول گول گھوم گھوم کے دیکھاتی آیبرو اچکاتے ہوئے بولی۔ لیکن فارس خان نے اپنی نظروں پہ قابو پاتے ہوئے اسے ایک دفعہ بھی نظر اٹھا کے نہیں دیکھا، بلکہ وہ تو ہنوز موبائل فون میں گھڑک بے حد مصروف دکھائی دے رہا تھا۔ اسکی طرف سے کوئی بھی جواب نہ پاتے ہوئے گل بہار کی مسکراہٹ غائب ہوئی تھی۔۔

آپ سے پوچھ رہی ہوں۔۔ بتائیں نا میں کیسی لگ رہی ہوں؟؟ گل بہار اسکے ہاتھ سے موبائل پکڑ کے اپنا غصہ ضبط کرتے اسے تحمل سے ٹیبل پہ رکھتی ہوئی آئیبرو اچکاتے ہوئے بولی۔ جس پہ فارس خان کی نظریں بے ساختہ اسکی طرف اٹھی اور پھر ان نظروں نے پلٹنے سے انکار کیا، لیکن فارس خان اپنے دل کو سمجھاتا اسے ایک نظر دیکھ کے ہی نگاہوں کا ذوایہ بدل چکا تھا۔۔

ٹھیک ۔۔۔ اب ہٹو مجھے تیار ہونے جانا ہے مردان خانے میں میرے دوست آ گئے ہوں گے۔۔۔ فارس خان اسکی یک لفظی زبردستی کی تعریف کرتا صوفے سے اٹھتا ہوا اسے اپنی مصروفیت بتاتے الماری کی طرف بڑھا، جبکہ دل تو اپنی نرم و نازک بیوی کے حسن پہ واری جانے کو چاہ رہا تھا۔ لیکن وہ اسکی کچھ دیر پہلے والی اگنورینس کا بدلہ لیتا اپنے دل کو ڈپٹتے ہوئے الماری سے اپنا آج مہندی پہ پہننے کے لئے لباس نکال رہا تھا۔ اسکی اگنورینس پہ گل بہار کا چہرہ بجھا تھا ۔۔

کیا مطلب بس ٹھیک؟؟ تمہارے دوست مجھ سے زیادہ ضروری ہیں؟؟ گل بہار اب کی بار غصے سے تپتی ہوئی اپنے بھاری لہنگے کو اٹھاتی اسکی طرف آتی اسکی چوڑی پشت کو گھورتے بولی۔۔۔

ہمم بالکل اسی طرح جس طرح تمہارے لئے مہمانوں کا استقبال کرنا زیادہ ضروری ہے۔۔ اب جاؤ نا یہاں پہ کھڑی اپنا قیمتی وقت کیوں ضائع کر رہی ہو؟؟ فارس خان اسکی طرف دیکھے بنا الماری سے اپنے کپڑے نکالتا مصروف لہجے میں بولا۔ جس پہ گل بہار کے دماغ میں جھماکا سا ہوا۔ وہ جان چکی تھی وہ کیوں ناراض ہوا ہے۔ اس نے اپنا نچلہ لب دانتوں تلے دباتے اسکے پاس جاتے اسکے بازو پہ ہاتھ رکھا ہی کہ وہ نامحسوس انداز میں اپنا ہاتھ چھڑواتا اپنی سفید کلف لگی کرکراتی شلوار قمیض پکڑتا ہوا واشروم کی طرف بڑھ چکا تھا۔۔ گل بہار نے اس کے یوں جانے پہ بمشکل اپنے آنسو ضبط کیے تھے۔۔ وہ صوفے پہ بیٹھتی اس کے نہا کے باہر نکلنے کا انتظار کرنے لگی لیکن کچھ ہی منٹوں بعد زرش خان دروازہ کھٹکھٹاتی ہوئی اسکے کمرے میں داخل ہوئی اور پھر وہ گل بہار کے ٹالنے پہ بھی اسے جلدی سے اپنے کمرے میں لے کے جا چکی تھی تا کہ وہ اس کی تیار ہونے میں مدد کرسکے۔۔ جس پہ گل بہار نے فارس خان کو کچھ دیر بعد منانے کا سوچتے ہوئے اپنے قدم زرش خان کے کمرے کی طرف بڑھائے۔ ہویلی کی لڑکیوں میں مہندی پہ کوئی بھی بیوٹیشن سے تیار نہیں ہوئی تھی، کیونکہ وہ سب اپنے حسن سے واقف تھیں۔ وہ تھوڑے سے میک اپ میں بھی بے حد حسین دکھنے کا فن رکھتی تھیں۔۔ حتی کہ ہرا خان اور پلوشہ خان بھی بیوٹیشنز سے تیار ہونے سے منع کر چکی تھیں۔۔

تقریباً دس منٹ بعد سفید شلوار قمیض میں ملبوس فارس خان واشروم سے نکلا تھا۔۔ کمرے کو خالی دیکھتے ہوئے اس نے ڈریسنگ روم کا دروازہ کھولتے گل بہار کو تلاش کرنا چاہا، لیکن وہ وہاں بھی نہیں تھی۔ مطلب اس کے لئے اسکی ناراضگی کوئی اہمیت نہیں رکھتی تھی؟؟ اسے ہنوز مہمانوں کی پروا تھی؟؟ فارس خان جو پہلے ہلکا پھلکا سا ناراض تھا، اب اسکی خود کی طرف سے اتنی لاپرواہی دیکھتے اس کا چہرہ شدید غصے سے سرخ ہوا تھا ۔۔ ہری آنکھوں میں کچھ نہانے اور کچھ غصے کی وجہ سے شدید سرخی چھائی تھی۔۔ اس نے غصے سے اپنے بال بناتے ہوئے پیروں میں پشاوری چپل پہنتے اپنے گلے کے گرد کالی اجرک لٹکاتے کمرے سے باہر کی طرف قدم بڑھائے تھے۔۔ اس کا موڈ صبح سے جتنا اچھا تھا اس وقت اتنا ہی خراب ہو چکا تھا ۔۔

داور خان آج اپنی بیوی کی ہمیشہ لیٹ تیار ہونے والی شکایت دور کرتا وقت پہ تیار ہو چکا تھا۔ وہ اس وقت سفید شلوار قمیض میں ملبوس گلے کے گرد کالی چادر لٹکائے اپنی سرخ و سفید رنگت اور دراز قد کے ساتھ بے حد خوبصورت لگ رہا تھا۔ داور خان اس وقت اپنے بیٹے کے بال بنانے میں مصروف تھا جبکہ بیا خان شاکنگ اور گرین کے امتزاج کا زرک کا بھاری لہنگا چولی پہنے تیار ہوتی ان دونوں کو محبت سے دیکھ رہی تھی۔

بابا جان میری سلور چین نہیں مل رہی۔ بال بنوانے کے بعد سفید شلوار قمیض میں ملبوس درام خان باپ کو دیکھتے اپنا سر اوپر اٹھاتا منہ لٹکاتے ہوئے بولا۔ جس پہ داور خان نے بیا خان کو دیکھتے آئیبرو اچکایا۔ جس پہ بیا خان نے سائیڈ ٹیبل سے نکالتے ہوئے اسکی چین داور خان کو پکڑائی۔ وہ سعد خان نے درام خان کو دی تھی اور تب سے وہ اسکی فیورٹ تھی۔ درام خان کسی بھی فنکشن میں اس چین کو پہننا مس نہیں کرتا بلکہ وہ عموما بھی اس چین کو گھر میں بھی پہننا پسند کرتا تھا۔

داور خان نے اپنی حسین بیوی کو گہری نظروں کے حصار میں لیتے، درام خان کے گلے میں چین ڈالتے اسکے گلے میں چھوٹی سی کالی اجرک ڈالی۔۔۔

یہ چادر نہ ڈالیں میرے بیٹے کے گلے میں۔ چھوٹا سا تو ہے وہ خود کو سنبھالے گا یا چادر کو؟؟ ویسے بھی نظر لگ جاتی ہے میرے بیٹے کو۔۔۔ بیا خان داور خان اور درام خان کو خفا نظروں سے دیکھتی پوزسیسوو انداز میں بولی۔ جس پہ دونوں نے گہری سانس بھری۔

Moray I’m not wearing this shawl first time.. so plzz don’t....

(مورے میں پہلی بار چادر نہیں لے رہا۔ اسی لئے پلیز نہیں ۔۔۔)

درام خان اپنی ماں کے دونوں گالوں کو چومتا لاڈ سے بولا۔۔۔

ہاں ابھی تو کر لو اپنی مرضی ۔۔۔ نظر لگی نا پھر بتاؤں گی میں تم دونوں باپ بیٹوں کو۔ بیا خان اپنے بیٹے کے ماتھے کو چومتی پیار سے دانت کچکچاتے

ہوئے بولی، جس پہ درام خان نے زور زور سے ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔ کیونکہ اسے فلحال اپنی ڈریسنگ کی بے حد فکر تھی۔ داور خان نے بیٹے کے انداز پہ مسکراہٹ چھپاتے ہوئے اس پہ ہمیشہ کی طرح کچھ صورتیں پڑھ کے پھونکیں۔۔

داور خان اب اسے ڈریسنگ مرر سے اتارتا صوفے پہ بٹھاتے اسکے چھوٹے چھوٹے دودھیا سفید پیروں پہ پشاوری چپل پہنانے ہی والا تھا، جب درام خان نے جلدی سے اس کے ہاتھ سے چپل پکڑی۔۔ داور خان نے سوالیہ نظروں سے درام خان کی طرف دیکھا۔۔

بابا جان پلیز مجھے چپل نہیں پہنایا کریں۔ میں خود پہن لوں گا۔ مجھے اچھا نہیں لگتا آپ کا میرے پاؤں کو ہاتھ لگانا ۔۔ درام خان اسکی سوالیہ نظروں میں دیکھتے باپ کے دونوں ہاتھ چومتا بے حد پیار اور سمجھ داری سے بولا، جس پہ بیا خان کی آنکھیں بے ساختہ نم ہوئی۔ جب کہ داور خان نے مسکراتے ہوئے اپنے بیٹے کو دیکھا۔

آآ۔ میلا بچہ اتنا بڑا ہو گیا ہے؟؟ بچپن میں انہی پیروں کو روز چوما ہے میں نے تو میں کیوں نا پہناؤ اپنے شیر کو جوتے؟؟ داور خان درام خان کے چھوٹے چھوٹے پیروں کو نرمی سے چومتا اسے نرمی سے جواب دیتے بولا۔۔ ان دونوں کے لاڈ پہ بیا خان جو اپنا نیکلس پہن رہی تھی، ایموشنل ہوتی اپنے چہرے پہ دونوں ہاتھ رکھتی ہچکیوں سے روتی ان دونوں کو پریشان کر چکی تھی۔۔

مورے۔۔ بیا میری جان ۔۔ وہ دونوں یک زبان بولتے پریشانی سے اسکی طرف بڑھے۔۔

مورے واٹ ہیپنڈ؟؟ درام خان ماں کے دونوں ہاتھ اسکے چہرے سے ہٹاتا فکرمندی سے پوچھ رہا تھا، جبکہ داور خان بھی اسے اپنے ساتھ لگاتا پریشانی سے اس کے آنسو صاف کر رہا تھا۔

ک۔کچھ ۔۔ نہیں ۔۔ آپ۔۔دونوں۔۔۔اپنے۔۔۔پیار۔۔۔میں۔۔۔مجھے ۔۔بھول گئے اسی لئے مجھے رونا آ گیا۔۔ بیا خان ان دونوں کے پریشان ہونے پہ جلدی سے رونا بند

KOH NOVELS - URDU

کرتی خفگی سے بولی، جب کہ ایسا نہیں تھا اسے تو ان دونوں کے کھونے سے ڈر لگتا تھا ۔۔ اسے ہمیشہ یہ ڈر لگا رہتا تھا کہیں ان دونوں کو کسی کی نظر نہ لگ جائے۔ اگر ان دونوں کو کچھ ہو گیا وہ تو جیتے جی مر جائے گی۔۔

او گاڈ۔۔ مورے ایسا نہیں ہے۔۔ آئی لو یو بوتھ سو مچ۔۔۔لائک سو مچ۔۔ اینڈ آئی رئیلی ڈو۔۔۔ پلیز ۔۔سٹاپ کرائینگ۔۔ درام خان اپنی ماں کا پوزسیسوو انداز سے اچھی طرح سے واقف تھا، اسی لئے اسکے دونوں گالوں کو چومتا وہ سمجھداری سے ان دونوں کو دیکھتا بتا رہا تھا کہ وہ ان سے کتنا پیار کرتا ہے۔۔۔ جس پہ بیا خان نے بے ساختہ اسے اپنے سینے میں بھینچا۔۔

You are looking so pretty moray...

??Will u like to be my girlfriend please

(مورے آپ بہت خوبصورت لگ رہی ہیں ۔۔ کیا آپ میری گرلفرینڈ بننا پسند کریں گی پلیز؟؟)

درام خان اپنی ماں کا موڈ فریش کرنے کی خاطر شوخ لہجے میں بولا، جس پہ بیا خان بے ساختہ جھینپی تھی ۔۔

اووو ۔۔۔ہیلو۔۔میری بیوی ہے وہ۔۔ تمیز سے۔۔۔ نہیں تو یہ جو تم سکول میں اتنا بن سنور کے جاتے ہو نا کشمالہ کو تمہارے سارے افئیرز کی لسٹ دے دینی ہے میں نے ۔۔ داور خان بیٹے کو پیار سے ڈپٹتا ہوا اپنی بیوی کو سینے سے لگا چکا تھا، بیا خان سرخ گلاب ہوتی ان دونوں کی شرارتیں ملاحظہ کر رہی تھی۔

For god sake Baba Jan!! Plzz don’t accuse me.. I don’t even talk with girls..

(خدا کے لئے بابا جان مجھ پہ الزام مت لگائیں ۔۔ میں تو لڑکیوں سے بات بھی نہیں کرتا) درام خان اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتا اتنے کیوٹ انداز میں اپنی صفائی دیتے بولا، جیسے داور خان واقع ہی اس کی شکایت کشمالہ سے لگا دے گا۔۔ درام خان کے انداز پہ داور خان اور بیا خان کا چھت پھاڑ قہقہ گونجا، جس پہ درام خان نے اپنا نچلہ لب کاٹتے ہوئے اپنے کالے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرا

میں دادا جان اور دادو جان کے پاس جا رہا ہوں بابا جان۔ آپ دونوں بھی جلدی سے آ جائیں مجھے رایان چاچو کے پاس جانا ہے۔۔ درام خان بیا خان کی گود سے باہر نکلتا اپنی چھوٹی سی شال کو نفاست سے ٹھیک کرتا باہر کی طرف بڑھا، جس پہ داور خان نے اسکی تائید میں سر ہلاتے ہوئے بیا خان کی طرف دیکھا۔ جو اپنا پھیلا ہوا کاجل صاف کر رہی تھی ۔

زیادہ شوق ہے آنسو بہانے کا؟ ابھی تو تم میرے بیٹے کو میرے ساتھ برداشت نہیں کرتی کل کو اسے اس کی کشمالہ کے ساتھ کیسے برداشت کرو گی؟ہمم؟؟ داور خان اسکے پاس نیچے گھنٹوں کے بل بیٹھتا اسکی چھوٹی سی ناک دباتا پیار سے دانت کچکچاتے بولا۔

استغفار!! میں کیوں ہونے لگی جیلس۔ بس آپ دونوں مجھے بھول جاتے ہیں تو پھر مجھے غصے آتا ہے۔ بیا خان اسکی بات پہ اپنی کرسٹل گرے آنکھوں میں خفگی لئے اسے جواب دیتی اب اپنے بال ٹھیک کر رہی تھی، جس پہ داور خان نے اسکی کرسٹل گرے آنکھوں کو بے حد پیار اور عقیدت سے چوما تھا۔

اٹھیں نا۔ نیچے سے آپ کے کپڑوں پہ شکنیں پڑ۔۔ بیا خان جو اس کے نیچے بیٹھنے پہ تیزی سے اسے اٹھنے کا بولنے والی تھی، اس کے الفاظ اس کے منہ میں رہ چکے تھے کیونکہ اسکا جملہ مکمل ہونے سے پہلے ہی داور خان اسے خود پہ جھکاتا اسکے لبوں کو اپنی شدت بھری گرفت میں لیتا ہمیشہ کی طرح اس کی لپ اسٹک کا حشر نشر کر چکا تھا۔

لال ہویلی میں تمام مہمان آ چکے تھے۔ اگر زنان خانے میں گل بہار سب کا اچھے طریقے سے استقبال کر رہی تھی، تو مردان خانے میں فارس خان سب کا خوش اخلاقی سے استقبال کر رہا تھا۔ لیکن اس کے دل میں اپنی بیوی کے لئے شدید ناراضگی اور غصہ تھا، جبکہ دوسری طرف گل بہار اسکا زنان خانے میں انتظار کرتی ساتھ ساتھ پلوشہ خان اور ہرا خان کو گجرے پہنا رہی تھی۔ پلوشہ خان اور ہر اخان کی مہندی بھی لال ہویلی میں رکھی گئی تھی، جس طرح گل بہار اور زرلاشتہ خان کی بڑی ہویلی میں ان کے شوہروں کے ساتھ اکھٹی مہندی رکھی گئی تھی۔ لڑکیوں کی طرف تو لڑکوں نے دیر سے

ہی آنا تھا لیکن پھر بھی تمام لڑکیاں اپنے ہلے گلے کے لئے تیار ہو چکی تھیں۔۔

ہرا خان پیلے گھیر دار لہنگا چولی میں ملبوس جس پہ سفید گلابی نگینوں اور موتیوں کا کام تھا، جبکہ نازک سے سفید پیر اونچی ہیل میں مقید تھے۔۔ کالے سیاہ بالوں کی پیلے پھولوں کے ساتھ چوٹی بناتے انہیں آگے کیا گیا تھا۔۔ دو سیاہ لٹیں جھولتی ہوئی گالوں کو چوم رہی تھیں، ناک میں چمکتا ہوا ہیرا(زرش خان کے کہنے پہ)، سیاہ آنکھوں میں پہنا کاجل ، کلائیوں میں کانچ کی چوڑیوں کے ساتھ پھولوں کے گجرے ، اور نفیس سا پھولوں کا زیور پہنے وہ بے تحاشا حسین لگ رہی تھی۔۔

پلوشہ خان گولڈن گھیر دار لہنگا چولی میں ملبوس، جس پہ خوبصورت نگینوں اور موتیوں کا کام تھا، جبکہ نازک سے سفید پیر گولڈن ہیل میں مقید تھے۔۔

ڈارک براؤن بالوں کی مانگ نکالتے ان پہ نیچے سے لوز کرلز ڈالتے پھولوں کی مانگ پٹی لگائی گئی، جو اس کے گول مٹول سے چہرے پہ خوب جچتی تھی۔۔ دو لٹیں جھولتی ہوئی گالوں کو چوم رہی تھیں، ڈارک آنکھوں میں پہنا کاجل ، کلائیوں میں کانچ کی چوڑیوں کے ساتھ پھولوں کے گجرے ، اور نفیس سا پھولوں کا زیور پہنے وہ کوئی شہزادی لگ رہی تھی۔۔

زنان خانے میں سب لڑکی ڈھولک بجاتی میوزک پہ ڈانس کرتی خوب ہلا گلا کر رہی تھیں۔۔ زرش خان کے ساتھ اسکی ڈانس پارٹنر اسکی بہترین دوست "ڈاکٹر انابیہ خان" اچھے سے اس کا ساتھ دے رہی تھی۔۔ وہ زرلاشتہ خان کو یہاں دیکھ کے بے حد حیران اور خوش بھی ہوئی، جس پہ زرلاشتہ خان نے بھی اسے زبردستی مسکراتے ہوئے ملاقات کی۔ جو ہاسپٹل میں اسکی ڈاکٹر تھی اور زرلاشتہ خان کی غلط فہمی کے مطابق وہ اسکے بندے کو خوب تارتی تھی۔ لیکن بیچارہ انابیہ تو بس ان دونوں میاں بیوی کا آپس میں پیار دیکھ کے خوش ہو نے کی غلطی کر چکی تھی۔ جو اس کے گلے پڑ چکی تھی، کیونکہ وہ اب ان دونوں کی سٹوری کی ولن تھی(زرلاشتہ خان اور ساحر خان کے مطابق)۔۔

مردان خانے میں تیز آواز میں پشتو موسیقی لگایا گیا تھا۔ جس پہ ضرار خان ، سعد خان اور رایان خان کے دوست ناچتے ہوئے خوب ہلا گلا کر رہے تھے۔ سعد خان تو درام خان کو اٹھائے خود بھی ناچ رہا تھا۔

بیوی کے ڈر وخوف کا لاکھ خیال کرتے ہوئے بھی سفید شلوار قمیض میں ملبوس آف وائٹ شال لئے ساحر خان خود کو فائرنگ کرنے سے روک نہیں پا رہا تھا۔ اس نے اپنی گن پکڑتے ہوئے فارس خان کو حکم دیا کہ اسکی بیوی کو چاکلیٹ پکڑا کے کچھ دیر اپنے ساؤنڈ پروف کمرے میں چھوڑ آئے تا کہ وہ سکون سے اپنا فائرنگ کا شوق پورا کر سکے۔

ہاں ترسے ہوئے انسان نے تو جیسے کبھی فائرنگ کی ہی نہیں ہے ۔ فارس خان نے نفی میں سر ہلاتے دانت کچکچاتے جواب دیا۔

جتنا کہا ہے اتنا کرو ۔۔۔ ساحر خان اپنے بھورے بالوں میں ہاتھ پھیرتا اپنی گن کی میگزین بھرتے بولا تھا۔

ڈیرے پہ جا کے پورے کرنا اپنے یہ شوق۔۔ میں نہیں جا رہا۔نوکر نہیں ہوں تمہارا۔۔۔ فارس خان گویا ناک سے مکھی اڑاتے ہوئے بولا تھا۔

ٹھیک ہے مرضی تمہاری یہ نا ہو یہاں سے میں فائر نکالوں اور وہاں سے تمہاری بہن بے ہوش ہو جائے ۔۔ ساحر خان کندھے اچکاتا اب میگزین گن میں ڈال رہا تھا۔ جب کہ فارس خان نے اسکی دھمکی پہ اسے گھور کے دیکھا، جو اپنے مطلب پہ زرلاشتہ خان کو کبھی اپنی بیوی اور کبھی اس کی بہن بناتے ہوئے بلیک میل کرتا تھا۔ فارس خان نے دانت کچکچاتے ہوئے سفید شلوار قمیض میں ملبوس سعد خان کو ساحر خان کا حکم دیا، جو باقی سب کی طرح سیاہ چادر گلے میں لٹکائے ہوئے تھا۔ فارس خان خود زنان خانے اس لئے نہیں گیا تھا کیونکہ

اس کا موڈ اپنی بیوی کو لے کے ہنوز خراب تھا ۔۔

ابھی ساحر خان فائر نکالنے ہی والا تھا، جب کالی شلوار قمیض کے سلیوز کو کہنیوں تک فولڈ کئے گلے میں کالی ہی اجرک لٹکائے پیروں پہ کالی پشاوری چپل پہنے اپنے گولڈن سلکی بالوں میں ہاتھ پھیرتا لمبا چوڑا سا عالیان شاہ

KOH NOVELS - URDU

مردان خانے میں داخل ہوتا سب کو چونکا چکا تھا۔ عالیان شاہ کو دیکھتے ہوئے حیدر خان کو بے ساختہ دلاور شاہ کا خیال آیا۔ وہ حسن میں دلاور شاہ کی کاپی تھی بلکہ اگر کہا جائے کہ اس سے بھی زیادہ پیارا تھا تو غلط نہیں ہو گا ۔۔ سب لوگوں نے مبہوت ہوتے عالیان شاہ کے حسن کو دیکھا، لیکن وہ سب کیا جانیں عالیان شاہ کو اپنے حسن سے اتنی ہی نفرت تھی۔ جو اسے اپنے بے حس اور گناہگار باپ سے وراثت میں ملا تھا۔ عالیان شاہ کو دیکھتے ہوئے ساحر خان کے فائر کرتے ہاتھ رکے تھے، کسی کو کیا یقین تھا کہ وہ آج آئے گا؟

سفید شلوار قمیض پہ کالی برینڈڈ اور سٹائلش ویسکوٹ پہنے رایان خان نے عالیان شاہ کو دیکھتے لب بھینچتے اپنی گھنی شہد رنگ بییرڈ پہ ہاتھ پھیرا تھا۔ ضرار خان اور رایان خان کا مہندی کا لباس بالکل سیم تھا، صرف ویسکوٹ کے رنگوں میں فرق تھا۔ ضرار خان سفید شلوار قمیض پہ میرون ہلکی سی ایمبرائیڈڈ ویسکوٹ پہنے ہوئے تھا۔ جو اسکے چوڑے سینے کے ساتھ چپکی ہوئی اسے مزید دلکش بنا رہی تھی ۔۔

درام خان کو کندھے سے لگائے داور خان نے عالیان شاہ کو دیکھتے ہی اسکی طرف قدم بڑھاتے اسے گلے سے لگاتے خوش اخلاقی سے استقبال کیا تھا۔ درام خان نے بھی باپ کے اشارے پہ عالیان شاہ کی طرف ہاتھ بڑھاتے اسے مسکراتے ہوئے سلام کیا، جس پہ عالیان شاہ کا گلٹ مزید بڑھا۔ وہ کیسے بہرام خان کی بات مانتے اتنے خوبصورت چاند سے بچے کے سکول میں حملہ کروا سکتا تھا؟؟ عالیان شاہ نے دکھی دل سے سوچتے ہوئے بے ساختہ درام خان کے ماتھے کو چوما، جس پہ درام خان نے آئیبرو اچکاتے ہوئے عالیان شاہ اور داور خان کو دیکھا ۔۔

ساحر خان نے آگے بڑھتے ہوئے عالیان شاہ کو گلے ملتے اس کا حیدر خان، جہانگیر خان، مراد خان اور ہاشم خان سے تعارف کروایا۔ وہ ان سب کو عالیان شاہ کے بارے میں سب کچھ پہلے ہی بتا چکا تھا، جس کی وجہ سے ان سب نے خوش دلی سے عالیان شاہ سے ملتے اسے اپنائیت بخشی تھی۔۔ عالیان شاہ یہاں آتے ہوئے جتنا کنفیوز ہو رہا تھا ان سب کی خوش اخلاقی پہ وہ اتنا ہی ریلیکس ہو رہا تھا۔ وہ آج صبح کی فلائٹ سے ہی سوات آیا تھا۔ وہ سب سے

KOH NOVELS - URDU

پہلے بہرام خان کے آفس گیا، جس سے اس دن کے بعد اس کا بالکل رابطہ نہیں ہوا تھا۔ لیکن اس کے مینجر سے اسے پتا چلا تھا وہ آفس بھی کافی دنوں سے نہیں آ رہا۔ جس پہ اس نے حیران ہوتے ہاں میں سر ہلایا۔ اس نے شادی ختم ہونے کے بعد اس سے ملنے کا سوچتے ہوئے خود کو تسلی دی۔۔

فارس خان، سعد خان اور ضرار خان بھی عالیان شاہ سے اچھے طریقے سے ملے، لیکن صدا کے ضدی رایان خان نے سب کی گھوریوں کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنے آئی فون میں گھڑک ہوتے عالیان شاہ کو سرے سے اگنور مارا۔۔

میں نے کل کچھ بکواس کی تھی تم سے رایان خانزادہ۔۔۔ ساحر خان نے رایان خان کے کندھے کو نامحسوس انداز میں زور سے دباتے اسے مخاطب کیا، اس نے کل اسے کتنا سمجھایا تھا کہ پلوشہ خان کی خوشی کے لئے اسے اس کے لالہ سے اچھے طریقے سے پیش آنا ہے۔ لیکن اس نے اس وقت ہاں میں سر ہلاتے آخر میں کی اپنی ہی من مرضی تھی۔۔ ابھی رایان خان کوئی جواب دیتا جب عالیان شاہ نے خود ہی اس ایٹیٹوڈ بوائے کی طرف اپنے قدم بڑھائے تھے۔۔ آخر وہ اس کی ڈول کا شوہر تھا، اس کا تھوڑا بہت نخرا اٹھانا تو عالیان شاہ پہ فرض تھا۔۔

ہائے جینٹل مین(اینگری برڈ)۔۔۔ عالیان شاہ نے رایان خان کے آگے اپنا ہاتھ کرتے مبہم سا مسکراتے ہوئے اسے مخاطب کیا۔ وہ دل میں اسے اینگری برڈ کا نام دے چکا تھا، اگر جو رایان خان اسکے دل کی یہ آواز سن لیتا تو وہ یقیناً اسکا سرخ و سپید چہرہ نوچ لیتا۔۔

رایان خان نے اسکا ہاتھ تھامتے ہوئے اسے جوابا ہیلو کی بجائے "وعلیکم السلام "کہتے ہوئے خفیف سا طنز کیا، جس پہ عالیان شاہ نے مسکرا کے ہاں میں سر ہلاتے ہوئے اسے گلے سے لگایا۔ رایان خان نے ساحر خان کو گھوریوں پہ برا سا منہ بناتے، عالیان شاہ کے گرد جھجکتے ہوئے اپنا حصار باندھا تھا۔۔

سفید شلوار قمیض میں ملبوس باقی سب کی طرح ہی کالی مردانہ شال گلے کے گرد لٹکائے سجاول خان نے ابھی مردان خانے میں قدم رکھا تھا۔ وہ کسی

ضروری کام کی وجہ سے لال ہویلی میں لیٹ پہنچا تھا، سب سے ملتے ہوئے سجاول خان کی نظر اچانک رایان خان سے ملتے عالیان شاہ پہ گئی۔ جسے دیکھتے سجاول خان نے غصے سے اپنے جبڑے بھینچے، وہ ابھی تک اسے اپنی گڑیا کو اغوا کرنے کے لئے معاف نہیں کر پایا تھا اور اس پہ تضاد وہ جیسے اس کی گڑیا کو ڈول بولتا۔ اسی لئے سجاول خان کو اس سے عجیب سی جیلسی فیل ہوتی تھی۔۔ سب سے ملنے کے بعد سجاول خان عالیان شاہ کو اگنور کرنے کی غرض سے اپنے کچھ دوستوں کے پاس بیٹھا، جس پہ عالیان شاہ نے بھی اسے منہ لگانے کی زحمت نہیں کی تھی۔۔ اگر اکڑ اور انا خانزادوں میں کوٹ کوٹ کے بھری تھی تو وہ بھی سید زادہ تھا و ہ سب کو پورا کرنا جانتا تھا۔ اسے بھی سجاول خان سے اسی کی طرح کی جیلسی ہوتی تھی کہ اس کی ڈول کا اس کے علاؤہ ایک اور بھائی (منہ بولا) ہے۔۔۔

اور پھر ساحر خان کے حکم کے مطابق بیچاری زرلاشتہ خان کو ہرا خان اور پلوشہ خان کے ساتھ ساؤنڈ پروف کمرے میں ڈھیروں چاکلیٹس دے کے ان کے ساتھ باتوں میں مصروف کرتے ان پاگل پٹھانوں نے اندھا دھند فائرنگ کی ۔۔ درام خان نے ان سب کو فائرنگ کرتے دیکھ کے ساحر خان کو اس کا پچھلا وعدہ یاد کروایا کہ اس نے اس سے وعدہ کیا تھا وہ اسے بھی گن چلانا سکھائے گا اب اپنا وعدہ پورا کرے۔ جس پہ ساحر خان نے لب کاٹتے ہوئے اسے بچوں کی طرح بہت دفعہ پچکارنا چاہا، لیکن وہ بھی اپنی ہٹ کا پکا تھا۔ اس نے غصے سے اپنی کالی چادر نکال کے زمین پہ پھینکتے داور خان کی گود میں اکڑتے ہوئے گن چلانے کی بے تحاشہ ضد کی۔۔ جس پہ داور خان اسے ان سب کو دور جا کے فائرنگ کرنے کا اشارہ کیا۔

کی انوکھی چیز (baby boss عالیان شاہ نے اس چھوٹے سے بے بی باس(کے لئے ضد دیکھتے حیرانگی سے اپنی ڈارک براؤن آنکھیں پھیلائی۔ وہ ایسے ضد کر رہا تھا جیسے اصل گن نہیں کوئی کھلونا پکڑنا چاہ رہا ہو۔

درام۔۔میں لگاؤں گا ایک اب اگر ضد کی تو ۔۔۔ اسکی بے تحاشہ ضد پہ داور خان غصے سے بولا تھا۔ جس پہ درام خان نے اسکی گود میں اکڑنا بند کرتے ہوئے حیرانگی سے اپنے باپ کی پہلی بار خود کے لئے غصیلی آواز سنتے سہمتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔۔ کرسٹل گرے آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ گالوں پہ

گرے تھے جنہیں درام خان بے دردی سے رگڑتے اپنا نچلہ لب زور سے کاٹتے چھلانگ لگاتے ہوئے داور خان کی گود سے نیچے اترا تھا۔ ایسے کرتے ہوئے اس کے کالے سیاہ گھنے بال اوپر کو اچھلے تھے۔۔ کچھ فاصلے پہ عالیان شاہ جو داور خان کو درام پہ غصہ کرنے کے لئے منع کرنے ہی والا تھا، وہ تو درام خان کی اداؤں کو دیکھتا اپنی حیرانگی پہ قابو پانے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔ اسے اب زمین پہ گری اپنی چھوٹی سی کالی شال پہ بے حد غصے سے پیر مارتے دیکھ کے عالیان شاہ نے کھانستے ہوئے اپنی ہنسی پہ قابو پایا تھا۔ وہ اسکی ٹانگ جتنا بھی نہیں تھا اور غصہ اس میں شاید یہاں کھڑے سب پٹھانوں سے زیادہ بھرا ہوا تھا ۔۔ داور خان نے بیٹے کے غصے کو ملاحظہ کرتے ابھی اسے اپنا غصہ اتارنے دیا تھا۔ اس نے اسے جان بوجھ کے ڈانٹا کہ وہ اپنے اتنے چھوٹے سے بیٹے کو گن کیسے پکڑا سکتا تھا؟۔ داورخان کا دل باہر نہ آ جاتا؟۔۔ باقی سب لڑکوں نے ان سے دور کھڑے ہو کے فائرنگ کرنے کی وجہ سے داور خان کو درام پہ غصہ کرتے نہیں دیکھا تھا اور نہ ہی ابھی وہ درام خان کو اپنا غصہ اتارتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔۔

ہے۔۔۔ بے بی باس سٹاپ۔۔۔ عالیان شاہ نے دل کے ہاتھوں مجبور ہوتے اسکی طرف قدم بڑھائے تھے ۔۔

عالیان شاہ کی آواز پہ درام خان نے رکتے ہوئے اپنی گلابی ہوتی کرسٹل گرے آنکھوں سے رخ موڑتے اسکی طرف دیکھا، جو اسکے پاس گھٹنوں کے بل جھکتے ہوئے بیٹھا ہوا تھا۔ اسکی گلابی ہوتی آنکھوں کو دیکھتے عالیان شاہ کے دل کو کچھ ہوا۔ وہ اسے اتنا پیارا سا شہزادہ لگ رہا تھا۔ جس کی تعریف کے لئے عالیان شاہ کے پاس الفاظ نہیں تھے اور اس پہ تضاد اس کے رخ موڑ کے دیکھنے والے انداز پہ عالیان شاہ کو لگا وہ کسی لڑکی پہ دل ہارنے سے پہلے ہی اس بے بی باس پہ دل ہار جائے گا۔۔

What happened with this

??cute baby boss

(اس کیوٹ سے بے بی بوس کو کیا ہوا ہے؟؟)

KOH NOVELS URDU

عالیان شاہ نے اسکے سینے پہ انگلی رکھتے اس سے پیار سے استفسار کیا۔ جس پہ درام خان نے ایک نظر رخ موڑ کےسنجیدہ کھڑے داور خان کو دیکھتے اپنی پلکیں جھپکتے ہوئے اپنے آنسوؤں پہ قابو پاتے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔

Nothing.. ((کچھ نہیں

درام خان نے مسکرانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے عالیان شاہ کو جواب دیا، جو اب اسے پیار سے اٹھاتے ہوئے زمین سے کھڑا ہو چکا تھا۔۔

Your eyes are so beautiful baby boss..

(تمہاری آنکھیں بہت پیاری ہیں بے بی باس)

عالیان شاہ درام خان کا غصہ کم کرنے کی غرض سے اسے باتوں میں لگاتا ہوا بولا۔۔

Same goes for your hairs..

(آپ کے بال بھی بہت پیارے ہیں)

درام خان بھی بدلے میں اسکے گولڈن سلکی بالوں کی سنجیدگی سے تعریف کرتے ہوئے بولا۔۔ عالیان اور درام ابھی یہی بات کر رہے تھے جب رایان خان درام کو عالیان شاہ کے بازوؤں میں دیکھتا جیلس ہوتے انکی طرف بڑھا۔۔۔

KOH NOVELS - URDU

عشقِ ستم.....میگا قسط 81

درام میرا ٹڈہ!! کیا ہوا؟؟ ۔۔۔۔ رایان خان جو جیلس ہوتا انکی طرف آیا، عالیان شاہ کے کندھے سے لگے درام خان کی گلابی ہوتی کرسٹل گرے آنکھوں پہ تضاد اسکی بھیگی پلکوں کو دیکھتا پریشانی سے بولا۔ جس پہ درام خان نے اسے شکوہ کناں نظروں سے دیکھتے عالیان شاہ کی گردن میں اپنا چہرہ چھپایا۔ اسے فائرنگ کرنے کے بعد درام خان کی یاد آئی تھی؟ وہ پہلے کہاں تھا جب اسے اس کے باپ نے غصے سے زندگی میں پہلی دفعہ ڈانٹا تھا۔ درام خان نے بھرائے دل سے سوچا۔ جبکہ رایان خان جو حیران ہوتی نظروں سے

اسکی شکوہ کرتی آنکھوں کو دیکھ رہا تھا، اسے عالیان شاہ کی گردن میں چہرہ چھپاتے دیکھ کے وہ شدید تپا تھا۔

درام میرے پاس آؤ ---- رایان خان اسکا چہرہ عالیان شاہ کی گردن سے باہر نکالتا جیلسی سے بولا، جس پہ عالیان شاہ نے اپنا نچلہ لب دباتے اپنی مسکراہٹ کو ضبط کرتے ان دونوں کو دیکھا۔۔۔

ابھی بھی جا کے اکیلے گن چلائیں۔۔ نو ون نیڈز درام اینڈ درام ڈونٹ نیڈ اینی ون(کسی کو درام کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی درام کوکسی کی ضرورت نہیں ہے ۔۔) درام خان سنجیدگی سے بولتا عالیان شاہ کو اسے نیچے اتارنے کا اشارہ کرتے بولا۔۔ عالیان شاہ نے اسکا اشارہ سمجھتے اسے نیچے کھڑا کیا، جس پہ درام خان ان سب کو بھیگی آنکھوں سے دیکھتا اپنے آنسوؤں کو ضبط کرتے مردان خانے سے نکلتا ہوا زنان خانے کی طرف بڑھا۔ رایان خان نے حیرت سے درام خان کو یہاں سے جاتے دیکھتے داور خان کی طرف دیکھا، جو انہی کی طرف آتے ساحر خان کو غصے سے گھورتا ہوا اپنی پشاوری چپل زمین پہ کھروچتا ایک نظر بیٹے کو یہاں سے جاتے دیکھ رہا تھا ۔

کیا ہوا؟؟ داور خان کو یوں اپنی طرف گھورتا پا کے ساحر خان نے آئیبرو اچکاتے ہوئے اس سے استفسار کیا۔۔

کیوں کیا تھا تم نے میرے بیٹے سے گھٹیا وعدہ؟ تمہاری وجہ سے ڈانٹا ہے میں نے اسے ۔۔ جانتے ہو کتنی ضد کر رہا تھا وہ گن چلانے کی!! داور خان ساحر خان کی طرف دیکھتے غصے سے بولا ۔۔

کیوں ڈانٹا آپ نے اسے لالہ؟؟۔۔ حد ہے!!

لالہ آپ نے اتنی سے بات پہ اسے ڈانٹ دیا؟؟

ساحر خان اور رایان خان داور خان کی بات سنتے تڑپتے ہوئے غصے سے بولے، جس پہ داور خان نے دونوں کو دیکھتے غصے سے سر جھٹکا۔ درام خان کی آخری بات داور خان کے دل میں ابھی تک کسی تیر کی طرح چھب رہی تھی۔۔ وہ جانتا تھا اسکا بیٹا بری طرح سے ہرٹ ہو چکا ہے اور اب اس نے آرام سے ماننا بھی نہیں تھا۔۔

KOH NOVELS - URDU

جاؤ تم درام کو لے کے آؤ میں سب کی فائرنگ بند کرواتا ہوں۔۔ داور خان کا سرخ چہرہ دیکھتے ساحر خان نے رایان خان کو زنان خانے سے درام خان کو لانے کا بولا اور خود وہ ان سب لڑکوں کی طرف بڑھا۔ جو مزید فائرنگ کرتے ہوئے انجانے میں داور خان کو مزید غصہ دلا رہے تھے ۔۔ عالیان شاہ جو بظاہر فون میں مصروف تھا لیکن اس کا دھیان ہر طرف تھا، ان کی آپس کی بانڈگ اسے کافی اچھی لگی تھی لیکن کوئی یہ نہیں جانتا تھا بہت جلد اس نے بھی اس بانڈنگ کا حصہ بننا تھا اور عالیان شاہ کی بے باک باتوں نے سب کے کانوں سے دھواں نکالنا تھا۔۔

درام خان زنان خانے میں داخل ہوتے ہی سنجیدگی سے اپنی مورے کے پاس جا کے بیٹھا، جو لاؤنج میں قدرے سائیڈ پہ بیٹھی نگینہ خان کے ساتھ باتوں میں مصروف تھی۔۔ زنان خانے میں بھی ہلا گلا اپنی پیک پہ تھا۔۔ تیز آواز میں پختون میوزک چل رہا تھا، جس پہ لڑکیاں کب سے ہرا خان اور پلوشہ خان کو ان کے پھولوں والے الگ الگ جھولوں میں بٹھاتی ان کے سامنے کھڑی ڈانڈیاں پکڑے ڈانس کر رہی تھیں۔۔

زری دیدہ ۔۔۔۔۔ پلوشہ خان نے ہرا خان کا دوپٹا ٹھیک کرتی زرش خان کو ہولے سے پکارا، جس پہ وہ مسکراتی ہوئی پلوشہ خان کے قریب آئی۔۔

دیدہ مجھے اس اپٹن کو واش کرنے کے لئے واشروم جانا ہے، مجھے اس سے بہت الجھن ہو رہی ہے۔۔ پلوشہ خان زرش خان کے کان میں روہانسی ہوتی بولی۔۔ زرش خان اس وقت ملٹی کلر کے زرک کے بھاری لہنگے میں ملبوس بالوں کو کھلا چھوڑے نیوڈ سا میک اپ کیے پیروں پہ ہائی ہیل پہنے بے تحاشہ خوبصورت لگ رہی تھی۔ وہ اپنے اتنے ہیوی لہنگے کو بمشکل ہی سنبھالے ہوئے تھی۔۔ لڑکیوں نے ابھی کچھ دیر پہلے ہرا خان اور پلوشہ خان کے ساتھ مستی کرتے ہوئے انہیں جان بوجھ کے بھر بھر کے اپٹن لگایا تھا، جس پہ زرش خان نے خوب ہنگامہ کیا۔۔۔

"میری دلہنوں کو اپٹن نہیں لگاؤ بھئی انہیں اپٹن لگانے کا پہلا حق میرے ضرار اور رایان لالہ کا ہے۔۔" زرش خان اپنے ہونٹوں کے گرد ہاتھ رکھتی بے باکی

سے بلند آواز میں بولی، جس پہ سب لڑکیوں نے ہوٹنگ کرتے ہوئے ہرا خان اور پلوشہ خان کو جھینپنے پہ مجبور کیا۔

آ جاؤ میری موٹو۔۔۔ میرے کمرے کا واشروم یوز کر لو۔۔۔ زرش خان پلوشہ خان کو پیار سے جواب دیتی اسکا بھاری لہنگا تھامتی اسے اپنے کمرے تک چھوڑ کے آئی، جس پہ پلوشہ خان نے گہری سانس بھرتے اپنے بھاری گولڈن دوپٹے کی پنز کھولنا شروع کی۔ تاکہ وہ آرام سے واشروم میں جا کے اپنے منہ اور بازوؤں پہ لگا اپٹن صاف کر سکے۔۔

میرا بچہ یہاں کیوں آ گیا؟؟ رایان چاچو کی رسم ہو گئی؟؟ بیا خان اپنے بیٹے کے کالے گھنے بال سنوارتی اسے چومتے ہوئے بولی۔

مورے آئی وانٹ ٹو سلیپ(مورے مجھے سونا ہے)۔۔۔ درام خان نے نظریں جھکائے بیا خان کی بات کو گول کرتے جواب دیا۔ جس پہ بیا خان نے حیرانگی سے اسکی طرف دیکھا، جو اس شادی پہ کتنے دنوں سے بے حد ایکسائیٹڈ تھا۔ اب اس کی شکل ایسے اتری ہوئی کیوں تھی؟؟ بیا خان نے نا سمجھی سی سوچا۔

درام تمہاری آئیز ریڈ ہو رہی ہیں۔۔۔ میرے بچے کو بخار تو نہیں ہو گیا۔۔ مورے چیک کریں۔۔۔ بیا خان درام خان کی گلابی پڑتی آنکھوں کو دیکھتی درام خان کے سر پہ ہاتھ لگاتی نگینہ خان کو مخاطب کرتے پریشانی سے بولی۔ نگینہ خان نے بھی پریشانی سے نواسے کا بخار چیک کرنا چاہا، لیکن درام پہلے ہی انہیں ٹوک چکا تھا۔۔

او گاڈ مورے اینڈ نانو جان آئی ایم فائن آئی ایم جسٹ سلیپی رائٹ ناؤ (او خدایا !!مورے اور نانو جان میں ٹھیک ہوں بس مجھے اس وقت نیند آ رہی ہے۔۔) درام خان اپنے سر پہ ہاتھ مارتا اپنی ماں کی پریشانی کو دور کرنے کی خاطر جان بوجھ کے ہنستے ہوئے بولا۔۔۔

شال کہاں ہے؟؟ بیا خان نے بیٹے کو اپنے سینے کے ساتھ لگاتے اسے اپنی گود میں لٹاتی ہلکا ہلکا سا تھپکتے پوچھا، جس پہ درام خان کو پھر سے مردان خانے والا منظر یاد آیا۔ جب اس نے باپ کی ڈانٹ کا غصے اتارنے کی

KOH NOVELS - URDU

غرض سے اپنی شال پھینکی تھی، اس کے حلق میں آنسوؤں کا گولا اٹکا۔ اسکے باپ نے اسے اس طرح ڈانٹ کے درام خان کو بری طرح سے ہرٹ کیا تھا۔۔

بابا جان کے پاس ۔۔۔ درام خان مختصر سا جواب دیتے بیا خان کے سینے میں اپنا چہرہ چھپا گیا۔ بیا خان اسکی بھرائی آواز کو نوٹس کرتی ہنوز پریشان سی اسکے بالوں میں انگلیاں چلاتی وقفے وقفے سے اپنی مورے سے باتیں کرنے کے دوران اس کے بالوں کو چومتی۔۔۔

رایان خان جو درام خان کو لینے کی غرض سے زنان خانے میں داخل ہوا تھا، سامنے لڑکیوں کو ہلا گلا کرتے دیکھ کے اس نے ان پہ دوبارہ ایک بھی غلط نگاہ ڈالے بغیر لاؤنج والی سائیڈ پہ بیا خان کو تلاش کرنا چاہا۔ تاکہ اس سے درام کا پوچھ سکے لیکن وہ قدرے الگ جگہ پہ عورتوں کے پیچھے والی سائیڈ پہ بیٹھی ہوئی تھی۔ اسی لئے رایان خان اسے دیکھ نہیں پا رہا تھا۔ رایان خان کو زنان خانے میں دیکھتے ہی سب لڑکیوں نے اپنے دوپٹے ٹھیک کرتے پل ہوتے (awkwardمیں ڈانڈیاں زمین پہ پھینکی، جس پہ رایان خان نے اکورڈ پری وش کو اشارے سے بلایا۔ پری وش رایان خان کے پاس اسکی بات سننے کے لئے جانے ہی والی تھی، جب زرش خان اسے منع کرتی ہوئی خود رایان خان کے پاس آئی۔۔۔ سب لڑکیوں نے خوبصورت لمبے چوڑے سے رایان خان کو دیکھتے اپنی انگلیاں منہ میں دی۔ کچھ لوگوں کو پلوشہ خان کے نصیب پہ رشک محسوس ہوا تھا تو کچھ کو حسد۔۔۔

ہاں جی دولہا صاحب خیریت ؟؟ زرش خان رایان خان کے قریب جاتی آئیبرو اچکاتے ہوئے بولی۔۔

درام کہاں ہے؟؟۔۔۔ رایان خان زرش خان کو دیکھ کے منہ بناتے ہوئے پوچھ رہا تھا، وہ ابھی تک اسکی کل والی ناانصافی نہیں بھولا تھا۔۔

میرے کمرے میں۔۔۔ زرش خان کو اپنے لالہ پہ ترس آیا، جس کے ساتھ وہ کل ناانصافی کر چکی تھی۔ اسی لئے اس نے اسے درام کی بجائے پلوشہ خان کا

بتانا اپنا فرض سمجھا۔ جس پہ رایان خان اسے" ہونہہ" کہتا ہنوز منہ پھولانے اس کے کمرے میں جانے ہی والا کہ زرش خان نے اسے روکا۔۔

ہونہہ کیا؟؟ ایسے منہ نہ پھولائے میں نے کل آپ کی بیوی کوآپ سے ملاقات کا موقع دیا تھا، لیکن وہ خود ہی نہیں مانی۔۔ میرے لئے آپ اور ضرار لالہ ایک جیسے ہیں ۔۔ آئی سمجھ!! زرش خان اسکی طرف انگلی اٹھاتی نروٹھے پن سے بولی، جس پہ رایان خان ناچاہتے ہوئے بھی مسکرایا۔ زرش خان اسکے مسکرانے پہ لاڈ سے اسکے کندھے سے لگی۔۔۔

ہاں اب ہو جاو اپنے اس نمونے بھائی کی طرح فری۔۔۔ رایان خان اسکے بالوں پہ لب رکھتا اسے سلگاتا ہویا بولا۔(ان کی سرگوشیوں کی آواز مدھم تھی۔۔) اور ساتھ ہی اپنی دلہن کی تلاش میں یہاں وہاں نظریں گھمائی، لیکن وہ وہاں نہیں تھی۔۔ زرش خان اس کے لئے بالکل زرلاشتہ خان کی طرح تھی بس اس کے ساتھ تھوڑا بہت سلگانا ، چڑانا چلتا رہتا تھا۔ زرش خان کو اپنے لالہ کے ساتھ لاڈ کرتے دیکھ کے ڈارک گرے اور لائٹ پنک کے امتزاج کے زرک کے بھاری لہنگے میں ملبوس بھورے بالوں کو کھلا چھوڑ کے سر پہ ڈیسنٹ سا دوپٹا جمائے زرلاشتہ خان جلدی سے رایان خان کی طرف بڑھی۔۔ جو ابھی کچھ دیر پہلے ہی ہرا خان اور پلوشہ کے ساتھ ساؤنڈ پروف کمرے سے باہر آئی تھی۔۔

لالہ آپ بہت پیارے لگ رہے ہیں ماشاءاللہ!! زرلاشتہ خان رایان خان کے سینے سے لگتی پیار سے اپنے معصومیت بھرے لہجے میں بولی، جس پہ رایان خان نے کھل کے مسکراتے ہوئے اسکا شکریہ ادا کرتے اسکے ماتھے پہ اپنے لب رکھے۔۔ زنان خانے میں موجود سب لڑکیوں کو ان کے پیار پہ رشک آیا۔۔

رایان خان درام خان کو لے جانے کی غرض سے زرش خان کے کمرے کی طرف بڑھا۔۔ جس پہ سب لڑکیوں نے ہوٹنگ کی۔۔ رایان خان نے ان کی ہوٹنگ پہ نا سمجھی سے کندھے اچکاتے زرش خان کے کمرے کے ہینڈل پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ جبکہ زرش خان نے شرارت سے سب لڑکیوں کی طرف آنکھیں گھمائی۔۔

پلوشہ خان جو اپنے دوپٹے کی پنز کھلوانے کے لیے تھوڑا سا دروازہ کھولتی باہر زرش خان یا پری وش کو اپنی مدد کے لئے آواز دینے والی تھی، اپنے سامنے کھڑے رایان خان کو دیکھتے اس نے شرم و حیا سے ہلکی سی چیخ مارتے ہوئے دروازہ پھر سے بند کرنا چاہا۔ لیکن رایان خان جو اسے اپنے سامنے دیکھ کے مبہوت ہو چکا تھا، وہ سب کو فراموش کرتا تیزی سے دروازے پہ اپنی کہنی ٹکاتا اس میں اپنا پیر اڑھا چکا تھا۔ جس پہ پلوشہ خان نے جھینپتے ہوئے اپنے چہرے پہ دونوں ہاتھ رکھے---

ہائے یہ کتنے پیارے لگ رہے ہیں ساتھ۔ میری ساس کا بیٹا پتا نہیں کن کاموں میں مصروف ہے جو وہ مجھے ڈھونڈ ہی نہیں پا رہا--- انابیہ خان ان دونوں کی طرف پیار سے مسکرا کے دیکھتی ہوئی زرش خان کے کان میں بولی--

صبر کرو میں سوشل میڈیا پہ ایڈ دیتی ہوں کہ" انابیہ عاقب خان " کاہونے والا بندا جو اسکی تلاش میں بے حال ہو رہا ہے اور عنقریب اس پاگل ڈاکٹر کو ڈھونڈنے کے چکر میں خود بھی پاگل ہو جائے گا۔ وہ پہلی فرصت میں لال ہویلی والوں سے رابطہ کرے-- زرش خان قہقہ لگاتے ہوئے بولی، جس پہ انابیہ خان نے جھینپنے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے آس پاس کی لڑکیوں کو بھی ہنسایا۔
وہ ایسی ہی تھی ہنس مکھ۔ انابیہ خان اس وقت سبز رنگ کی بھاری سی پٹھانی فراک میں ملبوس پیروں میں گولڈن ہیل پہنے اپنی سرخ و سفید رنگت ، ہیزل گولڈن بڑی بڑی آنکھوں اور معصوم نقوش کے ساتھ بے حد خوبصورت لگ رہی تھی-- وہ شکل سے ہی معصوم سی پٹھانی معلوم ہوتی تھی، لیکن اندر سے وہ زرش خان کی کاپی تھی-- وہ بھی زرش خان کی طرح دراز قد تھی--
زرش خان کا نکاح بہت جلدی میں ہوا، جس کی وجہ سے وہ انابیہ خان کو انوائیٹ نہیں کر سکی۔ جس پہ انابیہ خان نے بھی کوئی خاص اعتراض نہیں کیا، کیونکہ وہ بھی اس وقت بیرون ملک میں اپنی جاب کا آخری ماہ پورا کر رہی تھی۔ پھر اسے بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے پاکستان سیٹل ہو جانا تھا۔

یا۔یان۔۔س۔سب۔۔دیکھ۔۔ر۔رہے۔۔ہیں۔۔۔ پلوشہ خان خود کو ٹکٹکی باندھ کے دیکھتے رایان خان کی طرف دیکھتی سرخ پڑتے ہوئے بولی۔ رایان خان کا پاؤں ہنوز دروازے میں تھا، جس کی وجہ سے وہ دروازہ چاہ کے بھی بند نہیں کر پا رہی تھی-- رایان خان نے بنا کسی لحاظ کے بے شرمی کے سارے

ریکارڈ توڑتے ہوئے پلوشہ خان کو کمرے میں ہلکا سا دھکا دیتے اپنے پیر کی ٹھوکر سے دروازہ بند کرتے باہر سب لڑکیوں کو مزید تیز ہوٹنگ کرنے پہ مجبور کیا۔ رایان خان زرش خان کے ہوٹنگ کرنے پہ جان چکا تھا، اس نے اسکے ساتھ کل کی گئی ناانصافی کا عدل کرتے ہوئے اسے پلوشہ خان کے پاس بیجھا ہے۔۔ ہوٹنگ کرنے والیوں میں زیادہ تر زرش خان اور اسکی دوستیں شامل تھیں، جو باہر سے اسپیشل پاکستان کی ٹکٹ کرواتے ہوئے اسکے انویٹیشن پہ آئی تھیں۔۔ زرمینہ خان نے بیٹے کی بے باکی پہ شدید شرمندگی اٹھائی۔۔۔

پلوشہ خان اور رایان خان نے لڑکیوں کی ہوٹنگ کی آواز اندر تک سنی تھی۔۔ جس پہ رایان خان نے اپنا نچلہ لب کاٹتے اپنی گول مٹول سی اپٹن سے رنگی بیوی کو بازو سے پکڑتے ہوئے اپنے قریب کھینچا۔ وہ لہراتی ہوئی اسکے چوڑے سینے سے ٹکرائی تھی۔۔

یایان۔۔۔باہر۔۔۔سب۔۔کیا۔۔۔ سوچیں۔۔۔گے۔۔۔ پلوشہ خان اسکی کالی ویسکوٹ کو سینے سے اپنی مٹھیوں میں دبوچتی روہانسی آواز میں بولی، لیکن رایان خان تو اسکی بات کو اگنور کیے اسکے نقش نقش کو اپنی آنکھوں کے راستے دل میں اتار رہا تھا۔ پھولوں کے زیور سے سجی اپنی وشہ کو دیکھتے اسکا دل سینے کی دیواریں پٹکتا ہوا باہر نکلنے کو بے تاب ہوا تھا۔ پلکوں نے جھپکنے سے انکار کیا تھا۔ اسکی روہانسی شکل دیکھتے رایان خان نے پیار سے اسکی ماتھا پٹی کو اپنے لبوں سے چھوتے اپنے سینے میں بھینچا تھا۔

تم اتنی ظالم کیوں ہو وشہ؟ تمہیں ترس نہیں آتا اپنے عاشق شوہر پہ؟؟ رایان خان نے ہمیشہ کی طرح والا ایک ہی شکوہ دہراتے اسکی کان کی لوں کو دانتوں میں دبایا۔ اسکے شکوے پہ اپنے حسن سے گلابیاں بکھیرتی پلوشہ شاہ نے شرمیلا سا مسکراتے ہوئے نظریں جھکائی، وہ سمجھ چکی تھی وہ اس سے کل ملاقات نہ کرنے کی وجہ سے شکوہ کررہا ہے۔۔

می۔۔میں۔۔نے۔۔کیا۔۔کیا۔۔ہے۔۔ہٹیں۔۔۔ مجھے۔۔یہ۔۔اپٹن۔۔۔صاف۔۔کرنا۔۔ہے۔۔ پلوشہ خان انجان بنتی اسکے چوڑے سینے سے چپکی ویسکوٹ پہ نظریں جمائے اپنے اپٹن کا رونا روتی بولی۔۔ جس پہ رایان خان کی نظریں اسکے اپٹن سے

KOH NOVELS URDU

بھرے گالوں اور بازوؤں پہ گئی-- بازوں کی آستینیں پوری نہیں تھی جنہیں لڑکوں کے آنے پہ دوپٹے سے اچھی طرح چھپانا تھا لیکن ابھی اپٹن لگانے کی وجہ سے نہیں چھپایا گیا تھا۔

بازوؤں کو کور کیوں نہیں کیا؟؟ رایان خان نے اسکے دودھیا بازوؤں پہ نظریں جمائے آئیبرو اچکاتے ہوئے استفسار کیا۔۔

وہ۔بعد۔میں۔۔کرنا۔۔تھا۔۔پری۔۔نے۔۔ بولا۔۔ابھی۔۔اپٹن۔۔لگانا۔۔ہے۔۔ پلوشہ خان جانتی تھی وہ اسکے بارے میں حد سے زیادہ پوزسیسوو ہے اسی لئے ڈرتے ہوئے آدھا ادھورا جواب دیا۔۔

پھر بھی تمہیں بازو کور کرنے چاہیے تھے، میں نہیں چاہتا تمہارے جسم کے کسی بھی حصے پہ میری نظروں کے سوا کسی لڑکی کی بھی نظریں جمے۔۔ رایان خان اسے پیچھے دیوار کے ساتھ لگاتا اسکے اپٹن سے بھرے گالوں پہ اپنے بییرڈ زدہ گال رگڑتا گھمبیر آواز میں بولتے پلوشہ خان کا دل دھڑکا چکا تھا، پلوشہ خان نے اسکی بات پہ نظریں جھکائے ہاں میں سر ہلاتے اسکی بات کی تائید کی۔۔

"اتنی پیاری څنګه چې، هر ورځ تاسو سره نوی عشق پیدا کړم، وشه ر یا خان؟ زمو خوبصورتی او اندازونو سره څنګه، چرته زما زړکونو ته ښکله ورته کو؟ که تاسو نیز د زما دل نن ویو، زه ستاسو ته هم نوی همدلی لروم، دا واقعی دی؟"

(اتنی پیاری کیوں ہو کہ مجھے ہر روز تم سے نئے سرے سے عشق ہو جاتا ہے وشہ رایان خان؟؟ اپنی اداؤں سے اپنی خوبصورتی سے کیوں میری دھڑکنوں کو سر پٹ دوڑاتی ہو؟ کیا تمہارا دل بھی مجھے دیکھ کے ایسے ہی دھڑکتا ہے جیسے ابھی میرا دل دھڑکتا ہوا پاگل ہو رہا ہے؟؟)

رایان خان اسکی گردن پہ اپنی بییرڈ رگڑتا گھمبیر آواز میں بولتے پلوشہ خان کو کانپنے پہ مجبور کر چکا تھا۔ وہ کتنا چالاک تھا محبت کا اظہار بھی اس طریقے سے کرتا تھا کہ پلوشہ خان بدلے میں اسکے محبت کے اظہار کا جواب دینے پہ مجبور ہو جاتی تھی۔ پلوشہ خان نے اسکی پیار بھری سرگوشیوں میں پوچھے گئے سوالات پہ جھینپتے ہوئے اسکے سینے میں اپنا چہرہ چھپاتے

KOH NOVELS URDU

اسے اپنی دھڑکنوں کی آواز سناتے ہوئے خاموشی سے جواب دیا۔ اپنے سینے پہ اسکی تیز تیز چلتی دھڑکنوں کو سنتے رایان خان روح تک سرشار ہوا تھا۔۔اسکے جواب دینے کے انداز پہ بے ساختہ اسکے ہونٹوں کو مسکراہٹ نے چھوا۔۔ آج اس کے نچلے ہونٹ کے تل کی چمک دیکھنے والوں کو مبہوت کر دینے والی تھی۔۔

زہ تاسو سرہ تلو تلو د څخہ دیدار وکړم، نه خوا زہ تاسو له دل کې تاسو دھڑکونو معلومات ولرم؟ یوازې یو لسانی سرہ موافقه کړئ یا خو خپله دھڑکونو وکړئ۔۔

(میں جب تک تمہارے دل میں دیکھوں گا نہیں مجھے تمہاری دھڑکنوں کا علم کیسے ہو گا؟ یا تو زبان سے اقرار کر لو یا پھرمجھے اپنی دھڑکنوں کو دیکھ۔۔) پلوشہ خان نے اسکے بے باک جملے کے مکمل ہونے سے پہلے ہی اسکے ہونٹوں پہ اپنا ہاتھ جمایا تھا۔ وہ شرم و حیا سے سر تا پاؤں سرخ پڑی۔۔۔

رایان خان نے اسکے گول مٹول روئی کی طرح نرم و نازک ہاتھوں کو اپنے لبوں سے لگاتے اسکے سرخ مہندی سے سجے ہاتھوں کو اپنے سامنے کیا۔۔۔ اسکے گول مٹول ہاتھوں پہ مہندی بے حد جچ رہی تھی۔۔ رایان خان نے اسکے ہاتھوں پہ انگلی پھیرتے ہوئے اسکی ہتھیلیوں پہ اپنا نام تلاشتے ہی ان پہ شدت اور عقیدت سے اپنے لب رکھے، جن پہ "یان کی وشہ" کی تحریر ایک گول سے دائرے کے اندر لکھی گئی تھی۔ پلوشہ خان سے بیوٹیشن نے جب اسکے شوہر کا نام پوچھا کہ وہ کیا لکھے تو پلوشہ خان نے رایان خان کی خواہش کے مطابق جھینپتے ہوئے اسے یہ تحریر لکھنے کا کہاں۔۔۔ (رایان خان ہمیشہ سے اس سے یہی خواہش کرتا تھا کہ وہ جب مہندی لگوائے تو اپنے ہاتھوں پہ یہ تحریر ضرور لکھوائے)۔۔۔ صرف میری وشہ ۔۔۔۔ رایان خان نے مسکرا کے بولتے ہوئے اسکے گال اور گردن کے درمیان میں اپنے ہاتھ جمائے۔۔۔ پلوشہ خان کی پلکیں لرزی تھیں۔۔ رایان خان نے جھکتے ہوئے اسکے لائٹ سی نیوڈ لپ اسٹک سے سجے بھرے بھرے کٹاؤ دار ہونٹوں کو اپنی شدت بھری گرفت میں لیا۔۔۔ اتنے دنوں بعد اسکے لبوں کا جام پیتے پیتے رایان خان کسی اور ہی جہان میں پہنچ چکا تھا۔ وہ اسکی گردن پہ بے باکی سے اپنا ہاتھ پھیرتا اسکے لبوں کو مزید شدت سے دبوچتا پلوشہ خان کو بھوکھلا کے رکھ چکا تھا۔ اسکے لمس کی شدت سے کانپتی پلوشہ خان نے اسکی ویسکوٹ پہ اپنی

گرفت مضبوط کی، جس پہ رایان خان نے مزید بے خود ہوتے اسکے نچلے لب کو شدت سے اپنے لبوں میں دباتے اسکے بالائی لب کو زور سے چومتے اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے زمین سے اٹھاتے مزید خود میں بینچھا تھا۔۔ پلوشہ خان نے کپکپاتے ہوئے اسکے کالر کو جھٹکا دیتے ہوش میں لانا چاہا، جو ہمیشہ کی طرح اسکے ہونٹوں سے لپٹ کے پیچھے ہٹنا بھول چکا تھا۔۔ رایان خان نے اسکے سر کے پیچھے اپنا مضبوط ہاتھ رکھتے اسکے چہرے کو مزید خود کے نزدیک کرتے اسکی ایک ایک سانس کو شدت سے پیا، بے بسی سے پلوشہ خان کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کے اسکے چہرے پہ گرے---- جس پہ رایان خان ہوش میں آتا اس کے ہونٹوں کو آزادی بخشتے اسکے آنسوؤں کو اپنے لبوں سے چن گیا۔۔ پلوشہ خان نے سسکی بھرتے اپنے ہونٹوں پہ ہاتھ رکھا، جس پہ اسے بری طرح سے جلن محسوس ہو رہی تھی۔۔

Sorry for this type of rough kiss everytime my betterhalf... I just forget to control over myself whenever I see your beautiful soft lips...

(ہمیشہ اس طرح کی رف کس کے لیے معافی چاہتا ہوں میری" شریکِ حیات "---- میں جب جب تمہارے نرم ہونٹوں کو دیکھتا ہوں خود پہ قابو پانا بھول جاتا ہوں----)

رایان خان اسکے سسکی بھرنے پہ اسکے ہونٹوں کو بے حد نرمی سے پیار بھری گھمبیر آواز میں بولا، جس پہ پلوشہ خان نے لرزتی پلکوں سے نظریں جھکائی---

کل مجھے اگنور کیوں کیا تھا؟؟ رایان خان اسکے سینے سے دوپٹا پیچھے کرتا اسکے گہرے گلے پہ اپنی ناک رگڑتے ہوئے شکوہ کرتے بولا---- پلوشہ خان نے اس اچانک افتاد پہ اپنی ڈارک براؤن آنکھوں کو پھیلاتے اس کے بازوؤں سے نیچے اترنے کی ناکام کوشش کرتے ہاتھ پاؤں چلائے--- اسکی مزاحمت پہ رایان خان نے اسے گھورتے ہوئے اسکے گلے پہ اپنے لب رکھتے اسے مزید شرم سے سرخ کیا---

KOH NOVELS - URDU

می--میں--نے---کب---اگنور--کیا---مجھے---باہر---جانا---ہے---سب---کیا---سوچیں--گے--
۔ پلوشہ خان اسکی جواب طلب آنکھوں میں دیکھتی روہانسی ہوتی اٹکتے ہوئے بولی---

کیا تو تھا مجھے دیکھ کے چھپتی پھر رہی تم--- رایان خان نے اسے ڈریسنگ مرر کی طرف لے جا کے اس پہ بٹھاتے اسکے دوپٹے کو پنوں سے آزاد کرتے اسکے ڈارک براؤن بالوں میں اپنا چہرہ چھپایا--- پلوشہ خان نے روہانسے ہوتے دل میں زرش خان کو برا بھلا بولا، جو رایان خان کو اس کے کمرے میں بھیجتی باہر اسے شرارتی نظروں سے دیکھتی ہوٹنگ کر رہی تھی--

یان---مجھے---اس---اپٹن---سے---بہت-- الجھن--- ہو--رہی---ہے--- پلوشہ خان اسکی ہاتھوں اور لبوں کی بے باک حرکتوں کو روکنے کی غرض سے اسکا کندھا ہلاتے بولی، جو اسکی گردن کے ساتھ کسی جونک کی طرح لپٹتا ہوا لو بائٹس بنانے میں مصروف تھا---

رایان خان نے اسکی پکار پہ اپنا چہرہ اسکی گردن سے نکالتے اپنی خمار آلود شہد رنگ آنکھوں سے اسکی طرف دیکھتے اسے اپنی گود میں اٹھاتے واشروم کی طرف قدم بڑھائے--- پلوشہ خان نے سٹپٹاتے ہوئے اسکی طرف دیکھا، جو اسے واشروم کی شلف پہ بٹھاتا نرمی سے اسکے بازوؤں اور گالوں سے اپٹن صاف کر رہا تھا-- یہ اپٹن تم نے مجھ سے نہیں لگوایا نا اسی لئے الجھن ہو رہی ہے--- رایان خان اسے لاجک دیتا ہوا اتراتے ہوئے بولا، جس پہ پلوشہ خان نے شرمیلا سا مسکراتے اسکی طرف دیکھا تھا--

رایان خان نے اسکے شرمیلے روپ کو آنکھوں کے راستے دل میں اتارتے شلف پہ اسکے دائیں بائیں ہاتھ ٹکائے-- اداس کیوں ہو؟؟ رایان خان جو کب سے اسکی شرم و حیا کے ساتھ ساتھ اسکی اداسی بھی محسوس کر رہا تھا، بالآخر اس نے اپنے دل کا سوال زبان پہ لاتے ہوئے پلوشہ خان کو آنکھیں پھیلانے پہ مجبور کیا---

میں--میں---تو---نہیں--- پلوشہ خان خان زور زور سے نفی میں سر ہلا کے بولتی نظریں جھکا چکی تھی تا کہ وہ اسکی آنکھیں نہ پڑھ لے--

بہانے نہیں --- تمہارے اداس ہونے کی وجہ پوچھ رہا ہوں؟؟ رایان خان پل میں سنجیدہ ہوتا اسکے چہرے کو تھوڑی سے اوپر اٹھاتا سخت لہجے میں بولا---

وہ---مجھے---مجھے---عالیان ---لالہ---کی---یاد---آ-رہی---ہے--- پلوشہ خان اسکے سنجیدہ ہونے پہ آنسو بہاتی بھرائی آواز میں بولتی رایان خان کو جلتے توے پہ بٹھا چکی تھی--

("یہ عالیان شاہ کہیں مجھے جہیز میں تو نہیں مل رہا؟؟") رایان خان نے جلے کٹے دل سے سوچتے غصے سے سر جھٹکا---

کیوں میری وشہ کو اتنے اچھے موقعے پہ اتنی گندی چیزیں کیوں یاد آ رہی ہیں؟؟ رایان خان اسکے آنسو اپنے لبوں سے چنتا لاڈ سے پوچھ رہا تھا۔ جس پہ پلوشہ خان نے منہ کھول کے اپنی ڈارک براؤن آنکھوں کو پھیلاتے ہوئے گھور کے دیکھا، جو اس کے سامنے اسکے لالہ کو گندی چیز سے تشبیہ دے چکا تھا۔۔ رایان خان نے اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے اپنے سرخ لبوں کو وا کرتے اسکے ہونٹوں کو اپنے لبوں میں دباتے بند کیا، جس پہ پلوشہ خان کانوں کی لوں تک سرخ پڑی تھی ---

اگر میں کہوں کے تمہارے عالیان لالہ (مجھے دیا گیا جہیز) اس وقت لال ہویلی میں موجود ہیں!! پھر؟؟ رایان خان اسکے لبوں کو نرمی سے کاٹ کے چھوڑتا، آئیبرو آچکا کے بولتا پلوشہ خان کو مزید حیران کر چکا تھا۔۔ سچی یان؟؟ پلوشہ خان کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد اپنی ڈارک براؤن میں چمک لئے ایک دم خوشی سے چہکتے ہوئے بولی---

مچی میری جان--- رایان خان اسکی آنکھوں میں پہلے والی چمک کو دیکھ کے سرشار ہوتا، اسکی بڑی بڑی آنکھوں پہ اپنے لب رکھتا بولا۔۔ پلوشہ خان نے خوشی کے آنسو بہاتے اسکی گردن میں اپنی بانہوں کا ہار پہنایا تھا۔۔ اگر ایسے کرو گی تو پھر مشکل ہو جائے گا تمہارا یہاں سے باہر جانا--- رایان خان اسکی شہہ رگ پہ اپنی ناک سہلاتا گھمبیر آواز میں بولتا پلوشہ خان کو پھر سے بھوکھلا چکا تھا۔۔ اسکے بھوکھلانے پہ رایان خان مسکراتے ہوئے ٹاول سے اسکے گیلے گال تھپتھپا کے صاف کرتا ہوا، اسے پھر سے اٹھاتے واشروم سے نکلتے ہوئے بیڈ کی طرف بڑھا--- پلوشہ خان نے نیچے اترنے کی

KOH NOVELS - URDU

کوشش کی، لیکن رایان خان اسے آنکھیں دکھاتا بیڈ پہ بٹھا چکا تھا۔۔ زرش خان کے کمرے میں یہاں وہاں نظریں دوڑاتے رایان خان نے اپٹن تلاش کرنا چاہا، جو اسے صوفے کے آگے پڑی ٹیبل پہ مل چکا تھا۔ رایان خان اپٹن کی چھوٹی سی پیالی پکڑتا پلوشہ خان کے بالکل قریب بیٹھا تھا۔

پلوشہ خان نے اسکے ہاتھوں میں اپٹن کی پیالی دیکھتے، نا سمجھی سے اسکی طرف دیکھا۔ لیکن رایان خان کی اگلی حرکت پہ اس نے اپنا سر پیٹا، جو اپنی انگلیوں کو اپٹن کی پیالی میں بھگوتا اسکے دونوں گالوں پہ اپنی تین تین انگلیاں لگاتے اپنے گال پھر سے اسکے گالوں پہ رگڑتا ہوا پلوشہ خان کے وجود میں سنسنی سی دوڑا چکا تھا۔

(اگر پھر سے یہ ہلدی لگانی تھی تو پہلے اتنے پیار سے دھلوانے کی ضرورت کیا تھی؟؟) پلوشہ خان نے روہانسے ہوتے سوچا۔۔ رایان خان نے صرف یہاں پہ بس نہیں کی بلکہ اس نے مزید اپٹن اپنی انگلیوں پہ لگاتے، اسکی گردن پہ ملتے وہاں پہ بھی اپنی بیرڈ رگڑی۔۔ پلوشہ خان کو لگا آج اسکی بے باکیوں کی وجہ سے اس روح پرواز کر جائے گی۔

رایان خان نے پلوشہ خان کے روئی سے گالوں پہ اپنی لگائی، اپٹن کو پیار سے دیکھتے اسے پیچھے تکیے پہ دھکا دیا۔۔ رایان خان نے اس پہ سایہ فگن ہوتے اسکی چھوٹی سی ناک کو اپنے دانتوں میں دباتے اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے تھوڑا سا اوپر اٹھایا۔۔ ابھی رایان خان مزید بے باکیوں پہ اترتا، جب رایان خان کی جیب میں پڑا اسکا فون تھرتھرایا۔۔ رایان خان نے پلوشہ خان کی کمر پہ گرفت ڈھیلی کرتے اپنی جیب ٹٹولتے فون نکالا۔ فون پہ ساحر خانزادہ کے نمبر سے آتی کال دیکھتے ساری خماری بھک سے اڑی، اسے ابھی یاد آیا کہ وہ زنان خانے میں درام خان کو لینے آیا تھا۔ جس کے بعد اس کی اور ضرار خان کی مہندی کی باقاعدہ رسم شروع ہونی تھی۔ رایان خان نے فون اسپیکر پہ لگاتے پلوشہ خان کی بے ترتیب ہوتی ماتھا پٹی کو ٹھیک کیا۔۔۔۔ تجھے میں نے درام کو لینے بیجھا تھا یا اس کی کشمالہ کو اس دنیا میں لانے کے لئے؟؟ فون سے گونجتی ساحر خان کی بے باک غصیلی آواز سنتے پلوشہ خان کے پورے جسم کا خان سمٹتا ہوا منہ پہ آیا، اس نے ساحر خان کی بے باک بات پہ منہ پہ ہاتھ رکھتے رایان خان کو دیکھا۔ جو لب کاٹتے جلدی سے فون اسپیکر

سے ہٹاتا کان کو لگاتے پلوشہ خان کے اوپر سے اٹھا۔ پلوشہ خان کو اپنے کانوں سے دھواں نکلتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔ قسم سے لالہ درام کو ہی لینے آیا تھا لیکن کشمالا کی مور۔۔ ابھی رایان خان لب کاٹتا ساحر خان کو مزید صفائی دیتا، جب پلوشہ خان شرم و حیا سے رو دینے کو ہوتی جلدی سے اٹھ کے بیٹھتی اسکے منہ پہ تیزی سے ہاتھ رکھتی نفی میں سر ہلا چکی تھی۔ جس پہ رایان خان نے اسکے ہاتھ کو چومتے ہوئے اپنا قہقہ ضبط کیا۔۔۔ لیکن کیا؟؟ کون سے مراقبے میں چلے گئے ہو؟؟ ساحر خان اسکی آدھی ادھوری بات سمجھتا اسکی خاموشی پہ تپتے ہوئے بولا۔۔۔

لیکن۔ لیکن مجھے درام ملا ہی نہیں میں اسے پھر سے ڈھونڈتا ہوں۔۔۔ رایان خان اپنی بیوی پہ رحم کھاتا مزید کسی بھی بے باک گفتگو سے پرہیز کرتا ساحر خان کا فون کاٹ چکا تھا۔ رایان خان نے سرخ گلابیاں بکھیرتی اپنی بیوی کے حسن سے بمشکل نظریں ہٹاتے اسکا دوپٹا تلاش کرتے اسکے سر پہ دیتے ہوئے اسکے سارے بازو کور کرتے اسکے ماتھے پہ شدت سے اپنے لب رکھے۔۔۔

اگر جو ابھی درام خان کو لے کے جانا ضروری نہ ہوتا تو قسم لے لو وشہ رایان خان آج تمہاری آزادی اتنی جلدی کبھی بھی ممکن نہ ہوتی۔۔۔ رایان خان اسکے کان میں گھمبیر سرگوشی کرتا اسکے کان کی لوں کو اپنے دانتوں میں دباکے چھوڑتا باہر کی جانب اپنے قدم بڑھا چکا تھا۔ اسکے جاتے ہی پلوشہ خان نے اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپایا۔۔ وہ خود تو دھڑلے سے اس سے ملاقات کر کے دھڑلے سے جا بھی چکا تھا۔ اب وہ کیسے سب لڑکیوں کی معنی خیز نظروں اور باتوں کو خود پہ برداشت کرے گی؟؟ یہ سوچ سوچ کے پلوشہ خان کی جان آدھی ہو رہی تھی۔ جبکہ دل میں وہ عالیان شاہ کی لال ہویلی میں موجودگی کا جانتی ہوئی اس سے ملنے کے لئے بے تاب ہوئی تھی۔

رایان خان کے کمرے سے باہر نکلتے ہی اسکی اپٹن سے رنگی بیرڈ دیکھتے سب لڑکیوں نے پھر سے شور مچایا، جس پہ وہ اپنی خفت مٹاتا اپنی گھنی بیرڈ مونچھوں پہ ہاتھ پھیرتا۔ سامنے بیٹھی شرارت سے مسکراتی بیا خان کی

طرف بڑھا، جس کے سینے سے لگا درام خان سونے کی بہت اچھی ایکٹنگ انجام دے رہا تھا۔ بیا خان اسے پہلے یہاں نہیں دیکھی تھی، شاید وہ ابھی زرش خان کی شرارت دیکھنے کے لئے انہی کے پاس آ کے بیٹھی تھی۔۔

ٹڈہ سو گیا ہے؟؟ رایان خان بیا خان کے سر پہ ہاتھ رکھتا مسکراتے ہوئے استفسار کر رہا تھا جس پہ اس نے

اپنے سینے میں مزید گھستے درام خان کو دیکھ کے کندھے اچکائے۔۔۔

پتا نہیں کیا ہوا ہے اسے!! بول رہا ہے نیند آئی ہے۔۔ بیا خان فکرمندی سے رایان خان کو جواب دیتے بولی۔۔۔

ٹڈے تجھے قسم ہے کشمالا کی ۔۔ اگر تو تو سونے کی ایکٹنگ کر رہا ہے تو پہلی فرصت میں آٹھ جا!! رایان خان اپنے شہد رنگ بالوں میں ہاتھ پھیرتا اسے ریلکس انداز میں کشمالا کی قسم دیتے اپنے سینے پہ ہاتھ باندھ چکا تھا۔ جس پہ درام خان نے واقعی پہلی فرصت میں بیا خان کے سینے سے اپنا چہرہ باہر نکالتا، اپنی گلابی ہوتی آنکھوں سے رایان خان کو دیکھا۔۔۔ آخر کو ہمارے چھوٹے سے پٹھان کو کشمالا کی قسم دے کے بلیک میل کیا گیا تھا وہ کیسے نہ اٹھتا؟؟ بیا خان نے اپنے بیٹے کی اتنی جلد بازی پہ منہ کھولتے اسے دیکھا، جو بظاہر کب سے سونے کی ایکٹنگ کر رہا تھا اور اپنی محبوبہ کے نام کی قسم سنتے ایک سیکنڈ میں اٹھ چکا تھا۔ رایان خان نے درام خان کے انداز پہ بمشکل اپنا قہقہ دبایا۔۔۔ چل آ جا میرے پیچھے پیچھے ۔۔ اگر تو نے نہیں آنا تو میری کشمالہ کی دی گئی قسم کی لاج رکھ لینا!! رایان خان اپنا قہقہ ضبط کرنے کے چکروں میں کھانستا ہوا لہجے کو بے حد سنجیدہ بناتے سرخ چہرے سے بولتا کندھے اچکاتے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا وہاں سے نکل چکا تھا۔ اور وہی پہ درام خان اپنی کشمالہ کی قسم کی لاج رکھتا ہوا پیر پٹکتے ہوئے اسکے پیچھے گیا۔۔۔ بیا خان تو اپنے بیٹے کے ون سائیڈڈ عشق پہ حیرانگی سے اپنے ساتھ بیٹھی زرش خان کو دیکھ رہی تھی۔ جو انابیہ خان کو درام خان کی ابھی تک پیدا نہ ہونے والی کشمالا کے ساتھ" ان سائیڈڈ لو سٹوری" سناتے ہنستے پاگل ہوتی ساتھ ساتھ انابیہ خان کو بھی لوٹ پوٹ کر رہی تھی۔۔

درام خان کے مردان خانے میں آنے پہ ساحر خان نے جلدی سے اسکی طرف بڑھتے نیچے گھنٹوں کے بل بیٹھتے اسے اپنے سینے میں بینچھا تھا۔

میرا شہزادہ!! اتنا غصہ کرتے ہیں؟؟ ساحر خان اسکے گال چومتے ہوئے لاڈ سے پوچھ رہا تھا، جس پہ اس نے اسے نروٹھے پن سے دیکھا تھا۔

میرا وعدہ ہے اپنے شہزادے سے جس دن اسکی کشمالہ اس دنیا میں آئے گی میں اسے اسی دن اسے گن چلانا سکھاؤں گا۔۔ ساحر خان جو درام خان کو کشمالا کے نام سے بہلا رہا تھا، وہ نہیں جانتا تھا رایان خان اسے ابھی اسی کی قسم دے کے یہاں پہ لایا ہے۔۔ رایان خان کا چہرہ قہقہ ضبط کرنے کے چکروں میں شدید سرخ ہو چکا تھا۔۔ جبکہ درام خان نے ساحر خان کی بات پہ فرمانبرداری سے ہاں میں سر ہلاتے اسکا ڈمپل والا گال چوما تھا۔۔ درام خان کی فرمانبرداری دیکھتے رایان خان سے اب وہاں کھڑے رہنا محال ہوا۔ وہ تیزی سے داور خان کی طرف بڑھتا اسکے گلے لگتا دیوانوں کی طرح ہنستے ہوئے اسے درام خان پہ بیتی ساری سٹوری سنا ر ہا تھا کہ کیسے وہ اسے زنان خانے میں لے کے آیا ہے اور کیسے ساحر خان نے اسے بہلایا ہے۔۔۔ جس پہ ضرار خان اور کب سے منہ بنائے داور خان کے تو جو قہقے چھوٹے۔۔۔ عالیان شاہ جو شاید ہی کبھی ہنستا ہو گا وہ بھی اپنے قہقے پہ قابو نہیں رکھ پایا تھا ۔۔ اسے بھی ابھی کچھ دیر پہلے سعد خان نے درام خان کی لو سٹوری سنائی، جسے عالیان شاہ نے حیرانگی سے اپنی ڈارک براؤن آنکھیں پھاڑتے ہوئے سنا تھا۔۔ عالیان شاہ کی ہنسی پہ سب نے مبہوت ہوتے اسے دیکھا تھا۔۔۔ وہ کالے لباس میں ہنستا ہوا اتنا پیارا لگ رہا تھا کہ زنان خانے کی کھڑکی سے زرش خان کے ساتھ جھانکتی ایک لڑکی اسکی ہنسی پہ اپنا آپ وار بیٹھی تھی۔۔ سب کو اپنی طرف مبہوت ہو کے تکتا پا کے عالیان شاہ نے اپنا نچلہ لب کاٹتے ہوئے اپنا قہقہ ضبط کیا، جبکہ رایان خان کی اپٹن سے رنگی گالیں اور اس پہ تضاد اسکا شکن زدہ لباس دیکھتے عالیان شاہ ایک منٹ میں بات کی تہہ تک پہنچتےسرخ پڑا تھا۔۔ دور بیٹھے سجاول خان نے رایان خان کی گالوں کو قہر برساتی نظروں سے دیکھا، البتہ وہ دونوں جان چکے تھے وہ ان کی گڑیا اور ڈول سے اچھی خاصی ملاقات کر کے آیا ہے۔۔۔ لڑکیوں مردان خانے

میں مہندی کی رسم شروع ہو گئی ہے آ جاؤ سب!! زرش خان نے سب کو بلند آواز میں زنان خانے والے اس کمرے میں بلایا، جہاں سے وہ سب مردان خانے کا ہر فنکشن دیکھتی تھیں۔۔

عشقِ ستم..... قسط 82(پارٹ ون)

رایان خان کے جانے کے بعد ہی سب لڑکیاں پلوشہ خان کو تنگ کرنے کی غرض سے زرش خان کے کمرے میں داخل ہوئی، جہاں پلوشہ خان اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپائے خود کو سب کی نظروں سے بچانے کی سعی کر رہی تھی۔۔

پلوشہ خان کے بے ترتیب حالت اور اس پہ تضاد اسکے گالوں اور گردن پہ لگے تازہ تازہ لگے اپٹن پہ سب نے اسے معنی حیز نظروں سے دیکھتے معنی خیزی سے جملے کسے۔۔۔ جس پہ زرمینہ خان نے کمرے میں آتے اپنی نئی نویلی بہو کو پیار سے سینے سے لگایا، جو روہانسی ہو رہی تھی۔۔ پلوشہ خان کا بے ترتیب سراپا دیکھتے انہوں نے سب لڑکیوں کو ڈپٹ کے چپ کروایا، جو پلوشہ خان کو مزید روہانسا ہونے پہ مجبور کر رہی تھیں۔ پلوشہ خان نے خفت سے سرخ پڑتے اپنا دوپٹا اور اپنی کندھے سے بے ترتیب کرتی کو درست کیا۔۔۔

زرش خان کی آواز سنتے سب لڑکیوں نے پلوشہ خان کو یہاں سے لے جاتے زنان خانے کے اس کمرے کا رخ کیا، جہاں پہ زرش خان اور انابیہ خان مردان خانے کے منظر دیکھنے میں مصروف تھیں۔۔۔۔

ساحر خان نے رایان خان کو گھورتے ہوئے اسکی گالوں پہ لگا اپٹن ٹشو سے صاف کرتے اسکی آنکھوں کے آگے لہرایا، جس پہ رایان خان نے خفت سے اپنا لب کاٹتے ہوئے اپنے شہد رنگ بالوں میں ہاتھ پھیرا۔ وہ واقعی ہی اپنے گالوں سے اپٹن صاف کرنا بھول چکا تھا۔ اس نے خود پہ جی بھر کے لعنت بھیجی، جو اپنی بیوی سے ملاقات کے ثبوت سرعام لئے پھر رہا تھا۔

KOH NOVELS - URDU

لالہ آپ نے میری سہاگن کے پیار کی نشانی مٹا کے اچھا نہیں کیا۔۔ رایان خان نے منہ بناتے جان بوجھ کے اسکے کان میں بے باک سرگوشی کرتے اسے سلگانا اپنا فرض سمجھا۔۔۔

اتنی پیاری اور معصوم سہاگن کے ایسے بے شرم سہاگ کا قتل مجھ پہ واجب ہے۔۔۔۔ ساحر خان بدلہ میں زور سے اسکی کمر میں مکا جھڑتے اسکے کان میں دبی دبی آواز میں غرایا، جس پہ رایان خان نے بمشکل اپنی مسکراہٹ ضبط کی۔۔۔

ضرار خان اور رایان خان کو پیلے اور سفید پھولوں سے سجے اسٹیج پہ مہندی کی رسم کرنے کے لئے بٹھایا گیا۔۔۔

سب سے پہلے بڑوں نے رسم کرتے ان کے سروں سے ڈھیروں نوٹ وارے۔۔۔

لالہ آپ کی مہندی کی رسم کیسے ہوئی تھی؟؟ ضرار خان نے سب کے ساتھ اسٹیج پہ خاموش کھڑے عالیان شاہ کو دیکھتے بیزاری سے پوچھا، جس پہ عالیان شاہ نے نا سمجھی سے آئیبرو اچکایا۔۔۔

ٹانگیں اوپر کر کے منہ نیچے کر کے۔۔ رایان خان ضرار خان کے بے تکے سوال پہ بیزاری سے بلند آواز میں بڑبڑایا، جس پہ سب نے اسے گھور کے دیکھا۔

لالہ" ڈونٹ سے" کہ آپ نے بنگلہ دیش میں چوری چھپے نکاح کیا تھا۔۔ ضرار خان نے رایان خان کو گھورنے کے بعد عالیان شاہ کو مراقبے میں جاتے دیکھ کے اپنے چہرے پہ حیران کن تاثرات لئے پوچھا۔۔ عالیان شاہ کے دماغ میں ایک جھماکا سا ہوا، اس نے بنگلہ دیش میں ان سب کو سی سی ٹی وی کیمرے دیکھنے سے منع کرنے کے لئے اپنی بیوی کے اور اپنے رومانٹک مومنٹس کا بہانہ بنایا تھا۔ عالیان شاہ نے ایک نظر اسٹیج پہ دوڑائی، اسٹیج پہ ہویلی کے لڑکوں کے علاوہ اس وقت کوئی بھی نہیں تھا۔ درام خان بھی اپنے باپ کو اگنور کرنے کی خاطر ابھی نیچے اپنے نانا جان کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔۔

چھپ چھپا کے کیوں؟ کسی کی بہن تھوڑی بھگائی تھی میں نے---اور میں نے تو مہندی کی نوبت ہی نہیں آنے دی تھی بلکہ نکاح کے فوراً بعد ہی سافٹ وئیر اپڈیٹ(software update) --- ابھی عالیان شاہ اپنے ہاتھ کو ہوائی جہاز کی طرح اڑاتا اپنا انتہائی بے باک جملہ مکمل کرتا، جب اسکی آدھی ادھوری بات سمجھتے ہوئے سب لڑکوں کا مشترکہ قہقہ مردان خانے کی زینت بنا۔ جن میں رایان خان اور سجاول خان کا بھی بے باک قہقہ شامل تھا۔ عالیان شاہ نے لب کاٹتے ہوئے اپنی گھنی گولڈش شیڈ بیرڈ پہ ہاتھ پھیرتے اپنی مسکراہٹ ضبط کی، اگر جو انہیں پتا چل جاتا کہ وہ ابھی بھی کنوارہ ہے تو یقیناً ان سب نے اسے نیچے زمین پہ پھینک کے پیٹنا تھا۔

پھر تو آپ کے پاس درام جیسے دو ہوں گے۔۔ سعد خان بھی کہاں پیچھے رہنے والا تھا، اس نے آئیبرو اچکاتے ہوئے بے باکی سے عالیان شاہ سے استفسار کیا---

دو کیوں؟؟ میں تو کب کی کرکٹ ٹیم بنا کے انہیں اسٹیڈیم میں کھیلنے کے لئے بھی بھیج چکا ہوں --- عالیان شاہ جل کے بے باکی سے بولا، اسکے جلے کٹے انداز پہ پھر سے سب کا مشترکہ قہقہ گونجا---

زنان خانے میں سب لڑکیوں نے انہیں حیرانگی سے ان سڑے، کھڑوس لڑکوں کو قہقہ لگاتے دیکھا۔ کیونکہ عالیان شاہ نے اپنی آواز اتنی رکھی تھی، جو اسٹیج سے دور نہ جا سکے۔۔ پلوشہ خان جو ابھی ابھی کمرے میں آئی، اپنے عالیان لالہ کو اتنے دن بعد دیکھتے اسکی آنکھیں بے ساختہ نم ہوئی۔ البتہ اسے سب کے ساتھ یوں دیکھتے ہوئے وہ خوش بھی بہت ہوئی تھی، خون کی کشش نے ایسا جوش مارا کہ اس کا بس نہیں تھا وہ ابھی جا کے اپنے لالہ کے سینے سے لگ جائے۔۔ جبکہ ہرا خان اپنے خوبصورت بندے کو دیکھتی اسکی کل کی حرکتیں اور بے باک جسارتیں یاد کرتی کانوں کی لوں تک سرخ پڑ رہی تھی۔

درام----- ہنستے ہنستے فارس خان کی اچانک نظر درام خان پہ گئی، جو حیدر خان کے پاس خاموشی سے بیٹھا ہوا ٹیبل پہ اپنی تین انگلیاں بجاتا خود کو بے حد مصروف ظاہر کر رہا تھا۔

KOI NOVELS URDU

جی چاچو جان--- فارس خان کی آواز پہ اس نے اسکی طرف رخ موڑتے سنجیدگی سے جواب دیا---

یہاں آؤ چاچو کی جان--- فارس خان نے اپنا بازو پھیلاتے اسے پیار سے اپنے پاس بلایا، جس پہ وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا ہوا اس تک آیا۔ داور خان نے لب کاٹتے ہوئے بیٹے کی اتنی سنجیدگی کو ملاخظہ کیا، اسے خود پہ غصہ آیا۔ جس نے اپنے بیٹے کو چھوٹی سی بات پہ بلاوجہ ڈانٹ دیا، کتنا خوش تھا وہ اس شادی پہ اور اب یوں اسکی اتری ہوئی شکل دیکھتے ہوئے داور خان کے دل کو کچھ ہوا--- گل بہار نے لب کاٹتے ہوئے فارس خان کی طرف دیکھا، جو جان بوجھ کے اپنا موبائل کمرے میں چھوڑ کے جا چکا تھا تاکہ گل بہار اسے بعد میں فون کر کے یہاں پہ بلا نا سکے۔۔

فارس خان نے درام خان کو اٹھاتے ہوئے ضرار خان اور رایان خان کی طرف قدم بڑھائے--- تا کہ ان کے ساتھ مہندی کی رسم کر سکیں۔۔

داور لالہ آپ یہاں ضرار کے پاس بیٹھیں ---- ساحر خان داور خان کو دیکھتے سنجیدگی سے بولا، جس پہ داور خان جا کے ضرار خان والی سائیڈ پہ بیٹھا۔

ان دونوں کے ہاتھ سے یہ مہندی والے پتے ہٹاوں---- ساحر خان سنجیدگی اور بیزاری کے ملے جلے تاثرات سے بولا، جس پہ فارس خان اور داور خان نے آئیبرو اچکاتے ہوئے اس کے کہے پہ عمل کرتے اسکی بات کا مقصد جاننا چاہا----

دس واز ٹو اولڈ فیشن(یہ بہت پرانا فیشن تھا) --- کچھ نیا ٹرائی کرو ۔۔ ایسا کرو دونوں سامنے سے مہندی اٹھاؤ اور ان دونوں کی رن مریدی کا لیول دیکھتے ایک کے ہاتھ پہ "رن مرید نمبر ایک" اور دوسرے کے ہاتھ پہ "رن مرید نمبر دو " لکھ دو۔۔ دس ول بی مچ بیٹر(یہ کافی اچھا ہو جائے گا) --- ساحر خان سنجیدگی سے اپنی چھوٹی بیرڈ پہ ہاتھ پھیرتے پر سوچ انداز میں بولا، اس کے بولنے کی دیر تھی کہ ضرار خان اور رایان خان کے علاؤہ سب کے قہقے گونجے۔ ساحر خان نے اپنی آواز بلند رکھی، جس پہ زنان خانے میں موجود سب لڑکیوں کے گلا پھار کے ہنسنے پہ ہرا خان اور پلوشہ خان بری طرح سے جھینپی۔ جبکہ زرلاشتہ خان نے اپنے منہ پہ ہاتھ رکھتے ہوئے اپنی آنکھیں

KOH NOVELS - URDU

پھیلائی تھیں"وہ کسی کو نہیں بخشا تھا" زرلاشتہ خان صرف سوچ کے رہ گئی۔ابھی فارس خان اور داور خان ، ساحر خان کی کہی گئی بات پہ عمل کرتے، جب ضرار خان اور رایان خان جلدی سے اپنے سرخ و سفید ہاتھوں کا بیڑا غرق کروانے سے پہلے ہی انہیں پیچھے کرتے گھور کے سب کو دیکھتے اسٹیج سے نیچے اتر چکے تھے--- ان کی نظروں کا مطلب صاف تھا کہ وہ اتنی اچھی مہندی کی رسم کروانے سے پہلے مرنا پسند کریں گے-- ان کے اسٹیج سے نیچے اترنے پہ پھر سے سب کے قہقے گونجے، جس میں درام خان کا قہقہ بھی شامل تھا --

درام--- داور خان نے خود سے کچھ فاصلے پہ فارس خان کی گود میں بیٹھے درام خان کو پکارا، یعنی اسے منانے کی چھوٹی سی کوشش کی۔ لیکن درام خان اسکی پکار کو اگنور کرتا ہوا عالیان شاہ کی طرف اپنے بازو پھیلا چکا تھا، جس نے پورے دل سے مسکراتے ہوئے اسے اپنے بازوؤں میں اٹھا کے چوما---

---

ہرا خان اور پلوشہ خان کو ہلکا پھلکا کھانا وغیرہ کھلوا کے پھر سے ان دونوں کو پھولوں والے جھولوں پہ بٹھا دیا گیا تھا، کیونکہ انہیں ابھی ہی خبر ملی تھی کہ ہویلی کے لڑکے زنان خانے کی طرف آنے والے ہیں۔ اب صرف ہویلیوں کی لڑکیاں کچھ کزنز اور زرش کی دوستیں ہی زنان خانے والی سائیڈ پہ رہ چکی تھیں۔ باقی قبیلے کی لڑکیاں اپنی اپنی ماؤں کے ساتھ اپنے گھروں میں روانہ ہو چکی تھیں، کیونکہ وقت کافی ہو چکا تھا۔ لڑکیوں کے اصرار پہ لڑکوں نے یہاں آنے کی حامی بھری تھی، نہیں تو پہلے وہ اتنی ساری لڑکیوں میں یہاں آتے ہوئے کافی جھجک محسوس کر رہے تھے-- ہرا خان اور پلوشہ خان کی تو بیٹھ بیٹھ کے کمر آکڑ چکی تھی لیکن ان کے بندے ابھی تک شاید مردان خانے میں اپنی اپنی موج مستیوں میں مگن انہیں بھول چکے تھے--

مردان خانے اور زنان خانے میں کھانا وغیرہ کھلوانے اور ہلا گلا کرنے کے بعد سب لڑکوں نے اپنے قدم زنان خانے کی طرف بڑھائے--- جہاں سب اپنی

اپنی بیویوں کے پاس جانے کے لئے بے تاب تھے۔ عالیان شاہ اپنی بہن سے ملنے کے لئے بے تاب تھا۔۔

زنان خانے میں داخل ہوتے ہی عالیان شاہ نے اپنی بہن کی تلاش میں یہاں وہاں نظریں دوڑائی۔۔۔ لاؤنج میں ایک نظر سب پہ دوڑاتے ہوئے عالیان شاہ کی تلاش ختم ہوئی، کیونکہ اس کی ڈول سامنے ہی پھولوں کے جھولے میں سج دھج کے دلہن بنی بیٹھی نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی۔۔ عالیان شاہ نے کسی سے بھی سلام کرنے سے پہلے بے تابی سے اپنے قدم پلوشہ خان کی طرف بڑھائے، جو لڑکوں کی آوازوں کو سنتی اپنی نظریں اٹھا چکی تھی اور اپنے سامنے عالیان شاہ کو دیکھتے اس کی آنکھوں سے آنسو بل بل گرے تھے۔۔ عالیان شاہ نے اسکے قریب آتے ہوئے اسے نرمی سے اپنے سینے سے لگاتے اسکے ماتھے پہ اپنے ہونٹ رکھے تھے۔۔

لالہ ۔۔۔میں۔۔۔نے۔۔۔آپ۔۔کو۔۔بہت۔۔یاد۔۔۔کیا۔۔۔ اسکے سینے سے لگی پلوشہ خان روتے ہوئے ہچکیوں سے بولی، اس نے واقعی ہی عالیان شاہ کو بہت یاد کیا تھا۔ بار بار اسکے نرمی سے "ڈول" بول کے پکارنے کے انداز اسکی آنکھوں کے پردے میں لہراتا اسے اداس ہونے پہ مجبور کرتا رہتا تھا۔۔

میں نے بھی اپنی پلوشے کو بہت یاد کیا۔۔ اور اب یہ گندے آنسو صاف کرے میری ڈول۔۔۔ عالیان شاہ اپنی ڈول کی بات پہ روح تک سرشار ہوتے اپنی آنکھوں کی نمی پہ قابو پاتا اسکے آنسوؤں کو پیار سے صاف کرتے بولا۔۔۔۔

ان دونوں بہن بھائیوں کی اس ایموشنل ملاقات پہ سب کی آنکھیں نم ہوئی۔۔۔ صدا کی نرم دل اور معصوم سی زرلاشتہ خان تو ہچکیوں سے روتی ہوئی اپنے چہرے پہ دونوں ہاتھ رکھ چکی تھی، جس پہ ساحر خان نے اسے دانت کچکچاتے ہوئے دیکھا۔ جو کسی بھی سچویشن میں اپنا فیورٹ کام یعنی "رونا دھونا" کبھی بھی مس نہیں کرتی تھی۔۔

بیوی کو اتنے آنسو بہاتے دیکھ کے رایان خان نے گہری سانس بھرتے مشکل سے اپنی نظروں کا زاویہ بدلا، وہ ابھی تک اس کے پاس جا کے کھڑا نہیں ہوا تھا۔ وہ چاہتا تھا وہ اپنے لالہ سے اچھی طرح سے مل کے اپنے اتنے دنوں کی اداسی کا غبار نکال لے۔۔ ضرار خان جو کب سے اپنی خانزادی کے حسن

کو دیکھتا مبہوت ہو چکا تھا، سعد خانزادہ کے ہوش دلانے پہ وہ دھڑکتے دل سے اپنی بیوی کے پاس آکے جھولے پہ بیٹھا۔ ہرا خان کو بھی سب کی طرح ایموشنل ہو کے روتے دیکھ کے اس نے اپنا ماتھا پیٹا تھا۔۔

شش۔۔۔ ضرار خان نے نامحسوس انداز میں اسکی کمر سہلاتے ہوئے اسکے کان کے پاس جھکتے ہوئے سرگوشی سے اسے چپ کروانے کی کوشش کی۔۔۔ ضرار خان کی مخصوص خوشبو اپنے اتنے قریب سے محسوس کرتے اور اس پہ تضاد اپنی کمر سہلاتے اسکے ہاتھ کی حرکت محسوس کرتے ہرا خان کے پورے وجود میں سنسنی سی دوڑی تھی ۔۔ وہ اس اچانک افتاد پہ رونا بھول چکی تھی۔۔ ایک نظر اپنے بے حد قریب بیٹھے ضرار خان کو دیکھتی وہ نظریں جھکا چکی تھی۔۔ ضرار خان نے اسکے نظریں جھکانے پہ اسکی کرتی کی زپ کے ساتھ چھڑ چھاڑ کی، جس پہ ہرا خان نے کانپتے ہوئے جھولے میں دھڑے کشن پہ اپنے ناخن گھاڑے۔۔۔

آپ کو قسم ہے میری ، جب تک میں آپ کو کمرے میں آکے فرصت سے نہیں دیکھوں گا آپ اپنے کپڑے نہیں اتاریں گی۔۔۔ ضرار خان اسکے کان میں گھمبیر آواز میں سرگوشی کرتا ہرا خان کو مشکل میں ڈال چکا تھا۔۔

ت۔تم۔۔پا۔پاگل۔۔ہو۔۔ ہرا خان اسکے قسم دینے پہ روہانسی ہوتی بولی۔۔۔

ہمم اپنی خانزادی کے عشق میں۔۔۔ ضرار خان پھر سے اسکے کان میں سرگوشی کرتا اسکی زپ سے اپنا ہاتھ ہٹا چکا تھا، کیونکہ وہ جانتا تھا وہ اس کے قسم دینے پہ اسکا انتظار ضرور کرے گی۔۔ اسی لئے وہ ابھی یہاں اسے مزید تنگ کر کے سب کے سامنے کنفیوز نہیں کرنا چاہتا تھا، جو اسکی اتنی سی جسارت پہ کانپ رہی تھی۔۔۔

پلوشہ خان اور ہرا خان دونوں کے چہروں پہ اس دفعہ زرلاشتہ خان اور گل بہار کی طرح گھونگھٹ نہیں دیا گیا، کیونکہ ایک توصرف ہویلی کے لڑکوں نے ہی یہاں آنا تھا اور دوسرا ان کے بے باک بندوں کے ہوتے ہوئے گھونگھٹ کی کوئی ضرورت پیش نہیں آنی تھی۔ ایک تو اپنی بیوی سے مل کے جا چکا تھا اور دوسرے نے بھی بیوی کا چہرہ دیکھنے کی خاطر یقیناً سب

کے سامنے بے شرمی سے گھونگھٹ پلٹ دینا تھا۔ یہ تمام الفاظ ورده خان اور زرمینہ خان کے تھے جو اپنے بیٹوں کو سب سے زیادہ جانتی تھیں۔

عالیان شاہ کے ساتھ لگ کے رو دھوکے اپنا غبار نکالنے کے بعد پلوشہ خان نے اس سے الگ ہوتے سجاول خان کی تلاش میں نظریں گھمائی، جو کچھ فاصلے پہ کھڑا عالیان شاہ کو اگنور کرنے کی غرض سے اپنی منکوحہ پہ نظریں جمائے ہوئے تھے جس کی ہیزل آنکھیں بھی باقی سب لڑکیوں کی طرح نم تھیں --

پلوشہ خان نے سجاول خان کی طرف قدم بڑھاتے اسکے سینے پہ بھی اپنا سر رکھا، وہ اپنے بچھڑے بھائی کے ملنے پہ اپنے اتنے پیار کرنے والے لالہ کو بھلا کیسے بھول سکتی تھی؟ جو ہر قدم پہ اس کے ساتھ ہوتا تھا!! سجاول خان نے پلوشہ خان کی طرف مسکرا کے دیکھتے اسکے ماتھے کو چومتے اسے ڈھیروں دعائیں دی----

بس کرو--- کہاں سے لا رہی ہو اتنے آنسو--- رایان خان بالآخر آگے بڑھتا سجاول خان کے ساتھ لگی روتی ہوئی پلوشہ کو الگ کر تا پیار سے ڈپٹتے ہوئے بولا، جس پہ پلوشہ خان نے جھینپتے ہوئے نظریں جھکائی تھیں۔ رایان خان سجاول خان کی گھوریوں کو نظرانداز کرتا، پلوشہ خان کو بازو سے پکڑ کے جھولے پہ بٹھاتا خود اسکے ساتھ بیٹھا اب آہستہ آواز میں اسے آنسو صاف کرنے کی دھمکیاں لگا رہا تھا۔

عالیان شاہ نے اس پاس سب لڑکیوں پہ ایک نظر دوڑاتے انہیں بھائیوں والا مان بخشتے ان کے سروں پہ ہاتھ رکھے--- ابھی وہ زرش خان کے سر پہ ہاتھ رکھتا انابیہ خان کے سر پہ ہاتھ رکھنے ہی والا تھا، جب وہ جلدی سے اپنا سر پیچھے کرتی زرش خان کے پیچھے چھپی تھی۔ عالیان شاہ نے اسکی حرکت پہ نا سمجھی سے اس کی طرف دیکھا، انابیہ خان تو اس کے خود کو ایک نظر دیکھنے پہ ہی سرخ پڑچکی تھی--

وہ--میں---اپنے--سگے---لالہ---کے--- علاوہ---کسی--کو---اپنا--بھائی---نہیں--- بناتی-- بھئی آج کل زمانہ ہی کہاں ہے بھائی بنانے کا--- انابیہ خان ، عالیان شاہ کی نا سمجھ تاثرات پڑتی اسے پہلے معصومیت سے اپنی گولڈن آنکھوں کو ٹپٹپا کے

جب کے آخر میں تیزی سے ہاتھ ہلا کے جواب دے رہی تھی۔۔ عالیان شاہ نے اس کے بے تکے لاجک پہ کندھے اچکاتے ہوئے پری وش کے سر پہ ہاتھ رکھتے باقی سب کی ماؤں کے پاس قدم بڑھائے۔۔۔

یہ کیا حرکت تھی تیری کمینی؟؟ عالیان شاہ کے یہاں سے ذرا دور جانے پہ زرش خان اپنے پیچھے چھپی انابیہ خان کے کان میں دانت کچکچاتے ہوئے اسکی کچھ دیر پہلے والی حرکت کے بارے میں استفسار کرنا چاہ رہی تھی۔ جس پہ انابیہ خان نے شرمانے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے اپنے چہرے کو دونوں ہاتھوں میں چھپایا۔۔۔

اب میں اپنی ساس و ماں کے بیٹے سے پیار لیتی اچھی تھوڑی نا لگتی۔۔!! انابیہ خان شرماتے ہوئے بولی، جس پہ زرش خان نے منہ پہ ہاتھ رکھتے ہوئے اسے دیکھا۔۔

کمینی ہے تو پوری!! اب یہ کیا سین ہے؟؟ زرش خان ہنوز منہ کے آگے ہاتھ رکھتی اسکے کان میں سرگوشی کرتی ہوئی بولی۔۔۔

فرسٹ سائٹ لو (پہلی نظر کا پیار) انابیہ خان کچھ دیر پہلے کھڑکی سے دیکھی گئی۔۔ اسکی ہنسی کو یاد کرتی جوابا اسکے کان میں اہستگی سے بولی، جس پہ زرش خان کی نظریں بے ساختہ سجاول خان پہ اٹھی۔۔۔ اسے بھی تو پہلی نظر کا عشق ہوا تھا!! لیکن اس عشق نے اسے کتنا رلایا تھا، کاش وہ انابیہ خان کو بتا سکتی اور وہ پہلی نظر میں پیار کرنے کی حماقت کبھی نہ کرتی۔۔۔ کہیں عالیان لالہ بھی اسے ریجکٹ نہ کر دیں جیسے سجاول خان نے مجھے کیا تھا۔۔ نہیں اللہ جی پلیز میری دوست کا دل نہیں توڑئیے گا۔۔ زرش خان اپنی دوست کے لئے شدید پریشان ہوئی۔۔ اس نے ایک نظر پھر سے انابیہ خان پہ ڈالی، جو دیوانی بنی عالیان شاہ کو پھر سے اپنی نظروں کے حصار میں لئے ہوئے تھی۔۔عالیان شاہ کے لئے اتنے بڑے خاندان کو ملنا آسان نہیں تھا، وہ جو کبھی کسی بڑی سے بڑی پارٹی کے ساتھ میٹنگ کرتے پریشان نہیں ہوتا تھا۔ یہاں پہ سب کو ملتے ہوئے اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ کس سے مل چکا ہے اور کس سے سلام کرنا باقی ہے۔۔ کیونکہ کزنز ہونے کی وجہ سے سب

کے نقوش ملتے جلتے تھے۔ ساحر خان ، فارس خان اور داور خان نے عالیان شاہ کی پریشانی نوٹس کرتے ہوئے اپنی ہنسی دبائی۔۔۔

بس بس شاہ !! مل لیا سب سے۔۔۔ اب آ جاؤ یہاں۔۔۔ داور خان نے اسکی پریشانی دور کرتے اسے اپنے پاس بلایا، جس پہ وہ گہری سانس بھرتا اسکے پاس آ کے کھڑا ہوا۔۔(ایسے کرتے وہ کافی کیوٹ لگا تھا۔ انابیہ خان نے دل میں سوچتے ہوئے زیرلب"شاہ" دہرایا۔)

فارس خان جو کب سے اپنی پشاوری چپل زمین پہ کھروچتا گل بہار اگنور کر رہا تھا، لاکھ چاہنے کے باوجود بھی اپنی بیوی کی خود پہ ٹکٹکی باندھی نظروں کو اگنور نہیں کر پایا۔ بالآخر اس نے سر اٹھاتے ہوئے اسکی طرف دیکھا، جو اسکے دیکھنے پہ ہی اپنی نیلی آنکھوں میں ہمیشہ کی طرح جھوٹے آنسو لا چکی تھی۔ جس پہ فارس خان نے اسے سپاٹ نظروں سے دیکھا۔۔ ابھی وہ اس سے نظریں پھیرتا جب گل بہار اسے آنکھوں سے کمرے میں آنے کا اشارہ کرتی خود اوپر اپنے کمرے کی طرف بڑھی تھی۔ کیونکہ تمام لڑکیاں تقریباً رسم کر چکی تھیں، صرف زرش خان ہی تھی۔ جس نے نیگ مانگنے کا رولا ڈالا ہوا تھا اور ان کو دیکھا دیکھی پھر ہماری زرلاشتہ خان کیوں پیچھے رہتی وہ بھی اپنے معصومیت بھرے لہجے میں اپنے لالہ کے آگے ہاتھ کرتی نیگ مانگ رہی تھی۔ جس پہ رایان خان اور ضرار خان نے اپنی بہنوں کے ہاتھ عقیدت سے چومتے ہوئے ان کے ہاتھوں پہ بلینک چیک رکھے۔۔ جس پہ زرش خان نے تو وہ ہلا مچایا تھا کہ الامان!! جبکہ زرلاشتہ خان نے معصومیت سے رایان خان کو دیکھا۔۔

لالہ !! خان مجھے بنک میں نہیں لے کے جائیں گے، ایسا کریں مجھے کھلے پیسے دے دیں۔۔۔ زرلاشتہ خان چیک کو دیکھ کے روہانسی ہوتی رایان خان کا منہ دیکھتے ہوئے بولی، جس پہ سب کا چھت پھاڑ قہقہ گونجا۔ ساحر خان نے اپنی بیوی کی بات پہ اپنا ماتھا پیٹتے ہوئے اسکی طرف قدم بڑھائے، جو اچھا خاصا بلینک چیک واپس کرتی اس سے کھلے پیسے مانگ رہی تھی۔۔

یہاں پکڑاو یہ مجھے۔۔ اور یہ لو مجھ سے لے لو کھلے پیسے۔۔ ساحر خان نے اسکے ہاتھ سے چیک جھپٹتے ہوئے کنجوسی سے اسکے ہاتھ میں" سو"

KOH NOVELS - URDU

کے دو نوٹ پکڑائے، جس پہ رایان خان نے منہ کھولتے ہوئے اسے دیکھا۔ جو اسکے سامنے اسکی بہن کے ہاتھ سے اسکا دیا گیا بلینک چیک کے کے اسے دو سو روپیہ پکڑا چکا تھا، جس میں اس کی ایک چاکلیٹ بھی مشکل سے آنی تھی--

اگر تو تو نے یہ بلینک چیک صرف شوخیاں مارنے کے لئے دیا ہے تو، بس پھر اپنا یہ والا اکاؤنٹ تو بھول جا۔۔۔ کیونکہ میں اس میں صبح تک ایک پائی بھی رہنے نہیں دوں گا۔۔۔ ساحر خان رایان خان کے کان میں جھک کے بولتا، اسے آنکھ ونک کرچکا تھا۔ جس پہ رایان خان نے اپنی شہد رنگ آنکھیں پھیلاتے اپنے اتنے امیر کبیر لالہ کی طرف دیکھا، جو اس وقت دنیا کا کنجوس انسان بنا ہوا تھا۔۔ زرلاشتہ خان کا حال بھی رایان خان سے کم نہیں تھا، وہ اپنی ہری آنکھوں کو پھیلاتی کبھی اپنے ہاتھ میں واحد سو کے دو نوٹوں کو دیکھتی تو کبھی اپنے کنجوس خان کو جو اسکا بلینک چیک سکون سے اپنی سفید قمیض کی جیب میں ڈالتا اب اپنے بھورے بالوں میں ہاتھ پھیر رہا تھا۔

فارس خان گل بہار کے کمرے میں آنے کا اشارہ اگنور کرتا، عالیان شاہ کے ساتھ باتوں میں مصروف ہو چکا تھا لیکن اس کا دھیان نا چاہتے ہوئے گل بہار میں لگا ہوا تھا جسے عالیان شاہ بھی محسوس کر چکا تھا ۔۔ ان سب کی اپنی اپنی بیویوں پہ نظریں دیکھتے ہوئے وہ اتنا تو سمجھ چکا تھا کہ کون سی والی کس کی ہے--

چلے جاؤ ، رات میں کمرے میں گھسنے نہیں دے گی۔۔ پھر کرتے رہنا باہر دیواروں کے ساتھ رومینس ۔۔۔ عالیان شاہ جو گل بہار کے تاثرات ایک نظر میں ہی نوٹ کر چکا تھا، اب فارس خان کو اسے اگنور کرنے کی ناکام کوشش کرتے دیکھ کے اپنی مسکراہٹ ضبط کرتا سنجیدگی سے بولا۔ جس پہ پاس کھڑے داور خان کا دلکش قہقہ بلند ہوا، گویا وہ دونوں میاں بیوی میں ناراضگی جان چکے تھے--

تمہیں بڑا پتا ہے، لگتا ہے تمہاری ہر رات باہر دیواروں کے ساتھ رومینس کر کے ہی گزرتی ہے۔۔ فارس خان اسے گھوری سے نوازتا ہوا جلے کٹے انداز میں بولتا اوپر اپنے کمرے میں جانے کی غرض سے سیڑھیوں کی طرف

بڑھا۔۔ جس پہ عالیان شاہ نے اپنے گولڈن بالوں میں ہاتھ پھیرتے اپنی مسکراہٹ ضبط کی۔۔(سوائے داور خان کے کوئی لڑکا نہیں جانتا تھا کہ وہ "غیر شادی شدہ "ہے۔۔)

فارس خان نے اپنے کمرے میں داخل ہوتے ہی یہاں وہاں نظریں دوڑائی۔ کمرہ پھر سے خالی تھا، وہ اسے اوپر بلا کے خود پھر سے ناجانے کہاں غائب ہو چکی تھی۔ فارس خان نے صوفے کی طرف اپنے قدم بڑھائے۔۔۔ وہ جھکتا ہوا ٹیبل سے اپنا فون اٹھاتا پھر سے جانے ہی والا تھا، جب گل بہار نے اپنی ساری شرم کچھ دیر کے لئے پرے رکھتے ڈریسنگ روم سے باہر نکلتے تیزی سے اسکی طرف قدم بڑھاتے اسکی پشت پہ اپنا سر رکھتے اسکی کمر اور پیٹ کے گرد اپنا حصار باندھا۔۔۔ اپنے پیٹ پہ بندھے اسکے ہاتھ دیکھتے ہوئے فارس خان کا دل دھڑکا تھا، لیکن اسکی لاپرواہی یاد کرتے ہوئے اس نے غصے سے اسکے ہاتھ اپنے پیٹ سے پیچھے کرنے چاہے۔ جب گل بہار اسکی پشت پہ قمیض کے اوپر سے ہی دانت گھاڑتی اس کے گرد اپنا حصار تنگ کر چکی تھی۔۔ اسکی اداؤں پہ فارس خان کا دل سینے کی دیواروں کو پٹکتا ہوا پاگل ہوا تھا۔۔

کیا تکلیف پیش آ رہی ہے؟؟ دور ہٹو مجھے نیچے جانا ہے۔۔ فارس خان اپنے لہجے کو سخت بنانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے بولا تھا لیکن اب کی بار اسکے ہاتھ اپنے گرد سے ہٹانے کی کوشش نہیں کی تھی۔۔

آ پ کو کیا تکلیف ہے آپ دور" ہٹ کے دیکھائیں" میں تو اپنے ناراض شوہر کو منا رہی ہوں۔۔۔ گل بہار نے منہ بنا کے جواب میں "ہٹ کے دکھائیں" بولتے ہوئے اسے تقریباً دھمکی دی کہ وہ اس سے دور ہو کے تو دیکھائے پھر وہ بھی بدلے میں اسے منہ نہیں لگائے گی۔۔ جس پہ فارس خان نے آئیبرو اچکایا۔۔۔۔

بس منا لیا چلو اب ہٹو۔۔۔۔ فارس خان دو منٹ کی خاموشی کے بعد پھر سے بولا، جس پہ گل بہار نے پورے استحقاق سے اسکی قمیض کے بٹن کھولتے اسکے سفید چٹانی سینے پہ اپنے دانت گھاڑتے فارس خان کو دھڑکنوں کو مزید منتشر کیا۔۔۔ گل بہار نے اسکے سینے پہ اپنے دئیے گئے نشان پہ انگلی پھیرتے

اسکے پیروں پہ اپنے پیر رکھتے ہوئے معصوم سی شکل بناتے ، نیلی آنکھوں میں پھر سے جھوٹے آنسو لاتے اسکی گردن میں اپنے بازوؤں کا ہار پہنایا۔۔۔

فارس خان کی نظریں بے ساختہ اسکے چاند سے چہرے سے ہوتی اسکے سراپے میں الجھی، جس سے وہ پہلے تھوک نگلتے ہوئے نظریں چرا رہا تھا۔۔ وہ اس وقت ریڈ نیٹ کی نائیٹی میں ملبوس لبوں پہ بلڈ ریڈ لپ اسٹک لگائے اپنے لوز کرلز بالوں کو ہنوز کھلا چھوڑے ہوئے تھی ۔۔ فارس خان کا اس کے سراپے سے نظریں ہٹانا محال ہوا تھا، وہ اسے منانے کی پوری تیاری کئے ہوئے تھی۔۔ کیا چاہتی ہو تمہارے مہمانوں کی پروا کئے بغیر تمہیں بیڈ پہ لے جاؤں؟؟ فارس خان اسکی کمر کو اپنے دونوں ہاتھوں سے سختی سے اپنی گرفت میں لیتا گھمبیر آواز میں بے باکی سے بولتے اس پہ پھر سے مہمانوں والا گہرا طنز کر چکا تھا۔۔ اسکی بے باک بات پہ گل بہار کی پلکیں لرزی تھیں، اس نے سرخ پڑتے اسکی گردن میں اپنا چہرہ چھپایا۔۔۔

مہمانوں کی وجہ سےکمرے سے نہیں گئی تھی۔۔ زرش کے کہنے پہ اسکی تیار ہونے میں مدد کروانے گئی تھی۔۔ گل بہار نے اپنا چہرہ اسکی گردن سے باہر نکالتے اپنے نچلے ہونٹ کو لٹکاتے اسے لاڈ سے بتایا۔۔۔ جس پہ فارس خان کی نظروں کا مرکز پھر سے اسکے کٹاؤ دار یاقوتی ہونٹ بنے۔۔۔ فارس خان چاہ کے بھی اسے اگنور نہیں کر پا رہا تھا ۔ اس نے جھکتے ہوئے اسکی تیکھی ناک پہ زور سے کاٹا، جس پہ وہ اسکے حصار میں بلبلاتے ہوئے چیخی۔۔۔ فارس خان نے اچانک سے مزید نیچے جھکتے اسکے ہونٹوں کو اپنی شدت بھری گرفت میں لیتے اسکی چیخ کا گلا گھونٹا۔۔۔ گل بہار نے اس اچانک افتاد پہ اسکی سفید قمیض کے کالر کو اپنی مٹھیوں میں دبوچا۔۔۔ فارس خان جنونیت سے اسکے لبوں کو اپنے لبوں میں دباتا اسکی ایک سانس کو خود میں انڈھیل رہا تھا۔۔ گل بہار نے اسکے بالوں میں اپنی انگلیاں پھنساتے دھیرے دھیرے سے اسکا ساتھ دیتے ہوئے اسکی شدت میں کمی لانے کی کوشش کی لیکن فارس خان تو اسکی پیش قدمی پہ مزید بے خود اسے کمر سے پکڑ کے اوپر اٹھاتا اسکے لبوں کو مزید شدت سے اپنے لبوں میں جھکڑتا اسے لئے بیڈ کی طرف بڑھا۔۔ اس کے لبوں پہ اپنی ذرا سی گرفت ڈھیلی کرتا فارس خان اسے بیڈ پہ گراتا خود بھی اسکے اوپر سایہ فگن ہوا۔۔۔ اسکی ڈھیلی گرفت پہ گل

KOH NOVELS - URDU

بہار نے اپنے ہونٹ آزاد کروانے چاہے، لیکن فارس خان اسکی کوشش کو ناکام بناتا ہوا پھر سے اسکی سانسوں کو پینا شروع کر چکا تھا۔ بالآخر فارس خان اسکے کانپتے وجود پہ رحم کرتا اسکے ہونٹوں کو آزادی بخشتا پھر سے اسکے سراپے میں اپنی نظریں الجھا چکا تھا۔ گل بہار نے اسکی بے باک نظریں اپنے بدن پہ محسوس کرتے اپنا رخ موڑنا چاہا، لیکن فارس خان اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کے اسے تھوڑا سا اوپر اٹھاتا اسکے کندھے پہ بنی پتلی سی باریک سٹریپ میں اپنی انگلی الجھاتا اسکے ساتھ چھیڑ چھاڑ شروع کر چکا تھا۔ اسکے ہاتھوں کی بے باک حرکتوں پہ گل بہار کانوں کی لوں تک سرخ پڑ رہی تھی لیکن کیا کرتی اسے منانا بھی تو ضروری تھا نا جو کب سے ناراض ناراض سا تھا ۔۔

لہنگا کیوں اتار دیا؟؟ فارس خان اسکی سٹریپ کندھے سے کھسکاتا گھمبیر آواز میں استفسار کر رہا تھا، جس پہ گل بہار نے اس دفعہ اپنی نیلی آنکھوں میں سچے آنسو لیتے اسکی طرف دیکھا تھا۔

کیا فائدہ ہوا پہننے کا۔ تمہیں ان گوریوں (زرش خان کی بیرونی ملک سے آئی دوستیں) کو دیکھنے سے فرصت ملتی تو تم مجھے دیکھتے نا۔۔۔ گل بہار اسے شکوہ کناں نظروں سے دیکھتی سوں سوں کرتی بولی، گویا اس پہ جانتے بوجھتے جھوٹا الزام لگا رہی تھی۔ جس پہ فارس خان نے اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے اسکے دودھیا سفید بازوؤں پہ اپنی انگلیوں سے ڈیزائن بناتے اسکی طرف دیکھا۔۔۔ قسم لے لو جو میں نے اپنی بہار بے بی کے علاؤہ کسی اور کو نظر بھر کے دیکھا بھی ہو تو ابھی اندھا ہو جاؤں ۔۔۔ فارس خان اسکی نیلی آنکھوں کو چومتا ہمیشہ کی طرح اپنی شہہ رنگ کو دو انگلیوں سے پکڑتا قسم کھاتے ہوئے بولا۔۔۔ گل بہار کو وہ ایسے قسم کھاتا ہوا بڑا پیارا لگتا تھا۔ گل بہار نے اسکی گردن میں اپنی بانہوں کو ہار ڈال کے اسے خود پہ جھکاتے ہوئے اسکی شہہ رگ پہ اپنے نرم گرم لب رکھے، جس پہ فارس خان کے گلے میں گلٹی بھر کے معدوم ہوئی۔ وہ ایسی ہی تھی اپنا پیار ظاہر کر دینے والی۔۔

کیوں ایسی ادائیں دکھاتے ہوئے خود کے لئے مشکلات کھڑی کر رہی ہو بہار بے بی؟؟ فارس خان اسکے کان کی لوں کو دانتوں میں دباتا گھمبیر سرگوشی میں بولا، جس پہ گل بہار نے جھینپتے ہوئے نظریں جھکائی۔۔۔

KOH NOVELS - URDU

فارس خان نے ریموٹ سے کمرے کی لائٹس آف کرتے ہوئے گل بہار کی نائیٹی کی ڈوریوں میں ہاتھ الجھاتے اسے ایک جھٹکے میں اس کے تن سے الگ کیا۔۔ مجھے۔۔۔سردی۔۔۔لگ۔۔۔رہی۔۔۔ہے۔۔۔ گل بہار اسکے حصار میں کانپتی ہوئی بولی، جس پہ فارس خان نے اسکے کان میں بے باک سرگوشی کرکے اسے سر تا پاؤ سرخ کرتاخود پہ اور اس پہ کمبل دیتے اسکے لبوں کو اپنی نرم گرفت میں لیتا اسکے پیٹ پہ بے باکی سے اپنا ہاتھ پھیرا۔۔ اور پھر فارس خان کچھ ہی منٹوں پہ گل بہار پہ ہاوی ہو چکا تھا۔۔ اب گزرتی رات کے ساتھ ساتھ فارس خان کی شدتوں میں بھی اضافہ ہونا تھا، جنہیں گل بہار نے سسکیاں بھرتے اور اسکے سینے میں پناہ لیتے ہوئے جھیلنا تھا۔۔

عشقِ ستم..... قسط 82 (پارٹ 2)

زرمینہ خان اور وردہ خان کے کہنے پہ شادی تک سب نے لال ہویلی میں ہی رہنے کی حامی بھری۔۔۔ کیونکہ دو ہی تو فنکشن رہ گئے تھے، جس پہ سب لڑکیوں نے مل بیٹھ کے اپنے کتنے ہی شوق پورے کرنے تھے۔۔ زرش خان تو سب کے یہاں رہنے پہ بے تحاشا خوش تھی، جس پہ اس نے سب کے ساتھ مل کے رات دیر تک اپنے کمرے میں ڈانس اور ڈھولکی وغیرہ رکھنے کا پلین بنایا۔۔۔ انابیہ خان اور زرش خان کی دوستیں چونکہ دور سے آئی تھیں تو ان سب نے بھی شادی تک لال ہویلی میں ہی قیام پذیر ہونا تھا۔۔

رات کا تقریباً ڈیڑھ بج رہا تھا مہندی کی رسم اختتام پذیر ہو چکی تھی، لڑکیاں دلہنوں کو لے کے کمرے میں روانہ ہو چکی تھیں جبکہ سب کی مورے آرام کرنے کے لئے اپنے اپنے کمروں میں جا چکی تھیں۔۔

درام خان ابھی ابھی اپنے کپڑے چینج کر کے اپنا اوورسائز بلیک ٹریک سوٹ پہن کے لاونج میں آیا تھا۔ جہاں سب لڑکے بیٹھ کے رات کا کھانا کھا رہے تھے۔ جنہوں نے صبح سے صرف ہلکا ہلکا ناشتہ کیا تھا(بیا خان اللہ کی طرف سے اپنی پوری فیملی کے کچھ سوٹ لے کے آنا نہیں بھولی تھی)۔۔ درام خان نے اپنے غصے کی وجہ سے ابھی تک کچھ نہیں کھایا تھا، سب کو کھانا کھاتے دیکھ کے وہ اپنا آئی فون نکالتے ہوئے صوفے پہ نیم دراز ہوا۔۔۔

درام یہاں پہ آ کے کھانا کھاؤ ۔۔ داور خان بیٹے کو الگ تھلگ صوفے پہ نیم دراز ہوتے دیکھ کے اسے پیار سے مخاطب کرتے بولے۔۔

I’m not hungry right now...

(مجھے ابھی بھوک نہیں ہے)

درام خان ہنوز موبائل پہ نظریں جماتا سنجیدگی سے جواب دیتے بولا، وہ اپنی مورے کا انتظار کرتے یہاں آ کے لیٹ گیا۔ کیونکہ بیا خان ابھی لڑکیوں کے پاس بیٹھی کچھ دیر کے لئے گپ شپ لگا رہی تھی۔ جس پہ درام خان اکورڈ فیل کرتا یہاں آ چکا تھا۔۔ (awkward)

تھوڑا سا کھا لو۔۔۔ داور خان اپنا چمچ پلیٹ میں رکھتا اپنی بات پہ زور دیتے نرمی سے بولا۔۔۔

I’m not hungry right now...

(مجھے ابھی بھوک نہیں ہے)

درام خان نے اپنا جواب دہراتے ہوئے اپنی آنکھیں موندتے اپنے سینے پہ اپنا فون رکھا۔۔۔

سینے پہ فون تو ایسے رکھا ہوا ہے جیسے کشمالہ کی یاد میں اسکی تصویر کو سینے سے لگایا ہو۔۔۔ درام خان کے لیٹنے کے سٹائل پہ سعد خان اپنا کھانا چھوڑ کے ہنستے ہوئے بولا، جس پہ سب نے بمشکل اپنا قہقہ ضبط کیا۔۔۔ جبکہ رایان خان کا چہرہ سرخ پڑا، اس ٹڈے کے ون سائیڈ لو کی وجہ سے اسکی ابھی تک اس دنیا میں نا آنے والی بیٹی تو ایسے ہی بدنام ہو رہی تھی۔۔

جان میری جان من ۔۔ بچپن کا پیار میرا۔۔ بھول نہیں جانا رے ۔۔

سچا میرا پیار ہے ۔۔ جان تجھے کیا ہے۔۔۔

بچپن کا پیار میرا بھول نہیں جانا رے۔۔۔

ضرار خان ٹشو سے اپنے لب پونچھتا، درام خان کو سلگانے کی خاطر اپنی خوبصورت آواز میں ہلکے سے گنگناتا ہوا مسکرا کے جان بوجھ کے اسکے

KOH NOVELS URDU

بال بگاڑتا ہوا سیڑھیوں کی طرف بڑھ چکا تھا۔ وہ اوپر والے پورشن کی طرف بڑھا، جہاں اسکے کمرے میں اسکی خانزادی اسکے انتظار میں بیٹھی تھی۔۔

درام خان نے خود کو چھیڑتے سعد خان اور ضرار خان کو دیکھتے غصے سے اپنی چھوٹی چھوٹی مٹھیاں بھینچی۔۔۔۔

Dharam I said come here and do your dinner...

(درام میں نے بولا ہے یہاں آ کے اپنا کھانا کھاؤ۔۔)

درام خان کو ہنوز ڈھیٹ بن کے لیٹا دیکھ کے داور خان سنجیدگی سے اسے پکارتے ہوئے بولا، جس پہ درام خان پیر پٹکتا ہوا رایان خان کے پاس جا کے بیٹھا۔۔۔ وہ داور خان کی بات کو بار بار اگنور کر ہی نہیں سکا تھا، اسی لئے اپنی ناراضگی جتاتا ہوا اسکی بجائے رایان خان کے پاس جا کے بیٹھا۔۔۔۔

آ گئی میرے ٹڈے کو میری یاد؟؟۔۔۔۔ رایان خان نے اس کے عالیان شاہ کی بجائے اپنے پاس آ کے بیٹھنے پہ اسے اپنی پلیٹ سے کھلاتے ہوئے نروٹھے پن سے طنز کیا، جو کب سے عالیان کے ساتھ لگا ہوا تھا۔ جس پہ درام خان نے اسے دیکھتے اپنی کرسٹل گرے آنکھیں گھمائی، نظروں کا مطلب صاف تھا کہ وہ اس سے بھی پوری طرح سے راضی نہیں ہے بس ان پہ احسان کرتے ہوئے اس کے پاس آ کے بیٹھا ہے۔۔ اسکے یوں آنکھیں گھمانے پہ سجاول خان کو بے ساختہ اپنی غنڈی یاد آئی، وہ بھی تو اپنی ہیزل آنکھیں ایسے ہی گھماتی تھی۔ جس کے پاس سجاول خان کے علاوہ ہر کسی کے لئے کھلا وقت تھا۔۔

درام خان باکل تھوڑا سا کھانا کھا کے اپنی مورے کے لاونج میں آنے پہ ہی سب کو گڈ نائٹ کہتا اسکے ساتھ سونے کے لئے جا چکا تھا۔ جس پہ داور خان نے اسکی طرف بے بسی سے دیکھتے ہوئے اپنا سر پیچھے پھینکا، وہ اسکی بجائے باقی سب سے بات کر رہا تھا۔۔

یہ فارس بے غیرت خان کہاں ہے؟؟ فارس خان کی غیر موجودگی کو نوٹس کرتے ہوئے ساحر خان نے مٹن کراہی کا چھوٹا سا نوالہ لیتے ہوئے سب کو دیکھتے استفسار کیا۔۔۔

KOH NOVELS - URDU

تمہاری بہن کے میرا مطلب اپنی بیوی کے پاس --- عالیان شاہ جو اسکے سوال پہ بے خودی میں اسکو جواب دینے والا تھا، ساحر خان کا سرخ ہوتا چہرہ دیکھ کے وہ اپنے جملے میں تھوڑا سا ردوبدل کر چکا تھا۔ جس پہ ساحر خان کے ساتھ ساتھ سعد خان کا بھی چہرہ سرخ ہوا، جب کہ باقی سب نے کھانستے ہوئے اپنا قہقہ روکتے بمشکل ہی اپنا اپنا نوالہ حلق سے نیچے اتارا---

آئی تھنک مجھے میری بیوی کی کال آ رہی ہے--- ان دونوں کو بپھرے شیروں کی طرح مسلسل خود کی طرف گھورتا پا کے عالیان شاہ اپنی جیب ٹٹولتا ہوا وہاں سے فرار ہوا، اس نے اپنی بے باک زبان کی تیزی پہ جی بھر کے لعنت بھیجی--- اسکے یوں کیوٹ انداز میں اٹھ کے جانے پہ داور خان، رایان خان اور سجاول خان کا قہقہ بلند ہوا---

---

ضرار خان اپنی گھنی کالی بئیرڈ پہ ہاتھ پھیرتا اپنے کمرے کے دروازے پہ ہاتھ رکھ کے اسے دھکیلتا اندر داخل ہوا، جہاں سامنے ہی اسکی مہندی کی دلہن صوفے کے ساتھ ٹیک لگا کے اسی کے انتظار میں بیٹھی ہوئی تھی--

ضرار خان کی پرفیوم کی تیز خوشبو محسوس کرتے ہی ہرا خان نے اپنی آنکھوں کو کھولتے ہوئے سامنے ٹیبل پہ پڑا ڈیکوریشن پیس اٹھا کے اسکی طرف پھینکا، جس پہ ضرار خان بمشکل بچتا ہوا دوسری طرف ہوا۔ ہرا خان نے اسکے بچاؤ پہ اسے شدید غصے سے دیکھتے ڈریسنگ مرر کی طرف بڑھتے ایک ایک پرفیوم ، باڈی سپرے اٹھا اٹھا کے اسکی طرف پھینکی۔ جس سے ضرار خان بمشکل خود کو بچاتا کبھی اپنا سر جھکا لیتا تو کبھی تیزی سے یہاں وہاں ہوتے آپنا بچاؤ کرتا۔۔ اپنی سجی سنوری بیوی کا شیرنیوں والا روپ دیکھتے ہوئے ضرار خان کا دل سینے کی دیواریں پٹکتا ہوا باہر نکلنے کو بے تاب ہوا تھا۔۔ وہ جان چکا تھا وہ کیوں غصے میں ہے۔۔ ضرار خان بمشکل اپنا بچاؤ کرتا ہوا اپنی جان پہ کھیلتے ہوئے ایک ہی جست میں تیز تیز قدم اٹھا کے اس تک پہنچتا اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کے اپنی طرف کھینچتا اسکے ہاتھ میں پکڑی شیشے کی پرفیوم کو پکڑ کے ڈریسنگ مرر پہ رکھ چکا تھا۔۔

چھوڑو مجھے۔۔ ابھی بھی کیوں آئے ہو؟؟ صبح آتے جب میں تمہاری دی گئی قسم کو پورا کرتے کرتے سردی سے فریز ہو جاتی۔۔۔ ہرا خان شدید غصے سے تپتی اپنے پیٹ پہ بندھے اسکے ہاتھوں پہ اپنے ناخن گھاڑ چکی تھی جس پہ ضرار خان کے لبوں کو مسکراہٹ نے چھوا تھا۔۔

مجھ سے ملاقات کی اتنی تڑپ؟؟ خیریت ؟؟ ضرار خان اسے جان بوجھ کے تنگ کرتا ہوا اپنے چہرے پہ حیرانگی کے تاثرات سجاتا بولا، جس پہ ہرا خان نے اپنا رخ اسکی طرف موڑتے غصے سے اسکے سینے پہ اپنے مکے برسائے۔ جو ایک تو پورا گھنٹا لیٹ آیا تھا اور اب بھی آ کے اسی کو تنگ کر رہا تھا۔۔ ضرار خان نے اسکی اداؤں پہ اسے جان وارنے والے انداز میں دیکھتے اسکی کلائیوں کو پیار سے تھامتے ہوئے چوما، وہ جان کے لیٹ نہیں آیا تھا۔ اسے سب کے ساتھ باتیں کرتے اور کھانے کھاتے ہوئے وقت کا اندازہ ہی نہیں ہوا تھا۔۔

بس دیکھ لیا نا تم نے مجھے!! اور ہو گئی قسم پوری۔۔۔ اب چھوڑو مجھے۔۔ ہرا خان اسکے پیار جتانے پہ چڑتی ہوئی بولی، جس پہ ضرار خان نے اسے نرمی سے سینے میں بھینچتے ہوئے اسکی کمر کو سہلاتے اسکا غصہ کم کرنا چاہا۔۔۔ انتظار واقعی ہی بہت بری چیز ہے، اس بات کا اندازہ اسے ہرا خان کے ریکشن کو دیکھ کے ہو چکا تھا۔۔

بیوہ ہونے کا ارادہ تھا؟ جو مجھے ہر چیز اٹھا اٹھا کے مار رہی تھیں!! اگر مر جاتا تو؟؟ ضرار خان اسکے کان میں گھمبیر سرگوشی میں شکوہ کرتے ہوئے استفسار کر رہا تھا، جس پہ ہرا خان نے دہلتے ہوئے اس کے سینے سے سر اٹھاتے اسکی آنکھوں میں دیکھا۔ جو آنکھیں پٹپٹا کے شرارتی لہجے میں کتنی غلط بات بول چکا تھا۔۔ اسکے منہ سے ایسی بات سنتے ہوئے ہرا خان کی کالی گہری آنکھیں لبا لب پانیوں سے بھری۔ وہ روتے ہوئے اسکے سینے پہ ہاتھ مارتی اس سے دور ہوئی۔۔۔۔

ارے ارے کیا ہوا؟؟ ضرار خان اس کے یوں رونے پہ پریشان ہوتا اسے اپنی بانہوں میں بھر چکا تھا ۔۔

تم۔۔ تم پاگل خان ۔تم خود کے بارے میں ایسا بول بھی کیسے سکتے ہو؟ اگر تم مجھ سے دور ہوئے نا جان لے لوں گی میں تمہاری ضرار زمان خان!! میں اپنے بابا جان کے بعد سب کو کھونے سے بہت ڈرتی ہوئی ۔۔ خبردار جو آئندہ سے تم نے ایسی گھٹیا بکواس اپنی زبان پہ لائی تو!! ہرا خان اسکی بانہوں میں مزاحمت کرتی تڑپتے ہوئے چیخی۔۔۔

آپ ان ڈائریکٹ مجھے "آئی لو یو" بولنا چاہ رہی ہیں؟؟ آئی لو یو ٹو میری خانزادی!! ضرار خان اسکی تڑپ پہ دھڑکتے دل سے اسکے آنسو اپنے لبوں سے چنتا ہوا گھمبیر آواز میں بولتا ہرا خان کا دل دھڑکا چکا تھا۔۔

"آئی ہیٹ یو"۔۔۔ ہرا خان اس کے چہرے کو خود سے دور کرنے کی ناکام کوشش کرتی بھرائی آواز میں بولی، اسکی کچھ دیر پہلے بولی گئی "مرنے والی بات" سیدھی دل پہ چھبی تھی۔۔

I love u more than anything else my Khanzadi... My world meri Zindagi!! U are my happy pill...

ضرار خان اسکے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرتا اسکے ماتھے پہ شدت سے اپنے ہونٹ رکھ کے اسکی ناک میں پہنی ہیرے کی لونگ پہ اپنے لب رکھتا اپنے لہجے میں دنیا بھر کا پیار سموتے بولا، جس پہ ہرا خان نے سرخ پڑتے لرزتی پلکوں کے ساتھ نظریں جھکائی۔۔۔

آئی ایم سوری میں نے دیر سے آ کے اپنی خانزادی کو غصہ دلا دیا نا؟؟ ضرار خان اسکی سرخ ہوتی ناک پیار سے چومتا ہوا اپنی غلطی مانتے ہوئے بولا، جس پہ ہرا خان نے بچوں کی طرح ہاں میں سر ہلاتے اسکے سینے پہ اپنا سر رکھا۔۔۔

یہ دیکھو میں نے تمہارے لئے لگوائی ہے۔۔۔ ہرا خان اسکے سینے سے اپنا سر اٹھاتی اپنے مہندی سے سجے دونوں ہاتھ اسکے آگے کرتی چہکتے ہوئے بولی۔۔۔ ضرار خان کے اتنے پیار سے ڈیل کرنے پہ اسکا سارا غصہ بھک سے اڑ چکا تھا۔۔

"زه خپله ژوند کښې قربان شوم"

KOH NOVELS URDU

("میں قربان جاؤ اپنی زندگی پہ ")

ضرار خان اسکی ہتھیلی پہ "پاگل خان کی خانزادی " کی تحریر پڑھتا ہوا اسکے دونوں ہاتھوں کو کتنی ہی بار چومتا پیار سے بولا، جس پہ ہرا خان کے گال سرخ ہوئے----

اب میں --- جاؤ --- میں---تھک---گئی---ہوں--- ہرا خان جو شرم سے سرخ پڑ رہی تھی اپنی جمائی کو روکتی اسکی طرف دیکھتے ہوئے بولی، جس پہ ضرار خان نے اسے آنکھیں دکھاتے ہوئےاسکی کمر میں ہاتھ ڈال کے اسے اپنے بازوؤں میں اٹھایا----

میں تھکن اتار دیتا ہوں--- ضرار خان اسے بیڈ پہ احتیاط سے لٹاتا اسکے پیروں ہیل کی قید سے آزاد کرتا گھمبیر آواز میں بولا، جس پہ ہرا خان نے اسے تھوک نگلتے ہوئے دیکھا۔ جس کا رومانٹک موڈ آن ہو چکا تھا۔ ضرار خان نے اسکے دوپٹے کو پنز سے آزاد کرتے ہوئے اسکے دوپٹے کو اس سے اتار کے دور پھینکتے ہوئے اسکے بالوں میں اپنا چہرہ چھپاتے اسکی گردن پہ اپنے لب رکھے----

ہیل اتار کے کچھ دیر آرام کر لیتی--- ضرار خان اسکے دودھیا سفید پیروں پہ زیادہ دیر ہیل پہننے کی وجہ سے اس پہ چھپے ہوئے سرخ نشان دیکھتا فکرمندی سے بولا۔۔

میرے--- پاؤں ---- تو---چھوڑو---ضار---- ہرا خان اسکے نرم گرم لب اپنے پیروں پہ محسوس کرتی دھڑکتے دل سے بولی۔ جس پہ ضرار خان ایک بار پھر سے اسکے پیر چومتا ہوا اسکے اوپر سایہ فگن ہوتے اسکے لبوں کو اپنے ہونٹوں میں دبوچ چکا تھا۔ جن سے "ضار" سنتے ہوئے وہ ہمیشہ کی طرح پاگل ہوا تھا۔ ضرار خان نے شدت سے اسکی سانسیں اپنے سینے میں انڈھیلتے اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کے اسے تھوڑا سا اٹھاتے ہوئے اسکی کرتی کی زپ نیچے کھسکائی۔ جس پہ ہرا خان نے اپنی کالی گہری آنکھیں پھیلاتے ہوئے اسکی قمیض کے کالر کو اپنی مٹھیوں میں دبوچا---- اسکے ہونٹوں کا شدت بھرا بوسا لینے کے بعد ضرار خان نے سائیڈ ٹیبل پہ پڑی چھوٹی سی اپٹن کی پیالی میں اپنی انگلیاں ڈالتے ہوئے اسکے دونوں گالوں پہ لگاتے اسکی ناک سے اپنی

KOH NOVELS - URDU

ناک سہلائی--- (اپٹن کی پیالی زرش خان یہاں شرارت سے رکھ کے گئی تھی)--
ہرا خان نے اسکے انداز پہ اپنی آنکھیں میچی، جس پہ ضرار خان نے نرمی سے اسکے نچلے ہونٹ پہ کاٹتے ہوئے اسکا رخ موڑا--- اب اسکی دودھیا سفید کمر اس کے سامنے تھی، جسے دیکھتے ہوئے ضرار خان بنا توقف کے جھکتا ہوا اسکی کمر پہ اپنی شدتوں کے نشان رقم کرنا شروع ہو چکا تھا --

ض--ر--ضرار--- ہرا خان نے اسکی شدت پہ تڑپتے ہوئے بیڈ شیٹ کو اپنی مٹھیوں میں دبوچتے اسے پکارا--- ضرار خان نے اسکی کمر سے اپنے لب ہٹاتے اپٹن کی پیالی میں پھر سے اپنی انگلیاں ڈالتے ہرا خان کی کمر پہ بے باکی سے اپٹن ملا--- جس پہ ہرا خان کانوں کی لوں تک سرخ پڑی، جسم کا سارا خون سمٹ کے چہرے پہ آیا-- ہرا خان نے تیزی سے اپنا رخ موڑتے ہوئے اسکے سینے میں اپنا چہرہ چھپایا، جس کے ہاتھ بے باکی سے اسکے وجود پہ گردش کر رہے تھے-- اسکے تیز تیز دھڑکتے دل کو اپنے سینے پہ دھڑکتے محسوس کر کے ضرار خان کے لب اپنے آپ مسکراہٹ میں ڈھلے تھے--

ضرار خان نے اسے خود سے تھوڑا پیچھے کرتے اسکے کندن سے سراپے پہ اپنی نظریں جمائی، اسکی کندھوں سے کھسکتی کرتی پہ تضاد اسکے نشیب و فراز دیکھتے ضرار خان نے جھکتے ہوئے اسکے کندھے پہ شدت سے اپنے لب رکھتے اسکی گردن میں اپنا منہ گھسیرا تھا-- ہرا خان نے تھوک نگلتے ہوئے اسکی ویسکوٹ کو سینے سے اپنی مٹھیوں میں دبوچا تھا--

ضرار ---پاگل---خان--- اپنی گردن پہ اسکے دانتوں کا بڑھتا دباؤ محسوس کرتے ہرا خان دانت کچکچاتے ہوئے چیخی، جس پہ ضرار خان نے اپنی بنائی گئی لو بائٹ پہ انگلی پھیرتے ہوئے اسکی ناک میں پہنی لونگ کو پھر سے چوما---

ضرار-- میں---واقعی---ہی---بہت--تھک---گئی-- ہوں---پلیز---مجھے ---جانے---دو---نہیں---تو---سب---مجھے---تنگ---کریں---گی---- ہرا خان اسکی ویسکوٹ کو سینے سے مزید دبوچتی التجائیہ انداز میں بولی، جس پہ ضرار خان نے جھکتے ہوئے ایک بار پھر سے اسکے لبوں کو اپنی قید میں لیتے

KOH NOVELS URDU

ایک شدت بھرا بوسا لے ڈالا۔ اپنے ہونٹوں پہ جلن محسوس کرتے ہرا خان نے اسے آنکھیں دکھائی۔۔۔

نہ کریں یار مجھے بڑا ڈر لگ رہا ہے آپ سے۔۔ اس کے آنکھیں دیکھانے پہ ضرار خان ڈرنے کی ایکٹنگ کرتا ہوا سہمتے ہوئے بولا، جس پہ ناچاہتے ہوئے بھی ہرا خان کھلکھلائی۔۔ اس کے کھلکھلانے پہ ضرار خان نے روح تک سرشار ہوتے اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کے اسے اٹھاتے ہوئے اسکی کمر کی زپ بند کرتے اسکے ماتھے کو عقیدت سے چوما۔۔

آج تو آپ کی تھکاوٹ پہ آپ کی جان بخشی ہو چکی ہے، لیکن کل میں آپ کے پور پور پہ اپنی تھکن اتارتا ہوا آپ کے وجود کو اپنی شدتوں سے اپنی بانہوں میں بکھیرتے ہوئے خود ہی سمیٹوں گا۔ میرا وعدہ ہے آپ سے۔۔ ضرار خان اس کے وجود پہ اسکا دوپٹا پھیلاتا کان میں گھمبیر بے باک سرگوشی کرتا اس پہ اپنی گرفت ڈھیلی کر چکا تھا۔

پاگل ضار خان۔۔۔ ہرا خان اسکی سرگوشی پہ دہک کے سرخ پڑتی اسے خود سے دور دھکیلتی دروازے کے پاس جاتے ہوئے اسے چڑا کے "پاگل ضار خان" بولتے ہوئے وہاں سے بھاگی، جس پہ ضرار خان بے باک قہقہ لگاتا ہوا اپنے بیڈ پہ اوندھے منہ گر چکا تھا۔

عالیان شاہ جو لاؤنج سے اپنی بیوی کے فون کا بہانا بنا کے اٹھا تھا، وہ پلوشہ خان سے کچھ دیر باتیں کرنے کی غرض سے اسے ڈھونڈتا ہوا کمروں کی طرف بڑھ ہی رہا تھا۔۔۔ جب زرش خان کو کسی بات پہ چھیڑتی ہوئی انابیہ خان کمرے سے ہنستی ہوئی تیزی سے اندھا دندھ بھاگتی موبائل چلاتے ہوئے عالیان شاہ کے سینے سے زور دار طریقے سے ٹکرائی۔۔۔۔ انابیہ خان انجانے میں اس سے کافی شدت سے ٹکرائی، جس پہ عالیان شاہ اسے نیچے گرنے سے بچانے کی غرض سے اسکی کمر میں ہاتھ ڈال چکا تھا۔۔ لیکن وہ بری طرح سے ان بیلنس ہوتا ہوا پیچھے زمین پہ گرا، جس پہ انابیہ خان بھوکھلاتی ہوئی خود کو سنبھالنے کی لاکھ ناکام کوشش کرتی ہوئی عالیان شاہ کے اوپر گری۔۔۔ اب سین کچھ ایسا تھا کہ عالیان شاہ اپنی ڈارک براؤن آنکھوں

KOH NOVELS URDU

کو پھیلائے نیچے زمین پہ لیٹا، جبکہ انابیہ خان اپنی گولڈن آنکھوں کو مزید بڑا کرتی اسکے بالکل اوپر گری ہوئی تھی۔ انجانے میں دونوں کے لب مس ہوئے، جس پہ عالیان شاہ نے تیزی سے اپنا چہرہ پیچھے کیا۔۔۔ اس لڑکی کے لمس سے اسکے جسم میں کوئی کرنٹ سا دوڑا تھا۔ وہی پہ انابیہ خان کا دل دھڑکتا ہوا سینے کی دیواروں کو پٹک رہا تھا۔

دروازہ کھولتی زرش خان نے باہر کا منظر دیکھتے ہلکی سی چیخ مارتے اپنی دونوں آنکھوں پہ اپنا ہاتھ رکھا، جس پہ عالیان شاہ تیزی سے اس مومی وجود کی کمر کی ہاتھ ڈالتا اسے اٹھاتے ہوئے خود بھی اٹھا ۔۔۔

ہائے اللہ اتنی سالڈ باڈی۔۔۔ زری میرا سر ٹوٹ گیا۔۔۔ عالیان شاہ سے دور ہوتے ہی انابیہ خان کو اپنے سر میں شدید درد محسوس ہوئی، جتنی زور سے وہ اسکے ساتھ ٹکرائی تھی اسکا دہائی دینا بنتا تھا۔

اسکی دہائی پہ عالیان شاہ کی نظریں بے ساختہ اپنے چٹانی سینے پہ پڑی، سامنے کھڑی لڑکی ایسے ریکٹ کر رہی تھی جیسے اسکے سینے سے نہیں بلکہ کسی لوہے کے بڑے سے کنٹینر کے ساتھ ٹکرائی ہو۔

آ جا میری جان میں سر (گلہ) دباؤ ۔۔۔ زرش خان اس نوٹنکی کی دہائی پہ اسے دیکھ کے دانت کچکچا کے بولتی ہوئی بازو سے پکڑتی ہوئی پھر سے اپنے کمرے میں بند ہوئی، جس پہ انابیہ خان پیچھے مڑ کے عالیان شاہ کو دیکھنا نہیں بھولی۔ جو اب اپنے کپڑوں کی شکنیں درست کرتا اپنے گولڈن بالوں میں ہاتھ پھیر رہا تھا۔ عالیان شاہ نے اپنے ہاتھوں کی پوروں سے بے ساختہ اپنے لبوں کو چھوا، جس پہ انابیہ خان کے نرم گرم لب مس ہوئے تھے۔

ساحر خان جو کچھ دیر پہلے ہی زرلاشتہ خان کے کمرے میں آ کے بیڈ پہ نیم دراز ہوا تھا، اسکے اتنی دیر کمرے سے غائب ہونے پہ ساحر خان نے اپنے قدم باہر کی طرف بڑھائے۔۔۔ جہاں سامنے ہی وہ جمائی لیتی زرش خان کے کمرے سے نکلتی اپنے کمرے کی طرف ہی آ رہی تھی۔ اسے ابھی تک اسی

KOH NOVELS - URDU

لہنگے میں نیند سے پاگل ہوتے دیکھ کے ساحر خان نے اپنے قدم اسکی طرف بڑھائے، جو نیند سے ہچکولے لے رہی تھی۔۔

عشقِ ستم..... قسط 83

ساحر خان نے اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کے اسے ایک ہی جست میں اپنے بازوؤں میں اٹھایا، جس پہ زرلاشتہ خان نے نیند سے بند ہوتی آنکھوں سے اسکو دیکھتے اسکی گردن میں اپنا چہرہ چھپایا۔ وہ واقعی ہی نیند میں تھی ورنہ وہ ایسی حرکت اس کھلے لاؤنج میں تو ہر گز نہ کرتی۔۔ ساحر خان نے اپنی خوبصورت بیوی کو پیار سے دیکھتے اسکا سر چومتے اپنے کمرے کی طرف قدم بڑھائے۔۔۔۔ اسے بیڈ پہ لٹاتے ساحر خان سیدھا کھڑا ہونے ہی والا تھا، جب زرلاشتہ خان نے اسکی آف وائٹ اجرک سینے سے اپنی مٹھیوں میں جھکڑی۔۔۔

خان۔۔ہمارے چیک میں سے اپنے دو سو روپے کاٹ کے ہمارے باقی پیسے واپس کر دیں۔۔ زرلاشتہ خان نیند میں معصومیت سے بڑبڑائی۔ وہ جو انجانے میں اپنی معصوم بیوی کے منہ سے کوئی رومانٹک جملہ سننے کی غلط فہمی میں مبتلا ہو چکا تھا، اسے نیند میں بھی اپنے پیسوں کی فکر میں آدھا ہوتے دیکھ کے ساحر خان نے دانت کچکچاتے ہوئے اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔

کیوں کیا کرنے ہیں تم نے اتنے پیسے؟؟ ساحر خان نے بلاوجہ بات کو طول دیتے اس پہ جھکے ہوئے ہی اسکے وجود سے دوپٹا اتار کے سائیڈ پہ رکھا۔

موٹو (پلوشہ) کو ۔۔۔ اور ہرا دیدہ کو۔۔ سلامی دینی۔۔۔ہے۔۔۔۔اور۔۔۔ زرلاشتہ خان اپنی انکھیں کھولنے کی کوشش میں ناکام ہوتی پھر سے مدھم آواز میں آدھا آدھورا بولتی بڑبڑائی، ساحر خان نے اسکی آواز سننے کی خاطر اپنا کان اسکے لبوں کے پاس کیا۔۔۔

اور؟؟ ساحر خان نے اسکے معصوم نقوش اپنی آنکھوں سے چومتے ہوئے پھر سے بات کو طول دیا۔۔۔

اور چاکلیٹ ۔لینی ہے۔۔پھر ہم اپنے پیسوں سے کیک کھائیں گے۔۔آپ سے ادھار بھی نہیں لیا کریں گے۔۔ اور۔۔ زرلاشتہ خان نے نیند میں ہی اپنی چھوٹی سی ناک چڑھاتی اتراتے ہوئے بڑبڑائی۔ اسکے اترانے پہ ساحر خان نے بمشکل اپنی ہنسی دبائی۔۔

اچھا اور؟؟ ساحر خان کو اسکی گفتگو سنتے ہوئے مزہ آ رہا تھا اسے لئے اسکے بالوں میں اپنی انگلیاں سہلاتا اسے مزید بولنے پہ مجبور کر رہا تھا۔۔

اور ہم ان پیسوں میں سے ایک نائیٹی بھی خریدیں گے۔۔ پھر جب آپ ناراض ہوں گے ہم بھی آپ کو منائیں گے جیسے گل نے ہمیں۔۔ زرلاشتہ خان کسی طوطے کی طرح معصومیت سے گل بہار کے پول کھولتی، ساحر خان کے اپنے بالوں میں انگلیاں چلانے کی وجہ سے اپنا جملہ پھر سے ادھورا چھوڑتی خود تو سو چکی تھی لیکن اپنی بات سے ساحر خان کا دل دھڑکا چکی تھی۔۔ ساحر خان نے اپنی نیلی آنکھوں کو پھاڑتے اپنی معصوم بیوی کو دیکھا، جس نے آج تک اسکی لائی گئی ایک بھی نائیٹی کو ہاتھ نہیں لگایا تھا۔ وہ کیسے اپنے پیسوں سے نائیٹی خریدنے کی بات کر سکتی ہے؟؟ وہ اسکی دھڑکنوں کو منتشر کر کے کیسے اتنے آرام سے سو سکتی تھی؟ اگر وہ اسے ایسے منانے کا ارادہ رکھتی تھی تو ساحر خان اس سے ابھی اور اسی وقت ناراض کیوں نہیں ہو رہا تھا؟؟ ساحر خان نے دل میں کلس کے سوچتے ہوئے اپنی اجرک اتار کے دور پھینکتے پھر سے اس پہ جھکتے ہوئے اسکے گلابی کٹاودار ہونٹوں کو اپنی گرفت میں لیا۔۔۔ وہ مدہوش ہوتا اسکی ایک ایک سانس پیتا ہوا زرلاشتہ خان کو پٹ سے ہری آنکھیں کھولنے پہ مجبور کر چکا تھا۔۔ زرلاشتہ خان نے خود پہ جھکے ساحر خان کو شدت سے اپنی سانسیں پیتے دیکھ کے اسکی سفید قمیض کے کالر کو اپنی مٹھیوں میں جھکڑا۔ ساحر خان اس پہ سایہ فگن ہوتا اسکے سر کے نیچے ہاتھ رکھ کے اسے تھوڑا سا اوپر اٹھاتے مزید شدت سے اسکے ہونٹوں کو اپنے لبوں میں دبوچ چکا تھا۔۔

KOH NOVELS - URDU

زرلاشتہ خان اسکےلمس کی اتنی شدت کی تاب نہ لاتی اسکے حصار میں بن آب پانی کی مچھلی کی طرح جھٹپٹائی--- اسکی مزاحمت پہ ساحر خان نے اسکے لبوں کو آزادی بخشتے اپنے چہرے پہ ناراض تاثرات سجاتے اسکی طرف دیکھا----

وہ۔۔ہماری۔۔۔سانس۔۔۔بند۔۔۔ہو۔۔۔رہی۔۔۔ تھی۔۔۔خان۔۔ زرلاشتہ خان اسکے ناراض تاثرات کو دیکھتی اسے معصومیت سے اپنی مزاحمت کی وجہ بتا رہی تھی، وہ جانتی تھی ساحر خان کو اگر اس دنیا میں سب سے بری کوئی چیز لگتی تھی تو وہ اپنے پیار کے آگے اسکی مزاحمت تھی ---

یہ پکڑو اپنے بقایا پیسے اور اپنے پیسوں میں سے اپنے کہے کے مطابق ایک آن لائن نائیٹی خریدو اور کل مجھے مناؤ ۔۔ کیونکہ میں تمہاری اس مزاحمت کی وجہ سے صبح ہوتے ہی تم سے سخت ناراض ہونے والا ہوں --- ساحر خان اپنی جیب سے "پانچ ہزار" کے نوٹوں کی گڈی نکال کے اسکے ہاتھ میں تھما کے خفگی سے بولتا اسکی گردن میں اپنا منہ گھسیرچکا تھا۔۔ وہ جو ہر وقت جان بوجھ کے اس کے ساتھ کنجوسی برتتا رہتا تھا، اپنے مطلب کے لئے اسکے ہاتھ میں ایک منٹ میں "پانچ لاکھ" تھما چکا تھا۔۔ زرلاشتہ خان نے ایک نظر اپنے ہاتھ میں اتنے زیادہ پیسوں کو دیکھتے حیرانگی سے اپنے کنجوس خان کو دیکھا، جو خفا ہونے کے باوجود بھی اسکی گردن پہ اپنے پیار کی چھاپ چھوڑتا ہوا اسکی کرتی کی زپ کھسکا چکا تھا۔۔ اسے کس نے بتایا تھا کہ وہ گل بہار کی ٹپس سیکھنے کے بعد ساحر خان کو ایسے منانے کا ارادہ رکھتی تھی؟؟ زرلاشتہ خان نے اپنی ہری آنکھیں پھاڑتے اور منہ کھولتے ہوئے سوچا، لیکن پھر اسکے دماغ میں ایک جھماکا سا ہوا--- اپنی کچھ دیر پہلے نیند میں کی گئی بربڑاہٹیں دماغ کے پردوں میں گونجی، وہ تو اپنا خواب سمجھتی ہوئی پتا نہیں کیا کیا بول رہی تھی۔۔ تو کیا وہ سب سن چکا تھا؟؟ زرلاشتہ خان نے دھڑکتے دل سے اسکے بھورے بالوں کو دیکھتے ہوئے سوچا، جو اب اسکی کرتی کو کندھوں سے کھسکا رہا تھا۔۔

خانخان---آپ---ہم---سے---ناراض---مت---
ہوئیے---گا---ہمارے---یہ---سارے---پیسے---آپ---رکھ---لیں---بالکل فری---- اسے گل بہار کے طریقے سے منانے کا سوچتے ہوئے ہی اسکی روح پرواز ہو رہی تھی، اسی لیے وہ اسکا مضبوط کندھا ہلاتی اسے اپنے پیسوں کا لالچ دیتی ہوئی بولی۔ اسکے اتنے معصوم انداز میں "بالکل فری" بولنے پہ ساحر خان نے بمشکل اپنا قہقہ ضبط کیا----

میری جان تم بس مجھے اس طرح سے منانے والی بنو میں تمہیں ایسی ایک نہیں بلکہ سو گڈیاں بالکل فری دینے کو تیار ہوں۔۔ اسے لئے بہتر ہے تم مجھے منانے کے لئے رومانٹک سی پلیننگ کرو اور مجھے میرے کام میں ڈسٹرب نہ کرو---- کیونکہ تمہاری ڈسٹربینس کی وجہ سے میں تم سے ڈبل ناراض ہو جاؤں گا پھر تمہیں ڈبل محنت کرنی پڑے گی---- ساحر خان اسکے کندھے سے اپنے لب ہٹاتا اسکے گالوں پہ ہاتھ رکھ کے اسے پیار سے انسٹرکشن دیتا اب کی بار اسکی کرتی کے گہرے گلے پہ جھک چکا تھا۔۔ جس پہ زرلاشتہ خان نے سٹپٹاتے ہوئے اسکی سفید قمیض کو کندھوں سے دبوچا۔۔ اس نے حیرانگی سے اسکی انوکھی ناراضگی دیکھی، جو ابھی سے نہیں بلکہ صبح سے شروع ہونی تھی---

KOH NOVELS - URDU

خانخان۔۔ آپ۔۔تو۔۔۔ناراض۔۔۔ہیں۔۔۔نا۔۔۔ہم۔۔۔سے۔۔۔ اسے اپنی سفید قمیض اتارتے دیکھ کے زرلاشتہ خان نے تھوک نگلتے ہوئے معصومیت سے اسے بتایا کہ وہ تو اس سے ناراض ہے پھر کیونکر ناراضگی میں بھی اسے اپنی شدتوں سے روشناس کروا رہا ہے؟؟

نہیں خان کی جان میں "ابھی "ناراض نہیں ہوں--- میں نہیں چاہتا میں ابھی تم سے ناراضگی ڈال کر کے ہماری اتنی رومانٹک رات برباد کر سکوں--- میں

فجر ہوتے ہی اپنی تاشو سے سخت ناراض ہو جاؤں گا، تاکہ وہ اپنی خواہش پوری کرتے ہوئے مجھے اپنے طریقے سے منا سکے۔۔میلا پارا بچہ!!! ساحر خان اپنی ہنسے روکنے کے چکروں میں سرخ لال ہوتا اسکے دونوں گالوں پہ پیار سے ہاتھ رکھ کے اسکے دونوں گال چومتا زرلاشتہ خان کو بچوں کی طرح پچکارتا لائٹس آف کر کے اسکی کرتی اسکے تن سے جدا کر کے اس پہ ٹوٹ کے برستا ہوا اسکے ہونٹوں کو اپنی گرفت میں لے چکا تھا۔

وہ کتنا چالاک تھا ۔۔۔اسکی شدتوں کو سہتی زرلاشتہ خان صدمے کی حالت میں ہمیشہ کی طرح صرف سوچ کے رہ گئی۔۔

سب لڑکے ابھی ابھی ڈیرے سے واپس آتے اپنے اپنے کمروں کی طرف بڑھے۔۔۔ ساحر خان تو ذرلاشتہ خان کے کمرے میں جا چکا تھا۔ رات بھی کافی ہو چکی تھی، سعد خان نے زرش خان کے کمر ے کی طرف اپنے قدم بڑھاتے دروازہ کھٹکھٹایا، کیونکہ اس کے کمرے سے ابھی تک ڈھولک بجانے کی اور گانے گانے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ یقیناً اسکی پری جان بھی زرش خان کے کمرے میں قیام پزیر مستیوں میں مشغول اپنے شوہر سے فراموش ہو چکی تھی۔۔

دروازے کھٹکھٹانے کی آواز پہ پری وش نے زرا سا دروازہ کھولتے باہر کی طرف جھانکا، جب سامنے کھڑے سعد خان کو دیکھتے اس نے اپنی کالی گہری آنکھیں پھیلائی تھیں ۔۔ سعد خان اسے کہنی سے پکڑ کے زرش خان کے کمرے سے نکالتا، ڈاییںگ روم میں داخل ہوتا اسکے دروازے کے ساتھ لگا چکا تھا۔ پری وش نے اس اچانک افتاد پہ بمشکل خود کا سر اس کے سینے سے ٹکرانے سے بچایا۔

چھوٹے خان چھوڑیں مجھے ۔۔ میں زری دیدہ کے ساتھ ڈانس کر رہی تھی۔۔۔ اسکے مضبوط ہاتھوں کو اپنی کمر پہ محسوس کرتے ہوئے پری وش اپنا

ڈانس ادھورا رہ جانے کی فکر میں سعد خان کے سینے پہ ہاتھوں کا دباؤ ڈالتی اسے خود سے پیچھے کرنے کی غرض سے جلدی سے بولی جیسے اس کی ٹرین چھوٹ رہی ہو۔۔

شوہر کی کچھ فکر ہے تمہیں ؟؟ سعد خان اسے زمین سے تھوڑا سا اوپر اٹھاتے جل کے بولا۔۔۔ اسے پہلے ہی اسکے لباس تبدیل کرنے پہ شدید تپ چڑھ رہی تھی اور اوپر سے ان میڈیم کی خود سے زیادہ اپنے ڈانس کیلئے فکر دیکھتے وہ مزید تپا تھا۔ کتنی پیاری لگ رہی تھی، وہ کچھ دیر پہلے شاکنگ اور گرین کلر کے امتزاج کے زرک کے بھاری لہنگے میں۔۔۔

سعد خان نے سوچا وہ اس سے رات میں اکیلے میں اچھی خاصی رومانٹک ملاقات کرتے ہوئے اسکی خوبصورتی کو اچھے سے سراہے گا۔۔ لیکن اسکی منکوحہ اسکی ساری سوچوں پہ پانی پھیرتی اپنا لباس تبدیل کرتی، بالکل سادہ سی لائٹ فروزی شلوار قمیض میں ملبوس خود پہ اچھے سے بڑا سا دوپٹا اوڑھے ہوئی تھی۔۔

میں نے کیا کیا ہے؟؟ پری وش اپنی بڑی بڑی آنکھوں کو مزید پھیلاتی اسکے شکوے پہ حیرانگی سے بولی۔ جس پہ سعد خان نے سب سے پہلے تو اسکے بدن سے یہ بڑا سا دوپٹا اتار کے دور پھینکا، جو اسکی پری جان کے خوبصورت بدن کو اس سے چھپائے ہوئے تھا۔

تمہیں نہیں پتا تم نے کیا کیا ہے؟؟ سعد خان اسکی گردن میں اپنا چہرہ چھپاتا اسکی کمر کو بے تابی سے اپنی مٹھیوں میں بھرتے ہوئے بولا۔۔۔ اسکے ہاتھوں کی بے باک حرکتوں پہ پری وش نے بھوکھلاتے ہوئے اسکی سفید قمیض کے کالر کو تھاما۔۔۔

KUH NOVELS URDU

چھو--چھوٹے---خا---خان--کو--کوئی---آ--جائے---گا-- پری وش اسے یوں ڈائیٹنگ روم میں دیدہ دلیری سے رومینس کرتے دیکھ کے بھوکھلاتے ہوئے بولی-----

اگر میں تمہیں اتنا سا (چٹکی جتنا اشارہ) بھی اگنور کروں نا تو تم اتنا بڑا منہ بنا لیتی ہو-- اور تم جو مجھے صبح سے اگنور کر رہی ہو !! خود ہی بتا دو کیا علاج کروں تمہارا ؟؟ سعد خان اسکی بھوکھلاتی آواز کو اگنور کرتا اسکی گردن پہ اپنے دانت گھاڑ چکا تھا۔

می---میں---نے--تو--نہیں---کیا---چھوٹے---خان--- پری وش اسکی جسارت پہ منہ بنا کے روہانسی ہوتی بولی-----

تم جانتی تھی نا میں تم سے ملے بغیر نہیں سوؤں گا؟؟ کپڑے کیوں چینج کیے پھر--؟ سعد خان اسکی گردن سے چہرا اٹھا کے اسکی آنکھوں میں دیکھتا دانت کچکچاتے ہوئے پوچھ رہا تھا، جس پہ پری وش نے سرخ پڑتے نظریں جھکائی تھیں--

بولو کیوں چینج کیے ؟؟ سعد خان اسکے نظریں جھکانے پہ لہجے کو گھمبیر بناتے بولا----

وہ--ڈانس--کرتے--کرتے---میری---کرتی---پھٹ---گئی---تھی---تو--اس---لئے---- پری وش اسکی گردن میں چہرہ چھپاتے شرم و حیا سے سرخ پڑتی ہوئی بولی، جانتی تھی وہ اپنی بات کا جواب لئے بغیر سکون نہیں کرے گا--

KOH NOVELS - URDU

کہاں سے پھٹی تھی؟؟ سعد خان اس کے شرمیلے ریکشن پہ اپنی مسکراہٹ ضبط کرتا اسے تنگ کرنے کی غرض سے جان بوجھ کے اسکے پیٹ اور کمر پہ بے باکی سے ہاتھ پھیرتا بولا، جس پہ پری وش نے کانوں کی لوں تک سرخ پڑتے ہلکی سی چیخ مارتے اسکے گلے میں پہنی سلور چین کو اپنے ہاتھ کی مٹھی میں دبوچا----

میری چھوٹی سی دنیا اتنے بڑے لہنگے میں اتنی پیاری لگ رہی تھی کہ میں اپنے الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا-- سعد خان اسکی شرم و حیا کو دیکھتا اسکے چہرے کو اپنی گردن سے باہر نکالتا اسکی چھوٹی سی ناک کو نرمی سے چومتا محبت سے لبریز لہجے میں بولا---

کیوں؟؟ کیوں نہیں بیان کرسکتے؟؟ یہ کیسی تعریف ہوئی بھلا؟ یہ آپ تعریف نہ کرنے کے بہانے ڈھونڈ رہے ہیں نا؟ پری وش اسکی رومانٹک بات کو چٹکیوں میں ہوا میں اڑاتی منہ بناتی ہوئی تیز لہجے میں بولی --- جس پہ سعد خان اپنا سر پیٹتے ہوئے اپنی جیب سے ڈھیروں نوٹ نکالتا اسکے سر سے وار گیا۔

تم اتنی پیاری لگ رہی تھی کہ تمہارا صدقہ نکالنا میں نے خود پہ فرض کر لیا تھا پری جان!! سعد خان اس ایک جملے سے ہی پری وش کی آنکھیں نم کر چکا تھا۔ یہ صرف ایک جملہ نہیں تھا بلکہ اسکے لہجے کا پیار ، مان، پری وش کے لئے کل کائنات تھا۔ ابھی وہ سعد خان کو نم آنکھوں سے دیکھ ہی رہی تھی، جب اسکے ہاتھ میں خود پر سے وارے گئے نوٹ دیکھتے ہوئے اسکے دماغ میں جھماکا سا ہوا تھا۔

چھوٹے خان--- پری وش نے اپنی نم آنکھوں کو رگڑتے اسے مخاطب کیا، جو پہلے ہی پیار بھری نظروں سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

جی میری جان؟؟ وہ اسکے گالوں پہ لب رکھتا پیار بھرے لہجے میں بولا---

یہ ممانی جان اور مورے آئے روز گل دیدہ اور زر دیدہ کے سر سے پیسے وارتے ہوئے اتنا مسکراتی کیوں ہیں؟؟ پری وش اسے دیکھتی سنجیدگی سے پوچھ رہی تھی، جس پہ سعد خان جیسا بے باک بندہ ایک منٹ میں بات کی تہہ تک پہنچتا اپنا قہقہ ضبط کرنے کی غرض سے سرخ پڑا تھا۔

کان ادھر کرو بتاؤ --- سعد خان اپنی ہنسی ضبط کرتا اپنے لہجے کو بے حد سنجیدہ بناتا بولا، جس پہ پری وش نے اتنے سیریس انداز میں اپنا کان اسکے لبوں کے قریب کیا جیسے سعد خان واقعی ہی اسے کوئی راز کی بات بتانے والا ہو۔ اسکے کیوٹ ریکشن پہ سعد خان سے اپنی ہنسی روکنا محال ہوا تھا۔ وہ ہنستا ہوا اسکے کان میں بے باک سرگوشی کرتا پری وش کو سر تا پاؤ سرخ کر چکا تھا--- اسکی بے باک سرگوشی پہ پری وش کو اپنے کانوں سے دھواں نکلتا ہوا محسوس ہوا تھا، گال دہک کے لال ہوئے--- پری وش اس پر سے اترنے کی غرض سے ہاتھ پیر چلاتی ابھی مزاحمت کر ہی رہی تھی، جب سعد خان اس کی کمر پہ اپنی گرفت خطرناک حد تک تیز کرچکا تھا۔

پھر مجھے ڈانس کر کے کب دیکھا رہی ہو؟؟ وعدہ کرتا ہوں اگر جو کبھی میرے سامنے تمہاری کرتی ذرا سی بھی پھٹی۔ میں اس پہ اپنے لبوں سے پیوند لگاؤں گا--- سعد خان اس سے گھمبیر آواز میں خود ہی سوال کر کے جواب دیتا اسکے گلابی ہونٹوں کو اپنی گرفت میں لے چکا تھا۔ جبکہ پری وش اس کے جملے پہ غور کرتی ابھی تک یہی سمجھنے کی کوششوں میں ہلکان ہو رہی تھی کہ وہ "لبوں سے پیوند" کیسے لگائے گا؟؟ اس نے لبوں سے مرحم تو سنا تھا لیکن لبوں سے پیوند آج پہلی بار ہی سنا تھا!! ابھی وہ یہی سوچ رہی تھی، جب اپنی رکتی سانسوں کو محسوس کرتے اس نے سعد خان

کی سلور چین کو جھٹکا دیا۔۔۔ جس پہ سعد خان اسکی ٹانگوں کو اپنے پیٹ اور کمر کے گرد لپیٹتا اسکے لبوں پہ اپنی گرفت مزید مضبوط کر چکا تھا۔۔

لال ہویلی میں حد سے زیادہ مہمان جمع تھے۔ جس کی وجہ سے ہویلی کا ایک بھی کمرہ فارغ نہیں تھا، حتیٰ کہ ضرار خان کا کمرہ بھی ہرا خان اور پلوشہ خان بک کرتی ہوئی کب سے لاک لگا کے تھکی ہاری سو چکی تھیں۔۔ ڈیرے سے آکے کچھ دیر مردان خانے میں بیٹھنے کے بعد ضرار خان نے حیرت سے اپنے لاکڈ کمرے کو دیکھا، زرش خان سے پوچھنے پہ پتا چلا تھا کہ یہاں اسی کی دلہن اور پلوشہ گڑیا آرام کر رہی ہے اسی لئے وہ رایان لالہ کے کمرے میں جا کے سو جائے۔۔۔

رایان خان ابھی اپنے کمرے میں داخل ہوتے بیڈ پہ اوندھے منہ نیم دراز ہوا ہی، جب اسکے کمرے کا دروازہ کھولتے ضرار خان، سجاول خان، سعد خان اور عالیان شاہ ایک لائن کی صورت میں اندر داخل ہوئے۔۔۔ جس پہ رایان خان نے اپنا آئیبرو اچکاتے ہوئے ان کی طرف دیکھا۔۔۔۔ ضرار خان نے اسے جوابا ہویلی میں تمام کمروں کے فل ہونے کی کہانی سنائی۔ زنان خانے میں اگر سب لڑکیاں اپنے اپنے کمرے بک کر چکی تھیں، تو مردان خانے میں ان سب لڑکوں کے دوست اپنے اپنے کمرے بک کر چکے تھے ۔۔ عالیان شاہ نے تو اسی ہوٹل میں واپس جانا چاہا، جہاں وہ صبح سے رکا ہوا تھا لیکن ساحر خان اور داور خان نے اسے جانے نہیں دیا تھا۔۔

اچھا تو ہویلی کے سارے کمرے فل ہیں؟؟ رایان خان نے اپنے سر کے نیچے دونوں ہاتھ رکھتے ہوئے ضرار خان کی بات دہراتے ہوئے ان سب کو باری باری دیکھا۔ جس پہ سعد خان اور ضرار خان نے فرمانبرداری سے سر ہلایا،

جبکہ سجاول خان اسے گھورتا ہوا اسکے بیڈ کی دوسری طرف نیم دراز ہو چکا تھا جو بات کو جان بوجھ کے طول دے رہا تھا۔

اٹھو یہاں سے!!--- اور تم سب میرے کمرے میں سونا چاہتے ہو؟؟ رایان خان نے اپنے بیڈ پہ اوندھے منہ لیٹے سجاول خان کو ٹانگ مار کے اٹھانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے ان سب کو دیکھتے پھر سے ہمدردی سے سوال کیا---- جس پہ سعد خان اور ضرار خان نے دانت کچکچاتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا، جبکہ عالیان شاہ اسکی نوٹنکیوں کو ملاحظہ کرتا دروازے کے ساتھ سر ٹکا کے ٹیک لگاتا سینے پہ ہاتھ باندھ چکا تھا ۔۔

وہ رہا ڈریسنگ روم۔۔ سارے ایسے ہی اچھے بچوں کی طرح لائن بنا کے وہاں جاؤ اور الماری سے ایک ایک تکیہ اور ایک ایک چادر پکڑ کے نیچے زمین پہ لیٹ جاؤ لیکن یاد رہے ڈسپلن سے۔۔ اب تم سب کو سلانے کے لئے میں اپنے کمرے کی زمین تو شئیر کر ہی سکتا ہوں نا۔۔ رایان خان سجاول خان کو پھر سے اٹھانے کی غرض سے ٹانگ مارتا باقی سب کو دیکھتے اپنی شہد رنگ آنکھیں ٹپٹپاتا ڈریسنگ روم کی طرف اشارہ کرتے پھر سے ہمدردانہ لہجے میں بولا، جس پہ سجاول خان اور عالیان شاہ نے آنکھوں ہی آنکھوں سے اشارہ کرتے ہوئے رایان خان کو اٹھا کے نیچے زمین پہ لٹایا۔۔۔ عالیان شاہ نے تو اسے لٹانے میں احتیاط ہی بھرتی، جبکہ سجاول خان نے زور سے اسکی ٹانگیں نیچے زمین پہ مارتے اپنے ہاتھ جھاڑے۔۔۔ وہ تو پہلے ہی زرش خان سے ملاقات نہ ہونے پہ تپا ہوا تھا اوپر سے رایان خان اپنی سڑی کڑوی باتوں سے اسے مزید سلگا چکا تھا۔۔۔

سالوں سے پنگا از ناٹ آ چنگا۔۔۔ وہ دونوں یک زبان ہو کے بولتے ہوئے اسے نیچے پھینک کے خود اسکے بیڈ پہ سکون سے نیم دراز ہو چکے تھے۔۔

جس پہ سعد خان زور زور سے تالیاں بجا کے انہیں داد دیتا ہوا اچھل کے ان دونوں کے درمیان میں آ کے لیٹا تھا۔

جی بالکل ٹھیک بولا لالہ نے۔۔۔ ہم سالوں سے پنگا از ناٹ آ چنگا۔۔۔ سعد خان اپنی کرسٹل گرے آنکھیں ٹپٹپا کے بولتا ہوا نیچے زمین پہ اپنی شہد رنگ آنکھوں کو پھیلا کے لیٹے رایان خان کی طرف انگلی اٹھا کے بولا۔۔۔۔ گویا سب کو یہ باور کروا رہا ہو کہ وہ بھی پلوشہ خان کا بھائی اور رایان خان کا سالا ہے۔۔۔ اسی لئے اس سے بھی سوچ سمجھ کے پنگا لے، البتہ وہ زمین پہ لیٹے رایان خان کی تصویر لینا قطآ نہیں بھولا تھا۔۔ سجاول خان نے سعد خان کی اوور ایکٹنگ پہ اسے گھور کے دیکھا تھا۔ جبکہ ضرار خان نے ان تینوں کمینوں کو سکون سے بیڈ پہ لیٹتے دیکھ کے دانت کچکچاتے۔۔۔۔

اور میں تو ہوں ہی لڑکی والوں کی طرف سے، میں نے تو بچپن سے اپنی پلوشہ گڑیا کو" لالہ" کی بجائے باپ بن کے پالا ہے۔ اسی لئے صرف سالوں سے ہی نہیں بلکہ سسرالیوں سے پنگا از ناٹ آ چنگا میری جان۔۔۔ ضرار خان ، رایان خان کو دیکھ کے انگلی اٹھا کے روعب سے بولتا ہوا سجاول خان کو اپنی پوری قوت سے آگے کی طرف کھسکاتا ہوا خود بھی اسکے بیڈ پہ نیم دراز ہو چکا تھا۔ اب وہ چاروں تقریباً اس بیڈ پہ ایک دوسرے پہ چڑھ کے لیٹے ہوئے تھے۔ بیڈ کی مہنگی قیمت کا اسی سے اندازہ ہو رہا تھا کہ ان چار پلے ہوئے سانڈوں کے لیٹنے سے بھی اس میں سے کوئی بھی کریک کی آواز نہیں آئی تھی۔۔

یو سالوں کمینوں!! تم لوگوں کو بہنوئی کی عزت کرنا کسی نے نہیں سکھائی؟؟ رایان خان ایک ہی جست میں چھلانگ لگا کے زمین سے اٹھتا ہوا ان پہ غصے سے چیختا ہوا پل پڑا، اسکے شکوے پہ اوندھے منہ لیٹے عالیان شاہ نے بمشکل اپنی مسکراہٹ ضبط کی۔۔۔۔

ہاں بالکل اسی طرح ۔ جس طرح تمہیں سالوں کی عزت کرنا کسی نے نہیں سکھائی۔ سجاول خان اس سے بھی بلند آواز میں دھاڑتا ہوا اسے ٹانگ مار چکا تھا۔

تو دیکھ اب میں تیری کیسی خاطر مدارت کرتا ہوں میری جان کا وبال !! یو چیپ آدھے انگریز ۔۔۔ رایان خان سجاول خان کی گردن شکنجے میں لیتا اس کے کان میں غرایا۔۔۔ اور پھر کچھ ہی دیر میں ان سب کی چیخیں اور قہقے بلند ہوئے۔۔۔۔

دوپہر کے چار بج رہے تھے اور آج رات ضرار خان اور رایان خان کی بارات تھی۔۔ لیکن ہویلی کے سارے لڑکے ایسے سو رہے تھے، جیسے مُردوں سے شرط لگا کے سو رہے ہوں۔

رایان خان جو کل سے عالیان شاہ سے بات کرنے سے گریز برت رہا تھا۔۔ اب اس کی گردن میں چہرہ چھپائے بالکل اسی انداز میں سویا ہوا تھا جیسے وہ ساحر خان کے ساتھ سوتا تھا۔ وہ اپنی بھاری ٹانگ کا سارا وزن عالیان شاہ کی ٹانگوں پہ ڈالے ریلکس انداز میں سو رہا تھا۔ خود پہ تقریباً آدھی رات سے اتنا وزن محسوس کرتے ہوئے عالیان شاہ نے بالآخر اپنی نیند کا خمار لئے سرخی چھائی ڈارک براؤن آنکھوں کو وا کیا تھا۔ اپنے ساتھ لپٹے رایان خان کو دیکھتے اسکی نیند بھک سے اڑی ، وہ جس طرح سے کل اسے ایٹیٹوڈ دیکھا رہا تھا۔۔۔ عالیان شاہ نے کہاں سوچا تھا وہ کبھی اس طرح سے اسکے پاس سوئے گا۔ اسکی بھاری گرم سانسیں اپنی گردن پہ محسوس کرتے ہوئے

عالیان شاہ کا دل ایسے دھڑکا، جیسے اسکی محبوبہ اس سے لپٹ کے سوتی اسکی دھڑکنوں کو منتشر کر رہی ہو۔۔ عالیان شاہ اسکے شہد رنگ بال بگاڑتا ہوا پورے دل سے مسکرایا۔۔۔ جبکہ دوسری طرف ضرار خان آدھا اوندھے منہ لیٹے سجاول خان کے اوپر اور آدھا اٹھا ترچھا بیڈ پہ سوا تھا ۔۔ اگر جو کوئی ان میں سے سکون سے اپنی نیند پوری کر رہا تھا تو وہ سعد خان تھا۔ جو کبھی بھی اپنی نیند کے ساتھ کمپرومائز نہیں کرتا تھا، وہ تقریباً ان سب سے زیادہ جگہ لے کے پھیل کے سو رہا تھا۔۔

ابھی عالیان شاہ نے رایان خان کے بال بگاڑے ہی، جب رایان خان نے پٹ سے اپنی شہد رنگ آنکھیں کھولی۔ خود کو عالیان شاہ کے ساتھ اس انداز میں سوتا دیکھ کے وہ جھجھکتا ہوا جلدی سے اس سے دور ہوا۔۔۔ اسے واقعی ہی نیند میں سوتے ہوئے پتا نہیں چلتا تھا وہ کیسے سو رہا ہے۔۔

اوپس۔۔۔مجھے لگا شاید میرے پاس میری وشہ سو رہی ہے۔۔۔ رایان خان اسکو مسکراتا ہوا دیکھ کے اپنی جھجک مٹاتا اپنے شہد رنگ بالوں میں ہاتھ پھیرتا لہجے کو گھمبیر اور بے حد مدھم بناتا خود پہ افسوس کرتا ہوا سعد خان کو دور دھکیلتا اب بیڈ سے اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ جب اس کی بات پہ سرخ پڑتے عالیان شاہ نے اسکی چوڑی پشت کو گھورتے ہوئے اسے ٹانگ مارتے ہوئے پھر سے بیڈ پہ گرایا تھا۔ اپنی ڈول کے بارے میں اسکی اتنی بے باک بات سنتے ہوئے ساری مسکراہٹ پل میں غائب ہوئی۔۔۔ اسکے ٹانگ مارنے پہ رایان خان سعد خان پہ گرا، جس پہ سعد خان بیزاری سے چیختا ہوا پھر سے سو چکا تھا۔ عالیان شاہ اپنے گولڈن بالوں میں ہاتھ پھیرتا بیڈ سے اٹھتے ہوئے واشروم کی طرف بڑھا، لیکن زور سے دروازہ بند کرنا وہ نہیں بھولا۔۔۔ جس پہ رایان خان نے اسکا سرخ چہرہ یاد کرتے ہوئے مشکل سے اپنا قہقہ ضبط کیا تھا۔۔

KOH NOVELS - URDU

اتنی چیخیں تو عورتیں بچہ پیدا کرتے ہوئے نہیں مارتی جتنی چیخیں تم رات سے مارتے ہوئے میرے کان ایکسپائر کر رہے ہو۔۔ سجاول خان غصے سے بلند آواز میں دھاڑتا ہوا سعد خان کو زور سے کشن مار چکا تھا، جو رات سے خود پہ زرا سا بھی وزن محسوس کرتے ہوئے چیخ مار کے پھر سےنیند میں گھڑک ہو جاتا تھا۔ سجاول خان کی بات پہ رایان خان اور واشروم میں نہاتے ہوئے عالیان شاہ کا دلکش قہقہ بلند ہوا۔۔۔ حتیٰ کہ سویا ہوا ضرار خان بھی اپنے قہقے پہ قابو نہیں رکھ پایا تھا۔ اور اس پہ تضاد سجاول خان کے کشن مارنے پہ سعد خان کی پھر سے بیزار سی چیخ سنتے ہوئے سب کا قہقہ مزید بلند ہوا تھا۔ رایان خان کی کچھ دیر پہلے والی بے باک بات یقیناً سجاول خان نے نہیں سنی تھی ورنہ رایان خان اس وقت قہقہ لگانے کی بجائے چیخ رہا ہوتا۔۔

دوپہر کا کھانا کھاتے ہی وقت گزرنے کا پتا ہی نہیں چلا، اس وقت شام ہو رہی تھی اور ایک گھنٹے تک سب کو مارکی میں پہنچنا تھا۔ سب لوگ تیار ہونے کے لئے اپنی اپنی ہویلی سے کپڑے منگوا چکے تھے۔۔

درام خان آج باپ سے تیار ہونے کی بجائے خود ہی بے حد سنجیدگی سے تیار ہو رہا تھا۔ وہ اس وقت باپ کے ساتھ میچنگ کی شلوار قمیض کی بجائے بلیک پینٹ کے اوپر بالکل پتلی سی وائٹ ٹی شرٹ پہنے ہوئے تھا۔ ڈریسنگ مرر کے آگے اپنے بال بنانے کے بعد وہ اب ہلکی پھلکی سی بلیک جیکٹ زیب تن کر رہا تھا۔ چاکلیٹ براؤن پشاوری چپل پہنتا داور خان لب کاٹتے ہوئے اسکی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ جو کل رات سے نو لفٹ کا بورڈ ماتھے پہ سجائے ہوئے تھا۔ ہلکا ہلکا سا میک اپ کرتی بیا خان نے ڈریسنگ مرر سے بغور باپ بیٹے کو دیکھا، جو آج پہلی بار کسی فنکشن پہ الگ الگ ڈریسنگ کیے ہوئے تھے۔۔

ورنہ عموماً وہ چیز ایک ہی پہنتے تھے بس کبھی کبھی رنگ میں فرق ہوتا تھا۔۔

درام سردی لگ جائے گی کچھ اور پہن لو۔۔۔ یہ جیکٹ بہت ہلکی سی ہے اور تمہاری شرٹ بھی بہت لائٹ سی ہے۔۔۔ چاکلیٹ براؤن شلوار قمیض میں ملبوس گلے کے گرد سکن چادر لٹکائے داور خان اسکی طرف دیکھتا لب کاٹتا نرمی سے بولا، جس پہ درام خان نے اسکی بات اگنور کرتے ہوئے نیچے جھکتے ہوئے اپنے وائٹ شوز کے لیسس بند کئے۔۔۔۔۔

درام بابا جان کچھ بول رہے ہیں۔۔۔ بیا خان خاموش خاموش سے درام خان کی طرف دیکھتی نرمی سے اسے داور کی طرف متوجہ کرنے کی غرض سے بولی۔۔۔۔۔

مورے میں اس ڈریس میں کمفرٹیبل ہوں ۔۔ اور میں رایان چاچو کے پاس جا رہا ہوں۔۔ آپ بھی جلدی سے تیار ہو جائیں ۔۔ داور خان اپنی مورے کا ہاتھ چومتا مسکرانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے بولا، جس پہ بیا خان نے شیشے سے شکوہ کناں نظروں سے داور خان کو دیکھا۔ جو اسے کل بلاوجہ ڈانٹ کے اتنا سنجیدہ بنا چکا تھا۔۔ ورنہ تو درام کی باتوں کی وجہ سے ان کے کمرے میں رونق لگی رہتی تھی، لیکن اب وہ صرف ضرورت کے وقت بول رہا تھا۔۔ درام خان کی سنجیدگی ملاحظہ کرتے داور خان کی اب بس ہوئی، وہ باہر کی طرف بڑھتے درام خان کو جلدی سے اٹھا کے اپنے سینے میں زور سے بھینچ چکا تھا۔۔۔ اتنا کہ وہ اب اپنے ہاتھ پیر چلاتا ہوا بھی اسکی گرفت سے آزاد نہیں ہو پا رہا تھا۔۔ اتنی ناراضگی کون رکھتا ہے؟؟ داور خان اسکے چہرے پہ اپنی گھنی بیرڈ اور مونچھیں رگڑتا ہوا پیار سے دانت کچکچاتے ہوئے بولا، جس پہ درام خان نے چیختے ہوئے اس سے دور ہونا چاہا۔۔۔ لیکن داور خان اسکے پورے چہرے کو دیوانا وار چومتا اسے کھلکھلانے پہ مجبور کر چکا تھا۔۔

آئی ایم سوری میرے شیر۔ میرے دل کا ٹکڑا۔۔۔ داور خان اس کے کھلکھلانے پہ اسکا چھوٹا سا کان پکڑتے ہوئے بے حد پیار سے اسے مناتا ہوا بولا، جس پہ درام خان نے اپنی کھری ناک چڑھاتے ہوئے اسکے دونوں گالوں پہ اپنے چھوٹے چھوٹے دانت گاڑے۔۔۔۔ بیا خان ان دونوں کی صلح ہونے پہ اطمینان سے مسکرائی۔۔۔۔ داور خان نے درام خان کی ہلکی سی جیکٹ اتارتے ہوئے اسے اپنے جیسے کپڑے پکڑائے، جس پہ وہ سر پیچھے پھینکتا ہوا چینج کرنے کی غرض سے واشروم کی طرف بڑھا۔۔۔۔

ضرار خان اور رایان خان کی بارات ہویلی سے نکلنے کے لئے بالکل تیار تھی۔۔ ہویلی کے باہر تیز آواز میں ڈول بجائے جا رہے تھے۔۔ ساحر خان آج چاہ کے بھی اپنی بیوی کے ڈر کی خاطر کسی کو فائرنگ کرنے سے نہیں روک پا رہا تھا۔ کیونکہ ان سب کے دوست تو ان کی شادیوں پہ پاگل ہوئے پھر رہے تھے۔۔ فارس خان نے بہرام خان سے کانٹیکٹ کرنے کی بے حد کوشش کی، لیکن وہ اس سے رابطہ نہیں کر پا رہا تھا۔ اس کا نمبر کافی دنوں سے بند جا رہا تھا، جس پہ فارس خان نے پریشان ہوتے ہوئے اس سے شادی سے بعد ملنے کا سوچا۔۔۔۔

KOH NOVELS - URDU

سب اپنی اپنی گاڑیوں میں بیٹھتے بارات لے جانے کے لئے تیار ہو رہے تھے۔۔ ساحر خان ، داور خان اور فارس خان ابھی تک اپنی اپنی گاڑیوں میں نہیں بیٹھے تھے، وہ پہلے ہر چیز کی تسلی خود کروانا چاہ رہا تھے۔۔ تمام بڑے بڑی تین گاڑیوں میں جبکہ ہویلی کے تمام لڑکے اور لڑکیاں جوڑا جوڑا کر کے اپنی اپنی گاڑی میں بیٹھے تھے، ساحر خان کے ساتھ اسکی بیوی زرلاشتہ خان تھی۔۔ فارس خان کے ساتھ گل بہار، داور خان کے ساتھ بیا خان

اور درام خان، سعد خان کے ساتھ پری وش جبکہ رایان خان اور ضرار خان ایک گاڑی میں تھے کیونکہ انکی بیویاں ابھی تک پارلر میں تھیں، جنہیں عالیان شاہ نے راستے سے پک کرنا تھا۔۔

قسم لے لے زری اگر تو نے مجھے میرے شاہ کی گاڑی میں نا بٹھایا نا میں تیرے لالہ کی برات میں شامل نہیں ہوں گی۔۔۔ زرش خان کے ساتھ چلتی گلابی نفیس سی میکسی میں ملبوس انابیہ خان کب سے اسکے کان میں ایک ہی سرگوشی کرتی زرش خان کو تپا رہی تھی۔۔

لالہ۔۔۔ زرش خان نے سب کو اپنے اپنے بندوں کے ساتھ بیٹھتے دیکھ کے اپنی ڈیسنٹ سی سرخ میکسی تھامتے اونچی ہیل کے ساتھ ٹک ٹک کر کے چلتے، عالیان شاہ کی گاڑی کی طرف بڑھتے ہوئے اسکا شیشہ ناک کرتے اسے پکارا۔۔۔ جس پہ گرے شلوار قمیض میں ملبوس گرے ہی شال گلے کے گرد لٹکائے عالیان شاہ نے مسکرا کے گاڑی کا شیشہ نیچے کرتے ہوئے زرش خان کو آئیبرو اچکاتے ہوئے دیکھا۔۔۔ اسکے مسکرانے کی وجہ زرش خان کی اور اسکی بانڈنگ تھی، جو زرش خان ایک دن میں مضبوط بنا چکی تھی۔۔

لالہ میری دوست کو اپنی گاڑی میں بٹھا لیں پلیز(اس ترسی ہوئی روح کو چین نہیں آ رہا) وہ کیا ہے نا کہ سب کی گاڑیوں میں ان کی بیویاں ہیں بس آپ دونوں ہی سنگل نظر آ رہے ہیں۔ تو ایسے مجھے اچھا نہیں لگ رہا۔۔۔ زرش خان اپنے چہرے کو بے حد معصوم بناتی آنکھیں ٹپٹپاتی ہوئی ہمدردی سے بولی، جس پہ عالیان شاہ نے لب کاٹتے ہوئے اسے اور اسکی نوٹنکی دوست کو دیکھا۔۔۔ جو کل سے اسے اپنی نظروں کے حصار میں لئے ہوئے تھی ۔۔۔ خود پہ انابیہ خان کی نظروں کا ارتکاز عالیان شاہ جیسا چالاک انسان ایک ہی پل میں محسوس کر چکا تھا۔۔

وہ زری گڑیا میں اسے بٹھا تو لیتا لیکن وہ کیا ہے نا کہ میری ہویلی میں میرے انتظار میں بیٹھی ہوئی میری بیوی کو اچھا نہیں لگے گا، اگر میں نے کسی غیر لڑکی کو اپنی گاڑی میں لفٹ دے دی تو۔۔۔ عالیان شاہ بھی زرش خان کے انداز میں بولتا انجانے میں انابیہ خان کا دل بری طرح سے دکھا چکا تھا۔۔ تو کیا وہ شادی شاہ تھا؟ وہ اسکا شاہ نہیں تھا؟ وہ کسی اور کا ہو چکا تھا؟ انابیہ خان نے ٹوٹے ہوئے دل سے سوچا، چہرے کی ساری جوت بجھی۔۔۔ گولڈن بڑی بڑی آنکھیں نم ہوئی، جنہیں چھپانے کے لئے وہ عالیان شاہ سے نظریں ہٹاتی ہوئی انہیں جھکا چکی تھی جنہیں عالیان شاہ نوٹ کر چکا تھا۔۔ اسکے منہ سے خود کے لئے لفظ "غیر لڑکی" کسی سوئی کی طرح چھبا تھا۔۔ زرش خان نے بھی عالیان شاہ کی بیوی کا سنتے ہوئے حیرانگی سے ایک نظر عالیان شاہ کو دیکھتے دوسری نظر اپنی جگری دوست کو دیکھا، جو اپنے گلابی لب کاٹتی ہوئی اپنے آنسوؤں پہ بمشکل قابو پا رہی تھی۔۔

چلو زری میں نے بولا بھی تھا میں اپنی گاڑی خود ڈرائیو کر لوں گی۔۔۔ انابیہ خان اپنی بھرائی آواز پہ قابو پانے کی ناکام کوشش کرتی، زرش خان کو مخاطب کر کے عالیان شاہ پہ ایک بھی نگاہ غلط ڈالے بغیر اپنی بات کہتی ہوئی اپنی گاڑی کی طرف بڑھ چکی تھی۔۔ زرش خان نے اتنی غمی صورت حال میں بھی انابیہ خان کے جھوٹے بہانے پہ دانت کچکچاتے ہوئے عالیان شاہ کو رسما مسکرا کے دیکھتے ہوئے انابیہ خان کی گاڑی کی طرف قدم بڑھائے۔۔۔۔

KOH NOVELS - URDU

سجاول خان جو کب سے پورچ میں آتی زرش خان کے خوبصورت حسن میں کھو یا ہوا تھا، اسے عالیان شاہ کی گاڑی کی طرف بڑھتے دیکھ کے اس نے نا سمجھی سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔ عالیان شاہ سے بات مکمل کرتے ہی وہ شاید انابیہ خان یا ضرار خان کی گاڑی کی طرف بڑھنے والی، جب سجاول خان نے اپنی گاڑی سے باہر نکلتے اسے کہنی سے پکڑتے ہوئے ایک ہی جست میں اپنی گاڑی میں بٹھاتے ہوئے اسکے سر پہ اچھی طرح سے دوپٹا دے

کے اسکے وجود پہ اچھی طرح سے دوپٹا پھیلاتے اپنی گاڑی کا دروازہ بند کیا۔۔ زرش خان نے اس اچانک افتاد پہ بھوکھلاتے ہوئے سجاول خان کو دیکھا۔ سجاول خان نے اس سب کے دوران خود پہ اور زرش خان پہ جمی سب ہویلی والوں کی نظروں کو سرے سے اگنور کیا۔۔۔۔ سٹیرنگ تھامے ضرار خان نے اسکے انداز پہ اپنی مسکراہٹ چھپائی، اسے اچھا لگا تھا اس کا یوں اسکی بہن کے لئے اتنا پوزسیسوو ہونا۔۔۔

سب کے گاڑیوں میں بیٹھتے ہی ہویلی کے پورچ سے آگے پیچھے ایک ساتھ کتنی ہی لینڈ کروزر اور مرسیڈیز نکلی۔۔۔۔ ان کے ہویلی سے نکلتے ہی ان کے دوستوں کی گاڑیاں جو وہ پہلے ہی ہویلی سے باہر کھڑی کر چکے تھے ، تیز رفتار میں ان کے پیچھے روانہ ہوئی تھیں۔۔ تمام گاڑیوں کے اطراف میں فائر ورکس کے ساتھ کلر فل سموک بم لگائے گئے تھے۔۔ ان سب کے پیچھے بھاری اسلحہ کے ساتھ ان کے گارڈز کی سڑک پہ تیز رفتار چلتی گاڑیوں ایک الگ اور خوبصورت منظر پیش کر رہی تھیں۔۔ وہ سب گاڑیوں کے شیشوں سے سر باہر نکال کے فائرنگ کرتے ہوئے پورے سوات کو بتا رہے تھے کہ آج ان کے دو شہزادوں کی بارات ہے۔۔ پورا سوات اس وقت گولیوں کی آوازوں سے تھرتھرا رہا تھا اور ہماری معصوم سی زرلاشتہ خان بھر بھر چیخ مارتی ہوئی اپنے خان کے سینے میں چھپ رہی تھی، جو صبح سے اس سے ناراض ناراض سا گھوم رہا تھا۔۔

KOH NOVELS - URDU

عشقِ ستم ۔۔۔ قسط 84(پارٹ 1)

یہ کیا طریقہ ہے سجاول خان؟؟ سجاول خان کے گاڑی میں بیٹھتے ہی زرش خان اسکی طرف دیکھتی، دبی دبی آواز میں غرائی۔۔۔ جو اس کی مزاحمت کو کسی بھی خاطر میں نہ لاتا اسے اپنی گاڑی میں بٹھا کے اس پہ اچانک سے پانچ غذ کا دوپٹا اوڑھا چکا تھا۔۔

آئی نو یہ طریقہ بہت ان رومانٹک تھا میری خانم۔۔ بٹ آئی سویر نیکسٹ ٹائم میں تمہیں مایوس نہیں کروں گا۔۔ سجاول خان اپنی گاڑی سٹارٹ کرتا ہوا مصروف انداز میں بولا۔۔۔۔

یو چیپ خان!! مجھے انابیہ کے ساتھ جانا ہے ۔۔ گاڑی روکو۔۔ زرش خان اسکے کندھے پہ مکا مارتی غرائی۔۔

(hot stuffلیکن مجھے تو تمہارے ساتھ جانا ہے مائے ہاٹ اسٹف)

So be quiet!! Otherwise I will lock your tasty lips right now!!

(اسی لئے خاموش رہو! ورنہ میں ابھی اسی وقت تمہارے ٹیسٹی ہونٹوں کو اپنی قید میں کے لوں گا!!)

سجاول خان اسکی طرف جھکتا اسکے سرخ لپ اسٹک سے سجے ہونٹوں کو فوکس میں لیتا گھمبیر آواز میں بولتا، سب کے ساتھ تیز رفتار میں گاڑی سڑک پہ دوڑا چکا تھا۔ اسے کے یوں اچانک خود پہ جھکنے اور اس پہ تضاد اسکی بے باک بات پہ زرش خان نے تیزی سے اپنا چہرہ اس سے دور کیا۔۔ جس پہ سجاول خان خوبصورتی سے ون سائیڈڈ مسکراتا ہوا اس سے دور ہوا۔ وہ اس کی دھمکی پہ واقعی ہی خاموش ہو چکی تھی، کیونکہ وہ اپنے میک کا بیڑا غرق قطعی نہیں کروانا چاہتی تھی۔ سجاول خان اس وقت نیوی بلیو شلوار قمیض پہ آف وائٹ شال گلے کے گرد لٹکائے پیروں پہ پشاوری چپل پہنے تیزی سے گئیر بدلتا، زرش خان کو اس وقت بے حد پیارا لگا۔۔۔ اس نے آج اسے پہلی بار نیلے رنگ میں دیکھا تھا نہیں تو وہ زیادہ تر بلیک یا ڈارک

براؤن پہنتا تھا۔ زرش خان نے اپنا دوپٹا اتار کے پہلے کی طرح شانوں پہ لیتے ہوئے اسے کن اکھیوں سے دیکھا۔۔ سجاول خان نے اسے پھر سے پہلے کی طرح دوپٹا لیتے دیکھ کے کچھ نہیں بولا کیونکہ اب گاڑی کے بلیک شیشے بند تھے۔۔ اسکے سامنے تو وہ چاہے دوپٹا اتار کے بیٹھ جاتی وہ پھر بھی اسے اسکی ادا جانتا ہوا اس پہ اپنے پیار کی بارش شروع کر دیتا، لیکن کسی کے سامنے وہ اسے ننگے سر قطعی برداشت نہیں کر پاتا تھا ۔۔ سجاول خان اسکے کندن سے سراپے سے نظریں ہٹاتا بمشکل ہی ڈرائیونگ کر رہا تھا، جب سب کی گاڑیوں سے ایک ساتھ فائر بلند ہونے پہ زرش خان نے ایک نظر اس کی طرف دیکھتے سامنے ڈیش بورڈ پہ پڑی اسکی گن کو دیکھا۔ جس سے اس نے ابھی تک ایک بھی فائر نہیں نکالا تھا۔۔ وہ اسکے ساتھ بیٹھ کے شدید بور ہو رہی تھی۔۔ زرش خان نے اسے گھور کے دیکھتے اسکی گن پکڑتے ہوئے بلٹ نکالا، سجاول خان نے اسکے بلٹ نکالنے پہ اسے چونک کے دیکھا۔ جو اپنی طرف کا شیشہ نیچے کرنے ہی والی تھی، جب سجاول خان نے سیکنڈز میں بات کی تہہ تک پہنچتے ہوئے گاڑی کے شیشے لاک کرتے ہوئے اسے کہنی سے پکڑتے ہوئے اپنی گود میں گرایا۔۔۔ وہ بری طرح سے اس کے سینے سے ٹکرائی، صد شکر اس نے ٹریگر پہ ہاتھ نہیں رکھا تھا۔ نہیں تو جس طرح اسے سجاول خان نے کھینچ کے اپنی گود میں گرایا تھا، گن کسی بھی وقت چل سکتی تھی۔ زرش خان نے اپنی ہیزل آنکھوں میں سرخی لئے اسکی طرف دیکھا، جو پہلے ہی اپنی ڈارک براؤن آنکھوں میں غصے کی بے تحاشہ سرخی لئے اسے قہر برساتی نظروں سے دیکھ رہا تھا ۔۔۔

KOH NOVELS - URDU

جانتی بھی ہو کیا کرنے والی تھی تم؟؟ سجاول خان اسکے کان کے پاس دھاڑا۔۔

چیخ کیوں رہے ہو؟؟ میرے لالہ کی شادی ہے کم از کم میں تمہاری طرح یوں سڑا ہوا منہ بنا کے بور ہوتے ہوئے بارات لے کے نہیں جا سکتی!! چھوڑو مجھے ، تم نے تو شاید یہ گن دیکھنے کے لیے رکھی ہوئی ہے، لیکن

مجھے اسکا استعمال کرنا اچھے سے آتا ہے۔۔ زرش خان اسکی دھاڑ کو اگنور کرتے منہ بناتے ہوئے دبی دبی آواز میں غرائی۔۔۔

بکواس بند کرو اپنی پیچھے میرے دوستوں کی گاڑیوں کی لائن لگی ہوئی ہے، وہ کیا سوچیں گے کہ سجاول مراد خانزادہ کی بیوی ایسی اوچھی حرکتیں کرتی ہوئی ان کی توجہ بٹورنے کی کوشش کر رہی ہے؟؟ سجاول خان اسکے بے تکے شوق پہ غصے سے سرخ ہوتا اپنی گاڑی کی رفتار بڑھاتے ہوئے دھاڑا۔۔۔ اسکی بات پہ زرش خان کی ہیزل رنگ آنکھوں میں نمی ابھری۔۔۔ اسکی بات نے زرش خان کے دل کو زخمی کیا۔۔وہ تو بس اپنے لالہ کی شادی کی خوشی منانا چاہ رہی تھی، سب کو فائرنگ کرتے دیکھ کے اسکا بھی دل مچل اٹھا تھا۔۔ لیکن اس نے تو سوچا بھی نہیں تھا وہ کسی کو دیکھانے کے لئے یا کسی کی توجہ بٹورنے کے لئے فائر کرے گی ۔۔ زرش خان نے اسکی بات پہ کوئی جواب دئیے بنا اسکی پسٹل زور سے ڈیش بورڈ پہ پھینکتے اپنی پوری قوت سے اس سے دور ہونے کی سعی کی، جس پہ سجاول خان اسکی آنکھوں کی نمی بھانپتا ہوا اسکی کمر پہ اپنی گرفت خطرناک حد تک مضبوط کر چکا تھا۔۔

میری بات کا مطلب۔۔۔ ابھی سجاول خان نرم پڑتا اسے اپنی بات کا مطلب سمجھاتا، جب زرش خان اسکی بات کاٹتی ہوئی دھاڑی۔۔۔

چھوڑو مجھے سجاول خان!! تم جیسا سطحی اور شکی سوچ کا مالک انسان میں نے اپنی پوری بائیس سالہ زندگی میں نہیں دیکھا۔ تم اسد خانزادہ کی کاپی ہو آخر کو اس کا خون جو ہو تو باپ کے قدموں پہ قدم رکھنا تو تم پہ فرض۔۔۔۔ ابھی زرش خان غصے سے پھٹتی ہوئی مزید دھاڑتی، جب سجاول خان اسکے کڑوے لفظوں کی تاب نہ لاتا ہوا شدید غم و غصے کے عالم میں اسکے سرخ لپ اسٹک سے سجے ہونٹوں پہ جھکتا ہوا اسکے باقی کے الفاظ اپنے لبوں

سے چن گیا---- وہ اپنی ایک آنکھ کو اوپر کو اٹھا کے سامنے ونڈ سکرین سے سڑک پہ دیکھتا اسکے ہونٹوں پہ اپنا غم، غصہ اور جنون اتار رہا تھا۔ وہ ہمیشہ سے اسکی ہر بات کو منفی انداز میں لیتی غصے سے کڑوی کسیلی باتیں بولتی ہوئی ریکٹ کرتی آئی تھی۔۔ اور اس نے آج بھی یہی کیا تھا، وہ اسکی پوزسیسونس کو شک کا نام دے رہی تھی؟؟ اس نے اسکی بات میں یہ نوٹ کیوں نہیں کیا کہ سجاول خان نے اس پہ کسی بھی طرح سے الزام نہیں لگایا، کوئی شک نہیں کیا تھا۔۔ اس نے تو صرف دوسرے لڑکوں کی سوچ کا بتایا تھا، جب کوئی لڑکا کسی لڑکی کو ایسی حرکتیں کرتے دیکھتا ہے تو نا چاہتے ہوئے بھی اس کے دل و دماغ میں ایسی باتوں کا گمان ہوتا ہے اور وہ اس کو لے کے اتنا جنونی اور پاگل تھا کہ اسے تو یہ تک گوارا نہیں تھا کوئی اس کی خانم کے بارے میں ایک پل کے لئے بھی سوچے---!! سجاول خان نے اسکے جھٹپٹانے پہ زور سے اس کے نچلے ہونٹ کو دانتوں میں لے کے کچلا، اسکی باتوں پہ سارے پرانے غم تازہ ہوئے--- پھر سے ماں کا لہو لہان وجود آنکھوں کے پردوں میں لہرایا، اسکا پورا وجود کسی بھٹی کی مانند سلگ رہا تھا۔ خون میں غم و غصے سے شرارے پھوٹے تھے۔۔ اپنے ہونٹوں پہ اسکے دانتوں کا اتنا دباؤ محسوس کرتے زرش خان نے بھی اسے نہیں بخشا تھا، اس نے بھی بدلے میں اسکے گلابی ہونٹوں پہ غصے سے اپنے دانت گاڑتے اسکے سینے پہ مکے برسائے تھے۔ جو جھکا تھا تو پیچھے ہٹنا بھول چکا تھا ۔۔ سجاول خان نے اسکی حرکت پہ ہوش میں آتے ہوئے اسکے ہونٹوں کو آزادی بخشی---- زرش خان کی پوری سرخ لپ اسٹک برباد ہو چکی تھی۔۔ سجاول خان نے اسکا سرخ ریشمی دوپٹا پکڑتے ہوئے اپنے ہونٹ بے دردی سے رگڑ کے صاف کرتے اپنے ہونٹوں کے اردگرد لگی اسکی لپ اسٹک صاف کی---- زرش خان اس سے اپنا دوپٹا چھڑواتی اپنی پوری قوت سے اسے خود سے دور دھکیلتی گہرے سانس بھرتی اپنی سیٹ پہ بیٹھی---- زرش خان نے اپنی آنکھوں کی نمی کو پلکیں جھپک جھپک کے پیچھے کی طرف دھکیلتے سامنے سے ٹشو اٹھا کے اپنے ہونٹوں کے گرد بکھری ہوئی لپ اسٹک کو صاف کیا، لپ اسٹک کے ساتھ ٹشو پہ خون کی بوندیں دیکھتے اس نے بے دردی سے اپنے ہونٹوں کو رگڑا---- جس پہ سجاول خان نے اپنے نچلہ لب کاٹتے اپنی طرف کا شیشہ تھوڑا سا ڈاؤن کیا۔ سامنے ڈیش بورڈ پہ پڑی

پسٹل کو تھامتے سجاول خان نے اپنا ہاتھ شیشے سے باہر نکالتے ایک ہی جھٹکے میں اپنی گن کی پوری میگزین خالی کرتے ہوئے یکے بعد دیگرے فائر نکالے۔ میگزین خالی کرنے کے بعد اس نے شدید غصے سے پسٹل کو ڈیش بورڈ پہ پھینکا۔۔ گویا ایسے فائرنگ کر کے اتنے غصے میں بھی اپنی بیوی کی خواہش پورا کرنے کی کوشش کی، جو اپنے لالہ کی بارات خاموشی سے نہیں لے کے جانا چاہتی تھی۔ لیکن زرش خان نے اسکی طرف دیکھا تک نہیں تھا، اسے اسکی بات ابھی تک کسی تیر کی طرح چھب رہی تھی۔ لیکن وہ یہ نہیں جانتی تھی وہ اپنی کڑوی کسیلی باتوں سے سجاول خان کے دل و دماغ میں اتنی آگ لگا چکی ہے، کہ اگر خود کشی حرام نہ ہوتی تو یقیناً سجاول خان اسی پسٹل کی گولی سب سے پہلے اپنے دماغ میں مارتا۔۔۔ جس کا پیچھا یہ ماضی آج بھی نہیں چھوڑتا تھا۔۔

خا۔خان۔۔ ہمیں ۔۔آہ۔۔۔ہمیں۔۔ڈر۔۔۔لگ۔۔۔رہا۔۔۔ ہے۔۔۔ زرلاشتہ خان فائرنگ کی اتنی تیز تیز آوازیں سنتی ساحر خان کے کندھے کو ہلاتی بے حد معصومیت سے بولی، وہ ساحر خان کے اتنے ٹھنڈے ریکشن پہ بس رونے والی ہو رہی تھی۔ جو آج اسے اپنے سینے میں نہیں چھپا رہا تھا، نا ہی کوئی بات کر رہا تھا اور نا کسی بات کا جواب دے رہا تھا۔۔

KOH NOVELS - URDU

ساحر خان نے اسکے لہجے میں خوف و ڈر محسوس کرتے ہوئے اسے بنا جواب دئیے اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتے اپنے سینے میں چھپایا۔۔۔ چاہے وہ اس سے ناراض ہونے کی اچھی ایکٹنگ کر رہا تھا لیکن اسے ڈرتا ہوا بھی وہ نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔ اسی کے ڈر کی وجہ سے تو اس نے اپنی گاڑی میں گن تک نہیں رکھی تھی تو اب کیسے اسے یوں سہمتا ہوا دیکھ سکتا تھا۔۔

خان---آپ---کی---زبان-پہ---کوئی---چوٹ---آئی---ہے---کیا ؟؟ اسے صبح سے خاموش دیکھتی زرلاشتہ خان کی اب بس ہوئی، اس نےاس کا اسی دن کا بولا ہوا جملہ اسے آج یوں واپس لٹایا۔ جس پہ ساحر خان نے اسے گھور کے دیکھتے ہوئے بمشکل اپنی مسکراہٹ ضبط کی---- اسکے گھورنے پہ پستہ اور گولڈن رنگ کے امتزاج کی بھاری میکسی میں ملبوس زرلاشتہ خان نے اسے نروٹھے پن سے دیکھتے، اسکی اسکن قمیض کے بٹنوں کے ساتھ کھیلنا شروع کیا---- ساحر خان اس وقت اسکن شلوار قمیض میں ملبوس لائٹ براؤن شال گلے کے گرد لٹکائے ہوئے تھا۔ وہ جو اب اسکے سینے پہ اپنی انگلیوں سے ڈیزائن بناتی اسکی دھڑکنوں کو منتشر کر رہی تھی ، ایک بار پھر سے سب کی ایک ساتھ فائرنگ کی آوازیں سنتی ہوئی چیخ مارتی مزید ساحر خان کے سینے میں گھسی----

---

ہائے اللہ سب تو پاگل ہو گئے ہیں ، آپ کیوں پاگل ہو رہے ہو ؟؟ زنک کلر کی خوبصورت سی بھاری میکسی میں ملبوس گل بہار فارس خان کا کندھا ہلاتی دہلتے ہوئے بولی---- جو پچھلے پانچ منٹ سے کوئی پانچویں بار اپنی میگزین بھر چکا تھا۔ فارس خان گل بہار کے کہنے پہ اسکے ساتھ میچنگ رنگ کی زنک کلر کی شلوار قمیض میں ملبوس گلے کے گرد آف وائٹ شال لٹکائے بے حد پیارا لگ رہا تھا--- ہائے اللہ میرے دو دو بھائیوں کی شادی ہے، جنہوں نے میری شادی کی تیاریوں میں خود کو بھی فراموش کر دیا تھا تو میں کیو ں نہ پاگل ہوں بہار بے بی؟؟ میرا پاگل ہونا تو بنتا ہے!! فارس خان اسی کے انداز میں ہنس کے بولتا ہوا پھر سے فائر نکال چکا تھا۔ اسکے یوں اپنی نقل اتارنے پہ گل بہار نے اپنی تیکھی ناک چڑھائی---- وہ واقعی ہی سچ کہہ رہا تھا رایان خان اسکی شادی پہ اپنے نکاح کو بھی فراموش کر چکا تھا، جبکہ ضرار خان تو گن چکر بنا ہوا تھا۔ فارس خان نے اسکے ناک چڑھانے والی ادا پہ اسکی طرف جھکتے ہوئے اسکی چھوٹی سی تیکھی ناک کو پیار سے چومتے اپنا سٹیرنگ سنبھالا---- ہوٹل کافی دور تھا، گل بہار نے منہ لٹکاتے ہوئے کچھ دیر آرام کرنے کی خاطر استحقاق سے اسکے سینے پہ اپنا سر ٹکایا---- جس پہ

فارس خان نے گن سامنے رکھتے ہوئے اسکے گرد اپنا حصار باندھتے اسکے بالوں پہ اپنے لب رکھے----

---

چھوٹے خان--- ایسے سڑک پہ سرعام بندوق نہ چلائیں -- پولیس پکڑ لیتی ہے-- لائٹ پنک اور بلیک کے امتزاج کی میکسی میں ملبوس پری وش اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے ساتھ بیٹھے سعد خان کا کندھا ہلاتی بار بار کیوٹ سے انداز میں اپنے ہونٹوں کے زاویے بگارتی سعد خان کو ایک ہی ہدایت دے رہی تھی، جو اسکی بات پہ اپنی مسکراہٹ ضبط کرتا ہمیشہ کی طرح فائر نکال کے اسکے پھولے گلابی گال پہ کاٹ کے اسے بار بار بھوکھلا رہا تھا۔ سعد خان اس وقت ڈارک میرون شلوار قمیض میں ملبوس گلے کے گرد اسکن چادر لٹکائے ہوئے تھا۔

آپ کو میری آواز نہیں آ رہی؟؟ آپ کیا چاہتے ہیں بھری جوانی میں آپ جیل چلیں جائیں اور میں سب کو بتاتی پھروں کہ میں ایک "جیل شدہ" انسان کی بیوی ہوں؟؟ پری وش کچھ دیر تک اپنی بھوکھلاہٹ ختم کرتی، اب اسکی سلور چین کو دبوچتی ہوئی روہانسے لہجے میں بولی--- اس نے ابھی اگلے دن خبروں میں سنا تھا کہ شادی پہ فائرنگ کرنے کی وجہ سے پولیس کسی دلہے کو اور اسکے گھر کے سارے مردوں کو گرفتار کر چکی تھی۔ اسی لئے وہ اپنے بندے کو فائرنگ سے روکنے کے لئے جان توڑ کوشش کر رہی تھی--

پری جان تمہارے شوہر کے ہاتھ ہر کانوں سے ایک۔ ڈیڑھ فٹ لمبے ہی ہیں-- اسی لئے اپنے اتنے چھوٹے سے دماغ پہ اتنا اثر نہ ڈالو جان من۔ سوات پہ تو اپنا راج چلتا ہے کسی کے باپ کا نہیں!! سعد خان اترا کے بولتا ہوا مزید ایک فائر نکال چکا تھا---

---

سب خانزادے ہوٹل کی عورتوں والی سائیڈ کے باہر اپنی گاڑیاں کھڑی کر چکے تھے، وہ نہیں چاہتے تھے کہ کسی ایرے غیرے کی تو کیا ان کے اپنے دوستوں کی بھی انکی بیویوں پہ غلطی سے بھی نظر پڑے۔ ابھی کہ ان سب کی بیویاں اپنی ہیوی میکسیز پہ اچھے سے چادریں لیتی اپنے چہروں کو ڈھکے ہوئے تھیں، سوائے زرش خان کے جس نے دوپٹا بھی بڑی مشکل سے شانوں پہ لیا تھا۔ ہوٹل پہ گاڑی رکتے ہی زرش خان انتہائی برے موڈ کے ساتھ جلدی سے باہر نکلنے کی غرض سے سجاول خان کی گاڑی کا دروازہ کھولنے ہی والی تھی، جب سجاول خان نے اسے بازو سے پکڑتے ہوئے اپنے قریب کیا۔۔۔ زرش خان کے کچھ بھی بولنے سے پہلے سجاول خان نے اسکے شانوں سے دوپٹا اتارتے ہوئے اسکے سر پہ اچھی طرح سے دوپٹا دیتے تھوڑا سا دوپٹا اسکے چہرے کے آگے کرتے ہوئے اسکے سینے پہ پھیلایا۔۔۔۔ عورتوں والی سائیڈ پہ جا کے جیسے مرضی دوپٹا لینا لیکن ابھی یہی سے جاتے ہوئے اور کسی بھی غیر مرد کے سامنے انجانے میں بھی تمہارا دوپٹا تمہارے سر، چہرے یا وجود سے زرا سا بھی کھسکا تو ابھی تو میں نے تمہیں ٹریلر دکھایا تھا خانم!! ایسی صورتحال کے پیش آنے پہ سب کے سامنے فلم پلے کروں گا۔۔ سجاول خان اسے دوپٹا دینے کے بعد اسکے زخمی ہونٹوں پہ نرمی سے اپنا انگوٹھا رب کرتا اسے سخت لہجے میں دھمکی دے چکا تھا۔۔ ہوٹل کے باہر ادھیڑ عمر گارڈز تھے، وہ کبھی بھی نہیں چاہتا تھا اس کی منکوحہ یوں ننگے سر اپنے حسن کے جلوے بکھیرتی ہوئی ہوٹل میں داخل ہو۔۔ زرش خان نے اسکی دھمکی پہ اپنی مٹھیاں بھینچتے ہوئے غصے سے اسکا ہاتھ جھٹکتے ہوئے دروازہ کھولا، لیکن اسکا دیا گیا دوپٹا کھولنے کی اس نے بھی جرآت نہیں کی تھی۔۔۔ کیونکہ سجاول خان کا سخت اور مضبوط لہجہ اس بات کا گواہ تھا کہ وہ صرف دھمکی نہیں دے رہا تھا، وہ واقعی ہی ایسا کر کے بھی دکھاتا۔۔ اور وہ اس وقت مزید کوئی تماشا نہیں چاہتی تھی، اسی لئے بڑی مشکل سے صبر کے گھونٹ پی کے رہ گئی۔۔

عالیان شاہ بھی ہرا خان اور پلوشہ خان کو پارلر سے پک کرتا، ان کے پیچھے ہی یہاں پہنچا تھا۔ (اس نے پارلر سے بڑی سی چادر لے کے اپنی دلہن بنی چھوٹی سی ڈول کو دیکھتے ہوئے بے ساختہ نرمی سے اپنے سینے میں بھینچتے ہوئے اسکے ماتھے پہ شدت سے بوسا دیا۔۔۔ جس پہ پلوشہ خان نے اسکے سینے سے لگتے ہوئے ڈھیروں آنسو بہائے، عالیان شاہ کو ابھی بھی یہ ایک خواب لگتا تھا۔ اسے کبھی کبھی یقین ہی نہیں آتا تھا کہ اتنا کچھ ہونے کے بعد بھی اس کی بہن اس سے مل سکتی ہے۔۔۔) سب عورتوں کے ہوٹل میں داخل ہونے کے بعد سب خانزادوں نے تسلی کرتے ہوئے اپنی گاڑیاں مردوں والی سائیڈ پہ موڑیں، جہاں ضرار خان، رایان خان اور ان کے دوست ہوٹل کے اندر برات لے جانے کے لئے انہی کا انتظار کر رہے تھے۔۔

ان سب کے یہاں آتے ہی گولڈن اور اسکن رنگ کے امتزاج کی شیروانی میں ملبوس ضرار خان اور رایان خان اپنی شہزادوں سی آن بان لئے ایک ساتھ گاڑی سے باہر نکلے۔۔۔۔ وہ دونوں ایک جیسے رنگ اور ایک دوسرے سے تھوڑے سے مختلف ڈیزائن کی شیروانی میں ملبوس پیروں پہ سٹائلش کھسے پہنے اپنے سرخ و سفید رنگ لئے بے حد خوبصورت لگ رہے تھے۔۔ اگر جو آج رایان خان کے نچلے لب کا تل اپنے آب و تاب سے چمک رہا تھا تو ضرار خان کا ڈمپل جو پہلے صرف ہنسنے سے نمودار ہوتا تھا ، وہ بات بات پہ اتنے دل سے مسکرا رہا تھا کہ آج اسکی مسکراہٹ پہ ہی بار بار اپنی جھلک دکھلا رہا تھا۔۔ سب نے ان دونوں کو دیکھتے ہوئے بے ساختہ ماشاءاللہ بولا۔۔۔۔

تمام لڑکیاں سب مہمانوں کو اچھے سے ملنے کے بعد عورتوں والی سائیڈ پہ لگی بڑی بڑی گلاس وال کی کھڑکیوں کے پاس کھڑی بارات دیکھ رہے تھیں، ڈھولوں کی گونجتی تیز آوازوں کے ساتھ عالیان شاہ، تمام خانزادے اور ان کے دوست پیسا پانی کی طرح بہا رہے تھے۔۔ رایان خان اور ضرار خان کو ایک ہی جگہ گردن اکڑا کے کھڑے رہنے کے بعد آج سمجھ آئی تھی کہ فارس

خان اور ساحر خان نے ان سب کو اپنی پوری بارات میں کیوں گھوریوں سے نوازا تھا۔ وہ دونوں رایان خان اور ضرار خان پہ کتنی ہی دیر پیسے برساتے ہوئے ان سے اپنا بدلہ اتار چکے تھے ۔۔

رایان خان نے ایک لمبا سا قدم اٹھانا چاہا، جب اسکے گرد گول گھرے کی صورت میں کھڑے ٹوپے کے درمیان ساحر خان اسکے پیروں کے آگے اپنا پیر رکھ چکا تھا۔۔

جا کے دیکھا آج یہاں سے۔۔ ساحر خان ہنستے ہوئے اس پہ ایک اور نوٹوں کی گڈی ختم کرتے ہوئے بولا، وہ اپنے ڈمپل کے درشن کرواتا ہوا کتنی ہی لڑکیوں کے دل دھڑکا چکا تھا۔ ضرار خان اور رایان خان کی کھڑے کھڑے ٹانگیں آکڑ چکی تھیں۔۔۔ لیکن ایک درام خان تھا، جو باپ کے کندھے پہ سر ٹکائے ہوا میں اڑتے ہوئے نوٹوں کو پھونک مار کے مزید اڑانے کی کوشش کرتے ہوئے نہیں تھک رہا تھا۔۔۔ درام خان کی اس حرکت کو دیکھتے ہوئے رایان خان اور ضرار خان کے ساتھ تمام لڑکیوں کے چہرے پہ بھی مسکراہٹ بکھری۔۔۔ رایان خان نے کتنی دفعہ درام خان کو داور خان سے لینا چاہا، لیکن اس نے درام خان کو اسے نہیں پکڑایا تا کہ اسکی شیروانی پہ شکنیں نہ پڑ جائیں لیکن رایان خان لاکھ چاہنے کے بعد بھی اپنے ٹڈے کو اٹھانے سے خود کو روک نہیں پایا۔۔۔ جو کب سے اتنی کیوٹ کیوٹ حرکتیں کرتا سب کو مسکرانے پہ مجبور کر رہا تھا۔ رایان خان کے خود کو اٹھانے پہ درام خان کھلکھلایا، وہ کب سے اسکی توجہ حاصل کرنے کے لئے ہی تو ایسی حرکتیں انجام دے رہا تھا۔

بالآخر کافی دیر بعد حیدر خان کے سب لڑکوں کو جھاڑ پلانے پہ لڑکوں کی طرف سے بارات ہوٹل کے اندر داخل ہوئی تھی۔ جس پہ ضرار خان اور رایان خان نے گہری سانس بحال کی۔۔۔ ہوٹل میں مردوں اور عورتوں کا سخت

پردے کے ساتھ الگ انتظام تھا، کوئی بھی مرد عورتوں والی سائیڈ پہ جھانک بھی نہیں سکتا تھا۔

سب مہمانوں کا اچھے سے استقبال کرنے کے کچھ دیر بعد سب کو کھانا وغیرہ دیا گیا۔۔۔ کھانے کے مینو میں مٹن قورمہ، چکن چیز کباب، چکن سٹیم بروسٹ ، چکن کوفتے، پالک پنیر، چکن ہانڈی، بیف قابلی پلاؤ ، روغنی نان، مٹن سیخ کباب، فرائیڈ فش اور ہر طرح کی سلاد شامل تھیں۔ رایان خان اور ضرار خان کو کھانا کھانے کے لئے ہرا خان اور پلوشہ خان کے پاس بیجھا گیا۔۔۔ فارس خان نے گل بہار کو بولتے ہرا خان اور پلوشہ خان کو الگ الگ کمروں میں کروایا۔۔ تا کہ ان دونوں کے شوہر جا کے اپنی اپنی بیویوں کو کچھ کھلا سکیں اور خود بھی کھا سکیں جنہوں نے صبح سے کچھ نہیں کھایا تھا۔

انابیہ خان جو واشروم یوز کرنے کی غرض سے اپنی بالکل ترچھی سائیڈ سے گزر کے واشروم کی طرف جانے والی تھی ، مردوں والی سائیڈ پہ کھڑے ساحر خان سے باتیں کرتے عالیان شاہ کی نظریں اچانک اسکی طرف اٹھی۔۔۔ جو عورتوں والی سائیڈ پہ واشروم یوز کرنے کی بجائے مردوں والی سائیڈ پہ آچکی تھی۔۔ چاہے سب مردوں کی اس طرف ٹھیک سے نظر نہیں پڑتی تھی، لیکن وہاں واشروم والے پورشن کے اندر ایک لائن کی صورت میں تین سے چار واشروم تھے ۔۔ واشروم میں مرد بھی ہو سکتے تھے اور وہ کیسے منہ اٹھا کے واشروم کی طرف بڑھ چکی تھی۔۔ عالیان شاہ نے اسی سوچ کے تحت تیزی سے اسکی طرف قدم بڑھائے۔۔۔۔

واشروم کے اندر جاتے ہی عالیان شاہ کی نظریں انابیہ خان پہ ٹکی، جو ان چاروں واشروم کے بند دروازوں کو دیکھتی ان کے کھلنے کا انتظار کر رہی تھی۔۔ وہ نہیں جانتی تھی ان واشروموں کے اندر سے عورتوں کی بجائے مرد نکلیں گے۔۔

تم یہاں کیا کر رہی ہو ؟؟ عالیان شاہ اسکی طرف دیکھتا سخت لہجے میں بولا، جس پہ انابیہ خان نے اپنی گھنی مڑی ہوئی پلکیں اٹھاتے ہوئے چونک کے اسکی طرف دیکھا---

آپ کو نہیں لگتا آپ کا یہ سوال مینرز کے خلاف ہے مسٹر شاہ؟؟ انابیہ خان اسکے سوال پہ سرخ پڑتی لہجے کو مضبوط بناتی ہوئی بولی۔ عالیان شاہ کو اسکے منہ سے "مسٹر شاہ" اور اس پہ تضاد اسکے چہرے کے سرخ رنگ جتنے بھلے لگے، اسکا سپاٹ لہجہ اور سوجھی ہوئی گولڈن آنکھوں کی اداسی عالیان شاہ کو بری طرح سے چھبی---- اسکی سوجھی سرخ آنکھوں سے اندازا لگانا مشکل نہیں تھا کہ وہ کافی دیر روئی تھی۔

تمہیں نہیں لگتا تمہارا یہاں پہ قدم رکھنا ہی مینرز کے خلاف ہے "ڈزی ڈوڈل"(dizzy doodle) ؟؟---- عالیان شاہ اسے بازو سے پکڑ کے خود کے قریب کرتا آئیبرو اچکاتے ہوئے متوازن لہجے میں بولتا، اسکی کل والی ساری ٹونکیاں یاد کرتا ہوا اسے نیک نیم دے چکا تھا کیونکہ وہ اسکا نام نہیں جانتا تھا۔ ویسے بھی ہر کسی کو نیک نیم دینا تو جیسے عالیان شاہ کی عادت تھی۔

آپ کو نہیں لگتا آپ مجھے ٹچ کر کے اپنی وائف کو چیٹ کر رہے ہیں مسٹر بلڈوزر !!! انابیہ خان اسکے منہ سے خود کے لئے " ڈزی ڈوڈل" سنتی اور اس پہ تضاد اسکے یوں خود کے قریب کھینچنے پہ تپتے ہوئے بولی---- ابھی وہ ہویلی میں تو اپنی بیوی کی رام کہانی سنا رہا تھا، اب اس کے ساتھ فلرٹ کرتے ہوئے اس کا اپنی بیوی کے لئے پیار اور فرمانبرداری کہاں غائب ہوئی تھی؟؟ انابیہ خان نے جلے کٹے دل سے سوچتے ہوئے اسکے باڈی بلڈر وجود پہ ٹانٹ مارتے، اسکی بیوی والی بات پہ بھی اسے ٹانٹ کیا---- جس پہ عالیان شاہ نے بمشکل اپنی مسکراہٹ ضبط کی---- ابھی وہ کوئی جوابی کاروائی کرتا جب

KOH NOVELS URDU

واشروم کا دروازہ کلک سے کھلنے کی آواز آئی---- عالیان شاہ ، انابیہ خان کو برق رفتاری سے دیوار کے ساتھ لگاتا اسے اپنے چوڑے سینے کے آگے چھپا چکا تھا۔۔

عشقِ ستم۔۔ قسط 84(پارٹ 2)

عالیان شاہ انابیہ خان کو برق رفتاری سے دیوار کے ساتھ لگاتا اسے اپنے چوڑے سینے کے آگے چھپا چکا تھا۔ انابیہ خان نے اس اچانک افتاد پہ عالیان شاہ کی گرے اجرک کو سینے سے مٹھیوں میں دبوچا۔۔۔ صد شکر کے واشروم سے نکلنے والا کوئی غیر مرد نہیں بلکہ سعد خانزادہ تھا ۔۔ جس نے عالیان شاہ کی چوڑی پشت کو حیرانگی سے دیکھتے اسکے پیروں کی طرف غور کیا، جہاں اسکے پیروں کے پیچھے یقیناً کسی لڑکی کے سرخ و سفید نازک سے پیر تھے۔۔ سعد خان نے گڑبڑاتے ہوئے زوردار آواز میں کھانسی کی، جس پہ عالیان شاہ نے اپنا نچلہ لب کاٹتے اپنی آنکھوں کو میچا۔ لیکن اپنا رخ سعد خان کی طرف نہیں موڑا۔۔۔

عالی لالہ!! مجھے بھابھی کا نمبر تو دیں ذرا۔ میں انہیں آپ کی کرتوتوں کے بارے میں آگاہ تو کروں، کہ بھئی ان کا بندہ پہلے ہی بگڑا ہوا ہے بعد میں ایسے ہی اگر کوئی اونچ نیچ ہو گئی تو ہم خانزادوں کو الزام نہ دیں۔۔!! سعد خان سنک پہ اپنے ہاتھ دھوتا عورتوں کی طرح ہاتھ نچاتے ہوئے بولا، جس پہ عالیان نے اپنی مسکراہٹ ضبط کرنے کے لئے دانتوں میں زبان دی۔۔۔۔

دو سیکنڈ ز سے پہلے نکلو یہاں سے چھوٹے خان ورنہ نتیجتاً تمہیں تمہاری منکوحہ کے سامنے ذلیل نہ کروایا تو میرا بھی" سید عالیان شاہ" نہیں۔۔ عالیان شاہ اسے یہاں سے رفو چکر کرنے کے لئے دھمکی لگاتے ہوئے غرایا۔۔۔ جبکہ انابیہ خان تو اپنے اتنے قریب کھڑے عالیان شاہ کی لب دانتوں میں دبا نے، آنکھیں میچ کے کھولنے اور دانتوں تلے زبان دینے والی ادا پہ آپنا آپ وارتی اسے دیوانی بنی دیکھ رہی تھی، جو اب سعد خان پہ غرا رہا تھا۔ وہ اسکے نقش نقش کو حفظ کرتی اس کےہلتے سرخ لبوں کی حرکت دیکھ رہی تھی۔ اور میں نے بھی اگر اپنی بھابھی (عالیان کی فرضی بیوی) کو ڈھونڈ کے

آپ کا واشروم میں یوں اس لڑکی کے ساتھ بند ہونے کی پوری کہانی مرچ مصالحہ لگا کے نہ بتائی تو میرا نام بھی" سعد حیدر خان" نہیں!! سعد خان بھی جوابا اسے دھمکی دیتا وہاں سے جا چکا تھا۔۔ وہ جان بوجھ کے عالیان شاہ کو تپا کے گیا، ورنہ وہ واشروم میں اسکی اور انابیہ خان کی لڑائی کی آوازیں سنتے ہی سمجھ گیا تھا کہ انابیہ خان راستہ بھٹکتی ہوئی یہاں آئی ہے۔۔۔۔ عالیان شاہ کودیکھتی انابیہ خان کا چہرہ سعد خان کی بے باک باتوں پہ سرخ پڑا، اس نے حیرانگی سے واشروم سے جاتے ہوئے سعد خان کی پشت کو گھورا۔۔۔ اسکے مطابق تو یہ لیڈیز واشروم تھا، پھر یہاں یہ ہٹے کٹے جینٹس کیا کر رہے تھے؟؟ انابیہ خان نے دانت پیستے ہوئے سوچا۔۔۔۔۔

آپ ۔۔آپ لوگوں کو شرم نہیں آتی یوں لیڈیز واشروم میں منہ اٹھا کے آتے ہوئے؟؟ انابیہ خان عالیان شاہ کے سینے پہ ہاتھوں کا دباؤ ڈالتی اسے خود سے دور کرتی غصے سے بولی، جس پہ عالیان شاہ نے اسے آئیبرو آچکا کے دیکھتے ہوئے اسکی کہنی کو پھر سے تھامتے خود کے قریب کیا۔۔۔ اس کے بار بار خود کو یوں ٹچ کرنے پہ انابیہ خان نا چاہتے ہوئے بھی سرخ پڑی۔۔۔۔ عالیان شاہ نے اسے واشروم کے مین دروازے کی طرف کے جاتے اس پہ لکھی تحریر پہ ہاتھ بجاتے اسکا دھیان اسکی طرف موڑا، جہاں بڑا بڑا لکھا ہوا تھا۔۔ انابیہ خان ان الفاظ کو پڑتی کانوں کی "Gents washroom" لوں تک سرخ پڑی، اس نے یہاں کھڑے کھڑے خود پہ ڈھیروں لعنت بھیجی۔۔۔ جو اندھا دھند چلتی ہوئی یہاں آئی تھی، اس میں اب اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ عالیان شاہ سے نظریں ملا سکے۔۔

KOH NOVELS - URDU

میں تو ویسے ہمیشہ لیڈیز واشروم کے پاس سے بھی نظریں جھکا کے گزرتا ہوں" ڈزی ڈوڈل " تمہارا اپنے بارے میں کیا خیال ہے؟؟ تمہیں کبھی شرم نہیں آئی یوں جینٹس واشروم میں کھڑے ہو کے ہینڈسم شادی شدہ جینٹس کا اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے ایکسرا کرتے ہوئے؟؟ عالیان شاہ نے بے باکی سے اسکی کچھ دیر پہلے والی حرکت پہ چوٹ کی، جب وہ آنکھیں پھاڑے اسکے نقوش ازبر کر رہی تھی۔۔ اسکی بات پہ انابیہ خان پہ گھڑوں پانی گرا۔۔۔ جبکہ اسکے منہ سے اسکے لئے لفظ "شادی شدہ" پھر سے بری طرح سے چھبا۔۔۔

جس پہ وہ اپنی گولڈن آنکھوں کی نمی پہ قابو پاتی اس سے اپنا بازو چھڑواتی وہاں سے بھاگی--- عالیان شاہ نے اسکی پشت پہ بکھرے لمبے گولڈن بالوں کو دیکھتے اپنا لب دانتوں میں دباتے اپنے گولڈن سلکی بالوں میں ہاتھ پھیرتے اپنی گرے اجرک کو درست کیا---

---

بارات کا فنکشن اختتام پذیر ہوا، سب خانزادے اپنی اپنی ہویلی روانہ ہو چکے تھے۔ عالیان شاہ سب کے ترلے منتوں کے باوجود اپنے شاہ پیلس میں روانہ ہو چکا تھا، جو اس نے بنگلہ دیش میں رہتے ہوئے ہی سوات میں اپنے پیسوں سے تعمیر کروایا تھا۔ باپ دادا کی ساری جائیداد وہ چیرٹی میں دے چکا تھا، وہ ان دونوں کی فریب دھوکوں اور جھوٹے پیار کو بھلانے کی کوشش کرتا اب اپنی زندگی میں موو آن کرنا چاہتا تھا--- بڑی ہویلی کی دونوں لاڈلیاں پلوشہ خان اور ہرا خان جی بھر کے آنسو بہاتے ہوئے لال ہویلی کے سپوتوں کے ساتھ رخصت ہو چکی تھیں--- ہرا خان اور پلوشہ خان نے رخصتی کے وقت ایسے آنسو بہائے، جیسے ایک ہویلی سے دوسری ہویلی نہیں بلکہ دوسرے دیس روانہ ہو رہی ہوں--- عالیان شاہ اور سجاول خان نے تو اپنی پلوشہ گڑیا اور ڈول کو اتنا زاروقطار روتے دیکھ کے بمشکل ہی اپنی آنکھوں کی نمی پہ قابو پاتے اسے باری باری اپنے سینے سے لگاتے چپ کروایا--- جبکہ اپنے رشتوں کے لئے صدا کے حساس سعد خان نے پلکیں جھپک جھپک کے اپنے آنسوؤں پہ قابو پاتے اپنی ہرا دیدہ کو سینے سے لگایا، لیکن روتی ہوئی پلوشہ خان کو چپ کروانے کی غرض سے وہ اسے موٹو کہہ کے چھیڑنا اس صورتحال میں بھی نہیں بھولا تھا۔ جس پہ رایان خان نے ہمیشہ کی طرح اسکی کمر میں زوردار دمکا جھڑا، سعد خان کی ہرا خان کے ساتھ کافی بنتی تھی اور وہ بھی اسے ہمیشہ چھوٹے بھائیوں والا مان دیتی۔ اس کے ناز نخرے اٹھا لیتی تھی، اگر جو وہ اسے رات میں بھی چائے، پلکوڑے، فرائز یا کسی چیز کے لئے ایک دفعہ بھی کہہ دیتا تو وہ اپنا ہر کام چھوڑ کے سب سے پہلے اسکے لئے بناتی تھی۔ اگر یہ کہا جائے کہ سعد خان کی زندگی کے ہر راز ، یہاں تک کےاسکی پری وش اور دوستوں سے ہوئی ہر لڑائی سے ہرا خان

واقف تھی تو غلط نہیں تھا۔ وہ اسے ہمیشہ بڑی بہنوں کی طرح غصے میں جلدی ریکشن دینے والے عمل پہ ہزار بار ٹوکتی اور وہ ہزار بار ایک کان سے سن کے دوسرے کان سے نکال دیتا۔۔ لیکن شاید اب اپنی ہرا دیدہ کے رخصت ہونے کے بعد اسے کچھ عقل آ جائے۔۔

رایان خان اور ضرار خان نے ابھی تک اپنی بیویوں کی ایک جھلک بھی نہیں دیکھی تھی، کیونکہ وہ رخصتی کے وقت بڑی بڑی چادریں گھونگھٹ کی صورت میں پہنے ہوئی تھی۔۔ دونوں کا دل اپنی بیویوں کو دیکھنے کے لئے مچلتا ہوا سینے کی دیواریں پٹک رہا تھا، جبکہ لڑکیاں اپنے بے باک شوہروں کی وجہ سے کافی ڈری ہوئی تھیں۔۔۔ وہ جانتی تھی کہ ان کے بندے کتنے شدت پسند ہیں۔۔

دونوں جوڑوں نے حال میں بالکل بھی کھانا نہیں کھایا، کیونکہ رایان خان اور ضرار خان آج کے پورے فنکشن میں اپنے دوستوں سے فارغ ہی نہیں ہوئے تھے کہ اپنی بیویوں کے ساتھ بیٹھ کے تھوڑا سا کھانا ہی کھا لیتے اور کچھ وہ دونوں جانتے تھے کہ انکی بیویوں نے انہیں اپنے حسن اور اداؤں سے ایسے چاروں شانے چت کرنا ہے کہ ان دونوں نے یہی پہ اپنی گولڈن نائٹ منانے پہ مجبور ہو جانا تھا۔۔۔ دونوں کے دوست کافی دور دور سے آئے ہوئے تھے، جن کو وقت دینا ان پہ فرض تھا۔ رایان خان کے زیادہ تر دوست اسلام آباد سے جبکہ ضرار خان کے بیرون ملک سے تھے۔۔

ہرا خان اور پلوشہ خان کو انکے شوہروں کے کمروں میں بٹھا دیا گیا، جو بے حد خوبصورت اور رومانٹک انداز میں سجائے گئے تھے۔۔۔ کمروں میں ہر طرف گلاب کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی، زمین سے لے کے بیڈ تک اور بیڈ سے لے کے ڈریسنگ مرر اوریہاں تک کے کمروں کی ہر چیز کو ڈیسنٹ اور خوبصورت طریقے سے ڈیکورٹ کیا گیا تھا۔۔ رومانٹک کینڈل لائٹس اور

KOH NOVELS-URDU

ننھی منھی سی ایل ۔ای۔ڈی۔لائٹس نے کمروں کا ماحول خوابناک بنایا ہوا تھا۔ دونوں کمروں کے بیڈ سرخ و سفید نیٹ اور گلاب کے بڑے بڑے گلدستے اور کلیوں کے ساتھ بے حد خوبصورتی سے سجائے گئے تھے۔ زرش خان اور انابیہ خان نے ہرا خان اور پلوشہ خان کو رایان خان اور ضرار خان کے کمروں میں بٹھاتے انہیں جان بوجھ کے معنی خیز نظروں سے دیکھا، جس پہ وہ دونوں بے ساختہ جھینپی-----

ہرا خان ضرار خان کے لئے پور پور سجی اسکے پھولوں سے سجے کمرے کے بیڈ پہ چہرے پہ گھونگھٹ لئے بیٹھی تھی---- ضرار خان نے آج اپنے کمرے میں غلطی سے بھی لیٹ آنے کی غلطی ہر گز نہیں کی، کیونکہ وہ اپنی بیوی کا کل والا شیرنیوں والا روپ ہر گز نہیں بھولا تھا اور وہ قطآ نہیں چاہتا تھا کہ آج کمرے میں لیٹ جانے پہ اسکی نازک حسینہ اسکی گولڈن نائٹ حسین بنانے کی بجائے واقعی ہی اس کا قتل عام کر دے---- وہ دوستوں کے لاکھ چھیڑنے اور روکنے کے باوجود انہیں چمکا دے کے اپنے کمرے کی طرف آ چکا تھا۔ ابھی وہ اپنے کالے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہوا اپنے کمرے کے دروازے تک پہنچا ہی، جب تین پریاں تتلیوں کی طرح اڑتی ہوئی ناجانے کیسے جلدی سے اسکے آگے آ کے کھڑی ہوئی----

ضرار خان نے حیرت سے چونکتے ہوئے اپنے آگے ہاتھ کر کے کھڑی گل بہار، انابیہ خان اور اپنی لاڈلی زری کو دیکھا---- انابیہ خان اسکے لئے زرش خان کی طرح ہی تھی، وہ اسے زرش خان کی دوست کے ہونے کے ناطے سے کافی سالوں سے جانتا تھا---- انابیہ خان کا کوئی بھائی نہیں تھا، اسی لئے وہ ہمیشہ سے ضرار خان کو اپنا بڑا بھائی سمجھتی تھی۔۔(اس نے تو عالیان شاہ کے سامنے جھوٹ بولا کہ وہ اپنے سگے بھائی کے علاہ کسی کو بھائی نہیں بناتی --)

تم تینوں پچھلے دو دنوں سےمجھے نیگ کے نام پہ جتنا لوٹ چکی ہو۔۔ میں اب تم تینوں کو ایک پائی بھی نہیں دینے والا ۔۔۔ ضرارخان ان تینوں کی اپنی طرف پھیلی ہتھیلیاں دیکھ کے دانت کچکچاتے ہوئے بولا، جس پہ تینوں لڑکیوں نے اپنا قہقہہ ضبط کیا۔۔۔ وہ بیچارا واقعی ہی صحیح رو رہا تھا وہ اسے واقعی ہی بہت ٹھگ چکی تھیں ۔

ٹھیک ہے نا دیں نیگ!! ہم نے بھی یہی پہ بستر لگا کے سو جانا ہے، لیکن جب تک آپ نے بھاری رقم نہ نکالی ہم نے آپ کو کسی صورت اندر نہیں جانے دینا۔۔ زرش خان اسے جوابا دھمکی دیتی ہوئی بولی، جس پہ گل بہار اور انابیہ خان نے زور زور سے سر ہلاتے ہوئے اسکی تائید کی۔۔۔ ضرار خان نے منہ کھولتے ہوئے اپنی زری کو دیکھا، جو اس وقت ماتھے پہ آنکھیں رکھ چکی تھی۔۔ زرش خان کو اپنے اتنے پیارے لالہ پہ بے ساختہ ترس آیا، لیکن صرف وقتی طور پہ!! ہرا دیدہ کپڑے تبدیل کریں اور سو جائیں!! آپ کے شوہر صاحب کنگال ہو گئے ہیں۔۔۔ اب جب تک وہ مزدوری کر کے نئے سرے سے پیسے نہیں کما لیتے اور ہم تینوں کو نیگ نہیں دے لیتے۔۔ تو آپ بھول جائیں کہ آپ کا سہاگ اندر داخل ہو سکتا ہے!! انابیہ خان اپنے ہونٹوں کے گرد ہاتھ رکھتی تھوڑا سا دروازے کی طرف منہ موڑتی بلند آواز میں بولی۔۔۔۔ جس پہ گل بہار اور زرش خان نے قہقہہ لگاتے ہوئے تائید کی۔۔۔ انابیہ خان عالیان شاہ کی بیوی کا سن کے اندر سے جتنی اداس تھی، وہ باہر سے خود کو اتنی ہی خوش ظاہر کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

KOH NOVELS - URDU

خبردار جو آپ نے انکی فضول باتوں پہ ذرا سا بھی عمل کیا۔۔ ضرار خان اس کی بات پہ گڑبڑاتے ہوئے انہیں گھوریوں سے نوازتا اپنی جیب سے تین چھوٹی چھوٹی ڈبیاں نکال کے ان کے ہاتھوں میں تھماتے بلند آواز میں بولا۔۔۔ تینوں نے منہ کھولتے ہوئے اپنے ہاتھ میں ان ڈبیوں کو دیکھتے جلدی سے کھولا۔۔۔ اندر بیٹھی ہرا خان انکی آوازوں پہ بے ساختہ جھینپی رہی تھی اور ضرار خان کی بھاری آواز پہ تو اسکی دھڑکنیں سر پٹ دور رہی تھیں۔۔

ڈبیوں کے اندر چمچماتی ہوئی ہیرے کی بریسلیٹ دیکھتے ان تینوں نے ہونٹنگ کرتے ضرار خان کو داد دی۔ زرش خان تو چہکتی ہوئی اپنے لالہ کے سینے سے لگی، وہ چاہے سجاول خان کی وجہ سے بے حد خراب موڈ میں تھی۔۔۔ لیکن اس نے اس بات کو اپنے ضرار لالہ پہ ظاہر ہونے نہیں دیا تھا۔ وہ ہنوز اس کی شادی بھرپور طریقے سے انجوائے کر رہی تھی۔۔

ضرار خان نے ان تینوں کو مسکرا کے دیکھتے ان کے سروں پہ ہاتھ رکھتے انہیں یہاں سے رفوچکر ہونے کا اشارہ کیا، (اس نے ان تینوں کے لئے یہ بریسلیٹ تحفے کےطور پہ پہلے سے بنا رکھی تھیں)۔ جس پہ وہ تینوں ہنستی ہوئی رایان خان کے کمرے کی طرف بڑھ چکی تھیں، یہ سوچے بغیر کہ اسے اس کے دوست اتنی جلدی بخشنے والے نہیں تھے۔۔۔ اسکی یونی ٹائم کے سارے دوست بے حد شوخ اور اسلامبادی تھے، صرف ایک رایان خان ہی تھا جس میں ایٹیٹوڈ کوٹ کوٹ کے بھرا ہوا تھا اور اسکی شادی کا تو انہوں نے بے حد انتظار کیا تاکہ اسے ایک ہی دفعہ اچھے سے مزہ چکھا سکیں۔۔۔

ان تینوں کے جاتے ہی ضرار خان نے تشکر بھری سانس بھرتے ہوئے دروازہ کھولا، دروازہ کھولتے ہی گلاب کے پھولوں کی خوشبو اسکے نتھنوں سے ٹکرائی تھی۔ سامنے بیڈ پہ لگی نیٹ سے نظر آتی گھونگھٹ لئے اپنی سجی سنوری بیوی کی جھلک دیکھتے ہی اسکے دل کی ایک ایک دھڑکن نے ہرا خان کے نام کا ورد شروع کیا تھا۔ وہ دروازہ لاک کرتے اپنی شیروانی کے بٹن کھولتا ہوا بیڈ کی طرف بڑھا تھا۔ دروازہ بند ہونے اور ضرار خان کی مخصوص خوشبو کو محسوس کرتے ہی ہرا خان کا دل باہر نکلنے کو بے تاب ہوا۔۔۔۔ ضرار خان نے بیڈ پہ اسکے بالکل قریب بیٹھتے ہرا خان کو اپنی گہری نظروں کے حصار میں لئے اپنی شیروانی اتار کے دوسری طرف پھینکی۔۔۔ اب وہ سکن شلوار قمیض میں ملبوس تھا۔ اسکی نظروں کی تپش خود پہ محسوس کرتے ہوئے ہرا خان کی ہتھیلیاں بھیگی۔۔۔۔۔

KOH NOVELS - URDU

ضرار خان نے بے تابی سے اسکے گھونگٹ پہ ہاتھ رکھتے اسے پلٹنا چاہا، جب ہرا خان نے اپنی شرم و حیا پہ قابو پاتے ہوئے اسکے ہاتھ پہ تھپڑ مارا۔۔۔ آہہ!! آج تو جلدی آیا ہوں۔۔ آپ نے تو آتے ہی مجھ معصوم پہ ظلم ڈھانا شروع کر دیا ہے؟ ضرار خان اپنا ہاتھ پکڑتا کراہتے ہوئے منہ بنا کے بولا، ہرا خان کی انگوٹھیوں سے اسکا ہاتھ واقع ہی زخمی ہوا تھا۔ لیکن اتنا زخمی بھی نہیں ہوا تھا جتنی ضرار خان نے ایکٹنگ کر کے دکھائی تھی۔۔ پہلے منہ دکھائی نکالو۔۔۔ ہرا خان اسکے کراہنے پہ اپنی مسکراہٹ ضبط کرتی روعب سے بولی --

کیا مطلب منہ دکھائی نکالو؟؟ یہ کس بلا کا نام ہے اب ؟؟ ضرار خان حیرانگی کے عالم میں بولا --

تم -- تم پاگل خان --- تم واقعی ہی نہیں جانتے کہ منہ دکھائی کیا ہوتی ہے؟؟ ہرا خان اپنی مٹھیاں بھینچتی ہوئی گھونگھٹ کے نیچے سے غصے سے بولی، نہیں مجھے تو صرف گولڈن نائٹ کا پتا ہے !! اگر آپ کو نہیں پتا تو میں بتاؤں؟؟ ضرار خان اپنی مسکراہٹ ضبط کرتا کسی معصوم سے بچے کی طرح بولا۔۔۔ اسکی بات پہ ہرا خان کا چہرہ سرخ ہوا، پٹر پٹر چلتی زبان تالو سے چپکی۔ جس پہ ضرار خان جی بھر کے محضوظ ہوا۔۔۔۔ کچھ دیر خاموشی رہی۔۔ دونوں ایک دوسرے کی دھونکنی کی مانند تیز چلتی دھڑکنوں کو محسوس کرتے رہے۔۔ کرتے رہے۔۔ اور پھر بالآخر یہ خاموشی ضرار خان نے توڑی۔۔۔۔

اچھا چلیں پہلے اپنے حسین مکھرے کا دیدار تو کروائیں پھر منہ دکھائی بھی لے لیجئے گا!! ضرار خان ہرا خان کا مہندی سے سجا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھامتا محبت سے لبریز گھمبیر لہجے میں بولتا ہرا خان کو مزید سرخ کر چکا

KOH NOVELS - URDU

تھا۔ ضرار خان اسکے کانپتے ہاتھ کو چومتا ہوااسکے قریب ہوا۔۔۔ اسکے ایک دم سے خود پہ جھکنے پہ ہرا خان کا دل اچھل کے حلق میں آیا، ضرار خان اسکے تھوڑا سا دور کھسکنے پہ اپنی مسکراہٹ ضبط کرتا ہوا اسکے پیچھے والے سائیڈ ٹیبل کا دراز کھولتا اس میں سے ایک ڈبے کے ساتھ بڑی سی فائلز نکال چکا تھا۔ وہ جب تک اس پہ جھکتا ہوا پیچھے سے سائیڈ ٹیبل پہ کھٹ پٹ کرتا رہا تب تک ہرا خان لرزتی رہی تھی، ضرار خان کی تیز خوشبو اسے اپنے حواسوں پہ چھاتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔۔ ضرار خان نے پھر سے پہلے کی طرح بیٹھتے ایک نظر اپنی بیوی کو دیکھا، جو اب اپنے ہاتھ کو ایک دوسرے میں الجھاتی انکی انگلیاں مڑوڑ رہی تھی۔ ضرار خان نے اسکی طرف پیار سے دیکھتے، جیسے ہی اچانک اسکا گھونگھٹ پلٹا ویسے ہی ضرار خان کے پورے وجود میں سپارک ہوا۔۔۔۔

وہ زرک کے بھاری کام والے بلڈ ریڈ کلر کے لہنگے چولی میں ملبوس جھکی ہوئی نظروں کے ساتھ ضرار خان کو مبہوت کر چکی تھی۔ دلہن بنی زیوارت سے سجی کالے بالوں کا خوبصورت سا ہئیر سٹائل ، اونچا جوڑہ کر کے دوپٹے کو اچھے سے سیٹ کئے بالوں کی دونوں لٹیں چہرے کے اطراف میں نکالے ، سرخ چھوٹی سی ناک میں بھاری نتھ پہنے ، لبوں پہ ڈیپ ریڈ لپ اسٹک، جبکہ جھکی ہوئی کالی گہری آنکھوں کو مہارت سے سجایا گیا تھا۔۔۔ ہاتھوں میں بھر بھر کے سونے کی چوریاں اور کنگن پہنے وہ بار بار اپنے مہندی سے سجے ہاتھوں کو مڑوڑ رہی تھی۔ اسکے خوبصورت سراپے کو دیکھتے ضرار خان کے دل نے بیٹ مس کی تھی۔ ضرار خان کی اتنی خاموشی پہ ہرا خان نے اپنی مسکارے سے لبریز گھنی مڑی ہوئی پلکیں اٹھا کے اسکی طرف دیکھا اور پھر اسکی ہیزل آنکھوں کو دیوانوں کی طرح خود کا دیدار کرتے دیکھ کے اسکے ہونٹوں کو شرمیلی سی مسکراہٹ نے چھوا تھا۔ اسکی آنکھوں میں جذبات کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر دیکھتے ہرا خان کا اسکی آنکھوں میں دیکھنا محال ہوا۔ وہ نظریں جھکا گئی۔ اسکے ہونٹوں پہ شرمیلی مسکراہٹ اور اس پہ تضاد اسکی نظریں جھکانے والی ادا پہ ضرار خان ہوش کی دنیا میں لوٹا۔ ضرار خان نے اگلے ہی پل ہرا خان کی نازک کمر میں ہاتھ

KOH NOVELS URDU

ڈالتے اسے اپنے قریب کھینچا۔۔۔ وہ لہراتی ہوئی اسکے چوڑے مضبوط سینے سے ٹکرائی۔۔۔۔ اسکی نظروں کی تاب نہ لاتے ہرا خان نے اپنا نچلہ لب دانتوں میں دباتے اسکی سکن قمیض کو سینے سے مٹھیوں میں بھینچا۔۔۔

بے حد خوبصورت!! جانتی ہیں مجھے کوئی ایسا لفظ نہیں مل رہا جس سے آپ کے حسن کو آپ کی خوبصورتی کو سراہا جا سکے۔۔ مجھے ایسا لگتا ہے ان چھوٹے موٹے لفظوں کا سہارا لے کے آپ کے حسن کی تعریف کرنا آپ کی خوبصورتی کی توہین ہو گی۔۔ آج میں آپ پہ اس طرح سے ٹوٹ کے برسوں گا کہ آپ کو ضرار خانزادہ کی بیوی ہونے پہ ناز ہو گا۔۔ ضرار خان اسکے کان پہ جھکتا گھمبیر آواز میں لہجے میں بے حد پیار سمو کے بولتا ہرا خان کو کپکپانے پہ مجبور کر چکا تھا۔۔ ہرا خان کے پھولے گال دہک کے سرخ لال ہو چکے تھے۔۔ ضرار خان نے اسکے کانپتے وجود کو دیکھتے اسکی کمر پیار سے سہلاتے ہوئے اسکے سرخ سیبی گالوں پہ نرمی سے اپنے دانت گھاڑتے انہیں اپنے لبوں میں دبایا تھا۔۔ ہرا خان جوہمیشہ سے اپنی یونی کی سب سے کانفیڈنٹ لڑکی رہی تھی، آج وہ ضرار خان کے نظروں سے لپکتے شعلوں کی تپش محسوس کرتی بے حد نروس ہو رہی تھی۔۔

ضرار خان نے اسکے گالوں کو اپنے پیار کے لمس سے مہکانے کے بعد ہیزل آنکھوں میں خمار کی سرخی لئے اسکے ہونٹوں پہ جھکنا چاہا، جب ہرا خان نے جلدی اسکے ہونٹوں پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ ضرار خان نے اسکی مزاحمت پہ آبرو اچکاتے ہوئے اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔

پہل۔۔پہلے۔۔م۔منہ۔۔دکھ۔دکھائی۔۔دو۔۔۔ ہرا خان اپنے لہجے کو مضبوط بنانے کی ناکام کوشش کرتی ہوئی بولی۔۔۔ آج پتا نہیں کیوں اسکے سامنے زبان لڑکھڑا رہی تھی۔۔ اپنی بیوی کی ہنوز منہ دکھائی والی رٹ پہ ضرار خان کا قہقہ بلند

ہوا، وہ اسکی ساری خماری بھک سے اڑا چکی تھی۔۔ اسکے قہقہ لگانے پہ ہرا خان نے اسے آنکھیں دکھائی تھیں۔۔

اچھا ایک بات تو بتائیں ویسے منہ دکھائی دینی کس کو ہے؟؟ ضرار خان اسے تنگ کرنے کی غرض سے لہجے کو سنجیدہ بناتا بولا، جس پہ ہرا خان جی بھر کے تپی۔۔۔۔

زلیخا (ملازمہ) کو!!! چھوڑو مجھے۔۔۔ ہرا خان اسکے بے تکے سوال پہ غصے سے سرخ ہوتی اسکے سینے پہ مکے برساتی اس سے دور ہٹنے کی ناکام کوشش کرتے بولی۔۔ ضرار خان نے اسکے جواب پہ اپنا نچلہ لب کاٹتے بمشکل اپنا امڈتا قہقہ ضبط کیا۔۔۔ آپ کے غصے سے لگ رہا ہے منہ دکھائی آپ کو ہی دینی ہے، لیکن میں آپ کو منہ دکھائی کیوں دوں؟؟ یہ چہرہ تو میں بچپن سے دیکھتا آیا ہوں۔۔ ضرار خان اپنے سرخ لبوں کو بچوں کی طرح مڑوڑتا انجان بنتے ہوئے بولا۔۔۔ جس پہ ہرا خان کا غصہ ساتویں آسمان پہ پہنچا ۔۔

ابھی کچھ دیر پہلے میرا چہرہ تمہیں" چاند سا مکھرا" لگ رہا تھا میری خوبصورتی بیان کرنے کے لئے تمہیں الفاظ نہیں مل رہے تھے ، میرے حسن پہ تم نے بیٹھے بیٹھے غزل تیار کر لی تھی اب جب تحفہ دینے کی بات آئی ہے تو میرا چہرہ پرانا ، بدصورت، جڑیوں زدہ ہو گیا؟؟ ہرا خان اسکے سینے اور کندھوں پہ زور سے مکے برساتی غصے سے لال ہوتی دھاڑی۔۔۔ اپنی خانزادی کو اتنے غصے میں بھی اتنی کیوٹ اور الزام کی ملاوٹ سے بھرپور باتیں کرتے دیکھ کے ضرار خان کو گدگدی سی ہوئی۔۔۔ لیکن یہ بھی سچ تھا جب ہرا خان کو حد سے زیادہ غصہ آتا تھا، تو وہ ہر چیز پرے کر کے رونے بیٹھ جاتی۔۔۔ اسی سوچ کے تحت ضرار خان نے گڑبڑاتے ہوئے اسکی نازک کلائیاں تھامتے اسے پیار سے اپنے سینے میں بھینچا۔۔۔

مذاق کر رہا تھا میری روح کا سکون!! میری زندگی۔۔ جب اس چہرے پہ جھڑیاں بھی پڑ جائے گی میں پھر بھی اس خوبصورت مکھرے پہ ایسے ہی غزلیں پڑھ کے اسے چومتا ہوا آپ کی تعریف کروں گا۔ کیوں فکر کرتی ہیں؟؟ ضرار خان اسکے چاند سے مکھرے کو دیوانہ وار چومتا اسے ریلکس کر رہا تھا۔۔۔

اچھا تو تم چاہتے ہو میرے چہرے پہ جلدی جھڑیاں آ جائیں اور پھر تم میرے سامنے اپنی خوبصورتی کے فلیکس مارو؟؟ ہرا خان اسکی قمیض کے بٹنوں کے ساتھ کھیلتی نروٹھے پن سے بولی، جس پہ ضرار خان نے پیار سے گھور کے اسکی طرف دیکھا۔ جو کب سے جان بوجھ کے اس پہ الزام لگائے جا رہی تھی۔۔

آنکھیں نہ دکھاؤ مجھے۔۔ یہ کام صرف میں کر سکتی ہوں!! چھوٹے ہو تو چھوٹے بن کے رہو۔۔ ہونہہ۔۔۔ ہرا خان اسکی گھوری پہ اپنی انگلی اٹھا کے روعب سے بولی، جس پہ ضرار خان نے اسے آئیبرو آچکاتے داد دینے والے انداز میں دیکھتے اچانک سے جھکتے ہوئے اسکے سرخ لپ اسٹک سے سجے ہونٹوں کو اپنی شدت بھری گرفت میں لیا۔۔۔ وہ جو کب سے کانپ رہی تھی اسکے ریلیکس کرنے پہ وہ نارمل ہوتی کب سے دلہن بنی بیٹھی اس پاگل خان کے سامنے اپنی زبان پٹر پٹر چلائے جا رہی تھی۔۔۔ مانو ہرا خان کو ہوش ہی ابھی آیا تھا۔ اسکی شدت پہ ہرا خان نے اسکی اسکن قمیض کے کالر کو اپنی مٹھیوں میں جھکڑا۔۔۔ ضرار خان اسکے کپکپاتے وجود پہ رحم کھاتا اپنی شدت میں کمی کرتے نرمی سے گھونٹ گھونٹ بھر کے اس کے ہونٹوں کا جام پینے لگا ۔۔ اپنے لبوں پہ اسکی گھنی مونچھوں کی میٹھی سی چبھن محسوس کرتے ہرا خان کے پورے وجود میں سنسنی سی دوڑی۔۔۔۔ ضرار خان نے کتنی ہی دیر اسکی سانسوں سے کھلواڑ کرتے اسکی سرخ لپ اسٹک کو اسکے ہونٹوں سے مکمل طور پہ ختم کرنے بعد اسکے لبوں کو آزادی بخشی۔۔۔ ہرا خان نے

گہرے سانس بھرتے اسکے سینے پہ سر ٹکاتا--- جب آپ بڑوں والے کام نہیں کریں گی تو مجبوراً اس چھوٹے بچے کو تو ایسے کام کرنے ہی پڑیں گے--- تاکہ ہمارے بچوں کو میری طرح اس دنیا میں آنے کے لئے زیادہ انتظار نہ کرنا پڑے-- ضرار خان اسکے سانس بھرنے کے عمل پہ اسکے سراپے پہ نظریں جماتا اپنی شدت کے زیر اثر اسکے سرخ ہونٹوں پہ اپنا انگوٹھا رب کرتا اسکے کان میں گھمبیر آواز میں بولا--- ہرا خان نے اس کی بے باک بات پہ تضاد اسکی بے باک نظروں کو اپنے سراپے پہ محسوس کرتے اسکی گردن میں اپنا چہرہ چھپایا-- وہ اسکی بات کو اپنے مطلب کا رنگ دیتا کہاں سے کہاں لا چکا تھا--

ضرار خان نے اسکا چہرہ زبردستی اپنی گردن سے نکالتے اسکی طرف ایک بڑا سا ڈبہ بڑھایا، جس پہ ہرا خان نے منہ بناتے ہوئے اسے دیکھا--- جو اسے کب سے تنگ کرنے کے بعد اب منہ دکھائی دے رہا تھا-- اسکے منہ بنانے پہ ضرار خان نے اسکے ناک میں پہنی نتھ پہ شدت سے اپنے نرم گرم لب رکھتے اسے یہ ڈبہ پکڑنے کا اشارہ کیا، جس پہ ہرا خان نے اسے اپنے مہندی سے سجے ہاتھوں سے تھامتے نزاکت سے کھولا اور اسے کھولتے ہی ہرا خان کے چہرے پہ بے تحاشا خوشی کے تاثرات چھائے---- اس میں ایک چمچماتا ہوا خوبصورت سا بلیو ڈائمنڈ کا سیٹ تھا، نیکلس کے ساتھ چھوٹے چھوٹے سے ہیرے کے ٹاپس اور ڈائمنڈ رنگ تھی-- ہرا خان نے نم آنکھوں سے نیکلس پہ لکھی "میری خانزادی " کی تحریر پہ ہاتھ پھیرا، جس کے اردگرد ننھے منھے سے جڑے ہیرے اس نیکلس کی خوبصورتی میں کئی گنا اضافہ کر رہے تھے--

“Thanku so much for this, it’s just mesmerising”

(اس کے لئے بہت شکریہ، یہ بے حد دلکش ہے---)

ہرا خان نم آنکھوں سے مسکراتی ہوئی تشکر بھرے لہجے میں بولی--- جس پہ ضرار خان نے پیار سے اسکا ماتھا چومتے اسکی طرف ایک فائل بڑھائی---- ہرا خان نے سوالیہ انداز میں اسکی طرف دیکھتے وہ فائل تھامی--- کھول کے خود ہی دیکھ لیں--- ضرار خان اسکی سوالیہ آنکھوں میں اپنی خمار آلود ہیزل آنکھیں گاڑتا کندھے آچکا کے بولا--- ہرا خان نے حیرت سے اس فائل کو کھول کے پڑھنا شروع کیا اور فائل پڑھتے ہی کالی گہری آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ گالوں پہ بہے--- اس نے اپنی نظریں فائلز سے ہٹاتے ہوئے حیران کن نظروں سے ضرار خان کو دیکھا، جو خاموشی سے اسکی طرف دیکھ رہا تھا۔

زرلاشتہ خان کب سے ترسی نظروں سے ساحر خان کی طرف دیکھ رہی تھی، جس نے ہویلی آنے کے بعد بھی اس سے بات تک نہیں کی تھی--- اس نے اس خوبصورت میکسی میں زرلاشتہ خان کی تعریف تو دور اسکی طرف شائد دیکھا بھی نہیں تھا۔ وہ صبح سے اس سے کل کی نیند میں کی گئی چھوٹی سی مزاحمت پہ ناراض ہو رہا تھا اور زرلاشتہ خان کی جان پہ بنی ہوئی تھی۔ اسے نائیٹی پہن کے منانا اسکے لئے کنوئیں میں چھلانگ لگانے کے برابر تھا--- کیونکہ وہ جانتی تھی اسکا شدت پسند خان اسے اس حلیے میں دیکھ کے بے قابو ہو جائے گا اور شدتیں بیچاری اس نازک جان کے وجود کو سہنی پڑنی تھیں--- زرلاشتہ خان جو بیڈ کی دوسری سائیڈ پہ بیٹھی کب سے اسے اسکی سائیڈ پہ نیم دراز ہو کے موبائل چلاتے دیکھ رہی تھی، بالآخر اس سے بات کرنے کی غرض سے اپنی طرف سے اٹھ کے اسکے پاس آ کے بیٹھی--- ساحر خان کا موڈ بری طرح سے خراب تھا، اس نے سوچا تھا کہ اس کی بیوی اسکی ناراضگی کے ڈر سے کمرے میں آتے ہی اس کے لئے نائیٹی پہن کے اسکا انتظار کرے گی۔ اور پھر اسکے کمرے میں آنے پہ اسکے ساتھ لپٹ کے اسے رومانٹک انداز میں منائے گی۔ لیکن وہ تو الٹا آتے ہی بیڈ پہ نیم دراز ہو چکی تھی، جیسے میڈیم شادی کھا کے نہیں ہل چلا کے آئی ہیں۔ اور پھر ساحر

خان نے بھی اسے منہ لگانا ضروری نہیں سمجھا تھا، وہ غصے سے اپنا بلیک ٹراؤزر پکڑتے ہوئے واشروم میں بند ہوا اور نہانے کے بعد اپنے گیلے بالوں میں ہاتھ پھیرتا بیڈ پہ اپنی سائیڈ کی طرف نیم دراز ہو تے موبائل میں گھڑک ہو چکا تھا۔ زرلاشتہ خان نے تھوک نگلتے ہوئے اسکے غصے سے سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ اسکی ایک ایک حرکت کو ملاحظہ کیا۔۔۔۔

خان۔۔ یہ دیکھیں مجھے گل نے دی تھیں۔۔۔ زرلاشتہ خان اسکے آگے اپنی چوڑیاں والا ہاتھ لہراتی معصومیت بھرے لہجے میں بولی۔۔ لیکن ساحر خان نے اپنے موبائل سے نظریں نہیں ہٹائی۔۔۔ خان یہ دیکھیں تو۔۔۔ زرلاشتہ خان اب اپنا ہاتھ اسکے فون کے اوپر سے اسکی آنکھوں کے آگے لہراتی مزید معصومیت سے بولی، جس پہ ساحر خان اسکا ہاتھ دیکھے بغیر دور کھسک چکا تھا۔۔ زرلاشتہ خان نے اپنا نچلہ لب مڑورتے ہوئے ساحر خان کی طرف دیکھا، جس کے لئے اس وقت ہر چیز سے زیادہ ضروری اسکا موبائل تھا۔۔ زرلاشتہ خان سے بھی زیادہ ضروری۔۔۔ خان لڈو کھیلیں؟؟ زرلاشتہ خان اسکی طرف دیکھ کے اپنی ہری آنکھوں کو پھیلاتی اپنے ہاتھ بچوں کی طرح اٹھاتی معصومیت سے لبریز لہجے میں بولی۔۔۔ لیکن ساحر خان نے بے حس بنتے اسے پھر سے اگنور کیا۔۔۔ زرلاشتہ خان نے کچھ دیر خاموشی سے اپنی انگلیوں کو مڑوڑتے ہوئے اسکے جواب دینے کا انتظار کیا، لیکن اس ڈھیٹ خان نے جواب نہیں دینا تھا اور اس نے نہیں دیا۔۔۔ خان ہم دونوں پارٹی کریں!! آدھے آدھے پیسے ڈال کے کیک اور چاکلیٹ منگوائیں؟؟ اب تو میرے پاس بھی میرے پیسے ہیں ، آپ کو مجھے ادھار بھی نہیں دینا پڑے گا۔۔ زرلاشتہ خان اسکی اتنی اگنورینس پہ اپنے آنسو پیچھے کی طرف دھکیلتی زبردستی مسکرا کے بولی، ساحر خان نے پھر کوئی جواب نہیں دیا۔۔ وہ ناجانے اس وقت کیوں اتنا بے حس بنا ہوا تھا؟

خان!! ہمیں ذرا اپنا ڈمپل تو دکھائیں۔۔۔ زرلاشتہ خان اسکے گال کی طرف انگلی سے اشارہ کرتی استحقاق سے بولی۔۔۔ ساحر خان جو اسکی معصومیت

پہ پگھل جاتا تھا، اسے آج اسکی اسی معصومیت پہ غصہ آ رہا تھا۔۔ جو اسے کے بچوں کی (k-gٹھیک سے بیویوں کی طرح منانے کی بجائے کے جی) طرح منا رہی تھی۔۔ اور منا بھی نہیں رہی تھی بس خود پہ توجہ حاصل کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ اس نے اسے جواب دئیے بغیر غصے سے اپنا فون سائیڈ ٹیبل پہ پٹکتے اپنی طرف کا لیمپ آف کرتے ہوئے آنکھیں موندتے ان پہ کہنی رکھی۔۔۔ بے حد کنٹرول کرنے کے باوجود بھی آنسو ٹپ ٹپ زرلاشتہ خان کی ہری آنکھوں سے پھسلتے ہوئے گالوں پہ بہے۔۔۔ وہ کتنی ہی دیر خاموشی سے آنسو بہاتی ہلکی سی روشنی میں اسکا چہرے کے تنے تاثرات دیکھتی رہی۔۔ لیکن اس کے خان نے اسے مخاطب کرنا بھی پسند نہیں کیا۔۔۔ زرلاشتہ خان اداس مسکراہٹ کے ساتھ نم آنکھوں سے اسکی طرف دیکھتی ڈریسنگ مرر کی طرف بڑھی، اس نے گل بہار کی دی ہوئی چوڑیاں اتار کے چھوٹے سے شیشے کےبنے چوڑیوں والے سٹینڈ پہ لٹکائی۔۔۔ لاکھ ناچاہنے کے باوجود بھی آنسو پھر سے دغا دیتے ہوئے گالوں پہ بہے تھے۔۔ اس نے لب کاٹتے ہوئے اپنی ہچکیوں کو دباتے اپنی جیولری اتار کے ڈریسنگ مرر کے سامنے رکھی۔۔۔ الماری کی طرف بڑھتے ہوئے اس نے میکسی تبدیل کرنے کی غرض سے اپنا سادہ سا لباس نکالنے کے لئے ہاتھ بڑھایا، جب اسکی نظر ساحر خان کی لائی گئی نائیٹیز پہ پڑی۔ جنہیں اس نے ابھی تک کھول کے بھی نہیں دیکھا تھا۔ لائٹس آف کرو کمرے کی!! وہ ابھی اپنی الماری کے آگے ہی کھڑی تھی، جب ساحر خان کی غصے سے بھری آواز کمرے میں گونجی۔۔ جس پہ زرلاشتہ خان نے اپنی جگہ سے اچھلتے ہوئے اپنے منہ پہ ہاتھ رکھ کے اپنی چیخ دبائی۔۔۔۔

KOH NOVELS - URDU

ارے --ارے۔۔۔ویسے مجھے چھوٹا بولتی ہیں اور خود جو ابھی بچوں کی طرح رو رہی ہیں۔۔۔! اس کا کیا؟؟ ضرار خان نے اسکے رونے پہ اسے گلے سے لگاتا پیار سے پچکارتے چپ کروانے کی کوشش کی، جو اپنے ہاتھوں میں پکڑی فائل کو دیکھتی بچوں کی طرح آنسو بہا رہی تھی۔ اس فائل میں اس گھر کی رجسٹری اور تصاویر تھیں، جو ضرار خان نے آسٹریلیا میں اچھی خاصی

مہنگی جگہ خرید کے اپنی بیوی کے لئے بنایا تھا۔۔ ضرار خان نے وہ خوبصورت سا گھر ہرا خان کے نام کیا تھا۔ اس نے سوچا تھا وہ اپنا ہنی مون اپنی خانزادی کے ساتھ جا کے وہی پہ منائے گا۔ ضرار۔ دس از ٹو مچ!! تھینک یو فار ایوری سنگل تھنگ۔۔ ہرا خان ایک نظر بھر کی ان تصاویر پہ ہاتھ پھیرتی ضرار خان کے گلے میں بانہیں ڈالتی پھر سے آنسو بہاتے بولی، اس نے کہاں سوچا تھا اسے اتنا پیار کرنے والا جیون ساتھی ملے گا۔ وہ لڑکی جو اپنی زندگی سے مایوس اور اداس اداس رہنے لگی تھی۔۔ اس انسان نے اسے پھر سے سر اٹھا کے جینا سکھایا، اسے محبت کرنا سکھایا۔۔۔

آپ سے کس کافر نے کہا ہے کہ میں آپ سے اتنا سادہ سا شکریہ وصول کرتے ہوئے آپ کو بچوں کی طرح ایموشنل ہوتے ہوئے مسکرا کے دکھاؤں گا؟؟ میں ضرار زمان خان ہوں شکریہ ادا اور وصول اپنے انداز میں کرنا جانتا ہوں خانزادی صاحبہ!! ضرار خان آئیبرو آچکا کے ہلکا سا ہنستا ہوا اب اسکے نگینے اور موتیوں کی بھاری پٹی والے دوپٹے سے پنز اتار رہا تھا۔ اس کے ہنسنے پہ اسکا خوبصورت سا ڈمپل نمودار ہوا، جس پہ ہرا خان نے اسکی ذو معنی بات کا مطلب سمجھے بغیر مبہوت ہوتے ہوئے اسکے ڈمپل پہ اپنی انگلی رکھی۔۔۔ ضرار خان نے اسکی وہی انگلی پکڑتے ہوئے پیار سے اپنے لبوں سے لگاتے پھر سے مصروف انداز میں اپنا کام شروع کیا تھا۔ اسکی ساری پنز اتارنے کے بعد ضرار خان نے شکر کی سانس بھرتے اسکا دوپٹا اتارتے ہوئے صوفے پہ رکھا۔۔۔

KOH NOVELS - URDU

پہلے کھانا کھا لیں؟؟ پھر اپنا شکریہ اپنے انداز میں وصول کروں گا اپنی جانم سے!! ضرار خان اسکا جوڑا کھول کے اسکے کالے لمبے بال پشت پہ بکھیرتا اسکے بالوں میں اپنا چہرہ چھپاتے ہوئے گھمبیر آواز میں بولتے اس کے سراپے پہ اپنی نظریں جما چکا تھا۔ ہرا خان اسکی زومعنی بات کا مطلب ابھی سمجھی تھی۔ اس نے جلدی سے سٹپٹاتے ہوئے اپنا دوپٹا پکڑ کے خود پہ اوڑھنا چاہا، جب ضرار خان نے اس کے ہاتھ سے دوپٹا پکڑ کے دور پھینکتے

ہوئے اسکے نازک سے وجود کو اپنی گود میں اٹھاتے صوفے کی طرف قدم بڑھائے--- جہاں ان دونوں کے لئے زرش خان نے پہلے سے ہی کھانے کا ٹیبل سجاتے ہوئے اردگرد رومانٹک سی کینڈل لائٹس لگائی ہوئی تھیں۔ ضرار خان اسےاپنی گود میں لے کے صوفے پہ بیٹھا---- ضرار خان نے تھوڑی سی مٹن کراہی اور تھوڑے سے وائٹ رائس پلیٹ میں ڈالتے اپنے ہاتھوں سے اسکے ہونٹوں کے پاس نوالا بڑھایا---

مجھ۔مجھے۔۔بھوک۔۔ نہیں ۔۔ہے۔۔ ہرا خان جھینپتی ہوئی بولی---

تھوڑا سا کھا لیں ۔۔ پھر میری شدتوں کو برداشت کرتے ہوئے مجھ پہ اپنے ناخنوں سے ظلم ڈھائیں گی اور شکوے کریں گی کہ میں نے آپ کی بھوک پیاس کا خیال کئے بغیر آپ ۔۔۔ ابھی ضرار خان مزید بے باک ہوتا ہوا اسکے کان میں سرگوشی کرتا ہوا اپنا جملہ مکمل کرتا، جب ہرا خان نے سٹپٹاتے ہوئے اسکے منہ پہ ہاتھ رکھتے اسکے ہاتھ کا بڑھایا ہوا نوالا چپ چاپ کھایا---- اسکی فرمانبرداری پہ ضرار خان نے اپنے لبوں پہ دھرا اسکا ہاتھ چومتے ہوئے اسے یونہی آرام آرام سے کھانا کھلایا، یہاں تک کے ہرا خان کا پیٹ بھر چکا تھا--- لیکن ضرار خان نے زبردستی اسے کھانا کھلانا جاری رکھا۔ ہرا خان کی نظر اچانک اس کے سرخ و سفید ہاتھ پہ بڑی سی سرخ کھڑوچ پہ پڑی، جہاں سے ہلکا ہلکا سا خون رس رہا تھا۔

یہاں پہ کیا ہوا؟؟ ہرا خان اب جو ریلیکس انداز میں اسکے ہاتھ سے کھانا کھا رہی تھی، اسکا ہاتھ پکڑتی اسکے زخم پہ اپنی نرم و ملائم انگلی پھیرتی فکرمندی سے بولی---- جس پہ ضرار خان کا دل دھڑکا---- اسے اسکا خود کے لئےیوں فکرمند ہونا اچھا لگا تھا۔

آپ نے ہی مجھ سے منہ دکھائی کے لئے لڑتے ہوئے اپنے انہی نازک ہاتھوں سے مجھ معصوم پہ ظلم ڈھایا تھا ۔۔ اور میری سادگی تو دیکھیں میں نے کتنی ہی بار آپ کے ان ظالم ہاتھوں کو چوما ہے۔۔۔ ضرار خان اپنی ہیزل آنکھیں ٹپٹپاتا ہوا بے حد معصومیت سے بولا، جس پہ ہرا خان نے اسکے زخم پہ انگلی پھیرتے نا سمجھی سے اسکی طرف دیکھا۔۔ لیکن پھر اسکے دماغ میں جھماکا سا ہوا، اس نے اسکے گھونگھٹ پلٹنے پہ اسے تھپڑ مارا تھا۔ شاید انجانے میں اسکی انگوٹھی اسکے ہاتھ پہ لگی تھی۔۔ ہرا خان نے فکرمندی سے سوچتے ہوئے اسکے ہاتھ کو چوما۔۔۔

آئی ایم سوری گندے بچے!! ہرا خان اسکی طرف دیکھتی مزاحیہ انداز میں معذرت کرتی بولی، لیکن اس کے منہ سے خود کے لئے آج پھر یہ "گندا بچہ" سنتے ضرار خان کی بس ہوئی۔۔۔ وہ ہمیشہ اسے ایسے ہی اسکے دو سال چھوٹے ہونے پہ ٹانٹ کرتی تھی۔۔

اب دیکھیں یہ گندا بچہ آپ کے ساتھ کیا کیا کرتا ہے!! ضرار خان اسے پھر سے اپنی گود میں اٹھاتا ہوا بیڈ کی طرف بڑھتے دانت کچکچاتے ہوئے بولا، جس پہ ہرا خان نے اپنی زبان کی تیزی پہ خود کو ڈھیروں ملامت کرتے سٹپٹا کے اسکی طرف دیکھا، جو اسے بیڈ پہ لٹاتا ہوا اس پہ سایہ فگن ہو چکا تھا۔

KOH NOVELS - URDU

ضرار۔۔۔

میں۔۔تو۔۔۔مذاق۔۔۔کر۔رہی۔۔۔تھی۔۔۔تم۔۔۔تو۔۔۔گندے۔۔بچے۔۔بالکل۔۔۔بھی۔۔۔نہیں۔۔۔ہو۔۔۔ تم۔۔۔بالکل۔۔۔تھوڑے۔۔سے۔۔بھی۔۔نہیں!!۔۔۔

تم۔۔۔کھانا۔۔کھا۔۔۔لو۔۔نا۔۔جا۔۔۔کے۔۔تم۔۔نے۔۔بھی۔۔تو۔۔۔کچھ۔۔۔نہیں۔۔۔کھایا۔۔۔ ہرا خان اسکی خمار سے سرخ ہوتی آنکھوں کو دیکھتی تھوک نگلتے ہوئے اپنا سر دائیں بائیں ہلاتی کیوٹ انداز میں بولی۔۔۔۔

بالکل درست فرمایا آپ نے!! میں نے واقعی ہی کچھ نہیں کھایا اور میں اپنی بھوک مٹانے کے لئے آج رات کے ڈنر میں آپ کو کھانا پسند کروں گا۔ بولیں اجازت ہے؟؟ ضرار خان اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کے اسے اوپر اٹھاتا اسکی چولی کے بھاری ٹسلز کو ایک جھٹکے میں توڑتا ائیبرو اچکاتے انتہائی بے باکی سے بولا، جس پہ ہرا خان کانوں کی لوں تک سرخ پڑی----

اجازت ہے خانزادی؟؟--- ضرار خان اسکے سرخ کان کی لوں کو نرمی سے دانتوں میں دباتا آواز کو مزید بوجھل بناتے بولا---

اسکے پھر سے اتنے پیار سے اجازت مانگنے پہ ہرا خان نے لب کاٹتے ہوئے بنا کچھ کہے اسکے کندھے پہ زور سے مکا جھڑتے اسکے گلے میں اپنی بانہیں ڈالتے اسکے سینے میں اپنا چہرہ چھپایا--- جس پہ ضرار خان نے روح تک سرشار ہوتے ریموٹ سے کمرے کی لائٹس آف کرتے بالکل ننھی منھی سی رومانٹک لائٹس آن کی تھیں۔ دونوں کا دل ایک دوسرے کے سینے پہ ایک ہی کے پہ دھڑکتا ہوا اپنے شریک حیات کا ورد کر رہا تھا۔

ضرار خان نے اس پر سے تھوڑا سا اٹھ کے اپنی قمیض ایک جست میں اتارکے دور پھینکتے، خود پہ اور ہرا خان پہ کمبل دیا تھا۔ ہرا خان نے شرم سے سرخ پڑکے رخ موڑتے اپنا چہرہ تکیے میں چھپایا، ضرار خان نے اسکی شرم و حیا پہ مسکراتے ہوئے اسکی نیم برہنہ کمر پہ اپنے لبوں سے استحقاق کی مہریں لگانا شروع کی--- اسکے لمس کی شدت کی تاب نہ لاتے ہرا خان نے رخ موڑتے خود کو اسکے سینے میں چھپاتے گہرے سانس بھرے--- اسکی اتنے میں ہی بس ہو چکی تھی۔ ضرار خان نے اسکی کرتی کندھوں سے کھسکاتے ان پہ شدت سے لب رکھتے اسکی گردن پہ لو بائٹس بنائی۔ ہرا خان نے تھوک نگلتے ہوئے اسکے برہنہ کندھوں کو تھاما، جو اب اسکی گردن سے مزید نیچے کا سفر تہہ کرتا اسکی سرخ چولی کو ایک

جھٹکے میں اس کے تن سے جدا کرتا اسکے پیٹ پہ جھک چکا تھا۔ ہرا خان کے گلے میں گلٹی بھر کے معدوم ہوئی ---- ضرار خان اسکے پور پور پہ اپنے لمس کی چھاپ چھوڑتا ہرا خان پہ واقعی ہی اپنے پیار کی بارش کرتا اس پہ ٹوٹ کے برس رہا تھا۔۔

ضاضار--- اسکی اتنی شدت پہ آنسو ٹوٹ کے ہرا خان کی گالوں پہ گرے، جس پہ اس نے اسکے کندھوں پہ ہاتھ مارتے ہوئے اپنی کالی گہری آنکھیں پھیلاتے اسے پکارا--- ضرار خان نے اسکی برہنہ کمر پہ ہاتھ پھیر کے اسے ریلیکس کرتے اسکے ہونٹوں کو اپنی گرفت میں لیتے اسکے بال سہلائے--- ضرار خان بار بار ہرا خان کو مدہوش کرنے کی غرض سے اسکی سسکیوں کو دبانے کے لئے اسکے ہونٹوں کو اپنی نرم گرفت میں لیتا ان پہ اپنی گھنی مونچھیں رگڑتا ۔۔اور پھر گزرتی رات کے ساتھ ساتھ ضرار خان کی شدتوں میں اضافہ ہوا، جسے برداشت کرنا ہرا خان جیسی نازک مزاج لڑکی کے لئے کافی مشکل تھا۔۔

عشقِ ستم--- قسط 85

رایان خان جو مردان خانے کے صوفے پہ نیم دراز دوستوں کی چھیڑ چھاڑ پہ تپتا ہوا ان کی طرف دیکھ رہا تھا، اسے اچانک سے اپنی وشہ کو میسج کرنے کا خیال آیا کہ "وہ لیٹ ہو جائے گا وہ کچھ دیر ریسٹ کر لے" لیکن ابھی اس نے اپنا ہاتھ اپنے فون کی طرف بڑھایا ہی تھا ۔ جب---

اہمم--- یہ بچوں کے کھیلنے کی چیز نہیں ہے خان، جب تک تم اپنی سہاگ رات نہیں منا لیتے تب تک تم جیسے بچوں کو اس بلا سے دور رہنا چاہیے!!----

رایان خانزادہ کا دوست ایک جست میں اسکا موبائل کھینچ کے اپنی حراست میں لے چکا تھا۔ صد شکر رایان خان نے ابھی اپنے فون کا لاک نہیں کھولا تھا، ورنہ اسکے بے باک دوست یقیناً اس وقت اسکا موبائل کھنگالنے میں وقت نہ لگاتے۔۔ کیونکہ اس وقت وہ تمام شوخ ہوتے اسے چڑا رہے تھے اور اتنی اجازت انہیں رایان خان نے ہی دی تھی--- ورنہ وہ یونی میں اس خطرناک خان کے ساتھ مذاق کرنے سے پہلے سو بار سوچتے تھے، جو ان کے مذاق کا بدلہ

کسی اور کے ذریعے انکی گرلفرینڈ سے انکا بریک اپ کروا کے چکاتا تھا۔
اور پھر جب وہ اپنے بریک اپ ہونے پہ ایک ہفتہ لٹکی ہوئی شکلیں لے کے پھرتے، رایان خان کی خوشی کی انتہا نہیں ہوتی تھی--- وہ اپنے الفاظ سے ہی انہیں سلگانے اور چڑانے کا ہنر رکھتا تھا۔ رایان خان کے دوستوں کے گروپ میں اگر اسکی ٹکڑ کا یاں یوں کہا جائے اس سے آگے کی چیز اگر کوئی تھا تو وہ "زوریزشاہ " تھا۔ جو رایان خان کے بالکل ساتھ صوفے پہ نیم دراز لیٹا اپنے باڈی بلڈر لمبے چوڑے وجود کو پھیلائے اپنی لمبی لمبی ٹانگوں کو مزید لمبا کر کے ٹیبل پہ ٹکائے اسکا راستہ روکے ہوئے تھا۔ زوریزشاہ اس وقت سیگرٹ کے گہرے گہرے کش بھرتا رایان خان کی تڑپتی حالت کو دیکھتا جی بھر کے محضوظ ہو رہا تھا۔

فون واپس کر میرا کمینے انسان--- رایان خان اپنے دوست "زریاب لغاری" کی طرف دیکھتے دانت کچکچاتے ہوئے غرایا، اسکی تڑپ پہ اسکے تمام دوستوں کا قہقہ بلند ہوا---

"کیا کریں تڑپ ہی کچھ ایسی ہے نا"-----اسکے ایک اور دوست "مجتبی کیانی" نے اپنے ہونٹوں کے گرد ہاتھ رکھتے، بلند آواز میں ایک مشہور ڈائیلاگ کا نعرہ لگایا۔ جس پہ رایان خان کے سوا سب کا بلند قہقہ گونجا---

چچ چچ!! واقعی ہی تم سب بیویوں کے غلام، کنوارے اور پھر ہجر کے مارے لوگ میری تڑپ سمجھ بھی کیسے سکتے ہیں؟؟ رایان خان اپنی ناک رب کر کے اپنی مسکراہٹ چھپاتا یہاں بیٹھے ایک ایک انسان کو سلگا چکا تھا۔ اور سب سے زیادہ اگر اس کے الفاظ سے کوئی سلگا تھا تو وہ "زوریزشاہ" تھا--- وہ جانتا تھا اس نے "ہجر کے مارےلوگ" بول کے اس پہ ٹانٹ کیا ہے۔

ساری باتیں چھوڑ اپنی بات کر!! تو تو رخصتی کروا کے بھی کنوارا ہے میری جان--- اوقات تو اتنی ہے، جب تک میں تجھے یہاں سے ہلنے نہ دوں تو اپنی سہاگ رات منانا تو دور کی بات اپنے کمرے تک نہیں جا سکتا!!
زوریز شاہ رایان خان کے چوڑے سینے پہ زوردار مکا جھڑتے سلگتا ہوا اپنی بھاری آواز میں زومعنی اور بے باکی سے بولا--- نہیں بلکہ دھاڑا تھا۔ جس

پہ رایان خان کے سوا ان کے سب دوستوں کا مشترکہ قہقہ گونجا، کیونکہ زوریزشاہ رایان خان سے سب کا مشترکہ بدلہ لے چکا تھا۔۔۔

میں یہاں سے اب تک اس لئے نہیں گیا، کیونکہ میں نے سوچا تم ترسی ہوئی شکلوں کو تھوڑا سا وقت دینا تو بنتا ہے۔ خان ہوں مہمان نوازی کرنا میرے خون میں شامل ہے۔۔ لیکن مجھے اس بات کا شدت سے احساس ہو رہا ہے کہ میں نے تم سب کو اپنا قیمتی وقت دے کے اپنی زندگی کی سب سے بڑی غلطی کی ہے کمینوں۔۔۔ اور تیری اوقات اگر میں نے یہاں پہ سب کے سامنے بتا دی نا تو چھپن چھپائی کھیلتا پھرے گا جیسے اس کے ساتھ کھیلتا ہے۔۔۔ رایان خان پہلے سب کو لتاڑتے اپنا آخری جملہ زوریزشاہ کے کان میں سرگوشی سے بولتا، اس کے کندھے پہ مکا جھڑتا۔ اسے چمکا دیتا صوفے سے چھلانگ لگا کے اٹھتا اپنا موبائل زریاب لغاری سے کھینچ چکا تھا۔۔ اسکی سرگوشی پہ زوریزشاہ کی ہری آنکھوں کے سامنے چھم سے ایک خوبصورت سراپا لہرایا۔۔۔ وہ اسکے گہرے طنز پہ جی بھر کے تپا۔۔۔ زوریزشاہ سرخ چہرہ لئے صوفے سے اٹھتا تیزی سے اسکے پیچھے لپکا۔۔۔

قسم ہے تم سب کو اپنی اپنی محبوبہ کی جو اب مجھے کسی نے یہاں پہ روکنا تو دور مجھے ہاتھ بھی لگایا ۔۔۔ رایان خان ان سب کی دہکتی رگ پہ ہاتھ رکھتا اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کے بولا۔۔۔ اس کی قسم پہ اسکی طرف بڑھتے "زوریزشاہ " کے قدم زمین پہ جھکڑے جا چکے تھے۔۔ بلکہ وہ اسکی طرف بڑھنے کی بجائے تیزی سے اپنا ایک قدم پیچھے کی طرف لے چکا تھا۔

۔۔۔ رایان خان زوریز شاہ کی حرکت پہ (Auqat matters اوقات میٹرز) زوردار قہقہہ لگاتے، اسے آنکھ دبا کے بولتا مردان خانے کے دروازے کی طرف بڑھا۔۔۔ جبکہ ان دونوں کے باقی دوست صوفوں پہ نیم دراز ہوتے، ان دونوں ٹوم اینڈ جیری کو لڑتے سلگتے دیکھ رہے تھے جو ان سب کا فیورٹ کام تھا۔۔

انشاللہ تجھے بہت کتی موت نصیب ہونی ہے خان اور کسی نے تیرے جنازے میں بھی شامل نہیں ہونا۔۔!! زوریز شاہ شدید غصے سے سرخ ہوتا اپنے ہونٹوں کے گرد ہاتھ جماتا اونچی آواز میں بولتا، رایان خان کو ایک اور بار

سلگاتا قہقہ لگانے پہ مجبور کر چکا تھا۔۔ زوریزشاہ اور رایان خان ایک دوسرے کو جتنا سلگاتے چڑاتے تھے۔ ان دونوں میں اتنا ہی پیار تھا، وہ دونوں ایک دوسرے کے ہمراز تھے۔۔

تم دونوں ابھی تک یہاں پہ کھڑی کیا کر رہی ہو؟؟ فارس خان تقریباً ساڑھے بارہ بجے زنان خانے میں داخل ہوا۔ اسکے قدم اپنے کمرے کی طرف تھے، جب سامنے رایان خان کے کمرے کے باہر کھڑی زرش خان اور گل کو دیکھ کے اس نے ٹھٹکتے ہوئے ان کی طرف قدم بڑھاتے استفسار کیا۔۔۔

ہمیں لالہ سے اپنی نیگ لینی ہے۔۔ گل بہار اپنی تیکھی ناک چڑھاتی بولی، جس پہ فارس خان نے اسے گہری نظروں سے سر تا پاؤں دیکھا۔۔۔

جی لالہ ہمیں رایان لالہ سے اچھی خاصی رقم نکلوانی ہے!! زرش خان بھی گل بہار کی تائید کرتی ہوئی بولی، جس پہ فارس خان نے گل بہار سے نظریں ہٹا کے زرش خان کی طرف دیکھتے تاصف سے سر ہلایا۔۔۔

اس کے دوست اسے اتنی جلدی نہیں چھوڑیں گے میرا بچہ۔۔۔۔ مجھ سے لے لو!! فارس خان نے اپنی جیب سے اچھی خاصی رقم نکال کے زرش خان کی طرف بڑھاتے، اسکے سر پہ ہاتھ رکھا۔۔۔۔

نہیں نا لالہ آپ سے لینے میں وہ مزہ نہیں آئے گا، جو رایان لالہ کو تنگ کر کے لینے میں آئے گا۔۔۔ زرش خان اسکی طرف دیکھ کے منہ لٹکاتی ہوئی بولی۔۔۔۔

ہاں تم رایان لالہ سے لے لینا یہ میرے شوہر کے پیسے ہیں نا تو یہ مجھے لینے دو!! گل بہار ان دونوں کو منہ بنا کے دیکھتی، فارس خان کے ہاتھ سے پیسے پکڑتی زرش خان کو دیکھ کے روعب سے بولی، جس پہ فارس خان نے اپنی مسکراہٹ چھپائی۔۔۔ زرش خان نے دانت کچکچاتے ہوئے اسکے ہاتھ سے پیسے چھینے۔۔۔۔

لیکن تمہارے شوہر یعنی میرے لالہ نے یہ پیسے مجھے دیے ہیں، اسی لئے تم انہیں میرے پاس ہی مخفوظ رہنے دو۔۔ زرش خان ان تمام نوٹوں پہ پھونک

KOH NOVELS - URDU

مار کے گل بہار کو چڑاتی، فارس خان کے سینے سے لگ کے شکریہ ادا کرتی وہاں سے رفو چکر ہو چکی تھی۔۔ فارس خان نے حیرانگی سے ان دونوں کی طرف دیکھا، جو بچوں کی طرح پیسوں پہ لڑ رہی تھیں۔۔ گل بہار نے قہر برساتی نظروں سے فارس خان کو دیکھا، جس نے سارے پیسے زرش خان کی طرف بڑھائے تھے اور اسے ایک پائی بھی نہیں دی تھی۔۔

چلو کمرے میں چلیں!! فارس خان گل بہار کے تاثرات کو نا سمجھی سے دیکھتا پیار سے بولا۔۔۔

ہونہہ۔۔ کمرے میں لے جانے کے لئے میں یاد آگئی ہوں ۔۔۔ پیسے دیتے ہوئے میری یاد نہیں آئی تھی؟؟ گل بہار اسکی طرف دیکھتی اپنی نیلی آنکھوں کو چھوٹا کر کے تپتی ہوئی بولی۔۔۔

بہار بے بی میرا سب کچھ تمہارا ہی تو ہے۔۔ ناراض کیوں ہوتی ہو؟؟ فارس خان نے اسکی پوزسیسونس پہ اسے بے حد پیار سے اپنے سینے کے ساتھ لگاتے اسکے کان میں سرگوشی کر تے اپنے کمرے کی طرف قدم بڑھائے۔۔۔۔

پھر بھی تم نے مجھے اگنور تو کیا نا۔۔ گل بہار اسکے سینے پہ چٹکی کاٹتی نروٹھے پن سے بولی۔ جس پہ فارس خان نے نفی میں سر ہلاکے اسکی طرف دیکھتے اپنے کمرے کا دروازہ کھولا۔۔۔۔

تم اگنور کرنے والی چیز ہو؟؟ فارس خان جھک کے اسکے لب چومتا اسے پیار سے آنکھیں دکھاتے ہوئے بولا۔۔۔ جس پہ گل بہار نے اپنی مسکراہٹ ضبط کی۔۔۔۔

فارس خان نے کمرے کا دروازہ بند کرتے ہی گل بہار کو اپنے بازوؤں میں اٹھاتے بیڈ کی طرف قدم بڑھائے۔۔۔۔

میں۔۔ آج۔۔ تھک۔۔ گئی ہوں۔۔۔ گل بہار اسکے ارادے سمجھتی اسکی گردن میں چہرہ چھپاتے جھینپتی ہوئی بولی۔۔۔

اگر ایسے سستی دکھاؤ گی تو بس پھر آ گئے ہمارے بچے۔۔۔ فارس خان اپنی مسکراہٹ چھپاتا اسکے کان کی لوں کو دانتوں میں دبا کے تاصف بھرے انداز میں بولتا، اسے بیڈ پہ لٹائے اسکے اوپر سایہ فگن ہو چکا تھا۔۔ ابھی گل بہار

KOH NOVELS - URDU

سٹپٹاتی ہوئی مزید کوئی بہانہ بناتی، جب فارس خان اسکے ہونٹوں کو اپنے قبضے میں لیتا لائٹس آف کر چکا تھا۔۔

رایان خان اپنے دوستوں سے بمشکل اپنی جان چھڑواتا زنان خانے میں اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔۔ وہ تصور میں ہی گل بہار اور زرش خان کو نیگ کے لئے ہتھیلی پھیلا کے اپنے کمرے کے باہر کھڑے سوچتا ہوا آ رہا تھا۔۔ لیکن سامنے اپنے کمرے کے دروازے پہ کسی کو بھی نہ دیکھ کے اس نے ٹھٹھک کے آئیبرو اچکاتے اپنی چوڑی مضبوط کلائی پہ وقت دیکھا۔۔۔ جہاں گھڑی دو بجا رہی تھی۔۔ رایان خان نے دل میں اپنے دوستوں کو ڈھیروں صلواتوں سے نوازتے لب کاٹتے، اپنے کمرے کا دروازا کھولا۔۔۔۔ تازہ پھولوں کی مہک نے اسکا استقبال کیا۔۔۔۔ رایان خان نے دروازہ لاک کرتے اپنے بیڈ پہ نظریں دوڑائی۔۔۔۔ جہاں اسکی وشہ اسکی نئی نویلی دلہن ہنوز بیڈ پہ اپنا ڈارک میرون لہنگا پھیلائے اسکا انتظار کر رہی تھی۔۔ رایان خان نے فکرمندی سے اسکی طرف قدم بڑھائے، جو ناجانے کتنے گھنٹوں سے یوں ہی بیٹھی تھی۔۔

وشہ۔۔۔ رایان خان نے اپنی شیروانی اتار کے صوفے پہ پھینک کے بے تابی سے اسکے قریب بیٹھتے فکرمندی سے اسے پکارا۔۔۔۔ لیکن پلوشہ خان نے اسکی پکار کا کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔۔

وشہ میری جان۔۔۔ اتنا بھاری لہنگا پہن کے ابھی تک یونہی بیٹھی ہو؟ کچھ دیر آرام کر لیتی۔۔ رایان خان اسکا نرم و نازک گول مٹول سا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھامتے فکرمندی اور پیار سے بولا، لیکن پلوشہ خان نے ہنوز کوئی جواب نہیں دیا تھا۔۔ رایان خان کو لگا شاید وہ فطری شرم و حیا کی وجہ سے اس سے ججھک رہی ہے۔۔

وشہ جاناں؟؟ رایان خان نے اسکے دودھیا سفید ہاتھ کی پشت چومتے اسے بے حد پیار سے گھمبیر آواز میں پکارا تھا۔۔۔ لیکن جواب ندارد۔۔ البتہ اسکی مدھم ہچکیوں کی آواز سنتے رایان خان نے پریشانی سے اس پر سے گھونگھٹ پلٹ دیا اور پھر وہ ساکت ہوا اسے دیکھ کر۔۔۔

KUH NOVELS - URDU

زرک کے بھاری کام والے ڈارک میرون اور گولڈن رنگ کے امتزاج کے لہنگے چولی میں ملبوس آنسوؤں سے بھرے چہرے کے ساتھ وہ رایان خان کو شدید پریشان کر چکی تھی۔۔ دلہن بنی روایتیی زیوارت سے سجی ڈارک براؤن بالوں کا خوبصورت سا بریڈ ہئیر سٹائل ، اونچا جوڑہ کر کے دوپٹے کو اچھے سے سیٹ کئے بالوں کی دونوں لٹیں کرل کر کے چہرے کے اطراف میں نکالے، ماتھا پٹی، سرخ چھوٹی سی ناک میں خوبصورت سی نتھ ، لبوں پہ میرون لپ اسٹک، جبکہ آنسو برساتی ڈارک براؤن آنکھوں کو مہارت سے سجایا گیا تھا۔۔۔ سرخ و سفید گول مٹول ہاتھوں میں بھر بھر کے سونے کی چوریاں اور کنگن تھے۔۔

وشہ وشہ میری جان!! کیا ہوا میرے بچے کو؟؟ رایان خان اسکے ہچکولے کھاتے وجود کو دیکھ کے ہوش میں آتا ایک جھٹکے سے اسے سینے سے لگاتا پیار اور فکرمندی سے استفسار کر رہا تھا، جس پہ پلوشہ خان نے مزاحمت کرتے ہوئے اسکے سینے پہ اپنی کلائیاں مارتے پیچھے ہونے کی ناکام تگ و دو کی۔۔۔ رایان خان نے اسکے گول مٹول سے رونے کی وجہ سے سرخ پڑتے چہرے کو تھامتے پیار سے اپنی انگلیوں کی پوروں سے اس کے آنسو صاف کرتے اسکی کمر سہلائی، جو نا جانے کیوں روئے جا رہی تھی۔۔

وشہ پلیز کچھ تو بولو میرا بچہ مجھے پریشانی ہو رہی ہے!! رایان خان اب اسکے ہاتھ سہلاتے ہوئے بولا، جو اسکے چپ کروانے پہ اب ہچکیوں سے رو رہی تھی --

می۔۔۔میں۔۔جا۔جانتی۔۔ہو۔ہوں۔۔آپ۔۔کو۔۔۔بھی۔۔لوگوں۔۔نے۔۔۔میرے۔۔بارے۔۔۔میں۔۔۔بہت۔۔۔ گندا۔۔۔گندا۔۔بولا۔۔ہو۔۔گا۔۔۔نا۔۔۔اسی۔۔لئے۔۔۔آپ۔۔۔ کمرے۔۔۔میں۔۔۔لیٹ۔۔آئے۔۔۔ہیں۔۔۔ کیونکہ۔۔۔لوگوں۔۔۔کی۔۔۔باتوں۔۔۔کو۔۔۔سننے۔۔۔کے۔۔۔بعد۔۔آپ۔۔۔میری۔۔۔طرف۔۔۔دیکھنا۔۔۔ب ھی۔۔۔پسند۔۔۔نہیں۔۔۔کر۔۔۔رہے۔۔۔ہوں۔۔۔گے۔۔۔ پلوشہ خان ناجانے روتے ہوئے کیا کیا بولے جا رہی تھی۔۔ اسکی ہر بات رایان خان کے سر سے گزر رہی تھی -- وہ تڑپا تھا اسکی باتوں پہ۔۔۔

وشہ یہ تم کیا بولے جا رہی ہو میری جان؟؟ رایان خان اسکی ٹھوری تھام کے اسکا سر اوپر کو اٹھاتا حیرانگی سے نرم لہجے میں استفسار کر رہا تھا۔۔

KOH NOVELS URDU

ٹھیک بول رہی ہوں--- مت بولیں مجھے جان-- اگر میں آپ کی جان ہوتی تو آپ مجھے یوں انتظار کی سولی پہ نہ لٹکاتے --- میری کمر ٹوٹ گئی ہے آپ کے انتظار میں، لیکن آپ-- آپ لوگوں کی باتیں سننے کے بعد میرے پاس کیوں ہی آتے؟؟ میں تو ہوں ہی اسی لائق--- پتا نہیں کون سی ایسی منحوس گھڑی ہو گی جس وقت میں پیدا ہوئی ہوں گی-- وہ اسکے سینے پہ مکے برساتی ہزیانی ہوتے چیخی---- اسکی آنکھوں سے آنسو بل بل گرتے رایان خان کی قمیض گیلی کررہے تھے-- اس کے آنسو اسکا ٹوٹا ہوا کانچ کی ٹوٹی کرچیوں سا لہجہ اس بات کا گواہ تھا کہ وہ ہرٹ ہوئی تھی اور شدید ہوئی تھی--

وشہ میرے دوست--- ابھی رایان خان اسے اپنی صفائی میں کچھ کہتا، جب پلوشہ خان اسکی بات کاٹ چکی تھی--

آپ---مجھے---مار---دیں---پلیز---نہیں---رہنا---مجھے---اس---ظالم---دنیا---کے--- ظالم---لوگوں---کے---پاس--- سب---یہ---کیوں---کہتے---ہیں---میں--- بدکردار---ہوں---میں---آپ---کو---چھوڑ--- کے---بھاگ---گئ---تھی---میں---انہیں--- کیسے---یقین--- دلاؤ ---اپنی---پاک---دامنی---کا؟؟۔ پلوشہ خان، رایان خان کے مضبوط ہاتھوں کو پکڑ کے اپنی گردن پہ رکھتی بری طرح سے روتے ہوئے چیخی، رایان خان کے دل کو کچھ ہوا---- اسکے منہ سے یہ الفاظ کسی سوئی کی طرح چبھے تھے--

پلوشہ خان!! چپ ایک دم چپ!! رایان خان اسے چپ کروانے کی غرض سے غصے سے دھاڑتا، اسے خود کے بے حد قریب کر چکا تھا-- اسکی باتیں اسکا رونا اب برداشت سے باہر ہوا تھا-- اسکے دھاڑ پہ پلوشہ خان کی زبان کو بریک لگی--- اس نے لرزتے ہوئے اسکی طرف دیکھا، جس کی شہد رنگ آنکھیں شدید سرخ پڑ رہی تھیں--

اپنے دوستوں کے پاس تھا میں !! اور کس نے فضول بکواس کی ہے تمہارے بارے میں؟؟ نام بتاؤ مجھے!! رایان خان بولا نہیں بلکہ دھاڑا تھا--- اسکی باتوں سے اسکا پورا وجود کسی بھٹی کی مانند سلگا تھا--- پلوشہ خان نے بنا کوئی جواب دئیے لب کاٹتے ہوئے نظریں جھکائی---

KOH NOVELS URDU

جواب دو مجھے وشہ رایان خان!! کس نے ایسی گھٹیا بکواس کی ہے تمہارے بارے میں کہ تم رایان خانزادہ کی بیوی ہوتے ہوئے بھی یوں دھاڑیں مار مار کے رو رہی ہو؟؟ رایان خان اسکے پھولے سرخ گال پہ اپنے دانت گھاڑتا شدید غصے سے بولا--- اسکا بس نہیں تھا وہ اس انسان کا ابھی قتل کر دے، جس نے اسکی وشہ کو اتنی بری طرح سے ہرٹ کیا ہے--

کس-کسی--نے---نہیں---پلوشہ خان اپنے ہونٹ باہر نکال کے سوں سوں کرتی ہوئی اپنا سر دائیں بائیں ہلاتی بھرائی آواز میں بولی--- وہ کافی سہم چکی تھی اس کے غصے پہ---

میں نے کہا نام بتاؤ مجھے پلوشہ خان ----- رایان خان حلق کے بل دھاڑا تھا-- پلوشہ خان سہمتی ہوئی اسکے سینے میں چھپی، اسکا دل خوف سے لرز رہا تھا--- اسے ابھی یاد آیا کہ وہ اپنے غم و غصے میں رایان خان کو بھی کتنی باتیں سنا چکی تھی -- پلوشہ خان کے گلے میں گلٹی بھر کے معدوم ہوئی، وہ جانتی تھی اسکا غصہ کتنا برا ہے---

مجھے---نہیں---پتا---نام---سچی---یان-- پلوشہ خان اسکی قمیض کو سینے سے مٹھیوں میں جھکڑتی روتے ہوئے بولی---

جن لوگوں کا تم نام تک نہیں جانتی تم ان کی باتوں کو دل سے لگا کے بیٹھی ہو پلوشہ خان؟؟ اور میں جو تم سے ہر روز نئے سرے سے عشق کر رہا ہوں، تم سب جانتے بوجھتے کیسے میری محبت کو میرے عشق کو بے مول کر سکتی ہو؟؟ کیا تمہیں واقعی ہی لگتا ہے کہ میرا دل بھر گیا ہے تم سے؟؟ کیا کبھی میں نے تمہیں ایسا محسوس کروایا ہے کہ تم ضروری نہیں ہو اب رایان خان کے لئے؟؟ کیا کبھی میں نے تم سے کوئی صفائی مانگی ہے جو تم نے مجھ پہ میری محبت پہ الزام درازی کی ہے؟؟ کیا تم یہ نہیں جانتی؟؟ کہ پوری دنیا بھی تمہارے خلاف کھڑی ہو جائے پھر بھی تمہارا یان ان سب کے منہ توڑ دے گا لیکن ان کی بکواس کو کسی خاطر میں نہیں لائے گا!! تم ہوتی کون ہو کسی کو اپنی پاک دامنی کے ثبوت دینے والی پلوشہ خان -- کیا تمہاری پاک دامنی کا سب سے بڑا ثبوت یہ نہیں ہے کہ تم رایان خان کے نکاح میں ہو ، رایان خان کا نام تمہارے نام کے ساتھ جڑا ہے-- تم اتنی انمول ہو کہ تمہیں رایان خان نے

اپنے دل کے سب سے اونچے مقام پہ کسی ملکہ کی طرح بٹھایا ہے۔۔ تم جھوٹ بولتی ہو پلوشہ خان کہ تمہیں میرے عشق کرنے کے انداز سے عشق ہو چکا ہے۔۔ اگر تمہیں میرے عشق سے عشق ہوتا تو تم مر کے بھی یہ نہیں سوچتی کہ تمہارا یان لوگوں کی باتوں میں آ چکا ہے۔۔ باخدا اس کمرے کی ایک ایک چیز میں نے اپنے ہاتھوں سے سجائی ہے!! لیکن پاگل تھا میں جو ان چھوٹی موٹی چیزوں سے تمہیں خوش کرنے کی کوشش کی ہے، جو تمہارے لئے کوئی معنی ہی نہیں رکھتی۔۔۔ تمہارے لئے اگر کبھی کوئی چیز اہمیت رکھتی ہے تو وہ لوگوں کی گھٹیا اور فضول ترین بکواس ہے۔۔۔۔ تم نے ان لوگوں کی باتوں پہ آنسو بہا کے الٹی سیدھی باتیں سوچ کے میرے عشق کو بے مول کیا ہے، میرے وجود میں ایسی چھنگاڑیاں بھر دی ہیں پلوشہ خان کہ مجھے ایسا لگ رہا میں اس عشق میں خود کو فنا کر لوں گا۔۔۔ پلوشہ خان کوئی تمہارے منہ پہ تم پہ الزام لگائے تمہیں بدکردار بولے اور تم رایان خان کے عشق اسکی پاک دامن بیوی اسکی محبوبہ پہ یہ گھٹیا الفاظ صبر کے گھونٹ سمجھ کے پی جاؤ، تو ایسی کی تیسی تمہاری بھی اور ان لوگوں کی بھی۔۔۔ رایان خان پلوشہ خان کو خود سے دور کرتا اسکے ہاتھوں کو اپنی قمیض سے ہٹاتا غم و غصے سے چیخا، اس نے آخر میں خود کو بمشکل ہی سخت الفاظ کہنے سے روکا۔۔۔۔ اسکی باتوں پہ رونگھٹے کھڑے ہوئے پلوشہ خان کے۔۔۔

یا۔یان۔۔می۔میں۔۔نے۔۔۔غلطی۔۔۔سے۔۔ ابھی پلوشہ خان اپنی بات مکمل کرتی جب رایان خان نے اسکے نازک وجود کو ایک پل میں اپنی بانہوں میں اٹھاتے ہوئے صوفے پہ بٹھایا۔۔۔۔ اس نے بمشکل اسکے رعنائیاں چھلکتے سراپے سے نظریں ہٹائی تھیں۔۔ پلوشہ خان اسکے تنے تاثرات دیکھتی مزید کچھ بول نہ پائی۔۔ رایان خان نے بنا کچھ بولے صوفے کے ٹیبل سے کھانا اٹھاتے ہوئے اپنے کمرے کے چھوٹے سے مائیکرو یو میں گرم کیا۔۔۔۔ پلوشہ خان نے لب کاٹتے ہوئے اسکی چوڑی پشت کو دیکھا، جو مصروف انداز میں کھانا گرم کرتے اپنے شہد رنگ بالوں میں ہاتھ پھیر رہا تھا۔۔ پلوشہ خان نے ایسے ہی اسے نکاح والے دن اپنی باتوں سے اندر تک زخمی کیا تھا اور آج پھر اس نے اسکے پیار پہ بے اعتباری دکھا کے رایان خان کو اور اسکے عشق کو بے مول کیا تھا۔۔ پلوشہ خان کا چہرہ شرمندگی سے سرخ پڑ رہا تھا۔۔ رایان خان نے کھانا

گرم کرنے کے بعد ٹیبل پہ رکھا۔۔۔ ایک پلیٹ نکالتے اس نے پلوشہ خان کی پسند کا روغنی نان رکھنے کے ساتھ تھوڑی سی مٹن کراہی ڈالی۔۔۔ وہ اس کے آگے پلیٹ کھسکا کے گلاس میں پانی انڈھیلتا ہوا اپنی الماری کی طرف بڑھ چکا تھا۔ پلوشہ خان نے ہنوز لب کاٹتے ہوئے اسکی طرف دیکھا، ہمت ہی نہیں ہوئی تھی اسے پکارنے کی۔۔ وہ جانتی تھی رایان خان اسکے کھانے پینے پہ کمپرومائز نہیں کرتا۔۔۔۔ اس نے اسکے لئے کھانا ڈالا ہے۔۔ لیکن پلوشہ خان کی بھوک مر چکی تھی ، اس نے کھانے کو ہاتھ بھی نہیں لگایا تھا۔۔

رایان خان اپنے لئے آرام دہ بلیک ٹراؤزر پکڑتا، واشروم کی طرف بڑھ چکا تھا۔ پلوشہ خان اپنے میرون لپ اسٹک سے سجے لبوں پہ دانتوں کا دباؤ بڑھاتی اب واشروم کے بند دروازے کو گھور رہی تھی، جہاں پہ وہ بند ہوا تھا۔۔

افف۔۔۔ یا خدایا۔ مجھے عقل دے دے۔۔۔ رایان خان کے جاتے ہی اس نے اپنا سر تھامتے ہوئے چھت کو گھورتے دل میں شدت سے دعا کی۔۔۔۔ برائیڈل روم میں بہت سی لڑکیاں اور عورتیں اسے اور ہرا خان کو دیکھنی آئیں تھیں، بہت سی لڑکیوں نے دونوں دلہنوں کی رج کے تعریف کی لیکن کچھ عورتیں پلوشہ خان کے اتنے پیارے نصیب پہ حسد کی بیماریکا شکار تھیں۔۔۔ وہ آہستہ آواز میں اسکے ہویلی سے اتنے دن غائب رہنے پہ چوٹ کرتی طنز کر جاتیں، جن پہ پلوشہ خان نے بمشکل اپنے آنسو ضبط کئے۔۔۔۔ ہرا خان نے انکی باتیں نہیں سنی تھیں ورنہ وہ کھڑی کھڑی سناتی ان عورتوں کو۔۔۔

پلوشہ خان جس نے رخصتی کے وقت ان عورتوں کے تمام گہرے طنزوں پہ رو رو کے اپنا غبار نکالتے خود کو ریلیکس کرتے لال ہویلی میں رایان خان کے کمرے میں قدم رکھا تھا۔ رفتہ رفتہ اس کا اتنی دیر انتظار کرتے ہوئے وہ بدگمان ہو چکی تھی ۔ اسے لگا شاید انہی عورتوں کی طرح رایان خان نے بھی کسی کو اس کے بارے میں ایسی گندی گندی باتیں بولیں ہوں گی اسی لئے تو اس نے کمرے میں آ کے نہیں دیکھا۔ لیکن وہ یہ سب فضول باتیں سوچ سوچ کے اپنے پیروں پہ کلہاڑی مارتی آنسو بہائے جا رہی تھی اور پھر رایان خان کے آتے ہی اس نے اپنا سارا غبار نکالتے ہوئے اسے انجانے میں شدید ناراض کیا تھا۔۔

رایان خان جو دس منٹ بعد ٹھنڈے پانی سے شاور لے کے شرٹ لیس واشروم سے باہر نکلا تھا۔ اسے ہنوز اسی طرح لب کاٹتے دیکھ کے اسکے خون میں غصے سے شرارے پھوٹے---- وہ کب سے بھوکی تھی، اس نے ابھی تک کھانے کو ہاتھ نہیں لگایا اور اس پہ تضاد وہ اپنے بھرے بھرے لبوں پہ ظلم ڈھاتی رایان خان کو بے حد بے چین کر چکی تھی۔ واشروم کا دروازہ کھلنے کی آواز پہ پلوشہ خان نے نظریں اٹھاتے ہوئے سامنے دیکھا اور پھر رایان خان کو شرٹ لیس دیکھتے، اس نے دہکے گالوں سے اپنی نظریں جھکائی---- رایان خان اسکے چہرے کے بدلتے رنگوں کو گہری نظروں سے دیکھتا، صوفے کی طرف بڑھا---- لیکن آج وہ کچھ فاصلہ قائم کر کے بیٹھا، جو پلوشہ خان کو بری طرح سے چھبا---- اس نے کن اکھیوں سے اس کے سپاٹ تاثرات کو دیکھا، نظریں بے ساختہ اسکے چوڑے بھیگے سفید سینے پہ گئی۔ جس سے اس نے تھوک نگلتے ہوئے نظریں چرائی----

رایان خان نے مصروف انداز میں اسکے لبوں کو اپنے انگوٹھے سے اس کے دانتوں کی قید سے آزاد کرواتے اسکے ہونٹوں کے پاس چھوٹا سا نوالہ بڑھایا، جس پہ پلوشہ خان نے بھی ڈھیٹ بنتے منہ نہیں کھولا---- وہ شاید اسکی آواز سننا چاہ رہی تھی۔۔

رایان خان بھی جیسے اسکی سوچوں سے واقف ہو چکا تھا، اس نے بھی اسے اپنی آواز سنائے بغیر اسکے جبڑے کو اپنی نرم گرفت میں لیتے اسکا منہ کھلوانا چاہا۔ لیکن الٹا اسکے بھرے بھرے لپ اسٹک سے سجے ہونٹوں کا پاؤٹ بنتا دیکھ کے رایان خان کو اپنے حلق میں کانٹے چبھتے ہوئے محسوس ہوئے---- وہ کتنی دیر خاموشی سے اسکے ہونٹوں کو دیکھتا رہا۔ بالآخر اسکے اوپر جھک کے اسکے ہونٹوں کو نرمی سے اپنے دانتوں میں دبا کے پیچھے ہٹتے، اسکی طرف پھر سے اپنے ہاتھ کا نوالا بڑھایا---- گویا یہ اشارہ دیا تھا کہ وہ جب تک اپنا منہ نہیں کھولے گی، وہ یوں ہی اسکی جان عذاب میں ڈالے گا۔ پلوشہ خان نے اسکی جسارت پہ سرخ پڑتے جلدی سے اپنے لب وا کیے---- اسکے نزاکت سے یوں لب وا کرنے پہ رایان خان کی دھڑکنیں اتھل پتھل ہوئی---- رایان خان کا بس نہیں تھا وہ ابھی اسکے ہونٹوں کو اپنی حراست میں لے کے ان پہ لگی لپ اسٹک کا رنگ چرا لے ۔۔ لیکن پھر اس کی بے

KOH NOVELS - URDU

اعتباری یاد کرتے، اس نے اپنے دل پہ لعنت بیجھی۔ جو ہنوز اس وجود کی فکر میں گھلتا ہوا اسے کھانا کھلانے پہ مجبور کر رہا تھا۔

رایان خان نے اب اپنی نظروں کو قابو میں کرتے ہوئے اسکی طرف نہ دیکھنے کا عہد کرتے بنا اسکی طرف دیکھے اسکے لبوں کے پاس پھر سے نوالا بڑھایا، جسے کھانے کی بجائے پلوشہ خان ان دونوں کے درمیان کا فاصلہ مٹاتی اسکے ساتھ جڑ کے بیٹھی---- اس اچانک افتاد پہ رایان خان کے پورے وجود میں سپارک ہوا----

---

لائٹس آف کرو کمرے کی!! وہ ابھی اپنی الماری کے آگے ہی کھڑی تھی جب ساحر خان کی غصے سے بھری آواز کمرے میں گونجی، جس پہ زرلاشتہ خان نے اپنی جگہ سے اچھلتے ہوئے اپنے منہ پہ ہاتھ رکھ کے اپنی چیخ دبائی---

زرلاشتہ خان کے ہاتھ میں جو نائٹی لگی، وہ جلدی سے پکڑ کےاسے سینے سے لگاتی ہوئی کمرے کی ساری لائٹس آف کر چکی تھی۔۔ اس نے بچوں کی طرح اپنے بہتے آنسوؤں کو صاف کرتے ہوئے گپ اندھیرے میں پھونک پھونک کے ڈریسنگ روم کی طرف اپنے قدم بڑھائے--- اور پاگل اتنی تھی کہ ساحر خان کے ڈر سے اس نے ڈریسنگ روم کی لائٹ جلانے کی بھی جرآت نہیں کی۔ وہ ایسے رو رہی تھی جیسے کسی کی فوتگی ہو گئی ہو۔۔ اس نے آنسو بہاتے ہوئے جلدی سے اپنی میکسی تبدیل کرتے اندازے سے نائٹی پہنی، وہ ابھی تک نہیں جانتی تھی وہ کس طرح کی نائیٹی میں ملبوس ہے--- لیکن اپنی پنڈلیوں پہ سردی لگنے کی وجہ سے وہ اتنا تو جان چکی تھی کہ اسکی نائٹی بمشکل گھٹنوں سے نیچے تک آ رہی ہے۔۔ لیکن اب اس کے پاس کوئی دوسرا آپشن نہیں تھا، اسے اسی بیہودہ نائیٹی کے ساتھ ہی گزارا کرنا تھا۔

باہر بیڈ پہ آنکھیں موند کے لیٹے ساحر خان نے اپنے ماتھے سے کہنی ہٹاتے، کمرے میں گپ اندھیرے کے ساتھ حیرانگی سے اتنی خاموشی کو ملاحظہ کیا--- بیڈ کی دوسری طرف ہاتھ پھیر کے اس نے اپنی بیوقوف بیوی کو تلاش کرنا چاہا، جو ناجانے کہاں غائب تھی!! ساحر خان نے دانت کچکچاتے ہوئے سوچا ہی، جب کمرے میں اندھیرا ہونے کی وجہ سے ڈریسنگ روم سے نکلتی

زرلاشتہ خان کا پیر کمرے کے قالین میں اٹکا۔۔۔ وہ بری طرح سے گھٹنوں کے بل زمین پہ گری۔۔۔۔ زرلاشتہ خان کے منہ سے دلخراش چیخ برآمد ہوئی۔۔۔ جس پہ ساحر خان تڑپتا ہوا بیڈ سے اٹھا۔۔۔

تاشو۔۔۔ وہ تیزی سے لیمپ آن کرتا اسے فکرمندی سے پکارتا، بیڈ سے اٹھتا اسکی طرف بڑھا۔ جہاں وہ بیڈ پہ اپنا پیر تھام کے بیٹھی زاروقطار رو رہی تھی۔۔ ہلکی سی روشنی میں نظر آتے اسکے قیامت نوخیز سراپے کو دیکھتا ساحر خان، اپنی نیلی آنکھوں کو پھیلائے تیزی سے اسکی طرف بڑھا۔۔۔ اس نے اسکی پنڈلی کو تھامتے اسکے پیر کو تھامنا چاہا، جب زرلاشتہ خان نے روتے ہوئے اسکے ہاتھ جھٹکتے اپنا پیر اس سے دور کیا۔۔۔ ساحر خان نے اسکی برستی سوجھی ہوئی ہری آنکھوں کو دیکھتے پیار سے اسے اپنے ساتھ لگانا چاہا، لیکن زرلاشتہ خان شدید مزاحمت کرتی اس سے دور ہو چکی تھی۔۔

اب کیوں آئے ہیں ہمارے پاس؟؟ جائیے ابھی بھی غصہ کیجئیے ۔۔ ہمیں اگنور کیجئیے ۔۔۔ اللہ کرے ہم ۔۔۔ زرلاشتہ خان جو اسے روتے ہوئے سناتی خود کو کوئی بددعا دینے والی تھی، جب اسے ساحر خان کی اس دن کی دی گئی سزا یاد آئی۔ اسی لئے وہ سرخ پڑتی اپنی جملہ ادھورا چھوڑتی پھر سے رونا سٹارٹ کر چکی تھی۔۔

ساحر خان کی نظریں اسکے روتے ہوئے چہرے سے ہوتی ہوئی اسکے خوبصورت سراپے پہ ٹکی۔۔۔ وہ اس وقت بلیک نیٹ کی سلیولیس نائیٹی میں ملبوس بے حد ڈیپ گلے کے ساتھ، بکھرے سنہری بالوں کو پشت پہ گرائے جھک کے اپنے پیر کے پھونکیں مارنے کی ناکام کوشش کرتی اپنی ہری آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو برساتی ساحر خان کو مبہوت کر چکی تھی۔ اسکے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا، اسکی معصوم سی بلی کبھی اسکی لائی ہوئی نائٹی پہن کے اسے دکھائے گی۔۔ اس کے یوں شدتوں سے رو رو کے اپنے پیر پہ پھونکیں مارنے پہ ساحر خان نے جلدی سے اسکی بل کھاتی نازک کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنی طرف کھینچا۔۔۔۔ وہ لہراتی ہوئی اسکے چوڑے مضبوط سینے سے ٹکرائی۔۔ زرلاشتہ خان نے اسکی کچھ دیر پہلے والی اگنورینس کا بدلہ اتارتے نیچے جھکتے ہوئے اپنے پیٹ پہ بندھے اسکے دودھیا سفید ہاتھ پہ زور سے اپنے دانت گاڑے۔۔۔ ساحر خان نے اپنی معصوم بلی کی اس حرکت

پہ آئیبرو آچکا کے اسے داد دینے والے انداز میں دیکھا، لیکن اس کی کمر سے ہاتھ ہنوز نہیں ہٹایا--- زرلاشتہ خان نے اسکے حصار میں جھٹپٹاتے ہوئے اسے دور ہونے کی ناکام تگ و دو کی، لیکن ساحر خان اسکے رعنایاں چھلکتے نشیب و فراز کو دیکھتا اسے ایک جست میں اپنی گود میں اٹھا کے کھڑا ہو چکا تھا۔۔

دھیان کہاں ہوتا ہے تمہارا؟؟ ساحر خان نے اسے بیڈ پہ احتیاط سے بٹھاتے سارا مدھا اس پہ ڈالتے نیچے زمین پہ گھٹنوں کے بل بیٹھتے پیار سے ڈپٹتے ہوئے اس سے پوچھا--- زرلاشتہ خان نے اسے غصے سے اپنی برستی ہوئی ہری آنکھوں سے گھورا، جواب دینا اس نے ضروری نہیں سمجھا--- جیسے کچھ دیر پہلے ساحر خان نے ضروری نہیں سمجھا تھا۔۔ اسکے تاثرات ایسے تھے، جیسے وہ نائیٹی پہن کے ساحر خان پہ بہت بڑا احسان کر آئی ہو۔۔ زرلاشتہ خان نے ابھی تک اپنے دعوت کے نظارے پیش کرتے وجود کو قطعاً نہیں دیکھا تھا، ورنہ وہ یوں دوپٹے یا چادر سے ندارد وجود کے ساتھ کبھی بھی ساحر خان کے پاس یوں نہ بیٹھتی -- وہ تو اس وقت اپنی چوٹ کی وجہ سے بے حد تکلیف سے گھل رہی تھی۔۔ ساحر خان نے اسکے ایٹیٹوڈ پہ اپنا نچلہ لب دباتے اسکے پیر کو تھامتے اسکا معائنہ شروع کیا، جس پہ زرلاشتہ خان نے بچوں کی طرح اپنے پیر چلاتے اسے خود دور کرنے کی جان توڑ کوشش کی تھی۔۔ لیکن اگلے ہی پل ساحر خان کے ہاتھ کے بے باک لمس کو اپنی نائیٹی کے نیچے سے پیٹ پہ محسوس کرتے زرلاشتہ خان کی سانس اٹکی--- ساری مزاحمت پل میں ہوا ہوئی--- اس نے اپنی ہری آنکھوں کو پھیلاتے خود پہ نظر دوڑائی اور پھر خود پہ نظریں پڑتے ہی وہ کانوں کی لوں تک سرخ ہوئی--- ساحر خان نے اسکے چہرے کے بدلتے رنگوں کو پیار سے مسکرا کے دیکھتے، اسکا پیر تھامتے ہوئے ایک جھٹکے سے اسکی موچ نکالی--- جس پہ زرلاشتہ خان کے لبوں سے پھر سے ایک دلخراش چیخ نمودار ہوئی--- ساحر خان نے اسکے سر کے پیچھے ہاتھ رکھ کے اسے خود پہ جھکاتے ہوئے اسکی چیخ کا گلا گھونٹا---

---

عشقِ ستم..... میگا قسط 86

پلوشہ خان نے اپنی طرف بڑھائے گئے، رایان خان کے ہاتھ کے نوالے کو اپنے منہ میں ڈالنے کی بجائے اسکے ہاتھ پہ اپنا رکھتے اسے رایان خان کے ہونٹوں کی طرف بڑھا گئی۔۔ رایان خان نے اپنا نچلہ لب بے دردی سے دانتوں میں دبائے اسکی طرف دیکھا، جو اپنی بڑی بڑی ڈارک براؤن آنکھوں میں لبا لب پانی لیے اسے دیکھتے ہوئے کھانے کا اشارہ کر رہی تھی۔۔ رایان خان نے بھی ڈھیٹ بنتے ہوئے نوالہ اپنے منہ میں نہیں ڈالا۔۔۔ وہ بس خاموشی سے اسکی طرف دیکھتا رہا۔۔ اسکا چہرہ ہنوز اسکے الفاظ کو یاد کرتے تکلیف سے خطرناک حد تک سرخ تھا۔۔

آ۔آپ۔۔بھی۔۔کھا۔۔کھائیں۔۔نا۔۔۔ پلوشہ خان اسکے گال پہ نرمی سے اپنا گول مٹول ہاتھ رکھتی اپنے لب مڑورتی ہوئی بھرائی آواز میں بولی۔۔۔۔ دوسرا ہاتھ اسکا ہنوز رایان خان کے ہاتھ پہ تھا۔

تمہاری بے اعتباری سے پیٹ بھر گیا ہے میرا۔۔۔ رایان خان اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ سے ہٹا کے سپاٹ لہجے میں بولتا، زبردستی اسکے منہ میں نوالہ ڈال چکا تھا۔۔ وہ اسی طرح مصروف اور سپاٹ انداز میں اسکی طرف دیکھے بغیر اسے کھانا کھلاتا رہا اور پلوشہ خان اپنی آنکھوں میں آنسو لئے اسکی طرف دیکھتی آرام آرام سے نوالے چباتی اسکی بیبرڈ پہ نرمی سے اپنی انگلیاں پھیرتی رایان خان کی دھڑکنیں منتشر کرتی رہی۔۔

KOH NOVELS - URDU

رایان خان نے نان کا آخری نوالا اسکی طرف بڑھایا، جسے پلوشہ خان منہ میں ڈالتی جان بوجھ کے اس کی انگلیاں بھی اپنے دانتوں میں دبا گئی۔۔ رایان خان نے چونکتے ہوئے اپنی وشہ کی طرف دیکھا، جو اپنی اداؤں سے اسے مجبور کر رہی تھی کہ وہ خود پر سے کنٹرول کھوتا ہوا اس پہ اپنی تمام شدتیں نچھاور کر دے۔۔۔۔

پلوشہ خان نے اسکی انگلیوں پہ پہلے نرمی سے اپنے دانت گاڑتے ہنوز اسکی نظراندازی پہ اسکی انگلیوں پہ اپنے دانتوں کا دباؤ بڑھا تے اپنی ایک آنکھ اٹھاتے ہوئے اسکے چہرے کی طرف نگاہ ڈالی، جو سپاٹ تاثرات سے اسکی طرف دیکھ رہا تھا۔ لیکن اسکی حرکتوں پہ کوئی بھی ریسپانس نہیں دے رہا تھا۔ پلوشہ خان نے اپنے آنسو بے دردی سے صاف کرتے ہوئے اسکی انگلیوں کو چھوڑتے ہوئے اسکے برہنہ کندھے پہ اپنا سر ٹکایا۔۔۔۔ رایان خان نے آنکھیں میچ کے کھولتے ہوئے اپنی مٹھیاں بینچھتے خود کو اسکے گرد حصار باندھنے سے روکا۔۔۔

آئی۔۔ایم۔۔۔سوری۔یان۔۔وہ۔سب۔۔۔ غلطی ۔۔۔سے۔۔۔میرے۔۔۔منہ۔۔۔سے۔۔۔نکل۔۔۔ابھی پلوشہ خان روتی ہوئی اپنی مزید صفائی دیتی، جب رایان خان نے اسکی بات کاٹی۔۔۔۔

نکاح والے دن بھی سب تم نے غلطی سے بولا تھا۔ سب کچھ تو ایسے ہی تمہارے منہ سے نکل جاتا ہے؟؟ لیکن ان دونوں خاص دنوں میں جو تکلیف تم نے مجھے دی ہے۔ پلوشہ خان تم اسکا ازالہ کسی صورت نہیں کر سکتی۔۔ تم معافی مانگ کے میری اس تکلیف کو ختم نہیں کر سکتی، جو مجھے اس وقت تمہارے الفاظ نے پہنچائی تھی۔۔ جنہوں نے میرا دل چیڑا تھا۔۔۔ رایان خان اسے اپنے کندھے سے دور کرتا لہو رنگ آنکھوں سے غصے سے بولا۔۔۔۔ پلوشہ خان نے بار بار اسکے اس طرح یوں دور جھٹکنے پہ اپنے ہاتھوں کو گود میں دھرے انکی انگلیوں کو مڑوڑنا شروع کیا۔۔۔ آنسو آنکھوں سے ٹپ ٹپ گرتے اب اسکی گود میں گر رہے تھے، جنہیں دیکھے بغیر رایان خان کھڑکی کے پاس جاتا سیگریٹ سلگا کے گہرے گہرے کش بھرنے لگا۔۔۔ وہ اتنی ٹھنڈ میں یوں شرٹ لیس کھڑکی کے پاس کھڑا تھا۔ پلوشہ خان جانتی تھی اس کا غصہ جتنا گندا ہے، اس نے آج اس کا دس فیصد بھی اس پہ ٹھیک سے نہیں نکالا تھا۔ شاید غصے پہ اسکی محبت غالب آ گئی تھی۔۔ لیکن اسکی اگنورینس برداشت کرنا پلوشہ خان کے بس سے باہر تھا۔۔ جو بھی تھا چاہے وہ جتنے بھی

غصے میں تھا، اسے اپنی نئی نویلی دلہن کو بار بار خود سے دور نہیں جھٹکنا چاہییے تھا۔۔ پلوشہ خان ٹوٹے دل سے اپنی حمایت میں سوچتے ہوئے اپنے آنسو بے دردی سے صاف کرتی صوفے سے اٹھی۔۔۔۔ وہ ایک آخری کوشش کرنے کی غرض سے اپنے بھاری لہنگے کو بمشکل تھامتی اسکے پیچھے آ کے کھڑی ہوئی۔۔۔ اس نے اسکی برہنہ پشت پہ سر رکھتے اسے پیچھے سے اپنے حصار میں کیا۔۔۔۔

سوری یان۔۔ پلوشہ خان بھرائی آواز میں بولی۔۔۔ نکاح کے وقت بھی تو اس نے اس کا دل اپنے الفاظ سے چیڑنے کے بعد ایسے ہی اسکی پشت پہ سر ٹکا کے اسے منایا تھا؟ تو کیا وہ ہر بار اسے یوں تکلیف دینے کے بعد بس یونہی سوری کر کے یہ چاہے گی کہ سب کچھ اب اسکی مرضی کے مطابق پہلے جیسا ہو جائے؟ رایان خان نے جلتے کڑہتے دل سے سوچا۔۔۔۔ رایان خان کا ابھی اسے معاف کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا، کیونکہ ایک تو وہ پہلے ہی اپنا غصہ اندر دباتا خود ہی جل کے راکھ ہو رہا تھا اور اس پہ تضاد رہی سہی کسر یہ سیگریٹ پوری کر رہا تھا۔۔۔۔

کپڑے تبدیل کرو اور سو جاؤ ۔۔ میرے انتظار میں کمر ٹوٹ گئی تھی نا تمہاری؟؟ تو جاؤ آرام کرو ۔۔ اب یہاں کھڑی کیا کر رہی ہو؟؟ رایان خان اسکی طرف دیکھے بغیر اسکے ہاتھ اپنے پیٹ سے ہٹاتا غصے سے سخت لہجے میں بولا تھا۔۔ اسکے الفاظ اور اس پہ تضاد اپنے ہاتھ پھر سے جھٹکے جانے پہ پلوشہ خان کو بھی غصہ آیا۔۔۔ اس نے غصے سے اسکی پشت سے سر ہٹاتے اسے گھور کے دیکھتے اپنے قدم ڈریسنگ مرر کی طرف بڑھائے۔۔۔ ہاتھوں میں پہنے کنگن اور چوڑیاں اس نے بے دردی سے اتارتے ہوئے ڈریسنگ مرر پہ پٹکی۔۔۔ کتنی ہی چوڑیاں ٹوٹتی ہوئی اسکی کلائی پہ زخم کر چکی تھیں، لیکن اسے اس وقت ان چھوٹے موٹے زخموں کی اتنی تکلیف نہیں تھی جتنی رایان خان کے الفاظ سے ہوئی تھی۔۔ اس نے صاف اسے بولا کہ وہ اپنے کپڑے تبدیل کر کے سو جائے تو کیا وہ پاگل تھی، جو اسے کب سے منا رہی

تھی--- کب سے پاگلوں کی طرح اسکا انتظار کر رہی تھی؟؟ پلوشہ خان نے غصے سے سوچتے ہوئے اپنے کانوں سے بھاری کانٹے نوچ کے اتارے--- اسکی اتنی بے دردی سے اسکی کان کی لوؤں پہ ننھی ننھی خون کی بوندیں نمودار ہوئی--- اس کے یوں پٹک پٹک کے چیزیں مارنے پہ رایان خان نے آنکھیں گھماتے ہوئے ایک نظر اسکی طرف دیکھا، جو خود کے ساتھ اتنی بے دردی برت رہی تھی-- وہ اب نوچ نوچ کے اپنے دوپٹے پہ لگی پنز اتار رہی تھی، جب رایان خان نے جلدی سے سیگریٹ کھڑکی سے باہر پھینکتے ہوئے تیزی سے اسکی طرف قدم بڑھاتے اسکی کلائیوں کو تھاما-----

یہ کیا طریقہ ہے؟؟ رایان خان جس نے غصے سے اسکی کلائیاں تھامی، اسکا آنسوؤں سے بھرا چہرہ دیکھ کے وہ خود بخود نرم پڑا-----

پلوشہ خان نے کوئی بھی جواب دئیے بغیر غصے سے شکوہ کناں نظروں سے اسکی طرف دیکھا--- رایان خان نے لب کاٹتے ہوئے اسکی کلائیاں چھوڑتے اسے ڈریسنگ مرر کی چئیر پہ بٹھایا۔ وہ غصے سے چئیر سے اٹھنے والی تھی، جب رایان خان نے اسے غصے سے گھورا---- وہ اسکی شہد رنگ آنکھوں کی سرخی دیکھتی نروٹھے پن سے رخ موڑتی وہی پہ بیٹھی رہی-- رایان خان نے اسکی چئیر کا رخ اپنی طرف موڑتے اسکے دوپٹے کی ساری پنز نرمی سے اتارتے اس کا دوپٹا اس سے الگ کیا۔ اس کے دوپٹا الگ کرنے سے پلوشہ خان کے لہنگے کے فیٹنگ بلاؤز سے اسکے نرم و نازک وجود کے خوبصورت نشیب و فراز نمایاں ہوئے--- گلہ ڈیپ ہونے کی وجہ سے پہلے دوپٹے سے چھپایا گیا، لیکن اب اسکے وجود کی نظر آتی گہرائیوں پہ تضاد ڈریسنگ مرر سے نظر آتی اسکی آدھی برہنہ ہوتی کمر کو دیکھتے رایان خان کی دھڑکنیں اتھل پتھل ہوئی---- رایان خان نے اپنا نچلہ لب دانتوں کو دباتے اسکی ماتھا پٹی اتارنی چاہی، جو اسکے گول مٹول سے چہرے پہ بے حد جچ رہی تھی--- لیکن اچانک اسکی نظر اسکے کان کی لوؤں پہ گئی، جن پہ چند خون کی بوندیں ٹکی ہوئی تھی--

زیادہ شوق ہےتمہیں خود کو اور مجھے تکلیف دینے کا؟؟ رایان خان غصے سے پلوشہ خان کا جبڑا دبوچتے اس پہ جھکتا ہوا غرایا---- اسکے یوں بار بار غرانے پہ پلوشہ خان کا دل بار بار بھرآ رہا تھا۔ اس نے اس سے اپنا جبڑا نہیں چھڑوایا تھا ۔۔ وہ چہرے کو سپاٹ بناتی اپنی انگلیوں کو مڑورتی نظریں جھکا چکی تھی۔۔

خود پہ ظلم ڈھاتے ہوئے تو یقیناً تمہیں بالکل تکلیف نہیں ہوئی ہو گی کیونکہ تمہارا مقصد صرف مجھے تکلیف دینا تھا۔ ابھی جو میں نے تم سے اپنا حق لیتے تم پہ اپنی شدتیں نچھاور کی ہوتی تو تم نے رو رو کے پوری ہویلی سر پہ اٹھا لینی تھی۔۔۔ رایان خان اسکے سپاٹ چہرے کو ایک نظر دیکھ کے اسکی ماتھا پٹی احتیاط سے اتارتا نروٹھے پن سے بولا۔۔۔ پلوشہ خان سٹپٹائی تھی اس کی بے باک بات پہ۔۔ لیکن سرخ ہوتا چہرہ ہنوز جھکائے رکھا۔۔

رایان خان نے اسکے کان کی لوؤں کو نرمی سے اپنے انگوٹھے اور انگلی کی مدد سے سہلایا۔۔۔

رایان خان نے اس کی سفید بے داغ گردن سے احتیاط سے چوکر اتارا، نظریں پھر سے اسکی دودھیا سفید پشت پہ گئی۔۔۔ ابھی وہ ڈریسنگ ٹیبل پہ اس کا چوکر رکھ ہی رہا تھا۔ جب وہ اچانک چئیر سے اٹھتی الماری کی طرف بڑھی۔۔۔ اس کا سارا زیور وہ تقریباً اتار چکا تھا اور کپڑے تبدیل کرنے کے لئے تو وہ ویسے ہی اسے پہلے بول چکا تھا۔ اسی لئے پلوشہ خان نے الماری کھولتے ہوئے خود کے لئے کوئی آرام دہ لباس تلاشنا چاہا، جب رایان خان اسکی طرف دیکھ کے آیبرو اچکاتا ہوا اسکی طرف بڑھا۔۔۔

پلوشہ خان نے خود کے لئے الماری سے سی گرین کلر کی سادہ سی شلوار قمیض نکالتے الماری کو بند کیا--- ابھی وہ مڑی ہی، جب پیچھے کھڑے رایان خان نے اسکے ہاتھ سے کپڑے پکڑ کے دور صوفے پہ اچھالتے ہوئے اسے بازوؤں سے پکڑتے پیچھے الماری کے ساتھ لگایا---- پلوشہ خان نے اس اچانک افتاد پہ حیرانگی سے رایان خان کو دیکھا، جو اب اسکے بے حد قریب ہوتا جھک کے اسکے چہرے پہ اپنی گرم سانسیں بکھیرتا ہوا اسکے دائیں بائیں اپنے ہاتھ ٹکاتے اسے گہری نظروں سے دیکھنا شروع کر چکا تھا۔ اسکی گرم سانسیں اپنے چہرے پہ محسوس کرتے پلوشہ خان نے نظریں اٹھا کے اس کی طرف دیکھا، جو اپنی شہد رنگ آنکھوں میں خمار کی سرخی لئے اسکی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کا چوڑا سینہ اور اس پہ تضاد اسکے سکس پیکس دیکھتے سرخ پڑتی پلوشہ خان کے گلے میں گلٹی بھر کے معدوم ہوئی-----

تم نے مجھے بہت تنگ کیا ہے آج--- رایان خان اسکی چھوٹی سی ناک کو اپنے دانتوں میں دباتے اسے پیار سے ڈپٹتے ہوئے بولا--- پلوشہ خان نے ہنوز نروٹھے پن سے منہ موڑتے کمرے کی دیواروں پہ نظریں دوڑائی----

مار کھانے والی حرکتیں کیوں کر رہی ہو؟؟ رایان خان اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کے اسے اوپر کی طرف اٹھاتا اسکے سرخ سیبی گالوں کو اپنے دانتوں سے کاٹتا آئیبرو اچکاتے ہوئے بولا، اشارہ اسکے منہ موڑنے کی طرف تھا۔

ڈانٹ بھی لیا ہے ، غصہ بھی جی بھر کے کر لیا ہے، اب مارنے کی کسر رہ گئی ہے وہ بھی پوری کر لیں--- پلوشہ خان اسکے برہنہ سینے پہ اپنے ہاتھوں کا دباؤ ڈالتی اس پر سے نیچے اترنے کی کوشش کرتی روتے ہوئے بولی---
رایان خان نے اسکی چالاکی پہ اسے گھور کے دیکھا۔ جس نے ہر چیز گنوائی تھی، لیکن نہیں گنوایا تھا تو اس کا اسے کھانا کھلوانا نہیں گنوایا تھا۔ رایان خان نے اسے چپ کروانے کی غرض اسکے چہرے پہ جھکتے اس کے آنسوؤں کو

KOH NOVELS - URDU

شدت سے اپنے لبوں سے چنا۔۔۔ پلوشہ خان نے اس سے اپنا چہرہ دور کرنے کی تگ و دو کی، جب رایان خان اسکے سر کے پیچھے ہاتھ رکھتا اسکے بھرے بھرے ہونٹوں کو اپنی شدت بھری گرفت میں لے گیا۔ پلوشہ خان نے شدید مزاحمت کرتے اس سے دور ہونا چاہا، جب رایان خان نے اسکے ہونٹوں کو مزید شدت سے جھکڑتے اسے آنکھیں دکھائیں۔ اسکے آنکھیں دکھانے پہ پلوشہ خان نے اپنے چھوٹے چھوٹے سے موتیوں سے دانت زور سے لیکن نامحسوس انداز میں اسکے نچلے ہونٹ پہ گاڑے۔۔۔ اسکی اس حرکت پہ رایان خان کا دل سینے کی دیواروں کو پٹکتا باہر نکلنے کو بےتاب ہوا۔۔۔ اس نے اس کی کمر پہ لٹکے بھاری ٹسلز کو ایک جھٹکے سے توڑتے اسکی کمر پہ بے باکی سے ہاتھ پھیرتے اسکے نچلے لب کو زور سے چومتے اسکے بالائی لب کو اپنی گرفت میں لیا۔۔۔ اسکے یوں سختی سے اپنے ہونٹوں سے لپٹنے اور اس پہ تضاد اپنی کمر پہ اسکے ہاتھوں کی بے باک گردش پہ پلوشہ خان نے نڈھال ہوتے اسکے برہنہ کندھوں کو مضبوطی سے تھاما۔ اسکی بڑھتی شدت پہ پلوشہ خان نے خود پہ ملامت کی، جس نے اسکے ہونٹوں پہ دانت گاڑکے اسے مزید بے خود ہونے پہ مجبور کیا تھا۔ رایان خان گھونٹ گھونٹ بھر کے اسکے لبوں کا جام پیتا اپنی تشنگی مٹانے کی ناکام کوشش کر رہا تھا، جو مٹائے نہیں مٹ رہی تھی۔ پلوشہ خان نے اسکے ہاتھوں کی بڑھتی بے باک جسارتیں پہ اپنی ڈارک براؤن آنکھوں کو پھیلاتے اسکے کندھوں پہ اپنے ناخن گھاڑے۔۔۔ جس پہ رایان خان اپنی مسکراہٹ ضبط کرتا بالآخر اس پہ رحم کھا کے اسکے ہونٹوں کو آزادی بخش گیا۔ وہ پلوشہ خان کے ہونٹوں سے ساری لپ اسٹک چن چکا تھا ۔ اسکی شدت کے زیر اثر پلوشہ خان کے سرخ ہوتے ہونٹوں نے اس سے اپیل کی کہ انہیں ایک دفعہ پھر سے اپنی گرفت میں لے لیا جائے۔۔۔ لیکن اسکی پھولی سانسوں کے تحت اسکے لرزتے وجود کو دیکھتے رایان خان نے اسکی کمر کو نرمی سے سہلایا۔۔۔ پلوشہ خان نے گہرے گہرے سانس بھرتے اسکے کندھے پہ اپنا سر ٹکایا۔۔۔

ایک سالا (عالیان شاہ) اور کیا آ گیا ہے میرا، تم تو شیرنی ہی بن گئی ہو!! اتنی زور سے کاٹا میرے ہونٹ کے تل پہ!!۔۔۔ رایان خان اسکے کان میں گھمبیر آواز

میں تفصیل سے بے باک سرگوشی کرتا اسے سر تا پاؤں سرخ کر چکا تھا۔۔ پلوشہ خان کے سارے جسم کا ہونٹ سمٹ کے چہرے پہ آیا۔۔۔ اس نے سٹپٹاتے ہوئے اسکی گردن میں اپنا چہرا چھپایا۔۔

رایان خان نے اسکی شرم و حیا سے محضوظ ہوتے اسکے بلاؤز کو کندھوں سے کھسکایا، پلوشہ خان نے اپنا چہرہ مزید اسکے گردن میں گھسیرا۔۔۔ رایان خان نے اسکے کندھوں پہ عقیدت سے اپنے لب رکھتے ان پہ نرمی سے اپنے دانت گھاڑے۔۔۔ رایان خان نے اسکا چہرہ زبردستی اپنی گردن سے باہر نکالتے اسکے ماتھے پہ شدت سے اپنے ہونٹ رکھے۔۔۔ اسے اپنے بازوؤں سے نیچے زمین سے اتارتے رایان خان نے اسکا رخ موڑتے اسے الماری کے ساتھ لگایا اور پھر اچانک سے جھکتے ہوئے اسکی نرم و نازک دودھیا کمر پہ اپنے لبوں کی مہریں لگانا شروع کی۔۔۔ وہ اسکی بلاؤز کے نیچے سے اسکے پیٹ پہ ہاتھ پھیرتا، اس کی کمر کو اپنے لمس سے مہکاتے پلوشہ خان کو کانپنے پہ مجبور کر چکا تھا۔۔ پلوشہ خان نے اسکے شدت بھرے لمس پہ الماری پہ سختی سے اپنے ہاتھ جمائے۔۔۔ اپنے پیٹ پہ اسکے ہاتھوں کا بے باک لمس محسوس کرتے پلوشہ خان کا اپنے پیروں پہ کھڑے رہنا محال ہوا۔۔۔ اس نے تیزی سے رخ موڑتے اسکے سینے میں اپنا چہرا چھپایا۔۔۔ رایان خان نے قہقہ لگاتے ہوئے اسکے نازک وجود کو پھر سے اپنی گود میں اٹھاتے پھولوں سے سجے بیڈ کی طرف اپنا رخ کیا۔۔۔ پلوشہ خان کو بیڈ پہ لٹاتے وہ اس کے اوپر سایہ فگن ہوا۔۔ اسکی جھکی نظروں کو دیکھتے رایان خان نے اسکے ماتھے سے اپنی انگلی ٹریس کرتے اسکے دل کے مقام پہ آ کے روکی۔۔ پلوشہ خان نے سٹپٹاتے ہوئے اسکی انگلی کو تھامتے مزید بے باکی سے روکا۔۔۔

تم مانتی ہو تم نے آتے ہی مجھ پہ جتنی بھی الزام درازی کی، وہ سب تم نے غلطی سے کی تھی؟؟ رایان خان نے اسکے بلاؤز کے گہرے گلے پہ اپنی

KOH NOVELS - URDU

انگلیاں سہلاتے آئیبرو اچکاتے ہوئے اس سے استفسار کیا، جس پہ پلوشہ خان نے پھر سے سرخ پڑتے اسکا ہاتھ تھامتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔

اور یہ بھی مانتی ہو کہ وہ سب صرف تمہارے منہ سے ایسے ہی نکلا تھا؟؟ رایان خان نے پھر سے اس سے اپنا ہاتھ چھڑواتے اسکی بلاؤز کو گلے سے اپنی مٹھی میں دبوچا۔۔۔ پلوشہ خان نے تھوک نگلتے ہوئے تیزی سے ہاں میں سر ہلایا، لیکن اب اس کا ہاتھ دور کرنے کی غلطی ہر گز نہیں کی۔ وہ جانتی تھی ایسا کرنے سے اس کا سر پھرا پٹھان مزید بے باکیوں پہ اتر آئے گا۔۔

اور یہ بھی مانتی ہو تم نے یہ سب بول کے میرے ساتھ زیادتی کی ہے؟؟ رایان خان اسکے وجود کی گہرائیوں پہ نظریں جماتا مزید گھمبیر آواز میں بولا۔۔ پلوشہ خان نے آہستہ سے ہاں میں سر ہلاتے اسکی اس بات کی بھی تائید کی۔۔۔۔

اور تم اس زیادتی کی مجھ سے معافی بھی مانگی چاہتی تھی؟؟ رایان خان اسکی کان کی سرخ لوؤں پہ اپنے لب رکھتا بولا۔۔۔ پلوشہ خان نے زور زور سے ہاں میں سر ہلایا۔۔ اس کے ہاں میں سر ہلاتے ہی رایان خان نے اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کے جھٹکے سے کروٹ بدلتے ہوئے اسے اپنے سینے پہ لٹایا۔۔۔

KOH NOVELS - URDU

چلو پھر انتظار کس چیز کا کر رہی ہو ؟؟ مانگو معافی !! رایان خان اب کی بار اتنی جاندار آواز میں بولا کہ پلوشہ خان نے حیران کن نظروں سے اس ڈرامے باز کو دیکھا، جس کی آواز کا گھمبیر پن اچانک سے نہ جانے کہاں غائب ہوا۔۔۔ وہ جو پہلے اس سرپھرے پٹھان سے معافی مانگتی حلقان ہو رہی تھی وہ کس خاتے میں آتی تھی؟؟ پلوشہ خان نے حیرت سے اپنی ڈارک براؤن آنکھیں پھیلاتے جلے کٹے دل سے سوچا۔۔۔

اچار تو تم پہلے ہی میری گولڈن نائٹ کا بنا چکی ہو--- اب جلدی مانگو معافی--
رایان خان گھڑی پہ اڑھائی بجتے دیکھ کے آنکھیں گھماتا ہوا نروٹھے پن سے بولا---

آپ---نے--بھی--تو---مجھ--پہ---غصہ---کیا---تھا---مجھے--ڈانٹا---بھی---تھا---تو--حساب--برابر--- پلوشہ خان اسکی طرف دیکھ کے اٹک کے بولتی ہوئی آخر پہ آہستہ سے اپنا سر دائیں بائیں ہلا گئی-- اسکے اتنی چالاکی سے حساب برابر کرنے پہ رایان خان نے آئیبرو اچکاتے ہوئے اسکی طرف دیکھا---

میں نے تمہیں پیار بھی تو اتنا کیا ہے اس کا حساب تو برابر نہیں کیا تم نے؟؟ چلو معافی چھوڑو مجھے ڈبل پیار کر کے میرا پیار واپس کرو--- رایان خان اسکی کمر پہ اپنی گرفت مضبوط کرتا بچوں کی طرح لڑائی کرتے ہوئے بولا--- پلوشہ خان نے اسکے بچوں والے انداز پہ حیرانگی سے اپنے اس لمبے چوڑے ہٹے کٹے پٹھان کو دیکھا، جو اس سے انوکھی چیز سود سمیت واپس مانگ رہا تھا--

یان--مجھے---یہ---کپڑے---چھب---رہے---ہیں--مجھے---چینج---کرنا---ہے--- پلوشہ خان بات کا رخ موڑتی روہانسے لہجے میں بہانہ بناتے بولی---

وشہ جاناں--- تم ہمیشہ یہ بات کیوں بھول جاتی ہو کہ جس سکول میں تم پڑھتی تھی اس کا پرنسپل تھا میں!! پیار کر رہی ہو یا کرواؤ تمہیں اپنے ہاتھوں سے چینج؟؟ اور پھر اس بات کی میں کوئی گیرنٹی نہیں دیتا میں چینج کرواتے کرواتے ناجانے کیا کیا کر جاؤں--- رایان خان پہلے اسے پیار سے ڈپٹتا ہوا آخری جملہ گھمبیر آواز میں دھمکی دیتے بولا--- پلوشہ خان کی ہتھیلیاں بھیگی

جبکہ دل شدت سے دھڑکا--- اس نے اسکی دھمکی پہ جلدی سے اسکی شہد رنگ بییرڈ پہ اپنے لب رکھتے اسے اس انداز میں دیکھا تھا کہ " بس کر لیا پیار اب چھوڑیں مجھے"--- لیکن منہ سے بولنے کی جرات نہیں کی---

یار تمہاری پرفامنس سے لگ رہا ہے کہ تم تو ابھی "رومینس سکول" (رایان خان کا اپنا تعمیر کیا گیا فرضی سکول) کے پلے گروپ میں ہو۔۔ لیکن کوئی بات نہیں میری وشہ نے پریشان نہیں ہونا میں تمہارا پرنسپل ہوں نا سب سکھا دوں گا اپنے بچے کو--- دیکھنا تم صبح تک پلے گروپ سے ڈائریکٹ رومینس سکول کی "ٹو کلاس " میں پہنچ جاؤں گی اور پھر اسی طرح میں اپنے بچے کو کسی بھی یونی میں بیجھے بغیر "پی۔ایچ۔ڈی" لیول پہ پہنچا دوں گا۔۔ لیکن یاد رہے رومینس سکول میں تمہاری پرفارمینس چیک کرنے کے لئے میں ہر دو دن بعد تمہارا ٹیسٹ لوں گا ، ٹیسٹ اچھا ہونے پہ تمہیں دو "لپ کس" اور ٹیسٹ خراب ہونے پہ تمہیں دو کی بجائے مجھ سے "تین لپ کس" ملیں گی--- تا کہ تمہاری حوصلہ افزائی ہو اور تم اگلی پرفارمینس اس سے بھی اچھی دو اور تمہارے ٹیسٹ میں--- ابھی رایان خان بے باکی کی پر حد پار کرتا، اسے رومینس کی اچھے سے ورک شاپ دیتا۔ جب پلوشہ خان نے سر تا پاؤ سرخ پڑتے اسکے لبوں پہ ہاتھ رکھتے اسے خاموش کروایا--- پلوشہ خان کو اپنے کانوں سے دھواں نکلتا ہوا محسوس ہوا--- وہ جانتی تھی وہ بے باک ہے۔۔ لیکن اس حد تک بے باک ہے یہ پلوشہ خان نے آج جانا تھا--- پلوشہ خان کو چھپنے کے لئے اس وقت کوئی جگہ چاہئے تھی اور وہ تیزی سےجائے پناہ پاتی اسکے سینے میں چھپ چکی تھی۔۔

KOH NOVELS - URDU

رایان خان جو کب سے اس کا سرخ ہوتا چہرہ دیکھ کے اپنا قہقہ دباتے ناجانے کیا کیا بکواس کرے جا رہا تھا ، پلوشہ خان کے ریکشن پہ اس نے قہقہ لگاتا ہوئے اسکا ہاتھ پیار سے چومتے اسے پھر سے اپنے نیچے کیا--- پلوشہ خان اسکے قہقے پہ خود میں سمٹی تھی -- اس میں اتنی ہمت نہیں تھی وہ اپنے اس

بے باک بندے کے سامنے منہ سے کوئی لفظ نکال سکے۔۔ وہ یقیناً اسکے الفاظوں کو بھی اپنے مطلب کے رنگ دیتا ہوا اسے تنگ کرتا۔۔

میرا پیارا بھالو!!!۔۔۔ رایان خان نے ہنستے ہوئے اسکے سرخ چہرے کو دیوانا وار چومتے اسے پیار سے پکارا۔۔۔۔ اسکے سرخ گالوں کو رایان خان نے اپنے ہونٹوں میں لے کے دبایا۔۔۔۔

مجھے اجازت دو کہ میں تمہیں رومینس سکول کا فرسٹ لیکچر دیتا ہوا، تمہارے وجود کی گہرائیوں میں سماتا ہوا تمہیں اور خود کو ایک کر لوں وشہ ڈارلنگ!! رایان خان اسکے کان کی لوں کو دانتوں میں لے کے نرمی سے کاٹ کے بے حد گمبھیر آواز میں بولتا، پلوشہ خان کی دھڑکنوں کو منتشر کر چکا تھا۔۔ رایان خان اب اسکے پورے چہرے اور گردن پہ اب اپنی بییرڈرگڑ رہا تھا۔۔ پلوشہ خان اسکی اجازت مانگنے کے انداز اور الفاظ پہ رونے والی ہو چکی تھی۔۔ وہ سمجھ چکی تھی وہ کس چیز کی اجازت مانگ رہا ہے۔۔

اگر کلاس میں یوں صُمٌّ بُکْم(گونگا، بہرہ) بن کے رہو گی تو رومانس سکول کی ٹاپر کیسے بنو گی میری جان؟؟ رایان خان اسکی خاموشی پہ تپے ہوئے لہجے میں بے باکی سے بولا۔۔۔

KOH NOVELS - URDU

یا۔یان۔۔بس۔۔کریں۔۔پلیز۔۔۔میرے۔۔۔کانوں۔۔سے۔۔۔دھواں۔۔۔نکل۔۔رہا۔۔ہے۔۔۔ پلوشہ خان بالآخر اسے اپنی کیفیت سے آگاہ کرتی اپنے ہونٹ مڑوڑتی ہوئی بولی۔۔۔ وہ بس رونے والی تھی اسکی شکل پہ صاف لکھا ہوا تھا۔۔

ابھی تو میں نے شروع بھی نہیں کیا میری جان۔۔۔ اجازت دو گی تو اپنی پرفامنس دکھاؤ گا نا۔۔ رایان خان اسکے کان کے پاس جھکتا زومعنی لہجے میں

بولتا قہقہ لگاتے ہوئے پلوشہ خان کے ہونٹ زور سے چوم گیا۔ پلوشہ خان کی توبہ جو آج کے بعد اپنے بے باک بندے سے حساب کتاب کرے وہ تو پرنسپل سے بھی اوپر کی چیز تھا۔ پلوشہ خان نے دل میں روتے ہوئے اللہ سے توبہ کی۔۔۔ اسکے ایکسپریشنز دیکھتے ہوئے رایان خان سے اپنا امڈتا ہوا قہقہ روکنا محال ہوا۔۔۔

پلوشہ خان نے اسکی طرف دیکھے بنا شرم و حیا سے لال انگارہ ہوتے اسکے گلے میں اپنی بانہوں کا ہار پہناتے ہوئے خود کے اس کے سپرد کیا، جس پہ رایان خان نے روح تک سرشار ہوتے اسکے ماتھے کو محبت سے چوما۔۔

رایان خان لائٹس آف کرتے اسکے گہرے گلے پہ جھکتا اسکا بلاؤز نیچے کی طرف کھسکا چکا تھا۔ پلوشہ خان نے کپکپاتے ہاتھوں سے اسکے کندھوں کو زور سے تھاما۔۔

وشہ خان جن لوگوں نے تمہارے بارے میں یہ فضول گوئی کی تھی۔ میں انہیں پاتال سے بھی ڈھونڈ نکالوں گا اور ایسی سزا دوں گا کہ ان کی روح کانپ جائے گی۔ رایان خان اسکے کان میں گھمبیر آواز میں بولتا اسکے بلاؤز کو جھٹکے سے اس کے وجود سے الگ کر چکا تھا۔ پلوشہ خان نے کانپتے ہوئے اسکی گردن میں چہرہ چھپایا۔۔۔

زما دل! زما نړۍ لمړۍ! زما خوښ ستړی! زما خواب پورې کړې، زه تاسو ته زما دل راغلم، چې زه تاسو ته څه ګوتم؟ تاسو په زما لپاره یو ناقابل قدر جواهر یې! زما دل څه لوګو ته خوږو کوم چې هغه د لوګو کې نیولې، کله زه تاسو ته څه ګوتم؟! چې زه هغه سره یې؟! ہمم؟؟

KOH NOVELS URDU

(میرا دل!! میرا معصوم سا بالو!! میری کیوٹ سی ٹڈی -- میرا بس چلے تو میں تمہیں اپنا دل چیر کے یقین دلاؤں کہ میں تم پہ کس طرح سے آنکھیں بند کر کے اعتبار کرتا ہوں-- تم میرے لئے ایک انمول ہیرا ہو --- میرے دل کا ٹکرا کیوں لوگوں کی پروا کرتا ہے جب اسکا یان اس کے ساتھ ہے !! ہمم؟؟) رایان خان اسکے پور پور پہ اپنے لب رکھتا اس پہ بارش بن کے برستا ہوا اسکے کان میں پیار بھری سرگوشی کرتے، پلوشہ خان کو خود کا مزید دیوانا بنا چکا تھا--- اسکی شدتوں پہ تضاد اسکی پیار بھری سرگوشیوں پہ پلوشہ خان کی آنکھوں سے آنسو پھسل کے گالوں پہ گرے---

څه چې زه نه معلوم دا زه ځله خوږي یا ډېره؟! تاسو سره لپاره زه له نفس لپاره مخلصی لرم۔ بیا هغه چې زه تاسو ته ډېره دمخه کړلم۔

(میں نہیں جانتی آپ میری کس نیکی کا اجر ہیں یان!! آپ کا ساتھ میرے لئے باعث فخر ہے-- مجھے معاف کر دیں میں نے آپ کو بہت ہرٹ کیا نا---) صدا کی ایموشنل پلوشہ خان اسکی پیار بھری باتوں پہ روتی ہوئی بولی--- اسکے لبوں سے اتنے پیارے اور نرم انداز میں پشتو سنتے ہوئے رایان خان نے اسکے ہونٹوں کو اپنی قید میں لیا--- وہ اسکے وجود پہ اپنی شدتیں نچھاوڑ کرتا اس کے لبوں کو پیاسوں اور دیوانوں کی طرح چوم رہا تھا۔ پلوشہ خان نے اسکی بڑھتی شدتوں پہ سرخ پڑتے سسکیاں بھری، جو رایان خان کے ہونٹوں میں ہی کہیں دب چکی تھیں-- بالآخر اسکے کپکپاتے وجود کو دیکھتے رایان خان نے اسکے لبوں کو آزادی بخشتے اسکے گالوں پہ بکھرے موتی اپنے لبوں سے چنے--- رایان خان نے اسکے گردن پہ جگہ جگہ اپنے دانت گاڑتے لو بائٹس بناتے نیچے کی طرف جھکتے، اسکے برہنہ پیٹ پہ اپنے لب رکھے--- اسکی بڑھتی جسارتوں اور شدتوں پہ پلوشہ خان کے وجود میں سنسنی سی دوڑی----

KOH NOVELS - URDU

یا۔یان۔۔۔ رایان خان کی اتنی شدتیں برداشت کرتے ہوئے اب پلوشہ خان کی بس ہوئی۔۔۔۔ اس نے سسکی بھرتے ہوئے اسے پکارا۔

یا ورک۔ زہ خپل وښې سره ګټورم۔ زہ خپل ورځي ته ته دې نا تاسو په هغه سم وخت له زیاته مشکلاتو سره د نړۍ ځمکې۔

(یان کی جان۔۔میں قربان اپنی وشہ پہ۔۔۔ میرا بس چلے تو تمہیں اتنی سی بھی تکلیف نہ دوں۔۔۔) رایان خان اپنی شدتوں میں کچھ کمی کرتا اسکے آنسوؤں کو چنتا اسکے گالوں کو اب پیار سے چن رہا تھا۔۔

بس۔۔کریں۔۔۔میں۔۔۔تھک۔۔۔گئی۔۔۔ہوں۔۔۔ یان۔۔ پلوشہ خان نڈھال ہوتی ہوئی اسکے سینے سے سر ٹکا گئی۔۔ رایان خان نے اسکے بکھرے وجود کو خود میں سمیٹتے ہوئے اس پہ اور خود پہ کمبل درست کیا۔۔ وہ دونوں ایک ہوتے ہوئے اپنا رشتہ مزید خوبصورت اور مکمل بنا چکے تھے۔۔چاند بھی ان کے خوبصورت ملن پہ شرماتا ہوا بادلوں کی اوٹ میں چھپ چکا تھا۔۔

KOH NOVELS - URDU

ساحر خان ابھی تک اسے خود پہ جھکاتا اسکے لب ہی چوم رہا تھا، جب سائیڈ ٹیبل پہ پڑے ساحر خان کے فون پہ ایک ساتھ کتنے ہی نوٹیفکیشن رنگ ہوئے۔۔۔ ساحر خان نے ان نوٹیفکیشز کی آوازوں کو اگنور کرتے اسکی ساری سانسوں کو خود میں انڈھیلا۔۔۔ لیکن اب کی بھی ایک ساتھ پھر سے اسکے موبائل پہ کتنی ہی رنگز آئی۔۔۔ جس پہ زرلاشتہ خان نے اپنے ہونٹ زبردستی اس سے چھڑواتے ہوئے اسکا موبائل تھاما۔۔۔ کیونکہ اسے گل بہار کی دی گئی ایک ٹپ یاد آئی۔۔۔ گل کہتی تھی جب بھی تم لوگوں کے شوہروں کے فون

رات بارہ بجے کے بعد بجنے لگیں تو سمجھ جاؤ دال میں کچھ کالا ہے۔۔ ساحر خان جو اسکے یوں اچانک پیچھے ہونے پہ تپتا ہوا کچھ بولنے ہی والا تھا، اسے اپنا موبائل چیک کرتے دیکھ کے اس نے حیرانگی سے اپنی معصوم بلی کو دیکھا۔۔۔ جو ان نوٹیفکیشنز پہ کلک کرتی سیدھی اسکے انسٹاگرام پہ آ چکی تھی۔۔ کیونکہ تمام میسجز انسٹاگرام کے تھے۔۔

ساحر خان نے خود خیرانگی سے اپنے انسٹاگرام پہ ایک ساتھ اتنے میسجز دیکھے۔۔۔ اسکا اکاؤنٹ تو پرائیویٹ تھا۔ پھر یہ سب میسجز اسے کہاں سے آ رہے تھے ؟؟ ساحر خان کی سمجھ سے باہر تھا۔۔ وہی پہ زرلاشتہ خان کے معصوم چہرہ اسکے اکاؤنٹ پہ آئے گئے میسجز کو پڑھتے ہوئے دیکھ کے تن چکا تھا۔۔ اس نے غصے سے ساحر خان کی طرف دیکھا، جو آئیبرو آچکا کے اس کی طرف دیکھتا ہوا اسکے گھٹنوں کے پاس، اس کے بالکل ساتھ بیٹھا تھا۔۔ اپنی میسج ریکویسٹ میں لڑکیوں کی بڑی تعداد کے میسجز دیکھتے ہوئے ساحر خان نے اپنی نیلی آنکھوں پھیلاتے ہوئے اسکے ہاتھ سے فون لے کے اس وجہ تلاشنی چاہی، لیکن زرلاشتہ خان غصے سے اسکا فون اسکی پہنچ سے دور کرتی ہوئی تمام لڑکیوں کے میسج پڑ رہی تھی۔۔ ان لڑکیوں کے بے باک میسج پڑھتے ہوئے زرلاشتہ خان کا چہرہ شدید غصے سے سرخ پڑا۔۔۔۔

کون ہیں یہ؟؟ زرلاشتہ خان غصے سے چیخنے کی کوشش کررہی تھی لیکن آخر میں اسکی آواز بھر چکی تھی۔۔۔۔

تاشو میری جان میں نہیں جانتا مجھے دکھاؤ تو۔۔۔ ساحر خان اسے روتے دیکھ کے پیار سے پچکارتا ہوا اسکے ہاتھ سے فون پکڑ چکا تھا۔۔ اور پھر دو منٹ میں ہی وہ اس سب کی وجہ جان چکا تھا۔۔ سعد خان نے ہوٹل میں اسکی اچانک سے ایک تصویر کھینچتے ہوئے انسٹاگرام پہ لگاتے اسے ٹیگ کیا، جس کی وجہ سے اسے تمام لڑکیوں کے محبت بھرے میسجز موصول ہو رہے

تھے اور کئی میسجز میں تو لڑکیوں اسے اپنی تصاویر بھیجنے کے ساتھ پرپوزل بھی بھیج چکی تھیں۔۔ اس تصویر میں ساحر خان عالیان شاہ کے ساتھ کھڑا کسی بات پہ اپنی نیلی آنکھوں کو پھیلاتے اپنی اجرک کو جھٹکتا قہقہ لگا رہا تھا، اس کا ڈمپل سب کو مبہوت کر دینے والا تھا جبکہ تصویر میں عالیان شاہ کی صرف چوڑی پشت نظر آ رہی تھی۔۔ وہ تصویر اتنی پیاری تھی کہ کچھ پل کے لئے تو زرلاشتہ خان اپنے بندے کو دیکھتی ساکت ہو چکی تھی۔۔ زرلاشتہ خان نے ایک نظر تصویر سے ہٹاتے ساحر خان کی طرف دیکھتے یہ جاننے کی کوشش کی تھی کہ وہ تصویر میں زیادہ پیارا لگ رہا ہے یا ایسے زیادہ پیارا لگتا ہے ۔۔ لیکن جواب میں اسے ناکامی کا سامنا کرنا پڑا کیو نکہ وہ تو اسے ہر وقت ہر حال میں پیارا لگتا تھا۔۔ لیکن اس وقت اسے سوشل میڈیا پہ یہ تصویر زہر لگ رہی تھی کیونکہ سعد خان کا انسٹاگرام اکاؤنٹ پبلک تھا اور اسکے ملین میں فالورز تھے۔ ایسے تو کتنی ہی لڑکیاں اسکے بندے کو دیکھتی اسکے بارے میں سوچ رہی ہوں گی۔۔ پلوشہ خان جلتے کڑہتے دل سے سوچتی منہ پہ ہاتھ رکھتی رونا شروع ہو چکی تھی۔۔ وہ بھول چکی تھی وہ اس وقت نائٹی پہنے خود سے اتنی لاپرواہ بیٹھی ہے۔۔

تاشو۔۔۔ ساحر خان اسے روتا دیکھ کے بھوکھلاتا ہوا اپنے فون کو سائیڈ پہ رکھتا اسکے چہرے سے ہاتھ ہٹا رہا تھا لیکن زرلاشتہ خان اسکا ہاتھ جھٹک چکی تھی۔۔

KOH NOVELS - URDU

نہیں بولیں ہمیں تاشو۔۔ جائیے انہی لڑکیوں کے پاس جو آپ کو پانے کے لئے دم پڑھ رہی ہیں، آپ کو پیغامات بھیج رہی ہیں۔۔ آپ۔۔آپ ہم سے بات بھی مت کریں خان۔۔ زرلاشتہ خان روتی ہوئی معصومیت سے چیخی۔۔۔ اپنے شوہر کے بارے میں ان لڑکیوں کے بے باک اور بیہودہ میسجز پہ اسکا پورا وجود کسی بھٹی کی مانند سلگ رہا تھا۔۔

کیوں؟؟ کیوں نہ کروں بات؟؟ میں ان سب کو میسجز تھوڑی کر رہا ہوں؟؟ انسٹاگرام ایک پبلک ایپ ہے اس پہ ہمیں کوئی بھی اپروچ کر سکتا ہے تاشو۔۔ اس میں میری کوئی غلطی نہیں ہے۔۔ ساحر خان اسکے آنسو اپنے لبوں سے چنتا اسے پیار سے سمجھا رہا تھا، جو اسکے بارے میں حد سے زیادہ پوزسیسوو ہو رہی تھی۔۔

آپ۔۔آپ۔۔نے یہ تصویر کھنچوائی ہی کیوں تھی؟؟ اور یہ انسٹا۔۔ونسٹا ڈیلیٹ کریں آپ ابھی۔۔۔ زرلاشتہ خان اس سے دور ہونے کی تگ و دو کرتی اپنی شہادت والی انگلی اٹھاتے ہوئے غصے سے بولی۔۔۔

میں نے نہیں کھنچوائی میری جان تمہاری قسم!! چھوٹے خان نے اچانک لے کے انسٹا پہ لگا دی ہے اور مجھے بھی بالکل ابھی تمہارے ساتھ ہی پتا چلا۔۔۔ ساحر خان نے گہری سانس بھرکے اسے صفائی دیتے ہوئے اپنا فون اسکے ہاتھ میں پکڑاتے جھک کے اسکے ہونٹوں کو نرمی سے چومتے اسے ریلکس کیا۔۔ زرلاشتہ خان نے اسکا فون جھپٹتے ہوئے جھٹکے سے انسٹاگرام ڈیلیٹ کرتے اسکا فون دیوار پہ مارا۔۔۔ زرلاشتہ خان کو شاید ہی اپنی زندگی میں کبھی اتنا غصہ آیا ہو گا جتنی وہ اس وقت غصے میں تھے۔۔ ساحر خان کا فون دیوار کے ساتھ لگ کے نیچے زمین پہ گرتا ہوا کرچی کرچی ہو چکا تھا۔۔ ساحر خان نے حیرانگی سے اپنی معصوم بلی کو دیکھا، جو اس وقت شیرنی بنی اسے گھور رہی تھی۔۔ ساحر خان نے اسے جان بوجھ کے غصے سے آنکھیں دکھائی، جو اب فری ہو رہی تھی۔۔ زرلاشتہ خان نے اسے گھورنابند کر کے اچانک سے معصومیت سے اسکے گلے میں اپنی بانہیں ڈالی۔۔۔۔

خان۔۔آپ۔۔آپ کیوں اتنے پیارے ہیں؟؟ آپ ایسا کریں کالے لینز لگا کے باہر جایا کریں تا کہ آپ کی نیلی آنکھیں ہمارے علاوہ کوئی بھی مت دیکھ سکے اور چہرے پہ ماسک لگا کے جایا کریں تا کہ آپکا ڈمپل بھی ہمارے علاوہ کوئی نہ

دیکھ سکے۔۔ زرلاشتہ خان اسکے ساتھ لگی پھر سے معصومیت سے روتی ہوئی بولی۔۔۔ اسکی اتنی پوزسیسونس پہ ساحر خان کے ہونٹوں کو مسکراہٹ نے چھوا تھا۔۔ آج وہ اسے اپنی حرکتوں سے جتنا بے چین کر چکی تھی، ساحر خان اس سب کا بدلہ اس سے پوری رات سود سمیت لینے والا تھا۔۔

اچھا اور کہتی ہو تو ایک عدد عبایا بھی خرید لوں؟؟ ساحر خان اسکی نائٹی کی سٹریپ کو اپنی انگلیوں میں الجھاتا اس پہ جھکتا ہوا گھمبیر آواز میں بولا۔۔۔۔

زرلاشتہ خان کو مانو ہوش ہی ابھی آیا تھا ، خود پہ نظر پڑھتے ہی وہ کانوں کی لوں تک سرخ ہوئی۔۔۔ وہ اس وقت اتنی بیہودہ نائیٹی میں ملبوس تھی کہ زرلاشتہ خان کو خود پہ یقین نہیں آرہا تھا کہ وہ ایسا لباس پہن کے اپنے خان کے سامنے یوں سرعام بیٹھ کے پٹر پٹر کر سکتی ہے۔۔ اسکی بے باک گہری نظروں کو اپنے وجود میں گھڑتا محسوس کر کے اسے اپنے کانوں سے دھواں نکلتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔ ساحر خان اسے پیچھے تکیے پہ پھینکتا ہوا اس پہ سایہ فگن ہوا۔۔۔۔ زرلاشتہ خان نے خود کو چھپانے کی خاطر ساحر خان کے سینے میں پناہ لی۔۔۔۔۔

پہلے نزاکت بھری ادائیں دکھا لیتی ہو اور پھر یوں میرے سینے میں چھپتی ہو؟؟ ہمم؟؟ ساحر خان اس کا چہرہ اپنے سینے سے زبردستی باہر نکالتا اسکے وجود کی گہرائیوں پہ نظریں جماتا خمار آلود آواز میں بولا۔۔۔۔۔

آپ۔۔نے۔۔۔ہماری۔۔۔چوڑیاں۔۔۔نہیں۔۔۔ دیکھی۔۔۔تھیں۔۔۔ اسکی آنکھوں کی خماری دیکھتے زرلاشتہ خان نے اسے یاد دلایا، وہ بھی اس سے ناراض ہے اسی لئے وہ یہ قطعہ نے سوچے کہ آج رات وہ اس پہ اپنی شدتیں نچھاوڑ کر سکے گا۔۔۔!

ہرا رنگ۔۔کانچ۔۔ ساحر خان نے اسے مختصر سا جواب دیتے ہوئے اسے یہ باور کروایا تھا کہ وہ اسکی چوڑیاں دیکھ چکا تھا۔۔ اسکے صحیح جواب پہ زرلاشتہ خان نے آنکھوں میں حیرانگی لئے اسکی طرف دیکھا۔۔

آپ۔نے۔۔ہمارے۔۔ساتھ۔۔لڈو۔۔بھی۔۔نہیں۔۔کھیلی ۔۔۔تھی!!۔۔ہمارے۔۔۔ساتھ۔پارٹی۔۔۔بھی۔۔۔نہیں۔۔۔کی۔۔۔تھی۔۔۔ہماری۔۔باتوں۔۔کا ۔۔۔جواب۔۔بھی۔۔۔نہیں۔۔دیا۔تھا۔۔۔ہم تو بکواس کر رہے تھے جیسے!! زرلاشتہ خان نروٹھے پن سے اسکے پھولے بازوؤں کے مسلز پہ نظریں جماتی ان پہ اپنی انگلیوں سے ڈیزائن بناتی شکوہ کناں لہجے میں اٹک اٹک کے بولتی آخر والا جملہ تیزی سے غصے میں بولی۔۔۔۔

اگر میں یہ سب کر لیتا تو تمہیں نائیٹی میں دیکھنے کی خواہش میری ساری زندگی کے لیے صرف خواہش ہی رہ جاتی میری جان!! سمجھا کرو۔۔۔ ساحر خان اسکے شکووں پہ قہقہ لگا کے ہنستے اسکے گہرے گلے پہ جھک چکا تھا ، زرلاشتہ خان نے اس اچانک افتاد پہ سٹپٹاتے ہوئے اسکی گردن میں اپنے ناخن گاڑے۔۔۔

آپ۔آپ۔۔۔بہت۔۔۔برے۔۔۔ہیں۔۔خان۔۔۔اتنا۔۔۔رولایا۔ہمیں۔۔۔ زرلاشتہ خان اسے خود سے دور کرنے کی تگ و دو میں ناکام ہوتی ایک پل میں آنسو بہاتی بولی۔۔۔۔

اسی لئے اب ڈبل پیار کروں گا خان کی جان!! اتنا پیار کروں گا کہ تمہاری کوئی بھی شکایت باقی نہیں رہے گی۔۔ ساحر خان اسکے لبوں پہ اپنے لب رگڑتا پیار سے دانت کچکچا کے بولتا اب اسکے پورے چہرے پہ اپنی بیئرڈ رگڑ رہا تھا۔۔

آپ۔۔سعد۔۔لالہ۔۔۔سے۔۔بول۔۔۔کے۔۔۔یہ۔۔۔
تصویر۔۔۔ڈیلیٹ۔۔۔کروائے۔۔۔اس۔۔فساد۔۔کی۔۔جڑ۔۔۔انسٹا۔۔ونسٹا سے۔۔۔ زرلاشتہ خان سرخ پڑتی اسکے سینے میں اپنا چہرہ چھپاتی بے حد جیلیس ہوتے بولتی وہ انسٹاگرام کا نام بھی بگاڑ چکی تھی۔۔

رہنے دو نا۔۔اچھا نہیں ہے فیمس ہو جاؤں گا میں۔۔ ساحر خان اسے تنگ کرنے کی غرض سے لہجے کو سنجیدہ بناتا بولا۔۔۔۔ جس پہ زرلاشتہ خان نے غصے سے اسکے سینے پہ مکے برسانے شروع کیے، وہ اسکے گال کا نمودار ہوتا ڈمپل دیکھتے ہی سمجھ چکی تھی وہ اسے ستا رہا ہے۔۔

ارے ارے اتنا غصہ؟؟ ساحر خان پیار سے اسکی کلائیاں اپنی گرفت میں لے کے چومتا ہوا قہقہ لگا کے بولتا اس پہ اور خود پہ کمبل دے چکا تھا۔۔ زرلاشتہ خان نے سٹپٹاتے ہوئے اسے دیکھا، جس کی خمار آلود آنکھیں اسے اس کے نیک ارادوں سے آگاہ کر چکی تھیں۔۔

اور پھر ساحر خان کچھ ہی پلوں میں اسکی نائٹی اس کے وجود سے جدا کرتا، اسکی سوچوں پہ مہر لگاتے ہوئے اپنی پوری شدتوں سمیت اسکے پور پور پہ دیوانوں کی طرح اپنی چھاپ چھوڑنی شروع کر چکا تھا۔۔ زرلاشتہ خان نے سسکیاں بھرتے ہوئے اسکی پشت پہ اپنے ناخن گاڑے، جس پہ ساحر خان نے مزید بے خود ہوتے اسے پوری طرح سے خود میں سمیٹا تھا۔۔۔۔

KOH NOVELS - URDU

عشقِ ستم۔۔۔۔ قسط 87

ہراخان اور ضرار خان دونوں فجر کے وقت شکرانے کے نفل اکھٹے ادا کر کے سوئے تھے۔۔ وہ دونوں اللہ کے بے حد شکرگزار تھے کہ اللہ نے انہیں بغیر آزمائشوں کے ایک دوسرے کے نصیب میں لکھ دیا۔۔ وہ جتنا شکر ادا کرتے انہیں اتنا ہی کم لگتا۔۔ فجر پڑھنے کے بعد ضرار خان ایک بار پھر سے ہرا خان پہ اپنی شدتیں نچھاور کرتا سکون سے اپنی خانزادی کو اپنے سینے میں بھینچتا سو چکا تھا۔۔۔ صبح کے ساڑھے نو بج رہے تھے، جب کھڑکیوں سے

آتی روشنی کی وجہ سے ہرا خان کی تھوڑی سی آنکھ کھلی۔ لیکن اپنے گرد ضرار خانزادہ کا تنگ حصار محسوس کرتی وہ نیند میں جھولتی پھر سے اسکے برہنہ سینے پہ سر رکھ کے سو چکی تھی۔۔ وہ اسے اپنے شرٹ لیس سینے سے لپٹائے سکون کی نیند سو رہا تھا۔۔ اچانک سے ہرا خان کو اپنی اور اسکی سونے کی پوزیشن کا خیال آیا، وہ اسکے اوپر سکون سے پھیلی سو رہی تھی۔۔۔ یہ دیکھتے ہی ہرا خان کی نیند بھک سے اڑی، نیند پہ شرم و حیا غالب آ چکی تھی۔۔ ہرا خان نے سرخ پڑتے ضرار خان کا حصار اپنے گرد سے ہٹاتے اس پر سے اٹھنا چاہا۔۔۔ لیکن ضرار خان اسکے گرد اپنا حصار مزید مضبوط بناتا اسکی گردن میں چہرہ چھپا چکا تھا۔ ہرا خان نے لب کاٹتے ہوئے اسکی طرف دیکھا، اس نے اسے فجر کے بعد بھی نہیں بخشا تھا۔ ہرا خان اس وقت سرخ نائٹی میں شرم سے سرخ پڑتی کوئی گلاب لگ رہی تھی۔۔ یہ نائٹی اس نے ضرار خان کی ضد پہ اسے آنکھیں دکھاتے اور شرماتے شرماتے پہنی تھی ۔۔ کیونکہ جانتی جو تھی وہ اپنی ہٹ کا پکا ہے ۔۔ اگر اسکی بات پہ عمل نہیں کیا جائے گا تو وہ خود عمل کروانا جانتا ہے۔۔

چھوڑو مجھے۔۔۔ ماموں جان لوگ ناشتہ وغیرہ لے کے آ رہے ہوں گے اور ہم ابھی تک سو رہے ہیں۔۔ ہرا خان اپنی زبان کی لڑکھڑاہٹ پہ قابو پاتی اسکا چہرہ اپنی گردن سے نکالنے کی تگ و دو کرتی ہوئی بولی۔۔۔

اچھا اب بڑا بولنا آگیا ہے ، رات میں تو آپ کی آواز نہیں نکل رہی تھی۔۔۔ سوائے سسکیوں کے۔۔۔ ضرار خان اسکی گردن پہ اپنے سلگتے لب رکھتا آئیبرو اچکاتے ہوئے گھمبیر آواز میں بولا۔۔۔ اسکی بھاری آواز نیند کے خمار کی وجہ سے مزید بھاری ہو رہی تھی۔۔ اسکی بے باک سرگوشی پہ ہرا خان کی زبان تالو سے چپکی۔۔۔۔ نظریں خود بخود جھکی تھیں۔۔ ضرار خان نے اسکی خاموشی پہ اسکی گردن سے چہرہ نکالتے ہوئے اسے دیکھا۔۔۔ گھنیری مڑی ہوئی پلکیں سرخ عارضوں پہ سجدہ ریز تھیں۔۔ وہ اپنے گلابی لبوں کو کاٹتی

KOH NOVELS - URDU

انہیں مزید سرخ قندھاری کرتی ضرار خان کی دھڑکنوں میں ادھم مچا چکی تھی--

ویسے کافی نازک ہیں آپ-- اس بات کا اندازہ مجھے رات بھر آپکی سسکیاں سنتے ہوئے کافی اچھے سے ہو چکا ہے-- ضرار خان اسکے لبوں کو دانتوں کی قید سے آزاد کرواتا گھمبیر سرگوشی کرتے ہرا خان کے سر کے پیچھے ہاتھ دھرتا اسے خود پہ جھکا چکا تھا-- ہرا خان نے اسکے سینے پہ اپنے ہاتھوں کا دباؤ ڈالتے خود کو اسکے بے حد قریب ہونے سے روکا--- اسکی آنکھوں میں پھر سے خمار کی سرخی دیکھتے ہرا خان کو ڈھیروں شرم محسوس ہو رہی تھی-- باہر سب کیا سوچیں گے کہ وہ دونوں ابھی تک سو رہے ہیں؟؟

تمہیں --شرم-- نہیں-- آ رہی؟؟-- نیچے --سب-- ہمارا--- انتظار-- کر-- رہے-- ہوں --گے--اسکا رومانٹک موڈ پھر سے آن ہونے پہ ہرا خان اسکے گھنے کالے بالوں کو اپنی مٹھی میں دبوچتی لڑکھڑاتی زبان میں بولی---- جب مجھے رات بھر اپنی خانزادی پہ شدتیں نچھاوڑ کرتے ہوئے شرم نہیں آئی تو اب کیونکر آئے گی ؟؟ ضرار خان اسکے ہاتھ سے اپنے بال چھڑوا کے اسے لبوں سے لگاتا قہقہ لگاتے ہوئے بولا----

KOH NOVELS - URDU

بے---شرم--- ہرا خان اسکی آنکھوں پہ ہاتھ رکھتی تپتی ہوئی بولی، جس کی گہری نظریں اب اس کے وجود کا جائزہ لے رہی تھیں--

سب کچھ دیکھ تو چکا ہوں رات میں!! اب کیا چھپا رہی ہیں؟؟ ضرار خان گھمبیر آواز میں اپنا نچلہ لب دبا کے بولتا اسکی کمر پہ بے باکی سے ہاتھ پھیر رہا تھا-- ہرا خان نے شرم سے لال انگارہ ہوتے اسکے سینے پہ مکا جھڑا--

چھوڑو۔۔ مجھے۔۔واشروم۔۔میں۔۔جانا۔۔ہے۔۔۔ ہرا خان اسکے ہاتھ اپنی کمر سے ہٹانے کی تگ و دو کرتی ہوئی بولی، جب ضرار خان اسے مکمل طور پہ خود پہ جھکاتا اسکے گلابی لبوں کو اپنی گرفت میں لے چکا تھا۔ ہرا خان نے اسکے شدت بھرے لمس پہ اسکے کندھوں کو مضبوطی سے تھاما۔۔۔ ضرار خان نے اسکی تمام سانسوں کو خود میں انڈھیلتے اسکے ہونٹوں کا شدت بھرا بوسا لیتے انہیں آزادی بخش گیا۔۔۔ ہرا خان نے اسے غصے سے آنکھیں دکھائی، جس پہ ضرار خان نے تھوڑی سی شرافت دکھاتے آنکھیں ٹپٹپاتے ہوئے اس کے گرد سے اپنی گرفت ڈھیلی کی۔ وہ جانتا تھا اب جو اسے نہ چھوڑا تو وہ ظالم حسینہ بننے میں وقت نہیں لگائے گی، کیونکہ وہ رات سے بنا کسی مزاحمت کے اسکی پناہوں میں تھی اب اسکی بھی بس ہو چکی تھی۔۔۔۔

ہرا خان اس کی مصنوعی شرافت پہ اپنی مسکراہٹ دباتی ہوئی اس پر سے اٹھی۔۔۔ ابھی وہ بیڈ سے اتر ہی رہی تھی، جب اسکی نظر اپنے حلیے پہ پڑی۔۔۔ وہ بے ترتیب نائیٹی میں ملبوس دوپٹے سے ندارد تھی۔۔ ہرا خان نےاپنی کالی گہری آنکھوں کو پھیلاتے جھٹکے سے رخ موڑتے ضرار خان کی طرف دیکھا، جو اپنے سر کے نیچے اپنے دونوں بازو رکھتا فرصت سے اسکے وجود پہ اپنی بے باک نظریں جمائے مسکرا رہا تھا۔ ہرا خان نے شرم و حیا سے سرخ پڑتے اس کے اوپر کمبل پھینکتے واشروم میں دوڑ لگائی۔۔۔ ضرار خان بے باک قہقہ لگاتا اوندھے منہ ہوتے آنکھیں موند چکا تھا۔۔

کب سے خود پہ اتنا وزن محسوس کرتی پلوشہ خان نے بالآخر روہانسے ہوتے اپنی آنکھیں کھولیں۔۔۔۔ رایان خان اسکی گردن میں چہرہ چھپائے اسکی نازک ٹانگوں کے اوپر اپنی بھاری ٹانگ کا بوجھ ڈالے پرسکون اور بے فکری سے سوتا ہوا، پلوشہ خان کو پوری طرح سے تھکا چکا تھا۔۔۔ وہ نازک جان کہاں

اس جیسے بلڈوزر کی ٹانگ اور اسکے آدھے وجود کا وزن خود پہ برداشت کر سکتی تھی؟؟ اسکے شہد رنگ بالوں کو دیکھتے ایک پل کے لئے پلوشہ خان کا دل کیا، وہ زور سے اسکے بالوں کو کھینچ کے جھٹکا دے۔ جو پوری رات اس پہ اپنی شدتیں نچھاوڑ کرتا، ابھی دو گھنٹے پہلے ہی سویا تھا اور اتنے برے طریقے سے سویا تھا کہ پلوشہ خان کو اپنا آدھا وجود سن ہوتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ اسکے لمبے چوڑے وجود کا آدھے سے زیادہ وزن خود پہ برداشت کرتے پلوشہ خان کو لگا، اسکے وجود کے ایک طرف کا خون بالکل جامد ہو چکا ہو۔ لیکن اس نے اسکے بال کھینچنے کا صرف سوچا، ایسی حرکت انجام دے کے وہ فلحال اپنے بے باک بندے کی مزید بے باکیوں کو جھیلنے کا دم نہیں رکھتی تھی۔

یان۔۔ پلوشہ خان اسکے برہنہ بازوؤں کے پھولے مسلز پہ اپنے ہاتھوں کا زور لگاتی اسے خود سے دور کرنے کی تگ و دو میں بالآخر روہانسی ہوتی اسے پکار بیٹھی۔۔۔

اممم۔۔ رایان خان اپنی نیند میں خلل پڑھنے پہ بیزار سی آواز نکالتا، پلوشہ خان کو مزید خود میں بھینچتا پھر سے سو چکا تھا۔ وہ شاید نیند میں خود کو جگانے والے انسان کو "درام خان" سمجھ رہا تھا کیونکہ ایک وہی تو تھا، جو اپنے رایان چاچو کی نیند کا سب سے بڑا دشمن تھا۔ پلوشہ خان نے اپنی پوری طاقت آزماتے ہوئے، اسے خود سے دور گھسیٹنے کی ناکام کوشش کی۔ لیکن اس کی اتنی محنت رائگاں نہیں گئی، کیونکہ رایان خان بالآخر نیند کے خمار سے لبریز اپنی شہد رنگ آنکھوں کو وا کر چکا تھا۔ پلوشہ خان کی روہانسی شکل دیکھتے ہوئے اس نے آئیبرو اچکایا۔۔۔

گلا دبا کر ایک ہی دفعہ مار دیں مجھے۔۔۔ میرا پورا جسم سن ہو گیا ہے یان آپ کے وزن سے۔۔ پلوشہ خان اسکے ریلیکس انداز میں وجہ پوچھنے پہ پہلا جملہ

تپتی، جبکہ آخر کا جملہ منہ بناتی ہوئی مدھم آواز میں بولی--- اسکے شکوے پہ رایان خان نے اسکے سن ہوتے وجود کو گہری نظروں سے دیکھتے اپنی ٹانگ اس پر سے ہٹائی--- اسکی بھاری ٹانگ ہٹتے ہی پلوشہ خان کو لگا، جیسے وہ کسی پنجرے سے آزاد ہوئی ہو۔ وہ ابھی گہری سانس بھرتی اپنی ٹانگوں کو سیدھا کرتے ریلکس کرنے ہی والی تھی، جب رایان خان کی بے باک نظروں کو اپنے وجود کا جائزہ لیتے دیکھ کے وہ کانوں کی لوں تک سرخ پڑی--- وہ اس وقت رایان خان کی وائٹ ٹی شرٹ میں ملبوس تھی، جو اسے خاصی کھلی اور گھٹنوں تک تھی۔ پلوشہ خان نے شرم سے دوہرے ہوتے جلدی سے خود پہ کمبل درست کیا---- مجھے دیکھنے تو دو اپنا سن ہوا وجود؟؟ رایان خان لب دبا کے اپنی مسکراہٹ ضبط کرتا ایک جھٹکے میں اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے خود کے قریب کھینچ چکا تھا۔ پلوشہ خان نے اسکی بات پہ شرماتے ہوئے اسکے سینے میں اپنا چہرہ چھپایا--- تم تو میری شرٹ میں ہی اپنے حسن سے مجھے چاروں شانے چت کر چکی ہو وشہ ڈارلنگ--- جب نائٹی پہن کے میرے---- ابھی رایان خان اسکے سن وجود کو اپنے ہاتھوں کے ساتھ نرمی سے سہلاتا مزید بے باک ہوتا، جب پلوشہ خان نے دور پڑے اپنے لہنگے اور بلاؤز کو بے بسی سے دیکھتے اسکی بے باک بات پہ اپنی ڈارک براؤن آنکھیں پھیلاتے اسکے لبوں پہ اپنا ہاتھ رکھا---- رایان خان نے مسکراتے ہوئے اسکے ہاتھ کو پیار سے چومتے ہوئے تھوڑا سا نیچے جھک کے اپنے سینے میں چھپی اپنی وشہ کے ماتھے کو عقیدت سے چوما---- رایان خان نے اسے اس طرح سے چھوا، جیسے وہ کوئی مومی گڑیا ہو اور اسکی زرا سی سختی پہ ٹوٹ جائے گی۔ پوری رات اس سے نرمی برتنے کے باوجود پلوشہ خان کے لئے اسکی شدتوں کو برداشت کرنا بے حد مشکل کام تھا، وہ حد سے زیادہ نازک تھی۔

رایان خان اسکے بھرے بھرے لبوں کا شدت سے بھرپور بوسا لیتے، پلوشہ خان کو مزید لال سرخ کرتے بیڈ پہ اٹھ کے بیٹھا--- اس نے اسکی ٹانگوں سے کمبل ہٹاتے، اسکی سفید مومی پنڈلیوں کو رب کیا۔ تاکہ پلوشہ خان کا سن ہوا وجود پہلے کی طرح نارمل ہو سکے، وہ جانتا تھا اسکی معصوم وشہ پوری

رات اسکے وزن سے واقعی ہی سن ہو چکی ہو گی۔۔ پلوشہ خان نے جھینپتے ہوئے اپنی پنڈلیاں کو حرکت دیتے اسکے ہاتھ پیچھے کرنے چاہے، جب رایان خان نے اسے آنکھ ونک کرتے ہوئے پنڈلیوں سے گھٹنوں تک آتے انہیں بھی نرمی سے رب کیا۔۔۔ اگر تو تمہاری دھڑکنیں بھی سن پڑ رہی ہیں، تو میں انہیں بھی معمول پہ لا سکتا ہوں میری جان۔۔ تم صرف حکم کرو۔۔ رایان خان اس کی پنڈلیوں کو چھوڑ کے اس پہ کمبل درست کرتا، اسکے کان کے پاس جھکتا گھمبیر آواز میں بولا۔۔۔ اسکی بے باک بات پہ پلوشہ خان کی دھڑکنیں سست پڑنے کی بجائے سر پٹ دوڑی۔ اسکی دھڑکنوں پہ لب رکھتا رایان خان اسکی اتنی تیز دھڑکنوں کو محسوس کرتا زیر لب مسکرایا۔۔۔ آج بھی اسکے نچلے ہونٹ کے تل کی چمک دیکھنے والی
تھی۔۔یا۔یان۔۔سب۔۔ناشے۔۔پہ۔۔انتظار۔۔کر۔۔رہے۔۔ہوں۔۔گے۔۔پلوشہ خان نظریں جھکاتی ہوئی منمنائی۔۔۔

ان سب کا انتظار کرنا بنتا ہے میری وشہ ۔۔۔ تم اس وقت صرف مجھ پہ توجہ دو۔۔ پوری رات جو میں نے تمہیں رومانس کا فرسٹ لیکچر دیا ہے ۔۔ اب میرے نچلے لب کے تل کو شدت سے چوم کے مجھے اپنی پرفامنس دکھاؤ، تا کہ میں تمہاری اچھی پرفامنس پہ تمہیں پلے گروپ سے ڈائریکٹ کلاس ٹو میں بھیج دوں۔۔۔ رایان خان اسکے دائیں بائیں ہاتھ رکھ کے اس پہ بنا وزن ڈال کے جھکتا ہوا اپنا چہرہ اسکے چہرے کے بے حد قریب کرتے ہوئے بولا۔۔ پلوشہ خان کی پلکیں لرزی۔۔ اسکی بے باک بات پہ اسکے پورے وجود میں سنسنی سی دوڑی ۔۔

آپ۔۔بہت۔۔بے شرم۔۔ہیں۔۔یان۔۔۔ پلوشہ خان بالآخر اسکے سینے پہ مکا جھڑتی اپنے دل کی بات منہ پہ لا چکی تھی۔۔ وہ رات سے اپنی بے باک باتوں سے اسکا جینا حرام کیے ہوئے تھا ۔۔ اسکے ریکشن پہ رایان خان نے بمشکل اپنا قہقہ دباتے اسے مصنوعی گھوری سے نوازا۔ جو بولا ہے وہ کرو۔۔ ورنہ ٹیسٹ میں چھٹی کرنے کی صورت میں میری شدت بھری "چار لپ کس" کے

لئے خود تیار کر لو وشہ ڈارلنگ۔ رایان خان اسکے نچلے لب کو انگوٹھے سے سہلاتا خمار آلود آوازمیں بولا۔۔ پلوشہ خان نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے اسکی طرف دیکھا، جس نے ٹیسٹ کی چھٹی کی سزا سب سے زیادہ رکھی تھی۔۔ مجھے نہیں آنا آپ کے اس گندے سکول میں۔۔ آپ اپنے سکول سے میرا نام خارج کر دیں۔۔ پلوشہ خان بالآخر تپ کے بولتی، اسکے سینے پہ مکے برسانا شروع کر چکی تھی۔۔ اسکے تپنے پہ رایان خان کا دلکش قہقہ کمرے کی زینت بنا۔۔۔ اس نے جھکتے ہوئے اسکی گردن میں موجود ڈائمنڈ کے باریک سے نیکلس پہ شدت سے اپنے لب رکھے، جو اس نے رات میں اسے منہ دکھائی میں دیا تھا۔۔ نیکلس کے ساتھ ساتھ رایان خان نے اسے خالص سونے کی بارہ چوڑیاں بھی تحفے میں دی۔

ابھی ساری سانسیں پی جاؤں گا۔۔ زیادہ زبان نہیں چل رہی؟؟۔۔۔رایان خان اسکے یاقوتی لبوں کو فوکس میں لئے آئیبرو آچکاتے دھمکی لگا کے بولتے، اسکے بالوں میں اپنا چہرہ چھپا چکا تھا۔۔ پلوشہ خان نے سرخ پڑتے دل میں شدت سے دعا کی، ابھی انہیں دروازے پہ کوئی ناشتے کا بلاوہ دے جائے اور اسکی اپنے بے باک بندے کی بے تابیوں سے جان آزاد ہو۔۔
مجھے۔۔بھوک۔۔۔لگ۔۔۔رہی۔۔۔ہے۔۔۔یان۔۔۔ پلوشہ خان نے معصومیت سے بولتے رایان خان کی دہکتی رگ پہ ہاتھ رکھا۔۔۔ صرف تمہاری بھوک کے صدقے آج تمہارا ٹیسٹ کینسل کر رہا ہوں جاناں۔۔ ورنہ آئیندہ اگر تم نے میرا سکول چھوڑنے کی بات بھی اپنی زبان پہ لائی، تو پھر تمہارا نازک وجود میرے رحم و کرم پہ ہو گا۔۔ رایان خان اسکے کان میں گھمبیر سرگوشی میں پھر سے دھمکی دیتا اسکے لبوں کو پیار سے چومتا، اس کے اوپر سے ہٹا۔۔۔اس پہ ایک دفعہ پھر سے اپنی شدتوں کو نچھاور کرنے کی چاہ کے باوجود بھی رایان خان اس پہ ہاوی نہیں ہوا تھا۔۔ اسکی بیوی بھی انسان تھی وہ واقعی ہی بہت تھک چکی تھی۔۔ اس نے پوری رات اسے جھیلا تھا، یہی چیز رایان خان کی روح سرشار کرنے کے لئے کافی تھی۔۔ ۔ پلوشہ خان نے اسکی طرف پیار سے دیکھا، جو اسکے کھانے پینے میں کبھی کوتاہی نہیں برتتا تھا۔۔

KUH NOVELS URDU

پلوشہ خان نے ایک نظر بند آنکھوں والے رایان خان کو دیکھتے اسکے نچلے لب کے تل کو چومنے کی شدید خواہش کو دل میں دباتے واشروم میں دوڑ لگائی، کیونکہ وہ جانتی تھی اگر جو اس نے اتنی سی بھی جسارت کی تو اس کا بندہ فری ہوتا ہوا اسے رات تک یہاں سے نکلنے نہیں دے گا۔ اسکے یوں سپیڈ سے جانے پہ رایان خان کا قہقہ بلند ہوا۔۔۔

بڑی ہویلی کے تمام مکین کب سے ناشتہ لے کے لال ہویلی میں آ چکے تھے۔۔۔ عالیان شاہ بھی ابھی کچھ دیر پہلے ہی اپنی بہن کے ناشتے کے ساتھ ساتھ ڈھیروں چاکلیٹس اور سفید اور پنک روز لے کے لال ہویلی میں داخل ہوا تھا۔ چھوٹی ہویلی والوں کو بھی ناشتے پہ مدعو کیا گیا، تا کہ سب مل بیٹھ کے کچھ وقت ساتھ گزار سکیں۔ شادی کے فنکشنز کے بعد پھر سے سب نے اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو جانا تھا ، پھر کہاں وقت ملنا تھا یوں اکھٹے بیٹھنے کا۔ وہ سب لاؤنج میں بیٹھے ابھی ہلکی پھلکی باتوں میں مصروف تھے۔ درام خان ساحر خان کی گود میں بیٹھا اس سے پیار بٹور رہا تھا، جبکہ سجاول خان یہاں وہاں نظریں گھماتا ہوا اپنی غنڈی کی تلاش میں تھا۔ وہ پوری رات اسکی کڑوی کسیلی باتوں کو یاد کرتا ٹھیک سے سو نہیں پایا تھا۔۔۔ اس نے سوچا آج وہ زرش خان سے تمام پرانی باتوں کو ایک بار پھر سے کلئیر کرے گا، تا کہ ان کا رشتہ مزید خراب ہونے سے بچ جائے۔ اس نے مرد ہوتے ہوئے بھی اپنی انا کو سائیڈ پہ رکھتے خود کو جھکانے کا فیصلہ کیا۔۔۔ لیکن وہ یہ نہیں جانتا تھا اسکی غنڈی اپنی ایک غلطی کی وجہ سے۔۔۔۔۔ وہ سب باتوں میں مصروف تھے، جب گلابی پٹھانی فراک میں ملبوس ہرا خان ضرار خان کا دیا گیا خوبصورت سا نیکلس گلے کی زینت بنائے۔۔۔ سر پہ اچھا سے دوپٹا جمائے سفید شلوار قمیض میں ملبوس ضرار خان کے ساتھ سیڑھیوں سے اترتی ہوئی لاؤنج میں ان سب کی طرف بڑھتی، سب سے ملی۔۔۔ دونوں کی خوبصورت آنکھوں میں رت جگے کی سرخی تھی، سعد خان نے ہرا خان کو سینے سے

لگاتے اسے ڈھیروں تحائف کے شاپرز پکڑائے، جس پہ اس نے نم آنکھوں سے اسکی طرف دیکھتے اسکے بال بکھیرے--- ضرار خان مسکراتے ہوئے سب سے ملتا، اب درام خان کو اٹھا کے چوم رہا تھا۔

چاچو رایان چاچو کیوں نہیں آئے ابھی تک؟؟ درام خان جو کب سے رایان خان کا انتظار کررہا تھا، وہ بالآخر اسکی غیر موجودگی کی وجہ پوچھ چکا تھا۔ درام خان کے بلند سوال کو سنتے عالیان شاہ اور سجاول خان دونوں فون میں ایسے مصروف ہوئے، جیسے انہوں نے اسکا سوال سنا ہی نا ہو۔ ساحر خان نے لب کاٹتے ہوئے ضرار خان کی طرف دیکھا، جو اپنا قہقہ دبانے کی کوشش میں کھانس رہا تھا۔

میری جان ان کے آنے پہ اس سے خود ہی پوچھ لینا۔ ابھی یہ بتاؤ میرے بچے نے ناشتہ کیا؟؟ ضرار خان درام کی جواب طلب آنکھوں میں دیکھتا اسے گول مول کر کے بات کا جواب دیتے، اس سے ساتھ ہی ناشتے کا سوال پوچھتا ساتھ ساتھ اپنی بیوی کو گہری نظروں کے حصار میں لئے ہوئے تھا۔ جو شرمائی لجھائی سی اس گلابی فراک میں مزید گلابی پڑتی، سب سے مل کے ورده خان کے پاس بیٹھی تھی--- ورده خان نے ایسے ڈھیروں دعائیں دیتے، اس پر سے پیسے وارتے ہوئے اسے اپنے سینے سے لگایا تھا۔ جس پہ ہرا خان نے جھینپتے ہوئے ضرار خان کی طرف دیکھا، جو پہلی ہی اسے فرصت سے تاڑ رہا تھا۔ ناشتہ ڈائیٹنگ ٹیبل پہ لگایا جا چکا تھا۔ لیکن رایان خان ابھی تک اپنے کمرے سے باہر نہیں نکلا تھا، جس پہ ساحر خان کو دل میں کچھ تسلی ہوئی--- اس نے باپ کو دیکھتے ہوئے ان کے کان میں خفگی سے سرگوشی کی، کہ وہ اکیلا ہی ہائی کلاس لیول بے شرم نہیں ہے۔ ان سب کا لاڈلا ضدی خان(رایان) بھی اسی لسٹ میں شامل ہے۔۔ حیدر خان نے اسکی بات پہ تاصف سے سر جھٹکا---

KOH NOVELS - URDU

وہ سب کھانا شروع کر چکے تھے، جب کالی شلوار قمیض میں نکھرا نکھرا سا رایان خان اپنی وشہ کے ساتھ ڈائینگ روم میں داخل ہوا۔۔۔ پلوشہ خان اس وقت رایان خان کے کہنے پہ اسکے ساتھ ہی میچنگ کی بلیک پٹھانی فراک میں شرمندگی سے سرخ چہرہ لئے سب سے مل رہی تھی۔ ان سب کو ناشتہ کرتے دیکھ کے اسے خاصی شرمندگی ہو رہی تھی کہ وہ سب ان کے لیٹ آنے پہ پتا نہیں کیا سوچ رہے ہوں گے ۔۔ پلوشہ خان سجاول خان اور عالیان کے سینے سے لگتی، ان سے خوشدلی سے ملتی شرماتی ہوئی باقی سب سے ملی۔ ان دونوں کے لائے گئے بے تحاشہ تحفوں کو دیکھتی، وہ بے حد خوش ہوئی۔۔۔ اپنی پیاری ڈول اور گڑیا کو خوش دیکھ کے وہ دونوں روح تک سرشار ہوئے تھے۔۔ بس ان کے بہنوئی میں تھوڑی سی بے شرمی اور اکڑ کا لیول کم ہو جائے تو وہ دونوں اسے اپنے سر پہ بٹھا لیں، جو ان کی بہن سے عشق کرتا تھا۔ لیکن نہ رایان خان کی بے شرمی نے کم ہونا تھا اور نہ عالیان شاہ اور سجاول خان نے اسے سر پہ بٹھاتے ہوئے مزید فری کرنا تھا۔۔

سب سے ملنے کے بعد رایان خان نے اپنے ٹڈے کو اٹھاتے ہوئے اپنے سینے میں بھینچا، جو اسکے لیٹ آنے پہ اسے خفگی سے دیکھ رہا تھا۔ رایان خان اور پلوشہ خان کی آنکھوں میں رت جگے کی بے تحاشہ سرخی تھی۔۔ زرمینہ خان نے اپنی شرمندہ سی بہو کی شرمندگی نوٹ کرتے اسے اپنے سینے سے لگاتے اس کے کان میں ریلیکس رہنے کی سرگوشیاں کی۔۔۔ وہ ان کے اتنے پیار پہ نم آنکھوں سے ان کی طرف دیکھتی مسکرائی۔۔ آج تو روشنہ خان کا رویہ بھی پلوشہ خان سے کافی اچھا اور نرم تھا، شاید اپنی بیٹی کو بیاہ کے ہی انہیں پلوشہ خان کی قدر آنی تھی۔۔

ناشتے پہ زرش خان کے سوا سب کو دیکھتے ہوئے، سجاول خان کو شدید بے چینی ہوئی۔۔۔ عالیان شاہ نے "ڈنی ڈوڈل" (انابیہ) کی تلاش میں نظریں گھمائی لیکن وہ یہاں نہیں تھی، شاید وہ اپنے گھر جا چکی تھی ۔۔ عالیان شاہ نے کندھے اچکاتے ہوئے سوچا۔۔۔ سجاول خان فون کال کا بہانہ بناتا، ڈاییننگ روم

سے باہر نکلتا زرش خان کے کمرے کی طرف بڑھا۔۔ کمرے کا دروازہ کھولتے ہوئے وہ اندر داخل ہوا۔۔۔ خالی کمرے کو دیکھتے سجاول خان حیران ہوا۔۔ اس نے ڈریسنگ روم اور واشروم تک دیکھ لیا، لیکن وہ کہیں بھی نہیں تھی۔۔ ہاں باتھ روم کا فرش گیلا گیلا سا تھا، جس سے صاف محسوس ہو رہا تھا۔ باتھ روم آج صبح ہی یوز ہوا تھا۔۔ سجاول خان نے پریشانی سے اسکے کمرے میں نکلتے ہوئے پورے زنان خانے میں چکر لگاتے، اسے ڈھونڈا لیکن وہ کہیں بھی نہیں تھی۔۔ سجاول خان نے لب کاٹتے ہوئے اپنا فون نکالتے، زرش خان کی لوکیشن ٹریس کی۔۔۔ کیونکہ اس نے نکاح کے بعد چپکے سے زرش خان کے فون میں ایک جی۔پی۔ایس۔ ٹریکر فٹ کیا، تا کہ اپنی غنڈی کے ہر پل کی خبر رکھ سکے۔۔ وہ آسانی سے اسکی لوکیشن معلوم کر سکتا تھا۔۔ کچھ ہی دیر میں زرش خان کی لوکیشن معلوم ہو چکی تھی۔۔ وہ سوات کے کسی مشہور ہوٹل کی لوکیشن تھی۔۔ سجاول خان نے پریشانی سے اپنے سلکی ڈارک براؤن بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔۔ اسکی پریشانی کی وجہ یہ تھی کہ وہ اتنی صبح سوات کے اتنے سنسان علاقے میں ہوٹلنگ کرنے کیوں گئی تھی اور کس کے ساتھ گئی تھی؟؟ ضرار خان تو ہویلی میں تھا! اس کا مطلب اسکے ساتھ اس وقت اسکا کوئی بھی مخافظ موجود نہیں تھا اور وہ منہ اٹھا کے بنا کسی کو بتائے ہوٹل جا چکی تھی؟؟ سجاول خان نے کسی کو بھی بتائے بغیر اپنے قدم باہر پورچ کی طرف بڑھائے۔۔۔ اس نے تیزی سے اپنی گاڑی میں بیٹھ کے اسے ریورس کرتے اپنی گاڑی بڑی ہویلی سے باہر نکالی۔۔ اس کی سمجھ سے باہر تھا، آج اس کے لالہ کا ولیمہ تھا۔ تو وہ کیسے یوں صبح صبح ہویلی سے غائب ہو سکتی تھی؟ ؟

زرش خان بہرام خان کو ہوٹل کے کونے والے ٹیبل پہ بیٹھے دیکھ کے اسکی طرف آئی۔۔ صبح کا وقت تھا ہوٹل تقریباً خالی تھی۔۔ اسکے یہاں آنے پہ بہرام خان اپنے خوبصورت چہرے پہ مسکراہٹ سجاتا، زرش خان کو ویلکم کرنے کے لئے کھڑا ہوا۔۔ بہرام خان نے اپنے ٹیبل پہ آتے زرش خان کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا۔۔ ہیلو مسٹر خان، مجھے امید ہے میں نے آپ کو اتنا انتظار نہیں کروایا ہو گا!! زرش خان اسکے بڑھتے ہاتھ کو اگنور کرتی اپنے سٹریٹ کالے

بالوں کو جھٹکتی کرسی پہ بیٹھی۔۔۔ وہ اس وقت بلیو لائٹ جینز پہ سفید ٹی شرٹ پہنے بلیو ہی جیکٹ میں ملبوس پیروں پہ سفید سٹائلش سے شوز پہنے ہوئے تھی۔۔۔ بہرام خان نے اسکے ہاتھ نہ ملانے پہ اپنا ہاتھ پیچھے کرتے اپنی پچھلی گردن پہ غصے سے ہاتھ پھیرا۔ لیکن بظاہر وہ چہرے پہ مسکراہٹ سجاتا اسکے سامنے والی کرسی پہ بیٹھا تھا۔ بہرام خان نے اسے اپنے کسی پراجیکٹ کی میٹنگ کے سلسلے میں ہیلپ لینے کے لئے یہاں بلایا تھا۔۔ اس وقت تقریباً دس بج کے دس منٹ ہو رہے تھے اور بیس منٹ بعد بہرام خان کی کسی فارن پارٹی کے ساتھ میٹنگ تھی، جس میں زرش خان نے بھی شرکت کرنی تھی۔۔ بہرام خان نے اسے کافی دن پہلے اپنی اس میٹنگ کے بارے میں آگاہ کرتے اسکی گزارش کی کہ وہ اسکے پراجیکٹ کے کچھ اہم پوائنٹس کو اسکے ساتھ ڈسکس کر کے اسکی میٹنگ میں اپنے آئیڈیاز پریزنٹ کر دے۔۔۔ جن پہ زرش خان پہلے تو اپنے لالہ کی شادی کا بول کے ٹال چکی تھی۔۔ لیکن سجاول خان کی کل کی باتوں کو سوچتی وہ غصے سے بہرام خان کو میسج کر چکی تھی کہ وہ آج صبح اسکی میٹنگ میں ہر حال میں شرکت کرے گی اور وہ ضد سے آئی تھی۔۔ اس نے ضد سے اپنا پرانا لباس پہنا، جو سجاول خان کو قطعی پسند نہیں آتا تھا۔۔ لیکن وہ اپنی مرضی کر کے پہن کے آئی تھی۔۔ اس نے ایسا لباس آج کافی دنوں بعد پہنا تھا ۔۔ اسکا نازک سراپا اسکے لباس میں نمایاں ہوتا مزید دلکش لگ رہا تھا، جس پہ بہرام خان کن اکھیوں سے اپنی نظریں جمائے ہوئے تھا۔۔ زرش خان اس وقت اسکی پراجیکٹ سے ریلیٹڈ فائل کو پڑھتے ہوئے سنجیدگی سے اس میں کچھ امپورٹنٹ پوائینٹس ہائی لائٹ کر رہی تھی۔۔ بہرام خان نے ویٹر سے دو جوس منگوائے۔۔۔ ویٹر ابھی جوس لے کے اس کے پاس آیا ہی، جب بہرام خان کے اشارہ کرنے پہ وہ ویٹر ہاں میں سر ہلاتا پیر پھسلنے کی اداکاری کرتے زرش خان پہ جوس گرا چکا تھا۔۔ اس اچانک افتاد پہ زرش خان فوراً سے اپنی کرسی سے اٹھی۔۔۔ یہ کیا طریقہ ہے؟ اندھے ہو تم؟؟ بہرام خان اچانک سے اپنی کرسی سے کھڑا ہوتا، اس ویٹر کی شرٹ کندھے سے دبوچتے دھاڑا۔ جس پہ ویٹر اس سے ہاتھ جوڑ کے معافیاں مانگ رہا تھا۔

Leave him Mr khan..

(اسے چھوڑ دیں مسٹر خان۔۔۔)

KOH NOVELS URDU

زرش خان اسکے یوں ویٹر پہ غصہ کرنے پہ سنجیدگی اور ناگواری کے ملے جلے تاثرات سے بولی، جس پہ بہرام خان نے ایک جھٹکے سے ویٹر کو جھنجھوڑتے ہوئے زمین پہ پھینکا۔۔۔ آئیے مس زرش میں آپ کو واشروم دکھاتا ہوں۔۔ بہرام خان زرش خان کی وائٹ ٹی شرٹ اور بلیو جیکٹ پہ جوس کے دھبے دیکھتا بے حد نرمی سے بولا۔۔۔

عشق ستم۔۔۔ قسط 88(پارٹ ون)

کھانا کھانے کے بعد سب لاؤنج میں آ کے بیٹھ چکے تھے۔۔ سجاول خان کی غیر موجودگی تقریباً سب نے نوٹس کی۔۔۔ یہ سجاول اتنی جلدی میں کہاں نکلا تھا؟؟ اسے فون ملاؤ!! ساحر خان ڈاییننگ روم سے ہی نوٹس کر چکا تھا، سجاول خان کا پورے زنان خانے میں چکر لگانے کے بعد تیزی سے باہر بھاگنا ۔۔

میرا فون اوپر ہے۔۔ تو خود کر لے فون!! فارس خان اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کے اپنا فون چیک کرتے اسے جواب دیتے بولا۔۔۔ اسکے جواب پہ ساحر خان کی نظریں اپنی بیوی کی طرف اٹھی، جو رات میں اپنے غصے کی وجہ سے شیرنی بنتی اسکا آئی فون توڑ چکی تھی۔۔ پلوشہ خان اور ہرا خان سے باتیں کرتی زرلاشتہ خان جھکی نظروں سے بھی خود پہ ساحر خان کی نظروں کی تپش محسوس کر چکی تھی۔۔

میرا فون مجھ سے گر کے ٹوٹ گیا تھا۔۔ ساحر خان اپنے بھورے بالوں میں ہاتھ پھیرتا ذرلاشتہ خان پہ نظریں جمائے بولا، جس پہ وہ مدھم آواز میں معصومیت سے سب لڑکیوں سے پتا نہیں کیا بولتی انہیں وہاں سے لے کے رفو چکر ہو چکی تھی ۔۔ زرمینہ خان، وردہ خان، نگینہ خان اور روشنہ خان بھی ان سب لڑکوں کو مسکرا کے دیکھتی انہی کے پیچھے روانہ ہوئی۔۔۔ تاکہ اپنے بچوں کی نئی نویلی دلہنوں کو اس نئے نئے رشتے کے بارے میں نصیحتیں دے سکیں۔۔ مراد خان، حیدر خان، ہاشم خان اور جہانگیر خان تو ناشتہ کرتے ہی مردان خانے میں جا چکے تھے۔۔ میں کرلیتا ہوں کال۔۔۔ عالیان شاہ جو درام خان کے بال بگاڑ رہا تھا انکی بات میں حصہ لیتے ہوئے بولا،

جس پہ ساحر خان نے سر ہلایا تھا۔ نمبر بند جا رہا ہے۔۔۔ دو تین کالز کرنے کے بعد عالیان شاہ نے انہیں جواب دینے کے بعد درام خان کو اٹھا کے اپنی گود میں بٹھایا، جو اس کے سلکی گولڈن بالوں میں ہاتھ پھیرتا کھلکھلا رہا تھا۔

حد ہے لالہ ۔۔۔ سجاول خان نہ ہو گیا آپ کی محبوبہ ہو گئی، جس کے بغیر آپ کو کوئی چیز ہضم نہیں ہوتی۔۔ آ جائے گا۔ ہو گا یہی کہیں۔۔ رایان خان ، ساحر خان کا پریشان ہوتا چہرہ دیکھتے، جیلیس انداز میں بولتا اپنے آخری جملے پہ یہاں وہاں نظریں گھماتے گویا ہوا۔۔۔۔

محبوبہ میری صرف ایک ہی ہے جو تیری بہن اور میری بیوی ہے۔۔ اور یہی کہیں نہیں ہے وہ(سجاول) کیونکہ میں نے اسے خود پریشانی سے باہر کی طرف جاتے ہوئے دیکھا تھا ۔۔ ساحر خان بے باکی اور سنجیدگی کے ملے جلے تاثرات سے بولا، جس پہ رایان خان اور فارس خان کا چہرہ سرخ ہوا۔۔ جبکہ باقی سب کا مشترکہ قہقہ گونجا۔

یہاں کہیں اس لئے نہیں ہے کیونکہ کسی نے منہ جو نہیں لگایا ہو گا اسے۔۔۔ کیوں بے بی باس؟؟ عالیان شاہ زومعنی انداز میں بولتا، آخر میں درام خان کو آئیبرو آچکا کے دیکھتا شوخ لہجے میں بول کے اسے اوپر کو اچھال چکا تھا۔۔۔ درام خان اسکی بات کا مطلب سمجھے بغیر ہاں میں سر ہلاتے کھلکھلایا۔۔۔۔ جبکہ عالیان شاہ کی بات پہ باقی سب کا مشترکہ قہقہ گونجا، سوائے ضرار خان کے ۔۔ جس نے اسکی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے اپنی ہیزل آنکھیں گھمائی۔۔۔۔ عالیان شاہ دو ہی دنوں میں سجاول خان اور زرش خان کو بھانپ چکا تھا۔ وہ دونوں ہی بہت اتھری چیز تھے۔۔

ویسے لالہ آپ کو بھی کل آپ کی بیوی نے منہ نہیں لگایا ہو گا اسی لئے تو آپ کل ۔۔واشروم۔۔۔میں۔۔۔اس۔۔لڑکی۔۔۔کے۔۔۔ ساتھ۔۔۔ ابھی سعد خان عالیان شاہ کو دیکھ کے ہنستا ہوا اوور ایکٹنگ کرتے اپنی بات مکمل کرتا، جب داور خان نے اسکی بات کاٹی۔۔۔

تم سب ایک نمبر کے کمینے ہو۔۔ تم سب کی باتوں کی وجہ سے میرا بیٹا خراب ہو رہا ہے اور پھر تمہاری بہن کے طعنے مجھے سننے پڑتے ہیں۔۔ داور خان

نے عالیان شاہ کا سرخ ہوتا چہرہ دیکھتے سعد خان کو مصنوعی ڈپٹا۔۔ جس پہ ساحر خان اور سعد خان نے لب کاٹتے ہوئے اسکی طرف دیکھا۔۔۔

میرا شیر ابھی جائے گا اور پلوشہ سے جا کے پوچھے گا رایان چاچو پوچھ رہے ہیں کشمالا کب آئے گی!! ہے نا؟؟ داور خان نے عالیان شاہ سے درام خان کو پکڑتے ہوئے اسکے کان میں سرگوشی کی، تا کہ وہ ان سب کی مزید بے باک باتیں نہ سن سکے۔۔ مطلب اسکی دہکتی رگ پہ ہاتھ رکھا تھا، وہ جانتا تھا کشمالا کے ذکر پہ وہ ایک منٹ میں اپنے باپ کی بات پہ عمل کرتا ہوا پلوشہ خان کے پاس جائے گا اور درام خان نے بالکل ایسے ہی کیا۔۔ وہ باپ کے گالوں پہ اپنے چھوٹے چھوٹے موتیوں سے دانت گاڑتا زور زور سے ہاں میں سر ہلاتے تقریباً بھاگتے ہوئے یہاں سے غائب ہوا۔۔۔ اسکا رخ اب یقیناً اسی کمرے کی طرف تھا جہاں پہ پلوشہ خان تھی۔۔

اسے کیا ہوا ہے؟؟ عالیان شاہ نے بات کا رخ موڑنے کی غرض سے درام خان کو بھاگتے دیکھ کے اسکے بارے میں استفسار کیا۔۔۔

اسے چھوڑ یہ بتا تجھے کیا ہوا تھا؟؟ چھوٹے خان جلدی سے بتاؤ یہ کیا سین ہے؟؟ ساحر خان نے چالاکی سے ائیبر اچکاتے اس سے استفسار کیا۔۔۔ وہ پچھلے دو منٹ سے سعد خان کی بات پہ اسکی پھیلتی ہوئی ڈارک براؤن آنکھیں، سرخ ہوتا چہرہ ، اسکا یوں بات پلٹنا سب نوٹ کر چکا تھا۔۔

ابھی عالیان شاہ بات پھر سے پلٹتا جب سعد خان ساحر خان کے سوال پہ صوفے پہ پھیل کے لیٹتا ہنس ہنس کے لوٹ پوٹ ہوتا، سب کو کل کی عالیان شاہ کی اور اسکی " ڈوڈل ڈزی" کی پوری سٹوری مرچ مسالے لگا کے مزید رومانٹک بنا کے سناتا ان سب کو حیرانگی سے آنکھیں پھیلانے پہ مجبور کررہا تھا۔۔

ڈوڈل ڈزی نہیں ہے وہ" ڈزی ڈوڈل"۔۔۔ عالیان شاہ جو اسکے منہ سے ڈوڈل ڈزی سن کے شدید بدمزہ ہو رہا تھا، بالآخر وہ خود پر سے قابو کھوتا دل کی زبان منہ پہ لا چکا تھا۔۔ ابھی وہ اپنا جملہ مکمل کرتا، جب سب کی آئیبرو اچکاتی نظریں خود پہ دیکھتے اس نےاپنا جملہ ادھورا چھوڑتے اپنے گولڈن

سلکی بالوں میں ہاتھ پھیرتے سامنے سے پانی کا گلاس اٹھاتے ہوئے گٹا گٹ پیا۔

دیکھا ۔۔ دیکھا میں جھوٹ نہیں بولتا لالہ ۔۔آپ تو آپ سب کو یقین آ چکا ہے نہ میں سچ بول رہا ہوں۔۔ سعد خان جو جان بوجھ کے ڈزی ڈوڈل کو "ڈوڈل ڈزی " بول رہا تھا۔ عالیان شاہ کے جلدی سے تصیح کرنے پہ وہ اپنی ہنسی پہ قابو پاتا اپنی کرسٹل گرے آنکھوں کو ٹپٹپاتا ہوا معصومیت سے سب کو یقین دلانے والے انداز میں بولا۔۔ عالیان شاہ کا بس نہیں تھا وہ اسکا معصوم چہرہ اپنے بھاری ہاتھ کے چانٹوں سے سرخ کر دے جس کے پیٹ میں ایک بات نہیں بچتی تھی۔۔

اف اف ۔۔ ڈذی ڈوڈل۔۔ رایان خان ، ہنس ہنس کے لوٹ پوٹ ہوتا ضرار خان کا گال جان بوجھ کے زور زور سے کھینچتا ہوا گھمبیر آواز میں گویا ہوا۔۔۔

شاہ۔۔۔ مجھے۔۔ چھوڑیں۔۔ کوئی آ جائے گا۔۔۔ ضرار خان رایان خان کا اشارہ سمجھ کے اس کا ساتھ دیتا ہوا اپنی بھاری آواز کو باریک بناتا لڑکیوں کی طرح اٹکتے ہوئے نظریں جھکا کے بولا۔۔۔ جس پہ سب کا مشترکہ قہقہ گونجا، سوائے عالیان شاہ کے جو لب کاٹتا ہوا اپنی مسکراہٹ ضبط کر رہا تھا۔۔

شٹ اپ ایسا کچھ نہیں ہے۔۔ مجھے اب چلنا چاہیے میری بیوی میرا انتظار کر رہی ہو گی۔۔ عالیان شاہ ان سب کو گھور کے دیکھتا روعب سے بولتا، سعد خان پہ زور سے کشن پھینکتا صوفے سے جلدی سے کھڑا ہوتا وہاں سے نکلا تھا۔۔ ویسے بھی اسے کسی ضروری کام سے نکلنا تھا۔۔ عالیان شاہ کے تیزی سے جاتے ہی پھر سے سب کا مشترکہ قہقہ گونجا تھا۔۔ وہ سب خانزادے جیسے بات کی تہہ تک پہنچ چکے تھے۔۔

سب کی مائیں ان دونوں نئی نویلی دلہنوں کو بہت سی باتیں سمجھاتی انہیں سٹپٹاتا چھوڑتی، وہاں سے جا چکی تھی۔۔ ان کے جانے کے بعد زرلاشتہ خان ، گل بہار، بیا خان اور پری وش ہرا خان اور پلوشہ خان کی منہ دکھائی دیکھتی بے حد خوش ہو رہی تھیں ۔۔ جبکہ گل بہار تو ان دونوں کے شرمائے شرمائے

سے روپ اور اس پہ تضاد انکی گردنوں پہ ان کے شوہروں کی بے تابیوں کے نشان دیکھتی ان پہ معنی خیزی سے جملے کستی انہیں مزید سرخ پڑنے پہ مجبور کر رہی تھی۔ گل بہار کے بے باک جملوں پہ ہرا خان اور پلوشہ خان نے تھوک نگلتے ہوئے اپنے دوپٹے درست کیے۔۔۔ ابھی ان کی چھیڑ چھاڑ جاری تھی، جب درام خان ناک کرتا اندر داخل ہوا۔۔ درام خان کے اندر آتے ہی گل بہار نے اپنے بانجھے کو اٹھاتے ہوئے چٹا چٹ چوم ڈالا، جس پہ اس نے منہ بناتے ہوئے ماں کو دیکھا۔ وہ لڑکیوں میں کسی کے پیار جتانے سے اس قدر برا نہیں مناتا تھا، جتنا گل بہار کے پیار جتانے پہ جتاتا تھا۔ کیونکہ وہ اسے بہت شدتوں سے چومتی ہوئی پورا سرخ کر دیتی تھی۔۔ اتنا گندا منہ نہ بنایا کرو۔۔ آنی جان کو بھی بدلے میں کبھی کس کر دیا کرو۔۔ گل بہار اس کے منہ بنانے پہ اپنی تیکھی ناک چڑھاتی اپنا گال اسکے پاس کرتی نروٹھے پن سے بولی، جس پہ درام خان نے زبردستی مسکراتے ہوئے اسکے گال پہ ہلکے سے لب رکھے۔۔۔

اوکے آنی جان؟؟ ناؤ ہیلپ می گیٹ ڈاؤن (اب مجھے نیچے اتاریں)۔۔ درام خان جلدی سے بولا تا کہ اسکی آنی جان اسکی جسارت پہ اسے پھر سے چومتی ہوئی سرخ نہ کر دیں۔۔۔

میرا اپنا بیٹا آ جائے پھر دیکھو میں نے تمہیں منہ بھی نہیں لگانا۔۔ دیدہ (بیا خان) یہ اپنے شوخے بیٹے کو کوئی عقل سکھائیں ۔۔ ہر وقت منہ بنا کے رکھتا ہے میرے ساتھ۔۔ گل بہار تو مانو درام خان کی مزاحمت پہ تپتی ہوئی بیا خان سے گویا ہوئی۔۔ وہ انجانے میں اپنے بیٹے کا ذکر چھیڑ چکی تھی، جس پہ سب نے اسے معنی خیز نظروں سے دیکھا۔۔ گل بہار ان سب کے یوں دیکھنے پہ اپنے جملے پہ غور کرتی سرخ پڑی۔۔۔ بیا خان نے اپنی بہن کو پیار سے گلے سے لگاتے سرگوشی میں اسکی خواہش پوری ہونے کی دعا دی اور درام کو بھی پیار سے ڈپٹتا۔ کہ اپنی اتنی پیاری آنی جان سے منہ نہ بنا کے رکھا کرے، جس پہ وہ لاپرواہی سے پلوشہ خان کی طرف بڑھا۔۔ اور پھر اپنی طرف معصومیت سے زرلاشتہ خان کو تکتا پا کے بیا خان نے ہنستے ہوئے اپنے جنونی لالہ کی معصوم سی بیوی کو سینے سے لگاتے اسے بھی دعا دی، جس پہ وہ بے ساختہ جھینپی۔۔۔

KOH NOVELS URDU

میرا چھوٹا سا پٹھان۔۔۔ اپنے پاس آتے درام خان کو دیکھتے پلوشہ خان اسے اپنی گود میں بٹھاتی پیار سے اسکے گال چومتے ہوئے بولی، جس پہ وہ کھلکھلایا۔۔۔

پلوشہ۔۔۔ رایان چاچو پوچھ رہے ہیں کشمالا کب آئے گی؟؟ درام خان ایک دم سے سنجیدہ ہوتا، پلوشہ خان کے گول مٹول گال پہ ہاتھ رکھتا بے تابی سے بولا۔ جس پہ پلوشہ خان کی زبان تالو سے چپکی، سارے جسم کا خون سمٹتا ہوا منہ پہ آیا۔۔۔ جبکہ درام خان کی بات پہ باقی سب لڑکیوں نے پلوشہ خان کا سٹپٹپاتا ریکشن دیکھتے ہوئے زوردار قہقہہ لگایا۔۔۔ درام خان نے حیرانگی سے ان سب کو پاگلوں کی طرح ہنستے دیکھ کے پلوشہ خان سے مخاطب ہوتے پھر سے اپنا سوال دہرایا۔ جس پہ پلوشہ خان نے اس کے کان میں کوئی تین سالوں کی ڈیٹ دیتے ہوئے اسے پھر سے انتظار کی سولی پہ لٹکایا، جیسے وہ ہمیشہ لٹکاتی تھی۔۔ درام خان نے منہ لٹکاتے ہوئے پلوشہ خان کے کندھے سے سر ٹکایا۔

آپ بیٹھیے مسٹر خان!! میں خود جا سکتی ہوں ۔۔۔ زرش خان اسکے نرم لہجے پہ رسما مسکراتی ہوئی سنجیدگی سے بولی۔۔۔ بہرام خان نے اسکی بات پہ سر ہلاتے ہوئے ویٹر کو اشارے سے پاس بلایا۔۔۔

مادام کو واشروم کے راستے کے بارے میں گائیڈ کر دو۔۔ بہرام خان ویٹر کو معنی خیزی سے اشارہ کرتا پھر سے اپنی کرسی پہ بیٹھتا ایک فائل کو کھول کے اپنے سامنے رکھتا خود کو مصروف ظاہر کر رہا تھا۔۔ ویٹر نے یہی پہ کھڑے کھڑے زرش خان کو ہوٹل میں ہی موجود کمرے کا راستہ زبانی بتایا۔۔۔ ہوٹل کی پچھلی سائیڈ پہ کچھ کمرے بھی تھے جہاں پہ لوگ سٹے وغیرہ کر لیتے تھے۔۔ ہوٹل اتنا بڑا نہیں تھا لیکن کافی مشہور تھا۔۔

اب مجھے واشروم یوز کرنے کے لئے ہوٹل کی بیک سائیڈ پہ جانا پڑے گا؟؟ اتنے مہنگے ہوٹل میں کوئی سیپرٹ واشروم نہیں ہے؟؟ زرش ناگواری سے بولتی اپنی جیکٹ کو ٹشو سے صاف کر رہی تھی۔۔

میم دراصل یہاں پہ دو سیپرٹ واشروم ہیں لیکن ان دونوں میں ابھی پانی کا مسئلہ چل رہا ہے۔۔ آپ کو ہوٹل کے کمرے کا واشروم اس لئے دکھایا ہے، کیونکہ وہاں سے ابھی صبح ہی ایک فیملی نکلی ہے۔ لیکن وہ لوگ اپنا سامان یہی پہ بھول چکے ہیں۔۔ آپ چاہیں تو کچھ دیر کے لئے ان کی لیڈی کے کپڑے سوٹ کیس سے لے کے تبدیل کر سکی ہیں۔۔ ویٹر مؤدب انداز میں ہاتھ باندھے بولا، جس پہ زرش خان سر ہلاتی اسکے بتائے گئے کمرے کی طرف جا چکی تھی۔ زرش خان نے بھی سوچا کہ وہ وہاں سے کپڑے تبدیل کر لے گی، کیونکہ یہ لباس تو اس کا دھوتے دھوتے واقعی ہی گیلا ہو جائے گا۔۔

زرش خان کمرے میں آتے ہی اپنی جیکٹ اتارتے ہوئے کمرے کے واشروم کی طرف بڑھی۔

بہرام خان اسکے جانے کے بعد فائل کو ٹھپ سے بند کرتا استہزایا ہنسا۔۔ بہرام خان نے اپنا بلیک کوٹ اتار کے کرسی پہ پھینکتے سب کو ہوٹل کے مین دروازے پہ "بکڈ" کا کارڈ لگانے کو بولا، کیونکہ وہ یہ سارا ہوٹل آج کے لئے پرائیویٹ بک کروا چکا تھا۔۔

بہرام خان اپنی بلیک پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتا ریلیکس انداز میں سیٹی بجاتا، اسی کمرے کی طرف بڑھا تھا جہاں پہ زرش خان گئی تھی۔۔ بہرام خان نے کمرے میں آتے ہی اپنی وائٹ ڈریس شرٹ اتارتے ہوئے زمین پہ پھینکی۔۔۔ وہ دروازہ بند کرنے کے بعد اپنے کالے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا بیڈ پہ گرنے کے انداز میں بیٹھا۔۔۔

واشروم میں جیکٹ واش کرتی زرش خان نے ٹھٹکتے ہوئے پانی کا ٹونل بند کیا۔۔ اسے ایسا لگا جیسے کمرے میں کوئی آیا ہو۔۔۔ وہ تیزی سے واشروم کا دروازہ کھولتی باہر نکلی اور سامنے ہی بہرام خان کو بیڈ پہ شرٹ لیس دیکھتے اسکی ہوائیاں اڑی۔۔۔ اسکے چہرے پہ استہزایا مسکراہٹ دیکھتے زرش خان کو شدت سے کسی انہونی کا احساس ہوا۔۔۔ اسکے وجود میں جیسے کوئی کرنٹ سا دوڑا۔۔

یہ۔۔ کیا طریقہ ہے مسٹر خان؟؟ گیٹ لاسٹ فرام ہئیر۔۔۔ زرش خان اسکی طرف دیکھتی اپنے لہجے کو مضبوط بناتی دھاڑی۔۔

ہاہاہا۔۔ بہرام خان استہزایا قہقہ لگاتا بیڈ سے اٹھتے اسکی طرف بڑھا۔۔ اس نے زرش خان کو کہنی سے پکڑ کے ابھی اپنے پاس کھینچا ہی، جب اسکی آنکھوں میں ٹپکتی حوس کو دیکھتے زرش خان نے زور دار مکا اسکی آنکھ پہ جھڑا۔۔ اسکے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا یہ مکار میٹھا بولنے والا انسان ایسا نکلے گا۔ زرش خان کے مکے کی شدت سے بہرام خان کی گرفت اسکی کہنی پہ ڈھیلی پڑی۔۔ جس پہ زرش خان جلدی سے اپنا آپ چھڑواتی دروازے کی طرف بھاگی۔۔ وہ ابھی کمرے کا دروازہ کھول ہی رہی تھی، جب بہرام خان اپنی آنکھ ملتا ہوا جلدی سے اسکی طرف بڑھا۔۔ بہرام خان نے اسکی بل کھاتی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسکا رخ اپنی طرف موڑتے ہوئے اسے چٹاخ کی آواز کے ساتھ اسکے گال پہ زوردار تھپڑ جھڑا۔۔ تھپڑ اتنی شدت کا تھا کہ زرش خان کو اپنا سر گھومتا ہوا محسوس ہوا۔۔ بہرام خان اسے غلیظ گالیاں بکتا بیڈ پہ دھکا دے چکا تھا۔ زرش خان کو شاید ہی آج سے پہلے کبھی کسی چیز سے اتنا خوف محسوس ہوا ہوگا، جتنا اسے ابھی آج یہاں بند کمرے میں کسی نامحرم کے ساتھ ہو رہا تھا۔ وہ دل میں شدت سے اپنے مخافظوں کو پکار رہی تھی۔۔

"تمہاری ہمت کیسی ہوئی اتنے بیہودہ لباس میں یوں عورتوں والی سائیڈ سے نکلنے کی زرش خان؟"

"دوپٹا سر پہ اوڑھنے کے لئے اور خود کے وجود کو ڈھکنے کے لیے ہوتا ہے زرش خان! یوں گلے کی زینت بنانے کے لیے نہیں!! "

"تم کل سے اس طرح کے گھٹیا لباس میں میرے آفس میں قدم بھی نہیں رکھو گی ، سنا تم نے زرش خان؟؟!!"

"بھائی مائے فٹ۔۔ منگ ہو تم سجاول خانزادہ کی زرش زمان خان!!! "

"بہرام خان نے تمہیں فون کیوں کیا تھا زرش خان۔۔ جواب دو مجھے ڈیم اٹ؟؟؟"

"تم ایسی نہیں ہو، ان میں سے کچھ بھی نہیں ہو، سمجھی تم؟، یہ سب بکواس کی تھی سجاول خان نے ۔۔ تم میری خانم ہو۔۔ صرف سجاول خان کی خانم ۔"

“I don’t know what just is happening with me.... but I just can’t share u... u are mine... khanam.. I’m just in love with u... I love u and I really really do zarish khan..”

"خبردار !! خبردار جو تم نے میری خانم کا نام اپنی ناپاک زبان سے لینے کی جرات بھی کی تو!! نہیں تو تمہارے ٹکرے ٹکرے کر کےکتوں کے آگے ڈال دوں گا،"

"تمہیں میری بات سمجھ میں نہیں آئی تھی؟؟ میں نے منع کیا تھا نا تمہیں؟ کہ مجھے وہ سالا تمہارے آس پاس بھٹکتا بھی نظر نہ آئے تو پھر تم کس حق سے اس کی گاڑی میں بیٹھی تھی زرش خان ---- جواب دو مجھے؟؟ "

"زرش خان جس دن تم مجھ سے دور جانے کی غرض سے اس سوات کی پہنچ سے دور گئی، میں قسم کھاتا ہوں اسی وقت خود سے اپنی سانسیں چھین لوں گا--- اور بہرام خان تو کیا میں ہر اس شخص کے ٹکرے کر دوں گا۔ جس نے ہمارے درمیان آنے کی کوشش تو کیا ایسا سوچا بھی تو---- تم ایک دفعہ خود کو میرے نام کر کے تو دیکھو خانم اگر جو میں نے اپنا آپ تم پہ وار نہ دیا تو مجھے سجاول خانزادہ نہ کہنا۔۔ "

"مجھے لگتا ہے تمہیں خود کے لئے ایک برقعہ خرید لینا چاہیئے --- میں نہیں چاہتا تمہارے اس دمکتے روپ کو میری نظروں کے علاوہ کوئی آنکھیں دیکھیں "

"یہ گھٹیا ڈریسنگ کرنا کب چھوڑو گی تم؟ کس طرح سے تمہارے منہ لگ کے تمہیں بتاؤں کہ تمہارے ہاتھ تک پہ کسی کی نظر برداشت نہیں ہے مجھے۔۔ "

"جانتی ہو مجھے کتنی تکلیف ہوتی ہے ، جب تم میری بات رد کرتے ہوئے ضد سے مجھے نیچا دکھانے کے لئے ہر وہ کام کرتی ہو جو مجھے نا پسند ہو!! زرش تم مجھے کب سمجھو گی میں تم پہ تمہارا سایہ پتا نہیں کیسے برداشت کرتاہوں ، میرا بس چلے تو میں ان ہواؤں کو بھی تم سے ٹکرانے کے موقع نہ دوں ، ہر پل تمہیں خود میں قید کر لوں۔۔ اگر جو میں اس وقت ان مردوں کے

معجمے پہ نظر نہ ڈالتا جو ساری کی ساری تم پہ ٹکی ہوئی تھیں ، زرش خان باخدا میں آج بہرام خان کا قتل کر ۔۔۔"

سجاول خان کا ایک ایک لفظ اس کی سماعتوں میں گونجا، جب وہ اس کے لئے پوزسیسوو ہوتے ہوئے اپنا حق جتاتا تھا۔ اسے یہ آدھا ادھورا سا لباس پہننے سے منع کرتا تھا، لیکن وہ اس کی ہر بات کو منفی انداز میں لیتی اس سے الٹی لڑائی ڈال لیتی تھی۔۔ آنسو ٹوٹ ٹوٹ کے زرش خان کی گالوں پہ بہہ رہے تھے ۔۔ بہرام خان کو خود پہ جھکتا دیکھ کے زرش خان نے اسکے پیٹ میں زوردار ٹانگ مارتے اسے خود سے دور کیا۔۔

یو۔سالی۔۔۔بچ۔ب۔لڈ۔ڈ۔ی۔وومن۔۔۔ بہرام خان چیختا ہوا اسے ایک اور تھپڑ جھڑ چکا تھا، جو پھر سے بیڈ سے اٹھتی باہر کی جانب بھاگنے والی تھی۔۔ اسکے دونوں تھپڑ شدید تھے۔۔ زرش خان کے گال سرخ ہو چکے تھے ، دماغ کے آگے اندھیرا چھا رہا تھا۔ لیکن اسے ہمت نہیں ہاری تھی اور وہ نہیں ہار رہی تھی۔ اس نے اپنی پوری قوت سے خود کو بہرام خان سے چھڑواتے اسکے چہرے پہ ایک ساتھ دو مکے کھڑے تھے۔۔

تم جیسے گھٹیا اور غلیظ انسان میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے، جب تک میرا خدا اور میرے مخافظ میرے ساتھ ہیں۔۔ میں سجاول خان کی بیوی اور ضرار خانزادہ کی بہن ہوں کوئی گئی گزری لڑکی نہیں ہوں، جسے تم مرد جیسے چاہو استعمال کر کے پھینک دو۔۔ تمہاری اوقات تو یہی پہ ختم ہو چکی ہے بہرام خان کہ تم ایک لڑکی سے مار کھا رہے ہو۔۔ زرش خان اپنے ناخنوں سے اسکا چہرہ نوچتی شدید غصے سے غرائی۔۔۔ وہ بہرام خان کو خود سے دور کرتی کمرے کا لاک کھول چکی تھی لیکن باہر کھڑے چار سے پانچ ویٹرز کو شرٹ لیس دیکھتے زرش خان کے سر پہ حیرتوں کے پہار ٹوٹے تھے۔۔

پکڑو اس سالی کو۔۔ اسے ایسے ادھیڑ کے اس سجاول خان کے سامنے پھینکوں گا کہ وہ آئیندہ بہرام خان سے ٹکڑ لینے سے پہلے سو مرتبہ سوچے گا۔۔۔ اور جب اسے پتا چلے گا کہ اس کی بیوی ایک گینگ ریپ کا نشانہ بنی ہے تو یقیناً اسکی ساری اکڑ خود بخود ٹوٹ جائے گا۔۔ وہ کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہے گا۔۔۔ بہرام خان اپنے ناک اور منہ سے نکلتا خون صاف کرتے باہر

کھڑے ویٹرز کو دیکھتے ہوئے استہزایا قہقہ لگاتے ہوئے بولا۔۔۔ خود کی طرف بڑھتے ان ویٹرز کو دیکھتے زرش خان سمجھ چکی تھی، وہ سب بہرام خان کے ساتھ ملے ہوئے ہیں ۔۔ انہوں نے بہرام خان کے ساتھ مل کے اسے ٹریپ کر کے اس کمرے میں بھیجا ہے۔۔ زرش خان کا دل لرز اٹھا، بہرام خان کی غلیظ باتیں سن کے اور اپنے سامنے ان حوس ٹپکتی آنکھوں سے لبریز ان ہٹے کٹے ویٹرز کو دیکھ کے۔۔ ان کو اپنے طرف بڑھتا دیکھ کے اس نے بے ساختہ اپنے قدم پیچھے کی طرف لئے۔۔

خبردار ۔۔خبردار اگر ۔۔تم۔۔میں۔۔سے۔۔۔کسی۔۔۔نے ۔۔۔میری۔۔۔طرف۔۔۔ایک۔۔قدم۔۔بھی۔۔۔بڑھایا۔۔۔باخدا وہ تم لوگوں کو چھوڑے گا نہیں اگر تم میں سے کسی نے مجھے ہاتھ بھی لگایا تو۔۔۔ سجاول خان کے قہر سے بچو ۔۔ زرش خان ان سب کو دیکھ کے انگلی اٹھاتے ہوئے شدید غصے سے کانپتی چیخی تھی ۔۔

سجاول خان اپنی گاڑی کو اس سنسان سڑک پہ دوڑاتا ہوا اس ہوٹل تک پہنچا، جہاں پہ زرش خان کے فون کی لوکیشن شو ہو رہی تھی۔۔ سجاول خان کا دل پتا نہیں کس احساس کے تحت سینے کی دیواروں کو پٹکتا ہوا باہر نکلنے کو بے تاب ہو رہا تھا۔۔ سجاول خان گاڑی کا دروازہ دھاڑ سے بند کرتا لمبے لمبے ڈنگ بڑھتا اس ہوٹل کے مین دروازے تک آیا۔ لیکن باہر بکڈ کا کارڈ لگے دیکھ کے وہ شدید حیران ہوا تھا۔۔ اس نے ایک دفعہ پھر سے اپنا فون نکالتے ہوئے زرش خان کی لوکیشن چیک کی، جو ابھی بھی اسی ہوٹل کی شو ہو رہی تھی۔۔ بھلا زرش خان اس پورے ہوٹل کو بک کیوں کروائے گی؟ سجاول خان کی سمجھ سے باہر تھا۔۔ وہ تیزی سے دروازہ دکھیلتا اندر داخل ہوا۔۔ ہوٹل کو خالی دیکھتے ہوئے وہ حیرانگی سے ریسیپشن کی طرف بڑھا۔۔۔

سر یہ ہوٹل رات تک بکڈ ہے۔۔ آپ ہماری سروسز پھر کسی دن لے سکتے ہیں۔۔ سجاول خان کے کچھ بھی پوچھنے سے پہلے کاؤنٹر پہ بیٹھا لڑکا اسکی طرف دیکھتے ہوئے مؤدب انداز میں بولا۔۔۔

کس نے بک کروایا ہے یہ ہوٹل؟؟ سجاول خان نے اپنی بھاری روعب دار آواز میں استفسار کیا۔۔۔

سر مسٹر بہرام خان نے۔۔۔ اس لڑکے کے منہ سے مسٹر بہرام خان سنتے ہوئے سجاول خان کے سر پہ ہوٹل کی چھت گری تھی۔۔ اس نے اپنی ڈارک براؤن آنکھیں پھیلاتے ہوئے اس کاؤنٹر پہ بیٹھے لڑکے کیطرف دیکھا، جس نے اس کے کانوں میں صور پھونکا تھا۔۔کیا زرش خان صبح آج اس ہوٹل میں آئی تھی؟؟ سجاول خان نے دھڑکتے دل سے استفسار کیا۔۔۔نو سر ۔۔ اس نام کی کوئی بھی لڑکی آج صبح سے ہمارے ہوٹل میں نہیں آئی۔۔ وہ لڑکا بہت کانفیڈنس سے بولا۔۔

زرش خان کہاں ہے؟؟ وہ آج صبح ہی اس ہوٹل میں آئی تھی !! کہاں ہے وہ جلدی بول۔۔ تیرے پاس صرف پانچ سیکنڈ ہیں۔۔ سجاول خان اپنی بیلٹ سے گن نکالتا اس لڑکے کے ماتھے پہ رکھتے ہوئے دھاڑا۔۔۔ وہ لڑکا اسکے دھاڑنے پہ تضاد اس کی گن اپنے ماتھے پہ دیکھتا ہوا لرزا تھا۔۔ اس نے آنکھیں پھیلاتے ہوئے سجاول خان کی لہو رنگ آنکھوں میں دیکھا۔۔۔

آخری سیکنڈ۔۔۔ سجاول خان اس دفعہ وارن کرنے والے انداز میں دھاڑا۔ جس پہ اس لڑکے نے اسے جلدی سے اس کمرے کا راستہ زبانی بتایا، جہاں پہ زریش خان موجود تھی ۔۔ یہاں پہ کھڑا ایک ایک ویٹر سجاول خان کی روعب دار پرسنیلٹی اور اسکے دھاڑنے پہ بری طرح سے لرزا۔۔۔ اس کے منہ سے ہوٹل کی بیک سائیڈ کا ایڈریس سنتے سجاول خان کو اپنا دماغ مفلوج ہوتا ہوا محسوس ہوا۔۔ اس نے غصے سے اس لڑکے کے سر پہ اپنی پسٹل مار کے اسے زمین پہ پھینکتے، تیزی سے ہوٹل کی پچھلی طرف اپنے قدم بڑھائے۔۔۔

سجاول خان کا دل کسی سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا۔۔ وہ دھڑکتے دل سے ان کمروں کی چھان بین کرتا اپنی خانم کی تلاش میں پاگل ہو رہا تھا۔۔ اس نے ابھی تک جتنے بھی کمروں کے دروازے کھولے تھے، وہ تمام کمرے خالی تھے۔۔ کچھ آگے جاتے ہوئے سجاول خان کے کان میں اپنی خانم کے چیخنے چلانے کی آواز پڑی۔۔۔ وہ دیوانوں کی طرح اس کمرے کی طرف بھاگا۔۔۔ سجاول خان نے کمرے کا دروازہ کھولنا چاہا، لیکن وہ لاکڈ تھا۔۔ سجاول

خان نے شدید طیش کے عالم میں دروازے کے لاک پہ اپنی پسٹل کی الٹی سائیڈ مار کے اسے توڑتے ہوئے دروازہ کھولا اور سامنے کا منظر دیکھ کے سجاول خان کو اپنی ہستی ہلتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔ سجاول خان کو لگا وہ اگلی سانس نہیں لے پائے گا۔۔ اسے اپنے پورے وجود پہ چونٹیاں رینگتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔ سجاول خان کو لگا اس کے پیٹ میں کوئی گھونسے مار رہا ہو۔۔ اسے اپنے پورے وجود میں چھنگاڑیاں بھرتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔ جسم میں غصے سے شرارے پھوٹے تھے۔۔

رگوں میں خون کی جگہ جیسے بھڑکتا لاوا گردش کرنے لگا۔۔۔ سامنے چھ ہٹے کٹے نوجوان تھے اور ایک اسکی اکیلی چیختی چلاتی خانم۔۔

عشقِ ستم۔۔۔۔ قسط 88(پارٹ 2)

ان چھ ہٹے کٹے آدمیوں کے ساتھ بہرام خان کو بھی اپنی طرف بڑھتا دیکھ کے زرش خان پیچھے دیوار کی طرف الٹے قدم لے رہی تھی۔۔ الٹے قدم لیتی وہ پیچھے دیوار کے ساتھ چپک چکی تھی۔۔ اس نے پیچھے دیوار میں مزید گھسنا چاہا، لیکن دیوار میں مزید جگہ نہیں بچی تھی۔۔ چاہے وہ جتنی ہی مضبوط سہی لیکن تھی تو وہ ایک لڑکی ہی۔۔ وہ کیسے ان چھ آدمیوں کا مقابلہ کر سکتی تھی؟؟ وہ سب اس پہ بھیڑیوں کی طرح اکھٹے جھپٹے، لیکن زرش خان نیچے کی طرف جھکتی ہمت کر کے اپنے سامنے کھڑے دونوں مردوں کے پیٹ کی نچلی جگہ پہ ٹانگ مارتی خود کے لئے راستہ بناتی ان سے دور ہوتی پھر سے دروازے کی طرف بھاگی۔۔۔ لیکن بہرام خان برق رفتاری سے اسکی طرف بڑھتا اسکی سفید ٹی شرٹ کو بازو سے چاک کر گیا تھا۔۔۔ چھ ویٹر پھر سے اسکی طرف جھپٹے، جب سجاول خان دروازہ تقریباً توڑتا ہوا داخل ہوا۔۔۔ سامنے کا منظر دیکھتے ہوئے سجاول خان کی ڈارک براؤن آنکھوں میں وحشت کی لالی ٹپکی۔۔۔ اپنی خانم کی اتنی بری حالت دیکھتے ہوئے اسے اپنی ٹانگوں سے جان نکلتی محسوس ہوئی۔۔۔ سجاول خان نے بنا وقت ضائع کیے بہرام خان کے بازو میں گولی ماری، جس سے اس نے زرش خان کو اپنی گرفت میں لیا ہوا تھا۔۔ ٹھاہ کی آواز پورے کمرے میں گونجی۔۔۔ طیش و اشتعال

کے مارے سرخ چہرہ لئے سجاول خان کو دیکھتے، وہ سب اپنی اپنی جگہ ساکت ہوئے۔۔ زرش خان اپنے سامنے اپنے مخافظ شوہر کو دیکھتی پھوٹ پھوٹ کے روئی، وہ جو کب سے ہمت کرتی خود کو ان درندوں سے آزاد کروانے کی تگ و دو کررہی تھی۔۔ سجاول خان کو دیکھتے اس کی ساری ہمت دور جا سوئی۔۔۔ وہ اپنے خاناں کو دیکھتی ایک کمزور لڑکی بن چکی تھی، جیسے اب صرف اس کے رحم و کرم پہ ہو۔۔ بازو میں گولی لگنے کی وجہ سے بہرام خان کی زرش خان پہ گرفت ڈھیلی پڑی۔۔۔ زرش خان دھاڑیں مار مار کے روتی ہوئی سجاول خان کے پاس بھاگنے والی تھی، جب ایک ہٹے کٹے ویٹر نے اسے بازو سے دبوچتے ہوئے خود کے قریب کرتے اسکی ٹی شرٹ کو مزید چاک کرنا چاہا۔ لیکن سجاول خان اپنی بندوق سے اسکی شہہ رگ اڑا چکا تھا۔۔ سجاول خان کا نشانہ ہمیشہ سے بہت پکا تھا، اس کا نشانہ آج تک نہیں چونکا تھا۔۔ سجاول خان کے نشانے پہ باقی سب ویٹرز پہ لرزش تاری ہوئی۔۔۔ زرش خان ایک بار پھر سے گولی کی تیز آواز سنتی چیختی ہوئی سجاول خان کے سینے میں جا کے سمائی۔۔۔ وہ جو بندوقوں اور گولیوں کی شوقین تھی ، آج وہ اسی گولی سے بچوں کی طرح ڈرتی ہوئی سجاول خان کے سینے میں گھس جانا چاہتی تھی۔ جو اس کے بالوں میں اپنی انگلیاں سہلا کے اسے خود سے دور کرتا، اپنی بلیک جیکٹ اتار کے اس پہ پھینکتا زمین پہ لیٹے بہرام خان کی طرف بڑا۔ جو اپنا بازو پکڑے سجاول خان اور زرش خان کو گالیاں بکتا ہوا زمین پہ لیٹ چکا تھا۔۔ زرش خان نے تیزی سے سجاول خان کی جیکٹ پہنتے ہوئے خود کو چھپایا۔۔ وہ لرزتی ہوئی اپنے سینے پہ ہاتھ باندھ چکی تھی۔۔

میں نے تجھے منع کیا تھا نا بہرام خان کہ میری خانم کے پاس جانا تو دور اس کا نام لینے کی بھی غلطی دوبارہ اپنی زندگی میں کبھی مت کرنا۔۔ تو پھر تیری ہمت کیسے ہوئی میری خانم کے نزدیک جانے کی ؟؟ اسے اپنی درندگی کا نشانہ بنانے کا سوچنے کی غلطی بھی کیسے کی تو نے ح۔ر۔ا۔م۔ز۔ا۔د۔ے۔۔۔ سجاول خان بہرام خان کے گلے کو اپنے دونوں ہاتھوں سے دبوچتا اپنی پوری قوت سے دھاڑا۔۔۔ ویٹرز جو یہاں سے بھاگنے والے تھے، سجاول خان ان سب کی ٹانگوں پہ دھڑا دھڑ فائر کرتا انہیں زمین پہ گرا چکا تھا۔۔

KOH NOVELS - URDU

یہ۔سالی۔۔۔خود۔۔آئی۔۔تھی۔۔ میرے۔۔پاس۔۔ اپنی۔۔تڑپ۔۔مٹانے۔۔۔ ابھی بہرام خان گھٹی ہوئی آواز میں اپنا پورا زور لگاتا غلیظ جملہ مکمل کرتا، جب سجاول خان بہرام خان کا سر پیچھے دیوار پہ مارتا ہوا دھاڑا۔۔۔

بکواس بند کر اپنی سالے ۔۔ حبیس۔۔درندے۔۔ خبردار ۔۔خبردار جو تو نے میری پاک خانم کے خلاف ایک لفظ بھی اپنی غلیظ زبان سے نکالا ۔۔ زبان تو میں تیری ویسے بھی کاٹوں گا بہرام خان، لیکن اگر تو نے مزید میری خانم کے بارے میں ایک لفظ بھی اپنی زبان سے نکالا۔ تو لوگ تو زندگی تنگ کرتے ہیں سجاول خان تجھ پہ موت تنگ کر دے گا۔۔ سجاول خان اسکا سر بار بار دیوار سے مارتا اپنی پوری قوت سے حلق کے بل دھاڑا۔۔۔ سجاول خان کے منہ سے خود کے لئے اتنے مان بھرے الفاظ سنتے زرش خان کی ہیزل آنکھوں سے آنسو ٹپکتے ہوئے گالوں پہ گرے۔۔۔ سجاول خان بہرام خان کا سر خون و خون کرتا زمین سے کھڑا ہوا۔۔۔ سجاول خان نے اپنی بیلٹ نکالتے ان سب ویٹرز کو بری طرح سے دھنکنا شروع کیا۔۔۔ بہرام خان کو اپنے دماغ کے آگے اندھیرا چھاتا محسوس ہو رہا تھا۔۔ اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ زمین سے ہل بھی سکے اور وہی پہ سجاول خان دوسرے درندوں کی حالت اس سے بھی بدتر کر چکا تھا۔۔

سجاول خان ان سب کو دھنکنے کے بعد اپنا بیلٹ پھینکتا ہوا زرش خان کی طرف بڑھا، جو بلند آواز میں روتی ہوئی کانپتی جا رہی تھی۔۔

بہرام خان تو جو میری پاک خانم پہ ایک بھی ناپاک الزام لگائے تو سجاول خانزادہ دس بار اپنی خانم کے ہونٹ چوم لے۔۔۔ یہی سے اندازہ لگا لے کہ تیرا ہر پلین تیری ہر سازش بیکار جا چکی ہے ، تو اپنی ہوس اور بے فضول بدلے کی آگ میں خالی ہاتھ رہ چکا ہے۔۔۔ لیکن سجاول خان تیرے ان خالی ہاتھوں پہ ترس کھائے بغیر ان کی ایک ایک انگلی اپنے ہاتھوں سے توڑدے گا۔۔ سجاول خان اپنی غصے کی لالی لیے ڈارک براؤن آنکھوں سے بہرام خان کو دیکھ کے غصے سے دھاڑتا، زرش خان کی کمر میں ہاتھ ڈالتے ہوئے اسے خود کے قریب کھینچتے ان سب کے سامنے اپنی خانم کے لبوں کو اپنی قید میں لے چکا تھا۔۔ زرش خان کی آنکھیں پھیلی۔۔۔ اس نے اسکے شدت بھرے لمس پہ اس کی سفید ٹی شرٹ کو اپنی مٹھیوں میں جھکڑا۔۔ سجاول خان کے

لمس میں کیا کچھ نہیں تھا؟ غصہ، جنون، کھونے کا ڈر، دیوانگی۔۔ وہ اسکی تھپڑوں سے سرخ گالوں پہ ہاتھ رکھتا اسکے ہونٹوں کو دیوانوں کی طرح چوم رہا تھا۔۔ بہرام خان نے سجاول خان کی باتوں پہ تضاد اس منظر کو دیکھتے طیش و اشتعال سے اپنی پنڈلی میں فٹ گن کو بمشکل نکالتے سجاول خان پہ فائر کرنا چاہا، جب وہ زرش خان کے ہونٹوں کو مزید مظبوطی سے اپنے لبوں میں جھکڑتا بہرام خان کے ہاتھ پہ فائر کر چکا تھا۔۔ بہرام خان کے ہاتھ سے بندوق دور جا گری۔۔ اس نے کراہتے ہوئے انہیں مزید گالیاں بکیں۔۔۔ سجاول خان کے لمس پہ زرش خان نے اپنی آنسو بہاتی آنکھوں کو میچتے اسکے لبوں کو بے حد پیار سے چوما، جو ان سب کے سامنے اس کے ہونٹ بے تابی سے چومتا اسے اپنے الفاظ سے معتبر کر چکا تھا۔۔ زرش خان کی پیش قدمی پہ سجاول خان غیر محسوس انداز میں اسکے نچلے لب پہ دانت گاڑتا اس سے دور ہوا۔۔۔ زرش خان کے گالوں پہ تھپڑوں کے نشان دیکھتے، سجاول خان نے شدید طیش کے عالم میں بہرام خان کے چہرے پہ مکوں کی برسات شروع کی۔۔۔

تیری اتنی ہمت تو میری خانم پہ ہاتھ اٹھائے بہرام خان؟؟ میں تیرا اور تم سب کا وہ حال کروں گا کہ تم سب کی سات نسلیں یاد رکھیں گی۔۔۔ کہ تم میں سے کسی کا پالا سجاول مراد خانزادہ سے پڑا تھا۔۔ سجاول خان ان سب کی طرف دیکھتا اپنی پوری قوت سے غصے سے دھاڑا۔ سجاول خان نے بہرام خان کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں جھکڑتے ایک جھٹکے سے کرک کی آواز کے ساتھ اسکی انگلیاں توڑی۔۔۔ کمرے میں بہرام خان کی چیخیں بلند ہوئی۔۔۔

بہرام خان کو لگا اس کی آخری سانسیں چل رہی ہوں ۔۔ اس نے اتنے گنہگار ہوتے ہوئے بھی دل میں شدت سے اللہ سے دعا کی کہ وہ مرنے سے پہلے اپنے جگر(عالیان شاہ) کو ایک نظر دیکھ لے۔۔ وہ دل میں قبول کر چکا تھا کہ وہ کبھی بھی ان دونوں کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کر سکتا ۔۔ سجاول خان کا اپنی خانم پہ اتنا پختہ یقین ، اسے دیوانوں کی طرح اسکے ہونٹ چومتے دیکھ کے بہرام خان جو پہلے طیش کے عالم میں آپے سے باہر ہوا تھا۔۔ سجاول خان سے مار پیٹ کھانے کے بعد اسے اندازہ ہوا کہ اس سب میں اسے کیا حاصل ہوا؟؟ وہ دونوں تو پھر ایک دوسرے کے تھے۔۔ سجاول خان کی اکڑ

ابھی بھی ویسی ہی تھی--- وہ ہنوز شیر تھا اور اسکی خانم شیرنی۔ وہ کیا تھا ایک بھیڑیا ایک درندہ ؟ جس سے اپنا ایک بدلہ بھی ٹھیک سے نہیں لیا گیا تھا ۔ اس نے ایک لڑکی کی عزت لوٹنے کے لئے دوسروں کا سہارا لیتے اسے ٹریپ کیا، لیکن وہ پھر شیر کی شیرنی نکلی۔ اس نے اسکا منہ اپنے ناخنوں سے نوچ ڈالا، لیکن اسے خود کے قریب نہیں آنے دیا تھا--- اس کے دماغ میں عالیان شاہ کی وہ ساری نصیحتیں گونجی، جب جب وہ اسے سمجھاتا تھا اور وہ لاپرواہی برتتا ہوا ایک کان سے سن کے دوسرے کان سے نکال دیتا تھا۔

عالی---- بہرام خان نے غنودگی میں جاتے زیر لب عالیان شاہ کو پکارا، جو ہمیشہ اسے ہر سرد و گرم ہوا سے بچاتا تھا۔

اپنے آدمیوں کو فون کرنے بعد سجاول خان بہرام خان اور ان چاروں ویٹرز کو اپنے فارم ہاؤس پہنچا چکا تھا۔ ایک ویٹر کی گردن میں گولی لگی تھی وہ اسی وقت مر چکا تھا۔ جب کہ باہر کھڑے ویٹر کب سے ہوٹل کو کھلا چھوڑ کے اپنی جان بچاتے وہاں سے بھاگ چکے تھے ۔۔ ان سب کو فارم ہاؤس پہچانے کے بعد سجاول خان نے اپنا رخ زرش خان کی طرف موڑا، جو اسکی پشت کے پیچھے چھپی اپنی ہیزل آنکھوں سے آنسو بہائے جا رہی تھی۔ اس کا چہرہ شرمندگی سے سرخ تھا۔ سجاول خان پیر کی ٹھوکر سے دروازہ زور سے بند کرتے زرش خان کو بیڈ پہ گراتا ہوا اسکے اوپر لیٹا تھا--- سجاول خان نے اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کے اسے اوپر اٹھاتے ہوئے اتنی زور سے اپنے سینے میں بھینچا کہ زرش خان کو لگا اسکی پسلیاں ٹوٹ جائیں گی۔ زرش خان نے آنسو بہاتے ہوئے اسکی گردن کے گرد اپنا حصار باندھا---- دونوں کے دل ایک ہی لے پہ دھڑکتے ہوئے پاگل ہو رہے تھے۔ دونوں نے ایک دوسرے کے گرد حصار ایسے باندھ رکھا تھا، جیسے ابھی ایک دوسرے سے دور ہوئے تو ایک دوسرے کو کھو دیں گے۔ سجاول خان اس کی ہچکیوں پہ ہوش میں آتا اچانک سے زرش خان سے دور ہوا--- اسکے چہرے پہ تکلیف کے تاثرات نے پھر سے شدید غصے نے جگہ لی تھی۔ اس نے شدید طیش کے عالم میں اس پر سے اپنی کالی جیکٹ اتاری--- ٹائٹ سفید ٹی شرٹ کی پھٹی آستین کے ساتھ اسکے رعنائیاں چھلکتے وجود کو دیکھتے سجاول خان نے اپنے بال شدید

غصے سے نوچے۔۔۔ وہ ان سب کے سامنے اس حالت میں موجود تھی؟؟
چھوٹی سی ٹی شرٹ کے ساتھ بلیو ٹائٹ جینز میں؟؟

آہہ۔۔ زرش خان!! تم سجاول خان کی عزت اسکی غیرت ہوتے ہوئے میرے اتنا منع کرنے کے باوجود کیسے اس طرح کا لباس زیب تن کر سکتی ہو؟ کیسے بہرام خان جیسے غلیظ شخص کے ٹریپ میں آ سکتی ہو ؟ زرش خان وہ چھ مرد تھے۔۔۔ چھ مرد۔۔ جانتی ہو اگر میں یہاں نہ آتا تو وہ تمہاری عزت لوٹ لیتے ۔۔۔ تم پہ درندوں کی طرح پل پڑتے۔۔ تمہارے اتنے خوبصورت وجود کو ایک پل میں نوچ کے روند ڈالتے، جس کی گہرائیوں کو ابھی تک تمہارے محرم نے نظر بھر کے دیکھا تک نہیں ۔۔ زرش خان میں جیتے جی مر جاتا بالکل اسی دن کی طرح، جس دن میں اپنی مورے ملالہ خان کو خون میں لت پت دیکھ کے جیتے جی مرا تھا۔۔ تم نے مجھے ہمیشہ تکلیف دی ہے زرش خان۔ مانا میں نے بے حسی کی حد کرتے ہوئے تمہیں ریجیکٹ کیا تھا، لیکن تم نے میرے ضبط کا امتحان لیتے ہوئے مجھے تڑپایا ہے۔۔ مجھے بتاؤ زرش خان میں ایک خانزادہ ہوتے ہوئے کیسے تمہارے اتنے بولڈ انداز میں کیے گئے پرپوزل کو چپ چاپ قبول کر سکتا تھا؟ زرش خان میں وہ انسان تھا جس نے آج تک اپنی ماں کو کسی غیر مرد کے سامنے پردے کے بغیر نہیں دیکھا تھا۔ اپنے گھر کی عزتوں کا اپنے سامنے کبھی دوپٹا اترا نہیں دیکھا تھا۔ میں کیسے تمہیں ٹی شرٹ اور جینز کے لباس میں قبول کر سکتا تھا؟؟ زرش خان میں وہ انسان ہوں جو اپنی چیزوں پہ کسی کا سایہ تک برداشت نہیں کرتا، تو مجھے بتاؤ میں کیسے اپنی عورت پہ سب کی غلیظ نظریں برداشت کر سکتا تھا؟؟ تم تو مجھ سے عشق کرتی تھی زرش خان تم کیسے ۔۔۔ آخر کیسے اپنے عشق کو اتنی تکلیف دے سکتی ہو۔۔ کیسے مجھے نیچا دکھانے کے لئے بہرام خان سے ملنے کی حامی بھر سکتی ہو؟؟۔۔ کیا اپنا سینا چیر کے دکھاؤ کے کتنی تکلیف ہوئی تھی، ان سب درندوں کو تم پہ جھپٹتا دیکھ کے؟؟ سجاول خان سائیڈ ٹیبل پہ پڑے واس کو زور سے دیوار پہ مارتا حلق کے بل دھاڑا۔۔۔ سجاول خان نے اپنا آخری جملہ بولتے نیچے زمین سے ٹوٹے ہوئے واس کا شیشہ تھامتے ہوئے اپنے سینے پہ زور سے پھیرا، جیسے اسے واقعی ہی اپنا سینا چیر کے دکھانا چاہتا ہو۔۔ زرش خان اسکی حرکت پہ تڑپ کے چیخیں مارتی، بیڈ سے اٹھی۔۔۔

اس نے اپنی پوری قوت سے سجاول خان کے ہاتھ سے کانچ پکڑنے کی ناکام کوشش کی، جو اسے خود سے دور جھٹکتا جنونی انداز میں اپنے سینے پہ پھر سے وہ کانچ پھیر چکا تھا۔۔ سجاول خان کی سفید ٹی شرٹ سینے سے خون سے رنگ چکی تھی۔۔

تمہیں تمہاری خانم کی قسم ہے خاناں ۔۔۔ نہیں۔۔۔اب نہیں کرنا۔۔یہ ۔۔ یہ شیشہ پھینک دو۔۔ تم جیسا کہو۔ گے میں ویسا کروں گی۔۔۔ خاناں میں مر جاؤں گی اگر تمہیں کچھ ہوا!!۔۔ زرش خان اپنی جگہ سے اچھلتی اپنے سینے پہ ہاتھ رکھتی بری طرح سے چیخی۔۔۔۔

سجاول خان نے اسکی قسم پہ جھٹکے سے یہ کانچ نیچے زمین پہ پھینکا۔۔۔ وہ جو اتنے دنوں سے اسکے منہ سے "خاناں" سننے کے لئے تڑپ رہا تھا، اس وقت اس کے دل میں کوئی جزبہ نہیں آیا تھا۔۔ وہ آج واقعی ہی خود کو ختم کر لینا چاہتا تھا، وہ تنگ آ چکا تھا اپنی نہوست بھری زندگی سے۔۔

تمہیں میری ہر بات پابندی اور اپنے گلے میں توک محسوس ہوتی تھی نا زرش خان؟ میں آج سے تمہیں اپنی ہر پابندی سے آزاد کرتا ہوں۔۔ میں تمہارے ہر معاملے سے دستبردار ہوتا ہوں ۔۔ تم رخصتی ایک ہفتہ لیٹ رکھنا چاہتی تھی؟ اب اگر تم رخصتی کل بھی کروا لو تو میں تمہارے بدن کو حاصل کرنے کی غرض سے کبھی بھی تمہارے قریب نہیں جاؤں گا۔۔ تم سجاول خان کو پہچاننے میں بہت دیر کر چکی ہو زرش خان ۔۔ اور تمہیں یہ دیر بہت مہنگی پڑے گی۔۔۔ سجاول خان اپنی لال انگارہ ہوتی آنکھوں کو زرش خان کی ہیزل رنگ آنکھوں میں گاڑتا بے حد سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔۔ زرش خان روتی ہوئی اسکے سینے سے لپٹی۔۔۔

تم۔۔تم۔۔ہر چیز سے یوں بری الزمہ نہیں ہو سکتے سجاول خان ۔۔ تم خود کو یوں تکلیف دینے والے ہوتے کون ہو؟؟ میرا حق ہے تم پہ ۔۔ میری ملکیت ہو تم سجاول خان۔۔ میں تمہارے ہاتھ توڑ دوں گی آئیندہ جو تم نے خود کو کھڑوچ بھی دی تو!! زرش خان اس کے سینے سے سر اٹھا کے اسکی ڈارک براؤن آنکھوں میں اپنی ہیزل رنگ آنکھیں گاڑتی شدید غصے اور تکلیف سے دھاڑتی، اسکے پیروں پہ پیر رکھ کے اسکے گلے میں اپنی بانہوں کا ہار

پہناتی اسکے گلابی ہونٹوں کو اپنی گرفت میں لے چکی تھی۔۔ اسکے نرم لمس کو اپنے ہونٹوں پہ پاتے ہی سجاول خان کا دل سینے کی دیواریں پٹکتا ہوا باہر نکلنے کو بے تاب ہوا، لیکن اس نے اسکی پیش قدمی میں اسکا بالکل بھی ساتھ نہیں دیا۔۔۔ زرش خان نے اسے یوں بے حس و حرکت دیکھتے شدید غصے سے اسکی خون سے رنگی سفید ٹی شرٹ کو اپنے ہاتھوں سے چاک کرتے اسکے ہونٹوں پہ اپنی گرفت مضبوط کی۔۔ اسکی اداؤں کے آگے سجاول خان کو اپنا آپ ہارتا محسوس ہوا، لیکن اس نے اپنے جذبات کو زنجیریں ڈالتے مزید کوئی بھی پیش قدمی کرنے سے خود کو روکا۔۔ زرش خان بالآخر اسکے ہونٹوں پہ زور سے اپنے دانت گاڑتی اس سے دور ہوئی۔ زرش خان نے اسکی ٹی شرٹ سے اسکے سینے کے زخموں سے رستا ہوا خون نم آنکھوں سے صاف کرتے اسکے سینے پہ جگہ جگہ اپنے لبوں سے مرحم رکھا۔۔ سجاول خان کو اپنے سینے پہ ٹھنڈے پانی کی پھوار پڑتی ہوئی محسوس ہوئی جیسے۔۔۔ اس نے اپنا نچلہ لب بے دردی سے کاٹتے اپنی مٹھیاں بھینچی۔۔۔ اسکی بیوی اسے اسے اپنے سامنے جھکانے اور اپنی باتوں سے مکرنے پہ بری طرح سے مجبور کر رہی تھی۔۔ لیکن سجاول خان کو مجبور نہیں ہونا تھا اور وہ نہیں ہوا تھا۔۔ اسکا غصہ اسکے دماغ کو چڑھ چکا تھا جو بہت مشکل سے اترنا تھا۔۔ اسکے سینے کو پیار سے چومتی زرش خان اچانک سے اسکی باہوں میں جھول چکی تھی۔۔ سجاول خان نے شدید پریشانی سے اپنی آنکھوں کو پھیلاتے تیزی سے اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے نیچے گرنے سے بچایا۔۔۔

خانم ۔۔۔ سجاول خان نے اس کے یوں بے ہوش ہونے پہ دیوانوں کی طرح اسے پکارا۔۔۔ لیکن جواب ندارد ۔۔ زرش خان کا پورا جسم آگ سا تپ رہا تھا، جبکہ ہاتھ پیر برف کی طرح ٹھنڈے پڑ رہے تھے۔۔ سجاول خان نے اسے اپنی گود میں اٹھاتے ہوئے جلدی سے بیڈ پہ لٹایا۔۔۔۔

خانم۔۔۔ خاناں کی جان۔۔۔ سجاول خان نے اسکے ہاتھ پیر رب کرتے ہوئے اسے دھڑکتے دل سے پکارا۔۔۔ اسے کھونے کا ڈر سجاول خان کے پورے وجود میں سرائیت کرنے لگا۔۔ سجاول خان اسکی مدھم پڑتی سانسوں کو محسوس کرتا اسکے ہاتھ پیر چھوڑتا ہوا اسکے دائیں بائیں رکھتا اسکے ہونٹوں پہ جھک چکا تھا۔۔ سجاول خان نے اسکے ہونٹوں کو اپنی گرفت میں لئے اپنی ایک ایک

سانس اس کے سینے میں اتارتے اسکی دھڑکنوں کو نارمل کرتے اسے پھر سے پکارا۔۔۔ لیکن زرش خان کو ہنوز ہوش نہیں آیا تھا۔ سجاول خان نے اسکے گالوں کو پیار سے چومتے اسکی آنسوؤں سے لبریز بند آنکھوں کو شدت سے چومتے اس کمرے کی الماری کی طرف قدم بڑھائے۔۔۔ الماری بالکل خالی تھی۔ سجاول خان ابھی الماری کے پٹ بند کر رہا تھا، جب اسکی نظر کچھ فاصلے پہ پڑے سوٹ کیسوں پہ پڑی۔ سجاول خان نے تیزی سے انکی طرف قدم بڑھاتے ان میں سے ایک سوٹ کیس کھولا۔۔۔ ان میں کافی ایسٹرن اور ویسٹرن کپڑے موجود تھے۔ شاید کوئی یہاں پہ اپنا سامان چھوڑ کے جا چکا تھا۔ سجاول خان نے بنا وقت ضائع کئے زرش خان کے لئے ایک سادہ سی نیوی بلیو شلوار قمیض اٹھائی۔۔۔

سوٹ کیس کو واپس سے بند کرنے میں وقت ضائع کئے بنا سجاول خان نے اپنے قدم زرش خان کی طرف بڑھائے۔۔۔ سجاول خان نے کمرے کی لائٹس آف کرنے کے بعد نرمی سے اپنی خانم کے کپڑے تبدیل کروائے۔۔۔ سجاول خان کے مطابق وہ زیادہ سٹریس کی وجہ سے بے ہوش ہو چکی تھی۔ سجاول خان نے اسے لباس تبدیل کروانے کے بعد پھر سے لائٹس آن کی۔۔۔ اس نیوی بلیو شلوار قمیض میں زرش خان کا نازک سراپا دھمک رہا تھا ۔ وہ لباس اسے کافی فٹ تھا۔ سجاول خان نے پھر سے سوٹ کیس کی طرف قدم بڑھاتے زرش خان کے لئے کوئی گرم بڑی سی چادر تلاش کی اور اسے کچھ ہی دیر میں اسکے لئے ایک بڑی سی گرم کالی شال مل چکی تھی۔ سجاول خان نے ایک نظر خود پہ ڈالتے اپنے شرٹ لیس زخمی سینے کو دیکھ کے لب کاٹتے ہوئے دوسرے سوٹ کیس کو کھولتے اپنے لئے کوئی ٹی شرٹ تلاشی، لیکن اس میں اسکے باڈی بلڈر وجود کے لئے کوئی بھی ٹی شرٹ قابل قبول نہیں تھی۔۔۔ سجاول خان نے گہری سانس بھرتے اپنی کالی جیکٹ کو تیزی سے پہنتے اسکی زپ گردن تک بند کی۔۔۔ زرش خان کو مکمل طور پہ چادر میں لپیٹتا، وہ اسے اپنے سینے میں سختی سے بھینچتا اس کمرے سے باہر نکلا تھا۔

عالیان شاہ نے سوچا کہ وہ آج بہرام خان کی تلاش میں نکلے گا، جو پچھلے کتنے دنوں سے ناجانے کیوں اپنا فون بند کئے ہوئے تھا۔۔۔ عالیان شاہ کو جہاں

جہاں بہرام خان کے ہونے کا امکان تھا اس نے وہاں وہاں اسے تلاش کیا، لیکن وہ اسے نہیں ملا تھا۔ بہرام خان کی تلاش کے دوران سڑک پار کرتا ہوئے عالیان شاہ کا ہاتھ کسی بائیک کے ساتھ ٹکراتا ہوا شدید زخمی ہوا۔۔۔ بائیک والا کافی سپیڈ میں تھا۔ اس نے ٹریفک کی وجہ سے گاڑی دوسری طرف کھڑی کی تھی۔۔عالیان شاہ کا ہاتھ بہت مشکل سے حرکت کر رہا تھا، اسکا سرخ و سفید دائیاں ہاتھ خون و خون ہو چکا تھا۔ بائیک والا تو عالیان شاہ کی روعب دار شخصیت دیکھتا اس سے معافی ترلوں پہ آ چکا تھا، لیکن عالیان شاہ نے اسے بنا کچھ کہے ہاتھ کے اشارے سے جانے دیا۔۔۔

عالیان شاہ نے اپنی گاڑی تک آتے اپنے دائیں ہاتھ سے دروازہ کھولنے کی ناکام کوشش کی، جب اسکے گاڑی کے بالکل پاس آ کے ایک گاڑی نے بریک لگائی۔۔۔ وہ گاڑی انابیہ خان کی تھی۔ انابیہ خان جو ایمرجنسی کی وجہ سے کسی پیشنٹ کو چیک کرنے کے لئے اپنے ہاسپٹل جا رہی تھی۔ وہ سامنے گاڑی کا دروازہ کھولتے عالیان شاہ کو دیکھتے ہوئے اپنی گاڑی کی رفتار تیز کر چکی تھی، کیونکہ انابیہ خان کی نظر اسکے لہو لہان ہاتھ پہ پڑ چکی تھی۔ وہ تڑپی تھی ۔ انابیہ خان جھٹکے سے اپنی گاڑی کا دروازہ کھولتی ہوئی اسکی طرف بڑھی۔۔۔

شاہ۔۔۔ انابیہ خان نے اسکی پشت پہ کھڑے ہوتے اسے تڑپتے ہوئے پکارا۔۔۔ عالیان شاہ نے ٹھٹکتے ہوئے اپنا رخ موڑا۔۔ وہ "ڈزی ڈوڈل" کی آواز پہچان چکا تھا۔ عالیان شاہ اپنے سامنے آنسوؤں سے بھری لبالب گولڈن آنکھوں والی انابیہ خان کو روتے دیکھ کے حیران ہوا۔۔۔

تم یہاں؟؟ عالیان شاہ نے حیرانگی سے آئیبرو اچکاتے استفسار کیا۔۔۔

شاہ ۔۔آپ۔۔کا۔۔ہاتھ۔ وہ اپنے آنسوؤں پہ قابو پانے کی ناکام کوشش کرتی، عالیان شاہ کا زخمی ہاتھ تھام چکی تھی۔۔۔ وہ اپنی ہر ادا سے عالیان شاہ کو حیران کرتی اور ابھی بھی کر رہی تھی۔ کیا وہ اس کے لیے رو رہی تھی؟ اسکے اتنے سے زخم کے لئے تڑپ رہی تھی؟ عالیان شاہ کے دل سے آواز آئی، جس پہ اس کے دماغ نے نفی کی۔ وہ بھلا اسکے لئے کیوں روئے گی؟؟

KOH NOVELS - URDU

ہمم وہ بائیک والے سے غلطی سے ٹکرا گیا۔ تم کیوں رو رہی ہو؟ عالیان شاہ اس سے اپنا ہاتھ چھڑوائے بغیر اسکی بات کا جواب دیتے ساتھ ہی اپنے دل میں آیا سوال بھی پوچھ چکا تھا۔

کیسے ٹکڑا گیا؟؟ اندھا تھا بائیک والا؟؟ یا آپ نے آنکھیں کرائے پہ دی ہوئی تھیں؟؟ انابیہ خان اسکے ہاتھ کا خون روکنے کی غرض سے اپنا سفید دوپٹا اسکے ہاتھ پہ رکھ چکی تھی۔۔ وہ روتی ہوئی غصے سے بولی۔۔۔ اسکی گولڈن ہیزل آئیز سرخ ہوئی۔۔۔ چہرے پہ معصومیت ہی معصومیت تھی لیکن وہ غرائی شیرنی کی طرح تھی۔۔ عالیان شاہ نے آج اپنی زندگی میں خود کے لئے دوسری لڑکی کو روتے ہوئے دیکھا تھا۔۔ "پہلی پلوشہ خان تو دوسری ڈذی ڈوڈل"

کیا تھی وہ لڑکی؟ عالیان شاہ اسکے معصوم چہرے کو دیکھتا خود سے سوال کر رہا تھا۔۔ کبھی اسے ایٹیٹوڈ دکھاتی تھیں تو کبھی یوں اسکے لئے بچوں کی طرح آنسو بہاتی تھی! اسکے زخم کے دیکھ کے ایسے تڑپ رہی تھی، جیسے اسے خود چوٹ لگی ہو۔۔ عالیان شاہ اس وقت بھول چکا تھا کہ اسے کوئی جوابی کاروائی کرنی ہے۔ وہ تو بس اس حسن میں کھویا ہوا تھا، جو اپنے دوپٹے سے اسکا زخم پونچھتی اب اس زخم پہ پھونکیں مار رہی تھی۔۔ ہوا کے دوش سے اسکے کھلے لمبے گولڈن بال ہلکے ہلکے فضا میں اڑتے آس منظر کو مزید حسین بنا رہے تھے۔۔

KOH NOVELS - URDU

عشقِ ستم .... قسط 89

آئیے۔۔ میری گاڑی میں بیٹھیں شاہ ۔۔ میں آپ کو ڈراپ کر دیتی ہوں۔۔ آپ کے ہاتھ پہ کافی چوٹ آئی ہے۔۔ انابیہ خان اسکے ہاتھ کا خون روکتی ہوئی اپنا سر اٹھا کے اسکی ڈارک براؤن آنکھوں میں دیکھتی فکرمندی سے گویا ہوئی۔۔۔

نہیں میں ڈرائیو کر لوں گا۔ عالیان شاہ اس سے اپنا ہاتھ چھڑواتا سنجیدگی سے بولا۔۔۔

لیکن شاہ آپ کا ہاتھ۔۔ ابھی انابیہ خان اسکے ہاتھ کو پریشانی سے دیکھتی پھر سے گویا ہوتی، جب عالیان شاہ اسکی بات کاٹ چکا تھا۔

میں نے بولا نا میں ڈرائیو کر لوں گا؟؟ تمہیں میری اتنی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ عالیان شاہ تلخ ہوتے دبی دبی آواز میں غرایا۔۔۔ جسے اپنے باپ دادا کے اپنے خونی رشتوں کے پیار سے دھوکا ملا تھا، وہ بھلا کیسے کسی غیر لڑکی پہ اتنی آسانی سے یقین کر سکتا تھا۔ اسکے یوں غرانے پہ انابیہ خان اپنی جگہ سے اچھلتی بے ساختہ پیچھے کو ہوئی۔۔۔

آئی۔۔آئی ایم سوری شاہ۔۔ میں بھول گئی تھی کہ آپ کسی کو لفٹ دے کے اپنی بیوی کو چیٹ نہیں کرتے تو کسی "غیر لڑکی" کی گاڑی میں کیسے بیٹھ سکتے ہیں۔۔ چلتی ہوں۔۔ خیال رکھیے گا اپنا۔۔ انابیہ خان اپنے لہجے میں ٹوٹے کانچ سی کرچیاں لیتی بھرائی آواز میں بولتی ہوئی مڑ چکی تھی۔۔ عالیان شاہ نے تیزی سے اسے کہنی سے پکڑتے ہوئے اپنے قریب کھینچا۔۔۔

تم ایک غلط انسان سے دل لگا بیٹھی ہو "ڈنی ڈوڈل" ۔۔ ۔ ابھی بھی وقت ہے سنبھل جاؤ ۔۔ عالیان شاہ اسکی بھرائی آواز پہ دل میں تڑپتا جبکہ بظاہر سنجیدگی سے اسکے کان میں سرگوشی کرتے گویا ہوا۔۔۔ انابیہ خان نے چونکتے ہوئے اسکی طرف دیکھا، جو ناجانے کیسے اسکی آنکھوں کی تحریر پڑھ چکا تھا؟ اور اتنا بے حس تھا کہ اسکی محبت کا راز جانتے ہوئے بھی اسے سنبھل جانے کو بول رہا تھا؟؟ وہ اسے کیسے بتائے کہ وہ تو اس سے عشق کر بیٹھی تھی وہ کیسے سنبھل سکتی تھی؟؟ وہ مر تو سکتی تھی لیکن سنبھل نہیں سکتی تھی۔۔ وہ پہلی نظر کے عشق میں گرفتار ہوئی تھی۔

انابیہ خان نے بنا کوئی جواب دئیے اپنے نچلے لب کو بے دردی سے کاٹتے عالیان شاہ کی کہنی سے اپنا بازو آزاد کرواتے، اپنی گاڑی کی طرف قدم بڑھائے۔۔۔ عالیان شاہ نے دیکھا کہ گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے اسکی گولڈن آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ گرتے عارضوں پہ بہہ رہے تھے، لیکن وہ انہیں بے دردی سے رگڑتی تیز رفتار سے اپنی گاڑی بھگا کے اس کی نظروں سے اوجھل ہو چکی تھی۔۔ عالیان شاہ نے ایک نظر اپنے ہاتھ کو دیکھا، جس پہ اسکی ڈزی ڈوڈل کے ہاتھوں کا لمس تھا۔۔ عالیان شاہ کو اپنے ہاتھوں پہ اسکی

گرم سانسیں ابھی تک محسوس ہو رہی تھیں، جب وہ پھونکیں مار مار کے اسکے زخم سے خون صاف کر رہی تھی ۔۔ عالیان شاہ کو اسکا بے دردی سے اپنے گلابی لبوں کو کاٹنا یاد آیا۔۔ اسکی یہ حرکت بے حد ناگوار گزری۔۔۔ عالیان شاہ نے تپتے ہوئے اپنے سلکی گولڈن بالوں میں ہاتھ پھیرتے اپنا زخمی ہاتھ اپنی گاڑی پہ مارتے مزید زخمی کیا۔۔۔۔

سجاول خان ابھی کچھ دیر پہلے ہی زرش خان کو قریبی ہاسپٹل لے کے آیا۔ اندر کمرے میں لیڈی ڈاکٹر اسکا چیک اپ کر رہی تھی، اپنی زندگی سے تنگ سجاول خان اس کمرے کے باہر دیوار کے ساتھ سر ٹکائے ناجانے کن سوچوں میں گم تھا۔ اسکی ڈارک براؤن آنکھوں میں شدید سرخی تھی۔۔

اپنی خانم کو ہوش و ہواس سے بیگانہ دیکھتے اسکے ہاتھ پیر پھولے تھے۔ اسکے ہاتھ سے سٹیرنگ کتنی ہی بار چھوٹا تھا۔ اس نے اسے گاڑی میں کتنا پکارا تھا لیکن وہ ظالم تھی۔۔۔ حد سے زیادہ ظالم جس نے اسکی ایک بھی پکار کا جواب نہیں دیا تھا۔۔

مسٹر خانزادہ ۔۔۔ آپ کی وائف کو ہوش آ چکا ہے۔۔ انہوں نے کسی بات کا بہت زیادہ سٹریس لیا ہے۔۔ ان کا مینٹل بریک ڈاؤن ہوتے ہوتے بچا ہے۔۔ کوشش کریں کہ انہیں ہر پریشانی سے دور رکھیں۔۔ کچھ دیر تک ان کو ڈسچارج کر دیا جائے گا۔۔ لیڈی ڈاکٹر کمرے سے نکلتی پروفیشنل انداز میں سجاول خان کو مخاطب کر کے زرش خان کی حالت کا بتاتی وہاں سے کب کی جا چکی تھی۔۔ سجاول خان نے رخ موڑتے ایک نظر کمرے کے بند دروازے کو دیکھا۔۔۔ وہ کتنی ہی دیر خاموشی سے اس دروازے کو دیکھتا رہا۔۔ پھر بالآخر اس نے گہری سانس بھرتے تشکر کے احساس سے اوپر کی طرف دیکھتے اپنے قدم

KOH NOVELS - URDU

کمرے کی طرف بڑھائے--- زرش خان بیڈ کے تکیے سے سر ٹکائے دروازے کی طرف ہی دیکھ رہی تھی ، وہ شاید اسی کی منتظر تھی-- سجاول خان اپنے پیروں کی طرف دیکھتا اسکے بیڈ کے پاس چئیر لے کے بیٹھا تھا- ابھی اسکی ڈرپ ختم ہونے میں وقت تھا، اسی لئے سجاول خان بنا کچھ بولے اسکی ڈرپ کو ایک نظر دیکھتا اپنا فون نکال کے اس میں گم ہو چکا تھا- زرش خان جو ابھی کچھ دیر پہلے ہوش میں آنے کے بعد اپنے تبدیل کپڑوں کو دیکھتی سرخ پڑ رہی تھی ، سجاول خان کے یوں خاموشی سے آ کے بیٹھنے پہ اس نے اپنا نچلہ لب بے دردی سے کچلتے اسکی طرف دیکھا--- اس نے اسکا حال بھی نہیں پوچھا اور یہی چیز زرش خان کو بری طرح سے چبھی تھی-- زرش خان نے ایک نظر بند دروازے کو دیکھتے اپنے بائیں ہاتھ سے اسکی جیکٹ گریبان سے پکڑتے اسے خود کے نزدیک کیا--- سجاول خان نے چونکتے ہوئے اسکی طرف دیکھا، جس کا سرخ و سفید چہرہ کملا چکا تھا- گالوں پہ تھپڑوں کے نشان ابھی بھی واضح تھے--

جیکٹ کی زپ کھولو--- زرش خان اپنی ہیزل آنکھیں اسکی ڈارک براؤن آنکھوں میں گاڑتی سنجیدگی سے بولی--- وہ اسکے سینے کے زخم دیکھنے کے لئے بے تاب تھی--

یہاں پہ تماشا نہیں بناؤ --- بہتر یہی ہو گا اپنے کام سے کام رکھو زرش خان!! سجاول خان اسکا نرم و ملائم ہاتھ اپنی جیکٹ سے ہٹاتا سخت لہجے میں تنبیہ کرتے بولا---

تم نے اپنے کام سے کام رکھا تھا؟؟ تمہیں تو میرے قریب نہیں آنا تھا نا؟ پھر کیوں کروائے میرے کپڑے چینج؟؟ زرش خان نے آبیبرو اچکاتے ہوئے بھگو کے طنز مارا--- سجاول خان نے اس غنڈی کے گہرے طنز پہ اپنا نچلہ لب کاٹا-

ہونہہ -- میرے پاس اتنا فضول کا وقت نہیں ہے جو میں ان کاموں میں ضائع کروں-- سجاول خان اسکا طنز ہوا میں اڑاتا سنجیدگی سے اسکی بات کا کڑوا سا جواب دیتا پھر سے اپنے فون میں مگن ہو چکا تھا--

ہمم--- تو پھرہو سکتا ہے تمہارے علاوہ ہوٹل میں کسی نے میری بیہوشی کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ کام--- اچھی زرش خان اپنا جملہ مکمل کرتی جب سجاول خان اسکا جبڑا اپنی گرفت میں لے چکا تھا--

جب تمہارے ہوش میں ہوتے ہوئے میں نے کسی کو تمہارے قریب نہیں پھٹکنے دیا۔ زرش خان تو تم ایسا سوچ بھی کیسے سکتی ہو سجاول خان کسی کو تمہاری بیہوشی کا ناجائز فائدہ اٹھانے دے گا؟؟ بے غیرت سمجھ رکھا ہے مجھے، جو میرے ساتھ ایسی بکواس کرتے ہوئے میرا دل جلاتی ہو؟؟ سجاول خان اپنی لہو رنگ ڈارک براؤن آنکھوں میں بے حد غصہ لئے اسکے کان کے پاس غرایا---- زرش خان نے اسکے یوں سختی برتنے پہ اپنی ہیزل آنکھوں پہ لبریز گھنی مڑی ہوئی پلکوں کو جھپکتے ہوئے اپنے آنسوؤں پہ قابو پایا-- وہ اس وقت بالکل ایسی ہو چکی تھی جسے صرف سجاول خان میں کوئی غلطی نکالتے ہوئے اسے پہلے کی طرح خود کی طرف متوجہ کرنا تھا، لیکن وہ تو الٹا اسی پہ برس رہا تھا-- زرش خان کا دل بہت خراب ہو چکا تھا-- اس نے اسکی طرف سنجیدگی سے دیکھتے اپنا جبڑا اسکے ہاتھ سے آزاد کروایا-- سجاول خان اسے غصے سے گھورتا ہوا اس کرسی سے کھڑے ہوتے کمرے کی چھوٹی سی کھڑکی کی طرف جا چکا تھا-- وہ اسکی ہیزل آنکھوں کی نمی بھانپ چکا تھا-- سجاول خان نے سیگریٹ سلگاتے ہوئے اپنے غصے پہ قابو پانے کی ناکام کوشش کی---- زرش خان اسے ہمیشہ اپنے کڑوے الفاظ سے تکلیف دیتی تھی -- سجاول خان نے لب کاٹتے ہوئے نا محسوس انداز میں اپنی جیکٹ کی زپ نیچے کھسکاتے گہرے گہرے کش بھرے--- سجاول خان نے کن اکھیوں سے اسکی طرف دیکھا، گویا یہ جاننے کی کوشش کی کہ وہ اسکی طرف دیکھ رہی ہے یا نہیں ؟ اسکے کہے کے مطابق اپنی جیکٹ کی زپ تو

KOH NOVELS - URDU

وہ کھسکا چکا تھا۔ لیکن وہ نہیں دیکھ رہی تھی بلکہ وہ تو اپنے لبوں کو دانتوں میں دبائے سرخ قندھاری کرتی اپنے ڈرپ والے ہاتھ پہ اپنی انگلیوں کے ساتھ گول گول ڈیزائن بنا رہی تھی۔۔ سجاول خان نے گہری سانس بھرتے بہت ضبط سے اسکی طرف قدم بڑھاتے پھر سے اسکے بیڈ کے پاس والی کرسی سنبھالی، لیکن اس نے ابھی بھی نظر اٹھا کے اسکی طرف نہیں دیکھا تھا۔ سجاول خان نے بالآخر اپنا ہاتھ بڑھاتے اسکے لبوں کو دانتوں کی قید سے آزاد کرواتے اسے قہر برساتی نظروں سے گھورا، جو اپنے گلابی لبوں کو بے حد سرخ کر چکی تھی۔۔ زرش خان نے غصے سے ضدی بنتے پھر سے اپنے لبوں کو دانتوں میں دباتے ہوئے بری طرح سے کچلا، جانتی جو تھی مقابل کو اسکی یہ ادا زہر لگتی ہے۔۔۔

سجاول خان نے اسکی حرکت پہ سلگتے ہوئے اسے پیچھے تکیے پہ پھینکتے اپنی ایک ٹانگ موڑ کے اسکے بیڈ پہ رکھتے اپنے دونوں ہاتھوں کو اس کے اطراف میں جمائے بنا کسی توقف کے اسکے سرخ قندھاری لبوں کو اپنی گرفت میں لیتے اپنے دانتوں میں دبایا۔۔۔ گویا اسکی ضد پوری کرنے کی ایک چھوٹی سی کوشش سجاول خان نے خود کی۔۔۔ زرش خان نے اسکے یوں خود کے قریب آنے پہ دل میں فتح مندی سے مسکراتے ہوئے خود کو داد دی، لیکن بظاہر وہ آنکھوں میں غصہ لیے اسے گھور رہی تھی۔ جو اسکے ہونٹوں کی نرمی میں کھوتا اسکی ایک ایک سانس کو اپنے سینے میں انڈھیلتا خود کو سراب کرتے ہوئے پیچھے ہٹا۔ ابھی زرش خان اسکے یوں خود کے قریب آنے پہ پھر کوئی گہرا طنز کرتی، جب اسکی نظر اسکے سینے کے زخموں پہ پڑی۔ اسکے دودھیا سفید سینے پہ یہ گہرے زخم دیکھتے زرش خان کے دل کو کچھ ہوا تھا۔

لاؤ میں تمہاری بینڈیج کر دوں پلیز دیکھو ابھی بھی تمہارے زخموں سے خون رس رہا ہے۔۔۔ زرش خان اسکے زخموں کو دیکھتی پل میں اپنی ساری اکڑ ساری ضد بھولتی اسکے سینے پہ اپنے نرم و ملائم ہاتھ کی انگلیاں پھیرتی

KOH NOVELS - URDU

بھرائی آواز میں بولی--- زرش خان جو اسکی بینڈیج کرنے کی خاطر اپنی ڈرپ کھینچ کے اتارنے والی تھی، سجاول خان نے تیزی سے اسکے ہاتھ کو اپنی گرفت میں لیا---

تم پہ مرحم رکھنا سوٹ نہیں کرتا زرش خان --- تم زخم دیتی ہوئی ہی بھلی لگتی ہو-- اور رہی بینڈیج کروانے کی بات تو تمہیں میری فکر میں گھلنے کی ضرورت نہیں ہے "زرش زمان خان" یہاں پہ بہت سی لیڈی ڈاکٹرز ہیں، جن سے میں اپنے زخم پہ مرحم لگوا سکتا ہوں-- سجاول خان اس پہ گہرا طنز کرتا آخر میں اسے بھی اپنے الفاظوں سے سلگانا نہیں بھولا تھا، جیسے وہ اسے سلگاتی تھی ۔ وہ اسے جلانا نہیں چاہتا تھا لیکن زرش خان اسے مجبور کر چکی تھی ---

وہ جو اسکی فکر میں گھل رہی تھی اسکی باتوں پہ زرش خان تو مانو جلتے توے پہ بیٹھی تھی--- نکاح کے بعد أج شاید پہلی بار اس نے اسکے منہ سے خود کے لئے "زرش زمان خان" سنا تھا ورنہ وہ تو اس پہ حق جتاتا ہوا اسے ہمیشہ "خانم" یا "زرش سجاول خان" پکارتا تھا -- زرش خان نے غصے سے تپتے ہوئے اسکے زخمی سینے پہ اپنے ناخن گاڑتے اسے مزید زخمی کیا--- آنکھوں کی نمی کی جگہ اب غصے کی شدید سرخی لے چکی تھی-- سجاول خان نے اس غنڈی کے اتنے ظلم پہ لب بھینچتے ہوئے اپنی تکلیف پہ قابو پایا---

میں تمہیں چیلنج کرتی ہوں سجاول خان تم مجھے کسی لیڈی ڈاکٹر کی سروسزلے کے دکھاؤ، پھر اگر جو زرش خان نے تمہارے اس چٹانی سینے پہ ہتھورے برساتے ہوئے اس لیڈی ڈاکٹر کے بال نوچ کے زمین پہ نہ لگائے تو مجھے اپنی خانم نہ کہنا--- زرش خان اسکا گریبان تھام کے اسے خود پہ جھکاتی اسکے زخمی سینے پہ زور سے اپنے دانت گاڑتی شدید غصے سے

دھاڑی--- غصے میں ہاتھوں کو حرکت دینے کی وجہ سے زرش خان کے ڈرپ والے ہاتھ پہ خون کی بوندیں نمودار ہوئی تھیں، لیکن اسے اس وقت اپنے ہاتھ کی تکلیف کی زرا برابر پروا نہیں تھی۔ سجاول خان کی بات پہ اسکا پورا جسم کسی بھٹی کی مانند سلگ رہا تھا، اسے اپنے خون میں شرارے پھوٹتے ہوئے محسوس ہوئے تھے ۔۔ وہ اسکے ہوتے ہوئے کیسے کسی لیڈی ڈاکٹر سے اپنے زخموں پہ مرحم رکھوا سکتا تھا زرش خان اسکا منہ نہ توڑ دے؟؟
سجاول خان تو اپنی غنڈی کی اداؤں پہ حیران در حیران ہوا تھا ۔۔ اس نے ایک دفعہ کسی سے ایک بات سنی تھی اور سجاول خان کو اس وقت شدت سے احساس ہوا کہ اس نے ٹھیک سنا تھا کبھی بھی اپنی بیوی کے سامنے کسی دوسرے عورت کا نام لے کے اسے جلانے کی جرات تو ہر گز نہ کرو وہ چاہے جتنی بھی معصوم کیوں نہ ہو ۔۔ وہ حشر برپا کر دے گی۔ اور اسکی غنڈی تو ویسی ہی ابنارمل تھی ----- اور وہ اسکے سینے کو مزید نوچ نوچ کے زخمی کرتی اسے اپنے اتنے غنڈیوں والے نیک ارادوں سے آگاہ کرتی حشر ہی تو برپا کر رہی تھی۔ وہ ابھی اس پہ دھاڑ ہی رہی تھی، جب زرش خان کی لیڈی ڈاکٹر دروازہ کھولتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔ ان دونوں کو ایک دوسرے کے اتنے قریب دیکھتی وہ سٹپٹائی، وہ بھول چکی تھی زرش خان کے پاس اسکا شوہر ہو سکتا ہے ورنہ وہ ضرور ناک کر کے آتی۔ دروازہ کھلنے کی آواز پہ سجاول خان تیزی سے اپنے ڈارک براؤن بالوں میں ہاتھ پھیرتا زرش خان سے دور ہوا، سجاول خان کی اس لیڈی ڈاکٹر کی طرف ابھی تک پشت تھی۔ زرش خان کی قہر برساتی نظروں کو اپنے سینے پہ محسوس کرتے، سجاول خان نا محسوس انداز میں اپنی جیکٹ کی زپ بند کرتا پھر سے اپنے فون میں گم ہوا تھا۔ اپنے بندے کی اتنی فرمانبرداری پہ زرش خان نے اتراتے ہوئی اپنی گردن اکڑائی----

لیڈی ڈاکٹر نے زرش خان کے پاس جاتے اسکے ڈرپ چیک کی، جو ختم ہو چکی تھی۔ ڈاکٹر نے اسکے چہرے پہ اتنا غصہ دیکھتے اپنی حیرانگی پہ قابو پاتے، اسکی ڈرپ نرمی سے اتارتے اسکے ہاتھ پہ نمودار ہوتی خون کی

بوندوں کو روکنے کی غرض سے اس پہ کاٹن رکھتے چھوٹی سی سفید ٹیپ لگائی---

آپ کی وائف اب کافی بہتر (غصے میں) نظر آ رہی ہیں مسٹر خانزادہ ۔۔ آپ انہیں کسی بھی وقت ڈسچارج کروا سکتے ہیں۔۔ ایکسکوزمی ۔۔۔ لیڈی ڈاکٹر ہلکی سی مسکان کے ساتھ ان دونوں کو دیکھ کے سجاول خان کو مخاطب کر کے اسے زرش خان کے بارے میں پروفیشنل انداز میں آگاہ کرتی ، سجاول خان کے جوابا صرف سر ہلانے پہ وہاں سے جا چکی تھی۔۔

سجاول خان نے اب اس غنڈی سے ہر طرح کی بحث ترک کرتے، اسکی چادر درست کرتے اسے نرمی اور احتیاط سے اپنی گود میں اٹھایا۔۔۔ بل وہ پہلے ہی کلئیر کر چکا تھا اور اس کے مطابق زرش خان کو اس وقت کمزوری تھی، اسے لئے وہ اسے پیدل چلانے کی بجائے اپنی گود میں اٹھا چکا تھا۔۔

کیوں مجھے تنگ کرنے والی حرکتیں انجام دیتے ہو؟ اب لگوا لی نہ مجھ سے چوٹ (کھا لی مجھ سے مار) زرش خان تو اسکی اتنی احتیاط پہ فدا ہوتی، اسکے گال پہ پیار سے ہاتھ رکھتی اپنی ہیزل آنکھوں کو ٹپٹپاتی ہوئی اتنے ترس کھانے والے انداز میں بولی۔ جیسے کوئی ماں اپنے بچے کی مار پیٹ کرنے کے بعد اسے پیار سے منا رہی ہو۔۔ سجاول خان تو اپنی غنڈی کے یوں اچانک روپ پہ روپ بدلنے پہ بار بار اپنی حیرانگی پہ قابو پانے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔۔

آئیندہ سے ویسے نہیں بولنا ۔۔۔ وہ لیڈی ڈاکٹر والا۔۔۔ ٹھیک ہے نا؟؟ پھر پکا وعدہ کبھی نہیں ماروں گی!! اسکے چہرے پہ ہنوز سنجیدگی پہ تضاد اسکے بھینچے جبڑے دیکھتے زرش خان نے اپنا دائیاں گال اسکے گال کے ساتھ لاڈ سے جوڑتی بچوں سے انداز میں سر دائیں بائیں ہلاتی بولی۔۔۔ سجاول خان نے

اسکا بچوں والا روپ آج شاید پہلی بار دیکھا تھا۔۔۔ وہ اپنے ہر روپ سے اسے چاروں خانے چت کرنے کا فن رکھتی تھی۔۔ اسکی اداؤں کو دیکھتے سجاول خان کا دل سینے کی دیواروں کو پٹکتا باہر نکلنے کو بے تاب ہوا تھا۔۔

کیا ہوا؟ ایسے کیوں دیکھ رہے ہو؟؟ کس چاہیے؟؟ اسے محویت سے اپنی طرف تکتا پا کے زرش خان اسکا گال کھینچ کے اسے سوال کر کے اسکا جواب سنے بغیر اسکی جیکٹ کی زپ کو پھر سے کھسکاتی اسکے زخمی سینے پہ اپنے لب رکھ چکی تھی۔۔ سجاول خان اپنی چالاک بیوی کے ارادے خوب سمجھتا تھا۔ وہ جان بوجھ کے ایسی حرکتیں انجام دیتی اس کی ضبط کی طناطوں کو توڑنا چاہتی تھی، جو وہ اپنے جذبات پہ پہرے بٹھائے ہوئے تھا۔۔ سجاول خان بھول چکا تھا اس نے باہر جانے کے لئے اسے اپنی گود میں اٹھایا ہے ۔۔ وہ تو بنا پلکیں جھپکائیں اپنی غنڈی کو دیکھ رہے تھا، جو اسکے سینے پہ اپنے لب رکھنے کے بعد نرمی سے اپنی انگلیاں پھیرتی اسکی زپ پھر سے بند کر چکی تھی۔۔

ویسے تم کتنے خوش قسمت ہو نا تمہیں میرے جیسی رومانٹک بیوی ملی ہے؟ لیکن اوپس مجھے یاد آیا ۔۔۔ تم کیوں خوش ہو گے بھلا تمہیں کون سا رخصتی میں کوئی انٹرسٹ ہے۔۔ زرش خان اپنی ہیزل آنکھوں کو ٹپٹپاتی ہوئی شروع میں اپنے منہ میاں مٹھو بنتی، اچانک سے سجاول خان کی بات یاد کرنے کی اوور ایکٹنگ کرتی اپنے منہ میں انگلی ڈالتی ہوئی بے حد کیوٹ طریقے سے بولتی سجاول خان کو اپنے آخری جملے سے سلگا چکی تھی۔۔ لیکن اس کے کیوٹ انداز سے سجاول خان کا سارا غصہ بھک سے اڑ چکا تھا۔۔

(بیڑا غرق ہو تیرا سجاول خان تجھے کس نے بولا تھا اتنی رومانٹک بیوی کے ہوتے ہوئے ایسی سڑی ہوئی بھڑکیں مارنے کو۔۔) سجاول خان دل میں دانت

کچکچا کے بولتا اپنے چہرے کے تاثرات کو ہنوز سنجیدہ رکھے کمرے کے دروازے کی طرف بڑھا---

ہائے اللہ مجھے شرم آ رہی ہے-- باہر سب ہم دونوں کو دیکھ کے پتا نہیں کتنا رومانٹک سمجھیں گے-- لیکن ان کو کیا پتا -- تم تو ایک نمبر کے ان رومانٹک سڑے ہوئے آلو ہو-- زرش خان اسکی خاموشی پہ دل میں سلگتی، جب کہ چہرے پہ شرمیلے تاثرات سجا کے منہ پہ ہاتھ رکھ کے بولتی آخر والا جملہ اسکی گھنی ڈارک براؤن مونچھوں پہ انگلی پھیرتی منہ بناتے ہوئے بولی--- اسکی انگلیوں کو اپنی مونچھوں کے ساتھ ساتھ لبوں پہ گردش کرتا محسوس کر کے سجاول خان کی دھڑکنوں میں پھر سے ہلچل مچی--- جبکہ اپنے لئے" ان رومانٹک" لفظ اسے ایک آنکھ نہیں بھایا تھا--

تو تم کیا چاہتی ہو؟ باہر سب کے سامنے تمہارے ہونٹوں کو اسطرح سے جھکڑتا ہوا کسی ہالی ووڈ رومانٹک مووی میں کام کرنے کے لئے آڈیشن دیتا ہوا جاؤں!!؟ سجاول خان آبیبرو آچکا کے سنجیدگی سے بولتا ہوا نیچے کی طرف جھکتے اسکے ہونٹوں کو اپنی شدت بھری گرفت میں لے چکا تھا۔ زرش خان جو پھر سے دل میں اپنی فتح مندی پہ مسکرا رہی تھی، اچانک سے سجاول خان کے لمس میں بے تحاشا شدت محسوس کرتے اس نے آنکھیں میچتے ہوئے اسکی جیکٹ کو کالر سے دبوچا-- سجاول خان نے ہنوز اس کے لبوں کو جھکڑے اپنے پیر سے کمرے کا دروازہ کھولا ہی، جب زرش خان زبردستی اپنے ہونٹوں کو اس سے آزاد کرواتی اسکی گردن میں اپنا چہرہ چھپا چکی تھی-- وہ تو واقعی ہی اپنی بات پہ عمل کرتا رومنٹک مووی کے لئے آڈیشن دینے والا تھا۔ لیکن زرش خان اتنی بھی بے باک بھی نہیں تھی کہ اس کی اتنی بے باکی کو سب کے سامنے برداشت کر سکے-- اسکے ریکشن پہ سجاول خان کے ہونٹوں کو مدھم سی مسکراہٹ نے چھوا، اب یقیناً وہ کبھی بھی اسے ان رومانٹک سمجھنے کی غلطی ہر گز نہیں کرے گی-- وہ نا محسوس انداز میں اس کے بالوں پہ اپنے لب رکھتا باہر کی طرف بڑھا---

بہرام خان اور ان ویٹرز کو سوچتے ہوئے سجاول خان کی مسکراہٹ پھر سے غائب ہوئی--- وہ ضرار خان اور رایان خان کا ولیمہ اٹینڈ کرنے کے بعد رات میں ایک چکر فارم ہاؤس کا لگانے کا پکا ارادہ کر چکا تھا۔ وہ ان سب کو چھوڑنے کا ارادہ قطعی نہیں رکھتا تھا --

زرش خان کا چہرہ مکمل طور پہ خود میں چھپاتے، سجاول خان سب کی نظروں کو اگنور کرتا اپنی گاڑی تک پہنچا تھا۔ گاڑی کو لاک کھولنے کے بعد سجاول خان نے گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھتے اپنی گود میں بیٹھی زرش خان کو ساتھ والی پیسنجر سیٹ پہ بٹھانا چاہا۔ جب زرش خان اپنا چہرہ مزید اس کے سینے میں چھپاتی اسکے کالر پہ اپنی گرفت مضبوط کر چکی تھی--

مجھے یہی پہ رہنا ہے-- تم ایسے ہی ڈرائیو کر سکتے ہو تو ٹھیک ہے ورنہ میں کسی ٹیکسی میں چلی جاؤں گی-- زرش خان اس کے سینے سے تھوڑا سا چہرہ اوپر اٹھاتی نروٹھے پن سے اپنی ناک چڑھاتی دھمکی دینے والے انداز میں بولی--- سجاول خان کو لگا آج اسکی غنڈی اپنی قاتل اداؤں سے اسکا قتل کر دے گی-- اس نے بنا کچھ کہے سنجیدگی سے اپنی گاڑی سٹارٹ کرتے روڈ پہ دوڑائی---

KOH NOVELS - URDU

رات میں کون سے کپڑے پہنوں؟ زرش خان اسکی شہہ رگ پہ اپنی انگلی پھیرتی اس انداز سے پوچھ رہی تھی، جیسے دونوں میں بڑا پیار ہو اور ایک دوسرے کے بغیر ایک قدم بھی چلنا مشکل ہو---

جینز اور شرٹ ۔۔۔ سجاول خان نے استہزایا ہنس کے جواب دیتے اپنی گاڑی کی رفتار بڑھائی تھی۔۔ آنکھوں کے سامنے پھر سے وہ منظر لہرایا، جب وہ جینز اور پھٹی آستین والی شرٹ میں ملبوس ان چھ حوس پرست مردوں کا نوالا بننے کے قریب تھی۔۔ یہی سب پھر سے سوچتے سجاول خان کی آنکھیں لال انگارہ ہوئی۔۔۔ زرش خان کا حال بھی اس سے کچھ الگ نہیں تھا۔ وہ سارا منظر یاد کرتے زرش خان کی آنکھیں نم ہوئی۔۔ جسم پہ بے ساختہ کپکپاہٹ تاری ہوئی۔۔۔۔ زرش خان کی ہیزل آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ گرتے عارضوں پہ گرے تھے۔۔ وہ بے آواز رو رہی تھی۔۔ اسکی کافی دیر خاموشی پہ سجاول خان ٹھٹکا۔۔۔ وہ کب سے نان سٹاپ بولتی ہوئی یوں اچانک سے کیسے رک سکتی تھی؟۔۔ اسکے کانپتے وجود کو محسوس کرتے سجاول خان نے اپنی گاڑی کو ایک جھٹکے میں بریک لگاتے اسکا چہرہ اپنے سینے سے باہر نکالا۔۔۔ اسکا آنسوؤں سے بھرا چہرہ دیکھتے سجاول خان کے دل کو کچھ ہوا۔۔ اپنی زبان کی تلخی یاد کرتے سجاول خان نے اپنا نچلہ لب دانتوں میں کچلا۔۔۔ سجاول خان نے اپنی انگلیوں کی پوروں سے اسکے آنسو چنتے اسے چپ کروانا چاہا، جب وہ اسکا ہاتھ جھٹکتی زارو قطار رونا شروع کر چکی تھی۔۔ سجاول خان کو بے ساختہ ڈاکٹر کی بات یاد آئی، جب اس نے زرش خان کو مزید کوئی بھی سٹریس دینے کے لئے منع کیا تھا۔۔ اسکا مینٹل بریک ڈاؤن ہوتے ہوتے بچا تھا!! وہ سب جانتے بوجھتے کیسے اپنی خانم کے ساتھ یوں تلخ ہو سکتا تھا؟؟ سجاول خان نے خود پہ لعنت بھیجتے ہوئے سوچا۔

KOH NOVELS - URDU

با خدا جتنے آنسو مزید بہاؤ گی۔۔۔ میں ان تمام درندوں پہ موت اتنی ہی بری طرح سے تنگ کردوں گا زرش خان۔۔۔ اگر تو میرا سفاک روپ دیکھنا چاہتی ہو، جو آج تک کسی نے نہیں دیکھا تو پھر شوق سے رو لو۔۔ سجاول خان اسکے ہاتھ جھٹکنے پہ اسے سٹیرنگ کے ساتھ لگا کے اس کے اوپر جھکتا گھمبیر آواز میں لیکن مضبوط لہجے میں بولتا اسکے آنسو اپنے لبوں سے چن گیا۔۔ اسکی بات پہ زرش خان کے وجود میں سنسنی سی دوڑی تھی۔۔ وہ اسکا وحشیانہ روپ دیکھ تو چکی تھی ! کیا اس سے سفاک روپ بھی تھا سجاول

خان کا ؟ جس سے زرش خان نا واقف تھی؟؟ زرش خان نے اپنے آنسوؤں پہ قابو پاتے اپنی ہیزل رنگ آنکھوں کو پھیلاتے ہوئے سوچا---

سرخ لہنگا پہن لو--- رات میں رخصتی کر لیتے ہیں--- اگر روز روز اتنی رومانٹک ادائیں بنا رخصتی کے دکھاؤ گی تو مشکل ہو جائے گی--- سب کچھ بنا رخصتی کے کر لوں گا!! سجاول خان اچانک سے اپنی کھری ناک اسکی چھوٹی سی ناک کے ساتھ سہلاتا، اسکی کمر پہ بے باکی سے ہاتھ پھیرتا گھمبیر آواز میں بولا--- اسے آج سے پہلے یوں روتے ہوئے کہاں دیکھا تھا، جو وہ اب دیکھتا ؟ آج والے واقعی کے بعد اسے خود سے دور رکھنا بے حد مشکل تھا سجاول خان کے لئے۔۔ اسکا بس نہیں تھا وہ اسے سب سے چھپا کے اپنے سینے میں سما لے ۔۔ ایسے کے کوئی اسکی خانم کی ایک جھلک بھی نہ دیکھ سکے۔۔ سجاول خان کی سرگوشی پہ زرش خان کا دل ہتھیلی پہ دھڑکا تھا ۔۔ اسکے الفاظ پہ تضاد ہاتھوں کی بڑھتی بے باکیوں سے اسکے گال دہک کے لال ہوئے---

تم---تم۔تو۔رخصتی--- ابھی زرش خان اسے اسکی باتیں یاد کرواتی، جب وہ اسکے گلابی لبوں پہ اپنی انگلی رکھتا نفی میں سر ہلاتے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کر چکا تھا۔

KOH NOVELS - URDU

تم میرے نکاح میں رہتے ہوئے مجھے اس طرح کی ادائیں دکھاتی ہوئی زیر کرنے کی سر توڑ کوششیں کرو اور میں تمہارا پکا عاشق تمہارا محبوب ہوتے ہوئے بھی اپنی محبوبہ کی ان اداؤں پہ اپنی جان نہ واروں تو بتاؤ خانم میں کیا کروں؟؟ مجھے تمہیں بتانا تو نہیں چائیے، لیکن چلو بتا دیتا ہوں تم مجھے بے بس کرنے کا فن رکھتی ہو۔ تم میری ساکت دل کی دھڑکنوں کو سر پٹ دوڑانے کا فن رکھتی ہو۔۔ وہ سجاول خان جو اپنی باتوں سے کبھی نہیں پھرا ۔۔ زرش خان تم نے اسے اپنی اداؤں کے جال میں پھنساتے ہوئے اسکا دل ہمیشہ

بے ایمان کیا ہے۔۔ مجھے ہمیشہ اپنی باتوں سے مکرنے پہ مجبور کیا ہے۔۔ میں نے بولا تھا نا زرش خان کہ میں آج سے تمہیں اپنی ہر پابندی سے آزاد کرتا ہوں۔۔ تمہارے ہر معاملے سے دستبردار ہوتا ہوں؟؟ میں سجاول خان آج کی تاریخ میں اپنی محبوبہ کی اداؤں کو دیکھتا اپنی بات سے مکرتا ہوا یہ اقرار کرتا ہوں کہ اس بات کو بولتے ہوئے مجھے اپنی سانسیں رکتی ہوئی محسوس ہوئی تھیں، ایسا محسوس ہوا تھا جیسے میں دوبارا کبھی سانس نہیں لے پاؤ ں گا۔۔

جھوٹ بولا تھا میں نے۔۔ بکواس کی تھی میں نے کہ چاہے تم کل ہی رخصتی کروا لو میں تمہارے قریب نہیں آوں گا۔۔ میں سجاول خان یہ اقرار کرتا ہوں مجھے اپنی محرم کے بدن سے اس کی ایک ایک ادا سے محبت ہے۔ میں سجاول خان قسم کھاتا ہوں اگر آج رات تم میرے لئے پور پور سجی سنوری میری پناہوں میں نہ سمائی، تو میں آج رات ہی بنا رخصتی کے تمہاری روح میں سماتا ہوا تمہیں اور خود کو ایک کر لوں گا اور پھر چاند بھی ہمارے ملن پہ شرماتا ہوا بادلوں کی اوٹ میں چھپ جائے گا۔۔۔ سجاول خان اسکے پورے چہرے پہ اپنی بییرڈ رگڑتا ہوا گھمبیر آواز میں پیار بھری سرگوشیاں کرتا زرش خان کو آنکھیں پھیلانے پہ مجبور کر چکا تھا۔۔

خاناں ۔۔۔ تم۔۔پاگل۔۔ہو۔۔سب۔۔کیا۔سوچیں۔۔زرش خان کے الفاظ اسکے ہونٹوں میں ہی رہ چکے تھے، کیونکہ سجاول خان اسکی پھیلی ہوئی ہیزل آنکھوں میں اپنی سرخی چھائی خمار آلود آنکھوں کو گاڑتا اسکے ہونٹوں کو اپنے قبضے میں لے چکا تھا۔۔

سجاول خان زرش خان کو انار کا جوس پلوانے کے بعد اسکی ناں ناں کو کسی خاطر میں لائے بغیر اسے مال میں لے کے آ چکا تھا، اس وقت دوپہر کا وقت ہو رہا تھا۔ اسے ابھی کچھ دیر پہلے ہی فون آن کرنے پہ پتا چلا تھا کہ سب اسکی اور زرش خان کی غیر موجودگی پہ پریشان ہو رہے ہیں، جس پہ سجاول خان نے ان سب کو زرش خان کی اپنے ساتھ موجودگی کا بتاتے ہوئے تسلی دی۔۔ اور سب کو لال ہویلی میں ہی رہنے کا حکم دیا۔۔ اس کا کہنا تھا کہ وہ ان سب سے کوئی ضروری بات کرنا چاہتا ہے، جس پہ ساحر خان نے آییبرو اچکاتے ہوئے فون رکھا۔۔

سجاول خان نے مال میں آنے سے پہلے زرش خان کا وجود مکمل طور پہ شال سے ڈھکنے کے بعد اسکا چہرہ بھی ڈھکا۔۔۔ جس پہ آج زرش خان نے کوئی بھی لڑائی جھگڑا کئے بغیر اسے پیار بھری نظروں سے دیکھا۔۔ سجاول خان کو وہ اس چادر میں ڈھکے چہرے کے ساتھ اتنی پیاری لگ رہی تھی کہ اسکا اپنی خانم سے نظریں ہٹانا محال ہوا۔

وہ دونوں اس وقت لہنگے کی شاپ پہ تھے۔۔ سجاول خان پورے دل کے ساتھ مسکراتا ہوا اپنی خانم کے لئے کوئی لہنگا تلاش کر رہا تھا ۔۔ جب زرش خان نے اسے ہاتھ کے اشارے سے اپنا کان قریب کرنے کو کہا۔۔ سجاول خان نے جھکتے ہوئے اپنا کان اسکے لبوں کے قریب کیا۔۔

اگر ایسے سب لڑکیوں کے سامنے مسکراؤ گے، تو یہی پہ سب چھوڑتی ہوئی بھاگ جاؤں گی۔۔ پھر کر لینا رخصتی!! وہ ناک چڑھاتی ہوئی جیلس ہوتے ہوئے بولی، جس پہ سجاول خان نے بمشکل اپنا قہقہ دباتے اپنے سینے پہ ہاتھ رکھتے سر کو خم دیا۔۔۔ ایسا کرتے وہ اتنا پیارا لگا کہ زرش خان تو اس میں جو کھوئی، پوری دکان کی سیل گرلز بھی اس خوبصورت بندے کی اس ادا پہ دل و جان سے فدا ہو چکی تھیں۔۔ زرش خان نے بمشکل سجاول خان سے

KOH NOVELS - URDU

نظریں ہٹاتے سب لڑکیوں کی نظریں اپنے بندے پہ محسوس پیر پٹکتے، اس دکان سے باہر کی طرف قدم بڑھائے--- سجاول خان جو اسکے لئے لہنگا سیلیکٹ کر رہا تھا، اس کے یوں ناراضگی سے ہیزل آنکھیں گھما کے جانے پہ وہ لب کاٹتا ہوا تیزی سے اسکے پیچھے بڑھا----

---

عشقِ ستم--- میگا قسط 90

انابیہ خان کے گاڑی بھگاتے ہی عالیان شاہ نے اپنے ہاتھ کی تکلیف کو اگنور کرتے اپنی گاڑی تیز رفتار میں اس کے پیچھے دوڑائی--- اسکی آنکھوں کے آنسو یاد کرتے اسکا دل بے چین ہوا۔ وہ چاہ کے بھی خود کو اس کے پیچھے جانے سے روک نہیں پایا تھا۔۔

انابیہ خان نہیں جانتی تھی عالیان شاہ اسکا پیچھا کر رہا ہے۔ وہ ہچکیوں سے روتی اپنی گاڑی کو تیز رفتار میں بھگاتی ہوئی ہاسپٹل پہنچی--- عالیان شاہ جس نے اسکی گاڑی کے پیچھے ہی بریک لگائی، اسے یوں ہاسپٹل میں داخل ہوتے دیکھ کے وہ چونکا (وہ نہیں جانتا تھا وہ اس ہاسپٹل کی لیڈی ڈاکٹر ہے۔۔) خیر عالیان شاہ نے تیزی سے اپنی گاڑی لاک کرتے اسکے پیچھے اپنے قدم بڑھائے----

انابیہ خان اپنے اسسٹنٹ سے سپاٹ انداز میں اپنے پیشنٹ کا پوچھتے، اپنے کیبن کی طرف بڑھی۔۔ اپنے کیبن میں آتے ہی وہ اپنا اوورآل پہنتی اپنی ضروری چیزیں پکڑ رہی تھی، جب عالیان شاہ اسکے اسسٹنٹ کے منع کرنے کے باوجود اسے آنکھیں دکھاتا ہوا اسکے کیبن میں داخل ہوا---

ڈاکٹر صاحبہ میں نے انہیں منع بھی کیا لیکن یہ زبردستی آپ کے کیبن میں داخل ہو گئے ہیں۔۔ اسسٹنٹ عالیان شاہ کو گھورتا ہوا انابیہ خان سے مخاطب ہوا---

انابیہ خان نے اپنے اسسٹنٹ کی آواز پہ رخ موڑتے، اسکی طرف دیکھا۔ جب اس کے ساتھ اندر داخل ہوتے عالیان شاہ کو دیکھتے اسکی آنکھیں حیرت سے پھیلی---!!

آپ جائیے-- اور میرے آنے تک میرے پیشنٹ کے پاس ڈاکٹر زیدان کو بھیج دیں-- میں آکے ان کے ساتھ پیشنٹ کی ہیلتھ ڈسکس کر لوں گی-- انابیہ خان اپنی حیرت پہ قابو پاتی اپنے اسسٹنٹ کو حکم دیتی اپنی کرسی پہ بیٹھتی خود کو مصروف ظاہر کررہی تھی-- اسسٹنٹ کے جانے کے بعد عالیان شاہ آنکھیں گھماتا ہوا اسکے بالکل سامنے والی چئیر پہ آ کے بیٹھا، یوں کہ اب ان دونوں کے درمیان ایک ٹیبل جتنا فاصلہ تھا--

مسٹر شاہ آپ نے مجھ سے کوئی اپائینمنٹ نہیں لیا تھا! کیا آپ کے یہاں آنے کی وجہ جان سکتی ہوں؟؟ انابیہ خان ٹیبل پہ اپنے دودھیا سفید ہاتھ رکھتی آئیبرو اچکاتے ہوئے پروفیشنل انداز میں بولی--- عالیان شاہ اسکے بدلے انداز پہ حیران ہوا--- ابھی وہ کچھ دیر پہلے اس کے زخم پہ روتی ہوئی پھونکیں مار رہی تھی اور اب وہ اس انداز میں اس سے بات کر رہی تھی جیسے اسے جانتی بھی نہ ہو--

اپائنٹمنٹ اور ڈزی ڈوڈل تم سے ؟؟

ویٹ -- مجھے ہنس لینے دو---عالیان شاہ اپنا آئیبرو اچکاتے ہوئے اسکا مذاق اڑانے والے انداز میں بولا--- جس پہ انابیہ خان جی بھر کے تپی تھی-- عالیان شاہ اسکا غصے سے سرخ ہوتا چہرہ دیکھتے اسکے کچھ بھی بولنے سے پہلے اسطرح سے ہنستا ہوا بولا، جیسے اسکی بات پہ اپنی ہنسی قابو کرنا بے حد مشکل کام ہو-- انابیہ خان جو اس کی بات پہ تپی بیٹھی تھی، اسکی خوبصورت ہنسی سے نظریں چراتے اس نے اپنے سامنے فائل کھولتے خود کو مصروف ظاہر کیا--- سامنے بیٹھا بے مہر انسان کیا جانے!! اسے عشق ہی اس کی خوبصورت ہنسی سے ہوا تھا-- وہ اسے کیسے بتاتی وہ فدا ہی اسکی

ہنسی پہ ہوئی تھی۔۔ اسکی خاموشی پہ عالیان شاہ نے لب کاٹتے ہوئے اپنی ہنسی ضبط کرتے اپنا ہاتھ اسکی طرف بڑھایا۔۔۔

مجھے آج سمجھ آئی ہے ہمارا ملک میڈیکل میں اتنا پیچھے کیوں رہ چکا ہے۔۔ اب جب چھوٹی چھوٹی "ڈنی ڈوڈلز" ڈاکٹر بنیں گی ۔۔ تو یہ تو ہو گا۔۔۔ عالیان شاہ اسے مصروف دیکھتا ہوا اسکے پورے کیبن میں نظریں گھماتا افسوس سے سر ہلاتے بولا۔۔۔۔

مسٹر شاہ!! آپ کو کوئی کام تھا، جو آپ نے یہاں میرے کیبن میں آنے کی زحمت کی ہے؟؟ انابیہ خان دانت پیستی ہوئی بولی۔۔ وہ اسکے منہ سے جب جب خود کے لئے یہ "ڈزی ڈوڈل" کا لفظ سنتی تھی، اسے انتہائی چڑ چڑتی تھی۔ اس نام سے جس کا وہ شاید مطلب تک نہیں جانتی تھی۔۔۔

وہ کیا ہے نا کہ "ڈاکٹر ڈزی صاحبہ" آپ کی پھونکوں نے میرے ہاتھ کا زخم ٹھیک کرنے کی بجائے مزید بگاڑ دیا ہے۔۔ اب آپ یوں کریں کہ بنا فیس کے میرے ہاتھ کا علاج کریں کیونکہ مجھے امید ہے ڈاکٹر ڈزی۔۔۔ ابھی عالیان شاہ اپنی بات مکمل کرتا جب انابیہ خان نے اس کی بات کاٹی۔۔۔

یو مسٹر بلڈوزر ۔۔۔ خبردار ۔۔ خبردار جو اب تم نے مجھے یہ "ڈنی وذی " بولا تو۔۔ اپنی بیوی سے جا کے بینڈیج کرواؤ اور اسی کو جا کے ایسے القابات سے نوازو۔۔۔ انابیہ خان تو اسکے منہ سے خود کے لئے اتنے احترام سے یہ فتنہ لفظ "ڈاکٹر ڈزی" سنتی غصے سے پاگل ہوتی بولی۔۔۔ ابھی عالیان شاہ اسے کوئی جواب دیتا جب دروازے پہ ناک ہوا۔۔۔

KOH NOVELS - URDU

آئیے ڈاکٹر زیدان ---- انابیہ خان دروازے پہ ڈاکٹر زیدان کی طرف متوجہ ہوتے ہلکی سی مسکان کے ساتھ بولی---- عالیان شاہ نے مڑ کے اس ڈاکٹر کو دیکھا، جو اچھا خاصا ہینڈسم تھا۔ لیکن عالیان شاہ سے کئی گناہ کم--- عالیان شاہ نے دل میں اتراتے ہوئے سوچا--- عالیان شاہ شاید آج زندگی میں پہلی بار ہی اپنی خوبصورتی پہ اترایا تھا، جس پہ وہ خود بھی حیران ہوا تھا -- وہ بہت زیادہ کم اور سنجیدگی سے بولتا تھا، لیکن آج کل وہ اتنا بول رہا تھا کہ اسے خود پہ شک ہو رہا تھا۔ کہیں اس نے کوؤں کا ناشتہ کرنا تو شروع نہیں کر دیا، جو آج کل اسکی زبان ہر وقت پٹر پٹر کرتی رہتی تھی؟؟ وہ آج کل خود کو خود ہی حیران کر رہا تھا--

ڈاکٹر زیدان ایک نظر عالیان شاہ کو دیکھ کے کرسی کھینچتے ہوئے انابیہ خان کے بالکل سامنے بیٹھا---

آپ اپنے پیشنٹ کو فری کر دیں ڈاکٹر انابیہ-- پھر مجھے آپ کےدوسرے پیشنٹ کے بارے میں آپ سے کچھ ڈسکس کرنا ہے-- ڈاکٹر زیدان ایک نظر عالیان کو دیکھتا انابیہ خان سے مخاطب ہوتے نرمی سے بولا۔ جس پہ عالیان شاہ نے آئیبرو اچکاتے ہوئے ٹیبل پہ اپنی کہنی رکھ کے اسکے اوپر اپنی تھوڑی ٹکاتے ڈاکٹر زیدان کو اس انداز میں دیکھا، جیسے ٹی -وی-- پہ کوئی نا پسندیدہ چیز دیکھ لی ہو--

KOH NOVELS - URDU

آپ ان کی بینڈیج کر دیں ڈاکٹر زیدی--- مجھے ابھی کچھ ضروری کام ہے-- انابیہ خان عالیان شاہ کے خوبصورت چہرے پہ کیوٹ سے زاویے بنتے دیکھ کے اس کی خوبصورتی سے نظریں چراتی ڈاکٹر زیدان کو مخاطب کرتی اپنے کام میں مصروف ہو چکی تھی-- عالیان شاہ اس ڈزی ڈوڈل کی اگنورینس پہ تو جو تپا تھا اسکے منہ سے ڈاکٹر زیدان کے لئے نک نیم "ڈاکٹر زیدی " سنتے اسکا چہرہ غصے سے لال انگارہ ہوا----

ڈاکٹر زیدان جس نے عالیان شاہ کا ہاتھ پکڑتے ہوئے اسکے زخم کا جائزہ لینا چاہا، عالیان شاہ نے شدید غصے سے اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ سے چھڑواتے اسے ان نظروں سے گھورا جیسے اسے سالم نگل جائے گا۔۔ ڈاکٹر زیدان نے حیرانگی سے اسکا سرخ ہوتا چہرہ دیکھا۔۔۔۔

Doctor dizzy do my bandage right now---

(ڈاکٹر ڈزی ابھی اور اسی وقت میری بینڈیج کرو۔۔)

عالیان شاہ اپنی بھاری آواز میں سخت لہجے میں بولا۔۔۔ اس کے لہجے میں کچھ تو ایسا تھا کہ انابیہ خان اسے نظریں اٹھا کے دیکھنے پہ مجبور ہوئی۔۔۔ انابیہ خان نے حیرانگی سے اسکےغصے سے دہکتے سرخ گالوں کو ملاخظہ کیا۔ ابھی تو وہ ہنس رہا تھا اور اب یوں اچانک اسے کیا ہوا تھا؟ انابیہ خان کی سمجھ سے باہر تھا۔۔

ڈاکٹر زیدی آپ کی ۔۔۔ ابھی انابیہ خان اپنی بات مکمل کرتی، جب عالیان شاہ غصے سے ٹیبل پہ اپنے دونوں ہاتھ مار کے اٹھتا ڈاکٹر زیدان کو کہنی سے تھام کے کھینچتا ہوا دروازے کے باہر کھڑا کر کے زور سے اسکے منہ پہ دروازہ بند کرتا واپس سے انابیہ خان کی طرف بڑھا۔ جو شاکڈ تاثرات سے اپنی کرسی سے کھڑی ہوتی اسکی حرکتوں کو ملاخظہ کر رہی تھی۔۔

کیا ڈاکٹر زیدی ۔ڈاکٹر زیدی کی رٹ لگائی ہوئی تھی؟ کیوں اس کے ساتھ اتنا فری ہو رہی تھی تم؟؟ عالیان شاہ اسے اسکی کرسی پہ پھینکتا اسکے دائیں بائیں ہاتھ رکھتا اسکے چہرے کے قریب اپنا چہرہ کرتا غصے سے غرایا۔۔۔

اسکی غصے سے دہکتی گرم سانسیں اپنے چہرے اور گردن پہ محسوس کرتے انابیہ خان نے حیرانگی سے اپنی بڑی بڑی گولڈن آنکھوں کو مزید پھیلاتے اپنا چہرہ اس سے دور کیا---

آپ مجھ سے ایسے سوال کرنے کا کوئی حق نہیں رکھتے مسٹر شاہ --- بی ان یور لمٹس۔۔ انابیہ خان اپنی ہلچل مچاتی دھڑکنوں کو اگنور کرتی غصے سے دھاڑتی ہوئی اس کے سینے پہ ہاتھوں کا دباؤ ڈالتے، اسے خود سے پیچھے کرنے کی تگ و دو میں ہلکان ہوئی۔ جو اسکے مزید نزدیک ہوتا اب مکمل خاموشی سے اس کا ایک ایک نقوش اپنی نظروں کے راستے دل میں اتار رہا تھا۔۔

"ڈنی ڈوڈل" پیاری تو تم بہت ہو لیکن--- عالیان شاہ اسکا پھولا گال اپنے ہاتھ سے سہلاتا نرم و ملائم لہجے میں بولتا انابیہ خان کو حیران کر چکا تھا۔۔

لیکن افسوس میری پہلی بیوی سے زیادہ نہیں۔۔ عالیان شاہ اپنی ڈارک براؤن آنکھیں ٹپٹپاتا ہوا تاصف سے بولا--- پتا نہیں کیوں ڈنی ڈوڈل کو تنگ کا مزہ ہی الگ تھا۔۔ لیکن وہ کیا جانے وہ تو اسکی ایک ایک بات کو دل پہ لیتی تھی --

KOH NOVELS - URDU

Okay now make distance please.. I have to go

(اوکے اب فاصلہ بنائیں پلیز۔۔ مجھے جانا ہے---)

انابیہ خان سنجیدگی سے اپنے سر کو خم دیتی اپنے آنسوؤں کو پیچھے کی طرف دھکیلتی ازیت سے بولی--- وہ اس کی گولڈن آنکھوں کی نمی کو آج بھی

بھانپ چکا تھا۔ عالیان شاہ نے پتا نہیں کس احساس کے تحت جھکتے ہوئے اسکی دونوں آنکھوں کو چوم ڈالا۔۔۔ انابیہ خان کی دھڑکنیں دو سو کی سپیڈ سے بھاگی۔۔۔ اس نے اس کے سینے پہ ہاتھ جماتے اسے خود سے دور دھکیلا۔ انابیہ خان کا پورا چہرہ شرم و حیا سے یا شاید غصے سے سرخ ہوا تھا۔ عالیان شاہ نہیں جانتا تھا۔ وہ اپنی جسارت پہ خود حیران ہوا تھا۔ اسکے چہرے کے بدلتے رنگ عالیان شاہ کو کافی بھلے سے لگے تھے۔ وہ اپنی کیفیات کو سمجھنے کی کوشش کیے بغیر تیزی سے اسکے کیبن سے باہر نکلا۔۔۔ انابیہ خان نے اسکے جانے کے بعد ہنوز شاکڈ کیفیت میں اپنی آنکھوں پہ ہاتھ لگایا۔۔۔ اسکے لبوں کا نرم دہکتا لمس اسے ابھی بھی اپنی آنکھوں پہ محسوس ہو رہا تھا۔ آنسو ٹپ ٹپ اسکی آنکھوں سے بہتے ہوئے عارضوں پہ گرے تھے۔ انابیہ خان نے اپنی آنکھوں سے ہاتھ ہٹاتے ہوئے اپنے لبوں سے لگاتے آنکھیں موندی تھیں۔

وہ دونوں شاپنگ کر کے ابھی ہویلی لوٹے تھے۔۔۔ وہ دونوں ایک ساتھ لال ہویلی میں داخل ہوئے۔۔۔ زرش خان کے تبدیل کپڑوں پہ کسی نے اتنا غور نہیں کیا تھا، کیونکہ وہ صبح کسی سے بھی ملے بغیر ہویلی سے گئی تھی۔ وہ جاتے وقت کچن کے باہر سے ہی مورے کو بلند آواز میں خدا حافظ بولتی ہوئی یہ جا وہ جا ہوئی۔۔۔ زرش خان کے گالوں پہ تھپڑوں کے نشان کافی مندمل ہو چکے تھے ۔ سجاول خان سارا راستہ جھک جھک کے اسکے دونوں گالوں کو چومتا ان پہ مرحم رکھتا آیا تھا، جس پہ زرش خان نا چاہتے ہوئے بھی سرخ پڑتی رہی۔

اتنی جلدی کیوں آ گئے ہو؟؟ ولیمے کے بعد تشریف لے آتے!! ساحر خان نے اسے گھورتے ہوئے اسکے لیٹ آنے پہ چوٹ کی۔۔۔

معذرت میں کچھ لیٹ ہو چکا ہوں۔ ساحر خان کو اپنی طرف گھورتا پا کے سجاول خان اپنا نچلہ لب کاٹ کے اسکے ساتھ بیٹھتا سب کو دیکھ کے گویا ہوا۔۔۔ لاؤنج میں تقریباً اس وقت ہویلی کے تمام مکین بیٹھے تھے۔ زرش خان جانتی تھی وہ یہاں کیا بات کرنے والا ہے۔ وہ شرم و حیا سے سرخ پڑتی کسی کو بھی ملے اور دیکھے بغیر اپنے کمرے میں بھاگی۔۔۔ ضرار خان نے حیرت سے اپنی بہن کو یوں بھاگتے ہوئے دیکھا، وہ جب بھی باہر سے آتی تھی سیدھی آ کے اسکے سینے سے لگتی تھی۔ تو پھر آج ایسا کیا ہوا تھا، جو وہ اس سے ملے بغیر اپنے کمرے میں بند ہوئی تھی؟ ضرار خان پریشان ہوا۔۔۔

بولو برخودار ایسی کیا ضروری بات تھی جس کے لئے تم ہم سب کو پچھلے دو گھنٹوں سے انتظار کی سولی پہ لٹکائے بیٹھے ہو؟؟ مراد خان پوتے کو دیکھتے ہوئے تاصف سے بولے۔۔۔ سجاول خان نے گلہ کھنکارتے ہوئے ایک نظر سب کو دیکھا۔۔۔ وہ سب اسکے بولنے کے منتظر تھے ۔۔

مجھے آج رات اپنی رخصتی چاہئے۔۔۔ سجاول خان سنجیدگی سے مراد خان اور جہانگیر خان کی طرف دیکھ کے روعب دار لہجے میں بولتا سب کے سر پہ ہویلی کی چھت گرا چکا تھا۔

KOH NOVELS - URDU

تمہیں یہ شادی گڑیا گڈے کا کھیل لگتی ہے کہ جب چاہو اپنی مرضی سے رخصتی کینسل کروا لو اور جب چاہے اپنی شادی رچا لو؟؟ کوئی کام ہرٹ اٹیک دئیے بغیر ہوتا ہے تم سے؟؟ کسی کے بھی بولنے سے پہلے ضرار خان اسکی بات پہ بھڑکتا ہوا بلند آواز میں غرایا۔۔۔

میرا نہیں خیال شادی کوئی توپ چیز ہے!! یا تمہیں میری بات سے کسی ہرٹ اٹیک کی شکایت ہوئی ہے، تم تو بس قسمتی سے ابھی تک میرے سامنے زندہ بیٹھے ہو۔۔۔ تمہارا اعتراض کرنا بنتا نہیں ہے ویسے۔۔ سجاول خان اسکے بھڑکنے پہ آئیبرو آچکاتے ہوئے اسے اوپر سے نیچے تک دیکھتا سنجیدگی سے بولا۔۔۔ اپنے دروازے کے پاس کان لگا کے سنتی زرش خان نے اس کی سڑی ہوئی بات پہ دانت کچکچاتے۔۔۔ ہرا خان نے اپنے بندے کے بارے میں اسکے منہ سے ہرٹ اٹیک کا لفظ سنتے ہوئے دہل کے اسکی طرف دیکھا۔۔۔

لالہ۔۔۔ آپ یوں اچانک شادی کیسے کر سکتے ہیں۔۔ مجھے تو ابھی آپ کی شادی پہ اتنا کچھ خریدنا تھا۔ اتنا مزہ کرنا تھا ۔۔ پلوشہ خان تو صدمے کے زیر اثر منہ لٹکاتی ہوئی بے حد افسوس سے بولی ۔۔۔ اس نے واقعی ہی سجاول خان کی شادی کے لئے بہت کچھ سوچا ہوا تھا۔ ابھی سجاول خان اسے کوئی جواب دیتا جب رایان خان کے جملے سے محفل زعفران بنی۔۔۔

میری وشہ کو کس کافر نے بولا ہے کہ اس آدھے انگریز کی شادی ہو رہی ہے؟؟ کیا آپ سب کو نہیں لگ رہا یہ اسکی فوتگی کا اعلان ہو رہا ہے اور رات میں یہ اپنے جنازے میں ہم سب کی شرکت چاہتا ہے؟؟ رایان خان پلوشہ خان کو بچوں کی طرح پچکارتا باقی سب کی طرف دیکھ کے آئبیرو اچکاتے ہوئے بولا، جس پہ سب کا مشترکہ قہقہ لاؤنج کی زینت بنا۔ سوائے سجاول خان کے جو رایان خان کو کھا جانے والی نگاہوں سے گھور رہا تھا۔ ضرار خان نے اسکی بات کا مطلب سمجھتے کھانستے ہوئے اپنے قہقے پہ قابو پایا، وہ جان چکا تھا اسکا اشارہ اسکی شیرنی بہن کی طرف تھا ۔۔ جبکہ سب کے سامنے رایان خان کے منہ سے خود کے لئے "میری وشہ" سن کے پلوشہ خان کے گال دہک کے لال ہوئے۔۔۔

میں اپنے بچے کے لئے (اپنی خانم کے ساتھ) پھر سے شادی کر لوں گا تا کہ میری گڑیا اپنی ساری خواہشات اچھے سے پوری کر لے --- سجاول خان نے اپنی جگہ سے اٹھ کے پلوشہ خان کے پاس بیٹھتے اسے اپنے حصار میں لیتے پیار سے بلند جواب دیا تھا -- اس نے جان بوجھ کے اس طریقے سے جواب دیا تھا۔ جانتا جو تھا اسکی غنڈی یہی کہیں کان لگا کے اسکی باتیں سن رہی ہو گی۔ اور ایسا ہی تھی زرش خان اس کی بات سن کے بری طرح سے سلگی تھی تو کیا وہ دوسری شادی کی بات کر رہا تھا؟؟

لالہ (ضرار) بتا دیں اسکو یہ نہ ہو اسکی دوسری شادی پہ اسکی پلوشہ گڑیا کو اس پہ فاتحہ پڑھنی پڑھ جائے۔ کیونکہ مجھے بیوہ رہنا تو منظور ہے لیکن --- زرش خان جو اپنے کمرے کے دروازے سے منہ باہر نکال کے بلند آواز میں غرا رہی تھی -- اپنی بے خودی پہ غور کرتی اچانک سے سٹپٹاتی ہوئی چپ کر چکی تھی۔

"خانا خراب ہو تیرا خانم" زرش خان اپنا دروازہ زور سے بند کرتی، اپنی زبان کی تیزی پہ لعنت بھیجتی اپنے منہ پہ ہاتھ رکھتی خود سے گویا ہوئی۔ جبکہ زرش خان کی بات پہ سب کا چھت پھاڑ قہقہ لاؤنج میں بلند ہوا۔۔۔ ورده خان نے گھورتے ہوئے بیٹی کے کمرے کے بند ہوتے دروازے کو دیکھا۔۔۔ سجاول خان نے لب کاٹتے ہوئے اپنی مسکراہٹ ضبط کی۔۔۔

میرا خیال ہے سجاول خان کی رخصتی اگلے ہفتے کی بجائے اگلے مہینے تک پوسٹ پونڈ کر دینی چاہیے، کیونکہ ابھی تک میری گڑیا اس سے شادی کرنے ہی لئے رضا مند نظر نہیں آ رہی۔ فارس خان جان بوجھ کے چہرے کو سنجیدہ بناتا اپنے سنہری بالوں میں ہاتھ پھیرتا سب کی طرف دیکھ کے بولا۔۔۔۔ جس پہ سجاول خان نے آنکھیں پھیلاتے اسکی طرف دیکھا۔۔۔

KOH NOVELS - URDU

کیا بات کر رہے ہیں لالہ ؟؟ ابھی ہم دونوں ساتھ اپنی شادی کی شاپنگ۔۔۔ سجاول خان جو حیرانگی کے عالم میں فارس خان کو منانے کے چکروں میں اپنی خانم کی رضامندی کی صفائی دینے والا تھا، سب کے پھر مشترکہ قہقے سے اس کی بات بیچ میں ہی رہ چکی تھی۔۔ سجاول خان کو اب سمجھ آئی، وہ اسے تنگ کرنے کے لئے ایسا بول رہا تھا۔۔ اس نے اپنے سلکی ڈارک براؤن بالوں میں ہاتھ پھیرتے اپنے دل کی بے تابی پہ خود کو ملامت کی۔۔۔۔

ساحر خان اور داور خان کی حمایت پہ سجاول خان کی رخصتی رات میں تہہ کر دی گئی تھی۔۔ رات میں بارات بڑی ہویلی والوں کی طرف سے آنی تھی جبکہ ولیمے کے جوڑے لال ہویلی والوں کی طرف سے۔۔۔ رات ہونے میں کچھ ہی دیر باقی تھی اور ابھی اتنی تیاری پڑی ہوئی تھی۔ صد شکر کہ سجاول خان اپنی اور زرش خان کی شاپنگ راستے سے ہی کر کے آ چکا تھا۔۔

ضرار خان نے ہرا خان کو پارلر کے لئے اپنی ہر چیز تیار رکھنے کا کہتے ہوئے اپنے قدم زرش خان کے کمرے کی طرف بڑھائے۔۔۔ وہ زرش خان کو ایک نظر میں دیکھ کے پہچان چکا تھا کہ سجاول خان کی اتنی جلدی رخصتی رکھنے کے پیچھے ضرور کوئی نا کوئی وجہ تھی۔۔ وہ اپنی بہن پہ ایک نظر ڈال کے ہی اسکے سرخ گالوں کے نشانات نوٹ کر چکا تھا۔۔ اسے تب سے یقین تھا، ضرور دال میں کچھ کالا ہے۔۔ اسی لئے وہ بڑی ہویلی والوں کے جانے کے بعد ڈائریکٹ زرش خان کے کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔۔

ذری۔۔۔ ضرار خان نے اسے نرم آواز میں پکارتے دروازہ ناک کیا۔۔۔۔

آئیے نا لالہ۔۔ ضرار خان کی آواز پہ زرش خان اپنے لہنگے کو چھوڑتی جلدی سے دروازے کی طرف بڑھتی احترام سے بولی۔۔۔ ضرار خان کے

کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ اس کے سینے سے لگی۔۔۔ ضرار خان اسکے بالوں پہ لب رکھتا اسے لے کے صوفے پہ بیٹھا۔۔۔۔

کوئی ایسی بات جو میرے بیٹے نے مجھ سے ابھی تک نہیں کی؟ اور وہ مجھے بتانا چاہتی ہو؟؟ کچھ دیر کی خاموشی کے بعد ضرار خان اسکا چہرہ اپنی طرف موڑتا اپنا آئیبرو اچکاتے ہوئے نرم لہجے میں بولا۔ قریب سے اپنی گڑیا کے دونوں گالوں پہ سرخ خراشوں کے نشان دیکھتے ضرار خان کے دل کو کچھ ہوا تھا۔ اس نے تو اپنی بہن کو کبھی پھول کے کانٹے جتنی تکلیف بھی نہیں دی تھی۔ پھر کس کی جرآت ہوئی تھی اسے تکلیف دینے کی؟؟ یہ سوچتے ہوئے ضرار خان کے خون میں شرارے پھوٹے۔۔۔۔

کس نے جرآت کی ہے تم پہ ہاتھ اٹھانے کی ، تمہیں تکلیف دینے کی؟؟ زری!! ضرار خان اسکے جواب کا انتظار کیے بغیر اسکے گالوں کو دیکھتا شدید غصے بولا۔۔۔ زرش خان نے اپنے لالہ کی تیز نظروں پہ نظریں چرائی۔۔۔ اسکے دل کی دھڑکنوں نے ادھم مچایا۔۔۔ وہ اسے کیا بتاتی کہ اسکی بہن نے اپنی عزت بچانے کی خاطر یہ تھپڑ کھائے ہیں؟؟ نہیں کبھی نہیں ۔۔ ضرار خان اس بات کو سنتا ہوا مر نہ جاتا؟؟

کیسی باتیں کر رہے ہیں لالہ ۔۔ ایسا نہیں ہے میں مال کی سیڑھیوں سے اترتی ہوئی غلطی سے منہ کے بل گرگئی تھی تو بس اسی کے نشان ہیں۔۔ زرش خان ضرار خان کے سر پہ اف کے انداز میں ہاتھ مارتی کھوکھلی سی ہنسی ہنستے بولی۔۔۔۔

تم سچ بول رہی ہو؟؟ اور وہ ڈفر (سجاول) کہاں تھا اس وقت جب تم گری تھی؟؟ ضرار خان اسکے گالوں کو نرمی سے اپنے ہاتھ سے چھوتا مدھم آواز میں بولا۔۔۔۔

لو بھلا میں نے آپ سے پہلے کبھی کوئی جھوٹ بولا ہے کیا؟؟ وہ برا مانتی اپنے آنسوؤں پہ ضبط کرتی بولی---

اور ڈفر تو نہ بولیں اسے لیکن ہاں بدصورت بول لیں--- زرش خان اب اسے ہنسانے اور بات کا رخ موڑنے کی غرض سے جان بوجھ کے پہلے شرمانے کی ایکٹنگ کرتی آخر میں دانت کچکچاتے ہوئے بولی، جیسے اپنے بندے کی اتنی خوبصورتی پہ بری طرح سے تپی بیٹھی ہو۔۔ ضرارخان نے قہقہ لگاتے ہوئے اسے اپنے سینے میں بھینچا۔ لیکن پتا نہیں کیوں اندر سے وہ اس کے جواب پہ مطمئن نہیں ہوا تھا۔ اس نے نرمی سے اسکے گال سہلاتے اسکا ماتھا چوما۔ کتنا مشکل تھا اپنی نازوں پلی بہن کو رخصت کرنا، کوئی ضرار خان سے پوچھتا۔۔ ضرار خان کا تو اپنی بہن کو رخصت کرنے کا سوچ سوچ کے دل کم ہو رہا تھا، جب وہ اپنی لاڈلی زری کے ساتھ ہوئے آج کے پورے واقعے کی تفصیل جانے گا تب اسکا کیا بننا تھا!!

ابھی تک تیار کیوں نہیں ہوئی؟؟ ساحر خان جو سجاول خان کا آج کے لئے ڈریس سیلکٹ کرنے کے بعد ابھی کمرے میں اپنے کپڑے چینج کرنے آیا تھا، ٹاول سے منہ صاف کرتی زرلاشتہ خان کو واشروم سے نکلتا دیکھ کے وہ حیرانگی سے آئیبرو اچکاتے ہوئے بولا--- انہیں ابھی کچھ دیر میں بارات لے کے نکلنا تھا اور وہ ابھی تک گھریلو کپڑوں میں ملبوس تھی۔۔

زرلاشتہ خان اپنی ہری آنکھوں میں آنسو لئے اپنی بانہیں پھیلائے روتی ہوئی، اسکی طرف تیزی سے بڑھتی اسکے چوڑے سینے سے لگی---

تاشو میری جان۔ کیا ہوا؟؟ ساحر خان نے اسکے گرد حصار باندھتا بے حد پریشانی سے استفسار کیا۔۔۔ جس پہ زرلاشتہ خان نے نفی میں سر ہلاتے اسکی قمیض پہ اپنا چہرہ رگڑتے اپنے آنسو صاف کیے۔۔۔

رو کیوں رہی ہو؟ کسی نے کچھ بولا ہے؟؟ ساحر خان اسکا چہرہ اپنے سینے سے باہر نکالتا اسکی ٹھوری پہ اپنا انگوٹھا اور انگلی رکھا فکرمندی سے بولا تھا۔ اسے اسکے یوں رونے سے تکلیف ہوئی تھی۔

نہیں۔۔۔ایسےہی بس۔۔ہمیں خود ہی رونا آئے جا رہا ہے خان۔ زرلاشتہ خان سینے سے اسکی قمیض دبوچتی بے بسی اور معصومیت کے ملے جلے تاثرات سے ٹپ ٹپ آنسو بہاتی بولی۔۔۔

سر میں درد ہے؟؟ یا بخار فیل ہو رہا ہے؟؟ ڈاکٹر کے پاس چلیں؟؟۔ ساحر خان اسکے آنسوؤں پہ پیار سے اپنے لب رکھتا نرمی سے اسکے ہونٹوں کو چومتا پوچھ رہا تھا۔ زرلاشتہ خان جواب دینے کی بجائے تیزی سے واشروم میں بھاگی۔۔۔ ساحر خان نے تیزی سے اسکے پیچھے اپنے قدم بڑھائے۔۔۔ اسے یوں سنک پہ جھکے وامٹنگ کرتے دیکھ کے ساحر خان پریشانی سے اسکی طرف بڑھا۔۔۔ وہ وامٹنگ کرتے ہوئے بچوں کی طرح روئے جا رہی تھی۔

تاشو۔ کچھ بھی نہیں ہوا۔بس چپ۔۔۔ ساحر خان اسکی پشت سہلاتا اسے بچوں کی طرح پچکارتا اسکا منہ دھلواتا پریشانی سے اسے اپنے سینے سے لگا چکا تھا۔

خان۔۔ہمیں پتا نہیں کیا ہو رہا ہے۔۔ ہمارا دل بہت خراب ہو رہا ہے۔۔ زرلاشتہ خان اسکے بازو کے حصار میں واشروم سے نکلتی بے بسی سے بولی تھی۔۔ ساحر خان نے اسکا چہرہ ٹاول سے صاف کرتے اسے صوفے پہ پھینکا۔۔۔۔

کیا کھایا تھا؟؟ ساحر خان اسکے بال پیار سے سنوارتا، اسکا زرد پڑتا چہرہ دیکھتے اسکے گالوں کو پیار سے چومتا نرمی سے بولا۔۔۔ زرلاشتہ خان خاموش رہی۔۔

کیا کھایا تھا میرے بچے نے؟؟ ساحر خان جھک کے اسکے لبوں کو نرمی اور پیار سے چومتا اسکے گالوں پہ ہاتھ رکھتے پھر سے اپنا جملہ دہراتا بولا۔۔۔۔

چ۔چا۔۔چاکلیٹ۔۔۔ زرلاشتہ خان نے منمناتے ہوئے جواب دیا، جس پہ ساحر خان نے اسے پیار سے دیکھنے کی بجائے گھوریوں سے نوازا۔ جن سے بچنے کے لئے زرلاشتہ خان نے اسکے سینے پہ اپنا چہرہ چھپایا۔۔۔۔

کتنی دفعہ منع کیا ہے ۔۔ ہر وقت نہیں کھایا کرو چاکلیٹ ۔۔۔ کیا چاہتی ہو ہویلی میں سب کو چاکلیٹ لانے سے منع کر دوں؟؟ یا بین لگا دوں چاکلیٹس کا ہویلی میں؟؟ حد ہے یار۔۔۔ ساحر خان سختی سے اسکے بازو پکڑتا غصے سے دبی دبی آواز میں غرایا۔۔۔ وہ اسے ہمیشہ زیادہ چاکلیٹ کھانے سے منع کرتا تھا اور وہ ہمیشہ اسکے دئیے گئے پیسوں میں سے سب سے چاکلیٹ منگوا کے اس سے چھپ چھپ کے کھاتی رہتی تھی۔۔ وہ اپنی فرسٹریشن اس پہ غصہ کر کے نکال رہا تھا۔ جس پہ زرلاشتہ خان نے اسکے سینے سے اپنا چہرہ باہر نکالتے اسے ڈبڈبائی آنکھوں سے دیکھا۔۔۔ ساحر خان نے اسکی ہری آنکھوں میں نمی دیکھتے اسکے بازوؤں پہ گرفت ہلکی کرتے اسے اپنے سینے سے لگانا چاہا۔ لیکن وہ اس سے اپنا آپ چھڑواتی ڈریسنگ روم میں جا کے بند ہو چکی تھی۔۔ ساحر خان نے لب کاٹتے ہوئے ڈریسنگ مرر کے بند دروازے کو دیکھتے

KOH NOVELS - URDU

اپنے بھورے بالوں میں ہاتھ پھیرتے گہری سانس بھری--- وہ اسے اتنے دن سے پیار سے چاکلیٹ کم کھانے کی ہدایات دے رہا تھا اور وہ اسکے سمجھانے کے دوران بچوں کی طرح زور زور سے ایسے سر ہلاتی، جیسے کبھی چاکلیٹ کی شکل بھی نہیں دیکھے گی۔ لیکن اس کے جاتے ہی وہ کتنی ہی بڑی بڑی چاکلیٹس کھا کے ا ن کے ریپر چھپانے کی غرض سے بیڈ کے گدے کے نیچے رکھ دیتی تھی۔۔ وہ ہر روز کے ریپر جمع کرتی اگلے دن ساحر خان سے چھپا کے کوڑے میں پھینک دیتی، لیکن ساحر خان اسکی رگ رگ سے واقف تھا۔۔ اس نے بے ساختہ اپنے قدم بیڈ کی طرف بڑھاتے اسکی طرف کا گدا اٹھایا، جہاں بڑی بڑی پانچ کٹ کیٹ اور پانچ ہی ڈیری ملک چاکلیٹس کے ریپر تھے۔۔ یہ سب اس نے یقیناً آج کے دن میں لال ہویلی میں جانے سے پہلے اور بعد میں آ کے کھائی تھیں۔۔ ساحر خان نےاتنے سارے چاکلیٹ کے ریپرز کو دیکھتے غصے سے بیڈ کراؤن پہ اپنا ہاتھ مارتے الماری کی طرف اپنے قدم بڑھائے ۔۔۔ اگر وہ اس کے غصہ کرنے پہ ناراض ہو کے گئی تھی تو ساحر خان کو بھی اپنا غصہ کرنا غلط نہیں لگا تھا۔ وہ کیوں ہمیشہ اپنی من مرضی کرتے ہوئے اسے غصہ دلاتی تھی؟؟ جب جانتی تھی اسکی ایک دھاڑ سنتے ہی وہ وائبریشن پہ لگ جاتی ہے۔۔ ساحر خان نے غصے سے سوچتے الماری سے اپنے کپڑے نکالتے ہوئے اپنا سر جھٹکتے واشروم کی طرف اپنے قدم بڑھائے----

زرلاشتہ خان ڈریسنگ روم سے اچھی طرح رو دھو کے اپنے کپڑے تبدیل کر کے اپنی سرخ ہوتی سوجھی ہری آنکھوں سمیت کمرے میں داخل ہوئی تھی۔۔ وہ اس وقت نگینوں اور موتیوں سے لبریز وائٹ اور ریڈ کے امتزاج کی خوبصورت سی میکسی میں ملبوس پیروں پہ فلیٹ سا ریڈ جوتا پہنے ہوئے تھے۔۔ اسے اپنی ایڑھیوں میں شدید درد محسوس ہو رہا تھا، اسی لئے وہ ہیل کی بجائے فلیٹ پہن چکی تھی۔۔ وہ ابھی اپنے لمبے شہد رنگ بالوں میں سستی سے برش کر رہی تھی، جب میرون شلوار قمیض میں ملبوس ساحر خان واشروم سے باہر نکلتا ڈریسنگ مرر کے آگے آ کے کھڑا ہوا۔۔۔ زرلاشتہ خان نے اسکی طرف دیکھے بنا اپنے قدم اپنے بیڈ کے سائیڈ ٹیبل کی طرف

بڑھائے--- اپنی سائیڈ ٹیبل سے ڈھیروں چاکلیٹس کا انبار اٹھاتے اس نے غصے سے ڈسٹ بین میں پھینکا۔ گویا ساحر خان کا غصہ ان چاکلیٹس پہ نکالا تھا۔ صرف یہ کہنے کی کسر باقی رہ چکی تھی۔ " یہ لیں یہ رہی آپ کے پیسوں کی چاکلیٹ اب ڈسٹ بین سے نکال کے کھا لیں خود۔" ساحر خان اپنے بالوں میں برش کرتا اس کی ایک ایک حرکت کو نوٹ کر رہا تھا۔ شیشے میں نظر آتے اسکے عکس سے اسکی سوجھی ہوئی ہری آنکھوں پہ تضاد سفید اور سرخ کے امتزاج کی میکسی میں ملبوس اسکا خوبصورت سراپا دیکھتے، ساحر خان نے بے دردی سے اپنا نچلہ لب کچلا---

جلدی سے چادر لو--- ہمیں راستے میں ڈاکٹر کے پاس بھی جانا ہے--- ساحر خان کو تو جیسے اس کے چاکلیٹس پھینکنے کا کوئی فرق ہی نہیں پڑا تھا، وہ اپنی گھنی بیئرڈ پہ ہاتھ پھیرتا مصروف انداز میں بولا۔ جس پہ زرلاشتہ خان نے ایک نظر ڈسٹ بین میں اپنی اتنی ساری ضائع کی گئی چاکلیٹس کو دیکھتے دوسری نظر ساحر خان کو دیکھا۔ جو اب مصروف انداز میں سکن اجرک اپنے گلے میں ڈال رہا تھا۔

وہ جن کیوں اتنا پیارا لگ رہا تھا؟؟ زرلاشتہ خان نے غصے سے دل میں سوچا---

KOH NOVELS - URDU

ہمیں نہیں جانا ڈاکٹر کے پاس۔ اپنی کسی ہوتی سوتی کو لے جائیں--- وہ معصومیت سے بلند آواز میں بڑبڑاتی ہوئی اپنے سر پہ دوپٹا جماتی کمرے سے باہر نکلی---- ساحر خان جوجھک کے اپنی پشاوری چپل کا سٹریپ بند کر رہا تھا۔ اس نے اسکی بڑبڑاہٹ پہ حیرانگی سے اپنا سر اٹھاتے اسکی پشت کی طرف دیکھا، جو ایک منٹ سے پہلے اسکی نظروں کے سامنے سے اوجھل ہو چکی تھی۔

گل بہار ڈریسنگ روم میں کھڑی اپنی میکسی کی زپ بند کرنے کی کوششوں میں ہلکان ہو رہی تھی، لیکن زپ تھی کہ بند ہو کے نہیں دے رہی تھی۔۔ سچ پوچھو تو اب گل بہار کو رونا آ رہا تھا۔۔ اس نے ڈریسنگ روم کا تھوڑا سا دروازہ کھولتے ہوئے باہر جھانکا، جہاں سامنے ہی ڈارک براؤن شلوار قمیض میں ملبوس گلے کے گرد کالی اجرک لئے فارس خان ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑا اپنے بال بنا رہا تھا ۔۔

خان۔۔۔ یہ ذرا مورے کو تو بلا دیں۔۔۔ گل بہار اسکی طرف دیکھتی بلند آواز میں بولی۔۔۔۔ زرش خان، ہرا خان اور پلوشہ خان تو پارلر جا چکی تھیں۔ اب ایک مورے ہی ہویلی میں تھیں، جن کی مدد لے کے وہ اپنی میسکسی کی زپ بند کروا سکتی تھی۔۔ اگر ابھی کوئی فنکشن نہ ہوتا تو وہ یہ کام فارس خان سے بھی ججھک کے کروا ہی لیتی، لیکن وہ جانتی تھی اگر ابھی وہ اس سے اپنی زپ بند کروائے گی تو وہ اسکی برہنہ پشت دیکھ کے بس پھر ہر چیز پرے مار کے اسے اٹھا کے بیڈ پہ لے جائے گا اور گل بہار اپنے لالہ کی شادی کے فنکشن سے ہر گز لیٹ نہیں ہونا چاہتی تھی۔۔

کیوں ؟؟ کیا کام ہے مورے سے؟؟ فارس خان اسکی آواز پہ چونک کے آئیبرو آچکا کے بولتا، برش ڈریسنگ مرر پہ رکھتا ڈریسنگ روم کی طرف بڑھتا استفسار کر رہا تھا۔۔ جس پہ گل بہار نے سٹپٹاتے ہوئے اسکی طرف دیکھ کے نفی میں سر ہلاتے پھر سے دروازہ بند کرنا چاہا، لیکن وہ تیزی سے اسکی طرف قدم بڑھتا دروازے پہ اپنا مضبوط ہاتھ رکھتے اسے کہنی سے پکڑ کے باہر کھینچ چکا تھا۔۔ وہ لہراتی ہوئی اس کے سینے سے ٹکرائی۔۔ اسی کھینچا تانی میں گل بہار کی گولڈن بھاری میکسی کو کندھوں کو کھسکتی مزید نیچے

کھسکنے کو بے تاب ہوئی۔۔ گل بہار نے تیزی سے اپنی میکسی کو سینے سے تھامتے اسکے سینے میں اپنا چہرہ چھپایا۔۔۔

اتنے سے کام کے لئے مورے کو بلوا رہی تھی تم؟؟ فارس خان اس کی شرم و حیا کو دیکھتا اسکی برہنہ کمر پہ بے باکی سے اپنا ہاتھ پھیرتا اسکے کان کے پاس جھکتا گھمبیر آواز میں بولا، جس پہ گل بہار نے اسکے سینے پہ چٹکی کاٹتے اپنا سر اسکے سینے سے اٹھاتے ہوئے اپنی تیکھی ناک چڑھاتے اسکی طرف دیکھا۔ جس کے ہاتھ بے باکیاں اب بڑھتی ہوئی اسکے پہلوؤں تک آ چکی تھی۔۔

ہر رات اتنی محنت کر رہا ہوں میں۔۔ لیکن تم ہو کہ کوئی گڈ نیوز ہی سنا کے نہیں دے رہی۔۔ فارس خان اسکے لبوں پہ نرمی سے اپنے دانت گاڑتا اسکے کان میں گھمبیر آواز میں بے باک سرگوشی کرتا گل بہار کو کانوں کی لوں تک سرخ کر چکا تھا۔ اس نے اسکی قمیض کے اوپر سے ہی اسکے سینے کے بالوں کو نوچتے ہوئے اسکے سینے پہ کاٹا تھا۔۔ فارس خان نے مصنوعی سا کراہتے ہوئے اسکی کان کی لوں کو دانتوں میں دبایا۔۔۔

چھوڑو مجھے۔۔۔ ہم لیٹ ہو رہے ہیں۔۔ گل بہار ایک نظر اس پہ جب کہ دوسری نظر گھڑی پہ ڈالتی مدھم آواز میں بولی۔۔۔

ابھی بہت وقت ہے۔۔ شش۔۔۔ مجھے اپنا کام کرنے دو۔۔۔ فارس خان جان بوجھ کے اسے آنکھیں دکھا کے روعب دار لہجے میں بولتا جھکتے ہوئے اسکے گلابی ہونٹوں کو اپنی گرفت میں کے چکا تھا ۔ وہ اسکی ایک ایک سانس اپنے سینے میں انڈھیل کے خود کو سراب کرتا اس کی میکسی کو کندھوں سے نیچے کھسکاتے اسکی گردن پہ جھکا تھا۔ گل بہار نے اسے رومانٹک موڈ میں آتے دیکھ کے تھوک نگلا۔۔۔ صد شکر اس نے ابھی تک میک اپ نہیں کیا تھا، نہیں

تو وہ ایک پل نہ لگاتا اسکا میک اپ خراب کرنے میں--- فارس خان اسکی گردن پہ جھکا لو بائٹس بناتے ہوئے اسکی گردن پہ سرخ نشان بنا چکا تھا۔ وہ اب ان سرخ نشانوں پہ انگلی پھیرتا اسکی نیلی آنکھوں میں اپنی خمار آلود نگاہیں گاڑتا اسکے سرخ پڑتے گالوں کو اپنے لبوں میں دبا چکا تھا۔

فارس۔ٹائم۔ فارس خان نے اسے مزید بولنے نہیں دیا تھا بلکہ پھر سے جھکتے ہوئے اسکے لبوں کو اپنے ہونٹوں میں جھکڑتے اسکے بالوں میں اپنی انگلیاں پھنسائی---

---

ضرار خان اور رایان خان نے پارلر کے باہر کھڑے نان سٹاپ اپنی گاڑیوں کے ہارن دیتے پورے سوات کو سر پہ اٹھایا ہوا تھا۔

ابھی بھی وقت ہے ہار مان لے۔ میری وشہ ہی پہلے باہر نکلے گی--- نیوی بلیو فورپیس میں ملبوس رایان خان اپنے ہونٹوں کے گرد ہاتھ جماتا ضرار خان کی طرف دیکھ کے بلند آواز میں بولا---

KOH NOVELS - URDU

ہونہہ بھول ہے تیری ۔ تو دیکھ میری خانزادی پہلے آئے گی--- سفید فورپیس میں ملبوس ضرار خان اپنا آئیبرو آچکا کے پارلر کے بند دروازے کی طرف اشارہ کرتا کانفیڈنس سے بولا--- ان دونوں نے آپس میں شرط لگائی، جس کی بیوی لیٹ باہر آئے گی آج ولیمے کا سارا خرچہ اسکی جیب سے جانا تھا۔ وہ دونوں ابھی اس بحث میں مصروف ہارن پہ ہاتھ رکھ کے پیچھے کرنا بھول چکے تھے، جب دونوں کے دعوے فلاپ کرتی دلہن بنی زرش خان چہرے پہ گھونگھٹ لئے دانت پیستی ہوئی احتیاط سے قدم اٹھاتی پارلر سے باہر نکلی---

زرش خان کو باہر نکلتے دیکھ کے رایان خان اور ضرار خان نے لبوں تلے زبان دیتے ہارن سے ہاتھ ہٹایا۔۔۔ رایان خان اپنی گاڑی سے باہر نکلتا ہوا زرش خان کی طرف بڑھا۔۔۔۔

مل گیا چین پورے سوات کی سوئی ہوئی چڑیوں کو اٹھا کے؟؟ رایان خان کو اپنی طرف بڑھتا دیکھ کے زرش خان گھونگھٹ کے نیچے سے دانت پیستی ہوئی بولی، اشارہ ان دونوں کے تیز تیز ہارن دینے پہ تھا۔

شش ۔۔ دلہنیں اتنا نہیں بولتی۔۔۔ مجھے تو سمجھ نہیں آ رہی زری ۔۔ تمہاری رخصتی پہ آنسو تم بہاؤ گی یا وہ آدھا آنگریز۔۔۔ پتا نہیں کیوں آج مجھے سجاول خان سے بے حد ہمدردی محسوس ہو رہی ہے۔۔ رایان خان اسکی ابھی بھی پٹر پٹر چلتی زبان کو دیکھتا افسوس سے سر ہلاتا ہوا بولا، جس پہ زرش خان نے شدید تپتے ہوئے اپنی مٹھیاں بھینچی۔۔۔۔

ضرار خان جو اپنی لاڈوں پلی بہن کو دلہن کے لباس میں ملبوس دیکھتا گہرے گہرے سانس بھرتا اپنی آنکھوں کی نمی پہ قابو پا رہا تھا۔۔ اسے مٹھیاں بھینچتے دیکھ کے وہ اپنی گاڑی سے باہر نکلتا ان دونوں کی طرف بڑھا۔۔۔ جانتا جو تھا رایان خان اسے کبھی سلگائے بغیر کیسے رہ سکتا تھا۔۔

کیوں تنگ کر رہے ہو میرے بیٹے کو۔۔۔ ضرار خان رایان خان کو ڈپٹتا ہوا زرش خان کو اپنے حصار میں لے چکا تھا ۔ ابھی رایان خان کوئی جوابی کارروائی کرتا جب اسکا فون بجا۔۔۔ رایان خان نے سجاول خان کے نام کا نوٹیفکیشن دیکھتے میسجز کھولے۔۔ سامنے ہی "آدھے انگریز" کا میسج جگمگا رہا تھا۔۔

KOH NOVELS - URDU

"اگلے ایک منٹ میں میری بیوی کو لے کے گاڑی میں بیٹھو۔۔ اور اس پہ اس طرح سے چادر پھیلاؤ کہ اسکے وجود کے ایک حصے پہ بھی کسی کی نظر نہ پڑے، ورنہ تم دونوں(ضرار اور رایان) کی موت میرے ہاتھوں پکی ہے۔۔" رایان خان نے سجاول خان کا دھمکی بھرا میسج پڑتے نظریں گھما کے یہاں وہاں دیکھا تھا۔۔ آخر کو یہ آدھا انگریز کہاں چھپ کے اسے دھمکیاں دے رہا تھا؟؟

"اس کے دو دو بھائی اسکے پاس ہیں آدھے انگریز۔۔ اگر ہمارے ہوتے ہوئے بھی کوئی ہماری بہن کو نظر اٹھا کے دیکھے تو آنکھیں نکال کے ہاتھ میں نہ پکڑا دوں بیچ میں تیری بھی جو چوروں کی طرح پتا نہیں کس کونے کھدرے میں گھس کے میری بہن کو تاڑ رہا ہے۔۔" "چور آدھا انگریز" ۔۔۔ رایان خان نے اسکی دھمکی کو کسی خاطر میں نہ لاتے بیچ میں اسے بھی لتاڑتے ہوئے سلگایا۔۔۔ اب کی بار سجاول خان کا فون آیا، جو رایان خان نے سپیکر پہ کیا۔۔۔

" اگر تو اگلے ساٹھ سیکنڈ میں میری بیوی کو لے کے گاڑی میں نہ بیٹھا، رایان خان میں قسم کھاتا ہوں اس ایک ہفتے کی رسم کو بھاڑ میں جھونکتا ہوا ولیمہ ہوتے ہی اپنی بہن کو بڑی ہویلی لے آؤں گا۔۔" اور تم ضرار خان میری بیوی پہ ٹھیک سے چادر دو۔ سر پہ گھونگھٹ لٹکا کے کوئی احسان نہیں کیا تم لوگوں نے۔۔۔ نہیں تو تم بھی اپنی "خانزادی " کو بھول جانا آج"۔۔۔ اپنےدو دو لالہ کے سامنے سجاول خان کی دھمکیوں کو سنتے زرش خان کے گال دہک کے لال ہوئے۔۔۔ جبکہ ضرار خان نے رایان خان کے فون کو غصے سے گھورتے ہوئے لب کاٹتے زرش خان کی چادر درست کرتےاسکے پورے وجود پہ پھیلائی۔۔۔ وہ تینوں اپنی اپنی جگہ حیران تھے وہ اس رات کے اندھیرے میں انہیں کہاں سے دیکھ رہا تھا وہ نہیں جانتے تھے۔۔

برائے مہربانی سالوں کو دھمکیاں لگانے سے پرہیز کیجئے -- ورنہ یہ جو تیری مر مر کے رخصتی ہو رہی ہے نا یہ کینسل کروانے میں ایک منٹ سے زیادہ نہیں لگنا مجھے-- ضرار خان کون سا کم تھا وہ سالا ہونے کا روعب جماتا ہوا غصے سے بھڑکتے بولا، جس پہ سجاول خان نے لب کاٹتے ہوئے اپنے لیپ ٹاپ کی سکرین پہ نظر آتے منظر کو دیکھا۔ جہاں رایان خان ، ضرار خان کو زرش خان سے دور کرتا تیزی سے اپنی گاڑی میں بٹھا چکا تھا۔ اب وہ گہری سانس بھرتے ہوئے وقت دیکھ رہا تھا کہ کہیں واقعی ہی سجاول خان کے دئیے گئے ساٹھ سیکنڈ تو نہیں گزر گئے؟؟ سجاول خان نے فون بند کرتے اس نوٹنکی کی حرکتوں پہ قہقہ لگاتے ہوئے دل میں اللہ سے اپنی گڑیا کے اچھے نصیب کا شکر ادا کیا۔ ایک اپنی بہن کی دھمکیاں لگا کے ہی تو وہ اسکی اکڑ توڑ سکتا تھا ورنہ وہ کہاں اس کے ہاتھ آتا تھا۔۔ رایان خان جس طرح سے اسکی گڑیا پہ سرعام حق اور پیار جتاتا تھا، اس سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں تھا وہ واقعی ہی اس کی بہن کے عشق میں گوڈے گوڈے ڈوبا ہوا تھا۔۔

اور وہی پہ رایان خان اور ضرار خان کی ایسی کی تیسی ہوئی، جب پلوشہ خان اور ہرا خان دونوں بالکل ایک ساتھ قدم اٹھاتی اپنے چہرے اور وجود کو اچھے سے چادروں میں لپیٹتی سج دھج کے قدم رکھتی پارلر سے باہر نکلتی اپنے شوہروں کے دل کی دھڑکنوں میں ادھم مچا چکی تھیں۔۔

عشقِ ستم۔۔۔میگا قسط 91

پاگل ہو گئے تھے تم ؟؟ جانتے ہو تم دونوں کے ہارن کی اتنی تیز آواز پہ پارلر میں سب لڑکیاں ہمیں کتنا تنگ کر رہی تھیں۔۔ ہرا خان اپنے ساتھ بیٹھے گاڑی چلاتے ہوئے ضرار خان کو دیکھتی ڈپٹتی ہوئی بولی۔۔۔ یہ سچ تھا پارلر میں واقعی ہی سب انکے شوہروں کی بےتابیوں پہ انہیں معنی خیزی سے گھور رہی تھیں۔۔ جس پہ پلوشہ خان اور ہرا خان جھینپتی ہوئی اپنی انگلیاں مڑوڑ کے رہ جاتی۔۔ اچھا کیسے تنگ کر رہی تھیں؟؟ ضرار خان اسکا مومی ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کے گاڑی کی رفتار بڑھاتا، اسے تنگ کرتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔۔

وہ اسکا چہرہ دیکھنے کے لئے بے حد بے تاب تھا، جسے وہ آج پھر گھونگھٹ سے چھپا کے بیٹھ چکی تھی۔۔ چھوڑو میرا ہاتھ۔ تم تو ہو ہی پاگل خان۔۔۔ ہرا خان ابھی تک اسے ڈپٹنے کے موڈ میں تھی، اسے لئے وہ اسے جملے پہ جھینپتی ہوئی اسکی عقل پہ افسوس کرتی ہوئی بولی۔۔۔

اچھا تو میرے پاگل پن پہ مجھے کوئی ڈسکاؤنٹ مل سکتا ہے؟؟ میرا مطلب! کیا آپ مجھے اپنا یہ مکھڑا ہویلی جا کے دیکھانے کی بجائے ابھی دیکھا سکتی ہیں؟؟ ضرار خان اسکی طرف نظریں گھما کے اپنی ہیزل آنکھوں کو ٹپٹپاتا بے حد معصومیت سے بولا تھا۔۔۔ جس پہ ہرا خان کے گال دہک کے لال ہوئے۔۔۔۔

خبردار۔۔خبردار جو تم نے میرے گھونگھٹ کی طرف ہاتھ بھی بڑھایا تو۔ہاتھ توڑ دوں گی۔۔ وہ بھی اسی کی طرح اسے تنگ کرنے کی خاطر ڈپٹنے کے انداز میں بولی۔۔۔ جس پہ ضرار خان نے اسکے ہاتھ پہ لب رکھتے اسے داد دینے والے انداز میں دیکھا۔۔۔ خبردار۔۔خبردار جو آپ نے ابھی میرے سامنے اپنا گھونگھٹ اتارا بھی تو۔۔ میں آپ کا اتنا میک اپ دیکھ کے ڈرنا نہیں چاہتا۔۔۔ ضرار خان اپنے لہجے کو گھمبیر بناتا اتنے پیار سے اتنی سلگانے والی بات کر چکا تھا ۔۔ جس پہ ہرا خان نے غصے سے مٹھیاں بھینچتے اسکے سینے پہ اپنے مکے برساتے اپنا رخ کھڑکی کی طرف کیا۔۔۔ اشارہ صاف تھا وہ ناراض ہو چکی تھی اسکی بات سے۔۔ وہ جانتی تھی وہ اسے تنگ کر رہا ہے، لیکن پھر بھی اپنے محرم کو ناز نخرے دیکھانے کا مزہ ہی اور تھا۔ ضرار خان نے قہقہ لگاتے اسے زبردستی اپنے سینے میں بھینچا۔

رایان خان بیچارہ گھونگھٹ لئے اپنی وشہ کو صرف شیشے سے ہی دیکھ سکتا تھا ۔۔ کیونکہ اسکی گاڑی میں زرش خان تھی۔۔ جو گھونگھٹ کے نیچے سے بھی یقیناً اسکا پورا پورا دھیان رکھ رہی تھی۔۔

ایسا کریں نا لالہ -- یہ مجھے سڑک پہ اتار دیں اور خود فرصت سے بیٹھ کے اپنی بیوی کو دیکھیں جو بھاگی جا رہی ہے -- کیونکہ مجھے آپ کی گاڑی میں بیٹھ کے آپ کی وجہ سے کسی ایکسیڈنٹ کا شکار قطعی نہیں بننا-- دلہن بنی زرش خان اسکے بار بار شیشے میں دیکھنے پہ اپنی مسکراہٹ چھپاتی تپے ہوئے انداز میں بولی- جس پہ رایان خان نے سٹپٹاتے ہوئے اپنی نظریں شیشے سے ہٹائی--- چلو پھر بتاؤ کس موڑ پہ اتاروں؟؟ راجہ بس پکڑ کے آ جانا-- کیونکہ میں خود نہیں چاہتا کل کو میری بہن پہ کوئی کباب میں ہڈی کا ٹیگ لگائے-- رایان خان اپنا قہقہ ضبط کرتا بالکل سنجیدگی سے شیشے سے نظر آتی زرش خان کی طرف دیکھ کے آئیبرو اچکاتا ہوا بولا--- پلوشہ خان نے اسکی بات پہ اپنی ڈارک براؤن آنکھوں کو پھیلاتے اسے گھونگھٹ کے نیچے سے دیکھا---دیکھ لیں--پھر میرے بندے نے آپ کو تو ویسے ہی نہیں چھوڑنا اور پھر آپکی وشہ ڈارلنگ کو بھی اس نے آپ کے پاس قطعی نہیں چھوڑنا--- زرش خان قہقہ لگا کے اسے سجاول خان کی دھمکی دیتی تپانے والے انداز میں بولی--- اور وہ واقعی ہی تپا تھا-- پلوشہ خان تو ان دونوں کی باتوں پہ سرخ پڑتی خود کے لئے چھپنے کو کوئی جگہ تلاش کر رہی تھی-- اسے زرش خان کہیں سے بھی نارمل دلہن نہیں لگ رہی تھی--

---

زرلاشتہ خان کے کمرے سے جانے کے بعد ساحر خان نے مسکراتے ہوئے، ڈریسنگ مرر سے پرفیوم اٹھاتے خود پہ تیزی سے چھڑکتے اپنے بھورے بالوں میں ہاتھ پھیرا--- وہ ابھی کچھ دیر پہلے اپنی بیوی کی خود پہ ٹکی نظروں کو اچھے سے محسوس کر چکا تھا-- اسکا غصہ اسکی ادائیں یاد کرتے ہوئے اسکا ڈمپل بار بار اپنے درشن کروا رہا تھا- لیکن پھر اچانک سے اسکے دماغ میں جھماکا ہوا- وہ ابھی کچھ دیر پہلے بری طرح سے وامٹنگ کر رہی تھی اور ناجانے پہلے بھی کب سے اسی کام پہ لگی ہوئی تھی- اسکے ڈانٹنے پہ وہ کتنا روئی بھی تو تھی، جس کا ثبوت اسکی سوجھی ہری آنکھیں دے رہی تھیں-- اسے اسکی طبیعت خراب میں اسے ڈانٹنا نہیں چاہئے تھا- وہ تو پہلے ہی اتنی سینسیٹو تھی اور بخار میں تو وہ اور وہ بھی سینسیٹو ہو جاتی تھی--- یہ سوچتے ہوئے ساحر خان نے لب کاٹتے ہوئے تیزی سے باہر کی طرف قدم بڑھائے----

KOH NOVELS URDU

نیچے پورا لاؤنج خالی دیکھتے ہوئے وہ پورچ کی طرف بڑھا۔۔۔ پورچ میں سب تیار اپنی اپنی گاڑیوں میں براجمان اسی کا انتظار کر رہے تھے۔۔ کالی خوبصورت سی ہلکی ایمبرائیڈ شیروانی میں ملبوس سجاول خان کب سے اپنی گاڑی کے دروازے پہ اپنی کہنی ٹکائے ساحر خان کا منتظر تھا، جو بالکل ابھی حاضر ہوا تھا۔ سجاول خان کی شیروانی اسکی خانم کی پسند کی تھی۔۔ وہ پہلے ہی اتنا دراز قد تھا اسی لئے اسکی خانم نے اسے کلا پہننے سے سختی سے منع کیا تاکہ وہ اسے مقابلے میں ٹڈی نہ لگے۔۔ جس پہ سجاول خان نے جان بوجھ کے کلا لینے کی ضد کی، ابھی کہ اسے خود بھی یہ پسند نہیں تھا۔۔ زرش خان نے بھی اسے صاف سنا دیا کہ اگر وہ کلا یا کوئی پگڑی پہن کے آیا، تو وہ رخصتی سے صاف انکار کر دے گی پھر چاہے کلے کو چھوڑ کے سہرا باندھ کے آئے۔۔ اسکی مرضی۔۔۔ کہاں مصروف تھے تم بارات کا ٹائم ہو گیا ہے؟؟ تمہاری بارات تو لے کے کوئی نہیں جا رہا جو تمہاری تیاری ختم ہو کے نہیں دے رہی۔۔۔ حیدر خان اپنی گاڑی سے نکلتے ہوئے ساحر خان کو جھڑکتے ہوئے بولے، جس پہ اس نے اپنا ناک رب کرتے اپنی بیوی کی تلاش میں نظریں گھمائی۔۔۔ تمام گاڑیوں کے شیشے تقریباً بلیک تھے وہ اسے ڈھونڈ نہیں پا رہا تھا کہ وہ کس گاڑی میں بیٹھی ہے۔۔

میری بیوی کہاں ہے؟؟ ساحر خان ان کے سوال کو اگنور کرتا، سجاول خان کے پاس جا کے اسکےڈارک براؤن بے حد سلکی بال سنوارتا بلند آواز میں ان سے استفسار کر رہا تھا۔ جس پہ حیدر خان نے دانت کچکچاتے ہوئے اسکی طرف دیکھا۔۔۔

وہ حال میں پہنچ جائے گی ۔۔ تم سب کی گاڑیاں تیار کروا کے جلدی سے سب کو لے کے ہویلی سے نکلو ہم تمہارے پیچھے پیچھے آ رہے ہیں۔۔ حیدر خان ساحر خان کی طرف دیکھتے دل جلانے والی مسکراہٹ کے ساتھ بولے۔۔۔۔ ساحر خان سمجھ چکا تھا اس کی بیوی ان کی گاڑی میں اسکی مورے کے ساتھ چھپی بیٹھی ہے۔۔ وہ تیزی سے انکی گاڑی کی طرف بڑھتا پچھلا دروازہ کھول چکا تھا، جہاں اسکی چھوئی موئی سی بیوی اسکی مورے کے سینے میں چہرہ چھپائے اس سے چھپنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔۔ نگینہ خان اپنے بیٹے

KOH NOVELS - URDU

کی بے تابی پہ مسکراہٹ چھپاتی اسے آنکھیں دکھا رہی تھی، جو اسکے کان میں ہلکی آواز میں اسے باہر نکلنے کی دھمکیاں لگا رہا تھا، لیکن وہ تھی کہ مزید ڈھیٹ بنتی نگینہ خان میں چھپ رہی تھی۔۔

سنا نہیں تم نے؟؟ باہر نکلو!! ساحر خان اسکی خاموشی اور ڈھیٹ پن کو دیکھتا اپنی نیلی آنکھوں میں سرخی لئے غصے سے غرایا۔۔۔ اسکی اگنورینس اور ڈھیٹائی اب برداشت سے باہر تھی ۔۔ زرلاشتہ خان جو پہلے ہی ناجانے کیوں آنسو بہائے جا رہی تھی اسکی دھاڑ پہ وہ ہچکی لیتے ہوئے اچھلی۔۔۔۔

یہ کیا طریقہ ہے خان؟؟ اسکی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی۔۔ اسے اپنی مورے کے پاس رہنے دو۔۔ چھوڑو اسے۔۔ حیدر خان اسکے غصے کو دیکھتےاسے سنجیدگی سے ڈپٹتے ہوئے بولے ۔۔ نگینہ خان نے بھی اس دفعہ آنکھوں میں غصہ لیے بیٹے کو دیکھا، جو ان کی معصوم بہو کو اتنی سی بات پہ ڈانٹ رہا تھا۔۔

زرلاشتہ خان نے اپنی ہری آنکھوں میں شکوہ لئے اسکی طرف دیکھا۔ جس کا کمرے میں اسے ڈانٹنے سے دل نہیں بھرا تھا، جو اب پھر ڈانٹے جا رہا تھا۔۔ اسے معصومیت سے ہچکیاں بھرتے اور اسکی ہری آنکھوں میں لبا لب پانی کے ساتھ شکوہ دیکھتے ساحر خان نے بےساختہ اسکے بازو پہ اپنی گرفت ہلکی کی۔۔۔ ساحر خان نے اپنی مورے کی آنکھوں میں غصہ اور تنبیہ دیکھتے اسکے بازو کو چھوڑتے ہوئے زور سے دروازہ بند کیا کہ وہ پھر سے چیخ مارتی نگینہ خان میں چھپی۔۔۔۔۔

چھوٹے خان!؟؟ ساحر خان غصے سے گیٹ کے طرف بڑھتے بلند آواز میں سعد خان کو آواز دی، جو ساحر خان کی طرح کی ہی ڈریسنگ میں ملبوس باہر

اپنے دوستوں کی گاڑیوں کے ساتھ کھڑا ہاتھ میں گن پکڑے قہقے لگا رہا تھا۔
ساحر خان کی بلند آواز پہ اس نے چونک کے اسکی طرف دیکھا۔۔۔

سب کی گاڑیوں تیار کرواؤ ۔۔۔ اور اپنے سب دوستوں کی گاڑیاں ہویلی کے گیٹ سے پیچھے کرواؤں ۔۔ پہلے ہویلی کی گاڑیاں یہاں سے نکلیں گی۔۔۔ وہ سعد خان کو سنجیدگی سے حکم دیتا اپنی گاڑی کی طرف بڑھنے کی بجائے سجاول خان کی گاڑی کی طرف بڑھا، جو ہنوز اپنی گاڑی کے دروازے پہ کہنی ٹکائے اسکے غصے کو ملاخظہ کرتا اپنی مسکراہٹ ضبط کر رہا تھا۔

چابی پکڑاو ۔۔۔ ساحر خان بے حد برے موڈ سے اس سے چابی چھپٹتا ہوا اسکی گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھا۔۔۔

اگر یوں چنگیز خان بن کے میری بارات لے کے جائیں گے، تو پھر سب کو فائرنگ کرنے سے منع کر دیں۔ کیونکہ آپ کی بیوی کے مطابق تو آپ ویسے بھی منہ سے آگ نکالتے ہیں ۔ تو کتنا اچھا رہے گا اگر میری بارات سب سے الگ طریقے سے جائے گی۔۔۔ فائرنگ کی جگہ آپ اپنے منہ سے آگ ۔۔۔ ابھی سجاول خان اسکے ساتھ پیسنجر سیٹ پہ بیٹھ کے خوبصورتی سے ہنستا ہوا، اسے زرلاشتہ خان کی بولی گئی پرانی بات یاد کروا کے مزید آگ لگاتا۔ جب ساحر خان نے اسے گھوریوں سے نوازتے اسکی کمر میں زوردار مکا جھڑتے ہوئے اسکی زبان بند کروائی۔۔۔

KOH NOVELS - URDU

حیدر خان نے تاصف سے بیٹے کی طرف دیکھتے اپنی گاڑی سٹارٹ کی، جو بیوی کی ذرا سی اگنورینس پہ ہر کسی کو کھانے کو دوڑ رہا تھا۔

ڈائینو ۔۔۔ڈائینو۔۔۔ چنگیز خان۔۔۔ڈائناسور۔۔۔۔جن۔۔۔ زرلاشتہ خان معصومیت سے بے آواز آنسو بہاتی ساحر خان کو دل میں ان القابا ت سے پکارتی اسطرح سے ورد کر رہی تھی جیسے بڑا ثواب کا کام ہو۔

ساحر خان کے کہنے پہ سعد خان اپنے اور ان سب کے دوستوں کی گاڑیاں پیچھے کروا چکا تھا، تا کہ پہلے ان کی ہویلی کی گاڑیاں نکل سکیں جن میں ان کے خاندان کی عزتیں تھیں۔۔ ساحر خان کے گاڑی روڈ پہ ڈالتے ہی سعد خان پورچ میں آتے ہوئے اپنی گاڑی میں بیٹھا، جہاں لائٹ پرپل خوبصورت سی میکسی میں ملبوس سر پہ اچھے سے دوپٹا جمائے پری وش اس کے انتظار میں ناجانے کب کی سو چکی تھی۔۔ ابھی صرف آٹھ بجے تھے لیکن شادی کی خوشی میں وہ پچھلے تین دنوں سے ٹھیک سے سو نہیں پائی تھی، شاید اسی لئے اسکی بیٹھے بیٹھے آنکھ لگ چکی تھی۔۔

سعد خان نے پیار سے اسکی طرف دیکھتے اپنی ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتے اسکا سر اپنے سینے سے لگایا، جو اپنی سیٹ پہ نیند میں غرق بار بار جھول رہی تھی۔۔

سعد خان نے اسکے ماتھے پہ پیار سے اپنے لب رکھتے، اپنی گاڑی کو سٹارٹ کرتے تیزی سے ہویلی سے نکالا۔۔۔۔ ہویلی کی گاڑیاں نکلتے ہی سعد خان نے اپنی گاڑی کے شیشے سے ہاتھ باہر نکال کے فائر کرتے سب دوستوں کو اشارہ دیا کہ وہ سب اب ان کے پیچھے آ سکتے ہیں۔۔۔ فائر کی آواز سنتے ہی پری وش چیختی ہوئی نیند سے جاگی، سعد خان نے اسکی چیخ پہ مسکرا کے اپنی طرف کا شیشہ مکمل طور پہ بند کرکے جھکتے ہوئے اسکے نیوڈ لپ اسٹک سے سجے ہونٹوں کو چومتے اسکی چیخ کو اپنے لبوں میں دبایا۔۔۔۔ پری وش نے اس اچانک افتاد پہ اپنی کالی گہری آنکھوں کو حیرانگی سے پھیلاتے اسکی اسکن اجرک کو اپنی مٹھیوں میں دبوچا۔ اشارہ ملتے ہی ان کے دوستوں نے اپنی اپنی جیپ کو تیز رفتار میں بھگاتے ہوئے ان کے پیچھے لگایا۔۔۔۔ ہویلی کی گاڑیاں ڈیسنٹ اور خوبصورت طریقے سے سجائی گئی تھیں۔۔ ان کے دوستوں نے اپنی جیپس کے آگے سموگ بم اور فائر ورکس لگاتے انہیں

KOH NOVELS URDU

خوبصورتی سے سجایا ہوا تھا۔ پیچھے اسلحہ سے لبریز گارڈز کی لاتعداد گاڑیاں اس منظر کو مزید خوبصورت پیش کر رہی تھی۔

ساحر خان نے اپنا نچلہ لب کاٹتے ہوئے گاڑی کی رفتار تیز کرتے آج غصے میں شدید فائرنگ کی۔۔۔۔ اس نے بار بار اپنی میگزین بھرتے ایک ہی جھٹکے میں کتنی ہی بار خالی کرتے، زرلاشتہ خان کو چیخیں مارنے پہ مجبور کیا۔۔۔ جو ساحر خان کے اندازے کے مطابق اتنی تیز فائرنگ کی آوازوں کو سنتی یقیناً بار بار معصومیت سے چیختی نگینہ خان میں چھپ رہی تھی۔ حیدر خان نے تاصف سے سر ہلاتے اپنے پاگل بڑے سپوٹ کو اندھا دندھ فائرنگ کرتے دیکھا، جو انہیں غصے میں کبھی جو کسی جن سے کم لگا ہو!!

میری نیند خراب کر دی۔۔ اپنے ہونٹوں کو آزادی ملنے پہ پری وش دہکے گالوں کے ساتھ نظریں جھکائے منمناتی ہوئی بولی۔۔۔

ایسی کی تیسی تمہاری نیند کی ۔۔اس کا کیا جو تم نے میری ہر رات کی نیندیں حرام کی ہوئی ہیں؟؟۔۔۔ سعد خان اسکی کمر کے گرد اپنا حصار مضبوط کرتا دانت کچکچاتے ہوئے بولا، جس پہ پری وش کے ہونٹوں کو شرمیلی سے مسکان نے چھوا۔۔۔

KOH NOVELS - URDU

میں۔۔نے۔۔۔کب۔۔۔ وہ شرمائی شرمائی سی اپنے ہاتھوں کی انگلیاں مڑورتی منمنائی۔۔ ابھی سعد خان اسکی بات کا کوئی بے باک سا جواب دیتا، جب اپنے خالی ہاتھوں کو دیکھ کے پری وش کو کچھ یاد آیا۔۔۔

چھوٹے خان-- پری وش نےا سکی طرف دیکھتے تیزی سے اسے پکارا۔ اسکی بے تاب آواز پہ اپنی گاڑی کا گئیر بدلتے سعد خان نے چونک کے اسکی طرف دیکھتے آئیبرو اچکایا۔

مجھے گجرے لے دیں-- ۔ میں ہویلی سے پہن کے آنا بھول گئی ہوں-- پری وش بے حد افسوس سے اپنی کلائیوں کو دیکھتی بولی تھی--

کیوں اپنی خوبصورت کلائیوں کو مزید سجاکے میرے سوئے ہوئے ارمانوں کو جگانا چاہتی ہو پری جان!! سعد خان اسکی کلائیوں کو تھام کے ان پہ اپنے لب رکھتا گھمبیر آواز میں بولا۔ پری وش اسکی بوجھل آواز سنتی سٹپٹائی--

پہننے ہیں گجرے؟؟ سعد خان نے اسکی کلائیوں کو نرمی سے اپنے بائیں ہاتھ سے سہلاتے آیبرو اچکاتے ہوئے پوچھا، جس پہ پری وش نے بے ساختہ ہاں میں سر ہلایا--

مطلب تم واقعی ہی میرے سوئے ہوئے ارمانوں کو جگانا چاہتی ہو؟؟ سعد خان پھر سے لہجے کو گھمبیر بناتا بولا۔ پری وش نے اسکے ہاتھ سے اپنی کلائی چھڑوانے کی تگ و دو کرتے شرماتے ہوئے جلدی سے ناں میں سر ہلایا---

تو مطلب تمہیں گجرے نہیں چاہئیے؟؟ وہ اب اسے تنگ کر رہا تھا۔ پری وش نے جھٹ سے ہاں اور ناں دونوں میں سر ہلاتے اسے قہقہ لگانے پہ مجبور کیا---

KOH NOVELS - URDU

میں تمہیں گجرے لے تو دیتا ہوں۔۔ پھر اپنے بہکنے کی گرنٹی میں تمہیں نہیں دیتا پری جان!! سعد خان اسکے کان کی لو کو اپنے دانتوں میں کاٹتا گھمبیر لہجے میں بولتا، کچھ آگے جا کے گاڑی ایک گجروں کی شاپ کے پاس کھڑی کر چکا تھا۔۔

مجھے۔۔۔نہیں۔۔لینے۔۔۔چھوٹ خان۔۔ہم حال میں چلتے ہیں۔۔۔ٹائم ہو گیا ہے۔۔۔ پری وش اسکی بات کا مطلب سمجھتی جلدی سے اسکی اجرک تھامتی دائیں بائیں سر ہلاتی بچوں کی طرح جلدی سے بولی۔ وہ تو ابھی سے بہک رہا تھا ، اسے گجرے دلا کے تو اس نے مزید فری ہونا تھا ۔۔

لیکن مجھے تو لے کے دینے ہیں اپنی پری جان کو۔۔۔۔ سعد خان اسکے پھولے گال کو اپنے لبوں میں دباتا اسے آنکھ ونک کر کےٹشو سے اپنے ہونٹوں پہ لگی اسکی لپ اسٹک صاف کرتا گاڑی سے نکل چکا تھا۔۔ اس نے دو کی بجائے گجروں کا پورا شاپر خریدا تھا۔۔ پورا شاپر خریدنے کے پیچھے پری وش کو تنگ کرنے کی کوئی وجہ چھپی تھی۔۔ سعد خان کے یوں گجروں والی دکان پہ رکنے پہ اسکے دوستوں نے شرارت سے تیز ہارن دیتے ہوئے اپنی جیپس آگے بڑھائی۔۔ سعد خان نے اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے اپنا نچلہ لب کاٹا۔۔۔ وہ جانتا تھا وہ اسے کیوں چھیڑ رہے ہیں ۔ اسکے دوست واقف تھے اسکی گاڑی میں اسکے ساتھ اسکی منکوحہ ہے۔ اسی لئے تو وہ راستے میں اسکی گاڑی کے برابر تک نہیں آئے تھے ۔۔

سعد خان نے گاڑی میں بیٹھتے پری وش کی گود میں گجروں کا شاپر رکھتے اپنی گاڑی سٹارٹ کی۔۔ اتنے سارے گجرے دیکھ کے پری وش کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔۔۔۔ اس نے تیزی سے ان سب گجروں کو اپنی گود میں انڈھیلا۔۔۔۔ سعد خان نے اسکی بچوں والی حرکتوں پہ تاصف سے سر نفی میں ہلایا۔۔۔۔

اپنے دو لے لو اور باقی کے سارے پھر سے شاپر میں ڈال دو۔۔ سعد خان جان بوجھ کے چہرے کو سنجیدہ بناتا بولا۔۔۔

کیا مطلب بس دو؟؟۔۔ اور باقی کے کس کے ہیں؟؟ پری وش اپنی بڑی بڑی آنکھوں کو چھوٹا کرتی برا مناتے ہوئے بولی۔۔۔

تمہیں بس دو ہی چائیے تھے نا میری جان ؟؟ اسلئے اب ایسا کرو۔۔۔ باقی سب کو ویسے ہی شاپر میں ڈال کے حال کی لڑکیوں میں بانٹ دینا ۔۔۔میری طرف سے۔۔۔ سعد خان اسکے گال کھینچتا بے حد پیار سے بولا۔۔ پری وش نے اسکے اسی ہاتھ پہ ناخن گاڑتے اسے گھور کے دیکھا۔۔۔ ۔

۔

مجھے پتا ہے آپ مجھے تنگ کر رہے ہیں۔۔۔ اور میرے ساتھ ایسے مذاق نہ کیا کریں، پھر میں کچھ الٹا سیدھا بول دوں تو مجھے ڈانٹنے پہ آ جاتے ہیں۔۔۔ پری وش اسکا ہاتھ پیچھے کرتی کسی سمجھدار بچے کی طرح سر جھٹک کے منہ بناتی ہوئی بولی۔۔۔ سعد خان نے اسکی سمجھداری پہ اسے داد دینے والے انداز میں دیکھا۔۔۔

ارے یہ بچہ تو اب شادی کے لائق ہو گیا ہے۔۔ آج ہی مورے سے بولتا ہوں۔۔۔ ہاتھ پیلے کریں اسکے۔۔ سعد خان اسکے کیوٹ سے انداز پہ اسکی طرف جھک کے اسکے لب نرمی سے کتنی ہی بار چومتا بے حد پیار سے دانت کچکچاتے ہوئے بولا۔۔۔ پری وش نے اس اچانک افتاد پہ شرم سے سرخ پڑتے اسکے سینے میں اپنا چہرہ چھپایا۔۔۔

KOH NOVELS URDU

عالیان شاہ نے بھی سجاول خان کی اس اچانک بارات کو راستے سے ہی جوائن کیا۔ (پتا نہیں کس احساس کے تحت سجاول خان نے اسے خود فون کر کے اپنی بارات کا انوٹیشن دیا تھا۔ دو دنوں میں اپنی عالیان شاہ سے اتنی بانڈنگ پہ وہ خود حیران تھا۔

یہ اتنی اچانک رخصتی کیوں؟؟۔۔ کہیں تم بھی میری طرح رخصتی سے پہلے ہی تو سافٹ وئیر اپڈیٹ۔۔؟؟ اسکے انوٹیشن پہ عالیان شاہ نے حیرانگی سے اسکی اچانک رخصتی پہ اپنے آدھے ادھورے بے باک جملے سے اسے سرخ کیا۔۔۔۔

تم بے شرم پیدا ہوئے تھے۔ اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں ہے۔ سجاول خان سرخ چہرے سے دھاڑا۔۔۔

سب ہی "بے شرمی " سے ہی اس دنیا میں آتے ہیں۔ تم بھی ا۔۔ ابھی عالیان شاہ قہقہ لگاتا اسکی بات کو اپنے مطلب کا رنگ دیتا مزید بے باک ہوتا، جب سجاول خان نے دھاڑتے ہوئے اسکی بات کاٹی۔۔۔

یو کمینے۔۔ سٹاپ اٹ ۔۔ سجاول خان دھاڑتا ہوا سرخ چہرے لئے فون بند کر چکا تھا۔)

آج پھر ہویلی کی گاڑیاں سب سے پہلے آ کے حال کی عورتوں والی سائیڈ کی طرف رکی۔۔۔۔ ساحر خان نے اپنی گاڑی کے شیشے سے حیدر خان کی گاڑی کو فوکس میں لیا، جس کے پچھلے دروازے سے اسکی نازک جان بیوی اپنے چہرے اور وجود کو اچھی طرح چادر سے چھپائے باہر نکل رہی تھی۔ اسکی سوجھی ہری آنکھوں میں سرخ ڈورے دیکھتے، ساحر خان نے اپنا نچلہ

KOH NOVELS - URDU

لب بے دردی سے دانتوں میں دبایا۔۔۔ (سجاول خان کو وہ پہلے ہی مردوں والی سائیڈ پہ اتار کے آ چکا تھا، جہاں سب اسے کھڑا کئے اپنے پیسے اڑانے کے شوق پورے کر رہے تھے۔۔) ساحر خان کو ناجانے کیوں وہ اپنی چلن سے نڈھال اور تھکی تھکی سی لگی۔۔۔ وہ اسکی مورے کا ہاتھ تھامتی سست قدموں سے چلتی حال میں داخل ہوئی۔۔۔۔ ساحر خان نے گہری سانس بھرتے سیٹ کے ساتھ اپنا سر ٹکایا۔۔۔۔ وہ جتنا اسے اپنے بابا جان کی گاڑی میں بیٹھے دیکھ کے تپا تھا۔۔ اس سے کئی گنا زیادہ اسکی حالت دیکھتے وہ بے چین ہوا تھا۔۔ وہ تو صرف یہ چاہتا تھا وہ کل کی طرح اس کے ساتھ اسکی الگ گاڑی میں بیٹھ کے آئے، لیکن وہ تھی کہ اپنی ڈھیٹائی کی وجہ سے پہلے اسے غصہ دلا چکی تھی اور بعد میں آنسوؤں کی ٹینکیاں بہا کے خود مظلوم بھی بن چکی تھی۔۔

ساحر خان نے غصے سے سٹیرنگ پہ اپنا ہاتھ مارتے گاڑی مردوں والی سائیڈ پہ بڑھائی۔۔۔ وہ اپنے غصے کی وجہ سے سجاول خان کے اتنے اہم دن میں کوئی بدمزگی نہیں چاہتا تھا۔۔ اسی لئے وہ گہرے سانس بھر کے اپنا غصہ قابو کرتا، گاڑی سے نکلا تھا۔ خوشدلی سے سب سے ملتے اس نے سب کو جوائن کیا۔۔۔ آج ان کے پیسا اڑانے اور فائرنگ کرنے والے جھٹ میں رایان خان، ضرار خان اور فارس خان نہیں تھے۔۔ کیونکہ وہ پکے لڑکی والے تھے۔۔

چاچو۔۔ مجھے بھی بابا جان کے پاس جانا ہے۔۔۔ درام خان رایان خان کے کان میں بولا، جو اسے کب سے درام خان کے پاس سے لا کے سکون سے کھڑا۔ سجاول خان کی بارات دیکھ رہا تھا، جو چڑتا ہوا بار بار اپنے سلکی گولڈن بالوں میں ہاتھ پھیر کے انہیں درست کرنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔ اسکے سر پہ اڑتے نوٹوں کی وجہ سے اسکے بال بار بار بے ترتیب ہو رہے تھے، جنہیں ہمیشہ کی طرح سنوارنے کی خواہش آج بھی برائیڈل روم کی کھڑکی سے بارات دیکھتی زرش خان نے دل سے کی تھی۔ جو عنقریب پوری ہونے والی تھی۔۔

شش---امیر باپ کی اولاد ---درام داور علی خان--اپنے بابا جان کو دیکھ وہ کیسے پیسے اڑا رہے ہیں -- کل کو تو نے اپنے بچوں کی شادی پہ اتنی فضول خرچی نہیں کرنی!! ٹھیک ہے نا؟؟ رایان خان اسکا چہرہ داور خان کی طرف موڑتا تاصف سے سر نفی میں ہلاتا بولا--- اپنی شادی پہ تو وہ اپنا ہر شوق پورا کر چکا تھا، اب جان بوجھ کے درام خان کو الٹی سیدھی پٹیاں پڑھانا اس نے اپنا فرض سمجھا---

اوکے چاچو میں اپنے سارے پیسے اپنی اور کشمالا کی شادی پہ خرچ کر لوں گا-- ٹھیک ہے نا؟؟- درام خان کو اسکی بات پسند آئی--- وہ اسکے گال کے ساتھ اپنا گال جوڑکے بے حد سمجھداری سےاسی کے انداز میں بولتا رایان خان کا چہرہ سرخ کر چکا تھا--

شٹ اپ ٹڈے--- رایان خان نے اسکے گال پہ اپنی بیرڈ رگڑتے اسے پیار سے ڈپٹا----

ڈونٹ کاپی شاہ چاچو(عالیان)--- درام خان اسکے شٹ اپ بولنے پہ اپنی کرسٹل گرے آنکھیں گھماتا ہوا بولا، جس پہ رایان خان نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس آئیٹم کو دیکھا- جو ہر چھوٹی سے چھوٹی بات نوٹ کرتا تھا-- ہاں یہ سچ تھا عالیان شاہ کو "شٹ اپ " بولنے کی عادت تھی، اسی لئے دیکھا دیکھی رایان خان کے منہ سے بھی یوں ہی نکل چکا تھا- لیکن اس کا ٹڈا کبھی جو اسے سلگانے سے بعض آ جائے--

---

اللہ اللہ کر کے ان سب کے دوستوں کو مشکل سے اس سب ہلے گلے سے بعض کر کے سجاول خان کو سٹیج پہ بٹھایا گیا۔ جس پہ وہ ایک منٹ بھی شو پیس کی طرف ٹک کے نہیں بیٹھا تھا۔ حال میں شور ہونے کی وجہ سے سفید کرکراتے کلف لگے سوٹ میں ملبوس عالیان شاہ گلے کے گرد کالی شال لٹکائے کوئی ضروری کال اٹینڈ کرتا باہر کی طرف نکل رہا تھا، جب اسکی نظر ڈاکٹر زیدان کی گاڑی میں فرنٹ پیسنجر سیٹ پہ بیٹھی انابیہ خان پہ پڑی۔۔۔ جو اب اپنی بلیک اور گرے کے امتزاج کی خوبصورت سی ساڑھی سنبھالتی، ڈاکٹر زیدان کی طرف مسکرا کے دیکھتی ہوئی اسکی گاڑی سے باہر نکلی۔۔۔ اسکے ڈاکٹر زیدان کے ساتھ مسکرانے پہ تضاد اسکی ساڑھی کے بلیک فٹنگ بلاؤز کو دیکھتے، عالیان شاہ کا چہرہ غصے سے تانبے کی مانند سرخ ہوا تھا۔ وہ اپنے رعنایاں چھلکتے وجود سے لاپرواہ بنی اپنی ساڑھی کا پلو ٹھیک کرتی، اب ڈاکٹر زیدان کو ہاتھ ہلاتی "گڈ بائے" کا اشارہ کر رہی تھی۔ جسے دیکھ کے عالیان شاہ نے اپنی مٹھیاں بھینچتے اس کی طرف قدم بڑھائے۔۔۔ انابیہ خان جو حال کی عورتوں والی سائیڈ کی طرف بڑھنے والی تھی، عالیان شاہ نے تیز تیز قدم اسکی طرف بڑھاتے اسے کہنی سے پکڑتے اپنی گاڑی کو انلاک کرتے اسے پچھلی سیٹ پہ دھکا دینے والے انداز میں پھینکا۔۔۔ انابیہ خان کا اس اچانک افتاد پہ سر چکرایا۔۔۔ اس نے اپنا سر تھامتے اپنے ساتھ بیٹھتے عالیان شاہ کو حیرانگی سے دیکھا، جس نے غصے سے گاڑی کا دروازہ "ٹھاہ" کی آواز کے ساتھ بند کیا تھا۔۔

KOH NOVELS - URDU

Mister Shah!! What is this behaviour???

(مسٹر شاہ!! یہ کیا طریقہ ہے؟؟)

انابیہ خان ہوش میں آتی عالیان شاہ سے دور کھسکتی غرائی۔۔۔ انجانے میں اسکی ساڑھی کا پلو بے ترتیب ہوا۔۔ ٹائٹ بلیک بلاؤز میں اسکے وجود کے

نشیب و فراز نمایاں ہوئے۔۔ لبوں پہ سوفٹ پنک لپ گلوز لگا کے انہیں مزید گلابی بنایا گیا تھا۔

تم اس ڈاکٹر کے ساتھ اسکی گاڑی میں کیا کر رہی تھی؟؟ عالیان شاہ اسے کہنی سے تھام کے خود کے بے حد قریب کرتا، شدید غصے سے غرایا۔۔۔

لیو می۔۔ ڈونٹ یو جسٹ ڈئیر ٹو انٹرفئیر ان مائے میٹرز!! (چھوڑیں مجھے۔۔ میرے معاملات میں دخل اندازی کرنے کی جرات بھی مت کریں!!) انابیہ خان اسکے سینے پہ ہاتھ مارتی اسی کی طرح غرائی۔۔۔

کیوں مسکرائی تھی تم اسے دیکھ کے؟؟ عالیان شاہ اپنے انگوٹھے سے اسکے گلابی لبوں پہ لگا گلابی لپ گلوز صاف کرتا، غصے سے دھاڑا۔۔۔ ناجانے اس ڈاکٹر زیدان نے کتنی بار اسکے ہونٹوں اور اسکے نازک سراپے پہ اپنی نظریں گاڑی ہوں گی؟؟ یہ سوچ سوچ کے عالیان شاہ کا غصے سے برا حال ہو رہا تھا۔ اسکے ہاتھ کے لمس کو اپنے ہونٹوں پہ محسوس کرتے انابیہ خان کے پورے وجود میں سنسناہٹ ہوئی۔ گال دہک کے لال ہوئے۔۔۔

لیو۔۔می۔۔۔شاہ۔۔ (مجھے چھوڑیں شاہ) انابیہ خان اسکی اتنی سی قربت پہ سرخ پڑتی اٹکتے ہوئے بولی۔۔۔

یہ اتنی گھٹیا ساڑھی کیوں زیب تن کی ہے تم نے؟؟ عالیان شاہ اسکی مزاحمت نظرانداز کرتا اسکے وجود کو سلگتی نگاہوں سے دیکھتا، اب کی بار مزید غصے سے دھاڑا۔۔ جس پہ انابیہ خان اپنی جگہ سے اچھلتی ہوئی اس سے دور ہوئی۔۔۔ خود پہ نظر ڈالتے انابیہ خان نے شرم و حیا سے سرخ پڑتے اپنی ساڑھی کا بے ترتیب پلو درست کیا۔۔۔

KOH NOVELS URDU

میں ساڑھی پہنوں یا نائیٹی پہن کے گھوموں!! یو مسٹر بلڈوزر۔۔ مائینڈ یور اون بزنس(اپنے کام سے کام رکھو) ۔۔ آپ مجھے سوال کرنے والے ہوتے کون ہیں ؟؟ انابیہ خان اپنی گولڈن آنکھوں میں غصے کی سرخی لئے دھاڑی۔۔۔

یہ دونوں چیزیں تم صرف میرے سامنے پہن کے گھومنا ڈزی ڈوڈل۔۔ آئی پرامس تمہارے حسن کو اس طرح سے سراہوں گا کہ تم۔۔۔ ابھی عالیان شاہ غصے سے سرخ ہوتا اپنی بات مکمل کرتا، جب انابیہ خان نے اسکی بات کاٹی۔۔۔۔

آئی تھنک آپ میرے ساتھ اتنی فضول گوئی کر کے اپنی وائف کو چیٹ کر رہے ہیں مسٹر شاہ!! ۔۔ ڈڈنٹ یو لسن؟؟ لیو می؟! (کیا آپ نے سنا نہیں ؟؟ چھوڑیں مجھے!!) انابیہ خان شرم اور شدید غصے سے سرخ ہوتی دھاڑی۔۔۔۔ عالیان شاہ نے اسکے دھاڑنے پہ اسکی کہنی چھوڑتے اپنے گلے سے کالی شال نکالتے اسکے وجود پہ پھینکی۔۔۔۔

یہ چادر اوڑھاو خود پہ!! وہ حکمیہ لہجے میں بولا۔۔۔۔

KOH NOVELS - URDU

آر یو میڈ(کیا تم پاگل ہو؟؟) انابیہ خان اسکی بے ربط باتوں اور حرکتوں کو دیکھتی اسکی عقل پہ افسوس کرتی ہوئی بولی۔۔۔۔ عالیان شاہ نے ایک نظر اس کے غصے سے سرخ ہوتے گالوں کو دیکھ کےایک دم سے جھکتے ہوئے اسکے گال پہ اپنے دانت گاڑے۔۔۔۔ اسکی جسارت پہ انابیہ خان کانوں کی لوں تک سرخ پڑی۔۔۔ پورے جسم کا خون مانو سمٹ کے چہرے پہ آیا۔۔۔ اس نے عالیان شاہ کے سینے پہ مکے برساتے، اسے خود سے دور کرنے کی تگ و دو کی۔ جو اب اسکے دوسرے گال پہ اپنے دانت گاڑ رہا تھا۔۔

ہمم پاگل ہوں۔۔ اور یہ میرے پاگل ہونے کا ثبوت تھا۔ اب ایک منٹ سے پہلے چادر اوڑھو۔۔۔ عالیان شاہ نے اسکے پینک ہونے پہ پیچھے ہٹ کے چٹکی بجاتے ہوئے اسے پھر سے سخت لہجے میں حکم دیا۔۔۔ انابیہ خان اپنی شرم و حیا کو غصے کے تاثرات میں چھپاتی، اسکی چادر کو واپس سے اس پہ پھینکتے دروازہ کھول کے باہر نکل ہی رہی تھی۔ جب اسکے پچھلے ڈیپ گلے کو دیکھتے عالیان شاہ کا پارا ساتویں آسمان پہ پہنچا۔۔ عالیان شاہ نے جھٹکے سے اسکے بلاؤز کی پشت پہ لٹکے ان ٹسلز کو کھینچ کے توڑا۔۔۔ انابیہ خان کے گاڑی کے دروازے پہ رکھے ہاتھ ساکت ہوئے۔۔ اس نے بے یقینی سے رخ موڑتے عالیان شاہ کی طرف دیکھا، جو اسکے ٹسلز کو جڑ سے اکھاڑ کے اسکے بلاؤز کی بیک خراب کرتا اب اس پہ چادر اوڑھا رہا تھا۔۔

اب تو تمہاری ساڑھی بھی خراب ہو چکی ہے۔۔ اورڈزی ڈوڈل اگر پھٹی ہوئی ساڑھی پہن کے حال میں داخل ہو گی تو سب یہی سمجھے گے ڈاکٹر ڈزی کی ساڑھی چوہے کتر چکے تھے ۔ لیکن اس میں ساڑھی پہننے کا اتنا جوش تھا کہ وہ ہر چیز کو فراموش کرتی اس کتری ہوئی ساڑھی کو بلا جھجھک زیب تن کر کے ایک اعلیٰ مثال قائم کرنے آ چکی ہیں۔۔۔ چچ چچ۔۔ عالیان شاہ افسوس سے دائیں بائیں سر ہلاتا اپنے غصے پہ قابو پاتا، اپنی ڈارک براؤن آنکھوں کو ٹپٹپاتے بولا۔۔۔ اسکی اتنی ستمگری پہ انابیہ خان کی آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ کرتے عارضوں پہ بہے۔۔۔

KOH NOVELS - URDU

انابیہ خان نے اسکی شال اوڑھنے کی بجائے اپنا فون نکالتے ڈاکٹر زیدان کا نمبر ملایا۔۔۔ فون پہلی ہی بیل پہ اٹھایا گیا۔۔۔

ہیلو۔۔زیدی۔۔وہ۔۔میری۔۔ساڑھی۔۔کا۔۔ ابھی انابیہ خان اپنا جملہ مکمل کرتی، جب عالیان شاہ نے اسکے لبوں پہ ہاتھ جماتے اسکے کان سے فون کھینچ کے بند کرتے ہوئے آگے ڈیش بورڈ پہ زور سے پٹک کے مارا۔ وہ کب سے یہی

سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ وہ کس کو فون کرنے والی ہے۔ اگر اسے پتا ہوتا وہ اس ڈاکٹر کو فون کرنے والی ہے، تو وہ فون پہلے ہی کرچی کراچی کر چکا ہوتا۔۔

یہ کیا بکواس ہے؟؟ کیا لگتا ہے وہ؟ تمہارا جس سےاپنی اتنی پرسنل بات ڈسکس کرنے والی تھی تم؟؟ عالیان شاہ بے حد غصے سے حلق کے بل چیخا۔۔۔

شادی کرنے والی ہوں میں ان کے ساتھ ۔۔ کم از کم آپ سے تو مضبوط رشتہ ہے میرا ان کے ساتھ۔ اور یہ بکواس کرنے پہ آپ نے مجھے مجبور کیاہے۔۔آپ نے کس حق سے میری ڈریس خراب کی ہے ؟؟ انابیہ خان بھی اسی کی طرح آنکھوں میں غصہ لیے حلق کے بل دھاڑی۔۔۔ عالیان شاہ اسکی بات پہ ساکت ہوا۔۔۔

"شادی کرنے والی ہوں میں ان کے ساتھ ۔۔"

"شادی کرنے والی ہوں میں ان کے ساتھ ۔۔"

KOH NOVELS - URDU

"شادی کرنے والی ہوں میں ان کے ساتھ ۔۔"

یہ جملہ اس کے دماغ میں کسی ہتھورے کی مانند بار بارگونجتا، عالیان شاہ کا دل بری طرح سے دھڑکا رہا تھا۔۔

تم۔تم۔جھوٹ بول رہی ہو ناڈذی؟؟ عالیان شاہ اپنی پھیلی ڈارک براؤن آنکھوں کے ساتھ کسی صدمے کے زیر اثر بولا۔۔۔ اسکے لہجے میں کھو دینے کا ڈر واضح تھا۔ انابیہ خان نے اسکے سوال پہ حیرانگی سے اسکے تاثرات دیکھے۔ اسکے چہرے سے غصہ ختم ہو چکا تھا، اب وہاں صرف تکلیف تھی۔ اور اسکی تکلیف کی وجہ انابیہ خان کی سمجھ سے باہر تھی۔

بالکل سچ بول رہی ہوں!! اب گھر جا کے دو شکرانے کے نفل ضرور ادا کیجئیے گا۔۔ کیونکہ اب کوئی بھی بے وقوف سی ڈزی ڈوڈل آپ کے اور آپکی بیوی کے درمیان کبھی نہیں آئے گی۔ انابیہ خان مجبوری میں اسکی شال اوڑھتی ہوئی اسے سپاٹ لہجے میں جواب دیتی، گاڑی کا دروازہ کھول کے باہر نکل چکی تھی۔ اس کے پاس اس وقت عالیان شاہ کی اجرک لینے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں تھا۔ وہ اسکی پوری بیک خراب کر چکا تھا۔ نا جانے کیوں؟؟

وہ جا چکی تھی۔ لیکن عالیان شاہ اس کے آخری جملے پہ ہنوز ساکت بیٹھا تھا۔ عالیان شاہ کو گاڑی میں آکسیجن کی کمی شدت سے محسوس ہوئی۔ تو کیا وہ کسی اور کی ہو جائے گی؟؟ عالیان شاہ نے بے دردی سے اپنا نچلہ لب کچلتے ہوئے سوچا۔۔۔

KOH NOVELS - URDU

مردوں والی سائیڈ سے پیغام آیا کہ زرش خان ابھی کھانا نہ کھائے ۔۔ سجاول اس کے ساتھ آ کے کھانا کھائے گا، لیکن وہ میڈیم صاف منع کر چکی تھیں۔ کہ وہ اسکے ساتھ ابھی کھانا کسی صورت نہیں کھائے گی۔ وہ اسے تڑپانا چاہتی تھی خود تو برائیڈل روم کی کھڑکی سے وہ بارات دیکھ چکی تھی، لیکن سجاول خان کو خود کے لئے تڑپانا اس نے اپنا فرض سمجھا تھا۔

زرلاشتہ خان باہر سب کے ساتھ ٹیبل پہ اپنی مورے کے حصار میں بالکل خاموش چھپی چھپی سی بیٹھی تھی۔۔ اس نے ایک چیز بھی منہ میں ڈال کے نہیں دیکھی تھی۔۔ اسے اتنا سارا کھانا دیکھ کے پھر سے وامٹنگ آ رہی تھی۔۔ سب اسکی نڈھال سی حالت دیکھ کے شدید پریشان تھے ۔۔

مورے۔۔۔ہمیں۔۔صبح ۔۔۔سے۔۔۔۔وامٹنگ۔۔۔آ۔۔رہی۔۔۔ہے۔۔۔اور ۔۔۔اب۔۔پھر۔۔۔ہمیں۔۔۔وامٹنگ!!۔۔۔ واشروم۔۔۔ زرلاشتہ خان اپنی مورے کی طرف دیکھ کے اپنے منہ پہ ہاتھ رکھتی گھٹی گھٹی آواز میں آدھا ادھورا بولی۔۔۔۔ جس پہ زرمینہ خان نے تیزی سے گل بہار کو پاس بلا کے اسے واشروم تک لے جانے کا کہا ۔۔

پیچھے زرمینہ خان اور نگینہ خان کے چہرے خوشی سے کھل چکے تھے۔۔ انہیں زرلاشتہ خان نے بالکل ابھی بتایا تھا کہ اسے صبح سے وامٹنگ ہو رہی ہے، ورنہ وہ اسکی نڈھال حالت کو دیکھ کے پہلے ہی بہت کچھ سمجھ چکی تھیں اور اب اسکی وامٹنگ نے ان کے شک پہ مہر لگائی تھی۔۔

زرلاشتہ خان واشروم کے سنک پہ جھکی روتی ہوئی وامٹنگ کر رہی تھی ۔۔ اسے وامٹنگ کرتے ہوئے ہمیشہ سے خوف محسوس ہوتا تھا۔۔ ابھی بھی اسکی جان جا رہی تھی ، اسی لئے تو وہ بچوں کی طرح رو رہی تھی۔۔ گل بہار اسکے رونے پہ پریشان سی ہوتی اسکی کمر تھپکتی اسے چپ کروانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی، جب ساحر خان تیزی سے واشروم میں داخل ہوا۔۔۔

گل کوئی اورلڑکی تو نہیں ہے ان واشروموں میں؟؟ ساحر خان گل بہار کی طرف دیکھ کے پوچھتا زرلاشتہ خان کی کمر سہلا رہا تھا۔ جو غصے سے اپنی کمر کو جھٹکتی اسے خود سے دور کرنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔

نہیں ۔۔لالہ۔۔ گل بہار تو اپنی چھوٹی سی زر کی غصے میں کی جانے والی ادائیں دیکھ کے حیرانگی سے اپنی نیلی آنکھیں پھیلا کے ساحر خان کو جواب دیتی وہاں سے رفوچکر ہوئی تھی۔۔۔ نگینہ خان نے جلدی سے ساحر خان کو عورتوں والی سائیڈ پہ ایمرجنسی بتا کے بلواتے ہوئے اسکی بیوی کی خراب طبیعیت کا بتایا۔ جس پہ وہ سب لڑکیوں کی خود پہ جمی نظروں کو اگنور کرتا پریشانی سے واشروم کی طرف بڑھا۔۔۔

گل بہار کے جانے کے بعد ساحر خان نے واشروم کا دروازہ لاک کیا۔۔ اب کوئی بھی یہاں داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ زرلاشتہ خان اب وامٹنگ کر چکی تھی۔ وہ روتی ہوئی اب اپنا چہرہ دھو رہی تھی، جو ایک دن میں کملا گیا تھا۔

ساحر خان نے دروازہ بند کرتے ہی اسکی کمر کے گرد اپنا بازو لپیٹتے اسے خود کے قریب کرتے اسکا چہرہ آرام آرم سے اپنے ہاتھوں سے دھلوایا۔۔۔ جو وامٹنگ کرنے کے بعد ابھی تک بری طرح سے کانپ رہی تھی۔

چھوڑیں ۔۔۔ہمیں۔۔۔ زرلاشتہ خان اسکے حصار میں آنسو بہاتی معصومیت سے چیخی۔۔۔ جس پہ ساحر خان نے ٹوٹی بند کر کے یہاں ہوٹلز کے ٹاول یوز کرنے کی بجائے اپنی اجرک سے اسکا چہرہ نرمی سے صاف کرتے اسے زبردستی اپنے سینے میں بھینچا۔۔۔

KOH NOVELS - URDU

شش۔کچھ بھی نہیں ہوا میری تاشو کو۔۔۔ ہم ابھی ڈاکٹر کے پاس جا رہے ہیں۔۔
ساحر خان اسکی مزاحمت اور اسکے بے آواز رونے پہ اسکی کمر سہلاتا نرمی سے اسے ڈیل کر رہا تھا، جو اب بری طرح سے پینک ہو رہی تھی۔۔ وہ اب اس پہ مزید غصہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ پہلے ہی صبح سے اس نازک جان پہ دو دفعہ اپنا غصہ اتار چکا تھا۔۔

ہمیں۔۔نہیں۔۔جانا۔۔کسی۔۔۔ڈاکٹر۔۔۔کے۔۔۔ پاس۔۔۔ چھوڑیں۔۔ہمیں۔۔ ہم ۔۔۔جانتے۔۔۔ہیں۔۔۔ہم۔۔اب۔۔آپ۔۔کو۔۔پسند۔۔۔نہیں۔۔۔رہے۔۔اسی۔۔لئے۔۔آپ۔۔۔ہمیں۔۔۔ہر۔۔۔ وقت۔۔ڈانٹتے۔۔۔رہتے۔۔۔ہیں۔۔اب۔۔ہم۔۔۔آپ۔۔۔کے۔۔۔ساتھ۔۔کہیں۔۔۔نہیں۔۔۔جائیں۔۔گے۔۔

ہمیں ۔۔۔اپنی۔۔۔مورے۔۔۔کے ۔۔۔پاس۔۔۔رہنا۔۔۔ہے۔۔ زرلاشتہ خان اسکے سینے پہ اپنی نازک کلائیوں سے مکے جھڑتی روتی ہوئی اسے دھمکیاں لگا رہی تھی، جس کی عادت اسے ساحر خان سے ہی پڑی تھی۔۔

عشقِ ستم۔۔۔میگا قسط 92

شش۔۔۔۔ اگر تم ابھی میرے ساتھ ڈاکٹر کے پاس جانے کی بجائے، ان سب کے پاس گئی۔ تو باہر سب اپنی اپنی باتوں سے تمہارا جینا حرام کر دیں گیں میری جان۔۔۔۔ وہ سب تو باہر نانی، دادی، پھوپھو، خالہ بن کے بیٹھی ہوئی ہیں۔۔ اب انہیں کون عقل دے کہ ابھی تین دن تو ۔۔۔ ابھی ساحر خان اسے چپ کروانے کی غرض سے مزید بے باک ہوتا، جب روتی ہوئی زرلاشتہ خان نے اسکی بات پہ سٹپٹاتے اسکے ہونٹوں پہ اپنا ہاتھ رکھتے اسے مزید بولنے سے روکا۔۔۔ چھوڑیں ہمیں۔۔۔ وہ سرخ پڑتی اسکے حصار نے نکلنے کی جان توڑ کوشش کرتی ہلکان ہو رہی تھی۔۔۔ ساحر خان نے اسے اٹھا کے سلیب پہ بٹھاتے اسکے دائیں بائیں اپنے ہاتھ رکھے۔۔۔۔ ڈاکٹر کے پاس چل رہی ہو یا خود چیک اپ کروں تمہارا؟؟ ساحر خان جان بوجھ کے اسکے پیٹ پہ اپنا ہاتھ پھیرتا بے باکی سے بولا۔۔۔ زرلاشتہ خان نے کانوں کی لوں تک سرخ پڑتے، اپنے پیٹ سے اسکا ہاتھ ہٹانے کی ناکام کوشش کی۔۔۔۔ اسے کچھ دیر پہلے کی سب کی خود پہ ٹکی معنی خیز نظریں ابھی یاد آئی۔۔۔ وہ سب ناجانے کیا کیا سوچ رہے تھے۔۔۔

لیکن زرلاشتہ خان اور ساحر خان کو یقین تھا، ابھی ایسا کچھ بھی نہیں ہے-- ابھی تین دن تو ہوئے تھے انہیں اپنا رشتہ مضبوط کئے--

ہم--ٹھیک--ہیں--ہمیں--مورے---کے--- پاس--جانا--ہے---چھوڑیں---ہمیں-- زرلاشتہ خان اسکی طرف دیکھے بنا نظریں جھکائے لہجے کو سپاٹ بناتی بولی، وہ اسکی کچھ دیر پہلے والی بلافضول کی ڈانٹ ہر گز نہیں بھولی تھی--

ساحر خان نے اسکے چہرے پہ ناراضگی کے تاثرات دیکھتے، اسکی کمر کے گرد اپنا ہاتھ لپیٹ کے اسے جھٹکے سے خود کے نزدیک کیا-- وہ بری طرح سے اسکے سینے سے ٹکرائی تھی-- اسکا کملایا سا زرد چہرا دیکھتے، ساحر خان نے اسکے نرم و ملائم گالوں کو اپنے انگلیوں کی پوروں سے نرمی سے چھوا----

ناراض ہو؟؟ وہ لہجے میں دنیا جہان کا پیار سموئے بولا---- زرلاشتہ خان نے کوئی بھی جواب دئیے بنا اپنی چوڑیوں کو گننا شروع کیا، جیسا وہ ہمیشہ اسے اگنور کرنے کی خاطر کی کرتی تھی----

کیک کھاؤ گی یا چاکلیٹ ؟؟ ساحر خان اسکے زرد گالوں پہ پیار سے اپنے دانت گاڑتا نرمی سے پوچھ رہا تھا-- زرلاشتہ خان جو ہر وقت چاکلیٹ یا کیک کے پیچھے پاگل ہوتی تھی-- اس نے ہنوز اسکی بات کو ان سنا کرتے اپنی مصروفیت جاری رکھی تھی-- وہ اپنی ناراضگی کا اظہار زیادہ تر خاموشی سے کرتی تھی--

اتنی ڈھیٹ کیوں ہو رہی ہوں آئے دن؟؟ ساحر خان اب کی بار اسکے دوسرے گال پہ اپنے دانت گاڑتا اسکی خاموشی سے چڑتا ہوا بولی---- وہ اسے ہمیشہ خاموشی کی مار مارتے بے چین کرتی تھی-----

آپ کے جراثیم لگ گئے ہیں اسلئے--- وہ اپنی میکسی پہ انگلی کے ڈیزائن بناتی ناجانے کیسے بنا اٹکے بولی---- ساحر خان نے آییبرو اچکاتے ہوئے اسے داد دینے والے انداز میں دیکھا----- وہ حیران ہوا تھا اسکی حاضر جوابی پہ--

حیرت کی بات ہے!! میرے رومانٹک جراثیم تو تم میں ابھی تک ٹرانسفر نہیں ہوئے؟؟ ساحر خان اسکے پیٹ سے اوپر بے باکی سے ہاتھ پھیرتا، اسکے لبوں

پہ اپنے دانتوں سے بائٹ کرتا آئیبرو اچکاتے ہوئے بے باکی سے بولا۔۔۔۔
زرلاشتہ خان اسکی بات پہ تضاد اسکی اتنے رومانٹک انداز میں کی گئی جسارت پہ سر تا پاؤ سرخ پڑی تھی۔۔۔۔ وہ جب بھی وامٹنگ کرتی، وہ صرف اس کا چہرہ دھلوا کے اور کلی کروا کے بنا چڑے اسکے ہونٹوں کو کیسے چوم لیتا تھا؟؟ اسے اب خود پہ مکمل جھکے بے تابی سے اپنے ہونٹ چومتے دیکھ کے زرلاشتہ خان نے حیران ہوتے ہوئے دل میں سوچا۔۔ اسے وامٹنگ کرنے کے بعد خود سے کتنی دیر اکتاہٹ ہوتی تھی اور وہ جو صدا کا نفاست پسند تھا۔ اسی وقت بنا اکتائے اسکے مزید قریب رہتا تھا۔۔۔ کچھ دیر تک اسکے ہونٹوں کا شدت بھرا بوسا لینے کے بعد ساحر خان نے اسکے ہونٹوں کو آزادی بخشتے اسے سوالیہ نگاہوں سے دیکھتے اپنی پہلے کی کہی گئی بات کا جواب طلب کرنے کے لئے آئیبرو اچکایا۔۔۔۔ زرلاشتہ خان نے اسکو جواب دینے کی بجائے اپنا چہرہ سنک کی طرف جھکاتے، پھر سے وامٹنگ کی۔۔۔۔ اسکے پھر سے وامٹ کرنے پہ ساحر خان اب حقیقتاً پریشان ہوا تھا۔ وہ نڈھال ہوتی پھر سے اپنا چہرہ اور منہ دھوتی اسکے کندھے کے ساتھ اپنا سر ٹکا چکی تھی۔۔۔۔ ساحر خان نے اب بنا کسی دیری کے اسکے نازک وجود کو اچھے سے اپنی اسکن گرم اجرک سے ڈھکتے اچانک سے اسے اپنی گود میں اٹھایا۔۔۔۔ زرلاشتہ خان نے اس اچانک افتاد پہ آنکھیں پھیلاتے اسکی میرون قمیض کو سینے سے مٹھیوں میں جھکڑا۔۔۔۔ ساحر خان نے فکرمندی سے دروازے کا لاک کھولتے، اپنے قدم باہر کی طرف بڑھائے۔۔۔۔ ساحر خان نے سب عورتوں اور لڑکیوں کی نظروں کو خود پہ اور زرلاشتہ خان پہ محسوس کر کے اگنور کرتے اسکا چہرہ ڈھکا۔ باہر اپنی گاڑی تک جاتے اس نے اسے گاڑی کی فرنٹ سیٹ پہ زبردستی بٹھایا، جو شرم و حیا سے اس کے سینے میں گھس جانا چاہتی تھی۔۔۔۔

انابیہ خان جو ساحر خان کو یوں اپنی بیوی کو گود میں اٹھا کے یہاں سے لے جانے پہ حیران پریشان سی تھی، پری وش سے پوچھنے پہ اسے پتا چلا تھا کہ زرلاشتہ خان کی طبیعت خراب ہے۔۔ جس پہ انابیہ خان نے ان سب کو بتایا تھا کہ وہ خود بھی ایک ڈاکٹر ہے، وہ لوگ جب چاہیں اس کی سروسز فری میں لے سکتے ہیں۔۔ نگینہ خان اور زرمینہ خان تو اسکے ڈاکٹر ہونے پہ بے حد

KOH NOVELS URDU

خوش ہوئی تھیں۔ آخر کو انکی نازک بہوؤں کو جلد ہی آئے دن چیک اپ کی ضرورت پڑنے والی تھی --

ساحر خان نے ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھتے جلدی سے اپنی گاڑی سٹارٹ کرتے روڈ پہ دوڑائی۔ -- زرلاشتہ خان ہنوز شرم و حیا سے سرخ نظریں جھکائے اسطرح سے بیٹھی، جیسے ابھی بھی وہ حال کی سب عورتوں کی نظروں کے حصار میں ہو--

اسکی اتنی شرم و حیا پہ پریشانی میں بھی ساحر خان کے ہونٹوں کو مسکراہٹ نے چھوا--- اس نے اسکے آگے چٹکی بجاتے اسے ہوش دلوایا کہ وہ اب گاڑی میں ہے۔ اسکے چٹکی بجانے پہ زرلاشتہ خان نے ہوش میں آتے اسے شیرنیوں کی طرح گھورتے ہوئے دیکھا، جو بے شرمی کے سارے ریکارڈ توڑتے سب کے سامنے اسے گود میں اٹھا کے لایا تھا۔

ہمیں --ہماری---ہویلی--چھوڑ---دیں---ہمیں--- آپ ---کے---ساتھ--- کہیں--- نہیں ---جانا--- وہ اپنی ناراضگی یاد کرتی اس سے منہ موڑتی ہوئی بولی----

تمہاری تو--- تمہارے تو اچھے بھی جائیں گے--- ساحر خان اسےبازو سے پکڑ کے اپنے نزدیک کرتا اسکے گال پہ اپنی بیرڈ رگڑتا اسے پیار سے ڈپٹ رہا تھا۔ جس پہ وہ اسے مزید ناراضگی دکھاتی اپنا چہرہ دور کرنے کی تگ و دو میں ہلکان ہو رہی تھی۔

ساحر خان بے چینی سے ڈاکٹر کے کیبن کے باہر یہاں وہاں چکر لگاتا، زرلاشتہ خان کے چیک اپ مکمل ہونے کا انتظار کر رہا تھا۔ حال میں سب عورتوں کی معنی خیز سرگوشیاں اسکے کانوں میں بھی پڑی--- وہ جانتا تھا اتنی جلدی سے کسی ننھے سے مہمان کی خبر ممکن نہیں ہے، لیکن ناجانے کیوں وہ ڈاکٹر کے منہ سے باپ بننے کی خبر سننے کے لئے بے حد بے تاب تھا۔ اسے جیلسی بھی تھی کہ کوئی اس سے زیادہ اسکی تاشو کے قریب نہ جائے لیکن باپ بننے کی جلدی بھی تھی۔ ساحر خان خود اپنی کیفیت سے حیران ہو رہا تھا۔

KOH NOVELS - URDU

کچھ دیر بعد ڈاکٹر کی اسسٹنٹ نے اسے ڈاکٹر کی اجازت پہ اندر بلایا۔۔۔ ساحر خان دھڑکتے دل کے ساتھ اندر داخل ہوتے زرلاشتہ خان کے پاس جا کے کرسی پہ بیٹھا۔۔۔ جو پہلے ہی ڈاکٹر کے سوالوں کے جواب دینے کے بعد سرخ گلاب بنی نظریں جھکا کے بیٹھی ہوئی تھی۔۔

مسٹر خان میں آپ کی وائف کا پراپر چیک اپ کر چکی ہوں۔۔ ان میں بہت سی علامات کنسیو (حمل ٹھہرنا) کرنے کی ہیں۔۔ لیکن ابھی ان کا حمل مکمل طور پہ نہیں ٹھہرا۔۔ آپ یوں کہہ سکتے ہیں آپ کی وائف کی کنسیوینگ پاور اچھی ہے، لیکن یہ اتنی ہی نازک اور ویک ہیں۔۔ انشااللہ ۔۔ امید ہے کہ یہ کچھ ہی دنوں تک کنسیو کر جائیں گی۔۔آپ ایک بار پھر اس ویک کے لاسٹ پہ چیک اپ کروا لیجئیے گا۔۔ لیکن ابھی ان کی بار بار وامٹنگ اور دل خراب ہونے کی وجہ آپ کے نئے نئے رشتے کی شروعات ہے۔۔ آپ سمجھ رہے ہیں نا مسٹر خان؟ اسی لئے اپنی وائف کا اچھے سے خیال رکھیں ۔۔ میں کچھ کیلشیم کی میڈیسن لکھ کے دے رہی ہوں، جو ان کے لئے بے حد ضروری ہیں۔۔ ڈاکٹر ہلکی سی مسکان کے ساتھ اپنے پروفیشنل انداز میں ساحر خان کو مخاطب کرتی اب پرچے پہ کچھ دوائیں لکھ رہی تھی۔۔ ساحر خان اور زرلاشتہ خان کے چہرے کی خوشی دیکھنے لائق تھی، ابھی ان دونوں کے ننھے سے مہمان کی ٹھیک طرح سے خبر نہیں ملی تھی ۔۔ ممکن تھا کہ کچھ ہی دنوں میں یہ خبر مل جائے لیکن ان دونوں کے چہرے ابھی ہی خوشی سے کھل اٹھے تھے۔۔ ساحر خان نے شرمائی شرمائی سی زرلاشتہ خان کی طرف دیکھتے اپنے نچلے لب کو کاٹتے اپنی مسکراہٹ ضبط کی۔۔۔

انہیں ۔۔۔یہ۔۔بھی۔۔۔بتائیں۔۔نا۔۔۔ڈاکٹر۔۔کہ۔۔۔ مجھے۔۔۔چاکلیٹ۔۔۔اور۔۔۔کیک۔۔۔کی۔۔۔ بھی ۔۔۔ضرورت۔۔ہے۔۔۔ زرلاشتہ خان لگے ہاتھ کیلشیم کی گولیوں کے ساتھ ڈاکٹر کو پرچے پہ چاکلیٹ لکھنے کی ہدایت بھی دے چکی تھی۔۔ اسکا انداز اتنا معصوم سا تھا کہ ڈاکٹر نا چاہتے ہوئے بھی سر جھٹک کے قہقہ لگا اٹھی۔۔

شش چپ۔۔۔ میں نہیں چاہتا میرے بچے کالے اور موٹے پیدا ہوں۔۔۔ ساحر خان زرلاشتہ خان کو ہلکی آواز میں پیار سے ڈپٹتا اپنے بھورے بالوں میں ہاتھ پھیرتا سرگوشی میں بولا۔۔۔ وہ ڈاکٹر شاید باریک کانوں کی مالک تھی۔ وہ ساحر خان کی سرگوشی سنتی اپنا قہقہ دبانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔۔

مسٹر خان ۔ آپ اپنی بیوی کو ایک دن میں ایک چاکلیٹ ضرور دے سکتے ہیں۔۔ اس سے ان کا شوگر لیول مینٹین رہے گا۔۔۔ ڈاکٹر کو بے ساختہ اس چھوٹی سی چھوئی موئی سی لڑکی کی معصومیت پہ پیار آیا۔ اسی لئے وہ ساحر خان کو دواؤں کا پرچہ پکڑاتی زرلاشتہ خان کی زرا سی حمایت کرتے بولی۔۔ جس پہ زرلاشتہ خان کا چہرہ کھل اٹھا۔۔ اس نے اتراتے ہوئے ساحر خان کو دیکھا۔۔ ڈاکٹر کا اشارہ چھوٹی سی چاکلیٹ کی طرف تھا لیکن ساحر خان سمجھ چکا تھا، اسکی بیوی کا مطلب چھوٹی سی چاکلیٹ بالکل نہیں تھا۔۔ ساحر خان نے ڈاکٹر کی بات پہ مجبوراً ہاں میں سر ہلاتے زرلاشتہ خان کو اپنے بازو کو حصار میں لیتے باہر کی طرف اپنے قدم بڑھائے۔۔۔۔

دیکھ رہی ہو میری محنت کا نتیجہ؟؟ ساحر خان باہر نکلتے ہی اسکے ماتھے پہ بوسا دیتے اسکے کان میں بے باک سرگوشی کر گیا، جس پہ زرلاشتہ خان سرخ پڑی تھی ۔

ابھی۔۔ایسا۔۔۔کچھ۔۔۔نہیں۔۔۔ہوا۔۔۔ڈاکٹر۔۔۔نے۔۔۔آپ۔۔۔کے۔۔۔آنے۔۔۔سے۔۔پہلے۔۔مجھے۔۔۔بو لا۔۔تھا۔۔جتنی۔۔۔زیادہ۔۔چاکلیٹ۔۔۔ کھاؤ ۔۔۔گی۔۔۔اتنی۔۔۔جلدی۔۔تمہارا۔۔حمل۔۔۔ٹھہر۔۔۔ ابھی زرلاشتہ خان اپنی معصومیت میں اس جھوٹ کومزید طویل کرتی اپنا جملہ مکمل کرتی، جب ساحر خان کی معنی خیز نظروں کی تپش خود پہ محسوس کرتے وہ اپنے جملے کو دماغ میں دہراتی سرخ پڑتے ہوئے اسکے سینے میں اپنا چہرہ چھپا چکی تھی۔۔ ساحر خان نے قہقہ لگا کے اسے پھر سے اپنی گود میں اٹھاتے اپنے قدم راہداری کی طرف بڑھائے۔۔۔۔ زرلاشتہ خان نے اسکی پھر سے گود میں اٹھانے والی حرکت پہ اسکے سینے میں مزید اپنا چہرہ گھسیرا۔۔۔

رخصتی کا وقت ہوچکا تھا لیکن ساحر اور زرلاشتہ خان ابھی تک ہاسپٹل موجود تھے۔ جس پہ ساحر خان نے فون پہ پہلے سے ہی فارس خان کو آگاہ کر دیا کہ وہ لوگ وقت پہ رخصتی کریں ۔۔ وہ اب اسے ماموں بنا کے سیدھا بڑی ہویلی ہی جائے گا ۔۔ فارس خان نے اسکی بے باک بات پہ اسے گالیوں سے نوازتے فون رکھا۔۔۔۔

KOH NOVELS - URDU

زرش خان جو صبح سے باتونی دلہن کا کردار اچھے سے نبھا رہی تھی۔۔ رخصتی کے وقت وہ اپنے آنسوؤں پہ بند نہیں باندھ پائی۔۔ وہ فارس خان، رایان خان اور ضرار خان کے سینے سے لگ کے بے تحاشہ روئی، جنہوں نے اسے باپ کی کمی کبھی بھی محسوس ہونے نہیں دی تھی ---

تم بھی رو لو تھوڑا--- قسم سے تمہارا رونا بنتا ہے۔۔ یہ تو بس ڈرامے کر رہی ہے۔۔ رایان خان ماحول کی افسردگی کم کرنے کی غرض سے اپنے سینے سے لگی روتی ہوئی زرش خان کو چڑانے کی غرض سے سجاول خان کی طرف دیکھتا سلگانے والے انداز میں بولا--- جس پہ سجاول خان نے اسے گھورتے ہوئے اپنی بیوی کو اس سے الگ کرتے اپنے ساتھ لگایا، جسے وہ آج اتنے آنسو بہاتے پہلی بار دیکھ رہا تھا ۔۔ رایان خان تو گہرے گہرے سانس بھرتا اپنے آنسوؤں پہ قابو پا چکا تھا، لیکن ضرار خان سے اپنے آنسوؤں پہ بندھ باندھنا بے حد مشکل تھا۔۔ وہ اپنی لاڈوں پلی زری کو کتنی ہی دیر سینے میں بھینچ کے بے آواز رویا-----

---

سب لوگ اپنی اپنی ہویلی روانہ ہو چکے تھے ۔۔ زرش خان کو سجاول خان کی گاڑی میں بٹھایا گیا--- جس کی سوں سوں اب کچھ کم ہوئی تھی۔۔ میں تو تمہیں بہت بہادر (ابنارمل غنڈی) لڑکی سمجھتا تھا، لیکن افسوس خانم تم میری امیدوں پہ پورا نہ اتر سکی---- جتنا تم نے خوبصورتی (بد صورتی)سے روتے ہوئے میرے کانوں کو راحت (سزا) دی ہے۔۔ ایسے تو وہ بھی نہیں روتے جن کا کوئی مر جاتا ہے۔۔ سجاول خان آخر کو خود کو طنز رکھنے سے کب تک بعض رکھ سکتا تھا۔ وہ اپنی گاڑی کی رفتار بڑھاتا سر جھٹکتے ہوئے افسوس کرنے والے انداز میں بولا، جس پہ زرش خان جو اب تھوڑی بہت سوں سوں کر رہی تھی۔۔ اسکی طنز کے سارے الٹے مطلب سمجھتی وہ غصے سے سرخ پڑی---

میں نے تمہارے آگے ترلے نہیں ڈالے تھے کہ مجھ سے رخصتی کر لو۔۔ تم خود ہی پاگل ہو رہے تھے میرے پیچھے--- زرش خان ہاتھ نچا کے اپنی چوڑیوں سے چھن چھن کی آواز پیدا کرتی اپنے گھونگٹ کو تپ کے پلٹتی

اتراتے ہوئے بولی۔۔ سجاول خان جو سوال "گندم" پہ اسکے جواب" چنا" کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا، اسکے یوں اچانک سے گھونگھٹ پلٹنے پہ اسکی طرف دیکھتے سجاول خان نے جھٹکے سے اپنی گاڑی کو بریک لگائی۔۔۔ اگر وہ گاڑی کو وقت پہ بریک نہ لگاتا تو یقیناً اس کے اتنے حسن میں کھوتے ہوئے اسکے ہاتھ سے سٹیرنگ ڈسبیلنس ہو جاتا۔۔

زرک کے بھاری کام والے بلڈ ریڈ اور گولڈن رنگ کے امتزاج کے لہنگے چولی میں ملبوس دلہن بنی روایتی زیوارت سے سجی کالے بالوں کا خوبصورت سا بریڈ ہئیر سٹائل ، باقی بالوں کو آگے کی طرف کر کے لوز کرلز، بالوں کی دونوں لٹیں کرل کر کے چہرے کے اطراف میں نکالے، دوپٹے کو اچھے سے سیٹ کئے، ماتھا پٹی ، سرخ چھوٹی سی ناک میں خوبصورت سی چھوٹی سی ہیرے کی لونگ(جو اسے سجاول خان نے خاص طور پہ پہننے کو کہا تھا) ، لبوں پہ بلڈ ریڈ لپ اسٹک، جبکہ ہیزل آنکھوں کو مہارت سے سجایا گیا تھا ۔۔ وہ دلہن بنی کوئی اپسرا لگ رہی تھی ۔۔ سجاول خان کا اس پر سے نظریں ہٹانا محال ہوا۔۔۔ وہ آج پھر اپنے حسن سے اس کے ہوش اڑاتی اسے چاروں شانے چت کر چکی تھی۔۔۔ اسے دیوانوں کی طرح خود کو تکتا پا کے زرش خان نے گردن اکڑائی۔۔ جبکہ گال دہک کے قدرتی لال ہوئے۔۔۔ سجاول خان بنا پلکیں جھپکائے اسکی طرف دیکھتا رہا۔۔ دیکھتا رہا۔۔ وہ بھول چکا تھا ان میں کس بات پہ بحث چل رہی تھی۔۔ یاد تھا تو صرف اتنا کہ اس کے سامنے بیٹھی یہ حسن کی دیوی اسکی ملکیت ہے اسکے نکاح میں ہے۔۔ ملکیت کا احساس اسکے وجود میں انگرائی لے کے بیدار ہوا۔۔ زرش خان نے اب اسکی نظریں سے کنفیوز ہوتے اپنا نچلہ لب دانتوں میں دباتے تیزی سے خود پہ گھونگھٹ دیا۔۔۔ لیکن سجاول خان اسی تیزی سے اس پر سے گھونگھٹ ہٹاتا اسکی کمر کے گرد ہاتھ لپیٹ کے اسے خود کے قریب کرتا اسکے سرخ لپ اسٹک سے سجے یاقوتی لبوں کو اپنے ہونٹوں میں قید کر چکا تھا۔۔ زرش خان نے اسکے اچانک شدت بھرے ریکشن پہ ہیزل آنکھیں پھیلاتے اسکی کالی شیروانی کو سینے سے مٹھیوں میں دبوچا۔ سجاول خان نے اسکے بلاؤز کے پچھلے ڈیپ گلے پہ اپنا ہاتھ بے باکی سے پھیرتے اسکے لبوں کو مزید شدت سے جھکڑتے اسکی ایک ایک سانس کو خود میں انڈھیلا۔۔ زرش

خان نے آج کا اس کا ساتھ نہیں دیا تھا۔ فطری شرم و حیا آڑے آ رہی تھی۔۔ وہ پھر بھی اس کے سامنے اپنی شرم و حیا پہ کافی قابو پائے ہوئے تھے۔ لیکن اسکے لمس میں بے تابی، دیوانگی اور جنون محسوس کرتے وہ خود ہی گلابیاں بکھیرتی جا رہی تھی۔۔ سجاول خان نے اسکی لرزتی پلکوں کے ساتھ لرزتے سراپے کو محسوس کرتے دل میں فتح مندی سے مسکراتے ہوئے اسکے نچلے لب پہ ہلکا سا کاٹتے اسکے لبوں کو آزادی بخشی۔۔۔ زرش خان گہرے سانس بھرتے اسکے سینے پہ زوردار مکا مارتے اس کے کندھے کے ساتھ اپنا سر ٹکایا۔ ۔۔

یوں بیچ راستے میں گھونگھٹ پلٹ کےتم نے اچھا نہیں کیا خانم!! میں تمہاری رگ رگ سے واقف ہوں۔۔۔ اگر میں غلط نہیں ہوں تو تم میرے ضبط کا امتحان لینا چاہتی تھی؟رائٹ؟ سجاول خان اسکے پورے چہرے پہ اپنی ڈارک براؤن بیئرڈ رگڑتا خمار آلود لہجے میں بولا۔۔۔ اسکے سہی اندازے پہ زرش خان اپنی مسکراہٹ ضبط کرتی نفی میں سر ہلاتی انجان بنی۔۔ ابھی کہ دل میں وہ واقعی ہی اس کے ضبط کا امتحان لینا چاہتی تھی، لیکن وہ تو بے صبرا بنتا اسکے ہونٹوں سے لپٹ ہی چکا تھا۔۔

بعض آ جاؤ تم اپنی شرارتوں سے۔۔ مار کھاؤ گی۔۔۔ اسکے ہونٹوں پہ مدھم سے مسکراہٹ کا شائبہ دیکھتے سجاول خان نے اسکی چھوٹی سی ناک کے ساتھ اپنی کھری مغرور ناک سہلاتے اسکی لونگ پہ اپنے لب رکھتے اسے پیار سے ڈپٹا۔ جس پہ زرش خان نے جان بوجھ کے اسے مزید بے تاب کرنے کے لئے اس کی کالی شیروانی کا گریبان اپنی مٹھیوں میں دبوچتے اسکے لبوں کے پاس اپنے لب کرتے اسکی دھڑکنوں کو منتشر کیا۔۔۔ سجاول خان دھڑکتے دل سے اسکی جسارت کا منتظر تھا۔۔

مار کے تو دکھاؤ ۔۔ تمہیں ڈبل کٹ لگاؤں گی۔۔۔ زرش خان اسکی ساری خوش فہمی بھک سے اڑاتی اسکے کان میں غراتی، پل میں اس سے دور ہو کے بیٹھ چکی تھی۔۔ وہ اب سجاول خان کا سلگتا چہرہ دیکھتی بمشکل اپنا قہقہ روکے ہوئے تھے۔ وہ جو اسکا جسارت کا پورے دل سے منتظر تھا اسکے پیچھے ہٹنے پہ وہ جی بھر کے بدمزہ ہوا۔ سجاول خان نے اسے نروٹھے پن سے دیکھتے اپنی گاڑی پھر سے سٹارٹ کی۔۔۔

اچھا نا۔۔ ناراض مت ہو۔۔ ہویلی جا کے میں اپنے خاناں کو اسکی ویڈنگ نائٹ پہ اچھا سا سرپرائز دوں گی۔۔ زرش خان اسکے نروٹھے چہرے کو محبت سے دیکھتی اسکے پھولتے گال کو کھینچتی پیار سے دانت کچکچاتے ہوئی بولی۔۔ اسکے منہ سے خود کے لئے سرپرائز کا سنتے سجاول خان نے گہری نظروں سے اسکا سراپا دیکھتے ہوئے آئیبرو اچکایا۔۔۔ جبکہ اسکی ان اداؤں پہ اسکا دل دھڑک دھڑک کے پاگل ہو رہا تھا۔۔

اگر تم نے اس سرپرائز کے چکر میں مجھے ذرا سا بھی تنگ کیا نا زرش سجاول خان!! اپنی باری آنے پہ میں تمہارے وجود کی گہرائیوں میں اترتا ہوا تمہیں ایسا سرپرائز کروں گا، کہ سرپرائز کا لفظ تمہاری ڈکشنری سے آوٹ ہو جائے گا۔۔ سجاول خان اسکی طرف گرم نرم نگاہوں سے دیکھتا آئیبرو اچکاتے ہوئے چیلینجگ اور بے باک انداز میں بولا۔۔۔۔ جس پہ زرش خان نے سرخ پڑتے اپنی ناک چڑھاتے اسکی دھمکی کو ہوا میں اڑایا۔۔۔

گرے خوبصورت سی بھاری برائیڈل گاؤن میں ملبوس ہرا خان بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگاتی، ضرار خان کے کہنے کے مطابق اسکا انتظار کر رہی تھی۔۔ وہ اس بھاری گاؤن میں کافی تھک چکی تھی۔۔ ضرار خان واپسی کے راستے میں گاڑی میں اسے اپنی بے باک باتوں اور بے باک لمس سے سرخ پڑنے پہ جس طرح سے مجبور کرتا رہا تھا، اسکا چہرہ دیکھتے وہ کیسے دیوانوں کی طرح ونڈ سکرین کی طرف دیکھنے کی بجائے اسکے چہرے کا دیدار کرتا رہا۔۔ یہ سب یاد کرتے ہوئے ہرا خان کے ہونٹوں کو بے ساختہ مسکراہٹ نے چھوا۔۔۔

وہ ابھی اپنے پاگل خان کو سوچ کے مسکرا ہی رہی تھی، جب وہ کمرے میں داخل ہوا۔۔۔ پیر کی ٹھوکر سے کمرے کا دروازہ بند کرتے ضرار خان نے اپنا سفید کوٹ اتارتے ہوئے ہرا خان کی طرف اپنے قدم بڑھائے، جو آنکھیں موندے ناجانے کس بات پہ شرمائی شرمائی سی مسکراتی جا رہی تھی۔۔ وہ اسے اپنا انتظار کرتے دیکھ کے بے حد خوش ہوا اور اس پہ تضاد اسکی شرمیلی سی مسکراہٹ پہ وہ آئیبرو اچکاتا اسکے دائیں بائیں تکیے پہ ہاتھ رکھتا

KOH NOVELS URDU

اس پہ جھکا۔ جس نے اسکے کمرے میں آنے کا نوٹس بھی نہیں لیا تھا۔۔ ضرار خان نے اسے خوابوں کی دنیا سے نکالنے کی خاطر اسکے بالائی لب پہ اپنی کالی گھنی مونچھیں رگڑتے اسکے نچلے لب کو اپنی گرفت میں لیا۔۔۔ ہرا خان نے اس اچانک افتاد پہ ہڑبڑاتے ہوئے آنکھیں کھولی۔۔۔۔ اسے اپنے لبوں پہ جھکے دیکھ کے اس نے اپنی کالی گہری آنکھیں پھیلائی۔۔۔۔ وہ ابھی گاڑی میں کتنی ہی دفعہ اسکے لبوں پہ اپنی شدتیں نچھاوڑ کرتا رہا تھا اور اب یوں کمرے میں آتے ہی وہ پھر سے اسکی گلاب سی پنکھڑیوں سے چمٹ چکا تھا۔۔۔ ہرا خان نے اسکے سینے پہ ہاتھوں کا دباؤ ڈالتے اسے ہوش دلانی چاہی، جو آتے ہی اسکی سانسوں کا دشمن بن چکا تھا۔۔ اسکے کانپتے وجود کے پیش نظر ضرار خان نے اسکے لبوں کا شدت بھرا بوسا لیتے انہیں آزادی بخشی۔۔۔۔ ہرا خان نے گہرے سانس بھرتے اپنے دل کے مقام پہ ہاتھ رکھتے اپنی دھڑکنوں کو نارمل کرنے کی سعی کی۔۔۔ ضرار خان نے اپنی سفید ویسٹ اتارتے اسے صوفے پہ پھینکا۔۔۔ ہرا خان نے تھوک نگلتے اسکی طرف دیکھا، جو اب اپنا بیلٹ نکال کے اپنی میرون ٹائی اور میرون ہی ڈریس شرٹ اتار رہا تھا۔۔ اسکے دودھیا سفید چٹانی سینے پہ نظریں پڑتے ہی ہرا خان نے سٹپٹاتے ہوئے اپنی نگاہوں کا زاویہ موڑا۔۔۔۔ ضرار خان نے ڈریسنگ مرر سے نظر آتے اسکے عکس کو گہری نظروں سے دیکھتے اسکے سٹپٹانے پہ اپنی مسکراہٹ ضبط کی۔۔۔۔

ضرار خان نے اپنے کالے گھنے بالوں کو انگلیوں سے سنوارتے اسکی طرف اپنے قدم بڑھائے، جو خود کو مصروف کرنے کی خاطر اب اپنے ہاتھوں سے کنگن اور چوڑیاں اتار رہی تھی۔۔

ضرار خان اسکی مصروفیت کو آئیبرو آچکا کے دیکھتا اسکے نازک سراپے کو زرا سا آگے کھسکاتے اسکے ساتھ جگہ بنا کے نیم دراز ہوا۔۔۔ ہرا خان نے دھڑکتے دل سے اسکے پاس سے اٹھنا چاہا، جب اچانک سے اسکی سوجھی ہیزل آنکھوں میں بے تحاشہ سرخی کو دیکھتی وہ اسکی طرف جھکی۔۔۔ ہرا خان جانتی تھی، زرش خان اسکی لاڈلی ہے وہ اسے رخصت کرنے کے بعد جس طرح سے ریش ڈرائیونگ کرتا اپنے آنسوؤں پہ ضبط کرتا آیا، وہ صرف ہرا خان جانتی تھی۔۔ ہرا خان کے ذرا سے تسلی دہ الفاظ سنتے وہ اسکا کوئی

بھی جملہ مکمل ہونے سے پہلے ہی اسکے ہونٹوں پہ جھکتا خود کو سیراب کرتا رہتا، تاکہ زرش خان کی رخصتی سے اپنا دھیان بٹا سکے۔۔ لیکن اب اسکی سوجھی ہیزل آنکھوں کو دیکھتی ہرا خان جان چکی تھی وہ کافی دیر روتا رہا ہے --

میری بات تمہارے لئے کوئی اہمیت نہیں رکھتی؟؟ ہرا خان اسکی سوجھی آنکھوں پہ اپنی انگلی پھیرتی آیبرو اچکاتی سنجیدگی سے بولی، جس پہ ضرار خان نے لب کاٹتے ہوئے اسکی طرف دیکھا۔۔۔

لو جی!! کیا کر دیا ہے میں نے اب ؟؟ ضرار خان اپنی آنکھیں موندتا جان بوجھ کے لہجے کو شوخ بناتا بولا۔۔۔

کچھ نہیں کیا۔۔ میں ہی پاگل ہوں جس نے تمہارا انتظار کیا!! تمہیں اداس ہونے سے منع کیا تھا۔۔ لیکن تم۔۔ تم تو باقاعدہ آنسو بہا کے آئے ہو۔۔۔ اپنی مرضی کے مالک جو ہوئے؟ بھلا میری بات تمہارے لئے کیوں اہمیت رکھے گی؟؟ کرو اب اپنی منمنانی۔۔ ۔ اسکی روئی روئی ہیزل آنکھوں کو دیکھتے ہرا خان کے دل کو کچھ ہوا۔ وہ شدید غصے سے اسے ڈپٹتی ہوئی اسکے قریب سے اٹھی۔۔۔ ضرار خان نے اسکی کلائی پکڑتے اسے روکنا چاہا، لیکن وہ زبردستی اپنی کلائی چھڑوا کے اس کے پاس سے اٹھ چکی تھی۔۔ ضرار خان نے اسکی آنکھوں میں خود کے لئے فکر بغور دیکھی۔۔۔ اس کے غصے میں بھی اسکے لئے فکر چھپی تھی۔۔ ضرار خان نے پیار سے اسکی طرف دیکھتے اپنی گود میں تکیہ رکھتے اسکی اداؤں کو ملاحظہ کرنا شروع کیا، جو اپنی چوڑیاں اور کنگن ڈریسنگ مرر پہ پٹکتی اپنا بھاری دوپٹا اتار کے صوفے پہ پھینک چکی تھی۔۔ اب وہ اپنا رخ الماری کی طرف کر چکی تھی۔ اسکے دوپٹا اتارنے پہ اسکی برائیڈل گاؤن سے اسکی آدھی برہنہ کمر واضح تھی، جس سے ہرا خان فلحال انجان تھی۔۔ اسکی برہنہ بل کھاتی کمر دیکھتے ضرار خان نے گہری سانس بھرتے اپنی گود سے تکیے کو دور پھینکا۔۔۔ وہ بیڈ سے اٹھتا اپنے دودھیا پیروں میں چپل پہنتا اسکی طرف بڑھا، جو اپنے لئے کوئی آرام دہ لباس تلاش کر رہی تھی۔۔

ضرار خان نے اسکی کمر کے گرد اپنا ہاتھ لپیٹتے اسکے کندھے پہ اپنی ٹھوری ٹکائی--- اسکے یوں اچانک قریب آنے پہ ہرا خان کا دل اچھل کے حلق میں آیا، لیکن وہ اسے اگنور کرتی ابھی بھی اپنا لباس تلاشتی خود کو مصروف ظاہر کر رہی تھی--

کل والی نائیٹی پہن لیں--- ضرار خان اسکے ہاتھ ایک سادہ سے لباس پہ ٹکے دیکھ کے اسکی کان کی لوں دانتوں میں دباتا گھمبیر آواز میں اسے مشورہ پیش کر رہا تھا۔ جس پہ سرخ پڑتی ہرا خان نے اسکی بات ان سنی کرتے اسکے اپنے پیٹ کے گرد لپٹے ہاتھوں کو ہٹانے کی ناکام کوشش کی--

کل والی ریڈ نائیٹی پہن لیں نا--- ضرار خان اسے پھر سے وہی سادہ سی شلوار قمیض پکڑتا دیکھ کے الماری کا دروازہ بند کر کے اسکے ساتھ لگاتا گھمبیر آواز میں بولتا، اسکے دائیں بائیں اپنے ہاتھ ٹکا چکا تھا۔ وہ ناراض ناراض سی سیدھی اسکے دل میں اتر رہی تھی--

اب میرا بس چلے نا میں تم جیسے بے مروت انسان کے سامنے نائیٹی پہننے کی بجائے برقعہ پہن کے بیٹھو-- دور ہٹو مجھ سے-- ہرا خان اسکے برہنہ سینے سے نظریں چراتی نروٹھے پن سے منہ موڑتی بولی----

بس ہی تو نہیں چلنے دیتا میں آپ کا آپ پہ----- کیونکہ اب جتنا حق میرا آپ پہ ہے اتنا حق آپ کا خود کا خود پہ بھی نہیں ہے۔ مائے لو--- ضرار خان اسکی ٹھوری کو پیار سے چومتا اس پہ جتاتا ہوا بولا کہ وہ اس پہ اس سے بھی زیادہ حق رکھتا ہے--

جاؤ ابھی بھی جا کے لڑکیوں کی طرح آنسو بہاؤ --- ہرا خان اسکے سینے پہ اپنے ہاتھوں کا دباؤ ڈال کے اسے خود سے دور کرنے کی تگ و دو کرتی دانت کچکچاتے ہوئے بولی--- جس پہ ضرار خان نے اپنا بے ساختہ امڈ آنے والا قہقہ روکا----

دیکھ لیں ایک ہی رات میں آپ نے مجھے اپنی سسکیاں سنا سنا کے آنسو بہانے کا طریقہ بتا دیا ہے--- تو پھر میں کیونکر اس کام میں پیچھے رہتا--- وہ اسکے گالوں پہ نرمی سے اپنے لب رکھتا اسے گلے سے لگاتے بولا----

KOH NOVELS - URDU

جس طرح تم مجھ پہ اپنا حق جتا رہے تھے۔۔ ویسے ہی میرا بھی تم پہ اتنا ہی حق ہے ۔۔ اسی لئے آئندہ میری آنکھوں سے آنسو بہانے سے پرہیز کرنا۔۔ ہرا خان اسکی گردن میں اپنی بانہوں کا ہار پہناتی اسکے پیروں پہ اپنے پیر رکھ کے اسکی ہیزل آنکھوں کو چومتے استحقاق سے بولی۔۔۔ اسکے استحقاق بھرے انداز کو دیکھتے ضرار خان کا دل کانوں میں دھڑکا۔۔۔ اسکا نرم لمس اپنی آنکھوں پہ محسوس کرتا وہ ایک ہی پل میں دیوانوں کی طرح اسکے لبوں کو اپنی قید میں لیتا، اسے اپنے بازوؤں میں اٹھاتے بیڈ کی طرف اپنا رخ موڑ چکا تھا۔۔ ہرا خان نے اسکے شدت بھرے لمس پہ اسکے کندھوں پہ اپنے ناخن گھاڑے۔۔۔ وہ اسکے ہونٹوں کو آزادی بخشتا اسے لئے بیڈ پہ گرا۔۔۔ لائٹس آف کرتے ضرار خان کچھ ہی منٹوں میں اسے اپنی شدتوں سے بھوکھلا کے رکھ چکا تھا۔۔ ہرا خان نے اپنی عقل پہ ماتم کیا، جسے آج ہی اپنے پاگل خان کی آنکھوں پہ پیار جتانا تھا۔۔ وہ اسکے پور پور کو اپنے لمس سے مہکاتا اسکے بدن میں کھوتا چلا گیا۔۔

رایان خان آج پھر اپنے دوستوں کی وجہ سے کمرے میں کافی لیٹ آیا۔۔ پلوشہ خان اسکا انتظار کرنے کی بجائے خود پہ کمبل اوڑھتی کب کی سو چکی تھی۔۔ رایان خان نے کمرےکا دروازہ لاک کرتے اسے اپنا انتظار کرنے کی بجائے سوتے دیکھ کے دانت کچکچائے۔۔ جیسے دانتوں کے نیچے "زوریز شاہ" کی گردن دی ہو۔۔ جس نے آج پھر جی بھر کے اس کا جینا حرام کیا تھا، ابھی بھی جو اسے رات کے اس پہر ضروری کال نہ آتی تو وہ اسے صبح تک اپنے ساتھ مردان خانے میں بٹھانے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔

رایان خان نے اپنی الماری سے گرے ٹراؤزر نکالتے واشروم کا رخ کیا تھا۔۔ دس منٹ میں گرم پانی سے شاور لینے کےبعد وہ اپنے کمرے میں تھا۔۔ اپنے شہد رنگ گھنے بالوں میں انگلیاں پھیرتے وہ اپنے بیڈ کی طرف پہنچا۔۔۔ جہاں اسکی بیوی منہ تک کمبل لیے خواب خرگوش کے مزے لئے سو رہی تھی۔۔ رایان خان نے نرمی سے اسکا کمبل اسکے چہرے سے ہٹاتے اسکے ماتھے کو اپنے لبوں سے چھوا۔ جو ناجانے آج پھر کب تک اسکا انتظار کرتی رہی تھی۔۔ وہ اس سے تفصیلی ملاقات حال کے برائیڈل روم میں کر چکا تھا، جب وہ

اس کے ساتھ کھانا کھانے گیا تھا۔ وہ پل میں اسکا میک اپ خراب کرتا اسے بھوکھلا کے رکھ چکا تھا، جس پہ اسکی گول مٹول سی بیوی نے اپنے پھولے منہ کو مزید پھولاتی اسکی طرف دیکھا اور پھر کیا؟ رایان خان نے ہر چیز فراموش کرتے اسے اپنے شدت بھرے لمس سے بے حال کیا۔۔۔ وہ تو بعد میں اپنے میک اپ کے خراب ہونے پہ ضدی بنتی کھانا بھی نہیں کھا رہی تھی۔۔ رایان خان نے اسے جس طرح سے بے باک دھمکیاں لگاتے کھانا کھلایا تھا یہ وہی جانتا تھا۔۔

رایان خان نے اسے کے وجود سے کمبل اتارتے اسکے سراپے کو اپنی نرم گرم نگاہوں کے حصار میں لیا۔ وہ اس وقت ولیمے کی سلور برائیڈل گاؤن کو تبدیل کئے پیروں کو چھوتی فل سلیوز نائٹ گاؤن میں ملبوس ڈارک براؤن بالوں ہلکے گیلے بالوں کو تکیے پہ بکھیر کے سو رہی تھی۔۔ وہ شاید ابھی کچھ دیر پہلے ہی شاور لے کے سوئی تھی ۔۔ اسے گہرے سانس بھرتے دیکھ کے رایان خان کی نظریں اس کے نشیب و فراز پہ ٹکی، جو اسکے سانس لینے کے عمل پہ خوبصورت سا منظر پیش کر رہے تھے۔۔ رایان خان اس کے گیلے بالوں کو دیکھتے کمرے میں ہیٹر کی سپیڈ بڑھائی۔۔۔ رایان خان اپنے بالوں میں انگلیاں چلاتا اس پہ سایہ فگن ہوا۔۔۔

رایان خان نے اسکے لبوں کے پاس اپنے لب رکھتے اسکی سانسوں کو انہیل کیا۔۔ رایان خان نے اسکی نائٹ گاؤن کی ڈوری میں انگلیاں الجھاتے اسکے ساتھ چھیڑ چھاڑ شروع کی، لیکن پلوشہ خان ہنوز مزے سے سو رہی تھی۔۔۔ رایان خان نے اسکی چھوٹی سی ناک پہ لب رکھتے اسکے گلابی بھرے بھرے گالوں کو اپنے دانتوں میں لیے ہولے سے کاٹا۔ جس پہ پلوشہ خان کی پلکوں میں جنبش ہوئی، لیکن وہ پھر سے سو چکی تھی۔۔ رایان خان نے اب کی بار اسکے بھرے بھرے گلابی لبوں کو اپنے گرفت میں لیتے اسکی نائٹ گاؤن کی ڈوری کھولی۔۔ پلوشہ خان نے سانسوں کے بند ہونے پہ پٹ سے آنکھیں کھولتے رایان خان کو دیکھا، جو شدت سے قطرہ قطرہ اسکی سانسوں کو پیتا اسکی نائٹ گاؤن کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کر رہا تھا۔ پلوشہ خان کی نیند کے خمار سے سرخی چھائی ڈارک براؤن آنکھوں کو دیکھتے رایان خان نے اس کے لبوں کو آزادی بخشتے اسکے گیلے بالوں میں اپنا چہرہ چھپایا۔۔۔

KOH NOVELS - URDU

میرا انتظار کیوں نہیں کیا؟؟ رایان خان اسکی گردن پہ ہولے سے اپنے دانت گاڑتا گھمبیر تا میں استفسار کر رہا تھا۔ پلوشہ خان نے دانت پیستے ہوئے اسکی طرف دیکھا، جو اب اسکی گردن پہ شدت سے لو بائٹ بنانے میں مصروف ہو چکا تھا۔

آپ کو میری سوتنوں (رایان کے دوست) سے فرصت ملے تو آپ وقت پہ کمرے میں تشریف لائیں نا؟؟ پلوشہ خان اسکا چہرہ اپنی گردن سے دور کرتی اسکی طرف سے رخ موڑ کے کروٹ کے بل سو چکی تھی۔ شاید نہیں وہ یقیناً ابھی کچی نیند میں تھی جو بنا اٹکے رایان خان کے سامنے اپنی زبان پٹر پٹر چلا رہی تھی۔ رایان خان نے اسکے شکوے پہ اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے اسکی پچھلی گردن پہ اپنی جنون خیزیاں دیکھاتے اسکی نائٹی کی گاؤن کو ایک جھٹکے میں اس سے الگ کیا۔۔ پلوشہ خان کے ہوش اصل معنوں میں اب اڑے تھے۔ اس نے پٹ سے آنکھیں کھولتے رخ موڑتے اسکی طرف دیکھا۔۔ جو اس کے اوپر سایہ فگن اسے زومعنی اشارے کرتا اسکی نیند بھک سے اڑا چکا تھا۔

تو میری وشہ میرا انتظار کر رہی تھی؟؟ رایان خان اسکی چہرے کو ٹھوری سے تھام کے اوپر اٹھاتا شرارت سے بولا، جس پہ پلوشہ نے جلدی سے ہاں میں سر ہلاتے پھر ساتھ ہی تیزی سے نہ میں سر ہلایا تھا۔ رایان خان نے اسکے کیوٹ ریکشن پہ اسکے لبوں کو زور سے چومتے اسکی نائٹی کی باریک سی سٹریپ میں اپنی انگلی الجھائی۔۔۔ پلوشہ خان نے بے بسی سے اپنی نائٹ گاؤن کو دیکھا، جو رایان خان اسکی پہنچ سے دور کر چکا تھا۔

یان۔۔۔مجھے۔۔۔نیند۔۔۔آئی۔۔ہے۔۔۔ اسکی شدتوں سے بچنے کے لئے ایک چھوٹا سا بہانہ بنایا گیا۔

میری وشہ کا ٹیسٹ جو میں نے پوسٹ پونڈ کیا تھا۔ اسے دینے کا صحیح وقت اب آ چکا ہے میری جان۔۔۔ اسی لئے جلدی سے مجھے اپنی پرفامنس دیکھاؤ تا کہ میں تمہیں اگلی کلاس میں شفٹ کر سکوں۔۔ رایان خان اسکے گردن پہ اپنی گھنی بییرڈ مونچھیں رگڑتا خمار آلود آواز میں گویا ہوا۔۔۔ جس پہ پلوشہ خان نے

KOH NOVELS - URDU

سٹپٹاتے ہوئے اسکے شہد رنگ بالوں کی طرف دیکھا۔ رایان خان اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کے اسے زرا سا اٹھاتے اپنے لب اسکے لبوں کے قریب کئے۔۔۔

شرافت سے ٹیسٹ دے دو۔۔ ورنہ اگر میں نے کس کی نا تو بہت گندی والی کروں گا قسم سے۔۔۔ رایان خان اسکے لبوں کے بے حد قریب اپنے ہونٹ کرتا بے باکی سے بھرپور لہجے میں دھمکی دیتے ہوئے بولا۔ جس پہ پلوشہ خان اپنی ڈارک براؤن آنکھیں پھیلاتی تیزی سے اسکے نچلے لب کے تل پہ ایک سیکنڈ کے لئے اپنے لب رکھتی پیچھے ہٹ چکی تھی۔۔ رایان خان نے اسکی تیزی پہ اپنا قہقہ ضبط کرتے اسے داد دینے والے انداز میں دیکھا۔۔۔

ویری پور پرفامنس جان من

(very poor performance jan-e-man)

تمہیں ابھی مزید کلاسس کی ضرورت ہے۔۔۔ رایان خان تاصف سے سر ہلا کے بولتا اسکے لبوں پہ اپنی پوری شدت سے جھک۔۔۔ پلوشہ خان نے اسکی شدت بھری گرفت پہ تیزی سے اسکے کندھوں کو تھاما، جس پہ رایان خان نے اپنی گرفت ہلکی کرنے کی بجائے مزید شدت سے اسکے لبوں کو اپنے ہونٹوں میں جھکڑتے ریموٹ سے کمرے کی لائٹس آف کرتے اسکی نائٹی کو ایک جھٹکے میں اس کے تن سے الگ کیا۔۔۔ پلوشہ خان نے اس اندھیرے میں بھی شرم سے سرخ پڑھتے اس میں چھپنے کی تگ و دو کی، جس پہ رایان خان اسکے کانوں میں بے باک سرگوشیوں کرتا اس پہ اور خود پہ کمبل دیتا اپنی پوری شدتوں سے اس پہ ہاوی ہو چکا تھا۔۔

KOH NOVELS - URDU

ساحر خان اور زرلاشتہ خان کے ہویلی آنے سے پہلے ہی تمام ہویلی کے مکین ہویلی میں آ چکے تھے۔۔ ان دونوں کو ایک ساتھ زنان خانے میں داخل ہوتے دیکھ کے نگینہ خان بے تابی سے ان دونوں کی طرف بڑھی۔۔۔ جس پہ ساحر خان اپنی مسکراہٹ ضبط کرتا اوپر سیڑھیوں کی طرف بڑھتا اپنے کمرے میں جا چکا تھا۔۔ نگینہ خان اور روشنہ خان کے علاوہ اس وقت لاؤنج میں کوئی بھی موجود نہیں تھا۔۔ زرلاشتہ خان نے نگینہ خان کے سوال پہ سرخ پڑتے نہ

میں سر ہلاتے انہیں اٹک اٹک کے شرم و حیا سے دہرے ہوتے ڈاکٹر کی ساری بات بتائی۔۔ ساتھ میں وہ انہیں بھی چاکلیٹ کا گیان دینا نہیں بھولی تھی۔۔ نگینہ خان تو اتنے میں ہی پھول پھول کے بیٹھ رہی تھیں کہ ان کی بہو کچھ دنوں میں امید سے ہو جائے گی۔۔ انہوں نے خوشی سے نم آنکھیں لئے اسکے سر پہ ڈھیروں نوٹ وارتے اسے اپنے سینے میں بھینچا۔۔ روشنہ خان نے بھی یہی عمل دہراتے اسے ڈھیروں دعاؤں سے نوازا۔۔ اوپر ریلینگ پہ جھکے ساحر خان نے اپنی بیوی کے شرم و حیا سے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھتے بمشکل اپنا قہقہ ضبط کیا۔۔ اس نے جس طرح سے اٹک اٹک کے نگینہ خان کو ساری بات بتاتے ہوئے چاکلیٹ والی بات تیزی سے بتائی تھی۔۔ ساحر خان کا بس نہیں تھا، وہ اپنی معصوم سی بلی کے لبوں کو زور سے چوم ڈالے، جو اپنی معصوم معصوم سی حرکتوں سے اسکے جزباتوں میں ہر وقت آگ لگائے رکھتی تھی۔۔

زرلاشتہ خان مورے سے پری وش کا پوچھتی، سجاول خان کے کمرے کی طرف بڑھی۔ جہاں پری وش سجاول خان کے کمرے کے باہر نیگ لینے کے لئے کھڑی سجاول خان کا انتظار کر رہی تھی جو آ کے نہیں دے رہا تھا۔۔ ساحر خان نے اب ریلنگ پہ اپنی کہنی ٹکا کے اس پہ اپنی ٹھوڑی رکھتے ہوئے اپنی تاشو کو دیکھا، جو پری وش کو مسکرا کے دیکھتی اس کے ساتھ ہی نیگ لینے کے لئے کھڑی ہو چکی تھی۔۔

سجاول خان جو اپنی غنڈی بیوی کی وجہ سے اپنی جان توڑ کوششیں کرتا اپنے دوستوں سے جان چھڑواتا ابھی ہی زنان خانے میں داخل ہوتے اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔ سامنے پری وش اور زرلاشتہ خان کو اپنے دروازے پہ پہرا دیتے دیکھ کے اس نے چونکتے ہوئے انکی طرف دیکھا۔۔۔ جو اس کے آتے ہی "نیگ" "نیگ" کے نعرے لگانا شروع ہو چکی تھی۔۔ زرلاشتہ خان تو باقاعدہ اپنا ہاتھ تھوڑا سا اٹھا کے نیگ کا نعرہ لگاتی، ساحر خان کو باقاعدہ ہنسنے پہ مجبور کر رہی تھی۔۔

سجاول خان نے اوپرکی طرف دیکھتے ساحر خان کو تلاش کرنا چاہا، جو زرا سا ترچھا ہو کے نیچے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ صرف سجاول خان ہی اسے

اپنے دراز قد کی وجہ سے دیکھ سکتا تھا باقی وہ دونوں تو ابھی تک" نیگ " کے نعرے ایسے لگا رہی تھیں جیسے کسی ہڑتال پہ آئیں ہوں۔۔

(اپنی معصوم بیوی کو دیکھ لیں) ۔۔۔ سجاول خان اوپر ساحر خان کی طرف دیکھتا زیر لب اشارے سے بولا، جس پہ ساحر خان نے اپنی جیب سے بڑی سی چاکلیٹ اسکی طرف پھینکی، جسے سجاول خان نے تیزی سے کیچ کرتے زرلاشتہ خان کے ہاتھ پہ رکھا۔ جو أنکھیں موند کے دائیں بائیں سر ہلاتی ہنوز چھوٹے بچوں کی طرح نیگ کے نعرے لگا رہی تھی۔۔ سجاول خان سے اتنی بڑی چاکلیٹ ملنے پہ اس نے خوشی سے چیخ مارتے اس کا شکریہ ادا کیا۔ جس پہ سجاول خان نے مسکراتے ہوئے اسکے سر پہ ہاتھ رکھتے پری وش کو اپنے ساتھ لگاتے اپنی جیب سے ڈھیروں نوٹ نکالتے اسکے ہاتھ میں پکڑائے۔۔۔ پری وش نے ہنستے ہوئے اسکا شکریہ ادا کرتے اپنے کمرے کی طرف قدم بڑھائے۔۔۔ زرلاشتہ خان کو تو جیسے پیسوں سے کوئی غرض ہی نہیں تھی، وہ تو اتنی بری سی چاکلیٹ کو دیکھتی خوشی سے پاگل ہو رہی تھی۔۔ وہ نہیں جانتی تھی یہ چاکلیٹ ساحر خان نے ہی سجاول خان کو پھینکی ہے کیونکہ اس وقت اسکی آنکھیں بند تھیں ۔۔

لالہ۔۔ خان کو نہیں بتائیے گا کہ آپ نے ہمیں چاکلیٹ دی ہے۔۔ زرلاشتہ خان اپنی چاکلیٹ کو دوپٹے کے نیچے چھپاتی معصومیت سے اپنی انگلی منہ میں ڈالتی ہری آنکھوں کو معصومیت سے ٹپٹپاتی سجاول خان کو دیکھتی ہوئی سفارش کر رہی تھی۔ جس پہ سجاول خان نے ہنستے ہوئے اسکی بات کی تائید کی۔۔۔ زرلاشتہ خان نے اپنی چالاکی پہ معصومیت سے اپنے چھوٹے چھوٹے موتیوں سے دانت نکالتے سیڑھیوں کی طرف اپنے قدم بڑھائے۔۔ ساحر خان کا دل اپنی معصوم سی بیوی کی حرکتوں کو دیکھتا دھڑک دھڑک کے پاگل ہو رہا تھا۔

ساحر خان ریلینگ سے تھوڑا سا پیچھے ہوتے پلر کے پیچھے چھپ چکا تھا۔ ناجانے کیوں اسکی بچوں والی حرکتیں دیکھتا وہ اسکے ساتھ خود بھی بچہ بن چکا تھا۔زرلاشتہ خان اپنی چاکلیٹ کو بار بار اچھی طرح سے چھپاتی احتیاط سے اوپر اپنے کمرے کی طرف بڑھ رہی تھی، جب پلر کے پیچھے چھپے ساحر خان نے اسے ایک جھٹکے میں اپنی گود میں اٹھایا۔۔ زرلاشتہ خان نے اس اچانک افتاد پہ زور دار چیخ ماری، لیکن چاکلیٹ اس نے اپنے ہاتھ سے

ابھی بھی نہیں گرائی تھی--- ساحر خان نے اسکی چیخ اپنے لبوں میں دباتے اوپر اپنے کمرے کی طرف اپنے قدم بڑھائے، تا کہ اسکی معصوم اداؤں کا بدلہ سود سمیت اپنی شدتوں سے لے سکے--

---

سجاول خان نے ان دونوں کے جانے کے بعد اپنی شیروانی کو ٹھیک کرتے گلہ کھنکارتے ہوئے اپنے کمرے کا دروازہ بے چینی سے کھولا--- اس کی بیوی نے اسے کیا سرپرائز دینا تھا وہ جاننے کے لئے بے حد بے تاب ہو رہا تھا۔ اور دروازہ کھولتے ہی وہ واقعی ہی سرپرائز ہوا--- سجاول خان نے منہ کھولتے ہوئے اسکی طرف دیکھا جو---جو---؟؟

عشقِ ستم---میگا قسط 93

اور دروازہ کھولتے ہی وہ واقعی ہی سرپرائز ہوا--- سجاول خان نے منہ کھولتے اسکی طرف دیکھا جو---جو---؟؟

سجاول خان نے حیرانگی کے عالم میں کمرے کے دروازے کو بند کرتے اسکی طرف اپنے قدم بڑھائے۔ جو اسکے سارے ارمانوں ساری خوش فہمیوں پہ پانی پھیر کے ریلیکس انداز میں میک اپ سے پاک دھلا چہرہ لئے بلیک پینٹ کے اوپر بلیک ٹی شرٹ میں ملبوس ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑی اب بلیک جیکٹ پہن رہی تھی--- سجاول خان نے ایک نظر اپنے پھولوں اور لائٹس سے سجے کمرے کو دیکھتے ایک نظر اپنی انوکھی ابنارمل بیوی پہ ڈالی، جو اس کی طرف دیکھ کے نرمی سے مسکراتی ہوئی اب اپنی جیکٹ کی زپ بند کر رہی تھی-- سجاول خان جس طرح سرپرائز سا حیران پریشان اسکی طرف دیکھ رہا تھا، زرش خان سے اپنی ہنسی روکنا محال ہوا--- زرش خان اپنی جیکٹ کی زپ بند کر کے اسکی طرف مڑتی اسکے بازو کے ساتھ لگی---

آگئے تم؟؟ چلو اب جلدی سے بالکل ایسی ہی ڈریسنگ کرو پھر ہم اپنے سرپرائز کی طرف بڑھتے ہیں-- زرش خان کمرے میں لگی سجاول خان کی

بڑی سی پورٹریٹ کی طرف اشارہ کرتی لاڈ سے بولی---(پورٹریٹ میں سجاول خان سیاہ پینٹ پہ سیاہ شرٹ میں ملبوس اوپر سیاہ ہی جیکٹ پہنے اپنی ٹانگوں کو لمبا کر کے اپنی ہیوی بائیک پہ بیٹھا ہاتھوں کے گلوز ٹھیک کر رہا تھا)---
سجاول خان نے اپنی پورٹریٹ کی طرف دیکھنے کے بعد اپنی غنڈی کو دیکھا، جس کا دماغ شاید نہیں واقعی ہی کھسک چکا تھا----

تم ہوش میں تو ہو زرش سجاول خان یا پی رکھی ہے تم نے؟؟ سجاول خان اسے بازو سے پکڑ کے اپنی طرف کھینچتا دانت پیستے اسے آنکھیں دکھاتا روعب سے بولا--- وہ شدید تپا تھا اسے تبدیل لباس میں دیکھ کے-- اس نے تو ابھی اسے لہنگے میں جی بھر کے دیکھا تک نہیں تھا--

میں بالکل اپنے ہوش و ہواس میں ہوں مائے ڈئیر خاناں--- چلو اب اتنے سرپرائز بھی نہ ہو--- میں یہ سارا سسپنس ختم کر کے تمہیں اپنے اصل سرپرائز کا بتاتی ہوں--- زرش خان اسکی شیروانی کے بٹنز کے ساتھ کھیلتی لاڈ سے منہ بناتی بولی--- جس پہ سجاول خان نے آئیبرو اچکاتے ہوئے اس کا "اصل" سرپرائز جاننا چاہا---

تم جلدی سے سیم ایسی ڈریسنگ کر رہے ہو اور ہم بائیک ریسنگ کرنے جا رہے ہیں---- سرپرائز--- ٹن ٹا ٹن--- اور ہاں-- ہیلمٹ پہننا مت بولنا -- ہم سوات کی موٹروے پہ بائیک ریسنگ کریں گیں--- تو تھوڑا بہت خطرہ ہو سکتا ہے--
زرش خان اسکی شیروانی کا گریبان نرمی سے تھام کے اسے خود پہ جھکاتی ایک نظر اسکی تصویر پہ اشارہ کر کے اسے اپنے سرپرائز سے آگاہ کر کے آنکھیں پھیلانے پہ مجبور کر چکی تھی-- سجاول خان نے آنکھیں پھاڑتے اپنی بیوی کی طرف دیکھا، جو اس کی گولڈن نائٹ والے دن اسے چکرا کے رکھ چکی تھی-- اور اوپر سے بائیک ریسنگ کرنی بھی کہاں تھی؟ سوات کی موٹر

وے پہ۔۔ جو کہ سرا سر غیر قانونی اور خطرناک کام تھا۔۔ وہ اسکی غنڈیوں والی سوچ سن کے ششدر تھا۔۔

ہاں بالکل ٹھیک بول رہی ہو تم۔۔۔ دادا تمہارا جرگے کی جگہ ہیوی بائیک کے شوروم سنبھالتا رہا ہے؟؟۔۔ باپ تمہارا سردار نہیں بلکہ ورلڈ بیسٹ بائیک ریسر تھا اور تمہارے چہیتے ضرار لالہ نے تو(ساحر اور فارس) لالہ کی شادی پہ زندگی میں تقریباً پہلی بار بائیک ریسنگ کر کے بڑے گولڈ میڈل اور آسکر اکھٹے کیے ہیں۔۔ واقعی یار تم تو جدی پشتی بائیک ریسر ہو۔۔ اور میرے منہ پہ تو ویسے ہی ہر وقت پاگل لکھا ہوتا ہے؟؟ جو تم نے سوچ لیا کہ میں اپنی گولڈن نائٹ بھاڑ میں جھونک کے تمہارے یہ غنڈیوں والے شوق پورے کروں گا؟؟ سجاول خان اس پہ طنزوں کی بوچھاڑ کرتا دبی دبی آواز میں دانت پیستے ہوئے غرایا۔۔ اور آخر میں انجانے میں اسے غنڈی بھی بول چکا تھا۔ جس پہ زرش خان نے ضبط سے اپنی مٹھیاں بھینچتے اسے خود پہ مزید جھکاتے اسکے پیروں پہ اپنے پیر رکھتے اسکی دھڑکنوں کو سر پٹ دوڑایا۔۔۔۔

خبردارجو تم نے میرے (مینٹل، سنکی) خاناں کو پاگل بولا تو (بلکہ خود کو کھڑوس بولو۔ کیونکہ تمہارے لئے پاگل لفظ بہت چھوٹا ہے۔ تم تو کھڑوسوں کے اعلیٰ سردار ہو)۔۔ کیا ہوا جو میرے باپ دادا کو بائیک ریسنگ نہیں آتی تھی۔ میرے خاناں کو تو آتی ہے نا۔۔۔ وہ تو اس میں چیمپئن رہا ہے نا؟؟ اگر وہ اپنی خانم کے شوق پورے نہیں کرے گا تو کون کرے گا؟؟ زرش خان چہرے پہ دنیا جہان کی معصومیت اور بیچارگی سجا کے ٹھہر ٹھہر کے ایک ایک جملہ بلیک میل کرنے والے انداز میں بولتی، اسکے گلے میں اپنی بانہوں کا ہار ڈال چکی تھی۔ جبکہ دل میں وہ اسے اچھی طرح سے کوس بھی چکی تھی۔۔ آخر کو اس نے ہمت کیسے کی اسے غنڈی بولنے کی؟؟ وہ بس ایک دفعہ اپنی بائیک ریسنگ کا شوق پورا کر کے اسکی گولڈن نائٹ برباد کر لے پھر اسے غنڈی کا مطلب اچھے سے سمجھائے گی۔۔۔۔

اسکے خود سے یوں اپنے نزدیک آنے پہ ہمیشہ کی طرح سجاول خان کے دل میں ہلچل مچی اور اس پہ تضاد اسکے چہرے پہ سجائی گئی جھوٹی معصومیت دیکھتے اسکے گلے میں گلٹی بھر کے معدوم ہوئی--- وہ اسکی نوٹنکیوں سے اچھی طرح سے واقف تھا۔ وہ اسے بلیک میل کر کے اسکی گولڈن نائٹ برباد کرنا چاہتی تھی، لیکن سجاول خان ایسا ہرگز نہیں چاہتا تھا۔۔

مانا تمہارا شوہر بائیک ریسنگ کا چیمپئن رہا ہے۔ لیکن اسکی خانم نے تو یقیناً آج تک بائیک ریسنگ میں سٹیل کا میڈل بھی نہیں لیا ہو گا؟ تو وہ کیسے اپنے خاناں کے ساتھ مقابلہ کر سکتی ہے؟؟ اس سرپرائز سے بہتر یہ سرپرائز نہیں ہے کہ میں تمہاری روح میں اترتا ہوا تمہیں ڈبل سرپرائز کر دوں؟؟ سجاول خان اسکی کمر پہ اپنی گرفت خطرناک حد تک مضبوط کرتا، اسے اپنی باتوں میں الجھاتا اسکے نچلے لب پہ اپنے دانت گاڑ چکا تھا۔ زرش خان نے اسکے طنز کو کافی مشکل سے صبر کا گھونٹ سمجھتے پیا--- زرش خان نے دل میں قبول کیا، وہ طنز کافی بھگو بھگو کے مارتا تھا۔۔ زرش خان نے اپنی زندگی میں واقعی ہی اپنا ہر شوق پورا کیا تھا سوائے بائیک ریسنگ کے۔۔۔۔ صرف ایک یہی کام تھا، جس میں خطرے کی وجہ سے ضرار خان تھوڑی سی سختی دکھاتا تھا۔۔

کیا تم جم والا مقابلہ بھول چکے ہو سجاول خان ؟؟ ہو سکتا ہے میں تمہیں آج رات ہرا کے پھر سے اس دن کی طرح سرپرائز کر دوں؟؟ زرش خان اسکی ناک کے ساتھ اپنی ناک سہلاتی اسے اپنی اداؤں سے زیر کرنے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی۔۔ سجاول خان جو اسکی رومانٹک اداؤں میں کھو رہا تھا۔۔۔ اسکے منہ سے اس دن کے جم کا زکر سن کے اسکا دل دھڑکا۔۔۔ اس دن زرش خان کی جو حالت ہوئی تھی، وہ آج تک نہیں بھولتا تھا اور شاید نہ ہی اسے اسکی وہ حالت کبھی بھولنی تھی۔۔ وہ جیت کے معاملے میں جتنی سینسیٹو تھی، وہ سجاول خان اس دن جم میں دیکھ چکا تھا۔۔ آج اس کے ساتھ بائیک

ریسنگ کا مقابلہ کر کے وہ اپنی زندگی کی سب سے بڑی بیوقوفی ہر گز نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔

میری خانم اپنی شادی کا جوڑا تبدیل کر کے مجھے جتنا سرپرائز کر چکی ہے، میں آج رات یہ سرپرائز ہضم کر لوں وہی بڑی بات ہے۔۔۔ تمہارے مزید سرپرائزز کے چکر میں مجھے بد ہضمی ہو سکتی ہے۔۔ اسلئیے نہ تو مجھے اس وقت بائیک ریسنگ کرنی ہے اور نہ ہی تمہارے ساتھ کوئی مقابلہ کرنا ہے۔۔ اب بیڈ پہ گھونگھٹ لے کے مجھے سلجھی ہوئی اور شرمیلی سی دلہن بن کے دکھاؤ ۔۔ میلا بچہ۔۔۔ سجاول خان اسکے گالوں پہ اپنی بیئرڈ رگڑتا دانت کچکچا کے بولتا اسے پچکار رہا تھا۔ زرش خان تو اسکی اتنی ڈھیٹائی پہ مانو بھڑکی اور اس پہ تضاد اسکے منہ سے شرمیلی اور سلجھی دلہن کا لفظ سنتے اسکا میٹر شارٹ ہوا تھا۔۔

تو تمہارا کہنے کا مطلب ہے میں جاہل ہوں ؟؟ گوار ہوں اور بولڈ ہوں جو تمہیں شرمیلی اور سلجھی سی دلہن بن کے دکھاؤ؟؟ ہٹو یار مجھے نہیں کرنی بائیک ریسنگ۔۔۔ زرش خان اسکی بات کا ہمیشہ کی طرح الٹا مطلب نکالتی اسکے پیروں سے نیچے اترتی اب اپنی جیکٹ اتار کے صوفے پہ پھینک چکی تھی۔۔ وہ اب ٹائٹ بلیک ہالف سلیوز ٹی شرٹ کے ساتھ ٹائٹ ہی بلیک پینٹ میں ملبوس تھی۔۔ سجاول خان جو اسکے اس اچانک ریکشن پہ حیران ہوا تھا، اس کے جیکٹ اتار کے پھینکنے پہ اسکے وجود کے نمایاں ہوتے خدوخال کو دیکھتے اس نے اپنا نچلہ لب دانتوں میں کچلا۔۔۔ اس ٹائٹ شرٹ میں اسکی خانم کے ایبز نمایاں تھے، جو شاید سجاول خان کی کمزوری بنتی جا رہے تھے۔۔ اسکا غصے سے سرخ چہرہ دیکھتے، سجاول خان نے اپنے سلکی ڈارک براؤن بالوں میں ہاتھ پھیرتے اپنی کالی شیروانی اتار کے صوفے پہ پھینکی۔۔۔ وہ اب سفید شلوار قمیض میں ملبوس تھا، جس میں اسکا دراز قد مزید نمایاں ہورہا تھا۔۔

زرش خان اسکی طرف ایک بھی نگاہ غلط ڈالے بغیر اسکے پھولوں اور نیٹ سے سجے بیڈ پہ جا کے نیم دراز ہوتی آنکھیں موند چکی تھی۔ اسکا موڈ خراب ہو چکا تھا۔ سجاول خان نے اسے یوں اپنے پھولوں سے سجے بیڈ میں پینٹ شرٹ میں ملبوس لیٹے دیکھ کے اپنے دل و دماغ پہ جی بھر کے لعنت بھیجی۔ جنہوں نے کبھی جو یہ سوچا تھا کہ اسکی خانم اسکی گولڈن نائٹ والے دن لہنگے چولی میں ملبوس گھونگھٹ نکال کے اسکی سیج سجا کے بیٹھی اسکا انتظار کر رہی ہوگی۔۔

سجاول خان نے کچھ دیر خاموشی سے اسکے پھولے منہ کو دیکھتے اسکی طرف بڑھنے کی بجائے، ڈریسنگ روم کی طرف اپنے قدم بڑھائے۔۔۔ زرش خان نے اپنی ایک آنکھ کھول کے اسکی چوڑی پشت کو دیکھتے اپنی مسکراہٹ ضبط کی۔۔۔

کچھ ہی دیر میں سجاول خان سیاہ پینٹ پہ سیاہ ٹی شرٹ میں ملبوس اوپر سیاہ ہی جیکٹ پہنے اپنے ہاتھ میں گلوز اور ہیلمٹ پکڑتا بیڈ کی جانب بڑھا۔ جہاں اسکی خانم سونے کی بھرپور ایکٹنگ کرنے کی ناکام سی کوشش کر رہی تھی۔۔ سجاول خان نے اپنے بیڈ کے ساتھ لٹکی سفید نیٹ کو پیچھے کرتے سائیڈ ٹیبل پہ اپنے گلوز اور ہیلمٹ رکھتے زرش خان کے دائیں بائیں اپنے ہاتھ ٹکائے۔۔۔ نظریں اسکے دودھیا سفید چہرے کے نین و نقوش سے ہوتیں اسکے بدن کے نشیب و فراز پہ ٹکی۔۔۔ اسکی گہری نظروں کی تپش پہ آنکھیں موند کے لیٹی زرش خان کے گال لال ہوئے۔۔۔

"زما درامی باز ښاغلی"(میری ڈرامے باز خانم) سجاول خان نے اسکے دہکے گالوں کو دیکھ کے اس پہ سایہ فگن ہوتے اسکے کان میں دانت پیستے ہوئے سرگوشی کی۔۔ زرش خان کو اسکی خالص پشتو کی کچھ خاص سمجھ نہیں آئی، لیکن اس کا دانت پیسنا اس نے بند آنکھوں سے بھی نوٹ کیا تھا۔

اسے خود کے اوپر لیٹتے دیکھ کے اسکی دھڑکنوں نے سپیڈ پکڑی، لیکن وہ ڈھیٹ بنی آنکھیں موندے پڑی رہی۔۔

(نه پوهه چې څه چیزه ده چې تاسو د خانمي ته انتظار کوئ، هر اوبه، هر نخره راوړل کولو لپاره څنګه کار وکړم. څنګه چیز ده تاسو کښې؟)

(ناجانے کیوں اتنی ضروری ہو چکی ہو تم خانم ۔۔ تمہارا ہر لاڈ، ہر نخرا اٹھانے کا دل کرتا ہے۔۔ ایسا کیا ہے تم میں زرش سجاول خان؟؟ کیا چیز ہو تم؟) سجاول خان اسکے کان کی لو دانتوں میں دباتا اب گھمبیر لہجے میں اس سے مخاطب ہوا۔۔۔ اسکا پختون لہجہ زرش خان کے سر کے اوپر سے گزر رہا تھا۔۔ وہ اسکی پشتو میں اتنی باتیں سنتی بہت ضبط سے آنکھیں موندے ہوئے تھی۔۔ زرش خان کو لگ رہا تھا، وہ پشتو میں اس کی برائیاں کر رہا ہے۔۔

هغه څه چیز ده چې دا باید په تاسو اثر کړو، کافی مست چیز دی ته د خپلواکي ځان دی. تاسو د ناز نخره چمتو کولای شئ، دا مراد خان په فرض دی. زما د ځان دښکنې.

(لیکن جو بھی ہے ماننا پڑے گا کافی مست چیز ہو تم۔ سب سے الگ ۔ تمہارا ناز نخرہ اٹھانا سجاول مراد خان پہ فرض ہے۔۔ میرے دل کی دھڑکن۔۔) سجاول خان اسکی خاموشی پہ اسکے پورے چہرے سے انگلی ٹریس کر کے اسکے لبوں تک لاتا پھر سے گھمبیر تا میں گویا ہوا اور اب زرش خان کی بس ہوئی۔ اس نے پٹ سے آنکھیں کھولتے اسے گھور کے دیکھا۔۔۔

پہلے تم مجھے غنڈی بول رہے تھے۔۔ اس سے بس نہیں چلا تو تم نے مجھے پشتو میں برا بھلا بولنا شروع کر دیا ہے؟؟ نہیں کیا ! بول کیا رہے تھے تم؟؟

KOH NOVELS - URDU

کہ میں نخرے دکھاتی ہوں؟؟ ابھی کے میری شکل نخرے دکھانے والی نہیں ہے؟؟ میں ڈرامے کرتی ہوں؟؟ اور۔۔ اور کیا بول رہے تھے تم۔۔۔ کہ میں تمہاری جان کا عذاب ہوں؟؟ جو تم پہ فرض کر دی گئی ہوں؟؟ زرش خان کو اسکی پشتو زبان آدھی ادھوری جتنی بھی پلے پڑی۔۔۔ وہ اس سے اپنے منفی مطلب نکالتی اسکے سینے پہ ہاتھ مار کے اسے بیڈ پہ گراتی خود اسکے اوپر آتی، اپنی ہیزل آنکھوں میں سرخی لئے دھاڑی۔۔۔ اسکا بس نہیں تھا وہ اسکے بال نوچ لے۔۔۔ اور سجاول خان کا بس نہیں تھا وہ اسکے اور اپنے دونوں کے بال نوچ لے ۔۔ اسکی بیوی نے آج کی رات اسے جتنا تپا دیا تھا، وہ اس سے سود سمیت بدلہ لینے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔ وہ اسکے سارے رومانٹک موڈ کی ایسی کی تیسی کرتی اب اپنی قاتل ادائیں دکھاتی، اس کے سینے کو اپنے ناخنوں سے نوچتی اسکی دھڑکنوں میں انتشار پیدا کر رہی تھی۔۔۔۔۔

وہ جو ابھی بھی اسکی پشتو پہ بھڑکتی اس پہ الزام لگائے جا رہی تھی۔۔۔ سجاول خان نے ایک ہاتھ اسکے سر کے پیچھے رکھتے دوسرا ہاتھ اسکی کمر کے گرد لپیٹا اور پھر وہ ایک جھٹکے میں کروٹ بدلتا اپنی پوری شدت سے اسکے ہونٹوں پہ جھکتا اسکی آوازوں کا گلا گھونٹ چکا تھا۔۔۔ زرش خان نے اس اچانک افتاد پہ اپنی ہیزل آنکھوں پھیلاتے اسکی سیاہ جیکٹ کو سینے سے دبوچا۔۔۔ وہ قطرہ قطرہ کر کے اسکی ایک ایک سانس خود میں انڈھیلتا اسکی ہر آتی جاتی سانس چرا رہا تھا۔۔ اسکی بڑھتی شدت کی وجہ سے اپنی سانسوں کے رکنے پہ زرش خان نے اس کے زخمی سینے کو پھر سے نوچا۔ جس پہ سجاول خان نے اسکے بالوں میں انگلیاں سہلاتے اسکے لبوں پہ اپنی گرفت نرم کرتے ان پہ اپنی ڈارک براؤن مونچھیں رگڑی۔۔۔ اسکے عمل پہ زرش خان کی ریڑھ کی ہڈی میں سنناہٹ ہوئی۔۔۔ سجاول خان نے اس کے ہلکے سے لرزتے وجود کو دیکھتے نرمی سے اسکے ہونٹوں کا گھونٹ گھونٹ بھر کے جام پیا۔۔۔ اسکی مونچھوں کی میٹھی سی چبھن اپنے لبوں پہ محسوس کرتے زرش خان نے اسکے عمل پہ مدہوش ہوتے اسکی گردن میں اپنی بانہوں کا ہار پہناتے اسے خود پہ جھکاتے استحقاق سے اسکے لبوں کو چوما۔۔۔ لیکن پھر اچانک اسے اسکے پشتو میں بولے گئے الفاظ یاد آئے، جس پہ زرش خان نے

اسکے لبوں پہ میٹھا سا ستم ڈھاتے اپنے موتیوں سے چھوٹے چھوٹے دانت اسکے گلابی لبوں پہ بارہا گاڑتے انہیں سرخ کیا۔۔ اسکے اتنے میٹھے ستم پہ سجاول خان نے اسکی کمر پہ اپنی گرفت مضبوط کرتے اسے بے تابی سے خود میں بھینچا۔۔ اپنے ظلم پہ اسکا اتنا مدہوش سا ریکشن دیکھتے زرش خان نے اپنی آنکھیں چھوٹی کر کے اسے گھورکے دیکھا، جو آنکھیں موندے اسکے لمس میں کھو چکا تھا۔۔ زرش خان نے اب کی بار اسکے نچلے ہونٹ کو باقاعدہ اپنے دانتوں میں کچلتے ہوئے اسکے لبوں کو آزاد کیا۔۔۔۔ اسکے آخری ستم پہ سجاول خان نے ہلکا سا کراہتے ہوئے اپنے نچلے لب کو انگلی سے چھوتے اپنی آنکھوں کے سامنے کیا، جس پہ دو ننھی سی خون کی بوندیں نمودار ہوئی تھیں۔۔ سجاول خان نے اسے گھور کے دیکھتے ہوئے اپنا بدلہ اتارنے کی غرض سے اسکے بالائی لب پہ یہی عمل دہرایا تھا لیکن نرمی سے۔۔ اسے بائیک ریسنگ کے لئے تیار اپنی من پسند ڈریسنگ میں دیکھتی، زرش خان دل میں فتح مندی سے مسکرائی، لیکن بظاہر تپی بیٹھی تھی۔۔

کبھی کسی کو گھمبیر و بوجھل لہجے میں کسی کی برائیاں کرتے دیکھا ہے تم نے خانم (غنڈی)۔۔۔ کہاں سے سیکھا ہے تم نے پشتو کو اتنے اچھے طریقے سے ٹرانسلیٹ کرنا؟؟ مجھے اس انسٹیٹیوٹ کا نام تو بتاؤ ذرا۔۔۔ سجاول خان اسکے ہونٹوں پہ اپنا انگوٹھا پھیرتا دانت کچکچاتے ہوئے اسے کچھ عقل سکھا رہا تھا، جو ہر وقت اپنی کھسکی ہوئی سوچ سے اسکا جینا حرام کئے رکھتی تھی۔۔ اسکی باتوں پہ زرش خان کو یاد آیا، جب وہ اس کے ساتھ پشتو میں مخاطب تھا۔ تب اسکا لہجہ واقعی ہی گھمبیر اور رومانٹک سا تھا ۔۔ اس نے اپنی بیوقوفی پہ اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے سجاول خان کی ڈارک براؤن آنکھوں میں دیکھا، جو اسے گھور کے دیکھ رہا تھا۔۔

ہٹو مجھ پر سے کھڑوس انسان۔۔ جاؤ خود کے لئے کوئی شرمیلی اور سلجھی ہوئی لڑکی ڈونڈھو۔۔۔۔ تم میرے جیسی رومانٹک لڑکی ڈیزرو ہی نہیں کرتے۔۔ تمہیں خود کے لئے اپنے جیسی کوئی سڑی ہوئی ملنی چائیے تھی۔۔ زرش خان

اسکے سینے پہ ہاتھ مار کے اسے اسکی پرانی بات یاد دلاتی نروٹھے پن سے منہ موڑتی بولی--- سجاول خان نے اپنا سر پیٹتے ہوئے اسکی طرف دیکھا--- سجاول خان نے اسکے نروٹھے چہرے کا رخ اپنی طرف موڑتے اسکی چھوٹی سی ناک کو اپنی ہونٹوں سے چھوا---

میں واقعی ہی تمہیں ڈیزرو نہیں کرتا خانم--- سجاول خان بوجھل اور گھمبیر لہجے میں بولتا اسکے گال پہ اپنے لب رکھ گیا۔ جس پہ زرش خان نے زرا سا اتراتے ہوئے اپنی آنکھیں گھماتے پیار سے اسکی طرف دیکھا۔ لیکن ساتھ ہی سجاول خان کے اگلے جملے سے اسکا دل کیا وہ اسکا خوبصورت چہرہ نوچ ڈالے---

اگر تو تمہیں لگ رہا تھا کہ میں تمہیں ایسا کوئی جواب دوں گا تو تم سراسر غلط تھی--- ہاہاہاہاہا--- تمہیں کیا پتا ہر وقت میرے آگے پیچھے کتنی رومانٹک لڑکیاں گھومتی رہتی تھیں-- اور لندن میں تو--- خیر چھوڑو یار پھر کبھی بتاؤں گا-- چلو آج تمہیں اپنی ہیوی بائیک کی سیر کرواؤں --- سجاول خان خوبصورتی سے قہقہ لگا کے اپنی غنڈی کو اچھی طرح سے مرچ مسالہ لگا کے سلگانے کے بعد اسے ہیوی بائیک کی آفر کر رہا تھا۔ اسکے منہ سے لندن کے آدھے ادھورے ذکر کے ساتھ دوسری رومانٹک لڑکیوں کا سنتے ہوئے زرش خان کا چہرہ غصے سے سرخ ہوا اور اسکا سرخ چہرہ دیکھتے سجاول خان کو ہمیشہ کی طرح گدگدی سی ہوئی---

اور لندن میں تو کیا؟؟ آگے بولو سجاول خان--- ورنہ میں تمہارا منہ توڑ دوں گی!!! زرش خان اسکی جیکٹ گریبان سے تھامتی اسے خود پہ جھکاتی شدید غصے سے غرائی---

اور لندن میں تو--- تو لڑکیاں میرے ساتھ چپک کے بیٹھتی بائیک ریسنگ کے مزے لیتی رہی ہیں--- سجاول خان اپنا قہقہ ضبط کرتا اسکے سرخ گالوں کو کھینچتا اپنی ڈارک براؤن آنکھیں ٹپٹپاتا ہوا بولا---

اور تم بدمعاش بنتے انہیں اپنے ساتھ چپکا کے خود بھی مزے لیتے رہے ہو؟؟ وہ اسکے سینے پہ زور زور سے مکے برساتی نم آنکھوں سے دھاڑی--- ابھی سجاول خان اسے مزید تنگ کرتا، جب اسکی ہیزل آنکھوں میں نمی دیکھتے اس نے اپنی زبان دانتوں تلے دیتے اسکے منہ سے خود کے لئے لفظ "بدمعاش " سنتے بمشکل اپنا قہقہ روکا--- وہ اس کے لئے اوور پوزسیسوو تھی یہ بات سجاول خان جانتا تھا اور اسکا یہی اوور پوزسیسوو روپ دیکھنے کے لئے سجاول خان نے اسے تنگ کرنے کی خاطر دوسری لڑکیوں کا جھوٹا ذکر چھیڑا تھا، جس سے وہ اسے انجانے میں ہرٹ کر چکا تھا۔ ابھی وہ اس کے ساتھ ساری بات کلئیر کرتا، جب سجاول خان اسکے اگلے الفاظ پہ تڑپا---

میں نے آسٹریلیا جیسے آزاد ملک میں رہتے ہوئے بھی آج تک کسی بھی لڑکے کو پانے کو خواہش نہیں کی-- اور مجھے یہ کہنے میں کوئی عار نہیں ہے کہ واحد تم وہ شخص تھے جس سے میں نے ٹوٹ کے پیار کیا تھا ، ہے اور کرتی رہوں گی-- جب سے تم میرے محرم بنے ہو -- تمہیں دیکھ کے میرا دل چاہتا ہے، مجھے جتنا بھی پیار کرنا آتا ہے۔ میں سب تم پہ اپنی جی جان سے لٹا دوں--- جب تم مجھے پیار کرتے ہو مجھے بہت شرم آتی ہے مطلب بہت زیادہ -- لیکن پتا نہیں کیوں ! جب میں تمہیں خود سے پیار کرتی ہوں، تب میں اتنی بے شرم کیوں بن جاتی ہوں-- میں جانتی ہوں ہر لڑکے کو شرمیلی بیوی پسند ہوتی ہے، جو صبح شام اپنے دوپٹے کا کونا منہ میں ڈال کے اس کے سامنے نظریں جھکائے رکھے۔ لیکن تمہیں دیکھتے ہی میرا دل چاہتا ہے میں تمہیں دیکھتی رہوں، جیسے ابھی اگر میں پلک جھپکوں گی تو تم غائب ہو جاؤ گے-- میں جانتی ہوں میں بولڈ ہوں -- اگر مجھے شرم محسوس ہو بھی تو میں اسے ظاہر نہیں کرتی -- میں دوسری لڑکیوں سے بہت مختلف ہوں-- میں

تمہیں آرام سے کس کر لیتی ہوں جو شاید تمہیں اچھا نہیں لگتا ہو گا کیونکہ دوسری لڑکیاں خود سے یہ سب کرتے ہوئے بہت شرماتی ہیں۔ لیکن آئی سویر میں یہ سب جان بوجھ کے نہیں کرتی --- زرش خان تو باقاعدہ اسکی باتیں سننے کے بعد اسے روتے ہوئے اپنی ساری سیچویشن بتا رہی تھی، جو جو وہ اسے دیکھ کے فیل کرتی ہے۔ سجاول خان نے دھڑکتے اور تڑپتے دل سے اس کا ایک ایک جملہ سنا۔ وہ ہر جملہ اتنی بے بسی اور معصومیت سے اپنی بھیگتی آنکھیں رگڑتی بول رہی تھی، سجاول خان کو لگا جیسے اس کا دل کوئی مٹھی میں جھکڑ رہا ہو۔ سجاول خان نے اندازہ لگایا کہ وہ جتنی دوسرے معاملوں میں عقل مند تھی ، اپنے عشق کے معاملے میں وہ اتنی ہی بیوقوف تھی--- وہ سجاول خان کی ہر چھوٹی چھوٹی بات دل میں جمع کرتی اور پھر ان کے منفی مطلب نکال کے خود ہی جلتی کڑہتی رہتی تھی۔ جیسے ابھی اسکے منہ سے دوسری لڑکیوں کا ذکر سن کے بغیر کسی تصدیق کے جل کڑھ رہی تھی--

تمہیں دیکھ کے یہ ساری بولڈ حرکتیں مجھ میں خود ہی جاتی ہیں -- میں--میں کیا کروں خاناں -- میں کیسے شرمیلی بن جاؤں---- وہ اب اپنی رونے کی وجہ سے سرخ ہوتی ناک رگڑتی اپنا ہونٹ باہر نکال کے بولتی سجاول خان کو اتنی کیوٹ لگی کہ وہ بے ساختہ اسے زور سے خود میں بھینچ گیا۔ وہ جیسے اس سے پوچھ رہی تھی کہ وہ کیا کرے سجاول خان کا دل کیا اسے بول دے اسے ایک لپ کس کر دے--- لیکن ایسے اس کی غنڈی سمجھتی وہ اسکی فیلنگز کا مذاق اڑا رہا ہے۔ اسی لئے اس نے گہری سانس بھرتے اسکے آنسوؤں کو اپنے لبوں سے چنتے اسے مزید پیار سے اپنے سینے کے ساتھ لپٹاتے اسکی کمر سہلائی----

تم--- تم ایسا کرو نا خاناں اپنی شکل چینج کروا لو تا کہ مجھے تم پہ زیادہ پیار نہ آیا کرے۔ اور میں تمہیں بولڈ بھی نہ لگوں۔ زرش خان ناجانے کیا کیا اول فول بکے جا رہی تھی۔ اسکی بات پہ سجاول خان سے قہقہ روکنا محال

ہوا۔۔۔ سجاول خان کی سمجھ سے باہر تھا وہ اسے کیسے ڈیل کرے؟؟ اس نے گہری سانس بھرتے اسکے ماتھے پہ اپنے ہونٹ رکھے۔۔۔

میں نے تمہیں ہمیشہ سے تکلیف دی ہے خانم ۔۔ شاید مجھے تمہیں ڈیل کرنا ہی نہیں آیا۔۔۔ اگر تم ضدی تھی تو میں تمہیں زیادہ ضد دکھاتا تھا۔۔ تمہیں ہر بات کے لئے چیلینج کرتا تھا ۔۔ میں نے اپنی پوری جوانی اکیلے گزاری تھی خانم۔۔ اگر سوات نے مجھ سے میرا خاندان میری معصومیت چھینی تھی تو لندن نے مجھے ایک سرد مہر انسان بنایا تھا۔۔ لندن میں ہم جیسے لوگ نہیں تھے خانم ۔۔ وہاں کوئی بھی کسی کی پروا نہیں کرتا تھا ۔۔ سب اپنے کام سے غرض رکھتے تھے۔۔ اور اگر کوئی ان لوگوں کے ساتھ کچھ دیر کے لئے میٹھا بنتا تھا، تو وہ سمجھ جاتے تھے اس بندے کو ضرور ان سے کوئی فائدہ ہے۔۔۔ میں نے ان سب لوگوں کو دیکھ کے انہی کی طرح لوگوں کو جج کرنا شروع کر دیا اور ایسے ہی سوات میں تم سے مل کے میں نے تمہیں پہچاننے میں غلطی کر دی خانم۔۔۔ میں تمہارے عشق کو پہچان نہیں پایا تھا یا اگر پہچان بھی لیا، تو میں اس چیز کو اپنی زندگی میں بالکل شامل نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔ لیکن دیکھو قسمت نے کیسی پلٹی کھائی مجھے اسی لڑکی سے ٹوٹ کے عشق ہوا جسے میں نے ہمیشہ غلط سمجھا ، ہمیشہ انڈر ایسٹیمیٹ کیا۔۔۔ ہر منفی سوچ کو اپنے دماغ سے نکال دو خانم ۔۔۔ قسم خدا کی تم مجھے یونہی پسند ہو جیسی تم ہو میری خانم!! میں نے تمہیں بتایا تھا نا مجھے آج تک کسی نے اتنا ٹوٹ کے نہیں چاہا ۔۔ جتنا تم نے مجھے چاہا ہے خانم ۔۔ کبھی کبھی تمہارے پیار کے سامنے مجھے لگتا ہے میں تم سے تمہارے بدلے میں کئی گناہ کم پیار کرتا ہوں ۔۔ تم اس سے کئی زیادہ کی حقدار ہو۔۔۔ مجھے تمہاری ہر اس قاتل ادا سے عشق ہے، جس جس ادا کو دیکھاتی تم اپنا پیار مجھ پہ نچھاور کرتی ہو۔۔ تمہارا کس کرنا مجھے بے حد پسند ہے۔۔ تمہاری نظروں کے حصار میں رہنا سجاول خان کا پسندیدہ ترین کام ہے۔۔ اگر تم جو کبھی مجھے اپنی نظروں کے حصار میں نہیں رکھتی تو مجھے ہر چیز سے چڑ ہونے لگتی ہے۔۔ تم میرا عشق بن کے میری رگوں میں خون کی مانند دوڑ رہی ہو خانم۔۔ سجاول خان اسکے گالوں پہ اپنے ہاتھ رکھتا ٹھہر ٹھہر کے اسے اسکی قیمت بتاتا زرش

خان کو اپنا مزید دیوانا بنا رہا تھا۔تم جھوٹ بولتی ہو تم اپنی شرم ظاہر نہیں کرتی، جب تم شرماتی ہوئی میری پشت پہ اپنے ناخن گھاڑتی اپنے دہکے گالوں سے مجھے جان بوجھ کے گھورتی ہو۔۔ باخدا میرا قتل کرتی ہو۔۔ سجاول خان نے مسکراتے ہوئے اسکے ماتھے پہ پیار سے بوسا دیتے اسکی ہیزل رنگ آنکھوں کو چوما۔۔۔

جب تم شدت سے میری سانسیں پیتی ہو۔۔ باخدا میرا دل چاہتا ہے یہ سلسلہ کبھی بھی ختم نہ ہو تم یوں ہی میری سانسیں پیتی رہی اور میں تمہیں اپنی سانسیں دیتا رہوں۔۔۔ سجاول خان نے اسکے ہونٹوں کو زور سے چوما۔۔ ۔

۔

تمہارا عشق کرنے کا انداز سب سے الگ ہے خانم۔ مجھے ایسا لگتا ہے میں دنیا کا خوش قسمت مرد ہوں۔ جس کی بیوی اسے اپنے ہر عمل ہر ادا سے بتاتی ہے کہ وہ کتنا چاہتی ہے اسے ۔۔۔ باخدا خود کے سامنے تمہاری بولڈنیس بے حد پسند ہے مجھے۔۔۔۔ سجاول خان نے اسکی دھڑکنوں کے مقام پہ لب رکھے۔۔۔۔

لندن میں آج تک کسی لڑکی کو اپنی ہیوی بائیک کو ہاتھ تک نہیں لگانے دیا میں نے۔۔۔ باخدا کچھ دیر پہلے جو فلیکس مارے تھے، وہ سب تمہیں تنگ کرنے کے لئے بولا تھا۔۔ میرے جسم و جان کی مالک تم ہو۔۔ میرے دل کی ملکہ ہو تم خانم ۔۔۔۔ سجاول خان اسکے پورے چہرے پہ دیوانوں کی طرح لب رکھتے اسے بے حد پیار سے اپنے گلے سے لگا گیا۔ وہ اسکی پیار بھری سرگوشیاں سنتی اب سوں سوں کر رہی تھی۔۔

تم۔تمہاری ۔۔جرات۔۔کیسے ۔۔۔ہوئی۔۔میرے۔۔۔سامنے ۔۔۔جھوٹ۔۔۔بولنے۔۔کی؟؟ زرش خان اسکی جیکٹ کے نیچے سے اسکی پشت پہ اپنے ناخن گھاڑتی اسے آنکھیں دکھاتی ہوئی اٹک اٹک کے روعب سے بولنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔۔ سجاول خان اسکی اداؤں سے سمجھ چکا تھا وہ اس سے شرما رہی ہے۔۔

ایک کس کر دو۔۔۔ قسم سے عادت ہو گئی ہے تمہارے ہونٹوں کی۔۔۔ سجاول خان اپنے لب اسکے لبوں کے قریب کرتا فرمائشی انداز میں بولا، جس پہ زرش خان نے اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے اسکا گریبان تھامتے ہوئے اسے خود پہ جھکانے کی بجائے چکما دیتے خود سے دور بیڈ پہ گرایا اور خود بیڈ سے تیزی سے اٹھی۔۔۔

تمہاری تو۔۔ سجاول خان اسکی چالاکی پہ تیزی سے بیڈ سے اٹھتا ہوا اسکی طرف بڑھا۔۔۔ وہ جو ڈریسنگ روم کی طرف دوڑنے والی تھی۔۔ سجاول خان نے اسکی کمر کے گرد اپنے دونوں ہاتھ لپیٹتے اسکی پشت کو اپنے سینے میں بھینچا۔۔۔ سجاول خان نے اسکی پچھلی گردن پہ لب رکھتے ہولے سے اپنے دانت گاڑے۔۔۔۔

گولڈن نائٹ یا ہیوی بائیک؟؟ سجاول خان نے اسکے کان کی لو کو اپنے دانتوں میں دباتے اسکے سامنے دو آپشن رکھے۔۔۔۔

افکورس ہیوی بائیک۔۔۔ زرش خان اسکی طرف اپنا رخ موڑتی چہک کے بولی۔۔۔

KOH NOVELS - URDU

تم دیکھو کیسے تمہارے اس سرپرائز کا سود سمیت بدلہ لوں گا، میں گولڈن نائٹ کے ساتھ ساتھ لگے ہاتھ اگلی گولڈن مارننگ بھی منا کے ۔۔۔ سجاول خان اسکی گردن پہ جھک کے لو بائٹ بناتا پیار سے دانت کچکچاتے بولا۔۔ جس پہ زرش خان نے لب دباتے اپنی مسکراہٹ ضبط کی تھی۔۔ جب کہ دل اسکی سرگوشی پہ سنیے کی دیواروں کو پٹکتا باہر نکلنے کو بے تاب ہوا۔۔۔

اپنے یہ کپڑے کب لائی تھی تم؟؟ سجاول خان ایک نظر گھڑی کی طرف دیکھ کے اسکی جیکٹ صوفے سے اٹھا کے اسے پہناتا اپنی آنکھوں کو چھوٹا کر کے اسے گھورتا ہوا بولا---(گھڑی اڑھائی بجا رہی تھی)

کیوں --کیوں--میں کیوں اپنا سیکریٹ بتاؤں--- زرش خان اسے سلگانے کی خاطر اتراتی ہوئی بولی---

تمہارے سیکریٹ کی تو ایسی کی تیسی--- سجاول خان اسے ایک جست میں اپنے بازوؤں میں اٹھاتا اسکی ناک کے ساتھ آپنی ناک ملاتا اپنی الماری کی طرف بڑھا---- سجاول خان نے اپنے ایک ہاتھ سے الماری کھولتے اپنی کالی اجرک نکالتے اسکے گرد اوڑھی---

میں یہ بڑا سا ٹینٹ ہیوی بائیک پہ لے کے بیٹھوں گی؟؟ بائیک پہ بٹھا رہے ہو یا مون کار(چاند گاڑی) پہ؟؟ زرش خان اسکی حرکت پہ بھڑکی--- جس پہ سجاول خان نے قہقہ لگاتے مصروف انداز میں اسے پوری طرح سے اپنی چادر میں چھپاتے اپنے بیڈ کے سائیڈ ٹیبل سے اپنا ہیلمٹ اٹھا کے اسکے سر پہ جان بوجھ کے پہنایا---

سجاول خان میرا سر تمہارے واٹر میلن (تربوز) سے بہت چھوٹا ہے-- ہٹاؤ یہ پنجرہ (ہیلمٹ) میرے سر سے-- زرش خان اسکے ہیلمٹ کو اپنے سر سے اتارنے کی تگ و دو میں بے حال ہوتی چیخی، کیونکہ سجاول خان اس ہیلمٹ پہ اپنا بھاری ہاتھ رکھ چکا تھا--- تو جب تک اس نے اپنا ہتھوڑے جتنا ہاتھ اس ہیلمٹ سے پیچھے نہیں کرنا تھا ہیلمٹ نے بھی نہیں اترنا تھا--- سجاول خان نے اس کے منہ سے اپنے سر کے لئے واٹر میلن کا لفظ سن کے آنکھیں پھیلا کے قہقہ لگاتے ہوئے، اب سائیڈ ٹیبل سے اپنے گلوز اٹھاکے دراز سے اپنی ہیوی بائیک کی چابی نکالتے دروازے کی جانب اپنے قدم بڑھائے--- اس وقت یقیناً

KOH NOVELS - URDU

سب اپنے اپنے کمروں میں تھے، وہ دونوں کسی کی بھی نظروں میں آئے بغیر ہویلی سے باہر جا سکتے تھے۔ سوائے سعد خان کے جو اوپر والے پورشن پہ رات دیر تک جم کم کرتا اور ہویلی کا دھیان زیادہ رکھتا تھا۔

سجاول خان نے ہیلمٹ اور چادر میں چھپی اپنی خانم کو دیکھتے زنان خانے کی طرف سے نکلتے ہویلی کے پچھلے گیٹ کی طرف اپنے قدم بڑھائے۔۔۔ اسکی ہیوی بائیک وہی پہ کھڑی تھی۔۔۔ سجاول خان زرش خان کو کچھ پیچھے کھڑا کرتا گیٹ پہ کھڑے گارڈز کو دوسری طرف سے یہاں سے دور بیجھ چکا تھا اور انہیں حکم دیا، جب تک اسکی ہیوی بائیک دور نہ پہنچ جائے وہ لوگ گیٹ کے قریب بھی نہ آئیں۔ وہ نہیں چاہتا تھا اس کی بیوی کسی بھی گارڈ کی نظروں میں آئے۔ سجاول خان اپنی بائیک تک پہنچتے اس پہ سوار ہوا۔۔۔ زرش خان کو اس نے فلحال اپنے پیچھے ہیلمٹ اور چادر میں چھپا کے بٹھایا، لیکن وہ ضد کر کے یہ ٹینٹ جتنی چادر اتار کے سجاول خان کے گلے میں ڈال چکی تھی۔ جس کا اسے کوئی خاص فائدہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ کیونکہ اس وقت سب سو رہے تھے اور روڈ پہ بھی اکا دکا لوگوں کے سوا کس نے ہونا تھا، جو وہ اس چادر کو پیروں تک لیتی اپنی لونگ ڈرائیو کا مزہ خراب کرتی۔۔۔

یہی پہ چھوڑ جاؤں گا ۔۔ اب اگر یہ چادر اتری تو۔۔ سجاول خان اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کے اسے اپنے آگے کی طرف بٹھاتا اسے اس چادر کے ساتھ پھر سے کور کر تا سختی سے دھمکی دینے کے انداز میں بولا، جس پہ زرش خان نے ہیلمٹ کے نیچے سے منہ بناتے ہوئے اسکی طرف دیکھا۔۔۔

سجاول خان نے تیزی سے اپنی ہیوی بائیک سٹارٹ کرتے اسے ہویلی سے نکالتے روڈ پہ دوڑایا۔۔۔

میں اس ہیلمٹ کو اب تمہارے منہ پہ مار کے تمہارا جبڑا توڑ دوں گی سجاول خان۔۔ مجھے ہیوی بائیک کی سیر کروا رہے ہو یا جہنم کی؟ ؟ جب ہویلی سے کتنے فاصلے تک آتے بھی سجاول خان نے اس پر سے ہیلمٹ نہ اتارا تو وہ بری طرح سے تپتی ہوئی غرائی۔۔۔ جس پہ سجاول خان نے اپنا قہقہ روکتے بنا کوئی جواب دئیے اپنی ہیوی بائیک کو سنسان روڈ کی طرف موڑا۔۔۔ یقینا اس وقت سنسان روڈ پہ کسی نے نہیں ہونا تھا اور نہ ہی وہاں اسکی خانم کو کسی نے دیکھنا تھا۔ ایسے میں وہ چاہے ہیلمٹ اتار کے اچادر بھی اتار دیتی تو سجاول خان کو کوئی اعتراض نہیں ہونا تھا۔۔

سجاول خان اب سنسان روڈ پہ آ چکا تھا۔۔ روڈ سنسان تھا لیکن سڑک نہایت صاف اور کھلی ڈلی سی تھی۔۔ یہاں پہ سجاول خان اپنی خانم کو اچھے سے اپنی ہیوی بائیک پہ کرتب دکھا سکتا تھا۔۔ سجاول خان نے بالآخر اسکے سر سے ہیلمٹ نکالتے ہوئے اپنی بائیک کے ساتھ لٹکایا۔۔۔ خود پر سے ہیلمٹ اترنے پہ زرش خان کو لگا، جیسے اس نے جہنم سے جنت تک کا سفر کیا ہو۔۔ سجاول خان نے گہری سانس بھرتی زرش خان پہ پوری طرح سے جھکتے اپنی بائیک کی رفتار خطرناک حد تک تیز کی۔۔۔ زرش خان نے ہوٹنگ کرتے ہوئے ساتھ میں تھوڑا سا ڈرتے ہوئے اسکے بازو کو بھی تھاما۔۔۔ کیونکہ وہ بے حد تیز سٹائل میں ہیوی بائیک چلا رہا تھا۔۔ (zig-zagسپیڈ سے ذگ۔ذیگ(

سجاول خان اسے چہکتا دیکھ کے پورے دل سے مسکرایا۔۔۔ وہ اب اپنی بانہیں ہوا میں پھیلاتی بچوں کی طرح خوش ہو رہی تھی۔۔ سجاول خان نے اسکی کمر کے گرد ہاتھ لپیٹتے اپنے ایک ہاتھ کی مدد سے بائیک کو جھٹکے سے گول گول گھمایا۔۔۔ زرش خان جو پہلے چہک رہی تھی، اب کی بار بھوکھلاتے اور ڈرتے ہوئے اس نے بلند چیخیں ماری۔۔۔۔

KOH NOVELS - URDU

مزہ آ رہا ہے میری خانم کو؟؟ سجاول خان اسکے چیخنے پہ اسکے گال پہ ہولے سے دانت گاڑتا قہقہ لگاتے ہوئے بولا---

اوو--- خاناں خراب -- میں گر جاؤں گی--- زرش خان اپنا ازلی پشتو کا لفظ بولتی غصے سے چیخی، جس پہ سجاول خان نے اپنی بائیک روکتے اسکی طرف گھور کے دیکھا--- جسے ہیوی بائیک پہ مزہ بھی کہنا تھا اور تیز رفتار پہ چیخیں بھی مارنی تھیں--

اچھا نہ اب نہیں کرتی ---پھر سے چلاؤ خاناں پلیز--- زرش خان اسکے بائیک روکنے پہ تضاد اسکی گھوریوں کا مطلب سمجھتی اب ترلے منتوں پہ آ چکی تھی-- سجاول خان نے اسے اٹھا کے اسکا رخ مکمل طور پہ اپنا طرف موڑا--- سجاول خان نے زرش خان کی حیرانگی سے پھیلی آنکھوں کو دیکھتے اسے پیچھے کی طرف ہیوی بائیک پہ تقریباً لٹاتے اپنی ہیوی بائیک سٹارٹ کی-- زرش خان س کے اس خطرناک کرتب پہ چیخی، جس پہ سجاول خان نے قہقہ لگا کے اسکے اوپر مکمل طور پہ جھکتے اسکے لبوں کو اپنے ہونٹوں میں دبوچا--- وہ اپنی ایک آنکھ اٹھا کے سامنے روڈ پہ دیکھتا اپنی ہیوی بائیک کو تیز رفتار سے دوڑاتا اسکے لبوں پہ اپنی گرفت بے حد مضبوط کر چکا تھا-- زرش خان نے اسکے شدت بھرے لمس پہ ہمیشہ کی طرح اسکے سینے کو اپنے ناخنوں سے زخمی کیا--- اسکے نڈھال وجود کو دیکھتے سجاول خان نے اسکے لبوں کو آزادی بخشتے اپنی ہیوی بائیک کی رفتار مزید بڑھائی-- جس پہ اپنی سانسوں کو درست کرتی زرش خان نے جھٹکے سے سیدھے ہوتے اسکے سینے میں اپنا چہرہ چھپایا--- سجاول خان نے ایک ہاتھ کے ساتھ اسکی کمر کے گرد اپنا ہاتھ لپیٹتے دوسرے ہاتھ سے اپنی بائیک سنبھالی---

تم تو بڑے خطرناک ریسر ہو--- زرش خان اسکی گردن پہ زور سے اپنے دانت گاڑتی تھوک نگلتے ہوئے بولی---

اور رومانٹک بھی۔۔ سجاول خان نے زومعنی سے اسکے سرخ بھیگے لبوں کو دیکھتے اسکے جملے کی تصیح کی۔۔ البتہ اسکے دانتوں کے بڑھتے دباؤ کو اپنی گردن پہ محسوس کرتے سجاول خان پورے دل سے مسکراتا ہوا اسے سختی سے خود میں بھینچ کے اپنی بائیک کی رفتار بڑھاتا چلا گیا۔۔۔

فارس خان گل بہار کو کب سے چپ کروانے کی ناکام کوشش کر رہا تھا، جو پہلے تو حال سے واپسی کا پورا راستہ روتی رہی تھی اور اب کمرے میں آ کے وہ پھر سے رونا شروع کر چکی تھی۔۔ گل بہار اسکے معاملے میں جتنی جنگلی بلی تھی، وہ اپنی کزنوں کے بارے میں اتنی ہی سینسیٹو تھی۔۔ گل بہار کو ہر کسی کی عادت جلدی ہو جاتی تھی۔۔ وہ لال ہویلی میں زرش خان کے ساتھ کافی وقت گزارتی تھی ۔۔ وہ اسکی بیسٹ فرینڈ تھی اسی کی طرح ہی کچھ کچھ بے باک سی۔۔۔ دونوں کی کافی بنتی تھی ۔۔ اب اس کے یوں اچانک رخصت ہونے پہ گل بہار کے لئے اپنے آنسو روکنا بے حد مشکل تھا۔۔

بہار بے بی۔۔۔شش۔۔ یہ دو قدم تو دور گئی ہے زری ہم سے اور تم ہو کہ ٹینکیاں بہاتی ہوئی اپنے اتنے قیمتی آنسو ضائع کر رہی ہو؟؟ فارس خان اسے اپنے ساتھ لگاتا اسکے آنسوؤں کو اپنی انگلیوں کی پوروں پہ چنتا اسے پیار سے پچکار رہا تھا۔۔

پورے آدھے گھنٹے کا راستہ ہے۔۔۔ گل بہار اپنی نیلی آنکھوں سے آنسو رگڑ کے صاف کرتی اسکے دو قدموں کے فاصلے کی تصیح کرتی بولی، جس پہ فارس خان نے تاصف سے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

KOH NOVELS - URDU

شکر ہے تم نے یہ نہیں بولا کہ ذری گڑیا نیل کے ساحل پہ رخصت ہوئی ہے --- فارس خان اسے اپنی گود میں بٹھا کے طنزیہ انداز میں بولتا بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا چکا تھا۔۔

خان--- گل بہار نے اسکا طنزیہ جملہ اگنور کرتے اسکی قمیض کے بٹنوں کے ساتھ کھیلتے اسے منہ بناتے ہوئے پکارا---

قربان ---- فارس خان تو اسکی نرم پکار پہ نہال ہوتا اسے خود میں بھینچتا جوابا بے حد پیار سے گویا ہوا---

ہمارے چھوٹے سے پٹھان (درام) کو کوئی عقل دو۔۔ میرے ساتھ ہر وقت منہ بنا کے رکھتا ہے۔۔ گل بہار نے منہ بناتے ہوئے فارس خان کو بھی درام خان کی وہی شکایت لگائی، جو اس نے بیا خان کو لگائی تھی۔۔

لیکن ہمارا چھوٹا سا پٹھان تو ابھی آیا ہی نہیں بہار بے بی--- پھر میں کیسے اسے عقل سکھا سکتا ہوں--- فارس خان اسکی بات سمجھ چکا تھا لیکن اس نے جان بوجھ کے اسے تنگ کرنا اپنا فرض سمجھا---

گل بہار اس کے لب اپنی گردن پہ محسوس کرنے کے ساتھ ساتھ اسکی بے باک بات پہ کانوں کی لوں تک سرخ پڑی تھی۔۔

می۔۔میں۔۔درام۔۔کی۔۔بات۔۔کر۔۔رہی۔۔ ہوں۔۔ وہ سٹپٹائی۔۔۔

لیکن میں تو ہمارے والے چھوٹے پٹھان کی بات کر رہا ہوں نا میری جان۔۔
فارس خان اسکے لبوں پہ اپنی مونچھیں رگڑتا اسے مزید سرخ کرتا اپنی مسکراہٹ ضبط کر گیا۔۔

کب۔۔آئے۔۔۔گا۔۔۔ہمارا۔۔بیٹا۔۔۔پھر میں اس انگریز کی اولاد (درام خان) کو منہ بھی نہیں لگاؤں گی۔۔ گل بہار پہلے جھینپ کے فارس خان سے استفسار کرتی آخر میں روانگی سے درام خان کا ذکر چھیڑتی دانت کچکچاتے ہوئے بولی۔۔۔۔

یہ تو تمہیں بہتر پتا ہو گا کہ کب آئے گا۔۔ چلو میرے کان میں ہی بتا دو کہ۔۔۔
فارس خان اسکے کان میں بے باک سرگوشی کرتا گل بہار کو سر تا پاؤ سرخ کر چکا تھا۔۔ گل بہار کے پورے جسم کا خون سمٹ کے چہرے پہ آیا۔۔۔

اور منہ تو میں تمہیں اپنے علاوہ ہمارے والے چھوٹے سے پٹھان کو بھی لگانے نہیں دوں گا بہار بے بی۔۔ تم کن خوش فہمیوں میں گھوم رہی ہو؟؟ فارس خان اسکے لبوں پہ ہولے سے اپنے دانت گاڑتا گھمبیرتا میں بولا۔۔۔۔ جس پہ گل بہار نے اپنی تیکھی ناک چڑھاتے اسکی طرف دیکھا۔۔۔

یہ تو میں تمہیں وقت آنے پہ بتاؤں گی۔۔۔ گل بہار کچھ اتراتی اور کچھ جھینپتی ہوئی بولی، جیسے کل ہی اسکا بیٹا اس دنیا میں آ رہا ہو۔۔۔

اگر تم نے بعد میں پارٹی چینج کرنی ہے نا تو میں بتا رہا ہوں، مجھے میری بہار بے بی کی طرح کی نیلی آنکھوں والی چھوٹی سی پٹھانی چاہیے ۔۔ فارس خان اسکی نیلی آنکھوں کو چومتا اسے پیار سے ڈپٹتے بولا۔۔۔

KOH NOVELS URDU

لیکن مجھے تو ہری آنکھوں والا اپنا موٹا اور چھوٹا سا پٹھان چاہیے --- جیسے تم بچپن میں موٹو سے تھے--- سفید بھالو کی طرح۔۔ گل بہار اسکی گردن پہ اپنے دانت گاڑتی قہقہ لگاتی ہوئی بولی --

ہاااا۔۔ میں کب موٹو سا تھا؟؟ تمہیں کس نے بتایا ؟؟ فارس خان اسے آنکھیں دکھاتا ہوا اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے بولا---

مورے(زرمینہ خان) نے۔۔ اور میں نے تمہاری بچپن کی تصویریں بھی دیکھیں ہیں۔۔ بڑے پیارے تھے تم قسمیں--- گل بہار اسکی کھلے اور سچے دل سے تعریف کرتی اسکے سفید گال پیار سے چومتی بولی---

ایسے ہی تو سوات کی نیلی آنکھوں والی پٹھانی نہیں مرتی تھی مجھ پہ--- فارس خان اسکے پیار جتانے پہ اتراتا ہوا بولا---

کون تھی وہ ڈائن؟؟ گل بہار اسکی بات پہ غور فکر کئے بغیر جیلس انداز میں بولی --

تھی ایک نیلی سمندری آنکھوں والی--- فارس خان قہقہ لگاتا ہوا اسکی نیلی آنکھیں شدت سے چوم گیا۔۔ اسکی بات بالکل ابھی گل بہار کے پلے پڑی، جس پہ وہ دل میں اپنی عقل پہ ماتم کر کے رہ گئی۔۔

ہونہہ--- میں کب مرتی تھی تم پہ جھوٹے سفید بھالو--- تم خود ہی بہانے بہانے سے بھالو کی طرح چلتے میرے پاس آ کے مجھے جنوں کی طرح آنکھیں

KOH NOVELS - URDU

دکھاتے تھے۔۔ گل بہار اپنی تیکھی ناک چڑھاتی اسکی سنہری بییرڈ کے ساتھ کھیلتی اترا کے بولی۔۔۔

جھوٹ نہیں بولو۔۔ تمہارے پیدا ہونے تک میں سمارٹ اور ہنڈسم ہو گیا تھا۔۔ اسی لئے تو تمہارے بابا جان نے مجھے بچپن میں ہی اپنا داماد بنا لیا تھا۔۔ میں تھا ہی اتنا پیارا۔۔ فارس خان اسے بیڈ پہ لٹا کے اسکے اوپر جھکتا اسے آنکھیں دکھا کے بولتا اسکے لبوں پہ شدت سے جھک چکا تھا۔۔

وہ دونوں تقریباً ساڑھے چار بجے ہیوی بائیک کی لانگ ڈرائیو سے ہویلی واپس لوٹے۔۔۔ کمرے میں آتے ہی زرش خان خود پر سے کالی چادر اتار کے صوفے پہ پھینکتی بیڈ کی طرف بڑھتی اس پہ اوندھے منہ گری۔۔۔

افففف۔۔۔ میں تو تھک گئی۔۔۔ وہ بلند آواز میں اپنی تھکاوٹ کا رونا روتی تکیے کو اپنے سینے میں بھینچ گئی۔۔ کمرے کا دروازہ بند کرتے سجاول خان نے ہیلمٹ اور گلوز کو ان کی جگہ پہ رکھنے کی بجائے بیڈ کی طرف بڑھتے جیلس انداز میں اسکے بازوؤں سے اس تکیے کو نکال کے دور پھینکتے اسے گھور کے دیکھا۔۔۔ زرش خان نے نیند کا خمار لئے اپنی سرخ ہوتی ہیزل آنکھیں وا کر کے اس کی طرف دیکھا، جو تکیہ دور پھینکنے کے بعد اپنا ہیلمٹ اور گلوز سائیڈ ٹیبل پہ رکھتے اب اپنی جیکٹ اور بیلٹ نکال کے صوفے پہ پھینک چکا تھا۔۔ سجاول خان زرش خان کو کچھ بھی سوچنے سمجھنے کا موقع دیکھ بغیر اس پہ سایہ فگن ہوا۔۔۔

افففف تم تو تھک گئی ہو؟؟ مجھے اپنے پیچھے بٹھا کے لگاتار پورے دو گھنٹے ہیوی بائیک پہ مجھے جھولے جو دیتی رہی ہے میری خانم؟؟ سجاول خان اسکی تھکاوٹ والے شوشے پہ آئیبرو آچکا کے اسکی ہیزل آنکھوں میں دیکھتا گہرا طنز کر چکا تھا۔۔ وہ جانتا تھا وہ کیوں آتے ہی سوتی بن رہی ہے۔۔

اگر بائیک تم نے چلائی ہے تو پورے دو گھنٹے تمہارے رومانٹک موڈ کو جھیلا بھی میں نے ہی ہے۔۔ ہٹو اب مجھے سونا ہے۔۔ وہ اسکے چٹانی سینے پہ ہاتھ مارتی آنکھیں گھماتی ہوئی حساب برابر کرتی بولی۔۔۔ ابھی کچھ دیر پہلے وہ بائیک آہستہ کروانے پہ جیسے اسکی ترلے منتیں کر رہی تھی ، کمرے میں آتے ہی وہ ماتھے پہ آنکھیں رکھ کے جیسے غنڈی بنی تھی۔۔ سجاول خان بس اسے دیکھ کے رہ گیا۔۔

کس نے بولا میں تمہیں سونے دوں گا؟ ابھی تو میں جب تک تمہیں "میرے رومانٹک موڈ کو جھیلنے " کا اصل مطلب نہیں سمجھاؤں گا تب تک میں تمہیں سونے نہیں دوں گا۔۔ سجاول خان اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کے اسے تھوڑا سا اوپر کرتا اسکی سیاہ جیکٹ اتار کے دور پھینک چکا تھا۔۔ زرش خان نے سٹپٹاتے ہوئے اسکی طرف دیکھا، اس کی گہری نظریں اب اسکے وجود کا طواف کر رہی تھیں۔۔

KOH NOVELS - URDU

مجھے واقعی ہی بہت نیند آ رہی ہے۔۔۔ یہ سب پھر کسی دن پلین کر لینا ۔۔ پلیز خاناں۔۔۔ زرش خان اسکی آنکھوں میں خمار کی شدید سرخی دیکھتی اسکی شدتوں کو جھیلنے سے پہلے ہی تھوک نگلتی اسکے کان میں سرگوشی سے التجائیہ انداز میں گویا ہوئی۔۔۔ اسکے منہ سے اتنے پیار سے خود کے لئے خاناں سنتے سجاول خان کو بے ساختہ وہ دن یاد آیا، جب اس نے اسے پرپوز کرتے ہوئے

کی تحریر اسے بولنے کے ساتھ ساتھ اسکی آفس کی چئیر کے اوپر والی جگہ پہ بھی سجائی تھی۔۔ لیکن اس نے کتنی بے دردی سے اسکے منہ میں تھپڑ جھڑتے اسے ریجیکٹ کیا تھا۔۔ سجاول خان نے یہ سب یاد کرتے اپنے نچلے لب کو زور سے اپنے دانتوں کے درمیان کچلتے اسکے اسی گال پہ دیوانہ وار لب رکھے۔۔۔ جس پہ اس نے اس دن اسے تھپڑ جھڑا تھا۔۔

---- وہ (I will be your forever jannah آئی ول بی یور فار ایور جاناں) بار ہا یہ جملہ بولتا بے حد بے تابی سے اسکا گال چوم رہا تھا ۔۔ زرش خان نے اسکے یوں اچانک اپنے ایک ہی گال پہ پیار جتاتے دیکھ کے حیرانگی سے اسکی سرگوشی سنی، جسے وہ بار بار دہراتا جا رہا تھا۔۔ زرش خان اسکے اتنے شدت بھرے ریکشن پہ سب سمجھ چکی تھی کہ وہ اس وقت کیا سوچ رہا ہے۔۔۔ وہ نم آنکھوں سے مسکرائی۔۔۔ شاید اگر وہ اسے اس وقت مل جاتا تو اسے اس کی اتنی قدر نہ ہوتی جتنی ابھی اس وقت ہے۔۔۔ زرش خان نے دل میں سوچتے ہوئے اللہ کا شکر ادا کیا، جس نے اسکی محبت اسکا عشق اتنی آزمائشوں کے بعد بالآخر اس کے نصیب میں لکھ ہی دیا تھا ۔۔

میری امامت میں نماز پڑھو گی؟؟ فجر کی اذانوں کی آواز سنتا سجاول خان اسکے گال سے اپنے لب ہٹاتا اسکی آنکھوں میں اپنی آنکھیں گھاڑتا آئیبرو اچکاتے ہوئے بولا۔۔۔ جس پہ زرش خان نے اسکے گلے میں بانہیں ڈالتے زور زور سے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔ سجاول خان اسکا ماتھا شدت سے چومتا اسے وضو کروانے کی غرض سے اپنے مضبوط بازوؤں میں اٹھاتا واشروم میں داخل ہوا۔۔۔ وہ پہلے ہی اپنی ویڈنگ نائٹ کا پلین پھر کسی دن پہ شفٹ کر چکا تھا۔ کیونکہ وہ دونوں ہی اس وقت کافی تھک چکے تھے اور اس کی بیوی نے اسے واقعی ہی سرپرائز کر کے ویڈنگ نائٹ منانے کے لائق چھوڑا کب تھا؟؟

عشقِ ستم..... قسط 94

فجر ہونے کو آئی تھی، لیکن عالیان شاہ ہنوز اپنے کمرے کے ٹیرس پہ اتنی سردی میں بھی شرٹ لیس کھڑا سیگریٹ پہ سیگریٹ پھونک رہا تھا۔ عالیان شاہ پوری رات نہیں سویا تھا۔۔ اس کی "ڈزی ڈوڈل" تو جیسے اسکی راتوں کی نیند حرام کر چکی تھی۔۔

"شادی کرنے والی ہوں میں ان کے ساتھ ۔۔ کم از کم آپ سے تو مضبوط رشتہ ہے میرا ان کے ساتھ۔"

اس کے جملے دماغ میں کسی تازیانے کی طرح گونج رہے تھے۔۔ عالیان شاہ جو اتنے دنوں سے اپنی کیفیات سے نظریں چرا رہا تھا۔ اسکی ایک دن کی اگنورینس کی مار اسے لائن پہ لے کے آ چکی تھی۔۔ اسکا دل اور حتیٰ کے اسکے دل کی ایک ایک دھڑکن ایک رات میں قبول کر چکی تھی کہ وہ ڈزی ڈوڈل کی محبت میں گرفتار ہو چکا ہے، لیکن اسکا دماغ ان باتوں کو ماننے سے انکاری تھا۔ عالیان شاہ کا پورا جسم سردی سے سرخ اور برف کی مانند ٹھنڈا پڑ چکا تھا، لیکن وہ ناجانے خود کو کس بات کی سزا دینے کے لئے ہنوز ویسے ہی کھڑا سیگرٹ پھونک رہا تھا۔۔

پورے نو بجے انابیہ خان اپنے کیبن میں داخل ہوئی ، ابھی اس نے سانس بھی نہیں لیا۔ جب عالیان شاہ نے زور سے دروازہ بند کرتے اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے دروازے کے ساتھ لگایا۔۔۔ یہ سب ایک پل میں ہوا۔۔۔ اس اچانک افتاد پہ انابیہ خان نے چکراتے سر کے ساتھ خود کے اتنے قریب کھڑے عالیان شاہ کو دیکھا۔۔۔ وہ اسکے بے حد قریب کھڑا تھا۔ اتنا قریب کہ اسکی گرم سانسیں اسے اپنے چہرے اور گردن پہ محسوس ہو رہی تھی۔ اسے عالیان شاہ کی بے تحاشہ سرخ ڈارک براؤن آنکھوں سے بے ساختہ خوف محسوس ہوا۔۔۔ عالیان شاہ کی آنکھوں میں رت جگے کی سرخی واضح تھی۔۔

مسٹر شاہ--- لیو می--- انابیہ خان اچانک سے ہوش میں آتی اسکے سینے پہ زور سے ہاتھ مارتی غرائی، لیکن عالیان شاہ اسکی دھاڑ کو اگنور کرتا اسکی کمر پہ اپنے ہاتھوں کی گرفت خطرناک حد تک مضبوط کرتا اسکے مزید قریب ہوا۔ --

مسٹر شاہ-- دور ہٹیں مجھ سے-- اور آپ کو بنا اپائنٹمنٹ کے میرے اسسٹنٹ نے آنے بھی کیسے دیا میرے کیبن میں؟؟ انابیہ خان اسکی مزید نزدیکی پہ لرزتے دل کے ساتھ دھاڑی----

اسسٹنٹ ؟؟ تم پاکستان کی پوری فوج بھی اپنے کیبن کے باہر کھڑی کر لو، تو وہ بھی مجھے تمہارے قریب آنے سے روک نہیں سکتی "ڈذی"-- تمہاری اداؤں، تمہارے ناز نخروں نے مجھے تمہاری طرف متوجہ ہونے پہ مجبور کیا ہے اور اب میں تم پہ ایسی توجہ دوں گا کہ تمہیں میرے علاؤہ کسی کی توجہ کی خواہش نہیں رہے گی-- عالیان شاہ اسکے دودھیا سفید پھولے گال کو اپنی انگلیوں کی پوروں سے چھوتا اپنی بھاری آواز کو گھمبیر بناتا گویا ہوا--- انابیہ خان نے حیرانگی سے اسکی گھمبیر سرگوشیاں سنی--- وہ کیا بول رہا تھا؟ انابیہ خان کے سر سے گزر رہا تھا ۔

Mister Shah!! Are u in your senses?

(مسٹر شاہ!! کیاآپ اپنے ہوش و ہواس میں ہیں؟؟)

انابیہ خان اسکا ہاتھ اپنے گال سے جھٹکتی غرائی----

No, I am not in my senses because there is a stupid “Dizzy Doodle” lingering in my senses right now---

(نہیں میں اپنے ہوش و ہواس میں نہیں ہوں -- کیونکہ میرے حواسوں پہ اس وقت ایک بیوقوف سی" ڈذی ڈوڈل "چھائی ہوئی ہے --) عالیان شاہ اسکے یوں ہاتھ جھٹکنے پہ اسے کندھوں سے پکڑ کے اپنے قریب کرتا دبی دبی آواز میں انگریزی میں غرایا--- انابیہ خان اسکی سرگوشی پہ ساکت ہوئی--- اسکی قربت کے زیر اثر اسکے چہرے پہ قوس قزح کے رنگ چھائے، جو عالیان شاہ کو کافی بھلے لگے---

یو مسٹر بلڈوزر۔۔ لیو می۔۔ آج میں ہر حال میں آپکا ایڈریس کہیں سے بھی حاصل کر کے آپ کے گھر جاؤں گی اور پھر آپکی بیوی کو آپکی یہ سب چھچھوڑی حرکتوں کی تفصیل بتاؤں گی جو آپ کل سے میرے ساتھ کر رہے ہیں۔۔ انابیہ خان اسکے سینے پہ مکے برساتی اپنی گولڈن بڑی بڑی آنکھوں کو چھوٹا کیے غصے سے گویا ہوئی۔۔۔

میری کوئی بیوی نہیں ہے ڈنی ڈوڈل۔۔۔ صرف ایک یہی معاملہ ہے جس میں میں نے خود کو ہمیشہ غریبوں والی لسٹ میں رکھا ہے۔۔ عالیان شاہ اپنا نچلہ لب دانتوں میں دباتا اسکے ماتھے پہ بوسا دیتےگویا ہوا۔۔۔ ڈنی ڈوڈل ساکت ہوئی اسکی بات پہ۔۔ ڈنی ڈوڈل نے بنا پلکیں جھپکائیں اسکی طرف دیکھا، جو اسکے ماتھے پہ شدت سے بوسا دے رہی تھا۔۔۔ ڈنی ڈوڈل کو لگا اسے سننے میں غلطی ہوئی ہے۔۔۔ ڈنی ڈوڈل اپنی بڑی بڑی گولڈن آنکھوں کو پھاڑتی اسکی طرف دیکھتی رہی۔۔

یہ آپ کیا بول رہے ہیں مسٹر شاہ؟؟ مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ آپ کا دماغی توازن کہیں کھو چکا ہے؟؟ انابیہ خان اسکے جھوٹ پہ غرائی۔۔

میں امیر دکھنے والا شخص واقعی ہی بیویوں کے معاملے میں بہت غریب ہوں ڈنی ڈوڈل۔۔ عالیان شاہ اسکے گالوں پہ اپنی انگلیاں سہلاتا اسے یقین دلانے والے انداز میں بولا۔۔۔

آپ کو شرم نہیں آ رہی جھوٹ بولتے ہوئے؟ مسٹر شاہ۔۔ آپ نے مجھے خود بتایا تھا اپنی بیوی کے بارے میں۔۔ اور ایک بار نہیں کئی بار۔۔۔ چھوڑیں مجھے یو مسٹر جھوٹے۔۔۔ انابیہ خان تو اسکے جھوٹ پہ جھوٹ بولنے پہ اچھی خاصی تپ رہی تھی۔۔ اس نے اسے خود بتایا تھا کہ اس کی بیوی ہے اور اس سے کئی گنا پیاری ہے۔۔ جس کے پیار میں خیانت کر کے وہ اسے لفٹ نہیں دے سکتا۔۔ اور آج آ کے وہ اپنے بیان سے کیسے بدل سکتا تھا؟؟ انابیہ خان تو حیرانگی سے اس جھوٹوں کے سردار کو دیکھ رہی تھی۔۔

ہمارے ہونے والے بچوں کے سر کی اور اس محبت کی قسم جو میں تم سے کرتا ہوں۔۔۔ میں سچ بول رہا ہوں میں ابھی تک سنگل ہوں ۔۔۔ عالیان شاہ اسکے پھولے گلابی گال کو اپنے دانتوں میں دباتا اپنی مسکراہٹ ضبط کرتا بے باکی

سے گویا ہوا۔۔۔ انابیہ خان اسکے منہ سے خود کے لئے محبت کا اظہار سنتی سٹل ہوئی تھی۔۔ اس نے منہ کھولتے اسکی طرف دیکھا تھا جو اسکے گال پہ جھکا ہوا تھا۔۔ وہ حرکت کرنا بھول چکی تھی ۔۔ اس کی بے باک سرگوشی سنتے اس میں اسے خود سے دور کرنے کی ہمت تک نہیں رہی تھی۔۔ گال قدرتی دہک کے لال ہوئے تھے۔۔عالیان شاہ نے اسکی خاموشی پہ اسکے گال سے پیچھے ہٹتے اسکی گولڈن آنکھوں میں دیکھا تھا۔۔ نظریں سرک کے اسکے کھلے منہ پہ آئی تھیں۔۔ اسکے گلابی ہونٹوں کو وا دیکھتے عالیان شاہ کا دل کانوں میں دھڑکا۔۔۔ آج اسکی نظریں الگ انداز میں ڈزی ڈوڈل کا طواف کر رہی تھیں۔۔ وہ اسکے گلابی ہونٹوں سے نظریں ہٹاتا اس سے دو قدم کے فاصلے پہ کھڑا ہوا۔۔۔ اس کے دور ہٹنے پہ انابیہ خان کو ہوش آیا۔۔۔ اپنے گال پہ اسکے لبوں کا لمس اسے ابھی تک محسوس ہو رہا تھا۔۔ اسکی گولڈش شیڈ بییرڈ کی میٹھی سی چبھن اسے ہنوز اپنے گال پہ محسوس ہو رہی تھی، جس پہ انابیہ خان کے پورے وجود میں سنسنی سی دوڑی۔۔ عالیان شاہ اپنا نچلہ لب دانتوں میں دبائے اسکے چہرے کے ہر آتے جاتے رنگ کو ازبر کرتا اپنی مسکراہٹ ضبط کر رہا تھا۔۔

آپ سنگل ہوں یا منگل۔۔ مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔ اپنی ان بے باک باتوں اور حرکتوں سے جا کے کسی اور لڑکی کو امپریس کریں۔۔ کیونکہ پہلی بات میں انابیہ عاقب خان آپ کے کسی ٹریپ میں نہیں آنے والی۔۔۔ اور دوسری اور آخری بات اگلے ہفتے میری ڈاکٹر زیدی کے ساتھ منگنی ہے، میں کسی اور کی ہونے والی ہوں۔ آپ میرے قریب آنے کا مجھے چھونے کا کوئی حق نہیں رکھتے مسٹر شاہ۔۔ انابیہ خان اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے سنجیدہ اور مضبوط لہجے میں بولی۔۔۔

جانتی ہو تمہاری منگنی والے دن میں اپنی زندگی کا پہلا قتل کروں گا۔۔ پوچھو گی نہیں میں کس کا قتل کروں گا؟؟ عالیان شاہ اسکے منہ سے اسکی اور ڈاکٹر زیدان کی منگنی کی خبر سنتا طیش کے عالم میں اسے ایک پل میں دروازے کے ساتھ لگاتا اسکے کان میں غرایا۔۔۔ انابیہ خان اسکی دھاڑ پہ اندر تک لرزی۔۔۔ اسکا سرخ چہرہ دیکھتے اس نے اپنا نچلہ لب دانتوں تلے دبایا۔۔۔ عالیان

شاہ نے غصے سے اسکا لب اسکے دانتوں کی قید سے آزاد کرواتے اسے اپنے ہاتھ کی چٹکی میں دباتے مسلا۔۔ انابیہ خان نے سسکی بھری۔۔۔

شاہ۔۔۔ بی ان یور لمٹس۔۔ ڈونٹ یو ڈئیر ٹو ٹچ می۔۔۔ انابیہ خان دل میں لرزتی جبکہ بظاہر مضبوط بنتی اسکا ہاتھ اپنے ہونٹوں سے جھٹکتی غصے سے بولی۔۔۔

کیا تم نے یہ جملہ سنا ہے؟

There is another kind of peace when u kiss you girl Infront of the guy who desires to marry her----

اگرتم نے یہ مقولہ نہیں سنا۔۔۔ تو میری ایک بات اپنے دماغ کے خانوں میں قید کر لو ڈزی۔۔ میں تمہاری منگنی پہ پہلا قتل اس سوکالڈ ڈاکٹر زیدان کا کروں گا، جس نے میرے اور تمہارے بیچ آنے کا کبیرہ گناہ انجام دیا ہے۔۔ میں سید عالیان شاہ ہوں۔۔۔۔ اپنی بات کا پکا۔۔۔ قسم خدا کی آگر تم نے واقعی ہی اس الو سے منگنی کی، میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا ڈذی ڈوڈل۔۔۔ لیکن اسے مارنے سے پہلے میں تمہیں انابیہ عاقب خان سے انابیہ عالیان شاہ بننے کا شرف بخشوں گا۔۔۔ اور پھر اس الو کے سامنے تمہارے ہونٹوں کو چومتے ہوئے اس کے سینے پہ گولیاں برساؤ گا۔۔ کیونکہ آدھا تو وہ تب ہی مر جائے گا، جب میں اس کے سامنے تمہیں پورے حق سے چوم لوں گا۔۔۔۔ عالیان شاہ اسکے ہاتھ جھٹکنے پہ غصے سے اسکے لب اپنے انگوٹھے سے سہلاتا اپنی لہو رنگ آنکھوں میں شدید طیش لئے ایک ایک لفظ چباتا ہوا بولا۔۔۔۔ انابیہ خان اسکی اتنی بے باک بات پہ کانوں کی لوں تک سرخ پڑی۔۔۔۔ اب تو اسکا ہاتھ بھی اپنے ہونٹوں سے ہٹانے کی ہمت نہیں رہی تھی۔۔ وہ انتہا کا غصیلا اور بے باک تھا۔ اس بات کا اندازہ انابیہ خان کو کل ہی ہو چکا تھا، جب اس نے اسکی ساڑھی کے ٹسلز توڑے تھے۔۔

firstly I’m not your girl mister فرسٹلی آئی ایم ناٹ یور گرل مسٹر شاہ!!(Shah) اینڈ سیکنڈلی ہم میں کبھی بھی کوئی ایسا ریلیشن نہیں رہا جس میں کوئی تیسرا آ سکے۔۔ ڈاکٹر زیدان میرے اچھے دوست ہیں، وہ ہمیشہ سے مجھ سے شادی کے خواہشمند رہے ہیں۔ آپ کے آنے سے پہلے ہی۔۔ سو مائینڈ اٹ۔۔۔

آپ ہم دونوں کے درمیان آ رہے ہیں وہ ہمارے درمیان نہیں آ رہے --- انابیہ خان اس دفعہ اسکا ہاتھ جھٹکنے کی بجائے اپنا چہرہ اسکی پہنچ سے دور کرتی مضبوط لہجے میں ایک ایک لفظ کو چباتی بولی--- جبکہ دل اسکی اتنی بے باک باتوں کو سنتا ابھی تک دھڑک دھڑک کے پاگل ہو رہا تھا۔ اسکے منہ سے زیدان نامہ سنتے عالیان شاہ کا دل بری طرح سے جلا---

ہر سٹوری کا ولن بننا سید عالیان شاہ کا پسندیدہ مشغلہ ہے۔۔ یہ مقولہ تو تم نے ضرور سنا ہو گا:

A hero can kill his girl for the world, but a villain will destroy the world just for her---

عالیان شاہ اب کی بار اسکے گولڈن بالوں کی لٹ اپنی انگلی پہ لپیٹتا اسے مزید ایک مقولے سے آگاہ کر رہا تھا۔ جس پہ انابیہ خان کے گلے میں گلٹی بھر کے معدوم ہوئی تھی۔۔ وہ اسے اتنے ٹکا کے جواب دیتا لاجواب کر رہا تھا۔۔ انابیہ خان جو پہلی بار اسکی ہنسی پہ مرمٹی تھی، آج وہ اسکی اتنی حاضر جوابی پہ بھی دل ہار چکی تھی۔۔

And I will destroy the world for u my girl because I’m the only villain of your story

(اور میں تمہارے لئے یہ دنیا تباہ کر دوں گا مائے گرل۔۔ کیوں کہ تمہاری سٹوری کا واحد ولن میں ہے۔۔)

عالیان شاہ اسکے ہونٹوں پہ پھونک مارتا اسے آنکھ دبا کے ریلیکس انداز میں گویا ہوا--- انابیہ خان کی پلکیں لرزی--- اسکی گرم سانسیں اپنے ہونٹوں پہ محسوس کرتے اسکا پورا وجود کپکپایا---

تم۔۔کیا۔۔۔چاہتے۔۔ہو ۔۔مجھ۔۔۔سے؟؟ انابیہ خان آپ سے تم پہ آتی لہجے کو مضبوط بنانے کی ناکام کوشش کرتی بولی---

تمہیں چاہتا ہوں اور میں جانتا ہوں تم بھی مجھے چاہتی ہو--- عالیان شاہ کندھے اچکاتا ہوا ڈائریکٹ انداز میں بولا---

KOH NOVELS URDU

میں تمہیں چاہوں گی مسٹر بلڈوزر ؟؟ شکل دیکھی ہے اپنی شیشے میں؟؟ مجھے موٹے لڑکے پسند نہیں ہیں--- وہ آج بھی اسکے باڈی بلڈر وجود پہ چوٹ کرتی غرائی--- عالیان شاہ نے آیبرو اچکاکے اسکی طرف دیکھتے ایک جھٹکے میں اپنی بلیو جیکٹ اتارتے اپنی سفید ٹی شرٹ اتار کے ہولے سے انابیہ خان کے چہرے پہ پھینکی--- انابیہ خان شرم و حیا سے اسکی اس حرکت پہ پاگل ہوئی--- اس نے یہ سب ایک پل میں کیا تھا۔ اسکی سفید ٹی شرٹ سے آتی اسکی تیز مخصوص پرفیوم کی خوشبو سونگھتے، انابیہ خان مدہوش ہوئی--- اس نے تھوک نگلتے ہوئے اسکے چوڑے شانے اور سفید چٹانی مضبوط سینے کو دیکھا، جس پہ گولڈن بال پوری آب و تاب سے چمک رہے تھے۔ انابیہ خان نے تیزی سے اپنے چہرے کو دونوں ہاتھوں میں چھپاتے اپنا رخ موڑا---

اب فرق سمجھ میں آیا ایک موٹے اور باڈی بلڈر انسان میں؟ تمہیں کہیں سے میری توند نکلی ہوئی نظر آ رہی ہے، یا تم سکس پیکس اور توند میں کوئی فرق نہیں جانتی؟ اور مان لیا تم مجھے نہیں چاہتی، لیکن سوچنے والی بات ہے۔ میں جب اپنی فرضی بیوی کا ذکر کرتا تھا، تب تمہاری گولڈن آنکھوں میں پانی کیوں چمکتا تھا ڈذی ڈوڈل؟ عالیان شاہ اسے بھگو کے طنز مارتا اپنے گولڈن بالوں میں انگلیاں پھیرتا اسکی پشت کو گھورتے ہوئے بولا--- ابھی کچھ دیر پہلے کیسے وہ شیرنیوں کی طرح غرا رہی تھی اور عالیان شاہ کی دو چار بے باک حرکتوں پہ اسکی ساری ہوا نکل چکی تھی۔ اسکی اتنی سچائی پہ انابیہ خان کو اپنے کانوں سے دھواں نکلتا محسوس ہو رہا تھا۔ وہ اپنی ایکسرے کرتی آنکھوں سے انسان کو اندر تک پڑھنے کا ہنر رکھتا تھا۔ اسکے منہ سے توند کا لفظ سنتے ناجانے انابیہ خان کو اتنی سیریس سیچویشن میں بھی ہنسی کیوں آ رہی تھی، جسے اس نے بمشکل ضبط کیا---

میں---تم---پہ---ہراسمنٹ---کا---کیس---کر---دوں---گی---شاہ---نکلو---یہاں---سے--- وہ اپنے لہجے کو پھر سے مضبوط کرنے کی ناکام تگ و دو کرتی چیخی--- وہ ہنوز رخ موڑے ہوئے تھی--

میں تمہاری اتنی سچائی پہ بغیر نکاح کے پرمٹ کے تمہارے ہونٹ چوم لوں گا ڈاکٹر ڈذی۔ عالیان شاہ اب باقاعدہ اسے تنگ کرتا قہقہ لگاتے ہوئے بولا---

انابیہ خان کا دل دھڑکتا ہوا سینے کی دیواروں کو پٹکتا باہر نکلنے کو بے تاب ہوا---

I will kill u Shah..

(میں تمہارا قتل کر دوں گی شاہ۔) وہ شرم و حیا سے گلابیاں بکھیرتی غرائی---

U have already killed me my girl..

چلو اگلے ہفتے تمہاری منگنی والے دن نکاح کرتے ہیں!! کیا کہتی ہو؟؟ ویسے دھوم دھام سے بارات لے کے آؤ یا بس میں اور مولوی ہی چلیں گیں؟؟ اور اس الو (ڈاکٹر زیدان) کو پسٹل کے ساتھ ماروں یا رائفل کے ساتھ؟؟ ویسے کتنا ڈریمی ہو گا نا ہمارا نکاح؟؟ اگر بولو تو میڈیا بھی بلا لوں ؟بس تم خود پہ گھونگھٹ رکھ لینا!! عالیان شاہ پورے دو منٹ میں سارے پلین کو ترتیب دیتا، اسکی کرسی پہ بیٹھ کے جھولتا ہوا ایک ایک جملہ پر سوچ انداز میں بول رہا تھا۔ انابیہ خان جو کب سے اس کی بے باک باتوں پہ ضبط کرتی اپنا چہرہ موڑے ہوئے تھے، اتنے ریلیکس انداز میں اسکے منہ سے ان خطرناک باتوں کو سنتے اس نے غصے سے رخ موڑتے اسکی طرف دیکھا۔ جو اپنا لمبا چوڑا وجود لئے اسکی کرسی پہ پھیل کے بیٹھتا جھول رہا تھا۔ انابیہ خان نے بے ساختہ اسکے برہنہ سینے سے نظریں چراتے اردگرد دیواروں کو دیکھتے خود کو کچھ بولنے کے لئے تیار کر رہی تھی۔ وہ اسے اس طرح سے لاجواب کر رہا تھا ۔ انابیہ خان کو خود یہ شک ہو چلا تھا کہ وہ منہ میں زبان بھی رکھتی ہے یا نہیں ؟؟

اگر تم ا گلے تو منٹ میں یہاں سے نہیں نکلے، عالیان شاہ میں ابھی میڈیا کو کال کر کے تمہاری یہ کرتوت پورے میڈیا پہ سناؤ گی۔ اور ویسے بھی تمہیں نیم برہنہ حالت میں دیکھتے سب میری ہر جھوٹی سچی بات پہ آنکھیں بند کر کے یقین کر لیں گے--- انابیہ خان اسے دھمکیاں لگاتی غرائی، جس پہ عالیان شاہ زیر لب "واؤ" بول کے اپنی ڈارک براؤن آنکھوں کو پھیلا کے قہقہ لگاتا اسکی طرف بڑھا۔

KOH NOVELS - URDU

چلو ملاؤ میڈیا کو فون--- جلدی --- کریڈٹ نہیں ہے تمہارے فون میں تو میرا موبائل لے لو ڈذی--- ویسے ہم کتنے فیمس ہو جائیں گے نا اس سب کے بعد ؟؟ عالیان شاہ اسے باقاعدہ اپنی جیب سے فون نکال کے دیتا آخر میں بچوں سی خوشی لئے بولا، جیسے وہ فیمس ہونے کے لئے ترس رہا ہو--- انابیہ خان اسکی باتوں پہ اب بس رونے والی ہو چکی تھی-- اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی، وہ اسکی قینچی کی طرح چلتی زبان بند کیسے کروائے؟؟

انابیہ خان نے اب اس جواب دینے کی بجائے مڑ کے دروازہ کھول کے باہر جانا چاہا، جب عالیان شاہ اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کے اسے اپنے قریب کر چکا تھا--- وہ بری طرح سے اس کے سینے سے ٹکرائی----

اگلے ہفتے نکاح کے لئے تیار رہنا--- تم ولن کی نظروں میں آ چکی ہو -- ولن کے دل میں بس چکی ہو ڈاکٹر ڈذی-- اب تمہاری جان بخشی کسی صورت نہیں ہو گی-- اسی لئے اپنے کھسکے ہوئے دماغ کا علاج اپنی مدد آپ کے تحت کرنا شروع کر دو-- کیونکہ اگر میں نے اپنی شدتوں سے علاج کیا، تو ایک رات میں دماغ ٹھکانے لگا دوں گا-- عالیان شاہ اسکے ہاتھ سے اپنی شرٹ پکڑ کے پہنتا انتہائی بے باکی سے گویا ہوتا، اسکے ہاتھ سے اپنی جیکٹ پکڑ کے یہ جا وہ جا ہو چکا تھا-- پیچھے انابیہ خان سرخ لال چہرہ لیے اپنا سر دروازے کے ساتھ ٹکاتی اپنی دھڑکنوں پہ ہاتھ رکھتے انہیں معمول پہ لگانے کی ناکام کوشش کرتی بے حال ہو رہا تھی--

---

سجاول خان کے ریسیپشن کو ہفتہ گزر چکا تھا-- ولیمے کے ہوتے ہی سب لوگ اپنے اپنے معمول پہ پھر سے آ چکے تھے-- سجاول خان اور زرش خان نے تو ولیمے کے اگلے دن ہی مل کے آفس سنبھالنا شروع کر دیا تھا، جس پہ پہلے تو گھر کے سب بڑوں نے انہیں ڈپٹا کہ ابھی شادی کو ایک دن بھی نہیں گزرا اور انہوں نے کام کرنا شروع کر دیا ہے--- لیکن پھر ان دونوں نے انہیں بتایا کہ وہ دونوں آج کل ایک بڑے سے پروجیکٹ کو سنبھالنے لئے بے حد بزی تھے- وہ پراجیکٹ سجاول خان کی کمپنی کے لئے بے حد ضروری تھا-- بہرام خان اور ان تمام ویٹرز کا حال سجاول خان نے ان کی سوچ سے بھی

برا کیا تھا۔ بہرام خان پچھلے دو دنوں سے ہوش و حواس سے بیگانہ فارم ہاؤس کی ٹھنڈی زمین پہ پڑا تھا، لیکن سجاول خان کو اس پہ قطرہ ترس نہیں آیا تھا۔ جب سجاول خان اپنا وحشی روپ دکھاتا تھا، پھر اس سے زیادہ بے رحم کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ پانچ میں سے تین ویٹرز کا قتل اتنی جلدی کرنا تو نہیں چاہتا تھا، لیکن ان میں اس کا مزید تشدد برداشت کرنے کی ہمت نہیں تھی۔ اسی لئے وہ انہی دنوں میں اللہ کو پیارے ہو چکے تھے۔ اب صرف بہرام خان اور دو ویٹرز باقی تھے، جو بے حد ڈھیٹ ہڈی کے مالک تھے۔ سجاول خان کے ہاتھوں سے اتنی صفائی ہونے کے باوجود بھی انہیں موت نصیب نہیں ہو رہی تھی۔ سجاول خان جب جب بہرام خان اور ان ویٹرز کو اپنے فارم ہاؤس میں دیکھتا، وہ بے حد جنونی ہوتا ان سے اپنی خانم کا حساب بے باک کرتا۔ جنہوں نے اسکی عزت کو بے آبرو کرنے کی گھٹیا سازش اپنے دماغ میں بنائی تھی۔

سجاول خان اور زرش خان اس وقت میٹنگ روم میں تھے۔ زرش خان اب خود کی ڈریسنگ کو سجاول خان کی مرضی کے مطابق ڈالنے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی۔ کیونکہ وہ اسکا محرم تھا، اسکی ہر بات ماننا اس پہ فرض تھا۔ وہ اب سجاول خان کی مرضی کے مطابق اپنے پورے وجود کو چادر سے ڈھکتی تھی۔ اور ایسا کرتی وہ سجاول خان کو اتنی پیاری لگتی تھی کہ اسکا بس نہیں تھا، وہ اپنی پوری سلطنت اپنے دل کی ملکہ پہ لٹا دے۔ اس نے سجاول خان سے ضد کی کہ وہ اسکی مرضی کے مطابق ڈریسنگ کرے گی، لیکن آفس جانے سے وہ اسے کبھی نہیں روکے گا۔ کیونکہ وہ ایک پریکٹیکل لڑکی تھی، وہ جب تک پورا دن اپنی صلاحیتوں کا استعمال کرتے ہوئے اپنے پسندیدہ کا م نہیں کرتی، وہ پورا دن ڈسٹرب رہتی تھی۔ اور آفس جانا بھی اسکے پسندیدہ کاموں میں سے ایک تھا۔ سجاول خان نے بھی اسکی ضد پہ اسے روکنا مناسب نہیں سمجھا تھا، وہ اسکے لئے اپنی ڈریسنگ کو اتنا تبدیل کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ سجاول خان کے لئے یہی کافی تھا۔

زرش خان اس وقت کالی شلوار قمیض میں ملبوس کالی ہی شال اپنے سر کے ساتھ ساتھ پورے وجود پہ اچھے سے اوڑھے ہوئے تھی۔ البتہ چہرے پہ چادر اس نے جیسے زبردستی ہی لی ہوئی تھی۔ کیونکہ اسے چہرہ ڈھکنے کی عادت

نہیں تھی ۔ چہرہ ڈھکنے کے بعد اسے اپنا سانس بند ہوتا محسوس ہوتا تھا، جس پہ سجاول خان اسے اپنے طریقے سے سانسیں دیتا اسکی سانسیں بحال کرتا تھا۔۔

کالی شلوار قمیض پہ گلے کے گرد کالی ہی مردانہ شال لٹکائے سجاول خان میٹنگ روم میں فارن پارٹی کے ساتھ کچھ مین پوائنٹس ڈسکس کر رہا تھا۔۔۔ آج وہ دونوں ایک جیسے رنگ کے لباس میں بے حد پیارے لگ رہے تھے۔۔

سجاول خان فارن پارٹی کے ساتھ میٹنگ کو آخری مراحل تک لے جاتا، ساتھ ساتھ اپنی خانم کو بھی دیکھ رہا تھا۔ جو ٹیبل پہ اپنی کہنی ٹکاتی اسی کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔ سجاول خان نے اسکی اس ادا پہ آئیبرو اچکا کے اسے دیکھتے جلدی سے میٹنگ ختم کی۔۔ فارن پارٹی میں کئی لڑکیاں شامل تھیں، جنہوں نے سجاول خان کے ساتھ ہاتھ ملانے کے لئے اپنے ہاتھ بڑھائے، لیکن زرش خان ان ہاتھوں کو ہمیشہ کی طرح اپنے ہاتھ میں لیتے زور سے دبا کے چھوڑا۔۔۔ سجاول خان نے اسکی اس حرکت پہ اپنی مسکراہٹ ضبط کرنے کی غرض سے اپنا ناک انگوٹھے سے رب کیا۔۔۔

میٹنگ روم سے سب کے نکلنے کے ساتھ زرش خان بھی ان گوریوں کی وجہ سے تپتی ہوئی یہاں سے نکلنے والی تھی، جب سجاول خان نے اسے کلائی سے پکڑتے اپنے قریب کیا۔۔۔ سب کے جاتے ہی سجاول خان نے اسے سوچنے سمجھنے کا موقع دئیے بغیر اسکے کالی چادر سے ڈھکے ہونٹوں کو چوما، جس پہ زرش خان نے کوئی خاص ریکشن نہیں دیا۔ سوائے اسے اپنی سرخی چھائی ہیزل رنگ آنکھوں سے گھورنے کے۔۔ سجاول خان نے میٹنگ روم کا دروازہ لاک کرتے اسے دروازے کے ساتھ لگاتے اسکی چادر کو اسکے چہرے سے ہٹایا۔۔۔ سجاول خان نے آئیبرو اچکاتے ہوئے اسکے غصے سے سرخ ہوتے چہرے کا مقصد جاننا چاہا۔۔۔

وہ گوریاں کیسے ندیدوں کی طرح دیکھ رہی تھیں تمہیں اور تم۔۔ تم کیسے ان کے ساتھ بات کرتے ہوئے اپنی پوری بتیسی نکال کے مسکرا رہے تھے۔۔ بس تم کل سے کوئی شلوار قمیض نہیں پہنو گے۔۔ سب لڑکیاں تمہیں رالیں ٹپکا ٹپکا

کے دیکھتی ہیں ۔۔ زرش خان اسکی کالی اجرک سینے سے دبوچ کے اسے خود پہ جھکاتی بے حد جیلس انداز میں بولی۔۔۔

تمہاری ہی خواہش تھی مجھے شلوار قمیض پہنانے کی!! اس میں میرا کیا قصور ہے؟ مجھ سے کیوں ناراض ہو رہی ہو؟؟ سجاول خان اسکے سر سے چادر اتار کے اسکے کھلے بالوں میں اپنا چہرہ چھپاتا ہلکا سا ہنستے ہوئے بولا۔۔ اس نے یہ کالی شلوار قمیض واقعی ہی زرش خان کے کہنے پہ زیب تن کی تھی، وہ اس ہفتے میں اس سے تقریباً روزانہ ہی شلوار قمیض پہننے کی خواہش کرتی تھی۔۔ اس نے اسے بتایا کہ وہ اسے شلوار قمیض میں زیادہ پیارا لگتا ہے۔ جس پہ سجاول خان بھی اپنی خانم کی نظروں کے حصار میں رہنے کے لئے پورے دل سے شلوار قمیض پہنتا تھا۔۔

اور ان لڑکیوں کے سامنے مسکرانے کا بھی میں نے ہی بولا تھا نا؟ میں بھلے چہرہ ڈھک ڈھک کے سانس گھٹنے کی وجہ سے مر جاؤں، لیکن میرا شوہر سج سنور کے سب لڑکیوں کے سامنے مسکراتا ہوا اپنی خوبصورتی کے درشن کرواتا رہے یہ کہاں کا اصول ہے؟ زرش خان دانت پیستی ہوئی غرائی۔۔۔۔

جب میں مسکراتا نہیں ہوں تو تمہیں میں کھڑوس لگتا ہوں اور جب" تمہیں" مسکرا کے دکھا تا ہوں تب تمہارے اندر کی سڑیل بیوی جاگ جاتی ہے۔۔ آخر تم چاہتی کیا ہو خانم؟۔۔ سجاول خان اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کے اسے خود کے بے حد نزدیک کرتا جھک کے اسکے لبوں کا شدت سے بھرپور بوسا لیتا قہقہ لگاتے ہوئے بولا۔۔۔

ہاں تو میں نے یہ تھوڑی بولا تھا دوسری لڑکیوں کو مسکرا کے دکھاؤ؟ اور سب کے سامنے شلوار قمیض میں رہا کرو؟؟ وہ تمہارے ڈھیروں کی تعداد میں ٹریک سوٹ کس لئے ہیں؟؟ صبح صبح آفس میں اتنا بن سنور کے کوئی نہیں آتا ۔۔ کل سے رف سی ہڈی اور ٹراؤزر میں آؤ گے تم۔۔ سمجھے تم؟؟ زرش خان اسکی قمیض کے بٹنوں کے ساتھ کھیلتی منہ پھولا کے اپنا سر جھٹکتی ہوئی بولی۔۔۔ سجاول خان کو اس کا یہ انداز بے حد پسند تھا۔۔

تم ایسا کیوں نہیں کرتی میرے پرانے گدلے میلے کپڑے نکال کے میری الماری میں لٹکا دو۔۔ میں کل سے وہ پہن کے آ جاؤں گا اور پھر سب کو یقین ہو جائے

گا شادی کے بعد "سجاول خانزادہ انٹرپرائز" کا مالک اتنا غریب ہو چکا ہے ، ممکنات میں سے ہے کہ عنقریب وہ سڑک پہ آ جائے گا ۔۔ سجاول خان دانت کچکچا کے بولتا اسکی گردن پہ جھک چکا تھا۔ زرش خان نے اسکی بات پہ اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے اسکے بے ترتیب ہوتے سلکی ڈارک براؤن بالوں کو سنوارہ، جس پہ سجاول خان مزید بے خود ہوتا اسکی گردن پہ دانتوں کا دباؤ بڑھاتا چلا گیا اور پھر ہوش سجاول خان کو اپنے فون رنگ ہونے پہ آیا تھا۔ سجاول خان نے اپنی جیب سے فون ٹٹولتے باہر نکالا۔۔۔

ساحر خان کا نمبر دیکھتے اس نے یس کر کے کان کو لگایا۔

جی لالہ؟؟ سجاول خان نے زرش خان کی گردن پہ اپنے دئیے گئے نشان پہ انگلی پھیرتے ساحر خان کی کال کا مقصد جاننا چاہا۔ اور پھر جو خبر اسے سننے کو ملی، سجاول خان کا چہرہ بے حد خوشی سے کھلا۔۔۔ لیکن اس خبر کو سن کے وہ حیران قطعی نہیں ہوا تھا کیونکہ ساحر خان اس پچھلے پورے ہفتے میں فارس خان کو" ماموں جان ٹو بی(Mamu jan to be)" بول بول کے جتنا تپا چکا تھا ۔اسکے بعد صرف پورے سوات میں اعلان کرنا باقی رہ گیا تھا کہ ساحر خان عنقریب باپ اور فارس خان ماموں بننے والا ہے۔ اور آج وہ دن آ چکا تھا، جب ساحر خان کو ڈاکٹر سے خبر مل چکی تھی کہ زرلاشتہ خان ایکسپیٹ کر رہی ہے۔ ساحر خان نے سب سے پہلا فون فارس خان کو ملایا، لیکن اسکا نمبر بزی جا رہا تھا۔ ساحر خان نے منہ بناتے ہوئے فارس خان کو چھوڑ کے سجاول خان کو فون ملایا، جو پہلی ہی بیل پہ اٹھایا گیا تھا۔ ساحر خان نے اپنی گاڑی کی رفتار تیز کرتے شرمائی شرمائی سی زرلاشتہ خان کو خود میں زور سے بھینچتے اعلانیہ آواز میں سجاول خان کو بتایا کہ وہ چاچو بننے والا ہے۔

بہت بہت مبارک ہو لالہ۔۔۔ سجاول خان اپنے لالہ کو اتنا خوش دیکھ کے پورے دل سے مسکراتا ہوا بولا۔۔۔ زرش خان نے آئیبرو اچکاتے ہوئے اسکے یوں کھل کے مسکرانے اور مبارکباد دینے کی وجہ پوچھی۔۔۔ جس پہ اس نے اسے آنکھوں کے اشارے سے صبر کرنے کا بولا۔۔۔

آپ ہویلی کی بات کرتے ہیں میں پورے سوات میں کیک اور میٹھایاں بانٹنے کا ارادہ رکھتا ہوں لالہ۔۔ دوسری طرف ساحر خان نے اسے شاید ہویلی میں مٹھائی وغیرہ بھجوانے کا کہا، جس پہ سجاول خان اسکی بات پہ اپنی آنکھیں چھوٹی کرتا بے حد خوشدلی سے گویا ہوا۔۔۔

جلدی بتاؤ ۔۔ کیا ہوا؟؟ کس چیز کی مٹھائی اور کیسی مبارکباد ؟؟ ۔۔۔ فون بند ہوتے ہی زرش خان اسکا بازو پکڑتی بے تابی سے بولی ۔۔ صبح اسکے آفس آنے سے پہلے زرلاشتہ خان ساحر خان کے ساتھ چیک اپ کے لئے ڈاکٹر کے پاس گئی تھی ۔۔ اس فون کے بعد زرش خان کو گڈ نیوز کا شک ہو چکا تھا، لیکن سجاول خان کے منہ سے سن کے اس بات پہ یقین کی مہر لگوانا چاہ رہی تھی۔۔

چچی بننا پسند کرو گی یا آنی ؟؟ سجاول خان نے اسے جواب دینے کی بجائے انوکھے طریقے سے سوال پوچھا۔۔۔ جس پہ زرش خان کا منہ خوشی سے کھل چکا تھا۔۔

نہیں کرو۔۔۔ سچ بتاؤ ۔۔۔ وہ بے یقینی کی کیفیت میں چیخی۔۔۔ جس پہ سجاول خان نے سر ہاں میں ہلاتے اسکے کھلے ہونٹوں کو اپنے لبوں میں دبایا۔۔۔

ہمیں بھی اپنی فیملی پلاننگ کا سوچنا چاہئے۔۔۔ تیاری پکڑ لو میری روح میں سمانے کی۔۔۔ سجاول خان اسکے ہونٹوں کو آزادی بخش کے اسکے کان کی لوں دانتوں میں دباتا اسکے کان میں بے باک سرگوشی کرتا زرش خان کو سرخ کر چکا تھا۔۔

KOH NOVELS - URDU

فارس۔۔۔ اٹھو جلدی۔۔۔ گل بہار کے دل کو اچانک سے ناجانے کیا ہوا، جب وہ اپنے سینے پہ سر رکھ کے سوئے فارس خان کے کندھے پہ ہاتھ مارتی گھٹی گھٹی آواز میں بولی۔۔۔ فارس خان نے اسکی آواز میں تکلیف محسوس کرتے جلدی سے اپنی ہری آنکھیں وا کرتے اسکی طرف دیکھا، جو اپنے منہ پہ ہاتھ رکھے ہوئے تھی۔۔

کیا ہوا بہار بے بی؟؟ فارس خان اس پر سے اٹھتا ہوا اسے تکیے سے اٹھاتا فکرمندی سے استفسار کر رہا تھا۔ گل بہار اسے جواب دینے کی بجائے اسکے ہاتھ سے اپنا بازو چھڑواتی تیزی سے واشروم میں بھاگی۔۔۔ فارس خان اسکی اتنی تیزی پہ جلدی سے بیڈ سے اٹھتا اسکے پیچھے بڑھا، جو سنک پہ جھکی وامٹنگ کرنے کے بعد بار بار کلی کر رہی تھی۔ فارس خان نے اسکی کمر سہلاتے اسے اپنے سینے سے لگایا۔۔۔

کیا ہوا ۔۔ تم ٹھیک ہو؟؟ فارس خان اسکا زرد ہوتا چہرہ دیکھتے اسکے گال کو پیار سے سہلاتا واشروم سے نکلا۔۔۔

ہاں۔۔بس پتا نہیں کیوں اچانک سے دل۔۔۔ ابھی گل بہار اسے اپنی کیفیت بتاتی جب اپنا حلیہ دیکھتی وہ کانوں کی لوں تک سرخ پڑتی اپنا جملہ آدھا ادھورا چھوڑ چکی تھی۔ فارس خان جو اسکی بات کا منتظر تھا، اس نے حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا۔ جو تیزی سے ڈریسنگ روم میں بھاگنے والی تھی۔ فارس خان نے اسکی شرم و حیا کو سمجھتے اپنا نچلہ لب دانتوں تلے دباتے اسکی طرف دیکھا۔۔۔ ابھی وہ اسکی طرف بڑھا ہی، جب ڈریسنگ مرر کی طرف بھاگتی گل بہار کو زوردار چکر آئے۔۔۔ وہ چکرا کے گرنے ہی والی تھی، جب فارس خان ایک جست میں اس تک پہنچتا اسے تھام چکا تھا۔

بہار۔۔۔ دھیان کہاں ہوتا ہے یار تمہارا۔۔۔ فارس خان نے تڑپتے ہوئے اسے پکارا۔۔۔ وہ اسے پیار سے ڈپٹ رہا تھا، جس پہ گل بہار نے نڈھال ہوتے اسکے سینے پہ اپنا سر ٹکایا۔۔۔

خان۔۔ مجھے بہت چکر آ رہے ہیں۔ چلا بھی نہیں جا رہا۔ اور ایسا لگ رہا ہے پھر سے وامٹ آ جائے گی۔ گل بہار اسکے سینے پہ ہولے سے اپنا سر مارتی تھکی تھکی آواز میں بولی۔ فارس خان نے اسکی کیفیت سنتے اسے جلدی سے اپنی باہوں میں اٹھاتے بیڈ پہ بٹھایا تھا ۔۔

میرا بچہ۔۔۔ ہم ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں۔۔۔ فارس خان اسکے جھنجھلائے تاثرات دیکھتا اسکے بال سنوارتے نرم لہجے میں بولا۔۔۔

KOH NOVELS - URDU

نہیں ۔مجھے کہیں نہیں جانا۔۔ ۔ میں ٹھیک ہو جاؤں گی ابھی۔۔ کل بھی ایسے ہی ہوا تھا اور بعد میں ٹھیک ہو گئی تھی۔۔ گل بہار اسکے بازو پہ اپنا سر ٹکاتی اسکی پریشانی کم کرنے کی غرض سے بولی۔۔۔۔

تمہاری کل سے طبیعت خراب ہے اور تم نے مجھے بتایا بھی نہیں بہار؟؟ فارس خان اسے ڈپٹتا ہوا اسکی ایک بھی سنے بغیر اسے تکیے پہ لٹاتا اپنے جاننے والی کسی لیڈی ڈاکٹر کو کال کرتا الماری کی طرف بڑھا۔۔ لیڈی ڈاکٹر کو ہویلی میں آنے کا بول کے وہ فون رکھ چکا تھا۔۔ الماری سے گل بہار کی ایک سادہ سی شلوار قمیض لئے وہ بیڈ کی طرف بڑھا تھا۔۔ فارس خان نے کمرے کی لائٹس آف کرتے اسے تکیے سے اٹھاتے اسکی نائٹی کو اس کے تن سے الگ کیا۔۔۔۔

خا۔خان۔۔۔ گل بہار سٹپٹاتے ہوئے چیخی۔۔۔۔

شش۔۔ کچھ نہیں کر رہا ۔۔۔ فارس خان اسکے لبوں پہ انگلی رکھتا اسکا لباس تبدیل کرواتے اسے پھر سے بیڈ پہ احتیاط سے لٹاتا لائٹس آن کر چکا تھا۔۔ گل بہار نے سرخ چہرہ لئے اپنی آنکھیں موندی۔۔۔

ابھی کچھ دیر میں ڈاکٹر آ جائے گی۔۔۔ فارس خان اسے ڈاکٹر کے آنے کے بارے میں آگاہ کرتا اسکی نائیٹی اٹھاتے ڈریسنگ روم میں رکھ کے پھر سے واپس آ کے اسکے پاس بیٹھ چکا تھا۔۔ فارس خان نے اسکا سر اپنی گود میں رکھتے اسکے بالوں کو سہلانا شروع کیا۔۔۔۔

کچھ دیر بعد فارس خان کے دروازے پہ ناک ہوا۔۔۔ گل بہار نے اپنی نیلی آنکھیں وا کرتے فارس خان کو دیکھا۔۔۔ فارس خان اسے پھر سے تکیے پہ منتقل کرتا اپنی شرٹ اٹھا کے پہنتا دروازے کی طرف بڑھا، جہاں ڈاکٹر کے ساتھ پریشان سی زرمینہ خان اور ورده خان بھی کھڑی تھیں۔۔

کیا ہوا میری بچی کو؟؟ زرمینہ خان فارس خان سے پوچھتی ڈاکٹر کو لے کے اندر داخل ہوئی۔۔۔۔

کل سے چکر آ رہے ہیں میڈیم کو اور آج بتا رہی ہے۔۔۔ فارس خان بیڈ پہ لیٹی گل بہار کو گھوری سے نوازتا بولا۔۔۔ جس نے اسکے شکایت لگانے پہ بدلے

میں اسے بھی گھوری سے نوازتے اپنی تیکھی ناک چڑھاتے اسکی طرف دیکھا---

یا اللہ خیر--- میں تو اپنی بچی سے کوئی کام بھی نہیں کرواتی-- زرمینہ خان پریشان ہوتی گل بہار کی طرف بڑھی، جس نے ان کا جڑیوں زدہ ہاتھ تھام کے چوما تھا-- کوئی شک نہیں تھا انہوں نے واقعی ہی گل بہار کو بیٹیوں سے بھر کے رکھا تھا--

آپ سب باہر جائیے مجھے پیشنٹ کو چیک کرنا ہے-- لیڈی ڈاکٹر ان سب کو فکرمند دیکھتی ہلکی سی مسکان کے ساتھ سب سے مخاطب ہوئی--- جس پہ فارس اپنے سنہری بالوں میں انگلیاں پھیرتا باہر کی جانب بڑھا--- اس کے پیچھے ہی گل بہار کو صحت مندی کی دعائیں دیتی زرمینہ خان اور وردہ خان بھی جا چکی تھیں-- لیڈی ڈاکٹر نے گل بہار سے کچھ سوالات کرتے اسکا چیک اپ کیا، جس پہ گل بہار نے سرخ پڑتے اسے اپنے اندر محسوس ہونے والی تبدیلیوں کے بارے میں بتایا--- لیڈی ڈاکٹر نے اسکے سرخ ہوتے گالوں کو مسکرا کے تھپکتے ہوئے اپنے ساتھ لائی ہوئی کٹ سے اسکا پریگنینسی ٹیسٹ کیا--- ٹیسٹ کرنے کے کچھ دیر بعد لیڈی ڈاکٹر اسکے کان میں گڈ نیوز دیتی باہر کی جانب بڑھی--- گل بہار کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو نکلتے ہوئے اسکی کنپٹی میں جذب ہوئے--- گل بہار نے بے ساختہ اللہ کا شکر ادا کرتے شرم و حیا سے سرخ پڑتے خود پہ چہرے تک کمبل لپٹا----

Congratulations Mr.Khan your wife is expecting..

(مبارک ہو مسٹر خان آپ کی بیوی امید سے ہیں!)

اور آپ دادی بننے والی ہیں--- کمرے سے باہر نکلتی لیڈی ڈاکٹر فارس خان کی طرف دیکھ کے اسے مسکرا کے گڈ نیوز دیتی زرمینہ خان اور وردہ خان کا ہاتھ پکڑتی بولی تھی-- جس پہ سب کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا-- ہرا خان اور پلوشہ خان بھی بالکل ابھی کچھ دیر پہلے اپنے شوہروں کے ساتھ نیچے آئیں تھیں-- یہ خبر سنتے ہوئے وہ دونوں خوشی سے پاگل ہوتی گل بہار کے کمرے کی طرف بھاگی---- زرمینہ خان اور وردہ خان نے بھی ڈاکٹر کو دعائیں دے کے باہر تک چھوڑتے ہوئے فارس خان کے سینے سے لگتے اسکا کندھا

تھپک کے مبارکباد دیتے گل بہار کے کمرے کی طرف قدم بڑھائے--- اور فارس خان کو تو جیسے ابھی تک ڈاکٹر کی بات پہ یقین نہیں آ رہا تھا۔ رایان خان اور ضرار خان کے خود کو گلے لگانے پہ وہ ہوش کی دنیا میں آیا---

بہت بہت مبارک ہو لالہ--- وہ دونوں یک زبان ہوتے اسکے ساتھ لگے تھے۔۔ فارس خان نے تشکر کے احساس سے آنکھیں موندتے ان دونوں کی طرف مسکرا کے دیکھتے مبارک باد وصول کی---

ابھی وہ ان کی مبارکباد وصول کر رہا تھا، جب فارس خان کا فون رنگ ہوا۔ فارس خان نے جیب سے موبائل نکالا۔۔ ساحر خان کا نمبر دیکھتے وہ یس کرتا فون کان کو لگانے ہی والا، جب رایان خان نے اسکے ہاتھ سے فون پکڑتے اسپیکر پہ کیا--- ابھی رایان خان ، ساحر خان کو سلگاتا ہوا اسے فارس کے باپ بننے کی خوشی دیتا، جب ساحر خان کی بات پہ اسکا منہ کھلا تھا۔

فائینلی میں نے تجھے آفیشلی ماموں بننے کی خبر دینے کے لئے فون کیا ہے--- نہیں یقین آتا تو رپورٹ چیک کر جو میں نے تجھے میل کی ہے---اور پھر مجھے سچ سچ بتائی کہ کیسا فیل کر رہا ہے، آفیشل ماموں بن کے؟؟ ساحر خان ہنستا ہوا اسے سلگانے والے انداز میں ایسے بولا، جیسے اسکا بیٹا یا بیٹی آج ہی اس دنیا میں آ چکی ہو۔۔

نہ کریں لالہ ؟؟ رایان خان اور ضرار خان یک زبان ہوتے خوشی سے چیخے----

اب میرے منہ سے کچھ سن نہ لینا۔۔ وضو میں ہوں میں--- رپورٹ تک بھیج چکا ہوں، ابھی بھی یقین نہیں آ رہا تم بے غیرتوں کو اور وہ سب سے بڑا بے غیرت خان (فارس) کہاں ہے؟؟ ساحر خان بیزاری سےنیلی آنکھیں گھما کے بولا--- زرلاشتہ خان تو اپنے بندے کو خوشی سے پاگل ہوتے دیکھ کے حیران تھی۔۔ اس نے آج سے پہلے ساحر خان کو اتنا خوش کبھی نہیں دیکھا تھا۔

چل پھر وضو میں ہے تو اسی بہانے اپنے ماموں بننے کی خوشی میں بھی دو نفل پڑھ لے۔۔ فارس خان اپنا نچلہ لب دانتوں میں دباتا شرارت سے گویا ہوا، جس پہ ساحر خان نے چلتی گاڑی کو بریک لگائی----

KOH NOVELS - URDU

نہ کر؟؟ وہ بے یقینی کی کیفیت میں بلند آواز میں بولا، جیسے ابھی کچھ دیر پہلے رایان خان اور ضرار خان گویا ہوئے تھے۔۔

میں وضو کرنے جا رہا ہوں۔۔میرے منہ سے کچھ الٹا سیدھا سن نہ لئی۔۔۔ اور مجھے بتا کہ کیسا فیل کر رہا ہے تو ماموں بن کے؟؟ ۔۔ فارس خان بھی اسی کے الفاظ اسے واپس لٹاتا غراتے ہوئے بولا۔۔۔ اس پورے ہفتے میں جتنا ساحر خان نے اسکا جینا حرام کیا تھا، وہ اسے بخشنے والا ہرگز نہیں تھا۔۔ اور اب ان دونوں کی بے باک باتوں کا مقابلہ شروع ہو چکا تھا، جس میں دونوں نے ایک دوسرے میں سے کسی کو جیتنے نہیں دینا تھا۔۔ اور سرخ بیچاری ہماری معصوم سی تاشو ہو رہی تھی۔۔ جو ساحر خان کی بے باک باتیں سنتی بار بار اسکے سینے میں پناہ لے رہی تھی۔۔

عشقِ ستم۔۔۔۔ قسط 95(پارٹ 1)

زرش خان تو گل بہار اور زرلاشتہ خان کی اکھٹی گڈ نیوز کی خبر سن کے خوشی سے پاگل ہوئی پڑی تھی۔۔ وہ اسی وقت آفس سے نکلتی سجاول خان کے ساتھ شاپنگ پہ جا چکی تھی۔۔ اس نے ان دونوں کے لئے کچھ اسپیشل کرنے کا سوچا۔۔ ۔ اس نے سجاول خان کو بتایا کہ وہ اسکے فارم ہاؤس میں جا کے ان دونوں کو خوش کرنے کی لئے چھوٹی موٹی ڈیکوریشن کرنا چاہتی ہے۔۔ اور اسی بہانے سب اکھٹے مل بیٹھ جائیں گیں۔۔۔ سجاول خان نے بھی کوئی اعتراض نہیں کیا۔۔۔ وہ اسے لے کے مال آیا ہوا تھا۔۔ زرش خان نے ڈھیروں چھوٹے چھوٹے ٹیڈی بئیرز، چاکلیٹس، اورسجاوٹ کے لئے ایسی ہی چھوٹی موٹی ڈھیروں چیزیں خریدیں۔ ۔۔

بس یا کچھ اور؟؟۔۔۔ سجاول خان ٹرالی میں ڈھیروں چیزوں کا انبار دیکھتا زرش خان کی طرف دیکھ کے آئیبرو اچکاتا ہوا استفسار کر رہا تھا، جو اسے پچھلے پندرہ منٹ سے ٹرالی کو کاؤنٹر تک لے جانے کا بول رہی تھی۔ لیکن پھر ساتھ ہی میڈیم کو یاد آ جاتا کہ ابھی یہ بھی رہتا ہے وہ بھی رہتا ہے۔ جس پہ سجاول خان اپنا ماتھا پیٹ کے رہ جاتا۔۔۔

ہاں بس تم بڑے بڑے دو ٹیڈی بیئر اٹھا لو ایک وائٹ والا اور ایک پنک والا۔۔۔ زرش خان ہاں میں سر ہلاتی اب بالکل سامنے ڈسپلے پہ لگے ٹیڈی بئیرز کو دیکھ کے چہک کے بولی۔۔۔

خانم تم پاگل ہو؟ ان ٹیڈی بئیرز کا کیا کرو گی تم؟؟ اور اگر گاڑی میں میں یہ ٹیڈی بیئرز رکھوں گا تو ہم کہاں پہ بیٹھیں گے؟؟ سجاول خان ان چھ چھ فٹ کے ٹیڈی بئیرز کو دیکھتا زرش خان کی عقل پہ ماتم کرتا بولا۔۔۔

تم جیسا کھڑوس انسان کیا جانے کہ لڑکیاں انہی تحفوں پہ مرتی ہیں۔۔ کبھی جو تم نے مجھے کوئی ایسا تحفہ لے کے دیا ہو۔۔۔ زرش خان اپنی ناک چڑھاتی اسے لتاڑتی ہوئی گویا ہوئی۔۔۔۔

اچھا تو تمہارا مطلب ہے میں نے آج تک تمہیں کوئی تحفہ نہیں دیا؟؟ سجاول خان آنکھیں چھوٹی کر کے اسے گھورتا ہوا بولا۔۔۔

ہاں تو آئے روز ایک جیسا تحفہ ہی دیا ہے تم نے مجھے۔۔ جسے کھولنے سے پہلے ہی مجھے علم ہوتا ہے کہ اندر کیا ہو گا۔۔ ہونہہ۔۔ وہ اب پھر سے کچھ ایل ای ڈی لائٹس اپنی ٹرالی میں رکھتی منہ بنا کے بولی۔۔۔ سجاول خان نے اسے شادی کے بعد آئے روز صرف "لونگ" ہی گفٹ کی تھی۔ کبھی سونے کی، کبھی ہیرے کی تو کبھی چاندی کی۔۔ اسے اس کی چھوٹی سی تیکھی ناک میں لونگ بے حد پیاری لگتی تھی اور زرش خان اسکی خواہش پہ اسے لونگ پہن کے بھی دیکھاتی تھی۔۔۔۔

KOH NOVELS - URDU

تو مطلب تم یہ چاہتی ہو میں تمہیں آئیندہ سے کبھی بھی مہنگی مہنگی لونگ گفٹ نہ کروں؟ بلکہ یہ سستے سے روئی کے بھالو گفٹ کروں؟؟ سجاول خان اپنے گفٹ کی ناقدری پہ اسکے سر پہ روعب سے چیت کی لگاتا نروٹھے پن سے بولا---

ہائے اللہ سر توڑ دیا میرا--- زرش خان اپنا سر تھامتی مصنوعی انداز میں کراہی، جس پہ سجاول خان نے تاصف سے سر جھٹکا---- زرش خان نے بھی یہاں وہاں کسی کو نا پا کے اپنے پاؤں اٹھاتے، اسکے سلکی ڈارک براؤن بالوں کو دبوچ کے ہلکا سا جھٹکا دیتے اپنا بدلہ اتارا--- سجاول خان نے اسے یوں سر عام لڑتے دیکھ کے اپنی ڈارک براؤن آنکھیں پھیلائی، جو کسی صورت اپنا بدلہ اتارنا نہیں بھولتی تھی--

اب میں ایک پائی نہیں دنے والا تمہاری ان سب فضول خریدی گئی چیزوں کی بھرپائی کے لئے -- سجاول خان اپنے بالوں کو اپنی انگلیوں سے سنوارتا اسکی حرکت پہ سلگتا ہوا اسے گھوریوں سے نوازتا سنجیدگی سے بولا--- صد شکر کسی نے زرش خان کو اس کے بال کھینچتے ہوئے نہیں دیکھا تھا -- نہیں تو وہ یقیناً کسی نیوز کی ہیڈ لائٹ بن جاتا -- "سجاول خانزادہ انٹرپرائز کا مالک مال میں اپنی بیوی سے پٹتے ہوئے"

KOH NOVELS - URDU

ٹھیک ہے نہ دو --- میری سیلری دو مجھے اس ماہ کی-- میں خود خرید لوں گی سب--- زرش خان اپنا ہاتھ اسکے آگے کر کے چٹکی بجاتے سنجیدہ ہوتے بولی--- اپنی دفعہ وہ اسے آرام سے تنگ کر لیتا تھا اور جب وہ بدلہ لیتی تو کیسے سیریس شکل بنا لیتا تھا-- سجاول خان ایسا ہی تھا وہ اپنے بالوں پہ مزاق کم ہی برداشت کرتا تھا -- اور کچھ اس سے روٹھ کے اور اسے منا کے اسے الگ ہی لطف محسوس ہوتا تھا--

میں کسی کا ادھار نہیں رکھتا۔ پہلے ہی ٹرانسفر کر چکا ہوں تمہارے اکاؤنٹ میں۔ سجاول خان اسکی بات پہ اپنی مسکراہٹ ضبط کرتا سنجیدگی سے اس پہ جتا رہا تھا کہ وہ لین دین کے معاملے میں کتنا اصول پسند ہے۔

زرش خان بھی اسکی سنجیدگی پہ کندھے اچکاتے ہوئے خود ہی ٹرالی گھسیٹتی کاؤنٹر تک لے کے گئی۔۔۔ ٹیڈی بئیرز اس سے لمبے اور وزنی تھے اسی لئے اس نے انہیں نہیں خریدا اور نہ ہی سجاول خان کو انہیں پھر سے خریدنے کے لئے بولا۔۔۔ آخر کو ایٹیٹوڈ تو اس میں بھی کوٹ کوٹ کے بھرا تھا۔ زرش خان اپنے کارڈ سے ساری پیمنٹ کرتی، خود ہی تمام شاپرز تھامنے والی تھی۔ جب سجاول خان اس سے پہلے ہی ان سب شاپرز کو تھامتا شاپ کے دروازے کی طرف بڑھا۔ زرش خان اسکی اتنی سی کئیر پہ مسکرا کے آنکھیں گھماتی، اس کے پیچھے ہی بڑھی۔ لیکن منہ اس نے اسے ابھی بھی نہیں لگایا تھا۔

کچھ دیر بعد وہ دونوں اپنی گاڑی میں تھے۔ دونوں نے فارم ہاؤس تک کا سفر بالکل خاموشی سے تہہ کیا۔۔۔ ناجانے کیوں دونوں ایک دوسرے سے روٹھے بیٹھے تھے ۔ وہ دونوں دل میں اپنی بچوں والی اس حرکت پہ حیران پریشان تھے ۔۔

KOH NOVELS - URDU

فارم ہاؤس میں آتے ہی سجاول خان کے گاڑی روکنے پہ زرش خان خود سے تمام شاپرز پکڑتی مین لاؤنج میں داخل ہوئی۔۔۔ اس نے سجاول خان کے گاڑی سے اترنے کا انتظار بھی نہیں کیا تھا۔ وہ لاؤنج میں آتے ہی اپنی چادر اتار کے سائیڈ پہ رکھتی ان شاپرز کو کھولتے ساری چیزیں ٹیبل پہ بکھیرتی خود کو بے حد مصروف ظاہر کر رہی تھی۔ سجاول خان داد بخش کو مال سے وہ دونوں ٹیڈی بئیرز لانے کا بولتا لاؤنج میں داخل ہوا۔۔ جہاں وہ چادر اتار کے اپنے وجود کی تمام تر رعنائیوں سمیت بیٹھی اپنے بالوں کو کندھوں سے

جھٹک رہی تھی۔۔ سجاول خان نے اسے ان چیزوں میں اتنا مصروف دیکھتے صوفے پہ جا کے اسکے ساتھ جگہ بنائی، لیکن زرش خان نے اس پہ ایک بھی غلط نگاہ نہیں ڈالی۔۔۔ سجاول خان نے اسکی اگنورینس پہ اسکی بل کھاتی نازک کمر کو دیکھ کے لب کاٹتے ہوئے اس ٹیبل پہ اپنی ٹانگیں لمبی کرتے اس کی ان تمام چیزوں کو اپنی پنڈلیوں سے دور کھسکاتے اسے چھیڑنے کی ذرا سی کوشش کی۔۔۔ زرش خان نے اس کی اس حرکت پہ سلگتے ہوئے اپنی آنکھیں میچ کے کھولی۔۔۔ زرش نے اسکی طرف ابھی بھی نہیں دیکھا تھا۔۔ بلکہ وہ اب اسکے پاس سے اٹھتی اپنے منہ میں پرسوچ انداز میں انگلی ڈالے سجاوٹ کے لئے لاؤنج کی ایک دیوار کو سیلکٹ کر رہی تھی۔۔

لفٹ والی سیلکٹ کر لو۔۔۔ سجاول خان نے جان بوجھ کے اسے الٹا مشورہ دیا، جانتا جو تھا وہ جو اس پہ پہلے سے ہی تپی بیٹھی ہے۔ وہ اس کے مشورے کے الٹ کام کرے گی اور ایسا ہی ہوا تھا، زرش خان نے آنکھیں گھماتے ہوئے اپنا رخ رائٹ سائیڈ والی دیوار کی طرف کیا ۔۔۔ سجاول خان نے اپنے صحیح اندازے پہ اپنی مسکراہٹ ضبط کی۔۔۔۔ وہ اب غبارہ اٹھاتی اسے اپنے منہ سے بھر رہی تھی، لیکن سجاول خان کی پوزسیسوو طبیعت کو کہاں گوارا تھا۔ وہ اسکے علاؤہ کسی دوسری چیز کو منہ لگائے۔ وہ ایک جست میں صوفے سے اٹھتا اس تک گیا۔ اس کے منہ سے غبارہ کھینچنے والے انداز میں آزاد کرواتے زمین پہ پھینکا۔۔ زرش خان جو اسکی اس حرکت پہ حیرانگی سے اس کا منہ دیکھ رہی تھی، سجاول خان نے اسے سوچنے سمجھنے کا موقع دئیے بغیر اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کے دوسرا ہاتھ اسکے سر کے پیچھے رکھتے اسکے ہونٹوں کو اپنی گرفت میں لیا۔۔۔ اس نے یہ سب ایک پل میں کیا، زرش خان اسکی یوں اچانک اس شدت بھری جسارت پہ اس مینٹل سنکی انسان کو گھوریوں سے نوازتی تپ کے اسکے بازو پہ مکا جھڑ چکی تھی۔ جو اس کے ہونٹوں پہ اپنی گرفت مزید مضبوط کرتا اسے لے کے صوفے پہ گرا۔۔۔ اسکے ہونٹوں کا شدت بھرا بوسا لئے انہیں سرخ کرتے اس نے انہیں آزادی بخشی۔۔۔

KOH NOVELS - URDU

کتنی بار بولا ہے میرے ہونٹوں کے علاؤہ کسی چیز کو منہ نہ لگایا کرو۔۔
اسے اپنی طرف گھورتا پا کے وہ اسکے لبوں پہ اپنا انگوٹھا سہلاتا گھمبیر آواز میں بولا۔ زرش خان اسکی اس اوور پوزسیسوو طبیعت پہ کبھی کبھی بے حد حیران ہوتی۔ وہ اسکے سامنے چمچ سے کھانا بھی نہیں کھا سکتی تھی ، اگر غلطی سے کبھی کمرے میں کھا بھی لیتی تو سجاول خان اسکے ہاتھوں سے اس چمچ کو کھینچ کے پرے پھینکتا اسے اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلاتا تھا۔۔ اسی لئے زرش خان سب کے ساتھ ڈاییننگ روم میں بیٹھ کے زیادہ تر ہاتھ سے ہی کھاتی، تا کہ اس سڑیل بندہ یہی پہ سب کے سامنے ہی شروع نہ ہو جائے۔۔۔۔

اب کیوں آئے ہو میرے قریب؟؟ ابھی بھی سڑا ہوا منہ بنا کے رکھو۔۔ ویسے بھی مجھ سے زیادہ تو تمہیں اپنے بال پیارے ہیں نا؟ میں نے تم سے کبھی بولا ہے کہ گنجے ہو جاؤ، مجھے تمہارے یہ بد صورت بال نہیں پسند؟؟ زرش خان اسے بھگو کے طنز مارتی اسکے بالوں کو پھر سے جھٹکا دیتی بولی۔۔۔ اسے شادی سے پہلے اسکے یہ سلکی بال جتنے پسند تھے ، شادی کے بعد اسے ان سے اتنی ہی جیلسی ہوتی۔ جنہیں وہ سنوار سنوار کے رکھتا تھا۔۔

تم نے مجھے خود اپنے قریب آنے پہ مجبور کیا تھا خانم ۔۔ کھاؤ قسم تم نے جان بوجھ کے ان غباروں کو منہ نہیں لگایا تھا؟؟ سجاول خان اسکے گال پہ اپنے دانت گاڑتا آئیبرو اچکاتے ہوئے ایٹیٹوڈ سے بولا، جس پہ زرش خان کے گلے میں گلٹی بھر کے معدوم ہوئی ۔۔۔ اس نے واقعی ہی اسے زیر کرنے کے لئے جان بوجھ کے اس غبارے کو اپنے منہ سے بھرنا شروع کیا تھا۔ ابھی کہ وہ لائی تھی۔۔ (gadgetانہیں بھرنے کے لئے دو سے تین گیجٹ)

جب تم میرے سامنے جان بوجھ کے اپنے بالوں کو زیادہ اہمیت دے سکتے ہو تو میں کیوں نا کسی دوسری چیز کو منہ لگاؤں ۔۔ بدلے میں زرش خان بھی اسکے گال پہ زور سے دانت گاڑتی ایٹیوڈ سے بولی۔۔۔۔

KUH NOVELS - URDU

منہ توڑ دوں گا میں تمہارا۔۔۔ سجاول خان اسکے صحیح اندازے پہ اسکے ہونٹوں پہ دانت گاڑتا قہقہ لگا کے بولا۔۔۔

گنجا کر دوں گی میں تمہیں ۔۔ وہ بھی اسے ہنستا دیکھ کے بدلے میں اسکے سلکی بالوں کو جھٹکا دیتی قہقہ لگاتی بولی ۔۔ وہ دونوں جان بوجھ کے لڑائی کرتے ایک دوسرے پہ ایسے ظاہر کرتے، جیسے کبھی اگلے کو منہ نہیں لگائیں گے اور جب منانے کی باری آتی تھی تو وہ ایک دوسرے کے راز یونہی فاش کرتے ہوئے بالآخر ہنس پڑتے تھے ۔

کچھ ہی دیر میں سجاول خان سب لڑکوں کو فون کر چکا تھا کہ وہ اپنی اپنی بیویوں کو لے کے فارم ہاؤس تشریف لے آئیں، جس پہ سب نےآنے کی حامی بھرلی۔۔۔ داد بخش سجاول خان کے کہنے پہ وہ دونوں سیم ٹیڈی بئیرز لے کے آ چکا تھا۔ زرش خان ان دونوں ٹیڈی بئیرز کو دیکھ کے بے تحاشہ خوش ہوتی سجاول خان کے سینے سے لگی۔۔۔ جس پہ اس نے اسے سختی سے خود میں بھینچتے اسکے ماتھے کو چوما۔۔ جو ہر کسی کی خوشی کو اپنی خوشی سمجھ کے مناتی تھی "سوائے اپنی گولڈن نائٹ کے" ۔۔ اس نے لاؤنج کو اتنی خوبصورتی سے ڈیکوریٹ کیا کہ سجاول خان خود کتنی دیر تحیرزدہ رہ گیا۔

جب سب اکھٹے ہو رہے تھے تو سجاول خان نے عالیان شاہ کو انوائیٹ کرنا بھی ضروری سمجھا۔۔ لیکن عالیان شاہ کا جواب سنتے اسکا منہ حیرت سے کھلا۔۔

(میں اپنی ہونے والی بیوی کی منگنی پہ جا رہا ہوں" نکاح کرنے" ۔۔ معذرت تم لوگوں کو جوائن نہیں کر سکتا۔ عالیان شاہ سفید کرکراتے کلف لگے سوٹ پہ اپنی کالی اجرک ٹھیک کرتا بولا۔۔۔

تم پاگل ہو؟؟ یا عقل بیچ کھائی ہے؟ حیرانگی کے عالم میں سجاول خان صرف یہی بول سکا۔۔۔

KOH NOVELS - URDU

"کہتے ہیں موت بن بلائے آ جاتی ہے،

لیکن میں موت کے سامنے،

روز کھڑا ہو جاتا ہوں،

بیگانی شادی میں عبداللہ دیوانہ بن کر،"

کیونکہ میں ہوں اک ولن۔۔۔

عالیان شاہ اب شیشے کے سامنے کھڑا خود پہ پرفیوم چھڑکتا مصروف انداز میں ایک ایک لفظ ٹھہر ٹھہر کے بولا۔۔ اور اس کے بعد سجاول خان کے وہ قہقے چھوٹے کہ الامان۔۔ سجاول خان اسکے منہ سے بالی ووڈ مووی "اک ولن " کے الٹے سیدھے ڈائیلاگز سنتا ہنستے ہنستے صوفے پہ گر چکا تھا۔۔

اوو نقلی۔۔" ریتیش دیشمخ"("اک ولن" مووی کا کردار) ۔۔۔ہاہاہاہا۔۔۔ سجاول خان ہنسنے کی وجہ سے اپنی آنکھوں میں آیا پانی صاف کرتا بمشکل یہ الفاظ بول کے پھر سے ہنسنا شروع کر چکا تھا۔۔ ٹیڈی بئیر ز کی سیٹنگ کرتی زرش خان تو اسکے اتنا ہنسنے پہ حیرانگی سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔ اس نے آج پہلی دفعہ اپنے بندے کو اتنا ہنستے دیکھا تھا۔۔ وہ اس کی خوبصورت ہنسی پہ بے ساختہ دل میں ماشاءاللہ بول چکی تھی۔۔ دوسری طرف عالیان شاہ بھی اسکی خوبصورت ہنسی کی آواز سنتا مسکرایا تھا۔۔

ابے۔رک جا ولن۔۔تو تو شادی شدہ نہیں تھا؟؟ سجاول خان اپنی ہنسی روکنے کی ناکام کوشش کرتا پھر سے گویا ہوا ۔۔ اس کو اچانک سے یاد آیا کہ اس کی ایک بیوی بھی ہے جو عالیان شاہ کے کہے کے مطابق ہر وقت اسکے پیلس میں اسکے انتظار میں رہتی تھی۔۔(وہ ابھی تک کچھ دن پہلے سعد خان کی مرچ مسالے لگا کے سنائی گئی عالیان شاہ اور ڈذی ڈوڈل کی ملاقات سے ناواقف تھا۔۔)

چھوڑ۔۔ تو نہیں سمجھے گا ولن کو۔۔۔ عالیان شاہ سر جھٹکتا اسکی عقل پہ ماتم کرتا فون بند کر چکا تھا۔۔ خیر سجاول خان نے بھی اس کی باتوں کو سیریس نہیں لیا، اسے لگا وہ مزاق کر رہا ہے۔۔)

وہ سب تقریباً اکھٹے ہی سجاول خان کے فارم ہاؤس میں داخل ہوئے۔۔۔ زرلاشتہ خان اور گل بہار اپنے اپنے شوہروں کے ساتھ اپنی اپنی مورے کو مل کے ان سے دعائیں لیتی ڈائیریکٹ یہی پہ آئی تھیں۔۔۔ وہ سب اپنی اپنی گاڑیوں سے نکل کے ایک دوسرے سے ملتے ہوئے اندر کی طرف بڑھے۔۔۔۔ رایان خان نے سب سے پہلے گاڑی سے نکلتے ہی اپنے ٹڈے کو اٹھایا، جو باپ کے کندھے سے لگا اسکی طرف پہلے ہی بانہیں پھیلا چکا تھا۔۔

وہ سب ابھی لاؤنج میں داخل ہی ہوئے، جب ہر طرف اندھیرا دیکھتے ہوئے وہ چونکے ۔۔ سب کی بیویوں نے اتنے اندھیرے سے ڈرتے ہوئے اپنے اپنے شوہروں کے بازو تھامے، سوائے بہادر سی گل بہار اور ہرا خان کے۔۔ سب لڑکوں نے اپنے اپنے فون کی لائٹس آن کی ۔۔۔ ابھی ضرار خان لاؤنج کی لائٹس چیک کرنے ہی والا تھا، جب زرش خان ناجانے کہاں سے نازل ہوتی سب لڑکیوں کو چیخنے پہ مجبور کر چکی تھی۔۔

باؤ وو---سرپرائز ----- زرش خان ایک ساتھ کتنے غبارے پھوڑتی، پہلے ان سب لڑکیوں کو باؤوو کی آواز نکال کے ڈراتی بعد میں بلند آواز میں سرپرائز بولی---- سجاول خان نے لاؤنج کی ایل ای ڈی لائٹس آن کرتے اپنی خانم کے کہنے پہ زبردستی پارٹی پیپرز چلائے، ورنہ اسے کہاں یہ سب چونچلے پسند تھے---- وہ سب واقعی ہی سرپرائز ہوئے----- سامنے ننھی منی ایل ای ڈی لائٹس کی روشنی میں دیوار کی خوبصورت ڈیکوریشن دیکھتے وہ سب کی بڑی سی (parents to be حیران ہوئے، دیوار پہ "پیرنٹس ٹو بھی" (تحریر پڑھتے گل بہار اور زرلاشتہ خان کے گال دہک کے لال ہوئے-----

ان سب کو واقعی ہی سرپرائز دیکھتے سجاول خان نے زرش خان کی گھوری پہ بیزاری سے ایک اور پارٹی پیپر چلایا، جس پہ وہ سب ہوش میں آئے--- ضرار خان نے اپنی لاڈلی زری کو سینے میں بھینچتے اسکے ماتھے پہ بوسا دیا----

تھینک یو میرا بچہ--- فارس خان اور ساحر خان نے اسے ساتھ لگاتے اسکا شکریہ ادا کیا----

باقی سب تو ٹھیک ہے-- یہ میری وشہ کو چڑیلوں کی طرح ڈرانے کی کیا ضرورت تھی؟؟ رایان خان ابھی بھی زرش خان کو چڑانے سے بعض نہیں آیا۔ پلوشہ خان کو سینے سے لگاتے سجاول خان نے رایان خان کی بات سنتے زور سے اسکی کمر میں دھمکا جھڑا، جس پہ زرش خان نے ہنستے ہوئے اپنی آنکھیں گھماتے رایان خان کو سلگایا۔ جبکہ پلوشہ خان کے گال ہمیشہ کی طرح دہک کے لال ہوئے----

KOH NOVELS - URDU

چلیں نہ لالہ کیک کاٹیں آپ دونوں زر اور گل کے ساتھ مل کے۔۔۔ زرش خان ساحر خان اور فارس خان کو دیکھتی چہک کے بولی۔۔۔ جس پہ ساحر خان نے کھانستے ہوئے فارس خان کو جا کے کیک کاٹنے کا اشارہ کیا۔۔ ابھی فارس خان یا کوئی بھی کیک کے پاس جاتا، جب ذرلاشتہ خان نے منہ میں پانی لئے ان سب کے اتنی دیر کرنے پہ خود ہی ٹیبل کی طرف کی قدم بڑھائے۔ جس پہ بڑے بڑے سے دو کیک پڑے تھے ۔

زری ان میں سے ہمارا اور خان کا کون سا والا ہے؟؟ زرلاشتہ خان ہر کسی کو فراموش کرتی دو دو بڑے بڑے کیک دیکھ کے بے تحاشہ خوش ہوتی بولی۔۔۔ جس پہ سب نے اپنا قہقہ ضبط کیا۔۔۔

ہاں بتاؤ نا ذری ان کا کون سا والا ہے؟ کیونکہ کیک تو لالہ کی تاشو ہی کاٹیں گی ، وہ صرف اسے اپنے طریقے سے کھانا جانتے ہیں۔۔ سعد خان پہلا جملہ بلند آواز میں جبکہ باقی کے دو جملے ساحر خان کے کان میں سرگوشی سے بولتا اسے اسکی پرانی بات یاد کروا رہا تھا۔ جس پہ اس نے اسے گھوریوں سے نوازتے اپنی مسکراہٹ ضبط کی۔۔۔

یہ تم اور گل آپس میں ڈیسائیڈ کر لو ۔ کیونکہ ٹیسٹ دونوں کا ایک جیسا ہے۔۔ چلیں نا لالہ کیک کاٹیں۔۔ زرش خان پہلے گل بہار اور زرلاشتہ خان سے مخاطب ہوتی، آخر میں منہ بناتی پھر سے فارس خان اور ساحر خان سے مخاطب ہوئی۔۔۔

لالہ کو ایک عدد گن پکڑا دو یہ اس میں سے فائر نکال سکتے ہیں کیک کاٹنا ان کے بس کی بات نہیں ہے۔۔ سعد خان قہقہ لگاتا ساحر خان اور فارس خان کو لتاڑتا بولا۔۔۔

انہوں نے کبھی اپنے پیدا ہونے کی خوشی میں اپنی سالگرہ کا کیک نہیں کاٹا، تو اپنے ہونے والے بچوں کی خوشی میں کیسے کاٹ سکتے ہیں؟؟ داور خان سعد خان کی بات میں حصہ ڈالتا قہقہ لگاتے ہوئے انہیں چھڑ رہا تھا۔ جس پہ سب کا مشترکہ قہقہ گونجا۔۔۔ ساحر خان اور فارس خان نے ان دونوں کو گھوریوں سے نوازا۔۔ یہ بات واقعی ہی سچ تھی ان دونوں کی سالگرہ ایک ہی دن میں تھی، لیکن ان دونوں نے آج تک اپنی سالگرہ پہ کیک نہیں کاٹا تھا۔۔ ہاں دوستوں کو پارٹی وغیرہ دے دیتے، لیکن کیک کاٹنے والے چونچلے انہوں نے آج تک نہیں کیے تھے۔۔

شکریہ میری زری۔۔۔ گل بہار زرش خان کے کان میں شکریہ ادا کرتی زور سے اسکے گلے لگی۔۔۔ جس پہ اس نے اسکے شکریہ پہ اسے آنکھیں چھوٹی کر کے گھور کے دیکھتے ہوئے ٹیبل کے پاس لے جا کے کھڑا کیا۔۔۔

رایان چاچو کس کی برتھ ڈے ہے؟؟ درام خان جو رایان کے کندھے سے سر ٹکاتا کب سے ان سب کی حرکتیں ازبر کر رہا تھا۔ وہ ساحر خان اور فارس خان کو اپنی اپنی بیویوں کے ساتھ کیک کے پاس کھڑے ہوتا دیکھ کے حیرانگی سے استفسار کر رہا تھا۔۔

KOH NOVELS - URDU

تیرے پیدا ہونے والے دشمنوں کی۔۔۔ رایان خان نے بنا سوچے سمجھے اسکے کان میں یہ سرگوشی کی، جو عنقریب شاید سچ ثابت ہونے والی تھی۔۔ درام خان نے رایان خان کے جواب پہ حیرانگی سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔ اس سمجھدار سے پٹھان کو اسکی بات کی فلحال قطعی سمجھ نہیں آئی تھی۔۔۔۔

درام ماموں کی جان یہاں آؤ۔۔ درام چاچو کی جان یہاں آؤ۔۔۔ ساحر خان اور فارس خان نے درام خان کو اپنے پاس بلانے کے لئے یک زبان ہوتے پکارا اور پھر اپنی یک زبانی پہ آئیبرو آچکا کے ایک دوسرے کی طرف دیکھتے درام خان کو دیکھا۔ جو دونوں کی طرف دیکھتا اب رایان سے پوچھ رہا تھا کہ وہ کس کے پاس جائے ؟؟ رایان خان نے اسکی مشکل حل کرتے اسے فارس خان اور ساحر خان کے بالکل درمیان میں ٹیبل پہ بٹھایا۔۔ گل بہار اور زرلاشتہ خان نے باقی سب کو بھی یہاں آنے کا بولا۔ جس پہ پری وش ، پلوشہ خان، ہرا خان، بیا خان اور زرش خان ان دونوں کے اردگرد کھڑی ہوئی۔ کیک زرلاشتہ خان اور گل بہار نے ہی کاٹا۔ فارس خان اور ساحر خان نے تو صرف ان کے ہاتھوں پہ ہاتھ رکھے۔۔ باقی لڑکوں نے اپنے اپنے آئی فون میں ان سب کی چھوٹی سی میموری بناتے سیو کی۔۔۔

کیک کاٹنے کے بعد زرلاشتہ خان نےشرماتے ہوئے کیک اپنے پاس کھڑے ساحر خان کی طرف بڑھایا، جس پہ اس نے اسکا ہاتھ پکڑ کے کیک واپس سے اسکے منہ میں ڈالا۔۔۔

میں کیک بعد میں اپنے طریقے سے کھاؤ گا جانم۔۔ ساحر خان اسکے کان میں سرگوشی کرتا اسکی کنپٹی چوم کے اب درام خان کو کیک کھلا رہا تھا۔ زرلاشتہ خان اسکی سرگوشی کا مطلب سمجھتی کانوں کی لوں تک سرخ پڑی۔۔۔

فارس خان نے کیک کا چھوٹا سا ٹکرا اٹھاتے، گل بہار کو کھلاتے اسکے ماتھے کو پیار سے چوما۔ جس پہ اسکی آنکھیں نم ہوئی۔۔ فارس خان نے کیک کا بڑا سا پیس پکڑتے، سب لڑکوں کو کیک کھلاتے سجاول خان کو گلے لگا کے اسکا شکریہ ادا کیا، جس نے اپنی بیوی کے ساتھ مل کے ان سب کا آج کا دن یادگار بنایا تھا۔

KOH NOVELS - URDU

عالیان شاہ آج پورے ایک ہفتے کے بعد اپنی ڈذی ڈوڈل سے ملنے والا تھا۔رات کے آٹھ بج رہے تھے، جب عالیان شاہ ہاسپٹل جانے کی بجائے سیدھا انابیہ خان کے گھر کی طرف آیا۔۔ وہ جانتا تھا وہ پاکستان میں ایک فلیٹ لے کے رہ رہی ہے۔۔ وہ اس پورے ہفتے میں انابیہ خان کی ایک ایک تفصیل کے چکا تھا ، وہ بن ماں باپ کے پلی بڑی تھی۔ اس نے بچپن سے ایک یتیم خانے میں پرورش پائی تھی۔ اس کے ماں باپ کا انتقال تب سے ہو چکا تھا، جب وہ پانچ سال کی تھی۔ اسکا آگے پیچھے کوئی نہیں تھا اسکے کسی بھی رشتے دار نے اسکی کفالت کا زمہ نہیں اٹھایا۔ وہ پڑھائی میں بچپن سے اچھی تھی۔ اسکی سب اساتذہ نے اسے سپورٹ کر کے آگے پڑھنے پہ مجبور کیا تھا، انہی سب کی مہربانیوں اور اپنی ذہانت کی وجہ سے آج وہ ایک بہترین ڈاکٹر تھی۔۔۔

چوکیدار عالیان شاہ کی روعب دار شخصیت دیکھتا، اسے اندر جانے سے منع کر ہی نہیں پایا تھا۔۔ اس نے ایک دفعہ اسے اندر جانے سے منع کیا، جس پہ عالیان شاہ نے اسے ان نظروں سے گھورا کہ پھر وہ اسکے آگے زبان چلانے کے قابل نہیں رہا تھا۔ لیکن جاتے جاتے چوکیدار کو یہ بتانا نہیں بھولا تھا کہ وہ انابیہ کا دوست ہے۔ تاکہ وہ اسکے پیچھے آ کے اسکی اور ڈزی ڈوڈل کی ملاقات میں کوئی دخل اندازی نہ کرے۔۔۔ عالیان شاہ اسکے گھر کو بالکل خالی اور بنا کسی سجاوٹ کے دیکھ کے دل میں حیران ضرور ہوا، اسکی ڈزی ڈوڈل کے مطابق تو آج اسکی منگنی تھی تو اسکا گھر اتنا سونا سونا کیوں تھا؟؟۔۔ وہ اپنی حیرانگی پہ قابو پاتا اندر کی جانب بڑھا۔۔۔

وہ ابھی لاؤنج میں داخل ہی ہوا، جب وہ سامنے بیٹھی ڈذی ڈوڈل کو نائٹ سوٹ میں دیکھ کے مزید حیران ہوا۔۔۔ وہ اپنے لاؤنج کی تمام لائٹس آف کیے ایل سی

ڈی پہ کوئی ہالی ووڈ مووی دیکھتی ساتھ ساتھ منہ کھول کے فرائز کھا رہی تھی۔۔ بالوں کا اونچا سا جوڑا بنائے دونوں اطراف سے سنہری لٹیں نکالے وہ فرائز کھاتی بے تحاشہ کیوٹ لگ رہی تھی۔۔

ہائے اللہ ۔۔۔ یہ ریموٹ کہاں پہ گیا۔۔۔ ارے رک جاؤ بچے دیکھ رہے ہیں۔۔ یہ۔۔ یہ کیا کر رہےہو تم دونوں۔۔۔ انابیہ خان ایک سی ڈی پہ ہیرو اور ہیروئن کا کس سین دیکھ کے سٹپٹاتی، اپنی فرائز کو سامنے ٹیبل پہ رکھ کے ریموٹ تلاشتی ساتھ ساتھ ہیرو اور ہیروئن کو ڈپٹ رہی تھی۔ جو ایک دوسرے کے لپس کو سرعام لاک کئے ہوئے تھے۔۔ عالیان شاہ نے اسکی حرکت پہ بمشکل اپنی مسکراہٹ ضبط اپنے گولڈن بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔۔ عالیان شاہ نے اسکے سامنے ڈائریکٹ جانے کی بجائے، یہاں وہاں سے کوئی اور راستہ تلاشنا چاہا اور اسے راستہ مل چکا تھا۔ وہ ڈائیٹنگ روم سے ہوتا، لاؤنج میں داخل ہوتا۔ انابیہ خان کے صوفے کے بالکل پیچھے آکے کھڑا ہو چکا، جو نیچے جھک کے ہنوز ریمورٹ تلاش رہی تھی۔۔۔

چھوڑو ریمورٹ کو۔۔۔ اتنا اچھا سین ہے۔۔۔ آؤ مل کے دیکھتے ہیں۔۔۔ عالیان شاہ اسکے کان کے بالکل پاس جھکتا گھمبیر آواز میں گویا ہوا۔۔۔

عشقِ ستم۔۔۔ قسط 95(پارٹ 2)

چھوڑو ریمورٹ کو۔۔۔ اتنا اچھا سین ہے۔۔۔ آؤ مل کے دیکھتے ہیں۔۔۔ عالیان شاہ اسکے کان کے بالکل پاس جھکتا گھمبیر آواز میں گویا ہوا۔۔۔

انابیہ خان جو پہلے ہی کوئی ہالی ووڈ ڈراونی سی مووی دیکھ رہی تھی، اپنے اتنے قریب سے گھمبیر سی آواز سنتی وہ ساکت ہوئی۔۔۔۔ اس نے ابھی تک یہ غور نہیں کیا کہ یہ کسی انسان کی آواز ہو سکتی ہے اور اسکے شاہ کی ہو سکتی ہے۔۔۔ بلکہ وہ تو ابھی تک اپنی چڑیلوں والی مووی میں گم تھی۔۔ اسے سٹیچو کی طرح سٹل ہوتے دیکھ کے عالیان شاہ نے اسکے اونچے جوڑے کو

اپنے ہاتھ سے کھولتے اسے ہوش میں لانے کی ایک چھوٹی سی کوشش کی اور پھر وہ ایسی ہوش میں آئی کہ اسکی اتنی اونچی چیخ سنتے عالیان شاہ نے بے ساختہ اپنے کانوں پہ ہاتھ رکھنے کی بجائے اسکے منہ پہ اپنا ہاتھ رکھا۔۔۔ جو گلا پھاڑ کے چیخ رہی تھی۔

ششش۔۔۔ عالیان شاہ اسے خاموش کروانے کی غرض سے اسکے کان میں سرگوشی نما آواز میں بولا۔۔۔ جس پہ انابیہ خان سانس تک روک چکی تھی۔۔ اسے پھر سے سٹل ہوتے دیکھ کے عالیان شاہ نے اسے مزید ڈرانے کی بجائے، اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسکا رخ اپنی طرف موڑا اور پھر اپنے سامنے عالیان شاہ کو دیکھ کے انابیہ خان نے حیرانگی سے آنکھیں پھاڑتے اسکی طرف دیکھا۔۔۔ اس کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو عارضوں پہ بہے اور کچھ ہی منٹوں میں وہ اپنے منہ پہ ہاتھ رکھ کے بچوں کی طرح روئی۔۔۔ ان چند منٹوں میں وہ کیا کیا سوچ چکی تھی۔۔۔ ان چند منٹوں میں اپنی عزت کے لٹ جانے کا ڈر و خوف اسے شدت سے محسوس ہوا۔ لیکن اپنے سامنے عالیان شاہ کو دیکھتے، دل میں ایک انجانے سے تحفظ کا احساس بھی ہوا۔۔۔ وہ چاہے اوپر اوپر سے جتنی مرضی بہادر بنتی تھی، لیکن تھی تو وہ لڑکی ہی۔۔۔ اسے روتے دیکھ کے عالیان شاہ بھوکھلاتا ہوا، صوفے سے آگے کی طرف آتے اسکے قریب آیا۔ جو ابھی تک منہ پہ ہاتھ رکھتی بچوں کی طرح ہچکیوں کے ساتھ رو رہی تھی۔۔۔ اس نے آج پہلی بار اسے یوں ہچکیوں سے روتے دیکھا، ورنہ وہ تو اسکے سامنے ایک آنسو تک نہیں بہاتی تھی۔۔۔ وہ لڑکی جو اپنے جذبات پہ قابو کرنا جانتی تھی، ہر وقت شیرنی کی طرح غراتی رہتی تھی۔ اسے اب یوں روتے دیکھ کے عالیان شاہ کے دل کو کچھ ہوا۔۔۔

ڈذی۔۔۔ عالیان شاہ نے اسکے چہرے سے اسکے دونوں ہاتھ ہٹاتے اسے نرمی سے پکارا۔ لیکن وہ اسکے ہاتھ جھٹکتی اس سے دور ہو چکی تھی۔۔۔

KOH NOVELS - URDU

ہے۔۔۔ڈنی ڈوڈل۔۔۔سٹاپ۔۔کرائینگ۔۔۔ عالیان شاہ اسکے یوں ہاتھ جھٹکنے پہ اپنے جبڑے پھینچتا لہجے کو مزید نرم بناتا ہوا بولا۔ لیکن ڈنی ڈوڈل نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔۔۔ عالیان شاہ جان چکا تھا، وہ اس کے یوں اچانک سے یہاں پہ آنے پہ کافی ڈر چکی ہے۔۔ عالیان شاہ نے بے ساختہ اسکا بازو پکڑ کے اسے اپنے پاس کھینچتے اپنے سینے میں بھینچا۔۔۔ اس اچانک افتاد پہ انابیہ خان کی دھڑکنیں سر پٹ دوڑی۔۔۔ وہی پہ عالیان شاہ کی دھڑکنیں بھی دھونکنی کی مانند چل رہی تھی۔۔ انابیہ خان نے اپنی پوری طاقت سے اس سے الگ ہونا چاہا، لیکن عالیان شاہ اسے مزید سختی سے اپنے حصار میں قید کرتا اسکے بالوں کو سہلا رہا تھا۔۔

شش۔۔۔میں کچھ نہیں کر رہا۔۔۔میرا پیارا بچہ ۔۔۔ عالیان شاہ اسکے عارضوں پہ بہتے آنسوؤں کو صاف کرتا بے حد پیار سے بولا۔۔۔ انابیہ خان کو کہاں کبھی کسی نے اتنی نرمی سے سینے سے لگاتے یوں اتنے پیار سے مخاطب کیا تھا، جیسے اس وقت وہ کر رہا تھا؟ وہ کہاں اتنے پیار کی عادی تھی؟ وہ اسکے اتنے سے پیار پہ اسکی کالی اجرک کو اپنی مٹھیوں میں تھامتی، پھر سے ہچکیوں سے رونا شروع ہو چکی تھی۔۔ وہ آج ناجانے اپنے کس کس غم پہ ماتم کرتی رو رہی تھی۔۔ اسکے یوں سینے سے لگانے پہ اسے اپنے بچپن کا ایک ایک غم یاد آیا، جب اسکے ماں باپ کے مرنے کے بعد اسکی کفالت اسکی سگی خالہ اور پھوپھو تک نے نہیں کی تھی۔۔ کیا اس کا وجود اتنا ارزاں تھا جسے سب نے دھتکارا تھا ؟؟ ہمیشہ والا سوال آج بھی اسکے دماغ میں گونجا۔۔۔ ایک پل کو اسکا دل چاہا عالیان شاہ کو اپنی بچپن کی ایک ایک محرومی کا بتائے، لیکن اگلے ہی پل اسے اس بے مہر انسان کی ستمگری یاد آئی۔ جو ایک ہفتہ پہلے اس سے محبت کا دعویٰ کرنے کے بعد ایسا غائب ہوا کہ پلٹ کے پوچھنا بھی گوارا نہیں کیا۔۔۔ اس کے اظہار محبت کے بات اس نے کتنا یاد کیا تھا اسے۔۔۔ یہ سب سوچتے وہ شدید مزاحمت کرتی ایک پل میں اس سے دور ہوئی۔۔۔۔

KOH NOVELS- URDU

تم۔تمہاری۔۔ہمت۔۔کیسے۔۔ہوئی۔۔۔میرے۔۔۔گھر۔۔۔میں۔۔۔قدم۔۔رکھنے ۔۔۔کی ۔۔۔بھی؟؟
انابیہ خان اپنی ہچکیوں کو گھونٹنے کی ناکام کوشش کرتی، عالیان شاہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتی لرزتی آواز میں بولی۔۔۔

اس دفعہ تمہارا اعتراض کرنا بنتا تو نہیں ہے ڈذی ڈوڈل ۔۔ اس بار تو میں اپائنٹمنٹ لے کے آیا تھا۔۔ عالیان شاہ اسکا گال نرمی سے سہلاتا اسے ایک ہفتے پہلے والی ملاقات یاد کروا رہا تھا، جب عالیان شاہ نے اسے اچھی طرح سے باور کروایا کہ وہ اسکی منگنی والے دن ضرور آئے گا۔۔۔

ویسے کہاں ہے تمہارا فیانسی؟؟ کیا میرے ساتھ اس نائٹ سوٹ میں نکاح کرو گی؟؟ عالیان شاہ بالآخر اپنے دل میں کب سے آتا سوال اسکی طرف دیکھ کے آئیبرو اچکاتا ہوا پوچھنے لگا۔۔۔

اسے کوئی بھی جواب دئیے بنا انابیہ خان کی نظریں بے ساختہ خود پہ پڑی۔۔۔ وہ رف سے نائٹ سوٹ میں ملبوس بے ترتیب سی حالت میں بنا دوپٹے اور سٹولر کے تھی۔۔۔ وہ کانوں کی لوں تک سرخ پڑتی صوفے پہ پڑی چادر خود پہ اوڑھ چکی تھی۔۔ عالیان شاہ نے اسکی حرکت پہ مسکراہٹ ضبط کرتے ہلکی سی ایل سی ڈی کی روشنی میں اسکے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھا۔۔۔

آپ کومینرزنہیں ہیں کسی کے گھرمیں آنے کے؟؟ وہ اسکی طرف دیکھتی سختی سے بولی۔۔۔

میں مینرز کے تحت ناک کرنے ہی والا تھا ڈذی، لیکن پھر تمہیں یوں اتنی رومانٹک سی مووی میں اتنا گم دیکھ کے مجھے اپنے سکول میں ایک ٹیچر کا دیا گیا ڈسپلن کا لیکچر یاد آیا کہ جب کوئی کسی کام میں بے حد مصروف ہو تو

KOH NOVELS - URDU

شور ڈال کے اسے تنگ نہ کیا جائے۔ بلکہ اسے آہستگی سے پکارلیا جائے تا کہ اگلا بندہ ڈسٹرب نہ ہو۔۔۔ عالیان شاہ اب باقاعدہ ایل سی ڈی کی طرف اشارہ کرتا، انابیہ خان کی طرف دیکھ کے اپنی آنکھیں ٹپٹپاتا ہوا بولا۔۔۔ سکرین پہ چلتے واہیات سے سین کو دیکھتے انابیہ خان کی سیٹی گم ہوئی۔۔۔ اس نے جلدی سے اپنی آنکھوں پہ ہاتھ رکھا۔۔ وہ یہ مووی آج پہلی بار دیکھ رہی تھی، وہ قطع نہیں جانتی تھی یہ مووی اتنی رومانٹک ہو گی۔۔ وہ جو منہ پہ ہاتھ رکھے ہوئے تھی عالیان شاہ کو ہنوز ایل سی ڈی کی طرف دیکھتے ہوئے اس کے پورے وجود میں چھنگاڑیاں بھری۔۔۔ مووی کی ہیروئین بے تحاشہ ٹائٹ سے لباس میں ملبوس گہرے گلے کی چھوٹی سی بلاؤز کے ساتھ گھٹنوں تک آتی سکرٹ پہنے، ہیرو کی گود میں بیٹھے اسکے لبوں پہ اپنے لب رکھے ہوئے تھی۔۔ اب ہیروئین کی برہنہ پشت واضح ہو رہی تھی، جسے دیکھتے انابیہ خان نے غصے اور شرم و حیا سے سرخ چہرے لئے عالیان شاہ کا گریبان پکڑتے اسے اپنی طرف موڑا۔۔۔ عالیان شاہ جو اسکی حرکت پہ حیرانگی سے اسکی طرف پلٹا تھا، اب اسے یوں شیشے کا باؤل ایل سی ڈی پہ مارتے دیکھ کے وہ اپنی ڈارک براؤن آنکھیں مزید پھیلا گیا۔ اسکے سرخ چہرے کے ساتھ غصے سے پھولی سانسیں محسوس کرتے عالیان شاہ نے نا سمجھی سے اسکی طرف دیکھا، جو اسکے گریبان پہ گرفت مضبوط کرتی اسے تھوڑا سا خود پہ جھکاتی غرائی۔۔۔۔

تمہیں شرم نہیں آتی گندی گندی لڑکیاں دیکھتے ہوئے۔۔ کیوں۔۔کیوں دیکھ رہے تھے۔ تم اس واہیات لڑکی کو۔۔ او گاڈ تمہار ی ہمت کیسے ہوئی اسے دیکھنے کی بھی۔۔ انابیہ خان آپے سے باہر ہوتی بے تحاشہ غصے سے غرائی۔۔۔ عالیان شاہ نے شاکڈ کیفیت میں اسکی طرف دیکھا۔ وہ قطعی اس لڑکی کی وجہ سے ایل سی ڈی پہ نہیں دیکھ رہا تھا۔ وہ تو صرف اسے ستانے کی غرض سے اس رومانٹک سین پہ نظریں جمائے ہوئے تھا، تا کہ وہ شرماتی ہوئی سرخ پڑے اور وہ تھی کہ ناجانے کیا کیا سوچ چکی تھی۔۔ عالیان شاہ نے بے ساختہ مڑ کے یونہی ایل سی ڈی کا حشر دیکھنا چاہا، جس پہ اس نے ابھی شیشے کا باؤل توڑا تھا۔ لیکن انابیہ خان تو اسکے یوں چہرہ موڑنے پہ مزید تپی۔۔۔۔ ۔

KOH NOVELS - URDU

-

کیا ہے تمہارا وہاں پہ؟؟ تم نے اپنا چہرہ موڑا بھی کیسے؟؟ زیادہ پسند آ گئی ہے وہ؟؟ انابیہ خان رکھ کے عالیان شاہ کے پیٹ میں مکا جھڑتی بے حد غصے سے غرائی۔۔ اس کے زور سے باؤل ایل سی ڈی پہ مارنے کی وجہ سے اس پہ سکریچز تو ضرور آئے، لیکن وہ سین ہنوز ویسے ہی چل رہا تھا۔ جو انابیہ خان کے غصے میں اضافے کا باعث بن رہا تھا۔ عالیان شاہ کو اس کے نرم و ملائم ہاتھ کے مکے سے بھلا کیا فرق پڑنا تھا۔ وہ تو اسکی اداؤں کو دیکھتا بولنے کے لئے کچھ الفاظ تلاش کر رہا تھا، لیکن وہ اسے بولنے ہی کہاں دے رہی تھی۔۔ وہ بیوی بننے سے پہلے ہی اپنی بیویوں والی ادائیں دکھاتی عالیان شاہ کے دل کو بری طرح سے دھڑکا چکی تھی۔ البتہ اسکے پوزسیسوو انداز پہ عالیان شاہ سے اپنی مسکراہٹ ضبط کرنا محال ہوا۔۔۔

اب نہیں دیکھوں گا ڈنی ڈوڈل۔۔۔ اگر شادی کے بعد بھی کبھی تمہارے علاؤہ کسی کو دیکھوں گا، تو تم خود سے مجھے ایسی ادائیں دکھاتی ہوئی اپنے جال میں قید کر لینا ۔۔ واللہ خوشی خوشی قید ہو جاؤں گا۔۔ عالیان شاہ ایک جھٹکے میں اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کے اسے خود کے بے حد قریب کرتا، اسکی پلکوں پہ پھونک مارتا گھمبیر آواز میں گویا ہوا۔۔۔ انابیہ خان اسکی بات پہ سرخ پڑی۔۔۔ اس نے اپنے دل کی بے خودی پہ لعنت بھیجتے اسکے سینے پہ ہاتھوں کا دباؤ ڈالتے، اس سے دور ہٹنے کی مزاحمت کی۔۔۔ لیکن وہ اسے اپنے مزید قریب کر گیا۔۔

تمہاری منگنی کب شروع ہو گی؟؟ عالیان شاہ اسکے کان کی لوں دانتوں میں دباتا آواز کو مزید گھمبیر بناتا گویا ہوا۔۔۔ انابیہ خان کے گلے میں گلٹی بھر کے معدوم ہوئی۔۔ وہ اسے کیا جواب دے؟ اسکی سمجھ سے باہر تھا۔۔

KOH NOVELS - URDU

تمہیں اس سے مطلب۔ چھوڑو مجھے۔ اور جاؤ وہی پہ جہاں پہ پچھلے ایک ہفتے سے تھے۔۔۔ بالآخر ناچاہتے ہوئے بھی وہ دل کا شکوہ زبان پہ لا چکی تھی۔۔ وہ آج پھر آپ سے تم پہ آ چکی تھی ۔۔ اسکے نروٹھے انداز پہ عالیان شاہ نے لب دباتے، اپنی مسکراہٹ ضبط کی۔۔۔ دل میں خوشی سے لڈو پھوٹے، تو کیا وہ اس ہفتے اسکا انتظار کرتی رہی تھی۔ بالکل اسی کی طرح جیسے اس نے اپنی ہر رات آنکھوں میں کاٹی تھی؟؟

تمہاری منگنی کس وقت شروع ہو گی ڈنی ڈوڈل؟ جتنا جلدی بتاؤ گی یقین مانو فائدے میں رہو گی۔۔ ورنہ اسی پل کوئی گناہ گار سی جسارت کرتا، تمہیں انار کی طرح سرخ کر دوں گا۔ عالیان شاہ اسکے لبوں پہ پھونک مارتا خمار آلود آواز میں بولا۔۔۔ انابیہ خان نے اسکی خمار آلود آواز پہ تضاد اسکی بے باک سرگوشی پہ سرخ پڑتے اسے خود سے دور دھکیلا۔۔۔

میری۔۔ منگنی۔۔۔ دوپہر۔۔ میں۔۔ہو۔۔۔چکی۔۔۔ہے۔۔۔ انابیہ خان اس سے نظریں چراتی ہوئی بولی۔۔۔ کھینچا تانی میں جو چادر نیچے زمین پہ سلامی دے رہی تھی، اسے اٹھاتے ہوئے مکمل طور پہ خود پہ اوڑھا ۔۔

کیوں چاہتی ہو میں تمہارے اس جھوٹ پہ بغیر نکاح کے تمہارے ہونٹوں پہ کاٹتا ہوا خود کو گناہگار کر لوں؟؟ عالیان شاہ اسکے نظریں چرانے اور اسکے ہاتھوں میں کسی بھی انگوٹھی کو نا دیکھتا ریلکس سے انداز میں صوفے پہ بیٹھتا آئیبرو اچکاتے ہوئے بولا۔۔۔ انابیہ خان کا چہرہ شرم و خفت سے سرخ پڑا۔۔۔ وہ کیسے جان چکا تھا وہ جھوٹ بول رہی ہے؟؟ انابیہ خان نے سٹپٹاتے ہوئے دل میں سوچا۔۔۔۔

خبردار جو تم نے میرے ساتھ ایسی گھٹیا بکواس کی تو۔۔ جاؤ اپنی پہلی بیوی کے ساتھ جا کے یہ حرکتیں انجام دو۔ جس کے پاس تم نے یہ پچھلا پورا ہفتہ

گزارا ہے۔۔ میرا اور تمہارا ایسا کوئی رشتہ نہیں ہے، جو میں تمہاری ان بے باک باتوں کو سنوں۔۔ انابیہ خان دل میں لرزتی، جب کے چہرے پہ چٹانوں سی سختی لئے غرائی۔۔۔

میرا اور تمہارا ایسا کوئی رشتہ نہیں ہے، لیکن جیلس ہونا تو مجھ پہ فرض ہے؟؟ میرا اور تمہارا ایسا کوئی رشتہ نہیں ہے، لیکن تمہاری انہی بے باک باتوں کی وجہ سے سرخ ہونا تو مجھ پہ واجب ہے۔۔۔ میرا اور تمہارا ایسا کوئی رشتہ نہیں ہے، لیکن تم پھر بھی میرے علاؤہ کسی اور لڑکی کو نہیں دیکھ سکتے؟؟ میرا اور تمہارا ایسا کوئی رشتہ نہیں ہے، لیکن پھر بھی اپنی منگنی کے جھوٹ بول کے تمہیں جلانا میں نے ضروری سمجھا۔۔ میرا اور تمہار۔۔۔ ابھی عالیان شاہ اسے کہنی سے پکڑ کے اپنے بالکل پاس بٹھاتا اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے خود سے اسکے تمام راز فاش کرتا، جب انابیہ خان نے اسکی باتوں پہ اپنی گولڈن آنکھیں پھیلاتے ہوئے اسکے منہ پہ ہاتھ رکھتے اسکی قینچی کی طرح چلتی زبان بند کروائی تھی۔۔ انابیہ خان کو لگا وہ اسے اسکے اندر تک پڑھ چکا ہو۔۔ وہ دو منٹ میں اپنی باتوں سے اسے بھوکھلا کے رکھ چکا تھا۔۔ انابیہ خان کے پاس جیسے بولنے کو کچھ بچا ہی نہیں تھا ۔۔

یہ۔۔۔تم۔۔کیا۔۔بول۔۔۔رہے۔۔۔ہو۔۔۔ جاؤ پلیز یہاں سے۔۔۔ انابیہ خان انجان بنتی اسکے لبوں سے ہاتھ ہٹاتی اسے پھر سے جانے کا بول رہی تھی۔ وہ مزید اس چالاک انسان کے ساتھ ایک منٹ بھی نہیں گزار سکتی تھی۔۔

میں آج تم سے نکاح کئے بغیر ہر گز نہیں جاؤں گا ڈنی ڈوڈل۔۔۔ لیکن مجھے لگتا ہےاس سے پہلے مجھے تمہارے ساتھ بہت سی باتیں کلئیر کرنے کی ضرورت ہے۔۔ عالیان شاہ مضبوط لہجے میں سنجیدگی سے بولتا، اسکے پاس سے اٹھ کے نیچے گھٹنوں کے بل بیٹھتا اسکے نرم و ملائم ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھام چکا تھا۔۔ انابیہ خان نے حیرانگی سے اس انا پرست انسان کو

اپنے گھٹنوں میں بیٹھے دیکھا۔۔ وہ آج اسکا الگ ہی روپ دیکھ رہی تھی۔۔ وہ آج اسکے ساتھ بے حد نرمی سے پیش آ رہا تھا۔۔ وہ ناچاہتے ہوئے بھی اسکی باتوں کو سننے پہ مجبور ہو چکی تھی۔۔

جانتی ہو میں "سید عالیان شاہ" جتنا مضبوط دکھتا ہوں، اندر سے اتنا ہی کمزور ہوں ڈزی۔۔ میں تین سال کا تھا جب میری ماں کا انتقال ہو گیا ۔۔ جانتی ہو میرا باپ ہمیشہ مہینوں بعد ایک دفعہ ہویلی میں چکر لگاتا تھا۔۔ وہ جب بھی آتا تھا خود سے میرے قریب نہیں آتا، بلکہ میں اسکے لمس کو پانے کے لئے تڑپتا ہوا اسکے پاس جاتا تھا۔۔ وہ بھی شاید میری تڑپ پہ ترس کھاتا، میرے ساتھ دو گھڑی وقت گزار لیتا تھا۔ لیکن پھر سے ہویلی سے جانے کے بعد اپنی عیاشیوں میں مصروف وہ بھول جاتا تھا کہ اسکا کوئی بیٹا بھی ہے۔ جو پورا پورا دن کھڑکی پہ اسکی راہ تکتا رہتا۔۔ میرا باپ تو مجھ سے مل کے مجھے بھول جاتا لیکن مجھے اپنے باپ کے لمس کی ایسی عادت ہو چکی تھی کہ میں چھ چھ ماہ صرف اسے دیکھنے کے لیے دل میں تڑپتا رہتا، لیکن کسی کو اپنی تڑپ نہیں بتاتا تھا۔۔ مجھے اپنے دکھ اپنے تک رکھنے کی عادت ہو چکی تھی۔۔ کیونکہ میری ماں تو حیات تھی ہی نہیں جو میرے دکھ سنتی مجھے تسلیاں دیتی ۔۔ میرے دادا دانیال شاہ نے میرے دماغ میں بچپن سے میری ماں کے لئے ایسا ذہر گولا کہ میں بڑے ہونے تک بلاوجہ اپنی مری ہوئی ماں کے لئے دعائیں کرنے کی بجائے اسکے ساتھ نفرت برتتا رہا۔۔ میں دو ہفتے پہلے اپنی تیس سالہ زندگی میں پہلی بار اپنی پاک دامن ماں کی قبر پہ گیا، لیکن کیسا بد نصیب تھا۔ اپنی ماں کی قبر پہ کھڑے ہوتے ہی مجھے ٹھنڈے پسینے چھوٹنے لگے۔۔ دل ملامت کرنے لگا کہ اتنے سال کہاں تھے؟؟ ماں کا چہرہ حقیقی تصور سا بنتا میری آنکھوں کے پردوں میں لہرانے لگا۔۔ وہ مجھے تڑپتی ہوئی پکار رہی تھی۔۔ وہ مجھے بول رہی تھی "شاہ میں نے تمہیں اتنا یاد کیا۔۔ تم کیسے بیٹے ہو تمہیں اپنی ماں کی یاد نہ آئی جس نے دو سال تمہیں اپنا دودھ پلایا؟؟ تم کیسے اس ماں کو بھول سکتے ہو جس نے ہمیشہ تمہیں اپنے پروں میں چھپا کے رکھا؟؟"

KOH NOVELS URDU

میرے بچپن کے نو سالوں میں بمشکل پندرہ مرتبہ میرے باپ نے مجھ سے ملاقات کی۔۔ جانتی ہو ایک سال میں تین سو پینسٹھ دن ہوتے ہیں۔۔۔ تین سو پینسٹھ دنوں کو نو کے ساتھ ضرب کرو گی تو 3285 دن بنتے ہیں اور جانتی ہو ان دنوں میں کل ملا کے 78840 گھنٹے، 4730400منٹ اور283824000سیکنڈ بنتے ہیں۔ میں نے اپنے باپ کے زندہ ہوتے ہوئے بھی ایک ایک سیکنڈ تڑپتے ہوئے اس کو یاد کیا، لیکن شاید میں اسے پسند نہیں تھا۔ جو وہ میرے ساتھ وقت گزارنا پسند نہیں کرتا تھا۔ وہ جو دو گھڑی میرے ساتھ وقت گزارتا، وہ بھی صرف دنیا والوں کو دیکھانے کے لئے۔۔۔ جب میں ساڑھے نو سال کا ہوا میرے باپ کا قتل ہو گیا ۔۔ تب سے ہی میرے دادا نے میرے دماغ میں خانزادوں کے خلاف زہر گھولنا شروع کر دیا اور میں نے بھی تب سے دلاور شاہ کو یاد کرنا چھوڑ دیا۔ میرا بس نہیں چلتا کہ میں ساڑھے نو سال کی عمر میں جوان آدمی بن جاؤں یا اس قابل ہو جاؤں کہ میں خانزادوں سے بدلہ لے سکوں اور جب بدلہ لینے کی باری------- اور پھر اسی طرح سے عالیان شاہ اسکے نرم و ملائم ہاتھوں پہ انگلی پھیرتا اسے اپنی زندگی کی ہر کڑوی کسیلی حقیقت بتاتا گیا۔ ناجانے کیسے اسکی آنکھوں سے دو آنسو ٹوٹ کے اسکی گولڈن بئیرڈ میں جذب ہوئے۔۔۔۔

اب خود مجھے بتاؤ میں اپنے خونی رشتوں سے دھوکے کا مارا شخص کیسے تمہاری آنکھوں میں خود کے لئے محبت دیکھتا، ایک پل میں تم پہ یقین کر لیتا ڈذی ڈوڈل؟؟ یقین مانو میں نے جب جب تمہیں تکلیف دی اسی پل میرے دل کو ٹہوکا سا لگا ۔۔ میں نے۔۔۔ ابھی عالیان شاہ اپنے اذیت سے بھرپور لہجے میں مزید کچھ بولتا، جب انابیہ خان اسکے منہ پہ ہاتھ رکھتی نفی میں سر ہلاتی اسے مزید بولنے سے منع کر گئی۔۔ اس میں مزید ہمت نہیں رہی تھی، اس کی اذیت سے بھرپور باتوں کو سننے کی۔۔ اپنے لبوں پہ اسکا نرم و ملائم ہاتھ محسوس کرتے عالیان شاہ نے اسکی گود سے نظریں اٹھاتے اسکی طرف دیکھا، جس کا پورا چہرہ آنسوؤں سے لبریز تھا۔۔ وہ جو کب سے اپنے منہ پہ ہاتھ رکھتی اپنی ہچکیوں کو گھونٹتے ہوئے تھی۔ وہ اسکے گلے لگتی زور زور سے رونا شروع کر چکی تھی۔۔ اس نے ہمیشہ سے یہی سوچا تھا کہ اس دنیا

KOH NOVELS - URDU

میں اک وہی بد نصیب اور ان چاہا وجود ہے۔۔ لیکن عالیان شاہ کا درد ناک ماضی سننے کے بعد اسکے خیالات بدل چکے تھے۔۔ اسکے شاہ نے ان تیس سالوں میں اتنی تکلیف برداشت کی؟؟ یہ سب سوچتے ہوئے ہی انابیہ خان کا دل پھٹتا جا رہا تھا۔۔ وہ بھول چکی تھی اس نے بھی اپنی زندگی کے بائیس سال اپنے ماں باپ کے بغیر گزارے ہیں۔۔ عشق کی تڑپ ہی ایسی تھی کہ وہ محبوب کی تکلیف کے سامنے اپنی ہر تکلیف بھول چکی تھی۔۔۔ اسکی پیش قدمی پہ عالیان شاہ نے آنکھیں میچ کے گہری سانس بھرتے اسکے گرد اپنا حصار باندھا۔۔۔ اپنے گرد اسکا حصار بندھتا محسوس کرتے انابیہ خان اپنی بے خودی پہ کنفیوز سی اس سے دور ہوئی۔۔۔۔ عالیان شاہ نے اسکے عارضوں پہ بہتے آنسو اپنی انگلیوں کی پوروں سے صاف کئے۔۔۔۔۔

اگر۔۔۔ تو۔۔ تم ۔۔۔یہ۔۔۔۔ سوچ ۔۔رہے۔۔ ہو ۔۔۔کہ۔۔۔ تم۔۔ مجھے۔۔۔۔یوں۔۔۔ ایموشنل۔۔۔ بلیک میل۔۔۔ کر کے۔۔۔ مجھ ۔۔۔سے ۔۔۔آج۔۔ کی ۔۔۔تاریخ۔۔ میں نکاح ۔۔۔کر ۔۔۔لو ۔۔گے۔۔ تو ۔۔۔یہ ۔۔۔بھول۔۔ ہے۔۔۔ تمہاری۔۔۔ انابیہ خان سوں سوں کرتی ہچکیوں کے درمیان اتراتی ہوئی بولی۔۔۔ جس پہ عالیان شاہ کا ناچاہتے ہوئے بھی قہقہ چھوٹا۔۔۔

سوچ لو اپنی قسم کھا کے آیا تھا کہ آج تم سے نکاح کیے بغیر نہیں جاؤں گا۔۔ اگر قسم ادھوری رہ جانے پہ مر ور گیا تو؟؟ عالیان شاہ اسکے ہاتھوں کو چومتا آبیبرو اچکاتے ہوئے شرارت سے بولا۔۔۔ اسکی بات پہ انابیہ خان اندر تک لرزی۔۔۔ دل بری طرح سے دھڑکا۔۔۔ اس نے اپنی گولڈن آنکھوں میں شکوہ لئے اسکی طرف دیکھا، جو اسے خود سے عشق کروا کے اب مرنے کی باتیں کر رہا تھا۔۔

میں اپنے فیانسی سے نکاح کی اجازت لے کے بتاؤں گی۔۔۔ وہ اس کی بات پہ ناراضگی سے اپنے ہاتھوں سے اسکے ہاتھ جھٹکتی نروٹھے پن سے بولی۔۔۔

ایسی کی تیسی تمہاری اور اس الو کی بھی--- عالیان شاہ اسکی بات پہ تپتا ہوا اسکا دائیاں گال زور سے کھینچتا دبی دبی آواز میں غرایا۔ جس پہ انابیہ خان نے اپنی مسکراہٹ ضبط کی---

مولوی اور گواہوں کے بغیر نکاح کرو گے؟؟ انابیہ خان اسکے یوں اکیلے تیار شیار ہو کے آنے پہ چوٹ کرتی بولی---

گواہوں کا انتظام پہلے ہی فارم ہاؤس پہ کر چکا ہوں--- اور بتاؤ مولوی کو گن پوائنٹ پہ پکڑوں یا شرافت سے نکاح پڑھوانے والا بھی چلے گا؟؟ عالیان شاہ آییبرو آچکا کے بولتا اپنی پنڈلی سے گن نکال کے ٹیبل پہ رکھتا گویا ہوا--- اسکے یوں اچانک سے گن نکالنے پہ انابیہ خان چیخی--- جس پہ پھر سے عالیان شاہ کا چھت پھاڑ قہقہ گونجا تھا۔۔

کچھ دیر بعد انابیہ خان اپنا لباس تبدیل کر کے آ چکی تھی۔۔ عالیان شاہ اسے بتا چکا تھا کہ وہ سب سجاول خان کے فارم ہاؤس پہ جمع ہیں اور وہی پہ وہ دونوں نکاح کریں گیں--- انابیہ خان وہاں سب کے سامنے یوں اچانک نکاح کرنے پہ بے حد ججھک محسوس کر رہی تھی، لیکن عالیان شاہ نے اسے تسلی دی تھی کہ وہ سب سنبھال لے گا۔۔

مال سے انابیہ خان کے لئے نکاح کا لباس خریدنے کے بعد وہ دونوں اب گاڑی میں بیٹھے فارم ہاؤس کے راستے پہ گامزن تھے۔۔ انابیہ خان یوں اچانک نکاح کے لئے شاید کبھی بھی راضی نہ ہوتی، لیکن عالیان شاہ کی قسم اور اس پہ

تضاد اسکی مرنے والی بات اسے ڈرا چکی تھی--- اسی لئے وہ جلدی نکاح کے لئے راضی ہو چکی تھی-- وہ اپنی ذرا سی بیوقوفی کی وجہ سے اپنی محبت اپنے عشق کو کھونا نہیں چاہتی تھی--

وہی پہ عالیان شاہ کو اس موقعے پہ بہرام خان کی کمی بری طرح سے محسوس ہو رہی تھی، لیکن حالات ایسے بن چکے تھے کہ اسکا ڈنی ڈوڈل کے بنا گزارا اب بے حد مشکل ہو چکا تھا--- وہ جانتا تھا اب بہرام خان جب بھی اس سے ملے گا، تو اسکے مکوں اور گھونسوں اسے کوئی بھی بچا نہیں پائے گا۔ لیکن اس نے اپنے تصور میں بہرام خان سے وعدہ کیا کہ وہ جب بھی اس سے ملے گا، اپنے یار کی خاطر وہ ایک بار پھر اپنی ڈنی ڈوڈل کو نکاح میں لیتے ہوئے گواہ بہرام خان کو بنائے گا-- وہ ابھی یہی سب سوچ رہا تھا جب انابیہ خان کی آواز اس کے کانوں میں پڑی----

تمہیں کیسے پتا چلا کہ میں نے وہ منگنی والا سب جھوٹ بولا تھا؟؟ انابیہ خان دل میں کب سے ہلچل مچاتا سوال بالآخر زبان پہ لاتی کنفیوز سی بولی-----

شک تو مجھے اسی دن ہو چکا تھا، جس دن تم نے اس سو کالڈ ڈاکٹر زیدان کو جان بوجھ کے میرے سامنے زیدی بولا تھا اور شاید تم نے اس الو کو زندگی میں پہلی بار ہی اتنی جھوٹی مٹھاس سے پکارا تھا کہ وہ کتنے ہی لمحے تمہارا چہرہ دیکھ کے رہ گیا--- لیکن آج تمہارے نظریں چرانے اور تمہارے خالی ہاتھوں کو دیکھتے میرے شک پہ مہر لگ چکی تھی کہ تم نے مجھے تپانے کے لئے یہ منگنی والا جھوٹا شوشا چھوڑا ہے--- عالیان شاہ اسے گھورتا ہوا اسکے سر پہ ہلکی سی چیت لگاتا بولا، جس پہ انابیہ خان نے بمشکل اپنی مسکراہٹ ضبط کی---- اسکا اندازہ سو فیصد درست تھا، اس نے واقعی ہی ڈاکٹر زیدان کو اس دن پہلی بار ڈاکٹر زیدی بولا تھا۔ کیونکہ وہ عالیان شاہ کی آنکھوں میں ڈاکٹر زیدان کے لئے بیزاری اور خود کے لئے پسندیدگی دیکھ چکی تھی

اور بس پھر اس نے عالیان شاہ کو لائن پہ لانے کے لئے مجبوری کے طور پہ ڈاکٹر زیدان کو بتائے بغیر اسے تھوڑا بہت استعمال کیا۔ کیونکہ وہ جانتی تھی عالیان شاہ جیسا سر پھرا اور جیلس انسان صرف ایک اسی طریقے سے اسکی طرف متوجہ ہو سکتا ہے اور ایسا ہی ہوا تھا۔۔

جتنا وقت تم نے میری انفارمیشن ڈھونڈھنے میں برباد کیا ہے، اگر تھوڑی سی مزید عقل استعمال کرتے ڈاکٹر زیدان کی انفارمیشن بھی نکلوا لیتے۔ تو تم جان جاتے کہ وہ بیچارے دو بچوں کے باپ ہیں۔۔ انابیہ خان اب کی بار اپنا قہقہ ضبط نہیں کر پائی، وہ بچوں کی طرح کھلکھلاتی ہوئی بولی۔ جس پہ عالیان شاہ نے صدمے میں آتے ایک جھٹکے میں بریک لگاتے، اس شیطان کی اولاد کو دیکھا جو اب بچوں کی طرح ہنس رہی تھی۔۔ جس نے اس پورے ڈیڑھ ہفتے میں اسکے دل میں بھر بھر بھانبھڑ جلائے تھے۔۔ وہ اس پورا ہفتہ ٹھیک سے سو نہیں پایا تھاجس کا بدلہ وہ اس سے سود سمیت لینے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔

جہاں لڑکیاں اندر اپنی باتوں میں مصروف تھیں، وہی پہ تمام لڑکے باہر لان کی کرسیوں پہ بیٹھے ہلکی پھلکی سی گل شپ میں اس سردی کے موسم میں گرم گرم کافی کا شغل فرما رہے تھے۔۔

چاچو۔۔۔ رایان خان کے کپ سے کافی پیتے درام خان نے اسکے گال پہ ہاتھ رکھتے اسے پکارا۔۔۔

جی چاچو کی جان۔۔۔ رایان خان اسکے سر کے ساتھ اپنا ہلکا سا سر ٹکراتے اسے پیار سے جواب دیتے بولا۔۔۔

آہہ--- شاہ چاچو کیوں نہیں آئے؟؟ درام خان اپنے سر پہ ہاتھ رکھ کے پہلے مصنوعی سا کراہتا، آخر میں اپنی کرسٹل گرے آنکھوں کو ٹپٹپاتا ہوا عالیان شاہ کے متعلق استفسار کر رہا تھا--- جانتا جو تھا ، رایان خان عالیان شاہ سے کیسے چڑا چڑا سا رہتا ہے--

کیوں کیا کہنا ہے تو نے اپنے شاہ چاچو کو(اچھا بھلا سکون تو ہے اسکے بغیر)--- رایان خان ایک ایک لفظ چباتا ہوا گویا ہوا---

مجھے کرکٹ کھیلنا تھا ان کے ساتھ--- درام خان آنکھیں گھماتا ہوا بولا، جس پہ رایان خان کے ساتھ ساتھ سب نے آئیبرو اچکاتے ہوئے اس ٹڈے کی طرف دیکھا۔ جو بمشکل عالیان شاہ کے گھٹنے جتنا بھی نہیں تھا اور اس کے ساتھ کرکٹ کھیلنے کی بات ایسے کر رہا تھا، جیسے پاکستان کو ناجانے کتنے ورلڈ کپ اسی ٹڈے نے جتوائے ہوں۔ ابھی رایان خان اپنے ٹڈے کو کوئی سلگاتا ہوا جواب دیتا، جب سجاول خان نے ان کی بات میں حصہ لیا---

میں نے فون کیا تھا اسے---- وہ اپنی ہونے والی بیوی کی منگنی پہ جا رہا تھا اس سے نکاح کرنے--- سجاول خان نے کافی کا سپ لیتے گویا سب کے سروں پہ دھماکا کیا، جیسے عالیان شاہ نے اسکے سر پہ کیا تھا۔ داور خان کو کافی پیتے پیتے اچھو لگا--- سب نے حیرانگی سے سجاول خان کی بات سنتے ایک نظر داور خان کو دیکھا، جو کھانسنے کی ناکام ایکٹنگ کر رہا تھا۔

ابھی وہ سب داور خان کو ہی دیکھ رہے تھے، جب عالیان شاہ کی کالی مرسیڈیز آ کے فارم ہاؤس کے پورچ میں رکھی--- گاڑی سے لشکارے مارتے عالیان شاہ کو نکلتے دیکھ کے سب نے اپنا آئیبرو اچکاتے، اسکی گاڑی کی

فرنٹ سیٹ سے نکلتی انابیہ خان کو دیکھا۔ جسے اب عالیان شاہ کچھ شاپرز پکڑاتا ہوا اندر لاؤنج میں جانے کی ہدایت دے رہا تھا۔

شاہ چاچو۔۔۔ درام خان نے عالیان شاہ کو اپنی طرف آتا دیکھ کے اپنی بانہیں پھیلاتے خوشی سے اسے پکارا۔۔ جس پہ رایان خان نے منہ بناتے ہوئے اسکی طرف دیکھا، جو کبھی جو اس کے ساتھ مخلص ہو جائے۔۔ جب عالیان شاہ نہیں تھا تو کیسے چپک کے اسکے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ اسکے آنے کی دیر تھی کہ اسے رایان خان کو سلگانے کا ایک بہترین موقع مل چکا تھا۔

اہم اہم۔۔۔ درام خان کو اٹھاتے عالیان شاہ کی طرف دیکھتے، سب نے کھانستے ہوئے اسے اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کی۔ جو آتے ہی اپنے بےبی باس کے چہرے پہ اپنی گھنی بیرڈ مونچھیں رگڑتا خود کو بے حد مصروف ظاہر کر رہا تھا۔۔ درام خان جو رایان خان کی اس حرکت پہ بے حد چڑتا تھا، عالیان شاہ کی مونچھوں کی چبھن پہ وہ کھلکھلاتا ہوا رایان خان کو گویا جلتے توے پہ بٹھانے والے کام کر رہا تھا۔

اس وقت انابیہ گڑیا آپ کے ساتھ کیوں آئی ہے لالہ؟؟ خیریت ؟؟ عالیان شاہ کو ہنوز اپنے بے باس میں مصروف دیکھتا، ضرار خان بالآخر اسے اپنی طرف متوجہ کرتا بات کا آغاز شروع کر چکا تھا۔

ہمارا نکاح ہے کچھ دیر میں۔۔ عالیان شاہ ریلیکس انداز میں اپنا فون ٹیبل پہ رکھتا، سب کو آنکھیں پھیلانے پہ مجبور کر چکا تھا۔ سوائے داور خان کے جو اس ساری بات سے پہلے ہی واقف تھا۔ عالیان شاہ نے اپنے آنے سے پہلے یہ ساری بات داور خان کو بتاتے اسے مولوی کا انتظام کرنے کا بولا۔ جس پہ داور خان نے اسے دوسو گالیوں سے نوازا، جو ناجانے کیا کیا کرتا پھر رہا تھا۔۔۔ داور خان، بیا خان کو انابیہ خان اور عالیان شاہ کے نکاح کے بارے میں

آگاہ کر چکا تھا، جس پہ بیا خان نے خوش ہوتے ہوئے اسے تسلی دی کہ وہ سب سنبھال لے گی---

ساحر خان اپنے ساتھ بیٹھے فارس خان کو آنکھوں سے اشارہ کرتا اپنی کرسی سے اٹھا--- رایان خان نے ان دونوں کے اشارے کو سمجھتے ہوئے درام خان کو عالیان شاہ سے پکڑا--- رایان کے درام کو پکڑنے کی دیر تھی کہ فارس خان اور ساحر خان نے عالیان شاہ کی ٹانگوں اور بازووں کو ایک جھٹکے میں اپنے بازوؤں اور ٹانگوں میں لاک کرتے اسے لان میں پڑی کرسی پہ گرا چکے تھے--

آہہہ--- عالیان شاہ اس اچانک افتاد پہ کراہا--- اسکی کمر پہ لگی تھی--

شاہ چاچو--- درام خان نے اپنی کرسٹل گرے آنکھوں میں فکرمندی لئے اسے پکارا، جس پہ رایان خان نے اسے گھورتے اسکے گال پہ اپنے دانت گھاڑے---

تو یہاں پہ ہماری سوات کی بچیوں کے ساتھ افئیر چلانے آیا ہے؟؟ ساحر خان اسکا بازو مڑورتا روعب دار آواز میں بولا----

KOH NOVELS - URDU

پہلے وہ" ڈنی ڈوڈل" کو پھنسایا اور اب یہ کون سی" ڈوڈل "ہے؟؟ اس پہ روشنی ڈال ذرا؟؟ فارس خان اسکا جبڑا اپنی گرفت میں لیتا آئیبرو اچکاتے ہوئے ساحر خان کی طرح ہی روعب دار آواز میں گویا ہوا--- سجاول خان نے فارس خان کی بات پہ نا سمجھی سے کافی کا سپ لیتے عالیان شاہ کو بنا ترس کھائے دیکھا--- وہ اسکی مزید درگت چاہتا تھا--

یو کمینوں چھوڑو مجھے--- یہی ہے وہ --- عالیان شاہ اپنی پوری طاقت سے اپنا بازو ساحر خان سے آزاد کرواتا، فارس خان کے ہاتھ سے اپنا جبڑا چھڑواتا ہوا غرایا---

تجھے شرم نہیں آ رہی؟!! مطلب بالکل بھی شرم نہیں آ رہی؟ تیری پہلی بیوی ہر وقت پیلس میں تیرا انتظار کرتی رہتی ہے اور تو اسے دھوکا دیتا ہوا دوسری شادی کر رہا ہے؟؟ فارس خان اسکی دیدہ دلیری پہ حیران در حیران ہوتا غرایا--- اسکی بیوی نے اسکے دوسرے کاغذی نکاح کی خبر پہ کیسا رونا مچایا تھا، فارس خان آج بھی بھول نہیں پاتا تھا اور وہ ڈھیٹ ابن ڈھیٹ کیسے اپنے دوسرے نکاح کے لئے لش پش تیار ہو کے آیا تھا---

کمینوں کوئی بیوی نہیں ہے میری --- آہہ بازو توڑ دیا میرا--- عالیان شاہ اپنا بازو پکڑ کے کراہتا ہوا ساحر خان کو گھورتا ہوا بولا، جو پہلے ہی سینے پہ ہاتھ باندھ کے کھڑا اسے گھوریوں سے نواز رہا تھا--

تو وہ کوئی آتما تھی جس کے ساتھ تو نے سافٹ وئیر اپڈیٹ کیا تھا؟؟ ساحر خان اسکی طرف دیکھ کے بے باکی سے غرایا--- عالیان شاہ سمیت سب نے ساحر خان کی غراہٹ پہ اپنی مسکراہٹ ضبط کی--- رایان خان اسکی بے باک بات پہ درام خان کے کانوں پہ ہاتھ رکھ چکا تھا، جو ان سب کو حیرانگی سے اپنے شاہ چاچو کے ساتھ لڑتے دیکھ رہا تھا--

لالہ آپ بھی کچھ بول دیں--- آپ نے کیوں منہ میں دہی جمائی ہوئی ہے؟؟ عالیان شاہ داور خان کی طرف دیکھتا سلگ کے بولا، جو اسکی درگت بنتی دیکھتا آرام آرام سے کافی کے گھونٹ بھر رہا تھا۔ جیسے اس سے زیادہ ضروری کوئی کام ہی نہ ہو---

یہ ابھی تک کنوارا ہے۔۔۔ داور خان اپنی کافی ٹیبل پہ رکھتا ریلیکس انداز میں گویا ہوا۔۔ جس پہ اب سب کی توجہ کا مرکز داور خان بنا۔۔۔ عالیان شاہ نے داور خان کی بات پہ بیزاری سے منہ بناتے اپنی سفید شلوار قمیض کے سلوٹ درست کرتے اپنی کالی اجرک کو جھٹکا۔۔۔

عالیان شاہ کی کبھی بھی سابقہ کوئی بیوی نہیں رہی۔۔۔ داور خان اب خوامخواہ کا سسپنس پھیلاتا اپنی کافی کے کپ کے کنارے پہ انگلیاں پھیرتے بول رہا تھا۔۔

عالیان شاہ کی ملاقات سجاول خان کی مہندی پہ انابیہ خان سے ہوئی تھی۔۔ داور خان مزید سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔۔ جس پہ سب نے صبر کے گھونٹ پیتے ہوئے اسے دیکھا، جو فرصت سے عالیان نامہ پڑھ رہا تھا۔۔ داور خان نے رایان کو اشارہ کیا کہ درام کو اسکی ماں کے پاس چھوڑ کے آئے، کیونکہ انہوں نے ابھی عالیان شاہ کو تنگ کرتے ہوئے ناجانے کیسی کیسی باتیں کرنی تھیں۔۔

عالیان شاہ کی دوسری ملاقات اس سے ہوٹل کے واشروم میں ہوئی تھی۔۔۔ درام خان کے جاتے ہی داور خان ان سب کو پھر سے اپنی طرف متوجہ کرنے کی غرض سے ٹیبل پہ چمچ بجاتا سنجیدگی سے گویا ہوا، جس پہ سجاول خان کے منہ سے کافی فوراے کی صورت میں ساتھ بیٹھے سعد خان پہ گری۔ جس پہ وہ اپنی جگہ سے اچھل کے کھڑا ہوا۔۔۔۔

سجاول خان نے داور خان کی بات پہ حیرانگی سے عالیان شاہ کو دیکھا، جو بیزاری سے اپنی کنپٹی مسلتا داور خان کو گھور کے دیکھ رہا تھا۔۔

KOH NOVELS - URDU

عالیان شاہ نے اس لڑکی کو ڈنی ڈوڈل کا نام دے دیا۔ داورخان اب کی بار گھمبیر آواز میں بولا---

عالیان شاہ کو دو دنوں میں احساس ہو چکا تھا کہ اسے جس لڑکی سے محبت ہوئی ہے وہ--- داور خان ابھی کسی ادھوری کہانی کو سنانے کی طرز میں اپنا جملہ مکمل کرتا، جب سب نے یک زبان ہوتے اسکی بات کاٹی---

ڈزی ڈوڈل ہے--- وہ سب یک زبان ہوتے اس سٹوری کو ختم کرنے والے انداز میں بولے--- جس پہ داور خان نے اپنا سر پیچھے سیٹ پہ پھینکتے ہوئے قہقہ لگایا---

تو اس سے بھی بڑی بے غیرت چیز ہے--- ساحر خان اپنے ساتھ کھڑے فارس خان کی طرف اشارہ کرتا عالیان شاہ کو گھورتے ہوئے بولا---

اور اس سے بڑی کمینی چیز بھی--- فارس خان بھی ساحر خان کی طرف اشارہ کرتا عالیان شاہ کو گھورتا ہوا بولا--- جو ایک جست میں کھڑا ہوتا ان پہ پل پڑا، وہ کب سے اسکا جینا حرام کیے ہوئے تھے--

KOH NOVELS - URDU

انابیہ خان کے آتے ہی بیا خان نے سب لڑکیوں پہ عالیان شاہ اور انابیہ خان کے نکاح کا بم پھوڑا، جس پہ زرش خان نے آنکھیں پھیلاتے انابیہ خان کو سوالیہ نظروں سے دیکھا--- اور بس پھر انابیہ خان کے کنفیوز انداز میں سر ہلانے پہ وہ بھاری تکیہ پکڑتی اسکی درگت بنانا شروع کر چکی تھی، جس نے اس سے

اپنے نکاح کی اتنی بڑی بات چھپائی تھی۔۔ سب نے اسے زرش خان سے مشکل سے ہی بچایا تھا۔۔ زرش خان انابیہ خان سے اچھی خاصی ناراض ہو چکی تھی۔ جس پہ انابیہ خان نے قسم کھاتے ہوئے اسے یقین دلایا کہ یہ سب آج یوں اچانک ہوا ہے۔۔ جس پہ زرش نے بھی اسے نروٹھے پن سے دیکھ کے گلے سے لگایا۔۔۔ وہی پہ پلوشہ خان نے منہ پھلایا ہوا تھا، اسکے دونوں لالہ نے ایمرجنسی میں نکاح کرتے ہوئے اسکے تمام ارمانوں پہ پانی پھیرا تھا۔۔ سب نے اسے حوصلہ دیا کہ ابھی صرف نکاح ہوا ہے۔۔ شادی ابھی باقی ہے جس میں وہ اپنے سب ارمان پورے کر سکتی ہے۔۔ پلوشہ خان ان سب کے سمجھانے پہ خوشی سے کھل چکی تھی۔۔

سب لڑکیاں انابیہ خان کو نکاح کے لحاظ سے ہلکا پھلکا سا تیار کر چکی تھیں۔۔ انابیہ خان اس وقت سفید موتیوں اور نگینوں سے سجی ایمبرائیڈ سی کرتی کے نیچے کھلا میرون گرارا جبکہ سر پہ میرون ہی نیٹ کا دوپٹہ پنز سے سیٹ کیے ہلکے سے میک اپ میں لائٹ سی جیولری پہنے بے تحاشہ خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔ زرش خان نے اسکے سلکی گولڈن لمبے بالوں کی خوبصورتی سے بریڈ بناتے ان میں سرخ پھول سجائے۔۔۔۔ اسکے لبوں پہ زبردستی سرخ لپ اسٹک لگاتے، اس نے اسے دونوں ہاتھوں پہ گجرے پہنائے۔۔۔ وہ بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔۔

کچھ دیر تک مولوی بھی آ چکا تھا۔۔ ابھی کچھ ہی دیر پہلے عالیان شاہ کا نکاح لاؤنج میں جب کہ ڈزی ڈوڈل کا نکاح کمرے میں پڑھوایا گیا۔۔۔

نکاح کے بعد سب نے عالیان شاہ کو خوش دلی سے گلے لگایا۔۔۔ مولوی کے جانے کے بعد پلوشہ خان بھی منہ بناتی، عالیان شاہ کے سینے سے لگتی اس سے شکوہ کر رہی تھی کہ وہ اسکے یوں اچانک نکاح کرنے پہ اس سے ناراض ہے۔ جس پہ عالیان شاہ نے اسکا ماتھا چومتے ہوئے اپنے کان پکڑتے

اسے کیوٹ سے انداز میں منایا۔۔ او پھر اپنی وشہ کو کھلکھلاتے دیکھ کے دور کھڑے رایان خان نے اسکی ہنسی کو اپنے ہونٹوں سے چننے کی خواہش کی، لیکن ابھی سب کے سامنے یہ کہاں ممکن تھا۔(پلوشہ خان اور پری وش کے علاؤہ باقی تمام لڑکیاں کمرے میں انابیہ خان کے پاس تھیں)۔۔۔

درام ماموں کی جان کیا بول رہا تھا کہ شاہ چاچو کے ساتھ کرکٹ کھیلنی ہے؟؟ عالیان شاہ کو یہاں وہاں نظریں گھماتے دیکھ کے ساحر خان درام خان کو اٹھاتا بے حد پیار سے گویا ہوا۔ جس پہ درام خان نے زور زور سے سر ہاں میں ہلاتے عالیان شاہ کی طرف دیکھا۔۔ عالیان شاہ نے ساحر خان کے چہرے پہ سجی دل جلانے والی مسکراہٹ کو دیکھتے اپنی گھنی بییرڈ پہ ہاتھ پھیرتے اسے گھور کے دیکھا۔۔

شاہ چاچو آپ کھیلیں گے نا میرے ساتھ؟؟ درام خان اسکی طرف دیکھتا معصومیت سے بولا۔ جس پہ عالیان شاہ نے صبر کے گھونٹ پیتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا۔۔

صرف شاہ چاچو کیوں؟؟ ہم سب کھیلیں گے میری جان۔۔ فارس خان عالیان شاہ کے چہرے کے بگڑتے زاویے دیکھتا اپنا قہقہ ضبط کرتے ہوئے بولا۔۔ فارس خان کی بات کا مطلب سمجھتے سب لڑکوں نے اسکی تائید میں سر ہلاتے اپنا قہقہ ضبط کیا۔۔۔ گویا وہ سب عالیان شاہ کی اپنی ڈنڈی ڈوڈل کو ڈھونڈتی نظروں کو محسوس کر چکے تھے۔۔

وہ سب مزاق مزاق میں واقعی ہی کرکٹ کے لئے دو ٹیمیں تیار کر چکے تھے۔۔ ایک ٹیم میں ساحر خان، داور خان، ضرار خان اور رایان خان جبکہ دوسری ٹیم میں فارس خان، عالیان شاہ، سجاول خان اور سعد خان شامل تھے۔ درام خان نے دونوں طرف سے کھیلنا تھا، جس پہ اس کی خوشی کی کوئی

انتہا نہیں تھی۔۔ اس وقت رات کے ساڑھے نو بج رہے تھے۔۔ باہر کافی اندھیرا ہو رہا تھا، ایسے میں سجاول خان نے باہر لان میں ہیڈ لائٹس کے ساتھ کافی روشنی کی۔۔۔ لڑکیوں کے لئے وہ رات کا کھانا پہلے ہی آرڈر کر چکے تھے۔۔ تمام لڑکیاں لاؤنج کی گلاس وال پہ بیٹھتی کھانا کھاتے ہوئے ساتھ ساتھ تمام لڑکیوں کو دلچسپی سے میچ کھیلتے ہوئے دیکھ رہی تھیں۔۔

دس دس اوورز کا میچ رکھا گیا تھا۔۔ فارس خان کی ٹیم نے اپنے دس اوورز میں ستانوے رنز کا ٹارگٹ دیا۔۔۔ ساحر خان کی ٹیم کی بیٹنگ جاری تھی۔۔ ساحر خان کی ٹیم کو جیتنے کے لئے دو بالوں پہ بارہ رنز درکار تھے۔۔۔ فارس خان نے ساحر خان کو لیگ سپن بال کرتے ہوئے اسے آوٹ کرنا چاہا، لیکن وہ خوبصورتی سے بلا گھماتا ہوا سکسر لگا چکا تھا۔۔ اسکا سکسر کافی اونچا تھا۔۔ بال کافی دور تک گیا تھا۔۔ عالیان شاہ جو اپنی نئی نویلی منکوحہ سے ملنے کو بے تاب فیلڈنگ پہ بیزاری سے کھڑا تھا۔۔ بال پیچھے کو جاتا دیکھ کے وہ اسے پکڑنے کی غرض سے لان کی پچھلی طرف آیا۔۔۔ ابھی اس نے بال اٹھاتے ہوئے واپس جانا چاہا، جب اسکے کانوں میں کسی کے کراہنے کی آواز گونجی۔۔۔ عالیان شاہ نے اپنا وہم سمجھتے ہوئے بال کو اٹھاتے ہوئے یہاں سے جانا چاہا، لیکن اب کی بار پہلے سے تیز کراہنے کی آواز سنتے ہوئے عالیان شاہ کے رونگٹے کھڑے ہوئے۔۔۔ وہ اس آواز کو لاکھوں میں پہچان سکتا تھا۔۔ عالیان شاہ نے اپنے ہاتھ میں پکڑا بال پھینکتے ہوئے زور سے اس دروازہ کو دھکیلنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ لاکڈ تھا۔۔ عالیان شاہ کو اتنی سردی میں بھی ٹھنڈے پسینے آئے۔۔۔ کمرے کے اندر موجود وجود کی سسکیوں کی آواز جیسے جیسے بڑھتی جا رہی تھی، ویسے ویسے عالیان شاہ کے دل کی دھڑکن بڑھتی جا رہی تھی۔۔۔

سجاول خان ن ن ن !!!! عالیان شاہ نے اس دروازے کو ہنوز جام دیکھتے اس پہ اپنے پیر کی ٹھوکر مارتے ہوئے اپنی پوری قوت سے حلق کے بل دھاڑتے اسے پکارا۔۔۔۔

KOHA NOVELS - URDU

عشقِ ستم....میگا قسط 96

سجاول خان ن ن ن !!!! عالیان شاہ نے اس دروازے کو ہنوز جام دیکھتے اس پہ اپنے پیر کی ٹھوکر مارتے اپنی پوری قوت سے حلق کے بل دھاڑتے اسے پکارا.... عالیان شاہ کی اتنی بلند دھاڑ پہ سب لڑکوں نے چونکتے ہوئے ایک دوسرے کی طرف دیکھا.... سجاول خان حیرانگی سے کندھے اچکاتا ہوا لان کی پچھلی طرف بڑھا....

ہمم ؟کیوں چیخ ر.... لان کی پچھلی طرف پہنچتے ہی سجاول خان نے اسکے دھاڑنے کا مقصد جاننا چاہا، لیکن اسے اس کمرے کے دروازے کو ٹھوکریں مار تے دیکھ کے سجاول خان نے اپنا نچلہ لب کاٹتے اپنا جملہ ادھورا چھوڑا.... دل میں بے ساختہ خود کی بے غیر ذمہ داری پہ ڈھیروں لعنت بھیجی... وہ اندر موجود بہرام خان اور ان ویٹر ز کو کیسے بھول سکتا تھا؟؟

یہ دروازہ کھولو... اسکی آواز سنتے ہی عالیان شاہ اپنا سر اٹھا کے اسکی آنکھوں میں اپنی آنکھیں گاڑتا غرایا...

کیوں میں اپنا سیکریٹ روم تمہارے سامنے کیوں کھولوں؟ سجاول خان اپنا آئیبرو اچکاتا ہوا سنجیدگی سے جواب دیتا بولا... باہر کھڑا سجاول خان اندر موجود وجود کی سسکیاں آسانی سے سن سکتا تھا، وہ عالیان شاہ کے تاثرات سے یہ بھی جان چکا تھا کہ وہ اس بات سے واقف ہو چکا ہے اندر کون ہے۔۔

سجاول خان میں نے بولا یہ دروازہ کھولو..... عالیان شاہ اپنی پوری قوت سے اس دروازے پہ اپنا ہاتھ مارتا حلق کے بل چیخا... عالیان شاہ کی دھاڑ اب پہلے سے بھی بلند ہوئی، ڈارک براؤن آنکھیں غصے کی شدت سے لال سرخ ہوئی۔

میں نہیں کھولوں گا۔ سجاول خان بھی جیسے اپنی ضد پہ اڑ چکا تھا۔ اندر بیٹھے وجود کی سسکیاں اسکے کانوں کو سکون پہنچا رہی تھیں۔ عالیان شاہ نے اسکی ڈھیٹائی پہ آگے بڑھتے اسکا گریبان تھاما۔۔۔۔

ابھی اور اسی وقت دروازہ کھول سجاول خان ورنہ میں تیرا وہ حشر کروں گا کہ تو ساری زندگی یاد رکھے گا۔۔ عالیان شاہ اسکے گریبان پہ اپنی گرفت مضبوط کرتا اپنی لہو رنگ آنکھوں سے پھر سے حلق کے بل غرایا۔۔ اندر سے آتی سسکیوں کی آوازوں کے ساتھ "عالی" کے نام کی دبی دبی سی کمزور آواز سنتے عالیان شاہ کے دل کو کچھ ہوا۔ اسے اپنا سینا پھٹتا ہوا محسوس ہو رہا تھا، اسکا بس نہیں تھا وہ اپنے ہاتھوں سے یہ لوہے کا مضبوط دروازہ توڑ ڈالے ۔۔ لیکن سامنے کھڑے "بے حس خان" کو اس کی کیفیت پہ ذرا ترس نہیں آ رہا تھا۔۔

عالیان شاہ کی تیز دھاڑوں کو سنتا ساحر خان اپنے ہاتھ میں پکڑا بلا زمین پہ پھینکتا تیز قدموں سے لان کی پچھلی طرف بڑھا۔۔۔ ساحر خان کے پیچھے ہی سب لڑکے تیزی سے اسکے ہم قدم ہوئے۔۔۔ ان سب کو یہی محسوس ہوا جیسے عالیان اور سجاول خان کی کسی بات پہ جھڑپ ہوئی ہو۔۔ درام خان جو کب سے کرکٹ کھیلنے کے بعد ابھی کچھ دیر پہلے سانس لینے کی وجہ سے اندر اپنی مورے کے پاس پانی پینے گیا تھا، وہ نہیں جانتا تھا اسکے پیچھے سے میچ ٹھپ ہو چکا ہے۔۔ جبکہ سب لڑکیاں جو اشتیاق سے ان کی کرکٹ دیکھ رہی تھی۔ انہیں یوں بھوکھلاتے ہوئے لان کی پچھلی طرف جاتے دیکھ کے انہوں نے حیرانگی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھ کے لاعلمی سے کندھے اچکاتے۔۔۔۔

KOH NOVELS - URDU

عالیان شاہ جو سجاول خان کو ہنوز اپنی بات پہ اڑے دیکھ کے اسے مکا جھڑنے والا تھا ، ساحر خان نے تیزی سے ان دونوں کی طرف بڑھتے انہیں کندھوں سے پکڑتے اپنی پوری قوت سے ایک دوسرے سے الگ کیا۔۔

کیا ہوا رہا ہے یہاں؟؟ داور خان ان دونوں کے غصے سے سرخ چہرے دیکھتا اپنی رعب دار آواز میں انہیں جھاڑتا ہوا بولا۔۔

عالیان شاہ نے بنا کوئی جواب دئیے ان سب پہ اپنی شکوہ کناں نظریں ڈالتے دروازے کے ساتھ پھر سے زور آزمائی شروع کی۔۔۔ عالیان شاہ اب اس لوہے کے دروازے کے ساتھ باقاعدہ اپنا ہاتھ زخمی کر رہا تھا، لیکن دروازہ شاید فنگر پرنٹ سے لاکڈ تھا۔۔ اسکی اتنی زور آزمائی کے باوجود بھی دروازہ کھلنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔۔ باقی سب لڑکے دم سادھے کمرے سے آتی سسکیوں کی آوازوں کے ساتھ "عالی" کے نام کی پکار سنتے حیرانگی سے عالیان شاہ کو اتنی تگ و دو کرتے دیکھ رہے تھے۔۔

لالہ آپ کا ہاتھ زخمی ہو رہا ہے۔۔۔ آرام سے بتائیں تو ہوا کیا ہے؟؟ ضرار خان عالیان شاہ کے زخمی ہاتھ کو دیکھتا، جلدی سے اسکی طرف بڑھ کے اس کا ہاتھ تھامتا حیرانگی سے استفسار کر رہا تھا۔۔ ضرار خان کی بات پہ سب کا دھیان عالیان شاہ کے لہو لہان ہاتھ پہ گیا۔۔۔ فارس خان جو اندر سے آتی سسکیوں کی آواز پہ شاکڈ کی کیفیت میں اپنا دل میں آئے بہرام خان کا خیال جھٹلا رہا تھا تھا، اب سسکیوں کی اونچی آواز پہ اس نے تیزی سے آگے بھرتے دیوار پہ نصب فنگر پرنٹ سکینر پہ ایک جھٹکے سے سجاول خان کا ہاتھ رکھا۔۔۔ سجاول خان نے اس اچانک افتاد پہ مزاحمت کرتے اپنا ہاتھ پیچھے کرنا چاہا، لیکن فارس خان اپنی پوری قوت سے اسکے دوسرے بازو کو خود میں لاک کر چکا تھا۔۔۔ باقی سب لڑکے حیرانگی سے عالیان شاہ فارس خان کو دیکھ رہے تھے، جو دروازہ کھلنے پہ دیوانہ وار اندر کمرے میں داخل

ہوئے تھے--- سجاول خان نے ان دونوں کے یوں کمرے میں داخل ہونے پہ اپنے ہاتھ کا مکا بنا کے زور سے دیوار پہ مارا---

سجاول یہ سب کیا---- ساحر خان نے اندر سے نظر آتے تین ہٹے کٹے نوجوانوں کو زمین پہ کراہتا دیکھ کے سجاول خان سے سوال کرتے شاک کی کیفیت میں اپنا سوال ادھورا چھوڑ چکا تھا، کیونکہ عالیان شاہ ہر چیز کی پروا کئے بغیر نیچے زمین پہ بیٹھتا ان میں سے ایک لہولہان وجود کا سر اپنی گود میں رکھ چکا تھا۔ اسکی حالت دیکھتے عالیان شاہ کو لگا جیسے وہ اگلی سانس نہیں لے پائے گا، کہاں دیکھا تھا بہرام خان کو کبھی ایسی حالت میں؟ وہ دونوں تو ایک دوسری پہ آنچ بھی برداشت نہیں کرتے تھے ، آج بہرام خان کی اتنی بری حالت دیکھتے عالیان شاہ ابھی تک زندہ کیوں تھا؟؟ عالیان شاہ نے دل کی ساکت ہوتی دھڑکنوں سے سوال کیا-- فارس خان بہرام خان کے شرٹ لیس شدید تشدد کے زیر اثر وجود کو دیکھتا حیرانگی سے پنجوں کے بل نیچے زمین پہ بیٹھا---

بہرام ---- بہرام--- عالیان شاہ اور فارس خان نے یک زبان ہو کے اسے پکارتے ہوئے اسکے وجود کو ہلایا، جو بند آنکھوں سے ہنوز بری طرح کراہ رہا تھا۔ ان دونوں کی فکرمند سی پکار سنتا وہ جواب دینے کو بے حد بے تاب ہوا، لیکن انہیں جواب دینے کے لئے زبان اسکا ساتھ نہیں دے رہی تھی۔

تمام لڑکے اب اس کمرے میں آ چکے تھے۔ فارس خان بہرام خان کے پاس سے اٹھتا، سجاول خان کے بالکل سامنے جا کے کھڑا ہوا--- جو قہر برساتی نظروں سے عالیان شاہ کو بہرام خان کی فکر میں گھلتا دیکھ رہا تھا۔

KOH NOVELS - URDU

کیا بہرام خان کو اپنی قید میں تم نے رکھا ہے سجاول خان؟؟ فارس خان اسکی لہو رنگ ڈارک براؤن آنکھوں میں اپنی ہری سرخ ڈھوروں سے لبریز آنکھیں گاڑتا ایک ایک لفظ چباتے ہوئے غرایا۔۔۔

ظاہر سی بات ہے لالہ یہ میرا سیکریٹ روم ہے، تو اسے یہاں رکھا بھی میں نے ہی ہے۔۔ اس ہفتے میں میں چار قتل کر چکا ہوں۔۔ پانچوں نمبر انشا اللہ اس سالے کا ہو گا۔۔۔ سجاول خان بھی اپنے لہجے میں مضبوطی لئے ایک ایک لفظ چباتا ہوا بولا۔۔۔

اگر تو نے بہرام خان کو اب ہاتھ بھی لگایا، تو میں تیرے ہاتھ توڑ دوں گا سجاول خان۔۔۔ ابھی فارس خان جوابا کچھ بولتا۔ جب عالیان شاہ جو بہرام خان کے چہرے کا خون اپنی سفید قمیض سے صاف کر رہا تھا، وہ اسکی بات سنتا اپنی پوری قوت سے غرایا۔۔۔

تم بے شک میرے ہاتھ توڑ دو۔۔۔ لیکن میں اپنے خاندان کی عزت پہ گندی نظر رکھنے والے انسان کی ایک ہڈی بھی سلامت نہیں چھوڑو گا عالیان شاہ۔۔۔ سجاول خان شدید طیش کے عالم میں اس سے ڈبل آواز میں غرایا۔۔۔ اس کی بات پہ سب اپنی اپنی جگہ ساکت ہوئے۔۔۔ رایان خان جس کی سکس سینس بے حد اچھی تھی، وہ ان تین منٹوں میں ہر کڑی کے ساتھ کڑی جوڑ چکا تھا۔۔

بنگلہ دیش میں ڈر و خوف کی حالت میں پلوشہ کے منہ سے "بہرا" کا آدھا ادھورا سا لفظ برآمد ہونا۔۔۔ ابھی کچھ دیر پہلے عالیان شاہ کا بہرام خان کی سسکیاں سن کے پاگل ہو جانا، بہرام خان کے منہ سے بے ہوشی میں بھی "عالی" اور "شاہ" کے نام کی پکار سننا۔۔۔ عالیان شاہ کا بہرام خان کو دیکھتے ہی دیوانوں کی طرح اسے اپنے حصار میں لینا۔ سجاول خان کے منہ سے اپنے خاندان کی عزت کے بارے میں وہ تمام الفاظ سننا۔ وہ ایک پل میں جان

چکا تھا۔ عالیان شاہ اور بہرام خان میں دوستی کا رشتہ ہے اور یہ بات تو وہ پہلے ہی جانتا تھا کہ عالیان شاہ نے اسکی وشہ کو اغواہ کرنے والا کام اکیلے ہر گز نہیں کیا تھا۔ تو اسکی وشہ بھی اسی ایک انسان کی وجہ سے راتوں کو جاگ جاگ کے ڈرتی رہی ہے -- یہی وہ انسان تھا جس نے اسکی وشہ پہ اپنی گندی نظر رکھی تھی--- لیکن یہ سب سجاول خان کیسے جانتا تھا؟؟ رایان خان کی سمجھ سے باہر تھا۔

سجاول وہ سب اس نے میرے کہنے پہ کیا تھا، باخدا اس وقت ہم دونوں ہی حقیقت سے ناواقف تھے--- یہ صرف پلوشے کو ڈرانے دھمکانے کی وجہ سے اس کے پاس گیا، لیکن میں نے اسے پلوشے کے قریب بھی پھٹکنے نہیں دیا تھا۔ اس سب کا زمہ دار یہ اکیلا نہیں ہے، میں نے ہی اسے اتنی شے دی تھی تو وہ پلوشے خان کے پاس گیا تھا اور میں جانتا ہوں اس وقت بہرام خان کی سائیڈ لینے پہ تم سب مجھے بے غیرت سمجھ رہے ہو گے--- لیکن جہاں پلوشے خان میری غیرت میری بہن ہے، وہی پہ بہرام خان میرے جگر کا ٹکرا، میرا بھائی ، میرے بچپن کا ہمراز۔ ہم دونوں اس کام میں برابر کے شریک تھے، بہرام خان اپنی سزا پوری کر چکا ہے، تم چاہے مجھے ابھی اور اسی وقت جان سے مار دو لیکن بہرام خان کو چھوڑ دو۔ اس نے یہ سب میرے کہنے پہ کیا تھا۔ عالیان شاہ بہرام خان کی حالت دیکھتا اس کا ہر الزام اپنے سر پہ لیتا ہوا ایک ایک لفظ چیختے ہوئے بولا--- وہ ان سب خانزادوں کے طیش و اشتعال سے سرخ پڑتے رنگ دیکھ کے جان چکا تھا، اگر وہ اس وقت بہرام خان کے سامنے کھڑا نہ ہوا تو وہ سب مل کے اسے اذیت ناک موت دیں گے اور عالیان شاہ تو جیتے جی مر جائے گا۔ اس سے بہتر نہیں تھا وہ بہرام خان کی جگہ اسکا قتل کر دیتے؟

شاہ--- بہرام خان جو عالیان شاہ کی آواز سنتا کب سے اپنی آنکھیں کھولنے کی بھرپور کوشش کر رہا تھا، بالآخر وہ اپنی پوری قوت سے اپنی آنکھیں کھولتا اسے ہوش میں پکارتا عالیان شاہ کے گرد اپنا حصار باندھ چکا تھا۔ بالکل کسی

KOH NOVELS - URDU

بچے کی طرح ۔۔ عالیان شاہ کے حصار میں بہرام خان کو بے حد تحفظ محسوس ہوا تھا ۔۔ خود میں ایک انجانی سی طاقت محسوس ہوئی تھی اسکے حصار سے۔۔

اگر اسکی غلطی صرف اتنی ہوتی تو شاید میں تمہارے صدقے بہرام خان کو معاف کر بھی دیتا عالیان شاہ، کیونکہ تم نے ہمیشہ پلوشہ خان کو اسکی گندی نظروں سے بچایا تھا۔ لیکن تم سب شاید بھول چکے تھے، میں سجاول خان ہوں کمپیوٹر میں ایکسپرٹ۔۔۔ تمہارے بنگلہ دیش کے فلیٹ کی سی سی ٹی ویز لینا میرے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔۔ بہرام خان کی بارہا بنگہ دیش اور پاکستان کی فلائٹس کا ریکارڈ چیک کرتے مجھے پہلے ہی بہرام خان پہ شک ہو چکا تھا، لیکن تمہارے فلیٹ کی سی سی ٹی ویز دیکھنے کے بعد میرے ہرشک پہ مہر لگی۔ جس پہ میرا بس نہیں تھا، میں اس درندے کو بچانے والے عالیان شاہ کا بھی قتل کر دوں۔ لیکن میرے ہاتھ داور لالہ کی قسم نے باندھ رکھے تھے۔۔۔ وہ معاملہ تو میں کسی طریقے رفع دفع کرتا ہر چیز بھلانے کی کوشش کر رہا تھا، لیکن اس سب کے بعد ایک بار پھر بہرام خان نے میرے ضبط کی طناطوں کو چھوا تھا۔ میری بیوی کی عزت کے ساتھ کھیلنے کی کوشش کی تھی اس نے۔۔ ان ویٹرز کو دیکھ رہے ہو؟ ان میں سے دو مردہ اور دو نیم مردہ ہیں، ایک کو میں ہوٹل میں مار چکا تھا۔۔۔ تمہارے بہرام نے میری بیوی کو دھوکے سے ہوٹل میں بلوا کے ویٹرز کے ساتھ مل کے اسکے ساتھ گینگ ۔۔۔۔ جانتے ہو اگر میں وقت پہ نہ پہنچتا تو یہ درندے اپنی ہر حد پار کرتے میری پاک دامن بیوی پہ پل پڑتے ۔۔۔ سجاول خان جو کب سے اپنی لہو رنگ آنکھوں سے بلند آواز میں دھاڑ رہا تھا، وہ گینگ ریپ والا جملہ چاہ کے بھی مکمل نہیں کر سکا۔۔۔ دماغ میں وہ تمام منظر لہرائے، جب وہ تمام ویٹرز اور بہرام خان اسکی بیوی اسکی خانم پہ جھپٹے تھے۔۔۔ سجاول خان کی باتوں کا مطلب سمجھتے سب خان اور عالیان شاہ اپنی اپنی جگہ ساکت ہوئے۔۔۔ ضرار خان کو لگا کسی نے اسکا دل مٹھی میں لے کے کچلا ہو۔۔ اس درندے نے اسکی بہن کی عزت کے ساتھ کھیلنا چاہا اور ضرار خان کیسا بھائی کیسا مخافظ تھا جو اس سب سے لاعلم رہا؟؟ ضرار خان نے شدید اشتعال سے سوچتے ہوئے اپنے

KOH NOVELS - URDU

بیلٹ سے اپنی بندوق تلاشنی چاہی۔۔ اپنی وشہ اور پھر اپنی لاڈلی زری گڑیا کے لئے بہرام خان کی اتنی غلیظ سوچ سنتے رایان خان کے وجود میں چھنگاڑیاں بھری۔۔ فارس خان اب تک بہرام خان کی بے وفائی پہ ساکت تھا، تو کیا اس نے اسکے ساتھ یہ دوستی صرف اسکے خاندان تک رسائی حاصل کرنے کے لئے کی تھی؟؟ ساحر خان سعد خان اور داور خان کی آنکھیں ہنوز حیرت سے پھٹی ہوئی تھیں۔ وہ سب کتنی باتوں سے لاعلم تھے؟؟ اور سجاول خان نے انہیں یہ سب بتانا بھی ضروری کیوں نہیں سمجھا تھا؟؟ ان سب کو اس وقت سجاول خان پہ بے حد غصہ آیا، جس نے ان تمام درندوں پہ اکیلے تشدد کرتے ہوئے اپنے دل و دماغ جلایا تھا۔ ان کا بس نہیں تھا وہ اپنے خاندان کی عزت ، غیرت پہ غلیظ نظر رکھنے والے ان درندوں کا وجود پل میں اس صفائے ہستی سے مٹا دیں۔۔

عالیان شاہ نے ہوش میں آتے سوالیہ انداز میں بہرام خان کی طرف دیکھا۔۔۔ اسکی آنکھوں میں التجا تھی کہ بہرام خان صرف ایک بار بول دے، ان سب کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے اس نے ایسا نہیں کیا۔ وہ عالیان شاہ کا جگر اور اسکا دوست ہوتے ایسا کر بھی کیسے سکتا تھا؟ نہیں بہرام خان اتنا درندہ نہیں ہو سکتا تھا کہ کسی لڑکے کے ساتھ گینگ ریپ کرنے کا سوچے۔ عالیان شاہ نے دل میں سوچتے ہوئے خود کو تسلی دی۔۔۔

KOH NOVELS - URDU

عالی

۔۔۔مجھے۔۔۔معاف۔۔۔کر۔۔۔دے۔۔۔۔میں۔۔۔نے۔۔۔اپنی۔۔۔اور۔۔۔تیری۔۔۔دوستی۔۔۔کی۔۔۔لاج۔۔۔نہیں۔۔۔رکھی۔۔۔۔میں۔۔۔نے۔۔۔ہماری۔۔۔دوستی۔۔۔کو۔۔۔بدنام۔۔۔کیا۔۔۔ہے۔۔۔شاہ۔۔۔۔میں۔۔۔نے۔۔۔تیری۔۔۔ہر۔۔۔نصیحت۔۔۔کو۔۔۔ایک۔۔۔کان۔۔۔سے۔۔۔۔سنتے۔۔۔۔ہوئے۔۔۔۔دوسرے۔۔۔۔کان۔۔۔سے۔۔۔۔نکالا۔۔۔۔ہے۔۔۔۔عالی۔۔۔۔میں۔۔۔بدلے۔۔۔کی۔۔۔آگ۔۔۔۔میں۔۔۔بہت۔۔۔خودغرض۔۔۔۔ہو۔۔۔چکا۔۔۔تھا۔۔۔۔مجھے۔۔۔معاف۔۔۔کر۔۔۔دے۔۔۔عالی تجھے میری قسم ہے یہاں سے چلا جا میں نہیں چاہتا، تو میرا قتل اپنی آنکھوں کے سامنے ہوتا دیکھے اور خود کو ہر لمحہ کوستا رہے۔۔۔ میں نہیں چاہتا تو میرے لئے بھی ویسی ہی درد ناک راتیں

گزارے، جیسی تو نے اپنے باپ کے قتل کا سنتے ہوئے گزاری تھی۔۔ عالی تیرا کوئی بھی اپنا تیرے ساتھ وفا نہیں نبھا سکا، تیرے مان تیرے پیار کا لاج نہیں رکھ سکا۔ چاہے وہ دانیال شاہ ہو، دلاور شاہ ہو یا پھر بہرام خان۔ شاہ یہ سب مجھ سے بدلے کی آگ میں ہو گیا۔۔۔ مجھے معاف کر دے۔۔یہ۔۔۔یہ۔۔س۔سب۔۔۔سچ۔۔ہے۔۔۔۔ بہرام خان اسکی آنکھوں کے تاثرات پڑھتا اسکے زخمی ہاتھ کو اپنے لبوں سے چومتا ایک ایک لفظ تکلیف کی وجہ سے ٹھہر ٹھہر کے ادا کر رہا تھا، لیکن پھر سب خانوں کو اپنی طرف بندوق تانے دیکھ کے اس نے تیزی سے عالیان شاہ کو قسم دی۔ وہ یہاں سے چلا جائے، وہ جانتا تھا عالیان شاہ اس سے جتنا پیار کرتا ہے وہ اسے بچانے کے لئے کسی بھی حد تک جائے گا۔۔۔ اس کے منہ سے یہ سب سچ سنتے ہوئے عالیان شاہ کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ ٹوٹ کے بہرام خان کے چہرے پہ گرے۔۔۔ کچھ ہی دنوں میں زرش خان اسکے لئے بالکل پلوشہ خان کی طرح بن چکی تھی، بہرام خان اس کے ساتھ گینگ ریپ کرنے کا سوچ بھی کیسے سکتا تھا؟ ۔۔۔ عالیان شاہ نے زندگی میں خود کو اتنا بے بس کبھی محسوس نہیں کیا تھا، جتنا اس نے اس وقت خود کو کیا تھا۔ دل کیسا دغا باز تھا اپنے دوست کی اتنی دردندگی سے بھری سوچ کا سنتے ہوئے بھی اسکے لئے آنسو بہانے پہ مجبور ہو چکا تھا؟ لیکن کیوں عالیان شاہ کے ساتھ ہی ہر بار ایسا کیوں ہوتا تھا؟؟ ہر کوئی اس کا مان اسکا غرور کیوں توڑتا تھا؟؟ عالیان شاہ نے بہرام خان کے تشدد کے زیر اثر چہرے کو دیکھتے اذیت کی انتہا پہ سوچا۔۔۔

KOH NOVELS - URDU

عالی تجھے اس محبت کی قسم ہے جو تو نے کبھی بھی مجھ سے کی ہے یہاں سے چلا جا۔۔۔ بہرام خان ان سب خانوں کو ٹریگر پہ انگلی رکھتا دیکھ کے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ سے نکالتا نم آنکھوں سے بولا۔۔۔

بس میری قبر پہ فاتحہ پڑھنا نہ بھولیں، ورنہ تیرا نائٹ مئیر بن کے تجھے گھونسے جڑوں گا۔۔۔ زہ تا سرہ مینا کوم (مجھے تجھ سے محبت ہے) ۔۔۔ عالیان

شاہ کی آنکھوں کا شکوہ پڑھتے وہ اسکے آنسو صاف کرتا، جان بوجھ کے لہجے کو شوخ بناتے گویا ہوا---

عالیان شاہ یہاں بھی اپنی دوستی کی لاج رکھتا اسکی قسم دینے پہ بنا کچھ بولے اسے ایک زخمی سی مسکراہٹ کے ساتھ دیکھتا یہاں سے جا چکا تھا۔ بولنے کو کچھ تھا ہی نہیں اسکے منہ سے اللہ نے جیسے ہر لفظ چھین لیا تھا۔ عالیان شاہ کی سمجھ سے باہر تھا، وہ بہرام خان کو کن الفاظ سے اسکے آخری مراحل پہ تسلی دے؟ یا کس منہ سے ان تمام پٹھانوں کو منع کرے اسکے جگر کے ٹکرے کا قتل نہ کریں؟؟--- عالیان شاہ کے اس کمرے سے نکلتے ہی ایک ساتھ کتنے فائروں کی آوازیں گونجی۔ عالیان شاہ کا دل بند ہوا۔ دل نے دغا دیتے ہوئے پھر سے قدم واپس سے اس کمرے کی طرف موڑنے چاہے، لیکن پھر بہرام خان کی دی گئی قسمیں یاد آئی۔ وہ گہری سانس بھر کے اپنے آنسوؤں پہ قابو پانے کی ناکام کوشش کرتا لان کی پچھلی طرف سے پیدل ہی فارم ہاؤس کے گیٹ سے باہر نکل چکا تھا۔

لڑکیاں ان سب لڑکوں کے یوں اچانک کرکٹ ختم کرنے پہ حیران تو ضرور ہوئی، لیکن پھر درام خان کے یہاں آنے پہ وہ اس کی طرف متوجہ ہو چکی تھیں۔ جو پلوشہ خان کی گود میں بیٹھتا اس سے ہمیشہ کی طرح ایک ہی سوال پوچھ رہا تھا کہ کشمالہ کب آئے گی؟؟

KOH NOVELS - URDU

لاؤنج کی کھڑکیاں اور دروازہ ساؤنڈ پروف ہونے کی وجہ سے انہیں لان کی پچھلی طرف سے چلتے اکھٹے فائرز کی آواز نہیں آئی تھی۔ گل بہار درام خان کو تنگ کرنے میں مصروف ہو چکی تھی، اسی لئے سب لڑکیاں اب ان دونوں خالہ بھانجے کی نوک جھوک کی طرف متوجہ ہو چکی تھیں --

---

وہ سب لڑکے تقریباً رات کے گیارہ بجے لاؤنج میں داخل ہوئے، جہاں سب لڑکیاں ہنوز باتوں میں مصروف تھی۔ ناجانے ان لڑکیوں کی ایسی کون سی باتیں تھیں جو ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھیں۔۔ انابیہ خان کو ہنوز نکاح کے جوڑے میں دیکھتے ہوئے داور خان نے بیا خان کے سینے سے لگ کے سوئے درام خان کو احتیاط سے اٹھاتے بیا کے کان میں سرگوشی کی کہ انابیہ خان کا لباس تبدیل کروا دے۔ وہ عالیان شاہ کے ساتھ نہیں بلکہ انہی سب کے ساتھ واپس جائے گی۔۔

لیکن کیوں خان؟؟ عالیان لالہ کہاں ہیں؟؟ بیا خان یہاں پہ کہیں بھی عالیان شاہ کو نا پاتی حیرانگی سے استفسار کر رہی تھی۔۔

اسے ایک ضروری کام کے لئے ارجنٹ شہر سے باہر جانا پڑا ہے۔۔ وہ کچھ دنوں تک آ جائے گا۔۔۔ داور خان نے جواباً بہانا گڑتے، نیند سے جاگتے درام خان کو اپنے سینے سے لگا کے تھپکی دیتے اسے پھر سے سلایا۔۔۔ صرف بیا خان نے نہیں بلکہ ان سب لڑکیوں نے اپنے اپنے شوہروں کے چہروں کی بے حد سنجیدگی کو نوٹ کیا۔۔۔ خیر بیا نے انابیہ خان کو کمرے میں لے جاتے اسے پھر سے اپنے وہی ہلکے پھلکے سے کپڑے پہننے کو بولا۔۔۔ انابیہ خان کے عالیان شاہ کا پوچھنے پہ بیا خان نے اسے داور خان کی بتائی گئی باتیں بتاتے ہوئے تسلی دی کہ وہ کچھ دن تک آ جائے گا۔ جس پہ انابیہ خان پھیکا سا مسکراتی واشروم میں اپنے کپڑے تبدیل کرنے جا چکی تھی۔۔ البتہ اسکا موڈ بے حد خراب ہو چکا تھا، ایسا بھی کیا ضروری کام تھا جو اسے اپنی نئی نویلی منکوحہ سے زیادہ ضروری تھا؟؟

واپسی پہ انابیہ خان کو سب نے اپنی ہویلی چلنے کی آفر دی، لیکن وہ یہ بول کے انکار کر چکی تھی کہ اسے اپنے گھر کے علاوہ کہیں بھی نیند بہت مشکل

KOH NOVELS - URDU

سے آتی ہے۔۔ انابیہ خان کے اصرار پہ وہ اسے اسکے فلیٹ میں باحفاظت چھوڑتے اسکے گھر کے باہر اپنے چند مزید گارڈز کو ڈیوٹی دینے کا حکم دیتے ہوئے اپنی اپنی ہویلیوں کی طرف روانہ ہو چکے تھے۔۔

گل بہار اپنے کمرے میں آتے ہی فارس خان کے گم سم تاثرات کو محسوس کر چکی تھی۔۔ گل بہار کو اسکی خود سے یوں کا تعلقی ذرا اچھی نہیں لگی تھی ۔۔ آج ہی اسے ماں بننے کی خبر ملی تھی، پہلے وہ لال ہویلی میں سب سے مبارکیں بٹورتی رہی۔ پھر بڑی ہویلی میں اپنی مورے کے پاس جاتے وہ ان تمام لوگوں میں مصروف ہو چکی تھی اور پھر وہاں سے وہ سب فارم ہاؤس جا چکے تھے۔۔ فارس خان نے اس خبر پہ اپنی خوش دلی کا اظہار کرتے ہوئے اسے گلے سے لگاتے اسکا شکریہ ادا تو کیا، لیکن آج ان دونوں کو اتنا وقت نہیں مل سکا تھا کہ وہ دونوں اپنے ہونے والے بچے کو ڈسکس کرتے ہوئے اس گڈ نیوز پہ اپنی اپنی فیلنگز ایک دوسرے کے ساتھ شئیر کر سکیں۔۔ گل بہار ایک نظر اسکی طرف دیکھتی اپنی الماری سے سادہ سی شلوار قمیض پکڑتی ڈریسنگ روم میں بند ہوئی۔۔۔ کچھ منٹوں میں لباس تبدیل کرنے کے بعد ڈریسنگ روم سے باہر نکلتے ہنوز فارس خان کو اتنا سنجیدہ اور اپنی سوچوں میں گم بیڈ پہ نیم دراز دیکھتے وہ اب واقعی ہی پریشان ہوئی۔۔۔ اس نے واپسی کے راستے میں بھی اس سے کوئی خاص بات نہیں کی۔۔۔ گل بہار نے اپنے شانوں پہ دوپٹا درست کرتے اسکی جانب اپنے قدم بڑھائے۔۔۔

کیا ہوا ہے تمہیں؟ اتنے خاموش کیوں ہیں آپ؟؟ گل بہار نے اسکے قریب بیٹھ کے اسکا ہاتھ تھامتے ہوئے فکرمندی سے استفسار کیا۔۔

کچھ بھی نہیں--- مجھے کیا ہونا ہے-- تم سو جاؤ کافی رات ہو گئی ہے--- اسکی پکار پہ فارس خان نے چونک کے اسکی طرف دیکھتے اسے نرمی سے مدھم آواز میں جواب دیا---

لیکن مجھے تم ٹھیک نہیں لگ رہے -- تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟؟ گل بہار اسکے ماتھے پہ ہاتھ رکھتی پریشانی سے بولی----

میں ٹھیک ہوں بہار--- تم سو جاؤ میں کچھ دیر تک سو جاؤں گا---- فارس خان اسکا ہاتھ چومتا پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا--- اسکی بار بار اسے سلانے کی رٹ دیکھتے گل بہار نے خاموشی سے اسکی طرف دیکھا--- ان کے رشتہ مضبوط کرنے کے بعد ہر گزرتی رات میں فارس خان نے اسے اپنی شدتوں اور اپنی پیار بھری سرگوشیوں سے یقین دلایا کہ وہ اس سے کتنا پیار کرتا ہے-- وہ چاہ کے بھی اسے فجر تک اپنے شدتوں بھرے مضبوط حصار سے آزاد نہیں کرتا تھا، لیکن آج یوں اسکی سنجیدگی اور زبردستی کی مسکراہٹ دیکھتے ہوئے گل بہار کا دل چھن سے ٹوٹا--- اسے لگا تھا وہ آج کی پوری رات اس سے اسکے اور اسکے ہونے والے بچے کے بارے میں باتیں کرے گا لیکن وہ تو اسے سلانے پہ تلا ہوا تھا--

اووو--- ہمم ----مجھے سو جانا چاہئیے --- گل بہار اسکے ہاتھ سے اپنا ہاتھ آزاد کرواتی سپاٹ لہجے میں بولتی بیڈ کی دوسری طرف جا چکی تھی-- گل بہار نے اپنا دوپٹا اتار کے تکیے پہ پھینکتے خود پر اچھی طرح سے کمبل لیتے اسکی طرف سے کروٹ بدلی---- فارس خان جو اسکے سپاٹ لہجے پہ ہی اپنی ہر سوچ کو جھٹکتا اسکی طرف متوجہ ہو چکا تھا، اسے اپنی طرف سے کروٹ بدل کے سوتے دیکھ کے اس نے اپنے جبڑے بھینچتے اپنے سنہری بالوں میں ہاتھ پھیرا---- اسے اپنے لا تعلق رویے پہ خود پہ غصہ آیا--- وہ بہرام خان جیسے انسان کو سوچتے ہوئے کیسے اپنی بہار سے لاتعلق ہو سکتا ہے؟؟

KOH NOVELS URDU

بہار۔۔ فارس خان نے اسکی طرف کھسکتے ہوئے اسے نرمی سے پکارا۔ لیکن گل بہار نے اسے کوئی جواب نہیں دیا۔۔

فارس خان نے اسکے بے حد قریب ہوتے اسے کندھے سے پکڑ کے سیدھا لٹاتے ہوئے اسکے دائیں بائیں اپنے ہاتھ رکھے، جو ابھی بھی بنا کسی ریکشن کے آنکھیں موندے ہوئے تھی۔ فارس خان نے جھک کے اسکے ماتھے پہ اپنے لب رکھے۔۔۔

بہار بے بی۔۔ فارس خان نے اسکی ناک کے ساتھ اپنی ناک سہلاتے اسے پیار سے پکارا۔۔۔

مجھے نیند آ رہی ہے۔۔ گل بہار اسکا چہرہ خود سے دور کرتی ہنوز سپاٹ آواز میں بولتی پھر سے کروٹ بدل چکی تھی۔ فارس خان نے لب کاٹتے ہوئے اسکی پشت کو گھورا۔۔۔۔

فارس خان نے جھک کے اسکی پچھلی گردن پہ لو بائٹ بناتے اسے اپنی طرف متوجہ کرنے کی غرض سے اسکی گردن پہ اپنے دانتوں کا دباؤ بڑھایا۔۔۔ گل بہار نے اسکی شدت پہ بے ساختہ سسکی بھرتے تکیے پہ اپنے ناخن گاڑے۔۔۔

دور ہٹو۔۔۔ ابھی بھی اپنی دوسری شادی کے خیالوں میں گم رہو۔۔۔ کیا ضرورت ہے میرے قریب آنے کی؟؟ گل بہار اسے خود سے پیچھے کرنے کی غرض سے غصے سے اپنی کہنی اسکے سینے پہ مارتی اسکی کچھ دیر پہلے والی لاتعلقی پہ چوٹ کرتی غرائی۔۔۔ فارس خان نے اس کے انداز پہ اپنی مسکراہٹ

ضبط کی--- فارس خان نے اسے بازو سے تھامتے اسکا رخ پھر سے اپنی طرف موڑا---

کیوں مجھ پہ جھوٹے الزام لگاتی ہوئی خود کو گناہگار کرتی ہو بہار؟ جانتی ہو اپنے مظلوم شوہر پہ الزام لگانا کتنا سخت گناہ ہے--- فارس خان اسکے گالوں پہ اپنی بییرڈ رگڑتا مدھم آواز میں اسے عقل کی بات بتا رہا تھا--- اور اپنی بیوی سے لاتعلقی برتنے پہ کتنا ثواب ہے یہ بھی بتاؤ ذرا مجھے؟؟ گل بہار اسکی گرے جیکٹ اپنی مٹھیوں میں دبوچ کے اسے خود پہ جھکاتی مزید غصے سے غرائی-----

اللہ اللہ کون کافر تمہیں جان بوجھ کے اگنور کر رہا تھا؟ میں صرف اپنے آفس کے کسی پواجیکٹ کو ڈیزائن کرنے کے لئے کچھ سوچ رہا تھا بہار بے بی--- فارس خان اسکی چھوٹی سی تیکھی ناک اپنے لبوں میں دباتا اسکی بات پہ افسوس کرنے والے انداز میں بولا--- اور گل بہار تو مانو رات کے اس وقت بھی اسکے آفس کے کام کا سنتی مزید بھڑکی--- وہ اسے خود پہ جھکاتی غصے سے گھور رہی تھی-- گل بہار نے ایک جھٹکے میں اسکی جیکٹ چھوڑتے اسے خود سے دور کیا---

جاؤ نیچے اسٹڈی میں جا کے اپنے آفس کا کام کرو--- کیا ضرورت تھی ابھی بھی کمرے میں آنے کی؟ اب تمہاری بیوی تمہارے بچے کی ماں جو بننے والی ہے-- اب کیوں ضرورت ہو گی تمہیں میری--- گل بہار اسکی طرف اپنی انگلی اٹھاتی ہوئی دبی دبی آواز میں غرائی--- اسکا لہجہ ناچاہتے ہوئے بھی آخر میں بھیگ چکا تھا-- فارس خان نے اسکے یوں خود سے دور جھٹکنے پہ تضاد اسکی منفی بات پہ انگلی سے اپنی کنپٹی مسلتے اپنے غصے پہ قابو پایا--- وہ اسکی محبت کو انجانے میں ضرورت کا نام دے چکی تھی--- وہ ایسا سوچ بھی کیسے سکتی تھی؟؟

KOH NOVELS - URDU

تم غلط سوچ رہی ہو بہار۔۔۔ تم میری محبت کو ہمیشہ یوں بے مول نہیں کر سکتی۔۔۔ قسم خدا کی میں نے واقعی ہی تمہیں جان بوجھ کے اگنور نہیں کیا۔۔۔ فارس خان ایک دم سے اسکے تکیے پہ اپنے دونوں رکھ کے اس پہ جھکتا ہوا غصے سے غرایا۔ لیکن پھر اسکی نم ہوتی نیلی آنکھوں کو دیکھتے وہ اپنی شہہ رگ کو انگلی اور انگوٹھے سے پکڑتا قسم کھاتے ہوئے اسے نرمی سے یقین دلا رہا تھا کہ اس نے اسے جا ن کے اگنور نہیں کیا۔۔۔ جانتا جو تھا اسکی بہار اسکے معاملے میں کتنی پوزسیسوو ہے ۔۔

اسے خاموشی سے نم آنکھوں سے اپنی طرف دیکھتا پا کے فارس خان نے جھکتے ہوئے اسکے ہونٹوں کو چومنا چاہا، لیکن وہ تیزی سے اپنا رخ موڑتی اسے بے حد غصہ دلا چکی تھی۔۔ وہ ہمیشہ اسکی نرمی کا ناجائز فائدہ اٹھاتی تھی۔۔

کیا مسئلہ ہے تمہارے سا تھ؟؟ کس انداز میں تمہیں اپنی محبت کا یقین دلاؤں؟ کیوں یوں چھوٹی چھوٹی باتوں پہ شک کرتی ہوئی خود کو مجھ سے دور کر دینا چاہتی ہو تم؟؟ فارس خان جو پہلے ہی بہرام خان والے معاملے میں الجھا ہوا تھا، اسکے یوں بار بار رخ موڑنے پہ وہ غصے سے دھاڑا۔۔۔ وہ کتنے پیار اور کتنے مان سے اسکے ہونٹ چومنے والا تھا، لیکن وہ ہمیشہ کی طرح اپنی ضدی طبیعیت کی وجہ سے اسے غصہ دلا چکی تھی۔۔ شاید فارس خان عام حالات میں اتنی سی بات پہ کبھی بھی اپنی بہار پہ یوں غصہ نہ ہوتا، لیکن ابھی اسکے دماغ میں ایک ساتھ کتنی سوچیں چل رہی تھیں۔ جس کی وجہ سے وہ ناچاہتے ہوئے بھی اس پہ غصہ کر بیٹھا۔۔۔ گل بہار نے اسکی دھاڑ پہ بے یقینی سے اسکی طرف دیکھا، جو اتنی آسانی سے اسکی محبت کو شک کا نام دیتا اس سے دور ہونے کی باتیں کر رہا تھا۔۔ وہ اب غصے سے اسکے اطراف سے ہاتھ ہٹاتا، اپنی جیکٹ کو ایک جھٹکے سے اتار کے صوفے پہ پھینکتا ٹیرس کی طرف بڑھ چکا تھا۔۔ گل بہار کی بے یقین نگاہوں نے دور تک اسکا پیچھا کیا۔۔۔ آنکھوں سے آنسو ٹوٹ ٹوٹ کے اسکے عارضوں پہ گرے۔۔۔

گل بہار بچوں کی طرح ہچکیاں بھرتی خود پہ منہ تک کمبل اوڑھتی اوندھے منہ لیٹ چکی تھی۔۔

فارس خان ٹیرس پہ جا کے سیگریٹ پہ سیگریٹ پھونکتا اپنے اور بہرام خان کے یونیورسٹی میں گزارے تمام پل یاد کررہاتھا۔۔ فارس خان جیسا چیل کی نظر رکھنے والا انسان کیسے ایک درندے سے دھوکا کھا سکتا ہے؟ اس کے ساتھ رہتے ہوئے اسے کبھی بھی ایک پل کے لئے بھی ایسا محسوس نہیں ہوا کہ وہ کسی سازش کے تحت اس سے دوستی رکھے ہوئے ہے۔ بلکہ وہ جب بھی اس کے ساتھ ہوتا اسکی سنجیدہ طبیعت کو دیکھتا اسکے ساتھ بے باک مذاق کرتا ہوا اسے چھیرتا رہتا تھا، تو وہ کیسے اسی کی ہویلی کی عزتوں پہ گندی نظر رکھ سکتا ہے؟؟ پچھلے پورے گھنٹے سے یہ سوچ سوچ کے فارس خان کو اپنا دماغ پھٹتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔۔ اپنی سوچوں میں گم فارس خان سیگریٹ کی وجہ سے اپنی انگلیاں جلاتا ہوش کی دنیا میں آیا۔۔۔ سیگریٹ کو پھینکتے ہوئے اسے بے ساختہ اپنی بہار کا خیال آیا، جس پہ وہ بلا فضول کا غصہ اتار کے آیا تھا۔۔ فارس خان نے گہری سانس بھرتے اپنا سر پیچھے کی طرف پھینکا۔۔۔ کمرے میں قدم رکھتے ہی اس نے اپنی سفید ٹی شرٹ اتار کے صوفے پہ پھینکتے، ہیٹر کا ٹمپریچر تیز کرتے اپنے قدم بیڈ کی جانب بڑھائے۔۔۔۔ کمبل میں بھی اسکا لرزتا وجود محسوس کرتے، فارس خان اپنا نچلہ لب بے دردی سے کاٹتا اسکے بے حد قریب نیم دراز ہوا۔۔۔ اسے منہ تک کمبل لپیٹے دیکھ کے فارس خان نے نرمی سے اس پر سے کمبل ہٹایا۔۔۔ وہ اوندھے منہ لیٹی اپنا چہرہ تکیے میں چھپائے گہری نیند میں تھی۔۔ فارس خان نے اسکے نازک سے وجود کے گرد اپنے بازو کا حصار باندھتے اسے احتیاط سے اپنے سینے پہ لٹایا۔۔۔ اسکا آنسوؤں سے بھرا سرخ ہوتا چہرہ دیکھتے، فارس خان نے بے ساختہ اسے پیار سے خود میں بھینچتے اسکے چہرے پہ ٹکے آنسوؤں کو اپنے لبوں سے چنا۔۔۔ وہ اسکے غصہ کرنے کی وجہ سے کافی ہرٹ ہو چکی تھی۔۔ وہ اسے کیسے بچوں کی طرح شکوہ کرتی ہوئی بتا رہی تھی کہ وہ اسکے بچے کی ماں بننے والی ہے۔ اسی لئے اسے اسکی

ضرورت نہیں رہی اور وہ کیسے غصے میں اسے باتیں سنتا، اسکے پاس سے اٹھ کے جا چکا تھا۔ فارس خان نے خود پہ لعنت بھیجتے اسکی سرخ چھوٹی سی تیکھی ناک کو پیار سے چوما۔۔۔

وہ سوتے میں بھی وقفے وقفے سے ہچکیاں بھرتی، فارس خان کو مزید شرمندہ کر رہی تھی۔۔ اسے آج ہی ماں بننے کی خبر ملی تھی، فارس خان کیسے اسکے ساتھ ایسا رویہ رکھ سکتا تھا؟؟ فارس خان کو خود پہ بے تحاشا غصہ آرہا تھا۔۔ فارس خان نے اسکے گالوں کو پیار سے اپنے لبوں سے چھوتے، اسکی چھوٹی سی ناک کے ساتھ اپنی کھری مغرور ناک سہلائی۔۔۔ گل بہار نے نیند میں بھی اسکے سینے کے بالوں کو نوچتے، اسکی طرف سے اپنا رخ موڑا۔۔۔ فارس خان نے اسکے نیند میں بھی رخ موڑنے پہ اپنا نچلہ لب دانتوں میں دباتے اسکےلمبے بھورے بالوں پہ اپنے لب رکھے۔۔۔ اسکے یوں اپنے سینے کے بال نوچنے پہ فارس خان کو ایک پل کے لئے اسکے جاگنے کا خیال آیا، لیکن وہ ہولے سے ہچکیاں بھرتی گہری سانسیں بھرتی سو رہی تھی۔۔

بہار۔۔۔ فارس خان نے اسکی کان کی لوں کو ہولے سے دانتوں میں دباتے اسے پیار سے پکارا۔۔۔ لیکن جواب ندارد۔۔ وہ اسکے گرم حصار میں قید سکون سے لیکن رخ موڑ کے سو رہی تھی۔۔۔

KOH NOVELS - URDU

بہار بے بی۔۔۔ فارس خان نے پھر سے اسے گھمبیر آواز میں پکارتے اسکی گردن پہ جھکتے اپنے لب رکھے۔۔۔ گل بہار کی پلکوں میں ذرا سی جنبش ہوئی۔۔۔ تھوڑی سی آنکھیں کھولنے پہ بند آنکھوں میں اٹکے ہوئے آنسو عارضوں پہ بہے۔۔۔ فارس خان نے اس کی گردن سے اپنا سر اٹھاتے اسکے آنسوؤں پہ اپنے لب رکھے۔۔۔

آئی ایم سوری میرا بچہ---- فارس خان اسکے جاگنے پہ اسکے دونوں گالوں پہ ہاتھ رکھ کے جھک کے اسکے لبوں کو بارہا نرمی سے چومتا، اس سے اپنے کچھ دیر پہلے والے رویے کی معافی مانگ رہا تھا۔ البتہ غلطی اسکی بیوی کی بھی تھی۔ لیکن اسے اتنی جلدی ضد ختم کر کے معافی مانگنے کی عقل کون دے؟؟ گل بہار نے اسے کوئی بھی جواب دئیے بغیر صرف خاموشی سے دیکھا---

میرے بچے کی ہونے والی چھوٹی سی مورے -- آئی ایم سوری--- فارس خان اسکی خاموشی پہ نرمی سے اسکے پیٹ پہ اپنا ہاتھ پھیرتا اسکے لبوں کو پھر سے چومتا گویا ہوا--- اسکی پکار کے انداز اور اسکے ہاتھوں کے لمس پہ گل بہار کے گال قدرتی دہک کے لال ہوئے---- وہ اپنی شرم چھپانے کے لئے اسکے سینے پہ اپنے ہاتھوں کا دباؤ ڈالتی بیڈ پہ چت لیٹی---- فارس خان نے بھی بنا دیری کئے اسکے سینے پہ سر رکھتے اپنے سونے کی جگہ بنائی----

دور ہٹو مجھ پر سے--- میرا بیٹا آ جائے تو تمہیں خود کے اوپر تو کیا بیڈ پہ بھی سونے نہیں دوں گی--- گل بہار اسکے خود کے اوپر لیٹنے پہ غصے سے غرای--- فارس خان نے اس کی پریگنینسی کی وجہ سے اسکے اوپر اپنا مکمل وزن نہیں ڈالا--- وہ سارا کا سارا بیڈ پہ تھا، سوائے اس کا سر ہمیشہ کی طرح اسکے سینے پہ تھا۔

KOH NOVELS - URDU

ایسی کی تیسی تمہاری بھی اور تمہارے ہونے والے بیٹے کی بھی--- فارس خان اسکی دھمکی پہ آئیبرو آچکا کے بولتا اسکی تیکھی ناک کو اپنے دانتوں سے کاٹ گیا۔

میں تو تم پہ شک کرتی ہوں؟؟ چھوٹی چھوٹی باتوں پہ شک کر کے تو میں نے تمہارا جینا حرام کیا ہوا ہے -- پھر کیا لینے آئے ہو اس شکی عورت کے قریب

--- گل بہار اپنی عارضوں پہ بہتے آنسوؤں کو بے دردی سے صاف کرتی بھرائی لہجے میں بولی---

اللہ اللہ شک کب کرتی ہو؟؟ وہ تو میں جانتا ہوں میری ضدی بہار جیلس ہوتی ہے۔۔ وہ سب میرے منہ سے نکل گیا پرامس۔۔ تم بدلہ لینے کے لئے میرے ہونٹوں پہ کاٹ کے انہیں سزا دے سکتی ہو مائے لو۔۔ فارس خان اپنی ضدی بیوی کو بچوں کی طرح پچکارتا، اسکے ہونٹوں پہ شدت سے جھک چکا تھا۔۔

زرلاشتہ خان جو اپنے کمرے کے ڈریسنگ مرر کے آگے کھڑی اپنے بالوں کو سمیٹتی جوڑا بنا رہی تھی۔۔ ناجانے اسکے دل میں کیا سمائی وہ اپنا دوپٹا اتار کے صوفے پہ رکھی ساحر خان کی اجرک کو تھامتی اپنے گلے کے گرد لٹکا چکی تھی، جیسے وہ لٹکاتا تھا۔۔ ذرلاشتہ خان نے شیشے میں خود کو دیکھتے ہوئے اپنے منہ پہ ہاتھ رکھتے اپنی ہنسی دبائی، ساحر خان کی شال اسکے گھٹنوں سے نیچے تک جا رہی تھی۔۔

ہنسنا بند کرو--- کیوں دانت نکل رہے ہیں تمہارے--- زرلاشتہ خان اچانک سے اپنا سر اٹھا کے شیشے میں دیکھتی اپنی ہری آنکھوں کو چھوٹا کئے اپنی باریک سی سریلی آواز کو بھاری بنانے کی کوشش کرتی ساحر خان کی نقل اتارتی غرائی----

خان---ہم ۔۔تو---- بس---- اب وہ تاشو کے روپ میں آتی مظلومیت اور معصومیت سے لبریز تاثرات اپنے خوبصورت چہرے پہ سجاتی نظروں کو جھکاتے ہوئے منمنا رہی تھی۔۔

KOH NOVELS - URDU

کیا ہم تو بس؟؟ اور یہ میرے سامنے تمہاری زبان کہاں غائب ہو جاتی ہے؟؟
زرلاشتہ خان پھر سے ساحر خان کی نقل اتارتی اپنے چہرے پہ غصیلے
تاثرات سجاتی شیشے میں خود کو دیکھتی دھاڑی لیکن دبی دبی آواز میں---

خان---وہ---نا---آپ---کو---دیکھ---کے--- ہمیں ---بڑا---ڈر---لگتا---ہے---آپ---نا---ہمیں
---بالکل--- ڈائناسور--- کی---- طرح ----دکھتے---ہیں---ہم ---ڈریں
---نہیں---تو----اور---کیا---کریں --- زرلاشتہ خان اب وہی اپنا تاشو والا روپ اپناتی
ہلکا سا کانپتی ہوئی اپنی انگلیوں کو مڑوڑتے منمنا رہی تھی-- واشروم کے
دروازے سے ٹیک لگا کے کھڑا ساحر خان، جو کب سے واشروم سے نہا کے
نکلتا اپنی معصوم سی تاشو کی حرکتوں کو آئیبرو آچکا کے حیرانگی سے
دیکھ رہا تھا-- اسکے منہ سے خود کے لئے ڈائیناسور کا لفظ سنتے اس نے اپنی
مٹھیاں بھینچی---

میں لگاؤں گا ایک کان کے نیچے --- تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے یہ گھٹیا
لفظ بولنے کی؟؟ اور یہ مجھے دیکھتے ہی تم پہ وائبریشن کیوں لگ جاتی
ہو؟؟ زرلاشتہ خان پھر سے نقلی ساحر خان بنتی اپنی آواز کو بھاری بناتی اپنا
ہاتھ باقاعدہ اٹھاتی ہوئی غرائی---- ساحر خان نے اسکے انداز پہ اپنی نیلی
آنکھوں میں بے حد حیرانگی لئے اپنی مسکراہٹ ضبط کی---- وہ بالکل کسی
ایکسپرٹ کی طرح اسکی نقل اتار رہی تھی، جیسے ایسے کام پہلے بھی کرتی
رہی ہو--

آہہ---خان---ہمیں ---مت---مارئیے---گا---آپ---کا---ہاتھ---
بہت---وزنی---لگ---رہا---ہے---بالکل---کسی--- ہتھورے --- کی---طرح---- زرلاشتہ
خان پھر سے معصوم سی تاشو بنتی اپنے چہرے پہ دونوں ہاتھ رکھتی
معصومیت سے لبریز لہجے میں جھوٹی ہچکیاں بھرتی بولی---- ساحر خان سے

یہ یقین کرنا مشکل تھا، یہ ڈرامے باز لڑکی اسکی تاشو ہی ہے یا کوئی اور؟؟ وہ اتنے اچھے طریقے سے جھوٹی ہچکیاں بھر رہی تھی کہ اگر ساحر خان نے اسکا شروع والا سارا ڈرامہ نہ دیکھا ہوتا تو وہ یقیناً اسکے یوں ہچکیاں بھرنے پہ پریشان ہو جاتا---

ارے تاشو میں تمہیں مار تھوڑی رہا تھا، میں تو بس اپنے ہاتھ کی پاور چیک کر رہا تھا--- مجھے تو عادت ہے سب کو ڈرا کے اپنا ڈائنا سور والا روعب جمانے کی--- زرلاشتہ خان پہلے ساحر خان کی طرح پیار بھرے لہجے میں اپنا ہاتھ اٹھا کے شیشے میں نظر آتے اپنے عکس کے گالوں پہ رکھتی آخر میں دانت کچکچاتے ہوئے خود کو گھوریوں سے نوازتی بولی۔ وہ ساحر خان جو بہرام خان والے معاملے پہ کچھ دیر پہلے اپنا غصہ ضبط کرنے کے چکروں میں پاگل ہو رہا تھا، اب اپنی تاشو کی حرکتیں دیکھتے اسی ساحر خان سے اپنی ہنسی روکنا محال ہوا تھا۔ قہقہ ضبط کرنے کے چکروں میں اس کا چہرہ سرخ ہو چکا تھا۔

خان---اگر---آپ---ہمیں---ایک---عدد---چاکلیٹ---دے---دیں---گے---تو---ہم---بالکل---نہیں ---روئیں---گے--- زرلاشتہ پھر سے تاشو والی مظلومیت اور معصومیت چہرے پہ سجا کے جھوٹی ہچکیاں بھرتی گویا ہوئی---

چاکلیٹ وہ بھی تمہیں ؟؟ تمہیں ایک عدد چاکلیٹ دینے سے میری آدھی جائیداد کم نہ ہو جائے، میں سڑک پہ نہ آجاؤں؟؟ دانت خراب ہوئے نا تمہارے۔ تو منہ توڑ دو--- زرلاشتہ خان جو پھر سے ساحر خان کی طرح شیشے کی طرف اپنی انگلی اٹھاتی اپنے دل کی بھڑاس نکالتی دھاڑ رہی تھی، خود پہ کب سے نظروں کی تپش محسوس کرتے اچانک سے اسکی نظر واشروم کے بند دروازے کی طرف پڑی۔ جس پہ ٹیک لگا کے کھڑے ساحر خان کو دیکھتے ہی وہ اپنا جملہ مکمل کرنا بھول چکی تھی--- وہ کب واشروم سے باہر نکلا تھا؟ وہ

KOH NOVELS - URDU

نہیں جانتی تھی--- اس نے تھوک نگلتے ہوئے اسکے سرخ ہوتے سنجیدہ چہرے کو دیکھا--- زرلاشتہ خان نے جلدی سے اپنی انگلی نیچے کرتے اپنے گلے سے ساحر خان کی شال اتار کے ڈریسنگ مرر سے اپنا دوپٹا اٹھاتے ہوئے خود پہ اوڑھا--- وہ تو نقل اتارنے کے چکروں میں بھول چکی تھی کہ ساحر خان اسی کے کمرے کے واشروم میں نہانے گیا تھا، کسی سوات کی جھیل تک نہیں ----

ساحر خان آہستہ آہستہ اپنے قدم اٹھاتا اسکی طرف بھرا، جس کا چہرہ بالکل ایسے سفید ہو چکا تھا جیسے کسی کی مردہ لاش دیکھ لی ہو--- زرلاشتہ خان نے اسے اپنے قریب آتے دیکھ کے تیزی سے بیڈ کی طرف اپنے قدم بڑھائے--- جب ساحر خان نے ایک جست میں اس تک پہنچتے اسے بازو سے پکڑتے ہوئے اپنے قریب کھینچا--- وہ کسی کٹی ڈال کی طرح اسکے سینے سے لگی---

یہ کیا کر رہی تھی تم ابھی؟؟ ساحر خان اسکے بالوں کو نرمی سے گدی سے پکڑکے اسے غصے بھری گھوریوں سے نوازتا دبی دبی آواز میں غرایا---

خان--ہم--؟؟ہم--نے--تو--کچھ--بھی--
نہیں---کیا--ہمیں--تو--بس--آپکی--شال--اچھی--لگی--تھی--ہم--بس--وہی--لے--کے--دیکھ--رہے--تھے--اور--تو--
کچھ--بھی--نہیں---کر--رہے--تھے--ہم--زرلاشتہ خان اپنے سینے پہ ہاتھ رکھ کے پہلے سوالیہ انداز میں اپنی ہری آنکھیں پھیلا کے بولتی ساتھ ہی اپنے سر کو دائیں بائیں ہلا کے صاف جھوٹ بولتے ہوئے مظلومیت سے منمنائی--- ساحر خان نے محسوس کیا کہ اس وقت وہ واقعی ہی مظلومیت کی تصویر لگ رہی تھی۔ اس ایکٹنگ والی تاشو میں اور اسکی اصل والی تاشو میں زمین

آسمان کا فرق تھا۔ اسکی معصوم سی تاشو واقعی ہی اسکے غصے سے ڈرتی تھی--

اووو--- تو تمہارا مطلب ہے کہ میں نے ابھی جو بھی دیکھا ہے وہ سب جھوٹ تھا؟؟ تم میری نقل نہیں اتار رہی تھی؟؟ تم نے مجھے ڈائناسور نہیں بولا؟؟ اور میرا ہاتھ ہتھوڑے جتنا وزنی ہے؟ یہ تو تم نے بولا ہی نہیں ہے--- ہے نا؟؟؟ ساحر خان اسکی کمر میں اپنا ہاتھ ڈال کے اسے زمین سے اٹھاتا، اپنی آنکھوں میں جھوٹا غصہ لئے غرایا--- جس پہ زرلاشتہ خان کے گلے میں گلٹی بھر کے معدوم ہوئی--- مطلب وہ سب کچھ دیکھ اور سن چکا تھا؟؟ اب وہ اپنے غصے کی وجہ سے اسے کتنا ڈانٹے گا؟؟ یہ سوچ سوچ کے ہی زرلاشتہ خان کے پورے جسم کے رونگٹے کھڑے ہوئے--- ہری آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو چمکے، جو نقلی تو بالکل بھی نہیں تھے--- آنکھوں میں آنسو لئے زرلاشتہ خان نے زور زور سے سر نفی میں ہلاتے اسکی بات کو جھوٹا قرار دیا--- اسکی آنکھوں میں آنسو اور اسکا کیوٹ سا ریکشن دیکھتے ساحر خان کا ناچاہتے ہوئے بھی قہقہ بلند ہوا--- وہ کیسے ابھی روعب سے شیشے میں دیکھتی اسکی ایکٹنگ کر رہی تھی اور اب اسے حقیقت میں اپنے سامنے دیکھتے ہوئے اسکی ساری ہوا نکل چکی تھی-- زرلاشتہ خان نے اپنی ہری آنکھوں کو پھیلاتے ہوئے اسے قہقہ لگاتے دیکھا--- وہ دیوانوں کی طرح ہنستا ہوا اسکے دونوں گال چٹا چٹ چوم رہا تھا۔ زرلاشتہ خان اسکے پل میں تولا پل میں ماشہ رویے کو بنا پلکیں جھپکائے دیکھ رہی تھی-- اسکے نرم تاثرات اور اس پہ تضاد اسکی ہنسی دیکھتے ہوئے زرلاشتہ خان کی آنکھوں کی نمی پل میں غائب ہوئی--- زرلاشتہ خان نے بے ساختہ اپنی انگلی اسکے گال پہ نمودار ہوتے ڈمپل کے گرد گول گول گھمائی---

کیوں مار کھانے والی حرکتیں کرتی ہو؟؟ مجھے تو لگ رہا ہے میں نے اتنی جلدی بے بی پلیننگ کر کے بہت بڑی غلطی کی ہے--- مجھے تو تم سمیت دو دو بے بی سنبھالنے پڑیں گے-- ساحر خان اسکے گالوں پہ اپنے دانت گاڑتا

گھمبیر آواز میں شرارت سے بولا، جس پہ زرلاشتہ خان نے جھینپتے ہوئے اسکی گردن میں اپنا چہرہ چھپایا۔۔

کب سے پریکٹس کرتی رہی ہو میری نقل اتارنے کی؟؟ ساحر خان اسکا چہرہ اپنی گردن سے باہر نکال کے اسکے کان کی لوں کو دانتوں میں دباتا اسے گھوریوں سے نوازتے ہوئے بولا۔ جس پہ زرلاشتہ خان نے بنا کوئی جواب دے کے چہرہ جھکاتے ہوئے اپنی مسکراہٹ ضبط کی۔۔۔

گندے بچوں والی حرکتیں کرتے ہوئے شرم نہیں آتی تمہیں ؟؟ ساحر خان اسکی گردن پہ اپنا لب رکھتا اسے آنکھیں دکھاتا جھوٹے روعب سے بولا۔۔ زدلاشتہ خان نے شرارت سے نفی میں سر ہلاتے اسکے سینے میں اپنا چہرہ چھپانا چاہا، لیکن ساحر خان اسکے سر کے پیچھے اپنا ہاتھ رکھتا اسکے گلابی ہونٹوں کو اپنی شدت بھری گرفت میں لیتا بیڈ کی جانب بڑھ چکا تھا۔

ہر ا خان بیڈ پہ بیٹھی اپنے پیروں پہ لوشن لگاتی کب سے بیا خان کی باتوں کو سوچ رہی تھی۔ جب فارم ہاؤس میں بیا خان ان سب لڑکیوں کو اپنی کسی نوکرانی کی سٹوری بتاتی ہوئی افسوس کا اظہار کر رہی تھی۔۔

(شروع شروع میں پرخہ(بیا کی ملازمہ) کا شوہر اس سے کافی پیار کرتا تھا ، وہ جو ہر وقت گلاب کی طرح کھلی کھلی سی رہتی تھی آج کل اتنی مرجھا چکی ہے بیچاری۔۔ اسے تو دیکھ دیکھ کے میرے دل کو کچھ ہوتا ہے۔۔ ہوا کچھ یوں تھا کہ شادی سے پہلے وہ اپنے خالہ زاد کو پسند کرتی تھی لیکن اسکی خالہ کبھی بھی نہیں چاہتی تھی پرخہ اس کی بہو بنے ۔۔ اسکی خالہ نے اپنے

KOH NOVELS URDU

بیٹے کی شادی کسی اور لڑکی سے کروا دی اور پرخہ کی ماں نے بھی اسکی شادی کچھ ہی ماہ میں کہیں اور کروا دی۔ لیکن ہوا کیا کہ ابھی ایک ہفتہ پہلے اسکے شوہر کو جب پتا چلا کے اسکی بیوی شادی سے پہلے کسی کو پسند کرتی رہی ہے تو اس نے اسے تشدد کا نشانہ بنایا ۔۔ وہ جو ہر وقت اس کی خوبصورتی کے جال میں پھنسا، اس پہ اپنی محبت برساتا رہتا تھا۔ اب بے حد سفاک شوہر ثابت ہو رہا ہے۔۔ میں آج رات داور سے اس سلسلے میں بات کروں گی تاکہ وہ بیچاری پرخہ کو اس سفاک انسان سے چھٹکارا دلوا سکیں۔۔") ہرا خان ابھی لرزتے دل سے یہ سب سوچ ہی رہی تھی، جب رات کے بارہ بجے ضرار خان کمرے میں داخل ہوا۔۔۔

ضرار خان نے ایک نظر لوشن لگاتی ہرا خان کو دیکھتے اسکے ہاتھ سے لوشن کی بوتل پکڑ کے سائیڈ ٹیبل پہ رکھی۔۔۔ سائیڈ ٹیبل پہ لوشن رکھتے ہی ضرار خان اسکی گود میں اپنا سر رکھ کے لیٹتا اسکے پہلو میں اپنا چہرہ چھپا چکا تھا تاکہ ہرا خان اسکا غصے سے سرخ ہوتا چہرہ اور سرخ ڈھوروں سے لبریز اسکی ہیزل آنکھیں نہ دیکھ سکے۔۔ ہرا خان اس اچانک افتاد پہ سٹپٹائی۔۔۔ ضرار خان نے اسکا نرم ہاتھ پکڑتے ہوئے اپنے بالوں میں رکھا ۔۔ ہرا خان نے اسکا اشارہ سمجھتے اسکے بالوں میں نرمی سے اپنی انگلیوں سے سہلانا شروع کی۔۔

ضار۔۔۔ وہ ناچاہتے ہوئے بھی پھر سے بیا خان کی باتوں کو سوچتی ہلکان ہو رہی تھی، کچھ دیر بعد ہرا خان نے ہمت کرتے ہوئے ضرار خان کو پکارا۔۔۔

ہمم۔۔۔ ضرار خان نے اسکی ضار کی پکار پہ ہمیشہ کی طرح اسکا چہرہ خود پہ جھکاتے اسکے لبوں کو چوما۔۔ وہ ہرا خان کے اپنی چہرہ کی طرف متوجہ ہونے سے پہلے ہی پھر سے اسکے پہلو میں اپنا چہرہ چھپا چکا تھا۔۔ وہ آج بہرام خان کی وجہ سے جتنا غصے میں تھا یہ صرف وہ یا اسکا خدا جانتا تھا،

سکون لینے کی غرض سے ہی تو وہ اپنی محرم اپنی بیوی کے پاس آیا تھا اور اب اگر وہ غصے میں اسکی یوں پیار بھری پکار پہ اسکے ہونٹوں کو نا چومتا تو دل کے ساتھ زیادتی کر جاتا۔۔۔

مجھے تمہیں کچھ بتانا ہے۔۔۔ وہ اسکے پیار بھرے لمس پہ اپنے آنسو ضبط کرتی اسکے بالوں کو اپنے ہاتھوں سے سنوارتی گویا ہوئی۔۔۔

بولیں میں سن رہا ہوں۔۔۔ وہ اپنی بھاری آواز میں بولتا اب اسکے پیٹ سے قمیض ہٹاتا اس پہ اپنے دہکتے لب رکھ رہا تھا۔۔ ہرا خان نے اسکی جسارتوں پہ اپنا تھوک نگلتے اسکا چہرہ پیچھے کرتے اسے فلحال یہ سب کرنے سے روکا۔۔۔

میں۔۔۔نے۔۔۔تم۔۔۔سے۔۔۔ایک۔۔۔بات۔۔۔ چھپائی۔۔۔ہے۔۔۔ ہرا خان خود میں بمشکل ہمت پیدا کرتی ہوئی بولی رہی تھی۔ ضرار خان نے اسکے پہلو سے اپنا چہرہ ہٹاتے ہوئے اسکی طرف دیکھا، جو آنکھوں کو میچتی اسے کچھ بتانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

کیسی بات؟؟ ضرار خان اسکے ہاتھوں کو اپنے لبوں سے لگاتا آئیبرو اچکاتے ہوئے استفسار کر رہا تھا۔۔

میں ۔۔ساحر ۔۔لالہ۔۔ کو ۔۔پسند۔۔ کرتی ۔۔تھی۔۔۔میں۔۔۔تمہیں۔۔۔یہ۔۔۔سب۔۔۔شادی۔۔۔سے۔۔۔پہلے۔۔۔بتانا۔۔چاہتی۔۔۔تھی۔۔۔لیکن۔۔تم۔۔۔اچانک۔۔۔سے۔۔۔مجھ۔۔۔سے۔۔۔شادی۔۔۔کرنے۔۔۔کی۔۔۔حامی۔۔۔بھر۔۔۔چکے۔۔۔تھے۔۔میں۔۔۔نے۔۔۔جان۔۔۔بوجھ۔۔۔کے۔۔۔انہیں۔۔۔پسند۔۔نہیں۔۔کیا۔۔۔ ضرار۔۔۔ وہ ۔۔۔

KOH NOVELS - URDU

بس۔۔۔مجھے۔۔۔پیارے۔۔لگ۔۔ ابھی ہرا خان آنکھیں میچتی اپنی بات مکمل کرتی، جب ضرار خان کی دھاڑ پہ اسکے الفاظ اسکے منہ میں رہ چکے تھے۔۔

یہ کیا بکواس ہے؟؟ ہوش میں تو ہیں آپ؟؟ ضرار خان اسکی گود سے ہٹتا ہوا شدید غصے سے بلند آواز میں دھاڑا۔۔۔ ضرار خان جو پہلے ہی غصے سے بھرا بیٹھا تھا، اسکی باتوں پہ اسکا پورا وجود کسی بھٹی کی مانند سلگا۔۔ پورے وجود میں چھنگاریاں سی بھری۔۔۔ ہیزل آنکھیں لہو رنگ ہوئی۔۔۔ اسکی بیوی اسکے سامنے ہی کسی دوسرے انسان کو پیارا بول رہی تھی؟؟

میرا۔مطلب۔۔۔ضرار۔۔۔میری۔۔۔ ابھی ہرا خان اسکی دھاڑ پہ لرزتی ہوئی اسے اپنی پوری بات سمجھانے کی کوشش کرتی لفظ تلاش رہی تھی، جب ضرار خان پھر سے اسکی بات کاٹ چکا تھا۔۔۔

کین یو پلیز شٹ اپ؟؟۔۔۔آپ میرے نکاح میں ہوتے ہوئے کسی دوسرے کا ذکر بھی اپنی زبان پہ کیسے لا سکتی ہیں ہرا ضرار خان؟؟ ڈیم اٹ۔۔۔ ضرار خان بیڈ سے اٹھتا ہوا سائیڈ ٹیبل کی ایک ایک چیز پٹکتا ہوا بے حد غصے سے حلق کے بل چیخا۔۔۔ ہرا خان کی ساری ہمت ہوا ہوئی۔۔۔ اسکے اتنے غصے پہ اسکا دل ہتھیلی پہ دھڑکا۔۔۔ گلے میں گلٹی سی بھر کے معدوم ہوئی۔۔۔ اس نے سہمتے ہوئے ضرار خان کی طرف دیکھا جو دو منٹ میں کمرے کا حشر بگاڑتا اپنے ہاتھ بری طرح سے زخمی کر چکا تھا۔ اسے شیشے پہ زور سے اپنا ہاتھ مارتے دیکھ کے ہرا خان تڑپتی ہوئی بیڈ سے اٹھتی اسکی طرف بڑھی۔۔۔۔

ضرار۔۔۔ میری۔۔بات۔۔۔سنو۔۔۔ساحر۔۔۔ ہرا خان اسکا ہاتھ تھامتی، اس سارے معاملے کو سمیٹنا چاہ رہی تھی۔ لیکن ضرار خان اسکا ہاتھ بری طرح سے جھٹکتا، اسے خود سے دور کر چکا تھا۔۔۔

خبردار --- خبردار جو تم نے اپنی زبان سے کسی دوسرے کا نام تو دور آج کے بعد میرے قریب آنے کی جرات بھی کی تو گال تھپڑوں سے سرخ کر دوں گا---
ضرار خان اسکے منہ سے پھر سے "ساحر" سنتا اسے دوبارہ سے اپنے قریب آتا دیکھ کے اپنا ہاتھ ہوا میں اٹھاتا ڈریسنگ مرر کی چئیر پہ اپنے پیر کی زور دار ٹھوکر مارتا دھاڑا---- ہرا خان اسکے ہاتھ ہوا میں اٹھانے پہ سانس تک روکتی اپنے چہرے کو دونوں ہاتھوں میں چھپا چکی تھی-- ضرار خان اسکی طرف ایک بھی نگاہ غلط ڈالے بغیر باہر کی طرف بڑھا--- اسکے اتنی زور سے دروازہ بند کرنے پہ ہچکیاں بھرتی ہرا خان ڈرتی ہوئی چیخی---- اس نے بے یقینی سے اپنے کمرے کی حالت دیکھتے بند ہوتے دروازے کو دیکھا--- اس نے سچ بولنا چاہا اور اسکے ساتھ کیا ہوا؟؟ اسکے ہی شوہر نے اس پہ یقین نہیں کیا؟؟ اسکی پوری بات تک نہیں سنی؟؟ وہ جو اسے ہر وقت آپ بلاتا تھا، وہ پل میں آپ سے تم پہ آتا اسے خود سے دور جھٹک چکا تھا-- چاہے اس نے اسے تھپڑ نہیں مارا تھا لیکن اسکا ہاتھ اٹھانا ہی ہرا خان کے لئے کسی زناٹے دار تھپڑ کے برابر تھا-- وہ اسے اپنی سنا کے جا چکا تھا-- اس نے اسکی ایک بات سننا بھی گوارا نہیں سمجھا تھا ؟؟ ہرا خان بے یقینی سے آنسو بہاتی ہوئی نیچے زمین پہ بیٹھتی چلی گئی---

---

KOH NOVELS - URDU

آج سجاول خان کے منہ سے بہرام خان کی ساری حقیقت سنتے، رایان خان کو بے ساختہ وہ تمام دن یاد آئے۔ جب اسکی وشہ راتوں کو ڈرتی ہوئی اسے فون ملاتے ہوئے اپنی سسکیاں سناتی تھی-- اس درندے کی وجہ سے اس کی وشہ کتنے دن سو نہیں پائی تھی-- وہ بہرام خان کی ہوس بھری نظروں کو یاد کرتی بار بار شاور لیتی، خود سے اسکے ہاتھوں کا گندا لمس مٹانے کی کوشش کرتی تھی--

رایان خان کمرے میں آتے ہی پلوشہ خان کو دروازے کے ساتھ لگاتے اسکے ہونٹوں کو اپنی شدت بھری گرفت میں لیا۔۔ پلوشہ خان نے اس اچانک افتاد پہ اپنی ڈارک براؤن آنکھوں کو پھیلاتے اسکی نیوی بلیو ہڈی کو اپنے ہاتھوں کی مٹھیوں میں دبوچا۔۔ رایان خان نے اسے زمین سے اٹھا کے خود میں زور سے بھینچتے اسکے ہونٹوں پہ اپنی گرفت مضبوط کی۔۔۔ وہ کتنی ہی دیر اپنی سانسوں کے ساتھ اسکی سانسیں الجھاتا، ان کے ساتھ بری طرح سے کھلواڑ کرتا اسکے نچلے لب پہ اپنی شدت، دیوانگی اور جنون دکھاتا اسکے لبوں کا شدت سے بھر پور بوسا لیتے اسکے ہونٹوں کو آزادی بخش گیا۔۔۔

پلوشہ خان کی پھولی سانسوں کو دیکھتے رایان خان نے پھر سے اسکے ہونٹوں کو اپنی گرفت میں لیتے اسکے سینے میں اپنی سانسیں اتارتے انہیں نارمل کیا۔۔۔ پلوشہ خان نے نڈھال ہوتے اسکے سینے پہ اپنا سر ٹکایا۔۔۔

آپ نے کسی دن مجھے اسی طرح مار دینا ہے۔۔۔ پلوشہ خان گہرے گہرے سانس بھرتی اسکے سینے پہ زوردار مکا مارتی غصے سے بولی۔۔۔

تم نے کسی دن اپنی اداؤں سے یونہی میرا قتل عام کر دینا ہے۔۔۔ رایان خان اسکی گردن میں اپنا چہرہ چھپا کے ہاتھ بڑھا کے اسکے لمبے ڈارک براؤن بالوں کو کھولتا گھمبیر سرگوشی کرتا پلوشہ خان کو سرخ کر چکا تھا۔۔

عالیان۔۔لالہ۔۔۔کہاں۔۔۔گئے۔۔۔تھے؟۔۔۔ وہ۔۔۔ہمارے۔۔۔ساتھ۔۔کیوں۔۔۔۔نہیں۔۔۔آئے؟؟ پلوشہ خان اسے رومانٹک موڈ میں آتے دیکھ کے اس سے عالیان شاہ کے بارے میں استفسار کر رہی تھی جو اسے واپسی میں نہیں ملا تھا۔۔۔

KOH NOVELS - URDU

(جہنم میں) یہ تمہیں میرے رومینس میں ہر وقت اپنے عالیان لالہ کیوں یاد آ جاتے ہیں؟؟ رایان خان اسے گھوریوں سے نوازتا، اسکے گول مٹول سے گال پہ اپنے دانت گھاڑ کے بولتا بیڈ کی جانب بڑھا۔۔۔ پلوشہ خان نے اسکی طرف نروٹھے پن سے دیکھتے اپنے گال سے اسکا لمس جان بوجھ کے صاف کیا۔۔۔ جس پہ رایان خان نے آئیبرو آچکا کے اسکی طرف دیکھتے اسے بیڈ پہ گرایا۔۔ وہ ایک جھٹکے میں اس پہ سایہ فگن ہوتا اسکے اسی گال کو پھر سے اپنے دانتوں میں دباتا، اس پہ دیوانوں کی طرح اپنے لمس کی بوچھاڑ شروع کرتا اسے بھوکھلا کے رکھ چکا تھا۔ یوں کہ آج کے بعد وہ اسکا لمس مٹانے سے پہلے سو بار سوچتی۔۔۔

عشقِ ستم..... قسط 97

زرش خان پورے راستے میں سجاول خان کی غیر معمولی سنجیدگی ، اس کا بار بار سٹیرنگ پہ اپنی گرفت مضبوط کرنا، کبھی اچانک سے اپنی گاڑی کی رفتار بڑھا لینا، سب محسوس کرتی آئی۔۔ سجاول خان نے راستے میں اسکی باتوں کے جواب بھی بہت مختصر سے دئیے۔۔ اس نے اس سے کمرے میں جاتے ہی بات کرنے کا سوچا۔۔۔

زرش خان کمرے میں آتے ہی اپنا ہلکا پھلکا سا نائٹ سوٹ پہنتی اپنے بالوں میں برش کر رہی تھی۔۔ وہ اس وقت گلابی ٹراؤزر اور گلابی ہی شارٹ سی شرٹ میں ملبوس تھی۔۔ کچھ دیر بعد سجاول خان کمرے کا دروازہ کھولتے اندر داخل ہوا۔ سامنے زرش خان کو بالوں میں برش کرتے دیکھ، وہ دروازہ لاک کرتا اسکی طرف بڑھا۔۔ سجاول خان اپنے گلے سے کالی اجرک نکال کے صوفے پہ پھینکتا، اس کے بالکل پیچھے جا کے کھڑا ہوا۔ وہ اسےاپنی نظروں کے حصار میں لئے اپنے بالوں میں برش کر رہی تھی۔۔ سجاول خان نے اسکی کمر اور پیٹ کے گرد اپنا ہاتھ لپیٹتے اسکے بالوں میں اپنا چہرہ چھپایا، جو اسکے کندھوں کے نیچے تک آتے تھے۔۔ زرش خان کے بال زیادہ لمبے نہیں تھے لیکن کافی گھنے اور خوبصورت تھے۔۔ اسکے اور ضرار خان کے کالے بالوں کی چمک ہی الگ تھی۔۔

کیا ہوا ہے تمہیں ؟؟ زرش خان نے برش ڈریسنگ ٹیبل پہ رکھتے، شیشے میں اسکی طرف دیکھتے اسکی غیر معمولی سنجیدگی کے بارے میں استفسار کیا۔۔

جب تم میرے آفس میں کام کرتی تھی، تب تمہارے بال ڈارک براؤن کیوں تھے؟؟ سجاول خان نے ہنوز اسکے بالوں میں اپنا چہرہ چھپاتے اسکی بات کا جواب گول کرتے، اس سے مدھم آواز میں اپنا سوال پوچھ ڈالا۔۔۔

تم لوگوں نے اپنا کرکٹ میچ پورا کیوں نہیں کیا تھا؟؟ زرش خان نے بھی اسکا جواب دینے کی بجائے آبیبرو آچکا کے شیشے میں اسکے عکس کی طرف دیکھتے نیا سوال داغ ڈالا۔۔ وہ اسکا جواب گول کرنے لمحے کے گیارھویں حصے میں محسوس کر چکی تھی۔۔

تمہارے بال بہت خوبصورت ہیں ۔۔۔ سجاول خان اسکے کندھے پہ اپنی ٹھوری ٹکائے مکمل طور پہ اسکے بالوں کی طرف متوجہ تھا یا اسکے سوالوں کو نظرانداز کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

تم سب ایک ساتھ لان کے پیچھے کی طرف بھاگتے ہوئے کیوں گئے تھے؟؟ زرش خان بھی اپنی ہٹ کی پکی تھی، وہ بھی اپنے سوالوں کو نظرانداز ہونے نہیں دے رہی تھی۔۔

جو لونگ میں نے تمہیں کل گفٹ کی تھی وہ پہن کے دکھاؤ ۔۔۔ سجاول خان اسکی چھوٹی سی ناک کو اپنے لبوں سے چھوتا فرمائشی انداز میں بولا۔۔ وہ زرش خان کے ساتھ بہرام خان والا معاملہ پھر سے ڈسکس نہیں کرنا چاہتا تھا، ایسے وہ پھر سے پریشان ہو سکتی تھی۔۔

میں نے نوٹس کیا تھا، جب تم سب پچھلی طرف سے واپس آئے تھے۔ تب تم لوگوں کے ساتھ عالیان لالہ نہیں تھے اور تم سب کے مطابق وہ اپنے کسی ضروری کام سے شہر سے باہر گئے تھے۔ لیکن ان کی گاڑی تو ہماری واپسی پہ بھی تمہارے فارم ہاؤس کے پورچ میں کھڑی تھی؟ یہ سب کیا ہے؟؟ تم مجھ سے کچھ چھپا رہے ہو نا؟؟ زرش خان اب کی بار اپنا رخ مکمل طور پہ اسکی طرف موڑتی تفتیشی انداز میں پوچھ رہی تھی۔۔

KOH NOVELS - URDU

فار گاڈ سیک۔ میں بکواس کر رہا ہوں کب سے؟؟۔ عالیان ۔۔۔ عالیان۔۔عالیان۔۔۔ میں تھک گیا ہو سب کے منہ سے عالیان نامہ سن سن کے۔۔۔ میری طرف سے جہنم میں جائیں وہ۔۔ سجاول خان بار بار اسکے انہی سوالوں سے بری طرح سے چڑتا ہوا غرایا۔۔۔ سجاول خان غصے سے اپنی پشاوری چپل اتار کے بیڈ پہ جا کے نیم دراز ہوتا اپنی آنکھوں پہ کہنی رکھ چکا تھا۔۔۔ فارم ہاؤس میں بھی عالیان شاہ کے جانے کے بعد، وہ سب کے منہ سے کوئی ایک ڈیڑھ گھنٹہ اسکے لئے فکرمند جملے سنتا رہا تھا اور اب زرش خان کو بھی وہی سب ڈسکس کرتے دیکھ کے اسے بے حد غصہ آیا۔۔۔ وہ اسکے ساتھ کچھ اچھا وقت گزارنا چاہتا تھا، لیکن وہ اسکی سنے بغیر اسکے باتوں کو اگنور کرتی اس سے سوال پہ سوال داغے جا رہی تھی۔۔

زرش خان نے اس کے اتنے ہارش ریکشن پہ اپنے لبوں کو دانتوں میں دبایا۔۔۔ وہ بیڈ کی طرف جانے کی بجائے ڈریسنگ مرر کی کرسی پہ بیٹھتی اب فائلر پکڑ چکی تھی۔۔ وہ اب مصروف انداز میں اپنے لمبے ناخنوں کی تراش خراش کر رہی تھی۔۔ اسے یہ کام کرتے تقریباً دس منٹ گزر چکے تھے، لیکن ان دس منٹوں میں کمرے میں مکمل خاموشی رہی۔ کیونکہ کمرے میں دونوں نفوس بے حد خاموش تھے۔۔ زرش خان نے غصے سے فائلر ٹیبل پہ پٹکتے اپنی گلابی شرٹ کا اوپر والا بٹن کھولا۔۔۔ یہاں سے اس نے شرٹ کا بٹن کھولا اور وہاں پہ بیڈ پہ آنکھوں پہ بازو رکھ کے سونے کی ایکٹنگ کرتے سجاول خان کی دھڑکنوں نے اسکی بیوٹی بون دیکھ کے سپیڈ پکڑی۔۔

زرش خان جو تپی بیٹھی تھی، ناجانے کس احساس کے تحت اس نے اپنے ڈریسنگ مرر سے بلڈ ریڈ لپ اسٹک اٹھاتے ہوئے اپنے بھرے بھرے ہونٹوں پہ لگاتے انہیں مزید بھرا بھرا بنایا۔۔۔ لپ اسٹک لگانے کے بعد وہ اپنی شرٹ کا دوسرا بٹن بھی کھول چکی تھی۔۔ اسکی اداؤں کو دیکھتے سجاول خان کا دل سینے کی دیواروں کو پٹکتا باہر نکلنے کو بے تاب ہوا تھا۔۔ وہ جب بھی اسے خاموشی کی مار مارتی، تو یونہی اپنی اداؤں سے زیر کرتی مارتی تھی۔۔

زرش خان اب ڈریسنگ مرر سے اپنا موبائل اٹھاتی کرسی سے کھڑی ہوئی۔۔۔ سجاول خان کا دل خوش فہم ہوا، یہ سوچ کر کہ اسکے خانم ابھی اسے آکے گلے سے لگاتی ہوئی اس کے ساتھ لیٹ کے سو جائے گی۔ لیکن وہ اسکی تمام

خوش فہمیوں پہ پانی پھیرتی صوفے پہ الٹی پالٹی مار کے بیٹھتی اپنے موبائل فون میں غرق ہو چکی تھی۔۔ زرش خان سجاول خان کی نظروں کی تپش کو خود پہ محسوس کر کے اگنور کرتی اپنی سیلفیاں لینا شروع کر چکی تھی۔۔ وہ اپنے بھرے بھرے ہونٹوں کا خوبصورت سا پاؤٹ بناتی سجاول خان کو شدید بے بس کر رہی تھی۔۔ سجاول خان کو ہنوز بیڈ پہ لیٹے دیکھ کے زرش خان نے شدید غصے سے تپتے ہوئے اب شرٹ کا ایک اور بٹن کھولا، جس سے اسکے وجود کی گہرائیاں نمایاں ہوئی اور یہی پہ سجاول خان کی بس ہوئی۔۔۔ سجاول خان کے گلے میں گلٹی بھر کے معدوم ہوئی۔۔۔ وہ اپنی آنکھوں سے ہاتھ ہٹاتا بیڈ سے کھڑا ہوا۔۔ اسے اپنی طرف آتا دیکھ کے زرش خان کا دل زوروں سے دھڑکا، لیکن وہ اس کے پاس سے گزرتا الماری کی طرف بڑھ چکا تھا۔۔ اسکی اس حرکت پہ زرش خان کا پورا وجود سلگا۔۔ غصے سے اسکے پورے وجود میں چھنگاریاں بھری۔۔۔ وہ غصے سے اپنے بالوں کو جھٹکتی صوفے پہ لیٹ چکی تھی۔۔

تمہارے بال لمبے نہیں ہیں اور مجھے لمبے بال بہت پسند ہیں۔۔ سجاول خان اپنی الماری سے ٹراؤز نکالتا اپنا نچلہ لب دباتے کندھے آچکا کے بولا۔۔ بالآخر بیس سے پچیس منٹ بعد اسکی کمرے کی خاموشی ٹوٹ چکی تھی۔۔

زرش خان جس نے ابھی سونے کی کوشش کرنے کے لئے آنکھیں بند کی تھیں، اسکی بات پہ اسکا پورا وجود کسی بھٹی کی مانند سلگا۔ وہ ابھی کچھ دیر پہلے اسکے بالوں کی تعریف کر رہا تھا اور اب وہ اپنے جملے میں ردو بدل کرتا آخر اس پہ کیا جتانا چاہ رہا تھا؟ زرش خان نے شدید غصے سے سوچا۔۔۔ خیر زرش خان نے اسکی بات کو اگنور کرتے اپنا بالوں کو سمیٹتے اپنی آنکھیں موندی۔۔۔ وہ صوفے پہ رخ موڑ کے اوندھے منہ لیٹ چکی تھی ۔۔ سجاول خان جو ابھی ابھی ڈریسنگ روم سے اپنا ٹراؤزر پہن کے باہر نکلا، اسے صوفے پہ ڈیرا جماتے دیکھ کے اس نے آئیبرو اچکاتے اپنے قدم اسکی طرف بڑھائے۔۔۔ وہ حیران تھا اسکی خاموشی پہ۔۔ وہ کہاں اتنی دیر بنا کوئی جواب دئیے خاموش رہتی تھی؟ وہ اپنے بال بھی مکمل طور پہ سمیٹ چکی تھی۔۔ سجاول خان نے تو اسے ویسے ہی بولنے پہ مجبور کرنے کے لئے وہ جملہ بولا تھا، لیکن وہ سیریس لیتی شاید روٹھ چکی تھی۔۔ یہ آج ان کی تیسری

KOH NOVELS-URDU

ناراضگی تھی۔۔ سجاول خان بیا خان کے منہ سے اکثر سنتا رہتا کہ اسکے درام کو نظر لگ گئی ہے، لیکن سجاول خان نے کبھی بھی نظر لگنے پہ یقین نہیں کیا تھا۔ اب شادی کے بعد اسے اس بات پہ یقین ہوا چلا تھا۔ وہ دونوں جس دن آفس میں میچنگ کے کپڑے پہن کے جاتے تھے۔ انہیں بہت بری نظر لگتی تھی، یہ سجاول خان کا مشاہدہ تھا ۔۔ ان میں صبح سے بلاوجہ یہ تیسری جنگ چھڑ چکی تھی۔۔ سجاول خان کو اچانک سے یاد آیا، جب وہ چھوٹا تھا ہمیشہ سکول سے آنے کے بعد اسکے سر میں شدید درد کے ساتھ آنکھوں سے پانی نکلتا تھا۔ جس پہ ملالہ خان کا ماننا تھا اسے اسکی استانیوں کی ندیدی نظریں لگ جاتی ہیں، جو اسکے خوبصورت بیٹے کو دیکھ کے ماشاءاللہ نہیں بولتی ۔۔ وہ پریشان ہوتی اس پہ یہ دعا "ماشاءاللہ لاحول ولاقوۃ الاباللہ" پڑھ کے پھونکتی اور اس کا ماتھا چومتے ہوئے اسے سینے سے لگاتی۔۔۔

"ماشاءاللہ لاحول ولاقوۃ الاباللہ" ۔۔۔۔۔ سجاول خان نے ماں کی باتیں یاد کرتے، اداسی سے مسکراتے تین دفعہ یہ دعا منہ میں دہراتے خود پہ اور اپنی خانم پہ جھک کے پھونک ماری۔ تا کہ وہ دونوں ہر گندی اور حسد بھری نظروں سے بچے رہیں۔۔ اسکے یوں پھونک مارنے پہ زرش خان نے بے ساختہ اپنی آنکھیں کھولتے خود پہ جھکے سجاول خان کو دیکھا۔۔ سجاول خان نے اسے بازو سے پکڑتے صوفے پہ سیدھا کیا۔۔۔ سجاول خان نے اسکی بے ترتیب شرٹ کے اوپری تین بٹن کھلے دیکھتے، اسکی شرٹ کو گلے سے اپنے ہاتھ کی مٹھی میں تھامتے صوفے سے تھوڑا اوپر اٹھایا۔۔۔ اسکے آدھے گھنٹے کے بعد خود کے یوں قریب آنے پہ زرش خان نے غصے سے اسکا سینہ اپنے ناخنوں سے نوچتے ہوئے زخمی کیا۔۔ سجاول خان نے کراہتے ہوئے اپنی مسکراہٹ دبائی۔۔۔

ہٹو پیچھے ۔۔ جاؤ جا کے کوئی لمبے بالوں والی ڈھونڈو۔۔ ۔ کیا لینے آئے ہو اب میرے قریب؟؟ زرش خان اسکے کراہنے کی پروا کئے بغیراسکے سینے کو اپنے ناخنوں سے بری طرح سے زخمی کرتی غرائی۔۔۔

لیکن مجھے تو ایبز والی ہی چاہئیے۔۔۔ سجاول خان اس پہ مزید جھکتا اسکی بیوٹی بون پہ اپنے لب رکھتا گھمبیر سرگوشی میں بولا۔۔۔ زرش خان نے اسکی سرگوشی پہ سرخ پڑتے اسے سنجیدگی سے خود سے دور دھکیلنے

کی ناکام کوشش کی--- سجاول خان دور ہونے کی بجائے اسکے گلے کو مزید اپنی مٹھی میں دبوچتا اسے صوفے سے تھوڑا اور اوپر کھینچ چکا تھا۔ زرش خان سرخ پڑی، اسکے اس انداز پہ ۔ سجاول خان کی نظروں کا مرکز اب اسکے بھرے بھرے سرخ لب بنے---

میری اور شاہ کی کسی بات پہ لڑائی ہو گئی تھی--- اسی لئے وہ غصے میں اپنی گاڑی لئے بنا فارم ہاؤس سے جلدی جا چکا تھا ۔۔ سجاول خان نے بہانا گڑتے ہوئے اسے منانے کی چھوٹی سی کوشش کرتے، اسکے کچھ دیر پہلے والے سوالوں کا مختصر سا جواب دیا---

میری اور تمہاری بھی تو لڑائی ہو چکی ہے نا؟؟ تو تم اب تک اس کمرے میں کیا کر رہے ہو؟؟ تمہیں بھی یہاں سے چلے جانا چاہیے--- زرش خان اسے بھگو کے طنز مارتی اپنا آئیبرو اچکاتے غرائی--- اگر یہی جواب وہ کچھ دیر پہلے دے دیتا تو ایسی کون سی قیامت آ جانی تھی؟؟ زرش خان نے شدید غصے سے سوچا---

کوئی کافر ہی ہو گا، جو اپنی بیوی کی اتنی خوبصورت ادائیں دیکھنے کے بعد اسے منانے کی بجائے باہر صوفے پہ رات گزارے--- سجاول خان کے لب اسکی بیوٹی بون سے سرکتے ہوئے اسکے گہرے گلے پہ آئے--- اسکی سرگوشی کا مطلب سمجھتی زرش خان نے اپنے ہونٹوں سے لپ اسٹک پونچھنی چاہی، لیکن سجاول خان اسے آنکھیں دکھاتا۔ ایک دم سے اسکے سرخ ہونٹوں کو اپنے لبوں میں دبوچ چکا تھا۔۔ زرش خان نے اسکی کچھ دیر پہلے والی دھاڑ، نظراندازی اور اس پہ تضاد اسکی لمبے بالوں کے بارے میں قائم کی گئی رائے کو یاد کرتے، بے حد غصے سے اسکے ہونٹوں پہ اپنے دانت گاڑے--- سجاول خان نے اسکی جسارت پہ اپنی مسکراہٹ دباتے، اسے صوفے سے اپنے بازوؤں میں اٹھاتے بیڈ کی طرف اپنے قدم بڑھائے--- وہ ہنوز اسکے لبوں پہ اپنا غصہ اتارتی اپنے چھوٹے چھوٹے موتیوں سے دانتوں سے ان پہ ظلم ڈھا رہی تھی--- سجاول خان نے اسکے اتنے میٹھے سے ظلم پہ اسے پیچھے کرنے کی بجائے بیڈ پہ گراتے، اسکے اوپر سایہ فگن ہوتے اسکے ہونٹوں کو شدت سے اپنی گرفت میں لیا--- زرش خان اسکی بڑھتی شدت پہ اپنی شدت میں بھی اضافہ کرتے، اسکے کندھوں پہ اپنے ناخن گاڑے--- سجاول

خان نے اسکی مقابلہ بازی پہ دل میں قہقہ لگاتے اپنے ہاتھوں سے ایک بے باک جسارت کر ڈالی--- جس پہ زرش خان نے سرخ پڑتے اسکے کندھے پہ زوردار مکا جھڑتے اسکے ہونٹوں کو اپنے دانتوں کی قید سے آزاد کیا--- سجاول خان نے اسکے لبوں کا شدت بھرا بوسا لیتے اسکی گردن میں اپنا چہرہ چھپایا---

جب میں کوئی بات اگنور کرتا ہوں، تو بار بار اس پہ سوال مت پوچھا کرو خانم--- مجھے ناچاہتے ہوئے بھی غصہ آ جاتا ہے--- اور میرے غصے کی وجہ سے تم ہرٹ ہو جاتی ہو-- سجاول خان اسکی خاموشی پہ اسکی گردن سے اپنا چہرہ اٹھاتا، اسکے گلابی گالوں کو اپنے لبوں سے چھوتا اسے پیار سے سمجھا رہا تھا اور وہ درست تھا۔ اس سے واقعی ہی اپنا غصہ کنٹرول نہیں ہوتا تھا۔

تمہارے ہونٹ عنابی نہیں گلابی ہیں -- لیکن مجھے عنابی ہونٹ زیادہ پسند ہیں-- اسکے سمجھانے پہ لاپرواہی دیکھاتی زرش خان اسکے ہونٹوں کو اپنے ہاتھوں کی چٹکی میں زور سے مسلتی اسکی کچھ دیر پہلے والی بات کا بدلہ اپنے طریقے سے اتار چکی تھی--- اسکی بات پہ سجاول خان کی حالت بالکل ویسی ہوئی، جیسے کچھ دیر پہلے زرش خان غصے سے تپی تھی-- سجاول خان نے شدید غصے سے اپنی کنپٹی مسلتے اسکی طرف دیکھا، جو اب اپنی شرٹ کے اوپری بٹن بند کر رہی تھی-- وہ جانتا تھا اس نے اسے سلگانے کے لئے اور اپنا بدلہ اتارنے کے لئے یہ الفاظ بولے ہیں-- سجاول خان نے اسکی بات پہ شدید غصے سے تپتے ہوئے اپنے نچلے لب کو زور سے اپنے دانتوں میں کچلتے ہوئے اسے سرخ و عنابی کیا--- یہی عمل اس نے اپنے بالائی لب پہ دہرایا، لیکن بے حد غصے کی وجہ سے وہ اپنے لب عنابی کرنے کے چکروں میں زخمی کر چکا تھا --

خاناں--- زرش خان نے تڑپ کے اسے پکارتے اپنا ہاتھ بڑھاتے، اسکے لبوں کو اسکے دانتوں کی قید سے آزاد کروایا--- وہ واقعی ہی سنکی اور سر پھرا تھا-- زرش خان کو خود پہ غصہ آیا، جس نے اس مینٹل خان کو جان بوجھ کے سلگایا تھا--

KOH NOVELS - URDU

دیکھو اتنے عنابی کافی ہیں یا مزید عنابی کروں؟؟ سجاول خان اپنے لب اسکے لبوں کے قریب کرتا آئیبرو اچکاتے ہوئے گویا ہوا، جس پہ زرش خان نے اپنا سر پیٹتے اسکے سلکی بالوں کو اپنی مٹھی میں دبوچتے اسے غصے سے دیکھا۔ جو اپنے ہونٹوں کا حشر نشر کر رہا تھا۔۔

زرش خان نے اسکے گالوں پہ ہاتھ رکھتے تکیے سے زرا سا اٹھتے، اسکے زخمی ہونٹوں کو نرمی سے چومتے اپنی گرفت میں لیا۔ جیسے اسے یقین دلانے کی کوشش کر رہی ہو کہ اس کے ہونٹ جیسے بھی ہیں اسے بے حد پسند ہیں۔۔ سجاول خان نے اسکے نرم و ملائم لمس پہ اپنی آنکھیں موندتے اسکی کمر پہ اپنی گرفت مضبوط کی۔۔۔

زرش خان کے پیچھے ہٹنے پہ سجاول خان نے اپنی خمار آلود ڈارک براؤن آنکھیں اسکی ہیزل رنگ آنکھوں میں گاڑتے، اس سے آنکھوں ہی آنکھوں میں بہت سے زومعنی اشارے کر ڈالے۔۔ جس پہ زرش خان نے سرخ پڑتے اپنی نظریں جھکائی۔۔۔

بائیک رائیڈنگ پہ چلیں؟؟ زرش خان اپنی مسکراہٹ ضبط کرتی اسکی خمار آلود آنکھوں میں دیکھتی اسے آج بھی سڑکوں پہ خوار کروانے کا سوچتی ہوئی بولی۔۔۔

ایسی کی تیسی تمہاری بھی اور بائیک رائیڈنگ کی بھی۔۔ اگر اب تم نے بائیک کا نام بھی لیا تو اس پہ پٹرول چھڑک کے آگ لگا دوں گا۔۔۔ سجاول خان تو مانو اسکی بات پہ جلتے توے پہ بیٹھا۔۔۔ اس نے اسے پیار سے ڈپٹتے ہوئے اسکے گالوں پہ اپنے دانت گاڑے۔۔۔ اس کے یوں سلگنے پہ زرش خان نے بمشکل اپنا قہقہ ضبط کیا۔۔۔۔

چلو پھر آج لانگ ڈرائیو پہ چلتے ہیں گاڑی میں۔۔۔ زرش خان نے اسے مزید مشوروں سے نوازنا اپنا فرض سمجھا۔۔۔۔

چلو پھر آج تمہاری روح میں اترتے ہیں خانم مائے جانم۔۔۔ اجازت؟؟۔۔ سجاول خان اس بار سلگنے کی بجائے اسکی کان کی لوں کو اپنے دانتوں سے کاٹتے، اسکے کان میں بے باک سرگوشی کر ڈالی۔ جس پہ زرش خان کانوں کی لوں

تک سرخ پڑتی اسے اجازت دینے کی غرض سے اپنا سر ہاں میں ہلاتی، اپنی بانہوں کا ہار اسکی گردن کے گرد ڈال چکی تھی۔۔

آج تمہاری جان خلاصی کسی صورت نہیں کروں گا۔۔ جتنا تم نے مجھے اس ہفتے میں تنگ کیا ہے نا خانم ڈارلنگ۔۔۔ آج رات اپنی شدتوں سے سود سمیت بدلہ نہ لیا، تو میرا نام بھی سجاول خان نہیں۔۔۔۔ سجاول خان اس کی اجازت پہ روح تک سرشار ہوتا اسکے ماتھے پہ شدت سے اپنے ہونٹ رکھتا ریموٹ سے کمرے کی لائٹس آف کرتے اسکے کان میں پھر سے گھمبیر سرگوشی کر گیا، جس پہ زرش خان کا دل زوروں سے دھڑکا۔۔۔۔

سجاول خان نے اسکی گلابی شرٹ کے بٹن کھولتے اسے اسکے تن سے جدا کرتے، اسکی تیز تیز دھڑکنوں کے مقام پہ اپنے لب رکھے۔۔۔ زرش خان نے تھوک نگلتے اسکے کندھوں کو تھاما۔۔۔۔

تمہارے بال خوبصورت ہیں بے حد خوبصورت ۔۔۔ میں کچھ دیر پہلے تمہیں تنگ کر رہا تھا۔۔ سجاول خان اسکے ہلکے ہلکے لرزتے وجود کو محسوس کرتا اسے باتوں میں الجھا رہا تھا تا کہ وہ ڈرے نہیں۔۔ وہ چاہے جتنی مرضی بولڈ بنتی، لیکن تھی تو وہ ایک نازک مزاج لڑکی ہی۔۔۔

سجاول خان کچھ ہی منٹوں میں اسکے وجود پہ پوری طرح سے قابض ہو چکا تھا۔ اسکی شدتیں برداشت کرتی زرش خان اسکی پشت پہ اپنے ناخن گاڑتی سسکیاں بھر رہی تھی۔۔ جس پہ سجاول خان مزید بے خود ہوتا اسے اپنے پیار کی بارش میں بھگوتا اپنی شدتوں میں اضافہ کر چکا تھا۔۔

خاخاناں۔۔۔ زرش خان نے اسکی شدتوں کی تاب نہ لاتے سسکی بھرتے ہوئے اسے پکارا، جس پہ سجاول خان نے اسکے ہونٹوں کو نرمی سے چومتے اسکے بالوں میں نرمی سے اپنی انگلیاں سہلاتے اسکے کان میں پیار بھری سرگوشیاں کرتے اسے نارمل کیا۔۔۔۔

سجاول خان کے لب اب اپنی ہر حد پار کرتے اسکے پورے وجود پہ گردش کر رہے تھے۔۔ وہ اسکے پور پور کو اپنے لمس سے مہکاتا زرش خان کو کپکپانے پہ مجبور کر چکا تھا۔۔ اسکے وجود میں ارتعاش محسوس کرتے،

KOH NOVELS - URDU

سجاول خان نے اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے اسکے دل کے مقام پہ بے باک شرارت کر ڈالی۔۔ جس پہ زرش خان نے چیختے، اسکے سینے پہ اپنے ناخن گاڑے۔۔۔

سجاول خان قہقہہ لگاتے اسکے ایبز پہ اپنے نرم گرم دہکتے لب رکھتے اپنی شدتوں میں اضافہ کرتا چلا گیا۔۔

ضرار خان پچھلے کئی گھنٹوں سے ہویلی کی چھت پہ کھڑا سیگریٹ پہ سیگریٹ پھونکتا اپنے سلگتے دل کو مزید سلگا رہا تھا۔

وہ اس کے ساتھ ایسا کیسے کر سکتی تھی؟؟ اسے اس کے علاؤہ کوئی اور پیارا کیسے لگ سکتا تھا؟؟ اس نے اسے کتنا مان کتنا پیار دیا اور اس نے کیا کیا اسکے ساتھ؟؟ وہ اسے یہ سب شادی سے پہلے شاید اسی لئے بتانا چاہتی تھی، تاکہ ضرار خان اس کے ساتھ شادی کی حامی نہ بھرے۔۔۔ کیونکہ جب ضرار خان نے اس کے ساتھ شادی کی حامی بھری، اس نے کیسے رکھ کے اس کے گال پہ تھپڑ جھڑا تھا۔۔ اور میں؟؟ میں کتنا بے وقوف تھا اس تھپڑ سے بھی نہ سمجھ سکا کہ وہ میرے نکاح میں آنے کے لئے رضامند ہی نہیں ہے۔۔ ضرار خان کا دل اس وقت وہ تمام باتیں سوچ رہا تھا، جب جب ہرا خان نے اسے جھٹکا یا اس سے شادی کے لئے انکار کیا۔۔۔

اس کا مفلوج دماغ اس وقت یہ سوچنے سے قاصر تھا کہ ہرا خان بنا کسی مزاحمت کے رات دیر تک اس کی شدتیں سہتی رہتی ہے۔۔ اور کبھی کبھی تو ضرار خان اسے صبح بھی اپنے حصار سے آزاد نہیں کرتا۔۔ وہ پھر بھی بغیر کسی مزاحمت کے اسکے مضبوط حصار میں قید پڑی رہتی ہے۔۔۔

ہرا خان کے الفاظ اس کے دماغ میں ہنوز کسی تازیانے کی طرف گونج رہے تھے۔۔

"میں ۔۔ساحر ۔۔لالہ۔۔ کو ۔۔پسند۔۔ کرتی ۔۔تھی۔۔۔میں۔۔۔تمہیں۔۔۔یہ۔۔۔سب۔۔۔شادی۔۔۔سے۔۔۔پہلے۔۔۔بتانا۔۔چاہتی۔۔۔تھی۔۔۔لیکن۔۔تم۔۔۔اچانک۔۔۔سے۔۔۔مجھ۔۔سے۔۔۔شادی۔۔۔کرنے۔۔۔کی۔۔۔حامی۔۔۔بھر۔۔۔چکے۔۔۔تھے۔۔میں۔۔نے۔۔

جان۔۔بوجھ۔۔کے۔۔انہیں۔۔پسند۔۔نہیں۔کیا۔۔ ضرار۔۔ وہ ۔۔۔
بس۔۔مجھے۔۔پیارے۔لگ۔۔"

ڈیم اٹ۔۔۔ ضرار خان نے اپنے بالوں کو نوچتے، اپنے پاس پڑی کرسی کو ٹھوکر ماری۔۔۔ سیگریٹ اسکی انگلیاں جلا چکا تھا، لیکن اس کی تکلیف اس تکلیف سے بہت کم تھی۔ جب اسکی بیوی نے اسکے نکاح میں ہوتے ہوئے اسکے سامنے اپنی پہلی محبت کا ذکر کیا تھا۔۔

نیچے زمین پہ بیٹھی ہرا خان نہیں جانتی تھی کہ اسکے پیروں اور گھٹنوں میں کتنی شیشے کی کرچیاں چھب چکی ہیں، بلکہ وہ تو ہچکیوں سے روتی اپنی کلائیاں زمین پہ مارتی انہیں مزید زخمی کر رہی تھی۔۔ ہرا خان پچھلے کئی گھنٹوں سے زارو قطار ہچکیوں سے رو رہی تھی۔۔ وہ نہیں جانتی تھی اس کی آنکھوں سے پانی کا اتنا سمندر کہاں سے نکل رہا ہے۔ اتنا ہرٹ تو وہ شاید بچپن میں اپنے باپ کے مر جانے پہ بھی نہیں ہوئی تھی، جتنا ہرٹ وہ آج ضرار خان کی وجہ سے ہوئی تھی۔۔

رات کے چار بج رہے تھے لیکن ضرار خان نے ابھی تک اپنے کمرے میں قدم نہیں رکھا تھا۔۔ ہرا خان نے بے دردی سے اپنے آنسو صاف کرتے اپنے پیروں اور ہاتھوں سے کانچ کھینچ کے نکالے۔۔۔ جب اسے اسکی پروا نہیں تھی تو وہ کیونکراس کے لئے آنسو بہا رہی تھی؟ وہ کس چیز کا ماتم منا رہی تھی؟ جب اسکے شوہر کو ہی اس پہ اعتبار نہیں تھا۔۔

ہرا خان نے زمین سے کھڑے ہوتے اپنے قدم واشروم کی طرف بڑھائے۔۔۔ اپنے ہاتھوں ، پاؤں اور گھٹنوں کے زخم دیکھتے اس نے اپنا نچلہ لب بے دردی سے کاٹتے ٹھنڈے پانی سے شاور لیا۔۔۔ وہ کتنی ہی دیر اپنے کپڑوں کو گیلا کرتی، شاور کے نیچے کھڑی رہی۔۔ اسکا پورا وجود سردی سے کپکپا رہا تھا، ہونٹ نیلے پڑ رہے تھے۔ لیکن وہ بے حس بنی ٹھنڈے پانی کے نیچے کھڑی رہی۔۔

ضرار خان جس کا غصے سے بھرا حال تھا، وہ رات کے چار بجے شاور لینے کی غرض سے اپنے کمرے میں داخل ہوا۔۔۔ دروازہ کھولتے ہی وہ شیشے کی کرچیوں کو پھلانگتا واشروم کی طرف بڑھا۔۔۔ اس نے یہاں وہاں ایک غلط

نگاہ ڈالنا بھی ضروری نہیں سمجھا۔۔ وہ کمرے میں اس وقت اسی لئے آیا کہ اسے لگ رہا تھا، اسکی ظالم بیوی جس نے اپنے الفاظوں سے اسکے دل پہ وار کیے تھے۔ وہ اس وقت سو چکی ہو گی، لیکن واشروم کا دروازہ کھولتے ہی اسکی بات کی نفی ہوئی۔۔۔۔

کلک کی آواز پہ دروازہ کھلنے پہ سردی سے ٹھٹھرتی ہرا خان نے اپنی کالی گہری رونے کی وجہ سے سرخ سوجھی ہوئی آنکھوں کو اٹھاتے دروازے کی طرف دیکھا، جہاں بلیک ٹروزار پکڑے ضرار خان دروازے کے ہینڈل پہ ہاتھ رکھتا اندر داخل ہونے ہی والا تھا۔ لیکن سامنے اسکی طرف دیکھتے ہی وہ اپنے قدم روک چکا تھا ۔۔ ضرار خان اسے رات کے اس وقت ٹھنڈے پانی سے نہاتے دیکھ کے پہلے ساکت ہوا، لیکن پھر وہ خاموشی اور سنجیدگی سے دروازہ ویسے ہی بند کرتے کمرے میں آ چکا تھا۔۔

اسے تکلیف دے کے وہ اب کس چیز کا ماتم منا رہی تھی؟ کیوں رات کے اس وقت یوں ٹھنڈے پانی کے نیچے کھڑی کانپ رہی تھی؟ شاید آج وہ اپنی پہلی محبت کا ماتم منا رہی تھی؟۔۔ اسے بھی تو اپنی پہلی محبت کا بتاتے ہوئے اسکی بند آنکھوں سے آنسو عارضوں پہ گر رہے تھے، شاید اسکی پہلی محبت آج اسے کچھ زیادہ ہی یاد آ رہی تھی۔۔۔ ضرار خان نے اپنے کالے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے بے حسی سے سوچا۔۔۔ اس نے ابھی اپنا بلیک ٹراؤز غصے سے صوفے پہ پھینکا ہی، جب نظریں نیچے زمین پہ گرے خون کے قطروں پہ گئی تھی۔۔ وہ دو یا تین قطرے ہر گز نہیں تھے۔۔ وہ قطرے ڈھیروں کی تعداد میں تھے ۔ ضرار خان نے حیرانگی سے پنجوں کے بل نیچے زمین پہ بیٹھتے ان خون سے بھری شیشے کی کرچیوں کو دیکھا۔۔۔ خون کے قطرے ڈریسنگ مرر سے لے کے واشروم کے دروازے تک پھیلے ہوئے تھے۔۔ ضرار خان پریشان ہوا یہ سب دیکھ کے۔۔ ضرار خان نے اپنے دل کو اس ظالم حسینہ کی فکرمندی سے آزاد کرنے کی تگ و دو کرتے، یہاں وہاں چکر کاٹنے شروع کیے۔۔۔ وہ اپنے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا، پچھلے پندرہ سے بیس منٹ سے کمرے کے چکر کاٹ رہا تھا لیکن وہ ابھی تک باہر نہیں آئی تھی۔۔ واشروم سے پانی گرنے کی آواز ہنوز آ رہی تھیں۔۔ دل نے دغا دیتے پھر سے اس ظالم خانزادی کی فکر میں پاگل ہوتے واشروم کی جانب اپنے قدم بڑھائے۔۔۔ ضرار

خان نے اپنا نچلہ لب دانتوں میں دباتے واشروم کا دروازہ کھولا، جہاں وہ اب نیچے زمین پہ بیٹھی گھٹنوں پہ اپنا سر ٹکائے ہوئے تھی۔۔ بند آنکھوں سے آنسو عارضوں پہ گرتے جا رہے تھے۔۔ ضرار خان اسکے آنسوؤں اور شاور سے گرتے پانی میں واضح فرق محسوس کر سکتا تھا۔۔

فوراً سے پہلے اٹھیں یہاں سے۔۔ مجھے شاور لینا ہے۔۔۔ ضرار خان واشروم میں داخل ہوتا اپنے ہاتھوں کی چٹکی بجاتے ہوئے غرایا۔۔۔ نڈھال سی ہرا خان نے اسکی دھاڑ پہ اپنی مڑی ہوئی گھنی پلکوں کی جھالر اٹھاتے اسکی طرف دیکھا، جو ایک جست میں اس تک پہنچتا شاور بند کر چکا تھا۔۔ شاور بند کرنے کے دوران کچھ پانی ضرار خان کے وجود پہ بھی گرا، ضرار خان نے محسوس کیا وہ کافی دیر سے اس ٹھنڈے پانی سے نہا رہی تھی۔۔۔ سردی کی وجہ سے کانپتی ہرا خان اپنے چہرے سے دونوں ہاتھوں سے پانی کی بوندیں صاف کرتی بمشکل زمین سے کھڑی ہوئی۔۔۔ اسکے کھڑے ہونے پہ ضرار خان کی نظروں کا مرکز اسکا بے ترتیب دوپٹے سے ندارد سراپا بنا۔۔۔ پانی میں بھیگنے کی وجہ سے اسکے کپڑے اسکے وجود کے ساتھ چپک چکتے اسکے وجود کے خوبصورت نشیب و فراز نمایاں کررہے تھے۔۔۔ ہاتھوں اور پیروں پہ خراشوں اور زخموں کے نشان واضح تھے۔۔ لمبے کالے گھنے بال کمر پہ بکھرے ہوئے تھے۔۔ ہونٹ نیلے پڑ رہے تھے، جب کے چہرہ اور گردن سردی کی حدت کی وجہ سے سرخ پڑ رہی تھی۔۔ آنکھیں بے حد رونے کی وجہ سے بے تحاشہ سرخ اور سوجھی ہوئی تھیں۔۔ ہرا خان اسکی طرف شکوہ کناں نظروں سے دیکھتی اپنی بے ترتیب قمیض ٹھیک کرتی کپکپاتی ہوئی واشروم سے باہر جا چکی تھی۔۔ ضرار خان اسکی آنکھوں میں شکووں کی تحریر پڑھتے ہوئے پاگل ہوا۔۔۔ وہ اس سے کیوں شکوے کر رہی تھی؟؟ ابھی کے شکوہ کرنا ضرار خان کا بنتا تھا۔۔ اسکی تھکی تھکی سی چال یاد کرتے، ضرار خان نے اپنے ہاتھ کا مکا بنا کے دیوار پہ مارا۔۔۔ سردی بے حد تھی، لیکن وہ ضدی بنتا ہوا ٹھنڈے پانی سے کتنی ہی دیر شاور لیتا رہا۔۔ جب تک اسکے وجود میں سردی رچ بس نہیں گئی، اس نے شاور لینا بند نہیں کیا۔۔۔ ہیزل آنکھوں کے پردوں میں بار بار کالی گہری شکوہ کناں آنکھیں لہرا رہی تھی۔۔

واشروم سے باہر نکلتے بلیک ٹراؤز میں ملبوس ضرار خان کی نظروں کا مرکز اپنا سامان پیک کرتی ہرا خان بنی--- وہ چہرے پہ چٹانوں سی سختی لئے الماری سے اپنے کپڑے نکالتی، چھوٹے سے بریف کیس میں تقریباً پٹک رہی تھی-- ضرار خان اسے رات کے اس وقت اپنا سامان پیک کرتے دیکھ کے حیران ہوا--- اپنا گیلا لباس وہ تبدیل کر چکی تھی-- وہ اس وقت کالی شلوار قمیض میں ملبوس اپنے وجود پہ اچھی طرح سے گرم شال لپیٹے ہوئے تھی--

ضرار خان جو پہلے کمرے سے باہر جانے کا ارادہ رکھتا تھا، اسے اپنے کپڑوں اور اس بریف کیس کے ساتھ کھیلتے دیکھ کے وہ اپنی انگلی سے کنپٹی مسلتا اپنے غصے پہ قابو پانے کی ناکام کوشش کرتا صوفے پہ بیٹھتے اپنے موبائل میں مصروف ہو چکا تھا--

ہرا خان نے بھی اسکی لا تعلقی کی پروا کئے بغیر اپنا بریف کیس بند کرتے اسے بیڈ سے نیچے اتارا--- وہ اپنی ہینڈ کیری کو دھکیلتی ابھی دو قدم ہی چلی، جب ضرار خان اپنا موبائل صوفے پہ پٹکتا ہوا ایک جست میں اس تک پہنچ چکا تھا-- ضرار خان نے اسکا بازو اپنی سخت گرفت میں لیتے ہوئے اس کا رخ اپنی طرف موڑا-----

یہ کیا تماشا ہے؟؟ کہاں جا رہی ہیں اس وقت؟؟ ضرار خان اسکا بازو اسکی کمر پہ موڑتا، اپنی ہیزل رنگ آنکھوں میں شدید غصے کی سرخی لئے غرایا--

اپنی ہویلی جا رہی ہوں میں--- نیچے بہت سے ملازم ہوں گے کسی کے بھی ساتھ چلی جاؤں گی--- چھوڑو مجھے--- ہرا خان اپنا بازو آزاد کروانے کی تگ و دو میں دھاڑی----

آواز نیچی!! ایک قدم بھی اس کمرے سے باہر نکالا تو ٹانگیں توڑ کے ہاتھ میں پکڑا دوں گا--- ضرار خان اسکا جبڑا اپنے ہاتھ کی گرفت میں لیتا حلق کے بل دھاڑا---

تم چاہے میری ٹانگیں طور دو ضرار زمان خان لیکن میں ہرا بہادر خان تمہارے ساتھ ایک منٹ بھی مزید نہیں رہوں گی!! ہرا خان اسکے سینے پہ ہاتھ مار کے اسے خود سے دور کرنے کی غرض سے اپنے آنسوؤں کو ضبط

KOH NOVELS - URDU

کرتی چیخی--- ضرار خان نے اسکی بات پہ غصے سے پاگل ہوتے اسکے چہرے پہ جھکتے، اسکے سردی کی وجہ سے نیلے پڑتے ہونٹوں کو اپنے دانتوں میں لے کے بری طرح سے کچلتے انہیں اپنی بے رحم گرفت میں لیا--- ہرا خان اسکی بے حسی پہ اسکے حصار میں بری طرح سے پھڑپھڑائی--- وہ ضرار خان کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی تھی؟؟ وہ اس سے دور جانے کی بات بھی اپنی زبان پہ کیسے لا سکتی تھی؟؟ ضرار خان نے شدید غصے سے سوچتے، اسکے لبوں پہ اپنے دانتوں کا دباؤ بڑھایا--- اسکی بے رحمی پہ ہرا خان کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ ٹوٹ کے عارضوں پہ بہے--- اپنے منہ میں خون کا ذائقہ گھلتا محسوس کرتے ضرار خان نے بالآخر اسکے لبوں کو اپنی بے رحم گرفت سے آزاد کیا--- ہرا خان نے اپنے قدم پیچھے کی طرف لیتے ہچکیوں سے روتے، اسے سہمی نظروں سے دیکھا--- کہاں دیکھی تھی آج تک اسکی اتنی بے رحم گرفت؟؟ وہ تو ہمیشہ اسکے ہونٹوں کو بے حد نرمی سے چومتا ہوا اسے مان دیتا تھا، لیکن آج اسکے ہونٹوں پہ اپنی بے رحم گرفت دیکھاتے وہ سارا مان پل میں پاش پاش کر چکا تھا--

اسکی کالی گہری آنکھوں میں ڈر ، خوف، شکووں کی تحریر پڑھتے ضرار خان کی نظروں کا مرکز اسکے زخمی ہونٹ بنے، اسکے لبوں پہ دانتوں کے نشانوں پہ تضاد خون کی بوندوں کو دیکھتے ضرار خان نے اپنا نچلہ لب دانتوں میں دبایا--- سارا غصہ سارا جلال جھاگ کی طرح بیٹھ چکا تھا، کیونکہ سارا غصہ اور جنون تو وہ اسکے نرم و نازک ہونٹوں پہ دیکھا چکا تھا۔ اس نے بے ساختہ اسکے قریب ہوتے اسکے لبوں پہ نرمی سے اپنا انگوٹھا پھیرا لیکن ہرا خان اسکا ہاتھ بری طرح سے جھٹک چکی تھی--

ضرار خان میں لعنت بھیجتی ہوں، تمہاری اس پڑھائی پہ جو تم نے آسٹریلیا جیسے اچھے ملک سے حاصل کی ہے۔ جو تمہیں انگریزی تو سکھا سکی ہے لیکن تمہاری تربیت ٹھیک سے نہیں کر سکی-- جاؤ جاکے پہلے عشق کی ڈیفینیشن سیکھو پھر آ کے مجھ سے محبت اور عشق کرنے کے دعوے کرنا-- عشق میں محبوب کو تکلیف نہیں دی جاتی، عشق میں محبوب پہ بے اعتباری نہیں دکھائی جاتی ، عشق میں محبوب پہ ہاتھ نہیں اٹھائے جاتے ضرار زمان خان--- ارے عشق میں تو محبوب زہر بھی دے تو عاشق وہ بھی آب حیات سمجھ

کے پی جائے--- لیکن تم!! تم نے کیا کیا ضرار خان؟؟ یہ تمہارا کیسا عشق تھا، جس نے مجھ پہ اتنی بے اعتباری دکھائی؟ جس نے میرا دل چیر ڈالا؟ میرا مان میرا غرور سب خاک میں ملا ڈالا؟ ارے تم نے تو اپنے عشق کی پوری بات سننا بھی ضروری نہیں سمجھا؟؟ میرا باپ فوت ہوا، بالکل اکیلی ہو گئی تھی میں-- تم تو جوان ہوتے ہی ان سب دشمنیوں سے آزادی پا کے آسٹریلیا جا چکے تھے -- لیکن کبھی میرے بارے میں سوچا ہے؟؟ میں کتنی اکیلی ہو گئی تھی؟؟ میرا بھی دوسری لڑکیوں کی طرح دل کرتا تھا، میرے پاس بھی کوئی مضبوط سہارا ہو -- کوئی مجھ سے بھی پیار کرے--- ساحر لالہ ہماری ہویلی کے سب سے خوبصورت مرد تھے -- ہم دونوں ایک ہویلی میں رہتے تھے، انہوں نے میری انتیس سالہ زندگی میں کبھی ایک بار بھی مجھ پہ گندی نظر نہیں رکھی-- مجھے ساحر لالہ کی خوبصورتی سے وقتی اٹریکشن ہوئی تھی، باخدا مجھے ان سے کبھی محبت نہیں ہوئی-- نا ہی ان کے بارے میں میں نے کبھی کوئی حرام خیال اپنے دل و دماغ میں لایا -- میں نے اپنی زندگی کی پہلی محبت شادی کے بعد کی ہے اور تم سے کر کے بہت بڑی غلطی ہے ضرار زمان خان-- میں نہیں چاہتی تھی تمہیں کبھی بھی کسی کے منہ سے میری ساحر لالہ کے بارے میں اٹریکشن کا پتا چلے اور تم مجھ پہ کبھی بھی اعتباری دیکھاؤ -- میں نے سوچا میں خود تمہیں یہ بات بتاتے ہوئے اپنے رشتے میں کسی بھی آنے والی مشکل کو پہلے سے ہی ختم کر لوں گی--- لیکن تم نے میرے دل پہ ایسے تیر چلائے ہیں ضرار زمان خان کہ یہ لہو لہان ہو چکا ہے-- ناجانے اس دل کی دھڑکنیں ابھی تک زندہ کیوں ہے-- یہ رکتی کیوں نہیں ہیں ؟؟ تمہاری اتنی بے اعتباری پہ مجھے موت کیوں نہیں آ جاتی؟؟ کیا میں نے خود کو تمہیں شادی کی پہلی رات نہیں سونپا تھا؟؟ کیا کبھی تمہاری شدتوں سے رہائی پانے کے لئے بیزاری دیکھائی؟؟ ارے کبھی جو کوئی مزاحمت دیکھائی ہو تو مجھے اس دن کا نام بتاؤ ضرار خان؟؟ ہرا خان اذیت کی انتہا پہ روتی ہوئی چلائی---- اسکے لہجے میں ٹوٹے کانچ سی کرچیاں تھیں---- اسکے الفاظوں پہ ضرار خان کی ہستی ہلی--- ضرار خان نے اپنی ہیزل آنکھیں پھیلاتے اسکی طرف دیکھا، جو بغیر ہاتھ اٹھائے اپنے الفاظوں سے اسے تماچے مار چکی تھی-- ٹھیک ہی تو بول رہی تھی وہ یہ کیسی محبت تھی، اسکی کہ وہ اپنی پاک دامن خانزادی پہ اعتبار نہیں کر پایا؟؟ ضرار خان کو

KOH NOVELS URDU

موت کیوں نہیں آئی، اپنی خانزادی پہ بے اعتباری دیکھانے سے پہلے۔ ضرار خان کے ہونٹ جیسے کوئی سی چکا تھا ۔ ضرار خان نے کچھ بولنے کے لئے اپنے ہونٹ وا کئے، لیکن بولنے کی ہمت ہی نہیں ہوئی۔ سارے الفاظ جیسے منہ سے چھن چکے تھے۔ وہ کیسے اپنی خانزادی کو اتنی تکلیف دے سکتا ہے؟؟ ضرار خان نے ڈوبتے دل سے سوچا۔۔۔ اسے ہچکیوں سے روتے دیکھ کے ضرار خان نے آگے بڑھتے اسے اپنے حصار میں لینا چاہا، لیکن وہ اس کی پہنچ سے دور ہو چکی تھی۔

میرے قریب بھی مت آنا ضرار خان۔۔۔ ورنہ میں خود کو کچھ کر لوں گی۔۔۔ ہرا خان اپنے بالوں کو نوچتی ہوئی دھاڑی۔۔۔

ایسی باتیں نہیں کریں پلیز۔۔۔ میں آپ کے قریب نہیں آ رہا۔۔ پلیز ہرا مجھے چھوڑ کے مت جائیے گا۔۔۔ آئی ایم سو سوری۔۔۔ رئیلی ویری سوری۔۔۔ میں جانتا ہوں یہ سوری اس تکلیف کے آگے بہت چھوٹا ہے، جو میں نے اپنے الفاظوں سے آپ کو دی ہے۔۔۔ لیکن میں سب ٹھیک کر دوں گا۔ پلیز یوں مت روئیں۔۔۔۔ پلیز ۔۔۔ ضرار خان اپنے دونوں ہاتھوں کو التجائیہ انداز میں اٹھاتا بے حد شرمندگی سے گویا ہوا۔۔۔

اب کچھ بھی ٹھیک نہیں ہو گا ضرار خان۔۔۔ تم نے ٹھیک ہونے کے لئے کچھ چھوڑا ہی نہیں ہے۔ تم نے مجھے میری نظروں میں اتنا گرا دیا ہے کہ میرا دل کر رہا ہے، میں اپنی ان آنکھوں کو نوچ لوں جنہوں نے آج میرا کردار اتنا مشقوق بنا دیا ہے۔ ہرا خان اپنا سر نفی میں ہلاتے اپنے آنسوؤں کو بے دردی سے رگڑتی ازیت سے چیخی۔۔۔ صد شکر کہ دروازہ ساؤنڈ پروف ہونے کی وجہ سے ان کی آواز یں باہر نہیں جا رہی تھیں۔

او گاڈ پلیز فار گیو می ہرا(یا خدایا پلیزہ مجھے معاف کر دیں ہرا)۔۔۔ میں اس وقت بہت ڈسٹرب تھا پلیز میری پوری بات۔۔ ابھی ضرار خان اسے اپنی صفائی پیش کرتا، جب ہرا خان اسکی بات کاٹ چکی تھی۔

تم نے میری کوئی بات سنی تھی؟؟ نہیں نا؟؟ تو میں کیوں سنوں تمہاری بات؟ کل کو ڈسٹرب ہو گے تو میرا قتل کر دینا اور پھر میری قبر پہ فاتحہ پڑھتے

مجھے صفائیاں دینا کہ تم ڈسٹرب تھے ۔۔ ہرا خان حلق کے بل چیختی بیڈ کی جانب بڑھ چکی تھی۔۔

اگر تم میرے قریب بھی آئے ضرار خان۔۔ میں یہ کمرہ چھوڑ کے ابھی اور اسی وقت یہاں سے چلی جاؤں گی۔۔ چلے جاؤ یہاں سے۔۔ نہیں چاہیئے مجھے تمہاری معافیاں۔۔ اسے پھر سے اپنی طرف آتے دیکھ کے ہرا خان شدید غصے سے اپنی شہادت والی انگلی اٹھاتی ہوئی غرائی۔۔ ضرار خان نے شدید بے بسی سے اسکی طرف دیکھتے وہی پہ اپنے قدم روکے۔۔ ہرا خان اس سے نگاہیں پھیرتی بیڈ پہ جا کے لیٹ چکی تھی۔۔ وہ منہ تک کمبل لپیٹتی اپنا چہرہ تک اس سے چھپا چکی تھی۔۔ ضرار خان نے دھڑکتے دل سے اپنے بالوں کو نوچتے، اپنے قدم صوفے کی طرف بڑھائے۔۔ کمبل میں بھی اس کے لرزتے اور ہچکولے کھاتے وجود کو دیکھتے ضرار خان سمجھ چکا تھا، وہ بری طرح سے بے آواز رو رہی ہے۔۔ ضرار خان کا بس نہیں تھا، وہ اپنا قتل کر دے۔ جس نے اپنی خانزادی کے ساتھ اتنا برا رویہ رکھا تھا۔۔

صبح کے پانچ بج چکے تھے۔۔۔ سجاول خان نے اب جا کے اپنی خانم کو اپنی شدتوں سے آزادی بخشی۔۔۔ زرش خان اسکی شدتوں کی تاب نہ لاتی اسے اپنے ناخنوں سے زخمی کرتی پچھلے آدھے گھنٹے سے سو چکی تھی۔۔ سجاول خان اس کے ایک ایک نقش پہ انگلی پھیرتے مسکراتا ہوا اپنی غنڈی کہ طرف دیکھ رہا تھا، جو جتنی بولڈ بنتی تھی اتنی ہی نازک تھی۔۔ وہ پوری رات اسکی شدتیں سہتی سسکیاں بھرتی رہی۔۔۔ سجاول خان پہ آج یہ ادراک بھی ہو چکا تھا کہ اس کی غنڈی حد سے زیادہ نازک ہے۔۔

سجاول خان نے اپنی شدت کے زیر اثر اسکے سرخ لبوں کو پھر سے اپنی گرفت میں لینا چاہا، لیکن ایسے وہ جاگ جاتی اور اس پہ پھر سے غنڈیوں کی طرح ظلم ڈھانا شروع کر دیتی۔۔ سجاول خان کو اپنے سینے اور پشت پہ اس وقت بے حد جلن محسوس ہو رہی تھی۔۔ وصل کے لمحات میں اس کے ناخنوں کی چبھن جتنی تقویت بخش رہی تھی، اس وقت سجاول خان کو ان زخموں پہ اتنی ہی جلن محسوس ہو رہی تھی۔۔ سجاول خان نے آدھے گھنٹے بعد نماز کا

الارم لگاتے، اس کے لبوں کو ہولے سے چومتے اسکی گردن میں اپنا چہرہ چھپاتے اپنی آنکھیں موندی---

---

فجر کی اذانیں ہو رہی تھیں لیکن ضرار خان ابھی تک نہیں سویا تھا -- وہ صوفے پہ نیم دراز سیگرٹ کے گہرے گہرے کش بھرتا اپنی نظریں اس نازک وجود پہ جمائے ہوئے تھا، جو خود کو مکمل طور میں ڈھانپے سو رہی تھی-- وہ شاید کافی دیر سے سو چکی تھی کیونکہ اس کے وجود کی لرزش اب کافی حد تک نارمل ہو چکی تھی-- ضرار خان نے اپنا سیگریٹ اپنے دودھیا سفید پیر تلے بجھاتے اپنے قدم بیڈ کی جانب بڑھائے--- ضرار خان نے احتیاط سے اس پر سے کمبل اتارتے اسکے چہرے پہ اپنی نظریں دوڑائی--- رونے کی وجہ سے بے حد سرخ چہرہ اسکے بے رحم لمس کی وجہ سے زخمی ہونٹ اور اس پہ تضاد اس کے چہرے پہ آنسوؤں کے نشان دیکھتے ضرار خان کے دل کو کچھ ہوا--- ضرار خان نے جھکتے ہوئے نرمی سے اس کے آنسوؤں کے نشانوں پہ اپنے لب رکھے--- ضرار خان نے ہرا خان کے ہاتھوں کو کمبل سے نکالتے ہوئے اپنی گرفت میں لیا، جن پہ بہت بری خراشیں تھیں-- ضرار خان نے انہیں نرمی سے چومتے اپنے قدم الماری کی طرف بڑھائے----

الماری سے فرسٹ ایڈ باکس نکالتے، ضرار خان نے اپنے قدم پھر سے ہرا خان کی طرف بڑھائے---- اس کے ہاتھوں پہ نرمی سے کریم لگاتے، ضرار خان نے اسکے پیروں کے زخموں کو کاٹن سے صاف کرتے ان پہ کریم لگائی--- اس کے پیر بری طرح سے زخمی تھے-- ضرار خان نے اسکی پنڈلیوں سے اسکی کیپری اٹھاتے اسکے زخموں کو ٹٹولنا چاہا، لیکن ہرا خان کی پلکوں میں جنبش دیکھتے، وہ اپنے ہاتھ پیچھے کر چکا تھا-- وہ اگر ابھی نیند سے جاگ کے اسے اپنے قریب دیکھتی تو یقیناً پینک ہوتی، اس کمرے سے چلی جاتی اور ضرار خان ایسا ہر گز نہیں چاہتا تھا--

اسے پھر سے گہری نیند میں سوتے دیکھ کے ضرار خان نے اسکی طرف جھکتے اسکے ماتھے کو اپنے لبوں سے چھوا--- اسکی چھوٹی سی سرخ ناک کو لبوں سے چھوتے دل نے اپیل کی کہ ان زخمی لبوں پہ بھی مرحم رکھ دیا

جائے--- جن پہ اس نے اپنی بے رحمی دیکھائی تھی۔ ضرار خان نے دل کی پکار پہ لبیک کہتے بے حد نرمی اور پیار سے اسکے ہونٹوں کو چوما۔۔ ایک بار نہیں ۔۔ دو بار نہیں اس نے کتنی بار یہ عمل دہراتے، ان پہ نرمی سے اپنا انگوٹھا پھیرتے اس پہ کمبل درست کرتے، اپنی کالی ٹی شرٹ اٹھا کے پہنتے باہر کی جانب اپنے قدم بڑھائے۔۔ محبوب کیا ناراض ہوا، ضرار خان کی نیند بھی اس سے روٹھ چکی تھی۔ اسکی آنکھوں سے نیند کوسوں دور تھیں۔۔۔

عشقِ ستم۔۔۔۔میگا قسط 98

تین دن بعد:

ڈاکٹر انابیہ آپ کے پیشنٹ کو ہوش آ چکا ہے۔۔ نرس انابیہ خان کے کیبن کا دروازہ کھٹکھٹاتی جلدی سے گویا ہوئی۔۔۔ نرس کے الفاظ پہ انابیہ خان نے چونک کے اس کی طرف دیکھا اور پھر دل میں اللہ کا بے حد شکر ادا کرتے اپنی گردن پیچھے کو پھینکی۔۔۔

انابیہ خان تیزی سے اپنا اوورآل اٹھا کے پہنتی اپنے کیبن سے باہر بڑھی۔۔۔ پرائیویٹ روم تک آتے ہوئے وہ گہری سانس بھرتی کمرے میں داخل ہوئی۔۔۔

کیسے ہیں آپ مسٹر خان؟؟ انابیہ خان نے اپنے پیشنٹ کے پاس آتے، اسے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ مخاطب کیا۔۔۔

"شاہ؟" بیڈ پہ موجود آکسیجن ماسک لگایا ہوا وجود گہری سانس کھینچتا، صرف یہی ایک لفظ بول پایا۔ جس پہ انابیہ خان کی مسکراہٹ سمٹی۔۔۔ آنکھوں کے پردوں پہ وہ ستمگر لہرایا، جو نکاح کے بعد ایسے غائب ہوا جیسے کبھی پلٹ کے نہیں آئے گا۔۔

صبح کے سات بج رہے تھے جب کھڑکی سے آتی روشنی کی وجہ سے ہرا خان کی آنکھ کھلی۔۔۔ آنکھیں کھلتے ہی نظریں اپنے بیڈ کی دوسری طرف پڑی جو بالکل خالی تھی۔۔ ہرا خان کچھ دیر یونہی اپنی بیڈ شیٹ پہ انگلیوں کے ساتھ

ڈیزائن بناتی اپنے آنسو پیتی رہی، پھر اچانک سے وہ اپنے بال سمیٹتی ہوئی بیڈ سے اٹھی--- لاکھ چاہنے کے باوجود بھی وہ صوفے پہ سوئے وجود کو نظر انداز نہیں کر پائی--- وہ پچھلے تین دنوں سے اس صوفے پہ سو رہا تھا بلکہ وہ سوتا ہی کب تھا؟؟ وہ تو پوری پوری رات جاگ کے اسے اپنی نظروں کے حصار میں لئے رکھتا تھا، آدھی آدھی رات کو اسکے چہرے کے نقوشوں پہ اپنا نرم لمس نچھاوڑ کرتا تھا۔ ہرا خان نیند میں بھی اسکی ہر حرکت سے واقف تھی، لیکن جان بوجھ کے سوتی بنی رہتی--- اسے خود سے دور جھٹکنے کی ہمت ہی نہیں ہوتی تھی---

وہ بنا کسی چادر کے صوفے پہ آڑھا ترچھا شرٹ لیس اپنا لمبا چوڑا وجود لیے بمشکل نیم دراز تھا، صوفہ اسکے لمبے چوڑے باڈی بلڈر وجود کے لئے کافی چھوٹا تھا۔ ٹیبل پہ پڑی ایش ٹرے سیگرٹ سے بھری پڑی تھی، جسے دیکھتے ہرا خان نے پہلو بدلتے اپنا رخ واشروم کی طرف کیا--- وہ اس سے پچھلے تین دنوں سے دن رات معافی مانگ رہا تھا، لیکن ہرا خان بھی جیسے بے حس بن چکی تھی۔ وہ اسکی کسی بات کا جواب نہیں دیتی تھی ، حتیٰ کہ وہ اسکا ہر کام کرنا چھوڑ چکی تھی۔ وہ صرف رات میں سونے کے لئے اپنے کمرے میں آتی تھی، وہ جانتی تھی وہ آج کل آفس سے جلدی اسی کی وجہ سے ہویلی آ جاتا ہے لیکن وہ ظالم بنی زرمینہ خان کے ساتھ باتوں میں مصروف رہتی-- ابھی بھی وہ اپنے دل کی بات کی نفی کرتی ہوئی اسے چادر دئیے بغیر واشروم جا چکی تھی۔

کچھ دیر بعد وہ فریش ہو کے کمرے میں داخل ہوتی ڈریسنگ مرر کی طرف بڑھی--- ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑی وہ تولیے سے اپنے بال سکھاتی، اپنی پوری کوشش سے ضرار خان کو نظرانداز کر رہی تھی۔ لیکن دل اتنا ڈھیٹ تھا کہ ہنوز اس بے حس خان کی فکر میں پاگل ہو رہا تھا۔ ہرا خان نے جنھجلاتے ہوئے اپنے گیلے بالوں کو پشت پہ پھینکتے ڈریسنگ روم کی طرف اپنے قدم بڑھائے--- ڈریسنگ مرر سے ایک ہلکا پھلکا سا کمبل لاتے اس نے اپنا نچلہ لب کاٹتے اسکے اوپر احتیاط سے دیا تا کہ اسکی آنکھ نہ کھل جائے--- ضرار خان ہمیشہ سے بہت کچی نیند کا مالک تھا، وہ جو ابھی کچھ دیر پہلے ہی سویا تھا۔ ہرا خان کے کمبل دینے پہ وہ پل میں اٹھ چکا تھا۔ اپنی

نیند کا خمار لئے سرخی چھائی ہیزل رنگ آنکھوں کو وا کرتے اس نے حیرانگی سے خود پہ جھک کے کمبل دیتی ہرا خان کو دیکھا۔۔ وہ پورے تین دن بعد خود سے اس کے اتنا قریب آئی تھی، ورنہ وہ تو اس سے یوں دور دور رہنا شروع کر چکی تھی۔ جیسے ضرار خان اسکے لئے کوئی اجنبی ہو۔۔ اسے خود پہ کمبل دیتے دیکھ کے ضرار خان کا دل دھڑکا۔۔ تو کیا وہ ابھی بھی اسکی پروا کرتی تھی؟؟ دل خوش گمان ہوا۔۔۔ اسے جاگتے دیکھ کے ہرا خان اپنے دل پہ لعنت بھیجتی، اس سے دور ہوئی۔ جو اسکی فکر میں گھل رہا تھا۔۔ وہ کیا سوچ رہا ہو گا کہ وہ جو اس سے سیدھے منہ بات نہیں کر رہی، وہ اسے نیند میں چھپ چھپ کے دیکھتی ہے؟؟

ہرا خان نے اس کی آنکھوں میں التجا اور معذرت کے تاثرات کو اگنور کرتے ہوئے اپنا رخ موڑا۔۔ ابھی وہ دو قدم بھی نہیں چلی تھی، جب ضرار خان نے اسے کلائی سے پکڑ کے کھینچتے ہوئے خود پہ گرایا۔۔۔ ہرا خان نے اس اچانک افتاد پہ اپنی کالی گہری آنکھیں پھیلاتے ہوئے اسکی طرف دیکھا، جو اسکی کمر کے گرد سختی سے اپنا بازو لپیٹے اسے مکمل طور پہ خود پہ جھکا چکا تھا۔۔

یہ کیا بد تمیزی ہے ؟؟ چھوڑو مجھے!! ہرا خان اپنی تیز چلتی دھڑکنوں کو اگنور کرتی سختی سے بولتی اس سے دور ہونے کی ناکام تگ و دو کررہی تھی۔۔ ضرار خان اس کی مزاحمت کو نظرانداز کرتا اسے کمبل کے اندر کرتا سختی سے خود میں بھینچ گیا۔۔

کب تک ناراض رہنے کا ارادہ ہے؟؟ جانتا ہوں بہت بد تمیز ہوں میں، لیکن یوں دور دور رہ کے زیادتی تو مت کریں۔۔ ضرار خان اسکے گیلے بالوں کو آگے کی طرف کرتا ان میں اپنا چہرہ چھپاتے ہوئے بے بسی سے بولا۔۔۔ وہ اسکی اتنی ناراضگی سے تھک چکا تھا۔۔

چھوڑو مجھے ضرار خان۔۔ ناراض ان سے ہوا جاتا ہے، جو آپ کے اپنے ہوں۔ لیکن تم میرے لئے میرے اپنوں کی لسٹ سے خارج ہو چکے ہو۔۔۔ ہرا خان اسکے سینے پہ ہاتھ مارتی غصے سے چلائی۔۔۔ اسکے الفاظ ضرار خان کا دل

چھلنی کرنے کے لئے کافی تھے۔۔ ضرار خان نے اسکے الفاظ پہ تڑپتے ہوئے اسکی طرف دیکھا۔۔۔

آئی ایم سو سوری ہرا۔۔۔ آئی سویر میں اس دن اپنے حواسوں میں نہیں تھا اور پھر آپ کی بات سنتے ہوئے میں نے بہت اچانک ریکشن دے دیا۔۔ باخدا میں اس وقت بہت زیادہ ڈسٹرب تھا۔۔ غلطیاں بھی تو انسانوں سے ہوتی ہیں۔۔ میں بھی تو انسان ہوں؟؟ کیا آپ میری یہ غلطی معاف کر کے مجھے ایک چانس نہیں دے سکتی؟؟ میں وعدہ کرتا ہوں آپ کو کبھی شکایت کا موقع نہیں دوں گی ۔۔ ضرار خان اسے منانے کی غرض سے اسکے گال پیار سے چومتا بے بسی اور شرمندگی کے ملے جلے تاثرات سے بولا، لیکن ہرا خان اسکو معاف کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی تھی۔۔ اس کے دماغ میں وہ تمام پل گھومے، جب ضرار خان نے اسے تھپڑ مارنے کے لئے اپنا ہاتھ اٹھایا تھا۔ اس سے بے حد بد تمیزی کی تھی، اس پہ بے اعتباری دکھائی تھی۔ اسکے ہونٹوں پہ اپنی بے رحم گرفت دیکھاتے، اس پہ چلایا تھا۔۔ ہرا خان یہ سب کسی صورت نہیں بھول سکتی تھی۔۔

انسان بن جاؤ یا محبوب بن جاؤ ۔۔۔ انسان کے پاس غلطی کی گنجائش ہو سکتی ہے لیکن محبوب کے پاس نہیں۔۔۔ محبوب کی اصل محبت کا پتا ہی آزمائش کے دوران چلتا ہے۔۔۔ اعتبار محبت کا پہلا اصول ہے، جس سے تم ناواقف ہو۔۔۔۔ تم محبت میں ناکام ہو چکے ہو ضرار خان کیونکہ تم ہماری محبت میں بے اعتباری لا چکے تھے ۔۔۔ بے اعتباری ایک ایسا ناسور ہے جولمحہ لمحہ رستا رہتا ہے ۔ اسکی مثال دیمک جیسی ہے جو جڑوں کو کھوکھلا، دل و دماغ کو مفلوج کر دے۔۔۔ چھوڑو مجھے۔۔۔ ہرا خان اسکی بے اعتباری یاد کرتی ہزیانی انداز میں چلائی۔۔۔ ضرار خان اس وقت خود کو بے بسی کی انتہا پہ محسوس کر رہا تھا، اس نے اپنی زندگی میں پہلی بار کسی کا اتنے برے طریقے سے دل توڑا تھا اور اپنی محبت کا توڑا جو اسکی محبت کو ناکام ٹھہرا چکی تھی۔۔

محبوب کو اتنا ظالم بھی نہیں ہونا چاہئیے جتنی ظالم آپ بن رہی ہیں۔۔ مانا میں اپنی آزمائش میں فیل ہو چکا ہوں لیکن آپ بھی ظلم کی حد کرتی، میری اس محبت کو جھٹلا رہی ہیں جو میں نے کبھی آپ پہ نچھاور کی تھی۔۔۔ مجھے اپنی عادت ڈال کے آپ یوں مجھ سے دور نہیں رہ سکتی۔۔ مر جاؤں گا آپ کے

اتنے ظلم پہ--- ضرار خان اپنی ہیزل رنگ آنکھوں میں بے حد تکلیف لئے اسکی گالوں پہ ہاتھ رکھتا اپنی بھاری آواز میں بے بسی سے مدھم آواز میں غرایا---

یقین کرو نہیں مرو گے-- جب میں تمہاری اتنی بے اعتباری پہ ابھی تک زندہ ہوں تو تم بھی مجھ سے دور رہتے ہوئے نہیں مرو گے-- تمہاری ضرورتیں پوری کرنے کے لئے بہت سی دوسری لڑکیاں ہو گی، جو تمہارے ایک اشارے پہ تم پہ اپنا آپ نچھاوڑ کر سکتی ہیں۔ جن کے ساتھ جا کے تم اپنا دل بہلا سکتے ہو لیکن میں ہرا بہادر خان اب مزید تمہارا دل بہلانے کا کام انجام نہیں دے سکتی--- ہرا خان بے حسی سے غرائی--- اسکے الفاظ کسی نشتر کی طرح ضرار خان کے دل میں چبھے---- وہ اسکی زرا سی بے اعتباری کی وجہ سے اس سے بے حد بد گمان ہو رہی تھی---

بات دل بہلانے سے بہت آگے تک نکل چکی ہے اگر بات صرف دل بہلانے تک کی ہوتی، تو ضرار خان کبھی بھی نکاح کے چکروں میں نہ پڑتا--- آپ دوسری لڑکیوں کے ساتھ دل بہلانے کی بات کرتی ہیں؟؟ ضرار خان لعنت بھی نہیں بھیجتا ان حرام کاموں پہ-- اس دل کو صرف آپ دھڑکا سکتی ہیں-- آپ نہیں تو کوئی نہیں --- ضرار خان اسکی کمر سے اپنا ہاتھ ہٹاتا اپنی لہو رنگ آنکھوں سے اسکی طرف دیکھتا ایک ایک لفظ چباتا ہوا بولا--- ہرا خان اسکی ڈھیلی پڑتی گرفت پہ اسکی آنکھوں کی تکلیف نظر انداز کرتی تیزی سے اس پر سے اٹھی--- ضرار خان کی نظر بے ساختہ اسکی بل کھاتی کمر پہ اٹھی، جو بال گیلے ہونے کی وجہ سے اسکی سفید پٹھانی فراک سے بے حد نمایاں ہو رہی تھی-- وہ سر پہ دوپٹا اوڑھتی یونہی باہر جانے والی تھی، جب ضرار خان ایک جست میں صوفے سے اٹھتا اسکی طرف بڑھا--- ضرار خان نے اسے کلائی سے پکڑتے، اسکا رخ اپنی طرف موڑا---

آپ تو میری شدتوں سے خود کو آزاد کروا چکی ہیں؟؟ پھر کیوں روز روز اپنی یہ ذلفیں بھگوتی ہویلی کے مکینوں کو شش و پنج میں مبتلا کرتی، جیسے ساری رات آپ ضرار خان کی پناہوں میں اسکی محبت کی بارش میں بھیگتی رہی ہوں؟؟ ضرار خان اسکی گیلی کمر پہ اپنا ہاتھ پھیرتا اسکے کان میں زومعنی سرگوشی کرتا، ہرا خان کو سرخ کر چکا تھا--- ہرا خان نے اسکا ہاتھ

اپنی کمر سے ہٹاتے پھر سے قدم اٹھائے ہی، جب وہ اسکے بالکل مقابل آ کے کھڑا ہو چکا تھا۔

بیک گیلی ہو رہی ہے آپ کی۔۔۔ ضرار خان اسکے خوبصورت نقوش آنکھوں کے راستے سے دل میں اتارتا سرگوشی نما آواز میں بولتا واشروم کی جانب بڑھ چکا تھا۔ اسکی سرگوشی پہ ہرا خان کی نظریں بے ساختہ ڈریسنگ مرر کی طرف اٹھی۔۔ پلٹ کے ڈریسنگ مرر میں اپنی کمر دیکھتے وہ کانوں کی لوں تک سرخ پڑی۔۔۔ وہ اپنا نچلہ لب دانتوں میں دباتی اپنی الماری سے شال نکال کے اچھی طرح سے خود پہ اوڑھتی دروازے کی طرف بڑھی۔۔۔

مزید چار دن بعد:

شاہ نہیں آیا ؟؟ انابیہ خان کے پرائیویٹ روم میں داخل ہوتے ہی بیڈ پہ موجود وجود نے ہمیشہ کی طرح اپنا سوال دہرایا۔۔۔

نہیں آیا!! آپ ایک ہی سوال پوچھ پوچھ کے تھکتے نہیں ہیں لالہ؟؟ انابیہ خان منہ بناتی ہوئی غصے سے بولی، جس پہ وہ وجود اداسی سے مسکرایا۔۔۔

میں اسے بتاؤں گا تمہاری ڈذی مجھے ڈانٹتی ہے۔۔ پھر دیکھنا وہ تمہاری کیسے کٹ لگاتا ہے۔۔ بیڈ پہ بیٹھا وہ خوبصورت لیکن پہلے سے کافی کمزور مرد اداسی سے اتراتا گویا ہوا۔۔۔

لو جی میں اس سے ڈرتی تھوڑی ہوں؟؟ دیکھنا بدلے میں بھی کیسے اسکی کٹ لگاؤں گی۔۔ اور آپ سے ناراض بھی ہو جاؤں گی۔۔ انابیہ خان اسے دھمکی لگاتی اپنا منہ پھولاتے ہوئے بولی۔۔۔ جس پہ وہ وجود کھوکھلا سا قہقہ لگاتے اسے بھی مسکرانے پہ مجبور کر چکا تھا۔

انابیہ خان آج ہاسپٹل سے کافی لیٹ ہو چکی تھی۔ وہ خود کو مصروف کرنے کے لئے اب اوور ٹائم لگانا شروع کر چکی تھی۔ اس کی واپسی آج رات گیارہ

بجے ہوئی--- وہ کمرے میں آتے ہی اپنا بیگ اور اوورآل اپنی اپنی جگہ پہ رکھتی واشروم کی طرف بڑھی---

کچھ دیر گرم پانی سے فریش ہونے کے بعد وہ اپنے سفید سلک کے نائٹ سوٹ میں ملبوس واشروم سے نکلی--- کمرے میں بے حد سردی محسوس کرتے، اس نے ہیٹر کا ٹمپریچر بڑھاتے ڈریسنگ مرر کی طرف اپنے قدم بڑھائے--- اپنے بالوں کو سکھانے کے بعد وہ لوشن اور نائٹ کریم لگاتی اپنے بیڈ کی طرف بڑھی -- بیڈ پہ گرنے کے انداز میں لیٹتی ہلکا سا کراہی--- آج کافی تھکاوٹ کی وجہ سے اسے اپنی کمر میں شدید درد اٹھتا ہوا محسوس ہو رہا تھا--

اس نے ابھی سونے کے لئے آنکھیں موندی ہی، جب اسکے کمرے میں موجود ٹیرس کی طرف کو کھلتا دروازہ زور سے بند ہوا---

آہہ--- ٹیرس کا دروازا بند کرنا آج پھر بھول گئی--- انابیہ خان جھنجھلا کے خود سے مخاطب ہوتی بیڈ سے اٹھی--- وہ رات سونے سے پہلے ہمیشہ ٹیرس کا دروازہ بند کرنا بھول جاتی تھی--- وہ ابھی ٹیرس کے دروازے کی طرف بڑھی ہی، جب اسے دروازے کے اس پار ایک سایہ سا محسوس ہوا--- انابیہ خان نے اپنا وہم سمجھتے دروازے کو بند کرنا چاہا، لیکن اسے پھر سے وہی سایہ محسوس ہوا--- انابیہ خان کی سانسیں رکی--- اسے شدید خوف و ڈر نے آن گھیرا--- وہ دروازہ بند کرنے کی بجائے دھڑکتے دل سے اپنے قدم پیچھے کو لے رہی تھی-- ابھی اس نے بھاگنے کے لئے رخ موڑا ہی، جب دروازے کے پیچھے کھڑا وجود ایک جست میں اس تک پہنچتا ہوا اسے پیچھے سے اپنے حصار میں لے چکا تھا-- انابیہ خان اسکے لمس اور اسکی خوشبو کو پہچانتی اپنا سانس تک روک چکی تھی-- اسے اس کی خوشبو سے پہلے ہی گمان ہو چکا تھا، دروازے کے پیچھے کون ہو گا- لیکن پھر بھی وہ اپنا وہم سمجھتی ڈر کے مارے وہاں سے بھاگتی، باہر کی طرف بڑھی، لیکن وہ اسے اپنے مضبوط شکنجے میں لے چکا تھا--

"ڈنی ڈوڈل"------ وہ اسکے کان کی لو دانتوں میں دباتا گھمبیرتا میں سرگوشی کرتا، انابیہ خان کا دل دھڑکا چکا تھا-- وہ کتنے دنوں بعد اسکے منہ سے اس نام

کی پکار سن رہی تھی ۔ کتنا یاد کیا تھا اس نے اسے اور اس نام کو۔۔ یہ سوچتے ہوئے ہی انابیہ خان کی گولڈن آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ عارضوں پہ گرے۔۔ وہ پہلے اتنی سینسیٹو نہیں تھی لیکن یہ محبت اسے بے حد سینسیٹو بنا چکی تھی۔۔

ہے۔۔ ڈزی ڈوڈل ۔۔۔ڈڈ یو مسڈ می؟(کیا تم نے مجھے یاد کیا؟؟)۔۔۔۔۔۔ عالیان شاہ اسکے لرزتے وجود کو دیکھتا اسکے کمر اور پیٹ کے گرد سختی سے اپنا ہاتھ لپیٹتا مدھم آواز میں بولا۔۔۔ انابیہ خان کا دل کیا وہ اسے سب بتا دے کہ نکاح کے بعد اس نے ناچاہتے ہوئے بھی کیسے پل پل اسے یاد کیا۔۔ وہ سوتے جاگتے اٹھتے بیٹھتے کیسے اسکے لئے دعا گو رہی کہ وہ جہاں بھی ہو اللہ کے امان میں ہو۔۔ جلدی واپس لوٹ آئے۔۔ لیکن وہ اس بے مہر انسان کو یہ سب کیوں بتائے؟؟ جس نے دوسروں سے ناراض ہونے کی بلاوجہ کی سزا اپنی ڈذی ڈوڈل کو دی۔۔۔۔

کون ہو تم؟؟ چھوڑو مجھے۔۔۔ انابیہ خان اسکی آواز کو پہچاننے سے انکار کرتی ہوئی غرائی، لیکن بھرائی آواز میں۔۔۔

تمہارے جسم و جان کا مالک ہوں۔۔ کیا ابھی بھی مجھے پہچاننے سے انکار کرتی ہو؟؟۔۔۔ وہ اسکے پورے وجود پہ پورے استحقاق سے اپنے ہاتھ پھیرتا گھمبیرتا میں بولا۔۔۔ انابیہ خان اسکے ہاتھوں کی جسارت پہ سرخ پڑتی اپنی پوری قوت سے اس سے دور ہوئی۔۔۔۔

سنا نہیں تم نے ۔۔۔ میں نہیں جانتی تم کون ہو۔۔۔ جاؤ یہاں سے۔۔۔ وہ اسکی طرف اپنا رخ موڑتی طیش کے عالم میں بولی۔۔۔ وہ اس وقت بلیک جینز پہ بلیک شرٹ میں ملبوس بلیک ہی جیکٹ پہنے ہوئے تھا۔۔ اس کے گھنے گولڈن بال اسکی وقت بلیک پی کیپ میں چھپے ہوئے تھے۔۔

جانے کے لئے تھوڑی آیا ہوں "انابیہ عالیان شاہ"۔۔۔۔ عالیان شاہ ایک جھٹکے میں اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتا اسے خود کے بے حد قریب کرتا اسکے کان میں سرگوشی سے بولتا اسکے نام کے ساتھ اپنا نام لگاتے اس پہ جتا چکا تھا کہ وہ اسکی ملکیت ہے۔۔ وہ جانتا تھا وہ اس سے کیوں ناراض ہو رہی ہے۔۔ اس کے یوں اچانک سے اپنی طرف کھینچنے پہ انابیہ خان بری طرح سے اسکے

چٹانی سینے کے ساتھ ٹکرائی--- انابیہ خان نے اسکی بلیک جیکٹ کو اپنے ہاتھوں کی مٹھیوں میں دبوچتے بے ساختہ اسکے چہرے پہ اپنی نظریں دوڑائی---- سفید رنگت میں بے حد سرخیاں گھلی ہوئی تھی-- عنابی لب، بڑھی ہوئی گولڈن بئیرڈ ، کھری مغرور ناک سرخ تھی--- سوجھی ڈارک براؤن آنکھوں میں بے تحاشہ سرخی ہونے کے ساتھ ساتھ آنکھوں کے نیچے سیاہ ہلکے اسکی سرخ و سفید رنگت پہ نمایاں ہو رہے تھے-- عالیان شاہ کی حالت سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں تھا کہ وہ پچھلی کئی راتوں سے نہیں سویا--- اسکی سوجھی آنکھیں اس بات کی گواہ تھیں کہ وہ کافی آنسو بہاتی رہی ہیں-- اسکی دیوانوں سی حالت دیکھتے انابیہ خان کے دل کو کچھ ہوا---

اسکی خاموش نظریں اپنے چہرے پہ محسوس کرتے عالیان شاہ کے ہونٹوں کو ان گزرے آٹھ دنوں میں پہلی بار مسکراہٹ نے چھوا--- عالیان شاہ نے اسکی گولڈن بڑی بڑی آنکھوں پہ سیاہ لمبی مڑی ہوئی پلکوں کی جھالر پہ ہولے سے پھونک ماری---- انابیہ خان کی پلکیں لرزی---- وہ اسکی جیکٹ چھوڑتی اپنی پوری طاقت سے اس سے دور ہونے کی تگ و دو جاری رکھے ہوئے تھی- لیکن عالیان شاہ اسکی نازک کمر پہ اپنی گرفت سخت در سخت کرتا جا رہا تھا--

ناراض ہو؟؟ عالیان شاہ نے اسکے ماتھے پہ شدت سے اپنے لب رکھتے ہوئے پیار سے پوچھا--- یہ نکاح کے بعد اسکے لبوں کا پہلا لمس تھا -- اسکے لمس پہ انابیہ خان کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ ٹوٹ کے عارضوں پہ گرے--- اس نے نکاح پڑھتے ہی کتنا انتظار کیا تھا ماتھے پہ اسکے لمس کا!! اور وہ ظالم انسان آج آیا تھا -- اسے اپنی منکوحہ کی ہوش آج آئی تھی!

میں اجنبیوں سے ناراض نہیں ہوتی--- تم ہو کون؟؟ اور میرے کمرے میں رات کے اس وقت کیا کر رہے ہو؟؟ انابیہ خان اپنے پھولے گلابی گالوں کو بے

دردی سے رگڑتی تپے ہوئے انداز میں بولی--- عالیان شاہ نے اسکے منہ سے بار بار خود کو پہچاننے سے انکار سنتے اسے آئیبرو آچکا کے دیکھا---

شاید تمہاری یاداشت کمزور ہو چکی ہے ڈاکٹر ڈذی--- تمہیں کسی ایکسپرٹ ڈاکٹر کے علاج کی ضرورت ہے، جو کہ یہی تمہارے سامنے موجود ہے "تمہارا پرائیویٹ ڈاکٹر"--- میں تمہارا ایسا علاج کروں گا کہ تم اپنی ابھی کی اور کچھ دیر بعد کی سٹیٹمنٹ میں واضح فرق محسوس کرو گی--- عالیان شاہ پر اسرار لہجے میں بولتا انابیہ خان کو سوچنے سمجھنے کا موقع دئیے بغیر اسکے یاقوتی گلابی ہونٹوں پہ جھک چکا تھا--- اس اچانک افتاد پہ انابیہ خان کی بڑی بڑی گولڈن آنکھیں پھیلتی ہوئی مزید بڑی ہو چکی تھی--- انابیہ خان کی دھڑکنیں دو سو کی پیڈ سے دوڑی--- انابیہ خان نے اس کے لمس میں بے پناہ شدت محسوس کرتے اسکی کالی جیکٹ کو چھوڑتے اسکی بلیک ٹی شرٹ کو سینے سے اپنی مٹھیوں میں دبوچتے اسے جھٹکا دیا--- لیکن وہ جو جھکا، پیچھے ہٹنا بھول چکا تھا-- عالیان شاہ اسکی کمر سے اپنا ہاتھ ہٹا کے ایک ہاتھ اسکے بالوں میں پھنساتے، جبکہ دوسرا ہاتھ اسکے گال پہ رکھتے مزید شدت سے اسکے ہونٹوں کو اپنے لبوں میں دبوچ چکا تھا--- عالیان شاہ ان نازک سی گلاب کی پنکھڑیوں کو چھوتے ہی پاگل ہوا--- وہ جیسے آج ہی اسکے ہونٹوں کا جام پی لینا چاہتا تھا-- اپنی بند سانسوں کو محسوس کرتی انابیہ خان نے اسکے سینے پہ اپنے ناخن گاڑتے اسے ہوش دلانی چاہی، لیکن عالیان شاہ مزید مدہوش ہوتا اسکے نچلے لب پہ اپنی دیوانگی، جنونیت اور پیار دیکھاتے ہوئے اسکے بالائی لب کو اپنی گرفت میں لے چکا تھا-- اسکے نڈھال ہوتے وجود کو دیکھتے بالآخر عالیان شاہ نے اس پہ رحم کھاتے، اسکے نچلے لبوں کو ہولے سے اپنے لبوں میں دبا کے ہلکا سا کھینچتے ہوئے انہیں آزادی بخشی--- انابیہ خان کے زمین بوس ہوتے وجود کو محسوس کرتے عالیان شاہ نے جلدی سے اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے سینے میں بھینچا، جو گہرے گہرے سانس بھرتی یہاں وہاں جھول رہی تھی-- انابیہ خان نے اسکی ٹی شرٹ کے اوپر سے ہی اسکے سینے پہ زور سے دانت گاڑتے اپنی سانسوں کے بند ہونے کا بدلہ لیا، جس پہ عالیان شاہ نے لب دباتے ہوئے اپنی مسکراہٹ ضبط کی--- وہ

KOH MOVIES - URDU

پورے حق کے ساتھ اسکے سینے پہ کاٹ رہی تھی، عالیان شاہ کا دل زوروں سے دھڑکا---

مجھے امید ہے اب تمہاری یاداشت واپس آ چکی ہو گی؟؟ اب یاد آیا کون ہوں میں؟؟ عالیان شاہ اسکے کان کی طرف جھکتا اتراتے ہوئے بولا۔ جس پہ انابیہ خان نے اسکے سینے پہ اپنے دانتوں کا دباؤ مزید بڑھاتے اسکی جیکٹ کے نیچے سے ہاتھ ڈالتے اسکی پشت پہ اپنے ناخن گاڑے--- عالیان شاہ نے اسے اتنے غصے میں دیکھتے اسکی کمر کو نرمی سے سہلاتے اسکے بالوں پہ اپنے لب رکھے---

اگر ابھی بھی یاد نہیں آیا کون ہوں میں تو ایک اور ٹرائی کرتے ہوئے یاد دلاؤں اپنی ڈذی ڈوڈل کو؟؟ عالیان شاہ اسے خاموشی سے ہنوز اپنے سینے پہ ظلم ڈھاتے دیکھ کے اسکے چہرے کی طرف جھکتا اسکے لبوں پہ اپنا انگوٹھا پھیرتے آئیبرو آچکا کے بولا--- انابیہ خان نے اسکی بات کا مطلب سمجھتے جلدی سے اسکے سینے سے اپنے دانت ہٹائے---

یو مسٹر بلڈوزر-- آئی ہیٹ یو---- وہ اسکے سینے پہ ہاتھ مارتی غرائی---

دیکھا بولا تھا نا کہ تمہاری سٹیٹمنٹ میں فرق ہو گا؟؟ اب مانتی ہو کے نہیں مجھے ڈاکٹر؟؟ عالیان شاہ اسکی بات پہ ہلکا سا ہنستا ہوا اترا کے بولا-- انابیہ خان نے اسکی ہنسی میں بے حد اداسی محسوس کی--- یہ ویسی ہنسی نہیں تھی، جس سے اسے پہلی نظر میں عشق ہوا تھا--

KOH NOVELS - URDU

کیوں کتنی لڑکیوں کا اس طریقے سے علاج کر چکے تھے تم ؟؟ جو تمہیں خود پہ اتنا مان تھا؟؟ انابیہ خان اسکے سینے پہ مکا جھڑتی جیلس انداز میں بولی---

واللہ یہ میری زندگی کی پہلی لپ کس تھی اور کافی ٹیسٹی تھی--- عالیان شاہ نے اسکے جیلس انداز پہ اپنی مسکراہٹ چھپاتے اسے اپنے ایک ہی جملے سے شانت کرنے کی کوشش کی، جس میں شیرنیوں والی روح آئی ہوئی تھی-- اسکی بات پہ انابیہ خان کے گال دہک کے لال ہوئے--- عالیان شاہ نے جھک کے اسکے گلابی گالوں کو بے حد پیار سے چومتے اسے اپنے ساتھ لگایا---

میں اس پورے ہفتے میں چاہ کے بھی تم سے نہیں مل سکا ڈذی--- میں بہت ٹوٹ چکا تھا اگر تم میری حالت دیکھ لیتی تو یقیناً تم بھی ٹوٹ جاتی---- میں خود کو خود ہی سنبھال نہیں پا رہا تھا تو تم مجھے کیسے سنبھالتی ڈذی ڈوڈل؟؟--- اپنے ایک جوان دوست کو کھویا ہے میں نے اور میں یہ تک نہیں جانتا اسکی قبر کہاں ہے؟؟ اسے دفنایا بھی گیا ہے یا نہیں ؟؟ میری ہمت ہی نہیں ہوئی یہ سب پتا لگانے کی!! اپنی اس تیس سالہ زندگی میں میں نے اپنے سے جڑے ہر شخص کو مرتے دیکھا ہے، ہر کوئی مجھے دھوکا دے کے مرا ہے۔ یہ سوچے بغیر کہ ان کے بعد عالیان شاہ کا کیا ہو گا؟؟ وہ ان کی جدائی کیسے برداشت کرے گا؟؟-- میں اپنے ہر رشتے سے اعتبار کھو چکا ہوں ڈذی--- اب میرے پاس صرف دو رشتے بچے ہیں ایک بہن کا اور ایک تمہاری صورت میں بیوقوف سی بیوی کا --- میں یہ دونوں رشتے نہیں کھونا چاہتا-- جس دن میں نے تم دونوں میں سے ایک کو بھی کھو دیا میری سانسیں تھم جائیں گی--- عالیان شاہ اپنا چہرہ اسکی گردن میں چھپاتا اذیت ناک لہجے میں گویا ہوا--- اسکی لہجے میں تکلیف محسوس کرتے انابیہ خان کو لگا کوئی اسکا دل چیر رہا ہو-- اس نے بے ساختہ اسکے گرد حصار باندھتے اسے یقین دلایا تھا کہ اپنی زندگی کے ہر قدم میں اس کے ساتھ رہے گی-- اپنی گردن پہ پانی محسوس کرتے انابیہ خان ساکت ہوئی۔ وہ جوان مرد بے آواز رو رہا تھا اور

اپنی پسندیدہ عورت کے سامنے رو رہا تھا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا وہ اسے اسکے رونے کا کبھی بھی طعنہ نہیں دے گی۔۔

یو مسٹر بلڈوزر میں بیوقوف نہیں ہوں۔۔۔ انابیہ خان اسکے سر سے پی کیپ ہٹاتے اسکے گولڈن بالوں میں اپنی انگلیاں سہلاتی منہ پھولاتے ہوئے بھیگی آواز میں بولی۔۔۔

ہاں بلکہ تم بیوقوف ڈذی کے ساتھ ساتھ ہاٹ چاکلیٹ بھی ہو۔۔۔ عالیان شاہ اپنا چہرہ اسکی سفید سلک کی شرٹ پہ رگڑتا اپنی بھاری آواز کو نارمل کرنے کی کوشش کرتے ہوئے رومانٹک انداز میں بولا۔۔۔ اسکے الفاظوں پہ تضاد اسکی جسارت پہ انابیہ خان کے پورے جسم کا خون سمٹتے ہوئے اسکے چہرے پہ آیا۔۔۔

میں نے تمہیں یاد نہیں کیا تھا۔۔۔ وہ ہنوز اسکے بالوں میں انگلیاں چلاتی اترا کے بولی۔۔۔

کیونکہ تم نے مجھے بھولایا ہی نہیں تھا۔۔۔ عالیان شاہ بھی اسی کے انداز میں بولتا اب اسکی گردن پہ اپنی شدتوں کے نشان چھوڑ رہا تھا۔۔ اسکے سہی اندازے پہ انابیہ خان کی آنکھیں پھیلی۔۔۔ اسکے لبوں کا نرم گرم لمس اپنی گردن پہ محسوس کرتے انابیہ خان کی جان ہوا ہوئی۔۔۔

تم کل میرے ہاسپٹل آؤ گے؟؟ انابیہ خان نے اسکا چہرہ اپنی گردن سے ہٹانے کی کوشش کرتے اس سے استفسار کیا۔۔۔

KOH NOVELS - URDU

کیوں؟ کل کیا تم اپنے کیبن میں ہماری گولڈن نائٹ کا انتظام کرو گی؟؟ عالیان شاہ اسکی گردن پہ اپنے دانت گاڑتا بے باکی سے بولا۔۔ انابیہ خان نے اسکے دانتوں کے دباؤ پہ سسکی بھرتے ہوئے اسکے کندھے پہ مکا جھڑا۔۔ البتہ اسکی بے باک سرگوشی پہ اسکے گلے میں گلٹی بھر کے معدوم ہوئی۔۔۔ اسکی سسکی پہ عالیان شاہ اپنے دئیے گئے نشانوں پہ انگلی پھیرتا اس سے دور ہوا۔۔ وہ اب اپنی گہری نظریں اسکے سراپے پہ جماتا اسے سر تا پاؤ دیکھ رہا تھا۔ وہ اس وقت سلک کی شارٹ شرٹ کے نیچے سفید ٹراؤزر پہنے ہوئے تھی۔ اسکے دیکھنے کے انداز پہ انابیہ خان نے سرخ پڑتے اسکے سینے میں پناہ لی۔۔۔

جاؤ ۔۔یہاں۔۔سے۔۔اب۔۔کل۔۔ہاسپٹل۔۔آنا۔۔ تمہیں ۔۔بہت۔۔اچھا۔۔سرپرائز ۔۔ملے۔۔گا۔۔ انابیہ خان اسکی جیکٹ پہ انگلیوں سے ڈیزائن بناتے جملے کو توڑ توڑ کے ادا کر رہی تھی۔۔ ہائے رے انابیہ اور زرش خان کی سرپرائز دینے کی مشترکہ عادت۔۔۔

یہ نا ہو میں تمہارے کیبن میں داخل ہوں تو تم اوورآل کی جگہ سرخ نائیٹی پہن کے بیٹھو ہو۔ خیال رکھنا۔۔ بندہ بشر ہوں تمہاری قاتل اداؤں سے کسی بھی وقت قتل ہو سکتا ہوں۔۔ عالیان شاہ اپنی مسکراہٹ ضبط کرتا اسکے لبوں پہ انگوٹھا پھیرتے اب اسے تنگ کرر ہا تھا۔ انابیہ خان نے تپتے ہوئے اسکے اسی انگوٹھے کو اپنے دانتوں میں دبایا، جو ابھی کچھ دیر پہلے بے حد اداس تھا اور اب اسکی بے باکیاں عروج پہ تھیں ۔۔۔

سس۔۔ او تیری ۔۔۔ عالیان شاہ اس اچانک افتاد پہ کراہا، اس نے بمشکل اپنی جنگلی بیوی کے منہ سے اپنا انگوٹھا آزاد کروایا۔ جو اس کی بے باک حرکتوں اور باتوں کے جواب انوکھے طریقے سے دیتی تھی۔

KUH NOVELS - URDU

جا۔ جاؤ -- یہاں---سے--تم---اس---لائق---ہی---نہیں---
ہو---تم---سے---دو---گھڑی---بات---کی---جا---سکے--- وہ دہکے گالوں کے ساتھ تپتی ہوئی غرائی--

چلو تم چار گھڑی بات کر لو--- بلکہ ایسا کرو بات کرنے کی بجائے مجھے خاموشی سے کس کر لو---- عالیان شاہ اسکی چھوٹی سی ناک کو اپنے دانتوں میں دباتا پھر سے بے باکی سے بولا--- انابیہ خان کی اب بس ہوئی-- اسکی باتوں اور جسارتوں پہ اسے اپنے کانوں سے دھواں نکلتا محسوس ہو رہا تھا-- وہ اسے خود سے دور دھکیلتی واشروم کی طرف بڑھی، لیکن عالیان شاہ اسے ایک جست میں اپنے نردیک کھینچ چکا تھا--

صرف کچھ دن اور--- پھر میں تمہیں تم سے چرا کے اپنے پیلس میں لے جاؤں گا--- اب تمہارے بنا گزارا بہت مشکل ہے ڈذی ڈوڈل--- عالیان شاہ اسے سختی سے خود میں بھینچتا اسکی پچھلی گردن پہ شدت سے اپنے لب رکھتا گھمبیر تا میں بولا--- اسکی سرگوشی پہ انابیہ خان کا دل دھک دھک کرتا، سینے کی دیواریں پٹکتا باہر نکلنے کو بے تاب ہوا---

عالیان شاہ اسکا رخ خود کی طرف موڑتا، اسکے دونوں گالوں پہ ہاتھ رکھتا جھک کے اسکے لبوں کو ایک بار پھر سے اپنی شدت بھری گرفت میں لے چکا تھا-- انابیہ خان نے اسے غصے سے آنکھیں دکھائی، جو اسکے لبوں سے لپٹ کے پیچھے ہٹنا بول چکا تھا--- اسکے لبوں کا شدت بھرا بوسا لینے کے بعد عالیان شاہ نے اسکے سرخ پڑتے لبوں پہ انگلی پھیرتے اسے آنکھ ونک کی----

صبح ملتے ہیں تمہارے کیبن میں--- اگر میں مزید کچھ دیر بھی تمہارے پاس رکا تو جینا حرام کر کے رکھ دوں گا-- عالیان شاہ ہلکا سا قہقہ لگاتا ہوا شرارت

سے بولا۔۔۔ اسکی شرارت میں موجود اداسی انابیہ خان محسوس کر چکی تھی۔۔ وہ جانتی تھی وہ اسے مطمئن کرنے کے لئے شوخ اور بے باک بن رہا ہے، ورنہ اندر سے وہ ابھی بھی ویسے ہی اداس تھا۔۔ وہ اسکا ماتھے چومتے ہوئے اسے اپنے ساتھ لگا کے اسکا سر تھپکتے ہوئے جا چکا تھا۔۔ اسکے جاتے انابیہ خان کو ویرانی سی محسوس ہوئی۔۔۔ ڈریسنگ مرر کے سامنے جاتے اپنی گردن اور چہرے پہ اسکی شدتوں پہ نشان دیکھتی وہ سر تا پاؤ سرخ پڑی۔۔۔ وہ واقعی ہی درست بول رہا تھا اگر وہ تھوڑی دیر بھی یہاں مزید رکتا تو اسکا واقعی ہی جینا حرام کر دیتا۔۔

رات کے تین بج رہے تھے، جب بھوک کی وجہ سے زرلاشتہ خان کی آنکھ کھلی۔۔۔ زرلاشتہ خان کو اس وقت چاکلیٹ کی بے حد کریونگ محسوس ہوئی، لیکن اس کے دراز میں ایک بھی چاکلیٹ باقی نہیں تھی ۔۔ وہ آج صبح سے کافی چاکلیٹس کھا چکی تھی اسی لئے اسکی تمام چاکلیٹس ختم ہو چکی تھیں۔۔ زرلاشتہ خان نے بے بسی سے اپنے ساتھ لپٹ کے سوتے ساحر خان کی طرف دیکھا، جو اسے مکمل طورپہ خود میں سماتا ہوا سو رہا تھا۔۔

خان۔۔۔۔۔ زرلاشتہ خان نے بالآخر اسکے برہنہ مضبوط کندھے کو ہلاتے ہوئے اسے مدھم آواز میں پکارا۔۔۔ وہ شرٹ لیس سو رہا تھا۔۔

ہمم۔۔۔ ساحر خان نے نیند میں ہنکارا بھرتے اسے مزید خود میں بھینچا۔۔۔ وہ پچھلے دو دنوں سے سوات میں نیا سکول تعمیر کروانے کی وجہ سے کافی مصروف رہتا تھا۔۔ آج آفس اور جرگے کے کام کے ساتھ ساتھ سکول کی تعمیر کا کام سنبھالنے کی وجہ سے وہ کافی تھک چکا تھا۔ اسی لئے گہری نیند میں

سو رہا تھا لیکن نیند میں بھی وہ اپنی تاشو کی پکار سن کے جوابا ہنکارا بھر چکا تھا۔

ہمیں چاکلیٹ کھانی ہے۔ وہ اسکے کندھے پہ انگلیوں سے ڈیزائن بناتی روہانسی آواز میں بولی۔۔۔

کوئی نہیں کھانی۔۔۔ سو جاؤ چپ چاپ۔۔۔ ساحر خان اسے نیند میں ڈپٹتا ہوا اسکی گردن میں چہرہ چھپاتے سو چکا تھا۔

نہیں کوئی نہیں سونا۔۔۔ چاکلیٹ ہی کھانی ہے۔۔۔ وہ اسکا چہرہ اپنی گردن سے باہر نکالنے کی تگ و دو کرتی ضدی لہجے میں بولی، لیکن ساحر خان نے اسکی پکار کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ اسے آج بے حد نیند آ رہی تھی اسی لئے وہ اسکی پکار کو بیک گراؤنڈ میوزک سمجھتا ہوا پھر سے سو چکا تھا۔

خان۔۔۔ ہمارے پیسوں سے ہمیں ایک چاکلیٹ لا دیں نا۔۔۔ آپ بہت اچھے ہیں ڈائینا سور بالکل بھی نہیں ہیں۔۔ زرلاشتہ خان اسے پھر سے اپنی گردن سے دور ہٹانے کی کوشش کرتی بچوں کی سی معصومیت سے بولی۔۔۔ لیکن ساحر خان ہنوز گہری سانسیں بھرتا ہوا سو رہا۔۔۔

خان۔۔۔ہمیں۔۔بھو۔۔۔ ابھی وہ مزید کچھ بولتی جب ساحر خان اسکے بار بار یوں خود سے دور کرنے والی حرکت پہ تپ کے اپنی نیند کا خمار لئے سرخی چھائی نیلی آنکھیں وا کرتا غرایا۔۔۔

KOH NOVELS - URDU

کیا تکلیف ہے؟؟ بچی ہو جو ہر وقت چاکلیٹ کے لئے روتی رہتی ہو؟؟ وہ اپنی آنکھوں میں بے تحاشہ سرخی لئے غرایا۔۔ وہ اسے کب سے خود سے دور ہٹا رہی تھی، ساحر خان کو اسکی مزاحمت نیند میں بھی پسند نہیں آئی اسی لئے اسے غصہ آ چکا تھا۔۔ زرلاشتہ خان نے اسکے یوں اچانک غرانے پہ اپنی آنکھیں میچی۔۔۔ وہ نیند میں اس پہ غرانے کے بعد اپنا رخ موڑ کے سو چکا تھا لیکن زرلاشتہ خان کی نیند اڑا چکا تھا۔۔

زرلاشتہ خان اپنے آنسوؤں کو ضبط کرتی اسکی چوڑی پشت کو دیکھے جا رہی تھی، جو رخ موڑ کے واپس سے اسکی طرف پلٹنا بھول چکا تھا۔۔ اسے اپنی نیند کتنی پیاری تھی اور جب وہ اسکی شدتیں سہتی ہوئی پوری پوری رات جاگتی۔ وہ کس خاتے میں آتی تھیں؟؟ زرلاشتہ خان نے اپنی ہچکیوں کو روکتے ہوئے تکلیف سے سوچا۔۔۔

وہ اپنے بیڈ سے اٹھتی اپنے دوپٹے کو اچھے سے سر پہ جمائے کمرے سے باہر نکلی۔۔ اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا اسکے پیٹ میں موجود اسکا بچہ بہت بھوکا ہے، یہ شاید اس کا وہم تھا یا جو بھی تھا ۔۔ وہ اپنے بچے کو مزید بھوکا نہیں رکھ سکتی تھی۔۔ وہ اپنے بچے کے لئے کھانے کی تلاش میں نکلتی آرام آرام سے سیڑھیاں اترتی کچن کی طرف بڑھی۔۔۔ وہ اس وقت بے حد فکر مند ماں محسوس ہو رہی تھی۔۔ کچن میں فریج کھولتے اس نے میٹھے کی تلاش میں نظریں گھمائی، ساتھ ساتھ وہ ساحر خان کے غصہ کرنے کی وجہ سے آنسو بھی بہاتی جا رہی تھی۔۔۔

ہم صبح اپنی ہویلی چلے جائیں گے۔۔۔ ہم خود کو اور اپنے بچے کو کسی پہ بوجھ نہیں بنائیں گے۔۔ وہ سوں سوں کرتی ہوئی خود سے مخاطب ہوتی اب فریج سے فروٹ ٹرائفل نکال رہی تھی جو ناجانے کس نے بنا کے رکھا ہوا تھا۔۔ فریج میں اس وقت کوئی چاکلیٹ موجود نہیں تھی، اسی لئے اس نے فروٹ

ٹرائفل سے اپنا کام چلانا تھا۔۔ ابھی اس نے رخ موڑا ہی، جب کسی لمبے چوڑے وجود سے ٹکرانے کے بعد وہ چیختی ہوئی فروٹ ٹرائفل کا باؤل اپنے ہاتھ سے چھوڑ چکی تھی۔ لیکن سامنے کھڑا وجود بر وقت وہ باؤل تھامتا ہوا اسکے منہ پہ اپنا ہاتھ رکھ چکا تھا۔۔

اپنے سامنے کھڑے ساحر خان کو دیکھتے زرلاشتہ خان حیران ہوئی ۔۔ وہ تو گہری نیند میں سو رہا تھا پھر ابھی یہاں کیا کر رہا تھا؟

شش۔۔۔ ساحر خان اسکے آنسوؤں سے بھرے چہرے کو دیکھتا اسے مزید چیخنے سے بعض کرتا اسکے منہ سے ہاتھ ہٹا چکا تھا۔۔ زرلاشتہ خان کی نظریں اب ساحر خان کے ہاتھ میں موجود فروٹ ٹرائفل پہ ٹکی تھی، جسے وہ ٹیبل پہ رکھ رہا تھا۔۔ صد شکر کہ اسکا فروٹ ٹرائفل سلامت تھا ورنہ اسکے بچے کی بھوک کا کیا بنتا؟؟ زرلاشتہ خان نے اپنے ماتھے سے ہلکی ہلکی پسنیے کی بوندیں پونچھتے ہوئے دل میں شکر ادا کیا۔۔۔

ساحر خان نے فروٹ ٹرائفل ٹیبل پہ رکھنے کے بعد رخ موڑتے، اپنی بیوی کو دیکھا۔ جو اسے سرے سے نظر انداز کرتی اپنے لئے کرسی گھسیٹ کے بیٹھ چکی تھی۔۔ وہ اب ٹیبل پہ پڑے چمچوں کے سٹینڈ سے چمچ اٹھاتی اپنا فروٹ ٹرائفل کھانے میں مصروف ہو چکی تھی، لیکن ساتھ ساتھ سوں سوں بھی جاری تھی۔۔ ہری آنکھوں سے آنسو بہتے ہوئے اسکے عارضوں پہ گر رہے تھے۔۔ ساحر خان نے گہری سانس بھر کے انگلی سے اپنی کنپٹی مسلتے، اپنا غصہ ضبط کیا۔ جو اسے اسکے یوں چھوٹی چھوٹی باتوں پہ رونے سے ہمیشہ آتا تھا۔۔ وہ کب سے اسکی اپنے بچے کی فکرمندی کے لئے بڑبڑاہٹیں سن رہا تھا۔۔ وہ سیڑھیوں سے اترتی مسلسل اپنے بچے کی بھوک کے لئے فکر مندی سے بڑبڑاتی آئی۔۔۔ ساحر خان جو اسکے کمرے سے جاتے ہی اپنی نیند کو جہنم میں بیجھتا، منہ بناتے ہوئے اسکے پیچھے آیا۔ اسے یوں احتیاط سے سیڑھیاں

اترتے دیکھ کے وہ پہلے تو مسکرایا، لیکن پھر اسکی بڑبڑاہٹوں میں خود کے لئے برائیاں جبکہ اپنے بچے کے لئے فکرمند جملے سنتے، ساحر خان نے اپنے جبڑے بھینچتے اسکی پشت کو گھورا-----

چلو باہر چلیں--- تمہارے لئے چاکلیٹ لینے--- ساحر خان اسکی خود سے یوں لا تعلقی پہ اپنی بیرڈ پہ ہاتھ پھیرتا اس سے مخاطب ہوا، لیکن زرلاشتہ خان نے اسے بنا جواب دئیے اپنا کھانا جاری رکھا--- البتہ آنکھوں کو بے دردی سے رگڑتی، وہ ساحر خان کو مزید غصہ دلا چکی تھی۔ جس پہ ساحر خان نے بمشکل قابو پایا----

کونسی چاکلیٹ کھاؤ گی ؟ ساحر خان اب اسکے پاس کرسی گھسیٹ کے بیٹھتا اسکا ہاتھ پکڑتے ہوئے نرمی سے پوچھ رہا تھا--

کوئی سی بھی نہیں --- ہم بچے تھوڑی ہیں--- زرلاشتہ خان اپنی ہری آنکھوں میں لبالب پانی لئے اپنا نچلہ لب مڑورتی ہوئی اپنے آنسوؤں کو ضبط کرنے کے چکروں میں بھرائی آواز میں بولی--- ایک تو وہ چھوٹی چھوٹی باتوں پہ بری طرح سے ہرٹ ہوتی تھی-- ساحر خان نے اگر جو کبھی ہوئی دعا شدت سے مانگی تھی تو ہمیشہ اپنے غصے میں کمی کی مانگی، جو اسکی نازک جان بیوی کی جان کا عذاب تھا-- اسکی جان جاتی تھی اسکے اتنے سے غصے سے بھی--

تم نہ کھاؤ میری بیٹی کو کھانی ہو گی-- اس سے پوچھ کے بتاؤ اس نے کونسی کھانی ہے --- تاکہ میں اپنی بیٹی کے لئے چاکلیٹ لے کے آؤں --- ساحر خان بھی اسے ہری جھنڈی دکھاتا ہوا کندھے اچکاتے ہوئے بولا---

آپ کی کوئی بیٹی نہیں ہے ہمارے پاس--- وہ صرف ہمارا بیٹا ہے--- زرلاشتہ خان روتی ہوئی مدھم آواز میں غرائی--- اسکی اپنی بجائے اپنی بیٹی کے لئے فکرمندی زرلاشتہ خان کو بری طرح سے کھلی---

لیکن ساری محنت تو میں نے کی تھی، تم کیسے میرے بچے کو اپنا بیٹا بنا سکتی ہو؟؟ ساحر خان جان بوجھ کے باتوں کو طول دیتا سیریس انداز میں بے باک بات کہہ چکا تھا ۔۔ زرلاشتہ خان نے اسکی بات پہ کانوں کی لوں تک سرخ پڑتے اسے بنا کوئی جواب دئیے اسکی طرف سے رخ موڑا۔۔۔ وہ ایسے ہی ناراض ہوتی تھی۔۔

ساحر خان نے اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کے اسے کرسی سے اٹھاتے ہوئے اپنی گود میں بٹھایا۔۔۔ اسے ہنوز آنسو بہاتے دیکھ کے ساحر خان نے اپنا ماتھا پیٹتے ہوئے اسکے آنسو اپنے لبوں سے چنے۔۔۔۔

ہمیں کچھ دن کے لئے اپنی ہویلی جانا ہے۔۔۔ وہ نظریں جھکائے مدھم آواز میں سنجیدگی سے بولی۔۔۔۔

تمہاری تو۔۔۔۔ تم مجھے جا کے بتاؤ ۔۔۔ ایک تو میری نیند خراب کر دی اور اب مجھے ہی ناراض ہو کے دیکھا رہی ہو؟؟ ساحر خان اسکی چالاکی پہ اسکے گالوں پہ اپنی بییرڈ رگڑتا پیار سے دانت کچکچاتے ہوئے اسے ڈپٹ رہا تھا ۔۔

KOH NOVELS - URDU

اور آپ جو ہر روز میری نیند خراب۔۔۔۔ زرلاشتہ خان جو اسکی بات سے حساب برابر کرنے والی تھی، اپنی بات پہ خود ہی سرخ پڑتی وہ اپنی زبان کو بریک لگا چکی تھی۔۔ ساحر خان نے قہقہ لگاتے ہوئے اسکے لبوں پہ اپنی مونچھیں رگڑی۔۔۔۔

اگر نیند خراب نہ کرتا تو تم آج یوں اپنے بچے کی بھوک کا بہانہ کرتے ہوئے مجھ سے فری کی چاکلیٹیں نا بٹور رہی ہوتی۔۔ میں تمہیں چاکلیٹ کا ریپر بھی نا

دیکھاتا۔۔۔ ساحر خان اسے آنکھیں دکھا کے اترا کے بولتا، اسکے لبوں پہ اپنی پوری شدت کے ساتھ جھک چکا تھا۔ کتنی چالاک تھی اتنے دنوں سے اس سے فری کی چاکلیٹیں بٹورتی ہوئی کیسے خوشی سے جھومتی رہتی تھی اور آج اس نے تھوڑا سا غصہ کیا کر لیا تھا میڈیم ناراض ہو کے بیٹھ چکی تھیں۔

لال ہویلی میں تمام لوگ اس وقت ڈائینگ ٹیبل پہ ناشتے میں مصروف تھے۔ تمام ہویلی کے مکین ہلکی پھلکی باتوں کے درمیان ناشتہ کر رہے تھے، سوائے ضرار خان کے جو اپنی چائے میں چمچ گھماتا ہوا ناجانے کن سوچوں میں گم تھا ۔ وہ ایک ہفتے میں اپنی حالت بگاڑ چکا تھا۔ سفید رنگت جو اس وقت ذرد پڑ رہی تھی، رات دیر تک ہویلی کی چھت پہ سیگریٹ پھونکنے کی وجہ سے اسے کافی ٹھنڈ لگ چکی تھی۔ نزلے سے اسکا ناک سرخ ہو رہا تھا۔ وہ بار بار چھینک رہا تھا۔ اسے رات سے تیز بخار تھا لیکن ہرا خان نے اسے مخاطب کرنا بھی ضروری نہیں سمجھا تھا۔

ایسا کون سا روگ لگا ہوا ہے تمہیں؟؟ جو رات دیر تک چھت پہ سیگریٹ پھونکتے ہوئے نظر آتے ہو؟ گل بہار سے چائے کا کپ پکڑتا، فارس خان اسکے کب سے چھینکتا دیکھ کے بالآخر اسے روعب سے مخاطب کرتا ہوا بولا۔ جس پہ ضرار خان نے اس سے نظریں چراتے ہوئے چائے کا گھونٹ بھرا۔۔۔ ہرا خان اپنی جگہ چور سی بنی۔۔۔ اب ڈائیٹنگ روم میں سب کی نظروں کا مرکز ضرار خان بنا۔۔۔

لالہ بس ایک دن ہی تو گیا تھا۔۔۔ ضرار خان اپنی چائے کے کپ کے گرد اپنی انگلی گھماتا منمناتے ہوئے صاف جھوٹ بول رہا تھا۔ یہ چائے بھی ہرا خان نے سب کا لحاظ کرتے ہوئے اسے خود پیش کی، ورنہ وہ کہاں پورے آٹھ دنوں

سے اسے منہ لگا رہی تھی۔ ضرار خان نے اس سے ہر طرح سے معافی مانگ لی، لیکن وہ اسے ناکوں چنے چبوا رہی تھی۔

وجہ پوچھی ہے میں نے؟؟ ۔۔۔ فارس خان اپنا آئیبرو اچکاتے، اب مکمل طور پہ اسکی طرف متوجہ ہو چکا تھا۔۔ ابھی ضرار خان کوئی جواب دیتا جب ہرا خان نے فارس خان کو مخاطب کیا۔۔۔

لالہ وہ اس دن اس کا دل خراب ہو رہا تھا۔ مجھے دوپہر تک مورے کے پاس جانا ہے کیا آپ ڈیرے پہ جاتے ہوئے مجھے ہویلی تک چھوڑ آئیں گے کیونکہ اسکی تو طبیعت خراب ہے؟؟ میں مورے (وردہ) کو بتا چکی ہوں کہ میں ایک ہفتے تک بڑی ہویلی رہوں گی، پری مجھے کافی یاد کر رہی ہے۔۔ ہرا خان اسے ضرار خان کی جگہ جواب دیتی ساتھ ہی اسے اپنی بات سنا چکی تھی، جس پہ وردہ خان نے بھی اس کی تائید کی۔ البتہ وہ اپنے بیٹے کی طبیعت کی وجہ سے پریشان تھیں۔ لیکن ہرا خان کافی دنوں سے اپنی مورے سے ملنے کا بول رہی تھی اسی لئے وہ اسے منع نہیں کر پائی تھی۔ ضرار خان نے ہرا خان کے منہ سے ایک ہفتے کے لئے بڑی ہویلی رہنے کا سنتے ہوئے اپنے جبڑے بھینچے۔۔ اس نے اس سے اجازت لینا تو دور اسے بتانا بھی ضروری نہیں سمجھا تھا۔ فارس خان نے ہرا خان اور ضرار خان کو پرسوچ نظروں سے دیکھتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔

KOH NOVELS - URDU

پری مجھے بھی بہت یاد کر رہی ہو گی۔ پلوشہ خان اپنے ساتھ بیٹھے رایان خان کی طرف دیکھ کے سرگوشی سے بولتی اپنے ہونٹ مڑور رہی تھی۔ مطلب اسکا بھی بڑی ہویلی جانے کا فل پلین بن رہا تھا۔

بالکل نہیں !! پری گڑیا اچھی بچی ہے وہ کسی کی پرسنل پراپرٹی پہ نظر نہیں رکھتی۔۔ رایان خان اسکے پلین پہ پانی پھیرتا جوس پیتے ہوئے نفی میں سر

ہلاتے مزے سے بولا، جس پہ پلوشہ خان نے غصے سے اپنے گول مٹول ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچی--- وہ اسے ایک پل کے لئے بھی خود سے دور نہیں کرتا تھا---

رات میں لے چلوں گا پھر اپنے سجاول لالہ کا سڑا ہوا تھوبرا دیکھ کے میرے ساتھ ہی واپس آ جانا۔ رایان خان اسکے گود میں پڑے مٹھی بھینچتے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں تھامتے سرگوشی میں بولتا، پلوشہ خان کو سلگا کے رکھ چکا تھا۔ پلوشہ خان کا غصے سے سرخ ہوتا چہرہ دیکھ کے رایان خان کا ناچاہتے ہوئے بھی قہقہ چھوٹا--- وہ اسے ایسے غصے میں سرخ سرخ بے حد پیاری اور کیوٹ لگتی تھی۔ رایان خان کو قہقہ لگاتے دیکھ کے سب جو پہلے ضرار خان کی طرف متوجہ تھے۔ وہ سب اب رایان خان کی طرف متوجہ ہوئے، جس پہ اس نے اپنے قہقے کو کھانسی میں چھپاتے ہوئے سب کو دیکھ کے سنجیدگی سے کندھے اچکائے۔ فارس خان نے اس نوٹنکی کو دیکھ کے نفی میں سر ہلاتے چائے کا گھونٹ بھرا---

لالہ گاڑی کی چابی دیجئیے گا ۔ میری اوپر پڑی ہے، مجھے کسی ضروری کام سے جانا ہے۔ ضرار خان جو کب سے ہرا خان کو اپنی طرف متوجہ کر رہا تھا، اسکے متوجہ نہ ہونے پہ اس نے اپنا نچلہ لب بے دردی سے کاٹتے ہوئے فارس خان سے گاڑی کی چابی مانگی۔ جو ٹیبل پہ ہی پڑی تھی۔ کیونکہ فارس خان کو آج دوپہر میں ڈھیرے پہ جانا تھا۔ ابھی اسے ہویلی کے مردان خانے میں کام تھا۔

لالہ گاڑی کی چابی دیجئیے گا مجھے کوئی منہ نہیں لگا رہا اسی لئے میں سڑکوں پہ خوار ہونے جا رہا ہوں۔ ضرار خان کے بالکل ساتھ بیٹھا رایان خان اسکے کان میں سرگوشی کر کے اسے اچھی طرح سے سلگاتا اپنے ناشتے میں مصروف ہو چکا تھا--- پلوشہ خان نے تاصف سے سر ہلاتے اپنے بندے کو

دیکھا، جو ہر کسی کی دہکتی رگ پہ ہاتھ کی بجائے اپنا بھاری پیر رکھتا تھا۔
وہ اسکی سرگوشی سن چکی تھی، ڈاییننگ ٹیبل پہ بیٹھے ہر فرد کو شک ہو چکا تھا کہ ہرا اور ضرار کے بیچ ضرور کوئی جھڑپ ہوئی ہے ۔۔ ضرار خان نے رایان کی سرگوشی پہ اپنی آنکھیں میچ کے کھولتے ہوئے اسکی کمر میں مکا جھڑتے فارس خان سے چابی پکڑی۔۔۔ وہ ہرا خان کو گہری نظروں سے دیکھتا ہوا باہر کی جانب بڑھا۔۔۔

ضرار خان تیز رفتار میں سڑک پہ گاڑی تقریباً بھگا رہا تھا۔ ہرا خان کی اتنی بے رخی پہ اسکا بس نہیں تھا وہ خود کو کچھ کر لے۔۔۔ اس کی سمجھ سے باہر تھا وہ اسے کس طریقے سے منائے۔۔ وہ اسکی طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں کر رہی تھی۔۔ اسکی بے رخی ضرار خان کی جان لے رہی تھی۔۔ وہ اس وقت سنسان سے راستے پہ اپنی گاڑی دوڑاتا، زور زور سے سٹیرنگ پہ اپنا ہاتھ مار رہا تھا۔۔ کسی بھی پل چین نہ آتے وہ سیگریٹ سلگاتا ہوا اپنے عنابی ہونٹوں میں دبا چکا تھا۔۔ ضرار خان نے اپنی کہنی کو سائیڈ پہ ٹکانے کے لئے ابھی اپنی طرف کا شیشہ نیچے ہی کیا، جب شعلے کی طرح اڑتی ہوئی گولی ضرار خان کے بازو میں پیوست ہوئی۔۔ ضرار خان کے ہاتھوں سے سٹیرنگ بری طرح سے ڈسبیلنس ہوا۔۔۔ درد کی شدت سے ضرار خان نے اپنی آنکھیں میچ کے کھولی۔۔۔ ضرار خان نے اپنے دوسرے ہاتھ سے سٹیرنگ پہ اپنی گرفت مضبوط کرتے یہاں وہاں نظریں دوڑاتے گولی چلانے والے کو ڈھونڈنا چاہا۔۔۔ لیکن وہ جو کوئی بھی تھا شاید پہاڑوں میں چھپا بیٹھا تھا۔۔

فضا میں ایک اور گولی کی آواز بلند ہوئی، لیکن ضرار خان برق رفتاری سے نیچے کی طرف جھک چکا تھا۔۔ گولی اسکی گردن کو چھو کو گزری۔۔۔ ضرار خان کے ہاتھ سے سٹیرنگ چھوٹ چکا تھا۔۔ گاڑی بری طرح سے ان بیلنس ہو

رہی تھی۔۔ ضرار خان نے اپنی پوری قوت سے اوپر کی طرف اٹھتے پھر سے اپنے سٹیرنگ کو سنبھالا۔۔۔ اسکے بازو سے خون بل بل نکل رہا تھا۔۔ گردن بھی کچھ حد تک زخمی ہو چکی تھی۔۔ لیکن اپنے بازو میں پیوست ہوئی گولی کی وجہ سے ضرار خان کو اپنے پورے وجود میں درد اٹھتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔۔

عالیان شاہ جو تیز رفتار میں اپنی گاڑی دوڑاتا ہوا اس وقت انابیہ خان کے ہاسپٹل کی طرف گامزن تھا۔۔ فارس خان کی گاڑی کو بیچ راہ میں رکتے دیکھ کے وہ ٹھٹکا۔۔۔ وہ گاڑی کے نمبر اور رنگ سے پہچان چکا تھا کہ یہ گاڑی فارس خان کی ہے۔۔ عالیان شاہ جو آگے کی طرف بڑھ چکا تھا اس نے تیزی سے اپنی گاڑی ریورس کی۔۔۔ فارس خان کی گاڑی کے پاس بریک لگاتے عالیان شاہ تیزی سے اپنی گاڑی سے نکلا۔۔۔ فارس خان کی گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے عالیان شاہ نے اپنی ڈارک براؤن آنکھیں پھیلاتے، سٹیرنگ پہ جھکے وجود کو دیکھا۔ جو درد سے کراہ رہا تھا۔۔ ضرار خان کی سفید ہڈی کو خون سے رنگتے دیکھ کے عالیان شاہ کی سانسیں رکی۔۔۔

خان!! عالیان شاہ نے تڑپ کے اسے پکارتے ہوئے سٹیرنگ سے سیدھا کیا۔۔۔ ضرار خان کی گردن اور بازو سے بل بل خون نکلتا دیکھ کے عالیان شاہ نے اپنی گردن سے آف وائٹ شال نکالتے ہوئے تیزی سے اسکے بازو پہ باندھی۔۔۔

لالہ۔۔۔ ضرار خان نے گہری سانس بھرتے، خود پہ فکرمندی سے جھکے عالیان شاہ کو دیکھتے اسے پکارا۔۔۔۔

یہ کس نے کیا ہے خان؟؟ نام بتاؤ مجھے اس سالے کو!! عالیان شاہ نے غراتے ہوئے اسکی گردن سے خون صاف کرتے اپنی پوری قوت سے اسے سیٹ سے اٹھاتے ہوئے اپنے کندھوں پہ اٹھایا۔۔۔۔

KOH NOVELS - URDU

لالہ میں ---چل---سکتا---ہوں--مجھے نیچے اتاریں یار--- ضرار خان اپنا ماتھا پیٹتے ہوئے التجائیہ انداز میں بولا، لیکن عالیان شاہ اسکی ایک بھی سنے بغیر اسے اپنی گاڑی کی فرنٹ سیٹ پہ بٹھا چکا تھا۔ ضرار خان کے لمبے چوڑے باڈی بلڈر وجود کو اٹھا کے اپنی گاڑی تک لاتے اسکا سانس پھول چکا تھا۔ عالیان شاہ نے یہاں وہاں دیکھ کے ضرار خان پہ گولی چلانے والے کا نام و نشان ڈھونڈھنا چاہا، لیکن یہاں کوئی بھی نہیں تھا۔ حتیٰ کہ یہاں گاڑیاں بھی اکا دکا تھیں، جو تیز رفتار میں بھاگتی جا رہی تھیں۔ اگر عالیان شاہ بھی یہاں نہ رکھتا تو ضرار خان کا کیا بنتا؟؟ یہ سوچ سوچ کے عالیان شاہ کو اپنے رونگھٹے کھڑے ہوتے محسوس ہو رہے تھے--- وہ بنا کسی توقف کے تیزی سے ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھتا ضرار خان کی سیٹ کو آرام دہ پوزیشن میں سیٹ کر چکا تھا۔

عشقِ ستم..... قسط 99

لال ہویلی کے تمام مکین اس وقت لاؤنج میں بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ آج اتوار تھی اسی لئے وہ سب مل بیٹھ کے کچھ وقت ساتھ گزار رہے تھے--- زرمینہ خان کو تو جب سے اپنے دادی بننے کی خبر ملی تھی، انہوں نے گل بہار کو ہاتھ کا چھالا بنایا ہوا تھا۔ ابھی صبح صبح اسے دیسی گھی کا پراٹھا کھلانے کے بعد وہ اسے دودھ اور طاقت کے لئے چند کھجوریں وغیرہ دے رہی تھیں۔ جس پہ گل بہار نے روہانسے ہوتے فارس خان کو دیکھا، جو اسکے ریکشن پہ اپنی مسکراہٹ ضبط کرنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔ ابھی وہ اپنی بہار کو گہری نظروں سے دیکھ ہی رہا تھا، جب فارس خان کا فون رنگ ہوا--- فارس خان نے ان ناؤن نمبر دیکھ کے فون یس کرتے ہوئے کان کو لگایا---

چچ چچ--- افسوس----- تمہارے حصے کی گولیاں اس بیچارے کو لگ گئی---ابھی فارس خان نے سلام کیا ہی تھا، جب دوسرے طرف سے استہزایا قہقہ کے ساتھ یہ جملہ فارس خان کے کانوں میں پڑا----

KOH NOVELS - URDU

کون ہو تم اور یہ کیا---- فارس خان اسکی بات پہ ٹھٹھکتا ہوا کچھ بولنے ہی والا تھا، جب دوسری طرف سے اسکی بات بیچ میں ہی کاٹی جا چکی تھی--

کیف دلدار خان!!!---ہاہاہاہا--- تم نے مجھے ٹانگ سے معذور کیا تھا نا فارس خان؟؟ دیکھو میں نے تمہارے بھائی جیسے کزن کا وجود اس صفائے ہستی سے مٹا ڈالا ہے-- کیسا دیا پھر؟؟---- دوسری طرف موجود کیف خان قہقہ لگا کے بولتا ہوا فارس خان کی ٹانگوں سے جان نکال چکا تھا-- بے یقین سا فارس خان ایک جھٹکے سے صوفے سے کھڑا ہوا----

گولی تو بہت دور کی بات ہے کیف خان اگر تو نے ضرار خان کو ایک خراش بھی دی---- پہلے تو میں نے تجھے ایک ٹانگ سے معذور کیا تھا، اب کی بار میں تجھ پہ موت تنگ کر دوں گا!! فارس خان بے حد غصے سے اپنی ہری آنکھوں میں سرخی لئے دھاڑا--- فارس خان کی دھاڑ پہ سب اپنی اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے---- ہرا خان کو اپنی سانسیں رکتی ہوئی محسوس ہوئی----

اب تک تو وہ اللہ کو پیارا بھی ہو گیا ہو گا!! ہاہاہا--- کیف خان قہقہ استہزایا قہقہ لگاتے ہوئے فون بند کر چکا تھا-- ضرار خان کا سوچتے فارس خان کو اتنی سردی میں ٹھنڈے پسینے آئے---- وہ اس کے لئے رایان خان سے بڑھ کر تھا--- وہ کہاں اس پہ آنچ بھی برداشت کر سکتا تھا--

کیا ہوا لالہ؟؟ کون تھا یہ؟؟ اور کیا ہوا ضرار کو؟؟ رایان خان نے ڈوبتے دل سے ایک ہی کورس میں کتنے سوال کر ڈالے، جس پہ فارس خان نے اسے اشارے سے اپنے پیچھے بلایا----

لالہ مجھے بھی جانا ہے --- مجھے اس کے پاس لے جائیں--پلیز لالہ---کیا ہوا ہے اسے--- کیسے گولی لگی ہے؟؟ فارس خان کو یہاں سے نکلتے دیکھ کے صدمے کے زیر اثر آنسو بہاتی، ہرا خان ہوش میں آتی تیزی سے فارس خان کے سامنے آ کے کھڑی ہوتی ازیت سے بولی---- جبکہ وردہ خان سمیت باقی سب ہنوز شاک میں بات سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے-- وردہ خان کو اپنا دل ڈوبتا محسوس ہو رہا تھا--

KOH NOVELS - URDU

وہ ٹھیک ہے گڑیا-- یہ ہمارے کسی دشمن کی چال ہو سکتی ہے-- تم پریشان مت ہو-- ہم ضرار کے پیچھے ہی جا رہے ہیں-- فارس خان ہرا خان کا سر تھپکتا ہوا اسے نرمی سے سمجھا رہا تھا --

کیا ہوا ہے میرے بیٹے--؟؟ خان--میرا بیٹا-- وردہ خان ہوش میں آتے دھاڑیں مارتی ہوئی بولی--- فارس خان نے بے بسی سے وردہ خان کو اپنے حصار میں لیتے پر سکون کرنے کی ناکام کوشش کی---

نہی--نہیں--آپ-نے-- خود-- بولا-- فون پہ-- ضار-کو--گولی--لگی--ہے--ہرا خان روتے ہوئے نفی میں سر ہلاتی بار بار ساتھ جانے کی ضد کر رہی تھی- جس پہ فارس خان نے گل بہار اور پلوشہ کو اشارہ کرتے اسے سنبھالنے کا کہتے، رایان خان کے ساتھ اپنے قدم باہر کی طرف بڑھائے---

---

کیسا ہے ضرار؟؟---- انابیہ خان کے ایمرجنسی روم سے نکلتے، کاریڈور میں پریشان سے کھڑے عالیان شاہ نے تیزی سے اس سے استفسار کیا--- وہ ضرار خان کو پہلی فرصت میں انابیہ خان کے ہاسپٹل لے کے آیا تھا-- انابیہ خان اپنے ضرار لالہ کی حالت دیکھتی ہوئی پاگل ہوئی--- عالیان شاہ کے ہمت دینے پہ اس نے بے تحاشہ روتے ہوئے ضرار خان کے بازو سے گولی نکالتے اسکا ٹریٹمنٹ کیا، ورنہ اس میں تو ایمرجنسی تک جانے کی ہمت نہیں رہی تھی--

ہم ان کی گولی نکال چکے ہیں-- ضرار لالہ کی طبیعت پہلے سے کافی خراب تھی--- سکون آور انجکشن کی وجہ سے ان پہ بار بار بے ہوشی تاری ہو رہی ہے --- وہ دواؤں کے زیر اثر آرام کر رہے ہیں-- انابیہ خان نے اسے سنجیدگی سے جواب دیتے اپنے کیبن کی طرف قدم بڑھائے--- اسکے چہرے پہ مٹے مٹے آنسوؤں کے نشان اور رونے کی وجہ سے سرخ ہوتی ناک دیکھتے، عالیان شاہ نے اسکے پیچھے اپنے قدم بڑھائے-- وہ جانتا تھا ضرار خان اسکے لئے بالکل بڑے بھائیوں کی طرح ہے ، وہ اس کی وجہ سے کافی پریشان تھی-- صد شکر کے ضرار خان کی گولی بروقت نکل چکی تھی--

KOH NOVELS-URDU

وہ انابیہ خان کے کیبن میں داخل ہو ہی رہا تھا، جب ہمیشہ کی طرح انابیہ خان کے اسسٹنٹ نے اسے اندر جانے سے روکا--- عالیان شاہ نے اسے خشمگیں نگاہوں سے گھورتے ہوئے اپنی آنکھیں میچ کے کھولیں--- وہ جب پہلے دن انابیہ خان کے کیبن میں آیا تھا اس نے اسی دن اپنے دل میں عہد کیا، وہ انابیہ خان سے نکاح کرنے کے بعد سب سے پہلے اس اسسٹنٹ کو یہاں سے اٹھوا کے پھینکے گا۔ جو اسے دیکھ کے عجیب عجیب سے منہ بناتا ہوا اسے اسکی ڈڈی ڈوڈل کے کیبن میں جانے سے روکتا تھا۔ اور اس نے ایسا ہی کیا، عالیان شاہ دو منٹ میں فون کال پہ اپنے گارڈ کو بلوا کے اس اسسٹنٹ کو اٹھوا چکا تھا۔ پھر باقاعدہ اسے چڑانے کے لئے عالیان شاہ نے اسے گڈ بائے کے لئے ہاتھ ہلاتے ہوئے، دل جلانے والی مسکراہٹ پاس کرتے ہوئے اپنی بیوی کے کیبن میں قدم بڑھائے۔ جو اپنے ٹیبل کے پاس کھڑی حیرانگی سے عالیان شاہ کے اپنے اسسٹنٹ کے ساتھ اتنا برا سلوک کرتے دیکھ رہی تھی--

یہ کیا تھا ؟؟ انابیہ خان نے اپنی گولڈن آنکھیں پھیلاتے عالیان شاہ سے اسکی حرکت کے بارے میں استفسار کیا---

تمہارے کیبن کے اردگرد کافی گند جمع ہو چکا تھا، بس ذرا سی صفائی کروائی ہے۔" صفائی نصف ایمان ہے" یو نو(تم جانتی ہو نا)۔ عالیان شاہ اپنے گولڈن سلکی بالوں میں ہاتھ پھیر کے اسے سنجیدگی سے جواب دیتا کمرے کا دروازہ پیر کی ٹھوکر سے بند کر چکا تھا۔

یو بلڈوزر شاہ!!! انابیہ خان اسے گھورتے ہوئے غصے سے چیخی، جس نے اسکے کمزور سے اسسٹنٹ کو اپنے اتنے باڈی بلڈر گارڈ کے ایک ہاتھ سے اٹھوایا تھا--- اس کا گارڈ اپنے ایک ہاتھ سے ہی اسکے اسسٹنٹ کی گردن دبوچ چکا تھا---

شش--- میری بات غور سے سنو--- داور لالہ کو یا لال ہویلی میں فارس ، رایان کو فون کر کے ضرار کے ساتھ ہوئے اس حملے کا بتاؤ ۔ اس وقت ان سب کا یہاں اس کے پاس ہونا بہت ضروری ہے--- عالیان شاہ دروازہ بند کر کے اسکی طرف بڑھتا سنجیدگی سے بولا----

تم خود کر لو فون۔۔۔ انابیہ خان نے آئیبرو اچکاتے ہوئے اسے مشورہ دیا۔۔ وہ سب جانتی تھی وہ کیوں گریز برت رہا ہے۔۔۔۔

میرے فون میں کریڈٹ نہیں ہے۔۔۔ عالیان شاہ نے اپنی گولڈن بییرڈ پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے کندھے اچکاتے بہانہ گڑھا۔۔۔۔

میرا فون لے لو۔۔۔۔ انابیہ خان نے اسکی طرف اپنا فون بڑھایا۔۔۔۔

تم نے مجھے آج یہاں کیوں بلوایا تھا؟؟ عالیان شاہ اسکے بڑھے ہوئے فون کو تھام کے واپس سے ٹیبل پہ رکھتا بات گول کر چکا تھا۔۔ مطلب وہ فون نہیں کرنے والا تھا۔۔

میں نے کب بلایا تھا؟؟ ۔۔۔ جا سکتے ہو تم یہاں سے۔۔۔۔ انابیہ خان اسکے فون واپس رکھنے پہ سلگتی ہوئی خود ہی فارس خان کو فون ملاتے ہوئے تپے ہوئے لہجے میں بولی۔۔۔۔

یاد دلاؤ کب بلایا تھا؟؟ عالیان شاہ ایک جست میں اسے کمر سے تھام کے خود کے نزدیک کرتا آئیبرو اچکاتے ہوئے زومعنی سا بولا۔۔ انابیہ خان کی پلکیں لرزی۔۔۔

ابھی وہ اسے کوئی جواب دیتی، جب دوسری طرف سے فارس خان کی آواز گونجی۔۔۔ فارس خان آواز سے ہی کافی پریشان لگ رہا تھا۔۔۔

میرا نام مت لینا۔۔۔ انابیہ خان اسے مختصراً ضرار خان پہ ہوئے حملے کا بتا رہی تھی، جب عالیان شاہ اسکے کان میں پہلے ہی سرگوشی کر چکا تھا کہ اس کا ذکر نہ کرے۔۔ لیکن وہ انابیہ خان ہی کیا جو اپنے شاہ کی سن لے۔۔۔

جہاں پہ وہ زخمی ہوئے تھے وہاں سے گزرتے شا۔۔۔۔ ابھی انابیہ خان جان بوجھ کے فارس خان کو عالیان کا حوالہ دے کے اسے ضرار خان کا بتاتی، جب عالیان شاہ اسے آنکھیں دکھاتا ہوا اسکے لبوں پہ ہولے سے کاٹ چکا تھا۔۔ انابیہ خان کی آنکھیں پھیلی۔۔۔۔ وہ دہکے گالوں کے ساتھ اس سے دور ہوتی، اب فارس خان کے بار بار فکرمندی سے ضرار کا پوچھنے پہ اسے اپنا ہاسپٹل آنے کا بول کے فون بند کر چکی تھی۔۔۔

KOH NOVELS - URDU

تم مجھے کیوں منع کر رہے تھے کہ میں تمہارا لالہ کو نا بتاؤں ؟؟ کیا تم ناراض ہو ان سے؟؟ انابیہ خان نے سب جانتے بوجھتے بھی اس سے پوچھنا اپنا فرض سمجھا---

میرا سرپرائز کہاں ہے؟؟ عالیان شاہ اسکی بات کو پھر سے گول کرتا، اسے کمر سے تھامتے اپنے نزدیک کرتا آئیبرو اچکاتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔ انابیہ خان دل میں اسکی چالاکی پہ عش عش کر اٹھی ۔ ایک پل کو اس کا دل کیا کہ اس چالاک انسان کو سرپرائز کا نہ ہی بتائے تو اچھا ہے۔۔ لیکن دوسرے ہی پل دل نے اسکی اداس حالت یاد کرتے ہوئے اپنی بات کی نفی کی---

ناشتہ کر کے آئے ہو؟؟ انابیہ خان نے بھی ابھی اسکی سرپرائز والی بات کو اچھے سے گول کیا---

نہیں ۔۔ میں تمہارا ناشتہ کرنے آیا تھا۔۔ عالیان شاہ زومعنی سے بولا، لیکن انابیہ خان ابھی اسکی بات کا مطلب نہیں سمجھی---

میرے پاس اس وقت ایک سینڈوچ اور جوس ہی ہے مجھے تو بھوک نہیں ہے تم کھا لو ۔۔ ویٹ۔۔۔ انابیہ خان اسکے ناشتہ نہ کرنے پہ فکر مند ہوتی اسکے حصار سے نکلتے، اپنے ٹیبل کی طرف جانے ہی والی تھی۔ جب عالیان شاہ نے اسے بازو سے پکڑ کے اپنے مقابل کرتے اسکے ہونٹوں پہ اپنے لب رکھتے انہیں اپنی گرفت میں لیا۔۔ عالیان شاہ کے زخمی دل پہ اگر کوئی چیز مرحم رکھ سکتی تھی، تو وہ یہ نازک سی گلاب کی پنکھڑیاں تھیں۔۔ جنہیں پہلی بار چھونے کے بعد وہ پوری رات سو نہیں سکا تھا۔۔ اسکے لبوں پہ لب رکھتا وہ کچھ دیر کے لئے اپنا ہر غم ہر درد بھول جاتا تھا۔۔ وہ شدت سے اسکے لبوں کو چومتا انابیہ خان کو دو منٹ میں بھوکھلا کے رکھ چکا تھا۔۔

تمہارا سرپرائز اندر ہے--- بلیو می یو ول بی شاک(یقین کرو تم حیران رہ جاؤ گے!) انابیہ خان اسے ہاسپٹل کے اوپر والے فلور پہ لے جا کے ایک کمرے کے سامنے کھڑا کرتی اپنی آنکھیں میچ کے کھولتے ہوئے پر اعتمادی سے بولی۔۔ عالیان شاہ اس کے سرپرائز پہ بے حد شش و پنج کا شکار تھا۔۔

ہے۔۔ ڈذی تم کہاں جا رہی ہو؟ اسے واپس سے مڑتے دیکھ کے عالیان شاہ اسکا بازو پکڑ کے اسے روکتا ہوا اس سے استفسار کرنے لگا۔۔۔

جب تم سرپرائز کو دیکھ کے شاکنگ کیفیت سے نکل نہیں پاؤ گے۔۔ میں پھر تمہارے پاس آؤ ں گی۔ تمہیں یقین دلانے کے لئے کہ جو بھی تم دیکھ رہے وہ سچ ہے۔۔ جیسے موویز میں ہوتا ہے۔۔۔ انابیہ خان اپنے پیر اٹھا کے اسکے کان کے پاس جھک کے آہستگی سے سرگوشی کرتی مسکرائی۔۔۔ عالیان شاہ کو اسکی باتیں کسی پہیلی کی طرح لگ رہی تھیں، جنہیں اس وقت عالیان شاہ بوجھ نہیں پا رہا تھا۔ عالیان شاہ نے ہاں میں سر ہلاتے دروازے کے ہینڈل پہ ہاتھ ہی رکھا تھا، جب پھر سے ڈذی ڈوڈل کی آواز اس کے کانوں میں پڑی۔۔۔

سرپرائز کا سارا کریڈٹ مجھے جاتا ہے۔۔۔ سرپرائز دیکھنے کے بعد اگر تم مجھے بھولے نہ تو میں نے تمہاری کٹ لگا دینی ہے۔۔ وہ منہ بناتی ہوئی مدھم آواز میں اپنی گولڈن آنکھوں کو چندھیا کے اتراتی ہوئی بولی۔۔۔

اگر تم نے ابھی اور اسی وقت مجھے دھمکیاں لگانا بند نہ کی تو یہاں کھڑے لوگوں کی پروا کئے بغیر تمہاری سانسیں پی جاؤں گا۔۔۔ اپنے گولڈن بالوں میں ہاتھ پھیرتا عالیان شاہ بھی اسی کے انداز میں بولتا اسکی بولتی بند کروا کے اندر کی طرف بڑھ چکا تھا۔ انابیہ خان نے اسکی بات پہ دہکے گالوں کے ساتھ اسکی پشت کو گھور کے دیکھا۔

کمرے میں داخل ہوتا عالیان شاہ یہاں وہاں اپنی نظریں دوڑاتا ہوا سرپرائز کی تلاش میں تھا، جب اچانک سے اسکی نظریں سامنے بیڈ پہ لیٹے وجود پہ پڑی۔۔ عالیان شاہ کی سانسیں تھمی۔۔ ڈارک براؤن آنکھیں بے حد پھیلی۔ سامنے کا منظر دیکھتے ہوئے اسے لگا وہ کوئی خواب دیکھ رہا ہو۔۔ عالیان شاہ نے دھڑکتے دل سے ہر چیز کو فراموش کرتے دیوانا وار اپنے قدم بیڈ کی طرف بڑھائے۔۔۔ بیڈ پہ آنکھیں موند کے لیٹے وجود کو دیکھتے عالیان شاہ بے حد حیران ہوا۔۔۔ اس نے اسے اپنے کانپتے ہاتھوں کی انگلی کے ساتھ ٹچ کیا۔۔ اسے لگا اگر وہ اسے زور سے چھو کے جگا دے گا، تو اسکا یہ خواب بھی ٹوٹ جائے گا۔ اسکے ٹچ کرنے کی دیر تھی، جب بیڈ پہ لیٹے وجود نے اپنی آنکھیں کھولتے آنے والے کو دیکھا۔۔۔

KOH NOVELS - URDU

عالی----- بہرام خان نے آنکھوں میں پانی لئے اپنے سامنے کھڑے عالیان شاہ کو پکارا۔۔ اسکی پکار پہ عالیان شاہ کو لگا وہ اگلی سانس نہیں لے پائے گا۔۔ چاہے یہ خواب تھا یا اسکا وہم تھا، عالیان شاہ خواب میں بھی بہرام خان سے دور نہیں رہ سکتا تھا۔۔ اس نے بہرام خان کو کندھوں سے پکڑ کے بیڈ سے اٹھاتے زور سے خود میں بھینچا۔۔ عالیان شاہ اور بہرام خان کی آنکھوں سے آنسو کسی سمندر کی طرف بہہ تھے۔۔ وہ دونوں ناجانے کیوں بے آواز رو رہے تھے۔۔ بہرام خان کو خود میں بھینچنے سے بھی عالیان شاہ کا خواب نہیں ٹوٹا، لیکن ناجانے کیوں وہ ہنوز کسی صدمے کی کیفیت میں تھا۔۔ عالیان شاہ کچھ بولنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن اس سے بولنا محال تھا۔۔ وہ گزرتے وقت کے ساتھ بہرام خان کو مزید سختی سے خود میں بینچھتا جا رہا تھا۔۔ اسکے اتنی سختی سے گلے لگانے پہ بہرام خان کا پسلیوں والا زخم بری طرح سے دکھ رہا تھا، لیکن اس نے عالیان شاہ کو خود سے دور نہیں کیا-----

میں ۔۔ نے۔۔۔ تجھے اتنا یاد کیا اور تو نے کیا کیا مجھے دھوکا دیتے ہوئے اکیلے ہی اپنا نکاح پڑھ لیا۔۔۔ بہرام خان اپنی بھاری آواز سے کمرے کی خاموشی توڑتا عالیان شاہ کے کندھے پہ مکا جھڑتے ہوئے گویا ہوا۔۔۔ عالیان شاہ کا دل دھڑک دھڑک کے پاگل ہو رہا تھا۔۔ اس کی سمجھ سے باہر تھا بہرام خان زندہ کیسے ہو سکتا ہے؟؟ اس نے خود فارم ہاؤس میں ایک ساتھ کتنے فائروں کی آواز سنی تھی ۔۔ تمہاری ڈذی بہت کیوٹ ہے اور بالکل پرفیکٹ میچ ہے تمہارے لئے۔۔۔ بہرام خان نے اسکی خاموشی پہ اسے پھر سے مخاطب کیا۔۔۔

اتنا شاک تو میں خود کے بچ جانے پہ نہیں ہوا تھا، جتنا تو ہو رہا ہے۔۔ چل نا ایسا کر شاہ! کسی مووی کے ڈائریکٹر یا پروڈیوسر کو فون کر لے۔۔ ہمارا یہ والا شارٹ جس فلم میں لگے گا۔۔۔ قسم لے لے وائرل جائے گا۔۔۔ بہرام خان اپنے پسلیوں سے اٹھتے درد پہ لب دبا کے قابو پاتا اپنے لہجے کو شوخ بناتا بولا۔۔۔ جس پہ عالیان شاہ نے اس سے پیچھے ہٹتے اسکے منہ پہ زوردار مکا جھڑا، جس کے لئے بہرام خان پہلے سے تیار تھا۔۔

آئی ہیٹ یو۔۔۔ عالیان شاہ تکلیف اور غصے سے سرخ چہرہ لئے غرایا، جس پہ بہرام خان نے اپنا چہرہ سہلاتے ہوئے فرمانبرداری سے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔

KOH NOVELS - URDU

خبردار جو تو نے مجھے عالی یا شاہ بولا عالیان ہو میں۔۔ اور میں تیرا کچھ نہیں لگتا۔ جب میری سمجھائی گئی کوئی بات تیرے لئے کوئی اہمیت نہیں رکھتی تو میں پاگل ہو جو تیرے ساتھ دوستی رکھوں؟؟ عالیان شاہ کی سمجھ سے باہر تھا، وہ اسے کن الفاظ سے مخاطب کرے۔ اس کے منہ میں جو آ رہا تھا، وہ اپنا غصہ نکالنے کے لئے بولے جا رہا تھا۔ وہ اسے اتنی جلدی بلانے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا جس کی وجہ سے اس نے پورے آٹھ دن آنسو بہائے تھے۔ وہ اسکی وجہ سے راتوں کو سو نہیں پایا تھا ۔ اگر وہ اپنا بدلہ لینے کے لئے اتنا غلط طریقہ استعمال نہ کرتا، تو عالیان شاہ کبھی بھی اس سے اتنا ناراض نہیں ہوتا جتنا وہ اس وقت تھا۔

عالی ۔۔۔ بہرام خان نے مظلوموں والی شکل بناتے اسے پکارا، جس پہ ڈارک براؤن آنکھوں میں سرخی لئے عالیان شاہ نے مزید ایک مکا اسکے ہونٹوں پہ جھڑا۔۔ بہرام خان کے منہ سے خون کسی فوارے کی طرح پھوٹا۔۔ کمرے میں داخل ہوتی انابیہ خان نے دہل کے یہ منظر دیکھا۔۔ وہ تو عالیان شاہ کو شاکنگ کیفیت سے نکالنے آئی تھی، لیکن یہاں آتے تو وہ خود شاک ہو چکی تھی۔۔

یہ کیا ہو رہا ہے؟؟ انابیہ خان اند داخل ہوتی ان دونوں تک آتی صدمے کے زیرِ اثر بولی۔۔ عالیان شاہ نے اپنے گولڈن بالوں میں ہاتھ پھیرتے اپنے دل پہ پتھر رکھتے، اپنے قدم دروازے کی طرف بڑھائے۔۔۔

آہ۔شاہ ۔۔۔ مجھے بہت درد ہو رہا ہے۔۔۔۔ اسے جاتے دیکھ کے بہرام خان اپنی پسلیوں پہ ہاتھ رکھتا، اپنے لہجے میں بے حد تکلیف لئے بچوں کی طرح منہ بناتے بولا۔ عالیان شاہ نے اسکی آواز میں تکلیف محسوس کرتے اپنے قدم روکتے ایک جھٹکے میں اپنا چہرہ اسکی طرف موڑا۔ اسکے یوں رکنے پہ بہرام خان نے اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے اپنی پسلیوں پہ اشارہ کیا۔۔ اسکی خون سے رنگی ہاسپٹل کی شرٹ دیکھتے، عالیان شاہ نے تیزی سے اسکی طرف بڑھتے اسے پیچھے کو لٹاتا اسکا زخم ٹٹولا۔۔ اسکی پسلیوں کا کچا زخم دیکھتے عالیان شاہ کے پورے جسم کے رونگٹے کھڑے ہوئے۔۔۔ وہ اسے تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا تھا اور اس سے دیکھا بھی نہیں گیا۔ وہ پل میں اپنی آنکھیں میچتا ہوا اسکی شرٹ پھر سے ٹھیک کر چکا تھا۔

کیا ہے؟؟ اس کے چہرے پہ مسکراہٹ دیکھتے عالیان شاہ چڑتے ہوئے غرایا، جس پہ بہرام خان نے اپنے زخمی لبوں پہ انگلی رکھتے ہوئے زور زور سے نہ میں سر ہلایا۔۔۔

خبردارجو تم نے اب لالہ کو ذرا سا بھی ڈانٹا۔۔ تم اس لائق ہی نہیں ہو تمہیں کوئی سرپرائز دیا جائے ۔۔ یو مسٹر بلڈوزر شاہ۔۔۔ انابیہ خان اسکے دھاڑنے پہ چڑتی بہرام خان کے زخم پہ بینڈیج کرتی ہوئی غرائی۔ وہ اسکے سارے سرپرائز کا بیرا غرق کر چکا تھا۔۔ عالیان شاہ نے حیرانگی سے اپنی آنکھیں پھیلاتے اسے بہرام خان کی سائیڈ لیتے ہوئے دیکھا، وہ یقیناً نہیں جانتی تھی بہرام خان نے اسکی دوست کے ساتھ کیسا سلوک کیا تھا ورنہ وہ کبھی بھی اسے لالہ نہ بولتی ۔۔ عالیان شاہ استہزایا مسکراتے ہوئے بہرام خان کے کمرے سے جا چکا تھا۔۔۔

اسے کیا ہوا؟؟ یہ کیوں ناراض ہے آپ سے؟؟ عالیان شاہ کے جاتے ہی انابیہ خان نے منہ بناتے ہوئے بہرام خان سے استفسار کیا، جس پہ اس نے گہری سانس بھرتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔۔۔ وہ اسے کیا بتاتا اور کس منہ سے بتاتا۔۔۔؟

آج اتوار تھی ۔۔ لیکن زرش خان کی آنکھ ناجانے کس احساس کے تحت جلدی کھل چکی تھی۔۔ اس کا دل بری طرح سے گھبرا رہا تھا، لیکن اس نے خود کو مصروف کرنے کی خاطر اپنے ساتھ لپٹ کے سوتے۔ سجاول خان کے چہرے پہ اپنی انگلیوں پھیرتے اسے چھیڑنا شروع کیا۔۔۔ زرش خان اس کے بازوؤں سے اٹھتی، اس کے اوپر آئی۔۔۔ زرش خان اسکی گھنی مڑی پلکوں کو اپنی انگلیوں سے چھوتی ہوئی مسکرائی۔۔۔ اس کے آنکھوں پہ اپنی انگلی گھمانے کے بعد وہ اپنی انگلی اسکی کھری مغرور ناک تک لائی۔۔۔ زرش خان نے اسکی ناک کو اپنی انگلی اور انگوٹھے سے دباتے اسکا ریکشن دیکھنا چاہا، لیکن وہ ہنوز سو رہا تھا۔۔۔ زرش خان نے جھکتے ہوئے اسکی ناک کو چوما، جس پہ ہر وقت غصہ بیٹھا ہوتا تھا۔۔ زرش خان نے اسکی ڈارک براؤن گھنی بیبرڈ پہ اپنے گال رگڑتے، اچانک سے اسکی مونچھوں پہ اپنے چھوٹے

چھوٹے موتیوں سے دانت گاڑے یعنی آ بیل مجھے مار کی مصداق سوئے ہوئے شیر کے منہ میں ہاتھ ڈالا۔۔ وہ جو اسے فرصت سے چھیڑکے اس پر سے اٹھنے والی تھی، سجاول خان نے اسکی کمر کے گرد بازو لپیٹ کے اسے اپنے نیچے کرتے ہوئے شدت سے اسکے ہونٹوں کو اپنے قبضے میں لیا۔۔۔ وہ کب سے جاگ چکا تھا، لیکن اسکی اداؤں کو دیکھتے ہوئے وہ جان بوجھ کے سونے کی ایکٹنگ کر رہا تھا۔۔ ابھی اپنی نیند خراب کر کے اسے مزے سے خود پر سے اٹھتا دیکھ کے خود پر سے قابو کھوتا اس پہ جھک چکا تھا۔ زرش خان نے حیرانگی سے اسکی خمار آلود ڈارک براؤن آنکھوں میں دیکھا۔۔ اسکی آنکھوں میں خمار کی بے تحاشہ سرخی دیکھتے اس نے اپنا تھوک نگلا۔۔۔ سجاول خان نے اسکے ہونٹوں کا شدت بھرا بوسا لینے کے بعد اسکے ہونٹوں کو آزادی بخشی۔۔۔ سجاول خان کی گہری نظروں کا مرکز اب زرش خان کا سراپا بنا۔۔ زرش خان نے اسکی نظروں سے سرخ پڑتے اپنی ساڑھی کا پلو تلاشنا چاہا، جو اسکے خود کے نیچے آ چکا تھا۔ سجاول خان اس کے لئے نائٹیز کی بجائے بیہودہ ویسٹرن ساڑھیاں لے کے آتا تھا۔ اسکا کہنا تھا کہ اس نے ایک دفعہ اسے ساڑھی میں دیکھا تھا اور وہ اس دن سیدھی اسکے دل پہ وار کر چکی تھی۔ لیکن وہ اسے یہ بتانا بھی نہیں بھولا تھا کہ اسے اس کا سب کے سامنے وہ ساڑھی پہننا قطع پسند نہیں آیا تھا۔

زرش خان اس وقت سرخ ساڑھی میں ملبوس تھی، جس پہ چھوٹا سا ویلوٹ کا سرخ اور میرون کے امتزاج کا بلاؤز اسکے جسم کو ڈھکنے کے لئے ناکافی تھا۔ سرخ ساڑھی اسکے دودھیا سفید بدن پہ کافی جچ رہی تھی۔ سجاول خان کو پھر سے رات والے موڈ میں آتے دیکھ کے زرش خان اسکے کندھوں پہ ہاتھ رکھتی اٹھنے کی کوشش کر ہی رہی تھی، جب سجاول خان اسے کندھوں سے پیچھے تکیے پہ پھینکتے ہوا اسکی گردن پہ جھک چکا تھا۔

خاناں۔۔۔ زرش خان نے اسکے شدت بھرے لمس پہ سسکی بھری۔۔۔

کس نے بولا تھا میری نیند خراب کرو؟؟ اب جھیلو مجھے۔۔۔ سجاول خان اسکے کان کی لوں کو دانتوں میں دبا کے چیلینجنگ انداز میں بولتا، اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کے اسے اوپر کو اٹھاتا اسکی بلاؤز کی ہک کھول چکا تھا۔ زرش خان کے شرم سے سرخ پڑتے گالوں کو دیکھتے سجاول خان نے کمرے کی لائٹ

آف کرتے خود پہ اور زرش خان پہ کمبل لیتے اسکے دل کے مقام پہ اپنے لب رکھے۔ اسکے لب سرکتے ہوئے اسکے پیٹ کے ایبز پہ آئے۔۔۔ زرش خان کے گلے میں گلٹی بھر کے معدوم ہوئی، اسکی بے باک جسارتوں پہ زرش خان نے اسکے برہنہ کندھوں پہ اپنے ناخن گاڑے۔ بدلے میں سجاول خان نے اسکے پیٹ پہ ہولے سے دانت گاڑتے ہوئے قہقہ لگایا۔۔۔

چھوڑو مجھے۔۔۔ پہلے ہی تم نے رات میں مجھے سونے نہیں دیا۔۔ اسے خود پہ مکمل طور پہ ہاوی ہوتے دیکھ کے زرش خان اسکی گردن پہ اپنے ناخن گاڑتی تپتی ہوئی بولی، جس پہ سجاول خان پھر سے بے باک قہقہ لگاتا اسکی کمر اور ایبز پہ بے باکی سے ہاتھ پھیرتا اس پہ جھکتا چلا گیا۔۔

فارس خان جو اپنی گاڑی کو ٹریس کرتا رایان خان کے ساتھ ہی ہویلی سے نکلا تھا، انابیہ خان کی فون کال سن کے وہ سیدھا ہاسپٹل پہنچا۔۔۔ وہ جس حد تک پریشان تھا ، انابیہ خان نے اسے کافی ریلیکس کرتے ہوئے ضرار خان کی پہلے سے بہتر حالت کا بتایا تھا۔۔

ضرار خان کو پرائیویٹ روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا۔۔ فارس خان اور رایان خان کاونٹر سے ضرار خان کا روم نمبر پوچھتے اسکے کمرے تک پہنچے۔۔۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی فارس خان اور رایان خان کی نظروں کا مرکز بیڈ پہ لیٹا ضرار بنا، جس کے بازو کی سرجری کی گئی تھی۔۔ وہ دونوں پریشانی سے اسکی طرف بڑھے، جسے ناجانے کس کی نظر لگ چکی تھی۔۔ وہ جو ہرا خان کا ساتھ ملتے اپنی سنجیدہ شخصیت میں بے حد تبدیلی لا کے شوخ شوخ سا رہتا تھا، اس پورے ہفتے سے اسکی ساری شوخی کئی دور جا سوئی تھی۔۔ اسکی زخمی اور ملگجی سی حالت دیکھتے فارس خان نے اپنی سرخی چھائی ہری آنکھوں کو میچ کے کھولتے کیف خان کو بے دردی سے قتل کرنے کا دل میں پکا ارادہ کیا۔۔۔ فارس خان نے آگے بڑھتے اسکے ماتھے سے اسکے کالے گھنے بال نرمی سے پیچھے کرتے اسکے ماتھے کو چوما۔۔۔ ضرار خان کی پلکوں میں جنبش ہوئی لیکن وہ پھر سے سو چکا تھا۔۔

KOH NOVELS - URDU

لالہ میں کیف خان کے اتنے ٹکرے کروں گا کہ وہ اپنے پیدا ہونے پہ پچھتائے گا۔۔ باخدا میں اسے نہیں چھوڑوں گا۔۔ رایان خان ، ضرار خان کی زخمی حالت دیکھتے ہوئے غصے سے پاگل ہوتا کمرے کے دروازے کی طرف بڑھا۔۔ ابھی رایان خان بے حد غصے سے سرخ ہوتا کمرے سے نکلتا، جب کمرے میں داخل ہوتے ساحر خان نے اسے قابو کیا۔۔۔ ساحر خان کے ساتھ ہی سجاول خان، سعد خان اور داور خان کمرے میں داخل ہوئے۔۔ فارس خان اور رایان خان انہیں دیکھ کے حیران نہیں ہوئے تھے، وہ جانتے تھے انہیں ان کے آدمیوں سے ضرار خان پہ حملے کی خبر ملی ہو گی۔۔

کیف خان پاکستان میں نہیں ہے۔۔ اپنا غصہ بعد کے لئے سنبھال کے رکھو۔۔۔ ساحر خان اسکے کندھے کو تھپتھپا کے اسے شانت کرتا ہوا ضرار خان کی طرف بڑھا۔۔۔

پاکستان میں نہیں ہے تو پھر کہاں ہے؟؟ لالہ یہ دشمنیاں ہمارا پیچھا کیوں نہیں چھوڑتی آخر؟؟ رایان خان بے حد غصے سے دھاڑا، وہ چاہے ضرار خان کو ہر وقت چڑاتا رہتا تھا لیکن ضرار خان میں اسکی جان بستی تھی۔۔

اپنے اس بے غیرت بھائی سے پوچھو جس نے کیف خان کو میرے ہاتھوں قتل ہونے سے بچایا تھا۔۔۔ ساحر خان ضرار خان کے پاس کھڑے فارس خان کی طرف اشارہ کرتا سنجیدگی اور غصے کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ بولا۔۔۔۔ ساحر خان تو کیف خان اور دلدار خان کو قتل کر دینا چاہتا تھا۔ جنہوں نے اسکی تاشو پہ حملہ کروایا تھا، لیکن فارس خان نے اسے اپنی قسم دیتے ہوئے اس معاملے سے دور رکھا۔۔۔ وہ نہیں چاہتا تھا ساحر خان ان دوسرے قبیلے کے سرداروں کو قتل کرتے ہوئے کوئی دشمنی مول لے۔ اسی لئے فارس خان نے زرلاشتہ خان کا بدلہ خود اتارتے ہوئے کیف خان کو قتل کرنے کی بجائے اس کے ہاتھوں اور پیروں پہ گولیاں برسائی، جس کے نتیجے میں وہ اپنی ایک ٹانگ سے معذور ہوا۔۔ وہ سہارے کے بغیر چل نہیں سکتا تھا۔ ابھی رایان خان کچھ بولتا جب کمرے کا دروازہ کھلا۔۔ سب کی نظریں بے ساختہ کلک کی آواز پہ کھلتے دروازے کی طرف اٹھی۔۔ دروازے پہ کھڑا عالیان شاہ ان تمام خانوں کو کمرے میں دیکھتا، لب دباتے ہوئے اپنے قدم وہی پہ روک چکا تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا اس وقت ضرار خان کے پاس وہ سب اکھٹے موجود

ہوں گے ۔۔ وہ ضرار خان کی طبیعت کا پوچھنے آیا تھا۔۔ دروازے پہ بلیو گرم ٹریک سوٹ میں ملبوس عالیان شاہ کو دیکھتے ہوئے وہ سب ساکت ہوئے تھے۔۔ کتنے فون کیے تھے اسے لیکن اس ضدی اور اڑیل انسان نے ان آٹھ دنوں میں ان کی آٹھ سو کالز کا ایک جواب نہیں دیا تھا۔۔

شاہ۔۔ آؤ نا۔۔۔ اسے ہنوز وہی پہ جمے دیکھ کے داور خان نے اسکی طرف بڑھتے ہوئے اسے مخاطب کیا۔ جس پہ عالیان شاہ جھجکتا ہوا اندر داخل ہوا۔۔۔ اسکی سمجھ سے باہر تھا وہ ان کے ساتھ کیسا برتاؤ رکھے ، بہرام خان نے جو کیا تھا وہ معافی کے لائق نہیں تھا۔ لیکن یہ سب خان اسکی جان بخش چکے تھے۔۔ اور وہ جانتا تھا، انہوں نے بہرام خان کو اگر بخشا تو عالیان شاہ کی خاطر بخشا تھا۔ لیکن وہ پھر بھی ان سے نظریں چرا رہا تھا۔۔

کیسے ہیں آپ لالہ۔۔۔ عالیان شاہ داور خان سے بغلگیر ہوتا اسکا حال دریافت کر رہا تھا، جس پہ داور خان نے مسکرا کے اسے ٹھیک ہوں کا اشارہ کرتے اسکی طرف دیکھا۔ جس کی ناک اور آنکھیں بے حد سرخ تھی۔۔ سفید رنگت میں بے حد سرخیاں گھلی ہوئی تھیں۔۔جہاں چہرے پہ اداسی اور تکلیف سی تھی وہی پہ وہ کچھ پر سکون بھی دکھ رہا تھا۔۔۔

لالہ کے علاؤہ بھی یہاں کوئی موجود ہے؟؟۔۔۔ ساحر خان نے آئیبرو اچکاتےہوئے اسے مخاطب کیا۔۔۔ ساحر خان اسکی ججھک سمجھتا ہوا خود ہی اسکی طرف بڑھا۔۔۔ عالیان شاہ کچھ ہی دنوں میں اسکے لئے بہت خاص ہو چکا تھا، وہ اس کے چہرے سے جان چکا تھا وہ بہرام خان کی وجہ سے خود شرمندہ ہو رہا ہے۔۔

تیرے چہرے پہ بے غیرتی کے علاؤہ اور کوئی تاثر اچھا نہیں لگتا جانی۔۔۔۔ ساحر خان اسکے گلے لگتا اسکے کان میں سرگوشی نما آواز میں شرارت سے بولا۔۔۔۔

شٹ اپ۔۔۔میری محبوبہ نہ بن تو۔۔۔ عالیان شاہ اپنی پہلے والی ٹون میں آتا، اسکے کندھے پہ مکا جھڑتا اس سے دور ہو چکا تھا۔۔ عالیان شاہ کے چہرے پہ شٹ اپ کافی ججتا تھا۔۔ ان سب سے ملتا ہوا عالیان شاہ سجاول خان کی طرف بڑھا، لیکن اسے ملے بغیر ہی وہ اسے چھوڑ کے سوئے ہوئے ضرار خان کی

KOH NOVELS - URDU

طرف بڑھ چکا تھا۔ سجاول خان نے اسکی چوڑی پشت کو گھورتے ہوئے اپنی مٹھیاں بھینچی، جسے اپنا سارا ایٹیوڈ اسی کی دفعہ یاد آتا تھا۔ عالیان شاہ کی اس حرکت پہ سجاول خان کا سرخ ہوتا چہرہ دیکھ کے سب کا مشترکہ قہقہ گونجا، جو ضرار خان کو ہوش میں لانے کا سبب بنا۔۔ ضرار خان نے آنکھیں کھولے ہی سب سے پہلے چھینک جاری کی، جس پہ سب اسکی طرف متوجہ ہوئے۔۔۔

مجھے گولی لگی ہے اور آپ لوگوں کے قہقے ہی ختم نہیں ہو رہے!! کیا اتنا خوش ہیں آپ سب مجھے موت کے منہ میں دیکھ کے؟؟ ضرارخان ان سب کو ہنستا دیکھ کے منہ بناتے ہوئے بولا۔۔۔

ہاں کیونکہ ہم جانتے ہیں ہمارے شیر کو چھوٹی موٹی چوٹوں سے کچھ نہیں ہوتا۔۔۔ داور خان اس کا کندھا تھپکتا ہوا مسکرا کے بولا۔۔

ایک تو لالہ آپ گیدڑوں کو بھی شیر بنا دیا کریں۔۔ میں نے تو آج تک شیروں کو چھینکتے ہوئے نہیں دیکھا ۔۔ رایان خان نے اس حالت میں بھی ضرار خان کو سلگانا اپنا فرض سمجھا۔۔ جس پہ اس نے خونخوار نظروں سے اسے گھورا۔ جبکہ باقی سب نے نفی میں سر ہلاتے رایان خان کو دیکھا، جو ابھی کچھ دیر پہلے ضرار خان کی حالت کو دیکھتا اپنے آپے سے باہر ہو رہا تھا ۔۔۔

ابھی کوئی کچھ بولتا جب سجاول خان کو فون رنگ ہوا۔۔ اپنی خانم کا نمبر دیکھتے ہوئے اس نے فون کان کے ساتھ لگایا، لیکن وہ یہ نہیں جانتا تھا غلطی سے اس کا ہاتھ اسپیکر پہ لگ چکا تھا۔ اگر اسے ذرا سا بھی اندازہ ہوتا تو وہ اپنی اتھری بیوی کا فون کبھی بھی ان سب کے درمیان نہ سنتا۔۔کہاں ہو تم سجاول خان؟؟ تمہاری ہمت کیسے ہوئے مجھ سے میرے لالہ کے ایکسیڈنٹ کا چھپانے کی؟؟ میں تمہیں چھوڑو گی نہیں ۔۔۔ کسی ویمپائر کی طرح خون پی جاؤں گی تمہارا ۔۔۔ تمہیں میں نے آج ساری رات ہیوی بائیک پہ ذلیل نہ۔۔۔ ابھی بھرائی آواز میں بولتی زرش خان مزید گل افشانیاں کرتی، جب بھوکھلاتا ہوا سجاول خان تیزی سے اپنے فون کا اسپیکر بند کرتا باہر کی جانب بڑھا۔۔۔ ان سب کے مشترکہ قہقے نے دور تک سجاول خان کا پیچھا کیا۔۔ ضرار خان اپنی بہن کی فکرمند آواز یاد کرتا مسکرایا۔۔ دل میں بے ساختہ اپنی ظالم

KOH NOVELS - URDU

خانزادی کا خیال آیا، جو اس وقت شاید اپنی ہویلی میں موجود ہو گی۔ وہ تو شاید جانتی بھی نہیں ہو گی اسکا شوہر کس تکلیف سے گزر رہا ہے---

---

رات کے وقت ضرار خان کی ہویلی جانے کی ضد پہ اسے ڈسچارج کر دیا گیا تھا۔ وہ سب ہاسپٹل سے باہر نکل ہی رہے تھے، جب ناچاہتے ہوئے فارس خان اپنے قدم واپس لیتا اوپر والے فلور کی طرف بڑھا۔۔ اوپر روم نمبر 24 کے دروازے تک آتے ہوئے فارس خان نے گہری سانس ہوا کے سپرد کرتے ہینڈل گھمایا۔۔۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی ہی اسکی نظریں بہرام خان کی اداس کرسٹل گرے آنکھوں سے ٹکرائی، جو پہلے سے دروازے پہ نظریں ٹکائے ہوئے تھا۔ فارس خان کو خود کی طرف بڑھتے دیکھ کے بہرام خان حیران ہوا۔۔۔

تمہیں شرم نہیں آئی تھی مجھ سے اتنے سال دوستی کا جھوٹا رشتہ قائم رکھتے ہوئے؟؟ کیا واقعی ہی تم نے صرف میرے خاندان کی عزتوں تک رسائی حاصل کرنے کے لئے مجھ سے دوستی کا جھوٹا ناٹک کیا تھا؟؟ کیا ہماری یونیورسٹی کا گزارا ہوا ایک ایک پل جھوٹ پہ مبنی تھا؟؟ فارس خان جو یہ تمام سوال پچھلے آٹھ دنوں سے سوچتا ہوا پاگل ہو رہا تھا۔ وہ بالآخر یہ سوال بہرام خان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے پوچھتا ہوا غرایا۔۔

نہیں خان۔۔۔میں مانتا ہوں میں نے عالیان شاہ کے باپ کا بدلا لینے کے لئے تم سے دوستی کرنے سے پہلے ایسا سوچا ضرور تھا، لیکن قسم خدا کی تمہارے ساتھ گزارا ہوا ایک بھی پل جھوٹ پہ مبنی نہیں تھا۔ ہماری دوستی جھوٹی نہیں تھی خان ۔۔ تو مجھے اتنا پیارا لگتا تھا کہ میں چاہ کے بھی تجھ سے کبھی نفرت نہیں کر پایا۔۔ تو میرے لئے بالکل عالی کی طرف ہے۔۔۔ مجھے معاف۔۔۔ ابھی بہرام خان اسے تڑپ کے اپنی دوستی کا یقین دلاتا ہوا معافی مانگ ہی رہا تھا، جب فارس خان اپنی ہری آنکھوں میں سرخی لئے اپنا سر نفی میں ہلاتا ہوا تیزی سے اسکے کمرے سے نکلا۔۔ بہرام خان نے اپنا نچلہ لب بے دردی سے کاٹتے ہوئے فارس خان کی چوڑی پشت کو دیکھا۔۔ عالیان شاہ بھی تو ایسے ہی گیا تھا۔ ناجانے ان دونوں نے کب ماننا تھا۔ اور ماننا بھی تھا یا نہیں ؟؟ بہرام

خان نے اداسی سے سوچتے ہوئے اپنا سر تکیے پہ گرایا۔۔ آنکھوں کے پردے میں وہ منظر لہرایا (جب فارم ہاؤس کے کمرے میں سب خان اس پہ اپنی اپنی بندوقیں ٹکا چکے تھے سوائے فارس خان کے۔۔ عالیان شاہ کے جانے کے بعد فارس خان نے چیختے ہوئے انہیں فائر کرنے سے منع کیا، لیکن سجاول خان خود پر سے قابو کھوتا ہوا اسکی پسلیوں کے درمیان میں فائر کر چکا تھا۔ سجاول خان کے گولی چلاتے ہی، وہ سب اکھٹے فائر کرنے ہی والے تھے۔ جب فارس خان کو نیچے زمین پہ گرتے بہرام خان کی طرف بھاگتے دیکھ کے وہ سب بر وقت اپنی اپنی بندوقیں اوپر چھت کی طرف کر چکے تھے۔۔ اگر وہ سب بروقت اوپر کی طرف فائر نہ نکالتے تو یقیناً یہ تمام گولیاں فارس خان کے وجود کو چھلنی کر جاتیں۔۔ فارس خان کو اداسی سے مسکرا کے دیکھتے، بہرام خان نے اپنی بند آنکھوں سے آخری منظر وہ دیکھا تھا جب ساحر خان اپنی پوری قوت سے فارس خان کے چہرے پہ مکے جھڑ رہا تھا، شاید فکرمندی سے۔۔)

ضرار خان ہویلی آ چکا تھا۔۔ وہ اس وقت اپنے کمرے کے بیڈ پہ نیم دراز اپنی لاڈلی ذری کو سینے سے لگائے ہوئے تھا جو کب سے ڈھیروں آنسو بہا چکی تھی۔۔ اسے انابیہ خان سے ضرار خان کے ایکسیڈنٹ کی خبر ملی، جس پہ اس نے شدید غصے سے آنسو بہاتے ہوئے سجاول خان کو فون کر کے ہویلی بلایا۔ تا کہ وہ اسے اسکے لالہ کے پاس لے جا سکے۔۔ وہ سجاول خان کے ساتھ ہی لال ہویلی آئی۔۔۔ زرش خان کے علاوہ بڑی ہویلی کی خواتین میں سے کوئی بھی ضرار خان پہ ہوئے حملے کے بارے میں نہیں جانتا تھا۔۔

شش میرا بچہ۔۔۔ میں ٹھیک ہوں۔۔۔ ضرار خان نے زرش خان کا سر پیار سے تھپک کے اسے پر سکون کرنے کی کوشش کرتے گہری نظروں سے اپنی خانزادی کی طرف دیکھا، جو اس کے سائیڈ ٹیبل پہ سوپ کا باؤل رکھتی سوں سوں کر رہی تھی۔۔۔ اس وقت ہویلی کے سب مکین ضرار خان کے کمرے میں موجود تھے۔۔۔ فارس خان نے ضرار خان کی بے چین نگاہیں اپنی بیوی پہ محسوس کرتے، اپنا نچلہ لب دانتوں میں دبایا۔۔۔

KOH NOVELS URDU

کچھ دیر آرام کر لو تم-- صبح سے جاگے ہوئے ہو--- فارس خان نے ضرار خان کو مخاطب کرتے، یہاں سے سب کو اٹھانے کی چھوٹی سی کوشش کی تھی--

ہاں واقعی ہی کافی آرام کی ضرورت ہے میرے بچے کو--- ساحر خان بھی فارس خان کی بات سمجھتا ہوا اسکی تائید میں سر ہلاتے ہوئے بولا--- ضرار خان نے ان دونوں کو ایک ہی بات پہ زور دیتے دیکھ کے اپنی نظریں جلدی سے ہرا خان سے ہٹائی--- سب لڑکوں نے اسکی اس حرکت پہ اپنی مسکراہٹ ضبط کی--- ضرار خان کو آرام کرنے کا بول کے وہ سب کچھ دیر تک اسکے کمرے سے جا کے تھے-- ہرا خان نے سب کے جانے کے بعد سوپ کی ٹرے اسکے سامنے رکھی--- ضرار خان نے آییبرو چکاتے ہوئے اسکی طرف دیکھا، جس کا پورا چہرہ رونے کی وجہ سے سرخ ہوا تھا-- کالی گہری آنکھیں بے حد سوجھ چکی تھیں--

سوپ پی لو--- ہرا خان اسے خاموشی سے اپنا جائزہ لیتے دیکھ کے نظریں جھکاتی ہوئی بولی--- وہ نظریں جھکائے اسکے سوپ میں ہولے سے چمچ گھما رہی تھی--

کیسے پیو؟؟ اس سیچویشن میں سوپ کی بجائے صرف آپ کے ہونٹ ہی آسانی سے پی سکتا ہوں!! ضرار خان اپنے بازو پہ لگے پلاسٹر پہ اشارہ کرتا اپنی ہیزل رنگ آنکھوں کو ٹپٹپاتا ہوا بے باکی سے بولتا ہرا خان کو کانوں کی لوں تک سرخ کر چکا تھا-- ہرا خان نے اسکی بات کا کوئی بھی جواب دئیے بغیر خود ہی سوپ کا چمچ اسکی طرف بڑھایا--- ضرار خان نے اپنے عنابی ہونٹ وا کرتے اسکے ہاتھوں سے سوپ پیا--- ہرا خان جو کب سے اپنے آنسوؤں پہ ضبط کرتی ہوئی اسے سوپ پلا رہی تھی- وہ مزید اپنے آنسوؤں پر سے قابو کھوتی سوپ کا باؤل ٹرے میں رکھ کے اپنے چہرے کو دونوں ہاتھوں میں چھپاتی زارو قطار رونا شروع کر چکی تھی-- ضرار خان نے اسے یوں روتے دیکھ کے بھوکھلاتے ہوئے سوپ کی ٹرے کو اٹھا کے سائیڈ ٹیبل پہ رکھتے ہرا خان کو بازو سے پکڑتے ہوئے اپنے قریب کیا---

تم کتنے بد تمیز ہو۔۔ ہمیشہ مجھے تکلیف دیتے ہو۔۔ پہلے اپنے الفاظوں سے اور اب ۔۔ ہرا خان اسے شکوہ کناں بھیگی آنکھوں سے دیکھتی اپنا جملہ ادھورا چھوڑ کے پھر سے رونا شروع کر چکی تھی۔۔

مجھے تو لگا تھا آپ نے بد دعا دی ہے مجھے۔۔۔ ضرار خان اسکے ماتھے کو اپنے لبوں سے چھوتا جان کے اسے تنگ کرتے ہوئے بولا۔۔۔ اسکے الزام پہ ہرا خان اسکے سینے پہ مکا جھڑتی مزید رونا شروع کر چکی تھی۔۔

موت کو چھو کے واپس آیا ہوں۔۔ ایک کس تو بنتی ہے؟؟ ضرار خان اسکے چہرے کی طرف جھک کے اسکے لبوں کے قریب اپنے لب رکھتا فرمائشی انداز میں بولا۔۔ ہرا خان نے ہچکیاں بھرتے ہوئے اسکے لبوں پہ زور سے اپنے دانت گاڑے۔۔۔ ضرار خان نے اپنی ہیزل آنکھوں کو پھیلاتے ہوئے اسکی طرف دیکھا۔۔ ہرا خان نے آج پہلی بار خود سے پیش قدمی کرتے ہوئے اسکے لبوں کو چھوا تھا، ضرار خان اسکی جسارت پہ پاگل ہوتا ہوا اسکے لبوں کو اپنی شدت بھری گرفت میں لے چکا تھا۔ ہرا خان جو ہنوز اپنی غصے میں کی گئی جسارت کی وجہ سے حیران و پریشان تھی، ضرار خان کو شدت سے اپنی سانسیں پیتے دیکھ کے اس نے اسکی ٹی شرٹ کو سینے سے اپنی مٹھیوں میں بھینچا ۔۔ ضرار خان شدت سے اسکی ایک ایک سانس خود میں انڈھیلتا ہوا اسکے سراپے سے دوپٹا اتار کے دور پھینک چکا تھا۔ آج وہ کتنے دنوں بعد شدت سے اسکے لبوں کا جام پی رہا تھا۔ ضرار خان اپنے بازو کے زخم کی پروا کئے بغیر اسے مزید خود میں پھینچتا اسکے نچلے لب پہ اپنی جنون خیزیاں دکھاتا ہرا خان کو تھوک نگلنے پہ مجبور کر چکا تھا۔ اسکے لمس میں بے تحاشہ شدت محسوس کرتے ہرا خان کے گلے میں گلٹی بھر کے معدوم ہوئی۔۔۔ اسکے نڈھال ہوتے وجود کو دیکھ کے ضرار خان نے اسکے ہونٹوں کو آزادی بخشتے اسکے سرخ ہوتے گالوں کو اپنے لبوں کو دباتے ہوئے دیوانا وار چوما۔۔۔

اگر مجھے گولی نہ لگتی تو یقیناً آپ مجھے کبھی بھی معاف نہ کرتی؟؟ ضرار خان اسکی چھوٹی سی ناک کو اپنے لبوں میں دباتا شکوے سے بولا، جس پہ ہرا خان نے اپنی سانسوں کو ہموار کرنے کی غرض سے اسکے سینے پہ اپنا سر ٹکاتے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔

KOH NOVELS URDU

اور آپ کو ایک ہفتے کے لئے شوہر کو بیمار چھوڑ کے بڑی ہویلی جاتے ہوئے بھی زرا شرم نہ آتی ؟؟ وہ مزید شکوہ کرتے ہوئے اب اسکے گالوں پہ اپنی بیئرڈ رگڑ رہا تھا۔۔

ہاں بالکل اسی طرح جس طرح تمہیں مجھ پہ ہاتھ اٹھاتے ہوئے زرا شرم نہیں آئی تھی۔۔ ہرا خان کے پاس بھی شکووں کی لسٹ تھی۔۔

دیکھ لیں میں نے اللہ سے دعا کی تھی وہ میرا آپ پہ اٹھانے والا یہ ہاتھ جڑ سے اکھاڑ دے اور آج اللہ نے واقعی ہی میری سنتے ہوئے۔ میرے بازو میں ایسی تکلیف دی ہے کہ مجھے میرے ہاتھ کی بجائے پورے جسم میں تکلیف اٹھتی محسوس ہو رہی ہے اور میں جانتا ہوں یہ تکلیف اس تکلیف کے آگے بہت چھوٹی ہو گی، جو آپ کو میرے ہاتھ اٹھانے کی وجہ سے ہوئی ہو گی۔۔۔ آئی ایم رئیلی ویری سوری مائے خانزادی۔۔۔۔ ضرار خان اسکے پورے چہرے کو دیوانا وار چومتا اس سے ایک بار پھر معافی مانگ رہا تھا۔ہرا خان نے اسکے الفاظ پہ تڑپتے ہوئے اسکے زخمی بازو پہ اپنے لب رکھے۔۔۔۔

فضول کی دعائیں مانگتے ہوئے شرم تو نہیں آتی؟؟ ہرا خان اسے آنکھیں دکھا کے بولتی اسکی گردن کے زخم پہ اپنے لب رکھ چکی تھی۔۔ ضرار خان نے اسکی جسارت پہ دھڑکتے دل کے ساتھ اسے بیڈ پہ دھکا دیا۔۔ وہ اپنے بازو کی پروا کئے بغیر اسکے لبوں کا پھر سے شدت بھرا بوسا لینے کے بعد اسکی گردن پہ شدت سے جھک چکا تھا۔۔

KOH NOVELS - URDU

عشقِ ستم۔۔۔قسط 100(پارٹ ون)

ایک ماہ بعد:-

آج رات کو عالیان شاہ کی بارات تھی۔۔۔۔

اسکی قوالی نائٹ اور مہندی پہ تینوں ہویلیوں کے مکین انوائیٹڈ تھے۔۔۔ پیلس میں عورتوں اور مردوں کا الگ الگ انتظام کروایا گیا۔۔۔ لڑکیوں نے انابیہ خان کے ساتھ جبکہ لڑکوں نے عالیان شاہ کے ساتھ خوب شغل لگایا تھا۔ تمام لڑکے اور پلوشہ خان اپنے لالہ عالیان شاہ کی طرف سے تھی، جبکہ باقی سب لڑکیاں

اور ضرار خان اپنی بہن جیسی انابیہ خان کی طرف سے یعنی لڑکی والوں کی طرف سے تھے۔ عالیان شاہ نے بہرام خان کو ناکوں چنے چبواتے ہوئے، اپنی شادی سے ایک دن پہلے معاف کیا۔ وہ اپنے دل پہ پتھر رکھتے ہوئے، پورا مہینہ بہرام خان سے نہیں ملا تھا۔ وہ روزانہ اسکے پیلس میں اس سے ملنے آتا تھا۔ لیکن عالیان شاہ اس سے خوب ناراضگی کا اظہار کرتا آپنے کمرے سے باہر نہیں نکالتا تھا۔۔ فارس نے بہرام کی لاکھ معافیوں منتوں پہ بھی اسے معاف نہیں کیا، اسکا کہنا تھا وہ اسکی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتا۔۔ عالیان کی قوالی اور مہندی پہ

تمام خانزادوں نے بہرام خان کو بمشکل عالیان شاہ کے پیلس میں برداشت کیا، اسے دیکھتے ہی ان کا جسم کسی بھٹی کی مانند سلگتا تھا۔ لیکن وہ عالیان شاہ کی خاطر اسے کچھ دیر کے لئے برداشت کرجاتے تھے۔۔ بہرام خان خود ان سب سے جھجکتا ہوا دور دور رہتا تھا، اس نے عالیان شاہ کی شادی پہ بھی فارس خان سے معافی مانگتے ہوئے صلح کا جھنڈا لہرایا۔ لیکن فارس خان اسکی ایک بھی سنے بغیر اسے اگنور کرتا ہوا اسکے پاس سے گزر گیا۔۔

ساحر خان کا موڈ آج بے حد خراب تھا، وہ ہر کسی پہ غصے سے چڑھ دوڑ رہا تھا۔۔ وہ اس وقت ڈارک براؤن شلوار قمیض میں ملبوس اسکن شال گلے کے گرد لٹکائے مردان خانے کے لاؤنج کے صوفے پہ بیٹھا اپنے آئی فون مین مصروف تھا، جب سمندر خان اسکے پاس حاضر ہوا۔۔۔

خان صاحب گاڑی تیار کروا دوں؟؟ سمندر خان اپنے پیٹ پہ دونوں ہاتھ باندھے نظریں جھکا کے پوچھ رہا تھا۔ ساحر خان نے اسکے بے تکے سوال پہ اپنے فون سے نظریں ہٹاتے ہوئے اسے گھور کے دیکھا۔۔

نہیں تمہیں گاڑیاں تیار کروانے کی کیا ضرورت ہے سمندر خان؟؟ ایسا کرو رکشہ یا تانگہ کروا لو اسی پہ بارات لے کے چلتے ہیں۔۔ ساحر خان اسکے بے تکے سوال پہ اپنے فون سے نظریں ہٹا کے اسے گھورتا ہوا غصے سے بولا ،جس پہ سمندر خان تذبذب کا شکار ہوا ۔۔۔

جاؤ سمندر خان گاڑیاں تیار کرواؤ۔۔ اسکا تو دماغ خراب ہوا پڑا ہے۔۔ حیدر خان نے ساحر خان کو دیکھ کے تاصف سے سر ہلاتے کنفیوز سے سمندر خان کو یہاں سے بھیجا، جو ساحر خان کے کہنے پہ شاید واقعی ہی رکشہ یا تانگہ کروانے کا سوچ رہا تھا۔۔

ابھی چوبیس گھنٹے نہیں ہوئے بیوی کو میکے گئے اور تم نے اپنی اوقات دیکھانا شروع کر دی ہے۔۔ سمندر خان کے جاتے ہی حیدر خان اسکی طرف دیکھتے ہوئے بے حد افسوس سے بولے ۔ زرلاشتہ خان رات میں بے حد ضد کرتی، عالیان شاہ کی مہندی ختم ہوتے ہی اپنے لالہ کے ساتھ لال ہویلی جا چکی تھی۔۔ ساحر خان تو اسکی ضد پہ بھی قطعی راضی نہیں ہو رہا تھا ۔ لیکن زرمینہ خان اپنی بیٹی کی آنکھوں میں امڈتی نمی کو بھانپتے ہوئی اسکی سفارش کر بیٹھی، جس پہ ساحر خان نے مٹھیاں بھینچ کے صبر کے گھونٹ پیتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا۔۔ ۔

-

آپ اب بوڑھے ہو چکے ہیں بابا جان آپ میرے جوان جزبات کے تقاضے نہیں سمجھ سکتے۔۔ اسی لئے آپ تو مجھے اس وقت نہ ہی چھیڑیں تو آپ کے لئے اچھا ہو گا ۔۔۔ ورنہ دو منٹ نہیں لگنے مجھے آپ کو سرخ کرتے ہوئے۔۔۔ میری باتوں سے ہی آپ کے چہرے پہ حیا (غصے) کی لالی چھا جانی ہے۔۔ ساحر خان ان کے دل جلانے والے انداز پہ بھڑکتا ہوا مدھم آواز میں غرایا ۔۔ اسکے بے باک انداز پہ حیدر خان کا چہرہ سرخ ہوا ۔۔ وہ اس پہ ہمیشہ کی طرح لعنت بھیجتے ہوئے یہاں سے نکلے ۔۔ اب لاؤنج میں ساحر خان اکیلا تھا ، اس نے اتنے غصے اور خراب موڈ میں ہونے کے باوجود اپنی نازک جان بیوی کو فون کیا تھا لیکن اس نے فون نہیں اٹھایا ۔ ساحر خان اسے رات سے ڈھیروں فون کر چکا تھا لیکن اس پہ تو جیسے ساحر خان کا فون اٹھانا حرام تھا۔۔ ساحر خان نے غصے سے اپنا فون ٹیبل پہ پٹکتے ہوئے اپنے بھورے بالوں میں ہاتھ پھیرا ۔۔۔

-

سب کی رخصتی کروا دی ہے آپ نے لالہ سوائے اپنے اکلوتے اور معصوم بھائی کے--- پیچھے سے آتا سعد خان اسکے پاس صوفے پہ نیم دراز ہوتا ہمیشہ کی طرح شکوے سے بولا --

پہلے اپنے پیروں پہ کھڑے ہو جاؤ پھر آکے مجھ سے رخصتی کی بات کرنا--- ساحر خان اس کے شکوے پہ بھڑکا --

اللہ معاف کرے لالہ کیا ابھی میں آپ کو ویل چئیر پہ نظر آ رہا ہوں؟؟ نہ تو میں نے کسی سے ٹانگیں ادھار لیں ہی اور نہ تو میں معذور ہوں --- اسی لئے میری آپ سے گزارش ہے میری رخصتی جلد از جلد کی جا سکے تا کہ میں اپنی زندگی میں اپنے وہ دس بارا بچے دیکھ سکوں، جن کے میں نے ہر رات خواب دیکھیں ہیں--- سعد خان اپنے لہجے میں بے حد تڑپ لئے بے باکی سے بولتا صوفے پہ لیٹ چکا تھا-- تمہیں سونے سے فرصت ملے گی تو اپنی زندگی میں کبھی چھوٹے خان سے بابا جان بن پاؤ گے نا--- ساحر خان اپنی مسکراہٹ ضبط کرتا زومعنی انداز میں کندھے آچکا کے بولا- چیلنج نہ کریں مجھے لالہ-- اگر تو میں نے خود ہی اپنی رخصتی کر لی، تو یہ نہ ہو !آپ سب کو لینے کے دینے پڑ جائیں--- سعد خان چڑتا ہوا بولا تھا-- ساحر خان نے اسکی دھمکی پہ "اچھاااا" کے انداز میں آئیبرو اچکاتے ہوئے اسکی کمر میں زور سے مکا جھڑا تھا--

---

فارس خان عالیان شاہ کی بارات کے لئے تیار ہونے کی غرض سے اپنے کمرے میں داخل ہوا، جب سامنے گل بہار کو بیڈ پہ سینے تک کمبل لپیٹے کے سوتا دیکھ کے وہ حیرانگی سے اس کی طرف بڑھا، جو رات کے سات بجے سو رہی تھی--

بہار بے بی اس وقت کیوں سو رہی ہے ؟؟ فارس خان اسکے قریب بیٹھ کے اسکا سر تکیے سے اٹھا کے اپنی گود میں رکھتا پیار سے اس سے مخاطب ہوا ، جو فارس خان کے قریب آنے پہ ہی اپنی نیلی آنکھیں وا کر چکی تھی--

تمہارے ہی بچے کو نیند آ رہی ہے۔۔ میں تو جاگ رہی ہوں۔۔۔ گل بہار نے اسکے گرد اپنا حصار باندھ کے اسکے سینے سے سر ٹکاتے ، اسے انوکھا سا جواب دیا۔ جس پہ فارس خان نے اپنی ہری آنکھیں پھیلاتے ہوئے اسکی بات کا لاجک سمجھنے کی ناکام کوشش کی۔۔۔

آہہ۔۔۔ ابھی فارس خان اسے کوئی جواب دیتا جب گل بہار ہلکا سا چیختی ہوئی فارس خان کے کندھوں پہ اپنے ناخن گاڑ چکی تھی۔۔ کیا ہوا؟؟ فارس خان نے اسکے گال پہ ہاتھ رکھتے ہوئے پریشانی سے اسکے چیخنے کے بابت پوچھا۔۔۔

تمہارا بچہ ٹھڈے (کک) مار رہا ہے مجھے۔۔ اسے بھوک لگ رہی ہے۔۔ اسے گول گپے کھانے ہیں۔۔۔ گل بہار اسکے سینے سے اپنا چہرہ اٹھا کے فارس خان کی آنکھیں میں دیکھتی جھنجھلاتے ہوئے بولی۔۔۔۔ اپنی بیوی کی پھر سے انوکھی بات سنتے ہوئے فارس خان کی آنکھیں مزید پھیلی ۔۔ تمہیں کیسے پتا اسے گول گپے کھانے ہیں؟؟ فارس خان نے اپنا آئیبرو آچکا کے اسے گھورتے ہوئے پوچھا ۔۔ میں ماں ہو نا اسلئیے۔۔۔ مجھے سب پتا ہوتا ہے۔۔ وہ اتراتی ہوئی بولی۔۔ فارس خان نے اسکے انداز پہ مسکراتے ہوئے اسکے لبوں پہ اپنے لب رکھے ۔۔ اچھا اور کیا کیا پتا ہے تمہیں ؟؟ ذرا مجھے بھی تو بتاؤ ؟ فارس خان اسکے لبوں پہ اپنے لب رگڑتا گھمبیر تا میں بولا۔۔ مجھے یہ بھی پتا ہے کہ ہمارا بچہ آٹھ ماہ تک اس دنیا میں آ جائے گا۔۔۔ گل بہار اسکی جسارت پہ سرخ پڑتی اپنی نظریں جھکاتی ہوئی ہنوز اترا کے بولی، جیسے فارس خان کو بہت بڑی انفارمیشن سے آگاہ کررہی ہو۔۔

اچھا اور؟؟ فارس خان اسکے نچلے لب کو اپنی گرفت میں لیتا بات کو مزید طول دے رہا تھا۔۔

اور یہ بھی کہ ہمارا بیٹا تم سے زیادہ مجھ سے پیار کرے گا۔۔ وہ اسکی گردن میں اپنی بانہوں کا ہار پہناتی شرارت سے بولی۔۔۔

اور؟؟ فارس خان اب اسکے بالائی لب کو اپنی گرفت میں لے چکا تھا۔۔

میرے ہونٹ چھوڑو گے تو کچھ بتاؤں گی نا تمہیں ۔۔۔ گل بہار اسکی شدت پہ سسکی بھرکے اسے خود سے پیچھے کرتی نروٹھے پن سے بولی۔۔۔ اچھا اب

پکا تمہارے ہونٹوں کو کچھ نہیں کرتا اور بتاؤ کیا کیا پتا ہے تمہیں؟؟ ویسے تمہیں تو میرے بچے نے بہت کچھ بتایا ہوا ہے۔۔ میرے سے بھی بات کرواؤ نا میرے بچے کی؟؟ فارس خان اسکے پیٹ پہ اپنا ہاتھ پھیرتا اسکے کان کی لوں کو اپنے دانتوں میں لے کے کاٹتا ہوا اسے داد دینے والے انداز میں بولا ۔۔ گل بہار نے اسکی بے باک جسارتوں پہ سرخ پڑتے اسکی گردن میں اپنا چہرہ چھپایا۔۔ ۔

۔

کرواؤ نا میری بھی بات ۔۔۔ فارس خان اسکے پیٹ سے اسکی فراک ہٹا کے اس پہ اپنے لب رکھتا ،اپنی بات پہ زور دیتے گویا ہوا۔۔ گل بہار نے تھوک نگلتے ہوئے اسکی سفید ٹی شرٹ کو سینے سے اپنی مٹھیوں میں بھینچا ۔۔ فارس خان اب اسکے پیٹ پہ اپنی گھنی بییرڈ اور مونچھیں رگڑتا اسے کھلکھلانے پہ مجبور کر رہا تھا۔۔ وہ ایک دوسرے کو ایسے ہی چھیڑ رہے تھے جب اچانک سے فارس خان کو عالیان شاہ کی بارات کا خیال آیا تھا۔۔

او تیری۔۔۔ کافی ٹائم ہو گیا ہے۔۔ دو منٹ میں تیار ہو بہار۔۔۔ گھڑی پہ وقت دیکھتے ہی وہ جلدی سے گل بہار کو اپنی بانہوں میں اٹھاتا ہوا بیڈ سے کھڑا ہوا ۔۔

مجھے گول گپے کھانے ہیں۔۔۔اور میں دو منٹ میں کیوں ہوں تیار؟؟ میں تو دو گھنٹے لگاؤں گی۔۔۔ گل بہار اسکی بات کی نفی کرتی، اسکے گال کے ساتھ اپنا گال جوڑتی آنکھیں موندتے ہوئے بولی۔۔۔ گل بہار کو اس وقت بے حد نیند آ رہی تھی۔۔

بہار تم دو گھنٹوں کی بات کر رہی ہو اگر تم نے دس منٹ بھی لگائے تو شاہ اتنا لیٹ ہونے پہ میرا سر پھاڑ دے گا اور گول گپے میں تمہیں واپسی پہ کھلاؤں گا۔۔ فارس خان اسکی بلا فضول ضد پہ اپنا سر جھٹکتا ہوا بولا ۔۔

مجھے ابھی کھانے ہیں گول گپے۔۔۔ وہ ضدی انداز میں بولتی اب اپنے منہ کے آگے ہاتھ رکھ کے جمائی لے رہی تھی۔۔

KOH NOVELS - URDU

بہار ابھی کیسے آ سکتے ہیں ؟ میرا بچہ فضول کی ضد نہیں کرتے۔۔ فارس خان اسے بچوں کی طرح پیار سے پچکارتا الماری کی طرف بڑھا۔

تم میری کوئی بات نہیں مانتے۔۔ اگر میں ڈلیوری کے دوران مر گئی نا پھر میری یاد آئے گی تمہیں ۔۔۔ گل بہار اپنی تیکھی ناک چڑھاتی یوں ہی نروٹھے پن سے بول چکی تھی، لیکن فارس خان نے اسکے الفاظوں پہ تڑپتے ہوئے اسکی طرف دیکھا ۔۔

بہار!!! یہ کیا بکواس تھی؟؟ فارس خان اسکے گال پہ اپنا ہاتھ رکھتا تڑپتے ہوئے بولا ۔۔

بکواس نہیں تھی! سچی بات ہے تم میری کوئی بات تو مانتے ہو نہیں اور پھر مجھے ضدی بھی بولتے ہو ۔۔۔ گل بہار اپنی بات کور کرتی اسکے گال کے ساتھ اپنا گال جوڑتی ہوئی پھر سے نروٹھے پن سے گویا ہوئی۔۔ اسے اپنے لفظوں کی نازکی کا خیال ہو چکا تھا۔ فارس خان نے اسے شکوہ کناں نظروں سے دیکھتے ہوئے بنا کوئی جواب دئیے ا سے اپنے بازوؤں سے نیچے اتار چکا تھا۔ وہ کتنی آسانی سے مرنے والی بات کرتے ہوئے اسکے دل پہ تیر چلا چکی تھی۔ فارس خان کو اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوا ۔۔

فارس خان نے غصے سے الماری سے اپنی نیوی بلیو شلوار نکالتے ہوئے واشروم کی طرف اپنے قدم بڑھائے۔ ابھی اس نے دو قدم ہی اٹھائے تھے جب گل بہار اس سے پہلے ہی تیزی سے بھاگتی ہوئی واشروم میں داخل ہوئی۔

بہار۔۔آرام سے۔۔ فارس خان اسے یوں بھاگتے دیکھ کے غصے سے بولا، وہ پریگنینسی کے بعد یوں ہی پھدکتی دوڑتی اسے ہر وقت منی ہرٹ اٹیک دیتی رہتی تھی۔ فارس خان کو یہی لگا کہ وہ اس سے پہلے شاور لینے کے لئے اسے تنگ کرنے کی خاطر واشروم میں بھاگی ہے۔ لیکن واشروم سے اسکے زور زور سے کھانسنے کی آواز سنتا وہ تیزی سے واشروم کی طرف بھاگا ۔۔ اسے سنک پہ وامٹنگ کرتے دیکھ کے فارس خان گہری سانس بھرتا، اسکی طرف بڑھا تھا۔ وہ صبح سے جو چیز کھا رہی تھی، اسے یوں ہی وامٹنگ کرتے ہوئے اگل رہی تھی۔ فارس خان اسکی ابھی کچھ دیر پہلے والی گول گپے کھانے کی ضد کو بھی اسی لئے خاطر میں نہیں لا رہا تھا، کیونکہ وہ ہر

KOH NOVELS - URDU

چیز کھا کے وامٹ کر رہی تھی۔۔ فارس خان نے اسکی طرف بڑھتے اسکی کمر کو نرمی سے سہلاتے سکا چہرہ دھلواتے اس کے نڈھال وجود کو اپنے ساتھ لگایا۔۔۔ تم نے مجھے گول گپے نہیں لا کے دئیے نا!! اسی لئے مجھے وامٹ آئی ہے۔۔۔ وہ اس کے سینے پہ مکا جھڑتی نروٹھے پن سے بولی۔ جس پہ فارس خان نے اپنا سر تاصف سے نفی میں ہلاتے اسکے گالوں پہ اپنے لب رکھے۔۔۔اب اگر تم نے مذاق میں بھی مرنے کی بات کی نا بہار بہت برا پیش آؤں گا۔۔۔ فارس خان اسکی طرف دیکھ کے وارننگ دینے والے انداز میں بولتا اسکے لبوں پہ شدت سے جھک چکا تھا۔۔ گل بہار نے اس اچانک افتاد اسکی شرٹ کو سینے سے اپنی مٹھیوں میں دبوچا۔۔ فارس خان نے اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسکی فراک کی زپ کو ایک جھٹکے میں نیچے کھسکایا ، وہ اسکے لبوں کا شدت بھرا بوسا لینے کے بعد اسے شاور کے نیچے لے کے آیا ۔۔ گرم پانی آن کرتے فارس خان نے اسکی فراک کو کندھوں سے کھسکاتے ہوئے اسکی بیوٹی بون پہ اپنے لب رکھے۔ فارس۔۔۔۔ گل بہار نے اسکے لبوں کی بڑھتی حدود کو دیکھتے اسکی شرٹ کو جھنجھوڑتے ہوئے اسے پکارا۔۔ شش۔۔ مجھے شاور لینے دو۔۔۔ فارس خان اسکے کان کی لوں دانتوں میں دباتا گھمبیر تا میں بولتا اسکے لبوں پہ ایک بار پھر سے شدت سے جھکتا اسکی فراک کندھوں سے مزید نیچے کھسکا چکا تھا۔۔ اپنی فراک کو نیچے گرتا دیکھ کے گل بہار شرم سے سرخ پڑتی فارس خان کے سینے میں خود کو چھپا چکی تھی۔۔

-

ہرا خان نیلی خوبصورت اور فینسی پٹھانی فراک میں ملبوس شیشے کے آگے کھڑی لائٹ سی لپ اسٹک لگاتی ضرار خان کو آنکھیں دکھا رہی تھی، جو اسکی گردن پہ اپنی جنون خیزیاں دکھانے میں بے حد مصروف تھا۔۔ ہرا خان کی تپی ہوئی نظروں کو خود پہ محسوس کرتے ضرار خان نے اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے اسکی گردن پہ شرارت سے اپنے دانت گاڑے ۔۔۔۔ ہرا نے سسکی بھرتے اپنے پیٹ پہ لپٹے اسکے ہاتھ پہ زور سے مکا مارا۔۔۔

ابھی اگر میں نے آپ کے اس ظلم کا بدلہ آپ کے ہونٹوں سے لیا نا پھر میک اپ ہونے پہ شکوے کرتی ہوئی رونا ڈال دیں گے--- ضرار خان اسکے مکا مارنے پہ بچوں کی طرح دھمکی دیتا نروٹھے پن سے بولا---

ضرار خان کی دھمکی پہ ہرا خان کے گال دہک کے لال ہوئے -- ضرار خان اب اسکی کمر اور پیٹ کے گرد اپنے بازو کو سختی سے لپیٹتا اسکے کندھے پہ اپنی تھوڑی ٹکاتا اسے دیوانوں کی طرح دیکھ رہا تھا۔ وہ اسکے دیکھنے کے انداز پہ ہی گلابیاں بکھیرتی نظریں جھکا چکی تھی۔

آپ اتنی پیاری کیوں ہیں؟؟ وہ اسکے سر کے ساتھ اپنا سر ٹکراتا، بچوں والے انداز میں پوچھ رہا تھا۔ جیسے میتھ کی ٹیچر سے کوئی مشکل سا سوال پوچھ رہا ہو--- ہرا خان کا دل کیا اس سے بول دے" کہ تمہارے دیکھنے کا اندازہ پیارا ہے اسی لئے تمہیں پیاری لگتی ہوں۔" لیکن وہ یہ بول کے اپنے بے باک بندے کو سر پہ بالکل نہیں چڑھانا چاہتی تھی۔ وہ بھی اس وقت جب سب نیچے حال میں جانے کے لئے ان کے انتظار میں کھڑے تھے--

لو جی یہ بھلا کیا سوال ہوا؟ کیا میں نے تم سے کبھی پوچھا ہے کہ تم پاگل خان کیوں ہو؟؟ ہرا خان اسکی بات کو ہوا میں اڑاتی آئیبرو اچکاتے ہوئے شرارت سے بولی--- جس پہ ضرار خان نے اسے داد دینے والے انداز میں دیکھتے ہوئے اسکی کنپٹی پہ اپنے لب رکھے---

میرا کہنے کا مطلب یہ تھا کہ بہت بہت حسن دیکھا ہے ضرار خان نے--- آسٹریلیا میں ایک سے بھر کے ایک حسین لڑکی دیکھی ہے لیکن---- ابھی ضرار خان اپنا جملہ مکمل کرتا جب ہرا خان اپنا رخ اس کی طرف موڑتی غصے سے اسکے سینے پہ اپنے مکے برسانا شروع کر چکی تھی--

کیا مطلب ہے تمہارا؟ یو پاگل خان تمہاری جرآت بھی کیسے ہوئی اپنی زبان سے یہ الفاظ نکالنے کی؟؟ ہرا خان اسکی سفید شلوار قمیض کے کالر کو سینے سے دبوچتی غصے سے بولتی اسکے سینے پہ پھر سے مکا جھڑ چکی تھی--- ارے --ارے---پوری بات تو سن لیں--- ضرار خان اس اچانک افتاد پہ اسکی کلائیاں تھامتا بھوکھلاتے ہوئے بولا، وہ تو اپنی بیوی کی تعریف کرنے والا تھا لیکن وہ ایک منٹ میں اسکے رومانٹک موڈ کی بینڈ بجا چکی تھی--- میں کیوں

سنو تمہاری پاگل باتیں؟؟ بس میں اگلے ہفتے جا رہی ہوں اپنی مورے کے پاس۔۔ تم جاؤ آسٹریلیا اکیلے ہنی مون۔۔۔ ابھی ہرا خان اپنا جملہ مکمل کرتی جب ضرار خان کی گہری نظریں خود پہ اور اپنے سراپے پہ محسوس کرتی وہ اپنا جملہ ادھورا چھوڑتی دہکے گالوں کے ساتھ رخ موڑ چکی تھی۔۔ (اگلے ہفتے وہ دونوں آسٹریلیا ہنی مون پہ جا رہے تھے)۔۔ ایسی کی تیسی آپ کی ان دھمکیوں کی۔۔۔ ضرار خان اسے کہنی سے پکڑ کے اپنی طرف موڑتا اسکے گال پہ ہاتھ رکھتا شدت سے اسکے لبوں پہ اپنا تسلط جما چکا تھا۔۔

پلوشہ خان اپنے لالہ کی شادی پہ بے حد خوش تھی، اس نے عالیان شاہ کی قوالی نائٹ اور مہندی پہ اپنے وہ تمام شوق پورے کیے۔ جو اس نے سجاول خان کی شادی کے لئے سوچے ہوئے تھے۔۔ ابھی بھی وہ عالیان شاہ کی بارات میں شرکت کے لئے زرک کے بھاری گرے اور پنک کے امتزاج کے لہنگے میں ملبوس لائٹ سے میک اپ میں ڈائمنڈ کا نفیس سا سیٹ پہنے نظر لگ جانے کی حد تک پیاری لگ رہی تھی۔۔ گرے شلوار قمیض میں ملبوس واشروم سے نکلتا رایان خان ڈریسنگ مرر کی طرف بڑھا۔۔ اسے پلوشہ خان کے ساتھ میچنگ کرنے کا انوکھا شوق تھا اور اسکا یہ شوق پلوشہ خان کو بے حد پسند تھا۔ وہ اسے بے حد پیارا لگتا، جب وہ اسکے ساتھ میچنگ کا لباس پہنتا تھا۔۔ تمہیں کچھ یاد بھی ہے کہ تمہارا ایک عدد عاشق شوہر بھی ہے جسے تم اپنے لالہ کی شادی کے چکروں میں بری طرح سے اگنور کر رہی ہو؟؟ رایان خان نروٹھے پن سے شکوہ کرتا اپنے بالوں کو برش کے ساتھ سیٹ کر رہا تھا ۔۔ پلوشہ خان نے اسکی بات پہ اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے ہوئے اپنی کلائیوں میں بھر بھر کے چوڑیاں پہنی ، لیکن اچانک سے کچھ یاد کرتے ہوئے اسکی مسکراہٹ سمٹی جسے رایان خان بھی محسوس کر چکا تھا۔۔ یان۔۔۔ پلوشہ خان نے اسکی طرف مڑتے ہوئے اسے پکارا ۔۔

جی یان کی جان؟؟ رایان خان نے اسکے اترے چہرے کو دیکھتے ہوئے اسے کمر سے تھام کے اپنے سینے سے لگاتے پیار سے اسکی پکار کا جواب دیا۔ ہم لالہ کی شادی کے بعد نیوٹریشن کے پاس جائیں گے ۔۔۔ وہ اسکے سینے سے

سر اٹھا کے اسکی طرف دیکھتی روہانسی آواز میں بولی۔ وہ کیوں؟؟ رایان خان نے اسکی بات پہ نا سمجھی سے اسکی طرف دیکھتے استفسار کیا ۔۔

وہ اس لیے کیونکہ میں چاہتی ہوں میں ۔۔۔تھوڑی۔۔ سی۔۔ ڈائیٹنگ ۔۔کروں۔۔۔ پلوشہ خان اسکی گرے مردانہ شال کو اپنی مٹھیوں میں بھینچتی منمناتے ہوئے بولی ۔۔ اسکی بات پہ رایان خان کا دماغ بھک سے اڑا ۔۔ کیوں؟؟ ایسی کیا تکلیف پیش آئی ہے تمہیں ڈائٹنگ کرنے کی؟؟ رایان خان اسکا جبڑا نرمی سے اپنے ہاتھ کی گرفت میں دبوچتا سخت لہجے میں بولا ۔۔ پلوشہ خان اسکے ریکشن سے خود کو پہلے ہی تیار کر چکی تھی۔۔ ایسے ہی بس مجھے سمارٹ ہونا ہے ۔۔۔ کیونکہ لڑکیاں پتلی ہی اچھی لگتی ہیں۔۔۔ پلوشہ خان اپنی ڈارک براؤن آنکھوں کی نمی چھپانے کی غرض سے اسکے سینے میں اپنا منہ گھسیرتی پھر سے منمنائی۔ اچھا اور اب یہ بھی بتا دو کس نے کی ہے یہ بکواس؟؟ رایان خان اسکا چہرہ اپنے سینے نکالتا اسکے دونوں گالوں پہ ہاتھ رکھتا ہوا غرایا۔۔ وہ اسکی بھرائی آواز سے ہی معلوم کر چکا تھا کہ یقیناً اسکی وشہ کو کسی نے کچھ بولا ہے۔۔

کسی نے نہی۔۔۔ ابھی پلوشہ خان اپنا جملہ مکمل کرتے جب رایان خان نے اسکے لبوں کو اپنے انگوٹھے اور انگلی کی چٹکی بناتے ہوئے مسلا ۔۔

جھوٹ نہیں ۔۔۔ وشہ رایان خان۔۔۔ مجھے پوری بات بتاؤ ۔۔۔ رایان خان اسکے لبوں پہ جھک کے اپنے دانت گاڑتا اپنی شہد رنگ آنکھوں میں غصے کی سرخی لئے پھر سے غرایا ۔۔آپ کیا چاہتے ہیں میں بے اولاد رہوں؟؟ بس میں نے بول دیا نا مجھے ڈائیٹنگ کرنی ہے تو کرنی ہے۔۔ اگر آپ مجھے نیوٹریشن کے پاس نا لے کے گئے تو میں خود ہی اپنا کھانا پانی بند کر کے واٹر فاسٹنگ کر لوں گی۔۔ میں نے سنا ہے اس سے انسان دنوں میں پتلا ہوتا ہے۔۔۔ پلوشہ خان پہلا جملہ چیخ کے ذرا سی بد تمیزی سے جبکہ باقی کے جملے ضدی لہجے میں بولتی اسکی طرف سے اپنا رخ موڑ چکی تھی۔۔ رایان خان نے اسکی باتوں پہ سلگتے ہوئے اسے بازو سے پکڑتے ہوئے زور سے اپنی طرف کھینچا ۔۔ پلوشہ خان زور سے اسکے سینے سے ٹکرائی۔ کس نے یہ الٹا سیدھا زہر بھرا ہے تمہارے دماغ میں؟؟ ہاں؟؟ جواب دو مجھے ۔۔ رایان خان اب کی بار اسکا جبڑا سختی سے اپنے ہاتھ کی گرفت میں لیتے شدید غصے سے

دھاڑا ۔۔ اگر وہ واٹر فاسٹنگ جیسی خطرناک ڈائٹ کرتی تو رایان خان اسکا منہ نہ توڑ دیتا؟؟۔ پلوشہ خان اسکی دھاڑ پہ بے ساختہ اچھلتی ہوئی اسکے سینے سے لپٹے لیکن رایان خان نے اسے پھر سے اپنے مقابل کرتے ہوئے سوالیہ انداز میں دکھا۔ کل مہندی پہ مجھے کچھ آنٹیوں نے بتایا تھا کہ موٹی لڑکیوں کے بچے نہیں ہوتے۔۔ انہیں پریگنینسی میں مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہےاور یان مجھے۔۔ مجھے۔۔بچے بہت پسند ہیں۔۔میں۔۔نہیں چاہتی میں بے اولاد رہوں۔۔ پلیز مجھے نیوٹریشن کے پاس لے جائیں۔۔ پلوشہ خان جو کب سے کل مہندی پہ کچھ آنٹیوں کی باتوں کو یاد کرتی اپنے آنسو ضبط کر رہی تھی اب وہ خود پر سے ضبط کھوتی اسکے سینے سے لپٹ کے شدتوں سے روتی ہوئی التجائیہ لہجے میں بولی ۔۔ پلوشہ خان کی باتوں پہ رایان خان کا میٹر شارٹ ہوا ۔۔ وہ ایک جھٹکے میں اسے اپنے بازوؤں میں اٹھاتا ہوا بیڈ کی طرف بڑھا ۔۔ رایان خان اسے بیڈ پہ پٹکتا ہوا اسکے اوپر سایہ فگن ہوا۔۔

تم اللہ پہ بھروسہ رکھنے کی بجائے ان عورتوں کی باتوں پہ یقین کر رہی ہو پلوشہ خان؟ رایان خان اسکے گول مٹول گال پہ غصے سے دانت گاڑتا ہوا غرایا، پلوشہ خان نے ہچکی بھرتے ہوئے اپنی گلابی ہوتی آنکھوں سے اسکی طرف دیکھا۔۔

کیا تمہیں میری اتنی محنت پہ بھی لگتا ہے میں تمہیں بے اولاد رہنے دوں گا؟؟ رایان خان اسے ہچکیوں سے روتا دیکھ کے اسکے لبوں کو پیار سے چومتا اسکے کان میں بے باکی سے بولا۔۔ غصے سے اسکا میٹر شارٹ ہو رہا تھا لیکن وہ اس نازک وجود پہ مزید غصہ کر کے اسے ہرٹ نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔ پلوشہ خان نے اسکی بات کا زومعنی مطلب سمجھتے ہوئے اپنی نظریں جھکائی ۔۔ وہ سر تا پاؤں سرخ پڑی اسکی بے باک سرگوشی پہ۔۔۔ رایان خان نے اپنے گلے سے گرے شال نکالتے ہوئے ریموٹ سے کمرے کی لائٹس آف کی۔۔ پلوشہ خان نے اسکا بدلتا موڈ دیکھتے ہوئے تھوک نگلا۔۔

آج میں اپنی شدتوں سے تمہارے ایسے ہوش ٹھکانے لگاؤں گا۔۔ پھر تم کسی بھی ایرے غیرے کہ باتوں پہ کان دھرنے سے پہلے سو بار سوچو گی ۔۔۔ رایان خان اسکی لائٹ پنک کرتی کی زپ کھولتا ہوا اسکے کان میں غصے سے سرگوشی کرتے اسکے لبوں پہ شدت سے جھک چکا تھا۔۔

KOH NOVELS - URDU

یان!!۔لالہ۔۔کی۔۔شادی۔۔پلوشہ خان نے اپنی پوری قوت سے اپنے ہونٹ سے اس سے چھڑواتے ہوئے اسے عالیان شاہ کی بارات یاد دلائی۔ لیکن رایان خان پھر سے اسکے ہونٹوں پہ جھکتا ہوا اسکے تمام الفاظ اپنے ہونٹوں سے چن چکا تھا۔۔

بابا جان مجھے بھی گاڑی چلانی ہے۔۔۔ کب سے داور خان کو مصروف انداز میں تیز ڈرائیونگ کرتے دیکھ کے ہمیشہ کی طرح درام خان اپنے دل کی بات زبان پہ لا چکا تھا۔۔

اہمم۔۔۔ منہ میں سفر کی سورت پڑھتی بیا خان نے اپنے سینے سے لگے بیٹے کی بات پہ ہنکارا بھرتے ہوئے اسے ڈپٹا۔۔ وہ اس وقت حال کے راستے کی طرف گامزن تھے۔۔

جب تک میرے شیر کی کشمالہ نہیں آ جاتی ،تب تک وہ گاڑی نہیں چلائے گا۔۔ داور خان اپنی مسکراہٹ ضبط کر کے بولتے درام خان کو بیا خان سے لیتا ہوا اپنی گود میں بٹھا چکا تھا۔۔

بابا مالا کب آئے گی؟؟ میں آپ سب کے وعدے اپنی ڈائری پہ لکھ چکا ہوں ۔۔ ماموں جان نے مجھ سے وعدہ کیا، جس دن کشمالا آئے گی وہ مجھے گن چلانا سکھائیں گے۔۔ درام خان کسی ذہین اور سمجھدار بچے کی طرح داور خان سے مخاطب ہوتا ،اسکے سٹیرنگ پہ دھرے ہاتھوں پہ اپنے ہاتھ رکھتا اداسی سے بول رہا تھا ۔۔ وہ اب کشمالہ کے ذکر پہ ایسے ہی بے بس اور اداس ہو جاتا ، جو اس دنیا میں آنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔۔ درام خان کی بات پہ داور خان کے ساتھ ساتھ بیا خان نے بھی اپنا قہقہ ضبط کیا۔۔۔ میرا معصوم بچہ۔۔ کشمالا کے نام پہ کیا کیا وعدے کرتے پھرتے ہیں آپ سب میرے بچے سے۔۔ بیا خان داور خان کے کندھے پہ چٹکی کاٹتی نروٹھے پن سے بولی۔۔۔ داور خان نے اپنا ایک ہاتھ درام خان کی آنکھوں پہ رکھ کے دوسرے ہاتھ سے مضبوطی سے سٹیرنگ تھامتے اپنے قریب ہوتی بیا خان کے ہونٹوں پہ اپنے لب رکھتے کچھ پل کے لئے اسکی سانسیں خود میں الجھائی، وہ لائٹ پیچ فینسی سی پٹھانی فراک میں ملبوس بے حد خوبصورت دیکھتی کب سے اسکے

KOH NOVELS - URDU

ضبط کا امتحان لے رہی تھی۔۔ بابا جان میری ائیز۔۔ آپ بار بار میری آییز پہ ہاتھ کیوں رکھتے ہیں۔۔ درام خان جنھجلاتے ہوئے اپنے ہونٹ مڑوڑتا ہوا بولا۔۔ اس اچانک افتاد پہ بیا خان نے اپنی آنکھیں پھیلاتے ہوئے زبردستی اپنے ہونٹ داور خان سے الگ کرتے شرم و حیا سے اپنا چہرہ شیشے کی طرف موڑا۔۔ داور خان نے اپنے بھیگے لبوں کو رگڑتے ہوئے درام خان کی آنکھوں سے ہاتھ ہٹایا۔۔ میں چیک کر رہا تھا میرا شیر بند آنکھوں سے کیسی گاڑی چلاتا ہے۔۔ لیکن تو نے تو کمال کر دیا اتنی اچھی ڈرائیونگ کر کے۔۔ داور خان اپنا قہقہ ضبط کرتا، درام خان کے کچھ دیر پہلے جھنجھلائے انداز میں پوچھے گئے سوال پہ اسے داد دیتا ہوا بولا۔۔ جس پہ درام خان نے کھلکھلا کے ہنستے ہوئے اترا کے اپنی گردن اکڑائی۔۔ وہ اب داور خان سے داد ملنے پہ تیز تیز سٹیرنگ گھما تا ہوا اپنی طرف سے اپنی جان توڑ کوششیں کرتا ہوا گاڑی سنبھال رہا تھا، لیکن وہ کیا جانے داور خان اپنے ایک ہاتھ سے اپنی پوری گاڑی کنٹرول کرنے کا فن رکھتا تھا۔ داور خان اپنے بیٹے کی پیاری پیاری حرکتیں دیکھتا شدت سے اسکے ماتھے پہ لب رکھتا اسے خود میں بھینچ گیا۔

عشقِ ستم۔۔۔قسط 100(پارٹ 2)

عالیان شاہ کی بارات ساحر خان، فارس خان اور سجاول خان ہیوی بائیکس پہ، جبکہ باقی تمام خانزادے اور بہرام خان دھوم دھام سے لے کے شاہ پیلس سے نکلے۔۔ انہوں نے اندھا دھند فائرنگ کرتے ہوئے بے شمار پیسا بہایا۔۔ عالیان شاہ میرون شیروانی میں ملبوس اپنے گولڈن سلکی بالوں کا جیل سے اچھے سے ہئیر سٹائل بنائے پیروں میں چمچماتے ہوئے میرون ہی شوز پہنے ہوئے تھا۔ عالیان شاہ کا دراز قد اس شیروانی میں مزید نمایاں ہو رہا تھا۔ وہ بے حد خوبصورت دکھتا سب کی نظروں کا مرکز بنا ہوا تھا۔ حال میں عورتوں اور مردوں کا الگ الگ انتظام کروایا گیا تھا۔ عالیان شاہ کی شادی کا سارا خرچہ بہرام خان کی جیب سے تھا۔ عالیان شاہ نے شادی سے ایک دن پہلے اسے معاف کرتے ہوئے، یہ شرط رکھی کہ اگر وہ معافی چاہتا ہے تو اسکی شادی کا سارا خرچہ اسکی جیب سے جائے گا۔ جس پہ بہرام خان نے پہلے تو جان بوجھ

کے منہ کھولتے ہوئے اسے دیکھا، لیکن اسے کندھے آچکا کے مڑتے دیکھ کے اس نے جلدی سے اس کے گلے لگتے ہوئے حامی بھری۔۔

کھانا کھل چکا تھا۔ کھانے کے مینو میں مٹن قورمہ، مٹن کراہی، چکن چیز سٹیک، چکن چیز کباب، چکن سٹیم بروسٹ ، چکن ہانڈی، بیف قابلی پلاؤ ، روغنی نان، مٹن سیخ کباب، پاستا،سوشی ، فروٹ چاٹ، فرائیڈ فش جیسی ڈشز اور ہر طرح کی سلاد شامل تھیں۔۔

اتنا خرچہ کروا دیا ہے تو نے میرا اور اب خود کھا بھی کچھ نہیں رہا۔۔۔ سٹیج پہ عالیان شاہ کے ایک طرف بیٹھا ہوا بہرام خان اسکے کان میں تپتے ہوئے بولا۔۔۔ بہرام خان کالی شلوار قمیض پہ کالی ہی شال گلے کے گرد لٹکائے اپنی گرے آنکھوں میں چمک لئے بے حد شاندار لگ رہا تھا۔

میں اپنی بیوی کے ساتھ کھاؤں گا۔۔۔ تو کھا تو رہا ہے نا میرے حصے کا بھی بھوکے۔۔۔ یہی کافی ہے۔۔ عالیان شاہ اسکے زیادہ کھانے پہ چوٹ کرتا ہوا سر جھٹک کے سرگوشی میں بولا۔۔۔ ہاں تو پیسا لگایا ہے بھئی۔۔ میں کیوں نا کھاؤ ؟آج میری سہاگ رات تھوڑی ۔۔۔۔ بہرام خان کولڈ ڈرنک کا آپ لیتا ابھی بے باکی سے اس کے کان میں سرگوشی کرتا جب عالیان شاہ کی طرف سے اپنی کمر پہ پڑنے والا زوردار مکا اسکی زبان بند کروا چکا تھا۔ عالیان شاہ نے اسے مکا بھی اس انداز میں مارا کہ سوائے بہرام خان کے اسے کوئی محسوس نہیں کر پایا ، اسکے چہرے پہ مبہم سی مسکراہٹ رقصاں تھی۔۔اور بھئی تم لوگوں کو کیا موت پڑی ہوئی تھی لیٹ آنے کی؟؟ عالیان شاہ اپنی دوسرے طرف بیٹھے خانزادوں کو گھورتا ہوا بولا، جنہوں نے اس کا کھانے پہ ایکسٹرا خرچہ کروایا تھا۔ جب سے خانزادوں کو پتا چلا کہ عالیان شاہ کی شادی کا خرچہ بہرام خان اٹھا رہا ہے۔ انہوں نے اسے صاف بتایا کہ "خان مرتے مر جاتے ہیں لیکن دشمن کے گھر کا پانی بھی نہیں پیتے"۔۔۔ اسی لئے وہ ان کے

لئے اپنی جیب سے کھانے کا انتظام کرے گا۔ جس پہ عالیان شاہ نے بھی تاصف سے سر ہلاتے ہوئے ان کے لئے اپنی جیب سے ہائی کلاس کھانے کا انتظام کھایا۔۔ شاہ میں جلدی آیا تھا نا؟۔۔۔ مٹن کراہی کا نوالہ لیتا ساحر خان اپنا تھوڑا سا ہاتھ اٹھاتے ہوئے اترا کے بولا۔۔ جیسے کلاس کا ٹاپر اپنے استاد سے مخاطب ہو۔۔ اسکا انداز اتنا پیارا تھا کہ سب حیران ہوئے اسکے بچوں سے انداز پہ۔۔ ساحر خان خود بھی اپنے بچوں سے انداز پہ حیران ہوتا، سب کو نظریں خود پر سے اگنور کرتا ہوا پھر سے کھانے میں مصروف ہو چکا تھا۔ ایک تو اسکی بیوی بھی اسے اپنے رنگ میں رنگی جا رہی تھی۔۔ ہاں میری جان کا عذاب جلدی آیا تھا۔۔ عالیان شاہ اسکے انداز پہ مسکراتا ہوا اسکی تائید کرتے ہوئے بولا، جس پہ ساحر خان نے خود کے لئے عذاب کا لفظ سنتے ہوئے اسے گھور کے دیکھا۔۔

کیونکہ ان کی بیگم ہویلی میں نہیں تھیں، جب کہ باقی سب کی بیگمات ان کی ہویلی میں ان کے کمروں میں تھیں۔۔ اب سمجھ جائیں باقی سب بھی کیوں دیر سے آئے تھے۔۔ سعد خان کو ساحر خان کی اتنی شرافت ہضم نہیں ہوئی، اسی لئے وہ بے باکی سے بولتا ہوا۔ یہاں پہ بیٹھے ہر خانزادے کا پول کھول چکا تھا۔ جس پہ سب نے اسے گھوریوں سے نوازا، جبکہ اسکے پاس بیٹھا رایان خان باقاعدہ اسکی گردن دبوچ چکا تھا۔۔ سعد خان کی بات پہ عالیان شاہ کا دلکش قہقہ بلند ہوا تھا جبکہ بہرام خان نے کھانستے ہوئے اپنے قہقے پہ قابو پایا تھا۔۔

KOH NOVELS - URDU

انابیہ خان اپنی رخصتی پہ زرش خان کے گلے لگ کے بہ تحاشہ روئی، ناجانے کیوں اسے آج پھر اپنی زندگی کے تمام غموں پہ رونا آ رہا تھا۔ اسکے ساتھ کھڑے عالیان شاہ نے اپنے دل میں عہد کیا کہ وہ اسے کبھی بھی دوبارہ یوں اپنی زندگی کے گزرے دکھوں پہ رونے نہیں دے گا۔ آج کے بعد وہ کبھی بھی یوں نہیں رویے گی بلکہ اسکے حصار میں کسی گلاب کی طرح کھلتی رہے گی۔۔

زرلاشتہ خان جو انابیہ خان کی رخصتی کے وقت سوں سوں کرتی پھر سے اپنے لالہ کی گاڑی میں بیٹھنے والی تھی، ساحر خان ایک جست میں اس تک پہنچتا غصے سے اسکا بازو اپنی گرفت میں لیتا اسے اپنی طرف کھینچ چکا تھا۔۔

ہم۔ہمیں۔۔۔لالہ۔۔۔کے۔۔۔ساتھ۔۔۔جانا۔۔۔ہے۔۔۔ وہ اس کے ہاتھ سے اپنا بازو چھڑانے کی تگ و دو کرتی منمناتے ہوئے بولی۔۔۔۔مجھے ایک قدم بھی اٹھا کے دکھاؤ، پھر دیکھنا میں پوری رات تمہارے ہونٹوں کا کیسے حشر کروں گا۔۔ کیونکہ تمہیں آج لال ہویلی تو میں کسی صورت نہیں جانے دوں گا۔۔ ساحر خان اسکے چادر میں چھپے لبوں پہ اپنی نظریں جماتا غصے سے اس کان میں سرگوشی کے انداز میں بولا۔۔ اسکی بے باک سرگوشی پہ وہ کانوں کی لوں تک سرخ پڑتی، اپنی ہر مزاحمت ترک کر چکی تھی۔ اپنی گاڑی کے دروازے پہ کھڑا فارس خان ان دونوں کی طرف دیکھتا ہی اپنی نظریں پھیر چکا تھا، کیونکہ وہ جانتا تھا ساحر خان آج کسی کا قتل تو کر دے گا۔ لیکن اپنی بیوی کو ایک دن مزید کبھی بھی خود سے دور نہیں کرے گا۔۔

آج ساحر خان تو اپنی بیوی کو ہویلی لے جا رہا تھا، لیکن بیچارے رایان خان کی بیوی عالیان شاہ ضد سے اپنے ساتھ لے کے جا چکا تھا۔۔۔ اسکا کہنا تھا جب تک اسکی شادی نہیں ہو جاتی اسکی لاڈلی ڈول اسکے پیلس میں رہے گی۔۔ جس پہ پلوشہ خان بھی اسکے حصار میں شیرنی بنتی رایان خان کو زبان نکال کے چڑاتی، عالیان شاہ کے سینے میں اپنا چہرہ چھپا چکی تھی۔۔ عالیان شاہ نے رایان خان کو بھی اپنے پیلس میں رکنے کی آفر کی، لیکن وہ پلوشہ خان کو نروٹھے پن سے گھورتا۔ عالیان شاہ کو یہ بول کے انکار کر چکا تھا کہ وہ گھر جمائی بن کے اس کا کوئی احسان نہیں لینا چاہتا۔۔۔۔ عالیان شاہ نے بھی کندھے آچکا کے اسے دل جلانے والی مسکراہٹ پاس کرتے پلوشہ خان کا ماتھا چوم کے اسے انابیہ خان کے ساتھ اپنی گاڑی میں بٹھایا۔ رایان خان نے پلوشہ خان کو آنکھوں کے اشاروں سے کتنی ہی دھمکیاں دے ڈالیں، لیکن پلوشہ خان نے بھی اسے مکمل اگنور کرتے خود کو انابیہ خان کے ساتھ مصروف کیا۔ وہ اسے اس کے لالہ کی بارات میں لیٹ لے آیا تھا، اوپر سے

اسکی ڈریس کی کرتی کے ساتھ ساتھ اپنی شدتوں سے اسکا سارا میک اپ خراب کر چکا تھا۔ جس پہ پلوشہ خان نے اپنا پھر سے لائٹ سا میک اپ کرتے ہی بارات میں شامل ہونے کیلیے لباس تبدیل کیا، اسی لئے وہ اس سے تب سے چڑی ہوئی تھی۔۔ پلوشہ نے بہرام خان کو عالیان شاہ کی شادی پہ نہیں دیکھا اور کچھ بہرام خان نے بھی عورتوں والی طرف آ کے نہیں دیکھا تھا۔۔۔ اسی لئے صد شکر ان کی ملاقات نہیں ہوئی تھی، نہیں تو پلوشہ خان پینک بھی ہو سکتی تھی۔۔

پلوشہ خان دلہن بنی انابیہ خان کا لہنگا سنبھالتی اسے عالیان شاہ کے بڑے سے شاندار کمرے کے پھولوں سے سجے بیڈ پہ بٹھاتی، اسکا لہنگا پھیلا رہی تھی۔۔ پلوشہ ویسے تمہارا بندا تمہاری طرح بڑا ہی کوئی کیوٹ ہے۔۔ یار اسکی شکل دیکھنے والی تھی، جب تم شاہ کی گاڑی میں بیٹھی تھی۔۔ انابیہ خان اسکی طرف دیکھ کے مسکراتی ہوئی اسے چھیڑ رہی تھی، پلوشہ خان سرخ پڑی اسکی بات پہ۔۔ اسے یہ گول مٹول سی ڈول بے حد پسند تھی اور سب کے چھیڑنے پہ جیسے وہ سرخ پڑتی تھی اسے مزید چھیڑنے کو دل چاہتا تھا۔۔ میرے لالہ بھی بڑی ہی کیوٹ چیز ہیں بھابھی جان!!! رات میں فرصت سے دیکھیے گا انہیں ۔۔۔ پلوشہ خان اسکی بات پہ اپنی شرم و حیا پہ قابو پاتی، اسکے کان میں شرارت سے بولتی۔ کمرے کے باہر جا کے کھڑی ہو چکی تھی تا کہ عالیان شاہ کے آنے پہ اس سے نیگ لے سکے۔۔۔ انابیہ خان اسکی زومعنی بات پہ جھینپتی ہوئی اس کی پشت کو گھور کے رہ گئی۔۔

لالہ ایسے نہیں جانے دوں گی، پہلے نیگ ۔۔۔!! عالیان شاہ کو اپنے کمرے کی طرف بڑھتا دیکھ کے پلوشہ خان ناجانے کہاں سے حاضر ہوتی اسکے بالکل سامنے آ کے کھڑی ہوتی اسکے آگے اپنا ہاتھ پھیلا چکی تھی۔۔ عالیان شاہ نے اسکے بچوں سے انداز پہ قہقہ لگاتے اسکے ہاتھ پہ عقیدت سے اپنے لب رکھے۔۔۔۔

KOI NOVELS URDU

میری ڈول کو کیا چاہیے؟؟ وہ اسے اپنے سینے سے لگاتا محبت سے لبریز لہجے میں گویا ہوا، جس پہ پلوشہ خان نے منہ بناتے ہوئے اسے دیکھے۔۔

لالہ ایسے میں نہیں کھیل رہی۔۔ آپ ذرا سے کنجوس بنیں پھر میں آپ سے ضد کرو گی، تو آپ مزید کنجوس بنیں اور جب میں کوئی دس بارا دفعہ آپ سے پیسے مانگنے کی ضد کروں پھر مجھے میری مرضی کی نیگ دیجیئے گا۔۔ ایسے تو نہیں ہوتا۔۔ پلوشہ خان اسے استانیوں کی طرح سمجھاتی ہوئی آخر میں نروٹھے پن سے بولی۔۔ عالیان شاہ نے اسکی باتوں پہ ہنستے ہوئے اثبات میں سر ہلاتے ان پہ عمل کرنے کی ناکام کوشش کی۔۔ کیونکہ وہ ہر بار اسکے ضد کرنے سے پہلے ہی اسکی بولی گئی رقم اسکے ہاتھ پہ رکھ دیتا، جس پہ پلوشہ خان اپنا سر پیٹ کے رہ جاتی۔۔ کچھ دیر بعد بالآخر پلوشہ خان مسکرا کے اسکے ہاتھوں سے نیگ تھامتی ہوئی سامنے والے کمرے کی طرف بڑھی، تا کہ کچھ دیر آرام کر سکے۔۔ وہ کافی تھک چکی تھی۔۔

ارے یہاں نہیں ۔۔میں نے اپنی ڈول کے لئے ایک اسپیشل کمرہ سیٹ کروایا ہے۔۔ چلو میرے ساتھ۔۔ عالیان شاہ اسے اپنے بازو کے حصار میں لیتا کونے والے کمرے کی طرف بڑھا۔۔ پلوشہ خان اسکی بات پہ خوش ہوتی اس کے ہم قدم ہوئی تھی۔۔

KOH NOVELS - URDU

کمرے کا دروازہ کھولتے ہی پلوشہ خان کی آنکھیں تحیر سے پھیلی تھیں۔۔ پورا کمرہ پنک کلر کے امتزاج سے بے حد خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔۔ کمرے میں بے تحاشہ بڑے بڑے ٹیڈی بئیرز اور جگہ جگہ گلابی پھولوں کے دستے تھے۔۔ بیڈ کی وائٹ بیڈ شیٹ پہ جگہ جگہ بڑی بڑی خوبصورت سی ڈولز بٹھانے کے انداز میں رکھی گئی تھیں۔۔ وہ کمرہ خوابناک ماحول پیش کر رہا تھا۔۔ پلوشہ خان کی آنکھیں نم ہوئی عالیان شاہ کے اتنے پیار پہ۔۔

ٹھیک یو سو مچ لالہ!! وہ نم آنکھوں سے اسکا شکریہ ادا کرتی اسکے سینے سے لگی تھی۔ عالیان شاہ مسکرا کے اسکا سر تھپکتا اسے لئے اندر داخل ہوا تھا۔

پلوشہ خان سے کچھ دیر باتیں کر کے پلوشہ خان کے اصرار پہ وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھا، ورنہ اسکا دل تھا وہ اس سے مزید باتیں کرے لیکن پلوشہ خان نے اسے اپنی نازک سی بھابھی کا خیال کرواتے اسکے کمرے کی طرف بھیجا۔۔۔

عالیان شاہ اپنے سلکی گولڈن بالوں میں اپنا ہاتھ پھیرتا کمرے کا دروازہ کھولتے اندر داخل ہوا۔ اسے بیڈ پہ گھونگھٹ لے کے بیٹھنے کی بجائے تکیے پہ نیم دراز جمائی لے کے موبائل چلاتے دیکھ کے عالیان شاہ حیران بالکل نہیں ہوا، کیونکہ وہ خود کو پہلے ہی اس سیچویشن کے لئے تیار کئے ہوئے تھا۔ وہ جانتا تھا اسکی بیوی کے عام لڑکیوں والے کام بالکل نہیں ہیں ۔۔

البتہ عالیان شاہ یہ سوچتے ہوئے حیران ضرور ہوا، ناجانے اس نے ابھی تک شادی کا جوڑا کیسے زیب تن کر رکھا تھا؟ اسے موبائل میں اتنا گم دیکھتے عالیان شاہ اپنی شیروانی کے بٹن کھولتا اسکی طرف بڑھا ۔۔ وہ اسکے بالکل قریب آ کے کھڑا ہو چکا تھا، لیکن وہ ہنوز اپنی بڑی بڑی گولڈن آنکھوں کو پھیلائے موبائل کی سکرین کی طرف دیکھ رہی تھا۔ عالیان شاہ نے اسے موبائل میں اتنا گم دیکھتے اپنا آئیبرو اچکا کے ذرا سا نیچے جھکتے ہوئے اسکے موبائل میں دیکھا۔ اسکے یوں جھکنے پہ انابیہ خان چیخی، موبائل اسکے ہاتھوں سے چھوٹ کے بیڈ پہ گرا ۔۔ عالیان شاہ نے کسی صدمے کی کیفیت میں اپنی انوکھی بیوی کی طرف دیکھا، جو اپنی گولڈن نائٹ پہ کنفیوز

ہونے کی بجائے ریلیکس انداز میں نیم دراز ہالی ووڈ ہارر موویز دیکھنے میں مصروف تھی۔۔ شاید نہیں یقیناً اسے موویز دیکھنا بے حد پسند تھا۔

اوو گاڈ۔۔ ڈرا دیا۔۔۔ وہ عالیان شاہ کو دیکھ کے اپنا سانس بحال کرتی اسکے سینے پہ مکا جھڑتی ہوئی بولی۔۔۔ حیرت والی بات ہے اتنی رومانٹک (ڈراؤنی) موویز دیکھتے ہوئے تو تم نہیں ڈرتی ۔تو اپنے سہاگ کو دیکھتے ہوئے تم اتنا کیوں ڈر جاتی ہو؟؟ عالیان شاہ اسے تکیے پہ جھکا کے اسکے دائیں بائیں اپنا ہاتھ رکھتا آیبرو آچکا کے پوچھ رہا تھا۔۔ ہاااا!! رومانٹک کب تھی وہ تو ہارر مووی تھی۔۔ اور سہاگ کی جب اتنی ڈراؤنی شکل ہو تو میرا ڈرنا بنتا ہے۔۔ وہ اسے ٹکا کے جواب دیتی اپنی بظاہر پر اعتمادی سے اپنی چوڑیاں اتار کے سائیڈ ٹیبل پہ رکھ رہی تھی، لیکن دل اسکی اتنی نزدیکی پہ دھڑک دھڑک کے باہر نکلنے کو بے تاب تھا۔۔ یاد کرو۔۔ اسی سہاگ کی ڈراؤنی شکل کو تم چھپ چھپ کے دیکھتی تھی۔۔ وہ اسکے کان کی لوں دانتوں میں دباتا اسکی شادی سے پہلے والی دیوانی نظروں پہ چوٹ کرتا شرارت سے بولا۔۔۔

مجھے کوئی شوق نہیں تھا بلڈوزروں کو دیکھنے کا۔۔۔ خبردار جو تم نے مجھ پہ کوئی الزام لگایا تو۔۔۔ وہ صاف مکرتی ہوئی اب اسکے سینے پہ اپنے ہاتھوں کا دباؤ ڈالتی اسے خود سے پیچھے کرنا چاہ رہی تھی، لیکن وہ مزید قریب ہوتا اسکے ناک کو لبوں سے چھو گیا ۔۔۔ اسکی نتھ کا موتی بار بار اسکے لبوں کے ساتھ ٹچ ہوتا، عالیان شاہ کی تمام تر توجہ لئے ہوئے تھا۔۔ وہ عالیان شاہ کی پسند کے زرک اور موتیوں سے سجے بھاری میرون برائیڈل لہنگے چولی میں ملبوس تھی۔۔ لبوں کو میرون لپ اسٹک سے سجائے گولڈن بڑی بڑی آنکھوں کو مہارت سے سجایا گیا تھا۔۔ شاہوں کی روایتی دلہنوں کی طرح بھر بھر کے زیور پہنے سر پہ پنز کے ساتھ اچھے سے دوپٹا سیٹ کئے وہ کوئی اپسرا لگ رہی تھی۔۔ اسکے چہرے کے خوبصورت نقوش کو دیکھتے عالیان شاہ کی نظروں کو مرکز اسکا خوبصورت سراپا بنا۔۔۔ عالیان شاہ نے اسکے

دوپٹے سے تمام پنز اتارتے ہوئے اسے دوپٹے کی قید سے آزاد کیا۔۔ اسکے دوپٹے سے ندارد سراپے کے خوبصورت نشیب و فراز دیکھتے عالیان شاہ نے اپنے نچلے لب کو کنارہ دانتوں میں دباتے اسکی طرف دیکھا، جس کے گال دہک کے لال ہو چکے تھے۔۔ عالیان شاہ نے ایک جست میں اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کے اسے بیڈ سے اٹھا کے اپنی گود میں بٹھایا ۔۔ انابیہ خان نے اس اچانک افتاد پہ اسکی شیروانی کو اپنی مٹھیوں میں دبوچتے اسکی طرف دیکھا

--

عالیان شاہ نے اسکی نتھ کے موتی کو اسکے لبوں سے دور کرتے انہیں اپنے ہونٹوں سے چھوا۔۔ وہ نرمی سے اسکے لبوں کو کچھ سیکنڈز کے لئے چھو کے پھر سے چھوڑ دیتا ، اس نے یہ جسارت کتنی بار دہراتے ہوئے انابیہ خان کو کانوں کی لوں تک سرخ کیا۔۔ مجھے تم سے محبت شاید اسی دن ہوچکی تھی، جس دن تم نے میرا ہاتھ اپنے سر پہ رکھوانے کی بجائے خود کو زرش کے پیچھے چھپاتے ہوئے مجھ سے یہ بہانا بنایا تھا کہ تم اپنے سگے لالہ کے علاؤہ کسی کو بھائی نہیں بناتی البتہ تمہارا مقصد مجھے بھائی کی بجائے سہاگ بنانے کا تھا۔۔ انابیہ خان جو اسکے پہلے جملے پہ شرماتی ہوئی اپنی نظریں جھکا چکی تھی، اس کے اگلے جملے پہ اس نے اسے اپنی بڑی بڑی گولڈن آنکھوں سے گھور کے دیکھا۔۔ جو محبت کا اظہار کرنے کی بجائے اسکے پول کھول رہا تھا۔۔

KOH NOVELS - URDU

اچھا لگتا تھا مجھے۔۔۔ جب تم میری ہنسی کو اتنی محبت سے دیکھتی تھی۔۔ تمہاری نظریں اپنی ہنسی پہ محسوس کرتے ہوئے میرا دل خود بخود چاہتا تھا میں مسکراتا رہوں۔۔۔ وہ اسکے گالوں پہ اپنی گولڈن بیئرڈ سہلاتا بے حد پیار سے بولا۔۔ انابیہ خان اسکی سرگوشیوں پہ اس چالاک انسان کو دیکھ کے رہ گئی، جو اسکی ہر حرکت سے واقف ہوتا ہوا بھی اسے جان بوجھ کے اپنی جھوٹ موٹ کی بیوی کے ذکر سناتا تھا۔۔ پھر بھی تمہیں شرم نہیں آتی تھی ۔۔۔ میرے ساتھ اپنی نہ ہونے والی بیوی کا ذکر کرتے ہوئے؟؟ وہ اسکی شیروانی

کے کالر کو تھام کو اسے خود پہ جھکاتی تپے ہوئے لہجے میں بولی--- عالیان شاہ نے اسکے انداز پہ مبہم سا مسکراتے ہوئے نا میں سر ہلاتے اسے چڑایا۔ اور وہ چڑی بھی جس کا بدلہ وہ اسکے سینے پہ دانت گاڑتی ہوئی اتار رہی تھی۔ قسم سے ڈذی ڈوڈل ۔میں بھی تمہارے وجود کے اسی مقام پہ دانت گاڑتے ہوئے بدلہ اتاروں گا۔۔۔ وہ اس کے سراپے پہ اپنی بے باک نگاہیں ٹکاتا اسکے کان میں بے حد بے باک سرگوشی کرتا انابیہ خان کو سر تا پاؤں سرخ کر چکا تھا۔ انابیہ خان نے تھوک نگلتے ہوئے اسکے سینے سے دانت ہٹاتے شرم سے اسکی پشت پہ چٹکیاں کاٹی۔ عالیان شاہ نے اسکی تیزی پہ ہنستے ہوئے آرام آرام سے اسکے وجود کو اس بھاری زیور کے بوجھ سے آزاد کرتے اسکی گردن پہ جھکتے ہوئے اسے اپنے لمس سے مہکایا۔۔۔ اسکی گردن پہ اپنی شدتوں کے نشان چھوڑتے ہوئے عالیان شاہ نے سے اپنی گود سے بیڈ پہ منتقل کرتے ہوئے اپنی میرون شیروانی اتارتے ہوئے دور صوفے پہ پھینکی ۔۔ وہ اب سفید شلوار قمیض میں ملبوس بے حد پیارا لگ رہا تھا، انابیہ خان نے بمشکل اس پر سے اپنی نظریں ہٹائی تھیں جو اسے ہر رنگ میں پیارا لگتا تھا۔۔۔ پورے حق سے دیکھ سکتی ہو مجھے ۔۔۔ آخر کو تمہاری پرسنل پراپرٹی ہوں۔۔۔ عالیان شاہ اپنی زیرک نگاہوں سے اسکی چوری چھپی نظریں خود پہ محسوس کرتا اسے بیڈ پہ دھکا دے کے اس پہ سایہ فگن ہوتا گھمبیر تا میں بولا۔۔

صرف میری پراپرٹی!!۔۔۔ انابیہ خان نے اسکی سفید قمیض کے کالر کو اپنی مٹھیوں میں دبوچتے، اسے خود پہ جھکاتے پوزسیسوو انداز میں اس جملے کو دہرایا۔ جس پہ عالیان شاہ اسے اپنی آنکھوں سے ہاں کا اشارہ دیتے ہوئے اسکے لبوں پہ شدت سے جھکا۔۔۔ وہ اچانک سے اسکے لبوں پہ جھکتا اسکے میرون لپ اسٹک سے سجے ہونٹوں کو اپنی قید میں لے چکا تھا۔ انابیہ خان نے اسکے شدت بھرے انداز پہ اسکے گولڈن سلکی بالوں میں اپنی انگلیاں چلاتے ہوئے اسکا ساتھ دیا۔ وہ اس کا عشق تھا اگر اپنی ڈذی ڈوڈل کو پانے کی تڑپ عالیان شاہ کو تھی تو وہ بھی دل میں اس کے لئے اتنا ہی تڑپ رہی

تھی۔۔ آخر کو وہ اسکی زندگی میں آنے والا پہلا شخص تھا جس پہ پورا حق رکھتی تھی، وہ صرف اسکی ملکیت تھا ۔۔

عالیان شاہ نے اسکی پیش قدمی پہ اسکے دونوں گالوں پہ ہاتھ رکھتے اسکے لبوں پہ اپنی شدت مزید بڑھاتے ہوئے اپنی آنکھیں موندی ۔۔ وہ دونوں آنکھیں موندے ایک دوسرے کے لبوں کا جام پیتے کسی اور جہان میں نکل چکے تھے۔۔ کچھ دیر بعد انابیہ خان کی بکھرتی سانسوں کو محسوس کرتے عالیان شاہ نے اسکے لبوں کو آزادی بخشتے اسکی کمر میں اپنا ہاتھ ڈال کے اسے خود کے بے حد قریب کیا۔۔

تمہاری یہ پیش قدمی دیکھتے ہوئے مجھے نہیں لگتا اب کوئی اجازت باقی رہتی ہے؟؟ وہ اسکی ناک پہ ہولے سے اپنے دانت گاڑتا اسکے کان میں سرگوشی کرتے ریموٹ سے کمرے کی لائٹس آف کر چکا تھا۔۔ انابیہ خان نے تھوک نگلتے ہوئے اس نیم اندھیرے میں اسکی طرف دیکھا، جو اسکی چولی کی بیک زپ کھسکاتا اسکے کندھوں پہ عقیدت سے اپنے لب رکھتا، اسکی کرتی کو ایک جھٹکے میں اسکے تن سے الگ کر چکا تھا۔۔۔ عالیان شاہ نے ایک دم سے جھکتے ہوئے اپنی کچھ دیر پہلے کھائی گئی قسم کے مطابق اسکے دل کے مقام پہ اپنے دانت گاڑے، لیکن نرمی سے۔۔۔ انابیہ خان اسکی جسارت پہ اسکی سفید قمیض کو سینے سے مٹھیوں میں دبوچتی شرم و حیا سے سرخ پڑ رہی تھی۔۔۔ عالیان شاہ نے اسکے ہاتھوں کو اپنے لبوں سے چھوتے اس پر سے تھوڑا سا اٹھتے ہوئے اپنا قمیض اتار کے اسکی کرتی پہ پھینکی ۔۔

شا۔۔شاہ۔۔۔ اسکے ہاتھوں کی بے باک جسارتیں اپنے وجود پہ محسوس کرتے انابیہ خان نے بھوکھلاتے ہوئے اسے پکارا ۔۔

KUH NOVELS URDU

جانِ شاہ!!... عالیان شاہ اسکے لبوں کو بے حد پیار سے چومتا اسکے چہرہ پہ دیوانا وار اپنے لب رکھ رہا تھا۔ عالیان شاہ خود پہ اور انابیہ خان پہ کمبل درست کرتا کچھ ہی پل میں اپنی ڈذی ڈوڈل کے پورے وجود پہ قابض ہو چکا تھا۔ وہ اپنی محرم کے لئے اپنی زندگی کے گزرے تیس سالوں کی جمع شدہ شدتیں اس پہ نچھاور کرتا۔ انابیہ خان کو سسکیاں بھرنے پہ مجبور کر چکا تھا۔ وہ نازک سی لڑکی اسکی اتنی شدتوں کی تاب نہ لاتی بار بار اسکے سینے پہ اپنی دانت گاڑتی ہوئی سسک رہی تھی۔۔ عالیان شاہ نے اسے ریلکس کرنے کی خاطر اسکے لبوں کو اپنی نرم گرفت میں لیتے اس کی کمر کو اپنے ہاتھ سے سہلایا۔ اسکی شدتوں پہ انابیہ خان کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کے گالوں پہ بہہ رہے تھے۔۔ وہ بے حد شدت پسند تھا اسکا اندازہ آج ڈذی ڈوڈل کو بہت اچھے سے ہو چکا تھا۔ قطرہ قطرہ گزرتی رات کے ساتھ وہ اسے اپنی پیار کی بارش میں بھگوتا اسکی روح میں اترتا ہوا اسے مکمل طور پہ اپنا بناتے ہوئے خود میں سما چکا تھا۔

زرلاشتہ خان اپنے کمرے میں آتے ہی اپنا لباس اتارے بغیر اپنے بیڈ کی طرف بڑھی، وہ تیزی سے کمرے کی لائٹس بند کرتی اپنے بیڈ پہ جا کے کمبل میں دبک چکی تھی۔۔ ہائے رے زرلاشتہ خان کی ساحر خان سے بچنے کی معصوم سی کوششیں۔۔۔

KOH NOVELS - URDU

وہ ساحر خان کی کار میں کی گئی گستاخیوں کو یاد کرتی اپنے تیز تیز دھڑکتے دل پہ ہاتھ رکھتی، اپنی دھڑکنوں کو نارمل کرنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔۔ پندرہ منٹ مزید گزر چکے تھے، نہ ساحر خان کمرے میں آیا اور نہ ہی زرلاشتہ خان کی آنکھ لگ رہی تھی۔ وہ اپنی آنکھوں کو زور سے میچتی سونے کی بھرپور تگ و دو کر رہی تھی، لیکن نیند تھی کہ آنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔۔ وہ نیند نہ آنے کی وجہ سے جھنجھلاتی ہوئی آنکھیں موندے چہرے کے زاویے بگاڑ رہی تھی، جب اس پر سے کسی نے ایک جست میں

کمبل اتارا ۔۔ اس اچانک افتاد پہ زرلاشتہ خان نے اپنی تیزی سے اپنی آنکھیں وا کی، کمرے میں اب اندھیرے کی جگہ مدھم سی روشنی تھی۔ اپنے بالکل اوپر جھکے ساحر خان کو دیکھتے ہوئے زرلاشتہ خان نے تھوک نگلتے ہوئے پھر سے اپنی آنکھیں میچی۔۔ ویسے میرے اتنے سے غصے پہ تم وائبریشن پہ لگ جاتی ہو تو کیا تمہیں مجھ سے ڈر نہیں لگا تھا لال ہویلی جاتے ہوئے؟؟ ساحر خان ایک جست میں اس پر سے کمبل ہٹاتا ہوا، اسکی نازک کمر میں ہاتھ ڈال کے اسے کچھ اوپر کرتا اسکے کان میں دبی دبی آواز میں غرایا۔ زرلاشتہ خان اسکے تپے ہوئے انداز پہ مزید زور سے اپنی آنکھیں میچ گئی۔۔۔ جواب دو مجھے۔۔۔ کس سے پوچھ کے رکی تھی تم لال ہویلی؟؟ وہ اسے آنکھیں میچتا دیکھ کے تپے ہوئے انداز میں بولتا اسکے پھولے گال پہ اپنے دانت نرمی سے گاڑ چکا تھا۔۔

اپ نے خود ہی ہمیں اجازت دی تھی ۔۔۔ خبردار جو آپ نے ہم پر غصہ کیا ۔۔ ہم اپنے بیٹے کو شکایت لگائیں گے آپکی۔۔۔ وہ بند آنکھوں سے غصہ کرنے کی ناکام کوشش کررہی تھی، کیونکہ اس کی روہانسی آواز میں معصومیت کا تاثر تھا۔ جس سے لگتا ہی نہیں تھا وہ غصہ کر رہی ہو۔۔ ساحر خان تو اسکی گل افشانیوں پہ حیرانگی سے اسے دیکھ کے رہ گیا ۔۔ وہ جب بھی گل بہار کے ساتھ ایک سے دو دن گزارتی تھی، وہ یوں ہی نڈر ہو کے شیرنی بننے کی کوشش کرتی تھی۔ ساحر خان کی ایک شدت بھری جسارت کی دیر تھی، جب اس نے شیرنی سے بھیگی معصوم سی بلی بن جانا تھا۔۔۔

KOH NOVELS - URDU

اچھا میں نے کب اجازت دی تھی تمہیں ؟؟ اور اگر دی تھی تو مجھے یاد کیوں نہیں آ رہا؟؟ اور تم اپنے بیٹے کو میری شکایت لگاؤ گی تو وہ زیادہ سے زیادہ کیا کر لے گا سوائے مجھ سے تھپڑ کھانے کے؟؟ ساحر خان اسکا جبڑا اپنے ہاتھ کی نرم گرفت میں لیتا اسے سختی سے اپنے سینے سے لپٹاتا آئیبرو اچکاتے ہوئے اسکے کان میں تپی ہوئی سرگوشی کر گیا۔ وہ اب اسکی ٹھوری کے موٹے سیاہ تل پہ اپنے دانت گاڑ رہا تھا۔۔

آپ---نے---یوں---سر---ہلاتے---ہوئے---مورے---کو---اجازت---دی---تھی---خان---آپ---یاد---کریں---آپ---کو---یاد---آ---جائے---گا--- زرلاشتہ خان جو دل میں اپنے بیٹے پہ اسکے تھپڑوں کے تشدد کا سن کے ہی تپ چکی تھی، وہ اپنی ٹھوری کے تل پہ اسکے دانتوں کا بڑھتا دباؤ محسوس کر کے اپنا سر اثبات میں ہلاتی منمناتے ہوئے بولی---

اچھا کس طرح سے سر ہلایا تھا میں نے؟؟ ساحر خان اسکے معصوم سے انداز پہ اپنی بے ساختہ امڈ آنے والی مسکراہٹ دباتا پھر سے آئیبرو اچکاتا ہوا بولا تھا دل نے ایک دفعہ پھر سے اسکا معصومانہ انداز دیکھنے کی اپیل کی--- جس پہ زرلاشتہ خان نے اپنا چہرہ بالکل سنجیدہ اور سڑا ہوا بنا کے ہاں میں سر ہلایا، جیسے کل ساحر خان نے زرمینہ خان کو اجازت دینے کی غرض سے ہلایا تھا--- اسکے چہرے کے تاثرات دیکھتے ہوئے ساحر خان نے اپنا قہقہ دباتے ہوئے اسے غصے سے گھور کے دیکھا، جو اسکی نقل بالکل پرفیکٹ اتارتی تھی-- ناجانے وہ کہاں چھپ چھپ کے اسکی نقل اتارنے کی پریکٹس کرتی رہی تھی----

تمہیں میرا یہ والا ایک اشارہ یاد ہے اور وہ سو اشارے یاد نہیں ہیں، جو میں نے تمہیں نا جانے کے لئے کئے تھے؟؟ ساحر خان اسکی چالاکی پہ اسکے لبوں پہ اپنے لب رکھتا نروٹھے پن سے بولا--- کب---ہم---نے---تو---نہیں---دیکھا-- وہ شرم سے گلابی پڑتی اپنے چہرے کو پیچھے کی طرف کرتی صاف جھوٹ بول رہی تھی-- اچھاا!! بتاؤ کب؟؟ وہ اسکی چالاکی پہ اسکی کمر پہ اپنے ہاتھ کا دباؤ ڈالتا، اسے مزید خود کے قریب کرتا دھمکی دینے والے انداز میں بولا- جس پہ زرلاشتہ خان نے زور زور سے نفی میں سر ہلاتے اسکی گردن میں اپنا چہرہ چھپایا-- جانتی جو تھی لاکھ کوشش کر کے بھی اسکے حصار سے نکل نہیں پائے گی---

جانتی ہو تمہارے بغیر کتنی مشکل سے ٹھٹھرتی سردی کی یہ رات گزاری ہے میں نے--- ایک پل چین نہیں آیا، مجھے اور تم اتنی ظالم ہوتی جا رہی ہو تمہیں بھی اپنے خان پہ ذرا ترس نہیں آیا۔؟ وہ اسکے پورے چہرے پہ اپنی بھوری گھنی بیرڈ مونچھیں رگڑتا شکوہ کناں انداز میں بولا--- اسکے بے باک سے شکوے پہ زرلاشتہ خان نے دہکے گالوں کے ساتھ اپنی نظریں جھکائی--- سب سے زیادہ تمہارے ان ہونٹوں کو مس کیا میں نے--- ساحر خان اسکے لبوں کو اپنی انگوٹھے سے مسلتا گھمبیر تا میں بولا--- اسکی خمار آلود آواز پہ زرلاشتہ خان کے گلے میں گلٹی بھر کے معدوم ہوئی۔ اور تمہارے اس تل کو بھی---- وہ اسکی ٹھوری کے تل پہ اپنے دانت گاڑتا اسے مزید اپنی کل کی کیفیات سے آگاہ کر رہا تھا۔ زرلاشتہ خان اسکی نیلی آنکھوں میں خمار کی سرخی دیکھتے ہی اندازہ کر چکی تھی۔ وہ آج اسے بخشنے کا ارادہ قطعی نہیں رکھتا۔

اور تمہاری اس بیوٹی بون کو بھی--- اسکے لب اب سرکتے ہوئے اسکی بیوٹی بون پہ آئے۔ ساحر خان اسکا دوپٹے سے ندارد سراپا دیکھتے اس کے پور پور پہ اپنے لب رکھنے کو شدید بے تاب تھا۔

کیا تمہیں میری یاد نہیں آئی تھی تاشو؟؟ وہ اس کی سی گرین بھاری پٹھانی فراک کے گہرے سٹائلش سے گلے پہ لب رکھتا خمار آلود آواز میں اسے مخاطب کر رہا تھا۔ اسکے سوال پہ تضاد اسکی جسارت پہ زرلاشتہ خان کی دھڑکنیں بے ترتیب ہوئی۔ وہ اسے کیا جواب دیتی کہ وہ خود بھی ساری رات کروٹیں لیتی رہی ہے؟؟ اگر نیند یہاں ساحر خان کو نہیں آئی تھی، تو وہاں زرلاشتہ خان بھی کوئی سکون کی نیند نہیں سوئی تھی۔ اسے اسکے سینے پہ پھیل کے سونے کی عادت تھی، ایسے میں لال ہویلی کا خالی بیڈ اسے کانٹوں کے بستر سے کم نہیں لگ رہا تھا۔ مختصراً معصوم سی بلی کو شوہر کی تڑپ بھی دیکھنی تھی اور شوہر کے سینے پہ پھیل کے سونا بھی تھا --

میرا فون کیوں نہیں اٹھایا تھا تم نے؟؟ وہ اچانک سے اسے گھورتا ہوا غرایا، ساحر خان کو بالکل ابھی یاد آیا کہ اس کی معصوم سی بلی نے کل سے اسکا ایک فون تک نہیں اٹھایا تھا۔ اس نے اسے کوئی دو سو کالز، دو سو میسجز کیے تھے، لیکن وہ اتنی ظالم تھی اس نے اس کا فون اٹھانا تو دور ایک میسج تک سین نہیں کیا تھا۔۔

ہمارا ۔۔ فون۔۔۔یہی۔۔۔پہ۔۔۔رہ۔۔۔گیا۔۔۔تھا۔۔۔خان۔۔۔ وہ نظریں جھکائے سراپا معصومیت بنتی پھر سے صاف جھوٹ بول چکی تھی۔۔ اسے ساحر خان کے ساتھ ایسے چھوٹے موٹے سے جھوٹ بولنے کی عادت تھی اور ساحر خان کو اس کی اس عادت سے سخت چڑ تھی۔۔۔

تمہاری یہ جھوٹ بولنے والی گندی عادت کب جائے گی؟؟ ساحر خان اسے اپنے سینے میں چھپتا دیکھ کے اس کا سر زبردستی اپنے سینے سے نکالتا روعب سے بولا، جس پہ ذرلاشتہ خان نے اسے نروٹھے پن سے دیکھتے ہوئے اپنا رخ موڑا۔۔

ڈانئیو ۔۔۔۔ وہ بڑبڑائی۔۔۔

KOH NOVELS - URDU

کیا بولا؟۔۔ ساحر خان اسے گھوریوں سے نوازتے ہوئے بولا۔۔ اور پھر اسکی خاموشی اور نروٹھے انداز پہ وہ جھک کے اسکے لبوں کو اپنی شدت بھری گرفت میں لے چکا تھا۔۔ وہ اسکی سانسوں کے ساتھ بری طرح سے کھلواڑ کرتا اسے احتیاط سے بیڈ پہ لٹاتا اسکے اوپر پھر سے جھک چکا تھا۔۔۔ ساحر خان کے لب اسکے لبوں سے سرکتے ہوئے ٹھوری پہ آئے، پھر ٹھوری سے گردن اور یونہی وہ اسکی پٹھانی فراک کی زپ کھسکاتا اس پہ جھکتا چلا گیا ۔۔۔ اس نے یہ سب اتنی برق رفتاری سے کیا کہ زرلاشتہ خان اسکا منہ دیکھ کے رہ گئی۔۔ اسے اپنی طرف دیکھتا پا کے ساحر خان نے اسکے گہرے گلے پہ اپنی

انگلیاں سہلاتے اسکے کان میں بے باک سرگوشیاں کرتے اسے آنکھ ونک کی--- زرلاشتہ خان اسکی بے باکیوں پہ شرم و حیا سے سرخ پڑتی اسکے سینے میں اپنا چہرا چھپا گئی--- ساحر خان بے باک قہقہ لگاتا اسے اوندھے منہ کرتا اسکی کمر پہ اپنے تشنہ لب رکھتا اس پہ جھکتا چلا گیا --

---

-

لگ گئی نا ٹھنڈ--- اسی لئے منع کیا تھا میں نے---- چھینکتی ہوئی پری وش کو گاڑی سے نکلتا دیکھ کے سعد خان اپنی گاڑی لاک کرتا تاصف سے بولا-- اس نے پری وش کو راستے میں کتنا منع کیا تھا آئس کریم کھانے سے--- لیکن اس نے اسے ضد دکھاتے جان کے کتنی ساری آئس کریم کھائی اور اب وہ تقریباً پچھلے دس منٹ سے لگاتار چھینک رہی تھی- نہیں چھوٹے خان---یہ تو مجھے الرجی ہو گئی ہے حال کے کھانے کی وجہ سے--- اچھو ---- پری وش اسکی بات کی نفی کرتی اسے سمجھانے والے انداز میں بولی-- سعد خان نے اسکی بغیر لاجک کے بات پہ اپنا آئیبرو اچکا کے اسے دیکھتے اسکی طرف اپنے قدم بڑھائے---

چھوٹے--- خان---اب مجھے---یوں
---مت--گھوریں---بیوی---پہ---زرا--سے---پیسے---کیا---لگا---دئیے---ڈانٹنا ہی شروع کر دیا ہے--- اچھو ---اچھو--- وہ اسکے گھورنے پہ تزبزب کا شکار ہوتی نروٹھے پن سے بولتی ہوئی اندر کی جانب بڑھی-- اسکی چھینکیں ہنوز جاری تھیں -- سعد خان نے اسکی ایموشنل بلیک میلنگ پہ اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے اسکے پیچھے اپنے قدم بڑھائے--

خود کو میری بیوی بھی بولتی ہو--- اور بیویوں والا کوئی کام کوئی جسارت تم سے ہوتی نہیں ہے-- ماننا پڑے گا کافی چھوٹی ہو تم--- تم سے بہادر تو کے-جی

کے بچے ہوتے ہیں۔۔ وہ اسکے پیچھے ہی اسکے کمرے میں آتا دروازے کو اپنی ٹھوکر سے بند کرتا تاصف سے اسے تنگ کرنے کی غرض سے بولا۔۔ پری وش کا دماغ تو جیسے اسکی باتوں پہ بھک سے اڑا۔ وہ اسے جب بھی چھوٹی بولتا تھا، اسکا میٹر ایسے ہی شارٹ ہوتا تھا۔۔ وہ غصے سے اسکی طرف بڑھتی اسکے پیروں پہ اپنے پیر رکھ کے اسکی قمیض کے کالر کو تھام کے اسکے جھٹکے میں خود پہ جھکاتی اسکے لبوں پہ جسارت کرتی ہوئی سعد خان کو کرسٹل گرے آنکھیں پھیلانے پہ مجبور کر چکی تھی۔۔ سعد خان نے حیرانگی سے اسے اپنے لبوں پہ لب رکھتے ہوئے دیکھا۔۔ اور وہ جو اسے کچھ سیکنڈ کے لئے بہادر بن کے دیکھاتی پیچھے ہٹنے ہی والی تھی ، سعد خان نے اسے پیچھے ہٹنے نہیں دیا تھا۔ بلکہ وہ اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کے اسے اپنے بازوؤں میں اٹھاتا اسکے لبوں کو شدت سے جھکڑ چکا تھا۔۔

شاہ۔۔۔۔اٹھو۔۔۔ صبح کے آٹھ بج رہے تھے، جب انابیہ خان بیڈ پہ اوندھے منہ سوئے عالیان شاہ کا برہنہ کندھا ہلاتی روہانسے انداز میں بولی۔۔ وہ ابھی کچھ دیر پہلے ہی سویا تھا۔۔

ہمم۔۔ عالیان شاہ نے نیند میں ہنکارا بھرا۔۔ الماری میں میرے کوئی کپڑے نہیں ہیں۔۔ کنگال شاہ تم نے میری کوئی شاپنگ نہیں کی؟؟ اب سب ناشتے پہ آرہے ہیں میں کیا پہن کے بیٹھوں گی؟ وہ اسکے کندھے پہ مکا جھڑتی روہانسی ہوتی ہوئی بولی، جتنا شرمانا تھا وہ صبح فجر کے بعد تک اس سے شرما چکی تھی۔۔ اب الماری کو عالیان شاہ کے کپڑوں سے بھرا دیکھ کے اسکا میٹر شارٹ ہوا، جس میں اسکے لئے ایک بھی لباس نہیں تھا۔۔ وہ اس وقت عالیان شاہ کے بلیک ٹراؤزر اور شرٹ میں ملبوس تھی۔۔ عالیان شاہ کی شرٹ اسکے گھٹنوں تک آ رہی تھی، جب کے اسکے لمبے سے ٹراؤز کو وہ گٹنوں تک فولڈ کیے ہوئے تھی۔۔ عالیان شاہ نے اسکے روہانسے انداز پہ اپنی ڈارک براؤن آنکھوں کو وا کرتے اسکی طرف دیکھا۔۔ اسے اپنے لباس میں دیکھتے ہوئے عالیان شاہ کی آنکھوں سے نیند بھک سے اڑ ی۔۔ اس نے اسے کلائی سے پکڑتے ہوئے اپنے سینے پہ گراتے ایک جھٹکے میں کروٹ بدلتے اسے خود کے نیچے کیا

۔ انابیہ خان کا سر چکرایا اس اچانک افتاد پہ۔۔۔ عالیان شاہ نے اسکی گیلی گولڈن زلفوں میں اپنا چہرہ چھپاتے اسکی گردن پہ اپنے لب رکھے۔۔۔۔

ڈذی ڈوڈل تم مجھے میرے لباس میں اتنی پیاری لگ رہی ہو میرا دل کر رہا ہے ایک بار پھر سے تم پہ ٹوٹ کے اپنے پیار کی بارش کروں۔۔۔ عالیان شاہ اسکے سراپے کو گہری نظروں سے دیکھتا اسکے ماتھے پہ شدت سے اپنے ہونٹ رکھتے پیار سے بولا۔۔۔۔

خبردار!! جو تم نے ایسا سوچا بھی تو ابھی تو شاور۔۔۔ انابیہ خان جو پٹر پٹر بولنے والی تھی ، عالیان شاہ کی زومعنی نظریں خود پہ محسوس کرتی وہ اپنے جملے پہ غور کرتی دہکے گالوں سے نظریں جھکا چکی تھی۔۔

اب یہ شاور تو تمہیں دن میں ہر نماز سے پہلے لینا پڑے گا ڈاکٹر ڈذی۔۔۔۔ عالیان شاہ بے باک قہقہ لگاتا ہوا اسکے کانوں کی لوں کو دانتوں میں دبا کے شرارت سے بولتا، اسکے لبوں پہ شدت سے جھک چکا تھا۔۔ اسکی اتنی بے باک بات پہ انابیہ کے جسم کا سارا خون سمٹ کے اسکے چہرے پہ آیا تھا۔۔ وہ اسکی بڑھتی شدت پہ اسکا ساتھ دیتی اسکی گردن میں بانہوں کا ہار ڈال کے خود کو ایک بار پھر سے اسکے حوالے کر چکی تھی۔۔

عشقِ ستم ۔۔۔۔ قسط 101

تقریبا آٹھ ماہ بعد:

خا۔خان۔۔۔ رات کا ایک بج رہا تھا جب زرلاشتہ خان نے کراہتے ہوئے اپنے ساتھ لپٹ کے سوتے، ساحر خان کا برہنہ کندھا ہلاتے ہوئے اسے پکارا۔۔

خان کی جان!! کیا ہوا؟؟ ساحر خان کی آنکھ ابھی ہی لگی تھی، زرلاشتہ خان کی ہلکی سی پکار پہ اسکے کان یوں کھڑے ہو جاتے تھے-- ابھی بھی اسکی ہلکی سی کراہتی آواز پہ ساحر خان کی نیند بھک سے اڑی۔

خانخان--ہمیں---بہت---درد---ہو--رہا---ہے--- زرلاشتہ خان اپنے پیٹ پہ ہاتھ رکھتی بری طرح سے روتی ہوئی بولی---- شش---ہم بس ہاسپٹل جا رہے ہیں--- تاشو ریلیکس--- ساحر خان نے تیزی سے اپنی کالی شرٹ اٹھا کے پہنتے ہوئے زرلاشتہ خان کو اپنے بازوؤں میں اٹھاتے اسے اپنے سینے میں بھینچتے ریلیکس کروانے کی ناکام کوشش کی--- وہ ریلیکس ہونے کی بجائے مزید پینک ہو رہی تھی-- اسے یوں تکلیف کی وجہ سے ہچکیوں سے روتے دیکھ کے ساحر خان کے ہاتھ پیر پھولے----

تاشو-- کچھ بھی نہیں ہو گا--- میں ہوں نا تمہارے ساتھ خان کی جان--- ساحر خان اسے مکمل طور پہ چادر میں چھپاتا اسکے ماتھے پہ شدت سے بوسا دیتا اسکے آنسوؤں کو صاف کرتے تیزی سے باہر کی طرف بڑھا----

چھوٹے خان!!! ساحر خان نے اپنے کمرے سے نکلتے ہوئے بلند آواز میں سعد خان کو آواز دی، جو یقیناً رات کے اس وقت اسی پورشن میں جم کررہا تھا-- ساحر خان جو ہر بڑی سے بڑی سیچویشن ڈیل کر جاتا تھا، آج زرلاشتہ خان کو یوں تکلیف سے کراہتے دیکھ کے اسکی ٹانگوں سے جان نکل رہی تھی-- وہ جانتا تھا وہ گاڑی نہیں چلا پائے گا۔ اسی لئے اس نے سعد خان کو آواز دی تھی--

KOH NOVELS - URDU

جی لالہ؟؟ --سعد خان اسکی پریشان آواز پہ تیزی سے جم سے باہر نکلا-- اور پھر ساحر خان کے کچھ بولنے سے پہلے ہی اس کے بازوؤں میں زرلاشتہ خان کو روتے دیکھ کے وہ ایک سیکنڈ میں معاملے کی تہہ تک پہنچتا تیزی سے ایک ساتھ تین تین سیڑھیاں اترتا نیچے پورچ کی طرف بڑھا----

---

ساحر خان پریشانی سے ہاسپیٹل کے کاریڈور میں لگاتار چکر پہ چکر لگا رہا تھا۔ اسکو یوں چکر لگاتے دیکھ کے سعد خان کا دماغ چکرا رہا تھا۔ اس نے اسے کتنا ہی پرسکون کرنے کی کوشش کی، لیکن وہ ہنوز بے حد پریشان تھا۔ ساحر خان کو وہ تمام پل یاد آئے، جب وہ گاڑی میں اس کے حصار میں پینک ہوتی رو رہی تھی، وہ اسکے لاکھ چپ کروانے پہ بھی خاموش نہیں ہوئی تھی۔

(ساحر خان نے راستے میں ہی عالیان شاہ کو فون کرتے ہوئے جلدی سے انابیہ خان کے ساتھ ہاسپٹل پہنچنے کا حکم دیا۔۔۔ کیونکہ وہ جانتا تھا رات کے اس وقت ہاسپٹل میں فی میل ڈاکٹرز کی بجائے میل ڈاکٹرز ہوں گے جن کا سایہ بھی وہ اپنی تاشو پہ برداشت نہیں کر سکتا تھا۔۔ عالیان شاہ جو رات کے اس وقت اپنی ڈذی ڈوڈل کو اپنی شدتوں سے روشناس کروا رہا تھا ، فون پہ ساحر خان کی ساری سچویشن سنتے۔ وہ اسے تسلی دیتا جلدی سے انابیہ خان پر سے اٹھتا انابیہ خان کو اس سیچویشن سے آگاہ کر رہا تھا۔)

ساحر خان تو اپنی تاشو کے آنسوؤں پہ تڑپتا ہوا اسکے ساتھ ہی لیبر روم میں جا رہا تھا۔ جب انابیہ خان نے سٹپٹا کے عالیان شاہ کو اشارہ کرتے ہوئے اسے روکنے کا کہا۔۔۔ عالیان شاہ نے کس طرح سے اسے روکا تھا یہ وہی جانتا تھا۔

کچھ گھنٹوں بعد لیبر روم کا دروازہ کھلا، جب ماسک اتارتی انابیہ خان خوشی سے کھلکھلاتا چہرہ لئے ان کی طرف بڑھی۔۔۔

Guess what?

KOH NOVELS - URDU

(بوجھیں کیا ہوا؟؟)

انابیہ خان ان تینوں کی طرف دیکھتی ہوئی مسکرا کے بولی۔۔۔ ساحر خان کا دل شدت سے دھڑکا۔۔۔اس نے زرلاشتہ خان کا پہلے کوئی الٹراساؤنڈ نہیں کروایا تھا ، وہ قطعی نہیں جانتا تھا کہ اس کا بیٹا ہوا ہے یا بیٹی۔۔۔ لیکن زرلاشتہ خان نے اسے ان پورے نو ماہ میں جتنی اپنے آنے واے بیٹے کی دھمکیاں دے ڈالیں، ساحر خان کے دل نے بے ساختہ بیٹے کا فتویٰ دیا۔۔۔

یار لالہ اپنی ڈنڈی ڈوڈل کو بولیں یو خوامخواہ کا سسپنس نہ کریٹ کرے۔۔ مجھے کچھ ہو جائے گا۔۔ جلدی بتاؤ ؟؟ بے تاب سا سعد خان ساحر خان کے کچھ بولنے سے پہلے ہی عالیان شاہ کو دیکھ کے بچوں سے انداز میں بولتا پھر سے انابیہ خان سے مخاطب ہوا۔۔۔

صبر۔۔۔ حوصلہ ۔۔۔ بہت بہت پیارا سا بیٹا ہوا ہے ۔۔۔ بہت بہت مبارک ہو نک چڑھے لالہ!! انابیہ خان ان تینوں کی طرف دیکھ کے ٹھہر ٹھہر کے بے حد خوشدلی سے بولتی ساحر خان کو مبارکباد دے رہی تھی، لیکن اسے نک چڑھا بولنا وہ بالکل نہیں بھولی تھی۔۔

بیٹے کو چھوڑو میری بیوی کا بتاؤ ؟؟ کیسی ہے میری تاشو؟؟ ساحر خان جو بیٹے کی خبر سنتا دل میں بے حد خوش ہوا۔ بظاہر لاپرواہ بنتے اس نے سب سے پہلے اپنی بیوی کی خبر لی تھی جو اسکے دل کا ٹکڑا تھی ۔

اللہ کا شکر ہے وہ ٹھیک ہے۔۔۔ ابھی بے ہوشی کی حالت میں ہے کچھ وقت تک اسے ہوش آ جائے گا۔۔ انابیہ خان بیٹے کی پیدائش پہ اسکی اتنی لاپرواہی پہ حیرانگی سے اپنی آنکھیں پھیلا کے بولی۔۔۔ ساحر خان نے تشکر بھری نظروں سے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے اپنی آنکھیں میچ کے کھولی۔۔۔

بہت بہت مبارک ہو خان۔۔۔ عالیان شاہ نے زور سے اسکے گلے لگتے ہوئے اسے مبارکباد دی، ساحر خان نے مسکراتے ہوئے اسکے گرد اپنے حصار باندھتے اسکا شکریہ ادا کیا۔۔۔ وہ اتنی رات میں اسکی ایک پکار پہ یوں دوڑا چلا آیا تھا۔۔ ساحر خان اسکا بے حد شکرگزار تھا۔۔

KOH NOVELS URDU

لالہ آپ کا بہت شکریہ مجھے اتنی جلدی چاچو کے عہدے پہ فائز کرنے کے لئے۔۔۔ سعد خان نے اسے اپنے انداز میں مبارکباد دیتے گلے لگایا، جس پہ ساحر خان کا بے ساختہ خوشی سے قہقہ بلند ہوا تھا۔۔

ساحر خان ابھی فجر کی نماز کے ساتھ شکرانے کے نفل ادا کر کے آیا تھا، جب اسے زرلاشتہ خان کے ہوش میں آنے کی خبر ملی۔۔۔ ساحر خان تو یہ جیسے اسی خبر کے انتظار میں تھا ، اس نے عالیان شاہ اور سعد خان کے ہاتھوں میں موجود اپنے بیٹے کو ایک نظر دیکھنے کی بجائے پرائیویٹ روم کی طرف اپنے قدم بڑھائے جہاں اسکی تاشو تھی۔۔

اسے بیڈ پہ آنکھیں موند کے لیٹے دیکھ کے ساحر خان لمبے لمبے ڈنگ بڑھتا اسکی طرف آیا۔۔ ساحر خان نے اس تک پہنچتے جھک کے اسکے ماتھے پہ شدت سے اپنے لب رکھے۔۔۔ زرلاشتہ خان نے اسکی لمس پہ پٹ سے اپنی آنکھیں کھولتے اسکی طرف دیکھا، جو بے حد محبت سے اسکے چہرے کے نقوش پہ اپنے لب رکھ رہا تھا۔۔ زرلاشتہ خان جو پہلے ہی درد برداشت کرنے کی وجہ سے بے حد سینسیٹو ہو چکی تھی، اسکے نرم لمس پہ اسکی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو اس کے عارضوں پہ گرے۔۔۔

میری جان! میری زندگی۔۔۔ ساحر خان اسکے آنسو شدت سے اپنے لبوں سے پیتا اسکے ماتھے پہ لب رکھتے والہانہ انداز میں محبت سے گویا ہوا۔۔۔

خا۔خان۔۔۔ اس نے سسکتے ہوئے معصومیت سے اسے پکارا۔۔۔

بس یہ پہلی اور آخری بار تھی۔۔ آئیندہ سے تمہیں کبھی بھی اس تکلیف سے گزرنا نہیں پڑے گا خان کی جان۔۔۔ ساحر خان اس کے ڈرپ والے ہاتھ کو

KOH NOVELS URDU

نرمی سے چومتے اسکے ذرد پڑتے گالوں کو اپنے ہاتھوں سے نرمی سے سہلاتے گویا ہوا۔۔ اسکی بات پہ زرلاشتہ خان نے جلدی سے اپنے آنسو صاف کرتے اسے نروٹھے پن سے دیکھا۔۔۔

اولاد اللہ کی نعمت ہے خان ۔۔ مجھے اس تکلیف سے سو بار بھی گزرنا پڑے گا تو میں گزر جاؤں گی۔۔ آپ ایسا بول بھی کیسے سکتے ہیں؟؟۔۔ ۔ کوئی آخری با۔۔۔ زرلاشتہ خان جو اسکی بات پہ نروٹھے پن سے بے ساختہ پٹر پٹر بولنے جا رہی تھی، اسکی بے باک نظریں اپنے سراپے پہ دیکھتے ہوئے اسکے الفاظ منہ میں ہی رہ چکے تھے۔۔ ہائے ہماری معصوم تاشو بھی کس کو سمجھا رہی تھی، جس نے ہر بات کو اپنے مطلب میں لینا تھا۔۔

اتنا ہی شوق ہے بار بار اس تکلیف سے گزرنے کا تو کیوں نہ تمہارے ان چالیس دنوں کے گزرتے ہی ایک اور ٹرائی ماروں؟؟ ساحر خان اسکے بے حد قریب بیٹھتا اسکے کان کی لوں کو دانتوں میں دباتا اسکے چہرے پہ اپنی بھوری بییرڈ رگڑتا بے حد بے باکی سے گویا ہوا۔۔ اسکی بات پہ زرلاشتہ خان کی رنگت جو پہلے ذرد پڑ رہی تھی، اب اس میں کچھ ہی سیکنڈز میں سرخیاں گھلی چکی تھی۔۔ اسکی بے باکی پہ زرلاشتہ خان کے جسم کا سارا خون سمٹ کے چہرے پہ آیا تھا۔۔ وہ ایسے جواب دیتا کہ زرلاشتہ خان ہکا بکا اسے دیکھنے کے قابل تک نہ رہتی۔۔ وہ اپنی لرزتی پلکیں جھکا چکی تھی۔۔ ساحر خان نے اسے شرم و حیا سے گلابیاں بکھیرتے دیکھ کے ہنستے ہوئے اسکے گلابی ہونٹوں کو نرمی سے اپنی قید میں لیا۔۔ وہ بے حد نرمی سے اسکے ہونٹ چومتا اسکے بالوں میں اپنی انگلیاں سہلا رہا تھا۔۔

ساحر خان زرلاشتہ خان کو احتیاط سے بیڈ پہ لٹاتا اسے طاقت کے لئے دودھ، ابلے انڈے اور ناجانے کب سے کیا کیا کھلا رہا تھا۔۔ زرلاشتہ خان کا سارا ناشتہ ہویلی سے آیا تھا۔۔ حیدر خان، فارس خان، ضرار خان، رایان خان، داور

خان اور سجاول خان تو صبح سعد خان سے فون پہ یہ خبر ملتے ہی دوڑے دوڑے ہاسپٹل چلے آئے۔ (درام خان صبح صبح فرصت سے سو رہا تھا اسی لئے وہ ان سب کے ساتھ ہاسپٹل نہیں آیا تھا۔) ساحر خان نے ان سے مبارک وصول کرتے ہوئے بھی ابھی تک اپنے بیٹے پہ نظر نہیں ڈالی تھی، اسکا کہنا تھا وہ اپنی بیوی کے ساتھ فرصت سے اپنا بیٹا دیکھے گا۔

خان۔۔نہیں ۔۔پہلے مجھے میرا بچہ دیکھنا ہے۔۔۔ زرلاشتہ خان اسکے ہاتھ میں پکڑے دودھ کے گلاس کو دور کرتی روہانسے انداز میں بولی۔۔۔

وہ یہ جملہ پچھلے آدھے گھنٹے سے سو دفعہ دہرا چکی تھی، لیکن ساحر خان اسکی بات کا جواب دئیے بغیر اسے مصروف انداز میں کھلاتا جا رہا تھا۔ وہ جانتا تھا وہ اپنے بچے کو دیکھنے کے بعد کچھ بھی نہیں کھائے گی، اسی لئے اس نے اسے پہلے یہ سب کھلانا پلانا مناسب سمجھا۔ ابھی وہ یہی ضد کر رہی تھی، جب ان کے کمرے کا دروازہ ناک ہوا۔۔ ساحر خان نے اپنی بھاری آواز میں آنے والے کو اجازت دیتے، زرلاشتہ خان کو پھر سے دودھ کا گلاس پکڑاتے ہوئے آنکھیں دکھائی۔۔۔اسکی آنکھوں میں سختی دیکھتی زرلاشتہ خان معصومیت سے اسے گھورتی دودھ کے چھوٹے چھوٹے گھونٹ بھر رہی تھی۔۔۔ ساحر خان نے اس کے گھورنے کی پروا کئے بغیر اس پہ چادر درست کرتے ہوئے پھیلائی۔۔۔

KOH NOVELS - URDU

اہم ۔۔ اہم۔۔۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی ضرار خان کو ہمیشہ کی طرح کھانسی کا دورا پڑا، ساحر خان کی زرلاشتہ خان سے اتنی نزدیکی پہ۔۔۔ ساحر خان ، ضرار خان کا اشارہ سمجھ کے اسے گھورتا ہوا بیڈ سے کھڑا ہوا۔۔ فارس خان اور رایان خان نے آگے بڑھتے، اپنی بہن کے ماتھے پہ پیار سے لب رکھتے اسے مبارکباد دی۔۔۔ جس پہ اس نے جھینپتے ہوئے اپنی نظریں جھکائی۔۔۔

بابا جان ہمارا بچہ دیکھا دیں ہمیں--- یہ ہمیں کب سے ڈانٹیں جا رہے ہیں-- ہمیں ہمارا بیٹا نہیں دیکھا رہے--- زرلاشتہ خان حیدر خان کے ہاتھوں میں اپنی ننھی سی جان دیکھتے ہوئے بے تابی سے بولتی لگے ہاتھ ساحر خان کی شکایت بھی لگا چکی تھی، جس پہ ساحر خان نے اپنی نیلی آنکھیں پھیلاتے ہوئے اپنی معصوم بلی کو دیکھا۔ جو ماں کے عہدے پہ فائز ہوتے ہی چالاک بلی بن چکی تھی--

حیدر خان نے زرلاشتہ خان کی معصوم سی شکایت پہ ساحر خان کو گھوریوں سے نوازتے ہوئے اپنی بیٹی جیسی بہو کی طرف قدم بڑھاتے، اسکے ہاتھوں میں اسکا بیٹا پکڑایا۔ جو اپنی نیلی موٹی اور بڑی بڑی آنکھوں کو کھولے پٹر پٹر زرلاشتہ خان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ ساحر خان کے بیٹے نے سعد خان کی گود میں اپنی آنکھیں کھولیں اور تب سے اس نے ایک منٹ بھی اپنی آنکھیں بند نہیں کی تھیں۔ وہ ہر کسی کو دیکھتا، جیسے سب کا خاموشی سے جائزہ کے رہا تھا۔ زرلاشتہ خان کی گود میں آتے ہی اس ننھی سی جان کے ماتھے پہ پہلے جو ننھا سا بل تھا، وہ غائب ہو چکا تھا۔ وہ چہرے پہ دنیا جہان کی معصومیت لیے اپنی ماں کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اسے یوں معصومیت سے اپنی طرف دیکھتا پا کے زرلاشتہ خان کی آنکھیں نم ہوئی، جب کہ اپنے اتنے گول مٹول سے بیٹے کو دیکھتے ہوئے ساحر خان کی آنکھیں حیرت سے پھٹی--- اس نے کہاں اپنا اتنا موٹا گول گپا سا بیٹا امیجن کیا تھا؟؟

KOH NOVELS - URDU

او گاڈ--- یہ میرا بیٹا نہیں ہو سکتا!! بابا جان یہ میرا بیٹا نہیں ہے-- یہ کہاں سے اٹھا لائے ہیں آپ؟؟ ساحر خان صدمے کی کیفیت میں بولا، اسکی بنا لاجک کے کی گئی بات پہ سب نے حیرانگی سے اسکی طرف دیکھتے ہوئے آئی بیرو اچکایا--- زرلاشتہ خان جو اپنے بیٹے کو گود میں لئے آنسو بہا رہی تھی، ساحر خان کی بات پہ اس نے معصومیت سے اپنے آنسو رگڑتے ہوئے ساحر خان کی طرف دیکھا جو ناجانے کیوں اتنا شاکڈ تھا ؟

کیا فضول بکے جا رہے ہو؟ کوئی اندھا بھی اسکے نقش دیکھ کے بتا دے یہ تمہارا بیٹا ہے۔۔ حیدر خان نے اسکی فضول بات پہ اپنا سر جھٹکتے ہوئے اسے جھاڑ پلائی۔۔۔

میرا بیٹا؟ میں اتنا موٹا کب تھا؟؟ آپ مانے یا نہ مانے بابا جان میرا اور تاشو کا بیٹا ہاسپٹل والوں نے چینج کر دیا ہے۔۔ یہ موٹا بھالو میرا بیٹا ہر گز نہیں سکتا!! ساحر خان اپنے بیٹے کی صحت پہ دل میں سو بار ماشاءاللہ بولتا، جبکہ اپنے بیٹے کے سرخ و سفید ماتھے پہ اپنی باتوں کی وجہ سے ننھا سا بل پڑتا دیکھ کے جان بوجھ کے اپنی باتوں کو طول دے رہا تھا۔

یہ ہمارا ہی بیٹا ہے خان۔۔ یہ دیکھیں یہ ہماری طرح کتنا معصوم ہے۔۔ اسکی آنکھیں بالکل آپ کی طرح ہیں۔۔ آپ ایسا کیوں بول رہے ہیں؟؟ زرلاشتہ خان اسکی باتوں پہ پل میں ہچکیوں سے رونا شروع ہو چکی تھی، ساحر خان کے منہ سے اپنے بیٹے کے لئے بھالو لفظ اسے قطعی پسند نہیں آیا تھا۔ اسکے روتے ہی وہ ننھی سی جان جو کب سے سب کا جائزہ لے رہا تھا، ماں کو روتے دیکھ کے وہ بھی گلہ پھاڑ کے رونا شروع کر چکا تھا۔ اسے یوں روتے دیکھ کے زرلاشتہ خان نے تیزی سے اپنے آنسو صاف کر کے بھوکھلاتے ہوئے اپنے بیٹے کی طرف دیکھا، جو ناجانے کیوں رو رہا تھا۔ لیکن اسکے خاموشی سے دیکھنے کی دیر تھی کہ اسکا بیٹا رونا بالکل بند کر کے معصومیت سے ماں کو ایسے دیکھ رہا تھا جیسے کبھی رویا ہی نہ ہو۔ البتہ اسکی لمبی گھنی مڑی ہوئی پلکیں بھیگی ضرور ہوئی تھیں۔

ساحر خان سمیت سب حیرانگی اور صدمے کی کیفیت میں ساحر خان کے نوٹنکی بیٹے کو دیکھ رہے تھے، جو ناجانے کیا کھا کے پیدا ہوا تھا۔

یہ پکڑو۔۔ اور اسے جا کے باہر سیل پہ لگا دو۔۔ نہیں چائیے مجھے تمہاری طرح کا یہ سانڈ بیٹا۔ تمہارا سایہ ہو گیا ہے اس پہ۔۔ ساحر خان اپنے بیٹے کو بار بار اپنی تاشو کی طرف معصومیت سے دیکھنے پہ بری طرح سے جیلس ہوتا اسے زرلاشتہ خان سے پکڑ کے فارس خان کے بچپن میں موٹے ہونے پہ چوٹ کرتا ہوا اسے پکڑانے ہی والا تھا لیکن اس سے پکڑایا ہی نہیں گیا۔

میرا بچہ ۔۔ ناجانے اسے اپنے بیٹے میں کیسی کشش محسوس ہوئی، وہ اپنے جذبات پہ مزید قابو نہ پاتے اسے فارس خان کو دینے کی بجائے سرگوشی میں بیٹے کے کان میں پیار سے اس سے مخاطب ہوتا اسے شدت سے اپنے سینے میں بھینچ گیا۔۔ ساحر خان کے انداز پہ سب نے کھل کے مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔۔ زرلاشتہ خان بھیگی آنکھوں سے مسکرائی۔۔۔

ساحر خان نے بے خود ہوتے اپنے بیٹے کے ماتھے کو چومتے اسکے گالوں پہ اپنے لب رکھے، جب اسکے بیٹے نے اسکی داڑھی کی چبھن کی وجہ سے وہ رونا مچایا تھا کہ الامان ۔۔ ساحر خان نے اسکے رونے پہ پریشانی سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔ فارس خان نے اسکی پریشان شکل دیکھ کے اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے ہوئے اس کے ہاتھ سے اپنے خوبصورت سے چالاک بھانجے کو اٹھاتے زرلاشتہ خان کی گود میں بٹھایا، جس پہ وہ منٹوں میں چپ کرتا ماں کو بالکل پہلے کی طرح معصومیت سے دیکھنا شروع کر چکا تھا۔ یہ سب ایک پل میں ہوا تھا۔ وہ ایک منٹ میں ساحر خان کے حصار میں روتا، زرلاشتہ خان کے پاس جاتے ہی رونا بند کر چکا تھا۔ ساحر خان کی حیرانگی کی کوئی انتہا نہیں تھی۔ اس نے منہ کھولتے ہوئے اپنے بیٹے کی طرف دیکھا، جو اس دنیا میں آتے ہی اسکی بیوی کو تارتا اسے جلتے توے پہ بٹھا چکا تھا۔

KUH NOVELS - URDU

بیٹے کے یوں خاموش ہونے پہ زرلاشتہ خان بے ساختہ ہلکا سا ہنسی، جس پہ اسکا بیٹا بھی معصومیت سے مسکرایا---

خان!! یہ دیکھیں--- لالہ-بابا جان--- زرلاشتہ خان اچانک سے خوشی سے لبریز آواز میں بولتی سب کو حیران کر چکی تھی- سب زرا سا اسکے بیڈ کے قریب ہوئے---

میرے بیٹے کے دو دو ڈمپلز --- لالہ یہ کتنا پیارا ہے نا؟؟ زرلاشتہ خان اپنے بیٹے کے دونوں گال چومتی بے حد معصومیت سے نم آنکھوں سے گویا ہوئی- جس پہ سب نے مسکراتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا، سوائے ساحر خان کے جس کی جیلسی کی کوئی انتہا نہیں تھی- اسکی بیوی جو اسکے ڈمپل کی دیوانی تھی، وہ اسے بیٹے کے دو دو ڈمپلز کو دیکھ کے اسکے ڈمپل کو فراموش کرتی اسکی دیوانی بن چکی تھی- ساحر خان نے بے حد غصے سے گھورتے ہوئے اس چھوٹے سے چالاک بھالو کو دیکھا، جو آتے ہی اسکی بیوی پہ اپنا قبضہ جما چکا تھا-

ساحر خان کے تاثرات پہ سب نے بمشکل اپنا قہقہ دبایا--- ساحر خان کے بیٹے کی پیدائش پہ پورے ہاسپٹل کے ساتھ ساتھ پورے سوات میں مٹھیایاں اور راشن بانٹا گیا--- ہویلی میں کتنے ہی بکرے اور اونٹ اس کے صدقے کے لئے ذبخ کروائے گئے---

کیا نام رکھو گے پھر اپنے خوبصورت سے بیٹے کا؟؟ داور خان نے ساحر خان کا کندھا تھپتپاتے ہوئے اپنی مسکراہٹ دبا کے اس سے پوچھا، جو تپتے ہوئے اپنے بیٹے کو گھور رہا تھا-

سانڈ یا برفانی ریچھ۔۔ جو صحیح لگے نادرا میں رجسٹر کروا دیں۔۔ ساحر خان بے حد تپے ہوئے لہجے میں بولتا سب کو بلند قہقہ لگانے پہ مجبور کر چکا تھا۔۔

ہنسو مت۔۔۔ یہ سب تمہارے چاکلیٹیں ٹھونسنے کا نتیجا ہے جو میرا بچہ اتنا موٹا پیدا ہوا ہے۔۔ ساحر خان ہلکا سا ہنستی زرلاشتہ خان کے کان کے پاس جھکتا دبی دبی آواز میں غرایا، جس پہ زرلاشتہ خان نے اپنی ہری آنکھین پھیلاتے ہوئے اسکی طرف دیکھا۔ جس کا موڈ آج پل میں توشا پل میں ماشہ ہو رہا تھا۔۔

"زوہان ساحر خان" کیسا رہے گا لالہ ؟؟ سجاول خان نے اپنے گول مٹول سے بھتیجے کو اٹھا کے پیار سے خود میں بھینچتے اسے نام دیا۔۔۔ ساحر خان کے ساتھ ساتھ سب نے سجاول خان کے دئیے اس خوبصورت سے نام کی تائید کی۔۔۔ زرلاشتہ خان کو بھی اپنے بیٹے کے لئے یہ خوبصورت سا نام بے حد پسند آیا۔۔۔

زوہان ساحر خان کیسا رہے گا لالہ؟؟۔۔۔ رایان خان نے منہ بگاڑتے ہوئے مدھم آواز میں سجاول خان کی نقل اتاری، جو یہاں پہ اپنے نمبر بڑھا چکا تھا۔۔ سجاول خان نے اسکے چڑنے پہ اسے دل جلانے والے مسکراہٹ پاس کی۔۔۔ زوہان ساحر خان اپنے ماتھے پہ ہنوز ننھا سا بل لئے سب کو دیکھ رہا تھا، جو اسے بار بار اسکی خوبصورت ماں کی گود سے اٹھا کے خود میں بھینچ رہے تھے۔۔

ابھی فارس خان اپنے بھانجے زوہان خان کے ہاتھ چوم رہا تھا، جب اسکا فون رنگ ہوا۔۔۔ لال ہویلی کا نمبر دیکھتے ہوئے فارس خان نے یس کرتے ہوئے کان کو لگایا اور پھر جو خبر فارس خان کو سننے کو ملی تھی وہ اسکا دل چیڑنے کے لئے کافی تھی۔۔۔

مورے!!!! ایسا کیسے ۔۔ فارس خان یک دم تڑپتا ہوا حلق کے بل چیختا اپنا جملہ ادھورا چھوڑ چکا تھا۔۔

کیا ہوا؟؟ داور خان تیزی سے اسکے قریب آتا ہوا اسکا فون تھام چکا تھا۔۔

آنی جان آپ پریشان مت ہوں، چھوٹا خان میٹھایاں بانٹتا ہوا لال ہویلی کی طرف ہی آ رہا ہے۔۔ آپ پلیز رونا بند کریں۔۔۔ ہم کچھ منٹوں میں آپ کے پاس پہنچ رہے ہیں۔۔۔ داور خان جو فون پہ ملنے والی خبر سنتا ہوا پہلے ساکت ہو چکا تھا، پھر اچانک سے اسے سعد خان کا خیال آیا۔ جو ابھی کچھ دیر پہلے ہی اپنی گل کو پھوپھو بننے کی مبارک باد دینے کے لئے لال ہویلی کی طرف ہی نکلا تھا۔۔ داور خان نے سمجھداری سے سارا معاملہ سنبھالتے ہوئے تیزی سے فون آف کرتے باہر کی جانب اپنے قدم بڑھائے۔۔۔ باقی سب ہکا بکا داور خان اور فارس خان کو دیکھ رہے تھے، جن کے چہروں کے رنگ سفید پڑھ چکے تھے۔۔

مجھے کوئی بتائے گا یہاں کیا ہو رہا ہے؟؟ ساحر خان ان دونوں کو دروازے کی طرف لپکتا دیکھ کے غصے سے بولا، جو سب کو پریشان کرتے بنا کچھ بتائے یہاں سے نکل رہے تھے۔۔

گل سیڑھیوں سے گر گئی ہے۔۔۔ یہ داور خان کے الفاظ تھے یا کوئی صور جو یہاں کھڑے ہر انسان کے کانوں میں پھونکا گیا تھا۔۔ سب اپنی اپنی جگہ پہ جامد ہوئے۔۔۔ یہ خبر ان سب کے دل کی دھڑکنیں ساکت کر چکی تھی۔۔ آخر ان خانزادوں کی خوشیوں کو ہی ہر بار کیوں نظر لگتی تھی؟؟

KOH NOVELS - URDU

سعد خان جو اپنے ہاتھ میں سویٹس کے ڈھیروں شاپرز پکڑتا، مسکراتا ہوا لال ہویلی کے لاونج میں داخل ہوا۔ سامنے زمین پہ لیٹی کراہتی ہوئی گل بہار کو دیکھتے اسکے پیروں سے جان نکلی۔۔۔ زرمینہ خان اور وردہ خان روتی ہوئی گل بہار کو زمین سے اٹھانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔۔۔ پریگنینسی کی وجہ سے گل بہار کا وزن اچھا خاصا ہو چکا تھا، لیکن چہرے پہ ممتا کا نور الگ ہی تھا۔ جسے ناجانے کس کی نظر لگ چکی تھی، جو اسکے آخری دنوں میں اسکا پیر سیڑھیوں سے پھسل چکا تھا۔۔

گل!!! سعد خان اپنے ہاتھ سے ہر چیز زمین پہ پھینکتا، چیختے ہوئے گل بہار کی طرف بڑھا۔۔ زرمینہ خان اور وردہ خان نے سعد خان کو یہاں دیکھتے ہی بے ساختہ بلند آواز میں اللہ کا شکر ادا کیا۔۔ وہ خان تھے ان کی ہویلیوں میں کوئی مرتا مر جاتا لیکن وہ کسی غیر مرد ملازم کو بلوا کے اپنی عورت کو چھونے کا موقع نہیں دے سکتے تھے، اسی لئے زرمینہ خان اور وردہ خان نے کسی بھی ملازم کو یہاں قدم نہیں رکھنے دیا تھا۔ فارس خان حشر برپا کر دیتا۔۔

سعد خان نے روتی چلاتی، گل بہار کو اپنے مضبوط بازوؤں میں اٹھاتے ہوئے اسکی چادر چہرے پہ دیتے تیزی سے باہر پورچ کی طرف اپنے قدم بڑھائے۔۔۔ بہن کی حالت دیکھتے ہوئے اسکی کرسٹل گرے آنکھوں میں آنسو جھل مل ہوئے، جن پہ اس نے بمشکل قابو پاتے ہوئے اسے بیک سیٹ پہ لٹایا۔۔۔ زرمینہ خان پیچھے گل بہار کے ساتھ بیٹھتی، اسکا سر اپنی گود میں رکھتی اس پہ صورتیں پڑھ پڑھ کے پھونکتی ساتھ ساتھ آنسو بہا رہی تھیں۔۔ سعد خان نے سٹیرنگ پہ مضبوطی سے اپنے ہاتھ جماتے گاڑی کی سپیڈ خطرناک حد تک بڑھائی۔۔۔ وہ اپنی گل کی حالت دیکھتا بمشکل اپنے حواسوں پہ قابو پائے، بےحد تیز رفتار گاڑی چلا رہا تھا۔ سعد خان نے آدھے گھنٹے کے ہاسپٹل کا سفر سات منٹوں میں تہہ کیا۔۔ فارس اور داور خان جو ہاسپٹل کی پارکنگ میں بھاگتے ہوئے اپنی گاڑیوں کی طرف بھاگے تھے، سعد خان کو گل بہار کو اٹھا کے یوں اندر کی طرف تقریباً بھاگتے دیکھ کے دونوں نے تشکر سے آسمان کی طرف دیکھا۔ معاملہ اتنا لیٹ نہیں ہوا تھا۔ فارس خان کی ہری آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ اسکی گھنی سنہری بیرڈ میں جذب ہوئے، جنہیں سب سے چھپانے کی غرض سے وہ اپنا چہرہ موڑ چکا تھا۔ فارس خان کا دل

کسی انہونی کے احساس سے شدت سے دھڑک، اسکی ٹانگوں میں اتنی جان نہیں تھی وہ ایک نظر جا کے اپنی بیوی کو دیکھ لے۔۔ انہی کی طرف آتے ساحر خان نے داور خان کو اشارے سے اوپر سعد خان کے پیچھے جانے کا کہتے، فارس خان کے سامنے جاتے اسے زور سے اپنے گلے سے لگایا۔ وہ جانتا تھا فارس خان اسکی بہن سے اپنی جان وارنے کی حد تک پیار کرتا ہے، وہ اسے اس حالت میں دیکھتا یقیناً بالکل ٹوٹ چکا تھا۔۔۔ فارس خان کے چہرے پہ آنسو دیکھتے ساحر خان نے اسے آنکھیں دکھا کے اسکے چہرے پہ ہلکا سا مکا جھڑتے اسکے آنسو صاف کیے۔۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔ اللہ پہ بھروسہ رکھ۔۔ ساحر خان جو بہن کی حالت دیکھتا ہوا دل میں تڑپ اٹھا تھا، وہ جانتا تھا سامنے کھڑے انسان سے زیادہ کوئی بھی انسان اسکی بہن سے اتنی محبت نہیں کر سکتا۔ جتنی فارس خان کرتا تھا حتیٰ کہ ساحر خان کی محبت بھی شاید اسکے مقابلے میں بہت پیچھے رہ جاتی۔۔۔

گل بہار کو آپریشن تھیٹر میں لے جاتے اسکی کرٹکل کنڈیشن کو دیکھتے فارس خان سے کانٹریکٹ سائن کروایا گیا۔۔ خواہ وہ اپنے بچے کو بچانا چاہتے ہیں یا گل بہار فارس خان کو؟؟ فارس خان نے اپنی ہری گلابی آنکھوں کو میچ کے کھولتے ہوئے گل بہار کا نام لکھا۔۔۔

KOH NOVELS - URDU

فارس خان خود پہ ٹوٹتی اس اچانک آزمائش پہ ہنوز حیران پریشان سا دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھا۔ اگر اس نے اپنی بیوی یا بچے میں کسی ایک کو بھی کھو دیا وہ تو جیتے جی پاگل ہو جائے گا۔۔۔

("تم میری کوئی بات نہیں مانتے۔۔ اگر میں ڈلیوری کے دوران مر گئی نا پھر میری یاد آئے گی تمہیں ۔۔۔") آٹھ ماہ پہلے گل بہار کا بولا گیا، یہ جملہ اسکے کانوں میں کسی تازیانے کی طرح گونج رہا تھا۔ فارس خان کا دل دھڑکتا ہوا

سینے کی دیواروں کو پٹک رہا تھا۔ اپنی جان سے پیاری بیوی کو اتنی تکلیف میں دیکھتے ہوئے اس کا بس نہیں تھا وہ خود کو کچھ کر لے۔۔

عالیان شاہ کے ہمت دلانے پہ انابیہ خان گل بہار کا آپریشن کرنے کے لئے خود ہی آپریشن تھیٹر کی طرف بڑھی۔۔۔ معاملہ کافی کریٹکل تھا ، گل بہار ان آٹھ سے نو ماہ میں اسکی بہترین دوست بن چکی تھی۔ اپنی دوست کی یہ حالت دیکھتے ہوئے اس کا دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔ وہ کتنا خوش خوش رہتی تھی اپنی پریگنینسی کے دوران۔ کیسے اترا اترا کے اپنے آنے والے بیٹا کا زکر کیا کرتی تھی۔۔

زرلاشتہ خان کمرے میں زرمینہ خان کے گلے لگ کے گل بہار کے لیے آنسو بہا رہی تھی، جب کہ باقی سب آپریشن تھیٹر کے باہر بے چینی سے ٹہلتے گل بہار اور اس کے بچے کے لئے دعا گو تھے۔ فارس خان آنکھیں موند کے دیوار کے ساتھ اپنا سر ٹکاتا بالکل خاموش کھڑا تھا۔ کچھ بولنے کو تھا ہی نہیں! وہ کتنا منع کرتا تھا گل بہار کو تیز تیز بھاگنے دوڑنے سے، لیکن اس نے اسکی ایک نہیں سنی تھی۔ جس کا نتیجہ آج اسکا یوں سیڑھیوں سے پھسلنا نکلا۔۔۔

تقریباً دو گھنٹوں بعد انابیہ خان سسکتی ہوئی آپریشن تھیٹر سے باہر نکلی۔۔۔ وہ روتے ہوئی بے ساختہ عالیان شاہ کے کندھے پہ اپنا سر ٹکا چکی تھی۔۔

ہے۔۔۔ڈذی۔۔ڈونٹ یو ڈئیر ٹو ٹیل می اینی بیڈ نیوز۔۔۔ (جرآت بھی نے کرنا مجھے کوئی بری خبر سنانے کی!) عالیان شاہ اس کے یوں رونے پہ اسے کہنی سے تھامتا ہوا نفی میں سر ہلاتے گویا ہوا۔۔۔ فارس خان کو لگا اسکا دل ابھی باہر آ جائے گا۔۔

بیٹا ہوا ہے اور بیٹے کی مورے بھی خطرے سے باہر ہیں۔ وہ سسکتی ہوئی بولی۔۔۔ اس نے جس طرح سے سسکتے ہوئے گل بہار کا آپریٹ کیا، یہ صرف وہی جانتی تھی یا اسکا خدا۔۔۔ سب کو فارس خان کو مبارک دینے میں مصروف دیکھتے ہوئے عالیان شاہ نے بے ساختہ انابیہ خان کو اپنے سینے میں بھینچتے اسکے ماتھے پہ شدت سے اپنے لب رکھے۔۔۔ انابیہ خان سب کی موجودگی میں اسکی اس حرکت پہ نا محسوس انداز میں اسکے سینے پہ دانت گاڑتی اس سے دور ہوئی، اسکے گال دہک کے اناری ہوئے۔۔۔ صد شکر سب فارس خان میں مصروف تھے کسی نے ان دونوں کو نہیں دیکھا تھا۔۔

انابیہ خان کے الفاظ پہ فارس خان کو لگا اسے نئی زندگی مل گئی ہو۔۔

اللَّهُمَّ مَا أَصْبَحَ بِي مِنْ نِعْمَةٍ۔۔۔(اے اللہ میں نے تیرے نعمت کے ساتھ صبح کی) فارس خان سرگوشی میں اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرتے ہوئے حیدر خان کے گلے لگتا ان کی مبارکباد وصول کررہا تھا۔۔

فَمِنْكَ وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ،۔۔۔۔ (اور تو اکیلا ہے، تیرا کوئی شریک نہیں،)

KOH NOVELS - URDU

وہ منہ میں اس دعا کا ورد کرتا ساحر خان ، داور خان اور ضرار خان کے گلے لگا تھا۔۔

لَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ۔۔۔۔(تمام تعریفیں تیرے لئے ہیں اور تیرے لئے ہی شکر ہے۔) فارس خان گہری سانس بھر کے یہ دعا مکمل کرتا اب رایان خان ، سجاول خان اور سعد خان سے ملا۔۔۔ آخر میں عالیان شاہ نے اسکی طرف آتے اسے سختی سے خود میں بھینچتے مبارکباد دی۔۔۔ فارس خان نے انابیہ خان کا

تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے اسکے سر پہ ہاتھ رکھا، جس پہ وہ نم آنکھوں سے مسکرائی----

کچھ دیر بعد گل بہار کو لیبر روم میں شفٹ کر دیا گیا۔۔ گل بہار کے ہوش میں آنے پہ سب اس کے روم کی طرف بڑھے، سوائے فارس خان کے جو اندر جانے کے بجائے ہاسپٹل سے نکلتا ہوا قریبی مسجد کی طرف بڑھا۔۔۔۔

گل بہار کو کافی دیر سے ہوش آ چکا تھا سب کو اپنے بیٹے کے ساتھ مصروف دیکھتے ہوئے، وہ بار بار مسکراتی ہوئی غنودگی میں چلی جاتی۔۔ وہ کب سے فارس خان کا انتظار کر رہی تھی، لیکن وہ ایک دفعہ بھی اس کمرے میں نہیں آیا تھا۔ گل بہار اپنے بیٹے کو دیکھتی بے حد خوش ہوئی ، اسکا بیٹا فارس خان کی ڈٹو کاپی تھا۔ لیکن جس طرح فارس خان بچپن میں گول مٹول تھا وہ اتنا موٹا نہیں تھا، لیکن ہاں صحت مند ضرور تھا ۔۔ گل بہار پہلے سے کافی کمزور لگ رہی تھی۔۔ اسے اپنے پورے وجود میں بے حد درد اٹھتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔۔

KOH NOVELS - URDU

یہ کتنا پیارا ہے گل۔۔۔ میرے بیٹے کے ساتھ ایکسچینج کر لو پلیز۔۔۔۔ ساحر خان اپنی جان سے پیاری بہن کی نظریں بار بار دروازے پہ محسوس کرتا اسے مصروف کرنے کی غرض سے بے حد پیار سے بولتا اسکے بیٹے کے چھوٹے چھوٹے ہاتھ چوم رہا تھا۔۔ گل بہار اپنے لالہ کے پیار پہ مسکراتی ہوئی ابھی اسے کوئی جواب دیتی جب سنجیدہ سا فارس خان کمرے میں داخل ہوا۔۔ وہ ساحر خان کی بات سن چکا تھا، اسکی بات سنتے ہوئے اسکی نظر اپنے بیٹے پہ اٹھی۔ جس نے اپنی آنکھیں شاید اپنے ساحر ماموں کے ہاتھوں میں ہی کھولیں تھی، وہ بالکل زوہان خان کی طرح اپنے ماتھے پہ ننھا سا بل لئے سب

کو پٹر پٹر دیکھ رہا تھا۔ وہ دونوں ایک دن پیدا ہوئے تھے اور دونوں کی حرکتیں بھی تقریباً ایک جیسی ہی لگ رہی تھیں۔ ایٹیوڈ تو جیسے دونوں میں کوٹ کوٹ کے بھرا ہوا تھا۔

فارس خان نے گل بہار کو ایک نظر دیکھ کے اپنی نگاہیں اس پر سے پھیرتے، ساحر خان کے ہاتھوں سے اپنا بیٹا تھاما۔۔ وہ خاموشی سے اپنے بیٹے کے گال سہلا رہا تھا۔ اس کا بیٹا اسکے ہاتھوں کی نرمی پہ بلیوں کی طرح اپنی گردن مزے سے مزید اسکے ہاتھوں کے ساتھ جوڑ رہا تھا۔جیسے اسے اس سب میں کافی مزہ آ رہا ہو۔ فارس خان نے بے ساختہ نیچے جھکتے ہوئے اپنے بیٹے کے ماتھے پہ شدت سے اپنے لب رکھتے اسکے گالوں کو چوما تھا۔

یہ میرا بیٹا ہے۔۔۔ تم لوگوں کا تاشو کے کمرے میں ہے۔۔۔ ساحر خان تو اس کے فارس خان کے حصار میں نہ رونے پہ ہی اتنے ڈیسنٹ بچے پہ اپنی جان وار چکا تھا۔ ایک اس کا برفانی بھالو تھا، جو باپ کے چومنے پہ ہی رونا پٹنا شروع کر چکا تھا۔ساحر خان ، فارس خان سے زبردستی اسکا بیٹا پکڑتا اترا کے بولا۔ لیکن وہ یہ نہیں جانتا تھا اس ڈیسنٹ بچے نے زوہان خان کے پیروں پہ پیر رکھنے تھے۔۔۔

آپ کا ہی بیٹا ہے لالہ۔۔۔ میری خواہش ہے آپ اسکا نام اپنی پسند کا رکھیں۔۔ گل بہار جو فارس خان کی بے رخی سے پھیری گئی نظروں پہ اندر تک زخمی ہو چکی تھی، اپنے لالہ کو اپنے بیٹے کی وجہ سے اتنا خوش دیکھتی وہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔۔

"ہمدان فارس(بے غیرت) خان" ساحر خان اپنے خوبصورت سے بھانجے کا ماتھا چومتا مسکراتے ہوئے بولا، جس پہ گل بہار نے آنکھوں کے اشارے سے نام سن کرتے ہوئے اسے بدلے میں مسکراہٹ پاس کی۔۔۔

KOH NOVELS URDU

فارس خان کے بیٹے کے ساتھ ملاقات کرنے کے بعد وہ سب فارس خان اور گل بہار کو کچھ وقت دینے کے لئے باہر کی جانب بڑھ چکے تھے ۔۔ فارس خان سب کے جانے کے بعد بھی گل بہار کو اگنور کرتا خوش دلی کے ساتھ اپنے بیٹے کے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کے ساتھ کھیلنے میں مصروف تھا یہ جانے بغیر کے اسکے بیٹے نے اسکے ناک میں کتنا دم کرنا تھا۔۔

فارس۔۔۔ اسکی کتنی دیر خاموشی پہ گل بہار نے بالآخر خود ہی اسے پکارتے خود کی طرف متوجہ کیا، لیکن وہ اسے ہنوز اگنور کرتا ہمدان خان میں مصروف تھا۔ وہ اس سے بے حد ناراض تھا، اس نے آج اسکی جان نکالنے میں کوئی کثر نہیں چھوڑی تھی۔۔

مجھے ہمدان خان کے ساتھ کھیلنا ہے۔۔۔ وہ اسکی بے رخی پہ لب دبا کے اپنے آنسو پیتی، پھر سے اس سے مخاطب ہوئی۔ لیکن فارس خان تو اسے پھر سے دودھ میں مکھی کی طرح اگنور کر چکا تھا۔ گل بہار اسکی بے رخی پہ اسے دیکھ کے رہ گئی۔۔ آنسو نیلی آنکھوں سے ٹوٹ کے گالوں پہ بہے۔۔۔

وہ اب اسے پکارنے کی بجائے خود ہی تکیے سے اپنا سر اٹھاتی تھوڑا سا اوپر ہو رہی تھی، لیکن سٹیچز کے بری طرح سے دکھنے پہ وہ ہلکی سی چیخ مارتی ہوئی سسکی۔۔۔

فارس خان تیزی سے ہمدان خان کو بے بسی سے کاٹ میں لٹاتا گل بہار کی طرف بڑھا۔۔۔

بہار--- کیا کرتی ہو تم؟؟ فارس خان اسکی لاپرواہی پہ اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کے اسے احتیاط سے بیڈ پہ لٹاتا غصے سے بولا---

چھوڑو مجھے --- ابھی بھی ویسے ہی اگنور کرو جیسے پہلے کر رہے تھے--- وہ اسکے حصار میں روتی ہوئی چیخی---

تم نے پچھلے کتنے گھنٹوں سے میری جان سولی پہ لٹکائی تھی، اس کے حساب کون برابر کرے گا؟؟منع کیا تھا نا میں نے تیز تیز چلنے پہ--- پھر کیوں نہیں ہوئی تھی باز؟؟ فارس خان اسکے پھولے گال پہ دانت گاڑتا غرایا---

میں--جان بوجھ کے گری تھی؟؟ کیا میں اپنے بیٹے کی جان کی دشمن تھی؟؟ تم جو مجھ سے ناراض ہو کے یوں بے رخی برت رہے ہو-- تم اس تکلیف کا اندازہ نہیں لگا سکتے جو میں نے تمہارا بچہ پیدا کرتے ہوئے سہی ہے ، تم نے مجھ سے بے رخی برتتے ہوئے اتنے اہم موقعے پہ میرا دل توڑا ہے --ہٹو-- وہ اپنے اونچا بولنے کی وجہ سے اپنے وجود میں اٹھتے درد کی پروا کیے بغیر روتے ہوئے غرائی--- فارس خان نے جھکتے ہوئے اسکے لبوں پہ نرمی سے قفل لگایا، تا کہ وہ مزید اونچا بول کے اپنے اسٹیچز خراب نہ کر لے-- گل بہار نے غصے سے اسکے لبوں پہ دانت گاڑتے اسکی گردن پہ زور سے اپنے ناخن گاڑے----

بہت ظالم ہو تم--- غلطی ماننے کی بجائے مجھ پہ چڑھائی کرتے ہوئے شرم تو نہیں آتی؟؟ فارس خان اسے گھور کے بولتا اسکی گردن پہ جھک چکا تھا -- ابھی اس نے اسکی گردن پہ اپنی شدتوں کے نشان چھوڑنے شروع ہی کیے، جب بے بی کاٹ سے اسکے ہمدان خان کے رونے کی آواز پہ وہ جھنجھلا کے اس سے دور ہوتا اپنے بیٹے کی طرف بڑھا۔ جو اسے اب قطعی ڈیسنٹ نہیں لگ رہا تھا----

KOH NOVELS - URDU

عشق ستم...علیشےخان

سیکنڈ لاسٹ اپیسوڈ

تقریباً اڑھائی سال بعد:

اپنے کمرے میں داخل ہوتے ضرار خان کی نظر بیڈ پہ اپنے روتے ہوئے بیٹے پہ پڑی--- جو ابھی دو دن پہلے ہی ایک سال کا ہوا تھا -- کمرے میں ہرا خان کو کہیں بھی نہ دیکھتے وہ پریشانی سے اپنے بیٹے کی طرف بڑھا، جو گلا پھاڑ پھاڑ کے رو رہا تھا۔ ارشان ---- ضرار خان نے جلدی سے اپنے روتے بلکتے بیٹے کو اپنے حصار میں لیا، جو باپ کی گود میں آتے ہی کچھ دیر خاموش ہو کے اسے اپنی ہیزل رنگ گلابی ہوتی بھیگی آنکھوں سے دیکھ کے اسے اپنی ("آ۔۔آ۔وا۔با۔") بچوں والی باتوں کی طرف متوجہ کرتا پھر سے رونا شروع کر چکا تھا۔ ارشان مورے کی جان میں بس آ رہی ہوں، اپنی بیٹے کے پاس--- ڈریسنگ روم سے ہرا خان کی بے تاب سی اونچی آواز کو سنتے ضرار خان نے ارشان کو خاموش کروانے کی غرض سے اسے چوم کے تھپکتے ہوئے اپنے قدم ڈریسنگ روم کی طرف بڑھائے--- جہاں وہ اپنے بھاری لباس کو تبدیل کر کے دوسرے سادہ سے کپڑے پہن چکی تھی۔ وہ اب شانوں پہ دوپٹا لیتی باہر ہی نکل رہی تھی، جب ضرار خان کو ڈریسنگ روم میں آتے دیکھ کے تیزی سے اپنے روتے ہوئے بیٹے کی طرف بڑھی----

کب سے روئے جا رہا ہے ارشان اور آپ کو اپنے کپڑے تبدیل کرنے کی پڑی ہوئی تھی۔۔ حد ہے--- ضرار خان کو اپنے بیٹے کا رونا بالکل برداشت نہیں ہوتا تھا۔ وہ ہرا خان کو تبدیل لباس میں دیکھتا غصے سے بولا۔۔ کیا اسکا لباس تبدیل کرنا اسکے بیٹے کے رونے سے زیادہ ضروری تھا؟ آج سعد خان کی مہندی تھی ، ضرار خان نے اپنی بیوی کو ابھی اس خوبصورت سے لہنگے میں جی بھر کے دیکھا تک نہیں تھا اور وہ جانتے بوجھتے ہوئے بھی چینج کر چکی تھی۔۔ جس پہ ضرار خان کا غصہ کرنا بنتا تھا۔۔

KHUNOVELS URDU

وہ کپڑے۔۔ ابھی ہرا خان اسکے ہاتھوں سے ارشان کو پکڑتی اسے کوئی صفائی دیتی، جب ضرار خان اسکی بات کاٹ چکا تھا ۔

آپ کو ابھی بھی کپڑوں کی پڑی ہوئی ہے؟؟ ۔۔۔ بھوک لگ رہی ہے اسے۔۔۔ ضرار خان اپنے بیٹے کو مزید بلک کے روتا دیکھ کے مزید بھڑکا۔۔۔ ہرا خان نے اسکے یوں بلاوجہ غصہ کرنے پہ اسے شکوہ کناں نظروں سے دیکھتے اپنے قدم کمرے کی طرف بڑھائے۔۔۔ وہ بیڈ پہ بیٹھ کے خود کو دوپٹے سے اچھی طرح سے کور کرتی ارشان کو فیڈ کروارہی تھی۔۔ اسے جب بھی ضرار خان پہ غصہ آتا، وہ خود کو یوں مکمل طور پہ چھپا کے اس پہ اپنے غصے اور ناراضگی کا اظہار کرتی اور ضرار خان کو اسکی یہی عادت شدید ناگوار گزرتی تھی۔ جب وہ جان بوجھ کے اپنا آپ ضرار خان سے چھپاتی تھی، ضرار خان ابھی بھی اس کی حرکت پہ سلگتا ہوا اپنا ٹراؤزر پکڑتا واشروم میں داخل ہوا۔۔۔ ارشان خان اپنے ہاتھ پیر چلاتا خاموشی سے اپنی ضرورت پوری کر رہا تھا۔۔ کمرے میں مکمل خاموشی ہو چکی تھی۔۔

پاگل خان۔۔۔۔ اس کے واشروم میں جاتے وہ جو اس کے بلافضول غصہ کرنے پہ بھری بیٹھی تھی۔۔ اسکے جاتے ہی وہ غصے سے بڑبڑائی۔۔۔۔ اسکو اس بھاری لہنگے کی چولی بہت فٹنگ میں تھی، جس کی وجہ سے اسے ارشان خان کو فیڈ کروانے کے لئے اپنا لباس تبدیل کرنا پڑا۔ ورنہ وہ کون سا جان بوجھ کے اپنے خوبصورت سے بیٹے کو رلا رہی تھی ۔۔۔

ارشان خان کی آنکھیں بالکل اپنے باپ پہ تھی۔۔ کھلکھلا کے ہنسنے کی وجہ سے اسکے گال میں نمودار ہوتا گڑھا بھی اسکے باپ پہ تھا۔ جبکہ اگر نقوش کی بات کی جائے تو اس سرخ و سفید رنگت کے چھوٹے سے پٹھان نے اپنے نقوش ماں اور باپ دونوں سے چڑائے تھے۔۔ وہ بے حد پیارا تھا۔۔

KOH NOVELS - URDU

واشروم سے نکلتے ہی ضرار خان اسے ہنوز بڑی سی چادر میں دیکھ کے تپتا ہوا ہرا خان کی طرف بڑھا ۔ ضرار خان نے اس پر سے چادر کھینچ کے دور پھینکتے ہوئے اسے غصے سے گھورا، جو اب کی بار شرم اور غصے سے سرخ پڑتی اس کی طرف سے مکمل رخ موڑ کے بیٹھ چکی تھی۔۔

کیا تکلیف ہے؟؟ وہ اسکے رخ موڑنے پہ غرایا۔۔۔ ارشان خان جو اپنا پیٹ بھر چکا تھا، باپ کو دیکھتے ہی وہ اسکی طرف جانے کو بےچین ہوتا اپنے ہاتھ پیر مارتا پھر سے بچوں والی آوازیں نکال رہا تھا۔۔ اس نے ابھی تک بولنا شروع نہیں کیا تھا، وہ ابھی صرف ایک سال کا تھا۔ لیکن سب کے چہرے وہ چھوٹا سا زہین پٹھان تو جیسے حفظ کر چکا تھا۔۔

ہرا خان نے اپنی شرٹ ٹھیک کرتے ہوئے اپنے بیٹے کو گھور کے دیکھا، جو اپنی ماں سے زیادہ باپ کا دیوانا تھا۔۔ اسکی یہ عادت درام خان سے ملتی تھی، جس طرح وہ اپنے باپ کو دیکھتے ہی اس سے لپٹ جاتا تھا۔ ارشان خان کا حال بھی اس سے کچھ کم نہ تھا۔۔ وہ ضرار خان کو گھنٹوں اپنی نا سمجھ آنے والی باتیں سنا سکتا تھا۔۔

میلا بچہ!! ۔۔۔ ارشان خان کے اپنی طرف آنے پہ ہرا خان کے تپے ہوئے چہرے کو دیکھ کے ضرار خان نے پورے حق سے اسکی گود سے اپنا بیٹا اٹھاتے ہوئے پیار سے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے پکارا۔۔۔

آ۔۔آ۔۔ب۔۔۔ا۔۔۔ب۔۔۔ا۔۔۔ وہ اپنے منہ سے خوبصورت آوازیں نکالتے ضرار خان کی گود میں کھلکھلا رہا تھا۔۔ وہ ناجانے کیا بولنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔ ضرار خان نے اسکے پاؤں کو اپنے ہاتھ کی ہتھیلی میں پکڑتے ہوئے اسے اوپر کی طرف اٹھایا، جس پہ ہرا خان ہمیشہ کی طرح تڑپی۔۔۔۔

میرا بیٹا گر جائے گا!! نیچے اتارو اسے-- وہ بے حد تپے ہوئے انداز میں بولی-- اسکی اس حرکت پہ اسے شدید غصہ آتا تھا، جب وہ اسکے بیٹے کو اپنے ایک ہاتھ کی ہتھیلی سے پکڑتا ہوا اوپر اٹھاتا تھا ۔ اسکا دل جیسے اچھل کےاحلق میں آتا تھا۔

ا۔با۔با-- ارشان خان باپ کے یوں اٹھانے پہ کھلکھلاتا ہوا اسے بابا بولنے کی کوشش کر رہا تھا، جو ہرا خان اسے ہر وقت سکھاتی رہتی تھی۔

بابا-- ابھی ضرار خان جو اسکے توڑ توڑ کے بابا بولنے پہ شاکڈ تھا، اسکے منہ سے بنا کسی رکاوٹ اور توتلے پن کے یہ لفظ سنتے ضرار خان کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا-- ہرا خان جو بظاہر سنجیدگی سے بیٹھی تھی ، دل میں وہ سو بار اپنے بیٹے کے صدقے واری جا رہی تھی۔ اسکے بیٹے نے اپنے منہ سے پہلا لفظ بابا نکالا تھا، پہلے بھی وہ شاید بابا بولنے کی ہی کوشش کرتا تھا لیکن اس سے بولا نہیں جاتا تھا ۔۔

بابا کی جان-- بابا کا پارا بچہ---- ضرار خان تو بیٹے پہ نثار ہوتا اسکے پھولے گال چٹا چٹ چومتا اسے اپنے سینے میں بھینچ چکا تھا۔

KOH NOVELS - URDU

با۔با۔بابا--با۔با--با۔با---ارشان خان جیسے سمجھ چکا تھا، اسکے باپ کو اس کا یہ لفظ کافی پسند آیا ہے۔ اسی لئے اسکا مزید پیار بٹورنے کی غرض سے وہ بار بار اپنا گال اسکے گال کے ساتھ جوڑ کے کھلکھلاتا ہوا "بابا " بول رہا تھا۔ جس پہ ضرار خان کی خوشی کی کوئی انتہا نہیں تھی، وہ ہر چیز فراموش کرتا اپنے چھوٹے سے بیٹے کے ساتھ باتوں میں مصروف تھا۔ حتیٰ کہ وہ ارشان خان میں مصروف اپنی خانزادی کو بھی فراموش کر چکا تھا، جو کب سے

خود پہ کمبل لے کے سو چکی تھی۔ وہ آج مہندی کے فنکشن کی وجہ سے کافی تھک چکی تھی۔۔

تیری مورے ناراض ہو گئی ہیں مجھ سے۔۔ اب انہیں بھی منانا ہے۔۔ اسی لئے چل اب سو جا میری جان۔۔۔ ضرار خان اپنے بیٹے کی اپنی طرح کی پیاری سی ہیزل آنکھوں کو چومتا پیار سے اسے سمجھا رہا تھا۔۔ارشان خان کے ساتھ کافی دیر تک کھیلنے کے بعد ضرار خان کو اپنی خانزادی کا خیال آیا، جو غصے سے کب کی سو چکی تھی۔۔

کچھ دیر تک ضرار خان بہلا پھسلا کے ارشان خان کو سلا چکا تھا۔ ارشان کے سونے کے بعد ضرار خان اسکے ماتھے کو پیار سے چومتا، اسے بے بی کاٹ میں احتیاط سے لٹا کے اس پہ کمبل درست کر رہا تھا۔ ارشان اور ضرار خان دونوں کا گزارا ایک دوسرے کے بغیر کافی مشکل ہوتا تھا۔ ارشان اگر دن کے وقت دو سے تین گھنٹے کے دورانیے تک اپنے باپ کو نہیں دیکھتا تھا، تو وہ رو رو کے ہویلی سر پہ اٹھا لیتا تھا۔ اسی لئے ضرار خان بیٹے کے لئے ایک دن میں کتنے ہی چکر آفس سے ہویلی اور ہویلی سے آفس کے لگاتا تھا۔۔

ضرار خان اپنے کالے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا بیڈ کی طرف بڑھا، جہاں اسکی روٹھی ہوئی متاع جان خود کو مکمل طور پہ کمبل میں چھپائے سو رہی تھی۔۔

خانزادی ۔۔۔۔ ضرار خان نے اس پر سے کمبل ہٹا کے اسکے اوپر سایہ فگن ہوتے اسکی کان کی لوں کو دانتوں میں دباتے اسے پکارا۔ ہرا خان کی پلکوں میں جنبش ہوئی۔ لیکن اس نے آنکھیں نہیں کھولی، وہ پھر سے سو چکی تھی۔۔

ضرار خان نے اسے ہنوز سوتے دیکھ کے اسکے لبوں پہ نرمی سے اپنے دانت گاڑتے اسے اٹھانے کی پھر سے ایک چھوٹی سی کوشش کی، جس پہ ہرا خان نے پٹ سے آنکھیں کھولتے خود پہ جھکے ہوئے ضرار خان کو دیکھا۔ جو مسکرا کے اسکی طرف دیکھ رہا تھا۔ ہرا خان نے اسکی مسکراہٹ کی پروا کیے بغیر اسے نروٹھی نظروں سے دیکھا۔۔۔

لباس کیوں تبدیل کیا تھا؟ ضرار خان اسکے گلابی گالوں کو اپنے دانتوں سے کاٹتا نرم لہجے میں مخاطب ہوا۔۔۔

کیوں میں کیوں بتاؤں تمہیں پاگل خان؟؟ اٹھو مجھ پر سے!! وہ غصے سے بولتی اسکے کندھے پہ زور سے تھپڑ مارتی غرائی، جس پہ ضرار خان نے بمشکل اپنی مسکراہٹ ضبط کی۔۔۔۔

آپ کے تو اچھے بھی بتائیں گے!! ضرار خان اسے دھمکی دینے والے انداز میں بولتا شدت سے اسکے ہونٹوں کو اپنی گرفت میں لیتا اسے ایک پل میں بھوکھلا چکا تھا۔

KOH NOVELS - URDU

-

رایان خان بیڈ پہ گھٹنوں میں منہ دے کے بیٹھی، پلوشہ خان کے پاس کھانے کی ٹرے رکھتا اسکے قریب بیٹھا۔ جو جب سے مہندی سے آئی تھی ایسے ہی اداس اداس سی تھی اور رایان خان اسکی اداسی کی وجہ جانتا تھا۔

وشہ کچھ کھا لو میری جان! تم نے بڑی ہویلی میں بھی کچھ نہیں کھایا تھا۔ مورے نے بتایا مجھے۔۔۔ رایان خان اسکا چہرہ اسکے گھٹنوں سے اٹھاتا پیار سے بولا۔۔۔۔

ذہر لا دیں مجھے۔۔۔ نہیں کھانا مجھے یہ کھانا۔۔۔ پلوشہ خان نے اسکا ہاتھ جھٹکتے ہوئے بد تمیزی سے بولتی، اس کی طرف سے اپنی گلابی ہوتی آنکھیں پھیر گئی۔ رایان خان نے اپنے جھٹکے ہوئے ہاتھ کو دیکھتے پلوشہ خان کو غصے سے گھورا، جو اسکی طرف سے اپنا رخ موڑ چکی تھی۔۔

وشہ دو منٹ سے پہلے کھانا شروع کرو۔۔۔ رایان خان صبر کے گھونٹ پیتا متوازن لہجے میں گویا ہوا۔ لیکن پلوشہ خان نے اسکی بات پہ کان نہیں دھرے۔۔۔۔ وہ پچھلے کئی دنوں سے ہر روز یوں ہی بھوک ہڑتال کر رہی تھی۔ دو کی بجائے پانچ منٹ گزر چکے تھے، جب اسے یونہی ڈھیٹوں کی طرح رخ موڑے دیکھ کے رایان خان کا میٹر شارٹ ہوا۔۔۔۔ اسے آج کافی وقت بعد غصہ آیا تھا اور شدید آیا تھا۔۔۔۔

پلوشہ خان!!! میری نرمی کا ناجائز فائدہ مت اٹھاؤ ۔۔۔۔ وہ اسے بازو سے پکڑ کے اسکا رخ اپنی طرف موڑتا شدید غصے سے غرایا۔۔۔۔

KOH NOVELS - URDU

نہیں کھانا مجھے کچھ بھی۔۔۔ پلوشہ خان روتی ہوئی چیخی۔۔۔۔

کیا ہوا ہے وشہ؟؟ اتنی ضد کیوں کر رہی ہو ؟؟ رایان خان اپنے غصے کو بمشکل کنٹرول کرتا پلوشہ خان کو اپنی طرف کھینچتا ہوا نرمی سے بولا۔۔۔۔

میں اتنی نرمی کے قابل نہیں ہوں، پلیز میرے ساتھ اتنی نرمی برت کے مجھے مزید گلٹ میں مبتلا مت کریں۔ جو لڑکی آپ کو اتنے سالوں سے ایک بچے کی خوشی تک نہیں دے سکی آپ کیسے اسکے ساتھ اتنی نرمی برت سکتے ہیں؟؟ پلوشہ خان روتی ہوئی اذیت کی انتہا پہ چلائی۔۔۔

وشہ۔۔۔ ابھی ہماری شادی کو صرف ساڑھے تین سال ہوئے ہیں، وہ لوگ بھی تو ہیں نا جنہیں بارہ بارہ سال بعد اولاد نصیب ہوتی ہے اور وہ پھر بھی اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ تم اللہ سے دعا مانگنے کی بجائے نا شکری کیوں کرتی ہو؟؟ رایان خان اسے زبردستی اپنے سینے میں بھینچتا اسکا چہرہ پیار سے چومتا، اسے سمجھا رہا تھا جو ہمیشہ اپنے ہنوز ماں نا بننے کے گلٹ میں روتی رہتی تھی۔۔

میں کتنی دعائیں مانگتی ہوں یان آپ سمجھتے کیوں نہیں ہیں ۔۔ اس سب فساد کی جڑ یہ کھانا ہے۔۔ میرے زیادہ وزن کی وجہ سے ہی ہمیں ابھی تک بچے کی کوئی گڈ نیوز نہیں ملی۔۔۔ میں آج کے بعد کچھ نہیں کھاؤں گی۔۔۔ پلوشہ خان اسکی قمیض اپنی مٹھیوں میں دبوچ کے ہچکیوں سے روتی ہوئی بولی۔۔۔۔ رایان خان نے تڑپتے ہوئے اسکی طرف دیکھا، جو آج کل بے حد اوور تھنکنگ کر رہی تھی۔۔

KOH NOVELS - URDU

وشہ ایسا کچھ نہیں ہے ۔۔۔ ہم صبح ڈاکٹر کے پاس چلیں گے میری جان اتنا کیوں سوچ رہی ہو؟؟ ابھی ہمارے انجوائے کرنے کے دن ہیں بچے تو پیدا ہوتے رہیں گے۔۔ چلیں اب میری جان تھوڑا سا کھانا کھا لے۔۔۔ رایان خان پلوشہ خان کے لبوں پہ اپنے لب رکھتا بے حد پیار سے اسے سمجھا رہا تھا۔۔

نہیں کھانا مجھے کچھ بھی۔۔۔۔آپکو میری قسم ہے مجھے فورس نہیں کریں۔۔۔ پلوشہ خان اس سے دور ہوتی اپنی انگلی اٹھا کے آنسو بہاتی ہوئی بولی۔۔۔۔

اسکے اپنی قسم دینے پہ رایان خان کا دماغ بھک سے اڑا، اس نے حیرانگی سے اسکی طرف دیکھا۔ جو اسے اپنی قسم کی زنجیروں میں جکڑ چکی تھی۔۔ وہ جانتی بھی تھی رایان خان کو اسکا بھوکے رہنا برداشت نہیں ہوتا۔۔ وہ ایسا کیسے کر سکتی تھی؟

رایان خان اپنا نچلہ لب بے دردی سے دانتوں میں دباتا اس سارے کھانے کو ہاتھ مار کے بیڈ سے گراتا غصے سے بیڈ کی دوسری طرف آ چکا تھا۔۔ رایان خان جھٹکے سے کمرے کی تمام لائٹس آف کرتا اپنی سائیڈ پہ آ کے اوندھے منہ لیٹ چکا تھا۔۔ یہ سب رایان خان نے ایک پل میں کیا۔۔ پلوشہ خان جو پہلے ہی اپنے ماں نہ بننے پہ بے حد دکھی تھی، اب اسکی زرا سی بے رخی برداشت نہیں ہوئی تھی۔ وہ مزید تیزی سے اپنی ڈارک براؤن آنکھوں سے آنسو اپنی عارضوں پہ گرا رہی تھیں۔۔

آواز نہ آئے اب تمہارے رونے کی!! ورنہ اٹھا کے باہر پھینک دوں گا!! رایان خان اس کے یوں رونے پہ شدید غصے سے حلق کے بل دھاڑا۔۔ وہ کب اتنی دیر اپنا غصہ کنٹرول کر سکتا تھا؟ پہلے بیوی کا کھانے پینے پہ اسے اپنی قسم دنیا اور پھر بیوی کا رونا اسے مزید غصہ دلا چکا تھا۔۔

اسکی دھاڑ پہ پلوشہ خان نے زور سے اپنے منہ پہ ہاتھ رکھتے ہوئے اپنی ہچکیاں دبائی۔۔۔ لیکن پھر بھی اپنے ہچکولے کھاتے وجود کی وجہ سے بیڈ کو موومنٹ کرتا دیکھ کے وہ اسکے مزید غصے کے ڈر سے بیڈ سے اٹھنے ہی والی تھی، جب رایان خان نے ایک جھٹکے میں اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کے اسے خود پہ گرایا۔۔ رایان خان اسے کچھ بھی سوچنے سمجھنے کا موقع دئیے بغیر اپنی پوری شدت سے اسکے ہونٹوں پہ جھکتا اسکی ہچکیوں کا گلا گھونٹ چکا تھا۔۔۔

ڈیرے سے آنے کے بعد سعد خان زنان خانے کی طرف آتے ہی پری وش کے کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔ چونکہ سب سو چکے تھے اسی لئے سعد خان ریلیکس انداز میں اپنی پری جان کے کمرے میں داخل ہوا، جو اسکے کہے کے مطابق ہنوز مہندی والے لباس میں ملبوس تھی۔ لیکن اسکا انتظار کرنے کی بجائے وہ گہری نیند میں سو رہی تھی۔۔

سعد خان اپنی پری جان کو مہندی کی خوبصورت سی دلہن بنے دیکھ کے ساکت ہوتا، دروازے پہ ہی رک چکا تھا۔ وہ تمام ہتھیاروں سے لیس پیلے اور گولڈن کے امتزاج کے بھاری لہنگے چولی میں ملبوس پھولوں کے زیوارت سے سجی ہاتھوں میں خوبصورت سے گجرے پہنے ہوئے تھی۔۔۔ چہرے پہ میک اپ کے نام پہ نیوڈ سا لپ اسٹک لگائے، وہ اپنے دوپٹے سے ندارد وجود کی تمام تر رعنائیوں سمیت سعد خان کے سامنے تھی۔۔ سعد خان اپنی خوبصورت سی چھوٹی سی دنیا کو دیکھتا بے تابی سے اسکی طرف بڑھا۔۔۔

سعد خان نے اسکے بے حد قریب بیٹھتے اسکی ماتھا پٹی چومتے ہوئے اسکے ماتھے پہ شدت سے اپنے لب رکھے، لیکن پری وش نے اپنی گہری نیند میں سونے کی عادت کے زیر اثر ہنوز آنکھیں بند رکھیں۔۔۔

پری جان!! آج سو لو جتنا سونا ہے۔۔ کل جب میری پناہوں میں آؤ گی اصل سونے کا مزہ تو اس وقت آئے گا!! میلی چھوٹی دینا۔۔۔ سعد خان جھک کے اسکے کان میں گھمبیر سرگوشی کرتا، اسکے پورے چہرے پہ اپنی بییرڈ رگڑ رہا تھا۔۔ پری وش اسکے لمس کی عادی تھی اسی لئے وہ اسکے لمس پہ کوئی بھی ہنگامہ مچائے بغیر ہنوز سوئی پڑی رہی ۔۔۔

سعد خان نے اسکے سرخ و سفید ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں تھام کے اسکے ہاتھوں پہ لگی خوبصورت سی مہندی پہ اپنے لب رکھے۔۔۔ اسکی ہتھیلی پہ گول سی ٹکی کے اندر "چھوٹے خان کی پری جان" کی تحریر سعد خان کو

KOH NOVELS URDU

اتنی خوبصورت لگ رہی تھی کہ وہ پوری شدت سے کتنی ہی بار اس پہ اپنےلب رکھ گیا۔

امم--- پری وش اسکے لب اپنی گردن پہ محسوس کرتے بچوں کی طرح کی آواز نکالتے ہوئے پھر سے سو چکی تھی۔ سعد خان کو لگا وہ اسکی خوبصورت اداؤں کو دیکھتا ابھی اس پہ اپنی شدتوں سمیت ٹوٹ پڑے گا۔ سعدخان کا دل دھڑک دھڑک کے پاگل ہوتا سینے کی دیواریں پٹک رہا تھا۔ سعد خان سائیڈ ٹیبل سے اپٹن اٹھا کے پری وش کے گالوں پہ ملتا اسکے لبوں پہ ہولے سے لب رکھ چکا تھا۔ وہ جو اسکے لبوں پہ لب رکھ کے اسکی نیند خراب کئے بغیر یہاں سے جانا چاہ رہا تھا، وہ خود پر سے ضبط کھوتا ہوا اپنی پوری شدت سے اسکے لبوں کو اپنے ہونٹوں میں جھکڑتا اسکی سانسیں بند کر چکا تھا۔۔ سعد خان اپنی پری جان کی کمر میں ہاتھ ڈال کے اسے بیڈ سے اٹھاتا قطرہ قطرہ اسکی سانسیں پیتا، اسکی کرتی کی زپ کمر سے کھسکا چکا تھا۔ اپنی سانسوں کے بند ہونے پہ پری وش کب سے آنکھیں کھول چکی تھی۔ خود پہ کسی دیو کی طرح جھکے سعد خان کو اپنی ایک ایک سانس پیتے دیکھ کے وہ شرم و حیا سے دہک کے لال ہوئی--- یہ سچ تھا اس نے سعد خان کے کہنے پہ ابھی تک اپنا لباس تبدیل نہیں کیا تھا، لیکن اب اسکے سامنے نظریں تک اٹھانا محال تھا۔ سعد خان کے بے باک ہاتھوں کی حرکت اپنی کمر پہ محسوس کرتی ہری وش کی جان ہوا ہوئی---

KOH NOVELS - URDU

سعد خان اسکی کالی گہری آنکھوں کو پھیلتا دیکھ کے اسکے لبوں کو ایک بار پھر سے اپنی شدت بھری گرفت میں لیتا ساتھ ساتھ ہولے سے اسکی پھولوں کی جیولری اتار رہا تھا۔ پری وش شرم و حیا سے اپنی آنکھیں میچ چکی تھی۔ وہ اسکے ہونٹوں سے لپٹتا جیسے ہر چیز فراموش کر چکا تھا۔۔ کتنی تڑپ تھی اسکے لمس میں--- اس نے اپنی شادی کا کتنا انتظار کیا تھا، یہ پری وش سے تو کیا ہویلی کے کسی بھی نہیں سے چھپا نہیں تھا۔

چھو۔چھوٹے۔۔۔خا۔خان۔۔کوئی۔۔۔آ۔جا۔جائے۔۔۔گا۔۔۔ اپنے ہونٹوں کو آزادی ملتے ہی پری وش اسکے کندھوں پہ ہاتھ رکھتی اسے خود سے دور کرنے کی غرض سے منمنائی۔۔۔۔ سعد خان اسکی منمناتی ہوئی سرگوشی کو اگنور کرتا ایک ہی جست میں اسے اوندھے منہ کر کے اسکی گردن اور کمر پہ اپنے تشنہ لب رکھتا پری وش کو اصل معنوں میں بھوکھلا کے رکھ چکا تھا ۔۔

خا۔خان۔۔۔ پری وش تکیے کو اپنی مٹھیوں میں بھینچتی شرم و حیا سے سرخ پڑتی اسے پکار رہی تھی جو اسکی گردن پہ اپنی شدتیں نچھاوڑ کرتا جنونی بن رہا تھا۔۔

کل اپنی خیر منا لینا۔۔۔ مجھے لگ رہا ہے اگر میں ایک منٹ بھی تمہارے قریب رک گیا، تو اپنی ہر حد پار کر جاؤں گا پری جان!! لیکن جہاں اتنے سال انتظار کیا ہے وہ ایک دن اور سہی۔۔ کل چھوٹی دینا سے بڑی سی دنیا بن کے میری پناہوں میں آنا جاناں۔۔۔۔ میرا وعدہ رہا ! کل سعد حیدر خان تمہارے پور پور پہ اپنی شدتیں نچھاوڑ کرتا تمہیں پاگل کر دے گا۔۔۔۔ سعد خان اس کی کرتی کی زپ بند کر کے اسے پھر سے سیدھا کرتا اسکے ماتھے پہ شدت سے لب رکھتے گویا ہوا۔۔۔۔ اسکی بے باک باتوں پہ پری وش کو اپنے کانوں سے دھواں نکلتا محسوس ہوا، اس نے بے ساختہ تھوک نگلتے ہوئے اپنی نظریں جھکائی۔۔۔۔

KOH NOVELS - URDU

سعد خان اسکے کپکپاتے وجود کو دیکھ کے اس پہ رحم کھاتا، اسکی شہہ رگ پہ شدت سے اپنے لب رکھتا۔ اسے اپنے بازوؤں میں اٹھا کے ڈریسنگ روم کے باہر کھڑا کرتا، اسکے کان میں بے باک سرگوشیوں کر کے اسے سرخ لال کرتا باہر کی جانب بڑھ چکا تھا۔۔ ہری وش نے الماری کے شیشے میں اپنی گالوں اور گردن پہ رنگی اپٹن کو دیکھتے ہوئے شرم و حیا سے اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپایا۔۔۔۔۔

میرا چھوٹا سا شاہ ایسے کیوں رو رہا ہے؟؟ انابیہ خان اپنے چھ ماہ کے بیٹے کو بچوں کی طرح پچکارتی اسے اپنے سینے میں بھینچ رہی تھی، جو چپ ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔

انابیہ خان نے اسکے رونے پہ اسے ایک بار پھر سے فیڈ کروانے کی کوشش کی، لیکن وہ پھر سے گلا پھاڑ کے روتا اپنا ایڑھیاں زور زور سے رگڑتا ضدی انداز میں اکڑ رہا تھا۔

کمرے میں داخل ہوتے عالیان شاہ کی نظریں سیدھی اپنے بیٹے پہ گئی، جو بری طرح سے رو رہا تھا۔

کیا ہوا ہے اسے؟؟ عالیان شاہ نے پریشانی سے انابیہ خان سے پوچھتے اسے اسکی گود سے لے کے اپنی گود میں اٹھایا۔۔۔

دانت نکال رہا ہے ۔۔۔ اسی لئے اتنا رونا مچایا ہوا ہے۔۔۔ انابیہ خان نے اپنی نائٹ شرٹ ٹھیک کرتے ہوئے اسے پریشانی سے جواب دیتے، پھر سے اپنے چھوٹے سے شاہ کی طرف بازو پھیلائے۔ لیکن وہ اپنی گولڈن آنکھوں سے آنسو بہاتا باپ کی گردن میں اپنا چہرہ چھپا چکا تھا۔ اس چھوٹے شاہ کے نقوش بالکل عالیان شاہ کی کاپی تھے، اسکے سلکی گولڈن بال تک عالیان شاہ کی طرح تھے۔ اگر اس نے ماں سے کچھ چرایا تھا تو وہ صرف اسکی آنکھوں کا گولڈن رنگ تھا۔

چلو ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں۔۔۔ پتا نہیں کتنا درد ہو رہا ہے۔ میرے بیٹے کو جو وہ ایسے رو رہا ہے!! عالیان شاہ اپنے خوبصورت بیٹے کے سرخ و سفید گال

پیار سے چومتا اسے لے پریشانی سے بیڈ سے کھڑے ہوتے انابیہ خان سے مخاطب ہوا---

شاید میں بھی ایک ڈاکٹر ہوں شاہ؟؟ انابیہ خان تاصف سے سر جھٹکتی ہوئی بولی، وہ اس وقت بیٹے کی تکلیف میں یہ بھول چکا تھا کہ اسکی بیوی بھی ایک ڈاکٹر ہے--

اوپس--- تو ڈاکٹر ڈذی نے ابھی تک میرے بیٹے کو چپ کیوں نہیں کروایا؟ یہ دیکھو ذرا یہ کس کا گندا بچہ رو رہا ہے؟؟ عالیان شاہ پہلے افف کے انداز میں انابیہ خان کو جواب دینے کے بعد آخر میں اپنے چھوٹے سے شاہ سے مخاطب ہوا، جو اسکے متوجہ کروانے پہ اپنا رونا بند کرتا ماں اور باپ دونوں کو پٹر پٹر اپنی بھیگی گولڈن آنکھوں سے دیکھ رہا تھا--

میں نے اسے سوتھنگ جیل لگائی ہے--- کچھ دیر تک فرق پڑ جائے گا--- انابیہ خان چھوٹے شاہ کے آگے اپنے بازو پھیلاتی ساتھ ساتھ عالیان شاہ کو جواب دے رہی تھی-- چھوٹے شاہ نے ماں کی بانہوں میں آتے ہی اسکے سینے سے لگتے پھر سے آنسو بہانے شروع کیے--- اسکے دانتوں میں واقعی ہی بہت درد تھا جو اسکی برداشت سے باہر تھا، ورنہ یہ چھوٹا سا شاہ کب اتنا روتا تھا؟

چھوٹے شاہ کے ہاتھ اپنی شرٹ پہ محسوس کرتی، وہ سمجھ چکی تھی اسے بھوک لگ رہی ہے--- انابیہ خان نے عالیان شاہ کو اپنے بالکل سامنے بیٹھے دیکھ کے شرم و حیا سے سرخ پڑتے اپنے چھوٹے سے شاہ کی ضرورت کو پورا کروایا--- عالیان شاہ کی معنی خیز نظریں خود پہ محسوس کرتی، وہ اپنا رخ موڑ چکی تھی۔ جس پہ عالیان شاہ بے باک قہقہ لگاتا الماری کی طرف بڑھ چکا تھا۔ وہ جانتا تھا اسکی بیوی جتنی بولڈ بنتی ہے، وہ اتنی ہی شرمیلی بھی ہے۔ وہ الگ بات ہے اسے اپنی شرم و حیا ظاہر کروانے میں ججھک محسوس

KOH NOVELS - URDU

ہوتی تھی۔۔ انابیہ خان نے اسکے قہقے پہ سرخ پڑتے دہکے گالوں کے ساتھ جھکتے ہوئے اپنے چھوٹے شاہ کو چوما، جو کچھ پر سکون ہورہا تھا۔۔

رات کے دو بج رہے تھے جب ساحر خان اور فارس خان ہنوز داور خان اور اپنے کچھ دوستوں کے ساتھ مردان خانے میں بیٹھے چائے پی رہے تھے۔۔۔۔ فارس اور داور نے اپنی بیوی بچوں کے ساتھ کچھ دیر تک لال ہویلی روانہ ہونا تھا۔۔۔ زوہان خان اور ہمدان خان کے لئے تو جیسے یہ صبح تھی۔ وہ دونوں اپنی بڑی بڑی ہری اور نیلی آنکھوں سے سب کو پٹر پٹر دیکھتے۔ مل کے درام خان کو تنگ کر رہے تھے، جو ان کی وجہ سے ہی زیادہ دیر تک جاگا ہوا تھا۔ ورنہ اسے بارہ بجے تک سو جانے کی عادت تھی۔۔

رام یہ تہا سے لیا ہے؟؟ (رام یہ کہاں سے لیا ہے؟) درام خان کے ساتھ صوفے پہ بیٹھا، ہمدان خان معصومیت سے اسکی سفید قمیض پکڑتا اس سے بلا فضول سوال پوچھ رہا تھا۔ اس کا مقصد صراف درام خان کو کسی طریقے "رام" بول کے تنگ کرنے کا تھا، جو اسے زوہان خان نے سکھایا تھا۔ ایک دن ایسے ہی زوہان خان جمائی لیتا ہوا درام کو بلانے کی غرض سے درام یا لالہ کی بجائے رام بول بیٹھا، جس پہ درام خان نے بری طرح سے چڑتے ہوئے اپنے ساحر ماموں کو اس کی شکایت لگاتے ہوئے ریکوسٹ کی۔ کہ وہ اسے سمجھائیں کہ اسکا نام نہ بگاڑیں۔ لیکن وہ زوہان خان ہی کیا جو کسی کے باپ کی تو دور اپنے باپ کی بھی سن لے۔ اس نے ساحر خان کی باتوں کو ایک کان سے سن کے دوسرے کان سے آرام سے نکالتے ہوئے "رام" رام" کا ورد کرنا تو جیسے اپنی زندگی کا حصہ ہی بنا لیا۔

سے--- درام خان نے ہمدان کے منہ سے پھر سے رام سنتے اپنی Dinner's مٹھیاں بھینچتے اسے بمشکل ہی جواب دیا---

اور رام یہ تہاں سے؟ (اور رام یہ کہاں سے؟)----- اب کہ بار زوہان خان اپنی موٹی موٹی نیلی آنکھوں کو اٹھا کے معصومیت سے درام خان کی طرف دیکھتا، اسکی شلوار کو گھٹنوں سے پکڑتے ہوئے اس سے پوچھ رہا تھا--- درام خان جانتا تھا ان دونوں نے پھر سے اسے تنگ کرنے کا پلین بنایا ہونا ہے---- وہ دونوں باقی سب کے نام بالکل صاف زبان میں بولتے تھے، سوائے درام خان کے-- اور ایسا وہ دونوں جان بوجھ کے کرتے تھے-- اس سے بھی سب واقف تھے-

سے--- اور زوہان آپ اچھے بچے ہو نا؟ رام نہیں بولتے لالہ dinner's یہ بھی بولتے ہیں-- آٹھ سالہ درام خان کی شخصیت میں اب کافی حد تک سنجیدگی اور میچورٹی آ رہی تھی- وہ زوہان خان کے رام بولنے پہ بھرپور ضبط کا مظاہرہ کر کے جواب دیتا، اسے نرمی سے سمجھا رہا تھا-- یہ سچ تھا کہ درام خان کی شخصیت میں کافی سنجیدگی آ چکی تھی، لیکن درام خان کا غصہ ابھی بھی ویسا ہی تھا بلکہ اسکے غصے میں بے حد اضافہ ہو چکا تھا -- اسے بہت گندا غصہ آتا تھا-- البتہ رایان خان کے سامنے وہ ابھی بھی بچہ بنا ہوتا تھا جیسے وہ اسکا ٹڈہ تھا --

KOH NOVELS - URDU

رام تم سلور رمیض نہ پینا ترو (رام تم شلوار قمیض نہ پہنا کرو)--- ہمدان خان زوہان کے اشارے پہ اسکے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھتا، اپنی ہری آنکھوں کو ٹپٹپاتے ہوئے بول رہا تھا- جس پہ درام خان نے آئیبرو اچکاتے ہوئے اسکی طرف دیکھا---

ہا۔رام۔تم تڈی پینا ترو دیسے ارشان پینتا ہے۔۔(ہاں رام تم چڈی پہنا کرو جیسے ارشان پہنتا ہے) زوہان خان بھی اسکے ہاتھ پہ اپنا گول مٹول سا ہاتھ رکھتا اسے سمجھانے والے انداز میں مشورہ دیتے ہوئے ارشان کا حوالہ دے رہا تھا، اس کے اس مشورے پہ درام خان کا دماغ بھک سے اڑا۔ ہرا خان اکثر مالش کرتے وقت صرف کچھ دیر کے لئے ارشان کو شارٹس پہنا دیتی تھی، لیکن اس دوران بھی اگر کبھی زوہان یا ہمدان ، ارشان کو دیکھ لیتے تو ہنس ہنس کے اس پیارے سے پٹھان کا جینا حرام کر دیتے جو اپنے منہ سے بچوں والی آوازیں نکالتا باپ کو ان کی شکایت لگانے کی ناکام کوشش کرتا تھا۔۔

خبردار جو اب تم نے مجھے رام جیسا گھٹیا لفظ بولا۔۔لالہ بولو مجھے موٹے بھالو۔۔ درام خان کی برداشت کی بھی ایک حد تھی، جو اس وقت ختم ہو چکی تھی۔ وہ دونوں اسے صبح سے لگاتار تنگ کر رہے تھے، درام خان اپنی مٹھیاں مزید زور سے بھینچ کے زوہان خان کے کان میں دبی دبی آواز میں غرایا۔ جو اپنی بڑی بڑی نیلی آنکھوں کو چھوٹا کر کے اسے گھورتا ہوا، صوفے پر سے احتیاط سے اترتا اسے چیلینجگ نگاہوں سے دیکھتا ساحر خان کی سمت اپنا رخ موڑ چکا تھا۔۔

خان۔بابا۔۔رام دندے نے مالا اے (رام گندے نے مارا ہے)۔۔ گول مٹول سا زوہان خان اپنے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا، ساحر خان کے پاس آ کے اسکی ٹانگ ہلاتا ہوا اسے درام خان کی طرف متوجہ کر رہا تھا۔ جو ہنوز اسے غصے سے گھور رہا تھا۔۔ زوہان خان ہمیشہ اپنے باپ کو ماں کی طرح پہلے خان بول کے پھر ساتھ بابا پکارتا اور اسکی اس حرکت پہ ساحر خان جی بھر کے سلگتا۔ جسے باپ کو بلانے کی ذرا تمیز نہیں تھی۔۔ خان کے بعد بابا تو جیسے وہ اس پہ احسان کرنے والے انداز میں بولتا تھا۔۔ زوہان نے اپنے منہ سے پہلا لفظ "خان" نکالا، جس پہ ساحر خان اس دن تو بہت خوش ہوا۔ لیکن جب وہ اسے روٹین سے خان بول بول کے چھیڑتا، واللہ ساحر خان کو بری طرح سے سلگاتا تھا۔۔ اسے خان کے ساتھ بابا لگانے کی عادت بھی زرلاشتہ

خان نے کافی مشکل سے ڈالی تھی۔ جس پہ ساحر خان کا کہنا تھا، خان بابا وہ سب اپنے کسی پرانے ملازم کو بولتے تھے اور اپنے بیٹے کے منہ سے خود کے لئے "خان بابا" کی پکار سنتے ہوئے اسے ملازموں والی فیلینگ آتی ہے اور پھر کیا--- پھر تو زوہان بڑے شوق اور مزے سے باپ کو مزید تنگ کرنے کےلئے اسے پوری دلجمعی کے ساتھ خان بابا بولتا تھا۔۔

بابا جان رام---رام---دندے نے زہان تو مالا اے (بابا جان رام---رام۔گندے نے زوہان کو مارا ہے)--- ہری آنکھوں والا ہمدان خان بھی زوہان خان کے قدموں کے ساتھ اپنے قدم ملاتا۔ فارس خان کو درام کی طرف متوجہ کر رہا تھا، جو پھٹی پھٹی آنکھوں سے ان دونوں بے ایمانوں کو دیکھ رہا تھا۔۔ وہ دونوں پہلے مزے کی خاطر اس کے ساتھ کھیل کے آخر میں ٹیم بناتے اب اسے کب سے تنگ کر رہے تھے اور اب اس کے ذرا سا ڈانٹنے پہ وہ کیسے چھوٹی سی بات کا اتنا بڑا بتنگڑ بنا چکے تھے۔۔

کہاں مارا ہے؟؟ ساحر خان نے بیٹے کی طرف متوجہ ہوتے اسے اٹھا کے گود میں بیٹھنے کی بجائے یونہی استفسار کرتے ہوئے اپنا آیبرو اچکایا--- فارس خان کا ریکشن بھی ہمدان خان کی بات سنتے ہوئے کچھ ایسا ہی تھا۔ کیونکہ یہ بات تو نا ممکنات میں سے تھی کہ زوہان خان کسی سے مار کھا لے، وہ تو ہمدان خان سے لڑائی کرتے ہوئے بھی اسے برابر کا پھٹتا تھا ۔۔ وہ دونوں جو ابھی ٹیم بنا کے درام کو تنگ کر رہے تھے، دونوں ہی اس بات سے نا واقف تھے کہ ابھی کچھ دیر بعد انہوں نے آپس میں بری طرح لڑنا ہے۔۔

خان بابا۔۔رام نے مدے یہا تہ پھپھڑ مالا اے(رام نے مجھے یہاں پہ تھپڑ مارا ہے) --- زوہان خان اپنے گال پہ ہاتھ رکھتا اپنی نیلی آنکھوں میں جھوٹے آنسو لیے، اپنے ہونٹ مڑوڑ کے بولتا اسکی گود میں بیٹھنے کے لئے اپنے بازو پھیلا رہا تھا۔۔

دی بابا جان--- رام نے اشے انی دوڑ شے ہے تیا سے (جی بابا جان رام نے اسے اتنی زور سے ہٹ کیا ہے)--- ہمدان خان خود ہی باپ کی گود میں چڑتا اسکی سنہری بییرڈ پہ ہاتھ رکھتا زوہان کی حمایت میں بولا---

درام میرا شہزادہ اتنی آرام سے نہیں مارتے--- زور سے اسکی چھانٹی کرنی تھی مجھ تک آواز تو آتی--- ساحر خان بیٹے کو اپنی گود میں بٹھا کے اس کی بات کو کسی خاطر میں نا لاتا، درام خان کو پیار سے مزید مشوروں سے نواز رہا تھا۔ جس پہ داور خان سمیت سب کا قہقہ گونجا--- وہ دونوں چھوٹے چھوٹے ٹڈے اپنے بابا سے ہر وقت درام خان کو پٹوانے کے چکروں میں رہتے تھے اور یہ ان کی بھول تھی کہ وہ کبھی درام خان کو کسی سے پٹوا سکتے تھے۔ وہ ہنوز تمام ہویلیوں کا لاڈلا تھا کسی بھی نئے بچے کے آنے سے درام خان کی اہمیت کو قطعی کم نہیں کیا گیا تھا۔

ہمدان میرا پیارا بیٹا ہے نا؟ را م نہیں بولتے بابا کی جان" لالہ" بولتے ہیں--- فارس خان اپنے بیٹے کے ہاتھ اپنی سنہری بییرڈ سے تھام کے انہیں چومتا ہوا اسے پیار سے سمجھا رہا تھا۔ فارس خان کے ناک میں جتنا دم ہمدان خان نے کیا ہوا تھا۔ وہ بہت ضبط سے اس کے ساتھ اتنا نرم بنتا تھا، ورنہ وہ ہر وقت ماں کی طرح ضد کرتا ہوا مار کھانے والے کام کرتا تھا۔

نہی بابا جان زہان بوتا ہے رام بوتے ہے---(نہیں بابا جان زوہان بولتا ہے رام بولتے ہیں)۔ ہری بڑی بڑی آنکھوں والا ہمدان خان کلیپنگ کرتے ہوئے اسکی بات پہ عمل کرنے کی بجائے اسے مزید مشوروں سے نواز رہا تھا، جس پہ فارس خان اپنا سر پیٹ کے رہ گیا---

KOH NOVELS - URDU

زوہان خان تو ساحر خان کی بات سن کے تپتا ہوا، اسکے ہاتھوں پہ اپنے دانت گاڑ چکا تھا۔ اسکا باپ ہمیشہ اسکی سائیڈ لینے کی بجائے دوسروں کی سائیڈ لیتا تھا۔ زوہان کو جب زیادہ غصہ آتا، وہ یونہی باپ کی طرح دانت گاڑ کے اپنا بدلہ اتارا کرتا۔۔۔ ساحر خان نے جب اسکے دانت گاڑنے پہ کوئی ریکشن نہ دیا، زوہان خان بے حد غصے سے اسکے مضبوط ہاتھوں کی انگلیاں اپنے دانتوں میں لے کے پورے زور سے کچلی اور ایسا وہ کتنے ہی منٹ کرتا رہا۔۔

سس۔۔۔ بہت برداشت کرنے کے باوجود بھی ساحر خان بالآخر اپنی کراہ روک نہیں پایا۔۔۔ اسکے اڑھائی سال کے چھوٹے سے بیٹے کے چھوٹے چھوٹے موتیوں سے دانت اتنے تیز تھے اور وہ اتنی تیزی سے اسے کاٹ رہا تھا کہ ساحر خان خود ہی کراہ بھرنے پہ مجبور ہو چکا تھا۔ فائنلی اسکے کراہ بھرنے پہ زوہان خان نے اسکے ہاتھوں کی انگلیوں کو بخشا۔۔۔ جس پہ سب کا مشترکہ قہقہ گونجا، جن میں سب سے اونچا فارس خان کا تھا۔۔۔ وہ باپ کے پیروں پہ پیر رکھ رہا تھا۔ ان دونوں کی وجہ سے رات کے اس وقت تک خوب رونق لگی ہوئی تھی، حتیٰ کہ درام خان جو بظاہر انکی حرکتوں پہ چڑتا تھا۔ وہ دل میں ان کی چھوٹی چھوٹی سی شیطان حرکتوں پہ مسکراتا تھا۔ اسے رایان خان کا بولا گیا جملہ آج سمجھ میں آتا تھا کہ اس نے سالوں پہلے کیک کاٹنے کے دوران اسکے کان میں "تیرے ہونے والے دشمنوں" کا لفظ کیوں استعمال کیا تھا۔۔۔ وہ دونوں جس طرح سے اسے پٹوانے کا ہر ناکام طریقہ ڈھونڈتے تھے، درام خان کو وہ واقعی ہی اپنے دشمنوں سے کم نہیں لگتے تھے۔۔

KOH NOVELS - URDU

کچھ دیر بعد زوہان اور ہمدان جو پھر سے اپنی شرارتوں میں مصروف ہو چکے تھے۔۔ اچانک سے وہ کھیلتے کھیلتے اکھٹے ایک ہی کرسی پہ بیٹھ

چکے تھے، جس پہ دونوں نے اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے چونکتے ہوئے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔۔۔

ہمدان آٹو یہ میلی اے(ہمدان اٹھو یہ میری ہے)۔۔۔ زوہان خان اسکی طرف دیکھ کے روعب سے بولا۔۔۔ اسکا ماننا تھا کہ وہ پہلے کرسی پہ بیٹھا ہے۔۔

نہی میلی اے تم آٹو(نہیں میری ہے تم اٹھو)۔۔۔ ہمدان خان بھی جوابا اسے اسی طرح سے گھورتا ہوا روعب سے بولا۔ جس پہ زوہان خان نے اپنے گول مٹول ہاتھ کا چھوٹا سا مکا بنا کے ہمدان خان کے منہ پہ جھڑتے ہوئے اسے اپنی کرسی سے ہٹانے کی کوشش کی۔ لیکن ہمدان خان گرنے کی بجائے بدلے میں اپنے ہاتھوں کے چھوٹے چھوٹے مکے بنا کے اسے دونوں ہی ایک ساتھ جھڑ چکا تھا۔ جس پہ زوہان خان نے غصے سے سرخ ہوتے اسکے انہی ہاتھوں کو اپنے دانتوں تلے بے دردی سے کچلا اور پھر ہمدان خان کی چیخیں تھیں الامان۔۔۔ فارس خان اور ساحر خان ان دونوں کو یوں جنگلوں کی طرح لڑتے دیکھ کے بالکل بھی حیران ہوتے ہوئے اپنی اپنی جگہوں سے نہیں اٹھے تھے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے یہ ان کا روز کا ہے انہیں اب عادت ہو چکی تھی۔ ان کے حسن سلوک کے بعد ایسا جنگلی بھائی چارا دیکھنے کی۔۔۔ اور درام خان جو ان پہ رحم کھا کے انہیں لڑنے سے بچا لیتا تھا، اسے ساحر خان زبردستی اپنی گود میں بٹھا کے انہیں لڑائی کانٹیو کرنے کا اشارہ کرتے۔ خود درام کے ساتھ اسکی اور اسکی ابھی تک نا آنے والی کشمالا کی باتوں میں مصروف ہو چکا تھا۔۔

زہان آٹو یہ میلی اے(زوہان اٹھو یہ میری ہے)۔۔۔ ہمدان خان اسکے دانتوں سے بمشکل اپنی انگلیاں چھڑواتا حلق کے بل چیختا، زوہان خان کے بھورے گھنے بالوں کو اپنے ہاتھ میں لے کے جھٹکے دیتا ہوا بولا۔۔۔ وہ دونوں بے حد ضدی تھے ، دونوں ہی اپنی ضد سے ہٹنے کو تیار نہ تھے۔۔

KUH NOVELS URDU

بہت حرامی ہو تم دونوں--- بیٹے چاہے لڑ لڑ کے مر جائیں--- ناجانے باپ کا عہدہ کیسے مل گیا تم دونوں بے غیرتوں کو--- داور خان جو ابھی ابھی واشروم سے آیا تھا، زوہان اور ہمدان کو یوں لڑتے اور ان کے باپوں کو مزے سے سب کے ساتھ باتوں میں مصروف دیکھ کے انہیں جھاڑ پلاتے ہوئے زوہان اور ہمدان کو اپنے بازوؤں میں اٹھاتے ہوئے پیار سے چومنے لگا--- ساحر خان اور فارس خان نے اسکی جھاڑ کا اثر لیے بغیر اپنی باتیں جاری رکھیں----

---

رات کے اڑھائی بجے سانس پھولنے کی وجہ سے زرش خان کی آنکھ کھلی---- اس نے سوئے ہوئے سجاول خان کا ہاتھ اپنے پیٹ سے ہٹاتے بمشکل آٹھ کے بیٹھتے ہوئے پانی کا گلاس گھٹا گھٹ پیا---- وہ مہندی کی وجہ سے کافی تھک چکی تھی، جس کی وجہ سے سجاول خان اسے تھپک تھپک کے سلاتا ساتھ خود بھی سو چکا تھا۔۔

خاناں--- زرش خان نے اپنے ساتھ لیٹے ہوئے سجاول خان کا کندھا ہلاتے ہوئے اسے اٹھایا، جس پہ سجاول خان جلدی سے اپنی آنکھیں کھول کے فکرمندی سے اٹھ کے بیٹھا----

ہمم کیا ہوا خانم ؟؟ سجاول خان اسے پانی کا گلاس سائیڈ ٹیبل پہ رکھتا دیکھ کے اسے اپنے ساتھ لگاتا فکرمندی سے استفسار کر رہا تھا۔۔

میرا سانس پھول رہا ہے تمہارے بچوں کی وجہ سے---- مجھے بائیک رائیڈنگ پہ لے کے جاؤ تا کہ میں فضا میں کھلی سانس لے سکوں--- زرش خان اسکے

سینے سے سر اٹھا کے اسکی ڈارک براؤن آنکھوں میں دیکھتی جمائی لیتے ہوئے بولی--- اسکی بات پہ سجاول خان نے اپنی آنکھیں پھیلاتے ہوئے اس غنڈی کی طرف دیکھا، جو اپنی پریگنینسی کے آٹھویں ماہ میں تھی--- دو ٹونز بچوں کی ماں بننے والی تھی--- اسے رات کے وقت ہیوی بائیک رائڈنگ سوجھ رہی تھی؟؟ کیا وہ سچ میں ابنارمل تھی؟؟ سجاول خان ہمیشہ کہ طرح آج پھر یہی بات سوچنے پہ مجبور ہوا---

خانم تمہاری صحت نہیں ہے ابھی بائیک پہ بیٹھنے والی--- آئی پرامیس جب ہمارے بچے اس دنیا میں آ جائیں گے، میں تمہارے کہے بغیر تمہیں اپنی ہیوی بائیک پہ لانگ ڈرائیو کرواؤ گا --- سجاول خان اسکا سر تھپک کے اسے بچوں کی طرح پچکارتا ہوا بول رہا تھا، جس پہ زرش خان نے اسکے سینے سے سر اٹھاتے ہوئے اسے غصے سے گھور کے دیکھا---

کیا مطلب ہے تمہارا اس بات سے کہ میری صحت نہیں ہے بائیک پہ بیٹھنے کی؟؟ کیا تم مجھے ان ڈائریکٹ موٹی بولنا چاہ رہے ہو؟؟ زرش خان اس سے دور ہوتی ہوئی بھڑکی-- سجاول خان نے گڑبڑاتے ہوئے اسکے پھولے ہوئے وجود کو دیکھتے ہوئے زور زور سے نفی میں سر ہلایا---

خانم مائے جانم تمہیں کون کافر موٹی بول رہا ہے؟؟ ناراض کیوں ہوتی ہو؟-- آج سو جاتے ہیں پھر کسی دن بائیک رائیڈنگ پہ چلیں گے--- سجاول خان اسے کہنی سے پکڑ کے اپنے نزدیک کرتا اسکا ماتھا شدت سے چومتے گویا ہوا---

پہلے میری نیندیں حرام کر کے مجھے اس حالت میں پہنچایا ہے--- مجھے موٹا کر کے میرے ایبز کو اپنی گندی نظر لگا دی ہے کہ وہ اب مجھے چاہ کے بھی نظر نہیں آتے اور اب تمہیں سونے کی پڑی ہوئی ہے؟؟ کیا کہنے ہیں تمہارے سجاول خان!!- زرش خان اسکے حصار میں مزاحمت کرتی اسکے برہنہ سینے

کو ہمیشہ کی طرح اپنے ناخنوں سے نوچتی غصے سے ناجانے کیا کیا بولے جا رہی تھی۔۔۔ سجاول خان نے اسکی باتوں پہ اپنے نچلے لب کا کنارہ دباتے ہوئے اسکے پیٹ پہ بے باکی سے اپنا ہاتھ پھیرتے اسے خود میں سمٹنے پہ مجبور کیا۔۔۔

بس ایک بار بچے ہو لینے دو پھر دیکھو میں تمہیں اپنے طریقے سے جم کرواتا ہوا کیسے تمہارے ایبز واپس لاتا ہوں، جن پہ اپنی شدتیں بکھیرنے کے لئے میں خود بے تاب ہو رہا ہوں۔۔۔ اور رہی سونے کی بات تو اگر تم نہیں چاہتی کہ ہم سوئے تو ٹھیک ہے، ہم سونے کی بجائے ایک دوسرے کو پیار کر لیتے ہیں۔۔۔۔ سجاول خان کے ہاتھ اب اسکے پیٹ سے اوپر کی طرف جا رہے تھے، وہ اس کے پھولے گلابی گالوں پہ شدت سے اپنے لب رکھتا بے باکی سے بولا۔۔ زرش خان کے پھولے گال دہک کے لال ہوئے۔۔۔ سجاول خان نے پریگنینسی میں زرش خان کی جتنی کئیر کی تھی، وہ اتنی ہی ضدی بن جاتی تھی۔۔ سجاول خان اسکے آئے دن موڈ سونگنز کو کافی تحمل سے ڈیل کرتا، اس پہ اپنا پیار نچھاور کرتا تھا۔۔ ماں بننے کا حسن اس پہ ٹوٹ کے آیا تھا۔۔ انہیں دو ماہ پہلے ہی ان کے ٹونز بچوں کا پتا چلا، جس پہ سجاول خان سمیت ہویلی والوں کی خوشی کی کوئی انتہا نہیں تھی ۔۔ وہ دو بچوں کا سننے کے بعد زرش خان کی ڈبل کئیر کرتا، اسے خود پہ نازاں بناتا۔۔۔ زرش خان نے ان آٹھ ماں میں سجاول خان سے خوب نخرے اٹھواتے ہوئے اسکے ناک میں دم کیا۔ لیکن وہ تھا کہ اسکے نخرے اٹھاتے ہوئے تھکتا ہی نہیں تھا ان آٹھ ماہ میں غصہ کرنا تو جیسے وہ خود پہ حرام کر چکا تھا۔ وہ بے حد نرم مزاجی سے اپنی خانم کو ڈیل کرتا تھا۔۔

سجاول خان نے اسکے گالوں کو سرخ ہوتا دیکھ کے اسے اپنی گود میں بٹھاتے شدت سے اسکے لبوں کو اپنی گرفت میں لیتے اپنی سانسیں اسکے سینے میں اتارتے ہوئے اسے سراب کیا۔۔۔ پریگنینسی کی وجہ سے اسکی اکثر سانس

KUH NOVELS - URDU

پھول جاتی، جس پہ سجاول خان اپنی تمام تر سانسیں یونہی اسکے سینے میں اتارتا اسے نارمل کرتا تھا۔۔

بائیک رائیڈنگ پہ لے جاؤ نا۔۔۔ اپنے ہونٹوں کو آزادی ملنے پہ وہ اسکی گردن میں اپنا چہرہ چھپاتی لاڈ سے بولی۔۔ سجاول خان نے بے بسی سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔۔

کچھ اور فرمائش کر لو خانم کیونکہ تمہاری یہ خطرناک خواہش میں تمہاری اس حالت میں قطی پوری نہیں کر سکتا۔۔۔ سجاول خان ختمی لہجے میں بولا، جس پہ زرش خان غصے سے تپتی ہوئی اسکے گلابی ہونٹوں پہ اپنے دانت گاڑ کے انہیں اپنی گرفت میں لے چکی تھی۔۔۔ سجاول خان کو اس کے یوں غصے میں کی جانے والی کس بے حد اچھی لگتی تھی۔ وہ جس طرح غصے میں پوری شدت سے اسکے لبوں پہ جھکتی تھی، سجاول خان کا بس نہیں چلتا تھا۔ وہ اپنی خانم کو کھا جائے جو دل موہ لینے والی حرکتیں کرتی تھی۔۔

اسکی پھولتی سانسوں کو محسوس کرتے سجاول خان نے اسکی کمر سہلاتے ہوئے اسے شانت کرنے کی ناکام کوشش کی۔۔۔۔

KOH NOVELS - URDU

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تمہیں کیا لگتا ہے بیٹا ہو گا یا بیٹی؟؟ ۔۔۔ داور خان بیا خان کو اپنے سینے میں بھینچتا اسکے کان کی لوں کو دانتوں تلے دباتے سرگوشی نما آواز میں بولا۔۔۔۔ انہیں ابھی تین ماہ پہلے ہی پھر سے والدین بننے کی گڈ نیوز ملی، جس پہ داور خان اور بیا خان کی خوشی کی کوئی انتہا نہیں تھی۔۔۔

درام بار بار بہن کا بولتا ہے، تو مجھے لگتا ہے بیٹی ہو گی۔ بیا خان شرم و حیا سے لبریز لہجے میں بولتی داور خان کی گردن میں اپنا چہرہ چھپا چکی تھی۔

ہونی بھی بیٹی ہی چاہئیے ۔۔لیکن بائے چانس اگر بیٹی نہ ہوئی تو ہم ایک دفعہ پھر سے۔۔ ابھی داور خان اپنا بے باک جملوں مکمل کرتا، جب بیا خان نے کانوں کی لوں تک سرخ پڑتے داور خان کے منہ پہ ہاتھ رکھا۔۔۔

میں سیریس ہوں مجھے میری بیٹی ہر حال میں چاہئیے ۔۔ جسے میں پرنسس ٹریٹمنٹ دے سکوں۔ جو ہر معاملے میں میری سائیڈ ہو۔۔۔ جو بہت نرم ہو بالکل تمہاری طرح ۔۔ اسے درام کی طرح غصہ نہ آتا ہو۔۔ ابھی داور خان مسکراتے ہوئے اپنا جملہ مکمل کرتا، جب بیا خان نے درام کے زکر پہ اسکی بات کاٹی۔۔۔

خان۔ مجھے درام کے غصے سے ہر وقت بہت ڈر لگا رہتا ہے۔۔ وہ بڑا ہو کے تو بالکل کوئی وائلڈ مین بن جائے گا۔۔ اگر اس نے ہم پہ بھی غصہ کرنا شروع کر دیا تو؟؟ میں تو اپنے بیٹے کا غصہ سہتی جیتے جی مر جاؤں گی۔۔ بیا خان اپنی کرسٹل گرے آنکھوں میں آنسو لیتی اپنے سارے خدشے داور خان کے سامنے رکھ رہی تھی، جس پہ وہ اپنا سر پیٹ کے رہ گیا۔ اسکے حصے میں اتنی امیوشنل بیوی ہی آنی تھی؟؟

میری جان تم کیوں بھول جاتی ہو درام کی تربیت ہم نے کی ہے وہ غصیلا ہو سکتا ہے لیکن نا فرمان نہیں!! اپنی تربیت پہ بھروسا رکھو۔ داور خان اسکے کرسٹل گرے بال چوم کے اسکی کمر سہلاتا اسے ریلکس کرنے والے انداز میں بولا، جس پہ بیا خان نے کچھ پر سکون ہوتے سر ہاں میں ہلایا ۔۔

ہر وقت آنسو بہانا ضروری نہیں ہوتے۔۔ کچھ ڈلیوری کے وقت کے لئے بچا کے رکھو۔۔ داور خان اسکے آنسو اپنے لبوں سے پیتا گھمبیر تا میں بولتا بیا خان کو پھر سے سرخ کر چکا تھا۔۔

اس دفعہ میں تمہارے ساتھ لیبر روم میں جاؤ ں گا درام کی دفعہ بھی تم نے رو رو کے اپنا برا حال کر لیا تھا۔۔ داور خان اسے پیار سے ڈپٹتا اسکے پتلے باریک گلابی لبوں پہ اپنے لب رکھ چکا تھا۔۔

کیوں ۔۔۔ آپ کیوں؟؟ وہ شرم سے سرخ پڑتی اسے آنکھیں دکھاتی ہوئی بولی۔۔۔۔

تا کہ تم جب بھی آنسو بہاؤ ۔۔ میں اس طرح سے کس کر کے تمہیں خاموش کروا سکوں۔۔۔ داور خان اپنا جملہ کہتے ہی اسکے لبوں پہ اپنی پوری شدت سے جھکتا اسکی سانسیں قطرہ قطرہ کر کے اپنے سینے میں اتارتا خود کو سراب کر رہا تھا۔۔ بیا خان نے اس اچانک افتاد پہ اسکی وائٹ ہڈی اپنی مٹھیوں میں دبوچتے شرم سے اپنی پلکیں جھکائی۔۔۔

عشقِ ستم۔۔۔۔ علیشے خان

لاسٹ اپیسوڈ (پارٹ ون)

آج خانزادوں کے سب سے چھوٹے اور لاڈلے خان کی بارات تھی البتہ اس سے بھی بہت چھوٹے خان جنم لے چکے تھے لیکن سعد خان ہنوز سب کا چھوٹا خان تھا ۔۔ ان سب نے اسکی شادی پہ سب سے زیادہ پیسا بہایا۔۔۔ سعد خان کی قوالی نائٹ لال ہویلی، بڑی ہویلی، چھوٹی ہویلی اور یہاں تک کے شاہ پیلس میں الگ الگ کی گئی۔۔۔ سعد خان کی شادی کی ڈریسنگ تک ان سب نے مل کے کی۔۔۔ سعد خان ان سب کا لاڈلا تھا، ان سب نے کہیں نا کہیں اسکی شادی پہ پیسا خرچ کرتے اس پہ اپنا حق جتایا۔۔۔ سعد خان ان سب کے اتنے پیار پہ ان

کا بے حد شکر گزار تھا، جو اپنے بچوں کے ہوتے ہوئے بھی اس سے پیار کرنا نہیں چھوڑتے تھے--- آج سعد خان کی بارات تھی، لیکن وہ ہنوز لاپرواہی سے سوتا ہوا اپنی نیندیں پوری کر رہا تھا۔ رات کے سات بج رہے تھے، جب ساحر خان اور سجاول خان اسکے کمرے میں داخل ہوئے--- اسے ہنوز ریلیکس انداز میں سوتے دیکھ کے ان دونوں نے ایک دوسرے کی طرف چونک کے دیکھتے ہوئے گھڑی کی طرف دیکھا--- چھوٹے خان!! ساحر خان اسے سوتے دیکھ کے روعب دار آواز یں دیتا غصے سے بولا--- لالہ قسم لے لیں سمندر خان کی میں نہیں سو رہا--- اسکی دھاڑ پہ سعد خان پٹ سے آنکھیں کھولتا، تیزی سے بیڈ سے چھلانگ لگا کے نیچے اترتا ہڑبڑاتے ہوئے تیزی سے بولا۔ جیسے وہ ہمیشہ کرتا تھا۔ سعد خان کے انداز پہ سجاول خان نے بمشکل اپنا قہقہ دبایا--- ہاں وہ تو نظر آ رہا ہے مجھے، ایسی کون سی نیندیں ہیں۔ تمہاری جو پوری ہونے کا نام نہیں لیتی؟؟ ساحر خان اسے گھوریوں سے نوازتا ڈپٹتے ہوئے بولا--- سمجھا کریں یار لالہ رات بھی تو جاگنی ہے--- سعد خان اپنے لائٹ گرے بالوں میں ہاتھ پھیرتا، اسے آنکھ دباتے ہوئے زومعنی انداز میں گویا ہوا--- سجاول خان اور ساحر خان نے اسکی بات پہ سٹپٹاتے ہوئے اسے گھوریوں سے نوازا---

آج سے پہلے تو یہ رات تم نے کبھی نہیں جاگی؟ رات میں اوپر والے پورشن میں جم تمہاری آتما آ کے کرتی ہے؟؟ سجاول خان اپنا آئیبرو آچکا کے طنزیہ انداز میں بولا---

KOH NOVELS - URDU

لالہ وہ "صرف رات" تھی آج میری "سہاگ رات" ہے--- مائنڈ اٹ(یاد رکھیں)-- سعد خان بے باک سا قہقہ لگاتے ہوئے اپنی الماری کی طرف بڑھتے بے حد بے باکی سے گویا ہوتا سجاول خان کا چہرہ سرخ کر چکا تھا۔ یو -- ب۔ل۔ڈ۔ی--- دو منٹ ہیں تمہارے پاس تیار ہونے کے لئے-- سجاول خان صوفے سے کشن اٹھا کے اسے زور سے مارتا تپے ہوئے لہجے میں بولا،

جس پہ سعد خان کا قہقہ مزید بلند ہوا۔ ساحر خان نے تاصف سے سر ہلاتے ہوئے اسکی الماری کی طرف اپنے قدم بڑھائے۔۔۔

رائل بلیو خوبصورت سی میکسی میں ملبوس زرلاشتہ خان اپنے بیٹے کو بیڈ پہ بٹھائے، اسے آج کے فنکشن کے لئے تیار کر نے کا سوچ رہی تھی۔۔ وہ زوہان کے ڈھیروں کپڑے نکال کے بیڈ پہ پھیلا کے بیٹھی پر سوچ انداز میں انہیں دیکھ رہی تھی۔۔

کیا پہنے گا ہمارا بچہ؟۔۔۔ زرلاشتہ خان تولیے سے زوہان خان کے بھورے گھنے گیلے بال خشک کرتی بے حد پیار سے اس سے پوچھ رہی تھی۔۔۔ جب سے زوہان اسکی زندگی میں آیا، وہ پہلے سے میچور تو ہوئی۔ لیکن ساحر خان کے سامنے وہ ویسی ہی معصوم سی تاشو تھی۔۔

جے ولے پیڑے(یہ والے کپڑے)۔۔۔ زوہان خان اپنی بلیک شلوار قمیض پہ ہاتھ رکھتا کلیپنگ کرتے ہوئے بے حد معصومیت سے بولا۔۔۔ وہ ماں کے سامنے ایسے ہی معصوم بنتا تھا، جیسے آج تک اس نے شیطانی کا نام بھی نہ سنا ہو۔۔ ہمارا معصوم بچہ۔۔۔ زرلاشتہ خان اسکی معصومیت سے لبریز موٹی موٹی نیلی آنکھوں کو چومتی اسے خود میں پھینچتے بلیک شلوار قمیض پہنا رہی تھی۔۔ اس بلیک شلوار قمیض کے اوپر ایک خوبصورت سی بلیک اور گولڈن کے امتزاج میں ویسکوٹ تھی۔۔ زوہان کی ساری شاپنگ سعد خان نے کی۔۔۔ اسکا کہنا تھا کہ اسکی شادی پہ اسکا لاڈلا بھتیجا اور بھانجا (زوہان، ہمدان) شہہ بالے بنیں گے۔۔۔ ارشان خان اور چھوٹا سا شاہ ابھی شہہ بالے بننے کے لئے بہت چھوٹے تھے، اسی لئے سعد خان کے کہنے پہ زوہان اور ہمدان کو شہہ بالا بنایا جانا تھا۔۔

مورے خان بابا نےمذے تل مالا تا (مورے خان بابا نے مجھے کل مارا تھا۔۔) زوہان خان اپنی نیلی آنکھوں میں لبالب پانی لئے اپنا ہونٹ مڑورتے بے حد معصومیت سے بولا۔ وہ زوہان خان ہی کیا جو باپ کو کبھی بخش دے؟ زوہان

خان کی بات پہ زرلاشتہ خان کے زوہان کو ویسکوٹ پہناتے ہاتھ تھمے--- اس نے تڑپتے ہوئے اپنے معصوم سے بچے کو دیکھا----

کیوں مارا تھا؟ اور کہاں مارا تھا ہمارے بچے کو؟؟ زرلاشتہ خان اسکی بھیگتی آنکھوں کو پیار سے صاف کرتے بے حد ایموشنل لہجے میں بولی---

درام لالہ(رام دندے) نے مذے خان بابا سے مار پلوائ تی۔۔ پر خان بابا نے مذے انی شور شے یاں پھپھڑ مالا۔۔۔(درام لالہ (رام گندے)نے مجھے خان بابا سے مار پروائی تھی۔۔ پھر خان بابا نے مجھے اتنی زور سے یہاں تھپڑ مارا)۔۔ زوہان خان اپنے نچلے سرخ ہونٹ کو معصومیت سے مڑورکے اپنے گول مٹول سفید گال پہ ہاتھ رکھتا، زرلاشتہ خان کی گردن میں اپنا چہرے چھپائے بے حد صفائی سے جھوٹ بول رہا تھا۔۔ وہ اپنی ماں کے سامنے درام کو ہمیشہ لالہ بولتا تھا کیونکہ وہ بے حد چالاک بچہ تھا۔۔

اللہ اللہ خان ہمارے معصوم بچے پہ اتنا ظلم کیسے کر سکتے ہیں؟ آپ نے اپنی مورے کو کل کیوں نہیں بتایا زوہان؟؟---- زرلاشتہ خان تڑپ کے اسے سینے سے لگاتی، اسکا گال بار بار پیار سے چوم رہی تھی۔۔ ابھی زوہان اسے مزید ایموشنل کرتا، جب کمرے کا دروازہ کھولتے ہوئے ساحر خان کمرے میں داخل ہوا۔۔۔ بیڈ پہ اپنی متاعِ جاں کو اپنے دشمن کے ساتھ پیار کرتے دیکھ کے ساحر خان نے برا سا منہ بنایا۔ لیکن زوہان کی بھیگی آنکھیں دیکھ کے وہ پریشان ہوا " اپنے لئے"!! کیونکہ اسکی آنکھیں کمرے میں جب بھی بھیگی ہوتی، تب ساحر خان اور تاشو کی لڑائی ضرور ہوتی تھی ۔۔ اور ایسا ہی ہوا تھا ساحر خان کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھ کے زرلاشتہ خان نے اس کی طرف سے غصے سے نگاہیں پھیرتے ہوئے اپنا سارا دھیان زوہان خان کی طرف کیا۔۔۔ وہ اب اسکی ویسکوٹ کے بٹن بند کرتی اسکے بھورے گھنے بالوں کو سنوار رہی تھی، جبکہ زوہان خان اپنے باپ کی تپی ہوئی شکل دیکھتا۔ اپنی نیلی آنکھوں کو ٹپٹپاتے ہوئے اسے اپنے دونوں ڈمپلز کے درشن کروا رہا تھا۔۔ ابھی زرلاشتہ خان اپنے معصوم سے زوہان کی طرف دیکھنے ہی والی تھی، جب

زوہان نے اپنے گالوں سے ڈمپلز غائب کرتے۔ وہی پہلے والی معصومیت چہرے پہ سجائی--- زوہان خان کے نقوش میں قدرتی معصومیت سی تھی، جو اسے اپنی ماں سے تحفے میں ملی تھی۔ وہ جب چاہتا تھا اپنے نقوش ڈھیلے چھوڑتے ہوئے معصومیت کی اعلیٰ مثال بن جانا تھا۔۔ جبکہ غصے میں اسکے تنے نقوش، اسکی نیلی آنکھیں ساحر خان کی طرح لہو چھلکتی تھیں۔۔

زرلاشتہ خان کے یوں رخ پھیرنے پہ تضاد زوہان خان کی دل جلانے والی مسکراہٹ پہ ساحر خان بے حد ضبط سے اپنی مٹھیاں بھینچتا انکی طرف آیا---

ابھی ساحر خان جو اپنے بیٹے کو اٹھا کے کمرے سے باہر کرنے والا تھا، اچانک سے اسے کالے لباس میں ملبوس دیکھتے ہوئے اسکی نظریں زوہان خان پہ ٹھہر سی گئی--- وہ کالے رنگ میں بے حد پیارا لگ رہا تھا۔زوہان خان چاہے رف سے حلیے میں ملبوس کہیں بھی جاتا، وہ ہر کسی کی نظروں کا مرکز ہوتا اور آج تو اس نے پھر شہہ بالا بننا تھا۔ ایسے میں ساحر خان اپنے بیٹے پہ سب کی نظریں قطعی محسوس نہیں کر سکتا تھا۔۔ ساحر خان جتنا زرلاشتہ خان کے لیے پوزسیسوو تھا، اس سے کئی گناہ زیادہ وہ اپنے بیٹے کے لئے پوزسیسوو تھا۔ وہ الگ بات تھی وہ زوہان کے لئے اپنی پوزسیسوو اور پیار کھل کے ظاہر کر کے اسے مزید سر پہ نہیں چڑھانا چاہتا تھا۔۔ ساحر خان نے نا محسوس انداز میں ان دونوں کے پاس کھڑے ہوتے اپنی جیب سے چھوٹا سا چاقو نکال کے زوہان خان کی بلیک ویسکوٹ پہ پیچھے کی طرف احتیاط سے بڑا سا کٹ لگایا۔ یوں کہ اس کا چاقو زوہان کو غلطی سے بھی نہ لگ سکے۔۔ ساحر خان نے یہ کام اتنی تیزی سے نا محسوس انداز میں کیا کہ زرلاشتہ خان اور زوہان خان جو پہلے ہی اس سے اکھڑے اکھڑے سے دکھ رہے تھے۔ وہ اسکی یہ حرکت قطعی محسوس نہیں کر پائے۔ ساحر خان اپنا کام مکمل کر کے اپنی بلیک پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈال کے کھڑا۔ زرلاشتہ خان کو اپنی گہری نظروں کے حصار میں لے چکا تھا، جو خود پہ ا چھے سے

دوپٹا پھیلائے زوہان خان کے ساتھ مصروف اسکو شاید جان بوجھ کے فراموش کر رہی تھی--

میرے کپڑے کون سے نکالے ہیں؟؟ ساحر خان نے اسے خود ہی مخاطب کرنا بہتر سمجھا-- زرلاشتہ خان نے اسے جواب دینے کی بجائے بیڈ سے کھڑے ہوتے زوہان خان کو اپنے بازوؤں میں بمشکل اٹھایا، کیونکہ زوہان خان جیسے صحت مند بچے کو اٹھانا زرلاشتہ خان کے بس کی بات نہیں تھی۔ زوہان کو زیادہ تر خود چلنا پسند کرتا تھا یا اگر ساحر خان کا موڈ اس پہ پیار جتانے کا ہوتا تو وہ اسے اٹھا لیا کرتا تھا --

میں کچھ پوچھ رہا ہوں؟؟ ساحر خان اسکی اگنورینس پہ اسکے آگے آ کے کھڑے ہوتا آئیبرو آچکا کے بولا---

سامنے الماری ہے نکال لیں خود--- وہ اسے مختصراً سپاٹ لہجے میں جواب دیتی وہاں سے جانے ہی والی تھی، جب ساحر خان نے اسے کہنے سے پکڑتے ہوئے روکا--- وہ بیٹے کے سامنے اب یونہی شیرنی بنتی تھی--

زوہان کے کپڑے چینج کرواؤ --- ساحر خان نے اپنا نچلہ لب دانتوں میں دباتے زوہان کی طرف اشارہ کرتے زرلاشتہ خان کو حکم دیا---

کیوں؟ زرلاشتہ خان نے نا سمجھی سے سنجیدگی سے استفسار کیا----

مورے می اش میں پالا لگ را او نا؟ (مورے میں اس میں پیارا لگ رہا ہوں نا؟؟) --- زوہان خان کو ساحر خان خان کی یہ کپڑے چینج کروانے والی پخ

KOH NOVELS - URDU

بالکل اچھی نہیں لگی--- وہ اپنے کپڑے تبدیل کرنے کا قطعی ارادہ نہیں رکھتا تھا، اسی لئے ماں کا چہرہ اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے تھام کے اپنی طرف کرتا بے حد معصومیت سے بولا---

ہاں ہمارا بیٹا بہت پیارا لگ رہا ہے---- چلو نیچے چلتے ہیں-- زرلاشتہ خان ساحر خان کو بولنے کا موقع دئیے بغیر زوہان خان کے گالوں پہ لب رکھتی مسکرا کے بولی اور ایسا کرتی وہ ساحر خان کو سیخ پا کر چکی تھی۔ ساحر خان کو ان سے ایسے ہی جوابوں کی توقع تھی، اسی لئے وہ پہلے ہی زوہان کے کپڑوں پہ پچھلی طرف بڑا سا کٹ لگا چکا تھا۔

تاشو زوہان کے کپڑے چینج کرواؤ ۔ اسکے کپڑے پیچھے سے پھٹے ہوئے ہیں۔ ساحر خان اپنی مٹھیاں بھینچ کے ضبط سے سرد لہجے میں بولا---- ساحر خان کی بات پہ زرلاشتہ خان کے چلتے قدم رکھے--- زوہان خان نے جلدی سے اپنے کپڑوں پہ نظریں دوڑائی، جو ناجانے کہاں سے پھٹے ہوئے تھے۔ لیکن اسے نظر نہیں آ رہے تھے۔

کہاں سے پھٹے ہوئے ہیں؟ ہم نے ابھی تو صحیح سلامت پہنائے تھے۔ زرلاشتہ خان خود سے مخاطب ہوتی، زوہان خان کو بیڈ پہ بٹھا کے اسکے کپڑے چیک کرر ہی تھی --

KOH NOVELS - URDU

اووو۔ زوہان یہ ویسکوٹ تو پھٹی ہوئی ہے۔ چلو کچھ اور پہنتے ہیں--- زرلاشتہ خان اسکی بلیک ویسکوٹ اتارتی افسوس سے بولی، جس پہ زوہان خان نے برا سا منہ بناتے ہوئے ساحر خان کو دیکھا--- اس چھوٹے سے پٹھان کے دل نے فتویٰ دیا کہ یہ سب اسکے باپ کا کیا دھرا ہے، وہ جانتا تھا اسکی باپ اسکی خوبصورتی سے جیلس ہوتا ہے۔ اسکے یوں منہ بنا کے دیکھنے پہ ساحر خان نے اسے آنکھ ونک کرتے ہوئے مزید سلگایا---

مورے جے خان بابا نہ تیا اے۔۔ مے نے اود دیتھا تا۔۔۔(مورے یہ خان بابا نے کیا ہے۔۔۔میں نے خود دیکھا تھا۔۔۔) زوہان خان اپنی پسندیدہ ویسکوٹ کے اتنے برے حشر پہ اپنی مورے کو معصومیت سے دیکھتا یقین دلانے والے انداز میں بولا۔۔۔ ساحر خان نے گڑبڑاتے ہوئے اس چالاک بھالو کی طرف دیکھا، جو اسکے ایک ہاتھ کی مار تھا۔۔ زوہان خان کی بات پہ زرلاشتہ خان کی نظریں بے ساختہ ساحر خان کی طرف اٹھی، جس نے کندھے اچکاتے ہوئے ایٹیٹوڈ سے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

چھوڑو زوہان۔۔۔ ہم دوسرے کپڑے پہن لیتے ہیں۔۔۔ زرلاشتہ خان پھر سے ساحر خان کی طرف سے نگاہیں پھیرتی سنجیدگی سے بولی۔۔۔ وہ ساحر خان سے شدید ناراض تھی، وہ اپنے معصوم سے بیٹے کو تھپڑ کیسے مار سکتا تھا؟؟ وہ ازیت کی انتہا پہ سوچ رہی تھی۔۔ ماں کی بات پہ زوہان خان نے فرمانبرداری سے زور زور سے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔

مورے مے زادہ پالا او یا خان بابا؟؟ (مورے میں زیادہ پیارا ہوں یا خان بابا؟) زوہان خان اپنے لیے دوسرے کپڑے تلاشتی زرلاشتہ خان سے بے حد معصومیت سے استفسار کر رہا تھا۔۔ اسکے اس سوال پہ زرلاشتہ خان کے منہ سے جواب سننے کے لئے ساحر خان کے کان بھی کھڑے ہوئے۔۔۔

ظاہر ہے مورے کی جان زوہان خان ہمارا بچہ سب سے پیارا ہے۔۔۔ زرلاشتہ خان محبت سے لبریز لہجے میں بولتی، زوہان خان کے لئے اب نیلی شلوار قمیض اور آف وائٹ ویسکوٹ نکال چکی تھی۔۔ اسکے جواب پہ ساحر خان کا میٹر شارٹ ہوا۔۔۔ اس نے بے حد غصے سے ان ماں بیٹے کو دیکھا، جو کب سے اسے بری طرح سے اگنور کر رہے تھے۔۔

KOH NOVELS - URDU

میلی پالی مورے (میری پیاری مورے)۔۔ ماں کے قریب آنے پہ زوہان خان کھلکھلاتا ہوا زرلاشتہ خان کے سینے سے لگتا بے حد پیار سے بولا، جس پہ زرلاشتہ خان نے اسکے دونوں ڈمپل والے گالوں کو بے حد محبت سے چوما۔۔۔ زوہان خان نے باپ کو پھر سے دیکھ کے آنکھیں ٹپٹپاتے ہوئے مزید تپایا۔۔۔ اسے باپ کا سرخ ہوتا چہرہ بے حد سکون دے رہا تھا۔۔

کیا شکایت لگائی ہے اس نے تمہیں میری؟؟ ہمم؟؟ کیوں اگنور کر رہی ہو مجھے؟؟ ساحر خان کی اب بس ہوئی، وہ ایک جست میں زرلاشتہ خان کے سر پہ پہنچتا اسے غصے سے گھورتا ہوا استفسار کر رہا تھا۔۔ زرلاشتہ خان اسے جواب دینے کی بجائے خاموشی سے اپنے کام میں لگی رہی یعنی زوہان خان کے ساتھ مصروف۔۔۔ ساحر خان کو اس کی اتنی اگنورینس اب واقعی میں بے حد غصہ آ رہا تھا۔۔

میں کچھ پوچھ رہا ہوں تم سے۔۔۔ ساحر خان اب کی بار غرایا، جس پہ زوہان خان نے اپنی نیلی آنکھوں کو پھیلاتے ہوئے باپ کی طرف دیکھا ۔۔

آپ نے زوہان کو تھپڑ کیوں مارا؟؟ ایسا کیا کر دیا تھا ہمارے معصوم بچے نے جو آپ کو اسکے گال پہ تھپڑ مارے بغیر سکون نہیں مل رہا تھا۔۔۔!! وہ بھی غصے سے شیرنی بنتی غرائی۔۔۔ وہ بیٹے پہ کبھی بھی کامپرمائز نہیں کرتی تھی۔۔ ماں کے غرانے پہ زوہان خان نے کلیپنگ کرتے ہوئے اسے داد دی، جب کہ ساحر خان کا دماغ تو جسے بھک سے اڑا۔۔۔ زوہان خان جب سے پیدا ہوا تھا، اس نے اسے ایک دفعہ سخت ہاتھ تک نہیں لگایا تھا۔ تھپڑ مارنا تو بہت دور کی بات تھی۔۔ زوہان خان کی یہ چھوٹے چھوٹے جھوٹ بولنے والی عادت ماں پہ جا چکی تھی، جس سے ساحر خان کو شدید چڑ تھی۔۔۔ یہ چھوٹے چھوٹے جھوٹ اس میں اور اسکی تاشو میں بڑی لڑائی کروا دیتے تھے۔ جس پہ زوہان خان خوب انجوائے کرتا تھا۔۔

کس نے بولا ہے تم سے کہ میں نے زوہان کو تھپڑ مارا تھا؟؟ ساحر خان نے سنجیدگی سے کنفرم کرنا چاہا۔۔۔

خان بابا آپ نے مذے رات تو درام لالہ تے تینے پہ پھپھڑ مارا تا یان (خان بابا آپ نے مجھے رات کو درام لالہ کے کہنے پہ تھپڑ مارا تھا یہاں) ۔۔ زوہان خان ماں کے کچھ بولنے سے پہلے ہی ساحر خان کے منہ پہ معصومیت سے جھوٹ بول رہا تھا۔۔ اسکے منہ پہ اتنی صفائی سے جھوٹ بولنے پہ ساحر خان کا میٹر شارٹ ہو ا۔ ۔۔

خبردار! خبردار جو آج کے بعد تم نے جھوٹ بولا زوہان خان ورنہ واقعی ہی مار کھاؤ گے مجھ سے۔۔۔!! ساحر خان اسکی طرف جھکتا ہوا اپنی نیلی لہو رنگ آنکھوں سے غصے سے دھاڑا۔۔۔

بابا ۔۔۔اسکی دھاڑ پہ زوہان خان نے سہمتے ہوئے ساحر خان کو پکار کے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ وہ بے ساختہ بیڈ پہ پیچھے کو کھسک کے اپنی آنکھیں میچ چکا تھا۔۔ اسے لگا شاید اسکا باپ واقعی ہی اسے مارنے کے لئے یوں جھکا ہے۔۔

KOH NOVELS - URDU

خان۔۔۔ یہ کیسے بات کر رہے ہیں آپ ہمارے بیٹے سے۔۔ زرلاشتہ خان نے تڑپ کے زوہان خان کی آنسوؤں سے لبریز آنکھوں کو دیکھتے ہوئے ساحر خان کی طرف غصے سے دیکھا۔۔۔۔

اٹھو یہاں سے۔۔۔ اپنے کمرے میں جاؤ ۔۔ جب جھوٹ بولنا چھوڑ دو گے تب آنا میرے کمرے میں۔۔ فوراً سے پہلے اٹھو۔۔ ساحر خان زرلاشتہ خان کی بات

اگنور کرتا اور زوہان خان کے ڈر و خوف کی پروا کیے بغیر غصے سے چٹکی بجاتے ہوئے بولا---- اسے زوہان خان کی جھوٹ بولنے والی عادت کسی بھی طریقے سے چھڑوانے تھی، وہ اسے کافی دفعہ پیار سے سمجھا چکا تھا۔ آج ساحر خان کو بے ساختہ غصہ آیا تھا۔۔

زوہان خان باپ کے اتنے غصے پہ جلدی سے سہم کے بیڈ سے نیچے اترا۔۔ وہ بیڈ سے اپنی مدد آپ کے تحت بمشکل نیچے اترتا ہوا، زور زور سے روتا ہوا اس کے کمرے سے نکلا۔۔۔

زوہان۔۔۔ زرلاشتہ خان اسکے یوں رونے پہ اسے تڑپ کے پکارتی ہوئی اسکے پیچھے جانے ہی والی تھی، جب ساحر خان نے اسے کہنی سے پکڑتے ہوئے اپنے مقابل کیا۔۔

کپڑے نکالو میرے۔۔ تمہارا علاج بھی میں کر لیتا ہوں!! ساحر خان اسے آنکھیں دکھا کے بولتا اسکا رخ الماری کی طرف کر چکا تھا۔ زرلاشتہ خان نے اسکی طرف شکوہ کناں نظروں سے دیکھتے، الماری سے اسکے کپڑے نکال کے پٹکنے والے انداز میں صوفے پہ پھینکے---- زرلاشتہ خان کی آنکھوں میں نمی دیکھتے ہوئے ساحر خان نے گہری سانس بھرتے اپنے غصے پہ قابو پایا۔۔۔ وہ جانتا تھا وہ زوہان کو ڈانٹنے کی وجہ سے ہرٹ ہوئی ہے۔۔

تاشو زوہان جان بوجھ کے شرارت کرتا، جھوٹ بول دیتا ہے اور مجھے اسکی یہ عادت بالکل پسند نہیں ہے۔۔ میں چاہتا ہوں میرا بیٹا بالکل پرفیکٹ ہو، اس میں کوئی بھی بری عادت نہ ہو۔۔ اسی لئے میں نے اس پہ غصہ کر دیا، وہ ابھی ٹھیک ہو جائے گا۔ پریشان مت ہو اور میں نے زوہان کو ہاتھ بھی نہیں لگایا تھا آئی پرامس وہ جھوٹ بول رہا تھا کہ میں نے اسے تھپڑ مارا ہے۔۔۔ ساحر خان

اسے اپنے سینے سے لگاتا پیار سے سمجھا رہا تھا، لیکن وہ سمجھنے کو تیار نہیں تھی۔ وہ اسکے حصار میں بری طرح سے مزاحمت کر رہی تھی۔۔

آپ اسے پیار سے بھی سمجھا سکتے تھے، لیکن نہیں میرے بیٹے سے تو آپ کی ازلی دشمنی ہے۔۔ اگر آپ ڈائینا سور بن کے اسے ڈانٹ نہ لیتے تو آپ کو سکون کیسے ملتا؟؟ وہ اسکے سینے پہ ہاتھ مارتی بے حد غصے سے لیکن معصومیت سے بولی۔۔۔ ساحر خان کے پرامس بولنے پہ وہ اس پہ یقین کر چکی تھی کہ شاید واقعی ہی زوہان نے شرارت میں جھوٹ بول دیا ہو لیکن پھر بھی اسے اسکے بیٹے کو یوں ڈانٹنا نہیں چاہئے تھا۔۔

وہ پیار سے سمجھنے والی نسل میں سے نہیں ہے جاناں ۔۔۔ ساحر خان اسکے ہونٹوں کو چومتا گھمبیر تا میں بولا۔۔۔ دل میں وہ بھی زوہان خان کے رونے پہ تڑپا۔ لیکن اسکی جھوٹ چھڑوانے والی عادت کے لئے یہ سب ضروری تھا۔۔

آپ ہی کی نسل ہے۔۔۔ زرلاشتہ خان اسکی باتوں کا نقطئہ نظر سمجھتی اسکی بلیک ٹی شرٹ پہ اپنی انگلیوں سے ڈیزائن بناتی منہ بناتے ہوئے بولی۔۔۔۔ اسے ابھی بھی اسکے یوں زوہان کے ڈانٹنے پہ غصہ تھا، لیکن وہ باپ تھا۔ وہ زوہان کو ڈانٹنے اسے پیار کرنے کا حق رکھتا تھا۔ وہ اس سے زیادہ ساحر خان کے ساتھ باز پرس نہیں کر سکتی تھی، ورنہ وہ مزید بھڑک جاتا۔۔۔ زرلاشتہ خان کے معصوم سے جواب پہ ساحر خان نے قہقہ لگاتے ہوئے اسے خود میں بھینچا۔۔۔

تو تمہیں مجھ سے زیادہ زوہان پیارا لگتا ہے؟؟ ساحر خان کو اچانک سے اسکا کچھ دیر پہلے زوہان کی طرف داری کرنا یاد آیا، جب وہ زوہان کو سب سے پیارا بول رہی تھی۔۔۔۔ یہ سب یاد کرتے ہوئے ساحر خان نے اسکا چہرہ اپنے سینے سے اٹھاتے آئیبرو اچکاتے ہوئے اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔

وہ ہے ہی پیارا--- اور چھوڑیں ہمیں اپنے بیٹے کے پاس جانا ہے-- کیسے رو رہا تھا وہ--- وہ اس پہ جتاتی ہوئی بولی تھی کہ زوہان سب سے پیارا ہے -- وہ اسکے حصار سے نکلتی دروازے کی طرف بڑھنے ہی والی تھی، جب ساحر خان نے اسکے دونوں گالوں پہ ہاتھ رکھتے ہوئے اسکے یاقوتی لبوں کو اپنی گرفت میں لیتے اسکی کمر پہ بے باکی سے ہاتھ پھیرا--- وہ اس رائل بلیو میکسی میں ملبوس کچھ دیر پہلے شیرنیوں کی طرح غراتی ہوئی اسکا دل شدت سے دھڑکا چکی تھی-- ساحر خان اسکی سانسوں کے ساتھ اپنی سانسیں الجھاتا اسے اپنے بازوؤں میں اٹھاتا ہوا بیڈ کی طرف بڑھا۔

زوہان خان زور زور سے روتا ہوا احتیاط سے سیڑھیوں سے اترتا نیچے لاؤنج کی طرف بڑھا، جہاں ہویلی کے تمام مرد حضرات سعد خان کی بارات کے لئے تقریباً تیار ہی کھڑے تھے--

دادا جان---- زوہان خان روتے ہوئے حیدر خان کو پکارتا ان کی طرف بڑھا---- حیدر خان نے اپنے لاڈلے پوتے کے رونے پہ تڑپتے ہوئے اسے نیچے جھکتے ہوئے اٹھایا----

KOH NOVELS - URDU

دادا کی جان!! کیا ہوا ؟؟ وہ پریشانی سے بولے---

خان--- بابا--- وہ ہچکیوں سے روتا ہوا آدھا ادھورا سا بولتے ان کے سینے میں اپنا چہرہ چھپا چکا تھا۔ وہ ساحر خان کی ہر جھوٹی سچی شکایت ہمیشہ سے یونہی آ کے حیدر خان کو لگاتا، جس پہ وہ ساحر خان کو اچھی خاصی جھاڑ پلاتے----

کیا کہا ہے اس نا مراد نے میرے چھوٹے سے پٹھان کو؟؟ ۔۔ حیدر خان نے اسکا چہرہ اپنے سینے سے باہر نکالتے پیار سے اسکے پھولے گال چومے۔۔۔۔

خان بابا دسے شے بوتے ہے۔۔ مے تمے مالو دا۔ میلے ممرے شے تلے داؤ ۔۔(خان بابا غصے سے بولتے ہیں۔ میں تمہیں ماروں گا۔۔ میرے کمرے سے چلے جاؤ)۔۔ وہ اب اپنا جملہ مکمل کرتا ہچکیوں سے روتا ہوا اپنی نیلی آنکھوں کو گلابی کر چکا تھا۔۔۔۔ سجاول خان نے زوہان کی بات پہ سٹپٹاتے ہوئے اپنے نچلے لب کا کنارہ دباتے ہوئے کوئی اور ہی مطلب لیا۔۔۔

خان!!! نیچے آؤ!!۔۔۔۔ حیدر خان زوہان خان کی ہچکیوں پہ بھڑکتے ہوئے سیڑھیوں پہ کھڑے ہوتے اپنی بلند روعب دار آواز میں غصے سے بولے۔۔۔

زوہان میرے پاس آ جاؤ ۔۔ ہم بابا کو نہیں بلائیں گے اب!! رونا بند کرو میرا شہزادہ۔۔۔ سجاول خان جلدی سے حیدر خان کی طرف بڑھتا، زوہان خان کو پیار سے پچکارتے ہوئے اسے تھام چکا تھا۔ جو مزید زور زور سے روتا حیدر خان کو ساحر خان پہ مزید تپ چڑھا رہا تھا۔

خان!! سنا نہیں تم نے نیچے آؤ ۔۔ حیدر خان اب کی بار مزید بلند آواز میں دھاڑے، جس پہ ساحر خان زرلاشتہ خان کے ہونٹوں کو آزادی بخش کے اس پر سے اٹھتا ہوا غصے سے اپنے بھورے بالوں میں ہاتھ پھیرتا بیڈ سے اترا۔۔۔ ساحر خان کا کمرہ ویسے تو ساؤنڈ پروف تھا لیکن زوہان جاتے ہوئے پورا دروازہ بند کر کے نہیں گیا تھا، دروازہ بالکل تھوڑا سا کھلا رہ چکا تھا۔ جس کی وجہ سے ساحر خان کے کمرے میں حیدر خان کی آواز بہت آسانی سے آ سکتی تھی۔۔

KOH NOVELS URDU

کیا تم ابھی بھی اپنے بیٹے کو معصوم سمجھتی ہو؟؟ ساحر خان اپنے پیروں میں چپل ڈالتا چڑتے ہوئے زرلاشتہ خان سے استفسار کر رہا تھا، جو شرم و حیا سے سرخ پڑتی اپنی رائل بلیو بے ترتیب میکسی درست کر رہی تھی۔۔

وہ۔۔۔ معصوم ۔۔۔ہی۔۔۔ہے۔۔۔ زرلاشتہ خان اپنی مسکراہٹ دباتی ہوئی منمنا کے بولی۔۔۔ وہ جانتی تھی اسکا بیٹا نیچے جا کے اپنے دادا کو شکایت لگا چکا ہو گا۔۔ ساحر خان اسکی بات پہ خفگی سے اسکی طرف جھکتا پھر سے بے باک سی جسارت کر کے اسے سرخ گلاب کرتا اپنے کمرے کے دروازے کی طرف بڑھا۔۔۔۔

جی فرمائیے۔۔ کیوں چیخ رہے ہیں؟؟ ساحر خان تیزی سے سیڑھیاں اترتا حیدر خان کو دیکھتے ان کے چیخنے کے بارے میں استفسار کر رہا تھا۔۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئے میرے پوتے کو کمرے سے باہر نکالنے کی؟؟ تمہیں اس ہویلی سے نکال باہر نہ کر دوں میں؟؟ حیدر خان اسکے چٹانی سینے پہ مکا جھڑتے غصے سے غرائے۔۔۔ ساحر خان نے اس اچانک مکے پہ منہ کھول کے حیدر خان کی طرف دیکھتے ہوئے اپنے چالاک بیٹے کو دیکھا، جو شکایت لگانے کے بعد سجاول خان کے کندھے پہ سر ٹکائے ہوئے تھا۔۔ لیکن ساحر خان کو اپنی طرف دیکھتا پا کے وہ معصومیت سے اپنی نگاہیں پھیر چکا تھا۔۔ بیٹے کی بھیگی گلابی ہوتی نیلی آنکھوں کو دیکھتے ساحر خان کے دل کو کچھ ہوا۔۔۔۔

یہ میرے کمرے میں رہنے کے لائق نہیں ہے۔۔۔ جھوٹ بول بول کے میری اور میری بیوی میں لڑائیاں کرواتا ہے۔۔۔ ایسے میں سوری ٹو سے میں اسے سینے سے لپٹا کے نہیں رکھ سکتا۔۔ ساحر خان اپنے کندھے اچکا کے ڈھیٹائی سے بولتا، حیدر خان کو مزید غصہ دلا چکا تھا۔ ان کا بس نہیں تھا وہ خود سے

اونچے ساحر خان کا سر اپنی پشاوری چپل سے گنجا کر دیں۔ ساحر خان کی باتوں پہ زوہان خان نے بے آواز روتے ہوئے اپنا چہرہ سجاول خان کی گردن میں چھپایا۔۔۔ وہ شدید ہرٹ ہو رہا تھا ساحر خان کی باتوں پہ۔۔

میرا پوتا میرے پاس رہ لے گا، اسے تمہارے کمرے میں دو گز جگہ کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ میں تمہیں اپنی جائیداد سے عاق کر دوں گا خان اب اگر جو تم نے میرے پوتے کو کبھی ذرا سا بھی ڈانٹا۔۔!! حیدر خان اسے لہو چھلکتی آنکھوں سے دیکھتے غصے اور سنجیدگی سے بولے۔ ساحر خان نے ان کی وہی پرانی دھمکی ایک کان سے سن کے دوسرے کان سے نکالتے ہوئے ایک نظر زوہان خان کی طرف دیکھا، جو آج اسے یوں ڈانٹ پروانے کے بعد چڑا نہیں رہا تھا۔ بلکہ وہ سجاول خان کی گردن میں اپنا چہرہ چھپائے ہلکے ہلکے سے ہچکولے لے رہا تھا۔۔ ساحرخان کو معاملہ کچھ سیریس لگ رہا تھا۔ وہ اپنے بھورے بالوں میں ہاتھ پھیرتا سجاول خان کی طرف بڑھا، جو زوہان کو خاموش کروانے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔۔

زوہان!! ساحر خان نے اسے نرمی سے پکارتے ہوئے سجاول خان سے پکڑنا چاہا، لیکن وہ مزید سجاول خان کے ساتھ چمٹ چکا تھا۔۔ ساحر خان نے اسے اب کی بار زبردستی تھامنا چاہا، لیکن زوہان خان اپنے دادا کی طرف بانہیں پھیلائے انہیں پکار چکا تھا۔۔ حیدر خان نے تو اسکی پکار پہ نثار ہوتے کالی شلوار قمیض میں ملبوس اپنے پوتے کو سجاول سے تھام کے اپنے سینے سے لگاتے ہوئے مردان خانے کی طرف اپنے قدم بڑھائے۔۔۔ وہ دونوں دادا پوتا ساحر خان کے وجود کو ایسے اگنور کر گئے، جیسے وہ وہاں کھڑا ہی نہ ہو۔۔ ساحر خان نے اپنی مٹھیاں بھینچتے ہوئے ضبط سے اپنی آنکھیں میچ کے کھولیں۔۔۔ سجاول خان نے ساحر خان کے ریکشن پہ بمشکل اپنا قہقہ دباتے ہوئے اپنے ڈارک براؤن بالوں میں ہاتھ پھیرتے اپنے قدم اپنے کمرے کی طرف بڑھائے۔۔۔

رخصتی ہو چکی تھی، پری وش کو سعد خان کے کمرے میں بٹھا دیا گیا۔۔۔ پری وش یقیناً پہلی دلہن تھی، جس نے ایک کمرے سے دوسرے کمرے تک رخصت ہونے کے لئے آنسوؤں کی ٹینکیاں بہائی تھیں۔۔

وہ سعد خان کی پسند کےسرخ کی بجائے گلابی خوبصورت سے لہنگے میں سجی سنوری سی اسکے بیڈ پہ پورے استحقاق سے بیٹھی تھی۔۔ کب سے سر پہ اتنا وزنی گھونگھٹ رکھ کے وہ تھک چکی تھی، لیکن سعد خان تھا کہ کمرے میں آنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔ سعد خان کے دوستوں کا حلقہ احباب کافی بڑا تھا، وہ اسے آسانی سے اسکے کمرے میں آنے دے دیتے تو انہیں سعد خان کے دوست کون کہتا ؟؟

رات کا ایک بج چکا تھا اور پری وش کا نیند سے برا حال ہو رہا تھا۔ پری وش کے ضبط کی حد بس اتنی تھی ایک تو پہلے ہی سعد خان نے اسے ہائی ہیلز پہننے نہیں دی تھیں، جسکی وجہ وہ اس سے بے حد ناراض تھی اور دوسرا اسکے لیٹ آنے پہ تو اسکا دماغ ہی گھوم اٹھا تھا۔ وہ خود پر سے گھونگھٹ ہٹا کے ہر چیز کو فراموش کرتی سونے کی غرض سے تکیے پہ گر چکی تھی۔۔

KOH NOVELS - URDU

رات کے دو بج رہے تھے جب سعد خان اپنے کمرے میں داخل ہوا۔۔۔ گلاب کی بھینی سی خوشبو اسکے نتھنوں سے ٹکرائی۔۔۔ سعد خان کا پورا کمرہ گلاب کے پھولوں کے بڑے بڑے گلاب کے دستے، کینڈل لائٹس اور رومانٹک ایل ای ڈی لائٹس سے سجایا گیا۔ ایک خوبناک منظر پیش کر رہا تھا۔ دروازہ لاک کرتے ہوئے سعد خان کی نظروں کا مرکز اپنی متاعِ جاں بنی، جو اسکے انتظار میں گھونگھٹ ڈال کے بیٹھنے کی بجائے اسکے گلاب کے پھولوں اور نیٹ سے سجے بیڈ پہ پورے استحقاق سے سو رہی تھی۔۔ سعد خان نے اپنی

وائٹ شیروانی اتارتے ہوئے صوفے پہ پھینکی، وہ اب سفید شلوار قمیض میں ملبوس اپنی قمیض کے بازوؤں کو کہنی تک فولڈ کرتا ساتھ ساتھ اپنی گرم نرم نگاہوں سے پری وش کو دیکھ رہا تھا۔۔ اسے سکون سے سوتے دیکھ کے وہ آئیبرو اچکاتا ہوا اسکی طرف بڑھا۔۔۔ سعد خان تکیے پہ اسکے دائیں بائیں ہاتھ رکھ کے اس پہ جھکتا ہوا اسکے خوبصورت سے نقوش آنکھوں کے راستے دل میں اتار رہا تھا۔۔ وہ اس گلابی اور سفید کے پھولوں اور موتیوں سے مزین زرک کے بھاری لہنگے چولی میں ملبوس روایتی دلہنوں کی طرح زیوار پہنے ہاتھوں میں بھر بھر کے چوڑیاں پہنے ہوئے تھی۔۔ ناک میں بھاری نتھ ، جبکہ خوبصورت سی ماتھا پٹی میں اسکا سفید بیضوی چہرہ بے حد خوبصورت لگ رہا تھا۔۔ وہ نیوڈ میک اپ کیے ہوئے بالکل کوئی باربی لگ رہی تھی۔۔ وہ ساڑھے تئیس سال کی ہو چکی تھی لیکن ہنوز بچی سی لگتی تھی۔۔ اسکے کم نوخیز سراپے سے نظریں ہٹانا سعد خان کو دنیا کا مشکل کام لگا تھا۔۔

سعد خان نے جھکتے ہوئے اسکے ماتھے پہ شدت سے اپنے لب رکھے۔۔۔ سعد خان نے آہستگی سے اسکی چوڑیوں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کر کے ان کی ارتعاش کی آواز سے اسے اٹھانا چاہا، لیکن وہ ہنوز سو رہی تھی۔۔

پری جاناں۔۔۔ سعد خان نے اسکے کان کی لوں کو دانتوں میں دباتے اسکے کان میں گھمبیر آواز میں سرگوشی کی۔ جس پہ پری وش نے پٹ سے آنکھیں کھولتے ہوئے خود پہ جھکے سعد خان کو دیکھا۔۔ یہ پہلی بار تھا جو اس نے اسکے جگانے پہ اتنی جلدی آنکھیں کھولی تھیں، شاید وہ شادی کی وجہ سے بھوکلائی بھوکلائی سی تھی۔ ورنہ وہ تو اسکے لمس کے زیر اثر ایسے سو رہی ہوتی تھی، جیسے اسکا کوئی نشہ پورا ہو رہا ہو۔۔

جاناں تمہیں آج سونے کی اجازت کس کافر نے دی ہے؟؟ سعد خان اسکے گالوں پہ اپنی لائٹ گرے بییرڈ رگڑ کے سرگوشی نما آواز میں بولتا، اس کے

اوپر سایہ فگن ہو چکا تھا۔ اسکی بات پہ پری وش کو یاد آیا، اس نے کتنے گھنٹے اپنی اکڑی کمر کے ساتھ اسکا انتظار کیا تھا۔۔۔

مجھے سونا ہے۔۔۔ جائیں وہی پہ جہاں پہلے تھے۔۔۔ پری وش اسکے سینے پہ ہاتھوں کا دباؤ ڈالتی نظریں جھکائے دانت کچکچاتے ہوئے بولی۔۔۔

میں نے بولا تھا میرے پاس چھوٹی سی دنیا کی بجائے بڑی سی دنیا بن کے آنا۔ لیکن تمہیں تو سونے کے لئے منہ میں رکھنے کے لئے ہنوز چوسنی کی ضرورت ہے۔۔۔ سعد خان اسکی آنکھوں میں نیند کی سرخی دیکھتا تپے ہوئے انداز میں بولا۔۔۔ پری وش نے اسکی باتوں پہ منہ بناتے ہوئے اپنا رخ موڑا۔۔۔

آپ نے مجھے ہیل پہننے دی، جو میں بڑی سی دنیا بنتی؟؟ سب مجھے لہنگے میں بار بار گرتا پڑتا دیکھ کے کتنا ہنس رہے تھے۔۔۔ لیکن آپ کو کیا آپ کو تو اپنے اس اونٹ جتنے قد کے لئے آرام سے شیروانی مل گئی ہو گی۔۔ وہ نروٹھے پن سے برا سا منہ بناتی ہوئی بولی۔ جس پہ سعد خان نے اپنی مسکراہٹ چھپاتے اسکی جیولری اتارتے ہوئے اسکی گردن پہ جھکتے ہوئے اپنے لمس کی بوچھاڑ کی۔۔۔

KOH NOVELS - URDU

اگر اتنا ہی بڑا لہنگا تھا تو مجھے بلا لیتی میں اپنی پری جان کو بنا جھجکے اٹھا کے اپنی بانہوں میں زور سے قید کر لیتا۔۔۔ سعد خان اسے سختی سے خود کے ساتھ لپٹاتا اسکے بدن کی نرم و نزاکت محسوس کرتا گھمبیر تا میں بولتے پری وش کو سرخ کر چکا تھا۔ سعد خان اسکے لہو چھلکتے چہرے کو دیکھ کے مسکراتا ہوا اسکے لبوں پہ جھکا تھا۔ وہ اسکے لبوں پہ لب رکھتا، آن کے ساتھ جیسے چھڑ چھاڑ کر رہا تھا۔ وہ انہیں اپنی گرفت میں نہیں لے رہا تھا لیکن ان پہ بار بار بے باک جسارت کرتا پری وش کو سٹپٹاتے پہ مجبور کر

چکا تھا۔ اسکے ہولے سے دانتوں کا دباؤ بار بار اپنے ہونٹوں پہ محسوس کرتے پری وش نے اسکا سفید کرتا اپنی مٹھیوں میں تھاما۔۔۔

بہت پیاری لگ رہی ہو متاعِ جاں۔۔ میرا سکون میرا بچہ!! کافی وقت ہو گیا ہے مجھے لگتا ہے اب ہمیں مزید دیر نہیں کرنی چاہیے ۔۔ سعد خان اسکے کان کی طرف جھکتا زومعنی انداز میں بولا۔۔ پری وش کے کانوں سے دھواں نکلا، اسکی زومعنی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے۔۔

سعد خان کچھ دیر تک اسکی ساری جیولری اتار کے اسکے چہرے اور گردن پہ پیار بھری جسارتیں کرتا رہا۔۔ سعد خان نے اسے منہ دکھائی میں تین خوبصورت سے ڈائمنڈ سیٹ دیے، جس پہ پری وش نے حیرانگی سے اسکے ایک کی بجائے تین سیٹ کے متعلق استفسار کرتے اسکا شکریہ ادا کیا۔۔۔

پچھلے تین سالوں میں مجھے ہمیشہ سردی کی ٹھنڈی راتوں میں محسوس ہوتا تھا، میری شادی قریب ہے۔ جس پہ میں ہر سال دسمبر کی ٹھنڈی سردی میں تمہارے لئے یہ سیٹ خرید لیا کرتا تھا۔۔ لیکن افسوس تمہیں پال پوس کے بڑا کرتے کرتے میری ہڈیاں بوڑھی ہو گئی ہیں اور ابھی آ کے مجھے رخصتی نصیب ہوئی ہے جس کی آدھی رات تم سو کے گزار چکی ہو۔۔ سعد خان اپنا نچلہ لب دبا کے اسکی طرف دیکھتا تاصف بھرے انداز میں سر جھٹکتے ہوئے بولا ۔۔ پری وش نے اسکی بات پہ اسے خفگی سے دیکھتے ہوئے اپنی مسکراہٹ دبائی۔۔۔

اور اپنی ڈھیٹائی کا لیول چیک کرو ابھی بھی مجھے کچھ کچھ کرنے کی اجازت نہیں دے رہی ۔۔ سعد خان اسکے جسم پہ بے باکی سے اپنے ہاتھ پھیرتا زومعنی انداز میں بولتا، پری وش کو تھوک نگلنے پہ مجبور چکا تھا۔۔

سعد خان نے اسکے چہرے پہ شرم و حیا کے خوبصورت سے رنگ دیکھتے کمرے کی لائٹس آف کرتے ہوئے مدھم سی رومانٹک لائٹس آن کی۔۔۔ کچھ دیر یوں ہی سعد خان کی بے باک باتوں کو مزید سنتی، پری وش بالآخر سعد خان کی گردن میں ہاتھ ڈال کے اسے اس رشتے کو آگے بڑھانے کی اجازت دے چکی تھی۔ جس پہ سعد خان روح تک سرشار ہوتا اسکے ماتھے کو چومتے اچانک سے اسکے ہونٹوں پہ جھکا۔ سعد خان قطرہ قطرہ ہری وش کی سانسیں خود میں اتارتا ساتھ ساتھ اسکی فٹنگ چولی کی زپ کھول کے اسے ایک جھٹکے میں اس کے تن سے جدا کیا۔۔ سعد خان اسکے دل کے مقام پہ پوری شدت سے جھکا۔۔ پری وش نے گلابیاں بکھیرتے ہوئے سعد خان کی قمیض کے کالر کو تھاما۔۔ سعد خان نے اس پر سے تھوڑا سا اوپر اٹھتے ہوئے اپنی سفید قمیض اتارتے بیڈ کی دوسری طرف پھینکی۔۔ سعد خان منٹوں میں اسکے وجود پہ قابض ہوتا اسے اپنی شدتوں سے پاگل کر چکا تھا۔

خاخان۔۔۔آہہ۔۔۔ پری وش اسکی بڑھتی شدتوں پہ اسکے گلے میں پہنی سفید چین کو تھامتی سسکیاں بھر رہی تھیں، جس پہ سعد خان نے اسکی تھوڑی چومتے ہوئے اسکے لبوں کو اپنی گرفت میں لیا۔ سعد خان اسکے پور پور پہ اپنے لب رکھتا پری وش کو بار بار خود میں چھپنے پہ مجبور کر دیتا۔۔ سعد خان پری وش کی روح میں اترتا ہوا ان دو جسوں کو ایک جان کر چکا تھا۔ پری وش نے سسکتے ہوئے اسکے کندھوں پہ اپنی ناخن گاڑے ۔ سعد خان نے اسکے لبوں پہ جھک کے انہیں اپنی شدت بھری گرفت میں لیتے اسکی سسکیوں کو اپنے ہونٹوں میں دبا گیا۔۔

رایان خان رات میں پلوشہ خان کو زبردستی اپنے حصار میں سلا تو چکا تھا، لیکن اس نے پلوشہ خان کے ساتھ ایک بات نہیں کی تھی۔ وہ کل سے اس سے شدید ناراض تھا۔ اسکے قسم دینے پہ اس نے اسے کھانا کھانے کے لئے فورس بھی نہیں کیا تھا۔ البتہ زرمینہ خان کو ہدایت ضرور دی کہ اس کی بیوی

بھوکی ہے اسے حال میں یاد سے کچھ کھلائیں۔ پلوشہ خان نے زرمینہ خان کے کہنے پہ ہلکا پھلکا سا کھا تو لیا، لیکن رایان خان کی ناراضگی اب اسکی برداشت سے باہر تھی۔ وہ مان چکی تھی وہ اتنے دنوں سے اسکی نرمی کا ناجائز فایدہ اٹھا رہی ہے ، اسی لئے اب اس نے بے اولادیں پہ ناشکری کی بجائے اسے اللہ کی مصلحت سمجھتے ہوئے قبول کر لیا تھا۔ وہ رایان خان کو مزید ناراض نہیں دیکھ سکتی تھی۔ وہ سب ابھی ابھی سعد خان کی بارات سے لوٹے، پلوشہ خان اس وقت پستہ میکسی میں ملبوس شانوں پہ دوپٹا لیے اپنے بھرے بھرے ہونٹوں پہ سرخ لپ اسٹک لگا رہی تھی۔ اس نے کمرے میں آتے ہی کپڑے تبدیل نہیں کیے تھے وہ اس وقت رایان خان کی توجہ لینا چاہتی تھی جس نے گاڑی میں اس پہ ایک غلط نگاہ بھی نہیں ڈالی تھی۔

رایان خان کے کمرے میں آتے ہی پلوشہ خان نے ڈریسنگ مرر سے نگاہیں موڑ کے اسکی طرف دیکھا، جو اسکی طرف دیکھے بغیر اپنی الماری کی طرف بڑھ چکا تھا۔

یہ رہا آپ کا ٹراؤزر ۔۔۔ پلوشہ خان جلدی سے اسکی طرف آتی صوفے سے اٹھا کے اسے اسکا نائٹ ٹراؤزر پکڑا رہی تھی، جو وہ پہلے ہی نکال چکی تھی رایان خان نے ایک نظر اسکی طرف دیکھ کے اسکے ہاتھوں میں پکڑے ٹراؤزر کو اگنور کرتے ہوئے الماری سے دوسرا ٹراؤز نکالا۔ وہ الماری کے پٹ بند کرتا واشروم کی طرف بڑھ چکا تھا، البتہ اسکے سرخ لپ اسٹک سے سجے لبوں کو دیکھتے اسکا دل شدت سے دھڑکا ۔ رایان خان کے یوں واشروم میں جانے پہ پلوشہ خان نے پریشانی سے واشروم کے بند دروازے کو دیکھا، ناجانے اسکا کب تک ناراض رہنے کا ارادہ تھا۔

کچھ دیر بعد رایان خان واشروم سے نکلتا، اپنے گھنے شہد رنگ بالوں میں ہاتھ پھیرتے صوفے کی طرف بڑھا۔۔ وہ صوفے کی بیک کے ساتھ ٹیک لگاتا

سامنے ٹیبل پہ اپنی دونوں ٹانگوں کو دراز کرتا اپنے موبائل فون میں غرق ہو چکا تھا۔ اسکی اگنورینس پہ بیڈ پہ اسکے انتظار میں بیٹھی پلوشہ خان اسے دیکھ کے رہ گئی۔۔

اسے اتنی سردی میں یوں بنا کسی چادر کے شرٹ لیس دیکھتے ہوئے، پلوشہ خان نے ہیٹر کا ٹمپریچر بڑھایا۔۔۔ وہ اسے پر سوچ انداز میں دیکھتی سوچ رہی تھی، اسے کس بہانے سے متوجہ کیا جائے اوور اگلے ہی پل بہانہ اسے مل چکا تھا ۔۔ وہ اپنے دراز سے اپنی کتاب ، ریجسٹر اور پن پکڑتی ہوئی صوفے کی طرف بڑھی۔۔۔ اس نے شادی کے بعد پرائیویٹ بی ایس سٹارٹ کیا تھا۔ اب اسکے فائنل ائیر کے نیکسٹ ویک ایگزام تھے ، اسی لئے اسے بہانا مل چکا تھا رایان خان سے سوال سمجھنے کے بہانے باتیں کرنے کا۔

یان مجھے یہ کچھ سوال سمجھا دیں۔۔ نیکسٹ ویک میرے ایگزام ہیں۔۔ ۔ وہ ہنوز سعد خان کی بارات کے لباس میں سجی سنوری سی رایان خان کے پاس اپنی کتابیں لے کے بیٹھتی مدھم آواز میں بولی۔۔۔ رایان خان نے چونکتے ہوئے موبائل سے سر اٹھاتے اسکی طرف دیکھا، جو اپنی کتاب اور ریجسٹر کھول رہی تھی۔۔

میرے پاس وقت نہیں ہے۔۔ یوٹیوب سے سمجھ لو۔۔۔ وہ روکھا پھیکا سا جواب دیتا، پھر سے اپنے فون میں مصروف ہو چکا تھا۔ وہ پاگل نہیں تھا، جو اپنی تمام ہتھیاروں سے لیس بیوی کو پیار کرنے کی بجائے اسے یہ گھسا پٹا سا میتھس سمجھاتا ۔۔

لیکن۔۔مجھے۔۔۔یوٹیوب سے سمجھ نہیں آتا۔۔ آپ ایزی کر کے سمجھاتے ہیں۔ مجھے وہی میتھڈ سمجھ میں آتا ہے ۔۔ وہ منہ پھولاتی ہوئی منمنائی۔۔۔ وہ ہر ویک اینڈ میں رایان خان کے پاس پڑتی تھی، رایان خان اپنی یونیورسٹی کا ٹاپر

رہا تھا۔ اسے میتھ کے ہرجواب کے ساتھ ساتھ سوال بھی فنگر ٹپس پہ ہوتے تھے، وہ اسے منٹوں میں آسانی سے سوال سمجھاتا ہوا ساتھ ساتھ اپنی پیار بھری جسارتوں سے بھوکھلا کے رکھتا تھا۔ اسکا کہنا تھا وہ رومانس سکول کی اسٹوڈنٹ ہے اسی لئے اگر اسے اس کے پاس سے ٹویشن لینی ہے۔ تو پڑھائی کے دوران یہ چھوٹی موٹی جسارتیں برداشت کرنا اس پہ فرض ہے جس پہ پلوشہ خان اسے جواب کیا دیتی وہ تو اسکی باتوں سے ہی سرخ پڑتی نظریں جھکا جاتی تھی۔۔

یہ میرا مسئلہ نہیں ہے۔۔ وہ اسے سادگی سے جواب دیتا سلگا کے رکھ چکا تھا۔ پلوشہ خان اسکے جواب پہ ہاں میں سر ہلاتی اپنی کتابیں اٹھا کے بیڈ پہ جا چکی تھی۔۔

پلوشہ خان نے اپنا موبائل سائیڈ ٹیبل سے اٹھا کے بند کرتے ہوئے جان بوجھ کے افف کے انداز میں سر پہ ہاتھ مارا، جس پہ رایان خان نے بے ساختہ اپنے فون سے نظریں اٹھا کے اسکی طرف دیکھا۔۔

وہ میرے فون میں چارج نہیں ہے۔۔ آپ اپنا فون دیں گے پلیز؟ میں سوال سمجھ کے آپ کو واپس کر دوں گی۔۔۔ وہ اپنی ڈارک براؤن آنکھیں ٹپٹپاتی ہوئی معصومیت سے بولی ۔

رایان خان اسے جواب دینے کے بجائے اپنا فون ٹیبل پہ پٹکتا خود صوفے پہ نیم دراز ہوتا اپنی آنکھوں پہ کہنی رکھ چکا تھا۔ اسکا انداز احسان کرنے والا تھا۔۔ اسکے اپنی طرف آنے کی بجائے یوں صوفے پہ لیٹ جانے پہ پلوشہ خان کا دل بھر آیا، کہاں برداشت ہوتی تھی اسکی اگنورینس ۔۔

KOH NOVELS URDU

مجھے۔۔ بھوک ۔۔لگی ہے۔۔۔ وہ اسے پھر سے خود کی طرف متوجہ کرنے کی غرض سے اسکی دہکتی رگ پہ ہاتھ رکھ چکی تھی، لیکن رایان خان بھی آج اپنے دل کو ڈپٹتا ہوا ویسے ہی لیٹا رہا ۔۔ وہ اسکے لئے کھانا گرم کرنے نہیں گیا۔۔۔

کچھ وقت خاموشی سے گزر چکے تھے، نہ وہ صوفے سے اٹھا تھا اور نہ وہ بیڈ سے اٹھی تھی۔۔ وہ اسکے خود سے قریب آنے کا خواہشمند تھا، تو وہ اسکے خود کی طرف کھانے کی ٹرے لانے کی۔۔۔ لیکن دونوں ہی ڈھیٹ ابن ڈھیٹ ثابت ہو رہے تھے۔۔

اسکی اگنورینس پہ پلوشہ خان نے سائیڈ ٹیبل سے ٹشو پکڑتے ہوئے اپنی سرخ لپ اسٹک کو اچھی طرح سے صاف کرتے الماری کی طرف اپنے قدم بڑھائے۔ تا کہ اپنا بھاری ڈریس چینج کر سکے۔۔ ابھی وہ دو قدم ہی چلی، جب اسکا سر بری طرح سے چکرایا۔۔۔ رایان خان جو اسکے یوں ہونٹوں سے رگڑ کے لپ اسٹک اتارنے پہ سیخ پا ہوا تھا، اسے اپنا سر تھامتے دیکھ کے جلدی سے اپنے ماتھے سے کہنی ہٹاتا۔ صوفے سے کھڑے ہوتے تیزی سے اسکی طرف بڑھا، لیکن پلوشہ خان تب تک ہلکی سی چیخ مارتی پیچھے کی طرف بیڈ پہ گر چکی تھی۔۔

KOH NOVELS - URDU

وشہ۔۔۔ رایان خان تڑپ کے اسے پکارتا ہوا، اسکی طرف جھکا۔ لیکن وہ ہوش و ہواس سے بیگانہ ہو چکی تھی۔۔

وشہ۔۔۔ آئی ایم سوری۔۔ اٹھو ہم ابھی کھانا کھاتے ہیں۔۔۔ وشہ میں مذاق کر رہا تھا۔ وشہ میری جان۔۔۔ وشہ آنکھیں کھولو!!! رایان خان اسے بیہوش دیکھ کے اسکے ہاتھوں کو رب کرتا، ایک ساتھ کتنے ہی جملے بھول چکا تھا۔ لیکن پلوشہ خان کو ہوش نہیں آیا تھا۔۔۔ رایان خان نے تیزی سے سائیڈ ٹیبل سے پانی

اٹھا کے اس پہ ہلکے سے چھینٹوں کا چھڑکاؤ کیا لیکن پلوشہ خان نے اپنی آنکھیں نہیں کھولی--- رایان خان کے ہاتھ پیر پھولے---

رایان خان نے تیزی سے اپنی شرٹ اٹھا کے پہنی--- پلوشہ خان کا بھاری لباس تبدیل کرواتے ہوئے اسے سادہ سی شلوار قمیض پہنائی--- اس پہ اچھی طرح سے چادر اوڑھتے ہوئے رایان خان نے اسے ایک جست میں اپنی گود میں اٹھا کے دیوانوں کی طرح چومتے ہوئے اپنے قدم دروازے کی طرف بڑھائے --

وہ پلوشہ خان کو اپنی بانہوں میں اٹھائے تیزی سے سیڑھیاں اتر رہا تھا۔ رات کے اس وقت سب پنے اپنے کمروں میں تھے، رایان خان نے کسی کو اٹھانا مناسب نہیں سمجھا تھا، وہ تقریباً بھاگتا ہوا باہر پورچ کی طرف بڑھا تھا۔ پلوشہ خان کو گاڑی کی فرنٹ پیسنجر سیٹ پہ بٹھاتا رایان خان اضطرابی کیفیت میں ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھتا اپنی گاڑی کو تیزی سے ہویلی سے نکال چکا تھا۔ اس کا رخ کسی قریبی ہاسپٹل کی طرف تھا۔

فارس خان ابھی کمرے میں داخل ہی ہوا۔ جب اسکی نظر گل بہار کے سینے پہ لیٹے ہمدان خان پہ گئی، جو اپنی مورے کے ساتھ اپنی آدھی ادھوری باتوں میں مصروف تھا۔ اسے گل بہار کے سینے پہ لیٹتے دیکھ کے فارس خان نے ہمیشہ کی طرح اپنی مٹھیوں بھینچی۔ اس نے بار ہا اس شیطان کو منع کیا کہ اپنی مورے پہ چڑھ کے نہ لیٹا کرے، لیکن وہ جان بوجھ کے باپ کی بات کی نفی کرتا ہوا یہی کام کرتا، جس سے فارس خان اسے منع کرتا تھا۔

مورے زہان تو آد تیا وا تا؟ (مورے زوہان کو آج کیا ہوا تھا؟) ہمدان خان گل بہار کے سینے سے سر اٹھا کے اسکی طرف دیکھتا، اس سے زوہان کے بارے میں استفسار کر رہا تھا۔ جس نے آج اسکی ساتھ مل کے کوئی شیطانی نہیں کی تھی۔ حتیٰ کہ درام کو رام کی بجائے لالہ بھی بولا تھا۔

اسکے سر میں درد تھا۔۔ میرے بچے کو نظر لگ گئی تھی شاید۔۔۔ گل بہار اپنے بھتیجے کو یاد کر کے مسکرا کے بولتی ہمدان خان کو جواب دے رہی تھی۔۔

مورے زہان تو تھوڑیں۔۔ میں پالا ہوں نا؟؟ (مورے زوہان کو چھوڑیں ۔۔ میں پیارا ہوں نا؟؟) چھوٹے سے ہمدان خان کو ماں کے منہ سے زوہان کے لئے یہ محبت بھری مسکراہٹ بالکل اچھی نہیں لگی تھی، وہ اپنی ماں کے پیار کا اکلوتا وارث تھا۔ وہ اپنی ماں کو باپ کے ساتھ ایک کمرے میں ناجانے کیسے برداشت کرتا تھا کجا کے زوہان خان کے لئے اسکا پیار۔۔

ہمدان تو میرے دل کا ٹوٹا ہے۔۔ میرا پیارا بیٹا ۔۔۔ گل بہار اسکے جیلس انداز پہ اپنی مسکراہٹ چھپاتی اسے چٹا چٹ چوم کے بولتی ہمدان خان کو کھلکھلانے پہ مجبور کر رہی تھی۔ جب اسکی نظر اپنے سر پہ کھڑے فارس خان پہ پڑی تھی جو ہمدان خان کو گھوریوں سے نواز رہا تھا۔۔۔

۔

ہمدان تجھے میں نے کتنی بار بولا ہے مورے سے دور رہ کے سویا کر۔۔ تجھے شرم نہیں آتا اپنی تھکی ہوئی مورے پہ وزن ڈالتے ہوئے؟؟ فارس خان جھک کے ہمدان خان کو گل بہار کے اوپر سے اٹھا کے اپنے بازوؤں میں سماتا ہوا دانت کچکچاتے ہوئے بولا۔۔۔۔

مے زہان تی طرح موٹو نہی او (میں زوہان کی طرح موٹو نہیں ہوں)۔۔۔ ہمدان خان نے منہ بناتے ہوئے باپ پہ جتایا کہ وہ زوہان کی طرح موٹا نہیں ہے اس کی مورے اسکے وزن سے قطعی نہیں تھک سکتی ۔۔۔

اوئے ۔۔ خبردار اگر تو نے میرے بھانجے کو موٹو بولا تو۔۔۔ فارس خان اسکے سرخ و سفید گال پہ ہولے سے اپنے دانت گاڑتا اسے گھورتے ہوئے بولا۔۔۔

زہان موٹو۔۔ زہان موٹو۔۔۔زہان موٹو۔۔۔ ہمدان خان ہمیشہ کی طرح باپ کی بات کی نفی کرتا "زوہان موٹو" کے تقریباً نارے لگا رہا تھا، جس پہ گل بہار نے بمشکل اپنا قہقہ ضبط کیا۔۔۔

ہمدان۔۔۔ ایسے نہیں بولتے۔۔ فارس خان اسے نرمی سے سمجھا رہا تھا۔۔

بابا جان۔۔ ماموں دان بوتے اے زوہان تو موٹا بالو بوتے ہے۔۔۔(باباجان ۔۔۔ ماموں جان(ساحر) بولتے ہیں۔۔ زوہان کو موٹا بھالو بولتے ہیں۔۔) سفید شلوار قمیض میں ملبوس ہمدان خان اپنی ہری آنکھیں ٹپٹپاتا باپ کی سنہری مونچھوں پہ اپنی انگلیاں پھیرتے معصومیت سے بول رہا تھا، جس پہ فارس خان نے دل میں ساحر خان کو دو سو گالیوں سے نوازا۔ جو اسکے بیٹے کو ناجانے کیا کیا سکھاتا رہتا تھا۔۔

کپڑے کیوں نہیں چینج کیے میرے بیٹے نے؟؟ فارس خان اب بات کا رخ زوہان خان کی طرف سے موڑتا اسکے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کو چومتے ہوئے استفسار کر رہا تھا۔ بیڈ پہ لیٹی گل بہار محبت بھری نگاہوں سے دونوں باپ بیٹے کو دیکھ رہی تھی، جن میں ایسے پیار بھرے لمحات کم ہی دیکھے جاتے تھے۔ ورنہ اکثر اوقات تو وہ دونوں ایک دوسرے کو جلا سلگا رہے ہوتے تھے۔۔

کچھ دیر تک ہمدان خان باپ کو آج کی ساری رام کہانی اپنی توتلی زبان میں سناتا کب سے اسکے کندھے سے لگ کے سو چکا تھا۔۔ اسکے سونے پہ فارس

خان نے اسکا ماتھا چومتے ہوئے اپنے کمرے کے ساتھ ملحقہ ہمدان خان کے خوبصورت سے کمرے میں لٹایا۔۔۔

اپنے کمرے میں واپس آتے ہوئے اسکی نظر گل بہار پہ پڑی، جو ان دونوں کو محبت سے دیکھتی ناجانے کب سے سو چکی تھی۔۔ فارس خان نے ڈریسنگ روم میں جا کے اپنے کپڑے چینج کرتے ہوئے گل بہار کی طرف قدم بڑھائے، جو بیٹھی بیٹھی اونگھ رہی تھی۔

فارس خان اسے ٹھیک سے تکیے پہ لٹاتا اس کے اوپر سایہ فگن ہوتے ہمیشہ کی طرح اسکے سینے پہ اپنا سر رکھتے آنکھیں موند گیا۔۔ گل بہار نے اس اچانک افتاد پہ اپنی آنکھیں پٹ سے کھولتے ہوئے اسکی طرف دیکھا۔۔۔

میں ہر چیز برداشت کرتا ہوں، لیکن اپنی سونے کی جگہ پہ کمپرومائز برداشت نہیں کر سکتا۔۔ سمجھالو اپنے بیٹے کو۔۔ اب اگر اسے میں نے اپنی جگہ پہ سوئے دیکھ لیا نا۔۔ ضائع ہو جائے گا وہ میرے ہاتھوں۔۔ فارس خان اپنا سر اٹھا کے گل بہار کی نیند کے خمار سے سرخ ہوتی نیلی آنکھوں میں دیکھتے نروٹھے پن سے بولا، جس پہ گل بہار اپنا سر پیٹ کے رہ گئی۔۔ وہ دونوں باپ بیٹے ابھی پیار کی اعلیٰ مثال قائم کر رہے تھے۔۔ ابھی چند منٹ بھی نہیں گزرے تھے، جب فارس خان کی اپنی بہار کے لئے پوزسیسوو حس جاگ چکی تھی۔۔

خبردار جو تم نے میرے بیٹے کے بارے میں کوئی چغلی کی ۔۔۔ اسکا حق ہے مجھ پہ۔۔ وہ جیسے بھی سوئے تم ہوتے کون ہو اسے کچھ کہنے والے۔۔۔ گل بہار اپنی آنکھوں کو چندھیا کے اسے گھورتی ہوئی مدھم آواز میں غصے سے بولی۔ ۔۔

ایسی کی تیسی اسکے حق کی!! میری ملکیت ہو تم بہار بے بی۔۔ تمہارے دس بیٹے بھی آ جائیں تو تمہیں مجھ سے نہیں چھین سکتے۔۔۔ فارس خان بے حد جیلس انداز میں گویا ہوتا گل بہار کے ہونٹوں پہ اپنی پوری شدت سے جھک چکا تھا۔۔

Congratulations Mr and Mrs Khan... U both are going to be parents...

(بہت مبارک ہو! مسٹر اینڈ مسز خان ، آپ دونوں والدین بننے جا رہے ہیں)
ڈاکٹر بیڈ پہ لیٹی پلوشہ خان اور اسکے ساتھ کھڑے رایان خان کی طرف دیکھتی بے حد خوشدلی سے بولی۔۔۔ وہ ڈاکٹر ان دونوں کو یہ خبر دیتے ہوئے بے حد خوش نظر آ رہی تھی، کیونکہ پلوشہ خان تقریباً ہر ماہ رایان خان کے ساتھ آ کے اپنا چیک اپ کروا کے مایوسی سے لوٹ جایا کرتی تھی۔۔ لیکن آج اس خبر پہ رایان خان اور پلوشہ خان کے چہرے کی خوشی دیدنی تھی۔۔ وہ دونوں پہلے تو کتنی دیر کچھ بول نہیں پائے۔۔۔ ڈاکٹر کے الفاظ تھے یا آب حیات ، پلوشہ خان کو لگا اسے نئی زندگی مل گئی ہو۔۔ پلوشہ خان کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو ٹپ ٹپ عارضوں پہ گرے۔۔۔

آپ کی مسز ویکنس کی وجہ سے بے ہوش ہو گئی تھی۔۔ ان کی ڈائیٹ کا پراپر خیال رکھیں۔۔ انہیں ان نو ماہ میں آپ کی کئیر کی بے حد ضرورت ہے۔۔ آپ اپنی وائف کو کسی بھی وقت ڈسچارج کروا سکتے ہیں۔۔۔ ایکسکوزمی ۔۔۔ ڈاکٹر اپنے پروفیشنل انداز میں انہیں پوری بات سے آگاہ کرتی مسکراتی ہوئی وہاں

سے جا چکی تھی۔ ڈاکٹر کے جاتے ہی رایان خان نے روتی ہوئی پلوشہ خان پہ جھکتے ہوئے اسکے لرزتے ہوئے لبوں کو اپنی گرفت میں لیا۔۔۔ پلوشہ خان نے اسکی شرٹ کا کالر اپنی مٹھیوں میں دبوچتے ہوئے اسکا ساتھ دیا۔۔ وہ بے حد خوش تھی۔۔ رایان خان اور پلوشہ خان کی خوشی کی اس وقت کوئی انتہا نہیں

تھی۔ رایان خان کا بس نہیں تھا کہ پوری دنیا میں اعلان کروائے کہ وہ باپ بننے والا ہے۔۔۔

عشقِ ستم۔۔۔ لاسٹ اپیسوڈ (لاسٹ پارٹ)

حال سے ہویلی آنے کے بعد ساحر خان حیدر خان اور سجاول خان کافی دیر تک مردان خانے کے لاونج میں بیٹھے سعد خان کے دوستوں کو وقت دیتے رہے۔۔۔ یہ ان کی ہویلی کا اصول تھا، جس کا بھی مہمان آتا تھا اسکی مہمان نوازی سب کرتے تھے اور بہت اچھے طریقے سے کرتے تھے۔۔ سعد خان کے سارے دوست کافی شرارتی تھے، لیکن حیدر خان، ساحر خان اور سجاول خان کے احترام میں انہوں نے حد سے زیادہ بے باکی نہیں دیکھائی تھی۔ وہ اپنی ہر شرارت میں حیدر خان کی گود میں بیٹھے زوہان خان کو بھی شامل کرتے، جس نے قوالی نائٹ سے سب کو اپنی حرکتوں سے بے حد انٹرٹین کیا تھا۔ لیکن آج وہ کچھ بھی بولنے کی بجائے چپ چاپ اپنے دادا جان کے سینے سے لگا سب کو ٹکر ٹکر دیکھ رہا تھا ۔۔ وہ آج پورا دن حیدر خان کی گود میں رہا، اپنے سامنے بیٹھے ساحر خان کی طرف دیکھ بھی نہیں رہا تھا۔۔ ساحر خان کو بیٹے کی اتنی خاموشی پہ بے حد بے چینی ہو رہی تھی۔ بظاہر وہ لاپرواہی سے فون میں مصروف تھا، لیکن دھیان اسکا سارا بیٹے کی طرف تھا ۔۔

دادا جان مذے اپنے تمرے مے دانا اے (دادا جان مجھے اپنے کمرے میں جانا ہے) زوہان خان اپنے دادا جان کے سینے سے سر اٹھاتا ان کی طرف دیکھتے

ہوئے گویا ہوا۔۔ ابھی حیدر خان کوئی جواب دیتے جب ساحر خان نے کچھ بولنے کے لئے اپنا گلا کھنکھارا۔۔

چلو میں اسی طرف جا رہا ہوں۔۔ تمہیں راستے میں تمہارے کمرے میں چھوڑ دوں گا۔۔ ساحر خان صوفے سے کھڑا ہوتا زوہان خان کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔ اسکی چپ اب برداشت سے باہر تھی۔۔ زوہان خان نے اسے جواب دینے کی بجائے پھر سے اپنے دادا جان کی طرف دیکھا، جو اسکا ماتھا چومتے ہوئے صوفے سے اٹھتے اسے اپنے بازوؤں میں اٹھاتے ہوئے مردان خانے سے باہر نکلے تھے۔۔ ساحر خان کو اس پورے دن میں اس کے بیٹے نے آج جتنا ذلیل کروا دیا تھا، اتنا تو ساحر خان نے کبھی جوانی میں اپنے باپ کو نہیں تپایا تھا۔۔

موٹا بھالو۔۔۔ ساحر خان دانت کچکچا کے بڑبڑاتا ہوا غصے سے انکے پیچھے بڑھا۔۔۔ سجاول خان اور سعد خان نے اسکی سرگوشی سنتے ہوئے اپنا قہقہہ دبایا۔۔۔ وہ جانتے تھے وہ بیٹے کے لئے اتنی دیر سے مردان خانے میں بیٹھا ہوا تھا، لیکن وہ تو اسے سرے سے اگنور کرتا یہاں سے جا چکا تھا۔

دادا جان کے پاس سوئے گا میرا چھوٹا پٹھان؟؟ حیدر خان زنان خانے میں داخل ہوتے زوہان خان کو پیار سے مخاطب کرتے پوچھ رہے تھے ۔۔

نہی داداجان۔۔۔ مذے اپنے تمرے مے شونا اے۔۔۔ (نہیں دادا جان۔۔ مجھے اپنے کمرے میں سونا ہے) ۔۔ زوہان خان نفی میں سر ہلاتا سنجیدگی سے بولا، جس پہ حیدر خان نے بے بسی سے اپنے ضدی پوتے کی طرف دیکھتے اوپر سیڑھیوں کی طرف قدم بڑھائے ہی۔۔۔ جب ساحر خان تیزی سے ان کی طرف آتا زوہان خان کو زبردستی ان سے پکڑ چکا تھا۔۔

آپ کی بوڑھی ہڈیوں میں اب اتنی طاقت نہیں رہی کہ آپ اتنے موٹے سے بھالو کو اٹھا کے سیڑھیاں چڑھ سکیں۔ لہذا مہربانی فرما کے اپنے کمرے میں تشریف لے جائیں ۔۔ میں اپنے بیٹے کو خود اوپر لے جاؤں گا۔۔۔ ساحر خان ان دونوں کے کچھ بھی بولنے سے پہلے ہی حیدر خان کو ٹکا کے جواب دیتا، سیڑھیوں کی طرف بڑھ چکا تھا۔۔ حیدر خان نے اسکے طنز پہ اپنی مٹھیاں بھینچتے ہوئے اسکی چوڑی پشت کو گھورا، وہ مزاحمت کرتے زوہان خان کو زبردستی خود میں بھینچتے اسے دیوانوں کی طرح چومتا ہوا اوپر اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔ اب ان دونوں میں صلح کا جھنڈا یقیناً معصوم سی تاشو نے لہرانا تھا۔

سجاول خان سعد خان کے دوستوں کو شب خیر بولتا ہوا زنان خانے کی طرف بڑھا۔۔۔ ابھی وہ اپنے کمرے میں داخل ہی ہوا، جب اسکی نظریں اپنی خانم پہ ٹھہر چکی تھیں۔۔۔ زرش خان ریڈ خوبصورت سی شارٹ ٹاپ کے ساتھ وائٹ سکنی جینز میں ملبوس شیشے کے سامنے کھڑی اپنے چہرے کے برے برے سے زاویے بنا رہی تھی۔۔

KOH NOVELS - URDU

سجاول خان اسکے ممتا کے روپ کے زیر اثر خوبصورت سے چہرے کو اپنی گرم نرم نگاہوں سے دیکھتا، کمرے کے دروازے کو پیر کی ٹھوکر سے بند کرتے ہوئے اسکی طرف بڑھا۔۔۔ زرش خان نے ڈریسنگ مرر سے سجاول خان کا عکس دیکھتے ہوئے اپنے کالے سلکے بال کھولتے ہوئے پشت پہ بکھیرے۔۔۔ سجاول خان کو لمبے بال پسند تھے، وہ اسکے بالوں میں ہمیشہ بلا ناغہ آئلنگ کرتا۔۔۔ اسی لئے زرش خان کے بال پہلے سے کافی لمبے اور مضبوط ہو چکے تھے۔۔ زرش خان نے اپنے بال کھولتے ہوئے گھور کے

سجاول خان کو دیکھا، جو اب ڈریسنگ مرر کے ساتھ ٹیک لگا کے اس پہ اپنی نظریں جمائے ہوئے تھا۔۔

سہی کہتے ہیں لوگ۔۔ بس شروع شروع میں ہی بیویوں پہ پیار آتا ہے، ذرا سی موٹی کیا ہو جائیں ۔۔ شوہر بے وفا بننے میں وقت نہیں لگتے۔۔ زرش خان نروٹھے پن سے بڑبڑاتی ہوئی خود ہی تیل اٹھا کے اپنے بالوں میں ہلکی ہلکی آئلنگ کرنے لگی۔۔ سجاول خان نے اسکی بڑبڑاہٹ سنتے ہوئے اپنا نچلہ ہونٹ دانتوں میں دباتے تاصف سے سر ہلاتے اسکی طرف دیکھا۔۔۔ سجاول خان نے سعد خان کی شادی کی مصروفیات میں صرف دو دن اسے آئلنگ نہیں کی تھی اور وہ اتنی سی بات پہ روٹھ کے بیٹھ چکی تھی۔۔ یہ سجاول خان کا دیا گیا مان ہی تھا کہ وہ شہزادیوں کی طرح اس سے چھوٹی چھوٹی باتیں پہ روٹھتی ہوئی نخرے دیکھاتی تھی۔۔ جانتی جو تھی اسکا شہزادہ اسکے نخرے اٹھا لے گا۔۔

لاؤ میں کر دو آئلنگ اور چئیر پہ بیٹھو زیادہ دیر کھڑے رہنے سے پاؤں سوجھ جائیں گے۔۔۔ سجاول خان اسے اپنے بازو کے ہالے میں لیتا اسکی کنپٹی کو چومتے گویا ہوا۔۔۔

نہیں میں کر لوں گی۔۔ تمہارے تو ہاتھ دکھ جائیں گے، ویسے بھی مجھ سے زیادہ ضروری کام بھی تو ہیں نا تمہارے پاس۔۔۔ میں تو موٹی ہو گئی ہوں، اب کیوں ضروری ہوں گی تمہارے لئے۔۔ وہ ہنوز نروٹھے پن سے بڑبڑاتی ہوئی اپنے بالوں پہ ہلکا ہلکا سا آئل لگا رہی تھی۔۔

چھوٹے خان کی شادی کی وجہ سے مجھے وقت نہیں مل سکا تمہاری ائلنگ کرنے کا۔۔۔ سوری خانم مائے جانم ۔۔ اور تم چاہے پورے بیڈ جتنی موٹی ہو جاؤ پھر بھی میرے لئے ہمیشہ یوں ہی ضروری رہو گی۔۔ سجاول خان اسکے ہاتھ سے تیل کی بوتل پکڑتا محبت سے لبریز لہجے میں بولا۔۔۔

اللہ نہ کرے میں بیڈ جتنی موٹی ہو جاؤ ں--- اور میں جانتی ہوں میں کتنی ضروری ہوں تمہارے لئے-- اگر اتنی ضروری ہوتی تو اس نئی ٹاپ میں میری تعریف کرتے یوں سڑی ہوئی شکل لے کے نہ کھڑے رہتے-- لیکن نہیں!! تم کیوں میری تعریف کرو گے -- تمہیں ان گوریوں سے وقت ملے تو تم بیوی کو دیکھو نا ؟؟ ویسے میرے پیچھے سے کتنی فارن پارٹی کی لڑکیوں کے ساتھ فری ہو چکے ہوتم ؟؟ زرش خان اس کے ہاتھ سے آئل کی بوتل پکڑ کے ڈریسنگ مرر پہ پٹکتی ہوئی فل تپے ہوئے انداز میں بولی--- اس نے سجاول خان کے لئے یہ نئی سرخ ٹاپ زیب تن کی تھی، جو اس نے ہویلی میں بیٹھے بیٹھے آن لائن آرڈر کی۔ کیونکہ وہ کتنے ماہ سے آفس تو جا نہیں رہی تھی -- لیکن اس نے تو اپنے منہ سے ایک تعریف کا بول تک نہیں نکالا تھا۔ کتنا بے مہرتھا وہ!!

خانم میں تمہاری تعریف کرنے ہی والا -- ابھی سجاول خان اپنا جملہ مکمل کرتا جب زرش خان اسکی بات کاٹ چکی تھی -

کرنے ہی والے تھے لیکن تم نے سوچا کیا فایدہ اپنا اتنا قیمتی وقت ضائع کرنے کا؟؟ میں ہی پاگل ہوں جو شادی کے اتنے سالوں بعد بھی تمہارے لئے آج سنور کے بیٹھتی ہوں۔ لیکن تم بھی دوسرے مردوں کی طرح وہی انہی بیویوں کو ڈیزرو کرتے ہو جو ہر وقت ماسی بنی رہتی ہیں۔ زرش خان اپنی ہیزل آنکھوں میں نمی لئے غراتی ہوئی اپنی الماری کی طرف بڑھی--- سجاول خان تو ہکا بکا اسکے موڈ سونگ دیکھ رہا تھا۔ وہ پریگنینسی میں کبھی بلاوجہ رونا، بلاوجہ ہنسنا ، بلاوجہ غصہ ہونا اور کبھی کبھی تو بلاوجہ پیار جتانا شروع کر دیتی تھی۔ وہ بے حد سینسیٹو ہو چکی تھی ، وہ ہر وقت سجاول خان کی توجہ چاہتی تھی۔ سجاول خان تیزی سے اسکی طرف بڑھا، جو آنسو بہاتی ہوئی الماری سے کوئی گندے سے کلر کی شلوار قمیض نکال رہی تھی۔

KOH NOVELS-URDU

خانم(غنڈی)--- یہ چھوڑو پہلے مجھے خود کو مکمل طور پہ دیکھنے کا موقع تو دو--- سجاول خان اسکے ہاتھ سے شلوار قمیض پکڑ کے پھر سے الماری میں رکھتا اسے کندھوں سے تھامتے ہوئے اپنے نزدیک کرتے بولا--- وہ جھکتے ہوئے اسکی خوبصورت ہیزل آنکھوں سے پھسلتے آنسو شدت سے اپنے لبوں سے چن رہا تھا--

چھوڑو مجھے-- بس میں آج کے بعد تمہارے لئے کبھی تیار نہیں ہوں گی-- ہر وقت گندی بنی رہوں گی -- خود پہ خوشبو چھڑکنے کی بجائے ہفتہ ہفتہ نہیں نہاؤں گی تا کہ تمہیں میرے بدن سے صندل کی خوشبو کی بجائے گندی بدبو آئے-- اپنے سارے بال کٹوا کے گنجی ہو جاؤں گی تا کہ تمہیں مجھے آئلنگ کرتے ہوئے موت نہ پڑے--- اور --اور لپ اسٹک لگانے کی بجائے گندے سے پرپل لالی پاپ سے اپنے ہونٹ نیلے کر لوں گی تا کہ تم مجھے کس کرنے کے لئے ترسو-- زرش خان اسے اپنے نیک ارادوں سے آگاہ کرتی اپنی پوری قوت سے اسکے سینے پہ مکے جھڑتی، اس سے دور ہونے کی تگ و دو کر رہی تھی۔ لیکن سجاول خان اسے مزید مضبوطی سے اپنے حصار میں قید کرتا اسکی آنکھوں کو بارہا چوم رہا تھا جہاں سے وہ ناجانے کیوں بلا فضول کے آنسو بہائے جا رہی تھی--

مجھے تم سے بدبو بھی آئے گی تو پھر بھی تمہیں سختی سے خود سے لپٹا کے سوؤں گا-- بال کٹواوں گی تو اپنی شدتوں سے تمہارا جینا حرام کر دوں گا--- ہونٹوں کو لالی پاپ سے نیلا کروں گی تو تمہیں کس کرنے کی بجائے ایک اور لالی پاپ تمہیں ہونٹوں میں فٹ کرتا ہوا خود بھی اپنے طریقے سے ٹیسٹ کروں گا--- اور اگر اب کپڑے تبدیل کرنے کا سوچو گی بھی تو---تو---تو--- سجاول خان اسکی کمر میں اپنے دونوں ہاتھ ڈال کے اسے زمین سے اٹھا کے اپنے ماتھے کے برابر کرتا مزے سے اسکی باتوں کے جواب دیتا آ خر میں "تو" لفظ کو ناجانے کیوں اتنا لٹکا رہا تھا ۔

تو--- تمہارے ہونٹوں سے ابھی چمٹ جاؤں گا۔ کیونکہ کپڑے تبدیل کرنے کا تو تم پہلے سے سوچ چکی تھی نا؟؟ سجاول خان اسکے ہونٹوں کو اپنے فوکس میں لیتے گھمبیر تا میں اس سے مخاطب ہوتا، اپنی پوری شدت شدت سے زرش خان کے ہونٹوں پہ جھک چکا تھا۔ زرش خان نے اس اچانک افتاد پہ اسکی ڈارک براؤن قمیض کے کالر کو اپنی مٹھیوں میں جھکڑا--- سجاول خان اسکی ہر آتی جاتی سانس کے ساتھ کھلواڑ کرتا قطرہ قطرہ کر کے اسکی ہر سانس اپنے سینے میں اتار رہا تھا۔ اسکی اکھڑتی سانسوں کو محسوس کرتے سجاول خان نے اسکے ہونٹوں پہ اپنی گرفت نرم کرتے ان پہ اپنی مونچھیں رگڑتے شدت سے اسکے نچلے لب کو اپنی دیوانوں سی گرفت میں لیا--- وہ بے حد پیار سے اس کے ہونٹ چومتا زرش خان کا ہر شکوہ دور کرنے کی کوشش کر رہا تھا، جو وہ ابھی کچھ دیر پہلے اس سے کر رہی تھی -- اسے کوئی بھی پیش قدمی کرتے نہ دیکھ کے سجاول خان نے اسے گھورتے ہوئے ایک دم سے نیچے جھکتے اسکی سرخ ٹاپ کے گہرے گلے پہ اپنے دانت گاڑے-- زرش خان نے اس اچانک افتاد پہ سٹپٹاتے ہوئے اپنی ٹاپ کو کندھوں سے ٹھیک کیا، جو آن لائن منگوانے کی وجہ سے ایک نمبر بڑی آ چکی تھی-- اس نے اپنے پھولتے ہوئے جسم کے پیشِ نظر بڑے سائز کی ٹاپ آرڈر کی، لیکن وہ کچھ زیادہ ہی بڑی تھی۔ اسی لئے بار بار اسکے کندھوں سے پھسل رہی تھی--

KOH NOVELS - URDU

میری پیاری گول گپی-- سجاول خان اسکے پھولے گالوں کو زور سے چومتا اسے پیارا سا نام دیتا خود میں بھینچ چکا تھا۔اسے اسکی کیوٹ حرکتوں پہ بے حد پیار آ رہا تھا۔

میں گول گپی نہیں ہوں--- تم ہو گے گول گپے ، تمہارے بچے ہوں گے گول گپے، تمہارا پورا خاندان گول گپا۔ وہ اسکی گردن پہ اپنے لمبے لمبے ناخن گاڑتی کیوٹ سا منہ بنا کے بولی---

اوکے مائے ہاٹ اسٹف ۔۔ مائے رومانٹک لیڈی ۔۔۔ پلیز گیو می ون کس؟(برائے مہربانی مجھے ایک کس دو؟) سجاول خان اپنا قہقہ بمشکل دبا کے اسکی تائید میں سر ہلاتا، اسکی طرف جھکتے ہوئے اپنے لب اسکے بے حد قریب کرتا فرمائشی انداز میں بولا۔۔۔۔

کیوں میں کیوں کروں کس؟؟ جاؤ جا کے بندریوں سے یہ فرمائشیں کرو۔۔۔ مجھ سے اب ایسی رومانٹک حرکتوں کی توقع قطعی مت رکھنا!! وہ ہنوز روٹھی روٹھی سی چہرہ موڑ کے بول رہی تھی۔۔

آخ۔۔۔ یہ تم بندریوں کا بول کے ہمیشہ میرا دل کیوں خراب کرتی ہو خانم؟!!۔۔۔ سجاول خان گندا سا منہ بناتا ہوا اپنی آنکھوں کو چندھیا کر کے اسے گھورتے ہوئے بولا۔۔۔۔

اچھا تو جناب کا بندریوں کے ذکر سے دل خراب ہو جاتا ہے۔۔ ابھی یہاں میں نے کسی فلم ایکٹرس کا نام لے لیا ہوتا تو جناب کا موڈ بالکل فریش ہو جانا تھا۔۔ ایک دم ترو تازہ!! زرش خان اس پہ طنز کے تیر چلاتی اسکی ڈارک براؤن مونچھوں کو اپنی انگلیوں سے نوچتی ہوئی بول رہی تھی۔۔

اتنے غصے میں کیوں ہو؟؟ سجاول خان اسکی باتوں پہ بے ساختہ ہنستا ہوا اسکے ماتھے کے ساتھ اپنا ماتھا ٹکراتا اس سے پیار سے استفسار کر رہا تھا، جو اسکی جان کو آئی ہوئی تھی۔۔

تم اب مجھے وقت نہیں دیتے تو مجھے خود ہی غصہ آ جاتا ہے۔۔۔ زرش خان ایک پل میں سوں سوں کرتی ہوئی بھرائی آواز میں بولی۔۔۔۔

KOH NOVELS - URDU

ایسا نہیں ہے میری جان!! میرے دل کا ٹکڑا --- کیوں ایسی باتیں سوچتی ہو؟ سجاول خان کے لئے ہر کام سے زیادہ ضروری زرش سجاول خان کا وجود ہے--- تم وقت نہ دینے کا شکوہ کرتی ہو؟ تمہارے لئے تو سجاول خان دنیا تک بھلا دے --- تمہارے بغیر تو آفس جانے کا دل نہیں کرتا -- تم کیا جانو کتنی مشکل سے دو سے تین گھنٹے بمشکل وہاں گزارتا ہوں--- تمہارے بغیر سجاول خان ادھورا ہے-- تمہاری سانسیں چل رہی ہیں تو سجاول خان سانس لے رہاہے-- اگر تم نہ ہوتی تو کب سے اس وجود سے جان ختم ہو چکی ہوتی زرش سجاول خان--- زہ تاسرہ مینہ کوم (مجھے تم سے محبت ہے)!! سجاول خان اسکے گالوں پہ بے حد پیار سے اپنے لب رکھتا اسے اپنے جملوں سے معتبر کر رہا تھا -- وہ جانتا تھا زرش خان کو اس کا بار بار الگ انداز میں اظہار محبت کرنا کتنا پسند ہے--

"مجھے بھی تم سے محبت ہے" کو پشتو میں کیا بولتے ہیں؟؟ زرش خان نے ہمیشہ کی طرح سجاول خان سے اس جملے کی پشتو پوچھی--- اسے سجاول خان سے پشتو کے چھوٹے چھوٹے جملے سیکھنے میں بے حد مزہ آتا تھا-- زرش خان کی پشتو بے حد ٹوٹی پھوٹی اور کمزور تھی ، سجاول خان سے سیکھنے کے بعد وہ کچھ الفاظ بول ہی لیتی تھی--

KOH NOVELS - URDU

زہ ھم تاسرہ مینہ لرم(مجھے بھی تم سے محبت ہے)--- سجاول خان نے اسکے لبوں کو پیار سے چومتے اسے ایک ایک لفظ ٹھہر ٹھہر کے بتایا---

زہ ھم تاسرہ مینہ لرم--- وہ شرمانے کی اداکاری کر کے یہ جملہ بولتی سجاول خان کی گردن میں اپنا چہرہ چھپا چکی تھی-- سجاول خان نے قہقہ لگاتے ہوئے نیچے جھک کے اسکی گردن پہ اپنے لبوں کے لمس کی بوچھاڑ کی--- وہ اسکی گردن پہ لو بائٹس بناتا زرش خان کے پورے وجود پہ بے باکی سے اپنا

ہاتھ پھیر رہا تھا۔۔ اسکے ہاتھوں اور لبوں کی گستاخیوں پہ زرش خان کے گال دہک کے لال ہوئے۔۔ وہ اسکی اتنی سی توجہ سے کھل چکی تھی۔۔

سجاول خان اسکی گردن پہ اپنی منمنایاں کر کے پیچھے ہٹتا اسے ایک جست میں اپنی گود میں اٹھا کے بیڈ کی طرف بڑھ چکا تھا۔۔

دعا کرو ہماری دونوں بیٹیاں ہوں۔۔ اگر ایک بھی بیٹا ہوا تو میں اسے تمہارے قریب بھی پھٹکنے نہیں دوں گا۔۔ بیچارا ایسے ہی بن ماں کے زندگی گزارتا پھرے گا۔۔۔ چچ چچ۔۔ سجاول خان اسے بیڈ پہ لٹا کے اس پر بنا وزن ڈالے سایہ فگن ہوتا اسکے پیٹ پہ اپنا ہاتھ رکھتا افسوس سے اپنا سر نفی میں ہلاتے بولا --

اللہ نہ کرے !! اگر تمہاری اس بد دعا کی وجہ سے میرے بیٹوں کی بجائے تمہاری لاڈلیاں اس دنیا میں آئیں تو نکال باہر کروں گی تمہیں بھی انہی کے ساتھ۔ خبردار جو تم نے کبھی کسی لڑکی پہ مجھ سے زیادہ توجہ دی تو! چاہے وہ ہماری بیٹی ہی کیوں نہ ہو۔۔۔ زرش خان اپنی ہیزل آنکھوں کو چھوٹا کر کے اسے گھورتی ہوئی غصے اور جیلس انداز میں بولی۔۔

اچھاااا ؟؟؟ سجاول خان ہنستا ہوا اچھا کو لمبا کرتے ہوئے اسکی سرخ ٹاپ پیٹ سے ہٹاتا اس پہ جھک چکا تھا۔۔

صبح کے دس بج رہے تھے، جب پری وش نے منہ پہ ہاتھ رکھ کے جمائی روکتے ہوئے اپنی آنکھیں کھولیں۔۔ ابھی وہ اپنے سوئے ہوئے چھوٹے سے دماغ کو جگا ہی رہی تھی، جب اچانک سے نظر خود کے ساتھ لپٹے ہوئے سعد خان پہ پڑی۔۔۔ وہ اسکے چھوٹے سے وجود کو مکمل طور پہ خود میں سمائے گہری نیند میں سو رہا تھا۔۔

اس نے ساری رات پری وش کو اپنی شدتوں سے آزاد نہیں کیا تھا۔۔ وہ اس نازک سے وجود کی التجاؤں سسکیوں کی پروا کیے بغیر پوری رات اسے اپنے پیار کی بارش میں بھگوتا رہا تھا۔ وہ ابھی صبح کے چھ بجے ہی اسکی جان بخشی کرتا ہوا سویا تھا۔۔ اسکی رات کی بے تابیاں اسکی بے باک جسارتیں اور بے باک سرگوشیاں یاد کرتے ہوئے پری وش کے گال دہک کے لال ہوئے۔۔۔ اپنے وجود پہ نظر پڑتے ہی پرش نے گلابیاں بکھیرتے ہوئے اپنے وجود پہ کمبل درست کیا۔۔ وہ اس وقت سعد خان کی وائٹ ٹی شرٹ میں ملبوس تھی۔۔ جو اتنی بڑی ہونے کی وجہ سے اسکے گلے میں آ رہی تھی۔۔

پری وش نے ایک نظر گھڑی کی طرف دیکھتے ہوئے اپنی کالی گہری آنکھوں کو پھیلایا۔۔ دس بج رہے تھے سب کیا سوچ رہے ہوں گے۔۔ یہ سوچ آتے ہی وہ مزید سرخ پڑی۔۔ اتنی ہمت نہیں تھی کہ خود کے ساتھ لپٹے سعد خان کو ہاتھ بھی لگا سکے، اس نے رات اپنی بے تابیاں دیکھاتے ہوئے۔ جس طرح سے اسکے ڈریس کا حشر بگاڑا تھا کوئی بعید نہیں تھی، وہ اپنی نیند کو بھاڑ میں جھونک کے ایک دفعہ پھر سےاپنی پوری شدت سے اس پہ جھک جاتا۔۔

پری وش نے نا محسوس انداز میں اسکا اپنے پیٹ اور کمر کے گرد لپٹا ہاتھ ہٹانا چاہا، لیکن سعد خان پٹ سے اپنی نیند کے خمار سے سرخ ہوتی کرسٹل گرے آنکھوں کھول گیا ۔۔

پری جاناں!! گڈ مورننگ۔۔۔ سعد خان اپنی آنکھیں کھولتے ہی اپنے حصار میں بھوکھلائی بھوکھلائی سی اپنی بیوی کے ہونٹوں پہ اپنے لب رکھ کے اسے مارننگ وش کر رہا تھا۔ پری وش نے اس اچانک افتاد پہ سٹپٹاتے ہوئے اسکی طرف دیکھا، جو اب اسکے ہونٹوں کو چھوڑتا اسکی گردن میں اپنا چہرہ چھپا کے پھر سے اپنی آنکھیں موند چکا تھا۔

گڈ نائٹ پری جاناں۔۔۔ مجھے بہت نیند آتی ہے۔۔ میں کیا کروں اپنا۔۔۔ سعد خان اب کی بار اچانک سے اسکی دھڑکنوں کے مقام پہ اپنے لب ثبت کرتا، پھر سے اسکی گردن میں اپنا چہرہ چھپاتے ہوئے نیند میں ڈوبی آواز میں بولتا پھر سے سو چکا تھا۔ پری وش تو ہکا بکا سی اسے دیکھ کے رہ گئی، اگر پھر سونا ہی تھا تو یہ گڈ مارننگ اور گڈ نائٹ کرنے والا ڈرامہ کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی بھلا ؟ اور اگر اتنی نیند آ رہی تھی تو پری وش کو اپنے ساتھ سختی سے لپٹا کے کس چیز کی سزا دے رہا تھا؟؟ پری وش نے اسے اپنی کالی گہری آنکھوں سے گھورتے ہوئے دل میں سوچا۔۔

چھوٹے
۔۔۔خان۔۔۔مجھے۔۔۔واشروم۔۔۔جانا۔۔۔ہے۔۔۔نیچے۔۔۔سب۔۔۔جاگ۔۔۔چکے۔۔۔ہوں۔۔گے۔۔۔ہمیں۔۔۔اب۔۔۔نیچے۔۔۔چلنا۔۔۔چاہئیے۔۔۔ پری وش کچھ دیر بعد خاموشی توڑتی ہوئی نظریں جھکائے شرم و حیا سے سرخ لہجے میں اسے پکار رہی تھی۔۔

اللہ اللہ ۔۔۔ ابھی تو بارہ بارہ چوبیس گھنٹے نہیں ہوئے تمہیں میری پناہوں میں آئے ہوئے اور میرا بچہ اتنا سمجھدار ہو گیا ہے؟؟ سعد خان اسکی آواز پہ پھر سے اپنی سرخی چھائی آنکھیں کھولتا جمعہ جمعہ آٹھ دن والے مشہور معقولے کو توڑ مڑور کے اسے داد دے رہا تھا، جس پہ پری وش نے سرخ پڑتے اپنی نظریں جھکائی۔۔۔

KOH NOVELS - URDU

لیکن کیا فائدہ اتنی سمجھداری کا جب تم مجھے بے وقوفیاں کرتی ہوئی پسند ہو؟ اسے لئے سمجھدار اور سیانی بچی سے پھر سے بے وقوف سی پری جان بنتے ہوئے چپ چاپ میری بانہوں میں سو جاؤ -- ورنہ اگر میری نیند پوری طرح سے اڑ گئی نا تو تمہیں ناشتے پہ تو دور ڈنر تک کمرے سے نکلنے نہیں دوں گا--- سعد خان اسے بچوں کی طرح تھپکتا ہوا اسکے لبوں پہ اپنے لب رکھ کے پھر سے آنکھیں موند چکا تھا۔ وہ سو چکا تھا لیکن اسکے ہونٹ ہنوز پری وش کے لبوں پہ تھے جس پہ پری وش نے تھوک نگلتے ہوئے اسکی طرف دیکھا، جو اسکی سوچ سے زیادہ رومانٹک تھا۔ اس نے رات میں ناجانے اسے کون کون سی کس کرتے ہوئے انکے نام یاد کروائے، جو پری وش کے سر کے اوپر سے گزرے تھے۔۔ پری وش نے اسکی دھمکی پہ اب کی بار اسے اٹھانے کی کوشش نہیں کی، البتہ اپنے لب اس سے زرا سے دور کرنے چاہے۔ جب سعد خان تاصف سے اپنا سر جھٹکتا ایک جست میں اسکے اوپر آتا اسکے لبوں پہ شدت سے جھک چکا تھا--- سعد خان کی نیند اڑ چکی تھی اور اب وہ اپنی دھمکی کے مطابق پری وش کو ایک بار پھر سے اپنے حصار میں لے چکا تھا۔

شازل شاہ باپ کے سینے سے لگ کے خاموشی سے بیٹھا ماں کو تیار ہوتے دیکھ رہا تھا، جو سعد خان کے ولیمے میں جانے کے لئے تیار ہو رہی تھی--- انابیہ خان اس وقت سفید اور سرخ رنگ کے امتزاج کی پٹھانی فراک میں ملبوس سرخ ہیلز پہنے ہلکا سا میک اپ کر رہی تھی۔۔ جبکہ عالیان شاہ اور شاذل شاہ سفید شلوار قمیض میں ملبوس پیروں پہ پشاوری چپل پہنے ہوئے تھے۔۔ وہ دونوں باپ بیٹے ایک جیسی ڈریسنگ میں ملبوس نظر لگ جانے کی حد تک پیارے لگ رہے تھے۔۔ شازل شاہ دانت نکال رہا تھا اسی لئے وہ آج کل بے حد چڑچڑا ہوا پڑا تھا۔ وہ جو اپنی کھلکھلاہٹ کی وجہ سے ہر وقت شاہ پیلس کی رونق بنا رہتا تھا آج کل اسکی خاموشی پہ شاہ پیلس سونا سونا سا تھا۔

مام پیاری ہیں یا بابا؟؟ عالیان شاہ اپنے بیٹے کی اتنی سنجیدگی پہ اسکے گال پہ اپنے لب رکھتا، اس سے استفسار کر رہا تھا۔ جس پہ شازل شاہ نے اپنی گولڈن آنکھوں سے ایک نظر ماں اور دوسری نظر باپ کو دیکھا تھا۔۔

آ۔ما۔با۔۔ وہ اپنی طرف سے جواب دینے کی بھرپور کوشش کرتا، لیکن ابھی چھوٹا ہونے کی وجہ سے وہ پورا لفظ ادا نہیں پاتا تھا۔۔۔ ابھی بھی جواب دینے پہ اسکے جبڑے میں بے حد درد ہوا، جس کا ثبوت اسکی نم ہوتی گولڈن بڑی بڑی آنکھیں دے رہی تھیں۔۔

درد ہو رہا ہے بابا کی جان کو؟؟ عالیان شاہ اسکے سرخ و سفید گال اپنے ہاتھ کی انگلیوں سے سہلاتا نرمی سے بولا، جس پہ شازل شاہ نے زور زور سے سر ہلاتے اسکے سینے پہ اپنا سر ٹکایا۔۔۔

ڈاکٹر ڈنی ۔۔۔ یہ ایم بی بی ایس کی کہاں سے جالی ڈگری لے رکھی ہے تم نے! جو تم ابھی تک میرے بچے کی دانتوں کی تکلیف دور نہیں کر پائی!! کتنا درد ہو رہا ہے اسے۔۔۔ عالیان شاہ بیٹے کی تکلیف پہ اپنی بیوی کی بل کھاتی کمر کو گھورتا ہوا اسے تنگ کرنے کی غرض سے بولا، جس پہ انابیہ خان نے اسے شیشے سے گھوریوں سے نوازا۔۔۔

اتنا ہی اپنے بچے کو خیال ہے تو خود بن جاتے نا ڈاکٹر!! اور خبردار جو تم نے میری ڈگری کو جالی بولا تو۔۔ ساری رات باہر صوفے پہ سونے پہ ذلیل کر دوں گی۔۔ وہ اپنی انگلی اٹھا کے اسکی طرف دیکھتی، غصے سے غرائی۔ جس پہ عالیان شاہ نے بمشکل اپنی مسکراہٹ دبائی۔۔۔

KUN NOVELS URDU

نو پرابلم --- ہم دونوں صوفہ شئیر کر لیں گے، ایسے میں سردی میں زیادہ اچھی نیند آئے گی--- عالیان شاہ اسکی طرف زومعنی دیکھ کے آنکھ ونک کرتے بولا، جس پہ اپنے لبوں پہ لپ اسٹک لگاتی انابیہ خان کے گال دہک کے لال ہوئے-- وہ اسکی بے باک بات کا مطلب سمجھ چکی تھی - -

آ---آ-وا--وا--با--- باپ کی گود میں بیٹھا شازل شاہ اپنے منہ سے خوبصورت سی آوازیں نکالتا۔ عالیان شاہ کو اپنی طرف متوجہ کر رہا تھا، جو انابیہ خان کے چہرے پہ قوس قزح کے رنگ دیکھتا اس میں کھویا ہوا تھا۔۔

آ---آ--با---اپنی آوازوں پہ بھی باپ کو اپنی طرف متوجہ ہوتے نہ دیکھ کے شازل شاہ نے پھر سے باپ کو اپنے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں پکارا۔ لیکن اس وقت انابیہ خان اور عالیان شاہ دونوں ہی اپنی أنکھوں میں ایک دوسرے کے لئے محبت کا ایک جہاں آباد دیکھتے ہوئے ایک دوسرے میں مکمل طور پہ کھو چکے تھے-- باپ کی اتنی اگنورینس پہ شازل شاہ نے اسکی گود میں اکڑتے ہوئے ضدی انداز میں چیختے ہوئے نیچے اترنے کی تگ و دو کی، جس پہ عالیان شاہ ہوش کی دنیا میں آیا---

کیا ہوا میرے چھوٹے سے شاہ کو؟؟---- عالیان شاہ اسکے ضدی انداز پہ اسے پیار سے خود کے ساتھ لگاتا محبت سے لبریز لہجے میں بولا، وہ جانتا تھا وہ کیوں ضد دکھا رہا ہے-- اسے ابھی یاد آیا تھا اسکا بیٹا اسے کب سے پکار رہا ہے، لیکن وہ اسکی ماں کو تاڑنے میں مصروف چاہ کے بھی اسکی پکار کا جواب نہیں دے پایا تھا۔۔

آ آوا با آآ آ ووووبا ناآ---آاا--- شازل شاہ اسکے پیار کو کسی بھی خاطر میں نہ لاتا اپنی گولڈن بڑی بڑی آنکھوں میں سرخی لئے غصے سے وہ تمام گنے چنے لفظ بار بار بولے جارہا تھا جو اسے آتے تھے-- شازل شاہ کے اتنے کیوٹ

سے غصے پہ عالیان شاہ اور انابیہ خان نے بمشکل اپنا قہقہ دباتے ہوئے ایک دوسرے کو دیکھا۔۔چھوٹے سے شازل شاہ میں غصہ کوٹ کوٹ کے بھرا ہوا تھا جو اسے ماں اور باپ دونوں سے وراثت میں ملا تھا۔۔

آئی ایم سوری بابا کی جان۔۔ بابا کانٹ اگنور یو (بابا تمہیں اگنور نہیں کر سکتے) ۔۔۔ عالیان شاہ اسکے غصے بھرے چھوٹے چھوٹے الفاظ کے مطلب سمجھتا اسے خود میں بھینچتا بے حد پیار سے چومتے بول رہا تھا۔۔ جو پیار عالیان شاہ کو اپنے باپ سے نہیں ملا تھا، وہ اپنی تمام تر حسرتیں یاد کرتا ہوا۔ اپنا تمام تر پیار اپنے خوبصورت سے بیٹے پہ نچھاوڑ کرتا اور وہی پہ انابیہ خان جو پوری زندگی ماں باپ کے لمس کو ترستی رہی تھی۔ وہ بھی اپنے بیٹے کو ٹوٹ کے چاہتی تھی، اسی لئے تو وہ بچپن سے ہی بے حد ضدی تھا۔ کیونکہ اسکی ہر چھوٹی سے چھوٹی خواہش بنا کہے پوری کی جاتی تھی۔۔

عالیان شاہ کے سوری کرنے پہ شازل شاہ کا غصہ کچھ کم ہوا، شازل شاہ نے نروٹھے پن سے کیوٹ سا منہ بناتے ہوئے ماں کی طرف اپنے بازو پھیلائے۔ جو اب تیار ہو کے انہی کی طرف آ رہی تھی۔۔۔ انابیہ خان نے تو اس پہ نثار ہوتے ہوئے مسکراتے ہوئے خود میں بھینچا۔۔ عالیان شاہ نے صوفے سے کھڑے ہوتے اپنی دونوں انمول رتن کو خود میں بھینچتے ان کے ماتھے پیار سے چومے۔۔۔

KOH NOVELS - URDU

میرے فون مین ہم تینوں کی اکٹھی سیلفی لو۔۔ انابیہ خان اپنا فون عالیان شاہ کو پکڑاتی چہکتے ہوئے بولی۔۔۔ وہ جب بھی ٹوننگ کرتے تھے وہ ایسے ہی چہکتی ہوئی سیلفی لینے کی فرمائش کرتی تھی۔۔ عالیان شاہ نے ابھی ایک سیلفی ہی لی، جب شازل شاہ نے جمائی لیتے ہوئے انابیہ خان کی فراک پہ ہاتھ رکھتے اسکے سینے پہ سر ٹکایا۔۔۔

آآ۔۔ شاہ۔۔ناٹ اگین (دوبارہ سے نہیں)۔۔ انابیہ خان منہ لٹکاتے ہوئے بولی ، اس نے ابھی ابھی ڈریس پہنا تھا۔ اور وہ سمجھ چکی تھی شازل شاہ کو نیند آ رہی ہے اور وہ فیڈ کیے بغیر بالکل نہیں سوئے گا۔ بلکہ پورے پیلس میں چیختے ہوئے شور مچائے گا اور ایسا ہی ہوا تھا۔ وہ ماں کے منہ لٹکانے پہ اگلے ہی پل غصے سے اسکے بازوؤں میں اکڑنا شروع کر چکا تھا، جس پہ عالیان شاہ نے قہقہ لگاتے ہوئے شازل شاہ کو داد دینے والے انداز میں دیکھتے اسکے گولڈن بال بکھیرے۔۔ وہ ہمیشہ کہیں بھی جانے سے پہلے اینڈ ٹائم پہ ماں کو ایسے ہی تنگ کرتا تھا۔۔

انابیہ خان عالیان شاہ کے ہنسنے پہ اسکی طرف منہ بنا کے دیکھتی ہوئی بیڈ کی طرف بڑھی۔۔ کچھ دیر تک شازل شاہ کو سلا کے انابیہ خان نے اپنی بے ترتیب فراک ٹھیک کرتے ہوئے شازل شاہ کا ماتھا چوما۔۔

اتنا پیار کبھی میرے ساتھ بھی جتا لیا کرو۔۔ صوفے پہ بیٹھ کے موبائل یوز کرتے عالیان شاہ نے اسکے یوں شازل شاہ کو پیار کرنے پہ نروٹھے پن سے دہائی دی۔ جس پہ انابیہ خان نے اپنی مسکراہٹ دبائی۔۔

تم اس لائق نہیں ہو۔۔ میرے پیار کا اکلوتا وارث صرف میرا بیٹا ہے۔۔۔ ہونہہ۔۔۔ وہ عالیان شاہ کو ٹکا کے جواب دیتی ایٹیٹوڈ سے ہونہہ کرتی پھر سے شازل شاہ کو چوم رہی تھی۔۔

جس بیٹے پہ اتنا اترا رہی ہو۔۔ وہ میری محنت کی بدولت ہی تمہیں نصیب ہوا ہے ڈاکٹر ڈذی ڈوڈل۔۔۔ عالیان شاہ آئیبرو آچکا کے بے باکی سے بولتا ہوا بیڈ پہ اسکے قریب آ کے بیٹھا۔ اسکی بے باک بات پہ انابیہ خان کے گالوں پہ سرخی چھائی، لیکن وہ بظاہر اسے گھور کے دیکھ رہی تھی۔۔

کبھی تو شرما لیا کرو۔۔ ٹیکس نہیں لگتا شرمانے پہ۔۔۔۔

-

عالیان شاہ اسکے سر کے پیچھے ہاتھ رکھ کے اسے خود کی طرف جھکا کے گھمبیر تا میں بولتا انابیہ خان کے سرخ لپ اسٹک سے سجے ہونٹوں پہ جھک چکا تھا جو اسے کب سے بے چین کیے ہوئے تھے۔۔ انابیہ خان نے اس اچانک افتاد پہ سوئے ہوئے شازل شاہ کو اپنے پہلو میں چھپاتے ہمیشہ کی طرح عالیان شاہ کی اس جسارت پہ اس کا ساتھ دیا ۔۔۔

پلوشہ خان کے ماں بننے کی خوشی پہ تینوں ہویلی اور شاہ پیلس کے مکین تو جیسے خوشی سے پھولے نہیں سما رہے تھے۔ وہ سب اس بات سے واقف تھے کہ پلوشہ خان کو بچے کتنے پسند ہیں اور اس نے بچوں کا کتنا انتظار کیا ہے۔۔ وہ سب اپنی لاڈلی کی اس خوشی میں بے حد خوشی تھے، سعد خان کے ولیمے کے ساتھ پلوشہ خان کی یہ خبر سب کی خوشی دوبالا کر چکی تھی۔۔

سجاول خان اور عالیان شاہ نے اپنی بہن کو دل میں بے تحاشہ دعائیں دیتے انابیہ خان اور زرش خان کے زریعے اسے بے تحاشہ تحفے دئیے۔۔۔ بہن کو خود مبارکباد دیتے ہوئے جھجھک آڑے آ رہی تھی۔۔ ویسے بھی اب تک ہویلی میں جس کے بھی بچے ہوئے تھے انہیں اپنے لالہ سے ڈلیوری والے دن ہی

مبارکباد ملتی تھی، ورنہ وہ سب پٹھانیاں اپنے وجود ہویلی میں بھی چادر سے چھپا کے رکھتی تھیں۔۔

ہائے اللہ ہماری موٹو تو بڑی چھپی رستم نکلی۔۔ اتنا سب کر لیا اور بتایا بھی نہیں ۔۔۔ اگر آج بھی تیری یہ گڈ نیوز نہ ملتی تو تو ہمیشہ یوں ہی میسنی گنی بنی رہتی۔۔ گل بہار سب لڑکیوں کے بیچ میں شرمائی لجھائی سی پلوشہ خان کو چھیڑتی ہوئی زومعنی انداز میں بولی۔ جس پہ اسکے گول مٹول سے گال دہک کے لال ہوئے۔۔۔ سعد خان کے ولیمے کا فنکشن ہویلی میں ہی رکھا گیا تھا۔۔ تمام لڑکیاں اس وقت پری وش کے کمرے میں اکھٹی بیٹھی ایک دوسرے کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کر رہی تھیں۔۔

اور نہیں تو کیا زرش خان کا کوئی جوڑ نہیں ہو سکتا جس نے تم سب کے ساتھ وفا نبھاتے ہوئے پہلے دن ہی سب کو سب کچھ بتا دیا تھا۔۔ زرش خان بھی گل بہار کا ساتھ دیتی بے باکی سے خود کو داد دیتے ہوئے بولی، جس پہ سب لڑکیاں سرخ پڑی تھیں۔۔ انابیہ خان نے ہنستے ہوئے زرش خان کے کندھے پہ تھپڑ جھڑا۔۔۔

اوئے رام۔۔یہاں آ۔۔جلدی۔۔۔ ابھی گل بہار کچھ بولتی جب اسکی نظر پری وش کے کمرے کے کھلے دروازے کے پاس سے گزرتے درام خان پہ گئی۔ وہ تیزی سے اسے پکار اٹھی، جو وائٹ پینٹ پہ وائٹ ہی ٹی شرٹ میں ملبوس گرے برینڈڈ جیکٹ پہنے سنجیدگی سے شاید ماں کو ہی ڈھونڈنے جا رہا تھا۔۔ گل بہار کی آواز پہ درام خان نے پری وش کے کمرے کی طرف دیکھتے ہوئے اپنا آئیبرو اچکاتے گل بہار کی پکار کا مقصد جاننا چاہا۔۔۔

دیدہ ۔۔۔ یہ سڑا ہوا انگریز کس پہ پیدا کر لیا ہے آپ نے؟؟ اسے اندر بلائیں اب میرا بیٹا خیر سے اس دنیا میں آ گیا ہے، اب نہیں منہ لگاتی میں تمہیں بچو!

ایک ضروری بات کرنی ہے جلدی سے اندر آ۔۔ گل بہار پہلے بیا خان سے مخاطب ہوتی آخر میں درام خان کو ہاتھ کے اشارے سے اندر بلاتے اتراتے ہوئے بول رہی تھی۔۔ وہ درام خان پہ بلافضول کا روعب جماتے ایسے مخاطب ہوتی تھی، جیسے وہ اسکی خالہ کی بجائے بڑی بہن ہو۔۔ درام خان ماں کے مسکرا کے اشارہ کرنے پہ سنجیدگی سے اندر داخل ہوا۔ سنجیدگی اسکی شخصیت کا حصہ بن چکی تھی۔۔ وہ صرف اپنی مورے اور پلوشہ خان کے سامنے اپنے لاڈ اٹھواتا تھا۔۔

جی آنی جان بولیں۔۔ درام خان اپنے سینے پہ ہاتھ باندھتا سنجیدگی سے آئیبرو اچکاتے ہوئے بولا۔۔۔

آنی کی جان کے وبال۔۔ تیری کشمالہ آ رہی ہے۔۔ کوئی خیر خبر ہے تجھے اپنی ہونے والی بیوی کی؟؟ گل بہار اسکے پاس آکے اسکے گردن اپنے بازو کے شکنجے میں لیتی پیار سے دانت کچکچاتے ہوئے بولی۔۔۔ جس پہ درام خان کی نظریں بے ساختہ پلوشہ خان کی طرف اٹھی۔۔ اسے رایان خان یہ خبر پہلے سے دے چکا تھا لیکن وہ اسے رایان خان کا مذاق سمجھتے ہوئے اسکی بات ہوا میں اڑا چکا تھا۔ اب گل بہار سے یہی سیم نیوز سننے کے ساتھ ساتھ سب کے چہرے پہ گل بہار کی تائید کے تاثرات دیکھتے ہوئے اسکے دل نے فتویٰ دیا ، گل بہار سچ بول رہی ہے۔۔

KOH NOVELS - URDU

ڈونٹ سے اگین(دوبارہ نہیں کہیے گا) تین سال بعد۔۔۔

درام خان پلوشہ خان کی طرف بڑھتا اسکے ہاتھوں کو تھامتے ہوئے اپنا سر نفی میں ہلاتے ہوئے بولا۔۔ وہ جب بھی پلوشہ خان سے کشمالا کا پوچھتا تھا، وہ اسے تین سال کا وقت دیتی تھی اور اب تو ساڑھے تین سال ہو چکے تھے اور درام خان کو مر مر کے یہ خبر ملی، اگر آج بھی یہ خبر سچی نہ ہوتی وہ ناجانے کیا کر جاتا۔۔

درام خان کے بے تاب انداز پہ سب نے اپنی مسکراہٹ دبائی۔۔ وہ بے حد بے تابی سے پلوشہ خان کے منہ سے ہاں سننے کا منتظر تھا۔۔ سب نے رشک بھری نظروں سے پلوشہ خان کو دیکھا، جس کی ہونے والی بیٹی کے لئے پہلے سے ہی عاشق تیار بیٹھا تھا۔۔

اٹس ٹرو (یہ سچ ہے)۔۔۔ شی از جسٹ اون دا وے(وہ بس راستے میں ہے)۔۔ انشااللہ!!۔۔ پلوشہ خان اسکے کان کے پاس جھکتی مسکراتے ہوئے سرگوشی میں بولی، اس کا دل کہتا تھا اسکے ہاں بیٹی ہوں گی۔۔

او۔۔۔تھینک گاڈ۔۔۔ درام خان پلوشہ خان کے منہ سے اقرار سنتے ہوئے بے ساختہ اسکے سینے سے لگتا گہری سانس بھرتے ہوئے بولا۔۔۔

ایڈا تو عاشق۔۔۔۔ تھینک گاڈ۔۔۔۔ گل بہار کلس کے اسکی نقل اتارتی سب کو قہقہ لگانے پہ مجبور کر چکی تھی۔۔ گل بہار کے پٹھانی ایسنٹ پہ پنجابی اور انگریزی کے یہ الفاظ کافی جچے تھے۔۔

KOH NOVELS - URDU

مجھے گلے ملو آخر کو ماموں بنایا ہے تم دونوں کو یار ۔۔۔ رایان خان ابھی ابھی مردان خانے میں گیسٹ روم میں آتے ہوئے صوفے پہ بیٹھے، سجاول خان اور عالیان شاہ کی طرف بڑھتا انہیں بازوؤں سے اٹھاتا ہوا بے باکی سے بولا۔۔۔ اس وقت اس کمرے میں صرف ہویلی کے لڑکے موجود تھے۔۔۔ ہمدان اور زوہان خان ہمیشہ کہ طرح چھوٹی موٹی شرارتوں میں مصروف تھے۔۔

ہاں قسطوں پہ بنایا ہے--- عالیان یا سجاول کے بھڑکنے سے پہلے ہی ضرار خان زومعنی انداز میں اسکا توا لگاتے ہوئے صوفے پہ نیم دراز ہو چکا تھا۔ وہ اسکے لیٹ باپ بننے پہ چوٹ کر رہا تھا، جس پہ رایان خان نے اسے گھور کے دیکھا---

اسے چھوڑیں تم دونوں مجھے باپ بننے کی مبارکباد دو اور خود کے ماموں بننے کی وصول کرو--- رایان خان ضرار خان پہ لعنت بھیجتا، پھر سے سجاول خان اور عالیان شاہ کو صوفوں سے اٹھانے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن عالیان شاہ اٹھنے کی بجائے سلگتا ہوا اسکے گھٹنے پہ ٹانگ ثبت کر چکا تھا۔

مبارک ہو تیرے ملک الموت (موت کے فرشتے) تجھے لینے آئے ہیں--- سجاول خان صوفے سے کھڑے ہو کے غراتا ہوا اسے گلے لگنے کی بجائے اسکا گلا دبا چکا تھا۔ وہ جب بھی کمرے سے باہر جا کے اندر داخل ہونے لگتا، ان دونوں کو تقریباً پچھلے تین گھنٹوں سے ماموں بننے کی یونہی مبارکباد دے رہا تھا۔ اب ان دونوں کا اسے پیٹنا بنتا تھا۔ ان تینوں کی اس ایکشن فلم پہ ہمدان خان اور زوہان خان نے زور زور سے تالیاں بجاتے ہوئے انہیں داد دی، جس پہ سب کا قہقہ بے ساختہ تھا۔ جبکہ باپ کے سینے پہ لیٹا چھوٹا سا ارشان خان بھی ہمدان اور زوہان کو دیکھتے تالیاں بجانے لگا، ساحر خان کی گود میں بیٹھا موڈی سا شازل شاہ ان سب کو ایٹیوڈ سے دیکھتا اپنی گولڈن آنکھیں گھما رہا تھا۔ وہ ساحر خان اور اپنے ماں باپ کے علاوہ کسی دوسرے سے فری کم ہی ہوتا تھا۔

ضرار خان اس وقت ایک ہاتھ سے سٹیرنگ کو مضبوطی سے تھامے دوسرے ہاتھ سے ارشان خان کو اپنے سینے میں بھینچے اسکی "بابا" کی پکار سنتا ہوا مسکرائے جا رہا تھا۔ اس کے ساتھ ہی پیسنجر سیٹ پہ بیٹھی ہرا خان مسکراتے ہوئے دونوں باپ بیٹوں کو دیکھ رہی تھی۔ ابھی ضرار خان نے آئیس کریم پارلر سے گاڑی آگے کو بڑھائی ہی، جب اسکی گود میں بیٹھا ارشان خان اچھلا۔۔۔

بابا۔۔و۔۔بابا۔۔ وہ اپنا رخ شیشے کی طرف موڑے اپنی انگلی سے باہر کی طرف اشارہ کرتا چہکتے ہوئے ضرار خان کو پکار رہا تھا۔ ضرار خان نے اپنی گاڑی کو بریک لگاتے ہوئے ارشان خان کے گال پہ نرمی سے اپنے دانت گاڑے۔۔۔

میری جان اتنی سردی میں ہم آئس کریم نہیں کھا رہے۔۔ مورے پھینٹی لگائیں گی تیری۔۔ ضرار خان ارشان خان کا رخ آئس کریم پارلر سے اپنی طرف موڑتا ایک نظر ہرا خان کو دیکھتے ہوئے نفی میں سر ہلاتے بولا۔

بابا ۔وہ۔۔بابا۔۔۔ ارشان خان اسکی بات پہ اپنی ایڑھیاں رگڑ کے ضدی انداز میں بولتا ضرار خان کا چہرہ آئس کریم پارلر کی طرف موڑ رہا تھا۔ ضرار خان نے اسکے انداز پہ اپنی مسکراہٹ دبائی۔۔۔

نہیں ارشان۔۔ ٹھنڈ لگ جائے گی۔ میں ہویلی جا کے اپنے بیٹے کو فرائز بنا کے دوں گا۔ آ جاؤ میرے پاس۔۔۔ ہرا خان ، ارشان خان کو تھام کے خود کی طرف کرتی اپنے پاس بلا رہی تھی۔ لیکن وہ ہنوز باپ کے ساتھ چمٹتا اپنی ہیزل رنگ آنکھوں میں آنسو لئے اپنی ضد پہ اڑھا ہوا تھا۔ وہ جانتا تھا باپ کے علاؤہ اسکی یہ ضد کوئی بھی پوری نہیں کر سکتا تھا ۔

KOH NOVELS - URDU

اچھا بس --- چل رہے ہیں ہم--- ضرار خان اسکی ہیزل آنکھوں میں نمی بھانپ کے اسکی آنکھوں کو پیار سے چومتا اپنے سینے میں بھینچتے ہوئے گاڑی سے نکلا----

ارشان خان اسکے گاڑی سے نکلتے ہوئے خوشی سے چہکتا ہوا اسکے گالوں کے ساتھ اپنے گال جوڑ چکا تھا۔۔ ضرار خان ارشان خان کو اپنے بازوؤں میں اٹھائے آئس کریم پارلر کی طرف بڑھا ہی، جب اردگرد کے سب لوگوں کی نظروں کا مرکز خوبصورت سا ارشان خان بنا۔۔۔ آئس کریم پارلر میں کام کرنے والے ایک ایک شخص کو ارشان خان کی شکل حفظ ہو چکی تھی۔ وہ یہاں روز آتا تھا وہ اتنی سردی میں بھی اتنے مزے سے چہکتے ہوئے آئس کریم کھاتا تھا، سب اسے پیار بھری نظروں سے دیکھنے پہ مجبور ہو جاتے تھے---

تین چاکلیٹ؟ ضرار خان کے کچھ بولنے سے پہلے ہی آئس کریم پارلر کے کاؤنٹر پہ بیٹھے شخص نے آواز لگائی۔ جس پہ ضرار خان کی بجائے ارشان خان نے چہکتے ہوئے زور زور سے ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔ جس پہ وہ مسکرا دیا۔۔

کچھ دیر تک ان کی آئس کریم تیار ہو چکی تھی۔۔ ضرار خان نے دو آئس کریم ارشان خان کے دونوں ہاتھوں میں پکڑاتے ہوئے ایک خود پکڑتے ہوئے اپنے قدم گاڑی کی طرف بڑھائے۔۔

ضرار خان اپنی گاڑی تک پہنچا، جب ارشان خان اپنی ایک آئس کریم نبھیر چکا تھا۔۔ ضرار خان نے گاڑی میں بیٹھتے ہی ایک آئس کریم ہرا خان کی

طرف بڑھاتے ارشان خان کو پھر سے اپنے سینے سے لپٹا کے اپنی گود میں بٹھاتے گاڑی سٹارٹ کی۔۔۔

کیا ضرورت تھی اتنی سردی میں اسکی آئس کریم والی ضد پوری کرنے کی؟؟ اگر بیمار ہو گیا تو؟؟ ہرا خان اپنے ساتھ بیٹھتے ضرار خان کے کندھے پہ مکا جھڑتی تاصف سے سر ہلاتی بول رہی تھی۔۔ جس پہ ضرار خان نے ارشان خان کا رخ دوسری طرف موڑتے ہوئے ہرا خان کے ہونٹوں پہ اپنے لب رکھتے اسے آنکھ ونک کرتے آئس کریم کھانے کا اشارہ کیا تھا۔۔ ہرا خان نے اس اچانک افتاد پہ گھورتے ہوئے اسکی طرف دیکھ کے ارشان خان کی طرف دیکھا، جس کا رخ دوسری طرف تھا۔ وہ مزے سے بار بار "یم یم" کی آوازیں نکالتا آئس کریم کھا رہا تھا۔۔ہرا خان نے خود پہ جھکے ضرار خان کو آنکھیں دکھا کے خود سے دور کرتے ہوئے اپنی آئس کریم کھانی سٹارٹ کی ۔ ۔

بابا۔۔۔کچھ دیر بعد ارشان خان کی پکار پہ ضرار خان نے ہرا خان سے نظریں ہٹاتے ہوئے ارشان کی طرف دیکھا۔۔۔

جی بابا کی جان؟؟ ارشان خان اپنے سٹیرنگ کو مضبوطی سے تھام کے اسکے گال کے ساتھ اپنا گال جوڑتے ہوئے اسے پیار سے جواب دیا۔ جس پہ ارشان خان نے اپنی آئس کریم کی آخری بائٹ ضرار خان کی طرف بڑھائی۔ وہ ہمیشہ اپنی آخری آئس کریم کی آخری بائٹ ضرار خان کو کھلاتا تھا۔۔ ضرار خان کو اسکی یہ عادت بے حد پسند تھی۔ وہ اسے اپنا آخری نوالہ دیتا تھا، جو عموماً کوئی بھی کسی کو نہیں دیتا تھا۔۔ ضرار خان نے اسکے ہاتھ سے آئس کریم کی آخری بائٹ لیتے ہوئے اسے چٹا چٹ چوم ڈالا۔۔۔

پانچ سال بعد:

ان پانچ سالوں میں ہاشم خان، جہانگیر خان اور مراد خان وقفے وقفے سے دل اور فالج کی وجہ سے وفات پا چکے تھے۔۔ خانزادوں میں سے تقریبا سبکی فیملی میں اضافہ ہوا یا ہونے والا تھا۔ عالیان شاہ کی بیوی انابیہ خان پھر سے امید سے تھی۔۔ بہرام خان اپنی چھوٹی سی فیملی کے ساتھ لنڈن سیٹ ہو چکا تھا۔ وہ سب خوش اور مطمئن زندگی گزار رہے تھے۔ لیکن ناجانے کب تک؟ ویسے بھی خانزادوں کو خوشیاں راس ہی کب آئیں تھیں؟؟ نا جانے کونسے طوفان ان کے منتظر تھے؟ اور تھے بھی یا نہیں؟ اسکا فیصلہ تقدیر نے کرنا تھا۔۔!!!

آج ارشان خان کی سالگرہ تھی، جس کی وجہ سے تمام ہویلیوں کے مکین اور عالیان شاہ کی کیوٹ سی فیملی لال ہویلی میں انوائیٹڈ تھی۔۔ ارشان خان آج چھ سال کا ہو چکا تھا، اسکی سالگرہ کا کیک کاٹا جا چکا تھا۔۔ سب بچے کیک کھانے میں مصروف تھے، جب کشمالا کا کیک ختم ہو چکا تھا۔۔ کشمالہ رایان خان کیک کی دیوانی تھی اور اسکی یہ عادت اسکی زرلاشتہ آنی سے ملتی تھی۔۔

بابا تیت تھانا اے(بابا کیک کھانا ہے)۔۔۔ رایان خان کے ساتھ بیٹھی گول مٹول سی چار سالہ بچی اپنی شہد رنگ آنکھوں میں پانی لئے اسکی طرف اپنی خالی پلیٹ کرتی بے حد معصومیت سے بولی۔۔۔ کشمالہ خان کے نقوش پلوشہ خان کی ڈٹو کاپی تھے، البتہ اسکے نقوش میں کچھ ایکسٹرا ہی معصومیت جھلکتی تھی۔۔ وہ پلوشہ خان کی طرح ہی گول مٹول اور صحت مند تھی ۔۔ کشمالہ خان نے اگر کوئی چیز اپنے باپ سے چرائی تھی تو وہ اسکے شہد رنگ بال اور اسکے شہد رنگ آنکھیں تھیں۔۔ چار سالہ کشمالہ خان کے شہد رنگ بال لمبے گھنے اور بے حد خوبصورت تھے جو اس وقت کھلے ہوئے سب کی نظروں کا مرکز بنے ہوئے تھے۔۔

بابا کی جان کیک تو ختم ہو چکا ہے۔۔ میں ابھی اپنی پرنسس کے لئے منگوا دیتا ہوں۔۔ ڈونٹ وری ۔۔۔ رایان خان اپنی لاڈلی کو سینے سے لگاتا اسکا ماتھا چومتے ہوئے پیار سے بولا ۔۔

مالا میرا کیک لے لو۔۔۔ساڑھے ساتھ سالہ زوہان خان اور ہمدان خان یک زبان ہوتے ہوئے بولے۔ جس پہ درام خان کے ساتھ ساتھ سب نے چونکتے ہوئے، ان کی طرف دیکھا۔۔ جو اپنے اپنے کیک کی پلیٹ کشمالا خان کی طرف بڑھا رہے تھے۔۔۔ تیرہ سالہ درام خان نے اپنی کرسٹل گرے آنکھوں میں بے تحاشہ سرخی لئے ان دونوں کے ساتھ ساتھ کشمالہ خان کی طرف دیکھا، جو ان دونوں کی پلیٹس کی طرف اپنے ہاتھ بڑھا رہی تھی۔۔

سٹاپ اٹ۔۔۔ درام خان اپنی کرسی سے کھڑے ہوتے ہوئے ہمدان خان اور زوہان خان کی طرف دیکھتے سختی سے بولا۔۔۔ اب سب کی نظروں کا مرکز اونچا لمبا سا درام خان تھا۔۔ درام خان تیرہ سال کی عمر میں ہی اچھا خاصہ قد کاٹھ نکال چکا تھا اور اس پہ تضاد چہرے کی سنجیدگی کی وجہ سے وہ اپنی عمر سے کافی بڑا دکھتا تھا۔۔

مالا یہ لو آپ میرا کیک کھا لو۔۔۔

KOH NOVELS - URDU

نہیں مالا میرا کھا لو۔۔ میں نے ایک بائٹ بھی نہیں لی۔۔۔۔

ہمدان خان اور زوہان خان درام خان کو سرے سے اگنور کرتے سنجیدگی سے کشمالہ خان کی طرف پھر سے اپنا کیک بڑھا چکے تھے۔۔ ابھی کشمالہ خان معصومیت سے درام خان کو اجازت بھری نگاہوں سے دیکھ ہی رہی

تھی، جب زوہان خان اور ہمدان خان اپنی اپنی کیک کی پلیٹس کشمالہ خان کی گود میں رکھتے ہوئے درام خان کا میٹر شارٹ کر چکے تھے۔۔

آئی سیڈ سٹاپ اٹ۔۔۔ درام خان ایک جست میں کشمالہ خان کی طرف بڑھتا اسکی گود سے کیک کی دونوں پلیٹس اٹھا کے زور سے زمین پہ پھینکتا غرایا، کہاں برداشت تھا کوئی اسکی کشمالہ پہ ایک نظر بھی ڈالے کجا کے اسکا درام خان کی پلیٹ کے علاوہ کسی کا کیک کھانا۔۔ درام خان کی دھاڑ اور اسکے یوں پلیٹیں پھینکنے پہ کشمالہ خان چیختی ہوئی اپنے باپ کے سینے میں چھپ چکی تھی۔۔

خبردار جو تم دونوں نے آج کے بعد کشمالہ خان کو مالا بولا!! ۔۔۔ درام خان ہمدان اور زوہان کو دیکھتے ہوئے غصے سے غرایا۔۔۔ جس پہ فارس خان اور ساحر خان نے چائے کو سوٹا لگا کے پیتے ہوئے اطمینان سے اپنے بیٹوں کی صفائی ہوتے ہوئے دیکھی۔۔۔ یہ تقریباً ہر ویک اینڈ پہ ہوتا تھا ۔۔

مالا میں آپ کو نیا کیک منگوا دوں گا۔۔ کیونکہ یہ "آپ کے درام لالہ" گرا چکے ہیں۔۔ زوہان خان ، درام خان کو چیلنجنگ نگاہوں سے دیکھتا کشمالہ خان کو پھر سے مالا بولتے ہوئے اسے سے باقاعدہ مخاطب ہو ا تھا اور اس دوران وہ بے حد سمجھداری سے درام کو کشمالہ کا لالہ بنا چکا تھا۔۔ رایان خان نے بے بسی سے غصے سے بپھرے درام خان اور سنجیدہ سے زوہان خان کی طرف دیکھا۔۔۔

یو۔۔۔ ابھی درام خان غصے سے مزید دھاڑتا، جب داور خان نے اسکی بات کاٹی۔۔۔

خان!!!--- داور خان نے تنبیہ انداز میں درام خان کو پکارا، جو ہمدان اور زوہان کے ساتھ ساتھ کشمالہ کو بھی غصے سے گھور رہا تھا۔

آنی جان۔ مالا کا دوپٹا لے کے آئیں--- ۔درام خان باپ کے تنبیہ کرنے پہ زوہان خان کو بے حد ضبط سے بخشتا ہوا۔ پلوشہ خان سے مخاطب ہوا تھا، جو گڑبڑاتے ہوئے صوفے سے اٹھتی اپنے کمرے کی طرف بڑھی--- درام خان کی پوزسیسونس پہ سب کو بے ساختہ کھانسنے کا دوڑا پڑا--- بیا خان تو اسکے سب کے سامنے سینا تان کے کشمالہ کے لئے اتنا پوزسیسوو ہونے پہ شرمندہ سی ہو رہی تھی۔۔ وہ ہمیشہ ایسے ہی کرتا تھا۔

پلوشہ خان نے کشمالہ کا ایک چھوٹا سا سٹالر لاتے ہوئے درام خان کو پکڑایا--- یہ تمام سٹالر کشمالہ خان کو درام خان ہی آئے روز گفٹ کرتا تھا۔

اسے سٹالر پہنائیں --- درام خان خود پہ رایان خان کی گوریوں کی پروا کیے بغیر اسے کشمالہ کا سٹالر پکڑاتا سنجیدگی سے بولا---

بابا جان مذے نہی تینا سالر--- جے بال بال میلے منہ تے ادھے آتا اے---(بابا جان مجھے نہیں لینا سٹالر۔۔ یہ بار بار میرے منہ کے آگے آ جاتا ہے---)رایان خان کے کچھ بولنے سے پہلے ہی کشمالہ خان باپ کے سینے میں مزید گھستی اس سٹالر نامی بلا کو دیکھتے ہوئے معصومیت سے منہ بنا کے بولی---

سن لیا تم نے میری پرنسس کو نہیں لینا سٹالر ۔۔ جب اسکی مرضی ہو گی وہ لے لے گی ۔۔ رایان خان اپنی بیٹی کا سر تھپکتا ہوا درام خان کو دیکھتے ہوئے لب کاٹتے ہوئے بولا--- درام خان جس کا کشمالہ کے انکار پہ پہلے ہی میٹر

KOH NOVELS - URDU

شارٹ ہو چکا تھا ، رایان خان کے یوں اسکی طرف داری کرنے پہ اسکا پورا وجود کسی بھٹی کی مانند سلگا۔۔

درام خان نے ایک دم سے جھکتے ہوئے رایان خان کے حصار میں بیٹھی چھوٹی سی کشمالا خان کو اپنے بازوؤں میں اٹھاتے ہوئے اپنے قدم ڈائینگ روم سے باہر بڑھائے۔۔۔ سعد خان اور ضرار خان جو کب سے درام خان کے سرخ چہرے پہ اپنی مسکراہٹ دبا رہے تھے۔ اسکی اس حرکت پہ ان کا دلکش قہقہ بلند ہوا، جب کہ ہمدان خان اور زوہان خان نے مٹھیاں بھینچتے ہوئے درام خان کی پشت کو گھورا۔۔۔

درام۔ٹڈے۔۔آئی ول کل یو۔۔۔ اگر تم نے میری بیٹی کو اس سٹالر کا جھل ڈالا تو!! ڈائینگ روم میں بیٹھا رایان خان اس اچانک افتاد پہ درام خان کی پشت کو گھورتا ہوا غصے سے غرایا۔۔۔ درام خان اسکی دھاڑ سرے سے نظر انداز کرتا ہوا لاؤنج کی طرف بڑھا ۔۔۔

درام خان لاؤنج کے صوفے کی طرف آتا کشمالہ خان کو نرمی سے صوفے پہ بٹھاتا خود گھٹنوں کے بل نیچے زمین پہ اسکے مقابل بیٹھا۔۔ درام خان اپنے ہاتھ میں پکڑا سٹالر کشمالہ خان کے سر پہ دینے ہی والا تھا جب اس نے اپنا سر پیچھے کرتے ہوئے منہ بنایا۔۔

رام ۔۔ مذے نہی پیننا۔۔ جے میلے مو تے آدھے آتا اے۔۔(رام ۔۔۔ مجھے نہیں پہننا ۔۔۔ یہ میری منہ کے آگے آتا ہے۔۔) کشمالہ خان روہانسے انداز میں بے حد معصومیت سے بولتی اپنا سر پیچھے کی طرف کیے جا رہی تھی۔۔

KOH NOVELS URDU

مالا!!! درام خان نے اسکا بازو نرمی سے اپنے ہاتھ کی گرفت میں لیتے ہوئے اسے سرد انداز میں پکارا، جس پہ کشمالہ خان نے اپنی شہد رنگ آنکھوں میں پانی لئے اسکی طرف دیکھا۔۔ وہ درام خان کی لاڈلی تھی، اسکی ذرا سی سختی اور غصے پہ کشمالہ خان کی آنکھیں خود بخود نم ہو جاتی تھیں ۔۔

مالا اچھی بچی ہے نا؟؟ درام خان اسکی آنکھوں کی نمی بھانپتا اسکی طرف دیکھتے ہوئے پیار سے استفسار کر رہا تھا، جس پہ کشمالہ خان نے زور زور سے ہاں میں سر ہلایا۔۔

لیکن اچھی بچیاں تو ہر وقت بال نہیں کھولتی اور وہ تو سٹالر لے کے رکھتی ہیں۔۔ پھر مالا اچھی بچی کیسے ہو سکتی ہے؟؟ درام خان اسکے لمبے سلکی بال اپنے ہاتھوں سے سمیٹتا ہوا اسے نرمی سے سمجھا رہا تھا۔۔۔

نہی رام نے اتھی بتی او۔۔۔ مذے سالر لینا اے۔۔۔(نہیں درام میں اچھی بچی ہوں۔۔۔ مجھے سٹالر لینا ہے) کشمالہ خان تڑپتی ہوئی بے حد معصومیت سے بولی۔۔ وہ کبھی بھی اچھی بچی بننے کا موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتی تھی ۔۔ درام خان نے اسکے انداز پہ مسکراتے ہوئے اسکے سر پہ سٹالر پہنایا۔۔۔ واحد کشمالہ خان تھی جس کا "رام" کہنا درام خان کو برا نہیں لگتا تھا۔ البتہ اسکا لالہ کہنا درام خان کو جلتے توے پہ بٹھا جاتا تھا، اسکی خود کو لالہ کہنے کی عادت درام خان نے کافی مشکلوں سے چھڑوائی تھی۔۔ وہ زوہان خان کے کہنے پہ کبھی کبھار درام کو لالہ بول دیا کرتی تھی، جس پہ درام خان اپنی مٹھیاں بھینچ کے رہ جاتا۔۔

رام۔۔مے اتی بتی اوں نا؟؟ ۔۔۔ (رام میں اچھی بچی ہوں نا؟؟) کشمالہ خان معصومیت سے لبریز لہجے میں درام خان کے گال پہ اپنے لب رکھتی استفسار کر رہی تھی۔۔ اسکے یوں اچانک لمس پہ درام خان نے چونکتے ہوئے کشمالہ

خان کو دیکھا ۔۔ درام خان کے دل کی دھڑکنیں بے ساختہ بے ترتیب ہوئی ۔۔ نظریں بے ساختہ اسکے معصوم سے نقوش پہ اٹھی، جن سے درام خان نے نظریں چراتے ہوئے اسکا چھوٹا سا ہاتھ تھاما۔۔

یس مالا اچھی بچی ہے۔۔ اور اگر مالا آج کے بعد کسی کو بھی ایسے کس نہیں کرے گی تو وہ زیادہ اچھی بچی ہو گی۔۔۔ درام خان اسکے ہاتھوں پہ اپنے لب رکھتا اسے نرمی سے سمجھا رہا تھا۔۔ کشمالہ خان اپنی بڑی بڑی شہد رنگ آنکھوں کو پھیلائے غور سے اسکی بات سن رہی تھی۔۔

رام کو بھی نہیں؟ ۔۔۔ کشمالہ خان نے منہ بسورتے ہوئے پتے کا سوال پوچھا تھا کہ کیا وہ اپنے رام کو بھی کس نہیں کر سکتی تھی؟؟ اگر ایسا تھا تو اسے مزید اچھی بچی بننے میں کوئی انٹرسٹ نہیں تھا۔۔ درام خان نے اسکے سوال پہ اپنا نچلہ گلابی لب دانتوں میں دبایا تھا۔۔ وہ اسے جواب دینے کی بجائے اپنی جیب سے چاکلیٹ نکال کے اسکے ہاتھوں میں پکڑاتا ہوا اسے لاؤنج سے اٹھا کے پھر سے ڈایننگ روم کی طرف بڑھ چکا تھا۔۔ درام خان کے پاس اسکی بات کا کوئی جواب نہیں تھا ، وہ درام خان کے ہاتھوں سے چاکلیٹ تھام کے بے حد خوشی سے کلیپنگ کرتی درام خان کے گال پہ پھر سے لب رکھتی اسکی دھڑکنیں مزید بے ترتیب کر چکی تھی۔۔ ڈایننگ روم سے کشمالہ کی یہ حرکت دیکھتے ہوئے سب نے اپنی آنکھیں پھیلائی، جبکہ درام خان نے تھوک نگلتے ہوئے اپنی کرسٹل گرے آنکھوں سے اپنی معصوم سی مالا کو دیکھا۔ جو دو منٹ میں اسکی دھڑکنیں دو سو کی سپیڈ پہ بھگا چکی تھی۔۔۔

ابھی رایان خان کشمالہ اور درام کی طرف متوجہ ہوا ہی، جب اسکا فون رنگ ہوا۔۔ رایان خان نے پرائیویٹ نمبر دیکھتے ہوئے آئیبرو اچکاتے ہوئے کان کو لگایا۔۔ ابھی رایان خان نے ہیلو بھی نہیں بولا، جب دوسری طرف موجود کیف خان کا پیغام سنتے ہوئے رایان خان نے اپنی شہد رنگ آنکھیں پھیلائی۔۔

KUH NOVELS URDU

ختم شد...